۱

تعداد صفحات کتاب ہذا دربار آصف

گلزار اول	-	۲۶۰
گلزار دوم	۴ -	۲۴۴
گلزار سوم	۲ -	۱۰۰
گلزار چہارم	-	۳۲۰
گلزار پنجم	۴ -	۱۲۰
کار آمد و مفید معلومات		۴۰
دیسی ریاستیں		۱۴۴

صفحہ ۱۵۵ سے ۱۶۰ ندارد

۱۰

جملہ تعداد صفحات کتاب ہذا - ۱۲۲۸

مقدمہ

ہند و دکن کا فرق اور ان کا وجہ تسمیہ

کوہ بندھیاچل سے جو گجرات کے شمال مغرب سے مشرق کو کٹک تک چلا گیا ہے برِ اعظم ہند دو
حصے کہ تماماً جنوباً و شمالاً ہو جاتے ہیں۔ ایک شمالی ہند دوسرا جنوبی ہند۔ اسکے شمالی ملک کو
ہندوستان خاص اور جنوبی کو دکن کہتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ اس ملک کا نام جو دکن ہوا ہے وہ لفظ دنڈک سے مشتق
ہے جس کے معنی جنگل کے ہیں اور جس میں راجہ رامچندر نے بن باس لیا تھا۔ مگر یہ خیال نہایت
بعید ہے۔ یہ دکن کا لفظ سنسکرت کے لفظ دکشن کا بگڑا ہوا ہے جو جنوب کے معنی میں ہے اور
بالکل صحیح ہے۔

غرض کہ مسلمانوں کے زمانہ میں ہندوستان خاص اور دکن کی مصنوعی حد فاصل
دریائے نربدا تھا۔ مگر چونکہ قوموں کی قدرتی تفریق پہاڑوں سے ہوا کرتی ہے اسلئے ہمنے بندھیاچل
ہی کو حد فاصل مانا ہے۔ بنگالہ جو بندھیاچل کے مشرق کو ہے اور گجرات جو اسکے مغرب میں ہے
شمالی ہند میں داخل سمجھے جاتے ہیں یا جنوبی ہند میں۔ یہ دونوں حصے جدا ہی ہیں۔

شمالی ہند کی قدرتی تقسیم

ہندوستان خاص اون اضلاع کا نام ہے جن میں دریاے گنگا اور سندھ بہتے ہین اور اسمین
دریاے سندھ کے قریب کا ریگستان اور وسط ہند کا ایک حصہ بھی داخل ہے۔ دریاے سندھ
کے قریب کا مقام پنجاب دریاے جھیلم کے مشرق تک نہایت زرخیز اور دلکشا ہے اور جھیلم
کے مغرب میں ناہموار ہے اور جہان پانچون دریا ملتے ہین۔ اور اونکی دھارا ایک جو کہ پہاڑون
دریاؤن کے بیچ کے میدان مین بہتی ہے اور یہی پانچ ہے جسقدر زمین سیراب ہوتی ہے
وہ قدرتی حصہ وہی میدان کا سرسبز ہے اور جب یہ دھار دریاے سندھ کی بجھ کر قریب سمندر کے
پہونچتی ہے تو اسکی کئی دھارین ہوجاتی ہین اور اون سے ایک وسیع قطعہ زمین کا ایک
مثلث کی صورت بنجاتا ہے۔ جو نہایت زرخیز ہے۔ وہ تمام میدان جسمین گنگا بہتی ہے باوجود
اسکے کہ جن ندیون سے وہ تمام سیراب ہوتا ہے۔ اون کا مخرج اکثر کوہستان ہمالیہ مین بھی
ہے۔ اور اول … میدان کی زمین سری بھلی اور نمون طرح کی ہے جو نہایت وسیع اور زرخیز
اور آباد ہے۔ یہی سرزمین اون لوگون کی بود وباش کا مقام ہے۔ جو ہندوستان کی تاریخ
مین اول … رکھتے ہین۔ اب بھی ہندوستان کے اور حصون سے یہانکے باشندے
علم و تہذیب مین بڑھے ہوئے ہین۔ اور اس ملک کے موقع وسطی اور آب وہوا کے لحاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہندوستان مین یہ بڑھکر ہی رہین گے۔ اراولی پہاڑ کا سلسلہ
مغربی ریگستان اور وسط ہند کے بیچ مین حد فاصل ہے۔ اور بندھیاچل کے مغربی سرے
گجرات کے حد پر ملتا ہے۔ اور اجمیر سے آگے دہلی کے جانب پھیلتا چلا گیا ہے۔ یہہ مغربی
ریگستان ایک ریتیلی … ہے۔ اس کے جنوب و مشرق میں جودھپور کا زرخیز قطعہ ہے۔ باقی

وس کا تمام حصہ ریت ہی ریت ہے۔ اور کوہ اراولی اور دریائے سندھ کے بیچ میں شمال کو ستلج تک اور جنوب میں سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں کہیں کہیں زرخیز قطعات بھی ہیں۔ جن میں سب سے بڑا قطعہ جیسلمیر کا ہے اور ایک چھوٹا حصہ کچھ ریگستان اور کچھ سمندر کے درمیان ہے جو ملک سندھ اور گجرات کے [illegible] ایک قسم کا پل اور رہگذر ہے۔ وسط ہند ان چاروں قطعوں [illegible] سے بہت چھوٹا ہے۔ اور [illegible] اس کی ناہمواری [illegible] فیٹ [illegible] سطح سمندر سے بلند ہے اس کے جنوب میں کوہستان اودی [illegible] جنوب میں بندھیاچل اور شرق میں [illegible] کی پہاڑیوں کا سلسلہ ہے۔ شمال مشرقی کونے حصہ کی زمین ڈھلوان ہو کر ان قطعات میں زمین سے ملا ہوا [illegible] ہے [illegible] یہ زمین بھی زرخیز ہے۔

ہند کا وجہ تسمیہ

جس طرح دریائے جیحون کے مشرقی ملک کو عربوں نے ماوراء النہر کہا۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ دریائے سندھ کے پار جو ممالک تھے۔ اون کو سندھ یا ہند خطاب دیا جو عجمی تصرف سے ہندوستان ہو گیا ورنہ سنسکرت میں جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے ہند یا ہندوستان نہیں ہے۔ عربوں کی چڑھائی سے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک نام بھارت ورش تھا جس کے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو دکھن ناتھ کہتے تھے۔ مسلمان مورخوں نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا ہے۔ یورپ والوں نے اس زمانہ میں ہند کو انڈیا کر دیا اور دکن کو اپنے تلفظ میں ڈکن کہنے لگے۔

وسعت و رقبہ

مملکت ہندوستان کل یورپ سے اگر روس خارج کردیا جاوے تو بڑی ہے۔ بلاشمولیت بلوچستان
کے (جسکا رقبہ ۱۳۲۰۰۰ مربع میل ہے) اور جو کہ ہندوستان کے ایک حد تک ماتحت یا اوس کا
باجگذار ہے۔ ہندوستان ۸ سے لیکر ۳۶ درجہ عرض بلد شمالی اور ۶۷ سے (۱۰۰) درجہ طول
بلد شرقی پر بمقام گرینچ سے ہے۔ مرکز اوس کا دارالخلافت کلکتہ ۸۸ درجہ مشرقی طول بلد پر واقع
ہے برہما شمالی برہما کا رقبہ ۲۴۴۳۰۰ مربع میل ہے۔ ماتحت ریاستہائے نیپال کا رقبہ تخمیناً
۵۴۰۰۰ مربع میل ہے۔ اس مجموعہ کو کشمیر کے رقبہ ۸۰۹۰۰ مربع میل اور بھوٹان کے رقبہ ۲۰۰۰۰
مربع میل اور سکم کے رقبہ ۲۸۱۸ مربع میل میں شامل کر لیا جاوے تو کل ہندوستان کا رقبہ
مع باجگذار ریاستوں کے قریب ۱۸۰۰۰۰۰ مربع میل کے ہو جاتا ہے جس میں سے ۶۷۹۵۹۵ مربع
میل زیر حکومت ریاستہائے دیسی اور باقی ماتحت سلطنت انگلشیہ ہے۔

آبادی ہندوستان

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آبادی ۲۹۴۲۹۰۰۰ ہے جو
سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری ۲۰۲۳۱۷۰۰۰ کے مقابلہ میں بقدر پون کروڑ کے زیادہ ہے۔ مگر
یہ زیادتی چونکہ دس سال کے عرصہ میں ہوئی ہے اس لئے اسکی سالانہ اوسط گذشتہ مردم شماری کے
اوسط سے بدرجہا کم ہے ۲۹۴۲۹۰۰۰ آدمیوں میں ۲۳۱۰۸۷۰۰۰ آدمی برٹش علاقہ میں رہتے
ہیں اور باقی ۶۳۱۱۸۰۰۰ شخص ریاستوں میں آباد ہیں آبادی کے لحاظ سے سب صوبوں میں
اول درجہ پر صوبہ بنگال ہے۔ دوسرے درجہ پر صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ۔ تیسرے درجہ پر صوبہ بمبئی
چوتھے درجہ پر پنجاب۔ اور پانچویں درجہ پر صوبہ مدراس ہے۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار
کرتے وقت اس میں برہما۔ آسام۔ اور انڈمین بھی شامل کر لئے جاتے ہیں۔ مگر لنکا بلحاظ آبادی و

صوبہ برہما اوس قطعہ کے جو پہلے خودمختار تھا اور اب اپر برہما کہلاتا ہے۔ اور جو ۱۸۸۶ء کی ابتدا مین
ایشیائی مقبوضات انگریزی سے ملحق کیا گیا تھا۔ خلیج بنگالہ کے مشرق مین واقع ہے اور جزیرہ
نمائے ہندوستان کا کوئی حصہ نہین ہے۔ لہذا اس صوبہ کو علیحدہ کرکے ہم بغرض تسہیل جغرافیہ
ان تین حصص مین تقسیم کرتے ہین۔ طبقہ ہمالیہ شمالی دریائی سطحات اور جنوبی قطعات مرتفع انمین
سے پہلے مین ہمالیہ کے سلسلہ کوہ اور اون کے جنوبی متعلقات شامل ہین۔ چونکہ یہ طبقہ علاقہ
سرکار انگلشیہ سے علیحدہ ہے۔ لہذا اسی ہندوستان کی قدرتی شمالی سرحد ہی سمجھنا چاہیئے
کہ اس مین دو سلسلہ کوہ ہین۔ جو شمالی مغرب سے جنوبی مشرق تک چلے گئے ہین اور اسکے بیچ
ایک سلسلہ کوہ و در تنگ وادیون کا چلا گیا ہے۔ جنوبی سلسلہ جو ترائی کے جنگل سے بلند ہونا
شروع ہوتا ہے۔ جو گنگا کے شمال مین اور اسکے منبع کے متوازی ہے۔ بیس ہزار فیٹ کی بلندی
تک سطح سمندر سے ہے۔ اور جس مین تین بلند چوٹیان ہین۔ یعنے مونٹ ایورسٹ ۲۹۰۰۲
فیٹ بلند کینچن چنگا ۲۸۱۷۶ فیٹ بلند اور دھول گری ۲۷۰۰۰ فیٹ سے زاید بلند ہے
ہمالیہ صرف ایک محافظ فصیل ہی نہین ہے۔ بلکہ اس کے نیچے جو منطقہ حارہ کے
قطعات ہین ان کے واسطے پانی کا ذخیرہ ہے۔ اور اون قطعات کو سیراب کرتا ہے۔ ہمالیہ
کے اطراف ایک قابل تعریف یکسان حالت کرہ ارض کی قدرتی مختلف اقسام کی ظاہر
کرتے ہین یعنے جون جون نیچے سے انسان اوپر چڑہتا ہے۔ اوس کو منطقہ حارہ۔ منطقہ معتدلہ
اور منطقہ بارده بتدریج ملتے ہین۔ ہمالیہ کے پیداوار نباتات مین درخت خرما کے مختلف اقسام
انگور کے درخت بکثرت۔ ناشپاتی۔ جو۔ لوبیا۔ اور بہت سے خانگی استعمال کی ترکاریان مین
تجارت کے لئے اس قطعہ مین چاول۔ کوئلہ۔ جو۔ لوبیا۔ اور شہد بہت افراط سے پیدا ہوتا ہے۔
پھل پھول کے طرح چوپاؤن و چرند پرند کی بھی مختلف اقسام ہین۔ اور جانورون مین سے

کوہستانی مثلث کو مشرقی اور مغربی گھاٹ مکمل کرتے ہین۔ چونکہ مغربی گھاٹ ساحل سمندر کے
قریب واقع ہے اور دریا کے واسطے کوئی راستہ نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ ساحل مالابار پر دریائے
تاپتی کے جنوب مین ہمکو کوئی ندی نہین ملتی تمام دریا جو بکثرت اور بڑے عظیم ہین۔ مشرق کی
طرف بہتے ہین اور مشرقی گھاٹ کے درون وغیرہ مین سے گرتے ہوے خلیج بنگال مین اگرتے
ہین۔ چار بڑے دریا یہ ہین۔ جنوب کے طرف مہانڈی ۵۲۰ میل طول۔ گوداوری ۹۰۰ میل طول
کشنا ۸۰۰ میل طول۔ اور کاویری ۴۷۲ میل طول۔ شمال مغرب کے آخر مین بہی اور بندہیاچل کے
جنوب مین اور اون کے متوازی۔ مگر گھاٹ مغربی کے شمال مین ہمکو نربدا۔ اور تاپتی ملتے ہین۔
جو مغرب کی طرف بہتے ہین۔ ست پڑا ان دونون کے عین بیچ مین واقع ہے۔ جنوبی
ہندوستان کے جغرافیۂ طبعی مین اس کی تواریخ کا بہت کچھ حصہ ہے۔ جنوب مغربی ساحل
جو پہاڑون سے بندہے اپنی بالکل ابتدائی حالت مین ہے۔ اور بہت ہی کم ڈہلوان ہے۔
جنوب مشرقی سمت بہت کشادہ اور زیادہ تر قابل آمد و رفت ہے۔ اور اسی وجہ سے تجارت
تہذیب اور شایستگی کا بہت اثر پڑا ہے۔ ان طبقات کے کوہستانی سطحات اور خصوصاً مغربی
گھاٹ اب تک منطقۂ حارہ کے جنگلی درختون سے ڈہپنے ہوے ہین۔ آبنوس۔ ٹالی۔ یا شیشم
انڈین ہوگنی بکثرت ہین۔ اور یہی حال بانس صندل وغیرہ درختون کا ہے۔ کافی کی کاشت
بہت عمدہ ہوتی ہے اور چاء اور سنکونا (وہ درخت جس سے کونین بنتی ہے) پیدا ہونے لگے
ہین۔ ہاتھی۔ چیتا۔ جنگلی بہینسا۔ ہرن۔ بہیڑیا۔ اور بہت سے چہوٹے شکاری جانورون سے
شکاریون کو بہت کچھ شغل ملجاتا ہے۔ وادیون اور سطحات مرتفع مین بہت سی فصلین بکثرت
پیدا ہوتی ہین۔ جنوبی سطح مرتفع سے پچھلے ایام مین بہت کچھ پیدا وار معہ سونے کے حاصل
ہوئی ہے اور اب وہ چیزین نکالی جاتی ہین۔ وہ زیادہ تر جونہ۔ کوئلہ۔ اور لوہا ہین بعض جگہ کی

. وزن پر بھی میسورین کامیابی سے کام ہوتا ہے۔

ہندوستان کی انتظامی تقسیم

ہندوستان مین تین طرح کی سلطنتین ہین (۱) سلطنت انگلشیہ (۲) ہندوستانی ریاستین (۳) غیر ملکون کی عملداریان۔

(۱) اس عظیم الشان سلطنت کا ۳/۲ حصہ تخت برطانیہ کے براہ راست زیر حکومت ہے۔ اور بغرض انتظام (۸) صوبون پر منقسم ہے۔ بنگال۔ ممالک متحدہ آگرہ و آودہ۔ دلسکے قبل اسکا نام ممالک مغربی و شمالی و اوده تھا) پنجاب۔ ممالک متوسط۔ برہما۔ آسام۔ مدراس۔ اور بمبئی۔ ہر ایک صوبہ ایک گورنر کے زیر حکومت ہے مگر سب نائب السلطنت (وایسرائے) گورنر جنرل بہادر ہند کے زیر فرمان ہین۔ اور وایسرائے بہادر سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا وزیر ہند کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو ایک کونسل کی امداد سے کام کرتا ہے جسمین ۱۵ ممبر ہوتے ہین۔ اس کونسل کا نام انڈیا کونسل ہے۔ اور ولایت (لنڈن) مین قایم ہے۔ اور یہ بجائے اسٹیٹ انڈیا کمپنی اور بورڈ آف کنٹرول کے ہے۔ ۱۹۰۸ء کے ایک قانون کی رو سے سکرٹری آف اسٹیٹ کو اجازت ہے۔ کہ پانچ جگہ کونسل مین خالی رکھے۔ فی الحال کونسل مین ۱۳ ممبر ہین۔ شاہی توضیع قوانین۔ طرز حکومت سپریم گورنمنٹ کے صیغون وغیرہ کی تفصیل و جوڈیشل و انتظامی وغیرہ کی صراحت آیندہ بہ تفصیل حسب موقع درج کیجائے گی۔

(۲) ہندوستانی ریاستین دو قسم کی ہین۔ ایک تو باجگذار جن کے حکمران گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایۂ حمایت ہین۔ دوسری خود مختار جنکے فرمانروا باختیار خود حکومت کرتے ہین۔ یعنے باقی ۳/۱ دیسی ریاستون کے زیادہ تر ماتحت ہین۔ اور یہ دیسی رئیس سوائے نیپال اور بھوٹان کے جو شمال مین واقع ہین سب شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت اور فرمانروائی کو تسلیم کرتے ہین۔

(۳) غیر ملکون کی عملداریان وہ ہین جو فرانس اور پرتگال کے زیر حکومت ہین۔

نوٹ - ہم نے ہندوستان کا رقبہ آبادی حدود اور انتظامی تقسیم وغیرہ جو بتلائی ہے وہ موجودہ حالت کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ سابقہ حالت اب باقی نہین رہی ہے۔ پس ایسی صورت مین اوسکا بتلانا بے ضرورت و غیر مفید تھا۔

گل اول

زمانہ ہنود

لفظ ہنود کا ماخذ اور اوسکی تحقیق

یہ ایک عجیب بات ہے کہ وید سمرتی ورشن وغیرہ اہل ہنود کی قدیم سنسکرت کی کتابون مین لفظ ہندو نہین ملتا ہے۔ لیکن اہل فارس کی قدیم دینی کتاب ژند آواسطہ مین ہندو نام ایک لفظ پایا جاتا ہے۔ جسکو قدیم فارسی محرز طی حروف کے کتبون مین ہیدوس کہا گیا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ہندو ژند زبان کا ہے۔ اور اہل ہنود کو یہ لقب پہلے فارسیون سے اور بعدازان اور قومون سے حاصل ہوا۔

سلپت ہند ہوا اور ہیپت ہندو

رگوید مین کئی جگہ سپتہ سندھو کا بیان آیا ہے۔ سپتہ کے معنی سات اور سندھو کے معنی دریا کے ہین
پس سپتہ سندھو سے سات دریا مراد ہین۔ ژند اوستا مین بیان ہے کہ (اہورمزد) یعنے ہرمزد نے ابتدا
مین سولہ سرزمین پیدا کین۔ جنمین سے ایک کا نام ہپتہ ہندو تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت
سپتہ سندھو اور ژند ہپتہ ہندو ایک ہی لفظ ہے۔ صرف زبان کے قاعدے کے مطابق حرف
س ھ سے بدل گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہ وہ سرزمین تھی جس مین سات دریا بہتے تھے۔ اس
ہپتہ ہندو زمین کے باشندونکو ہندو یعنے دریا والی زمین کے رہنے والے نام دیا گیا۔ بعض
عالم گمان کرتے ہین کہ ہندو لفظ کے اصلی معنی سیاہ ہین۔ اور ہندو سے کالا آدمی مراد ہے۔ انکے
خیال کے مطابق اہل فارس نے بہ سبب دشمنی کے اونکو یہ لقب دیا۔ پر اس لفظ کے استعمال پر بغور
سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ سنسکرت لفظ سندھو اکثر سمندر کے
واسطے استعمال ہوتا ہے۔ زمانۂ حال مین سمندر کا اک عام لقب کالا پانی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے
کہ سندھو یا ہندو لفظ کے پہلے معنی سیاہ تو تھے۔ پر لعبد ازان پانی کے رنگ کے لحاظ سے سمندر
یا دریا کے واسطے مین استعمال ہوا اور آخر کار سات دریا والی زمین کے رہنے والون کو بھی دیا گیا۔
اکثر علما یہ گمان کرتے ہین کہ ان سات دریاؤن سے دریاے سندھ سرسوتی اور پنجاب کے پانچ
دریا مراد ہین اور انہین دریاؤن کے کنارے پر اہل ہنود کے اجداد پہلے آباد ہوے۔ یونانیون نے
اہل ہنود کو انڈوئی لقب سے ملقب کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے یہ لفظ اہل فارس سے سیکھا۔

ہندوستان کی حالت قدیم

ہندوستان مین ابتدا گویدون کا زمانہ مانا گیا ہے۔ ہندؤن مین وید کو انادی اور ایور رشیہ اور
پرم آتما کے سانس سے پیدا ہونا مانا گیا ہے۔ نہ کہ انسان کی تصنیف یورپ کے علما پہلے

وید دو ہزار سو برس یا چودہ سو سال مسیح کے قبل کا بتلاتے تھے۔ پھر پروفیسر جے کوبی صاحب نے نجوم اور موسموں کے واقع ہونے سے حساب لگا کر یہ تحقیق کیا کہ وید مسیح سے چار ہزار سال قبل نازل ہوئے مگر اس بات میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ دنیا کے تمام علموں میں وید سب سے پرانا ہے۔

ویدوں میں رگوید سب سے پہلا ہے۔ یجر اور سام کے بہت سے منتر اس سے ہی لئے گئے ہیں اور منوجی وغیرہ نے بھی صرف تین ویدوں کو مستند مانا ہے۔ ہندوؤں کا ہمیشہ سے یہی یقین چلا آیا ہے کہ جیسے دنیا کا آغاز نہیں ہے۔ اوسیطرح ویدوں کی بھی ابتدا نہیں ہے اور جو جو کرم جس جس متنفس کے پہلی سرشٹی میں تھے۔ وہ ہی کرم اوس متنفس کے اس سرشٹی میں بھی ہیں رشیوں کے نام اور جو جو سرشٹی ویدوں میں کہے گئے ہیں اور ہر مخلوق کی صورت اور کرم ایشور نے وید کے شبدوں سے ہی بنائے ہیں۔ پرلی میں۔ یہ سب بیج روپ سے رہتے ہیں اور سرشٹی کے ظہور میں پھر ظاہر ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہر موسم کے علامات اس موسم میں ظاہر ہو کر آخر میں فنا ہو جاتے ہیں اور پھر وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ویسی ہی حالت سرشٹی کے ظہور اور فنا کی ہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ دیوتا۔ اور ہر متنفس کے کرم اور دہرم برابر ظاہر اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شبد یعنے وید جو دنیا یعنے سرشٹی کے ظہور اور فنا بتلاتا ہے۔ اناذی ہے۔

اس بارہ میں کہ منتروں کا سلسلہ کب مقرر ہوا اور کس نے مقرر کیا۔ اور کونسا منتر کس رشی کو ملا اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ مگر ست اور دہرم اور گیان کی اصلی غرض کش میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا وید ایشور کا علم باطنی ہے۔ اور ہر نیہ گربھ (برہما) وغیرہ کو جو ایشور کے طرف سے ویدوں کا ظہور ہوا اور جس کا ذکر شاستروں میں ہے۔ وہ یہہ بتلاتا ہے کہ جن جن رشیوں اور

مہاتماؤن نے اپنے گیان اور تپ سے منتر درشن کی شکتی حاصل کی وہ منتراون کو سمادہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ فلان رشی کو فلان منتر کا درشن فلان وقت مین ہوا تو ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ گیان یعنے علم جو اوس منتر مین ہے۔ اوس رشی ہی سے شروع ہوا تھا ہوگا۔ معمولی طور پر ارتہہ سے شبد پہلے ہوتا ہے۔ یعنے اشیاء موجودہ کو ہی لفظ ظاہر کرتے ہین۔ لیکن وید کے شبد اور ارتہہ دونون نیتہ یعنے دوامی ہین۔ اور اون کا آپس کا تعلق بہی دوامی ہے دیوتاؤن وغیرہ کی جتنی سرشٹیان ہین وہ سب شبد کے ساتہہ ساتہہ ہوئے ہین۔

ویاس جی کا نام وید ویاس ہوا اوسکا سبب یہ ہے کہ ان ویدون کو اونہون نے ترتیب دی۔ اور اکھٹا جمع کیا۔

وید سے قدیم آریہ لوگون کے اوضاع و اطوار رسم و رواج طرز معاشرت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکمت اور فلسفہ مین انہین کہانتک دخل تھا۔ وید کا اصل اصول خدا کی توحید ہے۔

رامائن

رامائن تمام دنیا کے اتہاسون مین سب سے پرانی ہے۔ یورپ کے علماء اوس کو پانسو برس قبل مسیح تبلاتے ہین۔ کوئی یہ بھی کہتے ہین کہ وہ روپک ماتر (خیالی قصہ) ہی ہے۔ اور اوس سے صرف آریون کا لنکا مین جانا ثابت کرنے کا مطلب ہے۔

رامائن ایک اتہاس ہے۔ جسکو والمیک جی نے رام چندر جی (جو راجہ دسرتہہ والی اجودھیا کے بیٹے تھے) کے زمانہ مین بنایا تھا۔ اور رامائن مہابھارت سے پہلے کی ہے۔ رامائن مین چوبیس ہزار اشلوک ہین۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اجودھیا کے مشہور راجہ دسرتھ کے چار لڑکے تھے۔ پہلی بی بی کوسلیا سے
لچھمن سے رامچندر۔ دوسری بی بی کیکئی سے بھرت۔ اور تیسری بی بی سومترا سے۔ لچھمن
اور سترگہن تقریباً اٹھارہ برس کی عمر مین رام چندر جی راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی
سے بیاہ کیا۔ جب راجہ دسرتھ ضعیف ہوئے۔ اُن کا ارادہ ہوا کہ گدی اپنے بڑے بیٹے
رام چندر جی کے سپرد کر کے سلطنت سے کنارہ کش ہو جائین۔ بھرت کی مان کیکئی نے
بھائی۔ اوس نے اپنے شوہر کو اس پر راضی کیا کہ رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے جلاوطن
کر دیا جائے۔ اور بھرت گدی نشین ہو۔ رام چندر جی نے باپ کا حکم بلاعذر قبول کر لیا۔ جب سیتا جی
نے سنا کہ اون کا شوہر بن کو جاتا ہے۔ وہ ساتھ ہو لین۔ رام چندر جی اپنی بی بی سیتا جی اور اپنے
سوتیلے بھائی لچھمن جی کے ساتھ دنداک کے جنگل کو نکل گئے۔ بیٹے کے فراق کا صدمہ راجہ کو ایسا
شاق گذرا کہ تھوڑے ہی دلون مین وہ عالم بقا کو راہی ہوا۔ بھرت نے جو اپنے نانا کو دیکھنے گیا تھا
نہین چاہا کہ اپنے بڑے بھائی کے ہوتے تخت پر بیٹھے۔ رام چندر کے نام سے سلطنت کرتا رہا۔
اس زمانہ مین لنکا کا راجہ اون سیتا جی کو پکڑ کر لیگیا۔ رام چندر جی نے دکن کے
راجہ سگریوا اور اوس کے سپہ سالار ہنومان کی تائید سے اون کو شکست دیکر ہلاک کیا۔ اور سیتا جی
کو واپس لائے۔ اس عرصہ مین جلاوطنی کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ سیتا جی کے ساتھ رامچندر جی
اجودھیا کو واپس آئے۔ اور آخر اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے۔ سیتا جی کے نصیب مین ابھی بہت سی
مصیبتین جھیلنی باقی تھین۔ لوگون کا خیال تھا کہ لنکا سے اونکا پاکدامن آنا ممکن نہین۔
رام چندر جی اونکو بہت چاہتے تھے۔ مگر عوام کی رائے سے بے التفاتی نہ کر سکے۔ آخر بیچاری
سیتا جی کو جو اسوقت حاملہ تھین جلاوطن ہونا پڑا۔ بالمیکی رشی نے سیتا جی کو اپنے آشرم
مین جگہہ دی۔ یہان اونکے دو جڑوان بیٹے لب اور کش پیدا ہوے۔ بالمیکی نے سیتا جی کو

رامچندر جی سے ملانے کی کوشش کی۔ لیکن اسمین کامیابی نہ ہوئی۔ تاریخ کے اعتبار سے رامچندر جی کا جنوبی ہند اور لنکا پر حملہ کر کے فتح پانا راماین کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔

مہابھارت

دوسرا اتہاس مہابھارت ہے۔ ہندوستان کی کوئی دینی یا دنیوی چیز ایسی نہین ہے جو اسمین نہ ہو۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس کتاب مین بہت حصہ وقتاً فوقتاً شامل کیا گیا ہے۔ مگر تھوڑے غور سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسا حصہ بعد مین ملایا گیا ہے اور کونسا اصلی ہے لیکن پیچھے کے شامل کئے ہوئے حصہ سے بھی ہر طرح کے معلومات ہوتے ہین۔ مہابھارت کی عنوان کے تین تہہ ہین۔ پہلی تہہ آٹھ ہزار آٹھ سو اشلوکون کی ہے۔ اور اونکی باری مین بیاس جی کہتے ہین کہ ان اشلوکون کو مین جانتا ہون اور شک جانتا ہے سنجے ممکن ہو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ اشلوک مہابھارت کے اصلی اشلوک ہین۔ دوسری تہہ چوبیس ہزار اشلوکون کی ہے۔ کہ جنمین مہابھارت بغیر کہانیون کے کہی گئی ہے۔ تیسری تہہ ایک لاکھ اشلوکون کی ہے کہ جو آجکل مہابھارت کے نام سے مشہور ہے۔

ہریونش پرب جو مہابھارت کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔ بلاشک بعد مین لکھا گیا۔ یہ نہین معلوم ہوتا کہ مہابھارت چوبیس ہزار اشلوک سے ایک لاکھ اشلوک کی کب ہوئی۔ مگر ان ایک لاکھ اشلوکون کا ذکر جو تھی۔ و پانچوین صدی عیسوی کی دان پترون مین ا و اشولاین گرہ سوترمین موجود ہے۔ مہابھارت مین اون لڑائیون کا ذکر نہایت اہم کہلاتا ہے۔ جو خاندان بھرت کی دو شاخون کی درمیان واقع ہوئی تھین۔ جس کا اصل واقعہ یون ہے کہ

کسی زمانہ مین بھرت نامی ایک راجہ تھا۔ جس کی شہرت اس قدر تھی کہ ہندوستان آج تک

متصل مرہٹون نے اون کا تمام اسباب چھین لیا۔ اور اسی سال دکن و برہانپور کی دیوانی کی خدمت دیانت خان ابن امانت خان کی معزولی سے حیدر قلی خان اسفرائنی عرف میرزا محمد رضا کے نام بادشاہ نے عطا کی۔ چونکہ حیدر قلی خان میر جملہ (جو بادشاہ کے مزاج مین کمال رسوخ رکھتا تھا) کا متوسل تھا۔ اس لئے اوس کے گھمنڈ پر اوس نے متصدیان و کروڑیان پر سختی اور ظلم و زیادتی شروع کی۔ جب آپ نے یہ سنا تو سخت برہم ہوئے۔ اور حیدر قلی خان کو دیوان خانہ مین طلب کر کے محمد غیاث خان اور سعد الدین خان خانسامان کے ذریعہ سخت ملامت کی۔ اور آیندہ اخلاق و نرمی کے برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ مگر وہ خود بہت پیچ و تاب کھا کر بغیر باریابی کے رخصت ہو گیا۔ اور اپنے کردار بد کو نہ چھوڑا۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ نواح جالنہ مین مرہٹون نے رعایا پر ظلم و زیادتی شروع کی ہے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی پہلے بہادر خان عرف ابراہیم خان کو روانہ فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے بھی لشکر ظفر موج کے ساتھہ کوچ کیا راستہ مین حیدر قلی خان بھی اپنے جمعیت کے ساتھہ آملا۔ اور سلام کرنا چاہا۔ آپ نے جانفشان خان میر تزک کو حکم کیا کہ "جب تک وہ اپنے کردار کی اصلاح نہ کرے سلام کا موقع نہ دیا جائے"۔ آخر حیدر قلی خان خفیف ہو کر بلدہ کے جانب مراجعت کیا۔ اور آپ بھی چند روز کے بعد بلدہ داخل ہوئے۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ گنگاجی دستاجی و رانوجی سرداران مرہٹہ نے محمد انور خان ضلعدار اٹنور و پھولمری و بیجاپور کو قید کر کے پرگنہ اٹنور کے قلعہ مین (جو مرہٹون نے داؤد خان کی فوجداری کے زمانہ مین یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا لیا تھا) رکھا ہے۔ آپ نے فوراً بہادر خان پنی عرف ابراہیم خان کو چار ہزار سوار و دو ہزار پیادے دیکے ساتھہ اون کی گوشمالی اور انور خان کی رہائی کے لئے روانہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مگر اتفاقاً ابراہیم خان غنیم کے محاصرہ مین آگیا۔ اور آپ کے پاس کمک کی التجا کی۔ چنانچہ آپ نے ایک جمعیت شائستہ محمد غازی الدین خان بہادر جیون پور ریاست کی سرکردگی مین (جن کی عمر اس وقت نہہ سالہ تھی) ابراہیم خان کی کمک کو روانہ کی اور محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو اتالیق مقرر کیا۔ اور میر بڑا خان بخشی کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جب یہ گئے تو

اُبانٹ تھوڑی سی جنگ کے بعد مرہٹے بھاگ گئے۔ اور لشکر اسلام نے اٹھ کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور اونکے
اُمیر گڈھ جو نے انھون کے قلعہ کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور لشکر اسلام فتح
فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔ محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ یہ فتح صاحبزادہ بلند اقبال کی وجہ سے ہوئی
لہذا صاحبزادہ کو فیروز جنگ کا خطاب عطا فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہی ہوگا دو چار روز کے بعد ایک آبلہ آپ کے سینہ کے پاس پیدا ہوا۔ ہر چند اطبا یونانی و ہندی نے معالجہ
کیا مگر صحت نہوئی اتفاقاً ایک ہندو گجراتی سے تارہ دار تھا اوس کے علاج سے بیس روز مین بفضلہ تعالے
شفا ہو گئی۔ آپ نے اس معالجہ کے صلہ مین پانچ ہزار اشرفی روپیہ اوس کے وزن کے موافق مع خلعت کے عطا فرمایا
اور نو روز تک جشن رہا ہر امیر و سردار کو جاگیر و خلعت و جواہر وغیرہ سے سرفراز کیا۔ غازی الدین خان بہادر خلعت خاصہ
و سرپیچ مرصع و اضافہ پانصدی ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ اس اثنا مین محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ
کھنڈوجی مرہٹہ کلانہ مین ایک قلعہ تعمیر کر کے بندر سورت و احمد آباد کے قافلون کو تاراج و تباہ کر رہا ہے
آپ نے خان موصوف کو اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد غیاث خان نے وہان پہونچکر اوس قلعہ کو
مسمار کیا اور کھنڈوجی کو اسیر کر کے لے آیا۔ آپ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین جاگیر و منصب سے سرفراز کیا
اور چند سین بن بسر دہناجی جادو سیناپتی نے ملازمت حاصل کی۔ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ
سے ممتاز ہوا۔ اور بائیس لاکھ روپیہ کی جاگیر بھالکی مین اوس کو عطا ہوئی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ [illegible]
فوجدار کرناٹک نے عبد النبی خان فوجدار معزول سے شکست پائی ہے۔ آپنے اوس کی تنبیہ کے لئے کوچ فرمایا
قصبۂ انبڑ مین قیام تھا کہ خبر آئی حسین علی خان کو بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری عطا کی ہے۔ اس خبر کے

+ کہتے ہین کہ حسین علی خان امیر الامرا کو جو دکن کی صوبہداری بادشاہ نے عطا کی اوس کے اسباب یہ تھے کہ میر جملہ بادشاہ کا عقل کل
ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ خود فرماتا تھا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط مثل میری زبان و دستخط کے ہے۔ میر جملہ کی یہ حالت تھی کہ بغیر وساطت

سنتے ہی آپ نے وہان سے معاودت کی اور خجستہ بنیاد آئے۔ اس عرصہ مین بادشاہ کا فرمان آپ کی طلبی مین آیا۔ اور سنہ ۱۱۲۶ھ مین آپ عازم دار الخلافہ ہوئے۔ بادشاہ نے آپ کو سنبھل و مراد آباد کی فوجداری عطا فرمائی۔ اور آپ زمینداران کوہ سوالک کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آپ نے اون سرکشون کی قرار واقعی تادیب کی۔ اور اپنے مفوضہ صوبہ کے انتظام مین مشغول ہوئے۔ ادہر بادشاہ اور وزیرین مین روز بروز عداوت بڑھنے لگی۔ اور امیر الامرا بھی دو تین سال خجستہ بنیاد مین اقامت کرکے اپنے بھائی قطب الملک وزیر کے بلانے سے دار الخلافہ چلا آیا۔ اب یہ دونون بھائی بادشاہ کے قید کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے ادہر بادشاہ نے بھی صلاح و مشورے کیلئے (اعتقاد خان رکن الدولہ کے کہنے سے) نواب نظام الملک بہادر سربلند خان۔ راجہ اجیت سنگہ کو اون کے صوبجات سے بلالیا۔ مگر افسوس ہے کہ بادشاہ سے کچھ بن نہ پڑی اون دونون بھائیون نے میدان جیت لیا۔ یعنے بادشاہ (فرخ سیر) کو قید کرکے چند روز کے بعد قتل کرڈالا

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸) وزیر کے جس کو چاہتا منصب و جاگیر عطا کرتا۔ اور یہ امر عبد اللہ خان قطب الملک وزیر کے خلاف طبیعت تہا۔ اور میر جملہ ہمیشہ بادشاہ کو قطب الملک و امیر الامرا کے خلاف سمجہاتا تہا۔ اور ان دونون بہائیون کے جانب سے بادشاہ میر جملہ کے کہنے سے سخت بدظن تہا۔ حالانکہ ان دونون بھائیون نے اوس۔ بادشاہ کے ساتہ اوس کی تخت نشینی کے متعلق کیا کیا جانفشانیان کی تہین اور ایک دفعہ جب اجیت سنگہ نے سرکشی پر کمر باندہی اور اکثر مسجدون کو گرایا۔ اور اذان کی ممانعت کی۔ گاؤکشی کو موقوف کیا تو بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے امیر الامرا کو بہیجا۔ جب یہ وہان گیا تو اجیت سنگہ خوف کے مارے کوہستان مین مع عیال و اطفال کے جا چہپا اور مصالحت چاہی۔ امیر الامرا نے وہان کے بتخانون کو تڑوا کے مسجدین تعمیر کرائین اور پیشکش کثیر لیا۔ اس کے علاوہ بادشاہ کے لئے اجیت سنگہ کی لڑکی ڈولہ دینے کی شرط کی۔ چنانچہ بادشاہ کے خالو شائستہ خان نے وہان جاکر اوس کی لڑکی کو بادشاہ کے لئے لایا۔ بہرحال امیر الامرا اوس بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بہبودی و خیرخواہی مین ہمیشہ کوشان رہتا تہا۔ مگر میر جملہ کی غمازی نے ان سب خدمات پر پانی پہیر دیا۔ اور بادشاہ کے دونون بہائیون کا جانی دشمن بنگیا۔ آخر یہ دونون بھائی ملازمت شاہی کو

اور ابو البرکات رفیع الدرجات کے سر پر تاج رکھا - یہہ واقعات ہم یہان پر بالکل مختصر کرکے بیان کررہے ہین
کیونکہ ہم کو تو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے حالات تحریر کرنا ہین. علاوہ برین اسکے قبل ہمنے فرمانروایان
ہندوستان کے حالات مین بھی تمام واقعات تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکے ہین - مکرر انہین حالات کا لکھنا جست د
باعث طوالت ہے - الغرض رفیع الدرجات نے تخت نشینی کے تیسرے مہینے مین انتقال کیا - اور رفیع الدولہ
(شاہ جہان ثانی) سریر آرا ہوئے - مگر یہہ بھی ایک ماہ ۲۰ روز کے بعد راہی خلد برین ہوئے - اب سادات بارہہ
(قطب الملک و امیر الامرا) نے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو تخت نشین کیا - اور محمد شاہ بادشاہ لقب ٹھہرایا
خیر آمدم بر سر مطلب نواب نظام الملک بہادر چند روز بادشاہ و وزیر کی مخالفت اور بادشاہون کے رد و بدل کا
تماشاہ دیکھتے رہے - اور اس کے بعد آپ کو مالوہ کی صوبہ داری تفویض ہوئی - چنانچہ آپ مالوہ تشریف
لے گئے - اور اوس نواح کے سرکشون اور مفسدون کی گوشمالی اور تنبیہ مین مشغول ہوئے - اور اطراف
واکناف کے بعض تعلقات کو قبض و تصرف مین لائے - اور جمعیت سابقہ مین نو ملازم بھرتی کرکے فوج
شایستہ ترتیب دی - جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو آپ سے بدظن ہوئے - چنانچہ حسین علی خان نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹) - ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے - بعدازان بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر جاکر دونون بھائیون کو سمجھا کر اور اطمینان و تسلی
دیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہونیکی تاکید کی چنانچہ یہ دونون بھائی پھر آئے - اور یہ تصفیہ ہوا کہ میر جملہ اور امیر الامرا بادشاہ کے پاس دارالخلافہ مین نہ رہین
چنانچہ امیر الامرا کو اس لئے دکن کے صوبہ داری عطا کرکے بادشاہ نے دکن کے جانب روانہ کر دیا - اور آپ (آصف جاہ بہادر) کو طلب فرمایا
اور میر جملہ کو عظیم آباد کی صوبہ داری پر بھیجا گیا - اس کے بعد داؤد خان کا مارا جانا میر جملہ کا عظیم آباد سے آنا اور پنجاب
پر مامور ہونا - اور امیر الامرا کا چند سے خجستہ بنیاد مین رہنا - پھر وہان سے دارالخلافہ کو آنا وغیرہ وغیرہ تفصیل طور
پر ہم نے اسی تاریخ کے حالات فرمانروایان ہندوستان مین لکھہ چکے ہین - اب مکرر اعادہ کی ضرورت
نہین ہے ۱۲ مولف

آپ کو لکھا کہ "صوبہ جات دکن کے بندوبست کے لئے صوبۂ مالوہ کو مین اپنا مستقر بنانا چاہتا ہون پس آپ اکبرآباد - الہ آباد - برہانپور - ملتان - ان چارون صوبون مین سے جس صوبہ پر طبیعت چاہے اطلاع دیجئے تاکہ بادشاہ سے اوس صوبہ کی ماموری کا فرمان آپ کے خدمتین بھیجدیا جائے" - جب یہ تحریر آپ کو پہونچی تو آپ سخت برہم ہوئے - اور سادات بارہہ کی خودمختاری و بادشاہگری - سلطنت مغلیہ کی برہمزنی و تباہی پر نظر کرکے توسل و تعلق شاہی کو ترک کرنا مناسب سمجھا - اور یہ دو امر مرکوز خاطر ہوئے - **اوّل** سادات بارہہ کے مقابلہ مین علم مخالفت بلند کیا جائے - اور اس ارادہ کو مصمم و مکمل کرنے لئے آپنے مغل علی خان کو راجہ بخت سنگھ پاس روانہ کرکے اپنا مافی الضمیر لکھدیا - مگر اوس نے حسب مرضی آپکے جواب نہ دیا - جس سے اس ارادہ کی تکمیل نہو سکی **دوم** دکن کے جانب جانا چاہئے - کیونکہ اس کے قبل مبارز خان ناظم حیدرآباد نے اپنے معتمد محمد علی کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ دکن تشریف لائے تو بادشاہ کے خون کا انتقام سادات بارہہ سے لینے مین آپ کی ہمراہی کرتا ہون - اور حیدر حسین اسپر دہنا جادو بھی آپ کے طلب مین ایک عرضداشت روانہ کیا تھا - اور محمد غیاث خان (جو آپ کے خیرخواہ و خیرسگال تھے) نے بھی دکن چلنے کی رائے دی تھی - بالآخر امر مؤخرالذکر قرار پایا - چنانچہ وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ھ مین آپ شیخ ابوالخیر خان - مرحمت خان - دلیر خان وغیرہ کو ہمراہ لیکر معہ لشکر جرار سرونج کے طرف سے (دارالخلافہ آنے کی شہرت دیکر) روانہ ہوئے - جب موضع کاٹیا پہونچے تو بعیر وہان سے دکن کے طرف کوچ فرمائے - جب آسیر پہونچے تو اول طالب خان قلعہ دار آسیر نے قلعہ کے تفویض کرنے مین پس وپیش کیا - مگر مرحمت خان نے جاکر کچھ ایسی پٹی پڑھائی - اور ڈرایا دھمکایا کہ آخر قلعہ کی کنجیان پیش کرتے بن پڑی - اسکے بعد آپنے صاحبزادگان بلند اقبال اور محلات مبارک کو بحفاظت تمام قلعۂ آسیر مین چھوڑکر برہانپور داخل ہوئے - یہان محمد انور اللہ خان دیوان برہانپور حاضر تھا - اور محمد انور خان ناظم برہان پور عالم علی خان کے پاس خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا - چنانچہ انور اللہ خان نے برج و بارہ کا بندوبست کرکے انور خان کو آپ کے آنیکی اطلاع دی - اور انور خان یہ خبر سنتے ہی راؤ رنبہا نبالکر کو لیکر دو روز کے

عرصہ میں یہ برہانپور آگیا۔ اور شہر کی حفاظت میں مشغول ہوا مگر آپ کی بہادری ملاحظہ سے اکثر اعیان شہر اور
راو رمبھا جی نے خفیۃً آپکے شریک و موافق ہو گئے۔ اب محمد انور خان کے ہوش پراگندہ ہوئے ناچار
گردن اطاعت خم کی اور مصالحت پر کمر باندھی۔ اور ۴ رجب سنہ ۱۱۳۲ھ کو شہر کا قبضہ دیا۔ آپ نے
میاں اکبر جان کو برہانپور کی صوبہ داری اور محتشم خان کو بخشیگری عطا کی۔ اس اثنا میں عوض خان بہادر
صوبہ دار برار (جو آپ کے سپہ سالار ہوتے تھے) ایک ہزار سوار سے حکیم محمد تقی اصفہانی کو مع پانسو سوار کے
ہمراہ لیکر آپکے پاس پہونچے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ امیر الامرا نے سید دلاور علی خان بخشی فوج کو آپکے تعاقب میں
روانہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ محلات وغیرہ کا انتظام کرکے راج مکرائی پہونچے۔ ۱۳ شعبان کو طرفین سے ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ سید دلاور علی خان مارا گیا۔ اور فوج غنیم کے چار ہزار سوار و پیادے قتل ہوئے۔ آپکی جانب
صرف مدحتی خان و تہور خان مارے گئے۔ اور محمد غیاث خان، شیر عباس خان، عزیز بیگ خان، قادر داد خان زخمی
ہوئے۔ بعد ازان آپ بفتح و فیروزی داخل برہانپور ہوئے۔ اس عرصہ میں عالم علی خان (جو امیر الامرا کا بھتیجا خجستہ
بنیاد میں حکومت کرتا تھا) نے خجستہ بنیاد سے آپ کے مقابلہ کے لئے تیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کیا۔
رستہ میں جب اوسکو دلاور علی خان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو سخت مشوش ہوا۔ سرداران مرہٹہ (جو
اوس کے ہمراہ تھے) اوسے صلاح دی کہ اسوقت یہان سے واپس چلنا بہتر ہے۔ مگر اوس نے نشۂ جوانی کے ترنگ
میں نہ مانا اور آگے بڑھا۔ جب آپ کو اوس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے دلاور علی اور شیر علی خان کے
تابوت کو باعزاز تمام اوس کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے چچاؤں کے پاس
دار الخلافہ چلے جاؤ۔ اودہر سے کوئی مزاحم نہ ہوگا مگر اوس نے آپ کی نصیحت کو قبول نہ کیا۔ آخر آپ نے
برہانپور سے کوچ فرمایا اور دریائے پورنا پر مقام کیا۔ شدت بارش سے دریا طغیانی پر تھا۔ طرفین کو
چند روز ساحل پر قیام کرنا پڑا۔ اسکے بعد آپ دریا کے کنارے کنارے عبور کرنے کے غرض سے
برار کی سمت روانہ ہوئے آخر ایک مقام پر دریا پایاب تھا۔ اس لئے آپ نے مع لشکر دریا کو عبور فرمایا۔

اودہر سے عالم علی خان بھی مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر بارش کی شدت اور راستے کے کیچڑ سے طرفین کو چند روز بیکار رہنا پڑا۔ اسی اثنا میں غلہ کی کمی اور کاہ و دانہ کی عدم موجودگی سے آپکے لشکر کو تکلیف اوٹھانی پڑی۔ الحاصل ۶ شوال سنہ الیہ کو بالاپور کے نواح میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں عالم علی خان نے باوجود کم سنی کے (۲۲ سالہ تھا) کمال جرات و دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخموں میں چور ہوکر سفر آخرت کیا۔ اور اوسکے طرف کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور بعض سردار مثلاً امین خان عمر خان ترکتاز خان۔ فدوی خان۔ جنگ کے اختتام پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپکے جانب بجز سید سلیمان (جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد میں تھا) اور شیخ نور اللہ کے کسیکو بھی ہلاکت کا صدمہ نہ پہنچا۔ البتہ متوسل خان۔ محمد حیات خان محمد شاہ۔ کامیاب خان وغیرہ زخمی ہوئے۔ اور مرہٹوں کی دست برد دشوخی سے کسیقدر خزانہ برباد گیا۔ جب یہ خبر تجستہ بنیاد پہونچی تو عالم علی خان اور حسین علیخان کے تمام متعلقین قلعہ دولت آباد میں سید مبارک خان قلعدار کے پاس پناہ گزین ہوے۔ انہیں ایام میں مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور اوس کا بھائی لطف دلاور خان چھ سات ہزار سوار سے آپکے خدمت میں حاضر ہوے اور آپ فتح و فیروزی داخل ظفر موج ہوے۔

اب اودہر دار الخلافہ کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ جب امیر الامرا کو دلاور علیخان اور عالم علیخان وغیرہ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو نہایت متردد ہوا اور قطب الملک کو دار الخلافہ روانہ کرکے بادشاہ کو ہمراہ لیا۔ اور بیس ہزار سوار سے آپکے مقابلہ کو اکبرآباد سے کوچ کیا۔ چونکہ فرخ سیر بادشاہ کے قتل کیوجہ سے اکثر امرا و سردار۔ رعایا دنجار ان بھائیوں سے متنفر ہوگئے تھے۔ اور ہر ایک ان کے قلع وقمع کے درپئے تھا۔ چنانچہ محمد امین خان اعتماد الدولہ چین بہادر (جو نواب نظام الملک بہادر کے قریبی رشتہ دار تھے) نے میر حیدر کاشغری (جو ترکان دوغلات اور میر حیدر صاحب تاریخ رشیدی کی اولاد میں تھا) کو امیر الامرا کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس راز میں بجز بادشاہ کی والدہ (صدر النسا محل) اور

سعادت خان نشاپوری فوجدار ہنڈول و بیانہ کے کوئی دوسرا شریک نہ تہا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ
کو مقام توڑہ مین منزل ہوئی۔ اور امیرالامرا پادشاہ کو محل سرا مین پہونچا کر اپنے مقام کو واپس
آیا۔ جب گلال باڑ کے دروازہ پر پہونچا تو میر حیدر نے اپنا معروضہ پیش کیا۔ امیرالامرا پڑہنے مین
مشغول ہوا۔ پھر کیا تھا میر حیدر نے ایک خنجر اوس کے پہلو مین ایسا مارا کہ خاتمہ ہو گیا۔ سید نوراللہ خان
پسر سعداللہ خان مشہور بہ نواب اولیا (جو امیرالامرا کے ہمراہ پیادہ پا چل رہا تھا) نے میر حیدر کا تلوار
سے کام تمام کیا۔ معلون نے نوراللہ خان کو مار ڈالا۔ اور امیرالامرا کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس
لے گئے۔ جب حسین علی خان کے آدمیون کو معلوم ہوا تو کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ خواجہ مقبول خان
ناظر سادات اور حسین علیخان کے سقہ و خاکروب نے نہایت جرات و دلاوری سے جنگ کر کے مارے
گئے۔ اور حق ملازمت ادا کیا۔ اتنے مین سید عزت خان (جو حسین علیخان کا بھانجا تھا) کو جب یہ کیفیت
معلوم ہوئی تو چار پانچ سوار لیکر ہاتھی پر سوار بادشاہ کے دولتخانہ پر پہونچا۔ حیدر علی خان اور سعادت خان
نے مدافعت پر کمر باندہی۔ اور اعتمادالدولہ نے پرتال ڈالکر پہچایا محل مین پہونچے۔ اور بادشاہ کو ہاتھی پر سوار
کر کے آپ خواصی مین بیٹھے۔ عزت خان سے مقابلہ ہوا۔ آخر عزت خان مارا گیا۔ اور بادشاہ بفتح و ظفر
داخل دولتخانہ ہوا۔ جب یہ خبر قطب الملک کو پہونچی تو کمال رنج و غم کیا۔ اور دہلی پہونچکر شاہزادہ سلطان
ابراہیم ابن رفیع الشان کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا۔ اور ابوالفتح ظہیرالدین محمد ابراہیم لقب قرار پایا۔
اسکے بعد جمعیت کو فراہم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک لاکہہ سوار سے بھی زیادہ جمعیت جمع ہو گئی۔ اب بادشاہ
کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ ۱۳ یا ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور قطب الملک مسموم ہو کر انتقال
کیا۔ اب ادہر کی سنئے کہ جب آپ (نواب نظام الملک بہادر) کو امیرالامرا کے مارے جانے اور قطب الملک کے
گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپنے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور شاہجہان آباد جانے کیلئے خجستہ بنیاد
سے کوچ فرمایا۔ اور مبارز خان رخصت لیکر حیدرآباد روانہ ہوا۔ جب آپ کتل فردا پور پہونچے تو سننے مین آیا

بدھ مذہب کا بڑا حامی اور اوس کی ترقی مین کوشان تھا۔ راجہ اشوک نے ۲۶۰ سنہ قبل از مسیح سے ۲۲۳ سنہ
تک بادشاہت کی۔ اور اوس کی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب و جوار کے ملکون۔
افغانستان مین کوہ ہندوکش تک اور سندھ و بلوچستان تک تھی۔ راجہ اشوک کے بعد مگدھ دیش
کی شان و شوکت جاتی رہی اور اندھر دیش کے راجاؤن کو فروغ ہوا۔ اور ساڑھے چار سو برس
تک اون کا راج رہا۔ اس راجہ کو شو داشٹ کہتے تھے جو اب سورت ہے۔ اندھر کے بعد وشنو پران
سے پایا جاتا ہے۔ کہ ابھیر۔ گردابا اس۔ شاک۔ یون۔ توسار۔ مونڈ۔ مودن۔ وغیرہ راجہ جنوبی
ہندوستان مین ہوے۔ شمالی ہندوستان مین راجہ کنشک ۷۰ برس بعد مسیح کے ہوا اور اوسکا
راج کابل سے یارقند اور آگرہ اور گجرات تک تھا۔ اسی زمانہ کے قریب ہندوستان پر یونان
و توران و کابل و قندہار کے لوگون نے حملہ کیا۔ مگر کوئی اور پتہ اونکے حالات کا نہین ملتا اتنا
معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ بکرماجیت کے سمبت اور شالیواہن کے شاکھے کے گپت نامی بھی ایک
سمبت جاری تھا۔ یہ سمبت گپت راجاؤن نے چلایا تھا اور وہ سنہ عیسوی سے ۳۱۹ منہا کرنے سے
معلوم ہوسکتا ہے۔ ان راجاؤن کی تاریخ سکون سے معلوم ہوتی ہے اور الہ آباد مین جو اشوک
کی لاٹھ ہے۔ اوس سے پتا لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ بھی ایک مرتبہ ہندوستان کے راجہ تھے
اور سو برس تک اون کی حکومت رہی۔

پھر وسط ایشیا سے ایک قوم جو ہن نام نے ہند پر حملہ کیا۔ وہ قنوج مالوہ اور گجرات فتح کر کے
کچھہ عرصہ تک حکمرانی کرتے رہے آخر مالوہ کے مشہور بادشاہ بکرماجیت نے ہندوستان سے
اُن کو نکال باہر کیا۔

قوم آریا کی سلطنت

اگلے زمانہ مین کوہ ہندوکش کے شمالی جانب ایک قوم رہتی تھی جسکو آریا کہتے تھے جون جون
اُن کی تعداد بڑہتی گئی۔ ان مین سے اکثر وقتاً فوقتاً اپنا وطن چھوڑکر مختلف جوانب کو راہی ہوئے
جو پچھم کو گئے وہ یونان۔ اطالیہ۔ جرمن اور دوسرے ملکون مین جا بسے۔ اور جو دکن کے طرف
آئے انھون نے پنجاب کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ہند کے قدیم باشندون کو تتر بتر کرکے جنگل اور
پہاڑون کا راستہ بتایا۔ اور ان کے ملک پر پورا قبضہ کرلیا۔

قوم آریا نے اپنی کوئی ایسی مسلسل اور معتبر تاریخ نہین لکھی جس سے اونکے قدیم حالات اچھی طرح
روشن ہون ان کے حالات صرف قصہ کہانیون اور نظم اور مذہبی تحریرون مین مندرج ہین
ان تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ خانہ بدوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے زراعت
اون کا خاص پیشہ تھا۔ مویشی ان کی اصل پونجی تھی اپنے آبائی وطن چھوڑنے کے قبل ہی سے وہ
ایسے ہنرون اور دستکاریون سے واقف تھے جو آسایش کے ساتھ مہذبانہ طور پر زندگی بسر کرنیکے
لئے ضروری ہین پنجاب مین آنے کے بعد انھون نے کاشتکاری اور صنعت مین ترقی کی۔ وہ
خوش نما شہرون اور خوش قطع مکانون مین رہنے لگے۔ ان شہرون مین حجام۔ درزی بڑہئی
لوہار۔ سنار۔ اور دوسرے پیشے والے موجود تھے۔ وہ کشتی بنا کر سفر دریا بھی کیا کرتے تہذیب
مین بھی آریہ لوگ اپنے ہمعصرون سے کہین بڑھے ہوئے تھے۔ وہ عورتون کو عزت کی نگاہ سے
دیکھتے اور شادی کو ایک متبرک رسم جانتے تھے۔ اس وقت ملک کا انتظام کسی راجہ یا سردار کے متعلق
نہ تھا ہر گھرانے کا بزرگ اپنے خاندان کا حاکم ہوا کرتا۔ اور وہ اُن کا پروہت یعنی پیشوای دین
بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگ مخلوقات کے فیض رسان اور عظیم الشان چیزونکی (جیسے آسمان چاند
سورج۔ آگ۔ پانی۔ ہوا وغیرہ) مورتین بنا بنا کر پوجتے تھے۔ مگر جو عقلمند اور پڑہے لکھے تھے وہ
صرف ایک خدا کے قائل تھے۔ اُسیکو سب کا خالق جانتے اور مانتے تھے۔

ابتدا مین قوم آریہ کا ہر شخص سپاہی اور کاشتکار تھا۔ اور ہر پادشاہ خود پروہت کا کام بھی انجام دیتا۔ جون جون قوم آریہ کی تعداد بڑھتی گئی اور انکی سلطنت وسیع ہوتی گئی ہر کام ایک خاص گروہ کے ذمہ ہوتا گیا۔ جب اُن کے [illegible] مین [illegible] مصروف ہوے تو پروہت کے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے تو پروہت کا ایک فرقہ علیحدہ ہوگیا اور جب ان کی سلطنت نے اور بھی ترقی کی اور ان کے دشمن بہت سے پیدا ہو گئے تو لشکریون کا ایک گروہ تیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور سپاہیون کا فرقہ کاشتکارون سے علیحدہ کیا گیا یون پیشہ کے اعتبار سے قوم آریہ کے تین فرقے ہو گئے۔ اول برہمن یعنے پروہت کا فرقہ جو مذہبی رسوم ادا کرتا اور راجاؤن کا مشیر و صلاح کار رہتا۔ دوسرا چھتری یعنے جنگی فرقہ جو ملک کی حفاظت اور رعیت پر حکمرانی کرتا۔ تیسرا ویش یعنے کاشتکارون کا فرقہ جو زمین بوتا اور تجارت کرتا۔ ان کے علاوہ ایک چوتھا فرقہ شودر یا غلامون کا تھا۔ جو اور فرقون خصوصاً برہمنون کی ٹہل خدمت کرتا۔ ابتدا مین قوم آریہ کی یہ خاص تقسیم انتظام مملکت اور حسن معاشرت کی آسانی کے واسطے کیگئی تھی ورنہ سب آپس مین ایک تھے۔ قومیت کا چندان بچار نہ تھا۔ مگر زمانہ جون جون گذرتا گیا۔ رئیسون کی تعداد اور ثروت مین ترقی ہو گئی۔ آخر ان کی نسل مین شرافت کا سلسلہ بھی قایم ہوگیا۔ چونکہ برہمن عالم۔ پرہیزگار اور فیلسوف تھے ان کی قدر و منزلت بہت بڑہ گئی۔ راجاؤن سے انکی عزت زیادہ کی جاتی تھی۔ * لیکن ان کی طرز زندگی نہایت دشوار قرار دیگئی تھی۔ انہین حظ نفسانی سے باز رہنا اور تمام عمر دولت و حشمت شہرت و ناموری سے پرہیز کرنا پڑتا تھا پہلا حصہ انکی زندگی کا تجرد اور تحصیل علم مین صرف ہوتا تھا۔ دوسرا حصہ امورات خانہ داری کی انجام دہی مین۔ تیسرا جگ مین جب انکو تارک الدنیا ہوکر جنگل مین رہنا پڑتا اور چوتھا محض یاد الٰہی مین۔

* آریہ لوگ پہلے پنجاب کے اُس مقام پر بسے جو کہ دریاے سندھ

اور دریائے سرسوتی[1] کے درمیان واقع ہے اور پھر دریائے درسوتی کے کنارے تک پہونچے
اسوقت ان دونون دریاؤن کے درمیان کا خطہ برہما ورت کے نام سے مشہور تھا قوم آریہ
کی عملداری مین یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک سمجھی جاتی تھی - بعدازان آریہ لوگون نے روہیلکھنڈ
جیپور - متھرا وغیرہ فتح کئے اور اس حصہ کا نام برہمرشی رکھا اسیطرح رفتہ رفتہ قوم آریہ نے
شمالی ہند کے کل ملکون کو فتح کر لیا - اور چند روز کے بعد دکن بھی ان کے قبضہ مین آگیا -
ان مین جو بڑے نامی گرامی کشور کشا تھے اونہون نے راجہ اور مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا انکے زیر
حکومت ملک آباد اور رعایا شاد رہی - اس زمانے تک قوم آریہ یا تو جنگلیون کے ساتھ لڑائی
جھگڑا کرتی رہی یا کاشتکاری مین مشغول رہی بعد مین جب اُن کے فتوحات مستحکم ہوگئے اور
لڑائی جھگڑے سے انہین فرصت ملی - ان مین سے چند نے علوم و فنون کی طرف رغبت کی
اور ان کو اس مین اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اُستاد زمانہ بن گئے - بعض علم و فن مین تو
یونانیون پر بھی سبقت لیگئے - ان لوگون نے فلسفہ کے چھ مختلف مذاہب نکالے تھے -
جنھین درشن کہتے ہین - علم ریاضی خصوصاً علم ہیئت مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی طبابت -
موسیقی - قانون - ادب وغیرہ مین بھی کمال دخل رکھتے تھے -

جون جون آریہ لوگون کی تعداد اور قوت بڑہتی گئی اُنہون نے بڑی بڑی سلطنتین
قایم کین - قدیم سلطنتون مین سے ایک اجودھیا کی سلطنت تھی جسے اب اودہ کہتے ہین یہان
کوسلون کی حکومت تھی - راجہ دسرتھ کے بیٹے راجہ رامچندر جی یہان کے بڑے مشہور راجہ

[1] زمانۂ سابق مین دریای سندھ اور اسکی پانچ شاخون کے علاوہ پنجاب مین اور ایک دریا سرسوتی کے نام سے مشہور تھا
اب یہ دریای سندھ تک نہین پہونچتا ہے بلکہ راستہ ہی مین ریگستان مین جذب ہوجاتا ہے - ۱۲ مولف

ہو گذرے ہین۔

دوسری سلطنت متھلا کی ہے جسے آجکل ترہت کہتے ہین۔ متھلا ویدیہون کے قبضہ مین تھا۔ جسکا مشہور راجہ جنک بڑا علم دوست اور خود بھی بڑا ذی علم تھا۔ آریہ لوگونکی دو اور قدیم علاقے پانڈون اور پنچلون کے نام سے ہو گذرے ہین۔ پانڈونکی راجدہانی ہستناپور دہلی سے اتر پورب گوشہ پر واقع تھی۔ اور پنچلون کا پائے تخت کمپلیا مین قنوج کے نزدیک تھا۔

دوسری مشہور سلطنت مگدھ کی تھی۔ بنگالہ۔ اوڑیسہ۔ اور گجرات بعد مین آریہ لوگون کے قبضہ مین آئے۔ اندھرا۔ پنڈیا۔ چیرا۔ اور چلا۔ ان چار خاندانون کے راجاؤن نے دکن مین بڑی بڑی سلطنتین قایم کین جنکا ذکر آگے آئے گا۔

بہار مین قوم آریہ کی ایک بڑی سلطنت تھی۔ جو مگدھ کی سلطنت کہلاتی تھی پالی پتر جو آجکل پٹنہ کہلاتا ہے اسکا پائے تخت تھا۔ حضرت عیسیٰ سے ۳۷۰ برس پیشتر نندا نام ایک مشہور راجہ نے نصف صدی تک حکمرانی کی۔ ہندوستان مین سکندر کا حملہ اسیکے خاندان کے اخیر راجہ کے زمانہ مین ہوا۔ سکندر کے چلے جانیکے بعد چندر گپت نے چانک نام ایک برہمن کی مدد سے شاہی خاندان کے کل لوگون کو مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا۔

مارین نس اسی سے چلا اس خاندان کے زمانہ حکومت مین مگدھ دیس کی شوکت و عظمت کو بڑا عروج ہوا۔ چندر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرکے بڑے کر و فر سے تیس برس سلطنت کی۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ۲۹۲ برس قبل وفات پائی۔ بندوسر اپنے باپ چندر گپت کے قدم بقدم چلا اور قریب پچیس برس تک حکومت کی۔ اسکا بیٹا اشوک اگلے زمانہ مین ہند کا بہت بڑا راجہ گذرا ہے۔ باپ کے مرنے پر وہ میلاد عیسی سے ۲۶۵ برس قبل تخت نشین ہوا۔ اس کا بڑا بھائی باپ کے مرتے وقت راجدہانی سے غیر حاضر تھا۔ واپس آکر اشوک سے مقابلہ کرنا

چاہتا۔ مگر راد ہا گپت نے جو اشوک کا بڑا قابل وزیر تھا۔ اوس کے چھکے چھڑا دئے۔ آیندہ کی طرف سے بے خوف رہنے کے لئے۔ اشوک نے اپنے کل بھائیوں کو قتل کر ڈالا۔ اگرچہ ابتدا سے سلطنت میں اسنے اسطرح خونریزی کی لیکن آگے چلکر بدھ مذہب اختیار کرنے کے بعد اشوک۔ انا اور بعدل او محسن خلائق بن گیا۔ اُس نے بدھ مذہب کی اشاعت کے لئے بہت تدبیرین کین اسکی بڑی خواہش رہتی کہ کسیطرح رعایا کا بھلا ہو۔ اور اون کی بھلائی کے کامون مین جی جان سے کوشش کرتا عمدہ عمدہ نصایح اور احکام ملک مین جابجا چٹانون اور ستونون پر کہدواتا۔ اور اون کے ذریعہ سے رعایا کی تعلیم کرتا۔

راجہ بالکل خود مختار تھا۔ اور ہر شئے اوسکے حکم کے تابع تھی۔ شاہی حکم لوگون کو ایک صد دفتر کے ذریعہ سے معلوم ہوتے تھے۔ کہ جسکے نائب عموماً شاہزادے یا شاہی رشتہ دار ہوتے تھے۔ ان افسرون مین سے ایک ٹیکسلا مین کہ جو ضلع راولپنڈی مین شاہ ڈہیری کے قریب دریافت ہوا ہے رہتا تھا۔ اس کے تحت مین وہ تمام ملک تھا کہ جو ستلج کے مغرب مین ہندوکش تک ہے۔ دوسرا اجین مین رہتا تھا۔ اُس کے تحت مین تمام غربی ہندوستان تھا اپنے باپ کے وقت مین اشوک خود اس حصہ پر حکمران تھا۔ تیسرا نایب جو سورنگری مین رہتا تھا۔ وہ جنوبی حصہ پر حکمران تھا۔ مفتوح ملک کے لئے ایک چوتھا نائب مقرر تھا اور وہ توسلی مین رہتا تھا۔ جو کہ غالباً آجکل جوگڈہ کہلاتا ہے۔ راجدہانی کے قرب جوار کے ملک نائبون کے تحت مین نہین تھے۔ اونکا انتظام خود راجہ کرتا تھا شاہی نائبون کے نیچے رجوک یعنے کمشنر ہوتے تھے۔ جو کہ ہزارون رعایا پر حکمران تھے۔ اونکے نیچے پردیشک یعنے افسر ضلع تھے۔ اون کو عام طور پر مہاماتر کہتے تھے۔ اُن کا فرض تھا کہ راجہ کے رعایا اور لوگون وغیرہ لوگون مین دہرم کو پھیلائین رعایا کے آرام کا لحاظ رکھین۔ نامناسب قید یا سزا کی شکایت کو دور کرین۔ اگر کوئی قیدی ضعیف العمر ہو یا اوس پر کسی بڑے خاندان کے پالنے کا بوجھ ہو

اور اوس کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہو تو وہ اوس کو معافی دلوائین۔ شاہی خیرات تقسیم کرین۔ عورتون کی
نگرانی کے لئے خاص افسر ہوتے تھے۔ یہ تمام افسر خاص افسر ضلع کے ساتھہ کام کرتے تھے۔
جانورون کو ناجایز طور پر مارنے یا تکلیف دینے یا ذبح کرنے کیلئے منع کرادیا تھا۔ انسان اور حیوانون کے
لئے شفاخانے بنوائے۔ سڑکین تعمیر کرائین۔ کنوئین کہدوائے۔ رفاہ عام کے بہت سے کام کئے بیٹونکو
ماں باپ سے گستاخی کرنے پر سزا مقرر تھی انتظام جنگی کی ادبھی عجیب کیفیت تھی۔ سپاہی تلوار
دونون ہاتہون سے مارتے تھے تاکہ زور کا ہاتھہ پڑے۔ سوارون کے پاس دو بھالے ہوتے
تھے۔ مگر پیادون کے مقابلہ مین اونکی ڈھالین چھوٹی ہوتی تہین۔ وہ گھوڑون پر نہ کاٹھی کستے تھے
نہ دہانہ لگاتے تھے۔ بلکہ اون کے منہ پر ایک گول چیز بیل کے چمڑے کی جسمین لوہے کی کیلین
اندر کو لگی ہوتی تھین لگاتے تھے۔ گھوڑے کے منہ مین ایک کیل دیجاتی تھی اور آہن پر لگتی تھی
جس وقت سوار اس کو کھینچتا تو اوس کیل سے گھوڑا رک جاتا تھا کیونکہ اسکی وہ کیلین چبھنے لگتی تھین
راجہ کے پاس چھہ لاکھہ پیادے تیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے۔ اس تمام
فوج کا انتظام تیس شخصون کے سپرد تھا۔ اور اون کی چھہ جماعتین تھین۔ اور ہر ایک کے
متعلق فوج کا ایک حصہ ہوتا تھا۔

(۱) فوج بحری کا حصہ (۲) رسد باربرداری وغیرہ کا معہ باجے والون اور سائیسون کاریگرون اور
گھسیارون کے (۳) پیادہ فوج کا حصہ (۴) سوارون کا حصہ (۵) لڑائی کے رتھونکا حصہ (۶)
ہاتھیون کا حصہ۔ رودرمن مین جو پتھر ۱۵۰ء مین کھودا گیا اس سے معلوم ہوا کہ کاٹھیاوار کے حاکم نے
اشوک کے حکم کی تعمیل مین نہرین اور پل گرنار کے مصنوعی جھیل سے پانی لینے کیلئے بنائین۔ مالگزاری
جمع کرنیکے افسر علیحدہ مقرر تھے اور یہی زیادہ تر آمدنی کا صیغہ تھا تمام زمین راجہ کی تھی۔ بعضون کا
قول ہے کہ کاشتکارون کو پیداوار کا صرف $\frac{1}{4}$ ملتا تھا بعض کہتے ہین کہ وہ $\frac{1}{4}$ سرکار مین دیتے تھے۔

بہر حال کاشتکار دنپر ظلم وزیادتی نہ تہی۔ علاوہ اس کے ان کو اور بھی کچھہ دینا پڑتا تھا۔ شہر پاٹلی پتر کہ جو دار الخلافہ تھا۔ دریائے گنگ وسون کے میل پر جنوبی کنارہ پر اوسجگہ تھا کہ جہان آجکل پٹنہ وبانکےپور واقع ہین دریائے سون اب دوسری طرف ہوکر جاتا ہے اور اب گنگا دنیا پور مین ملجاتا ہے مگر پرانی دہار اب بھی معلوم ہوتی ہے یہ شہر ایک چوکور طول مین ۹ میل اور عرض مین ۱½ میل تھا اوسکی چاردیواری لکڑیکی بنی ہوئی تہی جسمین ۶۴ دروازے تھے اسکے چارون طرف ایک بڑی گہری خندق تھی اور بلند ۵۷۰ برج تھے۔ مگر اشوک نے باہر کی چاردیواری چونہ کی بنوائی اور بہت سی پتھر کی عمارتین ایسی ایسی نادر بنوائین کہ انکو لوگ بعد مین دیوتاؤن کی بنائی ہوئی کہنے لگے۔ اس شہر کا بہت ساحصہ بانکےپور کے نیچے دبا ہوا ابھی نکلا ہے اور چند عمارتون کے اب بھی نشانات پائے گئے ہین اور چند جگہونپر کھودنے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یونانی مسافرون نے جتنی اوسکی وسعت بتلائی تھی وہ صحیح ہے۔

اس وسیع شہر کا انتظام مثل فوج کے انتظام کے تیس آدمیون کے سپرد تھا۔ اور اونکی بھی ویسی ہی چھہ جماعتین بنائی گئی تھین پہلی کے متعلق صنعت اور کاریگرون کا انتظام دوسری کے ذمہ۔ پردیسیون کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام بیمار پردیسیونکو دوا دیجاتی تھی۔ اور اگر وہ مرجاتے تھے تو اون کو دفن کرادیا جاتا تھا۔ اور اونکی جائدادون کا انتظام سرکار کرتی تھی۔ اور جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی وہ انکے ورثار کو پہونچا دیتے تھے۔ تیسری کے ذمہ پیدائش اور موت کا لکھنا تھا۔ چوتھی کے ذمہ تجارت کا اہتمام تھا۔ جو ناپ اور وزن کی نگرانی کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ہر ایک موسم کی چیز مناسب وقت پر مام اشتہار کے ذریعے سے بیچی جاتی تھی۔ اور قیمتین مقرر تھین جو بیوپاری کہ ایک سے زیادہ چیزون مین تجارت کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو دُگنا محصول دینا پڑتا تھا پانچوین کے متعلق کارخانہ جات کا انتظام تھا۔ اور اون کی بنائی ہوئی چیزین اسی طرح سے بکتی تھین جس طرح کہ باہر کی آئی ہوئین۔ چھٹی کے متعلق تمام فروخت شدہ چیزونپر محصول جمع کرتا تھا

اس سے نیچے کی سزا موت تھی چندرگپت کا قانون فوجداری بہت سخت تھا۔ اشوک نے اس مین
چند ترمیمات کین۔ جب راجہ شکار کو جاتا تھا تو اگر کوئی شخص اس راستہ کے اندر جو رسی سے علیحدہ کردیا
جاتا تھا آجاتا تھا تو اوس کو موت کی سزا دیجاتی تھی۔ اگر کسی کاریگر کے ہاتھ یا آنکھ کو نقصان پہونچ یا
جاتا تھا تو مجرم کو موت کی سزا ملتی تھی۔ اگر کسی کے اور کسی عضو کو نقصان پہونچایا جاتا تھا تو ایسا کرنیوالے
کا وہی عضو اوسکے یا ہاتھ کاٹ ڈالا جاتا تھا۔ جھوٹی گواہی دینے کی سزا مین ہاتھ پاؤن کی اُنگلیان
کاٹی جاتی تھین۔ بعض بعض جرایم کی سزا سر مونڈ ڈالنا تھی۔ جسکو لوگ سب سے بُرا خیال کرتے تھے
جو سلطنت کہ اشوک کو چندرگپت سے ملی تھی اوسکی وسعت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کامل انتظام
فوج کا سیر و نجات کے حملہ روکنے کے لئے تھا۔ ویسا ہی کامل اندرونی انتظام بھی تھا۔ پاٹلی پوترا ایک
بڑی بادشاہت کا تین نسل تک دارالخلافہ رہا۔ اور گو آجکل کے مہذبانہ طریقے وہان پر جاری ہین تاہم
مگر پھر بھی اشوک نے کابل اور گرنار مین کہ جو وہان سے ایک ایک ہزار میل سے زیادہ دور تھے اپنی
حکومت چلائی۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ اپنی سلطنت مین اپنے عہد حکومت کے نوین سال مین لڑائی بند
کردی۔ اور سرحد کی جو بڑی جنگلی قومین تھین اون پر بردباری سے حکومت کی۔ بہت سی عمارتین بنائین
اور اپنے قلمرو مین لوگون کو پرہیزگاری اور نیک چلنی سکھائی۔
جسطرح اشوک کو ان باتون مین بزرگی تھی اسی طرح وہ بڑا جنگجو اور بہادر بھی تھا اس نے صرف کل
شمالی ہند ہی کو فتح نہین کیا۔ بلکہ علاوہ اس کے ہند کی سرحد کے باہر اور کئی ملکون مین بھی اپنا سکہ
بٹھا دیا تھا۔

اوس کے احکام جو بڑے بڑے لاٹون پر کندہ کئے گئے تھے یہ تھے۔

(۱) کوئی جانور کھانے یا یگ کے لئے ذبح نہ کیا جاوے (۲) انسانون اور حیوانون کے لئے دواخانے
مقرر ہون۔ اور درخت دکنوئین سڑکون پر بنائے جاوین (۳) پانچ برس مین ایک دفعہ سب لوگ اپنے

انہون کا اظہار کرین اور بدھ مذہب کے اصول مشتہر کئے جاوین (۴) زمانہ سابق وحال کا مقابلہ کیا
جاوے تاکہ لوگ راجہ کی حکومت مین خوشی سے بسر اوقات کرین (۵) بدھ مذہب کے وعظ کرنے والے
[illegible] ملکون مین جاوین اور غیر ملکون [illegible] کا مقابلہ بناوین (۶) رعایا کی چال چلن کے نگران افسر مقرر
ہون (۷) [illegible] پر یہ ظاہر کیا جاوے کہ مذہب ایک ہے اور سب لوگ برابر ہین (۸) سابق راجاؤن کی
آرام طلبی کا [illegible] چال [illegible] پاکیزہ [illegible] اون سے مقابلہ کیا جاوے (۹) نیکی کا کہ جس سے بہبودی ہوتی ہے
بتایا کیا جاوے (۱۰) [illegible] جہانبانی کی چیزین [illegible] وہ خوشی اور اوس بہبودی آخر کا کہ جسکو راجہ چاہتا ہے
مقابلہ کیا جاوے (۱۱) [illegible] پر چلانا [illegible] بڑی خیرات خیال کیجاوے (۱۲) انسکو
[illegible] مباحثہ [illegible] لاٹھون پر کندہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ دہلی۔ میرٹھ۔ الہ آباد۔
نندگرہ۔ رام پوروا۔ سانچی وغیرہ مین اب بھی یہ لاٹھین موجود ہین۔ بعض انکا میناروں پر بھی کندہ کیے
گئے تھے۔ ون مین سے شہبازگڑھی مین جو پشاور سے چالیس میل پر ہے منسیرا ضلع ہزارہ پنجاب مین
کالسی مین جو [illegible] میل [illegible] سوپارا ضلع تہانہ مین جو بمبئی کے قریب ہے۔ کوہ گرنار مین
جو خلیج بنگال پر واقع ہے [illegible] جو ضلع [illegible] مین ہے۔ اور جوگڈہ مدراس مین موجود ہے۔ اوس وقت
مین سنگ تراشی کی بڑی ترقی تھی اور وہ سامان آسایش جو مغلون کے وقت مین مہیا تھا سب موجود
تھا۔ لکڑی کا کام بہت خوبصورتی کیساتھ کیا جاتا تھا۔ اور نقاشی ایسی ہوتی تھی۔ کہ گویا چیز منہ سے بول رہی ہے
راجہ اشوک چالیس برس حکومت کرکے سنہ ۲۳۲ قبل از مسیح مرا۔ کہتے ہین کہ اوس نے
اپنے مرتے وقت تمام راج دھرم ارتھ بدھون کی جماعت کو پن کردیا اور یہہ کہا کہ مین اندر کے سورگ یا برہما
کے لوک مین رہنا نہین چاہتا نہ مین ایسی جاہ و حشمت کو کہ جو مثل گنگا کی لہر کے آتی جاتی رہتی ہے چاہتا ہون
مین تو اوس نفس کشی کا خواستگار ہون کہ جسکو رشی [illegible] چلے آئے ہین مجھے وہ بہبودی درکار ہے کہ جس مین
کبھی کمی نہین ہوتی۔

اوس زمانہ مین زبان پراکرت جو سنسکرت اور پالی کے بیچ مین تھی بولی جاتی تہی۔ بعض ناٹکون مین جو پراکرت زبان ملتی ہے وہ پالی سے بہت کچھہ مشابہت رکھتی ہے۔ اسی پراکرت زبان سے ہندی زبان بنی ہے۔ بڑے آدمی ہمیشہ سنسکرت بولتے تھے پالی یا پراکرت عوام مین رائج تہی تمام مورخون کو جنہون نے اس بارہ مین تحقیقات کی ہے اتفاق ہے کہ ہندوستان کے لوگون نے خود اپنے حروف ایجاد کئے کسی غیر قوم سے لکھنا نہین سیکھا۔ یہ حروف مشابہ اُن حروفون کے تھے کہ جنمین اب سنسکرت اور ناگری لکھی جاتی ہے۔

مگدہ دیس مین اشوک کے بعد دو سو برس تک جتنے راجہ ہوے اُن کے مفصل حالات معلوم نہین ہین۔ سنہ عیسوی کے شروع مین مگدہ دیس کی آزادی جاتی رہی۔ قوم اندہرا نے اُسپر قبضہ کر کے قریب چارسو برس تک راج کیا۔ پھر مگدہ سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

جین مذہب کے واقعات

یہان پر کسیقدر جین مذہب کے واقعات بہی ناظرین کی معلومات کیلئے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مذہب بھی بہت قدیم ہے۔ جب بدھ مذہب ہندوستان سے رفتہ رفتہ اوٹھ گیا تو جین مذہب کو برابر ترقی ہوتی رہی۔ اور اس وقت بہی یہان پر اون کے ۱۴۱۴۳۳۰ تعداد موجود ہین۔ یہ لوگ بڑے مالدار اور تجارت پیشہ ہین۔ اون مین آپس مین بڑا اتفاق ہے۔ اور اون کی خیرات کی کوئی حد نہین ہے بہت سے خوبصورت جین مندر پارسناتھ کے پہاڑ پر۔ بنگال۔ کاٹھیاوار۔ پالی ٹانہ۔ آبو۔ وغیرہ مین موجود ہین۔ اور ہر بڑے شہر مین ایک نہ ایک مندر ان لوگون کا ضرور ملیگا۔ وشنوی ہندوٗن کو انکے خلاف کہین کہین سخت تعصب ہے۔ اور کہین نہین۔ اور بعض پورانون مین یہ لکھا ہے کہ متوالے ہاتہی کے سامنے چلے جاؤ مگر جین مندر مین نہ جاؤ بعض جگہہ وشنوی ہندوٗن اور جینیون مین روٹی اور بیٹی کا بیوہار ہوتا ہے۔ بعض جگہہ نہین اس فرقہ کی شروع تاریخ مین بہت اختلاف ہے عقلاء یورپ انکو پہلے بارہوین صدی مسیح سے قبل کا

نہین مانتے تھے مگر پروفیسر جیکوبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جین شاستر چوتھی صدی قبل از مسیح مین بنایا گیا
اور پانچوین صدی عیسوی مین وہ شاستر تحریر مین آیا۔ سو جین لوگ اپنے مذہب کو بدھ مذہب سے پہلے کا
بتلاتے ہین اور اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ دگمبری جین فرقہ اشوک کے وقت مین یعنے تیسری صدی
قبل از مسیح موجود تھا بدھ مذہب کے لوگون کا قول ہے کہ بدھ بھگوان کو پانسو تینتالیس برس قبل از مسیح
اور مہابیر جینیون کے دیوتا کو پانسو چھبیس برس قبل از مسیح نروان پدلا۔ اور جین شاسترون کے موجب وہ
بدھ بھگوان کے گرو اور اون سے بڑے ہوے تھے۔ جینیون کے یہان قریب قریب اوتنا ہی بڑا شاستر
ہے جیسا اور ہندؤن مین اون کے گرنتھ بھی پوران کہلاتے ہین۔ اور آدی اوتر۔ چاندرائی۔ چتور ونشی
وغیرہ پوران اور سدھانت اور آگم موجود ہین۔ آگمون اور سدھانتون کی وہی وقعت ہے کہ جو اور ہندؤن کے
یہان وید کی علاوہ آگم اور سدھانتون کے اونکے یہان گیارہ انگ یعنے اچارانگ۔ سوترکرت انگ۔ استھان
انگ وغیرہ ہین۔ اور ان کے سوائے اخلاق وطریقہ برتاؤ وریاضت وسدھی تیرتھنکرون کے وقایعون پر
سوتر وغیرہ موجود ہین۔ یہ لوگ دو فرقون مین منقسم ہین۔ ایک شویت امبر۔ دوسری دگمبر یعنے ایک جو
کپڑے پہنتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو کپڑے نہین پہنتے۔ یہ دونون فرقے ویدون کو نہین مانتے۔ نہ اون کو
ایشور کرت کہتے ہین بلکہ وہ اپنے سدھون کو کہ جنہون نے اپنے تپ سے سدھی پائی دیوتاؤن سے بھی
بڑا سمجھتے ہین۔ جنوبی ہندوستان مین اون مین ذات کی تفریق ہے۔ شمالی ہندوستان مین وہ سب
ایک قوم کے اور بیشتر ویش ہوتے ہین۔ انکے مندرون مین چڑھاوا لینے والے ہمیشہ برہمن ہوتے ہین۔ اون کو
بھوجک کہتے ہین۔ جینیون کی بہت سی رسمین وہی ہین کہ جو اور ہندؤن کی اور شادی غمی مین سوائے وید منتر
بولنے کے باقی سب کام ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسے کہ اور ہندؤن مین علاوہ شویت امبر اور دگمبرون کے
جینیون مین ایک یتی ہوتے ہین۔ کہ جو خیرات پر گذر اوقات کرتے ہین اور دوسرے شراوک کہ جنکو عوام الناس
سراوگی کہتے ہین۔ یتی منہ کے سامنے کپڑا باندھتے ہین اور اپنے ساتھ جھاڑو رکھتے ہین تاکہ جانور منہ مین

نہ چلے جاوین یا بیٹھنے سے نہ مرجاوین وہ اپنے بال اکہاڑتے ہین اور بڑے بڑے برت کرتے ہین۔ بعض
اُن مین سے ایک ایک مہینہ تک نہین کہاتے۔ شراوک لوگ معمولی ہندؤن کا سا برتاو کرتے ہین گو وہ جتیون کو ہی
خیرات دیتے ہین۔ اور صرف اپنے تیرتہ انکرون کو ہی مانتے ہین۔ یہ تیرتہہ انکر وہ لوگ ہوے ہین کہ جنہون نے
اپنی ہمت سے نروان پد کو پایا ایسے چوبیس جن ہوے ہین۔ مہاسوفت پارسناتہ جی تیسوین اور مہابیر سوامی
چوبیسوین تیرتہہ انکر کی زیادہ تر پوجا ہوتی ہے مہابیر جی کنپل کے راجہ کے یہان پیدا ہوے۔ انکے باپ نے انکا
نام بردہمان رکہا تھا۔ اوہنون نے یشودہا رانی کے ساتہہ شادی کی اور اٹہائیس برس کی عمر مین خیاس لیا
چہہ برس تک اوہنون نے مون دہارن کرکے سمادہی لگائی۔ پہر مختلف مقامات پر گئے اور بڑی ریاضت کی اور
تکلیف اوٹہائی۔ نو برس کے بعد اوہنون نے اپنا مون برت یعنے ازبان بند رکہنا م توڑا اور کوشمبی مین حاکر ایک
یہ ہمت ساڑہے بارہ برس کا تہا اور اس مین اوہنون نے پندرہ دن سے لیکر چہہ مہینے تک نہین کہایا اودن کا
بڑا مقولہ یہ ہی تہا کہ جیو ہتیا کبہی نکرو۔ یعنے کبہی کسی کو مت ستاؤ۔ چنانچہ اب بہی جین دہرم کا یہی بڑا مقولہ ہے
کہ اہنسا یعنے کسی کو آزار نہ پہونچانا ہی بڑا دہرم ہے باقی اودن کے خیالات اور برتاو وہی تہے کہ جو بدہ بہگوان
کے تہے۔ اوہنون نے بہت سے چیلے کئے۔ اور ضلع بہار اور الہ آباد اور کوشمبی اور راج گڑہ مین اپنا مت
پہیلایا پہر جسم کو چہوڑ کر نروان پد کو پراپت ہوئے۔ وہ دنیا کا کوئی لازوال قادر مطلق نہین مانتے تہے نہ پران
علیحدہ کوئی جیو آتما کہتے تہے۔ اودن کا مقولہ تہا کہ صرف جیو یعنے پران اور اجیو یعنے مادہ ہی مختلف صورتون کو
اختیار کرتے ہین ان دونون کو فنا نہین۔ صورت اور حالت پلٹ سکتی ہے۔ گر مادہ اور پران ہمیشہ قایم
رہتے ہین۔ سوائے خاص حالتون کے کہ جہان کوئی خاص پران جسم کا تابع نہ رہے۔ انکی مت مین موکش وہ ہے
کہ جو بدہ بہگوان کا نروان یعنے جسم مین نہ آنا اور آواگون سے چہوٹنا۔ وہ انسان کا آٹہہ طرح کے کرمون سے کہ
جن مین چار طرح کے اچہے اور چار طرح کے برے ہین۔ علیحدہ ہونا ہی بہبودی کا باعث کہتے ہین جینیون کے
یہان پانچ مہاوارتا ہین یعنے بڑے کام ہین (۱) کسیکو ایذا نہ پہونچانا۔ (۲) سچ بولنا (۳) ایمانداری کا برتاو

کرنا (۴) پاکدامن رہنا (۵) دنیا کی خواہشات چھوڑنا۔ اون کے یہان نیاضی سادہ دلی۔ مذہب کی تعلیم اور تپ۔ یہ چار بڑے دہرم او جسم۔ زبان اور دل کو قابو مین رکھنا۔ یہ تین بڑی قیدین مانی گئی ہین۔ یہہ لوگ بعض موقعون پر خاصکر برسات کے چار مہینون مین نمک۔ سبز ترکاری زمین کے اندر سے نکلنے والی نباتات نہین کھاتے۔ کپڑے مین چھانکر پانی پیتے ہین۔ صابون۔ تیل۔ لوہا وغیرہ کا استعمال نہین کرتے۔ او بعد غروب آفتاب کے رات کو کھانا نہین کھاتے۔ ان کے سدہونکی مورتیان یوگ کے کسی آسن سے دھیان لگائے ہوے بنائی جاتی ہین۔ خاصکر پارسناتھ جی اور مہابیر جی کی اور رشب دیوجی اور نیم ناتھ جی کی بڑی مانتا ہے۔ بسنت پنچمی۔ دیوالی۔ اور بہادون کا مہینہ بڑے پاک ہوتے ہین اون کے اتسو اور رتھ جاترا بڑی شان وشوکت سے ہوتے ہین۔ زیادہ تر یہہ لوگ مغربی اور جنوبی ہندوستان مین بستے ہین۔ مگر کارومنڈل کے کنارے پر بھی پائے جاتے ہین۔ انکا عروج گیارہوین صدی عیسوی مین بہت ہوا اور جنوبی ہندوستان مین اون کے مذہب کے کوئی کوئی راجہ بھی ہوئے۔ بھگوان شنکر آچاریہ جی نے انکی مت کو سپت بھنگی نیائی کہکر کھنڈن کیا ہے۔ مگر وہ سنجیدہ بحث جو اونہون نے کی ہے۔ یہان پر لکھنی ضروری نہین ہے۔ صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ وہ جینیون کی اس بات کو کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہے یا پران سے الگ کوئی جیو آتما نہین ہے۔ یا ہر ایک جسم مین الگ الگ جیو آتما ہے۔ اور جسم کی گھٹنے بڑہنے کے ساتھہ وہ گھٹتا بڑہتا رہتا ہے۔ جائز طور پر کھنڈن کرسکتے ہین۔

اسکے قبل ہم یہان تک بیان کرچکے تھے۔ کہ قوم اندہرا نے چار سو برس تک راج کیا۔ پہر مگدہ دیس سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

قنوج کی سلطنت پر سب سے پہلے سورج بنسی راجاؤن نے حکومت کی چوتھی صدی مین یہ سلطنت خاندان گپت کے قبضہ مین آئی۔ اس خاندان کے تیسرے بادشاہ سمودر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرلیا۔ تخمیناً چار سو پچاس عیسوی مین قوم ہن نے گپت خاندان کو قنوج سے نکالدیا۔ پہر مالوہ کے راجہ بکرماجیت نے

قوم ہن سے قنوج فتح کرکے اس سلطنت مین شامل کرلیا۔ یہان پر مختصر سا حال راجہ بکرماجیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ ہندو مورخون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت ۵۷ برس قبل از مسیح ہوا ہے۔ جسکا سمت ابتک جاری ہے اور انگریزی سنہ سے سمت ۵۶ برس پہلے کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت ۵۶ برس قبل از مسیح ہوا۔ لیکن انگریز مورخون کا یہ خیال ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔ اور پانسو چوالیس عیسوی مین سمت قایم ہوا۔ اگرچہ سو برس پہلے کا ڈالا گیا۔ ہون تو سین چین کا مسافر کہتا ہے کہ بکرماجیت راجہ شلاوت کے بعد ہوا جس سے پانسواسی عیسوی ہوتے ہین۔ کلہن کشمیر کا مورخ بکرماجیت کو کنشک سے تیس راجاؤن کے بعد بتلاتا ہے جس سے یورپ کے مورخون کا خیال ہے کہ وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔

امرسنگہ ۔ امیر۔ ولرچی۔ دہنتری۔ کہپک۔ سنکو۔ بتیال۔ بہٹ گہٹاکر۔ کالی داس۔ یہ راجہ بکرماجیت کے نو رتن تھے۔ یعنے درج عقل کے نو جواہر۔ ان مین سب سے بڑا ہوا کالی داس۔ تہا جو شکنتلا کا مشہور مصنف ہے۔ ان کے نسبت بہی انگریزی مورخون نے لکہا ہے کہ وہ سب پانچوین یا چھٹی صدی مین ہوے۔ اور مالوے مین جو دہرم دیب بہی اسی راجہ بکرماجیت کے نام سے مشہور رہے بہرحال کچہہ ہو۔ بکرماجیت جیسا راجہ ہندوستان مین بعد جدہشٹر اور اشوک کے نہین ہوا۔

فرشتہ لکہتا ہے کہ راجہ بکرماجیت قوم پوار سے تہا۔ آغاز شباب مین لباس فقیری اختیار کرکے سیاحی کی۔ جب پچاس برس کی عمر کو پہونچا تو غیب سے اس کو حکم ہوا کہ سپاہ گری کر۔ چونکہ خدا کا حکم یون ہی تہا۔ بادشاہی کو پہونچ گیا اور خلق اللہ کو ظالمون کے پنجے سے نجات دی۔ اور روز بروز ترقی کرکے تہوڑی ہی مدت مین ملک نہروالہ اور مالوہ اپنے قبضہ مین لایا اور عدل و انصاف سے ہر شہر و دیار کے آدمیون پر اپنے احسان کا سایہ پہیلا دیا۔ یہانتک کہ مقناطیس نے لوہے کو اور کہربا نے گہاس کو کہینچنا چہوڑ دیا۔ ہندوون کا اعتقاد ہے کہ اوسکی حالت اہل دنیا سے بڑہی ہوئی تہی۔ جو کچہہ اوسکے دل مین گذرتا تہا ہو بہو

ظاہر رہین تھا تاہا رات کو جو کچھ اپنی رعیت کے حق مین سوچتا صبح کو وزروشن کیطرح ظاہر ہوجاتا۔ حالانکہ
بادشاہ تھا مگر رعیت کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا۔ گھر مین سوائے مٹی کے لوٹے اور چٹائی کے اور کچھ نہ رکھتا
تھا اوس نے شہر اوجین کو آباد کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور قلعہ دہار کی بنیاد رکھی بلکہ اوس مین سکونت
بھی اختیار کی۔ مہاکال کا مندر اوجین مین بنا کر برہمن اور جوگیون کے وظیفے مقرر کردیئے اور اون کو اوس
بتخانہ مین رکھا اور حکم دیدیا کہ شب و روز عبادت الٰہی مین مشغول رہو۔ اپنا تمام وقت یا تو خلق اللہ کی خدمت
گذاری یا خالق کی پرستش مین صرف کرتا۔ ہندو اس راجہ کا بڑا اعتقاد رکھتے ہین۔ اور عجیب و غریب باتین
اوس کی نسبت بیان کرتے ہین۔ اوسکی وفات سے ایک سنہ مقرر کرکے اپنے دفترون مین درج کرلیا ہے
اس کتاب کی تحریر تک ۱۹۱۰ء گذر چکے ہین۔ مگر ہندؤن کے حساب سے سمت ۱۹۶۳ بکرمی گذری ہین۔ اردشیر
بکرماجیت کا ہمعصر تہا۔ اور بعض اقوال کے موجب شاہ پور کا ہم عہد ہوا۔ اوسکی سلطنت کے اخیر زمانہ مین
سالباہن دکن کے ایک زمیندار نے اوسپر حملہ کیا۔ دریائے نربدا کے کنارے پر دونون لشکرون مین لڑائی
ہوئی۔ سالباہن غالب آیا اور بکرماجیت قتل ہوا۔ اوس کے عہد کی روایتین بہت ہین۔ چونکہ اون مین سے
کسی کو بھی عقل قبول نہین کرتی۔ اس لئے وہ یہان پر نہین لکھی گئین۔ بکرماجیت کے بعد ملک لوہ خراب رہا۔ اور
کوئی حاکم منصف و سخی پیدا نہوا۔

اس موقع پر بکرماجیت کے پیدائش کے حالات جو مصنف مرآۃ السلاطین نے لکھے ہین وہ مثل قصہ اور کہانی
کے ہین۔ اور اوس مین بجز کذب کے صدق کا نام نہین ملتا۔ چنانچہ ہم یہان پر مختصر ناظرین کی دلچسپی کیلئے
تحریر کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے ہمارے منصف مزاج ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین۔

چنانچہ مصنف مرآۃ السلاطین بحوالہ سنگہاسن بتیسی لکھتا ہے کہ ”راجہ اندر کی محفل مین اوسکا بیٹا گندہرپ سین
ایک حور پر جو اوس کے باپ کی منظور نظر تھی۔ عاشق ہوا۔ جب راجہ کو خبر معلوم ہوئی تو بیٹے کو بددعا دی۔
جسکے باعث گندہرپ سین عالم علوی سے عالم سفلی مین آیا۔ حالت یہ تھی کہ دن کو گدہا بنا رہتا۔ رات کو آدمی ہوتا

آخر دہار انگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا ۔ دل مین کہا کہ اس راجہ کی لڑکی کو عقد کرنا چاہیئے اتفاقاً ایک برہمن اشنان کیلئے تالاب پر آیا تو اس سنے آواز دی کہ اسے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا ہون ۔ اپنے راجہ سے کہہ کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے ۔ اوس کے عوض مین جو مدعا ہو اوس کا انصرام کرون گا ۔ اگر اس کے برخلاف انکار کیا تو شہر کو تہ وبالا کردون گا ۔ چنانچہ برہمن ایک دو بار تو اس آواز پر اعتماد نہ کیا مگر تیسرے بار یہ کیفیت راجہ سے عرض کی ۔ راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا ۔ اور وہ آواز اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا ۔ راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندہرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی تیار کردے ۔ اوس صورت مین اپنی دختر تجھے دون گا ۔ گندہرپ سین نے فوراً بے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرد آہنی حصار تیار کردیا جس سے تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا ۔ راجہ ایفائے وعدہ کے لئے تالاب پر آیا اور آواز دی کہ گندہرپ سین باہر نکل آ ۔ بمجرد اس کہنے کے ایک گدہا تالاب سے نکل آیا ۔ اس ہیئت کو دیکھکر راجہ نہایت شرمندہ اور متفکر ہوا کہ اگر لڑکی بیاہ دیتا ہون لوگ مجھے احمق کہینگے ۔ اور انکار کرتا ہون تو معلوم نہین کہ یہ کیا آفت لائے ۔ غرض طوعاً و کرہاً راجہ نے اپنی لڑکی کا عقد گندہرپ سین سے کردیا ۔ اوسکا معمول یہ تہا کہ دن کو طویلہ مین بشکل خر گہانس کہاتا تہا ۔ اور شب مین آدمی ہوکر راجہ کی لڑکی سے عیش مناتا ۔ ایک روز حسب معمول گندہرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تہا ۔ راجہ نے قابو پاکر اسکے خلعت خری کو جلا دیا ۔ گندہرپ سین محل سے نکل کر کہا کہ اسے راجہ بہت اچھا کیا کہ اس جامۂ خری کو تو نے جلا دیا ۔ کیونکہ راجہ اندر نے مجھے بد دعا دی تھی اور یہ بہی کہا تہا کہ جب تیرا جامۂ خری کوئی نابود کردے گا تب یہان آنے کی راہ ملیگی ۔ قبل اسکے میرا ایک لڑکا بہرتری نام لونڈی سے ہوا تہا ۔ اب بہی تیری لڑکی حاملہ ہے ۔ اس مرتبہ وہ شیر نر پیدا ہوگا ۔ جسکے ہزار ہاتہی کی قوت حاصل ہوگی ۔ یہ کہکر فوراً آسمان کے طرف اڑگیا ۔ راجہ کو خوف ہوا کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو میری اولاد کو راج کرنا دشوار ہے ۔ حکم دیا کہ وضع حمل ہوتے ہی لڑکے کا کام تمام کردیا جائے ۔ جب اوسکی بیٹی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی

تو اوس نے خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ مگر لڑکا زندہ اور صحیح وسلامت پیدا ہوا۔ جب یہ خبر راجہ کو معلوم ہوئی تو نہایت متاسف ہوا اور یتیم لڑکے پر رحم کہا کر پرورش کرنے لگا۔ اور بکرماجیت نام رکھا۔ اور بھرتری کی بھی پرورش شروع کی۔ جب یہ دونون جوان ہوے تو راجہ نے بکرماجیت کو مالوہ کی حکومت عطا کرنی چاہی مگر بکرماجیت نے یہ عذر کیا کہ میرے بڑے بہائی بھرتری کے ہوتے ہوئے میرے لئے سرداری سزاوار نہین ہے مناسب یہ ہے کہ اوسکو مالوہ کی حکومت عطا کیجانے اور مین اوس کی وزارت سے سرفراز کیا جاؤن چنانچہ راجہ نے بکرماجیت کے معروضہ کو قبول کرکے مالوہ کی حکومت بھرتری کو اور وزارت بکرماجیت کو عنایت کی۔ چونکہ بھرتری عیش وعشرت کا دلدادہ تہا۔ اس لئے تمام ریاست کا بوجہہ بکرماجیت کے سر پڑا۔ جس کے باعث بکرماجیت اکثر بھرتری کو نصیحت کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ نصیحت بھرتری کی بی بی اننگ سیتا (جسے پنگلا بھی کہتے تھے) کو ناگوار گذری۔ اور بھرتری کو ورغلا کر بکرماجیت کو شہر سے نکلوا دیا۔

ایک مدت کے بعد ایک برہمن نے کہین سے امرت پھل لاکر راجہ کے نذر کیا۔ راجہ نے وہ پھل رانی کو دیا۔ چونکہ رانی میر آخور سے مبتلا تھی اس لئے وہ پھل رانی نے میر آخور کے حوالہ کی۔ وہ ایک بازاری قحبہ پر مبتلا تھا۔ اوس نے وہ پھل اوسکو دیدیا۔ اوس قحبہ کو خیال گذرا کہ حیات ابدی مجہہ جیسی بدکار کیلئے وبال ہے۔ اس لئے یہ پھل انعام کے لالچ مین راجہ کے پاس لیجا کر گذرانا۔ جب راجہ نے اوس پھل کو دیکھا تو متحیر ہوا۔ دریافت کرنے پر تمام واقعات طشت ازبام ہوے۔ رانی نے کوٹھے سے گر کر جان دی۔ بعض کتابون مین درج ہے کہ یہ رانی صاحب عصمت تھی۔ اور واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہین کہ راجہ بھرتری نے شکار کے موقع پر کسی عورت کو اوس کے شوہر کے ساتہہ ستی ہوتے دیکہہ لیا تہا۔ محل مین آکر رانی سے وہ واقعہ بیان کیا۔ رانی نے کہا کہ جلنا تو بہت آسان ہے لیکن محبت کا معنی تو یہ ہے کہ عورت شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے فوراً جان دیدے۔ راجہ اسکی تصدیق کے لئے موقع ڈہونڈتا تہا۔ ایک دفعہ شکارگاہ سے اپنا خون آلودہ جامہ دیکر یہ کہلا بھجوایا کہ راجہ کو کسی نے مار ڈالا۔ مثااس خبر کے سنتے ہی رانی نے جان تسلیم کردی

بعض نے لکھا ہے کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین۔ اور یہ راجہ دونون کو محبت کرتا تھا۔ جو رانی کہ میر آخور سے مبتلا تھی۔ اوس کا نام اننگ سیتا تھا۔ اور جو راجہ کے مرگ کی خبر سنکر جان دیدی اوسکو پنگلا کہتے تھے خیر کچھہ ہو۔ اس کے بعد راجہ بھرتری نے ترک سلطنت کیا۔ اور اوس امرت پہل کی بدولت حیات جاوید پائی چنانچہ اب تک زندہ ہے۔

جب راجہ بھرتری نے راج چہوڑ دیا تو ایک دیو سرپال نامی نے اُجین کی حکومت کرنے لگا۔ مگر یہ عفریت آدم خور تھا جس سے شہر کی تباہی اور انسانون کی صفائی ہونے لگی۔ آخر رعایا نے تنگ آکر اوس دیو سے یہ کہا کہ ایک آدمی آپ کی خوراک کے لئے روزانہ حاضر کیا جائیگا۔ جسکو اوس آدم خور نے قبول کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جو شخص میری خوراک کے لئے حاضر کیا جائے وہ اوس روز تمام دن حکمرانی کرے اور رات کو میری خوراک بنے۔ چنانچہ یہ قاعدہ جاری ہوگیا۔ ایک دفعہ گجرات سے کسی بنجارے کا گذر اوجین کے تالاب پر ہوا۔ اور اس کے ساتہہ بکرماجیت بھی تھا۔ جسوقت رات ہوئی تو ایک شغال نے کہا کہ دو گھڑی بعد اس تالاب مین ایک لاش آویگی۔ اوس کے پاس چار لعل گران بہا اور ایک قیمتی فیروزہ ہے۔ جو شخص اس لاش کو میری خوراک کے لئے باہر نکالے وہ سلطنت پائے۔ چونکہ بکرماجیت جانورون کے زبان سے ماہر تھا۔ فوراً تالاب پر آبیٹھا۔ جب لاش آئی تو اوس کو باہر نکالا اور لعل و فیروزہ کو بدست کیا۔

جب صبح ہوئی تو اجین کی سیر کو نکلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر تجملات شاہی کا ہجوم دیکھا۔ اور ایک کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت سلطنت پر بٹھانے کی کارروائی کیجارہی تھی۔ مگر اوس کے ماںباپ اوس کے ساتہہ چیختے چلاتے جارہے تھے۔ اس اعجوبہ کارروائی سے بکرماجیت کو حیرت ہوئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ کمہار کا لڑکا شام کو اوس دیو لعین کا ناشتہ ہوگا۔ اس امر کے سننے سے اسکو رحم آیا اور کمہار سے کہا کہ تیرے لڑکے کے عوض مین جاتا ہون۔ ہرچند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا۔ مگر بکرماجیت نے نہ مانا آخر بکرماجیت کو سوار کر کے شہر مین لائے۔ اور تخت سلطنت پر بٹھائے۔ اسکے بعد بکرماجیت نے حکم دیا۔

نہ عمدہ عمدہ لذیذ کہانے پکوا کر شہر کے دروازون پر [illegible] جائین۔ چنانچہ کارپردازان ریاست نے اسکی تعمیل کی۔ اور وہ عفریت اپنے وقت [illegible] پہونچا اور وہ کہانے جو دروازون پر رکہائے گئے تھے خوب پیٹ بھر کر کہائے۔ اور [illegible] آیا بکراجیت کو بھی لقمہ کرنا چاہا لیکن بکراجیت نے [illegible] آزمائی شروع کی [illegible] کو مغلوب کیا۔ جب [illegible] کا ارادہ کیا تو اوس نے اس شرط سے امان چاہی [illegible] کا رخ نہ کریگا۔ اور کوئی مہم سخت پیش آجائے تو مدد کے لیے فوراً حاضر ہوا کریگا۔ [illegible] بکراجیت نے اوس دیو کو زندہ چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو [illegible] وارکان سلطنت [illegible] بکراجیت کو زندہ پایا۔ کمال مسرور ہوے جب یہ [illegible] ہوا [illegible] کا بیان ہے تو بیہ مسرت ظاہر کی۔ [illegible] مدت تک راجہ بکراجیت نے نہایت کامیابی کے ساتھ سلطنت کی۔ اور اپنی قوت و شجاعت سے تمام ملک دکن۔ اڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ فتح کیا۔ آخر مین ولایت [illegible] پر بھی اس نے قبضہ کیا۔ اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ آخر [illegible] سالباہن نام دکن کے زمیندار سے لڑائی کر کے شکست پائی اور قیدی ہوگیا۔ [illegible] مین یہ لکھا ہے کہ جب [illegible] بکراجیت نہایت ضعیف و ناتوان ہوگیا تو سمندر پال جوگی نے (جو راجہ کا معتمد علیہ اور مصاحب تھا) کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننے کی آرزو ہو تو مین اوسکی ترکیب سکہلاتا ہون چنانچہ راجہ اوس کے دام تزویر مین آگیا۔ اور اس ترکیب [illegible] مہارت کر کے ایک جوان قالب مین اپنی روح داخل کی۔ اور جوگی نے [illegible] اپنی روح راجہ کے قالب مین پہونچائی اور راجہ کی روح کو جو جوان کے قالب مین گئی تھی قتل کر ڈالا۔ اور خود سریر آرائے سلطنت ہوا۔

بہرحال اس موقع پر ہم نے بکرماجیت کے حالات تاریخ مرآۃ السلاطین سے بحوالہ سنگہاسن بتیسی اس لئے نقل کیا ہے کہ ناظرین کو اہل ہنود کے اعتقادات کا علم ہو۔ اور مورخون کے اختلاف کے حالات

معلوم ہوجائین۔ ورنہ اس خلاف قیاس قصہ کے لکھنے سے تاریخ کو طوالت دینا یا چڑے چڑیا کی کہانی کا بیان کرنا مقصود نہ تہا۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال کی نسبت اوپر دو روایتین بیان کئے گئے ہین۔ ایک تو سالباہن کے ہاتہ سے دکن کے ملک مین شکست پاکر قید ہونا اور بعد مارا جانا۔ دوسرا سمندرپال جوگی کا قالب بدلنا۔ مگر پہلی روایت بہت صحیح معلوم ہوتی ہے جیسا اکثر تواریخون مین ذکر ہے کہ جب راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا تو دہلی کے لوگون نے سمندر پال جوگی کو دہلی کی حکومت پر بٹہایا۔ چنانچہ سمندرپال کے خاندان نے دہلی کی ریاست بقول ایک مورخ کے ۶۴۳ برس ۱۶ آدمیون نے ریاست کی۔ اور دوسرا مورخ اس سے کم بتاتا ہے یعنے ۱۳ آدمیون نے ۲۳۲ برس حکومت کی۔ اور اس خاندان کے اخیر راجہ بکرم پال یا بہیم پال سے راجہ ٹلوک چند یا ٹلوک چند والی بہرائچ پر لشکر کشی کرکے شکست پائی بلکہ جان سے مارا گیا۔

بہرائچ کے خاندان مین سے دس آدمیون نے بقول ایک مورخ کے ۱۴۵ برس اور بقول دوسرے کے ... سال حکومت کی۔ چنانچہ اس خاندان کے اخیر راجہ گوبند چند کی بی بی مسماۃ پریم رانی نے بوجہ لاولدی کے ایک سال حکومت کرکے عالم بقا کو سدہاری۔ چونکہ اس خاندان مین کوئی وارث باقی نہین رہا تہا اس سبب سے ہری پریم فقیر کو گدی نشین کیا گیا۔ اس خاندان مین چار آدمیون نے ۵۱ یا ۳۵ برس حکومت کی۔ جب اس خاندان کے اخیر راجہ مہاپا تریا مہا پریم نے ترک سلطنت کرکے فقیری اختیار کی تو اکثر راجاؤن نے دہلی پر قبضہ کرنا چاہا مگر راجہ دہی سین یا دہی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اس خاندان کے ۱۲ آدمیون نے ۱۵۲ یا ۱۵۰ برس تک کمال نیکنامی کے ساتہ حکومت کی مگر اس خاندان کا اخیر راجہ دہور سین یا مودر سین کی عیش پرستی شراب خواری اور ظلم و زیادتی کے باعث ارکان سلطنت و اعیان دولت نے کوہستان سوالک کے راجہ دیپ سنگہ کو بہی ستے

[illegible] دہلی آباد کیا۔ [illegible] قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے [illegible] برس حکومت کی۔ اس کے بعد انلپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا چنانچہ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۴۳۷ برس سات مہینے [illegible] حکومت کی۔ اس کے بعد اس خاندان کے آخری راجہ [illegible] پر چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف سات آدمی [illegible] برس حکومت کئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر راجہ [illegible] پرتھی راج پتھورا [illegible] سلطان شہاب الدین غوری نے [illegible] پتھورا قتل کرکے [illegible] پر قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانون کے قبضے مین چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ ہرش [illegible] کے بعد قنوج [illegible] ایک خاندان کے ہاتھ آیا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ [illegible] جو [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط کیا اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤن نے اوس پر قبضہ کر لیا سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج مین سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے مین بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح جنگلی قومون سے آباد تھا۔ مگدھ کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے مین آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ مگدھ کے زیر حکومت رہا۔ مسلمانون کی آمد تک خودمختار راجاؤن کے چار خاندان بنگالے مین حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانون کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہین ہے۔ تیسرا خاندان پال کا گوپال نے نوین صدی عیسوی مین قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیوپال نے کل شمالی ہند کو فتح کر لیا اور مہاراج ادہیراج کا خطاب اختیار کیا۔ اوس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند مین پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال بنس کے بعد سین بنس دسوین صدی عیسوی مین ادیسور سے چلا۔ کچھ زمانہ تک راجگان سین صرف شرقی بنگالہ مین حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گھٹتی گئی۔ سینون کی

سازش کرکے دہلی مین بلایا۔ جس نے دمودرسین کو قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۶ آدمیون نے ۱۰۵ یا ۱۳۹ برس حکومت کی۔ اس کے بعد انکپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا چنانچہ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۴۱۹ برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کرنیکے بعد اس خاندان کے آخر راجہ پرتھی راج پر بلدیو چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف سات آدمی پچانوے سال حکومت کئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر راجہ ناک دیو کے بیٹے رائے پتھورا پر معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری نے چڑہائی کی اور رائے پتھورا کو قتل کرکے دہلی پر قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے بعد قنوج اور ایک خاندان کے ہاتھ آیا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ پرش بردہن تھا جو سلادتیہ کے نام سے مشہور رہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط جما لیا اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤن نے اوس پر قبضہ کرلیا سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج مین سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے مین بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح جنگلی قومون سے آباد تھا۔ مگدہ کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے مین آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ مگدہ کے زیر حکومت رہا۔ مسلمانون کی آمد تک خودمختار راجاؤن کے چار خاندان بنگالے مین حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانون کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہین ہے۔ تیسرا خاندان پال کا ہوپال نے نوین صدی عیسوی مین قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیوپال نے کل شمالی ہند کو فتح کرلیا۔ اور مہاراج ادہراج کا خطاب اختیار کیا۔ اُس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند مین پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال نبس کے بعد سین نبس دسوین صدی عیسوی مین ادیسور سے چلا۔ کچھہ زمانہ تک راجگان سین صرف شرقی بنگالہ مین حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گہٹتی گئی۔ سینون کی

عملداری بڑہتی گئی۔ اور گیارہوین صدی کے آخرین وہ لوگ پورے بنگالے کے مالک ہوگئے
بلال سین اس نبس کا ایک راجہ تہا۔ اس نے ۳۵ برس سلطنت کی۔ اور اپنا دربار سرنوگرم۔ ندیا۔
اور گورمین کرتا رہا۔ اس کے بعد اوس کا بیٹا لچھمن سین بھی بڑادی اختیار بادشاہ ہوا۔ اور عرصہ دراز
تک راج کرتا رہا۔ آخر ۱۱۹۸ء مین بختیار خلجی نامی ایک مسلمان افسر صرف اٹھارہ لشکریون کے ساتھ
گہوڑون کا تاجر بنکر داخل ندیا ہوا۔ محل شاہی تک وہ بلامزاحمت چلا گیا۔ اور ایسے وقت اندر گہس پڑا
جب لچھمن سین کہانا کہا رہا تہا۔ چونکہ نجومیون نے پہلے ہی سے پیشین گوئی کی تھی کہ مسلمان عنقریب تمہارا
راج لینے والے ہین۔ بختیار اور اوس کے ہمراہیون کا شور وغل سنتے ہی اس پر ایسا خوف طاری ہوا
کہ محل کے چور دروازے سے فوراً بھاگ کہڑا ہوا۔ غرض اُس نے ایک کشتی کی۔ اور مشرقی بنگالے کے
طرف بھاگا۔ وہ فوج جسے بختیار خلجی نے آس پاس کہین جنگل مین چھپا رکہا تھا۔ باہر نکل آئی۔ اور
بنگالے کے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا۔ مشرقی اور جنوبی بنگالے مین ہندؤن نے اسکے بعد بھی اکیسو
برس تک اپنے اختیارات قایم رکہے۔

اب ہم یہان پر دارالسلطنت اندرپت و دہلی کے ہندو فرمانرواؤن کا ایک تفصیلی نقشہ راجہ جدشٹہر
سے رائے پتھورا تک تاریخ سلسلۃ الملوک مولفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم سے نقل کرتے ہین جس سے
جملہ راجگان ہندوستان کے نام و سال جلوس اور مدت سلطنت وغیرہ کی بخوبی تنقیح و تصریح معلوم ہوجائیگی
گو دوسرے تواریخ مین بھی راجگان ہندوستان کی فہرستین مندرج ہین۔ لیکن
ایک دوسرے مین بہت کچہہ اختلاف ہے۔ ہمارے خیال مین تو نقشہ ذیل بہ نسبت اون فہرستون کے
نہایت معتبر و مستند معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر اصحاب کو اس سے اتفاق بھی ہے۔ مگر اس نقشہ کے
درج کرنے سے قبل ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤن کا اعتقاد و پیدایش عالم اور زمانہ طوفان
و اختلاف و مطابقت سنین وغیرہ کے حالات کی تفصیل و صراحت و وضاحت کے ساتھہ کردیجائے

تاکہ ہمارے معزز ناظرینوں کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اور کوئی مشکل باقی نہ رہے۔

اول یہ کہ ہندو زمانۂ قدیم کو مانتے ہین۔ اور بہت پرانی تاریخون کا ذکر اور نہایت پرانے حالات بیان کرتے ہین۔ مگر طوفان نوح کے قائل نہین ہین۔

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھہ سلسلہ اب عالم مین ہے وہ سب طوفان نوحؑ کے بعد کا ہے۔ اب اس اختلاف کے باعث ہندوٗن کی تاریخ کی صحت کیونکر ہوسکتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے طوفان نوح کا حال بیان کرنا چاہئیے۔

واضح ہو کہ چار قومین مشتبہ بالکتاب ہین (یعنے اگرچہ اپنے پاس اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب بتاتے ہین لیکن ہم لوگ اسکو نہین مانتے) اور حضرت نوحؑ کے طوفان کے قائل نہین۔ ایک ہندو (جنکی تاریخ ہم بیان کرتے ہین) دوسرے خطا اور چین والے۔ تیسرے مجوسی (یعنے پارسی آگ کے پوجنے والے) چوتھے اگلے زمانہ کے ترک۔ باقی وہ چار قومین جن پر اللہ نے کتاب نازل کی وہ سب طوفان کے قائل ہین۔

ایک وہ لوگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اگلے نبیون کی امت مین تھے۔ دوسرے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ تیسرے مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ چوتھے مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت والے۔

بعضے مجوسیون نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ طوفان تمام عالم مین نہ تہا۔ بلکہ صرف بابل اور اسی کے قرب وجوار مین تھا اور عقبہ حلوان سے جو مدائن مین کا ایک شہر عراق عرب مین بغداد اور اصفہان کے بیچ مین ہے۔ طوفان نے تجاوز نہین کیا۔ اسی سبب سے کیومرث کی اولاد جو مشرق مین رہتی تھی طوفان سے بچ گئی۔ اسیطرح ترک اور ہند اور چین والے بھی کہہ سکتے ہین مگر یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ توریت مقدس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان تمام عالم مین تھا۔ چنانچہ توریت مقدس کے رسالہ پیدائش کے ساتوین باب کے انیسوین درس مین لکھا کہ پانی نے زمین پر بہت سے بہت غلبہ کیا

کہ جتنے اونچے پہاڑ آسمان کے نیچے تھے سب چھپ گئے۔ اور اسی باب کے تئیسوین درس مین لکھا ہے کہ خدا نے چاہا کہ تمام کائنات جو زمین پر ہے انسان اور چوپایہ اور حشرات اور پرند۔ جانور سب کو زمین پر سے مٹاوے۔ صرف حضرت نوح اور جو اون کے ساتھہ کشتی مین تھے بچ گئے۔ ہندؤن کی تاریخ جو پانچ ہزار برس پہلے کی ہے وہ تو ایک افسانہ سا معلوم ہوتا ہے۔ الّا پانچ ہزار برس کی تاریخ جو ہم لکھتے ہین قریب القیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اوسی پر دلیل ہے کہ طوفان کے بعد جو حال ہے وہ صحیح اور اوس سے پہلے کا بطور کہانی ہے۔

اب یہ بات قابل بیان کے رہگئی کہ طوفان کو کتنی مدت ہوئی۔ خاص مسلمانون کے مذہبی کتابون مین طوفان کی مدت کا بیان نہین۔ الّا توریت مقدس مین کہ جسکو مسلمان بھی مانتے ہین۔ عالم کی پیدایش اور طوفان کا مذکور ہے۔ توریت مقدس کی کتابین جو پائی جاتی ہین تین ہین۔

ایک توریت سامریہ جسکو انگریزی مین سماٹین کہتے ہین۔ دوسری اصل عربی۔ تیسری یونانی جس کو انگریزی مین سپٹواجنبٹ کہتے ہین۔ ان تینون توریتون سے مدت پیدایش عالم اور زمانہ طوفان کا مختلف نکلتا ہے مگر تاریخ والے یونانی توریت پر اعتبار کرتے ہین۔ کیونکہ اس توریت کا ترجمہ دو سو ستتر برس پہلے سن مسیحی سے بہتر علماء یہود نے بطلیموس ثانی کے لئے جو اسکندر کے بعد دوسرا بطلیموس ہے کیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد عبری توریت پر یہودیون کی دشمنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کے سبب بھروسا نہین کرتے۔ اسی سبب ہم نے بھی جو طوفان کی مدت اختیار کی ہے۔ وہ یونانی توریت مقدس کے حساب پر درست ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہم ان حسابون کو بیان کرتے ہین۔

حساب توریت یونانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۲۲۴۲	[illegible]	از ظہور بخت نصر تا غلبہ سکندر بر دارا۔	۴۳۴	
از طوفان تا ولادت ابراہیمؑ	۱۰۸۱		از زمان سکندر تا ولادت مسیحؑ	۳۰۴	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰؑ	۵۴۵		از ولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
از وفات موسیٰؑ تا ظہور بخت نصر	۹۰۹		از ہجرت تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	
جملہ میزان (۷۵۰۰)					

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار دوسو اٹھاون برس ہوے۔ اور یہ نقشہ جو ہند و فرمانروایان ہندوستان کا درج کیا جاتا ہے وہ طوفان سے دوسو ستائیس برس بعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ اس مدت مین حضرت نوحؑ کی اولاد تمام عالم مین منتشر ہوگئی ہو۔ اور ہندوستان مین بھی آئی ہو۔ کیونکہ طوفان کے ایک برس بعد بابل آباد ہوا۔ اور انسان عالم مین منتشر ہونے لگے۔ اور زبانون کی تبدیل شروع ہوگئی۔

حساب توریت سامریہ

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۱۳۰۷		از وفات موسیٰ تا ولادت حضرت مسیحؑ	۱۷۱۷	اس وقت توریت سامری مین منجملہ [illegible] کرتے ہین
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۹۳۷		از ولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیمؑ تا وفات موسیٰؑ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	
جملہ میزان (۶۴۲۱)					

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار ایک سو چودہ برس ہوے۔ مگر اس توریت پر تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے

کیونکہ اس توریت سے ثابت ہوا کہ ہبوط آدمؑ اور طوفان مین ایکہزار تین سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ اور جب طوفان آیا تو عمر حضرت نوحؑ کی بالاتفاق چھہ سو برس کی تھی۔ اور حضرت آدمؑ کی عمر بالاتفاق نوسو تیس برس کی ہوئی۔ تو اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے دو سو برس تک حضرت آدمؑ کو دیکھا ہو۔ اور نیز اپنے آبا و اجداد سے ملاقات کی ہو۔ اور یہ نہین ہوا۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو چھوڑ دیا۔

حساب توریت عبرانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۱۶۵۶		از وفات موسیٰ تا ولادت مسیح	۱۷۱۷	اس توریت میں بھی عمریں حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ کی کمی کی گئی ہیں
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۲۹۲		از ولادت حضرت مسیح تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم ۱۹۰۶ء م ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

میزان جملہ (۶۱۲۵)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار چار سو انہتر برس ہوے ۴۴۶۹ مگر اس توریت پر بھی تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے کیونکہ اس توریت کے بموجب طوفان مین اور ولادت حضرت ابراہیمؑ مین دو سو بانوے برس کا فاصلہ ہے اور طوفان کے بعد حضرت نوحؑ بالاتفاق ساڑے تین سو برس زندہ رہے۔ اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے اٹھاون برس تک حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی ہو۔ اور یون نہین ہوا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ہودؑ کی امت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی امت ہوئی۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو بھی چھوڑ دیا۔

علاوہ اس کے یونانی توریت کے اختیار کرنیکا بڑا سبب یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل مین خبر تھی کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پانچ ہزار برس کے بعد چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونگے۔ یہ خبر یونانی توریت کے حساب بموجب صحیح پڑتی ہے۔ اور اور توریتون کا حساب ٹھیک نہین آتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کے بعد یہودیون نے آپکی دشمنی سے زمانہ کی مدت کو کم کردیا۔ اس حکمت سے کہ جس زمانہ مین جو شخص پیدا ہوا تھا اس سے سو برس پہلے کی پیدایش بیان کی۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی عمر دوسوتیس برس کی تھی۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ یہودیون نے بیان کیا کہ اس زمانہ مین حضرت آدمؑ کی عمر ایک سوتیس برس کی تھی۔ اسی طرح ہر جگہہ کمی کردی۔ کہ کسی کے عمر مین بھی کمی نہ ہوئی۔ اور زمانہ کی مدت کم ہوگئی۔ جب ایسا کرچکے تو کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ تو شروع پانچوین ہزار برس مین پیدا ہوگئے۔ اُن کی خبر تو چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونے کی تھی۔

حساب مختار اہل تاریخ انگریزی۔

سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت	سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت
۴۰۰۴	ہبوط آدمؑ	۰		۳۳۱	غلبہ سکندر بر دارا	۴۱۶	
۲۳۴۸	طوفان	۱۶۵۶	موافق توریت عبری	۴	ولادت مسیحؑ	۳۲۷	
۱۹۹۶	ولادت ابراہیمؑ	۳۵۲	مخالف تینون توریتون کے	۰	شروع سنہ مسیحی	۴	
۱۴۵۱	وفات موسیٰؑ	۵۴۵	" " "	۰	از شروع سنہ مسیحی	۱۹۰۶	
۷۴۷	بخت نصر	۷۰۴			تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء		

جملہ میزان (۵۹۱۰)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار دوسو چھپن برس ہوے۔ مگر اس حساب پر بھی دو اعتراض ہوتے ہین

ایک یہ کہ تینون توریتون کے برخلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حساب سے بھی حضرت مسیحؑ کی ولادت چھٹے ہزار دین برس مین نہین آتی۔ اس واسطے اس حساب کو بھی چھوڑ دیا۔

اب ہم بیان پر مزید صراحت کے لئے دوسرے علماؤن کے اقوال بھی لکھتے ہین۔ تاکہ ہمارے معزز ناظرینوکو ہبوط آدمؑ سے زمانہ ہجرت کے مابین مدت مین جو اختلاف ہے۔ وہ کما حقہ معلوم ہوجائے۔

مطابق قول ابوالحسن بن مسعود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۲۲۵۶	اس وقت سے اسکندر حمیری تک	۷۱۹
طوفان نوحؑ سے مولد ابراہیمؑ تک	۱۰۷۹	اُس وقت سے مولد عیسیٰؑ تک	۶۷۰
اُس وقت سے بنی اسرائیل تک	۵۶۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۵۲۰
اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۶۵۶		

مطابق قول حسین خوارزمی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۷	موسیٰؑ سے داؤدؑ تک	۵۵۰۰
طوفان سے حضرت ابراہیمؑ تک	۱۲۴۰	داؤد سے عیسیٰؑ تک	۱۲۰۰
ابراہیمؑ سے موسیٰؑ تک	۷۷۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۶۲۰

مطابق قول تباتی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان تک	۲۲۴۲	اُس وقت سے داؤدؑ تک	۵۰۰
اُس وقت سے وفات نوحؑ تک	۳۵۰	اُس وقت سے عیسیٰؑ تک	۱۱۰۰
اُس وقت سے ابراہیمؑ تک	۲۲۴۶	اُس وقت سے مولد نبویؐ تک	۶۲۰
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۷۰۰		

مطابق قول حمزۂ اصفہانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط آدم سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۶	اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۴۸۰
طوفان سے ابراہیمؑ تک	۱۰۹۲	اُس وقت سے بیت المقدس کی بربادی تک	۴۱۰
ابراہیمؑ سے وفات یعقوبؑ تک	۳۰۷	اُس وقت سے ظہور اسلام تک	۱۵۵۰

مطابق قول نصیرالدین طوسی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
بخت نصر سے اسکندر تک	۴۲۴	اُسوقت سے ہجرت خاتم الانبیا تک	۳۳۸
اُسوقت سے آوغستوس تک	۱۹۷	اُسوقت سے یزدجرد تک	۱۰
اُسوقت سے آنتنی یوخس تک	۱۶۶	اُسوقت سے ہلاکو تک	۶۲۶
اُسوقت سے دقیانوس تک	۱۴۷		

مطابق قول یہود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
وفات آدمؑ سے نوحؑ تک	۱۰۵۰	اُس وقت سے سلیمانؑ تک	۴۸۰
نوحؑ سے ابراہیمؑ تک	۸۹۴	اُس وقت سے سکندر تک	۵۲۴
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۵۰۰	اُس وقت سے ہجرت نبویؐ تک	۹۲۴

دوم یہ کہ ہندؤن کے ہان مہابھارت کے بعد کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی۔ اور اسی سبب سے لگلے راجاؤن کا حال نہین پایا جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ ہر ایک خاندان کا بھاٹ اور جگبھہ ہوتا تھا۔ وہی اس خاندان کے حال اور نسب سے واقفیت رکھتا تھا۔ اور اس خاندان کا سلسلہ اپنی پوتھیون مین لکھہ رکھتا تھا۔ اور جو کچھہ اور حادثات ہوتے تھے۔ وہ بھی اوسی پوتھی مین داخل ہوتے تھے۔ یہ دستور اب تک قایم ہے۔ ہندوستان کے جتنے قدیم زمیندار اور راجہ ہین۔ سب کے خاندان کے بھاٹ اور جگبھہ اب تک موجود ہین۔ اور بدستور اوس خاندان کا حال اپنی پوتھی مین اتبک لکھتے ہین۔ اور درحقیقت جو حال اوس خاندان کا اُس سے معلوم ہوتا ہے اور طرح معلوم ہونا ممکن نہین۔ اور یہی دستور فارس کے ملک مین بھی تھا۔ کیونکہ شاہنامہ مین جہان یہ مذکور آتا ہے کہ دہقان کہن سال نے یہ بات کہی۔ اس سے وہی بھاٹ اور جگبھہ مراد ہے۔ جبکہ ہندوستان کی حکومت ضعیف ہوگئی۔ اور مسلمانون نے غلبہ پایا۔ تب اُن کے عہد مین ہندوستان کے راجاؤن کا سلسلہ درست کرنا چاہا اور پہلی پرانی پوتھیان اوپنے تلاش ہوے اور اون سے فارسی مین کچھہ کچھہ ترجمہ ہوا۔ ان تاریخ کی کتابون اور پوتھیون کے ترجمون مین کئی خرابیان واقع ہوئین۔

ایک یہ کہ مثلاً کسی تاریخ کے لکھنے والے کو کوئی پتہ پوتھی کا بابت کسی ایک خاندان کے نہین ملا تو اس کتاب مین سے وہ سارے کا سارا خاندان لکھنے سے رہ گیا۔

دوسری یہ کہ کسی پوتھی مین کسی راجہ کے اولاد کا مذکور تھا۔ حالانکہ وہ راجہ نہین ہوے۔ اور مسند حکومت پر

نہین بیٹھے۔ مگر تاریخ لکھنے والے نے ان سب کا نام سلسلۂ حکومت مین داخل کردیا۔
تیسرے یہ کہ مثلاً کوئی راجہ دو یا تین نامون سے مشہور ہے۔ اسکو جدا جدا راجہ خیال کر کر مکرر اسکا نام لکھدیا۔
چوتھی یہ کہ مدت سلطنت مین جسکے اسباب بہت متعدد خیال مین آسکتے ہین۔ اختلاف کیا ہے
جس نے اپنی کتاب مین سے کوئی خاندان سارے کا سارا حذف کردیا ہے۔ اس نے تو مدت سلطنت حد سے
زیادہ بڑہا دی ہے۔ اور جس کسی نے کچہہ نام بڑہا دئے ہین اُس نے مدت گہٹا دی ہے۔ پھر ادسپر بھی
حساب کرو تو وہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب یقینی غلط ہے۔ اور ان سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ کاتبون نے
ان تاریخون کو غلط کردیا ہے کہ ایک کتاب دوسری کتاب سے نہین ملتی۔
مسلمان بادشاہون کے عہد مین جو کتابین تصنیف ہوئی ہین یہ عیب اون مین بھی ہے۔ کہ اکثر کاتبون
نے ان کتابون کو نہایت غلط کردیا ہے۔ یہان تک کہ اگر ایک ہی کتاب کا کسی دوسرے نسخہ سے مقابلہ
کیا جاوے تو آپس مین بہت تفاوت نکلتا ہے۔ علاوہ اس کے خود تصنیف کرنے والون نے بھی
اسپر خیال نہین کیا۔ کہ جو سنہ اور سال ہم لکھتے ہین وہ حساب کی روسے بھی ٹھیک آتا ہے یا نہین۔ ان
خرابیون پر خیال کرنے سے آدمی بہت حیران ہوجاتا ہے اور یقین جانتا ہے کہ ہندوؤن کی تاریخ کا
سلسلہ درست ہونا نہایت دشوار ہے۔ ہم نے اپنی دانست مین اپنے مقدور بھر ان سب باتون پر خیال کیا
اور جہان تک ہوسکا ان خرابیون کو درست کیا۔ اور جس جگہہ ہم نے راجاؤن کی مدت سلطنت اور سال
جلوس مین اختلاف پایا تو اس کتاب کی بات معتبر جانی کہ جسکی مدت سلطنت اور سال جلوس حساب کے
روسے بھی صحیح آن کر پڑے۔
علاوہ اس کے بعض سن ایسے ہین کہ وہ نہایت مشہور ہین۔ اور اون مین غلطی کا احتمال نہین۔ جیسے
سمت بکرماجیت یا ساکہا سالیاہن۔ یا سال کلجگ۔ اس کے سوا بعضے ایسی تاریخین ہین۔ جو اُسی زمانہ
کے مکانات پر کندہ ہین جیسے کہ سلطان شہاب الدین غوری کے فتح کرنے کی تاریخ ہسپالی قطب الدین ایبک

مسجد قوت الاسلام کے دروازہ پر کندہ ہے۔ اس قسم کے سال اور تاریخ کو ہم نے بطور مرکز کے قرار دیا اور جس حساب سے یہ تاریخین صحیح نکلین اُسی حساب سے ہم نے صحیح جانا غرض کہ ہم نے اس تاریخ کے لکھنے مین وہ سعی اور کوشش کی ہے کہ ہماری دانست مین اس سے زیادہ صحت متصور نہین الا صحت نامون مین ہم مجبور ہوگئے کہ راجاؤن کے نامون کی صحت کماحقہ جیسا کہ ہم چاہتے تھے ویسی نہین ہوسکتی۔ علاوہ اس کے اصلی نام اور مشہور نام راجاؤن کے ہم نے اس کتاب مین لکھے ہین مگر ہم کو یقین ہے کہ ان نامون کے سوائے اور بھی نام راجاؤن کے مشہور رہون۔ الا ان کا احاطہ کرنا ایک امر دشوار ہے۔

تیسری یہ کہ اس کتاب مین ہندو راجاؤن کی سقدر مدت سلطنت لکھی ہے وہ سب شمسی حساب سے ہے۔ اور مسلمان[1] بادشاہون کی مدت سلطنت قمری حساب پر ہے۔ کیونکہ تاریخ کی کتابون مین اسی قدر لکھا ہے۔ مگر امتداد زمانہ سب بحساب شمسی مندرج ہے۔

چوتھی یہ کہ مولف کتاب دستور العمل نے مدت سلطنت راجاؤن کی انیک پال تنور تک لکھی ہے۔ اس مین ماہ اور یوم کی کسرات جو قلیل تھی چھوڑ دی ہے۔ اور جو کثیر تھی پوری کر دی ہے۔ ہم نے بھی اسی دستور کو اختیار کیا۔ کیونکہ ان راجاؤن کا سلسلہ بلا کسرات بھی درست ہونا مشکل تھا۔ چہ جائیکہ اس مین حساب شہور اور ایام کا لکھا جاوے۔

پانچوین یہ کہ اس بیان پر یہ تصریح ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی سکہ کسی راجہ کا ہاتھ آوے اور جس قدر مدت سلطنت اُس راجہ کی اس کتاب مین لکھی ہے۔ اس سے ایک برس زیادہ کا سنہ اس سکہ مین

[1] یہان صرف ہندو راجاؤن کا نقشہ دیا جائیگا۔ اور مسلمان بادشاہون کا نقشہ مسلمان بادشاہون کے حالات کے آخر مین درج ہوگا۔ ۱۲ مولف

پڑا ہو تو اس کتاب کی غلطی خیال نہ کریں اور جان لین کہ یہ ایک سن کی زیادتی اُس کسر کی بابت ہے جو واسطے سہولیت حساب کے چھوڑ دی گئی ہے۔

چونکہ اس کتاب مین جن سنون کا مذکور ہے۔ اُن کی تفصیل بقید مطابقت اس مقام پر لکھدیتے ہین

جدول مطابقت سنین

نام سنہ	تعداد سال	نام سنہ	تعداد سال
طوفانی	۵۲۵۸	سمت بکرماجیت	۱۹۶۳
ساکہا راجہ جدہشٹر	۵۰۳۱	عیسوی	۱۹۰۶
سال کلجگ	۵۰۰۷	ساکہا سالباہن	۱۸۲۸
اسکندری	۲۲۱۹	ہجری قمری	۱۳۲۴

سلسلہ فرمانروایان دارالملک اندرپت دہلی از ابتدا راجہ جدہشٹر لغایت راے پتہورا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	[illegible]	مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر[1]	راجہ پانڈ	سنہ ۲۲۲۷ طوفانی سنہ جدہشٹر ۲۶ سال قبل شروع کلجگ	ہستناپور	۴۹۷۷	۳۶ سال بعد جنگ مہابھارت	کلجگ کے دسوین برس مطابق چھتیسوین سال جلوس جدہشٹر کے کرشن اوتار نے وفات پائی اور راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہماچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پریکچت	ابہیمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈ	سنہ ۳۶ جدہشٹر ۱۰ سال کلجگ	"	۴۹۴۱	۶۰ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے تخت پر بیٹھا۔ اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریکچت	سنہ ۹۶ جدہشٹر	"	۴۸۸۱	۸۵ سال	

[1] یہان پر راجہ جدہشٹر کے تفصیلی حالات اور اوسکے بعد کے راجاؤن کا تذکرہ راجہ بکرماجیت تک جو مثل بیسرو پا کہانی اور لغو قصہ کے

حالات	مدت سلطنت	ابتداے زمانہ	دارالسلطنت	سال جلوس	نام پدر	اسماے فرمانروا	نمبر شمار
	۳۰ سال	۴۷۹۶ م	ہستناپور	سنہ ۱۸ راجہ یدہشٹر	راجہ جنمیجیہ	راجہ ستانیک عرف راجہ اشمید	۴
	۸۰ سال	۴۷۱۳ م	"	سنہ ۲۶۴	راجہ اشمید	راجہ بہسر انیک عرف راجہ اودہین	۵
	۸۲ سال	۴۶۲۵ م	"	سنہ ۳۵۲	راجہ اودہین	اسوم وہیج عرف راجہ جہاجی	۶
	۷۵ سال	۴۵۴۳ م	"	سنہ ۴۳۴	راجہ جہاجی	اسین کرشن عرف چہترتہہ	۷
گنگا کے چڑہاؤ سے ہستناپور بہ گیا۔ اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن مین گوشکی ندی کے کنارے پر شہر بسانا چاہا اور پہر اندرپت مین چلا آیا۔	۷۶ سال	۴۴۶۸ م	اول ہستناپور پہر کنارہ گوشکی ندی و بعدہٗ اندرپت	سنہ ۵۰۹	چہترتہہ	ربنی عرف راجہ دشت دان	۸
	۷۹ سال	۴۳۹۲ م	اندرپت	سنہ ۵۸۵	دشت دان	راجہ چکر عرف اوگرسین	۹
	۸۰ سال	۴۳۱۳ م	"	سنہ ۶۶۴	اوگرسین	راجہ چہترتہہ عرف سوگرسین	۱۰

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸)

ہونے کے ابتدا مین چہوڑ دیا گیا تہا۔ وہ یہان پر سلسلہ کے لئے ناظرین کے معلومات کے واسطے ہم اس نوٹ کے ذریعہ تحریر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ یہ واقعات تاریخ مرآۃ السلاطین سے اخذ کئے گئے ہین۔ یعنے جب راجہ بچتربرج پانڈون کے دادا نے عالم عقبیٰ کی راہ لی تو اوس کا کوئی وارث نہ تہا۔ کارپردازون نے مشورہ کر کے سری بیاس جی (جسکے طول بقا اور رفتو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی تھی) کے ذریعہ مرحوم راجہ کے رانیون کو تین لڑکے پیدا کرائے پہلی رانی نے اُس سراپا جلال کے مشاہدہ کی تاب نہ لاکر آنکہہ بند کرلی تہی۔ اسلئے اسکو نابینا لڑکا پیدا ہوا جسکا نام دہرتراشت رکہا گیا۔ دوسری رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی۔ اوس کا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا۔ تیسرے بار مین لونڈی سے بدر نام کا ظہور ہوا۔ چونکہ بڑا لڑکا دہرتراشت نابینا اور بدر لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تہا۔ لہذا پانڈ تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ اکثر سیر و شکار مین مشغول رہتا تہا۔ اتفاقاً ایک روز دو آہو نر و مادہ جنگل مین خوش فعلیان کر رہے تھے۔ راجہ نے تیر جلہ مین جوڑ کر چلایا دونون گرے۔ درحقیقت وہ آہو نہ تھے۔ کوئی جوگی آہو کے قالب مین اپنی عورت سے دل لگی کر رہا تہا۔ نزع کی حالت مین اوسکی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ اے خداوند

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	قبل از زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۱	کیرتھ عرف سونتھہ	سورسین	سنہ ۴۴ جدہشٹر	اندرپت	۴۲۳۳	۶۹ سال	
۱۲	برشت مان عرف رسمی یاسربلجی	سونتھہ	سنہ ۸۱۳	"	۴۱۶۴	"	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچل	رسمی یاسربلجی	سنہ ۸۸۲	"	۴۰۹۵	۶۵ سال	
۱۴	راجہ سونتھہ عرف سکھپال	راجہ برچل	سنہ ۹۴۷	"	۴۰۲۰	۶۲ سال	
۱۵	راجہ نرچک شو عرف نرہردیو	راجہ سکھپال	سنہ ۱۰۰۹	"	۳۹۹۸	۵۱ سال	
۱۶	سکھی نل عرف سوریج رتھہ	نرہردیو	سنہ ۱۰۶۰	"	۳۹۱۷	۴۲ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۹)

جس رنگ سے اس نیرنگ سازنے ہماری صحبت مین تفرقہ ڈالا۔ اوسیطرح یہ بہی زمانہ کی دورنگی دیکہیے۔ مہاراجہ بہد کسطرح کانپا اور تخت سلطنت کو چہوڑکر جنگل مین عبادت کرنے لگا۔ اسکے بعد ایک روز اپنی عورت کنتی سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہے وہ دوزخ مین جاتا ہے۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہے کہ اگر بے اولاد یا رجولیت پر قادر نہو تو برہمن کے ذریعہ اولاد پیدا کرسکتا ہے چنانچہ بوجہ لاولدی ہم تینون بہائیون کی ولادت بہی بیاس جی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ کنتی نے جوابدیا کہ جان جانا بہتر ہے مگر غیر مرد کی مقاربت ناممکن۔ ہان البتہ مجہے ایک ایسا افسون یاد ہے کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون۔ اگر تمہاری رضا ہے تو اس ڈہب سے اولاد کا ہونا ممکن ہے۔ راجہ نے اجازت دی۔ رانی خلوت مین گئی راجہ باہر پاسبانی کرنے لگا۔ قدرت الٰہی سے رانی بامراد ہوکر باہر آئی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام جدہشٹر رکہا گیا۔ پہر دوسرا لڑکا بہی اسیطرح پیدا ہوا۔ جو بہیم سین کے نام سے موسوم ہوا۔ بہیم سین نہایت قوی ہیکل تہا۔ چنانچہ ایک موقع پہ جنگل مین شیر نکلا۔ کنتی مارے خوف کے بہاگی۔ لڑکا گود سے چہوٹ کر پتہر پر گرا۔ لڑکے کو تو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ مگر پتہر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری مرتبہ رانی نے ارجن کو جنا۔ اور راجہ پانڈ کی دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	بزمانہ کلجگ	مدت حکومت	حالات
۱۷	پرپتو عرف لجہ بہوبت	سورج رتھہ	سنہ ۱۱۰۲ قبل مسیح	اندرپت	۳۸۷۵	۸۵ سال	
۱۸	راجہ سونی	بہوبت	سنہ ۱۱۶۰	″	۳۸۱۷	۵۶ سال	
۱۹	راجہ مہادے	راجہ سونی	سنہ ۱۲۱۶	″	۳۷۶۱	۵۲ سال	
۲۰	ترپ لکھے عرف شرون چتر	مہادے	سنہ ۱۲۶۸	″	۳۷۰۹	۵۶ سال	
۲۱	ڈوربنہہ عرف بہیکم	شرون چتر	سنہ ۱۳۲۴	″	۳۶۵۳	۴۸ سال	
۲۲	راجہ بنی عرف ستہہ سندرکہہ یا بدارتہہ	راجہ بہیکم	سنہ ۱۳۷۲	″	۳۶۰۵	۴۶ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰)

یہ پانچون بہائی صورت. سیرت. شجاعت و دلیری مین یکتائے روزگار تہے۔

ہستناپور مین سلطنت کا کام دہرتراشٹ انجام دیتا تہا۔ جب دہرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی تو وضع حمل کے وقت ایک گوشت کا لوتہڑا پیٹ سے نکلا۔ ہر ایک حیران تہا۔ تجویز ہوئی کہ اسکو باہر پہکوا دیا جائے۔ بیاسدیو نے آکر کہا کہ اس پارچۂ گوشت کو نفرت سے دور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بہت سے بچے پیدا ہونگے۔ بعد ازان بیاسدیو نے اوس پارچۂ گوشت پر سرد پانی چہڑکا۔ فوراً اسکے سو ٹکڑے ہوگئے۔ ہر ایک ٹکڑے کو ایک ایک روغن کی ٹہلیا مین بحفاظت تمام رکہا گیا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کہولے تو ہر ایک ٹہلیا سے ایک ایک لڑکا برآمد ہوا۔ سب سے بڑا درجودہن تہا۔ کہتے ہین کہ درجودہن ٹہلیا سے نکلتے ہی زمین کو پہاڑ کر گدہے کی طرح رینگنا شروع کیا۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا ججہہ نامی پیدا ہوا۔ چنانچہ دہرتراشٹ کی اولاد ایک سو ایک تہی۔ ان سب مین بڑا درجودہن تہا اوسپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا تہا جب راجہ پانڈ نے دنیا کو چہوڑا تو اوسکی چہوٹی بی بی نعش کیساتہ ستی ہوئی۔ اور باقی پانچ لڑکون کو لیکر کنتی ہستناپور چلی آئی۔ اکثر لوگون نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کا ہونا قبول کیا۔ مگر بعضون نے انکار کیا۔ جنمین سے ایک درجودہن بہی تہا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	ابتداء از	مدت سلطنت	حالات
۲۳	بزبلدرتہہ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتہہ	۱۴۱۵ قبل جدہشٹر	اندرپت	۳۵۵۹	۴۵ سال	
۲۴	سوئاس عرف اودنی پال یا رو پال	راجہ دسوان	۱۴۶۲	〃	۳۵۱۴	〃	
۲۵	شتانیک عرف ابہی دہر	اودنی پال	۱۵۰۰	〃	۳۴۶۹	۵۱ سال	
۲۶	دردمن عرف ونڈپان	راجہ ابہی دہر	۱۵۵۹	〃	۳۴۱۸	۳۹ سال	
۲۷	بہیمی زعرف دربل رائے	ونڈپان	۱۵۹۸	〃	۳۳۷۹	۴۲ سال	

جو کہتا تہا کہ راجہ پانڈو نے بسبب عارضہ کی بد دعا کے عورت کی مقاربت چہوڑ دی تہی - پہر یہ اولاد کیسے ہوئی - فوراً آسمان سے آواز آئی کہ یہ راجہ پانڈو کے لڑکے ہین - اور فرشتون کے ذریعہ عالم وجود مین آئے ہین - اسی آواز کے ساتہہ آسمان سے ان پانچون بہائیون کے سر پر پہول کی بارش ہوئی - اور نوبت و نقارے کی آواز بہی آنے لگی - اس کے بعد سب نے ان لڑکون کو راجہ پانڈو کی اولاد سمجہنے لگے - بہیکم تہامہ جو راجہ پانڈو کا چچا تہا ان لڑکون کی تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا - اور لایق و ہوشیار استادون کو مقرر کیا - چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین یہ پانچون بہائی ہر ایک علم و ہنر مین طاق اور شہرہ آفاق ہوگئے - چنانچہ جدہشٹر نہایت خوشخو اور نیک مرد تہا - بہیم کشتی گیری اور گرز افگنی مین بےنظیر تہا - ارجن تیر اندازی مین اپنا ثانی نرکہتا تہا - نکل اور سہدیو بہی تیغ زنی اور فنون سپہ گری مین بےمثل تہے - دہرتراشٹ کے بیٹے درجودہن کو ان بہائیون پر رشک آتا تہا - مگر بہیم سین کی طاقت سے خوفناک رہتا تہا - اور اکثر موقعون پر درجودہن بہیم سین کو مارنا چاہا - زہر دیا - دریا مین ڈالا - مگر بفضل الٰہی بہیم سین کا بال بیکا نہوا - آخر دہرتراشٹ نے جدہشٹر کی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا ولیعہد کیا - درجودہن کو برا معلوم ہوا - باپ سے شکایت کی دہرتراشٹ نے بپاس خاطر اپنے بیٹے کے نصف ملک جدہشٹر کو اور نصف ملک درجودہن کو کر دیا - اور جدہشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بہائیون کے شہر برناوہ مین مقیم ہو - درجودہن نے اپنے ہواخواہون کو حکم دیا کہ شہر برناوہ کے مکانات گوند اور رال سے تعمیر کرین

حالات	مدت سلطنت	ابتدائے سلطنت	دارالسلطنت	سال جلوس	نام پتا	نام راجہ	نمبر شمار
	۳۶ سال	۳۳۳۷	اندرپت	سنہ ۱۲۳۰ جد شہر	دربل رائے	وندپانی عرف شتانک یا دشت پال	۲۸
	۱۵ سال	۳۳۱۰	”	سنہ ۱۲۶۷	شتانیک	راجہنی عرف کہیم پال	۲۹
[illegible] دمیون نے چند بنسو کی قوم سے اکیز ابجات منو ... حکومت کی۔ آخرکو بسرادہ وزیر نے راجہ کہین کو مارا اور گدی پر بیٹھا۔	۲۹ سال [illegible]	۳۲۹۴	”	سنہ ۱۲۴۳	کہیم پال	کشتی تنک عرف راجہ کہین	۳۰
	۱۷ سال	۳۱۹۴		سنہ ۱۷۰۳	۔	راجہ بسرادہ	۳۱
	۳۴ سال	۳۱۷۷	”	سنہ ۱۸۰۰	بسرادہ	سورج سین	۳۲

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۲)

جب پانڈو وہان مقیم ہون تو ان مکانون کو آگ دیدین تاکہ یہ سب جل کر راکہہ ہو جائین۔ القصہ جب پانڈو وہان پہونچے تو یہ فریب اون پر ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ خود ہی مکانون کو آگ لگا کے نقب کے راستہ سے باہر نکل گئے۔ قضا کار ایک بہیل کی عورت معہ پانچ بچون کے اوسمین جل گئی۔ جاسوسون نے ان لاشون کو پانڈون کے لاشین تصور کر کے درجودہن کو خوشخبری دی۔ پانڈون نے مکان سے نکلتے ہی جنگل کی راہ لی۔ سیر و شکار کرتے ہوئے شہر کپلہ مین پہونچے۔ جہان کا راجہ دروپد تہا۔ اوس کی لڑکی نہایت حسین اور صاحب جمال تہی۔ اوس زمانہ مین اُس لڑکی کا سومبر تہا۔ تمام دنیا کے راجہ جمع تھے۔ راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کہڑا کر کے ایک طلائی مچہلی اوس پر آویزان کرائی تھی۔ اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بہر کر رکہا تہا۔ اور اوس کے سامنے ایک زبردست کمان معہ تیر رکہی ہوئی تھی۔ شرط یہ تہی۔ کہ جو شخص اس کمان کا چلہ چڑہا کر اُس شہتیر کی طلائی مچہلی کو مار کر دیگ مین گرائیگا۔ وہ اس حسین و مہ جمال لڑکی کا مالک و خاوند ہوگا۔ مگر کسی کی جرات نہ پڑہی۔ آخر ارجن نے تیر لگایا اور مچہلی تڑپ کر دیگ مین گری۔ شرط پوری ہوئی۔ دروپدی کا عقد ارجن کے ساتھہ کر دیا گیا۔ اس لڑکی کے تقدیر مین پانچ شوہر لکہے تھے۔ اس لئے اپنی مان کے ارشاد بموجب پانچون بہائیون نے اوسکو اپنی زوجیت مین قبول کیا۔ اور

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدا از زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	سنہ ۱۸۴۳ بعد جدہشتر	اندرپت	۳۱۳۴	۵۳ سال	
۳۴	راجہ اینک ساہ یارب سین	بیرساہ	سنہ ۱۸۹۶	"	۳۰۸۱	۴۸ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا پترسال	راجہ اینک ساہ	سنہ ۱۹۴۴	"	۳۰۳۳	۳۶ سال	
۳۶	راجہ دربہہ یا نرمیت	راجہ ہرجیت	سنہ ۱۹۸۰	"	۲۹۹۷	۴۴ سال	
۳۷	راجہ سدہی پال یا راجہ ہرجیت	راجہ دربہہ	سنہ ۲۰۲۴	"	۲۹۵۳	۳۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳)

ہر ایک سے ستر ستر روز کی باری مقرر کی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ہستنا پور پہونچی۔ اور معلوم ہوا کہ پانڈوابھی زندہ ہین۔ اور دروپدی سے شادی کی ہے۔ راجہ دہرتراشٹ نے اون کو بلا کر دوبارہ سلطنت کے دو حصے کر کے نصف اپنے بیٹے کورؤن کو اور نصف پانڈؤن کو عطا فرمائی۔ اور تاکید کی کہ باہم اخلاص ومحبت سے رہین۔ اور پانڈوؤن کو اجازت دی کہ دریائے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون۔ جسے اب دہلی کہتے ہین۔ جب راجہ جدہشتر اندرپت مین پہونچا تو اوس کو از سر نو رونق دی۔ اور اکثر ملک تسخیر کئے۔ دولت وحشمت خوب پیدا کی۔ جب ان امور ملکی سے فراغت پائی۔ راجسو جگ کا انتظام کیا۔ راجسو جگ کا معنی یہ ہے کہ قسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے جاتے ہین۔ اور چاندی سونے کے برتن خیرات کئے جاتے ہین۔ اور طرح طرح کے عطریات وغیرہ سے ہوم کیا جاتا ہے عمدہ جگ یہ ہے کہ تمام روئے زمین کے راجہ اس مین شریک ہو کر آب کشی اور طعام پزی وغیرہ کی خدمتین اپنی ذات سے کرتے ہین۔ اور یہ عبادت اوس شخص کو نصیب ہوتی ہے کہ جسکے زیر حکومت سارے دنیا کے حاکم ہون۔ بہرحال راجہ جدہشتر نے جگ کا انصرام کیا تو راجہ درجودہن بھی شریک ہوا۔ اور اس دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن بھر آنکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو ادہیڑ کا دیا۔ جبوقت رخصت ہو کر

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۸	راجہ بہرست یا راجہ دربہہ	راجہ سدہی پال	سنہ ۲۰۵۴ جدہشٹر	اندرپت	۲۹۲۳	۴۳ سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ بہرست	سنہ ۲۰۹۷	″	۲۸۸۰	۳۲ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	سنہ ۲۱۲۹	″	۲۸۴۸	۲۷ سال	
۴۱	امین پال یا راجہ بلارتھ	راجہ امرجودہ	سنہ ۲۱۵۶	″	۲۸۲۱	۲۳ سال	
۴۲	راجہ سروہے	راجہ امین پال	سنہ ۲۱۷۹	″	۲۷۹۸	۴۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۴) اپنے دارالخلافت ہستناپور مین پہونچا تو اپنے مصاحبون سے مشورہ کیا اور کہا کہ کسطرح راجہ جدہشٹر کو زوال پہونچانا چاہئے۔ نالایق مصاحبون نے یہ رائے دی۔ کہ قماربازی کا نقشہ جمانا چاہئے۔ اور اس ترکیب سے سارا کھیل بگاڑکر اون کو زک دیا جائے۔ چنانچہ یہ بات مستحکم ہوئی۔ اور راجہ درجودہن نے راجہ جدہشٹر کو دعوت دیکر ہستناپور بلایا۔ پہلے پہلے لطف ومحبت سے پیش آیا۔ بعدازان مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ اور بازی شروع ہوئی۔ راجہ جدہشٹر کو سوائے ہار کے جیت کا پانسا تو ایک بھی نہ پڑا۔ چنانچہ ملک ودولت کے علاوہ اپنے چارون بہائی اور دروپدی بلکہ خود کو بھی ہار بیٹھا۔ پھر کیا تھا۔ درجودہن کی مراد برآئی۔ لیکن اسپر بھی چین نہ آیا۔ آخر بازی یہ قرار پائی کہ جو شخص ہارے۔ وہ بارہ برس مع اپنے بھائیون کے جنگل مین رہے۔ اور جیت کی صورت مین اپنا ملک ومال واپس لیوے۔ مگر مقدر تو برائی پر تھے۔ راجہ جدہشٹر نے یہ بھی بازی ہاری۔ اور اپنے بھائیون کو مع دروپدی کے ساتھہ لیکر جنگل کی راہ لی۔ پورے بارہ[۱۲] سال صحرانوردی کی۔ بعد گذرنے مدت معہودہ کے درجودہن کو کہلابھجوایا۔ کہ ہمارا نصف ملک اور مال واپس دے۔ اگر اس مین کچہہ عذر ہو تو بالفعل رفع ضرورت کے لئے صرف پانچ موضع۔ کیتہل۔ کرنال۔ اندری۔ برناوہ۔ اندرپت دئے جائین۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار رہے۔ درجودہن نہایت مغرور تہا۔ صلح کی کوئی بات نہ سنی۔ جنگ پر آمادہ ہوا۔ کورکہیت جسکو اب تہانیسر

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حالات
۴۳	راجہ پرانتھ	راجہ سرودہی	[illegible]	[illegible]	۱۸۲۷	۱۵۶ سال	
۴۴	[illegible]	راجہ پارتھب	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۵	راجہ بھیم	۰	[illegible]	"	[illegible]	۷۶ سال	
۴۶	مرارسنگہ	بیرہ	۲۳۱۹	"	[illegible]	۳۲ سال	
۴۷	شتر کن یا ستتر کن	مرارسنگہ	۲۳۴۰	"	[illegible]	۱۲ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ) کہتے ہین) ـ کے مقام پر معرکہ رزم ٹہرا۔ اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی

کہتے ہین کہ طرفین کے لشکر کی تعداد ۱۸ لاکہہ ۲۸ ہزار ایک سو ساٹہہ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے تہی

جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مارے گئے۔ بجز ۱۱ نفر کے کوئی نہ بچا یعنے پانچون بہائی پانڈوان اور ایک کشن دوسرا

سانگ جادو یہ سات آدمی پانڈون کے جانب کے۔ اور چار آدمی یعنے کرو استاد کرپاچارج برہمن۔ اور

درونہ چارج کا لڑکا اسوتہامان۔ اور کیرت برما جادو اور بخش کوروں کے طرف کے جملہ ۱۱ نفر زندہ رہے یہ جنگ

یہ جنگ کوروں اور پانڈوؤن کی نہایت عظیم الشان ہوئی۔ جسکی نظیر اوس وقت سے ابتک نہین ملتی

اور نہ آیندہ ملنے کی امید ہے۔ گو راجہ جدہشٹر نے فتح پائی۔ مگر اس قدر خونریزی سے سخت متالم و متاسف

ہوا۔ ارادہ کیا کہ ترک سلطنت کرے۔ مگر بھیکم پتامہ جو ہنوز مجروح و نیمجان تہا۔ اس ارادے سے باز رکہا۔

چنانچہ بھیکم پتامہ کی فہمایش سے راجہ جدہشٹر نے تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ اور بیاس دیو کے حکم سے اسومیدہ

جگ کی تیاری کی۔ اس جگ کی حالت یہ ہے کہ ایک گہوڑا تیزرفتار وعمدہ مطلق العنان چہوڑدیا جاتاہے

اور تمام عالم مین اوس گہوڑے کو پہراتے ہین۔ جس سرزمین مین وہ گہوڑا پہونچتا ہے۔ وہان کا حاکم اوس کا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	سنہ وفات	مدت سلطنت	حالات
۴۸	مہی پت یا مہنی پت	ستر کن	سنہ ۲۳۶۸ جیشٹ	اندرپت	[illegible]	۲۵ سال	
۴۹	مہاپال	مہی پت	سنہ ۲۳۹۳	"	۲۵۰۲	۴۱ سال	
۵۰	سروپ دت	مہاپال	سنہ ۲۴۳۴	"	۲۵۰۲	۲۸ سال	
۵۱	متر سین	سروپ دت	سنہ ۲۴۶۳	"	۲۵۱۵	۲۴ سال	
۵۲	راجہ سکہہ دان	راجہ متر سین	سنہ ۲۴۸۶	"	۲۴۹۱	۱۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۶) استقبال کرتا ہے۔ اگر کوئی حاکم استقبال [illegible] سے جنگ [illegible] تی ہے [illegible] اوس گھوڑیکا روکنے والا تمام دنیا مین کوئی نہین ہوتا ہے تو یہ جگ [illegible] حاصل راجہ [illegible] یہ جگ بھی نہایت عزت و وقار سے تکمیل کو پہونچا۔ جب کلجگ کا زمانہ شروع ہوا تو اپنے بھتیجے کے بیٹے پرکیچت بن ابہمن بن ارجن کو گدی نشین کرکے خود مع اپنے بھائیون و دروپدی کے جنگل کو سدہارا ایک عرصہ تک ٹھٹہ ملتان و پنجاب کی سیر کی۔ بعد ازان ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا۔

ہندوون کے اعتقاد مین زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکہہ ۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چہوٹے بڑے سب راست باز و نیک خصلت پرہیزگار ہوتے ہین۔ اور اون کی زندگانی کی تعداد ایک لاکہہ برس ہے۔ دوم ترتیا ۱۲ لاکہہ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکہہ ۴ ہزار برس بہ نسبت ترتیا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین۔ عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکہہ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ رہ جاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے

نمبر شمار	نام راجگان	پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
٥٣	راجہ جیت مل	راجہ سکہہ دان	سنہ ٢٥٠٢ جدہشٹر	اندرپت	٢٤٧٤	٢٩ سال	
٥٤	راجہ پال سنگہ	راجہ جیت مل	سنہ ٢٥٣٢	//	٢٤٤٥	٤٠ سال	
٥٥	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگہ	سنہ ٢٥٧٢	//	٢٤٠٥	٤٢ سال	
٥٦	راجہ شتر مرن	راجہ کلمنی	سنہ ٢٦١٤	//	٢٣٦٣	٩ سال	
٥٧	راجہ جیون جات	راجہ شتر مرون	سنہ ٢٦٢٣	//	٢٣٥٤	٢٧ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ٦٧) یہ زمانہ گذشتہ تینون دورسے نہایت زبون ہے۔ پانڈو اخیر زمانہ دواپر مین تھے۔ جب کلجگ شروع ہوا۔ اہل عالم کی وضع اور طور مین خلل واقع ہونے لگا۔ چنانچہ تمثیلاً اوسی زمانہ کا ایک قصہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ہستنا پور مین ایک مکان خریدا جب اوسکو توڑکر ازسرنو بنوانا چاہا تو زمین مین سے بے شمار دفینہ نکلا۔ مشتری نے بایع کو اطلاع دی کہ مین نے مکان خریدا تہا۔ دفینہ جو نکلا ہے۔ وہ تیرا مال ہے لیجا۔ بایع یہ کہتا تھا کہ مین نے مکان معہ اوس کے حق مرافق کے فروخت کیا ہے۔ جو کچھ اسمین سے نکلا ہے وہ تیرا مال ہے۔ چنانچہ یہ جھگڑا راجہ جدہشٹر کے پاس آیا۔ راجہ نے اوس دفینہ کو چند سے بطور امانت خزانہ مین رکہا۔ جب کلجگ شروع ہوا تو وہ مشتری اور بایع برخلاف سابق کے اوس دفینہ کو حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔

الحاصل پریچہت تخت پر بیٹھ کر داد و دہش مین مصروف ہوا۔ یہ راجہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شکار مین لشکر سے دور ہوگیا۔ پانی کی تلاش مین دوڑ دہوپ شروع کی۔ اتفاقاً ایک فقیر نظر آیا۔ جو یاد خدا مین مستغرق تھا۔ راجہ گہوڑے سے اُترکر پانی کا خواستگار ہوا۔ مگر وہ فقیر اپنے استغراق مین ایسا محو تہا کہ سرتک نہ اوٹھایا۔ راجہ کو غصہ آیا۔ کسی گوشہ مین ایک مردہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام باپ	سال جلوس	دارالسلطنت	[illegible]	مدت سلطنت	حالات
٥٨	راجہ پریچہت	راجہ پچہوجات ن	سنہ ٢٦٥٨ جد ہشتر	اندرپت	٢٣٢٧	١٣ سال	
٥٩	راجہ بیرسین	راجہ پریچہت	سنہ ٢٦٦٤	”	٢٣١٣	٣٥ سال	
٦٠	راجہ اودیپت	راجہ بیرسین	سنہ ٢٦٩٩	”	٢٢٧٨	٢٢ سال جملہ ٤٢٠ سال	سولہ آدمیون نے ٤٢٠ برس تک حکومت کی آخر کو دہرنی دہر وزیر نے راجہ اودیپت کو مارا اور آپ گدی پر بیٹھا۔
٦١	راجہ ہرنی دہر	.	سنہ ٢٧٢٣	”	٢٢٥٤	٣٣ سال	
٦٢	راجہ سین دہج	راجہ ہرنی دہر	سنہ ٢٧٦٦	”	٢٢١١	٥٦ سال	
٦٣	مہی کنٹک	سین دہج	سنہ ٢٨٢٢ جد ہشتر سنہ ١٠ اسکندری	اندرپت اول بعدہٗ دہلی	٢١٥٥	٤١ سال	یہ راجہ اسکندر رومی کا معصر تہا اور اسی راجہ کے زمانہ مین قنوج مین راجہ دہلو راجہ تہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین دہلی کے راجہ قنوج کے راجاؤن کے تابعدار ہے۔ اسی سبب سے راجہ دہلو نے اپنے نام پر اندرپت مین دہلی شہر بسایا۔ اور اصلی نام دہلی کا دہلو ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ٦٨)

سانپ پڑا تہا گوشۂ کمان سے اوٹہا کر وہ سانپ اوس فقیر کے گلے مین ڈال دیا۔ اور آپ اپنے لشکر کی راہ لی۔ اُس فقیر کا ایک بیٹا سنگی نام کسی دوسرے مقام پر عبادت کرتا تہا۔ کسی نے اوسے جا کر کہا کہ راجہ پریچہت نے تیرے باپ کی گردن پر مردہ سانپ ڈال دیا ہے۔ یہ سنتے ہی اوس لڑکے نے پیچ و تاب کہایا اور بددعا دی کہ راجہ پریچہت تچہک کے کال سے ایک ہفتہ مین نابود ہو۔ جب اوس فقیر کو اپنے بیٹے کے اس بددعا دینے کی کیفیت معلوم ہوئی تو نہایت افسوس کیا اور راجہ کو خبر کر دی کہ ایک ہفتہ برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ راجہ نے دریائے گنگ مین ایک ستون بنوا کر اوس پر عمارت تیار کیا اور مع اپنے لواحقین کے وہان رہنے لگا۔ مگر وہ دعا قبول ہو چکی تھی۔ اسلئے تچہک مار انسان کی صورت ہو کر راجہ پریچہت کے کاٹنے کو چلا۔ راستہ مین ایک دہنتر نام حکیم سے ملاقات ہوئی۔ جو سانپ کے زہر کو دور کر سکتا تہا۔ اور اس واقعہ کو سنکر راجہ پریچہت کے پاس جا رہا تہا تچہک نے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حالات
۶۴	مہاجودہ	رہی کرنک	سنہ ۳۰۲۲	بلی	۳۰۱۴	۴۵ سال	
۶۵	بیر ناتھ	مہاجودہ	سنہ ۲۹۰۸	"	۳۰۴۹	۲۸ سال	
۶۶	جیون راج	بیر ناتھ	سنہ ۲۳۲۶	"	۲۰۳۱	۴۵ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	سنہ ۱۹۸۱	"	۱۹۹۴	۳۷ سال	
۶۸	راجہ انند جک	اودی سین	سنہ ۲۰۱۳	"	۱۹۵۹	۳۵ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳) اوس کو جواہرات نذر کر دیا۔ اور آپ اپنے لڑکون کو برہمنون کی صورت بنا کر ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک پہل دیا۔ اور خود ایک چہوٹا سا کیڑہ بنکر ایک میوہ کے اندر جا چہپا۔ اور اس حالت سے راجہ کی محفل مین پہونچا۔ اور راجہ پریچہت کو کاٹکر اوس کا خاتمہ کیا۔ راجہ پریچہت کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا راجہ جنمیجی تخت نشین ہوا۔ اور لاکہون بلکہ کروڑون سانپون کو آگ مین جلا کر اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ اس راجہ کے بعد یکے بعد دیگرے جو راجگان ہندوستان ہوئے ہین اون کے نام نقشے سے بخوبی معلوم ہون گے۔ مگر تفصیلی کیفیت کسی تاریخ مین بہی نہین ملیگی۔ اس کیفیت مین اکثر مقام پر یاسدیو کا نام آیا ہے چنانچہ ہم اس موقع پر ناظرین کی معلومات کیلئے اونکی پیدائش کے حالات جو نہایت بہت دلچسپ ہین۔ بیان کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایک روز شکارگاہ مین اپنی چلتی رانی کا خیال آیا۔ شہوت غالب ہوئی۔ منزل ہوگیا۔ راجہ نے کورے اون قطرات کو کسی درخت کے پتے مین رکہکر شاہین کے حوالے کیا کہ رانی کو لیجا کر پہونچا دے۔ جب یہ شاہین چلا تو کہین دوسرے شاہین کی نظر اس پر پڑی۔ وہ سمجہا کہ کوئی غذا لیجا رہا ہے فورًا جہپٹا۔ باہم آویزش ہوئی۔ اور وہ قطرات

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام باپ	سال جلوس	دار السلطنت	ابتداء زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ اجیپال	راجہ انندجک	سنہ ۱۰۰۰ [illegible]	دہلی	۱۹۰۲	۳۰ سال جملہ ۲۷۴ سال	نو آدمیون نے ۲۷۴ برس تک حکومت کی آخر راجہ بکونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا۔
۷۰	راجہ بکونت [illegible]	۰	سنہ ۹ [illegible]	″	۱۸۰۰	۱۴ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا۔
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندھرپ سین	[illegible] ۵۶ سمت ۴۲ بکرماجیت	اوجین	۱۸۶۰	۹۳ سال	جبکہ راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن دکن کے راجہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ دلی کے لوگون نے مل کر سمندرپال جوگی کو دلی کی حکومت پر بٹھادیا۔
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	سنہ ۱۳۵ [illegible]	دہلی	۱۷۷۴	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ ع	″	۱۷۵۰	۲۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰) دریائے جمن مین گرے۔ اتفاقاً ایک مچھلی منہ کہولے پہر رہی تھی۔ وہ قطرات اوسکے منہ مین ٹپکے۔ وہ مچھلی حاملہ ہوئی۔ اور ایک بار وہی مچھلی ماہی گیر کے جال مین پہنسی۔ جب شکاری نے اوس کو پاک وصاف کیا تو اس کے پیٹ مین سے دو بچے نر و مادہ توام نکلے۔ ماہی گیر لڑکے کو تو راجہ کے پاس پہونچا دیا۔ اور لڑکی کی پرورش خود کرنے لگا۔ راجہ نے اوس لڑکے کا نام مین رکہا۔ جب وہ جوان ہوا تو دریائے ستلج کے کنارے کی جاگیر عطا کی۔ چنانچہ اوسی کے نام کی مناسبت سے اوس ولایت کا نام ماچھی وارا مشہور ہوا۔ اور لڑکی کا نام ماہی گیر نے مچھودری رکہا۔ بعض دوجن گندہا بھی کہتے ہین۔ الحاصل جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو ایک چھوٹی ڈونگی لیکر ہر ایک آیند و روند کو پار کرتی تھی۔ اتفاقاً دریا کے کنارے ایک روز پاراسر بن میکیت بن لشیت بن برہما کا گذر ہوا۔ جوان لڑکی کو دیکھ کر مباشرت کی لہر آئی۔ اس صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکا اوسیوقت پیدا ہوا۔ جو پیدایش کے وقت ہی چودہ برس کا نظر آتا تہا۔ باپ نے اوسکا نام بیاسدیو رکہا۔ تفرقات باطنی کی وجہ سے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	قبل از زمانہ حال	مدت سلطنت	حالات
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۰۶ ب سنہ ۱۲۶ء	دہلی	۱۰۲۳	۲۱ سال	.
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۳ ب سنہ ۱۵۰ء	"	۱۷۰۲	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ ب سنہ ۱۶۴ء	"	۱۶۸۸	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ ب سنہ ۱۸۳ء	"	۱۶۶۹	۱۸ سال	
۷۸	کہہ پال	گوبندپال	سمت ۲۵۸ ب سنہ ۲۰۱ء	"	۱۶۵۱	۲۲ سال	
۷۹	ہرچندپال	کہہ پال	سمت ۲۸۰ ب سنہ ۲۲۳ء	"	۱۶۲۹	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچندپال	سمت ۲۹۳ : سنہ ۲۳۶ء	"	۱۶۱۶	۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۳۰۸ ب سنہ ۲۵۱ء	"	۱۶۰۱	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۳۲۲ ب سنہ ۲۶۵ء	"	۱۵۸۷	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ ب سنہ ۲۸۱ء	"	۱۵۶۹	۱۵ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۱) کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مجبوری بعد اس واقعہ کے راجہ کنتی کے عقد مین آئی۔ ہم نے ان طول وطویل واقعات سے جو ناظرین کی سمع خراشی کی ہے۔ اوسکی معافی چاہتے ہین۔ دراصل ہمارا مطلب ہندوؤن کے اعتقادات کو ہدیۂ ناظرین کرنا — اور اون کے پرانے خیالات کو ظاہر کرکے اون پر روشنی ڈالنا تھا۔ ۱۲ مؤلف

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے از زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال پسر	سمت ۳۳۵ب سنہ ۲۹۸ء	دہلی	۱۵۵۴	۱۲ سال جملہ ۲۳۲ سال	تیرہ آدمیون نے دوسو بتیس برس حکومت کی اخیر کو راجہ ملوک چند والی بھٹر ایچ نے فتح پائی۔
۸۵	ملوک چند	۰	سمت ۳۶۷ب سنہ ۳۱۰ء	"	۱۵۴۲	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ب سنہ ۳۱۲ء	"	۱۵۴۰	۱۳ سال	
۸۷	ہ پند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ب سنہ ۳۲۵ء	"	۱۵۲۷	ایک سال	
۸۸	امچندر	کاہن چند	سمت ۳۸۳ب سنہ ۳۲۶ء	"	۱۵۲۶	۱۱ سال	
۸۹	دبیر چند	رامچندر	سمت ۳۹۴ب سنہ ۳۳۷ء	"	۱۵۱۵	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دبیر چند	سمت ۴۰۹ب سنہ ۳۵۲ء	"	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۱	بہیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ب سنہ ۳۶۸ء	"	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۲	ہر چند	بہیم چند	سمت ۴۳۷ب سنہ ۳۸۰ء	"	۱۵۰۰	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہر چند	سمت ۴۳۸ب سنہ ۳۸۱ء	"	۱۴۷۲	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ گوبند چند	سمت ۴۵۱ب سنہ ۳۹۱ء	"	۱۴۵۸	ایک سال جملہ ۸۵ سال	دس آدمیون نے پچاسی سال حکومت کی اور جب رانی پیم دیوی مری تو لوگون نے ملکہ ہرپریم فقیر کو گدی پر بٹھا دیا۔
۹۵	ہرپریم	۰	سمت ۴۵۲ب سنہ ۳۹۵ء	"	۱۴۵۷	۸ سال	
۹۶	گوبند پریم	ہرپریم	سمت ۴۶۰ب سنہ ۴۰۳ء	"	۱۴۴۹	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ب سنہ ۴۲۳ء	"	۱۴۲۹	۱۶ سال	
۹۸	مہاپاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ب سنہ ۴۳۹ء	"	۱۴۱۳	۷ سال جملہ ۵۱ سال	
۹۹	دنی سیبرث	۰	سمت ۵۰۳ب سنہ ۴۴۶ء	"	۱۴۰۶	۱۸ سال	

نمبر شمار	اسماء فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ب سنہ ۴۶۴ع	دہلی	۱۳۸۸	۱۲سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۴۳ب سنہ ۴۷۶ع	〃	۱۳۷۶	۱۵سال	
۱۰۲	مادہو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ب سنہ ۴۹۱ع	〃	۱۳۶۱	۱۵سال	
۱۰۳	سور سین	مادہو سین	سمت ۵۶۳ب سنہ ۵۰۶ع	〃	۱۳۴۶	۶سال	
۱۰۴	بہیم سین	سور سین	سمت ۵۶۹ب سنہ ۵۱۲ع	〃	۱۳۴۰	۵سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	سمت ۵۷۴ب سنہ ۵۱۷ع	〃	۱۳۳۵	۵سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سمت ۵۷۹ب سنہ ۵۲۲ع	〃	۱۳۳۰	۹سال	
۱۰۷	گہن سین	ہر سین	سمت ۵۸۸ب سنہ ۵۳۱ع	〃	۱۳۲۱	۲سال	
۱۰۸	نراین سین	گہن سین	سمت ۵۹۰ب سنہ ۵۳۳	〃	۱۳۱۹	۲۷سال	
۱۰۹	دمودر سین	نراین سین	سمت ۶۱۷ب سنہ ۵۶۰ع	〃	۱۲۹۲	۱۱سال جملہ ۱۲۵سال	بارہ آدمیوں نے ۱۲۵ برس حکومت کی۔ اخیر کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کوہستان کے راجہ سے سازش کرکے دلی میں بلالیا۔
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ گکہری	۰	سمت ۶۲۸ب سنہ ۵۷۱ع	〃	۱۲۸۱	۱۷سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمت ۶۴۵ب سنہ ۵۸۸ع	〃	۱۲۶۴	۱۴سال	
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ب سنہ ۶۰۲ع	〃	۱۲۵۰	۹سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ب سنہ ۶۱۱ع	〃	۱۲۴۱	۴۵سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ب سنہ ۶۵۶ع سنہ ۳۷ھ	〃	۱۱۹۶	۱۳سال	

شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	[illegible]	مدت سلطنت	حالات
۱۱۵	جیون سنگھ	ہرسنگھ	سمبت ۷۲۶ب / سنہ ۶۶۹ع / سنہ ۵۰ھ	دہلی	۱۱۸۳	۷ سال ۵ ماہ ۱۰ یوم	چھہ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی۔ اخیر کو انکپال تنور نے دلی پر فتح پائی۔
۱۱۶	انکپال تنور	اوکھرسین	سمبت ۷۳۳ب / سنہ ۶۷۶ع / سنہ ۵۷ھ	"	۱۱۷۶	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انکپال	سمبت ۷۴۱ب / سنہ ۶۸۴ع / سنہ ۶۵ھ	"	۱۱۵۸	۱۹ سال ایک شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	سمبت ۷۷۰ب / سنہ ۷۱۳ع / سنہ ۹۵ھ	"	۱۱۳۹	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	سمبت ۷۹۲ب / سنہ ۷۳۵ع / سنہ ۱۱۷ھ	"	۱۱۱۸	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمبت ۸۱۱ب / سنہ ۷۵۴ع / سنہ ۱۳۵ھ	"	۱۰۹۹	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمبت ۸۳۲ب / سنہ ۷۷۵ع / سنہ ۱۵۹ھ	"	۱۰۷۷	۱۴ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودی راج	ہرپال	سمبت ۸۴۶ب / سنہ ۷۸۹ع / سنہ ۱۷۳ھ	"	۱۰۶۳	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بجھراج	اودی راج	سمبت ۸۷۳ب / سنہ ۸۱۶ع / سنہ ۲۰۱ھ	"	۱۰۳۶	۲۱ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بجھراج	سمبت ۸۹۴ب / سنہ ۸۳۷ع / سنہ ۲۲۳ھ	"	۱۰۱۵	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمبت ۹۱۶ب / سنہ ۸۵۹ع / سنہ ۲۴۵ھ	"	۹۵۳	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمبت ۹۳۸ب / سنہ ۸۸۱ع / سنہ ۲۶۸ھ	"	۹۷۱	۲ سال ۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمبت ۹۴۰ب / سنہ ۸۸۳ع / سنہ ۲۷۰ھ	"	۹۶۹	۱۰ سال ۳ شہر ۱۵ یوم	
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمبت ۹۵۸ب / سنہ ۹۰۱ع / سنہ ۲۸۹ھ	"	۹۵۱	۲۸ سال ۳ شہر ۱۰ یوم	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۲۹	جیپال	سلکہن	سمت ۹۹۳ ب سنہ ۹۲۶ ع سنہ ۳۱۴ ہ	دہلی	۹۲۶	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ ب سنہ ۹۴۳ ع سنہ ۳۳۲ ہ	″	۹۰۹	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	سمت ۱۰۲۹ ب سنہ ۹۷۲ ع سنہ ۳۶۲ ہ	″	۸۸۰	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۵ ب سنہ ۱۰۰۲ ع سنہ ۳۹۳ ہ	″	۸۵۰	۲۴ سال ۱ شہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ ب سنہ ۱۰۲۶ ع سنہ ۴۱۷ ہ	″	۸۲۶	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکرپال	مہی پال	سمت ۱۱۰۸ ب سنہ ۱۰۵۱ ع سنہ ۴۴۳ ہ	″	۸۰۱	۲۱ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	سمت ۱۱۲۹ ب سنہ ۱۰۷۲ ع سنہ ۴۶۵ ہ	″	۷۸۰	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم جملہ ۴۱۹ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	بیس آدمیوں نے چارسو انیس برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کی۔ اخیر کو بیلدیو چوہان نے فتح پائی۔
۱۳۶	بیلدیو	•	سمت ۱۱۵۲ ب سنہ ۱۰۹۵ ع سنہ ۴۸۹ ہ	″	۷۵۷	۶ سال ۱ شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرگنگو	بیلدیو	سمت ۱۱۵۸ ب سنہ ۱۱۰۱ ع سنہ ۴۹۹ ہ	″	۷۵۱	۵ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کہرپال	امرگنگو	سمت ۱۱۶۳ ب سنہ ۱۱۰۶ ع سنہ ۵۰۰ ہ	″	۷۴۶	۲۰ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کہرپال	سمت ۱۱۸۳ ب سنہ ۱۱۲۶ ع سنہ ۵۲۰ ہ	″	۷۲۶	۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۰ ب سنہ ۱۱۳۳ ع سنہ ۵۲۸ ہ	″	۷۱۹	۴ سال ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناگ دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ ب سنہ ۱۱۳۸ ع سنہ ۵۳۳ ہ	″	۷۱۴	۳ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۴۲	رائے پتھورا	ناگ دیو	سمت ۱۱۹۸ بکرمی سنہ ۱۱۴۱ ع سنہ ۵۳۶ ہ	دہلی و اجمیر	۷۱۱	۹ سال ۵ شہر ایک یوم جملہ ۹۵ سال ۲ شہر	سات آدمیوں نے پچانوے برس ۲ مہینے حکومت کی۔ اخیر کو رائے پتھورا معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی میں مارا گیا اور سلطنت مسلمانوں کے گھرانے میں چلی گئی۔ اور اگرچہ غور کا بادشاہ غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کا بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ ہی کی تھی اور اسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی۔ تاریخ نے دلی کو بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ نقشہ ہند دیکھلانے والی کا ہے۔ اب آیندہ بادشاہان اسلام کے ختم حالات پر اون کا نقشہ درج
کیا جائے گا۔ اور اب ہم انھین مختصر حالات پر زمانہ ریاست اہل ہنود کو ختم کرتے ہین۔ جو ہمارے
معزز ناظرین کی معلومات کے لئے کافی ہے۔ بلکہ کسی دوسری تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہی نہوگی
کیونکہ ہم نے جس قدر چوٹی کی باتین تھین۔ وہ اخذ کرکے اسمین درج کردیئے ہین۔ اب آخرین ہندو راجاؤن
کے تاج[1] کے چند نقشے جو ہمکو کتاب تاج ونشان مولفہ محمد رفیع صاحب رضوی عالی سے دستیاب

---

[1] تاج شاہی ٹوپی ہے۔ جسکو نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سکندرنامہ مین یون لکھا ہے کہ ع۔ کلاہ از کیومرث آفاق گیر
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً تاج کیومرث نے بنایا تہا۔

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان مین جسوقت کہ لباس پہننے کا رواج شروع ہوا تہا۔ اوس وقت بہی سر پر تاج کا
نشان موجود تہا۔ یعنے جو گروہ محض وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اونکے تمام افراد کسی درخت کی پتلی لوچدار شاخ
کا حلقہ بناکر سرمین پہن لیتے تھے۔ اور جس شخص کے حلقہ کی شاخ مین پتیان اور پھول شامل ہوتے تھے۔ وہ اہل قوم کا
سردار مثل بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔

پہلے زمانہ مین تاج۔ بہادری۔ اخلاقی۔ گاؤزوری۔ قزاکہ زنی اور شہسواری وغیرہ طریقون سے حاصل ہوتا تہا۔ اور جس
شخص کو کسی گروہ پر تفوق حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے لباس مین کوئی امتیازی نشان ضرور قایم کرلیتا تہا۔ پھر اس تاج
کی حالت مین تبدیلی شروع ہوئی۔ یعنے پہلے جو تاج درختون کے پتون سے بنتا تھا۔ وہ مصنوعی بیل بوٹون سے
بنایا جانے لگا۔ بعدہ جسقدر سلطنتین زیادہ ہوتی گیئن۔ تاج مین اور بہی ترقیان ہوتی گیئن۔ اور مختلف صورتون کے
تاج بننے لگے۔ یونان کے زمانۂ عروج مین جو تاج باوقعت تھا۔ وہ صرف ایک حلقہ تہا۔ جو زمانہ کی ترقی کیسا تھ
پر تکلف ہوتا گیا۔ مگر درخت کی ایک مصنوعی شاخ معلوم ہوتا تہا۔ اس تاج پر ان لوگون کو استحقاق حاصل ہوتا تھا
جو گھوڑ دوڑ اور جسمانی ورزشون مین فتح نمایان حاصل کرتے تھے۔

ہوئے ہین ایزاد کرتے ہین۔ اور اوس کے ساتہہ ساتہہ ہم نے سکہ جات کی بہت کچہہ تلاش کی۔ مگر باوجود تلاش کافی ہمدست نہوے۔ اگر کچہہ ملے بھی تو اون سے یہ پتا نہین چلتا کہ کس راجہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۶) سکندر اعظم کا تاج صرف ایک سادہ پٹی سونے کی ہتی۔ جسمین بعد فتح ایران مینڈہے کے دو سینگ بھی شامل کرلئے گئے تھے۔

عرب مین پہلے سلطنت نہ تھی۔ لیکن جب اسلام نے عربون مین حکومت کی بنیاد ڈالی تو اوس کے ابتدائی فرمانروااُن مین تاج کا استعمال نہین ہوا۔ مگر جب عرب کی سلطنت ترکون مین آئی تو اون کے عمامے بتدریج تاج کی صورت ہوتے گئے ترک قبل از اسلام خود پہنتے تھے۔ اور اون کا شاہی خود ایک منقش پٹی تہا۔ جسپر کلغی لگی ہوئی تہی۔ جب عربون کی سلطنت ترکون کے تصرف مین آئی۔ اور بعدہ ترکی حکمران اپنا قدیمی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوتے گئے تو اونہون نے اپنی قدیمی وضع مین بھی ترمیم کی۔ اور خود کے اوپر عمامہ باندہنا اختیار کیا۔

اس ترکی خاندان مین ایک خاندان چغتائیہ تہا۔ جس نے ہندوستان مین حکومت قایم کرلی ہتی۔ جو مغلیہ کے نام سے اس وقت تک مشہور ہے۔ جب اس خاندان مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہوا تو اُس نے اپنے تاج کی صورت نئی کردی۔ یعنے زمانہ سابق مین مہاراجگان ہندوستان مین کہٹرکی دار پگڑی پر ایک سرپیچ جسپر ترنج بنے ہوئے تھے بطور تاج کے استعمال کرتے تھے۔ اکبر نے اسی طرز کو تہوڑی سی ترمیم کے ساتہہ جاری رکہا۔

خاندان سلجوقیہ نے جو ترکون کی ایک شاخ ہے۔ اوس نے اپنا تاج اسطرح بنایا تہا۔ کہ خود مین جواہرات کے پہول لگائے تھے اور اوس کے اوپر عمامہ باندہ کر اوسمین موتیون کی چند لڑیان لگادی تھین۔

بایزید یلدرم نے جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو پہلے سلجوقی تاج کو اپنے خاندان مین جاری کیا تہا۔ یہ تاج اگرچہ اب استعمال نہین کیا جاتا۔ مگر موجود ہے۔

صوبہ اودہہ کے صوبہ دار نواب غازی الدین حیدر کو جب انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء مین لقب شاہی دیا تو

اس سکہ کو تیار کرایا تہا۔ اور کس* راجہ کے زمانے مین یہ سکّے رایج تھے۔
البتہ ٹاڈ راجستان جلد اوّل مین چند سکہ جات کے نقشے (جو کہنڈرات اوجین و دیگر شہر ہائے قدیم سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۸) اوس کے لئے ایک نئی وضع کا تاج شاہی بنایا گیا۔ اس سے پیشتر جلال الدین محمد اکبر والی مندیل استعمال کیجاتی تہی
ایران و مصر اور بابل کے حکمرانون کا تاج بہت قدیمی ہے۔
روما کے زمانۂ عروج مین تاج کی وہی شکل قایم رہی تھی۔ جو درخت کی مصنوعی شاخ سے بنایا گیا تہا۔ مگر بعد کو اوس مین
ظاہری شان و شوکت بہی ظاہر کی گئی۔
قسطنطین کے زمانہ مین تاج پرتکلف ہوکر مرصع ہوا۔ اور ایک اونچی ٹوپی کو چوڑی پٹی کے حلقہ مین لیکر سنہری نصف
محراب کی شکل بنایا گیا۔ اور محراب پر ایک کُرّہ قایم ہوا۔ شاہ جسٹی مین نے اوس کرہ پر صلیب بنوائی یہ وضع
ایسی مرغوب ہوئی۔ کہ یورپ کے تمام عیسائی سلطنتون نے اوسکی تقلید کی۔
پوپ کو چونکہ دنیا آخرت اور مذہب تینون کے اختیارات حاصل ہین۔ اس لئے اُس نے اپنے تاج کو ان تینون اختیارات
کا نمونہ ثابت کرنے کے لئے تین درجہ کا اوپر نیچے بنایا ہے۔
انگلستان مین جو تاج بنایا گیا۔ وہ حضرت داؤد کے تاج کی نقل تہا۔ جس مین سونے کی متعدد کلغیان لگی ہوئی تھین۔ اور
کھوپری کے طرف کہلا ہوا تھا۔
ولیم اول نے اپنے تاج مین صرف چار میخین رہنے دین۔ جن مین سہ برگہ پھول بڑہا کر خوبصورت کر دیا۔ جس سے وہ
کسی قدر اونچا بہی ہوگیا۔
ہنری اول نے اپنے تاج کے حلقہ کو جواہرات سے مرصع کرکے اوس مین خوشنمائی اور زیادہ کردی۔
ہنری دوم رچارڈ اول اور شاہ جان کے زمانہ مین اور ترقی ہوئی۔
ہنری سوم کا تاج صرف ایک حلقہ تہا۔ جو چند پتیون یا گھنڈیون سے کسیقدر بلند کر دیا گیا تہا۔

برآمد ہوئے) درج ہین۔ جن کے دیکھنے سے نام اور سنہ وغیرہ کچھ نہین معلوم ہو سکتا۔ پس اس مجبوری کی وجہ ہم معززِ ناظرین سے اس عدم تکمیل کی معافی چاہتے ہین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۹) ایڈورڈ سوم نے سچے کام سے تاج کو خوبصورت بنایا جس مین چار بڑے اور چار چھوٹی پھولی پتیان خوبصورت دوائر مین نظر آتی تھین۔ حلقہ مرصع تھا۔ جس سے آٹھ پھول ظاہر ہوتے تھے۔

رچارڈ دوم نے بھی تاج کی یہی شکل اختیار کی تھی۔

ہنری چہارم نے تاج کو موتیون سے رونق دی۔ اور اوسکی پتیان جواہرات سے مرصع کین۔

ہنری پنجم نے سب سے پہلے تاج مین محرابی شکل قایم کی۔ اس تاج کے بالائی حصہ پر کرۂ زمین اور صلیب بنائی گئی جو روما کے تاج سے اخذ کیگئی تھی۔ یہ تاج انگلستان مین پسند ہوا۔

ہنری ششم کے تاج مین محرابین تھین۔

ایڈورڈ چہارم کے تاج مین چار نصف محرابین تھین۔

رچارڈ سوم نے جو تاج بنایا تھا۔ وہ ہنری پنجم کے تاج سے بہت مشابہ تھا۔ صرف اوسکی پتیان اور صلیب اوسکی نسبت زیادہ خوشنما اور موزون تھین۔

ہنری ہفتم نے اپنے تاج کو شاہان سابق سے زیادہ ملبند کیا۔ اور اوسمین دو محرابین قایم کین۔ اور اوس کے حلقہ کو چار محرابون اور چار صلیبون سے اونچا کیا۔

ہنری ہشتم کے وقت مین یہ ایجاد زیادہ ہوئی کہ اسوقت تک جتنے تاج بنائے گئے تھے۔ سب کے پہننے سے سر کھلا رہتا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے تاج کے نیچے آسمانی مخمل کی ٹوپی داخل کی۔

ملکہ الزبتھ کا تاج ہنری ہشتم کے تاج سے مشابہ تھا۔

جیمس اول اور چارلس اول نے تاج مین چار محرابین بنائین۔ یہ تاج سونے کا بنایا گیا تھا جسکا وزن سات پونڈ چھ اونس

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۰) اور قیمت گیارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ تھی۔ یہ تاج ۱۶۴۶ء مین پارلیمنٹ کی رائے سے تلف کر دیا گیا
چارلس دوم کا تاج سینٹ اڈورڈ کے تاج کے مانند تھا۔
جارج سوم کی تاج پوشی کیوقت جو تاج تیار کیا گیا تہا اوسکی محرابوںمین پہلے تاجون کے محرابون سے کچہ زیادہ خوبصورتی ظاہر کیگئی تھی۔ یہی تاج ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت بھی سر پر رکہا گیا تہا۔
ملکۂ معظمہ وکٹوریہ کا تاج سینٹ اڈورڈ کے تاج سے مشابہ بنایا گیا تہا۔ جو شاہان گذشتہ کے تاجون سے زیادہ قیمتی تھا۔ اور وزن صرف انتالیس اونس اور قیمت تین لاکہہ ساٹہہ ہزار پونڈ تھی۔ یہ تاج سراپا جواہرات سے مرصع تہا۔
موجودہ شہنشاہ حضور ملک معظم اڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے تاج کے دائرے مین بیس ہیرے لگے ہین۔ جنمین سے ہر ایک کی قیمت پندرہ سو پونڈ ہے۔ اس تاج کے وسط مین اوپر کی طرف دو ہیرے جڑے ہین۔ جو ہر ایک دو ہزار پونڈ قیمت کا ہے۔ اول الذکر بیس ہیرون کے زاویون پر چون چہوٹے ہیرے نصب کیے گئے ہین۔ اور ہر ایک کی قیمت سو پونڈ ہے۔ تاج کے گرد صلیبین ہین۔ ہر صلیب مین پچیس ہیرے بارہ ہزار پونڈ کے ہین۔ صلیب کے بالائی حصہ پر چار بڑے ہیرے قیمتی چار ہزار پونڈ کے ہین۔ بارہ ہیرونکا ایک پہول دس ہزار پونڈ کا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۱) جسمین اٹھارہ چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دو ہزار پونڈ ہی۔ محرابون پر موتی اور ہیرے لگے ہین اونکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور ... بیچ کے ہیرے سینڈرہ ہزار پونڈ قیمت کے ہین اوس تاج کو حلقہ مین تمغے لگے ہین ان سب کی قیمت تین ہزار پونڈ ہے کل جواہر ملا کر اس تاج کی قیمت ایک لاکھ ...
حضور ملکہ انگلستان کا تاج جو جواہرات سے سراپا مرصع ہے۔ اس مین چار صلیب ہین۔ سامنے صلیب مین کوہ نور نامی ہیرا جڑا ہے اور باقی تین صلیبون مین تین ہیرے جو قدمین قریب قریب کوہ نور کے ہین جڑے ہین۔ آٹھ شاندار محرابین نکلی ہین۔ جنمین تہری قطار جواہرات کی ہے۔ بالا کی صلیب سے لیکر نیچے کے حلقہ تک کل جگہ جواہرات سے پٹی ہے۔ اسمین ہیرونکی تعداد تین ہزار چھ سو اٹھاسی ہے۔ اور وزن اس تاج کا بائیس اونس ہے۔ اتنا ہلکا تاج اسوقت تک کوئی نہین تہا۔ خلاصہ یہ کہ اسوقت دنیا کی سلطنتون مین مختلف قسم کے تاج کا استعمال ہے۔ مگر سب کی اصل کسی درخت کی شاخ ہی سے پائی جاتی ہے۔ جو کہ زمانہ کی ترقی کے ساتھ تبدیل ہوکر دوسری صورتون مین ہوتی گئی۔ ۱۲ مولف۔

عرب ایک جزیرہ نما ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہے۔ جو برّ اعظم ایشیا کے جنوب و مغربی گوشہ مین خلیج فارس اور بحر قلزم کے درمیان واقع ہے۔ جو دکن سے مغرب کی طرف کوئی ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اس کے انتہائے گوشۂ شمالی پر بحر روم ہے اور شمال و مغربی گوشہ پر نہر سویز ہے۔ جس نے اسکو برّ اعظم افریقہ سے جدا کر دیا ہے۔ یعنے مشرق مین خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب مین بحر عرب۔ مغرب مین بحر قلزم یا بحر احمر۔ شمال مین ملک شام۔ رقبہ (۱۲۱۹۷) مربع میل ہے۔ عرض سے طول دگنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ طول پندرہ سو میل ہے۔ عرب کو ایران۔ سریا (شام) مصر۔ اتھی اوپیا (حبش) گھیرے ہوئے ہین۔ ۱۲°۔۔ ۳۴ اور ۳۴° شمالی عرض بلد اور ۳۲°۔۔ ۳۰ و ۶۰° مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ جزیرہ نما ئے عرب کو جزیرۃ العرب بھی کہتے ہین۔ عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے بعض

انگریزی مورخ لفظ عرب کا ماخذ "عربہ" بتاتے ہین۔ جسکے معنی عبرانی زبان مین ہموار بیابان کے ہین۔ چونکہ یہ ملک ریگستانی تھا۔ اس لئے اسکی رعایت سے اسکا نام عرب رکھدیا ہے۔ مگر موجودہ لغات عربیہ مین عربہ کے معنی نہر جاری کے ہین۔ البتہ "عرب" بکسر العین سے یہ ماخوذ ہوسکتا ہے۔ جسکے معنی گیاہ خشک کے ہین۔ اور عرب ایک خاص قوم کا نام ہے جو عجم نہ ہو۔ عرابہ کے معنی گندم گون کے بھی ہین۔ یہ سارا ملک نہایت گرم ہے۔ جابجا کثرت سے پہاڑ ہین۔ ملک بھر مین کوئی دریا ایسا نہین ہے۔ جو سمندر مین گرتا ہو۔ اس کے اکثر حصے ریگزار ہین۔ اور کہین کہین شاداب بھی ہین۔ بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب کے تین حصے کئے ہین۔ عرب الحجر۔ عرب الوادی۔ عرب المعمور۔ لیکن یہ صحیح نہین ہے۔ عرب اسکو نہین ملنتے۔ عربی جغرافیون مین ملک عرب کی تقسیم پانچ حصون مین لکھی ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد۔ عروض۔ یمن۔ یمن مین صنعا و حدیدہ وغیرہ مشہور مقامات ہین۔ اس صوبہ کے ایک شہر سبا مین حضرت بلقیس جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین حکمران تھین۔

عمان" عرب کے جنوب و مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ جو ایک علیحدہ خودمختار سلطان کے ماتحت ہے۔ اور امام مسقط (دارالسلطنت عمان) کہلاتا ہے۔ اسکے شمال و مغرب مین نجد واقع ہے۔ جسکا دارالسلطنت حائل ہے۔ اور جس مین وہابیون کی عملداری ہے۔ یمن کے شمال مین حجاز واقع ہے۔ جس مین مکہ۔ مدینہ۔ طائف تین مشہور مقامات ہین۔ بحر قلزم سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر اندرونی جانب مکہ معظمہ ایک درۂ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف پہاڑیان محیط ہین۔ چار ہزار برس ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اونکے فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ایک عبادت خانہ (جسکو خانۂ کعبہ کہتے ہین) بنایا تھا۔ اور مکہ معظمہ کے بسانے والے بھی اسمعیل علیہ السلام ہی ہین۔

مکہ معظمہ سے جانب جنوب ۱۰ میل کے فاصلہ پر "طائف" ایک نہایت سرسبز مقام ہے۔ مکہ معظمہ مین پرانا صرف ایک کنوان ہے جسے چشمۂ اسمعیل و بیر زمزم بھی کہتے ہین۔ مکہ معظمہ کے شمال مین ۲۷۰ میل کے

فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے نسبتاً سرسبز ہے۔ موسم سرما مین یہان اچھی سردی پڑتی ہے
مکہ معظمہ سے بجانب شمال و مغرب۔ ۴۸ میل کے فاصلہ پر بحر قلزم کے کنارے "جدہ" ایک مشہور بندرگاہ ہے
یمن کے جنوب و مشرق مین باب المندب کے پاس عدن کا بندر ہے (۱۸۹۳ء سے انگلستان کے
قبضہ مین ہے) عرب کے جنوب و مشرقی کنارے پر مسقط ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔

عربون کی غذا کا مدار زیادہ تر کھجور پر ہے۔ جس سال کھجور بار آور نہ ہو عرب مین قحط کا خوف ہو جاتا ہے۔ اسکی
لکڑی کے پلنگ۔ صندوق۔ الماریان۔ پنکھے اور دیگر اشیائے خانہ داری بنتے ہین۔ عرب مین گیہون
اور جو بوئے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ کھجور کی سو سے زیادہ قسمین ہین۔ اور مختلف طور سے استعمال کیجاتی
ہین۔ عربون مین مشہور ہے کہ ایک منتظم بیوی اپنے شوہر کو ایک مہینے تک مختلف طور سے تیار کی ہوئی
کھجورین کھلا سکتی ہے۔ کھجور کی لکڑی چھت اور لینڈہن کے کام آتی ہے۔ اسکے ریشے رسی بنانے کے کام
مین آتے ہین۔ اور پتے۔ ٹوکرے۔ زنبیل وغیرہ کے بنانے مین۔ گودا بعد خشک ہونے کے اونٹون گایون
اور بھیڑون کو بطور غذا کے دیا جاتا ہے۔ نیل کی بھی وہان کاشت کیجاتی ہے۔ جس کا رنگ عربونکو بہت
مرغوب ہے۔ پودون کی خاک کو عام عرب صابون کی جگہہ استعمال کرتے ہین۔ چائے یہان کی بہت
مشہور ہے۔ عرب ہی کی بدولت یورپ مین چائے پہونچی۔ اور دنیا کے دوسرے حصون مین کاشت کیگئی
اب عرب مین چائے بہت تھوڑی پیدا ہوتی ہے۔ مگر نہایت عمدہ اور نفیس ایک قسم کا باجرا بھی وہان کا
خاص غلہ ہے۔

عرب کے گھوڑے کل دنیا مین مشہور ہین۔ یہان سے کسی ملک کے گھوڑے اچھے نہین ہوتے۔ جنکی
وفاداری اور جانبازی کے قصے مشہور ہین۔ عرب اپنی عزت و بزرگی گھوڑون ہی پر منحصر سمجھتے ہین۔
گھوڑے دو قسمون مین منقسم ہین۔ ایک وہ جنکے نسل کا نسب نامہ لکھا ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ
جنکا نسب نامہ نہین ہوتا۔ گھوڑون کے نسب نامے ایسی حفاظت سے نگاہ رکھے جاتے ہین۔ جیسے بادشاہون

اور شاہزادون کے۔
اس کے بعد اونٹ کا درجہ ہے جو ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹنیون کے دودھ کو اہل عرب غذا کے طور پر استعمال کرتے ہین۔
عرب کی آبادی ۶۰ لاکھ سے ایک کروڑ تک اندازہ کیجاتی ہے۔ اصلی آبادی کا اندازہ آجتک ٹھیک نہین کیا گیا ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہے۔ یوروپین مبصرون کا ایک قیاس ہے۔ جو اوپر لکھا گیا۔ یہان کے باشندے دو طبقون پر منقسم کئے جا سکتے ہین۔ ایک وہ جو شہرون اور قریون مین رہتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو خانہ بدوش ہین۔ اور جنکے رہنے کا کوئی خاص مقام نہین ہے۔ اور بدوی کہلاتے ہین۔ اہل عرب میانہ قد ہوتے ہین۔ ان کے بال اور آنکھین ہندوستانیون کی طرح سیاہ ہوتے ہین۔ انکا رنگ گندمی اور سانولا ہوتا ہے۔ وہ بالعموم قوی اور توانا ہوتے ہین۔
عربون کا قدیم بہی تمدن بھی عالم فریب تھا۔ ملوک حمیر کی یادگارین۔ خط مسند کے کتابے اور الواح تبابعہ کے آثار۔ بلقیس ملکہ سبا کی ارائشی حیرہ، عاد و ثمود کے عظیم الشان شہرون کے ڈہئے ہوئے منقر اور قیصر اوریلین کو شکست دینے والی ملکہ زبا (ملکۂ زنوبیہ) کی برباد رفتہ عمارتون کے دلچسپ سین یا ایسی چیزین ہین کہ ایک قدامت پسند نگاہ کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کر لیتی ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہین تاریخی یادگارون پر قدیم عربی تمدن کا سرمایہ یورپ مین فراہم کیا جا رہا ہے۔ اور خاص اس طرز تمدن پر کتابین وضع ہو رہی ہین۔
عربون کے قدیم تمدن کا اتنا اثر اب بہی باقی ہے کہ بدوی ہرچند بڑے جاہل اور وحشی ہوتے ہین۔ اور علم سے اونکو مطلق مس نہین۔ لیکن ابر کو دیکھکر بتا دیتے ہین کہ یہ برسے گا یا نہین۔ رات کو تھوڑی سی زمین کہود کر اوسمین اپنا سر ڈالدیتے ہین۔ اور چند ساعت کے بعد بتا دیتے ہین کہ یہان سے قافلہ فلان سمت کو گیا ہے۔ اور اتنی منزل کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا۔ اونٹون کے نقش قدم دیکھکر بقیہ حالات دریافت کر لیتے ہین

کس نسل اور کس قسم کا اونٹ ہے۔ اولدا ہوا ہے یا خالی۔ بیشا بہ درحقیقت ایک بڑے مدون علم کا بقیہ ہے۔ جو امتداد جہالت کیوجہ سے جاتا رہا۔ مگر نمونہ کے لئے اس کا خفیف سا اثر اب بھی باقی ہے۔ ہمکو اسی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اصلی عرب عاربہ کا تمدن کیا رہا ہوگا۔ اور اون میں علم حیوانات معرفۃ الارض و تغیرات جوی کو کسقدر ترقی رہی ہوگی۔

قدیم زمانہ مین عرب کے لوگ کئی قبیلون پر بٹے ہوے تھے۔ اوس وقت اور ملک کے لوگون کی طرح اہل عرب بھی اکثر آپس مین لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ ذرا ذراسی بات پر خونریزی ہوجاتی۔ اور خون کا بدلہ لینا فرض سمجھا جاتا۔ صلح و امن کا عرب مین نام بھی نہ تھا۔ اون کا کوئی بادشاہ تھا۔ اور نہ کوئی غیر ملک کا بادشاہ اوس ریگزار ملک پر چڑھ کر جاتا تھا۔ اگرچہ ابتدا مین یہان خدا کی پرستش ہوتی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام ملک عرب مین بت پرستی پھیل گئی۔ اہل عرب عقبیٰ کے خیال سے اور اعمال نیک و بد کی جزا و سزا سے محض ناواقف تھے۔ اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے بعد اگرچہ مذہب یہود و نصاریٰ بھی وہان شایع ہوا۔ مگر چونکہ اون کی صورت بھی بہت جلد بگڑ گئی۔ اس لئے وہ بھی بت پرستی سے کچھہ کم نہ تھے۔ عرب مین باشندون کے اخلاق بگڑ گئے تھے۔ کشت و خون۔ شراب۔ قماربازی۔ زنا۔ غارت گری۔ دختر کشی وغیرہ سخت جرایم اون کے روزمرہ کے کام تھے۔ اور جن گناہونکو انسان سنکر کانپ جاتے ہین۔ وہ اون کا کھیل تھا۔ سنہ عیسوی کی چھٹی صدی تک عربونکی یہی حالت رہی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع اسلام کی ولادت مبارک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے پانسو ستر برس کے بعد شہر مکہ معظمہ مین ۱۲ ربیع الاول ۸۸۲ سکندری روز دوشنبہ کو سنہ ہجری سے ۵۳ برس پہلے حضرت اسمٰعیل کی اولاد اور قبیلہ قریش مین حضرت سرور کائنات مفخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ تین چار مہینے پہلے آپ کی ولادت سے آپکے والد کا اور چھہ برس کی عمر مین آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب کرتے رہے۔ ابھی آپ سات سال کے بھی نہ ہوے تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی رحلت پائی۔ اور اپنے چچا ابوطالب کی سرپرستی مین آئے۔ تیرہوین برس مین آپ ابوطالب کے ساتھہ اور ۲۵ برس کی عمر مین بی بی خدیجہ کے نوکرون کے ہمراہ ملک شام مین تجارت کے واسطے تشریف فرما ہوے تھے۔ اور اسی سال مین آپ نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا جنکے بطن سے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام پیدا ہوئین۔

نبوت

آپ عبادت کے واسطے مکہ سے تین میل کوہ حرا کے غار مین اکثر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور کئی کئی روز تن تنہا وہان پر خداے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اکتالیسوین برس ۷ ار رمضان کو بقول دیگر ۴۰ سال ۹ روز کی عمر مین اول مرتبہ غار حرا مین آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت نے پہلے مرتبہ وضو کرکے نماز پڑہی۔ اور اوسی روز حضرت نے اپنی بی بی خدیجہ سے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور پھر علانیہ لوگون مین تبلیغ رسالت کرنے لگے۔ عورتون مین بی بی خدیجہ اور لڑکون مین حضرت علی کرم اللہ وجہ۔ اور جوانون مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا مسئلہ توحید ہے۔ حضرت نے بت پرستی کو منع کرنا اور توحید کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر مکہ کے باشندے اپنے عقیدون پر جمے ہوے تھے۔ اس سے ناراض ہوئے اور آپ کو وعظ و نصیحت اور مذہب کی اشاعت سے منع کرنے لگے۔ لیکن جب آپ اپنے ارادہ سے نہ پھرے۔ اور اشاعت اسلام مین نہایت سرگرمی ظاہر فرمائی تو اہل مکہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والون کو بہت تنگ کرنے لگے۔ اس وجہ سے آپ نے مکہ کے قرب وجوار کے

دیہات مین آنا جانا شروع کیا۔ مگر وہان بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس عرصہ مین نبوت سے پانچوین سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہوگئے۔ اور ارکان اسلام پر علی الاعلان عمل کرنیکا طریق نکالا جس سے مکہ والے اور بھی ناراض ہوے۔ اور طرح طرح کے سختیان توڑنے لگے۔ اسوجہ سے کچھہ مسلمان اپنے وطن کو چھوڑکر نجاشی پادشاہ حبش کے پاس چلے گئے۔

ہجرت مدینہ

جب نبوت کے گیارہوین سال اہ سال کی عمر مین معراج ہوئی۔ اور بارہوین سال حج کے زمانہ مین کچھہ مدینہ کے لوگ آکر مسلمان ہوگئے۔ اور تیرہوین سال کامل امداد کا وعدہ کیا تو تمام مسلمان مدینے چلے گئے اس پر کفار قریش نے حضرت کے قتل کی تجویز کی۔ تاکہ وہ کہین بھاگکر اور قوت پاکر اون سے انتقام نلین تب حضرت رسالت پناہ اور ابوبکر نے رات کو گھر چھوڑ کر مکہ کو الوداع کہا۔ اور مدینہ کے ارادہ سے ایک غار ثور مین قیام پذیر ہوے۔ تین دن تک اوسی غار مین رہے۔ کیونکہ ابوجہل نے حضرت کے قتل یا تلاش کردینے کے واسطے سو اونٹ انعام مین دینے کا وعدہ کیا تہا۔ چنانچہ چند متلاشی اس غار تک بھی پہونچے۔ مگر وہان کبوتر کے انڈے اور کہڑی کا جالا دیکھکر واپس چلے آئے تب آپ تیسرے دن اونٹونپر سوار ہوکر وہان سے راتون رات مدینہ روانہ ہوے۔ اور بہزار مصیبت ۱۲ ربیع الاول م ۶۲۲ سنہ کو نبوت کے تیرہوین سال مدینہ جا پہونچے۔ یہی دن سنہ ہجری کا پہلا دن ہے۔ مگر حساب کے لئے یکم محرم سے سال ہجری شمار کیا جاتا ہے۔

اسلام کی فتوحات اور حضرت کی وفات

چونکہ اسلام کی اشاعت کی مزاحمت دفع کرنے اور اوسکی عزت قایم رکہنے کے لئے یہ ضرور تہا کہ ایذا دہندونکو

سنزا دیکر اپنی حفاظت کیجائے۔ اس سے لئے مسلمانون کے مدینہ مین آتے ہی جہاد کی ابتدا پڑی۔ اور حضرت نے دشمنون کی تلاش اور غارت کرنے کے لئے مسلمانون کو بہیجنا شروع کیا۔ اور خود بھی غزوات کئے۔ مسلمانون کے پہلے لشکر نے مقام نخلہ مین فتح پائی۔ اور پہر حضرت نے جنگ بدر مین جہان آپ تین سو پانچ آدمیون سے ابوسفیان قافلہ سالار قبیلۂ قریش کے تجارتی قافلہ کی تلاش مین گئے تھے۔ اور قافلہ کے بچانے کے واسطے ابوجہل نے ایکہزار آدمیون کے ساتہہ کوچ کیا تہا۔ ۱۷ رمضان سنہ ۳ ہجری مین ابوجہل کو قتل کرکے فتح حاصل کی۔ اس فتح سے مکہ والون کے دل شکستہ ہوگئے۔ اور گرد و نواح کے بہت سے قبائل مسلمان ہونے لگے۔ چونکہ اون مین کوئی رشتۂ اتفاق ایسا نہ تہا۔ کہ جسمین پائداری ہوتی۔ اور استقلال قایم رہتا۔ اس لئے اگرچہ اہل قریش کو جنگ احد (شوال سنہ ۳ھ) مین مسلمانون پر کسیقدر غلبہ ہوا مگر شئے اسلام کے جوش اور نکوئی کی برکت کے سامنے اون کی ہمتین پست ہوتی چلی گئین۔ اور رمضان سنہ ۸ھ مین مکہ بھی حضرت کے قبضہ مین آگیا۔ اور قریش مسلمان ہوگئے۔ اور لوگ آنحضرتؐ کو پیغمبر وقت اور سلطان الزمان ماننے لگے۔ اسلام نے اہل عرب کے دلون مین اتفاق و محبت پیدا کردی۔ اور الکی آپس کی نااتفاقی دور ہوگئی۔ اور لوگ متفق ہوکر دور دور ملکون کو فتح کرکے وہان سکونت اختیار کرنے لگے آخراسقدر اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بعد آنحضرتؐ نے ترسٹھ برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ م ۶۳۲ع کو راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ یہ وقت ایسا تہا کہ قریب قریب تمام عرب مطیع یا مسلمان ہوچکا تہا۔ حضرت کو چار صاحبزادے۔ قاسمؓ۔ طیبؓ۔ طاہرؓ۔ ابراہیمؓ۔ اور چار صاحبزادیان۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ پیدا ہوئے۔

خلفای راشدین کی خلافت

آنحضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اکبر سنہ ۱۱ھ م سنہ ۶۳۲ع مین

خلیفہ منتخب ہوے۔ آپ کی ولادت سنہ ۲ عام الفیل ہے۔ اسوقت اسلامی حکومت صرف عرب مین محدود تھی۔ آپ نے اولاً عرب کا فساد فرو کر کے عراق اور شام کی طرف لشکر بھیجا۔ اور آپ کی دو سالہ خلافت مین اسلامی فتوحات کا بحر مواج اپنی آن بان دکھلانے لگ گیا تہا۔ سنہ ۶۳۳ء م سنہ ۱۲ھ مین جنگ سلاسل نے مسلمانون پر دیگر فتوحات کا دروازہ کہولدیا۔ اور مسلمان عراق عرب مین داخل ہوے۔ حیرا کا شہر بہی قبضہ مین آگیا۔ چنانچہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ م سنہ ۶۳۴ء روز چہارشنبہ کو جبکہ آپکی وفات ہوئی۔ دمشق تک یہ ملک فتح ہوگیا تہا۔ آپ نے دو سال تین مہینے ۲۲ یوم خلافت کی۔ آپ کی چار بیبیان تہین۔ جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔ لڑکون کے نام عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔ محمد۔ اور لڑکیون کے نام اسماء (زوجہ حضرت زبیر بن العوام) حضرت عائشہ (زوجہ محبوبہ حضرت رسول اکرم صلعم) ام کلثوم ہین۔

سنہ ۱۳ھ م سنہ ۶۳۴ء مین حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوے۔ ولادت یکم محرم سنہ ۱۳ عام الفیل ہے۔ آپ کے عہد مین اسلام کی جو جلد جلد ترقی اور اوس کی بنیاد کی مضبوطی ہوئی۔ ایسی پہر کبہی نصیب نہین ہوئی۔ چنانچہ یرموک مدائن۔ حمص۔ حلب۔ قادسیہ۔ عجم۔ نہاوند وغیرہ کی فتوحات آپ ہی کے عہد بابرکت کا نتیجہ تہین۔ جبوقت حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تہے تو اہل عرب کی سلطنت نے اپنا قدم ملک عرب سے باہر نہین نکالا تہا۔ مگر آپ کے عہد خلافت مین ملک پر ملک فتح ہوتے گئے۔ عرصۂ قلیل مین سلطنت عرب کو وہ وسعت حاصل ہوگئی۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین کمتر ملیگی۔ متواتر فتوح سے سنہ ۶۳۴ء م سنہ ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی سے شام مین سلطنت اسلامیہ کو راہ ملی۔ اور ملک شام پر اہل اسلام کا پہریرا لہرانے لگا۔ سنہ ۶۳۵ء م سنہ ۱۴ھ مین دمشق۔ قادسیہ فتح ہوا۔ سنہ ۶۳۶ء م سنہ ۱۵ھ مین ایمیسا حمص۔ انٹی اوک۔ (انطاکیہ) اور یروشلیم (بیت المقدس) تسخیر ہوے۔ اور سنہ ۶۳۷ء م سنہ ۱۶ھ مین عراق عرب کا قدیمی دار السلطنت مدائن تصرف مین آگیا۔ اور سنہ ۶۳۸ء م سنہ ۱۷ھ مین فتح قیصاریہ سے ملک شام کی فتح درجۂ تکمیل کو پہونچی۔ الجزیرہ پر بہی قبضہ ہوگیا۔ مسلمانون نے بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد کیے

خوزستان و تستر کا بھی اس سال اضافہ ہوا۔ ۲۱ سنہ ۶۴۲ء میں نہاوند کی لڑائی نے ایران کے خاندان ساسانیہ کو بالکل سیتاناس کر کے خاک میں ملا دیا اور سارا ایران مسلمان ہوگیا۔

حضرت عمرؓ کے ہی عہد خلافت ۱۵ یا ۱۶ سنہ ۶۳۶ یا ۶۳۷ء میں عثمان بن عاص ثقفی حاکم بحرین وعمان نے حضرت کے بغیر صلاح ومشورہ کے عمان کی راہ سے ساحل ہند پر ایک لشکر جنگ وغزا کے لئے بھیجدیا۔ چنانچہ وہ لشکر بمبئی میں تانہ (تھانہ) تک آیا جس پر حضرت عمرؓ نے ناراض ہوکر یہ خط لکھا۔ کہ اے برادر ثقفی تونے لکڑی میں گھن لگادیا۔ اس مہم میں میرے آدمی شکست پاکر جتنے مارے جاتے۔ بخدا اوتنے آدمی تیرے قبیلہ سے قتل کرتا۔۔

اسی زمانہ میں حکم برادر عثمان جو بحرین کا حاکم مقرر ہوا تہا۔ بہروچ پر فوج بھیجی۔ کشتیاں لشکر سمیت دریا کی راہ سے روانہ کی۔ اور اس لشکر کا سردار اپنے بھائی مغیرہ بن العاص کو مقرر کیا۔ تاکہ اس راہ سی دیبل پر پہونچے۔ اس زمانہ میں ملک سندہ میں چچ بن سیلایج کا راج ۳۵ سال سے چلا آتا تہا۔ سمبا ین دیوایج یہاں چچ کے طرف سے حاکم تہا۔ افسوس ہے کہ اس لڑائی میں مغیرہ ابن العاص شہید ہوگیا۔

تہوڑے دنون کے بعد عراق کا حاکم ابوموسیٰ اشعری مقرر ہوا۔ ربیع بن زیاد حارثی کو اوس نے بلاد کرمان و کران مین حاکم مقرر کیا۔ دار الخلافت سے ابوموسیٰ اشعری کے نام حکم آیا کہ ممالک و مسالک ہند کا حال حتی الوسع دریافت کرکے اطلاع دے۔ ابوموسیٰ اشعری ابہی مغیرہ کے مہم کا حال دیکھہ چکا تہا۔ اوس نے خلیفہ کو جواب لکھا کہ ہند وسندہ کا راجہ بڑا طاقتور اور متکبر خبیث الباطن وبدہ پرست ہے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے تاکیدی احکام جاری کردئے۔ کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ بحری مہمات حضرت عمرؓ کو پسند خاطر نہ تہین۔ اس مین بہت سی مصلحتین تہین۔ آپ خوب جانتے تھے کہ اہل عرب سب طرف ساحل بحر پر بحری کامون مین مشاق نہین مین بحر قلزم کے ساحل پر اہل عرب بحری کامون مین ایسے مشاق وچست وچالاک نہ تھے۔ جیسے کہ بحر ہند کے ساحل پر۔ جب ملک مصر فتح ہوا تو آپ نے عمر بن عاص سے پوچھا کہ سمندر کا حال کیا ہے تو اوس نے

جواب مین لکھا کہ "سمندر ایک بڑا پوکہر ہے۔ جس مین بعض پانی کو اسطرح کاٹ کے چلتے ہین۔ جسطرح لکڑی کے شہتیرون کو کیڑے"۔ یہ دیکھکر حضرت عمرؓ نے بحری جہات کی ممانعت فرمادی۔ لیکن تاہم بہی آپ کے عہد مین مسلمان تمام۔ مصر۔ شام۔ ایران کے مالک ہو چکے تہے۔

افسوس ہے کہ اس عادل و فاتح خلیفہ نے سلخ ماہ ذیحجہ سنہ ۲۳ہجری م سنہ ۶۴۴ع روز شنبہ مین ابولولو کے ہاتہہ شہادت پائی۔ ۶۳ سال عمر تھی۔ آپ نے دس سال چہہ ماہ ۴۲ یوم خلافت فرمائی۔ آپ کی چہہ بیبیان منکوحہ اور دوسریہ جملہ آٹہہ تھین۔ ازانجملہ آپ کی ایک منکوحہ بی بی۔ ام کلثومؓ بنت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ ابن ابیطالب علیہ السلام بہی تہین۔ لیکن حضرات شیعہ کو اس سے انکار ہے۔ اور اہل تسنن اس کی تصدیق کرتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جملہ ازواج وسریہ سے آپ کو نو فرزند اور چار صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ فرزندون کے نام عبدالرحمن اکبرؓ عبداللہؓ۔ زیدؓ۔ زید اصغرؓ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ عاصمؓ۔ عیاضؓ۔ عبدالرحمنؓ اوسط ملقب بہ ابوالخیر۔ عبدالرحمنؓ اصغر اور صاحبزادیون کے نام۔ حضرت حفصہؓ زوجہ رسول خداؐ۔ رقیہؓ۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ ہین۔

سنہ ۲۳ہجری م سنہ ۶۴۴ع مین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے۔ آپ کی ولادت سنہ ۶ عام الفیل ہے۔ آپ کے زمانہ مین بھی خراسان وغیرہ پر لشکرکشی کیگئی۔ بلخ تک فتوحات حاصل ہوچکی تھین۔ ۱۲ سال آپ نے خلافت کی۔ آخر اہل مصر نے خروج کیا۔ ۱۸ یا ۱۴ ذیحجہ سنہ ۳۵ہجری م سنہ ۶۵۶ع روز جمعہ کو غافقی شقی نے شہید کیا۔ عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ سات بیبیون سے آپ نے نکاح فرمایا۔ آٹہہ فرزند۔ آٹہہ دختر پیدا ہوے۔ جنکے نام یہ ہین۔ عبداللہ اکبرؓ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ عمرؓ۔ امانؓ۔ خالدؓ۔ ولیدؓ۔ سعیدؓ۔ فرازؓ۔ امانؓ اصغر۔ اروئیؓ۔ مریمؓ۔ ام عثمانؓ۔ عائشہؓ۔ ام امانؓ۔ ام عمرؓ۔ ام خالدؓ۔ روایت غیر مشہورہ مین وارد ہے کہ آنجنابؓ کے سوائے فرزندان ودختران مذکور کے اور بہی دو صاحبزادیان پیدا ہوی تھین۔ ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کے شکم محترم سے۔ اور دوسری

صاحبزادی ایک سر پہ سے واللہ اعلم بالصواب۔

سنہ ۳۵ھ م سنہ ۶۵۶ء مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۳۰ عام الفیل م سنہ ۲۳ قبل ہجرت ہے۔ آپ کا زمانہ اکثر خانہ جنگیون مین گذرا۔ لیکن حارس نے آپ ہی کے زمانہ مین سندھ کو فتح کرکے بہت کچھ لوٹا۔ اور بہت سے لونڈی غلام بنا کر لیگیا۔ ۴ سال ۹ ماہ خلافت فرمائی۔ افسوس ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم نہروانی ملعون نے ۱۹ رمضان کو زخمی کیا۔ اور ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ م سنہ ۶۶۱ء کو آپ نے شہادت پائی۔

صحیح تاریخون مین ہے کہ جب تک حضرت فاطمہ زہراؑ بنت رسول خدا صلعم زندہ رہین۔ جناب امیرؑ نے خاتون جنتؑ کے سوا کسی عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر حضرات شیعہ علل الشرائع مین لکھتے ہین کہ آنجنابؑ ایک کنیز حبشیہ پر شیدا اور ابوجہل کی دختر پر فدا تھے۔ پہر بعد وفات حضرت خاتون قیامتؑ کے آنجنابؑ نے بہت سے نکاح یکے بعد دیگرے کئے۔ چنانچہ کبھی ایسا نہوا کہ آنجنابؑ کے چار بیبیون سے کم ہون۔ اور سوائے چار بیبیون کے بہت سی زرخرید لونڈیان و سریہ بھی تھین۔ اور وسے ہی آنجنابؑ کے تصرف مین تھین۔ اور اکثر اون مین سے اولادین بھی ہوئین۔ چنانچہ مشہور ترین ازواج کی تعداد نو تھی۔

اہل سیر آنجنابؑ کی اولاد کی تعداد مین اختلاف رکھتے ہین۔ اکثر کہتے ہین کہ فرزندان و دختران بتیس ۳۲ تھے اور کتاب فصل الخطاب مین روایت پینتیس ۳۵ کی ہے۔ اور بعض کم و بیش لکھتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب

پس موافق روایت اول کے آنجنابؑ کی اولاد امجاد کی تعداد یہ ہے۔ ۱۶ صاحبزادے۔ اور ۱۶ صاحبزادیان۔ حضرت حسن علیہ السلام۔ حضرت حسین علیہ السلام۔ حضرت محسن علیہ السلام۔ محمد اکبرؓ۔ عبداللہ اکبرؓ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ محمد اوسطؓ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ محمد اصغرؓ۔ یحییٰؓ۔ عونؓ۔ عباسؓ۔ جعفرؓ۔ شفیقؓ۔

زینبؓ کبریٰ۔ امّ کلثومؓ۔ رقیہؓ۔ امّ الحسنؓ۔ آمنۃ الکبریٰ۔ امّ ہانیؓ۔ میمونہؓ۔ زینبؓ صغریٰ۔ فاطمہؓ۔ امامہؓ۔ خدیجہؓ۔ امّ الکرامؓ۔ امّ سلمہؓ۔ امّ جعفرؓ۔ جمانہؓ۔ نفیسہؓ۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ مسلمانون مین اتفاق نہ رہا۔ خلافت سی سرتابی شروع کی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ حاکم شام سے ان بن ہونے لگی۔ گو یہ جھگڑے حضرت خلیفہ چہارم کے ہی زمانہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ مگر اب ترقی پذیر ہو گئے۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے چھ ماہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہؓ سے حسب ذیل شرایط پر صلح کر لی۔ اور خلافت سے دست بردار ہی اختیار فرمائی۔

اول امیر معاویہؓ شیعان علیؓ سے کچھ کینہ نہ رکھین۔ دوم خراج لکھا ہواز کا ہر سال ہمارے خرچ کے واسطے مقرر کرین۔ سوم دو لاکھ درہم سوا خرچ مذکور کے اور بھی ہمکو مرحمت کرتے رہین۔ چہارم اہلبیت رسول اللہ کے پورے پورے حقوق ادا کرتے رہین۔ پنجم بنی ہاشم کے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آتے رہین۔ اور ہمیشہ انکو اپنے اور اپنے اہلبیت پر ترجیح دیتے رہین۔

بہرحال خلافت کا زمانہ ۱۱ ہجری م سنہ ۶۳۲ع سے ۴۰ ہجری م سنہ ۶۶۱ع تک رہا۔ اس کے بعد خلفا بنی امیہ کو عروج ہوا۔

عہد خلفاء بنی امیہ

امیر معاویہؓ ۴۰ ہجری م سنہ ۶۶۱ع مین خلیفہ ہوے۔ آپ آنحضرتؐ کی قوم قریش میں امیہ خاندان سے تھے۔ اسلئے اس خاندان کا نام بنی امیہ یا امویہ ہے۔ اس خاندان مین سلسلۂ خلافت قائم ہوا اور اسمین چودہ خلیفہ متواتر ہوے۔ ان کا دار الخلافتہ دمشق تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد مین مسلمانون نے ۴۱ ہجری م سنہ ۶۶۱ع مین ہرات پر قبضہ کیا۔ خلفاء عرب سی کبھی ہندوستان کے کسی حصۂ عظیم کا تعلق نہین ہوا۔ جب اہل عرب نے ہرات کو فتح کر لیا تو اسکے بعد ۴۴ ہجری م سنہ ۶۶۴ع مین وہ کابل مین آ نکلے اور یہان سے ملتان مین اترے۔ بہرحال افغانستان کو فتح کرکے دریائے اندس تک

بڑہتے چلے گئے۔ سنہ ۵۴ھ م سنہ ۶۷۴ع میں بخارا فتح ہوا۔ دو سال بعد سمرقند مفتوحہ ممالک کی ذیل میں داخل
ہوا۔ سنہ ۵۰ھ م سنہ ۶۶۹ع میں قیروان بسا کر اسے مقبوضات افریقیہ کا دار الحکومت بنایا گیا۔ سنہ ۷۴ھ م سنہ ۶۹۳ع
میں کارتھیج فتح ہوا۔ اور اہل عرب بحر الکاہل تک جا پہونچے۔ سنہ ۹۱ھ م سنہ ۷۱۰ع میں تانجیر سے ہسپانیہ
میں داخل ہوے۔ سنہ ۹۳ھ م سنہ ۷۱۲ع میں ٹولیڈو فتح ہوا جس کی وجہ سے سلطنت گاتھک تمام و کمال
مسلمانوں کے زیر نگین ہوگئی۔ سنہ ۱۰۶ھ م سنہ ۷۲۵ع میں جنوب فرانس کی سمت فوج کشی ہوئی۔ گو چارلس ہمر نے
سنہ ۱۱۴ھ م سنہ ۷۳۲ع میں ٹورس کے قریب فتح حاصل کی۔ مگر مسلمان برابر ناربن پر قابض رہے۔ اور برگنڈی و
ڈوفن پر حملے کرتے رہے۔ اسطرح مغرب میں خلفا کی سلطنت ایک صدی میں دور تک پھیل گئی۔ شمال
میں اناطولیہ (۱) پر جو یونانیوں کے قبضہ میں تھا۔ مسلمان متصرف ہوسکے لیکن اونہوں نے ارمینیا پر
چڑہائی کی۔ اور سنہ ع میں ارض روم پہونچگئے۔ بہرحال نہایت کامیابی کے ساتھہ خاندان بنی امیہ کے
ارکان نے ۹۲ برس حکومت کی یعنے سنہ ۴۱ھ م سنہ ۶۶۱ع سے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع تک انکا عروج رہا۔ اس کے
بعد آنحضرت صلعم کے چچا حضرت عباس رض کے خاندان نے اس بنی امیہ خاندان کے آخر خلیفہ مروان ثانی کو
معزول کرکے اپنے خاندان میں سلسلۂ خلافت کو جاری کیا۔ اور سنہ ۱۴۵ھ م سنہ ۷۶۲ع میں بغداد کی بنیاد ڈالی
اور اوس کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ چنانچہ خاندان عباسیہ کا پہلا خلیفہ سفاح تہا۔ جو سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع میں تخت
خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۳۷ خلیفہ ہوے۔ تقریباً چہہ سو برس تک انکی سلطنت رہی
یعنے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع سے سنہ ۶۵۶ھ م سنہ ۱۲۵۸ع تک کمال آن بان سے حکومت کی۔ آخر میں اس خاندان کے
آخری خلیفہ مستعصم کو ہلاکو خان نے نیست و نابود کر ڈالا۔ گو اسکے قبل ہی خلافت عباسیہ کے اعضا کمزور و ڈہیلے
ہوگئے تھے۔ کیونکہ جب خلفاء عرب کی سلطنت کو یہ وسعت حاصل ہوئی۔ کہ بحر اطلانٹک سے سندھ تک اور
بحر کیاسپین (خزر) سے رود نیل کے آبشاروں تک پھیل گئی۔ جب سلطنت نے یہ وسعت عظیم پیدا کی
تو ایک بادشاہ کا یہ کام نہ تھا۔ کہ وہ سب کو یکجا جمع رکھہ کر بادشاہی کرتا۔ پس ضرور تھا کہ وہ حصوں میں

جدا جدا منقسم ہو۔ سب سے اول عبد الرحمن (جو بنی اُمیہ کے دسوین خلیفہ ہشام کا پوتا تھا) ۱۳۸ھ م ۷۵۵ء مین بالکل اندلس (اسپین) کا خودمختار اور آزاد سلطان تسلیم کیا گیا۔ اور اس نے خاندان عباسیہ سے بالکل تعلق نہین رکھا۔ تیس برس بعد ادریس جو حضرت علیؓ کے اولاد مین سے تھا اور اس لئے وہ خاندان بنی اُمیہ اور خاندان عباسیہ دونون کا مخالف تھا۔ مراکش (مراکو) مین خاندان علویہ کی آزادانہ سلطنت قایم کی۔ اور ۱۷۲ھ م ۷۸۸ء مین مدعار (صنعا) کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ باقی شمالی افریقہ کا ایک حصہ بھی خلافت سے نکل گیا۔ اسمین خاندان اغلبیہ کو غلبہ ہوا۔ اور ۱۸۴ھ م ۸۰۰ء مین قیروان کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ آیندہ صدی مین مصر اور شام دونون خلافت کی فرمانبری سے نکل کر خودمختار فرمانروا ہو گئے۔ ۲۶۴ھ م ۸۷۷ء مین طولون آزاد بادشاہ ہوا۔ یہ سچ ہے کہ خاندان طولون کی حکومت کے بعد تیس برس تک خاندان عباسیہ کے طرف سے پھر یہان حاکم مقرر ہونے لگے تھے۔ مگر ۳۲۳ھ م ۹۳۴ء مین اخشیدیہ خاندان نے اپنی سلطنت جدا جمائی۔ بعد اسکے دریاء فرات کے مغرب مین کسی ملک نے معاملات ملکی مین خلفاء بغداد کی اطاعت نہین کی۔ مگر دینی اطاعت کو نہین چھوڑا۔ خطبون مین اور سکون مین انہین خلفاء بغداد کا نام ہوتا تھا۔ مگر اسپین اور مراکش مین نہ سکہ پر انکا نام تھا نہ خطبہ مین انکا نام پڑھا جاتا تھا۔ مشرق مین بھی خاندان عباسیہ کی حکومت سے ملک آزاد ہو جاتے تھے۔ ۲۰۴ھ م ۸۱۹ء مین مامون رشید کا نامور سپہ سالار طاہر ذوالیمنین جب مشرق مین نائب خلیفہ مقرر ہوا تو اوس نے خلیفہ سے سرتابی کی اور خودمختار ہو گیا۔ اس کے بعد اور خاندان صفاریہ سامانیہ۔ غزنویہ پیدا ہوے۔ اور جدا جدا اپنی سلطنت کرنے لگے۔ خلفاء کی دینی بزرگی کو یہ سارے خاندان تسلیم کرتے تھے۔ مگر مشرقی اضلاع ایران اور ماوراءالنہر کی ساری دولت اور حکومت کو اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتے تھے۔ تیسری صدی کے وسط سے دولت عباسیہ مین ترکی سپاہ کا بڑا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ باقی ملک بھی خاندان بنی بویہ کے قبضہ مین آ گئے۔ ۳۳۴ھ م ۹۴۵ء مین بغداد بھی انہین کے پاس تھا۔ مگر اس انقلاب سے خلفاء کو تبدیلی آقا کے سوا اور

کچھ فائدہ نہ ہوا یعنے پہلا گروہ ترکی غلامون کے زیر اثر تھے۔ تو اب انھین ایک اور غیر قوم (دیلمی فرمانروایان) کا دست نگر بننا پڑا۔ اس وقت سے ۳۲۵ھ مطابق ۹۴۵ء تک جبکہ ہلاکو خان نے عباسی سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا۔ خلفائے بغداد محض دربار کرنے کے قابل رہ گئے تھے۔ مگر ان دربارون مین کوئی ملکی معاملہ پیش نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خلیفہ ناصر کی طرح بعض اوقات انکی حکومت محل کی چار دیواری کے باہر یا صوبہ عراق عرب تک بھی وسیع ہو جاتی تھی۔

بہرحال خاندان عباسیہ کے خاتمہ پر ہسپانیہ۔ اندلس۔ شمالی افریقہ۔ مصر۔ شام۔ ایران۔ صوبہ جات آزروی جیحون۔ وغیرہ کے متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو لئے۔ اور ہر ایک حصہ سے۔ اکثر دس پانچ اور بعض حصون سے تو پندرہ بیس خاندانون کا ظہور ہوا۔ اور ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانے لگا۔ چنانچہ ہسپانیہ سے خاندان حمودیہ۔ عبادیہ۔ سدیری۔ جواہری۔ ذوالنونی۔ نصریہ۔ توجیبی وغیرہ نکلے۔ شمالی افریقہ سے مارینہ۔ حنفیہ۔ حمادیہ۔ محمدتیہ۔ زیانیہ۔ شریفیہ المرادیہ وغیرہ پیدا ہوئے۔ مصر و شام مین طولونی۔ فاطمیہ مملوک۔ اخشیدی۔ ایوبیہ۔ خدیویہ۔ یمن مین نجاحیہ۔ حمدونیہ۔ طاہریہ امامان۔ یعفوریہ۔ صلیحیہ۔ مہدویہ۔ رسولیہ۔ امامان رشید وغیرہ نکلے۔ قس علی ہذا اور بھی چھوٹی چھوٹی بہت سی ریاستین قایم ہو گئین چونکہ ہم اس موقع پر ہندوستان کی تاریخ بیان کر رہے ہین اسلئے ان تمام حالات کا تفصیل کے ساتھ یہان پر لکھنا خلط مبحث ہوگا۔ صرف ناظرین کی معلومات کے لئے اس قدر حالات خاندان بنی امیہ و خاندان عباسیہ وغیرہ کے بتا دئے گئے ہین۔ انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ حسب موقع بالتفصیل و بالتصریح ان تمام اسلامی خاندانون کا حال لکھا جائیگا۔ اب ہم یہان پر وہ حال لکھتے ہین کہ مسلمان ہندوستان مین کب اور کیسے آئے۔ ابتداءً انھون نے کہان قدم جمایا۔ اور پھر کیونکر ترقی کی۔ آخر ہندوستان پر کس زمانہ مین قبضہ ہوا۔

حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے حالات مین ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آنجناب کو بحری مہمات پسند نہ تھین۔ اسلئے آپ نے تاکید ی احکام

جاری کردئے تھے کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ لیکن یہ ممانعت حضرت عثمانؓ خلیفۂ سوم کے عہد مین دور ہوئی۔ پھر تو رفتہ رفتہ بحری مہمات کو ترقی ہوئی۔ اور اہل اسلام کو بحری مہمات سے فتوحات بھی بکثرت حاصل ہوے۔

ملک ہند پر مسلمانونکی چڑہائی اور فتوحات

جب خاندان بنی اُمیہ کا پانچوان خلیفہ عبدالملک اپنے باپ کی جگہ مسند خلافت پر بیٹھا تو اپنے فتحمند سپہ سالار حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اس موقع پر راجہ سراندیپ (سیلون لنکا) نے حجاج کی عنایت و مہربانی حاصل کرنے کی غرض سے آٹھہ جہازون مین بہت سے تحائف عراق کو بھیجے۔ جنمین لونڈی غلام بھی تھے۔ اور راجہ کی عملداری مین جسقدر مسلمانون کے یتیم بچے تھے۔ وہ بھی ان جہازون مین سوار تھے علاوہ برین حج کے ارادہ سے کچھہ مسلمان بھی ان جہازون مین آکر بیٹھے تھے۔ جب یہ جہاز بلاد قاورون مین پہونچے تو باد مخالف نے راہ راست سے برگشتہ کرکے ساحل دیبل پر پہونچایا۔ یہان بحری قزاقون نے اون جہازون کو لوٹ لیا۔ اور مسلمان مرد و عورتون کو گرفتار کیا۔ اور شاہ سراندیپ کے معتمدون کی فریاد پر مطلق التفات نہ کی۔ جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اوس نے راجہ داہر کے پاس (جو اوس سرحد کا حکمران تھا) سفیر روانہ کیا۔ اور خط مین یہ لکھا کہ مسلمان مرد و عورتون کو رہا کیا جائے۔ اور تحائف وغیرہ واپس کرے۔ لیکن داہر نے اوس کا یہ جواب دیا کہ "بحری قزاقون پر میرا بس نہین چلتا۔ اس لئے مجبور ہون"۔ جب حجاج کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو ہند و سندہ پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ اول تو خلیفہ نے انکار کیا۔ مگر حجاج کے اصرار پر دوبارہ اجازت دیدی۔ پس حجاج نے عبداللہ بن نبہان اسلمی کو دیبل پر روانہ کیا یہان اوسکو شکست ہوئی۔ اور جان سے بھی مارا گیا۔ پھر حجاج نے بدیل صحابی کو لکھا کہ وہ مکران جائے۔ اور محمد ہارون کو حکم دیا کہ سندہ پر چڑہائی کرنے کے لئے تیار رہے۔ عبداللہ بن محطان کو حکم گیا

وہ عمان کی طرف سے وہان پہونچے۔ چنانچہ یہ چل کر نیرون مین بدیل سے ملا۔ بدیل تین سو آدمی لیکر مکران سے چلا۔ راہ مین محمد ہارون کا لشکر ملا۔ جب یہ لشکر لیکر بدیل دیبل پہونچا تو واہر کا بیٹا جے سیہ چار ہزار اسپ و شتر سوار لیکر مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بدیل کا گھوڑا ہاتھیون سے ڈر کر بگڑ گیا تھا۔ بدیل نے میدان جنگ مین نہایت جوانمردی و بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر گھوڑے کی شرارت سے نیچے گرا۔ پھر کیا تھا۔ دشمنون نے ہجوم کر کے شہید کر ڈالا۔ اور مسلمانونکو سخت شکست ہوئی۔

جب حجاج کو بدیل کے شہادت کی خبر پہونچی تو نہایت غمگین ہوا۔ اور عہد کیا کہ بدیل کا بہت جلد انتقام لون گا۔ اور سرحد چین تک کسی کافر کو حسام اسلام سے زندہ نہ چھوڑون گا۔ اس موقع پر عامر بن عبداللہ نے کہا کہ ولایت ہند کی تولیت مجھے سپرد ہو۔ حجاج نے کہا کہ تجھ کو یہ طمع ہے۔ مگر منجمون نے یہ حکم لگایا ہی کہ ولایت ہند عماد الدین محمد قاسم کے ہاتھ سے فتح ہوگی۔

محمد قاسم کو اکثر مورخ محمد بن قاسم ثقفی اور ابو الفدا محمد بن القاسم لکھتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح ہے کہ محمد قاسم نوجوان۔ سترہ سالہ حجاج کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ اور ملک فارس مین نہایت عقل و فراست و شجاعت سے کام کر رہا تھا۔ ہند کی مہم اعظم جو اوسکے حوالہ ہوئی۔ معلوم نہین کہ اس مین حجاج کی اس قرابت کو کتنا دخل تہا۔ اور اوس کی فرزانگی و دلاوری کا کتنا اثر تہا۔ مگر اس سفر مین خواہ اسکا سبب کچھ بھی ہو۔ حجاج کی پرلے درجے کی دانائی اور روشن ضمیری معلوم ہوتی ہے کہ اس نے فتح ہند کے واسطے ایسا دلاور شخص مقرر کیا کہ سب طرح سے لایق تھا۔

ولید بن عبدالملک سے حجاج نے ہند پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن ابتدا ءً خلیفہ نے اس عذر سے درخواست نامنظور کی۔ کہ قوم مخالف ہے اور ولایت دور دست۔ تیاری لشکر اور اسباب جنگ کی درستی مین زر کثیر صرف ہوگا۔ جب حجاج نے مکرر معروضہ کیا اور بتلایا کہ لشکر اسلام کی ہزیمت کا بدلہ ضرور لینا چاہیے۔ اور جنگ کا سامان ہر طرح موجود ہے۔ اور اس مہم مین جس قدر روپیہ صرف ہوگا

اوسکا دوچند خزانہ مین داخل کرنیکو تیار ہون۔ تب تو خلیفہ نے سفر ہند کی اجازت دی۔ اور حجاج کی
درخواست پر چہہ ہزار سپاہ شام بھی روانہ فرما دی۔ جمعہ کے روز حجاج نے خطبہ پڑہا۔ اور لشکر کو کہا کہ زمانہ
دور کر رہا ہے۔ اور حرب ہی ہمارا فخر ہے۔ ہم خداوند تعالیٰ کی ستایش زبان سے اور شکر دل سے
کرتے ہین۔ کیونکہ وہ ہمکو عظمت دیتا ہے۔ اور کسی دروازہ کو ہم پر بند نہین کرتا۔ بدیل کے مفارقت
کی آواز اب تک کان مین آرہی ہے۔ اور لشکر اسلام کے مصائب یاد دلاتی ہے۔ واللہ سچ کہتا ہونکہ
تمام عراق کا مال اور جو کچہہ میرے پاس ہے۔ اوس کو اس کام مین جبتک نہ خرچ کرون اور انتقام
نہ لون تب تک آرام و چین نہین ہے" محمد قاسم کو بہی بہت کچہہ پند و نصایح کئے۔ جس وقت
محمد قاسم کوچ کرکے شیراز مین پہونچا تو اوسکے پاس چہہ ہزار سوار چہہ ہزار جمازہ تین ہزار اشتر بختی
بارکش موجود تھے۔ جب محمد قاسم مکران پہونچا تو محمد ہارون سے ملاقات ہوئی اور وہ بہی ساتہہ
ہولیا۔ لیکن ارمن بلیہ دار ابیل کے مقام پر محمد ہارون (جو پیشتر ہی سے علیل تھا) نے وفات پائی
اسکے بعد محمد قاسم نے ارمن بلیہ کو فتح کیا۔ اور وہان سے دیبل کی جانب کوچ کیا۔
داہر کے بیٹے جے سیہ کو جو اسوقت نیرون (جسکو اب سندہ کہتے ہین) مین تھا۔ محمد قاسم کے آمد کی
کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے باپ کو مطلع کیا۔ اور جنگ کی اجازت چاہی۔ داہر نے
اوسکے جواب مین اجازت دیدی۔ جسمین لڑائی متواتر کئی روز تک ہوتی رہی۔ آخر لشکر اسلام
غالب آیا۔ اور دیبل فتح ہوگیا۔ اور وہ مسلمان مرد و زن جو سراندیپ کے جہازون کے لٹ جانے
سے قید ہوگئے تھے رہائی پائے۔ اور ان قیدیون کی حراست پر ایک پنڈت برہمن مقرر تھا۔
جو بعد فتح دیبل کے مسلمان ہوگیا۔ جسکو محمد قاسم نے اپنا نائب کرکے دیبل کی حکومت اوس کے
سپرد کی۔ اور حمید بن دراع کو وہان کا شحنہ مقرر کیا۔ اور چار ہزار مسلمانون کو آباد کرکے ایک
مسجد بنوا دی۔ اور اس لڑائی مین جسقدر غنیمت ہاتہہ آیا تہا۔ اوسکا خمس معہ حاکم دیبل کی دو لڑکیونکے

حجاج کے پاس بھیجدیا۔
جب راجہ داہر کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے نیرون کے حاکم کو لکھا کہ دریائے مہران سے عبور کرکے برہمن آباد مین آئے۔ اور حصار وغیرہ کی حفاظت مین سعی کرے۔ چونکہ اس کے قبل ہی نیرون کا راجہ حجاج کا مطیع ہوچکا تہا۔ اس لئے اوس نے داہر کی ایک نہ سنی اور محمد قاسم کے لشکر کو ہر طرح آسایش و آرام دیا۔ چنانچہ محمد قاسم نیرون کا انتظام کرکے آگے بڑہا۔ اور بھرج۔ سوستان۔ سیسم وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد آگے بڑہنے کا ارادہ کیا لیکن اس مقام پر حجاج کا ایک خط وصول ہوا جسمین لکھا تہا کہ کہین اور بجاؤ نیرون کو واپس آؤ۔ اور مہران سے عبور کرنے کی تدبیر کرو۔ اور داہر سے لڑائی لڑو“ اس حکم کے دیکھتے ہی فوراً محمد قاسم نیرون کو واپس آیا۔ اور وہان سے جہم ہوتا ہوا ساکرہ مین پہونچا۔ اور کشتیون کا پل بناکر معہ لشکر دریا عبور کیا۔ ادہر راجہ داہر نے لشکر اسلام کے دریا عبور کرنے کی خبر سنکر اپنے بیٹے جے سیہ کو لشکر کثیر دیکر لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو لشکر اسلام نے فتح پائی اور جے سیہ کا سارا لشکر مارا گیا۔ صرف جے سیہ بچکر نکل گیا۔ اسکے بعد محمد قاسم داہر سے لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑہا۔ جب جے وار (جیپور) مین پہونچا تو داہر سے مقابلہ ہوا۔ اور متواتر پانچ روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر دہم رمضان المبارک ۹۳ھ روز پنجشنبہ کو داہر مارا گیا۔ لیکن داہر کا بیٹا راجہ جے سیہ اور اوسکی بہن رانی مائی اور بہت سے عزیز و اقربا و امرا و سردار لشکر قلعہ راور مین پناہ گزین ہوئے۔ جب محمد قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو قلعہ راور پر حملہ کیا۔ ادہر سیاکر وزیر نے جے سیہ کو یہ مشورہ دیا۔ کہ یہان قلعہ مین محصور ہوکر لڑنا اچھا نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ برہمن آباد چلئے۔ جہان آپ کے باپ دادا کی میراث اور خزینے دفینے موجود ہین۔ اور وہان کی رعیت خاندان چچ کی ہواخواہ بھی ہے۔ چنانچہ جے سیہ نے اس رائے کو پسند کرکے معہ اپنے متعلقین اور عزیز و اقربا کے برہمن آباد چلا گیا۔ لیکن اوسکی بہن رانی مائی قلعہ مین معہ لشکر موجود رہی۔ اور محمد قاسم سرخوب ...

جب شکست کی صورت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کی علامت نظر آئی تو ایک گھر مین تیل وروئی جمع کر کے آگ لگادی اور خود مع اپنے سہیلیون کے اوس مین گر کر خاکستر ہو گئی۔

جب قلعہ راور فتح ہو گیا تو قیدیون کا شمار کیا گیا تیس ہزار تھے۔ منجملہ اون کے تیس امیرزادیان اور شہزادیان بھی تھین۔ جس مین ایک راجہ داہر کی حقیقی بھانجی تھی جسے سیہ نام موجود تھی۔ چنانچہ محمد قاسم نے داہر کا سر اور قیدیون کا خمس اور غنیمت وغیرہ کعب بن مخارق کے ہاتھہ حجاج کے پاس بھیجدیا حجاج نے ایک عرضداشت کے ساتھہ داہر کا سر اور اوس کے چتر و اعلام اور لونڈی غلام خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا خلیفہ نے داہر کی بھانجی کے حسن وجمال کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ عبداللہ عباس نے اوسکے لئے درخواست کی تو کہا کہ اے عم زادے اس لونڈی کا جمال ایسا ہے کہ میرا دل اوس پر فریفتہ ہے مگر مناسب یہی ہے کہ تو اسے لے لے۔ چنانچہ خلیفہ کی اجازت سے عبداللہ عباس نے اوسکو اپنے گھر لایا۔ اور اپنی حرم بنایا۔ مگر کوئی اولاد نہوئی۔

اب راور سے محمد قاسم نے برہمن آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اثنا راہ مین دو قلعے بہرور اور دھلیلہ واقع ہوئے جنمین سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ اول بہرور کا محاصرہ کر کے دو مہینے کے عرصہ مین اوسکو فتح کیا۔ اسکے بعد دھلیلہ کو بھی لے لیا۔

اب محمد قاسم نے ہند کے بڑے بڑے نامور امراء اور روسا کے نام اس مضمون کے پروانے روانہ کئے کہ دین اسلام یا اطاعت اسلام اختیار کرو۔ جب سی ساگر وزیر داہر نے یہ سنا تو محمد قاسم کے پاس آکر امان چاہی۔ چنانچہ محمد قاسم نے اوس کو امان دیکر عہدۂ وزارت عطا کیا اور بیوپاریون کو بلا کر عہد و پیمان کر کے دھلیلہ کا راج اونکو دیا۔ اسکے آس پاس کا علاقہ مشرق و مغرب مین دیبل محمد قاسم وہان سے کوچ کر کے نہر جلوالی کے کنارہ پر برہمن آباد کے مشرق طرف اترا۔ برہمن آباد مین چالیس ہزار لڑنے والے موجود تھے۔ لیکن جے سیہ کو محمد قاسم کی جانب سے ایسا خوف دل مین

بیٹھ گیا تھا کہ محمد قاسم کے آتے ہی سب اہل وعیال ومال کو چھوڑکر ریگستان کی راہ سے جے وار (جیپور) پہونچا۔ پھر یہان سے طاکیہ ہوتا ہوا کشمیر گیا۔ اور راجۂ کشمیر کو اپنے اس بے سروسامانی سے آنے کی اطلاع دی۔ راجۂ کشمیر نے نہایت تپاک کے ساتھہ ملاقات کی۔ اور موضع شاکلہا جاگیر کردی اور پچاس گھوڑے معہ زین وساز اوس کے ہمراہیون کو دو سو خلعت گرانمایہ عطا کئے۔

ادہر برہمن آباد کے مقام پر چہ ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر شہر والون نے مجبور ہوکر امان چاہی اور برہمن آباد پر محمد قاسم کا قبضہ ہوگیا۔ یہان پر راجہ داہر کی ایک رانی لادی نام اور دو دختران دوشیزہ رہتی تھین۔ دوسرے مردوزن کے ساتھہ یہ بھی قید ہوکر آئین۔ محمد قاسم نے لادی کو مسلمان کرکے حجاج کی اطلاع سے اپنے نکاح مین لایا۔ اور اون دونون لڑکیون کو معہ دیگر قیدیون کے مال غنیمت کے ساتھہ حجاج کے پاس روانہ کردیا۔ اور حجاج نے اون تمام کو عرضداشت کے ساتھہ خلیفہ کی خدمت مین بھیجا۔

ادہر محمد قاسم نے برہمن آباد کے قبضہ کے بعد لوہانہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور اون پر خراج مقرر کرکے دواع مین حمید النجدی کو برہمن آباد کا انتظام سپرد کیا اور اوس کے نائب اور عمال مقرر کئے۔ اور مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور جاٹون کے ملک کا انتظام کیا۔ پھر وہان سے ساوندی اور راسمہ کے طرف چلا۔ یہ دونون موضع بلا کسی لڑائی جھگڑے کے قبضہ مین آگئے۔ جب ان دونون کے انتظام سے فارغ ہوا تو الور پر لشکر کشی کی۔ کئی روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر چند ہی روز مین الور کے باشندے مطیع ہوگئے۔ اور قلعہ حوالہ کیا۔ محمد قاسم نے نرواح بن اسد کو یہان کا حاکم مقرر کیا۔

اب تھوڑا سا حال ججے سیہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب اوسکو راجۂ کشمیر نے شاکلہا جاگیر دی تو اوس نے وہان چند روز قیام کرکے کوچ کو گیا۔ اور وہان کے راجہ درو ہر رائے نے اسکا استقبال کرکے بڑی آؤبھگت کی۔ اور لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے امداد کا وعدہ کیا۔ اور ججے سیہ کو اپنا مہمان بنایا۔

اس راجہ کا یہ دستور تھا کہ ہر شنشاہی مین ایک روز خلوت خانہ مین عورتون کے ساتھہ شراب پیتا اور ناچ دیکھتا اور گانا سنتا۔ اس مجلس مین کسی اجنبی کو آنے کی ممانعت تھی۔ یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ جے سیہ اوسی روز یہان آیا کہ جو روز راجہ کے عیش وطرب کا تھا۔ راجہ نے بپاس خاطر میہمان جے سیہ کو اوس محفل مین شریک کیا۔ جے سیہ اس محفل مین آیا اور عورتون کے اندر گردن جھکا کر بیٹھہ گیا۔ دروہر کی بہن جانکی جو نہایت حسینہ تھی۔ جے سیہ پر عاشق ہوگئی۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو بناؤ سنگار کر کے جے سیہ کے پاس پہونچی۔ اور مطلب برآری کی التجا کی۔ لیکن جے سیہ نے انکار کیا۔ جب جانکی ناامید ہوئی تو گھر جا کر دوسرے روز دروہر سے کہی کہ کل رات جے سیہ میرے حرم سرا مین فعل بد کی نیت سے آیا تھا دروہر اس کے سنتے ہی غصہ کے مارے آگ ہو گیا۔ اور جے سیہ کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ مگر جے سیہ کو کسی مخبر نے خبر کر دی۔ اور وہ رات کو بغیر اجازت دروہر کے کسا (جو جالندہر کی سرحد پر تھا) مین پہونچا اور راجہ بلہرا کا میہمان ہوا۔

جب محمد قاسم الور کے انتظام سے فارغ ہوا تو وہان سے کوچ کر کے دریاء بیاس کے جنوبی کنارہ پر پابیہ مین پہنچا۔ یہان کا رئیس ککسہ بن چندر بن سلائج راجہ داہر کا عم زادہ تھا۔ جب لشکر اسلام سر پر آیا تو معہ امراء اور رؤسا نذرین لیکر محمد قاسم کے پاس حاضر ہوا۔ چنانچہ محمد قاسم نے ککسہ کی لیاقت وحکمت پر خیال کر کے اوسکو تمام لشکر کا پیشوا بنایا۔ اور خزانہ کی کنجیان اور اپنی مہر اوس کے حوالہ کی۔ غرض وہ سب کامون مین محمد قاسم کا مشیر تھا۔ اسلئے اوسکا نام مبارک مشیر مشہور ہوا۔ اسکے بعد محمد قاسم حصار اسکلندہ پر پہونچا۔ سات روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر اسکلندہ کا راجہ بھاگ کر سکہ ملتان (یہ بہت بڑا قلعہ دریائے راوی کے جنوب مین ہے) کے راجہ بجہرہ کے پاس چلا گیا۔ اور اہل شہر نے امان چاہی۔ محمد قاسم نے اہل تجارت وزراعت کو امان دیدی۔ مگر قلعہ مین چار ہزار ہتیار بند سپاہیونکو قتل کیا۔ اور انکے اہل وعیال کو بردہ بنایا۔ اور قلعہ کا حاکم عقبہ بن سلمہ تمیمی کو

مقرر کیے خود معہ لشکر کے سکہ ملتان کیجانب متوجہ ہوا۔ جب حصار کے سامنے لشکر عرب آیا تو اہل حصار باہر نکل کر لڑنے لگے۔ سترہ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ محمد قاسم کے پچیس دوست اس لڑائی مین شہید ہوے۔ اور لشکر شام مین سے دو سو پندرہ آدمی مارے گئے۔ پھر دریاے راوی عبور کر کے ملتان چلا گیا۔ محمد قاسم نے اپنے یارون کے مارے جانیکے سبب سے قسم کہائی تھی کہ مین اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجادون گا۔ پس حکم دیا کہ سارے شہر کو برباد کردین اور خود شہر کے نیچے جو گہاٹ تہا اتر کر ملتان پہونچا۔ گہاٹ پر دشمنون سے لڑائی صبح سے شام تک رہی۔ چنانچہ اسی طرح روزانہ پورے دو مہینے تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد سرنگ لگا کر حصار کو منہدم کیا اور اندر داخل ہو کر چھہ ہزار جنگی سپاہیونکو قتل کر کے اون کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنایا۔ باقی اہل تجارت و زراعت کو امان دی۔ چونکہ اس قلعہ کی فتح مین سپاہیون نے بڑی مدت تک طرح طرح کی آفتین سہین۔ اور مصیبتین اوٹھائی تھین۔ اس لئے محمد قاسم نے تمام غنیمت سپاہیون مین تقسیم کردی۔ چنانچہ جملہ ساٹھہ ہزار درم چاندی کی تقسیم جب ہوئی تو ہر سوار کے حصہ مین چارسو درم چاندی آئی۔

اس کے بعد محمد قاسم نے کہا کہ اب دار الخلافہ کے خزانہ کے لئے بھی مال حاصل کرنیکی تدبیر کرنا چاہئے وہ اس معاملہ مین متفکر تہا کہ ناگاہ ایک برہمن آیا اور بیان کیا کہ پہلے زمانہ مین اس شہر مین راے کشمیر کی اولاد مین سے جسوبن نامی راجہ تہا۔ اور اپنے مذہب کا بڑا پکا تھا۔ رات دن بتونکی پوجا مین لگا رہتا تھا۔ جب اوس کے خزانہ مین بیشمار روپیہ جمع ہو گیا تو اوس نے ملتان کے مشرقی سمت مین ایک حوض سو گز سے سو گز بنوایا۔ اور اوس کے گرداگرد درخت لگوائے۔ اور اوس کے درمیان مین ایک بتکدہ پچاس گز کا تعمیر کرایا۔ اور اوس مین ایک بت زر سرخ کا بنوا کر رکہا۔ اور چالیس دیگین تین سو تیس من سونے کے ٹکڑون سے بہر کر ان کے نیچے دفن کین۔ اب وہ تمام دفینہ

بجنسہ موجود ہے نکال لیا جائے"۔ چنانچہ محمد قاسم اوس پتہ پرجاکر دیکہا تو واقعی سونیکا بت موجود ہے۔ اور کہودنے پروہ سونے کی دیگین بھی برآمد ہوئین۔ بت کا وزن دوسو تیس من تھا۔ اورچالیس دیگین جو نکلین تو اون مین سے تیرہ ہزار دو سومن سونا نکلا۔ محمد قاسم نے اوس تمام سونے کو معہ بت کے اور شہر ملتان کی غنیمت مین جو مروارید وجواہر ملے تھے وہ سب شامل کرکے حجاج کے پاس بہیجدیا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ جس روز بت خانے کے سونے پر قبضہ ہوا تھا۔ اوسی روز حجاج کا خط اس مضمون کا آیا کہ "اے ابن عم جس روز تجہکو لشکر دیکر روانہ کیا تہا تو مین اسکا ضامن ہوا تہا۔ کہ اس لشکرکشی اور مہم مین جتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ اُتنا روپیہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے خزانہ مین داخل کرونگا۔ اب اس روپیہ کا ادا کرنا مجہہ پر واجب ہے۔ آجکی تاریخ تک مفصل ومجمل حساب سے معلوم ہوا کہ ساٹہہ ہزار درم وزن نقرہ تیرے خرچ مین آچکا ہے۔ اور جملہ غنیمت نقود واجناس واقمشہ ایک لاکہہ اٹہائیس ہزار درم وزن نقرہ پہونچ چکے ہین۔ تمکو چاہئے کہ جہان کہین مشہور قصبہ یا شہر ہو۔ وہان مساجد ومینار تعمیر کراؤ۔ اور خلافت کے نام کا خطبہ پڑہواؤ۔ اور سکہ جاری کراؤ۔ اب تک تم کو اپنے اقبال اور نصیبہ کی یاوری اور لشکرکشی سے جو کچہہ حاصل ہوا ہے۔ اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ آیندہ بھی جسطرف جاؤگے۔ فتح تمہارے آگے آگے آئیگی"۔

تمام روساء وشرفاء شہر سے محمد قاسم نے عہد وپیمان کا فیصلہ کرلیا۔ پہر یہان ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جسکے مینار بڑے بلند تھے۔ امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو امیر ملتان مقرر کیا۔ خزیم بن عبد الملک بن تمیم کو دریاء جہلم کے کنارے پر قلعہ برہمپور مین۔ اور عکرمہ بن ریحان شامی کو سواد ملتان مین۔ اور احمد بن حریمہ بن عتبہ مدنی کو حصار اجہتا اور کرور مین حاکم مقرر کیا۔ کشتیون مین خزانہ لادکر دیبل مین بھیجا۔ کہ وہان سے دار الخلافہ کے خزانہ مین پہونچایا جائے۔ اور وہ خود ملتان مین ٹہیرا۔ اب پچاس ہزار سوار کے لشکر پر وہ حکمران تہا۔ محمد قاسم نے ابو حکیم شیبانی کو دس ہزار سوار کے ساتہہ

قنوج روانہ کیا۔ اور وہان کے راجہ کو کہلا بھیجا کہ سمندر سے لیکر کشمیر کی حد تک جتنے راجہ فرمانروا ہین۔ وہ سب اسلام کے مطیع اور امیر عماد الدین محمد قاسم لشکر کش عرب کے محکوم ہین۔ جنمین اکثر تو خراج دیتے ہین۔ اور بعض مسلمان ہوگئے ہین۔ پس تو بھی اسلام قبول کر یا جزیہ دینا منظور کر کے عہد و پیمان کر لے"۔ اور خود لشکر لیکر کشمیر کے طرف روانہ ہوا جسکو پنج مایات کہتے ہین۔

اوسوقت قنوج مین راجہ ہری چند پسر راجہ جے تھل راج کرتا تہا۔ جب ابو حکیم شیبانی اردہا برتین پہونچا تو اوس نے زید بن عمرو الکلابی کو سفیر بناکے راجۂ قنوج کے پاس بہیجا۔ سفیر نے راجہ ہری چند کو محمد قاسم کا پیام پہونچایا۔ جس کا جواب راجہ نے یہ دیا کہ "اس ملک مین سولہ سو برس سے ہمارا راج چلا آتا ہے۔ اس عرصہ مین کسی مخالف کا یہ حوصلہ نہوا کہ ہماری سرحد پر قدم تو رکھہ سکے۔ اب تو اُلٹے پاؤن امیر کے پاس چلا جا۔ اور اُس سے کہدے کہ تم ہمارے سامنے آؤ تا کہ طرفین کی شجاعت کے جوہر کھلجائین"۔

جب محمد قاسم کے پاس سفیر نے یہ پیغام لایا تو اوس نے تمام اکابر و اعیان و امرا و سپہدار کو جمع کر کے اون سے مشورہ کیا۔ سب نے لڑنے کی رائے دی۔ چنانچہ لڑنے کی تیاریان ہونے لگین۔

یہان لڑائی کے لئے یہ سرگرمیان اور تیاریان ہو رہی تھین۔ وہان پردۂ غیب سے اور ہی گل کہلا۔ کہ صبح کے وقت ایک سانڈنی سوار خلیفہ کا پروانہ لایا۔ جسکی روایت محمد بن علی ابو الحسن یہ بیان کرتے ہین کہ جب راجہ داہر مارا گیا تہا تو اوسکے دو دوشیزہ دختر اسیر ہوئی تھین۔ جنکو محمد قاسم نے خلیفہ کے پاس حجاج کے ذریعہ بھجوا دیا تہا۔ اور خلیفہ نے اون کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا تہا۔ کچہہ مدت کے بعد خلیفہ کو دونون لڑکیان یاد آئین شب کو انہین بلایا۔ اور ترجمان کو حکم دیا کہ ان سے پوچھے کہ بڑی کونسی ہے اور چھوٹی کونسی۔ بڑی ٹہر جائے۔ چھوٹی چلی جائے۔ وہ کسی اور شب کو بلائی جائے گی۔ ترجمان نے ان سے نام پوچھا بڑی نے کہا۔ میرا نام سوریا دیبی ہے۔ اور

اور چھوٹی نے عرض کی کہ مجھے پرمل دیبی کہتے ہین۔ بڑی کو خلیفہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ چھوٹی کو رخصت کیا۔ جب اوس کے چہرہ پر سے نقاب اوٹھایا تو حسن خداداد کا جلوہ نظر آیا۔ خلیفہ کا دل بے اختیار ہو گیا۔ لیکن اوس نے کہا کہ مین بدنصیبی سے حضور کے لایق نہین رہی ہون۔ محمد قاسم نے تین روز تک میری بہار لوٹی ہے۔" خلیفہ نے یہ سنتے ہی قلم دوات منگا کر یہ پروانہ لکھا۔ کہ محمد قاسم جہان ہو۔ وہ اپنے کو گائی کی کچی کھال مین بند کر کے یہان پہونچائے"۔ اوسوقت محمد قاسم اودیہار مین تھا۔ پروانہ پڑہتے ہی کہا کہ حکم کی تعمیل کیجائے۔ چنانچہ محمد قاسم زندہ چرم خام مین سیا گیا۔ اور صندوق مین بند کر کے خلیفہ ولید کے حضور مین لایا گیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ محمد قاسم زندہ ہے یا مردہ۔ جسکا جواب یہ دیا گیا کہ حسب الحکم محمد قاسم چرم خام مین بند کیا گیا تو وہ دوسرے روز مر گیا۔ مگر ملک سندہ مین اُسکے مرنے سے کچہہ خرابی نہین ہوئی۔ ملوک و امرا اپنے اپنے علاقونکا انتظام بخوبی رکھتے ہین۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ بدستور پڑہا جاتا ہے۔ خلیفہ نے صندوق کھلوایا اور اون لڑکیون کو بلوایا۔ خلیفہ کے ہاتہہ مین ایک سبز شاخ حنا کی تھی۔ وہ محمد قاسم کے دانتون کو لگا کے یہ کہا کہ اَے لڑکیو تم نے دیکہا کہ ہمارا حکم ہمارے عاملون پر کیسا نافذ ہے۔ کہ جبدم محمد قاسم کے پاس ہمارا حکم پہونچا۔ اُسی دم اُس نے ہمارے فرمان پر اپنی جان قربان کر دی"۔ دونو لڑکیان لاش کو خوشی خوشی دیکہتی تھین۔ اور خلیفہ کو ہاتہہ اوٹھا کر دعائین دیتی تھین۔ اسکے بعد کہنے لگین کہ بادشاہ عادل پر لازم ہے۔ کہ وہ خطرناک کامون کو بہت سوچ سمجہہ کر کیا کرے۔ اور دوربینی کو کام مین لائے۔ دوست دشمن سے جو بات سنے اوس مین امتحان اور تحقیق کے بعد عدل کے موافق حکم دیا کرے۔ دنیا مین راستی کم اور جھوٹ بہت ہے۔ جب خلیفہ نے اون سے اس تمہید کا مطلب پوچھا تو اونہون نے صاف صاف بیان کیا کہ محمد قاسم بالکل بے گناہ تہا۔ وہ ہمارے باپ اور بھائی کی جگہ تھا۔ اوس نے ہمارے باپ کو مارا سارے خاندان کی دولت حکومت عزت

خاک مین ملائی۔ سکو بے خانمان کر کے جلاوطن کیا۔ رانی سے لونڈی بنایا۔ پس اب ہماری مرادین پوری ہوئین۔ اگر محمد قاسم مین عقل ہوتی تو یہان آتا۔ اور ایک روز رہتا۔ پھر حرم نام مین کچھ آتا تو زندہ رہتا۔ اور یقینی خلاص ہوتا۔ مگر اس احمق کی یون جان جانی تھی۔ اور خلیفہ کے انصاف پر یہ بٹہ لگنا تھا۔ کہ دو لونڈیون کے کہنے سے اس بیگناہ جوانمرد کو مار ڈالا جس نے ہندوستان کو راجاؤن کو معزول کر کے اسکی سلطنت کا سکہ جمایا۔ بلکہ لونڈیان اوسکی خدمت مین بھیجین۔ مندرونکو مسمار کر کے مسجدین بنوائین۔ خلیفہ نے جب یہ باتین سنین تو ندامت کے مارے سر جھکا لیا۔ اور ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو یہ حکم دیا کہ ان لڑکیون کو گھوڑون کی دمون مین باندہ کے شہر مین تشہیر کر کے رود دجلہ مین پھینک دین۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ دیوار مین چنوا دینے کا حکم دیا۔

محمد قاسم دمشق مین دفن ہوا۔ اوس کی وفات کا افسانہ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ چچ نامہ اور تاریخ میر معصوم سے نقل کیا گیا ہے۔ مگر فتوح البلدان مین یہ لکھا ہے کہ خلیفہ ولید حجاج کے بعد جمادی الاول سنہ ۹۶ھ مطابق ۷۱۵ع مین اس دنیا سے رحلت کر گیا۔ سلیمان خلیفہ ہوا۔ جسکے حکم سے محمد قاسم معزول ہو کر بلایا گیا۔ قید ہوا۔ پاؤن مین بیڑیان پڑین۔ شکنجہ مین کھینچا گیا۔ غرض اوسکو یہانتک اذیتین پہونچائی گئین کہ جان نکل گئی۔ اوس نے ہندوستان مین کل سوا تین برس حکومت کی۔ اس موقع پر فتوح البلدان کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محمد قاسم کے دونون مربی حجاج اور خلیفہ ولید مر چکے تھے۔ اور سلیمان حجاج سے عداوت قلبی رکھتا تھا اس لئے محمد قاسم کو شکنجہ مین کھینچا۔ اور مار ڈالا۔

بعض انگریز مورخ محمد قاسم کی وفات پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ گائے کی کھال مین سلوانے کی تعزیر اہل تاتار کے پاس مروج تھی۔ اہل عرب کا یہ دستور نہ تہا۔ مگر پھر انگریز مورخ ہی اس کا جواب دیتے ہین۔ کہ عرب کی تاریخ مین ایک مثال اس زمانہ سے پہلے کی موجود ہے کہ حجاج نے حاکم مصر کو

گدہے کی کہال مین سلواکر بلوایا تہا۔ اور خلیفہ سلیمان نے موسیٰ سے بہی جس نے اسپین فتح کیا تہا محمد قاسم ہی کا سا سلوک کیا تہا۔ محمد قاسم ایسا ہر دل عزیز تھا کہ جب وہ واپس بلایا گیا تو اہل ہند اوسکے لئے روتے تھے۔ اور کیرج مین اوسکا بت بناکے پوجنے کے لئے رکہا۔

خلیفہ سلیمان نے محمد قاسم کی جگہہ یزید کو مقرر کیا۔ وہ یہان سندہ مین آکر صرف اٹہارہ روز زندہ رہا۔ سندہ کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی تھی داہر کے بیٹے جے سیہ نے برہمن آباد پر قبضہ کرلیا۔ سندہ کے مورخ کہتے ہین کہ محمد قاسم کے جانے سے دو برس کے اندر بہت سا ملک محمد قاسم کا فتح کیا ہوا اہل ہند نے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن عبداللہ نے بہی کچہہ دنون سندہ کی حکومت کی ہے۔

جب خلیفہ سلیمان ۹۹؁ھ م ۷۱۷؁ء مین دنیا سے رخصت ہوا۔ اور عمر بن عبدالعزیز اوسکا جانشین ہوا تو اس نے تمام ہندوستان کے سلاطین و امراء کو اس مضمون کے خطوط لکہے کہ تم اسلام قبول کرو تاکہ تمکو سارے حقوق مثل مسلمانون کے حاصل ہوجائین۔ چنانچہ اس حکم کی بناپر داہر کا بیٹا جے سیہ اور اکثر امیرزادے مسلمان ہوگئے۔ اور اپنے ہندی نامون کو بدل کر عربی نام رکہا۔

یہان کی سرحد پر نائب خلیفہ عمرو بن مسلم البہالی مقرر ہوا۔ پھر جنید بن عبدالرحمن المری نے حکومت کی۔ اس کے زمانۂ حکومت مین راجہ جے سیہ نے تمردی اختیار کی تھی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور جے سیہ قتل ہوا۔ پھر جنید نے کیرج پر قبضہ کیا۔ گجرات و بیل مان کو بہی فتح کرلیا۔ بحر و بر مین اس نے اپنی فتوح سے بہت غنیمت اور دولت حاصل کی۔

۱۰۷؁ھ مین جنید کی جگہہ تمیم بن زیاد العتبی مقرر ہوا۔ جسکو پہلے سندہ مین حجاج نے بہی بہیجا تھا۔ دماغ اور جسم اس کے دونون ضعیف تھے۔ وہ دیبل کے قریب میش آب مین مرگیا۔ تمیم ایک بڑا فیاض عرب تھا۔ اس نے ایک کرور اسی لاکہہ تاتاری درہم جو خزانہ سندہ مین تھے۔ خرچ کرڈالے

بعدازان تمیم کی جگہہ حکیم بن عوان الکلبی مقرر ہوا۔ کسکے سوا اور ہندؤن نے پہر بت پرستی
شروع کردی تھی۔ مسلمانون کے لئے کوئی پناہ کی جگہہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک شہر نہر کے
مشرقی کنارہ پر آباد کیا۔ اور اوسکا نام المحفوظہ رکہا۔
حکیم کے ہمراہ عمر بن محمد بن قاسم تہا۔ جسکو حکیم نے المحفوظہ سے باہر لشکرکشی کے لئے روانہ کیا۔
اوس نے بہت کچہہ فتوح حاصل کین۔ اور امیر کا خطاب اوسکو ملا۔ اوس نے نہر کے اس طرف ایک
شہر آباد کیا۔ اور اوس کا نام المنصورہ رکہا۔ کچہہ روزون بعد حکیم مارا گیا۔ اسکے بعد یہان پر متواتر
حاکم ہوتے رہے۔ یہان تک کہ خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور خاندان عباسیہ نے تخت خلافت پر
قدم رکہا۔

عہد خلفائے بنی عباسیہ

خاندان عباسیہ کی خلافت کے زمانہ مین ابومسلم نے سرحد سندہ کی حکومت پر عبدالرحمن کو مامور کیا
یہ سندمین طخرستان کی راہ سے آیا۔ اور سرحد پر منصور بن جمہور سے مقابلہ ہوا۔ یہ منصور خاندان
بنی امیہ کے طرف سے آخری حاکم یہان کا تھا۔ عبدالرحمن کو شکست ہوئی۔ اور مارا بھی گیا۔
بعدازان ابومسلم نے موسیٰ بن کعب التمیمی کو سندہ پر بھیجا۔ پھر منصور و موسیٰ مین لڑائی ہوئی
مگر اس دفعہ منصور کو شکست ہوئی۔ اور وہ ریگستان مین بھاگ کر پیاس کے مارے مرگیا۔
چنانچہ سندہ مین یکے بعد دیگرے ہشام بن عمر التغلبی عمر بن حفص بن عثمان ہزارمرد۔ روح
ابوالعباس۔ بشر بن داؤد وغیرہ نے حکومتین کین۔ غرض اس عہد خلافت مین ملک سندہ
کی حکومت پرشوکت وشان رہی۔ اور شمالی ہند مین بھی راجاؤن کے دل پر اثر ہوا۔ اور خاندان
تبت کے دل مین اہل عرب کا خوف پیدا ہوا۔ بہرحال خلافت عباسیہ کے چودہوین خلیفہ
المہتدی (جو ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۹ء مین تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ تک اہل عرب کا رعب اور خلافت کی

ہیبت سبھون سکے دل مین طاری رہی۔ مگر المعتمد اور القادر کے بعد ون سکے درمیان جو خلیفون کی سلطنت ہوئی اوان مین خلفار کے اقتدار اور اختیار مین بتدریج تنزل ہوتا گیا۔ ترکی۔ یاد۔ رہ د خود مختار اور آزاد اور فسادی ہوتی گئی۔ جس کا حال ہم نے مختصر طور پر اسکے قبل یہ بتلادیا ہے۔ کہ خلافت عرب کے ٹکڑے کیونکر ہوے۔ پس جب دل ہی بیمار ہو تو اور دوسرے اعضا کیسے صحیح رہ سکتے ہین۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

خلافت کی حکومت سے دور کے صوبے جدا ہو گئے۔ ملک سند کی حکومت کے چھوٹے چھوٹے حصے ہوکر اوس مین جدا جدا فرمانروا ہو گئے۔ گو خلیفہ کے معاملات ملکی مین وہ مطیع نہین رہے۔ اور نہ خراج بھیجا۔ مگر ہمیشہ صاحب اختیار ہونے کے لئے خلفار کی چاپلوسی اور تملق کرتے رہے۔ ملک سند مین اہل عرب کی حکومت کا خاتمہ خلیفہ المعتمد کے زمانہ مین سمجھنا چاہئے۔ اس نے یہان کا حاکم یعقوب بن لیث مقرر کیا۔ اور بلخ و طخرستان کے سوا سجستان اور کرمان مین بھی اوسکے زیر حکم رہے۔

اوسکے چند برس بعد دو بڑی ریاستین ملک سندہ مین ملتان و منصورہ قایم ہوئین۔

یعقوب بن لیث کا انتقال ۲۶۵ھ م ۸۷۹ء مین ہوا اوسکے مرتے ہی یہ دونون ریاستین مطلق العنان اس سبب سے ہو گئین کہ اوسکے جانشین جو ہوے۔ وہ ضعیف العقل اور کم زور ہوے۔ اور آل سامان کے سلاطین کی سلطنت کا آغاز تھا۔ اُنکو فرصت نہوئی کہ اس طرف متوجہ ہوتے۔

افسوس یہ ہے کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک سندہ سے تین سو برس تک رہا۔ مگر کوئی اثر اُن کے اس تعلق کا ملک پر باقی نہ رہا۔ اور کسی سیاح کو اس ملک مین سفر کرنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کبھی اُنھون نے یہان قدم بھی رکھا تھا۔ نہ کوئی عمدہ مسجد انکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے۔ نہ خانقاہ نہ کوئی اور عمارت نہ کوئی انکی زبان کا اثر ہے۔ نہ اوسکے شہرون منصورہ محفوظہ البیضار کا نام و نشان باقی ہے

حجاج نے جو اس مہم سندہ کا حساب و کتاب کیا۔ وہ اسطرح ہے کہ ساٹھ لاکھ درہم اوسنے

خرچ کئے۔ اور بارہ کروڑ درہم پائے۔ چونکہ خلیفہ کا حصہ کل غنیمت کا پانچوان حصہ ہوتا ہے۔ تو کل غنیمت ساٹھہ کروڑ درہم ہوئی۔ اب دس درہم ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے تو کل غنیمت ۶ کروڑ پچہتر لاکہہ روپیہ کے قریب ہوتی ہے ملک سندہ کے باج و خراج کے نسبت مورخون مین بڑا اختلاف ہے یہ اختلاف ہونا ہی چاہیئے۔ اس لئے کہ ہر سال مین زمین کی پیداوار کے خراج کی شرح بدلتی رہتی تھی۔ اور ملک کے حدود مین کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ابن خلدون کی فہرست آمدنی سلطنت خلفاء مین لکھا ہے کہ صوبہ سندہ سے ایک کروڑ پندرہ لاکہہ درہم اور پچہتر سیر روغن زیتون خراج مین آتے تھے۔ یہ حساب تخمینی معلوم ہوتا ہے۔ یہ خراج چھبیس ستائیس لاکہہ روپیہ سالانہ کے قریب ہوا۔ ہم نے ملک سندہ کی تاریخ اس زمانہ تک لکھی ہے۔ کہ اسکا تعلق اہل عرب سے رہا۔

خاندان غزنویہ

اسکے قبل ہم نے عہد خلفائے بنی امیہ مین بیان کیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ ملک عرب متعدد و متفرق حصون مین تقسیم ہوئی۔ اور مختلف خاندان[۵۱] پیدا ہوے۔ چنانچہ منجملہ اون خاندانون کے ایک خاندان آل سامان[۵۲] کا ہی تھا۔ جو سنہ ۲۶۱ہم سنہ ۸۷۴ع سے ۳۸۹ ہم سنہ ۹۹۹ع تک وسط ایشیا مین ماوراء النہر اور

---

[۵۱] ان مختلف و متعدد خاندانونکے حالات تفصیلی طور پر انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ حسب موقع لکھے جائینگے۔ ۱۲ مولف۔

[۵۲] سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تہا جس نے اسد بن عبداللہ گورنر خراسان کی تلقین و ہدایت سے زردشتی مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا۔ اور بیٹے کا نام اپنے محافظ و مربی کے نام پر اسد رکہا۔ اسد کے چارون لڑکون نے خلیفہ مامون کی ملازمت مین ایسی ناموری حاصل کی۔ کہ صوبہ جات کی گورنری پر ترقی پائی۔ نوح سمرقند۔ احمد فرغانہ۔ یحییٰ شاش اور الیاس ہرات کی حکومت پر فائز ہوا۔ نوح اپنے دیگر بہائیون سے زیادہ اولوالعزم تہا۔ وہ نہ صرف سمرقند مین احمد کا قائم مقام

ایران مین سلطنت کرتا تھا۔ اور اپنے گئے وقت مین بھی خراسان اور ماوراء النہر پر قبضہ وتصرف
رکہتا تہا۔ انہین کے امیر الجیش نے خاندان غزنوی کی سلطنت کی بنا قایم کی۔ جس نے ہندوستان
مین مسلمانون کی ایک مستقل سلطنت قایم کی۔ گو پہلے ملک سندپر اہل عرب کا دوسو برس تک
انساط رہا ہے۔ مگر سندھ کے طرف سے مسلمانون نے آکر اپنی سلطنت کو ہندوستان مین مستقل نہین
کیا۔ [illegible] کی جانب سے آکر اپنی سلطنت کو قایم کیا ہے۔ اسلئے اب کابل کا حال لکہنا ضروری

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴) ہوا۔ بلکہ اس نے کاشغر کا بہی الحاق کرلیا۔ اس کے دوسرے لڑکے اسمٰعیل نے سنہ ۹۰۳ء م
سنہ ۲۹۰ھ مین صفاریون سے خراسان فتح کیا۔ اور طبرستان کے علویہ فرمانروا محمد بن زید کو شکست دی۔ اور خلیج فارس
کے بڑے صحرا و حدود ہند سے قریب بغداد تک کے ملک پر قابض ہوگیا۔ ماوراء النہر مین اسکی حکومت خوب مضبوطی
سے جڑ پکڑگئی تہی۔ اور اوس کے فیض توجہ سے بخارا و سمرقند اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے تہذیب
وشائستگی۔ دینی و دنیاوی علوم اور ہر قسم کے ہنر و فن کے مرکز بنگئے۔ اسمٰعیل سامانی کے جانشین خراسانی اور
سجستانی رعایا کی بغاوتون اور خاندان بویہ کے روزافزون عروج کے وجہ سے ضعیف ہوتے گئے۔ یہانتک
کہ نصف صدی ہی مین انکی حکومت ماوراء النہر اور خراسان مین محدود رہگئی۔ ان صوبہ جات مین بہی اصلی اقتدار
واختیار ترکی غلامون کے ہاتہ مین تہا۔ جنہنے تمام دربار بہر رکھا تہا۔ ان مین سے ایک الپتگین نامی نے غزنوی خاندان
کی بنیاد ڈالی۔ جو سنہ ۹۹۴ء م سنہ ۳۸۴ھ مین سامانیون کے اس قطعہ ملک پر جو دریائے جیحون کے جنوب کی سمت تہا۔
متصرف ہوا۔ جیحون کے شمال مین ایلک خان (والی ترکستان) نے ان کی طاقت کی رو کو روکدیا۔ ایلک خان
نے فرغانہ سے سرحد چین تک کے ترکی قبایل کی سرگروہی حاصل کرکے سنہ ۹۹۰ء م سنہ ۳۸۰ھ مین بخارا چہین لیا۔ اور آخرکار
سنہ ۹۹۹ء م سنہ ۳۸۹ھ مین اس نے خاندان سامانیہ کو تخت وتاج سے محروم کردیا۔ اگرچہ ابراہیم منتصر سنہ ۱۰۰۴ء م سنہ ۳۹۵ھ تک حصول
تخت کے لئے لڑتا رہا۔ بہرحال خاندان سامانیہ نے تقریبًا ایکسو انتالیس سال فرمانروائی کی اور اس خاندان مین دس حکمران ہوے۔ جانشینی خوانین ترکستان وخاندان غزنویہ نے
پائی۔ ۱۲ مولف۔

کابل کی ابتدائی حالت اور اہل ہنود کی حکومت

ابوریحان بیرونی نے اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ پہلے زمانہ مین ملک تبت سے آئے ہوئے ترک کابل مین راج کرتے تھے۔ پہلا راجہ اون کا برہ تگین برگ تھا۔ جب برہ تگین اول اول کابل مین آیا تو ایک غار مین رہنے لگا۔ یہ غار ایسا دشوارگذار تہا۔ کہ جب تک کوئی شخص گھٹنون کے بل نہ چلے اندر نہین جاسکتا تہا۔ اس غار مین وہ چند روز کی خوراک رکھہ لیتا تھا۔ پانی پینے کے لئے اوسکے اندر ایک چشمہ تہا۔ جسکا نام اب تک مشہور ہے۔ چند روز بعد دفعتاً برہ تگین غار سے نمودار ہوا۔ غار کے پاس آدمیون کا ہجوم رہتا تھا۔ انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ ترک ابھی پیدا ہوا ہے۔ ترکی لباس زیب تن۔ کرتہ بدن پر۔ ٹوپی سر پر۔ بوٹ پاؤن مین۔ اسکی ہیئت عجیب وغریب تھی۔ چنانچہ کابل مین اس نے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اس کی خاندان مین ساٹھہ پیڑی تک سلطنت متواتر چلی گئی۔

اس خاندان کے راجاؤن مین ایک راجہ کنک تھا جس نے پشور مین دہار بنایا تہا۔ وہ ابتک اوس کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے پاس قنوج کے راجہ نے کچھہ تحفے بہیجے تھے۔ جسمین ایک نہایت عمدہ بافت کا کپڑا بھی تہا۔ راجہ کنک نے اوس کی پوشاک بنانی چاہی۔ درزی کو سینے کے لئے دیا گیا۔ لیکن درزی اُس کے سینے مین یہ عذر کیا کہ اس کپڑے پر آدمی کے پاؤن کا نقش ہے۔ جو کتر بیونت مین وہ نقش شانون کے درمیان مین آتا ہے۔ راجہ نے یہ سمجھا کہ قنوج کے راجہ نے مجھے کمتر و ذلیل سمجھکر درپردہ گستاخی کی ہے۔ اور اسی بنا پر لشکر کثیر لیکر قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ جب قنوج کے راجہ کو یہ خبر لگی تو اپنے لشکر کی کمی کے باعث سخت ہراسان ہوا۔ وزیر نے یہ صلاح دی کہ میری ناک اور ہونٹ کٹوا کر مجہے نکلوا دو تو مین ایک ایسی چال چلتا ہون۔ کہ جس سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل جائے گی۔ چنانچہ وزیر کے ساتھہ یہی عمل کیا گیا۔ یہ نکٹا وزیر سرحد کی طرف چلا۔ جب کابل کے لشکر سے ملا تو اوس نے راجہ کے حضور مین حاضر ہو کر۔

عرض کیا کہ مین نے قنوج کے راجہ کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی فہمایش کی تھی۔ جسکا یہ ثمرہ ملا۔ میری صلاح یہ ہے کہ آپ جس راہ چل رہے ہین۔ وہ بہت دور کا راستہ ہے۔ مین آپ کو ایک نزدیک کا راستہ بتلاتا ہون جسمین ایک صرف ویرانہ حائل ہے۔ جب اوسکو عبور کیجئے تو قنوج آپ کے روبرو ہوگا۔ راجہ کنک وزیر کے فریب مین آگیا۔ اور اوس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلا۔ وزیر نے راجہ کو ایسے ویرانے مین لیگیا۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ راجہ نے اُس ویرانہ کا سبب پوچھا تو صاف صاف عرض کیا۔ کہ مین نے اپنے آقا کی سلامتی کے لئے یہ چال چلا ہون۔ اب آپکو اختیار ہے۔ راجہ نے یہ بات سنکر اپنا گھوڑا نشیب کی جانب لیچلا۔ اور تھوڑی دور جاکر اپنا نیزہ گاڑا۔ وہان سے پانی اُبلنا شروع ہوا۔ جب وزیر نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تو راجہ سے کہا۔ کہ آپ دیوتا ہین۔ میرا اور میرے آقا کا قصور معاف کر دیجے۔ راجہ نے جواب دیا کہ تو اپنے ملک کو جا۔ تیرے راجہ کو کافی سزا ملگئی ہے۔ چنانچہ جب وزیر قنوج آیا تو دیکھا کہ راجہ کے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسی روز سے بیکار ہین کہ جس روز راجہ کنک نے زمین مین نیزہ گاڑا تھا۔

ان راجاؤن مین سب سے آخر راجہ کٹورمان تھا۔ اور اوسکا وزیر کلر نام ایک برہمن تھا۔ وزیر کی قسمت نے یاوری کی۔ کہین سے ایک دفینہ پایا۔ بڑا صاحب مقدرت ہوگیا۔ اسی زمانہ مین راجہ کی قسمت پلٹ گئی۔ وزیر نے راجہ کی بدافعالی اور بدخیالی کی شکایتون پر راجہ کو قید کرکے پنڈت خانہ مین بھیجدیا۔ اور سامند برہمن کو اوس کا جانشین کیا۔ پھر بالترتیب یکے بعد دیگرے راجہ ہوتے چلے جنکے نام کملوا۔ بھیم جے پال۔ انندپال۔ تروجن پال۔ بھیم پال ہین۔

تروجن پال ۱۰۱۲ء مین تخت نشین ہوا۔ اوس کے پانچ برس بعد بھیم پال نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس راجہ کے عہد مین ہند کے خاندان سے راجائی ایسی نکل گئی۔ کہ اس گھرانے کا کوئی چولہے پر ہانڈی چڑھانیوالا بھی کابل مین باقی نہ رہا۔ لیکن اس خاندان کے راجہ نہایت نیک مزاج۔ اور سخی و شجیع

ہوئے ہین۔ چنانچہ اسی خاندان کا ایک راجہ انند پال نام نے باوجود عداوت قلبی ہونے کے امیر محمود والی خراسان کو ایک موقع پر حسب ذیل خط لکھا تھا۔ جس سے اوسکی دوراندیشی۔ اور بلند خیالی۔ صاف صاف جو ظاہر ہوتی ہے۔

"مین نے سنا ہے کہ تمھاری مملکت پر ترکون نے حملہ کیا ہے۔ اور سارے خراسان مین وہ پھیل گئے ہین اگر تم چاہو تو مین خود پانچہزار سوار۔ دس ہزار پیدل۔ سو ہاتھی ہمراہ لیکر تمھارے ساتھہ لڑائی مین شریک ہوسکتا ہون۔ اور اگر تم کو یہ زیادہ پسند ہو کہ مین اپنے بیٹے کو دوچند لشکر دیکر بھیجون تو وہ بھی مجھے منظور ہے۔ یہ کام مین اس نظر سے نہین کرتا۔ کہ آپ کی نظر التفات مجھہ پر ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ مین نے آپ کو مغلوب کرلیا ہے۔ مین نہین چاہتا۔ کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اس امر مین فوقیت حاصل کرے"۔ یہ راجہ مسلمانون کا سخت دشمن اوسوقت سے تھا۔ کہ اوس کے بیٹے نروجن پال کو مسلمانون نے قید کیا تھا۔ مگر اوسکے برخلاف اوسکا بیٹا مسلمانون کا ہواخواہ تھا۔

یہ بھی محققین نے تحقیق کیا ہے۔ کہ کابل مین جو کوہستان تبت سے ترک آئے تھے۔ اون کا مذہب بدھ تھا۔ انھون نے ہی یونانیون کی سلطنت کو مشرق مین استیصال کیا تھا۔ ان ترکون کے ہاتھہ سے برہمنون کے ہاتھہ مین اور برہمنون کے ہاتھہ سے راجپوتون کے ہاتھہ مین سلطنت منتقل ہوئی۔ راجہ کنک کا نام اصل مین کنشکا تھا۔ پشور مین جو اوس نے دنار (بدھ مذہب والون کا معبد) بنایا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔ اسکو گورکہتری کہتے ہین۔ اس راجہ کا مذہب بدھ تھا۔ کٹورنان یا کٹوریان جو بیرونی نے لکھا ہے۔ وہ کافرستان سیاہ پوش قومون مین سے ایک قوم کا نام معلوم ہوتا ہے۔ چترال و گلگت کے فرمانروا اپنا لقب اب تک شاہ کٹور رکھتے ہین۔ چینیون نے جو ہندوستان کے سفرنامون مین کابل کا حال لکھا ہے۔ وہ ابوریحان بیرونی کی تاریخ الہند سے بہت ملتا جلتا ہے۔

کابل پر اہل عرب کے حملے اور مسلمانون کی سلطنت کا آغاز و تسلط

حضرت عثمانؓ خلیفۂ سوم کی خلافت مین عراق کا والی عبداللہ مقرر ہوا۔ اسکے زمانہ مین اول حملہ کابل پر ہوا ہے خلیفۂ سوم نے عبداللہ کو ہدایت کی کہ اضلاع ہند کا حال جاسوس بھیجکر دریافت کرے۔ چنانچہ جاسوسون کے دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ ہند پر حملہ کرنا آسان نہین ہے۔ صدہا مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جب یہ خبر خلیفۂ سوم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ نے حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ مگر عبداللہ نے اپنے عم زاد بھائیون مین سے عبدالرحمن بن سمرا کو حکم دیا کہ وہ سیستان پر حملہ کرے۔ عبدالرحمن زرنج کے طرف بڑہا۔ بعد ازان زرنج اور کش کے درمیان جو ملک تھا۔ اوسکو فتح کرلیا۔ پھر از زرنج اور ضلع داور کے درمیانی بلاد پر بھی قبضہ کیا۔ اور بست کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد زابل کی جانب بڑہا۔

۴۳ھ مین جو امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ کابل کے مقابل آیا۔ یہان کے حاکم کابل شاہ (جو لنگڑا تھا) سے خوب لڑائیان لڑا۔ لیکن کابل شاہ قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ اس محاصرہ نے ایک سال تک طول کھینچا آخر عبدالرحمن نے حملہ کرکے شہر کو لے لیا۔ کابل شاہ مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد مہلب بن ابی صفرہ جو خراسان مین بڑا صاحب اقتدار تھا مرو کے طرف سے زابل و کابل مین آیا۔ اور ہندوستان مین بناد بنو) اور الہوار (لاہور) تک پہونچا۔ یہان سے دس بارہ ہزار قیدی خراسان کو لیگیا۔

اسی زمانہ مین عباد بن زیاد سجستان کی راہ سے سرحد ہند پر لشکرکشی کی۔ اور رود بار ہند مند (ہلمند) کی راہ سے چلا اور کش مین آیا۔ صحرا کو قطع کرکے قندہار پھونچا۔ اگرچہ یہان کے ملک اس نے فتح کیا۔ مگر بہت مسلمانون کی جانین ضایع ہوئین۔

۶۲ھ مین یزید بن معاویہ نے خراسان و سیستان کی حکومت سلیم بن زیاد کو دی۔ جس نے اپنے چھوٹے

بھائی یزید بن زیاد کو سیستان مین حاکم مقرر کیا۔ یزید بن زیاد کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ کابل نے تمرد اختیار کیا۔ اور ابو عبداللہ بن زیاد کو جو کابل مین حاکم تھا۔ گرفتار کرلیا۔ پس فوراً اُس نے کابل پر چڑہائی کی۔ مگر شکست پائی۔ جب سلیم بن زیاد کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے طلحہ بن عبداللہ کو کابل بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو پانچ لاکھ درہم دیکر خریدا۔ سلیم نے طلحہ کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ طلحہ نے لشکر غور دبادیس کو کابل بھیجکر اہالیان کابل کو جبراً و قہراً مطیع و منقاد کیا۔ اور خالد بن عبداللہ کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مگر پھر اوسکو معزول کیا۔ لیکن خالد عراق واپس نہ جاسکا۔ مجبوراً کوہ سلیمان مین جو پشاور اور ملتان کے درمیان ہے سکونت اختیار کی۔ اور اپنی بیٹی کسی مسلمان افغان کو بیاہ دی۔ جس سے دو بیٹے لودی اور سور پیدا ہوے اور انھین کے نام سے لودی اور سوری افغان کہلاتے ہین۔ جنکی پادشاہت کا ذکر آئندہ آئے گا۔

سنہ ۹۹ ہجری ۷۱۳ء مین عبدالعزیز حاکم سیستان نے کابل سے لڑائی کی۔ شاہ کابل شکست پاکر مارا گیا۔ سنہ ۷۷ ہجری ۶۹۶ء مین عبدالملک بن مروان نے عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے علیحدہ کرکے حجاج بن ثقفی کو مقرر کیا۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان بھیجا۔ جب عبداللہ نیمروز پہونچا تو حجاج نے کابل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت کابل مین رن بل حکمران تھا۔ چنانچہ رن بل نے ایسی چال چلی کہ عبداللہ مجبور ہوکر سات ہزار درم (جسکے تین لاکھ روپیہ سکۂ اکبر شاہی ہوتے ہین) رن بل کو دیکر جان بچائی جب حجاج کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے عبداللہ کو موقوف کرکے سنہ ۸۰ ہجری ۶۹۹ء مین عبدالرحمن بن اشعث کو رن بل سے لڑنیکے لئے کابل بھیجا اور چالیس ہزار سپاہ اوسکے ساتھ کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس آیا۔ حجاج نے عبدالرحمن کو لعنت ملامت کرکے مکرر کابل کو بھیجا۔ اور عبدالرحمن نے رن بل سے سازش کرکے اول تو فتح پائی۔ اور دوبارہ شکست کھاکر بست کو بھاگ گیا۔ بست مین اوسکا ایک گماشتہ رہتا تھا۔ جسکے پاس اوس نے پناہ لی۔ لیکن اوس کور نمک نے حجاج کی خوشنودی کے لئے عبدالرحمن کو گرفتار

کرکے بھیجنا چاہا جب یہ خبر مرزبان کابل کو پہونچی تو اوس نے نست پہونچکر عبدالرحمن کو اس بلا سے نجات دلائی اور اپنے ملک مین لایا۔ لیکن حجاج نے ۸۴ھ مین رن بل سے ایسی میٹھی میٹھی باتین بنائین کہ اوس نے اپنے مہمان عبدالرحمن کو باندہ کر حجاج کے پاس بھیدیا۔ مگر عبدالرحمن نے حجاج کے پاس پہونچنے سے پیشتر راستہ ہی مین ایک بلند ٹیلے سے گرکر جان دیدی۔

۱۰۷ھ مین بعہد خلافت ہشام بن عبدالملک۔ امین بن عبداللہ قشری حاکم خراسان نے غور و غرجستان و نیمروز کے علاوہ تمام کابل کو بھی فتح کیا۔

خلفاء المہدی اور الرشید کے عہد مین کابل کے راجہ سے خراج لیا جاتا تھا۔ اور جہان لوگ مسلمان ہوجاتے تھے۔ وہان مسلمان حاکم مقرر ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۵۸ھ م ۷۷۵ء سے ۱۹۳ھ م ۸۰۹ء تک یہی صورت رہی۔ جب المامون خراسان کا حاکم مقرر ہوا تو اوس نے دوچند خراج طلب کیا۔ اور کابل کو لے لیا۔ کابل کے راجہ نے اطاعت اختیار کرکے اسلام قبول کیا۔ خلیفہ مامون کے طرف سے شہر کابل مین ایک مسلمان گماشتہ رہتا تھا۔ خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ مین یہی حال رہا۔

پھر ۲۵۶ھ م ۸۶۹ء مین خلفاء صفاریہ مین یعقوب بن لیث نے کابل کو فتح کیا۔ اور وہان کے مرزبان کو قید اور شاہ ازرنج کو قتل کیا۔ پھر تو سارا افغانستان مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ یعقوب بن لیث کابل سے بہت غنیمت اور تین بادشاہون کے سر اور بہت سے ہندؤن کے بت لیجاکر خلیفہ بغداد کی نذر کے لئے بھیجا۔

مسلمانون کی مستقل حکومت کابل مین یعقوب بن لیث کے زمانہ سے سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اوسکے نام کے بہت سے سکے جنپر ۲۶۰ھ و ۲۶۱ھ ضرب ہے۔ پنجشیر اور کابل کے شمال مشرق مین ملتے ہین۔

آل سامان کے زمانہ مین اس خاندان کا ایک غلام الپتگین[۱] نام اپنے آقاؤن سے جدا ہو کر غزنین اور

[۱] الپتگین وہ اصل عبدالملک بن نوح (جو خاندان سامان کا پانچوان بادشاہ تہا) کا ترکی غلام تہا اس خاندان مین

کابل پر متصرف ہوا۔ اور ایک مستقل سلطنت قایم کی۔

الپتگین

عبدالملک ابن نوح سامانی کے زمانہ مین الپتگین اولاً افواج خراسان کا سپہ سالار رہا۔ بعدازان خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب عبدالملک نے انتقال کیا تو امرا نجارا نے الپتگین کے پاس قاصد بھیجکر راے دریافت کی۔ کہ اب آل سامان مین کسکو تخت نشین کرنا چاہئے۔ اور کون اس بارگران کے اوٹھانیکے لایق ہے جسکا جواب الپتگین نے یہ بھیجا کہ عبدالملک کا بیٹا منصور ابہی ناتجربہ کار اور نوعمر ہے۔ البتہ اوس کا چچا بادشاہی کے لایق ہے۔ مگر قاصد کے پہونچنے کے قبل یہان امرا نے اتفاق کرکے منصور کو تخت شاہی پر بٹھایا تھا۔ جب یہ جواب منصور کی نظر سے گذرا تو اوس کو بہت شاق گذرا۔ اور فوراً الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے دربار مین بلایا۔ لیکن الپتگین بہی تجربہ کار تہا۔ اوس نے دربار جانے مین اپنی جان کی خیر نہین دیکھی۔ اس لئے خراسان کو چہوڑکر اپنے خاصہ لشکر (جو تین ہزار غلامون سے ملو تہا) کے ساتہہ غزنین آیا۔ چونکہ الپتگین کا باپ سامانی فرمانرواؤن کے جانب سے یہان کا گورنر رہ چکا تھا۔ پس الپتگین کو اپنے والد کے قایم مقام ہونے مین چندان وقت پیش نہ آئی۔ اور امیر لوک (جو اوس وقت غزنین کا حاکم تھا) سے غزنین چہین لی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱) یہ دستور تہا کہ اکثر غلام امانت کے عہدون پر سرفراز ہوتے تہے۔ اور دور دور کے صوبون پر حاکم مقرر ہوتے۔ چنانچہ عبدالملک نے قدردانی سے الپتگین کو افواج خراسان کی سپہ سالاری پر مامور کیا تہا۔ بعدازان ۹۶۱ع سنہ ۳۵۰ھ مین الپتگین خراسان کا حاکم مقرر ہوا جب عبدالملک کا انتقال ہوگیا تو الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول ہونا پڑا۔ اور سنہ ۹۶۲ع مطابق ۳۵۱ھ مین الپتگین غزنین چلا گیا۔ باقی حالات کتاب کے متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف۔

غزنین پر قبضہ کرنیکے متعلق جامع الحکایات مین یہ لکھا ہے کہ جب الپتگین شہر غزنین کے باہر ڈیرے ڈالے پڑا تھا اور شہر والون نے دروازہ بند کر رکہا تہا۔ اتفاقاً ایکدن اُس کے لشکر کے کچہ سوار فتراک مین مرغ باندہے لئے چلے آتے تھے۔ الپتگین نے اون سے پوچھا کہ یہ مرغ دام دیکر خریدے گئے ہین یا یون ہی مفت ظلم سے لئے ہو۔ سوارون نے کہا کہ خرید کر لائے ہین۔

الپتگین نے اس بات کا یقین نہوا گانون کے مقدم کو بلا کر دریافت کرنے سے ظاہر ہوا۔ کہ ہر روز یہ لوگ گانون مین جاکر زبردستی مرغ لاتے ہین۔ اور قیمت نہین دیتے۔ یہ سنکر حکم دیا کہ ان سوارون پر چوری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے فوراً قتل کئے جائین۔ مگر مصاحبون نے تخفیف سزا کے لئے منت و سماجت کرتے پر یہ تجویز کی۔ کہ ان سوارون کے کان چھید کر اوس مین مرغ لٹکائے جائین۔ اور تمام لشکر مین تشہیر کی جائے۔ چنانچہ اسکی تعمیل فوری ہوئی۔ اور مرغون کے پھڑ پھڑانے سے سوارون کے منہ زخمی ہوگئے اور اس انصاف کا اہل غزنین پر یہ اثر ہوا کہ اونہون نے شہر کے دروازے الپتگین کے لئے کھولدیے اور الپتگین بخوشی تمام شہر غزنین مین داخل ہوکر اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد ہرات۔ بلخ۔ سیستان کو بہی فتح کیا۔ اور خود بالاستقلال بادشاہ بنگیا۔ منصور نے الپتگین پر دو دفعہ لشکر کشی کی۔ مگر دو دفعہ ہی الپتگین غالب رہا۔ بقول احمد اللہ مستوفی کے الپتگین نے پندرہ برس سلطنت کی۔ اسکے بعد توسیع ملک کے لئے موت نے مہلت نہ دی۔ آخر ۳۶۶ھ م ۹۷۶ء مین وفات پائی۔

الپتگین کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین تخت غزنین پر قدم رکہا ہے۔ لیکن تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب الپتگین نے انتقال کیا تو اوسکا بیٹا ابو اسحاق۔ سبکتگین کے ہمراہ بخارا روانہ ہوا۔ اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا کی۔ اور انتظام ملکی و مالی سبکتگین کے تفویض پائے۔ چنانچہ ابو اسحق نے ایک سال کچہ مہینے سلطنت کی۔ اور ۳۶۷ھ م ۹۷۷ء مین عقبیٰ کی راہ لی۔

ابو اسحق کے بعد بلکتگین (جو الپتگین کا ترکی غلام تہا) بادشاہ ہوا۔ اس نے بہی دو سال حکومت

کرکے دنیا سے وداع ہوا۔ پہر امیر پری (جو بڑا مفسد وظالم تہا) تخت پر بیٹھا۔ اور ابوعلی الوک پسر شاہ کابل کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ جب وہ چرخ کی حد مین آیا تو امیر سبکتگین نے پانچ سو ترکی سوارون سے چھاپہ مارا۔ اور اوس کو قتل کیا۔

ادہر سبکتگین کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ اور اُدہر امیر پری کے ظلم سے رعایا عاجز ہو گئی تھی۔ اسلئے سب امیرون نے اتفاق کرکے امیر سبکتگین کو غزنین کے تخت پر بٹھایا۔

امیر ناصر الدین سُبکتگین[1]

جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا تو حصار بست پر امیر طغان قابض تھا مگر توزکان[2] نے (جو آل سامان سے تہا) قلعہ بست کو غصب کرکے طغان کو نکالدیا۔ اور طغان نے امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہوکر امداد چاہی۔ چنانچہ امیر سبکتگین نے طغان کی درخواست منظور کی اور قلعۂ بست پر حملہ کرکے توزکان کو شکست دی۔ اور طغان کا قبضہ قلعۂ بست پر کرا دیا۔ مگر طغان نے خراج داخل کرنیکا جو وعدہ کیا تہا وہ ایفا نہ کیا۔ ایک روز شکار کے موقع پر امیر سبکتگین کے ہمراہ طغان بہی تھا۔ امیر نے خراج کا تقاضا کیا۔ طغان نے

---

[1] کہتے ہین کہ سبکتگین اصل مین ایران کا امیرزادہ اور یزدجرد کی نسل مین تہا۔ مگر ایک سوداگر ناصر یا حاجی نصر نام اوسکو ترکستان سے لاکر البتگین کے ہاتہ بیچا تھا۔ چونکہ سبکتگین فراست۔ لیاقت۔ دانائی۔ شجاعت مین بینظیر تھا۔ اس لئے البتگین نے اوسکو درجہ بدرجہ ترقی دیکر سپہ سالاری کا عہدہ عطا فرمایا۔ اور اوس کی نجابت و شرافت کے لحاظ سے اپنی بیٹی کا بہی نکاح کر دیا۔ تاریخ فرشتہ مین سبکتگین کا نسب نامہ اسطرح لکہا ہے۔ امیر سبکتگین بن جوقان بن قرا بحکم بن قزل ارسلان بن قرا نامان بن فیروز بن یزدجرد والی ملک عجم۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون۔ ۱۲ مؤلف۔

[2] تاریخ فرشتہ مین توزکان کا نام نہین ہے۔ بلکہ بایتوز نام لکہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مؤلف۔

بیہودہ جواب دیا۔ اور تلوار کھینچکر امیر پر چلائی۔ جس سے امیر کا ہاتھہ زخمی ہوا۔ پھر کیا تھا امیر سبکتگین نے بھی طغان کے سر پر تلوار ماری۔ آدمیون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ لیکن طغان امیر کی تلوار سر پر کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر اسکو اس ملک کا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ادہر امیر نے قلعہ بست پر قبضہ کر لیا۔ اور تُوزکان یا بقول فرشتہ بانور کا منشی ابو الفتح علی بن محمد (جو نہایت لائق اور انواع و اقسام کے فنون سے ماہر انشا پردازی اور خوشنویسی مین بیعدیل و بینظیر تہا) نام قلعہ بست مین خانہ نشین تہا۔ امیر نے اوسکو تلاش کرکے بلوایا اور میر منشی گری کی خدمت پر سرفراز کیا۔ اسکے بعد ابو الفتح کو اپنا وزیر کرنا چاہا۔ مگر اوس نے پیرانہ سالی کا عذر کرکے خدمت وزارت قبول نہ کی۔ اور بقول فرشتہ ایک مدت کے بعد امیر سے کسی بات پر رنجیدہ ہوکر ترکستان چلا گیا۔

جب امیر سبکتگین نے قلعہ بست سے فرصت پائی تو قصدار (جو غزنین کے قریب ہے) پر حملہ کیا۔ اور وہانکے امیر کو شکست دیکر قید کر لیا۔ لیکن اطاعت و فرمانبرداری اور خراج داخل کرنیکا پیمان لیکر اوس امیر کو از سر نو قصدار کی حکومت سپرد کی۔

اسکے بعد امیر نے دیار ہند کا رخ کیا۔ اب یہان پر ناظرینون کی معلومات کے لئے یہ بات بتلانا ضروری ہے کہ اہل اسلام نے ہندوکش سے مغرب کیطرف ایشیا مین اور افریقہ اور جنوبی یورپ مین اسپین اور پرتگال تک قبضہ کر لیا تہا۔ مگر پنجاب مین ایک چپہ بھر زمین بھی مسلمانون کے ہاتھہ نہ لگی تھی۔ اور ہندوستان کے فتح کرنے مین مسلمانون نے عمداً توقف کیا تھا۔ اس توقف کے دو سبب تھے۔ ایک تو یہ کہ ہند مین بعض قومین بڑی جوانمرد اور دلاور رہتی تھین۔ اور اہل عرب ہی کی شجاعت و جوانمردی تھی۔ جو انکو زیر کیا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ہندوُن کے راج کا جنگی انتظام ایسا مسلسل تھا۔ کہ وہ بیگانہ حملہ آورون کو بڑے بڑے الجہنون مین پھنسا کر کامیاب ہونے نہین دیتے تھے۔

ہندوستان کو ہندہیا چل پہاڑ نے دو شمالی اور جنوبی حصون مین تقسیم کر دیا ہے۔ اور اس پہاڑ کے جنگلون

اور پہاڑیون نے اُترا اور دکن کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ چنانچہ ہندوستان مین جسوقت کہ مسلمان آئے تو اونکو آسانی کے ساتھہ آنا نہین ملا۔ کیونکہ بندھیاچل پہاڑ کے شمال مین ہندوٗن کی تین بڑی ریاستین تھین۔ ایک شمال و مغرب مین دریائے سندہ کے میدان مین چارون طرف اور دریائے جمن کے اوپر کے حصہ مین راجپوت سلطنت کرتے تھے۔ یہ پرانے زمانہ کا گدہ ولیش (زمین متوسط) تھا جسکی راجدہانی قنوج تھی۔ دوسری دریائے گنگ کے جنوبی حصہ مین پہاڑ سے نیچے کی طرف بدہ مذہب کے راجہ جنکا لقب پال تھا حکمران تھے۔ بنارس سے بنگالے کے ڈلٹا تک ملک اُنہین کی قلمرو مین تھا۔ تیسری بندہیاچل کے شرقی دمتیہ سا حصہ کے اضلاع مین بڑی جنگجو اور تندخو پہاڑی قومین رہتی تھین۔ اور مغربی انتہا مین بمبئی کے ساحل کی طرف مالوہ کی ریاست تھی جسکا راجہ بکرماجیت ہندو راجاوٗن کا آفتاب مشہور ہے۔ اور اونکے جنوب مین تین بڑی ریاستین چیرا۔ چولا اور پانڈیا تھین۔ ان راجون کے مجموعہ کا گروہ خواہ وہ اُترین ہو یا دکن مین۔ آپس مین ایسا اتفاق کیا تھا کہ بیگانہ اور غیر قوم کے حملہ آورون کو ہندوستان مین قدم نہین رکھنے دیتا تھا۔ اور ان مین غیر قومون کے مقابلہ کا زور بھی تھا۔ اور ان کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ اونکا فتح کرنا بہت مشکل تھا۔ اگر ان گروہون کے مجموعہ پر فتح ہی حاصل کر لی جاتی تھی تو پھر ہر گروہ سے اور ہر گروہ کے افراد سے جدا جدا لڑنا پڑتا تھا۔ پھر بعد فتح کے بھی ہر راج مین سرکشی و تمردی کا مادہ موجود رہتا تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ سندہ مین باوجود سخت سعی و کوشش کے مسلمانون کی سلطنت کی ترقی بہت آہستہ آہستہ ہوئی۔ تین صدی بعد شمال و مغرب سے دو بڑے زبردست حملہ آورون کی سعی سے ۹۸۶ء و ۱۰۳۰ء کے درمیان پنجاب کے سرحدی حصہ پر مسلمانون کی حکومت قایم ہوئی۔ اور ۱۱۹۳ء مین تالی کوٹ کی فتح سے دکن مین مسلمانون کو مستقل حکومت ملی۔ اور سلطنت اسلام کو شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین فروغ ملا۔ لیکن یہ فروغ بھی تھوڑے عرصہ کے لئے یعنی ۱۵۶۰ء سے ۱۷۰۰ء تک رہا۔

اسکے بعد بھی پھر ملک مین ہندوٗن نے اپنا تسلط قایم کرنا شروع کیا۔ اور جنوب سے مرہٹے۔ راجپوتانہ سے

راجپوت۔ اور شمال و مشرق سے سکہہ مسلمانون پر غالب آئے۔ اور جسوقت کہ انگریزون نے ہندوستانپر تسلط کیا تو وہ زمانہ ایسا تہا کہ عنقریب ہندوستان کی حکومت خاندان مغلیہ سے ہندون کے ہاتہہ مین جانیوالی تہی۔ بہرحال ہندو اپنی سلطنت کیلئے خاموش نہین بیٹھے۔ بلکہ اکثر مسلمانون سے لڑتے رہے۔ خیر آمدم برسر مطلب۔ جب امیر سبکتگین نے بست وقصدار سے فراغت پائی تو دیار ہند کے جانب توجہہ کی۔ اور ہند کے چند قلعے ایسے فتح کئے کہ جہان نہ اہل اسلام کے گہوڑون کے سم نہ اونٹون کے قدم پہرے تھے۔ چنانچہ ان مفتوحہ قلعون مین جابجا مساجد بناکر اور تاخت وتاراج سے جو غنیمت ہاتہہ لگی اوسکو لیکر غزنین کے طرف مراجعت کی۔ اس وقت ہندوستان مین اجیہے پال بن اننگ پال حکمران تھا۔ اور اسکی سلطنت کی وسعت لاہور سے بلغان اور کشمیر سے ملتان تک تہی۔ جسوقت کہ امیر سبکتگین نے ہند کے چند قلعے فتح کئے تھے۔ اوس وقت راجہ جیپال قلعہ بھٹنڈہ مین تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ امیر نے اوسکی قلمرو مین دست درازی شروع کردی ہے۔ سخت پیچ وتاب کھایا۔ اور آیندہ کے سدباب کیغرض سے لشکر جرار اور فیلان کوہ پیکر لیکر بلغان (جو کابل وپشاور کے درمیان واقع ہے) کے میدان مین امیر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ادہر امیر نے بھی غزنین سے جنبش کی۔ چنانچہ سرحد ملتان مین راجہ جیپال وامیر سبکتگین کے فیمابین چند روز تک خوب جنگ ہوئی۔ اس لڑائی مین امیر کا لایق بیٹا سلطان محمود بھی ہمراہ تھا۔

فرشتہ لکہتا ہے کہ سلطان محمود کو کسی نے یہ خبر دی کہ جیپال کی لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اوسکی تاثیر یہ ہے کہ جسوقت اوس مین تھوڑی سی نجاست ڈالدیجائے تو باد وباران کا ایسا طوفان پیدا ہوگا کہ جیپال کا تمام لشکر تباہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر عمل کیا گیا۔ اور اوس شخص کے کہنے کے مطابق ایسا طوفان آیا۔ اور برف باری ہوئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دوسرے تاریخون مین لکہا ہے کہ کسی برہمن نے یہ ترکیب بتلائی تھی۔ کہ جس سے سخت طوفان آیا۔ اور برف شدت سے گرا۔ مسلمان تو سردی کے عادی تھے۔ اسلئے اونکا کوئی نقصان نہ ہوا۔ مگر ہندون نے اس سردی کی آفت کبھی اوٹھائی نہ تھی۔ اسلئے ہزارہا ہی

اور جانور سردی سے اکڑ اکڑ کر مر گئے۔ (یہ وہی میدان ہے۔ جہان سردی کے ہاتھون سے ہندنے انگریزی افسرون کے ماتحت نو سو برس بعد اوٹھایا تھا) جب جیپال نے اپنے لشکر کی یہ تباہی دیکھی تو امیر سے صلح کی درخواست کی۔ امیر تو صلح پر راضی ہوگیا۔ مگر سلطان محمود نے اپنے باپ کو صلح سے روکا۔ جسکے باعث صلح مین کسیقدر توقف ہوا۔ جب راجہ جیپال کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے مکرر ایک دوسرے ہوشیار و مدبر ایلچی کے ذریعہ سلطان محمود کے پاس کہلا بھجوایا کہ آپ کو ہماری طمع دامنگیر ہے۔ لیکن ہم راجپوتون مین دستور ہے کہ جب مایوسی اور اضطراب بڑھ جاتا ہے تو جو کچھ نقد وجنس ہوتا ہے اوسکو آگ مین جھونکتے ہین اور ہاتھی گھوڑون کو اندھا بناتے ہین۔ اور اہل وعیال کو آگ کے سپرد کرکے دشمن سے اسقدر لڑتے ہین کہ ایک متنفس بھی نہین بچتا۔ غرض کوئی چیز دشمن کے لیے سلامت نہین رکھتے۔ اگر اس وقت آپ صلح نہ کروگے تو فتح کے بعد نقد وجنس کی جگہہ راکھہ کا ڈھیر اور غلام و باندی کے عیوض مردونکی ہڈیان دیکھوگے۔ اب محمود نے بھی دیکھا کہ ہندؤن کو مایوس کرنا اچھا نہین ہے۔ معلوم نہین کہ آگے کیا ہو۔ غرض باپ اور بیٹے دونون صلح پر راضی ہوے۔ اور راجہ جیپال نے اقرار کیا کہ دار السلطنت جاکر عہدنامہ کے موافق ہاتھی۔ گھوڑے۔ مال و دولت بھجوادون گا۔ اور ہر سال خراج بھی دیا کرون گا۔ اسکے بعد راجہ نے اپنے معتبر رشتہ دار او عزیز طمانیت کے لئے امیر کے پاس چھوڑکر امیر کے چند معتمد ملازمونکو اوس مال و دولت وغیرہ کے سپرد کرنے کیلئے ساتھ لیگیا۔ مگر اپنے دار السلطنت لاہور کو پہونچکر نقض عہد کیا۔ اور امیر کے معتمد ملازم جو ہمراہ گئے تھے۔ اونکو قید کرکے امیر کو لکھہ بھیجا۔ کہ میرے آدمیون کو آپ جبتک نہ چھوڑینگے۔ مین بھی انکو اوسوقت تک قید مین رکھون گا۔

اوس زمانہ کا دستور تھا کہ راجہ کے دربار مین دائین بائین پنڈت وچھترون کے سردار کھڑے رہتے تھے۔ چنانچہ چھتریون کو راجہ کی یہ حرکت ناشائستہ پسند نہ آئی۔ اس لئے بالاتفاق اونھون نے عرض کیا۔ کہ نقض عہد کسی مذہب مین بھی جائز نہین ہے۔ اور مداراؤن کو اپنے قول واقرار کی پابندی کرنا ضرور ہے۔ اوبچون کا

توڑنا پاپ ہے۔ مگر پنڈتون نے یہ رائے دی کہ اگر راجہ امیر کو خراج بھجوائیگا تو سارے ہمسر راجاؤن مین خفت اوٹھانی پڑیگی۔ اور شرم و خجالت سے سر اونچا نہوگا۔ راجہ تو اول ہی سے نقض عہد پر تیار رکھا۔ اسپر پنڈتون نے بھی بدعہدی کی صلاح دی۔ چونکہ ادبار و نکبت کا زمانہ بھی سر پر سوار تھا۔ اس واسطے عہد و پیمان بھول گیا۔

جب امیر کو اس راجہ کی بدعہدی کی اطلاع ہوئی تو انتقام کی غرض سے لشکر کثیر ہمراہ لیکر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ اور سرحدی مقامات پر ایک آفت برپا کردی۔ ادہر جیپال نے دلی۔ اجمیر۔ کالنجر۔ قنوج وغیرہ کے راجاؤن سے لشکر و مال کی امداد لیکر تقریبًا ایک لاکھ سوار اور پیادہ ہائے بیشمار کے ساتھہ سندہ کے پار رہوا۔ اور لمغان کے میدان مین اترا۔ طرفین نے خوب بہادرانہ کارزار کی۔ آخر جیپال کا لشکر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگا۔ لشکر اسلام نے تعاقب کرکے ہزارون کو مارا۔ اور غنیمت وافر سے مالامال ہوگیا۔ گرد و نواح کے پرگنون سے جو لاہور کی سلطنت مین داخل تھے۔ بہت سا محصول وصول ہوا۔ راجہ کے ملک پر دریائے اٹک تک قبضہ کیا۔ امیر نے پشاور مین دس ہزار سپاہیونکو ایک افسر کے ماتحت چھوڑ کر غزنین روانہ ہوا۔ اس لڑائی کے بعد لمغان کے افغان اور خلجی بھی امیر سبکتگین کے مطیع ہوکر اوسکی سپاہ مین بھرتی ہوے۔

انھین ایام مین امیر نوح بن منصور سامانی نے ابونصر فارسی کے ذریعہ سبکتگین کے پاس کہلا بھیجا کہ فائق امیر بخارا نے اوسکے شہرون مین ظلم و زیادتی شروع کردی ہے۔ ممکن ہو تو اسکا انسداد کیا جائے۔ آل سامان کی اس پریشانی کا حال سنکر سبکتگین کی رگ حمیت حرکت مین آئی۔ اور فورًا ماوراءالنہر کو روانہ ہوا۔ اور نوح بھی ولایت سرخس مین پیشوائی اور استقبال کے لئے آیا۔ امیر نے ملاقات سے پہلے امیر نوح سے یہ التماس کیا تہا۔ کہ ضعف پیری کے سبب سے مجھے گھوڑے پر سے اُترنے اور رکاب پر بوسہ دینے سے معاف فرمائے نوح نے اوسکے التماس کو قبول کیا تھا۔ مگر جب امیر کی نظر نوح کے طلعت پر پڑی۔ ہیبت شاہی نے بے اختیار اوسکو گھوڑے پر سے اترو ایا۔ اور رکاب پر بوسہ دلوایا۔ امیر نوح اس سے بہت خوش ہوا۔ اور دونون گلے ملے۔ بعد ازان بعد

۴

تجویز قرار پائی کہ امیر غزنین جاکر لشکر تیار کرکے لائے۔ چنانچہ امیر غزنین کو اور نوح بخارا کو گیا۔ جب فائق کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے رفیق امیر ابو علی سمجوری سے مشورہ کیا۔ کہ اگر سبکتگین کے مقابلہ مین شکست ہوجائے تو کہان پناہ لینی چاہئے۔ بعد رد و قدح کے یہ قرار پایا کہ فخر الدولہ دیلمی کے پاس جانا چاہئے۔ بعد ازان ابو علی سمجوری نے جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر کیا۔ اور خراسان کے نفایس و ترکستان کے تحائف اوس کو دیکر فخر الدولہ دیلمی اور اوسکے وزیر کے پاس رشتۂ اتحاد مستحکم کرنیکے لئے روانہ کیا۔ اس عرصہ مین امیر غزنین سے نکلکر بلخ مین آیا۔ اور امیر نوح بھی بخارا سے چلکر اوس سے ملا۔ ادہر فائق اور امیر ابو علی سمجوری لشکر گران لیکر روانہ ہوئے ہرات کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے شکست دی۔ فائق اور سمجوری بھاگ کر نیشاپور پہونچے۔ اس فتح کے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصر الدین کا خطاب اور سلطان محمود کو سیف الدولہ کا خطاب اور منصب امیر الامرائی (جو قبل ازین ابو علی سمجوری کے نام تھا) عطا فرمایا۔ اسکے بعد امیر نوح بخارا کو واپس گیا۔ اور امیر و سلطان محمود نیشاپور آئے۔ فائق اور سمجوری جو پناہ گزین تھے۔ امیر کی آمد سنکر بھاگ گئے۔ اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لی وہان سے امیر غزنین روانہ ہوا۔ اور سلطان محمود تنہا نیشاپور مین رہا۔

فائق اور سمجوری کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً یلغار نیشاپور آئے۔ اور سلطان محمود کا تمام اسباب و مال لوٹ لیگئے۔ ادہر امیر کو فائق و سمجوری کے اس ناشایستہ حرکت کی خبر ہونے پر لشکر جرار کے ساتھ نیشاپور پہونچا۔ اور نواح طوس مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے ان دونون کو پھر شکست دی۔ مگر فائق و سمجوری زندہ بھاگ کر قلعہ کلات مین چھپے۔ اس کے بعد امیر سبکتگین نے بیفکری کے ساتھ غزنین مین ایک عرصہ تک حکومت کی۔ آخر ماہ شعبان ۳۸۷ھ م ۹۹۷ء مین حدود بلخ کے اندر ترمذ مین وفات پائی۔ ۵۶ سال کی عمر تھی۔ اوسکا جنازہ عماری مین غزنین لیجاکر دفن کئے۔ مدت حکومت بیس سال ہے۔

امیر سبکتگین کے متعلق یہان دو حکایات لکھی جاتی ہین۔ گو یہ حکایات پایۂ تاریخ سے ساقط ہین۔ مگر ان مین ایشیائی مصنفون کی انسانیت اور آدمیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کسطرح تاریخ سے حسن اخلاق کی تعلیم کرتے ہین۔ اور ہمیشہ سے

ایشیائی مورخ ان خوابون فالون طالعون کو تاریخ کا ایک دلکش جزو سمجھتے ہین۔ مگر انگریزی مورخ انکو بالکل تاریخی اعتبار سے فضول جانتے ہین۔ تاریخ بیہقی مین درج ہے کہ جب امیر بخارا کو جاتا تھا تو منزل خاکستر مین فروکش ہوا۔ اور یہانپر بہت کچہہ صدقہ وخیرات کیا۔ اسکے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تھوڑی دور پر ایک جگہہ کھودنے کا حکم دیا۔ کھودنے پر ایک لوہے کی میخ نکلی۔ امیر نے اوسکو دیکھکر گھوڑے سے اترا اور بہت رویا۔ جائے نماز منگاکر دوگانہ شکر الٰہی بجالایا۔ جب لوگون نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ میرے آقا کے پاس میرے سوا اور بارہ غلام تھے۔ اوس نے ہمکو جیحون سے پار اُتار کر شہر قان مین لایا۔ وہان سے گورکانان آیا۔ یہان کے بادشاہ نے سات غلام خریدے۔ پھر نیشاپور کے راہ مین مرورود اور سرخس مین چار غلام اور فروخت ہوے۔ اب مین اور ایک دوسرا غلام باقی رہے۔ مجھے سبکتگین دراز کہتے تھے۔ اتفاق سے میرے آقا کے تین گھوڑے میری ران کے نیچے زخمی ہوچکے تھے۔ جب مین خاکستر آیا تو ایک پھر میری ران کا گھوڑا زخمی ہوگیا۔ اسپر میرے آقا نے مجھے بہت مارا۔ اور قسم کہائی کہ نیشاپور مین جس قیمت پر بنے تجھے بیچ ڈالون گا۔ چنانچہ مین اسی رنج وغم مین سوگیا۔ حضرت خضرؑ نے بشارت دی کہ تو بڑا نامور بادشاہ ہوگا۔ اور جب تو پھر اس سرزمین مین آئیگا تو تیرے ساتھہ بہت سا لشکر رہیگا۔ مگر خلق خدا کے ساتھہ انصاف کرنا۔ مین نے اُٹھ کر غسل کیا۔ اور پچاس رکعت نماز پڑہی۔ اور اس میخ کو لیکر نشان کے لئے یہان گاڑ دیا۔

صبح ہونے پر میرے آقا نے سفر کیا۔ اور وہ میخ طلب کی جب مین نہ دے سکا تو تازیانون سے خوب مارا۔ اور پھر قسم کھائی کہ تجھے جس قیمت پر ہوسکے بیچ ڈالون گا۔ اور نیشاپور تک دو منزل پیادہ چلایا۔ وہان الپتگین نے مجھے اور میرے ساتھہ والے کو خرید لیا۔ اسکے بعد مین نے یہانتک ترقی کی۔

جامع الحکایات مین لکھا ہے کہ نیشاپور مین جب الپتگین کے خدمت مین سبکتگین رہتا تھا تو اوسکے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچہہ اور نہ تھا۔ سارا دن جنگلون مین پھرتا اور شکار کھیلتا۔ ایکدن ایک ہرنی اپنے بچے کے

ساتھ چر رہی تھی۔ اس نے گھوڑا دوڑا کر بچہ کو پکڑ لیا۔ اور خوشی خوشی لیکر چلا۔ ہرنی نے بھی گھوڑے کا پیچھا
لیا۔ جب اس نے مڑکر دیکھا تو ہرنی پریشان ساتھ آرہی ہے۔ اس نے ترس کھا کر بچہ کو چھوڑ دیا۔ اوسی رات
رسول خدا صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اے امیر ناصر الدین تو نے ایک حیوان بے زبان پر
رحم کیا ہے۔ اور خدا نے تیرے نام سلطنت لکھی ہے۔ پس تجھکو چاہئے کہ عامۂ خلائق کے ساتھ بھی یہی
رحم کا شیوہ رکھے۔

امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین

امیر سبکتگین کا جب انتقال ہوا تو محمود کی عمر تیس برس کی تھی۔ اور وہ اسوقت نیشاپور میں تھا۔ امیر اسمعیل
اسکا چھوٹا بھائی باپ کے پاس تھا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس نے میدان خالی پا کر خود بخود تاج
شاہی سر پر رکھا۔ مگر بعض کا یہ قول ہے کہ باپ کی وصیت کے موافق وہ قبۃ الاسلام بلخ میں تخت پر بیٹھا
سپاہ کی دلجوئی اور امرا کی خاطرداری مین خزانہ کے منہ کھولدئے۔ جب یہ خبر محمود کو معلوم ہوئی تو اوس نے
بھائی کے پاس ایک تعزیت نامہ ابوالحسن حموی کے ہاتھ اس مضمون کا بھیجا۔ کہ امیر سبکتگین میرا اور تمھارا
پشت پناہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اے برادر عزیز مجھے دنیا مین کوئی چیز تجھسے زیادہ عزیز نہین ہے۔
اگر تیری عمر بڑی ہوتی۔ اور تو زمانہ کا تجربہ کار ہوتا۔ اور سلطنت کے دقایق سے اور ثبات ملک و دولت کے
قواعد سے اہر ہوتا تو میری یہی آرزو ہوتی کہ تو تخت پر بیٹھے۔ باپ نے جو تجھکو اپنا جانشین کیا وہ مصلحت
ملکی تھی۔ اگر تخت خالی رہتا معلوم نہین کیا فساد برپا ہوتا۔ تو پاس تھا۔ اس لئے تخت پر بٹھا دیا۔ اب
انصاف کی نظر سے قائل کر۔ اور شریعت غرا کے بموجب دولت اور ملک کو تقسیم کر۔ دارالسلطنت میرے
حوالہ کر۔ بلخ و خراسان کا ملک تیرے لئے صاف کئے دیتا ہون۔ مگر امیر اسمعیل نے یہ منصفانہ کلام بھائی کا
نہ سنا۔ ناچار محمود نے بجز لڑائی کے چارہ نہ دیکھا۔ نیشاپور اور غزنین سے دونون بھائی بارادۂ جنگ چلے۔
ہرچند امیرون نے چاہا کہ اسمعیل بھائی کا کہنا مان جائے۔ اور لڑائی نہ ہو۔ مگر یہ بات بن نہ پڑی۔ دونون

بھائیون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ کھیت محمود کے ہاتھ رہا۔ غزنین فتح ہوگیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوا۔ ایکدن
محمود نے بھائی سے پوچھا کہ اگر تو مجھپر فتح پاتا تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتا۔ جواب دیا کہ قلعہ مین قید کرتا۔ مگر
آرام وآسایش کا سب اسباب مہیا کرتا۔ اس وقت تو اس بات کو محمود نے ٹال دیا۔ مگر پھر اسمٰعیل کو جرجان
کے قلعہ مین قید کیا۔ اور سب چین اور آرام کا اسباب اسکے لئے تیار کردیا۔ ساری زندگی قید مین بسر ہوئی
پورا ایکسال بھی اسمٰعیل نے سلطنت نہ کی۔ من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔

امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی بن امیر ناصر الدین سبکتگین

سلطان محمود کی ماں اعیان زابلستان کی نسل سے تھی۔ اسلئے اُسکو محمود زابلی بھی کہتے ہین۔ اور اسکی
تاریخ ولادت شب عاشورہ ۳۵۷ھ ہے۔ جب سلطان محمود کو بھائی کی لڑائی سے فرصت ملی۔ اور
۳۸۸ھ م ۹۹۸ء مین تخت غزنین پر رونق افروز ہوا۔ تو پہلے بلخ کے جانب توجہ کی۔ اسکا سبب یہ تھا
کہ امیر نوح نے خراسان مین امیر الامرائی کا منصب سلطان محمود کو اوسکے باپ کے زمانہ مین ہی عطا
کیا تھا۔ (جسکا ذکر اسکے قبل ہوچکا ہے) مگر امیر منصور ثانی بن نوح ثانی نے منصب مذکور بکتوزون کے
تفویض کردیا تھا۔ اولاً سلطان محمود نے امیر منصور کے پاس ایلچی کے ذریعہ یہ شکایت پیش کی امیر نے
جواب دیا کہ بلخ ہرات وترمذ کی عمارت تم کو دیگئی ہے۔ اور بکتوزون کو خراسان کی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری
دولت کا قدیمی بندہ ہے۔ پھر دوبارہ سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کے ہاتھ بہت سے تحائف وغیرہ
ارسال کرکے وہی شکایت کہلا بھیجی۔ جب ابوالحسن بخارا پہونچا تو امیر منصور نے اوسکو منصب وزارت
سے سرفراز کیا۔ پھر کیا تھا سلطان محمود کا جواب ملتوی رکھا۔ آخر سلطان کو بلخ کے جانب توجہ کرنی
پڑی۔ چنانچہ اولاً سلطان نیشاپور گیا۔ بکتوزون کو جب سلطان کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو فرار ہوگیا
سلطان نے ایک عرضداشت قطع حجت کے لئے امیر منصور کو لکھی۔ لیکن امیر منصور نے اوسپر مطلق التفات

دکیا۔ بلکہ سپاہ جمع کرکے لڑنے کے ارادہ سے ایکدم خراسان ہوتا ہوا سرخس پہونچا۔ گو سلطان میں امیر منصور سے لڑنے کی طاقت اعلی پیمانہ پر تھی۔ مگر کفران نعمت و بدنامی کی سرزنش سے خوف کرکے نیشاپور واپس چلا آیا۔ وہان سے مرغاب گیا۔ ادہر بکتوزون نے فائق کی صلاح سے غدر مچا دیا۔ اور امیر منصور کو گرفتار کرکے آنکھون مین سلائی پھیر دی۔ اور اوسکے بھائی عبد الملک ثانی کو جو ابھی ... دس سال تھا تخت بٹھادیا یہ سب کچھ کرکے سلطان کے ڈر سے مرو کو چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً اون نمکحرامون کا تعاقب کرکے اولا مرو پہونچا۔ جہان بکتوزون اور فائق سے مقابلہ ہوا۔ اور اون دونون نمکحرامون نے شکست پائی۔ مگر فائق نے عبد الملک کو لیکر بخارا روانہ ہوگیا۔ اور بکتوزون نیشاپور گیا۔ انہین ایام مین اتفاقاً فائق نے انتقال کیا۔ اور ایلک خان[1] کاشغری نے بخارا پر چڑہائی کی۔ اور عبد الملک و اوسکے تمام تابعین کا کام تمام کرکے دولت آل سامان کو جو ۱۲۸ سال تک فرمانروائی کی تھی۔ تباہ و برباد کردیا۔ ادہر سلطان محمود بلخ و خراسان کی حکومت مین مصروف ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان کو خلیفہ بغداد القادر باللہ عباسی (جو خلفائے عباسیہ کا پچیسوان خلیفہ تھا) نے اوسکی جوانمردی اور شجاعت کا شہرہ سنکر

---

[1]۔ ان خوانین کے حالات تاریخ مین بہت کم پائے جاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے اختتام پر مشرقی فرغانہ ترکی قبایل کو جو مسلمان ہوچکے تھے متحد کرکے صاحب تاج و تخت ہوے۔ پہلے انکا دار السلطنت کاشغر تھا لیکن ۹۹۹ء مطابق ۳۸۹ھ مین سامانیون سے ماوراء النہر کا ملک فتح کرکے بخارا کو اپنا صدر مقام بنایا۔ جہان سے ایلک خان ترکی قبایل پر جو کہ چین سے بحیرۂ کسپین تک پھیلے ہوے تھے حکومت کرتا تھا۔ انہون نے جیحون کے جنوبی صوبجات پر بھی دندان آز تیز کئے تھے۔ مگر ۱۰۰۸ء مطابق ۳۹۹ھ مین محمود غزنوی نے انکو شکست فاش دی چنانچہ اسی وجہ سے ایلک خانیون کی حکومت ماوراء النہر کاشغر اور مشرقی تاتار مین محدود رہی انکے دور حکومت مین ماوراء النہر سے بہت سی قومون مثلاً ترکمان۔ سلجوق وغیرہ نے ہاتھ پاؤن نکالے۔ جنہون نے بعد مین ایران کا رخ کیا۔ ۱۲ مترجم۔

ایک خلعت فاخرہ امین الملتہ یمین الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ بعد ازان سلطان اواخر ذیقعدہ ۳۸۹ھ

مین بلخ و ہرات ہوتا ہوا سیستان گیا۔ اور وہان کے حاکم حنیف بن احمد کو مطیع کر کے غزنین مراجعت کی

اس اثنا مین ایلک خان نے سلطان کو خراسان کی حکمرانی کی مبارکباد دی۔ جسکا جواب سلطان نے

ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کے ہاتھہ ادا کیا۔ اور اوسکے ساتھہ تحائف نفیسہ بھی بھیجے۔ چنانچہ ایلک خان

نے بھی اکثر بیش قیمت اشیا سلطان کی خدمت مین تیار روانہ کیا۔ اس طرفین کے ہدایا و تحائف نے یگانگت و دوستی کی بنا

قایم کی۔ مگر یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہو گئی جسکا بیان آیندہ ہوگا۔

جب ایلک خان کے ہاتھہ آل سامان کا خاتمہ ہو گیا۔ تو سلطان محمود خود مختار پادشاہ بنگیا۔

خطبون او سکون سے آل سامان کا نام نکال کر اپنا نام شریک و جاری کیا۔ اور اپنی سلطنت کا انتظام

و بندوبست کر کے یہ خیال کیا۔ کہ جہاد کے ذریعہ سے ہندوستان مین اسلام پھیلایا جائے۔ جس سے

دنیا مین ہمیشہ کے لئے غازی کہلائے۔ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا۔ اور ہندوستان کیجانب توجہ کی۔

سلطان محمود کے بارہ حملے ہندوستان پر زیادہ مشہور ہین۔ مگر در اصل وہ سترہ دفعہ ہندوستان آیا ہے۔

ان مہمات کی نسبت تاریخون مین بہت اختلاف ہے۔ اور ترتیب مین بھی اکثر مہمات کو مورخون

نے مقدم و موخر لکھا ہے۔ انگریزی مورخون نے اسمین بہت کچھہ موشگافیان کی ہین۔ اور اوسکی تحقیقات

و دریافت مین خوب زور لگایا ہے۔ ہمارے معزز ناظرینون کو ذیل کے واقعات دیکھنے سے اوسکی

تصدیق ہو جائے گی۔

مہم اول۔ فرشتہ اور نظام الدین احمد نے لکھا ہے۔ کہ سنہ ۳۹۰ھ سنہ ۱۰۰۰ء مین سلطان محمود نے پہلے دفعہ

ہندوستان کے جانب توجہ کی اور چند قلعے فتح کر کے اپنے جانب سے وہان حاکم مقرر کیا۔ اسکے بعد

غزنین واپس آگیا۔ مگر اسکا ذکر تاریخ یمینی مین نہین ہے۔

مہم دوم سنہ ۳۹۱ھ سنہ ۱۰۰۱ء مین دس ہزار چیدہ سوار لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ پشاور کے قریب اوسکے

باپ کا قدیمی دشمن جیپال والی لاہور بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل اور تین سو زنجیر فیل لیکر آمادہ پیکار
ہوا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۸ محرم ۳۹۲ھ روز دوشنبہ راجہ کو شکست ہوئی۔ پانچہزار ہندو مارے گئے
اور خود راجہ معہ اپنے پندرہ عزیزون کے گرفتار ہو گیا۔ اس لڑائی مین غنیمت بیشمار ہاتہہ آئی۔ اور جیپال
کے گلے مین بیش بہا مالا (جسکی قیمت ایک لاکہہ اسی ہزار دینار سرخ تھی۔) تہا۔ وہ بھی سلطان کے ہاتہہ
لگا۔ علاوہ برین مورخون نے لکہا ہے۔ کہ راجہ کے ساتہہ اوسکے پندرہ عزیز جو گرفتار ہوئے تھے۔ ہر ایک
کے گلے مین ایک ایک بیش قیمت مالا تہا۔ اون پر بھی سلطان نے قبضہ کیا۔ اسکے بعد قلعہ بہٹنڈہ[۱] (جو راجہ کا
مسکن و مامن تھا) کو تاراج و تباہ کیا۔ اور راجہ جیپال کو ساتہہ لیکر غزنین آیا۔ یہان راجہ نے اپنا اور اپنے
عزیزون کا زر فدیہ و جزیہ ادا کیا۔ اور خراج کا عہد و پیمان کرکے رہائی پائی۔ مگر جب اپنے ملک مین آیا تو راجہ
نے متواتر شکست پانے اور قید ہونے کی ندامت مین اپنے بیٹے انند پال کو تخت نشین کرکے خود آگ مین
جلکر خاکستر ہو گیا۔ اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ھ مین سیستان جاکر ضعیفکو غزنین لے آیا۔
مہم سوم[۳] ۳۹۵ھ مین شہر بہاطیہ (بھٹنیر) کا رخ کیا۔ یہان کا راجہ بجے رائے اپنے مستحکم قلعے اور جرار فوج پر

[۱] انگریزی مورخون نے قلعہ بھٹنڈہ کی تحقیق مین بہت جانفشانی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دریائے ستلج پار کرکے سلطان
نے روک ٹوک دریا عبور کرکے فتح کرلیا۔ کرنیل ٹوڈ کہتے ہین کہ وہ بڑا آباد اور نامی مقام تہا۔ لاہور کا راجہ
کبھی لاہور مین اور کبھی اس قلعہ مین رہتا تہا۔ سر جان الیٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قلعہ بہٹنڈہ کوئی نیا
مقام نہین ہے۔ بلکہ وہ بار ہندیا والے ہند ہے۔ جیسا کہ تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ یہ مقام دریائے سندہ کی مغربی کنارہ
پر مشہور و معروف ہے۔ اٹک سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور و پشاور کے قدیمی شارع اعظم سے تین
منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ مشرقی قندہار کا دار السلطنت تہا۔ ابو الفدا۔ بیرونی۔ بیہقی۔ نے سکندر اعظم کو
اسکا بانی قرار دیا ہے۔ اب اسکو ہنڈ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

کمال ورجہ مضبوط تہا۔ اونسی کو شمار مین نہ لاتا تھا چنانچہ یہان پر تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی آخر راجہ نے شکست پائی۔ وہ قلعہ بند ہو گیا۔ مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے خندق کے بہرنے مین مشغول ہوے راجہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ایسا پریشان ہوا کہ رات کو پیادہ پا جنگل مین بہاگ گیا۔ مگر سپاہ سلطانی نے تعاقب کرکے راجہ کو گہیر لیا۔ جب کوئی خلاصی کی صورت نہ دیکہی تو خودکشی کرلی۔[۱۴]

مہم چہارم ۳۹۶ھ مین سلطان نے ملتان کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس ارادہ کا باعث یہ ہے کہ شیخ حمید لودہی والی ملتان امیر سبکتگین کے ساتہہ اخلاص رکہتا تہا اوسکا پوتا ابو الفتح یا داؤد بن نصیر بن شیخ حمید بہی چندروز اپنے دادا کے قدم بقدم چلا۔ مگر جب شہر بہٹنیر کے محاصرہ مین سلطان مصروف ہوا تو اس نے ناشائستہ حرکات شروع کین۔ اور سلطان مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس سال تو کچہہ نہ بولا۔ مگر دوسرے سال سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابو الفتح قرمطی[۱۵] ہو گیا ہے۔ اور ملتان کے مسلمانون کو بہی قرمطی بناتا

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۶

[۱۴] ہندؤن کا یہی عقیدہ ہے کہ جو راجہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پائے یا قید ہو جاے تو پہر سلطنت کرنے کے قابل نہین رہتا۔ اس گناہ کا کفارہ آگ مین جلنا تجویز کیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

[۱۵] ہر مذہب کا یہ قاعدہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ جتنی مدت اوسپر گذرتی ہے۔ اوتنی اوسکی تفریق ہوتی ہے یعنے بدعتی فرقے نئے نئے پیدا ہوتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام بہی اس قاعدے سے مستثنی نہ تہا۔ اسمین بہی بدعتی فرقے پیدا ہونے شروع ہوے۔ بعض فرقون نے وہ بدعات اختراع کین کہ اصل اسلام کا حصہ انکے مذہب مین تہوڑا ہی باقی رہا۔ ان بدعتی فرقون سے ایک فرقہ قرمطی بہی ہے۔ یہ فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے۔ گو ان دونو فرقون کے مسائل مین فرق ہے۔ مگر مورخ اپنی لاعلمی سے صرف ایک لفظ ملاحدہ لکہکر ایسا خلط ملط کرتے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ کونسا فرقہ ہے۔ ایک شخص عبداللہ بن میمون نے جو ایرانی تہا۔ مذہب اسماعیلیہ کو اختیار کیا۔ اس نے عرب کے غلبہ ہی کو مٹانیکا ارادہ نہین کیا بلکہ اسلام اور سارے مذہبون کے خاک مین ملانے کا قصد کیا۔ اوسکے مذہب کا خلاصہ یہ تہا کہ سارے

چاہتا ہے۔ چنانچہ اوسکے انسداد کے لئے عین موسم باران مین ملتان کو چلا۔ راستہ مین تمام دریا طغیانی پر تھے۔ لہذا سلطان نے راجہ انندپال کو لکھا کہ وہ اپنے ملک مین سے گذر نے دے۔ لیکن اوس نے منظور نہ کیا۔ اور مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا۔ سلطان نے یہی مناسب سمجھا کہ اول انندپال کی گوشمالی کیجائے۔ باوجودیکہ جنگل گنجان تھا۔ مگر سلطان درختون کو کاٹتا اور وہان کے آدمیون کو قتل کرتا انندپال کے جانب روانہ ہوا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۷) مذہب بیہودہ ہین۔ اس دنیا مین اور عقبیٰ مین نیک اعمالی کی جزا ہے۔ نہ بدافعالی کی سزا ہے۔

اس حمدان کے مریدون مین سے ایک شخص احمد نام تھا۔ جو قرامطی مذہب کا بانی ہے۔ چنانچہ اس کا عروج ۲۷۸ھ مین ہوا۔ قرمطہ یعنی عربی مین خط کے باریک اور تنگ لکھنے کے ہین۔ اور کام کے نزدیک رکھنے کے۔ اور احمد کو قرمطا اسلئے کہتے تھے کہ وہ پوشیدہ وباریک طور پر اپنے مذہب کی تلقین کرتا تھا۔ اسی کے نام سے اوس کے فرقے کا نام قرمطی ہوا۔ جسکی جمع قرامطہ آتی ہے۔ اس نے شہری وجنگلی قومون کو جنکا مذہب کچھہ بہی نہ تہا۔ اور عقل سے بہی خارج تھے۔ اپنے دین کے طرف دعوت کی۔ اور یہ نامہ لکھا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرج بن عثمان رہنے والا قریہ نصرانیہ کا لکھتا ہے کہ مین مسیح کے طرف سے جو کلمہ ہے دعوت کرتا ہون۔ وہی مہدی تہا۔ وہی احمد بن محمد بن حنفیہ تہا۔ وہی جبرئیل تہا۔ اب انسان کی صورت مسیح بنا ہے۔ اور مجھے کہا کہ تو داعی ہے۔ اور حجت ہے۔ اور ناقہ صالح وخر عیسی ویحیی ابن ذکریا وروح القدس ہے۔" اور اون کو یہ بہی بتلایا کہ نماز کی چار رکعتین ہین۔ دو طلوع شمس اور دو غروب شمس سے پہلے۔ ہر نماز کی اذان یہ ہے۔ کہ موذن تین دفعہ کہے اللہ اکبر۔ اور دو دو مرتبہ کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اور اشہدان آدم رسول اللہ۔ اور اشہدان نوحاً رسول اللہ۔ اور اشہدان عیسی رسول اللہ۔ اور اشہدان محمد رسول اللہ۔ اور اشہدان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ"۔

بیت المقدس کے طرف قبلہ ہے۔ اور اتوار کا دن یوم سبت ہے۔ اُس دن تعطیل چاہئے۔ اور ہر نماز مین سورہ فتح پڑہنا چاہئے۔ جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے۔ روزہ دو روز مہرجان اور نیروز کے دن رکھے۔ شراب حرام

جب انند پال نے یہ حالت دیکھی تو شہر سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی۔ اور سلطان بھی اوسکے تعاقب مین وہین سر پر پہونچا۔ آخر انند پال مجبور ہوکر کشمیر بھاگ گیا جب ابوالفتح نے راجا انند پال کی یہ درگت دیکھی تو خیال کیا کہ ایسا بڑا راجہ تو سلطان کے ہاتون یون مارا مارا پہرتا ہے۔ پہر میری اصل او حقیقت کیا ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تمام مال ہاتھیون پر بار کرکے سراندیپ چلا جاؤن۔ مگر سلطان بھی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) خمر حلال۔ جنابت سے غسل کرنا لازم نہین۔ مگر نماز کے واسطے ضرور فرض ہے۔ جن جانورونکو کچلی اور دانت ہون اونکا کہانا درست۔ اس فرقہ نے سنہ ۲۹۰ھ مین شام پر بڑا ہولناک حملہ کیا۔ اور سنہ ۳۱۱ھ مین بصرہ اور کوفہ کو لوٹا۔ اور ابوطاہر کو اپنا پیشوا بنا کر سنہ ۳۱۹ھ مین شہر مکہ کو لے لیا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور حجرالاسود کو لیگئے بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکہا۔ خاندان عباسیہ کا بیسوان خلیفہ الراضی سالانہ روپیہ انکو اس واسطے دیتا تہا کہ وہ حاجیون کو حج کرنے دین۔ ہلاکو اور منگو خان نے اس فرقۂ قرمطیہ اور اسماعیلیہ کے زن و مرد اور بچون کو قتل کیا ابوریحان بیرونی نے لکھا ہے کہ قرمطی مشرق مین وادی سندتک پہیل گئے۔ ملتان کے بت اعظم کو توڑا۔ محمود غزنوی نے اسی فرقہ کا ملتان سے منہ کالا کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان سے بالکل خارج نہین ہوے محمود غوری نے پہر اون کو سنہ ۵۷۱ھ مین ملتان سے نکالا تہا اور سنہ ۶۳۴ھ مین دہلی مین ان کا زور ہوگیا تہا۔ کہ یہان کی جامع مسجد مین بہت آدمیون کو قتل کیا تہا۔ مگر آخر کو قرمطیون مین سے کوئی باقی نہین رہا۔ سب قتل ہوے۔

تاریخ مذاہب الاسلام مولفۂ مولوی محمد نجم الغنی صاحب رامپوری مین لکہا ہے۔ کہ مذہب قرامطہ کا پیشوا حمدان اشعث معروف بہ قرمط ہے۔ اور حمدان کو قرمط کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ وہ کوتاہ پا تہا۔ چلنے مین قریب قریب قدم رکہتا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ واسط کے علاقہ مین قرمط ایک جگہ کا نام ہے جہان کا یہ رہنے والا تہا۔ اس شخص نے اپنے مقلدونکا نام قرامطہ کہا تہا۔ اور یہ لقب اوسکے معتقدون مین اس قدر غالب و رائج ہوگیا کہ پہر کوئی آدمی مبارکیہ کو قرامط نہین کہتا تہا۔ صرف اوسی کے پیروؤن کو قرامط کہا کرتے تہے۔ ورنہ قرامط

ایلک خان کو طمع دامنگیر ہوئی۔ اور ملک خراسان کو خالی پاکر اپنے سپہ سالار سیاوش تگین (جو اوس کا رشتہ دار بھی تھا) کو لشکر بیشمار کے ساتھ خراسان بھیجا۔ اور جعفر تگین کو دار الملک بلخ پر شحنہ بنایا۔ ادھر سلطان مہم بھٹنڈہ سکھپال کے سپرد کرکے لشکر جرار کے ساتھ بلخ آیا۔ جعفر تگین کو جب یہ خبر لگی تو بلخ سے بھاگ کر ترمذ پہونچا۔ سلطان نے ارسلان جاذب کو دس ہزار سوار کے ساتھ اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین جب جیجون کے کنارے پر آیا تو دریا طغیانی پر تھا۔ اس لئے وہان سے واپس ہوکر مرو پہونچا۔ کہ بیابان کی راہ سے ماوراء النہر چلا جائے۔ وہان سے سرخس گیا۔ حسن ابن طاق نے روکا۔ مگر سیاوش نے اوسے شکست دیکر قتل کیا۔ ادھر ارسلان جاذب نے اوسے سرخس مین ٹھہرنے نہ دیا۔ آخر سیاوش نیشاپور روانہ ہوا لیکن ہر منزل مین ارسلان جاذب اوسکا پیچھا کیا۔ جس سے اوسکا مال و اسباب بہت ضایع ہوا۔ پھر سیاوش نے شمس المعالی قابوس سے التجا کی۔ اور بہت مشکل کے ساتھ بیابان کی راہ سے مرو روانہ ہوا۔ ارسلان کے انتظار مین سلطان مرو مین ٹھہرا ہوا تھا جب سلطان نے دیکھا کہ سیاوش بیابان کی راہ سے اسطرف آتا ہے تو ابو عبد اللہ طائر کو لشکر عرب دیکر پیچھے بھیجا۔ سیاوش اور عبد اللہ کے درمیان خوب مقابلہ ہوا۔ اور عبد اللہ نے اوس کے بھائی کو معہ سات سو آدمیون کے قید کرکے غزنین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین نے جان بچاکر چند آدمیون کے ساتھ ایلک خان کے پاس پہونچا۔ جب ایلک خان نے یہ حالت دیکھی تو قدر خان شاہ چین سے استمداد چاہی۔ چنانچہ قدر خان پانچہزار کی فوج سے ایلک خان کی کمک کو آیا۔ اور سلطان نے بھی ترکی۔ خلجی۔ افغانی۔ ہندی۔ غوری۔ لشکرون کو جمع کرکے بلخ سے چار فرسخ پر ایک وسیع میدان مین فروکش ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ ہزارون آدمی ایلک خان اور قدرخان کے مارے گئے یہ شکست سنہ ۳۹۷ھ ۱۰۰۶ء مین ایلک خان کو ایسی ہوئی کہ پھر اوس نے خراسان لینے کا نام نہین لیا۔ آخر سنہ ۴۰۳ھ مین ایلک خان کا انتقال ہوگیا۔

تاریخ یمینی مین لکھا ہے کہ جب ایلک خان نے شکست کھاکر فرار پر کمر باندھی تو سلطان نے باوجود موسم سرما

ہونیکے اوسکا تعاقب کیا۔ اکثر سپاہی اس تعاقب سے ناراض تھے۔ کیونکہ سردی بہت سخت اور جان گسل تھی گر بمصداق حکم حاکم مرگ مفاجات لشکریون کوناچار سلطان کا ساتھہ دینا پڑا۔ چنانچہ دو کوچ ہوے۔ تیسری کوچ پر برف شدت سے پڑی۔ سلطان کے لئے ایک بارگاہ کھڑی کرکے اوس مین اسقدر انگیٹھیان جلائی گئین کہ اکثر مقربان شاہی نے سر کے کپڑے گرمی کے باعث اوتار ڈالے۔ اس اثنا مین دلچک نام ظریف (جس سے سلطان اکثر ہنسا کرتا تھا) بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ تو باہر جاکر جاڑے سے کہہ کہ ہم یہان ایسے گرم ہوگئے ہین کہ کپڑون کو اُتار کر پھینکنے کی نوبت آئی ہے۔ دلچک تعمیلاً باہر گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کی۔ کہ مین نے سلطان کا پیام جاکر کہا۔ اوس نے عرض کیا ہے کہ گو سلطان اور اوس کے مقربین تک میری سائی نہین ہوسکتی۔ مگر آج کی رات شاگرد پیشا ونکی خوب خبر لون گا۔ جس کے باعث کل کے روز سلطان و اوس کے مقربین کو اپنے اپنے گہوڑون کی آپ خود خدمت کرنی ہوگی۔ حالانکہ یہ تمام گفتگو تمسخرانہ کی گئی تھی۔ مگر اوسکا اثر سلطان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ فوراً ایلک خان کے تعاقب سے درگذر کرکے مراجعت کا حکم دیا۔

مہم پنجم۔ اس اثنا مین ہندوستان سے خبر آئی کہ سکھپال (جسکو آب ساریا نواسہ شاہ کہتے تھے) مرتد ہوگیا ہے۔ چونکہ سلطان نے مہم ملتان کے زمانہ مین ابوالفتح لودی سے صلح کرکے مہم بھٹنڈہ راجہ سکھپال کے تفویض کی تھی۔ اور آپ ایلک خان کی تنبیہ کے لئے غزنین چلا آیا تھا۔ جب اوسکی مرتدی کی خبر معلوم ہوئی تو فوراً کوچ پر کوچ کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ مگر سلطان کے پہونچنے کے قبل ابونصر نے سکھپال کو گرفتار کرلیا تھا۔ چنانچہ سلطان سکھپال کو لیکر غزنین آیا۔ اور اوسکو تمام عمر قید مین رکھا۔

مہم ششم۔ ملتان کی تسخیر کیوقت انندپال کےسلطان کے تعاقب سے پریشان ہوکر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تھی۔ گو اوس وقت سلطان نے درگذر کیا تہا۔ گر وہ خلش اب تک سلطان کے دل مین باقی تھی۔ چنانچہ ۳۹۹ ہجری مطابق ۱۰۰۸ء مین سلطان نے ایک لشکر عظیم تیار کرکے انندپال کے سر پر پہونچا۔ اور انندپال بھی ان سے

غافل نہ تہا۔ اوس نے بہی تمام ہندوستان کے راجاؤن کے پاس اپنے ایلچی بہیجکر سلطان کے ارادہ سے مطلع کیا تہا۔ اور کہلا بہیجا تہا کہ اگر تم میری امداد مین تاخیر کروگے تو سلطان محمود تباہ اور خاک سیاہ کردیگا۔ انندپال کی اس درخواست نے راجایان۔ اجین۔ کالنجر۔ قنوج۔ دلی۔ اجمیر۔ گوالیار کے دل مین ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے اپنا اپنا منتخب لشکر انندپال کی کمک کے لئے پنجاب کو بہیجدیا۔ اکثر مورخون کا اتفاق اس پر ہے کہ اس لڑائی مین یہانتک مسلمانون کے دفع کرنیمین کوشش کیگئی تہی کہ ہندوستان کی تمام مالدار عورتون نے اپنا اپنا تمام زیور چاندی سونے کا گلاکر اور جواہر بیچکر اور مفلس عورتون نے چرخہ کات کر لڑائی مین روپیہ دیا تہا۔ غرضکہ اسوقت انندپال کے لشکر کی وہ کثرت اور سازوسامان کی وہ افراط تہی کہ پہلے امیر سبکتگین کے زمانہ مین بہی جیپال نے نہین کیا تہا۔ چنانچہ پشاور کے مقام پر طرفین کے لشکر بلا کسی جنگ کے چالیس روز تک پڑے رہے۔ اور دونون لشکرون نے اپنی اپنی حفاظت کیلئے گرداگرد عمیق خندقین کہدوائی تہین۔ آخر لڑائی کا آغاز ہوا۔ اس اثنا مین بیس ہزار گہکر سروپا برہنہ ہاتون مین طرح طرح کے ہتیار لئے ہوئے خندق پار ہوکر سلطان کے لشکر مین گہس آئے۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین تقریبًا تین چار ہزار مسلمانون کو شہید کرڈالا۔ ان گہکرون کی دلیری دیکہکر سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ آج لڑائی موقوف کرے ناگاہ راجہ انندپال کی سواری کا ہاتہی نفط و تفنگ کے شوروغل سے بگڑا۔ اور بے تحاشا پیچہے کو بہاگا۔ راجہ کی فوج نے جانا کہ راجہ بہاگا جاتا ہے۔ پہر کیا تہا۔ لشکر مین ہلچل پڑگئی۔ اور سپاہ کا منہ پیچہے کو پہر گیا۔

عبداللہ طائی نے پانچ چہہ ہزار عربی سوار۔ اور ارسلان جاذب نے چار ہزار ترکی۔ افغانی۔ خلجی۔ سوار لیکر دوشبانہ روز اُن کا تعاقب کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹہہ ہزار ہندو مارے گئے۔ تیس زنجیر فیل اور ہتیار غنیمت ہاتہہ آئی۔

سلطان نے اس فتح کے بعد نگرکوٹ کا محاصرہ کیا۔ چونکہ تمام فوج راجہ انندپال کی لڑائی مین شامل تہی

اور قلعہ بہادر سپاہیون سے خالی تہا۔ بیچارے پوجاریون نے اپنے سر پر جو یہ آفت دیکھی۔ تیسرے روز جان کی امان چاہی۔ اور قلعہ کے دروازے کہول دئے۔ چنانچہ یہ قلعہ بہت آسانی کے ساتہہ فتح ہوگیا۔ اور سلطان ابو نصر احمد بن محمد والی جرجان کو ہمراہ لیکر معہ دیگر مقربین کے قلعہ مین داخل ہوا۔ جواہر کو خود سمیٹا۔ اور طلا و نقرہ بیش بہا چیزون کو اوس کے دو حاجب تونتاش اور التونتگین نے جمع کیا اونہون نے جسقدر خزانہ بار ہوسکا بار کیا۔ باقی کو افسرون نے دامنون مین لیا۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ سے ستر لاکہہ درہم سات لاکہہ دینار سرخ۔ سات سو من آلات نقرئی وطلائی۔ دو سو من کندن دو دو ہزار من نقرۂ خالص۔ بیس من انواع جواہر دستیاب ہوے۔ علاوہ برین طرح طرح کے کپڑے سوس کے تھے۔ جنکو بڈہے بڈہے آدمی کہتے تھے کہ ہم نے ایسے نفیس کپڑے کبھی نہین دیکھے۔ ایک چاندی کا گھر اتنا بڑا تہا کہ جسکا طول تیس گز اور عرض پچیس گز تہا۔ اور وہ ایسا بنا ہوا تہا کہ جب چاہو اوسکے ٹکڑے کرلو یا جوڑلو۔ ایک سائبان دیبار رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض کا تہا۔ جو دو سونے اور دو چاندی کے ڈہلے ہوے چوبون پر لگایا جاتا تہا۔ جب سلطان نے یہ بیشمار دولت پائی تو وہان سے غزنین کیطرف معاودت کی۔ چنانچہ سنہ ۴۰۰ھ مین غزنین کے باہر بارگاہ سلطانی ایستادہ کرکے چاندی اور سونے کے تختون پر وہ تمام جواہر چن دیا گیا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ اس جواہر مین بعض الماس انار کے مقدار مین تھے۔ اس جواہر کے دیکھنے کے لئے ممالک غیر کے سفیر اور ترکستان کا بادشاہ طغان خان بہی آیا تہا۔ چنانچہ اون سب کا بیان ہے کہ کبھی اتنی دولت دیکھنے مین نہین آئی۔ اور نہ کبھی کتابون مین

سلہ (حاشیہ صفحہ ۱۴۳) اوس وقت قلعہ نگرکوٹ کا نام قلعہ بہیم نگر تہا۔ چنانچہ نگرکوٹ بہیم نگر۔ کوٹ کانگڑہ ایک ہی نام ہین۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بلند پہاڑ پر چارو نطرف پانی سے گھرا ہوا ہے۔ تمام ہندوستان کے راجہ رؤسا امرا یہان کے مندر مین نقود وجواہر اور انواع واقسام کے تحائف ونفائس چڑہانا عین عبادت جانتے تھے۔ اور اسیوجہ سے طلا۔ نقرہ۔ جواہر وغیرہ کے یہانپر خزانے جمع ہوگئے تھے۔ جو کسی بادشاہ کے پاس بہی اسقدر نہونگے۔ اور یہ شہر ہندون کا جمع الاصنام کہلاتا تہا۔ ۱۲ مؤلف

پڑہی۔ کہ سلاطین ایران اور روم نے جمع کی ہو یہ دولت خزانہ قارون کو بہی مات کرتی تہی۔ تین روز تک یہ جلسہ رہا۔ بڑے بڑے شاہانہ جشن ہوے۔ سلطان نے مستحقین کو بذل و احسان سے مستغنی کیا۔

سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان نے محمد بن سوری والی غور پر لشکرکشی کی۔ (یہ ملک ہرات کے مشرقی پہاڑون مین واقع ہے) بہت سے غوری قتل ہوے۔ اور محمد بن سوری گرفتار ہوا۔ مگر اوس نے خجالت کے مارے زہرآلود نگینے کو چوس کر جان دیدی۔ تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ غوریون نے پہلے اسلام نہین قبول کیا تہا اب قبول کیا۔ لیکن طبقات ناصری وغیرہ مین لکہا ہے کہ غوری حضرت علی علیہ السلام کی خلافت مین مسلمان ہو گئے تھے۔

مہم ہفتم۔ اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا عزم کرکے نارائن کے طرف کوچ کیا۔ ایک دو روز کی لڑائی مین نارائن کے راجہ نے صلح کرلی۔ اور ہر سال پچاس ہاتہی نفائس ہند سے لئے ہوے داخل کرنیکا وعدہ کیا۔ اور دو ہزار سپاہی سلطان کی خدمت کے لئے ہی حاضر کئے۔ چنانچہ ان شرائط کیوجہ سے امن و امان ہوگیا۔ اور ہندوستان و خراسان مین کاروان آنے جانے لگے۔

مہم ہشتم۔ جب ابوالفتح لودہی نے سلطان کو غور کے فتح مین مصروف دیکہا تو پہر سر اوٹھایا چنانچہ اسی باعث سلطان کو ملتان آنا پڑا۔ ابکے دفعہ سلطان نے ملاحدہ و قرامطہ کو خوب درست کیا اور ابوالفتح کو قید کرکے غزنین لیگیا۔

مہم نہم۔ جب ہند مین شعار اسلام کا رواج ہوتا گیا۔ اور مساجد تعمیر ہو گئین تو سلطان نے سنہ ۴۰۴ھ مین لشکر گران کیساتہ قلعہ نارین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ کوہ بال نات پر واقع ہے۔ یہان کا راجہ نندجیپال تھا۔ متواتر کئی روز تک لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد ہندؤن نے شکست کہائی۔ نارین فتح ہوگیا اس لڑائی میں اس کثرت سے غلام ہاتہ لگے۔ کہ بہت ارزان اور سستے بکے۔ جو لوگ کہ اپنے دیس مین بڑے آدمی تھے۔ وہ یہان دوکانداروں کے غلام بنے۔ چنانچہ دو لاکہ غلام غزنین آئے تھے غزنین

اس سال مین بلاد ہند معلوم ہوتا تہا۔ سلطان کے لشکر مین ہر متنفس کے ساتہہ کئی کئی ہندی غلام تہے
۴۰۳ھ مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان جاذب نے غرجستان کو فتح کیا۔ اسکے بعد
سلطان نے خلیفہ عباسی القادر باللہ کو نامہ لکہا۔ کہ "بلاد خراسان کا اکثر حصہ میرے تصرف مین ہے
باقی حصہ جو حضرت کے غلامون کے پاس ہے۔ وہ بہی مجہے عنایت ہو"۔ خلیفہ نے ناچار اس درخواست کو
منظور کیا۔ مگر دوسری دفعہ سلطان نے خلیفہ کو لکہا۔ کہ "سمرقند بہی عنایت ہو"۔ جب یہ پیام خلیفہ کے پاس
پہونچا تو خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بہیجا۔ کہ "معاذ اللہ یہ کام مجہسے نہ ہوگا۔ میرے بغیر حکم سمرقند کی تسخیر کا
اگر تو ارادہ کریگا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کردونگا"۔
سلطان کو اس جواب سے بڑا رنج ہوا۔ ایلچی کو کہا۔ کہ "جا کر کہہ۔ کہ تو یہ چاہتا ہے کہ دار الخلافہ پر ہزار فیل چڑہا کر
لیجاؤن۔ اور اوسکو برباد کرکے اسکی خاک ہاتہیون کی پیٹہہ پر غزنین مین لاؤن"۔ اسکے جواب مین خلیفہ
کے پاس سے ایک نامہ وصول ہوا۔ جب کہولا گیا تو دیکہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہے۔ اور بعد اوسکے
چند سطرون مین حروف مقطعات ال م ال م لکہے ہین۔ اور آخر مین الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ
علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔ تحریر ہے۔ باقی کچہہ نہین۔ سب دبیر ومنشی حیران تہے کہ یہ کیا جواب ہے۔
تفاسیر مین ان حروف کی تفسیر دیکہی۔ مگر کچہہ نہ معلوم ہوا۔ خواجہ ابوبکر قہستانی نے جرأت کرکے عرض
کی کہ حضور نے جو ہاتہیون کا خوف دلایا تہا۔ اوسکا یہ جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے
یہ سنتے ہی سلطان کے ہوش اڑ گئے۔ اور جب ہوش مین آیا تو بہت رویا۔ خلیفہ کے رسول سے
معذرت کی۔ اور بہت تحائف نذر کے لئے بہیجے۔ اور ابوبکر کو خلعت خاص عنایت کیا۔ ۴۰۴ھ مین
ہندوستان کی فتوحات کا فتح نامہ خلیفہ کو لکہا۔ اور ایک پتہر (جس کی خاصیت یہ تہی کہ زخم پر
لگانے سے اچہا ہوجاتا تہا) ہدیہ بہیجا۔
اسکے بعد ولایت خوارزم پر لشکر کشی کی۔ اور اوسکو فتح کرکے التونتاش کو وہان کا حاکم بنایا۔ اور

قیدیون کو غزنین لایا۔

مہم ہشتم۔ سلطان نے سنا کہ تھانیسر کے ملک مین ہاتھی بڑے زبردست ہوتے ہین۔ جو میدان جنگ مین خوب لڑتے ہین۔ چنانچہ اسی خیال پر سلطان نے تھانیسر پر چڑہائی کی۔ بقول تاریخ یمینی کے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ کشتون کا خون اس قدر بہا۔ کہ ندی کا پانی لال ہوگیا کوئی اوسکو نہ پیتا تہا۔ بہت سے ہاتہی ہاتہ آئے۔ فرشتہ لکھتا ہے کہ جب سلطان نے تہانیسر کا ارادہ کیا۔ تو انندپال کو رسد کے لئے لکہا۔ انندپال نے رسد کا انتظام کر دیا۔ مگر اپنے بھائی کو دو ہزار سوار کیساتہ سلطان کی خدمت مین بہیجکر یہ معروضہ کرایا۔ کہ تھانیسر ہمارا معبد ہے۔ اگر خراج و محصول مدنظر عالی ہو تو پچاس ہاتہی سالانہ نذر دیا کرون گا۔ سلطان نے جواب دیا کہ بت پرستی کی بیخ کنی کرنا اور شرع اسلام کا رواج دینا ہمارا کام ہے۔ جب دلّی کے راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان کے روکنے کی تدبیرین شروع کین مگر راجہ اپنے تدبیرون مین رہا۔ اور سلطان تہانیسر داخل ہوکر خوب دل کہولکر اوسکو لوٹا بتون کو توڑا۔ سب سے بڑے بت جگ سوم کو غزنین بہیجا۔ کہ وہان پیرون کے تلے روندا جائے۔ غنیمت بیحساب ہاتہ آئی۔ ایک یاقوت جس کا وزن ساٹہہ تولہ تہا۔ حاصل ہوا۔

مہم یازدہم۔ [11] سنہ ۔۔ہ مین سلطان نے کشمیر کا ارادہ کرکے قلعہ لوہ کوٹ تک آیا۔ چونکہ یہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے محاصرہ طول کہینچا۔ اور کشمیر کے راجہ کو کمک بہی پہونچ گئی۔ برف بہی شدت سے پڑنے لگی۔ ناچار سلطان نے محاصرہ چہوڑکر غزنین کی راہ لی۔ اس سفر مین سلطان کا لشکر ایسے مقام پرآب مین پہونچا۔ کہجہان پانی کے سوا کچہہ نظر نہ آتا تہا۔ چنانچہ بہت کچہہ فوج ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ یہ پہلی دفعہ تہی کہ لشکر اسلام کو اس قدر صدمہ پہونچا۔ اور کوئی مقصد حاصل نہوا۔

مہم دوازدہم۔ [12] پنجاب تو مدتون سے اہل اسلام کے قدم کا رمنا تہا۔ اب سلطان نے وسط ہند کا دروازہ اہل اسلام کے لئے کہولنا چاہا۔ اور ایک لاکہہ سوار اور بیس ہزار پیادے لیکر اولاً کشمیر آیا۔ اور جہلم۔

راوی)۔ بیاس۔ ستلج کو عبور کرتا ہوا، رجب ۴۰۹ھ کو جمنا پار اترا۔ رستہ میں برن کا قلعہ ملا۔ وہان کا راجہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر دس ہزار آدمیون کے ساتھہ مشرف باسلام ہوا۔ یہان سے قلعہ مہابن پر لشکر کشی کی۔ وہان کا راجہ کل چند چند روز تک لڑتا رہا۔ تقریباً پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین مارے گئے۔ آخر راجہ نے بھی خنجر سے پہلے اپنی بی بی کو مار کر خود بھی مار لیا۔ سلطان کو ایک سو اٹھاون ہاتھی اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد متھرا پہونچا۔ یہان ہزارون بتخانے تھے۔ ان مین ایک مندر نہایت عظیم الشان تھا۔ جسمین پانچ سونیکے بت (جنکا طول پانچ گز تھا) ہوا مین معلق لٹک رہے تھے۔ ان بتون مین سے ایک کی آنکھہ مین یاقوت جڑے تھے۔ ہر ایک یاقوت کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہ ہوگی۔ چنانچہ ان بتون کا کل سونا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا۔ ان کے علاوہ چاندی کے دو سو بت تھے۔ سلطان نے ان سبکو توڑ کر ہاتھیون اور اونٹون پر بار کر لیا۔ اور باقی بتخانے جلا دئے گئے۔ پھر وہان سے قنوج کیطرف کوچ کیا۔ جب قنوج کی فصیلون مین سلطان داخل ہوا تو اوسمین سات قلعے جدا جدا بنے ہوے تھے۔ اور اوسکے نیچے گنگا بہتی ہتی۔ قنوج مین دس ہزار بت خانے تھے۔ جنکو ہندو کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا نے دو دو تین تین ہزار برس کے قبل انکو بنائے ہین۔ سلطان نے ایک ہی دن مین ساتون قلعے لے لئے۔ قنوج کے راجہ کنور رائے نے اپنے ہاتھہ رومال سے باندہ کر معہ عیال و اطفال سلطان کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے کمال درجہ اوس پر مہربانی فرمائی۔ اور تین روز تک اوسکا مہمان رہا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر کوئی دشمن تمکو ستائے تو مین فوراً آکر مدد کرون گا۔ بعد ازان شہر منج (جسکے کھنڈر کانپور سے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر پڑے ہین) کو فتح کرتا ہوا قلعہ آسی یا اسوؔنی[1] کیطرف متوجہ ہوا۔ یہان کا حاکم

[1] قلعہ اسونی گنگا کے گوشۂ شمال مشرق مین فتحپور سے دس میل پر ہے۔ یہ بہت پرانا شہر ہے۔ اسکو اسونی کمانی جو سوج کا بیٹا تھا بنایا تھا۔ اوس نے یہان پر بلدان کیا تھا۔ اور اس شہر کو اپنے نام پر بسایا تھا۔ ۱۲ مولف۔

چندیل بہو رسلطان کی آمد دیکہکر بہاگ گیا۔ سلطان نے اوس کے پانچون قلعے منہدم کیا اور اکثر سپاہیون کو
قتل و اسیر کرکے تمام مال لوٹ لیا۔ وہان سے قلعہ شروا پہونچا۔ یہان کا راجہ چندرائے ہندؤن مین
بڑے رتبے کا راجہ تہا۔ لیکن بہیم پال کی نصیحت سے لڑائی تو نہ کی۔ مگر تمام مال و اسباب لیکر پہاڑون
مین چلا گیا۔ آخر سلطان ۲۲ شعبان سنہ ۴۰۹ھ م ۶ جنوری ۱۰۱۹ء کو چندرائے کے سر پر پہونچا۔ اور ہزارون
ہندو مارے گئے۔ ایک ہاتہی جو راجہ کا مشہور تہا۔ وہ خود سلطان کیطرف چلا آیا۔ جس کا نام خداداد
رکہا گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار درم کی غنیمت ہاتہ لگی۔ مگر قیدی اس کثرت سے ہاتہ آئے کہ دو
سے لیکر دس درم تک ایک ایک قیدی فروخت ہوتا تہا۔ دور دور سے سوداگر خریدنے کو آئے۔ سارا
ماوراء النہر۔ عراق۔ خراسان۔ قیدیون سے بہر گیا۔ یہان سے ۴۱۲ھ مین کشمیر کا قصد کیا۔ کوہ لوٹ
کا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا۔ مگر قلعہ نہایت مستحکم تہا۔ اس لئے سلطان محاصرہ اوٹہا کر لاہور آیا۔
چونکہ جیپال کا پوتا ضعیف ہوگیا تہا۔ اور اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تہی۔ اس لئے سلطان
شہر لاہور پر قابض ہوا۔ اور اپنے امرائے معتمدین سے ایک کو صوبۂ پنجاب حوالہ کیا۔ اور اوس کے
اضلاع مین عامل مقرر کئے۔ جب ان امور سے فراغت پایا تو غزنین کو مراجعت کی۔

مہم سیزدہم[۱۳]۔ کالنجر کے راجہ نندرائے نے قنوج کے راجہ کو سلطان محمود کی اطاعت کیوجہ سے دبانا شروع
کیا۔ چونکہ سلطان نے قنوج کے راجہ سے امداد کا وعدہ کیا تہا۔ اس لئے فوراً کالنجر پر چڑہائی کی۔ مگر سلطان
کے وہان پہونچنے تک کالنجر کے راجہ نے قنوج کے راجہ کا کام تمام کردیا۔ اور سلطان نے بہی وہان پہونچکر کالنجر
کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس لڑائی مین پانچسو اسی ہاتہی غنیمت مین آئے۔ اور راجہ نندرائے جان بچاکر
بہاگ گیا۔ اسکے بعد سلطان غزنین کو واپس ہوا۔

مہم چہاردہم[۱۴]۔ ۴۱۲ھ م سنہ ۱۰۲۳ء مین سلطان کو خبر لگی کہ قیرات[۱] اور نارین کے آدمیون نے بغاوت

[۱] قیرات کا شہر ہندوستان اور ترکستان کے درمیان واقع تہا۔ جہان کے باشندے شیر پرست تہے۔ اور اسوقت قیرات و نارین وہ ملک ہے جس مین سوات علاقہ باجوڑ
اور ایک حصہ کافرستان کا واقع ہے ۱۲ مولف۔

اختیار کی ہے۔ ان دونون دیار کے باشندے بت پرست تہے۔ چنانچہ سلطان نے قیرات پر
حملہ کرکے اوسکو فتح کیا۔ اور یہان کا حاکم معہ تمام شہر کے مشرف باسلام ہوا۔ اور ناردین کی فتح کے لئے
سلطان نے حاجب علی بن ارسلان یا صاحب علی بن ایلدر کو بہیجا۔ اوس نے ناردین کو سرواری
فتح کرکے اوس مقام پر ایک قلعہ بنوایا۔ اور علی قدر بن سلجوقی کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔

مہم پانزدہم۔ سنہ ۴۱۳ھ ۱۰۲۴ء مین راجہ کالنجر کی تادیب کیواسطے سلطان نے لاہور سے قصد کیا۔ جب گوالیار
پہونچا تو پہلے اوس کا محاصرہ کیا۔ چار روز کے بعد راجہ نے امان مانگی۔ اور ۳۵ ہاتہی نذرانہ بہیجے۔ پہر
سلطان یہان سے سیدہا کالنجر روانہ ہوا۔ یہ قلعہ سارے ہندوستان مین استحکام و مضبوطی کے باعث
بےنظیر ہے۔ چنانچہ جب اوس کا محاصرہ ہوا تو نندراے نے تین سو ہاتہی تحفہ بہیجکر امان چاہی۔ اور بہت سا
جواہر اور زر نقد بہی پیش کش کیا۔ سلطان نے اوسکی درخواست منظور کرکے وہان سے غزنین کو
مراجعت کی۔

اب محمود کا دل لوٹ مار کے حملون سے بہر گیا تہا۔ اور ایسی مہمون مین اوسکو مزہ نہ آتا تہا۔ قنوج کی
فتح کے بعد جسقدر حملے اوس نے کئے۔ وہ سب بمجبوری تہے۔ سلطان کی توجہ اس بات پر تہی کہ بتون کو
توڑکر بت شکن کہلاؤن۔ چنانچہ اب اوس نے سومنات کا ارادہ کیا۔

مہم شانزدہم۔ سومنات کا حملہ اہل اسلام کا ایک مشہور جہاد ہے۔ اب تو ہندوستان کے لوگ سومنات
کا مقام بہی نہین جانتے۔ لیکن وہ اوسوقت بڑے تیرتہون مین گنا جاتا تہا۔ گرہن کے دن لاکہون آدمی
دور دور سے یہان آتے تہے۔ مقام اس مندر کا وہان ہے۔ جہان اب جزیرہ نما گجرات مین پہابتی
ہے۔ وہ مہادیو کا مندر تہا۔ جس مکان مین سومنات تہا۔ وہان باہر کی روشنی نہ آتی تہی۔ جواہر
اور الماس جو در و دیوار مین جڑے اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہوئے تہے۔ اونکی جوت اور جگمگاہٹ
سے دن رات وہان برابر تہے۔ چپن ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تہے۔ دو سو من سونے کی

زنجیر لٹکتی تھی۔ مصارف کے واسطے دو ہزار گانون معاف تھے۔ دو ہزار پنڈے محافظت کے لئے متعین تھے۔ دروازے کے سامنے سومنات کھڑا تھا۔ پورا پانچ گز لمبا تھا۔ دو گز زمین کے اندر اور تین گز باہر تھا گنگا اگرچہ چھ سو کوس پر ہے۔ مگر روز تازہ گنگا جل سومنات کے اشنان کے لئے آتا تھا۔ پانچ سو گاین تین سو گوئے پوجا کیوقت بھجن گاتے اور ناچتے تھے۔ اس مندر مین اس قدر دولت تھی۔ کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہو گی۔ جب اس مہم سومنات کی تجویزین غزنین مین ہونے لگین تو ہزارون مسلمان ترکستان اور اور ملکون سے حرارت مذہبی کے جوش مین بلا تنخواہ و ماہوار کے صرف غنیمت کی امید مین سلطان کے ہمراہ ہوگئے۔ چنانچہ ماہ ستمبر سنہ ۱۰۲۴ء م سنہ ۴۱۵ھ مین یہ فوج غزنین سے روانہ ہوئی۔ اکتوبر مین ملتان پہونچی۔ اب یہان سے جنگل ہی جنگل تھا۔ تیس ہزار اونٹون پر پانی غلہ زر لادا گیا۔ اور ہر سپاہی کو تاکید تھی کہ اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ رکھے۔ غرض یہ سب سامان درست کرکے ۳۵۰ میل لق و دق میدان کو طے کرکے سلطان اجمیر کے پاس پہونچا۔ جب اجمیر کے راجہ کو خبر ہوئی تو دار الخلافہ چھوڑ کر بھاگا۔ اسکے بعد تاراگڈہ کا قلعہ نظر آیا۔ مگر محمود نے اوسکے محاصرہ کو بیسود جانا۔ اپنا سیدھا سفر منزل بمنزل طے کرنا شروع کیا۔ راہ مین جو اور قلعے پڑے۔ انکو ٹھکراتا ہوا چلا گیا۔ یہان سے گجرات کے مشہور شہر انہل واڑہ مین پہونچا۔ یہان کا راجہ بھی فرار پر کمر باندھا۔ مگر سلطان کسیطرح کا مزاحم نہوا۔ سیدھا سومنات کے دہن مین چلا۔ آخر سومنات پہونچا۔ کئی روز تک لڑائیان ہوئین۔ پانچہزار ہندو قتل ہوے۔ اور بہت سے کشتیون مین بیٹھکر گنگا بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مگر تعاقب کیوجہ سے کچھہ مارے گئے۔ اور کچھہ ڈوب مرے بعد اس فتح کے محمود مندر کے اندر داخل ہوا۔ اور سومنات کی ناک تبر سے اوڑا دی۔ اور توڑ دیکا حکم دیا۔ پجاری پاؤن پر گرکر عرض کئے۔ کہ اس کے عوض جس قدر روپیہ فرمائیے۔ ہم نذر دیتے ہین سلطان نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ چنانچہ اسکے بعد بت توڑا گیا۔ اسکے پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی۔ جواہرات۔ بیش بہا نکلے۔ کہ اوس

نذرانہ کی اسکے آگے کچھہ اصل نہ تھی۔ اوس بت کے دو ٹکڑے مدینہ بھجوایا۔ اور دو غزنین روانہ کیا۔ جنمین سے ایک جامع مسجد مین اور ایک دیوان عام کے دروازے پر ڈالدیا۔ کہتے ہین کہ اس مہم مین کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال ہاتھہ آیا۔ انہل واڑہ کا راجہ پرم دیو گندابہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ یہ قلعہ سمندر مین تہا۔ جب سمندر کا پانی اُترتا تو اوس تک رسائی ہوتی۔ محمود نے قلعہ فتح کیا مگر راجہ ہاتھہ نہ آیا۔ ان فتوحات کے بعد انہل واڑہ مین سلطان نے تمام برسات کاٹی۔ اور اس ملک کی شادابی اور دل آرائی دیکھکر ارادہ کیا کہ غزنین مسعود کو دیدیجے۔ اور اپنا یہان جدا دار الخلافہ بنائے۔ اور سلطنت کو بڑہائے۔ یہان رہنے سے اوسکا ارادہ تہا کہ لنکا اور پیگو کو فتح کرے۔ مگر مشیرون نے اسکے خلاف رائے دی۔ اور کہا کہ خراسان کو چہوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصلحت ملکی نہین ہے۔ آخر سلطان بہی مراجعت پر راضی ہو گیا۔ اور کہا کہ یہان پر کسی کو حاکم کرنا چاہئے۔ مقربون نے عرض کیا کہ یہین کے کسی شخص کو حاکم کرنا چاہئے۔ چنانچہ سومنات والون نے ایک مرتاض دابشلیم نام کو پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ اس لائق ہے۔ بعضون نے اس سے اختلاف کیا۔ اور کہا کہ ایک اور دابشلیم نہایت عاقل و دانا موجود ہے۔ جو اس مرتاض سے بہتر ہے اوسکو حاکم کیا جائے۔ لیکن سلطان نے اس مرتاض کو حاکم بنایا۔ مرتاض نے کہا کہ دوسرے دابشلیم کو میرے سپرد کیجے۔ ورنہ وہ تباہی لائیگا۔ سلطان نے دوسرے دابشلیم کو گرفتار کرکے اوسکے حوالے کرنا چاہا۔ مگر مرتاض نے کہا کہ بالفعل آپ ہی ساتھہ لیجائے۔ جب مین مانگون تو حوالے کیجئے۔ خدا کی قدرت جب یہ دابشلیم غزنین سے گجرات آیا تو مرتاض اندہا ہو گیا تہا۔ اسلئے وہی قیدی دابشلیم گجرات کا راجہ ہوا۔ اور جو گہر کہ اسکے قید کرنیکے لئے بنایا تہا۔ اوسمین یہ مرتاض قید ہوا۔ سچ ہے چاہ کن را چاہ درپیش۔

اب جیسا اس ملک مین آنا سلطان کے لئے دشوار تہا۔ ویسا ہی واپس جانا بہی سخت مشکل تہا۔ اس لئے سلطان اوس راہ سے نہ گیا۔ جس راہ سے کہ آیا تہا۔ بلکہ بیابان و ریگستان سندہ کی راہ اختیار کی اور ملتان جانیکا قصد کیا۔ راہبر ساتہہ لیا۔ مگر رہبر نے دہوکا دیکر ایک لق و دق بے آب جنگل مین پہونچایا جسکے

باعث بہت آدمی ہلاک ہوے۔ آخر ملتان کی راہ سے غزنین پہونچا۔

تاریخ فرشتہ مین سومنات کے توڑنے کا حال جو لکہا ہوا ہے۔ اور جسکو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ ایک کہانی بے اصل گہڑی ہوئی ہے۔ مگر دلچسپ ہونے سے بیان کی گئی۔ ابوریحان بیرونی نے لکہا ہے کہ سومنات لنگ کی شکل مین تہا۔ اور لنگ کو پیٹ نہین ہوتا۔ جو اوس مین جواہر بہرے جاتین ہندوستان مین بارہ مندر لنگ کے ہین۔ انمین سے ایک سومنات ہی تہا۔ انگریزی مورخون نے ایک اور بے اصل کہانی گہڑی ہے۔ کہ سومنات کا صندلی دروازہ محمود نے غزنین لیگیا تہا۔ جسکو سرکار انگریزی نے ۱۸۴۲ع مین غزنین سے ممالک شمالی مین لائی۔ اور اوسکو فتح کا نشان بنایا۔ یہ سب بے اصل ہے۔ جب سلطان نے سومنات فتح کیا تو خلیفہ القادر باللہ عباسی نے سلطان کو خراسان ہندوستان۔ نیمروز۔ خوارزم کا لوا بہیجا۔ اور کہف الدولہ والاسلام خطاب عطا کیا۔ اور سلطان کے بیٹے مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملتہ اور دوسرے بیٹے امیر محمد کو جلال الدولہ جلال الملتہ اور اوس کے بہائی امیر یوسف کو عضد الدولہ موید الملتہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ اور یہ بہی اجازت دی کہ جسکو چاہو اپنا ولیعہد بناؤ۔

مہم ہفدہم۔ بعد ان تکالیف کے بہی سلطان کو چین نصیب نہوا۔ اور ایک دفعہ ہندوستان مین جاٹون کی سرکوبی کے لئے آنا پڑا۔ کیونکہ سومنات کی واپسی کے وقت ان جاٹون نے سلطان کو بہت تکلیف دی تہی۔ چنانچہ سلطان نے چودہ سو کشتیون کا ایک بیڑہ بنوا کر ملتان کے راستہ سے جاٹون پر حملہ کیا۔ اور اون پر فتحیابی حاصل کی۔ اسکے بعد غزنین واپس آیا۔

۴۱۸ھ مین سلطان نے ابوالحرب ارسلان کو امیر طوس مقرر کیا۔ اور سلجوقیون کے استیصال کے واسطے لکہا۔ لیکن ابوالحرب کو اوسمین ناکامیابی ہوئی۔ جس سے سلطان کو لکہا کہ خود تشریف لاکر انتظام فرمائیے تو مناسب ہے۔ یہان رے مین مجدالدولہ ابن فخر الدولہ کی صغرسنی کے باعث اوسکی مان سیدہ سلطنت کرتی تہی۔ سلطان نے اوسکو لکہا کہ خطبہ اور سکہ میرے نام کا جاری کر۔ ورنہ لڑائی

کے لئے تیار رہ۔ سیدہ نے جواب دیا کہ سلطان اگر مجھ بیوہ پر فتح پائے تو کچھ نام نہین اور شکست کھائے تو موجب بدنامی ہے۔ اس جواب سے سلطان چندے توقف کیا۔ جب وہ مر گئی تو ۴۲۰ھ مین عراق کو روانہ ہوا جب ماژندران پہونچا تو شمس المعالی قابوس نے بہت سے تحائف نذر گذرانے۔ وہان سے سلطان نے رے کی طرف کوچ کیا۔ مجد الدولہ مع اپنے بیٹے ابو دلف کے گرفتار ہوا۔ اور غزنین بھیجا گیا سلطان نے اوسکے تمام ملازمون کو جو فرقۂ باطنیہ سے تھے دار پر کھینچا۔ اور فرقۂ معتزلہ کے کوچے کاٹ کر خراسان بھیجدیا۔ مجد الدولہ کے کتب خانہ مین کتابین بہت تھین۔ ان مین سے جن کتابون مین اقوال اہل اعتزال اور حکما کے تھے اونکو جلا دیا۔ باقی کتابون کو خراسان بھیجا۔ اور سلطان مسعود کو رے اور اصفہان سپرد کیا۔ اور ایران فتح کر کے غزنین آیا۔

پچیس برس کے عرصہ مین سلطان نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ پنجاب کے مغربی اضلاع دولت غزنویہ کے تابع ہو گئے۔ قنوج اور گجرات مین سلطان کے تاخت و تاراج کی یاد باقی رہی۔ سلطان نے ہندوستان پر مستقل سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا۔ اوسکا مقصود فرمانروائی کرنے سے زیادہ بت شکنی اور دولت گھسیٹنی تھی۔ اور اوس کے جاہ و جلال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تمام اہل عرب اور ایرانی۔ اور ترکی سلطان کی اطاعت پوری پوری کرتے تھے۔

سلطان محمود دو سال سے اسہال یا سوء القنیہ مین مبتلا تھا۔ مگر اس مرض کی حالت مین وہ سارے کام کرتا تھا۔ آخر مرض نے زور پکڑا۔ اور ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ م ۹ اپریل ۱۰۳۰ء مین ۳۵ برس حکمرانی کر کے ۶۳ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ دو دن مرنے سے پہلے حکم دیا۔ کہ سارے جواہر خانۂ دولت و خزانے باہر لا کر سجاؤ۔ چنانچہ اسکی تعمیل ہوئی۔ اور سلطان پالکی مین بیٹھ کر وہان آیا۔ اور تمام چیزون کو دیکھکر سرد آہین بھرتا تھا۔ اور روتا تھا۔ بعدازان حکم دیا کہ ان سب کو لیجاؤ۔ پھر اصطبل کے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ دیکھے۔ اُن کو بھی دیکھکر رویا اور یہ قطعہ پڑھا۔ قطعہ۔

زبیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشائے	جہان مسخر من شد چو تن مسخر رائے
گہے بعز و بدولت ہمی نشستم شاد	گہے ز حرص ہمی رفتمے ز جائے بجائے
بسے تفاخر کردم کہ من کسے ہستم	کنون برابر ہستم ہمی بہ پیر و گدائے
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست	بسے مصاف شکستم بیک فشردن پائے
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت	بقا بقائے خدا ایست و ملک ملک خدائے

اب یہان پر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فردوسی اور ایاز کے بھی کسیقدر حالات لکہدئے جائین جو سلطان محمود کے عہد کا ایک اہم اور دلچسپ حصہ ہے۔ کہتے ہین کہ آخر عمر مین سلطان کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نیشاپور مین دولت بیشمار رکہتا ہے۔ فوراً حاضری کا حکم دیا۔ اور کہا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین کچہہ بھی نہین ہون۔ البتہ دولتمند ہون۔ سب مال لے لیجئے۔ اور مجھے بدنام نکیجئے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ سلطان نے اوسکا مال لیکر اوسکے ایماندار ہونیکا فرمان لکھدیا۔

عراق کی فتح کو تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا۔ کہ وہان ایک قافلہ سوداگرونکا لٹ گیا۔ ایک عورت سلطان کے پاس فریادی آئی کہ چورون نے میرے بیٹے کو مارڈالا۔ اور سب اسباب غارت گیا۔ محمود نے فرمایا۔ ملک دور و دراز کا انتظام سخت مشکل ہے۔ عورت نے کہا کہ جب تجہہ سے دور کے ملکون کا انتظام نہین ہوسکتا تو پہر کیون ملکون کو فتح کرتا ہے۔ کیونکہ حفاظت وحراست کی جوابدہی تیرے ذمہ ہے۔ اس کلام سے محمود نادم ہوا۔ اور عورت کو انعام وغیرہ سے راضی کیا۔ اور آیندہ کے لئے ایسا انتظام کیا۔ کہ قافلہ کا لٹنا موقوف ہوا۔

گو سلطان محمود کا مزاج سپاہیانہ تہا۔ مگر علوم و فنون و علم ادب کا بڑا شوق تہا۔ اور سب کامون مین کفایت شعار تہا۔ لیکن ہنر پروری اور علم کی قدر شناسی مین دریادل تہا۔ ایک عظیم الشان دار العلوم بنا کر اوس مین بڑا کتب خانہ جمع کیا تہا۔ عالمون کے وظیفون اور پنشنون مین ایک لاکہہ روپیہ سالانہ

صرف ہوتا تہا۔ اوسکی قدردانی اور جوہر شناسی نے چارون طرف سے اہل کمالون کولا کر غزنین کے دربار مین جمع کردیا تہا۔ چنانچہ عصائرازی اُستاد رشیدی طوسی۔ مینوچہر بلخی۔ فردوسی۔ حکیم عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ دقیقی۔ جیسے نامور شعرا اوس کے دربار مین موجود تھے۔ سوا ان شاعرون کے چارسو اور شاعر ہی ملازم تھے۔ فردوسی[1] کل شعرا کا سرآمد تہا۔

نیزدجرد آخر ساسانی شہریار ایران نے ایران کے تمام بادشاہون کے حالات کیومرث کے زمانہ سے لیکر خسرو پرویز کی تخت نشینی تک بڑی تحقیق وتلاش سے یکجا جمع کئے تہے۔ جسکا نام باستان نامہ تہا۔ جب اہل اسلام سلطنت ایران کے فرمانروا ہوے تو یہ کتاب نیزدجرد کے کتابخانہ مین اونکے ہاتہ آئی۔ جب خراسان مین آل یعقوب کے ہاتہ یہ باستان نامہ آیا تو ابو منصور عبدالرزاق بن عبداللہ فرخ معتمد الملک کو یعقوب بن لیث نے حکم دیا کہ خسرو پرویز سے شہریار نیزدجرد کے مرنے تک واقعات جو واقع ہوے ہین۔ وہ لکہکر باستان نامہ مین اضافہ کئے جائین۔ اس حکم کے موافق ۳۶۰ھ مین یہ کتاب مرتب ہوگئی اور اوسکی نقلین خراسان اور عراق مین پہیلین۔ آل سامان کو جب یہ کتاب ہاتہ لگی تو اونہون نے دقیقی شاعر کو حکم دیا کہ اسکو نظم کرے۔ اوس نے دو ہزار شعر لکہا تہا۔ کہ کسی غلام نے اوسکو مار ڈالا جب وقت آل سامان کا زوال آیا اور سلطان محمود کا اقبال چمکا تو اوس نے آل سامان کی تقلید کی۔ اور باستان نامہ کو نظم کرنا چاہا۔ فردوسی نے دقیقی کے نسبت یہ اشعار لکہے ہین۔ اشعار۔

یکایک ازو بخت برگشتہ شد | بدست یکے بندہ برگشتہ شد
ز گشتاسب ارجاسب بیتے ہزار | بگفت و سر آمد برو روزگار

---

[1] فردوسی شاداب ضلع طوس مین پیدا ہوا تہا۔ حاکم طوس نے ایک باغ بنایا تہا۔ اسکا نام فردوس رکہا تہا۔ فردوسی کا باپ مولانا فخرالدین اوسکی باغبانی کرتا تہا۔ اس مناسبت سے وہ اشعار مین اپنا تخلص فردوسی کرتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر فردوسی کو یہ آرزو ہوئی کہ مین اس کتاب کو نظم کرون۔ مگر باستان نامہ اس کے پاس موجود نہ تھا جب
ایک دوست نے باستان نامہ لادیا تو ابومنصور محمد امیر طوس نے فردوسی کو یہ نصیحت کی کہ جب یہ کتاب تمام
ہو تو کسی بادشاہ کے نذر کرنا۔ چونکہ تمام ملکون مین مشہور تہا۔ کہ سلطان محمود شاعرون کا قدردان ہے۔ اس لئے
فردوسی غزنین آیا۔ سلطان نے جملہ شعرائے دربار سے اسکے نظم کی فرمایش کی۔ مگرسب کی نظمون مین فردوسی
کی نظم فائق معلوم ہوئی۔ سلطان نے فردوسی کو حکم دیا۔ کہ تو بہی باستان نامہ کو نظم کر۔ اور یہ بہی کہا۔ کہ ہر ہزار
اشعار پر ہزار دینار طلا دون گا فردوسی نے جب ایکہزار اشعار لکہے، تو سلطان نے اپنے وزیر خواجہ احمد بن
حسن میمندی کے ہاتہہ ہزار دینار بہیجے۔ مگر فردوسی نے کہا کہ مین اس کو ایکدم لون گا۔ اور اس رقم سے طوس
کی ندی کی بند آب بناؤن گا۔

جب فردوسی شاہنامہ ختم کرچکا تو سلطان نے اپنے وعدہ کو وفا کرنا چاہا۔ مگر خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے
(جو فردوسی سے دشمنی رکہتا تہا۔) عرض کی کہ اس بہاری صلہ سے فردوسی کو شادی مرگ ہوجائے گی غرض
سلطان کو بہکا کر ساٹہہ ہزار مثقال نقرہ ایاز کے ہاتہہ اوسکے پاس بہیجا گیا اسوقت فردوسی حمام مین تہا۔ جب
ایاز نے صلہ پیش کیا تو بہت غمگین ہوا۔ اور کہا کہ سلطان نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا۔ ایاز نے وزیر کی نیش زنی
کا واقعہ سنایا۔ فردوسی نے بیس ہزار مثقال حمامی کو اور بیس ہزار ایاز کو اور بیس ہزار فقاعی کو دیدئے۔ اور ایک
پیالہ شربت کا پیا۔ اور ایاز سے کہا کہ سلطان سے عرض کرو کہ مین نے جو رنج اس کام مین اوٹہایا۔ وہ ان مثقال
نقرہ کے لئے نہ تہا۔ جب ایاز نے سلطان سے کہا تو سلطان وزیر پر غصہ ہوا۔ وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کا
صلہ ایک درم سے ہزار درم تک برابر ہے۔ مگر فردوسی نے جو اوس صلہ کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے۔ سخت
گستاخی کی ہے۔ علاوہ برین فردوسی کا مذہب قرمطی اور معتزلی ہونے کے باعث لایق کشتنی و گرون زدنی
ہے۔ سلطان بہی وزیر کے بہڑکانے سے سخت مشتعل ہوگیا تہا۔ مگر فردوسی کو جب خبر ہوئی تو اوس نے صبح کو
حاضر ہوکر سلطان کے قدمون پر گرا۔ اور کہا کہ بندہ اون مین نہین ہے۔ بلکہ حاسدون نے مجہے ایسا بنایا ہے

اور اگر ہون بہی تو سلطان کی رعایا ہون۔ جیسا کہ دوسری رعایا گبر و جہود ترسا سلطان کی رعایا ہونے کی وجہ سے مامون و مصئون ہین۔ اوسیطرح یہ بندہ بہی قتل سے معاف کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشعار بہی فی البدیہہ پڑہا

چو در ملک سلطان کہ چرخش ستود	بسے ہست ترسا و گبر و یہود
گرفتند در ظل عدلش قرار	شدہ ایمن از گردش روزگار
چہ باشد کہ سلطان گردون شکوہ	رہی را شمارد یکے زان گروہ

ان اشعار سے سلطان کا غصہ فرو ہوا اور قصور معاف کر دیا۔ پہر کیا تہا۔ فردوسی غزنین سے رخصت ہو گیا اور جاتے جاتے جامع مسجد کی (جہان سلطان آکر بیٹھتا تہا) دیوار پر یہ اشعار لکہہ گیا۔ ۲ اشعار۔

خجستہ درگہہ محمود زابلی دریاست	چگونہ دریا کہ آنرا کرانہ پیدا نیست
چہ غوطہ ہا زدم و اندرو ندیدم در	گناہ بخت من است این گناہ دریا نیست

جب محمود نے یہ اشعار دیکہا اور فردوسی کے احباب نے سفارش کی تو حکم دیا۔ کہ ساٹہہ ہزار دینار طلا معہ خلعت شاہی فردوسی کے پاس بہیجدینا چاہئے عجب اتفاق کی بات ہے کہ طوس کے ایک دروازہ سے یہ صلہ آیا۔ اور دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ جا رہا تہا۔ کہتے ہین کہ اس صلہ کی رقم سے سلطان نے طوس کی ندی کا آب بند تعمیر کرا دیا۔ جسکو ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ جب مین طوس گیا تو ایک رباط نو تعمیر دیکہی۔ جسکو لوگ کہتے تہے۔ کہ یہ رباط صلہ فردوسی سے بنی ہے۔

فردوسی نے سلطان کی ہجو مین ایک مثنوی بہی لکہی ہے۔ جسکے متعلق مورخون کے مختلف خیالات ہین سلطان محمود کے اگرچہ کئی ہزار غلام تہے۔ لیکن اون مین ایاز ممتاز تہا۔ کہتے ہین کہ ایاز والی کشمیر کا بیٹا تہا۔ باپ کے ساتہہ شکار مین گیا تہا۔ چورون نے قابو پا کر پکڑ لیا۔ اور بدخشان لے گئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچ ڈالا سوداگر نے عمدہ طور پر تعلیم و تربیت کی اور غزنین لا کر سلطان کے ہاتہہ بیچا۔ ایاز حسن و جمال ظاہری کے علاوہ اخلاق پسندیدہ و صفات حمیدہ مین بہی فرد کیا تہا۔ اور اسی کے باعث رفتہ رفتہ عروج و تقرب سلطانی حاصل کیا کہ اتنک محمود کیساتہہ ایاز کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے۔ چنانچہ ظلالی نے ایاز و محمود کے نسبت ایک داستان بڑی رنگین لکہی ہے۔

جلال الملتہ جلال الدولہ امیر محمدؐ بن سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود کے تین بیٹے تھے۔ امیر مسعود۔ امیر محمد۔ امیر عبدالرشید۔ امیر مسعود اور امیر محمد۔ دونون ایک ہی دن پیدا ہوے تھے۔ لیکن مسعود چند گہنٹے کا محمد سے بڑا تہا۔ سلطان محمود نے بوجہ لیاقت وہوشیاری کے شکم مین امیر مسعود کو اپنا ولیعہد کیا تہا۔ اور امیر مسعود باپ کے ساتھہ ہمیشہ جنگ وجدل مین رہتا تہا۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیشون نے امیر مسعود کی طرف سے سلطان کے دل مین ایسی بدی ڈالدی۔ کہ تہوڑی ہی مدت کے بعد سلطان نے امیر محمد کو ولیعہد کردیا۔ اور حکم دیا کہ امیر محمد کا نام اور لقب امیر مسعود کے نام اور لقب پر مقدم کیا جائے۔ سلطان کی اس کارروائی سے اکثر امرائے دربار کو رنج ہوا۔ بلکہ بعض معتمد ملازمون نے مسعود سے کہا کہ سلطان آپ سے روز بروز زیادہ بدگمان ہوتا جاتا ہے۔ اگر حکم ہو تو ہم اس قصہ کو پاک کردیتے ہین۔ مسعود نے کہا کہ استغفراللہ مین اور یہ کام۔ مجہے تو اسکا خیال بہی حرام ہے۔

جب سلطان محمود کا انتقال ہوا تو امیر مسعود صفاہان مین جہہ سات سو فرسنگ غزنین سے دور تہا۔ اور امیر محمد گوزکانان مین رہتا تہا۔ جب سلطان کو باغ پیروزہ مین دفن کیا گیا تو حاجب بزرگ امیر علی قریب نے امیر محمد کو گوزکانان سے بلاکر سلطان محمود کی وصیت کے موافق تخت پر بٹھادیا۔ اور امیر مسعود نے باپ کے مرنے کی خبر سنکر تین روز تک ماتم کیا۔ اس کے بعد اپنے بہائی امیر محمد کو یہ کہلا بہیجا۔ کہ ہم پشت ویک دل ہوکر موافقت کرلین۔ اور کل مخالفت کو بالکل دور کردین۔ تاکہ جہان مین ہمارا نام باقی رہے۔ چونکہ مین بڑا ہون۔ اس لئے خطبہ اور سکہ مین میرا نام اول رہے۔ مین عراق وروم کی سلطنت سنبہالتا ہون اور تم غزنین وہندوستان کو قبضہ مین رکہو۔ اگر ایسا کروگے تو بہت بچہتاؤگے"۔ امیر محمد نے اسکا جواب اُسکے خلاف دیا۔ جس سے امیر مسعود نے صفاہان سے کوچ کرکے رے آیا۔ یہان پر امیر مسعود کو خلیفہ بغداد کا ایلچی ملا۔ جو بہت سے تحفے تحائف اور لوا ومنشور لایا تہا۔ خلیفہ کی اس سرفرازی پر امیر مسعود کو بہت خوشی ہوئی اور

اس منشور کی نقلین سب ممالک کے حکام کے پاس بہیجی گئین۔ پہر وہان سے ہرات آیا۔ اور یہان غزنین
مین تمام امرا بہر محمد سے بددل تہے۔ چنانچہ امیر یوسف وحاجب بزرگ علی۔ تو بہل ہمدانی۔ وخواجہ علی میکائیل
سرہنگ بوعلی۔ کوتوال وغیرہ۔ نے اکتہا ہوا غزنین سے امیر مسعود کے پاس بدین مضمون بہیجے۔ کہ تسکین وقت
کے لیے ہم نے امیر محمد کو تخت نشین کیا تہا۔ تاکہ کوئی اضطراب پیدا ہو۔ اُس سے سلطنت کا کام نہین چلسکتا
وہ شب و روز لہو ولعب مین مصروف ہے۔ چونکہ آپ ولیعہد ہین۔ اس لئے جلد آکر تخت پر بیٹھئے۔ امیر مسعود
اس سے اور بہی قوی دل ہوا۔

ادہر امیر محمد اول رمضان ۴۲۱ھ کو تکیناآباد آیا اور رمضان کا سارا مہینا یہین رہا۔ عید کے روز اُس کے
سر پر سے ٹوپی گر گئی۔ جسکو لوگ بڑی بدشگونی سمجہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ۳۔ شوال کی رات کو علی خویشاوند
اور یوسف بن سبکتگین نے سازش کرکے امیر محمد کو قید کردیا۔ اور خود امیر مسعود کیطرف روانہ ہوے۔ اور امیر مسعود
ہرات سے لشکر لیکر تکینا آباد آیا۔ یہان امیر محمد قلعہ کوہ شیر مین حاجب بکتگین کی حراست مین مقید تہا۔ چنانچہ
امیر مسعود یہان آکر امیر محمد کو قلعہ مندیش کو بہیجدیا۔ اور آپ تکینا آباد سے پہر ہرات روانہ ہوا۔ وہان سے
کوچ کرکے بلخ پہونچا۔ بعد ازان ۱۳ جمادی الاول ۴۲۲ھ کو غزنین کے طرف کوچ کیا۔ امیر محمد کی سلطنت صرف
پانچ مہینے رہی۔

جمال الملۃ شہاب الدولہ امیر مسعود بن سلطان محمود غزنوی۔

ماہ جمادی الآخر ۴۲۲ھ مین امیر مسعود غزنین داخل ہوکر تخت شاہی پر رونق افروز ہوا۔ لاکہون روپیہ خیرات و
صدقہ مین دیا۔ اور اپنے بہائی امیر محمد کو نابینا کرکے قلعۂ ولج مین قید کیا۔ اور خواجہ احمد بن حسن میمندی کو (جو
سلطان محمود کے حکم سے قلعۂ کالنجر مین قید تہا) رہائی دیکر اپنا وزیر کیا۔ گو خواجہ نے اولاً وزارت سے انکار کیا۔
مگر مسعود کے اصرار سے آخر کو منظور کرلیا۔ اسکے بعد خواجہ حسنک میکائی (جو سلطان محمود کے آخری زمانہ کا وزیر تہا)

اور سلطان محمود سے اکثر اوقات امیر مسعود کی چغلی کہا یا کرتا تہا) کو قرمطی ہونیکا جرم لگا کر سنگسار کیا۔ اور علی اریارق (جو سلطان محمود کے زمانہ مین سپہ سالار تہا) کو قید کرکے غور بہیجدیا۔ اور اسفتگین غازی کو بہی مکر وحیلہ سے قید کرلیا۔ اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین کو بہی قلعہ درونہ کی ہوا اتلائی۔ بہر حال امیر مسعود نے تخت غزنین پر قدم رکہتے ہی اکثر امرا دسلطان محمود وامیر محمد سے (جو ایک زمانہ مین اوسکے خلاف تھے) اپنا دربار پاک وصاف کیا۔ چندروز تو امیر مسعود کو اپنے ہی امیرون کی سرکوبی کرنے مین گذرے۔ انہین ایام مین طغرل بیگ وچقر بیگ (جو آل سلجوق سے تھے[۵۱]) جیحون عبور کرکے ذنا رپہونچے۔

[۵۱]۔ اسلامی تاریخ مین سلاجقہ کا عہد مسلمانون کے لئے نہایت عروج واقبال کا زمانہ تہا۔ اور اسی خاندان کے نمودار ہونے پر بغداد کی خلافت کا صرف نام ہی نام باقی رکہیا تہا۔ وہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت جو بغداد کے ایک خلیفہ کے زیر حکم رہتی تہی۔ اسوقت کثیر التعداد خاندانون مین بٹ گئی تہی۔ اور انہین سلاجقہ کی قوت وزور کے باعث بعد مین اسلامی ایشیا افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم تک پہر ایک بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ جو اجزائے سلطنت بکہر گئے تہے وہ پہر ایک رشتہ مین منسلک ہوے۔ اور یہی وجہہ ہے کہ خاندان سلاجقہ کو تاریخ مین منہم بالشان رتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ خاندان مذکور سلجوق بن یکاک ترکمان امیر کی نسل سے تہا۔ یہ خان ترکستان کی ملازمت ترک کرکے معہ اپنے قبیلہ کے وادی کرغیزست جند (بخارا) چلا گیا۔ جہان اس نے اور اسکی قوم نے خلوص قلب سے اسلام قبول کیا۔ سلجوق اور اس کی اولاد نے سامانیون۔ ایلک خان۔ اور محمود غزنوی کی لڑائیون مین حصہ لیا۔ اور خاندان سلاجقہ کے دو بہائیون طغرل بیگ وجغرل بیگ نے رفتہ رفتہ اتنی طاقت پیدا کرلی۔ کہ وہ خراسان پر حملہ کرنیکے قابل ہوسکے غزنوی افواج کو چند بار شکست دینے کے بعد وہ بعض بڑے بڑے شہرون پر متصرف ہوگئے۔ ۳۰۴۸ء م ۴۲۹ھ مین مرو کی مساجد مین چقر بیگ داؤد کا خطبہ نماز کے بعد شہنشاہ کے خطاب سے اور اوسکے بہائی طغرل بیگ کا خطبہ اسیطرح نیشاپور مین پڑہا گیا۔ بلخ۔ جرجان۔ خوارزم۔ اور طبرستان کا بہی بسرعت الحاق ہوگیا۔ اسکے بعد جبل ہمدان۔ ونیاوارہ۔ حلوان۔ رے

او۔ وہان کے رعایا کو خوب لوٹا۔ امیر مسعود نے اونکے دفعیہ کے لئے کبتوزی خان کو سپاہ جرار کے ساتھ بھیجا۔ مگر اوہنون نے اسکو شکست دی۔ اور اوسکے بعد سلطان مسعود کے تمام ممالک مین متفرق ہوکر غدر مچادیا پھر سلطان نے سیاشی کو سپہ سالار مقرر کیکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ وہ بھی تین سال تک ان سے لڑتا رہا۔ مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی تگین کو سمرقند اور بخارا مین بڑا غلبہ ہوگیا ہے چنانچہ اسکی گوشمالی کے لئے سلطان نے التونتاش کو ۴۲۳ھ مین روانہ کیا۔ اور غزنین سے پندرہ ہزار سوار اونکی مدد کو روانہ کئے۔ التونتاش آب آمو عبور کرکے بخارا کو فتح کیا۔ اور وہان سے سمرقند آیا۔ یہان علی تگین سے لڑائی ہوئی التونتاش مارا گیا۔ امرا نے صلح کرلی۔ ۴۲۴ھ مین خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے وفات پائی۔ سلطان نے اوس کی جگہہ ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو اپنا وزیر کیا۔ اس اثنا مین سلجوقی دریا جیحون سے گذر کر نیشاپور مین آئے۔ اور سلطان مسعود نے ہند کے طرف جانیکا ارادہ کیا۔ اعیان سلطنت نے کہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۱) اصفہان مفتوح ہوئے۔ ۴۴۷ھ مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت مین بخطاب سلطان اسکے نام کا اعلان ہوا۔ ترکی اقوام کے جوق جوق سپاہ مین داخل ہونے سے ان کی طاقت درجۂ کمال کو پہونچگئی تمام مغربی ایشیا سرحد افغانستان سے ایشیائے کوچک کو یونانی و فاطمیہ سلطنتون کی حدود تک کا ملک ۴۶۰ھ لغایت ۴۷۰ھ سے پیشتر ان کے حیطۂ اقتدار مین آگیا۔

طغرل بیگ الپ ارسلان۔ اور ملک شاہ بذات واحد اس وسیع سلطنت پر حکمران رہے۔ لیکن موخرالذکر کے انتقال پر برکیارق اور محمود دو بھائیون مین خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ اور خاندان سلاجقہ کی متعدد شاخون نے سلطنت کے مختلف حصون مین علاحدہ علاحدہ خودمختار حکومتین قایم کین۔ چنانچہ یہ تمام تفصیلی ذکر اور ان مختلف حصون کی خودمختار حکومتون کا حال آیندہ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔ اب یہان صرف اس مختصر نوٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

کہ پہلے سلجوقیون کو ملک سے نکالئے تو پہر ہندوستان کا قصد کیجیے۔ مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور ۱۹ ذی حجہ سنہ ۴۲۹ھ کو کابل کی راہ ہندوستان کو چلا۔ چنانچہ ۲۵ محرم کو دینارکوٹہ پر دریاے جہلم کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ یہان چودہ روز تک بیماری سے فرش رہا۔ جب صحت ہوئی تو ۶ ربیع الاول کو قلعہ ہانسی پہونچا۔ اور اوسکو فتح کرکے قلعہ سونی پت کے طرف متوجہ ہوا۔ راجہ دیپال ہری جنگل مین بہاگ گیا۔ اور یہ قلعہ فتح ہوگیا۔ پہر یہان سے دیرہ رام گیا۔ رام نے نذرانہ دیکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو غزنین کو مراجعت کی۔ یہان سلطان کی عدم موجودگی سے سلجوقی ترکمانون کی قوت بڑہ گئی تہی۔ اور مملکت مین شور و فساد برپا ہوگئے تھے۔

سلطان مسعود چند سے غزنین مین ٹہر کر سنہ ۴۳۰ھ مین غزنین سے جرجان گیا۔ اور اکثر سرکشون کو سزا دی۔ پہر یہان سے بلخ۔ مرو۔ گورکان ہوتا ہوا دندانقان مین آیا۔ ۸ رمضان سنہ ۴۳۱ھ کو ترکمانون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے غزنین کی راہون کو بند کردیا۔ ناچار سلطان کو لڑنا پڑا۔ اس اثنا مین بڑے بڑے سردار غزنین کی ترکمانون سے جا ملے۔ اور جو لشکر کہ سلطان کے ساتہ تہا۔ اوس نے بہی دغا کی۔ آخر سلطان مسعود بہزار خرابی یکہ و تنہا غزنین کو بہاگا۔ اور یہان آکر اون سردارون کو جو لڑائی مین سے بہاگے تہے۔ ہندوستان کے قلعون مین مقید کیا۔ اب سلطان سلجوقیون کے ہاتہ سے ایسا تنگ آگیا تہا کہ اوس نے ارادہ کیا کہ ہندوستان سے فوج جمع کرکے لڑائی کیجاے۔ چنانچہ تمام خزانہ زر و درہم و جواہر و پارچہ اونٹون پر لادکر مع عیال و اطفال ہندوستان کا عازم ہوا۔ وزیر نے بہت کچہہ فہمایش کی۔ اور ہندوستان کے عزم سے باز رکہنا چاہا۔ مگر سلطان نے ایک نہ مانی۔ اور سارے ملکون کا انتظام ارکان سلطنت کے سپرد کرکے لاہور کے جانب روانہ ہوگیا۔ خود دریاے سندہ سے اُتر آیا تہا۔ اور خزانے دریا کے پار تہے۔ کہ خاص غلامون کے امیر نوشتگین کی نیت بگڑی اور آپس مین اتفاق کرکے خزانون کو لوٹ لیا۔ اور اندہے امیر محمد کے پاس جاکر اوسکو تخت پر بٹہایا۔ ہرچند امیر محمد نے انکار کیا۔ مگر یہ کب ماننے والے تھے۔ آخر امیر محمد کو ماننا پڑا۔ یہ سب اوسکو ساتہ لیکر دریاے سندہ عبور کرگئے۔ اور سلطان مسعود سے لڑنا شروع کیا۔ سلطان مسعود پریشان ہوکر رباط مارکلہ کو بہاگا

جہون نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور سلطان محمدؒ کے سامنے لائے۔ سلطان محمدؒ نے کہا کہ مین تیرے مارنے کا قصد نہین کرتا۔ جس جگہ تیرا جی چاہے بیان کر تا کہ تجہکو اور تیرے اہل و عیال کو وہان بہیجدون۔ مسعود نے قلعہ کیرتی کو پسند کیا۔ محمدؒ نے اوسکو مع متعلقین کے وہان بہیجدیا۔ اور ایک جماعت اوسکی حراست کے لئے متعین کردی۔ جب مسعود قلعہ کے طرف جاتا تہا تو اوسکے پاس ضروری خرچ کیلئے بہی روپیہ نہ تہا۔ بہائی سے طلب کرنے پر اس بیت ہمت بہائی نے پانسو درم بہجوائے۔ ان درمون کو دیکہکر مسعود رونے لگا۔ اور کہا کہ کل میرے پاس تین ہزار خروار بار خزانہ تہا۔ آج ایک درم کا مقدور نہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جو شخص کہ یہ درم لایا تہا۔ اوس نے ہزار درم اپنے پاس سے امیر مسعود کو دیئے۔

چونکہ امیر محمدؒ اندہا تہا۔ اوس نے سلطنت کا کام اپنے پاس نرکہا۔ بلکہ وہ سب ۳۲ھ؁ مین اپنے بیٹے احمدؒ کے حوالہ کیا۔ لیکن احمدؒ خود مخبوط الحواس تہا چنانچہ اس مخبوط الحواسی کی وجہ ۳۳ھ؁ مین سلیمان ولد یوسف بن سبکتگین اور سپہر علی خویشاوند سے اتفاق کرکے بلا اطلاع اپنے باپ کے امیر مسعود کو تلوار سے مار ڈالا۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ کنوئین مین ڈال کر مٹی بہروادی۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس پاگل نے باپ کو مجبور کرکے قتل کا حکم دلایا۔ سلطان مسعود نے دس سال سے کچہہ زیادہ سلطنت کی۔ امیر مسعود نہایت شجیع۔ سخی۔ کریم الاخلاق تہا۔

جب امیر مسعود مارا گیا تو امیر محمدؒ بہت رویا۔ اور جنہون نے مارا تہا۔ بہت لعنت و ملامت کی۔

امیر مودود بن امیر مسعود کو (جو باپ کے مرنے کے وقت بلخ مین تہا) جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ارکین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ ماریکلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر وزیر منع کرکے غزنین لایا۔ سارا شہر اوس کے استقبال کو گیا۔ غرض امیر مودود اچہی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمدؒ پر چڑہائی کی۔ دیپور مین مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی دوسرے روز امیر مودود نے فتح پائی۔ امیر محمدؒ اور اوس کا بیٹا اور نوشتگین بلخی و سپہر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف اسیر ہوکر قتل کئے گئے۔

ابو الفتح قطب الملة شہاب الدولہ امیر مودود بن سلطان مسعود

امیر مودود جب باپ کے قاتلون سے بدلا لے چکا تو وہین اس موضع پر جہان فتح ہوئی تہی۔ ایک رباط بنایا اور ایک آبادی کی فتح آباد نام رکہا۔ اور وہان سے غزنین آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا۔ اور منصب وزارت ابو نصر بن احمد کو دیا۔ اور ۴۳۳ھ مین ابو نصر کو معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور ۴۳۳ھ مین سلطان محمد کے بیٹے نامی حاکم پشاور سے لڑنے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو نصر نے اس لڑائی مین ایک فتح پائی۔ امیر مودود کا چچازاد بہائی مجدود دشمن باپ سلطان مسعود کے مرنے پر ملتان سے لاہور آیا۔ اور ایاز کی اعانت سے آس پاس تہانیسر۔ ہانسی پر اپنا قبضہ کیا۔ جب سلطان مودود کو یہ خبر لگی تو مجدود کی تنبیہ کے لئے ایک لشکر جرار بہیجا۔ مگر یہ لشکر ابہی لاہور ابہی نہ پہونچا تہا۔ کہ عید الضحیٰ کی صبح کو مجدود اپنے خیمہ مین مردہ پایا گیا۔ اس کے بعد ایاز نے بہی وفات پائی۔ اور مجدود کے مرنے سے ہند کا علاقہ مودود سے متعلق ہوگیا۔ اور ملوک ماوراء النہر نے بہی اطاعت قبول کی۔ مگر سلجوقیون سے باوجود اس کے کہ امیر مودود نے جغر بیگ کی بیٹی سے نکاح بہی کرلیا تہا۔ پہلی منازعت مین کوئی کمی نہوئی۔

جب سلطان مودود کو ملوک ہند نے دیکہا کہ وہ مغربی فتوحات مین مصروف ہے تو ۴۳۵ھ مین رائے دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے ہانسی اور تہانیسر پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعہ نگرکوٹ کو حاصل کرکے ازسرنو بت پرستی شروع کردی۔ ادہر ملک پنجاب کے راجاؤن نے بہی سر نکالا۔ اور دس ہزار سپاہ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا۔ مگر اتفاقاً لشکر ہنود مین کچہہ ایسا اختلاف واقع ہوا۔ کہ محاصرہ چہوڑکر اپنے اپنے ملک کو واپس چلے۔ جب لشکر اسلام نے اونکی کم ہمتی ملاحظہ کی تو اون کا تعاقب کرکے خوب قافیہ تنگ کیا۔ اور جسقدر قلعے کہ اون کے قبض و تصرف مین تہے۔ وہ سب واپس لیکر امان دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی خبر جب ملوک ہند کو پہونچی تو سب مطیع ہوگئے۔ مسلمان بہت سی غنیمت اور پانچہزار مسلمانون کو جو ہندون نے

قلعون مین قید کر رکھا تھا۔ ساتھ لیکر لاہور آئے۔

۴۳۳ھ مین امیر مودود نے لشکر مرتب کیا۔ اور ۴۳۴ھ مین ارتگین حاجب کے ساتھ طخارستان بھیجا۔ ارتگین نے ترکمانون کو شکست دیکر شہر بلخ مین امیر مودود کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد جب ترکمانون نے بلخ پر حملہ کیا تو ارتگین نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ جب خلیفہ نے منظور نہ کیا تو وہ غزنین واپس آیا۔ سلطان نے اس قصور مین اوسکو قتل کر ڈالا۔

بعد ازان طغرل حاجب کو لشکر بیشمار دیکر ترکمانون کی تنبیہ کے لئے سبت روانہ کیا۔ چنانچہ طغرل نے اون کو شکست دی۔ اور ۴۳۵ھ مین علم بغاوت برپا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے علی بن خادم کو دس ہزار سوار کیساتھ روانہ کیا۔ مگر طغرل بھاگ گیا۔ اور علی نے اوس کے لشکر کو غارت کیا۔ اور چند آدمیون کو پکڑ کر غزنین لایا۔

۴۴۱ھ مین تمام ملوک ماوراء النہر اور بامیان نے امیر مودود سے عہد کیا۔ کہ ہم آپ کی اعانت کرکے ترکمانون کو خراسان سے نکال دینگے۔ جب امیر مودود اسی سال رجب کے مہینے مین غزنین سے لشکر فراوان لیکر روانہ ہوا تو اول ہی منزل مین درد قولنج پیدا ہوا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔ ۳۹ سال کی عمر تھی۔ اور نو سال سلطنت کی۔

ابو جعفر مسعود بن امیر مودود

جب سلطان مودود نے سفر آخرت کیا تو علی بن ربیع نے اوس کے بیٹے ابو جعفر مسعود کو (جسکی عمر چار سال تھی) تخت سلطنت پر بٹھایا۔ مگر باشتگین (جو امرائے سلطان محمود سے تھا) نے اوس سے اتفاق نہ کیا۔ آخر آپس مین جنگ ہوئی۔ باشتگین غالب آیا۔ اور ابو جعفر مسعود کو تخت سے اوتار کر اوس کے چچا ابو الحسن کو تخت نشین کیا۔ ابو جعفر نے صرف پانچ روز سلطنت کی۔ اور علی بن ربیع

میرک وکیل کی امداد سے بہت کچھہ زروجواہر لیکر پشاور کو چلا گیا۔ اور وہان ملتان وسندہ پر قابض ہوا

امیر ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی

غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ھ کو ابوالحسن علی تخت نشین ہوا۔ اور امیر مودود کی زوجہ (جو جعفر بیگ کی بیٹی تہی) سے نکاح کیا۔ اور اپنے بہائی ایزد شاہ و مردان شاہ کو (جو قلعہ نائی مین تھے) غزنین بلا کر معزز عہدہ پر مامور کیا۔ اس اثنا مین عبدالرشید[1] بن سلطان محمود نے ابوالحسن پر چڑہائی کی۔ اور ابوالحسن بہاگ گیا اور عبدالرشید سنہ ۴۴۳ھ مین تخت نشین ہوا۔ ابوالحسن نے صرف دو سال سلطنت کی۔ جب ابوالحسن گرفتار ہوکر آیا تو عبدالرشید نے اوسکو قلعہ وندی مین قید کیا۔

زین الملتہ سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود

جب عبدالرشید تخت نشین ہوا تو نوشتگین حاجب کو ہندوستان کا امیر الامرا بنا کر لشکر کثیر کے ساتہہ ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ وہ یہان آکر قلعہ نگر کوٹ کو فتح کیا۔ اس کے بعد امیر نے طغرل حاجب کو (جو سلطان مودود کا سالا تہا) سیستان بہیجا۔ طغرل نے سیستان پر قبضہ کرکے جب خوب قوت حاصل کی تو نمکحرامی پر کمر باندہی۔ اور غزنین کو لے لیا۔ اس کافر نعمت نے امیر عبدالرشید اور سلطان محمود کی اولاد (جنکی تعداد نو یا گیارہ تہی) کو قتل کیا۔ اور سلطان مسعود کی دختر سے نکاح کرکے تخت غزنین پر قدم رکہا۔ جب نوشتگین حاجب کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے امراء غزنین کو غیرت دلائی۔ اور طغرل کے مارنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ

---

[1] عبدالرشید کو اکثر مورخ سلطان مسعود کا بیٹا بتاتے ہین۔ مگر صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ جو سلطان مودود کے حکم سے قلعہ بست مین مقید تہا۔ عبدالرزاق بن احمد حسن میمندی کہ قید سے نکال کر اپنے ساتہہ لایا۔ اور لشکر کو مطیع کرکے غزنین پر چڑہائی کی۔ ۱۲ مولف

نوروز کے روز جب طغرل تخت شاہی پر متمکن تہا تو ایک ترک سلحدار نے جرأت کرکے اس کو نمک کا تلوار سے
سر اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد جب نوشتگین غزنین آیا تو امیر ناصر الدین سبکتگین کی اولاد مین سے
تین شخص ۔ فرخ ۔ ابراہیم ۔ شجاع ۔ (جو قلعون مین قید تہے ۔ اور طغرل کی اون تک رسائی نہین ہوتی تہی
ورنہ ان تینون کو بہی قتل کرتا ۔) موجود تہے ۔ اون کے نام قرعہ ڈالا گیا ۔ چنانچہ فرخ زاد کے نام قرعہ
پڑا ۔ اور سب امرا نے اتفاق سے فرخ زاد کو تخت نشین کیا ۔ عبد الرشید کی سلطنت کی مدت ایکسال
کی ۴۴۳ ۴۴۴ کے قریب رہی ۔ اور طغرل نے چالیس روز حکومت کی ۔

جمال الدولہ فرخ زاد[1] بن سلطان مسعود

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکہا تو کار و بار سلطنت نوشتگین کے حوالہ ہوے ۔ اور داؤد سلجوقی کو غزنوی
خاندان کے انقلاب کی خبر ہوئی تو فوج لیکر غزنین آیا ۔ نوشتگین نے مقابلہ کرکے شکست دی ۔ پہر فرخ زاد
لشکر عظیم لیکر خراسان روانہ ہوا ۔ سلجوقیون کے سپہ سالار کلیسارق نے مقابلہ کیا ۔ اور ہزیمت اوٹہا کر بہاگ گیا
چند سلجوقی امرا گرفتار ہوئے ۔ جب چغربیگ سلجوق کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فرخ زاد
سے لڑنے کے لئے روانہ کیا ۔ طرفین نے خوب جنگ رستمانہ کیا ۔ مگر اس دفعہ سلجوقی غالب آئے ۔ اور کئی
غزنوی امیر سلجوقیون کے ہاتہ اسیر ہوے ۔ فرخ زاد نے یہ دانائی کی کہ سلجوقی امرا (جو اوسکے پاس قید تہے ۔)
کو خلعت دیکر رخصت کیا ۔ سلجوقیون نے غزنویون کی یہ مروت دیکہی تو اونہون نے بہی غزنوی امیرون کو
رہا کر دیا ۔ اس کے بعد فرخ زاد نے ۳۴ سال کی عمر مین بعارضۂ قولنج وفات پائی ۔ مدت سلطنت چہہ سال

[1] سلطان فرخ زاد کو روضۃ الصفا مین مسعود کا بیٹا لکہا ہے ۔ اور احمد اللہ مستوفی کا قول ہے کہ عبد الرشید کا بیٹا ہے
مگر سکون سے روضۃ الصفا کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ ۱۲ مولف ۔

سنہ ۴۴۳ھ سے سنہ ۴۵۰ھ تک ہے۔

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی

جب سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا تو سلجوقیون سے مصالحت کر لی۔ اور ملک شاہ سلجوق کی دختر کو اپنے بیٹے مسعود سے نکاح کیا۔ جب سلجوقیون سے سلطان ابراہیم کی خاطر جمع ہوئی تو ہندوستان مین اوس نے لشکر بھیجا۔ جس نے وہ ملک فتح کئے۔ جو اب تک مسلمانون نے نہین کئے تھے۔ اور سنہ ۴۷۲ھ مین وہ خود ہندوستان آیا۔ قلعہ اجودہن (جو اب پاک پٹن فرید شکر گنج کہلاتا ہے) کو مسخر کیا پھر روپال کا قلعہ لیا۔ وہان سے قلعہ درہ کو فتح کیا۔ ایک لاکھ لونڈی غلام اسیر کر کے غزنین بھیجے۔ اور غنیمت بھی بہت ہاتھ آئی۔ بعد ان فتوحات کے غزنین آیا۔

سلطان ابراہیم بڑا عابد و متقی تھا۔ باوجود عنفوان شباب کے کل ممنوعات شرعی سے دست کش تھا۔ سال بھر مین تین مہینے کے روزے رکھتا۔ اور خیرات بہت دیتا تھا۔ سلطان کو ۳۶ لڑکے اور ۴۰ لڑکیان تھین لڑکیون کی شادی اکثر سادات عظام اور علماء اعلام سے کی تھی۔ سلطان کی وفات ایک روایت کے موافق سنہ ۴۸۱ھ مین اور دوسری روایت کے مطابق سنہ ۴۹۲ھ مین ہوئی۔ پہلی روایت کے موافق سلطنت کی مدت ۳۱ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۴۲ سال ہے۔

علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود

جب امیر مسعود بن ابراہیم تخت پر بیٹھا تو سلطان سنجر کی بہن مہد عراق سے شادی کی۔ اور ہندوستان کی امارت امیر عضد الدولہ کو دی۔ جب وہ مر گیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا چنانچہ طغاتگین نے دریاء گنگ عبور کر کے وہان پہونچا۔ جہان سوا سلطان محمود کے لشکر کے کوئی اور لشکر اسلام

نہین گیا تہا۔ اور بہت سی غنیمت لیکر لاہور واپس آیا۔ امیر مسعود نے بے خرخشہ و اندیشہ ۱۶ برس ۴۹۲ھ ۱۰۹۸ء سے ۵۰۸ھ ۱۱۱۴ء تک سلطنت کی۔ وہ ۴۵۳ھ مین بمقام غزنین پیدا ہوا تہا۔ اور بعمر ۵۵ سال ۵۰۸ھ مین دار البقا کو سدہارا۔

تاریخ گزیدہ مین لکہا ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اوس کا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت پر بیٹہا۔ ایک سال اوسکی سلطنت پر گذرا تہا کہ ۵۰۹ھ مین اوسکا بہائی ارسلان شاہ نے اوسکو مار ڈالا۔ مگر دوسرے مورخ کمال الدولہ کی سلطنت کا ذکر ہی نہین کرتے ہین۔ بلکہ مسعود کے بعد ارسلان شاہ کی تخت نشینی لکہتے ہین

سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی

امیر مسعود کے بعد جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا تو اوس نے اپنے سب بہائیون کو قید کیا۔ لیکن ایک بہائی ابراہیم شاہ اس کے پنجہ سے نکل گیا۔ اور اپنے ماموں سلطان سنجر کے پاس (جو اوندنون اپنے بہائی محمد سلطان بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان مین حاکم تہا) جا کر پناہ لی ہر چند ارسلان شاہ نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کو مانگا۔ مگر سلطان سنجر نے ایک نہ سنی۔ اور بہرام شاہ کی مدد پر آمادہ ہوگیا ارسلان شاہ نے اوس کے بہائی سلطان محمد سے سلطان سنجر کی شکایت کی۔ سلطان محمد نے سلطان سنجر کو ایلچی کے ذریعہ یورش سے منع کیا۔ اور ایلچی کو یہ ہی کہدیا۔ کہ اگر سلطان سنجر غزنین روانہ ہوگیا ہو تو کچہہ نہ کہنا۔ جب ایلچی خراسان آیا تو سلطان سنجر کو آمادۂ سفر پایا۔ اس لئے کچہہ نہ کہا۔ جب سلطان سنجر لشکر لیکر بست پہونچا تو ابو الفضل والی سیستان سے ملاقات ہوئی۔ اور دونون ملکر غزنین روانہ ہوے ارسلان شاہ بہی لشکر کو جمع کر کے لڑنے آیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ارسلان شاہ اپنی ماں مہد عراق کے پانون پہ گرا۔ اور دو ہزار دینار بہت سے تحائف دیکر سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور صلح چاہی ماں پہلے ہی اس کے ظلمن سے تنگ تہی۔ اور اپنے بچون کو قید مین کب دیکہہ سکتی ہتی۔ اوس نے بہائی کی

پاس جاکر اوسکو اور بہی تیز کیا۔ سلطان سنجر نے واپسی کا ارادہ کیا تہا۔ مگر جب اپنی بہن سے ارسلان شاہ کے ظلم کی کیفیت سنی تو غزنین پر حملہ کیا۔ ارسلان شاہ نے تیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور ایک سو ساٹھہ ہاتہی لیکر مدافعت پر کمر باندہی۔ مگر ابوالفضل والی سیستان کے بہادرانہ حملون نے غزنویون کو شکست دی۔ اور ارسلان شاہ ہندوستان کو بہاگ گیا۔ ۲۰ شوال ۵۱۱ھ کو سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا۔ اور خزانون پر دست درازی کیا۔ بہت کچہہ زر و جواہر لیا۔ منجملہ اس زر و جواہر کے پانچ تاج تہے۔ کہ ہر ایک کی قیمت دو لاکہہ دینار تہی۔ اور سترہ تخت سونے چاندی کے اور تیرہ سو زیور جواہرات سے مرصع تہے۔

سلطان سنجر چالیس روز غزنین مین رہا اور بہرام شاہ کو تخت نشین کرکے واپس ہوا۔ ادہر ارسلان شاہ ولایت ہند سے فوج جمع کرکے غزنین چلا۔ بہرام شاہ مین لڑنے کی طاقت نہ تہی۔ اس لئے وہ بامیان مین آیا۔ اور سلطان سنجر کے لشکر کو پشت پناہ بنا کے دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ ارسلان شاہ خوف وہراس کے باعث افغانون مین بہاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور بہرام شاہ نے مروا ڈالا۔ اور خود مستقل پادشاہ ہوگیا۔ ارسلان شاہ نے تین سال سلطنت کی۔ اور ۲۷ سال کی عمر مین وفات پائی۔

معزالدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن براہیم

جب بہرام شاہ نے ارسلان شاہ سے فراغت حاصل کی تو ہندوستان آیا۔ اور یہان کے سرکشون کو گوشمالی دی۔ اس اثنا مین محمد باہلیم سپہ سالار لاہور نے بغاوت کی۔ بہرام شاہ اوسکی سرکوبی کے لئے خود گیا۔ اور ملتان مین لڑائی ہوئی۔ باغی نے شکست پائی۔ اور اپنے دس بیٹون کو لیکر سرزمین جہجہ مین بہاگا۔ پہر اوس کا پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان۔ اس کے بعد بہرام شاہ سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار مقرر کرکے خود غزنین چلا آیا۔

ایک عرصۂ دراز تک اس بادشاہ کی سلطنت سرسبز رہی۔ مگر آخر وقت غوریون کے ہاتھ سے سلطنت غزنین خاک مین مل گئی۔

غور جو سلطنت غزنین کا ایک صوبہ تہا۔ بہرام شاہ کے عہد مین قطب الدین محمد غوری سوری (جو بہرام شاہ کا داماد بہی تہا) غور مین حکومت کرتا تہا۔ ان دونون بادشاہون مین کچہہ جہگڑا ہوا۔ بہرام شاہ نے قطب الدین اپنے داماد کو غزنین بلاکر زہر دیا۔ جب یہ خبر اوس کے بہائی سیف الدین کو پہونچی تو وہ انتقام لینے کے لئے غزنین پر چڑہائی کی۔ بہرام شاہ نے بہاگ کر کرمان مین پناہ لی۔ اور سیف الدین نے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بہائی علاء الدین کو غور روانہ کردیا۔ اور خود یہین رہا۔ جب موسم زمستان آیا۔ اور غور کی راہین برف سے مسدود ہوئین تو بہرام شاہ بہت سا لشکر لیکر غزنین پہونچا۔ چونکہ اہل غزنین سیف الدین سے بظاہر محبت کرتے تہے۔ اور در پردہ بہرام شاہ کا دم بہرتے تہے۔ اس لئے سیف الدین کو گرفتار کرکے بہرام شاہ کے حوالہ کردیا۔ بہرام شاہ نے اول تو سیف الدین کا منہہ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اور اس کے بعد قتل کرکے اوسکے سر کو سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور سیف الدین کے وزیر سید مجد الدین کو بہی دار پر کہنچا۔ اور خود بہی چند یوم کے بعد ۵۴۷ھ مین ۳۵ برس حکومت کرکے انتقال کیا۔[۱]

ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ

بعد انتقال بہرام شاہ کے اوس کا بیٹا خسرو شاہ تخت پر بیٹھا۔ اور سیف الدین کے قتل کی کیفیت (جو

---

[۱] ایک روایت یہ مشہور ہے کہ جب علاء الدین نے غزنین پر چڑہائی کی تو بہرام شاہ نے اپنے بیٹے دولت شاہ کو سپہ سالار لشکر مقرر کرکے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور دولت شاہ مارا گیا۔ لشکر نے ہزیمت اوٹہائی۔ بہرام شاہ لاہور بہاگ گیا۔ دولت شاہ کے مارے جانیکا ایسا ملال ہوا کہ ۵۴۷ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال یا ۴۱ سال ہے۔ ۱۲ مولف۔

بہرام شاہ نے تشہیر کرکے قتل کیا تہا۔ جب علاء الدین کو پہونچی کلیجے مین آگ لگ گئی۔ فوراً لشکر جرار تیار کرکے غزنین آیا۔ اور خسرو شاہ ہندوستان بہاگ گیا۔ اور لاہور مین اقامت کی۔ اگرچہ بہرام شاہ اور اہل غزنین کے ہاتہہ سے غوریون نے بہت جور وستم اوٹہائے تہے۔ اور اوس کے عوض مین جو کچہہ علاء الدین کرتا۔ تہوڑا تہا۔ مگر اوس نے غضب ڈہایا۔ اور ظلم وستم توڑا۔ اوس کے نام کو دہبہ لگاتا ہے۔ کہ قیامت تک نہ مٹیگا چنانچہ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ کرکے آگ لگادی۔ اور اس عروس البلاد کو تین دن یا سات دن تک ایسا جلایا کہ دہوئین سے دن رات معلوم ہوتا تہا۔ اور تمام باشندون کو قتل کیا۔ اور سارے شہر کو لٹوایا۔ اور حکم دیا کہ اس شہر کی تخریب وغارت وقتل مین کوئی بات اوٹہا نہ رکہی جائے۔ جب عوام کے قتل سے فارغ ہوا تو خواص پر ہاتہہ صاف کیا۔ اور منتخب سادات غزنویہ کی ایک جماعت کے گلے مین توبرے خاک سے بہرے ہوئے ڈالدئے۔ اور اون کو فیروزہ کوہ مین لایا۔ اور وہان ان توبرون کی خاک کو اون کے خون سے گارا بنایا۔ اور برج فیروزہ کوہ مین اوس کو لگوایا۔ جب علاء الدین نے یہ سنا کہ سیف الدین کی تشہیر کے وقت عورتون نے دف ودائرہ بجایا تہا۔ تو اون کو بہی قتل کیا۔ کسی پر اوس نے رحم نہ کیا۔ جو چیزین خاندان غزنین کی یادولاتی ہین۔ اون کو بہی برباد کیا۔ قبرین اکہیڑ اکہیڑ کر پہینک دین۔ مردون کی ہڈیون مین آگ لگائی۔ سلطان محمود وسلطان مسعود کی قبرون کو اونکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اوسکے زہد کے سبب سے چہوڑ دیا۔ غرض شہر غزنین کو جلاکر خاک سیاہ کیا۔ اور اس ظلم وستم کے باعث جہان سوز لقب حاصل کیا۔

علاء الدین جہان سوز کی مراجعت کے بعد خسرو شاہ پائے تخت غزنین کی طمع اور سلطان سنجر کی امداد کی امید مین لاہور سے سپاہ آراستہ کرکے غزنین کا رخ کیا۔ ان ایام مین ترکون نے سلطان سنجر کو گرفتار کیا۔ اور غزنین پر بہی قبضہ کرلیا۔ خسرو شاہ نے ترکون کے ساتہہ لڑنے کی اپنے مین ہمت نہ دیکہی۔ اور واپس ہوکر لاہور آیا۔ چنانچہ دس سال تک غزنین پر ترکان عراق کا قبضہ رہا۔ پہر غوریون نے غزنین کو اون سے

لے لیا۔ اس کے بعد امرا خسرو شاہ نے غوریون سے غزنین حاصل کیا۔

بعض کتابون مین لکھا ہے۔ کہ علاء الدین جہان سوز کے خوف سے جب خسرو شاہ لاہور چلا آیا تو علاء الدین نے گرم سیر تمرداد تکیناباد کو فتح کیا۔ اور سلطان محمد غیاث الدین کے حوالہ کر کے خود غور کو روانہ ہوا۔ جب خسرو شاہ ہند سے فوج لیکر غزنین کو چلا تو علاء الدین نے خسرو شاہ سے بدین شرط مصالحت چاہی کہ وہ تکین آباد کے شہر و قلعہ کو دیدے اور خود غزنین پر حکومت کرے مگر خسرو شاہ نے منظور نہ کیا تو علاء الدین غوری نے یہ رباعی لکھکر بھیجی۔ رباعی

اول پدرت نہاد کین را بنیاد	تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد
ہان تا ندہی ز بہر یک تکیناباد	سر تا سر ملک آل محمود بباد

خسرو شاہ کو سلطان سنجر کی امداد کی بڑی امید تھی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ سلطان سعید سنجر کے عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خسرو شاہ علاء الدین کے خوف سے پھر لاہور بھاگ کر آیا۔ اور علاء الدین غزنین کو تسخیر کر کے غور گیا۔ اور ۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء مین خسرو شاہ[1] بمقام لاہور انتقال کیا۔ مدت سلطنت سات سال ہے۔

ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی

جب خسرو شاہ مر گیا تو اوس کا بیٹا خسرو ملک لاہور مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہندوستان مین اچھی حکومت

---

[1] تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین اپنے دو بھتیجون غیاث الدین اور شہاب الدین کو چھوڑ گیا۔ اور اونہون نے خسرو شاہ کو مطمئن کر دیا تھا۔ اسکے بعد خسرو شاہ مقید ہو کر ۵۵۵ھ مین انتقال کیا۔ اور خاندان غزنویہ کا خاتمہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہوا۔ اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا۔ مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین روضۃ [illegible] سے نقل کیا ہے۔ کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا ۱۲ مولف۔

جمالی۔ لیکن شہاب الدین غوری (جو علاء الدین کا بھتیجا تھا) نے غزنین پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ ہندوستان کی طمع مین پشاور و افغانستان و ملتان و سند کو مسخر کر کے ۵۷۶ھ مین لاہور کا رخ کیا۔ خسرو ملک قلعہ بند ہو گیا۔ شہاب الدین نے خسرو ملک کے ایک بیٹے خرد سال ملک شاہ نام کو لیکر غور چلا گیا۔ پھر ۵۸۰ھ مین لاہور آیا۔ اور اس نواح کو تاراج کر کے سیال کوٹ کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک حاکم وہان مقرر کیا اس کے بعد جب ۵۸۲ھ مین سلطان شہاب الدین لاہور آیا تو بیس ہزار سوار و دو اسپہ و سہ اسپہ سے لاہور پر ایک لخت یورش کی اور خسرو ملک کو گرفتار کر کے لاہور پر قبضہ کیا۔ اور دس سال تک خسرو ملک کو فیروزہ کوہ مین قید رکھا۔ اور اسکے بعد ۵۹۳ھ مین قتل کر ڈالا۔ خسرو ملک نے لاہور مین اٹھائیس سال حکومت کی۔ بقول ایک مورخ کے شہاب الدین نے خسرو ملک کو مع اوسکے بیٹے بہرام شاہ کے ۵۹۸ھ مین قتل کیا۔ بہرحال خسرو ملک پر آل سبکتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ بقول تاریخ نظامی ۲۱۵ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمود سے خسرو شاہ تک ۱۶۱ برس لکھے ہین۔ اور قاضی یحییٰ قزوینی نے اس خاندان کے ۱۴ بادشاہ اور ۱۵۵ برس مدت حکومت بتلائی ہے۔

خاندان غوری[1]

جب علاء الدین جہان سوز غزنین کے کامون سے فارغ ہوا تو فیروزہ کوہ آیا۔ اور سلطان کا لقب اختیار کیا اور سلطان سنجر کو جو خراج دیا کرتا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ بلکہ ہرات و بلخ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر سلطان سنجر نے لشکر کشی کی۔ اور علاء الدین اسیر ہوا۔ لیکن علاء الدین کی ذکاوت مشہور رہی۔ اور شعر خوب کہتا تھا۔ اس لئے

---

[1] غور کو غورستان بھی کہتے ہین۔ یہ کوہستانی ملک ہرات اور غزنین کے درمیان ہے۔ غوریون کے نسب کے متعلق عجیب روایات ہین۔ طبقات ناصری مین بحوالہ مولانا فخر الدین مبارک شاہ غوریون کے نسب کی ابتدا ضحاک پاسی سے کی گئی ہے

سلطان سنجر نے اوس کو رہا کر کے اپنا ندیم خاص بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان سنجر نے اوس کو غور کی سلطنت دیدی جس زمانہ مین کہ علاء الدین قید تہا تو غور مین دنگہ و فساد برپا رہتا تہا۔ اس لئے اعیان غور نے ملک ناصر الدین محمد کو تخت پر بٹہایا تہا۔ مگر وہ بالکل عیش پرست تہا۔ جب علاء الدین رہا ہوکر آیا تو ناصر الدین کو عورتون نے بستر مین دبا کر مار ڈالا۔ اور علاء الدین تخت پر بیٹھتے ہی بلاد بامیان اور طخارستان کا انتظام کیا۔ اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۵) کہتے ہین کہ جب ضحاک پر فریدون غالب ہوا تو ضحاک کے نبیرون مین سے دو شخص جنکے نام سور و سام تہے۔ کوہستان بامیان (جو بلخ و کابل کے درمیان ہے) مین پناہ گزین ہوے۔ اور اس مقام کو مستحکم کیا۔ اور سور اپنے قبیلہ کا سردار اور سام سپہ سالار ہوا۔ سور کی دختر سام کے بیٹے شجاع سے بیاہی گئی۔ جب سام مرگیا تو اوس کا بیٹا سپہ سالار ہوا۔ لوگون نے چچا اور بھتیجے مین ایسا نفاق ڈالا۔ کہ شجاع اہل و عیال کو لیکر بلا غور مین چلا آیا۔ اور یہان پہونچ کر کہا کہ مندیش۔ اس لئے اس مقام کا نام مندیش ہی ہے۔ جب فریدون کو اس کی خبر لگی تو اوس نے اپنے لشکر کو بہیجا۔ مگر اس امر پر صلح ہوگئی کہ اہل غور خراج دیا کرین۔ اور فقط غور پر قناعت کرین۔ چنانچہ اس خاندان مین سلطنت مدت تک نسلاً بعد نسلاً چلی۔ جب شنسب حکمران ہوا تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ اور اس خاندان کا لقب شنسبانی ہوا۔ اس کے بعد کے حالات تاریکی مین ہین۔ جس کا یون سلسلہ ملتا ہے کہ سلطان محمود نے محمد سور حاکم غور اور اوس کے بیٹے کو جب قید کیا تو محمد نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میری عمر تو ختم ہوچکی ہے۔ مگر تو غور کو چلا جا تاکہ ہماری نسل باقی رہے۔ چنانچہ بیٹا بہاگ کر غور پہونچا۔ اور محمود کو جب معلوم ہوا تو محمد سوری کو قتل کیا۔ اور حسن ابن محمد سوری کو غور کی حکومت پر قایم رکہا۔ حسن کا ایک بیٹا حسین تہا۔ جسکو سات بیٹے ہوے۔ جب غزنین مین بہرام شاہ سلطان ہوا۔ اور اوسکی سلطان سنجر سے لڑائی ہوئی۔ تو حسین کے بیٹے سے اوس نے مصالحہ کر کے اُن مین جو بڑا تہا۔ اوس کو طلب کیا۔ اور ملک قطب الدین جو بزرگتر اولاد حسین مین سے تہا وہ غزنین گیا۔ اور ایک مدت کے بعد کسی سبب سے بہرام شاہ نے اوس کو قتل کر ڈالا۔ اور یہی اسباب غوریون اور غزنویون مین باعث عناد ٹہرے ایک مورخ کا قول ہے۔ کہ جب محمد بن سوری کو سلطان محمود نے اسیر کیا تو غور کی حکومت اوس کے بیٹے ابو علی کو تفویض

بلاد قرم و بست کو تسخیر کیا۔ خراسان مین قلعہ تولک و غرجستان کو فتح کیا۔ اس کی آخر عمر مین ملاحدالموت کی ایلچی بہت آئے۔ اور وہ اُن پر مہربانی کرتا تھا۔ اس لئے بدنام بہی تہا۔ تھوڑے دنون بعد چار برس کچھہ سلطنت کر کے ۵۵۶ھ ۱۱۶۱ء مین انتقال کیا۔

جب علاءالدین کا انتقال ہوگیا تو سب اہلیان دولت نے متفق ہو کر اوس کے بیٹے سلطان سیف الدین محمد کو فیروز کوہ مین تخت نشین کیا۔

کہتے ہین کہ جب سلطان علاءالدین غزنین کو تباہ کر کے غور مین آیا تو اوس نے اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد معزالدین محمد کو سنجر مین حاکم مقرر کیا تہا۔ ان دونون کے مزاج مین سخاوت و شجاعت بہت تہی۔ اس لئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۶) ہوئی۔ سلطان ابراہیم کے عہد مین جب ابو علی قید ہوا تو محمد عباس اوسکا جانشین بنا۔ غرض سلاطین غوریہ کا خاتمہ قطب الدین حسن بن محمد بن عباس پر ہوگیا۔ اس کا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے خوف سے ہند مین آیا۔ ایک تبخانہ مین نوکر ہوا۔ لیکن ایک مدت کے بعد دریا کے راستہ سے غور چلا۔ باد مخالف نے کشتی کو غرق کیا۔ مگر اعزالدین حسین بن سام بچگیا۔ اور ایک تختے کے سہارے کنارے جا لگا۔ راستہ مین قزاقون سے ملا۔ اور بہ لحاظ جوان و قوی ہیکل ہونے کے قزاقون نے اپنا سردار بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان ابراہیم کے آدمیون نے ان سب کو گرفتار کیا۔ سلطان نے گردن مارنیکا حکم دیا۔ جلاد نے جب مارنا چاہا تو حسین نے اپنی بیگناہی کی فریاد مچائی اور جلاد کو اپنی سرگذشت سنائی۔ جلاد نے رحم کہا کر سلطان کے پاس کہلا بہیجا۔ اور سلطان نے بہی اوس کے چہرے سے آثار نجابت ملاحظہ کر کے اپنے مقربون مین داخل کیا۔ چند روز کے بعد اپنی لڑکی کا عقد اوس سے کر دیا۔ جب سلطان مسعود بن ابراہیم تخت نشین ہوا تو حسین کو غور کا حاکم بنایا۔ جب حسین مر گیا تو بہرام شاہ اور حسین کی اولاد مین کئی بار جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی۔ اس کے بعد حسین کی اولاد مین سے علاءالدین جہان سوز نے خاندان غزنویہ پر جو جو ستم ڈہائے ہین۔ اون کو ہم نے بہرام شاہ غزنوی کے عہد مین بیان کیا ہے۔ متن مین ملاحظہ ہو۔ ۱۲ مولف۔

وہ مرجع خلائق بنگئے۔ لیکن علاءالدین کو وہم ہوا کہ ان دونون کے باعث میرا بیٹا سیف الدین سلطنت سے محروم نہ ہوجائے۔ چنانچہ اسی خیال سے اوس نے ان دونون کو قلعۂ جرجان مین قید کردیا تہا۔ مگر جب سیف الدین تخت نشین ہوا تو اوس نے اپنے چچازاد بہائیون کو قید سے رہائی دی۔ جب یہ رہائی پائے تو ان مین سے سلطان غیاث الدین سیف الدین کی خدمت مین رہنے لگا۔ اور معزالدین اپنے چچا ملک فخرالدین مسعود کے پاس بامیان چلا گیا۔

سیف الدین محمد ایکدن تیر لگا رہا تہا۔ اور اوس کے ساتہہ ورمیش بن شیش سپہ سالار غور اور اوس کا بہائی ابوالعباس بہی موجود تہے۔ امرائے غور مین یہ دستور تہا کہ جس کسی کو خلعت دیتے۔ اوس کے ساتہہ مرصع دستانے بہی عطا کرتے تہے۔ چنانچہ ملک ناصرالدین حسین نے ورمیش سپہ سالار کو خلعت کے ساتہہ دستانے بہی عطا کئے تہے اور یہ دستانے سلطان سیف الدین کی بیوی کے ہاتہہ کے تہے۔ اور اس موقع پر وہ دستانے ورمیش کے ہاتہہ مین تہے۔ جب سیف الدین نے ان دستانون کو دیکہا تو غیرت آئی۔ اور ورمیش کو کہا۔ کہ چاندماری سے تیر نکال لا۔ جب وہ تعمیل حکم کے لئے چلا تو سلطان نے اوسکو اک تیر ایسا لگایا۔ کہ جگر کے پار ہوگیا۔ اوسکا بہائی ابوالعباس بادشاہ کی اس حرکت سے سخت مشتعل ہوا۔ لیکن اوس وقت تو خاموش رہا مگر موقع کا طالب تہا۔ چند دنکے بعد امرائے غزان نے غور کی نواح مین تاخت وتاراجی شروع کی۔ سیف الدین اونکی سرکوبی کی لئے لشکر لیکر نکلا۔ اور شہر ورنق پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور سلطان بہی لڑائی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ ابوالعباس تو موقع کا طالب تہا۔ سلطان کے پہلو مین آکر ایک نیزہ ایسا مارا۔ کہ وہ گہوڑے سے نیچے گرا۔ جب سلطان گرا لشکریون کے دل چہوٹ گئے۔ اور بہاگ پڑی۔ اس پریشانی مین کسی نے سلطان کی خبر نہ لی۔ وہ زندہ تہا

ــــــــــــــــ

۱۔ غیاث الدین اور معزالدین دونون حقیقی بہائی تہے۔ اور غیاث الدین کی عمر معزالدین سے تین برس کچہہ دن بڑی تہی۔ اور پہلے غیاث الدین کا نام شمس الدین تہا۔ اور اوسکے بہائی معزالدین کا نام شہاب الدین۔ ۱۲ مولف۔

ایک غزکی نگاہ جو پڑی تو کمر کی تلاشی لینی شروع کی۔ جب کمر جلد نہ کہلی تو اوس نے کمربند پر چہری لگائی۔ چہری کی نوک پیٹ مین اُتر آئی۔ اور سلطان سیف الدین کی روح پرواز کر گئی۔

غیاث الدین اس لڑائی مین سلطان سیف الدین کے ساتہہ تہا۔ جب سیف الدین مارا گیا۔ اور لشکر شکست کہا کر بہاگا تو ابو العباس سب امراء و شرفاء لشکر کو جمع کر کے غیاث الدین کے پاس آیا۔ اور اوس کو تخت نشین کیا اور سب سے بیعت کرائی۔

جب شہاب الدین نے اپنے بہائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بامیان سے بہائی کے پاس فیروزکوہ مین آگیا۔ اور دیکہا کہ ابو العباس تمام امور سلطنت مین دخیل ہے تو اوسکو ملک سیف الدین کا مارا جانا یاد آیا۔ اور بہائی سے مشورہ کر کے ایک روز سر دربار ابو العباس کا سر ایک ترک کے ذریعہ اڑا دیا گیا۔ اب ابو العباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود کو بہتیجون کی سلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اور تاج الدین یلدوز حاکم ہرات۔ اور علاء الدین قماج والی بلخ سے استمداد چاہی۔ چنانچہ وہ دونون متفق ہو کر ملک فخر الدین کی مدد کو چلے۔ رستہ مین سلطان غیاث الدین کے لشکر نے ان دونون کو مار ڈالا۔ اور یلدوز کا سر اور قماج کا علم ملک فخر الدین کے پاس بہیجا گیا۔ اوس نے یہ دیکہکر پشیمان ہوا۔ اور مراجعت پر کمر باندہی۔ اس اثنا مین چارون طرف سے افواج غور نے گہیر لیا۔ اور غیاث الدین و شہاب الدین نے پہونچ کو چچا کو اپنے ساتہہ لشکرگاہ مین لایا۔ اور تخت پر بٹہا کر دست بستہ کہڑے رہے۔ اور کہے کہ اگر سلطنت منظور ہے تو لیجئے۔ بہتیجون کی ان سعادتمندانہ حرکات سے ملک فخر الدین ایسا محجوب ہوا کہ غیاث الدین کو تخت پر بٹہا کر خود بامیان چلا آیا۔ اور بہتیجون نے ایک منزل تک اوس کو پہونچا دیا۔ جب ملک غور مین غیاث الدین کا تسلط ہو گیا تو اوس نے داور اور گرمسیر کو تسخیر کیا۔ پہر بادغیش کو لیا۔ اور ۵۶۹ھ م ۱۱۷۳ء مین ترکون کے ہاتہہ سے غزنین کو فتح کیا۔ اور شہاب الدین کو وہان مسلط کر کے خود فیروزکوہ آیا۔ دو سال کے بعد ہرات پر لشکرکشی کی۔ اور اوس کو فتح کر کے پوشنج پر قبضہ کیا۔ جب ملوک

سیتان نے دیکہا۔ کہ سلطان کا تسلط اکثر بلاد خراسان پر ہوگیا ہے تو اونہون نے اطاعت کا اظہار کیا۔
اس کے بعد شادیاخ مسخر کرکے مرو کو تسخیر کیا۔ غرض کل خراسان مین اوسکا فرمان نافذ ہوگیا۔

اب یہان پر سلطان شہاب الدین کے فتوحات اور ہندوستان پر چڑہائی کے حالات بیان کئے جاتے ہین
جب شہاب الدین غزنین کے بندوبست سے فارغ ہوا تو ۵۷۱ھ م ۱۱۷۵ء مین ملتان کو فتح کیا۔ اس کے
بعد اوچہ کو لیا۔ اور ان دونون کو علی کرماج کے حوالہ کرکے خود غزنین آیا۔ ۵۷۴ھ م ۱۱۷۸ء مین گجرات پر
حملہ کیا۔ اور راجہ بہیم دیو نے مسلمانون کو شکست دی۔ اس کے بعد ۵۸۳ھ مین خسرو ملک سے لاہور لیا۔
اور خسرو ملک کو اور اوس کے بیٹے کو قید کرکے اپنے بہائی غیاث الدین کے پاس بہجوا دیا۔ جو بعد مین دونون
قتل کئے گئے۔ جنکا حال اسکے قبل ناظرین ملاحظہ کرچکے ہین۔

۵۸۷ھ م ۱۱۹۱ء مین سلطان شہاب الدین پہر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور قلعہ بہٹنڈہ (جو راجگان عظیم الشان کا
پایہ تخت تہا) راجۂ اجمیر کے آدمیون سے چہین لیا۔ اور ملک ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے مراجعت کا
ارادہ کیا۔ اس اثناء مین خبر لگی کہ راجہ پتہورا اور گوبند رائے دو لاکہہ سوار تین ہزار ہاتہی کے لشکر سے بہٹنڈہ
کے چہڑانے کے لئے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی شہاب الدین نے مراجعت کو فسخ کرکے مقابلہ پکڑا۔ ندی
اور تہانیسر و کرنال کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کو شکست ہوئی۔ [ملہ]
اور چالیس میل تک ہندؤن نے مسلمانون کا تعاقب کیا۔ اور سلطان شہاب الدین بہی اس معرکہ مین
گوبند رائے سپہ سالار لشکر ہنود کے ہاتہہ زخمی ہوا۔ مگر ایک خلجی غلام کی چالاکی سے زندہ رہا۔ ورنہ ہندؤن نے

ملہ۔ یہ شکست جو مسلمانون نے اوٹہائی۔ وہ صرف ہندو راجاؤن کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تہا۔ کیونکہ سلطان شہاب الدین کے
عہد مین راجپوتون کی چار بڑی سلطنتین ہندوستان مین تہین۔ چنانچہ دہلی مین راجپوتون کی قوم توارسیا تومر اراج کرتی تہی۔
تو اجمیر مین چوہان راجپوتون کی سلطنت تہی۔ اور قنوج مین قوم راٹہور کے راجپوت حکمران تہے۔ اور گجرات مین گہیلے

اس کے مارنے مین کسر اوٹھا نہ رکھی تہی۔ اس کے بعد شہاب الدین لاہور آیا اور وہان چند روز قیام کرکے
غور گیا۔ اور اپنے بہائی سے ملا۔ مگر اس شکست کی خلش اوس کے دل مین ایسی ہوتی تہی۔ کہ اوس نے جبتک
ہندؤن سے بدلہ نہ لے لیا۔ تب تک حرم سرا مین بستر پر نہ سویا۔ اور کپڑے بہی نہین بدلے۔ چنانچہ ۵۸۸ھ م
۱۱۹۲ء مین ایک لشکر عظیم ترک و تاجیک افغانون کا جمع کرکے کوچ کا حکم دیدیا۔ اور آٹہوین روز خود سوار ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۰) قوم کے راجپوت فرمانروائی کرتے تہے۔ دہلی کے راجہ اننگ پال کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ صرف بیٹیان ہی
تہین۔ جنمین سے ایک کی اولاد قنوج کا راجہ تہا۔ اور دوسرے کی اولاد پرتہی راج تہا۔ جسکو اننگ پال نے متبنیٰ کرلیا تہا۔
اس سبب سے پرتہی راج دونون سلطنتون والی اجمیر کا راجہ ہوگیا۔ اجمیر کی سلطنت اوسکو اپنے باپ سومیشور سے ہاتہ آئی
اور دہلی کی سلطنت نانا سے میراث پائی۔ لیکن یہ میراث راجہ جے چند (جو قنوج کا راجہ تہا) کو نہ بہائی۔ یہی راج مغربی و شمالی
حملون کی ٹکرون کا جواب دے سکتے تہے۔ مگر اون مین ایسی پہوٹ پڑگئی۔ کہ پرتہی راج کے ماتحت ۱۰۸ راجاؤن مین سے صرف
۶۴ راجہ باقی رہگئے۔ اس باہمی نفاق وعداوت پر ایک اور تازیانہ یہ پڑا۔ کہ راجہ جے چند والی قنوج نے جب اشومیدہ یگ کیا
تو دہلی کے راجہ پرتہی راج (رائے پتہورا) کو دربانی کی خدمت کے لئے بلایا۔ مگر پرتہی راج شریک نہ ہوا۔ راجہ جے چند کو تو اوسکی
تہتک وحقارت کرنا مقصود تہا۔ اس لئے پرتہی راج کی ایک بدصورت وبدقطع مورت بناکر دروازہ کے پاس کہڑی کردی۔
اور اس اشومیدہ یگ کے ضمن مین راجہ جے چند کی راج کنیان کا سویمبر بہی (جس مین لڑکی اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے) تہا
اور اطراف واکناف کے بڑے بڑے راجہ اس محفل مین شریک تہے۔ چنانچہ لڑکی حسب دستور ایک موتیون کا مالا ہاتہ
مین لیکر دربار مین آئی۔ اور تمام راجاؤن کے حلقہ کے طرف اپنی شرمگین آنکہون سے دیکہتی ہوئی۔ مغرورانہ رفتار سے دروازہ
پر پہونچی۔ اور پرتہی راج کی بدوضع وبدقطع صورت کے گلے مین مالا ڈالدیا۔ سب متحیر ومتعجب ہوے۔ اور راجہ جے چند
شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا۔ اوسیوقت یہ خبر پرتہی راج کو بہی پہونچ گئی۔ اوس نے منتخب وچیدہ سوارون کے ساتہ
یلغار آکر سب کے روبرو سے اس لڑکی کو اپنے گہوڑے پر سوار کرکے چلتا بنا۔ پرتہی راج کے اس قدر جلد موقع پر پہونچ جانے کا

وہان سے چلتا ہوا ملتان پہونچا۔ اور ایک دربار منعقد کرکے سب امیرون اور سردارون کو بلایا۔ اور کہا کہ سال گذشتہ جو دامن اسلام پر داغ لگا ہے۔ اوس کو مٹانا چاہئے۔ سب نے تلوارون پر ہاتھ رکھکر قسم کہائی۔ غرض شہاب الدین وہان سے نکل کر لاہور آیا۔ اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو ایلچی بناکر رائے پتہورا کے پاس اجمیر بہیجا۔ نامہ کا مضمون یہ تہا کہ اسلام کی اطاعت قبول کرو۔ جب راجہ نے اس نامہ کو دیکہا تو سخت غضبناک ہوا۔ اور غرور و تکبر کے کلمات لکھکر شہاب الدین کے پاس روانہ کیا۔ شہاب الدین نے اوس کے جواب مین نہایت تحمل و بردباری سے یہ لکہا۔ کہ راجہ کی صلاح نیک ہے۔ مگر مین اپنے بڑے بہائی کا فرمانبردار ہون۔ جبتک وہان سے کوئی فیصلہ نہو۔ مین اوس مین کچہہ رد و بدل نہین کرسکتا۔ اور وہان سے جواب آنے کے لئے عرصہ ہوگا۔ لہذا چند روز کی مہلت عطا ہو۔ جب یہ عاجزانہ جواب رائے پتہورا کے پاس پہونچا تو سارے لشکر مین فتح کے نقارے بجائے گئے۔ اور عیش و طرب منانے لگے۔ یہان تو راجہ کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۱) سبب یہ تہا کہ وہ اپنے چند شجیع اور بہادر سوارون کیساتہہ مخفی طور پر اس محل کا رنگ دیکھنے کیلئے اس نواح مین ٹہرا ہوا تہا۔

اس واقعہ کو لیکر راجہ جے چند نے پرتہی راج کا بہت دور تک تعاقب کیا۔ مگر ناکام پہرا۔ یون تو اول ہی سے راجہ جے چند پرتہی راج سے عداوت رکہتا تہا۔ مگر اس واقعہ سے اس کا زبردست دشمن بن گیا۔ خود مین تو اتنی ہمت و جرأت نہ تہی کہ پرتہی راج پر لشکر کشی کرتا۔ مگر اس کا عوض یون لیا کہ افغانون کو بلاکر دہلی پر حملہ کرادیا۔ اور پرتہی راج کی سلطنت کی بربادی کی۔ آپ الگ رہا۔ لیکن دہلی کی فتح کے بعد مسلمانون نے اس کو بہی نہ چہوڑا۔ اور اس ہندو راجاؤن کی نا اتفاقی نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت کہو دی۔ ۱۲ مولف۔

لشکر اس غفلت مین تہا۔ اور ادہر شہاب الدین دریا پار اُتر کر بے طرح اون پر ٹوٹ پڑا جس سے راجہ کے لشکر مین بدحواسی پہیل گئی۔ مگر پرتہی راج (جسکو رائے پتہورا بہی کہتے ہین) نہایت دلیر و شجیع تہا۔ لشکر کی اس بدحواسی پر بہی مسلمانون سے کلہ بکلہ خوب لڑا۔ مگر مسلمانون نے شکست دی۔ چنانچہ اس لڑائی مین گوبند رائے نایب السلطنت اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ راجہ پرتہی راج بہی گرفتار ہوکر بری گت سے مارا گیا۔ اوس کی رانی بہادری سے چتا مین جل مری۔ اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے وہان کی حکومت پرتہی راج کے بیٹے یا اور کسی رشتہ دار کو دیدی۔ اور قطب الدین ایبک کو قصبۂ کہرام مین (جو دلّی سے ستر کوس ہے) اپنے طرف سے ہندوستان کا نائب مقرر کیا۔ اور خود غزنین چلا گیا۔

قطب الدین ایسا لائق و ہوشیار تہا۔ کہ اوس نے دلّی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ دارون سے چہین لیا۔ میرٹھ کوئل اور دلی کو فتح کرکے دلی کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اسلامی حکومت کے تمام آئین و دستور جاری کئے۔

۵۹۰ہجری م ۱۱۹۴ئمین شہاب الدین پہر ہندوستان آیا۔ اور راجہ جے چند والی قنوج کو اٹاوہ کے جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شکست فاش دی۔ راجہ کے آنکہہ مین قطب الدین ایبک کے ہاتہہ سے تیر لگا جس کے باعث راجہ ہاتہی پر سے گرکر مر گیا۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہوگیا۔ اور بنگالہ کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اور قنوج کے راٹہور چہتریون نے ملک چہوڑ کر دریائے سندہ کے مشرقی کنارہ پر راجپوتانہ کی ریاستین قایم کین۔ اب شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچہہ غنیمت حاصل کرکے غزنین روانہ ہوا۔

اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا۔ اوس کے ہاتہہ سے اجمیر کو ہیمراج (جو پرتہی راج کا عزیز تہا) نے چہین لیا۔ قطب الدین نے ۵۹۱ھ م ۱۱۹۴ئمین ہیمراج پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ اور اجمیر پر

قبضہ کیا۔ وہان سے گجرات جاکر خوب لوٹا۔ ۵۹۲ھ مطابق ۱۱۹۵ء مین شہاب الدین پھر ہندوستان آیا اور ملک بیانہ پر قبضہ کرکے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ ہنوز قلعہ فتح نہ ہوا تھا۔ کہ ایک ضرورت کے باعث سلطان نے غزنین مراجعت کی۔ اور ملک بیانہ کا انتظام اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ بہاء الدین طغرل کے تفویض کیا چنانچہ طغرل نے ایک عرصہ کے بعد گوالیار کو فتح کیا۔ اس کے بعد طغرل مرگیا۔

اس اثناء مین قطب الدین ایبک نے گجرات وناگور کے راجاؤن اور میوات کی پہاڑی قوم سے مقابلہ کیا لیکن شکست پاکر اجمیر مین قلعہ بند ہوگیا۔ جب غزنین سے امداد آئی تو قطب الدین کو رہائی ملی۔ اور رہائی کے بعد دشمنون سے خوب انتقام لیا۔ اور وہان سے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور کوہ آبو کے جاگیردارونکو شکست دیکر گجرات کو تہ وبالا کیا۔ دوسرے سال بندیلکھنڈ مین کالنجر وکالپی اور روہیلکھنڈ مین بدایون کو فتح کرلیا۔

امراء غور مین سے ایک امیر محمد بختیار خلجی نام پرگنہ دوآبہ وغیرہ کا جاگیردار نہایت شجیع وجوانمرد تہا۔ قطب الدین نے اوس کو خلعت وغیرہ دیکر بہار کو بہیجا۔ چنانچہ بہار کو اوس نے فتح کرکے بہت سامال لیکر قطب الدین کے خدمت مین حاضر ہوا۔ قطب الدین نے اوسکو اس کارنمایان کے صلہ مین بہار اور بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اوس نے وہان پہونچکر شمالی حصہ صوبہ بہار اور دار السلطنت لکہنوتی کو فتح کرکے تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہوگیا۔

ادہر ہندوستان مین تو یہ فتوحات ہو رہی تہین۔ اور ادہر شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ (جس نے سلجوقیونکی سلطنت کو خاک مین ملاکر وسط ایشیا مین اپنی ایک سلطنت قایم کی تہی) سے لڑائی مین مصروف تہا۔ طوس وسرخس کے مقام پر ۵۹۹ھ مطابق ۱۲۰۲ء مین شہاب الدین کو سلطان غیاث الدین محمد کے انتقال کی خبر پہونچی چنانچہ سلطان فوراً غزنین آیا۔ اور اپنے بہائی کی وصیت کے موافق تاج سر پر رکہا۔ غرض سلطان شہاب الدین تمام سلطنت کا انتظام کرکے ۶۰۰ھ مطابق ۱۲۰۳ء مین خوارزم پر چڑہائی کی۔ اور خوارزم قلعہ بند ہوا۔ اس اثناء مین بادشاہ خطا کا سپہ سالار قرابیگ اور سلطان عثمان پادشاہ سمرقند۔ خوارزم شاہ کی مدد کو پہونچے سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے خوارزم کا محاصرہ چہوڑکر خراسان چلا۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کرکے سلطان کو

شکست دی جب سلطان وہان سے بہاگا جاتا تہا تو راستہ مین تمرابیگ و سلطان عثمان کے لشکر نے سلطان کو گہیر لیا۔ مگر یہ بہی گرتے پڑتے قلعہ اندخود مین (جو ہرات و بلخ کے درمیان ہے) پناہ گیر ہوا۔ پہر سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہو گئی۔ اور سلطان نے قلعہ اوس کے حوالہ کرکے پریشان حال مراجعت کا قصد کیا۔

جس وقت کہ سلطان میدان جنگ سے بہاگا تہا تو اوس کا ایک غلام ایبک نام ہمراہ تھا۔ اوس نے جانا کہ سلطان مارا گیا۔ اور اس کے ساتھہ اوسکو سندہ کی سلطنت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ سلطان کے مرنے کی افواہ چارون طرف اوڑادی۔ اور خود ملتان آیا۔ اور وہان کے حاکم میر حسن کو خلوت مین لیجا کر قتل کیا۔ اور ایک جعلی فرمان دکھا کر ملتان کا حاکم بنگیا۔ ادہر گہکر کی قوم نے لاہور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور جہلم و سودرہ مین شور و فساد مچایا۔ اودہر سلطان قلعۂ اندخود سے غزنین آیا۔ مگر یلدوز نے سلطان کو قلعہ مین داخل ہونے ندیا۔ ناچار سلطان ملتان آیا۔ یہان ایبک نے اطاعت نہ کی۔ لیکن سلطان نے لڑکر اوسکو گرفتار کیا۔ اور سرحد ہندوستان سے سپاہ جمع کرکے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور یلدوز کا گناہ امرا کبار کی سفارش سے معاف کردیا۔ استنے مین خوارزم سے صلح ہو گئی۔ غرض اس موقع پر سلطان سے سب پہر گئے تہے۔ مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا۔ اب سلطان نے قطب الدین کو ہمراہ لیکر گہکرون[1] کی خوب گوشمالی کی وہان سے لاہور آکر قطب الدین کو رخصت کیا۔

---

[1] گہکرون کا کچہہ مذہب نہ تہا جب کسیکو لڑکی پیدا ہوتی۔ وہ دروازہ پر کہڑا ہو کر پکارتا۔ کہ اسکو کوئی شخص زوجیت مین قبول کرے۔ اگر کوئی قبول کرتا تو وہ لڑکی اسکے حوالہ کردیتا۔ ورنہ قتل کرڈالتا۔ ایک عورت کئی خاوند کرتی تہی۔ مسلمانونکو تکلیف دینا اونکے پاس ثواب عظیم تہا۔ لیکن سلطان کے آخر ایام سلطنت مین ایک مسلمان اونکے پاس قید ہوا۔ جس نے اسلام کی خوبیان جتلا کر اونکو مسلمان ہونے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ گہکرون کے سردار نے سلطان کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور اپنی تمام قوم کو بہی مسلمان بنایا۔ سلطان نے اوسکو خلعت فاخرہ مرحمت کرکر اوس کوہستان کی حکومت کا فرمان لکہدیا ۱۲ مولف۔

جب سارے ہندوستان مین امن وامان ہوگیا تو ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ئ مین سلطان لاہور سی غزنین چلاگیا۔ اور بہاءالدین سلم، والی بامیان کو لکھا۔ کہ ہمارا ارادہ ترکستان کے کفارون سی لڑنیکا ہی۔ اسلئے تم ایک لشکر آب جیحون کے کنارے پر جمع کرو۔ غرض کہ اوسی سال ۲ شعبان کو سلطان کا خیمہ موضع دلیک مین دریا سندھ کے ایک پر فضا مقام پر قایم کیا گیا تہا۔ کہ چند بدمعاش گہکرون نے (جنکے عزیز واقارب لشکر سلطانی کے ہاتہہ مارے گئے تھے) آدہی رات کے وقت دریا کو عبور کرکے خیمہ مین گہس گئے۔ اور سلطان شہاب الدین کو چہریون سے قتل کرڈالا۔ کہتے ہین کہ سلطان کے جسم پر ۲۲ چہریان پڑے تہے۔ آخر سلطان کا جنازہ بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے غزنین روانہ ہوا۔ اور بڑے بڑے حکام جنازہ کے ساتہہ تہے۔ کسی شاعر نے وفات کی تاریخ حسب ذیل کہی ہے۔

شہادتِ ملک بحر وبر شہاب الدین — کز ابتدائے جہان ہمچو او نیامد یک
سوم ز غرہ شعبان بسال شش صد و دو — فتادہ در رہ غزنین بمنزل دلیک

سلطان شہاب الدین نے ۳۲ سال کچہہ ماہ حکمرانی کی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی۔ کہ خزانہ سلطانی مین سوا اور جواہرات کے پانچ من ہیرا تہا۔ پس طلا ونقرہ ودیگر نقود واموال کا اس سے قیاس ہوسکتا ہی۔ کہ کس قدر کثرت سے ہوگا۔ اس نے نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ شکست پائی۔ اور سات بار کامیاب ہوا۔ سلطان کا کوئی لڑکا نہ تہا۔ صرف ایک لڑکی تہی۔ سلطان اپنے ترکی غلامونکو اولاد سمجہتا تہا۔ اور اونکی تعلیم وتربیت اعلی پیمانہ پر مثل فرزندون کے کراتا تہا۔ چنانچہ تین غلام اوسکی وفات کے وقت بڑے بڑے صوبونپر حکمران تھے۔ یعنے قطب الدین ایبک ہندوستان مین۔ تاج الدین یلدوز غزنین مین۔ اور ناصر الدین قباچہ سندہ اور ملتان مین۔ اگرچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکا بھتیجا سلطان محمود تخت پر بیٹھا۔ مگر ساری سلطنت ان غلامون کے ہاتہہ مین تہی۔ اور بامیان کی سلطنت پر اوس کے عزیز واقارب حکومت کرتے تھے فقط اوس کے پاس غور وہرات وسیستان اور شرقی خراسان باقی تہا۔ فیروزکوہ اوسکا دار السلطنت تہا

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو اوس نے قطب الدین ایبک کو بادشاہی کا خطاب اور رتبہ بہیجا اگرچہ
غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کے بادشاہ کی اولاد مین سے پیدا ہوے۔ مگر اوس نے تاج الدین
یلدوز کی حکومت مین رخنہ اندازی نہ کی سلطان محمود نے پانچ چہہ برس کے بعد وفات پائی۔ تو اوسکے
مغربی ملکون مین لڑائیان اور فساد برپا ہوے۔ اور شاہ خوارزم نے غوریونکے آخری بادشاہ جلال الدین
بن بہاء الدین کو قتل کرکے خاندان غوریہ کا خاتمہ کردیا۔ ان لڑائیون کا ذکر یہان مناسب معلوم نہین
ہوتا۔ البتہ ہم ان مسلمانون کے حالات وشجرات آیندہ فرمانروایان اسلام کے سوانحات مین بیان کرینگے
غرض اب غزنین اور غور سے ہندوستان کو کچہہ تعلق نرہا۔ اور ہندوستان بجائے خود ایک مسلمانونکی
سلطنت ہوگئی۔ ہندوستان کا سب سے پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک ہوا۔ اور خاندان غوری
کی حکومت سنہ ۵۴۳ھ م سنہ ۱۱۴۸ع سے سنہ ۶۱۲ھ م سنہ ۱۲۱۵ع تک تقریباً ستر برس قایم رہی۔

خاندان غلامان

سلطان قطب الدین ایبک

سلطان قطب الدین[1] ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۶۰۲ھ روز سہ شنبہ کو دہلی سے آکر لاہور مین تخت نشین ہوا۔ پہر چند روز کے
بعد دہلی مین آیا۔ اس اثنا مین تاج الدین یلدوز نے لاہور پر چڑہائی کرکے قبضہ کرلیا۔ مگر انجام اوسکا یہ ہوا کہ

---

[1] قطب الدین ایبک کو ایک سوداگر ترکستان سے نیشاپور مین لیگیا۔ اور قاضی فخر الدین ابن عبدالعزیز کوفی کے جو فرزند امام اعظم
ابوحنیفہ سے تہے کے ہاتہہ بیچا۔ اونہون نے اسکو اپنی اولاد کے برابر تعلیم کیا۔ چنانچہ قطب الدین بہت جلد حافظ قرآن مجید ہوگیا
اور عربی فارسی مین اچہی لیاقت پیدا کی۔ پہر ایک سوداگر نے بہت سا روپیہ دیکر قاضی صاحب سے اوسکو خرید لیا اور

سنہ ۶۰۳ ہجری م سنہ ۱۲۰۶ع مین قطب الدین نے اوسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔ اور خود چالیس روز تک غزنین مین رہا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھکر تخت پر جلوس کیا۔ لیکن تاج الدین یلدوز نے پہر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہان سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام مین زندگی بسر کرنے لگا۔ آخر سنہ ۶۰۷ ہجری م سنہ ۱۲۱۰ع مین چوگان کہیلتے کہیلتے گہوڑے سے گر کر مر گیا۔ قطب الدین نے بیس برس تک دہلی مین حکومت کی۔ سولہ برس سلطان شہاب الدین کی ماتحتی مین اور چار برس خودمختاری مین گذرے۔

قطب الدین کے انتقال کے بعد امراء سلطنت نے اوس کے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا۔ مگر اس مین سلطنت کی قابلیت نہ تہی۔ چنانچہ چند ہی روز مین اکثر ملک قبضہ سے نکل گئے۔ اور حضرات پر دنگا و فساد شروع ہو گیا۔ آخر امیر علی اسمعیل اور امیر داؤد دیلمی نے شمس الدین التمش کو (جو قطب الدین کا داماد اور پسر خواندہ تہا) بداؤن سے طلب کیا۔ اور وہ اپنی جمعیت سے دہلی مین آ کر قبضہ کر لیا۔ اور آرام شاہ شہر سے نکل گیا۔ اس کے بعد تہوڑا سا لشکر جمع کر کے شمس الدین سے لڑا۔ مگر شکست پائی۔ اور مر گیا۔ آرام شاہ نے ایک سال بہی سلطنت نہ کی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۷) سلطان شہاب الدین کے خدمت مین نذر کیا۔ اوسکو ایبک کہنے کا یہ سبب ہے کہ اسکی چہنگلیا ٹوٹی ہوئی تہی۔ سلطان نے اوسپر عنایت و مہربانی شروع کی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مجلس عیش و طرب مین سلطان نے اوسکو بہت کچہہ انعام دیا۔ اوس نے یہ سب انعام فراشون اور ملازمونکو بانٹ دیا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور میر آخوری کے عہدہ سے ممتاز کیا۔ اسکے بعد اجمیر کی فتح پر ہندوستان کا سپہ سالار ہوا۔ سخاوت و شجاعت مین یکتا تہا۔ اور فیاضی اس قدر بڑہی ہوئی تہی۔ کہ لاکہون روپیہ دیتا تہا۔ اور اسی باعث لک بخش لقب ہوا۔ عمائد سلطنت سے محبت پیدا کرنیکے لئے اوس نے اون سے ناطے رشتے کر لئے تہے۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے خود شادی کی۔ اور ناصر الدین قباچہ کو اپنی ایک بیٹی دی۔ جب وہ مر گئی تو دوسری بیٹی سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش کو بہی ایک بیٹی دی تہی۔ ۱۲ مولف۔

اسوقت ممالک ہندوستان کے چار حصے ہوگئے تھے یعنے سندہ ناصرالدین قباچہ کے تصرف مین تھا۔ اور بنگال پر ملک خلجی کا قبضہ تہا۔ اور دہلی مین سلطان التمش حکمران تھے۔ اور مملکت لاہور کبھی تاج الدین یلدوز کے پاس کبھی ناصرالدین قباچہ کے قبضہ مین۔ کبھی شمس الدین التمش کے قبضہ مین رہتی تھی۔

ابوالمظفر سلطان شمس الدین التمش

جب سلطان شمس الدین التمش[1] ۶۰۷ ہجری مطابق ۱۲۱۱ء مین تخت پر بیٹھا تو امراء قطبی نے لشکر جمع کر کے

[1] طبقات ناصری مین لکہا ہے کہ شمس الدین التمش ترکان قراختائی سے تہا اور اوس کا باپ قبیلۃ البری سے ایلم خان نام مشہور امراء وقت سے تہا۔ اسکو التمش اس لئے کہتے تہے کہ وہ چاند گہن کی رات مین پیدا ہوا تہا۔ اسکا واقعہ حضرت یوسف کے قصہ سے بالکل مشابہ ہے۔ کیونکہ اس کے حقیقی بہائیون نے اس کے حسن وجمال اور لیاقت و فراست پر رشک کر کے باغکی سیر کے بہانے باہر لیگئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس سوداگر نے بخارا لیجا کر صدر جہان کے ہاتھ بیچا۔ وہان سے حاجی بخاری نے خریدا۔ اور اوس سے حاجی جمال الدین چست قبا نے مول لیا۔ اس کے بعد چست قبا نے اوسکو غزنین لایا۔ التمش کیساتھ ایک اور غلام ایبک بہی تہا۔ سلطان معزالدین نے ہر ایک کی قیمت ہزار دینار دینا چاہی۔ مگر چست قبا راضی نہوا۔ سلطان نے ممانعت کر دی کہ کوئی ان غلامون کو نہ خریدے۔ چنانچہ چست قبا ایک برس غزنین مین رہکر بخارا چلا گیا۔ وہان سے پہر غزنین آیا۔ اوسی زمانہ مین قطب الدین گجرات کو فتح کر کے غزنین آیا تہا جب ان دونو غلامونکی شہرت سنی تو سلطان سے خریدنیکی اجازت چاہی۔ مگر سلطان نے جوابدیا کہ مین نے اسکے قبل ممانعت کر دی ہے کہ کوئی انکو غزنین مین نہ لے۔ البتہ دہلی مین یہ فروخت ہو سکتے ہین۔ جب قطب الدین دہلی آیا تو التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتیل مین خریدا۔ اور ایبک کا نام طمغاج رکہا اور اوسکو ہشنڈہ کا امیر کیا۔ لیکن طمغاج ملک تاج الدین یلدوز کی لڑائی مین جو قطب الدین سے ہوئی تہی۔ مارا گیا۔ اور التمش کو پہلے میر شکار کا عہدہ دیا۔ بعد ازان گوالیار کا حاکم بنایا۔ جب اوسکی لیاقت زیادہ دیکہی تو بدایون کا ناظم مقرر کیا۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بہی اوس کے ساتہہ کر دیا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی شروع کی۔ چنانچہ سلطان نے جمنا کے میدان مین اون کو شکست دی۔ اور نامی سرداروںکو قتل کیا
اس کے بعد تاج الدین یلدوز کو (جس نے خوارزم شاہ سے شکست پاکر ہندوستان کی طمع مین پنجاب و
تہانیسر پر قبضہ کرلیا تہا) تراوری کے میدان مین جنگ کرکے گرفتار کیا۔ اور قلعہ بدایون مین قید کیا
چنانچہ وہ وہین مرگیا۔
۶۱۴ء م ۱۲۱۷ء مین ناصر الدین قباچہ سے لڑائی ہوئی۔ اور وہ شکست کہا کر بہاگ گیا۔ اور سلطان
فتح و نصرت کیساتہہ دہلی آیا۔ اس عرصہ مین طوفان چنگیز خانی کی خبر پہونچی۔ اور جلال الدین شاہ خوارزم
چنگیز خان کے ہاتہون تباہ ہوکر دریاے سندہ کے اس طرف بہاگ آیا۔ اور اوسکے پیچھے مغلونکی فوج
بہی ملتان و سندہ مین داخل ہوئی۔ سلطان التمش بہت سا لشکر لیکر سلطان جلال الدین کے مقابل ہوگیا
اور جلال الدین وہان سے نکل کر ہند و سیستان کی جانب چلتا بنا۔ یہان ناصر الدین قباچہ سے لڑائی ہونے
کے باعث کچ و مکران کی راہ سے باہر چلا گیا۔ اوس کے ساتہہ ہی مغلونکی فوج بہی اُلٹی چلی گئی۔ مگر اتنے
ہی دنون مین مغلونکی فوج ورود نے یہ رنگ دکہایا۔ کہ دس ہزار ہندؤن کو لونڈی غلام بنایا۔ اور جب
رسد کی تنگی ہوئی تو ان بیچارے قیدیون کو قید حیات سے رہائی دی۔
۶۲۲ء م ۱۲۲۵ء مین سلطان نے غیاث الدین حاکم بنگال پر لشکر کشی کی۔ اور اوسکو مطیع کرکے سکہ و خطبہ
اپنے نام کا جاری کرایا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو ناصر الدین کا خطاب دیکر ولایت لکہنوتی (جسمین تمام
بنگالہ داخل تہا) کا حاکم مقرر کرکے خود دہلی مراجعت کی۔ اسکے بعد ۶۲۳ء مین قلعہ رنتھنبور پر لشکر کشی
کی۔ (اس قلعہ کے نسبت اکثر مورخون کا قول ہے کہ ستر سے زیادہ بادشاہون نے اسپر حملہ کیا تہا مگر بوجہ
استحکام و مضبوطی کسی سے فتح نہ ہوا تہا) اور چند ہی مہینون مین سلطان نے اوسکو فتح کرلیا۔ اس کے
دوسرے سال قلعہ مندور (جو حدود سوالک مین ہے) پر قبضہ کیا۔ اس اثنا مین ناصر الدین قباچہ
نے سلطان سے پرخاش شروع کی۔ اس لئے سلطان ۶۲۵ء مین اوسکی تنبیہہ کے لئے چلا۔ اور قلعہ اوچہ کا

محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ناصر الدین قباچہ نے اپنے تئین دریائے سندہ مین غرق کیا۔ اسکے بعد سارا ملک سمندر تک سلطان کے قبضہ مین آگیا۔ اور ملک سنان الدین حبش والی دلول وسندہ نے بہی اطاعت قبول کی۔ اور ۶۲۶ھ مین خلیفہ مستنصر عباسی نے شمس الدین کے لیے خلعت بہیجا۔ چنانچہ سلطان نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتہہ اوسکو پہنا۔ اور بہت خوشی منائی۔ اس عرصہ مین سلطان کے بیٹے ناصر الدین حاکم لکہنوتی کے انتقال کی خبر پہونچی۔ سلطان نہایت مغموم ہوا۔ اور مرحوم بیٹے کا خطاب اپنے چہوٹے بیٹے کو دیا۔ اور ۶۲۷ھ مین ملکا ملک خلجی (جو لکہنوتی مین غدر مچایا تہا) کو گرفتار کرکے لکہنوتی کی حکومت علاء الدین جانی کو عطا کی۔ اس کے بعد ۶۲۹ھ مین قلعہ گوالیار کا گیارہ مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور دیول والی قلعہ بہاگ گیا۔ ۶۳۲ھ مین سلطان نے بلاد مالوہ پر یورش کی۔ اور قلعہ بہیلسہ کو فتح کرکے وہان قدیمی بتخانہ کو مسمار کیا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت مع دیگر مورتین کے دہلی کی مسجد کے نیچے دفن کرا دیا۔ ان فتوحات کے بعد سلطان نے ملتان وپنجاب کیجانب کوچ کیا۔ مگر یہ سفر ایسا نامبارک ہوا کہ راستہ مین بیمار ہوگیا۔ اور دہلی آکر ۱۹ روز زندہ رہا۔ آخر ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ م اپریل ۱۲۳۶ع مین اس دار فانی سے رخصت ہوا مدت سلطنت ۲۶ سال ہے۔

اب تک سلطان کی یادگار دہلی مین حوض شمسی اور قطب کی لاٹہہ موجود ہین۔ یہہ لاٹہہ عجائب روزگار ہے۔ اب تک اوسکے پانچ کہنڈ موجود ہین۔ اور اسی گز اونچی ہے۔ ورنہ پہلے سات کہنڈ تہے۔ اور سو گز بلند تہی۔ اوس کا محیط بنیاد مین پچاس گز اور آخر پر دس گز ہے۔ اسمین ۳۷۸ چکردار زینے بنے ہوے ہین۔

سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن التمش

سلطان رکن الدین باپ کے زمانہ مین لاہور کا حاکم تہا۔ سلطان نے سند وملتان سے واپس ہوتے ہوے اوسکو دہلی ساتہہ لایا تہا۔ باپ کے مرنے کے وقت رکن الدین دہلی مین موجود تہا۔ چنانچہ ۶۳۳ھ مین

سلطان رکن الدین تخت نشین ہوا۔ اور کاروبار سلطنت کو طاق پر رکھکر رات دن عیش و طرب ناچ
و رنگ مین مشغول ہوا۔ اوس کی مان شاہ ترکان (جو ترکی کنیز تہی) نے رشک وحسد سے سلطان کے
چھوٹے بیٹے کی آنکھون مین سلائی پہروا کر قتل کروا دیا۔ اور امور سلطنت مین دخل دینے لگی۔ اوس کے
ان حرکات ناشایستہ سے ارکان دولت متنفر ہو گئے۔ اور شاہزادہ غیاث الدین محمد (جو رکن الدین کا
چہوٹا بہائی تہا) حاکم اودہ نے اطاعت چہوڑ دی۔ علاوہ برین ملک اعزالدین محمد سالاری صوبہدار
بدایون۔ ملک علاءالدین شیرخان حاکم لاہور۔ ملک اعزالدین کبیر خانی والی ملتان۔ ملک سیف الدین
کوچی فوجدار ہانسی وغیرہ نے اتفاق کر کے علم مخالفت بلند کیا۔ سلطان رکن الدین اونکی سرکوبی کیلئے
بہت سا لشکر لیکر پنجاب کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ مین تمام امراء اوس سے علیحدہ ہو کر دہلی آئے
اور سلطان التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ کو تخت دہلی پر متمکن کیا۔ اور رکن الدین کی مان شاہ ترکانکو
قید کر لیا۔ جب رکن الدین نے یہ خبر سنی تو دہلی مراجعت کی۔ اور ۶۳۴ھ مین طرفین کے لشکر کا
مقابلہ ہوا۔ اور رکن الدین گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسی قید مین انتقال کیا۔ مدت
سلطنت چہہ مہینے آٹہہ روز ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رکن الدین نے اپنے بہائی معزالدین کو مار ڈالا اور رضیہ (جو اُسکی
حقیقی بہن تہی) کی ملامت پر اوس کے بہی قتل کے درپے ہوا۔ جمعہ کی نماز کو رکن الدین گیا ہوا تہا
کہ رضیہ بالاخانہ پر چڑہ کر چلائی کہ رکن الدین نے معزالدین کو مار ڈالا ہے۔ میرے قتل کا ارادہ
رکہتا ہے۔ لوگون نے یہ سنکر رکن الدین کو گرفتار کر کے رضیہ کے پاس لائے۔ اور معزالدین کے قصاص
مین وہ قتل ہوا۔ رضیہ کا بہائی ناصرالدین بہت کم عمر تہا۔ اس لئے رضیہ تخت پر بیٹھی۔

سلطانہ رضیہ بنت سلطان التمش

سنہ ۶۳۴ھ م ۱۲۳۶ء مین رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی۔ خدا نے اوسکو شاہان عادل کی خوبیان عطا کی تہین۔ اور امور سلطنت مین اوس کو اچھا ملکہ تھا۔ التمش کی زندگی مین ہی اوس کی لیاقت و فراست ظاہر ہو چکی تھی۔ چنانچہ التمش نے گوالیار کی واپسی پر تاج الملک محمود دبیر سلطنت کو حکم دیا تہا۔ کہ رضیہ کو ولیعہد لکہدیا جائے۔ مگر تاج الملک نے بیٹون کا حوالہ دیا۔ اور اون کی حق تلفی جتلائی۔ سلطان نے جواب دیا۔ کہ وہ آوارہ اور لہو ولعب کے دلدادہ ہین۔ اس لئے سلطنت کی سنبھال اون سے نہ ہو سکیگی۔ گو رضیہ عورت ہے مگر اون مردون سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ میرے بعد رضیہ کے سوا کوئی سلطنت کے لائق نہوگا چنانچہ بادشاہ کی وہ پیشینگوئی اسوقت ظہور مین آئی۔ بہرحال رضیہ بیگم نے انتظام ریاست مین دلچسپی سے حصہ لیا۔ اور چند ہی روز مین رکن الدین کے زمانہ کی خرابیون کو دور کیا۔ مگر اکثر امراء دولت اوس کے مخالف ہوگئے۔ رضیہ نے بہی اون کا کئی دفعہ مقابلہ کیا۔ آخر اون مین سے چند مخالفون کا قلع وقمع کیا۔ چنانچہ سیف الدین کوچی معہ اپنے بھائی فخر الدین کے قتل ہوا۔ ملک علاء الدین مارا گیا۔ اور ملک نظام الدین کوہ سرمور مین فوت ہوا۔ اس کے بعد رضیہ نے خواجہ مہدی غزنوی کو نظام الملک کا خطاب عطا کرکے اپنا وزیر بنایا۔ اور ملک سیف الدین ایبک کو لشکر کی نیابت تفویض ہوئی۔ اوسے قتلغ خان خطاب دیا گیا۔ ملک اعز الدین کبیر خانی کو لاہور کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ رنتہنبور مین ہندون نے جن مسلمانو کو قید کر رکہا تہا۔ قلعہ پر چڑہائی کرکے رہائی دلائی گئی۔ اب لکہنوتی سے لیکر دیول و سندہ تک کل امراء اور ملوک رضیہ بیگم کے مطیع و منقاد تھے۔ مگر یہ صورت بہت جلد بدل گئی۔ کیونکہ رضیہ نے امیر جمال الدین یاقوت حبشی میر آخور کو اس قدر بڑہایا۔ کہ امیر الامرا بنا دیا۔ اور ایسا مقرب کیا۔ کہ رضیہ کو گھوڑے پر سوار ہوتے وقت وہی حبشی ہمیشہ بغل مین ہاتھ دیکر سوار کراتا۔ خصوصًا یہ ناشایستہ حرکت امراء ترک کو غیرت دلاتی۔ اولًا حاکم لاہور نے اطاعت سے منہ موڑا۔ رضیہ نے لشکر لیکر چڑہائی کی۔ حاکم لاہور نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اطاعت کر لی۔ اس لئے رضیہ نے ملتان و قراقش بہی اوسکے تفویض کیا

اس کے بعد ملک التونیہ (جو ترکان جہلگانی سے تھا) نے بغاوت کی۔ رضیہ اوسکی سرکوبی کے لئے
لشکر فراوان کے ساتھ بہٹنڈہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اثنا راہ مین امرا ترک نے یاقوت حبشی کو قتل کرڈالا۔ اور
رضیہ بیگم کو گرفتار کرکے قلعہ بہٹنڈہ بھیجدیا۔ اور خود دہلی مین آکر معزالدین بہرام شاہ بن التمش کو تخت پر
بٹھایا اودہر رضیہ نے ملک التونیہ کو ایسا پرچایا۔ کہ دونون مین نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد ان دونون
نے جاٹون اور گہکرون کو جمع کرکے دہلی پر حملہ کیا۔ اور ملک اعزالدین بلبن نے بہرام کے حکم سے انکا مقابلہ
کرکے شکست دیا۔ پھر چند روز کے بعد رضیہ نے اپنے پراگندہ لشکر کو جمع کرکے دہلی پر چڑہائی کی لیکن بلبن کے
ہاتہہ سکر ہزیمت اوٹھائی۔ رضیہ اور ملک التونیہ دونون گرفتار کئے گئے۔ بہرام شاہ نے اونکو قتل کرڈالا۔
رضیہ کی مدت سلطنت تین برس چہہ مہینے چہہ دن ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رضیہ شکست کہا کر بھاگی تو بہوک کے مارے ایک کسان سے کہانا مانگ کے
کھائی۔ اور وہین سو رہی۔ اُسوقت یہ مردانہ لباس مین تھی۔ کسان نے دیکھا۔ کہ اسکے کپڑونکے نیچے
ایک قبا مرصع ہے۔ اور غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ عورت ہے چنانچہ قبا کی حرص مین اوسکو قتل کرڈالا۔
تمام لباس اوتار لیا۔ گھوڑا بھی لے لیا۔ اور کھیت مین دبا دیا۔ جب ان کپڑونکو بازار مین بیچنے لیگیا تو
اہل بازار نے کوتوال کو اطلاع کی۔ کوتوال نے لیجا کر خوب مارا۔ آخر کو اوس نے رضیہ کے قتل کا اقرار کیا۔ اور
لاش کو بتلادیا۔ آخر بہرام شاہ کے حکم سے لاش کو غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ اور جمنا کے کنارے پر جو
شہر سے ایک فرسنگ کا فاصلہ ہے دفن کیا۔

سلطان معزالدین بہرام شاہ بن التمش

در رمضان ۶۳۷ھ ۱۲۲۹ء کو بہرام شاہ تخت نشین ہوا۔ رضیہ سے جسقدر لڑائیان ہوئین اور جسطرح اوسکا
فیصلہ ہوا۔ وہ اس کے قبل بیان ہوچکا ہے۔ بہرام شاہ برائے نام بادشاہ تھا کیونکہ امور سلطنت کا

اختیار و اقتدار اختیار الدین و نظام الملک مہذب الدین کے ہاتھ مین تہا۔ اختیار الدین نے تو بہرام شاہ
کی بہن سے نکاح کرکے گہر پر ہاتہی باندہنا اور تین دفعہ نوبت کا بجوانا اور اس زمانہ مین یہ باتین بادشاہون کے
لئے مخصوص تہین) شروع کیا۔ بہرام شاہ ان حرکات سے تنگ آکر دونون کے قتل کے لئے دو ترک مقرر
کئے۔ چنانچہ اختیار الدین مارا گیا اور مہذب الدین زخم کہا کر نکل گیا۔ اس کے بعد بدر الدین سنقر
سلطنت کے کامون مین دخیل ہوا۔ اور سلطان کے معزول کرنے کے متعلق صفر ۶۳۹ھ مین صدر الملک
تاج الدین کے گہر پر امرا و کبار کو جمع کرکے مشورہ کیا اور صدر الملک مہذب الدین وزیر کے گہر جا کر اس کو
بہی اس جلسہ مین شریک ہونیکی دعوت دی۔ اتفاقاً اوسوقت سلطان کا ایک معتبر آدمی وزیر
کے پاس بیٹھا ہوا تہا۔ وزیر نے اس کو گوشہ مین چھپا کر صدر الملک کی تمام گفتگو سنوا دی اور سلطان کو
اس کے ذریعہ کہلا بہیجا کہ سلطان خود سوار ہو کر صدر الملک کے جلسہ کو متفرق کرنا چاہیئے۔ چنانچہ
اس خبر کے سنتے ہی سلطان وہان پہونچا۔ اور سب کو گرفتار کرکے سزائین دین۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ
چنگیز خانی مغلون نے خراسان و غزنین سے آکر لاہور کا محاصرہ کیا ہے اوس وقت لاہور مین قراقش حاکم
تہا۔ اوس نے مغلون کا اچہا مقابلہ کیا۔ مگر اہل لاہور نے اوس کا ساتہہ نہ دینے سے دہلی کو چلا آیا۔ اور
ترکون نے ۱۶ جمادی الثانی ۶۳۹ھ کو لاہور پر قبضہ کر لیا۔ بہرام شاہ نے نظام الملک مہذب الدین
وزیر اور قطب الدین حسن غوری وکیل سلطنت کو معہ دیگر امرا کے لشکر کثیر دیکر مغلون کی مدافعت کیلئے روانہ کیا
جب یہ لشکر دریا بیاس کے کنارے پہونچا تو مہذب الدین نے ایک عرضی بہرام شاہ کو یہ لکہی کہ حضور نے
امرا و منافق کی جماعت میرے ساتہہ کی ہے۔ جس سے کام خراب ہونیکا اندیشہ ہے۔ پس مناسب
یہ ہے کہ خود حضور تشریف لائین ورنہ یہ فرمان روانہ کرین۔ کہ بندہ اور قطب الدین جس طرح ہو سکے
اس جماعت کو ٹہکانے لگائے۔ سلطان نے سادگی سے یہ جواب دیا کہ اس وقت تو اون سے
جہانتک ہو سکے کام لیا جائے۔ جب کام سے فرصت ملے تو مین اونکو اچہی طرح سزا دونگا۔ یہہ تحریر

مہذب الدین منافق نے امرا لشکر کو دکہا کر بدظن کیا۔ اور سلطان کے معزول کرنے مین اونکو اپنا متفق بنایا
ہر چند سلطان نے اون کی دلدہی اور تسلی مین کوشش کی۔ مگر کامیابی نہوئی۔ مہذب الدین کل امرا کو
لیکر دہلی آیا۔ اور بہرام شاہ کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ یہ محاصرہ ساڑہے تین مہینے تک برابر رہا۔ اور طرفین سے خوب
کشت و خون ہوا۔ آخر ذی قعدہ سنہ ۶۳۹ھ مین مخالفون نے شہر کو لے لیا۔ اور بہرام شاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید
مین رکہا بعد ازان قتل کیا۔ سلطنت کی مدت دو سال ایک مہینہ پندرہ یوم ہے۔

سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ

سلطان بہرام شاہ کے بعد ملک عز الدین بلبن بزرگ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر امرا نے منظور نہ کیا۔ سلطان شمس الدین
کے بیٹے ناصر الدین و جلال الدین اور رکن الدین فیروز شاہ کا بیٹا سلطان علاء الدین مسعود قصر سفید مین مقید
تھے۔ امرا نے اون کو رہا کرکے سلطان مسعود شاہ کے سر پر سنہ ۶۳۹ھ م سنہ ۱۲۴۱ء مین تاج شاہی رکہا۔ اور جلال الدین
کو قنوج۔ ناصر الدین کو بہرایچ کی حکومت دیگئی۔ علاء الدین کی مے نوشی نے سلطنت مین خرابیان پیدا کین
اور سنہ ۶۴۲ھ م سنہ ۱۲۴۴ء مین مغلون نے بنگالہ پر یورش کی۔ ادہر سے بہی مقابلہ ہوا۔ اور مغل چلتے بنے۔ لیکن
امرا نے علاء الدین کی دائم الخمری سے تنگ آکر اوس کو قید کیا۔ اور بہرایچ سے ملک ناصر الدین کو بلا کر
بادشاہ بنایا۔ مدت سلطنت چار سال ایک ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمود بن التمش

۲۳ محرم سنہ ۶۴۴ھ م ۱۰ جون سنہ ۱۲۴۶ء کو قصر سبز مین سلطان ناصر الدین دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور ملک غیاث الدین
بلبن خرد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ اور خان اعظم الغ خان کا خطاب دیا۔ اور اوس کے چچیرے بہائی شیر خان
کو خان معظم کا خطاب دیکر ملتان و پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ گہکرون کو گوشمالی دی گئی۔ اور ملتان و لاہور کے

قدیم جاگیردار جو مغلون سے ساز باز رکہتے تھے۔ اون کو معزول کرکے اون کی اولاد کو مامور کیا گیا۔ اسکی بعد غیاث الدین نے ہندو راجاؤن کی خوب تنبیہ کی۔ اور دلی سے کالنجر تک حکومت کو قایم کیا۔ پہر میوات وکوہ پایہ کو فتح کیا۔ اس اثنا مین ملک اعز الدین حاکم اوچہ وناگور نے بغاوت کی۔ سلطان نے اوس کی بہی سرکوبی کی۔ اور قلعہ نرور کو جاہر دیو سے لیا۔ چندیری اور مالوہ مین اپنے حاکم مقرر کئے۔ یہہ سب کچہہ فتوحات جو سلطان کو حاصل ہوے۔ وہ غیاث الدین بلبن کی بدولت تھے۔

۶۵۱ھ مین عماد الدین ریحانی نے سلطان سے لگا بجہا کر بلبن کو اقطاع جہانسی مین بہجوا کر خود وزیر ہوگیا لیکن اس کی زمانۂ وزارت مین اکثر صوبہ جات مین بغاوت وسرکشی شروع ہوگئی۔ آخر سلطان کو صوبہ داران اودہ۔ بدایون سرہند وغیرہ کی سفارش پر بلبن کو پہر وزیر کرنا پڑا۔ اس اثنا مین ملکۂ جہان والدۂ سلطان ناصر الدین نے قتلغ خان سے نکاح کرلیا۔ جس سے سلطان کو بہید ملال ہوا۔ اور قتلغ خان کو اودہ کی جاگیر دیکر رخصت کیا۔ پہر وہان سے بہرایچ پر بدل دیا۔ ۶۵۵ھ مین قتلغ خان اور کشلیخان حاکم سندہ نے دے پال راجہ جیت پور کی اعانت سے علم مخالفت بلند کیا۔ غیاث الدین بلبن نے حسب الحکم سلطان اون پر چڑہائی کرکے شکست دی۔ بلبن کی سفارش پر کشلیخان کی خطا معاف ہوکر پہر سندہ کی حکومت اوس کو ملگئی۔ مگر قتلغ خان کا حال معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ شکست کہا کر کہان چلا گیا۔ اور ۶۵۸ھ م ۱۲۵۹ء مین بلبن نے میواتیون کی بیخ کنی کی۔ اور ہزارون میواتی مارے گئے۔

انہین ایام مین ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی دہلی آیا۔ بلبن نے پچاس ہزار سوار۔ اور دو لاکہہ پیادے دو ہزار ہاتہی۔ تین ہزار عرادہ آتشبازی لیکر تزک واحتشام کیساتہہ ایلچی کا استقبال کیا۔ سلطان نے ایلچی کو قصر سفید مین ٹہرایا۔ اور ملاقات کیوقت ایک طرف سادات ومشایخ اور دوسری طرف عراق خراسان وما وراء النہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راؤ مہاراج وغیرہ کو کہڑا کرکے ایسی تزک وشوکت بتلائی۔ کہ ایلچی بہی دنگ رہ گیا۔ اور اسی نمایشی کارروائی کی بدولت ہلاکو خان

ہندوستان کو بچایا۔ آخر جمادی الاول سنہ ۶۶۴ھ م فبروری سنہ ۱۲۶۶ء کو سلطان نے وفات پائی۔ مدت سلطنت بیس برس کئی مہینے ہے۔

یہ سلطان نہایت شجیع۔ سخی۔ زاہد و عابد تھا۔ صرف دربار مین تکلفات برتے جاتے تھے۔ ورنہ گھر بالکل سادہ تھا ایک ہی منکوحہ زوجہ تھی۔ جو تمام گھر کا کام کھانا پکانا اوس نیکبخت بی بی کو اپنے ہاتھہ سے کرنا پڑتا تھا۔ ایکدفعہ اُس بی بی نے سلطان سے کہا کہ ایک لونڈی روٹی پکانے کے لئے خرید کر دیجائے۔ جس کا جواب سلطان نے یہ دیا کہ بیت المال مین بندگان خدا کا حق ہے۔ میرا مال اوسمین نہین ہے۔ غرض سلطان نے ساری عمر فقیرانہ بسر کردی۔ قرآن شریف کی کتابت پر گذر اوقات تھی۔ کبھی خزانہ شاہی سے ایک پیسا بھی نہین لیا۔ طبقات ناصری اسی بادشاہ کے عہد مین تصنیف ہوئی ہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان ناصر الدین کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا اور سلطان غیاث الدین بلبن[1] اوسکی زندگی مین

---

[1] غیاث الدین کا باپ بغداد مین دس ہزار خانوادہ کا سردار اور امیر کبیر تھا جب مغلون نے اس دیار کو فتح کیا تو یہہ اُن کے ہاتھہ اسیر ہوا۔ ایک سوداگر نے خرید کرکے جمال الدین بصری کے ہاتھہ بیچا۔ اور جمال الدین نے سلطان التمش کے نذر کیا۔ التمش نے اوس کی لیاقت و فراست کے سبب سے روز افزون ترقی کی سے بلکہ اپنی دامادی کی عزت بخشی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ فقیر بنجاری نے ذکر کیا کہ بلبن کو مین نے دیکھا وہ نہایت کوتاہ قد اور حقیر و کریہ منظر تھا۔ مینے اوس سے کہا اترک (دک تحقیر) اوس نے جواب یا لبیک یا اخوند اور اس کے بعد کہا کہ تو مجھے اس زمان سے جو بازار مین غلام بیچ رہا ہے خرید لے مین نے کہا اچھا اور جتنے پیسے اوس کے پاس تھے وہ دیکر مول لیا۔ اتفاقاً التمش نے سمرقند و بخارا وغیرہ سے غلامون کے خریدنے کے لئے ایک تاجر بھیجا تھا۔ چنانچہ اوس تاجر نے سو غلام خریدے۔ جنمین ایک بلبن بھی تھا۔ جب سب غلام سلطان کے

کل سلطنت کا مختار تھا۔ چنانچہ ۶۶۴؁ھ م ۱۲۶۶؁ء مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس اثنا مین میواتیون نے پہر سر اوٹھایا۔ سلطان نے بذات خود متوجہ ہوکر اُن کی سرکوبی کی۔ اور ایک لاکھ میواتی قتل ہوے اور دہلی کی نواح مین جو جنگل کہ میواتیون کے ملجا وماوا بنے ہوے تھے۔ اونکو کٹوا کر صاف میدان کر دیا۔ اسکے بعد بدایون اور امروہہ کی حاکمونکی زبانی ملک کٹہیر کی سرکشی کا حال معلوم ہوا۔ اوسیوقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہان پہونچا۔ اور اون کی قرار واقعی تنبیہ وتادیب کی۔ کچہہ روز دلی مین آرام لیا۔ پہر کوہستان جود کو تاخت وتاراج کیا۔ گہوڑے اس کثرت سے ہاتہہ آئے۔ کہ چالیس ٹنکہ کو ایک گہوڑا بکنے لگا۔ اس کے تیسرے سال لاہور گیا۔ اور وہان کی حصار کو از سر نو تعمیر کیا۔ کیونکہ یہہ حصار سلطان التمش کی اولاد کے عہد مین مغلون نے تباہ وبرباد کر دیا تھا۔ جب ان کامون سے فراغت پائی تو اقطاع داران شمسی کا بندوبست کیا چنانچہ سلطان کی اس عاجلانہ توجہ اور فوری انتظام کے باعث پندرہ سولہ سال تک سلطنت مین امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہ اوٹھایا۔ اس کے بعد طغرل خان حاکم لکہنوتی نے سلطان کے مرنے کی غلط افواہ پر جمعیت کثیر کو جمع کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اور مغیث الدین اپنا لقب رکہا۔ سلطان نے ۶۷۹؁ھ م ۱۲۸۰؁ء مین اتگین موے دراز کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر اتگین نے شکست پائی۔ سلطان نے خفا ہوکر سپہ سالار کو دار پر کھینچا۔ اور دوسری فوج پہر روانہ کی۔ اتفاقاً اس فوج نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۸)

روبرو لائے گئے تو وہ سب کو لیلیا۔ مگر بلبن کو بوجہ بدصورتی کے لینے سے انکار کیا۔ بلبن نے کہا۔ یہہ غلام آپنے کسکے لئے خریدے ہین۔ بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ اپنے لئے۔ بلبن نے جوابدیا کہ یہ سب غلام تو آپ اپنے نفس کے لئے خریدے ہین۔ اور مجھے آپ خدا کیلئے خرید لیجئے۔ اس بات پر سلطان نے اوسکو خرید لیا۔ چنانچہ یہی بدصورت بلبن رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہی کے درجہ پر پہونچا۔ گو سلطان التمش کے چالیس غلام ترکی بڑا جاہ ومنصب رکہتے تھے۔ جو چہل گانی مشہور تھے اور خواجہ تاش لقب تہا۔ مگر آپس کی نااتفاقی کا سبب سب شکار ہوگئے۔ اور بلبن بازی لیگیا۔ ۱۲ مولف۔

بہی ہزیمت اوٹہائی۔ آخر سلطان خود لشکر کثیر لیکر چلا۔ جب گنگا پار ہوا تو طغرل خان سلطان کی آمد سے مخوف ہوکر بہاگ گیا۔ مگر ملک محمد شیر انداز حاکم کوئل نے تعاقب کرکے طغرل کو قتل کیا۔ اور سلطان لکہنوتی پہونچ کر وہان کے سردارون اور امیرون کو دار پر کہنچیا۔ اون کے عورتون اور بچونکو بہی قتل کیا۔ اور اپنے چہوٹے بیٹے بغرا خان کو وہان کا پادشاہ کرکے خطبہ اور سکہ اوسی کے نام کا جاری کرایا۔ اسکے بعد دلی آیا۔ اس اثنا مین سلطان کا چچا زاد بہائی شیر خان حاکم سرحد ہند نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ خود سلطان نے اوس کو زہر دلواکر مارا۔ بہر حال جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو قاآن الملک کا خطاب دیکر ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ہند کی سرحدون مین مغلون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کر دیا۔ اور اپنا ملک اون کے قبضہ سے نکال لیا۔

جب ارغون خان بن آباق خان بن ہلاکو خان نے تخت ایران کو زینت دی تو تیمور خان (جو چنگیز خانی امرائے عظام سے تہا) حاکم ہرات و قندہار و بلخ و بدخشان وغیرہ نے اپنے عزیزون کا انتقام لینے کی غرض سے بیس ہزار سوار لیکر دیبال پور و لاہور کے درمیان تاخت و تاراج شروع کی۔ ذیحجہ ۶۸۳ھ مین محمد سلطان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر جرار کے ساتہہ اون کا مقابلہ کیا۔ کئی مغلون کے سوار قتل ہوئے۔ اور فرار پر کمر باندہی۔ محمد سلطان نے بہت دور تک اون کا تعاقب کیا۔ اور نماز ظہر ادا کرنے کے لئے ایک تالاب پر وضو کرکے پانچ سو آدمیون کے ساتہہ نماز پڑہنے لگا۔ اس نواح مین ایک مغل سردار دو ہزار سوار سے کمین مین بیٹہا ہوا تہا۔ اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور حملہ کیا۔ سلطان محمد نے بہی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مشیت ایزدی کا علاج نہین۔ ایک تیر ایسا لگا۔ کہ سلطان محمد کی روح فوراً مفارقت کر گئی۔ اس لڑائی مین حضرت امیر خسرو بہی شہزادہ کے ہمراہ رکاب تہے اسیر ہوئے۔ اور مشکل سے چند دونکے بعد رہائی پائی۔ جب یہ سلطان کو شاہزادے کے شہید ہونیکی

خبر پہونچی تو بہت کچھہ غم والم کیا۔ اور خان شہید کے تمام اقطاع وجاگیر اور امارات شاہی اوسکے نوجوان بیٹے کیخسرو کو مرحمت کی۔ اور ملتان کو بھیجدیا۔ اس کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو لکھنوتی سے دلی بلایا۔ اور تاکید کی کہ اب تو میرے نزدیک سے دور مت ہو۔ چنانچہ بغرا خان نے باپ کے حکم کی تعمیل کی مگر چند روز کے بعد بلا اجازت شکار کا بہانہ کر کے لکھنوتی چلا گیا۔ سلطان کو بغرا خان کی اس حرکت سے سخت صدمہ ہوا جس سے بیمار ہو گیا۔ حالت بیماری مین اپنے وزیر کو بلا کر کہا۔ کہ بغرا خان تو چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہیگا تو جھگڑے پیدا ہونگے۔ پس مناسب یہ ہے کہ میرے بعد کیخسرو بن محمد سلطان کو بلا کر تخت نشین کیا جائے۔ اس وصیت کے تیسرے روز سلطان بعمر ۸۰ سال ۶۸۶ھ مین انتقال کیا۔ مگر وزیر نے وصیت کے خلاف بغرا خان کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو ملتان ہی مین قایم رکہا۔ سلطان کی مدت سلطنت ۲۲ سال کئی ماہ ہے۔

اس بادشاہ نے ایام جوانی مین خوب رندی اور آزادی کی تہی۔ مگر جب بادشاہ ہوا تو توبہ کر لی۔ صوم وصلوٰۃ کا اس قدر پابند تھا۔ کہ اشراق وچاشت وتہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ کبھی بیوضو نہین رہتا تھا۔ وعظ کی مجلسون مین اکثر جاتا تہا۔ بغیر موزہ وٹوپی کے اوس کو کسی خدمتگار نے نہین دیکھا۔ مجلس مین کبھی قہقہہ مار کر نہین ہنستا تہا۔ جب بادشاہ ہوا تو اول سپاہ کا انتظام کیا اس نے ایک دستور العمل بنایا تہا جس اراذل کو ملکی کام نہین ملتا تہا۔ اراذل سے ایسی نفرت تہی۔ کہ کبھی کسی رذیل سے گفتگو تک نہ کی ہندوؤنکو معزز عہدہ کا ملنا موقوف کر دیا تہا۔ دربار عام اس شان وشوکت سے ہوتا تہا۔ کہ بہت دور دور سے لوگ دیکھنے کو آتے تہے۔ اس بادشاہ کی اقبالمندی یہ بہی تہی۔ کہ اکثر ملکون کے بادشاہ وشاہزادے اور امرا مغلون سے تنگ ہو کر اس کے پاس رہتے تھے۔ چنانچہ پندرہ بادشاہ دیگر ممالک کے اُس کے دربار مین میہمان تھے۔ اور دہلی کے اکثر محلے اور بازار انہین بادشاہون اور شاہزادون کے نامون سے عباسی سنجری۔ خوارزمی۔ دیلمی۔ علوی۔ اتابکی۔ غوری۔ چنگیزی۔ رومی۔ سنقری۔ یمنی۔ موصلی وغیرہ آباد

ہوگئے تھے۔ انصاف کی یہ حالت تہی کہ ملک نغیق بداؤن کے صوبہ دار نے حالت مستی مین ایک فراش کو مارڈالا جب اوس کی بی بی سلطان کے پاس فریاد آئی تو سلطان نے ملک نغیق کو اس قدر درّے لگوائے کہ وہ مرگیا۔ جب ہیبت خان صوبہ دار اودہ نے نشہ مین ایک شخص کا خون کیا۔ اور اوس کی عورت نالشی ہوئی تو سلطان نے صوبہ دار کو پانچسو درّے مارکر عورت کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ یہہ آج سے تیرا غلام ہے۔ سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو دس نصیحتین کی تھین۔ وہ آب زر سے لکہنے کے قابل ہین۔ مگر ہم یہان طوالت کے خیال سے درج کرنا مناسب نہین سمجھتے۔

سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن سلطان غیاث الدین بلبن

۶۸۵ہجری مطابق ۱۲۸۶ء مین کیقباد تخت پر بیٹھا۔ معزالدین لقب ہوا۔ اوس وقت بادشاہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہوگی۔ تعلیم و تربیت اچھی پائی تہی۔ لیکن جوانی کی بدولت عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ کیلوکہری مین ایک عیش خانہ بنایا۔ رات دن ناچ رنگ ہونے لگے۔ ملک نظام الدین برادر زادہ و داماد ملک الامرا فخرالدین کو دادبیگی کی خدمت عطا کی۔ مگر نظام الدین امور سلطنت مین ایسا حاوی ہوگیا کہ بادشاہ برائے نام رہگیا جب نظام الدین نے امور سلطنت مین اچہا دخل پیدا کرلیا تو بادشاہت کی سوجہی۔ اور امرائے دولت کے تباہ و برباد کرنے پر کمر باندہی۔ چنانچہ کیقباد کو پٹی پڑہا کر ملتان سے کیخسرو کو بلایا۔ اور راستہ مین زہر دیکر مارڈالا اور نو مسلم مغلون کو قتل کرکے جمنا مین بہا دیا۔ ملک شاہک امیر ملتان اور ملک توزکی حاکم برن کو بہی ٹھکانے لگایا۔ نظام الدین کی ان حرکات ناشایستہ پر اوس کا بوڑہا چچا ملک فخرالدین بہت کچھہ فہمایش کیا۔ مگر نظام الدین کے سر مین تو سلطنت کا سودا سمایا ہوا تہا۔ وہ کب کسیکی بات خیال مین لانے والا تہا۔ جب کیقباد کے باپ معزالدین کو یہ حالت معلوم ہوئی تو اوس نے بیٹے کو بہت کچھہ نصیحتین لکھین۔ مگر یہان کسی پر بہی عمل نہوا۔ آخر باپ نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کیقباد نے بہی اس کو منظور کیا۔ اور یہ تجویز ٹہری کہ باپ بیٹون کی ملاقات اودہ کے

مقام پر ہو۔ کیقباد نے تنہا جانے کا ارادہ کیا۔ مگر نظام الدین نے ایسا لگایا بجھایا۔ کہ کیقباد لشکر اور جلوس شاہی کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب باپ نے یہ خبر سنی تو خود بھی لشکر کے ساتھ چلا۔ گھاگرہ ندی کے ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسرے طرف بیٹے کا لشکر اوترا۔ تین روز خاموشی مین گذرے۔ چوتھے روز باپ نے بیٹے کے آنکی آرزو کی۔ مگر نظام الدین نے عرض کیا۔ کہ آپ کا جانا داب بادشاہی کے خلاف ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ آپ تخت پر بیٹھین۔ اور باپ آکر ادب سے مجرا بجا لائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باپ نے جوش محبت مین یہ ذلت بھی گوارا کی۔ جب بغرا خان دربار مین آیا تو چوبدار نے نگاہ روبرو جہان پناہ سلامت کی صدا لگائی۔ اور پکارا کہ لکھنوتی کے گنہگار کو امان امان امان۔

اس موقعہ پر باپ کو تین دفعہ زمین بوس ہونا پڑا۔ باپ نے محبت کے مارے سب کچھ کیا۔ اور یہ ناخلف تخت پر بت کیطرح بیٹھا دیکھا کیا۔ باپ ان حرکات ناشایستہ سے زار زار رونے لگا۔ اب تو بیٹے کو بھی تاب نہ رہی۔ دوڑ کر قدمون پر گر پڑا۔ دونون گلے ملکر بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر خود دست بستہ کھڑا رہا۔ حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین باپ بیٹے کی ملاقات کا حال خوب لکھا ہے۔ غرض باپ نے بیٹے کو خلوت مین بہت کچھ پند و نصایح کر کے نظام الدین کے اصلی منشا سے آگاہ کیا۔ اور چند روز کے بعد بنگالہ کو روانہ ہوا۔ ادھر کیقباد بھی دہلی کو چلا۔ جب دار السلطنت پر پہونچا تو پہلے نظام الدین کا کام زہر دیکر تمام کیا۔ اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرش خلجی (جو نائب سمانہ و میر جاندار تہا) کو بلا کر شایستہ خان کا خطاب دیا۔ اور عارض ممالک مقرر کیا۔ اقطاع برن بھی اوس کے حوالہ کئے۔ اور کثرت شراب سے بادشاہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا۔ ہاتھ پاؤن رہ گئے۔ امرائے دولت نے اوس کے بیٹے کیومرث کو (جو تین سال کا تہا) حرم سے باہر نکال کر تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ شمس الدین خطاب دیا۔ اب سلطنت مین دو فریق ہو گئے۔ ایک فرقہ خلجیون کا تہا۔ یہ سب ملک جلال الدین کے ہمراہ بہارپور مین آگئے۔ اور دوسرا فرقہ ترکون کا تہا۔ وہ کیومرث کو ساتھ لیکر چبوترۂ ناصری کے میدان مین آگئے

اور ملک خلجی کے بیٹے جو بڑے بڑے جوانمرد و دلیر تھے۔ وہ پانچسو سوار لیکر شمس الدین کے لشکر مین گہس گئے اور اوس کو تخت سے اتار لیا۔ اور ترکون کے سردار ملک ایتمر کچھن اور ملک ایتمر سرخہ مارے گئے۔ اور اکثر امراء و ملوک نے جلال الدین فیروز خلجی سے بیعت کی۔ اور ترکون کے لڑکون نے (جنکے باپ دادا کو کیقباد نے قتل کرایا تہا) کیلوگرہی پہونچکر کیقباد کا کام لات گہونسون سے تمام کر دیا۔ اور لاش کو دریائے جمنا مین ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۸۹ھ کا ہے۔ کیقباد کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ تہی۔ اور اس خاندان مین سلطان قطب الدین ایبک سے معز الدین کیقباد تک دس بادشاہ ہوے۔ اور شمس الدین کیومرث کو بہی اگر شمار کیا جائے تو گیارہ بادشاہ ہوتے ہین بہرحال اس خاندان غلامان مین دہلی کی سلطنت تقریبًا ۹۶ سال رہی۔ اس کے بعد تو خاتمہ ہو گیا۔ اور خاندان خلجی نے عروج پکڑا۔

گل سوم

خاندان شہریاران خلجیہ

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن یغرش خلجی

سلطان جلال الدین فیروز نے چندروز تو کیومرث[۱] شاہ شمس الدین کی نیابت مین کام کیا۔ اور اسکے بعد

[۱] تاریخ فرشتہ مین بحوالہ نظام الدین احمد بخشی یو لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین کا نسل چنگیز خان کے داماد قالیج خان سے ملتا ہے

اوس کم سن بچے کو قید کرکے قتل کرڈالا۔ اور آپ ۶۸۹ھ م ۱۲۹۰ء مین بمقام کیلوگرہی تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان کی عمر ستر برس کی تہی۔ چونکہ اکثر امرا قدیمی کی نظرون مین خلجی بیقدر تہے۔ اور ہر ایک اونکی اطاعت باعث ننگ وعار سمجہتا تہا۔ اس لئے سلطان نے دلی مین رہنا مناسب نہ سمجہا۔ اور کیلوگرہی کی عمارتونکو (جو کیقباد کے زمانہ مین ادہوری تھین) پورا بنوایا۔ اور جمنا کے کنارے ایک باغ تیار کیا۔ امرا کو یہ حکم دیا کہ وہ شاہی محلات کے اطراف اپنے اپنے مکان تعمیر کرائین۔ گو امرا کو یہ امر پسند نہ تہا۔ مگر شاہی حکم کی تعمیل ضرور تہی۔ غرض اس بادشاہ کی توجہ سے پرانی دلی اجڑ کر نئی دلی آباد ہوگئی۔

اس کے قبل تاج شاہی کا رنگ سرخ تہا۔ لیکن اس رحمل بادشاہ نے اپنا تاج سفید بنوایا۔ اور اپنے اخلاق واحسان سے چند ہی روز مین امرا دہلی کو اپنا ثناخوان بنالیا۔ اس کے بعد اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان اور منجہلے بیٹے کو ارکلی خان اور چہوٹے بیٹے کو قدر خان کے خطابات سے سرفراز کیا۔ اور اپنے بھائی کو یغرش خان کا خطاب اور عرض ممالک کا عہدہ تفویض کیا۔ اور اپنے دونون حقیقی بھتیجے علاء الدین کو امیر تزک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۱) واقعات یہ ہین کہ چنگیز خان کا داماد قالج خان اپنی بیوی سے طلاق رکہتا تہا۔ جب چنگیز نے سلطان جلال الدین خوارزمی کو منلوب کیا اور وہان سے اپنے وطن کو مراجعت کی تو قالج معہ اپنی بیس ہزار خانوادون کے جدا ہوکر کوہستان غور و غرجستان مین قیام کیا۔ جب چنگیز مرگیا تو اسکی اولاد نے قالج کی کچھ پرواہ نہ کی۔ جب سلاطین غور نے ہندوستان کو تسخیر کیا تو قالج کی اولاد نے ہندوستان آکر سلاطین و امرا کی ملازمت اختیار کی۔ چنانچہ جلال خلجی اور سلطان محمود خلجی منڈوی دونون قالج کے پوتے ہین۔ قالج کی تحریف ہوکے خالج بنا۔ اور کثرت استعمال سے الف ساقط ہوکر خلج ہوگیا۔ صاحب تاریخ سلجوقیان یہ لکہتا ہے۔ کہ ترک ابن یافث بن نوح کے گیارہ بیٹون مین ایک کا نام خلج تہا جسکی اولاد کو خلجی کہتے ہین۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ خلجی ایک تاتاری قوم ہے۔ جس کا ایک گروہ دریاو سیحون کی شرق کے پاس دسوین صدی مین بستا تہا۔ ۱۲ مولفہ

۵۲ اس کمسن لڑکے کیومرث نے صرف تین مہینے کئی دن سلطنت کی۔ ۱۲ مولف۔ (یہ نوٹ صفحہ ۲۰۴ سے متعلق ہے)

اور الماس بیگ کو الغ بیگ کا خطاب اور آخوربیگی کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ان کے علاوہ بہت سے امراء کو خطابات اور جاگیرین عنایت کین۔ جب ان امور سے فرصت پائی تو دہلی آکر اپنے دونون بھتیجے علاءالدین والماس بیگ کے ساتھ اپنی دو بیٹیون کی شادی بہت دہوم دہام سے کی۔

سلطان کی تخت نشینی کے دوسرے سال ملک چھجو کشلیخان (جو بلبن کا حقیقی بھتیجا تھا) حاکم کڑہ مانک پور نے امیر علی جامدار حاکم اودہ کی اعانت سے چتر شاہی سر پر رکھا۔ اور سلطان مغیث الدین کا لقب اختیار کیا۔ چند روز کے بعد لشکر کثیر جمع کرکے دہلی پر چڑہائی کی۔ ادہر سے سلطان جلال الدین خلجی بدایون کے حدود مین آیا۔ اور لڑائی چہڑی۔ ملک چھجو شکست فاش اوٹھا کر بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد ایک غلام نے ملک چھجو کو معہ دیگر امراء باغی کے گرفتار کرکے سلطان کے پاس بہیجا۔ چنانچہ یہ واقعہ حضرت امیر خسرو (جو سلطان کے مقرب تھے) نے اپنا چشمدید تاریخ فیروزشاہی کے مصنف سے یون بیان کیا ہے۔ کہ جب یہ امراء باغی اور ملک چھجو سلطان کے سامنے آئے تو ان کی حالت نہایت خراب اور مصیبت ناک تہی جب سلطان نے دیکہا تو خوب چلا کر رویا۔ اور حکم دیا کہ مین نے ان تمامون کا قصور معاف کر دیا۔ فوراً ان کو لیجاؤ۔ اور حمام کرکے نفیس کپڑے پہناؤ۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور تمام باغی امراء سلطان کی عنایت سے اچھی حالت مین دربار آئے تو سلطان نے اون سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "تم نے جو مجھپر چڑہائی کی تہی وہ حق بجانب تھی۔ مگر خدا کی مرضی کچھہ اور تھی۔ اس مین کسیکو چارہ نہین ہے" سلطان کے اس منصفانہ کلام سے سب کے سب خجل وپشیمان ہوئے۔ اور گردنین جہکالین۔ اس کے بعد سلطان نے ملک چھجو کو محافہ مین بٹھا کر ملتان بھیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان مہیا کر دینے کے لئے تاکید کردی۔ اور باقی امراء کو بہی خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ اور اپنے بھتیجے علاءالدین خلجی کو کڑہ مانکپور کی حکومت عطا کی۔ اس موقع پر ملک احمد چپ (جو سلطان کا قریبی رشتہ دار تہا) نے عرض کی کہ بادشاہت کا بڑا جزو سیاست ہے) اگر اس طرح سرکشون کو معافی دیجائے گی تو سلطنت کا کام چلنا دشوار ہے۔ جسکا جواب سلطان نے یہ دیا۔ کہ "مین کسی مسلمان کے خون سے

اس بڑہاپے مین ہاتہہ رنگنا نہین چاہتا۔ مجھے باوشاہی چھوڑنا آسان ہے۔ مگر بندگی کے عضب اوٹھانیکی طاقت
نہین۔ کیا تو نہین جانتا۔ یہ کل کی بات ہے۔ کہ مین اور میرا بہائی سلطان بلبن کے نوکر تھے۔ اوسکا احسان
ہماری گردن پر ہے۔ اور یہ باغی امرا وہ ہین۔ کہ سلطان بلبن کے عہد مین ہم دونون بھائیون کو آرزو رہتی
ہتی۔ کہ یہ لوگ ہمارے سلام کے جواب مین علیک کہین۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھکو باوشاہی کے درجہ پر پہونچایا
ہے تو اوس کا یہ معنی نہین ہے۔ کہ مین سلطان بلبن کے اعوان وانصار وامرا کا خون کرون"۔ آخر سلطان کی
اس رحمدلی سے اکثر اقطاع مین بغاوتین پھیلین۔ مگر بہت جلد رفع بہی ہوگئین۔ اس اثنا مین ایک درویش
سیدمولا نام جرجان سے شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کے لئے ہندوستان آیا۔ اور چند روز اجودہن
مین شیخ کی خدمت کرکے دہلی آیا۔ اور یہان ایک عظیم الشان خانقاہ بنائی۔ جسمین فقرا، مساکین اور
مسافرون کو دو وقت کہانا دیا جاتا تہا۔ درویش کی یہ حالت ہتی۔ کہ خود چانول کی روٹی کہاتا اور ایک
چادر اوڑہتا۔ خانقاہ کے خرچ کی یہ صورت ہتی کہ روز ہزار من میدہ پانچسو من گوشت۔ تین سو من شکر تری
دوسو من نبات۔ سو من گھی۔ مطبخ مین صرف ہوتا۔ بظاہر درویش کو کوئی آمدنی نہ ہتی۔ لوگونکا خیال تہا
کہ اوسکو کیمیا بنانی آتی ہے۔ ایک اور بات اس سے زیادہ حیرت خیز ہتی۔ کہ جب کوئی چیز مول لیتا۔ یا کسیکو
دینا چاہتا تو اوس سے یہ کہتا کہ اوس بوریہ یا پتہر کے نیچے سے اس قدر روپیہ یا اشرفی لے لو۔ چنانچہ بوریہ یا پتہر
اوٹھانے پر اوسیقدر روپیہ یا اشرفی موجود ہوتے۔ درویش کے اس تصرف سے غربا و مساکین کے علاوہ
امراء دربار کی بہی آمد ہونے لگی۔ بلکہ سلطان کا بڑا بیٹا خانخانان درویش کا ایسا معتقد ہوا۔ کہ درویش نے
اسکو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ ان آنے جانے والون مین قاضی جلال الدین کاشانی بڑے فتنہ انگیز تھے
چنانچہ قاضی نے درویش کو سلطنت کی طمع دلائی۔ اور دس ہزار آدمیون کو پوشیدہ طور پر بیعت بہی کرائی
درویش اپنی سادگی سے قاضی کے دام مین آگیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ جمعہ کے روز بوقت سواری سلطان
کا کام تمام کیا جائے۔ مگر اتفاقاً یہ راز طشت از بام ہوگیا۔ اور سلطان خفیہ بھیس بدل کر وہان گیا۔

اور صورت واقعہ کو پالیا۔ اس کے بعد سب کو بلاکر دریافت کیا۔ لیکن ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا
اور لاعلمی ظاہر کی۔ چونکہ سلطان خود اپنی آنکھون سے صورت واقعہ کو دیکھا تہا۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ شہر کے
باہر خوب آگ روشن کیجائے۔ جب آگ روشن ہوئی تو درویش کو حکم دیا۔ کہ معہ رفقا اس آگ مین
کودین۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت دین۔ علمار نے عرض کیا کہ اسلام مین درب جایز نہین۔ آگ کا کام
جلانا ہے۔ اس مین جہوٹے اور سچے دونون برابر ہین۔ آخر علما کی سفارش پر یہ کارروائی موقوف رہی
مگر سلطان نے سب کو جلاوطن کیا۔ اور سید مولا کو بالاخانہ کے نیچے کہڑا کر کے بہت کچہہ سخت و سست
کہا۔ ایک حیدری فقیر بادشاہ کے اس غصہ پر اوس کو استرہ سے زخمی کر ڈالا۔ اور سلطان کا منجھلا بیٹا
ارکلی خان مست ہاتھی کو پیل کر درویش کا کام تمام کر دیا۔ مگر اس سید مظلوم کا خون وہ رنگ لایا۔ کہ ۶۹۰ھ
مین ایسا قحط پڑا کہ ایک جیتل کو ایک سیر اناج فروخت ہوا۔ سوالک مین ایسی گرانی ہوئی کہ اکثر لوگ
بھوک کی تاب نہ لاکر جمنا مین ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ اسی سال بادشاہ کا بڑا بیٹا اختیار الدین خانخانان
بیمار ہو کر مر گیا۔ ۶۹۱ یا ۶۹۲ھ مین عبداللہ نبسہ ہلاکو خان نے دس پندرہ تمن (فی تمن دس ہزار سوار ہوتے
ہین) مغلون کے ساتھہ لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ سلطان بہی لشکر کثیر لیکر دہلی سے نکلا۔ برزام کے
پر لڑائی ہوئی۔ مغلون نے شکست پائی۔ اور صلح کی نوبت آئی۔ سلطان نے عبداللہ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس
بعد عبداللہ واپس چلا گیا۔ مگر الغو خان نبسہ چنگیز خان کئی ہزار مغلون کے ساتھہ سلطان کے ہمراہ دہلی آیا۔
اور مسلمان ہوا۔ سلطان نے الغو کو اپنی دامادی سے مشرف کیا۔ اسی سال سلطان نے مندور و جہاین
کے قلعہ جات فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ اور سلطان کے بہتیجے علاء الدین نے بہیلسہ کے حملہ کی
اجازت چاہی۔ جب سلطان نے اجازت دی تو اوس نے بہیلسہ پر لشکر کشی کر کے قبضہ کیا۔ اور بہت کچہہ
غنیمت ہمراہ لیکر دہلی آیا۔ سلطان نے اس کار نمایان کے صلہ مین علاء الدین کو اودہ کی بہی حکومت
عطا کی۔ کہتے ہین کہ علاء الدین کی بیوی بہت تیز مزاج تہی۔ اس کے باعث اوسکی زندگی تلخ ہوتی تہی۔

اور بھیلسہ کے مقام پر علاء الدین کو معلوم ہوا تھا کہ دکن مین قلعہ دولت گڈھ خزانہ اور جواہرات سے معمور ہے
چونکہ علاء الدین کو ایک تو بیوی سے دوری اختیار کرنی اور دوسرا قلعہ دولت گڈھ کے خزانون کی طمع
دامنگیر تھی۔ اس لئے اوس نے بلا استمزاج سلطان کے محض اقطاع چندیری کے انتظام کی اجازت لیکر
پانچ چھہ ہزار سوار کی جمعیت سے دکن کا رخ کیا۔ اور کڑہ مین علاء الملک کو اپنی طرف سے نائب مقرر
کیا۔ اور بطور ریلغار دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک ایک دن طے کرتا ہوا دیوگیر پہونچا۔ وہان کا راجہ رام دیو
اس ناگہانی بلا سے بہت گھبرایا۔ کیونکہ اوس وقت اوسکا لشکر اوس کے بیٹے کے ساتھہ کہین دور گیا ہوا تھا
آخر ہمت کر کے دو چار ہزار آدمیون سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی۔ علاء الدین وہان کے مہاجنون اور
برہمنون کو خوب لوٹا رام دیو کے طویلہ سے (۱۰۰۰) گھوڑے (۴۰) زنجیر فیل لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر کے یہ
مشہور کیا۔ کہ فلان راہ سے ۲۰ ہزار مسلمانون کا لشکر آتا ہے۔ راجہ نے خوف کے مارے پچاس من سونا
اور کئی من موتی اور اقمشہ نفیسہ دیکر صلح کر لی۔ جب یہ خبر رام دیو کے بیٹے کو معلوم ہوئی تو وہ فوراً علاء الدین
کے سر پر پہونچا۔ اور اون اشیاء کی واپسی چاہی۔ علاء الدین ڈرنے والا آسامی نہ تھا۔ اوسی تھوڑے سے
لشکر کو لیکر ایسا مقابلہ کیا۔ کہ ہندؤن کے چھکے چھوڑا دئیے۔ آخر رام دیو کے بیٹے نے بھی شکست پائی۔ اور اس
تکبر و سرکشی کے عوض مین بقول تاریخ فرشتہ علاوہ سابقہ تحائف کے ۶۰۰ من سونا۔ ۷ من موتی ۲ من جواہر
ہزار من چاندی۔ ۴ ہزار جامۂ ابریشمی وغیرہ پیشکش کر کے صلح کرنی پڑی۔ اور ایلچپور معہ توابع و مضافات کا
محاصل سالانہ کڑہ مانک پور کو بھیجنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب علاء الدین نے ان سب غنایم کو لیکر قیدیون کو
رہائی دی۔ اور پچیسوین دن محاصرہ اوٹھا کر کڑہ کو روانہ ہو گیا۔ ۶۹۵ھ مین جب سلطان جلال الدین
شکار کھیلنے کو الیار گیا تو علاء الدین کی اس پوشیدہ کارروائی کا واقعہ طشت ازبام ہو گیا۔ اس خبر کے سننے
سے سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔ اس عرصہ مین علاء الدین کی عرضداشت بھی پہونچی جس مین بلا اجازت
جانیکی معافی چاہی گئی تھی۔ اور یہ بھی لکھا تھا۔ کہ جسقدر مال و دولت غنیمت مین ملی ہے وہ سب حضور کی نذر ہے

لیکن ارکان دولت جو زمانہ دیدہ اور سرد و گرم روزگار چشیدہ تھے علاء الدین کے مکر و فریب سے آگاہ تھے۔ اس لئے سلطان کی خیر منا رہے تھے۔ واقعی اودھر ایسا ہی نقشہ تہا۔ کہ علاء الدین لکھنوتی جانے کی تیاری کر رہا تہا۔ اور ظفر خان کے ذریعہ دریائے گھاگرہ سے پار ہونے کے لئے کشتیون کا بہی انتظام ہو چکا تہا۔ اودہر علاء الدین کا بہائی الماس بیگ جو بادشاہ کے پاس تہا۔ وہ اپنے بہائی کے طرف سے امید دلا رہا تہا۔ اور سلطان کے سر پر قضا کہیل رہی تہی۔ آخر سلطان نے کڑہ جانیکا ارادہ کیا۔ احمد چپ کو مع لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کر کے خود چند ہوا خواہون کے ساتہہ گنگا پار ہوا۔ جب کشتی مقام مذکور پر پہونچی تو علاء الدین نے حاضر ہو کر قدم چوما۔ سلطان نے محبت سے دو ہلکے طمانچے لگائے۔ اور کشتی مین کہینچا۔ اتنے مین علاء الدین کے اشارہ پر (جو اول ہی سے انتظام ہو چکا تہا) محمود بن سالم سامانی نے سلطان پر تلوار کا وار کیا۔ مگر یہہ تلوار کاری نہ لگی۔ اس لئے دوسرا ہاتہہ چلایا۔ سلطان زخم کہا کر پانی کے طرف دوڑا۔ اور کہا کہ اے بدبخت علاء الدین یہہ کیا کیا۔ اختیار الدین نے پیچہے سے اس جلیل القدر سلطان کو زمین پر گرا کر سر کو تن سے جدا کیا۔ سلطان روزہ سے تہا۔ اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری تہا۔ یہ حادثہ افطار کے وقت ۱۷ رمضان ۶۹۵ھ م ۹ جولائی ۱۲۹۶ء کو واقع ہوا۔ بعد ازان پادشاہ کے ہمراہ جو کشتی مین سوار تھے قتل کئے گئے لیکن ان نمکحرامون کا انجام بہی اچہا نہ ہوا۔ چنانچہ محمود بن سالم جذام مین مبتلا ہوا۔ اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا۔ غرض جس قدر لوگ کہ سلطان کے شہید کرنے مین شریک تھے۔ وہ تین چار برس کے عرصہ مین فنا ہو گئے۔ خود علاء الدین کا خاندان بہی تباہ ہوا۔ اوسی کے پروردون نے اوس کے بیٹون کو اندہا اور اوس کی لڑکیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ بہر حال سید مولا کے قتل نے جلال الدین کی وہ گت بنائی۔ اور جلال الدین کے قتل نے علاء الدین پر یہ آفت ڈہائی۔

سلطان جلال الدین کے شہید ہونے کی خبر جب ملک احمد چپ کو پہونچی تو وہ لشکر لیکر دہلی واپس آیا۔ اور سلطان کے چہوٹے بیٹے قدر خان کو رکن الدین ابراہیم شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب یہہ

کیفیت سلطان کے بڑے بیٹے ارکلی خان کو معلوم ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوا۔ اور ملتان ہی مین رہا۔

سلطان علاء الدین الملقب بہ سکندر ثانی

۲۲ ذی حجہ ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ء مین سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائی الماس بیگ کو الغ خان اپنے سالے سنجر کو الپ خان۔ اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان۔ اور ملک ہزبر الدین کو ظفر خان کے خطابات عطا کیا۔ اور تمام دوستون کو بڑے بڑے عہدے دیکر امیر کر دیا۔ اس کے بعد عین برسات مین دہلی کو روانہ ہوا۔ ہر منزل پر جہان اُترتا۔ پانچ من سونے کے ستارے منجنیق مین رکھکر اوڑاتا۔ جس سے تمام قصبات و دیہات مین شہرت ہو گئی۔ کہ علاء الدین سونے کا مینھ برساتا ہے۔ اور بیجا بانٹ کرکے کہتا۔ چنانچہ جب وہ بدایون مین پہونچا تو ۵۶ ہزار سوار ۶۰ ہزار پیادے جمع ہو گئے۔ برن کے مقام پر امرا جلالی بھی ایک ایک کرکے آملے۔ جنکو علاء الدین نے بیس بیس تیس تیس پچاس پچاس من سونا دیکر خوش کیا۔ اور تمام لشکر مین ہر ایک سپاہی کو تین تین سو ٹنکہ انعام دیا گیا۔ جب ملکہ جہان کو علاء الدین کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے ارکلی خان کو لکھا۔ کہ سب امراء و ملوک علاء الدین سے ملگئے ہین۔ تیرا چھوٹا بھائی کمسن و ناتجربہ کار ہے۔ مین عورت ناقص العقل ہون۔ اور مین نے تیرے ہوتے ہوے جو اوس کو تخت پر بٹھایا۔ خطا کی۔ "اب خطا را درگذر ملک پدر گیر و عمل کر"۔ مگر ارکلی خان نے جواب دیا۔ کہ اب میرے سے کچھہ نہین ہوسکتا۔ جب ملکہ جہان کو بڑے بیٹے کیطرف سے یہ جواب صاف ملا تو رکن الدین بات ہی کو کچھہ روپیہ خزانہ سے لیکر معہ اپنی مان اور اہل حرم کے ملتان روانہ ہوا۔ اور ملک احمد چپ وغیرہ بھی چلتے بنے۔ صبح کو علاء الدین بلا کسی کشت و خون کے ۶۹۶ھ مین تخت دہلی پر رونق افروز ہوا۔ اور کوشک لال کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ دوسرے روز لشکر کو چھہ ماہ کی تنخواہ انعام دی۔ اس کے بعد الغ خان و ظفر خان کو چالیس ہزار سوار دیکر ملتان بھیجا۔ دو مہینے تک ملتان کا محاصرہ رہا۔ آخر ارکلی خان

قدرخان شیخ رکن الدین کے ذریعہ عہد وپیمان کرکے الغ خان کی ملاقات کو گئے۔ اور الغ خان ون کولیکر دہلی روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملک نصرت خان نے الغوخان اور ملک احمد جپ کی آنکھون مین میل پہرائی۔ سارا مال چھین لیا۔ اور بیوی بچون کو جدا کرکے مظلوم شاہزادون کو قلعہ ہانسی مین قید کیا۔ ارکلیخان کے دو بیٹون کو مار ڈالا۔ ملک احمد جپ اور ملکہ جہان کو دہلی مین نظربند کیا۔ اسی سال دواخان حاکم ماورالنہر نے ایک لاکہہ مغل سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ الغ خان اور ظفرخان نے جالندہر مین مقابلہ کرکے شکست دی۔ بارہ ہزار مغل مارے گئے۔ اس فتح کے بعد سلطان علاءالدین نے الغ خان کے اتفاق سے اون نمکحرام امراء کو جو اولاد جلالی سے بیوفائی کرکے علاءالدین سے ملے تہے۔ گرفتار کرکے قتل وقید کیا۔ اور اون کا مال تقریبًا ایک کروڑ روپیہ کا خزانہ مین داخل ہوا۔

۶۹۷ھ مین الغ خان اور ملک نصرت نے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور اوس کو تاخت وتاراج کرکے فتح کیا۔ گجرات کا راجہ کرن رائے بہاگ کر رام دیو والی دیوگڈہ کے پاس چلا گیا۔ اُس کی رانیان اور لڑکیان خزانہ ہاتہی وغیرہ امرار شاہی کے ہاتہہ آئے۔ ان مین سب سے حسین کنولادیئی (کولادیبی) تہی۔ اسکے بعد مسلمانون نے سومنات کے مندر کو اکہیڑ کر دہلی بہیجدیا۔ پہر ملک نصرت کہمبات گیا۔ وہان سے بہی بہت کچہہ غنیمت حاصل کی۔ وہان سے واپس ہوکر جب جالور پہونچا تو خمس غنائم پر جہگڑا ہوا۔ نومسلم مغل سردار بگڑ بیٹہے۔ اور ملک نصرت کے بہائی اعزالدین کو مار ڈالا۔ الغ خان کا بہانجا بہی قتل ہوا۔ آخر ملک نصرت نے اونکو متفرق کیا۔ اور فتح ونصرت کے ساتہہ دہلی آیا۔ سلطان نے کنولادیبی کو مسلمان کرکے عقد کیا۔ اور ظفرخان نے قلعہ سیستان کو فتح کرکے ستروسو مغل قید کرکے دلّی بہیجا۔ اس فتح سے ظفرخان کا نام ہندوستان مین سکندر ثانی ہوگیا جس سے علاءالدین کو بہی حسد ہوا۔ اور اوس کے خرابی کی فکر مین لگا۔ اس اثنا رمین قتلق خان خواجہ پسر دواخان دو لاکہہ سوار سے ہندوستان آیا۔ سلطان علاءالدین نے علاءالملک کو تمام خزانہ وغیرہ سپرد کرکے کیلی کے مقام پر مغلون کا مقابلہ کیا۔ اس

موقع پر ظفر خان (جو فوج میمنہ کا سردار تہا) اٹھارہ کوس تک مغلون کو قتل کرتا ہوا چلا گیا۔ اور الغ خان (جو فوج میسرہ کا سردار تہا) اوسکی کمک کو نہ جانے سے ایک مغل سردار طرغی خان نے ظفر خان کو گہیر کر قتل کر ڈالا۔ آخر مغل اپنی ولایت کو چلے گئے۔ اور سلطان کو مغلونکی شکست اور ظفر خان کے قتل سے دوہری فتح ہوئی۔ جب مصالح ملکی علاء الدین کے حسب مراد برآئے۔ اور خزانے روز بروز معمور ہوے تو نشہ کی حالت مین اوس نے ارکان دولت سے یہ کہنے لگا۔ کہ اب مجہے دو مہین درپیش ہین۔ ایک تو حضرت رسول اللہ صلعم نے چار یارون کی اعانت سے جو شریعت پیدا کی تہی۔ مین بہی الغ خان ظفر خان نصرت خان۔ الپ خان کی امداد سے کوئی نیا مذہب نکالون۔ دوسرا اکسی معتمد کو دہلی سپرد کر کے خود سکندر رومی کیطرح اقلیم کشائی کرون۔ سلطان کی اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اور خوب حاشیے چڑہائے۔ مگر علاء الملک کوتوال دہلی نے ایسی نصیحت کی کہ پہر سلطان ایسے بیہودہ خیالات کو بالکل چہوڑ دیا۔

۶۹۹ھ مین سلطان نے الغ خان کو قلعہ رنتہنبور بہیجا۔ پہر ان دونون نے قلعہ جہابن کو لیا۔ پہر رنتہنبور کا محاصرہ کیا۔ وہان کے راجہ ہمیر دیو نے ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ نصرت خان مارا گیا۔ اور الغ خان کو محاصرہ چہوڑکر جہابن آنا پڑا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو غصہ مین لشکر کثیر لیکر خود نکلا۔ اور تلپت مین مقام کیا۔ یہان ایک روز گہوڑے پر سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاقاً رات ہو گئی۔ لشکر مین نہ آسکا۔ اور وہین شب باش ہوا۔ صبح کو ایک ٹیلہ پر بیٹہا ہوا قمرغہ کا شکار دیکہہ رہا تہا۔ کہ سلطان کا بہتیجا سلیمان المخاطب اکت خان (جو وکیل در تہا) نے چچا کے مارنے کے لئے سو نومسلم مغل سوار کے ساتہہ شیر شیر کہکر تیر برسانا شروع کیا۔ غلامون نے سینہ سپر ہو کر سلطان کو پشت پر لے لیا۔ اور اکثر آدمیون نے سلطان پر سپرین ڈالدین۔ اب سلیمان گہوڑے سے اوترکر بادشاہ کا سر قلم کرنا چاہا۔ غلامون نے واویلا مچایا۔ کہ بادشاہ مارا گیا۔ اس احمق نے اوسکو سچ جانا۔ اور خوشی خوشی بارگاہ مین آکر تخت پر جلوس کیا۔ اور لوگون سے کہا کہ مین نے سلطان کو مار ڈالا ہے۔ لشکر مین مبارک سلامت ہونے لگی۔ جب یہ احمق حرم سرا مین

جانا چاہا تو ملک دینار نے مقابلہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک بادشاہ کا سر نہ تبلاؤگے۔ حرم سرا مین جانے نہ دونگا
وہان علاء الدین جو تیرون کے زخمون سے بیہوش پڑا تہا۔ ہوش مین آیا۔ اور زخمون کو باندہکر لشکرگاہ
کو چلا۔ سلطان جب لشکر مین پہونچا تو اکت خان افغان پور بہاگ گیا۔ مگر سلطان کے حکم سے گرفتار ہوکر
قتل ہوا۔ بادشاہ نے اوس کے بہائی قتلغ خان کو بہی معہ ہمراہیون کے مارڈالا۔ اسکے بعد رنتہنبور پہونچکر قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ اس اثناء مین خبر آئی۔ کہ سلطان کے بہانجے امیر عمر اور منگو خان (جو حاکم اودہ و بدایون تہے)
نے بغاوت کی ہے۔ سلطان نے اس بغاوت کو اہم نہ جانا۔ اور دہلی کے امراء کو اون کی سرکوبی کے لئے
لکہا۔ چنانچہ وہ دونون گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔ انہین ایام مین ملک معز الدین کوتوال قدیم کا غلام زادہ
حاجی مولا شہر کے اوباشون کو جمع کرکے بایزید کوتوال کو مارڈالا۔ کوشک لال اور شہر پر قبضہ کیا۔ قیدیونکو
چہوڑدیا۔ اور خزانہ و سلح خانہ قیدیون مین تقسیم کرکے اونکو ساتہ لیا۔ اور شہزادہ علوی کو (جو سلطان
التمش کی اولاد مین تہا) تخت پر بٹہادیا۔ زبردستی لوگون سے بیعت کرائی۔ لیکن ایک ہفتہ کے اندر
ملک حمید الدین نے امروہہ و بدایون سے آکر حاجی مولا اور علوی کو قتل کیا۔ اودہر سلطان ایکسال
کے بعد سنہ ۷۰۰ ہجری سنہ ۱۳۰۰ء مین قلعہ رنتہنبور کو فتح کیا۔ اور الغ خان کو وہان چہوڑکر دلی آیا۔ مگر پانچ چہہ ماہ کے
بعد الغ خان بیمار ہوکر دہلی آرہا تہا۔ کہ راستہ مین وفات پائی۔ سلطان نے اپنے مشیرونکو جمع کرکے کہا
کہ اس سال متواتر چار بغاوتین ہوچکی ہین۔ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے۔ کہ آیندہ بغاوت و سازش
ہونے پائے۔ چنانچہ مشیرون نے بغاوت کے انسداد کی تدبیرین نکالین۔ سلطان نے رعایا کیلئے
قوانین و ضوابط مقرر کئے۔ اور خود شراب خواری سے توبہ کی۔ عیش خانون کو طلاق دیدیا۔ اور
تمام مایحتاج اشیاء اور غلہ کی ارزانی کا معقول بندوبست کیا۔ الغرض اس انتظام و اہتمام سے بغاوتونکا
سدباب ہوا۔ اور رعایا رفاریغ البال ہوئی۔ اس اثناء مین مغلون کے دو سردار ترتاک و علی بیگ نے
۴۰ ہزار سوار سے امروہہ پر چڑہائی کی۔ سلطان نے ملک تغلق کو امروہہ بہیجا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی۔

اکثر مغل اسیر ہوے۔ اور علی بیگ وترتاک کو ایک ہندو نے زندہ گرفتار کیا۔ سلطان نے کل مغلونکو معہ اون کے سرداروں کے قتل کرڈالا۔ پہر علی بیگ وترتاک کے انتقام کے لئے دوا خان کا امیر بزرگ کنک بہت سا لشکر لیکر سوالک آیا۔ ادہر سے ملک تغلق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت دی۔ کنک بہی گرفتار ہوگیا۔ سلطان نے کوشک ہزارستون کے سامنے تمام مغلون کو ہاتہیون کے پاؤن کے نیچے کچلوا دیا۔ اور بدایون دروازے کے برج مین بجائے پتہرون کے مغلون کے سر لگوائے۔ اسکے بعد اقبال مند مغل نے لشکر گران لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور غازی ملک تغلق نے مقابلہ کرکے اکثر کو قتل اور باقی کو اسیر کیا۔ جو ہاتہیون کے نیچے کچلوائے گئے۔ بہرحال کوئی مغل زندہ نہ بچا۔ پہر تو مغلون کے دل مین ایسا رعب چہایا۔ کہ ہندوستان کا نام خواب مین بہی نہ لیا۔ سلطان تغلق شاہ (جو اوس زمانہ مین غازی ملک کہلاتا تہا) حاکم دیبال پور ولاہور کا خراسان وہندوستان مین بڑا شہرہ ہوا۔ چنانچہ ملک قطب الدین کے عہد تک اوس نے مغلونکو ادہر رخ بہی کرنے نہ دیا۔

سنہ ۷۰۳ھ مین سلطان نے چتور گڈہ کا محاصرہ کرکے چہہ مہینے کے بعد فتح کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو دیکر خضر آباد نام رکہا۔ وہان کا راجہ تو قید ہوگیا۔ مگر اہل وعیال کو صحرا نوردی نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کسی نے سلطان سے کہا۔ کہ راجہ کی رانی پدمنی نام نہایت خوبصورت ہے۔ اس کے سنتے ہی سلطان پدمنی کا مشتاق ہوگیا۔ اور راجہ کو اوس کے طلب کرنے پر مجبور کیا۔ آخر راجہ نے اپنے عیال کو طلب کیا۔ چونکہ راجہ کی بیٹی بہت عقلمند تہی۔ اوس نے اپنے قدیم ملازمون کو بلاکر نشیب وفراز جتلائی۔ اور سات ڈولیون مین ملازمون کو مسلح بٹہاکر روانہ ہوئی۔ اور مشہور کیا کہ یہ تمام ڈولیان رانی پدمنی کے سہلیون کی ہین۔ غرض یہ ڈولیان رات کے وقت دلی مین داخل ہوئین۔ وہان عورتون کے خیال سے پہرہ کا سخت بندوبست کیا گیا تہا۔ جس سے باہر کے لوگون پر یہ بہید بالکل نہ کہلا۔ جب ان راجپوتون نے راجہ کو رہائی دیکر گہوڑے پر سوار کیا۔ اور

باہر نکلے تو عام طور پر کہل بلی مچ گئی۔ طرفین سے خوب مقابلہ ہوا۔ بہت سے راجپوت مارے گئے۔ مگر راجہ نلوہ نکل گیا۔ سلطان کو تو پدمنی کی لو لگی ہوئی تہی۔ اوسیوقت قلعہ چتور پہونچا۔ اور راجہ سے پہر قلعہ لے لیا۔ لیکن مطلب بر نہ آیا۔ کیونکہ اس ہنگامہ محشر خیز مین پدمنی عصمت کی حفاظت کے لئے چتا بنوا کر معہ خاندان کے جلکر بہسم ہوگئی۔ جب سلطان قلعہ لیکر پدمنی کے محل پر پہونچا تو ایک راکہہ کے ڈہیر کے اطراف چند عورتون کو روتے دیکہا۔ جنہون نے سلطان کو دیکہکر ایک مٹہی راکہہ اوڑائی۔ اور کہا۔ کہ یہ پدمنی ہے۔ سلطان کو اس واقعہ سے سخت ملال ہوا۔ اور بے نیل و مرام دارالخلافہ کو واپس آیا۔ انہین ایام مین معلوم ہوا۔ کہ رام دیو والی دیوگڈہ نے تین سال سے خراج نہین بہیجا ہے۔ سلطان نے ملک کافور کو دکن روانہ کیا۔ اور الغ خان حاکم گجرات اور عین الملک ملتانی حاکم مالوہ کو بہی لکہہ بہیجا۔ کہ اس مہم مین ملک کافور کی امداد کرین۔ جب ملک کافور دیوگڈہ پہونچا۔ تو رام دیو اپنے بیٹے سنکل دیو کو قلعہ مین چہوڑ کر بہت سے تحفہ و تحائف کے ساتہہ ملک کافور کے پاس آیا۔ اور پچہلے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اور بہت سا نذرانہ لیکر دہلی آیا۔ بادشاہ نے ایک لاکہہ ٹنکہ و چتر اور رائے رایان کا خطاب دیکر رخصت کیا۔

یہ واقعہ بہی یہان درج کرنے کے لائق ہے۔ کہ جب کملا دیوی کو معلوم ہوا کہ ملک کافور دیوگڈہ گیا ہے تو اوس نے سلطان سے عرض کی۔ کہ جب مین راجہ کرن کے گہر مین تہی تو پروردگار عالم نے مجہے دو لڑکیان عطا کی تہین تو اوسی زمانہ مین مرگئی۔ مگر چہوٹی دیول دیبی موجود ہے۔ اگر کسیطرح وہ آجائے تو میری تمنا برآئے۔ سلطان نے ملک کافور کے نام فرمان لکہا۔ کہ راجہ کرن۔ دکن کے نواح مین رہتا ہے۔ اوس سے جسطرح بنے۔ دیول دیبی حاصل کرکے یہان بہیجدیجائے۔ چنانچہ ملک کافور نے راجہ کرن سے دیول دیبی کو لیکر بحفاظت تمام دہلی روانہ کیا۔ اوس وقت دیول دیبی کی عمر آٹہہ سال کی تہی۔ جب وہ یہان آئی تو مان بہت خوش ہوئی۔ اور سلطان کا بڑا بیٹا خضرخان اسکا عاشق زار ہوگیا۔ مگر خضرخان کی مان نے یہ خبر سنکر فوراً اپنے بہائی الپ خان کی بیٹی سے خضرخان کی شادی کردی جس سے خضرخان کو بہت رنج ہوا۔

آخر چند روز کے بعد حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کی توجہ سے خضر خان کی شادی دیول دیبی سے
بھی ہوگئی۔ کہتے ہین کہ اس نیکبخت بی بی نے ہر ایک مصیبت مین اپنے خاوند خضر خان کا ساتھ دیا۔
بلکہ جب خضر خان گوالیار مین قتل ہوا تو دیول دیبی کے دونون ہاتھ اپنے خاوند کے گلے مین پڑے ہوے زخمی ہوے
اور وہین قتل ہوکر خاوند کے ساتھ دفن ہوئی۔ اس واقعہ کے تفصیلی حالات آیندہ حسب موقع بیان
کئے جائینگے۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ دیول دیبی خضر خان کے قتل کے بعد زندہ رہی۔ اور
اوس کی دو شادیان ہوئین۔ ایک تو خاوند کے قاتل سے۔ دوسری سلطنت کے غاصب خسرو خان
سے۔ الغرض جب ملک کافور دکن مین تھا تو سلطان نے راجہ ستل دیو سے قلعہ سیوانہ لیا۔ اور قلعہ
جالور کانیر دیو سے فتح کیا۔ یہان ایک نادر واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ جب قلعہ جالور فتح ہوا تو کانیر دیو سلطان
کی خدمت مین رہنے لگا۔ ایک دن سلطان نے کہا۔ کہ ہندوستان مین کوئی ایسا زمیندار نہین ہے
جو میرے لشکر کا مقابلہ کرے۔ کانیر دیو نے جہالت سے کہا۔ کہ مین سلطان سے مقابلہ کرکے کامیاب
ہون تو گردن ماریجائے۔ بادشاہ یہ سنکر خاموش رہا۔ جب کانیر دیو اپنے ملک کو چلا گیا تو
دو چار ماہ کے بعد سلطان نے اپنی لونڈی گل بہشت کو لشکر دیکر قلعہ جالور بھیجا۔ گل بہشت نے مردانہ مقابلہ
کیا۔ جس سے قریب تھا کہ قلعہ فتح ہوجاوے۔ مگر دفعتاً گل بہشت بیمار ہوکر مرگئی۔ اوس کا بیٹا شاہین لڑنیکو
نکلا۔ کانیر دیو نے دہوکا دیکر شاہین کو مار ڈالا۔ جب سلطان کو یہ خبر پہونچی تو سید کمال الدین کو روانہ کیا
جس نے قلعہ فتح کرکے راجہ کو معہ متعلقین قتل کیا۔ ۷۰۹ھ م ۱۳۰۹ء مین سلطان نے ملک کافور کو پھر دکن
روانہ کیا۔ چنانچہ ملک کافور شمالی تلنگانہ مین اندر کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ورنگل کو بھی کئی مہینہ کے محاصرہ
مین فتح کیا۔ اور راجہ کو معہ عیال واطفال اسیر کرکے دہلی واپس آیا۔

اسوقت کابل اور سندھ سے لیکر بنگالہ اور گجرات کا سارا ملک فتح ہوگیا تھا۔ اور دکن مین بھی فتوحات کاملہ حاصل ہوئی
تھین۔ اب سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ ساحل سمندر کے ملکون کو فتح کرے۔ چنانچہ ۷۱۰ھ م ۱۳۱۰ء مین ملک کافور

دیا۔ حاجی کو کرناٹک بھیجا۔ کرناٹک کے راجہ بلال دیو نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر اہل اسلام نے فتح پائی۔ راجہ کو قید کیا۔ بتخانون کو توڑا۔ سیت بندرامیسور مین ایک مسجد بنائی[1]۔ بہت سے خزانے اور دفینے ہاتہ لگے ان سب کو لیکر ۷۱۱ھ مین ملک کافور دلی آیا اور ۳۱۲ ہاتہی ۲۰ ہزار گہوڑے ۹۶ من سونا اور موتیون کے صندوق بہت سے کو شاک۔ ہزاریون کے سلطان کو نذر گزرانا۔ سلطان اس فتح کی خوشی مین ہر ایک امیر کو ۵ من سونا اور مشایخ و مستحقین کو دیڑہ من سونا یا اس سے کم علی قدر مراتب عطا کیا۔ اسکے بعد سلطان نے نومسلم مغلون کو یکقلم موقوف کر دیا۔ مغل بیچارے فاقہ کشی سے تنگ آکر سیر گاہ مین سلطان کے مارنے کا ارادہ کئے۔ مگر سلطان کو اسکی خبر ہوگئی۔ اور سلطان نے ایسا فرعونی حکم دیا کہ ایک روز مین ۲۰ یا ۳۰ ہزار نومسلم مغل قتل ہوے۔ اور اون کے زن و فرزند لونڈی غلام بنائے گئے۔ اسکے بعد خبر ملی کہ دیوگڈہ کا راجہ رام دیو مر گیا۔ اور اوس کا بیٹا جانشین ہوا تو خراج بہیجنا موقوف کر دیا۔ چنانچہ ۷۱۳ھ م ۱۳۱۳ء مین ملک کافور دیوگڈہ جا کر راجہ کو قتل کیا۔ اور تمام مہاراشٹر اور کرناٹک پر چڑہائی کرکے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین سلطان بیمار ہوگیا۔ اور ملک کافور کو دکن سے اور الغ خان کو گجرات سے طلب کیا۔ اس عرصہ مین خضر خان کی والدہ نے الغ خان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی کرنے کی اجازت چاہی۔ ملک کافور کو موقع ہاتہ آیا۔ اور سلطان سے خضر خان اور الغ خان وغیرہ کی خوب دل کہول کر شکایت کی۔ اور یہ بہی کہا کہ وہ لوگ حضرت کے تمام کرنے کی فکر مین لگے ہوے ہین۔ چونکہ سلطان کا مزاج اول ہی سے متشکی تہا۔ جب یہ گفتگو ملک کافور کی سنی تو فوراً خضر خان اور شادی خان کو قید کرکے قلعہ گوالیار بہیجدیا۔ اور خضر خان کی مان کو دلی مین قید کیا۔ الغ خان بیچارہ بے گناہ قتل ہوا۔ یہان تو یہ حالات گذر رہے تھے۔ وہان ملک مین غدر مچا ہوا تہا۔ رانا ہمیر نے چتور گڈہ پر قبضہ کیا۔ اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو نے دکن مین فساد کہڑا کیا۔

---

[1] فرشتہ لکہتا ہے کہ یہ مسجد میرے زمانہ تک موجود اور مسجد علائی کے نام سے موسوم تھی۔ ۱۲ مولف۔

جب ان بدنظمیون کی خبر سلطان کو ہوئی تو بہت صدمہ ہوا۔ جس سے بیماری نے طول کھینچا۔ آخر ۶ شوال ۷۱۶ھ ۱۹ دسمبر ۱۳۱۶ء کو وفات پائی۔ بعض کہتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر مارا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

اس بادشاہ کے عہد مین دس باتین عجیب و غریب تھین۔ کہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہین۔ اول غلہ اور کپڑے اور اشیاء ضروری کی ارزانی۔ دوم ہمیشہ لڑائیون مین فتحیاب ہونا۔ سوم مغلون کا استیصال۔ چہارم تھوڑے خرچ مین بہت لشکر کا رہنا۔ پنجم سرکش و متمرد کا سزا پانا اور مطیع رہنا۔ ششم راستون کا امن۔ ہفتم بازاری آدمیون کا سچ بولنا۔ ہشتم ہزارون مساجد و قلعے حوضون کا بننا۔ چنانچہ ستر ہزار معمار و کاریگر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ نہم مسلمانون کا پابند شرع رہنا۔ دہم ہر فن کے عالم باکمال اور اولیائے کبار کی فراوانی۔ حالانکہ سلطان بے علم و بیدین تھا۔ اور مذہب و شریعت کو نعوذ باللہ ایک ڈھکوسلا اور مکاری جانتا تھا۔

سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین

۷ شوال ۷۱۶ھ کو ملک کافور نے سلطان شہاب الدین عمر کو تخت نشین کیا۔ اور سلطان کا ایک نوشتہ ارکان سلطنت کو یہ تبلایا۔ کہ بادشاہ نے خضر خان کو ولیعہدی سے معزول کرکے شہاب الدین کو ولیعہد کیا ہے۔ چنانچہ ملک کافور اس پانچ چھ برس کے لڑکے کو سامنے کرکے آپ خود حکومت کرنے لگا۔ اور ملک اختیار الدین سنبل کو گوالیار بھیجکر بادشاہ کے دو نو بیٹے خضر خان و شادیخان کو اندھا کیا۔ اور باوجود خوجہ ہونیکے سلطان شہاب الدین کی مان سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد سلطان کے تیسرے بیٹے مبارک خان کے قتل کی کوشش کیگئی۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو چارہ ہے۔ جو پایک مبارک خان کے قتل کے لئے مقرر ہوے تھے۔ اونہین مین سے مبشر و بشیر نے ملک کافور کا خاتمہ کردیا۔ چنانچہ سلطان کے انتقال کو ۳۵ روز گذرے تھے۔ کہ نہ وہ ملک کافور رہا۔ اور نہ اوس کا کوئی مصاحب قتل سے بچا۔ بعد ازان مبارک خان کو قید سے نکال کر سلطان شہاب الدین کا نائب بنایا۔ دو مہینے بھی پورے نہوے تھے

مبارک خان نے شہاب الدین کی آنکھون مین سلائی پہروا کر قلعہ گوالیار مین قید کر دیا۔ اور خود سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ سلطان شہاب الدین نے تین ماہ کئی روز سلطنت کی۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین

۷ محرم ۷۱۷ھ م ۲۲ مارچ ۱۳۱۷ء کو قطب الدین تخت نشین ہوا۔ پہلے مبشر و بشیر نمکحرامون کو قتل کیا۔ اور باقی پایکون کو بھی اقطاع و ورد دراز پر پہینکدیا۔ اور ایک نوعمر پرواری حسن نامی نومسلم (جسکو ملک شادی نے پالا تہا) کو خسرو خان کا خطاب اور منصب وزارت عطا کیا۔ اور اپنا منظور نظر بنایا۔ قیدخانون سے سترہ ہزار قیدیون کو رہائی دی۔ جلا وطنون کو وطن آنے کی اجازت ہوئی۔ سپاہ کو چہہ ماہ کی تنخواہ انعام مین ملی۔ ۷۱۹ھ م ۱۳۱۹ء مین سلطان نے دیوگڈہ پر چڑہائی کی۔ اور دلی مین ایک نوعمر غلام بچہ شاہین نام کو وفا الملک کا خطاب دیکر اپنا نائب مقرر کیا۔ دیوگڈہ کا راجہ ہرپال دیو زندہ گرفتار ہوا۔ سلطان نے اوس کی کہال کہچوائی۔ اور ملک یک لکھی کو دیوگڈہ کی حکومت عطا کر کے دلی واپس آیا۔ اس اثنار مین سلطان علاء الدین کے چچازاد بہائی ملک اسد الدین نے تخت لینے کی فکر کی۔ راز افشا ہوا۔ سلطان نے ملک اسد الدین کو معہ اوس کے عیال و اطفال کے قتل کرڈالا۔ اس کے بعد ملک شاہ کو گوالیار بہیجکر سلطان علاء الدین کے چارون بیٹے شہاب الدین۔ ابوبکر۔ شادی خان۔ خضر خان کو قتل کرایا۔ دیول رانی بہی اپنے عاشق خضر خان کے ساتہہ قتل ہوگئی۔ پہر سلطان نے ملک دینار کو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کا حاکم بنایا اور اوس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ مگر چند ہی روز کے بعد ظفر خان کو بہی مروا ڈالا۔ اور گجرات کی حکومت خسرو خان کے ماموں یا بہائی حسام الدین کو دی۔ خسرو خان کو تلنگانہ کی مہم پر بہیجا۔ خسرو نے وہان پہونچکر اوس نواح کے راجاؤنکو خوب لوٹا۔ چنانچہ مہتہلی کے راجہ سے ۹۲۰ ہاتہی اور ایک یاقوت

الماس (جسکا وزن ۲۰ درم تھا) لیا۔ وہان سے ملیبار ہوتا ہوا دہلی آیا۔

چونکہ خسرو خان سلطان کا منظور نظر تھا۔ اس لئے تمام سلطنتی کامون مین دخیل ہو گیا۔ اور اس قدر قدرت حاصل کی کہ ہزارون امراء دہلی کو قتل کرایا۔ بہت سے خاندانون کو تباہ و تاراج کیا۔ آخر سلطنت پر دانت لگایا۔ اور اپنے بھائی بند ہندو سپاہیون کو محل شاہی کی حفاظت تفویض کی۔ گو خسرو خان مسلمان ہو گیا تھا مگر باطن مین اپنے ہندو مذہب پر قایم تہا۔ اور ہمیشہ اپنے مذہب اور مذہب والونکی تائید کرتا۔

۵ ربیع الاول ۷۲۱ھ م ۲۴ مارچ ۱۳۲۱ع کو رات کے وقت خسرو خان کے چچا مندل نے حسب ایماء خسرو خان چند بدمعاشون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے محل سلطانی مین آیا۔ اولاً قاضی ضیاء الدین سے مقابلہ ہوا۔ جاہر پرداری نے اون کا کام تمام کیا۔ مگر قاضی کے آدمیون نے شور مچایا۔ جس سے سلطان بیدار ہو گیا۔ اور خسرو خان جو اوس کے پہلو مین سو رہا تہا۔ کہا کہ جا کر دیکھہ کہ یہ کیا شور ہے۔ اوس نمکحرام نے کہا۔ کہ گھوڑے چھوٹ گئے ہین۔ اور اون کے پکڑنے کے لئے یہ غل ہو رہا ہے۔ اس عرصہ مین تمام بدمعاش قصر ہزار ستون پر چڑہ آئے۔ اور بادشاہ کا سامنا ہو گیا۔ سلطان نے ان بدمعاشونکو دیکھکر محلسرا کے طرف بہاگا۔ مگر خسرو بال پکڑ کر کہینچا۔ اور جاہر نے تلوار چلائی۔ سلطان گرا۔ خسرو چھاتی پر چڑہا۔ اور سر کاٹ کر نیچے پھینکدیا۔ اس کے بعد خسرو محل مین گہسا۔ اور سلطان کے کم سن بچے فرید خان و منگو خان کو اونکی ماؤن کے گود سے لیکر مار ڈالا۔ اور خاندان علاء الدین کو ملیامیٹ کر دیا۔ گویا خاندان خلجی کا مقطع نامبارک یہ مبارک تہا۔ اس نے چار برس چار مہینے سلطنت کی۔ الغرض خاندان خلجیہ مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۳۵ برس رہی۔

ناصر الدین خسرو خان

صبح کو یہ نمکحرام تخت پر بیٹھا۔ اور ناصر الدین خسرو خان اپنا لقب رکہا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ دیول دیبی سے

اس نے نکاح کیا۔ اور بڑے بڑے باعصمت امیرون کی بیبیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ اگرچہ بظاہر لقب اور نام مسلمانون کا تہا۔ مگر باطن مین کٹا ہندو تھا۔ مسجدون کی محرابون مین بت رکہواتا۔ اور ہندؤن سے پجواتا۔ قرآنون کو اوپر تلے رکھکر مونڈہے کرسی بنواتا۔ اور اون پر ہندؤن کو بٹہاتا۔ مورخون کی رائے ہے۔ کہ اگر خسرو خان کوئی عالی خاندان ہوتا تو ضرور ایسا زبردست راجہ ہوتا۔ کہ مسلمانون کو پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا مشکل ہوتا۔ مگر ذات اوس کی پرواری تہی۔ اور پروار ایسی قوم ناپاک ہندوؤنکی ہے کہ اونکو شہر مین ہندو گہر تک بنانے نہین دیتے تھے۔

خسرو خان اپنے ہندو بہائی بندونکو بڑے بڑے عہدے عطا کیا۔ اور مسلمانون مین بہی بعض اعلی خدمات تقسیم کین۔ چنانچہ ملک فخرالدین جونا خان کو میر آخور مقرر کیا۔ مگر جونا خان کا باپ ملک غازی حاکم دیپالپور سلطان قطب الدین کے انتقام کی فکر مین لگا ہوا تہا۔ اور جونا خان بہی موقع کا طالب تہا۔ آخر ایک روز چند نفر ملازمون کے ہمراہ جونا خان دیپالپور چلدیا۔ خسرو خان نے بہت کچہہ تعاقب کیا۔ مگر ہاتہہ نہ آیا۔

اب ملک غازی امرا و نمک حلال کو ساتہہ لیکر کمال تجمل کے ساتہہ بقول فغانی دہلی آیا۔

مسیحا یار خضر ش رہنما و ہمعنان یو نش		فغانی آفتاب من باین اعزاز می آید	

ادہر خسرو خان نے خزانہ کا تمام روپیہ لشکر مین تقسیم کر دیا۔ دو ڈہائی سال کی تنخواہ پیشگی دیدی۔ مگر اس فیاضی سے بہی کچہہ کام نہ نکلا۔ بلکہ اکثر امراء دہلی لڑائی سے کنارہ کش ہوے۔ جس سے خسرو خان کا دل شکستہ ہوگیا۔ لیکن پہر بہی اندرپت کے مقام پر ملک غازی سے مقابلہ کیا۔ شکست کہائی۔ اور خود بہاگ کر ملک شادی کے باغ مین چہپا۔ آدمیون نے گرفتار کرکے لایا۔ آخر ۲۳ رجب ۷۲۱ھ م ۲۲ اگسٹ ۱۳۲۱ء کو قتل کیا گیا۔ خسرو خان کی مدت سلطنت چار ماہ کئی روز ہے۔

گل چہارم

خاندان شاہان تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

سنہ ۷۲۱ھ م سنہ ۱۳۲۱ع کو کوشک سیری مین سلطان غیاث الدین[1] تغلق تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔
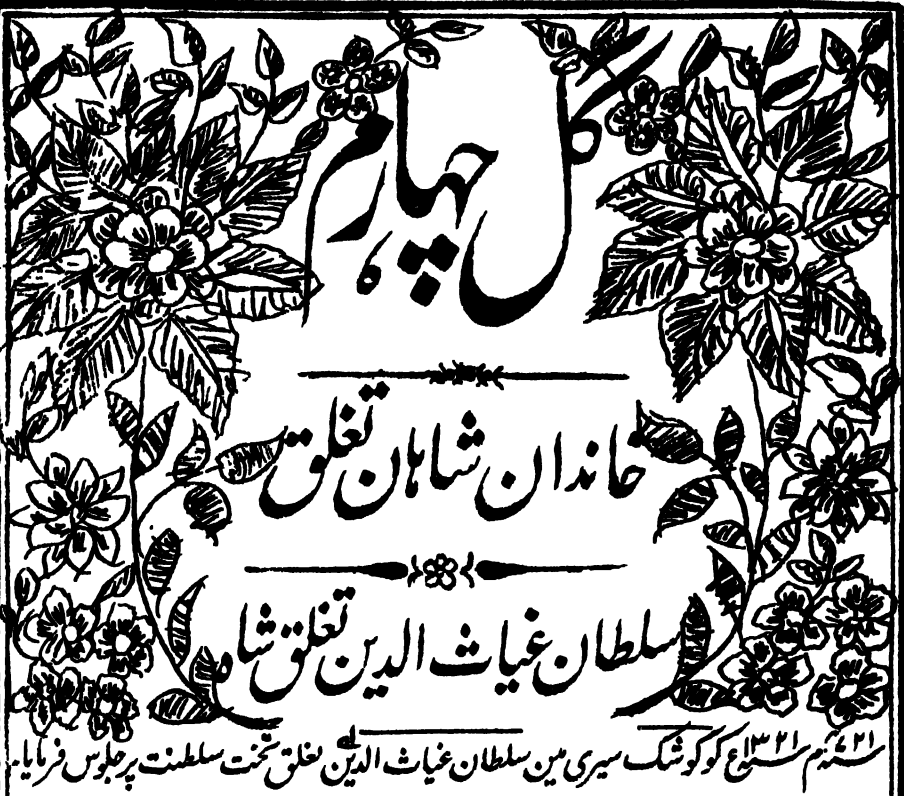
[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ تغلق کے نسب کے نسبت مین نے لاہور کے آدمیون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق کا باپ ملک تغلق سلطان غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا۔ اوس نے یہان کسی جاٹ کی عورت سے نکاح کرلیا جس سے سلطان غیاث الدین تغلق پیدا ہوا۔ محققین مین مشہور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تہا۔ اس ترکی لفظ کو ہندیون نے مقلوب کر کے تغلق بنا لیا ہے۔ اور بعض نے تغلق کا تغلو بنایا ہے۔ ابن بطوطہ کہتا ہے کہ ملتان کی خانقاہ مین شیخ امام الدین نے مجھسے بیان کیا۔ کہ سلطان تغلق کی قوم ان ترکون مین سے ہے۔ جنکو عرب مین کرونہ کہتے ہین۔ جو سندہ و ترکستان کے پہاڑون مین رہتی ہے۔ ابتداءً غازی ملک سندہ مین آکر ایک سوداگر کی نوکری گہوڑونکے چرانیکی کی۔ بعد ازان سلطان علاء الدین کے بہائی الغ خان حاکم سندہ کے پاس پیادون مین نوکر ہوا۔ پہر سوارون مین بہرتی ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے امیر کبیر ہو گیا۔ اس نے ملتان کی مسجد مین جائے مقصورہ پر یہ لکہوایا ہے کہ مین تاتاریون سے ۲۹ دفعہ لڑکر شکست دیا ہون۔ اسواسطے غازی ملک لقب پایا۔ ۱۲ مولف۔

اور خسرو خان کے زمانہ کی بدعنوانیون کو ایک ہفتہ مین درست کیا۔ سلطان علاء الدین کی لڑکیون کے نکاح بڑے بڑے امراء سے کر دیا۔ اور بڑے بیٹے جونا خان کو الغ خان کا خطاب و چتر عطا کر کے ولیعہد بنایا دوسرے چار بیٹون کو بہرام خان۔ ظفر خان۔ محمود خان۔ نصرت خان کے خطاب دئے۔ اور بہرام آبیہ حاکم اچیہ (جس نے دہلی کی چڑہائی کے وقت امداد کی تہی۔) کو اپنا بہائی بنایا۔ اور کشلو خان کو ملتان و سندھ کی حکومت دی۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے الغ خان کو ورنگل و تلنگانہ کی فتح کی لئے دکن روانہ کیا۔ جب یہ لشکر ورنگل پہونچا تو راجہ نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد محصور ہو گیا۔ آ قریب تہا کہ الغ خان فتحیاب ہو۔ اس اثنا مین شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر (جو الغ خان کے خاص مصاحب تھے) نے لشکر مین یہ مشہور کر دیا۔ کہ سلطان کا دلی مین انتقال ہو گیا۔ جس سے الغ خان کے ہمراہی سرداروں نے بغاوت شروع کی۔ اور الغ خان محاصرہ اوٹھا کر بڑی مشکل سے دلی آیا۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اوس نے شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کو زندہ در گور کیا۔ باقی دوسرے امراء (جنہون نے بغاوت کی تہی) کو خوب مزا چکھایا۔ اور چار مہینے کے بعد الغ خان کو پہر ورنگل بہیجا۔ اس دفعہ الغ خان نے قلعہ ورنگل کو فتح کیا۔ اور وہان کے راجہ لدر دیو کو مع عیال و اطفال اسیر کر کے دلی بہیجا۔ پہر جاج نگر پر چڑہائی کی۔ اوس کو بہی لے لیا۔ اور چالیس زنجیر فیل غنیمت مین ہاتھہ آئے۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دلی واپس آیا۔ انہین ایام مین مغلون نے سرحد پر حملہ کیا۔ اور قرار واقعی سزا پائی۔ ۷۲۴ھ مین لکھنوتی و سنارگاؤن کی شورش کے دفع کرنے کے لئے سلطان خود روانہ ہوا۔ اور الغ خان کو دہلی مین اپنا نائب مقرر کیا۔ چنانچہ سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن لکھنوتی کا حاکم تہا۔ جب سلطان کے آمد کی خبر سنی تو استقبال کو آیا۔ مگر سنارگاؤن کے حاکم بہادر شاہ نے سلطان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پائی۔ اسکے بعد سلطان نے ناصر الدین کو اطاعت کے صلہ مین چتر و دورباش اور لکھنوتی کی حکومت کے علاوہ سنارگاؤن وغیرہ کی

اور گوا کی حکومت بہی عطا کی۔

فتوح السلاطین مین لکہا ہے۔ کہ وہان سے سلطان ترہٹ آیا۔ اور دو تین ہفتہ مین قلعہ کو فتح کرکے راجہ کو اسیر کیا۔ اور ترہٹ کی حکومت احمد خان پسر تلبغہ کے تفویض کی۔ اس کے بعد دہلی کو واپس ہوا جب الغ خان نے باپ کے آمد کی خبر سنی تو افغان پور کے قریب دریا کے کنارہ تغلق آباد سے ۳ باہم کوس پر ایک چوبی محل تین یا چار روز کے عرصہ مین تیار کرایا۔ جب بادشاہ آیا تو اوس روز اوسی محل مین شب باش ہوا۔ صبح کو کہانا کہانے کے بعد سب امرا اوس محل سے نکل آئے۔ صرف سلطان اور اوس کا چہوٹا بیٹا محمود معہ دو چار مقربین کے محل مین بیٹھے رہے۔ الغ خان نے گہوڑے ہاتہی پیش کئے۔ اتنے مین اوس محل کی چہت گر پڑی۔ اور سلطان معہ اپنے بیٹے و دیگر پانچ رفیقون کے اندر دب کر مرگیا یہ واقعہ ۲ شنبہ ۱۴۲۵ کو ہوا۔ مگر اس واقعہ کے نسبت اکثر مورخون مین اختلاف ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق رائے لگائی ہے۔ چنانچہ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ محل ہاتہی گہوڑون کی دوڑ کے صدمہ سے گر گیا۔ حاجی محمد قندہاری لکہتا ہے۔ کہ مکان پر بجلی گری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ کارروائی الغ خان کے اشارے سے ہوئی۔ اور صدر جہان گجراتی کا قول ہے۔ کہ الغ خان نے ایک طلسم بنوایا تہا۔ جب اوسکو توڑا تو مکان گر پڑا۔ ابن بطوطہ بیان کرتا ہے۔ کہ حسب ایماء الغ خان احمد بن ایاس میر عمارت نے اوس کوشک کا ایک حصہ ایسا بنایا تہا۔ کہ جب ہاتہی کے پیر کی دہمک ہو تو وہ فوراً گر پڑے۔ چنانچہ اسی وجہ سے الغ خان نے اپنے عہد شاہی مین احمد بن ایاس کو خواجہ جہان کا خطاب اور وزیر اعظم کا عہدہ عطا کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطان رنجیدہ تہا۔ اور بنگالہ کی واپسی پر حضرت کے پاس کہلا بہیجا۔ کہ مین دہلی آتا ہون آپ باہر چلے جائیے۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ کہ "ہنوز دہلی دور است"۔ چنانچہ یہ ضرب المثل ابتک مشہور ہے۔ بہرحال سلطان نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت چار سال کچہہ مہینے ہے۔ حضرت امیر خسرو نے اسی بادشاہ کے نام تغلق نامہ لکہا تہا۔

سلطان مجاہد ابو الفتح محمد شاہ تغلق

سلطان کے سوم کے روز الغ خان نے سلطان محمد شاہ کے لقب سے تخت دہلی پر قدم رکھا۔ یہ بادشاہ عجائب روزگار سے تہا۔ اوس کی ذات جامع اضداد تہی۔ بہلائیان برائیون پر پردہ ڈالتی تھین۔ اور برائیان بھلائیون کو خاک مین ملاتی تہین۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹھیکری سمجہا۔ عالمون اور فاضلون کو لاکہون روپیہ دیا۔ اس کے ایک دان کا خرچ دوسرے بادشاہون کے سالہاسال کے خرچ کے موافق تہا۔ محتاج خانے۔ شفا خانے۔ مسافر خانے اس کے عہد مین بکثرت تعمیر ہوئے۔ صوم وصلوٰۃ کا سخت پابند تہا۔ حرام ونشہ سے سخت دور رہتا تہا۔ مگر مسلمانون کا خون جائز تھا۔ کوئی ہفتہ خالی نہ جاتا کہ کسی مولوی۔ مفتی۔ قاضی۔ صوفی۔ قلندر کا قتل نہ ہوتا ہو۔ اوس کے دماغ مین یہ خبط سمایا تہا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرح پیغمبری اور بادشاہی دونون کرون علاوہ برین تحریر وتقریر مین بےنظیر تہا۔ اس پر خوشنویس اور شاعر بہی تھا۔ علم معقول۔ منطق۔ الہیات طبعیات۔ ریاضیات۔ طب وغیرہ مین اعلیٰ درجہ کا تبحر حاصل تہا۔ ان اعلیٰ صفات کے ساتھ مجنون بہی ضرور تہا۔ چنانچہ اوس نے چند منصوبے ایسے سوچے تہے۔ کہ جس سے عام بغاوتین ہوئین رعایا کی تباہی وغیرہ ظہور مین آئی۔ یہان پر اون منصوبون کا ذکر مجملاً ناظرین کی معلومات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اول تو اوس نے سکندر کیطرح ہفت اقلیم کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور رقم کے بڑہانیکے لئے تانبہ کا سکہ چلانا چاہا۔ جس سے سلطنت کا اعتبار جاتا رہا۔ دوم تین لاکہ ستر ہزار مغل کی بہرتی کرکے ایران وتوران کی تسخیر پکر باندہا۔ اور ایک ہی سال مین خزانہ کا دیوالہ نکل گیا۔ سوم اپنے بھانجے خسرو ملک کو ایک لاکہہ سوار دیکر چین پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جو سب کے سب سفر کے مصائب وآلام کے شکار ہو گئے۔ جو باقی واپس آئے۔ اون کو بہی اوس نے قتل کر ڈالا۔ چہارم دیوگڈہ کو

دولت آباد کے نام سے موسوم کرکے اوس کو دارالخلافہ بنانا چاہا۔ اور دلی کے باشندون کو قطعی حکم دیدیا گیا۔ کہ وہ دلی کو بالکل خالی کرکے ویران بنادین۔ اور دولت آباد کو بسائین۔ چنانچہ اس نادری حکم کی بنا پر بہت سی رعایا تباہ و برباد ہوگئی۔ اس اثنا مین تیمور شیلین خان بن داؤد خان حاکم اوس چغتائی نے ۷۲۷ھ م ۱۳۲۶ء مین ہندوستان پر یورش کی۔ اور لمغان سے ملتان تک تباہ وتاراج کیا۔ بادشاہ نے اس بلا کو بہت سے جواہرات۔ سونا۔ چاندی۔ دیکر ٹالا۔ بہرحال بادشاہ کی جنونی طبیعت نے بہت کچھ ظلم وستم رعایا کی جان پر ڈہائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اکثر امرا نے بغاوت شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے بہاءالدین گرشاسب حاکم ساگر نے (جو بادشاہ کا بہانجا تہا) علم بغاوت کہڑا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے خواجہ جہان کو بہیجا۔ بہاءالدین شکست پاکر راجہ کنبیلا کے پاس چلا گیا۔ اور خواجہ جہان تعاقب کرکے وہان ہی پہونچا۔ اور راجہ بہاءالدین کے بچانے کے لئے خواجہ جہان سے خوب لڑا۔ آخر شکست پاکر مارا گیا۔ لیکن اوس کے گیارہ بیٹے اسیر ہوئے۔ جنکو بادشاہ نے مسلمان کرکے زمرۂ امرا مین داخل کیا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ راجہ کے اون بیٹون مین سے ایک بیٹے ناصر بختیار نامی کو مین نے دیکھا ہے۔ جو سلطان کا مہردار تہا۔ اور راجہ کنبیلہ مارے جانے کے بعد بہاءالدین بلال دیو کے پاس گیا۔ لیکن اوس نے پناہ نہ دی۔ بلکہ گرفتار کرکے خواجہ جہان کے حوالہ کیا۔ اور سلطان نے اوس کی کہال کہچوا کر گہانس بہروایا۔ اور تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے قلعہ کندہانہ (جو نواح دولت آباد مین واقع تہا) پر چڑہائی کی۔ وہان کا راجہ ناک نایک چند روز لڑتا رہا۔ پہر اطاعت کرلی۔ سلطان نے اوس کو امراء اعظم مین منسلک کیا۔

۷۲۸ھ م ۱۳۲۷ء مین ملک بہرام ایبہ کشلو خان حاکم ملتان نے سرکشی کی۔ سلطان نے مقابلہ کرکے اوس کو ہزیمت دی۔ اور جب وہ اسیر ہوکر آیا تو قتل کرڈالا۔ انہین دنون مین ملک فخرالدین نے

لکہنوتی کے حاکم قدرخان کو قتل کرکے لکہنوتی اور چٹ گانون پر قبضہ کیا۔ اور سید حسن شاہ نے ملک تلنگانہ مین بغاوت کی۔ سلطان نے احمد ایاز کو نائب مقرر کرکے دہلی بہیجا۔ اور خود دیوگڈہ سے سید حسن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سلطان ورنگل پہونچا تو لشکر مین وبا شروع ہوئی۔ بہت سے امرا مرگئے۔ اور خود سلطان بہی وبا مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک نائب و عماد الملک نائب وزیر کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے واپس ہوا۔ موضع بیر مین سلطان کا ایک دانت گرگیا۔ جسکو سلطان نے بڑی دہوم دہام سے دفن کیا۔ اور ایک گنبد پرتکلف بنوایا۔ جو ابتک موجود اور گنبد دندان محمد تغلق سے مشہور ہے۔ وہان سے بٹن پہونچا۔ اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ملک بیدر تفویض کیا۔ پہر دیوگڈہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور جو لوگ کہ حسب الحکم سلطان دہلی سے آکر دیوگڈہ مین آباد ہوگئے تہے۔ ان کو پہر دہلی جانے کا حکم دیا۔ جن مین اکثر لوگ دہلی گئے۔ اور بعض دیوگڈہ ہی مین رہے۔ اس اثنا مین شاہو افغان کی بغاوت پر سلطان متوجہ ہوا۔ مگر اوس نے بہت جلد اطاعت کرلی۔ اور افغانستان کو روانہ ہوگیا۔ بعد ازان سلطان نے سنام و سامانہ کے سرکشون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور ۷۴۳ھ مین گہکرون کے سردار تلک چند کی بغاوت فرو کرنے کے لئے خواجہ جہان کو بہیجا۔

اب سلطان کے دل مین یہ خیال جما۔ کہ خلیفۂ عباسی کی اجازت لینا چاہئے۔ چنانچہ حاجی سعید کو عرضی دیکر مصر روانہ کیا۔ جب وہان سے منشور و خلعت آیا تو استقبال کرکے دہلی لایا۔ اور سکہ مین اپنے نام کی جگہہ خلیفہ کا نام تحریر کرایا۔ اور جمعہ و عیدین کے خطبون مین سے اون بادشاہون کا نام نکلوا دیا۔ کہ جنہون نے خلیفہ کے بلا اجازت سلطنت کی تہی۔ یہانتک کہ اپنے باپ کا نام بہی خطبہ مین رہنے نہ دیا۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بدر چاچ کے اکثر قصائد اس خلعت و منشور کے واقعات سے مملو ہین۔

اس عرصہ مین کشنانایک پسر لدر دیو نے بلال دیو راجۂ کرناٹک کو اوبہار کر سپاہ اسلام کی راہ مین ایک شہر بلال دیو کے بیٹے بیجن رائے کے نام سے بیجن نگر آباد کروایا۔ (جو بعد مین بیجاپور مشہور ہوا) اور بلال دیو کی مدد سے ورنگل کو مسلمانون کے قبضہ سے لے لیا۔ غرض تلنگانہ اور کرناٹک کے راجاؤن نے باہم اتفاق کرکے ۷۴۴ھ مین دوبارہ آزادی حاصل کی اور سلطان دہلی سے نکل کر قصبۂ کپھور کے پاس دریا گنگ کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اور اوس مقام کا نام سرگ دواری (جنت کا دروازہ) رکہا جب سلطان سرگ دواری مین تہا۔ تو چار بغاوتین متواتر وقوع مین آئین۔ اول نظام پائین نے کڑہ مین بغاوت کی۔ اور سلطان علاء الدین اپنا لقب کیا۔ سر پر تاج رکہا۔ مگر عین الملک نے فوراً سرکوبی کی۔ دوم شہاب سلطان نصرت خان حاکم بیدر نے سر اوٹہایا جسکو قتلغ خان نے سیدہا کیا۔ سوم علی شاہ (جو ظفر خان کا بہانجا تہا) اپنے بہائیون کو جمع کرکے (جنمین حسن کانگوئی بہی تہا۔) گلبرگہ کے صوبہ دار کو مار ڈالا۔ اور غدر مچایا۔ اوس کی بہی تنبیہ قتلغ خان نے خوب کی۔ چہارم عین الملک نے سرکشی کی۔ جسکو سلطان سے نے خود مقابلہ کرکے شکست دی۔ جب عین الملک اسیر ہوکر آیا تو سلطان نے اوس کو خلعت دیا۔ اور کہا کہ "یہ ساری شرارت لوگون کی تہی۔ جس مین عین الملک کو بالکل دخل نہین ہے۔" اس کے بعد سلطان نے قتلغ خان کو مالوہ سے بلایا۔ اور اوس کی جگہ عزیز حمار کو حاکم کرکے مالوہ بہیجا۔ اس کمظرف نے چند امیر صدہ (مغل کے وہ سردار جنکے زیر حکم سو سوار ہون) کو علانیہ لعنت و ملامت کرکے قتل کیا۔ جس سے تمام مغل سرکشی پر کمر باندہے۔ اور نواح گجرات مین بلوہ مچا دیا۔ سلطان خود اون کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اور اکثر مقامات پر اون کو شکست دی۔ لیکن اس پر بہی اون کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ بلکہ ان امیر صدہ کے ہاتہہ عزیز حمار اور پسر رکن الدین تہانیسری۔ ملک احمد لاچین وقتاً فوقتاً مارے گئے۔ امیر عالم الملک قید ہوگیا۔ اور ان مغلون نے سارے ملک مرہٹہ کو اقطاع مین تقسیم کیا۔ اور اسمعیل فتح کو نصیر الدین کا

خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ لیکن سلطان بہی فوراً بہڑوچ سے دولت آباد آیا۔ اور مقابلہ کرکے شکست
دی۔ عماد الملک کو ان باغیون کے گرفتار کرنے کے لئے گلبرگہ بہیجا۔ ابہی یہ کام ختم نہ ہوا تہا۔ کہ ملک
طغی نے گجرات مین فساد برپا کیا۔ اور ملک مظفر حاکم نہروالہ کو مار ڈالا۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان
گجرات کو دوڑا۔ اور قلعہ دیوگڈہ کے محاصرہ کو اور امیرون کے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو
چلا تو دکہنیون نے تعاقب کرکے خزانہ اور ہاتہی چہین لیا۔ آخر سلطان بہڑوچ پہونچا۔ اور طغی کنہبات
چلا گیا۔ سلطان نے ملک یوسف کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مقابلہ کیوقت لشکر شاہی کو شکست
ہوئی۔ اور ملک یوسف مارا گیا۔ جب سلطان نے یہ متوحش خبر سنی تو خود کنہبات پر چڑہائی کی۔
طغی وہان سے بہاگ کر (اساول (جسکو اب احمد آباد کہتے ہین) پہونچا۔ سلطان بہی اوسکا پیچہا
لیا۔ آخر طغی شکست کہا کر ٹہٹہ چلا گیا۔ سلطان گجرات و نہروالہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔
جب یہ فساد فرو ہوا تو اور گل کہلا۔ امیران صدہ نے حسن کانگوئی کو سلطان علاء الدین کا خطاب
دیکر اپنا سرگروہ بنایا۔ اور عماد الملک (جو سلطان کا داماد تھا) کو قتل کرکے دکن پر قبضہ کرلیا۔
اسمٰعیل مخ مستعفی ہوا۔ اب سلطان کو سخت تردد پیدا ہوا۔ اور دو برس گجرات مین رہکر لشکر کا
انتظام کیا۔ وہان سے پہلے ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ بخار تو اول سے سلطان کا دامنگیر تہا۔ ایک روز
مچہلی کہائی۔ بخار نے معاودت کی۔ خدا خدا کرکے ٹہٹہ پہونچا۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ م ۲۰ مارچ
۱۳۵۱ء کو انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۲۷ سال ہے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق بن سپہ سالار رجب

جب محمد تغلق کا انتقال ہوا تو مغلون نے بہت کچہہ شور و شغب مچایا۔ اور خداوند زادہ
(جو محمد سلطان تغلق کی بیٹی تہی) نے امراء کے پاس یہ پیام بہیجا۔ کہ ملک داؤد (جو اوس کا

بیٹا تہا) کے ہوتے ہوئے فیروزشاہ کو تخت نشینی کا حق نہین ہے۔ مگر امراء کو تو فیروزشاہ کی بادشاہی منظور تہی۔ اس لئے کسیکی ایک نہ چلی۔ ۲۴ محرم ۷۵۲ھ م ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ء کو فیروزشاہ تخت نشین ہوا۔

یہان دہلی کی حالت سنئے۔ کہ سلطان محمد آخر دفعہ دولت آباد گیا تو دہلی مین ملک احمد کبیر۔ تغلق خان فیروزشاہ کو چہوڑ گیا تہا۔ جن مین سے ملک احمد اور تغلق خان تو سلطان کے قبل ہی دنیا سے چل بسے تھے۔ اور فیروزشاہ کو سلطان نے اپنے پاس طلب کرکے خواجہ جہان کو اپنا نائب بنا کر دہلی بہیجا تہا۔ خواجہ جہان کے پاس ملک قوام الملک خان جہان اور ملک حسن و حسام الدین وغیرہ موجود تھے۔ جب خواجہ جہان نے سنا کہ سلطان نے انتقال کیا۔ اور مغلون نے

لہ فیروزشاہ ۷۰۹ھ م ۱۳۰۹ء مین پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام سپہ سالار رجب تہا جو غیاث الدین تغلق کا بہائی تہا۔ کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ مین تین بہائی۔ تغلق۔ رجب۔ ابوبکر۔ خراسان سے دہلی آئے۔ اور سلطان نے اونکی لیاقت دیکہکر تغلق کو دیپال پور کی حکومت دی۔ اور دوسرے بہائیونکو اعلی مناصب سے سرفراز کیا۔ تغلق کا خیال ہوا کہ اپنے بہائی رجب کی شادی کسی راجا کے لڑکی سے کیجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رانا مل بہٹی کی بیٹیان بہت خوبصورت ہین۔ تغلق نے پیام بہیجا۔ رانا نے منظور نکیا۔ جب تغلق نے سختی کی تو اپنی ایک لڑکی بی بی نائلہ نام حوالہ کی۔ تغلق نے اوسکا نام بی بی کدبانو رکہا۔ اور رجب سے شادی کی چند سال کے بعد فیروزشاہ پیدا ہوا۔ سات برس کی عمر مین باپ مرگیا۔ تغلق نے اپنے بہتیجے کی تعلیم و تربیت اعلی پیمانہ پر کی۔ اور آئین ملک داری اور قوانین بادشاہی سکہائے اس عرصہ مین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد شاہ تغلق بادشاہ ہوا۔ اوسوقت فیروزشاہ کی عمر ۱۸ سالہ تہی سلطان نے امیر بار کی خدمت اور نائب باربک کا خطاب دیا۔ اور بارہ ہزار سوار متعین کئے۔ اسکے بعد مملکت دہلی کو چار حصون مین تقسیم کیا تو ایک ربع فیروزشاہ کے حوالہ کیا۔ بہرحال ۲۵ سال تک فیروزشاہ محمد شاہ کی زیر تعلیم رہا۔ جب سلطان کا حال پتلا ہوا تو اوس نے فیروزشاہ کو ولیعہد کیا۔ اور وصیت کی کہ میرے بعد فیروزشاہ تخت نشین ہو۔ ۱۲ مولف۔

سرکشی کی۔ تاتارخان اور سلطان فیروز غائب ہین۔ تو اُس نے ایک مجہول النسب ۶ سالہ لڑکے کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور غیاث الدین محمود کے نام سے ملقب کیا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا۔ کہ فیروزشاہ زندہ ہے۔ اور امرا نے ٹھٹہ مین اوسکو تخت نشین کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب دہلی آیا چاہتا ہے۔ تو اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا۔ اور فوراً ۲۰ ہزار کا لشکر جمع کر کے منتظر رہا۔ مگر امرا دہلی خواجہ جہان کی اس حرکت سے سخت متنفر اور فیروزشاہ کی سلامتی کی دعا مانگتے تھے۔ بلکہ اکثر امرا نے تو کنارہ کشی کر کے سلطان فیروزشاہ کے استقبال کو چلے گئے۔ آخر مین قوام الملک خان جہان بہی دہلی سے چلتا بنا۔ اور فیروزشاہ سے جاملا۔ اب تو خواجہ جہان کے ہوش اڑ گئے۔ خود بہی فیروزشاہ کے جانب چلا۔ اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہی فیروزشاہ کا ارادہ معافی دینے کا تہا۔ مگر امراء کے کہنے سے سامانہ کو بہیجدیا۔ اور شیرخان نے راستہ مین خواجہ جہان کا کام تمام کیا۔ فیروزشاہ مع الخیر دہلی داخل ہوا۔

یہ اسی بادشاہ کا ایجاد ہے۔ کہ افسرون وعہدہ دارون کو نقد تنخواہ کے عوض زمین دیہات جاگیرین عطا کین اور وراثت کا طریقہ بہی اسی سلطان کا جاری کیا ہوا ہے۔ کہ باپ کی جگہ بیٹا۔ اور وہ نہو تو داماد ورنہ غلام۔ اور جب غلام بہی نہ ہو تو قریب کا رشتہ دار۔ اگر وہ بہی موجود نہ ہو تو بیوی کا کوئی قریبی رشتہ دار مقرر کیا جائے۔ دہلی کے قیام کے زمانہ مین فیروزشاہ کی یہ عادت تہی۔ کہ ہر جمعہ کو خداوندزادہ کے سلام کو جاتا۔ اور جامہ خانہ مین یہ دونون بیٹھتے۔ اور خداوندزادہ کا خاوند ملک خسرو سامنے کھڑا رہتا۔ اور اوس کا بیٹا ملک داؤد ان کے پیچھے بیٹھتا۔ تقریباً ایک گھنٹہ یہ محفل رہتی۔ ایکدن حسب معمول فیروزشاہ خداوندزادہ کے پاس بیٹھا ہوا تہا۔ کہ داؤد ملک نے (جو اس سازش مین شریک نہ تہا) بادشاہ کو ایسے اشارے کئے۔ کہ جس سے سلطان متوہم ہوکر فوراً برخاست کیا۔ ہرچند خداوندزادہ نے روکا۔ مگر فتح خان کی عیادت کا بہانہ کر کے چلتا بنا۔ بعد مین معلوم ہوا کہ خداوندزادہ نے بادشاہ کے مارنے کے لئے محل کے بغلی حجرون مین چند زرہ پوش سپاہی ہتھیار بند چھپا رکھے تھا۔

اس کے بعد سلطان نے خداوندزادہ کو گوشہ نشین کیا۔ اور اوس کا تمام اسباب ضبط کرکے خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور خسرو ملک کو جلاوطنی کا حکم ہوا۔ اور ملک داؤد کو دربار کی حاضری کا فرمان عطا کیا۔

اسکے بعد خطبہ وعیدین مین سلاطین ماضیہ کے اون نامون کو شریک کرنے کا حکم دیا۔ جو سلطان محمد تغلق کے زمانہ مین موقوف کردئے گئے تھے۔ اور اپنے نام کے بعد محمد بن فیروزشاہ وعلاء الدین سکندرشاہ کے نامون کو بھی زیادہ کیا۔

۷۵۴ھ م ۱۳۵۳ء مین حاجی الیاس حاکم لکھنوتی شمس الدین کا لقب اختیار کرکے بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے دہلی مین خان جہان کو نائب بناکے خود لکھنوتی کے جانب کوچ کیا۔ اور چند روز کے مقابلہ مین اوسکو شکست دی۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ایک لاکھ اسی ہزار بنگالی مارے گئے۔ پھر وہان سے دہلی مراجعت کی۔ اور اوسی زمانہ مین اکدالہ کا نام آزادپور رکھا۔ اور پنڈوہ کو فیروزآباد سے موسوم کیا۔ جب دہلی پہونچا تو کولراس بزرگ وکولراس کوچک کے مقامات پر حصار فیروزہ کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔ اور بیٹے کے تولد کی خوشی مین فتح آباد کی بنیاد ڈالی۔ جمنا کے کنارے گاوین گانون کی جگہہ پسند کرکے فیروزآباد کا شہر آباد کیا۔ اس اثنار مین شمس الدین نے سلطان فخرالدین حاکم سنارگانون کو مارڈالا۔ اور اوس کا داماد ظفرخان سلطان کے پاس دادخواہ آیا۔ سلطان اوس کی استمالت کرکے چند روز کے بعد شمس الدین کی سرکوبی کے لئے لکھنوتی روانہ ہوا۔ اور دریائے گومتی کے کنارے چہینے قیام کرکے سلطان محمد تغلق جوناخان کے نام پر شہر جوناپور آباد کیا۔ جواب جونپور کے نام سے موسوم ہے جب شہر آباد ہوچکا تو متواتر کوچ کرکے بنگالہ پہونچا۔ اس عرصہ مین شمس الدین کا انتقال ہوچکا تہا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان سکندر سلطنت کرتا تہا۔ جب اوس نے سلطان کی آمد دیکھی تو اکدالہ مین جاچھپا اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔ مگر آخر مین وزرار نے صلح کرادی۔ پھر ظفرخان کو سنارگانون مین تخت نشین کرنا چاہا۔ جس کو سلطان سکندر نے بہی بخوشی منظور کیا۔ مگر ظفرخان انکار کردیا۔ اور سلطان کے ہمراہ دہلی چلا

جب سلطان جاج نگر پہونچا تو وہان کے راجہ نے سلطان کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ چند روز سلطان ہاتہیون کا شکار کہیلا۔ اس کے بعد راجہ نے بیس ہاتہی نذر بہیجکر صلح کر لی۔ جب ان امور سے سلطان کو فرصت ملی تو دہلی کیجانب معاودت کی۔ مگر راہبرون کی غلطی سے چند روز جنگل و بیابان پہرنا پڑا۔ آخر منزل مقصود کا رستہ ملا۔ اور بخیر و عافیت دہلی پہونچا۔ اس کے بعد نگر کوٹ کو فتح کر کے اوس کا نام محمد آباد رکہا۔ اب سلطان کو ٹہٹہ کے فتح کی سوجہی۔ نو ہزار سوار اور چار سو اسی ہاتہی لیکر ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ یہان جام اور بابنیہ حکمران تھے اونہون نے سلطان کی آمد دیکہی تو دریائے سندہ کے اوس پار پناہ لی۔ چند روز سلطان دریا کے اسطرف پڑا رہا۔ گرد باد و قحط نے دم ناک مین کر دیا۔ آخر سلطان بے نیل و مرام واپس ہوکر گجرات گیا۔ اور لشکر کو تازہ دم کر کے پہر ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ اس دفعہ موسم اچہا تہا۔ سلطان نے جام و بابنیہ کو ایسا مجبور کیا۔ کہ اونہون نے مجبور ہوکر امان طلب کی۔ اور بعد امان سلطان نے جام و بابنیہ کو دہلی لایا۔ اور وہان ٹہٹہ مین جام کے بیٹے اور بابنیہ کے بہائی تماچی کو حاکم مقرر کیا۔ اس عرصہ مین حاکم گجرات نے بغاوت کی۔ اور بہت جلد سلطان نے اوسکی تادیب کی۔

سلطان کے دو بیٹے تہے۔ بڑا بیٹا قتلغ خان (جو ولیعہد تہا) نہایت عقلمند و ہوشیار تہا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی۔ اور سنہ ۷۷۸ھ ع مین انتقال کیا۔ چہوٹا بیٹا محمد خان ایسا لائق نہ تہا۔ کہ وہ بعد باپ کے سلطنت کو سنبہال سکے۔ چنانچہ اسیوجہ سے اکثر سلطان ملول و رنجیدہ رہتا تہا۔ آخر جب سلطان کی عمر اسّی برس کی ہوئی تو سب کام خان جہان وزیر کے سپرد ہوا۔ اور وزیر کو جب حکومت کی چاٹ لگی تو اوس نے شہزادہ محمد خان کی سلطان سے شکایت کی۔ اور کہا کہ ظفر خان کی سازش سے شہزادہ کا ارادہ سلطان کو مار کر خود تخت پر بیٹہنے کا ہے۔ چونکہ سلطان کی عقل مین بلحاظ ضعیفی کے فتور تو آہی گیا تہا۔ وزیر کو محمد خان اور ظفر خان کے قید کا حکم دیدیا۔ وزیر نے ظفر خان کو تو قید کر لیا۔ مگر محمد خان اوس کے ہاتہ نہ آیا۔ بلکہ ایک روز محمد خان محافہ مین بیٹھکر سیدہا محل مین گیا۔ اور بادشاہ کے قدمون پر گر کر کہا

خان جہان نے میری نسبت جو کچہہ کہا ہے وہ غلط ہے۔ کہین ایسا بہی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کے قتل کا ارادہ
کرے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو اس وقت مجہکو اچہا موقع حاصل تہا۔ مگر معاذ اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بیٹے کی اس گفتگو
سے سلطان کا دل بہر آیا۔ اور بیٹے کو گلے لگا کر حکم دیا کہ خان جہان کو مار ڈال اور ظفر خان کو چہڑا لے۔
چنانچہ محمد خان دس بارہ ہزار ملازمون کو لیکر خان جہان کے گہر پر چڑہ دوڑا۔ لیکن خان جہان اسکے قبل ہی
ظفر خان کا کام تمام کر کے خود میوات کی راہ لی تہی۔ اس کے بعد محمد خان باپ کے پاس آیا تو سلطان نے
سنہ ۷۸۹ھ م ۱۳۸۷ء مین اپنے روبرو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیکر تخت نشین کیا۔ اور
خود یاد الٰہی مین مصروف ہوا۔
ناصر الدین محمد شاہ تخت پر بیٹہتے ہی سکندر خان کو گجرات کی حکومت تفویض کی۔ جب یہ گجرات گیا تو راستہ
مین میوات کے کوکا چوہان نے خان جہان کو گرفتار کر کے اوس کے حوالہ کیا۔ سکندر خان نے خان جہان
کا سر کاٹ کر ناصر الدین کے پاس بہیجدیا۔ ادہر امیران صدہ اور فرحۃ الملک نے اتفاق کر کے سکندر خان کو بہی
مار ڈالا۔ چونکہ ناصر الدین مین امور سلطنت کے انصرام کی لیاقت نہ تہی۔ اس لئے اس مفسدہ کا کچہہ
علاج نہ ہو سکا۔ آخر دوسرے امرا بہی بگڑ بیٹہے۔ اور طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ مگر فتح ناصر الدین کے
ہاتہہ رہی جس سے تمام امرا فیروز شاہ کے پاس دوڑے گئے۔ اور سلطان کو پالکی مین بٹہا کر رزمگاہ
مین لائے۔ اس کارروائی سے ناصر الدین کے لشکر مین پہوٹ پڑگئی۔ اور ناصر الدین کوہ سرمور کیطرف
بہاگ گیا۔ امرا نے سلطان کے پوتے تغلق شاہ پسر فتح خان کو تخت پر بٹہایا۔ اور سلطان کے داماد
سید حسن کو قتل کرایا۔ اس اثنا مین ۳ رمضان المبارک سنہ ۷۹۰ھ م ۱۳۸۸ء کو فیروز شاہ نے نوے برس کی
عمر مین چالیس برس سلطنت کر کے خلد بریں کا راستہ لیا۔ اس بادشاہ کو عجائبات رکہنے کا بڑا شوق تہا۔
اور شکار کے جانب بہی طبیعت بہت مائل تہی۔ فال کا دیکہنا۔ خواب کی تعبیر کا پوچہنا۔ بزرگون کے
مزارون کی زیارت کرنا اس بادشاہ کا خاص عقیدہ تہا۔ اس بادشاہ نے بہت قسم کے سکے بہی چلائے

جنکے نام جہل وہشت گانی۔ بست وپنج گانی۔ بست وچہارگانی وغیرہ تہے۔ سلطان کو رفاہ عام کا بڑا خیال تہا۔ چنانچہ اکثر خیرات خانے اور شفاخانے بنوائے۔ اور غلامون کے جمع کرنیکا شوق اس قدر تہا۔ کہ اُس نے اپنے زمانہ مین ایک لاکہہ اسی ہزار غلام جمع کرکے دنیا بہر کی صنعت وحرفت سکہلائی ہتی۔ قدیم کتابون کے ترجمون کا بہی سلطان کو ازحد شوق تہا۔ چنانچہ اکثر سنسکرت کے کتابون کا ترجمہ اس کے عہد مین ہوا ہے۔ اور خود سلطان نے ایک کتاب فتوحات فیروزشاہی لکہی ہتی۔ اور فیروزآباد کی جامع مسجد مین ایک گنبد ہشت پہل بنواکر ہر پہلو مین اس تاریخ کا ایک ایک باب کندہ کرایا تہا۔ جس مین سلطان کے فتوحات اور نصائح درج ہین۔ جو آب زر سے لکہنے کے لائق ہین۔ مگر ہم مجبوراً بلحاظ طوالت اوس کو نظرانداز کرتے ہین۔

غیاث الدین تغلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک

تغلق شاہ نے اپنے دادا فیروزشاہ کے انتقال کے روز فیروزآباد مین غیاث الدین تغلق شاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاج شاہی سر پر رکہا۔ ملک زادہ فیروز بن ملک تاج الدین کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا۔ اور شاہزادہ ناصر الدین محمد شاہ کے قتل کے لئے ملک کمال الدین امیر شاہ سامانہ کو لشکر کثیر دیکر سرمور روانہ کیا۔ چنانچہ ایک دو لڑائیان ہوئین۔ اور ناصر الدین نگرکوٹ بہاگ گیا۔ آخر فوج ناکام واپس آئی۔ اس کے بعد تغلق شاہ نے اپنے حقیقی بہائی سالارشاہ کو قید کیا۔ ادہر تغلق شاہ کا چچیرا بہائی ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن سلطان فیروزشاہ نے رکن الدین نائب وزیر اور بندگان فیروزشاہی کو اپنا طرفدار بنا کر ۲۱ صفر ۷۹۱ھ م ۱۹ فبروری ۱۳۸۹ء کو حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک مبارک کبیری امیر الامرا۔ خان جہان وزیر اور تغلق شاہ یہہ تینون مارے گئے۔

تغلق شاہ کی مدت سلطنت پانچ مہینے ۱۸ روز ہے۔

ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ باربک

بندگان فیروز شاہی کی امداد سے ابو بکر شاہ تخت نشین ہوا۔ اور رکن الدین کو وزیر بنایا۔ مگر رکن الدین نے وزیر ہوتے ہی ابو بکر کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ جب امرار شاہی کو اوس کی بدنیتی معلوم ہوئی تو اونہون نے اوس کا خاتمہ کر دیا۔ اس اثنا مین امیران صدہ نے سلطان شہ خوشدل (جو ابو بکر کا خیر خواہ تھا) حاکم سامانہ کو قتل کر ڈالا۔ اور اوس کا سر محمد شاہ کے پاس نگر کوٹ بھیجکر امداد کا وعدہ کیا۔ جب نگر کوٹ مین محمد شاہ کو ملک سلطان کے مرنے کی خبر پہونچی تو سامانہ آیا۔ اور ۱۷ ربیع الآخر ۷۹۱ھ کو تخت پر بیٹھا اور ۲۰ ہزار سوار لیکر ابو بکر سے لڑنے کے لئے دہلی آیا۔ دو روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ تیسرے روز محمد شاہ نے شکست کہا کر جلیسر مین پناہ لی۔ اور اپنے بیٹے ہمایون خان کو سپاہ جمع کرنے کے لئے سامانہ روانہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک سرور شحنۂ شہر و ملک الشرق و ناصر الملک والی ملتان۔ وخواص الملک والی بہار۔ وغیرہ پچاس ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر سلطان محمد سے آملے۔ سلطان محمد نے ملک سرور کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر وزیر بنایا۔ اور ماہ شعبان ۷۹۱ھ مین پہر دہلی پر چڑہائی کی۔ کنڈالی کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بہی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ اور بہاگ کر جالیسر آیا۔

محرم ۷۹۲ھ مین شاہزادۂ ہمایون خان ملوک و امرار کو جمع کر کے پانی پت مین مقیم ہو کر نواح دہلی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ سلطان ابو بکر نے ملک شاہین عماد الملک کو چار ہزار سوار سے روانہ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو ہمایون کو شکست ہوئی۔

جمادی الاول ۷۹۲ھ مین ابو بکر سپاہ کو جمع کر کے جلیسر کیطرف گیا۔ اور سلطان محمد جلیسر سے نکل کر دوسرے راستہ دہلی آیا اور ہمایون کے محل مین اترا۔ جب ابو بکر کو یہ خبر لگی تو وہ لشکر سمیت دہلی

واپس آیا۔ اور ملک بہاء الدین محافظ دروازہ کو قتل کیا۔ اس اثنا مین سلطان محمد جو دروازے سے جالیسر کو چلتا بنا۔ مگر اُس کے امرا و ملوک بہت کچہہ اسیر و قتل ہوے۔ خلیل خان نائب باربک اور ملک اسمٰعیل (جو فیروز شاہ کا نواسہ تہا) اسی موقع پر مارے گئے۔

ماہ رمضان مین بشیر حاجب سلطان قدیمی بندگان فیروز شاہی کے ساتہہ ملکر ابوبکر کے برخلاف سلطان محمد سے سازش شروع کی۔ جب ابوبکر کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ ناہر کے کوٹلہ کو چلا گیا۔ ادہر ملک بشیر نے سلطان محمد کو ابوبکر کے بہاگنے کی اطلاع دی۔ سلطان محمد ۲۹ رمضان کو جالیسر سے دہلی آیا۔ اور کوشک فیروز آباد مین سر پر تاج رکہا۔ بشیر حاجب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔

شاہزادہ ہمایون خان و اسلام خان وغیرہ کو ابوبکر سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوبکر اور بہادر ناہر میواتی نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست اوٹہائی۔ آخر ابوبکر و ناہر نے عفو تقصیر چاہی۔ سلطان نے ناہر کو خلعت عنایت کیا۔ اور ابوبکر کو قلعہ میرٹہہ بہیجدیا۔ چند روز کے بعد ۲۰ ذی حجہ ۷۹۲ھ کو ابوبکر نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت ایک سال چہہ ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک

جب محمد شاہ نے ابوبکر سے فراغت حاصل کی تو اٹاوہ گیا۔ اور راجہ ناہر سنگہہ کو خلعت دیکر دہلی آیا۔ ۷۹۴ھ مین ناہر سنگہ اور سردار دہرن سنگہ نے بغاوت کی سلطان نے ایک طرف تو اسلام خان کو بہیجا۔ اور دوسرے طرف آپ روانہ ہوا۔ چنانچہ دونون کی سرکوبی کی گئی۔ پہر وہان سے سلطان گنگا پار جاکر قنوج اور دلمئو کے سرکشون کو درست کیا۔ اور جلیسر آیا۔ یہان ایک قلعہ تعمیر کرکے محمد آباد نام رکہا اس عرصہ مین خواجہ جہان کا نوشتہ آیا۔ کہ اسلام خان کا ارادہ بغاوت کا ہے۔ جس سے سلطان دہلی واپس آیا۔ اور اسلام خان کو قتل کرکے خان جہان کو وزارت دی۔ مقرب الملک کو محمد آباد مہو دیا

۷۹۵ھ مین سلطان نے میوات کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ربیع الاول ۷۹۶ھ مین شاہزادہ ہمایون کو شیخا گکہر (جو لاہور مین بغاوت کر رہا تہا) کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ شاہزادہ لاہور کو جانیوالا تہا۔ کہ دفعتاً سلطان محمد نے ۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ مین وفات پائی۔ مدت سلطنت چہہ سال سات مہینے ہے۔

سلطان سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ

سلطان کا منجھلا بیٹا ہمایون خان ۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ خواجہ جہان وزیر ہوا۔ اور کل ارباب و عمل بدستور سابق بحال رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ بادشاہ ایک مہینہ ۱۶ روز سلطنت کرکے ۵ جمادی الاول ۷۹۶ھ کو قبر کی خوابگاہ مین جا سویا۔

سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ ناصر الدین

۲۰ جمادی الاول ۷۹۶ھ کو قصر ہمایون مین ناصر الدین محمد شاہ کا چہوٹا بیٹا محمود۔ خان جہان وزیر کی کوشش اور دیگر امرا کی اعانت سے تخت نشین ہوا۔ اور سلطان ناصر الدین محمود لقب پایا۔ خواجہ جہان بدستور وزارت پر رہا۔ اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر وکیل السلطنت و امیر الامرا بنایا۔ عبد الرشید سلطانی کو سعادت خان کا خطاب ملا۔ ملک سارنگ خان دیبالپور کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک دولت خان دبیر و عارض ملک و عماد الملک بنایا گیا۔ مگر دہلی کی سلطنت مین اب کچہہ دم باقی نہ تہا۔ اور ممکن نہ تہا کہ یہ سلطان اس بگڑی سلطنت کو سنبہال لیتا۔ پورب مین ہندوؤن نے شورش برپا کر رکہی تہی۔ جونپور اور اوس کے نواح مین زمینداروں نے غلبہ پا لیا تہا۔ آخر سلطان نے خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر قنوج سے بہار تک کا انتظام سپرد کیا۔ اور رجب ۷۹۶ھ مین

۲۰ زنجیر فیل اور لشکر کثیر کے ساتھہ رخصت کیا۔ ملک الشرق اٹاوہ۔ کوئل۔ اور نواح قنوج کے سرکشو
مطیع بناتا ہوا۔ جونپور پہونچا۔ اس کے بعد کٹرہ۔ اودہ۔ سندیلہ۔ دلمؤ۔ بہرائچ۔ بہار۔ ترہت وغیرہ
قبضہ کیا۔ اور رائے جاج نگر و شاہ لکھنوتی کو بھی پیشکش بھیجنے پر راضی کیا۔ ادہر سارنگ خان دیپالپور
سے لاہور گیا۔ اور شیخا کہکر کو شکست دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بھائی ملک کندہو کو عادل خان کا
خطاب دیکر لاہور تفویض کیا۔ اور خود دیپالپور چلا آیا۔ شعبان ۷۹۶ھ مین بادشاہ نے مقرب الملک
مقرب خان کو دہلی سپرد کیا۔ اور خود سعادت خان باربک کو ساتھہ لیکر بیانہ و گوالیار کے طرف
روانہ ہوا۔ ملک علاء الدین اور ملو خان نے سعادت خان کے مارنے کی فکر کی۔ مگر قبل از وقوع
واقعہ سعادت خان کو خبر ہوگئی۔ اوس نے مبارک خان اور علاء الدین کو تو وہان تمام کیا۔ اور
ملو خان بھاگ کر دہلی آیا۔ تین ماہ کے بعد جب سلطان دہلی کے قریب آیا تو مقرب خان نے بغاوت
کی۔ اور سلطان کو دہلی مین آنے نہ دیا۔ دو چار روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد مقرب خان کے
ہوا خواہون نے بادشاہ کو سعادت خان سے جدا کرکے دہلی لیگئے۔ سعادتخان نے دیکہا۔ کہ سلطان
بہی چلا گیا۔ اور برسات کا موسم سر پر ہے۔ اس لئے وہ محاصرہ چہوڑ کر فیروزآباد آیا۔ مقرب خان نے نصرتخان
بن فتح خان بن سلطان فیروزشاہ کو میوات سے بلاکر ربیع الاول ۷۹۷ھ مین فیروزآباد کے تخت پر بٹہایا۔
اور نصرت شاہ اوس کا خطاب رکہا۔ آخر امراء نصرت شاہ اور سعادت خان مین پہوٹ پڑی۔ اور
سعادت خان بہاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی آیا۔ مگر چند روز کے بعد مقرب خان نے اوسکو
مار ڈالا۔ اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیکر سیری کا قلعہ سپرد کیا۔ ادہر نصرت شاہ نے محمد مظفر
کو تاتار خان کا خطاب دیکر وکیل و وزیر مقرر کیا۔ اب دہلی و فیروزآباد مین دو بادشاہ تہے۔ جو شطرنج
کے بادشاہون سے مشابہ تہے۔ اور روزانہ دہلی و فیروزآباد کے درمیان دو جو پانچ کوس کا فاصلہ تہا
کشت و خون کا بازار گرم رہتا تہا۔ مگر غلبہ کسیکو بہی نہ ہوتا تہا۔ حالت یہ تہی۔ کہ نصرت خان کے قبضہ مین

اضلاع دوآب و اقطاع سنبهل و پانی پت وجهجر و رہتک تھے۔ اور سلطان محمود کے پاس سوائے دہلی و
سیری کے قلعون کے کچہہ بہی نہ رہا تہا۔ اور امرا لوگ اپنے اپنے اقطاع مین خودسر حاکم و فرمانروا بنے
بیٹھے تھے۔ تین برس تک برابر اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ادہر سارنگ خان حاکم دیبال پور
نے (جو سلطان محمود کے طرف سے حاکم تہا) ۷۹۸ھ مین خضر خان حاکم ملتان کو شکست دیکر ملتان
پر قبضہ کرلیا۔ اور امیر غالب خان سے سامانہ لے لیا۔ غالب خان نے پانی پت مین تاتارخان کے
پاس پناہ لی۔ سلطان ناصر شاہ (نصرت خان) دس ہاتہی اور کچہہ لشکر تاتارخان کے پاس بہیجا۔ اور ہدایت
کی۔ کہ سامانہ سارنگ خان سے لیکر غالب خان کا قبضہ کرادے۔ چنانچہ تاتارخان اور سارنگ خان
کا مقابلہ ہوا۔ سارنگ خان شکست کہا کر ملتان کے طرف بہاگا۔

شوال ۸۰۰ھ مین اقبال خان عرف ملوخان (جو سارنگ خان کا بہائی تہا) نصرت شاہ کی خدمت مین
آیا۔ اور قسم وعہد کرکے نصرت شاہ کو حصار جہان پناہ مین لیگیا۔ مگر یہہ نمکحرام تیسرے ہی روز قسم وعہد
سے پھر گیا۔ اور نصرت شاہ سے مقابلہ کیا۔ نصرت شاہ معہ اہل وعیال پانی پت چلا گیا۔ اور فیروزآباد
پر اقبال خان نے قبضہ کرلیا۔ آخر امیرون نے نصرت شاہ اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرادی
ادہر اقبال خان نے مقرب الملک پر چڑہائی کرکے اوس کو قتل کیا۔ سلطان محمود برائے نام بادشاہ
تہا۔ سارے کام سلطنت کے اقبال خان کے ہاتہہ تھے۔ ذی قعدہ ۸۰۰ھ مین اقبال خان پانی پت
گیا۔ اور تاتارخان کو شکست دی۔ تاتارخان اپنے باپ ظفرخان کے پاس گجرات چلا گیا۔ غرض
اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا۔ کہ وہی بالکل سلطنت کا مالک ہوگیا۔

امیر تیمور کا حملہ

اس اثنا مین خبر پہونچی۔ کہ امیر تیمور صاحبقران نواح ہندوستان مین داخل ہوگیا ہے۔ اور عنقریب دہلی

آیا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی ملوخان کے ہوش اڑ گئے۔ اور سلطان محمود کو سکتہ ہو گیا۔ ہر ایک نے بچاؤ کی فکر کی۔ اور جو کچھہ ٹوٹا پہوٹا لشکر موجود تہا اوسکو آراستہ کیا۔ مگر دل قابو سے جاتا رہا تہا۔ اور ہمت بہی

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴۱) ملہ ہندوستان کے حملہ کے متعلق تیمور لکھتا ہے کہ جب مین نے سنا کہ جو مسلمان کافر کو قتل کرتا ہے۔ وہ غازی کہلاتا ہے اور کفار کے ہاتہہ مارے جانے سے جنت مین جاتا ہے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی غازی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اور خیال کیا کہ چین کو فتح کرون۔ یا ہندوستان کو تسخیر کرون۔ آخر قرآن شریف مین فال دیکہا تو ایک آیت نکلی۔ جسکا مضمون یہ تہا کہ اے پیغمبر تو کفار و مشرکون سے لڑ۔ اور اون کے ساتہہ سختی کر۔ فال تو ٹہیک نکلی۔ مگر چین و ہندوستان کا تصفیہ نہوا۔ اس لئے مین نے امرا کو جمع کرکے اون پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تمامون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ اور میرے مرشد حضرت شیخ زین الدین نے بہی ہندوستان فتح کرنے کی دعا دی۔ اس اثنا مین سرحد کابلستان سے شاہزادہ پیر محمد (جو کابل غزنین قندہار وغیرہ کا حاکم تہا) کی عرضی آئی۔ کہ فدوی اپنے مفوضہ اقطاع کا بندوبست کرکے ہندوستان کے بعض اضلاع کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریافت ہی یہ معلوم ہوا کہ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد دار السلطنت دہلی پر ملو اور سارنگ خود مختار ہو گئے ہین۔ اور سلطان محمود کو برائے نام بادشاہ بنا رکہا ہے۔ چنانچہ جب مجہے یہ حالات معلوم ہوئے تو مین نے ایک خط سارنگ کے پاس بہیجا کہ شہنشاہ تیمور نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا خراج وصول کر۔ اگر کوئی سرکشی کرے تو اون کو قرار واقعی گوشمالی دے۔ گو سارنگ نے ایلچی کی تعظیم تکریم تو بہت کچہہ کی۔ مگر جواب مغرورانہ دیا۔ اس لئے مین لشکر کو جمع کرکے ہندوستان کے جانب روانہ ہوا۔ اور کوہ سلیمان کے افغانون کو تباہ کرتا ہوا سندہ اترا۔ وہان سے اوچہہ کو فتح کیا۔ جب ملتان پہونچا تو سارنگ قلعہ بند ہو گیا۔ اب مین نے اوس کا محاصرہ کر لیا ہے اور بوجہہ استحکام قلعہ کا آسانی سے فتح ہونا ناممکن ہے۔ پس اس وقت حضور کی ہدایات کا منتظر ہون"۔ اس خط کے دیکہنے سے میرا عزم مصمم ہو گیا۔ آخر سنہ ۸۰۰ھ مطابق ۱۳۹۸ء مین لشکر کو جمع کرکے دار السلطنت سمرقند سے ہندوستان روانہ ہوا۔ جب آب جیحون کو عبور کرکے اندراب پہونچا۔ تو وہان کے مسلمانان شریف و وضیع نے کفار کتور و سیاہ پوش کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ اور مین نے بہی ہندوستان جانے کے قبل ان کفارون کی سرکوبی مناسب سمجہی۔ گو اس ارادہ مین مجہے بہت کچہہ سختیان جہیلنی پڑین لیکن

جواب دے چکی تھی۔ اودہر تیمور پانی پت سے نکل کر موضع جہان نما کو تاخت وتاراج کرتا ہوا حصار کوتی آیا۔ یہان کے حاکم میمون نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ہزارون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲) بافضال قادر متعال مین نے کتور وسیاہ پوش کے کفارون کی اچھی طرح تادیب کی۔ اور مرزا پیر محمد کی امداد کے لئے امیر سلیمان کو ایک لشکر کے ساتھہ روانہ کیا۔ ۸ محرم ۸۰۱ھ کو دریاے سند اترا۔ یہان اسکندر شاہ والی کشمیر کا ایلچی آیا۔ اور اطاعت وانقیاد کا اظہار کیا۔ جسکو مین نے حکم دیا۔ کہ اسکندر شاہ معہ اپنے لشکر کے دیبال پور مین ہمارے لشکر سے آملے۔ اس کے بعد جب دریاے جمد (جہلم) کے کنارے پہونچا تو وہان کے جزیرہ کا حاکم شہاب الدین مبارک شاہ تیمی نے مقابلہ کیا۔ مگر دو چار روز کی لڑائی مین جزیرہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور تیمی اوجہہ کے طرف بہاگا۔ پہر مین شہر تلمبا مین آیا۔ (جو ۷۰ میل ملتان سے اسطرف ہے) یہان کی سرکش رعایا کو سزا دی۔ اور تتمہ نے امان چاہا۔ وہان سے بنصرت گہکر کو شکست دیکر شاہ نواز ہوتا ہوا دریاے بیاس کے کنارے پہونچا۔ اس عرصہ مین مرزا پیر محمد جہانگیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ سارنگ نے اطاعت کرلی۔ اور ملتان فتح ہوگیا۔ بعد ازان ۱۴ صفر کو جب پیر محمد آیا تو بیان کیا کہ "ملتان کی فتح کے بعد اس قدر بارش ہوئی کہ تمام گہوڑے تباہ ہوگئے۔ اور اہالیان ملتان نے مخالفت اختیار کی۔ اور فدوی مجبوراً حضرت کی قدمبوسی کے لئے چلا آیا" ہامین نے اس کو گلے لگایا تسلی دی اور تیس ہزار گہوڑے۔ اوس کے لشکر کے لئے دیا۔ اور وہان سے دیبال پور اور شہر پنڈو قلعہ بہٹنیر کو فتح کرکے اجودہن آیا۔ شیخ فرید شکر گنج کی زیارت کی۔ پہر سرستی فتح آباد قلعہ اہرونی کو تاخت وتاراج کرتا ہوا تونسہ مین آیا۔ اور ہزارون جٹون کو فی النار کرکے گہکر کی ندی پر قیام کیا۔ دوسرے روز پل کوبلہ سے نکل کر کیتہل پہونچا۔ یہان سب طرف کی فوج اکہٹی ہوگئی۔ اور امرا وشاہزادے جمع ہوے۔ مین نے اس لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ برنغار (سپاہ کے دست راست کا بازو) پر مرزا پیر محمد جہانگیر۔ مرزا رستم۔ امیر سلیمان شاہ۔ اور دیگر امرا کو مقرر کیا۔ اور جرنغار (سپاہ کے دست چپ کا بازو) پر سلطان محمد خان۔ مرزا خلیل سلطان۔ مرزا سلطان حسین

قید ہوے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ملوخان چار ہزار سوار پانچ ہزار پیادے ۔ ۲۷ جنگی ہاتھی لیکر جہان نما کے قریب ٹھہرا ہوا ہے۔ چنانچہ صاحبقران نے مقابلہ کیا۔ اور ملوخان شکست پاکر دہلی کو بہاگا۔ صاحبقران کے لشکر نے تعاقب کرکے دہلی کے دروازہ تک پہونچا دیا۔ اور مع الخیر معاودت کی۔ اس عرصہ مین امیر جہان شاہ اور دیگر امرا تجربہ کار نے عرض کیا۔ کہ اس وقت ہمارے لشکر مین ایک لاکھہ ہندی قید مین۔ کہین ایسا نہ ہو کہ ہمکو لڑائی مین مشغول دیکھکر سرکشی پر آمادہ ہوجائین۔ اور ہمکو دہلی والون کا مقابلہ چھوڑکر ان کی سرکوبی کرنی پڑے۔ اور دشمن فائدہ اوٹھائے ۔ صاحبقران نے امرا کے اس معروضہ کو پسند کیا۔ اور حکم دیا کہ ہر ایک افسر و سپاہی اپنے اپنے قیدیون کو قتل کر ڈالے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک لاکھہ[1] قیدی قتل ہوا۔ بعدازان ۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو سلطان محمود اور ملوخان نے دس ہزار سوار، چالیس ہزار پیادے۔ اور ۱۲۵ ہاتھی کے ساتھہ لشکر صاحبقران کا مقابلہ کیا۔ مگر تاتاریون کے تیرون کی بوچھاڑ نے ہاتھیون کو ٹھہرنے نہ دیا۔ تیر و شمشیر سے اونکی سونڈون کو زخمی کیا۔ سلطان محمود اور ملوخان بہاگ کر شہر مین پناہ لے۔ اور آدہی رات کو دونون بہاگ کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) امیر جہان اور دیگر امرا کو قایم کیا۔ اور قول (درمیان سپاہ) مین تومان سان تیز تومان کلان۔ امیر اللہ داد علی سلطان تواچی۔ اور باقی امرا و تومانات و امرا و قوشانات اپنی پاس رکھے اس ساری لشکر کا پھیلاؤ ۲۰ میل طول اور ۱۰ میل عرض مین تہا۔ ۲۲ ربیع الاول کو اسندی کی قلعہ مین (جو کیتہل سی سات کروہ ہے) منزل ہوئی تو دوسرے دن تغلق پور کی قلعہ مین قیام ہوا۔ یہان کے لوگ بہاگ گئے تہے۔ لشکریون نے اون کے گہرونکو اور قلعہ کو آگ لگادی ۲۸ ربیع الاول کو پانی پت مین مقام ہوا۔ باقی حالات دہلی پہونچنے اور لڑنے کے متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

[1] ۔ اکثر مورخون کو قیدیونکی تعداد مین اختلاف ہی۔ چنانچہ ملفوظات و ظفرنامہ تیموری مین ایک لاکھہ اور طبقات اکبری مین پچاس ہزار لکھا ہی۔ اور مورخونکا قول ہی کہ پندرہ برس کی عمر سی بڑے قیدی قتل کرنیکا حکم تہا۔ العلم عند اللہ۔ ۱۲ مولف

کوہ وبیابان مین روپوش ہوگئے۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ ایک گجرات اور دوسرا برن گیا صاحبقران کوجب یہ خبر ہوئی تو تعاقب مین سپاہ روانہ کیا۔ وہ تو ہاتھہ نہ آئے۔ لیکن ملوخان کے دو بیٹے خداداد و سیف الدین عرف ملک شرف الدین گرفتار ہوے۔ صاحبقران نے رات تمام دہلی کے دروازون پر پہرہ چوکی کہا اور ۸ ربیع الثانی ۸۰۱ھ روز چہارشنبہ کو دہلی مین داخل ہوا۔ اہل دہلی کو امان دی۔ فتح وظفر کے نقارے بجنے لگے۔ اس کے بعد ہاتہی طلب ہوے۔ جب فیلبانون نے ہاتہیون کا تماشہ دکہایا تو صاحبقران نہایت خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ ان ہاتہیون مین سے ۵ سمرقند ۲ تبریز۔ ایک ایک آذربائیجان وشروان۔ اور ۵ ہرات کو بہیجے جائین۔ تاکہ وہان کے شاہزادے ان عجیب الخلقت جانورون کو دیکہکر مسرور ہون۔ جب جمعہ ہوا تو تیمور نے جامع مسجد مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور گذشتہ بادشاہون کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد شبستان بزم ترتیب دیگئی۔ جام ارغوانی چلنے لگا۔ مطربون نے مبارکباد کی تان لگائی۔ شاہزادے اور امرا و اعیان دولت عطاء شاہانہ سے مالامال ہوے۔ چنانچہ پانچ روز تک مسلسل یہ جلسہ رہا۔ اس کے بعد کچہہ ایسے اسباب پیدا ہوے۔ کہ تمام لشکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اور اہالیان شہر کو لوٹنے اور ان کے عیال واطفال کو اسیر کرنے لگا۔ اکثر معززین نے غیرت کے مارے عورتون اور بچون کو گہرون مین بند کرکے آگ لگادی۔ اور خود لڑکر جان دیدی۔ چنانچہ اس طریقے سے ہنگامہ کارزار پہر گرم ہوگیا۔ اور بہت سے لوگ اپنے اہل وعیال کو لیکر پرانی دلی کی جامع مسجد مین جمع ہوگئے۔ لشکر تیموری نے خانہ خدا مین بہی گہسکر ان پناہ لینے والون کو ہلاک کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تینون شہر سیری۔ جہان پناہ۔ پرانی دلی غارت وتباہ ہوگئے اور غنائم وفتوحات مین طرح طرح کے جواہر موتی۔ یاقوت۔ الماس۔ اور اقمشہ۔ ونفائس گوناگون۔ اور سونے چاندی کے برتن۔ نقد روپیہ اور اشرفی معتدبہ ہاتھہ آئے۔ اور ہزارون بچے مرد وعورت اسیر ہوے۔ آخر امیر تیمور ۱۸ روز کے قیام کے بعد دہلی سے نکلا۔ اور فیروزآباد ہوتا ہوا قلعہ میرٹھہ پر چڑہائی کی۔ الیاس افغان حاکم میرٹھہ نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کہائی۔ اور مارا گیا۔ یہان سے تیمور دریائے گنگ کو عبور کرکے

راستہ مین سردار مبارک خان کے لشکر کو شکست دیتا ہوا درہ کوپلہ (ہرو وار) پر حملہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک شحنہ سے مقابلہ ہوا۔ امیر نے اوس کو بہی شکست دی۔ پہر کوہ سوالک دجموکے بدمعاشون کی تنبیہ کی۔ اور لاہور کو تسخیر کرکے دریائے چناب کو عبور کیا۔ اور ہندو شاہ خزانچی کو سمرقند بہیجا۔ تمام امرا کو خلعت فاخرہ عطا کرکے اون کے مقامات پر روانہ کردیا۔ اور خضر خان[1] کو ملتان کی حکومت مرحمت کی۔ اور آپ بتعجیل تمام سمرقند کے جانب کوچ کیا۔

اب دہلی کے واقعات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب لشکر تیموری پامال کرکے چلتا بنا تو دو مہینے تک وبا و قحط کا دورہ رہا جس سے بچے بچائے آدمی بہی ہلاک ہوگئے۔ اور چرند و پرند کا تک نام و نشان نہین رہا۔ اس کے بعد جب ۸۰۲ھ مین سلطان ناصر الدین نصرت شاہ (جو اقبال خان کے خوف سے دوآبہ چلا گیا تہا) تہوڑی سی فوج کے ساتہہ میرٹہہ آیا۔ پہر وہان سے فیروز آباد پہونچا۔ اور ویران دہلی پر قبضہ کیا۔ اس عرصہ مین شہباز خان اور ملک الیاس بہی نصرت شاہ کے پاس آگئے۔ اب نصرت شاہ کو کسی قدر تقویت ہوگئی۔ تو اس نے اقبال خان کی سرکوبی کے لئے شہباز خان کو روانہ کیا۔ مگر راستہ ہی مین چند زمینداروں نے شہباز خان کو قتل کیا۔ اور اقبال خان نے اوس کے لشکر و مال پر قبضہ کرکے دہلی آیا۔ جب نصرت شاہ نے اوس کی آمد دیکھی تو دہلی چھوڑ کر میوات بہاگا اور اوسی جگہہ انتقال ہوا۔ اب تو اقبال خان کا ستارہ چمکا۔ اور دہلی تصرف مین آئی۔ اوس نے سیری مین قیام کیا۔ اور جو لوگ کہ مغلون کے خوف سے ادہر ادہر

[1] خضر خان کو جب سارنگ خان نے گرفتار کرکے قلعہ مین قید کیا تہا تو یہ کسی طرح اوس قلعہ سے بہاگ کر ملک اہودان کے پاس چند روز بیانہ مین رہا۔ اور وہان سے نکل کر فیروز آباد کے مقام پر امیر تیمور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ہمیشہ ہمراہ رکاب رہتا تہا چنانچہ اسی باعث تیمور نے ملتان کی حکومت عطا کی۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ ملتان کے علاوہ لاہور و دیپال پور کی بہی حکومت سرفراز کرگئے دہلی کی حکومت بہی اوس پر مستزاد کی تہی۔ ۱۲ مولف۔

چلے گئے تھے۔ اون کو جمع کرکے پھر سیری کو از سر نو سر سبز و آباد کیا۔ لیکن صرف دوآبہ اور دار السلطنت پر
اقبال خان کا قبضہ تہا۔ باقی ملک مین طوائف الملوکی تھی۔ چنانچہ گجرات مین اعظم خان۔ مالوہ مین دلاور خان
قنوج۔ اودہ۔ کٹرہ۔ دلمؤ۔ سندیلہ۔ بہرائچ۔ بہار۔ جونپور مین خواجہ جہان سلطان الشرق ملتان۔ دیپالپور
نواح سندمین خضر خان۔ سامانہ مین غالب خان۔ بیانہ مین شمس خان۔ کالپی۔ مہوبہ مین محمود خان پسر
ملک زادہ فیروز حکمرانی کررہے تھے۔ اقبال خان ان امیرون کو مطیع کرنے کے خیال سے اول تو بیانہ
پر چڑہائی کرکے شمس خان کو ہزیمت دی۔ پھر راجہ رائے سنگہ والی کٹہیر سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین
خواجہ جہان نے وفات پائی۔ اور اوس کا متبنے ملک مبارک جانشین ہوا۔ اور مبارک شاہ اپنا خطاب رکہا
اقبال خان نے شمس خان۔ اور مبارک خان کو ہمراہ لیکر مبارک شاہ پر لشکرکشی کی۔ مبارک شاہ بہی مقابلہ
کے لئے نکلا۔ چنانچہ دریائے گنگ ان دونون لشکرون کے درمیان حائل تہا۔ دو مہینے تک یہ دونون لشکر
آمنے سامنے پڑے رہے۔ مگر کسی نے گنگا اُترنے کی جرأت نہ کی۔ آخر دونون چلتے بنے۔ اثنا راہ مین
اقبال خان نے دغا سے مبارک خان اور شمس خان کو قتل کرڈالا۔ اسی سال طغی خان داماد غالب خان نے
لشکر کثیر جمع کرکے نواح اجودہن مین خضر خان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پاکر قصبہ بہودہ چلا آیا۔ لیکن غالب خان
نے اوس کو مار ڈالا۔ ۸۰۳ھ مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ (جو ظفر خان حاکم گجرات کی بدسلوکی سے مالوہ
مین رہتا تہا) اقبال خان کے پاس دہلی آیا۔ اقبال خان اوس کو لیکر ابراہیم شاہ (جو اپنے بہائی
مبارک شاہ کے مرنے پر تخت جونپور پر بیٹھا تھا) پر حملہ کیا۔ مقابلہ مین دونون برابر رہے۔ اس کے بعد
اقبال خان دہلی آیا۔ اور محمود شاہ ملک زادہ ہروی کو نکال کر قنوج پر قابض ہوگیا۔

۸۰۴ھ مین اقبال خان نے گوالیار کی عزمیت کی۔ اور اوس کو شکست دیکر دہلی آیا۔ اس عرصہ مین
تاتار خان اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات کو اساول (احمد آباد) مین قید کرکے اپنا خطاب ناصر الدین
محمد شاہ رکہا۔ اور دہلی کو فتح کرنے کی غرض سے لشکر کثیر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ مگر راستہ مین شمس خان نے

زہر دیکر مار ڈالا۔ اور قلعہ اساول سے ظفر خان کو رہائی دی۔ ۸۰۸ھ مین اقبال خان نے اٹاوہ کو چار مہینے
تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور اس کے بعد اس بیروت نے قنوج پر چڑہائی کی۔ سلطان محمود قلعہ بند ہوا۔
چونکہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے اقبال خان کی وہان کچہہ نہ چلی۔ آخر مایوس ہوکر محاصرہ اوٹہالیا۔ اور سامانہ
جاکر بہرام خان کو مطیع کیا۔ اور اوس کو ساتہہ لیکر ملتان کی جانب متوجہ ہوا۔ جب تلونڈی پہونچا تو بہرام خان
کی آنکہین نکلوائین۔ پہر وہان سے اجودہن آیا۔ اور خضر خان حاکم ملتان سے مقابلہ ہوا۔ ۱۹ جمادی الاول
۸۰۸ھ کو اقبال خان نے شکست پائی۔ اور گہوڑے سے گرکر زخمی ہوا۔ اسلام خان لودہی نے سر کاٹ
لیا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی تو دولت خان لودہی اور اختیار خان وغیرہ نے محمود شاہ کو قنوج سے بلاکر جمادی الثانی
۸۰۸ھ مین تخت دہلی پر بٹہایا۔ دوآبہ کا فوجدار دولت خان مقرر ہوا۔ فیروزآباد اختیار خان کے سپرد ہوا
اور جمادی الاول ۸۰۹ھ مین بادشاہ نے دولت خان کو سامانہ روانہ کیا۔ اور خود سلطان ابراہیم پر
فوج کشی کی۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کو امرا نے صلح کرادی۔ اس کے بعد سلطان ابراہیم نے
قنوج کو لے لیا۔ اور ۸۱۰ھ مین دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ اعظم ظفر گجراتی نے الپ خان
والی منڈو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قابض ہوگیا ہے۔ اور جونپور کی تسخیر کا قصد ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی
سلطان ابراہیم فرحا خان کو کچہہ سپاہ کے ساتہہ برن مین چہوڑا۔ اور آپ جونپور آیا۔ ادہر محمود شاہ برن پر
حملہ کرکے قلعہ لے لیا۔ اور مرحبا خان مارا گیا۔ دولت خان جو سامانہ کو بہیجا گیا تہا بیرم خان سے مقابلہ کرکے
سامانہ فتح کرلیا۔ جب خضر خان کو سامانہ کی تسخیر کا حال معلوم ہوا تو یلغار دولت خان کے سر پر پہونچا۔
دولت خان بہاگا۔ اور خضر خان سامانہ پر قبضہ کرکے زیرک خان کے تفویض کیا۔ اور ۸۱۳ھ مین خضر خان
نے قلعہ رہتک کا محاصرہ کیا۔ ادریس خان قلعدار نے مصالحت کرلی۔ پہر مکرر ۸۱۴ھ مین خضر خان رہتک
گیا اور ادریس خان سے پیشکش لیکر نارنول۔ میوات۔ سنبہل۔ سرتہہ وغیرہ کو غارت کرتا ہوا دہلی پہونچا۔
اور سیری کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین اختیار خان حاکم فیروزآباد نے خضر خان سے سازش کرکے قلعہ فیروزآباد

کردیا۔ چنانچہ چند روز خضر خان فیروزآباد مین قیام کرکے اہل دلی کو خوب تنگ کیا۔ لیکن رسد کی تکلیف سے کچہہ عرصہ کے بعد فیروزپور چلا گیا۔ اور رجب ۸۱۵ھ مین سلطان محمود بیس برس دو ماہ سلطنت کرکے انتقال کیا اب فیروزشاہ کے خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور دہلی کی سلطنت خاندان تغلق مین تقریباً ۹۶ برس رہی۔

سلطان محمود کے انتقال پر ارکان شاہی نے دولت خان لودہی سے بیعت کی۔ اور ۸۱۶ھ م ۱۴۱۳ء مین دولت خان کٹہر گیا۔ اس اثنا مین خبر ملی کہ سلطان ابراہیم نے سلطان محمود کے بیٹے قادر خان کو کالپی مین گہیر رکہا ہے۔ دولت خان کے پاس سلطان ابراہیم کے مقابلہ کا لشکر نہ تہا۔ وہ دہلی چلا آیا۔ اور خضر خان ساٹہہ ہزار سوار کے ساتہہ حصار فیروزہ۔ رہتک۔ میوات۔ سنبہل وغیرہ کو لوٹتا ہوا حصار سیری پہونچا۔ اور دولت خان کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ چار مہینے تک دولت خان قلعہ کو سنبہالا رہا۔ مگر اکثر امراء خضر خان سے مل گئے۔ آخر دولت خان نے امان چاہی۔ اور ۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ م ۱۴۱۴ء کو دہلی پر خضر خان کا قبضہ ہوگیا۔ اور دولت خان حصار فیروزہ مین قید ہوا۔ چند روز کے بعد مر گیا بعض کا قول ہے کہ قتل کیا گیا۔ بہرحال دولت خان نے ایک برس تین مہینے سلطنت کی۔

دولت خان نے کبہی کوئی خطاب یا لوازم و مراتب شاہی اختیار نہین کیا۔ صرف ملو خان الملخاطب اقبال خان کی طرز و روش پر حکومت کرتا رہا۔ اور سکہ مین بہی فیروزشاہ یا اوسکی اولاد مین سے کسی ایک کا نام رہتا تہا۔

خاندان سلاطین سادات

سید خضر خان بن ملک سلیمان

جب خضر خان[1] نے دہلی پر قبضہ کیا تو اولاً اپنے نام کے ساتھہ کوئی بادشاہ کا لقب ایزاد نہین کیا۔ بلکہ اپنے کو امیر تیمور کا نائب کہتا تھا۔ چنانچہ سکہ و خطبہ مین بھی امیر تیمور کا نام رکھا۔ اور امیر تیمور کے بعد مرزا شاہرخ کا نام داخل کیا۔ اکثر اوس کو رایات اعلی او مسند عالی کہتے تھے۔ مگر آخر مین خضر خان کے نام خطبہ پڑہا گیا۔ اور سکہ مین بھی اوسکا نام درج ہوا۔

بہرحال دہلی کے قبضہ کے بعد خضر خان نے ملک الشرق ملک تحفہ کو تاج الملک کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔ اور باقی امرا کو بہی حسب مناسب خطابات عطا کئے۔ ۸۱۶ھ مین تاج الملک نے بداون و کٹھیر و روہیلکھنڈ

---

[1] خضر خان سید صحیح النسب تھا۔ اسکے دادا ملک سلیمان کو نصیر الملک مردان نے بیٹا کر کے پالا تھا۔ ایک روز ملک مردان نے حضرت سید السادات جلال بخاری قدس سرہ کی دعوت کی جب آپ تشریف لائے تو ملک سلیمان نے آفتابہ و طشت ہاتہہ دھلانیکے لئے سنبہالا۔ حضرت نے ملک مردان سے فرمایا کہ اس سیدزادہ سے ایسی خدمت لینا مناسب نہین ہے۔ چنانچہ اوسی روز سے ملک سلیمان کے سید صحیح النسب ہونیکا حال معلوم ہوا۔ علاوہ برین خود خضر خان کے اخلاق و اوصاف سخاوت و شجاعت حلم و تواضع صلاح و تقوی اخلاق و رحم سے بھی سیادت ٹپکی پڑتی تہی۔ بہرحال ملک مردان کو فیروز شاہ کے زمانہ مین ملتان کی حکومت تفویض تہی۔ جب اوسکا انتقال ہو گیا تو اوسکا بیٹا ملک شیخ جانشین ہوا۔ اور ملتان کی حکومت پائی۔ ملک شیخ کی وفات پر ملک سلیمان ملتان کا حاکم ہوا۔ جب وہ بھی مر گیا تو اوسکا بیٹا خضر خان حکومت ملتان سے سرفراز ہوا۔ اگر چہ بعد مین سارنگ خان نے اوس کو ملتان سے نکال دیا تہا۔ پہر تیمور کی عنایت سے ملتان کا حاکم ہوا۔ باقی حالات متن مین دیکہو۔ ۱۲ مولف۔

کے متمردون کی سرکوبی کی۔ اوراون سے خراج وصول کرکے کہور (شمس آباد) وکمپل (کمپلہ) وسکینہ ہوتا
ہوا دہلی آیا۔ اور ۸۱۹ھ مین خضر خان نے اپنے بیٹے ملک الشرق ملک مبارک کو اقطاع فیروزپور وسرہند
پر مقرر کیا۔ اس اثنا مین ترک بچون نے ملک سدہو کو مارڈالا۔ اور بغاوت برپا کی۔ داؤد خان اور زیرک خان
نے اون کی گوشمالی کرکے دریائے ستلج کے پار بہگا دیا۔ پہر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قلعہ ناگور کا محاصرہ کیا۔
جس کے دفعیہ کے لئے خود خضر خان روانہ ہوا۔ اور گجراتی مالوہ کو بہاگ گیا۔ خضر خان پہر وہان سے تہہائن
ہوتا ہوا گوالیار وبیانہ سے خراج وصول کرکے دہلی آیا۔ ۸۲۰ھ مین خبر آئی کہ ملک طغائی نے علم بغاوت برپا
کیا ہے۔ چنانچہ اوس کے دفعیہ کے لئے زیرک خان حاکم سامانہ بہیجا گیا۔ جب زیرک خان قریب آیا تو
باغی بہاگ گئے۔ مگر زیرک خان نے تعاقب کرکے ملک طغی کو مطیع کیا۔ اور ملک سدہو کے قاتلون کو
(جو ملک طغی نے پناہ دیا تہا) اسیر کرکے دہلی بہیجدیا۔ ۸۲۱ھ مین تاج الملک کہیر جاکر راجہ ہرسنگہ سے خراج
وصول کیا۔ اور ۸۲۲ھ مین خود خضر خان نے کول کے مفسدون کی تنبیہ کی۔ اتنے مین خبر آئی کہ قوام خان اور
اختیار خان نے خانہ زادان سلطان محمود سے سازش کرکے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اس خبر کے
سنتے ہی خضر خان دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اور قوام خان واختیار خان کو معہ خانہ زادان محمود شاہ کے
قتل کرڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر اڑی کہ باجوارہ کے پہاڑون مین ایک شخص اپنے کو سارنگ خان کہتا ہے
(حالانکہ سارنگ خان صاحبقران کے حملہ کیوقت فوت ہوچکا تہا) اور اکثر لوگ اوس کے پاس جمع ہوگئے
ہین جس سے آیندہ بغاوت کا اندیشہ ہے۔ خضر خان نے ملک شاہ لودہی المخاطب اسلام خان کو
جعلی سارنگ خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب ملک شاہ وہان پہونچا تو جعلی سارنگ بہاگ گیا۔
اور چند روز کے بعد وہی جعلی سارنگ ملک طغی کے پاس جاکر مارا گیا۔ ادہر تاج الملک اٹاوہ روانہ ہوا۔ اور
وہان کے راجاؤن سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین ملک طغان نے دوبارہ سرکشی کی۔ خضر خان نے
ملک خیرالدین وزیرک خان کو اوس کی تنبیہ کے لئے نامزد کیا۔ جب دونون کا مقابلہ ہوا تو طغانی بہاگ کر

جسرتهہ کهکر کے پاس پناه لی اور طغا کے اقطاع زیرک خان کے حوالہ ہوے۔ اور ملک خیر الدین دہلی آیا۔ ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء مین خضر خان نے میوات پر لشکرکشی کی۔ بعض نے اطاعت کی۔ اور باقی بہادر ناہر کے کوٹلہ مین پناه گزین ہوے۔ آخر خضر خان نے کوٹلہ فتح کر کے برباد کیا۔ اور گوالیار روانہ ہوا۔ ۷ محرم ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو تاج الملک کا انتقال ہوا اور اوس کا بڑا بیٹا ملک الشرق ملک سکندر وزیر مقرر ہوا۔ خضر خان گوالیار و اٹاوه سے خراج لیتا ہوا دہلی مراجعت کیا۔ اور ۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو وفات پائی۔

مدت سلطنت ۷ سال دو ماه دو یوم ہے۔

معز الدین ابو الفتح مبارک شاه بن خضر خان

خضر خان نے اپنی وفات سے تین دن پہلے مبارک خان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ چنانچہ مبارک خان ۱۹ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو تخت پر بیٹھا۔ اور معز الدین ابو الفتح مبارک شاه لقب اختیار کیا۔ اس عرصہ مین جسرتهہ کهکر اور ملک طغا نے بغاوت کی۔ اور تلونڈی لدهیانہ۔ روپر کو تاخت و تاراج کرتے ہوے جالندہر پہونچے۔ زیرک خان حاکم جالندہر نے صلح کر لی۔ اور اپنے بیٹے کو اول (ضمانت) مین دیا۔ بعد ازان قلعہ خالی کر کے طغا کے حوالہ کیا۔ جسرتهہ نے زیرک خان کو قید کر کے لدهیانہ لیگیا۔ اور وہان سے سرہند پہونچا۔ ملک سلطان شاه حاکم سرہند قلعہ بند ہوا۔ اور بادشاه سے امداد چاہی۔ بادشاه باوجود موسم بارش کے شہر سے سرہند روانہ ہوا۔ جب جسرتهہ کو بادشاه کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سرہند کا محاصره چہوڑ کر بہاگا۔ بادشاه نے اوس کا تعاقب کر کے بہت سے سوار و پیادے مارے۔ یہان راجہ جمبو نے بادشاه کی ملازمت حاصل کی اور محرم ۸۲۵ھ مین بادشاه لاہور پہونچا۔ یہان شہر مین اُلّو بول رہا تہا۔ چنانچہ بادشاه ایک مہینہ مقیم رہا۔ اور از سر نو عمارات و قلعہ کی تعمیر کرائی۔ اور شہر کو آباد کر کے ملک الشرق ملک محمود حسن کو وہان کی حکومت عطا کی۔ اور خود لاہور آیا۔ ۸۲۶ھ مین بادشاه نے کٹھیر و اٹاوه کے راجاؤن کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد گوالیار

ومیوات۔ وبیانہ کی جہات فتح کین۔ اس اثنا مین سید صالح حاکم سرہند کے غلام فولاد نامی نے سرکشی کی۔ جسکے اندفاع کے لئے خود بادشاہ آیا۔ اور سرہند کا محاصرہ کرلیا۔ جب چند روز محاصرہ پر گذرے۔ فولاد نے یہ چال چلی کہ امیر شیخ علی حاکم کابل کو مبلغ خطیر بہیجکر اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ امیر شیخ علی کیا آیا۔ کہ بلا آئی۔ کیونکہ اوس نے تمام اقطاع کو جھاڑو دینا شروع کی۔ اور بادشاہ بہی خائف ہوکر چلتا بنا۔ جب شیخ علی لاہور و دیپال پور کو لوٹتا ہوا ملتان آیا تو عماد الملک حاکم ملتان نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور جسقدر اوس نے اس لوٹ مین جمع کیا تہا۔ وہ سب چہین لیا۔ آخر شیخ علی یکہ بینی و دو گوش ہندوستان سے کابل روانہ ہوگیا۔ البتہ قلعہ سیور (شور) مین اپنے بہتیجے ملک مظفر کو قلعہ دار کیا۔ اس فتح نمایان سے بادشاہ عماد الملک کے جانب سے ایسا کہٹکا۔ کہ اس کو ملتان سے دہلی بلالیا۔ اس اثنا مین جسرتہہ کہکر کی بغاوت آغاز ہوئی۔ اور فولاد غلام نے بہی سرکشی شروع کی۔ اور جسرتہہ نے امیر شیخ علی حاکم کابل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ شیخ علی اول ہی سے جلا بیٹہا تہا۔ فوراً آدہمکا۔ بہرحال ان تینون نے چارون طرف خوب لوٹ مچادی۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ اور امیر شیخ علی بادشاہ کی آمد دیکہکر بارتوت کو بہاگا۔ ادہر بادشاہ بہی اوس سے مطمئن ہوکر دہلی چلاآیا اور فولاد و جسرتہہ کی تنبیہ کے لئے دوسرے امرا کو روانہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد پہر شیخ علی لشکر کثیر لیکے دریا بیاس کے کنارے کے ملکون کو تباہ و تاراج کرتا ہوا آگے بڑہا۔ اور لاہور کو بہی لے لیا۔ ادہر بادشاہ نے بہی عماد الملک کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ شیخ علی ایک مرتبہ عماد الملک سے شکست پاچکا تہا۔ اس لئے اوس پر ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ بہاگتا بنا۔ اور بادشاہ سیدہا قلعہ شور پر پہونچا۔ اور امیر مظفر کو ایسا تنگ کیا۔ کہ آخر اوس نے امان چاہی۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بادشاہ کے بیٹے سے کردیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے عماد الملک کو دیبالپور جالندہر۔ لاہور عطا کیا اور شمس الملک کو بیانہ کی حکومت دی۔ چونکہ وزارت و دیوان اشراف کے کام ملک سرور الملک

وزیر سے اچھے نہین چلتے تھے۔ اس لئے ملک کمال الدین کو دیوان اشراف کا کام سپرد کیا۔ اور سرور الملک پر صرف وزارت قایم رکھی۔ بادشاہ کی یہ کارروائی سرور الملک کو ناگوار گذری۔ اور اوس نے چند امرا کو اپنا شریک بناکر بادشاہ کے قتل کے درپئے ہوا۔

۱۷ ربیع الاول ۸۳۶ھ کو سلطان نے جمنا کے کنارے شہر مبارک آباد کی بنیاد رکھی۔ اور اوس کے آباد کرنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام شروع کیا۔ اس عرصہ مین فولاد غلام مارا گیا۔ اور اوس کا سر بادشاہ کے پاس آیا جس سے بادشاہ کو کمال مسرت ہوئی۔ اور ۹ رجب ۸۳۷ھ روز جمعہ کو بادشاہ حسب عادت معہود و تھوڑے آدمیون کے ساتھ مبارک آباد کی عمارت خاص مین اترکر نماز جمعہ کی تیاری کی۔ اس موقع پر اون سازش کنندون مین سے سدہ پال نامی نے قریب پہونچکر سلطان کے فرق مبارک پر تلوار ماری۔ باقی نمکحرام بھی پل پڑے۔ اور سلطان کو شہید کیا۔ مدت سلطنت ۱۳ سال تین مہینے ۱۶ روز ہے۔

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

سلطان کی شہادت کے روز ہی ارکان دولت نے اتفاق کرکے خضر خان کے پوتے فرید خان کے بیٹے (جو مبارک شاہ کا متبنے بھی تھا) محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور سرور الملک وزیر کو خان جہان کا خطاب ملا۔ اس نمکحرام وزیر نے سدہ پال و سدارن کہتری اور اوس کے قرابتیون کو مبارک شاہ کی قتل کے صلہ مین مملکت بیانہ و امروہہ۔ و نارنول و کہرام وغیرہ کی حکومت عطا کی۔ اور امرا و بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے بلاکر قتل کیا۔ رانوسیہ (جو سدہ پال کا غلام تھا) کو بیانہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا گر یوسف خان اوحدی ہنڈون سے بیانہ آیا۔ اور رانوسیہ سے لڑکر اوس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا۔ اور اوسکا سر کاٹ کر دروازہ پر لٹکایا۔ اب تمام ملک مین سرور الملک کی دغابازی و کمینہ پن کی شہرت پھیل گئی۔ اور بدایون سنبھل وغیرہ کے حکام نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سرور الملک نے اعظم سید خان و

سدہارن اور اپنے بیٹے یوسف خان کو کمال الملک کے ہمراہ ان امیرون کی مخالفت دور کرنے کے لئے برن بھیجا۔ یہان کمال الملک اس فکر مین ہوا کہ کسیطرح اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام لے۔ مگر اس فکر کی خبر سرورالملک کو ہوگئی۔ اوس نے ملک ہشیار غلام کو بہت سا لشکر دیکر یوسف و سدہارن کی محافظت کے لئے روانہ کیا۔ جب یوسف و سدہارن کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ دونون ملک ہشیار کو لیکر دہلی بہاگ گئے۔

اب کمال الملک نے بہی امراء موافق کو جمع کر کے لشکر گران کے ساتہہ علانیہ دہلی پر حملہ کیا۔ ناچار سرورالملک سیری مین حصاری ہوا۔ اور تین مہینے تک لڑتا رہا۔ سلطان محمد شاہ نے اپنی آنکہون سے سرورالملک کی بیوفائی کا تماشا دیکہا تہا۔ اس لئے وہ خیال کرنے لگا۔ کہ کسیطرح کمال الملک سے ملکر سرورالملک کا کام تمام کیا جائے۔ لیکن سلطان کا یہ خیال سرورالملک پر ظاہر ہوگیا۔ اور ۸ محرم ۸۳۷ھ کو اوس نمکحرام نے اپنے سابقہ معاونون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے سراپردۂ شاہی مین گہس گیا۔ وہان بادشاہ بہی ہوشیار اور ایک جماعت مسلح و مستعد پاس رکہتا تہا۔ جب وزیر کو اس حالت مین دیکہا تو اوس کے قتل کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اس مستعد جماعت نے وزیر کا کام تمام کیا۔ اور اوس کے رفقا میران صدر کے بیٹے وغیرہ کی بہی گردن اڑائی گئی۔ سدہ پال نے خود اپنے ہاتہہ سے اپنے گہر کو آگ لگاکر عیال و اطفال کو فی النار والسقر کیا۔ اور خود بہی لڑکر مارا گیا۔ اور سدہارن گرفتار ہوکر سلطان شہید کے مقبرہ کے پاس قتل ہوا۔ ملک ہشیار و ملک مبارک جو سرورالملک سے منسوب تہے کو لعل دروازہ پر پہانسی دیگئی اور کمال الملک دہلی مین داخل ہوا۔ تمام باغیون کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ دوسرے روز کمال الملک اور تمام امراء نے دوبارہ بادشاہ سے بیعت کی۔ اور بادشاہ اون کی منظوری سے دوبارہ تخت پر بیٹہا۔ کمال الملک کو کمال خان کا خطاب و منصب وزارت ملا۔ اور ملک سنجر من کو غازی الملک کا خطاب اور اقطاع امروہہ و بدایون مرحمت ہوے۔ ملک الہداد لودہی نے تو خود کوئی خطاب نہ لیا

کر لینے بہائی کو دریاخان کا خطاب دلایا۔ اس کے بعد محمد شاہ ملتان کی سیر کو گیا۔ وہان عماد الملک نے ملازمت حاصل کی۔ پہر سلطان دہلی آیا۔ اور عیش وعشرت مین مشغول ہو گیا۔ تمام کام امیرون اور وزیرون کے حوالہ ہوا۔ اس عرصہ مین ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے مرنے کے بعد حاکم سرہند ہوا۔ اور بلا اجازت سلطان کے دیبال پور ولاہور پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے اوس کے دفعیہ کے لئے حسام خان کو روانہ کیا۔ مگر حسام خان نے اوس کے مقابلہ مین شکست کہائی۔ اور دہلی چلا آیا۔ ملک بہلول نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ حسام خان کو مار کر حمید خان کو وزیر بنائیے تو مین اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ بادشاہ نے اوس کے کہنے پر حسام خان کو مار ڈالا۔ اور حمید خان کو وزیر بنایا۔ جب یہ خبر دوسرے امرا کو پہونچی تو وہ بددل ہو گئے اور اطاعت سے منہ موڑا۔ ادہر ابراہیم شاہ شرقی نے اکثر پرگنات دبا لئے۔ اور بعض امرا نے سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو دہلی طلب کیا۔ چنانچہ ۸۴۴ھ م ۱۴۴۰ع مین سلطان محمود دہلی سے دو کوس پر آگیا۔ اور ملک کا انتظام کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے محمد شاہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور ملک بہلول کو منت کر کے بلایا۔ بادشاہ کی اس طلب پر ملک بہلول بیس ہزار سوار لیکر آیا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ سلطان محمود کو فکر ہوئی۔ کہ کسیطرح صلح ہو جاوے۔ مگر غیرت کے سبب صلح کا لفظ زبان پر نہ لاتا تہا۔ دوسرے روز معلوم ہوا۔ کہ سلطان احمد گجراتی منڈو مین آتا ہے۔ اب تو سلطان محمود کے رہے سہے ہوش بہی اڑ گئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے بغیر ارکان دولت وامرا کے مشورہ کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بہیجا۔ وہ تو خدا سے ہی چاہتا تہا۔ فوراً صلح منظور کر لی۔ اور اوسی وقت کوچ کیا۔ ملک بہلول کو بادشاہ کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ آخر پیچ وتاب کہا کر محمود کا تعاقب کیا۔ اور بہت سے سپاہیونکو مار کر بیشمار مال لوٹ لایا۔ اور دہلی کی آبرو رکہہ لی۔ بادشاہ بہلول سے اس قدر خوش ہوا کہ اوس کو اپنا بیٹا بنایا۔ اور خان خانان خطاب دیا۔ ۸۴۵ھ مین بادشاہ سامانہ آیا۔ اور لاہور و دیبال پور کی حکومت ملک بہلول کو دیکر تاکید کی۔ کہ جسرتہہ کی سرکوبی کرے۔ اس کے بعد سلطان دہلی چلا گیا۔ ملک بہلول

لاہور میں ایسا قوی ہوگیا۔ کہ جسرتھ گھکر نے بھی صلح کرلی۔ اب بہلول کے دل میں دہلی کی سلطنت کی امنگ آئی۔ اور بلاوجہ سلطان سے مخالفت کی۔ انہیں ایام میں اکثر امراء و زمیندار متمرد ہوکر محمود خلجی سے ملگئے اور محمد شاہ بھی بیمار ہوکر سنہ ۸۴۹ھ م ۱۴۴۵ء میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت بارہ برس چند ماہ ہے۔

سلطان علاء الدین بن محمد شاہ

ارکان دولت نے محمد شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین کو تخت نشین کیا۔ سنہ ۸۵۰ھ میں علاء الدین بیانہ گیا۔ اثناء راہ میں معلوم ہوا کہ سلطان ابراہیم دہلی پر یورش کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ خبر غلط تھی۔ مگر بادشاہ ایسا گھبرایا۔ کہ فوراً دہلی چلا آیا۔ اس کے بعد بادشاہ سنہ ۸۵۱ھ میں بدایون گیا۔ مدتوں وہان رہا۔ جب دہلی واپس آیا تو کہنے لگا کہ میں آیندہ ہمیشہ کے لئے بدایون میں رہنا چاہتا ہون۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ سارے ہندوستان میں طوائف الملوکی ہوگئی تھی۔ چنانچہ دکن۔ گجرات۔ مالوہ۔ جونپور۔ بنگالہ کے حاکم خود بادشاہ صاحب سکہ و خطبہ ہوگئے تھے۔ پنجاب میں پانی پت سے لاہور تک۔ بانسی۔ حصار ناگور میں ملتان تک ملک بہلول فرمانروائی کرتا تھا۔ پھر دلی سے سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک دریا خان لودہی۔ کول جلالی مع مضافات میں عیسی خان۔ رابری میں قصبہ بہوگاؤن تک قطب خان۔ کنپل و پٹیالی میں رائے پرتاب۔ بیانہ میں داؤد خان خود مختار تھے گوالیار۔ دہولپور۔ بہدوراین۔ ہر ایک راجہ راج کرتے تھے۔ غرض سلطنت دہلی کی حدود شہرپناہ کے ایک جانب۔ ایک میل باقی۔ اور اطراف ۱۲ میل سے زیادہ نہیں تھے۔ یہ مثل اسی پر صادق آتی تھی کہ "بادشاہی شاہ عالم تا حویلی پالم"۔ اس اثناء میں ملک بہلول نے دہلی پر حملہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قطب خان و رائے پرتاب نے حمید خان کو وزارت سے علیحدہ کرنے کی تجویز بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ تو عقل سے بے بہرہ تھا۔ فوراً حمید خان کو معزول اور مقید کیا۔ اور اپنے دو سالون میں سے

ایک کو شحنہ اور دوسرے کو دیوان امیر کوہی کے عہدہ پر مامور کر کے دہلی مین چھوڑا اور خود بدایون چلا گیا
چند روز کے بعد ان دونون مین نزاع ہوئی۔ ایک مارا گیا۔ دوسرا قصاص مین قتل ہوا۔ بادشاہ اپنے
عیش مین اس قدر مصروف تہا۔ کہ اس واقعہ کی خبر ہی نہ لی۔ استنے مین قطب خان اور رائے پرتاب
بدایون آئے۔ اور بادشاہ سے حمید خان کے قتل کی اجازت چاہی۔ ادہر حمید خان کے بہائیون کو
جب یہ خبر لگی تو وہ فوراً حمید خان کو قید سے نکال کر دہلی لیگئے۔ حمید خان حرم شاہی مین گہس کر بادشاہ
کے بیٹون بیٹیون اور بیویون کی سخت توہین وتذلیل کی۔ اور خزائن واسباب شاہی پر متصرف ہوا
اس پر بہی بادشاہ بدایون سے نہ نکلا اب حمید خان کو فکر ہوئی کہ کسی کو بادشاہ بنا کر خود مزے اوڑاوُن
چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے بہلول لودہی کو لاہور سے طلب کیا۔ بہلول تو
اسی دہن مین بیٹھا تہا فوراً چل نکلا۔ اور چلتے چلتے علاء الدین کو لکہا کہ حمید خان کے دفع کرنے کے
لئے دہلی جاتا ہون" علاء الدین نے اوس کا جواب یہ دیا کہ تم کو میرے باپ نے بیٹا بنایا تہا۔ اس
رشتہ سے تم میرے بڑے بہائی ہو۔ دہلی کی سلطنت تم کو مبارک ہو۔ اور مجہے صرف بدایون کی
حکومت کافی ہے" چنانچہ علاء الدین اس کے بعد بدایون مین مدتون جیتا رہا۔ آخر ۸۸۳ھ مین
انتقال کیا۔

علاء الدین کی مدت سلطنت ۷ سال چند ماہ اور حکومت بدایون ۲۸ سال ہے۔ اب یہان پر
خاندان سلاطین سادات کا خاتمہ ہو گیا۔ اس خاندان نے تقریباً چالیس سال دہلی کی
سلطنت کی۔

گلشن ششم

خاندان پادشاہان لودھی

سلطان بہلول لودھی بن کالا لودھی

۸۵۴ھ مین ملک بہلول لودھی[1] حمید خان کے طلب پر دہلی آیا۔ چند روز تک حمید خان کی آؤبھگت خوب کی۔ اور علاؤ الدین کے نام کو بہی خطبہ اور سکہ مین حسب سابق رہنے دیا۔ اس کے بعد حمید خان کو قید کر کے

---

[1] لودہی افغانون کی ایک جماعت ہندوستان مین تجارت کے لئے آیا کرتی تہی۔ اور تجارت کی بدولت اُن کا شمار دولتمندون مین تہا۔ چنانچہ سلطان بہلول بہی اوسی جماعت مین سے تہا۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد مین سلطان بہلول کا دادا ملک بہرام اپنے بڑے بہائی سے خفا ہو کر ملتان آیا۔ اور ملتان کے حاکم ملک مردان کا نوکر ہو گیا۔ جب ملک بہرام کا انتقال ہوا تو اوس کے پانچ بیٹے ملک سلطان شہ۔ ملک کالا۔ ملک فیروز۔ ملک محمد۔ ملک خواجہ چند سے ملتان مین رہے۔ جب ملتان کی حکومت خضر خان کو ملی تو ملک سلطان شہ اوس کا ملازم ہوا۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار بنا۔ خضر خان اور ملو اقبال خان کی لڑائی مین ملک سلطان شہ نے ملو کو قتل کیا۔ خضر خان نے اوسکے صلہ مین سرہند کی حکومت دی۔ اور اسلام خان خطاب عطا کیا۔ اور ملک کالا اپنے چھوٹے بھائی اسلام خان کے

۷ اربیع الاول ۸۵۵ھ م ۱۴۵۱ء مین تخت پر جلوس کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ سلطان بہلول لقب رکہا۔ سلطان کو نو بیٹے تھے۔ باربک شاہ۔ خواجہ بایزید نظام خان۔ مبارک خان۔ عالم خان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹)

طرف سے وہ الہ مین حاکم تہا۔ کسی وجہ سے افغان نیازی کے ہاتہہ ملک کا لا مارا گیا۔ اوسکی شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی تہی۔ اس وقت بہلول مان کے پیٹ مین تہا۔ وضع حمل کے دن قریب تہے۔ کہ اتفاقاً ایکدن اوس حاملہ پر مکان کا چہت گر پڑا۔ حاملہ تو مر گئی مگر بچہ کو (جو زندہ تہا) پیٹ چاک کرکے نکالنے۔ اور حقارت سے اوس کا نام بلور رکہا گیا۔ پہر بہلول ہوا۔ ایک مہینہ کا تہا کہ اوسے اوس کے چچا اسلام خان کے پاس سرہند لائے۔ اس لایق چچا نے بہتیجے کی پرورش تربیت و تعلیم مین اچہی نگہداشت کی۔ اور ایک لڑائی مین اوس کی جوانمردی دیکہکر اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اسلام خان ایسا صاحب مقدور و ذی اختیار تہا۔ کہ بارہ ہزار افغان اوس کے گہر سے تنخواہ پاتے تہے۔ جب اسلام خان مرا تو اپنے بیٹونکو محروم کرکے داماد کو قایم مقام کیا۔ جس سے آپس مین نزاع شروع ہوئی۔ اور [illegible] جماعت کے تین ٹکڑے ہوے۔ تہوڑے ملک بہلول کیساتہہ ہوے۔ بعضے اسلام خان کے بہائی ملک فیروز سے متفق ہوے چند اسلام خان کے بیٹے قطب خان کے حامی ہوے مگران سب مین ملک بہلول فائق رہا۔ اور بتدریج دونون قوتون کو گہٹایا۔ آخر قطب خان سلطان محمد شاہ کے پاس آیا۔ اور سرہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دلائی۔ سلطان نے ملک سکندر تحفہ و جسرتہہ گہکر کو سرہند بہیجا۔ چند روز طرفین سے لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد ملک فیروز نے عہد و پیمان کے ساتہہ صلح کی۔ اور اپنے بیٹے شاہین خان و ملک بہلول بہتیجے کو اہل و عیال کے پاس چہوڑکر سکندر تحفہ و جسرتہہ کے پاس آیا۔ لیکن سکندر و جسرتہہ نے عہد شکنی کی۔ اور ملک فیروز کو قید کرکے باقی افغانون کو مار ڈالا اور اون کے اہل و عیال پر چڑہائی کرکے قتل کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین ملک فیروز کا بیٹا شاہین خان بہی مارا گیا۔ صرف ملک بہلول بہاگ کر نکل گیا۔ جسنے دوست آشناؤن سے قرضہ لیکر افغانون کو جمع کیا۔ اور چند روز تک اضلاع کے تاخت و تاراج مین مشغول رہا۔ جب اوس کے پاس لشکر کی کافی مقدار جمع ہو گئی تو سرہند پر قبضہ کر لیا اور ملک فیروز بہی قید سے بہاگ کر ملک بہلول کے پاس آیا۔ اور قطب خان بہی پشیمان ہو کر ملک بہلول کا ساتہہ دیا

مشہور یہ سلطان علاء الدین۔ جمال خان۔ میان یعقوب۔ فتح خان۔ میان موسیٰ۔ جلال خان۔ جب سلطان کو حمید خان سے نجات ملی تو اپنے بیٹے بایزید اور امرا معتمد کو دہلی سپرد کرکے ممالک ملتان و پنجاب کے انتظام کے لئے دیپال پور گیا۔ اور محمود شاہ شرقی حاکم جونپور (جو سلطان علاء الدین کا داماد بھی تھا) نے ۸۵۶ھ مین دہلی پر چڑہائی کی۔ اور مدت تک اوس کا محاصرہ قایم رکہا۔ سلطان بہلول نے ملک روہ کے افغانون سے مدد چاہی۔ جب وہ پہونچے تو دیپال پور سے دہلی کے جانب کوچ کیا۔ محمود نے محاصرہ چہوڑا۔ رستہ مین دونون کا مقابلہ ہوا۔ محمود شکست پاکر جونپور چلتا بنا۔ اور سلطان بہلول نے کل ممالک کا دورہ کرکے انتظام کرلیا۔ اتنے مین سلطان محمود لشکر گران کے ساتھہ جونپور سے نکلا۔ اور شمس آباد مین سلطان بہلول سے مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی مین بہلول کا سالا قطب خان فریق ثانی کے ہاتہہ گرفتار ہوگیا۔ اس اثناء مین محمود شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بیٹا بھیکن خان محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس انقلاب کے باعث طرفین مین صلح ہوگئی۔ سلطان بہلول ابہی دہلی کو پہونچا ہی نہ تہا۔ کہ اوس کی ملکہ شمس خاتون کا پیام آیا۔ کہ جبتک میرا بہائی قطب خان رہائی نہ پائے تم پر خواب وخور حرام سمجہو۔ چونکہ سلطان کو اس ملکہ سے بہت محبت تہی۔ اس لئے وہ وہین سے واپس ہوا۔ اور محمد شاہ بہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ اتفاقاً محمد شاہ کا بہائی جلال خان سلطان بہلول کے ہاتہہ گرفتار ہوگیا۔ اور دوسرا بہائی حسین خان مقام جنگ سے بہاگ کر جونپور پہونچا۔ جس سے محمد شاہ کے حواس جاتے رہے۔ اور خیال گذرا۔ کہ مبادا حسین خان جونپور جاکر فساد بہا کرے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۰) سلطان محمد شاہ نے حسام خان وزیر الممالک کو لڑنیکے لئے بہیجا۔ مگر ملک بہلول کے مقابلہ مین اوس نے شکست پائی۔ جس سے ملک بہلول کی قوت اور بہی بڑہ گئی۔ چنانچہ پانی پت تک اپنی حدود حکومت کو وسیع کیا۔ باقی حالات حسام خان کا قتل۔ ملک بہلول کا سلطان محمد شاہ کا بیٹا بنناوغیرہ سلطان محمد شاہ کے سلطنت مین اوپر بیان کردئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اس لئے محمد شاہ - سلطان بہلول کے مقابلہ سے منہ موڑ کر جونپور واپس چلا۔ جب سلطان بہلول نے یہ حالت دیکھی تو تعاقب کرکے بہت کچھہ اسباب ہاتھی گھوڑے لوٹ لیا۔

محمد شاہ کا خیال بہت صحیح تھا۔ چنانچہ حسین خان جونپور پہونچکر دار السلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور ۸۶۲ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا۔ اس کے بعد محمد شاہ مارا گیا۔ اور سلطان بہلول سے حسین شاہ نے ایک مدت کے لئے صلح کرلی۔ اور قطب خان کو خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا۔ بہلول نے بھی شاہزادہ جلال خان کو اعزاز کے ساتھہ سلطان حسین کے پاس روانہ کیا۔ جب مدت معہودہ گذر گئی تو پھر ایک لڑائی ان دونون مین بمقام چندوار عمل مین آئی۔ لیکن ارکان دولت نے تین سال کے لئے صلح کرادی۔ اس تین سال کے گذرنے پر حسین شاہ نے اٹاوہ پر دھاوا کیا۔ اور اوس کو فتح کرکے احمد خان میواتی۔ اور رستم خان حاکم کول کو اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے بعد حسین شاہ ایک لاکھہ سوار اور ایک ہزار فیل لیکر دہلی متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول نے حسین شاہ کو پسپا کیا۔ اس اثنا مین سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا۔ اور حسین شاہ تعزیت کے لئے بداون آیا۔ اور علاء الدین کے بیٹے سے بداون چھین لیا۔ اور سنبھل کے حاکم مبارک خان پسر تاتار خان کو بھی قید کیا۔ اور ۸۸۳ھ مین پھر دہلی پر حملہ کیا۔ اسدفعہ سلطان بہلول حسین شاہ کا بہت سا مال و اسباب غارت کیا۔ اور تیس چالیس امراء شرقیہ بھی اسیر ہوے ان اسیرون مین حسین شاہ کی زوجہ ملکہ جہان بی بی تھی۔ جسکو سلطان بہلول نے معتمد خواجہ سراؤن کے ہمراہ حسین شاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور خود آگے بڑھ کر کنپل۔ پٹیالی۔ شمس آباد۔ سکیٹ۔ مارہرہ۔ جالیسر وغیرہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد پھر حسین شاہ سے لڑائی ہوئی۔ اور حسین شاہ شکست پاکر جمنا پار ہوا۔ لیکن تعاقب کے خوف نے ایسا پریشان کیا۔ کہ سارے اہل و عیال دریا مین غرق ہوگئے۔ آخر حسین شاہ

سلہ۔ اس واقعہ کا تفصیلی تذکرہ سلاطین جونپور کی تاریخ مین ہم آئندہ بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اٹاوہ مین پناہ گزین ہوا۔ مگر سلطان بہلول بہی تعاقب مین چلا آرہا تہا۔ چنانچہ اٹاوہ آکر محاصرہ کیا۔
اب یہان سے بہی حسین شاہ بہاگا۔ اور سلطان بہلول نے اٹاوہ پر قبضہ کرلیا۔ حسین شاہ جونپور گیا
اور بہلول بہی سر پر پہونچا۔ چونکہ حسین شاہ متواتر لڑائیون سے خستہ حال ہوگیا تہا۔ اس لئے جونپور
چہوڑکر بنگال کو بہاگ گیا۔ اور سلطان بہلول نے جونپور کو تسخیر کرکے اپنے بیٹے باربک شاہ کو خاندان
شرقیہ کے تخت پر بٹہایا۔ اور کالپی پر قبضہ کرکے اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون کے حوالہ کیا۔ اور خود
چندوارہ ودہولپور ہوتا ہوا دہلی پہونچا۔

سلطان بہلول اور شاہ جونپور مین ۲۶ برس تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اس طول وطویل لڑائی کا
یہ انجام ہوا کہ ۸۸۳ھ م ۱۴۷۸ع مین جونپور ہمیشہ کے لئے سلطنت دہلی کا تابع ہوگیا۔ اس کے بعد
اودیپور کے رانا نے بغاوت کی۔ سلطان نے قطب خان اور خان جہان فرملی کو روانہ کیا۔ رائے پور
مین رانا کا بہتیجا چترسال دس ہزار فوج سے مقابلہ کیا۔ پہلے تو لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ مگر آخر کو
قطب خان اور خان جہان فرملی نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ چترسال مارا گیا۔ اور ہندؤن کے سرون کا
ایک مینار بنگیا۔ پہر رانا نے صلح کرلی۔ اودیپور مین نماز ہوئی۔ سلطان کے نام کا سکہ جاری ہوا۔ اس
عرصہ مین ملتان سے خبر آئی۔ کہ احمد خان بہٹی ۲۰ ہزار سوار کے گہمنڈ پر برگشتہ ہوگیا ہے۔ سلطان نے
اوس کی سرکوبی کے لئے اپنے بیٹے شاہزادہ بایزید کو ۳۰ ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ اودہر احمد خان
نے اپنے بہتیجے نورنگ خان کو ۱۵ ہزار سوار سے مقابلہ کو بہیجا۔ نورنگ ایک عورت پر ایسا عاشق
تہا۔ کہ لڑائیون مین بہی ساتہہ رکہتا تہا۔ جب وہ مقابلہ کو آیا تو خود عیش مین مصروف ہوگیا۔ اور اپنے
ایک سردار داؤد خان کو ۱۰ ہزار سوار سے شاہزادہ سے لڑنیکو بہیجا۔ اتفاقاً داؤد خان مارا گیا۔ اب
نورنگ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر ایک زنبورک کی گولی نے نورنگ کا کام بہی تمام کیا۔ جب یہ خبر اوس کی
معشوقہ کو پہونچی تو اوس نے خود کو ہلاک کیا۔ اور اپنے بہائی کے ذریعہ لشکر مین یہ افواہ اڑادی کہ احمد خان کا

بیٹا آیا ہے۔ اور یہ بہی تاکید کی۔ کہ سب سلامی اتارین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس مردانہ عورت نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ جب احمد خان کو اوس کی یہ مردانہ ہمت اور دلیری معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور دس ہزار روپیہ کے جواہر اوس کو عنایت کیا۔ ادہر شہزادہ بایزید دوسرا لشکر احمد خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے احمد خان کو قتل کرکے اوس کے علاقہ کو تباہ وتاراج کیا۔ اور شاہزادہ فتح ونصرت کے ساتھہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ چونکہ اب سلطان کی عمر بہت متجاوز ہوگئی تہی اس لئے اوس نے اپنے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ جونپور تو شاہزادہ باربک کو دیا۔ اور کٹرا مانک پور شاہزادہ عالم خان۔ بہرایچ اپنے بہانجے شیخ محمد فرملی مشہور کالا پہاڑ۔ لکہنؤ وکالپی اپنے پوتے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید۔ بدایون امیر خان جہان کے تفویض کیا۔ دہلی اور میان دوآب کا بہت سا ملک شہزادہ نظام خان کو دیکر اپنا ولیعہد بنایا۔ مگر امراء اس ولیعہدی سے ناراض اور اعظم ہمایون کی ولیعہدی چاہتے تہے۔ اور سلطان کو بہی کوئی چارہ نہ تہا۔ آخر شاہزادہ نظام طلب کیا گیا۔ لیکن وزیر عمر خان نے نظام خان کو لکہا۔ کہ پادشاہ تم کو قید کرنا چاہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم آنے مین دیر لگاؤ۔" چنانچہ نظام شاہ نے عمر خان کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس عرصہ مین سلطان بیمار ہوکر بہدالی کے قریب بمقام ضلع سکیت سنہ ۸۹۴ھ مین انتقال کیا۔ کسی نے اوسکے مرنے کی حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

ہشت صد ونود وچار رفت از عالم ۔۔۔ خدیو ملک ستان وجہان کشا بہلول
ملک ستان بود لیکن دفع اجل ۔۔۔ بود محال بشمشیر وخنجر مصقول

مدت سلطنت ۳۸ سال ۸ مہینے ۷ دن ہے۔

نظام خان سلطان سکندر بن سلطان بہلول

جب بہلول نے انتقال کیا تو نظام خان کی مان زیبن (۱) نے اپنے بیٹے کو دہلی کہلا بھیجا۔ کہ فوراً چلا آ۔ ورنہ
تمام امرا تیرے بڑے بھائی باربک شاہ کو (جسکی مان پٹھانی تھی) یا پادشاہ کے پوتے اعظم ہمایون
کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ ان امرا مین سے عیسیٰ خان لودہی (جو سلطان بہلول کا چچازاد
بھائی تھا) باربک شاہ کا طرفدار تھا۔ اور خانخانان فرملی (جو سب امرا مین زیادہ با اختیار تھا) وہ
نظام خان کی تائید مین زور دے رہا تھا۔ آخر تمام امرا مین جھگڑا شروع ہوا۔ اور فرملی اپنے متفقہ
امرا کے ساتھ بادشاہ کی نعش قصبہ جلالی لایا۔ اتنے مین نظام خان بھی حسب الطلب مان کے
ہوا کیطرح پہونچا۔ اور ۷ شعبان سنہ ۸۹۴ھ روز جمعہ کو اٹھارہ برس کے سن مین کالی ندی کے
کنارے ایک بلند مقام پر (جسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین) سریر آرا ہوا۔ اور سلطان سکندر
غازی لقب رکھا۔ اس کے بعد باپ کا جنازہ دہلی بھیجا۔ اور عیسیٰ خان پر یورش کرکے مغلوب
کیا۔ لیکن اوسکا گناہ معاف کردیا۔ اور خود دہلی مراجعت کی۔

سلطان سکندر اپنے باپ کیطرح افغانون سے برادرانہ پیش آتا تھا۔ چنانچہ کبھی اکابر قوم کے آگے
تخت پر نہین بیٹھا۔ اسوقت اوسکے چھ بیٹے تھے۔ ابراہیم خان۔ جلال خان۔ اسمٰعیل خان
حسین خان۔ محمود خان۔ اعظم ہمایون خان۔ الغرض جب سلطان سکندر کو سب طرح سے اطمینان
ہوا تو انتظام سلطنت کے لئے دورہ کیا۔ جب پرگنہ راہری گیا تو عالم خان عرف بادشاہ علاء الدین
برادر سلطان سکندر وہان سے بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیالی پہونچا۔ سلطان نے تعاقب
کرکے عیسیٰ خان کو شکست دیا۔ اس کے بعد جونپور پر حملہ کیا۔ باربک شاہ بداین کو بھاگ گیا
اوسکا بیٹا مبارک خان گرفتار ہوا۔ پھر سکندر نے بداین کا محاصرہ کیا۔ باربک شاہ نے اطاعت کرلی

(۱) زیبن دراصل سنار کی لڑکی تھی۔ مگر سلطان بہلول کی چاہتی بی بی ہونیسے اس سفر مین بادشاہ کے ہمرکاب تھی۔ ۱۲ مولف۔

سکندر نے اوس کو کمال اعزاز کے ساتھہ لاکر جونپور مین تخت نشین کیا۔ اور اوس کے پاس اپنے معتمد مقرر کئے۔ اور وہان سے نکل کر کالپی۔ بکسر۔ چتر گوالیار۔ بیانہ کا انتظام کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ جونپور کے زمینداروں نے جوگا کو اپنا سردار بنا کر ایک لاکھہ سوار و پیادے جمع کیا ہے۔ مبارک خان لوحانی کو شکست دی ہے۔ اور راجہ سہدیو والی پٹنہ نے مبارک خان کو قید کر لیا ہے اور اوس کے بھائی شیر خان کو مار ڈالا ہے۔ سلطان اس خبر کے سنتے ہی جونپور روانہ ہوا دسوین روز جوگا کے سر پر پہونچا اور باربک شاہ بھی دلمؤ کے مقام پر سلطان سے ملا۔ سہدیو راجہ پٹنہ نے خوف سلطانی سے مبارک خان کو چھوڑ دیا۔ اور جوگا وہان سے بھاگ کر قلعہ چونڈ (چھونڈ) مین سلطان حسین شرقی کے پاس پناہ لیا۔ سلطان سکندر جوگا کے تعاقب مین قلعہ چونڈ پہونچا۔ اور سلطان حسین کو لکھا کہ آپ کو مین چچا تصور کرتا ہون پس بہتر یہ ہے کہ آپ جوگا کو نکالدین۔ مگر سلطان حسین نے اسکا جواب ایسے نا ملائم و نامرغوب الفاظ مین دیا۔ کہ مجبوراً سلطان سکندر کو سلطان حسین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کھا کر بہار کو بھاگا۔ اور اوس کے تمام امرا گرفتار ہوے۔ بعد ازان سلطان اودہ۔ کنتوٹ۔ اریل۔ کٹرہ کا انتظام کرتا ہوا دلمؤ آیا۔ یہان شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی بیوہ سے نکاح کیا۔ پھر شمس آباد۔ سنبھل کے سرکشون کی تنبیہ کر کے سنہ ۹۰۰ھ مین رائے بلبدھر والی پٹنہ کی گوشمالی کے لئے پٹنہ روانہ ہوا۔ جب راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ سرگجہ کے طرف بھاگا۔ اور راستہ مین مر گیا۔ سلطان کے بہت سے گھوڑے اس پٹنہ کے سفر مین مر گئے۔ جس سے اکثر سوار پیدل ہو گئے۔ جب سلطان نے یہ حالت دیکھی تو لشکر کی درستی کے لئے جونپور آیا۔

ادھر لکھمی چند پسر راجہ بلبدھر نے سلطان حسین کو ترغیب دی۔ کہ سلطان سکندر کی اس بے سر و سامانی سے اگر تم فائدہ اوٹھاؤ تو مناسب ہے۔ چنانچہ سلطان حسین اوس کے کہنے سے لشکر کثیر لیکر بہار سے نکلا۔ جب سکندر کو اوس کے عزم کی خبر ہوئی تو راجہ سالباہن کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے

لڑائی ہوئی۔ سلطان حسین شکست کہا کر پٹنہ کو بہاگا۔ جب سلطان سکندر نے تعاقب کیا تو وہان سے نکلکر بہار گیا۔ اور ملک کہنڈو کو بہار مین چہوڑکر خود کہل گانون مین پہونچا۔ علاء الدین پادشاہ بنگالہ نے اوسکو عزت کے ساتہ رکہا۔ سلطان حسین بہی پادشاہی کے خیالات چہوڑکر باقی عمر یہین بسر کردی۔ اور اسکے ساتہہ ہی شاہان جونپور کی سلطنت کا بہی خاتمہ ہوگیا۔

اب سلطان ملک کہنڈو کے سر پر بہار پہونچا۔ اور اوس کو فتح کرکے محبت خان کو دیا۔ اور وہان سے ترہت ہوتا ہوا علاء الدین شاہ بنگالہ پر حملہ کیا۔ موضع بارہ مین دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی۔ پہر سلطان پنا کے طرف گیا۔ اور راجہ سالباہن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہا۔ مگر راجہ نے انکار کیا۔ جس سے سلطان غضبناک ہوکر اوس پر حملہ کیا۔ اور راجہ قلعہ باندہو گڈہ مین محصور ہوگیا۔ چونکہ یہ قلعہ مضبوط تہا۔ اس لئے ناکامی رہی اور سلطان جونپور آیا۔ یہان مبارک خان حاکم جونپور سے محاسبہ لیا تو بہت سا رتغلب ظاہر ہوا جب سلطان نے بازیافت چاہی تو اکثر امرا افغانی شفیع ہوے۔ اس اثنا مین چوگان بازی کے موقع پر ہیبت خان شروانی دریا خان خضر خان وغیرہ مین ناچاقی ہوئی۔ اور ہیبت خان شروانی نے ۲۲ امراء کو اپنے ساتہہ متفق کرکے شہزادہ فتح خان بن سلطان بہلول سے کہا کہ اکثر سردار سکندر سے ناراض ہین۔ اور آپ کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ مگر یہ گفتگو فتح خان نے شیخ طاہر اور اپنی مان کے مشورہ سے سلطان سکندر سے کہدی۔ جس کے باعث سلطان سکندر امرا افغان سے بدگمان ہوا اور اون کو ادہر اودہر پریشان کردیا۔

۹۰۵ھ مین سلطان نے اصغر حاکم دہلی کو اوس کی بدکرداری و بدعملی کیوجہ سے قید کرکے اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی کا انتظام تفویض کیا۔ اس کے بعد رائے مانک دیو سے دہولپور لے لیا۔ اور ۹۱۰ھ مین مندرایل کے قلعہ کو تسخیر کیا۔ اور ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ع مین جمنا کے کنارے شہر آگرہ[1] آباد کیا۔ پہر یہان سے

[1] کہتے ہین کہ جب سلطان بجیرہ مین بیٹھکر شہر آباد کرنے کے لئے یہان آیا تو اوس کو دو ٹیلے نظر آئے۔ بہتر ملاخان مہتمم بجیرہ

نکل کر چنبل کے کنارے پر جو سرکش مقیم تھی۔ اون کی سرکوبی کی۔ ۳ صفر ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ء کو آگرہ مین ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اچھے اچھے عالیشان عمارات گر گئین۔ پہاڑ تک ہل گئے۔ گویا قیامت کا نمونہ تہا۔ مورخون کا قول ہے کہ یہ زلزلہ خاص آگرہ ہی مین نہین۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبون مین موجود تھا۔ ۹۱۲ھ مین سلطان نے آونت گڑہ (اودیت نگر بھتنگر) کو فتح کیا۔ اس لڑائی مین راجپوت بہت قتل ہوے۔ اور سلطان نے بتخانون کو توڑ کر مسجدین بنائین۔ اس کے بعد محرم ۹۱۳ھ مین آگرہ کے طرف مراجعت کی۔ رستہ مین پانی کی قلت سے ۸۰۰ آدمی مر گئے۔ اور رستہ کی ناہمواری سے بہی بہت سے آدمی تباہ ہوے۔ ۹۱۴ھ مین قلعہ نرور کا محاصرہ کیا گیا۔ پہر سلطان نے ۹۱۵ھ مین چندیری ناگور۔ سیوس پور پر قبضہ کیا۔ اور احمد خان پسر مبارک خان حاکم لکہنو کو الحاد کے جرم مین قید کر کے اوسکے منجلے بھائی کو لکہنو کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک سلطان اپنے دار الخلافہ مین امن و چین سے گذارا۔ آخر ۷ ذی قعدہ ۹۲۳ھ م ۱۵۱۷ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۲۸ سال ۵ ماہ ہے۔

کہتے ہین کہ یہ پادشاہ حسن اخلاق اور سخاوت مین بیمثل تہا۔ اور طبیعت سادگی پسند تھی۔ رند و اوباش محفل مین بار نہ پاتے تھے۔ علما۔ صلحا۔ فقہا کی صحبت مرغوب تھی۔ محتاجون اور غریبون کی دستگیری فرض عین سمجھتا تہا۔ اس کے مبارک عہد مین اشیا کی خوب ارزانی رہی۔ سلطانکو اپنے مذہب کا تعصب بڑا تھا۔ چنانچہ اکثر مندرون کو مسمار کر کے مساجد تعمیر کرائین۔ ہندؤن کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷) پوچہا کہ کونسا ٹیلہ تمہاری راے مین شہر کے لئے مناسب ہے اوس نے کہا کہ آگرہ (اگلا) سلطان نے مسکرا کر کہا۔ کہ اسکا نام آگرہ رکہا جائے گا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ یہان ایک قدیمی گانون تہا۔ متہرا کا راجہ گنیش اگر کسی پر خفا ہو تو وہ اُسکو یہان قید کرتا۔ سلطان محمود نے اُسکو غارت کر کے کورہ بنا دیا تہا۔ اب سلطان سکندر نے اُسکو آگرہ بنایا۔ بعض کا قول ہے۔ آگرہ کی وجہ تسمیہ آگر سے مشتق ہے جسکے معنی نمکدان کے ہین۔ کیونکہ یہان کی زمین سے نمک بہت نکلتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

حکم تہا کہ وہ داڑھی اور سر نہ منڈہائین۔ بادشاہ کو موسیقی کا بہی بہت شوق تہا۔ اور یہ چار راگ۔ مالکوس کلیان۔ کانڑا۔ حسینی بہت پسند تھے۔ ہر کام کے واسطے ایک وقت معین تہا اس مین کبھی فرق نہ پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کسیکو کچھہ مقرر کرتا تو پھر اوس مین تغیر نہ کرتا۔ اسی سلطان کے عہد مین ہندوون نے فارسی پڑہنا شروع کیا۔ ورنہ اس کے قبل ہندو فارسی پڑہنا معیوب سمجہتے تہے۔ چنانچہ سلطان کو جب نوکری کے لئے فارسی خوان ہندوون کی ضرورت ہوئی تو فرمایا۔ کہ کدام ہندو بچہ الیست کہ فارسی میداند؟ جواب ملا کہ کوئی نہین۔ تو اول اوس نے برہمنون کو فارسی پڑہنے کے لئے فرمایش کی۔ مگر برہمنون نے دہرم وکرم کا عذر کر کے انکار کیا۔ پھر چہتریون سے کہا گیا تو اونھون نے کہا کہ ہم اہل سیف ہین ہمکو اہل قلم بننا جائز نہین۔ اس کے بعد ویش سے سوال ہوا تو تجارت کا حیلہ بتلایا۔ لیکن شودرمین سے کالیتہون نے (جو پہلے سنسکرت کی لکھائی کی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے) فارسی پڑہنا قبول کیا۔ اور زبان دانی کے باعث مسلمانون کی عہد سلطنت مین بہت کچہہ ترقی اور عروج پایا۔

سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی

جب آگرہ مین سلطان سکندر کا انتقال ہوا تو امرا و عمائد افغان نے سلطان ابراہیم کو ۷ ذیحجہ سنہ ۹۲۳ہجری م سنہ ۱۵۱۷ء مین تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور اوس کے حقیقی بہائی جلال خان کو سلطان جلال الدین کا خطاب دیکر مملکت جونپور کو روانہ کیا۔ جب خانجہان لوحانی ریری سے سلطان ابراہیم کے پاس آیا تو اوس نے اس مشترکہ بادشاہی کو مناسب نہ جانا۔ اور سلطان ابراہیم کو جلال خان کے واپس بلانے کی رائے دی۔ چنانچہ ابراہیم نے ہیبت خان گرگ انداز کو جلال خان کے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ اودہر جلال خان کو بھی اسکی خبر ہو گئی تہی۔ اس لئے وہ گرگ انداز کے مکر و حیلہ مین نہ آیا۔ اور سیدہا جونپور چلا۔ اب ابراہیم نے یہ چال چلی۔ کہ جونپور کے ماتحت حکامون کو فرمان و خلعت بھیجا۔ اور لکھا کہ

جلال خان کی اطاعت نہ کیجائے۔ چنانچہ اون حکامون نے جلال خان سے سرتابی کی۔ آخر جلال خان
کالپی چلا گیا۔ اور وہان کے رؤسا کو متفق کر کے علانیہ بغاوت برپا کی۔ اور سکہ وخطبہ بھی اپنے نام سے
جاری کیا۔ اسوقت اعظم ہمایون کالنجر کے محاصرہ مین مشغول تہا۔ جلال خان نے اوس کو منت وسماجت
سے اپنا شریک ومعاون بنایا۔ اور یہ دونون ملکر جونپور کے جانب چلے۔ پہلے سعید خان حاکم اودہ پر
حملہ کیا۔ وہ بیچارہ لکہنو بہاگ گیا۔ جب ابراہیم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ۲۴ ذیحجہ ۹۲۳ھ کو جونپور کے طرف
کوچ کیا۔ اس اثناء مین اعظم ہمایون معہ اپنے بیٹے فتح خان کے جلال خان سے برگشتہ ہوکر ابراہیم کے
پاس چلا آیا۔ اودہر جلال خان اپنے اہل وعیال کو کالپی مین چہوڑ کر ۳۰ ہزار سوار اور منتخب ہاتہی
کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ یہان ابراہیم نے کالپی کا محاصرہ کیا۔ اور چند روز کی لڑائی مین اوس کو
فتح کر کے خوب لوٹا۔ اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جلال خان آگرہ گیا ہے تو ابراہیم نے ملک آدم گہکر کو
جلال خان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا تو جلال خان پر ایسا رعب ڈالا۔ کہ وہ
کم ہمت باوجود ۳۰ ہزار سوار اور ۲۰۰ جنگی ہاتہی کے امارات شاہی کو ملک آدم کے پاس بہیجکر صلح پر
راضی ہوگیا۔ ہرچند امراء نے سمجہایا۔ مگر اس کم ہمت نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ جب ابراہیم کو یہ حال
معلوم ہوا تو اوس نے صلح سے ناراضی ظاہر کی۔ اور جلال خان کے استیصال کے درپے ہوا۔ اب
جلال خان بہاگ کر راجہ گوالیار کے پاس پناہ لیا۔ سلطان ابراہیم نے امیر الامراء اعظم ہمایون شروانی
حاکم کٹرہ کو ۳۰ ہزار سوار ۳۰۰ زنجیر فیل دیکر گوالیار بہیجا۔ چنانچہ اعظم ہمایون نے وہان پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔
اور راجہ مان سنگہ متوفی والی گوالیار کا بیٹا بکرماجیت ایک عرصہ تک لڑتا رہا۔ مگر اعظم ہمایون نے قلعہ
بادل گڈہ کو نقبون سے اوڑا کر گوالیار فتح کیا۔ اور جلال خان یہان سے بہاگ کر سلطان محمود خلجی حاکم
مالوہ کے پاس گیا۔ لیکن محمود نے اسکی آؤ بہگت نہ کی۔ جسکے باعث جلال خان کٹرہ کنٹنگہ کو روانہ ہوا
یہان گونڈون کی جماعت نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان ابراہیم کے پاس بہیجدیا۔ سلطان نے

احمد خان کو اشارہ کرکے راستہ مین جلال خان کو قتل کرا ڈالا۔ اس کے بعد ابراہیم ایسا مغرور ہوگیا۔
کہ جو امرا سلطان بہلول و سکندر کے زمانہ مین برابر بیٹھتے تھے۔ اونکو دست بستہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔
اور میان بہوا امیر اعظم کو قید کرکے ملک آدم کے حوالہ کیا۔ بعدازان ایک مکان بناکر اوس کے تہ خانہ مین
بارود بچھوایا۔ اور میان بہوا کو رہا کرکے حکم دیا۔ کہ تم اور دوسرے امرا اس مکان مین بیٹھکر سلطنت کے
انتظام مین مشورہ کرو۔ چنانچہ میان بہوا معہ دیگر امرا کے جب اوس مکان مین پہونچے تو بارود کو آگ دیدیگئی
جس سے وہ مکان معہ امرا موجودہ کے آسمان پر چلا گیا۔ اس واقعہ پر چند روز بھی گذرے نہ تھے۔ کہ
اعظم ہمایون کو فریب سے بلاکر قید کیا جب یہ خبر اوس کے بیٹے اسلام خان کو پہونچی تو اوس نے کڑہ
مانک پور مین بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے اسلام خان کی سرکوبی کے لئے احمد خان کو بھیجا جب
احمد خان قنوج کے قریب قصبہ بانگرمؤ مین پہونچا تو اعظم ہمایون کا غلام اقبال خان نام پانچ ہزار سوار دن
سے مقابلہ کرکے احمد خان کو شکست دیا۔ جب سلطان کو شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اور پچاس ہزار کا
لشکر روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دس ہزار افغان مارے گئے۔ اسلام خان اور اقبال خان بھی قتل
ہوے۔ سعید خان لوحانی اسیر ہوا۔ غرض باغیون نے شکست پائی۔ اس اثنا مین رانا سنگا نے سرکشی
کی۔ سلطان نے اوسکی سرکوبی کے لئے میان لکھی کو روانہ کیا۔ اور میان حسین خان و میان معروف
کی چال سے میان لکھی نے رانا سنگا پر فتح پائی۔ مگر رانا سنگا نکل گیا۔ اس کے بعد بہادر خان لوحانی حاکم
بہار نے سرکشی کی۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد اپنا خطاب رکھا۔ اتنے مین
فتح خان پسر اعظم ہمایون بھی دس ہزار سوار لیکر اوس کے پاس آیا۔ نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور
نے بھی سلطان محمد سے موافقت کر لی۔ چنانچہ سلطان محمد کی سرکوبی کے لئے سلطان ابراہیم نے
کئی دفعہ لشکر بھیجا۔ مگر سلطان محمد کی ہمیشہ فتح ہوتی رہی۔ جس سے صوبہ بہار بادشاہ کے قبضہ
سے نکل گیا۔

اسی زمانہ مین دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے علم مخالفت بلند کیا۔ اور اپنے بیٹے دلاور خان کو ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے پاس کابل بھیجا۔ اور سلطان ابراہیم کی ظالمی و بدمزاجی و امراء کی تباہی و نااتفاقی اور سپاہ کی خواری وغیرہ کے واقعات کی اطلاع دیکر ہندوستان کی تسخیر کی استدعا کی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ عالم خان علاءالدین (جو سلطان ابراہیم کا چچا یا بھائی تھا) قید سے بھاگکر کابل گیا۔ اور بابر شاہ کو ہندوستان کے تسخیر کی صلاح دی۔ یہ زمانہ وہ تھا۔ کہ بابر شاہ مرزا کامران کی شادی مین مصروف تھا۔ اس نوید جان افزا کے سنتے ہی دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ دعا مانگی کہ اے خدا اگر ہندوستان کی سلطنت میرے قسمت مین لکھی ہے تو ہندوستان کے آم میرے لئے تحفہ بھجوا۔ جسکو مین نیک فال سمجھونگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ آمون کا موسم تہا۔ دولت خان نے شہد کے ہانڈیون مین کچے آم رکھکر احمد خان کے ہاتھ بابر شاہ کو تحفہ بھجوایا۔ جب دلاور خان نے یہ تحفہ نذر کیا تو وہ تخت سے اُٹھکر شکر الٰہی بجالایا۔ اور دلاور خان واحمد خان کو خلعت و گھوڑے عطا کیا۔ دولت خان کے لئے بہی دس گھوڑے عراقی اور بعض نفیس کتانی کپڑے روانہ کیا۔ اور خود ہندوستان چلنے کی تیاری شروع کردی۔ جہانگیر قلی خان کو دو ہزار مغل کے ساتھہ آگے روانہ کیا۔ کہ وہ راستون اور پلونکی درستی کرے اور کشتیون کے بنانے کی لکڑی بہم پہونچائے۔ اور علاءالدین عالم خان کے ساتھہ بہی مغل امرا کو بھیجا۔ کہ وہ ملک ہند کی تسخیر مین مشغول ہون۔ چنانچہ علاءالدین اس لشکر کے ساتھہ راستہ مین رئیسون کو تابع بناتا ہوا سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ یہان دولت خان اور علاءالدین نے مغل سردارون سے کہا کہ بابر کے آنے سے پہلے تم ہماری اعانت و کمک سے دہلی کو تسخیر کرو۔ مگر وہ نہ مانے۔ آخر علاءالدین اون سے علیحدہ ہوکر دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر سلطان ابراہیم نے سنی تو دہلی سے چھہ کوس آگے آکر علاءالدین کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ لیکن علاءالدین نے شبخون مارکر ابراہیم کے لشکر کو درہم برہم کردیا۔ جب صبح ہوئی تو ابراہیم نے علاءالدین کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور علاءالدین شکست پاکر پنجاب

واپس ہوا۔ اور ابراہیم دہلی مین رہا۔ اب ناظرین بابر کی روانگی کے واقعات ملاحظہ فرمائین۔ چنانچہ غرہ صفر سنہ ۹۳۲ھ م سنہ ۱۵۲۵ء کو بابر[1] نے کابل سے ہندوستان کے جانب کوچ کیا اور دریائے سندہ کو

---

[1] بابر کے پچھلے حالات وواقعات اور اوس کے حسب ونسب سے ہم اپنے ناظرین کو انٹرڈیوس کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ مورخون کا قول ہے کہ حضرت نوح کے بیٹے یافث کو ۱۱ لڑکے تھے۔ ترک۔ چین۔ سقلاب۔ منسج (منسلک) کماری (کیمال) خلج۔ خزر۔ روس۔ سرسان۔ غرز۔ یارج۔ بعض مورخ ۸ بیٹے کہتے ہین۔ الغرض یافث کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا ترک (جسکو یافث اوغلان بہی کہتے ہین) جانشین ہوا۔ اوس نے مردانگی اور مظلوم رسی سے سلطنت کی۔ اور اسی کے زمانہ مین کہانے مین نمک ڈالنے کی رسم جاری ہوئی۔ جب اسکی زندگی کا خاتمہ ہوا تو۔ النجہ خان تخت نشین ہوا۔ اس نے پیری کے زمانہ مین اپنے بیٹے دیپ باقوئی کو جانشین کر کے خود عزلت اختیار کی۔ اس کے بعد اسکا بیٹا گیوک خان حاکم ہوا۔ پہر اسکے بیٹے النجہ خان نے سریر سلطنت پر قدم رکہا۔ اسکو دو توام لڑکے پیدا ہوے۔ ایک کا نام مغل (جو اصل مین مونگ اول تہا۔ جس کے معنی فرمانده وساده دل کے ہین) دوسرے کا نام تاتار رکہا۔ اور اپنی زندگی مین تمام ملک کے دو حصے کر کے نصف نصف دونون کو دیدیا۔ مغل خان کو چار بیٹے ہوے۔ قرخان۔ آذرخان۔ کرخان۔ اوزخان۔ جب مغل کا انتقال ہوا تو قراخان اورنگ نشین ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا آغوزخان مالک تاج وتخت ہوا۔ کہتے ہین کہ آغوزخان نے اپنی ہمت بلند اور شجاعت ارجمند سے ملک ایران۔ توران۔ مصر۔ روم۔ شام۔ افرنج کو اپنے قبضہ مین لایا تہا۔ اور ترکون کے نام جو ایغوز۔ قانقلی۔ قبچاق۔ فارلیغ۔ خلج وغیرہ۔ اب تک زبان زد خلایق ہین۔ وہ سب اسیکے جودت طبع کا نتیجہ ہین۔ آغوزخان کو چہہ بیٹے تھے۔ کن خان۔ آئی خان۔ یولدوزخان۔ کوک خان۔ طاق خان تنگیزخان۔ چنانچہ آغوزخان بہتر برس سلطنت کر کے راہی عدم ہوا۔ اور اپنے بیٹے آئی خان کو سلطنت تفویض کی جب آئی خان نے وفات پائی تو اوسکا بیٹا یلدوزخان تخت پر بیٹھا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا منگلی خان بسریر آرا ہوا۔ جب یہ بہی راہی عدم ہوا تو اوس کا بیٹا تنگیزخان حاکم ہوا۔ اس نے زمانۂ پیری مین اپنے بیٹے ایلخان کو

عبور کرکے منزل بہ منزل مقام کرتا ہوا سیالکوٹ پہونچا۔ ادہر دولت خان اور غازی خان نے منحرف ہوکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۳) سلطنت تفویض کی اور خود گوشہ نشین ہوا۔ لیکن ایلخان پر تور اور تاتار نے شبخون مارکر بجز چار اسم کے باقی تمام کا خاتمہ کر ڈالے۔ ان چار مین ایک تو ایلخان کا بیٹا قیان۔ دوسرا اوسکا پسر خال تکوز اور دو اونکی حرمین باقی رہین۔ اور یہ چار دن رات کو بہاگ کر ایک خوشگوار مرغزار مین پناہ گزین ہوے۔ جسکو ترک ارکنہ قون (کرہند) بولتے ہین۔ کہتے ہین کہ یہ ہولناک واقعہ آغوز خان کے مرنے کے ہزار سال بعد وقوع مین آیا۔ یہان قیان و تکوز کی اولاد وہان کثرت سے ہوئی۔ چنانچہ قیان کی اولاد کو قیات اور تکوز کی اولاد کو درلگین کہتے ہین۔ یہ قیان کی اولاد وہزار برس تک ارکنہ قون مین پڑی رہی۔ اس زمانہ کا حال کچہہ نہین معلوم ہوتا۔ بہرحال دو ہزار سال کے بعد نوشیروان کے آخر عہد مین جب قیات و درلگین باہر نکلنا چاہے تو ایک پہاڑ (جسمین معدن آہن تھی) انکے راستہ کو روکا۔ آخر عاقلون نے سوچ کر بارہ سنگے کی کہالون کی دہوکنیان بنائین۔ اور کوئلون او لکڑیون سے آگ روشن کی۔ ہوا نے آگ کو بہڑکایا۔ اور آگ نے کوہ آہنی کو پانی کیطرح بہایا۔ پہر یہ وہان سے نکل کر ملک تاتار کو بزور شمشیر لے لئے۔ اور سربرآرا ہوے اس زمانہ کے مورخون نے چار ہزار سال کا تخمینہ کیا ہے۔ جسمین اونکی ۴۸ نسلین ہوئین۔ اور ہزار سال پیچہے اور گذرے جس سے ۲۵ نسلین ہوئین۔ مگر زمانۂ حال کے مورخ اس تخمینہ کو غلط کہتے ہین۔ اور یورپ کے مورخ تو ایک فسانہ سمجہتے ہین غرض قیان کی نسل سے تیمور تاش ہے۔ جو سروری و فرمانرہی سے سربلند ہوا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا منگلی خواجہ مسند ریاست پر بیٹہا اور اوس کا بڑا بیٹا ملید وزخان قیات اور درلگین کے نکل آنیکے بعد امارت سے سرفراز ہوا۔ آیا یہ کہ بعد اون کے فرزند بطناً بعد بطنٍ ارکنہ قون مین قبایل کی سرداری رکہتے تھے۔ ملید وزخان کے نصیبے نے ایسی یاری کی کہ اولوس مغل کو آباد کیا۔ اوس کا بیٹا جوئینہ بہادر باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا۔ جوئینہ بہادر کی بیٹی آلنقوا کا قصہ نہایت عجیب ہے کہتے ہین کہ جب آلنقوا بالغ ہوئی تو اپنے چچا کے بیٹے سے جو مغلستان کا فرمانروا تہا بیاہی گئی۔ اوس سے دو بیٹے بلکدی بلک جدی پیدا ہوے۔ جب خاوند مرگیا تو وہ بیٹون کی پرورش اور الوسی کی سربرآرائی کے جانب متوجہ ہوئی۔ ایکرات

تیس ہزار سوار سے قصبۂ کلانور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ولاور خان لوحانی اور عالم خان بارگاہ بابری مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴) اوسکے گہر مین ایک نور پیدا ہوا۔ اور منہ کی راہ سے پیٹ مین گیا ۱۰ حاملہ ہوئی۔ تمام رشتہ دارون نے لعن طعن شروع کیا۔ مگر جب یہ واقعہ دوسرے روز انہون نے اپنی آنکھون سے دیکھا تو اوس کا احترام کرنے لگے۔ جب حمل کے دن پورے ہوے تو تین بیٹے بوقوان قنقی (جس سے قوم قنقین پیدا ہوئی۔) یوسفی شامجی (جس سے قبیلۂ سالجیوت منشعب ہوا۔) بورنجیر قاآن (جسکی اولاد کو نیرون کہتے ہین۔) پیدا ہوئے۔ اور بورنجیر قاآن نے توران کی سلطنت کو زینت دی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ بوقا اور توقیا۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد بوقا خان جانشین ہوا اس کے بعد اوسکا بیٹا دوتمین خان تخت پر بیٹھا۔ مگر بہت جلد مرگیا۔ اسکو نو بیٹے تھے۔ اوسکی بیوی منولون (جو عقل وتدبیر مین یکتا تہی) نے اپنے بیٹون کو ایک گوشہ مین رکھکو تربیت کرنے لگی۔ افسوس ہے کہ درلگین کی قوم مین سے فرقہ جلائر نے منولون اور اوس کے بیٹون کو قتل کرڈالا۔ نوان بیٹا قائدو خان اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنیکے لئے تاچین گیا ہوا تہا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ اور اہل چین کی مدد سے تخت پر بیٹہا۔ اسکو تین بیٹے تہے۔ چنانچہ اوس کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا باسینغر خان حاکم ہوا۔ اور اوس کے مرنے پر اوس کا بیٹا تومنہ خان سریرآرا ہوا۔ اسکی دو بیویان تھین۔ ایک سے سات لڑکے۔ دوسری سے دو توام بیٹے قبل وقاچولی پیدا ہوے۔ جب تومنہ خان مرنے لگا تو یہ وصیت کی۔ کہ آیندہ قبل خان اور اوس کی اولاد تخت نشین ہوا کرے۔ اور قاچولی اور اوس کی اولاد سپہ سالاری کا عہدہ انجام دے۔ جب تومنہ خان مرگیا تو قبل خان تخت پر بیٹہا۔ اور قاچولی سپہ سالار ہوا پھر قبل خان کے مرنے پر اوس کے چھ بیٹون مین سے قوبلہ خان جانشین ہوا۔ جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوسکا بھائی برتان بہادر نے سلطنت کی عنان سنبھالی۔ اور قاچولی کے مرنے پر اوس کا بیٹا ایردمچی برلاس سپہ سالار ہوا۔ اس کے بعد برتان بہادر نے ملک عدم کا راستہ لیا۔ اور اوس کا بیٹا ییسوکائی بہادر سلطنت کا مالک ہوا۔ انہین ایام مین ایردمچی برلاس نے وفات پائی۔ اسکو ۹ بیٹے تھے۔ ان سب مین سوغوچیجن ولاور تہا۔ اوسکے

حاضر ہوئے۔ اور دولت خان نے بہی اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ چنانچہ بابر نے اوسکو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۵) اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔

۵۶۲ھ مین بیسوکائی بہادر کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام تموچین رکہا گیا۔ جو بعد مین چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بیسوکائی کے مرنے کے بعد یہی مالک تاج وتخت ہوا۔ اور سوغوچیچن کے انتقال پر اوسکا بیٹا قراچار نویان سپہ سالار ہوا چنگیز کے تفصیلی واقعات لکہنے کے لئے ایک علیحدہ دفتر چاہئے۔ انشاء اللہ تعالی آیندہ برموقع مجمل طور پر اس کے حالات ہم ضرور لکہین گے۔ مگر یہان صرف اس قدر لکہنا کافی ہے۔ کہ چنگیز نے بیس برس کے عرصہ مین دنیا کے بہت بڑے حصہ کو فتح کیا۔ اور سلطنت کو عظیم الشان بنا دی۔ آخر ۴ صفر ۶۲۴ھ مین بعمر ۷۰ سالہ سفر آخرت کیا۔ اسکو چار بیٹے تھے۔ جوجی۔ اوکدائی۔ چغتائی۔ تولی یا تولو

چنگیز نے اپنی زندگی مین اوکدائی خان کو خانی حوالہ کی۔ اور چغتائی خان کو دیار ماوراء النہر ترکستان۔ بعض حدود خوارزم وبلاد الیغور وکاشغر۔ بدخشان۔ بلخ۔ غزنین عطا کی۔ لیکن جب ۶۳۰ھ مین چغتائی خان کو سفر آخرت درپیش ہوا تو اوس نے سلطنت اور اپنے بیٹون کو امیر قراچار نویان کے تفویض کیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد قراچار نے چغتائی کے پوتے ہلاکو خان کو دادا کا جانشین کیا۔ اور قراچار بہی ۶۵۲ھ مین بعمر ۸۰ سالہ انتقال کیا۔ اور قراچار کے ۹ بیٹون مین سے ایجل خان اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔ پہر ایجل خان کی اولاد مین امیر ایلنگر خان سب سے زیادہ لائق تہا وہ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اور امیر الامرا کا خطاب پایا۔ اسلام سے بہی مشرف ہوا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہوا تو اوس کا اکلوتا بیٹا امیر برکل جانشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امیر طراغائی اپنی موروثی خدمت پایا۔

امیر طراغائی کے گہر تگینہ خاتون کے بطن سے شہر سبز مین ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ کو امیر تیمور صاحبقران پیدا ہوا جس نے اپنی ایام سلطنت ۳۶ سالہ مین ولایت ماوراء النہر۔ خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائیجان۔ فارس ماژندران۔ کرمان۔ دیار بکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم۔ وغیرہ کو فتح کیا۔ دشت قبچاق کے فساد کو پاک کیا۔

معاف کیا۔ مگر اوس کا سارا مال واسباب سپاہیون مین تقسیم کردیا۔ چند روز کے بعد دولت خان قید ہی مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۶) سنہ ۷۹۵ھ مین ایران کے شاہ منصور کو گرفتار کرکے شیراز مین قتل کیا۔ پہر بغداد کو لیا۔ سنہ ۸۰۱ھ مین دریاے سندہ عبور کرکے ہندوستان پر یورش کی۔ بعدازان دمشق پر حملہ کیا۔ اور سنہ ۸۰۴ھ مین ایلدرم بایزید سلطان روم جب گرفتار ہوکر آیا تو کمال اعزاز واحترام کرکے تاج بخشی کی۔ سنہ ۸۰۶ھ مین تیمور نے امیرزادہ الغ بیگ۔ امیرزادہ ابراہیم سلطان۔ امیرزادہ اتجل۔ عمر شیخ۔ امیرزادہ احمد۔ بایقرا کی شادیون کا جشن کان گل مین اس دہوم دہام سے کیا۔ کہ دنیا کا کوئی ملک اور شہر باقی نرہا ہوگا۔ جہان کا آدمی اس جشن مین شریک نہوا ہوگا۔ اور تمام ملکون کے شہریار وشاہزادے اور اونکے سفیر بہی موجود تھے۔ بہرحال تیمور نے نہایت کامرانی ومسرت سے سلطنت کی آخر ۷۱ برس کی عمر مین اپنے پوتے پیر محمد جہانگیر کو اپنا قایم مقام کرکے ۱۷ شعبان سنہ ۸۰۷ھ روز چہارشنبہ کو بوقت شب رحلت کی کسی نے انتقال کی تاریخ کہی ہے

رباعی۔ سلطان تمور آنکہ چرخ رادل خون کرد + وزخون عدو روے زمین گلگون کرد + درہفدہ شعبان سوی علیین تاخت + فی الحال زرضوان سرو پا بیرون کرد۔ صاحبقران تیمور کو چار فرزند تھے۔ اول غیاث الدین جہانگیر مرزا جو باپ کے سامنے سنہ ۷۷۶ھ مین بمقام سمرقند رحلت کیا۔ اوسکے دو بیٹے تہے۔ پہلا محمد سلطان جسکو تیمور نے اپنا ولیعہد کیا تہا مگر روم کی فتح کے بعد سنہ ۸۰۵ھ مین انتقال کیا۔ دوسرا پیر محمد جو غزنہ وحدود ہند کا حاکم تہا۔ جسکو تیمور نے اپنے مرنیکے وقت ولیعہد بنایا تہا۔ افسوس ہے کہ اس نے سنہ ۸۰۹ھ مین پیر علی یار کے ہاتہ شہادت پائی۔ دوم مرزا شیخ عمر (حاکم فارس) جو اپنے باپ کے سامنے سنہ ۷۹۶ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ سوم جلال الدین میران شاہ مرزا۔ چہارم میرزا شاہرخ (حاکم خراسان) جو ۴۳ سال ایران وتوران پر سلطنت کرکے سنہ ۸۵۰ھ مین وفات پائی۔

جلال الدین میران شاہ کو عراق۔ عرب۔ عجم۔ آذربایجان۔ دیاربکر۔ شام وغیرہ کی حکومت تفویض تہی۔ ایک روز شکار گاہ مین گہوڑے سے گرا۔ دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ مدتون مخبوط الحواس رہا۔ آخر سنہ ۸۱۰ھ مین قرایوسف ترکمان نے تبریز پر حملہ کرکے میران شاہ کو شہید کیا۔ اس کو آٹہ بیٹے تہے۔ ابابکر مرزا۔ عثمان چلپی مرزا۔ النکر مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد مرزا۔

مرگیا۔ اب بابر ملوت پر قبضہ کرکے غازی خان کے تعاقب مین کوہ سوالک کے طرف گیا۔ مگر غازی خان ہاتھہ نہ آیا۔ بابر وہان سے واپس ہوکر سامانہ وسنام پہونچا۔ اس اثنا رمین حمید خان خاص خیل سلطان ابراہیم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷) ایجل مرزا۔ سیورغتمش۔ چنانچہ سلطان محمد مرزا کو دو بیٹے تہے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اور منوچہر مرزا۔ بعد انتقال سلطان محمد مرزا کے سلطان ابوسعید مرزا سریرآرائے سلطنت ہوا۔ ترکستان۔ ماوراوالنہر۔ بدخشان۔ کابل۔ غزنین قندہار۔ اور حدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر آذون حسین آق قویلو نے آذربائجان کی لڑائی مین بتاریخ ۲۲۔ رجب ۸۷۳ھ ابوسعید مرزا کو گرفتار کرلیا۔ جسکو یادگار محمد میرزا نے شہید کیا۔ اور ابوسعید مرزا کا بیٹا۔ عمر شیخ مرزا اندجان مین تخت نشین ہوا۔ ایکمدت تک نہایت کامرانی سے سلطنت کی۔ مگر افسوس ہے کہ ۴ رمضان ۸۹۹ھ کو ایک بلند عمارت سے گرا۔ اور انتقال ہوگیا مرحوم کو تین بیٹے اور پانچ لڑکیان تھین۔ اول ظہیرالدین محمد بابر۔ دوم جہانگیر مرزا۔ سوم ناصر مرزا۔ ۶ محرم ۸۸۸ھ مین قتلغ نگار خانم کے بطن سے بابر پیدا ہوا۔ بابر کی ماں کا نسب اسطرح ہے۔ قتلغ نگار خانم بنت یونس خان بن ویس خان بن شیر علی اوغلان بن محمد خان بن خضر خواجہ خان بن تغلق تیمور خان بن اسینو غا خان بن دوا خان۔ بن براق خان بن بیسوق توابن مواتکان بن چغتائی خان بن چنگیز خان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابر کا نسب ان کی طرف سے چنگیز خان اور باپ کے طرف سے چوتھی پشت مین امیر تیمور تک پہونچتا ہے۔ اوسکی ددھیال ترک اور ننہیال مغل تہی۔ باپ کے مرنے پر بابر تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے پہلے ہی سال مین بابر کے چچا احمد مرزا نے حملہ کیا۔ دوچار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی اسکے بعد بابر کے ماموں محمود خان نے لشکرکشی کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس گیا۔ ان دو سے فرصت ہوئی تو ابوبکر میرزا دوغلات حاکم کاشغر نے چڑہائی کی۔ لیکن صلح سے کام نکل گیا۔ بہرحال ایکمدت تک بابر بہت سختیاں جھیلا۔ اور سمرقند کی سلطنت سے بھی محروم ہوا۔ جب بہر زمین اوسکے پاس نہین رہی۔ مگر آخر تقدیر نے پلٹا کہایا۔ اور روز بروز فتوحات کی دروازے کہلنے لگے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے خجند۔ سمرقند۔ فرغانہ۔ بلخ۔ کابل۔ بخارا وغیرہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر یورش کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ مولف۔

حصار فیروزہ سے لشکر کثیر کے ساتھہ بابر سے لڑنے آیا۔ بابر نے مقابلہ کے لئے شہزادۂ ہمایون کو روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو حمید خان نے شکست پائی اور بہت سے ہاتھی ہمایون کے ہاتھہ آئے۔ اسکے بعد بابر آگے روانہ ہوا اور ۳۰ جمادی الثانی سنہ ۹۳۲ھ روز پنجشنبہ کو پانی پت کے قریب منزل ہوئی۔ بابر کے ہمراہ صرف پندرہ ہزار سوار تھے۔ اودہر سلطان ابراہیم ایک لاکہہ سوار اور ایک ہزار ہاتہی کے لشکر سے پانی پت کے اوس طرف ۶ کوس پر اوترا ہوا تہا۔ روزانہ بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارتے اور سیکڑون کے سر کاٹ کر لیجاتے۔ مگر چندروز سلطان ابراہیم نے اپنی جگہہ سے حرکت نہ کی۔ آخر ۸ رجب سنہ ۹۳۲ھ روز جمعہ کو دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ پندرہ سولہ ہزار آدمی مارے گئے اور اس کشت وخون مین سلطان ابراہیم بہی قتل ہوا۔ باقی لشکر نے فرار پر کمر باندہی۔ اور سپاہ بابری نے تعاقب کرکے ہزارون کو قتل و اسیر کیا۔ اور طاہر طبری سلطان ابراہیم کا سر کاٹ کر بابر کے روبرو لایا۔
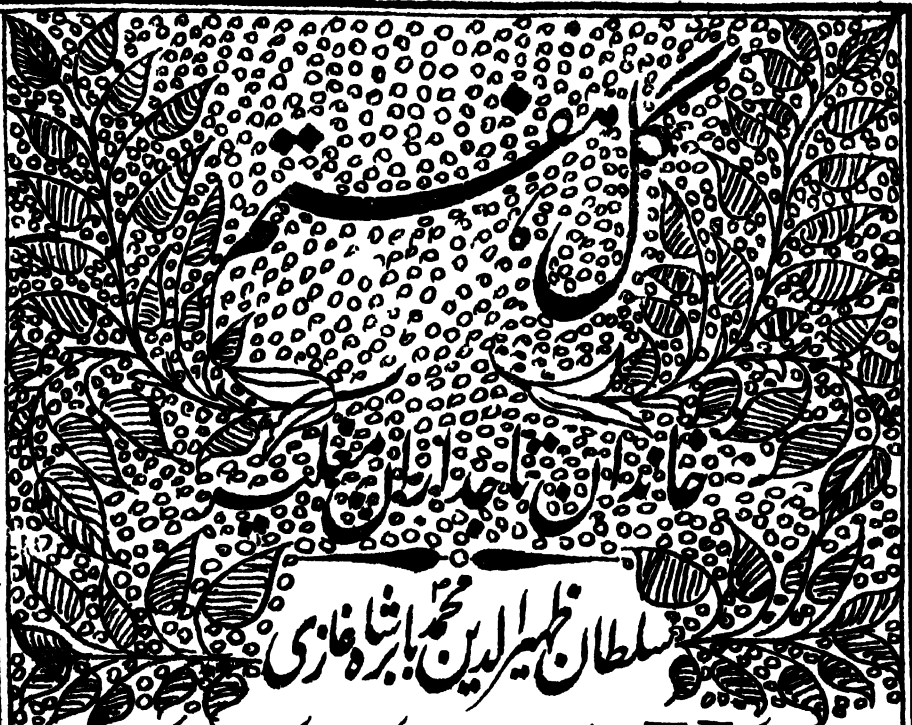
بعد فتح ونصرت کے بابر دہلی مین داخل ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات کی زیارت اور اکثر مقامات عجوبہ کی سیر کی۔ اور ولی بیگ قزل کو دہلی کی شقداری کا منصب عطا کرکے دولت بیگ کو دیوان دہلی مقرر کیا۔ اور سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کرکے پہر وہان سے تغلق آباد ہوتا ہوا آگرہ پہونچا۔ ہمایون اول ہی سے آگرہ مین موجود تہا۔ جب یہ سب قلعہ مین داخل ہوے تو راجہ بکرماجیت والی گوالیار (جو سلطان ابراہیم کے ساتھہ بابر سے لڑکر مارا گیا تہا۔) کے اہل وعیال (جو قلعہ آگرہ مین موجود تھے۔) نے بہت سا جواہر ہمایون کے نذر کیا۔ اون مین وہ نامور ہیرا[1] (جسکو سلطان علاءالدین دکن سے لایا تہا۔) بہی تہا جسکی قیمت کا تخمینہ جیوریرنے ...۸۸ پونڈ کیا تہا۔ اور وزن مین ۸ مثقال تہا۔ اسکے بعد بابر نے ابراہیم کی مان کو سات لاکہہ ٹنکہ کی جاگیر دی۔ اور آگرہ سے ایک کوس پر محل مین اوسکو بہجوا دیا۔ اور

[1] یہ وہی ہیرا ہے جسکو کوہ نور کہتے ہین اور اسوقت ملک معظم کے تاج مین نصب ہے۔ ۱۲ مولف۔

خود سلطان ابراہیم کے محل مین اترا۔ ہرچند بابر نے ہندوستانی امرا کی بہت کچہ تسلی وتشفی کی۔ مگر بعض ہی اکثر امرا نے اطاعت نہ کی۔ اور مخالفت پر کمر باندہی۔ چنانچہ قایم خان نے حصار سنبہل سنبہالا۔ نظام خان نے بیانہ مین اپنا رنگ جمایا۔ راجہ حسن خان نے میوات مین علم مخاصمت بلند کیا۔ دہولپور مین محمد زیتون نے منازعت اختیار کی۔ گوالیار کو تاتار خان سارنگ خانی نے مستحکم کیا۔ رابری مین حسین خان لوحانی۔ اٹاوہ مین قطب خان۔ کالپی مین عالم خان نے سرکشی کی۔ اسپر طرہ یہ کہ ان لوگون نے بہادر خان پسر دریا خان کو اپنا بادشاہ بنایا۔ سلطان محمد خطاب دیا۔ اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔ ان امرا کا خیال تہا کہ بابر بھی مثل تیمور کے ہندوستان کا جواہر اور روپیہ لوٹ مار کرکے چلتا ہوگا۔ اور اسی خیال نے ان کو اس سرکشی پر آمادہ کیا تہا۔ مگر بابر کا تو ارادہ اور ہی کچہہ تہا وہ تو ہندوستان مین ہمیشہ کے لئے اپنا قدم جمانا چاہتا تہا۔ اس اثنا مین گرمی اس شدت کی پڑی کہ بہت سے آدمی لشکر بابری کے لوؤن سے مرگئے۔ جس سے اکثر امرا اور لشکری گہبراکر واپس جانے کی تیاریان کرنے لگے۔ جب بابر نے یہ حالت دیکھی تو بہت کچہہ فہمایش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے دل ٹھکانے ہوے۔ مگر خواجہ کلان کو یہ فہمایش کارگر نہوئی۔ اور وہ بابر سے رخصت لیکر کابل چلاگیا اور جاتے وقت دہلی کی دیوارون پر یہ شعر لکہہ گیا۔ ؎

اگر بخیر وسلامت گذر ز سند کنم سیاہ روئے شوم گر ہواے ہند کنم

اس کے بعد بابر نے ہندوستانی امرا کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ ان مین سے بعض نے تو خود عفو تقصیر چاہی۔ اور اکثرون نے لڑائی لڑکر جان دی۔ آخر بیانہ۔ اٹاوہ۔ میوات وغیرہ فتح ہوے۔ انہین ایام مین سلطان ابراہیم کی مان کی ترغیب پر ہندوستانی باورچیون نے بابر کو زہر دیا۔ لیکن زندگی باقی تھی۔ چند روز کی علالت کے بعد درست ہوگیا۔ اور اس جرم کی پاداش مین سلطان ابراہیم کی مان کو گرفتار کرکے عبدالرحیم کے سپرد کیا۔ اور تمام نقد وجنس

غلام و لونڈی چھین لیا۔ اور ابراہیم کے بیٹے کو مرزا کامران کے پاس کابل بھیجدیا۔ ۹۳۳ھ مین بابر نے
راناسنگا پر فتح پائی اور گوالیار پر قبضہ کیا۔ اور جمادی الاول ۹۳۳ھ روز شنبہ کو شراب سے توبہ کی
اور چاندی سونے کے تمام صراحی و پیالے توڑ کر محتاجون کو تقسیم کیا۔ شراب مین نمک ڈالکر سرکہ بنایا۔
اور اس ترک مئے کی نسبت شیخ زین نے بابر کے حکم سے فرمان لکھکر تمام قلمرو مین بھیجا۔ اسکے بعد
چندیری اور قلعہ رنتھنبور کو فتح کیا پھر بہار و بنگال پر فوجکشی کی۔ اور ہمایون کو جو اس سے قبل بدخشان
بھیجدیا گیا تہا۔ واپس بلایا۔ مرزا ہندال کو بدخشان بھیجا۔ چند روز کے بعد سنبھل مین ہمایون کو ایسا
بخار چڑہا۔ کہ رفتہ رفتہ بہت ترقی کیا۔ جب بابر کو خبر ہوئی تو آگرہ طلب کیا۔ ہرچند اطبا نے علاج مین
سر مارا۔ مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی۔ میر ابو البقا نے عرض کی۔ کہ جب کسی مرض مین اطبا مجبور
ہو جائین تو سب سے زیادہ عزیز چیز کو تصدق کرکے دعا مانگنا چاہئے۔ بابر نے کہا کہ بجز میرے کوئی
شئے ہمایون کو عزیز نہین ہے۔ اس لئے مین اپنے کو اوسپر فدا کرتا ہون۔ چنانچہ بابر نے ایسا ہی کیا۔
اور تین دفعہ ہمایون کے گرد پھرا۔ دعا قبول ہوئی۔ اور ہمایون روز بروز تندرست ہونے لگا۔
اودہر بابر کی حالت ردی اور خراب ہوتی چلی۔ آخر بابر نے ہمایون کو اپنا جانشین کیا۔ اور ۵ جمادی الاول
۹۳۷ھ م ۲۶ ڈسمبر ۱۵۳۰ء کو وفات پائی۔ حسب وصیت لاش کابل بھیجی گئی۔ بہشت روزی باد۔ ۹۳۷ھ
تاریخ وفات ہے۔ بعد مرنیکے فردوس مکانی خطاب ہوا۔

انہین ایام مین خلیفہ نظام الدین نے بابر کے داماد مہدی خواجہ بادشاہ کو تخت نشین کرناچاہا تہا۔ مگر
محمد مقیم کی نصیحت پر یہہ خیال باطل دل سے دور کیا۔ بلکہ مہدی کو دربار مین آنیکی ممانعت کرادی۔
بابر عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی زبانون سے ماہر تہا۔ شعر خوب کہتا تہا۔ اسکے تصنیفات سے
دیوان بابری۔ واقعات بابری۔ کتاب مبین اسوقت بھی موجود ہین۔ بابر کی ایجادون مین سے
ایک خط بابری تہا۔ چنانچہ قرآن مجید اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تہا۔ بہرحال بابر من حیث المجموع

جمیع صفات حسنہ کا عطر مجموعہ تھا۔ جہانتک اوسکی تعریف کیجائے۔ وہ کم ہے۔ جملہ مدت سلطنت ۲۹ سال جسمین ہندوستان کی حکومت صرف ۶ برس ہے۔ بابر کے چار بیٹے تھے۔ مرزا ہمایون مرزا کامران۔ مرزا ہندال۔ مرزا عسکری۔

سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

ہمایون ۲۴ برس کی عمر مین ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۹ رجنوری ۱۵۳۰ء کو تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ تاریخ جلوس خیر الملوک ہے۔ تخت نشینی کے بعد باپ کی وصیت کے موافق کابل و قندہار مرزا جہانگیر مرزا کامران کو۔ اور سرکار سنبھل مرزا عسکری کو۔ اور سرکار الور مرزا ہندال کو عنایت کی اور مرزا سلیمان کو بدخشان مرحمت کیا۔ اسطرح سارا ملک تقسیم کرکے اپنے واسطے وہ تھوڑا سا ملک رہنے دیا۔ جو ابھی فتح ہوا تہا۔ ۹۳۸ھ مین قلعہ کالنجر کو فتح کیا۔ اس کے بعد سلطان محمود پسر سلطان سکندر لودہی سے لڑکر جونپور پر قبضہ کیا۔ ۹۴۰ھ مین سلطان محمود بہی مرگیا۔ حسب سابق جنید برلاس کو جونپور سپرد ہوا۔ جب ان دونون سے فرصت ملی تو بادشاہ نے قلعہ چنار گڈہ پر شیر خان[1] کا مقابل کیا۔ مگر اس شرط پر صلح ہوگئی۔ کہ شیر خان کا بیٹا عبد الرشید عرف قطب خان بادشاہ کی ملازمت مین ہمیشہ رہے۔ اس اثنا مین مرزا کامران نے مرزا عسکری کو قندہار تفویض کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور میر یونس علی حاکم لاہور کو فریب دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور از راہ مکاری بھائی کو لکھا کہ یہ ملک مجھے عنایت ہو۔ ہمایون کو تو اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرنا تہا۔ چنانچہ بطیب خاطر لاہور کی

---

[1] یہ وہی شیر خان ہے۔ جو خاندان سوری کا ہیرو ہے۔ جس نے ہمایون کو شکست دیکر ایک مدت تک دہلی کی سلطنت کی جسکا ذکر آیندہ تفصیلی طور پر لکھا جائے گا۔ ۱۲ مولف۔

حکومت مرزا کامران کو دیدی۔ مزید براں حصار فیروزہ کی بہی حکومت عطا کی۔ اس عرصہ مین محمد زمان
نے بغاوت کی۔ بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو تنبیہ کے لئے بھیجا۔ جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو قلعۂ بیانہ
مین قید کیا۔ مگر وہ بہاگ کر سلطان بہادر حاکم گجرات کے پاس پہونچا۔ اسوقت گجرات کی سلطنت
ایک بڑی زبردست اور دہلی کے ہم پلہ ہو گئی تھی۔ کیونکہ خاندیس۔ احمد نگر۔ برار وغیرہ کے بادشاہ اوسکی
مطیع تھے۔ علاوہ برین مالوہ کی سلطنت پر بہی اوس نے قبضہ کیا تہا۔ جب ہمایون نے سلطان بہادر
کو لکھا کہ محمد زمان کو ہمارے پاس بہیجدو یا اپنی سلطنت سے نکال دو تو اوسکا جواب اوس نے
خلاف مروت دیا۔ اور تاتار خان کو ۳۲ کروڑ روپیہ سپاہیون کی تنخواہ مین تقسیم کرنے کے لئے دیکر
قلعۂ تہنبور کو بھیجا۔ اور سلطان علاءالدین[۱] پدر تاتار خان کو ایک فوج عظیم کالنجر جانیکے لئے دی۔
اور برہان الملک ملتانی کو گجراتیون کی فوج کے ساتھہ پنجاب کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور خود
سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کیا۔ باقی امیرون کو فتنہ انگیزی کے لئے ادہر اودہر بہیجدیا۔ بادشاہ
نے ان تمامون کے دفعیہ کے لئے مرزا عسکری۔ مرزا ہندال۔ یادگار ناصر مرزا۔ اور امرا کو اٹھارہ ہزار
سپاہ دیکر بہیجا۔ جب یہ لشکر دشمن کے قریب پہونچا تو وہ بہاگنے لگے۔ مندرایل مین لڑائی ہوئی۔ اور
مخالفین نے شکست پائی۔ جس سے بیانہ اور اوس کے مضافات پر ہمایون کا قبضہ ہو گیا۔ اب

---

[۱] یہ وہی سلطان علاءالدین ہے۔ جس کا اصلی نام عالم خان تہا۔ جو سکندر سوری کا بہائی اور سلطان
ابراہیم کا چچا تہا۔ سکندر کے مرنے پر اس نے ابتدا ٔحدود سرہند مین سلطنت کا دعوے کیا۔ اور ابراہیم
سے شکست پاکر بابر کا طرفدار ہوا۔ اور بابر کے ساتھہ ابراہیم سے لڑا۔ بابر نے اس کو بدخشان دیا تہا۔ مگر یہ
وہان سے بہاگ کر گجرات مین سلطان بہادر کی پناہ مین تہا۔ اور اس کا بیٹا تاتار خان تو اول ہی
بہاگ کر گجرات آگیا تہا۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون بہادرشاہ کی سرکوبی کے ارادہ سے ۹۴۱ھ مین گجرات روانہ ہوا۔ اوودہر سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کرکے اوس کو فتح کیا۔ اتنے مین ہمایون پہونچا۔ اور طرفین سے مقابلہ ہوا۔ سلطان بہادر کو شکست ہوئی۔ اور وہ منڈو کیطرف بھاگا۔ ہمایون نے تعاقب کرکے منڈو کا محاصرہ کیا۔ جب منڈو کو فتح کیا توسلطان بہادر وہان سے بھاگ کر جاپانیر پہونچا۔ جہان خداوندخان (جو سلطان مظفر کا وزیر اور اوستاد تھا) اور رومی خان (افسر توپخانۂ سلطان بہادر) ہمایون کے پاس حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان دونون پر بہت کچھہ نوازش وسرفرازی کی۔ پھر یہان سے بادشاہ گجرات کے جانب ایلغار متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ جاپانیر پہونچا توسلطان بہادر وہان سے نکل کر کھمبایت گیا۔ بادشاہ بھی اوس کے تعاقب مین کھمبایت آیا۔ اور وہ یہان سے بھاگ کر دیپ چلا آیا۔ بادشاہ اوس کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کرکے خود جاپانیر واپس آیا۔ اور قلعہ کو فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ جب بادشاہ کو منڈو اور گجرات کی فتح نصیب ہوئی تو وہ ایسا عیش وعشرت مین غرق ہوا کہ سلطنت کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ اور محاصل وخراج کے وصول کرنے مین بالکل غفلت کی۔ جب سے زمینداروں اور رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی لکھی۔ کہ کسیکو یہان بھیجکر تحصیل وصول کیجئے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے عمادالملک نے بیڑا اوٹھایا۔ اور دوسوسوار کے ساتھہ احمدآباد روانہ ہوا۔ راستہ مین اکثر معززومعتمداشخاص کو جاگیرین اور مواجب مقرر کیا۔ جس سے وہ لوگ اسکے ساتھہ ہوگئے۔ خصوصاً سورت اور کاٹھیاوار کے زمیندار اس قدر اوس کے ساتھہ ہوے کہ احمدآباد پہونچے تک عمادالملک کے ساتھہ دس ہزار سوار کا لشکر ہوگیا۔ اس کے بعد مجاہدخان حاکم جوناگڈہ بھی دس ہزار سوار سے آملا۔ اور رفتہ رفتہ عمادالملک کی فوج تیس ہزار ہوگئی۔ جب ہمایون کو یہ خبر ہوئی تو وہ خواب غفلت سے چونکا۔ اور تردی بیگ کو جاپانیر تفویض کرکے خود احمدآباد آیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ اور عمادالملک شکست کھاکر بھاگا۔ بادشاہ نے۔

گجرات کا انتظام کر کے بندر دیپ کیطرف (جہان سلطان بہادر تھا) روانہ ہوا۔ اس اثنا مین دار الخلافہ سے متوحش خبرین آئین کہ محمد سلطان مرزا نے قنوج سے جونپور تک لے لیا ہے۔ اور آگرہ مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہین۔ مالوہ مین سکندر خان اور ملو خان نے سر اوٹھایا ہے۔ درویش علی کتاب دار حاکم اوجین کو باغیون نے گولی سے ہلاک کیا۔ بادشاہ یہ سنتے ہی مرزا عسکری کو گجرات بھیجا۔ اور خود بھڑوچ و سورت و آسیر ہوتا ہوا برہان پور آیا۔ پھر یہان سے منڈو پہونچا۔ جب باغیون نے بادشاہ کی معاودت کی خبر سنی تو فرار و پوشیدہ ہو گئے۔ مگر گجرات کی ہوا پھر بدلی اور بہادر شاہ نے پرتگیزون سے صلح کر کے پانچ چھ ہزار حبشیون کا لشکر جمع کیا۔ اور گجرات کے تمام شہرون پر قبضہ کرنے لگا۔ جب مرزا عسکری نے یہ حالت دیکھی تو یادگار ناصر مرزا کو پٹن سے احمد آباد بلا لیا۔ ادہر وہ آیا۔ اور ادہر دریا خان و حافظ خان نے پٹن پر قبضہ کر لیا۔ ایک روز مرزا عسکری شراب کے نشہ مین کہنے لگا۔ کہ مین ظل اللہ ہون۔ غضنفر کوکا نے چپکے سے کہا۔ کہ "مستی اما خویش ہستی"۔ اسپر عسکری خفا ہو کر غضنفر کو قید کیا۔ لیکن وہ بھاگ کر بہادر شاہ کے پاس پھونچا۔ اور یہان کی تمام کیفیت بیان کر دی۔ اور احمد آباد پر حملہ کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ بہادر شاہ نے مرزا عسکری پر یورش کی۔ اور عسکری بھاگ کر چانپانیر آیا۔ پھر وہان سے آگرہ روانہ ہوا۔ اور ادہر بہادر شاہ عسکری کا تعاقب کرتا ہوا چانپانیر آیا۔ تردی بیگ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور خود خزانہ لیکر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ پھر بادشاہ کے ساتھ آگرہ روانہ ہوا۔ ادہر مرزا ہندال (جو بادشاہ کے طرف سے آگرہ کا حاکم تھا) قنوج فتح کر کے شاہ مرزا کو بہت بھاری شکست دی۔ اور شاہ مرزا کوچ بہار کو بھاگ گیا۔ اور ہندال نے اوس کا تعاقب جونپور تک کیا۔ جب ہمایون کے آگرہ آنے کی خبر سنی تو جونپور سے واپس ہوا۔ بادشاہ کے آگرہ جانے پر بھوپال رائے حاکم بیجا گڈہ نے قلعہ منڈو پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ملو خان بھی منڈو آیا۔ اور

تخت پر بیٹھکر نادر شاہ اپنا لقب رکھا۔ اور میران محمد فاروقی بہی برہان پور سے یہان آگیا۔ غرض
بہادر شاہ کو ملک مالوہ اور گجرات پہر ہاتہہ لگ گئے۔ ادہر سنہ ۹۴۳ھ م سنہ ۱۵۲۶ع مین امیر جنید
برلاس حاکم جونپور کے انتقال پر شیر خان افغان نے بہار۔ جونپور۔ قلعہ چنار پر تصرف کیا۔ اور
بنارس کو تاخت و تاراج کرکے گورکھپور کا محاصرہ مدتون تک رکہا۔ اب ہمایون سخت پریشان
ہوا۔ کیونکہ اگر وہ مالوہ اور گجرات کے لئے بہادر شاہ کی سرکوبی کو جائے تو جونپور۔ وبہار وغیرہ کو
خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور اگر جونپور وبہار کے لئے شیر خان کے سر پر پہونچتا ہے تو گجرات ومالوہ
سے ہاتہہ دہونا ہوتا ہے۔ آخر ہمایون نے اولاً شیر خان کی سرکوبی مناسب سمجہی۔ اور دارالخلافہ
آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے تفویض کرکے چنارگڈہ پہونچا۔ اس اثنا مین مرزا محمد زمان
گجرات سے آیا۔ اور عفو قصور چاہا۔ بادشاہ نے خلعت خاصہ وکمر بند و اسپ وشمشیر سے
سرفرازی بخشی۔ اور چہہ ماہ کے محاصرہ کے بعد چنارگڈہ کو فتح کیا۔ اودہر شیر خان نے شہر
گور کو لیکر۔ اور ملک بنگال وبہار کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اب محمود شاہ بادشاہ بنگالہ
شیر خان سے شکست کہا کر ہمایون کے پاس آیا۔ ہمایون نے جونپور وغیرہ کو ہندو بیگ
کے تفویض کرکے بنگال کا رخ کیا۔ جب شیر خان کو ہمایون کے اس طرف آنے کی خبر معلوم
ہوئی تو اوس نے اپنے بیٹے جلال خان اور خواص خان سپہ سالار کو گڑہی ترائی کے قریب
مقرر کرکے بنگال کی غنیمت کو لیکر رہتاس چلا گیا۔ جب جلال خان کے لشکر سے شاہی لشکر کا
مقابلہ ہوا تو شاہی لشکر نے شکست پائی۔ اور جلال خان فتح کے نقارے بجاتا ہوا باپ کے
پاس روانہ ہوا۔ جب جلال خان چلا گیا تو بنگال کا رستہ صاف ہوگیا۔ اور بادشاہ
بیخوف وخطر بنگال مین داخل ہوا۔ چند روز عیش وعشرت مین ایسا مشغول ہوا۔ کہ ادہر
امراء دولت نے مرزا ہندال کو ابہار کر اوس کے نام کا خطبہ پڑہوا دیا۔ اور اوس کو لیکر آگرہ

روانہ ہوے۔ یادگار ناصر مرزا اور نقیر علی نے جب یہ حالت دیکھی تو مرزا کامران کو اطلاع کی اور وہ فوراً چل نکلا۔ جب ہندال نے کامران کی آمد سنی تو الور کا رخ کیا۔ مگر کامران نے اوسکی تسلی و تشفی کرکے ملوالیا۔ اب فتنہ پرداز امرا نے ان دونون بھائیون کو یہ پٹی پڑھائی کہ ہمایون کے آگے آپ کا چراغ جل نہین سکتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس وقت ہمایون کی کمک نہ کیجئے۔ اور ہمایون شیر خان سے شکست اوٹھا کر خود بخود تباہ ہو جاتا ہے۔ پھر مزے سے آپ دونون بادشاہت کیجئے۔ جب اس مفسدہ کی خبر ہمایون کو بنگال پہونچی تو وہ وہان سے روانہ ہوا۔ اور خانخانان لودی کو آگے ہی منگیر بھیجا۔ اتنے مین شیر خان کا سپہ سالار خواص خان منگیر آیا۔ اور خانخانان کو قید کرکے شیر خان کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ اس خبر کے سننے سے نہایت متردد ہوا۔ اور مرزا عسکری کو نشیب و فراز سمجھا کر آگرہ کیجانب کوچ کیا۔ چونسہ کے مقام پر شیر خان نے رستہ روکا۔ جس سے بادشاہ کو دو تین مہینے یہان ٹھہرنا پڑا۔ امداد کے لئے بھائیون کو بہت کچھہ لکھا۔ پند و نصایح کئے۔ مگر اون مغرور و سرکش بھائیون نے ایک نہ سنی۔ اودہر شیر خان سے دو چار چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین۔ لیکن کچھہ کام نہ نکلا۔ آخر بادشاہ نے ملا محمد برغنیر کو شیر خان کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا۔ اور یہ طے پایا۔ کہ کل ملک بنگال اور بہار معہ قلعہ چنار کے شیر خان کے قبضہ مین رہے۔ لیکن شیر خان ہمایون کو اپنا بادشاہ جانے۔ اور اپنے ملک مین اوسکا خطبہ پڑہائے۔ گو اس صلح سے شیر خان نے بادشاہ کے سمجھانے کے لئے اتفاق کرلیا۔ اور عہد و پیمان کیا۔ مگر باطن مین وہ بد عہد کچھہ اور ہی خیال مین لگا ہوا تھا۔ جب یہ صلح ہوگئی تو لشکر شاہی بیفکری کے ساتھہ سفر کرنا شروع کیا۔ شیر خان تو ایسے موقع کا طالب تھا۔ چنانچہ ۹ صفر ۹۴۶ھ م ۲۷ جون ۱۵۳۹ء کو شبخون حملہ کیا۔ جس سے لشکر شاہی کے بہت سے افسر و سپاہی قتل ہوے۔ اور بادشاہ کے محل حاجی بیگم کو لشکر مخالف نے اسیر کرلیا۔ الغرض ہمایون

اس بیسروسامانی مین یکہ وتنہا دریا کے جانب چلا جب ...پر آیا تو اوسے شکستہ پایا۔ توقف مین جان کا اندیشہ تہا۔ اس لئے گہوڑے کو دریا مین ڈالدیا۔ مگر گہوڑا ران کے تلے سے نکل گیا۔ اور بادشاہ غوطے کہانے لگا۔ اتفاقاً شاہی بہشتی نظام نام مشک کے اندر ہوا بہر کر تیرتا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کا خضر راہ بنا۔ اور مشک پر بٹھا کر دریا پار اتار دیا۔ بادشاہ نے اس اہم خدمت کے صلہ مین اوس سے دوپہر کی بادشاہی دینے کا وعدہ کیا۔ ادہر لشکر شاہی کے آٹھہ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر بحر فنا مین غرق ہوے۔ تمام خیمے اسباب۔ توپخانہ۔ غلہ خزانہ۔ سب کچہہ شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اور ہمایون دریا پار اتر کر گنگا کے بائین کنارہ پر کچہہ دنون توقف کیا۔ یہان پر مرزا عسکری معہ دیگر امرا کے تھوڑی سی جمعیت کے ساتہہ بادشاہ سے ملا۔ اور یہ سب ایک ساتہہ ہوکر آگرہ کے جانب روانہ ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ میر فرید غور اور شاہ محمد افغان یہ دونو آگے پیچھے تعاقب مین آرہے ہین۔ اس خبر نے سب کے ہاتہہ پاون سرد کردئے۔ لیکن اس مشکل کے وقت راجہ پربہان کام آیا۔ اور عرض کیا کہ مین میر فرید غور کو روکتا ہون۔ حضور شاہ محمد افغان پر حملہ کرکے نکل جائین۔" چنانچہ اس ترکیب سے بادشاہ نے نجات پالی۔ اور کالپی کی راہ سے آگرہ آیا۔

ادہر شیر خان نے حاجی بیگم کو بادشاہ کے پاس آگرہ بہیجدیا۔ اور خود بنگال پہونچا۔ جہانگیر قلی کو شکست دیکر بنگال فتح کیا۔ اور جونپور معہ اوس کے مضافات کے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اپنا خطاب شیر شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ سکہ جاری کیا۔ علاوہ اس کے لشکر کثیر کے ساتہہ اپنے بیٹے قطب خان کو کالپی اور اٹاوہ کی فتح کے لئے بہیجا۔ اب ہمایون کی وسیع سلطنت ایسی تنگ ہوگئی تھی۔ کہ آگرہ اور دہلی کی فصیلون کے اندر اوسکی حد رکہی ہتی بلکہ ان شہرون کی رعایا بہی محفوظ نہ تہی۔

جب ہمایون آگرہ مین آیا تو مرزا کامران نے استقبال کیا۔ اور مرزا ہندال کا قصور معاف ہون استنے مین نظام سقہ بہی پہونچا۔ بادشاہ نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ اور دوپہر کے لئے اوسکو تخت پر بٹھایا۔ البتہ بعض احکام واوامر بادشاہی کو (جنکی اوس کے ظرف مین گنجایش نہ تھی) مستثنیٰ کرکے حکمرانی کا اختیار دیا۔ مشہور ہے کہ اوس نے مشکین کترواکر چام کے دام چلائے۔ اون پر ملمع کرایا۔ اور اپنا نام اور اپنی سلطنت کا سکہ اوس پر نقش کرایا جب یہ سب کچھ ہوچکا ہمایون نے بہائیون کو جمع کرکے مجلس شوری مقرر کیا۔ اور شیرخان کی قوت توڑنیکے لئے تجویزین سوچی جانے لگین۔ مگر بھائیون کی نااتفاقی نے ہمایون کی ایک بہی چلنے نہ دی۔ خصوصًا مرزا کامران نے اورون کو بہی اپنے ساتہہ بدراہ کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ قطب خان کالپی اور اٹاوہ پر حملہ کیا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے ناصر مرزا و قاسم حسین خان و اسکندر سلطان کو حکم دیا۔ کہ اوس کا مقابلہ کرین۔ چنانچہ ان تینون نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اور قطب خان اس لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد خود بادشاہ معہ لشکر شیرخان کی سرکوب کے لئے روانہ ہوا۔ مرزا کامران علالت کا بہانہ کرکے معہ لشکر لاہور چلا گیا۔ اور ایسے نازک وقت مین بھائی کا کچہہ خیال نہ کیا۔ مرزا کامران کے جانے سے شیرخان کو اور تقویت ہوئی۔ آخر ہمایون نے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ اور شیرخان بہی دوسرے کنارہ پر اترا۔ تقریبًا ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار رہے۔ آخر ۱۰ محرم ۹۴۷ھ م ۱۰ مے ۱۵۴۰ء کو طرفین سے مقابلہ ہوا۔ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ بادشاہ (بقول تاریخ رشیدی مولفہ مرزا حیدر) ننگے سر ننگے پاؤن ایک گہوڑے پر سوار (جو تروی بیگ نے مستعار لادیا تہا۔) ساتہہ آدمی کے ساتہہ دریا سے پار ہوا۔ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ جب شاہی لشکر نے شکست پائی تو خود بادشاہ نے دودفعہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور اوسکے دو دنیرے شکستہ ہوگئے۔ گو قانون نہین ہے۔ کہ پادشاہ خود مرتکب جنگ ہو۔ لیکن بھائیونکی

نا اتفاقی اور امرا کی بزدلی نے پادشاہ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے بعد بعض دوست
ہوا خواہون نے پادشاہ کو اس جانبازی سے روکا۔ اب پادشاہ متردد ہوا۔ کہ کیا کیا جائے۔ اتنے
مین ایک ہاتھی پر نظر پڑی فیلبان کو اشارہ سے بلایا۔ جب وہ ہاتھی لایا تو سوار ہوگیا۔ اور کہا کہ
ہاتھی کو دریا مین ڈال دے۔ اول ہی سے اوس ہاتھی پر ایک خواجہ سرا کافور نامی بیٹھا ہوا تھا۔ اونے
آہستہ سے عرض کیا۔ کہ کہین یہ نمکحرام فوجدار حضور کو دشمنون مین نہ پھنسا وے۔ بہتر یہ ہے کہ اس موذی کا
سر اوڑا دیجیے۔ فدوی خود ہانکے گا۔" پادشاہ نے اوس کے کہنے پر عمل کیا۔ اور خواجہ سرا نے دریا
کے کنارے پادشاہ کو اوتار دیا۔ یہان پر مقدم بیگ نے اپنا گھوڑا پیشکش کیا۔ پادشاہ سوار
ہو کر آگرہ کے جانب چلا۔ اثنا رراہ مین مرزا عسکری اور مرزا ہندال بھی مل گئے۔ کچھہ بچی بچائی
فوج بھی ساتھہ ہوگئی۔ جب یہ سب آگرہ پہونچے تو بادشاہ نے مرزا ہندال کو کہلا کہ قلعہ کے اندر
سے اہل وعیال اور خزانہ وجواہر لے آئے۔ چنانچہ ہندال نے تعمیل کی۔ اس کے بعد بادشاہ ان
سب کو لیکر دہلی آیا۔ پھر وہان سے نکل کر سرہند ہوتا ہوا ماچھی واڑہ گیا۔ اتنے مین شیر شاہ تعاقب
کرتا ہوا دہلی آگیا۔ اور پادشاہ ماچھی واڑہ سے کوچ کر کے لاہور پہونچا۔ اور کامران کی فہمایش کی۔
اتفاق کے لئے باپ کی نصیحت و وصیت یاد دلائی۔ مگر کامران کی مفسدہ پرداز طبیعت کے
روبرو ہمایون کی ایک نہ چلی۔ بلکہ کامران نے اسی نا اتفاقی پر اکتفا نہ کی۔ اور قاضی عبداللہ
صدر کو شیر شاہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ تم وہان دہلی مین کیا کر رہے ہو آگے بڑھو۔ اور لاہور لو۔
حالانکہ شیر شاہ دہلی مین پس وپیش کرتا ٹھہرا ہوا تہا۔ اور لاہور پر حملہ کرنے کا بالکل ارادہ نہ تہا۔ مگر جب
اوس نے کامران کی طلبی اور بھائیون کے نا اتفاقی کی خبر پائی تو فوراً چل کھڑا ہوا۔ چنانچہ جب
شیر شاہ لاہور آیا تو کامران نے بغیر کسی مزاحمت کے لاہور حوالہ کر دیا۔ اب پادشاہ مجبوراً وہان سے
بھی جان بچا کر چناب کے طرف کوچ کیا۔ اور کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے مرزا حیدر کو ۵۰۰ آدمیون کے

همراہ اول روانہ کرکے خود بہی ادہر کا رخ کیا۔ جب پادشاہ ہزارہ مین پہونچا تو کامران نے
کابل جانیکی اجازت لی اور چلتا بنا۔ پادشاہ کے کشمیر کے جانب توجہ کرنیکے وجوہات یہ تہے کہ چند
امرائے کشمیر (جو والی کشمیر کے مخالف تہے) مرزا حیدر سے یہ کہا تہا کہ کسیطرح پادشاہ کو کشمیر لیجاکر
والی کشمیر کو خارج کیا جائے۔ مگر جب لاہور کے تباہی کی خبر ان امرائے کشمیر کو ہوئی تو انہون نے
اپنے سابقہ ارادہ کو فسخ کیا۔ اور کسی نے پادشاہ کی ہمراہی نہ کی یہ تو تاریخ رشیدی کا قول تہا لیکن
ابوالفضل نے یون لکہا ہے کہ جب بادشاہ کشمیر کے ارادے سے روانہ ہوا تو مرزا ہندال ویادگار
ناصر مرزا وقاسم حسین سلطان اصرار کرکے سندہ کے طرف لیگئے۔ اور خواجہ کلان بیگ (جو پادشاہ
کے ہمراہ ہونے کا قصد کیا تہا) سیالکوٹ سے مرزا کامران کے ہمراہ ہوگیا۔ اور جواہر واقعات
ہمایونی کا قول یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ حاکم بہرہ نے ہمایون اور کامران (دونون) کو بہرہ آنیکی
التجا کی تہی۔ جب ہمایون بہرہ آیا تو معلوم ہوا۔ کہ کامران نے پیش قدمی کرکے خواجہ کلان کے گہر آیا
اوراس کو اپنے ساتہ لیگیا۔ آخر ہمایون وہان سے بے نیل ومرام حسین تیمر سلطان حاکم خوشاب
سے ملا۔ اوران واقعات سے ایسا حیران ہوا۔ کہ کشمیر کا ارادہ ترک کرکے ہندال ویادگار کے
ساتہ بہکر کی مہم مین شریک ہونے کا ارادہ کرکے حاکم خوشاب کو بہی ساتہ لیا۔ اور ادہر حیدر مرزا
اپنی جوانمردانہ کوششون سے کشمیر کا فرمانروا ہوگیا۔ ادہر پادشاہ چناب وسندہ کے درمیانی
جنگل کوٹ طے کرکے گل بلوچ پہونچا۔ پہر یہان سے نکل کر اوچہ ہوتا ہوا بہکر کے سامنے قصبۂ لہری
مین خیمہ زن ہوا۔ اور مرزا شاہ حسین حاکم ٹہٹہ کو طلب کیا۔ لیکن وہ مدتون ٹالتا رہا۔ اب پادشاہ
مجبوراً قلعہ بہکر کا محاصرہ کرکے لشکر کو وہان چہوڑا۔ اور خود دار بیلا گیا۔ اور ناصر مرزا سے ملکر ہندال
کے پاس پاتر آیا۔ یہان ہندال کی مان دلدار بیگم نے پادشاہ کی دعوت کی۔ اور سب بیگمات کو
اس دعوت مین شریک کیا۔

ان مین ہندال کے اُستاد شیخ علی اکبر کی بیٹی حمیدہ[1] بیگم ۱۴ سالہ ناکتخدا بہی مہمان تہی۔ پادشاہ اوسکو دیکہتے ہی فریفتہ ہوا۔ اور ۹۴۷ھ مین اوس سے نکاح کرکے بہکر کو ساتہہ لیتا آیا۔ اور ناصر مرزا کو بہکر کا محاصرہ تفویض کرکے خود سیہوان کا محاصرہ کیا۔ ایک مدت ان محاصرون پر گذر گئی۔ مگر کوئی قلعہ بہی فتح نہ ہوا۔ اس عرصہ مین شاہ حسین نے یہ رہ بازی کی۔ کہ ناصر مرزا کو یہ پیام بہیجا کہ مین تجہکو اپنی بیٹی دیتا ہون۔ اور اپنا جانشین بناتا ہون" جس سے ناصر مرزا اوس کے دام مین آگیا۔ اور پادشاہ سے بگاڑ کرلی۔ جب پادشاہ نے دیکہا۔ کہ روزگار ناسازگار ہے تو قلعۂ سیہوان کا محاصرہ اوٹہالیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے دریائے سندہ کو بڑی مشکل و محنت سے عبور کیا۔ مگر اس نازک موقع پر ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ اکثر امرا و لشکری پادشاہ سے کنارہ کرکے ناصر مرزا سے جاملے۔ جس سے پادشاہ کو سخت مایوسی کا سامنا ہوا۔ آخر مالدیو حاکم جودہ پور کے پاس جانیکے ارادہ سے چلا۔ مگر جب جودہپور کی نواح مین پہونچا تو راجہ کی نیت ڈانواں ڈول پائی۔ اور یہہ ارادہ پایا گیا۔ کہ اگر موقع ملے تو پادشاہ کو گرفتار کرکے شیر خان کے حوالہ کردے۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ راجہ کے چند جاسوسون نے لشکر شاہی مین آکر بہت سے آدمیون کو قتل کیا۔ اور پادشاہ کے خاصہ کا گہوڑا بہی مارڈالا۔ چنانچہ اس واقعہ سے ایسا تفرقہ پڑا۔ کہ لوگ بہاگنے لگے۔ دو چار امرائے شاہی نے بہاگ کر مالدیو کے پاس پناہ لی۔ تردی بیگ بہی اس نازک وقت پر ایسا بیمروت ہوا۔ کہ پادشاہ کے طلب پر اپنا گہوڑا سواری کے لئے ندیا۔ ناچار پادشاہ اونٹ پر سوار ہوکر اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتہہ امرکوٹ کے جانب روانہ ہوا۔ اس اثنا مین ایک مصیبت تازہ یہ پیش آئی۔ کہ فوج مخالف کے پندرہ سو سوارون نے تعاقب کرکے پادشاہ پر حملہ کیا۔ اور

---

[1] اسی حمیدہ بیگم کے بطن سے آیندہ اکبر تولد ہوا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر سے صرف بائیس آدمیون نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر تقدیر کی یاوری سے شیخ علی بیگ نے جو پہلا تیر چلایا اوس سے مخالفون کا سردار ہلاک ہوا۔ سردار کا ہلاک ہونا تہا۔ کہ وہ تمام نامرد بھاگ گئے۔ پادشاہ نے دوگانۂ شکر ادا کیا۔ اور چلتا بنا۔ اور سیکڑون مصیبتین جھیلتا ہوا امرکوٹ پہونچا۔ وہان کا راجہ پادشاہ کے ساتھہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ اور رسد وغیرہ کا بھی بندوبست کردیا۔ چنانچہ ہمایون سات ہفتے امرکوٹ مین مقیم رہا۔

اسکے بعد پادشاہ حمیدہ بیگم (جو اسوقت حاملہ تہین) اور اہل وعیال کو امرکوٹ مین چھوڑکر بیگم کے بھائی خواجہ معظم کو گھر کا منتظم مقرر کیا۔ اور خود جون کے طرف روانہ ہوا۔ ۵ رجب ۹۴۹ھ م ۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو وضع حمل ہوا۔ بادشاہ امرکوٹ سے ۱۲ کوس دور ایک حوض پر مقیم تہا۔ کہ تردی بیگ نے یہ مژدہ سنایا۔ اوس وقت پادشاہ کے پاس بجز ایک نافۂ مشک کے کچھہ اور نہ تہا۔ اس لئے اوس کو توڑکر ایک ایک چٹکی امیرون مین تقسیم کردی۔ اور لڑکے کا نام جلال الدین محمد اکبر رکہا۔

ادہر ناصر مرزا کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ وہ شاہ حسین مرزا کے وعدہ پر بہکر مین پڑا ہوا تہا۔ جب پادشاہ روانہ ہوا تو شاہ حسین لشکر وعدہ سے پلٹ گیا۔ اور ناصر مرزا کو بہت خرابی کے ساتھہ اپنے حدود سے باہر کیا۔ ناصر مرزا تباہی کے عالم مین وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور مرزا کامران کے ساتھہ کابل گیا۔

جب ہمایون جون مین پہونچا تو جانی بیگ قزاق سے لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ اس وقت پادشاہ کے پاس پندرہ سولہ ہزار سوار کی جمعیت ہوگئی تہی۔ چند روز پادشاہ نے جون مین قیام کیا۔ اور امرکوٹ سے مریم مکانی اور شاہزادہ اکبر کو بلایا۔ اور اپنے نورچشم سے آنکھون کو تازگی بخشی۔ پھر یہان سے نکل کر شاہ حسین کے سر پر پہونچا۔ لیکن یہان ایک تازہ گل یہ کہلا کہ خواجہ غازی نے امرکوٹ کے راناسے ایسی نامناسب گفتگو کی

کہ وہ ناراض ہوکر معہ لشکر بادشاہ کے پاس سے چلاگیا۔ اب بادشاہ کے پاس وہی اوس کے قدیمی خیرخواہ باقی رہ گئے۔ اس عرصہ مین ۷ محرم سنہ ۹۵۰ھ کو بیرام[۵] خان حدود گجرات سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو بیرام خان کے آنے سے بہت خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شاہ حسین سے دو چار مقابلے ہوے۔ آخر صلح پر تصفیہ ہوگیا۔ اور بادشاہ وہان سے کوچ کرکے ۷ ربیع الاول سنہ ۹۵۰ھ م ۱۰ر جولائی سنہ ۱۵۴۳ء کو دریا عبور کیا۔ اور ڈہائی برس تک ملک سندہ اور اوس کی نواح مین ٹہرارہا۔ جب بادشاہ کو بالکل مایوسی ہوئی۔ کہ وہ ملک سندہ سے لشکر جمع کرکے دوبارہ ہندوستان مین نہین جاسکتا تو وہان سے قندہار چلتا بنا۔

اب کامران کی سنئے کہ اوس نے پنجاب کو شیرشاہ کے حوالہ کرکے خوشاب گیا۔ پہر وہانسے کابل آیا۔

---

۵ بیرام خان ترک تہا۔ بدخشان مین پیدا ہوا۔ بلخ مین تعلیم پائی۔ سولہ برس کی عمر مین ہمایون کی سپاہ مین داخل ہوا۔ قنوج کی لڑائی مین شریک تہا۔ جب شکست ہوئی تو سنبہل کیطرف راجہ متر سین کے پاس چلا گیا۔ مدتون اوس کے پاس رہا۔ جب شیرشاہ کو خبر ہوئی تو راجہ سے طلب کیا۔ راجہ نے مجبور ہوکر بہیجدیا۔ چنانچہ مالوہ کی راہ مین شیرخان کی خدمت مین پیش ہوا۔ شیرشاہ نے کمال خاطرداری اور تعظیم کی۔ اور باتون باتون مین یہ بہی کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نمی کند"۔ بیرام خان نے اوسکی تصدیق کی اور کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد"۔ اسکے بعد برہان پور کے پاس سے یہ اور ابوالقاسم حاکم گوالیار شیرشاہ کی لشکر سے گجرات کیطرف فرار ہوے راہ مین شیرشاہ کی ایلچی سے دوچار ہوے۔ اوس نے ابوالقاسم کو جو جسم و صورت مین نمود رکہتا تہا۔ بیرام خان سمجہکر پکڑ لیا۔ ہرچند بیرام خان نے جوانمردی سے کہا کہ مین بیرام خان ہون۔ اوہر ابوالقاسم کی بہادری دیکہئے وہ کہتا تہا کہ مین بیرام خان ہون یہ میرا غلام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابوالقاسم کو ایلچی نے اپنے ساتہ لیگیا۔ اور بیرام خانکو چہوڑدیا۔ جب ابوالقاسم شیرشاہ کے پاس پیش ہوا تو اوسکو قتل کر ڈالا۔ اور بیرام خان گجرات گیا۔ اور سلطان محمود کے پاس چند روز رہا۔ پہر وہان سے سفر حجاز کیلئے رخصت لیکر بندر سورت آیا۔ یہان سے مار واڑ گیا۔ وہانسے اپنے بادشاہ کی خدمت مین جو ن آپہونچا۔ ۱۲ مولف۔

اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ مرزا عسکری (جو اوس کے ساتھہ تہا) کو غزنین اور اوس کی حدود کی حکمرانی حوالہ کی۔ جب بادشاہ قندہار کے متصل پہونچا تو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ اسلئے قندہار مین داخل ہونا مناسب نہ سمجہا۔ اور مستنگ کے طرف باگ موڑی۔ ادہر کامران برادر نامہربان نے بادشاہ کی گرفتاری کے لئے عسکری کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کو اس کی خبر ہوگئی۔ اوس نے اکبر کو (جسکی عمر اوسوقت یکسالہ تہی) نوکرون کی حفاظت مین چہوڑا۔ اور حمیدہ بیگم کو گہوڑے پر بٹہا کر صرف چالیس آدمیون کے ساتہہ آگے چل نکلا۔ باقی سب کو معہ خیمون اور پرتل کے یہین چہوڑ دیا

جب عسکری وہان پہونچا تو معلوم ہوا۔ کہ ہمایون تو آگے روانہ ہوگیا۔ البتہ اوسکا بیٹا اکبر معہ چند ملازمون کے یہان موجود ہے۔ عسکری نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اکثر آدمیونکو شکنجہ مین کہینچا۔ پہر وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور اکبر کو اپنی بیوی سلطانی بیگم کے حوالہ کیا۔

ادہر ہمایون گرم سیر (جسکا تعلق قندہار سے ہے) پہونچا۔ یہانسے سیستان (جو شاہ ایران کا علاقہ ہے) بہت قریب تہا۔ بادشاہ نے ایک محبت نامہ (جسمین بہائیونکی دشمنی اور امرا کی بیوفائی کے حالات درج تہے) شہنشاہ ایران کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ شعر نامہ کے عنوان پر لکہا ؎ کہ گذشت برما انچہ گذشت ولے چہ بدریا چہ بکہسار وچہ دشت۔ مگر آپ جواب آنے تک گرم سیر مین ٹہر نہ سکا۔ ناچار سیستان مین داخل ہوگیا۔ کیونکہ عبدالحی کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ کامرانے بادشاہ کی گرفتاری کیلئے ایک لشکر قندہار سے روانہ کیا ہے۔ الغرض جب ہمایون شاہ ایران کی عملداری مین ایک جہیل کے کنارہ پر مقیم ہوا تو احمد سلطان حاکم سیستان نے لوازم مہانداری اچہی طرح بجالایا۔

اب ہم ہمایون کے حال کو اسی مقام پر چہوڑتے ہین۔ اور ناظرین کو شیر شاہ کے واقعات سے معرفی کراتے ہین پہر اوسکے بعد ہمایون کا ایران مین رہنا۔ ہندوستان کا دوبارہ فتح کرنا۔ تحریر کرینگے۔

خاندان حکمرانان افغانان

فرید خان شیر شاہ سوری بن حسن خان

جب ہمایون لاہور سے چلتا ہوا تو شیر شاہ خوشاب آیا۔ اور خواص خان کو ہمایون کے

ك افغان سوری کے خاندان کی وجہ تسمیہ بیان کیجاتی ہے کہ سلاطین غور کا ایک شہزادہ سور نامی ملک روہ مین چلا آیا تھا۔ گو پٹھانون کی عادت غیر کف مین لڑکی دینے کی نہین ہے۔ مگر بلحاظ شہزادہ کی علو نسبی کے افغانون نے اوسے لڑکی دی جب اولاد ہوئی۔ وہ افغان سور کہلانے لگے۔

کہتے ہین کہ سلطان بہلول لودہی کے عہد مین شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان سور قصبۂ شرغری۔ (جو کوہ سلیمان کا قطعہ ہے) سے دہلی آیا۔ اور مہابت خان سور داؤد شاہو خیل (جو ہریانہ اور بہکل کا جاگیردار تھا۔) کا نوکر ہوا پہر وہان سے نکل کر حصار فیروزہ مین سارنگ خان کا ملازم ہوا۔ اور ابراہیم کا بیٹا حسن خان (جو شیر شاہ کا باپ تہا۔) مسند عالی خان اعظم عمر خان سروانی کلکاپوری کا نوکر تہا۔ جب تاتار خان کا انتقال ہوا تو سلطان بہلول نے لاہور کی حکومت عمر خان کو دی۔ اور عمر خان نے کئی گانون حسن خان کو جاگیر مین دئے۔

تعاقب مین روانہ کیا۔ اور آپ گکھرون کی سرکوبی کے لئے کابل وہندوستان کی حد پر ایک قلعہ رہتاس نام مستحکم تعمیر کرایا۔ اور خضر خان حاکم بنگال کو سلطان محمود شاہ بنگال کی دختر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) ابو الفضل کا قول ہے کہ شیر شاہ کا دادا ابراہیم گھوڑون کی سوداگری کرتا تہا۔ اور اوسکا بیٹا حسن خان سپاہیون مین نوکر تھا۔ مدت تک دادا رے مل کی نوکری کی۔ اس کے بعد نصیر خان لوحانی کا ملازم ہوا۔ جب نصیر خان مرگیا تو اوس کے بہائی دولت خان کے پاس نوکر رہا۔ اور چند روز کے بعد اپنے بیٹے فرید خان (شیر شاہ) کو مسند عالی کے پاس لیجا کر ملازمت کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ فرید اوسوقت بہت خورد سال تہا۔ تاہم حسن کی سفارش پر مسند عالی نے ایک گانون ملہو نامی اوس کو دیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اور حسن خان کو مسند عالی کی سفارش پر جمال خان نے اوس کے باپ ابراہیم کی جاگیر عطا کی۔ اور اس کے علاوہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور ٹانڈہ۔ حسن خان کو جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیردار مقرر کیا۔ حسن کو آٹھ بیٹے تھے۔ فرید خان۔ نظام خان۔ پٹھانی کے بطن سے تہے۔ علی خان۔ یوسف خان خرم خان۔ شادی خان۔ سلیمان خان۔ احمد خان۔ دوسرے منکوحہ اور حرم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حسن نے تمام بیٹون کو اپنے جاگیرات کا انتظام تفویض کیا تہا۔ چنانچہ فرید کے ذمہ بہی گانون آئے۔ چونکہ فرید لائق اور ہوشیار تھا۔ اس لئے اپنے مفوضہ دیہات کا انتظام نہایت عمدگی سے رکہا۔ لیکن ایک مدت کے بعد علاتی مان کی نیش زنی سے حسن نے وہ پرگنات فرید سے لے لئے۔ اور فرید برداشتہ خاطر ہوکر آگرہ آیا۔ اس کے چند روز بعد حسن کا انتقال ہوا تو دولت خان کی سفارش پر ابراہیم شاہ لودہی نے وہ دو پرگنے فرید کے نام کردیے۔

جب ۹۳۲ھ مین بابر نے ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور سلطان ابراہیم شہید ہوا۔ اور ہندوستان بابر کے ہاتھ آیا تو اکثر نواح مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ چنانچہ بہار خان نے بہار مین اپنا سکہ و خطبہ چلایا۔ اور سلطان محمد

سے نکاح کرنے کے جرم مین معزول کرکے قاضی فضیلت کو بنگال کی حکومت تفویض کی۔ پہر وہان سے
آگرہ آیا۔ چند روز قیام کرکے امرا منڈو کی تنبیہ کے لئے کوچ کیا۔ جب گوالیار آیا تو ابو القاسم نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) لقب اختیار کیا۔ اس موقع پر فرید خان نے چالاکی کرکے بہار خان کے پاس حاضر ہوا۔
اور چند ہی روز مین اپنے حسن خدمات سے اوسکو نہایت خوش کیا۔ ایک روز بہار خان شکار کہیل رہا تہا۔ اور
فرید بہی ساتہہ تہا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا۔ جسکو فرید نے تلوار سے مارلیا۔ بہار خان نے اوس کی جرأت
پر تحسین و آفرین کی۔ اور شیر خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کا نائب مقرر کیا۔ مگر چند روز کے بعد
محمد خان حاکم چونڈہ کی (جو شیر خان کے بہائی سلیمان کا ہواخواہ ہوگیا تہا) افترا پردازی اور لشکر کشی سے وہ دونون
قصبات شیر خان کے قبضہ سے جاتے رہے۔ اور شیر خان مجبوری کی حالت مین اپنے بہائی نظام خان کو لیکر
سلطان جنید برلاس کے پاس پٹنہ چلا گیا۔ جنید برلاس نے شیر خان کو لشکر سے کمک دی۔ اور وہ گئے ہوئے
قصبات پہر شیر خان کے ہاتہہ آگئے۔ بلکہ اکثر خالصہ کے دیہات پر بہی اس نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد شیر خان
جنید برلاس کے ذریعہ بابر شاہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اور پہر وہان سے
نکل کر اپنے جاگیرات مین آگیا۔ چند روز اپنے جاگیرات کا انتظام کرکے پہر سلطان محمد حاکم بہار کے پاس گیا۔
اور سلطان نے حسب سابق اپنے بیٹے جلال خان کی تربیت اوسکے سپرد کی۔ اس اثنا مین سلطان محمد کا
انتقال ہوگیا۔ اور جلال خان کی ماں دودو نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی۔ اور شیر خان کو اوسی خدمت پر
برقرار رکہا۔ جب اس دودو کا بہی انتقال ہوگیا تو جلال خان کی کمسنی سے تمام ملک بہار کا انتظام و اہتمام شیر خان
کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمود حاکم گور و بنگالہ نے بہار پر حملہ کیا۔ اور شیر خان نے مقابلہ کرکے شکست
دی اور بہت سامال و خزانہ اس لڑائی مین شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ جس کے باعث وہ بہت دولت مند ہوگیا۔
اب شیر خان اور لوحانیون مین مخالفت بڑہنے لگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جلال خان نے شیر خان کو رخصت

قلعہ گوالیار حوالہ کر دیا۔ راجہ پرتاب پسر بہوپت شاہ حاکم چندیری۔ ورائے سین۔ اور ملوخان (جس نے اپنا خطاب قادرشاہ رکہا تہا۔) حاکم قلعہ منڈو۔ اجین۔ سارنگ پور۔ قلعہ رنتنبہور وغیرہ نے بہی اطاعت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۹) کیا۔ اور آپ بہار کو چہوڑ کر سلطان محمود حاکم بنگال کے پاس چلا گیا۔ ادہر شیر خان اپنی جاگیرات مین جا کر نئی سپاہ بہرتی کیا۔ اور وہان سے نکل کر بہار کو پس پشت رکہا۔ اور بنگال پر حملہ کیا۔ شاہ بنگال نے ابراہیم قطب شاہ کو مقابلہ کے لئے بہیجا۔ مگر شیر خان نے اوسکو شکست دی۔ اور خزانہ وہاتہی و توپ خانہ یہ سب شیر خان کے ہاتہہ لگے۔ اور وہ تمام ملک بہار کا مالک ہو گیا۔ اس اثنا مین تاج خان سارنگ خانی حاکم چنار (جو اپنی چاہتی بی بی لاڈ بیگم کے باعث اپنے بیٹون پر ظلم وستم کرتا تہا) کو اوس کے بیٹے نے مار ڈالا۔ اور اوس کی بیگم لاڈ ملکہ نے شیر خان سے نکاح کر کے قلعہ چنار اوس کے حوالہ کر دیا۔ اور نکاح کے روز بیگم نے ۱۵۰ عدد جواہر بیش بہا اور سات من موتی اور ۱۵۰ من سونا اور بہت سے اشیا شیر خان کے نذر کی۔ اور تاج خان کی اولاد دربدر ہو گئی۔ اس کے بعد نصیر خان کی بیوی گہر گشائین کے مرنے سے ۶۰ من یا ۶۰۰ من سونا شیر خان کے ہاتہہ لگا۔ غرض شیر خان اب صاحب قلعہ وخزانہ ہو گیا۔

ادہر سلطان محمود پسر سلطان سکندر کو مسند عالی اعظم خان۔ ہمایون ثانی۔ مسند عالی عیسیٰ خان۔ میان بایزید فرملی وغیرہ امرائے پٹنہ مین بادشاہ بنایا۔ اور بہار آ کر شیر خان کو بہی ہمراہ لیا۔ اور لکہنؤ کڑہ مانک پور پر بہی قبضہ کر لیا۔ جب ہمایون کو یہ خبر لگی تو وہ بہی لڑائی کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ لکہنؤ کے قریب ان دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ چونکہ شیر خان کو سلطان محمود کے ہمراہ ہو کر ہمایون سے لڑنا منظور نہ تہا۔ اسلئے وہ لڑائی چہڑتے ہی چلتا بنا جس سے سلطان محمود کے لشکر کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور ہمایون کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر امرا اس جنگ مین مارے گئے اور سلطان محمود ملک پٹنہ مین ایسا گوشہ نشین ہوا۔ کہ پہر دوبارہ بادشاہی کا نام نہ لیا۔ چنانچہ سنہ ۹۴۹ھ مین انتقال کیا۔ جب سلطان محمود پر ہمایون غالب ہوا تو شیر خان سے قلعہ چنار لینا چاہا۔ اور شیر خان اپنے بیٹے جلال خان وغیرہ کو

قبول کی۔ مگر دو چار روز کے بعد ملو خان بھاگ گیا۔ اور شیر شاہ کے حکم سے ہیبت خان نے اوس کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد شیر شاہ نے دریا خان گجراتی کو قلعہ اجین اور عالم خان کو سارنگ پور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۰) چنار مین چھوڑ کر خود معہ اہل و عیال کوہستان بہارکنڈہ مین چلا گیا۔ ہمایون نے ہر چند چنار کے لینے مین کوشش کی۔ مگر کچھ بن نہ پڑی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ بہادر شاہ والی گجرات نے منڈو پر قبضہ کر کے دہلی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس خبر سے بادشاہ متوحش ہوا۔ اور شیر خان اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور بادشاہ سے اس شرط پر صلح چاہی۔ کہ "چنار مجھے عنایت ہو۔ اور میرا بیٹا قطب خان بادشاہ کی خدمت مین جانفشانی کے لئے حاضر رہے گا" چونکہ یہ موقع ہی ایسا تھا۔ کہ ہمایون نے اس شرط کو منظور کر لی۔ اور محاصرہ اوٹھا کر آگرہ روانہ ہوا اب شیر خان کو فرصت ملی۔ اور اکثر افغانون کو تلاش کر کے اس نے نوکر رکھنا شروع کیا۔ اور اپنا خطاب حضرت اعلی رکھا۔ انھین ایام مین بی بی فتح ملکہ (جو میان محمد کالا پہاڑ خواہر زادہ سلطان بہلول کی بیٹی تھی) کا خزانہ بھی حکمت عملی سے شیر شاہ نے حاصل کیا۔ کہتے ہین کہ فتح ملکہ کے پاس ۶۰۰ من سونا اور بیش قیمت جواہر وغیرہ تھے یہ سب شیر خان کے ہاتھ آئے۔ جس سے شیر خان نے اپنے لشکر کو خوب آراستہ کیا۔ اور سلطان محمود حاکم بنگالہ کو چڑھائی کر کے گرد و نواح کا سارا ملک لے لیا۔ اور ہمایون بہار و بنگال کے لینے کے لئے کوچ کیا۔ جب چنار آیا تو شیر خان نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ بھرکنڈہ سے نکال کر قلعہ رہتاس لیگیا۔ اور راجہ کشن حاکم رہتاس کو ایسا فریب چلا کہ وہ بیچارہ اپنے ہاتھون سے قلعہ حوالہ کر کے بھاگا۔ اور ہمایون چنار کو فتح کر کے بنارس آیا۔ اس اثنا مین شیر خان کے سپہ سالار خواص خان نے گور کو فتح کیا۔ اور وہان کے بیشمار خزانون پر قبضہ کر لیا۔ اب ہمایون نے ایک وکیل شیر خان کے پاس بھیجا کہ بہار حوالہ کر دے۔ شیر خان نے جواب دیا کہ مین بہار اوس صورت مین دونگا۔ کہ بنگال کی (جسکو شیر خان نے فتح کیا ہے) حکومت پادشاہ مجھے عطا کرے۔ پادشاہ اس بات پر راضی ہو گیا تھا۔ مگر سلطان محمود شاہ بنگالہ کے وکیل نے کہا۔ کہ شیر خان نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے۔ اور تمام ملک کو لے لیا ہے۔

عطا کی کے خود تنبہور کے راستہ سے آگرہ آیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو فتح خان قزاق کی سرکوبی اور ملتان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ہیبت خان نے فتح خان دہند و بلوچ اور بخشو لنگاہ تینونکو مقید کیا اور ملتان پر قبضہ کرکے شیر شاہ کو اطلاع دی۔ شیر شاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین ہیبت خان کو مسند عالی اور اعظم ہمایون کا خطاب عطا کیا۔ اور ملتان مین ایک شہر آباد کرکے شیر گڈہ نام رکہا۔ اسکے بعد شیر شاہ نے قلعہ رائے سین[۱] کو فتح کرکے پورن مل کی جان بخشی کی۔ لیکن چندیری کے معزز خاندان کی عورتون نے سر راہ شیر شاہ کو کہڑا کرکے کہا۔ کہ اس پورن مل کافر نے ہمارے خاوندون کا گلا کاٹا۔ اور ہم کو لونڈی بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیون کو پاتر بنا کر نچوایا۔ تمام مال و اسباب چہین لیا۔ اور تو حاکم دیندار ہوکر اوس کا عوض نہین لیتا ہے۔ کل کے روز خدا کو کیا منہ دکہائے گا۔ قیامت کے دن تیرا دامن اور ہمارا ہاتہ ہوگا۔ اس واقعہ کے سننے سے شیر شاہ کو بیحد رقت ہوئی۔ اور قول شکنی سے متردد ہوا۔ مگر علماء اسلام کی اجازت سے پورن مل اور اوسکے عیال و اطفال وغیرہ کو اوسیوقت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۱) لے لیا ہے۔ اگر بادشاہ امداد کرے تو ہم تابعداری کے لئے حاضر ہین۔ بادشاہ نے پہلے ارادہ کو ملتوی کرکے حاکم بنگال کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ اور خانخانان یوسف خیل کو شیر خان کی سرکوبی کے لئے بہار کو بہیجا۔ جب شیر خان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کو لشکر کثیر کیساتہ گوڑ مین چہوڑ کر خود تمام خزانون کو رہتاس لے آیا۔ جب ہمایون بنگال کے نواح مین پہونچا تو جلال خان سے مقابلہ ہوا۔ اور لشکر شاہی نے شکست پائی۔ باقی حالات اسکے قبل ہمایون کے تذکرہ مین بیان ہوچکے ہین۔ ناظرین تتمہ ملاحظہ کرین۔ ۱۲ مولف۔

[۱] قلعہ رائے سین کا راجہ پورن مل بڑا ظالم اور مسلمانون سے سخت عداوت رکہتا تہا۔ چنانچہ اس ظالم نے چندیری کے اکثر معزز مسلمانون کے بیویون اور لڑکیون کو پاتر بنا کے گلی گلی نچوا تا تہا۔ اور اون کے خاوندون کو طرح طرح کے عذاب دیکر مارا تہا۔ ۱۲ مولف۔

فی النار والسقر کیا۔

۹۵۰ھ ۱۵۴۴ء کو شیر شاہ نے مال دیو راجہ مارواڑ پر چڑہائی کی۔ اور اوس کو شکست دیکر کل ملک ناگور اجمیر۔ قلعہ جودہپور۔ اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض وتصرف مین لایا۔ مگر راجہ بھاگ گیا۔ پہر یہان سے نکل کر چتوڑ کے راجہ کو مطیع کیا۔ اس کے بعد کالنجر کا محاصرہ کیا۔ لیکن تسخیر قلعہ مین بعض ورت تاخیر ہورہی تھی۔ اس کا سبب مورخون نے یہ لکھا ہے۔ کہ کالنجر کے راجہ کے پاس ایک پاتر نہایت حسین وجمیل تھی۔ شیر شاہ کو اوس کے زندہ گرفتار کرنے کا بہت خیال تہا۔ اور حملہ کرنہین اوس کو یہ شک ہوتا تہا۔ کہ کہین راجہ اوس کو جلا نہ دیوے۔ الغرض ۸ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء روز جمعہ کو گیارہ بجے دن کے شیر شاہ نے دریا خان کو حقہ ہائے آتشین کے لانیکے لئے حکم دیا۔ جب وہ آئے تو شیر شاہ مورچہ سے اُتر کر وہان آیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر حقہ ہائے آتشین چلنے لگے۔ اتنے مین ایک حقہ قلعہ کی دیوار کو لگ کر الٹا آیا۔ اور جو حقے کہ دہرے ہوے تھے۔ اوس مین گرا۔ جس سے یکایک تمام حقون مین آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوے۔ اور شیر شاہ بہی نیم سوختہ نکلا۔ مگر اس مردہ حالت مین بہی اوس نے امرا کو تاکید کی کہ قلعہ فتح کرو۔ چنانچہ تمام فوج نے چارون طرف سے قلعہ کو حملہ کرکے مغرب تک فتح کرلیا۔ جب شیر شاہ کو خبر پہونچی تو اوس کے چہرہ پر بشاشت کے آثار ہوید ا ہوے۔ آخر ۱۰ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء کو شیر شاہ نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ اور پندرہ سال امارت اور پانچ سال سلطنت کی سہسرام مین مدفن بنا۔ گو شیر شاہ کی عمر کا بہت بڑا حصہ لڑائیون مین صرف ہوا۔ مگر اس حال مین بہی انتظام ملکی رفاہ عام کے کامون مین مصروف رہا۔ ابو الفضل کا یہ الزام۔ کہ اوس نے سلطان علاء الدین کے قوانین کو تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کرکے خلق کو دکھلایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ خود ابو الفضل نے اکثر قوانین شیر شاہی کو بدلکر آئین اکبری بنایا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ شیر شاہ کو قوانین کی ایجاد کا خداداد استعداد تہا۔ چنانچہ بہت سے

قوانین کا وہ موجد ہوا۔ مسلمان بادشاہون مین کوئی انتظام ملکی کی لیاقت اوس کے برابر نہین رکھتا تھا۔

خاندان تیموریہ کے اکثر مورخ شیرشاہ کو غاصب بتلاتے ہین۔ مگر یہ اونکی غلطی ہے۔ کیونکہ شیرشاہ قوم کا افغان خاص ہندوستان مین پیدا ہوا تھا۔ اور ہندوستان کی سلطنت افغانون مین چلی آتی تھی اسلئے وہ ہر طرح سلطنت کا مستحق تھا۔

گھوڑون کے داغ کا قانون اسی بادشاہ کی ایجاد ہے۔ اور عدل و انصاف مین تو یکتائے روزگار تھا۔ ظلم و زیادتی کو ہرگز جایز نہ رکھا۔ ہمیشہ نماز و روزہ مین گذارا۔ فسق و فجور مین کبھی مبتلا نہوا۔

سلیم شاہ بن شیرشاہ سور

شیرخان کا بڑا بیٹا عادل خان ولیعہد اور عیش پرست و بدمزاج تھا۔ اور چھوٹا بیٹا جلال خان (جسکو بعض مورخ عبدالجلیل بھی لکھتے ہین) بڑا عاقل اور تجربہ کار تھا۔ لیکن شیرشاہ کے پاس اسوقت یہ دونون بھی موجود نہ تھے۔ چنانچہ عادل رنتنبھور اور جلال الدین ریوان مین مقیم تھا۔ امرانے اس خیال سے کہ عادل دور ہے۔ اور حاکم کا ہونا ضرور ہے۔ اس لئے جلال کو جو نزدیک تھا بلالیا۔ اور قلعۂ کالنجر کے نیچے ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۲۵ مئی ۱۵۴۵ء کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلیم شاہ خطاب رکھا۔ اور کالنجر کے راجہ کو معہ ستر آدمیون کے (جو قید تھا) قتل کیا۔ پھر وہان سے آگرہ آیا۔ اور تخت نشینی کا جشن بڑی دہوم دھام سے کیا گیا۔ اس کے بعد اپنے بھائی عادل خان کو (جو باپ کے زمانہ مین ولیعہد اور عمر مین بھی بڑا تھا) لکھا کہ مین نے یہ تخت نشینی تمہارے آنے تک اختیار کی ہے۔ کیونکہ لشکر کی محافظت ضرور تھی۔ جب آپ ادہر آئینگے تو مجھے فرمانبردار و اطاعت گذار جانئے۔ اور جلد تشریف لاکر مجھے اس بار سے سبکدوش کیجئے۔ مگر یہ سب باتین بناوٹ کی تھین۔ دل مین تو کچھ اور ہی خیال

سمایا ہوا تہا۔ چنانچہ جب عادل خان آیا تو اوسکی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ عادل خان کو بہی خبر ہو گئی
آخر اوس نے اپنی خوشی سے تخت تفویض کر کے آپ اپنی جاگیر بیانہ کو چلا گیا۔ لیکن سلیم شاہ کو تو عادل
کا کھٹک رہا تہا۔ چندروز کے بعد شاہ غازی محلی کو (جو اوسکا محرم راز تہا) سونیکی زنجیرین دیکر عادل خان
کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ جب عادل کو یہ خبر لگی تو وہ خواص خان کے پاس میوات چلا گیا۔
خواص خان نے سلیم شاہ کی بدعہدی پر بہت افسوس کیا۔ اور غازی محلی کو طلب کر کے وہی بیڑیان
اوس کے پاؤن مین ڈالین۔ اور علم مخالفت بلند کر کے لشکر جرار کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ اس
نقص عہد کی وجہ سے اکثر امرا سلیم شاہ سے ناراض ہو گئے تہے۔ وہ بہی اس موقع پر خواص خان
کے طرفدار بنگئے۔ جب طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی تو سلیم شاہ کو فتح ہوئی۔ اور عادل خان
پٹنہ کے پہاڑون مین بہاگ گیا۔ پہر اوسکا کچہہ پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان اوٹھا لیگیا۔
اب خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کو بہاگے۔ مگر سلیم شاہ اونکا تعاقب کر کے تباہ
کیا۔ اور جن جن امراؤن نے خواص خان کی طرفداری کی تہی۔ اونکو ٹہکانے لگایا۔ جب ان
امور سے سلیم شاہ کو فرصت ملی تو زوردار اور طاقتور امرا کے توڑنیکی فکر مین لگا۔ چنانچہ شجاعت خان
حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون حاکم پنجاب (جو سب مین زیادہ صاحب قدرت و دولت و لشکر تہے)
کو بلا بہیجا۔ شجاعت خان تو آگیا۔ مگر اعظم ہمایون نے عذر کر کے اپنے بہائی سعید خان کو بہیجا۔
پادشاہ کو تو ان دونون کا ایک ساتہہ گرفتار کرنا مقصود تہا۔ اس لئے شجاعت خان کو مالوہ
واپس بہیجدیا۔ اور سعید خان بہی موقع پاکر بہاگ گیا۔ پادشاہ نے ہمایون اعظم کی سرکوبی کے
لئے پنجاب کا رخ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو پادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اعظم ہمایون بہاگ گیا۔
خواص خان جو کوہ سوالک مین مارا مارا پہرتا تہا۔ اوسکو تاج خان حاکم سنبہل نے فریب سے
قتل کیا۔ اسکے بعد پادشاہ نے شجاعت خان حاکم مالوہ پر یورش کر کے مالوہ لے لیا۔ اور وہ

بانسواڑہ چلا گیا۔ مگر چند روز کے بعد دولت خان اجیالا[1] (جو شجاعت خان کا متبنے اور پادشاہ کا منظور نظر تھا) کی سفارش پر بادشاہ نے شجاعت خان کا قصور معاف کر کے سارنگ پور و رائے سین کی حکومت تفویض کی۔ اوہر اعظم ہمایون نے پہر لشکر تازہ جمع کر کے سرکشی شروع کی۔ اور بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس دفعہ بہی اعظم ہمایون کو شکست ہوئی۔ اور وہ سب بہاگ کر گہکرون کی پناہ مین کشمیر کے اطراف پہاڑون مین پھیلے۔ اب بادشاہ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ چنانچہ گہکرون اور افغانون کے درمیان خوب لڑائیان ہوئین۔ سارنگ سلطان (جو گہکرون کا نامور سردار تہا) اور اوسکا بیٹا کمال خان گرفتار ہوئے بادشاہ نے سارنگ کی تو کہال کہچوائی۔ اور کمال کو قید کر کے گوالیار بہیدیا۔ اس کے بعد پادشاہ نے یہان پانچ قلعے۔ شیر گڈہ۔ اسلام گڈہ۔ اسیر گڈہ۔ فیروز گڈہ۔ مانگڈہ تعمیر کرائے۔

اعظم ہمایون جو کشمیر کے نواح مین پناہ گزین تہا۔ اوس کو کشمیریون نے قتل کر ڈالا۔ اور اوس کے بھائی سعید خان کو بہی زندہ نہ چہوڑا۔ اس اثنا مین مرزا کامران (جو ہمایون سے لڑکر کابل سے بہاگا تہا) سلیم شاہ کے پاس آیا۔ اور کابل کے لینے کے لئے امداد چاہی۔ سلیم شاہ نے ہیمو بقال کو اوس کے استقبال کیلئے بہیجا۔ جس سے کامران کو ملال ہوا۔ جب دربار مین آیا تو نقیب نے گردن پکڑ کر پیش کیا۔ اور پکار کر کہا کہ "پادشاہ نظر۔ کامران مقدم زادۂ کابل دعا میکند"۔ اور سلیم شاہ نے صرف تکبر سے خوش آمدی کہا۔ یہ سب کارروائی کامران کے لئے سخت بے عزتی کا باعث ہوئی۔ مگر کامران مجبور تھا۔ کرتا تو کیا کرتا۔ اسیطرح یہ ہوا کہ جب وہ دربار مین آتا تو افغان اوسے مورد (مرغ آیا) کہتے تھے۔ آخر کامران ایک روز زنانی لباس پہنکر بہاگ گیا۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ

---

[1] اجیالا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رات کو پادشاہ اور اوس کے محلون کے درمیان سڑک پر مشعلین جلتی رہتی تہین۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون نے کابل کو فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے۔ اوسدن سلیم شاہ گلے مین جوکین لگائے بیٹھا تھا۔ جب یہ خبر سنی تو جوکون کو گلے سے پھینک کر لشکر جرار کے ساتھ لاہو پہونچا چونکہ ہمایون کسی ضرورت کے سبب سے اٹک عبور کیا تہا۔ مگر جیسا آیا۔ ویسے ہی الٹا چلا گیا۔ جب سلیم نے ہمایون کو واپس جاتے دیکھا تو خود بہی واپس چلا آیا۔

اب ہم ناظرین کی واقفیت کیلئے اون واقعات کو بیان کرتے ہین۔ جو ہمایون کو ایران مین پیش آئے۔ چنانچہ اس کے قبل ہم نے ہمایون کو سیستان مین چہوڑا تہا۔ اب پہر وہین سے اوسکے حالات کو تحریر کرتے ہین۔

واقعات شہنشاہ ہمایون

جب ہمایون کا رقعہ شاہ طہماسپ[1] صفوی کو پہونچا تو نہایت مسرت ظاہر کی۔ نقارۂ شادمانی بجوایا اور جواب مین تحف و ہدایا ارسال کیا۔ نامہ کے عنوان پر یہ شعر لکہا ہے۔

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

چنانچہ شاہ ایران کا نامہ پہونچتے ہی ہمایون سیستان سے روانہ ہوا۔ راستہ مین ساتہ ساتہ خاطر داریان ہوتی رہین۔ اعزاز و اکرام مین بہت کچہہ اہتمام کیا گیا۔ پہلے ہمایون ہرات پہونچا وہان سے جام آیا۔ اور حضرت زندہ پیل احمد جام قدس سرہ العزیز کی مرقد پر فاتحہ پڑہ کے پہر مشہد مقدس کی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ اور ایک بڑی کمان آستانہ کے دروازے پر بطور نذر کے چڑہائی۔ اور دامغان و بسطام ہوتا ہوا حوالی رے مین پہونچا۔ یہان شاہ ایران کا خط آیا کہ

[1] مورخ لکھتے ہین کہ اسوقت شاہ طہماسپ صفوی کی عمر ۲۰ سالہ تہی۔ مگر نہایت عقیل و شجاع تہا۔ ۱۲ مولف۔

مین قزوین آگیا ہون۔ اب ہمایون بہی آگے بڑہا۔ اتنے مین شاہ ایران قزوین سے نکل کر سلطانیہ اور ابہر کے درمیان ایک مقام پر فروکش ہوا۔ اور ہمایون بہی قزوین ہوتا ہوا یہان پہونچا۔ آخر جمادی الاول ۹۵۱ھ کو دونون بادشاہون کی ملاقات ہوئی۔ چند روز خوب مہمانداریان ہوئین اسکے بعد طہماسپ نے ہمایون کو شیعہ مذہب اختیار کرنیکے لئے مجبور کیا۔ اور بہت کچہہ زور ڈالا۔ چنانچہ قاضی القضاۃ ایران نے شاہ طہماسپ کے تین سوال ہمایون کے سامنے پیش کئے جنکا صحیح حال کسیکو معلوم نہین۔ مگر مورخ اپنے اپنے قیاس پر یہ لکہتے ہین کہ شاید ان سوالات کا مطلب یہہ ہوگا۔ کہ اول وہ شیعہ مذہب اختیار کرے۔ دوسرا ہندوستان مین بہی اشاعت کرے۔ تیسرا قندہار حوالہ کرے۔ لیکن ہمایون نے صرف پہلی شرط کے پورا کرنیکا وعدہ کیا۔ باقی دو شرطون کا پورا کرنا اپنے حد اختیار سے باہر بتلایا۔

اب ہمایون نے ایک الماس گران بہا (جو لاقیمت تہا) اور دوسو پچاس لعل بدخشانی شاہ طہماسپ کے پاس بیرام خان کے ہاتہہ روانہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے بیرام خان کو خان کا خطاب اور علم و نقارہ عطا کیا۔ بہرحال اسی جد و جہد اور رد و قدح مین دو تین مہینے گذر گئے۔ اکثر مورخون کا قول ہے کہ آخر ہمایون نے مذہب تشیع اختیار کیا۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکہتا ہے کہ ہمایون شیعہ ہوگیا اور تبرا بہی کیا۔ لعبض مورخ لکہتے ہین کہ وہ سنی گیا تہا سنی واپس آیا۔ لیکن ہماری رائے مین ہمایون کے مذہبی معاملہ کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ الغرض شاہ طہماسپ نے ایک روز ہمایون کی دعوت کی۔ اور اپنے پہلو مین بٹہایا۔ تمام خیمے۔ گہوڑے۔ اونٹ۔ اور ہر ایک ضروری اشیا دکہا کر کہا۔ کہ یہ سب آپکے نذر ہین۔ اور ان کے سوا میرا بیٹا مرزا مراد اور بارہ ہزار سوار آپ کے ساتہہ جائینگے کہ آپ کا ملک آپ کو دلا دین۔ اس کے بعد دونون بادشاہ آپس مین خدا حافظ کہکر جدا ہوے۔ اور ہمایون اردبیل و تبریز کی راہ سے چلا۔ وہان سے جب سبزوار آیا تو مریم تتاقی کو ایک لڑکی

پیدا ہوئی۔ یہان سے مشہد مقدس کی زیارت کی۔ اور وہان سے نکل کر سیستان پہونچا۔ پہر گرم سیر آیا۔ میر عبدالحی (جو مرزا کامران کے جانب سے گرم سیر کا حاکم تہا) نے اطاعت کی۔ وہان سے قلعۂ بست کو بادشاہ نے لڑکر فتح کیا۔ جب کامران کو ہمایون کے ان فتوح کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے پہلے مرزا عسکری کے پاس قندہار سے شاہزادۂ اکبر کو کابل بلالیا۔ اور ہمایون قلعۂ بست کی فتح سے فارغ ہوکر قندہار کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک تو مرزا عسکری نے مقابلہ کیا۔ مگر جب قوت نہ دیکہی تو تقصیرات کی معافی چاہی۔ ہمایون نے بہائی کے خطائون کو معاف کیا مگر نظربند رکہا۔ اور قندہار معہ وہان کے موجودہ خزانون کے شاہ طہماسپ صفوی کے علاقہ دار بداغ خان کے حوالکرکے اپنی شرط پوری کی۔ اس کے بعد کابل کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جب یہ خبر کامران کو پہونچی تو اوسنے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ اور ناصر مرزا بہی کابل سے بہاگ کر بدخشان پہونچا۔ مرزا ابراہیم تو اول ہی مرزا سلیمان کے ساتہہ راہی ہوگیا تہا۔ اب صرف مرزا ہندال باقی رہ گیا۔ اوسکو بہی کامران نے ناصر مرزا کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ مرزا ہندال کامران کی بدسلوکی سے تنگ آگیا تہا۔ اس لئے وہ ناصر مرزا کا تعاقب چہوڑکر ہمایون کے پاس قندہار آگیا۔ ان واقعات سے کامران کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ استنے مین ہمایون کابل پہونچا تو مرزا کامران اپنے اہل و عیال کو لیکر غزنین کے طرف فرار ہوگیا۔ ۱۲ رمضان ۹۵۲ھ کو ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ اور مرزا ہندال کو کامران کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ اکبر یہین موجود تہا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو دیکہکر بہت خوش ہوا اوسوقت اکبر کی عمر دو سال دو ماہ آٹہہ روز کی تہی۔

یہان مریم زمانی بیگم بہی قندہار سے آئین۔ اور بادشاہ نے شاہزادۂ اکبر کا ختنہ نہایت تکلف سے کیا۔ اودہر مرزا کامران جب غزنین پہونچا تو کسی نے شہر مین آنے ندیا۔ آخر بیچارہ خضر خان ہزارہ کے پاس تپری گیا۔ پہر وہان سے نکل کر سندہ مین پناہ لی۔ اندنون ناصر مرزا کی شرارت ترقی پر

تھی۔ اس لیئے پادشاہ نے اوس کو قید کیا۔ ملکہ چند روز کے بعد قتل کرڈالا۔ اور خود مرزا سلیمان کی سرکوبی کیلیئے بدخشان روانہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے بعد مرزا سلیمان بہاگ گیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ کامران نے غزنین اور کابل پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور شہر مین ایک فتنۂ آشوب مچا ہوا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ فوراً کابل روانہ ہوا۔ مگر مرزا کامران قلعہ بند ہوگیا۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ مگر فتح کسی کو بہی نصیب نہ ہوئی۔ اور کامران محاصرہ سے ایسا گہبرایا۔ کہ پہلے تو امرا کے اون اہل وعیال کو جو کابل مین تھے قتل کرڈالا۔

اسکے بعد شاہزادہ اکبر[1] کو توپون کی زد مین بٹھا دیا۔ اور بادشاہ کو کہلا بہیجا۔ کہ اگر مجھے چلے جانے کا رستہ ندیا جائیگا تو مین شہزادۂ اکبر کے ٹکڑے آپ ہی کے توپون سے اڑا دون گا۔ اب تو پادشاہ بہی سخت پریشان ہوا۔ اور توپین چلانے والون کو منع کردیا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ جب اکبر کو توپون کی زد مین کہڑا کیا تو ماہم انگہ اکبر کو چھاتی سے لگا کر کہڑی ہوئی۔ ابوالفضل نے تو اکبر کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ جب یہ امر ناپسندیدہ کامران نے اختیار کیا تو قدر اندازون کے ہاتہون مین لرزہ پڑگیا۔ تیر ٹیڑہے جانے لگے۔ تفنگ کے فتیلے سرد ہوگئے۔ سنبل خان میر آتش کی مزاج حرارت امتزاج مین برودت آگئی۔ وہ تیز نگاہ تہا۔ اکبر کو شناخت کیا۔ تو اوسکو معلوم ہوا۔ کہ آگ کے سرد ہونیکا یہ سبب تہا۔ اوس وقت اوس نے توپخانہ سے ہاتہ کہینچا۔ بہرحال ایک مدت کے بعد کامران چون قلی آقا کے مورچل سے نکل کر بدخشان بہاگا۔ بعض مورخ لکہتے ہین۔ کہ مرزا ہندال نے عمداً جانے دیا۔ خیر کچہہ بہی ہو۔ ہمایون کو فتح ہوئی۔ اکبر کی جان بچی۔ کامران زندہ نکل گیا۔ اور کوہ اسنالف مین

---

[1] جب ہمایون کابل فتح کرکے بدخشان کی تسخیر کیلئے گیا تہا۔ تو اپنے بیٹے اکبر اور ماتی متعلقین کو کابل مین چھوڑا تہا۔ کیونکہ کامران تو بہاگ گیا تہا۔ اور ہمایون کو یہ خیال نہ تہا۔ کہ کامران اسکے بعد آکر کابل پر قبضہ کرلیگا۔ اور یون ظلم ڈہائیگا۔ ۱۲ مولف۔

فرار شدہ جمعیت کو جمع کر کے شیر علی حاکم غوری کو جا دبوچا۔ اور قلعہ کو لے لیا۔ پھر وہان سے بدخشان آیا
گر مرزا سلیمان نے امداد سے انکار کیا۔ جب یہان سے مایوس ہوا تو ازبکون کے پاس دجو بابر کے
خاندان کے جانی دشمن تھے) بلخ گیا۔ پیر محمد خان والی توران نے خوب آؤبھگت کی۔ اور اس
مخالفت برادری کو اپنے لئے شگون نیک سمجھا۔ اور اپنے چید دلشکر کے ساتھہ کامران کو بدخشان
فتح کرنیکو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزا سلیمان سے نواح بدخشان مین لڑائی ہوئی۔ میدان کامران کے
ہاتھہ رہا۔ اور سلیمان کوہستان مین بھاگ گیا۔ جب بدخشان پر کامران کا قبضہ ہوگیا تو اور بھی
قوت پیدا ہوگئی ہمایون بھی لشکر کو جمع کر کے بدخشان روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی
آخر ہمایون نے فتح پائی۔ اور کامران نے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ چونکہ بادشاہ رحمدل تھا
قصور معاف کر کے بھائی کو اپنے گلے سے لگایا۔ مرزا عسکری جو قندھار کی فتح کے زمانہ سے نظر بند
تھا۔ وہ بھی آج کے روز رہا ہوا۔ چند روز تک فتح و نصرت کے شادیانے بجے۔ اسکے بعد بادشاہ
نے کامران۔ ہندال۔ سلیمان وغیرہ کو اپنے اپنے جاگیرات پر روانہ کر دیا۔ پھر جب بلخ کی تسخیر کے
لئے نکلا تو ہر ایک کو معہ سپاہ کے بلا بھیجا۔ ہندال۔ سلیمان۔ ابراہیم وغیرہ تو آگئے۔ مگر کامران نے
دھوکا دیا۔ بادشاہ رستہ مین بہت کچھہ کامران کے آنیکا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ بلخ پہنچا
پیر محمد خان والی توران سے ایک دو لڑائیان بھی ہوئین۔ جسمین بادشاہ کو کامیابی رہی۔ مگر کامران
کے نہ آنے سے تمام امرا اور لشکر مین یہ خیالات ہونے لگے۔ کہ ادھر بادشاہ کو متوجہ دیکھکر کہین
کامران کابل پر قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ اسیوجہ سے بلخ کی مہم ناتمام چھوڑنی پڑی۔ امرا کی بد دلی
نے بادشاہ کو کابل مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ جب بادشاہ کابل آیا تو معلوم ہوا۔ کہ واقعی کامران نے
پھر بغاوت اختیار کی ہے۔ اور اکثر قلعون پر تصرف کیا ہے۔ مگر کابل پر قبضہ نہین ہوا۔ اب
اس موقع پر اکثر ہوا خواہون نے عرض کی۔ کہ کامران کی بغاوت کی کوئی انتہا نہین رہی۔ اب

کسی صورت اوس کو ٹھکانے لگانا چاہئے۔ ورنہ کامران کی زندگی مین پادشاہ کو آرام ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ آخر پادشاہ بہی راضی ہوگیا۔ اور کامران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اودہر کامران نے بہی لشکر کو تیار کرکے مقابلہ کیا۔ اس دفعہ پادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ اور ہمایون زخمی ہوکر کوہستان مین روپوش ہوا۔ مخالفون نے ہمایون کی مرنے کی اُڑادی۔ جس سے ہواخواہون کو تردد و پریشانی نصیب ہوئی۔ اور کامران خوشی کے نقارے بجاتا ہوا کابل کی تسخیر کے لئے آدہمکا یہان کابل مین شاہزادۂ اکبر کی نیابت مین قاسم خان برلاس انتظام کرتا تہا۔ چند روز اوس نے کامران کو قلعہ مین داخل ہونے نہ دیا۔ مگر محاصرہ مین سختی ہوئی تو مجبورًا قلعہ حوالہ کیا۔ چنانچہ اب اکبر تیسری دفعہ چچا کے قید مین آیا۔ جب ہمایون کو خبر پہونچی تو ادہراودہر سے لشکر جمع کرکے کابل آیا۔ طرفین سے خوب نبرد آزمائی ہوئی۔ کامران شکست پاکر بہاگا۔ اور ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ شاہزادۂ اکبر کو گلے لگایا۔ مرزا عسکری کو قید کیا۔ لیکن چند روز کے بعد عسکری کو حجاز روانہ کیا۔ جس نے ۹۶۵ھ مین مکہ و شام کے درمیان انتقال کیا۔ بادشاہ نے محبت کی ترقی کے لئے مرزا سلیمان کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور سلیمان کو بدخشان کی حکومت ازسرنو مرحمت کی۔ اور اپنی بیٹی بخشی بانو بیگم کی شادی سلیمان کے بیٹے ابراہیم سے کردی۔

اودہر کامران اس آوارگی و سرگردانی مین بہی نچلا نہ بیٹہا۔ بلکہ خلیل اور مہمند کے افغانون کی جماعت کو جمع کرکے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ پادشاہ نے بہی تعاقب پر کمر باندہی۔ آخر ۱۲ ذی قعدہ ۹۵۸ھ روز دوشنبہ کو کامران اور ہمایون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ کامران کو پہر شکست نصیب ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ اس لڑائی مین افغانان مہمند کے ہاتہ مرزا ہندال[1] مارا گیا۔

[1] مرزا ہندال ۹۲۴ھ مین پیدا ہوا تہا۔ کوکب برج شاہنشاہی بود۔ تاریخ ولادت ہے۔ ۳۲ برس کی عمر پائی۔ ۱۲ مولف۔
۹۲۴

اس کے مرنے کی تاریخ شبخون ہے (۹۵۸ھ)۔ دوسرے روز ہمایون نے مرزا ہندال کی تمام جاگیر اور کل خدم و حشم شاہزادۂ اکبر کے تفویض کیا۔ اور اوس کی بیٹی کی نسبت بھی شاہزادے سے کردی۔ اسکے بعد بادشاہ نے افغانون سے ایک اور جنگ کی۔ اور اون کے گوسفند مویشی بہت ہاتھ لگے۔ اور اونکو ایسی ہزیمت ہوئی۔ کہ پھر اونہون نے کامران کی حمایت کا ارادہ نکیا۔ جب کامران کو ان افغانون کی امداد سے مایوسی ہوئی۔ تو وہ ہندوستان روانہ ہوا۔ اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی سے استعانت لینے کے لئے بن دیہ (وہ مقام ہے کہ جہان سلیم شاہ اون روزون فروکش تھا۔) پہونچا۔ گو سلیم شاہ نے کامران سے امداد کا تو وعدہ کیا۔ مگر استقبال وغیرہ کا برتاؤ اچھا نہ کیا۔ بلکہ یہ فکر مین ہوگیا۔ کہ کامران کو قید کرلے۔ جب کامران نے سلیم شاہ کی نیت بدلی پائی۔ تو زنانہ بھیس[1] بنا کر بھاگا۔ اور سلطان آدم گہکر کے پاس پناہ لینا چاہا۔ چونکہ سلطان آدم ہمایون کا طرفدار اور دوست تہا۔ اس لئے اوس نے بلطائف الحیل کامران کو نظربند کرکے ہمایون کے پاس لے آیا۔ امرا نے تو قتل کی رائے دی۔ مگر بادشاہ نے رحم کیا۔ اور قتل کے عوض اوسکی آنکھون مین نشتر لگوا کر نابینا کیا۔ اس واقعہ کی تاریخ لفظ نیشتر سے نکلتی ہے (۹۶۰ھ)۔

افسوس ہے۔ کہ کامران کی ہوا و ہوس سلطنت اور بلند نظری نے اوسکی آنکھون کو کور کیا۔ کسی ملکی کام کے لائق نہ رکہا۔ اس نے اپنے خاندان کو بہت نقصان پہونچایا۔ چنانچہ بھائی کو ہندوستان کی بادشاہی سے نکلوایا۔ اور ایران کے پادشاہ کا ممنون منت بنوایا۔ دشمنون کو یہ فائدہ پہونچایا۔ کہ ہندوستان مین افغانون کا بول بالا ہوا۔ اور سور خاندان پادشاہ ہوا۔ الغرض اس کے بعد کامران نے مکہ معظمہ جانے کی اجازت لیکر اولاً دریاے سندھ کی راہ ٹھٹھہ مین آیا۔ یہان اوسکے خسر شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے ایک محل سکونت کے لئے اور ایک جاگیر اوس کے گذارہ کیواسطے مقرر کردی۔ اور حج کے

[1] یہ تذکرہ ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین تحریر کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ ۱۲ مولف۔

جانے سے منع کیا۔ مگر کامران نے نمانا اور روانہ ہوا۔ اوس کی بیوی چوچک بیگم ارغون (جو شاہ حسین کی بیٹی تھی) نے بہی اپنے خاوند کا ساتھہ دیا۔ گو باپ نے اپنی بیٹی کو روکا۔ لیکن وہ بھی ثابت قدم رہی۔ اور ایسے برُے وقت مین اپنے خاوند کا ساتھہ نہ چھوڑا۔ کہتے ہین کہ یہ بی بی کامران کی موت تک اوس کے ہمراہ رہی۔ چنانچہ کامران نے تین حج کئے۔ اور ۱۱ ذیحجہ ۹۶۴ھ کو انتقال کیا۔ اب بادشاہ کو اپنے بھائیون سے نجات ملی تو کشمیر کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ اور اسی ارادہ سے بادشاہ نے اٹک کو عبور کیا تہا۔ مگر امراء دولت اور لشکریون نے جنگو گہر چھوڑے ہوے مدت مدید گذری تھی۔ کشمیر چلنے پر راضی نہوے۔ اور صلاح دی۔ کہ اب یہان سے کابل چلنا چاہئے۔ اور وہان چند روز قیام کرکے سامان جنگ اور لشکر کثیر مہیا کرکے پہلے پنجاب پر یورش کرکے ہندوستان کو فتح کیا جائے۔ پہر وہان سے کشمیر کا ارادہ ہو تو مناسب ہے۔ لیکن ایسی خراب حالت مین نہ تو ہندوستان مین افغانون کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اور نہ کشمیر کی تسخیر ممکن ہے۔ آخر بادشاہ کو بھی مجبورًا امراء کی نااتفاقی سے کابل واپس ہونا پڑا۔ جب بادشاہ بکرام (جو اب پشاور کے نام سے مشہور ہے) آیا تو یہان کے قلعہ کو تباہ و برباد پایا۔ فورًا اوس کی درستی کا حکم دیا۔ جب وہ درست ہوگیا تو سکندر خان ازبک کو اوسکی حراست تفویض کرکے کابل روانہ ہوا۔ اور اوائل ۹۶۱ھ مین کابل پہونچا۔ اس زمانہ مین ہمایون کی حالت اوسکی ابتدائی سلطنت کی حالت سے بالکل مختلف تہی۔ اوس نے بہت کچہہ کہو کر سکیہا تہا۔ اور تکلیفین اوٹہا کر تجربہ حاصل

سلہ یہ وہی واقعہ ہے جسکو ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان مین یہ خبر اڑی۔ کہ ہمایون کابل فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے جسکے سننے سے سلیم شاہ (جو اوسدن گلے مین جونکین لگائے بیٹھا تہا) فورًا مستعد ہوکر لشکر کثیر کیساتھہ لاہور پہونچا تہا۔ مگر ہمایون پہر اٹک سے واپس چلے جانے پر سلیم شاہ بہی اُلٹا چلا آیا تہا۔ ۱۲ مولف۔

کیا تہا۔ اوس کے بھائی جو اوس کے سارے منصوبون اور تدبیرون کے سدراہ ہوتے تھے۔ سب دفع ہوگئے تھے۔ الغرض اسوقت ہمایون کو ہندوستان لینے کی فکر لگی ہوئی تہی

اب ہم ہمایون کو چند روز کے لئے کابل مین چھوڑتے ہین۔ اور سلیم شاہ بن شیر شاہ کے واقعات کو پہر وہانسے شروع کرتے ہین کہ جہان ہم نے چھوڑ دیا تھا۔

بقیہ حالات سلیم شاہ بن شیر شاہ

جب سلیم شاہ کو معلوم ہوا کہ ہمایون کسی ضرورت سے اٹک عبور کیا تھا۔ مگر پہر الٹا چلا گیا تو یہ بھی لاہور سے واپس ہو کر گوالیار آیا۔ اور یہان چند روز شکار مین گذارا۔ اس بادشاہ کا یہ قاعدہ تہا۔ کہ جب کسی امیر سے بدگمان ہوتا یا اسکو قوت مین زیادہ پاتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے اوس کو قتل یا قید کرتا چنانچہ اپنے سالے مبارز خان سے بھی اوسکو کدورت تہی۔ ایک دن اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی یا بانو سے کہا کہ مین نے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کر دی ہے۔ مگر تیرا بھائی مبارز خان خار راہ ہے۔ اگر تو اپنے بیٹے کو عزیز رکہتی ہے۔ تو مجھے اجازت دے۔ تاکہ مین اس کانٹے کو دور کر دون۔ اور اگر بھائی کی محبت غالب ہے تو بیٹے سے ہاتھ دھو رکھ"۔ بائی نے یہہ جواب دیا۔ کہ میرا بھائی عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ اوس کو بادشاہی سے کوئی سروکار نہین ہے۔ ہر چند سلیم شاہ نے سب طرح سے سمجھایا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر سلیم شاہ کی پیشین گوئی بہت صحیح نکلی۔ جسکا ذکر آیندہ آئے گا۔

سلیم شاہ کے عہد مین فرقۂ مہدویہ کا بھی بہت زور ہوا تھا۔ جنکے واقعات مورخون نے یہ لکھے ہین کہ ایک شخص حسن نامی ملک بنگالہ کے مشائخ کبار مین سے تھا۔ جب وہ بیانہ آیا تو شیخ سلیم چشتی کا خلیفہ اور سجادہ نشین ہوا۔ اور اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا شیخ علائی قایم مقام ہوا۔ اتفاقاً شیخ عبداللہ نیازی

(جو شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تھا) مکہ معظمہ کا حج کرکے بیانہ مین آیا۔ اور فرقہ مہدویہ[1] کی دعوت دینی شروع کی۔ شیخ علائی بہی اوس کا مقلد ہوگیا۔ چند روز مین ان دونون نے ایک جماعت کثیر کو اپنا معتقد بنالیا۔ اب تو نوبت فساد کی پہونچی جس سے شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو حج جانے کی صلاح دی۔ اور وہ اپنے ۷۰۰ خانوادون کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب جودہ پور کے حدود مین خواص پورہ پہونچا تو خواص خان بہی اوس کا مقلد ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد وہ اس عقیدت سے پہر گیا۔ اور یہ حالت شیخ علائی کو معلوم ہونے پر وہان سے نکلا۔ اور حج کا ارادہ فسخ کرکے الٹا بیانہ چلا آیا۔ جب اس فرقہ کی کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو علمائے وقت سے فتویٰ چاہا سب نے بالاتفاق شیخ علائی کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر بادشاہ نے اوس پر عمل نہ کیا۔ بلکہ شیخ علائی کو قصبہ ہنڈیہ (جو سرحد دکن مین ہے) مین جلا وطن کیا۔ یہان بہی شیخ نے وہ کہیل کھیلا کہ سب اوس کے معتقد ہوگئے۔ پہر علما نے اوس کے قتل پر زور دیا۔ لیکن بادشاہ قتل سے درگذر کرکے علائی کو بہار مین شیخ بڈہے (یہ شیخ بڑا دانشمند اور طبیب کامل تہا۔ شیر شاہ اس شیخ کا کمال درجہ معتقد تہا) کے پاس بھیجدیا۔ جب شیخ بڈہے نے اوس کے حالات کو دیکہا تو اوس نے بہی علمائے وقت کے ساتہہ اتفاق کرکے قتل مناسب سمجہا۔ اب تو بادشاہ کو مجبوراً اوس پر عمل کرنا پڑا۔ اس اثنا مین علائی کے حلق مین ناسور ہوگیا تہا۔ مگر سلیم شاہ نے اوس کو طلب کرکے تازیانے لگوائے۔

[1] اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود ہے۔ سید محمد کا باپ میر سید خان نوین صدی کے وسط مین بمقام جونپور پیدا ہوا تہا۔ اور لوگونکو کہتا تہا کہ آسمان سے آواز آئی ہے کہ مہدی موعود مین ہون۔ ہزارہا آدمی اوسکے مرید ہوئے۔ مگر دشمن بہی بہت تہے جن سے تنگ ہوکر گجرات گیا۔ اور سلطان محمود والی گجرات کو معتقد بنایا۔ پہر وہان سے حج کو گیا۔ یہان بہی نکالا گیا۔ اسکے بعد ہندوستان کا ارادہ کرکے فرہ اور بلوچستان کی راہ سے گجرات آتا تہا۔ کہ ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ع مین انتقال کیا۔ اوسکی قبر باوجود شاہ ایران کی مزاحمت کے زیارت گاہ خلائق ہے۔ ۱۲ مولف۔

چونکہ وہ اول ہی سے بیمار تہا۔ اس لئے تیسرے تازیانہ پر روح نے مفارقت کی. یہ واقعہ ۹۵۵ھ کا ہے ذکر اللہ اوسکی تاریخ ہوئی۔ علائی کے مرنے کے بعد اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ کے پانچوین سال ۹۶۰ھ مین سلیم شاہ نے مرض حبس البول سے وفات پائی۔ نو برس سلطنت کی اور اسی سال مین سلطان محمود پادشاہ گجرات اور نظام الملک بحری پادشاہ دکن نے بہی انتقال کیا میر سید نعمت اللہ رشوقی تخلص نے ان تینون کے وفات کی تاریخ حسب ذیل لکہی ہے. **قطعہ**

سہ خسرو راز وال آمد بہ یکبار — کہ ہند از عدل شان دار الامان بود

یکے محمود شاہنشاہ گجرات — کہ ہمچون دولت خود نو جوان بود

دوم اسلیم شاہ آن کان احسان — کہ فرزند عزیز شیر خان بود

سوم آمد نظام الملک بحری — کہ در ملک دکن خسرو نشان بود

زمن تاریخ فوت این سہ خسرو — چہ می پرسی زوال خسروان بود ۹۶۰ھ

فیروز شاہ بن سلیم شاہ

جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا فیروز خان (جسکی عمر دس سالہ تہی) تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ اپنا خطاب رکہا۔ اور اوس کے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا. مگر افسوس ہے کہ مبارز خان (جو فیروز شاہ کا مامون اور سلیم شاہ کا چچازاد بہائی و سالہ تہا) بن نظام نے تخت نشینی کے تیسرے ہی روز اپنے معصوم وکمسن بہانجے کو خود اپنے ہاتہون سے اوسکی مان یعنے اپنی بہن کے روبرو قتل کرڈالا اس موقع پر بہن نے بہائی کے پاؤن پڑی۔ ہاتہ جوڑی ناک رگڑی۔ گڑگڑائی۔ اور کہا کہ خدا کے واسطے قتل نہ کر۔ بلکہ قید کر۔ یا مین خود اسے ایسے دور دراز مقام پر لیجاتی ہون۔ کہ کوئی اسکو جانے گا بہی نہین۔ پادشاہی تجہے مبارک ہو۔ یہ معصوم ناکردہ گناہ ہے۔ مگر اوس سنگدل نے بہن کی باتو پر

بالکل توجہ نہ کی۔ اور اپنا کام پورا کیا۔ سلیم شاہ نے جو پیشین گوئی کی تھی۔ وہ من وعن صحیح ہوئی فیروز شاہ کی مدت سلطنت صرف ۳ یوم ہے۔

سلطان محمد شاہ عادل مشہور بہ عدلی

مبارز خان جب بھانجے کا خاتمہ کر چکا تو دوسرے روز ۹۶۰ھ م ۱۵۵۳ء مین تخت نشین ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان محمد شاہ عادل رکہا۔ عوام الناس نے الف کو گرا یائے تانیث لگا عدلی کہنے لگے۔ جب اوسکے ظالمانہ حرکات دیکھے تو اندہلی (نابینا) مشہور کیا۔ یہ پادشاہ جاہل علم سے بیزار۔ نہایت نابکار۔ زناکار احمق۔ ستم شعار۔ ناحق پرست۔ اور پاجیون کا یار رہتا۔ سوائے ان عیبون کے دل کا بہی کمزور اور بودا تہا۔ چونکہ اس نے محمد تغلق شاہ کا خطاب اختیار کیا تہا۔ اس لئے اب اوس کے ہم پلہ و اسم با مسمی بننے کے خیال سے فیاضی پر کمر باندہی خزانون کے منہ کہولدیا۔ اور بہت بیدردی کے ساتہہ روپیہ (جو شیر شاہ نے برسون کی محنت مین جمع کیا تہا) اوڑایا۔ جب شہر کے بازارون مین اوسکی سواری جاتی تو تیرون کے پیکان ایک تولہ سونیکے بنے ہوے خانہ کمان مین رکہکر چارون طرف پھینکے جاتے جو کوئی لاتا۔ دس روپیہ پاتا۔

اس بادشاہ نے پاجیون اور کم ظرفون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔ چنانچہ وزارت و وکالت کے عہدے شمشیر خان (جو شیر شاہ کا غلام اور خواص خان کا چہوٹا بہائی تہا) اور دولت خان لوحانی کو تفویض کیا۔ ہیمو[1] بقال کو مطلق العنان کر کے جمیع مہمات مالی و ملکی کا مالک بنایا۔ جس سے تمام

---

[1] اکبر نامہ مین لکہا ہے کہ ہیمو ریواڑی (جو قصبات میوات سے ہے) کا رہنے والا ذلیل بقال تہا۔ اور اوسکی ذات ڈہوسر (جو بنیون مین سب ذاتون سے کم ہے) تہی۔ وہ سر رہنک کا ٹوکرا دہرے ہوے گلی گلی

امرا مین ناراضی پھیل گئی۔

ایک روز دیوانخانہ مین بادشاہ دربار عام کر رہا تہا۔ جاگیرات کے تغیر و تبدل پر محمد شاہ فرملی کے بیٹے سکندر خان نے سرمست خان کو خنجر سے مارا۔ اور بادشاہ کا پیچھا کیا۔ مگر بادشاہ کی زندگی باقی تھی۔ اندر بہاگ کر دروازہ بند کر لیا۔ اور سکندر تقریباً ۱۲ آدمیون کو مار کر خود بھی ابراہیم سور (جو عدلی کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸) (نمک لونکین) پہرتا تہا۔ اتفاقاً کار سلیم شاہ کے زمانہ مین (جنکو بازار مین کچھہ پولس کے اختیارات بہی ہوتے ہین) نوکر ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اپنی کاروائی اور خدمتگذاری سے ایسا روشناس ہوا کہ اکثر مہمات ملکی و مالی مین دخل پیدا کیا۔ جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا۔ اور عدلی کو ریاست ملی تو اوسکو دنیا سے بیخبر دیکھکر جمیع کارخانہ حکومت کو اپنے ہاتہ لیا۔ اور امارت عظمیٰ کو پہونچ گیا۔ بادشاہ برائے نام رہگیا تہا۔ ہیمو اپنے اختیار سے افسرون کا عزل و نصب کرتا۔ اور جاگیر ونکو لیتا دیتا۔ کل خزانون پر قبضہ کر لیا تہا۔ اول رائے کا خطاب پایا۔ پہر راجہ ہوا۔ اور راجہ بکرماجیت کی ہم نامی پر فخر کرتا تہا۔ اپنی جرأت و جسارت سے اکثر لڑائیون مین کامیاب رہا۔ جس سے خلقت مین مشہور ہوگیا۔ اسکے بعد جرأت و جلادت کی نوبت یہ پہونچی۔ کہ وہ شہنشاہ اکبر کا مقابلہ کیا۔ بہرحال اپنے کو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچایا۔ وہ بڑا مدبر اور سپہ سالار تہا۔ عدلی کی سلطنت کو نہایت نازک وقتون پر بچایا۔ اور بہت دنون تک خاندان تیموریہ کے مقابل افغانون کی سلطنت کو سنبھالے رہا۔ صورت مین کریہہ۔ اور کوتاہ قد تہا۔ کبھی اوس نے تلوار ہاتہہ مین نہ لی۔ گھوڑا چڑھنا آتا نہ تہا۔ ہمیشہ چوڈول یا ہاتھی پر سوار ہوکر میدان جنگ مین جاتا۔ اور ایسا بہادر و با اقبال تہا۔ کہ ۲۲ لڑائیون مین فتح پائی۔ ۱۲ مولف۔

بہنوئی تھا، کے ہاتھہ مارا گیا۔ اور محمد شاہ عدلی کا بہی خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد اکثر امرا نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سب سے اول تاج خان نے لشکر شاہی سے مقابلہ کیا۔ اور ہیمو نے شکست دی۔ تاج خان بنگالہ کو بہاگ گیا۔ اگرچہ ہیمو کی شجاعت نے تاج خان کی سرکشی کو دبا دیا تہا۔ مگر بغاوت کا بازار چارون طرف گرم تہا۔ اور عدلی سے سب امیر بیزار تھے۔

ادہر ابراہیم خان سور بہی بغاوت کے ارادہ سے اپنے باپ غازی خان کے پاس جو بیانہ اور ہنڈون کا حاکم تہا چلا گیا۔ پادشاہ نے عیسیٰ خان نیازی کو اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ کالپی مین لڑائی ہوئی۔ عیسیٰ خان نے شکست پائی۔ اور ابراہیم لشکر جمع کر کے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور تخت پر بیٹھکر سلطان ابراہیم اپنا خطاب رکہا۔ خطبہ اور سکہ بہی اپنے نام کا جاری کیا۔ اسکے بعد آگرہ اور اوسکے نواح پر بہی قبضہ کیا۔ اور پادشاہ کے اکثر امرا اوس سے جا ملے۔ آخر پادشاہ دہلی اور آگرہ سے ہاتھہ اوٹھایا۔ اور چنار کو اپنا دار القرار ٹہرایا۔

اسوقت تمام سلطنت پانچ افغان پادشاہون مین منقسم تھی۔ عدلی بہار۔ جونپور اور گنگا کے مشرقی ملک کے بڑے حصہ مین پادشاہ تہا۔ سلطان ابراہیم دہلی۔ آگرہ۔ دوآبہ۔ اور جمنا کے مغربی اضلاع اور کالپی کے اضلاع زیرین مین فرمانروا تہا۔ احمد خان سور (جو عدلی کا بہنوئی اور شیر شاہ کا چچازاد بہائی تھا۔ سلطان سکندر کا خطاب اختیار کیا تہا۔) پنجاب مین حکمران تہا۔ شجاعت خان (جسکو

---

[۱] شیر شاہ کا چہوٹا بہائی نظام خان تہا۔ اوسکو ایک بیٹا اور تین بیٹیان تھین۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ اوسکا بیٹا اور تینون داماد پادشاہ ہوے۔ چنانچہ بیٹا تو یہی مبارز خان۔ المخاطب بہ محمد شاہ عدلی تہا۔ اور ایک داماد سلیم شاہ بن شیر شاہ (جسکی سلطنت کا حال اسکے قبل تحریر ہوا) تہا۔ دوسرا ابراہیم سور (جس نے دہلی پر قبضہ کرکے سلطان ابراہیم خطاب اور سکہ وخطبہ جاری کیا تہا) تیسرا اسکندر سور (جسکی پادشاہی کا ذکر آگے آیگا) تہا۔ ۱۲ مولف۔

سجادل خان بھی کہتے تھے) مالوہ مین سلطنت کرتا تھا۔ سلطان محمد شاہ سور بنگال مین خود مختار شاہ تھا۔ لیکن احمد خان سور پنجاب پر ہی قانع نہین رہا۔ بلکہ دہلی کی سلطنت کی ہوس کی۔ اور ابراہیم سے لڑنے چلا۔ ابراہیم کے پاس ۷۰ یا ۸۰ ہزار سوار جمع تھے۔ مگر سکندر کی خوش اقبالی نے ۱۰ یا ۱۲ ہزار سوار سے اوسکو شکست دی۔ اور دہلی و آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ابراہیم بھاگ کر سنبھل گیا۔ کچھ روزون کے بعد ۳ ہزار سوار جمع کرکے کالپی کے طرف روانہ ہوا۔ مگر ہیمو بقال نے اوسکو شکست دیکر بیجان کر دیا۔ آخر ابراہیم بیانہ بھاگا۔ اور ہیمو بھی تعاقب کرتا ہوا بیانہ پہونچا۔ اور محاصرہ کیا۔ یہ زمانہ قحط سالی کا تھا۔ لاکھون جانین ضایع ہوئین۔ اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس اثنا مین محمد خان سور حاکم بنگالہ نے اپنا خطاب سلطان جلال الدین رکھا۔ اور بنگالہ سے جونپور تک قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد آگرہ اور کالپی کے جانب بڑہا۔ جب ہیمو نے اس بلا کا نزول دیکھا تو بیانہ کا محاصرہ اوٹھا کر ادہر رجوع ہوا۔ ادہر ابراہیم بیانہ سے نکلکر ہیمو کے لشکر پر گرا۔ مگر شکست پاکر ملک بہٹہ کو گیا۔ جہان میانی افغانونکا طرفدار ہوکر باز بہادر پسر شجاعت خان حاکم مالوہ سے مقابلہ کیا۔ یہان بھی شکست نصیب ہوئی۔ اسکے چند روز بعد سلیمان کررانی نے ۹۷۵ھ مین ابراہیم کو اڑیسہ بلاکر دغا سے مار ڈالا۔ یہان ہیمو اور محمد خان سور کے مقابلہ کا چپر گہٹہ مین یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہیمو کو فتح نصیب ہوئی۔ اور محمد خان کی اس لڑائی مین جان گئی۔

اب ہم یہان سے ناظرین کو ہمایون کے حالات کے جانب متوجہ کرتے ہین۔ اور محمد شاہ عدلی کے بھی تذکرہ کو انہین حالات کے سلسلہ مین ختم کرینگے۔ کیونکہ عدلی کے انتقال پر خاندان سوری کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان مغلیہ کو عروج و ترقی نصیب ہوئی۔ اور اسی خاندان کے ممبرون مین ہندوستان کی سلطنت ایک مدت تک قایم رہی۔ جب خاندان مغلیہ کا تنزل ہوا تو انگریزونکے اقبال کا ستارہ چمکا۔ جو اس وقت تک ہندوستان اونہین کے قبضہ مین معراج ترقی پر پہلو افروز

واقعات ہمایون

ہمایون چندروز کابل مین رہا۔ اور سمرقند وبخارا اور تمام اطراف کے شہرون سے سپاہ فراہم کیا۔ تمام بیگمات کو کابل مین چھوڑا۔ اور مرزا محمد حکیم کو کابل مین اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ منعم خان کو صوبہ کابل کے خدمات وجہات تفویض کین۔ اور شاہزادۂ اکبر (جسکی عمر ۱۲ سال ۸ ماہ کی تہی) کو ساتہہ لیکر اوسط ذیحجہ ۹۶۱ھ مین ہندوستان کے طرف روانہ ہوا۔ سلخ محرم ۹۶۲ھ کو بکرام (پشاور) پہونچا۔ سکندر خان ازبک حاکم پشاور کو منصب وخطاب سے سرفرازی بخشی۔ ۵ صفر ۹۶۲ھ کو دریاے ہند (نیلاب) پر تین روز قیام کیا۔ اور اس مقام پر بیرام خان کابل سے سامان جنگ اور لشکر لیکر آملا۔ اس وقت ہمایون کو ہندوستان پر حملہ کرنیکے لئے بہت اچھا موقع حاصل تہا۔ کیونکہ سارے ملک مین فساد وبغاوت کا بازار گرم تہا۔ سلطنت کے چار دعویدار کہڑے تھے۔ دارالسلطنت کا یہ حال تہا۔ کہ کبہی اُس نے قبضہ کیا تو کبہی اس نے تسخیر کیا۔ لاہور کا حاکم سکندر شاہ سور پنجاب کی ساری فوج دہلی لیگیا تہا۔ اودہر پنجاب فوج سے بالکل خالی پڑا تہا۔ اس اثنار مین تاتار خان کاسی نے بہی قلعۂ رہتاس چہوڑکر چلتا بنا۔ چنانچہ پادشاہ نے سندہ کو عبور کرکے قلعہ رہتاس پر قبضہ کیا۔ پہر جہلم وچناب پار اُترا۔ اور تمام پنجاب کے شمالی حصہ کا مالک ہوگیا۔ ۲ ربیع الثانی ۹۶۲ھ کو لاہور مین داخل ہوا۔ جب سکندر شاہ کو ہمایون کے پنجاب پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے تاتار خان کو ۳۰ ہزار فوج دیکر ہمایون کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہت بڑی سپاہ کے ساتہہ شاہ عدلی سے لڑائی جاری رکہی۔ ادہر ہمایون نے تاتار خان کے مقابلہ کے لئے بیرام خان۔ خضر خان۔ تردی بیگ خان۔ سکندر خان ازبک کو روانہ کیا۔ چنانچہ ان دونون لشکرون مین سرہند کے مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ تاتار خان شکست کہاکر بہاگا۔ بیرم خان نے فتح پاکر سرہند پر قبضہ کیا۔ غنیم کا بہت سا اسباب اور ہاتہی گہوڑے

لشکر شاہی کے ہاتہہ آئے۔ بادشاہ نے بیرام خان کو اس کارنمایان کے صلہ مین خانخانان وفادار
کا خطاب عطا کیا۔ جب اس شکست کی خبر سکندر شاہ کو ہوئی تو وہ شاہ عدلی کا مقابلہ چہوڑکر ۸۰
ہزار سوار جنگی ہاتھی و توپخانہ کے ساتہہ پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ ۲ شعبان ۹۶۲ھ کو سرہند کے میدان مین
جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون کو شکست نصیب ہوئی اور سکندر شاہ بھاگ کر کوہ سوالک مین پوشیدہ
ہوا۔ اس فتح عظیم کا فتحنامہ شاہزادہ اکبر کے نام لکہا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے صوبہ پنجاب کو
سکندر خان ازبک کے تفویض کرکے خود سامانہ آیا۔ اور چند روز قیام کرکے کوچ کردیا۔ غرۂ رمضان
۹۶۲ھ کو سلیم گڈہ (جو دہلی کے شمال مین واقع ہے) مین فروکش ہوا۔ اور اسی ماہ مبارک کی چوتہی
تاریخ کو اورنگ سلطنت پر بیٹھا۔ یہ دن ہمایون کو ہی نصیب ہوا۔ کہ شکست کے بعد فیر سلطنت
پر پہونچا۔ اب بادشاہ نے اپنے ملازمون کو مناصب اعلی اور جاگیرین لایق عطا کین۔ چنانچہ سرکار
حصار اور اوسکی نواح شاہزادہ اکبر کی جاگیر مقرر ہوئی۔ (گو وہ ابہی فتح نہ ہوا تہا) سرہند اور پرگنات
متفرقہ بیرام خان کو عنایت ہوے۔ اون کے سواے قندہار بہی اوسکی جاگیر مین تہا۔ تردی بیگ خان
کو میوات۔ اور سکندر خان ازبک کو آگرہ۔ علی قلی خان کو سنبہل۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ روشن
کیا۔ اور مصطفے آباد کو (جسکا محصول چالیس لاکہہ ٹنکہ تہا) آنحضرتؐ کی روح پر فتوح کے نذر کیا
خود بادشاہ دار السلطنت دہلی کے قلعہ مین رہا۔ اس عرصہ مین آتکہ خان نے حصار فیروزہ کو رستم خان
سے لے لیا۔ اور علی قلی شیبانی نے سنبہل پر قبضہ کیا۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی نے غازی خان پدر
سلطان ابراہیم سور کو قتل کرکے بیانہ پر عمل دخل کر لیا۔ ادہر تو ہندوستان مین ہمایون کو یہ فتوحات
نصیب ہو رہے تھے۔ اور ادہر کابل مین مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بدعہدی کرکے اندراب
و اشکمش پر قبضہ کر لیا تہا۔

انہین ایام مین بادشاہ کو ابو المعالی (جو ہمایون کا لاڈلا متبنی اتہا) کے بداعمالیونکی خبر پہونچنے پر

شاہزادۂ اکبر کو اوس طرف روانہ کیا۔ اور بیرام خان شہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ ادہر شہزادہ ہریانہ پہونچا تہا کہ خبر آئی۔ کہ پادشاہ زینہ پر سے گر پڑے ہیں۔ بیرام خان نے آگے جانے مین صلاح نہین دیکہی اور کلانور تک واپس آیا تہا۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پہونچی۔ بیرام خان نے شہزادۂ اکبر کو ۲ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ م ۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بٹھایا۔

کہتے ہین کہ جب ۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ کو ہمایون نے وفات پائی تو امراء نے ۱۷ روز تک اس واقعہ کو عوام سے پوشیدہ رکہا۔ کیونکہ وارث تاج وتخت (شاہزادۂ اکبر) فاصلہ پر تہا۔ امرائے عظام چارون طرف ممالک محروسہ مین گئے ہوئے تھے۔ سپاہ دشمنون سے گہری ہوئی تہی۔ اور مرزا کامران کا بیٹا ابوالقاسم بغل مین موجود تہا۔ بہر حال یہ وقت بڑا ہی نازک تہا۔ مگر تردی بیگ نے بڑی وفاداری اور ہوشیاری کی۔ اول تو پادشاہ کے مرنے کو چہپایا۔ اور پوشیدہ طور سے تمام

لہ واقعات یہ ہین کہ پادشاہ دہلی کے انتظام سے فراغت پاکر تردی بیگ کو دہلی تفویض کیا۔ اور خود آگرہ جانا چاہتا تہا پیش خیمہ بہی جاچکا تہا۔ چنانچہ ۸ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ روز جمعہ کو سہ پہر مین کتاب خانہ کے چہت پر برآمد ہوکر شاہ بداغ و عالم شاہ (جو سفر حجاز سے واپس آئے تہے) اور چنتائی خان (جو کابل سے منعم خان کی عرضی لایا تہا) کو اوسطرف کا حال دریافت کرنیکی غرض سے طلب کیا۔ جب ان سے فارغ ہوا اور سر شام اوترنیکا ارادہ کیا۔ زینہ پر قدم رکہا تہا کہ موذن نے مغرب کی اذان دی تعظیم اذان کیلئے بیٹھنا چاہا تو پاؤن پوستین کے دامن مین الجہا۔ چونکہ زینہ شفاف اور چکنی تہے۔ عصا پہسلا سر کے بل زمین پر گرا۔ واہنی شقیقہ مین ضرب آئی۔ اور داہنے کان سے چند خون کے قطرے نکلے آدمی محل مین لیگئے۔ اوسوقت ہوش تہا۔ خود خط لکھکر شیخ جولی کے ہاتھ اکبر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اسکے بعد بیہوش ہوگیا چار روز تک متواتر غشی رہی طبیبون نے بہت کچھ علاج کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ چوتھے روز ۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ م ۲۴ جنوری سنہ ۱۵۵۶ع کو وفات پائی۔ بعد مرنیکے جنت آشیانی خطاب ہوا۔ اسکے انتقال کی مشہور تاریخ ہمایون بادشاہ از بام افتاد ہے۔ ہمایون کو دو بیٹے۔ محمد حکیم مرزا اور محمد اکبر مرزا تھے۔ ۱۲ مولف۔
۹۶۳ھ

امارات ولوازمات شاہی (چتر، تاج۔ جواہر وغیرہ) اکبر کے پاس بھجوادیا۔ ۲۸ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو جب
اور سب امراجمع ہوگئے تو تردی بیگ نے شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑہا۔ جس سے خلق اللہ کو تسکین
ہوئی۔ ہمایون ۹۱۳ھ مین پیدا ہوا تہا۔ ولادت کی تاریخین۔ سلطان ہمایون فال۔ شاہ فیروزقدر
بادشاہ صف شکن ہین۔ اور ۹۳۷ھ مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ خیرالملوک تاریخ ہے۔ اسوقت اوسکی
عمر ۵۰ سال کی تہی۔ مدت سلطنت ۲۵ سال کچہہ ماہ ہے۔ جب مین وہ ۱۶ سال بہی داخل ہین۔ کہ
جو سرگردانی اور پریشانی مین گذرے تھے۔ کہوئی ہوئی سلطنت اوسکو ملی تہی۔ مگر موت نے فرصت نہ
دی۔ اس پادشاہی پر ۶ ماہ گذرے تہے۔ سارے منصوبے دل کے دل مین رہے۔ ہمایون کی تعلیم
اچہی ہوئی تہی۔ علوم عقلی ونقلی مین کافی مہارت تہی۔ خصوصاً علم ریاضی مین خوب استعداد تہا۔
کئی جگہ رصد بنانیکا ارادہ کیا تہا۔ بہت سے آلات رصد تیار ہوئے تھے۔ طبیعت نہایت موزون
پائی تہی۔ صرف ایک رباعی نمونتاً ہدیۂ ناظرین ہے۔

اے دل مکن اضطراب در پیش رقیب	حال دل خود مگوے باہیچ طبیب
کاریکہ ترا آن جفا کار افتاد	بس قصہ مشکل است و بس امر عجیب

اوس کی طبیعت مین قوت اختراع بہت تھی۔ اوامر ونواہی آلہی کا ایسا پابند تھا۔ کہ بے وضو خدائے
عزوجل کا نام نہین لیتا تہا۔ صوم وصلوٰۃ وفرض وسنن وتلاوت قرآن کا بڑا مقید تہا۔ کبہی قسم نہ
کہاتا۔ اور فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ بہت غصہ ہوتا تو صرف لفظ سفیہ بولتا۔ یہ بادشاہ دل کا رحیم
ہاتہہ کا کریم تہا۔ مروت واخلاق کا تو اوسی پر خاتمہ تہا۔ اور خطا بخشنے مین فیاض تہا۔

شہنشاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کے وقت سے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوی۔ ورنہ پہلی

سلطنتون کو دہلی کی سلطنت کہنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ صرف ممالک مفصلۂ ذیل داخل حکومت
تھے۔ یعنے وہ ملک جبکو ۱۸۵۷ء مین ممالک مغربی و شمالی کہتے تھے۔ اور بنگال پریسیڈنسی کا وہ
حصہ جبکو مغربی بہار اب کہتے ہین۔ اور ممالک متوسط۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع۔ اور پنجاب۔
البتہ سلاطین تغلق کچھہ عرصہ تک یہ دعوے کرسکتے ہین۔ کہ وہ بنگال اور دکن پر بہی فرمانروا تھے
مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوئے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے کو آزاد کرلیا۔ اور
دہلی کی سلطنت سے کچھہ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ کرناٹک کے راجہ خودمختار ہوگئے۔ بہرحال اکبر کے
زمانہ مین مسلمانون نے ہندوستان کے تمام حصص پر قبضہ کیا۔ ورنہ اس کے پیشتر یہ صورت مفقود تھی
الحاصل جب ہمایون کا انتقال ہوا تو بیرام خان نے شاہزادہ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ م
۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت نشین کیا۔ اسوقت بادشاہ کی عمر ۱۳ برس نو ماہ کی تھی۔
تمام مالی و ملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھہ رہا۔ اکبر محبت سے اوسکو خان بابا کہتا تھا۔
بادشاہ نے اول شاہ ابوالمعالی کو جو ہمایون کا متبنے اور اکبر سے ہمسری کا دعوے کرتا تہا کو قید
کرلیا۔ مگر وہ ایسا چالاک تہا۔ کہ چندہی روز مین قلعہ لاہور سے بہاگ گیا۔ اس کے بعد بادشاہ
نے قصبۂ دہمری مین سلطان سکندر کو شکست دی۔ اور کابل سے تمام بیگمات اور ملازمون کے
اہل و عیال کو طلب کیا۔ کیونکہ اکثر سپاہی اور امرا اپنے بال بچون کی یاد مین کابل جانا چاہتے
تھے۔ اور کابل کی حالت یہ تہی۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پر مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت
کرکے محاصرہ کیا تہا۔ مگر منعم خان حاکم کابل نے ازراہ ہوشیاری اور دوراندیشی ان شرائط پر صلح
کرلی تہی۔ اول مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین پڑہا جائے۔ اور دوم آب باران سے بدخشان تک
مرزا کا قبضہ رہے۔ بہرحال ان دو شرائط پر کابل کا پیچھا چہوٹا۔ اور تمام بیگمات اور سپاہیون کے
اہل و عیال ہندوستان کو آئے۔ اودہر ہیمو نے پچاس ہزار سوار۔ ایک ہزار فیل۔ اکاون سمان

پانسو توپون کے ساتھہ دہلی پر حملہ کیا۔ تردی بیگ حاکم دہلی نے بہت کچہہ جانفشانی کی۔ مگر سب لاحاصل ہوئین۔ اور دہلی پر ہیمو کا قبضہ ہوگیا۔ اب تو ہیمو نے اپنا لقب راجہ بکرماجیت رکہا۔ اور ہندوستان سے مغلون کے استیصال کا عزم جزم کیا۔ جب جالندہر مین اکبر کو اس حادثہ کی خبر معلوم ہوئی تو کم عمری کے باعث بہت گہبرایا۔ اور سخت دلگیر ہوا۔ امراؤن نے بہی صلاح دی۔ کہ اب کابل واپس جاکر وہان سے تمام سامان درست کرکے ہیمو کے مقابلہ کے لئے ہندوستان آنا چاہئے۔ امیرون کی اس کم ہمتی سے اکبر کو اور بہی مایوسی ہوئی۔ بیرام خان سے کہا کہ آپ اب ہمت و کوشش کیجے۔ ورنہ یہ تمام کاروبار بنا بنایا تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ آخر بیرام خان نے کوشش کرکے تمام امیرون کو جنگ پر آمادہ کیا۔ بادشاہ جالندہر سے نکل کر سرہند آیا۔ اور ہیمو بہی اس خبر کے سنتے ہی دہلی سے نکلا۔ ۲ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کہرونده مین جنگ عظیم واقع ہوی۔ بادشاہ نے باوجود قلت سپاہ کے فتح پائی اور ہیمو کو اس گیر و دار مین ایک تیر ایسا لگا۔ کہ آنکہہ کو پہوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ شاہ قلی خان نے ہیمو کے ہاتہی کو گرفتار کرکے لایا۔ اور بیرام خان نے ہیمو کے سر کو تن سے جدا کیا۔ بادشاہ نے اسکا سر کابل کے دروازہ پر اور دہڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لئے بہیجا۔ اس لڑائی مین پانچ ہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوے۔ پندرہ سو ہاتہی بادشاہ کے ہاتہہ لگے۔ خزانہ اور جواہر کا بہی اس پر قیاس کرنا چاہئے۔ بگرفت ہیمو را۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی۔ اور سا امرا و جان نثار کو بادشاہ نے طرح طرح کے نوازشات سے سرفراز کیا۔ علی قلی خان شیبانی کو خان زمان خان۔ اور سکندر خان کو عالم خان عبد اللہ خان ازبک کو شجاعت خان۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کے خطابات عطا ہوے۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکہا ہے۔ بادشاہ نے ناصر الملک کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ناصر الملک کے پہونچتے ہی حاجی خان بہاگ گیا۔ اور سارے میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہانتک حدود مین

ایک قصبہ دیونی ماچاری تہا۔ جس مین ہیمو کا باپ معہ اہل وعیال اور اوس کا مال واسباب اندوختہ موجود تہا۔ مولانا پیر محمد نے اوس ۸۰ سالہ بوڑہے کو قتل کرکے تمام مال واسباب خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور حاجی خان بہاگ کر اجمیر وناگور پر (وہان کے راجہ کو شکست دیکر) قبضہ کرلیا۔ بادشاہ نے حسن خان میواتی کے چچازاد بہائی جمال خان کی ایک لڑکی سے خود شادی کی۔ اور دوسری لڑکی کا بیرام خان سے نکاح کیا۔ اس عرصہ مین سلطان سکندر نے پیر محمد خان پر حملہ کرکے لاہور کو تصرف مین لایا۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ بادشاہ کے آمد کی خبر سنکر سکندر کوہ سوالک مین جا چہپا۔ مگر بادشاہ بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ سکندر نے وہان بہی جب پناہ کی صورت نہ دیکہی تو بہاگ کر قلعہ مانکوٹ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی نے مانکوٹ کا محاصرہ کیا۔ لیکن قلعہ ایسا مستحکم واستوار تہا کہ ۸ ماہ محاصرہ پر گذر گئے۔ فتح کی صورت نہ نکلی۔ اس عرصہ مین خبر آئی۔ کہ محمد شاہ سور کا بیٹا (جو گور مین حکمران تہا) خضر خان (جس نے سلطان بہادر اپنا خطاب رکہا تہا) شاہ عدلی سے (جو ہیمو کے مرنیکے بعد چنار مین حکومت کرتا تہا) لڑا۔ اور ۹۶۴ھ مین شاہ عدلی[1] مارا گیا۔ اس خبر نے سکندر کو ناامید کیا۔ اور بحالت یاس مین بادشاہ سے جان بخشی چاہی۔ اکبر نے اوسکے معروضہ کو قبول کیا۔ اور خریدہ بہار جاگیر دیکر روانہ کردیا۔ قلعہ مانکوٹ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر اس کے دو سال بعد سکندر کا انتقال ہوگیا۔ جب ان امور سے بادشاہ کو فراغت

---

[1] شاہ عدلی کے انتقال پر اوسکا بیٹا شیر شاہ چنار مین تخت نشین ہوا۔ مگر اوسکی سلطنت اتنی مختصر اور کم عمر ہوی کہ اکثر مورخون نے اوسکا ذکر تک بہی نہین کیا ہے۔ اس بادشاہ کے بعد سور خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ ہندوستان مین افغانونکی سلطنت ایکسو چہہ برس تک رہی۔ جسمین بابر وہمایونکی سلطنت جملہ معترضہ کیطرح داخل ہے۔ افغانون کی سلطنت کا آغاز سلطان بہلول لودہی سے ہوا۔ ۱۲ مولف۔

حاصل ہوئی تو لاہور آیا۔ اور وہان سے دہلی پہونچا۔ ہمایون کی بہانجی سلیمہ سلطان بیگم (دختر ہمایون نے اپنی زندگی مین ٹھہرائی تہی) کی شادی بیرام خان سے کردی۔ انہین ایام مین سنبھل و سرہند کی فتوحات پادشاہ کو نصیب ہوئین۔

شہنشاہ اکبر کی کم سنی و ناتجربہ کاری کے باعث بیرام خان ایسا مطلق العنان ہوگیا تہا۔ کہ تمام سیاہ وسپید کا مالک تہا۔ گہٹانا بڑہانا اوسکے بائین ہاتہہ کا کہیل تہا۔ جس امیر سے خوش ہوتا۔ اوس کو درجہ اعلیٰ پر بٹھاتا۔ اور جس کسی سے خفا ہوتا۔ اوس کو قعر ذلت مین ڈالتا۔ مگر اوس نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اکثر امرا پر ظلم و زیادتی بہی شروع کی۔ چنانچہ ابو المعالی اور ناصر الملک پیر محمد خان اسی بیرام خان کی وجہ مقید ہوئے۔ اور مرزا تردی بیگ و مصاحب بیگ (پسر خواجہ کلان) اور خواجہ جلال الدین محمود بجوق بہی اسی کے حکم پر قتل ہوئے۔ جسمین پادشاہ کی مرضی کو بالکل دخل نہ تہا۔ آخر یہ ظلم و زیادتی رنگ لائی۔ اور تمام امرا بیرام خان سے بدظن ہوئے۔ خود پادشاہ بہی اوسکی ظالمانہ کارروائی سے سخت متنفر ہوا۔ اور ماہم انگہ (جو اکبر کی لایق و ہوشیار اناتہی) کو اکبر نے بیرام خان کی اس مخالفانہ کارروائی کے انسداد کے لئے اپنا رازدار بنایا۔ اور اوسکو اجازت دی کہ کسیطرح بیرام خان کو امور سلطنت سے علٰحدہ کرنیکی کارروائی کرے۔ ماہم انگہ نے ادہم خان اور مرزا شرف الدین حسین وغیرہ کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ تو اول ہی سے بیرام خان پر دانت لگائے بیٹھے تھے۔ فوراً ۲۰ جمادی الثانی ۹۶۷ھ کو شکار کے بہانے اکبر کو دہلی لیگئے۔ اور مرزا ابو القاسم پسر مرزا کامران کو بہی اپنے ساتہہ لے لئے۔ کیونکہ اونکو خوف تہا کہ کہین بیرام خان مرزا ابو القاسم کو اپنا عصا بناکر فتنہ و فساد برپا نہ کرے۔ جب پادشاہ دہلی پہونچا تو ایک فرمان بیرام خان کے نام بدین مضمون صادر کیا کہ "اب ما بدولت کا ارادہ بلا کسی کے صلاح و مشورہ کے انتظام سلطنت انجام دینے کا ہے۔ اس لئے آیندہ تمہاری خدمات کی ضرورت نہین ہے۔" بیرام خان کو

جب یہ فرمان پہونچا تو اوس کے آنکھون مین اندہیرا چہا گیا۔ اور نمکحرامی پر کمر باندہی۔ ابو المعالی کو
قید سے رہا کر دیا۔ تاکہ ملک مین شورش برپا کرے۔ اور خود بہی لڑائی پر آمادہ ہوا۔ مگر پادشاہ نے
مقابلہ کرکے شکست دی اور سخت نفرین وملامت کی۔ جس کے باعث اس فعل ناشایستہ سے
محجوب ہوکر پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور حج کی اجازت لیکر روانہ ہوگیا۔ کہتے ہین کہ اس
لڑائی مین خانخانان کا بہت سا مال واسباب لٹ گیا۔ منجملہ اون کے ایک علم مرصع تہا جسمین
موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے۔ اور ایک کروڑ کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین
حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کے روضۂ منورہ پر بہیجنے کے لئے تیار کرایا تہا۔ قاسم ارسلان نے
علم امام ہشتم۔ اسکی تاریخ نکالی تہی۔

اکبر نے خانخانان کو خلعت فاخرہ اور پچاس ہزار روپئے لوازم سفر کے لئے عطا فرمائے۔ مگر افسوس
ہے کہ احمد آباد کے مقام پر مبارک خان لوحانی (جس کے باپ کو ہیمو کے جنگ مین بیرام خان نے
اپنے ہاتہہ سے مارا تہا) نے ۹۶۸ھ مین شہید کیا۔ بیچارہ حج بہی کرنے نہ پایا۔ اس واقعہ کی تاریخ
کسی نے۔ شہید شد محمد بیرام۔ (۹۶۸) لکہی ہے۔ مبارک خان نے اوس کے قتل پر ہی اکتفا نہ کیا۔
بلکہ تمام مال واسباب بہی غارت کیا۔ اس کے بعد بیرام خان کا بیٹا مرزا عبد الرحیم (جسکی عمر
اوسوقت ۴ سالہ تہی۔) اور سلیمہ سلطان بیگم معہ دیگر متعلقین کے بحال تباہ آگرہ آئے۔ پادشاہ
نے عبد الرحیم کی تربیت وپرورش اپنے ذمہ لی۔ پہر بتدریج اوس کو مدارج عالی پر پہونچایا اور
خانخانی کا مرتبۂ اعلی عطا کیا۔ چونکہ سلیمہ سلطان بیگم نہایت لایق اور حسن وجمال مین یکتا
شعر بہی خوب کہتی تہی۔ اسلئے پادشاہ نے اوسکو اپنے نکاح مین لایا۔

اب اکبر کے لئے سخت مشکلات کا سامنا اور ذاتی جوہر ولیاقت ہمت وجرأت تبلانے کا زمانہ
تہا۔ کیونکہ اب تک بیرام خان کے صلاح ومشورہ سے تمام کام انجام پاتا تہا۔ گو بیرام خان نے

بہت کچہہ ظلم وزیادتی کی۔ اور اکثر امراء کو مار لقید کیا۔ مگر انتظام سلطنت مین اوسکو اچھا ملکہ اور تجربہ تہا۔ جرات وہمت مین اورون سے اوسکا نمبر بڑہا ہوا تہا۔ جس سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا۔ لیکن اکبر بہی اس تہوڑی سی مدت مین بیرام خان کی عاقلانہ پالیسی سے خوب واقف ہوگیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے آیندہ کے لئے بہت کچہہ منصوبے باندہے۔ مگر اوسکی تکمیل کے لئے ایک عرصۂ دراز کی ضرورت تہی۔ اس لئے سردست استحکام سلطنت کے لئے ان تین امور کی پیروی کی۔ اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتہہ کے نیچے اسطرح لائی جائے۔ کہ کل رؤسا ورعیت پر اقتدار اور اون کے دل مین بادشاہ کا وقار پیدا ہو۔ اور وہ دل وجان سے وفادار ہوجائین۔ دوم جو ملک کہ قبض وتصرف سے نکل گیا ہے۔ اوس کو دوبارہ حاصل کرے۔ سوم ملک کے نظم ونسق کو عمدہ حالت پر لائے۔

اس اثنا مین معلوم ہوا۔ کہ باز بہادر ممالک مالوہ مین سخت ظلم وزیادتی کررہا ہے۔ بادشاہ نے ادہم خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ ادہم خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور باز بہادر شکست پاکر بہاگا۔ مگر ادہم خان نے مالوہ پر قابض ہوتے ہی بغاوت شروع کی۔ اب خود بادشاہ مالوہ کے جانب متوجہ ہوا۔ ادہم خان نے ازراہ عاقبت اندیشی بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوکر معافی چاہی۔ اکبر چند روز مالوہ مین رہا۔ اور پیر محمد خان شروانی کو مالوہ کی حکومت عطا کرکے واپس ہوا۔ ادہر پیر محمد خان باز بہادر کے تعاقب مین ایک عرصہ تک پہرتا رہا۔ ایک دن نربدا کی ندی مین گہوڑے کی شرارت سے گر کر جان دیدی۔ اس کے بعد بادشاہ نے مالوہ کی حکومت عبداللہ خان ازبک کو عنایت کی۔ لیکن چند روز کے بعد عبداللہ خان نے بہی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ خود متوجہ ہوکر اوس کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور عبداللہ خان بہاگ کر چنگیز خان حاکم گجرات کے

پاس پناہ لیا۔ اس کے بعد خبر آئی۔ کہ جونپور مین خان زمان خان نے بغاوت پر کر باندہی ہے اب بادشاہ کو اس کی فکر ہوئی۔ اور لشکر جرار کے ساتہہ اوس کی تنبیہ کے لئے چلا۔ چنانچہ راستہ مین چنار گڈہ کو بہی فتح کیا۔ اور جونپور پہونچکر خان زمان کے لشکر پر فتح پائی۔ بہادر خان اور خان زمان خان مارے گئے۔ منعم خان کو جونپور و بنارس وغازی پور وغیرہ عطا ہوے۔ اس اثنا مین ولایت پنہ اور گڈہ کو خواجہ عبد المجید خان آصف خان نے فتح کیا۔ اور چورا گڈہ کی فتح سے بہت سا جواہر۔ چاندی۔ سونا ہاتہہ آیا۔ جس سے آصف خان کو غرور و تکبر ہوگیا۔ اور تمام غنیمت آپ خود هضم کرکے بغاوت اختیار کی۔ مگر چند ہی روز مین اپنے افعال ناشایستہ سے توبہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اور ولایت گڈہ مین مہدی قاسم خان مامور ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کمال خان گہکر کی استدعا پر اوس کے چچا سلطان آدم (جو نافرمان و سرکش ہوگیا تہا) پر فوج کشی کرکے شکست دی۔ اور اوس کا تمام ملک کمال خان گہکر کے تفویض فرمایا۔

اب یہان کسیقدر کابل کے حالات لکہے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا تہا کہ مرزا سلیمان نے منعم خان سے اس امر پر صلح کرلی۔ کہ کابل مین اوس کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے منعم خان کو کابل سے بلالیا تو اوس نے اپنے بیٹے غنی خان کو کابل کی حکومت کا انتظام تفویض کیا۔ مگر یہ ایسا کم حوصلہ اور عیش پرست تہا کہ چند ہی روز مین ماہ چوچک بیگم والدۂ مرزا محمد حکیم نے اوسکو کابل سے نکال دیا۔ اور مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو عطا کی۔ چونکہ فضیل بیگ نابینا تہا۔ اس لئے اوسکا بیٹا ابو الفتح کام انجام دینے لگا۔ لیکن یہ دونون باپ بیٹے بہی چند روز کے بعد ایسے بدمست ہوے کہ آخر بیگم نے ان دونون کو قتل کراڈالا۔ اس اثنا مین ابو المعالی آوارہ ہوکر کابل آیا

اور بیگم کو ایسا پرچایا۔ کہ بیگم نے اپنی بیٹی خیر النسا کا اوس سے عقد کر کے وکیل مطلق بنایا۔
اس ابو المعالی کو رباطن نے اوسط شعبان ۹۷۱ھ مین بیگم کو عدم کا راستہ بتایا۔ اور مرزا محمد حکیم کو کمسن تصور کر کے خود حکومت کرنے لگا۔ گو مرزا محمد حکیم کمسن تہا۔ مگر مان کے غم نے اوسکو سخت مغموم کیا۔ اور پوشیدہ طور پر مرزا سلیمان کو کابل آنے کی تکلیف دی۔ چنانچہ مرزا سلیمان کابل آکر ابو المعالی کو گرفتار کر لیا۔ اور مرزا حکیم نے اوس کو پہانسی دیدی۔ اب سلیمان نے یہ چال چلی۔ کہ اپنی بیٹی کو بدخشان سے بلا کر مرزا حکیم کو نکاح کر دیا۔ اور کابل پر اپنا تسلط کر کے مرزا حکیم کی فکر مین ہوا۔ جب یہ خبر حکیم کو معلوم ہوئی تو وہ اپنے بہائی شہنشاہ اکبر کے پاس ہندوستان بہاگ گیا۔ اکبر نے میر محمد خان کو لشکر کشی دیکر حکم دیا۔ کہ کابل پر مرزا حکیم کا قبضہ کرا دے۔ جب لشکر شاہی کابل آیا تو سلیمان بہاگ گیا۔ اور حکیم کابل مین داخل ہوا۔ اسکے بعد مرزا فریدون (جو مرزا حکیم کا مامون تہا) نے اوس کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ پنجاب و لاہور پر قبضہ کر لیا جائے۔ چونکہ مرزا حکیم عقل سے بے بہرہ تہا۔ فریدون کے دام مین آگیا۔ اور پنجاب پر لشکر کشی کی جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔ اور فوراً پنجاب آیا۔ بادشاہ کے آمد کی خبر سنکر حکیم پہر کابل بہاگ گیا۔ گر چند روز کے بعد مرزا حکیم نے پہر لاہور کے نواح مین شورش مچا دی۔ اس دفعہ بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے علاوہ کابل کا انتظام بہی مناسب سمجہا۔ اور آگرہ سے روانہ ہوا۔ جب حکیم کو یہ خبر لگی تو وہان سے بہاگا اور بادشاہ کابل آیا۔ اور یہان از سر نو انتظام کر کے مرزا حکیم کو بلایا۔ اور تسلی و تشفی کر کے اوس کے قصور کو معاف کیا۔ اور پہر زابلستان کی حکومت عطا کی۔ مگر افسوس ہے کہ چند ہی روز کے بعد ۹۹۳ھ مین مرزا حکیم نے وفات پائی۔ بادشاہ کو بہائی کے مرنیکا بہت غم ہوا۔ مرحوم کے دو نون بیٹے افراسیاب و کیقباد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے

پادشاہ اون کی تعلیم و تربیت مین کمال توجہ مبذول کی۔ اس کے بعد پادشاہ نے حضرت
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر شریف کا ارادہ کیا۔ راستہ مین
کلاولی کے مقام پر چغتائی خان کے توسط سے راجہ بہاری مل کچواہہ نے ملازمت حاصل کی۔ اور
اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دہوم دہام کے ساتہہ کی۔ یہ پہلا ہی راجپوت ہے جسن نے
بادشاہ کو اپنی بیٹی دی۔ بعد فراغ زیارت پادشاہ نے میرٹہہ کے راجہ مالدیو پر چڑہائی کر کے قلعہ
میرٹہہ کو فتح لیا۔ اس کے بعد ۹۷۴ھ مین ابراہیم حسین مرزا۔ الغ مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا
(جو خاندان تیموریہ کے شاہزادے تھے) نے فسادبرپا کیا۔ ان مرزاؤن نے چند روز مالوہ کو اپنا مامن
بنایا۔ پہر وہان سے گجرات گئے۔ اور سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کو اپنا مددگار بنایا۔ بادشاہ
گجرات گیا۔ اور مخالفین کو شکست دی۔ گجرات کے امرا نے اطاعت کی۔ ابراہیم حسین مرزا
شکست کہاکر زخمی ہوا۔ اور اوسی زخمون کے باعث مرگیا۔ مسعود حسین مرزا گرفتار ہوکر آیا۔
اور مطیع ہوا۔ ۹۷۲ھ مین بادشاہ نے قلعہ آگرہ کی ہی بنیاد رکہی۔ اور ۹۷۵ھ مین قلعہ چتوڑ[1]
کی فتح کے لئے رانا اودی سنگہ کے سر پر پہونچا۔ چند روز تک مقابلہ کی لڑائیان ہوئین۔ اسکی

---

[1] کہمان رس مین (یہ ایک کتاب ہے جسمین رانا کہمان کی داستان لکہی ہے) لکہا ہے کہ میواڑ کے چوراسی
مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و استوار ہے۔ وہ زمین کی سطح سے اوپر نکلا ہوا۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے۔ اوسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکے قبل ۱۰ محرم ۷۰۳ھ مین سلطان
علاء الدین نے ۶ ماہ ۷ روز مین اس قلعہ کو فتح کیا تہا۔ چونکہ رعایا سلطان سے راضی نہین۔ اس لئے اونکو امن دیا گیا تہا۔
اس دفعہ خوب لڑائی ہوئی۔ اسلئے شہنشاہ اکبر نے قتل عام کا حکم دیا۔ جس سے ہزار ہا راجپوت قتل ہوئے۔ اور
اونکی عورتین چتا مین جل گئین۔ ۱۲ سرلف۔

رانا قلعہ بند ہوگیا۔ بادشاہ بہی بہت سختی کے ساتہہ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تقریبًا چہہ ماہ تک یہ محاصرہ رہا
جب رانا کا سپہ سالار جیمل (جسکو خود بادشاہ نے نشانہ بنایا) مارا گیا تو تمام سپاہ پست ہمت ہوگئی۔ اور
رانا نے اپنی عورتون کو جوہر (چتا) کیا۔ آخر ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو یہ قلعہ فتح ہوا۔ بہت سی غنیمت ہاتہ
آئی۔ رانا بہاگ گیا۔ جب قلعہ فتح ہوا تو بادشاہ اجمیر شریف کو پیادہ پا گیا۔ کیونکہ اوس نے چتوڑ کی فتح
کے لئے یہ منت مانی تہی۔ الغرض بادشاہ زیارت سے فارغ ہوکر آگرہ آیا۔ پہر چند روز کے بعد قلعہ تہنبہور
و قلعہ کالنجر (جہان شیر شاہ نے جان دی تہی) پر چڑہائی کرکے ان دونون کو فتح کیا۔ ۹۸۰ھ مین وہان
کا راجہ مطیع ہوا۔ یہان سے بادشاہ کہمبایت گیا۔ اور دریا شور کی سیر کی۔
اسکے بعد بادشاہ صورت کیجانب کوچ کیا۔ اور ایک ماہ ۱۷ روز کے محاصرہ مین یہ قلعہ ۲۳ شوال
۹۸۰ھ کو فتح ہوا۔ یہان سے علاوہ غنیمت کے بڑی بڑی بہاری توپین (جنکو سلطان روم نے
فرنگیون سے نبادر ہندوستان لینے کے ارادہ سے جوناگڈہ کو اپنے لشکر کے ساتہہ بہیجا تہا۔ مگر
کچہہ موانع ایسے عارض ہوے کہ لشکر سے کچہہ کام نہ ہوسکا تو توپون کو قلعۂ جوناگڈہ مین چہوڑ گیا۔
چند روز یہ توپین سمندر کے کنارے پڑی رہین۔ جب خداوند خان نے قلعہ سورت بنایا تو ان
توپون کو قلعہ پر لگوایا۔) ہاتہہ آئین۔ بادشاہ نے ان توپون کو آگرہ بہجوایا۔ ۹۸۱ھ مین بادشاہ نے
نگرکوٹ فتح کیا۔ اسی مقام پر برہمداس ساکن کالپی (جو کبت گوئی مین یکتا تہا) بادشاہ کا نوکر ہوا۔
رفتہ رفتہ شرف ندیمی حاصل کیا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ
بیربر (یعنے بہادر نامور) کا خطاب اور نگرکوٹ کی جاگیر سے سرفرازی پائی۔ اسی سال بادشاہ
دوبارہ گجرات گیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ محمد حسین مرزا اور اختیار الملک مارے گئے۔ بادشاہ
فتح و نصرت کیساتہہ واپس ہوا۔ ۹۸۲ھ مین داؤد خان سے لڑائی ہوئی تو قلعہ پٹنہ ہاتہہ آیا۔
اس اثنا مین منعم خان خانخانان مرگیا۔ اور اوس کی جگہہ خان جہان خان مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد

قلعۂ شیر گڑہ و قلعۂ رہتاس بہی فتح ہوے۔ اور خان جہان نے سات گانون پر لشکر کشی کی۔ جمشید مارا گیا۔ متی نے اطاعت کرلی۔ اور سات گانون پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر ۹۸۶ھ مین خان جہان کا انتقال ہوا۔ اور مظفر خان نے اوس کی جگہ حکومت بنگالہ سے سرفرازی پائی۔ اس عرصہ مین امرا بہار و بنگال نے سرکشی پر کمر باندہی۔ اور مظفر خان کو باغیون نے مار ڈالا۔ آخر بادشاہ کو توجہ کرنا پڑا جب باغیون نے بادشاہ کی آمد دیکہی تو متفرق ہوگئے۔ اور جونپور مین متفق ہوکر فساد مچایا۔ اور بادشاہ کی ہمت و جرات نے ان مخالفین کو نیچا دکہایا۔ اکثر مخالفین مارے گئے۔ چند روز تک بہار و بنگال مین بہی افراتفری رہی۔ لیکن ۹۹۶ھ مین بادشاہ نے سعید خان کو حکومت بنگال اور راجہ مان سنگہ کو صوبۂ بہار عطا فرمایا تو انتظام کی حالت درست اور فتنہ و فساد کی جڑ اوکہڑ گئی اس کے بعد راجہ مان سنگہ نے حاکم اڑیسہ کو بہی بادشاہ کا مطیع بنایا۔ اور لچہمی نراین مرزبان کوچ بہار نے بہی اطاعت کی۔

بنگال اور بہار دونون ملکون کی حالت ایسی تہی۔ کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قایم رہنا دشوار تہا۔ مگر راجہ مانسنگہ نے سترو برس مین بیسون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ و اڑیسہ و بہار پر شاہی قبضہ کرادیا۔ جب بنگالہ و بہار کا قلع و قمع ہوگیا تو بادشاہ نے اپنی عنان عزیمت مہات گجرات کے جانب مبذول کی۔ کیونکہ مظفر حسین مرزا کی شورش نے گجرات کو تہ و بالا کر رکہا تہا۔ مگر اقبال شاہی غالب آیا۔ اور مظفر حسین مرزا شکست کہا کر گرفتار ہوا۔ اس فتح کو چند روز بہی گذرنے نہ پائے تہے کہ اعتماد خان گجراتی نے ایک مجہول النسب لڑکے کو جسکا نام ننو تہا۔ لاکر ادعا کیا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اس کی مان حرم خاص سلطان کی تہی۔ سلطان اسقاط حمل کے لئے اس کو میرے حوالہ کیا تہا۔ مین نے اب تک چہپا رکہا۔ امرا نے بہی اعتماد خان کے بیان کو تسلیم کیا۔ اور ننو کو مظفر شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر لگی تو گجرات کی جانب

امراء شاہی کو روانہ کیا۔ تین چار لڑائیاں خوب زور و شور سے ہوئین۔ شاہی لشکر کو ہمیشہ فتح حاصل ہوئی۔ اور مظفر شاہ گجراتی بار ہا شکست کہایا۔ اور بے آبروئی کے ساتہہ بہاگتا پہرا۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ھ مین گرفتار ہوا۔ اور خودکشی کرلی۔ مظفر شاہ کے مرتے ہی گجرات کے سب جہگڑے تمام ہوے۔ جب ولایت گجرات ممالک محروسہ مین داخل ہوئی۔ اور اکثر بنادر اوس کے پادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ اس اثنا مین کچہہ جوناگڈہ وغیرہ بہی فتح ہوے۔

جب رانا اودی سنگہ سنہ ۹۷۹ھ م سنہ ۱۵۷۲ء مین مرگیا تو اوسکا بیٹا رانا پرتاب سنگہ (دیکہا) جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تہا۔ مگر جوانمرد دادا رانا سنگا کا پوتا تہا۔ داداکی بہت سی صفات اوسمین موجود تہین۔ لیکن اوس کے پاس کوئی ملک تہا۔ اور نہ خزانہ۔ خاندان پر بہی ادبار آچکا تہا۔ البتہ اوس کے قدیمی جان نثار راجپوت اوس کے ساتہہ خون بہانے کو موجود تہے۔ رانا اروَلی کے پہاڑ کمبل میر (کنبھل میر) مین اپنی شکستہ قوت کو جمع کر رہا تہا۔ اور اوس کے دماغ مین یہ خیال سمایا ہوا تہا۔ کہ مین اوس سورج بنسی قوم کا راجہ ہون۔ کہ جسکی چوکہٹ پر پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکہا کرتے تہے۔ پہر کیا وجہ ہے کہ مین اکبر کے سامنے سر نیچا کرون۔ چنانچہ اس سرکشی کی حالت جب اکبر کو معلوم ہوئی تو اوس کی سرکوبی کے لئے راجہ مان سنگہ کو معہ دیگر امراء روانہ کیا۔ اور طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ مان سنگہ نے فتح پائی۔ اور رانا شکست کہاکر بہاگا۔ بہت سی غنیمت ہاتہہ آئی۔ اور رانا کا مشہور ہاتہی رام پرشاد بہی گرفتار ہوا۔ اس عرصہ مین گوکندہ اور ادیپر فتح ہوے۔ ادہر قلعہ سوانہ مین چندرسین نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے امراء کو روانہ کیا۔ لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا۔ چندرسین نے شکست پائی۔ اور قلعہ سوانہ امراء شاہی کے قبضہ مین آیا۔ اسکے بعد سروہی بوندی۔ ابوگڈہ۔ جالور بہی فتح ہوے۔ بدہ گڈہ کے راجہ نے سرتابی کی تو اوس کی قرار واقعی تنبیہ کیگئی۔ اب پادشاہ نے کشمیر کی تسخیر کے لئے مرزا قرا بہادر برادر مرزا حیدر گورگان کو روانہ

کیا۔ مگر قرابہادر کی ناتجربہ کاری سے لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور کشمیریوں نے فتح پائی۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو خود روانہ ہوا۔ اور یوسف خان مرزبان کشمیر کو شکست دی۔ مگر بادشاہ کی معاودت پر پھر وہی بغاوت و سرکشی پیدا ہوئی۔ پھر دوبارہ بادشاہ کشمیر کو گیا تو باغیوں کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور کشمیر پر اپنا پورا تسلط بٹھا دیا۔ جس سے کشمیر کی شورش آیندہ کے لئے مٹ گئی۔ پھر بادشاہ سری نگر آیا۔ اور زعفران زار کی سیر کی۔ دیوالی کا تماشا دیکھا۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دارالخلافت کو معاودت کی۔ اور سنہ ۱۰۰۰ھ میں تیسرے دفعہ بادشاہ کشمیر کو گیا۔ اور جمیل غوری پورا بیٹے کو مرزا سلیمان کا بیٹا عمر شیخ بتلاتا تھا) کی شورش کو مٹایا۔ اور سری نگر کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ رام گڈھ۔ جسروتہہ۔ جمو۔ مانکوٹ لکولبست فتح ہوئے۔ اور وہاں کے زمیندار و مرزبان مطیع ہوئے۔ بادشاہ مع الخیر آگرہ آیا۔

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی۔ کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ اور بیاہ ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد علی رائے نے تبت بزرگ پر چڑہائی کر کے قبضہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ سے سرتابی کی۔ بادشاہ نے سیف اللہ خان کو اوس کی سرکوبی کے لئے بھیجا جب سیف اللہ خان وہاں پہونچا تو علی رائے بغیر لڑے بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جاسکتے تھے۔ جاکر اُلٹا چلا آیا۔ اس اثنا میں ملک سندھ کے بلاد بھکر۔ ٹھٹھہ۔ امرکوٹ وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوا۔ اور قلمرو شاہی میں کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا۔ اور پٹنہ کا قلعہ باندھو بھی ہاتھ آیا۔

اب قندہار کے معاملات ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نے اسکے قبل بیان کیا ہے۔ کہ ہمایون نے اپنے عہد و پیمان کے موافق قندہار شاہ طہماسپ کو دیدیا تہا۔ اکبر نے بھی اوس کو جایز رکھا۔ اور شاہ طہماسپ نے اپنے برادر زادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندہار کی حکومت عطا کی تھی۔ اور سلطان

حسین مرزا نے اپنی عاقلانہ پالیسی سے طہماسپ اور اکبر دونون کو راضی رکھا تھا۔ جب اوسکا انتقال ہوا تو اوس کے چار بیٹے۔ مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابوسعید مرزا۔ سنجر مرزا۔ مین باہمی مخالفت ہونے لگی۔ اور ان نوخیز لوپوہون نے طہماسپ واکبر دونون کا خیال نہ رکہا۔ اس اثنا مین طہماسپ مرگیا۔ اور شاہ اسمعیل تخت ایران پر بیٹھا تو شاہ قلی سلطان ذوالقدر کو قندہار کا حاکم مقرر کیا۔ اور ان چارون کے مارنے کے لئے بداغ خان کو بہیجا۔ خدا کی شان کہ شام کو حکم دیا۔ اور صبح خود شاہ اسمعیل مرگیا۔ جس سے یہ بیگناہ بچ گئے۔ اور سلطان محمد خدابندہ ایران کا بادشاہ ہوا۔ اب اکبر نے ان چارون کی سرکوبی کے لئے قرابیگ اور مرزا بیگ کو لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب ان مرزاؤن نے لشکر شاہی کے آمد کی خبر سنی تو اون مین سے رستم مرزا پیشدستی کرکے بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کی خطا معاف کی۔ جب مظفر حسین مرزا کو بہائی کے جانے کا علم ہوا تو اوس نے قرابیگ ومرزا بیگ کو قندہار حوالہ کرکے خود بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ اور سو اسپ عربی ایک مہرہ عجیب (جو سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچہا کردیتا تہا) نذر گذرانا۔ بادشاہ نے مظفر کو پنجہزاری منصب اور اقطاع سنبھل عطا فرمایا۔ ادہر قرابیگ نے قندہار کے متعلقہ مقامات داور وگرم سیر پر بہی قبضہ کیا۔ اس فتح سے کیچ ومکران بہی قلمرو مین آگئے۔ اب لشکر شاہی نے راستہ مین بلوچستان کے بلوچون کی (جو سرکش ومغرور ہوگئے تہے) خوب گوشمالی کی۔ اور الوس کاکر (جو رہزنی اور لڑائی کرتا تہا) کو بہی سزا دی۔

سنہ ۱۰۰۹ھ مین راجہ کچہلی (جو ولایت ملیبار کے قریب ہے) نے بادشاہ کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا۔ اور نظام الملک دکنی والی احمدنگر کا معتمد وفا خان معہ نفیس ہاتہیون وغیرہ کے حاضر دربار شاہی ہوا۔ عادل شاہ حاکم بیجاپور کے تحائف بہی بادشاہ کی نظر سے گذرے۔ قطب الملک والی گولکنڈہ نے بہی ایک عرضداشت معہ اشیاء نادرہ کے ارسال کی۔ سطور بالا کے دیکہنے سے یہہ ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ اقطاع دکن مین بہی اکبر کی شہنشاہی تسلیم کیجاتی تہی۔ گرفرشتہ لکہتا ہے۔ کہ شاہان دکن نے اکبر کی شہنشاہی کو نہین تسلیم کیا۔

سنہ ۹۹۱ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر کا چہوٹا بہائی برہان الملک (جو اپنے بہائی سے بغاوت کرکے لڑا[1]۔ اور شکست پایا) احمد نگر سے بہاگ کر آیا۔ اور قطب الدین کے ذریعہ بادشاہ کا آستانبوس ہوا۔ بادشاہ نے اپنی مہربانی و عاطفت سے برہان الملک کو سربلند کیا۔ چند روز کے بعد جب خبر آئی۔ کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے وفات[2] پائی۔ اور دکن مین شورش برپا ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو دکن روانہ کیا۔ اور خان اعظم و راجہ علیخان مرزبان خاندیس کو حکم دیا۔ کہ عمدہ لشکر کے سامان مہیا کرکے اوس کے ساتہہ کرین۔ چنانچہ خان اعظم نے چغتائی خان و چندہ خان کو دو دو ہزار سوار اور تین سو بند وقچیون کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر براڑ کے رستہ مین زمینداروں نے شورش کرکے چغتائی خان کو قتل کیا۔ اور چندہ خان قید ہوا۔ جس سے برہان الملک ناکام مالوہ واپس آیا۔ اسکے بعد راجہ علیخان مرزبان خاندیس نے اپنے منتخب لشکر کے ساتہہ برہان الملک کی ہمراہی کی۔ جب برہان الملک براڑ آیا تو امراء براڑ ساتہہ ہوگئے۔ اب تو برہان الملک کو بہت کچہہ قوت حاصل ہوئی۔ اور مرزاپور کے مقام پر جمال خان سے مقابلہ ہوا۔ برہان الملک کو فتح نصیب ہوئی۔ اور جمال خان مارا گیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوکر قید ہوا۔ اس فتح کے بعد راجہ علیخان

---

[1] اس لڑائی کی تفصیل سلاطین دکن کے حالات مین لکہی جائے گی۔ ۱۲ مولف۔

[2] مرتضیٰ نظام شاہ کی وفات پر اوسکا بیٹا میران حسین تخت نشین ہوا۔ گر مرزا خان سبزواری نے میران حسین کو قید کرکے برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو بادشاہ بنالیا۔ جمال خان دکنی نے قلعہ احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ مرزا خان نے میران حسین کو قتل کر ڈالا آخر جمال خان غالب آیا۔ اور مرزا خان کو گرفتار کرکے مارا لیکن اوسی اسمٰعیل کو بادشاہ بنانا پڑا۔ ۱۲ مولف۔

خاندیس چلاگیا۔ بعد برہان الملک نے احمدنگر پر حکمرانی کرنی شروع کی۔ لیکن افسوس ہے کہ بادشاہ کی امداد و اعانت کا شکریہ کچھہ بہی ادا نہ کیا۔ اور بادشاہ کی نوازشوں کو یک لخت بہول گیا۔ اور کامروائی کے خمار مین رعایا کو تکلیف دینے لگا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو ۹۹۱ھ مین اپنے مخصوص ملازمون کو دکن کے حاکمون کی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ ملک الشعرا شیخ فیضی کو راجہ علیخان حاکم اسیر و برہانپور کے پاس بہیجا۔ اور فیضی کو یہ بہی تاکید کی کہ راجہ علیخان کے پاس سے ہوکر برہان الملک کے پاس بہی جائے۔ اور خواجہ امین الدین کو برہان الملک کے پاس احمدنگر روانہ کیا۔ میر محمد امین کو عادل خان حاکم بیجاپور پاس۔ اور مرزا منیر کو قطب الملک حاکم گولکنڈہ کے نزدیک جانیکے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سلطان مراد کو ملک مالوہ اس خیال سے دیا۔ کہ اگر مرزبانان دکن پر نصیحت اثر نکرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔ شہزادہ مالوہ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر مرزا کوکہ حج کو چلے جانے سے بادشاہ نے مراد کو گجرات بہیجدیا۔ اور مرزا شاہرخ کو مالوہ روانہ کیا۔ جب فیضی برہانپور پہونچا تو راجہ علیخان نے فرمان شاہی کو سرپر رکہا۔ اور اطاعت قبول کی۔ پہر فیضی برہان الملک کے پاس گیا۔ جہان ناکامی ہوئی۔ کیونکہ برہان الملک نے فرمان شاہی کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اوس نے شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اور رائسنگ و خانخانان کو بہی شاہزادہ کی ہمراہی کا حکم ہوا۔ مگر دانیال کی سستی کے باعث بادشاہ نے دکن کی مہم مراد کے حوالہ کی۔ اور مراد دکن کے جانب روانہ ہوگیا۔ مگر اوسکے ہمراہی امراء کی دوروئی سے بہت کچھہ خرابیان پہیلین۔ تاہم مراد احمدنگر کے جانب چلا۔ جب قلعۂ چاند کے قریب پہونچا تو چاند بی بی ہمشیرۂ برہان الملک[1] لڑائی کے لئے آمادہ ہوئی۔ اور لڑائی چہڑی جسین

[1]۔ اب ہم بیان ناظرین کی معلومات کیلئے مختصر برہان الملک کا حال لکہتے ہین۔ یعنے جب احمدنگر پر برہان الملک کا تسلط

شاہی فوج غالب رہی۔ مگر سپاہ کی دو روئی سے نہ قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ مغروروں کا تعاقب کیا گیا
اس عرصہ مین غنیم کی امداد کے لئے عادل شاہی اور قطب الملکی افواج بہی آگئی۔ چنانچہ دوسرے روز
ایک جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین کے نامی گرامی سردار مارے گئے۔ حالانکہ غنیم کے پاس ساٹھہ ہزار کا لشکر
تھا۔ اور افواج شاہی مین ۱۵ ہزار سوار تھے۔ مگر لشکر شاہی نے فتح پائی۔ غنیم کے چالیس ہاتہی
اور توپخانہ ہاتہہ آیا۔ راجہ علیخان مرزبان خاندیس لڑائی مین مارا گیا۔ قلعہ گاویل۔ قلعہ سبل گڈہ
قلعہ کہرلہ۔ قلعہ ناسک (یہ چارون قلعے برار سے متعلق تھے) کو لشکر شاہی نے فتح کیا۔ مگر سپاہ
و امراد کی نا اتفاقی سے شاہزادہ مراد احمد نگر کی مہم سے ناکام پہرا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو
ابوالفضل کو روانہ کیا۔ اور اتفاق و یکجہتی سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ اور مہم کی تکمیل کے لئے زور
دیا۔ اس اثنا مین مراد سخت بیمار ہوگیا۔ چند ہی روز کے بعد ۱۰۰۸ھ مین انتقال کیا۔ پادشاہ کو
بیٹے کے مرنے سے سخت رنج و الم ہوا۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہے۔ آخر شاہزادہ دانیال

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۱) ہوا تو چند روز کے بعد اوس نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے غلام داؤد خان حبشی کو پناہ دیا۔ جس سے عادل شاہ نے
چڑہائی کی برہان الملک شکست پایا۔ اور بیمار ہوگیا۔ جب زیست سے نا امید ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو قید سے نکال کر
ولیعہد کیا۔ اور ۱۰ شعبان ۱۰۰۳ھ کو برہان الملک کا انتقال ہوگیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ نے چڑہائی کی اور اسی لڑائی مین
ابراہیم مارا گیا۔ منجہو آتابک برہان شاہ نے ایک ۱۲ سالہ لڑکے احمد کو خاندان نظام شاہی سے خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور
ابراہیم کے بیٹے بہادر (جو شیر خوار تہا) کو قید کر ڈالا۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خاندان نظام شاہ سے نہین ہے
اس لئے منجہو نے اوس کو معزول کرکے قید کیا۔ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ اور منجہو کے مخالفون نے
احمد نگر کے ایک طفل مجہول النسب کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجہو کو قلعہ مین محصور کیا
بہرحال احمد نگر مین ایک عام شورش مچی ہوئی تہی ۱۲ مولف۔

مہم دکن تفویض ہوئی۔ اور ابوالفضل کو شاہزادہ کی ملکی و مالی مہمات کی سربراہی کے لئے بادشاہ نے فرمان بہیجا۔ یہان ابوالفضل نے مراد کے انتقال کے بعد سپاہ کو تسلی آمیز باتون سے یکرنگ کیا اور جو کچہہ روپیہ ساتہہ تہا سپاہ مین تقسیم کیا۔ جس سے سپاہ نے قوت تازہ پائی۔ اور دانیال کے آنے تک ابوالفضل نے شہر بیر اور قلعہ تلتوم و قلعہ پرنالہ فتح کئے۔ اور چاند بی بی (جس نے برہان الملک کے پوتے بہادر کو بادشاہ بنایا تہا) اور ابہنگ خان (سپہ سالار فوج احمدنگر) کے شور شون کو بہی مٹاتا رہا۔ اس عرصہ مین دانیال کا نزول اجلال ہوا۔ اور ابوالفضل حسب الطلب بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اس اثنا مین بہادر خان خلف راجہ علیخان مرزبان خاندیس کی جو شامت آئی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ اور بادشاہ بہی فوراً قلعہ آسیر کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ اول تو بہادر خان نے اپنے لشکر کے گہمنڈ پر مغرور رہا۔ مگر جب ابوالفضل نے قلعہ پٹن قلعہ سنبہل۔ قلعہ مالی گڈہ۔ فتح کئے تو بہادر خان کی آنکہین کہلین اور امان طلب کیا۔ بادشاہ نے بہادر خان کی تقصیرات معاف فرمائین اور قلعہ آسیر پر شاہی قبضہ ہو گیا۔ اودہر دانیال نے قلعہ ناسک کو فتح کیا۔ مگر احمدنگر کے محاصرہ کے لئے جب وہان سے فوج بلائی گئی تو یہ قلعہ ہاتہہ آیا ہوا نکل گیا۔ چاند بی بی محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی خواہش کی۔ مگر ابہنگ خان اس کے خلاف تہا۔ جب چاند بی بی کے صلح کی کارروائی کا علم حبشہ خان خواجہ سرا کو ہوا تو اوس نے چاند بی بی کو مار ڈالا۔ جس سے صلح کی کارروائی ناتمام رہ گئی۔ اور ابہنگ خان بہت سے زنگی اور دکہنی لیکر شاہزادہ دانیال کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ۱۰۰۹ھ مین قلعہ احمدنگر پر بادشاہی قبضہ ہو گیا۔ اور برہان الملک کا پوتا بہادر ہاتہہ آیا۔ گرانمایہ جواہر و مرصع آلات و عجیب کتب خانہ اور بہت سامال و اسباب اور ۲۵ ہاتہی غنیمت مین حاصل ہوے۔ اس کے بعد قلعہ جنیر بہی (یہ آباد تہہ نظام الملک کے باپ دادا کا تہا) فتح ہوا۔ اور دانیال نے احمدنگر کو مرزا شاہرخ کے تفویض کر کے خود بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دانیال کو خاندیس کی حکومت عطا فرمائی۔ اور اوس

ملک کا نام اوس کے نام پر داندلیں رکہا۔

دانیال کے واپس جاتے ہی احمدنگر مین پہر بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے۔ اور دکن کے خود غرض فراہم ہو کر شورش برپا کرنے لگے۔ مرتضیٰ نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو ان باغیون نے اپنا سردار بنایا۔ اور اطراف واکناف مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ اوہر راجو اور عنبر جیو نے بہی سرکشی پر کمر باندہی۔ ان تینون نے اقطاع احمدنگر مین ایک اودہم مچادی۔ جب بادشاہ کو ان سرکشون کی خبر ہوئی تو ابو الفضل اور خانخانان وغیرہ کو اون کی تنبیہ وسرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان باغیون سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ اور لشکر شاہی نے متعدد لڑائیون مین فتح پائی۔ اور باغیونکو مدام شکست نصیب ہوتی رہی۔ مگر ایک سرکش بہی گرفتار ہوا اور نہ قتل کیا گیا۔ جس سے اون کی سرکشی کی بنیاد اوکہڑ نہ سکی۔ بعض بعض موقعون پر ان باغیون نے عجز والحاح کرکے صلح کرلی۔ اور امان چاہی۔ مگر پہر چند روز کے بعد صلح نامہ کو طاق مین رکہا۔ اور لڑائی کو موجود ہو گئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ابو الفضل کو فرمان بہیجا۔ کہ اپنا لشکر اپنے بیٹے شیخ عبد الرحمن کے تفویض کرکے خود حاضر دردولت ہو۔

انہی دنون شاہزادہ سلیم کے امر ناپسندیدہ وعادات ناملایم کے باعث بادشاہ شہزادے سے سخت ناراض تہا۔ اور سلیم کے ہواخواہون نے سلیم کے ذہن نشین یہ بات کی ہتی۔ کہ یہہ ساری ناراضی بادشاہ کی ابو الفضل کی غمازی کے سبب سے ہے۔ جس سے سلیم ابو الفضل کے قتل کے درپے ہوا اور جب ابو الفضل حسب الطلب بادشاہ کے دکن سے نکلا تو سلیم نے نرسنگدیو بندیلہ (جو ابو الفضل کے راستہ مین تہا) کو اپنی عنایات خاص کا امیدوار کرکے حکم دیا کہ کسیطرح ابو الفضل کا کام تمام کردے۔ چنانچہ یہ نامعقول اپنی جماعت کو لیکر ایک گوشہ مین چہپا رہا۔ اور ابو الفضل اوس مقام پر آتے ہی حملہ کیا۔ افسوس ہے کہ غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ھ کو بیگناہ ابو الفضل نے شہادت پائی

جب بادشاہ نے یہ خبر پرملال سنی تو دو دن تک چیخین مار کر روتا رہا۔ اور اس عرصہ مین کچھہ کہایا اور نہ آرام کیا۔ جب ہوش آیا۔ رائے رایان ۔ راجہ راج سنگہ ۔ رامچندر بدیلہ۔ ضیاء الملک وغیرہ کو حکم دیا۔ کہ اسیوقت جاکر نرسنگدیو کو معہ متعلقین قتل کر دیا جائے۔ کہتے ہین کہ شہنشاہ اکبر نے عمر بہر کبہی ایسا سخت حکم جاری نہین کیا۔ مگر جسکو خدا رکہے تو اوسے کون چکہے۔ امرا شاہی نے بہت کچہہ اوس کی گرفتاری مین سر مارا۔ اور مدتون تعاقب کیا۔ لیکن وہ ان لوگون کے ہاتہہ نہ آیا۔ اور زندہ رہا چنانچہ جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب ہوا۔

سنہ ۱۰۱۳ مین عادل خان مرزبان بیجاپور نے بادشاہ سے یہ التجا کی۔ کہ اوس کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال سے کیا جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ دلہن بیجاپور سے احمدنگر آئی۔ اور دولہا بہی برہانپور سے احمدنگر گیا۔ ساعت سعید مین عقد کا مبارک رسم ادا ہوا۔ مگر چندہی روز مین بادہ پیمائی کی کثرت سے دانیال نے انتقال کیا۔ جس سے بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا

اب ہم یہان پر اکبر کی اون لڑائیون کا حال بہی تحریر کرنا مناسب سمجھتے ہین کہ جو شمال و مشرقی افغانون کے ساتہہ ہوئی تہین۔ چنانچہ جب اکبر کی توجہ شمال مشرقی کے طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی[1] طوفان اُٹہہ رہا تہا۔ جسکا روکنا اکبر کو ناگزیر تہا کیونکہ اوس کے ساتہہ یہ خوف لگا ہوا تہا۔ کہ کہین توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے۔ دوسرا

---

[1] پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پہیل رہا تہا اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تہا۔ جسکا مولد جالندہر تہا۔ اور وہ بابر کے افغانستان کی سلطنت لینے سے ایکسال پہلے پیدا ہوا تہا۔ بایزید کا خیال یہ تہا۔ کہ افغانون کی سلطنت پہر بحال ہو۔ اسکی مان کا نام بانین تہا۔ اسکا باپ اور اوس کے خاوند کا دادا دو نو سگے بہائی جالندہر مین رہتے تہے۔ مگر اوس کا خاوند

یوسف زیون کا سرگزوہ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندہا تہا۔ سنہ ۹۹۴ھ مین پادشاہ نے
زین خان کوکلتاش کو اون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور اوس کے پیچھے راجہ بیربر اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۵) عبد اللہ کانی گورام (یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن گومل اور قورم کے درمیان ہے) مین رہتا تہا۔ جب مغلون کا تسلط بڑہنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند کے پاس کانی گورام چلی گئی۔ اور بایزید وہین پرورش پایا۔ عبد اللہ کو بیوی کے ساتھ التفات نہ تہا۔ آخر طلاق دیدی۔ بایزید کو سوتیلی ماں اور سوتیلے بہائی یعقوب سے بہت ایذا پہونچی۔ کیونکہ اوس کو علم کا بہت شوق تہا۔ شیخ بہاءالدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے بہیجدیا۔ چندروز کے بعد بایزید نے گہوڑون کی سوداگری کرنا شروع کی۔ اور سمرقند سے ہندوستان آیا۔ جب کالنجر پہونچا تو ملا سلیمان (یہ اسماعیلیہ مذہب رکہتا تہا) سے بیعت کی۔ یہان مدتون مذہب اسماعیلیہ کی تعلیم پائی۔ پہر اپنے وطن کانی گورام کو گیا۔ اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست (وحدت الوجود) کا تہا۔ عبد اللہ کو جب خبر ہوئی تو بحالت غضب غار مین پہونچا۔ اور بیٹے کو زخمی کرکے اس مذہب وخیال سے توبہ کرائی۔ اور سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کرنے کے لئے عہد لیا۔ مگر جیسا باپ متعصب تہا۔ بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپ کا باپ تہا۔ اس کے بعد وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ مہمند کے سردار سلطان احمد نے اوس کا خیر مقدم کیا۔ یہان بایزید نے اپنے مذہب مین بہت سے افغانون کو مرید کیا لیکن تاجیک کے سنی ملانے تنگ کیا تو نشا ور چلا گیا۔ اور غوری ہیل افغان۔ خلیل اقوام۔ محمود زئی۔ عمر زئی کے افغانون کو اپنے پکے چیلے بنایا۔ غرض اب وہ دونون دین ودنیا کا رہنما بنگیا۔ مذہبی وملکی معاملات مین دلچسپی لینے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجہکو الہام ہوتا ہے

حکیم ابوالفتح کو بہی اعانت وامداد کے لئے بہیجا۔ مگر جو لوگ کہ امداد کے لئے بہیجے گئے تہے۔ اونہون نے زین خان کی مفید تجویزون پر عمل نہ کیا۔ اور اپنی اپنی رائے زنی کرنے لگے جس سے یوسف زیون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۶) خدا کو دیکہتا ہون۔ خدا کے ساتہہ رہتا ہون۔ اور خلیفۃ اللہ ہون۔ یہان اوس نے اپنا نام روشنائی رکہا مریدون نے پیر روشنائی کے نام سے مشہور کیا۔ اب تو قرآن کے اسرار بیان ہونے لگے۔ ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی۔ نماز مین قبلہ کے طرف منہ کرنا درست نہ سمجہا۔ وضو کی ضرورت نہ رکہی۔ رمضان کے روزون کو فصل بہار مین دس یوم مقرر کئے۔ اور اپنے دشمنون کو مارنیکے لئے اجازت دی مسلمان اور ہندؤن کو بے ایمان بتلایا۔ اور اون کے مال کو غارت کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا۔ خصوصًا ترک سنیون کا تو بیحد دشمن تہا۔ اپنے دشمنون پر چہوٹے چہوٹے حملے بہی شروع کر دئیے۔ اور کوہستانی آزاد قومونکو جہاد کی ترغیب دی۔ اور خود بہت سی سپاہ لیکر ننگ بار کے میدان مین اترا۔ محسن غازی سے لڑکر شکست پائی۔ اور وہان سے بہاگ کر ہشت نگر آیا۔ سفر کی تکان سے بخار مین مبتلا ہوا۔ اور اوسی مرض مین انتقال کیا۔ مگر اس کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجہی نہین۔ اور وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچہہ نہ کچہہ اپنی چمک دکہاتی رہی۔ چنانچہ بایزید کی وفات پر اوسکا بڑا بیٹا عمر تلوار کو ہاتہہ مین لیا۔ اور مریدونکو جمع کرکے لڑائی شروع کی۔ اور اپنے باپ کی ہڈیونکو ایک تربت مین رکہکر لڑائی مین لیجایا تا تہا۔ مشرقی یوسف زیون سے مقابلہ ہوا جنہون نے عمر اور اوسکے بہائی خیر الدین کو شکست دیکر مار ڈالا۔ اور ان دونون لاشونکو معہ بایزید کی ہڈیون کے جلا کر خاکستر کیا۔ اور یہ خاک دریا سندہ مین ڈالدی گئی اور بایزید کا چہوٹا بیٹا جلال الدین قید مین رہا۔ ۹۸۹ھ مین جب اکبر کابل سے لاہور آیا۔ تو جلال الدین ۱۴ سالہ کو یوسف زیون سے لیلیا۔ مگر یہہ بہاگنے کا موقع پاکر تیراہ کو بہاگ گیا۔ اور بنگش۔ آفریدی۔ اورکزئی قومون سے اخلاص پیدا کرکے یہ لڑکا ایسی خوفناک مشعل بنا۔ کہ اوسکے شعلے اکبر تک پہنچنے لگے۔ اکبر نے اوسکا نام جلالہ تاریک اور اوسکے فرقہ کا نام تاریکیان رکہا۔ اس جلالہ نے اپنے طرفدار ایسے پیدا کئے۔ کہ پشتونکا بادشاہ اسکا خطاب ہوا۔ اسی نے ہندوستان کو جہاد کیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف

اور روشنائیون کے مقابلہ مین ہمیشہ شکست حاصل ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین راجہ بیربر مارا گیا۔ اور بہت سے نامور امرا اور سپاہ موت کا شکار بنے۔ اس واقعہ کے سننے سے پادشاہ کو بیحد ملال ہوا۔ خصوصاً بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج بادشاہ کو ہوئے اب خود بادشاہ نے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امراء کی التجا سے اپنا جانا موقوف کر کے کنور مان سنگہ کو روانہ کیا۔ اور اسمعیل قلیخان وزین خان کوکلتاش کو بہی مان سنگہ کی اعانت کیلئے بہیجا۔ چنانچہ یہ تینون یوسف زیون اور روشنائیون کے ساتہہ متعدد جنگ کر کے ہمیشہ فتح پائے یوسف زیون کے سردارون نے تو تنگ آکر امان چاہی۔ اور جلالہ آوارہ اوبارہ ہوکر الوس یوحانی کی مدد سے تاجرانہ طور پر غزنین آیا۔ اور شریف خان سے لڑکر غزنین کا مالک ہوگیا۔ لیکن شادمان ہزارہ نے جلالہ کو شکست دی۔ اور وہ زخمی ہوکر کوہ رباط مین پناہ لیا۔ ۹۰۰ھ مین مراد بیگ وہان پہونچکر جلالہ کا کام تمام کیا۔ اس اثنا مین زین خان نے قلعہ بیر۔ قلعہ چنکاری۔ قلعہ کنشان۔ بجور۔ سواد وغیرہ کو فتح کیا۔ اور دریاء ستلج کے کنارہ سے کاہلور تک تمکاپوکی: جس سے راجۂ نگرکوٹ۔ راجۂ کوہ جمبو۔ راجۂ مئو۔ راجہ جسوال۔ راجہ کاہلور۔ راجۂ گوالیار۔ راجہ چندہ پال۔ راجہ سیبہ۔ راجۂ مانکوٹ۔ راجہ جسر دتہ۔ راجۂ مکنیور راجۂ شیرکوٹ بہرتہ۔ راجۂ قلعۂ بہیلا۔ زمیندار سکنٹ۔ راجۂ ملادیہ۔ راجۂ بہیمبر وال مطیع ہوے۔ اور زین خان ان راجاؤن اور زمیندارون کو معہ پیشکش کے لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتح اور کامیابی پر کمال مسرت ظاہر فرمائی اور زین خان وغیرہ کو عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا۔

اب ہم یہان پر ناظرینون کو توران کے حالات سے انٹروڈیوس کراتے ہین۔ یعنے جب پادشاہ دریائے سندہ کے کنارہ پر مقیم تہا تو زابلستان جانیکے ارادہ سے دریاء سندہ کو

ایک مستحکم پل بنوایا۔ جس سے توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ اور بادشاہ کے آنے کا ایسا خوف بندہا۔ کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروائے توران عبد اللہ خان[1]

[1] عبد اللہ خان اوزبک شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ کہلاتا تہا۔ اور اسکا سلسلۂ نسب قاآن بزرگ چنگیز خان کی سولہوین پشت مین اسطرح ملتا ہے۔ عبد اللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ۔ بن محمد سلطان بن ابوالخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن پولا د بن بوراکچہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قاآن بائی بن رابل باک بن نیکا تیمور۔ بن باداقل بن جوجی بوغا۔ بن شیبان۔ بن جوجی بن چنگیز خان۔

سنہ ۹۴۰ھ مین عبد اللہ خان پیدا ہوا۔ اس کے ورثہ مین نہایت چھوٹی سی ریاست قرمینیہ آئی۔ جس کو اوس نے اپنی بہادری سے بہت بڑہایا۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ براق خان بن سونجک خان بن ابوالخیر خان (جو ترکستان و ماوراء النہر پر غالب ہوا تہا) کا انتقال ہونیسے قوم ازبک کی فرمانروائی متفرق ہو گئی تہی۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ وہ ساری قوم کا سردار ہوتا۔ چنانچہ برہان بخارا مین اور سلطان سعید خان سمرقند مین پیر محمد خان بلخ مین حکومت کرتے تہے۔ عبد اللہ خان اپنی مردانگی سے سب پر غالب آیا۔ اور کہا کہ اس الوس مین میرے باپ سکندر خان سے کوئی بڑا نہین ہے۔ اسلئے بزرگون کے آئین کے موافق خطبہ و سکہ اسکے نام پر جاری ہونا چاہیئے۔ جسکو سب نے ناگزیر منظور کیا۔ اور سنہ ۹۶۸ھ مین عبد اللہ خان نے اپنے باپ کو ساری قوم اوزبک کا خاقان بنایا۔ گو سکندر خان خاقان تہا مگر سلطنت کا مختار و مدار علیہ عبد اللہ خان تہا۔ اسنے اپنے باپ کی زندگی مین سمرقند تاشقند و ترکستان۔ فرغانہ۔ اندجان فتح کر لیا۔ اور باپ کی وفات پر کل قوم اوزبک کا خاقان ہو گیا۔ اوزبکوں کی جو متفرق ریاستین تہین۔ وہ سب اسکے قبضہ مین آکر ایک ہو گئین۔ اب عبد اللہ خان نے خراسان کا حصۂ عظیم اور خوارزم مع بدخشان کے فتح کیا۔ ان فتوحات نے عبد اللہ خان کی قوت کو بہت مستحکم کیا جس سے اکبر کا ہم پلہ کہلانے لگا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

نے مصلحت وقت کے لحاظ سے نیازمندی اور نیایش گری اختیار کی۔ بہت سے تحف و ہدایا ارسال کیا۔ اور ایلچی کے ذریعہ کہلا بہیجا۔ کہ آپ اور ہم ملکر شاہ ایران سے عراق۔ خراسان۔ فارس کو لے لینگے۔" جسکا جواب بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ روانہ کیا کہ "شاہ ایران خاندان نبوت سے انتساب رکہتا ہے۔ اسکا پاس ہمکو ہے۔ آئین وکیش کے اختلاف کو ملک ستانی کیلئے سرمایۂ آویزش نہین کرنا چاہئے۔ سوا اسکے میرے اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ اوس سے لڑنیکا ہرگز نہین ہے" اسکے بعد بھی والی توران کے ایلچی اکثر آتے رہے۔ چنانچہ احمد علی اور ملا حسینی ایلچیان توران بیمار ہو کر ہندوستان ہی مین مر گئے

توران و ایران کے بادشاہونکو جو مراسلات ابوالفضل سے لکھا کر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے ایشیائی زبان مین بیمثل نمونے ہین۔ اور وہ تمام رقعات ایک جائے کتابی صورت مین ابوالفضل کے نام سے موسوم اور طبع ہو چکے ہین۔ اور اکثر طالب علم استفادہ حاصل کرتے ہین۔ جن سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہین۔ اسلئے ہم کو اون رقعات کے نقل یا ترجمہ کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ الغرض اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ اور مدام یکجہتی سے گذری۔

اگرچہ عبداللہ خان دادگری کیساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر اوس کے بیٹے عبدالمومن نے ظلم و زیادتی سے اکثر خاندانون کو تباہ کیا۔ اور تخت نشینی کی آرزو نے تو اسکو باپ کی جان لینے پر بھی آمادہ کیا۔ چنانچہ اس بدبخت کے اشارہ سے محمد باقی وکیل نے زہر دیکر عبداللہ خان کا کام تمام کیا۔ مگر چند ہی روز عبدالمومن نے سلطنت کی۔ اسکے بعد اوس کو لوگون نے مار ڈالا اور باقی خان حاکم ہوا۔ اس کے بعد ماوراءالنہر طوائف الملوک بنگیا۔ ادھر شاہ ایران نے

خراسان لے لیا لیکن اکبر نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا۔ ورنہ اکثر امرا نے بادشاہ کو توران فتح کرنیکی صلاح ورائے دی تھی۔

اب ہمکو یہان پر عہد اکبری کے بعض حوادث بدخشان کا بیان بہی اجمالاً تحریر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یعنے مرزا شاہرخ بن مرزا ابراہیم اپنی مان خانم کے بہکانے سے اکثر دفعہ اپنے دادا مرزا سلیمان حاکم بدخشان سے لڑتا رہا۔ فتح وشکست کی حالت دونون طرف برابر رہی۔ اور بعض موقعون پر پوتے اور دادا مین صلح بہی ہوجاتی تہی۔ مگر مرزا سلیمان کو پوتے کے ان حرکات ناشائستہ سے ہمیشہ ملال رہتا تہا۔ آخر مرزا سلیمان کو حج کی سوجھی۔ اولاً وہ اکبر کے پاس ہندوستان آیا۔ پادشاہ نے اوسکی حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کرکے بنگالہ کی حکومت عطا کی۔ مگر بدخشان کی محبت اور پوتے سے عوض لینے کی آرزو کے باعث مرزا سلیمان نے بنگالہ کی حکومت پسند نہ کی۔ اور حجاز کی اجازت لیکر روانہ ہوا۔ جب مرزا شاہرخ کی والدہ خانم کو مرزا سلیمان کے ہندوستان جانے اور اکبر سے ملاقات کرنیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے بہی اپنے ارادت وعقیدتکی ایک عرضداشت معہ تحائف وہدایا کے پادشاہ کی خدمت مین ارسال کی۔ پادشاہ نے اوسکو قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔ اس اثنا مین مرزا سلیمان جو حجاز کے ارادہ سے روانہ ہوا تہا۔ اوس ارادہ کو ناتمام چہوڑکر ایران گیا۔ اور شاہ اسمٰعیل طہماسپ سے مرزا شاہرخ کی سرکوبی کے لئے امداد چاہی۔ چنانچہ شاہ ایران نے کچھہ سپاہ اوسکی کمک کے لئے نامزد کی۔ جب سلیمان ہرات مین پہونچا تو شاہ اسمٰعیل کے انتقال کی خبر سنی۔ جس سے اوسکو بڑی مایوسی ہوئی۔ آخر وہان سے نکلکر قندہار آیا۔ اور مرزا مظفر حسین حاکم قندہار سے اعانت کی درخواست کی۔ مگر اوس نے منظور نہ کیا۔ پہر مرزا سلیمان کابل آیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو اپنی امداد پر آمادہ کرکے شاہرخ سے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور حدود طالقان مین دادا پوتے کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ مگر محمد قلی نے مصالحت کرادی۔ اور سلیمان و شاہرخ مین ملک کی تقسیم بہی ہوگئی۔ مرزا محمد حکیم کابل چلاگیا۔ چند روز بہی امن وامان سے نہین گذرے۔ کہ پہر سلیمان و شاہرخ مین نزاع پیدا ہوگئی۔ آخر اس آپس کی نااتفاقی و نزاع کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ خان حاکم توران نے بدخشان پر قبضہ کرلیا۔ اب تو دونون پر ادبار آیا۔ انہین ایام مین شاہرخ کی والدہ خانم کا بہی انتقال ہوگیا۔ باقی جو کچھہ بچا بچایا ملک دادا پوتے کے قبضہ مین تھا۔ اون مین سے ایک ایک کرکے والی توران کے قبضہ مین جانے لگا۔ مگر اس وقت سلیمان و شاہرخ مین ملاپ ہوگیا تہا۔ مگر یہ اتفاق لاحاصل تہا۔ کیونکہ ملک تو دشمن کے قبضہ مین جاچکا تہا۔ آخر شاہرخ اپنے تینون بیٹے حسن وحسین اور بدیع الزمان کو مع اپنے عیال و چند ملازمون کے ساتہہ لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ اور مرزا سلیمان کو مرزا حکیم نے کچھہ دیہات لمغانات مین دیدئیے۔ جہان وہ بدخشان لینے کے منصوبے سوچنے لگا۔ اب شاہرخ کی سنئے کہ وہ سیکڑون مصیبتین و شوارگذار رستون کی جہیلتا۔ اور دشمنون و قزاقون سے مقابلہ کرتا ہوا بہزار خرابی فتحپور سیکری مین پادشاہ کا قدمبوس ہوا۔ پادشاہ نے شاہرخ پر کمال درجہ عنایت و شفقت مبذول کرکے اپنی بیٹی شکر النسا بیگم کا نکاح کردیا۔ اور مالوہ کی صوبہداری اور پنجصدی ہزاری منصب سے بہی ممتاز کیا۔ چنانچہ مرزا شاہرخ کا ذکر اس کے قبل گجرات و احمد نگر کی لڑائیون مین بیان ہوا ہے۔ جس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہین۔

اودہر مرزا سلیمان نے مرزا حکیم کی امداد سے کچھہ بدخشی و کابلی سپاہ لیکر بدخشان کی فتح کے لئے غنیم پر یورش کی۔ مگر افسوس ہے کہ شکست پائی۔ ناچار وہان سے بہاگ کر زابلستان کا رخ کیا۔ اور کنور مان سنگہ کے ذریعہ پادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اکبر نے مرزا کو لاہور مین رکہا۔ چند روز کے بعد ۹۹۷ھ مین بعمر ۷۷ سالہ اس دنیاے فانی سے

رخصت ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے زین خان کوکلتاش کو زابلستان کی راہ مین امن و امان قایم کرنے اور وہان کے راہزنون اور قزاقون کو سزا دینے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور زابلستان کے راستہ پر امن ہو گیا۔ اس اثناء مین ایک شخص ہمایون نامی اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا بنا کر کہمار مین حکومت کرنے لگا۔ مرزا بدیع الزمان (جو بادشاہ کا خواہرزادہ تھا) کچھ سپاہ لیکر حصار سے گیا۔ اور اوس سے لڑکر غالب ہوا۔ ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکہ بدخشان مین جاری کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آلات جنگ سے اوس کی امداد کی۔ اور ملک محمد بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بہیجا۔ مگر ابھی یہ سامان بدیع الزمان کے پاس نہین پہونچا تہا۔ کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بہیجا۔ لڑائی ہوئی تورانیون نے فتح پائی۔ بدیع الزمان زندہ گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو باقی خان کے بھائی پایندہ خان (جسکو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا) کو مرزا والی کے حوالہ کیا۔ جس نے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام لیا۔

اب کچھ حالات شاہزادۂ سلیم[1] (جہانگیر) کے لکھے جاتے ہین۔ کہ جسوقت بادشاہ ۱۰۱۳ھ

---

[1] شاہزادۂ سلیم اکبر کا لاڈلا بیٹا اور منتون مرادون کا فرزند تہا۔ کیونکہ جب بادشاہ کو ۱۳ ربیع الاول ۹۷۲ھ کو دو بیٹے توام حسن و حسین پیدا ہوے۔ اور ایک ہی مہینے کے بعد انتقال کر گئے۔ جس سے بادشاہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتا تہا۔ ایک دفعہ موضع سیکری مین ایک درویش شیخ سلیم نام صاحب حال کے پاس گیا۔ اور شیخ کی حالت توجہہ و بیخودی مین پوچھا۔ کہ مجھکو کتنے فرزند پیدا ہونگے۔ شیخ نے جواب دیا۔ کہ خداوند عالم تین فرزند عطا کریگا۔ بادشاہ نے کہا کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہہ مین رکھونگا

مین دکن کیجانب روانہ ہوا تو سلطان سلیم کو شہنشاہی کا خطاب دیکر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور شاہزادہ
باپ کے جانیکے بعد چندروز شکار کہیلتا رہا۔ وہان سے راناکے استیصال کے لئے اودیپور گیا۔
اور رانا کوہستان مین بھاگ گیا۔ واپسی پر بعض خوشامدی مقربون اور ہمنشینون نے شاہزادہ
کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ بادشاہ تو دکن کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس موقع پر یہ بہتر ہوگا۔ کہ اکبرآباد کے
پرگنے جو سیر حاصل ہین۔ اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ شاہزادہ کو بھی یہ بات پسند آئی۔ اور اکبرآباد۔ اودہ
بہار۔ کالپی۔ جونپور وغیرہ صوبون پر تصرف کرکے اپنے مصاحبون مین تقسیم کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ
کو پہونچی تو سخت ملول و مغموم ہوا۔ مگر مراد و دانیال کی بیوقت موت نے بادشاہ کی کمر توڑدی
تھی۔ اب صرف سلیم ہی زندہ تھا۔ اس لئے سختی نکرسکا۔ بلکہ لطف و شفقت سے فرمان عنایت
لکھا۔ اور دکن کی مہم خانخانان و ابوالفضل کے تفویض کرکے معاودت فرمائی۔ شاہزادہ بادشاہ
کی آمد سنکر اکبرآباد ہوتا ہوا اٹاوہ گیا۔ اور انہین ایام مین ابوالفضل کا کام نرسنگدیو بندیلہ کے ہاتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۳) شیخ نے کہا کہ ہم نے اوس کو اپنا ہم نام کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے ... وبائی مریم زمانی کو (جو حاملہ
تھی) شیخ کے گھر بھیجدیا۔ جہان ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ روز چہارشنبہ کو فرزند نرینہ تولد ہوا۔ سلیم نام رکہا گیا۔ مگر بادشاہ
سلیم کو ہمیشہ شیخو بابا کہتا تہا۔ کبھی سلیم کہکر نہین بلایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے وہ ... ت ادا کی جو بیٹا پیدا ہوگا تو
باپیادہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر جاؤنگا۔ اور اوس کو ردہ موضع سیکری
کو ہماباد ۱۵ برس کے عرصہ مین ایک عظیم الشان شہر بنا دیا۔ ۹۷۸ھ مین شاہزادہ مراد پیدا ہوا جسکا انتقال ۱۰۰۷ھ مین
بعمر ۳۰ سالہ ہوگیا۔ اوسکو ایک بیٹی تہی جسکی شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی۔ اور ۹۷۹ھ مین دانیال
تولد ہوا۔ جس نے ۲۸ شوال ۱۰۱۳ھ مین بعمر ۳۳ سالہ وفات پائی۔ اسکے تین بیٹے۔ طہمورث۔ ہوشنگ۔ بایسنغر
چار بیٹیان۔ سعادت بانو۔ بلاقی بیگم۔ ماہی بیگم۔ برہانی بیگم تھین۔ ۱۲ مؤلف۔

تمام کیا۔ پادشاہ نے ایک اور فرمان بیٹے کے پاس یہ بھیجا۔ کہ صوبہ بنگالہ واڈیسہ ہم نے تمکو مرحمت کیا۔ فوراً وہان جاکر انتظام کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو بھی سلیم کی فہمائش و دلجوئی کے لئے روانہ کیا۔ مگر سلیم کے دل سے وسوسہ اور دغدغہ دور نہوا۔ اور ایک عرضداشت باپ کے پاس اپنی دادی مریم مکانی کے بھیجنے کے لئے دوست محمد کے ہاتھہ بھجوائی۔ چنانچہ پادشاہ نے اپنی ماں (مریم مکانی) کو روانہ کیا۔ اور سلیم دادی کے ساتھہ آگرہ آیا۔ اور دادی کے محل مین باپ بیٹے کا قرآن السعدین ہوا۔ بیٹا باپ کے قدمون پر گرا۔ باپ نے گلے لگایا۔ اور اپنی دستار اوس کے سر پر باندھی جانشینی کی نوید سنائی۔ مگر چند روز کے بعد شاہزادہ نے وہی بدچلنیان شروع کردین۔ اس اثناء مین مریم مکانی (اکبر کی مان) نے انتقال کیا۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۰۱۴ھ روز دوشنبہ کو پادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار کی شدت اسہال دموی کی کثرت ہوئی۔ راجہ مان سنگہ اور خان اعظم (جو انتظام سلطنت کے اعلی رکن تھے) نے یہ صلاح وسازش کی۔ کہ پادشاہ کی وفات پر سلیم کے بیٹے خسرو (جو راجہ مان سنگہ کا بہانجا اور خان اعظم کا داماد تھا) کو تخت نشین کیا جائے۔ اور ان دونون نے قلعہ آگرہ کی (جہان اکبر بیمار پڑا تھا) اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی۔ جب سلیم کو اس سازش کی خبر لگی تو وہ آگرہ سے کچہہ دور چلا گیا۔ اور سلیم کا دوسرا بیٹا خرم (شاہجہان) دادا کی بیمارداری مین پلنگ سے لگا رہا۔ جب پادشاہ نے زندگی سے مایوسی دیکھی تو فوراً سلیم کو بلایا۔ اور اپنی خاص تلوار۔ دستار۔ خلعت شاہانہ اوسکو پہنا کر پادشاہ بنایا۔ اور آیندہ انتظام سلطنت وخاندان کی خبرگیری کے لئے وصیت کی۔ اور ملا صدر جہان کے ہاتھہ پر توبہ کر کے انتقال کیا۔ اکبر کی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہے مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ ہے۔ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ ۴۹ سال ۸ ماہ سلطنت کی۔ اور اوجہ سر نیکے عرش آشیانی خطاب پایا۔

اکبر کے انتقال کے وقت متروکات کی تفصیل یہ تھی۔ دس کروڑ روپیہ طلائی۔ ہزار کروڑ کے لعل خاصہ۔ دس من پختہ طلا غیر مسکوک۔ ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک ۔ ۶۰ من پختہ پول سیاہ۔ ۵ ہزار کروڑ تنکہ۔ ۱۲ ہزار اسپ خاصہ ۶ ہزار فیل خاصہ۔ ۵ ہزار حلقۂ آہو۔ کچھہ کم ہزار چیتا۔ غرضکہ اس متروکات سے اور اشیاء کا بہی قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ کس کثرت سے ہوگا۔ قطعہ تاریخ انتقال حسب ذیل ہے۔

جلال الدین محمدؐ شاہ اکبر ز دنیا گشت سوئے خلد راہی
چو رضوان دیدہ حیران شد کہ این کیست ندا آمد کہ یک ظل الٰہی

اب ہم کو آئین اکبری سے انتظام سلطنت اکبری کا حال ناظرین کے لئے اجمالاً لکہنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا انتظام ہندوستان میں پہلے کسی بادشاہ و راجہ و مہاراجہ کے عہد مین نہین ہوا۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ان اصول کا تخم شیر شاہ نے بویا تہا۔ جسکو اکبر نے بار ور کیا۔ اور شیر شاہ کے تمام ضوابط و سر رشتہ دستور قایم رکہے۔ شہنشاہ اکبر شیر شاہ اور سلیم شاہ کی قابلیتون ولیاقتون کا قائل تہا۔ اور اونکو ملک السلاطین کہتا تہا۔ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا تو ہندؤن کے آئین و قوانین تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تہے۔ انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچہہ تہے ہی نہین۔ اور جو تہے اون مین ایک قانون بہی ایسا نہ تہا۔ کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا۔ اس لئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر (جو یہان جاری تہے) چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تہے۔ جو آئین اکبری مین لکہے ہوے ہین۔ مگر برٹش گورنمنٹ نے بتدریج اوسکو ایسا بدلا کہ بالکل اوس کی کایا پلٹ ہوگئی۔ تاہم ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت و مماثلت باقی ہے۔ آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پرتو فوٹو ٹائپ (اصل) کہتے ہین۔

الغرض اکبر نے بہت کچہہ آئین مقرر کئے تھے۔ جن پر ابتک عملدرآمد ہورہا ہے۔ چنانچہ آبادی
خزانہ۔ اجناس۔ دارالضرب۔ عمارت۔ تقسیم سپاہ۔ دربار۔ کورنش وتسلیم۔ ایستار۔ نشست۔
محصول زمین۔ گز۔ پیمانہ وغیرہ کے آئین مقرر تھے۔ اور آبدارخانہ۔ فراش خانہ۔ میوہ خانہ۔ خوشبوخانہ
توشک خانہ۔ تصویرخانہ۔ کتاب خانہ۔ شکارخانہ۔ توپ خانہ۔ فیلخانہ۔ کارخانہ اشترخانہ وغیرہ کے
جداجدا صیغے قایم تھے۔ اکبر کے زمانہ مین سکون کے نام مختلف ومتعدد تھے۔ طلائی سکون کے
نام (سہنسہ۔ رہس۔ آتمہ۔ بنست۔ چگل۔ لعل جلالی گرد۔ آفتابی۔ الٰہی۔ لعل جلالی۔ عدل گتکہ۔
مہرگرد۔ محرابی۔ معینی۔ چارگوشہ۔ گرد۔ دہن لعل۔ سلیمی۔ ربی۔ من۔ نصف سلیمی۔ پنج۔ پانڈو۔
ثمنی۔ کلا۔ ذرہ) تھے۔ اور نقروی سکے۔ (جلالہ۔ درب۔ چرن۔ پانڈو۔ اشٹ۔ دسا۔ کلا۔
سوکی۔) کہلاتے تھے۔ مسی سکون کو (دام۔ ادھیلا۔ پاولا۔ دمڑی) کہتے تھے۔ اوران تمام
طلائی۔ نقروی۔ مسی سکون کا وزن مختلف اورصورت متفرق تھی۔ علی ہذا ہرایک کی قیمت
مین بھی کم وزیادتی تھی۔ سنہ ۹۹۲ھ مین امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ کے حکم سے تاریخ الٰہی کا
آغاز کیا۔ سال وماہ شمسی کو حقیقی سمجھا۔ اورسال کبیسہ کو دورکیا۔ مہینون اوردنون کے فارسی
نام قایم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک کئے گئے۔ ابوالفضل نے لکھا ہی کہ سنہ ۴۰
سنہ الٰہی مین بادشاہ کے قلمرو مین ۲۷۳۷ قصبے اور ۱۰۵ سرکارین تھین۔ جب بندوبست
دہ سالہ ہوا توسارے ملک کی آمدنی مین ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکہہ ۵۵ ہزار ۲ سو ۴۶ دام
ہوئی۔ اور ۱۲ لاکہہ برگ تنبول۔ بادشاہ نے ملک کے ۱۲ حصے کرکے ہرایک کا نام صوبہ رکھا
جسکی تفصیل یہہ ہے الہ آباد۔ آگرہ۔ اودہ۔ اجمیر۔ احمدآباد۔ بہار۔ بنگالہ۔ دہلی۔ کابل۔ لاہور
ملتان۔ مالوہ۔ جب برار وخاندیس واحمدنگر فتح ہوگئے تو یہہ تین صوبے اورزیادہ ہوکر پندرہ صوبے
ہوگئے۔ شہنشاہ اکبر ایام طفلی مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اور خدا

اور ذہانت جودت طبیعت نے ارباب علم کی صحبت سے اوسکو نظم و نثر کے دقائق پر خوب حاوی
کردیا۔ اور علم کی قدر شناسی سے اکثر کتب سنسکرت اور عربی کے ترجمے کئے گئے۔ چنانچہ سنسکرت سے
اتھربن وید۔ مہابھارت۔ رامائن۔ لیلاوتی۔ تاجک۔ ہربنس۔ نل دمن۔ سنگاسن بتیسی۔ اور عربی سے
جامع رشیدی۔ معجم البلدان۔ کلیلہ ودمنہ وغیرہ کے فارسی ترجمے اسی بادشاہ کے عہد مین ہوے
اور تاریخ الفی۔ تاریخ کشمیر۔ داستان امیر حمزہ وغیرہ کی تصنیف ہوئی۔
بادشاہ کے مذہبی خیالات کا اصل حال ابو الفضل اور عبد القادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے
ان دونون مین بڑا اختلاف ہے۔ بدایونی کے بیان سے بادشاہ بیدین ثابت ہوتا ہے۔ ابو الفضل
لکھتا ہے۔ کہ بعض باتین اکبر نے مصلحت وقت اور اقتضائے سلطنت کے لئے اختیار کی تھین
عبد القادر اپنے بیان کی تصدیق مین بادشاہ کے یہ حرکات وسکنات اور ارادت وعقیدت
پیش کرتا ہے۔ کہ اکبر نے علماء کی تکفیر وتذلیل کی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ کو یک قلم موقوف
کیا۔ خطبون سے نعت نکالدیگئی۔ آفتاب پرستی۔ آتش پرستی۔ ہوم۔ اختیار کیا۔ اور اپنے نام
کا خطبہ پڑہایا۔ اول مجتہد۔ بعد امام مہدی آخر الزمان۔ آخر مین پیغمبر پہر وہان سے خدا بنا۔ چندروز
کے بعد اوتار ہوا۔ اور علانیہ طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑہنا قرار پایا۔ شراب نوشی کی
اجازت دی۔ گوشت کھانیکی ممانعت کی۔ اپنے مذہب کا نام توحید الٰہی رکہا۔ اسلام کی مخالفت
کی۔ تمغا اور جزیہ معاف کیا۔ ابو الفضل نے لکہا ہے کہ اکبر نے کبھی خدائی یا پیغمبری کا دعوےٰ
نہین کیا۔ یہ سب افترا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے۔ کہ اکبر نے ۱۰۱۴ھ مین وفات پائی۔ اور عبد القادر
کی تاریخ ۱۰۰۴ھ کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابو الفضل ۱۰۱۱ھ مین انتقال کیا۔ اور اکبر کے مرنے سے
پہلے اوسکی آئین اکبری اور اکبر نامہ ختم ہوگئے۔ اسلئے اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا
ذکر آخر دس برس مین کسی مورخ نے نہین لکہا۔ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔

معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین کیا کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ جسمین یہ فقرہ لکھا ہے کہ شہنشاہ نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور کلمہ پڑھ کر حنفی مسلمانونکی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔

اکبر نے منصب کے ۶۶ مراتب مقرر کئے تھے۔ اور منصب کا پایہ دہ باشی سے دہ ہزاری تک تھا۔ پنجہزاری سے زیادہ کا منصب اپنے خاص فرزندون کے لئے تجویز کیا تھا۔ الغرض شہنشاہ اکبر کے آئین سلطنت پر نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ من حیث المجموع جملہ صفات نیک و خصائل حمیدہ کا مجموعہ تھا۔ اور رعایا کے ساتھ ایسی محبت و ہر دلعزیزی پیدا کی تھی۔ کہ ہند و مسلمان آپس مین برادرانہ برتاؤ رکھتے تھے۔ اور بادشاہ کے فرمان کو الہام یا وحی تصور کرتے تھے۔ زندگی مین تو اچھی ہی گذری۔ مگر بعد رحلت بھی ہندوؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کے طرح پوجا۔ اور بعض مسلمانون نے بھی اسکو ولی جانا۔ اوسکے قبر کا ایک بدیہی تصرف یہ ہے۔ کہ جسوقت قیصر ہند کا نائب السلطنت لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل اوس کی قبر کی زیارت کو آیا تو اپنے جیب خاص سے دس ہزار روپیہ کا غلاف قبر پر چڑہایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے۔ کہ حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا۔ اور مخالف موافق کا مقبول ہو۔ تمام مہذب قومین شہنشاہ اکبر کا نام نہایت تعظیم و تکریم سے لیتے ہین۔

شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمّد جہانگیر بادشاہ غازی

شہنشاہ جہانگیر ۸ رجمادی الثانی ۱۰۱۴ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو بعمر ۳۶ سالہ دارالخلافہ آگرہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکھا۔ اور ایک زنجیر عدل زنجیر

طلا کی جس کا طول ۳۰ گز تہا ستم رسیدون اور مظلومون کی دادخواہی کے لئے تیار کی۔ جسکا ایک سرا قلعہ کے بڑے کنگرہ سے استوار کرکے دوسرا سرا دریا کے کنارے ایک میل سنگین سے مستحکم کیا گیا۔ اس کے بعد پادشاہ نے دوازدہ احکام جاری کئے۔ جسکا ملخص یہ تہا۔ کہ رعایا سے راستون شہرون۔ اور بندرگاہون کا محصول نہ لیا جائے۔ جاگیر دار اپنے اپنے علاقون مین مسافرون کے آرام کے لئے مسجد۔ سرا۔ چاہ بنوائین۔ ہر ایک میت (خواہ مسلمان ہو یا ہندو) کا مال اوس کے وارثون کو دیا جائے۔ اگر لاوارث ہو تو اوس مال کو سرا۔ مسجد۔ چاہ وغیرہ۔ بنانے کے کام مین لگایا جائے۔ تمام مسکرات کو کوئی بنائے۔ اور نہ بیچے۔ کسی جرم کی سزا مین ناک۔ کان نہ کاٹے جائین۔ کوئی جاگیردار یا عامل خالصہ رعایا کی زمین زبردستی نہ لے۔ بے حکم شاہی کوئی جاگیر دار یا عامل وہان کے آدمیون سے رشتہ پیدا نکرے۔ بڑے بڑے شہرونمین شفاخانے بنائے جائین۔ اور دوا وغذا کا خرچ سرکار سے ملا کرے۔ سوداگرون کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ کوئی عامل کسی قصبہ یا گاؤن مین بلا کرایہ رعایا کے مکان مین اقامت نکرے۔ ان احکام کی اجرائی کے بعد پادشاہ نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کی رہائی کا حکم دیدیا۔ کہتے ہین کہ صرف قلعۂ گوالیار سے ۷ ہزار قیدی چہوٹے۔ اب اس پر سے تمام قلعون کے قیدیون کی تعداد کا قیاس لگانا چاہئے۔ کل ہندوستان مین باستثناء ملک بنگال ۲ ہزار ۴ سو قلعے نہایت مستحکم و استوار تھے۔

سونے چاندی کے سکے جو مسکوک ہوے۔ ہر ایک کا نام پادشاہ نے جداگانہ رکھا۔ چنانچہ طلائی سکے[1]

---

[1] نور شاہی ۱۰۰ تولہ۔ نور سلطانی ۵۰ تولہ۔ نور دولت ۲۰ تولہ۔ نور کرم ۱۰ تولہ۔ نور مہرہ ۵ تولہ۔ نور جہانی یک تولہ۔ نورانی نصف تولہ۔ رواجی پاؤ تولہ۔ کوکب طالع ۱۰۰ تولہ۔ کوکب اقبال ۵۰ تولہ۔ کوکب مراد ۲۰ تولہ۔ کوکب بخت ۱۰ تولہ۔ کوکب سعد ۵ تولہ۔ جہانگیری یکتولہ۔ سلطانی نصف تولہ۔ نثاری پاؤ تولہ۔ خیر قبول ۱/۴۰ حصہ۔ ۱۲ مولف

نورشاہی۔ نورسلطانی۔ نوردولت۔ نورکرم۔ نورمہر۔ نورجہانی۔ نورانی۔ رواجی سے موسوم ہوے
اصلفرئی سکے۔ کوکب۔ کوکب اقبال۔ کوکب مراد۔ کوکب بخت۔ کوکب سعد۔ جہانگیری۔ سلطانی
نثاری۔ خیر قبولی۔ نام پائے۔ تانبے کے سکون کے بھی علیحدہ علیحدہ نام رکھے گئے۔ اکثر سکون کو
اشعار اور کلمہ سے زینت دی گئی۔[1] لہذازان پادشاہ نے اپنے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ روپیہ
مرحمت کرکے حکم دیا۔ کہ قلعہ کے باہر جو منعم خان خانخانان کی حویلی ہے۔ اوسکو اپنی سکونت کیلئے
درست کرے۔ اور سعید خان کو پنجاب کی حکومت عطا کی۔ شیخ فرید بخاری (جو عہد اکبری مین
میر بخشی تھا) کو خلعت و شمشیر مرصع و دوات و قلم مرصع عنایت کرکے پہلی خدمت پر بحال کیا۔
مقیم کوکہ وزیر خان کو ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجہ فتح اللہ اور عبد الرزاق معموری حسب
سابق خدمات بخشی گری سے ممتاز ہوے۔ امین الدولہ آتش بیگی کی خدمت پایا۔ شریف خان
(جو جہانگیر کی خردسالی کا رفیق تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و سوار و خطاب امیر الامرائی عطا
کرکے وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور رانا کی گوشمالی کے لئے اپنے بیٹے پرویز کو نامزد کرکے
آصف خان پنجہزاری کو اوس کا اتالیق بنایا۔ اور مہر آل تمغا آل تمغا وہ ہے کہ پادشاہ
کسیکو کوئی جاگیر بطریق ملکیت عطا کرے) جو پہلے شنجرف سے لگائی جاتی تھی۔ اوس مین
پادشاہ نے یہہ ایزاد کی کہ مہر لگنے کی جگہ طلاپوش کرکے مہر لگائی جائے۔ اور اوسکا نام التون تمغا
(مہر زرین) رکھا جائے۔ مرزا زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی (جو خردسالی سے جہانگیر کی خدمت
کرتا تھا۔ اور احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہونچا تھا) کو منصب ہزار پانصدی

[1] سکہ کا مضمون تفصیل کیساتھہ ہم آیندہ کسی مقام پر لکھینگے جسمین سکہ کی ابتدا اور ہر ایک زمانہ کی ترکیب و وضع نقش ونگار
اور وزن وغیرہ کی تصریح (ناظرین کی معلومات کیلئے) دلچسپ پیرایہ مین بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اور خطاب مہابت خان سے سرفرازی بخشی۔ الغرض جہانگیر نے اپنے جلوس کے موقع پر ہر ایک
امیر کو خطاب بمنصب خدمت وغیرہ سے ممتاز کیا۔ انہین ایام مین جہانگیر کا بیٹا خسرو ذیحجہ
سنہ آگہ کو ۳۵۰ سوار کے ساتہہ بہاگ گیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جب امیر الامرا نے
پادشاہ کو یہ خبر کی تو سخت متردد ہوا۔ اور شیخ فرید کو اوسکی گرفتاری کے لئے بہیجا۔ اور خود اوس کے
تعاقب مین چلا۔ اودہر خسرو سیدہا لاہور پہونچکر اوس کا محاصرہ کیا۔ مگر دلاور خان اوس کے
اول ہی قلعہ کے دروازے اور بروج مستحکم و استوار کرلیا تہا۔ نوروز تک خسرو نے قلعہ کا محاصرہ
رکہا۔ جب اوس کو معلوم ہوا کہ پادشاہ خود اوس کے تعاقب مین آرہا ہے تو محاصرہ چہوڑکر
پادشاہ کے مقابلہ کے لئے تیار رہوا۔ اسوقت خسرو کے پاس پچاس ہزار کے قریب لشکر جمع
ہوگیا تہا۔ جسکا گہمنڈ اوس کو بہت تہا۔ اتنے مین شیخ فرید خسرو کے قریب آیا۔ اور لاہور سے
بہادر خان بہی اوس کی امداد کے لئے آگیا۔ کیونکہ خسرو نے لاہور کا محاصرہ اوٹھا دیا تھا۔ ان
دونون کے پاس تخمیناً ۱۴ یا ۱۵ ہزار سوار تھے۔ جب اس لشکر قلیل کا مقابلہ خسرو کے لشکر
کثیر سے ہوا تو ایک جنگ عظیم ہوئی۔ جسمین دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مگر خسرو شکست
پاکر بہاگا۔ اوس کا ایک صندوقچہ (جسمین دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے) لشکر شاہی
کے ہاتہہ آیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ بہی اوس موقع پر آپہونچا۔ اور لشکر شاہی کی فتح پر دوگانہ
شکر ادا کیا۔ دوسرے روز سودہرہ کے گہاٹ پر خسرو اور اوس کے ہمراہی حسین بیگ عبد الرحیم
وغیرہ گرفتار ہوے۔ جب پادشاہ کے روبرو خسرو آیا تو پادشاہ نے اوسکو مسلسل کرکے دلاور خان
کے حوالہ کیا۔ اور حسین بیگ و عبد الرحیم کو گائو وخر کی کہالون مین بند کرکے تشہیر کیا۔ حسین بیگ
تو اوسی روز مرگیا۔ مگر عبد الرحیم زندہ رہا۔ اس کے بعد خسرو کے ۷۰۰ ہمراہیون کو پادشاہ نے
دار پر کہینچا۔ اور شیخ فرید کو منصب پنجہزاری عطا کرکے مرتضیٰ خان کا خطاب عطا کیا۔ اور ابو القاسم

دلاور خان کو بہی پنجہزاری منصب۔ نقارہ علم۔ اسپ معہ ساز مرصع کمر بند مرصع سے سرفرازی بخشی۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ قزلباشون نے حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے قندہار پر چڑہائی کی ہے اور شاہ بیگ حاکم قندہار قلعہ بند ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے مرزا غازی پنجہزاری کو فوج شایستہ کے ساتہہ شاہ بیگ کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہی اوس کے پیچہے روانہ ہوا۔ اودہر پرویز سے رانا عاجز ہوکر (رانا کی تنبیہ کے لئے پرویز کا جانا اس کے قبل ہم نے بیان کیا ہے) صلح کا خواستگار ہوا۔ اور اپنے بیٹے باکہہ کو بادشاہ کی خدمت مین رہنے کے لئے شاہزادہ کے پاس بہیجدیا۔ پرویز نے بہی اقتضائے وقت کے لحاظ سے صلح کرلی۔ اور باکہہ کو لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتحیابی پر شاہزادہ کو سرفراز کیا۔ اور خود دہری پور و پرگنہ چندالہ وغیرہ ہوتا ہوا کشمیر پہونچا۔ زعفران زار[1] کی سیر کی۔ پہر وہان سے منزل بمنزل کوچ و قیام کرتا ہوا کابل آیا۔ اتفاقاً سفر کی تکان سے امیر الامرا بیمار ہوگیا۔ اور بیماری نے طول کہینچی۔ اس لئے وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ اور قزلباشون نے حاکم ہرات کی اعانت سے جو قندہار پر چڑہائی کی تہی۔ وہ بادشاہ کے آنیکے قبل ہی متفرق و ناکام ہوکر چلے گئے تہے۔ اس اثناء مین آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ علی قلی[2] شیر افگن خان نے قطب الدین خان

---

[1] تمام عالم کے پہولون مین اول شاخ بعدازان برگ پہر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہی کہ خشک زمین سے چار انگشت اوسکی ساق برآمد ہوتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیان ہوتی ہین نکلتا ہے۔ اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر درازی مین ایک پور کے برابر اوس کے اندر ہوتے ہین۔ زعفران خشک ڈہیلون کی زمین مین (جس کو پانی نہین دیا جاتا) پیدا ہوتا ہے۔ ۱۷ مولف۔

[2] اقبالنامہ جہانگیری و تزک جہانگیری مین یہ لکہا ہے۔ کہ علی قلی ابتدا شاہ اسمعیل والی ایران کا سفرچی تہا بعد انتقال

حاکم بنگال کو بمقام بردوان (علاقہ بنگالہ) مار ڈالا۔ اور مقتول کے ہمراہیون نے شیر افگن کو بہی اوسیوقت قتل کیا"

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۳) عہد اکبری مین قندہار کی راہ سے ہندوستان آیا۔ اور ملتان مین خانخانان کے یہان (جو مہم ٹہٹہ پر جا رہا تہا) نوکر ہوا۔ مہم ٹہٹہ مین علی قلی سے خدمات پسندیدہ ظہور مین آئین۔ چنانچہ مراجعت پر خانخانان نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی۔ بادشاہ نے خانخانان کی سفارش پر ایک مناسب منصب عطا کی۔ انہین ایام مین مرزا غیاث بیگ کی بیٹی مہر النسا (نورجہان) سے علی قلی کا نکاح بہی ہوا۔

مرزا غیاث بیگ خواجہ محمد شریف طہرانی کا بیٹا تہا۔ اوس کے واقعات یہ ہین کہ محمد شریف طہرانی محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر تہا۔ جب محمد خان مرگیا تو محمد شریف شاہ طہماسپ کے پاس حاضر ہوا۔ شاہ موصوف نے اوس کو یزد کی وزارت تفویض فرمائی۔ جسوقت ہمایون ایران گیا تہا تو شاہ ایران کے احکام ہمایون کی مہمانداری اور تواضع و تکریم کے متعلق اسی محمد شریف کے نام صادر ہوے تہے۔ الغرض محمد شریف کو دو فرزند آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تہے۔ مرزا غیاث کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تہا۔ اور شاہ طہماسپ نے مرزا غیاث کو خراسان کی حکومت عطا کی تہی۔ مگر چند روز کے بعد مرزا غیاث محاسبۂ سرکاری اور حوادث روزگار کے باعث وطن سے برگشتہ خاطر ہوکر تلاش معاش مین ہندوستان کا ارادہ کیا۔ اسکے ساتہہ دو لڑکیان اور ایک لڑکا اور ایک حاملہ بی بی تہی۔ جب قافلہ ہند کے ساتہہ روانہ ہوا تو رستہ مین ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ رہزنون نے اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو اونٹ سواری کے باقی رہ گئے۔ اور قندہار کے مقام پر بی بی کی زچگی بہی ہوگئی۔ لڑکی پیدا ہوئی۔ اس مفلسی مین لڑکی کا پیدا ہونا بہی آفت و مصیبت کا سامنا ہوا۔ رات بہر ماں باپ روتے رہے۔ آخر کلیجہ پر پتہر رکہہ کر اوس لڑکی کو ایک پارچہ مین لپیٹ کے ایک درخت کے نیچے حافظ حقیقی کے تفویض کیا۔ اسکے بعد اوس لڑکی کے رونے پر ایک شخص وہان پہونچا۔ اور لڑکی کو لیکر ملک مسعود قافلہ سالار کے پاس لایا۔ چونکہ قافلہ سالار کو کوئی اولاد نہ تہی۔

بادشاہ کو قطب الدین کے مارے جانیکا سخت رنج ہوا۔ اور شیر افگن کے گھر بار کی ضبطی کا حکم دیا۔ اور خود چند روز کابل مین قیام کرنیکے بعد دار الخلافہ کو معاودت کی۔ اور آگرہ پہونچکر راجہ مان سنگہ کے بڑے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۴) اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی محبت آئی۔ مہر النسا نام رکھا۔ اور پرورش پر مستعد ہوا۔ دایہ کی تلاش کیگئی۔ لیکن بجز اوسکی ماں کے کوئی عورت شیر دار نہ ملی۔ اب اوسی عورت کو (جو لڑکی کی خاص ماں تہی) اوس کے دودہ پلانے پر مقرر کیا گیا۔ اور مناسب حال اون کے کہانے پینے سواری وغیرہ کا بہی بندوبست قافلہ سالار نے کردیا۔ خدا کی شان کہ لڑکی کی لڑکی ہاتہہ آئی اور قوت و سواری کا بہی آسرا ہوگیا۔ اور مرزا غیاث کے حسب و نسب کا حال ملک مسعود پر ظاہر ہونے سے بہت افسوس کیا۔ جب قافلہ ہندوستان پہونچا تو ملک مسعود فتحپور مین شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ارمغان و تحائف گذرانا۔ اس کے بعد مرزا غیاث اور اوسکے بیٹے ابو الحسن کو (اونکی شرافت خاندانی اور جوہر ذاتی کا اظہار کرکے) بہی پیش کیا۔ اس موقع پر مرزا نے اپنے باپ کے خدمات کے حقوق (جو ہرات مین ہمایون کے ساتہہ عمل مین آئی تہین) بہی جتایا۔ بادشاہ نے مرزا غیاث کو بیوتات کا دیوان مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ لیاقت و ہوشیاری کے باعث ترقی ہونے لگی۔ ادہر قافلہ سالار اور مرزا غیاث کی بیبیونکی آمد و رفت محل مین ہونے لگی۔ جنمین مہر النسا (نور جہان) بہی ساتہہ رہتی تہی۔ جب یہ سیانی ہوئی تو شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی نگاہ اوسپر پڑنے لگی۔ ایک روز مینا بازار مین شہزادہ (شراب مخمور) سیر کر رہا تہا۔ اتفاقاً مہر النسا بہی وہان آپہونچی۔ اوسوقت شاہزادہ کے ہاتہہ مین دو کبوتر تہے۔ شاہزادہ نے مہر النسا سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ "ای لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو مین پہول توڑ لونگا" مہر النسا نے کبوتر لے لئے شہزادہ پہول توڑنے مین مصروف ہوا۔ اس عرصہ مین مہر النسا کے ہاتہہ سے ایک کبوتر پہڑک کر اڑگیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک ندارد تہا۔ پوچہا کہ کبوتر کیسے اڑگیا۔ مہر النسا نے دوسرا کبوتر ہاتہہ سے چہوڑکر عرض کیا کہ صاحب عالم وہ کبوتر ایسا اڑگیا تہا۔ مہر النسا کے اس بہولے پن نے شاہزادہ کے عشق کے زخم پر نمکپاشی کی (نمک چہڑکا)۔ اور ہم

بیٹے جگت سنگہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد مہابت خان کو رانا کے استیصال کو بہیجا۔ اور خانخانان کو ولایت نظام الملکیہ کی فتح کے لئے روانہ کردیا۔ انہین ایام مین ۱۵ لاکہہ کے صرفہ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۵) رفتہ رفتہ اکبر کے کان تک پہونچی تو اوس لئے فوراً مہرالنسا کا نکاح علی قلی سے کردیا جب شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بہیجا گیا تو علی قلی بہی اوس کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ شاہزادہ نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ اکبر کے انتقال پر جہانگیر بادشاہ ہوا تو شیر افگن کو صوبۂ بنگال مین ایک جاگیر عطا کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا۔ کہ اوس کی طبیعت شورش طلبی پر مائل ہے تو جہانگیر نے قطب الدین خان کو بنگال کا صوبہ بنا کر رخصت کرتے وقت یہ کہا۔ کہ اگر شیر افگن خیرخواہ دولت خواہ ہو تو بحال رہنے دینا۔ ورنہ ہماری درگاہ مین روانہ کرنا۔ اگر آنے مین تساہل کرے تو سزا سے کوتاہی نکرنا۔ چنانچہ قطب الدین بنگالہ پہونچکر اوسکو بلایا لیکن وہ آنے مین عذر کرتا رہا۔ آخر قطب الدین بردوان (جو شیر افگن کے تیول مین مقرر تہی) گیا۔ اور شیر افگن جریدہ دو نوکرون کے ساتہہ ملاقات کو آیا۔ دونون مین باتین ہونے لگین۔ شیر افگن کو قطب الدین کے تیور سے غدر کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے پہلے خود ہی تلوار کا ایسا کاری زخم لگایا۔ کہ آنتین نکل پڑین۔ اور جانبر نہو سکا۔ قطب الدین کے آدمیون نے اوسے بہی قتل کرڈالا۔ یہ واقعات تو اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری کے تہے۔ مگر اور مورخ اس واقعہ کا سبب کچہہ اور ہی پیرایہ مین لکہتے ہین۔ گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہین۔ مگر دلچسپ بہت ہین۔ اس لئے ہم بہی ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

کہتے ہین کہ جب اکبر نے مہرالنسا کا نکاح شیر افگن سے کردیا تو جہانگیر پر کوہ غم ٹوٹا۔ مگر کرتا تو کیا کرتا۔ مجبور تہا۔ لیکن جب خود جہانگیر بادشاہ ہوا تو وہ عشق پہر اپنی تاثیر دکہایا۔ تجویز یہ ہوئی کہ کسیطرح علی قلی کا کام ایسا تمام کیجے کہ الزام نہ آئے۔ چنانچہ علی قلی کو بلا بہیجا۔ اور ایک دن مست ہاتہی سے لڑادیا۔ علی قلی جرأت و بہادری مین یکتا تہے مدمقابل تہے ہاتہی کو مغلوب کیا۔ جب اس سے بہی کام نہ نکلا تو ایک روز جنگل مین شیر سے مقابلہ کروایا۔ مگر اس بہادر شیر نے

اکبر کا مقبرہ اور باغ تیار ہوا۔ اودہر مہابت خان سے رانا کے مہم کا انصرام خاطرخواہ نہونے پر یہان سے پادشاہ نے عبداللہ خان کو بہیجا۔ اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور شاہزادہ کی کمک کے لئے خانخانان اور خانجہان کو بہی مقرر کیا۔ سنہ ۱۰۱۸ھ مین بمقام پٹنہ (علاقہ بہار) ایک جعلی شاہزادہ خسرو پیدا ہوا۔ اور باغیون کی بہت بڑی جماعت سے وہان کے شہرون کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن افضل خان حاکم بہار نے ہوشیاری سے بہت جلد اس فتنہ کو فرو کردیا۔ اسی سال مہرالنسا بردوان سے مقید ہوکر پادشاہ پاس آئی۔ پادشاہ نے علانیہ نکاح کا پیغام بہیجا۔ مگر مہرالنسا نے بڑی بہادری اور استقلال سے یہ جواب دیا۔ کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا وفاداری سے دور ہے۔ اس بدنصیب کی تقدیر مین جو لکہا تہا سو ہو گذرا۔ اب اس بیکس و بیوہ پر رحم فرمائیے۔ اور اُس مردہ کی روح کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۶ کا) اوس جنگلی شیر کو مار لیا۔ جب یہ وار بہی خالی گیا تو شیر افگن خان کا خطاب دیکر ایک بازدار کے ذریعہ اوسکے پاس اپنا مدعا کہلا بہیجا۔ لیکن اُس غیرتمند نے اس بے غیرتی کو گوارا کرنا نہ چاہا۔ اور نوکری کو طلاق دیکر اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ پادشاہ نے لمپنے کوکہ قطب الدین کو بنگالہ کا صوبہ دار کرکے شیر افگن کے ازنیکی پٹی پڑہائی۔ اور قطب الدین بنگالہ ہوتا ہوا بردوان پہونچا۔ شیر افگن خان ملاقات کو آیا۔ اثناء گفتگو مین قطب الدین نے ایسے ناملایم الفاظ و ناشایستہ کنایون کا برتاو کیا۔ کہ شیر افگن اونکا متحمل ہنو سکا۔ اور جان لیا کہ سیوائے مرنے مارنیکے اور کوئی تدبیر نہین ہوسکتی۔ اسلئے پیشقدمی کرکے قطب الدین کا کام تمام کیا۔ اوسکے آدمیون نے اسکو بہی ٹکہڑے ٹکہڑے کر ڈالا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اُسنے قطب الدین کو ناحق مارا۔ بہتر تو یہ تہا کہ مہرالنسا کا کام تمام کرتا۔ جو اس سارے فساد کی جڑ تہی۔ گو ایک راوی نے یہ بدنما دہبہ اوسکے دامن سے یون نکالنا چاہا ہے۔ کہ شیر افگن قطب الدین کو مار کر مہرالنسا اور اوسکی مان کے مارنیکے لئے گہر تک (زخمو نمین چور) پہونچا تہا۔ لیکن مہرالنسا کی مان نے ہوشیاری کرکے دروازہ بند کرلیا۔ اور رو کر یہ کہنے لگے کہ مہرالنسا نے شوہر کے مرنیکی خبر سنکر باولی مین ڈوب گئی۔ اب گہر مین گہسنے سے کیا فائدہ ہے۔ باہر اپنے زخمونکا علاج کرنا چاہئے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف۔

تکلیف نہ دیجئے۔" اس جواب سے پادشاہ کی محبت غضب سے بدل گئی۔ اور کنیزان مغضوبہ مین داخل کر کے اپنی علاتی مان سلطان سلیمہ بیگم کے سپرد کیا۔ مگر دو سال کے بعد طرفین کی محبت نے رنگ دکہایا۔ اور شرعی طور پر نکاح ہوگیا۔ پادشاہ نے مہرالنسا کو پہلے نورمحل پہر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب عطا کیا۔ اگرچہ پادشاہ کی بیبیان بہت ایسے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین۔ مگر نورجہان کے سامنے سب کا چراغ گل تہا۔ رفتہ رفتہ تمام جہام سلطنت کی زمام اوس کے ہاتہہ اور اختیار مین آگئی۔ خلوت وجلوت مین اوسی کا جلوہ تہا۔ آخر سکہ مین بہی اوسکا نام شریک ہوا۔ ع بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر۔ اور اوس کی مہر مین یہ سجع کندہ کیا گیا۔ ع نورجہان گشت بفضل الہٰ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ۔ خلبہ مین بہی اوس کا نام پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی وعہد لینے کے سوا سارے کاروبار امور ملکی ومالی مین پادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ پادشاہ کسی وقت اوسکو جدا نکرتا تہا۔ حتیٰ کہ دربار مین بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہے نورجہان بیٹہتی تہی۔ سواری۔ شکار۔ جنگ وغیرہ مین بہی ہاتہی پر سوار بادشاہ کے ساتہہ رہتی۔ اور نورجہان کا باپ مرزا غیاث المخاطب بہ اعتماد الدولہ پادشاہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور بہائی مرزا ابوالحسن المخاطب بہ آصف خان یمین الدولہ نے سپہ سالاری فوج کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ جہانگیر اکثر کہا کرتا تہا کہ "مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کے پیالون اور ایک سیخ کے کباب پر بیچ چکا ہون۔

نورجہان عجب سلیقہ مند عورت تہی۔ طبیعت مین اختراع اور جدت بہت تہی۔ چنانچہ زنان ہند کے اکثر زیور ولباس اوسی کے وضع کئے ہوئے ہین۔ جنکا ابتک رواج ہے۔ فیاضی اور حاتم دلی مین بہی یکتا تہی۔ ہر سال ہزارون مفلون کو مکہ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ کربلائے معلیٰ۔ نجف اشرف کی زیارت کرنیکے لئے روپئے بہیجتی تہی۔ ہزارون یتیم وبیکس لڑکیون کی شادی کرادی۔ گہوڑے پر خوب سوار ہوتی تہی۔ اکثر موقع پر شیر کا شکار بہی کی ہے۔ طبیعت موزون تہی۔ مخفی تخلص تہا۔

حاضر جوابی مین جواب نہ تہا۔ ایک دن طالب آملی (جو جہانگیر کے زمانہ مین ملک الشعرا تہا) سے کہی
نے تو نے اب تک ہماری مدح مین کوئی شعر نہ کہا۔ آملی نے جواب دیا کہ جسکو مین نے نہ دیکہا ہو اوس کی
مدح کیا کرون۔ آملی کا جواب فی البدیہہ کیا خوب دی ہے۔ ع

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا و سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل	بت پرستی کی کند گر برہمن بیند مرا میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک دفعہ بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہہ شعر پڑہا۔ ع

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبای حریر	شدہ است قطرۂ خون منت گریبان گیر

یہہ اشعار نورجہان کے ہین ع

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما	بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم ہول ہجران گذرانیدیم قیامت معلوم

الغرض سنہ ۱۰۲۱ھ مین اسلام خان حاکم بنگالہ نے عثمان افغان کا کام تمام کیا۔ (جو بنگال مین اکبر کے زمانہ سے
بغاوت و شورش مچا رہا تہا) اوسکا بہائی اور بیٹا مطیع ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ عبد اللہ خان نے
ملک عنبر کے مقابلہ مین شکست پائی۔ بادشاہ کو اس خبر سے سخت ناخوشی ہوئی۔ آخر خانخانان اور
خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر مقرر کیا۔ اور شاہزادہ خرم (شاہجہان) کو رانا کی مہم پر بہیجا۔ خان اعظم کو
شاہزادہ کے ساتہہ کیا۔ مگر وہان جا کر خان اعظم نے شاہزادہ کے ساتہہ موافقت نہ کی۔ بادشاہ نے
اوسکو واپس بلا لیا۔ دو چار لڑائیان رانا سے شاہزادہ نے کین جنمین رانا مجبور ہو کر امان کی درخواست
کیا۔ اور اپنے بیٹے رانا کرن کو صلح کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ نے رانا کی خوب آؤبہگت کی۔ اور مصالحت
کے بعد شاہزادہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو
اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ فرمایا۔ اور رانا کرن پر بہی عنایت کی

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ بہادر (جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تہا) نے انتقال کیا۔ اور گوا کے پرتگیزون نے فرنگیون کے مقابلہ مین مقرب خان حاکم بندر سورت سے شکست پائی۔ ان خوشخبریون نے بادشاہ کے رنج کو بجد فرحت بخشا۔ ۱۰۲۴ھ کو شاہزادۂ خرم کے تلاوان کا دن تہا۔ اس لئے بادشاہ اپنے بیٹے (خرم) پر جبر کرکے شراب[۵۱] پلائی۔ ورنہ اس کے قبل شاہزادۂ خرم اس بلائے بے درمان سے آشنا نہ تہا۔ اتنے مین خبر آئی کہ خانخانان کے بیٹے شہنواز خان نے ملک عنبر کو دو چار لڑائیون کے بعد شکست دیا۔ بہت سے ہاتہی اور گہوڑے مال و اسباب غنیمت مین ہاتہ آئے۔ ملک عنبر شکست کہا کر بہاگ گیا اور ابراہیم بیگ نے ولایت کوکہرہ کو فتح کیا۔ الماس[۵۲] کی کان ہاتہ آئی۔ ۱۰۲۵ھ مین ہندوستان کی بعض مقامات پر وبائے عظیم پہیلی۔ اس نے بہت سے دیہات او قریات کے انسانون کو معدوم کیا۔ اس وبا کی صورت

---

[۵۱] خود جہانگیر ۱۸ برس تک شراب کے مزے سے واقف نہ تہا۔ اس کے بعد ایک موقع پر استاد شاہ قلی نے شراب پلائی۔ جب مزا لگا تو نو برس کے عرصہ مین عرق دو آتشہ کے ۲۰ پیالے دن اور رات مین پینے لگا۔ جنکا وزن ہندوستانی ۶ سیر ہوتا تہا۔ آخر رعشہ ہو گیا۔ مگر حکیم ہمام کے معروضہ پر فلونیا (افیون و بہنگ) کو زیادہ کرکے شراب کو کم کر دیا۔ چنانچہ دن کا پینا موقوف کرکے صرف رات کو ۶ پیالی (ہر ایک پیالہ کا وزن ۱۸ مثقال تہا) پیتا تہا۔ کچہہ دنون کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ افیون کی مقدار صبح مین ۸ رتی اور شب مین ۶ رتی رکہی گئی تہی۔ ۱۲ مولف۔

[۵۲] کوکہرہ مین الماس عجب ترکیب سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنے جن دنون مین گردابون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے تو جس گرداب مین الماس ہوتا ہے وہان جہینگے ڈہیر دن جمع ہو جاتے ہین۔ آدمی اون سوراخون کے گرد پتہر لگاتے ہین۔ پہر کدال اور پہاوڑے سے گردابون کو گز ڈیڑہ گز نیچے لیجا کر ان کے گرد کہودتے ہین۔ جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہین اونمین تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس نکال لیتے ہین۔ کبہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکہہ قیمت کا بہی الماس اوس گرداب مین سے ہاتہ لگتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

یہ تھی۔ کہ ابتدا ًگہر مین سوراخ سے ایک چوہا مدہوش نکلتا۔ اور دیوارون سے سر ٹکرا کر مر جاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گہر بار چہوڑ کر صحرا کو چلے جاتے تو جان سلامت رہتی۔ ورنہ تہوڑے عرصہ مین تمام کنبہ اوس دیہ کے صحراے عدم مین چلے جاتے۔ خصوصاً کشمیر و لاہور کی تو حالت یہ تہی۔ کہ گہر کے گہر بتون سے بھرے پڑے تھے۔ کفن و دفن کی فرصت نہ تھی۔ جان کے خوف سے کوئی مردہ کے نزدیک نہ جاتا تہا کہتے ہین کہ ایک عزیز کے مرنے پر ایک درویش نے اوس مردہ کو گہانس پر غسل دیا۔ دوسرے روز وہ درویش مر گیا۔ جس گہانس پر غسل دیا گیا تہا۔ اوس کو ایک گائے نے کہایا۔ وہ بہی چل بسی۔ گائے کا گوشت کتا کہایا۔ وہ بہی وہین ڈہیر ہو گیا۔ غرض ہندوستان مین ایک آفت عظیم مچی ہوئی تہی۔ لیکن چند ماہ کے بعد فضل الٰہی ہو گیا۔

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ پرویز مہم دکن مین زیادہ دلچسپی نہین لیتا۔ اس لئے بادشاہ نے اوسکو بلا لیا۔ اور خرم کو روانہ کیا۔ شاہزادۂ خرم نے حکمت عملی سے عادل خان اور عنبر کو مطیع کیا۔ چنانچہ عادل خان نے ویڑہ لاکہہ ہُن۔ دو لاکہہ روپیہ کے جواہر پچاس ہاتہی۔ پچاس گہوڑے عراقی و عربی۔ (کل نقد و جنس ۱۵ لاکہہ روپیہ کا تہا) بادشاہ کی خدمت مین پیشکش روانہ کیا۔ اور سفیرون کو دو لاکہہ روپیہ دیا قطب الملک نے بہی اسی قدر روپیہ کے پیشکش بہیجے۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئین کہ کبہی پہلے ابتک کسی بادشاہ کے پاس نہین آئی تہین۔

جب صوبۂ دکن کی مہمات سے شاہزادۂ خرم کی خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو تفویض فرمائی۔ اور خود فتح و نصرت کے ساتہہ مع الخیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو منصب سی ہزاری و ۲۰ ہزار سوار اور خطاب شاہجہان سے ممتاز کیا۔ اور تخت کے نزدیک ایک صندلی پر شاہزادہ کی نشست مقرر کر دی۔ اسی زمانہ مین امریکہ سے ہندوستان کو تنباکو آیا تہا۔ لیکن اوسوقت اکثر طبیعتون اور مزاجون کو اسکا استعمال فساد پیدا کرتا تہا۔ اس لئے

بادشاہ نے اوس کے ممانعت کی عام منادی کرادی۔ اور انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے بہی اپنے مملکت مین تنباکو کے استعمال کو بالکل موقوف کیا۔ لیکن خان عالم ایلچی (جو جہانگیر کیطرف سے ایران مین رہتا تہا) کو تنباکو کی ایسی لت تہی، کہ وہ تنباکو کے بغیر ایک دم نہین رہ سکتا تہا۔ چنانچہ اوس کی عرضداشت پر شاہ ایران نے یہ شعر لکہا۔ ~~ ~~

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو	من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکہکر بہیجا۔ ~~ ~~

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو	ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

یا تو ایک زمانہ مین تنباکو کی یہ ممانعت و نفرت تہی۔ اور اب یہ حال ہے کہ کوئی متنفس اوس کے استعمال سے باقی نہین رہا ہے۔ بچے جوان۔ بوڈہے۔ مرد۔ عورت۔ مسلمان۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہود مجوس۔ جملہ اشخاص کے طبایع کو مرغوب ہے۔ اور تنباکو کی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہے۔ سب ماکولات و مشروبات پر اوس کو تقدم دیا جاتا ہے۔ اور مہمانون و اخلاص مندون کے لئے ماحضر و بہترین تحفہ سمجہا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا نفع کم اور ضرر بہت ہے۔ لیکن کوئی خیال نہین کرتا۔ انہین ایام مین بادشاہ شکار کو گیا تہا۔ نورجہان ساتہہ تہی۔ جنگل مین چار شیر نظر آئے۔ نورجہان نے بادشاہ سے

ـــلہ۔ ایک دفعہ اس کے قبل شکارگاہ قدیم مین قراول احاطہ ایک بڑا شیر گہیر کر لائے تہے۔ اور بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تہا۔ بندوق خاصہ فتیلہ روشن کیے ساتہہ مستفاص پر رکہی ہوئی تہی۔ نورجہان اور دوسرے محلات شاہی بہی موجود تہے۔ محل کلان نے بندوق سے شیر کو مار لیا۔ شیر کے چیخون نے بادشاہ کو بیدار کیا۔ دیکہا تو شیر زمین پر تڑپ رہا ہے۔ اور رانی خوشی خوشی بندوق ہاتہہ مین لیکر کہڑی ہے۔ مگر نورجہان لرزان و ترسان ہے۔ کیونکہ نورجہان اوسوقت اس فن سے عاری تہی۔ اور اب یہ حال ہوا کہ اس نے چار شیر مارے۔ ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر دو کو توبندوق کا نشانہ بنایا۔ اور دو کو دو : دو تیرون مین نیچے گرادیا۔ اس نشانہ بازی اور کمانداری کے جلدو مین بادشاہ نے نورجہان پر سے ایکہزار اشرفی نثار کی۔ اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کی مرحمت کی۔ سلطنہ ۱۰۲۸ کو میرزا برخوردار عرف میر محمد امین[1] بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پچاس ہزار کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اوسپر بہت عنایت کی۔ انہین ایام مین بادشاہ نے عادلخان والی بیجاپور کو اپنی شبیہ اور ایک لعل گران بہا و تعل خاصہ روانہ کیا۔ اور خطاب والا فرزندی کے ساتہہ تمام ملک دکن کی سرداری دسری بہی دیگئی۔ شاہزادہ خسرو جو ایک مدت مدیدسے قید تہا۔ بادشاہ نے محبت پدری سے اوسکے جرایم معاف کر کے رہا کیا۔

سپہ سالار خانخانان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ملک عنبر نے عہد شکنی کر کے دکن مین فساد مچایا ہے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے شاہجہان کو روانہ کیا۔ اس موقع پر شاہجہان نے فتح دکن کے لئے شراب سے توبہ کی۔ اسوقت اوس کی عمر ۳۱ سالہ تہی۔ اور شباب کا زمانہ تہا۔ گر اوسکا دل غالب آیا۔

حبذا شاہی کہ در عہد شباب
شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

چندروز خوب گھمسان لڑائیان ہوئین۔ آخر شاہجہان کو فتح اور ملک عنبر کو شکست نصیب ہوئی اور ملک عنبر نے شاہجہان سے عفو تقصیرات چاہی۔ شاہزادہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکی

---

[1] ابتدا میر جملہ عراق سے دکن آکر قطب الملک کا نوکر ہوا تہا۔ چندروز کے بعد صاحب مدار سلطنت ہو گیا جب قطب الملک نے انتقال کیا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان محمد بادشاہ ہوا تو میر جملہ سے موافقت نہ ہوئی اور میر جملہ وہان سے نکلکر عادلخان کے پاس بیجاپور آیا۔ اوس نے بہی کچھہ آؤبھگت نہ کی۔ پہر وہان سے برگشتہ خاطر ہو کر ایران چلا گیا۔ اور شاہ عباس کی خدمت مین ایک لاکہہ روپیہ کے جواہر پیش کیا۔ مگر شاہ کے جانب سے کوئی التفات نہوا۔ اسلئے وہ ایران سے ہندوستان آکر جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ۱۲ مولف۔

درخواست کو منظور کیا۔ اور بادشاہ کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ اس اثنا مین نورجہان کی والدہ کا
انتقال ہوا۔ اور ۱۰۳۱ھ مین نورجہان کے باپ اعتماد الدولہ نے بہی وفات پائی۔ انہین دنون خسرو نے
بہی درد قولنج سے سفر آخرت کیا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ العلم عند اللہ۔
اتنے مین خبر آئی کہ شاہ عباس والی ایران نے قندہار کا محاصرہ کیا ہے۔ اس خبر کے معلوم ہونے سے
جہانگیر کو تعجب ہوا کہ باوجود یگانگت واخلاص کے دفعتًا شاہ عباس نے قندہار پر کیون چڑہائی کی۔
چنانچہ بادشاہ نے شاہجہان کو دکن سے قندہار جانے کے لئے فرمان بہیجا۔ لیکن اس موقع پر نورجہان
نے عرض کی۔ کہ باوجود دوسرے فرزند کے موجود ہوتے ہوے شاہجہان کو دکن کے دور و دراز راہ سے
(جہان ہمیشہ خانہ جنگی رہتی ہے) بلانا اور قندہار پر مامور کرنا راے صواب کے خلاف ہے۔ مناسب
یہ ہے کہ شہریار[۱] کو قندہار کی مہم تفویض کیجائے۔ ادہر شاہجہان فرمان کے موافق دکن سے کوچ
کر چکا تہا۔ ادہر بادشاہ نورجہان کے معروضہ کو قبول کر کے قندہار کی مہم شہریار کے سپرد کی۔ اور شاہجہانکو
لکہہ بہیجا۔ کہ اب تمہارے آنیکی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ ہم نے شہریار کو مہم قندہار پر مقرر کیا ہے۔
پس مناسب یہ ہے کہ تم دکن مین رہو۔ اور ادہر آنیکا قصد ہرگز نکرو۔ اس اثنا مین شاہ ایران نے

[۱] جہانگیر کو پانچ بیٹے تہے۔ اول خسرو (جسکا حال ہی مین انتقال ہوگیا تہا۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین) دوم
پرویز۔ سوم خرم (جو شاہجہان کے لقب سے ممتاز اور نورجہان کے بہائی آصف خان کا داماد اکثر مہمات مین نام پیدا کر چکا تہا) چہارم
جہاندار۔ پنجم شہریار (جو نورجہان کا داماد تہا) اسکو نورجہان کی وہ بیٹی جو شیر افگن خان کے نطفہ سے پیدا ہوئی تہی۔ منسوب تہی۔ اور اسی نسبت کے
سبب سے نورجہان شہریار کو بہت محبت کرتی تہی۔ گو شہریار سب سے چہوٹا تہا۔ مگر نورجہان کا ارادہ تہا۔ کہ بادشاہ کے بعد شہریار ہی
تخت نشین ہو۔ اور وہ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہونیکے لئے بادشاہ کو شاہجہان کے جانب سے ہمیشہ بدظن کرتی
رہتی تہی۔ اور اسوقت مہم قندہار کے متعلق بہی نورجہان سے غلطی ہو گئی۔ ۱۲ مولف۔

قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک نامہ بھیجا۔ جسکا ملخص یہ تھا۔ کہ دشمن نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف مین آگئے تھے۔ سب لے لئے۔ اور قندہار کو بوجہ آپ کی محبت و اخلاص کے آپ کے قبضہ مین رہنے دیا۔ خیال تھا کہ قندہار آپ خود حوالہ کردینگے۔ مگر آپ نے توجہہ نہ کی۔ آخر مجھے خود قندہار حاصل کرنا پڑا۔" اس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا۔ کہ "آپ نے ابتک کسی وقت بھی قندہار کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اور ناحق اس کوردہ کی تسخیر کے لئے تکلیف اوٹھائی۔ اگر مجھے آپ کے خیال کا صدرمق بھی معلوم ہوا ہوتا تو مین قندہار پر اپنا قبضہ ایک منٹ بھی گوارا نکرتا۔ لیکن اوس برادر کامگار کا یون دفعتًا قندہار کی تسخیر کے لئے توجہ فرمانا سخت حیرت خیز ہے۔" غرض مہم قندہار مین تو التوا ہوا۔ مگر وہ سرایہ گل کھلا۔ کہ جب جہانگیر کا حکم (جسمین اودہر آنیکی ممانعت کیگئی تھی) شاہجہان کے پاس پہونچا تو وہ نہایت رنجیدہ اور آشفتہ ہوا۔ اور جان گیا کہ یہ ساری چال نورجہان کی ہے۔ اس لئے شاہجہان نے ارادہ کیا۔ کہ کسیطرح باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر برات حاصل کیجائے۔ مگر نورجہان کے بہکانے سے بادشاہ کو بھی ایسی ضد ہوئی کہ وہ شاہجہان کو اپنے پاس آنیکی اجازت نہ دیا۔ جس سے شاہجہان کے ملال کو اور ترقی ہوئی۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ ادہر بادشاہ نے شاہجہان کی مدافعت کے لئے شاہزادہ پرویز کو لشکر کثیر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ شاہجہان اور پرویز مین متعدد لڑائیان مختلف مقامات پر ہوئین۔ شاہجہان کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طرفین کے بہت سے نامی گرامی سردار و امیر مارے گئے۔ جب شاہجہان متواتر شکستون سے شکستہ دل ہوا تو ایک عرضداشت جہانگیر کے پاس روانہ کی۔ اور اپنے تقصیرات کی معافی مانگی۔ خیر یہ تو صلح ہوگئی۔ مگر ایک اور آشوب یہ برپا ہوا۔ جسکے واقعات یہ ہین۔ کہ قدیم سے مہابت خان اور آصف خان (برادر نورجہان) مین عداوت قلبی تھی اس اثنا مین مہابت خان بنگالہ کی حکومت سے سرفراز ہوا۔ چندروز کے بعد اوسکے ظلم و زیادتی اور رقم سرکاری کے غبن کی شکایت آصف خان نے اس تمہید سے بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ کہ بادشاہ نے

فوراً مہابت خان کو طلب کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ جبتک مہابت خان پادشاہی مطالبون سے اپنے کو سبکدوش نہ کرے۔ اوس وقت تک کورنش و ملازمت۔ سے محروم رہے۔ جس سے مہابت خان سخت مایوس اور شکستہ دل ہوکر نئے نئے تدابیر سوچنے لگا۔ ایک روز دریا بہت پر لشکر کے عبور کے لئے پل بنایا گیا۔ اور حسب دستور پادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ چنانچہ کل ارکان دولت اور امرائے ذوی الاقتدار۔ و نامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان۔ فدائی خان خواجہ ابوالحسن وغیرہ بہی پار چلے گئے۔ ادہر پادشاہ کی خدمت مین نورجہان اور معدودے چند عہدہ دار باقی رہگئے۔ مہابت خان تو تاک مین تہا۔ فوراً ہزار سوار کے ساتہ پادشاہ کے خیمہ کا محاصرہ کرکے اور اپنی فوج و سردارونکو تاکید کی۔ کہ اگر اوس کنارے سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دیجائے۔ اور کسیطرح کمک آنے نہ پائے۔ اسکے بعد خود بادشاہ کے خیمہ مین آیا۔ اوس وقت پادشاہ آرام مین تہا۔ جب اسکے یون بے محابا خیمہ مین گہس کر آنے سے شور مچا تو بیدار ہوا۔ اور مہابت خان کو کہا۔ کہ اے نمکحرام یہ آنا کیسا ہے۔ اوس نے جوابدیا۔ کہ مجہے یقین تہا۔ کہ آصف خان کی دشمنی سے رہائی ملنا مشکل ہے آخر جان پر کہیلا۔ اور حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ بعد ازان پادشاہ کا ارادہ ہوا۔ کہ اس دغاباز کو معقول سزا دے۔ مگر میر منصور بدخشی نے ترکی زبان مین پادشاہ کو سمجہایا۔ کہ یہ وقت تحمل و بردباری کا ہے چنانچہ میر منصور کے کہنے سے بادشاہ اپنے قصد کو ملتوی کیا۔ اور مہابت خان کی تسلی و دلدہی شروع کی۔ اتنے مین مہابت خان کی تمام فوج خیمہ شاہی مین بہر گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر نورجہان کو ہوئی تو بہت افسوس کی۔ اور تبدیل وضع کرکے جواہر خان خواجہ سرا کے ساتہ پل سے پار چلے گئی۔ کسی نے اوسکو روکا تک نہین۔ اور بہائی کے گہر پہونچ کر اوسکو اور تمام امرا کو لعنت و ملامت کی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تہا۔ ہر ایک اپنی غفلت پر نادم تہا۔ ادہر مہابت خان پادشاہ کو مجبور کرکے ہاتہی پر سوار کیا۔ اور اپنے خیمہ مین لایا۔ اوس کے بیٹون نے نذر پیش کی۔ اور خود پادشاہ کے اطراف تین بار

تصدق ہوا۔ لیکن نورجہان کے چلے جانے پر بہت افسوس کیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی کہ ابتک آصف خان ظل سبحانی کے کل کاروبار چلاتا تہا۔ اب یہ فدوی انجام دیگا۔ چنانچہ مہابت خان اس نظربندی کے ساتہہ بادشاہ کو حسب دستور مقررہ روزانہ تخت پر بٹہاتا۔ اور خود کاردان و دستورون کے دستور کے موافق کہڑا ہوتا۔ تمام مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا۔ اور بادشاہ جو حکم دیتا۔ اوس کے موافق احکام لکہتا اور اجرا کرتا۔ چنانچہ چند روز اسیطرح گذرے۔ آخر نورجہان اور آصف خان نے لشکر شاہی کے ساتہہ حملہ کیا۔ مگر شکست ہوئی۔ نورجہان خود بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ مہابت خان نے بہی اوس کے آنے کو غنیمت سمجہا۔ اس کے بعد مہابت خان نصف جمعیت بادشاہ کی حفاظت کے لئے چہوڑ کر باقی نصف کے ساتہہ آصف خان کے سر پر پہونچا۔ اور چہوٹی سی لڑائی کے بعد آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور دانیال کے بیٹون وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ آصف خان کی بڑی بے حرمتی کی۔ اور اپنے ساتہہ لیکر بادشاہ کے پاس آیا۔ یہان نورجہان بادشاہ کی رہائی کی تدبیرین روزانہ کرتی رہتی تہی۔ آخر یہ تجویز نکالی۔ کہ ایک رسالہ احدیون کا بنایا۔ اور منتخب و بہادر سپاہی اس مین بہرتی کئے گئے۔ اور بادشاہ اس نظربندی کی حالت مین شکار کے لئے کابل گیا۔ مہابت خان بہی معہ اپنی فوج کے سایہ کے موافق لپٹا رہا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ ملک عنبر حبشی نے بعمر ۸۰ سالہ اجل طبعی سے انتقال کیا۔ جب اس کو بہی دو چار ماہ گذر گئے۔ اور بادشاہ کابل سے ہندوستان آیا تو نورجہان کے اشارہ سے مہابت خان کو کہا۔ کہ بعض واقعہ طلبون نے اپنے ملازمون کو برطرف کر دیا ہے۔ اگر امرا کے سپاہ کی موجودات لیجائے تو کوئی قباحت نہین ہے۔ مہابت خان نے رضامندی ظاہر کی۔ دوسرے روز تمام فوج جمع ہوئی۔ اور ایک حملہ ایسا کیا۔ کہ بادشاہ مہابت خان کی نظربندی سے باہر ہوا۔ اور خوب کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جب مہابت خان نے دیکہا۔ کہ اب کام بگڑ گیا ہے۔ اور کسی طرح

بن نہین سکتا۔ فوراً لڑائی سے کنارہ کرکے آب بہت و آب رہتاس سے پار ہو گیا۔ پادشاہ نے بہی مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکے تعاقب کو منع کیا۔ اور افضل خان کے ہاتھہ مہابت خان کے پاس کہلا بہیجا۔ کہ تم نے اس لڑائی سے جو کنارہ کیا۔ وہ بہت اچہا ہوا۔ اب تم آصف خان اور اوس کے بیٹے ابو طالب وغیرہ کو رہا کردو۔ ہم تمہاری تقصیر معاف کرد ینگے۔ اور یہان سے تم شاہجہان کے تعاقب مین ٹہٹہ جاؤ۔ مگر مہابت خان بہی ایک گرگ باران دیدہ تہا۔ بادشاہ کے فرمان کا یہ جواب لکہا۔ کہ مین نورجہان کے جانب سے مطمئن نہین ہون۔ اسلیے جبتک کہ مین لاہور نہ پہونچون۔ آصف خان وغیرہ کو رہا نہین کرسکتا۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ کہ جب بادشاہ کے لشکر سے بہت دور ہو گیا۔ اور تعاقب کا خوف نہ رہا۔ آصف خان ابو طالب وغیرہ کو اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے رہا کیا۔

اب شاہجہان کے واقعات ملاحظہ کیجیے۔ کہ جب اُس کو مہابت خان کی گستاخی کی خبر ہوئی تو باوجود قلت سپاہ کے ارادہ کیا۔ کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مہابت خان کو اس کردار ناہنجار کی سزا دے۔ لیکن جب یہ خیال آیا۔ کہ ابہی بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے۔ اور نورجہان کا دل بہی صاف نہین ہوا۔ تو تجویز یہ کی کہ ولایت ٹہٹہ مین چندروز گوشہ نشینی مین بسر کیجے۔ اور اگر ممکن ہو تو شاہ ایران کے پاس پہونچ کر (کیونکہ ایام شاہزادگی مین شاہجہان کی خط و کتابت شاہ عباس سے کمال اخلاص و محبت کے ساتھہ جاری تہی) اوس کی مہربانی اور اعانت سے اس شورش و فساد کے عناد کو دور کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نیت و عزم مین شاہجہان ٹہٹہ آیا۔

اس اثنا مین شاہزادہ پرویز درد قولنج سے بعمرہ ۳۸ سالہ ماہ صفر ۱۰۳۵ھ کو انتقال کیا۔ اور فتح خان پسر عنبر نے نظام الملک کے ایما سے ملک بادشاہی مین فساد برپا کیا۔ اور حمید خان حبشی (جو نظام الملک کا معتمد علیہ تہا) نے خانجہان سے ایسا رشتۂ محبت مستحکم کیا۔ کہ

ہندوستان ہوا۔ جہانگیر نے اوس کے حال پر کمال التفات کیا۔ اوسکو کہا کہ شاہ انگلستان ہمسر شاہی
اوس ہے لیکن جب پادشاہ وزیر کے عہد نامہ لکھنے کی درخواست کی تو ارکین سلطنت نے اوس کی
مخالفت کی جس کی وجہ سے سر طامس رو بھی مثل کپتان ہاکنس کے اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ یہ رسالہ
اور وہ ہیں انگریزی تحائف جہانگیر کے نظر وہ تین پہنچے بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں صرف انگریزی
۔ چاقو، گاڑی، چوبی صندوق، تلوار، انگریزی گھوڑے، نامی پادشاہ و ملکہ کی تصویریں وغیرہ تحفے تھے
اسی سے انگریزی سفارت کا ذکر مسلمانوں کی کسی تاریخ میں نہیں ہے۔ اور جو انگریزوں نے اپنی تواریخ
میں اسکا حال لکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اوس زمانہ میں انگلستان کی شاہانہ سفارت کی
نہیں سمجھی گئی۔ اور سفارت انگلینڈ کی رخصت پیدا ہونے میں دو امر مانع تھے۔ ایک تو تحائف لائق
قیمت ہونا۔ دوسرا تجارت کا عہد نامہ چاہنا۔ ہمارے خیال میں تو اوس وقت بہ نسبت انگریزوں کے
پرتگیزوں کی تجارت فروغ پر تھی۔ اور اسی سر طامس رو کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے
تحائف بیش قیمت جواہر جیسے لعل، زمرد، الماس کے ہوتے تھے۔ اور یہی باعث تھا کہ اوس
زمانہ میں پرتگیزوں کی کمان چڑھی ہوئی تھی۔

ہاکنس طامس رو کے علاوہ ہربرٹ، ٹیری، فنچ، ڈاکٹر برنارٹو، ٹامس کوریٹ، میتھیو
وغیرہ انگریزوں نے بھی اپنے سیاحت ناموں میں عہد جہانگیری کے واقعات کو قلمبند کیا ہے جو
کچھ ان میں آیا۔ وہ لکھ دیا ہے۔ اور اوس کی تحقیق و تصدیق کی مطلق توجہ نہیں کی ہے۔ جس سے یہ
سیاحت نامے اصلی تاریخوں کے مقابلہ میں بالکل وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔

ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی

۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق ۸ فروری سنہ ۱۶۲۸ء کو دولتخانۂ ارک دار الخلافہ اکبرآباد میں ساڑھے

سالیانہ قرار پایا۔ اور حکم ہوا۔ کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے۔ اور نصف روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اس کے علاوہ ممتاز الزمانی کو ۸ لاکہہ روپئے اس لئے سپرد ہوے کہ جب دارا شکوہ شجاع۔ اورنگ زیب لاہور سے آئین تو یہ شاہزادے دادا (جہانگیر) کے ساتہہ لاہور مین تھے) ساڑے چار لاکہہ روپیہ ادن مین اس طرح تقسیم کئے جائین۔ کہ دارا شکوہ کو ۲ لاکہہ شجاع کو دیڑہ لاکہہ۔ اور نگ زیب کو ایک لاکہہ روپیہ اور مراد بخش ولطف اللہ و روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم مین تقسیم کئے جائین۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈہائی سو روپیہ روز دئے جائین۔ ماسوا اسکے ۱۲ لاکہہ روپیہ سادات۔ مشائخ۔ فضلا صلحا۔ وغیرہما کو عطا ہوے۔ اور اپنے خسر آصف خان یمین الدولہ کو (جو ابہی لاہور مین شاہزادو نکے لانیکے لئے ٹھہرا ہوا تہا) عموی دانا کے لقب سے ملقب کرکے ایک خلعت (جو بادشاہ جلوس کے روز پہنا تھا۔) اور منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ عطا فرمایا۔ اور بندر لاہری بطریق انعام کے مرحمت کیا۔ مہابت خان کو خطاب خانخانان منصب ہفت ہزاری ذات وہفت ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ وسپہ سالاری وعلم ونقارہ وتومان وتوغ اور دو گہوڑے طویلہ خاصہ کے معہ ساز نقرہ وطلا و مادہ فیل و ۲ لاکہہ روپیہ نقد عنایت ہوے۔ وزیر خان (جو وزیر تہا) کو منصب پنجہزاری ذات وپنجہزار سوار وعلم ونقارہ واسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکہہ روپیہ انعام ملا۔ الغرض سید مظفر خان بارہ ہتہوری۔ دلاور خان بریچ۔ بہادر خان روہیلہ۔ سردار خان۔ راجہ بیٹہلداس پسر راجہ گوپال داس گور۔ مرزا مظفر کرمانی۔ راجہ سروپ ولد راجہ جگناتہہ کچواہہ۔ قلیچ خان خواجہ قاسم۔ سید امانی۔ رضا بہادر خدمت پرست خان۔ یوسف محمد خان تاشکندی

جان نثار خان۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان خانخانان۔ دیانت خان دشت بیاضی
یکہ تاز خان۔ نصیب شیرانی ترخان میانہ ابراہیم حسین خان مرحمت خان۔ زبردست خان
خواجہ برخوردار وغیرہ۔ حسب مراتب مناصب وانعامات سے سرفراز کیئے گئے۔ انہین
اکثر جہانگیر کے زمانہ کے امرا اور شاہجہان کی ایام شاہزادگی کے رفقا تھے۔ چونکہ بادشاہ
مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا پابند تہا۔ اس لئے عہد اکبری کے سجدہ کو موقوف
کیا۔ اور مہابت خان کے التماس پر زمین بوس (دونون ہاتہ زمین پر ٹیک کر پشت دست
پر بوسہ دین) مقرر کیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کی مشابہت ہونے سے اسکو بہی موقوف کرکے
تسلیم چہارم (تسلیم چہارگانہ) قرار دیا۔ اور سادات وفضلا۔ درویش وزادہ نشین کو بادشاہ
کی ملاقات کے وقت سلام علیکم کہنے اور رخصت کے موقع پر فاتحہ پڑہنے کی اجازت دی۔
اور سال وماہ قمری کو (جو تاریخ ہجری پر مبنی ہے) جاری کیا۔ ۱۰۳۷ھ مین آصف خان
شاہزادون کو لیکر لاہور سے آیا۔ اور بادشاہ نے آصف خان کو وکالت کی خدمت مہر
اوزک حوالہ کی۔ اور پچاس لاکہہ روپیہ کی جاگیر ومنصب نہ ہزاری ذات نہ ہزار سوار
دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفرازی بخشی۔ ممتاز الزمانی بیگم وعالم بیگم وشہزادون وشاہزادیون
وغیرہ کو ایک کروڑ روپیہ کے جواہر ومرصع آلات وخلعت وخنجر مرحمت ہوے۔ اس
اثنا مین محمد خان والی بلخ وبدخشان نے کابل پر حملہ کیا۔ حالانکہ اوس کا بہائی امام قلیخان
والی توران بہت تاکید کے ساتہہ منع کرتا رہا۔ مگر اس نے بہائی کی ایک نہ سنی۔ جب
بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو مہابت خان خانخانان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔
جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نذر محمد خان شکست کہا کر بہاگا۔ اور کابل بدستور ملازمان شاہی کے
قبض وتصرف مین رہا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے نظام الملک سے تمام محال بالاگہاٹ

(جو خان جہان لودہی نے نظام الملک کے ہاتہہ بیچڈالا تھا) واپس لئے۔ اور خان زمان نے قلعہ بیر فتح کیا۔ دلیر خان نے خواجہ نظام تاجر سے ایک سفید ہاتہی (جو ہزار شاہی ہاتہیون مین ایک ہی سفید نہ تہا۔ اکبر کو تمام عمر سفید ہاتہی کی آرزو رہی مگر دستیاب نہوا) خرید کرکے بطریق پیشکش پادشاہ کے پاس بہیجا۔ ۱۰۳۹ھ مین خانجہان لودہی (جس نے ملک بالاگھاٹ کو حمید خان نظام الملک کے ہاتہہ بیچڈالا تہا) اپنے جرایم و ناشایستہ افعال کے خوف و توہم کے باعث ایک رات اپنے متعلقین و اسباب وغیرہ کو لیکر لشکر شاہی سے بھاگ گیا جب پادشاہ کو خبر ہوئی تو خواجہ ابو الحسن خدمت پرست خان۔ حمید مظفر خان۔ نصیر خان وغیرہ نامی امرا کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ خانجہان کے اکثر خویش و فرزند اس جنگ مین مارے گئے۔ لیکن خانجہان نے بہاگ کر برہان نظام الملک کی پناہ لی۔ انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے انتقال کیا۔ اور شاہ صفوی اوسکا قایم مقام ہوا۔ پادشاہ نے میر برکہ کو ایلچی مقرر کرکے تہنیت و تعزیت نامہ لکہا۔ اور نظام الملک وخانجہان کی سرکوبی کے لئے ۱۰۴۰ھ مین تین فوجین بسر کردگی ارادت خان ناظم دکن و راجہ جگ سنگہ و شایستہ خان خلف آصف خان روانہ کین۔ اور ارادت خان کو اعظم خانی کا خطاب عطا کرکے کل سپاہ کا سپہ سالار بنایا۔ فوجون کی روانگی کے بعد معلوم ہوا کہ ارادت خان اور شایستہ خان مین موافقت نہین ہے۔ اس لئے پادشاہ نے شایستہ خان کو طلب کرکے عبد اللہ خان کو اوس کی جگہہ بھیجدیا۔ اس اثنا مین جادو رائے نظام الملکی (جو اپنے بیٹون اور بھائیون وغیرہ کے ساتہہ پادشاہ کی ملازمت مین آیا تہا) پھر نظام الملک کی ملازمت کے ارادہ سے دولت آباد روانہ ہوگیا۔ لیکن نظام الملک نے اوس کی بیوفائی کا خیال کرکے اوس کو اور اوس کے دو بیٹے مسمیان بسوا و راگہو۔ اور ایک پوتے بسونت رائے ان چارونکو

قتل کرڈالا۔ جب جادو رائے کی بیوی اوکربائی کو معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی جگ دیو کو لیکر معہ زر و زیور ہاتھی۔ گھوڑے۔ سپاہ وغیرہ کے حدود نظام الملکی سے نکل کر بادشاہ کے پناہ مین آئی۔ بادشاہ نے اوس کے بھائی جگدیو اور پوتے تپنگ رائے کو منصب بحالی جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور خانجہان کے تعاقب مین جو سردار گئے تھے۔ ایک مدت کے تعاقب مین خانجہان اور اوس کے معاون دریا خان وبہادر خان کو قتل کرکے اونکے سر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے۔ چونکہ اس مہم مین عبد اللہ خان نے خدمات شایستہ بجالائے تھے۔ اس لئے بادشاہ نے فیروز جنگ وخان جہان کا خطاب عطا کرکے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنا مین جادو رائے کا داماد ساہوجی بھونسلہ (جو نظام الملک کے لشکر ہنود کا سردار تھا) معہ اپنے بھائی میناجی و بیٹے ساماجی کے اعظم خان کے ذریعہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنے خطاؤن کی معافی چاہی۔ بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری ذات و سوار۔ (خافی خان منصب شش ہزاری و پنجہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام مرحمت کیا۔ اور میناجی کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار اور ساماجی ولد ساہوجی کو دوہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

سنہ ۱۰۴۰ھ مین بمقام دکن و گجرات امساک باران سے غلہ کی گرانی ایسی سخت ہوئی۔ کہ پناہ بخدا۔ یعنے ایک مدت تک کتے کا گوشت بکتا رہا۔ جب یہ بھی ہوگیا تو مردون کے گوشت کی خرید و فروخت ہونے لگی۔ اور قبرستان کے ہزارون قبرین (مردہ کے گوشت کی جستجو مین) کھدکر زمین کے برابر ہوگئین۔ اور دفن و کفن کا طریقہ یک لخت موقوف ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ایک عورت روتی پیٹتی قاضی کے پاس آئی۔ اور کہی کہ مین نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ ذبح کرکے پکانے کے لئے دیا تہا۔ مگر ہمسایہ نے اوس کی ہڈی کا بہی ایک ریزہ مجھے کہانے نہ دیا۔

اور خود ہی کہا گئے۔ الغرض ہزارون دیہات ویران ہو گئے۔ لاکھون بندگان خدا اجل کے نذر ہوے۔ پادشاہ اور اوس کے امرا نے متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے۔ خصوصًا برہان پور مین ایک بہت بڑا لنگر خانہ پادشاہ نے قایم فرمایا۔ اس عرصہ مین اعظم خان نے نظام الملک کے مشہور قلعے۔ قلعہ بیر۔ قلعہ ستوند۔ قلعہ تلتم۔ قلعہ مالگاؤن۔ قلعہ قندہار۔ حصار راجوری وغیرہ کو فتح کیا۔ لیکن قلعہ پرینڈہ پر قبضہ نہو سکا۔ مگر جب عادل خان نے نظام الملک کے فوج کی امداد و اعانت کر کے شاہی لشکر کا مقابلہ کیا تو اکثر امرا شاہی (جو اعظم خان کے ہمراہ تھے۔) اور لشکر کا بہت بڑا حصہ مارا گیا۔ آخر اعظم خان ناکام پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا انہین ایام مین ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل[۱] (جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی) نے درد زہ سے سفر آخرت کیا۔ پادشاہ کو اس محرم و ہمدم دیرینہ کا اس قدر

لہ۔ جب پادشاہ (شاہجہان) کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۴ روز کی تھی تو جہانگیر نے ۱۰۱۶ھ مین نواب عالیہ بیگم (ممتاز الزمانی بیگم یعنے ممتاز محل) بنت آصف خان یمین الدولہ سے منگنی کا رسم کر دیا۔ اس کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے کے ساتھ مظفر حسین مرزا کی بیٹی کا نکاح کیا۔ (جسکے بطن سے ایک بیٹی پرہیز بانو بیگم ۱۲ جمادی الاول ۱۰۲۰ھ کو پیدا ہوئی) اور منگنی کے پانچوین سال ۳ ماہ ۲ دن بعد ۱۰۲۱ھ مین عالیہ بیگم کا نکاح بہی شاہجہان سے جہانگیر نے کر دیا۔ اسوقت بیگم کی عمر ۱۹ سال یک ماہ ۴ روز کی تہی۔ اس نکاح کے پانچوین سال ۲ رمضان ۱۰۲۶ھ کو جہانگیر نے باقتضاء مصلحت ایک اور نکاح اپنے بیٹے (شاہجہان) کا شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے کر دیا تہا۔ جسکے بطن سے ۲۱ رجب ۱۰۲۸ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد مین ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جہان افروز نام رکہا۔ مگر ایک سال ۹ ماہ کی عمر مین بمقام برہان پور وہ لڑکا مر گیا۔ الغرض پادشاہ (شاہجہان) کے تین نکاح ہوے تہے۔ مگر پادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتہہ تہی۔ وہ کسی اور بیوی سے نہ تہی۔ سفر حضر۔ تکلیف۔ راحت ہر ایک وقت۔

غم ہوا۔ کہ مدتون روتا رہا۔ اور دو سال تک عطر لگانا۔ رنگین کپڑے۔ جواہر پہننا چہوڑ دیا۔ ایک ہفتہ جہروکہ مین نہین بیٹہا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم کرکر معبود حقیقی سے لو لگائیے مگر ارکان دولت اور اعیان ریاست اس ارادہ کے مزاحم ہوے۔ اس غم نے بادشاہ کو وہ صدمہ دیا کہ تہوڑے دنون مین تمام داڑہی سفید ہوگئی۔ اور بوڑہون سے بدتر نظر آنے لگا۔ الغرض ممتاز محل کی نعش برہانپور مین (باغ زین مین) بطور امانت زمین کے سپرد ہوئی۔ اور پورے ۶ ماہ کے بعد ۱۷ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۱ھ کو ممتاز محل کی نعش۔ شاہ شجاع۔ وزیر خان۔ ستی النسا بیگم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۸۹) ممتاز محل ساتہہ رہتی تہی۔ اس بیگم کو ۲۰ سال کے عرصہ مین ۱۴ بچے ۸ لڑکے ۶ لڑکیان پیدا ہوے جنمین ۷ زندہ رہے۔ انتقال کیوقت بیگم کی عمر ۳۸ سال ۲ ماہ تہی۔ تاریخ رحلت (جاے ممتاز محل جنت باد) اولاد کی تفصیل نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوسکتی ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت	نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	حورالنسا بیگم	۸ صفر سنہ ۱۰۲۲ھ	تولد بمقام آگرہ بعمر ۳ سال ایک ماہ انتقال	۸	ثریا بانو بیگم	۲ رجب سنہ ۱۰۳۱ھ	۲۳ شعبان سنہ ۱۰۳۸ھ کو بعمر ۷ سال وفات پائی
۲	جہان آرا بیگم	۲۱ صفر سنہ ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تہا	۹	پسر	سنہ ۱۰۳۲ھ	نام رکہنے سے پہلے مرگیا۔
۳	محمد داراشکوہ	۲۹ صفر سنہ ۱۰۲۴ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۰	مرادبخش	۲۵ ذیحجہ سنہ ۱۰۳۳ھ	تولد بمقام قلعہ رہتاس۔
۴	شاہ شجاع بہادر	۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۵ھ	تولد بمقام اجمیر شریف	۱۱	لطف اللہ	۱۴ صفر سنہ ۱۰۳۶ھ	۷ رمضان سنہ ۱۰۳۷ھ کو بعمر ایک سال ۷ ماہ انتقال کیا
۵	روشن آرا بیگم	۲ رمضان سنہ ۱۰۲۶ھ	تولد بمقام برہان پور	۱۲	دولت افزا	۱۴ رمضان سنہ ۱۰۳۸ھ	۷ رمضان سنہ ۱۰۳۹ھ کو بعمر ایک سال انتقال کیا
۶	اورنگ زیب	۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ		۱۳	حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۹ھ	دایہ اجل نے پالا۔
۷	امید بخش	۱۱ محرم سنہ ۱۰۲۹ھ	ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۱ھ مین بمقام برہانپور وفات پائی	۱۴	گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ھ	برہانپور مین جب پیدا ہوئی جبہی ممتاز محل اسکی مان مرگئی۔

(جو ملکہ مرحومہ کی وکیل تھی) کے ساتھہ اکبرآباد روانہ کیگئی۔ اور شہر کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت ونزاہت رکھتی تھی۔ ذیہان راجہ مانسنگہ کی حویلی تھی۔ جواب اوسکے پوتے راجہ جےسنگہ پاس تھی۔ جس کو اس زمین کے معاوضہ مین بادشاہ نے خالصہ کی زمین دی (۱۵ جمادی الثانی ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل وہان دفن ہوئی۔ اور ۲۰ برس کے عرصہ مین ۵۰ لاکہہ روپیہ کی لاگت سے وہ بےنظیر مقبرہ تیار ہوا۔ جواب تک دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے۔

ممتاز محل کے خزانہ مین ایک کروڑ روپیہ نقد جمع تہا۔ بادشاہ نے اوس مین سے نصف روپیہ اپنی چاہیتی اور لاڈلی بیٹی (بیگم صاحبہ) کو عطا کیا۔ اور باقی نصف شاہزادون مین تقسیم فرمایا۔ اور مرحومہ کے تمام جواہرات وجاگیرات بہی بیگم صاحبہ کے سپرد ہوے۔

اس اثنا مین فتح خان پسر عنبر کی ایک عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی۔ کہ "اس خدمتگزار نے برہان نظام الملک کو (جو حضور سے مخالفت رکھتا تہا) مقید کیا ہے۔ اب مراحم شاہی کا امیدوار ہون"۔ بادشاہ نے اس کورنمک کی اس کارروائی پر سخت نفرین ولعنت کی لیکن مصلحت ملکی کے لحاظ سے یہ جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا ہوا خواہ ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کر"۔ افسوس ہے کہ اس فتح خان نمکحرام نے اپنے ولی نعمت برہان الملک کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ اسکے بعد بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو قتل کرکے نظام الملک کے بیٹے حسین کو (جو دس برس کا تہا) تخت نشین کیا۔ اپنے بڑے بیٹے عبدالرسول کے ہاتہہ آٹھہ لاکہہ روپیہ پیشکش بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اسی سال ۱۰۴۱ھ مین بادشاہ نے نصیری خان کو بالاگھاٹ جانیکی اجازت دی۔ اور اوسکے التماس پر ماہی مراتب[1] عنایت ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آصف خان یمین الدولہ کو محمد عادلخان

[1] اس سے قبل سلاطین دہلی مین ماہی مراتب کا رواج نہ تہا یہ پہلا ہی دفعہ ہے۔ جو نصیری خان کو بادشاہ نے ماہی مراتب عطا فرمایا۔ ۱۲ مولف

حاکم بیجاپور کی تنبیہ و سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ چندروز تک خوب لڑائیان ہوتی رہین لیکن جب عادل خان جنگ سے مجبور ہوا توصلح و پیشکش کے بہانہ امروز فردا کے وعدون پر آصف خان کو مدتون ٹالا۔ اس عرصہ مین قحط سالی کا پیش خیمہ آیا۔ کاہ و دانہ کی کمیابی سے گھوڑے اور غلہ کی گرانی سے آدمی ایسے مجبور ہوسے کہ ناچار آصف خان نے اس مہم کو ناتمام چھوڑ کر واپس ہوا اور شولاپور کے قریب (جو بادشاہی علاقہ تہا) چہاؤنی کی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو بادشاہ نے مہابت خان خانخانان کو دکن کی صوبیداری عطا کر کے یہ مہم اوسکے تفویض کی۔ اور آصف خان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس اثنا مین مخبرون نے بادشاہ کو خبر دی۔ کہ بندر ہگلی[1] کے فرنگیون نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالا ہے۔ اور اس دیار کے مسافرون اور مسلمانونکی

---

[1] نالہ جسکو عربی مین خور کہتے ہین۔ دریا، شور سے جدا ہو کر قریب ۲۰ کروہ کے راج محل کے طرف منشعب ہوا تہا۔ پہلے زمانہ مین وہان کے لوگ راج محل کو (آگ لگنے کے باعث) آگ محل کہتے تھے۔ جب راجہ مانسنگہ صوبہ دار بنگالہ ہوا تو اوس نے اپنی اقامت کے لئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنا کر اوس کا نام راج محل رکھا۔ اکبر نے اوسکو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ اور راج محل سے ۷ کروہ پر ایک جگہہ بنگالہ اور بہار کی سرحد ہے۔ جسکے شمال مین دریا گنگ اور دریاؤن سے ملکر بہت عریض بہتا ہے۔ اس کے جنوب مین ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔ جسکو گڈہی کہتے ہین۔ راج محل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے اتصال سے جانب راست خلیج گنگ کے کنارہ پر بندر ساتگاؤن واقع ہے۔ ساتگاؤن سے راج محل کو کشتی ۵ روز مین پہونچتی ہے۔ بنگالیون کے عہد مین فرنگی سوداگرون کا گروہ جو سراندیپ مین رہتا تہا۔ ساتگاؤن مین آمد و رفت کرتا تہا۔ ساتگاؤن سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ ان کی آبادی تہی۔ اور خرید و فروخت کے بہانہ سے چند فرنگیون نے چند مکانات بنگالی طرز کے وہان بنا لئے تہے۔ ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی سے

تکلیف دہی پر کمر باندہی ہے۔ اکثر مسلمانون کو اسیر کرکے اپنے مذہب مین شامل کرتے ہین۔ چنانچہ اس خبر کے گوش گذار ہونے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور جب قاسم خان کو بنگالہ کی صوبہ داری دیکر روانہ کیا تو رخصت کے وقت اس قوم کے استیصال اور قلعہ کی تسخیر کے متعلق بھی ہدایت وتاکید کی۔ قاسم خان وہان پہونچتے ہی بندر ہگلی کے جانب لشکر کثیر لیکر ساتہہ روانہ ہوا۔ ۲ رذی حجہ سنہ ۱۰۴۱ کو خوب لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام کو اوس کے محاصرہ مین ساڑہے تین مہینے گذر گئے۔ اس کے بعد نقبین لگائین۔ اور بہت سے فرنگی بخار دوخان کے طرح ہوا مین اڑ گئے۔ اکثر پانی مین ڈوب مرے۔ الغرض ابتداء پیکار سے انتہاے کارزار تک دس ہزار فرنگی مارے گئے جنمین مرد عورت بوڑھے۔ جوان۔ بچے۔ سب شامل ہین۔ ان کے علاوہ (۴۴۰۰) عیسائی۔ عورت ومرد اسیر ہوے۔ اور تخمیناً دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے۔ رہا کئے گئے۔ البتہ متعدد فرنگی کشتیون مین بیٹھ کر سلامت نکل گئے۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۴۳ کو یہ اسیران فرنگ بادشاہ کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۲) وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے۔ اور انہون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنالئے توپ تفنگ اور آلات جنگ سے اونکو استحکام بہی دیا۔ کچھہ عرصہ کے بعد ایک معمورہ بزرگ بنا۔ اور بندر ہگلی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکے ایکطرف دریا تہا۔ اور تین طرف اسکے خندق کہود کر خور دنالہ کا پانی چہوڑ دیا۔ اس بندر مین فرنگ جہازونکی آمد وشد وبیع وشرئی مقرر ہوئی جس سے بندر ساتگاؤن کا بازار سرد ہوا۔ اور وہ رونق نرہی اسکے بعد ہگلی کو فرنگیون نے بندر کر کے دیہات بہر گئے جو نالہ کے دونون طرف واقع تہے۔ تہوڑے روپیون مین اجارہ لیکر عملداری کرلی۔ اور اُن مواضع کی رعایا مین سے بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بنالیے۔ اور ثواب عظیم کو خیال سے فرنگستان بہیجواتے۔ الغرض کنار آب کے پرگنات کے رہنے والون مین سے جو کوئی ہاتہہ آتا اوسکو اسیر کرکے یہ عمل کرتے۔ ۱۲ مولف۔

اسلام کی دعوت دی۔ جنمین بعض تو مسلمان ہوے۔ اور اکثر مسلمان نہونے کی وجہہ سے مقید رہے۔ اون کے اصنام (جو انبیا کی تماثیل تھین) جمنا مین ڈبو دئے گئے۔ انہین ایام مین محمود خان قلعہ دار کالنہ (جو نظام الملک کا مامور کیا ہوا تہا) نے ملازمان بادشاہی کو قلعۂ مذکور حوالہ کیا۔ بادشاہ نے اس صلہ مین اوس کو چار ہزاری منصب دو ہزار سوار دو پچاس ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی بخشی۔ شعبان ۱۰۴۲ھ مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادۂ داراشکوہ کا نکاح ہوا۔ اس شادی مین ۳۲ لاکھہ روپیہ صرف ہوے۔ اور اس شادی کے ۲۲ روز بعد رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے شہزادۂ شجاع کا عقد بندہا گیا۔

اسی سال نذر محمد خان والی بلخ اور شاہ عباس والی ایران کے پاس سے ایلچی آئے۔ لاکھون روپیے کے تحائف بارگاہ شاہی مین گذرانے۔ بادشاہ نے بہی اون دونون کے پاس اپنے ایلچیون کے ذریعہ تحائف روانہ فرمایا۔

اس اثنا مین حسب دستور سالانہ ہاتہیون کی لڑائی ہوئی۔ تمام شہزادے گھوڑون پر سوار لڑائی کی سیر دیکھہ رہے تھے۔ شاہزادۂ اورنگ زیب کے دل مین کچہہ ایسی سمائی۔ کہ اوس نے اپنے گھوڑے کو اون مست ہاتہیون کے قریب لیگیا۔ اور اس قدر نزدیک ہوا۔ کہ اون لڑنے والون مین سے ایک ہاتہی شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شہزادہ باوجود کمسن ہونے کے بڑی ہمت کی۔ اور ایک برچہا مار کر ہاتہی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اتنے مین ہاتہی شاہزادہ کو معہ گھوڑے کے دانتون کے نیچے کرلیا۔ شہزادہ گھوڑے سے جدا ہوکر چستی و چالاکی سے متواتر تلوارین ہاتہی پر مارین۔ شاہزادہ شجاع نے بہائی کا یہ حال دیکھا تو اوس کی مدد کو دوڑا۔ مگر گھوڑے کے چراغ پا ہونے سے گرگیا۔ اور راجہ جے سنگہ نے قریب پہونچ کر ہاتہی پر برچھے لگائے۔ اوس کے ساتہہ ہی گرز بردار اور جلوے خاص کے آدمیون نے ایسے گرز و حربے لگائے۔ کہ ہاتہی

بہاگ گیا۔ دونون شاہزادون کی جان بچی۔ بادشاہ دونون کو گلے لگایا۔ اور اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے تولا۔ اور کہا کہ "بیٹا ایسی جگہہ اڑا نہین کرتے۔ ہٹ جاتے ہین۔" اورنگ زیب نے ہاتہہ جوڑکر عرض کیا۔ کہ "غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا"۔

اب مہابت خان خانخانان کی مہم دکن کے واقعات بیان کئے جاتے ہین۔

لہذا جب مہابت خان نواح دکن مین پہونچا تو عادل خان نے فتح خان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اُس کا شریک حال ہوکر بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ اور یہہ دونون ملکر مہابت خان کا مقابلہ ہر ایک مقام پر کرنے لگے۔ مگر مہابت خان اپنی جرأت و بہادری سے اُن دونون کا مقابلہ کرکے قلعہ کالنہ بہاکوٹ وغیرہ کو فتح کیا۔ اور ان لڑائیون مین دکہنیون کے اکثر سردار مثلاً یاقوت خان وغیرہ مارے گئے۔ اور نامی سردار موہاجی گرفتار رہوا۔ اسی ضمن مین مخلدار خان قلعدار قلعہ ترنبک (جو فتح خان کے ظلم سے آزردہ رہتا تہا) نے مہابت خان کو قلعہ سپرد کرنے کا پیغام دیا۔ اور بلازمت شاہی مین داخل ہونے کی آرزو کی۔ مہابت خان نے اوسکو یہ جواب بہیجا۔ کہ تیرے قلعہ کے نزدیک قلعہ بہیناپور مین ساہو کے عیال و اطفال مقیم مین۔ تو اون کو پہلے ٹہکانے لگا کر یہان آ۔ چنانچہ مخلدار خان اپنے ہمراہیون کے ساتہہ بہیناپور گیا۔ اور ساہو کے علاقہ دارون پر یورش کرکے مال وافر معہ عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکہہ پچاس ہزار ہون۔ چارسو گہوڑے۔ چار ہاتہی لیکر مہابت خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس کارنمایان کے صلہ مین مہابت خان نے اوس کو بادشاہ کی اجازت سے خلعت و منصب دانعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد مہابت خان فتح خان کے سر پر جو قلعہ دولت آباد مین پناہ گزین تہا[1]۔ دولت آباد

[1] کہتے ہین کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین (جو نہ حصار کے نام سے موسوم ہین) جنمین سے ۵ قلعے

پہونچا۔ یہان بہی خوب لڑائیان ہوئین۔ ۸۰ روز تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ آخر فتح خان مجبور ہو کر قلعہ کی کنجیان مہابت خان کو حوالہ کین۔ اور مہابت خان قلعہ مین داخل ہو کر حسن نظام الملک (جو صغیر سنی کے وجہ سے اب تک فتح خان کے قید مین تہا۔) اور اوس کے وابستون وغیرہ کو اسیر کر لیا۔ فتح خان پر بہی نگرانی رکہی۔ جب بادشاہ کو اس فتح عظیم کی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور نصیری خان کو خان دوران کا خطاب عطا فرمایا (کیونکہ اس مہم دکن مین مہابت خان کے ساتہہ نصیری خان خدمات شایستہ بجا لایا تہا۔) اور حسن نظام الملک کو قلعہ گوالیار مین مثل بہادر نظام الملک کے قید کرنے کا حکم دیا۔ فتح خان کا جرم معاف کر کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۵) روے زمین پر اور ہم مدور قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوے ہین۔ ۵۵۰۰ درعہ شاہجہانی (ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتا ہے) اس کا دورہ اور ارتفاع ۱۴۰ درعہ ہے۔ اسکے گرد ۴۰ گز عریض ۲۰ گز عمیق سنگ خارا مین خندق کہدی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پیچ پیچ ایسی بنائی ہے کہ دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی۔ تمام زینے پتہر مین تراشے ہین۔ پائین کوہ مین ایک آہنی دروازہ ہے۔ اس سے لازم ہے حصار مین آتے ہین۔ اور ایک بڑا توا لوہے کا لگایا ہے۔ جو ضرورت کیوقت گرم کرنے سے آنیوالونکی راہ کو روکدیتا ہے اول اسکا نام دہاراگیر اور دیوگیر تہا۔ جب محمد تغلق نے اسکو فتح کر کے دہلی کر رہنیوالونکو یہان بسانا اور دار الخلافہ بنانا چاہا تو اسکا نام دولت آباد رکہا۔ مگر تہوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کی ملک نو تسخیر مین فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ اور اوس کے جور وظلم سے اکثر مقبوضہ ملک بہی اوسکے قبضہ مین باقی نرہے۔ جن لوگونکو دہلی سے لاکر یہان بسایا تہا۔ وہ بہی چلے گئے اور سلطان علاء الدین بہمنی نے بہی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوے شہر کو پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہکر اپنا دار السلطنت بنایا۔ جس سے دولت آباد ویران ہو گیا۔ اور سوار قصبہ کرکی (جسکو اب اورنگ آباد کہتے ہین) کے آبادی نہ رہی۔ ۱۲ مولف۔

دو لاکھہ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ اتنے مین خانخانان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی
کہ افواج شاہی۔ ترددات شاقہ۔ وقلت اذوقہ سے نہایت فرسودہ حال ہو گئی ہے۔ اگر
پادشاہ کسی پادشاہزادے کو معہ افواج تازہ وسامان شایستہ کے دکن روانہ فرمائے تومثل
نظام شاہیون کے خاتمہ کے عادل خان والی بیجاپور کا بہی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پادشاہ نے
خان خانان کے معروضہ کو درجہ قبولیت بخشا۔ اور شاہزادہ شجاع کو نامی امرا اور لشکر کثیر کے
ساتہہ دکن روانہ کیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ ساہو بہونسلہ نے نظام الملک کے کسی عزیز کو
(جو قلعۂ انجرائی مین قید تہا۔ رہا کرکے) پادشاہ بنا کر نواح دکن مین فساد وفتنہ برپا کیا ہے۔
اور عادل خان نے قلعہ پرینڈہ (جو نظام الملک کا تہا) کے قلعدار آقا رضوان کو باغ سبز
دکہلا کر اوس پر قبضہ کرلیا ہے۔ جب شاہزادہ وہان پہونچا تو متواتر لڑائیان ہوئین۔
اکثر لڑائیون مین شاہی لشکر کو فتح وکامیابی حاصل رہی۔ اور عادل خان کی فوج شکست پر
شکست پائی۔ لیکن نتیجہ کچہہ نہ نکلا۔ کیونکہ عادل خان نے اطاعت کی۔ اور نہ بیجاپور پر قبضہ
ہوا۔ البتہ کسی قدر فتنہ وفساد کی شورش مٹ گئی۔ الغرض شجاع کو بہی ناکام واپس ہونا پڑا۔
اور اسی واپسی پر پادشاہ نے خان خانان اور شاہزادہ پر بہت کچہہ زجر وتوبیخ کی۔ اور
چند روز کے بعد مہابت خان خانخانان (جسکا اصلی نام زمانہ بیگ تہا) اپنے مرض کہنہ
بہگندر (ناسور) سے ۱۳ جمادی الاول ۱۰۴۴ھ کو انتقال کیا۔
۱۰۴۴ھ مین پادشاہ نے یہہ خیال کیا۔ کہ جواہر خانے مین طرح طرح جواہر جو بیکار رکہے ہوے
ہین۔ اون کو کسی کام مین لگانا چاہیے۔ جس سے زیب وزینت اور نمائش کے علاوہ
سلطنت کو بہی فروغ ہو۔ چنانچہ جواہر خاصہ (جنکی قیمت دو کروڑ روپیہ تہی) کے علاوہ
دوسرے بیش قیمت جواہر وزنی ۵ ہزار مثقال قیمتی ۸۰ لاکہہ روپیہ کے پادشاہ نے انتخاب

کرکے بےبدل خان داروغہ زرگری خانہ کے تفویض کیا۔ اور اوس کے ساتھہ ایک لاکھہ
تولہ طلا (قیمتی ۱۴ لاکھہ روپیہ) بہی دیا۔ اور یہہ فرمایش کی کہ ایک تخت شاہی جسکا طول
سوا گز عرض ڈہائی گز ارتفاع پانچ گز ہو اوس سے مرصع تیار کیا جائے۔ چنانچہ اس تخت کی
چہت کا اندرونی رخ کچھہ میناکار کچھہ مرصع۔ اور بیرونی رخ لعل و یاقوت وغیرہ سے
مغرق بنایا گیا۔ اور یہہ چہت بارہ زمرد کے ستونوں پر قایم ہوا۔ اوپر دو طاؤس جواہر
سے مرصع تیار کئے گئے۔ اور ان دونوں طاؤسون کے بیچ مین ایک درخت لعل الماس
زمرد۔ مروارید سے مرصع لگایا گیا۔ چڑہنے کے لئے زینہ ان کے تین پایہ جواہر آبدار سے
مرصع بنائے گئے۔ گیارہ تختے جواہر سے مرصع تخت کے دور تکیہ لگانے کے لئے
نصب ہوئے۔ بیچ کا تختہ (جس پر بادشاہ تکیہ لگا کے بیٹہتے تہے) دس لاکھہ روپیہ قیمت
کا تہا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے تہے۔ اون مین ایک لعل لاکھہ روپیہ کا (جسکو شاہ عباس
والی ایران نے زنبیل بیگ کے ہاتہہ جہانگیر کے پاس بہیجا تہا۔ اور جہانگیر نے دکن
کی فتح کے جلدو مین شاہ جہان کو مرحمت کیا تہا۔ اس مین اول نام صاحبقران، میرزا شاہرخ
مرزا الغ بیگ منقوش تہا۔ پہر شاہ عباس۔ جہانگیر اکبر شاہ جہان کے نام کندہ کئے
گئے تہے) نصب تہا۔ اور یہہ تخت طاؤس ایک کروڑ روپیہ کے صرفہ سے سات سال
مین تیار ہوا تہا۔ جس کی تاریخ (سریر ہمایون صاحبقرانی) ہے۔ جب یہ تخت تیار ہو گیا تو
اوس پر جلوس فرما کر اپنی بخشش سے تمام خلقت کے جیب و دامان دولت سے بہر دیا۔
شاہزادون اور امراؤن کو لاکھون روپئے نقد بیش بہا خاست ملے۔ چنانچہ دس روز
مین ایک ہزار خلعت عطا ہوئے۔ اور طالب کلیم قصیدہ کے صلہ مین (جو اس موقع پر کہا تہا)
سونے سے تولا گیا۔ اور اوس کے ہموزن (۵۵۰۰) روپیہ مرحمت ہوئے۔ اس موقع پر

۴۰ لاکھہ کی نذرین گذرین۔

اس اثنا مین ججھار سنگہ پسر برسنگدیو (جو ابو الفضل کو مارا تہا) کے بغاوت کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے اوس کی سرکوبی کے لئے عبد اللہ خان فیروز جنگ۔ سید خانجہان خان دوران خان کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ ان امرا کی کوشش و تردد سے ججھار سنگہ مارا گیا۔ اور اوس کے تعلقے۔ خزانے۔ دفینے (جنکا شمار ایک کڑوڑ روپیہ تہا) تصرف شاہی مین آئے۔ اور اسی ضمن مین قلعہ چاندہ۔ جہانسی۔ دتیہ۔ اوندچہ (یہ قلعہ سنگ چینی کا بنا ہوا تھا) بہی فتح ہوے اس کے بعد بادشاہ نے ایک فرمان عبد اللطیف گجراتی کے ہاتہہ قطب الملک والی گولکنڈہ کے پاس۔ اور ایک فرمان مکرمت خان دیوان بیوتات کے ذریعہ عادل خان والی بیجاپور کے نزدیک (کیونکہ یہہ دونون منحرف ہو کر پیشکش کا بہیجنا موقوف کر دئے تھے) روانہ کیا۔ اور ساہو بہونسلہ کی تنبیہ کے لئے (جو ایک مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر نواح دکن کے قلعے تصرف مین لا رہا تہا) خان دوران خان۔ بہادر خان۔ خان زمان خان۔ شایستہ خان وغیرہ کو ۴۰ ہزار سوارون کے ساتہہ بہیجا۔ چنانچہ ان نامی سردارون سے خاندوران خان نے کلیان۔ نارائن پور۔ کملا پور۔ شولاپور ہیرا پور کے قلعے فتح کئے۔ اور شایستہ خان نے سنگمیر جنیر کے قلعے حاصل کئے۔ اللہ وردی کا قبضہ قلعہ انجرائی۔ کانجنہ۔ ناکجنہ۔ رولہ۔ جولہ۔ اہونت۔ کول۔ پوسرا۔ اچلا گر۔ متین وغیرہ پر ہوا۔ سید خانجہان کو قلعہ سرادہون۔ قلعہ کامٹی۔ قلعہ دیوگاؤن۔ ہاتہہ آئے۔ شاہ بیگ نے قلعہ چار کونڈہ کو لیا۔ اور خان زمان نے ساہو کا تعاقب کر کے اوس کی مٹی خراب کی۔ بہر حال ان نامی سردارون کے ذریعہ دکن کے متعدد قلعے شاہی قبضہ مین آگئے۔ اب سفارت کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب عبد اللطیف گولکنڈہ پہونچا تو

قطب الملک نے استقبال کیا۔ اور کمال درجہ آؤبھگت سے پیش آیا۔ اس کے قبل جو شاہ ایران کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ وہ موقوف کر کے شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے نام نامی داخل کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا سکہ اوسی وقت مضروب ہوا۔ چالیس لاکہہ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سوزنجیر فیل و سو راس اسپ کی پیشکش گذرانی۔ بہرحال قطب الملک نے ایسی اطاعت کی۔ کہ اوسوقت تک کسی والی گولکنڈہ نے اس طرح نہ کی تہی۔ اور عرضداشت کا القاب و خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے۔

مرید و موروثی نیک خواہ مخلص فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ یہ ہے۔ کہ حضور نے از روے کرم نظری و رافت جبلی اس ناصیہ محقر کو بشر الطاذیل نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ نیاز مند کو جو عزت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی صدق اعتقاد سے اوس کا پابند رہے گا۔ اول چار یار باصفا کا نام خطبہ مین (جمعہ و عیدین) پڑہا جائے گا۔ دوم سکہ حضور کے نام کا ہوگا۔ سوم سنہ ۹ جلوس سے دو لاکہہ ہن (آٹہہ لاکہہ روپیہ) اون چار لاکہہ ہن مین سے (جو مین نظام الملک کو دیتا تہا) سال بسال داخل کرونگا۔ حضور نے سنہ ۸ جلوس پیشکش کا بالقطع ۲۰ لاکہہ روپیہ مقرر کیا تہا۔ اوس کا آٹہہ لاکہہ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکہہ ہن بابت سال نہم جلوس بہیجتا ہون۔ پیشکش حال کے ہاتہی گہوڑون کی نسبت جو حضور نے مقرر کی ہے۔ اور جو گولکنڈہ مین مقرر ہوئی تہی۔ ان دونون کا فرق جو کچہہ ہوگا۔ وہ بہی گذرانون گا۔ اور اس قول کے استحکام کے لئے مین نے مولانا عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کہائی ہے۔ اگر اس کے خلاف سرزد ہو تو اولیائے دولت کو اختیار رہے کہ وہ مجہسے تمام ملک لے لین۔ اسکے ساتہہ حضور کو میری امداد بہی کرنی واجب ہے۔ کیونکہ عادل خان کی دست درازی ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

اب عادل خان کی سنئے۔ کہ اوس نے پہلے تو فرمان شاہی کا کچہہ لحاظ نہ کیا۔ مگر جب امرائے شاہی نے

اکثر قلعے فتح کئے تو گھبرایا۔ اور اطاعت پر کمر باندھی۔ سالانہ ۲۰ لاکھ روپیہ پیشکش کا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کو اپنی ایک شبیہ معہ چوکٹے کے اور ایک عہدنامہ سرفراز فرمایا۔ چنانچہ فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان نے جو عرضداشت لکھی ہے اوس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

عرضداشت۔ بندہ فدوی۔ برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم۔ ذرہ وار بموقف عرض ایستادہ۔ حضرت صاحبقرانی مسیار ندہ حضرت کی شبیہ پہونچی۔ میری مجال نہین جو اس عطیۂ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرون۔ مین نے حضرت کی دعا کو شب و روز وظیفہ بنایا ہے۔ اور پیشکش مکرمت خان کے ہاتھہ روانہ کی ہے۔ آیندہ اطاعت مین سر مو تفاوت نہو گا۔ عادل خان نے اس عرضداشت کے گرد ایک غزل حافظ شیرازی کی آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا۔

غزل

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم
یعنے غلام شاہم و سوگند میخورم

شکر خدا از مدد بخت کارساز
کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم

گر دید نام شاہجہان حرز جان من
دانی خجستہ نام براعدا مظفرم

شاہا من از بعرش رسانم سریر فضل
مملوک این جنابم و مسکین این درم

گریا ورت نمیشود از بندہ این حدیث
از گفتۂ کمال دلیلے بیاورم

بر من فتادہ سایۂ خورشید سلطنت
اکنون فراغت است ز خورشید خاورم

نامم ز کارخانۂ عشاق محو باد
گر جز محبت تو بود شغل دیگرم

اے شاہ شیر گرچہ گرد و ارشود
در سایۂ تو ملک قناعت میسرم

عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود
در شاہراہ عمر ازین عہد بگذرم

پادشاہ نے جو عہد نامہ کا خلاصہ لوح زرین پر رقم کرکے محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا۔ اوسکی نقل بھی ناظرین کی معلومات کے لئے ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

ایالت وشوکت پناہ۔ عدالت ونصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول۔ عمدہ اصحاب ملل۔ خلاصۂ مریدان۔ عادل خان۔ بنور عنایات پادشاہانہ مفتخر ومستظہر بودہ بدانند۔ کہ چون درینولا این عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی واطاعت نمودہ عرایضے کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت نعقہ یان گذشتہ این عدالت پناہ را عفو فرمودیم۔ ودر مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عادلخان مرحوم بطریق ارث یافتہ بود بدو مسلم داشتیم۔ واز روے مرید نوازی از ملک نظام الملک سرمحال ونکوہر وقلعہاے کہ دران محال است۔ وقلعہ شولاپور ومحال متعلقہ آن وقلعہ پرینده وچار ده محال متعلق بدان قلعہ و ولایت کوکن باقلعہاے کہ دران است وپرگنہ بہالکی وجیت گوپا۔ وحالنہ را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم۔ ومقرر است کہ سائر ملک نظام الملک بممالک محروسہ منتظم باشد۔ اما این عنایات مشروط است۔ بہ آنکہ نظام الملک ونظام الملکیہ اصلا درمیان نباشند۔ وآن عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق ومحال درین سرحد ضمیمۂ ممالک محروسہ گشتہ نہ گردد۔ واز حدود خود کہ درین مرتبہ قراریافتہ تجاوز ننماید۔ واگر بندہ از درگاہ والا از روے بے سعادتی فرار نماید اورا درملک خود جاے ندہد۔ خدا ورسول را شاہد این مراتب ساختہ حکم میفرمائیم۔ کہ مادام کہ این عدالت پناہ واولاد واحفاد او بشرایط مذکورہ عمل نمایند۔ وخلاف آن نہ کنند۔ انشاء اللہ تعالے از ما واز فرزندان کامگار ما واز برخوردار ما واز امراے عالی مقدار ما خرابئے بملک آن عدالت پناہ نخواہد رسید۔ وخلاف عہود یکہ درین لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است۔ منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد۔ واین قول وقرار نسلاً بعد نسل ہمچو سد سکندر استوار خواہد بود۔ تحریر ۲۳ ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ م ۹ خورداد سنہ ۹ جلوس مقدس۔

بعد ازان پادشاہ نے ولایت[1] دکن کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کے تفویض فرمائی اور شہزادہ اپنے مفوضہ ملک کے جانب روانہ ہوگیا۔ اس اثنا مین ایک جعلی بالسنغر خان پسر دانیال پیدا ہوا۔ حالانکہ اصلی بالسنغر خان (جو شہریار کا سرلشکر لاہور مین بنا تہا) قلعہ کولاس مین (جس کا تعلق قطب الملک سے تہا) حتف انف (ایسی موت جو بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا تہا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو پادشاہ نے اوس کو دار پر کھینچا۔ ۱۰۴۶ھ مین عبد اللطیف نے عرض کیا۔ کہ جس وقت مین سفارت پر گیا تھا۔ قطب الملک کے ہاتھ مین ایک انگشتری یا قوت کی بہت بیش بہا دیکھی تھی۔ جو سرکار کے لایق ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اوس کو طلب کیا۔ اور ۵۰ ہزار روپیہ اوسکی قیمت قرار پاکر پیشکش مین محسوب ہوئی۔

اور پادشاہ نے خاندوران خان کو اودگیر اور اوسہ کے قلعون کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ جو ۳ ماہ کے عرصہ مین یہ دونون قلعے فتح ہوے۔ سید مفتاح قلعدار نے اسمعیل[2] نبیرۂ ابراہیم عادلخان کو

---

[1] ولایت دکن مین ۶۴ قلعے تھے جنمین ۵۳ اونچے پہاڑون پر اور ۱۱ زمین پر بنے ہوے تہے جسکے چار صوبے۔ ایک دولت آباد معہ احمد نگر اور اور مضافات کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک سے تعلق رکہتی تہی تو پہلے اوس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تہا۔ پہر دولت آباد ہوگیا۔ دوسرا تلنگانہ (یہہ صوبہ بالاگہاٹ مین واقع ہے) تیسرا خاندیس۔ جسکا حصار آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین۔ یہ شہر قلعہ مذکور سے ۴ کروہ پر ہے۔ چوتھا برار جسکا صدر مقام ایلچپور ہے۔ اور نواح ایلچپور مین اس کا مشہور قلعہ کاویل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے۔ ان چارون صوبون کی جمع دو ارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے ۵ کروڑ روپیہ ہوتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

[2] یہ اسمعیل درویش محمد کا بیٹا ہے جو ابراہیم عادل خان کا بڑا بیٹا۔ اور محمد قلی قطب الملک کا بہانجا تہا۔

بہی (جو ایک مدت سے قید تھا) حوالہ کیا۔ جب وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو پادشاہ نے اوسکا
وظیفہ مقرر کرکے اکبرآباد مین رہنے کی اجازت عطا کی۔ اور خاندوران اوسہ اوددگیر فتح سے
فارغ ہوکر کولگیر مین آیا (جو قطب الملک کی سرحد پر ہے) اور قطب الملک سے ایک عمدہ اور بیش قیمت
ہاتہی گج موتی نام معہ ۲۰ ہزار ہن (ایک لاکہہ روپیہ) کے صیغۂ نعلبندی مین حاصل کرکے بادشاہ
کے پاس روانہ کیا۔ انہین ایام مین خان زمان نے ساہو بہونسلہ کا قافیہ ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ آخر
حسب قرارداد شاہی عادل خان کی نوکری قبول کی۔ اور قلعہ جنیر معہ دیگر مستحکم و مضبوط قلعون کے
مثلاً تربنک۔ تنگواری۔ ہرسیں۔ جودہن۔ جوند۔ برسرا۔ لشکر شاہی کے حوالہ کیا۔ اور جس مجہول النسب کو
نظام الملک بناکر لئے پہرتا تھا۔ اوس کو بہی خان زمان کے تفویض کیا۔ جب یہ نظام الملک بادشاہ
کے دربار مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسکو بہی اون دو نظام الملک کے ساتہہ (ایک عہد جہانگیر مین
احمدنگر کی فتح کے بعد اور دوسرا عہد شاہجہان مین دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا) قلعہ گوالیار
مین قید کیا۔ اور اسی سال اورنگ زیب کی شادی شاہنواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے
نہایت تکلف و اہتمام کے ساتہہ عمل مین آئی۔ اسی زمانہ مین خان زمان خان نے دکن مین وفات پائی۔
اور حکیم جملہ۔ میر بخشی (جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران ہوتا ہوا یہان آیا تھا)
نے لقوہ وفالج سے انتقال کیا۔ اس عرصہ مین ظفر خان صوبہ دار کشمیر نے (حسب الحکم شاہی) تبت پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۸) ابراہیم عادل شاہ کی خواہش ہوتی۔ کہ اوسکا چہوٹا بیٹا محمد جانشین ہو۔ چنانچہ جب ابراہیم کا
انتقال ہوا تو محمد جانشین ہوا۔ اور درویش محمد نابینا کیا گیا۔ اوس کی عورتون نے اسمعیل کو (جو ۹ سال کا تھا)
پوشیدہ نظام الملک کے پاس بہیجدیا تہا۔ تاکہ دشمنون کے ہاتہہ سے اوسکی جان بچے اور نظام الملک نے
یہ شاہزادہ کو اوسکی نگہداشت سپرد کی تہی۔ جبکو دس سال ہوگئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

چڑہائی کی۔ اور متواتر لڑائیون کے بعد ابدال حاکم تبت نے اطاعت کی۔ اور بادشاہ کا خطبہ پڑہا گیا۔
لیکن ظفرخان اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راستہ بند نہ ہو جائے۔ ولایت تبت کو ابدال کے وکیل
محمد مراد کے تفویض کرکے فورًا واپس ہوا۔ اور کوئی لایق انتظام نہ کرسکا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو
اوس کی اس نافہمی کی کارروائی پر بہت پیچ وتاب کھایا۔ اس اثنا مین سعیدخان حاکم کابل کے
عرضداشت سے معلوم ہوا۔ کہ علی مرادخان حاکم قندہار[1] (جو شاہ ایران کے جانب سے تھا) قلعہ کے حوالہ

[1] اس کے پچھلے واقعات یہ ہین۔ کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر کے عہد مین زنبیل بیگ ایلچی (ایران) کے اشارہ پر
(جس وقت کہ جہانگیر اپنے بیٹے شاہجہان کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تھا) بلاکسی اطلاع وخبر کے دفعتًا فوج کشی
کرکے ۴۵ دن کے محاصرہ کے بعد ۱۰۳۲ھ مین عبدالعزیزخان قلعدار سے قلعہ قندہار کو لے لیا تھا) اور جہانگیر نے اوس کے
واپس لینے کے لئے اول شاہجہان کو اور بعد مین نورجہان کے معروضہ پر شہریار کو لشکرکشی کے ساتھہ بھیجنا چاہا تھا۔
اس اثنا مین شاہ ایران کا نامہ آیا تھا۔ اور جہانگیر نے جواب بھی ادا کیا تھا وغیرہ۔ چنانچہ یہ واقعات اس کے قبل
عہد جہانگیری مین ہم نے بیان کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ الغرض شاہ ایران نے قندہار پر
قبضہ کرکے وہان کی حکومت گنج علیخان حاکم کرمان کے (جس کو شاہ ایران بابا کہتا تھا) تفویض کی تھی۔ جب وہ
مرگیا تو اوس کا بیٹا علی مردان خان (جسکو شاہ ایران بابائے ثانی لکھتا تھا) حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہرحال قندہار کا اسطرح
چلا جانا جہانگیر کو بھی شاق گذرا تھا۔ مگر مجبوری کے وجہ سے چندے التوا ہوا۔ اس عرصہ مین عمر آخر ہو گئی۔ اور یہہ
حسرت قبر مین ساتھہ گئی۔ لیکن جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اوس کے دل مین بہی یہہ خار ہمیشہ کھٹکتا رہتا تھا۔
مگر افغانون اور بندیلون کی شورش نے بادشاہ کو اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ جب اوس سے فراغت ملی تو
بادشاہ نے سعیدخان حاکم کابل کو لکھا۔ کہ ہمارا ارادہ قندہار پر لشکرکشی کرنے کا ہے۔ پس اولًا تمکو چاہئے کہ کسی دوربین
کاردان کابلی کو بھیجکر حصار کی کیفیت اور لشکر کی حالت دریافت کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو علی مردان خان کو ہماری

کرنے پر آمادہ اور مدد کا طالب ہے۔ بادشاہ نے فوراً سعید خان کو اوس کی مدد کے لئے لکھا۔ اور قلیج خان
حاکم ملتان کا منصب اضافہ کرکے قندہار کی حکومت عطا کی۔ اور حکم دیا۔ کہ فوراً لشکر شائستہ کیساتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۵) اطاعت پر مائل کیا جائے۔ چنانچہ سعید خان نے پری آقا الملقب بہ ذوالقدر خان کو تمام واقعات
ذہن نشین کرکے پوشیدہ طور پر قندہار بھیجا۔ اُس نے وہان جاکر علی مردان خان کو بہت کچھ سمجھایا۔ اور پٹی پڑھایا۔
مگر وہ گرگ کہن اس کے دام مین نہ آیا۔ بلکہ سعید خان کو زبانی یہ کہلا بھیجا۔ کہ آیندہ ایسے پیغام کی ضرورت نہین۔
جب بادشاہ کو سعید خان کے ذریعہ علی مردان خان کا عندیہ معلوم ہوا تو قندہار کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور سعید خان
کو بھی تیار رہنے کے لئے فرمان بھیجا۔ اتفاقاً یہ خبر علی مردان خان کو بھی ہوگئی تو اوس نے قندہار کی حصار
کو مستحکم کیا۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک جدید قلعہ بھی تیار کیا۔ اور اوس کی اطلاع شاہ ایران کو دیکے امداد کی استدعا
کی۔ لیکن وہان علی مردان خان کے بعض دشمن بھی موجود تھے۔ جنھون نے شاہ ایران کو اُسکے جانب سے
ایسا بدظن کیا کہ وہ امداد دینے کے عوض اوس کی جان کا خواہان ہوا۔ اور سیاوش قوللراقاسی حاکم
مشہد کو بظاہر علی مردانخان کی کمک کو روانہ کیا۔ اور باطن مین اوسکو سمجھایا۔ کہ جب موقع ملے تو علیمردان
کو گرفتار کرکے یا اوس کا سر اوتار کر بھیجدے۔ لیکن شاہ کے اس باطنی ارادہ کی کیفیت علی مردانکو بھی
ہوگئی۔ جس کے باعث وہ نہایت بددل ہوا۔ اور کہا۔ کہ بادشاہ نے میرے حقوق پر کچھہ خیال نہ فرمایا۔
اور میری جان کا درپے ہوا۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مین شاہجہان کی اطاعت کرکے قلعہ قندہار بلا کسی
مزاحمت کے حوالہ کردون۔ اور سیاوش کو (جو بادشاہ کا فرستادہ ہے) قلعہ مین قدم نہ رکھنے دون۔
چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ جب سیاوش آیا تو اوس کو باہر ہی رکھا۔ قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور سعید خان حاکم
کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین کو اپنے ارادہ کی اطلاع اور اعانت کی استدعا کہلا بھیجی۔ اور شاہجہانکو
بھی ان تمام واقعات کی ایک عرضداشت روانہ کی۔ چنانچہ سعید خان اور عوض خان لشکر جرار کے ساتھ

قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اس کے بعد شہزادہ شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوارون کے ساتھہ دس لاکھہ روپیہ اخراجات کے لئے سرفراز کرکے قندہار روانہ کیا۔ اودہر سیاوش نے ان تمام واقعات کی خبر شاہ ایران کو بھیجی۔ چنانچہ شاہ ایران نے سیاوش کی کمک کے لئے خراسان سے کسی قدر فوج روانہ کی۔ لیکن بادشاہی لشکر کی تعداد غنیم کے لشکر سے بہت بڑی ہوئی تھی۔ الغرض جب سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین۔ قلیج خان حاکم ملتان۔ اور شاہزادہ شجاع قندہار پہونچے۔ ۲۶ ذی قعدہ سنہ ۱۰۴۷ھ کو طرفین کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی فتح پایا۔ اور سیاوش شکست کہا کر چلتا بنا۔ جب شاہ صفی کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ مین ایروان اور بغداد کا خیال چھوڑ دیکتا ہون۔ لیکن قندہار کی تسخیر سے ہاتھہ نہین اوٹھا سکتا۔ عنقریب جانی خان قورچی باشی کو لشکر خراسان و عراق کے ساتھہ روانہ کرون گا۔ جو اس شکست کا بدلہ لیگا۔ مگر شاہ صفی کی یہہ گفتگو ایک مجذوب کی بڑ ٹھہری۔ کیونکہ اوس نے کوئی لشکر بھیجا۔ اور نہ قندہار کے جانب توجہ کی۔ بلکہ مجبوراً لہو کے گھونٹ پی پیکے خاموش ہو رہا۔ اس کے بعد سعید خان اور قلیج خان نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۶ سے) علی مردان خان کی کمک کو آگئے۔ اور علی مردان خان نے ان دونون کو معہ لشکر اندر بلالیا اور اُسی وقت شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ جاری کیا۔

جب بادشاہ کو علی مردان خان کی عرضداشت پہونچی تو بادشاہ نے فوراً قلیج خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار دو ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے سرفراز کرکے قندہار کی صوبہ داری تفویض کی اور حکم دیا۔ کہ لشکر ملتان کو لیکر قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اور اوسکی کمک کیلئے شہزادہ محمد شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سوار کے ساتھہ قندہار روانہ کیا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو تاکید کی کہ غلہ جمع کرکے کابل کو روانہ کرے۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

قلعہ بست۔ قلعہ داور۔ قلعہ کشک نخود۔ قلعہ بیر منداب۔ قلعہ ارک۔ قلعہ گرشک۔ قلعہ فولاد۔ قلعہ ولی چک وغیرہ کو فتح کیا۔ اور چند قلعہ خاران قلی حاکم فراہ (جو شاہ ایران کا ملاقہ تھا) کے بھی لے لئے۔ الغرض تمام ولایت قندہار اور اوس کے ساتھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ اور اُسی سال علاء الدین فتحپوری الملقب بہ اسلام خان نے پریکہیت سے ولایت کوچ ہاجو[1]۔ اور لچھمی نراین سے ولایت کوچ بہار[2] اور سرگ دیو سے ولایت آسام[3] سخت خونریزی اور لڑائی کے بعد حاصل کیا۔

جب شاہجہان نے اورنگ زیب کو ایالت دکن سے سرفراز فرمایا تو اوس کی خواہش پر ولایت بگلانہ[4] کے تسخیر کی بھی اجازت عطا کی تھی۔ چنانچہ شہزادہ جب دکن پہونچا تو ۷ رشعبان ۱۰۴۷ھ کو ۳ ہزار سوار ۲ ہزار پیادے بسرداری مالوجی دکنی بگلانہ کی تسخیر کے لئے روانہ فرمایا

---

[1] کوچ ہاجو دریاے برہم پتر پر ہے۔ یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض ۲ کروہ ہے۔ اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے۔ وہان سے جہانگیر نگر (ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے۔ اسوقت یہانکا مرزبان پریکہیت تھا۔ ۱۲ مولف۔

[2] کوچ بہار برہم پتر سے بہت دور ہے۔ اس ولایت سے ۲۰ روز مین جہانگیر نگر داخل ہوتے ہین۔ یہانکا مرزبان پریکہیت کے دادا کا بھائی لچھمی نراین تھا ۱۲ مولف۔

[3] آسام کی ولایت ایکطرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے۔ جو دجسکو ہندوستانی زبان مین باگر (اگر) کہتے ہین۔ یہان بھی ہوتا ہے۔ ہاتھی بھی بکثرت موجود ہین۔ کم قیمت سونا بھی ریگ دہونے سے ملتا ہے۔ اُس زمانہ مین یہان کا مرزبان (راجہ) سرگ دیو تھا جسکے پاس ایکہزار ہاتھی اور لاکہہ پیادے موجود تھے۔ ۱۲ مولف۔

[4] بگلانہ مین ۸ قلعے ۳۴ پرگنے ۱۰۰۱ قریئے ہین۔ اور ۱۴۰۰ سال سے یہانکی مرزبانی بہرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی تھی۔ اس ولایت کا محصول تقریباً ۵ الاکہہ تہا۔ پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے۔ اور اس کا طول ۱۰۰ کروہ ہے اور عرض ۷۰ کروہ ہے۔ شرق مین چاندور پرگنہ دولت آباد۔ غرب مین بندر سورت و

لشکر شاہی نے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ چند روز کی لڑائی کے بعد بہرجی نے امان طلب کی۔ اور ولایت بگلانہ کر ۹ قلعون کی کنجیان شہزادہ کے پاس بہیجدین شاہزادہ نے بہرجی کو اپنے عنایات و بخشش سے مالامال کردیا۔ اور قلعون کی حفاظت اپنے امراکی تفویض کی۔ ۱۰۴۸ھ مین ملک رخنگ بھی بادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ اس اثنا مین علی مردان خان قندہار سے آیا۔ بادشاہ نے منصب کا اضافہ کرکے پانچ لاکھہ روپیہ انعام اور بنگالے کے کپڑون کے دس بقچے عطا فرمائے۔ اور کشمیر کی صوبہ داری عطا کی۔ ۱۲ رمضان ۱۰۴۹ھ کو افضل خان وزیر نے بعمر ۷۰ سالہ انتقال کیا۔

قندہار کے وقائع سے معلوم ہوا۔ کہ شاہ ایران قندہار کے فتح کرنے کے لئے آتا ہے۔ بادشاہ نے اوس کی مدافعت کے لئے داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار سے قندہار روانہ فرمایا۔ اور خود بھی حضرت بابر کے مزار کی زیارت کے لئے کابل کو چلا۔ چنانچہ چار ماہ کابل مین قیام کرنے کے بعد بادشاہ وہان سے لاہور واپس ہوا۔ اور شاہ ایران کے آنے کی جو افواہ تھی۔ وہ مٹ جانیسے داراشکوہ بھی کابل سے چلا آیا۔ اسی سال بادشاہ نے میر ظریف کو گھوڑے خرید کرلانے کے لئے روم روانہ کیا۔ اور ایک کمر مرصع گران بہا مع محبت نامہ کے قیصر روم کے لئے میر ظریف کو دی۔ جب میر ظریف مصر ہوتا ہوا موصل پہونچا تو سلطان مراد (جو بغداد کی مہم مین مصروف تھا) اور اوسکی وزیر اعظم محمد پادشاہ سے موصل مین ملاقات ہوئی۔ ظریف نے بادشاہ کا نامہ اور کمر مرصع قیصر کے روبرو پیش کیا۔ اور اپنے طرف سے بھی ہزار نفیس پارچے ہندوستانی نذر گذرانے۔ قیصر نے بادشاہ کے نامہ کو بہت عزت سے لیا۔ اور کمر مرصع کے تحفہ سے بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد قیصر نے ظریف کو ۱۰ ہزار قروش (جسکے ۲۰ ہزار روپے ہوتے ہین) عنایت کئے اور کہا۔ کہ بغداد کی مہم کے انصرام کے بعد تمکو معاودت کی اجازت دیجائے گی۔ جب تک تم موصل مین

پادشاہ کے لئے گھوڑے خریدو۔ چنانچہ قیصر جب بغداد فتح کرچکا تو بادشاہ کے محبت نامہ کا جواب لکھا۔ اور ارسلان آقا کو سفیر بناکر ظریف کے ہمراہ کیا۔ ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا جسکا زین مرصع بالماس تھا اور عبائے مروارید دوز (روم کے طرح کی) اور ایک اور گھوڑا خاص بطور ارمغان کے دیا۔ اور رخصت کیا۔ جب ظریف مع ارسلان آقا کے دریا کی راہ سے ٹھٹہ ہوتا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قیصر کے ایلچی کو ۴۵ ہزار روپیہ انعام عطا کیا۔ کشمیر کی بھی سیر کرائی۔ اور چند روز کے بعد رخصت کر دیا۔

سنہ ۱۵ مین بادشاہ نے موصوف خان صدر کے توسط سے سعد اللہ خان کو طلب فرمایا۔ اور مناسب

---

۵۱ ملّا سعد اللہ خان کا مولد ومنشاء لاہور اور شیخ سعد اللہ لاہوری کے نام سے مشہور تھا۔ جو فضیلت اور علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن مجید و حسن تحریر و تقریر کے زیور سے آراستہ تھا۔ یہ شیخ سابق مین بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔ مگر روزانہ کم مقرر ہونے سے چلا گیا تھا۔ اس دفعہ بادشاہ نے بلا کر مناسب یومیہ مقرر کیا۔ خلعت و اسپ بھی دیا۔ دو تین روز کے عرصہ مین روزانہ کے عوض منصب مرحمت ہوا۔ ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات دو سو سوار خطاب و خدمت عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا۔ پھر غسل خانہ کی داروغگی عنایت ہوئی۔ دوسرے سال منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار خدمت خانسامانی سے مفتخر ہوا۔ سال چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے سرفرازی پائی۔ ساتوین سال ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ۔ دو کرور دام انعام سے سربلندی حاصل کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ بادشاہ کے مزاج مین استقدر دخل پیدا کیا۔ کہ سوائے مقدمات وزارت کے تمام امور کل وجزوی مالی وملکی مین بدون اوس کی صلاح ومشورہ کے اجرا کار کی صورت متعذر رہتی۔ یہانتک نوبت پہونچی۔ کہ شاہزادۂ داراشکوہ کو باوجود قرب ولیعہدی اور اختیار سلطنت کے اوس پر حسد ہوا۔ اور عجب کاوشین شروع کین۔ مگر کوئی ضرر پہونچا نہ سکا۔ ۱۲ مولف۔

یومیہ مقرر کرکے خلعت و اسپ سے سرفرازی بخشی۔ ۷ شعبان ۱۰۵۱ھ کو آصف خان یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی۔ جس سے بادشاہ کا عیش مکدر رہا۔ انھین ایام مین زمیندار جام نے اطاعت کی۔ اور شاہزادہ مراد بخش نے قلعہ پلامون (پالامئو) قلعہ مئوکوٹ۔ قلعہ نورپور۔ قلعہ تھاری۔ قلعہ وشال۔ قلعہ تاراگڈہ وغیرہ فتح کئے۔ اس اثنا مین قندہار کی تسخیر کے لئے شاہزادۂ ایران کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے داراشکوہ اور مراد بخش کو معہ منتخب و چیدہ امرا و تقریبًا ساٹھہ ہزار کی جمعیت کے ساتھہ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچے، تو معلوم ہوا۔ کہ شاہ صفی کا انتقال ہوگیا۔ اور شاہ عباس تخت نشین ہوا۔ اور یہ مہم اسی طرح ملتوی رہ گئی۔ بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی داراشکوہ اور مراد بخش کو معہ امرا و فوج کے طلب کرلیا۔ اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ کو شاہزادۂ مراد کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۴ لاکھہ مہر پر باندہا گیا۔ اور ۶ لاکھہ ۴۰ ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوے۔ ۱۰۵۲ھ مین بمقام لاہور خلیل اللہ خان کے اہتمام سے ایک دلکشا باغ شالامار ایک سال چار ماہ ۵ یوم کے عرصہ مین چھہ لاکھہ روپیہ کے صرفہ سے تیار ہوا۔ اور علی مردان خان کے انتظام سے ایک عمدہ نہر (آب راوی سے) ایک لاکھہ کے خرچ سے بنی۔ لیکن اس نہر کا پانی شہر کے لئے کفاف نہ کرنے سے اور ایک لاکھہ روپیہ ملّا علاء الملک کو مرحمت ہوے۔ چنانچہ ملّا نے ۴۰ کوس تک ایک نئی نہر کہود دی۔ جس سے پانی کی کثرت ہوگئی۔ اور وہ کمی کی شکایت جاتی رہی۔ ۱۰۵۳ھ مین اورنگ زیب کو بیٹا پیدا ہوا۔ شاہ معظم نام رکھا گیا۔ اور اسی سال بادشاہ کی چاہتی بیٹی بادشاہ بیگم (اپنی سالگرہ کے روز) شمع کی لو سے جلگئی۔ بادشاہ کے دل پر سخت صدمہ ہوا۔ تقریبًا چھہ ماہ کے بعد بیگم صاحبہ کے زخم چنگے ہوے۔ اور صحت کی خوشی مین بادشاہ نے متواتر جشن کئے۔ جسمین تقریبًا ۷ لاکھہ روپیہ خرچ ہوے۔ انھین ایام مین چند کاروائیان اورنگ زیب سے ایسی صادر ہوئین۔ جو بادشاہ کے خلاف طبع گذرین۔ اور اورنگ زیب نے ازراہ پیش بینی کمر سے تلوار کھول گوشہ نشینی اختیار کی۔ بادشاہ نے اوس کی جاگیر کو ضبط کرکے خالصہ مین شریک کیا۔

اور دکن کی صوبہ داری خاندوران کو مرحمت ہوئی سنہ ۱۰۵۴ھ مین داراشکوہ کو ایک بیٹا سپہر شکوہ نام
پیدا ہوا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ امام قلی خان حاکم ماوراءالنہر اپنے بھائی نذر محمد خان حاکم بلخ
کے ظلم و ستم سے بیت اللہ شریف کو چلا گیا ہے۔ بادشاہ نے ترحم فرما کر ایک لاکھ روپیہ اوس کے
پاس روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ روپئے پہونچنے کے قبل ہی مدینہ منورہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔
اور اوس کے اسباب مین سے ایک مروارید امرودی (جسکا وزن ۳۴ رتی قیمتی ۳۰ ہزار کا تھا)
چند گھوڑے بادشاہ کے پاس آئے۔ جوہریون نے موتی کی قیمت پچاس ہزار آنکی۔ بادشاہ نے اس
موتی کو اوس تسبیح[۱] مین (اس موتی کے علاوہ تسبیح مین سابق کے ۴۲ دانے قیمتی ۴ لاکھ روپیہ کے
اور موجود تھے) داخل کیا۔ مگر چند روز کے بعد اس موتی کو تسبیح خاص کا امام بنایا۔ اور آخر دم تک
اس تسبیح کو اپنے پاس رکھا۔ اور اسی سال بادشاہ نے بادشاہ بیگم کی سفارش پر اورنگ زیب کا قصور
معاف کر کے حسب دستور سابق جاگیر بحال فرمایا۔ اور پانزدہ ہزاری منصب و دہ ہزار سوار سے
ممتاز کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اوس کے مضافات
پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے سبحان قلی کو دیا ہے۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور
بلخ و بدخشان کی تسخیر امیرالامرا علی مردانخان کے تفویض کی۔ اور کمک کے لئے راجہ جگت سنگہ[۲] اور

---

[۱] شاہجہان جسروز تخت پر بیٹھا جواہر خانہ مین ۱۰ کروڑ کے جواہر و مرصع آلات موجود تھے جسمین سنہ ۱۰۵۴ھ تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام و ارمغان مین ۵۰ لاکہہ کے جواہر محبوبون اور صدقون مین (وزن و جشن کے موقع پر) صرف ہوئے۔ باقی جواہر کے منجملہ کروڑ کے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور تتمہ توشک خانہ مین پوشاک خاص کے موجود تھی۔ اسمین دو تسبیحین بہت نایاب تھین جنمین ۱۲۵ دانے مروارید کے تھے دانے کا وزن ۲۳ رتی تھا اور ۲۷ دانے یاقوت رنگین کے تھے۔ اوران دونو کی قیمت ۲۰ لاکہہ روپیہ تھی ۱۲ مولف۔

[۲] راجہ جگت سنگہ وہان جا کر چند لڑائیو مین خوب جوانمردی اور بہادری دکھلائی۔ مگر افسوس ہے کہ وہین انتقال ہوگیا۔ اور راجہ کا بیٹا راج روپ قائم مقام ہوا ۱۲ مولف

شاہزادۂ مراد کو ۶ ہزار کی فوج سے روانہ کیا۔ اس اثنا مین دکن سے خبر آئی کہ خاندوران خان کو ایک کشمیری بچہ نے (جسکو خان مذکور نے مسلمان کر کے اپنے خدمتگارون مین رکھا تھا) مار ڈالا۔ اس تجربہ کار امیر کے مارے جانے سے بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ اور ۱۰۵۵ھ مین اسلام خان کو دکن کی صوبیداری پر بھیجا۔ اور سعد اللہ خان کو وزارت کل کی خدمت عطا کی۔ اور اصل منصب پر اضافہ کر کے پنجہزاری پانصد سوارت ممتاز فرمایا۔ ۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نورجہان بیگم (جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی) نے انتقال کیا۔ اور اپنے بھائی آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین دفن ہوئی۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ بادشاہ نے علی مردانخان وبآتہ سنگہ کو بلخ وبدختان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور آپ ۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو خود لاہور سے کابل گیا۔ ان اثنا مین خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان (جو بدخشان وقندز مین تھا) اوزبکیہ کے ظلم اور نذر محمد خان کی کس مپرسی سے تنگ آکر شاہزادہ مراد کے ذریعہ (کابل مین) بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور خلعت ومنصب وانعام سے سرفرازی پائی۔ قلیج خان وخلیل اللہ خان نے کہمرد اور غوری کو فتح کیا۔ شاہزادہ مراد وامیر الامرا کا قندز وبلخ پر قبضہ ہوگیا۔ مگر نذر محمد خان نے فرار پر کمر باندہی۔ شاہزادہ کے حکم سے بہادر خان واصالت خان نے اوس کا تعاقب کیا۔ چونکہ قندز و بلخ کی رعایا اوزبکیون اور الامان کے ظلم وسختی سے نالان وپریشان تھی۔ اس لئے اونھون نے شاہی فتح کو اپنے لئے بہت غنیمت تصور کیا۔ منصور حاجی چغتائیہ نے قلعہ ترمذ بھی ملازمان شاہی کے حوالہ کیا۔ اور بہادر خان واصالت خان نے نذر محمد خان کا جو تعاقب کیا تھا۔ رستہ مین ان دونون کا اوس سے مقابلہ ہوا۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر نذر محمد خان شکست کہا کر اندجان کے طرف نکل گیا۔ اور اس جنگ پر آشوب مین بعض مفسدون نے سبحان قلی خان پسر نذر محمد خان کو اوس سے جدا کر کے بخارا کو چلتے بنے۔ آخر بہادر خان واصالت خان کو ناکام واپس آنا پڑا۔ اس اثنا مین شاہزادہ مراد نے ناموافقتی آب وہوا کا بہانہ کر کے بلخ سے واپس ہونے کی بادشاہ سے اجازت چاہی۔ جس کا

جواب پادشاہ نے یہ دیا کہ "ہمارا ارادہ ہے کہ اس ولایت کا انتظام تمھارے سپرد کرین۔ پس بہتر یہ ہے
کہ تم اپنی واپسی کا خیال دور کرو۔" مگر شاہزادہ نہ مانا۔ جس سے پادشاہ کو بیحد رنج ہوا۔ اور شاہزادہ کے
منصب وجاگیر سابقہ مین تنزل وتغیر کرکے ملتان کی صوبہ داری عطا کی۔ اور سعداللہ خان جملۃ الملک
کو تمام انتظامی امور کی فہمایش کرکے بلخ روانہ کیا۔ سعداللہ خان وہان پہونچکر پادشاہ کے حسب منشا
پہلے تو مراد کی فہمایش کی۔ لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ پھر نجابت خان پسر مرزا شاہرخ کو بلخ کی حکومت
دینی چاہی۔ مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ آخر بہادر خان واصالت خان کو بالاتفاق بلخ کی حکومت کرنیکی
ہدایت کی۔ اور قلیچ خان کو بدخشان کا حاکم بنایا۔ بہرام وعبدالرحمن پسران نذر محمد خان کو معہ دیگر وابستگان
کے (جو بلخ مین اسیر تھے) پادشاہ کے پاس روانہ کرکے خود بھی واپس ہوا۔ پادشاہ نے اس کارنمایان کے
صلہ مین سعداللہ خان کو شش ہزاری منصب وپنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اسنے مین خبر آئی کہ نذر محمد خان
ایران گیا ہے۔ اس لئے پادشاہ نے میر عزیز کے ہاتھہ ایک نامہ شاہ ایران کو بھیجا۔ اور خود ۹ شعبان
سنہ ۵۶ کو کابل سے کوچ کیا۔ اور جاتے وقت اورنگ زیب کو بلخ وبدخشان کی حکومت عطا کرکے دوازدہ
ہزاری منصب دہ ہزار سوار جس مین ہشت ہزار دواسپہ وسہ اسپہ ۵ لاکہہ روپیہ نقد وخلعت
گران بہا سے سرفرازی بخشی۔

اب نذر محمد خان کے واقعات سنئے۔ کہ وہ بیچارہ آوارہ کوہ وبیابان مین مارا مارا پھرتا ہوا ایران پہونچا
اور شاہ ایران سے مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ نے اوس کے حسب منشا فوج وغیرہ سے اعانت کی۔
جب اسکو کمک ملی تو پھر بلخ پر آدھمکا۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ جس سے
نذر محمد خان کو متواتر شکستین ہوئین۔ آخر وہان سے مایوس شاہ ایران کی جمعیت کو کھپا کر عبدالعزیز خان
والی توران کے پاس اعانت کی التجا لیگیا۔ عبدالعزیز خان اوسکی پریشانی پر رحم کھا کر معہ فوج جرار
اوسکے ساتھہ ہوا۔ اب یہہ دونون ملکر بلخ پر حملہ کئے۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اون کا مقابلہ کیا۔

اور اورنگ زیب بھی کابل سے کمک کے لئے آگیا۔ جس سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ اس عرصہ
مین ایک اور آفت کا سامنا پادشاہی لشکر کے لئے یہ ہوا۔ کہ وہان کے اکثر بادیہ نشین قبایل (الوسات
واویماقات) مثلاً اوزبکیہ اور المانیہ وغیرہ نے پادشاہی لشکر کو جنگ مین مصروف دیکھکر نواح بلخ و
بدخشان کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ اب پادشاہی لشکر کو اون کی سرکوبی اور تنبیہ بھی کرنی پڑی
الغرض ولایت بلخ وبدخشان مدتون میدان کارزار بنا رہا۔ اور متعدد لڑائیان ہوئین۔ طرفین سے
ہزارون آدمی مارے گئے۔ اکثر نامی سردارون نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک دفعہ تو برابر سات
دن اور سات رات مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ مگر ہر موقع پر اورنگ زیب کی فتح رہی۔ آخر عبدالعزیز
متواتر شکستون سے مایوس ہوکر توران چلا گیا۔ اوزبکیون والمانیون کا بھی غرور ٹوٹا۔ اسلئے محمد
کی حالت وہی پلاس کے تین پات کی ہوگئی۔ اور بجز اطاعت کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ آخر امان کا
طالب ہوا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اورنگ زیب کو لکھا۔ کہ اب نذر محمد خان ہمارے مدد
کا امیدوار ہوا ہے۔ اس لئے تم اوسکو ولایت بلخ وبدخشان تفویض کرکے ہمارے پاس چلے آؤ۔
چنانچہ اورنگ زیب نے نذر محمد خان کو بلخ وبدخشان کی حکومت حوالہ کرکے وہان سے کوچ کیا۔ بادشاہ
نے نذر محمد خان کے لڑکون اور اوس کے متعلقین کو (جو مہم بلخ مین اسیر ہوے تھے) انعام وخلعت
سے سرفراز کرکے اوس کے پاس روانہ کردیا۔ مگر نذر محمد خان کا بڑا بیٹا خسرو خان (جسکو ہندوستان کا
مزا لگ گیا تھا) واپس جانے پر راضی نہوا۔ اور بادشاہ کی ملازمت ہی مین رہا۔
مورخون نے لکھا ہے کہ بلخ کی آغاز تسخیر سے اورنگ زیب کی مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ
سپاہ کی تنخواہ مین اور دو کروڑ روپیہ اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا۔ طرفین سے جمع کثیر
قتل ہوئی۔ اور جنگ ہفت شبانروزہ مین اوزبک ۵ ہزار۔ لشکر شاہی کے ۵ ہزار قتل ہوے۔ مال
مویشی۔ رعایا جو فنا وغارت ہوے۔ اوسکا حساب خدا جانتا ہے۔

اس اثنا میں شاہزادہ شجاع بنگالہ سے پادشاہ کے پاس آیا۔ اور مراد بخش کا قصور بھی معاف ہوکر
منصب وغیرہ کی بحالی ہوئی۔ سنہ [illegible] میں ایک الماس ناتراشیدہ وزنی (۱۰۰) رتی قطب الملک
نے (حسب الحکم شاہی) پادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اوسی روز ایک شمامہ عنبر وزنی (۷۰) تولہ
(جو قندیل کی صورت تھا) قیمتی دس ہزار روپیہ بادشاہ کی نظر سے گذرا۔ پادشاہ نے اوس شمامہ کو
طلا میں مشبک کرکے انواع واقسام کے جواہر سے مرصع کردیا۔ اور اس الماس ناتراشیدہ کو تقریباً
(۷۰) رتی ترشواکر (جو بعد تراشنے کے وہ الماس ننانوے رتی وزن کا سبب ستے خالی ڈیڑھ لاکھ روپیہ قیمت
کا ہوگیا تھا) اوس پر نصب کردیا۔ چنانچہ یہہ قندیل بعدیل قیمتی ڈھائی لاکھ روپیہ کی تیار ہوئی
اُس کا نام گل محمدی رکھا گیا۔ بادشاہ نے اس قندیل کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد سید احمد سعید
کے ہاتھ مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ یہ قندیل روضہ منورہ میں لگائی جائے۔ اور روپیہ
فقرا ومساکین میں تقسیم ہو۔ سنہ [illegible] میں خبر آئی کہ عبد العزیز خان والی توران نے نذر محمد خان پر
چڑہائی کی ہے۔ پادشاہ نے اوس کی امداد کے لئے بہادر خان اور راے مٹہیلداس کو روانہ کیا۔
جس سے عبد العزیز خان کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ مگر افسوس ہے کہ دوسرے سال اوس کے بیٹے
سبحان قلی خان نے یورش کرکے بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اور باپ (نذر محمد خان) شکست کہا کر بیت اللہ
شریف چلدیا۔ لیکن رستہ میں انتقال ہوگیا۔
اسی سال سنہ [illegible] میں پادشاہ نے دار الملک دہلی میں لوزگڈہ (سلیم گڈہ) سے متصل اور پرانی دہلی
کی فصیل سے اور جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کی بنیاد رکہی۔ اور ایک جامع مسجد بہی ۱۰ لاکہہ کے
خرچ سے تیار کی۔ انہیں ایام میں خبر آئی۔ کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قندہار پر فوج کشی کی ہے
میں فوراً بادشاہ نے اورنگ زیب وسعد اللہ خان کو معہ دیگر امرا وفوج کشیر کے قندہار کی حفاظت
کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہ وہان پہونچنے بہی نہ پائے۔ کہ شاہ ایران نے عبد العزیز قلعدار کو تنگ کرکے

قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعہ بست و زمین داور پر بھی ایرانیون کا تسلط ہوگیا۔ اس کے بعد
شاہ ایران محراب خان کو قندہار کی حکومت تفویض کرکے خود ایران کو چلا گیا۔ جب پادشاہ
کو یہ خبر پہونچی تو سخت افسوس کیا۔ اور اورنگ زیب کو لکھا کہ فوراً قندہار کا محاصرہ کیا جائے۔
اور خود بھی کابل کو گیا۔ اورنگ زیب نے ہر چند کوشش کی۔ مگر قندہار ہاتھ نہ آیا۔ اس اثناء
مین قحط سالی کا ایسا سخت دورہ ہوا۔ کہ پادشاہ نے اورنگ زیب کو واپسی کا حکم دیا۔ اور
تسخیر قندہار کا مسئلہ سال آیندہ پر موقوف رہا۔
سنہ ۱۰۵۹ھ مین قیصر روم کا ایلچی سید محی الدین معہ ارمغان بیش بہا حاضر ہوا۔ پادشاہ نے بھی
قیصر روم کے لئے عمدہ تحائف روانہ فرمایا۔ سنہ ۱۰۶۰ھ مین مکرر پادشاہ نے اورنگ زیب
وسعد اللہ خان کو قندہار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ اس دفعہ بہ نسبت سابق کے سامان
وسپاہ زیادہ ہمراہ کی۔ اور متعاقب خود بھی کابل مین جا کر ٹھہرا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ گر
محراب خان قلعدار کی ہوشیاری اور بہادری سے اورنگ زیب وسعد اللہ خان کو کامیابی
حاصل نہوئی۔ جب محاصرہ کو طول ہوا تو پادشاہ نے مجبوراً پھر واپس بلا لیا۔ گو شاہجہان کو
مہم قندہار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی۔ مگر وہ دل شکستہ نہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۰۶۲ھ مین سہ بارہ
قندہار کے مہم کی تیاریان شروع کین۔ اور دارا شکوہ نے خواہش کی۔ کہ اس موقع پر غلام کو
روانہ فرمایا جائے۔ پادشاہ نے منظور کیا۔ اور سپاہ وسامان کثرت کے ساتھ ہمراہ دیا۔
اور یہ بھی ہدایت کی۔ کہ اس دفعہ بخلاف سابق کے پہلے داور وبست وغیرہ کا محاصرہ
کیا جائے۔ جب یہ فتح ہوجائین تو قندہار کے لینے کی تجویز کرنا چاہئے۔ جب دارا شکوہ وہان
پہونچا تو پادشاہ کی ہدایت کے موافق اول قلعہ بست وقلعہ گرسنگ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا
بعد ازان قندہار پر توجہ کی۔ چنانچہ بہ نسبت سابق کے اس دفعہ جنگ وجدل کا بازار

خوب گرم رہا۔ اکثر شاہی امرا اجل کے نذر ہوے۔ آخر بصد مایوسی داراشکوہ کو (حسب الطلب پادشاہ کے) واپس ہونا پڑا۔ پھر تو پادشاہ کو آیندہ قندہار کی مہم پر فوج بھیجنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور قندہار ہمیشہ کے لئے شاہ ایران کے قبض و تصرف مین رہا۔ سنہ ۱۰۶۴ھ مین بادشاہ نے داراشکوہ کو خلعت گران بہا و سر بند مرصع قیمتی ۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ۔ ۳۰ لاکھ نقد خطاب شاہ بلند اقبال سے سرفراز کرکے اورنگ خلافت کے قریب بیٹھنے کے لئے طلائی صندلی مرحمت کی۔ اس اثنا مین رانا جگت سنگھ (جو خلاف معاہدہ قلعہ چتوڑ کی تعمیر و ترمیم کرلیا تھا) کی سرکوبی کی گئی۔ اور قلعہ تعمیر شدہ ڈہا دیا گیا۔ سرمور و کمایون کے راجاؤن نے اطاعت قبول کی۔ اور قلعہ دون و چاندی فتح ہوے۔

انہین ایام مین میر محمد سعید المخاطب بہ میر جملہ وزیر قطب الملک نے قطب الملک کے خوف و ہراس کے باعث شاہزادۂ اورنگ زیب (جو دکن کا حاکم تھا) کا دامن سنبھالا۔ کیونکہ

ف میر محمد سعید اردستانی اصفہان کے سادات سے تہا۔ ایک الماس فروش تاجر اوسکو ملازم رکھکر گولکنڈہ لایا۔ اور مرتے وقت اپنا تمام مال و اسباب اوس کے حوالہ کردیا۔ بعد ازان محمد سعید نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت مین بڑی دولت کمائی۔ اور ایشیا کے تمام درباروں مین جانے لگا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اوس کی لیاقت و دولت کے باعث میر جملہ کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنا وزیر کیا۔ چنانچہ امور مملکت کا مدار اوسی کی رائے پر منحصر تہا۔ اور اسی نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ۱۵۰ کوس اور عرض بیس کوس محاصل ۴۰ لاکھ روپیہ تہا فتح کی۔ جسمین الماس کی کانین اور استوار و مضبوط قلعے مثلاً کچی کوٹ و سدہوٹ موجود تھے۔ اب تک قطب الملک کے اسلاف مین سے کسیکو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہ ہوا تہا۔ الغرض میر جملہ کی ثروت و مکنت اسقدر بڑہی ہوئی تہی کہ

میرجملہ کے بیٹے محمد امین نے کچھ ایسے ناشایستہ حرکات قطب الملک کے دربار مین کئے تھے کہ قطب الملک اوس سے سخت ناراض ہوگیا تہا۔ اور میرجملہ کو خیال تہا کہ کہین قطب الملک اوسکی جان وآبرو کو برباد نہ کرے۔ چنانچہ اسی لئے میرجملہ نے قبل از وقوع واقعہ شہزادہ کو اپنا پشت پناہ بنالیا۔ شہزادہ نے اوس کی تسلی وتشفی کر کے منصب سے سرفرازی بخشی۔ اور قطب الملک کو لکہا کہ میرجملہ ہماری سلک ملازمت مین داخل ہوا ہے۔ لہذا تم اوس کے بیٹے محمد امین کو مع وابستگان و مال و متاع کے ہمارے پاس بہیجدو۔ لیکن قطب الملک نے اس کی تعمیل نہ کی۔ بلکہ فوراً محمد امین اور اوسکی مصاحبون کو قلعہ مین قید کر دیا۔ اور سب مال و متاع کی ضبطی کا حکم دیا۔ جب شاہزادہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے قطب الملک پر چڑہائی کی۔ پہلے اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپاہ کثیر کے ساتہ بہیجا۔ اور اوس کے پیچہے خود بہی کوچ کیا۔ چنانچہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۸) پانچ ہزار سوار وہ اپنی ذات سے نوکر رکہتا تہا۔ جسکے باعث اوسکے ہمسر وہم رتبہ حسد کرنے لگے۔ اور ایسی چالین چلین کہ بادشاہ کا دل اوس سے برگشتہ ہوگیا۔ ۱۲ مولف۔

[1] خافی خان لکہتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے قطب الملک پر چڑہائی کرنا چاہا تو پہلے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے سلطان محمد شادی کرنے کے لئے بنگالہ جاتا ہے اور مین شکار کو جاتا ہون چنانچہ سلطان محمد روانہ ہوا۔ اور اورنگ زیب بہی قندہار کا رخ کیا۔ جب سلطان محمد قطب الملک کے دارالخلافہ کے قریب پہونچا کیونکہ اوسوقت بنگالہ کو جانے کے لئے قطب الملک کے علاقہ سے گذرنا پڑتا تہا، تو قطب الملک نے اوسکی ضیافت کی تیاری کی۔ مگر سلطان محمد نے حیدرآباد کا محاصرہ کر کے لڑائی کا سلسلہ آغاز کر دیا۔ اب قطب الملک کی آنکہین کہلین۔ اور اصل مطلب سے آگاہ ہوا۔ اور عالم مجبوری مین حیدرآباد سے بہاگ کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ لی۔ اودہر سلطان محمد حیدرآباد مین داخل ہوکر اوسکو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ اور اکثر مکانات کو آگ لگادی۔ مگر یہ روایت دل سے گہڑی ہوئی معلوم

سلطان محمد نے وہان پہونچکر لڑائی شروع کردی۔ اور قطب الملک کو ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ مجبور ہوکر معافی چاہا۔ اور محمد ہادی کو معہ اپنے مان کے سفارش کے لئے شاہزادہ کے پاس بھیجا۔ اور بطریق تحائف ایک صندوقچہ بھی جواہر کا روانہ کیا۔ مگر میر جملہ کے مال و اسباب کے بھیجنے مین پس و پیش کرنے لگا۔ جس کے باعث جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ اتنے مین اورنگ زیب بھی آپہونچا۔ [illegible] اور بیٹے نے ایک آفت مچادی۔ اور حیدرآباد کو لے لیا۔ لیکن قطب الملک اسکی [illegible] قیمتی اشیاء کو لیکر قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے حیدرآباد کی [illegible] گولکنڈہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اب تو قطب الملک کی جان پر آبنی۔ آخر حسب [illegible] صلح ہوگئی۔

(۱) [illegible] پیشکش کی بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کیا جائے۔ (۲) قطب الملک کی [illegible] سلطان محمد سے ہو۔ (۳) محمد امین کو رہا کرکے میر جملہ کا تمام مال و اسباب واپس [illegible] جائے۔ چنانچہ صلح کے بعد شادی کے رسومات نہایت تکلف و اہتمام سے انجام پائے [illegible] قطب الملک ۱۴ لاکھہ کے جواہر معہ اور لوازمات دسرکار رام نگر (جو سہ حد برار و حیدرآباد مین واقع ہے)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۹) ہوتی ہے۔ کیونکہ آداب عالمگیری (جو قطب الملک و اورنگ زیب کی تحریرات و مراسلات کا مجموعہ ہے) مین اورنگ زیب کے نامہ کا یہہ مضمون ہے۔ کہ اگر تم میر جملہ کے متعلقین کو نہ بھیجوگے تو سلطان محمد تمہاری سرکوبی کو پہونچے گا۔" پس یہ فقرہ ایسا صاف ہے۔ کہ اورنگ زیب نے سلطان محمد کی روانگی کو بالکل ظاہر کردیا تھا۔ جس سے خافی خان کی تحریر غلط ثابت ہوتی ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین اس غلط روایت کی سرخی۔ "اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر" جو قایم کی ہے۔ وہ قابل اعتبار نہین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کے بیٹی کے جہیز مین دیا۔ میر جملہ نے اورنگ زیب کی اپنے مکان پر ضیافت کی۔ اور ایک پارچہ الماس ناتراشیدہ۔ دو عدد لعل۔ نو قطعہ زمرد۔ ۶۰ دانہ مروارید۔ یک عدد نیلم ۵ زنجیر فیل نر۔ یک زنجیر مادہ بازین طلا و یراق نقرہ۔ ۵ راس اسپ اورنگ زیب کو نذر گذرانا۔ سلطان محمد و سلطان معظم کو بھی عمدہ تحائف دئے۔ اس اثنا مین پادشاہ نے میر جملہ کے لئے پنجہزاری منصب۔ چار ہزار سوار۔ معظم خان خطاب روانہ فرمایا۔ جب میر جملہ پادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا تو شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار۔ خدمت وزارت وقلمدان مرصع ۵ لاکھہ روپیہ نقد بطور انعام سے سرفرازی پائی۔ میر جملہ نے بھی ایک پارچہ الماس وزنی ۲۱۶ سرخ قیمتی دولاکھہ ۱۶ ہزار روپیہ۔ ۷ زنجیر فیل معہ یراق طلا پادشاہ کے ملاحظہ مین پیشکش کیا۔ میر جملہ کو وزارت دینے کے اسباب یہ تھے۔ کہ اسی سال اواخر جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ مین سعد اللہ خان وزیر اعظم بعارضۂ فالج انتقال کیا تھا۔ چنانچہ پادشاہ نے اسی موقع پر سعد اللہ خان مرحوم کے فرزندون لطف اللہ وغیرہ کو معہ ہمشیرزادہ یار محمد و ملازم عمدہ عبد النبی کے منصب و خلعت سے ممتاز کیا۔ اور رگہناتھہ پیشکار خالصہ و تن (جو سعد اللہ خان کا تربیت یافتہ اور میر جملہ کے تقرر تک وزارت کا کام انجام دے رہا تھا) کو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندر بہان (جو مطلب نویسی مین بینظیر اور افضل خان وزیر کا تربیت یافتہ تھا) کو رائے کا خطاب عطا کر کے دار الانشا کی خدمت تفویض کی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی عادل شاہ نے وفات پائی۔ اور کوئی وارث باقی نہ رہنے کے باعث امرا نے سکندر (جسکو علی عادل شاہ نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا) کو حاکم بنایا ہے۔ لیکن بعض امرا سکندر کے مجہول النسب ہونے کے سبب سے اوس کی حکومت کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ چنانچہ بادشاہ نے تسخیر بیجاپور کے لئے اورنگ زیب کو حکم دیا۔ اور معظم خان میر جملہ کو بھی شاہزادہ کی اعانت کے لئے معہ فوج کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ اورنگ زیب نے پہلے بیدر کا محاصرہ کیا۔

اور ۲۱ روز کی مدت مین سیدی مرجان قلعدار نے محاصرہ کی سختیون سے تنگ آ کر قلعہ حوالہ کر دیا۔
بعد ازان گلبرگہ پر چڑہائی کی۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد غنیم پسپا ہوا۔ اور قلعہ پر لشکر شاہی کا
قبضہ ہوگیا۔ لیکن اس موقع پر غنیم کے اشارہ سے سیواجی و شاہ جی بہونسلہ جو احمد نگر کے نواح مین
تاخت و تاراجی کر رہے تھے۔ اورنگ زیب نے اونکی بہی قرار واقعی سرکوبی کی۔ جب بیدرو
گلبرگہ پر قبضہ ہوگیا تو بیجاپوریون کے ہمتین پست ہوگئین۔ سکندر نے امان چاہی۔ اور ایک
کروڑ پچاس لاکہہ کی پیشکش پر تصفیہ ہوا۔ علاوہ برین قلعہ پرنیڈہ۔ ولایت کوکن محال فکو
بہی تصرف شاہی مین آئے۔ ۷ ذی حجہ ۱۰۶۷ھ سہ شنبہ کو پادشاہ حبس بول کی شکایت مین
مبتلا ہوا۔ پہر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء اسفل مین ورم آیا۔ گو حاذق طبیبون نے
معالجہ کیا۔ مگر فائدہ اصلا نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہوگیا۔
اور مرض کا ایسا اشتداد ہوا کہ مردہ کی شکل ہوگئی۔ ۷ روز تک منہ مین کہیل کا دانہ تک نہ
گیا۔ بارے شیر خشت کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ ماء اللحم واشربہ مقویہ نے طبیعت کو بحال کیا۔
اس اثنا مین پادشاہ نے داراشکوہ (جو سب بیٹون سے بڑا اور پیارا جسکو باپ اپنے پاس سے جدا
نکرتا تہا) کو پنجاہ ہزاری منصب و چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک کروڑ دام انعام سے سرفراز
کیا۔ پہر اوس کے تہوڑے ہی روز بعد شصت ہزاری منصب۔ چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔
ایک تسبیح مروارید قیمتی ۸ لاکہہ روپیہ و ۱۴ لاکہہ روپیہ کے مرصع آلات و صوبہ بہار کی صوبہداری
سے مفتخر و ممتاز کیا۔ اور پادشاہ کی علالت کے باعث تمام احکام و فرامین کی اجرائی وغیرہ
بہی داراشکوہ کے ہاتہہ آئی۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ پادشاہ نے حال کو متغیر دیکہکر اپنے چند
خاص ارکان سلطنت کی بیعت بہی داراشکوہ سے کرائی۔ پہر کیا تہا داراشکوہ کا دماغ آسمان پر
پہونچا۔ اور بہائیون کی تخریب پر کمر باندہی۔ باپ کو چند روزہ مہمان اور خود کو پادشاہ تصور کرکے

ایسے احکام جاری کئے جو سررشتۂ ملک رانی و قانون پاسبانی کے خلاف تھے۔ اوس نے تو اسپر ہی اکتفا نہ کی۔ بلکہ بنگالہ۔ احمد آباد۔ دکن (جہان اوس کے تینون بہائی رہتے تھے) کے قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی۔ اور وکلا رسے دربار کے وقایعون کے نہ لکہنے کا مچلکہ لیا۔ مگر اس قدر احتیاط پر بہی ڈاک چوکی کے ذریعہ پادشاہ کی بیماری کی شدت اور اوسکی طول مدت کی خبر پہیل گئی تہی۔ جب دارا کے بہائیون کو یہ خبر پہونچی۔ کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور دارا سلطنت پر مسلط ہوگیا ہے۔ تو اول مرزا مراد نے گجرات (احمد نگر) مین تخت شاہی پر قدم رکہا اور لقب مروج الدین اختیار کیا۔ دوم بنگال مین مرزا شجاع نے بہی تخت شاہی۔ قدمون کے تلے بچہایا۔ اب رہا اورنگ زیب۔ اس نے ایسی دانائی کی کہ بظاہر تو تخت پر نہین بیٹہا۔ لیکن دربردہ سب کچہہ سامان شاہی تیار کرلیا۔ اور باپ کی عیادت کے لئے اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ تندرست و صحیح ہوگیا تہا۔ جب اوس نے بیٹون کے یہ ناشایستہ حرکات سنے تو پہلے خواجہ شہباز خواجہ سرا کو مراد بخش کے سر پر بندر سورت کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور شجاع (جو ملک کو تاخت و تاراج کر رہا تہا) کی سرکوبی کے لئے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتہہ ایک لشکر جرار بہیجا۔ اور جے سنگہ کو شاہزادہ کا اتالیق بناکر ہمراہ کیا۔ چنانچہ خواجہ شہباز نے بندر سورت کا محاصرہ کرکے چندہی روز مین فتح کرلیا۔ اور مراد یہ صورت دیکہکر بلا کسی مزاحمت کے چلتا بنا۔ اور شجاع نے سلیمان شکوہ سے مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد شکست فاش اوٹہائی۔ اور پٹنہ کو بہاگ گیا۔ تمام کارخانون وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ بہت سے نامی امرا (شجاع کے ہمراہی) اسیر ہوے۔ جنکو دارا شکوہ نے نہایت ذلیل و خوار کیا۔ بلکہ اکثر امرا کے ہاتہہ کاٹے۔ بعضون کو قتل بہی کیا۔ اس عرصہ مین شجاع نے پادشاہ کی خدمت مین معافی جرایم کی عرضداشت بہیجی۔ جو منظور ہوگئی۔ اور بنگالہ کی

بدستور سابق بحالی کی گئی۔ اور سلیمان شکوہ کو واپسی کا حکم ہوا۔

جب داراشکوہ ان دونون کو نیچا دکھا یا تو اب اوس کو اورنگ زیب کے تباہ کرنیکی فکر ہوئی۔ اور پادشاہ کو ایسی پٹی پڑہائی۔ کہ وہ اوس کے دام مین آگیا۔ اور ایک فرمان اورنگ زیب کے نام یہ صادر کیا گیا۔ کہ جو امرا و سپاہ مہم بیجاپور کے لئے ہمراہ کئے گئے تھے۔ وہ واپس کر دئے جاین۔ چنانچہ اس فرمان کا اثر یہ ہوا کہ اکثر امرا اورنگ زیب کی بلا اجازت واپس ہوگئے۔ مگر معظم خان۔ شاہنواز خان۔ نجابت خان۔ یہ تینون نامی امرا اورنگ زیب سے جدا نہ ہوئے۔

اس کے بعد داراشکوہ کی رائے سے پادشاہ نے مراد کو یہ لکھا کہ تم برار کو جاؤ۔ اگر نجاؤ گے تو سزا پاؤ گے۔ اور اورنگ زیب کے نام یہ فرمان گیا۔ کہ میر جملہ کو جو تم نے دولت آباد مین قید کر دیا ہے۔ اوس کو رہا کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ مگر ان فرامین کے جوابات مراد اور اورنگ زیب نے کچھ بھی نہ دئے۔ تو پادشاہ نے مہاراجہ جونت سنگہ کو صوبہداری مالوہ اور قاسم خان کو صوبہداری احمدآباد (یہ دونون صوبے اورنگ زیب و مرادبخش سے متعلق تھے۔) سے سرفراز کر کے روانہ کیا۔ اور یہ بہی تاکید کی۔ کہ مراد اور اورنگ زیب ملازمت شاہی کا قصد کرین تو اونکو وہین سے واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ دونون سردار یہاں سے روانہ ہو کر اجین مین

---

۵ معظم خان میر جملہ کی جان سخت عذاب مین تھی۔ کیونکہ اس کا تمام کنبہ آگرہ مین تھا۔ اور اورنگ زیب کی رفاقتین یہ خوف لگا ہوا تہا۔ کہ کہین داراشکوہ اونکو ضرر نہ پہونچائے۔ اسلئے ایک چال اورنگ زیب نے یہ چلی کہ معظم خان پر نافرمانی کا جرم قایم کر کے دولت آباد مین قید کر دیا۔ جس سے بادشاہ اور داراشکوہ کو معظم خان کے جانب سے کوئی مظنہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کی اس حرکت پر بہت لعنت و ملامت کی۔ الغرض اس ترکیب سے معظم خان اورنگ زیب کا رفیق بنا رہا۔ اور اوہر داراشکوہ کے ہاتہ کنبہ بہی سلامت رہا۔ ۱۲ مولف۔

مقیم ہوے۔ جب اورنگ زیب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے پہلے مراد کو گانٹھنے کی فکر کی۔ اور یہ لکھا کہ مین طواف کعبہ کو جاتا ہون۔ اور تمکو بادشاہت مبارک ہو۔ دارا نے جو بادشاہ کو ہم سے بدظن کیا ہے۔ اوس کے انسداد کے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اور ہم دونون اتفاق کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین جاکر دارا کو اس سلوک کی قرار واقعی سزا دین؛؛ بعد ازان اورنگ زیب نے محمدؐ معظم کو اورنگ آباد کی حفاظت کے لئے متعین کیا۔ محمدؐ اکبر (جو ابہی پیدا ہوا تہا) کو معہ متعلقین کے قلعہ دولت آباد مین رکہا۔ اور محمدؐ سلطان کو معہ نجابت خان و دیگر امرار کے اپنے سے پیشتر بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا قلی خان دیوان دکن (جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزراء کے نامون مین یادگار رہیگا) کو اپنا دیوان بنایا۔ پہر میر آتشی کی خدمت تفویض کرکے ہمراہ لیا۔

کہتے ہین کہ جب اورنگ زیب برہان پور آیا تو شیخ برہان (جو اس عہد کے بزرگ تھے) کے پاس گیا۔ اور فاتحہ کی التماس کیا تو شیخ نے فرمایا۔ کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل تم بادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑہو مین بھی تمھاری رفاقت مین دعائے فاتحہ پڑہون گا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو سلطنت کی مبارکباد دی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ شاہ نواز خان کا ارادہ رفاقت کا نہین ہے۔ تو اورنگ زیب نے محمدؐ سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا۔ کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک مین

---

۵۱ یہ خط خافی خان نے منتخب اللباب مین لکھا ہے جسکو لفنسٹن صاحب نے بہی اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے۔ مگر مکتوبات عالمگیری اور پانچ چار تاریخ جو اسی عہد کی ہین اونمین اس خط کا بالکل پتا نہین ہے۔ اور تاریخ عمل صالح مین تو یہ لکھا ہے۔ کہ مراد خود سپاہ لیکر بادشاہ سے لڑنے آتا تہا اور راستہ مین اورنگ زیب کے ہمراہ ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مولف۔

محبوس کرے۔ اور آپ آب نربدا کو عبور کرکے دیپال پور آیا۔ یہان مراد بخش احمد آباد سے آکر ملاقی ہوا۔ جب یہ دونون ملکر چلے تو جسونت سنگہ اور قاسم خان مزاحم ہوے۔ اورنگ زیب نے اون کو لکہہ بہیجا۔ کہ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہین ہے صرف والد کی قدمبوسی کو جاتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہماری مزاحمت سے کنارہ کرو۔ یا ہمارے ساتہہ چلو۔ مگر یہ دونون تو داراشکوہ کی پٹی پڑہائے ہوئے تھے۔ اس لئے اورنگ زیب کی تحریر کو نمانا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوے۔ پہر کیا تہا۔ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اورنگ زیب کی فتح ہوئی۔ اور جسونت سنگہ و قاسم خان شکست کہاکر بہاگے۔ چنانچہ اس لڑائی مین اورنگ زیب کے جانب سے مرشد قلیخان مارا گیا۔ اور ذوالفقار خان زخمی ہوا۔ اور کسیقدر سپاہ بہی تلف ہوئی۔ مگر جسونت سنگہ و قاسم خان کی فوج کے ۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بڑے بڑے سردار ہلاک ہوے۔ تمام کارخانجات پادشاہی اور داراشکوہی اورنگ زیب کی سرکار مین ضبط کرلئے گئے اب اورنگ زیب اس فتح کے بعد اجین سے کوچ کرکے گوالیار آیا۔ اور ادہر پادشاہ کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ و تاب کہایا۔ لیکن داراشکوہ فوج کثیر کے ساتہہ اورنگ زیب سے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ گو پادشاہ نے بہت کچہہ منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ آخر پادشاہ نے اس موقع پر ایک خط بیگم صاحبہ کے جانب سے اورنگ زیب کو نصیحتا نہ لکہا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ حضرت نے شاہزادۂ کلان کو ایسے اختیارات عطا فرمائے ہین۔ کہ وہ نیازمند کی ایذا دہی پر کمر باندہا ہے۔ اور حضرت کو بالکل بے اختیار کردیا ہے۔ اور آپ حسب منشا حضرت کے نام سے فرامین جاری کرتا ہے۔ چنانچہ اب نیازمند سے لڑنے کے لئے دہولپور آیا ہے۔ اور فدوی کا ارادہ بجز ملازمت قبلہ و کعبہ کے اور کچہہ نہین ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے صوبۂ پنجاب کو چلا جائے۔ اور اس فدوی کو حضرت کی خدمت مین رہنے دے۔ الغرض ۶ رمضان ۱۰۶۸ھ کو

سموگڈھ کے نزدیک ویڑہ کوس کے فاصلہ پر دونون لشکرون مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اس
دفعہ بہی اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر مرادبخش بہت زخمی ہوا۔ اور داراشکوہ کے بہت
سے نامی سردار مارے گئے۔ اور وہ خود بہاگ کر اکبر آباد آیا۔ لیکن خجالت کے باعث باپ سے
نہ ملا۔ اور رات ہی کو جواہر۔ اشرفی۔ زیور طلا۔ نقرہ۔ آلات ضروری جس قدر ہوسکا۔ ہاتہیون
اور خچرون پر بار کر کے معہ اپنے متعلقین کے لاہور کو روانہ ہوگیا۔ جب اورنگ زیب فتح و
نصرت کے ساتہہ اکبر آباد آیا۔ تو تمام امراء شاہی حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دوسرے روز فاضل خان
کے ہاتہہ بیش بہا تحائف۔ عمدہ جواہر اور ایک شمشیر عالمگیر (جس سے بہتر کوئی دوسری شمشیر
خاندان تیموریہ مین نہین سمجھی جاتی تہی۔) اورنگ زیب کے پاس روانہ کیا۔ اور ملنے کی خواہش
ظاہر کی۔ چنانچہ عالمگیر بہی باپ کے پاس جانے کو تیار ہوگیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض مفسدات
نے اوس کو بہکایا۔ خصوصاً خلیل اللہ خان (جو بادشاہ کا ہی بہیجا ہوا تہا) نے تو ایسی ڈینگ
ماری کہ اورنگ زیب نے ملنے کے ارادہ کو فسخ کر دیا۔ اور بادشاہ کو نظر بند کرنے کی مصلحت
ہونے لگی۔ اور اکبر آباد کا محاصرہ کرلیا گیا۔ جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو بیٹے کو پہر ایک خط آنیکے
لئے لکہا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا۔ کہ اگر حضرت قلعہ کے دروازے اور مداخل
و مخارج میرے آدمیون کے تفویض فرمائین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے فوراً قلعہ
خالی کر دیا۔ اور بیٹے کے ملازمون کو تمام کارخانہ جات تفویض کر دئے۔ چنانچہ ۱۷ رمضان سنہ ۶۸
کو شاہزادہ محمد سلطان۔ ذوالفقار خان۔ شیخ میر۔ بہادر خان۔ اسلام خان۔ داخل ہوئے۔
اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت کے لئے منع کیا۔ تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگادین
الحاصل اب وہی قلعہ (جہان شاہ جہان نے برسون فرمانروائی کی تہی) بادشاہ کے لئے آخر
عمر تک زندان بنا رہا۔ اور اورنگ زیب کا خیال تہا۔ کہ باپ کو خوش رکہون۔ اور اوس کے

نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اوس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ باپ کے دل سے داراشکوہ کی محبت کبھی دور نہ ہوگی۔ تو مجبور ہو کر اوس نے یہ چال چلی۔ لیکن باپ جبتک زندہ رہا۔ تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر بہی اورنگ زیب باپ کے پاس نہ آیا تو بیگم صاحبہ (شاہجہان کی چاہتی بیٹی) باپ کا پیام لیکر بھائی کے لشکر مین آئین۔ اور بھائی سے یہ کہی۔ کہ باپ کی خواہش ہے۔ کہ پنجاب مین دارا رہے۔ مراد کو گجرات اور شجاع کو بنگالہ دیا جائے۔ دکن محمد سلطان کے تفویض ہو۔ اور شاہ بلند اقبال کا خطاب باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ (اورنگ زیب) کو مبارک ہو۔ لیکن اورنگ زیب نے اسکو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک دارا کا معاملہ فیصل نہو گا۔ مین حضور مین آنے کی جرائت نہین کرسکتا۔ آخر بیگم صاحبہ مایوس ہو کر چلی گئین۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے پہر بہی باپ کے پاس جانیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر شایستہ خان اور شیخ میر نے منع کیا تہا۔ اتنے مین ایک اور شگوفہ یہ کہلا کہ بادشاہ کا خاص شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہرول (جو نہایت معتبر و معتمد بادشاہی چیلہ تہا) نے پیش کیا۔ جسمین لکھا تہا۔ کہ دارا شاہجہان آباد مین ثابت قدمی اختیار کرے۔ وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے۔ ہرگز وہان سے آگے نہ جائے۔ کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین۔ پس اس شقہ خاص نے تو اورنگ زیب کو بادشاہ سے اور بہی بدگمان کرا دیا۔ چنانچہ اوس نے پہر باپ کے پاس جانیکا نام تک نہ لیا۔ اور باپ کی زندگی مین کبہی نہ گیا۔ جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان۔ راے رایان راجہ رگہناتھ

ساہ باپ اور بیٹے کی خط و کتابت جو باپ سے ملنے کے بارہ مین متعدد بار اسی زمانہ مین بہت کچہہ طول طویل ہوئی ہو دیکھے عمل صالح۔ عالمگیر نامہ۔ منتخب اللباب مین کسیقدر باہمی فرق کیا تہہ موجود ہین۔ جسمین سے ہمنے بعض بعض موقع پر ایک دو فقرہ نہین لکھہ بہی دیا ہے۔ اور باقی طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کر دی گئی۔ ۱۲ مولف۔

دیوان سلطنت معہ عملہ وفعلہ ودیوانی کے آگئے۔ اور اورنگ زیب نے ایک شاہانہ دربار
عام کیا۔ لیکن مسند پر شاہزادون کی طرح بیٹھا۔ اور نذرین شاہانہ طور پر سب امراء منصبدارون
سے لین۔ پہر شان وشکوہ کے ساتہہ ہاتہی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ اور محمد سلطان
باپ کے حکم سے بادشاہی خزانون کارخانون۔ توشہ خانون وغیرہ کو سر بمہر کردیا۔ ۱۲ رمضان
۱۰۶۸؁ کو شاہجہان ایسا قیدی ہوگیا۔ کہ جس کی تاریخ عاقل خان نے۔ فاعتبروا یا
اولی الابصار کہی ہے۔
اس کے بعد اورنگ زیب کا داراشکوہ کے تعاقب مین جانا اور متعدد لڑائیون کے بعد اسکا
گرفتار ہونا۔ مرنا۔ اور مراد کا قید کیا جانا وغیرہ حالات ہم اورنگ زیب کے تذکرہ مین بیان
کرینگے۔ اب یہان صرف شاہجہان کی وفات (شاہجہان عالمگیر کے عہد پادشاہی مین
ایک مدت تک زندہ رہا ہے) کی کیفیت اور چند مختصر واقعات لکہدینا مناسب سمجھتے ہین۔
الغرض شاہجہان اس نظر بندی کی حالت مین تقریبًا نوسال تک زندہ رہا۔ اور اس
عرصۂ دراز مین شاہجہان اور اورنگ زیب کے درمیان نوشتجات گلہ بند شکوہ آمیز معذرت و
خشونت کے جو بہیجے گئے ہین۔ اون کا یہان پر لکہنا محض تاریخ کو طوالت دینا اور ناظرینون کی
سمع خراشی کرنا ہے۔ ہم اون کو یک لخت قلم انداز کرتے ہین۔ لیکن اسی خط وکتابت کا ایک
دلچسپ واقعہ جو خافی خان نے لکھا ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔
خافی خان لکہتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے (جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تہا) یہ سنا گیا کہ
داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمۂ محل کے جواہر و مروارید قیمتی
۲۷ لاکہہ روپیہ کے چہوڑ کر بہاگ گیا تہا۔ اور ہزیمت پانے کے بعد اون کے لینے کی فرصت نہ
ملی۔ جنکو شاہجہان نے عالمگیر کے طلب کرنے پر بعدرد وقدح بسیار طوعًا وکرہًا اوس کے

پاس بہیجدیا۔ لیکن ایک تسبیح مروارید (جس کے ۱۰۰ دانہ غلطان ہمرنگ وہموزن تھے)
قیمتی ۴ لاکہہ روپیہ جو بہت تلاش سے ہاتہہ آئی تہی۔ اور اوسکا امام بڑی سعی سے میسر ہوا تہا۔
وہ اور ایک الماس کی آرسی (جو ہمیشہ شاہ جہان کے گلے مین رہتی تہی) عالمگیر کے پاس نہ بہیجا
جبپر عالمگیر نے لکہا۔ کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس
رکہنا تقوی کے برخلاف ہے۔ اس تحریر کو دیکہکر شاہ جہان سخت آشفتہ خاطر ہوا۔ آرسی کو تو
گلے سے اوتار کر خواجہ سرا کے حوالہ کر دی۔ مگر تسبیح کے لئے فرمایا۔ کہ اسپر اوراد پڑہے جاتے ہین۔
اس کو ہاون مین کوٹ کر اور زرم کرکے دونگا۔ جب خواجہ سرا نے یہ سخت پیام عالمگیر سے عرض
کیا تو پہر اوس نے اوس کو طلب نہ کیا۔ چنانچہ مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان کے پاس رہی۔

الغرض جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبر آباد مین گوشہ
گزین ہوا تو اوس نے روز وشب کو وظائف وطاعات وعبادات واداے فرائض وسنت
مین تقسیم فرمایا۔ ہمیشہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ اور اوس کے آیات لکہتا۔ اور اونکو
پڑہتا۔ احادیث وبزرگان سلف کا حال سنتا۔ اور داد ودہش وبخشش وبخشایش کرتا رہتا
تہا۔ آخر ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ روز یکشنبہ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی۔ حبس بول
پیچش۔ شکم کا عارضہ عارض ہوا۔ ۱۱ روز اس مرض مین گذرے۔ پہر بندرابن جراح کے علاج
سے افاقہ ہوگیا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوگیا۔ ہونٹ وزبان خشک رہنے لگے۔ اس کو
اپنی موت کا یقین ہوا۔ اور اپنے اسباب تجہیز وتکفین کو خوب ترتیب دیا۔ تمام بیٹیون کو
بلایا۔ اور تسلی وتشفی کی۔ اور اون سے آیات قرآنی پڑہوائے۔ خود کلمہ شہادت پڑہا۔ اور آیہ
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پڑہکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب
۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد۔ تاریخ کہی ہے۔ شاہجہان کی عمر

بحساب قمری ۶۷ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی۔ اور بحساب شمسی ۷۴ سال کو تین روز کم تھے۔ اور ایام
فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۸ روز تین۔ جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت
رویا۔ اور فردوس آشیانی کے لقب سے ملقب کیا۔ خود ۲۰ شعبان کو شاہجہان آباد سے
دارالخلافہ آیا۔ اور دوسرے روز پادشاہ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۲ ہزار روپیہ مجاورونکو
دیا۔ اور قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا۔

پادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکہا ہے۔ کہ شاہجہان کی مملکت کا
طول لاہری بندر سے سلہٹ تک دو ہزار کروہ پادشاہی کے قریب (ہر کروہ کے ۵ ہزار
دراع۔ اور ہر دراع کے ۴۲ انگشت متساوی الخلقت) اور عرض قلعہ بست سے قلعہ
اڑلسیہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے تہا۔ اس معمورۂ عالم کے صوبجات ۲۲ تھے۔
جن مین چند سرکارین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنے مین متعدد دیہات تہے۔
ساری ولایت کی جمع آٹھہ سواسی کروڑ یعنے آٹھہ ارب اسی کروڑ دام تہی جسکی تفصیل
ناظرینون کی دلچسپی کے لئے ذیل مین تبلائی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامون مین	جمع روپیون مین	نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامون مین	جمع روپیون مین
۱	صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد دہلی	۲ کرور	ڈہائی کروڑ	۶	صوبہ برار	۵۵ کروڑ	ا۔ کروڑ ۳۷ لاکہ ۵۰ ہزار
۲	صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کرور	سوا دو کروڑ	۷	احمد آباد	۵۳ کروڑ	ا۔ کروڑ ۳۲ لاکہ ۵۰ ہزار
۳	صوبہ دارالسلطنت لاہور	״ ״	״ ״	۸	صوبہ بنگالہ	۵۰ کروڑ	ا۔ کروڑ ۲۵ لاکہ
۴	صوبہ اجمیر	۶۰ کروڑ	ڈیڑہ کروڑ	۹	صوبہ الہ آباد	۴۰ کروڑ	ا۔ کروڑ
۵	دولت آباد	۵۵ کروڑ	ا کروڑ ۳۷ لاکہ ۵۰ ہزار	۱۰	صوبہ بہار	״ ״	״ ״

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع دامون مین	جمع روپیون مین
۱۱	صوبہ مالوہ	۴۰ کروڑ	ایک کروڑ
۱۲	صوبہ خاندیس	"	"
۱۳	صوبہ اودھ	۳۰ کروڑ	پچہتر لاکہہ
۱۴	صوبہ بنگالہ	"	"
۱۵	صوبہ ملتان	۲۸ کروڑ	۷۰ لاکہہ
۱۶	صوبہ اڑیسہ	۲۰ کروڑ	۵۰ لاکہہ
۱۷	ٹھٹھہ (سندہ)	۸ کروڑ	۲۰ لاکہہ
۱۸	بکلانہ	۲ کروڑ	۵ لاکہہ
۱۹	کشمیر	۱۵ کروڑ	۳۷ لاکہہ ۵ ہزار
۲۰	کابل	۱۶ کروڑ	۴۰ لاکہہ
۲۱	بلخ	۸ کروڑ	۲۰ لاکہہ
۲۲	قندہار	۶ کروڑ	۱۵ لاکہہ
۲۳	بدخشان	۴ کروڑ	۱۰ لاکہہ
	میزان کل	بائیس ۲۲ کروڑ	

جس وقت کہ شاہجہان تخت پر بیٹھا تو مملکت تیموریہ کی جمع سات سو کروڑ دام (۱۷ کروڑ ۵ لاکہہ روپیہ) تہی۔ جس کو شاہجہان نے ۲۰ سال کے عرصہ مین اکثر صوبون کو فتح کرکے مملکت کو وسعت دی۔ جس سے جمع مین ترقی ہوئی۔

اکبر نے ۵۱ سال کی فرمانروائی مین جسقدر خزانہ جمع کیا تہا۔ اُسکا بڑا حصہ جہانگیر نے ۲۲ سال کی سلطنت مین خرچ کردیا۔ لیکن شاہجہان نے باوجود خرچ کرنے کے بہی اس قدر جمع کیا کہ سلاطین ہند مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا تہا۔ بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سواران کے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کروڑیون و عاملون کے ساتہ رہتے ہین۔ موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ ۲ لاکہہ سوار ۸ ہزار منصبدار، ۷ ہزار احدی و برق انداز سوار ایک لاکہہ ۸۵ ہزار سوار اور بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینون مین۔ ۴۰ ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز وہ

باندار تھے۔ جن مین سے ۱۰ ہزار پادشاہ کے رکاب مین اور ۳ ہزار صوبہ جات و قلاع مین رہتے تھے۔ شہزادۂ کلان کی تنخواہ ۴۰ کروڑ دام (ایک کروڑ روپیہ) اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۲۸ کروڑ دام (۷ لاکھہ روپیہ) اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ ۱۲ کروڑ دام (۳ لاکھہ روپیہ) مقرر تھی۔ اور سرآمد امراء والاشان سعد اللہ خان اور امیر الامراء علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۱۲ کروڑ دام (۳ لاکھہ روپیہ) اور اور منصب تھے منصبدارون کی تنخواہ موافق اون کے منصبون کے ملتی تہی۔ الغرض شاہجہان کے زمانہ مین ہندوستان کی سلطنت اپنے معراج پر پہونچ گئی تہی۔ اضلاع دکن مین پیمایش و بندوبست دہ سالہ اوسی نے جاری کیا تھا۔

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی۔

شاہجہان کے واقعات مین ہم نے یہان تک مسلسل بیان کیا تھا۔ کہ اورنگ زیب[1] نے اکبرآباد پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہجہان کو عزلت نصیب ہوئی۔ اور داراشکوہ معہ اپنے متعلقین کے لاہور کے جانب چلا گیا۔ چنانچہ یہ سب کچھہ ہو چکا تو مخبرون نے خبر دی کہ دارا لاہور نہین گیا۔ بلکہ دہلی مین موجود ہے۔ اور لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے۔ اس خبر کے

[1] اورنگ زیب بقول خافی خان کے سنہ ۱۰۲۸ھ م سنہ ۱۶۱۹ء مین پیدا ہوا۔ جسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی ہے۔ پادشاہنامہ مین مرقوم ہے کہ ۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ کو ولادت ہوئی۔ اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ تحریر ہے۔ مقام ولادت دوہود (دوہد) ہے جو صوبۂ مالوہ اور احمدآباد کی سرحدون پر ہے۔ ۱۲ مولف۔

سنتے ہی اورنگ زیب اکبرآباد کا انتظام کرکے ۲۲ رمضان کو شاہ جہان آباد روانہ ہوا۔
اور ادہر دارا شکوہ اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے انتظار مین دہلی ٹہرا ہوا تہا۔ جب اوس کو
اورنگ زیب کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو بلا انتظار سلیمان شکوہ کے لاہور کو چلتا بنا۔
جب اورنگ زیب متہرا مین داخل ہوا تو مراد بخش[۱] کو اسیر کرکے شیخ میر کے ذریعہ شاہجہان آباد

---

۱ کہتے ہین کہ مراد کے دل مین (اورنگ زیب کو سلطنت حاصل ہونے سے) نفاق ومخالفت پیدا ہوگئی تہی۔ اور ہمسری کا دعوے کرنا شروع کیا تہا۔ باوجود قلت خزانہ روز بروز لشکر کی تعداد بڑہا رہا تہا۔ اور اکثر امرا کو سازش سے اپنا طرفدار بنا لیا تہا۔ اور اصراف وبے اعتدالی کی تو حد نہ تہی۔ جب اورنگ زیب اکبرآباد سے نکلا تو ساتہہ چلنے مین عذر وحیلہ کرنے لگا آخر ہمراہ ہوا تو پیچہے پیچہے قابو طلب چلا۔ الغرض انہین وجوہات سے اورنگ زیب نے تنبیہ وتادیب کے لئے اسیر کیا۔

خافی خان لکہتا ہے کہ مراد بالکل سادہ لوح تہا۔ اورنگ زیب کے دلفریب وعدون اور نقدو جنس کے تواضعات سے بہت خوش تہا۔ اور وہ یہ سمجہتا تہا۔ کہ اورنگ زیب کبہی بدعہدی نکریگا مگر وہ دو پادشاہ در اقلیمی نگنجند کے مضمون سے بالکل بیخبر تہا۔

ڈاکٹر برنیر کا قول ہے کہ خواجہ شہباز اور دیگر رفقا نے مراد کو سمجہایا تہا۔ کہ اورنگ زیب کو دارا کے تعاقب مین جانے دیجئے۔ اور آپ بلحاظ پادشاہ ہونے کے اکبرآباد مین رہئے۔ مگر مراد اس دانشمندانہ رائے کو نہ مانا۔ اگر مانتا تو اورنگ زیب کو بڑی مشکل پیش آتی۔ لیکن اوس نے بہائی کے وعدون پر اعتماد کیا۔ کیونکہ یہ قول وپیمان قرآن مجید پر ہوئے تہے۔ آخر مراد اورنگ زیب کے ساتہہ ہو گیا۔ جس روز کہ قید ہونے والا تہا۔ اوس روز بہی دوستون نے جانے کو منع کیا تہا۔ مگر وہ گیا۔ اورنگ زیب نے پہلے تو اوس کو ساتہہ لیکر کہانا کہایا۔ پہر کابل وشیراز کی عمدہ شراب کی بوتلین منگوائین

روانہ کر دیا۔ اور مراد کے ہمراہی امرا کی خاطر خواہ ترقی کی گئی۔

اس اثنا میں سلیمان شکوہ کے ہمراہی نامی سردار مثلاً راجہ جے سنگہ وراجہ جسونت سنگہ وغیرہ بہی اورنگ زیب سے آملے۔ اودہر دارا کی سنئے جب وہ دہلی سے نکلکر لاہور پہونچا تو موسم بارش سر پر آگیا تہا۔ خیال کیا۔ کہ راستہ کی تکلیف سے اورنگ زیب لاہور نہ آئیگا۔ مگر اوسکو چین لینے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۴) اور خود یہ کہکر کہ صاحب عالم مین مسلمان ہون اس لئے اس صحبت مین نہین رہ سکتا۔ آپ کی صحبت مین میر خان اور راوراحباب رہینگے" چلتا بنا۔ مراد تو شراب کا دلدادہ تہا۔ اس عمدہ شراب کو اس قدر اڑایا۔ کہ نشہ مین بیخبر ہوگیا۔ اورنگ زیب کی مراد بر آئی۔ میر خان نے تلوار و جمدہر لے لیا۔ منوچی سے پادری کیٹ روُ نقل کرتے ہین۔ کہ تلوار وجمدہر اورنگ زیب کے پوتے اعظم پسر شاہزادہ محمد نے (جو ۶ برس کا لڑکا تہا۔) نے اوٹھائے تہے۔ کیونکہ اورنگ زیب نے اعظم سے کہا کہ تم مراد کے ہتیار لاؤ۔ تو اوس کے صلہ مین ایک جواہر انعام دینگے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے مراد کو جگایا۔ اور دو تین لاتین رسید کین۔ اور کہا کہ اس کمبخت شرابی کے ہاتہ پاؤن باندہ کر لیجاؤ تاکہ اس بیشرمی کا سونا وہان سوئے۔ وہان تو حکم کی دیر تہی۔ سپاہی دوڑے۔ اور ہتکڑی وبیڑی ڈالکر کشان کشان لے چلے۔ مراد ہر چند چلایا۔ چیخا۔ رویا۔ مگر سننے والا کون تہا۔ اوس کے آدمیون نے کچھ کرنا چاہا تو میر آتش تقی (جو مراد کا میر آتش تہا) نے سب کو خاموش کیا۔ جسکو اورنگ زیب نے اول ہی گانٹھ لیا تہا۔

وڈ صاحب کا قول ہے کہ جب اورنگ زیب متہرا آیا تو مراد نے بہائی کی دعوت کی۔ اور اوس کے آسانے پر شہباز خواجہ سرا جو مراد کا رازدار تہا۔ نے مراد کے کان مین کہا۔ کہ عمدہ پوشاک مین ہہلاک کرنے کا وقت یہی ہے۔ یعنے اورنگ زیب کو قتل کرنا چاہئے۔ مگر اورنگ زیب اس بات کو بہانپ

جب وہ مراد کی کارروائی سے فارغ ہوا تو بہادر خان اور خلیل اللہ خان کو لشکر جرار کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ چونکہ بجو میون نے اورنگ زیب کی تخت نشینی کیلئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۰) فوراً پیٹ کے درد کا بہانہ کر کے رخصت ہوا۔ تیسرے روز خود نے مراد کی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ رہا۔ اورنگ زیب نے پابندی اسلام کو سلام کر کے اپنے ہاتھ سے بہائی کو خوب شراب پلائی۔ اور اوس کے امرا کو بھی بدمست کیا۔ جب سب بیہوش ہوے تو پہلے ہتیار اوتھوا لئے بعد ازان مراد کے ہاتھ باندہنا شروع کیا۔ جب وہ جاگا اور غل مچانا چاہا تو کہا کہ اگر ذرا بھی غل مچائے۔ اور ہاتھ ہلائے تو قتل کر دئے جاؤ گے۔ اس دھمکی نے خوب کام کیا۔ اور وہ بیچارہ چپ چاپ دستگیر ہوا۔ اوس کے رازدار شہباز کو بھی اسیر کر لیا۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے۔ کہ جب اورنگ زیب آگرہ سے نکلا تو معلوم ہوا کہ مراد ابھی آگرہ سے کوچ نہین کیا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی مسلح فوج بھی اوس کے پاس جمع ہو گئی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ظاہر پرست امرا نے بھی اوس کی ہمراہی کر لی ہے تو اورنگ زیب نے اوس کے کوچ نکرنیکی وجہ دریافت کی۔ جسکے جواب مین مراد نے اپنی ناداری ظاہر کی۔ اور فوج کی پریشان حالی بتلائی۔ پس اورنگ زیب نے ۲۰ لاکھ اوسی وقت اوس کے پاس بہیجدئے۔ اور کہلا بہیجا کہ بالفعل اس کو صرف کرو۔ اور باقی حسب وعدہ خزانہ وغنیمت کی تہائی بہت جلد بہیجی جائے گی۔ اور دارا کی مہم کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ ملتان۔ یہ چارون آپ کے تفویض ہون گے۔ اس سے اطمینان رہے۔ آپ فوراً آئیے۔ تاکہ اتفاق سے اس بڑی مہم کو جو درپیش ہے سرانجام دیا جائے۔" چنانچہ مراد آیا۔ اور اسیر کر لیا گیا۔

سیر المتاخرین کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی۔ کہ مراد نے اورنگ زیب کو لکھا

غرۂ ذی قعدہ روز جمعہ مقرر کیا تہا۔ مگر اس قدر فرصت کہان تہی۔ کہ شاہ جہان آباد داخل
ہوکر اپنے خاندان کے رسم و آئین کے موافق تخت نشین ہوتا۔ اس لئے باغ اعز آباد مین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۶) کہ وعدہ یہ تہا۔ کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا۔ اب اوسکا ایفا کیجئے
اورنگ زیب نے جواب دیا۔ کہ ابہی جنگ باقی ہے۔ کیونکہ بادشاہ زندہ ہے۔ جسکی توجہ دارا شکوہ
کے طرف بہت ہے۔ پس اس وقت اس گفتگو کا محل نہین ہے۔ اس جواب سے مراد کی فی الجملہ
تسکین ہوگئی۔ اور آگرہ سے چلا۔ مگر بہائی کے لشکر سے ایک کوس دور رہتا تہا۔ جب متہرا پہونچے
تو مراد کے حرکات و سکنات کو اولیاء دولت نے بیدلی و یک جہتی کے خلاف تصور کرکے اورنگ زیب
کو اس سے مطلع کیا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کے اسیر کرنے کی فکر ہوئی۔ پہلے اوس کے امراء
کو گانٹہا۔ اس کے بعد مراد کو بلایا۔ مگر وہ نہ آیا آخر شکار کے موقع پر نورالدین (جو مراد کا ملازم اور
اورنگ زیب کا سمجہایا ہوا تہا) نے مراد سے کہا۔ کہ آپ کے بہائی پیٹ کے درد سے تڑپ رہے
ہین۔ اور محبت کے مارے بار بار آپ کا نام لیتے ہین۔ ایسے موقع پر چلنا ضرور ہے۔ چنانچہ یہہ
سیدہا سادہا اوس کے دام مین آگیا۔ اور اورنگ زیب کے خیمہ مین پہونچا۔ بہائی سے ملا۔ مزاج
پرسی کی۔ کہانا کہایا۔ آرام کے لئے پلنگ پر گیا۔ جب وہ ہتیار کہول کر آرام کرنے لگا۔ تو اورنگ زیب
حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی۔ اور ہتیار وغیرہ اوٹہا کر لیگئی۔ شیخ میر وغیرہ پہونچے
یہ اونکی آہٹ سے جاگا۔ مگر معاملہ دگرگون تہا۔ ہتیار بہی غائب ہوچکے تہے۔ آہ سرد کہینچا اور کہا کہ
مجہہ صاف باطن کے ساتہہ یہہ چال خلاف عہد و پیمان کیون کی گئی ہے۔ اورنگ زیب جو
پس پردہ موجود تہا۔ جواب دیا۔ کہ تم سے اندنون کچہہ ایسی باتین سرزد ہوئین۔ کہ جن سے
فساد کا احتمال اور بربادی مخلوق کا گمان تہا۔ اس لئے تمہاری مزاج کی اصلاح کرنا اور زمانہ کی

مقررہ ساعت مین تخت نشین ہوا۔ اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھکر دارا کی سرکوبی کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ سلیمان باپ سے ملنے لاہور آتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اورنگ زیب نے امیر الامرا کو اوس کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ اب سلیمان کا قصہ سنئے۔ کہ جب آپ گنگ عبور کرکے ہردوار آیا تو اوسکے لشکر سے ایک ایک کرکے اکثر سردار چلتے بنے۔ اور باقی امرا آپس کی نااتفاقیون سے آگے چلنے کے بارہ مین نئی نئی باتین نکالنے لگے۔ آخر بیچارہ مجبور ہوکر پرگنہ نذینہ آیا۔ پہر وہان سے نکل کر چاندی پہونچا اور سری نگر کے راجہ سے امداد چاہی۔ اس عرصہ مین امیر الامرا (جسکو اورنگ زیب نے روانہ کیا تہا) سر پر پہونچا۔ پہر کیا تہا۔ سلیمان سے ہاتہہ پاؤن پہولے۔ اور بقیہ یارون نے بہی جدائی اختیار کی۔ صرف محمد شاہ کوکہ اور ۱۷ آدمی باقی رہ گئے۔ اس موقع پر پہاڑی آدمیون نے ہوشیاری کرکے غیر متعارف رستہ سے سلیمان کو سری نگر لے گئے۔ چونکہ سلیمان کے پاس کچہہ جواہر مرصع آلات و اشرفیان ہمراہ تہین اس لئے سری نگر کے زمیندار نے اوسکی لالچ مین سلیمان کو نظربند رکہا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۷) کشمکش۔ کن کن کے درد سر سے چہڑانا ضروری تہا۔ پس لازم ہوا کہ چند روز تم کو گوشۂ عافیت مین رکہا جاے۔ خدا نہ کرے کہ آپکی جان کو کوئی صدمہ پہونچے۔ اور نہ میرے دل مین اسکا خیال ہے اور جو عہد و پیمان تمہارے ساتہہ ہوے ہین اون مین کسیطرح کا خلل ابہی نہین آیا۔ اور تمہاری جان عزیز خدا کی حفظ و حمایت مین ہے۔ پس مقتضاے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے بہتری سمجہکر حزن و ملال کو طبیعت مین جگہ نہ دیجئے۔ الغرض اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کو اختلاف ہے۔ مگر نفس معاملہ مین سب متفق ہین۔ اور اورنگ زیب کے دلائل عاقلانہ تدابیر پر مبنی تہے۔ ۱۲ مولف۔

داراکے واقعات سنئے کہ اوس نے لاہور کے خزانہ کو اس کثرت کے ساتھ صرف کیا۔ کہ اوس کے پاس تھوڑے ہی عرصہ مین ۲۰ ہزار سپاہی جمع ہوگئے۔ علاوہ برین دارا نے اکثر امرائے شاہی کو بھی اپنا طرفدار بنالیا۔ اور مرزا شجاع کو بھی امداد کے لئے لکھا۔ مگر پہلی لڑائی مین اورنگ زیب سے شکست کھا کر وہ ایسا بزدل ہوگیا تھا۔ کہ اورنگ زیب کے مقابل آنے کو ڈرتا تھا۔ ورنہ اس کثیر التعداد سپاہ سے اگر مقابلہ کرتا تو نتیجہ عمدہ نکلتا۔ لیکن اوس نے لاہور کا خزانہ اور طلاو نقرۂ غیر مسکوک۔ نفیس اشیا وغیرہ لیکر ملتان روانہ ہوا۔ اور وہان کے خزانہ سے بھی تقریبًا ۲۲ لاکھ روپیہ لیکر قندہار کے ارادہ سے چلتا بنا۔ اوسکی اس بزدلی پر اکثر سردار و امرا نے ساتھ چھوڑا۔ اور اورنگ زیب کے پاس حاضر ہوئے جب اورنگ زیب نے دیکھا۔ کہ دارا فرار ہوگیا تو اپنے بیٹے شہزادۂ اعظم کو لاہور کی حکومت تفویض کی اور شاہزادۂ معظم کو (جو برہان پور مین تھا) لکھا کہ معظم خان میر جملہ کو قلعہ ارگ سے رہا کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ اسکے بعد خود شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ شیخ میر اور صف شکن خان کو حکم دیا۔ کہ دارا کا تعاقب کر کے ممالک محروسہ سے اوسکو نکال دیا جائے۔

اب مرزا شجاع کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اوس نے دارا کے لکھنے پر بنگالہ سے حرکت کی۔ یہان یہ امر قابل تحریر ہے کہ اورنگ زیب کو شجاع سے بہت محبت تھی۔ اور ہمیشہ اوس کی خاطرداری کیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب اورنگ زیب کو پہلی دفعہ دارا پر فتح نصیب ہوئی تو شاہ جہان سے کہکر شجاع کے اقطاع بنگالہ۔ مونگیر بہار پٹنہ کا (جسکی حکومت کے شجاع کو مدتون آرزو تھی) اضافہ کرایا تھا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اب تو اس کو لے لو۔ اور آیندہ جب مجھے دارا پر کامل فتح حاصل ہوگی تو باقی دوسرے مطالب بھی تمہارے بر لاؤن گا۔ اورنگ زیب کی اس کارروائی سے شجاع خوش ہوا۔

اور دارا کی شکست کے لئے دعائین مانگتا تہا۔ مگر جب اورنگ زیب دارا کے تعاقب مین پنجاب کے سمت بہت دور نکل گیا۔ اور دارا نے بہی اوس کو امداد کے لئے لکہا تو سمجہا کہ اب میدان خالی ہے۔ اور اورنگ زیب کے آنے مین بہی عرصہ درکار ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ الہ آباد و اکبرآباد کے جانب چلئے۔ اگر قسمت یاور ہین تو اس تیر دستی مین سلطنت ہاتہہ آجاتی ہے۔ الغرض شجاع کے بنگالہ سے نکلنے کے یہی اسباب قوی تھے۔ جب اورنگ زیب کو شجاع کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اوس نے ایک پندنامہ تحریر کیا۔ مگر شجاع نے نہ مانا۔ اور آگے بڑہ کر قلعہ رہتاس و قلعہ چنار پر قبضہ کر کے الہ آباد پہونچا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کی مدافعت لازم ہوئی۔ چنانچہ محمد سلطان اور خاندوران کو شجاع کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کا بہانہ کر کے اوسی جانب چلا۔ آخر طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ شجاع بہاگ گیا اوس کے تمام ہاتہی گہوڑے۔ اور خزانہ کارخانجات لشکر شاہی کے ہاتہہ آئے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے محمد سلطان اور معظم خان کو شجاع کے تعاقب مین روانہ کیا۔

اب کسیقدر حالات دارا کے لکہے جاتے ہین۔ کہ وہ ملتان سے نکل کر اوچہ۔ بہکر۔ سہون ٹہل۔ بکسر ہوتا ہوا با حالت خراب ٹہٹہ آیا۔ شیخ میر و صف شکن خان جو اوس کے تعاقب مین روانہ ہوے تھے۔ ہر ایک مقام پر اوس کو خوب پریشان کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے اون دونون کو معہ لشکر بلا لیا۔ جب ان دونون کے تعاقب سے دارا کا پیچہا چہٹا تو پہر خود سری کا سودا اوس کے سر مین چکر لگانے لگا۔ چنانچہ کچہہ روز کے بعد شہنواز خان کو اعانت پر آمادہ کر کے احمد آباد گیا۔ یہان شہنواز خان جسکی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری مراد سے بیاہی گئی تہی صوبہ دار تہا۔ اوس نے دارا کی

امداد پر کمر باندہی - جس سے داراکو بیحد تقویت ہوئی - اس عرصہ مین ۲۰ یا ۲۲ ہزار سوار بھی جمع ہو گئے - بندر سورت کہمبایت - بہروچ وغیرہ پر داراکی جانب سے عمال مقرر ہوئے راجہ جسونت سنگہ (جو راجپوتون کا نامی سردار تہا) کے کانٹہنے کی فکر کیگئی - حکام بیجاپور وحیدرآباد سے امداد کے لئے خط وکتابت ہونے لگی - آخر راجہ جسونت سنگہ نے داراکو خط کے ذریعہ اجمیر بلایا - جب اس تمام کارروائی کی خبر اورنگ زیب کو ہوی تو فوراً مقابلہ کے لئے روانہ ہوا - ادہر دارا بہی راجہ جسونت کی تحریر پر اجمیر آ گیا - مگر راجہ جے سنگہ نے راجہ جسونت کو داراکی امداد سے منع کیا - جس سے وہ داراسے بغیر ملے اپنے ملک کو چلا گیا جب یہہ کیفیت داراکو معلوم ہوئی تو بہت گہبرایا - مگر اسوقت گہبرانا لاحاصل تہا - آخر مقابلہ ہوا اس جنگ مین شہنواز خان اور شیخ میر وغیرہ مارےگئے آخر اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی دارا شکوہ بحالت خرابی اپنے بیٹے سپہر شکوہ وفیروز میواتی معہ محل خاص کے کسیقدر جواہر واشرفی ہمراہ لیکر احمدآباد فرار ہوا - باقی خدم وحشم خزانہ - جواہر - اپنے معتمد خواجہ سراؤن کے تفویض کرکے تاکید کی کہ پیچہے چلے آئین مگر افسوس ہے کہ یہہ سب اسباب راستہ مین راجپوتون نے لوٹ لیا - اور تمام خزانہ - جواہر وغیرہ غارت ہو گیا - البتہ خواجہ سرا اور دیگر ملازم بہزار خرابی داراسے ملے - اورنگ زیب نے بہادر خان اور راجہ جے سنگہ کو داراکے تعاقب مین روانہ کیا - اور ۲۴ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ کو جلوس ثانی کی مبارک رسم اداکی اپنا لقب ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی رکہا - عہد سابق مین روپیہ واشرفی کے ایک طرف کلمۂ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسماء مبارک ہوا کرتے تہے - جو ہر کس وناکس کے ہاتون اور پاؤن مین آتے ناپاک مقامات پر جاتے تہے - اسلئے عالمگیر نے اوسکو بدل کر اشرفی پر یہہ تحریر کرایا کہ شعر سکہ زد در جہان چو بدر منیر کو

شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اور روپیہ پر یہہ اشعار کندہ ہوئے اشعار۔ از سکہ اقبال شد مہر نظیر + سیم ودرم ستارہ شد نقش پذیر + از سکہ او غلغلہ در چرخ اوفتاد + گردید زر از سکہ اورنگ عالمگیر + اسکے بعد نوروز کے جشن کو (جو آتش پرستون سے منسوب تھا) موقوف کرکے جشن عید الفطر مقرر کیا۔ اور اکبر کے زمانہ سے جو ماہ الہی کا (جو آتش پرست ومجوسیون کا دستور تھا۔) رواج چلا آتا تھا اوسکو بند کرکے قمری ماہ وسنہ کا رواج دیا۔

اب دارا کے بقیہ حالات ملاحظہ فرمائے کہ جب وہ اورنگ زیب سے شکشت کہا کر بہاگا تو احمد آباد آیا (جہان اوسکے خواجہ سرا وملازم تمام خزانہ واسباب راجپوتون کے حوالہ کرکے بحالت خراب آگرے سے گئے تھے۔) لیکن قلعہ دار نے اندر آنے ندیا۔ پہر وہان سے مایوس ہوکر پرگنہ کری پہونچا۔ اور کانجی کولی (جو اوس نواح کے رہزنون کا سردار تھا۔) سے امانت نہ چاہی اور اوس نے دارا کو گجرات کی سرحد سے باہر کردیا۔ وہان سے ادہر اودہر امداد واعانت کی فکر مین سرگردان پہرتا ہوا ملک جیون زمیندار دہاندر کے پاس گیا۔ اس محسن کش نے بظاہر خوب آؤبہگت کی۔ اور گہر مین اتارا۔ اس اثنار مین دارا کی چاہتی بیوی نادرہ بیگم (دختر پرویز) مرض اسہال سے قضا کی۔ اور مرحومہ کے حسب وصیت نعش لاہور مین میان میر (جو دارا کا مرشد تھا) کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے گل محمد اور خواجہ معقول وغیرہ (جنکی تعداد ۷۰ اسم تہی) کے ساتہہ بہیجدیگئی۔ اب دارا کے ہمراہ چند ناکارہ آدمی باقی رہگئے تہے۔ اس حالت مین اوس نے ملک جیون کے ہمراہ تمام نقد وجنس لیکر ایران کی ارادہ سے قندہار کے جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین ملک جیون توبہانہ کرکے علحدہ ہوگیا۔ اور اوسکے بہائی نے حملہ کرکے دارا شکوہ کو معہ سپہر شکوہ کے گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد ملک جیون نے مرزا جے سنگہ وبہادر خان (جو دارا کے تعاقب مین لگے ہوئے تھے)

کو اسکی خبر کردی - اور باقر خان فوجدار بہکر کے ذریعہ بہی بادشاہ کو علیحدہ اطلاع کی چنانچہ وسط ذیحجہ مین بہادر خان اون دونون قیدیون کو لیکر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوا اور اوسیوقت حسب الحکم بادشاہ کے ان دونون کو ہاتہی پر کہلے ہودے مین بہٹا کر تمام شہر مین تشہیر کرنیکے بعد خضر آباد کے خواص پورہ مین قید کر دیا گیا افسوس ہے کہ دوسرے ہی روز الحاد کے جرم مین داراشکوہ قتل کیا گیا اور اوسکی نعش ہاتہی پر ڈال کر تمام شہر مین تشہیر کرکے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کیگئی - اور سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار روانہ کیا - ملک جیون کو اس کارنمایان کے صلہ مین بختیار خان کا خطاب عطا ہوا - جب ان امور سے بادشاہ نے فراغت پائی تو متعدد ناجایز نیات کا محاصل (جسکی آمدنی کروڑون روپیہ تہی) ایک لخت موقوف کر دیا اور ملا عوض وجیہ کو محتسب کی خدمت پر مامور کرکے تمام مسکرات و زنا وغیرہ کی ممانعت کے احکام جاری کئے گئے - چونکہ بادشاہ نماز پنجگانہ کا پابند تہا اسلئے اپنے آرام گاہ کے قریب ایک مسجد (موتی مسجد) تعمیر کرائی -

اب شجاع کے حالات سنئے کہ جب وہ الہ آباد سے شکست کہا کر بہاگا تو بنارس آیا - پہر وہان سے پٹنہ ہوتا ہوا - مونگیر کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا محمد سلطان و معظم خان نے جو اوسکے تعاقب مین روانہ ہوے تہے - مونگیر پہونچکر محاصرہ کر لیا جس سے شجاع کو یہان بہی امن نہ ملا - آخر یہان سے بہی نکلا اور راجمحل مین چندروز بسر کرکے اکبر نگر آیا - چنانچہ اس مقام پر طرفین سے خوب جنگ و پیکار رہی - مگر فتح کسیکو بہی نصیب نہوئی اس اثنا مین شاہزادہ سلطان محمد (جو معظم خان کی حکومت* سے برداشتہ خاطر

*بادشاہ نے تمام لشکر کا عزل و نصب اور نیک و بد کا اختیار معظم خان کو دیا تہا - اور شاہزادہ کو ہر ایک جنگ و جدل مین اوسکی اتباع اور تقلید کرنی پڑی تہی - ۱۲ مولف

رہتا تھا)، کو شجاع نے اپنی بیٹی (جو پہلے سے سلطان محمد کو منسوب تھی) دینا قبول کر کے ایسا بہکایا کہ شاہزادہ رات کے وقت معہ جواہر و اسباب فرار ہوکر شجاع سے ملگیا۔ اور شادی بھی ہوگئی۔ شاہزادہ کے اسطرح چلے جانے سے لشکر مین تزلزل واقع ہوا۔ لیکن معظم خان نے ہر ایک کی تسلّی و تشفی کی۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی تو داؤد خان صوبہ دار بہار کو معظم خان کی امداد کے لئے حکم دیا۔ اور دلیر خان کو بھی معہ لشکر کثیر روانہ کیا۔ اسکے بعد خود بھی چلا۔ مگر شجاع کے پاس سلطان محمد کی زیادہ دن بناہ نہوی۔ آخر وہ وہان سے بہاگ کر پہر معظم خان کا شریک ہوگیا لیکن بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلاکر قلعہ گوالیار مین قید کر دیا۔ اودہر شجاع شکست کہا کر جہانگیر نگر کو بہاگا۔ تمام مال و اسباب جواہر و اشرفی معظم خان کے ہاتہہ لگا۔ یہان بھی اوسکا تعاقب کیا گیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد شجاع معہ اپنے بیٹون اور رفیقون کے جنکی تعداد چالیس تھی۔ حاکم رخنگ* و چاٹگام کی پناہ مین چلا گیا۔ اس اثنا مین سیواجی☒ کے تاخت و تاراج اور قوت غلبہ

* رخنگ کا نام اصل مین راکینگ ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے اراکان۔ برہما والون نے باکینگ بنا لیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

☒ ہندؤن کے جغرافیے موافق دکن اوس ملک کو کہتے ہین جو نربدا اور مہاندی کے جنوب مین واقع ہے۔ اگرچہ دکن کے حصّے بہت ہین۔ لیکن اون مین پانچ بہت بڑے ہین (۱) ڈراویڈ (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے تمام جدا جدا ہین مہاراشٹر کے جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے اونکو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کے حدود ہر زمانہ مین بدلتے رہے ہین۔ مرہٹون کی قوم

کی کیفیت بادشاہ کے گوش گزار ہوی توفوراً امیر الامرا صوبہ دار دکن کو اوسکی تنبیہ و
استیصال کے لئے فرمان شاہی نافذ ہوا - چنانچہ امیر الامرا اورنگ آباد سے پونہ اور
چاکنہ کی جانب روانہ ہوا - جب سیواجی کو امیر الامرا کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ وہان سے
نکل کر دوسری سمت چلا گیا - امیر الامرا نے قصبۂ سوپہ اور سیواپور پر قبضہ کیا -

---

بقیہ نوٹ (صفحہ ۳۴۴) اوس سرزمین میں بستی ہے جو کوہستانون کے سلسلے اور ایک خط کے
درمیان واقع ہے - یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی الٹنگ مین سلسلۂ
بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے - اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان
واردا پر گزرتا ہوا کھینچا جائے - یہہ دریا اوسکی مشرقی حد اور سمندر مغربی حد ہے - دکن کے چہرہ
مین سلسلۂ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہے - جسکو گھاٹ کہتے ہین - جو اسکے مغرب مین اپنے
پانون پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے - وہ سمندر سے ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے - گو وہ بہت
اونچا نہین ہے صرف ۳ ہزار فیٹ سے ۵ ہزار فیٹ تک بلند ہے -

جسطرح کہ ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے - ایسے ہی مہاراشٹر کی تاریخ
مین بھی مسلمانون کے حملے سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے - مہاراشٹر کے اصلی باشندے
کرسی این درجہ گنواری گانا چاہتے ہین - یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگا راتھی - سالباہن نے
یہان کے راجاؤن کی قوت کو خاک مین ملا دیا - وہ ایک رذیل قوم سے تھا - اوس نے اس راجہ کا
ملک فتح کرلیا - جو قوم راجپوت سسودیہ کی نسل سے تہا - جب اوس نے راجہ کے سارے خاندان
کو قتل کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لیکر سلامت نکل گئی - اور ست پوڑے کے پہاڑون مین اوس
لڑکے کی پرورش ہوی - یہی لڑکا رانا کے نسل کا بانی ہوا - جنوب کے رانا سے اودیپور کے رانا
پیدا ہوے - اور اسی خاندان سے مرہٹون کی قوم کا بانی بھی پیدا ہوا - چنانچہ مرہٹے اپنے کو

ادہر سیواجی امیر الامرا کی رسد لوٹنے لگا۔ پہر وہان سے امیر الامرا نے پونہ مین قیام کر کے حصار رپاگنہ کی فتح پر کمر باندہی۔ چنانچہ (۵۶) روز کے محاصرہ مین قلعہ فتح ہوا۔ اور اسلام آباد نام رکہا گیا۔ جعفر خان (جو مالوہ مین تھا) امیر الامرا کی مدد کے لئے مامور ہوا۔ اور قلعہ پرینڈہ مین علی عادل شاہ کے جانب سے غالب حاکم تھا۔ اس نے امیر الامرا کو بلا کسی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۵) رانا کی نسل اور چہتری ہونیکا دعوی کرتے ہین چہتریون کا قول ہے کہ ہم ماں پیٹ سے سپاہی پیدا ہوئے۔ اور مرہٹے بہی اپنے نسبت یہی دعوی کرتے ہین۔ لیکن دونون مین فرق صرف اسیقدر ہے کہ راجپوتون کی جب عزت پر حرف آتا ہے تو جان دیدیتے ہین۔ ورنہ خالی وقت بیکار و کاہل رہتے ہین۔ برخلاف اسکے مرہٹے اپنی عزت کے علاوہ غرض و مطلب کے لئے بہی جانکو جوکہون ڈال دیتے ہین۔ راجپوتون کے چہرہ سے شرافت و وجاہت پائی جاتی ہے۔ اور مرہٹون کی صورت سے اکہڑپن اور گنوارپن ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہہ دونون کسیکے دشمن ہو جائین تو راجپوت کو دانا دشمن اور مرہٹے کو بیباک و ناعاقبت اندیش دشمن سمجہنا چاہیئے

مرہٹون کے شعبے سو سے بہی زیادہ ہین۔ بہونسلہ۔ سرکے۔ کہورپرے۔ رینکاری۔ پالکر۔ گایکواڑ۔ جادو۔ ان دیوی۔ سرولی۔ کوجر۔ چوہان۔ پنوار۔ یادہو۔ نبالکر۔ پان دہار وغیرہ اور ہر ایک کی وجہہ تسمیہ بہی علیحدہ علیحدہ بیان کیجاتی ہے۔ مگر ہم یہان پر صرف بہونسلہ خاندان کی وجہہ تسمیہ لکہینگے۔ کیونکہ سیواجی اسی خاندان سے تہا بہو معنے زمین سلہ معنے خاردیکان یعنے خاردار زمین اور سلہ سال ہی مخفف ہے۔ اور یہہ لفظ اکثر راجاؤن کے نامون مین ہوتا ہے جیساکہ درجن سال۔ بیری سال۔ ستر سال۔ بعض حضرات بہونسلہ کی جگہ کہوسلہ استعمال کرتے ہین۔ جسکے معنے مرہٹی زبان مین آشیانہ کے ہین۔ اور وجہہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ انکا مورث اعلی ایک کم ذات عورت پر مبتلا ہو کر شہر چہوڑ دیا تھا۔ اور ایک غیر معروف مقام پر

جنگ و پیکار کے خود اپنی خواہش سے قلعہ حوالہ کردیا - اور شاہ بیجاپور کی ملازمت ترک کرکے داخل ملازمان شاہی ہوا -

اب دوسرے دارالخلافہ کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ اس اثناء مین پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر دجو سلیمان شکوہ کو پناہ دیا تھا) نے اپنے تقصیرات سابقہ کی معافی چاہکر

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۴۶) مختصر مکان مین اوسکو رکہا تھا - بہونسلہ اور کہوسلہ کے علاوہ چند اصحاب بہوسرہ کے نام سے موسوم کرتے ہین جسکے معنے فرج کے ہین - اور راوسکی وجہہ تسمیہ یہہ لکھتے ہین کہ اس قوم کا سرگروہ ایک بازاری عورت پر مبتلا اور شیفتہ تھا - جس کے ہمقوم مذاق سے اوس کو بہوسرہ کہنے لگے - جو رفتہ رفتہ اوسکے خاندان کا نام ہی ہوگیا -

تاریخ مآثر الامرا اور منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ راجہ ساہو بہونسلہ راجگان چیتوڑ کی نسل سے سودیہ قوم کا تہا - اور یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قوم سودیہ کا نسب نوشیروان عادل تک پہونچتا ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کی تین لڑکیان تہین اول حضرتہ شہر بانو جو خلیفۂ دوم کی زمانۂ خلافت مین ابو موسیٰ اشعری نے اہواز کی فتح کے بعد قید کرکے خلیفہ کے پاس بہیجا تھا محل مقدسہ حضرت امام حسین علیہ السلام - ایک قول یہ ہے کہ یزدجرد کی دو لڑکیان قید ہوکر آئین - ایک تو حضرت امام ہمام علیہ السلام سے منسوب ہوئین - اور دوسری محمد بن ابی بکرؓ کے عقد مین آئین - پارسی کہتے ہین کہ اول شہر بانو تو امام حسینؑ کے ساتھہ بیاہی گئین اور دوسری فارس بانو دستبرد عرب سے بچکر کوہ چکچکین پوشیدہ ہوگئین (جو پارسیون کی ابتک عام زیارتگاہ ہے) تیسری مہین بانو مفقود الخبر ہے - ہنود کا مقولہ یہہ ہے کہ مہین بانو مفقود الخبر نہین ہے - بلکہ وہ ہند مین آئی تہین - جس سے قوم سودیہ کی شاخ نکلتی ہے - لیکن اس موقع پر یہہ امر تصفیہ طلب رہگیا کہ جو لڑکی کہ محمد بن ابی بکرؓ سے منسوب ہوی وہ کون تھی اس اختلاف سے تو یہہ

سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر کمر باندہی - چنانچہ بادشاہ نے کنور رام سنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانیکے لئے روانہ کیا - جب سلیمان شکوہ کو پہتی سنگھ کا منشا معلوم ہوا تو اوس نے

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۴۷) ظاہر ہوتا ہے کہ یزدجرد کو چار لڑکیاں تہین - جسکا علم پارسیون کو نہین ہے - یا اہل اسلام نے کسی اجنبی کی دختر کو یزدجرد کی (جو محمد بن ابی بکرؓ سے بیاہی گیئن) لڑکی سمجہا ہو - واللہ اعلم بالصواب

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر قوم کی صورت مین کسی جگہ نہین آیا - جب مسلمانون نے اول اول دکن پر حملہ کیا تو کہین مرہٹون کا نام بہی نہین دیکہا - البتہ یہ لوگ سترہوین صدی مین اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے جنکو اور قومون نے محض اجنبی اور جدید قوم سمجہا - چنانچہ سلطنت بہمنیہ کے زمانہ مین مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حکام سے سرکشی کی ہے - ایک مرتبہ اونکے راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار بہی ڈالا ہے - جب خاندان بہمنیہ کے ٹکڑے ہو گئے تو مرہٹون نے معقول تنخواہین اور جاگیرین حاصل کین - ویسکہ و منصبدار بہی کہلائے - اور حکام دکن کی جانب سے راجہ نایک - راؤ کے خطابات بہی پائے -

تاریخ فرشتہ مین جو قوم برگی کا ذکر ہوا ہے اوس سے بہی قوم مرہٹہ مراد ہے - اور احمد نگر - گولکنڈہ بیجاپور - بیدر وغیرہ مین بعض بعض مرہٹے عمدہ خدمات و مناصب پر بہی مامور تہے -

کہتے ہین کہ راجہ رانا بہیم (جو اودیپور کے اخلاف سے تہا) حاکم اجمیر کے دو لڑکے تہے - رام سنگھ باگہ سنگھ - جب بہیم مر گیا تو رام سنگھ تخت نشین ہوا - اور باگہ سنگھ وطن سے نکل کر دکن آیا دریائے نربدا کے متصل ابی موہن مرزبان کے پاس رہنے لگا - رفتہ رفتہ اوسکے تمام کارخانون کا مختار ہو گیا - اور باگہ سنگھ بہونسلہ کے نام سے شہرت پائی - جب ابی موہن مرا تو اوسکے کم سن بیٹے کے بلوغ تک کاروبار کو سنبہالا رہا - اسکے بعد وہان سے نکل کر دیول گاؤن مین سکونت اختیار کی یہان ایک سنجار کی لڑکی سے عشق ہو گیا - جسکا ثمرہ چند روز کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا - جسکے

کنور رام سنگھ سے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی - چند آدمی قتل ہوئے - لیکن سلیمان شکوہ گرفتار ہوگیا - جب بادشاہ کے پاس آیا تو پادشاہ نے جان بخشی کر کے قلعہ گوالیار مین قید کیا - اس عرصہ مین بصرہ توران اور ایران کے ایلچی تحائف لائے - بادشاہ نے ہر ایک کو انعام و اکرام سے سرفراز کر کے مع تحایف

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۸) باعث اوسکے ہم قوم نفرت کرنے لگے - آخر اونکے طعن و تشنیع سے بیزار ہوکر وہان سے بھی نکلا - مگر اسکی شہرت ایسی ہوگئی تھی کہ اوس لڑکے کو کوئی ہمقوم بیٹی دینا پسند نکرتا تھا مجبوراً قوم مرہٹہ سے ایک لڑکی اوسکے ساتھہ منسوب ہوگئی - اور بابگہ سنگھ کے مرنے پر اونکا بیٹا دیول گاؤن مین کشتکاری کرنے لگا - اس کو دو بیٹے ہوئے - مالوجی یا بابوجی - اور رولوجی یا پٹہوجی یا جنوجی - (اکثر تواریخون مین نامون کا سخت اختلاف ہے) مالوجی کو ایک مدت تک اولاد نہوئی مگر شاہ شریف (جنکا مزار احمد نگر مین ہے) کی دعا سے سالہا سال کے بعد دو بیٹے وجود مین آئے - جنکے نام شاہ صاحب کے نام پر شاہ جی - شرفاجی رکھے گئے - وٹوجی کو آٹھہ لڑکے کہیلوجی - ہنباجی وغیرہ پیدا ہوے اور ایک عرصہ کے بعد یہ دونون بھائی مع اپنے عیال و اطفال کے دیول گاؤن سے نکل کر دیونده یا دیلور (جو دولت آباد کے متصل ہے) آئے - یہان لکھوجی جادو راؤ (جو دیوگڈہ کے راجہ کی اولاد سے نظام شاہ کی سرکار مین ۱۲ ہزار سپاہ کا سرکردہ تھا) ویسکہ سرکار دولت آباد کے پاس بارگیرون مین نوکر ہوئے - بابوجی کا بیٹا شاہ جی نہایت شکیل و خوبصورت تھا - اسلئے جادو راؤ اوسکو اکثر پیار کیا کرتا تھا - ایک دن ہولی کے تہوار مین جادو راؤ کے مکان پر تمام احباب جمع تھے - اور راونکی اکلوتی لڑکی - (جو نہایت حسین تھی) اوسکے زانو پر بیٹھی ہوئی تھی - اتنے مین شاہ جی بھی اپنے باپ کے ساتھہ آیا - جادو راؤ نے اوسکو محبت سے اپنے نزدیک بلاکر دوسرے زانو پر بٹھایا - اور کہا کہ کیا اچھا ہو گا کہ ان دونونکی آپس مین شادی ہوجائے

وبدایار خصت کیا۔ انہین ایام مین قلعہ کہاتاگہری فتح ہوا۔ اور چنپت بندیلہ (جو رہزنی کرتاتہا) ماراگیا۔ شاہزادہ محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگہ کی بیٹی سے عمل مین ائی۔ ولایت پلاون (پالاموں) تسخیر ہوی۔

اسکے قبل ہم بیان کرچکے ہین کہ شجاع۔ معظم خان خانخانان سے شکست کہاکر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۹) اس بات کے سنتے ہی بابوجی نے تمام مجلس کو مخاطب کرکے کہاکہ آپ لوگ شاہد رہین۔ کیونکہ آج سے جادوراؤکی بیٹی ساہ جی کی دلہن ہوگئی۔ آخراس گفتگو کا نتیجہ یہہ نکلاکہ طرفین سے رنجش ہوئی۔ اور جادوراؤ نے ان دونون بھائیون کو برطرف کردیا۔ اور یہ دونون وہان سے نکل کر یہرویول گاؤن آئے۔ اور وہی اپنا سابقہ پیشہ زراعت کا کرنے لگے۔ چنانچہ دوتین سال کے بعد ایک رات یہ دونون زراعت کی حفاظت کے لئے کہیت مین سورہے تھے کہ ایک دیوی نے بابوجی کو عالم رویا مین کہاکہ یہان بہت بڑا خزانہ دفن ہے تواوسکو نکال لے اور مین تجہکو، ۲ پشت تک راج بخشتی ہون۔ جب یہ بیدار ہوا تو بہائی سے ذکر کیا اور دونون نے ملکر کہودا تو واقعی سات کڑاؤ اشرفیون سے بہرے ہوے نکلے۔ دونون نے اپنے گہر لایا۔ دوسرے روز چارکونڈہ آئے۔ اور سیونا نایک (جو بڑا مہاجن تھا) سے یہہ تمام کیفیت من وعن بیان کی۔ اور امداد چاہی۔ اوس نے امداد کا وعدہ کیا۔ اور کہاکہ تم میرے سے یہ وعدہ کروکہ جب تک تمہارے گہر مین راج رہیگا خزانہ داری کی خدمت میرے خاندان مین رہنا چاہیئے۔ جب طرفین سے قول وقرار ہوگیا تو سیونا کی معرفت ایک ہزار گہوڑی خریدے گئے۔ اور ہر ایک پر ایک ایک بہادر و شجیع بارگیر مقرر ہوا۔ اب یہ دونون بہائی وہ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر نہایت شوکت وشان سے بنالکر (جو ۱۲ ہزار سوار قزاقی کرتا تھا) ساکن بہل تن کے پاس پہونچے۔ اور اوس سے دوہزار سوار کی امداد چاہی۔ بنالکر نے اون کی خواہش پوری کی۔ اور یہ دونون تین ہزار سوارون کے ساتھہ

حاکم رخنگ کی پناہ مین چلا گیا - اور خانخانان شجاع کے تعاقب مین چلا اس عرصہ
مین معلوم ہوا کہ مرزبان کوچ بہار و حاکم آسام نے اکثر شاہی علاقون پر قبضہ کر لیا ہے
اور ولایت کامروپ کو (یا جو و گواہٹی) جو ایک مدت سے ممالک محروسہ مین
تہی - بہیم نارائن زمیندار کوچ بہار اپنے وزیر بہولا ناتہہ کو بہیجکر تصرف کیا چاہتا ہے

بقیہ فوٹ. صفحہ (۴۵۰) ایلورہ آئے - اور دولت آباد (جو نظام شاہ کا پایہ تخت تھا) کی
مسجد مین رات کیوقت ایک سور ذبح کر کے ڈالدئے - اور اوسکے گلے مین ایک پرچہ بدین مضمون
لکہکر باندہا کہ "ہم پادشاہ سے جادو راؤ کی بدعہدی کی داد چاہتے ہین" جب یہہ کام کر چکے تو
فوراً گہل تن واپس آئے - صبح مین نظام شاہ کو یہ خبر ہوی چنانچہ جادو راؤ کو بلا کر فہمایش کی -
اب تو جادو راؤ کو ماننا پڑا - نظام شاہ نے دونون بہائیون کو معہ عیال و اطفال طلب کیا - اور
ہر ایک کو خلعت و شمشیر و فیل و منصب سے سرفرازی بخشی - اوسکے بعد جادو راؤ کی بیٹی
جیجا بائی کی شادی شاہ جی سے ہو گئی - اور یہ سب بخوشی و خورمی دولت آباد مین رہنے لگے -
شاہ جی کو نظام شاہ کے دربار مین بہت کچہہ اعزاز و تقرب حاصل ہو گیا اور ایک زمانہ کے
بعد بابو جی اور ببنو جی کا انتقال ہو گیا - نظام شاہ بھی چل بسا - جیجا بائی کے بطن سے
شاہ جی کو ایک لڑکا سنبہا جی نام پیدا ہوا - نظام شاہ کے دو بیٹے بہت کمسن
اسلئے بلکہ زمانی نے شاہ جی کو اون بچونکا اتالیق و ادیب مقرر کیا - جادو راؤ کو اپنے داماد
شاہ جی سے حسد پیدا ہوا - اس اثنا مین شاہ دہلی کی جانب سے میر جملہ ۶۰ ہزار سوار سے
مملکت نظام شاہی پر آدہمکا - جادو راؤ اوس سے ملگیا - اور اکثر نظام شاہی قلعون کے
فتح کرنے مین مدد دی - شاہ جی ملکہ زمانی کو معہ شاہزادون کے لیکر قلعہ ماہولی مین پناہ گزین ہوا -
اور پوشیدہ طور پر والی بیجاپور سے مدد چاہی - جب اوس نے مدد کا وعدہ کیا تو شاہ جی اپنے

اس خبر کے سنتے ہی خانخانان نے شجاع کا تعاقب چھوڑ کر کوچ بہار و آسام کیجانب رجوع ہوا - لیکن کوچ بہار و آسام کے ولایات ایسے دشوار گزار مقامات سے تعلق رکھتے ہین کہ فوراً اونکی تسخیر و فتح ناممکن ہے - چنانچہ خانخانان کو ان ولایات کی تسخیر مین سخت مشکلات کا سامنا رہا آخر ایک مدت کی محنت و مشقت کے بعد ان شرایط پر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۱) بیٹے سنبھاجی کو لیکر ماہولی سے نکلا اور بیجاپور کا رخ کیا اس وقت اوسکی عورت جیجابائی حمل سے تھی - ہمراہ چل نہ سکی چونکہ جادو راؤ شاہ جی کے تعاقب مین آرہا تھا - اسلئے اوس حاملہ کو چند آدمیون کے ساتھہ ایک گاؤن مین چھوڑ کر آپ چلتا بنا - جب جادو راؤ وہان پہنچا تو اپنی بیٹی کو اس مصیبت مین پایا - محبت پدری نے جوش کہایا - چند سوار ساتھہ کر کے قلعہ سیویری بہیجدیا - یہان وضع حمل ہوا - مئی ۱۶۲۷ء م ۱۰۳۶ھ اسکے بین سیواجی پیدا ہوا - اس عرصہ مین میر جلہ دہلی روانہ ہوگیا - اور سا باجی اننت (جو کارپرداز ریاست تھا) بیگم اور شاہزادون کو قلعہ ماہولی سے نکال کر دولت آباد لایا - اس عرصہ مین ایک نو وارد تاجر ملک عنبر نام (جسکے چہرہ سے فراست و لیاقت عیان تھی) کی سا باجی سے ملاقات ہوگئی - سا باجی اوسکا اسقدر گرویدہ ہوا کہ بعد عہد و پیمان تمام مملکت نظام شاہی کا نظم و نسق اوسکے حوالہ کیا - چنانچہ ملک عنبر نے جس طریق سے ریاست نظام شاہی کو اپنے قبضۂ قدرت مین رکہا وہ اس تاریخ کے دیکھنے والون سے پوشیدہ نہین ہے - جب شاہ جی بیجاپور گیا تو والی بیجاپور نے کمال درجہ قدر افزائی فرمائی - اور کچھہ عرصہ کے بعد قلعہ چاکن و پونہ کی حکومت عطا کی - شاہ جی نے داداجی کوند دیو کو اپنا نائب مقرر کر کے قلعۂ چاکن و پونہ کا انتظام تفویض کیا - اور یہہ بھی ہدایت کی کہ سیواجی کو (جو قلعۂ سیویری مین تھا) پونہ مین رکہکر اپنے زیر نگرانی اوسکی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کرے - اور آپ والئ بیجاپور سے کرناٹک کے حملہ کی اجازت لیکر اوسطرف چلدیا - تھوڑے ہی عرصہ مین بالاکنبگیری کے زمیندار کو شکست دیکر اوس پر

مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی - اور راجہ بنام کی بیٹی - بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی خانخاناں کی سرکار کے واسطے اور پانچ ہاتھی دلیرخان کے لئے بھیجے - اسکے بعد بارہ مہینے کی تین چوماہہ قسطوں مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوٹے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۲) مع متعلقات قبضہ کرلیا مگر اس جنگ مین سنبھاجی (جو سیواجی کا بڑا بھائی تھا) مارا گیا شاہ جی نے اسکو جاردورا ے کی کارستانی سمجھا - اور غائبانہ جیجانی (سیواجی کی ماں) کو طلاق دیکر یہان کے ایک زمیندار کی بیٹی توکا بائی سے شادی کرلی - اس سے ایک لڑکا ایکاجی نام پیدا ہوا اسکے بعد شاہ جی نے مدہل و چنجاور پر بھی حکمت عملی سے قبضہ کیا - اور یہ دونون علاقے اپنے بیٹے ایکاجی کے سپرد کیا چنانچہ ایکاجی کو تین بیٹے ہوئے شاہ جی - شرف جی - توکوجی - اول الذکر دونون لاولد مر گئے - مگر آخرالذکر توکوجی کو اولاد ہوئی جو ایک مدت تک مدہل و چنجاور کے راج اونکے قبضہ مین رہے - جب شاہ جی نے ایکاجی کو اون علاقون پر مسلط کیا تو خود وہان سے نکل کر چہاج گڑہی متعلق بالاپور کلیار مین سکونت اختیار کی -

اب سیواجی کے حالات ملاحظہ کیجئی کہ داداجی نے سیواجی کو ہر ایک قسم کی تعلیم اعلی پیمانہ پر دلوائی چنانچہ شہسواری شمشیرزنی - تیراندازی - نیزہ بازی وغیرہ مین طاق ہوگیا - اسکے بعد داداجی نے زمانہ کے تمام نشیب و فراز بتلائے جب سیواجی کی عمر ۱۷ سالہ ہوئی تو کہیل کہیلا - غارت گری اور رہزنی - ظلم و زیادتی پر کمر باندہی یہ ظالمانہ کارروائی داداجی کو پسند نہ آئی - ہر چند فہمائش کی مگر سیواجی ایک بہی نہ مانا - آخر داداجی نے زہر کہا کر جان دیدی پہر کیا تہا سیواجی خودمختار ہوگیا داداجی کا تہوڑا بہت جو خوف تہا وہ بہی جاتا رہا - پہلے اس نے نیلکہنٹہ راؤ اور اوسکے بہائیون کو مار کر قلعہ کوٹہ و پورندہر پر قبضہ کرلیا - اور ۲ ہزار ماوری پیادون کو ملازم رکہکر رات دن

اور ہر سال بیس ہاتھی پیشکش مقرری دیا کرے جب یہہ سب کچھہ طے ہو گیا تو خانخانان نے وہان سے مراجعت کی - پادشاہ نے خانخانان کو اس کارنمایان کے صلہ مین منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ایک جاگیر ایک کروڑ دام کی - تومان - طوغ - وخلعت خاص مرحمت کیا - مگر افسوس ہے کہ ۱۱ رمضان سنہ ۱۰۳۴

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۳) لوٹ مار شروع کردی - اسکے بعد قلعہ چاکن - راج گڈہ - سنجونی - سویلا کو تصرف مین لایا - اور قلعہ تورنا - و ہرچند گڑہ کو نظام شاہ سے بطور تعہد حاصل کیا - رعایا پر اسقدر ظلم و زیادتی شروع کی کہ والئی بیجاپور تنگ آکر اوسکو طلب کیا - مگر سیواجی اپنی جورو کاسی بائی کے کہنے سے بیجاپور نہ گیا - ابتک چہپا چہپا کارروائی کرتا تہا لیکن اسکے بعد تو والی بیجاپور سے کہلم کہلا بغاوت شروع کی سنہ ۱۰۶۸ء مین مولانا احمد حاکم کاسیان نے تین لاکہہ اشرفی والئی بیجاپور کو روانہ کیا تہا - جسکو سیواجی نے راستہ مین لوٹ لیا - اور اکثر قلعے مثلا - نکونا - بہوریت کلیان وغیرہ فتح کیا - اب والی بیجاپور سخت مشتعل ہوا - اور شاہجی کو لکہا کہ تمہارے بیٹے کو ان افعال ناشایستہ کی سزادو - اور لوٹ مار کی ممانعت کرو - جسکا جواب شاہجی نے یہ دیا کہ مین خود اوسکے بیجا حرکات سے بیزار ہون - آپ کے جو مرضی مین آئے اوسکے ساتہہ سلوک کیجئے جب شاہ بیجاپور نے دیکہا کہ اس سے بھی کام نہین نکلتا - اور سیواجی اپنے حرکات سے باز نہین آتا تو اوس نے یہ چال کی کہ اوس نواح کے ایک زمیندار باجے گہوڑے پوری کو (جو شاہ جی کا رفیق تھا) لکہا کہ کسیطرح شاہ جی کو گرفتار کرکے بہیجدے - چنانچہ اوس گندم نما جو فروش دوست نے شاہ جی کو دعوت دیکر اپنے گہر بلایا - اور قید کرکے شاہ بیجاپور کے پاس بہیجدیا جب سیواجی کو اپنے باپ شاہ جی کے قید ہونیکی خبر ہوئی تو سخت پریشان ہوا - اور کسیقدر لوٹ مار کم کردی - کیونکہ اوسکو یہ خیال تہا کہ کہین میری لوٹ مار کی وجہہ سے والئی بیجاپور شاہجی

کو خانخانان نے انتقال کیا۔ اس اثنا مین راجہ ستر سال زمیندار جام پر اوس کے چچا رائے سنگھ نے چڑہائی کر کے بھتیجے کو بیدخل کر دیا۔ جب ستر سال بادشاہ کے پاس داد خواہی کو آیا تو بادشاہ نے قطب الدینخان حاکم جوناگڈہ کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین رائے سنگھ مارا گیا۔ پہر ستر سال ریاست

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۴) کا خاتمہ نہ کردے۔ چنانچہ شاہجی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا۔ آخر سیواجی نے شاہجہان بادشاہ دہلی کا توسل دہونڈہا۔ چنانچہ شاہجہان کے باعث شاہجی کی رہائی بہی ہوگئی۔ اور پنجہزاری کا منصب بہی اوسے ملا۔ یہہ زمانہ وہ تہا کہ ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا تہی۔ اسلئے والی بیجاپور نے شاہجی کو رہا کر کے کرناٹک کے انتظام پر روانہ کیا۔ اب سیواجی باپ کے رہا ہونے سے شیر ہوگیا۔ اور پہر اپنے وہی قدیم چالین چلنے لگا دریائے وارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصہ پر ایک راجہ جہلی فرمان روا تہا۔ سیواجی نے اوسکی بربادی پر کمر باندہی۔ اور حکمت عملی سے اوسکو مار کر اوسکے متعلقات پر قابض ہوگیا۔ اور اس فتح کی یادگار مین ایک قلعہ پرتاب گڈہ تعمیر کیا۔ اس کے بعد اوس نے دہلی کی سرحد پر لوٹ مچائی۔ اول جنیر کو لوٹا۔ پہر احمدنگر پر چہاپہ مارا۔ جب اورنگ زیب نے تنبیہہ کرنا چاہی تو معذرت کرلی۔ اسکے بعد زمانہ نے کروٹ بدلی۔ اورادہر اورنگ زیب بہائیون سے لڑا جہگڑا اور باپ کو معزول کر کے خود بادشاہ بنا۔ ادہر عادل شاہ والی بیجاپور نے انتقال کیا۔ اور علی عادل شاہ بانشین ہوا۔ اس نوجوان شاہ بیجاپور نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانکر افضل خان سپہ سالار کو سیواجی کے سر پر بہیجا۔ لیکن سیواجی نے روباہ بازی سے افضل خان کو مارا اور بیجاپوری لشکر کو تباہ و برباد کیا۔ پہر دوسری فوج والی بیجاپور نے رستم خان کے ماتحت روانہ کی۔ اور سیواجی نے رستم خان کو بہی پرنالہ کے قریب شکست فاش دیدی۔ اب تو سیواجی اور تیز ہوا۔ راج گڈہ کو

جام پر متمکن ہوا۔

اب کسیقدر حالات مراد بخش کے لکھے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے مراد بخش کو قلعہ گوالیار مین قید کیا تھا۔ اور اوسکی محبوبہ سوسن بائی کو بھی (اوسکی خواہش پر) ساتھہ کردیا تھا۔ اس گرفتار اجل (مراد) کو جو خرچ بادشاہ سے ملتا اوسکا نصف اون مغلون کے خیرات دینے اور کہانا کہلانے مین صرف کرتا جو حصار قلعہ کے نیچے فقیرانہ بیٹھے تھے۔ یا جو مسافر مغل وارد ہوتے۔ آخر ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی ہا اور اس محبوس بلا کو وقت معین سے اطلاع دی۔ اس سادہ لوح نے آدہی رات کو سوسن بائی سے وہ تمام حقیقت بیان کرکے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو پہر ہم تم ملینگے اور نہین تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۵) اپنا دار الریاست بنایا۔ سنہ ۱۶۶۰ء مین شاہ بیجاپور نے نسبری فوج صلابت خانکے ہمراہ بہیجی۔ مگر یہ فوج بھی سیواجی کا کچھہ بگاڑ نہ سکی۔ آخر سنہ ۱۶۶۱ء مین خود علی عادل شاہ فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ مگر کرناٹک کے فساد کی خبر سنکر واپس چلا گیا۔ جس سے سیواجی کو فرصت ملی۔ اب اوس نے اپنے باپ کے دشمن باجے گہورے پوری پر چڑہائی کی۔ اور [illegible] خاتمہ کرڈالا۔ اسوقت سیواجی کے قبضہ مین متعدد قلعون کے علاوہ بہت سے بندرگاہ [illegible] سے۔ اسلیئے اوس نے جہازون کا بیڑا بنایا۔ اور گوالیار سے توپخانہ منگایا۔ اسکے بعد سنہ ۱۶۶۲ء مین شاہ جی نے سیواجی کی والی بیجاپور سے صلح کرادی۔ اور خود بیٹے (سیواجی) [illegible] آیا۔ اب سیواجی نے اپنی دار الریاست کو رہری مین منتقل کرکے اوسکا نام رائے گڈہ رکہا اسی زمانہ مین سیواجی کے پاس کل ولایت کانکان۔ کلیان سے گوا تک تھی۔ جسمین (۱۶۰) میل کا فاصلہ تھا۔ اور عرض تیس میل سے زیادہ تھا۔ فوجی قوت مین (۵۰ ہزار) پیادے

خدا حافظ ہے۔ سوسن بائی یہہ گفتگو سنکر رونے پیٹنے لگی۔ جس سے نگہبانان قلعہ کو خبر ہوی
اور مشعل وغیرہ روشن کرکے کمند وغیرہ کو پیدا کیا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو اوس نے
اس دغدغہ کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہا۔ اور علی نقی (جسکو مراد بخش نے مارا تھا) کے
بیٹون کو باپ کے خون کے دعوے کے لئے آمادہ کرکے عدالت مین رجوع کرایا۔
بڑے بیٹے نے تو انکار کیا۔ مگر چہوٹا بیٹا بادشاہ کے دام مین آگیا۔ اور دعوی کیا۔
قاضی نے قصاص کا حکم دیا۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ کو دو چیلون نے اس شہزادہ کو
تنگنائے زندان سے نجات دی۔ ۲۷ ذیقعدہ ۱۰۷۲ھ کو فاضل خان وزیر اعظم نے
انتقال کیا۔ بادشاہ کو اسکے مرنیکا بڑا افسوس ہوا۔ اس اثناء مین معلوم ہوا کہ سیواجی
نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و
تاراج کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر (بادشاہ) نے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان
صوبہ دار دکن کو سیواجی کی سرکوبی کے لئے لکہا۔ چنانچہ امیر الامرا نے ایک بڑا لشکر
لیکر پونہ کے جانب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ چاکن کو زنگاجی نبر۔ ملا سے فتح کیا۔ اور سیواجی
امیر الامرا کی آمد سنکر راجگڈہ سے سنگڈہ چلا گیا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ مہاراجہ
جودہ پور کو بہی امیر الامرا کی کمک کے لئے بہیجا۔ اور امیر الامرا قلعہ چاکن فتح کرکے پونہ مین
سیواجی کی خاص حویلی مین اترا۔ اور سیواجی کے گرفتار کرنیکے لئے جابجا فوجین مقرر کین
مرہٹون کی آمد و رفت کو شہر مین بند کردیا۔ مگر سیواجی ایک برات کے بہانہ کو توال شہر

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۶) (۷ ہزار) سوار موجود تھے۔ جب والی بیجاپور سے صلح ہوگئی تو سیواجی
نے مغلون کے جانب رخ کیا۔ اور شاہ دہلی کے متعلقہ محلات پر دست درازی شروع کی۔
باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمایئے ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر معہ مختصر جماعت کے شہر مین داخل ہوا۔ اور آدہی رات کو مکان کے عقب کی دیوار۔ پہاند کر یہ سب مکان مین داخل ہوئے۔ جب شایستہ خان نے غل غپاڑا دیکھا تو مقابلہ کیا۔ ایک مرہٹے نے ایسی تلوار لگائی کہ شایستہ خان کا انگہوٹھا جاتا رہا۔ اور محل کے لونڈیون نے شایستہ خان کو ایک محفوظ جگہ مین لیجاکر پوشیدہ کیا۔ الغرض سیواجی نے شایستہ خان کو زخمی کر کے اکثر چوکی پہرہ والون کو تہ تیغ کیا۔ اور شایستہ خان کا بیٹا ابوالفتح خان بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ اور شایستہ خان کے دو حرم بھی قتل ہوے۔ ایک جمعدار جو شایستہ خان کا ہم شبیہ تھا اوسکو مرہٹون نے شایستہ خان کے گمان مین قتل کر کے اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا۔ اور چلتے بنے۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو شایستہ خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر روانہ کردیا۔ اور دکن کی صوبہ داری پر شاہزادہ محمد معظم کو مقرر کیا۔ اور راجہ جسونت سنگہہ شاہزادہ کی کمک کے لئے معین ہوا۔ اسکے بعد سیواجی نے ناسک کی جاترا کا بہانہ کر کے چار ہزار سوار سے سورت پہونچا۔ اور اس دولتمند شہر کو چہہ دن تک برابر لوٹتا رہا۔ اس موقع پر انگریزون نے بہت کوشش کی اور اپنے مال کے علاوہ اہل شہر کے بھی کسیقدر مال کو سیواجی کے دستبرد سے بچایا۔ ورنہ اگر اوسکو انگریزون اور ڈچون کے کوٹھیون کا بھی مال ملجاتا تو مالا مال ہوگیا ہوتا پھر بھی لاکھون کے نفع مین رہا۔ بادشاہ نے اس حفاظت کے صلہ مین انگریزون کو اون کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کردیا۔ انہین ایام مین سیواجی کے باپ شاہ جی نے گھوڑے پر سے گر کر جان دی باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی پہل کہیلا۔ رائے گڈہ مین اپنی ریاست کا انتظام کیا۔ اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا۔ اور پیسا اشرفی پر اپنا سکہ جمایا۔ جب بادشاہ نے دیکہا کہ راجہ جسونت سنگہہ نے ابتک سیواجی کے

ایک قلعہ پر بھی قبضہ نہین کیا- اسلئے اوسکو طلب کرکے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کو دکن
روانہ کیا- چنانچہ راجہ جے سنگھ نے آتے ہی پورندہر و رودمال کے قلعون کو فتح کیا اور
سیواجی کے آباد ملک پر جہاڑو پہیر دی- اسکے بعد سیواجی کے دارالحکومت راج گڈہ اور
کندانہ کا محاصرہ کیا- چند روز کی متواتر جنگ سے اب قریب تہا کہ قلعون پر قبضہ ہوجائے
-جس سے سیواجی کے ہوش وحواس جاتے رہے- اور عفو تقصیرات کی درخواست کی-
اور خود معہ چند مقربون کے راجہ کے پاس چلا آیا- راجہ نے بعزت تمام روبرو بلایا اور
گلے لگایا- اور ہدایت کی کہ اب بہتر یہہ ہے کہ تمام قلعون کو حوالہ کرکے بادشاہ کی ملازمت
واطاعت پر کمر باندہو- الغرض راجہ جے سنگھ نے ان تمام واقعات کی بادشاہ کو اطلاع
دی- وہان سے عفو قصور کا فرمان آیا- اور سیواجی کے بیٹے (جو ۵ سالہ تھا) کے لئے پنجہزاری
کا منصب عطا ہوا- چنانچہ اسکے بعد سیواجی نے اپنے کل ۳۵ قلعون مین سے ۲۳ قلعون
کی کونجیان معہ جمع محصول (۱۰ لاکہہ روپیہ) راجہ کے حوالہ کرکے باقی بارہ چہوٹے قلعے اپنے
تصرف مین رکہا- اسکے بعد بادشاہ نے جے سنگھ کو حکم دیا کہ سیواجی کے قلعون کا بندوبست
کرکے والئی بیجاپور کی سرکوبی کرو- کیونکہ کئی سال سے خراج دینے مین لیت ولعل کررہا ہے-
جب یہہ خبر والئی بیجاپور کو ہوی تو اوس نے ملا احمد نائت کو راجہ کے پاس بہیجا- اور خراج
کے بہیجنے کا وعدہ کیا- ملا احمد ایک عالم متبحر تھا- بسبب ظاہر تو سفارت کے لئے آیا تھا
اصل مین اوسکا ارادہ بادشاہ کی ملازمت کرنیکا تھا- جب راجہ کو معلوم ہوا تو اوس نے
بادشاہ کو لکہا- اور بادشاہ نے ملا احمد کو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے
سرفراز کرکے اپنے پاس بلایا- اور راجہ کو خفیہ لکہا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان
کا خطاب پائیگا- مگر ملا احمد بادشاہ کے پاس حاضر ہونے نپایا کیونکہ احمد نگر کے راستے مین

اوسکا انتقال ہوگیا۔ آخر بادشاہ نے اوسکے بیٹے اسد اللہ کو بلاکر منصب ہزار و پانصدی
اور اکرام خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اس اثنا رمین سیف خان حاکم کشمیر نے بتت
کو فتح کر کے بادشاہ کے نام کا سکہ جاری کیا اور ایک مسجد تعمیر کراکے خطبہ پڑہایا۔
ان دنون مین بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا۔ اور اپنے نونہال۔
معزالدین کو ہمراہ لایا۔ اسی سال ۱۶۶۵ء مین شاہجہان نے انتقال کیا۔
اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ چاٹگام ورخنگ کے زیندارون نے اکثر ممالک محروسہ کے
لوٹ مار پر کمر باندہی ہے۔ اسلئے بادشاہ نے امیرالامرا صوبہ دار بنگالہ کو اونکی سرکوبی کے
لیے لکھا چنانچہ امیرالامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو اونکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور
چاٹگام کے فرنگی (جو زیندار چاٹگام سے بددل تھے) بھی لشکر شاہی کے ہمراہ ہوگئے۔ خوب
لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے آدمی مارے گئے۔ قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کرلیا۔ حاکم
چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بہائی تہا معہ بیٹے اور خویشون وغیرہ کے گرفتار ہوا۔
بہت سی کشتیان اور توپین۔ ہاتھہ آئین۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکہا گیا۔ جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین چمکا تہا اوس مین اذان دیگئی۔
بزرگ امید خان نے فتح نامہ معہ قیدیون کے حضور شاہی مین بہیجا۔ اور مورد عنایت ہوا۔
اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجیے کہ جب راجہ جے سنگہ سیواجی کے مہم سے فارغ ہوا تو مغل
افواج و سرداران نامدار سیواجی کو ہمراہ لیکر ولایت بیجاپور کی تسخیر کےلئے روانہ ہوا۔ راستہ
مین جسقدر قلعے ملے یا نظر آئے وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح کرلئے گئے
اتنے مین شرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادو رائے وغیرہ سرداران بیجاپور نے
۱۲ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب زد و خورد ہوئی۔ فتح لشکر شاہی کو نصیب ہوئی الحاصل

روزانہ لڑتے بہڑتے لشکر شاہی بیجاپور سے ۵ کوس پر پہونچا۔ اور والی بیجاپور نے ۳۰ ہزار کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین مقرر کیا۔ اور قلعہ کے اطراف کے تمام تالاب ہلکنووٗن۔ باوٗلیون کو زقوم وخاک سے بہر دیا اور اس نواح مین کوئی اثر آب وآبادانی کا نہ چھوڑا۔ اور ۸۔۷ ہزار سوار کو ممالک شاہی کے تباہ وبرباد کرنیکے لئے روانہ کیا۔ دوچار روز بیجاپور کے نواح مین خوب جنگ وپیکار ہوتی رہی۔ لیکن آب وغلہ کی کمیابی نے لشکر شاہی کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ اور جو بیجاپوری فوج ممالک شاہی کو برباد کر رہی تھی۔ اونکی مدافعت کے لئے لشکر شاہی نے نواح بیجاپور سے کوچ کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ قطب الملک حاکم گولکنڈہ نے علی عادل خان والی بیجاپور کی مدد کے لئے پہلے ہی چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بہیجا تھا۔ اور اب مکرر اپنے خواجہ سرا نیکنام خان کے ہمراہ ۶ ہزار سوار ۲۵ ہزار پیادے روانہ کیا ہے۔ الغرض لشکر شاہی نے ممالک شاہی کے بچانے کیلئے فوج غنیم سے خوب جنگ کی۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ فوج کا بھی بہت کچھ نقصان ہوا۔ لشکر شاہی نے ملک بیجاپور کو خوب لوٹا گہسوٹا۔ لیکن متواتر جنگ وپیکار سے تنگ آگئی تھی۔ موسم برشکال بھی سر پر تھا۔ اسلئے راجہ جے سنگہ نے بیجاپور کا محاصرہ چھوڑکر حسب فرمان شاہی فوج کو لیکر اورنگ آباد چلا گیا۔ اور بیجاپور یون کا بھی قافیہ تنگ تھا۔ قلعہ کا آذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا محاصرہ اوٹھا کر چلا جانا ان کے لئے نجات کا باعث ہوا۔ مارچ ۱۶۶۶ء مین سیواجی معہ اپنے بیٹے سنبہاجی کے ایک ہزار ماولی اور پانچ سو منتخب سوار لیکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے دہلی روانہ ہوا۔ جب سیواجی دہلی کے قریب پہونچا تو بادشاہ نے رام سنگہ پسر راجہ جے سنگہ اور مخلص خان کو استقبال کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو

ناگوار گذرا۔ جب دربار مین پہونچا تو (۱۵۰۰) اشرفی (۶۰۰۰) روپیہ کل (۳۲۰۰۰) روپیہ نذر گذرانی۔ بادشاہ نے پنجہزاری منصب کے امرا مین بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چونکہ یہ منصب اوسکے بیٹے سنبہاجی اور رفیق نیتاجی پالکر کو ملا تھا۔ لہذا وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے جن مہربانیون کا وعدہ کیا تھا۔ اون مین سے اکثر کو اوس نے نہ پایا۔ اور اودھر بادشاہ کے دل مین اوسکے افعال اور کردار کے سبب۔ بغض بھرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ خلعت وجواہر وفیل جو اوسکے لئے موجود کیئے گئے تھے اوسکو عطا کئے جائین۔ اوسکے چہرہ پر جہالت وخجالت آمیز عرق ظاہر ہوا۔ چنانچہ ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ مین جاکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد کنور رام سنگھ سے گلہ وشکوہ کر کے اپنے کو ضائع کرنیکا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگھ نے تسلی دی مگر فائدہ نہوا۔ بادشاہ سے ادب وآداب کے خلاف اوسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر کسی سرفرازی کے رخصت کر دیا۔ اور حکم دیا کہ سیواجی مجرے کو نہ آئے۔ اور اوسکا بیٹا۔ رام سنگھ کے ہمراہ دربار مین حاضر ہوا کرے۔ اور فولادخان کوتوال شہر کو اوسکی نگہبانی اور چوکی پہرہ کا حکم دیا اور راجہ جے سنگھ کو لکھا کہ سیواجی کے ساتھ کیا قول وقرار تم نے کیا ہے اوس سے اطلاع دو۔ جب سیواجی نے بادشاہ کی عدم توجہی دیکھی تو بہت پریشان ہوا۔ اتنے مین راجہ جے سنگھ کی عرضداشت آئی کہ فدوی نے سیواجی سے عہد وپیمان کر کے۔ اور عنایات والطاف شاہی کا امیدوار بنا کر۔ دہلی روانہ کیا ہے۔ اور اوس نے بھی عہد واثق کیا ہے۔ کہ آئندہ فرمان برداری اور اطاعت مین سرگرم رہونگا۔ جب بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کی عرضداشت کا یہہ مضمون دیکھا تو سیواجی کی نظربندی

وغیرہ کے اوٹھا دینے کا حکم دیا۔ مگر سیواجی بادشاہ سے ایسا مخوف تھا کہ پہرہ چوکی کا ست
ہونے ہی۔ ۲۷ صفر کو تبدیل وضع کرکے معہ اپنے بیٹے کے بہاگ گیا۔ مگر افسوس ہے کہ

* اوپر جو حالات کہ ہم نے لکھے ہین وہ عالمگیر نامہ کے تھے۔ باقی دوسرے مورخون نے یہہ لکھا۔ ہے کہ اوس نے اپنے کو بیمار بنایا۔ چند روز دق وسل کا علاج ہوتا رہا۔ پھر صحت یابی کی شہرت دی اور حکما و ارباب طرب وغیرہ کو انعام و اکرام دیکر برہمنون کو بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائی بھیجنا شروع کیا۔ اسکے بعد ایک ہمراز کو اپنے پلنگ پر لٹاکر وہ اور اوسکا بیٹا یہہ دونون پٹارون میں بند ہوکر بہاگ گئے۔ اور متہرا پہونچکر داڑہی موچہہ منڈائی۔ اور بہبوت اپنے اور بیٹے کے جسم پر مل کر بغیر مشہور گہاٹ سے جمنا پار ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اور رام سنگہ کو منصب سے معطل کرکے مجرے سے منع کیا۔

اب سیواجی کی سنئے کہ وہ بنارس ہوتا ہوا دکن پہونچا۔

کرنیل ڈف صاحب یہہ لکھتے ہین کہ جب بادشاہ نے سیواجی کو مجرے سے منع کیا تو بہت گھبرایا۔ اور دکن جانیکی اجازت چاہی۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی بلکہ نظر بند کیا۔ اب سیواجی نے اکثر امرا و دربار کو تحفہ و تحایف بھیجکر اپنا یار و مددگار بنایا۔ اور چند روز بیماری کی شہرت دی۔ پھر تخفیف مرض کا اظہار کرکے برہمنون کو پن دان دینا شروع کیا۔ اور بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائیان بھر کر بانٹنا۔ پہلے پہلے چوکی پہرہ والون نے کہول کر دیکھا۔ پہر تو وہ بھی انجان ہوگئے۔ اس کے بعد سیواجی اپنے بیٹے کو لیکر پٹارون مین بیٹھا۔ اور چوکی پہرہ سے نکل گیا۔ دوسرے روز متھرا پہونچا۔ جہان اوسکے دوست نیتاجی اور بالوس رائے انتظار کر رہے تھے۔ اونہون نے اوسکے لیے سارا سامان تیار کردیا۔ چونکہ سنبھاجی کم سن تھا۔ اور چلنے کی طاقت نہ تھی اسلیئے اوسکو ایک برہمن کے حوالے کرکے سیواجی گوسائین کے بہیس مین دکن کیجانب چلتا بنا۔ ڈسمبر سنہ ۱۶۶۶ء مین رای گڈہ آیا۔

بادشاہ نے سیواجی کو بجائے دوست بنانے کے دشمن بنالیا۔ اگر دوست بنالیتا تو مہمات دکن مین بادشاہ کو سیواجی سے بہت بڑی مدد ملتی۔

اب کسیقدر حالات ایران کے ملاحظہ کیجیے کہ اسکے آگے ہم بیان کیا ہے کہ شاہ ایران نے ایلچی روانہ کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اوسکے جواب مین تربیت خان کو سفیر بناکر ایران بہیجا۔ جب یہ سفیر ایران پہونچا تو شاہ ایران کم التفاتی سے پیش آیا۔ اور ولایت بادشاہی کے سرحد مین لشکر بہیجنے کا واعیہ کیا۔ اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال کے بعد تربیت خان ایران سے نکلا۔ اوسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکرکشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ تعین کی۔ اور فرخ آباد اصفہان کو روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔ اور ۴۰ ہزار سوار ہمراہ کئے۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے مرض سے چند روز مین مرگیا۔ اور صفی مرزا اوسکا بڑا بیٹا

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۶۳) ڈاکٹر برنیر کی داستان سنیئے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب سیواجی دہلی آیا تو یہان شائستہ خان کی بیوی موجود تھی۔ وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ اس نے میرے بیٹے کو مارا اور خاوند کو زخمی کیا۔ شہر سورت کو لوٹا۔ لہذا وہ مقید ہونا چاہئے۔ جب سیواجی کو یہ خبر ہوئی تو بہیس بدل کر بہاگ گیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس ہوش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان وشوکت دیکھی تو ہوش اڑگئے اور بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دربار کی عظمت نہ دیکھ سکا اور بہاگ گیا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ جب سیواجی بہاگ کر متھرا پہونچا تو بہیس بدل داڑھی مونچھ منڈا۔ بہبوت لگا۔ بچے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اور تمام جواہر واشرفی جو ہمراہ تھے ہاتھ کی لکڑیون کو خالی کرکے اوسکے

جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اوسکے مرنیکا افسوس ہوا اور کہا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اوٹھتا۔ اب مروت و فتوت کا اقتضا نہین کہ ایران پر لشکر کشی کیجائے۔ چنانچہ شہزادہ
کو واپسی کے لئے لکھا۔ اس اثناء مین اعتماد خان ایک ترکمان سپاہی کے ہاتھ مارا
گیا۔ اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم سے نیتاجی سپہ سالار سیواجی کو گرفتار
کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ بادشاہ نے فدائی خان کو اوسکی حراست پر مقرر کیا۔
آخر نیتاجی مسلمان ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بہت کچھہ سرفراز و ممتاز کیا۔ انہین ایام مین۔
دلیر خان نے۔ چاندہ و دیو گڈہ کو فتح کر کے وہان کے زمینداروں سے خراج وصول کیا۔
۷۷-۱ھ مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ اور بادشاہ نے نیتاجی کو منصب سہ ہزاری
و دو ہزار سوار سے سرفراز کر کے محمد قلی خان کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہ کے جلوس
سال نہم کا جشن نہایت تکلف سے ادا ہوا۔ اس جشن مین ایران۔ توران بلخ۔ بخارا
حضرموت۔ مخا کے ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔ اسکے بعد بادشاہ نے محمد معظم
کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائے سنگھ صف
شکن خان وصفی خان وغیرہ کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا۔ اور راجہ جے سنگھ کو اورنگ آباد
سے دہلی آنیکا حکم دیا لیکن راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہو کر مرگیا۔ انہین ایام مین قوم یوسف زئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۴) اندر بہرا۔ جب بنارس پہونچا تو یہان کے فوجدار نے گرفتار کیا۔ سیواجی نے دو جواہر
بے بہا رشوت دیکر خلاصی پائی۔ چونکہ سنبہا کمسن تھا اور چلنے سے پاؤن مین چھالے پڑ گئے تھے۔ اسلئے بنارس
کے پروہت کب کلس کے پاس اوسکو چھوڑ کر روانہ ہوا۔ پھر بہار و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے حیدرآباد آیا
اور عبد اللہ قطب الملک کو سبز باغ دکھا کر جمعیت شائستہ و مصالح قلعہ گیری لیکر روانہ ہوا۔ ایک روایت
یہ ہے کہ وہ حیدرآباد کو ابو الحسن تانا شاہ کے زمانہ مین آیا۔ اور والی گولکنڈہ کی فوج کی کمک سے کرناٹک کو

(جو سرکشی پر کمر باندہی تہی -) کی تادیب و تنبیہ کیگئی - اور عبداللہ خان والی کاشغر جو اپنے
بیٹے کی بدسلوکی سے تنگ آکر بیت اللہ جانیکے ارادہ سے کمال بیسروسامانی کیساتہہ
حدود شاہی مین آیا تہا - اوسکی خبر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس آٹہہ مہینے مہمان رکہا -
اور ۱۰ لاکہہ روپیہ کے خرچ سے اوسکی مہمانداری کی - اور جاتے وقت دو لاکہہ روپیہ
معہ سامان و سامان کے دیکر رخصت کیا -

شششنہ مین بادشاہ نے محصول راہ داری اور بانداری وغیرہ کو موقوف کیا - اور کلاونون و نامی خوالیون
سے جو سرکار مین نوکر تہے سرود خوانی سے توبہ کراکے مناصب و مراتب کو زیادہ کیا کہتے
ہین کہ ایک قوالون کی جماعت نے ایک جنازہ بڑی شان و شوکت سے اٹہایا اور اوسکے
پیچہے روتے پیٹتے چلے - جب درشن کے جہروکہ کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے جنازہ
کی کیفیت پوچہی - قوالون نے عرض کیا کہ راگ مرگیا ہے اوسکو دفن کرنے لیجاتے ہین
حکم دیا کہ ایسا خاک مین دفن کرو کہ پہر صدا اور ندا نہ آئے - اسکے بعد بادشاہ نے درشن
کے جہروکہ کا بیٹہنا موقوف کردیا - اور منجمون و شاعرون (جو پایہ تخت مین حاضر رہتے تہی)
کو بہی برخاست کیا - اور ساعت کے دیکہنے تقویم کے بنانے اور رکہنے کا رواج بہی طرف
کردیا گیا - جب اہل دفتر نے عرض کیا کہ بغیر تقویم کے حساب تنخواہون وغیرہ کا ہونا ناممکن ہے
تو فرمایا کہ سے لا و لا لب لا و لا لا ششش مہ است ہ لل و کط کط لل شہور کوتہ است
پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سررشتہ کو نگاہ رکہین -

پر اسیقدر حالات سیواجی کے بیان کئے جاتے ہین کہ جب وہ دہلی سے بہاگ کر دکن آیا
اور والی گولکنڈہ کی مدد سے ازسرنو قلعجات شاہی پر قبضہ کرکے راجگڈہ مین مستقل ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۵) فتح کرکے بدستور سابق راجگڈہ مین مستقل ہوا - باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف

توچند روز کے بعد ولایت کلیان کو فتح کرلیا - اور بندر سورت پر تاخت کی - اور اکثر حصہ جیہون کو
لوٹا (اوس زمانہ مین سورت باب الحج کہلاتا تھا) جب بادشاہ کو خبر ہوی تو امیر خان اور
خانجہان کو سیواجی کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا - اور سورت کے متصل نئے قلعے تعمیر کرنیکا
حکم دیا - جب سیواجی نے اپنا قافیہ تنگ دیکھا تو راجگڈہ کو چھوڑ کر قلعہ راہری مین سکونت
اختیار کی - اور یہان ایک مستحکم قلعہ تیار کر کے چین سے گذارنے لگا - آخر بادشاہ نے ظاہر
داری کر کے سیواجی سے صلح کرلی - اور باطناً محمد معظم کو لکہا کہ کسیطرح سیواجی کو قتل یا قید کیا
جائے - اسکے بعد بادشاہ نے سیواجی کو راجہ کا خطاب عطا کر کے ملک برار مین ایک
نئی جاگیر بھی دی - بہرحال ۱۰۸۰ھ تک دکن مین امن رہا - بعد ازان جب بادشاہ نے دیکہا کہ
سیواجی یون دام مین نہین آتا تو علانیہ اوسکے گرفتاری کا حکم دیا - اب سیواجی نے بھی پھر اپنا پرانا
طریقہ لوٹ مار کا جاری کردیا - اور قلعہ سنگ گڈہ وپورندہر کو فتح کیا - اور سیوبیزی جنجیرہ
وغیرہ پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا - اور فتح خان (جو عادل شاہ کے طرف سے وہان کا حاکم تھا)
نے بھی امان کا قول لیکر جنجیرہ حوالہ کرنے پر آمادہ تہا - مگر فتح خان کے تین حبشی غلام - سیدی سنبل
سیدی یاقوت - سیدی خیریت (جو اوسکی فوج کے سپہ سالار تھے) نے فتح خان کو قید کیا
سیدی سنبل کو اپنا سردار بنایا - اور خانجہان صوبہ دار دکن سے امداد چاہی - خانجہان نے
اونکو منصب وخطاب عطا کر کے امداد کا وعدہ کیا - چنانچہ سیدی سنبل نے [illegible] دوبارہ
کر کے دنڈا راجپوری کے قلعہ کو مرہٹون سے لے لیا - اور اوسکے اطراف کے قلعون پر
بھی قبضہ کیا - سیواجی نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے - مگر حبشیون کے مقابل دال نہ گلی
انہین ایام مین سیواجی کا بیٹا سنبھاجی بھی بنارس سے آگیا - اور سیواجی نے پھر بندر سورت
پر چڑہائی کر کے ۳ روز تک خوب لوٹا - اور [illegible] حج سے آیا تھا اوسکا مال

ہوی اوڑایا۔ جب وہان سے واپس ہوا تو راستہ مین داود خان سے مقابلہ ہوا۔ خوب
ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اور سیواجی شکست کہا کر بہاگا۔ سیواجی کے سپہ سالار پرتاب سنگہ
نے خاندیس کے نواح کو تباہ و تاراج کر کے آخر کو خاندیس سے چوتہہ مقرر کرالی۔ یہہ پہلا ہی
موقعہ ہے کہ سیواجی نے بادشاہی ملک سے چوتہہ لی۔ جب بادشاہ نے دیکہا کہ سیواجی
کی جرات روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ تو اوس نے مہابت خان کے ماتحت ۱۰۸۱ھ مین
۴۰ ہزار کی فوج دکن کو روانہ کیا۔ مہابت خان نے آتے ہی قلعہ آوندہ و پٹہ لے لیا۔
پہر چاکنہ اور سہر کا محاصرہ کیا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ مگر قلعے سر نہوے۔ انہین ایام مین
بادشاہ نے شریعت کے موافق تجارت کے مال پر ڈہائی روپیہ فیصدی زکواۃ مسلمانون سے
اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ مقرر کیا۔ اور ۱۰۸۲ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ جب
مسلمان بادشاہ کے سلام کو آئین تو سلام علیک کہین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتہہ نرکہین۔
اسی سال ایک فرقہ ست نامی فقیرون کا قصبہ نارنول مین پیدا ہوا۔ اور کسی بات پر حاکم نارنول
کو مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوی تو فوج بہیجی گئی مگر اتفاقاً فوج شاہی کو ہزیمت ہوی۔
لوگون نے مشہور کر دیا کہ وہ ایسے ساحر ہین کہ اون پر تلوار اور گولی کارگر نہین کرتی۔ اب
جسکو دیکہو اونکے مقابلہ پر جانیکو گہبراتا ہے۔ آخر بادشاہ نے قرآن کی وہ آیتین فوج کے
سردارون کو لکہدین کہ جنکی تاثیر سے جادو کا اثر زایل ہوتا تہا۔ الحاصل فوج شاہی فتح
یاب ہوی اور یہ فساد مٹا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور
دار الحرب مین تفریق ہونیکے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ چنانچہ
جزیہ نے مذہبی عداوت کی آگ کو تو پہلے ہی سے بہڑکا رکہا تہا۔ اب چہہ مہینے بعد
ایک واقعہ نے اور اوس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ کے انتقال پر اوسکی زوجہ

اور دو بیٹے کسن وطن جانیکے لئے چل کہڑے ہوئے عالمگیر کو معلوم ہوا انکو کوتوالی کے نام حکم
دیا کہ انکو نظر بند کیا جائے - کیونکہ عالمگیر کو جسونت سنگہ سے قدیمی کینہ تہا - اس موقع پر راجہ
جسونت سنگہ کے چند ملازمون نے یہہ چال کی کہ بادشاہ سے اپنے جانیکی اجازت حاصل
کر کے راجہ کے لڑکو اپنے گو [illegible] تبدیل شکل بنایا - اور اونکی جگہ غلامون کو رکہہ چہوڑا
اور رانی کو زنانہ لباس پہنا کر اوسکی جگہہ ایک کنیز کو عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ
کر کے خیمہ کے اندر بٹہایا - اسکے بعد دونون کنورون اور رانی کو لیکر چلتے ہوئے -
جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوس نے کوتوال سے رانی اور کنورون کو طلب
کیا - کوتوال نے ان جعلی کنورون اور رانی کو خیمہ سے لیجانا چاہا - راجہ متوفی کے ملازمون
نے انتقام راز کے لئے اونکے دینے مین مزاحمت کی - اور کشت خون کی نوبت
آئی - سو پچاس آدمی مارے گئے - آخر وہ جعلی کنور و رانی بادشاہ کے پاس آئے -
بادشاہ نے اونکو حرم سرا مین بہیجا بیگمون نے اونکو متبنی کیا - اور رانی بیگمون کی پرستار
بنی - اودہر اصلی رانی اور کنور صحیح و سلامت جودہ پور داخل ہوئے - چنانچہ بڑے کنور
اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی - اور آخر دم تک وہ اورنگ زیب
کا دشمن بنا رہا - بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین ہے
رانی نے فقط مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اوسکو بیٹا بنایا ہے - اور اصلی اولاد
اوسکی میرے پاس ہے - مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے
بیاہی تو اوسکا شبہ دور ہوا - اور جودہ پور پر چڑہائی کی - اودیپور رانا نے جودہ پور کے
اعانت پر کمر باندہی - جسکے باعث بادشاہ نے رانا کو جزیہ دینے کے لئے لکہا - اور جسونت سنگہ کے

* ماثر عالمگیری مین لکہا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کابل مین مر گیا اوسکو کوئی اولاد نہ تہی - مرنیکے بعد

فرزندان ہا شخص کو جودہ پور سے نکال دینے کا حکم دیا - چنانچہ خانجہان نے حسب الحکم
بادشاہ کے جودہ پور جا کر خوب تاخت و تاراج کیا - اور بتون کو توڑ ڈالا - اس اثنا مین

نوٹ صفحہ ۴۶۹ اور سکے معتمد نوکرون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ
ہین - جب مہاراجہ کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون سے دو لڑکے پیدا ہوئے - ملازمون نے
بادشاہ سے اطلاع کرکے منصب و راج کی درخواست کی - بادشاہ نے کہا کہ جب یہہ بڑے ہونگے
تو منصب و راج عنایت ہوگا - راجپوتون نے دوبارہ درخواست کی - اس اثنا مین ایک لڑکا
مر گیا - اور بادشاہ نے دونون رانیون اور ایک لڑکے کو نظر بند کیا - اس پر راجپوتون نے لڑائی پر
کمر باندہی - اور خوب کشت و خون ہوا جسمین رانیان بھی ماری گئین - اور لڑکا ایک شیر فروش کے
پاس چھپا پا گیا مگر کوتوال نے تلاش کر کے لایا - بادشاہ نے اوسکا نام محمدی راج رکھا - اودہر
راجپوتون نے جودہ پور پہونچکر و جعلی لڑکے راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کرکے فتنہ انگیزی شروع
کی - بادشاہ نے سربلند خان کو جودہ پور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - چنانچہ اس نے سرکش راجپوتونکو
قتل کر کے جودہ پور کو تباہ کیا - اور رانا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا - اس کے بعد بادشاہ نے خانجہانکو
اس ضلع کے بندوبست پر روانہ کیا - چند روز کے بعد رانا نے تمردی اختیار کی - اس موقع پر خود
بادشاہ نے ارادہ کیا اور شاہزادہ محمد اعظم و شاہزادہ محمد معظم و شاہزادہ محمد اکبر یہہ تینون کو بھی معہ
فوج ہمراہ لیا - اور وہان پہونچکر رانا کے تمام ملک کو پامال و تاراج کر ڈالا - رانا نے اپنے اور جسونت سنگھ
کے عیال و اطفال کو لیکر دشوار گزار پہاڑون مین چلا گیا - اور شاہی لشکر نے وہان بھی تعاقب نہ چھوڑا
آخر رانا نے تنگ آکر یہہ مکاری کی - کہ پہلے شاہزادہ محمد معظم کو بغاوت پر مایل کرنا چاہا - مگر وہ مایل نہوا
پہر اوس نے شاہزادہ محمد اکبر پر افسون چلایا - یہان اوسکا افسون کارگر ہوا - اور شاہزادہ نے
راجپوتون کی اعانت پر باپ سے بغاوت اختیار کی - جب یہہ خبر شاہزادہ محمد معظم کو پہونچی تو

خبر آئی کہ محمد اکبر نے راجپوتوں سے سازش کر کے بغاوت پر کمر باندہی ہے - اور ۷۰ ہزار کی فوج سے مقابلہ کے لئے آتا ہے - بادشاہ نے خبر سنتے ہی محمد معظم کو بلایا اور شہاب الدینخان بہادر پسر قلیچ خان کو لشکر کی تعداد معلوم کرنیکے لئے بہیجا - چنانچہ شہاب الدینخان بہادر نے محمد اکبر کے لشکر کی حقیقت دریافت کر کے بادشاہ کو اطلاع دی اور اوسکے ساتہہ اپنے بہائی مجاہد خان کو بہی ہمراہ لیتے آئے بادشاہ نے کمال عنایت سے شہاب الدینخان بہادر کا خطاب عطا کیا - اس کے بعد اکثر نامی سردار محمد اکبر سے جدا ہو کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جس سے محمد اکبر کی فوج مین تزلزل واقع ہوا - جب راجپوتون نے یہ حالت دیکہی تو وہ بہی چلتے ہوئے - اب شہزادہ اکبر بہی فرار ہوا - اور دکن پہونچا - یہان خانجہان صوبہ دار دکن کو اوسکے گرفتاری کا حکم پہونچ چکا تہا - اسلئے محمد اکبر بلسیر و بگلانہ ہوتا ہوا راہیری آیا - اور سنبہاجی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا - اور چند روز مہمان رکہا - پہر یہان سے نکل کر ایران کے ارادہ سے جہاز مین بیٹہا - باد مخالف نے جہاز کو بیراہ کر کے مسقط مین پہونچایا - امام مسقط نے محمد اکبر کو نظر بند کر کے عالمگیر کو لکہا کہ اگر آپ دو لاکہہ روپیہ نقد اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتے ہین

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۰) اوس نے باپ کو لکہا - لیکن بادشاہ نے اسکو محض بہتان سمجہا - اور جواب لکہا کہ ہذا بہتان عظیم - حق سبحانہ تعالی شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید - در آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد مگر چند روز کے بعد یہ راز افشا ہو گیا - اور خبر آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ بہی جاری کیا - اور منور خان کو ہفت ہزاری منصب عطا کر کے امیر الامرا کا خطاب دیا - مجاہد خان وغیرہ کے معقول اضافے کئے باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف

(۱) شہاب الدینخان سے مراد غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر ہے - جو نواب آصف جاہ بانی خاندان کے پدر بزرگوار تہے ۱۲ مولف

محصول معاف کیجئے تو مین محمد اکبر کو گرفتار کر کے بہیجدیتا ہون" بادشاہ نے اوسکے حسب منشا
حکم صادر کیا اور محمد فاضل کو محمد اکبر کے لانیکے لئے بہیجا۔ جب یہ خبر شاہ سلیمان والی ایران
کو ہوئی تو اوس نے امام مسقط کو لکھا کہ ہمارے مہمان کو نہایت اہتمام کے ساتھہ ہمارے
پاس روانہ کردو۔ ورنہ تمہاری تنبیہ کے لئے فوج بہیجی جائیگی۔ ناچار امام مسقط نے شاہزادہ
کو ایران روانہ کردیا۔ جب شاہزادہ ایران پہونچا تو والی ایران نے بہت خاطرداری کی۔ اور
امداد کے طلب پر کہا کہ جبتک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو۔ جب تمکو
بہائیون سے کام پڑیگا اوسوقت امداد کرینگے۔ چند روز کے بعد شاہ سلیمان مرگیا۔
اور سلطان حسین جانشین ہوا۔ اس نے باپ سے زیادہ شہزادہ کی مہمانداری کی۔
ایک وقت شاہزادہ نے باپ کے مرنیکی خبر جہوٹی اوڑا کے طالب امداد ہوا۔ شاہ نے
کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا۔ جب تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب
اس خبر کا جہوٹا ہونا تحقیق ہوا تو شاہزادہ بہت خفیف ہوا۔ اور ناموافقتی آب وہوا کا بہانہ
کر کے سرحد خراسان مین رہنے کی اجازت لی۔ چنانچہ شاہ ایران نے اجازت دیکر خرچ
درماہہ مقرر کردیا۔ اور وہان کے حاکمون کو لکھدیا کہ بروقت ضرورت چار ہزار سوار سے
شہزادہ کی مدد کیجائے۔ مگر افسوس ہے کہ محمد اکبر کو کبہی ہندستان مین قدم رکہنا نصیب
نہوا۔ اور عالمگیر کے آخر عہد ۱۱۱۶ھ مین اسکو موت آگئی۔
اورنگ زیب نے جو جودہ پور اودیپور کے ملکون کو تاخت وتاراج کیا اوس سے راجپوت
دب گئے۔ مگر مٹ نہین سکے۔ اور اس جنگ وجزیہ نے اونکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم
وداغ لگایا جو کبہی نہ بہرا۔ عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی
دست راست تہی۔ اب وہ اس سے ایسی جدا ہوگئی۔ کہ پہر اوسکے ملنے کی توقع نہین رہی

صرف رام سنگھ مہاراجہ جیپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ سے بہت تھے وہ تو راجپوتون کا شریک نہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہوگئے۔ ادہر بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی تو ادہر راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ اور بادشاہ مندرون کو توڑکر مسجدین بناتا تو راجپوت مسجدون کو ڈہاکر مندر بناتے۔

اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجیے کہ خانجہان صوبہ دار دکن نے دکن مین مرہٹون کے قلعہ جات کی تسخیر مین بہت کچھہ جوڑ لگائے۔ مگر کامیابی نہین ہوی۔ اودہر سیواجی نے گولکنڈہ جاکر بہت کچھہ روپیہ خراج کے طور پر وصول کیا۔ اور وہان سے آکر ملک شاہی مین لوٹ مار مچادی۔ ۱۰۸۳ھ؁ مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج سے مرگیا۔ اوسکا بیٹا سکندر عادل شاہ پانچ سال کا تہا۔ اور شاہ بی جی بیٹی تھی۔ عبدالمجید وزیر اور خواص خان عبدالکریم بہلول خان۔ مظفر خان یہ ارکان سلطنت تھے یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوے تھے۔ سلطنت کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔ اب سیواجی نے سوچا کہ بجائے مغلون سے لڑنیکے بیجاپور پر حملہ کرنے مین فائدہ ہے۔ چنانچہ ۱۰۸۳ھ؁ مین اس نے پنالہ کو لے لیا۔ اور ہبلی کو لوٹا۔ اور راجہ بیدرپور سے خراج وصول کیا۔ اور کئے مہینے کے محاصرہ مین ستارہ پر بھی قبضہ کیا۔ اب اوسکے دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کیطرح شان و شوکت سے ریاست کرے۔ ۶ جون ۱۰۸۴ھ؁ کو برہمنون سے مہورت پوچھکر رائے گڈہ کی راجدہانی مین راجگدی پر جلوس کیا۔ اور تمام شاہانہ رسمین ادا کین۔ اور بہت بڑا دربار کیا۔ سونے روپے مین تلا۔ اور سردارون کو خلعت و منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ اور افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدل کر رکھا۔ اور جھنڈا جسکو بھگوا کہتے تھے نارنجی رنگ کا بیل کی دم کی صورت کا بنوایا۔ اسکے بعد سیواجی نے بیجاپور و کانگن سے

چوتھ لینے پر کمر باندھی۔ کہتے ہین کہ اس نے پرتگیزون سے بھی چوتھ لی۔ البتہ انگریزون سے
چوتھ مانگی نہین۔ ۱۶۷۶ء مین دلیرخان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی شروع کی۔ اور
سیواجی بھی ملک شاہی مین غدر مچایا۔ برہان پور و ماہور کو خوب لوٹا۔ قلعہ نوبنڈا کو فتح کیا۔
بعد ازان باپ کی جاگیر (جو کرناٹک و میسور مین تھی) پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے
والی گولکنڈہ سے اتفاق کرکے ۳۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے گولکنڈہ سے ہمراہ لیا۔ اور
والی گولکنڈہ کو یہ سمجھایا کہ۔ اپنے باپکے موروثی ملک کے علاوہ جسقدر ملک بیجاپور والونکا فتح
ہو اوسکا نصف دیا جائیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین روپیہ اور توپخانہ سے مدد کیجاے۔ المغرض
سیواجی اس کروفر کے ساتھہ کرنول و کڈپہ ہوتا ہوا۔ جنجی کے قریب پہونچا۔ اور جنجی پر قبضہ کرکے
باپ کے ملک پر آدھمکا۔ یہان اوسکا سوتیلا بھائی ونکاجی حکمران تھا۔ چنانچہ سیواجی نے اوس سے
کہا کہ نصف ملک حوالہ کرو۔ مگر اوس نے انکار کیا۔ آخر سیواجی نے جبراً باپکے علاقون مین سے
کولہار۔ بنگلور۔ کوٹا۔ بالاپور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ویلور و بیجور کو بھی فتح کرکے کرناٹک سے
چوتھہ اور سردیسکھی لی جب بادشاہ کو سیواجی اور والی گولکنڈہ کے موافقت کی خبر ملی تو اوس نے
دلیرخان کو لکھا کہ والی گولکنڈہ پر فوج کشی کیجائے اور عبدالکریم وزیر بیجاپور سے اس مہم مین مدد لیجائے
چنانچہ دلیرخان نے گولکنڈہ پر حملہ کیا۔ مگر مادہو پنت (جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا
تھا) نے حملہ کو روکا۔ جنوری ۱۶۷۷ء مین عبدالکریم وزیر مرگیا۔ دلیرخان نے اوسکی جگہہ مسعود خان
حبشی، و داماد سیدی جوہر کو (جو ادہونی کا جاگیردار تھا۔) مقرر کیا۔ جب سیواجی کو یہ حالات معلوم ہوئے
تو اوس نے کرناٹک سے کوچ کیا۔ اور جنجی اور اوسکے مضافات اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی
کے سپرد کیا۔ اور مفتوحہ ملک مین سے قطب الملک کو کچھہ بھی نہ دیا۔ سیواجی کے ادہر آتے
ہی ونکاجی نے کرناٹک پر حملہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ جب سیواجی کو معلوم ہوا تو باپکا تمام ملک

ونکاجی کو دیدیا اور نصف محاصل دینے کا اقرار لے لیا۔ اودہر عالمگیر نے سلطان معظم کو بیجاپور سے خراج وصول کرنے کے لئے لکھکر بہیجا۔ جب دلیرخان نے معہ سلطان معظم کے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ مسعود خان وزیر نے سیواجی سے مدد طلب کی۔ اوس نے وعدہ تو کیا مگر مقابلہ پر نہ آیا بلکہ ازراہ مکاری شاہی ملک پر لوٹ مار مچادی۔ چنانچہ خاندیس دہر نگانون۔ جالنہ کو تباہ وتاراج کیا۔ مگر دلیرخان نے اوسکے ان حرکات پر بالکل توجہ نہین کی۔ اور بیجاپور کے محاصرہ کو نہ چہوڑا۔ مسعود خان نے تنگ آکر پہر سیواجی کو مدد کے لئے لکھا۔ اس دفعہ اوس نے اوسکے بلانے پر فوج لیکر بڑہا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ سنبہاجی (سیواجی کا بیٹا) دلیرخان کے پاس چلا گیا* ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سیواجی کے ہوش اڑگئے اودہر دلیرخان نے یہہ کیفیت بادشاہ کو لکھہ بہیجی بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو قید کرکے روانہ کرو۔ لیکن دلیرخان نے چشم پوشی کی۔ اور سنبہاجی یہان سے بہاگ کر باپ کے پاس چلا گیا۔ جب سیواجی کو بیٹے کی فکر سے نجات ہوئی تو بیجاپوریون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ اور دلیرخان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بیجاپور سے محاصرہ اوٹہالیا۔ اور بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی کو اضلاع کوپال اور بلاری دیکر اوسکے باپکی جاگیر کا بھی پورا اختیار دیدیا۔ اور ونکاجی اس امر سے بردداشتہ خاطر ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ اسکے بعد سیواجی بخار مین مبتلا ہوا اور بعمر ۵۳ سال ۱۶۸۰ع م ۲۴ ربیع الآخر ۱۰۹۱ھ مین انتقال کیا۔** سیواجی کے دو بیٹے تھے۔ ایک سنبہاجی (جو دلیرخان کے پاس سے جانے پر باپ کے حکم سے پنالہ مین قید تھا۔) اور دوسرا راجہ رام جو دس برس کا تہا۔

---

* سنبہاجی ایک برہمن کی عورت سے ملوث تھا۔ اسلئے سیواجی خفا ہوکر چند روز کے لئے قلعہ پرنالہ مین قید کردیا تھا۔ چنانچہ یہہ اوس قید سے بہاگ کر دلیرخان کے پاس آیا تھا ۱۲ مولف

** مولف تاریخ بساط الغنایم لکھتا ہے کہ سیواجی کی دوسری بی بی سورا بائی نے زہر دیکر سیواجی کا خاتمہ کیا۔

سدراجہ رام کی ماں سورا بائی بڑی ہوشیار وعاقلہ تھی۔ اوس نے سیواجی کی موت کو چھپایا۔ اور راجہ رام کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر سنبھاجی کو بھی کیفیت معلوم ہوگئی۔ اور وہ یلغار آیا۔ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈہ کی راج گدی پر بیٹھا۔ ہر ایک نے اطاعت کی۔ جب سنبھاجی مستقل ہوگیا تو سورا بائی کو قتل کرکے راجہ رام کو قید کیا۔ اور پنڈت کلوشا (کب کلس) کو وزیر کیا۔ یہ وہی پنڈت ہے جس نے سنبھاجی کو بنارس مین چند روز رکھکر سیواجی کے پاس پہونچادیا تھا۔ الغرض سنبھاجی نے اپنے مخالفون کو نیست ونابود کرکے ظلم وزیادتی اور عیاشی پر کمر باندہی۔ اور اورنگ زیب و والیان بیجاپور و گولکنڈہ سے بھی بگاڑ کرلی۔ بلکہ انگریزون اور پرتگیزون کو بھی اپنا دشمن بنالیا۔

اب بادشاہ برہانپور سے کوچ کرکے اورنگ آباد آیا۔ اسکے بعد قلعۂ سالیر و رام سیج تلگانون وغیرہ فتح ہوئے۔ غازی الدینخان فیروزجنگ بہادر نے قلعۂ ادہونی کو فتح کیا۔ ۱۰۹۱ھ مین شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا۔ ۷ لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ خرچ ہوے۔ اس اثنا مین میرہاشم پسر سید مظفر وزیر ابوالحسن والی گولکنڈہ سے برداشتہ خاطر ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسکی وجہ یہ تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۵) کیونکہ بعض مفسدون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ سیواجی نے اپنے بیٹے سنبھاجی کو ولیعہد کرنیکے لئے بلایا ہے۔ اور تیرا بیٹا راجہ رام (جسکو تو ولیعہد بنانا چاہتی ہے) محروم ہوجاتا ہے چنانچہ اس وحشت ناک خبر کے سننے سے سورا بائی نے یہہ کام کیا ۱۲ مولف

سلہ کہتے ہین کہ جسوقت سنبھاجی تخت پر بیٹھا تو موجودات خزانہ واسباب کی تفصیل یہہ تھی کہ پچاس ہزار لاکھ ہون۔ زیور طلا ۴ پلہ ۹ کہنڈی۔ تانبا ۱۳ پلہ ۳ کہنڈی۔ آلات آہنی ۲۰ ہزار کہنڈی۔ آلات سرب ۵۰۴ پلہ ۴ کہنڈی۔ آلات جست ۴۰۰ پلہ ۴ کہنڈی۔ چاندی ۴ پلہ ۴ کہنڈی۔ چانول ۵۰ ۲ پلہ

کہ ابوالحسن نے سید مظفر وزیر کو قید کرکے اکنا اور مادنا کو منصب وکالت اور اختیار سلطنت
دیدیا تھا۔ چنانچہ میر ہاشم نے وہان کے تمام پوست کندہ حالات اور ابوالحسن کے ظلم وزیادتی
اور افعال خصائل کے واقعات بادشاہ سے عرض کرکے اپنے باپ کی رہائی چاہی۔ اور
یہہ بھی بیان کیا کہ ابوالحسن نے چند سیر حاصل پرگنے سرکار گولکنڈہ ورانگیر تعلقہ صوبۂ مظفرنگر
کے اس دعوے سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے تصرف کرلئے ہین۔ ان تمام واقعات
کے سننے سے بادشاہ کو حیدرآباد کی تسخیر اور ابوالحسن کے استیصال کی فکر ہوئی۔ شاہزادہ
محمد معظم کو ایک فوج گران کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور مرزا محمد مشرف مسلخان
کو ابوالحسن کے پاس یہہ پیام دیکر بھیجا کہ تمہارے پاس جو دو الماس نایاب ہین اون کو
اور تحائف کے ساتھ معہ پیشکش روانہ کرو۔ اور خفیہ طور پر مرزا محمد کو یہہ سمجھا یا کہ ہم کو الماسون
کی احتیاج نہین ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد یہہ ہے کہ جو افعال قبیحہ ہمارے گوش زد ہوئے
ہین اونکی تحقیقات کیجائے۔ جب مرزا محمد وہان پہونچا تو ابوالحسن نے قسم کہا کر کہا کہ وہ الماس
میرے پاس موجود نہین ہین۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ افواج شاہی بسرکردگی شاہزادہ
محمد معظم و خانجہان بہادر کوکلتاش حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آرہی ہے۔ اب ادہر بھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۶) خشت فولاد ۴ ہزار کہنڈی۔ خردہ (۷۰) لاکہہ روپیہ۔ ۴۵ سبوچے جسمین ۲۲ لاکہہ
ہوین تھے۔ مگر اشرفی اور روپیہ خزانہ مین موجود نہ تہا۔ شاید کہ دوسرون کے تحویل مین ہو۔ اور جواہر خانہ مین
الماس۔ پنّہ۔ مانک۔ پکہراج۔ مروارید۔ مرجان۔ لہسنیہ۔ نیلم۔ گومیدک۔ انگوٹھیان مرصع۔ پڑتلی مرصع
پدک مرصع۔ طرّہ مروارید۔ سرپیچ مرصع۔ چندر نکہہ۔ سیس پہول۔ بازوبند۔ کرن پہول وغیرہ بلاقید شمار
وقیمت تھی تخمیناً ۶۰ کروڑ کے ہونگے۔ جامدار خانہ مین پارچہ پٹنی زردوزی ایک لاکہہ تہان۔ سیلہ
زردوزی وسادہ (۵) لاکہہ تہان۔ پارچہ ابریشمی (۴) لاکہہ تہان شال ۸ لاکہہ۔ کمربند گجرات ۵۰ ہزار

لڑائی کی تیاریان ہونے لگین - الغرض طرفین کا مقابلہ ہوا - کشت و خون کا بازار خوب گرم رہا - فوج شاہی نے فتح پائی - ہرچند محمد معظم نے ابوالحسن کی فہمائش کی - اور بادشاہ کے فرمایشات کی تعمیل پر توجہ دلائی - مگر مفید نہوا - آخر لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا - چنانچہ چار پانچ مہینے اسمین گذر گئے - اس اثنا میں محمد ابراہیم سپہ سالار فوج گولکنڈہ ابوالحسن سے ناراض ہو کر شہزادۂ شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا - جس سے دکھنیون مین اور بھی پریشانی پھیلی - اور ابوالحسن خواس باختہ ہو کر بغیر مصلحت ارکان دولت کے رات کے وقت تمام محلات کو ساتھ لیکر معہ زیور و زر نقد وغیرہ حیدرآباد سے قلعۂ گولکنڈہ مین پناہ گزین ہوا - ادہر شاہی فوج نے حیدرآباد مین لوٹ مار مچا دی اور حیدرآباد کے تجار و ساکنین کو تمام فوج اور شہر کے اوباشون نے اسقدر بیدردی سے لوٹا کہ معاذ اللہ - جدہر دیکھو ہائے - وائے کی فریاد و زاری تھی - آخر ابوالحسن نے شہزادہ کے پاس اپنے معتمد ملازمون کو بھیجکر صلح و امن کی درخواست کی - اب شہزادہ کو بھی رحم آگیا - اسلئے اوس نے کہا کہ اگر تم پیشکش مین سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپیہ سوار - وجہ مقرری سالانہ کے ادا کر کے دونون بھائی اکنا اور مادنا کو بیدخل کرو - اور گڈہی سیرم - پرگنہ کھیر - اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئے ہین دست بردار ہو جاؤ تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۷) کمخواب ۵ لاکھ تھان - ہمرو ایک ہزار تھان سقرلا ۵ ایک لاکھ علاقہ موجودات خوشبو خانہ - وتنبول خانہ مین لونگ ۲۰ ہزار پلہ ۳۰ کھنڈی - جوتری ۳۰ کھنڈی - جوز ۳۰ ہزار کھنڈی - زعفران ۴ کھنڈی عنبر ۱ ہزار کھنڈی - ارگجہ ۲ کھنڈی چندن ۵۰ ہزار پلہ ۵۰۰ کھنڈی صندل ۵ کھنڈی - کافور ۴ کھنڈی عود ۱۰ کھنڈی - گلال ۲ ہزار کھنڈی - منقہ ۵ کھنڈی - اخروٹ ۳ پلہ ۳ کھنڈی - بادام ۲ کھنڈی - کھجور ۳۰ ہزار کھنڈی - کھوپرا ۱۰ کھنڈی - الائچی ۳ کھنڈی - روغن چنبیلی ۵ کھنڈی - روغن چنپا ۵ کھنڈی - روغن خوشبو ۴ کھنڈی - گوگل ۵ کھنڈی ۲ ہلدی ۵۰۰ کھنڈی - مرچ - خشخاش سپیاری وغیرہ بھی صدہا کھنڈی تھی

مین بادشاہ سے عرض کرکے معافی جرائم کی سفارش کریگا - ابوالحسن نے جملہ شرائط منظور کرکے اکنا اور مادنا کے قید مین تامل کیا تو بعض سرداروں نے ان دونون بھائیون کو قتل کرڈالا - اور اونکے سر شہزادہ کے پاس بھیجے - اور ابوالحسن نے سید مظفر کو بھی رہا کرکے شہزادہ کے پاس روانہ کیا -

جب شہزادہ نے بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع دی اور صلح کے لئے درخواست کی تو بادشاہ نے بحسب ظاہر منظور فرمایا - لیکن خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا - اور گرانی غلہ کے باعث شاہزادہ حیدرآباد سے نکل کر کہیر چلا آیا - اور میر ہاشم پسر سید مظفر کچھہ جواہر اور خلعت مصلحتاً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے قریب آیا - لیکن خاص وعام مین یہہ شہرت ہوی کہ جواہر وخلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور رابطہ فریبی کے لئے ہے - اور میر ہاشم حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے چنانچہ اسی خیال سے ابوالحسن کی فوج نے اوسپر دہاوا کرکے میر ہاشم اور ایک دوسردار کو زخمی کیا - اور باقی فوج غارت ہوی - انہین ایام مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے پاس آئے -

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۸) گیہون - چانول - ماش - مونگ - اوہر - روغن زرد - روغن کنجد - ہڑتال - ابرک - شنگرف - اجواین وغیرہ وغیرہ ہزارہا کھنڈی - تلوار - کہانڈہ - برچھا - بھالا - جمدہر - سپر - چلتہ - زرہ - تیر حلقہ کمان وغیرہ کی تعداد بھی ہزارون تھی - ۵۰۰ گھوڑے عراقی ۲۰۰۰ ترکی - ۵۰۰۰ دکھنی - ۱۰۰۰۰ مادیان - ۱۰۰۰۰ یابو - ۳۰۰۰ اونٹ - ۱۰۰۰۰ گاؤ - ۵۰۰۰ جاموش ۱۲۵ فیل - ۱۰۰۰ غلام وچیلہ - ۲۰۰ کنیزان - اور قلعجات کی تعداد تقریباً تین سو سے زیادہ ہوگی - اس تمام اسباب دولت ومقبوضات کی تفصیل کے دیکھنے سے ناظرین سیواجی کی حشمت وثروت کا اندازہ کرسکتے ہین کہ تمام

اب کیقدر حالات بیجاپور کے ملاحظہ فرمائیے - چونکہ سکندر عادل شاہ والی بیجاپور مرہٹون کی مدد کرتا تھا - اسلئے بادشاہ نے شہزادہ محمد اعظم کو فوج شائستہ کے ساتھہ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی نے شاہی فوج کی حالت نہایت زبون کردی - جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو بادشاہ نے غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہنچانیکے لئے مامور کیا - چنانچہ غازی الدینخان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوسوقت پہونچے کہ جب فوج بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا - اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ (جو دارا شکوہ کی بیٹی تہی) عماری مین پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی تہین اور امراکی تسلی و دلدہی مین کوشش کرتی تہین - الحاصل یہہ موقع دیکھتے ہی فیروز جنگ بہادر نے حملہ کرکے شہزادہ کو محاصرہ سے نکال لایا - اور شاہزادہ نے بے اختیار آپکو گلے لگایا - اور بادشاہ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ جیسے حق سبحانہ تعالی نے فیروز جنگ کی تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکہی ہے - ایسی اونکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکہے " - جب بیجاپور کے محاصرہ نے طول کہینچا تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۶ھ مین شولاپور سے بیجاپور آیا - آخر غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر کی سعی و تردد سے ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور فتح ہوا - اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے اوسکو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب عطا کرکے ایک لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر فرمایا اور قلعۂ دولت آباد کی ... کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہہ کہا اور لکہا کہ "بدستیاری فرزند - ارجمند - پلے زیور تنگ

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۹) فہرست ہمارے سامنے اسوقت موجود ہے - مگر بلحاظ طوالت صرف اسیقدر لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۱۲ مولف -

غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید"۔ اسکے بعد نواح بیجاپور کا بندوبست کرکے
۲۲ ذیحجہ ۱۰۹۶ھ کو شولاپور کے جانب کوچ کیا۔ اور وہان سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز
کی زیارت کیلئے گلبرگہ آیا۔ یہان سے سعادت خان صاحب کے نام فرمان بھیجا کہ بہت
جلد ابوالحسن سے پیشکش وصول کرکے روانہ کرو۔ یہان سعادت خان نے ابوالحسن سے
تقاضا شروع کیا تو اوس نے کہا کہ اسوقت سر دست زرنقد پیش کش کا میسر ہونا متعذر ہے
البتہ جو کچھ جواہر میرے پاس موجود ہے وہ پیشکش کے معاوضہ مین گذرانتا ہون۔ چنانچہ ابوالحسن
نے تو عدد خوانچہ جواہر و زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہر ین لگا کے سعادت خان
کے پاس بھیجا۔ اور اوس نے اون خوانچون کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا۔ اسی
اثنار مین معلوم ہوا کہ بادشاہ گولکنڈہ کی تسخیر کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر کے سننے سے
ابوالحسن کی جان نکلی بادشاہ کے پاس عفو جرایم کے عریضے اور تحائف گذرانا۔ مگر مفید نہو
جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو لڑنے پر کمر باندہا۔ انہین ایام مین غازی الدینخان بہادر
ابراہیم گڈہ کو فتح کرکے بادشاہ کے پاس حاضر ہوے۔ ۲۴۔ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ
قلعہ گولکنڈہ سے ایک کوس پر مقیم ہوا۔ اور لڑائی شروع ہوی طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے
چنانچہ اسی جنگ مین قلیج خان بہادر پدر غازی الدین خان بہادر کے دائین ہاتھ مین گولہ لگا
دو تین روز بعد انتقال کیا

بعض غازون اور مفسدون نے بادشاہ کو یہہ سمجہایا کہ محمد معظم۔ ابوالحسن سے سازش
رکہتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ شہزادہ سے ایسا بدگمان ہوا کہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ کو محمد معظم
اور اوسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا۔ اور تمام کارخانے ضبط کرلئے
بلکہ اوسکی بیگم نور النسا بیگم کو بھی مقید کیا۔ اسکے بعد لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ الحاصل

اور آخر ذی قعدہ ۱۰۹۸ھ مین روح اللہ خان نے رنست خان افغان پنّی کی وساطت سے عبداللہ خان (جو ابوالحسن کا معتبر ملازم تھا) کو ایسا پرچایا کہ اوس نے قلعہ مین آنے کے لئے راستہ دیدیا۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان بختیار خان۔ رنست خان صف شکن خان وغیرہ حصار کے اندر داخل ہوے۔ اور شاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ پر منتظر ٹہرا۔ اس موقع پر عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا۔ اور خوب لڑا یہانتک کہ زخمون مین چور ہو گیا۔ جب ابوالحسن کو معلوم ہوا تو محل خاص مین آیا۔ سب کو تسلی دی۔ اور کہانا طلب کیا۔ اتنے مین روح اللہ خان اور بختیار خان پہونچے۔ جب ابوالحسن کہانے سے فارغ ہوا تو مالہ ہاے مروارید گردن مین ڈال کر گھوڑے پر سوار۔ محمد اعظم کے پاس آیا۔ اور مالہ مروارید گردن سے اتار کر نذر دیا۔ شاہزادہ نے اوسکو قبول کر کے پیٹھ پر ہاتھ رکہا۔ اور تسلی دی۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس لایا۔ پادشاہ نے عزت کے ساتھ دولت آباد بہیجدیا۔ اور اوسکے اخراجات وغیرہ کیلئے معقول وظیفہ مقرر کیا۔ ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ ۶۸ لاکہہ ۱۵ ہزار ہون۔ ۲ کروڑ ۵۳ ہزار روپیہ یعنے جملہ ۶ کروڑ ۹۰ لاکہہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ اسکے سوا جواہر و مرصع آلات وظروف طلا ونقرہ۔ اور جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۱۵ کروڑ ۱۳ لاکہہ ۱۰ ہزار دفتر مین لکہی تھی۔

جب حیدر آباد کے انتظام سے بادشاہ فارغ ہوا تو ولایت سکہر (جو حیدر آباد و بیجاپور کے درمیان واقع ہے) پر حملہ کر کے اوسکو بھی تسخیر کیا۔ اور نصرت آباد نام رکہا۔

انہین ایام مین شیخ نظام حیدر آبادی الملقب بہ مقرب خان نے (جو کولاپور مین رہتا تھا) سنبہاجی کا عشرتکدہ (جو سنگمیر مین تہا) دریافت کر کے یلغار سر پر پہونچا۔ راجہ صاحب مع رفقا کے نشہ مین چور تھے۔ اسلئے کچھ بن نہ پڑی۔ اور مقرب خان نے

سنبہاجی اور کلوشا پنڈت کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے اسلام کی
دعوت کی۔ سنبہا نے انکار کیا۔ اور بہت کچہہ سخت و سست بادشاہ کو کہا۔ بادشاہ غصہ
مین آکر پہلے اوسکی زبان کٹوائی۔ پھر آنکھوں مین لوہے کی سلائیان پھروائین۔ اسکے بعد
گردن اڑائی۔ اور کلوشا کا بھی کام تمام کیا۔ جب سنبہاجی مارا گیا تو سنبہاجی کی بی بی جیسو بائی
اور اوسکے بہائی راجہ رام نے سنبہاجی کے بیٹے ساہو کو رائےگڈہ مین تخت نشین کیا۔ لیکن
اعتقاد خان الملقب بہ ذوالفقار خان نے قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ھ
کو وہ شیرخوار راجہ اور اوسکی مان گرفتار ہوکر آئے۔ لیکن بادشاہ نے اونکو قید و قتل نہین
کیا۔ البتہ یہہ تاکید کی کہ ہٹون سے نہ ملین۔ اس اثنا مین قلعہ پنہالہ وغیرہ بھی ذوالفقار خان
نے فتح کئے۔ اور راجہ رام پائین گہاٹ کو بھاگ گیا۔ اور مہارشٹر کے اضلاع کا دورہ کرکے
جنجی مین راجگدی پر بیٹھا اور اوسکے طالع کی یاوری سے ایک صلاح کار معقول پنڈت پہلاد
ہاتھہ لگ گیا۔ اب بادشاہ نے قلعہ جنجی کی تسخیر کے لئے ذوالفقار خان کو روانہ کیا۔
اور مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ اودہر شاہی ملک مین راجہ رام
کے دو چالاک و لایق سپہ سالار سنتاجی گہورپوری اور دھناجی نے خوب لوٹ مار مچادی۔
کام بخش نے قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح مین بہت کوشش کی۔ مگر بیسود ہوئی آخر بادشاہ نے
بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجکر شاہزادہ کو ذوالفقار خان کی مدد کے لئے
جنجی روانہ کیا۔ جب شاہزادہ جنجی آیا تو ذوالفقار خان کو ناگوار گذرا۔ اور اوس نے
جنجی کے تسخیر مین نرمی شروع کردی۔ جس سے صرف محاصرہ مین پانچ برس گذر گئے
اور قلعہ فتح نہو سکا بادشاہ اس معاملہ پر خبر پاکر شاہزادہ اور عمدۃ الملک کو طلب کرلیا
اور ذوالفقار خان کو بدستور رہنے دیا۔ پھر کیا تھا ذوالفقار خان نے شعبان سنہ ۱۱۰۹ھ مین

جنجی کو فتح کیا۔ مگر راجہ رام اور اوسکے اہل وعیال کو نکل جانے دیا۔ چنانچہ بادشاہ اس موقع پر حمید الدین خان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا وحربی گریخت۔ گرفتنش چندان کارے نبود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ الغرض اس فتح سے متعدد قلعے ملک کرناٹک کے اور کئے بنادر فرنگ ممالک محروسہ مین ایزاد ہوئے اس اثنار مین سنتاجی اور دہناجی کی آپس مین رقابت وعداوت پیدا ہوئی۔ اور مرہٹون کے اتفاق کو کیڑا لگ گیا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے ابوالحسن والی گولکنڈہ کی چار لڑکیان جو ناکتخدا تہین اون کے شادیکی تجویز کی بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتون پر وضو کیوقت پانی ڈالنے کے لئے مقرر کیجاؤن تو باعث فخر ہے۔ بادشاہ نے اوسکا یومیہ مقرر کرکے اوسکو باپ کے پاس رہنے دیا۔ دوسری لڑکی کو سکندر عادل شاہ والی بیجاپور سے شادی کرکے اوسکو حبس مین اوسکا ہمدم بنایا تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندہا۔ چوتھی لڑکی کو نقشبند خان کے خاندان مین بیاہ دیا۔ جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔ اس عرصہ مین روح اللہ خان میر بخشی اور امیر الامرا شائستہ خان نے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوگیا تھا۔ مگر بفضلہ تعالی شفا حاصل ہوئی بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے خواب مین آکر اوسے اچھا کردیا۔

اسکے قبل ایک مقام پر لکھا گیا ہے کہ بادشاہ نے محمد معظم کو قید کردیا تھا۔ چنانچہ انہین ایام مین محبت پدری نے جوش کہایا۔ اور شاہزادہ رہا کیا گیا اور بادشاہ نے بہادر شاہ کا خطاب عطا کرکے اکبر آباد کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ اور اوسکے دونون بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو بھی ہمراہ کیا۔

سنتاجی اور دہناجی کی عداوت نے اسقدر ترقی کی کہ ایک دوسرے کے دشمن جانی ہوگئے
آپس مین خوب لڑائیان ہوئین سنتا شکست پاکر پہاڑون مین بہاگ گیا۔
بادشاہ نے غازی الدینخان فیروز جنگ کو اوسکی گرفتاری کا فرمان بہیجا اس حکم کے پہونچتے ہی آپ
اوسطرف روانہ ہوئے۔ اسی اثنا مین ناگوجی میا نے دیسمکھ مہسور نے (جسکے بہائی کو سنتا نے
ایک موقعہ پر ہاتہی کے پاؤن تلے کچلوادیا تہا) سنتا کے بہاگنے کی خبر پاکر اپنے آدمیون
کے ساتہہ سنتا کے تعاقب مین گیا۔ اور اوسکو قتل کرکے اوسکا سر توبرہ مین ڈال گہوڑے
کے پیچہے باندہ دہناجی کے پاس خوشخبری دینے چلا۔ اتفاقاً راستہ مین وہ توبرہ گر پڑا۔
اور فیروز جنگ بہادر کے ہمراہیون کو ملا۔ اور آپکے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ نے فوراً
اوس سر کو خواجہ بابا کے ہاتہہ بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ و شکرانہ الٰہی بجالایا
اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیکر سنتا کے سر کی تشہیر تمام بلاد دکن مین کرائی۔ گو سنتا
کے وجود سے دنیا پاک ہوئی۔ مگر مرہٹون کی خیرہ سری اور قزاقی نہ گئی۔ اسلئے بادشاہ
نے مرہٹون کے قلعون کی تسخیر کے لئے خود ارادہ فرمایا۔ چنانچہ پہلے بسنت گڑہ فتح ہوا
کلید فتح اس قلعہ کا نام رکہا گیا۔ پہر قلعہ ستارہ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کا بہت
نقصان ہوا۔ لیکن جب محاصرہ مین سختی کیگئی تو قلعدار نے امان چاہا۔ اور محمد اعظم کی
وساطت سے یہ قلعہ فتح ہوا۔ اسلئے اعظم تارہ بادشاہ نے نام رکہا۔ ۲۵۔ رمضان ۱۱۱۱ھ
کو خبر آئی کہ راجہ رام برار سے گہر جاتا تہا راستہ مین مرگیا۔ تین خردسال بیٹے اور دو رانیان چہوڑ
گیا۔ ۱۰۔ شوال کو اطلاع ہوئی کہ مرہٹون نے اوسکے بڑے بیٹے کو جانشین کیا تہا۔ مگر وہ
بہی چیچک سے مرگیا۔ اب راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی نے اپنے بیٹے کو گدی نشین
کیا ہے۔ ان متواتر خوشخبریون سے بادشاہ نے شادیانۂ فتح کے بجانے کا حکم دیا۔ اور خود

دوگانہ شکر ادا کیا۔ اسکے بعد قلعہ پرلے تسخیر کرکے بادشاہ نے بہوسال گڈہ کی جانب کوچ فرمایا۔ ۸ ۲ ربیع الثانی کو شب کے وقت غیر موسم بارش اس زور وشور سے ہوی کہ سیلاب بلا مین تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہر طرف فریاد و الامان بلند ہوئی۔ اسیوقت بادشاہ جائے ضرورین تھا۔ سمجھا کہ دشمن نے ناگہان حملہ کیا ہے۔ جس سے یہہ شور وغوغا مچا ہے چنانچہ اس اضطراب مین اٹہا۔ پاؤن پہسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہوی۔ اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتہہ آئی۔ اسکے بعد لشکر شاہی نے قلعجات پرنالہ ۔ داروں گڈہ۔ ناندگیر۔ چندن۔ وندن فتح کئے۔ جنکے نام علی التسلسل بادشاہ نے بنی شاہ درگ۔ صادق گڈہ۔ نام گیر۔ مفتاح۔ مفتوح رکہے۔ اب پادشاہ۔ قلعہ کہیلنا کے جانب روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم واستوار تہا۔ چنانچہ اس قلعہ کی تسخیر مین فوج شاہی کو نہایت مصائب وسختیان جہیلنی پڑین۔ اور اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور ایک مدت کے بعد قلعہ فتح ہوا بادشاہ نے اسکا نام سخر لنا رکہا۔ اسکے بعد قلعہ بہادر گڈہ اور کندانہ فتح ہوے۔ اور بارش کا موسم سر پر آیا۔ بادشاہ نے لشکریون کے آرام کے لئے برسات کا موسم پونہ مین گذارا۔ اس اثنار مین شاہزادہ کام بخش کا بیٹا محمد محی الدین (جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا) بعمر دہ سالہ انتقال کیا۔ اور شیخ صلاح الدین کی مزار کے پاس دفن کیا گیا۔ اسلئے بادشاہ نے پونہ کو محی آباد سے موسوم کیا۔ اب بادشاہ قلعہ راج گڈہ کی فتح کو چلا۔ یہہ قلعہ نہایت تنگ وتاریک مقام پر سیواجی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی تسخیر مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ آخر دو مہینے کے محاصرہ مین ہاماجی قلعہ دار نے پناہ مانگی اور قلعہ کے کنجیان حوالہ کین۔ اسکا نام بادشاہ نے نبی شاہ گڈہ رکہا۔ پہر قلعہ تورنا فتح ہوا۔ اور وہان سی قلعہ واکنکیر کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کی فتح مین چین قلیچ خان بہادر آصف جاہ

اور محمد امین خان بہادر تردداتِ شائستہ بجالائے۔ اور اس محاصرہ مین اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور فوج شاہی کا بہت بڑا حصہ تلف ہوا۔ لیکن آخرالامر فتح نصیب ہوئی۔ اور بادشاہ نے اس قلعہ کا نام رحمٰن بخش رکھا۔ انہین ایام مین بادشاہ بہ ردمفاصل کی وجہ سخت علیل ہوگیا۔ غشی اور بیخودی کی نوبت آئی۔ بلکہ ایک دو دفعہ ناخوش خبرین بھی مشہور ہوگئین۔ مگر حکیم حاذق خان (صادق خان) نے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔ اب بادشاہ وہان سے کوچ کرکے احمدنگر آیا۔ اور فرمایا کہ احمدنگر مکانِ اختتامِ سفر ماست۔

بادشاہ کی قلعہ گیری سے مرہٹون کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہ دیا۔ ہرچند بادشاہ نے خود اونکے ملک مین اگر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا۔ کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ بڑے بڑے قلعے فتح کئے۔ اور مرہٹون کو پے خان ویران کیا۔ مگر وہ بھی اپنے مادۂ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔

جب شاہزادۂ محمد اعظم نے باپ کے اعلالت کی خبر سنی تو احمدآباد سے آنا چاہا۔ اور آب وہوا کی ناموافقت کا بھی عذر کیا۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی اور لکھا کہ ماہم در ایام انحرافِ مزاج اعلیحضرت عرضداشت ہمین مضمون ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بایشان سازگار است مگر ہوائے نفس اتاوہ۔ لیکن محمد اعظم نے مکرر اجازت چاہی۔ بادشاہ نے طوعاً وکرہاً طلب فرمایا۔ اوسنے اپنے بیٹے محمد عظیم کو جو عظیم آباد پٹنہ مین تھا بھی بلالیا۔ چنانچہ محمد اعظم حضور مین رہکر عمدۃ الملک اسد خان اور ایک جماعت کثیر کو اپنا رفیق بنایا۔ علاوہ برین اوسکو اپنی شجاعت کا بھی غرور تھا۔ اور احمدآباد مین کچھ خزانہ اور لشکر بھی جمع کرلیا تھا۔ اب یہان اس تاک مین تھا کہ بادشاہ کے رکاب مین جو خزانہ اور فوج ہے اوس پر بھی قبضہ کرلے۔ اور انہین وجوہات بالا سے اپنے برادر کلان محمد معظم بہادر کو کچھ بھی ہستی نہین

سمجھتا تھا - اور کام بخش کا تو عدم و وجود اوسکے نزدیک ایک تھا - جب بادشاہ نے اوسکی اطوار و ارادہ پر نظر ڈالی تو یہہ کام کیا کہ محمد کام بخش کو بیجاپور روانہ کیا - اور محمد اعظم کو حکم دیا کہ صوبہ مالوہ چلا جائے - جب یہہ دونون شاہزادے روانہ ہوئے تو بادشاہکو بخار شدت کے ساتھہ چڑہا - چار روز تک باوجود اشتداد مرض پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی - اس حالت مین حمید الدین خان نے منجمون کی تجویز سے عرضی بھیجی ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت صدقہ کیا جائے - بادشاہ نے اوس پر لکھا کہ "تصدق فیل تصدق بر آوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است - چار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانند" اور یہہ بھی لکھا کہ "این خاکسار رہ ازود بمنزل امل رسانند بخاک سپارند و بہ ترتیب تابوت نہ پردازند" - کہتے ہین کہ بیٹون کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو دیا تھا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا - جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبون پر قبضہ کرے - اور دلی کو دار السلطنت بنائے - اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر سارے دکن سمیت قابض ہو - اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرائے - مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستین کام بخش پاس رہین - اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اوسنے اپنی تجہیز و تکفین کے نسبت یہہ لکھا تھا - کہ "ساڑہی چار روپیہ جو میرے ہاتہہ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین - اوسمین تجہیز و تکفین ہو - اور آٹھہ سو پانچ روپیہ جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوے ہیں - مساکین مین تقسیم ہون" - الحاصل ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ م ۵۱ جلوس روز جمعہ بادشاہ نے صبح کی نماز پڑہکر کلمۂ توحید کا ذکر شروع کیا اور ایک پہر دن چڑہے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا - قاضی و علماء و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے - جنازہ کی نماز پڑہی

نعش کو خوابگاہ مین رکہا ۔ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اڑدو سے ۵ علی
سے ۵۲ کروہ پر تھے ۔ زور شنبہ کو آئے ۔ محمد اعظم روز دوشنبہ نعش کو اپنے کندہے پر
رکھکر دیوان عدالت تک لیگیا ۔ اور آگے اوسکو روانہ کیا ۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین
بادشاہ نے اپنے عین حیات قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا ۔ اور کئے
سیر حاصل دیہات و پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کئے گئے
اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے
مقرر ہوئے ۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ۲½ گز ہے
اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہیں ہے ۔ تعویذ مجوف ہے ۔ کہ اوسکو خاک سے
پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین ۔ بادشاہ کا نام مرنیکے بعد خلد مکان رکھا گیا ۔ مدت
عمر ۹۱ سال ۱۳ یوم اور ایام سلطنت ۵۰ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم تھے ۔
عالمگیر خدا پرست ۔ سچا دیندار تھا ۔ خوف الہی اوسکو ہمیشہ رہتا تھا ۔ چنانچہ اوسکے آخری
وقت کے خطوط اس امر کی شہادت دیتے ہین ۔ کلمات طیبات مین ناظرین ملاحظہ کرین ۔ یہان
اونکا لکھنا محض طوالت ہے ۔ عالمگیر کے اعمال و افعال و عقاید حنفی مذہب کے مطابق تھے ۔
فرایض خمسکا پابند تھا ۔ نماز پنجگانہ مسجد مین جماعت کے ساتھہ ادا کرتا تھا ۔ سنن و نوافل و
مستحبات بہی برابر جاری تھے ۔ رمضان المبارک کے تیس روزے اور تراویح و ختم کلام مجید
بہی ناغہ نہوتا تھا ۔ علاوہ رمضان کے روزون کے ہر ہفتہ مین ۳ دن دوشنبہ ۔ پنجشنبہ ۔ جمعہ
کو بہی روزہ رکہتا تھا ۔ اعتکاف بہی بیٹہتا ۔ زکواۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا ۔ اداے
مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج نہ کر سکا ۔
لیکن حاجیان حج کے ساتھہ بہت کچہہ رعایت کرتا تھا ۔ ہمیشہ باوضو رہتا ۔ کلمۂ طیبہ اور

اذکار و اد عیہ ماثورہ کو پڑہتا۔ لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا۔ اہل اللہ سے اکثر صحبت رہتی تھی۔ کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز رہتا۔ کبہی اوس نے شراب کو لب نہین لگایا۔ سوائے۔ وجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہین کی۔ سرود کے استماع سے بھی۔ کلی پرہیز تھا۔ لباس نامشروع کبھی نہین پہنا۔ ظروف نقرہ و طلا کو مطلقاً کام مین نہین لایا۔ زرد و زبہی جواہر نگار۔ رنگین لباس خود بھی چہوڑ دیا۔ اور امرا کو بھی منع کیا۔ ضلالت وجہالت۔ مناہی و ملاہی کے رسوم مٹانے مین کمال درجہ سختی کی۔ کسبیون کو شہر کے باہر آبادی سے دور رہنے کا حکم دیا۔ اور امتیاز کے لئے لال کپڑے پہننے کا فرمان صادر کیا۔ چنانچہ اسیوجہ سے انگریزون نے کسبیون کا نام لال بیوی مشہور ہوا۔ عالمگیر نے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ بلکہ اوسکے عہد کی تاثیر سے دار الخلافہ کے اطراف مین خودبخود ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ بلغور ہا۔ نے (محتاج نہا۔ نے) متعدد دار الخلافہ اور شہرون مین غربا و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ بادشاہ علوم دینیہ۔ تفسیر حدیث فقہ سے بخوبی واقف تھا۔ علاوہ برین حافظ قران تہا۔ خط نسخ کے لکھنے مین کمال قدرت تھی۔ نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا۔ انشا پردازی اور نظم مین اچھا ملکہ تھا۔ فارسی۔ ترکی۔ چغتائی زبان خوب کرتا تھا۔ فتاوی عالمگیری اسی بادشاہ کے عہد کی نادر و بیمثل یادگار ہے۔ اور خاص بادشاہ کے تصنیفات۔ کلمات طیبات۔ رقائم کرام۔ دستور العمل آگاہی بیش بہا نسخے ہین۔ اور ایک کتاب آداب عالمگیری ہے جسمین قابل خان نے اورنگ زیب کے مکتوبات جمع کئے ہین۔ وسعت ممالک جس پر عالمگیر بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا۔ اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی۔ جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی۔ جزائب

برٹش گورنمنٹ کے احاطۂ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین ہے۔ اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہے۔ محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کے قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کسقدر محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا۔ اور کتنا سائر الواب سے اب ان دونون کو بالتفصیل بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ علاوہ برین اکثر مورخون کے بیان مین آمدنی سلطنت کے متعلق بہت کچھ اختلاف پیدا ہے چنانچہ برنیر ۲۲ کروڑ۔ تھیونوٹ ۲۶ کروڑ۔ بجنا و رمان ۳۰ کروڑ۔ نقشہ جات سرکاری ۳۴ کروڑ۔ منکی ۴۳ کروڑ۔ ریمیوسیو ۳۰ کروڑ۔ ریم ہاکنس ۵۰ کروڑ۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری ۸۰ کروڑ۔ طامس صاحب ۹۰ کروڑ لکھتے ہین۔ ان آمدنیون مین ایک اختلاف اور بھی ہے۔ یعنے بعض نے تو کل سلطنت کی کل آمدنی بھی بتلائی ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ صرف سائر کی یا زمین کی آمدنی اسقدر تھی۔ واللہ اعلم بالصواب عالمگیر کے اور اوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اوس نے اپنے بیٹون کو طاعت و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور ہر طرح کے ہنر سکھا دئے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر ضرورت آگاہ اقسام کے خطوط لکھنے سے ماہر۔ زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقاید حق اور احکام ضروریۂ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مجید مین مشاق تھین۔ بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین۔ جنکے نام و تاریخ ولادت و وفات نقشہ مندرجہ صفحہ (۴۹۲) مین ملاحظہ کیجئے۔

نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	زیب النساء	۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۹ء	۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۳ء	۶	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء	۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۷ء
۲	محمد سلطان	۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء	۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۸ء	۷	اعظم شاہ	۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء	۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۸ء
۳	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۲ء	۸	اکبر شاہ	۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۴	زینت النساء	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۱۰ھ / ۱۷۰۰ء	۹	مہر النساء	۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۵	بدر النساء	۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء	۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء	۱۰	کام بخش	۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء	۱۱۲۰ھ / ۱۷۱۰ء

بیٹون کے حالات ملاحظہ کیجیے۔ اول محمد سلطان نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ کلام مجید عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کی نوشت وخواند مین بہرۂ کافی رکھتا تھا۔ دوم محمد معظم شاہ عالم۔ نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ قرآن۔ علم قرأت وتجوید سے آگاہ ایام شباب کو تحصیل علم مین ایسا صرف کیا کہ علم حدیث مین اوسکو قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ مین قرآن وحدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی خوب بولتا تھا۔ اقسام کے خطوط مین استاد۔ اکثر شب کو نوافل ادا کرتا۔ نماز ووظائف وتلاوت قرآن مجید روزانہ برابر جاری تھی۔ اوقات کا پابند۔ انصاف پسند۔ رحم دل۔ سیدھا سادا تھا۔ سوم محمد اعظم۔ ایرس بانو بیگم دختر شاہ نوازخان صفوی کے بطن سے تھا۔ بادشاہ اسکو بہت پیار کرتا اور مصاحب سے بدل وبدل نزدیک کہتا تھا۔ چہارم محمد اکبر۔ دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بادشاہ اسکی دو خوبیان بتلاتا ہے ایک نماز جماعت سے پڑھتا

کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور مخالفان دین سے کچھ باک نہین رکھتا۔ دوم مشہد معلی مین امام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی تہی۔ پنجم کام بخش۔ بائی اودیپور کے بطن سے حافظ قرآن کتب متداولہ مین سب بہائیون سے زیادہ ماہر۔ ترکی زبان اور اقسام کے خط لکھنے مین مہارت شجاعت وسخاوت جبلی تھی۔

بیٹیون کا حال یہہ ہے کہ اول زیب النسا بیگم۔ بیگم کے بطن سے۔ حافظ کلام مجید تھی (جسکے عوض بادشاہ نے ۳۰ ہزار اشرفیان دی تہین۔) علوم فارسی وعربی مین بہرۂ تمام۔ اقسام خطوط نستعلیق۔ وشکستہ۔ مین خوشنویس۔ علم کی قدرشناس تصنیف وتالیف مین مصروف رہتی تھی۔ علما صلحا۔ فضلا شعرا۔ اکثر انعام سے مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ ملا صفی الدین اردبیلی (جو کشمیر مین رہتا تھا۔) نے اوسکے حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرکے زیب التفاسیر نام رکھا۔ علاوہ اسکے اور بہت سی کتابین اور رسالے اوسکے نام پر تصنیف ہوئے ہین۔ دوم زینت النسا بیگم یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی۔ عقاید حقیہ واحکام ضروریہ ودینیہ سے آگاہ۔ اول درجہ کی سخی تھی۔ سوم بدرالنسا بیگم نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ قرآن مجید۔ علم دینی سے واقف تھی۔ چہارم زبدۃ النسا بیگم۔ یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی۔ سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا۔ جس مہینہ مین باپ مرا اوسی مہینے مین یہہ بھی مرگئی۔ پنجم مہر النسا بیگم۔ اورنگ آبادی محل کے بطن سے۔ ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ ۱۱۱۶ھ مین وفات پائی۔

جلوس محمد اعظم شاہ بہادر

محمد اعظم شاہ جب عالمگیر کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوا تو امرا حاضرین مدمہ محل کی تسلی اور

تالیف قلوب کی - اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنیکا حکم دیا - اور مضمون کے کہنے سے ۱۱۱۸ھ [illegible]
کو تخت شاہی پر جلوس فرمایا - اور سکہ پر یہہ شعر منقوش ہوا - شعر سکہ زد و جہان بدولت و جاہ
بادشاہ ممالک اعظم شاہ ۔ شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا - اوسکو اپنی نیابت مین
مقرر کیا - اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شہزادہ کو حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہونچکر حکم
کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کو
پہونچایا تو اوس نے کہا کہ اب ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہوگیا - عالمگیر بادشاہ کی قدر
خلقت نہین جانتی تھی - اب اس سے زیادہ کچھ نہین ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت
نصیب ہو اور خونریزی ہو - اس عرصہ مین عید الضحیٰ آئی - ابراہیم خان ناظم نے اعظم شاہ کے نام کا خطبہ
پڑھایا - ابراہیم خان چاہتا تھا - کہ بیدار بخت کو آگرہ جانیکا حکم ہو تو مین ساتھہ جاؤن - اگر اعظم شاہ
کے دل مین بیدار بخت کی جانب سے وسوسہ نہوتا تو اوسکو اکبر آباد بھیجدیتا - جہان بیدار بخت کا
خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا - اور وہان نو کروڑ روپیہ سوا اشرفی و روپیہ غریب نواز (جو پانسو تولہ
وزن مین تھا) وطلا ونقرہ وآلات غیر مسکوک کے موجود تھا - وہ ہاتھہ آتا - قلعدار منتظر تھا کہ
وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو خزانہ وقلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل اور رائے
صائب کے موافق تھا - مگر تقدیر الٰہی مین کچھہ اور تھا -

اب کام بخش کی سنئے کہ اوسکو قلعہ پرینڈہ مین باپ کے مرنیکی خبر ہوئی - اور محمد امین خان ایک
جمعیت کو لیکر اعظم شاہ کے پاس چلا گیا - جس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ پڑا - لیکن احسن خان
نے باقی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور کے تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا - اور نیاز خان قلعدار
سے قلعہ کی کنجیان لین - اب کام بخش نے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کرکے
بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو تقرب خان کا خطاب دیکر قلمدان وزارت عطا کیا - اور

جشن جلوس کرکے خطبے میں اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا۔ اور سکّہ* میں یہہ شعر مسکوک کرایا۔ شعر

در دکن زد سکّہ بر خورشید و ماہ + بادشاہ کام بخش دین پناہ + اسکے بعد کام بخش نے گلبرگہ

*ہم نے اس کے قبل اسی تاریخ میں ایک مقام پر نظر بندن سے وعدہ کیا تھا کہ سکّے کے تاریخی حالات کسیقدر تفصیل کے ساتھہ لکھینگے۔ مگر موقع نہین ملا۔ اب ہم یہان اوس وعدہ کو ایفا کرتے ہین۔

سکّہ عربی لفظ ہے۔ جسکے معنے کوچہ۔ محلہ۔ راستہ۔ بازار کے ہین۔ اور واون آہنی ٹکڑونکا نام ہے جسپر حرف یا تصویر کندہ ہوتی ہے۔ اور اوسکے اندر چاندی اور سونیکی ٹکلی رکھکر نقش ابھارتے ہین۔ عربی مین ندیم و ندم۔ اردو مین بالا بائی۔ اور اصطلاح زبان فارسی مین بھی طرزہ روش مستعمل ہے۔ اور عرف عام مین اوس فلز مسکوک کو کہتے ہین۔ جسپر بادشاہ یا حاکم وقت کا کچھہ نشان ہو۔ اور داد وستد خرید و فروخت مین کام آئے۔ پہلے زمانہ مین سکّے مختلف دہاتون کے بنتے تھے۔ چنانچہ یونانیون نے لوہے کا سکّہ بنایا تھا۔ پہر تانبے۔ پیتل اور چاندی کا جاری کیا۔ رومیون نے بہرت کے سکّے بنائے تھے۔ چین میں ابتک پیتل کا صور اغدار پیسہ اور چاندی کا روپیہ رائج ہے۔ ہندوستان اور یورپ مین تانبے کا پیسہ۔ چاندی کا روپیہ۔ اور سونے کی اشرفی چلتی ہے۔ لیکن ہر ولایت مین پیسے اور روپیہ کے نام مختلف ہین۔ اب بہی سکّے مختلف دہاتون کے بنتے ہین زیادہ تر بادشاہون کے سنہ جلوس سے اور کبھی بیادگار واقعات عظیم جاری کئے جاتے ہین جو ان مین جاری کنندہ کا نام یا تصویر ہوتی ہے۔ اکثر دیوتاؤن اور جانورون کی شکلین۔ درختون اور پھلون کی صورتین بھی بنائی جاتی ہین۔ اگلے زمانہ کے آدمی دہاتون کو صاف کرنا نہین جانتے تھے۔ اسلئے اونکے سکّے بدصورت ہوتے تھے۔ شاہان روم نے کئی دہاتون کو ملاکر سکّے بنوائے تھے۔ پہلے پہل دنیا مین سکّون کا رواج ممالک شرقیہ سے ہوا۔ پہر اور جگہہ پہیلا۔ ابتدا اسکی تانبے سے ہوئی پہر سونے تک پہونچی۔ اس ابتدائی حالت مین کوڑیونکا بھی نام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بجز ہندوستان کے کسی ملک مین کوڑیون نے یہہ رتبہ نہین پایا ہے۔ جو سکّہ کی حد مین داخل ہوسکین۔ تاریخون سے یہہ بہی

وو النکیرو کو تسخیر کیا - اور احسن خان کو قلعۂ کرنول کی تسخیر پر بھیجا - یوسف خان قلعدار کرنول نے احسن خان کو تین لاکھہ روپیہ دیکر اس بلا کو سر پر سے ٹالا - اب یہان سے احسن خان نے ارکاٹ کا رخ کیا - اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۵) پایا جاتا ہے کہ قیمت کا سکہ اول چین مین جاری ہوا - بعض سکے ولادت مسیح سے دو ہزار سال پیشتر کے ہین - کتب تواریخ یہہ بھی بتا رہے ہین کہ اول چینیون نے کاغذ کا سکہ (نوٹ) تجویز کیا تھا - اس صدی مین مغل قبلا خان فاتح چین نے اس سکہ کو زیادہ تر رواج دیا - اور ملک فارس مین کیخاتو نے سکۂ مذکور کا ناقص نمونہ جاری کیا -

ابتدا مین دہاتون کے ٹکڑے ہی چلتے تہے - اون پر کچھہ نقش وغیرہ نہو تا تھا - سکہ ہائے یونانی کی تعداد وزن پر محسوب ہوتی تھی - یونان مین طالیت نام سکۂ تقیش سیر کا تھا - اور بھی مختلف وزن و شکل کے طالبت تھے - ہیرو دوطس مورخ کا بیان ہے کہ ملک لیدیا مین جو یونان کے قریب ہے سکون پر نقش شروع ہوے - یونانی سکون کے حاشیے کٹے ہوتے تہے - اور وہان کا درم ۶۶ گرین (ایک گرین آدہی رتی کے قریب ہوتا ہے) کا ہوتا تھا - اور پانچ آنہ مین چلتا تھا - مورخین کے بیان سے پایا جاتا ہی کہ حضرت مسیح سے چارسو سال قبل یونان مین تانبے کے سکے چلتے تھے - اور تین سو برس پہلے چاندی کے سکے جاری ہوے - بعض مورخ کہتے ہین کہ سونیکا سکۂ فیلقوس بادشاہ مقدونیہ سے پہلے جاری نہ تھا - لیکن جیلین شاہ جزیرۂ صقلیہ کے طلائی سکے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فیلقوس سے پہلے سے جاری تھا اسلئے کہ جیلن جزیرۂ صقلیہ مین حضرت مسیح سے چارسو اکیانوے برس پیشتر حکمران تھا - رومیون نے اہل صقلیہ سے سکے سیکھے - اور مدت تک روم مین تانبے کے سکے رائج رہے - پھر چاندی کے جاری ہوئے - رومیون کا ایک سکہ دس روپیہ قیمت کا تھا - قسطنطین شاہنشاہ روم نے اپنے آخر زمانہ مین ایک نئے قسم کا سکہ ایجاد کیا تھا - اور اوسکا نام فولس (ضرۂ زر) رکھا تھا - اسکا رواج ترکستان میں اب تک ہے - روم مین نہایت قدیم سکۂ دینارائی تھا اور پیولٹون - رومیون کی شکلین بنی تھین سکندر کے سکۂ اکثر صاف تھے

اعظم شاہ وسط ذیحجہ مین جمدۃ الملک امیر الامرا اسدخان اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و دیگر امرائے نامدار کو ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کو چلا۔ لیکن تین جلیل القدر مغلون کے سرگروہ سردار یعنی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۶) اسلامی سکے دو طرح کے ہین ایک سکۂ نقرہ دوسرا سکۂ طلا۔ درہم و دینا کا وجود قرآن مجید کی عبارتون مین بھی پایا جاتا ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ نام قدیمی ہین نہ اصطلاحی۔ یہی سبب ہے کہ مختلف زبانون مین بھی ایک لفظ مختلف تلفظات سے مستعمل ہے جس سے زبان کے قومی اتحاد کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ عرب مین درہم۔ فارس مین درم۔ لاطینی مین ڈرام۔ اور ہندی مین دام کہا جاتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب نے سلطنت وحکومت پلٹنے پر بھی کبھی سکہ کو ایجاد نہین کیا۔ بلکہ جس زمانہ مین سلاطین یمن و ملوک حمیر کا دورہ تھا اوسوقت بھی سکہ کو رواج مین دوسرے ہی ملکون کا زیر بار احسان رہا۔ یہی وجہہ ہے کہ لفظ درہم فارسی کا معرب ہے اور دینار (سکۂ طلا) اصل مین قصبۂ دینور کے طرف منسوب ہے۔ جو علاوہ ہمدان ملک فارس کا ایک گاؤن ہے جہان اسیکا دار الضرب تہا۔ اسی مناسبت سے دنار نام رکہا گیا جو کثرت استعمال سے دینار ہوگیا۔ جسکو ہم عربی لفظ سمجھتے ہین۔ حالانکہ عجمی ہے۔ جو قبل از اسلام ملک عرب کا افسر سمجہا جاتا تھا۔ علم حدیث کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی سکہ بھی درہم و دنیا نہ ہے جو بتعلیم آلہی جاری ہوا۔ جسکو دیکھکر شیطان نے سجدہ کیا اور اپنی کامیابی کا نہایت پرزور آلہ بنایا۔ قدیم تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ درہم و دینار کا رواج ملک ایران سے ہے۔ اور آخری زمانہ مین ملک روم نے اوسکی ہمسری کا دعویٰ کیا۔ جس سے ابتدائے اسلام تک عرب میں ایران کے سکے جاری تھے۔ آگے چلکر اسلامی سکہ بھی انہین بدلون سکون کا پیرو بنا۔ ٹہیک اندازہ نہین کیا جاتا کہ عرب مین کتنے سکے جاری تھے۔ تاہم اسقدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ درہم کے تین سکے عرب مین رائج تھے عبیدیہ۔ شمریہ۔ بغلیہ۔ اوران سکون کے اوزان بھی مختلف تھے۔ جن سے ایک خفیف کہلاتا تھا جسکو طبریہ بھی کہتے ہین۔ اور دوسرا سکہ ثقیل۔ بعض کا قول ہے کہ چار دانگ کے درہم کو طبری۔ اور تین دانگ کے درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کر کے مجموعہ کے آدھے کے

خان فیروز جنگ بہادر اور چین قلیچ خان خاندوران خان بہادر (آصف جاہ) و محمد امین خان بہادر نے اعظم شاہ کی بعض بد وضعی و بدسلوکی سے افسردہ خاطر ہوکر ترک رفاقت کی۔ اور اورنگ آباد میں آکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹۷) برابر ایک وزن کا درہم جاری کیا۔ فاضل مجتہدی لکھتا ہے کہ پچھلے زمانہ میں درہم دو طرح کا تھا۔ ایک کا نام ہشت دانگی و شش دانگی تھا۔ دوسرا مغص درہم چہار دانگ کسری زائد۔ (دانگ = ۲ قیراط اور قیراط = ۲ طسوج۔ اور طسوج = ۲ حبہ) دینار سونے کا سکہ ہے جسکا وزن ایک مثقال یعنے بقدر ۱۰/۷ درہم کے (ایک مثقال = ۶ دانگ اور ایک دانگ = ۴ طسوج اور ایک طسوج = ۲ حبہ اور ایک حبہ = ۲ جو اور ایک جو = ۶ خردل اور ایک خردل = ۱۲ فلس اور ایک فلس = ۶ فتیل اور ایک فتیل = ۶ نقیر اور ایک نقیر = ۸ قطمیر اور ایک قطمیر = ۲ ذرہ۔ پس اس حساب سے ہر مثقال میں ۹۶ جو ہوسکتے ہیں) طہارت میں درہم کا معیار پیمائش پر ہے۔ مگر معاملات دنیا میں وزن پر ان معاملوں کا مدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثقال کا اطلاق دینار پر ہوتا ہے۔ حالانکہ دینار پر سکہ کا نام تھا۔ اور مثقال کا وزن جو اطبا کے نزدیک ۴½ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اصطلاح شرعی میں ۲۰ قیراط اور قیراط تین جو ہے۔ بحجہ تین چاول تو مثقال بحساب جو ساٹھ کے برابر ہے ہوتا ہے۔ اور بحساب چاول ۱۲۰ چاول کے برابر اور دوسرا اسکا صنجی کہا جاتا ہے۔ جو تین ربع مثقال صیرفی ہوتا ہے۔ اسی حساب سے درہم کا وزن بھی معلوم ہوگیا کیونکہ مشہور یہ ہے۔ ۱۰ درہم بوزن ۷ مثقال شرعی ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بہت سی روایات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات باہمی میں بعوض قیمت یا اجرت درہم سے ایک دانگ (ایک دانگ ۶۰ رتی) چاندی بقدر ضرورت توڑ لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس قلیل وزن کا سکہ باعتبار پیمائش بہت بڑا ہوتا ہے کم سے کم انگوٹھے کے پور کے برابر ہوتا ہے۔ اور زیادہ کف دست کے اس پشت کے برابر جو ہاتھ کے پھیلانے میں ہر چہار سمت کے مقابل میں گڑھا سا ہتیلی میں معلوم ہوتا ہے۔ اس پیمانہ کا سکہ قبل اسلام ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی سکہ بھی اسی انداز کا بننا شروع ہوا۔ عہد رسول خدا تک تو اس سکہ کا پتا نہیں لگتا۔ بجز اسکے کہ تعریف فرماکر جب آپ رونق افروز مدینہ منورہ ہوے تو حکم دیا کہ موافق وزن اہل مکہ معاملہ کریں

اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے۔

اب شاہ عالم بہادر شاہ کے حالات ملاحظہ فرمائیے کہ شاہ عالم کو بادشاہ کی خبر ۲ ذی حجہ کو پشاور میں پہنچی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۸) لیکن حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق اسقدر بیان کیا گیا ہے کہ جب زمین کا خراج مقرر کیا گیا تو بڑے سکے کے طالب ہوئے کہ اسی ثقیل سکہ سے ادا کریں۔ جسپر رعایا نے بہت کچھ عذر کیا۔ تب حکم ہوا کہ سکوں کا وزن مساوی کیا جائے۔ جب ہی سے یہ سکہ درہم بغلی رائج ہوا جسکا وزن ۸ دانق تھا۔ اس سکہ کے ضراب کا نام راس البغلی تھا۔ اسلئے اسکا نام درہم بغلی مشہور ہوا۔ اسکی شان یہہ تھی کہ ایک طرف تو کسریٰ شہنشاہ عجم کی تصویر تھی جو کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور اسکے نیچے بحروف فارسی نوش خور لکھا تھا۔ کیونکہ دراصل یہہ سکہ کسرائی تھا۔ صرف اسکے وزن میں تبدیلی کیگئی تھی۔ لیکن علماے لغت کی تحقیقات اس بارہ میں مختلف ہے۔ بعضون نے بغلی بسکون غین و لام پڑہا ہے۔ اور بعض نے بفتح غین و تشدید لام۔ اس اختلاف لغت کے بعد وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ (۱) بغل ایک قصبہ کا نام ہے جو شہر حلہ کے قریب صوبۂ عراق میں تھا۔ اوسکی طرف نسبت ہے۔ (۲) راس البغلی ایک بادشاہ کا نام تھا جسنے خفیف و ثقیل اوزان کو برابر کرکے ۸ دانق والے سکہ کو رائج کیا (۳) راس البغل ضراب کا نام ہے۔ اوسکی طرف اسکی نسبت ہے۔

جس روایت میں حضرت عمرؓ کا نام لیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر سکہ بدلنے کی ضرورت لاحق ہوتی تو کسرائی سکہ تصویردار مجوسی کے جاری کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ وہ خود اسلامی سکہ جاری کر سکتے تھے۔ ہاں یہہ ممکن ہے کہ رعایا کے عرض و معروض پر انہون نے اس کسرائی سکہ کا لینا قبول کیا ہو۔ جسکا وزن ۶ دانق تہا۔ جسکے موافق آخر میں اسی وزن کے سکے زیادہ تر بنوائے گئے۔ اور یہی مشہور ہوا۔ کوئی مورخ اس امر کا مدعی نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی سکہ جاری کیا ہے۔ بلکہ سب نے اولیت اجرائے سکہ کو عبد الملک کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو بنی امیہ کا پانچوان فرمان روا اور سلطنت مروانی کا دوسرا بادشاہ ہے۔ کہتے ہین کہ عبد الملک مروان کے زمانہ میں رومی دینار اور کسروی و حمیری دراہم مروج تھے۔ اسکے حکم سے حجاج یوسف نے

کیونکہ پادشاہ نے شاہ عالم کو صوبہ داری کابل پر روانہ کیا تھا۔ الحاصل جب پادشاہ کے مرنیکی خبرسنی
تو اوسی روز پشاور سے کوچ کیا۔ اور لاہور کے قریب منعم خان ۴۰ لاکھہ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمتمین پہنچا

تصحیہ نوٹ صفحہ (۴۹۹) درہم پر سکہ لگایا۔ اور ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم مغشوشہ کو خالص کیا۔
اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اوسپر لگایا۔ اور ان دراہم کا نام مکروہہ ہوا۔ اسواسطے کہ اس مین خدا کے نام کا
احترام نہین ہوتا تھا۔ آدمیون نے اس تغیر کے سبب سے اسکا نام یہہ رکھا۔ بعد حجاج کے عمر ابن ہبیرہ نے
بعہد حکومت یزید بن عبد الملک عراق کی سلطنت مین دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا۔ بعد خالد بن عبد اللہ قسری
والی عراق نے اوسکو زیادہ پاک کیا۔ پھر یوسف عمر نے اوسکو کمال پر پہونچایا۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ اول جسنے درہم
پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا۔ اور اوسکے طرح طرح کے وزن ۱۰ یا ۹ یا ۶ یا ۵ مثقال کے بنائے جاتے
تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اول درہم یا دراہم کی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی حضرت عمرؓ فاروق کی خلافت مین اسکی
شکل گول بنائی گئی۔ مولف گنج شائگان لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا سکہ جاری کیا تھا۔ جو مجھے دستیاب ہوا تھا
یہہ سکہ مختلف نام کا تھا۔ جسپر عبارت بھی مختلف تھی۔ یعنے لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ یا قل ہو اللہ احد۔ چنانچہ
یہہ قل ہو اللہ احد والی اشرفیان احدیہ کہلاتی تھین بہر حال یہہ زیادہ ثابت ہوتا ہے کہ درہم و دینار کا اسلامی
سکہ بزمانہ حکومت عبد الملک جاری ہوا۔ نقش دینا بزبان رومی تھا۔ اور نقش درہم بزبان فارسی۔ وجہہ
اوسکی کتاب محاسن و مساوی مین امام ابراہیم بن بیہقی نے یہہ لکھا ہے کہ امام کسائی بیان کرتے ہین کہ ایک روز
مین ہارون کے پاس گیا۔ اوسکے سامنے بہت سامال پڑا ہوا تھا۔ جسکو وہ ارکان سلطنت و خدام مین تقسیم
کررہا تھا۔ ہارون کے ہاتھہ مین ایک چمکدار درہم تھا۔ اوسکو بتلا کر مجھسے پوچھا کہ سب سے پہلے کس نے اس
سکہ کو دو فقرہ مین جاری کیا۔ مین نے جواب دیا کہ عبد الملک نے ہارون نے ایجاد کا سبب پوچھا۔ مین نے لاعلمی
ظاہر کی۔ ہارون نے کہا کہ اصل یہہ ہے کہ بزمانہ سابق تمام کاغذ رومیونکے کارخانہ سے آتا تھا۔ اور اہل مصر نصرانی
تھے روم کے مذہب پر تھے۔ پہلے طراز (مصر کہ) ان سب کاغذونکا اس عنوان سے ہوتا تھا۔ ابن۔ الابن۔ روح

شاہ عالم نے اوسکو وزارت کی مبارکباد دی - سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور مین مقام کرکے اپنے
خطبہ اور سکہ کا حکم دیا - اور کہا کہ روپیہ کے وزن مین نیم ماشہ بڑہا کر میرے نام کا سکہ لگایا جائے - مگر ارباب

تنبیہ نوٹ صوا(۵۰۰) ایک کاغذ پر کیہ منحصر ہے - بلکہ ظروف - پارچہ وغیرہ جو مصر مین تیار ہوتا - اون سب پر یہی
معرکہ تہا کیونکہ یہہ کل صنعتین رومیون سے متعلق تہین - اور عبد الملک کی خلافت تک یہی رومی معرکہ جاری
رہا - چونکہ یہہ معرکہ زبان رومی مین بطور طغرا تہا - اسلئے کسیکو خبر نہوئی - ایک مرتبہ عبد الملک کو شک ہوا مترجم
کو کہا کہ اسکا ترجمہ عربی مین کرو - اوس نے بیان کیا کہ اقانیم ثلثہ اب - ابن - روح کے نام کا معرکہ اسمین بنایا گیا
ہے - عبد الملک نے سنکر کہا کہ یہہ قاعدہ اسلام کے خلاف ہے - موقوف ہونا چاہیئے - فوراً اپنے بہائی عبد العزیز
بن مروان (جو مصر کا گورنر تہا) کو اس عیسائی معرکہ کی موقوفی کو لکہا - اور شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو کے معرکہ کی تیاری
کا حکم دیا - جب اس نئے معرکہ نے رواج پایا تو اوسکی خبر قیصر روم کو ہوئی اوس نے ایک خط دوستانہ عبد الملک
کو یہہ لکہا کہ خلفائے سابق نے رومی معرکہ کو جاری رکہا تہا - کبہی اعتراض نہین کیا - اب جو تم نے اوسکو موقوف کیا ہے
پس یہہ بتلاؤ کہ وہ صواب پر تہے یا بر سر خطا - اور اب تم بر سر خطا ہو یا صواب پر ور اس خط کے ساتہہ تحف
ہدایا بہی روانہ کیا - اور قدیم معرکہ کی اجازت چاہی عبد الملک نے تحفہ لیا اور نہ جواب دیا - پہر مکرر قیصر نے تحفہ
ہائے سابق المضاعف کرکے بہیجا اور جواب چاہا - اس دفعہ بہی عبد الملک نے سفیر کو معہ تحایف واپس کر دیا -
اب قیصر بہت درہم وبرہم ہوا اور سہ بارہ ایک خط یہہ لکہا کہ تم نے میرے ہدیہ کو واپس کیا - اور جواب نہ دیا جس
سے میری تذلیل وتحقیر ہوئی - اب تمکو لازم ہے کہ میرا ہدیہ قبول کرو اور قدیم معرکہ کی اجازت دو ورنہ قسم ہے
مسیح کی کہ مین سکہ درہم ودینار مین تمہارے پیغمبر کے نام گالیان (نعوذ باللہ) نقش کراؤنگا - جو تمہارے ملک
مین مروج ہوگا - کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اسلامی ملک مین سکہ نہین ہے - قیصر کے اس خط نے عبد الملک کو
سخت متردد کیا - علما - فضلا - صلحا کو جمع کرکے مشورہ لیا - مگر کسی سے جواب بن نہ پڑا - آخر روح بن زنباع
صدر اعظم نے جراءت کرکے عرض کیا کہ تو اس مقدمہ کو جناب حضرت امام باقر سے رجوع کریے ممکن نہین ہے

کی تنخواہ مین دادوستد پہلے ہی سکہ کے وزن کے موافق ہوتی تھی۔ اسلئے یہہ سکہ رائج نہوا۔ یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا۔ اور دوسرے بیٹے محمد اعظم صوبہ دار بنگالہ کو فرمان بہیجا کہ وہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۱) حل ہوگا۔ چنانچہ عبد الملک نے گورنر مدینہ منورہ کے نام خط لکھا کہ فوراً امام کو تعظیم و تکریم روانکرو جب حضرت تشریف لائے تو یہ سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کاریگرون کو بلوا کر درہم و دینار کے سکے ضرب کراؤ۔ اوسکے ایک طرف کلمۂ توحید دوسری جانب اسم مبارک آنسرور کائنات اور اوسکے حلقہ مین نام شہر و نام ضرب ثبت ہو۔ اسکے بعد آپ نے اوزان یہہ بتلائے۔ کہ اسوقت تین سکے درہم کے جاری ہین ایک بغلی (جو دس مثقال کے دس ہوتے ہین) دوسرا سمری خفاف (جو ۶ مثقال کے دس ہوتے ہین) تیسرا (جو ۵ مثقال کے دس ہوتے ہین) یہہ کل ۲۱ مثقال ہوے۔ اسکو تین پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم ۷ مثقال ہوا اس ۷ مثقال کے دس درہم بنوا ئے۔ اور اسی ۷ مثقال کی قیمت کے سونے کا دینار بنایا۔ جسکا خود وہ ایک درہم ہوا۔ سکۂ درہم کا نقش فارسی مین تھا۔ لہذا اسکا نقش بھی فارسی مین رہنے دیا۔ اور دینار کا سکہ رومی حروف مین۔ کیونکہ اسی انداز کے سکے کی چلن تھی۔ اور ڈہالنے کا سانچہ کانچ کا بنوایا تاکہ زیادتی اور کمی سے محفوظ رہے۔ چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا۔ اور رومی سکہ کے استعمال کو موقوف کرایا۔ قیصر روم کے ایلچی کو حسب ارشاد امام یہہ جواب دیا کہ تو نے جس بات کی دہمکی دی ہے وہ پورا کر۔ مگر خدا اوسکو کبھی چلنے نہ دیگا اب مین نے تیرے سکے کو اپنے ممالک مین باطل کر دیا ہے۔ جب یہہ جواب قیصر کو پہونچا تو وہ دم بخود خاموش ہو گیا۔ جب لوگون نے اوس سے کہا کہ اوس سکہ کا اجرا کیون نہین کرتا تو جواب دیا کہ جب اہل اسلام اس سکہ سے دادوستد نکرینگے تو پہر اس قسم کے سکے سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ حکایت بیان کر کے ہارون نے وہ درہم ہاتہ سے پہینکدیا۔ تاریخ خمیس مین ہے۔ کہ یہ واقعہ ضرب درہم و دینار کا ۷۶ھ مین واقع ہوا۔ اسلام کا پہلا سکہ یہی ہے۔ ورنہ اس کے قبل رومی اور کسرائی سکے جاری تھے۔ اور مختصر جامع سے نقل کیا ہے کہ نقش سکہ قل ہو اللہ احد تھا۔ اور اسکے حروف عربی مین تہے۔ کیونکہ اسکے قبل رومی اور عجمی

اکبرآباد آئے۔ اسکے بعد خزانۂ لاہور سے ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر آگے بڑہا۔ سرہند میں وزیر خان نے ۲۰ لاکھ
پیشکش گذرانی۔ اور بادشاہ نے خود صفر میں شاہجہان آباد کے حوالی مین پہونچا۔ اور دہر محمد عظیم الشان ۲ ہزار سوار

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰۲۔ حروف کے سکے مروج تھے۔ مگر یہہ روایت لائق قبول نہیں کیونکہ مورخ خمیس نے اس
تبدیلی کی کوئی وجہ نہین لکھی۔ ہان یہہ ممکن ہے کہ عبدالملک یا کسی اور نے اسکے بعد یہ اختراع کیا ہو کہ قل ہو اللہ
احد کا سکہ کندہ کرایا۔ ورنہ جناب امام نے ہرگز ایسی رائے نہ دی ہوگی جس سے کفار وغیرہ حروف قرآنی مس کرین
مضمون مندرجۂ بالا پر دو اعتراض کئے جاتے ہین ایک یہہ کہ حضرت امام زین العابدین کی موجودگی مین
(کیونکہ آپکا انتقال ۹۵ھ مین ہوا اور یہہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے) عبدالملک نے امام محمد باقر کو کیون طلب
کیا۔ حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ اسکے قبل عبدالملک نے ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین کو قید
کرکے طلب کیا تھا۔ اور کچھہ دور جانے کے بعد از راہِ اعجاز آپ زنجیر کو ذبح کرکے بذریعۂ طے الارض عبدالملک
کے پاس پہونچے۔ اور فرمایا کہ مجھسے کیا مطلب ہے۔ عبدالملک بیان کرتا ہے کہ میرا دل خوف سے کانپا
اور حجاج کو لکھا کہ فرزندانِ عبدالمطلب کے قتل سے خوف کرنا۔ چنانچہ ایسی دہشت غالباً عبدالملک کو حضرت
کے زحمت دینے سے مانع ہوئی ہوگی۔ اور یہی باعث تھا کہ حضرت امام باقر کی طلبی کے متعلق روح
بن زنباع نے عرض کیا۔ کیونکہ ائمۂ اہلبیت کے صغیر و کبیر علوم لدنیہ مین سب مساوی ہین۔ حدیث سے
ثابت ہے کہ رسول اللہ نے جابر کو خاص طور پر امام محمد باقر کی بشارت دی تھی کہ حضرت امام حسین کے پوتے
محمد نام باقر یعنی شگافتہ کرنے والے علم اولین و آخرین کے ہونگے اور اے جابر تو اونکی زیارت کریگا اوسکو تحیت
میرا سلام پہونچانا۔ دوسرا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ اسکے قبل ملک مین مجوسیون کا سکہ جاری تھا۔ اب حضرت عمر
کو اپنا سکہ جاری کرنا پڑا۔ سونے اور چاندی کے سکے ڈہلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ سورہ قل ہو اللہ احد
ان سکون پر مضروب ہوتا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اسلامی سکہ حضرت عمر کے زمانہ سے جاری تھا۔
اسکی اصل جسقدر تھی۔ وہ حیاۃ الحیوان سے لکھی گئی۔ کہ حضرت عمر نے خود ہی نوشیروانی سکہ جاری کیا تھا

لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد آگیا۔ اور ممتاز خان صوبہ دار کو مغلوب کر کے
اوسکا مال ضبط کیا اور خزانہ پر قبضہ کر کے باپ (بہادر شاہ) کو عرضداشت لکھی بہادر شاہ نے
اس خبر کے سنتے ہی شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ اور شاہجہان آباد سے ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر
اکبرآباد کے طرف چلا۔ اکبرآباد کے خزانہ مین تیرہ کروڑ روپیہ نقد اور اشرفیان و روپیہ غریبہ از
بیحد و بیشمار تھا۔ چنانچہ شاہ عالم نے چار کروڑ روپیہ اور اشرفیان خزانہ سے نکال کر ملازمان
قدیم و جدید کی تنخواہ تقسیم کی۔ اور شاہزادون و امرائے نامی کو لاکھون روپیہ انعام دیا۔ اور
خان زمان کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب اور صاحب السیف والقلم وزیر باذل ہنگ عمدۃ الملک
بہادر ظفر جنگ کا خطاب سرفراز کر کے وزارت حوالہ کی۔ کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد عظیم الشان
صوبۂ بنگالہ سے ۱۱ کروڑ روپیہ ہمراہ لایا تھا۔ اور تیس ۳۰ ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھلائی
قیاساً اسی ۸۰ ہزار سوار تھے۔ اور محمد اعظم شاہ توپخانہ اور ۶۵ ہزار سوار موجودی جو بحساب
فوجبندی ۸۰ یا ۹۰ ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ جب محمد اعظم گوالیار پہونچا

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۳) جسپر نوشیروان کی تصویر تھی۔ اور اوسکے سامنے نوش خور لکھا ہوا تھا۔ نہ کہ لا الہ الا اللہ کا سکہ
جاری کیا ہو یا سورۂ الحمد۔ یا قل ہو اللہ احد۔ دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے وقت مین نوشیروان کا سکہ
جاری تھا جسپر اوسکا نام اور آتشکدہ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اور ہرقل بادشاہ روم کا بھی سکہ جاری تھا۔ جسپر
حضرت عیسیٰ کی نصف تصویر بنی ہوی تھی۔ لیکن علامہ دمیری نے نوشیروان کی تصویر کو لکھا ہے۔ مگر آتشکدہ
کا ذکر نہین کیا۔ اسلامی سکہ کے اجرا کی بابت بھی قول متفق ہے کہ اسکی ابتدا بعہد عبد الملک
بتعلیم حضرت امام محمد باقر ہوئی۔ اور اوسکے قبل مختلف سکے جاری تھے۔ کسی اسلامی بادشاہ نے
اسپر توجہ نہین کی تھی۔ اب ہم اس سکہ کے مضمون کو جو بہت طویل ہو گیا ہے اسی مقام پر ختم کرتے
ہین ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ کسی مناسب موقع پر شاہان ہند وغیرہ کے سکون کے نقش و اشعار و اوزان وغیرہ درج کرینگے ۱۲ مؤلف

اوسکو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھہ اکبرآباد مین موجود ہین۔ یہہ سنکر اپنی حقیقی بہن زیب النسا اور فضول اسباب کو گوالیار مین چہوڑا۔ بیدار بخت کو ہراول کیا۔ اور ۲۵ ہزار سوار لیکر اکبرآباد متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ نے اوسکے آمد کی خبر سنی تو ایک نصیحت نامہ یہہ لکہا کہ باپ نے جو وصیت نامہ تقسیم ملک کے بابین لکہا ہے جسمین دکن کے کل ۶ صوبون مین چار صوبے۔ یہ صوبہ احمدآباد کے تم کو دئے جائین۔ انکے سوا مین ایک دو اور صوبے بہی تم کو دیتا ہون۔ کیونکہ مین نہین چاہتا کہ مسلمانون کی خونریزی ہو۔ اگر اس پر ناراض ہو تو بہتر یہہ ہے کہ تم ہم مقابلہ کرین۔ دیکہین پروردگار عالم کسکو فتح نصیب کرتا ہے۔ اعظم شاہ نے اس نصیحت نامہ کو دیکہکر برآشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بہی نہین پڑہی جسمین شیخ سعدی علیہ الرحمہ لکہتے ہین کہ دو بادشاہی در اقلیمے نگنجند۔ اور آستین چڑہا کر یہہ شعر پڑہا۔ بیت چو فردا برآید۔ بلند آفتاب + من و گرز و میدان و افراسیاب + اسکے بعد بہادر شاہ کو معلوم ہوا کہ محمد اعظم شاہ آب چنبل پر تصرف کرنا چاہتا ہے اس لئے اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان و آغر خان معبر آب پر تصرف کرین۔ اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دین اور آپ اپنے چار بیٹون معز الدین (جہاندار شاہ) محمد عظیم (عظیم الشان) رفیع القدر (رفیع الشان) خجستہ اختر (جہان شاہ) کو ہراول۔ جرانغار۔ برانغار۔ ملتمش۔ پر مقرر کر کے معہ فوج جرار سوار ہوا۔ اودہر اعظم شاہ اپنے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمۃ الجیش بنایا اور دوسرے بیٹے والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا۔ اور تیسرے بیٹے عالی تبار کو (جو خردسال تہا) اپنے ساتہہ ہاتہی پر بٹہا کر مقابلہ کو چلا۔ جب طرفین سے

مقابلہ ہوا۔ پہلے دفعہ اعظم شاہ کا پلہ بھاری رہا۔ مگر اسکے بعد جنگ کا رُخ پلٹ گیا
ہرچند ذوالفقار خان سے نے جنگ کے ملتوی کرنے کے لئے معروضہ کیا مگر اعظم شاہ کی
ضدی طبیعت نے نہ مانا۔ اور ہنگامہ کارزار برابر گرم رکھا۔ اس اثنا مین اعظم شاہ
کے امرائے نامی مین خان عالم۔ امان اللہ خان۔ منور خان۔ تربیت خان۔
قطب خان۔ راجہ رام۔ راجہ دلیپ سنگھ وغیرہ کشتہ ہوئے۔ اس پر اور غضب
یہہ ہوا کہ بیدار بخت و والاجاہ بھی قتل ہو گئے۔ جب اعظم شاہ نے دونون کے
مرنیکی خبر سنی تو ایک آہ سرد کھینچی اور شہزادۂ عالی تبار جو ہاتھی پر ہمراہ تھا۔ اوسکو سپہ
سالار کہا۔ اتنے مین اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ خود
بھی زخمون مین چور سکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے ہاتھی پر سوار ہوکر
اوسکا سر جدا کیا۔ اور بہادر شاہ کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔ اور مبارکباد
دیح بہادر شاہ نے اوسکے طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے
اس اثنا مین۔ آصف الدولہ اور اوس کا بیٹا ذوالفقار خان رومال سے ہاتھ
باندھکر حاضر ہوئے۔ بہادر شاہ نے اونکے ہاتھ کھلوائے۔ اور ملبوس خاص
عنایت کیا۔ بعد ازان آصف الدولہ کو منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور
وکالت کل کے جلیل القدر عہدہ سے سرفرازی بخشی۔ منعم خان کو جملۃ الملک کا
خطاب اور وزارت اعظم کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ اور بھائی کے بیٹے شاہزادۂ
عالی تبار پر ترحم کرکے مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا۔ اور عزت کے
ساتھہ مطلق العنان کیا۔ پھر دو رکعت نماز شکر ادا کرکے عالی تبار و محمد بیدار بخت
کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا۔ اور گلے لگایا۔ پدرانہ دستِ شفقت

اونکے سر پر رکھا۔ اور محمد اعظم و بیدار بخت و والا جاہ کی لاشون کو غسل و کفن کے
بعد ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا۔ اور خانخانان (جسکو اس لڑائی مین بہت گہرا زخم لگا تھا) کی
عیادت کو گیا۔ اور یار وفادار سے مخاطب کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا۔ اور باقی امرا کو
بھی خطابات و انعامات سے ممتاز کیا۔ اور اپنے چارون بیٹون کو خطابات و مناصب اعلیٰ سے مفتخر
فرمایا۔ اسکے بعد پادشاہ نے راجہ اجیت سنگھ کی شورش و فساد کو مٹایا۔ آخر اوس نے مجبور
ہو کر اطاعت کر لی۔ اب بادشاہ نے محمد کام بخش کو لکھا کہ "والد نے تمکو بیجاپور کی صوبیداری دی
تھی۔ لیکن مین حیدرآباد کی صوبہ داری اوس پر ایزاد کرتا ہون اور زمانہ قدیم سے جو پیشکش داخل
ہوتی ہے۔ وہ بھی معاف کیجاتی ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ رعایا کے امن و آرام مین کوشش کرو۔
اور میری خوشنودی کو مدنظر رکھو"۔

اودھر کام بخش کی سنئے کہ اوس نے احسن خان کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا
اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد کو پیغام التیام افزا سے اپنا طرفدار بنایا۔ چنانچہ رستم دل خان
۵ ہزار سوار سے کام بخش کے پاس حاضر ہو گیا۔ مگر قلعدار نے یہہ عذر کیا کہ "جبتک بادشاہ کا
حکم نہ آئے مین قلعہ پر قبضہ نہین دے سکتا"۔ جب اوس نے صاف جواب دیدیا تو یہہ مصلحت ٹہری
کہ قلعدار پر رسد و غلہ مسدود کیا جائے۔ اس اثنا مین بعض بدخواہون اور مفسدون نے
کام بخش کو یہہ سمجہایا کہ رستم دل خان۔ احسن خان۔ سیف خان۔ احمد خان یہہ چارون اتفاق
کرکے آپکو جامع مسجد مین جمعہ کے روز قید کرنیکی تجویز مین ہین۔ چونکہ کام بخش اول ہی سے سودائی
مزاج تھا۔ جب یہہ سنا تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور چارون کو قید کرکے طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا
انہین ایام مین بہادر شاہ کا ایلچی معتبر خان وہ خط لایا۔ اس موقع پر اون مفسدون نے کام بخش کے
یہہ ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے معتبر خان کو آپکے قید کے لئے روانہ کیا ہے۔ اس بات کے سنتے ہی

کام بخش نے حکم دیا کہ ایلچی کے ہمراہ جسقدر آدمی آئے ہین وہ اپنا نام لکھکر لائین تاکہ اونکو یومیہ وغیرہ مقرر کیا جا ئے۔ اس یومیہ کی شہرت سے اکثر طالعلمون وغیرہ کو ناحق بلا مین پہنسایا یعنے اون لوگون نے ایلچی سے ملکر اپنا نام بھی ہمراہیون مین لکھا دیا۔ اب کام بخش نے اون لوگونکو دعوت دیکر طلب کیا جب وہ آئے تو سب کو قتل کرڈالا۔ اور ایلچی کو قید کیا۔ بادشاہ کا جواب نہایت سخت و درشت لکھا۔ جب بہادر شاہ نے کام بخش کی ظلم و زیادتی اور خود سری کی خبر سنی اور جواب لاطائل دیکھا تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اور آخر شوال مین حیدرآباد کے قریب پہونچا۔ بہادر شاہ کے ہمراہ (۸۰) ہزار سوار تھے۔ اور کام بخش کی حالت یہہ تھی کہ اوسکی قتل و خونریزی کے باعث اکثرون نے اوسکا ساتھہ چہوڑ دیا تھا۔ جب بہادر شاہ کے مقابلہ کو نکلا تو صرف چار سو سوار ساتھہ تھے۔ اس دیوانگی کو اوسکے ملاحظہ کر کے بہادر شاہ نے اپنے بیٹون اور خانخانان کو مقابلہ کے وقت تاکید کی کہ کسیطرح کام بخش کو زندہ دستگیر کرین۔ مگر افسوس ہے کہ مقابلہ مین کام بخش سخت زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ اور اوسکی مختصر فوج شکست کہا کر بہاگ گئی۔ کام بخش کا ایک بیٹا فیروزمند بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ جب کام بخش کو بہادر شاہ کے روبرو لائے تو بہادر شاہ بہت رویا۔ اور جراحون کو علاج کے لئے تاکید کی۔ مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اور بہادر شاہ سے کہا کہ میرے ہاتھی پر ایک چہوٹا صندوق سربمہر ہے۔ جسمین اکثر وہ قیمتی جواہر ہین جو اعلیحضرت نے مجھکو دئے تھے۔ وہ تمہارے لئے تحفہ ہے۔ اس گفتگو کے بعد کام بخش کی روح پرواز کر گئی۔ اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنیکا حکم دیا۔ اور اوسکے بیٹے محی السنہ وغیرہ کو سلطان العنان کہا او تین روز تک مراسم تعزیت ادا کی۔

اب کسیقدر حالات ساہو خلف سنبہاجی کے بیان کئے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جب ساہو گرفتار ہوکر آیا تو عالمگیر نے اوسکو کمسن دیکھکر عذاب و شکنجہ مین نہین کہینچا بلکہ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ راجہ کا خطاب و خلعت عطا کر کے ممتاز کیا۔

اور اوسکے دونون چھوٹے بھائی مدن سنگھ۔ وادہو سنگھ پر بھی کمال مہربانی مبذول فرمائی۔
اورکسیطرح کا قید وبند اونکے ساتھہ نہین رکھا مگر مارکشتن و بچہ مارنگا پیداشتن و آتش
کشتن و اخگر گذاشتن کار خردمندان نیست کا بالکل خیال نرکھا۔ چنانچہ جب عالمگیر کا انتقال ہوگیا
توراجہ ساہو نے ذوالفقار خان نصرت جنگ کی سفارش سے حسب الحکم اعظم شاہ پوری پوری
مطلق العنانی حاصل کی۔۔ اور اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے جانب لڑائی مین متوجہ پاکر آپ سرحد دکہن
سے پچاس ساٹھہ آدمیون کے ہمراہ شاہزادہ کی رفاقت سے جدا ہو۔ وہان سے موہن سنگھ
زمیندار بیجاگڈہ اور رانبو مرہٹہ معروف بہ پانڈاڈاکو کے پاس آکر اون کے ذریعہ مرہٹون کی فوج
عظیم جمع کرکے اپنے آبائی قلعے تسخیر کرنا شروع کیا۔

انہین ایام مین نیماجی سندیہیا لوٹ مار سے تائب ہوکر بادشاہ کی ملازمت اختیار کیا۔ اور
ابتدائے عہد خاندان تیموریہ مین یہ قاعدہ تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہین دیا جاتا تھا۔
لیکن اس عہد مین صفدر خان ناظم صوبۂ احمد آباد کا یہہ خطاب موروثی تہا۔ اور وہ دوسرے شخص
کو بادشاہ نے عطا کیا تو صفدر خان نے اپنے خطاب کی بحالی چاہی۔ بادشاہ نے اوس پر یہہ
لکھا کہ "بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد"۔ چنانچہ اس روز سے ایک خطاب دو تین
آدمیون کو ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب۔ نوبت۔ نقارہ۔ فیل۔ جیغہ۔ سرپیچ
کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا اور اسی سال پاپ راے ڈاکو زجو ذات کا سیندہی فرقہ کا
تھا۔ اور لوٹ مار سے بہت کچھہ دولت جمع کی تھی۔ شاہ پور مین ایک گڈہی بناکر اوسکے اطراف
واکناف کو تاخت وتاراج کرتا رہتا تھا۔) گرفتار ہوکر اپنے کردار بد کی سزا کو پہونچا۔ اوسکا سر بادشاہ
کے پاس بہیجا گیا۔ اور اعضا حیدر آباد کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ
راجپوتون نے نواح اجمیر مین شورش مچائی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ نے بنگاہ سرکوبی بیلہ

روانہ ہوا۔ جب دریاے نربدا عبور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ دارالخلافہ پنجاب مین سکہون کا فساد روز بروز
ترقی پذیر ہے۔ لیکن بادشاہ نے سونچا کہ سکہون کا فساد مثل نامہ راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے

ید سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ء کو موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور
مین گورو نانک پیدا ہوئے۔ انکی پیدایش کی جگہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوی ہے۔ جہان میلا ہوتا ہے۔ انکے باپکا نام
کالو چند بیدی تہا۔ جو قوم کا کہتری۔ اسکے حسب ونسب کو راجہ رام چندر سے سکہہ ملاتے ہین۔ اور انکے کرامات وغیرہ کو سکہہ
بہت بیان کرتے ہین۔ مسلمان یہہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش (جو صاحب کشف وکرامت تہے) کی نظر توجہ سے گورو نانک
اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ ہو کر فقرا و صوفیہ کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ انکا مذہب مثل کبیرداس کے تہا۔ اور
خاص مطلب صلح کل یعنے ہندو اور مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تہے۔ معراج کے باب مین نانک کا یہہ دوہرہ ہے۔
شعر نانک تہہ مین در نہین ہتی گیو کس بار ٭ جیسے چہپہ سے اچہو بہ نکس جات سہے پار ٭ یعنے اے نانک آسمان
مین دروازہ نہین۔ نبی کیونکر چلے گئے۔ جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے۔ آخر ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین
اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۹۴۶ھ م ۱۵۳۹ء کو دنیا سے سفر کیا۔ نانک کے دو بیٹے تہے ایک سری
چند جس نے درویشی مین گذاری۔ دوسرا لکہمی چند جو بال ودولت کا خواہان تہا۔ کرتار پور مین اوسکی زمینداری بہی تہی۔ جسکی
اولاد کو سکہہ ابتک صاحب زادہ کہتے ہین۔ الغرض گورو نانک کے جانشین اونکے دونون بیٹے بہی نہین ہوے۔
بلکہ گورو انگد ہوئے۔ جو بعہد سکندر لودہی ۱۵۰۴ء مین بمقام فیروزپور پیدا ہوے۔ اور سمت ۱۵۸۸ مین نانک کے
چیلے بنے۔ گورکہی حرفون کو انہون نے ہی ایجاد کیا۔ جنم ساکہی کتاب لکہی۔ کہتے ہین کہ جب ہمایون شیرشاہ سے
شکست پا کر بہاگا تو گورو انگد سے ملا۔ گورو نے تعظیم نکی۔ ہمایون غصہ مین تلوار مارنیکا قصد کیا۔ گورو نے کہا کہ یہہ
شمشیر شیرشاہ پر کیون نہ چلائی۔ وہان سے تو بہاگ آئے۔ اب فقیر پر تلوار چلاتے ہو۔ اس جواب سے ہمایون نے
معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چند سال کے بعد پہر تم ہندوستان کے بادشاہ ہونگے۔ اور اکبر کے پیدا ہونیکا مژدہ دیا۔
الحاصل یہہ گورو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ء مین بمقام کہنڈور ۴۸ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوے۔ ۱۲ سال ۹ ماہ ۳ یوم

مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے۔ اسلئے بادشاہ نے راجپوتون کی سرکوبی مقدم جانی اور

اجین سے راجپوتانہ روانہ ہوا۔ اور اجمیر پہونچکر اودیپور وجودہ پور کے طرف فوجین بھیجین دو چار

تقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۰) گدی نشینی کی۔ اور ۷۴ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم مین سفر آخرت کیا۔ ان کے جانشین گورو امرداس

کہتری ہوئے۔ جو بعہد سکندر لودہی ۹ بیساکہ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ~~~ کو موضع باصر پرگنہ امرتسر مین

تیج بہان بہلے کہتری کے گہر پیدا ہوئے۔ سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے گدی پر بٹہایا۔ کہتے ہین کہ اکبر نے بہگوانداس

کہتری کو گورو کے پاس بہیجکر چتوڑ کے فتح کی دعا چاہی۔ گورو نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پہونچیگا تو چتور گڈہ

فتح ہوگا۔ اکبر نے کاریگرون کو بہیجکر ۱۶۱۶ء مین باولی کا کڑہ توڑوا دیا۔ اوسیوقت چتوڑ گڈہ فتح ہوگیا۔ آخر گورو

امرداس نے ۲۲ برس گدی نشینی کر کے ۹۵ سال ۲ ماہ ۱۳ یوم کی عمر مین انتقال کیا۔ ان کے جانشین

گورو رامداس ہوئے۔ جو گورو امرداس کے داماد تھے۔ اور ۲۴ کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ م ۱۵۳۴ء

کو لاہور مین بعہد شیرشاہ ہرداس سودہی کے گہر پیدا ہوئے۔ کہتے ہین کہ جب اکبر لاہور کو گیا تو گورو سے ملنے

آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتہہ شامل کر کے گورو جی کو

دیدی اور سند معافی لکہدی۔ امرتسر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا۔

گورو رامداس کے تین بیٹے پرتہی چند۔ مہادیو۔ ارجن تھے۔ گورو جی نے ارجن کو گدی پر بٹہا کر سامن

سمت ۱۶۳۸ مین بعمر ۴۶ سال ۱۰ ماہ ۱۴ دن دنیا سے چل بسے۔ گورو ارجن بیساکہ بدی سپتمی سمت ۱۶۲۰ م ۱۵۶۳ء

کو بعہد اکبر شاہ موضع گوبند وال مین پیدا ہوئے تھے۔ انہون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو

اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ چنانچہ اسی گورو کے عہد سے سکہون مین فقیری کے ساتہہ دنیاداری شروع ہوئی

سکہون کی پوتہیون مین لکہا ہے کہ دنیا کی دولت گورونانک سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے

۶ کوس پر اور گورو امرداس کے دروازہ پر اور گورو رامداس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گہر مین تہی

گورو رامداس کی اولاد مین گدی کے لئے ہمیشہ جہگڑے اور فساد ہوتے رہے۔ اور گورو ارجن سے

موکون کے بعد راجپوتون نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی - اور بعض شرائط پیش کین چونکہ بادشاہ کو سکھون کے طرف سے اندیشہ تھا - اسلئے اوس نے راجپوتونکے شرائط کو بتقاضا وقت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۱) پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا - مگر گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک کارکن مقرر کیا - جو دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کرتا تھا - چنانچہ اس طرح سے انہون نے لاکھون روپیہ پیدا کیا - اور امرت سر کے تالاب کے اندر مندر بنایا اور اسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی - احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین یہ مندر ڈھا دیا تھا - اس گورو کے زمانہ مین امرت سر مین بڑی رونق ہوئی - ساہوجی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لاکر اسمین بسایا - آخر گورو ارجن نے دیوان چندو لال کے ظلم سے جیٹھ سدی چوتھ سمت ۱۶۶۳ م ۱۶۰۶ء مین پرلوک گون ہوے ۴۳ برس کی عمر تھی - ان کے بیٹے گورو ۶ ہرگوبند (جو اساڑھ سمت ۱۶۵۲ م ۱۵۹۵ء مین پیدا ہوے تھے) بعمر ۱۱ سال سمت ۱۶۶۳ مین گدی نشین ہوئے - اب گورو نے فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندہین - اور سپاہیانہ ترتیب مین مہارت پیدا کی - چندو لال سے اپنے باپ کا بدلہ لیا - اور ظاہری اسباب درست کرکے فقیر سے راجہ بنگئے - اور دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ موسوم بہ اکال بنگاہ تیار کرکے دربار داری شروع کی - اس گورو نے اکثر لڑائیان بادشاہ (شاہجہان) سے لڑی ہین - آخر ۴۸ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۰ ماہ گدی نشینی کرکے ۵ اچیت سمت ۱۷۰۱ کو دنیا سے چل بسا - اب گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ۷ ہر رائے گدی نشین ہوا - داراشکوہ اسکا بہت معتقد تھا - انہون نے ۳۱ سال کی عمر مین ۱۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گدی نشینی کرکے ۱۶۶۱ء مین اس سنسار کو چھوڑا - اور انکا بیٹا ہرکرشن ۸ ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین جانشین ہوا - مگر اوسکا بڑا بھائی رام رائے اورنگزیب کے پاس فریاد کیا کہ وہ قابل گدی نشینی نہین ہے - اسلئے اورنگزیب نے اوسکو دہلی طلب کیا جب وہ دہلی آیا تو چیچک سے مر گیا - اسکے بعد گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو ۹ تیغ بہادر

منظور کر لیا۔ اور وہان سے کوچ کر کے لاہور کی سمت چلا۔ جب لاہور داخل ہوا تو حکم دیا کہ مساجد مین
اذان و خطبہ اثنا عشری پڑہا جائے جس پر اہل سنن نے بلوہ کیا۔ اور خطیب کو قتل کر ڈالا۔ اور شاہی حکم
کو چلنے ندیا۔ انہین ایام مین تلسی بائی مرہٹن نے ۱۵یا ۱۶ ہزار سوار سے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اور
میر احمد خان صوبہ دار مارا گیا۔ شہر پر لوٹ مار سے جہاڑو پہر گئی۔ اودہر بادشاہ نے محمد منعم خان
و رستم دل خان وغیرہ کو بڑی بہاری فوج کے ساتہہ سکہون کے استیصال کے لئے روانہ کیا۔
سکہون نے بہی خوب دل کہولکر مقابلہ کیا۔ آخر کو شکشت کہا کر قلعہ لوہ گڈہ مین محصور ہو گئے۔ لشکر
شاہی نے سکہون کو ایسا تنگ کیا کہ ہزارہا سکہ فاقہ کشی سے قلعہ مین مر گئے۔ اور تمام جانور
ذبح کر کے کہا گئے۔ جب بندہ (سکہون کا گرو) نے رستگاری مشکل دیکہی تو ایک کہتری کلابو
نام (تنبا کو فروش) کو لباس فاخرہ اپنی جگہہ پہنا کر بٹہایا۔ اور خود بہیس بدل کر چلتا ہوا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۲) سنہ ۱۶۔ مین گدی پر بیٹہا۔ اورنگ زیب نے اوسکو دہلی بلایا۔ چنانچہ ۱۶۷۵ء مین وہ
دہلی آیا تو قتل کیا گیا۔ دہڑ کو الگ چاندنی چوک مین رکہدیا۔ لکہی نے اوسکو اپنے گہر مین جلا یا۔ جہان سر کٹا تہا
وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین اب گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے
جس نے سکہون کو فرمان روا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپئے ہوا۔ اور سب طرح کا سامان
جنگ تیار کر کے بادشاہ بنا۔ لوہ گڈہ۔ انند گڈہ۔ پہول گڈہ۔ فتح گڈہ نام کے قلعے تعمیر کرایا۔ بہت سے
کوہستانی راجاؤن کو شکشت دیا۔ لیکن اورنگ زیب سے انند پور مین بہت بہاری شکست پائی۔ اور
مجبور ہو کر بہاگا۔ اور اوسکی والدہ اور اوسکے دو بیٹے جانی خان مورنڈہ کے ہاتہہ مارے گئے۔ جب اورنگ زیب
مر گیا تو بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا مددگار بنایا۔ سکہہ کہتے ہین کہ اعظم شاہ گورو گوبند کے تیر سے مارا گیا
اور گورو گوبند بہادر شاہ کے ساتہہ دکن کے سفر مین موجود تہا۔ گورو کے پیٹہ مین ایک مسلمان نوکر نے
زخم لگایا۔ جس سے وہ جانبر نہو سکا۔ اور کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۵ کو چل بسا۔

الغرض خانخانان نے کمال کوشش سے قلعہ کو فتح کیا۔ اور خوشی خوشی بندہ کی گرفتاری کے لئے اوسکے مقام پر گیا۔ وہان رکہا کیا تھا۔ جب اصل واقعہ پر خانخانان کو اطلاع ہوی تو بہت پیچ وتاب کہایا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ بندہ راجہ برفی کے علاقہ مین پناہ گیر ہوا ہے۔ فوراً خانخانان راجہ کے سر پر چپڑہ دوڑا۔ اور راجہ کو معہ مرید گرفتار کرکے پنجرۂ آہنی مین بند کیا اور بادشاہ کے پاس بہیجا۔ اسی اثنا مین (چی قلیچ خان بہادر (آصف جاہ) صوبہ دار اودہ نے بادشاہ کی سفلہ نوازی اور ناقدر دانی سے منصب وخدمت کا استعفا پیش کرکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنا تمام نقد وجنس فقرا ومساکین مین تقسیم کر دیا۔ سنہ ۱۱۲۲ھ مین منعم خان خانخانان نے انتقال کیا۔ اب یہ فکر ہوی کہ خدمت وزارت پر کسکو مامور کیا جائے۔ آخر یہہ تجویز ٹہری کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونون بیٹے بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور کئے جائین۔ مگر ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چہوڑنا نہین چاہتا تہا۔ اسلئے اوس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جبتک میرا باپ عہدۂ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجہے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے۔ الحاصل بادشاہ نے یہ تجویز کی کہ مستقل وزیر مقرر ہونے تک سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان (دیوان تن وخالصہ) شاہزادہ عظیم الشان کی نیابت مین امور وزارت کو انجام دے۔ انہین ایام مین غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۳) گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بہیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تہا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تھا۔ جب وہ ناندیڑ صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکہا۔ جسکی لڑائیون کا حال آگے بیان کیا جائیگا۔ لاہور اور اوسکے نواح مین ان سکہون نے بہادر شاہ کے عہد مین مسلمانون پر وہ ظلم وستم کئے ہین کہ معاذ اللہ۔ جسکے سننے سے جسم کانپ اوٹہتا ہے۔ اور آنکہون مین خون اوتر آتا ہے۔ ۱۲ مولف

گجرات مین رحلت پائی - ۲۴ محرم ۱۱۲۲ھ کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا - حکم دیا کہ سارے کتّے شہر سے باہر نکالدے جائین - اور کوئی ہندو داڑہی نہ رکہے - چند روز کے بعد بادشاہ کی مزاج پر خفقان کا ایسا غلبہ ہوا کہ لاہور مین ۱۹ محرم ۱۱۲۳ھ کو راہی روضۂ رضوان ہوا - ۷۳ سال کی عمر پائی - مدت سلطنت پانچ سال ۲ ماہ تہی -

اسکے قبل بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ (بہادر شاہ) کو چار بیٹے تہے - جنمین عظیم الشان بہت چلتا پرزا تہا - اور باپ کی زندگی ہی مین تمام امور ریاست پر متصرف ہوگیا تہا - اکثر جلیل القدر فوجی افسر - مالی حکام اوس سے متفق تہے - خزانۂ شاہی بہی اوسیکے قبضہ مین تہا - اور اوسکے خانگی ملازمون کی تعداد اسقدر بڑہی ہوئی تہی کہ باقی تینون شاہزادون کے تمام ملازم اکٹہا کرین تو بہی اوسکے نصف نہین ہوتے تہے - الغرض عظیم الشان نے باپ کے انتقال کے بعد کمال تزک و احتشام کیساتہہ میدان جنگ مین خیمہ لگایا - اور جابجا غنیم کے لشکر کی انسداد کیلیئے ناکہ بندیان کین - یہہ سب کچہہ کیا مگر امیر الامرا کو اپنے سے سخت ناراض کرلیا - جسکا نتیجہ بہت برا نکلا - اور امیر الامرا معز الدین کے پاس چلا گیا - مہابت خان عظیم الشان کے پاس آیا - جب تینون بہائیون نے عظیم الشان کی صولت و شوکت ترقی پر دیکہی تو آپس مین بالمناصفہ تقسیم کا عہد کرکے عظیم الشان کا مقابلہ کیا - چنانچہ متواتر پانچ روز تک جنگ ہوتی رہی - اور عظیم الشان فوج مخالف مین ایسا گہر گیا کہ نکلنا مشکل ہوا - تیرون اور بندوقون کی بوچہاڑ سے زخمون مین چور ہوکر عماری مین جان دی - بعض مورخ لکہتے ہین کہ عظیم الشان جس ہاتہی پر سوار تہا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہوگیا - جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ توپ کے گولے سے اوڑ گیا - ایک روایت یہہ بہی ہے کہ وہ دریا مین گر پڑا - پہر اوسکا کوئی نشان ظاہر نہوا - اور خزانہ کے ایک سو اسّی ۱۸۰ ارابے جس مین (۸۰) اشرفیون اور (۱۰۰) روپیون سے بہرے ہوے تہے معز الدین کے

ہاتھ لگے - ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہہ تجویز کی کہ اوسکو پانچ حصون مین تقسیم کر کے تین حصے معز الدین اور دو حصے دونون بہائیون کو دئے جائین - ارادت خان کا قول ہے کہ معز الدین نے ذوالفقار خان کے مشورہ سے دونون بہائیون کو ہوا بتایا - فرخندہ اختر نے (رفیع الشان) تو معز الدین کا ساتہہ دیا - اب جہان شاہ اور معز الدین مین فوج کشی ہوئی - مگر معز الدین کے مقابلہ مین جہان شاہ مفلس و قلاش تھا - اسلیے اکثر اوسکے ہمراہیون نے کنارہ کشی کی - آخر پانچ چہہ ہزار سوار سے جہان شاہ نے مقابلہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامہ کارزار گرم ہوا - اتنے مین جہان شاہ کا بیٹا فرخندہ اختر مارا گیا - جہان شاہ کے آنکھون مین اندہیرا چہا گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک گولی جہان شاہ کو بھی لگی - جس سے اوسکی ارمان بہری جان نکل گئی - اب امیر الامرا نے دیکہا کہ رفیع الشان کو بھی ٹہکانے لگا ئیے تو سلطنت مین کوئی کہٹکا باقی نہین رہتا ہے - چنانچہ معز الدین کو اس امر پر آمادہ کر کے صبح مین رفیع الشان پر حملہ کیا گیا - اوسکے تمام ہمراہیون نے بیوفائی کر کے بالکل علیحدگی اختیار کی - جس سے رفیع الشان تنہا رہگیا - چونکہ یہہ شہزادہ غیرت دار اور بہادر مزاج تہا - جب ہمراہیون کے فرار کی حالت دیکہی - اور اپنی تنہائی کا خیال کیا تو موت سامنے پہر گئی - فوراً تلوار کہینچکر ہاتھی پر سے کود پڑا - اور جوانمردانہ لڑکر جان دیدی اور اوسکے تین بیٹے محمد ابراہیم - رفیع الشان - رفیع الدولہ - رفیع الدرجات زخمی ہوے مگر زندہ رہے - معز الدین نے فتح کا نقارہ بجوایا - اور خوش خوش اپنے خیمہ کو گیا - افسوس ہے کہ ان شہزادون کی لاشین تین دن اور تین رات جنگ گاہ مین پڑی رہین معز الدین نے تیسرے روز ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کا حکم دیا -

محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ

جب معز الدین تینون بہائیون سے فارغ ہوا تو ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو ۵۲ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا
اور جہاندار شاہ لقب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت (جو ۹-۱۰ سالہ لڑکے تہے) اور جہان شاہ
کے دونون بیٹون اور رفیع الشان کے فرزندون کو قلعہ شاہجہان آباد روانہ کیا۔ رستم دل خان۔
الہوردی خان۔ مخلص خان کے بند بند جدا کئے گئے حیات خان وغیرہ کو قید نصیب ہوا۔ قوالون
ڈوم۔ ڈہاریون کی بن آئی۔ راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تہا کہ قاضی قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہون
آصف الدولہ اسد خان کو وکالت اور اسکے بیٹے ذو الفقار خان کو وزارت کے عہدے عطا ہوے۔ اب بادشاہ
لاہور سے دہلی آیا۔ اور اپنی منظور نظر معشوق لال کنور کو امتیاز محل کا خطاب سرفراز کیا۔ اور لال کنور
کے حقیقی بہائی خوشحال خان کو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور اکبر آباد کی صوبہ داری مرحمت کی۔
اور اوسکے چچازاد بہائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا۔ کہتے ہین کہ لال کنور کا سالانہ خرچ دو کروڑ روپیہ
مقرر تہا۔ شاہجہان آباد کی ایک کنجڑن لال کنور کی دوگانہ مشہور تہی۔ اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ
اوسکی سواری مین سوار و پیادے چلنے لگے۔ بادشاہ کی یہہ حالت تہی کہ اپنی معشوقہ کو لیکر رات مین
رتہہ پر سوار بازار و خرابات خانون مین جاتا۔ اور ہر ہفتہ بادشاہ اور لال کنور ایک چادر لپیٹ کر خواجہ
نصیر الدین رح کے مزار کے پاس جو چشمہ ہے اوسمین نہاتے۔ اور اکثر بازار مین کدو۔ ککڑی خرید کرتے۔
بہر حال بادشاہ کی حالت بہت خراب ہوگئی تہی۔ اور امیر الامرا کے ہاتہہ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا تہا۔
اس اثنا مین خبر آئی کہ محمد فرخ سیر پسر عظیم الشان* (جو بہار کا صوبہ دار تہا) اپنے باپ و چچا کے قتل کی

*نوٹ۔ اورنگ زیب نے اپنے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا تو اوس نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا
نائب مقرر کیا تہا۔ ابہی عظیم الشان راستہ مین تہا کہ اورنگ زیب نے انتقال کیا۔ آخر وہ اپنے باپ (بہادر شاہ)
کے پاس آیا۔ اور اعظم شاہ و محمد کام بخش کے مقابلہ مین ساتہہ رہا۔ اور باپ کی بادشاہی مین مدار علیہ بنا رہا۔ یہہ سب
کچہہ یہان ہوا کیا۔ مگر فرخ سیر نے وہان سے حرکت نہ کی۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ نے انتقال اور عظیم الشان کو

کیفیت سنکر جنگ کے ارادہ سے دار الخلافہ آرہا ہے۔ اور سید حسین علیخان و سید عبد اللہ خان اوسکے
ہمراہ ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ نے راجہ محمد خان بانگپوری کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کرکے
روانہ کیا۔ اور عبد اللہ خان کو صوبہ داری سے معزول کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے اعز الدین کو پچاس
ہزار سوار و پیادہ کے ساتہہ فرخ سیر سے لڑنے بہیجا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ خوب گہسان لڑائی
ہوئی۔ لیکن اعز الدین ایسا گہبرایا کہ رات کو جسقدر جواہر و اشرفیان اوٹہا سکا لیکر اکبر آباد چلدیا۔ جب
صبح کو شاہزادہ کے فرار کی خبر معلوم ہوی تو لشکر نے ہی بغیر مقابلہ کے اپنا راستہ لیا۔ اور اکثر سردار
فرخ سیر سے جاکر ملے۔ اس شکست کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ آخر ۷۰ ہزار سوار
اور ایک لاکہہ پیادہ لیکر فرخ سیر کے مقابلہ کو چلا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے
بادشاہ پر ایسا خوف چہایا کہ وہ بغیر کسی سے مشورہ کرے اکبر آباد ہوتا ہوا شاہجہان آباد چلا گیا۔ امیر الامرا
نے بہت کچہہ زور لگایا مگر بادشاہ کی عدم موجودگی مین سپاہ کا لڑنا دشوار تھا۔ اسلیئے بہاگ نکلی۔ اور
امیر الامرا بہی بادشاہ کی تلاش مین شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ اودہر بادشاہ تبدیل وضع کرکے امیر الامرا
کے باپ آصف الدولہ اسد خان کے گہر پہونچا۔ اور فرخ سیر فتح و ظفر کے نقارے بجاتا ہوا۔ اکبر آباد آیا۔ اور
اسد خان نے بادشاہ کو نظر بند کرکے فرخ سیر کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد فرخ سیر نے امیر الامرا اور اسد خان
کو طلب کیا۔ جب یہ دونون باپ بیٹے آئے تو امیر الامرا کو تو قتل کیا۔ اور اوسکی لاش کو تشہیر کا حکم دیا۔
اسد خان کی خطا معاف کرکے گہر بہیجدیا۔ مگر تمام جاگیر و منصب ضبط کرلیگئی جہاندار شاہ نے صرف ۱۰ مہینے سلطنت کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱) بہائیون نے مگر مارا تو یہ خبر فرخ سیر کو ہوئی تو وہ باپ کا بدلہ لینے کے لئے وہان سے نکلا۔ اور سید عبد اللہ خان
و حسین علیخان (جو سادات بارہ سے تھے) کو ہمراہ لیا۔ یہ دونون عظیم الشان کے عہد مین الہ آباد و بہار کے صوبہ دار تھے
اور حسین علیخان سے فرخ سیر نے یہ وعدہ کیا کہ اگر مین بادشاہ ہونگا تو تمکو مدار المہام کرونگا۔ چنانچہ یہ دونون بہائی
اودہر اودہر سے لشکر جمع کرکے فرخ سیر کے ہمراہ ہوگئے۔ ۱۲ مولف

محمد فرخ سیر بادشاہ

غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ مین محمد فرخ سیر تخت نشین ہوا سید عبد اللہ خان کو قطب الملک و یار۔ وفادار ظفر جنگ کا خطاب ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور خدمت وزارت عطا ہوئی سید حسین علیخان کو امیر الامرا فیروز جنگ بہادر کے خطاب و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خدمت میر بخشی سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان بہادر کو نظام الملک فتح جنگ خطاب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب صوبہ داری دکن مرحمت ہوی قاضی عبد اللہ تورانی نے خانخانان۔ میر جملہ کا خطاب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے منتخر ہوا۔ ۱۷ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہاندار شاہ قتل کیا گیا۔ اور اوسکا سر نیزہ پر لگا کر تمام شہر مین تشہیر کیگئی۔ اس اثنا مین مہاراجہ اجیت سنگھ کی سرکشی کی خبر آئی۔ امیر الامرا حسین علیخان تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ نے صلح کرلی۔ اور اپنی لڑکی بادشاہ کے عقد مین دی۔ اور سالانہ پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا۔ انہین ایام مین میر جملہ کی چالبازیون اور فتنہ انگیزیون سے شاہ و وزیر مین مخالفت ہوگئی۔ اعز الدین پسر جہاندار شاہ گرفتار ہو کر آیا۔ اور اوسکی آنکھون مین سلائی پھیری گئی۔ خلاوہ اسکے محمد ہمایون بخت (جو فرخ سیر کا چھوٹا بھائی تھا) و والا تبار۔ (جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا) بھی اندھے بنائے گئے۔ اسی ظلم و زیادتی سے بادشاہ کا ایک خورد سال لڑکا مر گیا۔ اور بادشاہ و وزیر کی عداوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند روز دونون بھائیون نے دربار کا آنا چھوڑ دیا۔ اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کی۔ لیکن بادشاہ کی والدہ نے اونکے گھر جا کر تسلی و تشفی دی۔ اور پھر بدستور دونون بھائی امور سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اب یہہ تجویز ہوئی کہ میر جملہ عظیم اباد کی صوبہ داری پر جائے۔ اور امیر الامرا دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہو۔ اور نظام الملک بہادر مراد آباد کے صوبہ دار مقرر ہون۔ چنانچہ اول الذکر دو لطیفہ اپنی اپنی صوبون پر

روانہ ہوگئے۔ جب امیرالامرا دکن پہونچا تو داؤد خان پنی نے مخالفت کی۔ طرفین سے خوب کشت وخون ہوا۔ آخر داؤد خان مارا گیا۔ اور امیرالامرا فتح وفیروزی کے ساتھہ اورنگ آباد داخل ہوا۔ انہین ایام مین عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی۔ اور با بندہ معہ سات سو چالیس سکھون کے گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے اون سبکو قتل کرڈالا۔ اور با بندہ کو معہ اوسکے بیٹے کے طرح طرح کے عذاب دیکر مارا۔ یہانتک کہ اوسکی پالی ہوئی ایک بلی کو بھی مارکر نیزہ پر لٹکایا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی کا نکاح نہایت دھوم دہام سے بادشاہ کے ساتھہ عمل مین آیا۔ انگریزی تاریخون مین لکھا ہے کہ بادشاہ اس شادی کرنے سے قبل ایسے مرض مین مبتلا ہوگیا تھا کہ وہ اس شادی کا مزا نہین اوٹھا سکتا تھا۔ اسی زمانہ مین پریسیڈنٹ کلکتہ نے دوایلچی کمپنی کے جانب سے معہ تحائف بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے تھے۔ اونکے ساتھہ ڈاکٹر گرائیل ہملٹن بھی تھا چنانچہ اس ڈاکٹر کے معالجہ سے بادشاہ کا وہ مرض جاتا رہا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے اوسکو کہا کہ جو انعام تم جی چاہے مانگ۔ اس ڈاکٹر نے اپنے ذاتی نفع کا خیال نکرکے اپنے قوم کی بہتری کے لئے ہندوستان مین تجارت کی آزادی اور محصول کی معافی مانگی۔ جسکو بادشاہ نے بطیب خاطر عطا کیا۔

گو ظاہر اً شاہ و وزیر مین صفائی ہوگئی تھی۔ مگر باطن مین دونون ایک دوسرے کے لئے قابو طلب تھے۔ انہین ایام مین ۷۰۰۰ ہزار سوار و منصبدارون (جو برطرف ہوگئے تھے) نے محمد امین خان بخشی وخاندوران خان نائب امیرالامرا پر حلہ کے گہر پر دہنا دیا۔ اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت تھا یہ رفیق ہونگے۔ اور قطب الملک کے گہر پر یورش وشورش کرینگے۔ اس خبر کے سنتے ہی قطب الملک نے بھی اپنی فوج متفرقہ کو فراہم کرلیا۔ طرفین سے کشت وخون کی نوبت بھی آئی ۱۱۲۹ھ مین اسد خان۔ آصف الدولہ (پدر ذوالفقار خان مرحوم) نے انتقال کیا اور ہر دکن مین مرہٹون نے امیرالامرا کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے آخر مجبور ہوکر چند صال کی چوتھہ دینے پر صلح کرلی۔

اور بادشاہ سے اوسکی اجازت چاہی - مگر بادشاہ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے اوسکو منظور نہین کیا - اور محمد مراد بخش کشمیری (جو رکن الدولہ اعتقاد خان کے خطاب سے ممتاز تھا) مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سادات بارہہ کی سرکوبی کیلئے نظام الملک بہادر صوبہ دار مراد آباد - اور سربلند خان بہادر صوبہ دار عظیم آباد و راجہ اجیت سنگہہ صوبہ دار احمد آباد کو معاون بنانا چاہیئے - چنانچہ یہ تینون سردار اپنے اپنے صوبون سے بادشاہ کے حکم پر دار الخلافہ حاضر ہوئے - بعد مشورہ سبھون نے عرض کیا کہ پہلے خدمت وزارت کسی کے سپرد کیجائے - تاکہ قطب الملک کا زور گھٹے - بادشاہ نے جواب دیا کہ وزارت کے لئے میری نظر مین بجز اعتقاد خان رکن الدولہ کے کوئی دوسرا لایق نظر نہین آتا - چونکہ اعتقاد خان ایک کم فطرت اور رذل شخص تھا - اور صرف بادشاہ کی عنایت سے اعلیٰ خطاب و منصب پایا تھا - اسلئے بادشاہ کی اس گفتگو سے تمام امرا کا دل شکستہ ہوگیا - اودھر قطب الملک نے ان امرا کو اعلےٰ مناصب و خطاب کا امیدوار کر کے اپنا طرفدار بنالیا - جب بادشاہ کے ارادون کی خبر امیر الامرا کو ہوی - اور قطب الملک نے بھی بھائی کو لکھا کہ بادشاہ کی نیت بخیر نظر نہین آتی - فوراً چلے آؤ تو امیر الامرا اورنگ آباد سے کوچ کر کے دار الخلافہ کے قریب آگیا - اور اپنے ساتھہ ۲۰ ہزار سوار مرہٹون کی فوج بھی لیتا آیا - اور علانیہ بغاوت پر کمر باندہی بادشاہ کو قطب الملک نے کہلا بھیجا کہ فدوی شرف ملازمت کے لئے حاضر ہوتا ہے - لیکن خوف ہے کہ ملازمان شاہی فدوی کے ساتہہ بدسلوکی کرین - لہذا - تمام قلعہ کا انتظام فدوی کے تفویض ہو - بادشاہ تو زمانہ کی نیرنگیون سے بیخبر تہا - فوراً اجازت دیدی اور اپنے علاقہ کے تمام چوکی پہرے برخواست کردیئے - اور قطب الملک نے اپنا انتظام کر لیا - اسکے بعد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور رنج و شکایت کے دفتر کہولے - گفتگو نے طول کہینچا - بدمزگی کی نوبت آئی - اور بادشاہ بددماغ ہو کر محل مین چلا گیا - اور قلعہ کے باہر یہہ افواہ اوڑی کہ قطب الملک مارا گیا - پہر کیا تھا - کشت و خون کا بازار گرم ہوا - سیکڑون نامی امرا مارے گئے - اور ہزارون گہر تاراج ہوئے خصوصاً مرہٹے اس

لڑائی مین بہت تباہ وخراب ہوے۔ اودہر قطب الملک نے بادشاہ کو محل سے نکلنے کے لئے کہلا بہیجا مگرکچہہ فائدہ نہوا۔ اور محل کی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین۔ آخر نجم الدین علیخان اور پسر صلابت خان روہیلہ محل مین گہس گئے۔ اور عورتون کو مار پیٹ کی۔ بادشاہ کا پتا لگایا۔ اور بڑی بیحرمتی سے باہر نکالکر لائے۔ ہرچند بادشاہ کی مان وبیٹیون اور بیگمون نے منت وسماجت کی۔ مگر وہان سننے والا کون تہا۔ الحاصل فرخ سیر کی آنکہون مین سلائی پہیری گئی۔ اور قلعہ کے اندر قید کیا۔ اسکے بعد عورتون کا تمام زیور لوٹا اور اونکو بیحرمت کیا۔ فرخ سیر نے چہہ سال ۳ ماہ ۴ یوم سلطنت کی۔

چونکہ فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا تھا۔ اسلئے قطب الملک اور امیر الامرا نے ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان یعنے بہادر شاہ کے پوتے کو تخت پر بٹہایا۔ یہ شہزادہ سات برس سے قید تھا۔ اس عزل ونصب کی تاریخ ایک شخص نے فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے۔

محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

بکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ہجری م ۱۷۱۹ء کو رفیع الدرجات سریرآرا ہوا۔ اس شہزادہ کی عمر ۲۰ سالہ تھی۔ اور مرض دق مین مبتلا تھا۔ جب تخت نشینی کے رسوم ادا ہوے تو قطب الملک نے اپنے مخالفون کو قید کیا۔ اور اونکے گہربار ضبط کئے گئے۔ راجہ اجیت سنگہہ کی خاطر کل ہنود جزیہ سے معاف ہوے۔ اسکے بعد فرخ سیر کو زہر دیکر اوسکا خاتمہ کیا۔ اور تمام جواہر ومرصع آلات وخزانہ شاہی پر یہہ دونون بہائی متصرف ہوے۔ بادشاہ کی شہادت پر دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی ۱۱۳۱ہجری کو قلعہ اکبرآباد کے ہزاریون نے نیکو سیر پسر محمد اکبر نبیرۂ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین

* ۱۰۹۳ہجری مین محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تہا تو اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکو سیر کو

محبوس تہا اکبرآباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم و زر پر یہ سکہ لگایا **شعر** زرزد سکہ صاحب قرانی + شہ نیکو سیر تیمور ثانی + جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو اونہون نے راجہ بہیم اور چورامن جاٹ کو اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس اثنا مین رفیع الدرجات کا حال ابتر ہوا۔ اوس نے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے حقیقی بہائی۔ رفیع الدولہ کو تخت نشین کرکے میری زندگی مین اوسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کرو تو بڑا احسان ہوگا۔ سادات نے اس امر کو قبول کیا اور رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا۔ اس تخت نشینی کے تیسرے روز رفیع الدرجات نے انتقال کیا۔ تین ماہ دس یوم برائے نام سلطنت کرگیا

رفیع الدولہ شاہجہان ثانی

۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان ثانی لقب پایا۔ اسکے بعد قطب الملک بادشاہ کو لیکر نیکو سیر کی تنبیہ کے لئے فوج شائستہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب قلعہ کا آذوقہ آخر ہوا تو ہزاریون نے صلح چاہی۔ اور نیکو سیر کو حوالہ کیا۔ قطب الملک نے شہزادہ کو قید مین بہیجدیا۔ اور تین چار سو برس سے جو جواہر و خزانہ اکبرآباد مین دو تین کروڑ کے قریب جمع ہو رہا تھا۔ جسمین ایک چادر مروارید جو شاہجہان نے ممتاز محل کی قبر کے لئے بنوائی تھی۔ اور نورجہان کا اختراع کیا ہوا۔ جوڑہ چپو اور ایک شیکہ بڑا بیش بہا تھا وہ سب حسین علیخان امیرالامرا کے ہاتھ آیا۔ اور اوسکے بہائی عبداللہ خان کو صرف اکیس لاکہ روپیہ ملا۔ جس سے دونون بہائیون مین مخالفت و عداوت کے آثار پیدا ہوگئے۔

اس اثنا مین رفیع الدولہ نے مرض اسہال سے سفر آخرت کیا۔ تین ماہ ۱۰ دن برائے نام سلطنت کی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲۲) دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبرآباد مین بہیجدیا تہا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی رفیع الشان سے اور دوسری کی شادی جہان شاہ سے ہوئی تہی۔ اورنیکو سیر ۴۰ سال سے قلعہ مین زندگی کے دن کاٹ رہا تہا۔ ۱۲ مولف

اب سادات بارہ نے روشن اختر پسر جہان شاہ (جو قلعہ سلیم گڈہ مین قید تھا) کو سلطنت کے لئے انتخاب کیا۔ اور روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی۔

مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

روشن اختر کے سر پر ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ م ستمبر ۱۷۱۹ء کو فتح پور مین تاج رکھا گیا۔ اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ لقب ہوا۔ چند روز کے بعد محمد شاہ نے سیدون کے ہاتھ سے رہائی پانیکی تدابیرین کرنے لگا۔ لیکن قدسیہ بیگم (جو اوسکی مان تھی) نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھی۔ اسلئے وہ حسب صلاح وقت سر رشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہین دیتی تھی۔ اور محمد شاہ کو بھی مصلحتاً روکتی رہتی تھی۔ اس اثنا مین چھبیلا رام ناگر صوبہ دار الہ آباد نے انتقال کیا اور اوسکا بھتیجا گردہر جانشین ہوا۔ اور مخالفت پر کمر باندہی۔ حسین علیخان امیر الامرا اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر چند شرائط پر صلح ہوگئی۔ اسوقت نظام الملک بہادر صوبہ دار مالوہ تھے۔ اور کل امرائے مغلیہ آپکو اپنا مرشد و پیشوا جانتے تھے۔ جس سے قطب الملک اور امیر الامرا جلتے تھے۔ اور آپکے خراب کرنیکے لئے قابو طلب تھے۔ چنانچہ حسین علیخان نے گردہر کے معاملہ سے فارغ ہوکر نظام الملک بہادر کو یہ لکھا کہ مین چند روز دکن کے انتظام کے لئے مالوہ مین (جو دکن سے قریب ہے) رہنا چاہتا ہون۔ اور آپ الہ آباد۔ اکبر آباد۔ برہانپور۔ ملتان ان چار صوبون مین سے جس صوبہ پر جانا پسند کرتے ہو چلے جائے۔ اور قطب الملک نے آپ کے وکیل کو طلب کرکے کلمات نامناسب تند و تلخ زبان سے نکالے۔ جس سے نظام الملک بہادر کمال برداشتہ خاطر و ملول ہوے۔ اور انہین ایام مین محمد شاہ بادشاہ نے اعتماد الدولہ کے ذریعہ سادات بارھہ کے تسلط و ترقی اور اپنے مجبوریون اور معذوریون کا اظہار کرکے طالب امداد و اعانت ہوا۔ چنانچہ یہہ تمام حالات ہم نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے

سوانح عمری مین بالتفصیل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرین۔ الحاصل نظام الملک بہادر نے بحکم ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کو سرمایہ ہمت بنایا۔ اور وسط جمادی الآخر ۱۱۳۲ھ مین اپنے ہواخواہون وفدویون کو ہمراہ لیکر ۴ ہزار سوار کی جمعیت سے اجین پہونچے۔ اور وہان سے نکل کر دکن کی جانب متوجہ ہوے راستہ مین قلعہ آسیر و بیجا گڈہ و برہان پور وغیرہ پر قبضہ فرمایا۔ استنے مین عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار (جو آپکے قریبی رشتہ دار تھے) بھی فوج بیشمار کے ساتھہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے جب سیدون کو آپکے اسطرح چلے جانے اور دکن کے علاقہ پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ وتاب کہاے۔ اور حسین علیخان نے اپنے بخشی لشکر دلاور علیخان کو ۱۳ ہزار کی فوج کیساتھہ آپکے مقابلہ پر بہیجا۔ اور عالم علیخان (جو حسین علیخان کا بہانجا یا بہتیجا اورنگ آباد مین حسین علیخان کے طرف سے نائب صوبہ تھا۔) کو بھی اورنگ آباد سے معہ لشکر نکل کر نظام الملک پر حملہ کرنے کے لئے کہلا بہیجا۔ چنانچہ عالم علیخان ۳۰ ہزار سوار لیکر اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ جب نظام الملک بہادر نے ان دونون کے آمد کی خبر سنی تو پہلے دلاور علیخان کا مقابلہ مناسب جانا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ غنیم کے لشکر نے شکست پائی اور دلاور علیخان مارا گیا۔ اُس کے بعد عالم علیخان پہونچا۔ اور وہ بھی شکست کہا کر قتل ہوا۔ اور ان دونون کے قتل کی خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو وہ سخت غمگین و پریشان ہوے۔ اب یہہ تجویز ہوی کہ حسین علیخان امیر الامرا بادشاہ کو لیکر نظام الملک پر چڑہائی کرے۔ اور عبد اللہ خان قطب الملک شاہجہان آباد جائے۔ آخر یہہ تجویز پختہ ہوی۔ اور امیر الامرا بادشاہ کے ہمراہ معہ فوج شائستہ دکن کے جانب روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ مین پہونچا۔ اور مرزا حیدر کشمیری نے (جو اعتماد الدولہ اور میر محمد امین کے مشورہ سے ہوا تھا۔) راستہ مین جب امیر الامرا پالکی مین بیٹہا ہوا گہر کو آرہا تھا۔ ایک خنجر آبدار سے اوسکا کام تمام کیا۔ اور خود بھی مارا گیا۔ اور امیر الامرا کے بہانجے عزت خان نے شاہی محل پر چڑہائی کی۔ مگر اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی

بٹہاکر اپنی فوج سے اوسکا دفعیہ کیا۔ اور عزت خان مارا گیا۔ بہرحال امیر الامرا کے مارے جانے
سے خوب کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ خوب لوٹ مار مچی۔ اسکے بعد بادشاہ شادیانہ فتح و
ظفر بجاتا ہوا داخل محل ہوا۔ اعتماد الدولہ کو وزیر الممالک ظفر جنگ کا خطاب اور منصب ہشت ہزاری
ہشت ہزار سوار دواسپہ ویک کروڑ پچاس لاکہ دام خدمت وزارت بادشاہ نے عطا کی۔
صمصام الدولہ۔ قمر الدینخان۔ حیدر علیخان۔ سعادت خان بہی عطابات ومناصب خدمات
سے سرفراز ہوئے۔ جب امیر الامرا کے قتل کی خبر سید عبداللہ خان قطب الملک کو پہونچی تو اوس نے
شاہجہان آباد پہونچکر رفیع الشان کے بیٹے سلطان ابراہیم کو بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ تخت نشین
کیا۔ اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکہا۔ اور تمام امرا کو مناصب وخطابات وخدمات
عطا کر کے اونکی دلجوئی ودلدہی کی۔ اور لشکر کثیر فراہم کر کے محمد شاہ کے مقابلہ کو چلا۔ اودہر محمد شاہ و
امیر الامرا کو ٹہکانے لگا کر دار الخلافہ کو واپس ہوا۔ اور ایک مقام پر دونون لشکرون نے ہنگامہ
کارزار گرم کیا۔ اکثر نامی امرا اور سردار مارے گئے۔ لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اور سید عبداللہ خان
قطب الملک اور اوسکا بہائی نجم الدین علیخان۔ اور سلطان ابراہیم گرفتار ہوے۔ بادشاہ بفتح
وظفر ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو فتح پور سے کوچ کر کے دار الخلافہ شاہجہان آباد آیا۔ اور سید عبداللہ خان
ونجم الدین علیخان وسلطان ابراہیم کو قلعہ مین قید کیا جن امرا نے اس مہم مین جانفشانی کی تہی اونکو
مناصب وخطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اثناء مین اجمیر واحمد آباد سے راجہ اجیت سنگہ کی ظلم
وزیادتی کی خبرین پہونچین۔ بادشاہ نے راجہ کو دونون صوبون سے معزول کر کے نظفر خان
وصمصام الدولہ کو مرحمت فرمایا۔ انہین ایام مین محمد امین خان چین بہادر وزیر نے انتقال
کیا۔ عنایت اللہ خان۔ کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور نظام الملک بہادر کو بادشاہ
نے دکن سے بلاکر ہ جمادی الثانی ۱۱۳۳ھ کو قلمدان وخلعت وزارت عنایت فرمایا۔ نظام الملک بہادر دہلی

نیکنامی کے ساتھہ وزارت کرنی چاہی۔ مگر بادشاہ کی کوکی رحیم النسا (جو نہایت چالاک و پرفن اور امور ریاست مین دخیل پادشاہ کے منہہ چڑہی تھی) اور بعض مفسد پیشہ امرا کی چالاکیون سے آپ اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکے۔ سلخ ذیحجہ ۱۱۳۴ھ کو سید عبداللہ خان نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ برہان الملک سعادت خان کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبہ اودہ بھی مرحمت ہوا۔ اسی زمانہ مین ایک نئے مذہب نمودو* نمود نے بہت فروغ پایا۔ اور

*ایک شخص میر محمد حسین نام مشہد مقدس کا رہنے والا کابل آکر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے پاس بہت رسوخ پیدا کیا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے نکاح کرکے بہت ترقی پائی۔ اور عالمگیر کے لئے بہت سے تحائف کابل سے لیکر لاہور آیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ عالمگیر مر گیا۔ پہر کیا تھا اوس نے وہ تمام تحفے ۸۰ ہزار روپیہ کو بیچکر اوس سرمایہ کو بغل مین دبایا۔ اور توکل و فقر کا جامہ پہنا چونکہ علمی لیاقت معقول تھی۔ اسلئے دو چار طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ اور ایک نئی زبان کا رنگ جمایا قدیمی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے اون مین امالہ و اشباع و قواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوسکو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت شروع کی۔ پہر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا ٹہرا۔ اور خود بیگوگ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب اجورہ مقدسہ تالیف کی کہ وہ اوسکی زبان مخترع مین قرآن تہا۔ جو اوسپر خدا نے بہولی بہٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تہا۔ یہہ پہاڑی اوسکے واسطے کوہ طور تھی جو اوسپر جاتا۔ اور کوئی نکوئی ڈہکوسلا گھڑ لاتا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوسے ہین۔ خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضا تھے نوان بیگوگ مین ہیون۔ امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونون ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تہین مگر بعد ازان وہ دونون جدا ہوگئین۔ بیگوگیت نے مجہہ مین اور امامت نے حضرت امام نقی مین انتقال کیا۔ اور مین خاتم البیگوگیت ہون۔ پانچوقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین باز دید مقرر کین۔ جو یون پڑہی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کے طرف منہہ کئے ہوسے کہڑی ہوتین اور زبان نو ایجاد مین کچہہ پڑہنت پڑہی جاتی۔ غرض کفر کی باتین کرتا۔ جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام

حیدر علی خان احمد آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ غازی الدینخان بہادر خلف
نظام الملک بہادر نے سرفرازی پائی۔ استنے مین جاٹون نے سر اوٹہایا۔ نظام الملک بہادر نے
قرار واقعی اونکی تنبیہ کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ والی ایران پر محمود خان شاہ
افغانستان غالب آیا۔ اور سلطان حسین کو قید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان قلعہ
اصفہان سے نکل کر لشکر کے فراہم کرنے مین مشغول ہین" نظام الملک بہادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس
موقع پر اگر حضور والی ایران کی اعانت کرین تو اوسکا عوض ہو جاتا ہے۔ جو شاہ ایران نے ہمایون کے
ساتہہ شیر شاہ کے وقت نیک سلوک کیا تہا۔ بادشاہ نے کہا کہ "ایسا کوئی شخص نظر نہین آتا کہ جسکے تفویض
یہ کام کیا جائے" نظام الملک بہادر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو یہہ فدوی اس کام کو انجام دیتا ہے" اوسوقت
تو بادشاہ چپ رہا۔ مگر جب امرا سے مشورہ کیا تو اون مفسدون نے نظام الملک بہادر کی جانب
سے بادشاہ کو بدظن کیا۔ اور کچہہ عجب ہی پٹی پڑہائی۔ جب نظام الملک بہادر نے بادشاہ کو اپنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲۷) عجیب و غریب رکہتا۔ اپنا نام نمود اللہ نمود طا نمودر کہا۔ اور شاگرد کا نام فرالود رکہا۔ غرض اقوال
کاذبہ۔ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا۔ اور دنیا کو اپنے جال مین پہنساتا۔ اوسکے اعتبار کی یہانتک نوبت پہنچی کہ
فرخ سیر بادشاہ چہپ کر اوسکی ملاقات کو گیا۔ مگر اوس نے حجرہ کا دروازہ نہ کہولا۔ جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اندر بلایا۔
جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر تک نہ کی خود ایک اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف بادشاہ کو نذر دیا۔ اور اوسکی لکہائی
کے ستر روپیہ لیا۔ جب محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ آیا۔ تو محمد امین خان وزیر نے سپاہیون کو گرفتار کرنے روانہ کیا۔ اسنتے مین
محمد امین خان درد قولنج مین مبتلا ہو گیا۔ اور وہ سپاہی الٹے چلے گئے۔ لوگون مین یہہ مشہور کیا کہ مین نے محمد امین خان کے جگر پر تیر مارا ہے
وہ کبہی زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونیکے لئے آبیٹہا ہون۔ میرا باپ بہی مسجد مین شہید ہوا تہا۔ گو مین بہی خود ایک دفعہ شہید
ہو چکا ہون۔ اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ اتفاقاً وزیر نے انتقال کیا۔ پہر تو اسکی شہرت بہت دور دور تک پہنچی۔ الغرض تین
برس کے بعد یہہ نمود و انمود نابود ہوا۔ پہر کچہہ مدت یہہ سلسلہ اونکی اولاد مین جاری رہا مگر ۱۲۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا باقی نہ رہا اور نام لیوا نہ رہا۔ ۱۲ مولف

جانب سے بدظن دیکھا تو اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو نائب وزیر مقرر کرکے لشکار کے بہانہ سے
دکن روانہ ہوے۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو کل دکن کی صوبہ داری عماد الملک مبارز خان ناظم حیدر آباد
کے نام عطا کردی۔ اور عماد الملک حیدر آباد سے نظام الملک کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ہرچند
نظام الملک بہادر نے سابقہ دوستی کو نظر کرکے عماد الملک کو پند و نصائح لکھے۔ مگر بیسود ہوے۔ آخر
لڑائی ہوئی۔ اور عماد الملک معہ اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا۔ اور دو بیٹے قید ہوے۔ پھر وہان سے
نظام الملک نے حیدر آباد کا قصد فرمایا۔ اور خواجہ احمد خان پسر مبارز خان سے قلعہ گولکنڈہ حاصل
کیا۔ اور اوس نواح کے سرکشون کی تادیب و تنبیہ کرکے سرکاری رقم وصول کی۔ جب بادشاہ
کو ان واقعات کی خبر ہوی تو بمصلحت وقت فیل و جواہر اور خطاب آصف جاہ سے سرفرازی بخشی۔
اسکے بعد نظام الملک بہادر نے مرہٹون کی بھی خوب خبر لی۔ اب بادشاہ نے قمر الدین خان کو وزارت
عطا کرکے آصف جاہ بہادر کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز معہ خلعت و فیل و جواہر بھیجا۔

اب کسیقدر مرہٹون کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ ساہو خلف سنبھاجی نے ستارہ کو پایہ تخت بنایا۔
اور تارا بائی زوجہ راجہ رام نے جب اوسکا بیٹا سیواجی مرگیا۔ تو راجہ رام کے دوسرے بیٹے سنبھاجی دوم کو (جو
دوسری رانی سے تھا۔) کولاپور مین تخت نشین کیا۔ یہہ دونون خاندان آپس مین رقیب تھے۔ آصف جاہ
نے مرہٹون کی قوت توڑنے کے لئے سنبھا دوم کی طرفداری کی (یہہ صورت ایسی تھی کہ ساہو کا
زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن بالاجی وسوا ناتھ پیشوا* کی لیاقت و دہانت نے ساہو کے زور کو دوبالا کردیا۔

* سیواجی اول نے اپنی سلطنت مین دو بڑے عہدے قائم کئے تھے ایک تو پت پردہان یعنے نائب السلطنت دوسرا پیشوا۔
گو اسکے قبل متعدد لائق شخص پیشوا ہو چکے تھے مگر اسوقت ساہو کے زمانہ مین بالاجی وسوا ناتھ ایسا پیشوا ہوا کہ ساہو کی ریاست روز افزون ترقی
پانے لگی۔ بالاجی قوم کا برہمن کا نکن کا رہنے والا کسی گانون کا موروثی پٹواری تھا۔ اور اپنی فطرت و جرات و ہمت کے باعث
بہت جلد ترقی پائی۔ اور ساہو کا قوت بازو بن گیا۔ مالگزاری کا بندوبست ایک نئی طرز پر مقرر کیا۔ ہر ایک صوبہ

اور بہت کچھہ اصلاحین کین۔ جب بالاجی کا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہہ
بھی نہایت لایق وہوشیار تھا۔ گو اسکو اوسکے باپ کے تمام اختیارات حاصل نہ تھے۔ کیونکہ سری پت رائے
پت نیدہی اوسکا بڑا مخالف تھا۔ مگر بہت جلد اوس نے اپنی پرزور تقریر اور جرات۔ بہادری سے
ساہو کے دل پر اپنا سکہ بٹھادیا۔ اور ممالک دکن مین یہہ حکم دیا کہ راجہ ساہو کو چوتھہ و سردیسمکھی دیجائے۔
کیونکہ اول اسکا تصفیہ ضرور ہے کہ یہہ حق سنبھاجی دوم کا ہے یا ساہو کا۔ جب راجہ ساہو کو یہہ خبر ہوئی تو اوس
نے فوراً جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بالاجی نے اوسکو اس ارادہ سے روکا۔ اور آپ منتخب فوج لیکر گجرات
پر یورش کی۔ اور اوسکو تباہ و تاراج کیا۔ اودھر آصف جاہ نے پونہ پر حملہ کیا۔ مگر کچھہ کام نہ بن سکا۔
اور بالاجی گجرات کو تباہ کرکے پونہ آیا۔ اور آصف جاہ کو ایسا تنگ کیا کہ آخر ۱۷۲۹ء مین اس
اقرار پہ صلح ہوئی کہ چوتھہ و سردیسمکھی کی تمام باقیات کا روپیہ ساہو کو ادا کیا جائے۔ اور چند مضبوط قلعے
اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکی ضمانت مین ساہو کے تفویض ہون۔ یہہ پہلا ہی وقت ہے کہ
آصف جاہ نے ساہو کے مقابلہ مین شکست پائی۔ اودہر سری پت راؤ نے جو ساہو کا پت نیدہی تھا
نے سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی۔ اور ۱۷۳۰ء مین اوسکو مجبور کرکے یہہ دستاویز
لکھالی کہ تمام مرہٹونکا سردار اور ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے۔ اور وہ فقط حوالی کولاپور پر قابض رہیگا
اب آصف جاہ نے دوسری تجویز یہہ کی کہ ترمبک راؤ دہابری کو جو مرہٹون کا بڑا سردار تھا۔ اور
گجرات مین مرہٹون کی حکومت اوسیکی وجہہ سے جمی تھی۔ اور وہ پیشوا سے بعض وجوہ کے باعث
بہت جلتا تھا۔ اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور وہ ۳۵ ہزار سپاہ کو لیکر یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ ساہو کو پیشوا
اور برہمنون کے پنڈے سے نکالے۔ مگر باجی راؤ نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور ترمبک راؤ مارا گیا
جس سے آصف جاہ کا یہہ وار بھی خالی گیا۔ آخر ترمبک راؤ کے بیٹے کو گدی نشین کرکے پیلاجی گیکواڑ
کو گجرات کا انتظام تفویض کیا۔ کیونکہ یہہ لڑکا کمسن تھا۔

ادہر باجی راؤ نے جب مالوہ پر دہاوا کیا تو اوس نے اپنی سپاہ کے تین بڑے افسر- اودہاجی پنوار
ملہر راؤ ہلکر اور راناجی سیندہیا مقرر کئے- اوداجی ایک چہوٹا سا سردار تھا- اوس نے ملک دہار پر
جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تھا- مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج
ملا جو سیندہیا اور ہلکر کے گہرانے کو حاصل ہوا- حالانکہ ملہر راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا- جو دریائے
نیرا پر پونہ کے جنوب مین بکریان چراتا تھا- البتہ راناجی سیندہیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز
شمار ہوتا تھا- مگر تنگدستی کے باعث اوس نے باجی راؤ کے خدمتگارون مین نوکری کرلی-
اودہاجی بہی اور گجرات سے سپہ سالار ہوگیا- اس اثنا مین بادشاہ نے راجہ ابہے سنگہہ
کو جو اپنے باپ اجیت سنگہہ کو مار ڈالا تھا- گجرات کی صوبہ داری عطا کی- چنانچہ اس نے وہان
پہونچکر سربلند خان کو گجرات سے باہر کیا اور پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے مار ڈالا- جب پیلاجی
مارا گیا تو اوسکے بہائی بندون نے گجرات پر حملہ کیا- اور اوسکو تاراج کرکے تمام ملک آپس مین بانٹ لیا
پہر جودہپور پر یورش کی راجہ نے دیکہا کہ گجرات تو گیا مگر قدیمی آبائی ملک جودہپور بہی چلا جاتا ہے
اس لئے یلغار گجرات سے نکل کر جودہ پور روانہ ہوا-

اب مالوہ کی سنئے کہ یہان راجہ گردہر صوبہ دار تھا- باجی راؤ نے اوس پر یورش کرکے ایسا
تنگ کیا کہ اوس نے بادشاہ سے امداد چاہی- مگر وہان سے کچہہ جواب نہ آیا- آخر گردہر لڑائی مین مارا گیا
اور اوسکا بہتیجا دیا رام اوسکی جگہہ مقرر ہوا- یہ بہی مرہٹون سے لڑتا رہا- اور بادشاہ کو کمک کے
لئے بہت کچہہ لکہا- لیکن وہان کون سنتا تھا- غرض دیا رام بہی مر گیا- سنہ ۱۱۴۳ھ مین محمد خان بنگش
اوسکی جگہہ معین ہوا- مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ پڑا کہ ادہر جانیکی نوبت نہ آئی- اور بادشاہ
نے راجہ جے سنگہہ والی جے پور کو صوبہ مالوہ عطا کیا- مرہٹون نے راجہ کا دم ایسا ناک مین کیا
کہ اوس نے سنہ ۱۱۴۹ھ مین یہ صوبہ باجی راؤ کو دیدیا- اور گجرات و مالوہ کے صوبون کے نکل جانے سے

سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ نے
اوسکے تدارک کی کچھہ بھی فکر نہ کی نواب اونکا حوصلہ اور بڑہا ۔ اور صوبہ الہ آباد و اکبر آباد پر دانت لگایا
اور بالفعل مرہٹے راجہ بندیلکھنڈ کی طلبی پر (کیونکہ محمد خان بنگش نے راجہ بندیلکھنڈ کو بہت مجبور کر دیا تھا)
بندیلکھنڈ چڑہ دوڑے ۔ اور محمد خان گھبرا کر قلعہ جیتگڑہ مین محصور ہوا ۔ مرہٹون نے قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا
کہ قلعہ والون نے گہانس گھوڑے گدہے سب کہا گئے تنگ نہ چھوڑنے ۔ جب یہ خبر محمد خان کے بیٹے اور بیوی کو پہونچی
(جو فرخ آباد مین تھے) تو اونہون نے بادشاہ سے استمداد کے لئے استغاثہ کیا ۔ دہلی کی سلطنت
مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی ۔ آخر اوس نے اقوام سے جمع کیا ۔ اور اوسکی بیوی نے
روہیل کہنڈ کے پٹہانون کے پاس اپنی چادر بھیجی (پٹہانون مین اس طرح چادر بھیجنا سخت ضرورت
کی حالت مین عزت بچانیکے لئے درخواست کرنا ہے) چنانچہ افغانون نے فوراً بندیلکھنڈ پہونچکر محمد خان
قلعہ سے نکالا ۔ اور جوانمردی سے اوسکو الہ آباد پہونچا دیا ۔ وہ تو بچ گیا ۔ مگر صوبہ نہ بچا ۔ اور بندیلکھنڈ
کے راجہ نے باجی راؤ کو اس حسن خدمت کے عوض مین جمنا کے کنارے پر جہانسی کا علاقہ دیا ۔ بعد ازان
جب وہ مرنے لگا تو باجی راؤ کے لئے اپنے حقوق بندیلکھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جسکے سبب سے کل ملک مرہٹونکے
ہاتھہ لگ گیا ۔ کوئی کہتا ہے کہ راجہ نے باجی راؤ کو متبنے کیا تھا ۔ اسکے بعد مرہٹون نے گوالیار تک اپنے
قبضہ کو بڑہایا ۔ پھر وہان سے محالات اکبر آباد و اجمیر پر بھی دست درازی شروع کی انہین ایام مین بمقام
برار خاندان بہوسلا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی جس سے ناگپور کے ریاست کی بنیاد پڑی ۔
اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی ۔ مگر اوس نے مغلون کے ساتھہ لڑنے مین پیشوا کے درمیان
کچھہ خلل نہین ڈالا ۔ جب مرہٹون کی شوخی اور دلیری حد سے متجاوز ہوئی تو بادشاہ نے مظفر خان میر آتش
امیر الامرا صمصام الدولہ ۔ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ کو افواج شائستہ کے ساتھہ اونکی سرکوبی کے
لئے روانہ کیا ۔ مگر مرہٹے اونکے ہاتھہ نہ آئے ۔ آخر یہ لوگ مایوس ہوکر اولٹے چلے آئے ۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ

پادشاہ نے امیرالامرا کو دوبارہ مرہٹون کی تنبیہ کے لیے بہیجا - اور راجہ جے سنگہ کو بہی ہمراہ کیا - یہہ سب ملکر اجمیر کی راہ مین دشمن کے منتظر بیٹہے رہے - مگر کسی کی یہہ جرات نہوی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا - جب امرا کی یہہ کم ہمتی برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودہ نے دیکہی تو محض غیرت کے باعث اوس نے اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ہمراہ لیکر مع فوج جرار مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ ہوا - اودہر مرہٹون کے سردار ملہار راو ہلکر نے راجہ بہدورا کے ملک کو برباد کرکے سعد اباد وجلیسر پر یورش کی - اتنے مین برہان الملک بلائے بیدرمان کیطرح ملہار راو پر گرا - اکثر مرہٹون کو قتل اور بعض عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا - جب وہ بہاگے تو چار کوس تک اونکے تعاقب مین گیا راستہ مین کشتون کے پشتے لگا دیئے - اور ملہار راو زخمی ہوا - اسکے بعد برہان الملک نے بلاجے راو پر حملہ کرنیکے ارادہ سے آگے روانہ ہوا - جب یہ خبر امیرالامرا کو معلوم ہوی تو برہان الملک کی اس بہادری کو اوس نے بری نظر سے دیکہا - اور اوسکو لکہا کہ مین بہی آتا ہون ہم تم ملکر باجی راو پر حملہ کرینگے چنانچہ امیرالامرا اپنے مقام سے حرکت کرکے برہان الملک کے پاس پہنچا - اور طرفین سے ضیافتون کے سامان ہونے لگے - اودہر ملہار راو نے بلاجے راو کو جاکر اپنی شکست کی خبر سنائی - بلاجے راو نے دیکہا کہ برہان الملک - اور امیرالامرا ضیافتون مین مشغول ہین - اور شاہجہان آباد فوج سے خالی ہے - اسلئے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائیے - اور برہان الملک سے مرہٹون نے جو شکست اوٹہائی ہے - اوس بدنامی کا دہبہ اون کے دامن سے مٹائے - چنانچہ باجے راو بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا - ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ھ کو تغلق آباد آیا - اوسدن کالکا کا میلا تہا - یہان ہندو اور مسلمان لاکہون جمع تہے - اس نے میلے کو خوب لوٹا - پہر رات کو قطب صاحب کی مزار کے قریب آیا - اور عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دوکانون کو جلایا - اور غارت کیا - دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا - اس خبر کے

سننے سے دہلی مین کہلبلی پڑ گئی - بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پہوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے
اور تال کٹورہ کے پاس لڑائی شروع ہوئی - دو چار غیرت مند امیر مارے گئے - باقی بچیا اپنا سامنہ لیکر
شہر پناہ چلے آئے - جب یہہ خبر اطراف مین مشتہر ہوئی تو اطراف کی فوجین بہی جمع ہونے لگین اور
برہان الملک کے آمد کی بہی خبر گرم ہوئی - باجی راؤ نے دیکہا کہ اب کام بگڑ گیا - فوراً وہان سے
لوٹا اور ریواڑی و پاٹودی کی طرف جاکر اونکو خاطر خواہ لوٹا اور اسی راہ سے گجرات و مالوہ چلا گیا
بعد ازان باجی راؤ نے بادشاہ سے عہد نامہ کی بابت خط و کتابت شروع کی - اور بادشاہ بہی مالوہ
و گجرات دینے پر آمادہ ہوا - مگر امرائے شاہی نے اتفاق نکیا - جب یہہ نا اتفاقی اوسکو معلوم ہوئی
تو اوس نے اور پاؤن بڑہایا - متہرا - الہ آباد - بنارس جو ہندؤن کے مقدس مقام ہین کو بہی مانگا -
اب بادشاہ نے دیکہا کہ مرہٹون کی حرص اور زیادہ ہونے لگی تو اوس نے ۱۱۵۰ھ مین آصف جاہ بہادر
کو طلب کیا - الغرض آصف جاہ بہادر ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین دہلی پہونچے - اور دکن مین اپنے بیٹے
غازی الدینخان بہادر کو نائب مقرر کیا - بادشاہ نے اس موقع پر مالوہ کی صوبہ داری (جو اوسکے
قبل باجی راؤ کے حوالہ کیگئی تہی) غازی الدینخان بہادر کے نام مرحمت فرمائی - اور آصف جاہ بہادر
کو حکم دیا کہ جو کچہہ جنگ کا سامان درکار ہو وہ ریاست سے مہیا کر لیا جائے - مگر سلطنت ایسی ضعیف
ہو گئی تہی کہ کہین سے بہی سامان جنگ عمدہ مہیا نہو سکا - بالآخر آصف جاہ بہادر نے اپنے ہمراہی
۳۵ ہزار سوار اور بعض راجپوت راجہ اور صفدر جنگ کا توپخانہ وغیرہ لیکر مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ
ہوے - اودہر باجی راؤ نے اس سے دو چند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اترا - شاہی لشکر کا
قیام بہوپال کے نواح مین تہا - چنانچہ پیشوا نے اس فوج کو گہیر لیا - اور ایسا تنگ کیا کہ آصف جاہ بہادر
کو بجبر مصالحت کے کچہہ بن پڑی کیونکہ برہان الملک صوبہ دار اودہ کی کمک کے انتظار مین آپ
ٹہیرے ہوے تہے - اور باجی راؤ نے راستہ کو ایسا روکا تہا کہ برہان الملک کی فوج آپکے لشکر کو

نہ مل سکی مجبوراً یہہ عہدنامہ ہوا کہ سارا ملک مالوہ باجی راؤ کے تفویض کیا جائیگا۔ اور لڑائی کا خرچ پچاس لاکھ روپیہ شاہی خزانہ سے ادا ہوگا۔ غرض یہہ عہدنامہ آصف جاہ بہادر نے پادشاہ کی دستخط کے لئے خود لیکر آئے۔ اور پیشوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ ہنوز اس عہدنامہ پر پادشاہ کی دستخط مزین نہین ہوئی تھی کہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۹ء مین نادر شاہی بلا موجود ہوئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھ

* اسوقت ہندوستان کی حالت وہی تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہو رہی تھی۔ اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آئے۔ سوائے اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اب یہان پہلے کسیقدر ایران کا حال لکھا جاتا ہے۔ ایشیا کی ملکون کا یہہ دستور ہوگیا تھا کہ کسی خاندان کا عروج دوسو برس سے زیادہ نہین رہتا تھا۔ چنانچہ ایران مین خاندان صفوی کو دوسو برس کا عرصہ ہوچکا تھا اسلئے اوسکا حال ایسا پتلا ہوگیا تھا کہ مغربی افغانون نے ایران پر حملہ کیا۔ ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۲ء مین محمود خان نے اصفہان کو فتح کرلیا۔ اور حسین شاہ والی ایران گرفتار ہوگیا اور محمود خان نے دارالخلافہ پر قبضہ کرکے خود بادشاہ بنگیا۔ اب اوس نے باقی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اسمین کبھی فتح اور کبھی شکست پاتا رہا۔ آخر تین برس کے بعد ۱۱۳۷ھ مین اوسکا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا حالانکہ یہہ جوانمرد و صاحب تدبیر تھا مگر اسوقت آفت یہہ پڑی کہ ایران مین افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی۔ اور پیٹر اعظم و شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ آخر صلح ہوگئی لیکن ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ ہوگئے۔ شاہ ایران تو قید تھا۔ اوسکا بیٹا طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کیا تھا۔ وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور روم و روس سے پیغام و سلام شروع کرکے یہ اقرار کیا کہ اگر مجھے میرا آبائی ملک افغانون سے دلادین تو مین آپکو وہ اضلاع جو اونہون نے قبضہ کیا ہے۔ دیدونگا۔ اس اثنا مین پیٹر اعظم مرگیا۔ فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کی۔ لیکن اشرف نے شاہ روم کو کچھ تو تلوار سے اور کچھ اس لعنت و ملامت سے روکا کہ شیعون کے عوض سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ اب طہماسپ تھک کر بیٹھ گیا۔ مگر ۱۷۲۹ء مین یاوری قسمت سے طہماسپ کو نادر شاہ مل گیا۔ جسنے اوسکو اوسکے باپ دادا کے تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔

بہول گئے - بادشاہ نے تہوڑی بہت فوج جمع کی - اور راجہ جے سنگھ و دیگر راجپوتوں نے اسوقت امداد مین
لیت و لعل کیا - لیکن آصف جاہ بہادر اپنے لشکر سے بادشاہ کی مدد کو حاضر ہوے - اور برہان الملک

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۵) نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تہا - اور اوسکا باپ امام قلی قوم افشار سے تہا - وہ کچہ بہت
بڑا آدمی نہ تہا - بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین - نادر شاہ کی ولادت ۱۱۰۰ھ ہے - چنانچہ نادر ۱۷ برس کی عمر مین
ازبکون کے ہاتہ جو خراسان لوٹنے آئے تہے - گرفتار ہوگیا - اور اوسکی ماں بہی اوسکے ساتہ پکڑی گئی - ماں تو قید مین
مرگئی - مگر نادر چار سال کے بعد قید سے چہوٹا - اور وطن آیا - ایک امیر بابل بیگ کا نوکر ہوا - اوسکو قتل کرکے اوسکی
لڑکی کو بہگا لایا اور نکاح کرلیا جس سے رضا قلی مرزا پیدا ہوا - پہر لٹیرون کو ساتہ لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرنے
لگا - والی خراسان نے اوسکو نوکر رکہکر ازبکون سے لڑایا - جنگ مین اوس نے وہ شجاعت و مردانگی تبلائی کہ سپاہی
سے افسر بنا - مگر یہان کچہ ایسے نامناسب حرکات کیا کہ والی خراسان نے لکڑیان مار کر نکال دیا - اب وہ مشہد گیا - اوسکا
چچا کلات مین ایک چہوٹے قبیلۂ افشار کا سردار تہا اوسکے پاس چلا گیا چچا بہی اوسکی حرکات سے تنگ آکر نکال دیا -
پہر اوس نے لوٹ مار شروع کردی - یہ وقت وہ تہا کہ دولت صفویہ پر زوال آرہا تہا - اور سارے ملک مین
شور و غوغا مچ گیا تہا - اس موقع پر ۳ ہزار فتنہ برپا کرنیوالے نادر کے جہنڈے کے نیچے جمع ہوگئے - اور اوسکو اپنا
امیر بنایا - اب اوس نے خراسان پر سخت خراج لگایا - چچا نے اوسکے اقتدار کو روز افزون دیکہا تو خط لکہا کہ
شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ - اور بادشاہ کی مدد کرو - نادر نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ میرے
پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین خدمتگذاری کیلئے حاضر ہون - چنانچہ اوسکے قصور معاف کئے گئے - مگر اوس نے
ایک نیا قصور اور یہ کیا کہ اپنے چچا کو اپنے ترقیون کا مانع سمجہکر قتل کرڈالا - اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے تیار ہوا
اب فتوحات نادری سے بادشاہی مہمون کو رونق حاصل ہوی - اور افغان خراسان سے نکال دئے گئے - مگر
بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تہا چنانچہ ایک مہم مین جسمین نادر مصروف تہا تو بادشاہ نے اوسکو طلب کیا
اور وہ آنے سے انکار کردیا - بادشاہ نے اوسکے انکار پر اوسکو باغی کہا نادر نے اس لفظ کو سنکر کچہ ایسا مشتعل ہوا کہ بادشاہ

اپنا آتشبار توپخانہ لیکر اودہ سے نکلا۔ جب بادشاہ کے قریب پہونچا تو ایرانیون نے راستہ روکا اور شاہی
لشکر سے ملنے ندیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ بادشاہ کو خبر ہوی تو برہان الملک کی امداد کیلئے خاندوران خان کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۶) فوج لیکر بہیک پڑا۔ اور ایسا مغلوب کیا کہ جو اوس نے کہا بادشاہ کو وہ ماننا پڑا۔ اب بادشاہ کو
کچھ اختیار باقی نہین رہا۔ اسکے بعد نادر نے اپنے ملک کے آدمیون کو غفلت سے جگا دیا۔ اور مرد بنایا۔ پھر تہوڑے
دنون بجلی کیطرح سارے ملک کا دورہ کیا اور ملک ملک کے صوبے کے صوبے فتح کرتا چلا۔ ۱۱۴۳ھ مین ایران کو پٹھانون سے
بالکل صاف کردیا۔ اسکے عوض بادشاہ سے چار ملک عظیم خراسان، مازندران، سیستان، کرمان یعنی اپنا آدھا ملک مرحمت
کیا۔ بادشاہ نے یہہ بھی اجازت دی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور سلطان کا لفظ اپنے نام پر بڑہائے۔ مگر اوس نے انکار
کیا۔ ۱۱۴۶ھ مین اوس نے رومیون کو بحر خزر پر روک کر نہایت استحکام کے ساتھ صلح کرلی۔ اہل عرب کو مغرب مین
آگے بڑہنے ندیا۔ سلطان روم کو مال سے خارج کردیا۔ اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنون کے قبضہ مین چلے
گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہہ سب کام ۱۱۴۶ھ تک کرکے ۱۱۴۸ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ
وسعت دی کہ اوسکے حدود قدیمی صورت پر قایم ہوگئے۔ پھر ۱۱۵۰ھ تک مین خاندان صفویہ کا خاتمہ کیا۔ اور
دفعتاً مذہب کو بھی بدل ڈالا۔ شیعہ سے سنی ہوگیا۔ پھر سنی سے شیعہ ہوا۔ حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سیوائے خود بینی کے
نہ تھا۔ اب وہ مستقل بادشاہ ہوا اور سکہ اپنے نام کا چلایا۔ اوسکے سکہ مین ایک طرف نادر شاہ ایران زمین و خسرو
گیتی ستان ع دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تہا۔ ۱۱۵۱ھ مین اوس نے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانون کو
اپنا رفیق بنایا۔ اور اسی سال ہندوستان پر آندہی کیطرح چڑھ آیا۔ کہتے ہین کہ جب نادر نے غلجیون کا ملک فتح کرلیا تو
تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا مل گیا۔ اب ہندوستان پر چڑہائی کرنیکے لئے بہانہ ڈہونڈہنے
لگا۔ آخر یہہ چال چلی کہ محمد شاہ کو لکھا کہ میرا ارادہ قندہار کے افغانون پر حملہ کرنیکا ہے۔ اور وہ لوگ کابل سے فرار ہونیکا
اندیشہ ہے۔ اسلئے آپ صوبہ دار کابل کو لکھئے کہ افغانون کو فرار کا موقع نہ دے بلکہ جہانتک ممکن ہو انکو نکال دے
جب محمد خان نادر شاہ کا ایلچی یہان آیا تو محمد شاہ کا اوسوقت یہہ حال تھا کہ ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام

روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ لڑائی مین خاندوران خان زخمی ہوگیا۔ اور میدان جنگ مین بڑے بڑے سردار کام آگئے۔ ایرانیون نے امیر الامرا خاندوران خان کے تمام ڈیرون کو لوٹ ڈالا۔ آخر اس بیچارہ کو ایک ہیجو یہ ڈیرے مین ملازمون نے اوتارا۔ اور اعتماد الدولہ۔ آصف جاہ۔ خواجہ سرایان شاہی عیادت کے لئے آئے تو وہ بیہوش تھا۔ اتنے مین ہوش آیا تو کہا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی میرے ہت لیجانا۔ جسطرح ہوسکے اوسکو اسی جگہ سے ٹالنا" اسکے بعد خاندوران نے انتقال کیا۔ اب برہان الملک کی بیٹے کو قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان برہان الملک کا ہموطن گھوڑا دوڑاکر اوسکے ہاتھی کے سات گیا۔ برہان الملک نے اوسپر تیر چلانا چاہا۔ اوسپر اوس نوجوان نے یہ کہا کہ "محمد امین دیوانہ شدہ باکہ میجنگی" اور یہہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا۔ اور گھوڑے کو اوسی بانلا

بقیہ نوٹ صفحہ ... اسلو دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا۔ اور نادرشاہ کو کون مانتا تھا۔ اب فکر یہہ ہوی کہ جواب کیا لکھیں اور جواب لکھین تو القاب کیا ہونا چاہیئے۔ بس الیسی ہیچ پیچ مین ایک سال گذر گیا۔ نادرشاہ نے دیکھا کہ ایلچی اتبک ہندوستان سے واپس نہوا۔ پھر اوس نے دوسرا ایلچی بھیجا۔ یہہ بھی یہین کا ہو رہا۔ جس سے رگ نادرشاہی غضب مین آئی۔ اور قندہار فتح کرکے کابل پر حملہ کیا۔ ناصر خان صوبہ دار کابل نے شکست پائی۔ اور کابل پر نادر کا قبضہ ہوگیا۔ یہان سے نادر نے ایک اور ایلچی کو بھیجا۔ مگر یہہ ایلچی جلال آباد مین مارا گیا۔ جب یہہ خبر نادر کو پہونچی تو آگ ہوگیا۔ شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کرکے جلال آباد آیا۔ اور وہان قتل عام کرکے پشاور پہونچا۔ پھر دریا اٹک عبور کرکے پنجاب مین قدم رکھا۔ زکریا خان صوبہ دار لاہور نے مقابلہ کیا۔ مگر پسپا ہوکر اطاعت اختیار کرلی۔ اور نادرشاہ وہان سے نکل کر دہلی کے قریب آگیا۔ اب محمد شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اوسکے اندفاع کی فکرین کرنے لگا۔ مگر ہونا ہی کیا تھا۔ باقی حال متن مین ملاحظہ کیجیے ۱۲ مولف۔

اور خود رستہ پکڑکر ہاتھی پر چڑھا۔ اور عماریکے اندر برہان الملک پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے
واقف تھا۔ اسلیئے اطاعت اختیار کرلی۔ اور بنتیجہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ نادر نے برہان الملک کے تقصیرات
معاف کردئے۔ اور اوسکو اپنے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھایا۔ اتنے مین برہان الملک کو خبر ہوی کہ امیرالامرا
مرگیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیرالامرائی کی لَو لگی ہوئی تھی اسلیئے اوس نے نادر کو دو کروڑ روپیہ
پر راضی کرلیا۔ اور بادشاہ کو لکھا کہ جلد انتظام کیجے۔ بادشاہ نے آصف جاہ کو نادر کے پاس بھیجا۔ اور
آصف جاہ نے برہان الملک کے ذریعہ نادر سے ملکر دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرلیا۔ اور وہان سے
رخصت ہو کر بادشاہ سے تمام حقیقت حال بیان کردی۔ بادشاہ اوسکے صلہ مین آصف جاہ کو امیرالامرائی
کا خلعت بیش بہا مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو محمد شاہ نادر کے بلانے سے
اوسکی ملاقات کو گیا۔ نادر نے نصراللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور آپ بھی خیمہ کے باہر تک استقبال
کیا۔ اور شکایت کی کہ میرے خط کا جواب آپ نے ندیا جسکے باعث مجھے یہانتک آنا پڑا۔ بادشاہونکو
اسقدر تغافل بیجا ہے۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہہ تغافل نہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر
حاصل ہوتی۔ اس جواب سے نادر بہت خوش ہوا۔ غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔
اب یہان سے مورخون کی گھڑت شروع ہوتی ہے۔ برہان الملک نے دیکھا کہ امیرالامرائی تو آصف جاہ
کو مل گئی اب اوس نے اپنا غصہ یون نکالا کہ نادر کو کہا کہ تعجب ہے آصف جاہ ایسے مقتدر امیر نے بھی تو اندھ
آپ نے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے جواہرات و خزانون کو
چھوڑدیا۔ اگر حکم ہو تو مین اپنے پلس سے دو کروڑ روپیہ داخل کرسکتا ہون۔ آپ شاہجہان آباد چلکر
ان قارونی خزانون پر قبضہ کیجیے۔ نادر شاہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور آصف جاہ کو سوال و جواب
کے بہانہ سے طلب کرکے نظربند کرلیا۔ اور کہا بادشاہ کو بلواؤ۔ ہرچند آصف جاہ نے کہا کہ یہہ عہد
شکنی ہوتی ہے۔ مگر وہ نمانا۔ آخر بادشاہ آیا۔ اور نادر نے اپنے خیمہ مین اتارا۔ اور بلاکر اسباب

تجمل سلطنت اور مستورات حرم سراکو مع عملہ فعلہ کے یہان بلا لو۔ مجبوراً بادشاہ نے نادر کے حکم کی تعمیل
کی۔ اور تمام شاہی کارخانون پر نادر کے آدمیون کا قبضہ کرادیا۔ الغرض غرۂ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد
کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے۔ نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اترا۔ اور اپنے سپاہی شہر کے
جابجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اتفاقاً عید اور نوروز دونون ایک روز واقع ہوے۔ اسلئے بڑی دھوم
دہام سے جشن ہوا مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ چوتھے روز بھنگیڑ خانہ مین
ایک بھنگیڑ نے یہہ غوپ لگائی کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے۔ مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھ سے
مرواہی دیا۔ یہہ ہوائی خبر سارے شہر مین پھیل گئی۔ اب دلی والے قزلباشون کے قتل پر پل پڑے۔
جب نادر کو خبر ہوئی تو اوس نے رات بھر صبر کیا۔ اور صبح کو سوار ہو کر نکلا۔ اور روشن الدولہ کی مسجد
مین تلوار کھینچکر بیٹھ گیا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے کسیکو یارا نہ تھا کہ
شفاعت کر سکے۔ آخر بادشاہ۔ قمر الدینخان اور آصف جاہ کو لیکر نادر کے پاس آیا۔ اور اپنی رعایا کے
قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے محمد شاہ کے کہنے کو سن لیا۔ اور تلوار کو نیام کر لی۔ شہر مین امن
و امان ہو گیا۔ اب اس مین مورخون کو اختلاف ہے کہ کسقدر آدمی شہر کے مرے۔ آٹھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ
تک تخمینہ کیا ہے۔ اور نادر شاہ کے آدمی جو ہندوستانیون کے ہاتھ مارے گئے وہ سات سو یا ہزار بیان کیے
جاتے ہین۔ اس اثنا مین برہان الملک مرض سرطان سے مر گیا۔ اور اوسکی جگہہ سربلند خان ہندوستانی
اور طہماسپ خان ایرانی کہڑے ہوے۔ اول اونہون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا۔
بیگمات تک کا زیور اتروالیا۔ تخت طاؤس بھی لے لیا۔ اسکے بعد بڑے امیرون کے گھر ضبط کرکے
پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا سے مال حاصل کیا گیا۔ اکثر غیرت مند زہر کہا کر مر گئے کیونکہ
ہر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی۔ اور اہل صوبہ سے برسون کے بقایا کا روپیہ وصول کیا گیا۔
جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی ایسا نادر روپیہ کے ہاتھہ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوس نے

مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور عہدنامہ لکھا یا جسمین دریا سندھ کے مغرب طرف کا تمام ملک اوسکی قلمرو مین داخل ہوا۔ پھر اوس نے امراء اعیان سلطنت کو بلا کر بادشاہ کی خیر خواہی کے لئے تاکید کی۔ اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ گشتی بھیجی۔ کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو۔ آخر فقرہ اس تحریر کا یہہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدا نخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبۃ بہ بادشاہ گوشزد من شود نام شما را از صفحۂ خلقت محو خواہم کرد۔ الغرض ۵۹ روز کے بعد نادر دہلی سے رخصت ہو گیا۔ اور جو لوٹ کہ ہندوستان سے لیگیا اوسکے تخمینہ مین زمین و آسمان کا اختلاف ہے۔ کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے۔ کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہو سکتا الحاصل نادر کے آنے اور جانے کے بابین جو کچھہ واقعات کہ تحریر کئے گئے ہین وہ مورخانہ ہین باقی جسقدر باتین کہ سنی جاتی ہین وہ سب نقل ہین۔ یعنے آصف الدولہ اور سعادت خان نے نادر کو بلایا۔ یا سعادت خان نے بہکا کر نادر کو دلی مین لایا۔ اس سے زیادہ انگریزی مورخ ایک عجیب کی نقل بیان کرتے ہین۔ وہ یہہ کہ آصف جاہ کو نادر نے کہا کہ تو نے ہمکو قندہار سے بلایا۔ اور پچاس کروڑ دلانیکا وعدہ کیا۔ اب وہ فوراً حاضر کر۔ آصف جاہ نے یہہ سنکر برہان الملک سے کہا کہ اب زندگی بیکار ہے کیونکہ اس قزلباش بچہ نے لعنت و ملامت پر کمر باندہی ہے۔ برہان الملک نے آصف جاہ سے اتفاق کیا۔ اور دونون زہر کھانے پر آمادہ ہوے۔ مگر برہان الملک نے زہر کہا کر جان دی۔ اور آصف جاہ مرنے سے اپنے گھر بیٹھے رہے۔ یہہ سب من گھڑت داستان ہے۔ جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہہ ہوا کہ سلطنت دلی سے تین زرخیز صوبے بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اون مین ایک نئی علی وردی خان* کی علیحدہ ریاست قائم ہو گئی۔ اور راجہ راؤ

---

* جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکا داماد شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا۔ مگر داماد و خسر مین ہمیشہ ان بن رہتی تھی۔ اور شجاع الدولہ کی بی بی زیب النساء اپنے بیٹے سرفراز خان کو باپ کے گھر

جو نادر کی آمد سے سہما ہوا بیٹھا تھا۔ پھر سر اوٹھایا۔ اور آصف جاہ پر سابقہ عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط کرانیکے لئے زور ڈالا۔ جو اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہین۔ لیکن اسوقت باجی راؤ پیشوا کے بھی بہت سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۱) رہنے لگی۔ نا ملنوا سے کو بہت چاہتا تھا۔ چونکہ جعفر خان کا اصلی نام مرشد قلی تھا۔ اسلئے اوس نے اپنے نام پر مرشد آباد بنا کر کے وہین رہتا تھا۔

شہزادۂ اعظم شاہ کے رفقا مین ایک شخص مرزا محمد تھا۔ اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی اور حاجی احمد نہایت ہوشیار ولایق تھے۔ جب اعظم شاہ مارا گیا تو مرزا محمد تنگ دستی سے لاچار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس آیا۔ اور اپنے بیٹون مرزا محمد علی اور حاجی احمد کو معہ عیال واطفال کے طلب کر لیا۔ چنانچہ یہہ دونون شجاع الدولہ کے مقرب ہو گئے اور اپنے حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب انتظام کیا۔ اسکے بعد شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کر کے مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا خطاب دلایا۔ ادہر جعفر خان نے جب اپنا وقت قریب دیکھا تو اپنے نواسہ علاء الدولہ سرفراز خان کو جانشین کیا۔ جب شجاع الدولہ کو یہہ خبر ہوی تو اوس نے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت ودیوانی فدوی کو مرحمت ہو۔ اسکے بعد خود اپنے دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا۔ اڑیسہ مین قایم مقام کر کے مرشد آباد پہونچا۔ اتنے مین بادشاہ کے پاس سے سند بھی آگئی۔ پھر کیا تھا شجاع الدولہ چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہو گیا۔ اور سرفراز خان دیکھتا ہی رہگیا۔ ناچار باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مبارکباد دی۔ اب شجاع الدولہ نے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا۔ دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلیخان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈہاکہ کا حاکم اور محمد علی وردیخان کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا۔ اور بادشاہ کے پاس سے مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری منصب دلا دیا۔ جس زمانہ مین کہ نادر شاہ دہلی آیا تو شجاع الدولہ مر چکا تھا۔ اور سرفراز خان باپ کا جانشین تھا۔ حاجی احمد ومحمد علی وردیخان ریاست مین بالکل دخیل تھے۔ اسی اثنا مین سرفراز خان سے اون دونون بہائیون کی بگڑ گئی اور بادشاہ نے نادر کیلئے زر کثیر کا مطالبہ کیا۔ محمد علی وردی نے پسر فراز خان کو لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح دی

حریف پیدا ہوگئے تھے۔ اور باجے راؤ کا بہائی چمناجی کاکن والون سے لڑرہا تھا۔ مگراوسکواونپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ کیونکہ کولابہ کامشہور قزاق آنگریا جی برائے نام ساہو کا مطیع تہا۔ اور وہ اپنی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۲) جس سے سرفرازخان کے دل مین شبہ گذرتا۔ دونون کو خدمات سے موقوف کردیا۔ اب علی وردیخان نے اپنے پرانے دوست موتمن الدولہ محمد اسحق خان کی سعی سے ایک کروڑ نذرانہ دینے کے وعدہ پر بادشاہ سے یہہ حکم منگالیا کہ سرفرازخان کا گہر ضبط کرکے تینون صوبہ اوس سے لے لئے جائین۔ غرض ۱۱۵۲ھ مین علی وردیخان ان تینون صوبون کا مالک ہوگیا۔ اور سرفرازخان کا گہر ضبط کرکے بادشاہ کا نذرانہ بہی بہیجدیا۔ پہر اس نے اڑیسہ پر یورش کی مرشد قلیخان بہاگ گیا۔ اور علی وردی نے اپنے بہتیجے صولت جنگ کو وہان کا صوبہ مقرر کیا۔ مگر صولت جنگ کے ظلم و زیادتی سے رعایا ناراض ہوگئی۔ اور باقر علیخان داماد مرشد قلیخان سے سازباز کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرادیا۔ جب علی وردی کو معلوم ہوا تو فوراً چڑہ دوڑا۔ اور باقر علیخان کو شکست دیکر اپنے بہتیجے کو چہڑالیا۔ اس عرصہ مین راجہ رگہوجی بہوسلہ کے سپہ سالار بہاسکر پنڈت نے ۲۵ ہزار سوار سے ملک بنگال مین لوٹ مار مچادی۔ علی وردی یہہ خبر سنکر دوڑا آیا۔ مرہٹون نے دس لاکہ روپیہ طلب کیا۔ مگر اس نے دینا قبول نکیا۔ آخر لڑائی ہوئی۔ مرہٹے شکست پاکر بہاگے۔ پہر کچہہ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پور پر حملہ کیا۔ یہان بہی علی وردی نے اونکو شکست دی۔ جب بادشاہ کو علی وردی کے اس کارنمایان کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اعلیٰ مناصب و عمدہ خطاب سرفراز فرمائے۔ اور صفدر جنگ داماد برہان الملک کو اعانت کے لئے روانہ کیا۔ لیکن علی وردی نے اوسکا آنا مصلحت نہ سمجہا۔ اور دس لاکہ روپیہ خرچ سفر دیکر الٹا واپس کردیا۔ پہر بادشاہ نے بالاجی راؤ کو امداد کے واسطے روانہ کیا۔ اتنے مین۔ راگہوجی بہوسلہ۔ بہاسکر پنڈت کی شکست سے طیش مین آکر خود لشکر کثیر کے ساتہہ علی وردیخان کے ملک پر چڑہ دوڑا۔ بالاجی جو بادشاہ کی طرف سے آچکا تہا۔ اوس نے راگہوجی کو شکست دیکر بنگال سے باہر کیا۔ دوسرے برس بہاسکر پنڈت نے فوج جرار سے پہر بنگال پر یورش کی۔ اس دفعہ علی وردی نے مصطفیٰ خان و راجہ جانکی رام کے ذریعہ بہاسکر کو معہ دوسرے سرداون کے

رہزنی کو بجری چونسہ کہا کرتا تھا۔ انگریزون نے بھی پرتگیزونکی مدد سے اوسپر حملے کئے۔ مگر کچھہ نہ کرسکے۔ ہالنڈ والون نے بھی بہت زور ڈالا۔ لیکن پسپا ہوئے۔ ایک دفعہ انگریزی بیڑے کی مدد سے پیشوا نے بھی حملہ کیا۔ مگر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۳) تصفیہ کے لئے اپنے پاس بلاکر قتل کرڈالا۔ اور سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ ان مصطفی خان
اپنے سپہسالار سے جو بہار کی صوبہ داری کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکو وفا نہ کیا۔ مصطفی خان اس بات سے رنجیدہ
ہوکر استعفا دیدیا۔ اور سترہ لاکھہ روپیہ اپنی تنخواہ کے لیکر معہ ۹ ہزار فوج کے بہار لینے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ بہار
مین علی وردی کا بہتیجا ہیبت جنگ حاکم تہا۔ چنانچہ مصطفی خان کو اوس سے ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین
وہ مارا گیا۔ انہین ایام مین رگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا مگر ناکام پھرا۔ اور علی وردی نے اپنی شجاعت و
بہادری سے اوسکو ہمیشہ شکست دیتا رہا۔ اسکے بعد علی وردی نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دہوم
دہام سے کی۔ اس عرصہ مین اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر و عطاء اللہ بگڑ بیٹھے۔ علی وردی نے اونکو موقوف
کردیا۔ اسکے قبل اور دو سردار شمشیر خان و سردار خان بھی موقوف کردئے گئے تھے۔ چنانچہ ان دونون موخرالذکر
سردارون نے مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی کو اوبہار کر مرشدآباد پر حملہ کرادیا۔ مگر علی وردی نے اسوقت بھی
مرہٹون کو مار کر بہگا دیا۔ اتنے مین ایک گل یہہ کھلا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو بہار مین مقیم تھے انہون نے
اوباشون اور بدمعاشون کو جمع کرنا شروع کیا۔ چونکہ بہار مین ہیبت جنگ صوبہ دار تھا۔ اوس نے اپنے
چچا کو لکھا کہ ان دونون سردارون کی خطا معاف کرکے نوکر رکھہ لیجیے۔ ورنہ آیندہ یہہ دونون بہت فساد
برپا کرینگے۔ آخر بھتیجے کے کہنے کو اوس نے منظور کرلیا۔ جب ہیبت جنگ نے اونکو بلاکر یہہ خوشخبری سنائی
تو اون نمکحرامون نے تنہائی کا موقع دیکھکر ہیبت جنگ کو مار ڈالا۔ اور پٹنہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ان بدمعاشون نے
کچھہ اسی پر اکتفا نکیا۔ بلکہ علی وردی کے بہائی حاجی احمد کو (جو بہائی سے آزردہ ہوکر خانہ نشین تھا۔) گرفتار کرکے
ایسی سختی کی کہ وہ بیچارہ مرگیا۔ اور ہیبت جنگ کی بی بی (جو علی وردی کی بیٹی تھی۔) کو بھی لے اوڑے۔
یہہ خبر علی وردی خان کو ہوئی تو اوس نے اپنے چند منتخب لوگون کو لیکر باغیون کی سرکوبی کو چلا۔ اور پچھلے باتون سے

کوئی فیصلہ نہوا۔ اودہر جنجرہ کے مسلمان جلشی پیشوا کے سخت دشمن تھے جو اوسکو چین لینے نہین دیتے تھے۔ اِن سب سے زیادہ باجے راؤ کا قوی دشمن راگھوجی* بہونسلہ تھا۔ بہر حال باجے راؤ کے بہت دشمن موجود تھے۔ انہین ایام مین باجے راؤ نے دیکھا کہ آصف جاہ بہادر دہلی مین ہین تو اس نے اونکے ملک پر حملہ کیا۔ ناصر جنگ بہادر (جو باپ کے قایم مقام تھے۔) نے دس ہزار سپاہ سے مقابلہ کرکے باجے راؤ کو شکست دی۔ اور وہان سے احمد نگر پہونچکر پونہ کا قصد کیا۔ مگر باجے راؤ نے ۱۱۵۳ھ مین صلح کرلی اسوقت باجی راؤ بڑی بڑی پریشانیون مین مبتلا تھا۔ اس موقعہ پر اوس نے جو گرد کو خط لکہا ہے اوس سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ لکہتا ہے کہ "مجہے بڑی بڑی مشکلات پیش ہین قرض دینا ہے۔ سب طرف سے مایوسی نے گہیر رکہا ہے۔ میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کہانے بیٹہا ہو۔ اب مین ستارہ جاتا ہون۔ جہان میرے دشمن بہت ہین۔ اگر اسوقت موت آجائے تو اوسکا ممنون ہونگا"۔ الغرض جب وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ مین دریاے نربدا پر انتقال کیا۔ اسکے تین بیٹے تھے۔ بالاجی راؤ (جو باپ کی جگہہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۴) چشم پوشی کرکے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار بنایا۔ اور مرشد آباد کو عطاء اللہ اور ایک اپنے بہتیجے کے سپرد کیا۔ جب باغیون سے مقابلہ ہوا تو شمشیر خان مارا گیا۔ باغیون کی فوج نے شکست پائی۔ علی وردی کی بیٹی بھی صحیح و سلامت اون کے خیمہ سے دستیاب ہوئی۔ اسکے بعد ایک آفت یہہ پیدا ہوئی کہ اوسکا نواسہ سراج الدولہ اوس سے باغی ہو گیا۔ ادہر مرہٹون نے پہر لشکر کثیر سے حملہ کیا۔ اب تو علی وردی کو بجبر صلح کے کچہہ بن نہ پڑی ۱۱۶۴ھ مین صلح کرکے کٹک اونکے حوالہ کیا۔ اور بنگال کی چوتہہ ۱۲ لاکہہ روپیہ سالانہ قرار پائی۔ پانچ سال کے بعد جمادی الاول ۱۱۶۹ھ مین بعارضہ مرض استسقا کے علی وردیخان مہابت جنگ کا انتقال ہو گیا۔ اور سراج الدولہ اپنے نانا کا جانشین مقرر ہوا۔ ۱۲ اموات

* بہونسلہ خاندان کا بانی رکہوناتہہ تہا۔ جو لشکر کے آس پاس کے ملک کا رہنے والا اسوارون مین نوکر تھا۔ جب راجہ ساہو دلی سے چہوٹ کر آیا تو یہہ اوسکا رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اوسکا حاکم مقرر کر دیا۔ جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگہوجی بہونسلہ اوسکا چچیرا بہائی جانشین ہوا۔ جو راجہ کا رفیق اور ہمراہ تھا۔ ۱۲ اموات

پیشوا ہوا۔) رگھناتھ۔ شمشیر بہادر (یہ مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اسکے زیر حکومت سارا بندیلکھنڈ تھا۔ باندہ کے نواب اسی کی اولاد مین ہین)۔

جسوقت بالاجی مراتو راگھوجی بہوسلہ (جو کرناٹک مین سپہ سالاری کر رہا تھا۔) ستارہ دوڑا آیا۔ اور باپوجی نائک (جو بڑا دولتمند اور باجی راؤ کا قرضخواہ تھا۔) کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ اب باپوجی نے بالاجی سے اپنا قرضہ طلب کیا (جو اوس نے اوسکے باپ باجی راؤ کو دیا تھا۔) اور راگھوجی نے راجہ سے کہا کہ پیشوائی کا عہدہ باپوجی کو دیا جائے۔ اسوقت بالاجی کے دیوان نے ہوشیاری کر کے تھوڑے دنوان مین باپوجی کا تمام قرضہ چکا دیا۔ اور وہ اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا۔ اس اثنا رمین بالاجی کا چچا چمناجی مرگیا۔ اور ایک بیٹا سداشیو راؤ ۱۰ سالہ چھوڑ گیا۔ بالاجی باپ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا۔ اور باپ کے اکثر رقیبون سے محبت پیدا کی۔ چنانچہ بادشاہ کی جانب سے علی وردی خان کی مدد کو بنگالہ جاکر راگھوجی کو شکست دی۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے صوبہ مالوہ عطا کیا اور ۱۱۵۶ھ مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا۔ اور ۱۱۵۸ھ مین اون صوبون مین سے چوتھہ وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلی جنمین کبھی کبھی اوسکا باپ لوٹ گھسوٹ کیا کرتا تھا۔ مگر بادشاہ نے اوسکی سند مرحمت نہین فرمائی۔ اس عرصہ مین راگھوجی نے ستارہ مین اوسکے برخلاف سازش قایم کی۔ اب تو اوسکے چھکے چھوٹے۔ اور اپنے تمام حقوق جو دریا نربدا اور مہاندی کے پار ملکو مین تھے وہ تمام ۱۱۵۷ھ مین راگھوجی کو دیدیا۔

اب کسیقدر آصف جاہ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ۱۱۵۴ھ مین ناصر جنگ بہادر نے اپنے باپ آصف جاہ کے مقابل بغاوت اختیار کی۔ اور آصف جاہ بہادر نے دہلی سے آکر بیٹے کو مغلوب کیا۔ اسکے بعد ارکاٹ کے فساد وشور شکے مٹنے مین مشغول رہے۔ یہہ تمام واقعات ہم نے اسی تاریخ مین آصف جاہ کے سلسلہ مین تفصیل سے لکہا ہے۔ آخر ۱۱۶۱ھ مین بعمر ۱۰۴ سالہ آصف جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اس کے برس روز بعد دسمبر ۱۱۶۲ھ مین راجہ ساہو بھی مرگیا۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور کولاپور کے راجہ (جو اسی نسل سے تھے) بھی لاولد تھے۔ اب مرہٹون کا یہہ ارادہ ہوا کہ سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو

تبنے کرین - مگر راجہ کی رانی سکوار بائی چاہتی تھی کہ کوئی کمسن لڑکا متبنّی کرکے مین خود راج چلاؤن ماتنے مین ایک گل یہہ کہلا کہ
رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی جو ابتک زندہ تھی اوسنے کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے -
جسکو مین نے ابتک چھپا رکھا تھا - یہہ راج میرے اوس پوتے کا حق ہے - بالاجی کی جان اسوقت دو عورتون کے درمیان
ضیق مین تھی - مگر اوس نے راجہ کے مرض الموت مین راجہ سے ایک سند یہہ لکھوالی تھی کہ اوسکو تمام مرہٹونکی سلطنت کا اقتدار
اس شرط پر دیا جاتا ہی کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارابائی کے پوتے رام راجہ کے نام سے قائم رکھے چنانچہ بالاجی نے تارابائی
کی طرفداری کرکے رام راجہ کو گدی پر بٹھایا - اور تمام مرہٹون کی فوج کو دارودہش سے اپنا بنالیا - اور
رام راجہ بھی پیشوا کے قبضہ مین آگیا - اس اثنا مین بالاجی کو اورنگ آباد جانا پڑا جب وہ اودہر گیا تو ادہر
تارابائی نے رام راجہ سے کہا کہ تو تمام اختیار پیشوا سے چھین لے - اور خودمختاری سے اوسکو روک - مگر راجہ
مین اتنی ہمت کہان تھی - اسلیئے اوسنے مجبوری ظاہر کی تارابائی نے دیکھا کہ کام سطرح نہین چلتا تو اوسنے
رام راجہ کو قید کرکے یہہ مشہور کیا کہ وہ جھوٹا اور فریبی ہے - اور دراصل میرا پوتا نہین ہے - اور اپنی
کمک کے لیئے دستاجی گائکواڑ کو بھی (جو پیشوا سے چلتا تھا) بلالیا - ہرچند پیشوا کی طرفدار سپاہ نے مقابلہ
کیا - مگر دستاجی نے اوسکو شکست دیکر بہت سے قلعے فتح کر لیا - بالاجی کو جب یہہ خبر ہوی تو وہ فوراً دوڑا آیا
اور ۱۱۶۳ھ مین دستاجی کو دغا سے قید کرلیا - اب ہم مرہٹون کی تاریخ بیان کرنے کیلیئے بہت دور نکل آئے
اور شاہان دہلی کا سلسلہ ناتمام رہگیا - اسلیئے ہم مرہٹون کے حالات کو پھر کسی موقع پر آیندہ بیان کرینگے
اب یہان سے دہلی کے حالات لکھتے ہین - ۱۱۶۵ھ مین موتمن الدولہ اسحٰق خان شوستری نے انتقال
کیا اور اوسکی بیٹی کی شادی ابوالمنصور خان صفدر جنگ سے ہوی - اور غازی الدین بہادر خلف آصف جاہ
کی شادی قمرالدین خان کی بیٹی سے عمل مین آئی - اور علی محمد خان افغان نے سرکشی کی - پہلے بادشاہ نے
اوسکی سرکوبی کے لیئے ہرنند کو بھیجا مگر وہ شکست کھاکر مارا گیا - پھر تو خود بادشاہ مقابلہ کو چلا علی محمد خان
نے معافی چاہی - بادشاہ نے اوسکی خطا معاف کرکے سرہند کا صوبہ دار مقرر فرمایا - ۱۱۶۰ھ مین بادشاہ

اپنے ملازمون کے ہاتہہ مارا گیا۔ اور احمد خان نے (جو پہلے نادر شاہ کا یساول تھا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے بڑے پایہ کا افسر ہو گیا تھا) نادر کے مرنے پر خود غزنین و قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ اور احمد شاہ درّانی لقب رکھا۔ اور ناصر خان صوبہ دار کابل (جو نادر کے زمانہ سے تھا) کو اوسکے عہدہ پر حسب سابق بحال رکھا۔ لیکن پانچ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور روپیہ وصول کرنیکے لئے اپنے سوار اوسکے ساتہہ کابل کو بھیجا۔ جب ناصر خان کابل آیا تو اپنے قول سے پلٹ گیا۔ جس سے شاہ ابدالی چیڑہ دوڑا۔ وہ بہاگ کر پشاور آیا۔ اور احمد شاہ بھی اوسکے تعاقب مین چلا آیا۔ یہان پنجاب کا حال ابتر دیکھا۔ اسی اثناء مین شاہنواز خان صوبہ دار لاہور نے شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی تو یہ دل سے چاہتا تھا۔ اوس نے کہا کہ بہت اچھا۔ مگر ادینہ بیگ (جو ایک بڑا مفسد پیشہ تھا) نے قمر الدینخان وزیر کو لکھ بھیجا کہ تمہارا بھانجا شاہ ابدالی سے ساز باز رکھتا ہے۔ اسپر قمر الدینخان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آج تک ہمارے ہان نمک حرامی نہین ہوئی۔ خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر۔ لاہور۔ ٹھٹھہ۔ ملتان۔ کابل تمہارے قبضہ مین رہینگے۔ اب شاہنواز خان کو تقویت ہوی اور احمد شاہ سے نقص عہد کیا۔ اس اثناء مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان کے پاس آ گیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء وعدہ کے لئے شاہنواز خان کو

* ۱۱۶۰ھ مین زکریا خان اعتزالدولہ صوبہ دار لاہور کے مرنے پر اوسکا بیٹا میر یحیٰی خان لاہور پہونچا۔ اور اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد دوسرا بیٹا شہنواز خان لاہور آیا۔ اور باپکا ورثہ چاہا۔ دونون بھائیون مین لڑائی ہوی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیٰی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور شاہنواز خان لاہور کا مالک ہوا۔ مرزا آدینہ بیگ جو بڑا شیطان تھا۔ شاہنواز خان کو یہ سمجھایا کہ تم فقط قمر الدینخان کے بھانجے ہو۔ اور تمہارا بھائی یحیٰی خان اوسکا داماد بھی ہے اب وہ بادشاہ کے پاس گیا ہے۔ ضرور بادشاہ اور وزیر ملک تم سے چھینینگے۔ بہتر یہ ہے کہ اسوقت شاہ ابدالی جو سرحد پر موجود ہے اوس سے سازش اور رفاقت پیدا کیجیے۔ وہ اوسکے کہنے مین آ گیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ مولف

خط لکھا تو اوسکا جواب اولٹا ملا اسلئے وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے شیخ عمر کو اوسکے پاس بھیجکر اطاعت کی خواہش کی۔ مگر شاہنواز خان نے اطاعت تو نہ کی بلکہ اوسکے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور مقابلہ کو نکلا۔ اودہر بادشاہ کو بھی احمد شاہ کے آنیکی خبر ہو گئی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے شاہنواز خان کی کمک کو اپنے بیٹے مرزا احمد کو سپہ سالار بنا کر لشکر کثیر کیساتھ روانہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے ساتھ قمر الدینخان وزیر اور صفدر جنگ وغیرہ بڑے بڑے رتبہ کے امیر تھے۔ الغرض احمد شاہ دریائے ستلج پار ہو کر ۱۳ ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو سرہند پر قبضہ کر لیا۔ اب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ قمر الدینخان نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک گولہ ایسا لگا کہ وہ واصل بحق ہوا۔ گو وزیر مارا گیا۔ مگر لشکر شاہی نے درانیوں کا خوب دل کھول کر مقابلہ کیا۔ پچیسویں دن احمد شاہ درانی شکست کھا کر اپنا راستہ لیا۔ اور شاہزادہ احمد فتح و ظفر کے ساتھ دہلی واپس ہوا۔ راستہ میں خبر پہونچی کہ محمد شاہ بادشاہ نے مرض اسہال سے ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م اپریل ۱۷۴۸ء کو کوچ کیا

احمد شاہ بادشاہ

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۸ء میں احمد شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اوسوقت اوسکی عمر ۲۲ سالہ تھی۔ اور اوسکے دربار میں بڑے بڑے لایق اہلکار جمع تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید سلطنت عروج و ترقی پائے۔ مگر نتیجہ اوسکے خلاف نکلا۔ اسی سال آصف جاہ بہادر نے دکن میں انتقال کیا۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ کو قلمدان وزارت عطا ہوا۔ آصف جاہ کے بڑے بیٹے غازی الدینخان کو (جو دہلی میں تھے) مشرف دالان ناصح اور بخشی گری سے ساله والاشاہی کے خدمات سے سرفراز ہوئے۔ اور ناصر جنگ بہادر (جو آصف جاہ کے دوسرے بیٹے اور دکن میں باپ کے قائم مقام تھے) کو بادشاہ نے دکن سے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کے لئے طلب کیا۔ جب وہ برہان پور پہونچے تو واپسی کا حکم دیدیا۔ کیونکہ احمد شاہ درانی اسوقت شمالی مہمات میں مصروف

ہوگیا تھا۔ اسکے بعد بادشاہ خود عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوگیا کہ رات دن مے نوشی اور مہجبانون کی صحبت رہنے لگی۔ اور طبلہ سارنگی کا بازار گرم ہوا اتنے مین محمد خان مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا اسعد خان جانشین ہوا۔ صفدر جنگ اول ہی اوسکے طرف سے غبار کھائے ہوئے تھا۔ اب اوس نے قائم خان کو لکھا کہ سعد اللہ خان پر چڑھائی کرکے اوسکے ملک پر قبضہ کرے۔ جب قائم خان اور سعد اللہ خان کا مقابلہ ہوا تو قائم خان شکست کھا کر مارا گیا۔ اور صفدر جنگ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرنے کو مل لایا۔ اور خود فرخ آباد پہونچکر قائم خان کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور اوس ملک پر اپنے جانب سے نول راے کو نائب مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مین بادشاہ دہلی واپس آیا۔ قائم خان کے بہائی احمد خان (جو صفدر جنگ کے پاس رہتا تھا) نے دیکھا کہ بہائی کا ملک ہاتھہ سے جاتا رہا تو اوس نے روہیلونکی امداد سے نول راے کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ صفدر جنگ کو معلوم ہوا تو۔ وہ سورج مل جاٹ کو ساتھہ لیکر پٹھانون سے لڑنے آیا۔ لیکن جنگ مین شکست پائی اور زخمی بھی ہوا۔ آخر دلی کو لوٹا۔ ادہر احمد خان نے اودہ و الہ آباد کا محاصرہ کرکے خلد آباد سے لیکر قلعہ تک ساری شہر مین آگ لگادی۔ اور خوب لوٹا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ احمد خان کی شورش روز بروز ترقی پذیر ہے تو اوس نے ملہار راؤ ہلکر اور جے آپا سندہیا کو بہت سا ملک اور دولت دینے کے وعدہ سے اپنی امداد پر آمادہ کیا۔ اور سورج مل جاٹ کو بھی ساتھہ لیکر جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو دہلی سے چلا۔ اور سعد آباد آیا۔ یہان احمد خان کے طرف سے شادل خان حاکم تھا۔ اول اوسکو شکست دی۔ جب احمد خان نے مقابلہ آیا۔ اور سعد اللہ خان روہیلہ بھی احمد خان کی اعانت کو آگیا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ دس بارہ ہزار افغان مارے گئے۔ اور احمد خان و سعد اللہ خان نے شکست پاکر کوہ کمایون مین پناہ لی۔ اب سرحد کوئل و جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کے سب پہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اونکو چوتھہ وصول کرنیکی اجازت بھی مل گئی۔ انہین ایام مین

ذوالفقار جنگ صوبہ دار اجمیر و اکبر آباد نے مہاراجہ سنگہہ و بخت سنگہہ سے جنگ کرکے شکست پائی۔
اور بادشاہ نے اوسکی امیر الامرائی و صوبہ داری چہین کر قید کردیا۔ اس اثنا مین یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی
لاہور کے قریب آگیا ہے۔ معین الملک ناظم صوبہ نے اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔
اور ادینہ بیگ و کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت سے چشم پوشی کی جس سے معین الملک کو آخر
شکست ہوگئی۔ لیکن معین الملک نے چالاکی سے شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ اوس نے نہایت
اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان بادشاہ نے صفدر جنگ کی طلبی مین متواتر خطوط روانہ کئے۔ وہان صفدر جنگ
ملہار راو سے زر خطیر کا وعدہ کرکے یہہ طے کیا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور و ملتان کا انتظام وہ خود
کرلے۔ چونکہ صفدر جنگ اس کارروائی کے طے کرنے مین مشغول تھا۔ اسلئے وہ جلد دار الخلافہ نہ آسکا۔
اور یہان نواب بہادر (جاوید) خواجہ سرا نے (جو بادشاہ کا منہہ چڑہا تھا) شاہ درانی کو ملتان و لاہور کے
صوبے دیکر صلح کرلی۔ اور احمد شاہ درانی یہہ دونون صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا۔ جب صفدر جنگ
معہ ملہار راو کے دہلی آیا تو صلح کی کیفیت سنکر نہایت برہم ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ ملہار راو
سے جو زر خطیر دینے کا مین نے وعدہ کیا ہے وہ کس گھر سے دون۔ اسپر امیر الامرا فیروز جنگ خلف
آصف جاہ بہادر نے (جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست
کرتا تھا۔ اور بادشاہ اوس سے ہماری نندانہ مانگتا تھا) کہا کہ اگر دکن کے چھ صوبے مجھے عنایت
ہون تو مین ملہار راو کو اپنے ساتھہ لیجاکر وہ روپیہ دلوا دیتا ہون۔ بادشاہ نے اوسکی درخواست
منظور کی۔ اور فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدینخان کو اپنا نائب مقرر کرکے ملہار راو کو ساتھہ لیکر دکن
روانہ ہوا۔ ادہر صفدر جنگ نے جاوید خواجہ سرا کو ایک روز اپنے گھر ضیافت مین بلاکر قتل کرڈالا۔

* ناصر جنگ کے مارے جانیکے واقعات۔ ادر مظفر جنگ کی تخت نشینی پر اوسکا بھی مارا جانا اور صلابت جنگ کا تخت پر بیٹھنا وغیرہ
تمام تفصیلی حالات ہم نے اسی تاریخ مین ناصر جنگ کی سوانح مین بیان کرچکے ہین ناظرین ملاحظہ فرمالین ۱۲ مولف۔

چونکہ بادشاہ آخر خواجہ سرا کو بہت چاہتا تھا۔ جب اوس نے سنا تو صفدر جنگ سے ناراض ہوکر اوسکے انتقام کے درپے ہوا۔ اور فیروز جنگ اورنگ آباد پہونچا تو اوسکے بھائی صلابت جنگ نے لڑائی پر کمر باندھی۔ مگر ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ یکایک فیروز جنگ کا انتقال ہوگیا۔ یہان صفدر جنگ نے شہاب الدینخان کو بادشاہ سے غازی الدینخان عماد الملک کا خطاب دلوایا۔ اسوقت شہاب الدینخان کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ مگر ایک آفت روزگار و پرکالہ آتش تھا۔

جب صفدر جنگ نے جاوید کا کام تمام کیا تو اب اوسکو انتظام الدولہ خانخانان (جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تھا۔) اور غازی الدینخان (جو خانخانان کا بھانجا تھا۔) کے ٹھکانے لگانیکی فکر ہوئی۔ مگر یہہ دونون اوسکے دام مین نہ آئے۔ اسکے بعد صفدر جنگ نے ایک بیقاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی۔ بادشاہ اس گستاخی پر بہت خفا ہوا۔ اور صفدر جنگ کی جانب سے قلعہ دار اور اوسکے آدمیون کو قلعہ سے باہر کردیا۔ جس سے شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔ اسلیئے اوس نے صوبہ اودہ جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے فوراً اجازت دیدی۔ اب وہ یہان سے رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے آس پاس پڑا پھرا کہ شاید بادشاہ بلائے۔ مگر بادشاہ نے اوسکی جانب مطلق توجہ نکیا۔ اور سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ و غازی الدینخان کا انتظام ہوگیا۔ صفدر جنگ نے سورج مل جاٹ و اندر گسائین کو ہمراہ لیکر لڑائی پر کمر باندھی۔ چنانچہ ایک دو روز ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین غازی الدینخان نے ایران و توران کا جھگڑا۔ اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ جس سے صفدر جنگ کے ہمراہی سردار (جو اکثر روہیلے سنت جماعت تھے) اوسکی رفاقت ترک کرکے بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور ہولکر بھی بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ پھر بھی صفدر جنگ نے چھ مہینے تک لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر کہار راجہ مادہوسنگہ کچھواہہ نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ اور صفدر جنگ اودہ واِلہ آباد کی صوبہ داری پر چلا گیا۔ خانخانان نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ غازی الدین خان امیر الامرا

مدارالمہام سلطنت ٹھرا۔ چونکہ جاٹون نے امیر الامرا کا ساتھہ دیا اسلئے عماد الملک نے ملہار راؤ کو لیکر جاٹون پر چڑہائی کی۔ سورج مل قلعہ کمبھیر مین محصور ہوگیا۔ تین ماہ محاصرہ پر گذر گئے مگر قلعہ فتح نہوا۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز توپخانہ کے کام نہ چلیگا تو اوس نے عاقبت محمود خان کو بادشاہ کے پاس توپخانہ کے لئے روانہ کیا۔ خانخانان نے دیکہا کہ اگر توپخانہ گیا تو جاٹ شکست پائینگے۔ او عماد الملک مرہٹون سے ملکر معلوم نہین کہ کیا کیا فساد مچائیگا۔ اسلئے اوس نے توپخانہ نہین بھیجا۔ جس سے عماد الملک رنجیدہ ہوکر نجیب خان اور عاقبت محمود خان کے ذریعہ وزیر کے تمام محالات پر قبضہ کرا یا۔ جب وزیر کو معلوم ہوا تو اوس نے نجیب خان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ مگر اوس نے بادشاہ کے خوف سے معافی چاہی اور اون محالات مقبوضہ کو چھوڑ دیا۔ اب خانخانان نے ارادہ کیا کہ مرہٹون کی ترقی روکدی جائے۔ ورنہ یہہ ضرور ملک بادشاہی مین ایک نہ ایک دن تباہی لائینگے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تعمیل کے لئے اوس نے ایک محضر تیار کرکے راجپوتانہ کے راجاؤن کی اوسپر دستخط کیا۔ پھر اوس محضر کو سورجمل و صفدر جنگ کے پاس روانہ کیا۔ اور لکھا کہ بادشاہ جب کول پہونچے تو وہان صفدر جنگ آکر ملے۔ اور یہہ سب ملکر آگرہ آئین۔ یہان راجپوت و جاٹ جمع ہوکر مرہٹون کا مقابلہ کرین۔ اور ایک خط عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے لئے آتے ہین۔ اتفاقاً جو محضر کہ جاٹون کے پاس جا رہا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھہ پڑ گیا۔ اور اوس نے وہ خط الٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کرکے بھیجدیا۔ خود تو جاٹون کے محاصرہ مین مشغول رہا۔ اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنے کے لئے بھیجدیا۔ ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمون پر گولے برسانا شروع کیا۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا۔ صرف تین سو آدمی رہگئے۔ بادشاہ و وزیر بہزار مصیبت دہلی پہونچے۔ بادشاہ قلعہ مین گیا۔ اور وزیر خیمہ مین اترا۔ سارا اسباب مرہٹون کے ہاتھہ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک محاصرہ چھوڑکر چلا آیا۔ اور بادشاہ کا لشکر تباہ ہوکر جو راستہ مین ملتا گیا اوسنے اونکو تسلی و تشفی دی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ جو پیچھے رہگیا تھا اوسکے ساتھہ عماد الملک و ملہار راؤ

دہلی پہونچے۔ اب بادشاہ نے عماد الملک کے متعلق وزیر و امرا سے مشورہ کیا۔ تو سبھون نے کہا کہ "
عماد الملک مرہٹون سے ملگیا ہے۔ اوس سے اطاعت کی توقع نہین۔ بہتر یہہ ہے کہ صفدر جنگ
و سورجمل کو بلاکر مرہٹون کا قلع قمع کیاجائے"۔ لیکن عماد الملک نے تو راستہ ہی مین لشکر شاہی کو دم دلاسا
دیا تھا۔ اسلئے اون کے افسرون نے لڑائی سے انکار کردیا۔ بادشاہ نے کہا کہ عماد الملک میرا نمک پروردہ
ہے وہ کبھی دغا نہ دیگا۔ اور وزیر سے کہا کہ تم چند روز گھر مین بیٹھے رہو۔ اور باہر نہ نکلو"۔ ہر چند وزیر
نے بادشاہ کو سمجھایا کہ یہہ رائے آپکی خطا پر ہے مگر وہ نہ سمجھا اب وزیر اپنے گھر جاکر اپنی حفاظت کا سامان
خوب جمع کیا۔ یہان عماد الملک کی جانب سے عاقبت محمود خان بادشاہ کا وزیر بنا۔ اور تمام امرا کو
جمع کرکے یہہ تقریر کی کہ "احمد شاہ بادشاہ سے سلطنت کی سنبھال اسوقت ناممکن ہے۔ بہتر یہ ہے کہ
کسی دوسرے شاہزادہ کو تخت نشین کیاجائے"۔ الغرض عماد الملک کے خوف سے علما نے بھی بادشاہ کی
معزولی کے نسبت فتویٰ لکھدیا۔ اور ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ م جولائی ۱۷۵۴ء کو احمد شاہ معزول ہوکر قیدخانہ مین
گیا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار شاہ کو تخت نصیب ہوا۔ احمد شاہ نے ۶ سال ۱ ماہ سلطنت
کی۔ افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین اکبر و اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔ اگرچہ بادشاہ
کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی۔ مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ کے چند ضلعے
اور جنوب مین ستلج کے کئے ایک ضلعے رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا۔ بنگالہ۔ بہار۔ اڑیسہ
پر علی وردی خان کے جانشین متصرف تھے۔ اوده مین صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔ وسط دوآب مین
بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیلکھنڈ کہتے ہین روہیلونکے پاس تھا۔ پنجاب
احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو مسلط تھے۔ صرف دکن کا ٹکڑا اونکے
ہاتھون سے بچا ہوا تھا۔ اور وہان بھی آصف جاہ بہادر کی اولاد مین جھگڑا جاری تھا۔ میدان سلطنت مین
کچھہ کچھہ انگریزی سوداگر بھی پیر جانے جاتے تھے۔ اور بادشاہ تیتر کے پنکھ کے مثال تھا۔ خواہ پرستش کی یا توڑ پھوڑکر پھینکا

سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی

سلطان عزیز الدین نے اپنا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ اور عماد الملک نے وزارت کی باگ سنبھالی۔ احمد شاہ اور اوسکی مان صاحب زمانی کو اندھا کیا۔ خانخانان وزیر کو ٹہکانے لگا یا۔ ۱۱۶۷ھ مین صفدر جنگ نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا شجاع الدولہ جانشین ہوا۔ سیین داغ کے رسالہ نے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ وزیر نے پرگنات پانی پت و رہتک تنخواہ مین ویدئے۔ تین چار مہینے تک رسالہ والون نے رعایا سے روپیہ وصول کرکے خوب مزا اوڑایا۔ اب وزیر نے اون محالات کو قطب شاہ روہیلہ کے حوالے کیا۔ جس سے دونون مین لڑائیان شروع ہوئین۔ آخر قطب شاہ نے فتح پائی۔ اسکے بعد وزیر لاہور پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے پانی پت پہونچا۔ جہان سیین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کرکے بہت بعزتی کی۔ جب بادشاہ نے کہلا بہیجا کہ وزیر کو چہوڑ دو اور اپنی تنخواہ آکر لیجاؤ تو اونہون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹہاکر عزت کے ساتھہ روانہ کردیا۔ اور وزیر اپنے خیمہ مین آتے ہی سپاہیون کو رسالہ سیین داغ کے سوارون کے قتل کا حکم دیا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب جان و مال سے برباد ہو گئے۔ بادشاہ نے دہلی مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور عماد الملک وزیر نے شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی جانب کوچ کیا۔ اصلد بیا تہجو پہنچکر مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھہ ملا لیا۔ اور سید جمیل الدینخان کے ساتھہ سپاہ روانہ کرکے معین الملک کی بی بی (جو اوسکی مامانی ہوتی تھی۔ اور اوسکی لڑکی سے عماد الملک کی

؎ شاہ ابدالی نے ملتان و لاہور کے صوبے معین الملک پسر قمر الدینخان کے حوالے کئے تھے۔ جب وہ گہوڑے سے گرکر مرگیا۔ تو اوسکا کم عمر بیٹا میر مومن صوبہ دار بنا۔ چند روز کے بعد اوسکا انتقال ہو گیا تو ابدالی نے معین الملک کے داماد خواجہ موسیٰ کو صوبہ دار کیا۔ اور بہکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام بنایا۔ لیکن معین الملک کی بیگم نے ایک دن اوسکو پکڑ کر سولی دیدی اب مرزا ادینہ بیگ نے خفیہ خفیہ اپنے نام نائب صوبہداری کی سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ ۱۲ مولف

نسبت ٹھری تھی) کو لکھا کہ اپنی لڑکی کو بھیجدے - اوس بیچاری نے لڑکی کو معہ جہیز کے بھیجدیا - اوسکے بعد عماد الملک نے ادینہ بیگ کو اپنے سرداروں کے ساتھ معہ فوج لاہور بھیجکر اپنی ساس کو گرفتار کرا کے طلب کیا - جب وہ لد مبابانہ آئی عذر معذرت پیش کی - اوتیس ۳۰ لاکھ روپیہ لیکر لاہور و ملتان کی صوبہ داری ادینہ بیگ کو دیکر اور دہلی - واپس آیا - جب شاہ ابدالی کو عماد الملک کی کارستانی معلوم ہوی تو فوراً لاہور آیا - اور ادینہ بیگ بھاگ گیا - پھر شاہ ابدالی بھی نیت پھونچا - عماد الملک بھی نجیب خان کو لیکر مقابلہ کو چلا - مگر اسکی سفاکی اور بیباکی سے اکثر سپاہ معہ نجیب خان کے شاہ ابدالی سے جا کر ملگئی - اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز اطاعت کے چارہ نہین ہے - تو وہ اپنی ساس کے پاس دوڑا گیا - اور اوس سے سفارش کرائی - اور شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کی بھی خوشامد درآمد کی - غرض ان حکمتون سے اپنا قصور شاہ ابدالی سے معاف کرالیا اور وزارت کو بھی قائم رکھا - اسکے بعد احمد شاہ نے ۱۱۷۰ھ مین شاہجہان آباد آیا - بادشاہ سے ملاقات کی - اور اس مہم کا خرچ وصول کرنے کے لئے عماد الملک کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک سردار خان جہان کو جاٹون سے خراج لینے کو بھیجا اور خود شہر سے روپیہ وصول کرنیکا ارادہ کیا - عماد الملک نے ورانیون کے سردار جان نثار خان - اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی و مرزا بابر کو ہمراہ لیکر فرخ آباد گیا - اور وہان سے پیشکش وصول کرکے پانچ لاکھ روپیہ شجاع الدولہ سے لیا - پھر فرخ آباد آکر شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا - خانجہان کو جاٹون سے خراج لینے مین کامیابی نہین ہوئی - البتہ مرزا سیف الله قلعہ دار آگرہ سے کئی لاکھ روپیہ وصول کیا - اور وہان سے نکل کر شہر متھرا پر (جہان میلا ہو رہا تھا) دفعتاً آگرا اور خوب لوٹا - ادھر شاہ ابدالی بھی شہر کو دو مہینے تک برابر لوٹتا رہا - بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا تک نہ چھوڑا یہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی النوپ شہر کی چھاؤنی مین گیا - اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کیا - اتنے مین گرمی ایسی پڑی کہ اوسکے لشکر مین ہزارون آدمی مرگئے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی - اور اب یہان لوٹنے کیلئے بھی کچھہ نہ بچا تھا

غرض شوال ۱۱۷۰ھ جون ۱۷۵۷ء مین اپنے ملک کو سیدھا چلا گیا۔ اور جاتے جاتے نجیب خان روہیلہ کو نجیب الدولہ کا خطاب دلا کر بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کا بادشاہ کی بھتیجی سے نکاح کر کے اوسکو لاہور۔ ملتان۔ ٹھٹہ کا ناظم مقرر کیا اور خانجہان کو اوس کا سپہ سالار بنایا۔

جب احمد شاہ درانی دہلی سے چلا گیا۔ تو عماد الملک فرخ آباد سے نکلا اور نجیب الدولہ کی مخالفت کے باعث احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اور رگہوناتہہ راو و ملہار راو ہلکر کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا۔ ۲۷ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بادشاہ نے ہلکر کو رشوت دیکر محاصرہ سے نجات پائی۔ اور عماد الملک نے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا اور وہ اپنی جاگیر سہارنپور وغیرہ کو چلا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ کے طرفدارون کو نظر بند کیا۔ اور عالی گوہر (جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا) کو بھی قابو مین لانا چاہا۔ بہت کچھہ تدبیرین کین۔ مگر وہ جرأت کر کے یہان سے نکل گیا۔ اور نجیب الدولہ کے پاس آٹھہ ماہ تک رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم پڑ گیا اور جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر مسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو کہا کہ آپ بنگالہ جائیے۔

اب کسیقدر حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجیے کہ جب شاہ درانی اپنے ملک کو گیا تو تیمور شاہ کو پنجاب کا ناظم اور خانجہان کو اوسکا نائب مقرر کر گیا تھا۔ خانجہان نے ادینہ بیگ کو (جو مکار و دغاباز تھا۔) دوآبہ جالندہر مین اپنا نائب بنایا۔ چند روز کے بعد جب اوسکو بلایا تو وہ نہ آیا اور بھاگ گیا اسلئے دوآبہ مین مراد خان بھیجا گیا۔ ادہر ادینہ بیگ نے سکھون کو اپنا طرفدار بنا کر دوآبہ پر یورش کی۔ اور اوسکو خوب لوٹا۔ ادہر مراد خان خانجہان کے پاس لاہور چلا گیا۔ اب ادینہ بیگ نے دیکھا کہ صرف سکھون کی اعانت سے کام نہین بنیگا تو اوس نے رگہوناتہہ اور شمشیر بہادر کو طلب کیا۔ مرہٹے تو ایسے موقعون کے منتظر ہی رہتے تھے۔ شعبان ۱۱۷۱ھ مین دونون پنجاب آئے۔ اول سرہند مین عبد الصمد خان کو

جو دُرّانیون کے طرف سے حاکم تھا لڑکر مارا۔ اور لاہور و پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ اور ادینہ بیگ سے ۷۵ لاکھ
روپیہ سالانہ ٹھہرالیکر اوسکو لاہور کا صوبہ دار بنایا۔ رگھناتھ و شمشیر بہادر تو دکن چلے گئے۔ لیکن جنکوجی کو
راجپوت راجاؤن سے لڑنیکے لئے دہلی مین چھوڑے ۱۱۷۲ھ مین ادینہ بیگ مرگیا۔ جنکوجی نے سرہند
کی صوبیداری ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ ادینہ بیگ کی بی بی کو دیا اور
لاہور پر ساما مرہٹہ کو مقرر کیا۔ اس اثنا مین دتناجی سندیہیا روہیلکھنڈ کے فتح کرنیکے لئے جمنا پار
اترا۔ اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ چونکہ اوسمین مقابلہ کی طاقت موجود نہ تھی اسلئے وہ چلتا بنا۔
ادہر دتناجی نے گوبند رام نبدیلہ کو ۲۰ ہزار کے لشکر سے چاندپور و مدینہ کو خراب کرنیکے لئے چھوڑدیا۔
اور نجیب الدولہ نے سعداللہ خان۔ رحمت خان۔ دوندے خان۔ شجاع الدولہ کو اپنے ساتھ
موافق کرکے گوبند رام نبدیلہ سے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ مرہٹون نے شکست پائی۔ اور اونکا
بہت سا سامان انکے ہاتھ آیا۔ جس سے دتناجی کی قوت ضعیف ہوگئی۔ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ
مین اوس نے شجاع الدولہ وغیرہ سے صلح کرلی۔ اودہر احمد شاہ دُرّانی کو مرہٹون کے پنجاب پر
قبضہ کرنیکی خبر معلوم ہوی تو وہ فوراً آپہونچا۔ ساما لاہور سے بھاگا۔ صدیق بیگ وغیرہ بھی پوشیدہ
ہوگئے۔ اور احمد شاہ دوآبہ آیا۔ انہین ایام مین شجاع الملک نے اپنے خالو نظام الدولہ کو قیدخانہ
مین قتل کرڈالا۔ اور مہدی علیخان کشمیری کو پٹی پڑھاکر بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اوس نے بادشاہ کے
پاس جاکر عرض کیا کہ فیروز شاہ کے کوٹلہ مین ایک درویش کامل ٹھہرے ہوے ہین۔ جو قابل
زیارت ہین۔ چونکہ عالمگیر ثانی کو فقراؤن سے اعتقاد تھا اسلئے وہ اس شیطان کشمیری کے
ہمراہ وہان تنہا گیا۔ صرف مرزا بابر (جو بادشاہ کا داماد تھا۔) ہمراہ تھا۔ جب بادشاہ وہان
پہونچا تو اس نمک حرام کشمیری نے بادشاہ کو ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ م ۱۷۵۹ع مین قتل کرڈالا۔ اور سر کو
تن سے جدا کرکے بیرد برج کو جمنا کی ریت مین پھینکدیا۔ بدمعاشون نے لاش پر سے کپڑے تک اوتار لیگئے

مرزا بابر زخمی ہوکر قلعۂ سلیم گڑھ مین قید ہوا۔ کئے روز بعد اس کشمیری کے حکم سے عالمگیر ثانی (بادشاہ)
کی لاش ہمایون کے مقبرہ مین دفن ہوئی۔ اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھاکر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا
مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نمانا۔ شاہزادہ عالی گہر (جو ولیعہد تھا) دہلی مین نتھا بلکہ بنگال مین اپنی
سلطنت کے جمانیکی تدبیرین کررہا تھا۔ اب شاہزادون نے متفق ہوکر اپنا ارادہ اسکے لڑائی ہنگامہ کا ہونیکو
جاری رکھا۔ اودہر احمد شاہ درانی نے دتتاجی سنیدہیا کو شکست دی سنیدہیا کی دو تہائی فوج ماریگئی
اور خود سنیدہیا بھی قتل ہوگیا۔ جنکوجی نے اس شکست کی خبر ملکر کو پہونچائی۔ وہ فوراً درانیون پر چڑہ
دوڑا۔ مگر درانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ مہر راؤ ملکر صرف تین سو سوار ان کو لیکر بہاگ گیا۔ اور
اوسکا باقی لشکر مارا گیا۔ اور تمام اسباب درانیون کے ہاتہہ لگا۔ اسکے بعد شاہ درانی نے شجاع الدولہ
سے ملاقات کی۔ اور آپس مین اتحاد و محبت کے وعدے ہوئے۔

جب دکن مین دتتاجی سنیدہیا کے قتل اور ملکر کی بربادی کی خبر پہونچی تو سداشیو راؤ عرف بہاؤ بڑے
لاؤ و لشکر کے ساتھہ دکن سے کوچ کیا۔ اور بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ بھی اوسکے ساتھہ تھا۔ جب یہہ لشکر
اکبرآباد پہونچا تو سورجمل جاٹ ۳۰ ہزار سوار سے آکر ملا۔ اور راستہ مین راجپوتونکی فوج بھی شامل ہوگئی
عماد الملک (جو متہرا مین تھا) بہی آگیا۔ اب یہہ سب ملکر ۹ ذیحجہ ۱۱۷۳؁ کو شاہجہان آباد داخل ہوئے۔

٭ یہہ چمناجی کا بیٹا اور بالاجی راؤ کا چچازاد بہائی ہے۔ اسکے ہندوستان آنیکے واقعات مورخون نے یہہ لکھے ہین کہ
جب رگہناتہہ راؤ دکن گیا تو مہمات ہندوستان کے اخراجات کا قرض ایک کروڑ روپیہ اپنے گہر سے دینا پڑا۔
اس زمانہ مین سداشیو راؤ احمدنگر پر قبضہ کرکے اودگیر کی لڑائی مین بہت سا ملک اور دولت حاصل کیا تھا الغرض
جو کام اوس نے دکن مین کئے تھے اوسکے مقابلہ مین رگہناتہہ جی کے کام بیوقعت تھے۔ اسلئے سداشیو نے اپنے بہائی
رگہناتہہ کو فضول کہا۔ جسپر رگہناتہہ طیش مین آکر کہا کہ اسیدفعہ آپ ہندوستان خاص کی لڑائی پر تشریف لیجائیے تو
ساری حقیقت کہل جائیگی۔ چنانچہ اسی گفتگو سے سداشیو راؤ نے ہندوستان کا رخ کیا اور رگہناتہہ دکن کی مہماتین لگا ہوا تھا

بہاؤ سعد اللہ خان کی حویلی مین اترا - اور قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا - یعقوب علیخان قلعہ دار نے کسیقدر مقابلہ کے بعد قلعہ حوالہ کیا - بہاؤ نے شنکر راؤ کو قلعہ سپرد کرکے شجاع الدولہ کے ذریعہ شاہ درانی سے صلح کرنی چاہی - مگر خود شجاع الدولہ اس امر پر راضی نہوا - اب بہاؤ نے دیوان خاص کے چھت کو جو نقرۂ میناکاری کا تھا - اوتار لیا - اور قدم شریف و حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جو اسباب سونے چاندی کا تھا - اوسکو بھی لیکر ٹکسال مین سکے بنا ڈالا - اور حملہ کی کمیابی سے ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ کو بہاؤ نے شاہجہان ثانی کو (جو نام کا بادشاہ تھا -) معزول کرکے مقید رکھا اور جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر کو تخت پر بٹھایا - اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا - بہاؤ کا تو ارادہ یہہ تھا کہ بسواس راؤ کو تخت پر بٹھائے - مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مضمون سے رستگاری حاصل کرکے اس ارادہ کی تکمیل کیجیے - بعد ازان بہاؤ یہان سے نکل کر کنج پورہ پر حملہ کیا - اور اوسکو فتح کرکے بہت سے درانی سردار قتل کر ڈالے - اس اثنا مین سورجمل جاٹ اوس سے علیحدہ ہوگیا - الغرض جب شاہ درانی کو کنج پورہ کے فتح کی خبر ہوئی تو وہ فوراً انوپ شہر سے کوچ کرکے بہاؤ کے مقابل آیا - اسوقت درانی کے سپاہ کی تعداد صرف پچاس ہزار سوار چالیس ہزار ہندوستانی پیادے تیس توپین تہین - اور بہاؤ کے پاس ۲۵ ہزار سوار جرار قواعد دان ۱۵ ہزار پیادے دو سو توپین سوار قلعہ شکن توپون کے ابراہیم بیگ خان گردی (جو فرانسیسی جنرل بسی کا شاگرد رشید تھا) کے ماتحت تہین - علاوہ اسکے اور لشکر راجپوتون کا (جو ساتھ ہوگیا تھا) تھا - جنکی جملہ تعداد تین لاکھ کے قریب تہی - الحاصل دونون نے اپنے اپنے اطراف لشکر کا حصار باندھا - روز بہیڑ چھاڑ ہونی شروع ہوئی - ۸ ربیع الاول کو شاہ درانی نے بہاؤ کے توپخانہ پر یورش کی شام تک لڑائی ہوتی رہی - بہاؤ کا مسر بلونت مارا گیا - اس اثنا مین خبر آئی کہ گوبند راے سندیلہ ۱۰ ہزار سپاہ و خزانہ و سامان رسد سے مرہٹون کی اعانت کو آمادہ سے چلا آتا ہے شاہ درانی

عطائی خان درّانی کو ۵ ہزار سوار سے اوسکے مقابلہ کو روانہ کیا - یہہ لشکر اول شاہجہان آباد گیا - اور شنکر راؤ قلعدار کو قتل کر کے اوسپر قبضہ کیا - پھر جلال آباد مین گوبند رائے سے مقابلہ ہوا - اور گوبند مارا گیا - سارا سامان رسد و خزانہ درّانیون کے ہاتھ لگا - ادہر بہاؤ کا قافیہ رسد کی عدم موجودگی سے تنگ ہو رہا تھا - آخر اوس نے شجاع الدولہ کی معرفت صلح چاہی - ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہوگئے مگر نجیب الدولہ نے اتفاق نکیا - جس سے صلح کی کارروائی ہونے نپائی - جب بہاؤ بہت تنگ ہوا تو ۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو درّانیون سے مقابلہ کیا - خوب جنگ رستمانہ ہوی - پہلے درّانیون کا پلہ ہلکا رہا - بعد ازان درّانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہوگئی - لشکر درّانی نے ۲۰ - ۳۰ میل تک فرار شدہ مرہٹون کا تعاقب کر کے قتل کیا - باقی جو بچے اونکو گنوارون نے مار ڈالا - بسواس راؤ بہاؤ بھی مارے گئے - جنکوجی سندہیا اور ابراہیم خان گردی بھی قتل ہوئے شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوے مارا گیا - صرف ملہار راؤ اور راگہو جی سندہیا لنگڑا ہوکر بچکر مالوہ گئے ان دو سردارون کے سوا کوئی نامی سردار نہ بچا - یہہ شکست مرہٹونکو ایسی ہوی کہ ابتک کبھی نہین ہوی تھی بالاجی راؤ بھی اس صدمہ سے چند روز کے بعد مر گیا - اس فتح کے بعد شاہ درّانی پانی پت سے دہلی آیا - شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) کو بادشاہ مقرر کیا - چونکہ شاہزادہ موجود نہ تھا - اسلئے اوس نے اوسکے بیٹے جوان بخت کو پادشاہ کا نائب بنایا - اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کو وزیر - نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنانیکی سفارش کی - اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کر کے شجاع الدولہ کو اودہ - و الہ آباد کے صوبون پر روانہ کر دیا - اور خود قندہار چلا گیا -

اب کسیقدر عماد الملک کا حال سنئے کہ وہ چند روز سورجمل جاٹ کے بہرتپور کے پاس رہا - پھر دکن گیا - بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا - ۱۷۹۱ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ آیا - گورنر جنرل نے مکہ معظمہ بھیجدیا - آخر عمر مین ہندوستان آیا - احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا - ملتان کے صوبہ دار

یارانہ جوڑا۔ چند روز کے بعد انتقال ہوگیا۔

عالی گہر شاہ عالم بادشاہ

ہم نے اسکے قبل لکھا ہے۔ کہ نجیب الدولہ نے عالی گہر کو بنگالہ جانیکی صلاح دی تھی۔ اور محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد (جو شجاع الدولہ کا چچازاد بہائی تھا) نے بھی اوسکو بنگال پر چڑہائی کرنیکے لئے طلب کیا تھا کیونکہ یہہ زمانہ وہ تھا کہ انگریز اور سراج الدولہ مین لڑائی ہورہی تھی۔ چنانچہ وہ پہلے لکھنؤ آیا۔ اور شجاع الدولہ سے ملکر الہ آباد پہونچا۔ محمد قلی نے بہت کچھہ اوبہگت کی۔ اور شاہزادہ نے محمد قلی کو بنگال و بہار و اڑیسہ کی سند لکھدی۔ الغرض نومبر ۱۷۵۹ء مین شہزادہ کرم ناسا سی پار اترا۔ استنے مین باپ (عالمگیر ثانی) کے قتل کی خبر آئی۔ شہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور شاہ عالم لقب رکھا۔

انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تھا تو اوس نے بہار مین راجہ رام نراین کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ چنانچہ شاہ عالم پہلے بہار پہونچا اوسکو شکست دیا۔ اتنے مین نواب کی فوج کو انگریزی کنٹنجنٹ کی امداد پہونچنے سے ۱۸ ماہ فروری ۱۷۶۰ء کو بادشاہ نے شکست کہائی۔ اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ مرشد آباد کو لے لیے۔ مگر انگریزون نے پھر بادشاہ کو شکست دی۔ اس اثنا مین ایک فرانسیسی افسر معہ موشیر لا (جسکے ساتھہ ۲۰۰ فرانسیسی سپاہ تھی) بادشاہ کے ساتھہ مل گیا۔ اب بادشاہ یہان سے کوچ کرکے ان فرانسیسون کی مدد سے پٹنہ کا محاصرہ کیا۔ کپتان نوکس مع دو ان سے یلغار پٹنہ آکر بادشاہ کو شکست دیا۔ اور بادشاہ گیا کی جانب بہاگا۔ اوسکو یہہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھہ دیگا۔ مگر خادم حسین خان کے سوائے کسی نے بادشاہ کی کمک نہ کی۔ جب بادشاہ کو خادم حسین خان کی کمک ملگئی تو پھر اوس نے پٹنہ پر حملہ کیا۔ لیکن اسدفعہ بھی کپتان نوکس نے شکست دیدی اور کپتان موشیر لا بھی گرفتار ہوگیا۔ ۱۰ برس تک بادشاہ اسیطرح شکست اوٹھاتا رہا۔ آخر مایوس ہوکر ارادہ کیا کہ انگریزونکی

اعانت سے دہلی کے تخت پر بیٹھے - اتنے مین شجاع الدولہ بادشاہ کے پاس آیا - اور اوسکو لیکر الہ آباد
پہونچا - کالپی مین جسقدر مرہٹے تھے - اونکو نکال دیا - بندیلکھنڈ کا بھی انتظام کیا - اسکے بعد جھانسی کے
قلعہ کو فتح کر کے پھر الہ آباد مین آگیا - بادشاہ نے شجاع الدولہ کو خلعت وزارت عطا کیا - اب
میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ کے پاس آیا - اور شجاع الدولہ سے مدد
چاہا - شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کے جانب انگریزون سے لڑنے چلا - ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۶۴ع
کو بمقام بکسر انگریزون نے بادشاہ کو شکست دیدی - اسکے دوسرے روز بادشاہ انگریزی لشکر مین چلا آیا
انگریزون سے عہد و پیمان کرلیا - بنگال - بہار - اڑیسہ کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا سرکار کمپنی
کو دیدی - اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا - وہ معاف کردیا - اسکے علاوہ سرکار بنارس و غازیپور
بھی بطور جاگیر کے دیدئے - اور ۲۶ لاکھ روپیہ (جو پہلے نواب دیتا تھا -) بادشاہ کو سرکار انگریزی سالانہ
ادا کرنا قرار پایا - اب صرف صوبۂ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا - اور شجاع الدولہ یہان سے بھاگ کر
روہیلکھنڈ کے افغانون اور ملہار راؤ ہلکر کی مدد لیکر کانپور کے قریب انگریزون سے لڑا مگر شکست اوٹھا
کر اپنے ملک کو چلا گیا - اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہوگیا - اسوقت بادشاہ کے
پاس مرزا نجف خان اور امیر الدولہ سارے گھر کے مدار المہام بنے ہوے تھے - اور مرزا سعادت علی
خلف شجاع الدولہ - نائب وزیر تھا -

اودہر دہلی کے حالات سنئے کہ شاہزادہ جوان بخت نائب بادشاہ - اور نجیب الدولہ امیر الامرا تھا
انہین ایام مین سورجمل جاٹ نے میدان خالی پاکر سرکشی اور بغاوت شروع کی تھی - چونکہ نجیب الدولہ جری
اور بہادر تھا - اسلئے اوس نے بلوچون کی امداد سے جاٹون کی خوب سرکوبی کی - آخر سورج مل جاٹ
سید محمد خان کے ہاتھ مارا گیا - لیکن اوسکے بیٹے جواہر سنگھ نے ملہارراؤ کو لیکر دہلی پر حملہ کیا - دو تین مہینے
نجیب الدولہ پریشان رہا - اسکے بعد صلح ہوگئی - استنے مین سکھون نے دہلی پر یورش کرنی چاہی - اور

سارے ملک مین غدر مچادیا۔ مگر اسیوقت شاہ ابدالی نے لاہور آکر اونکو شکست دی۔ اور وہ پہاڑونمین
بھاگ گئے پھر آلاجاٹ نے سرہند مین دولاکھ فوج جمع کرکے دہلی کو برباد کرنا چاہا۔ اس دفعہ بھی شاہ ابدالی
۹۰ کوس دو روز مین طے کرکے آپہونچا۔ اور پانی پت کے مقام پر اونکو شکست دی۔ ۲۰ ہزار آدمی اونکے مارے
گئے۔ اور شاہ ابدالی نے نورالدینخان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا۔ اور پھر وہ کبھی ہندستان کو نہین آیا۔

کچھ حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجئے کہ جب انہون نے ۱۷۶۹ء مین آپس کے جھگڑون سے
فرصت پائی تو جیپور۔ و بھرتپور کو لوٹتے ہوے دہلی پر آدھمکے۔ نجیب الدولہ نے ہلکر کے اتفاق
سے مرہٹون کے ساتھ صلح کرلی۔ اور وسط دوآبہ کے اضلاع اونکے حوالے کئے۔ چند روز کے بعد
نجیب الدولہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا ضابطہ خان جانشین ہوا۔ جب مرہٹے دوآبہ کے حصونمین
پہلے تو تمام روہیلکھنڈ پر فرخ آباد کے سوا قبضہ کرلیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۰ء مین دارالسلطنت پر
بھی قابض ہوگئے۔ گو جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ مگر اوسکے طرف سے خود انتظام کرنے لگے۔ اور
ضابطہ خان اپنی ریاست سہارنپور کو چلا گیا۔ اودہر شاہ عالم الہ آباد مین رہتے رہتے تنگ ہوکر
شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ مگر اوسکو وہان تک پہونچانیوالا کون تھا۔ آخر مرہٹے اس کام پر مقرر
ہوئے۔ جب بادشاہ نے انگریزون سے رائے لی تو اونہون نے اس ارادہ کو اپنی مرضی کے خلاف بتلایا
لیکن شجاع الدولہ نے تائید کرکے مئی ۱۷۷۱ء مین بادشاہ کو دہلی لیچلا۔ راستہ مین بادشاہ فتح گڈہ
مین اترا۔ مظفر الدولہ پسر احمد خان بنگش نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ بادشاہ نے برسات
کے سبب یہان مقام کیا۔ اسیوقت تین ہزار مرہٹون کی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادہوجی سندھیا
پہلے فرخ آباد مین بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹھہرگیا۔ ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء
کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب بنا۔ مجدالدولہ کا خطاب پایا۔
مرزا نجف خان نے سپاہیون کو جمع کرکے سپاہ سالار بنا۔ اور بادشاہ کے حکم سے ضابطہ خان (جونے

علاقۂ سہارنپور وغیرہ مین رہتا تھا) پرحملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ ضابطہ خان تو شجاع الدولہ کے
پاس بھاگ گیا۔ لیکن اوسکے اہل وعیال او رخزانہ شاہی لشکر کے ہاتھہ لگا۔ ان مین اس کا بڑا بیٹا
غلام قادرخان ایسا خوبصورت تہا۔ کہ جب بادشاہ کے پاس بہیجا گیا تو اوس نے محل سرا کی بیگم بنا یا۔
۱۷۷۵ء مین روہیلون نے شجاع الدولہ سے اتفاق کرکے مرہٹون کے اخراج کی فکر مین ہوئے ۔
اور ضابطہ خان نے شجاع الدولہ کی تحریک سے مرہٹون کے ساتھہ سازش کی اور مرہٹون نے اوس سے
وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرا قصور معاف کراکے امیر الامرائی کا خطاب دلائینگے۔ بعدازان مرہٹون نے
رنجیت سنگھ کواوکسا کر بلب گڈہ پر حملہ کرایا۔ رئیس بلب گڈہ نے بادشاہ سے مدد چاہی۔ مرزا نجف خان
ذوالفقار الدولہ نے ایک فوج جرار اوسکے مدد کو بھیجدی۔ مرہٹون نے رنجیت سنگھ کی اعانت کرکے
بادشاہی لشکر کو پسپا کیا۔ سنیدھیا اس لڑائی سے کنارہ کرکے جیپور کے لوٹنے کو چلا گیا۔ توکاجی ۔
ہلکر اور مرہٹے دہلی کے طرف بڑہے۔ مرزا نجف خان نے مقابلہ کیا لیکن شکست پائی ۔ آخر حسام الدولہ
کے ذریعہ سے صلح ہوگئی۔ ضابطہ خان امیر الامرا ہوا۔ اور اضلاع دوآب مرہٹون کے حوالے ہوئے ۔
اسکے بعد مرہٹون نے مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے روہیلکہنڈ پر حملہ کیا۔ دوآبہ زیرین کے
صوبے بادشاہ نے انگریزون کو دیدئے تھے۔ اور انگریزون نے اوسکو پچاس لاکھ پر شجاع الدولہ کے
ہاتھ بیچڈالے تھے۔ اسلئے انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کی رفاقت مین مرہٹون سے لڑنیکو روہیلکہنڈ
مین مستعد ہوئی۔ جب مرہٹون نے یہہ حالت دیکھی تو وہ اٹاوہ کو چلے گئے ۔ اور مرزا نجف خان ۔
شجاع الدولہ۔ اور انگریزون کی سفارش سے بادشاہ کے پاس پھر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا۔ ضابطہ خان
جاٹون کے پاس چلا گیا۔ حسام الدولہ قید ہوا۔ اوسکی جگہہ عبدالاحد خان کشمیری مدار المہام مقرر ہوا
۱۷۷۷ء مین مرزا نجف خان نے جاٹونکی خوب سرکوبی کی (جو اسلئے لونٹ شورش مچارہے تھے) اور سمرو ایک فرانسیسی

* یہہ ایک بافہم جنگ جو اور مستقل مزاج فرانسیسی افسر تھا۔ اسکا قاعدہ تھا کہ جب کسیکو زبردست پاتا اوسکی نوکری کرلیتا۔ پہلے یہہ میر قاسم عالیجاہ کا

(جو جاٹون کا ملازم تھا) مرزا نجف خان کی ملازمت مین آگیا۔ اتنے مین ضابطہ خان نے سکھون سے سازش کرکے بغاوت برپا کی۔ چنانچہ نجف خان نے اوسکی بھی خاطر خواہ خبر لی۔ آخر اوس نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ نجف خان نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکی بہن سے نکاح کرلیا۔ اور پھر اوسکو سہارنپور کی فوجداری بادشاہ سے دلوادی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا۔ امیرالامراء وہ آگرہ مین گیا۔ اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد پیمان کرنے چاہے۔ مگر اوس نے شمرو کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسلئے عہد وپیمان نہوے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ اور شمرو کو سردہنہ دیا گیا۔ سرہند مین ملا احمد داد خان فوجدار مقرر ہوا۔ ۱۷۷۹ء مین سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو شکست دیکر مار ڈالا۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو عبدالاحد خان کشمیری ایک شاہزادہ کو ہمراہ لیکر فوج شایستہ کے ساتھہ سکھون کے مقابل گیا۔ مگر سکھون نے شکست دیدی۔ اور عبدالاحد خان بھاگ گیا۔ اب مرزا نجف خان (امیرالامرا) روانہ ہوا۔ اور میرٹھ کے قریب سکھون کو شکست دی اور ۲۰ ہزار سکھہ معہ اپنے افسر کے مارے گئے۔ راستہ مین عبدالاحد خان کشمیری مرزا نجف خان کے ہاتہہ لگا۔ مرزا نے اوسکو قید کرکے اوسکا گھربار ضبط کرلیا اور ۳ لاکھہ کا سرمایہ جو ضبطی مین آیا وہ خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ ۴ مئی ۱۷۷۸ء کو شمرو مرگیا۔ اوسکی قبر پر پرتگیز یمین یہہ تاریخ لکھی ہے کہ یہہ بڑا سفاک بیرحم بیوفا بے ایمان تھا۔ اوسکی لشکر کی سرداری بادشاہ نے اوسکی بیگم کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۶۵) نوکر تھا۔ وہان نمکحرامی یہہ کی کہ میر قاسم کو پکڑکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور خود بھی شجاع الدولہ کا نوکر ہوگیا۔ اسکے بعد جواہر مل۔ راجہ جیپور وغیرہ کا ملازم ہوا۔ اور سب کو تباہ کرکے اب مرزا نجف خان کا دامن پکڑا۔ ۱۲ مولف۔

[1] یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسبی کے پیٹ سے تھی ۱۷۵۳ء مین بمقام کوتانہ پیدا ہوی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی سے تنگ ہوکر وہ اور اوسکی مان ۱۷۶۷ء مین دلی جا رہے۔ اتنے مین شمرو سے آشنائی ہوگئی۔ پھر اوس سے شادی کرلی اور اس نے عیسائی مذہب اختیار کرکے جوہانا نام رکھا۔ گو اسوقت شمرو کا بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے موجود تھا۔ مگر مرزا نجف کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکے لشکر کی سرداری بیگم کو عطا کی ۱۲ مولف

عطاکی - ۲۶ - اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف خان نے انتقال کیا - اوسکا تلیفہ بیٹا (جسکو اوسکی بہن نے بھی بیٹے کیطرح پالا تھا -) افراسیاب خان خلعت امیر الامرائی سے سرفراز ہوا - مگر بعد مین مرزا نجف کے ایک قریبی رشتہ دار مرزا شفیع نے کچھہ ایسے جوڑ توڑ لگائے کہ افراسیاب خان بھاگ گیا - اور بادشاہ نے امیر الامرائی کا خطاب مرزا شفیع کو دیا - لیکن چند روز کے بعد مرزا شفیع بھی بھاگ گیا - یہ سلطنت کے رد و بدل کو مرہٹے دور سے تاک لگائے بیٹھے تھے - جب انگریزون کو معلوم ہوا تو اونہون نے اس خوف سے کہ مرہٹے بازی نلیجائین - بادشاہ کے پاس اپنے دو افسر بطور سفیر بھیجے - یہ ایلچی ابھی سلطنت مین داخل نہوئے تھے کہ ایک گل یہ اور کہلا کہ مرزا شفیع - مرزا محمد بیگ ہمدانی کو (جو آگرہ مین صوبہ تھا) ساتھہ لیکر آیا - اور بادشاہ کے پاس یہ درخواست کی کہ ہمارے پرانے متوسل لطیف خان (یہہ نواب وزیر کا نائب تھا - جو لشکر کے ساتھہ دہلی مین رہتا تھا -) اور مسٹر پولی (یہ شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا -) کو صلح کے تمام شرائط ٹھہرانے کا اختیار دیکر ہمارے پاس بھیجدو - چنانچہ یہہ درخواست بادشاہ نے منظور کی - اور اون دونون کو روانہ کیا - ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ کیا کرتے ہوان سرکشونکی تنبیہ کرو - مگر سب کی عقل جاتی رہی - یہ دونون ایلچی وہان جاکر مارے گئے - پھر محمد بیگ و مرزا شفیع کے آپسمین جھگڑا شروع ہوا - اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا - مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کرلیا - اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا - عبد الاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا - ۲۳ - ستمبر ۱۷۸۳ء کو مرزا شفیع آگرہ سے آکر قلعہ مین جانا چاہا - مگر کسی نے جانے ندیا - اسکے بعد محمد بیگ صلح کے بہانہ مرزا شفیع کے پاس جاکر اوسکو مار ڈالا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے مارا - الغرض یہہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا - کیونکہ اسکے بعد وہ امیر الامرا بن گیا - چونکہ مرزا جوان بخت کا دل دہلی سے بیزار ہوگیا تھا - اسلئے وہ ۱۴ - اپریل کو دسکے دن معیتین جیپ کر انگریزون کے پاس چلا گیا - اب یہان محمد بیگ نے وزیر و افراسیاب خان کو

تکلیف پہونچانا شروع کیا - اور وزیر نے مادہوجی - سنیدہیا کا رخ کیا - بادشاہ بھی اپنے اہلکارون سے
بیزار تھا - وہ بھی اپنے تہئین سنیدہیا کے حوالہ کرنا چاہا - اور دہلی سے نکل کر آگرہ چلا - سنیدہیا بھی
آگرہ اسی نظر سے آیا کہ دونون ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین - مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانے سے
منع کیا جس سے بادشاہ خفا ہوکر اوسکا گھر ضبط کرلیا - اور اوسکو قیدخانہ بھیجدیا - جہان وہ ۱۷۸۲ء مین
مرگیا - اب سنیدہیا - اور افراسیاب خان کی ملاقات ہوی - دونون نے محمد بیگ پر حملہ کرنا چاہا - مگر ۲
نومبر ۱۷۸۴ء کو مرزا شفیع کے بہائی زین العابدین نے افراسیاب کو مارڈالا - اور خود سنیدہیا کے پاس
چلا گیا - راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سنیدہیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم مبارکباد دیگئی
اول سے والی اودہ تو وزیر تھا - اب پیشوا امیر الامرا مقرر ہوا - اور مادہوجی سنیدہیا نائب امیر الامرا
قرار پایا - آگرہ - دہلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوے - ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - ۶۵ ہزار روپیہ
ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کے لئے معین ہوی - انگریزونسے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا
وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا - ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا - محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بہاگ
گئی - وہ بھی سنیدہیا کے پاس چلا آیا - ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو آگرہ کا قلعہ سنیدہیا کے حوالے کیا گیا - اب مغلونکے
پاس سوا علیگڈہ کے قلعہ کے کچھ نرہا - یہہ قلعہ افراسیاب خان کی بی بی اور بچون کے پاس تھا سنیدہیا
نے اونکو ڈرا دہمکا کے قلعہ و مال اور اسباب پر قبضہ کرلیا - اور دیڑہ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے
کو مقرر کردیا - محمد بیگ ہمدانی کو راگہوگڈہ کی فتح کے لئے روانہ کیا - جب سارے دوآبہ مین سنیدہیا
کا عمل دخل ہوگیا تو - اب اوس نے جوان بخت کو دہلی آنیکے لئے لکھا - مگر نواب اودہ - اور انگریزون
نے اوسے جانے ندیا - کیونکہ اگر وہ دہلی چلا جاتا تو مرہٹون کا پیر پورا جم جاتا - اور سرکار کمپنی و نواب
اودہ کے حق مین اچہا نہوتا - ۱۷۸۶ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چہاونی قائم کی - ۸ مارچ ۱۷۸۵ء
کو کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر و ذلیل ہوگئی ہے ہندون سے

ہمکو کوئی خوف نہین ہے - اکثر آدمیون نے صلاح دی کہ مسلمانون کو تقویت دیکر ہندوؤن کو مغلوب کرنا چاہیے
مگر ہمکو ایسے کام کرنیکی کچھ ضرورت نہین جو ہندوستان کو ناگوار گذرین - اور سلطنت جو پر سر زوال
ہے وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن و رقیب ہے اوسکے حامی اور مددگار رہون" - اسکے بعد -
گورنر نے ایک اپنا وکیل پیشوا کے دربار مین بھی بھیجدیا - ادہر سیندہیا نے استقلال حکومت کے لیے سپاہ
کو قواعد دان بنایا - جسکا لایق افسر ایم ڈی بوزین اور سپہ سالار آپا کہانڈی راؤ تھا - اور امیرزادونکو
جو سپاہ کی تنخواہ مین جاگیرین دیگئی تھین وہ ضبط کرلین - راجہ نراین داس (جسکے پاس خراج کی آمدنی کا حساب
رہتا تھا) کو موقوف کرکے اوسکی جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا - اور راجہ بہت بہادر سے
محاسبہ ہوا تو اوس نے علانیہ بغاوت اختیار کی - ادہر محمد بیگ سے قلعہ راگھو گڈہ فتح نہوسکا - اور
راجپوتون نے اتفاق کرکے ایک لاکھ فوج - چارسو توپین لال سوٹ مین جمع کین - مئی ۱۷۸۷ء کو سیندہیا
بھی فوج لیکر مقابلہ کو روانہ ہوا - دو روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا - آخر محمد بیگ مارا گیا - تیسرے
روز ۱۴ ہزار مغلون کی سپاہ نے تنخواہ کے مطالبہ مین سیندہیا کے خیمہ کو گھیر لیا - اور راجہ جیپور کو کہلا بھیجا
کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ مین - راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا - اور سپاہ اوس سے
جاکر مل گئی - قحط سالی نے مرہٹون کا ناطقہ ادہر بھی تنگ کیا - آخر سیندہیا - الور کو چلا گیا - اور اسمعیل بیگ
(محمد بیگ کا بھتیجا) ہزار سوار دو چار پلٹنین - چھہ توپین لیکر آگرہ روانہ ہوا - اب سیندہیا نے رنجیت سنگھ
جاٹ کی کمک لیکر پھر راجپوتون سے لڑنے چلا - اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بتاکید لکھا - ادہر شاہ عالم نے
راجپوتون سے خفیہ طور پر پیغام و سلام شروع کیا - اتنے مین غلام قادر خان - نجیب الدولہ کا پوتا اور ضابطہ خان کا بیٹا
(جو اپنے باپ ضابطہ خان کے انتقال کے بعد باون محال کا جانشین ہوا تھا) غوث گڈہ سے دہلی
آیا - اور راجپوتون نے ایک اور شکست اماجی کو دیدی - جس سے سیندہیا لاچار ہوکر جنگ سے ہاتھ
اوٹھالیا - اور گوالیار چلتا بنا - اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کرلیا - غلام قادر خان نے منظور علیخان ناظر

کی توسط سے اپنے باپ کی جاہ و منصب کا بادشاہ سے طالب ہوا۔ سیندھیا کے داماد (جو اسوقت دلی کا ریسکہہ تھا) اور شاہ نظام الدین (جو دہلی کا ناظم تھا) نے غلام قادر خان کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اوسنے بہی گولون سے جواب دیا۔ اور مغلون سے سازش کر کے شہر مین داخل ہوا۔ منظور علیخان کے ذریعہ دیوان خاص مین جاکر پانچ اشرفیان بادشاہ کے نذر کین۔ اور امیر الامرائی کی درخواست کی۔ دو تین روز کے بعد کچہہ سوارون کو لیکر قلعہ کے اندر مقیم ہوا۔ اس عرصہ مین شمرو کی بیگم (جو سکہون سے لڑنے گئی تھی) پانی پت سے قلعہ مین آگئی۔ اور غلام قادر گھبراکر پھر اپنے لشکر مین چلا گیا۔ اب بادشاہ کو جو طیش و غصہ آگیا تو اوس نے نجف قلی خان کو ریواڑی سے اپنی اعانت کو طلب کیا۔ ۶ ہزار سپاہی ذات سے نوکر رکھے۔ اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلاکر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کر دیئے۔ چنانچہ یہہ شاہی سپاہ اور شمرو کی بیگم نے غلام قادر کے لشکر پر گولہ بازی آغاز کی۔ اسوقت سیندھیا گوالیار مین تھا اور اوسکے ایک سردار۔ لکہوا دادا کو جو آگرہ مین تھا۔ اسمٰعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ اب سپاہی کچہہ سپاہ لیکر جو دہلی آیا تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی۔ اور غلام قادر امیر الامرا بنگیا۔ اور بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اوسکے سر پر گوشوارہ باندہا۔ اسکے بعد غلام قادر نے علی گڈہ کا قلعہ لے لیا۔ اور اسمٰعیل بیگ کے پاس جاکر آگرہ کے محاصرہ مین شریک ہوگیا۔ جب مرہٹون کو دکن اور جاٹون کی کمک پہونچ گئی تو ان دونون نے محاصرہ اوٹھا دیا۔ ۲۴ر اپریل ۱۷۸۸ء کو فتحپور سیکری مین لڑائی ہوئی۔ رانا خان (مرہٹون کا سردار) بہرت پور چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر کو روانہ ہوا۔ سال ۱۷۸۷ء کے آخر مین والی جودہ پور کا ایلچی معہ معقول نذرانہ۔ اور سونیکی کنجی کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ بیجے سنگہ نے یہہ بہیجا ہے۔ اور حضور سپاہ لیکر چلین اور اجمیر پر قابض ہو جائین۔ پرتاب سنگہ راجۂ جے پور کی بھی یہی تمنا ہے۔ ۵ر جنوری ۱۷۸۸ء کو بادشاہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور سیندھیا سے طوطے کیطرح آنکھین پھیر لین۔ راستہ مین نجف قلی خان باغی نے شاہی لشکر سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کہا کر معافی چاہی۔

اور بادشاہ سیندھیا کے خوف اور راجپوتون کی نامعتبری قول سے اوسنا دہلی والپس چلا آیا۔ شمرو کی بیگم کو زیب النسا کا خطاب ملا
جوان بخت کے چلے جانے سے بادشاہ کا دوسرا بیٹا اکبر شاہ ولیعہد ہوگیا تھا اسلئے جوان بخت نے ولیعہدی
کے لئے یہ کوشش کی کہ نواب اودھ سے کچھہ سپاہ لیکر دہلی آیا۔ اور جارج سوم شاہ انگلستان کو ایک خط لکھا۔
جسکا ماحصل یہہ تھا کہ بعض مفسد ارکین کی فتنہ پردازیون سے ممالک ہندوستان معرض خطر مین ہے۔
اور بادشاہ مجبور ہوگیا ہے۔ سیندھیا نے سلطنت مین اپنا رنگ جمایا ہے۔ اور سرکشون کو سرکشی پر آمادہ
کرتا ہے بادشاہ نے اونکی سرکوبی اور اپنی اعانت کے لئے گورنر جنرل ایسٹ انڈیا کمپنی کو درخواست بھیجی
اور اوسکی امید مین۔ نواب وزیر اودھ مین چار سال تک متوقف رہے۔ مگر ابتک کوئی مفید نتیجہ نہین نکلا۔
اب امید ہے کہ آپ گورنر جنرل یا وزیر سلطنت کو بادشاہ کی امداد کے لئے حکم دینگے جس سے آپکی نیکنامی
مشہور ہے۔ مگر تحقیق سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ خط انگلستان کو نہین گیا۔ اور جوان بخت نے اسمٰعیل بیگ کی
امداد سے قلعہ آگرہ فتح کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا۔ آخر مایوس ہوکر انگریزون کے پاس بنارس چلا گیا۔ اور یہین
۱۷۸۸ع مین مرگیا۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے۔

ادہر راجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ لکھوا دادا کی حمایت کے واسطے سیندھیا آگرہ آیا۔
اور اسمٰعیل بیگ کی مدد کو غلام قادر بھی آپہنچا۔ فیروزآباد مین لڑائی ہوئی قلعہ آگرہ مسلمانون کے ہاتھ لگ گیا
غلام قادر شاہدرہ سے قلعہ شاہی پر گولہ ریزی کرنے لگا۔ بادشاہ گہبراکر سیندھیا کو بلایا۔ مگر وہ بادشاہ کی
تلون مزاجی سے ایسا خفا تھا۔ کہ نہ آیا۔ صرف امباجی کو دو ہزار سوار دیکر بھیجدیا۔ اور شمرو کی بیگم کو لکھا کہ بادشاہ کی
مدد کرے۔ اتنے مین علیگڈہ کے جاٹ بھی بادشاہ کی کمک کو آگئے۔ غلام قادر نے یہہ سامان دیکھا تو
غوث گڈہ سے اپنے سب رفیقونکو بلا لیا اور اسمٰعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کے طرف سے توڑ لیا
اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گوسائیں
کے ساتھ رہگیا۔ اوسکو بھی مسلمانون نے دہمکیان دیکر علیحدہ کردیا۔ آخر بادشاہ مجبور ہوکر منظور علیخان ناظر کے ذریعہ

اسمعیل بیگ و غلام قادر کو بلایا۔ یہہ دونون آئے۔ الحاصل غلام قادر امیر الامرا۔ اسمعیل بیگ سپہ سالار
ہوگیا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا۔ اب غلام قادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ متہرا جاکر
مرہٹون کی بیخ و بنیاد ہندوستان سے اوکہاڑ دینا چاہئیے۔ اہلکاران شاہی نے بہی تائید کی۔ مگر سیتل داس
خزانچی نے کہا کہ شاہی خزانہ مین اس خرچ کے لئے روپیہ موجود نہین ہے۔ غلام قادر یہہ بات سنکر آگ
ہوگیا۔ کہین بادشاہ نے ایک خط سیندہیا کو امداد کے لئے لکہا تہا۔ وہ غلام قادر کے ہاتہ لگ گیا تہا
اسوقت اوس نے وہ خط بادشاہ کے روبرو ڈالدیا۔ اور بادشاہ کے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو
اونہون نے اطاعت کرلی۔ اب اس کمبخت نے بادشاہ کو قید کیا۔ اور سلیم گڈہ سے کسی مرزا تقی مرزا کو بلا
کر تخت پر بٹہادیا۔ بیدار بخت اوسکا لقب رکہا۔ تین روز بادشاہ پر بے آب و دانہ گذر گئے۔ اسکے بعد
غلام قادر نے قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اور نئے بادشاہ کے ذریعہ سے تمام بیگمات کا زیور اتروالیا۔ اور
شاہ عالم (بادشاہ) پر دولت و خزانہ بتانیکے لئے طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے۔ اور جسمانی تکلیفین
دین۔ یہانتک کہ بیدار بخت کے ہاتہ خوب پٹوایا۔ بیگماتون کو اسقدر زد و کوب کی کہ اونکے نازک جسم
نیلگون ہوگئے۔ اور تمام محلات کے معزز و محترم بیگمات کو قلعہ سے باہر نکالدیا۔ دیوان خاص مین بادشاہ
کے برابر تخت پر جا بیٹہا حقہ کے دم سامنے لگانے لگا۔ اور تخت کو جلاکر تمام چاندی اور سونا نکال لیا۔ تین
روز کے بعد دفینون کی آرزو مین سارا فرش اکہڑوالا۔ ۱۰ اگست کو اس مردود نے پہر شاہ عالم کو دیوان
خاص مین بلایا۔ اور خزانون کا پتہ پوچہا۔ بادشاہ نے لاعلمی ظاہر کی تو آنکہین نکال لینا چاہا۔ جبپر بادشاہ
نے کہا کہ یہہ وہ آنکہین ہین جو ساٹہ برس تک کلام اللہ پڑہتی رہی ہین۔ اونپر رحم کر۔ یہ سنکر اوس
ظالم نے بادشاہ کے بیٹے اور پوتون کو مارنا شروع کیا۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ اسے سفاک اب آنکہین
نکال لے۔ کیونکہ یہہ ظلم ان سے دیکہا نہین جاتا۔ غرض وہ بیرحم تخت پر سے کودا اور بادشاہ کو نیچے
ڈالکر چہاتی پر چڑہ ایک آنکہہ اپنے خنجر سے نکال لی۔ دوسری آنکہہ نکالنے کے لئے یعقوب علی کو حکم دیا۔

اوس نے انکار کیا تو فوراً تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا آخر اس خوف سے اور پٹہانون نے دوسری آنکہہ نکال لی۔ اور بادشاہ کو سلیم گڈہ لیچلے۔ اسوقت قلعہ کی حالت۔ شاہزادے اور شاہزادیون کا ماتم قلم سے بیان نہین ہو سکتا۔ ۱۲ اگست کو اس ملعون نے کئی لاکہہ روپیہ اسمعیل بیگ کے پاس بہیجا۔ جب رعایا نے یہہ حال سنا تو بہاگنا شروع کیا۔ اتنے مین ۱۴ اگست کو مرہٹے آگئے۔ اور شہر والونکی تشفی کی غوث گڈہ کی راہ بند کردی بہت سے روہیلون کو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ مرہٹون سے ملگیا اب غلام قادر گہبرا گیا۔ اور سلیم گڈہ کی میگزین کو اڑا کر میرٹہہ کے قلعہ مین چلا گیا۔ ادہر پونہ سے تُوکاجی ہلکر مرہٹون کی کمک کو معہ فوج کثیر آگیا۔ ان سب نے ملکر قلعہ میرٹہہ کا محاصرہ کیا۔ اور غلام قادر سارے بیش بہا جواہر اپنے ساتہہ لیکر تنہا قلعہ سے فرار ہوا۔ چنانچہ ۱۲ کوس نکل آیا۔ اب اوس نے ارادہ کیا کہ جمنا پار ہوکر سکہون سے مل جائے۔ مگر تقدیر مین تو کچہہ اور ہی لکہا تہا۔ گہوڑا ایک کنوین مین جا پڑا۔ اور گہوڑا تو نکل گیا۔ مگر سوار نہ اوٹہہ سکا۔ جب صبح ہوی اور دہوپ نکلی تو اوس زمین کا کاشتکار برہمن بیلون کی جوڑی لیکر کنوین پر چرس کہینچنے آیا۔ دیکہا تو حضرت پڑے ہوے ہین۔ فوراً پہچان گیا۔ اور کہا کہ نواب صاحب آپ یہان کہان غلام قادر نے جواب دیا کہ مین نواب نہین بلکہ ایک غریب سپاہی ہون۔ مجہے تو غوث گڈہ کا راستہ بتلا اور یہہ گلے کا ہار لیلے۔ اوس نے اچہا کہکر گہر لایا اور مرہٹون کو خبر کردی۔ مرہٹون نے اوسکو گرفتار کرکے سیندہیا کے پاس متہرا روانہ کیا۔ اور میرٹہہ کا قلعہ پٹہانون نے خالی کردیا۔ بیدار بخت گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ منظور علیخان کو ہاتہی کے پیر سے باندہکر مرہٹون نے مارا۔ سیندہیا نے غلام قادر کو گدہے پر بٹہاکر تشہیر کی۔ پہر اوسکی زبان کاٹ لی۔ اور آنکہین پہوڑ ڈالین۔ ناک۔ کان ہاتہہ پیر کاٹے۔ اسطرح لوتہڑا بنا کر بادشاہ کے پاس دہلی بہیجا لیکن راستہہی مین اوسکا کام تمام ہوگیا۔

اب سیندہیا نے پہر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور نو لاکہہ روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے مقرر کیا اسکے بعد بہی بہت سے جہگڑے اور لڑائیان ہوئین۔ آخر سنہ ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک انگریزی فوج لیکر دہلی

داخل ہوے۔ اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا۔ بادشاہ کی پنشن ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مقرر کر دی شاہ عالم
۴۷ برس تک تخت نشین رہا۔ ۱۸۰۶ء مین انتقال کیا۔

ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت کے مرنے پر یہی شہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد تھا۔ جب شاہ عالم مرگئے تو اکبر شاہ
ثانی ۱۸۰۶ء م ۱۲۲۱ھ مین تخت نشین ہوے۔ اسوقت انکی عمر ۴۱ سالہ تھی۔ اور ۱۱۷۳ھ م ۱۷۵۹ء
مین تولد ہوے تھے۔ چونکہ یہہ بادشاہ ہاتہون کے تنگ نہ تھے اسلیے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کفاف
نہین کرتا تھا۔ اول اول تو انہون نے شاہ عالم کی اندوختہ رقم کو صرف مین لایا پھر انگریزون سے اضافہ
کے لئے درخواست کی۔ لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے یہہ وعدہ کیا کہ جب جاری
گورنمنٹ کا انتظام مالی درست ہوجائیگا تو ضرور اضافہ کیا جائیگا۔ مگر اکبر شاہ کو تاب کہان چنانچہ اپنے
بیٹے کو۔ جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس رہتا تھا۔ لکھا کہ گورنمنٹ کا مقرر کردہ وظیفہ مکتفی نہین ہوتا لہذا
تم نواب وزیر کے اتفاق سے اضافہ کے لئے کوشش کرو۔ اتفاقاً یہہ خط مسٹر بیلی رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھ
پڑگیا۔ اور انھون نے شہزادہ کو اس مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا۔
کہ ان حرکات سے بغیر نقصان کے آپکو کوئی نفع نہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہندو اور ایک مسلمان ان
دونون بدمعاشون نے ایک مولوی صاحب کی اعانت سے چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ
کے سامنے پیش کرکے کہا کہ ہم کلکتہ جاکر مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کرالیتے ہین۔ اور اضافہ کی بھی کارروائی
کرتے ہین۔ یہہ کیا تہا بادشاہ راضی ہوگئے اور ان دونون کو کلکتہ بھیجا۔ مولوی صاحب۔ بادشاہ کے
پاس رہ بہانے کو رہگئے غرض ایک مدت تک ان بدمعاشون نے بادشاہ کو خوب لوٹا۔ جب گورنمنٹ
کو معلوم ہوا تو اوس نے لارڈ مٹکاف کے ذریعہ بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسے دہوکہ بازون کی چال مین

آیندہ نہ آئیے۔ اتنے مین مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولو کہکر تفنگچہ مار دیا۔ خیریت گذری کہ گولی ٹوپی پر لگی۔ اور شاہزادہ الہ آباد مین قید کیا گیا۔ یہان بھی وہ نچلا نہ بیٹھا شادی کی تقریب مین نواب وزیر کے پاس لکھنؤ گیا۔ اور انگریزون کے خلاف سازش کرنی چاہی۔ مگر راز کھل گیا۔ قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزون کی حکومت کو دخل نہ تھا۔ اسلئے عجیب کیفیت تھی سارے شہر کے بدمعاش چور قلعہ مین گھسے رہتے۔ شہزادے بھی طرح طرح کے ظلم و ستم برپا کرتے۔ الغرض اکبر شاہ ثانی نے بعمر ۸۰ سالہ سنہ ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین انتقال کیا۔

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

اکبر شاہ ثانی کے انتقال پر ابوظفر بہادر شاہ سنہ ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین تخت نشین ہوے۔ آپ کی تاریخ ولادت ابوظفر ۱۱۸۹ھ م ۱۷۷۵ء ہے۔ بہادر شاہ کی تعلیم اچھی ہوئی تھی۔ شاعری کا مذاق اعلی پیمانہ پر تھا۔ حضرت ذوق سے تلمذ تھا۔ اسوقت چار دیوان آپکے موجود ہین۔ تصوف مین کمال تھا۔ خاندان چشتیہ مین مرید تھے۔ اور خود بھی اورون کو مرید کرتے تھے۔ کثیر الازواج و کثیر الاولاد بھی تھے دو ولیعہد آپکے سامنے مر چکے تھے۔ اسوقت مرزا فخرو یا شکوہ ولیعہدی کے مستحق تھے۔ لیکن بادشاہ اپنی چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کو ولیعہد کرنا چاہتے تھے۔ الغرض یہہ زمانہ وہ تھا کہ بادشاہ کی قدر بہکم ہوتی جاتی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے نذر دینا بھی بند کر دیا تھا۔ اب قلعہ اوباشون اور بدمعاشون کا ملجاو ماوا نہین رہا تھا۔ مجرم فوراً گرفتار ہو کر چلا آتا تھا۔ بردہ فروشی بھی یک لخت موقوف ہو گئی تھی۔ کوئی قرضدار عدالت کی ڈگری سے بھی محفوظ نہین رہسکتا تھا۔ سنہ ۱۸۵۷ء م ۱۲۷۴ھ مین بغاوت کا بازار بنگالے کی انگریزی سپاہ نے گرم کیا۔ اور وہ بادشاہ جو ایک مقررہ وظیفہ پر گذر کرتا تھا۔ اب باغیون نے اوسکو اپنا بادشاہ بنا کر لاکھون روپیہ خزانہ مین جمع کرا دیا۔ اور ہزارون سپاہ بے طلب

جمع ہوگئی - ایک زمانہ گذر گیا تھا کہ کبھی نے پھوٹی کوڑی بھی نذر مین پیش نہین کی تھی کہ آجکل شاہ اودھ و والی رامپور وغیرہ کی پیشکشین داخل ہونی شروع ہوئین - اور چارون طرف سے عمائد ملک کے عرایض آنے لگے - اور اکثر نوابون - راجاؤن کے وکیل بھی حاضر ہوگئے - چنانچہ یہہ ہنگامہ ستمبر ۱۸۵۷ع تک برپا رہا - ۲۲ - ۲۳ لڑائیان ہوئین - سب مین باغیون نے شکست پائی - آخر سرکار انگریزی نے دہلی کو فتح کیا - اور باغی رفو چکر ہوے - اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے کو انگریزونکے حوالہ کیا - رنگون کو جلاوطن ہونا پڑا - جوان بیٹا اور پوتے سامنے قتل کئے گئے - گورنمنٹ انگریزی نے ہندوستان پر اپنا پورا پورا تسلط جمایا - چند دنونکے بعد ملکۂ معظمہ نے قیصر ہند کا لقب اختیار کرکے تخت ہندوستان کو زینت بخشی - اور خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - اور بالآخر بہادر شاہ ثانی نے ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۲ع مین بمقام رنگون بحالت قید انتقال کیا -

ہم نے گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے واقعات اور مرہٹون و ٹیپو سلطان کی لڑائیون کے حالات - غدر کے سوانحات وغیرہ کو عمداً یہان چھوڑ دیا ہے - اور سلاطین مغلیہ کے حالات مین اونکو بیان کرکے زیادہ طول دینا اور خلط ملط کرنا مناسب نہین سمجھا چنانچہ اسی لئے شاہ عالم - اکبر شاہ ثانی - ابو ظفر بہادر شاہ کے حالات بالکل مختصر لکھے گئے ہین - اب آیندہ گورنمنٹ برطانیہ کی حالات مین بالتفصیل غدر اور لڑائیون کا ذکر کیا جائیگا -

اب ذیل مین اون فرمان روایان اہل اسلام کا ایک تفصیلی سلسلہ نقشہ کی صورت مین درج کیا جاتا ہے۔ جو ناظرینون کی مزید معلومات و دلچسپی کا باعث ہوگا۔

سلسلۂ فرمانروایان اہل اسلام دارالسلطنت دہلی از ابتدائے سلطان شہاب الدین غوری بغایتہ ابوالظفر محمد بہادر شاہ بادشاہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	انتہائے زمانہ	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابوالمظفر سلطان معز الدین محمد	سام بہاء الدین	غوری	.	۵۶۹ھ ۱۱۷۳ء شنبہ	محل فتح موضع نرائن عرف تلاوڑی کنار آب سرستی	غزنی	۶۶۱	۱۵ سال	سوم شعبان ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	.	غزنی اپنے بیٹے کے مقبرہ مین۔	لاہور سے غزنی جاتے ہوئے دہمتیک کے مقام مین گکھڑون نے مار ڈالا۔ اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کے طرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا۔ اور اوس نے بہت قوت بہم پہونچائی تھی۔ اسواسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی۔ و خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا۔ اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا۔
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	.	روز سہ شنبہ ہیجدہم ذیقعدہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۶۴۷	۴ سال چند ماہ	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	.	لاہور	لاہور مین بروقت چوگان بازی گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ امرا نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھلایا۔
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	.	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	″	″	۶۴۴	چند ماہ	.	.	.	امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داد دہلی اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التمش کو جو بدایون کا حاکم تھا۔ دہلی مین بلا لایا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی۔ اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔

۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد سلطان قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	●	۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ع	قصر سفید واقع قلعہ رای پتھورا	دہلی	۶۴۲	۲۶ سال	بست و ششم شعبان ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ع	●	قلعہ رای پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مرگیا۔ تاریخ فرشتہ مین سلطان شمس الدین کا تخت پر بیٹھنا ۶۰۷ھ مین لکھا ہے۔ اور خلاصۃ التواریخ مین ۶۱۰ھ مین۔ اور تاریخ فرشتہ مین مدت سلطنت ۲۶ برس اور خلاصۃ التواریخ مین ۲۸ برس مندرج ہین۔ ان دونون تاریخون مین ۳ برس کا اختلاف ہے۔ اسی سبب سے سال جلوس رکن الدین فیروز شاہ کا بموجب تاریخ فرشتہ کے ۶۳۳ھ مین اور بموجب خلاصۃ التواریخ کے ۶۳۶ھ مین آتا ہے۔ اور یہی اختلاف آخر تک چلا جاتا ہے۔
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	〃	●	روز شنبہ ماہ شعبان ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ع	قلعہ رای پتھورا	〃	۶۱۷	۶ ماہ ۲۸ یوم	۶۳۵ھ / ۱۲۳۷ع	●	●	ملک اعز الدین حاکم ملتان کی تنبیہ کو پنجاب کے طرف روانہ ہوا۔ اسکے پیچھے امرا نے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر دلی مین آیا۔ اور کیلوکہری کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ اوسی لڑائی مین پکڑا گیا۔ اور قید مین مرگیا۔
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	〃	●	۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ع	قلعہ رای پتھورا	〃	۶۱۶	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ع	●	شاہجہان آباد بمحلہ بلبلی خانہ گذر ترکمان	جبکہ ملک التونیہ بہٹنڈا کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اسوقت امرا نے مخالفت کرکے سلطان رضیہ کو قلعہ بہٹنڈا مین قید کیا۔ اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا۔ اور دو دفعہ بہرام شاہ سے لڑی۔ آخر کو ماری گئی۔
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	〃	●	روز شنبہ ۲۸ رمضان ۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ع	〃	〃	۶۱۳	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	۸ ذیقعدہ روز شنبہ ۶۳۹ھ / ۱۲۴۱ع	●	●	نظام الملک مہذب الدین اور اور امرا نے مخالفت کرکے بادشاہ کو دہلی مین محصور کیا۔ اور ۱۱ مہینے تک برابر لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑ کر مار ڈالا اور ملک معز الدین بلبن امیر الامرا تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوے۔ اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا۔
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	〃	●	ذیقعدہ ۶۳۹ھ / ۱۲۴۱ع	〃	〃	۶۱۱	۴ سال یک ماہ ۱ یوم	۶۴۴ھ / ۱۲۴۶ع	●	●	اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوے۔ اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلاکر بادشاہ کیا ۲۳ محرم ۶۴۴ھ کو

۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	۰	ذی الحجہ ۶۴۳ھ / ۱۲۴۵ء	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۰۷	۲۰ سال چند ماہ	۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ء	۰	دہلی	۶۴۴ھ میں علاء الدین کو قید کر لیا اور یہ اوسی زمانہ مین مقید مر گیا۔ بیمار ہو کر مر گیا۔ اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا۔ امرا نے الغ خان کو بادشاہ کر لیا۔
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	〃	۶۰۰ھ / ۱۲۰۳ء	جمادی الاول ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ء	〃	〃	۵۸۷	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۵ھ / ۱۲۸۶ء	۸۰	دارالامان	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور ملک فخر الدین کوتوال اور اور امرانے آپس مین صلاح کر کے معز الدین کیقباد کو بادشاہ بنایا۔
۱۵۳	معز الدین کیقباد	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین	〃	۶۶۶ھ / ۱۲۶۸ء	۶۸۶ھ / ۱۲۸۷ء	〃	〃	۵۶۶	۳ سال چند ماہ	۶۸۹ھ / ۱۲۸۸ء	۲۰ سال	۰	بادشاہ کو فالج ہو گیا۔ اس سبب سے امرانے اوسکے بیٹے کیومرث کو تخت پر بٹھایا۔ مگر امرائے خلجی نے دغا کی۔ اور کیومرث کو بہار پور مین پکڑ لیگئے۔ اور بادشاہ کو لاتون سے مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا۔ ۱۲ آدمیون نے ترکون مین سے جو سلاطین غوریہ کے غلامون مین سے تھے ۹۰ برس تک بادشاہت کی۔ بعد اوسکے سلطنت خاندان خلجیہ مین چلی گئی۔
	کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین	بلبن			۶۸۹ھ / ۱۲۸۸ء	قصر کیلوکہری							
۱۵۴ طبقہ خلجیہ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	۶۱۹ھ / ۱۲۲۱ء	ابتدا ۶۸۸ھ / ۱۲۸۹ء	کیلوکہری	دہلی	۵۶۳	۷ سال چند ماہ	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	۷۰ سال	۰	ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا۔ جب یہ خبر دلی مین پہونچی تو ملکۂ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی	۰	رمضان ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	کوشک سبز	〃	۵۷۵	۴ ماہ	۰	۰	۰	سلطان علاء الدین سے لڑکر بھاگ گیا۔ اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	۰	۲۲ ذی الحجہ ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء	قلعہ رائے پتھورا	دہلی قلعہ سیری	۵۵۷	۲۰ سال چند ماہ	شب ششم ماہ شوال ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء	۰	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا۔ امرا نے باہم صلاح کر کے شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۷۰۹ھ / ۱۳۰۹ء	۷ شوال ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ء	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۶	۳ ماہ چند یوم	۰	۰	۰	مبارک خان ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا۔ اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا۔ اور آپ بادشاہ ہوا۔

۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی	•	محرم ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ع	قلعہ علائی	دہلی	۷۱۶ھ	۴ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	شب پنجم ربیع الاول ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ع	•	•	خسرو خان کی سازش سے حابر بیگ نے بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا - اور خسرو خان تخت پر بیٹھا -
۱۵۹	حسن خان الملقب سلطان ناصر الدین خسرو خان	•	برادو	•	ربیع الاول ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ع	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	″	۷۲۰ھ	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ رجب ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ع	•	•	غازی الملک تغلق شاہ دیبالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوجکشی کی - اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا - اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوی - اور خسرو خان بہاگ کر کلیٹ مین چھپا - آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا - اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا -
۱۶۰ طبقہ تغلقیہ	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	ملک تغلق	ترک	•	غرہ شعبان ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ع	قلعہ علائی	دہلی قلعہ تغلق آباد	۷۲۱ھ	۴ سال چند ماہ	ربیع الاول ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ع	•	تغلق آباد	الغ خان اوسکے بیٹے نے قریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کہانا کہا رہا تھا کہ مکان گر پڑا - اور بادشاہ دب کر مر گیا - اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا -
۱۶۱	سید محمد عادل تغلق شاہ	غیاث الدین تغلق شاہ	″	•	ربیع الاول ۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ع	تغلق آباد	دہلی و دولت آباد و بار دہلی	۷۲۸ھ	۲۷ سال	۲۱ محرم ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ع	•	•	سفر ٹہٹہ مین بیمار ہوکر ٹہٹہ سے چودہ کوس ورے دو سندہ کے کنارے پر مر گیا -
۱۶۲	فیروز شاہ	برادر زادہ سالار رجب تغلق شاہ	ترک	۶۹۹ / ۱۲۹۸ع	۲۴ محرم ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ع	•							احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دہلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا - مگر فیروز شاہ نے اوٹھا دیا - بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے بھتیجے شہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا - اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا - اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا - مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی - اور لڑکر سرمور کے طرف بہگا دیا - اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا - اور اسی عرصہ مین فیروز شاہ مر گیا - اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا -
	غیاث الدین محمد	تغلق شاہ			۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ع								
	شاہزادہ فتح خان	فیروز شاہ			۷۶۰ھ / ۱۳۵۹ع	سیہوان	شہر دہلی فیروز آباد	۷۵۰ھ	۳۸ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ رمضان ۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ع	۸۰ سال	حوض خاص	
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ		۷۵۳ھ / ۱۳۵۲ع	۷۸۹ھ / ۱۳۸۷ع								
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	″	•	۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ع	فیروز آباد	دہلی	۷۹۰ھ	۵ ماہ ۱۸ یوم	۲۱ صفر ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ع	•	•	ملک رکن الدین جنیدی نے اس بادشاہ کو مار ڈالا - اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بٹھلایا -

۱۶۴	ابوبکرشاہ	ظفرخان بن فیروزشاہ	ترک	۔	صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء	فیروزآباد	دہلی	۴۴ھ	ایک سال ۶ ماہ چند یوم	۲۰ ذی الحجہ ۷۹۲ھ ۱۳۸۹ء	۔	۔	یہ بادشاہ امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر۔ اور ناصرالدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات مین چلا گیا۔ اور ناصرالدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا۔ اور بعد لڑائیون کے ابوبکر شاہ کو پکڑکر قلعۂ میرٹھ مین قید کیا۔ اور وہ وہین مرگیا۔
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاہ	فیروزشاہ	″	۳ جمادی الاول یکشنبہ ۷۵۳ھ ۱۳۵۲ء	۱۹ رمضان ۷۹۲ھ ۱۳۸۹ء	″	″	۴۳ھ	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	۴۳ سال	حوض خاص	بیمار ہوکر جالسر مین مرگیا۔ ہمایون خان سکندر او سکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۶۶	علاءالدین سکندر شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	″	۔	۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	فیروزآباد	″	۵۹ھ	یک ماہ چند یوم	ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	۔	حوض خاص	بیمار ہوکر مرگیا۔ بعد اوسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو ہوتی رہی۔ کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
	ناصرالدین محمود شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	″	۔	جمادی الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ء	فیروزآباد		۵۹ھ	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ ۸۱۵ھ ۱۴۱۲ء	۔	۔	اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا۔ سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا۔ اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا۔ اور کبھی پھر آگیا۔ اور اسی درمیان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا۔ آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا۔ امرانے دولت خان کو بادشاہ کیا۔
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاہ	شہزادہ فتح خان بن فیروزشاہ	″	۔	۷۹۷ھ ۱۳۹۴ء تا ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء	شہر فیروزآباد	″	۵۸ھ و [illegible]					
	اقبال خان عرف ملو	۔	پٹھان		۸۰۰ھ ۱۳۹۷ء تا ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ء	کوشک سبزی		۵۵ھ و ۵۴ھ					
	امیر تیمور	طراغای	چغتائی	۔	شب سہ شنبہ بست ویکم شعبان ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء	شہر فیروزآباد	سمرقند	۶۵ھ	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفدہم شعبان ۸۰۷ھ ۱۴۰۵ء	۷۱ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سمرقند	
۱۶۸ طبقۂ سادات	دولت خان	۔	لودھی	۔	۱۶ محرم ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ء	کوشک سبزی	دہلی	[illegible]	ایک سال دو ماہ چند یوم	۸۱۷ھ ۱۴۱۴ء	۔	۔	خضر خان نے دلی پر فوجکشی کی۔ اور دولت خان کوشک سبزی مین محصور ہوا۔ آخرکار خضر خان کے پاس چلا آیا۔ اور اوس نے فیروزآباد مین قید کردیا۔ اور وہین مرگیا۔
۱۶۹	خضرخان	ملک سلیمان	سید	۔	۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ ۱۴۱۴ء	کوشک سبزی	″	۸۲۸ھ	۷ سال دو ماہ ۲ یوم	۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء	۔	دہلی	اٹاوہ مین بیمار ہوکر دلی مین آیا۔ اور مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔

۱۷۰	معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ	خضرخان	سید	۰	۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ع	کوتنک بمقام	دہلی	۱۳۱۴	۱۳ سال یک ماہ چند یوم	۹ رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ع	۰	دہلی مبارک پور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد مین جواس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر۔ اور قاضی عبدالصمد نے اوس بادشاہ کو مار ڈالا۔ اور سرور الملک وزیر کو خبر کی۔ اوس نے صلاح کر کے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضرخان	″	۰	۹ رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ع	″	″	۱۹۴	۱۲ سال چند ماہ	۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	۰	۰	بیمار رہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۷۲	سلطان علاالدین عالم شاہ	محمد شاہ	″	۰	۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	″	″	۷۰۴	۷ سال چند ماہ	۸۹۳ھ سنہ ۱۴۷۸ع	۰	۰	بادشاہ بدایون مین جا پڑا۔ اور ملک بہلول لودہی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا۔
۱۷۳ طبقۂ افغانی	سلطان بہلول لودہی	ملک کالا	لودہی	۰	۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ع	″	″	۸۰۴	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۹ع	۰	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی۔	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور خانخانان فرملی نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	″	۰	۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ع	قصبۂ جلالی	دہلی بعدہٗ آگرہ	۳۴۴	۲۸ سال پنج ماہ	یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ع	۰	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندون نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا۔ آخر بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	″	۰	ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ع	آگرہ	آگرہ	۳۲۵	۸ سال چند ماہ	۸ رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ع	۰	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۱۷۶ طبقۂ مغول	ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ مرزا	چغتائی	۸۸۸ھ سنہ ۱۴۸۳ع	رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ع	دہلی	″	۳۲۷	۴ سال ۱۰ ماہ چند یوم	دوشنبہ ۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ع	۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۷۷	نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ مرتبۂ اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ع	جمادی الاول ۹۳۷ھ سنہ ۱۵۳۰ع	آگرہ	آگرہ بعدہٗ دہلی	۳۲۲	۱۱ سال ۲ ماہ چند یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع	۴۹ سال ۳ ماہ [illegible] یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیرشاہ کی لڑائی مین شکست کہی۔ اور بادشاہ ایران کے پاس چلا گیا۔

۱۷۸ طبقۂ افغانان	فرید خان الملقب بہ شیر شاہ	حسن	پٹھان سور	رجب ۸۷۶ھ ۱۴۷۲ء	شعبان ۹۴۶ھ ۱۵۴۲ء	آگرہ	دہلی	۳۱۱	۴ سال ۴ ماہ ۱۵ یوم	۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	[illegible] سال ۰ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی میں بارود سے جلکر مرگیا۔
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	پٹھان سور	صفر [illegible]	۱۷ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	قلعہ کالنجر	″	۳۰۶	۸ سال دو ماہ ۸ یوم	۲۵ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۴۸ سال ۳ ماہ چند یوم	•	بیمار ہوکر مرگیا۔ اور فیروز خان تخت پر بیٹھا۔
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	پٹھان	ربیع الثانی ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء	۲۶ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	دہلی	″	۲۹۹	۳ یوم	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۱۲ سال چند یوم	•	مبارز خان اس کے ماموں نے مار ڈالا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ گیا
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	پٹھان سور	شعبان ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	″	″	۲۹۹	۱۱ ماہ ۷ یوم	•	•	•	ابراہیم خان بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی۔
۱۸۲	سلطان ابراہیم	•	پٹھان سور	سنہ ۹۱۳ھ [illegible]	۶ جمادی الاول ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	″	″	۲۹۸	۲ ماہ ۳ یوم	سنہ ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء	۶۲ سال	•	احمد خان بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی۔
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	″	ربیع الاول ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	۹ رجب ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	فرح	″	۲۹۸	دو ماہ	••	•	•	ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالہ کے طرف بھاگ گیا۔
۱۸۴ طبقۂ مغول	نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مرتبہ دویم	بابر بادشاہ	چغتائی	شنبہ شب ۴ ذیقعدہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء	رمضان ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	دہلی	″	۲۹۸	۶ ماہ چند یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء	۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ میں سے اترتے وقت گرپڑا۔ اور کئی دن کے بعد انتقال کیا۔
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	″	یکشنبہ شب ۵ رجب ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء	۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء	کلانور	آگرہ	۲۹۷	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہارشنبہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	۶۴ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم	اکبرآباد بمقام بہشت آباد معروف سکندرہ	بیمار ہوکر مرگیا۔
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	″	چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ء	پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	آگرہ	″	۲۸۷	۲۱ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء	۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مرگیا۔ آصف خان نے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کردیا۔ اور خفیہ شاہجہان کو بلایا۔

۱۸۷	میرزا بلاقی الملقب بہ سلطان داور بخش	شہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۰ھ ۱۶۰۱ء	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	راجپوری	آگرہ	۲۲۶	۳ ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	۲۶ سال	.	جبکہ شاہجہان لاہور مین پہونچا تو آصف خان نے اس بیچارے کو مار ڈالا۔ اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	۔۔	پنجشنبہ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ ۱۵۹۱ء	روز دوشنبہ (۸ جمادی) الاولی سنہ ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	لاہور	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	۲۲۶	۳۱ سال چند ماہ	دوشنبہ ۲۶ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۵ء	۷۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر اسکو قید کرکے خود تخت پر بیٹھا۔ اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔
۱۸۹	ابو المظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر	شاہجہان	۔۔	شب یکشنبہ ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ ۱۶۱۸ء	روز جمعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۷ء	اکبر آباد متصل سمونگر	دہلی	۱۱۵	۵۱ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم	روز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	۹۲ سال ۱۷ یوم	اورنگ آباد (خلد آباد)	بیمار ہوکر مرگیا۔ محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائیون سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	۔۔	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء	غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	لاہور	۔۔	۱۲۰	۵ سال یک ماہ ۲۱ یوم	۲۱ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	۷۱ سال ۶ ماہ	دہلی قطب صاحب	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ اکبر آباد اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی۔ آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مرگیا۔ اور اسکی بیٹوں کی بادشاہت پر لڑائی ہوی۔ اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا
۱۹۰	محمد اعظم شاہ	اورنگ زیب عالمگیر			سنہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء	احمد نگر	.			سنہ ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۵ء		مقبرہ ہمایون	
	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	۔۔	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۷۲ھ ۱۶۶۱ء	سنہ ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور بنگالہ	۔۔	۱۴۰	۱۱ ماہ ۹ یوم	روز جمعہ ۱۰ محرم سنہ ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا۔ اور قلعۂ دہلی مین مارا گیا۔
۱۹۱	عظیم الشان												
	رفیع الشان					شاہجہان آباد							
	خجستہ اختر					شاہجہان آباد							
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	۔۔	روز پنجشنبہ ۱۸ رمضان سنہ ۱۰۹۵ھ ۱۶۸۳ء	سنہ ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	۔۔	۱۳۹	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبد اللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا۔

۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادرشاہ	چغتائی	۱۰ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ / ۱۶۹۹ع	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ع	شاہجہان آباد	دہلی	۱۳۴	۳ ماہ ۱۰ یوم	۲۰ رجب روزشنبہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ع	۲۰ سال ایک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہوکر مرگیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اکبر زیادین ہزاری متہرسین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھایا۔ مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادرشاہ	״	۵ صفر [illegible]	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ع	״	״	۱۳۴	۳ ماہ ۲۸ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ع	۲۰ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیماری سے مرگیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ مغلوب ہوا۔
	سلطان نیکوسیر					آگرہ							
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادرشاہ	״	۲۴ ربیع الاول	۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ع	شاہجہان آباد	״	۱۳۴	۲۹ سال ۸ ماہ	۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ع	۴۶ سال ایک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہوکر مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادرشاہ			۱۱۳۲ھ / ۱۷۱۹ع								
	نادرشاہ				۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸ع								
۱۹۶	مجاہدالدین ابونصرت احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	״	روز شنبہ ۲۷ ربیع اول ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ع	۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ع	پانی پت	״	۱۰۴	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	۲۸ شوال ۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ع	۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ مریم مکانی	عمادالملک نے پکڑا۔ اور اندھا کرکے قید کر دیا۔ کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مرگیا۔
۱۹۷	عزیزالدین عالمگیر ثانی	معزالدین جہاندار شاہ	״	۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۸ع	روز شنبہ ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ع	شاہجہان آباد	״	۹۹	۵ سال ۷ ماہ ۸ یوم	روز پنجشنبہ ۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ع	۷۴ سال چند ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عمادالملک کے کہنے سے مالچ بابر خان۔ اور مہدی علی خان نے مارڈالا۔ اور محی الملت کو تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ عالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا۔ مگر سلطنت شاہ عالم کی قایم رہی۔
	احمد شاہ درانی				۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۶ع								

۱۹۸	ابوالمظفر جلال الدین سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ	عالمگیر ثانی	چغتائی	۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۰ھ ۲۶ جون ۱۷۲۸ء	۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنہ	دہلی	۹۳	۸۵ سال	۷ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	۴۷ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا مگر بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہوگیا۔ آخر کار جنرل ایک سپہ سالار انگلشیہ نے دہلی کو فتح کیا۔ اور سرکار انگریزی کی عملداری ہونے کے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا۔
	محی الملت الملقب شاہجہان ثانی												
	احمد شاہ درانی				سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء								
	بیدار بخت	احمد شاہ			۱۲۰۲ھ ۱۷۸۷ء								
۱۹۹ طبقۂ جرمنیہ	شاہ جارج سوم	شاہ جارج دوم	جرمن	٠	فتح دہلی ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء سنہ ۱۲۱۸ھ	٠	لنڈن	۷۹	۸۱ سال	سنہ ۱۸۲۰ء سنہ ۱۲۳۵ھ	۱۷ سال	قلعہ ونڈسر	اگرچہ لنڈن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی۔ آل تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہی۔
	ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ	شاہ عالم	چغتائی	شب ۲ شعبان سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	روز دوشنبہ ۷ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	[illegible] آباد	قلعہ شاہجہان آباد	۸۱	۸۰ سال ۹ ماہ ۱۱ یوم	روز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	۳۱ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	دہلی قطب صاحب	
۲۰۰	شاہ جارج چہارم	جارج سوم	جرمن	٠	۱۸۲۰ء سنہ ۱۲۳۶ھ	لنڈن	لنڈن	۳۲	۱۰ سال ۵ ماہ ۸ یوم	۱۸۳۰ء سنہ ۱۲۴۶ھ	٠	قلعہ ونڈسر	
۲۰۱	شاہ ولیم چہارم	جارج سوم	جرمن	٠	۱۸۳۰ء سنہ ۱۲۴۶ھ	لنڈن	لنڈن	۲۲	۶ سال ۱۱ ماہ ۲۲ یوم	۱۸۳۷ء سنہ ۱۲۵۳ھ	۷ سال	قلعہ ونڈسر	چونکہ شاہ ولیم چہارم کا کوئی وارث منکوحۂ صحیح سے نہ تھا۔ اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکۂ معظمہ وکٹوریا کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔
	ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	اکبر شاہ	چغتائی	سنہ ۱۱۸۹ھ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	قلعہ شاہجہان آباد	٠	۱۵	تقریباً ۲۰ سال چند ماہ کمتر	۱۲۸۰ھ ۱۸۶۲ء	۸۸ سال	رنگون	یہ برائے نام بادشاہ خاندان مغلیہ کا آخری فرمانروا تھا۔ جو ۱۸۵۷ء کے غدر کے باعث گورنمنٹ برٹش نے نظر بند (قید) کر دیا اور ملکۂ وکٹوریہ نے خود قیصرۂ ہند کا لقب اختیار کیا۔

یہاں پر سلاطین اہل اسلام کے تاجوں کے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشانہا انتخاب کرکے لکھے جاتے ہیں
جنمیں شاہان دہلی کے علاوہ دیگر ممالک ایران مصر ترکی وغیرہ کے تاجوں کی نقشے شاہی فوجی نشانات مع ترکے بھی
بتلائے جاتے ہیں۔

سبکتگین غزنوی	نوح بن منصور سامانی	مسعود غزنوی	محمود غزنوی	چنگیز خان	محمد خوارزم شاہ
امیر تیمور	ہلاکو خان	عمر شیخ میرزا	جلال الدین میرانشاہ	شاہ [illegible]	[illegible] میرزا
محمد میرزا	[illegible]	ابو سعید میرزا	شاہ [illegible]	شاہ طہماسپ ایران	شاہ سلطان حسین ایران
نادر شاہ ایران	آغا محمد خان ایران	محمد [illegible] خان ایران	[illegible] شاہ ایران	[illegible] شاہ ایران	ناصر الدین شاہ ایران
مظفر الدین شاہ ایران	[illegible] شاہ ایران	سلطان اورخان ترکی	عثمان [illegible] اول ترکی	[illegible] سلطنت روم	سلطان محمد خان اول ترکی
سلطان بایزید خان اول ترکی	سلطان مراد خان اول ترکی	سلطان بایزید خان ثانی ترکی	سلطان محمد خان ثانی ترکی	سلطان مراد خان ثانی ترکی	سلطان سلیم خان ثانی ترکی

خادم شاہ نجف زیبندۂ تاج و نگین	سکۂ نادر شاہ	بادشاہِ دادگستر نادر ایران زمین
نادرم در ملک ایران قادرم بر ہر دیار	"	لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب العالمین	"	بادشاہِ ہفت کشور نادر ایران زمین
بر عرش برین فگند مسند	سکۂ محمد شاہ قاچار اشرفی	شاہنشہ انبیاء محمد
سکہ زد بر ہفت کشور چتر زد بر مہر و ماہ	"	ناصر دین محمد ناصر الدین بادشاہ
رائے او سکۂ اصابت زد	رباعی	گشت نقدِ جہان تمام عیار
عزم او خطبۂ عدالت خواند۔	سکۂ نامعلوم	شد تراز وئے ملک او تیار
خورشید کہ ہفت بحر از و گوہر یافت	رباعی	سنگ سیہ از پرتو آن جوہر یافت
کان از نظر تربیت او زر یافت	سکۂ شہنشاہ اکبر	وان زر شرف از سکۂ شہ اکبر یافت
این سکہ کہ پیرایۂ امید بود	"	با نقشِ دوام و نام جاوید بود
سیمائے سعادتش ہمین بس کہ بدہر		یک ذرہ نظر کردۂ خورشید بود
این نقد روان گنج شاہنشاہی	"	با کوکب اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش از ان وکہ بدہر		یابد شرف از سکۂ شاہنشاہی
این سکہ دست بخت را زیور باد	"	پیرایۂ نہ سپہر ہفت اختر باد
زین نقد کی ست کار زو چون زر باد		در دہر روان بنام شاہ اکبر باد
بخط نور بر زد کلکِ تقدیر	سکۂ نور الدین جہانگیر	رقم زد شاہ نور الدین جہانگیر
شد چو خور زین سکۂ نورانی جہان	"	آفتاب مملکت تاریخ آن شد
روئے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ	"	شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
بر ہر باد روان تا فلک بود در دور	"	بنام شاہ جہانگیر سکۂ لاہور۔
شہنشاہ اکبر جہانگیر شاہ	"	زر و نور۔ داد احمد آباد را
بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	سکۂ نور جہان بیگم	بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر

سکہ بر چہرے دو صد زد از لطف اله	سکۂ شاہجہان بادشاہ	ثانی صاحبقران شاہ جہان دین پناہ
از صدق ابوبکرؓ شد ایمان انور	〃	اسلام قوی و ست شد از دست عمرؓ
دین تازہ شد از شرم و حیائے عثمانؓ		از علم علیؑ یافت ولایت زیور
سکہ زد در جہان چو بدر منیر	سکۂ اورنگزیب عالمگیر	شاہ اورنگ زیب عالمگیر
سکہ زد در جہان بفضل اله	سکۂ شاہ عالم بہادر شاہ	شاہ ہندوستان بہادر شاہ
در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ	سکۂ کام بخش	بادشاہ کام بخش دین پناہ
بزد سکہ در دہر چون مہر و ماہ	سکۂ جہاندار شاہ	ابوالفتح غازی جہاندار شاہ
سکہ زد از فضل حق بر سیم و زر	سکۂ فرخ سیر	بادشاہ بحر و بر فرخ سیر
زد سکہ بہند با ہزاران برکات	سکۂ رفیع الدرجات	شاہنشہ بحر و بر رفیع الدرجات
سکہ زد در ہند از فضل اله	سکۂ بیدار شاہ	حامی دین نبیؐ بیدار شاہ
سکہ زد بر ہفت کشور سایۂ فضل اله	سکۂ عالی گوہر شاہ عالم ثانی	حامی دین محمدؐ شاہ عالم بادشاہ
حامی دین محمدؐ سایۂ فضل اله	〃	سکہ زد در ہفت کشور شاہ عالم بادشاہ
سکہ مبارک صاحبقران ثانی ۔ ثر	سکۂ معین الدین اکبر ثانی	محمد اکبر نسل چنگیز خانی ثر
بسیم و زر زدہ شد سکہ بفضل اله	سکۂ محمد ابوظفر بہادر شاہ	سراج دین ابوظفر شہ بہادر شاہ
بزر زدہ سکۂ نصرت طرازی ثر	〃	سراج الدین بہادر شاہ غازی
بزر زد سکۂ صاحب قرانی ۔	〃	سراج الدین بہادر شاہ ثانی
پہلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین ۔	〃	خط شعاع سے اوسپر جو یہ ہو تحریر
ابوظفر شہ والا گہر بہادر شاہ		سراج دین نبیؐ سایۂ خدائے قدیر
جہان مسخر و عالم مطیع خلق مطاع		فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر
سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذو المنن	سکۂ غازی الدین حیدر لکھنؤ	غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن
بدہر سکۂ ثانی زدہ ز لطف اله	سکۂ نصیر الدین حیدر	سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ ثر

سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اله	سکہ نصیر الدین حیدر	نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ
بگیتی سکہ زد چون مہر انور	"	شہ عالم نصیر الدین حیدر
سکہ زد بر سیم و زر تابندہ مثل مہر و ماہ	"	ظل سبحانی نصیر الدین حیدر بادشاہ
بد بہر سکہ شاہی زدہ ز لطف اله	"	سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ
بجود و کرم سکہ زد در جہان	سکہ محمد علی شاہ	محمد علی بادشاہ زمان
در جہان زد سکہ شاہی بتائید اله	سکہ امجد علی شاہ	ظل حق امجد علی شاہ زمن عالم پناہ
سکہ زد اندر جہان چون ماہ بدر	سکہ مرزا رمضان علی برجیس قدر	شاہ رمضان علی برجیس قدر
بزد سکہ زر دہر چون مہر بدر	"	ابو الحرب قاآن برجیس قدر
سکہ زد از فضل حق بر اشرفی مہر بدر	"	اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر
سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر	"	نیر دین میرزا برجیس قدر
زر و سیم را سکہ زد تخت سنگھ	سکہ مہاراجہ تخت سنگھ والی مارواڑ	بعہد کوئین شاہ ہند و فرنگ
زد بعہد کوئین چو سکہ بخت	سکہ مہاراجہ جسونت سنگھ	گشت جسونت سنگھ وارث تخت
سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ	سکہ احمد شاہ درانی	حکم شد از قادر بیچون احمد بادشاہ
چرخ می آرد طلا و نقرہ از خورشید و ماہ	سکہ تیمور شاہ بن درانی	تا زند بر چہرہ نقش سکہ تیمور شاہ
جمال دولت پاینده قسمت ازلی است	سکہ شیر علی شاہ والی کابل	ز بعد دوست محمد امیر شیر علی ست
سکہ زد در جہان بآسانی	سکہ ٹیپو سلطان فتح علی خان	شاہ ٹیپو سکندر ثانی
سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ	سکہ احمد اللہ شاہ عرف نقارہ شاہ باغی ۱۸۵۷ء	حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ
	سکہ حیدر علی خان والی صوبہ	

دین احمد در جہان از فتح حیدر روشن است

ذیل مین چند چیدہ و منتخب سکون کے نقشے جو اکثر خصوصاً بادشاہان اہل اسلام
دہلی و بعض عموماً سلاطین و خلفائے اسلف سے تعلق رکھتے ہین) درج کئے جاتے ہین -

امیر عبد الرحمن خان
والی کابل
دینار طلائی نجف
وزن ۴ ماشہ
حیدر علی خان والی میسور
وزن ۲۳ ماشہ
ممباسہ
وزن ۶ ماشہ
سلطان
مسقط
وزن ۶ ماشہ
وزن ۱۰ تولہ

گلدستہ
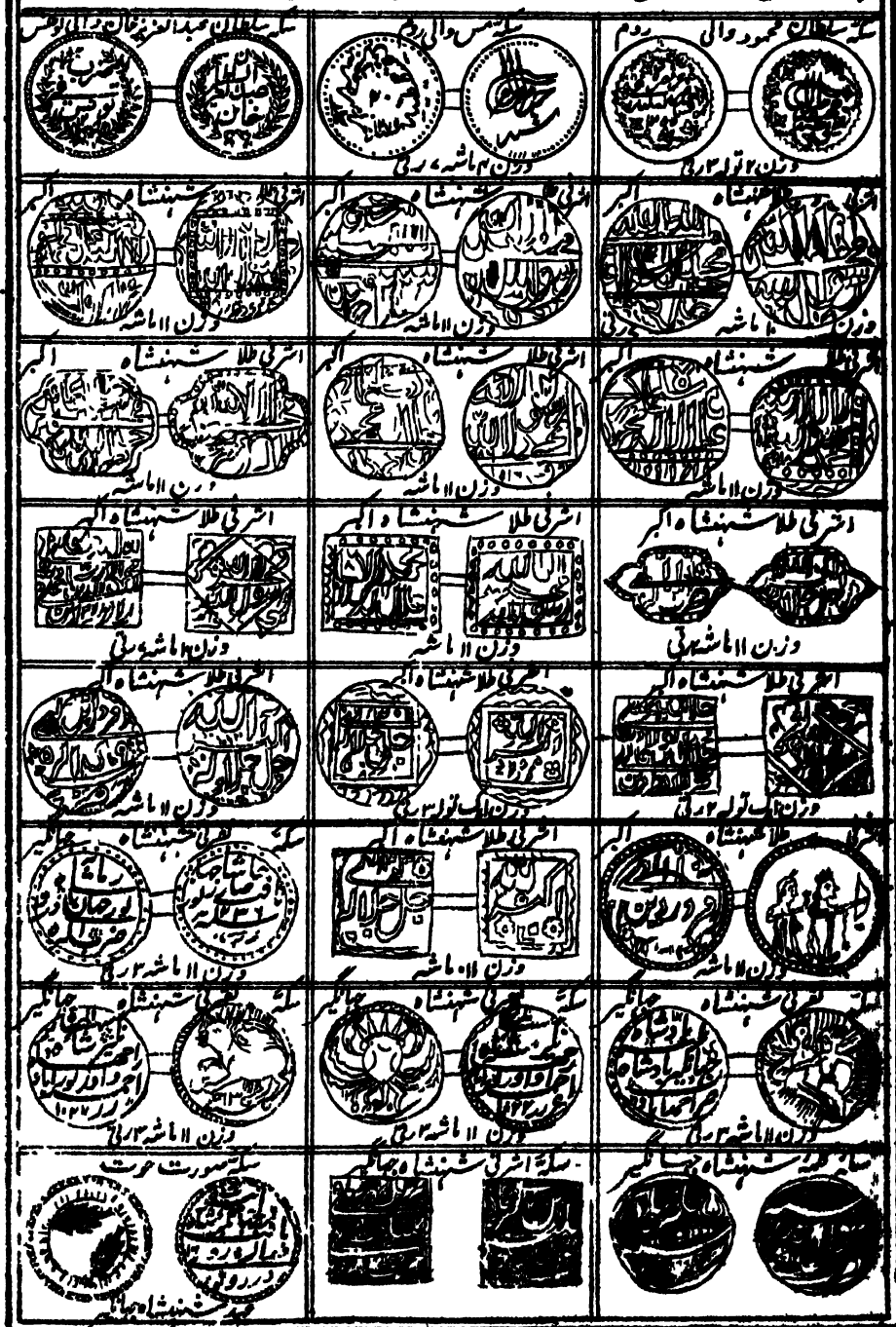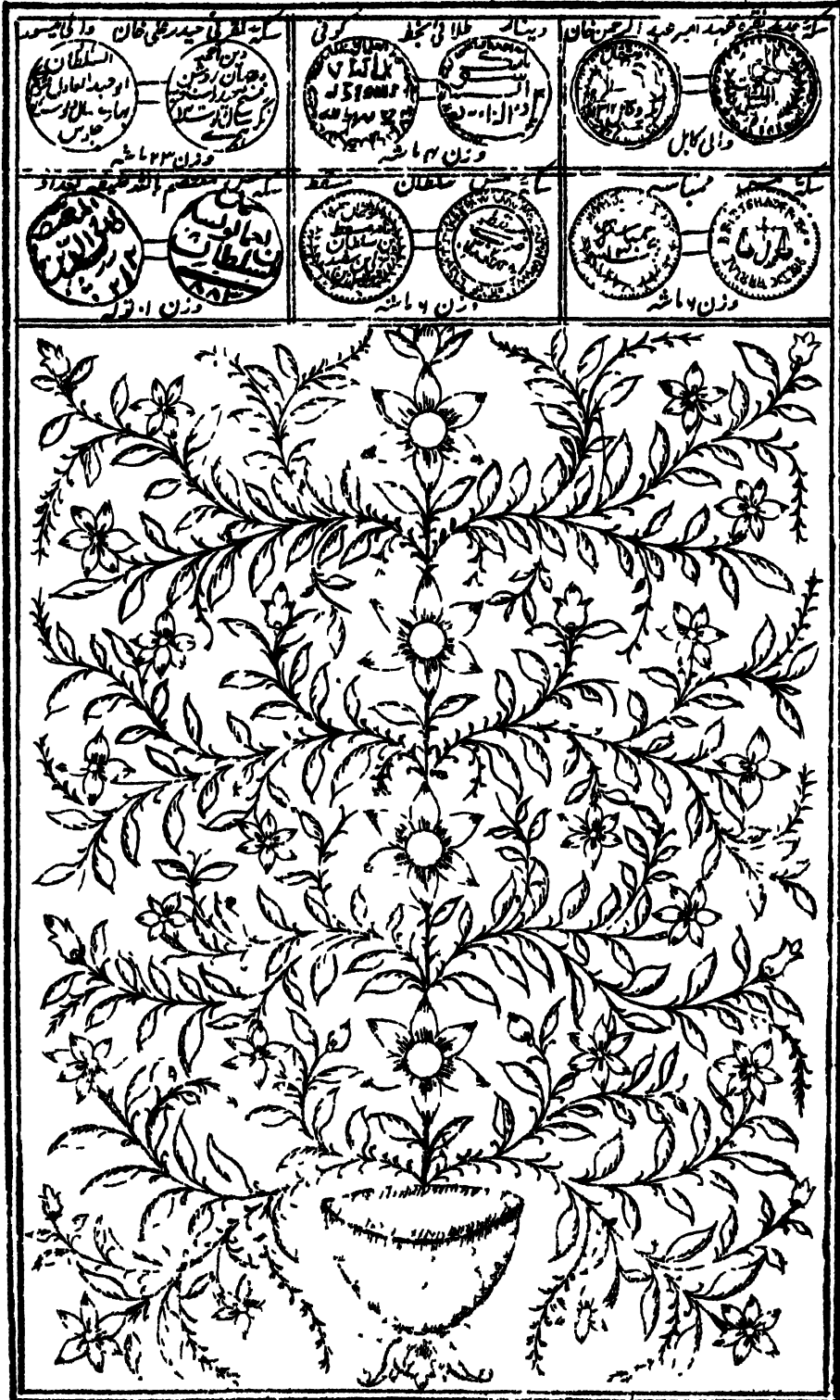
عہد صلیبیہ

دنیا کی تواریخ مین خوش اقبالی کی کوئی ایسی عجیب وغریب مثال موجود نہین ہے۔ جیسی کہ انگلستان کی کہ تاجرون کی کمپنی نے ہندوستان مین ایک عظیم الشان سلطنت جمالی۔ اور یہہ کیا کچہہ کم حیرت انگیز امر ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ہزارہا کوسون کے فاصلہ پر ہے۔ ایک یورپ مین ہے تو دوسرا ایشیا مین۔ اور دونون کے نسل و مذہب مین بہی زمین وآسمان کا تفاوت ہے۔ انگلینڈ و ہندوستان کے درمیان بحر اٹلانٹک و بحر ہند کے ہزارون میل حائل ہے۔

ہندوستان کی دولت کی شہرت یورپ مین ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ یہان کا اسباب تجارت زمانۂ قدیم سے یورپ مین بڑی قدر کے ساتہہ دیکہا جاتا تھا۔ اٹھارہ سو برس تک ٹولمی کے زمانہ سے اسکندریہ شرقی سخاوت کا بڑا مقام تہا۔ روم کے بادشاہون نے ریڈسی کی تجارت کو اپنے قبضہ مین کرنیکی بڑی کوشش کی تھی۔ آٹھوین دنوین صدی مین قسطنطنیہ یورپ کی تجارت کی بڑی جگہہ تھی پہر وینس اور جینوا مین ایشیا سے بہت سامال جاتا تہا۔ یہانتک کہ پندرہوین صدی مین وینس مین کل تجارت ایشیا کی جمع ہوتی تھی۔ سکندر اعظم کے وقت مین ہندوستان کی دولت وعظمت کے نسبت یورپ کے لوگون کے خیالات عجیب وغریب تہے۔ وہان کے شاعر اس ملک کو سونے اور ہیرے سے بہرا ہوا کہتے تھے۔ اور یورپ کی وہ قومین جو بحیرۂ روم کے ساحل پر آباد تہین ہند مین تجارت کے لئے آیا کرتی تہین۔ مگر اہل اسلام کے تسلط نے اس آمد و رفت کو مسدود کر دیا۔ اور اس زمانہ

آخرمین یہہ حال رہگیا کہ ہندوستان کی عمدہ پیداوار کو اہل عرب تری کی راہ سے بحر قلزم مین جہازونمین لاد کر اور خشکی مین ایران کی راہ سے کاروان اسباب تجارت لیجا کر شام اور مصر کی بندرگاہون مین پہونچاتے تھے۔ پندرہوین صدی کے آخر تک یورپ کی کسی قوم نے یہان آنیکا قصد نہین کیا۔ سنہ ۱۴۹۲ء مین جب کولمبس نے ہندوستان کو اٹلانٹک کے پار جاکر دریافت کرنیکا ارادہ کیا تو وہ بجاے ہندوستان پہونچنے کے امریکہ پہونچ گیا۔ اور کیپ گڈہوپ بھی اسی زمانہ مین دریافت ہوگیا جس کے سبب سے بحری تجارت کے لئے ایشیا کے ساتھہ میدان فراخ ہوگیا۔ چنانچہ ۱۴۹۷ء مین واسکوڈی گاما لسبن سے جہاز پر سوار ہوکر کیپ گڈہوپ کے راستہ کالی کٹ پر لنگر ڈالا۔ گو عرب کے لوگون نے جنکے ہاتھہ مین اوسوقت سمندری تجارت تھی۔ اوسکا مقابلہ کیا۔ مگر ملیبار کے راجہ (زامورن) نے اوسپر بڑی عنایت کی۔ اور پرتگال کے بادشاہ کو لکھا کہ وسکوڈی گاما کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ پس آیندہ آپ ہم سے سلسلۂ تجارت قایم کیجی۔ جس سے پرتگال والون کے دل مین بڑے بڑے خیالات پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۵۰۰ء مین اونہون نے ۱۳ جہاز اور بارہ سو سپاہی اس ہدایت سے بھیجے کہ مذہب عیسوی کو پہیلائین اور اگر ضرورت ہو تو تلوار کو کام مین لائین۔ اس اثنار مین جب پوپ الگزنڈر نے پرتگال اور اسپین کے درمیان نامعلوم غیر عیسائی دنیا کو تقسیم کیا۔ تو اہل پرتگال کو ہند عطا کیا اب سب سے پہلے پرتگال کے والیسراے فرانسیس آف المیڈا نے سنہ ۱۵۰۵ء سے سنہ ۱۵۰۹ء تک کالیکٹ اور کوچین مین بڑے بڑے کوٹھیان قایم کین لنکا اور مالدیو جزایر پر قبضہ کیا۔ اور گوا[٭] کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ سیام و بحر ہند کے جزائر کا بھی مالک ہوگیا۔ آخر سولہوین صدی مین اٹلی کے شہرون مین

[٭] گوا اب تک پرتگیز انڈیا کا دارالخلافہ ہے۔ چنانچہ اب پرتگیزون کی عملداری ہندوستان مین صرف گوا۔ دامن اور ڈیو جو مغربی کنارۂ بحر ہند پر مین رہگئی ہے۔ اور یہ پانچ لاکھہ سے زیادہ اون کی رعایا نہین ہے۔ اور نہ اونکی سلطنت کا رقبہ (۲۴۰۰) میل مربع سے زیادہ ہے۔ ۱۲ مولف۔

ونیس اور جنوبک شہرون سے تجارت بالکل چہین کر اہل پرتگال کے اجارہ مین آگئی مگر یہہ اجارہ اہل پرتگال کے پاس بہت دنون تک نہین رہا۔ کیونکہ سنہ ۱۶۰۵ع مین اہل ہالینڈ نے اہل پرتگال کو پامال کر دیا۔ اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب فلپ دوم کے زیر فرمان پرتگال اور اسپین کا الحاق ہوگیا۔ اور چند روز کے بعد ان دونون متحدہ سلطنتون مین بغاوت پہوئی تو فلپ دوم نے لزبن کے بندرگاہ اہل ڈچ کے واسطے بند کر دئے ورنہ قبل ازین یہہ صورت تہی کہ اہل پرتگال ہندوستان کے اشیاء لزبن لاتے اور وہان سے ڈچ خرید کر کے اور ممالک مین لیجاتے۔ اب مجبوراً اہل ڈچ کو خود جاکر تجارتی اشیا ہندوستان سے لانیکی ضرورت پڑی چنانچہ سنہ ۱۶۰۲ع مین اہل ڈچ نے باہم متفق ہوکر ایک کمپنی موسوم بہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی قایم کی۔ اور سنہ ۱۶۱۹ع و سنہ ۱۶۲۰ع مین بڑے بڑے پرتگیزی بستیون پر قابض ہوگئے۔ اور پچاس برس کے عرصہ مین اہل ڈچ کی کوٹہیان ہندوستان۔ لنکا۔ سماٹرا۔ ریڈسی۔ خلیج فارس۔ ملاکا وغیرہ مین قایم ہوگئین۔ جزیرۂ جاوا مین انہون نے ایک شہر بیٹویا کی بنیاد ڈالی۔ اور آسٹریلیا کو دریافت کیا۔ امریکہ مین نیوامسٹرڈم کے نام سے ایک جگہ (جو اب نیویارک کہلاتی ہے) بنائی۔ الحاصل سترہوین صدی مین ڈچ لوگ تمام دنیا کی سمندری تجارت کرنیوالے قومون مین اول درجہ پر ہوگئے۔ اور آخر پرتگیزون* کو بالکل نکالدیا۔ انگلستان کے لوگ ہمیشہ سے ہندوستان کی طرف آنکہہ لگائے ہوے بیٹہے تہے۔ مگر سنہ ۱۵۷۹ع سے پہلے وہان کا کوئی شخص ہندوستان نہین پہنچ سکا۔ اسی سال طامس اسٹیفن ہندوستان مین آیا۔ اور جب انگلستان واپس گیا تو ہندوستان کی تعریف بہت کچہہ اپنے ہم جنسون کے روبرو بیان کی۔ جس سے انگلستان کے لوگون کو

* پرتگیزون مین تجارت کا مادہ بالکل نہ تہا۔ اور یہان کے لوگون کے ساتہہ اونہون نے بڑی بیرحمی کی صرف البوکرک نے ہندو اور مسلمانون سے اچہا سلوک رکہا تہا۔ ورنہ اوس کے جسقدر جانشین آئے وہ سب ظالم و جابر و بیرحم تہے۔ چنانچہ پرتگیز رفتہ رفتہ سنہ ۱۶۳۹ع مین ہندوستان سے نکل گئے ۱۲ مولف۔

ہندوستان کے ساتھہ تجارت کرنیکا بڑا شوق پیدا ہوا - پہر ۱۵۸۳ع مین تین انگریز رلیف فچ[1] - جیمس نیوبیری[2] - اور لیڈس ہندوستان مین آئے - مگر پرتگیزون نے اونکو قید کرلیا - آخر کار نیوبیری تو گوا مین دوکان کرنے لگا - لیڈس بادشاہ دہلی کا نوکر ہوگیا - او فچ انگلستان کو واپس گیا - ۱۵۹۹ع مین ڈچ لوگون نے سیاہ مرچ کی قیمت تین شلنگ فی پونڈ سے چہہ شلنگ اور آٹہہ شلنگ کردی - اس پر لنڈن کے سوداگرون نے ایک جلسہ کرکے ہندوستان کے ساتھہ سیدہی تجارت کرنیکا ارادہ کیا - اس اثنا مین ملکہ الیزبتہہ نے ہالینڈ کی ریپبلک (سلطنت جمہوری) کی آزادی کو تسلیم کیا - اور اسپین کے ساتھہ جنگ کو اختیار کیا تو دونون ملکون کی بحری فوجین متفق ہوکر پرتگال کی ایشیائی دارالاقامتون کے طرف جو اسپین کے بادشاہ کے قبضے مین تہین روانہ ہوئین - چنانچہ ۳۱ ڈسمبر ۱۶۰۰ع کو ایسٹ انڈیا کمپنی* جسکا پورا نام دی گورنر اینڈ کمپنی آف مرچنٹس آف لنڈن ٹریڈ ٹودی ایسٹ انڈیز تہا) قایم ہوی - اور ملکہ الیزبتہہ نے ہالینڈ کے اتحاد کی باعث کمپنی مذکور کو چارٹر (فرمان) دیا جس سے مشرق کے طرف انگریزون کی تجارت شروع ہوئی -

اسی زمانہ مین اہل اسپین کے اجارہ تجارت کے برخلاف قوم ڈچ نے یہ اعلان کیا کہ یورپ کے ساری قومون کو ایشیا کے ساتھہ تجارت کرنیکا حق بغیر کسی لڑائی جہگڑے کے حاصل ہے -

سولہوین صدی کے آخر مین اہل اسپین یہ دعوی کرتے تھے کہ ایسٹ انڈیا ہماری سلطنت کا ایک حصہ ہے - اور اسمین ہم ہی کو تجارت کرنیکا حق ہے - چنانچہ ۱۶۰۶ع مین اہل ہالنڈ کو اہل اسپین نے دہمکایا کہ خبردار کبھی ایسٹ انڈیا س مین تجارت کرنیکے طرف رخ نہ کرنا - مگر پہر اہل اسپین ایشیا

* اس کمپنی کا سرمایہ پہلے ستر ہزار پونڈ تھا پہر چار لاکہہ پونڈ ہوگیا - اور ایک سو پچیس[125] حصہ دار تھے اس کے بعد اور کمپنیان اسکے مخالف پیدا ہوئین - مگر آخر کو اسی کمپنی مین سب مل گئین - اور اس کمپنی نے ۱۶۰۱ع اور ۱۶۱۲ع کے درمیان بارہ سفر ہندوستان کے کئے - اور اونمین سو فیصدی کا منافع اوسکے حصہ دارون کو ہوا - ۱۲ مولف

اور یورپ مین اپنے سرکش اور باغی اضلاع کے ساتھ لڑائیون مین ایسے مصروف ہوے کہ بحر ہند کے سواحل پر پرتگیزون کی قدیمی سلطنت کا زوال بہت جلد آگیا - اور آخر اہل اسپین کو قوم ڈچ کی آزادی کو تسلیم کرنا پڑا - اگرچہ قوم ڈچ نے اہل اسپین کے خلاف مین تجارت کی آزادی کا اعلان کردیا تھا - مگر اونکی پالیسی یہ تھی کہ وہ تجارت کا اجارہ اپنے ہی ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے - گو پرتگال نے سنہ ۱۶۴۰ء مین اپنے تئین آزاد کیا - اور اپنے پہلے منصب پر جو اوسکو مشرق مین حاصل تھا پہونچنے کے لئے تھوڑی بہت کوشش بھی کی مگر اوسکو ایک ایسے عہد نامہ پر مجبوراً دستخط کرنا پڑا کہ جسکی رو سے اوسکے پاس گوا اور ہند کے مغربی کنارے کے بعض چھوٹے چھوٹے بندرگاہ رہگئے - اور مونسٹر کے صلحنامہ کے مطابق اہل ہالنیڈ کے قبضہ مین وہ سارا ملک رہا جو اوس نے فتح کیا تھا - اب اہل ہالنیڈ نے یہ ظاہر کیا کہ تمام بحیرون اور جزیرون مین یورپ کے اور قوتون پر اونکی قوت غالب ہی - واقعی انگلش اوسوقت بہ نسبت ڈچ کے ضعیف تھے - جب ڈچ نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ ایسٹ انڈیا کی تمام تجارت سے انگریزون کو بالکل خارج رکھین تو دونون مین لڑائی جھگڑے شروع ہوئے - چنانچہ سترہوین صدی کی تاریخ انہین دونونکی لڑائیون سے بھری پڑی ہے -

ایسٹ انڈیا کا لفظ اوس زمانہ کے اصطلاحات کے موافق ہند ہی سے مخصوص نہ تھا - بلکہ خلیج بنگال کی شرقی سمت کے ممالک معہ ابناہاے ملاکا اور جاوا - اور کل سپائس آئلینڈس اور آگے شرقی جانب مین جاوا - اور بحر چین جیسے سیلی بس اور مولک کا کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا - اور اول نصف سترہوین صدی مین سپائس آئلینڈس کے ساتھ تجارت بڑی وقعت اور منفعت رکھتی تھی - پرتگال اور اسپین کے شخصی سلطنتون کے بحری محقق جو اول آئے - اونہون نے اپنے بادشاہون کے نام سے زمین پر قبضہ کرنیکا اور جہانداری کے استحقاق کا دعویٰ کیا - اور بادشاہون نے بھی اونکے فتوحات کو اپنی سلطنتون کا نکلا اور اضافہ جانا - ڈچ کی ریپبلک رسلطنت جمہوری) اور ایسٹ انڈیا کمپنی مین

تعلقات نہایت ترتیب تھے۔ اگرچہ انمین ظاہری حسب ضابطہ تمیز کیجاتی تھی۔ لیکن اس کے خلاف انگریزون نے ابتداہی سے جو نظام اختیار کیا۔ اوسکو اٹھارہوین صدی کے آخر تک برقرار رکھا۔ اور اس نظام کے موافق اسٹیٹ غالب شریک ہونیکا منصب رکھتی تھی۔ مگر اپنے ذمہ کسی قسم کی جوکہون لیتی تھی۔ اور ضعیف سی جوابدہی رکھتی تھی۔ اور کبھی کبھی کسی موقع پر مداخلت اسلئے کرتی تھی کہ کمپنی کی منفعت کا ایک شاہی حصہ لے لیتی تھی۔ اور کمپنی کو نیا چارٹر (سند شاہی) اوسوقت تک ندیتی تھی کہ جبتک اوس سے بہت سی بہینٹ وصول نہ کرلیتی۔ البتہ جب کبھی قومی اغراض یا اغراض ملکی و تجارتی آپڑتے تو اوسکی امداد بھی کرتی تھی۔ اور کمپنی خود اپنے قیمتی اجارۂ تجارت سے مسلح رہتی تھی۔ اور اپنے ہی خزانہ سے کام چلایا کرتی تھی۔ اور بہ نسبت اسٹیٹ کی امداد کے زیادہ تر اپنی دولت و طاقت پر اعتماد رکھتی تھی۔ چنانچہ وہ یورپ کی بہرنیوالی قومون سے سولہوین صدی سے اٹھارہوین صدی تک بڑے بڑے لڑائیان لڑی۔ جسکی قدر و منزلت یہ قانونی زمانہ کچھ نہین کرتا۔ اگر ہندمین یا خلیج فارس مین انگریزی تاجر اس بات پر مجبور ہوتے کہ ڈچ و فرانسیس و پرتگیزون سے جو اونکے لڑائی جھگڑے ہوتے تھے اونکے علاج کے لئے انگلینڈ سے رجوع کرین تو بہت جلد اونکی بیخ کنی ہوجاتی۔ اور اسی لئے انہون نے یہ کام نہین کیا۔ اور اسٹیٹ کے آگے مصیبت کے وقت کبھی ہاتھہ نہ پہیلایا۔ بلکہ خود اپنے ہی ہتیار آپ سنبھالے۔ اور بڑی بڑی لڑائیان لڑے۔ سنہ ۱۶۱۰ع مین کپتان ہوکنس۔ سورت سے بادشاہ دہلی شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین سفیر ہوکر آیا۔ اور شہنشاہ نے اوسکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی۔ اور سنہ ۱۶۱۲ع مین انگریزون کو عدن مین تجارت کرنیکی آزادی دیگئی۔ بعد ازان سنہ ۱۶۱۵ع مین جیمس اول (شاہ انگلستان) نے سر طامس رو کو سفیر بناکر شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین بہیجا۔ جسکو صرف مختلف تجارتی حقوق ہی حاصل نہوے۔ بلکہ شہنشاہ مغلیہ کے دربار مین بطور سفیر کے رہنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اور اسی سال انگریزون نے سورت مین اپنی کوٹھی بنائی۔ اور کہاگرا۔ احمدآباد کیبے۔ اجمیر مین اوسکی شاخین مقرر کین۔ پہر سنہ ۱۶۲۰ع مین آگرہ

اور پٹنہ مین بھی کوٹھیان قایم کیگئین۔

سنہ ۱۶۲۲ع مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت مین ایک اپنا چھوٹا سا بیڑا تیار کرکے خلیج فارس کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ شاہ عباس والی ایران کی مدد کرکے جزیرہ ہرمز سے پرتگیزون کو (جسپر اونکا قبضہ سو سال سے چلا آتا تھا۔ اور اس کی وجہہ سے وہ کل خلیج فارس پر ایسے حکمران تھے کہ کوئی اوسمین دخل نہین دیسکتا تھا) نکال دے۔ چنانچہ انگریزون نے فتح پائی اور پرتگیزون نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود گوا مین چلے آئے*۔ پرتگیز اس شکست کا انتقام لینے کے درپے ہوے۔ اور انگریزون نے بھی اپنی تجارت کی محافظت کا بہت کچھہ سامان کیا۔ سنہ ۱۶۲۳ع مین اہل ڈچ نے ایمونیا (جو جزائر ملاکا مین سب سے بڑا تھا) مین تمام انگریزونکو بڑی بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ جسکے باعث انگریزی تاجرون کے دلون مین جوش انتقام اٹھا۔ اور اپنی تجارت کی گرم بازاری کے لئے سب سے زیادہ اہتمام کیا۔ سنہ ۱۶۳۴ع مین انگریزون کو بنگال مین تجارت کرنیکی آزادی دربار مغلیہ سے عطا ہوی۔ سنہ ۱۶۳۵ع مین انگریزون نے سورت مین کمپنی کا بڑا کارخانہ قایم کیا۔ اور اسی سال مین انگریزونکو ایک چھوٹا سا خطہ مچھلی پٹم کے نیچے ۶ میل طول و ایک میل عرض عطا ہوا۔ جہان اونھون نے ایک کوٹھی قائم کی۔ اوسکے گرد ایک فصیل کھینچی۔ اور اوسپر توپین لگاکر قلعہ سینٹ جارج اوسکا نام رکھا۔ جو ۱۴ سال بعد سنہ ۱۶۵۳ع مین یہہ بستی صوبۂ مدراس کے نام سے خود مختار ہوگئی۔ سنہ ۱۶۴۰ع مین ایک کوٹھی ہگلی مین گنگا کے دہانہ کے قریب قایم کیگئی۔ سنہ ۱۶۴۵ع مین ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک ڈاکٹر مسٹر بیوٹن شاہجہان کے علاج کے لئے آگرہ آیا۔ اور خاندان شاہی کا ڈاکٹر مقرر ہوا۔ جسکے سبب سے بادشاہی دربار مین انگریزونکا رسوخ زیادہ ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بالعوض اوسکی خدمت کے

* گو یورپ مین انگلینڈ و پرتگال (اسوقت پرتگال اسپین کے ماتحت تھا) کے درمیان گہری دوستی و مصالحت تھی۔ لیکن بحر ہند مین اوسکے برعکس پرتگیزون اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین سخت لڑائیان ہورہی تہین۔ کیونکہ پرتگیزون کی آمد و شد نے کمپنی کی تجارت مین رخنہ اندازی کی تھی۔ ۱۲ مولف۔

انگریزون کو اور بھی حقوق مفید تجارت عطا کئے۔

سترہوین صدی کے وسط مین ایشیا کے جنوبی سواحل پر خلیج فارس سے لیکر چین کی سرحد تک کمپنی کی تجارت ہونے لگی۔ اور ڈچ کی تجارت کی بھی حد نہین ان دونون قومون مین بڑی رقابت تھی۔ اور تجارت کی اس وسیع راہ مین جو دونون کے لئے ایک ہی تھی آپس مین خوب مٹ بھیڑین ہوتی تہین۔ اسوقت انگلینڈ مین بادشاہ اور پارلیمنٹ کے بین ایسے جھگڑے ہو رہے تھے کہ اس نے انگریزی اولوالعزمی کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے نہین دیا۔ اور کمپنی کے جو لڑائی جھگڑے اپنے رقیبون سے ہوتے اونمین گورنمنٹ پوری تائید نہین کرتی تھی۔ ہالینڈ۔ اور پرتگیزون کے لئے بادشاہی امداد بڑی پشت پناہ تہی۔ اور مشرق مین تمام مہمات اور ملکی معاملات مین قومی حکومت کو بہت باوقعت بناتی۔ لیکن انگریزی کمپنی کو بغیر اپنے بادشاہ کی تائید کے ان دونون بادشاہی قومون سے اپنے بل پر پڑا پڑتا تھا۔ الحاصل سترہوین صدی کے بڑے حصے مین ایشیائی تجارت مین ہالینڈ کو تفوق حاصل رہا۔ چنانچہ اہل ہالینڈ نے مشرق مین اہل پرتگال کے قبض و دخل کو بہت کم کر دیا۔ اور سا بہت منتخب مقامات مین اپنی تجارت گاہون کو قایم کر لیا۔ لیکن جب انگلینڈ مین کروم ویل کی زبردست حکومت ہوئی تو انگریزون نے بھی پھر اپنا جاہ و منصب حاصل کر لیا۔ ۱۶۵۴ء مین ڈچ وانگلینڈ کے مین عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکے موافق انگریزون کو ان نقصانات کا معاوضہ ملا جو امبوینا مین ڈچ کی خونی کاروائی سے ہوا تھا۔ اور پھر بارے ہند مین انگریزون کے تجارت کی تجدید ہو گئی۔ اگرچہ ایشیا مین انگریزون کے ساتھ ڈچ کی عداوت اور اونکے کامون کی مداخلت بیجا کم ہو گئی۔ مگر وہ کسی طرح موقوف نہین ہوی۔ اس اثنا مین کروم ویل کو نقد روپیہ کی سخت ضرورت پڑی۔ جب لنڈن کمپنی نے بہت سے روپئے نذرانہ کا دے سکے رو برو پیش سکئے تو اوس نے ان کو بھی سند تجارت دیدی جس سے ڈچ کی قوت پھر گئی۔ اور انہون نے آزاد تاجرون کو جو انگریزی کمپنیون کے تاجرون کے علاوہ تھے آسانی سے شکار کیا۔ چونکہ ایسٹ انڈیا مین ڈچ کے پاس جنگی سامان بہت اور بحری لشکر

وافر تھا۔ اسلیئے اوس نے عہدنامہ کے خلاف انگریزی ایجنسیون کو برباد کیا۔ اور انگریزون کو ایشیا کے مشرقی کنارون سے خارج کردیا۔ سیلون پر قبضہ کرلیا۔ جاوا مین جو انگریزون کا صدر مقام بلیٹم تھا۔ اوسکو محصور کیا پھر سپاس آئلینڈس مین انگریزون کی بیخکنی کے لیئے بڑا روپیہ لگایا۔ اس عرصہ مین انگلینڈ مین چارلس دوم تخت نشین ہوا۔ اس واقعہ نے انگلینڈ کے پولٹیکل تعلقات بالکل بدل دیئے۔ اور تجارت کے نظام مین اثر عظیم پیدا کیا۔ کمپنی تو یہہ چاہتی تھی کہ اوسکے اختیارات وسیع ہون۔ اور چارلس دوم کی یہ خواہش تھی کہ اوسکے چارٹر (فرمان) موجودہ مین سے کرومویل کا نام میٹ دیا جائے۔ پس اوس نے کمپنی کو ایک نیا فرمان عطا کیا اور اوسکے روسے یہہ اختیار دیا کہ وہ باستثنار قوم عیسائی کے جس قوم سے چاہین لڑائی کرین۔ حالانکہ درحقیقت کمپنی کی آزار رسان دشمن عیسائی قومین تھین۔

سنہ ۱۶۶۱ع مین چارلس دوم کی شادی کیتھراین آف برگنزا سے ہوی تو گورنمنٹ پرتگال نے منجملہ اور اشیاء کے جزیرہ بمبئی بھی جہیز مین دیا۔ جو پانچ سال کے بعد حسب دستور یہہ جزیرہ شاہ انگلستان کو ملگیا جس نے اوسکے تمام حقوق سنہ ۱۶۶۹ع مین (۱۰) پونڈ سالانہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ فروخت کردئے۔ اسی سال لنڈن کمپنی کے قبضہ مین سینٹ ہلینا بھی آیا۔ اور چارلس دوم نے لنڈن کمپنی ایسٹ انڈیا سے مین کل انگریزی تجارت حوالہ کی۔ اور لیسنس (اجازت نامہ) دیا کہ وہ اپنے سکے جاری کرے عدالت کا انتظام رکھے۔ ناجایز تجارت کرنیوالون کو سزا دے جب ایسٹ انڈیا کی تجارت کا یہ انتظام کیا گیا تو اوسپر ڈچ کو بہت غصہ آیا۔ اس اثنار مین ڈنکرک فرانس کے ہاتھہ بیچا گیا۔ جسکے باعث فرانسیس* تنگ بحیرون مین پہونچ گئے۔

* فرانسیسون کا آغاز ہندوستان مین سنہ ۱۶۰۴ع سے ہے۔ اور فرانسیسون نے سنہ ۱۶۶۰ع سے سنہ ۱۷۱۹ع تک چند ایسٹ انڈیا کمپنیان قایم کین ڈوپلے انکی کوٹھیون کا گورنر بڑا لایق ہوا۔ اور اوسکا خیال تھا کہ مغلون کے زوال پر مین ہندوستان مین اپنی سلطنت قایم کرون۔ چنانچہ ایک عرصہ تک فرانس کے لوگ انگریزون کے ساتھہ کامیابی سے لڑتے رہے۔ مگر فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس روپیہ نہ تھا اور ملک کے انتظام مین خرابی تھی۔ اور وہ اپنی تجارت کو بمقابلہ یورپ مین

اب تو ڈچ اور بھی چونک پڑے ہو۔ مشرقی معاملات مین ڈچ اور انگریزون کے درمیان جھگڑے بڑھتے گئے۔ اور وہ زیادہ سخت ہوتے گئے۔ ڈچ نے یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ وہ اپنی ایشیائی تجارت مین انگریزون کو روکین۔ اور انکی مداخلت کو بالکل دور کرین۔ لوئی چاردہم کو اوسکے وزیر کول برٹ نے ملک کی ترقی۔ دولت و تجارت کے لئے ترغیب دیکر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی۔ اور وہ دوسرے سال ہالنیڈ کے ساتھہ اسوجہہ سے شریک ہوگئی کہ انگریزون کے ساتھہ لڑے۔ اور ڈچ اور انگریزون مین جو بحری لڑائی تھی اس نے دونون قومون کو ضعیف کردیا۔ اور ان دونون قومون کو یورپ اور ایشیا مین فرانس کے طرف سے بھی دغدغہ لگا ہوا تھا۔ اسلئے ۱۶۶۷ء مین بریڈا کا صلحنامہ لکہا گیا۔ جس سے تجارت کے متعلق سب جھگڑے طی ہوگئے

اسوقت مغربی مین بحری قوتین انگلش۔ ڈچ۔ فرنچ۔ میدان تجارت مین ایک دوسری کی رقیب تہین اور ہر ایک بجر ہائے ایشیا مین سبقت لیجانا چاہتی تہین۔ اسپین و پرتگال بہت پیچھے ہٹ گئے تھے اس زمانہ مین ایسٹ انڈیا س مین انگلش کمپنی کے کارخانے باانتظم کی پریسیڈنسی معہ مبیکیسر اور مجمع الجزائر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۵) اپنا رعب قایم کرنے کے کمتر سمجہتے تھے۔ اسلئے وہ کچہہ نہ کرسکے۔ ہنٹر صاحب کا قول ہے کہ پرتگیز اس وجہہ سے ناکامیاب ہوے کہ اونہون نے اپنی طاقت سے زیادہ کام ہندوستان کو فتح کرنے اور عیسائی کرنیکا اوٹھایا۔ ڈچ کے ناکامی کی یہہ صورت ہے کہ وہ کل تجارت کو اپنے ہاتہہ مین رکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ امر بغیر بہت سے قیمتی جنگی جہازون کے بیڑون کے ناممکن تھا۔ اور فرانسیسی اسلئے ناکام ہوے کہ اونکے ہموطنون نے اونکی مدد نہین کی حالانکہ اونکے ہتیار تیز اور جنرل لائق تھے۔ اور بڑے بڑے لایق افسر ہندوستان مین اونکیطرف سے بہیجے گئے۔ لیکن یہ دربار فرانس کی خرابی اور وہان کے لوگون کی عدم توجہی سے کچہہ نہ کرسکے۔ اگر فرانس کا بادشاہ اور اونکے وزیر اونکی مدد کرتے تو وہ ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کے آجکے دن مالک ہوتے۔ اب اسوقت جرمنی کے لوگون کی ہندوستان کے ساتھہ بڑی تجارت ہے۔ اور کلکتہ۔ بمبئی مین اونکا بڑا دخل ہے۔ جرمنی کے سوداگرون کے گماشتے چاول۔ سن۔ روئی کے پیدا ہونیکے مقامات و دیگر شہرون مین برابر موجود ہین۔ ۱۲ مولف

ہند کے اور مقامات اور ساحل کارومنڈل و خلیج بنگال مین قلعہ سینٹ جارج معہ کوٹھیون کے اور ساحل مغربی پر بمبئی۔ سورت اور اوسکے ماتحت اور مقامات تھے۔

ہند کے اس سمت مین یہ امر بڑا عظیم الشان ہے کہ ابتدا مین مشرق مین انگلینڈ کی کامیابیان زیادہ تر فرانس کے اغلاط پر اور مغرب مین ہالینڈ کی بدنصیبیون پر منحصر ہین۔ اس زمانہ مین غیر سلطنتون کے ساتھ انگلینڈ کے تعلقات غیر منفصل تھے۔ سنہ ۱۶۶۵ء مین ہالینڈ اور انگلینڈ کے مابین لڑائی تھی سنہ ۱۶۶۶ء مین ہالینڈ سے فرانس ملگیا۔ لیکن سنہ ۱۶۶۸ء مین انگلینڈ۔ ہالینڈ۔ سوئیڈن یہ تینون ملکر فرانس کے خلاف ہوگئے۔ سنہ ۱۶۷۲ء مین ہالینڈ پر فرانس اور انگلینڈ ملکر حملہ آور ہوے۔ اسطرح جو جلد جلد ٹھاٹھہ بدلے گئے اوسکے اسباب ایک درجہ تک ایشیائی تجارت سے بھی مربوط تھے۔

سنہ ۱۶۶۱ء و سنہ ۱۶۶۸ء کے درمیان جب انگریزی تجارت بہت بڑھکر قوی ہوگئی تو ایشیا مین انگریز اپنے رقیب مخالف ڈچ سے تجارت مین سر برآوردہ ہوگئے۔ یورپ مین انگریزون اور ڈچ کے مابین اتحاد تھا تاکہ فرانس زیادہ زبردستی سے ملک ستانی نہ کرسکے۔ مشرق مین انگریزون کی تجارت کے لئے ہالینڈ کی قوت کو زیر کرنا بڑا ضروری تھا۔ مگر انگریز مغرب مین ہالینڈ کو سہارا دینے مین اپنی بڑی غرض رکھتے تھے۔ ایشیا مین تجارت کی ترازو یورپ کی پولٹیکل ترازو سے مطابقت و موافقت رکھتی تھی۔ انگلش کو یہہ مشکل پیش تھی کہ اگر وہ ڈچ کو فرانس کے خلاف سہارا دیتے تو وہ اونکو ایشیا سے نکال باہر کرتے۔ اور اگر وہ فرانس کے ساتھہ برخلاف ہالینڈ کے ہوتے تو ایک بحری قوت کو شکستہ کرکے دوسری بحری قوت کو اونکی جگہہ قایم کرتے۔ جو پہلے سے زیادہ دہشتناک تھی۔ اور اسوقت فرانسیسی بڑے ہوے تھے سنہ ۱۶۶۵ء مین فرانسیس کمپنی نے ایسٹ انڈیا مس کے واسطے ایک بیڑا تیار کیا۔ اور ہالینڈ سے لڑنے کیلئے بھیجا سنہ ۱۶۷۲ء مین (جب انگلینڈ و فرانس کے فیمابین اتحاد تھا) ایک فرانسیسی بحری سپاہ ڈی لاہے کے ماتحت ہندوستان کو روانہ ہوی۔ جو سیلون مین ٹرنکومالی کے عمدہ

ہند رمین آگریسی - اور مدراس کے قریب سنیٹ تہومی پر قبضہ کیا - گو اسطرح ساحل کورومنڈل پر فرانسیس کا پہلی دفعہ نمودار ہونا انگریزون کو خار معلوم ہوتا تھا - مگر انگریزون کی شایستگی و تہذیب کا مقتضا یہ نہ تھا کہ وہ اپنے دست فرانسیسون سے مقابلہ کرتے - مگر دوسری صدی مین تو اس ساحل پر فرانسیسون سے انگریزون کی خوب لڑائیان ہوئین - پہران دونون مقامات کو ڈچ نے فرانس سے لے لیا - سترہوین صدی کے آخر مین دو بحری قومین جنسے انگلینڈ کو مشرق مین خوف تھا وہ آپسمین لڑنے لگین - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانسیس ڈچ ناتوان ہوگئے - جسکی وجہہ سے انگریزون کو بہت فائدہ حاصل ہوا - اور ایشیائی فتوح و تجارت مین متواتر آہستہ آہستہ سب سے آگے پیش قدمی کی - انکی نہ سے ایسٹ انڈیا کی تجارت کو بڑا فروغ ہوا - اور ہندوستان کے سواحل پر انگریزون کا قدم اچھی طرح جم گیا - سنہ ۱۶۸۳ع مین سر جان چائیلڈ بمبئی کا گورنر جنرل مقرر ہوا - اور سنہ ۱۶۸۵ع مین سورت کی کوٹھی کمپنی نے چھوڑ دی اور بمبئی اوسکی جگہہ مغربی بستی قرار پائی - سنہ ۱۶۸۶ع مین کمپنی کے لوگون پر ہوگلی مین رہتے تھے اوس صوبہ کے حاکم نے بہت ظلم کیا - اسلئے کمپنی نے وہان دلدل و ترائی مین فورٹ ولیم کی بنیاد سنہ ۱۶۹۸ع مین رکھی یعنے تین چھوٹے چھوٹے گائون سوتانتی - گوبندپور - کالی گہاٹ حاصل کرکے فورٹ ولیم بنایا گیا - جسکی قسمت مین بعد کو شہر کلکتہ ہونا لکھا تھا - اور چیف بنگال ایجنسی ہگلی سے کلکتہ مین منتقل ہوی - اور جزیرہ نمائے ہند کے مشرقی کنارون پر مدراس مرکزی مقام ہوا - الحاصل یہہ تینون شہر جو اسوقت پریسیڈنسی (احاطے) ہوگئے ہین - اوسوقت برٹش سلطنت کے قایم ہونیکے چارون سمتون مین مرکز تھے - اب ایسٹ انڈیا کمپنی نے - اپنا انتظام آزادانہ شروع کیا - اور اپنے مقامات کے گرد حصار بنائے - اپنے سکے جاری کئے - غرض اپنی حدود مین ایک خود مختار سلطنت جائی اور اپنے حقوق کی حفاظت دجو اونکو حسب فرامین حاصل تھی، دشمنون کی مدافعت اور چھوٹے چھوٹے رئیسون کے آپس کی لڑائی مین طرفداری وغیرہ کرنیکی غرض سے ہندوستانی سپاہ بہرتی کی - اور انگلینڈ مین

بڑی سپاہ تیار کی۔ شاہ انگلینڈ جیمس دوم سے کمپنی کے گورنر کے لئے صلح و جنگ کا حکم حاصل کیا۔ اور مغربی ہندوستان
مین بادشاہ کی حکومت سے لڑنے پر کمپنی نے کمر بستہ کی۔ مگر آخر کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ کیونکہ اونکی سپاہ اور نگ زیب
کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ اور بمبئی مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپاہ مین ۱۵ گورے اور ہندوستانی سپاہ تھی۔ گورنر
اپنے قلعہ اور شہر مین محصور ہو گیا۔ حبشی شیدیون کے بیڑے نے اُسکا دم ناک مین کیا۔ شرقی بنگال و شمال شرقی
سمت مین بھی جو جنگ کیگئی اومین بھی انگریزونکو فاش شکست اوٹھانی پڑی۔ کوٹھیون پر حملے ہوے۔
شہنشاہ ہند نے حکم صادر کیا کہ مدراس سے انگریز نکال دئے جائین۔ یہان کے پریسیڈنٹ کے پاس
قلعہ مین ۱۵ گورے اور دو نسلے پرتگیز تھے۔ جب اونہون نے یہ سنا کہ جنوب کیطرف بادشاہی لشکر آتا ہے تو انکا
دم نکل گیا۔ سنہ ۱۶۸۹ء مین سر جان چائلڈ مر گیا۔ جو کمپنی کے پالیسی جنگ کی جان تھا۔ آخر کمپنی نے بڑی عاجزانہ عرضی
اپنے معافی قصور کی اورنگ زیب کے پاس بھیجی۔ شہنشاہ نے اپنے کرم و رحم سے قصور معاف کیا۔ تو کورٹ
ڈائرکٹرز اس قسم کی عرضی بھیجنے پر کمپنی سے ناراض ہوئے۔ مگر یہان بجز اسکے کمپنی کے پاس چارہ ہی کیا تھا۔
اس اثنا مین سنہ ۱۶۹۸ء مین ایک اور کمپنی بنام انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی۔ اس کمپنی کے مقابلہ پر قایم ہوی۔
جسکا سرمایہ دس لاکھ پونڈ تھا۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت مین ابتری ہوی۔ اور کمپنی کے اندرونی معاملات
مین بڑے الجھیڑے پڑے۔ گو یہ دونون کمپنیان انگلینڈ سے متعلق تھین اور دونون کے سر پر انگریزی پھریرا لہراتا تھا۔
مگر وہ آپس مین ایک دوسرے کو غارت کرنا چاہتی تھین۔ اور ہر ایک کمپنی شہنشاہ ہند کے دربار مین اپنا رسوخ
پیدا کرنے کے سلئے جوڑ توڑ کرتی تھی۔ چنانچہ اس نئی کمپنی نے گورنمنٹ کو بیس لاکھ پونڈ کا تمسک لکھدیا کہ اوسکو
تجارت کا فرمان اسواسطے کہ اوسکے سوا دوسری کمپنی تجارت نکرے۔ اب اس سے ایسٹ انڈیا کی تجارت
کے کثیر منفعت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اوسوقت کیا سرسبزی کی حالت ہوگی۔ مگر آخر مین جنوری سنہ ۱۷۰۲ء
مین دونون کمپنیان متحد ہو گئین اور اونکا نام دی یونائٹڈ کمپنی آف مرچنٹس ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز
رکھا گیا۔ اور دونون کمپنیون کا سرمایہ ایکجا کیا گیا۔ غرض یہ دونون ملکر ایسی زبردست کمپنی ہوی جسنے

جنوبی ایشیا مین اپنے مقام کو بڑا مستحکم بنالیا۔ اور آئندہ ۱۵۰ برس تک انتظام سلطنت کیا۔ اور شہر لندن اوسکا پشت پناہ بنا رہا۔

۱۷۰۷ء مین جب اورنگ زیب نے وفات پائی تو ہندوستان کا انتظام بگڑا۔ اور اوسکی اولاد مین تخت نشینی کے لئے ہنگامے برپا ہوئے۔ اوسکے علاوہ مرہٹون نے بڑی شورش کر رکھی تھی۔ اونکے گروہ کے گروہ متوسط و شمالی اضلاع مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے۔ دکن مین نظام نے اپنی سلطنت جما رکھی تھی۔ ہندوستان کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ (بنگال) ایک عالی ہمت بلند حوصلہ افغان کے قبضہ مین تھا۔ پنجاب مین سکھون نے سر اوٹھا رکھا تھا۔ اودہ مین بادشاہ کے ایک عہدہ دار نے اپنے خاندان کی سلطنت کا ڈول ڈال رکھا تھا۔ اور دوروزدیک کے اضلاع مین غاصب و خودسر پیدا ہو رہے تھے۔ غرضکہ سولہوین صدی مین جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا اورنگ زیب کے بعد اسطرح حصے بخرے ہو رہے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کا عروج تھا تو کابل اور قندہار بھی اوسکے صوبے تھے۔ مگر وہ اورنگ زیب کے آخر ایام مین ہندوستان کی سلطنت سے خارج ہو گئے تھے۔ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کا برقرار رکھنا ہندوستان کے امن و امان کے لئے ضروری ہے۔ جب ہندوستان کے ہاتھ سے افغانستان نکل گیا تو اوسط ایشیا سے ہندوستان پر حملے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کی وفات سے تیس سال بعد نادر شاہ ایک بلند اقبال ایرانی سپاہی ایران کی بادشاہت کو غارت کر کے خود بادشاہ بنا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دہلی مین قتل عام کیا۔ اور بادشاہ کی کل دولت کو چھین کر سندہ کے پار لیگیا۔ جب نادر اپنے خیمہ مین مارا گیا تو۔ احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کو فتح کر کے ۱۷۵۲ء مین پنجاب کو لے لیا۔ جنوب و مغرب مین مرہٹون کا طوفان برپا تھا۔ خلاصہ یہہ کہ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے تنزل کا آغاز ہوا۔ اور اوسکے انجر پنجر ڈھیلے ہونے شروع ہوئے۔ جو بادشاہ ہوا وہ ملک داری سے غافل اور عیاشی و نفس پرستی مین کامل ہو گیا۔ بھانڈون مسخرون

شاعرون نے اوسے سلطنت کے کام کا نہ رکھا آخرکار کوئی وارث ہندوستان کی سلطنت کا نرہا۔ اور اس لاوارث شے کے سب طرف سے خواہان پیدا ہوگئے۔ ہر طرف ملک مین شور و شر اور فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ ایک طرف راجپوتون کی جنگجو قوم سلطنت لینے کے لیے کمر باندہی۔ دوسری جانب پٹہانون نے سر اوٹہایا۔ روہیلکہنڈ کو دبالیا۔ سکہون نے ایک اپنی نئی ریاست قایم کرلی جس کے آس پاس جاٹون نے جدا ہی اپنا ڈنکہ بجایا۔ پہر اون سب کا مرہٹون نے سر کچلا۔ ہر رئیس مرہٹون کے نام سے کانپتا تھا۔ اونہون نے سلطنت مغلیہ کا کوئی حصہ اپنی لوٹ مار سے خالی نہین چہوڑا۔ اب ایسے شور و شر کے زمانہ مین پولٹیکل اکہاڑے مین دو پہلوان قومین انگلش و فرنچ کشتی لڑنے کے لئے اترین۔ اٹہارہوین صدی کی شروع مین بحری مہمات کیوجہ اون مین تنزل آیا تھا۔ مگر پہر وہ یوروپ سے بڑی آن بان کے ساتھ سمندر پار آئین۔ اور اپنے مقابلہ مین سب یوروپین رقیبونکو پیچہے ہٹا دیا پرتگیز جو اس راہ کے اول موجد تھے وہ بہت پیچہے ایک مقام پر پہلے ایستادہ تھے اور ڈچ جو پرتگیزون کے قدمون پر چل رہے۔ اور اونکی تجارت و ملکت کا بڑا حصہ چہین لیا تھا۔ اون کی قوت بہی اس سبب سے شکستہ ہوگئی تہی کہ اونکے ملک ہالینڈ پر فرانسیسون نے متواتر حملے کئے تھے۔ اسلئے اب انگریزون کو بحری تجارت کے پرانے رقیبون سے فراغت حاصل ہوگئی تہی۔ سنہ ۱۸۲۵ع مین ڈینیز (ڈنمارک والے) یوروپ نے ان اضلاع مین وہ جہگڑے ہی کرنے چہوڑدے تھے جو وہ اپنی عظمت و فوقیت کے حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اور اونکی بڑی تجارتگاہین یہان سے منتقل ہوکر جنوب مشرق مین سیلون۔ جاوا علیدمیو۔ سپانس ائیلنڈس مین چلی گئین تہی۔ اسوقت سیوائی اونکی کوٹہیون کے جو چنسورا۔ نیگاپٹم۔ جافنا پٹم وغیرہ مین ملتی ہین اور کوئی نشان انکے ملک مین آنیکا باقی نہین ہے۔ ہنٹر صاحب لکہتے ہین کہ ۱۸۰۵ع مین صرف (۷۰) اور ۱۸۹۱ع مین (۹۷) ڈچ ہندوستان مین پائے گئے۔ اور منجملہ (۱۷) مقامات کے جہان اون کی کوٹہیان تہین۔ اب ایک بہی ایسی جگہہ نہین ہے جہان اونکا نام و نشان ہو۔ ۱۲ مولف۔

ایسٹ انڈیا کمپنی بہی بالکل معدوم ہوگئی تھی۔ ۱۷۲۲ء مین آسٹریا کے شہنشاہ نے نیدرلینڈس کے اہل آسٹریا کے تاجرون کو فرمان عطا کیا تھا۔ جسکے موافق اوسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی مجاز تھی کہ وہ تجارت کرے جہازون کو مسلح رکھے۔ ہندوستان کے سلاطین و امراء سے عہد و پیمان کرے جس سے دوسرے یوروپین قومون کو خوف پیدا ہوا۔ جو بحری تجارت کرتے تھے۔ آخر انگلینڈ و فرانس۔ ہالینڈ نے ملکر اوسکو لڑائی کے ایسے خوف دلائے کہ شہنشاہ آسٹریا صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اوس نے اس کمپنی کو بالکل دبا دیا۔ اب فرانسیس بتدریج ہندوستان مین اپنے قدم مستحکم جماتے جاتے تھے۔ اگرچہ ۱۷۳۱ء مین متواتر یوروپین لڑائیون کے سبب سے کمزور ہوگئے تھے۔ مگر اسکے بعد تیس برس تک ایسا امن و امان کا زمانہ آیا کہ پہر اونمین۔ الوالعزمی کا جوش اوٹھا۔ اور اب فرانس مین لوگون کو روپے سے منفعت حاصل کرنیکا خبط سمایا۔ جسکے باعث اونکی ایسٹ انڈیا کمپنی انقلابات مین مبتلا ہوی۔ مگر پہر سنبہلتی گئی۔ بحر ہند پار ٹلی کی تجارت کی پہر جلد ترقی ہوگئی ۱۷۲۱ء مین فرانسیسون نے مورشس پر قبضہ کیا۔ جسکو ہالینڈ والون نے چھوڑ دیا تھا۔ اور انگریزون کے ہمسایہ مین ساحل ہند کارومنڈل پر پانڈیچری مین اپنا دارالاقامت مقرر کیا۔ اور اوسکو ایسا آباد کیا کہ (۷۰) ہزار آدمیون کی آبادی ہوگئی۔ اسمین کمپنی کے اول گورنر لی نوٹر اور ڈیوماس مقرر ہوئے جنہون نے بڑی لیاقت و دانش سے کمپنی کا کام انجام دیا ۱۷۴۱ء مین ڈیوماس کی جگہ بڑا صاحب لیاقت گورنر ڈیپلے مقرر ہوا اوس نے دریا ہگلی کے کنارے پر چندرنگر مین فرانسیسی کوٹھی مقرر کی۔ اوسکو اس شہر مین سارے سول اور ملٹری اختیارات حاصل تھے۔ اوس نے اپنی عقل و دوراندیش سے کمپنی کے کامون کو بہت رونق دی۔

اب ہندوستان کی تجارت سے منفعت اوٹھانے کے لئے دو رقیب انگلش و فرانسیس تھے۔ انکی رقابت تجارت نے پولیٹکل رقابت کی صورت اختیار کی۔ اور تجارت سے سلطنت حاصل کرنیکے منصوبے دونون قومین کرنے لگیں ۱۷۴۴ء تک انکے کاروبار دوستانہ تھے۔ اور ہر ایک ساز و سامان مین

برابر تھی۔ صرف تجارت سے مطلب تھا۔ ملک کے اندرونی معاملات سے کچھہ سروکار نہ تھا۔ فرانس
کی ایسٹ انڈیا کمپنی بالکل اپنے بادشاہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ سلطنت کی قرضدار بھی تھی ۱۷۲۲ء مین
بادشاہ نے اوسکے ڈائرکٹر مقرر کئے۔ جنہون نے کمپنی کے کامون مین مداخلت کی۔ اور اوسکے برخلاف
انگلش کمپنی اپنی گورنمنٹ کی قرضدار نہ تھی۔ بلکہ اوسنے خود خزانۂ شاہی کی بڑی امداد قرض دیکر کی تھی۔ اور
وہ خود پارلیمنٹ مین اپنا اختیار و وثوق رکھتی تھی۔ اور اپنے معاملات کی خود جوابدہ تھی۔ الحاصل
سلطنت مغلیہ کی تباہی و بدنظمی کے زمانہ مین بنگال کی کوٹھیون کی بہ نسبت دکن کی کوٹھیان زیادہ ۔
آزاد تھین۔ کیونکہ۔ اونکی گردن مین بادشاہ کی اطاعت کی رسن پڑی ہوئی تھی جنوب مشرقی ساحل
کورومنڈل پر پونڈیچری فرانسیسی کمپنی اور مدراس انگلش کمپنی کی دارالاقامتین تھین۔ اور یہ دونون دکن کے
ایک بڑے صوبے کرناٹک مین واقع تھے۔ اور دکن پر نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر حکمران تھے
۱۷۴۰ء مین جب یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے مابین جنگ کے اشتہار کی خبر ہندوستان پہنچی تو ہندوستان
مین ان دونون کمپنیون کی عداوتون کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ آخر ۱۷۴۴ء مین فرانس و انگلینڈ کے
درمیان آتش کارزار گرم ہوئی۔ اور یہان ان دونون کمپنیون نے بھی جنگ کی تیاری کی ۱۷۴۵ء مین انگریزی
بیڑے نے پانڈیچری پر حملہ کیا۔ اور موریشس کے فرانسیسی بیڑے سے مٹ بھیڑ ہوی۔ اور دونون بیڑون مین
خوب لڑائی چلی اتنے مین انگریزی بیڑا سیلون کو چلا گیا۔ اور فرانسیسون نے مدراس کا محاصرہ کیا۔ انگریز ونیچ
مجبور ہوکر مدراس فرانسیسون کے حوالہ کیا۔ اور یہ وعدہ ہوا کہ انگریز تین مہینے کے اندر تاوان جنگ ادا
کرین تو مدراس اونکو واپس دیدیا جائے۔ جب نواب کرناٹک نے اپنے علاقہ مین ان دونون کی
کارستانیان دیکھین تو اوس نے ڈیوپلے (فرانسیسی گورنر) سے مدرس مانگا۔ جب اوس نے انکار
کیا تو نواب نے محاصرہ کیا۔ لیکن ڈیوپلے نے اپنی فرانسیسی سپاہ سے ایک ہی حملہ مین ہندوستانی سپاہ کو
جو نواب کے ساتھہ تھی بھگا دیا۔ اب سارے کرناٹک مین فرانسیسونکی شجاعت کی دہاک بندہ گئی ۔

کیونکہ یہ پہلی ہی لڑائی تھی جو ہندوستانی اور فرنگستانی لشکرون مین ہوی تھی - اسکے بعد ڈیوپلی نے مدراس کے انگریزی گورنر و افسرون کو قید کرکے پانڈیچری لیگیا - اور انگریزون کے قلعہ ڈیوڈ کو بھی گہیر لیا مگر ناکام رہا ۱۱۶۲ھ مین خبر آئی کہ یورپ مین انگریزون اور فرانسیسون مین صلح ہوگئی - جسکی وجہ سے یہان بھی ان دونون قومون نے لڑائی کو موقوف کرادیا - اور انگریزون کو فرانسیسون نے مدراس واپس دیدیا - اور اوسکے عوض مین انگریزون نے شمالی امریکہ مین لوئش برگ واپس دیا - یورپ کی صلح نے انگریزون اور فرانسیسیون کو آپس مین لڑنے سے منع کردیا تھا - اسلیئے اونکی سپاہی بیکار تہی - یہہ ایک قدرتی قاعدہ ہے کہ جب مالکان سپاہ کے پاس اسقدر سپاہ ہوتی ہے کہ اونکی محافظت کی ضرورت سے زاید ہوتی ہے - تو وہ اونکی تحریب مین اپنے ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین - یہان تو ہندوستانی والیان ملک بہ تمنا یہ چاہتے تھے کہ فرنگستانی سپاہی تنخواہین اور خدمت ہم سے لین - اسلیئے دونون قومین مہمات عظیم مین فوج کشی کرنے مین اپنی منفعت کثیر کی امید کرتی تہین کہ اونکی تجارت کو وسعت ہوگی - ملک بھی کچھ ہاتھ آئیگا - رقیب پر بھی نقصان پہونچانیکا احتمال ہوگا - چنانچہ ان ترغیبون کی چال مین اول انگریز پہنسے - مرہٹون کی ریاست تنجور کے راجہ کو اوسکے بہائی نے نکال دیا تھا - انگریز اِس راجہ کو گدی پر بٹھانے کے لیئے لیگئے - مگر وہان ایسی بری طرح لڑے کہ شکست پائی اور اپنی فوج کا سارا خرچ اوٹھانا پڑا - اور کچھ زمین بھی دینی پڑی - اِس اثنا مین نواب آصف جاہ والی دکن نے انتقال کیا - اور جانشینی کے لیئے اونکے بیٹے ناصر جنگ اور نواسے مظفر جنگ مین فساد برپا ہوا - اور دونون مسلح ہوکر برسر جنگ ہوئے - اودہر کرناٹک مین بھی سعادت اللہ خان کے وارثون مین جانشینی کے لیئے فساد برپا ہوا - حالانکہ قبل ازین سعادت اللہ خان صوبہ کرناٹک کے انتقال پر اونکے وارثون مین شورش پیدا ہوی تھی - لیکن اوسوقت آصف جاہ بہادر زندہ تھے - جو اپنی حکمت عملی سے اِس شورش کو دبا دیا تھا - اب تو یہان خود آصف جاہ کی وفات کے باعث لڑائی جھگڑے پھیل رہے تھے - اب اوس کا دبانے والا کوئی بھی موجود نہ تھا - الحاصل جب ان دونون جانشینون کے ملکون مین جا بجا جنگ

توڈپلے (فرانسیسی گورنر) نے چندا صاحب کی (جو کرناٹک کی نوابی کا امیدوار تھا) اپنی سپاہ سے بڑی
امداد کی۔ اور کرناٹک کے فرمانروا نواب انورالدینخان پر بہت جلد حملہ کیا۔ اور شکست دیکر اوسکو قتل کیا
اب چندا صاحب فتحیاب ہوکر اپنی فوج کو مظفر جنگ کے لشکر سے ملایا۔ اور دونون پانڈیچری گئے۔ یہان
فرانسیسون نے اونکا بڑی دہوم دہام سے استقبال کیا۔ اور ان دونون نے اہل فرانس کو بہت سا ملک
دیا۔ جسکا بڑا حصہ خاص ڈیوپلے اور اوسکی بی بی کو ملا۔ اب فرانسیس مظفر جنگ کو دکن مین نظام اور
چندا صاحب کو کرناٹک مین نواب بنانے کے لیئے علانیہ سعی کرنے لگے۔ ادہر انگریزون نے ناصر جنگ بہادر
کے پاس اپنی چھہ سو سپاہ بہیجی۔ اور محمد علی (جو ناصر جنگ کیطرف سے کرناٹک مین نواب مقرر ہوا تھا) کی
بہی اعانت کی۔ چنانچہ محمد علی نے چندا صاحب کے ہاتہون سے قلعہ ترچناپلی کو بچا رکھا۔ لیکن چندا صاحب نے
معہ فرانسیسی سپاہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ کرناٹک دارالسلطنت ارکاٹ کو کلایو نے
دلاوری و مردانگی سے فتح کر لیا ہے جسکے باعث فرانسیسون کی توجہ قلعہ ترچناپلی کے طرف سے ہٹ
کر ارکاٹ کے طرف ہوگئی۔ اور محاصرہ کی فوج کا بہت بڑا حصہ ارکاٹ کے تسخیر کے لیئے بہیجا گیا۔ گو فرانسیسون
نے ارکاٹ پر سخت حملے کیئے۔ مگر کلایو اور لارنس نے دلیرانہ حملون کا دفعیہ کیا۔ اسکے بعد انگریزون نے
چندا صاحب کے سپاہ کو پریشان کر دیا۔ اور فرانسیسی افسرون کو گرفتار کیا۔ اور ترچناپلی کو محاصرہ سے
خلاصی دی۔ ادہر مرہٹون نے محمد علی سے سازش کر کے چندا صاحب کو قتل کر ڈالا۔ اور مظفر جنگ بہی
حیدرآباد کے طرف جاتا تھا کہ ایک لڑائی مین افغانون کے ہاتھ مارا گیا۔ ناصر جنگ بہادر نو اوسکے قبل ہی
ہمت بہادر کے ہاتھ شہید ہوے تھے اب صلابت جنگ بہادر دکن کے فرمانروا
(جو فرانسیسی افسر تھا) نے صلابت جنگ کے پاس پہونچکر بڑا رسوخ حاصل کیا۔ اور ساری سپاہ کا سپہسالار
ہوگیا۔ اور صلابت جنگ نے بوسی کو چار ضلع جو ابتک شمالی سرکارین کہلاتے ہین جو بالائے کرناٹک کے
مشرق مین دیدیئے۔ جن کی آمدنی اوسکی سپاہ کے خرچ کے لیئے وافر تھی۔

ٹرچناپلی کے محاصرہ مین فرانسیسیونکا سارا زور خرچ ہوگیا۔ اور امتداد محاصرہ سے بغیر پریشانی کے کچھہ بھی حاصل نہوا
اور فرانسیسی کمپنی میں لاکھہ فرنک کی قرضدار ہوگئی۔ جب اسکی خبر ڈائرکٹرون کو ہوی تو ڈوپلے کو فرانس طلب کیا
اور اسپر مقدمہ قایم کیا گیا۔ اور وہ سخت بی عزتی کے ساتھہ افلاس کی حالت مین مرگیا۔ اب ڈوپلے کی جگہہ
۱۷۵۴ء مین گودہو گورنر مقرر ہوکر آیا۔ جس نے آتے ہی سانڈرس گورنر مدراس سے مصالحت کرلی۔ اور
اس مصالحت کی سبب سے دونون کمپنیون مین جنگ وپیکار کا بازار بالکل ٹھنڈا ہوگیا۔ لیکن ۱۷۵۶ء مین
پھر یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے فیما بین جنگ چھڑگئی۔ جسکی وجہہ سے یہان ہندوستان مین بھی ان
دونون کمپنیون نے ہتیار سنبھالے۔ اب فرنچ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ مشرق مین انگریزون کے
قبض و دخل پر باقاعدہ لشکرکشی کیجائے۔ چنانچہ کونٹ لالی کو بڑا طاقتور اور قوی لشکر سپرد کرکے ایسٹ انڈیا
روانہ کیا۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ والیان ملک کے باہمی جھگڑون مین بالکل دخل نہ دے۔ اور ساحل
بحر پر انگریزون کے جسقدر استوار مقامات ہین اونپر قبضہ کرنے اور اونکی تجارت کی بیخکنی مین ہمہ تن مصروف
ہو۔ ابھی لالی یہان آیا بھی نہ تھا کہ ۱۷۵۶ء مین انگلینڈ سے ایک چٹھی پریسیڈنٹ کلکتہ کے نام یہ آئی کہ فرانس
سے لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ لہذا وہ وہان اپنے دارالحکومت کو استوار و مستحکم کرکے۔ جب اوس نے مستحکم کرنا شروع کیا تو
سراج الدولہ نے اپنی حکومت مین یہ کارروائی نامناسب سمجھی اور انگریزون سے جھگڑا کرکے قاسم بازار
پر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے کلکتہ پر چڑھائی کی۔ وہان کا گورنر اپنے کچھہ آدمیون لیکر بھاگ گیا۔ ایک عورت
اور ۱۴۵ مرد سراج الدولہ کے ہاتھہ گرفتار ہوئے۔ جنکو ایسے تنگ و تاریک حجرہ مین ایک رات بند کیا
گیا کہ ۱۴۶ مین سے صرف ۲۳ زندہ نکلے چنانچہ بلاک ہول اسی مقام کو کہتے ہین۔ جو اسوقت کلکتہ
پوسٹ آفس کے پاس دریافت ہوکر ایک پتھر نصب کیا گیا ہے۔ اب کلایو صاحب اور واٹسن صاحب بعالم مدراس
مع مدراس کی فوج اور بحری بیڑے کے کلکتہ پہونچے سراج الدولہ سے لڑکر کلکتہ لے لئے اور سراج الدولہ
نے اس جنگ کا نقصان انگریزونکو دیا پھر کلایو صاحب نے چندرنگر پر حملہ کیا۔ اسوقت سراج الدولہ فرانسیسیون کیطرف

ہوگیا۔ آخر ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو کلکتہ سے ۷۰ میل شمال رویہ پلاسی کے مقام پر انگریزون اور سراج الدولہ
کے مابین بہت بڑی لڑائی ہوئی جسمین سراج الدولہ نے شکست پائی۔ اب کلایو صاحب نے میر جعفر
کو (جسکو اول ہی سے تیار کر رکھا تھا) مرشد آباد کے تخت پر بٹھلا دیا۔ اور ہندوستان کی سب سے
زیادہ زرخیز صوبہ بنگال پر اپنا تصرف کرلیا۔ اور اون اضلاع سے فرانسیسون کو خارج کردیا۔ اس لڑائی
مین کلایو صاحب اور اوسکے ماتحتونکو لاکہون پونڈ کا فائدہ ہوا۔ پہر نواب نے (۸۸۲) میل مربع زمین
معہ حقوق زمینداری ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی۔ الحاصل یہی پلاسی کی لڑائی شروع تاریخ سلطنت
انگریزی کی ہندوستان مین شمار کیگئی ہے۔ اسکے بعد کلایو صاحب نے کرنل فورڈ کو بہیجا کہ فرانسیسونکو
اونکے اضلاع عظیم شمالی سرکارون سے نکال دے۔ چنانچہ کرنل نے وہان جاتے ہی اونکو نکال دیا
یہ شمالی سرکارین سرکار نظام نے بوسی کو اسلیئے دی تہین کہ اونکی آمدنی سے سپاہ کا خرچ چلائے۔ اب
اونکے اسطرح چہن جانے سے حیدرآباد مین بوسی کی بڑی کرکری ہوئی۔ اور اوسکے جاہ و منصب پر بڑی آفت
آئی ۱۷۵۹ء مین کلایو صاحب کو مغلون کی ریاست مین پنجہزاری کا رتبہ اور ایک بڑا قطعہ زمین کا کلکتہ کے پاس
دیاگیا۔ یہ جاگیر پہر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین آگئی۔ اور کلایو صاحب کو اوسکا معاوضہ دیاگیا۔ اس اثنا
مین لالی بہی آپہونچا۔ اور آتے ہی قلعہ ڈیوڈ کو لے لیا۔ مگر رسد و روپیہ کی کمی سے مدراس پر حملہ نکرسکا۔ البتہ
رقم کے حاصل کرنیکے لئے تنجور پر یورش کی۔ لیکن کوئی فائدہ حاصل نہوا۔ بلکہ اور مالی دقتین پیدا ہوگئین اتنے مین
انگریزون کے جنگی جہاز بہی آگئے۔ فرانسیسی جہازون سے اونکا کئی دفعہ مقابلہ بڑی تیزی و تندی سے ہوا۔
مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہوسکا۔ فرانسیسی بیڑے کو بہت نقصان پہونچا۔ اور لالی نے بوسی کو حیدرآباد سے
اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ جب بوسی حیدرآباد سے چلاگیا تو سرکار نظام کے دربار مین انگریزونکا رعب
داب قایم ہوگیا۔ اور پہر فرانسیسون کو سرکار نظام کے دربار مین فضیلت حاصل نہوئی۔ اسوقت لالی چارون
طرف سے مزاحمتون مین گہیرا ہوا تہا۔ چند مہینے تک کرناٹک مین دونون کی سپاہین آپس مین لڑتی رہین۔

اب لالی نے قلعہ وِنڈواس کا محاصرہ کیا جسکے باعث سرآئر کوٹ نے اوسپر حملہ کیا۔ آخر فرانسیسیون نے شکست پائی۔ اور بوسی گرفتار ہوا۔ لالی پانڈیچری کو بہاگ گیا۔ انگریزون نے پانڈیچری کا محاصرہ کیا جنوری سنہ ۱۷۶۱ء کو فرانسیسیون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا۔ اور فرانسیسیون کے تمام مستحکم مقامات انگریزون کے ہاتہ آئے۔ انگریزون نے جو پانڈیچری کو فتح کر لیا تو اوسکے سبب سے فرانس اور انگلستان کا جہگڑا ہندوستان مین ختم ہوگیا۔ وولیٹر لکھتا ہے کہ فرانسیسیون نے چالیس برس سے زیادہ تک اس کمپنی کے سہارنے مین بڑی رقمین خرچ کین۔ اور اس ناتجربہ کار کمپنی نے نہ کبھی منافع کمایا۔ نہ اصل کا روپیہ حصہ دارون اور قرضدارون کو ادا کیا۔ سنہ ۱۷۲۵ء سے سنہ ۱۷۶۹ء تک متواتر وزراء فرانس نے اوسکو ایک کروڑ انہتر لاکھ فرنک کی رقم پیشگی دی۔ سنہ ۱۷۶۳ء مین جو مقبوضات کہ فرانسیسیون نے واپس لین وہ چندان قابل بیان نہین ہین۔ کیونکہ عہد و پیمان کے روسے وہ اون مقامات کی فصیل و حصار استوار نہین کر سکتے تہے۔ اور نہ صوبہ بنگال مین سپاہ رکھ سکتے تہے۔ جسکے باعث شمال مین اون کے لئے دروازہ بند ہوگیا۔ وہ صرف ساحل بحر ہند پر چند غیر محفوظ مقامات مین مقید ہو گئے۔

اب میر جعفر کی سنئے جسکو انگریزون نے اس وعدہ کیساتھ نواب بنایا تہا کہ وہ انگریزون کو جنگ کا خرچہ اور اونکے نقصانات کا معاوضہ (جو کلکتہ کی کوٹہیان چہن جانے سے ہوا تہا) دیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین انگریز اوسکو بوقت ضرورت فوج کے اخراجات لیکر لشکر سے مدد دینگے۔ ان شروط کا نتیجہ یہ ہوا کہ میر جعفر کا خزانہ بالکل خالی ہوگیا۔ جسکی وجہ سے اوسکی حالت بہت ردی ہوگئی۔ اب نہ وہ حکومت کر سکتا تہا۔ اور نہ اپنے تخت کو سنبہال سکتا تہا۔ اسوقت بنگال کی حالت بہت بگڑ گئی تہی۔ ادہر سنہ ۱۷۶۰ء مین کلایو صاحب بہی ولایت (جو چہہ برس کے بعد سنہ ۱۷۶۵ء مین ہندوستان واپس آئے) چلے گئے۔ اور یہان کی کمپنی کے ایجنٹون اور میر جعفر مین رقم کی بابت ان بن ہوگئی۔ کیونکہ فوج انگریزی کی تنخواہ کا بقایا نواب (میر جعفر) کے ذمہ بہت ہوگیا تہا۔ آخر کار ریسیڈنٹ اور کونسل نے

میر جعفر کو معزول کر کے اوسکے دیوان میر قاسم کو اوسکی جگہ بٹھا دیا۔ میر قاسم نے اپنی نوابی کے لئے انگریزونکو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر یہان خزانہ مین رکھا ہی کیا تھا۔ اسلئے وہ وعدہ کو ایفا نکر سکا۔ اب پہلے سے بھی بہت زیادہ معاملہ کی صورت بگڑگئی۔ اور کمپنی و میر قاسم کے فیما بین بڑا خطرناک بگاڑ ہو گیا۔ بدنظمی کا کچھ علاج نہوا۔ جسکے باعث خزانے خالی ہوگئے حکومت کی صورت بگڑ گئی۔ محاصل ملکی مین کمی ہوئی۔ بالائے ہند سے راہونکے پرخوف وخطر ہونے سے تجارت بند ہوگئی۔ مسٹر ایلس (جو پٹنہ کی کوٹھی کے افسر تھے۔) نے شہر پٹنہ کو لے لیا۔ مگر وہ اوسکو قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ جب وہ اولٹا پھرا تو۔ اوسکا کل گروہ گرفتار ہوگیا۔ لیکن کمپنی کی سپاہ آپہنچی۔ اور نواب کو شکست دیدی۔ اس سے اوسکو ایسا غصہ چڑہا کہ اوس نے سب انگریزی قیدیون کو مار ڈالا۔ اور سرحد سے باہر جاکر نواب وزیر (شجاع الدولہ) سے جا ملا۔ اسوقت شاہ عالم (بادشاہ) بھی شجاع الدولہ کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ تینون ملکر انگریزون سے لڑنے کے لئے بنارس چلے۔ ۲۳ اکٹوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون سے لڑائی ہوئی۔ شجاع الدولہ نے شکست پائی انگریز فتحیاب ہوے۔ اس بدعلی کے انتظام کے المناک نتائج جو ظہور مین آئے تو کمپنی ہوش سے کام کرنے لگی۔ اور اوس نے اپنے کل اختیارون کو چھوڑ دیا۔ اور میر جعفر کو پھر مسند ریاست پر بحال کیا۔ ۱۷۶۵ء مین میر جعفر مر گیا۔ اور اسی سال کلایو صاحب بھی ولایت سے بنگال آگئے۔ اور شاہ عالم (بادشاہ) خود انگریزون کے خیمہ مین گیا۔ اور بنگال و بہار واڑیسہ کی دیوانی کی سند بلا شرکت غیرے بطور التمغا عطا کی۔ اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا وہ معاف کیا۔ ۲۶ لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس وغازی پور بھی بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دے گئے۔ اور انہین ایام مین نواب اودہ و لارڈ کلایو کے باہم بھی ایک عہدنامہ مرتب پایا۔ مگر اسی سال ۱۷۶۵ء سے پھر زمانہ نے اپنا رنگ بدلا۔ اور اسی سنہ کے بعد انگریزونکے لڑائی جھگڑے ہندوستانی سلطنتون سے مدراس و بمبئی مین شروع ہوئے۔ کیونکہ شمالی ہند کے ملکی

مین مرہٹون کے غارتگریون - اور حیدر علی والی میسور کی دست درازیون نے شیرازۂ انتظام کو درہم و برہم کر دیا تھا - ان کے علاوہ سکھ اور روہیلون کی مداخلت و مزاحمت نے جدا تنگ کر رکھا تھا - اور انگریزونکی سلطنت کو جو کھون مین ڈال دیا تھا - چونکہ مرہٹون و سکھون اور روہیلون مین ایک طرحکی قومیت وعصبیت پائی جاتی تھی - اسلیئے اون سے انگریزون کے سپاہیون کو سخت لڑائیان لڑنی پڑین -

اسوقت حیدر علی کا اقبال زورون پر تھا - اور اوسکی بہادری و ناموری کی شہرت اطراف مین پہیلی ہوئی تھی - میسور پر اوسکو اختیار کل حاصل تھا - اسکے علاوہ اوس نے دکن مین جس زمین کے اوپر پاؤن رکہا اوسکو اپنے ہاتھہ مین لے لیا - اوسکے ہمسائے اوس سے سخت خوف کہاتے تھے - لیکن مرہٹے اور سرکار نظام یہ دو بڑے دشمن اوسکے تھے - مگر اوس نے مرہٹون سے بھی خوب لڑائیان لڑا - اور سرکار نظام کے ملک کا بھی ایک بڑا حصہ دبا بیٹھا - اور میسور سے کرناٹک تک دہمکانے لگا - جسکی محافظت کی جوابدہی مدراس گورنمنٹ کے ذمہ تھی - اس اثنا مین انگریزون و سرکار نظام (میر نظام علیخان بہادر) اور مرہٹون (پیشوا) ہیہ تینون کے فیمابین عہد و پیمان کی سلسلہ جنبانی ہوئی - لیکن ابھی انگریزون اور سرکار نظام کے عہدنامہ پر دستخط بھی ہونے پائے تھے کہ حیدر علی ایک لشکر جرار حیدرآباد کے ملک پر چڑہا دیا - سرکار نظام نے عہدنامہ کے موافق مدراس گورنمنٹ سے امداد کے لیئے سپاہ طلب کی اس موقع پر پیشوا نے اضلاع میسور کو خوب تباہ کیا - حیدر علی نے اس بلا کو کچھہ روپیہ دیکر اپنے ملک سے ٹالا - اب میر نظام علیخان بہادر نے مدراس کی سپاہ کو ساتھہ لیکر میسور پر چڑہائی کی - لیکن لڑائی کے قبل ہی کچھہ عہد و پیمان ہوگئے - اب حیدر علی انگریزون پر جہکا - اور ان دونون کے خوب لڑائیان زور و شور کے ساتھہ ہوئین - آخر اس جنگ کا خاتمہ ۱۷۶۹ء مین صلح پر ہوگیا - مرہٹون نے اس موقع پر بھی کرناٹک مین خوب جہاڑو پہیری - مگر ان لڑائیون مین سرکار کمپنی کا بہت سا خزانہ خالی ہوگیا جس پر لنڈن کے ڈائرکٹر کمپنی پر بہت کچھہ ناراض و خفا ہوئے

* ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے بنگالہ کے سب صوبون کی کل آمدنی کا چار کروڑ روپیہ - اور کمپنی کی نقد آمدنی ۲ جبد منہائی کل اخراجات

اسکے بعد انگریز۔ حیدر علی۔ مرہٹے۔ یہ تینون نے ملکر آپس مین ایک دوسرے کی مدد و اعانت کا عہد و پیمان کرلیا۔
اور اس قسم کا عہد و پیمان انگریزون نے سرکار نظام سے بھی کیا۔ مگر اوسکے بعد جب مرہٹون اور حیدر علی کے لڑائی ہوتی تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۰) کے ایک کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا تخمینہ کیا تھا۔ کورٹ ڈائرکٹر جب اس مال و دولت کے مالک ہوئے تو انہون نے اپنے حصہ کی قیمت بڑہائی۔ اونکا سرمایہ دو کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا ہوگیا۔ اور فی حصہ ساڑھے بارہ فیصدی منافع تقسیم ہوا۔ ہندوستان سے کمپنی کے ملازم مال و دولت سے البتہ مالامال ہوکر انگلستان گئے کہ اونہون نے بڑی بڑی جائدادین اور جاہ و منصب کے اعلےٰ عہدے خریدے لئے۔ ۱۷۶۷ء مین وزیر اعظم نے پارلیمنٹ مین اجلاس کرکے کمپنی کی نسبت یہہ قانون جاری کیا۔ کہ کچھہ برسون تک کمپنی چالیس لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیا کرے۔ بعد ازین ۱۷۷۳ء مین جو تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا۔ کہ کمپنی کا خرچ ۱۷۶۵ء سے بڑہکر ستر لاکھ روپیہ سے ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ ہوگیا ہے۔ اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ ۱۷۶۵ء مین برٹش گورنمنٹ کو نقد محصولات سے اور چارکی کفالت سے اور کمپنی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ملنے سے کچھہ ہی کم دو کروڑ روپیہ سالانہ سے اوپر آمدنی بہ نسبت کمپنی کی آمدنی کے ہوئی۔ تو برٹش قوم نے کمپنی کے فائدون مین ناانصافی سے زیادہ حصہ لیا۔ حقیقت مین کلایو کے فتوح سے جو اضلاع حاصل ہوے تھے۔ اونکے محاصل کو اسٹیٹ جمع کرکے اوس مین سے بطور خراج شاہی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ادا کرنی تھی۔ مگر ان محاصل ملکی کے قبضہ مین آنے نے کمپنی کی تجارت کی نظام مین ایک انقلاب پیدا کیا کہ ۱۷۶۶ء مین سرکاری آمدنی کا بڑا حصہ تجارت مین اسطرح لگایا جاتا کہ اسباب اور خام پیداوار اور صنعت کے اشیار خرید کرکے یورپ کو بھیجی جانین۔ لارڈ کلایو ایسا عالی دماغ و روشن ضمیر تھا کہ وہ اپنی مستقل طبیعت کے سبب سے سب سررشتون کا انتظام بخوبی رکھتا تھا۔ ۱۷۶۷ء مین جب وہ ولایت چلا گیا تو ہر سررشتہ کی چستی مین سستی آئی۔ اور خزانہ فضول کامون مین ضائع ہوا۔ اور گورنمنٹ کے ایجنٹ (اہلکار) اپنے منج کی تجارت کرنیلگے۔ مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی مضرت ناک لڑائیون مین مصروف ہوئی۔ اور ۱۷۷۰ء مین ایک خطرناک قحط نے بنگال کو غارت کیا۔ اب کمپنی نے یہ ظاہر کیا کہ ہم چالیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا نہین دیسکتے۔ کیونکہ کمپنی قرض سے ایسی زیر بار ہورہی تھی کہ خزانہ شاہی سے قرض لینے کی خواستگار تھی۔ جب کمپنی نے دوالہ نکلنے کا اقرار کیا تو لارڈ نورتھہ وزیر اعظم نے کمپنی کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ ۱۷۷۳ء مین آخرکار دو ایکٹ پاس ہوئے تھے ایک یہ کہ کمپنی کو وزرا ایک

بموجب عہد نامہ کے دونون نے انگریزون سے امداد طلب کی۔ لیکن انگریزون نے ڈائرکٹرون کی سابقہ لعنت
و ملامت کی باعث دونون کی مدد سے انکار کردیا۔ جس سے وہ دونون ناراض ہوگئے۔ اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
جب مرہٹون نے حیدر علی کو فاش شکستین دین تو اوس نے انگریزون پر بدعہدی کا الزام لگایا۔ اور راون کا
ایذارسان دشمن بنا اور انتقام کے موقع کا منتظر رہا۔

وارن ہیسٹنگز
ہندوستان کا اول گورنر جنرل

سنہ ۱۷۷۲ء مین وارن ہیسٹنگز بنگال پریسیڈنسی مین کلکتہ مین گورنر مقرر ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۷۷۴ء مین
بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے دادا تھے) ہندوستان کا اول گورنر جنرل مقرر ہوا
اسوقت مرہٹون کا زور وشور تھا۔ سو برس سے انکی قوت بڑہ رہی تھی۔ ستلج سے لیکر راس کماری تک
ہندوستان کی ہر ریاست اور سلطنت مرہٹون سے خائف تھی۔ اور وہ سب والیان ملک کے دہمکاتے
تھے۔ راجپوتانہ اور روہیلکھنڈ کو لوٹتے اور راون سے چوتھ وصول کرتے تھے۔ دہلی۔ آگرہ۔
الہ آباد کے اطراف مسلمانون کی ریاستون کو اجاڑتے تھے۔ اور مرہٹون کے مختلف سردارون نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۱) کروڑ چالیس لاکھ روپیہ اس کے سب اقرارون کے ایفا کرنیکے لئے قرض دے۔ دوسرے ایکٹ نے
کمپنی کے کونسٹی ٹیوشن (قانون) کو بدلدیا۔ اور ہندوستان مین اسکے انتظام کو پارلیمنٹری خطاب دیا۔ اور بادشاہی حق کی بنا جو
متنزلزل تھی وہ اس ایکٹ سے استوار ہوگئی۔ انڈیا مین گورنر جنرل مع اپنے کونسل کے مقرر ہوا۔ اور اوسکو اختیار تینون پریسیڈنسیون
پر دیا گیا۔ کلکتہ مین گورنر جنرل کا مقام ہوا ایک سپریم کورٹ قائم ہوا۔ ۱۲ مولف۔

اپنی اپنی جدا جدا ریاستین وحکومتین قایم کرلی تھین۔ مگر پیشوا کی سرداری کو ہر ایک تسلیم کرتا تھا۔ شاہ عالم بادشاہ الہ آباد مین رہتا تھا۔ اور اوس خراج سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ جو ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے اوسکے لئے مقرر کیا تھا۔ شمالی مغربی اضلاع مین جب مرہٹے غارت گری کے لئے آئے تو شاہ عالم نے اون سے امداد چاہی اونہون نے شاہ عالم کی مدد کرکے تخت دہلی پر اوسکو لا بٹھایا۔ اور خود مٹی (بادشاہی) کے اوجھل مین شکار کھیلنے لگے۔ اکثر اضلاع کو تسخیر کیا۔ بہت دولت حاصل کی۔ لیکن بادشاہ کو محتاج اور اپنا دست نگر بنا رکھا۔ انگریزون سے بھی اضلاع کوڑا و الہ آباد (جو بادشاہ نے کمپنی کو دیوانی کے ساتھ عطا کئے تھے) کے طالب ہوے۔ چونکہ یہہ دونون اضلاع بنگال و اودہ کی سرحدون پر واقع تھے۔ اسلئے یہان پر مرہٹون کا عمل و دخل ہونا دونون کی امن وعافیت مین زہر قاتل سے کم نہ تھا۔ ۱۷۷۲ء مین مرہٹے روہیلکھنڈ پر حملہ آور ہوئے۔ اور روہیلون نے مرہٹون سے بچنے کے لئے نواب وزیر سے چالیس لاکھ روپیہ کے وعدہ پر مدد چاہی۔ نواب تو خود اپنے ملک کی فکر مین بیٹھا ہوا تھا۔ اوس نے مرہٹون سے لڑنے کے لئے انگریزونکو اپنا شریک بنایا۔ چنانچہ کلکتہ کی گورنمنٹ نے روبرٹ بارکر کے ماتحت ایک انگلش برگیڈ بھیجی۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ وہ نواب وزیر کی امداد مین سعی کرے اور جو عہد وپیمان ہون اونمین وہ وزیر کا طرفدار رہے۔ روہیلون نے جو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا عہد نامہ نواب وزیر کو لکھدیا تھا۔ اوسکی تصدیق انگریزی کمانڈر نے بھی کی تھی۔ اس عرصہ مین برسات آگئی اور مرہٹے خود بخود روہیلکھنڈ سے واپس چلے گئے۔ مگر ۱۷۷۳ء کے آغاز مین وہ پھر روہیلون کے سر پر آ ہپکے اسوقت نواب وزیر و روہیلے اور انگریز یہہ تینون نے آپس مین ملکر مرہٹون کو پرے ہٹا دیا۔ اب نواب وزیر نے اپنا زر موعود روہیلون سے مانگا۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا سب سے بڑا سردار تھا) نے ٹال کا جواب دیا اسپر نواب وزیر سر روبرٹ بارکر کی طرف مخاطب ہوا جس نے عہد نامہ کی تصدیق کی تھی۔ مگر وہ پورا کرانے کا ضامن نہ ہوا تھا۔ آخر ان معاملات کے باعث روہیلون سے لڑائی شروع ہو گئی اور انہین وجوہ سے

وارن ہیسٹنگز پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے - اور پولیٹیکل جرم قایم کیا گیا - اور پارلیمنٹ کے طرف سے اوسپر لعین وتشنیع ہوی -

۱۷۷۳ء مین نواب وزیر نے گورنر جنرل سے بنارس مین ملاقات کی - اور کہا کہ روہیلون نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا اسلئے آپ میری مدد کرکے روہیلکھنڈ کا مالک بنا دیجے - اور اس حسن خدمت کا معاوضہ خاطر خواہ لیجے - گورنر جنرل نے نواب وزیر کی اس درخواست کو منظور کرلیا - کیونکہ انگریزون کا اس مین یہ فائدہ تھا کہ جب روہیلکھنڈ اودہ سے پیوستہ ہو جائیگا تو گنگا کے طرف سے جو حملے غیرون کے کمپنی کے ملک پر ہوتے تھے وہ مسدود ہو جائینگے - چنانچہ ۱۷۷۴ء مین نواب وزیر اور انگریزون نے ملک روہیلکھنڈ پر حملہ کیا - اور خوب بہادری سے لڑے - روہیلون نے شکست پائی - حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا بڑا سردار تھا -) جنگ مین کام آیا - اور روہیلون کی قوت بالکل شکستہ ہوگئی - اب روہیلکھنڈ نواب وزیر کے قبضہ مین آیا - جسکے باعث اوسکا قبضہ بالاے گنگ سے ہمالیہ تک ہوگیا اور مغرب کے طرف سے حملہ آورونکے روکنے کے لئے دریا سرحد ہوگئی -

بمبئی کے پریسیڈنٹ نے سالسٹی اور بسین پر قبضہ کرنیکے لئے رگھناتھ راو پیشوا سے (جو اسوقت ساقط الاختیار ہوگیا تھا) یہہ عہد و پیمان کیا کہ انگریز اوسکی معاونت کرکے پھر اوسکو پیشوا بنا دینگے - اور وہ اس خدمت کے معاوضہ مین بعض اضلاع کمپنی کے حوالہ کریگا - جب اس عہدنامہ کی نقل پریسیڈنٹ کلکتہ کے پاس آئی تو اوس نے پریسیڈنٹ بمبئی پر بڑی لعنت وملامت کی - اور اس ذمہ داری سے بچنے کے لئے لکھا - مگر اس سے پہلے کہ یہہ خط بمبئی پہنچے پریسیڈنٹ بمبئی نے سالسٹی اور بسین کو فتح کرکے اپنے قبضہ مین لاچکا تھا - لیکن آراس مین اوسکو شکست فاش ہوئی - اب ہیسٹنگز نے ناچار بمبئی کے سپاہ کی مدد کے لئے فوج بھیجی - اور اوہر مرہٹون سے مصالحت کی کوشش کی - الحاصل ان فضول لڑائیون کی وجہہ سے کمپنی کا بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا - اس اثنا مین یورپ مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ نے انگلینڈ کے

اطاعت سے بالکل اپنے آزاد ہونیکا اشتہار دیا - اور اہل فرانس نے اس موقع پر جنگ ہفت سالہ مین
جو ضرر تین انگلینڈ کے ہاتون اونکو پہونچی تہین اونکا انتقام لینے کی غرض سے امریکہ کا ساتھ دیا - اب انگلینڈ
کو ناگزیر فرانس سے بھی بگاڑ کرنا پڑا - ۱۷۷۸ء مین فرانسیس کا ایک ایجنٹ ہند مین آیا - اور مرہٹون سے
اس شرط پر اتحاد پیدا کرنا چاہا کہ [illegible] ہند کے مغربی ساحل پر اوسکو ایک بندر دیدیا جائے - پونہ مین پیشوا نے طیب
خاطر اس درخواست کی تائید کی جس سے انگریزون کے کان کھڑے ہوے - ۱۷۷۸ء مین انگریزون کے پاس
یورپ سے خبر آئی کہ سارالوگا مین برگوے نے اپنے تئین اہل امریکہ کے حوالہ کیا - اور فرانس و اسپین نے
بھی جنگ کا اشتہار دیا اس عرصہ مین جزیرہ بوربون سے ایک فرانسیسی جہاز نے حیدر علی کے لئے جنوبی
ساحل سمندر پر افسرون اور جنگی سامان کو اوتارا - اب انگریزون نے ہند مین فرانسیسون کے جتنے
دیا لاقامتین تہین اون پر قبضہ کرنیکا قصد کیا - اور مرہٹون سے جو ابھی عہد و پیمان ہوے تھے وہ سب
[illegible] رکھے گئے [illegible] رگھوناتھ راو کی اعانت کے لئے سپاہ کو دوبارہ سفر کرنیکا حکم دیا گیا - لیکن اس
دوسری دفعہ مین بھی انگریزون کو ہزیمت اوٹھانی پڑی - اور مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون مین
جو پہوٹ ڈلوانیکی کوششین کیگئی تہین وہ ناکام رہین - اب ہیسٹنگز نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا کہ فوراً
بندر ماہی پر (جو فرانسیسون سے تعلق رکھتا ہے -) قبضہ کرلے - گو اس موقع پر حیدر علی نے بہت کچھہ
مزاحمت کی - مگر مدراس گورنمنٹ نے بندر ماہی پر قبضہ کرلیا - جولائی ۱۷۸۰ء مین حیدر علی کرناٹک کے
نشیب اونون مین ایک لشکر جرار لیکر [illegible] - اور کرناٹک کے ملک کو مدراس کے قرب و جوار تک خوب لوٹا -
انگریزی سپاہ نے مقابلہ کیا - لیکن شکست پائی [illegible] حیدر علی نے بڑھنے و رہے مدراس پر حملہ کیا - ہیسٹنگز نے
بھی کچھہ توقف نہین کیا - کلکتہ سے روپیہ بہیجا - اور سر ائر کوٹ کے ماتحت کمک بہیجی - جس نے شہر مدراس
حیدر علی کے ہٹا دینے کا انتظام کیا - مگر دفعتاً پھر ایسا حملہ ہوا کہ گورنر جنرل کی ساری تدبیرین کام نہ آئین
اب حیدر علی [illegible] ایک [illegible] وقت مین ہیسٹنگز کے ہاتھہ کے پاس [illegible] وقت ہیسٹنگز کا خزانہ خالی

ہو گیا تھا۔ اسکے علاوہ سیندھیا سے گوالیار کے شمال مغرب جا لڑ رہا تھا۔ اور دوسری طرف پیشوا سے بمبئی کے قریب صلح
کی گفتگو درپیش تھی۔ اتنے میں کپتان پوپ ہم نے بڑی بہادری سے قلعہ گوالیار کو سیندھیا سے لے لیا۔
جس سے سیندھیا نے انگریزون سے اتفاق کرنے مین اپنی بہتری دیکھی۔ اور انگریزون نے بھی مناسب
سمجھکر اوسکو یہ اجازت دیدی کہ وہ مغلون کے بادشاہ کے پاس جو دہلی کے اطراف چند اضلاع باقی ہین۔
اون مین وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے۔ اور انگریزون و مرہٹون کے درمیان بیچ بچاؤ کرتا رہے۔ الحاصل اس
طرح سے ہیسٹنگز نے بہت سے نقصان اوٹھا کر ۱۷۸۲ء مین اس لڑائی کو صلح پر ختم کیا۔ اور بعد میں ہیسٹنگز
کے ماخوذ ہونیکی یہی وجوہ قرار پائے۔ چونکہ کمپنی اسوقت بہت زیر بار ہو گئی تھی۔ اسلئے ہیسٹنگز نے چیت سنگھ
راجہ بنارس سے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ اور اودہ کی بیگمون سے بھی تقریباً دس لاکھ پونڈ حاصل
کئے۔ اودہر حیدر علی کرناٹک مین انگریزون کے متفرق مقامات کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سر ائر کوٹ
نے حیدر علی کو دبا کر پورٹ نوو مین گھیر لیا۔ اور اوسکو شکست فاش دیکر لنگڑا کر دیا۔ ۱۷۸۲ء مین
فرانسیسون کا ایک جنگی بیڑا امیر البحر سفرن کے ماتحت ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اور انگریزون کے بیڑے سے
جسکا امیر البحر سر ہیوز تھا۔ مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ان دونون بیڑون مین پانچ بحری لڑائیان ہوئین۔ مگر
فتح انگریزون کے سر رہی۔ ۱۷۸۳ء مین بوسی فرانس سے ایک بڑی کمک فرانسیسی سپاہ کی لیکر آیا۔ لیکن
اسکے قبل ہی۔ دسمبر ۱۷۸۲ء مین حیدر علی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب اوسکا بیٹا سلطان ٹیپو
فرانسیسون کے ساتھ ہوا۔ اور بدنور کے سامنے انگریزون کو شکست دی۔ اتنے مین یورپ سے
انگلینڈ و فرانس کے درمیان مصالحت کی خبر آئی۔ جس سے سفرن تو اپنا بیڑا لیکر فرانس کو چلا گیا۔ اب
سلطان ٹیپو تنہا رہگیا۔ اور بالآخر انگریزون اور ٹیپو مین صلح ہو گئی۔ اور ۱۷۸۵ء کے موسم بہار مین
وارن ہیسٹنگز بھی گورنر جنرلی کے عہدہ سے مستعفی ہو کر ولایت چلا گیا۔ جو ہین آف لارڈز مین ہاؤس
آف کامنس کی طرف سے اوسپر استغاثہ دائر ہوا۔ اور ستمگاری بنارس و لکھنؤ۔ حیدر علی و مرہٹون کی مخالفت

الزام اوپر لگائے گئے۔ اور یہہ مقدمہ سات برس تک اڑ رہا۔ آخر وہ سب الزامون سے بری ہوا۔
جسوقت ہیسٹنگز ہندوستان سے رخصت ہوا تو اوسوقت سیندھیا شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ہوگیا تھا۔ اور پادشاہ کو
اپنے قابو مین کرکے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور ایسا خود اعتماد ہوا کہ شہنشاہ دہلی کے نام سے صوبہ بنگال کا خراج کمپنی سے طلب کیا

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

جب ۱۷۸۶ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو اوسوقت انگریزون
اور ہندوستانی والیان ملک کے درمیان صلح تھی۔ مگر مرہٹون نے سرکار نظام کو اپنے ساتھہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر ایک
حملہ کیا تھا۔ اور انگریزون نے اس لڑائی مین شرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷۸۷ء مین ٹیپو سلطان نے اپنا ایک سفیر
قسطنطنیہ بھیجا جسکی آؤبھگت سلطان روم نے بہت کچھہ کی۔ اور اسی سال اوس نے ایک سفیر شہنشاہ لوئی شانزدہم
والی فرانس کے پاس بھی روانہ کیا تھا۔ وہان بھی اسکے سفیر کی کمال درجہ خاطر و مدارات ہوی۔ یہ دونون
باتین ایسی ہوئین کہ اوسکا دماغ فلک چہارم پر پہونچ گیا۔ اور کوئی بھی اوسکی نظر مین نہین سمانے لگا اسی اثنا
مین ٹیپو سلطان نے ٹراونکور کے راجہ پر (جو انگریزون کی حمایت مین تھا) حملہ کیا اب انگریزون کو مداخلت
کرنا ضرور ہوا۔ اسلئے اونہون نے مرہٹون اور سرکار نظام کو اپنے ساتھہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر چڑھائی کرکے
اور ٹیپو کو مغلوب کیا۔ اور اوسکی دارالسلطنت مین اوسکو محصور کر لیا۔ ایک سال تک یہ لڑائی قایم
رہی۔ اسکے بعد ۱۷۹۲ء مین ٹیپو سلطان صلح پر مجبور ہوا۔ جسکے باعث اوسکا نصف ملک اوسکے ہاتھہ سے نکل گیا۔
۱۷۹۳ء مین لارڈ کارنوالس اپنا زمانہ ختم کرکے ہندوستان سے رخصت ہوے۔ اور لارڈ مورنگٹن
کے آنے تک سر جان شور (لارڈ ٹین متھہ) گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اس اثنا مین مرہٹون نے سرکار نظام
پر حملہ کیا۔ اور سرکار نظام نے سر جان شور سے امداد چاہی۔ لیکن اوس نے انکار کر دیا جس سے
مرہٹون نے سرکار نظام کا بہت کچھہ نقصان کیا آخر مین صلح ہوگئی۔ اسکے بعد سلطان ٹیپو نے انگریزونکے

تنگ کرنیکے لئے شاہ زمان امیر کابل سے دوستی پیدا کیا۔ اور ہندوستان پر حملہ کرنیکی اوسکو ترغیب دلائی۔
چنانچہ ۱۷۹۶ء مین شاہ زمان نے پنجاب مین سفر کیا۔ اور لاہور کو لے لیا۔ اتنے مین اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے مغربی
اضلاع مین ایرانیون نے لوٹ مار مچا دی ہے۔ اب اوسکی حفاظت کے لئے ۱۷۹۹ء مین اس ہندوستان
کی مہم کو ادہوری چھوڑکر شاہ زمان چلتا بنا۔ جب وہ چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے ایک مخفی سفارت بحر ہند کے
پار آئل آف فرانس مین بھیجی۔ جسکو فرانسیسی گورنر نے قبول کر لیا۔ اور ۱۷۹۹ء مین بوناپارٹ نے سلطان ٹیپو کو
قاہرہ سے خط لکھا کہ مین بحر احمر کے کنارون پر بیشمار لشکر لیکر آگیا ہون۔ میری آرزو ہے کہ انگلش کے آہنی جوئے
کے تلے سے آپکو نکال دون بہتر ہے کہ آپ اپنا کوئی ایجنٹ بہیجدین۔ لیکن مصر مین خود فرانسیس جلدی سے
الگ ہوگئے۔ اسلئے یہہ قول و قرار بھی ناتمام رہگئے۔

لارڈ مورننگٹن (مارکوئیس آف ویلزلی) گورنر جنرل

۱۷۹۸ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ مورننگٹن (جو بعد مین مارکوئیس ویلزلی ہوئے) گورنر جنرل ہوئے۔
انہون نے کلکتہ آتے ہی اول یہہ کام کیا کہ سرکار نظام اور مرہٹون سے دوستانہ روابط بڑہائے۔ اور عہد و پیمان
کر لئے۔ اور سرکار نظام کے پاس جو فرانسیسی فوج تھی وہ برخاست کر دیگئی۔ اور اونکی جگہہ انگریزی فوج ملازم
رکھہ لیگئی۔ مرہٹون نے وہی اپنی سابقہ فوج کو قایم رکھا۔ اب گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کو بھی فوج فرانسیسی
کی برخاست کے لئے لکھا۔ مگر اوس نے نمانا۔ اور خط کا جواب نہایت گستاخانہ دیا۔ ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو
گورنر جنرل ہند ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق سرکار نظام اور مرہٹون کیطرف سے ٹیپو سلطان کے خلاف
اعلان جنگ کر دیا۔ بعد ازان ان تینون کی فوجین روانہ ہوئین۔ ٹیپو سلطان بھی مقابلہ کے لئے نکلا خوب لڑائیان
ہوئین۔ اور انگریزون نے ٹیپو سلطان کے تمام مقامات پر قبضہ کر لیا۔ مئی ۱۷۹۹ء مین قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور ٹیپو سلطان قلعہ کے

* [illegible] جو جنوبی ہند مین واقع ہے۔ اوسکا بانی حیدر علی تھا۔ اور اسکی قائم کی ہوئی حکومت صرف ۳۸ سال تک قایم رہی

دروازہ پر زخمی ہوکر گرا۔ایک سپاہی نے گولی مارکر اوسکا خاتمہ کردیا۔جنرل بیرڈ نے اوسکی نعش کو پالکی مین رکھواکر اوسکے محل مین بھجوادیا۔دوسرے دن اوسکا جنازہ قلعہ سے لعل باغ مین پہونچایا گیا جہان وہ اپنے پدر

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۸) کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھہ ہی میسور کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

حیدر علی کے حسب و نسب کی نسبت مورخین میں باہم اختلاف ہے۔ایک مورخ اوسے نسل قریش سے بتلاتا ہے۔اور لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جد امجد جسکا نام حسن تھا۔اور جو اپنے کو بیجاپور کی اولاد مین سے بتاتا تھا۔بغداد سے اجمیر مین آبسا تھا۔جہان اوسکو ایک لڑکا پیدا ہوا۔جسکا نام ولی محمد رکھا گیا۔حسن اور اوسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔جسکے بعد وہ گلبرگہ کو نقل سکونت کرکے میسور کے مشرقی حصہ مین بمقام کولار جابسا۔اور سنہ ۱۶۹۲ع کے قریب انتقال کیا۔اسکے چار بیٹے تھے جنمین سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔جو فوج مین بھرتی ہوکر گنجی کوٹہ کے محاصرہ مین نام پیدا کیا۔سیرا کے صوبہ دار نے خوش ہوکر اوسکو نایک کے عہدہ پر ترقی دی۔اسکے بعد فتح محمد کو صوبہ داروں کے جلد جلد تبدیل ہونے کے باعث ارکاٹ اور چتور مین فوجی خدمت پر جانا پڑا۔وہان بھی اس نے بہت کچھہ شہرت و ناموری حاصل کی۔اور آخرکار جب وہ میسور آیا تو اوسے یہان فوجدار (سپہ سالار) کے منصب پر مامور کردیا گیا۔اور بوڈی کوٹہ جاگیر بھی عطا ہوئی۔

فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی۔جسکے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔دوسرے دفعہ اوس نے ایک شخص کے دو بیٹیون کیساتھہ شادی کی۔انمین سے چھوٹی بہن کے بطن سے دو بیٹے شہباز عرف اسمعیل اور حیدر علی پیدا ہوئے۔

مسٹر ولکس مصنف تاریخ جنوبی ہند لکھتے ہین کہ حیدر علی کا جد امجد محمد بہلول پنجاب کا ایک مسلمان فقیر تھا۔جو اپنے وطن کو خیرباد کہکر اپنے دو بیٹون علی محمد اور ولی محمد کیساتھہ جنوبی ہند مین چلا آیا۔اور ریاست حیدرآباد کے شہر السند مین سکونت اختیار کی۔پھر اس شہر سے علی محمد اور ولی محمد نقل سکونت کرکے سیرا واقع میسور کے صوبہ دار کے پاس پہونچے اور فوج مین بھرتی ہوگئے۔جہان سے وہ کولار مین جابسے۔یہان علی محمد کا انتقال ہوگیا۔مگر اوسکی بیوہ بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اوسکے بھائی ولی محمد نے گھر سے نکال دیا۔لیکن یہ حسب نسب زیادہ درست نہین معلوم ہوتا کیونکہ مورخین کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

باپ حیدرعلی کے پہلو مین دفن کردیا گیا - اوسکے جنازہ کے ساتھ انگریزی فوج کی چار کپنیان تہین جب
جنازہ لعل باغ کی پھاٹک پر پہونچا تو فوج نے سلامی اوتاری - اور نعش کے دفن ہونے پر ۱۲ ہزار روپیہ

بقیہ فوٹ صفحہ (۶۲۹) الحاصل اورنگ زیب کے عہد مین سیرا (جو سلطنت دہلی کے نائب سلطنت کا پایہ تخت قرار
دیا گیا تھا) پرورگاہ قلی خان نائب السلطنت کے عہدہ پر مامور تھا - اوسکے بعد اوسکا بیٹا عبدالرشید خان نائب السلطنت
کی منصب پر قایم ہوا - اور فتح محمد اوسکے دربار مین ملازم تھا - اسکے بعد سعادت اللہ خان نواب ارکاٹ سے جو لڑائی ہوئی
اوسمین فتح محمد اور عبدالرشید خان دونون مارے گئے - اور عبدالرشید خان کی جگہہ جو صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اوس نے
فتح محمد کی بیوی اور بچونکو ستا کر اپنے ملک سے نکال دیا - اب یہ مظلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہکر بنگلور مین جا بسا - جب
فتح محمد کا بڑا بیٹا شہباز سن بلوغ کو پہونچا تو بنگلور کی فوج مین ملازم ہوا - اور اپنی حسن لیاقت سے جلد جلد ترقی کر کے
منصبدارون مین داخل ہو گیا - اسکو دو سو سوارون اور ایک ہزار پیادون کی منصبداری ملگئی - جب میسور کی دیوانی
نے قصبہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے ۲۲ میل شمال کو واقع ہے - فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کی تو اوسمین شہباز کے سوار
اور پیادے بہی شامل تھے - یہان شہباز کا بہائی حیدرعلی بہی اپنے بہائی سے آملا - اگرچہ حیدرعلی اسوقت
فوج مین ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا - لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے بڑا نام پیدا کیا - اس زمانہ مین ریاست
میسور کا وزیر نانراج تھا - جو حیدرعلی کی دلاوری سے خوش ہو کر اوسکو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانڈر بنا دیا - اسکے بعد
حیدرعلی - نانراج وزیر میسور کے حکم سے مختلف لڑائیون مین شریک رہا - اور ہمیشہ کامیابی حاصل کی - اور بہت
سا روپیہ جمع کیا - اسوقت اسکے پاس اوسکی غیر تعلیم یافتہ فوج کے علاوہ پندرہ سو سوار - اور تین ہزار پیادے
ہو گئے - حیدرعلی بذات خود جاہل مطلق تھا - لیکن خوش قسمتی سے اوسکو ایک برہمن کہنا مٹے راو ملگیا -
جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا - اوس سے حیدرعلی نے کچھ پڑھا لکھا - بعد ازان حیدرعلی ڈنڈیگل کا فوجدار بنا دیا
گیا - یہان سے چھپکر پانڈیچری سے فرانسیسی سپاہیون کو بلایا - اور اونکی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کہولا
اور ماؤس نواح کے سردارون اور امیرون کو لوٹ کر بہت سی دولت جمع کی - اور فوج کی تعداد بہی بڑھائی -

غریبون کو تقسیم کئے گئے۔ اسکے بعد لارڈ مورننگٹن نے ٹیپو سلطان کی سلطنت کے کچھ حصے آپ لئے اور کچھ سرکار نظام اور مرہٹون سے کو ملگئے۔ اور جو حصہ کہ باقی رہا اوسمین اوس راجہ کی سلطنت قائم کیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۰) اس اثنا مین بالاجی راؤ پیشوا مع فوج یکایک پایہ تخت میسور مین آگودا۔ اور رقم کا مطالبہ کیا جسمین ۵ لاکھ نقد دیدیے گئے۔ اور باقی رقم کی کفالت مین چند اضلاع اوسکے سپرد کئے گئے۔ اتنے مین دیوراج اور نانراج مین جھگڑا پیدا ہوگیا جسکے باعث حیدر علی میسور طلب کیا گیا۔ یہان جب وہ آیا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہہ سے بغاوت پر آمادہ پایا۔ آخر اوسکی فہمایش کرکے اور کچھ روپیہ دے دلاکر بغاوت کو رفع کیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف کردیا۔ جب مرہٹون کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے ضلع پونہ کی مالگذاری ادا کرنے مین ڈھیل کی اسپر پیشوا ناراض ہوگیا۔ اور ایک فوج گوپال ہری کے سپہ سالاری مین میسور پر روانہ کی جس نے آتے ہی بنگلور کا محاصرہ کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے ایک افسر لطف علی بیگ کے ذریعہ مینیایم کا محاصرہ کیا۔ جس سے گوپال ہری نے بنگلور کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اور آخر کار ۳۲ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ اور مرہٹون کی فوج واپس چلی گئی۔ اسکے بعد حیدر علی سرنگاپٹم پہونچکر وہان کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اسی زمانہ مین چکا کرشنا راج والی میسور کی والدہ نے جو نانراج کی وزارت و خودمختاری سے مجبور تھی۔ اپنے مشیر کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کو ہموار کرکے نانراج کو وزارت سے موقوف کرائی۔ لیکن اب بجائے نانراج کے اوس رانی کو حیدر علی کا دست نگر بننا پڑا۔ جب اوس نے دیکھا کہ ایک بلا سے چہوٹ کر دوسری بلا مین مبتلا ہوئی تو اب اوس نے اوسی کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کی قوت توڑنے کے لئے مرہٹون سے سازش کی اور حیدر علی جسوقت کہ سرنگاپٹم مین تھا۔ تو مرہٹون نے رانی کی سبب ایما ایک دم اوسپر چڑہ دوڑے۔ اور حیدر علی گھبرا کر وہان سے بھاگا اسی زمانہ مین پیشوا کی فوج نے پانی پت کے میدان مین احمد شاہ درانی کے ہاتھون شکست پائی اور اس خبر کے سنتے ہی مرہٹون کی فوج جو حیدر علی کے تخریب مین تھی وہ پونہ طلب کرلیگئی۔ اب حیدر علی کو کچھہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو وہ کہانڈے راؤ کے سر پر پہونچا اور نانراج کو سیاہ داغ دکھاکر دلوائی کا خطاب خود حاصل کیا۔ اور کہانڈے راؤ کے تمام مقبوضہ قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد

جنکو حیدر علی نے خارج کیا تھا۔

جب میسور کی ریاست کے ٹکڑے ہو گئے تو گورنر جنرل نے دو بڑی قیدین آگے لگائین۔ اول یہ کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۱) میسور کے راجہ نے کہانڈے راؤ کو حیدر علی کے حوالہ کر دیا۔ حیدر علی نے اوسکو ایک آہنی پنجرہ
مین بند کیکے مار ڈالا۔ پھر اوس نے نواب صلابت جنگ بہادر سے حیدر علیخان بہادر کا خطاب حاصل کر کے چکا بالاپور
راے درگ۔ ہرپان ہالی چیتل درگ کے خودمختار سردارون کو اپنا مطیع و باجگذار بنایا۔ اور سیرا پر بھی قبضہ کر لیا بعد ازان
شہر بدنور کو فتح کیا۔ جہان اوسکو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی دولت ملی۔ حیدر علی نے بدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ اب حیدر علی
نے نواب سوانور کے ملک پر چڑہائی کی اور قلعہ دہاروار کو لے لیا۔ اسکے بعد پیشوا نے حیدر علی پر یورش کی اور چارون طرف
سے اوسکو محصور کر لیا۔ آخر صلح پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب حیدر علی کو پیشوا سے رستگاری ملی تو اوس نے ملیبار کو تصرف
مین لایا۔ اور راجہ چکا کرشنا راج کے مرنے پر اوسکے بیٹے نانراج کو حیدر علی نے گدی پر بٹھایا۔ مگر کل اختیارات اپنے
ہاتھ مین رکھا۔ چند روز کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ نانراج خودمختاری کی فکر مین ہے تو فوراً اوسکی ذاتی جائداد ضبط کر کے
اوسکے محل کو لٹوا دیا۔ ۱۷۶۷ع مین انگریزون حیدر علی اور سرکار نظام کے خوب جنگ ہوئی۔ اور ان لڑائیون مین طرفین
کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ آخر ۲۹ مارچ ۱۷۶۹ع کو حیدر علی اور انگریزون کے درمیان صلحنامہ مرتب کیا گیا۔ جسکی رو سے
ایک نے دوسریکا ملک جس پر جنگ مین قبضہ کر لیا گیا تہا واپس کر دیا۔ اسکے بعد مادہو راؤ نے حیدر علی پر چڑہائی کی۔ اور
اوسکے شمالی اور مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعون مین اپنی فوج تعینات کر دی۔ اور ملکوٹی کے مندر کو
(جو فرقۂ سری وشنو برہمنون کا معبد تھا) مرہٹون نے خوب لوٹا۔ پھر حیدر علی نے صلح کر لی۔ اور ۱۵ لاکھ روپیہ نقد مرہٹونکے
حوالہ کیا۔ اور باقی کے عوض کچھ اضلاع رہن کر دئے۔ اس عرصہ مین حیدر علی کو معلوم ہوا کہ میسور کا راجہ نانراج مرہٹون سے
سازش رکھتا ہے۔ اسلئے اوسکو گدی سے اوتار کر اوسکی جگہ اوسکے بھائی چامراج کو بٹھا دیا۔ ۱۷۷۲ع مین (جبکہ پیشوا
نارائن راؤ کے وفات پر اوسکی جانشینی کیلئے پونہ مین جھگڑا برپا تھا۔) حیدر علی کورگ پر چڑھ دوڑا۔ اور اوسکو فتح
کر کے وہان کے راجہ کو قید کر کے سرنگاپٹم روانہ کیا۔ اور پھر بعجلت تمام اوس نے کل ملیبار کو فتح کر لیا۔ ۱۷۷۶ع مین راجہ چامراج کے

کہ اوس نے اپنے ایک دیرینہ دشمن کو ہٹایا۔ جسکی والاجاہی نے بیس برس تک دکن کے درمیان انگریزون کے ممالک مقبوضہ کو معرض خوف خطر مین ڈالے رکھا تھا۔ اور دکن زیرین کے ساحل بحر پر پوری حکمرانی حاصل کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۲) مرنے پر حیدر علی نے ایک کم سن لڑکے کو چاموراج کے نام سے گدی نشین کیا۔ اسکے بعد بلہاری کو لے لیا۔ اور گتی پر چڑھائی کرکے اوسکو بھی حاصل کیا۔ اور وہان کے راجہ مراری راؤ کو قید کرکے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ پھر چیتلدرگ پر قبضہ کرکے وہان کے پالیگار کو بھی قید کرلیا۔ بعد ازان کڑپہ کے نواب عبد الحلیم خان پر چڑھائی کی نواب اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر سدہوٹ بھاگ گیا۔ لیکن بعد مین معہ خاندان گرفتار ہوگیا۔ حیدر علی نے اوسکو سرنگاپٹم مین قید کرکے اوسکی خوبصورت بیگم سے شادی کرلی۔ اور اوسکا نام بخشی بیگم رکھا۔ کہتے ہین کہ حیدر علی اس بیگم کو بہت چاہتا تھا۔ جب وہ مرگئی تو اوسکا مقبرہ ویلور مین تیار کرایا۔ جو ابتک موجود ہے۔ الحاصل اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چارون طرف چھا گیا۔ اور اوس نواح مین سب نے اوسے اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے مختلف صیغون کے انتظام کیطرف توجہ مبذول کی۔ اور میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور رشاما یا برہمن کو پولس کا افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ اور نواب سوانور کے بڑے بیٹے کو اپنی بیٹی دی۔ اور اوسکی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کیساتھ کیا۔

۱۷۸۰ء مین حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مستحکم کرنیکے بعد انگریزون پر حملہ کرنیکی تیاریان کین۔ اور ۹۰ ہزار فوج فراہم کرکے معہ فرانسیسی سپاہ کے جولائی ۱۷۸۰ء مین پہاڑی دردون کو عبور کرکے آگے بڑھا۔ اور جو ملک سامنے آیا اوسکو برباد کرتا ہوا سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نووو پر (جو پانڈیچری کے جنوب مین ہے) حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر یہان سے حیدر علی نے ارکاٹ کا رخ کیا۔ انگریزونکی فوج سر ہیکٹر منرو کے زیر کمان آپہونچی۔ اور ارکاٹ کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اتنے مین مدراس کا سپہ سالار بھی انگریزی فوج کی مدد کے لئے پونمی ودم آپہونچا۔ اور کرنیل بیلی بھی کورٹیلا پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش ایسی ہوئی کہ دریا مین سیلاب آگیا۔ جسکی وجہ سے کرنل بیلی عبور نکر سکا۔ اب حیدر علی نے اپنے دوسرے بیٹے ٹیپو کو دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کی اطلاع دینے کے لئے پرمباکم بھیجا۔ حاصل کلام طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اس اثنا مین کرنیل بیلی زخمی ہوگیا۔ اور حیدر علی متواتر ۳ حملے

جسکے سبب سے فرانسیسونکی مداخلت کا اندیشہ بہت کم ہوگیا۔ دوم سب سڈیری عہد وپیمان تمام والیان ریاست کے روبرو (جن سے کوئی بھی تعلق انگلش گورنمنٹ کا ہے) پیش کیا گیا۔ جسکا مطلب

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۳) ایسے گئے کہ انگریزی فوج مین بھاگڑ مچگئی۔ اور کرنیل بیلی مجبور ہوکر صلح کا جھنڈا بلند کردیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ لحاظ نہ کیا اور آگے بڑھکر انگریزی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اگر لالی اور پمورن (جو فرانسیسی افسر تھے) حیدر علی کو اس حرکت سے منع نکرتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا۔ تب بھی اس لڑائی مین (۷۰۰) یوروپین قتل ہوے۔ اور باقی سپاہ معہ کرنیل بیلی و سرڈیوڈبیرڈ کے گرفتار کرلئے گئے۔ جنکو حیدر علی نے بعد مین قتل کرادیا۔ اسکے بعد حیدر علی فرانسیسی انجنیرونکی مدد سے قلعہ ارکاٹ پر قبضہ کرلیا۔ جب یہہ خبر بنگال پہونچی تو وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے سر ایری کوٹ کے ماتحت ایک شائستہ فوج روانہ کی۔ اور انگریزی جہازون کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہو جبر کے مدراس آپہونچا۔ چیلا برم پر دونون طرف سے لشکر کشی کی تیاریان شروع کیگئین۔ جب دونون فوجون مین مقابلہ ہوا تو سر ایری کوٹ غالب آیا۔ اور موتی پالیام پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اسکے بعد بھی متعدد لڑائیان ہوئین جنمین طرفین کا سخت نقصان ہوا لیکن حیدر علی نے بہت سے ملک ادہر ادہر سے فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین حیدر علی کی پشت مین سرطان نکل آیا۔ اور چند روزہ علالت کے بعد اوس نے نرسنگہ رایا نائیت کے مقام پر (جو چتوڑ کے نزدیک ہے) اپنی فوج مین ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء م ۱۱۹۷ھ کو انتقال کیا جسکی تاریخ وفات یہہ ہے اشعار کہ این شاہ آسودہ را چیست نام + چہ تاریخ رحلت نمود است او + یکے زانمیان گفت تاریخ نام + کہ حیدر علی خان بہادر بگو۔
۱۱۹۵ھ

کہتے ہیں کہ جب حیدر علی کے دو بڑے معتمد منیر پنیا اور کرشنا راؤ کو حیدر علی کے موت کی خبر ہوئی تو اونہون نے اس واقعہ کو ٹیپو سلطان کے آنے تک مخفی رکہا۔ کیونکہ ٹیپو سلطان دوسرے مہم پر گیا ہوا تھا۔ جب ٹیپو کو معلوم ہوا تو فیصلہ مقدم چہوڑ کر اپنے باپ کے لشکر سے آملا۔ ٹیپو سلطان ۱۷۵۳ء مین فخر النساء دختر میر معین الدین (جو چند سال تک کڑاپہ کے نواب رہے تھے) کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور دیوان ہالی مین ایک فقیر رہتا تھا۔ جسکا حیدر علی بہت معتقد تھا۔ چنانچہ اوس فقیر کے نام پر اسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا۔

یہہ تھا کہ تمام والیان ریاست اپنی فوج کو کم کرین۔ اور بیرونی محافظت۔ اور اندرونی امن وعافیت کے لیے سب سے زیادہ زبردست قوت انگریزی پر اعتبار کرین گورنمنٹ انگریزی اونکے لیے سپاہیون کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳۴) اس اثنا مین جنرل میتھور نے شیخ ایاز صوبیدار بیدنور کی سازش سے بیدنور پر قبضہ کرلیا۔ اور شیخ ایاز تمام خزانہ وزر وجواہر لیکر بمبئی بھاگ گیا۔ جب یہہ خبر ٹیپو سلطان کو ہوئی تو اوس نے فوراً دھاوا کیا۔ اور بیدنور کو انگریزون کے قبضہ سے چھین لیا۔ اور جنرل میتھور۔ اور اوسکے افسرون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر سرنگاپٹم بھیجدیا جہان وہ تمام مارے فاقونکے ہلاک ہوگئے۔ اسکے بعد ٹیپو سلطان نے منگلور کا محاصرہ کرکے اوسکو لے لیا۔ اور انگریزی فوج وہان سے مجبور ہوکر تیلی چیری کو چلی گئی۔ ٹیپو نے اس فتح کی یادگار مین تیس ہزار عیسائیونکو جو ساحل سمندر پر رہا کرتے تھے۔ جلاوطن کیا۔ اور اونکی سرزمین مین لیجاکر جبراً اسلام قبول کرایا۔ اور اونکو اپنی فوج مین بھرتی کیا۔ اور اسی فرقہ کے لوگون کو محمدی لقب دیا گیا۔ پھر ٹیپو نے کورگ کے ملک کو تباہ کیا۔ ادہر انگریزون نے کرنل فلرٹن کے ماتحت ٹیپو کے ملک پر فوج بھیجی جس نے کوئمتور اور مدورہ کے بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ مگر اس اثنا مین مارچ ۱۷۸۴ء کو ٹیپو اور انگریزون کے مابین عہدنامہ ہوگیا۔ جس سے کرنل فلرٹن کے مقبوضہ مقامات واپس ہوگئے۔ اب ٹیپو نے اون مرہٹہ سردارون پر فوج کشی کی جو کرشنا و تنگبھدرا کے درمیان حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ رامدرگ اور نارگند کو لے لیا۔ اور وہان کے دونون سردارون کو قید کرکے قلعہ بھیجدیا۔ اور اس موقعہ پر ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔

۱۷۸۶ء مین انگریزون نے سرکار نظام اور مرہٹون سے اتحاد پیدا کرکے ٹیپو کے ملک پر فوج روانہ کی۔ جسمین مرہٹون کی فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کا تہور خان تھا۔ ٹیپو نے خبر پاتے ہی مقابلہ کے لئے چلا۔ اور اپنے سپہ سالار برہان الدین کو ان دونون فوجون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور خود ادھونی پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن مہابت جنگ خلف بسالت جنگ نے قلعہ کو بچالیا۔ جب ٹیپو وہان سے چلا گیا تو مہابت جنگ نے تمام محلات کو لیکر حیدرآباد چلا آیا۔ اور قلعہ خالی چھوڑدیا۔ یہ خبر ٹیپو کو ہوئی تو ادھونی پر آکر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے نکلکر قلعہ سوانور کو لے لیا۔ پھر ۱۷۸۷ء مین غنیم سے صلح کرلی۔ اور ادھونی ونارگند وغیرہ کے علاقے واپس دیدیا۔ اور سرنگاپٹم آکر میسور کے پرانے شہر کو مسمار کیا۔ اور اسکے بعد ملیبار۔ کالیکٹ

ایک تعداد معین بھرتی کرکے اوسکو قواعدداں بنائینگے اور اوسکی تنخواہ کا خرچ رئیسوں کو ادا کرنا پڑیگا۔
اس سب سڈیری عہد وپیمان کو والی اودھ اور نظام حیدرآباد نے بلاعذر قبول کرلیا۔ اور سنہ ۱۸۰۱ء مین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۵) کمی بیشی وغیرہ کا انتظام کرکے ۱۷۸۷ء مین ایک سفیر سلطان روم کے پاس اور دوسرا سفیر پیرس کو بھیجا۔ ان دونون سفیرون کی وہان پر خوب آؤبھگت ہوئی۔ جب وہ خوش خوش واپس آئے تو ٹیپو کا دماغ عرش بریں پر ہوگیا ۱۷۸۹ء مین ٹیپو نے قلعہ ٹراونکور پر حملہ کیا۔ (جو انگریزون کی سرپرستی مین تھا۔) اور ٹراونکور کی فوج نے اوسکو پسپا کردیا لیکن آخر مین ٹیپو غالب آیا۔ اور مندرون ومکانات وغیرہ کو آگ لگادی۔ اتنے مین بارش اس زور سے ہوئی کہ لڑائی تھم گئی۔ اور ٹیپو پالی گھاٹ کیطرف واپس لوٹا۔ اور جنرل میڈوز گورنر مدراس نے کوروپا لگھاٹ فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین ٹیپو بھی مقابل آگیا۔ اور طرفین سے ہنگامۂ جدل برپا ہوا۔ مگر انگریز غالب رہے۔

جنوری ۱۷۹۱ء مین لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین لی۔ اور بنگلور کا محاصرہ کرنا چاہا تو ٹیپو بہت کچھ مزاحم ہوا۔ اور کئی لڑائیان ہوئین مگر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پر قبضہ کرلیا۔ اور یہان سے پھر سرنگاپٹم کے محاصرہ کے لئے [illegible] یہان بھی خوب جنگ ہوا مگر رسد کی کمی کی وجہ سے لارڈ کارنوالس کو ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ جسکی وجہ سے ٹیپو کے سر سے بلا ٹلگئی۔ ۱۷۹۲ء مین لارڈ کارنوالس نے بنگلور پہونچکر مرہٹون کو ۹ لاکھ روپیہ قرض دیا۔ اور اونکی فوج کو شمال ومشرق ملک کی تسخیر کے لئے مامور کرکے نظام کی فوج کو شمال مغربی ملک کے فتح کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور خود بارہ محل کو روانہ ہوا۔ جب ٹیپو نے یہہ خبر سنی تو اوس نے کوئمبتور کے قبضہ کے لئے اپنے سپہ سالار قمرالدین کو روانہ کیا۔ جس نے بہت بڑی محنت سے اوس پر قبضہ پالیا اور ادہر انگریزی فوج نے اول تو نانڈیڑ درگ کے قلعہ کو لیا پھر ساوندرگ کے قلعہ کو فتح کرکے زمین سے ملادیا۔ بعد ازان اوترادرگ کے قلعہ کو حاصل کیا۔ اور اوسکے ساتھہ چند چھوٹے چھوٹے قلعون کو بھی تسخیر کرلیا اور وہاں سے فارغ ہوکر لارڈ کارنوالس نے ۵۔ فروری ۱۷۹۲ء کو سرنگاپٹم سے ۶ میل کے فاصلہ پر اپنا لشکر ڈالا۔ یہان نظام کی فوج معہ سرجان کینا وے ریذیڈنٹ حیدرآباد کے آملی۔ اب گورنر جنرل نے اپنی فوج کو تین حصون مین تقسیم کرکے حملہ کردیا۔ اور پہلے ہی حملہ مین سرنگاپٹم کے مشرقی حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر اور غضب یہہ ہوا کہ جو فوج اہل کورگ سے بنائی گئی تھی وہ ٹیپو سے علیحدہ ہوکر انگریزون سے ملگئی

سرکار نظام نے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ کے لئے بہت سے ضلع اپنی ریاست کے سب سڈیری فوج کی تنخواہ کے لئے دیدئے۔ اور نواب وزیر اودہ نے بھی اپنے سرحد کے سارے اضلاع کمپنی کے حوالے کئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۶) کیونکہ ٹیپو نے اسکے قبل اہل کورگ پر بہت کچھہ ظلم وستم توڑے تھے۔ اور اونکے سردار ویراراج کو مدتون میسور مین قید رہنا پڑا تھا۔ اب وہ سردار انگریزون کا طرفدار ہوکر سامان رسد اور فوجی مدد دینے لگا۔ الحاصل اس موقع پر ٹیپو نے بہت کچھہ زور مارا مگر کچھہ نہو سکا۔ اور انگریزون کے آگے اوسکی ایک نہ چلی۔ اتنے مین بمبئی سے ۲۰ ہزار یورپین ٹیپو اور ۴۰ ہزار دیسی فوج جنرل ایبر کرامبائی کے زیر کمان لارڈ کارنوالس کی مدد کو آگئی۔ جس سے ٹیپو کے ہاتھہ پاؤن پھول گئے آخر مجبوراً ان شرایط پر ٹیپو کو صلح کرنا پڑا۔ (۱) ٹیپو سلطان اپنا آدھا ملک دیدے (۲) تین ملین سے زیادہ روپیہ اخراجات جنگ کی عوض ادا کرے (۳) جتنے آدمی اوس نے انگریزون یا اونکے مددگارون کے جنگ مین قید کرلئے ہین اون کو رہا کردے۔ (۴) اپنے دونون بیٹون معزالدین اور عبدالخالق کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے۔

الحاصل ایک ملین روپیہ تو اوسیوقت انگریزون کو دیا گیا۔ اور باقی روپیہ کے لئے ٹیپو نے اپنی رعایا سے بہت سختی کی۔ اور اونکو بالکل مفلس بناکر وصول کیا۔ جب پورا روپیہ انگریزون کو وصول ہوگیا تو ۱۷۹۴ء مین معزالدین اور عبدالخالق (جو میجر ڈوو ٹن کی نگرانی مین تھے) واپس کردئے گئے۔

اوس کے بعد لارڈ کارنوالس ولایت چلے گئے۔ اور سر جان شور گورنر جنرل ہوئے۔ یہہ بھی رخصت ہوئے۔ اور لارڈ مورنگٹن گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اس عرصہ مین ٹیپو سلطان نے زمان شاہ امیر افغانستان۔ اور سلطان سلیم شاہ روم۔ نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس بہ تینون کے پاس اپنے سفیر بھیجکر امداد کی درخواست کی۔ اور انگریزون کو ہندوستان سے نکالدینے کی کوشش کرنے لگا۔ یہہ زمانہ وہ تھا کہ نپولین تمام یورپ فتح کرنیکے ارادہ سے نکلا تھا۔ جس سے انگریزونکو خوف ہوا کہ کہین شہنشاہ فرانس مصر کے راستے سے ہندوستان کو کوئی فوج روانہ نہ کردے۔ اسلئے گورنر جنرل نے فرانسیسون کی قوت توڑنے کے لئے ہندوستانی والیان ریاست سے عہد و پیمان کرنے شروع کیا۔ اور اون رؤسا کے پاس جو فرانسیسی سپاہ و افسر ملازم تھے۔ اونکے نکالنے کے درپئے ہوا

جسمین روہیلکھنڈ بھی شامل تھا۔ اب اس کارروائی سے برٹش گورنمنٹ کے ملک مین بہت بڑی افزونی ہوگئی۔ لیکن اس عہد و پیمان مین مرہٹے شریک نہین ہوے۔ اسوقت مرہٹون کے تین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۷) چنانچہ گورنر جنرل کے کہنے کے موافق۔ اول سرکار نظام نے اپنے پاس سے فرانسیسیونکو علیحدہ کیا۔ مگر مرہٹے اس بات کو قبول نہ کئے۔ اور ٹیپو سلطان تو بالکل ٹالتا رہا۔ حالانکہ گورنر جنرل نے اس بارہ مین ٹیپو کے ساتھ بہت کچھ مصلحت آمیز مراسلت کی۔ مگر تمام بیسود ہوی۔ بلکہ گورنر جنرل کی تحریرات کے جوابات ٹیپو کے پاس سے نہایت گستاخانہ طریقہ سے وصول ہوے۔ آخر مجبوراً گورنر جنرل نے ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو الیسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق نظام و مرہٹون کیطرف سے ٹیپو سلطان کی خلاف اعلان جنگ کردیا۔ اور جنرل ہیرس ۱۶ ہزار پیادے نوہزار ۶ سو سوار ۶ سو یورپین توپخانہ مین ۲۵۰۰ سو لشکری اور ہراول ایک سو توپین لیکر میسور کے طرف بڑھا۔ اور سرکار نظام کے طرف سے دس ہزار خراجگزار فوج (۳۶۰۰) فرانسیسی جوان ۶ ہزار غیر قواعدان سپاہ ہمراہ ہوی ان دونون کا ٹوٹل جو میدان مین لڑسکتی تھی ۳۰ ہزار تھا۔ مزید بران بمبئی کے (۶۴۰۰) جوان جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمان بھی بھیجے گئے۔ اسوقت ٹیپو کے پاس ۳۳ ہزار پیادے ۱۵ ہزار سوار ایک زبردست توپخانہ موجود تھا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ اول تو ٹیپو کا سپہ سالار محمد رضا مارا گیا۔ جسکا صدمہ ٹیپو کو بہت سخت ہوا۔ اسکے بعد انگریزی فوج نے بڑھتے بڑھتے سرنگاپٹم کا محاصرہ کرلیا۔ آخر ٹیپو نے مجبور و پریشان ہوکر صلح کی خواہش کی۔ جنرل ہیرس نے حسب ذیل شرائط کے ساتھ صلحنامہ مرتب کرکے ٹیپو کے پاس روانہ کیا۔

(۱) ٹیپو سلطان اپنا نصف ملک انگریزون اور اونکے رفیقون کے حوالہ کردے۔ (۲) دو ملین روپیہ مصارف جنگ کے لئے ادا کرے۔ (۳) اس روپیہ کا نصف فی الفور ادا کرے (۴) باقی نصف چھ ماہ کے اندر ادا کرے (۵) تمام قیدیان جنگ کو رہا کردے (۶) اپنے دو بیٹے اور چار بڑے سردارون کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے (۷) صلح ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہوجائے۔

لیکن ٹیپو سلطان نے اس صلح نامہ کے شرائط کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ یہہ عہدنامہ اوسکی تباہی کا پیش خیمہ تہا۔

بڑے سردار سیندھیا - ہلکر اور ناگپور آپس مین اپنی اپنی فوقیت و برتری کے لئے ہتیار چلا رہے تھے - اور ان تینون سردارون کا افسر پیشوا جو پونہ مین رہتا تھا - اوسکو بھی یہ تینون ملکر ڈراتے دہمکاتے تھے - اس اثنا مین ہلکر نے پیشوا پر چڑہائی کی - (کیونکہ پیشوا نے ہلکر کے بہائی کو بڑے ظلم سے مارا تھا -) اور پیشوا کی امداد پر سیندھیا آگیا - طرفین مین ایک جنگ عظیم ہوی - سیندھیا کو شکست ہوگئی - اور پیشوا بہاگ کر ایک قلعہ مین جا چھپا - اور وہان سے اپنا ایک ایلچی انگریزون کے پاس بہیجکر امداد کی درخواست کی اور خود بہت جلد بمبئی سے بسین جا پہنچا - اور سب شرائط پر عہد و پیمان پر راضی ہو گیا - گورنر جنرل کا تو مقصد اعظم یہی تھا - اوس نے فوراً پیشوا سے بسین مین عہد و پیمان کر لیا - اس کے بعد پیشوا اپنی دار السلطنت پونہ مین انگریزی سپاہ کو ساتھ لئے ہوے داخل ہوا - اس سپاہ کے کمانڈر جنرل آرتھر ولزلی تھے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۸) اور ادہر محاصرہ کی کارروائی برابر جاری رہی - ٹیپو سلطان نے بہی قلعہ کی محافظت مین کوئی کسر باقی نہ رکہی - لیکن کہانتک آخر قلعہ فتح ہوا - اور ٹیپو سلطان قلعہ کی پہاٹک پر زخمی ہوکر مارا گیا - جس سے اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا - اور ہمیشہ کے لئے اوسکا نام سلطنت سے خارج ہوگیا - جنرل ہیرڈ نے ٹیپو کی نعش پالکی مین رکہوا کر اوسکے محل مین روانہ کردی - اور خاص خاص امرا کے مکانون پر حفاظتی پہرے مقرر کر دیا - اس پر بہی خاین لوگ چور دروازے سے بہت سامال اوٹھا لیگئے - اور جو کچہ اونکی دست برد سے بچا وہ بے قیمت تھا - علاوہ کتب خانہ کے اور جو چیزین ملین اونمین ایک تخت ایک ہودج بندوق ۔ اور تلوار جنمین جواہرات جڑے ہوے تھے - اور نقرئی و طلائی و چینی ظروف - قالین اور جواہرات شامل تھے - سرنگاپٹم کے محاصرہ مین میسور کی ۹ ہزار سپاہ ہلاک ہوی - اور انگریزون کے طرف سے ۸۹۲ یوروپین مارے گئے - اور زخمی ہوے - مزید برآن ۷۰ افسر اور ۹۶۳ دیسی سپاہی کام آئے لیکن کہتے ہین کہ ٹیپو سلطان کے محل مین انگریزون نے بہت سے چیزین پائین - جو مالیت مین ۱۶ لاکہہ روپیہ ہندوستانی سکہ میسوریا ۱۰ لاکہہ ۸۰ ہزار پونڈ کے برابر تہین - مزید برآن ۹ لاکہہ کے جواہرات بہی انگریزون کے ہاتہہ لگے تھے مال و زر کے علاوہ ۹۲۹ توپین بہی ملی تہیں -

اب تو انگریزون کی سمت سندیری فوجین چار بڑے زبردست ریاستون (میسور۔ حیدرآباد۔ لکھنو۔ پونہ) مین مقیم ہوگئین جس سے ان ریاستونکے تمام جھگڑے برٹش گورنمنٹ کی ثالثی سے فیصل ہونے لگے۔ دوسرے مرہٹے سردارون کو پیشوا کے عہد وپیمان ناگوار گذرے۔ اور گورنمنٹ کو لکھا کہ پیشوا کو بغیر ہماری منظوری کے عہد وپیمان کرنیکا اختیار نہین تھا۔ اسکے بعد اونہون نے برٹش کے خلاف سازش شروع کی جسمین راجہ ناگپور (جسکو عوام راجہ برار کہتے تھے)۔ اور سندہیا شریک تھے۔ ہلکر اس سازش مین شریک نہوا۔ ان دونون نے ملک حیدرآباد کی سرحد پر چڑہائی کی۔ چونکہ عہد وپیمان کی رو سے حیدرآباد کی حفاظت گورنر جنرل پر واجب تھی۔ اسلئے اوس نے اول تو سندہیا کو اس ارادہ سے منع کیا۔ مگر جب وہ نمانا تو جنرل ویلزلی اور جنرل لیک کے ماتحت شایستہ اور جرار فوج روانہ کی چنانچہ جنرل آرتھر ویلزلی نے بمقام آسیی ۱۸۰۳ء مین سندہیا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور قطعی فتح حاصل کی۔ اسکے بعد وہ برار کے طرف بڑہا۔ اور ارگانون مین راجہ ناگپور کو شکست فاش دی۔ اور حملہ کرکے گاول گڈہ کا قلعہ لے لیا۔ اور جنرل لیک نے حملہ کرکے علی گڈہ کو فتح کیا۔ اور دہلی مین جو سندہیا کی سپاہ تھی اوسکو پراگندہ کرکے دہلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ کے ذات کی محافظت اپنے ذمہ لی۔ الحاصل ان سخت لڑائیون کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندہیا کی فوقیت وعلوئیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور بادشاہ دہلی سے اوسکا تعلق جاتا رہا۔ آخر سندہیا اور راجہ ناگپور نے بھی معاہدہ بسین کے عہدنامہ کو تسلیم کیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۹) کتب خانہ جو قلمی دستیاب ہوا اون کی تفصیل بیان کرنا محض طوالت ہے۔ لیکن اونکی جلد تعداد (۱۰۸۰۰) تھی ان نادر کتابون مین سے ایک قرآن مجید جو نہایت نایاب تھا وہ تو ملکہ وکٹوریہ کے کتب خانہ مین بھیجدیا گیا۔ باقی کتابین فورٹ ولیم کلکتہ مین داخل کردیگئین۔ ان کتابون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان مین سے بہت کتابین تو راجگان بیجاپور وگولکنڈہ کی تہین مگر زیادہ تر چہتو ژ لعمسہ انور گڈہ کے لوٹ مین حیدر کے ہاتھ لگی تہین۔ ۱۲ مولف۔

اور عہد وپیمان ہوئے کہ انگریزی سپاہ اونکی محافظت کرے سیندھیا نے برٹش کو اپنے تمام شمالی اضلاع جو جمنا کے دونو طرف تھے۔ اور اپنے مغربی ساحل کے تمام بندرگاہ اور ملک مفتوحہ دیدیئے دہلی کا شہر جو شہنشاہ مغلیہ کا قیدخانہ تھا۔ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اور اپنے تمام فرانسیسی افسرونکو موقوف کرکے اس امر کو منظور کرلیا۔ کہ اوسکی سرحد کے قریب ایک بڑی سپاہ انگریزی رکھی جائے جسکا خرچ وہ خود دیا کریگا۔ راجہ ناگپور نے برار پھر نظام کو حوالہ کیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ضلع کٹک دیدیا جو خلیج بنگال پر مدراس کے اضلاع بالا۔ اور بنگال کے جنوب مغربی اضلاع کے درمیان واقع تھا اب صرف ہلکر اس عہد وپیمان سے علیحدہ رہا۔ اسلئے گورنر جنرل نے اوسکو بھی مجبور کیا۔ مگر جب وہ نمانا تو جنرل لیک کے ماتحت فوج بھیجی۔ جس نے نومبر ۱۸۰۴ء مین بمقام دیگ ہلکر پر حملہ کیا۔ اور اوسکی سپاہ کو منتشر کرکے شکست دی۔ اور ہلکر پنجاب مین جاکر پناہ گزین ہوا۔ لیکن پھر وہ برٹش گورنمنٹ سے عہد وپیمان کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اپنے ملک مین پھر آگیا۔

اب لارڈ ولزلی نے سب سٹڈیری عہد وپیمان کے موافق اپنی سپاہ کے ڈویژن مقرر کئے۔ جنمین ۲۲ ہزار سپاہی تھے۔ اور جنکی چھاؤنیان۔ اندر ہندوستانی ریاستون کے اندر یا اونکی سرحدون پر رہتی تہین۔ جو اپنی ریاستون کی آمدنی سے اوسکا خرچ دیتے تھے۔ اب آیندہ ان ریاستون مین بلا اجازت گورنمنٹ کے فرنگستانی افسرون کا نوکر رکھنا۔ یا اونکا آپس مین لڑنا یا خط وکتابت کرنا سب کچھ ممنوع وموقوف کردیا گیا۔ اسکے بعد لارڈ ویلزلی ولایت کو رخصت ہوگئے۔

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

۱۸۰۵ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر آئے۔ گاپیہ یہان آتے ہی تین مہینے کے اندر مرگئے۔ جس سے وہ کوئی نمایان کام نہ کرسکے۔ اب کیہ

مدت کے لئے جارج بارلو گورنر جنرل قرار پائے تو دیکھا کہ خزانہ خالی پڑا ہے - اور قرض بہت بڑھ گیا ہے - اور تجارتی مال کا خرید کرنا بند ہو گیا ہے - اسلئے انہون نے اون ہندوستانی ریاستون سے جن سے خاص عہد وپیمان نہین تھے - بالکل قطع تعلق کیا - اور لارڈ ولزلی نے جو سندہیا کے ساتھ عہد وپیمان کرنیکا منصوبہ باندھا تھا - وہ چھوڑ دیا - اور مرہٹون کے ممالک کے متصل جو چھوٹی چھوٹی ریاستین تہین - وہ اپنی قسمت پر چھوڑ دی گئین اور انگریزون نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دیا کہ ہم لڑائی جھگڑون سے جدا رہینگے - اور علی العموم ہندوستان کے عام کاروبار مین شریک نہونگے - اور اپنے ہمسایون کے جھگڑون مین کوئی حصہ نہین لینگے - مگر اس پر پورا پورا عملدرآمد نہین کیا گیا - اگر کیا جاتا تو انگریزون کی عام بے اعتباری ہو جاتی - اور پولیٹیکل ابتری پہیل جاتی

سنہ ۱۸۰۶ء مین شاہ ایران - اور روسیون کی آپس مین لڑائی ہوی - جسمین شاہ ایران نے نپولین سے امداد کی درخواست کی - اور اسی قسم کی درخواست کلکتہ مین برٹش گورنمنٹ کے پاس بہیجی - اس زمانہ مین یہان ہندوستان مین تخفیف خرچ کی پالسی غالب ہو رہی تھی - اسلئے شاہ ایران کی امداد کی کچہہ صورت نہوی - لیکن فرانسیسی جو اسوقت روسیون کے ساتھ جنگ کر رہے تھے - وہ فوراً ایرانیون کی امداد کے لئے آمادہ ہو گئے - اور اپنا ایک ایلچی ایران بہیجا -

سنہ ۱۸۰۷ء مین فریدلینڈ مین لڑائی ہوی - جسمین نپولین کو فتح ہوی - اور اسکے سبب سے شہنشاہ روس کی دشمنی دوستی سے بدلگئی - اور فرانس و روس آپس مین ایک دوسرے کے دوست ہو گئے - جس سے خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف پیدا ہو گیا - چنانچہ اسوقت سے ابتک یہہ خوف دور نہین ہوا

لارڈ منٹو گورنر جنرل

سنہ ۱۸۰۷ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہو کر آئے - اور فرانسیسونکی الفت اور انکی مہم روکنے کے لئے (جو بحر اسود و کیسپین کے طرف سے ہونیوالی تہی) تمام سلطنتون کے

فرمانروایون کے پاس (جو شمالی مغربی سرحد یا اوس سے پرے تھے) اپنی سفارت بھیجی۔ چنانچہ لاہور۔ سندہ افغانستان۔ ایران یہ چارون ریاستون مین کلکتہ سے سفیر روانہ کئے گئے۔ اسکے بعد انگلینڈ سے بھی ایران مین ایک سفیر آیا۔ اور بہت سی تکرارون کے بعد یہ عہد و پیمان مرتب ہوے کہ انگلینڈ ایران کی امداد۔ زر اور سپاہ سے اوس حالت مین کرے کہ جب ناحق کوئی اوسپر حملہ آور ہو۔ افغانستان مین جو انگریزی سفیر مونٹ سٹورٹ۔ الفنسٹن صاحب گئے تھے۔ اونہون نے پشاور پہونچکر دیکھا کہ کل ملک مین لڑائیان ہورہی ہین۔ اور شاہ شجاع فقط اپنے دارالسلطنت کے حواشی پر قبضہ رکھتا ہے۔ درانی سلطنت پر مغرب کے طرف سے ایرانیون نے حملہ کیا ہے۔ اور مشرق مین اوسکو سکھون نے دبایا ہے۔ جس سے سلطنت کے ٹکڑے ہورہے ہین اور ہر ایک جگہہ جدا جدا سردار حکومت کرتے ہین۔ بہرحال الفنسٹن صاحب نے شاہ شجاع سے عہد و پیمان کرلئے۔ مگر یہ عہد و پیمان شاہ شجاع کے شکست پانے سے بیکار ہوگئے۔ اور شجاع بھاگ کر جلاوطن ہوا۔ جسکو تیس برس بعد انگریزون نے تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور اپنی سپاہ اور اوسکی جان کو ٹھکانے لگایا۔

سنہ ۱۸۰۸ع مین اسپین مین بلوہ و غدر ہوا۔ اور روس و فرانس کے درمیان کشیدگی ہوگئی۔ جسکے باعث نپولین۔ یورپ کے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ اوس نے ایشیا کی مہمات کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف مردہ ہوگیا۔

سنہ ۱۸۱۰ع مین لارڈ منٹو نے جاوا وغیرہ سے فرانسیسون کو نکال دیا۔ کیپ گڈ ہوپ اور موریشس پر قبضہ کرلیا۔ اور ہندوستان مین کوئی ایسی ریاست باقی نہین رکھی کہ وہ اپنی قوت کو انگریزون کی قوت کا ہمسر جانکر برابری کا دعوے کرسکے۔ سب بڑی بڑی ریاستین سب سندیری عہد و پیمان کی پابند تھین مغربی وسط ہند مین بڑودہ۔ پونہ۔ حیدرآباد۔ اور دکن میسور اور ٹراونکور۔ اور شمال مغرب مین اودہ اور اوسکے ساتھہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین یہ سب ایک ہی بادشاہی کے ماتحت محفوظ تھین۔

البتہ انگریزی عملداری کی سرحدون سے پرے پنجاب مین رنجیت سنگھ کی سلطنت بڑھ رہی تھی۔ اور ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈھلان پر نیپال کی گورکھا اسٹیٹ تھی۔ وسط ہند مین تین ریاستین تہین جنکو برٹش ممالک گھیرے ہوے تھے۔ وہ ابھی حسب ضابطہ انگریزی تسلط کے اندر نہین آئی تہین۔ اور وہ تین خاندانون سے متعلق تہین۔ جو مرہٹون کے ابتک چلے جاتے تھے۔ گوالیار مین سندھیا۔ اور اندور مین ہلکر۔ اور ناگپور مین بہونسلا۔ ان تین مین گائکواڑ بڑودہ کے فرمانروا خاندان کا اضافہ ہوسکتا ہے گو اوسکا حال و درجہ مختلف ہے۔

مرہٹون کی حدود سے پرے مغربی ریگستان کے طرف جو راجپوتون کی ریاستین تہین۔ وہ کل سب بڑی عہد و پیمان سے خالی چھوڑ دیگئی تہین۔ اور ممالک متوسط کے آوارہ گرد غول صاحب شہوت ہوکر اونکو لوٹتے تھے۔ چنانچہ امیر خان ایک نام آور بہادر بڑے دل و گردہ کا راجپوتانہ مین رہتا تھا جسکے پاس کم ازکم تیس ہزار سپاہی تھے۔ اور اوسکے ساتھ زبردست توپخانہ بھی تھا۔ اوسکو کسی گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اوسکی بسر اوقات صرف لوٹ مار پر منحصر تھی۔ اوسکے علاوہ دوسرے پنڈارے تھے۔ جنکا عام پسند سرغنہ چیتو تھا۔ جسکے پاس دس ہزار سوار تھے۔ اور انکا صدر مقام مالوہ تھا۔ جو زرخیز و شاداب و سرسبز اضلاع کی لوٹ گھسوٹ سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔ اسمین شبہ نہین کہ یہہ پنڈارے پونہ۔ ناگپور۔ گوالیار کے راجاؤن سے درپردہ سازش رکھتے تھے۔

مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل

۱۸۱۳ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند کی خدمت پر مقرر ہوکر آئے۔ اور اسی سال نیپالی افسرون نے انگریزی عملداری پر حملہ کیا۔ اور اون اضلاع پر قبضہ کرلیا۔ جو بنگال سے علاقہ رکھتے تھے۔ لارڈ ہیسٹنگز نے اون اضلاع کے خالی کرنے پر زور دیا

مگروہ نمانے۔ بلکہ جنگ کی تیاری شروع کی۔ کیونکہ گورکہون کو یقین تہا کہ اونکے پہاڑون کے اندر انگریز
نہین داخل ہوسکینگے۔ اب انگریزون نے تین مختلف مقامات پر جدا جدا حملہ کیا۔ اور انگریزی فوج نے
پہاڑون کے اندر اپنا قدم جمالیا۔ گو گورکہون نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ مگر انگریزون نے مجبور
کردیا۔ آخر صلحنامہ ہوگیا۔ اور ہمالیہ کی ترائی کا بڑا حصہ مع متصل کے جنگل کے جو حال کی مغربی سرحدیات
نیپال سے شمال مغرب مین دریائے ستلج تک پہیلتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔ جس سے
انگریزی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا چینیون کی سلطنت سے ملگیا۔

اس اثنار مین ممالک متوسط مین لیٹرون کے غول کی تعداد۔ اور بیباکی و گستاخی بہت بڑہگئی۔
مرہٹون کے راجہ بظاہر تو پنڈارون کے حامی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ مگر درپردہ اونکے مددگار تھے

* گورکہون کی قوم کوہستانی۔ اور میدانی ہندوؤن کے باہم اختلاط سے پیدا ہوی تہی۔ ۱۷۶۸ء مین بنگال کے محاذی ہمالیہ
پہاڑ کی جنوبی ڈہلانون کی مرتفع زمینون پر۔ اور رو رون پر انکے ایک راجہ نے اپنا قبضہ کرلیا۔ اور وہ اور بہی ملک
کے اوپر جو سلسلۂ کوہستان ہے۔ اوسکے شمال مغرب کے ان اضلاع مین جنہین گنگا جمنا کا پانی پہیلتا ہے۔ پنجاب
کے حدود تک فوجکشی کی۔ اسطرح جو مملکت حاصل کیگئی تہی وہ ایک شخص کے زیر فرمان نہ تہی بلکہ وہ اس گروہ کے
ہاتھ مین تہی۔ جو غالب جرگون کے سپہ آرا افسرون کا تہا۔ وہ اصلی راجہ کو اپنا تابع رکہتے۔ اور اوسکے نام سے
نیپال مین حکمرانی کرتے تھے۔ گورکہون کے سپاہ کی وردی وہتیارون کی وضع وطرح فرنگستانی طرز کی تہی
ہمیشہ سے گورکہے انگریزی نمونہ کی نقل فوجی کامون مین بڑی ہنرمندی سے اتارتے تھے۔
اور اونہون نے بہت جلد پہاڑی چہوٹے چہوٹے ریاستون کو اپنا تابع بنالیا تہا۔ بلکہ
اون کا استیصال کردیا تہا۔
اب گورکہون نے ہمالیہ کی ترائی مین انگریزون کی عملداری مین دست درازی شروع کی۔ اور پہاڑی
مرتفع زمینون پر قبضہ کرلیا۔ ۱۲ مولف

اب پنڈارون نے مدراس پریسیڈنسی کے بعض اضلاع پر دست درازی شروع کی۔ اور بنگال کی سرحد کو بھی لوٹا۔ امیرخان جو پٹھانون کا سرغنہ تھا اوس نے جیپور کا محاصرہ کیا یہان کے راجہ نے انگریزون سے استعانت چاہی۔ لارڈ ہیسٹنگز نے جیپور کو اپنی حراست مین لے لیا۔ اور راجہ ناگپور سے سب سڈیری عہد وپیمان کر لئے جس سے مرہٹون کی ریاستون کے مجموعہ کا ایک رکن اعظم ٹوٹ گیا۔ لیکن یہ راجہ اپنے عہد وپیمان پر قائم نہ رہا۔ اور در پردہ پونہ مین پیشوا سے خط وکتابت کرنے لگا۔ اودہر پیشوا بھی سامان جنگ تیار کرنا شروع کیا۔ اور برٹش رزیڈنٹ نے سب سڈیری سپاہیون کو پونہ سے طلب کر لیا جس سے پونہ مین غدر وبلوہ کا خوف ہونے لگا۔ اب پیشوا گھبرا گیا اور ۱۸۱۶ء مین ایک صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔ اور سب سڈیری فوج کے بڑہانے کے عوض مین ملک دیدیا اور مرہٹون کی ریاستون مین اپنی بزرگی کے دعوٰن سے بھی دست بردار ہوا۔

لارڈ ہیسٹنگز نے لیٹرون کے غولون کے انتظام پر کمر باندہی۔ اور امیرخان افغان کو بھی فہمایش کیگئی کہ وہ اپنی سپاہ کو برطرف کرے۔ اور جو ملک اوسکو دیا جائے اوسمین وہ فراغت سے حکمرانی کرے جسکی متکفل انگریزی گورنمنٹ ہوگی۔ اوس نے اس بات کو مان لیا۔ اسکے بعد جب پنڈارون کے استیصال کے لئے سندیہیا سے شرکت کی درخواست کیگئی تو وہ بادل ناخواستہ شرکت کا وعدہ کیا۔ مگر پھر اوس نے علانیہ برٹش گورنمنٹ سے دشمنی ظاہر کی۔ اور پونہ مین جو انگریزی سپاہ تھی۔ اوسپر حملہ کیا۔ ناگپور کے راجہ نے اعلان کیا کہ وہ مرہٹون کی قوم کا سردار ہے۔ اور برٹش رزیڈنسی سے لڑنے کے لئے سپاہ بہیجی۔ اگرچہ ناگپور مین کوئی سخت لڑائی نہین ہوی۔ مگر مرہٹون کو دونون جگہہ ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ ہلکر کی سپاہ نے پیشوا کی سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اوس نے مہدی پور مین انگریزون سے شکست پائی۔ اب گورنر جنرل کی پالیسی جو ہندوستان مین امن وامان قایم کرنے کی تھی اوسکے بخلاف مرہٹون کی کوشش کا خاتمہ ہوا۔ اور انگریزی سپاہ نے پیشوا کا تعاقب کیا۔ اسکے ساتھ

بھی دو ایک لڑائیان ہوئین - لیکن آخر مین اوسکی سپاہ بھی پراگندہ و تباہ ہوگئی - اور اوسکے سارے قلعے چھن گئے - اور اوسکا تعاقب یہان تک کیا گیا کہ آخر مین اوس نے ۸ لاکھہ روپیہ پنشن کی مقرر ہونے پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا - اسکے بعد بٹھور مین رہنے لگا - لارڈ ہیسٹنگز نے یہہ فیصلہ کیا کہ دکن کی حکمرانی مین آیندہ اوسکا اور اوسکے خاندان کا کوئی حصہ باقی نرہے - اور اوسکا تمام علاقہ احاطہ بمبئی مین شامل کرلیا گیا - ناگپور کی ریاست نے بھی اپنے بڑے بڑے اضلاع برٹش گورنمنٹ کے حوالے کئے - ستارہ کی ریاست سیواجی کی اولاد کے لئے از سر نو مرتب ہوی - اور راجپوتانہ کی ریاستون مین - جدا جدا راجہ مقرر ہوئے - اور برٹش گورنمنٹ اونکی محافظ و متکفل بنی اور مرہٹون کے بڑے راجہ جو چھوٹے چھوٹے راجاؤن سے خراج لیتے تھے - وہ موقوف کیا گیا - اور یہہ شرط ٹھری کہ وہ خراج برٹش خزانہ کی توسط سے ادا کیا جاوے - ان تدابیر سے مرہٹون مین پیشوا کی حکمرانی کا چراغ بالکل گل ہوا - اور تین بڑے خاندان سیندہیا - ہلکر - اور ناگپور کے بہونسلا جو اکثر برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ مین کہڑے ہوتے تھے - وہ ہندوستان مین امن و امان رکھنے کے لئے پابند کئے گئے - اور پنڈارون کا گروہ بھی مستاصل کر دیا گیا - مرہٹون کی ریاست کے سلئے ملکون کے حدود بہت اچھی طرح مقرر کیگئین - اور لوٹ مار و غارتگری کا نام نابود کر دیا گیا - بڑی بڑی ریاستون مین - برٹش رزیڈنٹ مقرر ہوا - تاکہ وہ گورنمنٹ کی اعلےٰ خدمات کو بجا لائے - اور تمام سب سڈیری فوجین جنکا انصرام ریاستین کرین وہ ہر جگہہ برٹش کی ہدایتونکے موافق اعلیٰ ملٹری حکومت کہین

لارڈ امھرسٹ گورنر جنرل

لارڈ امھرسٹ ۱۸۲۳ء مین بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جو اپنے باپ جارج ثالث کے ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرنے پر تخت نشین ہوئے تھے) گورنر جنرل ہندوستان ہو

اسوقت انگریزون کی ریاست محروسہ مین برہما* والون نے دست درازی شروع کی۔ اور شمال شرق مین اوس ملک کو تسخیر کرنیمین مصروف ہوے۔ (جسکو اب انگریزی عملداری مین آسام کا صوبہ کہتے ہین۔ جو منی پور کے گرد ہے۔) جو برٹش گورنمنٹ کی حراست و محافظت مین تھا۔ اور بنگال کے ضلع سلہٹ کو بھی دہمکانے لگے۔ اور ایک جزیرہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ جو اراکان کے کنارہ پر برٹش سے متعلق تھا۔ جس سے مجبوراً ۱۸۲۴ع مین۔ لارڈ امہرسٹ نے پیگو پر فوج بہیجی۔ برہمیون نے بڑی سینہ زوری اور دلیری سے انگریزی سپاہ کا مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی۔ اور حسب شرایط صلح نامہ ۱۸۲۶ء مین آسام۔ اراکان تنیسرم کے اضلاع انگریزی حکومت مین الحاق کئے گئے برہما سے جو ملک حاصل ہوا اس نے انگریزی عملداری کی شرقی سرحد کو قایم و محفوظ کردیا۔

جنوری ۱۸۲۶ء مین بہرت پور کے قلعہ کو (بہرت پور مین ایک غاصب نے اپنا راج قایم کرلیا تھا) لارڈ کومبرمیر نے حملہ کرکے فتح کیا۔ یہہ وہ قلعہ تھا کہ جس کے فتح کرنے مین ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک ناکام رہے تھے۔

اب ہندوستان کے اندر دو سلطنتین تہین۔ ایک انگریزون کی۔ دوسری سکہون کی اور امیران سندہ مشکل سے ہندوستان کے فرمانروایون کی فہرست مین داخل ہوسکتے ہین۔ رنجیت سنگہ نے سکہون کی سلطنت کو معراج پر پہونچایا تھا۔

---

* جس زمانہ مین کہ کلایو بنگال کو محکوم کر رہا تھا ۱۷۵۰ء مین الوم پرا نے پیگو کو فتح کرکے برہما کی سلطنت کو بنایا تھا۔ اور وہ بہت وسعت پاگئی تھی۔ جنوب کے طرف خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارہ تک اوسکی وسعت تھی۔ اوس نے آسام کو بہستانی اضلاع جو ہندوستان کی مشرقی سرحد پر واقع ہین مطیع کرلئے تھے۔ اور برہما کی فوجین مشرقی بنگال کی زمینون کے طرف بڑہتی چلی آتی تہین۔ جس سے برہما اور بنگال کی گورنمنٹون مین سرحد کے لئے جھگڑے ہونے لگے۔ ۱۲ مولف

لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل

۱۸۲۸ء مین لارڈ ولیم بنٹنک (بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ) ہندوستان کے گورنر جنرل ہوئے
ان کے زمانہ تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت دو طرح پر تھی۔ ایک تجارتی دوسری حاکمانہ مگر یہہ آتے
ہی تجارتی حیثیت جاتی رہی۔ اور محض حاکمانہ حیثیت قایم رہی۔ صدر امین۔ صدر امین اعلےٰ۔ ڈپٹی کلکٹر
وغیرہ کے عہدے قایم کئے۔ اور ٹھگون کو جو تمام ممالک متوسط۔ حیدرآباد۔ اودہ۔ بندیلکھنڈ۔
راجپوتانہ مین لوٹ مار کرتے تھے۔ غارت کیا۔ کہتے ہین کہ ۲ ہزار ٹھگ گرفتار ہوے۔ جنمین
پندرہ سو کو پھانسی دیگئی۔ باقی دایم الحبس کئے گئے۔ ستی کا مذموم رسم موقوف ہوا۔ اور گورنر جنرل
کی کونسل مین ایک ممبر قانونی بھی مقرر کیا گیا چنانچہ اول ممبر لارڈ میکالے ہوئے۔ جنہون نے تعزیرات ہند
بنائی۔ جو ابتک جاری ہے۔ اسکے بعد تعلیم کا مسئلہ چھیڑا گیا۔ اور ہندوستان کے ساتھ رسل
و رسائل بذریعۂ دخانی طاقت کے جاری ہوئی۔ کمپنی کی نوکریان زیادہ تر تعلیم یافتہ ہندوستانیونکو ملنے لگین

۱۸۳۳ء تک گورنر جنرل صرف بنگال کا گورنر جنرل ہوتا تھا۔ لیکن اس سال مین پارلیمنٹ نے
گورنمنٹ ہند کے لئے جو ایکٹ پاس کیا اوسکی رو سے گورنر جنرل ہندوستان کا قایم کیا گیا
اور گورنر جنرل کو تمام ہندوستان کے لئے ایکٹ صادر کرنے کا اختیار دیا گیا۔
پہلے کوئی یوروپین ہندوستان مین نہین رہ سکتا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کے رو سے
وہ قید دور کردیگئی۔ اور انڈین سول سروس کے امیدوارون کے لئے ایک
کالج ہیلبری مین قایم کیا گیا۔

لارڈ ولیم بنٹنگ کے جانشین ایک سال کے لئے سر چارلس مٹکاف ہوئے۔ جنہون
نے اخبارات کو آزادی دی۔

لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل

سنہ ۱۸۳۶ع مین لارڈ آک لینڈ بعہد ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جنکا اصلی نام ڈیوک کلیرنس تھا جو اپنے بڑے بہائی - جارج رابع کے بعد جنکا ۲۶ جون سنہ ۱۸۳۰ع کو لاولد انتقال ہوا ولیم رابع کے لقب سے تخت نشین ہوے) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے - مئی سنہ ۱۸۳۶ع مین ایک ایکٹ پاس کیا کہ یوروپین کے دیوانی مقدمات کو ہندوستانی جج اپنی عدالتون مین فیصل کیا کرین - جس سے انگریزون کو خوف پیدا ہوا - اور اونہون نے اس قانون کا نام بلاک ایکٹ داند ہیر کا قانون) رکھا - اور اسکے منسوخ ہونیکے لئے ولایت مین اپیل کی - مگر وہان لارڈ میلبورن کی وزارت زبردست تھی ڈائرکٹرون کے آگے کچہہ نہ چلی - ایکٹ بدستور جاری رہا -

صوبہ اڑیسہ کے مہاندی کی جنوبی جانب مین پہاڑون کے درمیان شمالی سرکارون کے پاس جو ملک ہے اوسمین قوم کہانڈ (کہونڈ) رہتی ہے - جب سنہ ۱۸۳۵ع مین راجہ گمسور نے سرکار انگریزی سے بغاوت کی تو اوسکا ملک ضبط کرلیا گیا - اوسوقت یہہ حال کہلا کہ یہ قوم پرتہوی کی پوجا کرتی ہے - اور اوسپر انسان کا بلدان چڑہاتی ہے - میجر میکفرسن نے اوس قوم کا مقابلہ کرکے اس وحشی رسم کو موقوف کیا -

اب ہم ذیل مین ضمناً سلطنت انگلینڈ کے مختصر حالات جو اس زمانہ اور ملکہ معظمہ سے متعلق ہین چند فقرات مین بیان کرکے اوسکے بعد پہر ہندوستان کے واقعات لکہینگے -

تخت نشینی ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند

ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ نے (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے -) ۲۰ - جون سنہ ۱۸۳۷ع کو ۷۲ سال کی عمر مین

لاولد انتقال کیا۔ چونکہ اسوقت ملکۂ معظمہ کے سوا تخت کا وارث کوئی نہ تھا۔ اسلیئے آپ ۲۰ رجون ۱۸۳۷ء
کو تخت انگلینڈ پر رونق افروز ہوئین۔ اسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کچھہ روزون کی تھی۔
ملکۂ معظمہ کے باپ کا نام ڈیوک آف کینٹ تھا۔ (جنکا اصلی نام اڈورڈ اگسٹس تھا۔) جو جارج
سیوم۔ اور ملکہ شارلٹ کے پسر چہارمی تھے۔ اور اونہون نے ۲۹ رمئی ۱۸۱۸ء کو شہزادی وکٹوریا لوئیسا

۱؎ جب جارج سوم نے ۲۹ رجنوری ۱۸۲۰ء کو ۸۲ سال کی عمر مین انتقال کیا تو اوسکے بڑے چار بیٹون (جارج چہارم۔ ڈیوک آف یارک
ڈیوک آف کلیرنس۔ ڈیوک آف کناٹ) مین سے خلف اکبر جارج چہارم ۱۸۲۰ء مین تخت نشین ہوا
اسکو صرف ایک بیٹی شارلٹ تھی۔ جسکی شادی ڈیوک لیوپولڈ سیکس کوبرگ سے عمل مین آئی۔ اور ۱۸۱۷ء مین
زچگی کی بیماری سے اوسکا انتقال ہوگیا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو اپنے باپ کے بعد وہی وارث تاج و تخت تھی اب
اوسکے مرنے پر جارج چہارم کے دوسرے بہائی ڈیوک آف یارک کا نمبر تھا۔ مگر وہ بھی جنوری ۱۸۲۷ء مین لاولد مرگیا
الحاصل جب ۲۶ رجون ۱۸۳۰ء کو جارج چہارم کا بعمر ۶۸ سال لاولد انتقال ہوا تو اوسکا تیسرا بہائی ڈیوک آف کلیرنس
ولیم چہارم کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ اسکو دو بیٹے ہوئے۔ مگر دونو کم سنی ہی انتقال کرگئے۔ اب ولیم چہارم کے
انتقال پر تخت نشینی کا حق ڈیوک آف کنات کو (جو ملکۂ معظمہ کے والد ماجد تھے) حاصل تھا۔ لیکن یہہ تو کئے سال قبل
۲۳ رجنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرگئے تھے اور انکے انتقال کی وجہہ سے اسوقت حق سلطنت ملکۂ وکٹوریا کو پہونچتا تھا۔
اور یہہ بھی گمان تھا کہ شاید ولیم چہارم کو کوئی اور اولاد ہو جائے۔ لیکن آخر تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء
کو ۷۲ سال کی عمر مین ولیم چہارم کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب بجز ملکۂ وکٹوریا کے کوئی وارث سلطنت باقی نہ تھا۔ اسلیئے
ملکۂ وکٹوریا تخت نشین ہوئین۔ ۱۲ مولف

۲؎ وکٹوریا لوئیسا کی پہلی شادی آئرنسٹ چارلس موروثی بادشاہ لی ننگین سے اونکی پہلی بی بی سوفیا ہنریٹ کے مرنے پر
ہوئی تھی۔ اور یہان وکٹوریا لوئیسا کو ایک لڑکا شہزادہ چارلس اور ایک لڑکی شہزادی فیوڈورا پیدا ہوے۔ اسکے بعد انکا
خاوند آئرنسٹ چارلس مرگیا۔ اور ۱۸۱۸ء مین اونہون نے دوسری شادی ڈیوک آف کناٹ سے کرلی۔ ۱۲ مولف

(یہ ملکۂ معظمہ کی والدہ ہین) سے جو چہارم فرنسس فریڈرک این کونی ڈیوک آف سکس کوبرگ سال فیلڈ کے دختر نیک اختر اور آرنسٹ چارلس موروثی بادشاہ لی تنگین کی بیوہ تہین شادی کی تہی۔ چنانچہ وکٹوریا لوئیسا کے بطن سے ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو ملکۂ معظمہ پیدا ہوئین۔ اور اسکی دوسرے سال جنوری ۱۸۲۰ء کو ملکۂ معظمہ کے باپ ڈیوک آف کینٹ کا انتقال ہوگیا۔ اور ملکۂ معظمہ اپنی شفیق ماں (وکٹوریا لوئیسا) کے زیر نگرانی پرورش پائین۔

جب ملکۂ معظمہ تخت نشین ہوئین تو ہینوور کی ریاست انگلینڈ سے علیحدہ کرلیگئی۔ کیونکہ سلک قوانین کے موافق ہینوور کی ریاست مرد سے مخصوص ہے۔ عورت اوس پر بادشاہت نہین کرسکتی۔ چنانچہ علیحدہ کرلینے کے بعد ملکہ کا چچا ڈیوک آف کمبرلینڈ ارنسٹ ہینوور کا بادشاہ بنا۔ اور جارج سوم کا سب سے چھوٹا بیٹا اڈالفس فریڈرک ڈیوک آف کیمبرج جو ۲۱ سال سے ہینوور کا ویسرائے تھا وہ اسوقت بلالیا گیا۔

اب ہم پہر ہندوستان کی تاریخ کے جانب متوجہ ہوتے ہین۔ ۷ جولائی ۱۸۳۷ء کو دفعتاً نصیر الدین حیدر والی لکھنؤ کا انتقال ہوگیا۔ مشہور ہے کہ کسی نے اوسکو زہر دیدیا۔ اسوقت لکھنؤ مین کرنیل جان لو رزیڈنٹ تھے۔ بادشاہ کے مرنے پر شاہ مرحوم کی والدہ نے منا جان کو (جو دراصل شاہ مرحوم کا بیٹا نہ تھا) تخت پر بٹہانا چاہا۔ حالانکہ سلطنت کا وارث بادشاہ کا چچا محمد علی شاہ نحالفون کی قید مین موجود تھا۔ مگر کرنیل لو نے انگریزی فوج کے ضرب سے تاریخ ۸ جولائی ۱۸۳۷ء محمد علی شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور بیگم منا جان کو گرفتار کرکے بنارس بہیجدیا۔ محمد علیشاہ نے پانچ سال سلطنت کی۔ اور ۱۸۴۲ء مین وفات پائی۔ اوسکا بیٹا امجد علیشاہ سریر آرا ہوا۔ اس اثنا مین

*ہینوور کی ریاست جرمنی مین واقع ہے ۱۷۱۴ء مین جارج اول شہنشاہ انگلینڈ۔ اوسکا بہی فرمانروا قایم ہوا تھا۔ جو ملکۂ معظمہ کی تخت نشینی تک شہنشاہان انگلینڈ سے ہی اوسکا تعلق رہا۔ ۱۲ مولف

قحط سالی نے ہندوستان مین اپنا منہہ دکہایا۔ جس سے امدادی کام شروع کئے گئے۔ ملک کی پیمایش ہوی۔ اور گنگا کی نہر کلان تعمیر ہوئی۔

افغانستان کی پہلی لڑائی

اگسٹ ۱۸۳۸ء کے شروع مین ایرانی ہنوز ہرات کے گرد خیمہ زن تھے کہ ہندوستان مین ایک لشکر جرار جمع ہونیکی تیاریان لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے شروع کر دین اسکی خاص وجہہ یہہ تھی کہ یہہ فوج شاہ شجاع کے ساتہہ قندہار و کابل جاکر دوست محمد خان کو تباہ کرے اور شاہ شجاع کو تخت نشین کرے۔ جنگ افغانستان کے اسباب ناظرین کے سمجہنے کے لئے ہم نہایت تفصیل کے ساتہہ بیان کرتے ہین افغانستان ایک کوہستانی وسیع ملک ہے جسکا رقبہ جزائر برطانیہ اعظم کے رقبہ سے وسعت مین دوچند ہے۔ اور یہہ ملک ایران کے اضلاع خراسان اور ہندوستان کے اضلاع پنجاب کے درمیان واقع ہے۔ اسکی جنوبی سرحد جنوبی بلوچستان۔ اور شمالی سرحد ممالک ازبکیہ (جو روس کے تابع ہین) ہے۔ اس ملک کے تین حصے ہین۔ ایک حصہ کابل معہ اضلاع مضافات ہے جو ہندوستان کے مغلون کی سلطنت مین داخل تھا۔ دوسرا حصہ ہرات اور وادی ہری رود ہے۔ جو ایران سے متعلق تھا۔ تیسرا حصہ وہ ہے جسمین دریائے ہیلمند بہتا ہے۔ اور اس مین قندہار ہے۔ اس حصہ پر سلطنتون کے لڑائی جہگڑے رہتے تھے کوئی اسمین مستقل سلطنت جمنے نہین پاتی تھی۔ اور فرمان روائی اسکی بدلتی رہتی تھی۔ ہندوستان اور افغانستان کے حد فاصل اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ اور ان پہاڑون کے درمیان بڑے بڑے دشوار گزار و دہشت ناک درے ہین۔ جن کے اندر سے ہوکر پنجاب اور کابل کے درمیان آمد و رفت ہوتی ہے۔ ہندوستان پر وسط ایشیا کے سب حملہ آور ان ہی درون سے آئے ہین۔ اور اب بھی اگر کوئی حملہ آور خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے تو وہ صرف اسی جانب سے حملہ کر سکتا ہے۔ ورنہ سوا اس طرف کے اور سب جانبون مین سمندر ہے جسکو انگریزی

اور یہہ کارروائی خاص لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل کی طبیعت کے من مانی تھی۔ کیونکہ کونسل کو اس جنگ
کابل کی نسبت بالکل اختلاف تھا۔ اور کونسل کے ممبرون نے اس امر کی شکایت بھی انگلینڈ کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۳) اپنی بحری قوت سے بیخوف و خطر بنا رکھا ہے۔ بس یہی افغانستان کا ملک ہے جسکے طرف سے
برٹش گورنمنٹ کو اندیشہ حملہ ہونیکا رہتا ہے۔ اور روس اوسکے طرف جلد جلد بڑہا چلا آتا ہے۔ ۔ ۔ روسیون نے اس نصف
صدی مین یورپ مین فنلینڈ کو فتح کیا۔ ترکون کی سلطنت کے عمدہ عمدہ صوبے لے لئے۔ پولینڈ کو حصون مین تقسیم کرلیا ہے
اب ایشیا مین سائبریا کے جنوب کے طرف بہت سا ملک لے لیا ہے۔ جگزارٹس پر اپنے قلعے بنا لئے ہین۔ اور اوکسس کے
طرف دانت لگا رہا ہے۔ خیوا اور بخارا او خوقند کے خانات کو اپنا تابع بنا لیا ہے۔ ایران کے شمالی اضلاع بھی اوس نے
لے لئے ہین۔ ہرات جو ہمیشہ کلید ہند مشہور ہے اوسپر روسیون کی پیش قدمی مدبران انگلش کو متردد کرتی ہے۔

احمد شاہ درانی نے افغانستان کے تینون حصون کو (جسکا اوپر ذکر ہوا) ملا کر ایک سلطنت بنائی۔ جب وہ
مرگیا تو اوسکا پوتا شاہ زمان پاینده خان بارک زئی (جو امیر دوست محمد خان کا باپ تھا) کے بدولت ۱۷۹۹ء
مین افغانستان کے تخت پر بیٹھا۔ کیونکہ درانی کا بیٹا تیمور شاہ جو شاہ زمان کا باپ تھا۔ اول ہی مرچکا تھا۔ اور
رنجیت سنگھ والی لاہور زمان شاہ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اور اوسی کے نام سے پنجاب پر حکومت کرتا تھا۔ نپولین
بونا پارٹ بھی انگلینڈ کی مضرت رسانی کے لئے زمان شاہ کو اپنے کام کا اوزار جانتا تھا۔ اور خود زمان شاہ کا مقصد
برٹش انڈیا پر حملہ کرنیکا تھا۔ انگریزون نے اس طوفان سے بچنے کے لئے کپتان ملکم کو سفیر بنا کر طہران بھیجا۔ اور شاہ
ایران کے ساتھ سنہ [illegible] مین فرانس اور افغانستان کے برخلاف عہدنامہ ہوگیا۔ اتنے مین زمان شاہ نے پاینده خان کو
(جسکی بدولت سلطنت ملی تھی) عہدے سے علیحدہ کردیا۔ اور پاینده خان نے بادشاہ کے برخلاف سازش کی۔ جب
وہ کھل گئی تو زمان شاہ نے پاینده خان کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ اب پاینده خان کے اکیس بیٹے اس انتقام کے
لئے کمربستہ ہوگئے۔ چنانچہ پاینده خان کے بڑے بیٹے فتح خان نے زمان شاہ کے سوتیلے بہائی محمود شاہ کو
بادشاہ بنا دیا۔ اور زمان شاہ کی آنکھین نکلوا کر قید کیا۔ لیکن اس جانشینی پر زمان شاہ کے حقیقی بہائی شجاع شاہ

لکھ بہیجی تھی - الحاصل ستمبر و اکتوبر کے مہینون مین رجمنٹین - اور پلٹنین اور توپخانے ستلج کے ریگستان کے طرف سے فیروزپور کو روانہ ہوتے رہے - اور بمبئی مین جدا ایک لشکر کی تیاری ہو رہی تھی - نومبر کے آخر ہفتہ مین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۴) و محمود شاہ مین لڑائیان شروع ہوئین - جسکا حال یہہ ہوا کہ کبھی ایک بہائی فتح پاکر کابل مین بادشاہ ہوتا تو کبھی دوسرا بھائی اوسکو شکست دیکر تخت پر بیٹھتا - الحاصل جب شاہ شجاع کابل مین بادشاہ تھا تو - برٹش گورنمنٹ نے میجر مونٹ سٹورٹ الفنسٹن کو سفیر بناکر پشاور بہیجا تھا - شاہ شجاع نے سرکار انگریزی سے دوستی کا وعدہ کیا تھا - اور اس کے معاوضہ مین رقم کی امداد چاہی تھی - لیکن لارڈ منٹو (جو اوسوقت گورنر جنرل تھے) نے رقم کی نسبت التفات نکیا - ۱۸۰۹ء مین محمود شاہ نے شاہ شجاع کو شکست دیکر سندہ اوتار دیا - رنجیت سنگھ نے اوسکو مقید کیا - اور دو ہو کا دیکر دنیا کا مشہور الماس کوہ نور اوس سے چھین لیا - اب یہہ ہیرا انگلینڈ کے تاج شاہی میں اپنا نور دکھا رہا ہے - الحاصل شاہ شجاع بہت سی مصیبتین اوٹھاکر ۱۸۱۶ء مین لدہیانہ مین انگریزون کے سائیہ عاطفت مین آیا - اوسکا بہائی زمان شاہ بھی اس جلاوطنی مین اوسکے ساتھہ رہا - اس اثنا مین فتح خان وزیر کے چہوٹے بہائی دوست محمد خان نے ایک سدوزئی (محمود شاہ وغیرہ سدوزئی خاندان سے ہین) شہزادی کو بیحرمت کیا - جس سے کامران (جو ولیعہد تھا -) کو طیش آیا اوس نے فتح خان وزیر کو قید کرکے آنکھین نکال لین - اور سخت ایذائین دیکر مار ڈالا - پہر کیا تھا وزیر کے بہائیون نے سارے ملک کو حصون مین تقسیم کرکے قبضہ کرلیا - اب سدوزئی کا ادبار آیا - اور بارک زئی کا اقبال چمکا - آخر کار ۱۸۲۶ء مین دوست محمد خان کابل کا فرمانروا ہوگیا -

اب کسیقدر حالات ایران کے اسی زمانہ کے متعلق ملاحظہ کیجیے ۱۸۰۰ء مین روس کے شہنشاہ پال نے جارجیا ایران سے لیکر روس مین شامل کرلیا - اس پر ایران نے انگریزون سے مدد چاہی - مگر انگریزون نے توجہہ نہ کی - آخر ایران نے ۱۸۰۴ء مین فرانس سے رجوع کیا - نپولین نے روسیون کے مقابلہ مین امداد دینا قبول کیا - اور ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ وہ فرانسیسون کے ساتھہ ہندوستان پر حملہ کرنے مین شریک ہوگا - لیکن ۱۸۰۷ء مین فرانس اور روس کے مابین اتحاد ہوگیا - جس سے ایران کا معاہدہ مفقود ہوگیا - ۱۸۰۹ء مین سرکار انگریزی نے سرحدی سلطنتون سے

فیروزپور مین یہہ فوج جمع ہوگئی - اس مین ۱۴ ہزار سپاہ انگریزی اور ۶ ہزار فوج شجاع کی تہی - اور
کل سپاہ کے سپہ سالار سر جان کین تہے - اگر ہم اس جنگ کے پوری تفصیل کے ساتہہ واقعات لکہین تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۵) معاہدہ کرلینا بہتر جانا - چنانچہ مسٹر فورڈ جونی سفیر بناکر طہران بہیجا گیا - اور ایران سے فی الفور معاہدہ ہوگیا - جسکے رو سے انگریزون کو رقم اور سپاہ سے ایران کو بوقت جنگ مدد دینا قرار پایا - ۱۸۲۶ء مین روس نے ایران کے ساتہہ جنگ شروع کی - ایران نے اس موقع پر انگریزون سے امداد چاہی - مگر انگریزون نے کان پر ہاتہہ رکہہ لیا - جس سے ایران کو مصیبت اوٹہانی پڑی - اور روس سے نہایت عاجزانہ عہد و پیمان کرلینا گیا - اور اس عہد و پیمان کی رو سے ایران کے ملک کے بہت سے صوبے روسیون کو دینے پڑے - اور تاوان جنگ مین اتنا روپیہ دینا پڑا کہ جسکا ادا کرنا ایران کے لئے ناممکن تہا - آخرش انگلینڈ اس حرکت سے سخت خجل ہوا - اور دولاکہہ پچاس ہزار تمن (جو تین کروڑ روپیہ سے زیادہ ہوتے ہین) ایران کو تاوان جنگ مین روسیون کو دینے کے لئے بہیجا اور ساتہہ ہی معاہدہ مین رقم کی امداد کا فقرہ آیندہ کے لئے حذف کردیا گیا -

اب روسیون نے ایران کے ساتہہ متفق ہوکر ہرات پر قبضہ کرنا چاہا - گو اسوقت افغانستان کے صوبون مین بہدورزئی بہ پارک زئی فتحیاب ہوچکے تہے - لیکن صرف ہرات محمود شاہ کے قبضہ مین تہا - اور وہان اوسکا بیٹا حکومت کرتا تہا - جب فتح علی شاہ والی ایران نے ۱۸۳۴ء مین انتقال کیا تو - اوسکا پوتا شاہزادہ محمد میرزا (محمد شاہ) (جو عباس میرزا کا بیٹا تہا) تخت پر بیٹہا - اور روس کی در پردہ اشتعال سے ہرات کے لینے کا قصد کیا - انگریزون نے ہرچند اس مہم کی موقوفی کے لئے زور لگایا - مگر کچہہ نہوسکا - علاوہ برین انگریزون کو حسب معاہدہ سابقہ (جو ایران کے ساتہہ ہوا تہا) ایران و افغانستان کی لڑائی مین مداخلت کا حق بہی نہ تہا - البتہ اوس صورت مین حق ہوسکتا تہا کہ جب دونون مین سے کوئی ایک فریق انگریزون کو واسطہ بنانا چاہے - الحاصل محمد شاہ نے نومبر ۱۸۳۷ء کو پچاس ہزار کے لشکر کے ساتہہ ہرات کا محاصرہ کیا - اسوقت محمد شاہ کے ساتہہ روسیون کے افسر اور ایجنٹ برابر موجود تہے - بلکہ روس نے پچاس ہزار تمن اس جنگ کے لئے محمد شاہ کو قرضہ دیکر وعدہ کیا تہا کہ اگر ہرات فتح ہوجائے تو یہہ قرضہ بالکل معاف کردیا جائےگا -

ایک ضخیم کتاب ہوجائیگی - اسلیے مختصر صرف ضروری واقعات لکھتے ہین -

۳۰ دسمبر ۱۸۳۸ع کو لارڈ آک لینڈ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملاقات فیروزپور مین ہوئی - اور رنجیت کیفیت

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۶) اب ایرانیون نے ۲۳ جون ۱۸۳۸ع کو حملہ کیا - مگر کامیابی نہین ہوئی - اور بہت سا نقصان ہوا - اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی کی ایک سپاہ نے خلیج فارس مین جزیرۂ کرک پر قبضہ کرلیا ہے - جس سے محمد شاہ ۹ ستمبر ۱۸۳۸ع کو ہرات سے چلا گیا چنانچہ ساڑھے نو مہینے محاصرہ رہا -

ادہر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے الگزینڈر برنیز کو سفیر بناکر کابل مین دوست محمد خان کے پاس بہیجا - دوست محمد خان نے سفیر کی بہت کچھ آو بہگت کی - اور روسیون کی پیش قدمی ہرات پر روکنے کے لئے راضی ہوگیا - مگر اوسکے ساتھہ - دوست محمد خان نے اسکے معاوضہ مین انگریزی سفیر سے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی کہ پشاور کا صوبہ (جسکو رنجیت سنگھ نے اوسکے دو بہائیون کو شکست دیکر اوسکو لیا - اور پنجاب مین شامل کرلیا ہے) رنجیت سنگھ سے اس شرط پر واپس دلادیا جائے کہ وہ رنجیت سنگھ کو اوسکا باج وخراج بہی دیگا -

پشاور کا صوبہ رنجیت سنگھ کے ہاتہہ جانیکی یہہ کیفیت ہے کہ شاہ شجاع لدہیانہ مین بیٹھے بیٹھے رنجیت سنگھ سے سازش کرکے فروری ۱۸۳۳ع مین کابل لینے کی غرض سے روانہ ہوا - گو اس موقع پر اوس نے انگریزون سے بھی مدد چاہی تھی - مگر انگریزون نے مدد کا دینا قبول نکیا - لیکن اوسکے چار مہینے کی پنشن ۱۶ ہزار روپیہ پیشگی دیدی - جس سے اوسکو اس جنگ مین کسیقدر مدد ملی - الحاصل شاہ شجاع نے امیران سندہ پر فتحیاب ہوکر قندہار پہنچا - اور اوسکے حصار کا محاصرہ کیا - جب دوست محمد خان کو معلوم ہوا تو اوس نے کابل سے آکر محاصرہ کو اوٹھادیا - اور شاہ شجاع شکست کہاکر پہر لدہیانہ چلاآیا - لیکن دوست محمد خان جب اس محاصرہ کے اوٹھانے مین مشغول تھا - تو رنجیت سنگھ کی فوج نے دریائے اٹک کو عبور کرکے صوبہ پشاور کو اوسکے دو بہائیون سے چہین لیا - اور افغانونکو درۂ خیبر سے نکال دیا - دوست محمد خان نے ہرچند پشاور سے سکہون کو نکالنے کی کوشش کی - مگر کارگر نہوئی -

الحاصل امیر دوست محمد خان نے جو خواہش ظاہر کی تھی - اوسکے نسبت گورنر جنرل نے بالکل نفی مین جواب دیدیا اسلئے ابھی

گورنر جنرل نے دو گہر چڑہی توپین مہاراجہ کو نذر دین - اودہر فوج نے سندہ کے جانب سفر شروع کیا امیران سندہ کو مجبور کرکے فوج اونکے حدود سے گذری - اور وہ بیچارے انگریزون کو کچہہ دنون کے لئے دریائے سندہ کے کنارے پر سکہر اور روڑی کے درمیان کے جزیرہ کا قلعہ بکہر حوالے کردیا - اور مصالحت ثلاثہ کے عہدنامہ مین شاہ شجاع کو جو رقم خراج دینے کی مقرر ہوئی تہی وہ بہی ان امیرون نے ادا کی - حالانکہ ایک مدت ہوچکی تہی کہ امیران سندہ نے اپنے کندہے کو کابل کے جوے سے نکال چکے تہے اور شاہ شجاع خود قرآن مجید پر قسم کہا کر اپنے دعوؤن کو چہوڑ چکا تہا - اسکے علاوہ ۶ - فروری کو امیران سندہ سے یہ نیا عہد و پیمان ہوا کہ تہوڑی سپاہ سندہ مین رکہی جائے - اور تین لاکہ روپیہ سالانہ اوسکا خرچ وہ ادا کرین - اب فوج سندہ پار ہوکر شکارپور ہوتی ہوئی درہ بولان کے پاس داور کے طرف چلی - ۱۰ - مارچ کو جب داور پہونچی تو بیماری کے سبب سپاہ بہت ضعیف ہوگئی - اونٹ گہوڑے - اور بہیر کے آدمی بہت مرگئے - اسباب کے خورجیان تلف ہوگئین - راستہ مین صحرا نورد بلوچیون نے بہت ستایا - الحاصل مصیبتین اوٹہاتی ہوئی وادی شال کی مرتفع زمین کوئٹہ مین پہونچی - اور یہان بنگی - اور شجاع کی سپاہ کا انتظار کیا گیا - ۶ - اپریل کو کل سپاہ جمع ہوکر کابل کی سڑک پر ہوئی - وہان سے خان قلات کے علاقہ مین آئی - اس عرصہ مین بہت کچہہ نقصان ہوگیا - آخر ۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۳۹ع کو قندہار پہونچی - شہر کے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۷) امیر اور سر بر نیز سفیر نے (جو امیر کا طرفدار بنگیا تہا) اس معاملہ کی نسبت بہت کچہہ گورنر جنرل کو ملتفت کرنا چاہا - لیکن وہ اپنی سابقہ ہٹ پر قایم رہا - کیونکہ گورنر جنرل کی نیت مین تو شجاع کو سلطنت افغانستان دلانا - اور اوسکی وجہہ سے اوسکی بعد ہر بن جنگ افغانستان کی ندامت اوٹہانا لکہا تہا - اب امیر نے گورنر جنرل کی جانب سے بالکل مایوسی دیکہی تو اوسنے ایلچی روس کی جانب کیا - اور ادہر گورنر جنرل نے رنجیت سنگہہ - اور شاہ شجاع کو متفق کرکے افغانستان مین انقلاب پیدا کرنے اور شاہ شجاع کو سلطنت دلانے کے لئے ۲۶ - جون سنہ ۱۸۳۸ع کو معاہدہ کرلیا - جسپر تینون کی دستخط ہوگئے - اب اسکے بعد کے واقعات ناظرین متن مین ملاحظہ فرمائین ۱۲ مولف

امراس کے آتے ہی فرار ہو گئے - انگریزون نے شہر پر قبضہ کرلیا - اور حسب دستور شاہ شجاع کو تخت
پر بٹھایا - لیکن رعایا نے اس تخت نشینی کے متعلق کسی قسم کی خوشی نہین منائی کیونکہ وہ اول ہی سے
شجاع کو پسند نکرتی تھی - اور اب تو اوس نے انگریزون کو اونکے ملک مین لایا تھا - اس سبب سے
اور بھی متنفر ہو گئی - اسکے بعد قندہار مین ایک دستہ سپاہ چھوڑ دیگئی - اور باقی فوج غزنین کے طرف چلی
غزنین کے افغانون نے تھوڑا بہت مقابلہ کیا - انگریزون نے شہر کے دروازہ کو باروت سے اوڑا کر اندر
گھس گئے - افغان پریشان ہو کر بھاگے - اور کسیقدر گرفتار بھی ہو گئے - امیر دوست محمد خان کا بیٹا
حیدر سلطان بھی قید ہوا - اور غزنین کے فتح ہو جانے سے دوست محمد خان کو بڑا صدمہ پہونچا - اور
شاہ شجاع کا بیٹا شاہزادہ تیمور اپنی فوج کو جو درہ خیبر کے طرف سے جلال آباد کی جانب لیجا رہا تھا - اوسکے
روکنے کے لئے امیر نے اپنے بیٹے اکبر خان کو بھیجا - مگر پھر اوسکو بہت جلد کابل کی محافظت کے لئے بلالیا
اور خود ارگندی مین کابل سے پچیس میل پر غزنی کی سڑک پر آیا - پھر اپنی چوبین توپین چھوڑ کر بامیان
کیطرف بھاگا اور اوسکا بیٹا اکبر خان کابل کے جانب مراجعت کیا - جیمس اوٹرم صاحب امیر کے
تعاقب مین چلے - لیکن جب وہ بامیان پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر شاپگان چلا گیا ہے - آخر انگریزی
لشکر ۷ اگست ۱۸۳۹ء کو کابل پہونچ گیا - اور شاہ شجاع سرتاپا جواہر مین غرق گھوڑے پر سوار کابل
کے بازارون سے گذر کر بالاحصار مین داخل ہوا - مگر رعایا مین سے کسی شخص نے بھی سلام نکیا - اور نہ
کسی افغان سردار نے آکر مبارکباد دی -

گورنمنٹ نے اپنی فتحمند سپاہ کے افسرون مین سے سرجان کو (پیر) میکناٹن کو (بیرونٹ)
ویڈ صاحب کو (نائٹ) کے خطابات عطا کئے - اور میکناٹن صاحب شاہ شجاع کے دربار کے
رزیڈنٹ مقرر ہوئے - اور برنیز صاحب اونکے نائب قرار پائے - اس اثنا مین بمقام لاہور ماہ جون
۱۸۳۹ء مین رنجیت سنگھ نے انتقال کیا - اور لارڈ آک لینڈ نے یہ تصفیہ کیا کہ افغانستان کی

حملہ آور سپاہ کا ایک حصہ واپس بلا لیا جائے - اور باقی سپاہ کابل - غزنی - جلال آباد کی محافظت کے
لئے وہان متعین رہے - وسط ستمبر ۱۸۳۹ع مین جب جنرل ولٹ شہر کابل سے واپس آنے کے لئے تیار
ہوئے تو میکناٹن صاحب نے اونکو قلات پر قبضہ کرنیکا حکم دیا - چنانچہ ۱۵ اکٹوبر کو ایک سخت لڑائی
کے بعد قلات پر انگریزی قبضہ ہو گیا - اور قلات کا سردار محراب خان معہ دوسرے بڑے بڑے سرداروں کے
اس جنگ مین مارا گیا - اور کین صاحب بنگال کی تہوڑی سی سپاہ کے ساتہہ جلال آباد و خیبر کی راہ سے
پشاور کو چلے - خیبر کے افغانون نے علی مسجد کے پاس کین صاحب پر حملہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین -
آخر میکناٹن صاحب کے ایجنٹ کپتان میکسن نے اون افغانون کو اسی ہزار روپیہ سالانہ پر آیندہ حملہ
نہ کرنے کے نسبت راضی کر لیا اتنے مین خبر آئی کہ روس ۲۴ ہزار سپاہ اور ۲۷ توپون کے ساتہہ خیوا
پر بڑہا چلا آتا ہے - کیونکہ ترکمانون نے اوسکی رعایا کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنا لیا ہے -
اس خبر کے سننے سے انگریزون کو تردد پیدا ہوا - اور ایک سفیر خان خیوا کے پاس روانہ کیا گیا -
خان خیوا سفیر سے اچہی طرح ملا - اور اوسکی رائے سے اون گرفتار شدہ لونڈی اور غلامون کو آزاد کر دیا - جس سے
روس کی پیشقدمی دور ہوئی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ آرتہر کونولی جو سفیر بنا کر قواقان بہیجا گیا تہا - وہ بخارا
بہی گیا - اور وہان خان بخارا نے اوسکو قید کر لیا ہے - اب میکناٹن صاحب اوسکے رہا کرانیکی فکر مین
کرنے لگے - اسی عرصہ مین یہہ کیفیت آئی کہ امیر دوست محمد خان جو خان بخارا کے پاس امداد کی غرض سے
گیا تہا - اوسکو بہی امیر بخارا نے دغا بازی سے مقید کیا ہے - اور اب اوسکے عیال و اطفال کی گرفتاری
کی فکر مین لگا ہوا ہے - میکناٹن صاحب نے اس خبر کو سنکر ڈاکٹر لورڈ کو جو بامیان مین ایجنٹ تہا
لکہا کہ اگر امیر کے اہل و عیال گورنمنٹ سے پناہ کے خواستگار ہون تو اون سے پناہ کا وعدہ کر لیا جائے
اس اثنا مین بامیان کے سرحد پر افغانون نے فساد شروع کیا - ڈاکٹر لورڈ نے فوج کے ذریعہ اس فساد کو
مٹا دیا اور اسکے ساتہہ قلعہ ہزارہ پر بہی قبضہ کر لیا - اس قبضہ نے ازبکون کو غضبناک کر دیا - اور خان بخارا

بھی ایسا مشتعل ہوا کہ۔ امیر دوست محمد خان کو اوس نے رہا کر دیا۔ اور اوسکی تائید پر کمر باندہی۔ اب
امیر نے علم جہاد بلند کیا۔ جس سے ہزارون افغان جمع ہو گئے۔ اور انگریزی سپاہ سے مقابلہ کیا۔
لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزی سپاہ فتحیاب ہوی۔ اور امیر اپنے دو بیٹون اکبر خان اور افضل خان کے ساتہہ
پہاڑون مین بہاگا۔ اور سرداران خلم و قندہار نے انگریزون سے صلح کر لی پہر چند روز کے بعد امیر نے
جنرل سیل کی فوج سے مقابلہ کیا۔ مگر اس دفعہ بہی اوس نے ہزیمت اوٹہائی۔ آخر امیر مجبور ہو کر ایک روز تنہا
میکناٹن صاحب کے پاس آیا۔ اور اپنی تلوار نذر دیکر جان کی امان چاہی۔ میکناٹن صاحب نے امیر کو
تلوار واپس دیدی اور نہایت عزت و حرمت کیساتہہ اوسکو کابل لایا۔ پہر یہان سے سر ولوبائی کوٹن کی
حراست مین امیر کو لدہیانہ روانہ کیا۔ پہر وہ لدہیانہ سے گورنر جنرل کے پاس کلکتہ آیا۔ اودہر کابل غزنی
اور قندہار کے پہاڑی قومون نے سر اوٹہایا۔ اور انڈرسن صاحب کی فوج پر حملہ کیا۔ مگر انگریزی فوج کے
روبرو شکست پائی آخر ۳ ہزار سالانہ پراونکو راضی کر کے یہہ فساد رفع کیا گیا۔ اتنے مین کوٹہ اور
قلات کے اقوام باری۔ کاکر۔ بلوچ نے بلوہ کیا۔ ناصر خان پسر محراب خان (جو سابق مین قلات کا سردار
تہا۔ اور انگریزون کے مقابلہ مین جان دی تہی) انکا پیشوا بنا۔ انگریزی سپاہ نے دو چار لڑائیون
کے بعد اس بلوہ کو بہی دفع کیا۔ اور ناصر خان بلوچستان کے جنگل مین بہاگ گیا۔ اسکے بعد خیال کیا گیا
کہ اب شور و شر کا طوفان تہم گیا۔ مگر وہ خیال غلط نکلا۔ چنانچہ ۱۸۴۱ء کے اواخر مین جب افغان سردارن
نے دیکہا کہ ایک سال ہو گیا مگر انگریزی فوج کابل سے نہین جاتی تو اونہون نے آپس مین سازشین کرنی
شروع کین جسمین پہلے پہل ایک سردار اختر خان (جسکو زمین داور کے مالک ہونے سے دستبردار
ہونا پڑا تہا) نے اپنے ملازمون کو جمع کر کے فوج شاہی پر حملہ کیا۔ لیکن ناٹ صاحب نے اوسکو
شکست دیدی ۔ ۱۸ دسمبر ۱۸۴۱ء کو شاہ شجاع اور میکناٹن نے ولوبائی کوٹن کو نائٹ کمانڈر آف
دی باتہہ کا خطاب دیا۔ چند روز کے بعد ولوبائی ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اونکی جگہہ۔

جنرل الفنسٹن سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اکبر خان کو جو شاہ شجاع کی اطاعت کا حلف اوٹھا چکا تہا۔ اہل ہرات نے برانگیختہ کیا۔ اور بہت سے دُرّانی جرگے اوسکے علم کے نیچے دوڑے آئے۔ ناٹ صاحب نے شمالی مغربی اضلاع کے سرکشون کی گوشمالی کی۔ اور ایک سردار اکرام خان نامی کو عدم حکمی کی علت مین توپ سے اوڑا دیا۔ ٹوڈ صاحب ہرات سے بلالئے گئے۔ اور شہزادہ کامران کو جو روپیہ دیا جاتا تہا۔ وہ موقوف کردیا گیا۔ انگریزی افسرون نے جب کابل مین امن وامان دیکہا تو اپنے اہل وعیال کو بھی وہان بلالیا۔ اس اثنا مین ہندوستان کے فضول خرچیون کی نسبت انڈیا ہوس کی سیکرٹ کمیٹی نے اور کمیٹی نے گورنر جنرل کو لکہا کہ افغانستان کے جہگڑون مین۔ جو بیدریغ روپیہ لگایا جارہا ہے۔ وہ موقوف کردے کیونکہ اسوقت سوا کروڑ روپیہ سالانہ کا خرچ ہندوستان کے ذمہ اوپر پڑگیا تہا۔ اب گورنر جنرل نے میگناٹن کو لکہا کہ افغان امیرون کو حفظ امن کے لئے جو روپیہ دینے کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ موقوف کردیا جائے۔ اور کسیقدر سپاہ بھی ہندوستان کو واپس بہیجدی جائے۔ چنانچہ میگناٹن نے سردارون کو بلاکر اوس سے آگاہ کیا۔ بہرحال یہی وجوہ مندرجہ بالا افغانون کی سرکشی کے لئے بہت زیادہ ہوگئے۔

۶ر اکتوبر ۱۸۴۱ء کو ایک کالم کرنیل مونٹیتہ کے ساتہہ کابل سے ہندوستان کو واپس روانہ کیا گیا جسکو راستہ مین افغانون سے بہت کچہہ لڑنا اور نقصان اوٹہانا پڑا۔ اتنے مین سیل صاحب بھی ایک کالم کے ہمراہ گندمک ہوتے ہوئے جلال آباد چلے۔ ان پر بھی افغانون نے بہت کچہہ ظلم توڑا۔ اب یہان کابل کی سنئے کہ یکم نومبر کو غلزئیون نے انگریزون سے انتقام لینے کا مشورہ کرکے ۲ر نومبر کو برنیز صاحب کے مکان پر حملہ اور بلوہ کی ابتدا کی۔ اور اس حملہ مین برنیز معہ اپنے بہائی کے مارا گیا اسکے بعد ان بلوائیون نے اونکے مکان اور خزانہ کو آگ لگا دی۔ اور تمام بازارات ودوکانات کو لوٹ کر تباہ وتاراج کردیا۔ میگناٹن صاحب کو جب اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے بلوائیون کے روکنے کے لئے جنرل الفنسٹن سے مشورہ کیا۔ اور شیلٹن صاحب اونکے روکنے کے لئے بہیجے گئے۔

مگر بلوہ فرو نہ ہوا۔ اور لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہوتا چلا۔ بلوائیون نے کمسٹریٹ کا گودام بھی لوٹ لیا۔ جس سے
فوج کی رسد کی حالت نازک ہوگئی۔ میکناٹن نے قندہار کی فوج کو امداد کے لئے طلب کیا۔ لیکن وہ راستہ
مین برف کی شدت سے کابل آنہ سکی۔ اب یہان روزانہ بلوائیون کا ستم انگریزی فوج پر بہت زیادہ
ہونے لگا۔ اور اس لڑائی مین اکثر انگریزی سردار مارے گئے۔ مجبوراً میکناٹن نے افغان سردارون
سے مصالحت کرنی چاہی۔ ۲۷ نومبر کو ایک مجلس منعقد ہوی جسمین میکناٹن صاحب اور افغان
سردارون کے نائب جمع ہوئے اور سردار عثمان خان کے پیش کردہ شرائط پر بحث شروع ہوی
اور دو ہفتے اسی بحث مین گذر گئے۔ آخر ۱۰ دسمبر ۱۸۴۱ء کو کمسٹریٹ کا ایک منشی کاغذ لایا۔ جس پر
افغانون کے بڑے بڑے سردارون کے دستخط تھے۔ اور اوسمین میکناٹن سے چھاؤنی کے باہر
ملاقات کرنیکی درخواست تھی۔ چنانچہ دوسرے روز میکناٹن معہ کپتان ٹرور و میکنزی و جارج لارنس
کے سردارون کی ملاقات کو قلعہ سے دوسو گز کے فاصلہ پر گئے۔ یہان اکبر خان اور دوسرے افغان
سردارون سے ملاقات ہوی۔ اور شرائط ذیل گورنمنٹ و محمد اکبر خان کے درمیان قرار پائے۔
(۱) کابل مین جو انگریزی فوج موجود ہے وہ ہندوستان واپس جائے۔ (۲) کل سردار انگریزی فوج
کو سفر مین کوئی تکلیف نہ دینگے باربرداری اور رسد سے مدد دیجائیگی۔ (۳) جلال آباد کی متعینہ فوج
بھی پشاور کو واپس جائے۔ (۴) غزنی کی فوجین بھی فوراً پشاور کے طرف کوچ کرین (۵) قندہار و افغانستان
کے حدود کی سپاہین سفر کے ضروری بندوبست ہونے پر درۂ بولان کے طرف سے ہندوستان واپس
ہون (۶) دوست محمد خان کا تمام اسباب و جائداد مملوکہ واپس دیجائے۔ (۷) انگریزی افسرون کے
اسباب کی جو افغانستان مین چھوڑ دیا جائے۔ اوسکی حفاظت کرکے مناسب وقت پر ہندوستان
بھیجدیا جائے۔ (۸) شاہ شجاع کو اجازت ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے افغانستان مین
اوقات بسر کرے یا برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے۔ (۹) اگر شاہ شجاع برٹش سپاہ کے ساتھہ چلا جائے

اوسکے متعلقین جویہان رہین۔ اونکی ہرطرح حفاظت رہے (۱۰) جب برٹش سپاہ مع الخیر ہندوستان پہونچے توفے الفور امیر دوست محمد خان معہ اہل وعیال ودیگر افغانون کے جو ہندوستان مین مقید ہین افغانستان کے پہونچنے کا بندوبست کیا جائے۔ (۱۱) جب امیر کابل مین واپس آنیکے لئے پشاور مین پہونچے تو شاہ شجاع کے متعلقین بہی ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۲) ان شرائط کی تکمیل کیلئے کابل مین چار معزز برٹش افسر بطور ضمانت چہوڑدئے جائین۔ اور جب امیر کابل آجائے تووہ ہندوستان واپس کردئے جائین (۱۳) محمد اکبر خان۔ محمد عثمان خان اور دو بڑے سردار برٹش سپاہ کے ساتہہ پشاور تک جائین (۱۴) افغانستان سے برٹش فوج واپس ہونے کے بعد افغانون۔ اور انگریزون کے درمیان رشتۂ اتحاد ایسا رہے کہ گورنمنٹ کی بلارضامندی بافغان کسی دوسری گورنمنٹ سے معاہدہ نکرین۔ اور بوقت ضرورت برٹش سے مدد لین (۱۵) اگر افغانون کی مرضی ہو تو ایک انگریزی سفیر کابل مین رہے۔ جس سے اتحاد مستحکم ہو۔ (۱۶) کسی شخص کو گذشتہ جنگ مین شریک ہونیکی وجہہ سے سزا نہ دیجائے۔ اور ہر ایک شخص مجاز ہوگہ وہ برٹش سپاہ کے ساتہہ ہندوستان چلا جائے (۱۷) اگر چند انگریزی کے افسر اور فوج جو کسی باعث افغانستان کو فوراً نہ چہوڑین تو اون کی امداد و محافظت کیجائے۔ (۱۸) سامان رسد مہیا کرکے اوسکی قیمت لیجائے۔

الحاصل ان شرائط کی تکمیل کے لئے افغانون کی جانب سے محمد اکبر خان کا معتمد موسی خان اور انگریزون کی جانب سے کپتان ٹریور مقرر ہوئے۔ لیکن اسکے بعد افغانون نے رسد اور روانہ چارہ کا کوئی بندوبست نکیا۔ جب میکناٹن صاحب نے محمد اکبر خان کو لکہا تو اوس نے جواب دیا کہ جبتک انگریز قلعون کو خالی نکرینگے اوسوقت تک افغانون کو انگریزون کے کابل سے چلے جانیکا اطمینان نہوگا۔ آخر مجبوراً انگریزون نے قلعون کو فوج سے خالی کردیا۔ اور افغانون نے اونپر قبضہ کرلیا اسی اثنا مین افغانون کے ہاتہہ میجر ٹیلر پولیٹکل ایجنٹ قلات غلزئی کا ایک خط لگ گیا۔ جسمین اونہون

کابل کے ایک بڑے مہاجن کو یہ لکھا تھا کہ "تم حسب مقدور ہماری مدد کرو۔ جب ہماری فوجین
افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرلینگے تو تمکو بہت بڑا انعام دیا جائیگا" اس تحریر نے افغانون کو سخت
ناراض کردیا۔ اور میگناٹن صاحب جب ۲۱ دسمبر کو سردارون سے ملاقات کرنیکے لئے گئے تو سردارون
نے بداخلاقی کا برتاؤ کیا۔ ہرچند میگناٹن صاحب نے کہا کہ میجر پلیچ کو اس عہدنامہ کی خبر نہین ہے
اور اُنہون نے یہہ خط نادانستہ لکھا ہے۔ مگر اس عذر کا اثر سردارون پر بالکل نہ ہوا۔ ۲۲ دسمبر کو
سردار سلیم خان۔ سرور خان لوہانی وغیرہ نے ایک صلحنامہ لایا جسمین لکھا تھا کہ شاہ شجاع بادشاہ رہے۔
اور محمد اکبر خان بطور وزیر کے اوسکے ساتھ رہے۔ اور ۴ ہزار روپیہ سالانہ برٹش گورنمنٹ سے پایا کرے
قلعہ محمد شریف خان مین ایک رجمنٹ اور بالاحصار مین دوسری رجمنٹ سرکار انگریزی کی رہے۔
انگریزون کی فوجین افغانستان مین موسم بہار تک مقیم رہین۔ امین اللہ خان جو مفسدہ پرواز ہے
وہ محمد اکبر خان کے حوالہ کیا جائے" مگر میگناٹن صاحب نے سب شرطون کو منظور کیا۔ لیکن آخری شرط
جو امین اللہ خان کے حوالہ کرنیکی تھی اوس سے انکار کیا۔ اوسکے بعد ازدوپہر میگناٹن صاحب نے کپتان
ٹریور۔ میکنزی۔ کپتان جارج لارنس کو لیکر محمد اکبر خان کے پاس گئے۔ اور اکبر خان کو گرانٹ صاحب کا
گھوڑا۔ اور لارنس صاحب کا دونالی تپنچہ (قبل ازین ان دونون کی اکبر خان نے خواہش کی تھی) حوالہ کیا
تھوڑی دیر بھی نہین گزری کہ دفعتاً اکبر خان نے بگیر بگیر للکارا۔ افغانون نے ان چارون سردارون کو
پکڑ لیا۔ لارنس۔ میکنزی۔ ٹریور کی مشکین باندہی گئین۔ اور افغان اپنے گھوڑون کے پیچھے بٹھا کر لیچلے
راستہ مین ٹریور گھوڑے سے گرا۔ ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور میکنزی و لارنس قلعہ محمود آباد
مین قید کئے گئے۔ محمد اکبر خان نے میگناٹن صاحب کو تپنچہ مار کر ہلاک کیا۔ انکا سر کابل کے چوک مین پہونچا گیا
اور دہڑ بازارون مین گھسیٹا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ الفنسٹن صاحب سپہسالار نے انگریزی فوج کے
ذریعہ اونکا کوئی انتقام نہین لیا۔ بلکہ اسکے برعکس میجر پلارڈ پوٹنجر کو معاہدہ کی تکمیل کرنیکے لئے اکبر خان کے

پاس بہیجا۔ سابقہ عہدنامہ مین ترمیم ہوکر یہہ شرایط ٹہرین کہ تمام توپین سوائے ٦ میدانی توپون کے اور تمام بچی ہوی بندوقین۔ ہتیار اور خزانے کے تمام سکے افغانون کے حوالے کئے جائین۔ اور پشاور تک بخیر و عافیت پہونچانے کے معاوضہ مین ساڑہے بارہ لاکھہ روپیہ دئے جائین"۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۴۲ء کو اس عہدنامہ پر اٹہارہ افغانون کے سردارون کی مہرین ثبت ہوئین۔ اور ٦ جنوری کو انگریزی فوج نے جلال آباد کی جانب کوچ کیا۔ جسمین (۶۹۰) گورے (۲۸۴۰) ہندوستانی پیدل سپاہی اور (۹۷۰) ہندوستانی سوار (٦) گہوڑ چڑہی گورون کی توپین۔ اور تین پہاڑی توپین تہین بہیر کے بارہ ہزار آدمی فوج کے پیچہے لگے ہوے تہے۔ موسم جاڑے کا تہا۔ زمین اور پہاڑ برف سے ڈہکے ہوے تہے۔ سردی گرم کپڑون کے اندر چہید ڈالتی تہی۔ اس پر اور مصیبت یہہ ہوی کہ راستہ مین افغانون نے خلاف معاہدہ قتل و خونریزی پر کمر باندہی کبہی چنداول پر تو کبہی ہراول کی فوج پر حملہ کرتے۔ اور جان و مال کا نقصان پہونچاتے۔ بہیر کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے سردی اور برف سے مر گئے۔ لیڈیان جو پالکیون اور ڈولیون مین ابتک سوار ہوتی تہین اونکے لئے اب کہار زندہ نہ تہے اسلئے مجبوراً اونٹون کے کجاوُن مین بیٹہنا پڑا۔ اور فوج نے خرد کابل پہونچنے تک چنداول کی ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹ بالکل قتل ہوگئی۔ گو انگریزی کی فوج کے ہمراہ اکبر خان موجود تہا۔ مگر افغانون کی زیادتیون کا وہ کچہہ دفعیہ نکر سکا۔ ۱۲ جنوری کو وادی جگدلک کے نیچے جب فوج پہونچی تو جنرل سپاہ سے جدا ہوگیا۔ اور سپاہ بغیر جنرل کے سفر کرنا شروع کی۔ اتنے مین افغانون کا ایک گروہ چہرے اور تلوارین لیکر سپاہیون اور بہیر پر آن پڑا۔ مورچون کے آگے مردون کے ڈہیر لگ گئے۔ چند افسر اور تہوڑی سپاہ جو افغانون سے لڑتی ہوی باہر نکل گئی۔ وہ گنڈمک جاتے ہوے سب مارے گئی۔ اور بارہ افسر جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہوے تہے وہ بہی فتح آباد کے قریب قتل ہوگئے۔ چنانچہ ۱۳ جنوری کی صبح کو جو ہزارون آدمی کابل سے جلال آباد کو جانے کے قصد سے روانہ ہوے تہے

اونمین صرف ڈاکٹر برائی ڈن ۱۳ ر جنوری سنہ ۱۸۴۲ع کو اپنے ہموطنون کی کہانی سنانے کے لئے جلال آباد
پہونچا۔ جب یہہ خبر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل کو ہوئی تو انکی زندگی تلخ ہوگئی۔ اور انکی نیکنامی ہمیشہ کے
لئے خاک مین ملگئی۔ اب اونکو یہہ فکر پیدا ہوئی کہ کسیطرح باقی فوج افغانستان سے باہر نکال لیجائے
اودہر افغانستان مین باقی انگریزی فوج کی یہہ حالت تہی کہ جنرل ناٹ صاحب معہ اپنی فوج کے قندہار
مین قلعہ بند تھے۔ اور غزنی مین کرنیل پامر سپاہ کو لئے ہوئے حصار نشین تھے۔ لیکن رسد کی قلت
نے اونکو باہر نکالا۔ اور افغانون نے حملہ کرکے اونکو معہ بقیہ فوج کے قید کرکے کابل بہیجا۔ اور غزنی پر قبضہ
کرلیا۔ جلال آباد مین سیل صاحب فوج کے ساتہہ محصور بیٹہے تہے۔

لارڈ ایلن برا گورنر جنرل

۲۸ ر فروری سنہ ۱۸۴۲ع کو لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور لارڈ آک لینڈ رخصت
ہوئے۔ اسوقت خزانہ بالکل خالی۔ قرض کا بار بہت بہاری۔ افغانستان کا جہگڑا مزید برآن موجود تہا
جس سے نئے گورنر جنرل کو مشکلات کا سامنا تہا۔ الحاصل لارڈ آک لینڈ کی اندہادہند کارروائی نے
یہہ روز بد دکہایا تہا۔ مگر اسکے ساتہہ ہی اونکے بعض کارروائیان قابل تعریف بہی تہین۔ چنانچہ تعلیم سائنس
کی اشاعت مین اونہون نے بہت کچہہ اعانت کی۔ عدالت مین شہادت کے متعلق جو قرآن مجید
و گنگاجل اوٹہانیکا طریقہ تہا۔ اوسکو موقوف کرکے صرف خدا کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے اقرار کرنا او سچ
کہنا مقرر کیا۔ سابق مین دیولون اور مندرون مین جو چڑہاوا چڑہایا جاتا۔ وہ ملک کی آمدنی مین
شمار ہوتا تہا۔ اور جاتریون سے ٹیکس لیا جاتا تہا۔ یہہ سب موقوف کردیا۔
اب لارڈ ایلن برا نے پہلا کام افغانستان کی مہم کا کیا۔ اور جنرل پالک کو سپاہ سالار مقرر کیا

بہیجا۔ جنکے ساتہہ سر ہنری لارنس اور کلارک صاحب تہے۔ گلاب سنگہہ راجہ جموں بہی انگریزون کی
اعانت پر مستعد ہوگیا۔ چنانچہ جنرل پالک درۂ خیبر کے طرف بڑہے۔ آفریدیون نے مقابلہ کیا۔ پالک نے
اونکو شکست دیکر قلعۂ علی مسجد لے لیا۔ اور یہہ قلعہ سکہون کے سپرد کرکے آگے چلے۔ پہر اکبر خان نے
حملہ کیا۔ اوسکو بہی انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ جب اکبر خان نے ہزیمت اوٹہائی تو وہ انگریزی
قیدیون کو بدیع آباد سے کابل روانہ کردیا۔ افسوس ہے کہ راستہ مین قیدیون نے بہت تکلیفین
اوٹہائین۔ جنرل الفنسٹن کا تو ۲۴ اپریل کو انتقال ہوگیا۔ اکبر خان نے اونکی نعش جلال آباد بہیجدی
اور ۵ اپریل ۱۸۴۲ء کو کابل مین شاہ شجاع کو۔ نواب زمان شاہ کے بیٹے نے قتل کرکے خندق
مین ڈالدیا۔ اسکے بعد نواب زمان شاہ نے شہزادہ فتح جنگ (جو شاہ شجاع کا بیٹا تھا) کو بادشاہ
اور محمد اکبر خان کو وزیر بنانیکی سازش شروع کی۔ ادہر جنرل پالک لڑتے بہڑتے جلال آباد سے
سیل صاحب کو لیکر وادی شنواری و تزئین کے مقامات کو تباہ کرتے کابل پہونچے۔ اور جنرل ناٹ صاحب
جو قندہار مین قلعہ بند تہے۔ وہ بہی قندہار سے نکلے۔ اور راستہ مین افغانون کا مقابلہ کرتے اور
اون کو ہزیمت دیتے ہوے پہلے غزنین آئے۔ اور افغانون سے جنگ کرکے قلعۂ غزنین کو لے لیا
محمود غزنوی کے مقبرہ کا جو صندل کی لکڑی کا دروازہ تہا[*]۔ اوسکو اوتار لیا۔ اسکے بعد شہر اور قلعہ کو مسمار
کرکے آگے قدم بڑہایا۔ آخر ہزار مصیبت کابل آئے۔ اور جنرل پالک سے ملے۔ اب جنرل پالک کو
قیدیون کے چہڑانے کی فکر ہوئی۔ اور اونہون نے سر رچمنڈ شیکسپیر چہہ سو قزلباش سوارون
کے ساتہہ اکبر خان کے پاس بہیجا۔ لیکن سر رچمنڈ کو بہت دور جانا نہ پڑا کہ صالح محمد خان قیدیون کو
لئے ہوئے اونکے سامنے آیا۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ اکبر خان نے تمام قیدیون کو صالح محمد خان کی

---

[*] کہتے ہین کہ یہہ دروازہ پہلے سومنات کا تہا۔ جسکو محمود غزنوی سومنات سے غزنی لیگیا تہا۔ مگر کسی دوسری تاریخ سے محمود کا سومنات
کے دروازہ کو لیجانا ثابت نہین ہوتا۔ ۱۲ مولف

حراست مین (صالح محمد اول انگریزی سپاہ مین نوکر تھا سنہ ۱۸۴۲ء مین معہ اپنی کمپنی کے دوست محمد خان
کے پاس بامیان چلا گیا تھا۔) غلام روانہ کیا تھا جو ترکستانی ازبکو نکے پاس غلامون کی طرح رکھے
جاتے۔ لیکن صالح محمد نے قیدیون سے بیس ہزار روپیہ نقد اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن کی
دستاویز لکھا لیکر او نکو انگریزی فوج مین لا رہا تھا۔ پالک صاحب کو قیدیون کی اسطرح بلا جنگ وجدل
کے رہائی پانا بیحد خوشی کا باعث ہوا۔ اسکے بعد اونہون نے چار چتہ کے بازار کو (جہان میگناٹن کی لاش
تشہیر کیگئی تھی) جو علی مردان خان نے شاہجہان کے عہد مین بنایا تھا۔ مسمار کر کے ڈھیر بنا دیا۔ اور تمام
فوج کو کابل کے بازارات و مکانات کے لوٹنے کا حکم دیا۔ جس سے ہزارہا مکانات و دکانات تباہ
و تاراج ہوگئے۔ صرف قزلباشون کا محلہ (جو انگریزون کا ہوا خواہ تھا) فوج کے حملے سے بچا۔ جب
اس انتقام سے پالک صاحب کو فرصت ملی تو اونہون نے ۱۲ اکتوبر کو ہندوستان کے طرف
کوچ کیا۔ نابینا زمان شاہ اور اوسکا بھتیجا فتح جنگ بھی فوج کے ہمراہ ہوگئے۔ واپسی مین بھی انگریزی
فوج پر ہر چند افغانون نے بہت سارے حملے کئے۔ مگر پالک و ناٹ کی دلاوری نے اونکی ایک
نہ چلنے دی۔ اور ہر ایک موقع پر افغانون نے شکست پائی۔ جلال آباد مسمار کر کے گورنر جنرل
کے حکم پر سکھون کے حوالہ کیا گیا۔ علی مسجد کے مقامات زمین کے برابر کر دئے گئے۔ جب یہہ
انگریزی لشکر فیروزپور پہونچا تو گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا۔ اور فیروزپور مین ایک بہت
بڑا جشن اس فتح کی خوشی مین منایا گیا۔ سپاہیون کے ریویو ہوئے پہلے انہین ہندو سپاہیون
کو مٹھائی کھلائی گئی۔ امیر دوست محمد خان کو بغیر کسی شرط کے اجازت دیگئی کہ وہ اپنے مفلس
و بنجر ملک کو چلا جائے۔ اور گورنر جنرل نے بذریعہ اشتہار کے اس امر کا اظہار کیا کہ افغان
جسکو چاہین اپنا بادشاہ بنائین گورنمنٹ اوسمین دخل نہ دیگی۔ اور وہ صندلی دروازہ ہندوؤن
کو دیا گیا کہ اوسکو از سر نو سومنات مین لگائین۔ الحاصل اس جنگ سے افغانستان مین انگریزی

ستر اکرطوڑ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ لیکن حاصل کچھہ بھی نہ ہوا۔

جنگ سندہ

جب انگریزون نے افغانستان مین پریشانی اوٹھائی۔ اور وہان سے انگریزی سپاہیون کو واپسی کا حکم دیا گیا تو آئندہ کے لئے مغربی سرحد سلطنت کی دریائے سندہ قرار پائی۔ اور سابق *عہدنامہ مین از سر نو ترمیم و تبدیل کی کارروائی کیگئی۔ کرنیل جیمس اوٹرم پولیٹکل ریجنٹ سندہ نے اس جدید عہدنامہ مین یہ شرایط داخل کی تھین کہ کراچی اور سکھر مین انگریزی سپاہ کی دو چھاونیان ڈالی جائین۔ اور کل محصول دریائی موقوف ہو۔ دخانی جہازون کے لئے لکڑی دینے کی جو قید ہے وہ بالکل اوٹھادیجاے۔ اور سکھر بکھر کے مانند شکارپور پر بھی معہ مضافات انگریزون کا قبضہ

*سنہ ۱۸۳۲ع مین برٹش گورنمنٹ کو خیال ہوا کہ مغربی سرحد پر جو وحشی قومین آباد ہین اون سے رشتہ اتحاد مربوط کیا جائے چنانچہ اس کام کے لئے سر ہنری پوٹنجر کو سندہ بھیجا۔ اور ان شرایط پر امیران سندہ سے عہدنامہ مرتب کیا گیا کہ دریائے سندہ انگریزی تجارت کے لئے کھلا رہے۔ مگر مسلح جہازون کی آمد و رفت مسدود ہو۔ اور خاص قیود کے ساتھہ سوداگر مسافر آیا جایا کرین۔ اسکے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی شرطین بھی تھین۔ اسکے بعد سنہ ۱۸۳۸ع مین یہہ شرایط اور بڑہائے گئے کہ حیدرآباد مین ایک پولیٹکل ایجنٹ مستقل رہے۔ اور وہ اپنی حفاظت کے لئے سپاہ بھی رکھے۔ جب افغانستان کو سپاہ جانے لگی تو سندہ سے گذرنے کی کارروائی ہوئی۔ اور اسکے ساتھہ افغانستان کی لڑائی کے اختتام تک قلعہ بکھر مستعار لے لیا گیا۔ پھر امیران سندہ سے شاہ شجاع کو ۲۱ لاکھ روپیہ خراج کے نام سے دلایا گیا۔ اور ایک فوج محافظت ملک سندہ کے لئے متعین کی گئی اور اسکے اخراجات تین لاکھ سالانہ قرار پائے۔ چند روز کے بعد اوس پر پچاس ہزار روپیہ کا اور اضافہ کرکے وہ میزان پورا کر دینا ٹہرا۔ دریائے سندہ کے سارے محصول راہداری بھی معاف کئے گئے۔ بہرحال امور مندرجہ بالا نے امیران سندہ کے دل مین کدورت پیدا کی۔ اب اس پر ایک اور جدید عہدنامہ کی تجویز ہوئی۔ جسکا حال متن مین ملاحظہ فرمائیے ۱۲ مولف۔

اور ان شرایط کے عوض مین امیرون کو وہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے معہ باقیات معاف کر دئے جاینگے
اس اثنا مین لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور انہون نے شرایط بالا پر یہہ فقرہ
اور بڑہایا کہ جن امیرون کی بدخواہی ثابت ہوجائے تو انکو یہہ سزا دیجائیگی کہ انکا تھوڑا سا ملک چھین
کر بہاول خان کو دیدیا جائیگا۔ چنانچہ کرنل اوٹرم نے جون ۱۸۴۲ع مین یہہ انتظام پیش کیا کہ سبزل کوٹ
دجو بہاول خان سے ۱۸۳۳ع مین چھین لیا گیا تھا حیدرآباد کے امیر نصیر خان سے لیکر بہاول خان کو دیدیا
جاوے۔ اتنے مین گورنر جنرل نے ایک دوسرا اضافہ یہہ کیا کہ بونگ بڑا جو بہاول خان سے ناحق
لے لیا گیا تھا۔ اور اب وہ میر رستم کے قبضہ مین تھا اوسکو لیکر بہاول خان کو واپس دیا جائے الحاصل
جو اضلاع کہ ضبط ہوے۔ اونکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھی۔ اور انتظامات مین جو اور
ضبطیان ہوئین وہ سب ملکر چار لاکھ چیالیس ہزار روپیہ کی ہوئین جسکے برابر امیرون کو خراج معاف کیا گیا
اب کرنل اوٹرم کی جگہہ سر چارلس نیپر سندہ کے سپہ سالار اور پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوے۔ اور
۱۳ نومبر ۱۸۴۲ع کو اونکے پاس گورنر جنرل کا یہہ حکم آیا کہ اور زیادہ ملک بہاول خان کی سرحد سے
روڑہی تک ضبط کیا جائے۔ جسکی آمدنی آٹھہ لاکھ چالیس ہزار پانچسو روپیہ سالانہ ہے۔ یعنے
پہلی ضبطی پر تین لاکھ چورانوے ہزار روپیہ کا اور اضافہ کیا چنانچہ جنرل نیپر نے علی مراد کے ساتھہ
ایسا انتظام کیا کہ بالائے سندہ کے امیرون کا ملک پچاس ہزار سات سو پچیس روپیہ سالانہ
آمدنی کا ضبط کیا۔ جس سے کل ملک ضبط شدہ کی تعداد تیرا لاکھ سینتالیس ہزار سات سو پچاس
روپیہ ہوی۔ اور کل ملک کی آمدنی بیس لاکھ اونتالیس ہزار پانچسو سالانہ تھی۔ اسکے علاوہ

* ساٹھہ سال کا عرصہ گزرا تھا کہ تالپوری بلوچون نے سندہ سے کلورائی قومون کو خارج کرکے اپنی حکمرانی قایم کی
تھی۔ اور سندہیون کو اپنا تابع بنالیا تھا۔ اور اپنی پہاڑی قومون کو میدانون پر فرمانروائی کرنیکے لئے نیچے لے آئے
تھے۔ اور اسی مین کوہستانی بلوچی۔ میدانی بلوچی۔ خاص سندہی اور ہندو قومین مربوط تہین۔ آخر دو قومون پہلی قوم

جنرل نیپر نے امیرون کو اونکے نام کے سکے ڈھالنے سے بھی منع کیا۔ چونکہ امیران سندھ پہلے عہدنامہ سے ہی رنجیدہ اور ملول تھے۔ اب یہ جدید عہدنامہ اور ضبطی ملک کی کارروائی نے اونکے زخمون پر اور نمک چھڑکا۔ اب امیران سندھ نے سازش شروع کی۔ اور انگریزون کے خلاف فوج کو جمع کیا۔ شیر سنگھ مہاراجہ لاہور سے امداد کی درخواست کی۔ ناجایز محصول لینا اور تجارت و جہازرانی کو روکنا چاہا۔ ماسوا اسکے اور بھی بہت سی خلاف کارروائیان کین۔ لیکن ان امیرون مین سے علی مراد جو میر رستم کا بھائی تھا علیحدہ ہو گیا۔ اور جنرل نیپر کو اس سازش و کارستانیون کی خبر کر دی۔ جنرل نیپر نے جب میر رستم سے اس سازش کی بابت پوچھی تو اوس نے انکار کر دیا۔ اور اپنی دستار امارت اپنے بھائی علی مراد کو دیدی۔ مگر در پردہ اونکا ممد و معاون بنا رہا۔ اب امیرون نے امام غور و غور شاہ اور دیجی کے قلعون مین انگریزون سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی۔ قلعہ امام غور مین میر رستم کا بیٹا محمد حسین فوج کا افسر بنا۔ اور قلعہ غور شاہ مین میر رستم کے بھتیجے نصیر خان نے افسری کی جگہہ سنبھالی۔ آخر جنرل نیپر فوج و توپخانہ کے ساتھہ ان سردارون کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۱) حکمران تھی۔ اور دوسری قوم سکا سپرپہلی قوم کے سردار تھے تالپوری بلوچون مین چار یاری دستور تھا۔ یعنے ملک کو چار بھائی آپس مین تقسیم کرکے قابض ہوتے۔ اور مشترک۔ فرمان روائی کرتے تھے۔ اور اونکی اولاد کی اولاد مین بھی دستور چلا آتا تھا۔ لیکن اسوقت اون مین تین ہی خاندان حیدرآباد خیرپور۔ اور میرپور حکمران تھے۔ اول جنوب مین دوسرا شمال مین۔ تیسرا مشرق مین جسکی حد ریگستان تھی۔ اس چار یاری نظام سے یہہ دستور نکلا کہ بھائی کا جانشین بھائی ہوتا بیٹا نہوتا۔ اور اسکے سر پر دستار امارت ہوتی۔ جسوقت سر چارلس نیپر سندھ مین آئے تو حیدرآباد مین نصیر خان۔ خیرپور مین میر رستم۔ میرپور مین شیر محمد صاحب دستار تھے۔ اور میر رستم بڑا بوڑھا تھا۔ اس نے کلورائی کے امیرونکو سندھ سے خارج کیا تھا۔ ۱۲ مولف

اور خوب جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا - ۱۵ جنوری ۱۸۴۳ء کو جنرل نے قلعہ امام گڑھ کے دروازے کو
اوڑا دیا - جس سے امیرون کے دل مین خوف پیدا ہوا - اور اونہون نے اپنے اپنے وکلا جنرل کے
پاس بھیجدیئے - اور مہلت چاہی - الحاصل ۱۲ فروری کو حیدرآباد مین جدید عہدنامہ پر امیرون کی
دستخطین اور مہرین ثبت ہوگئین اسکے دوسرے دن امیرون نے جنرل کو اطلاع دی کہ بلوچی سپاہی
ہمارے اختیار مین نہین رہے - اگر آپ ریذیڈنسی مین رہینگے تو اوسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا اوسکے جوابدہ
ہم نہین ہین - چنانچہ ۱۵ فروری کو ریذیڈنسی پر تین طرف سے پیدل اور سوارون نے حملہ کیا -
چوتھی طرف تو دریا تھا - طرفین سے لڑائی خوب جم کر ہوئی - ۱۷ فروری کو میانی کے جنگ نے
اس جنگ کا فیصلہ کردیا - بلوچیون نے شکست پائی - اور انگریز فتحیاب ہوئے - جنرل نے حیدرآباد
پر قبضہ کرلیا - اور دو کروڑ روپیہ کا مال غنیمت انگریزون کے ہاتھہ لگا - اور چند امیران سندہ قید کرلئے
گئے - اب ایک نازک معاملہ یہہ پیش آیا کہ امیرون کی عورتین قلعہ مین تھین جنکی نگہبانی پر آٹھہ سو بڑے
زبردست دلاور تالپوری بلوچی موجود تھے - جنکو امیرون کا حکم تھا کہ اگر ذرا بھی عورتون کی بیعزتی ہو
تو وہ اونکا گلا کاٹین اور لڑکر اپنا راستہ لین - جنرل نے پہلے قید شدہ امیرون کو انگریزی فوج کی نگرانی
مین اونکے باغات کو بھیجدیا - جہان وہ چند روز آرام رہے - اور اسکے بعد عورتون کو تین دن
آزادی دی کہ لونڈیان اپنے گذارہ کے لئے کچھہ لوٹ لین - چنانچہ وہ بہت سا روپیہ لوٹ کر لیگئین
کیونکہ وہان خزانہ مین قریب تین کروڑ کے روپیہ علاوہ مستورات کے زیورات اور جواہرات کے تھا
اب تمام عورتون اور بیبیون اور لونڈیون کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے آقاؤن اور خاوندون
کے پاس چلے جائین یا سندہ مین رہین مگر اونہون نے دوسری بات پسند کی - اور کوئی عورت اپنے
آقاؤن - اور خاوندون کے پاس نہ گئی - ابتک چھہ امیرون نے اپنے تئین حوالہ کیا تھا -
اور باقی امیر میدان جنگ کے لئے تیار تھے - چنانچہ میرپور کا امیر شیر محمد خان بیس ہزار بلوچیونکو

لیکر موضع دبلہ کے قریب مورچے جمایا - ۲۴ مارچ ۱۸۴۳ء کو جنرل نیپر نے ۶ ہزار سپاہ سے اون پر حملہ کیا - خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - آخر بلوچ شکست کہا کر بہاگے - اور بہت سے مارے گئے اور اس فتح کے بعد انگریزون کے ہاتھ کل ملک سندہ آگیا - شرقی صحرا مین امرکوٹ (جو شہنشاہ اکبر کی جنم بہوم ہی) بہی آسانی سے فتح ہوگیا - تباہ و قید شدہ امیر جلاوطن ہوئے یا مقید ہوکر بمبئی بہیجے گئے - اور انکے ملک منضبطہ کا ایک حصہ پہلے ملک کے مالکون نواب بہاول پور - اور جودہ پور جیسلمیر کے راجاؤن کو دیا گیا - اول جنرل نیپر ملک سندہ کے گورنر مقرر ہوئے - پہر اوسکے بعد یہہ ملک بمبئی پریسیڈنسی کے متعلق ہوگیا -

جنگ گوالیار

افغانستان مین لڑائی کی آگ بڑی بہڑکی تہی وہ بجہی ہی تہی کہ اوسکی چنگاریان ملک سندہ مین چمکنے لگین - ابہی یہان وہ بالکل خاکستر ہوئی تہین کہ ریاست گوالیار* مین شرارے دکہانے لگین

* دربار گوالیار ایک مجلس شورے ہوتی ہے جسکا صدر انجمن مہاراجہ ہوتا ہے - اگر وہ نابالغ ہو تو مہاراجہ کی مان (مہارانی) اپنے پردہ صدر انجمن ہوتی ہے - اور اراکین مجلس ریاست کے امرائے موروثی اور بڑے پنڈت عالم اور افسران سپاہ ہوتے ہین - مگر اسوقت مہاراجہ اور مہارانی دونون کم عمر تہے - کیونکہ ۱۸۲۷ء مین جب دولت راؤ سیندہیا لاولد مرگیا - تو مہارانی بیجا بائی اوسکی جانشین ہوئی - اور اپنے شوہر کے سب سے قریب رشتہ دار جنکوجی راؤ سیندہیا کو متبنٰی کیا ۱۸۳۳ء مین جب وہ سترہ برس کا ہوا تو مہارانی سے لڑکر ریاست کے اختیارات لے لیا - اور مہارانی آگرہ چلی گئین - ۷ فروری ۱۸۴۳ء کو جنکوجی راؤ سیندہیا دفعتًا لاولد مرگیا - اوسکی بیوہ رانی تارا بائی جسکی عمر ۱۲ برس کی تہی - اپنے شوہر کے قریبی رشتہ دار بہاگیرت راؤ سیندہیا کو دربار کی صلاح سے متبنٰی کیا - چونکہ یہہ دونون کمسن تہے - اسلئے کرنیل سپائرس صاحب رزیڈنٹ - مہاراجہ متبنٰی کے

چنانچہ گوالیار کی ایک پلٹن کا افسر ایشور سنگھ اپنی پلٹن لیکر نا لوہ گیا تو وہان رعایا پر ظلم وستم شروع کیا
جب رزیڈنٹ کو خبر ہوئی تو اوس نے اوسکو حکم بھیجا کہ پلٹن کو وہان چھوڑکر خود تنہا یہان چلا آئے
لیکن وہ خلاف حکم پلٹن کے ساتھ کیمپ مین آیا۔ اور یہان کی دوسری پلٹنون مین بھی بغاوت پھیلانے
لگا۔ ۱۵ مئی سنہ ۱۸۴۳ء کو مہارانی نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ "مین ماما صاحب کی بھتیجی سے مہاراجہ کا بیاہ
کرنا چاہتی ہون۔ اور کل ٹیکے کی رسم ادا ہوگی" چنانچہ اوسکا ظہور دوسرے روز برابر ہوگیا
پھر ۱۷ مئی کو مہارانی نے سواے ماما صاحب کے تمام سردارون کو کیمپ مین جمع کرکے رزیڈنٹ کو
ماما صاحب کی شکایت لکھی۔ اور اوسکے موقوفی کی درخواست کی۔ ہرچند رزیڈنٹ نے مہارانی
کو سمجھایا۔ مگر اوسکا اثر کچھہ بھی نہوا۔ اور ماما صاحب کو لشکر گوالیار سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔
چنانچہ یہہ بیچارہ سرونج چلا گیا۔ اور رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کو اس امر کی اطلاع کی۔ مگر گورنر جنرل
نے اس کارروائی مین مداخلت کرنا نامناسب سمجھا۔ اور رزیڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ چند روز کیلئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۴) ماموں ماما صاحب کو مدار المہام مقرر کیا۔ گو اس تقرر سے برٹش گورنمنٹ کی تو منہ
مانگی مراد آئی۔ مگر دربار کے ممبرون نے اوسکے اوکھاڑ پچھاڑ مین پوشیدہ دوانیان کرنے لگے۔
اسوقت دربار کے تین ممبر بڑے صاحب لیاقت تھے۔ ایک بابو سنولیا۔ (جو امارت مین سب امرائے
ریاست سے بڑھا ہوا تھا۔) دوسرا رام راو پھلکیا (جو اپنی نوجوانی میں مرہٹہ کنٹینجنٹ کا افسر بنکر لارڈ لیک
کے ماتحت اونکے دشمنون سے لڑا تھا) تیسرا دادا خاص جی والا تھا۔ جو برٹش گورنمنٹ کو ضرورت
کے وقت ایک کروڑ روپیہ دلوا دیا تھا۔ اور ریاست کے کل جواہرات اسکے پاس رہتے تھے۔ محل مین
بھی اسکو بہت دخل تھا۔ اور بے تکلف محل مین آتا جاتا تھا۔ لیکن ان تینون کے علاوہ ایک عورت
نرنجن نامی بڑی پرفن ومکار مہارانی کے ناک کا بال تھی چونکہ مہارانی کو مدار المہام سے سخت عداوت
تھی اسلئے یہہ عورت بھی مدار المہام کی جانی دشمن بنگئی۔ ۱۲ مولف

گوالیار سے باہر چلا جائے۔ جسکی تعمیل مین رزیڈنٹ دھولپور چلا گیا۔ مہارانی کو رزیڈنٹ کا اسطرح
چلا جانا تردد مین ڈالا۔ اب اوس نے دادا خاص جی والا کو مدار المہام مقرر کیا۔ جس سے گوالیار
بدعملی اور بے انتظامی کا مرکز بنگیا۔ مہارانی نے رزیڈنٹ کو گوالیار آنیکے لئے لکھا۔ جسکا جواب
اوس نے گورنر جنرل کی ہدایت پر یہہ دیا کہ جبتک دادا خاص جی والا کو مدار المہامی سے موقوف
کر کے چلا وطن یا برٹش گورنمنٹ کے حوالہ نکیا جائیگا۔ اوسوقت تک میرا (رزیڈنٹ) آنا ناممکن
ہے۔ مگر رزیڈنٹ کی یہہ تحریر دادا خاص جی نے مہارانی کو نہین بتلائی۔ جب اوسکی خبر گورنر جنرل کو ہوی
تو اوسکو دادا خاص جی کی اس بیجا حرکت پر بہت غصہ آیا۔ اور اوس نے مہارانی کو بہت ڈانٹ بتلائی
اتنے مین بابو سنتولیا دیسکھ نے دادا خاص جی کو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کو اطلاع دی۔ رزیڈنٹ نے
اوسکا شکریہ ادا کیا۔ اور قیدی کو اپنے سوالے کرنیکی تاکید کی۔ اس اثناء مین کرنیل سپائرس سے
رزیڈنٹ دھولپور سے ناگپور مین رزیڈنٹی پر بدل گئے۔ اور کرنیل سلیمن اونکی جگہہ مقرر ہو کر آئے
اس نئے رزیڈنٹ کو آئے ہوے چند روز بھی نہین گذرے تھے کہ بابو سنتولیا اور دادا خاص جی
مین توپ بازی ہونے لگی۔ گو مہارانی نے اسکو موقوف کرایا۔ ابتو گورنر جنرل کو تاب نہ رہی۔ اون
آگرہ آکر اوائل دسمبر ۱۸۴۳ع کو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور اپنے ارادہ کی اطلاع مہارانی کو بھی کردی
مہارانی نے گھبرا کر دادا خاص جی کو گرفتار کرکے گورنر جنرل کے پاس آگرہ بہجدیا۔ گورنر جنرل نے مہارانی
کا شکریہ ادا کرکے یہہ لکھا کہ جبتک حدود گوالیار پر امن و عافیت رہنے کی ضمانت نہ دیجائے گی
تب تک انگریزی فوج بڑہنے سے نہین رکے گی۔ جب مہارانی نے گورنر جنرل کی یہہ پالیسی دیکھی
تو بہت پریشان ہوی۔ اور خاص خاص سرداروں کو مصالحت کیلئے گورنر جنرل کے پاس بہیجا چنانچہ
ان سرداروں کے سرا جہرمین عہدنامہ کے شرایط طے ہوئے۔ اور ہنگوناسے گورنر جنرل نے مہارانی
کو یہہ لکہا کہ کل تک اس عہدنامہ کی تصدیق ہو جانا چاہئے۔ ورنہ سدنامہ پندرہ ہزار روپیہ جانا

لیا جائیگا" لیکن جب وہ عہدنامہ مہارانی کی تصدیق ہو کر دوسرے روز واپس نہ آیا تو گورنر جنرل نے
اپنی سپاہ کو چنبل سے پار اوتارا۔ اودہر گوالیار کی فوج نے جب انگریزون کی سپاہ کو چنبل پار اترتے
دیکھا تو مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ جونڈا۔ مہاراج پور۔ پنار۔ وغیرہ کے مقامات پر دو چار لڑائیان
ہوئین۔ جنمین گوالیار کی فوج نے شکست پائی۔ اور مہارانی مجبور ہو کر عہدنامہ کے شرایط کو منظور
کرلی۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۴۳ء کو مہاراجہ مہارانی۔ گورنر جنرل یہہ تینون ایک مجلس مین جمع ہوے
اور طرفین سے تپاک کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اور ۱۵ جنوری ۱۸۴۴ء کو عہدنامہ کی تکمیل ہو گئی
جس سے اختیارات سلطنت ایک کونسل کے سپرد ہوے۔ اور باقی سپاہ برطرف کردیگئی۔ برطرف
شدہ سپاہ کا ایک حصہ نئی کنٹنجنٹ مین بہرتی ہو گیا۔ باقی کو تین مہینے کی تنخواہ انعام دیکر رخصت
کردیا گیا۔ عہدنامہ مین بارہ دفعات تہے۔ جنکا ملخص یہان درج کیا جاتا ہے "سندہیا مین جو کنٹنجنٹ
موجود ہے اوسکی تعداد بڑہائی جائے۔ اور اوسکے خرچ کے لئے ایک مستقل آمدنی بعض اضلاع
کی مقرر کیجائے۔ اگر اون اضلاع کی آمدنی اٹہارہ لاکھ روپیہ (جو کنٹنجنٹ کا سالانہ خرچ ہے) سے
زاید وصول ہو تو وہ اضافہ مہاراج کو دیا جائے گا۔ اگر کم ہو تو اوسکی کمی مہاراج سے لیجائیگی۔ اور اون
اضلاع مین برٹش گورنمنٹ اپنا بندوبست رکہینگی۔ اور ۲۶ لاکہ روپیہ جو گورنمنٹ کا گوالیار
کے طرف باقی ہے۔ وہ (۱۴) روز مین ادا کردیا جائے۔ ورنہ اوسکے معاوضہ مین بھی چند اضلاع پر گورنمنٹ
اپنا قبضہ کرلیگی۔ اور اوس روپیہ کا سود بھی بحساب فیصدی پانچ روپیہ کے لیا جاسے گا۔ (یہہ روپیہ
خرچ جنگ کا تہا جو دربار نے فوراً ادا کردیا۔ جس سے اضلاع دینے کی نوبت نہ آئی) اور آیندہ گوالیار
مین ۹ ہزار سپاہ اور ۳۲ توپین رکہی جائین۔ باقی بیس ہزار سپاہ موقوف ہو اسیوقت موقوف
کردیگئی) اور جہانسی کی نامور بڑی توپ آگرہ میگزین مین بہیجدے (چنانچہ بہیجدیگئی) اور جبتک
مہاراجہ بالغ ہون اراکین ریاست ریزیڈنٹ کی صلاح سے ریاست کا کام انجام دین۔ مہارانی

تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دیجائے"

الحاصل جب عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی تو گورنر جنرل ۲۰ فروری ۱۸۴۲ء کو کلکتہ واپس آئے۔ اتنے مین ولایت سے کورٹ ڈائرکٹرز نے اونکو بلا لیا۔ اب اونکی غیر حاضری مین ولبفورس برڈ صاحب کونسل کے وائس پریسیڈنٹ ہوسے۔ انہون نے اپنی چندروزہ حکومت مین لاٹری کا ڈالنا موقوف کردیا۔ جو انگلستان کے نمونہ پر ہندوستان مین بھی بنائی گئی تھی۔ اور بردہ فروشی کے قانونکو سختی کیساتھ نافذ کیا۔

لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل

یہہ بیان کرنا یہان ضروری ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے ناراض ہوکر وزارت انگلستان کے خلاف لارڈ الین براکو وہی سال مین ہندوستان سے بلا لیا تھا۔ اسیلئے کورٹ اور وزارت مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کی ناراضی کے یہہ اسباب تھے کہ لارڈ الین برا اونکو مانتے نہ تھے۔ اس نہ ماننے کی وجہ یہہ تہی کہ لارڈ الین برا پہلے انگلستان مین کورٹ ڈائرکٹرز کے بورڈ کنٹرول رہ چکے تھے۔ اور وہ وہان کورٹ پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو عادت کے موافق اوس پر حکمرانی کرنے لگے۔ حالانکہ اب وہ اوس کے ماتحت تھے۔ الحاصل کورٹ نے ناراض ہوکر اونکو بلا لیا۔ اور اونکی جگہہ کورٹ ڈائرکٹرز و وزارت انگلستان نے متفق ہوکر اونہین کے ایک قریبی رشتہ دار لارڈ ہارڈنگ کو گورنر جنرل مقرر کیا۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ (بعہد ملکۂ معظمہ) ۲۳ جولائی ۱۸۴۴ء کو کلکتہ پہونچے۔ اونکو آئے ہوئے دو ہفتے بہی نہین ہوسے تھے کہ محمد امجد علی شاہ والی اودہ کی بدنظمی و ابتری کی رپورٹ ہوئی۔ اور پالک صاحب رزیڈنٹ اودہ نے تو گورنر جنرل کو یہہ رائے دی کہ اودہ کی حکومت

گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لے - مگر گورنر جنرل نے ایسی سختی مناسب نہ سمجھی اور بنہایت سنجیدگی سے والی اودہ کو تنبیہہ کیا - اس اثنا مین میر محمد خان نے دکن کے روہیلون کی امداد سے بہوپال کی بیگم پر حملہ آور ہوا - ایجنٹ بہوپال نے بیگم کی طرفداری کرکے اوس باغی کو شکست دی - اور میر محمد خان گرفتار کرکے بیگم کے حوالہ کیا گیا - اسکے بعد کولہاپور و ساونت واڑی مین (ان دونون ریاستون مین سیواجی کے خاندان والے حکمران ہین) فساد برپا ہوا - کرنیل اوٹرم نے انگریزی سپاہ سے اس فساد کو رفع کیا - اور باغی پرتگیزون کے ملک مین مفرور رہے - کولہاپور مین انگریزی ایجنٹ کی جگہہ ہندوستانی ایجنٹ مقرر ہوا - اور ساونت واڑی کے معاملات ملکی کرنیل جیکب کے حوالے ہوے - اور کرنیل اوٹرم ستارہ مین رزیڈنٹ رہے - جہان سیواجی کی ایک شاخ کو راجہ پرتاب سنگھہ نے پہر سرسبز کیا -

سکھون کی اول لڑائی

ناظرین کو معلومات حاصل ہونیکے لئے - یہہ ذکر ضروری ہے کہ - سنہ ۱۸۳۹ع مین جب مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے قضا کی تو اوسکے بعد چہہ برس کے عرصہ مین جلد جلد انقلاب پر انقلاب ایسے واقع ہوے - اور راجہ پر راجہ ایسے دغا و فریب سے قتل کئے گئے کہ اون کی نظیر تاریخ مین کم ملیگی - سارے ملک مین بدعملی و بے انتظامی پہیل گئی - الحاصل سنہ ۱۸۴۳ع مین لاہور کی سلطنت پر ایک خورد سال لڑکا مہاراجہ دلیپ سنگھہ نام راجہ ہوا - اوسکی مان رانی جنداں نائب السلطنت ہی جو اکثر دربار مین اجلاس کرتی تھی - اور معاملات سلطنت مین دیوان دینانا تھہ - بہائی رام سنگھہ - مصر لال سنگھہ سے صلاح و مشورہ لیتی تھی - لیکن اسوقت اصلی اقتدار و اختیار سپاہ خالصہ کے سکھون کے ہاتھہ مین تھا - جو وہ چاہتے سو کرتے تھے

اب سپاہ خالصہ کے پنچون نے گلاب سنگھ کو وزیر بنانا چاہا۔ مگر اوس نے منظور نکیا۔ پھر وزارت کے لئے تیج سنگھ حاکم پشاور سے درخواست کیگئی۔ وہ بھی انکار کرگیا۔ آخر اس عہدۂ وزارت کے لئے پانچ چٹھیان ڈالی گئین جنکو مہاراجہ دلیپ سنگھ نے نکالا جسمین لال سنگھ کے نام کی چٹھی نکلی۔ لیکن اسکو سپاہ خالصہ نمانا۔ اور سلطنت کے کاروبار رانی ہی کے نام سے ہوتے رہے۔ جس کے معاون لال سنگھ وتیج سنگھ تھے۔

جب سپاہ خالصہ کی قوت بہت بڑہ گئی تو اوس نے یہ سازش کی کہ شیر سنگھ کے بیٹے کو جو ابھی کمسن تھا۔ پنجاب کا مہاراجہ بنائین۔ لیکن یہ بات دربار کو معلوم ہوگئی۔ اسلئے اوس نے تجویز کی کہ سپاہ کو کوئی کام ایسا بتا دیا جائے کہ وہ اوس مین مصروف ہوجائے۔ اور اس قسم کی سازشین نکرنے پائے۔ چنانچہ سپاہ کو اول یہہ صلاح دیگئی کہ وہ جمون پر چڑہائی کرکے راجہ گلاب سنگھ سے روپیہ وصول کرے سپاہ کو تو حکم کی دیر تھی فوراً جمون پر چڑہکر گلاب سنگھ کو لاہور لائی اور اوس سے ایک کروڑ روپیہ وصول کیا۔ پھر دربار نے فوج کو مولراج پر حملہ کرنیکی ترغیب دی۔ پھر کیا تھا یہ سپاہ وہان پہونچی اوس سے بھی اٹھارہ لاکھ روپیہ کھینچ کر لائی۔ جب یہ دونون کام سپاہ نے کردئے تو رانی کو فکر ہوئی کہ اب انکو اور کسیطرف بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ سلطنت مین امن وچین رہے۔ اسلئے اب یہہ تجویز پیش کیگئی کہ ستلج عبور کرکے برٹش گورنمنٹ پر حملہ آور ہون۔ سپاہ نے اوسکو بھی مان لیا۔ مگر حرب وضرب کے سامان کے لئے شور مچایا۔ جب وہ اونکو ندیا گیا تو کچھ مدت کے لئے ہندوستان کے حملہ کا خیال چھوڑ دیا۔

اس اثنا مین دربار امرتسر چلا گیا۔ اور نومبر کی شروع مین پھر لاہور واپس آیا۔ اب لال سنگھ علانیہ وزارت کا کام رانی کے ماتحت انجام دینے لگا۔ اور تیج سنگھ کمانڈر انچیف تہا۔ اسی زمانہ مین یہہ جھوٹی افواہین گرم ہوئین کہ انگریزی سپاہ لاہور پر حملہ کرنے کے لئے

ستلج کے جنوب و مشرق کیطرف سے چلی آرہی ہے - اور اس جہوٹی جبرون نے لاہور مین ایک تہلکہ
ڈال دیا - اور راجہ لال سنگہ - اور دیوان دینا ناتہہ نے ایک جعلی خط بہی ستلج کے پار کے سکہ افسرونکا
انگریزی فوج کی چڑہائی کے متعلق فوج کو پڑہکر سنایا - جس سے لاہور کی سپاہ سخت مشتعل ہوی اور انگریزی
سپاہ سے لڑنیکے لیئے تیاری کرنے لگین - ادہر لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے یہہ حفظ ماتقدم کیاکہ
فیروزپور - لدہیانہ - سابنالہ یہ تینون مقامات پر تیس ہزار سپاہ - اور ۶۸ توپین مہیا کین - ان کے
علاوہ میرٹہہ مین بہی دس ہزار سپاہ اور ۲۸ توپین موجود تہین - اور سندہ سے ۶۰ کشتیان تیار
کراکے منگائی گئین - گیارہ سو گہوڑے توپون کے واسطے گورنر بمبئی اور مدراس سے مستعار لیئے گئے -
اس اثنا مین ۸ دسمبر ۱۸۴۵ع کو سکہون کی فوج ستلج کے ڈائین کنارے پر نمودار ہوی - اور ۱۱
دسمبر کو فیروزپور کے قریب آئی - سر جان لٹلیر سپہ سالار فوج فیروزپور نے انکا مقابلہ کرنا چاہا -
مگر سکہون کی فوج یہان سے نکل کر مدکی چلی گئی - ۱۳ دسمبر ۱۸۴۵ع کو گورنر جنرل نے بہی جنگ کا اشتہار
دیدیا - اور سر ہیوگاف کمانڈر انچیف انبالہ کی انگریزی فوج لیکر مدکی پہونچے - طرفین سے ہنگامہ کارزار
گرم ہوا - آخر مین انگریزون نے فتح پائی اور دشمن کے سترہ بہاری توپین چہین لین - اور اس جنگ
مین خود گورنر جنرل نے بہی کمانڈر انچیف کے ماتحت ایک جنرل کی حیثیت سے فوج کو لڑایا - جنگ
کے خاتمہ پر انگریزی سپاہ مین ۲۱۵ مقتول اور ۶۵۷ مجروح ہوے - جنرل سیل اور میجر جنرل کیسکل مارے
گئے - اسکے بعد گورنر جنرل نے انگریزی فوج کو فیروزشہر پر چڑہائی کرنیکا حکم دیا - جہان سکہون
کی ۳۵ ہزار فوج مورچے بناکر ٹہری تہی - انگریزی فوج نے جاتے ہی حملہ کردیا - شام تک خوب
گہسان لڑائی ہوی - اور میدان سکہون کے ہاتہ رہا - دوسرے دن پہر دونون فوجون کا
مقابلہ ہوا - اس دفعہ انگریزی سپاہ نے فیروزشہر سے دشمن کو نکال دیا - اور اونکے سارے مورچے
چہین لیا - ۷۰ توپین بہی ہاتہہ آئین - لیکن انگریزی سپاہ کا نقصان بہت ہوا - الحاصل اس لڑائی

خالصہ سپاہ کو بیدل کردیا۔ تیج سنگھ کمانڈر انچیف مجبوراً گورنر جنرل کے پاس مصالحت کے لئے
آیا۔ گورنر جنرل نے فرمایا کہ صلح جبتک نہین ہوگی۔ کہ انگریزی سپاہ سلطنت کے اندر داخل نہین
ہوگی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ تقریباً ایک ماہ خوراک وسپاہ کے انتظار مین بیکار بیٹھی رہی۔ جسکو
دشمن کی فوج نے ضعف پر حمل کیا۔ اور ایک فوج جرار رنجور سنگھ مجیٹھہ (برادر سردار لہنا سنگھ)
کے ماتحت ستلج کے پار پہلور سے اتری۔ لدوا کا راجہ (جو پہلے انگریزون کا دوست تھا) بھی رنجور سنگھ
سے ملگیا۔ اب ان دونون نے ملکر قلعہ بدووال کے مقام پر سرہیری اسمتھ کی فوج سے مقابلہ کیا چونکہ
سرہیری کی فوج بہت کم تھی اسلئے اوسکو شکست ہوگئی۔ سکھون کو انگریزی سپاہ کی خورجیان اور
باربرداری کے جانور ہاتھ آئے اور کئے انگریز بھی قید ہوگئے۔ اب رنجور سنگھ سکھون کی فوج
لیکر جگراؤن ہوتا ہوا علی وال پہونچا۔ اور سرہیری اسمتھ بھی گیارہ ہزار سپاہ کیساتھ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ع
کو مقابلہ کی غرض سے علی وال گیا۔ خوب آتش کارزار گرم ہوی۔ انگریزی سپاہ نے علی وال کو لیلیا
اور سکھ دریا کے پار بھاگے۔ جسمین سیکڑون ڈوب گئے۔ علی وال کی لڑائی کا اثر فوراً یہہ ہوا کہ
ستلج کی انگریزی عملداری کے طرف کے تمام قلعے خالی ہوگئے۔ اور سارا ملک انگریزون کے قبضہ
مین آگیا۔ اور دربار لاہور کا جی چھوٹ گیا۔ لال سنگھ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معطل ہوا اب گلاب سنگھ
جمون سے لاہور آیا۔ اوس نے سپاہ کو سمجھایا۔ اور اوسکی حماقت پر افسوس کیا۔ پھر اوس نے سرہیری
ہارڈنگ سے مصالحت کی کارروائی شروع کی۔ گورنر جنرل نے جواب دیا کہ پہلے سپاہ خالصہ کو موقوف
کیا جائے۔ گلاب سنگھ نے لکھا کہ اس سپاہ کے موقوف کرنے مین ہم بے اختیار ہین کیونکہ سپاہ خالصہ
سب پر غالب ہے وہ کسی سے مغلوب نہین ہوتی۔

اس اثنا مین۔ پھر سکھون نے فیروزپور سے بیس میل کے فاصلہ پر سبراؤن مین ایک دمدمہ بنایا۔
اور تیج سنگھ کے ماتحت ۳۰ ہزار سپاہ یہان پر انگریزون سے لڑنیکی تیاریان کرنے لگی۔ جب انگریزی فوج کو

اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے خود بھی مقابلہ کے لئے حرکت کی۔ اور مقابلہ ہونے پر خوب جوش و خروش کے ساتھہ طرفین نے جنگ کیا۔ آخر انگریز فتحیاب ہوئے تیج سنگھہ بھاگ گیا۔ اور شام سنگھہ (جو اٹاری کا راجہ دربار کا طرفدار تھا) نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ اس جنگ مین انگریزون کو ۶۷ توپین ۲۰۰ شتری زنبورکین بہت سے علم اور اسباب حرب و ضرب افراط کیساتھہ ہاتھہ لگا۔ اور اس فتح سے سکھون کی سپاہ بالکل شکستہ و پراگندہ ہوگئی۔ اب گورنر جنرل نے فوج کو ستلج کے پار اتارا۔ اور ۱۷ فروری ۱۸۴۶ء کو قصور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین سکھون کے ایلچی آئے۔ اور صلح کی گفتگو کی۔ مگر گورنر جنرل نے ایک اشتہار دیا جسمین ظاہر کیا گیا کہ سکھون نے ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ کے خلاف انگریزون پر حملہ کیا۔ اسلئے اب گورنمنٹ کا منشا یہہ ہے کہ تحصیل تاوان جنگ و امن و عافیت رکھنے کے لئے لاہور کی مملکت مین سے ایک حصہ برٹش گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لیگی۔ مجبوراً رانی اور دربار نے راجہ گلاب سنگھہ۔ دیوان دینانا تہہ۔ فقیر نورالدین۔ سردار سلطان محمد خان بارک زئی کو گورنر جنرل کے پاس مصالحت کیلئے بھیجا جنہوں نے گورنر جنرل کے پیش کردہ شرایط کو منظور کرلیا۔ ۱۸ فروری ۱۸۴۶ء کو مہاراج معہ گلاب سنگھہ و بھائی رام سنگھہ وغیرہ کے گورنر جنرل کی ملاقات کو آئے۔ اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ اسکے بعد لاہور مین قلعہ اور شہر کے دروازون پر انگریزی مسلمان بھیونکی پلٹنین متعین کیگئین۔ اور اونکو حکم دیا گیا کہ کوئی مسلح سکھہ شہر مین نہ آنے پائے۔ ۲۰ فروری کی صبح کو لاہور کے سامنے انگریزی سپاہ داخل ہوئی اور میانمیر کے میدانون مین اپنے خیمے لگائے۔ ۵ مارچ کو گورنر جنرل نے لاہور مین بڑا ڈنر دیا۔ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء م ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ کو ایک دربار ہوا جسمین عہدنامہ پر طرفین کی دستخط ہوئے۔ اس عہدنامہ کے ۱۶ دفعات کا ملخص یہ تھا کہ مہاراجہ ہمیشہ کے لئے میدانی اور کوہستانی ملک کو جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان واقع ہے۔ اور اس دوآبہ کے تمام قلعون۔ اور ملکون کی حکومت اور اپنے حقوق کو آنریبل کمپنی کے حوالہ کرنے مین۔ اور تاوان جنگ جو ایک کروڑ پچاس ہزار روپیہ قرار پایا تھا

وہ ادا نکرینگی صورت مین اوسکے عوض ایک کروڑ روپیہ کا ملک ہمیشہ کے لئے کمپنی کو دیا جائے گا۔ سرکش سپاہ سے ہتیار لیکر اونکو موقوف کیا جائیگا۔ آیندہ صرف ۱۲ ہزار سپاہ رکھی جائیگی۔ ۳۶ توپین برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کردیجائینگی۔ جن دریاؤن پر برٹش کا قبضہ ہے اوسکا محصول دریائی برٹش ہی لیگی۔ اگر کسی ضرورت کیوقت برٹش سپاہ ملک لاہور سے گزرے تو کوئی مزاحمت نکیجائیگی۔ اور رسد و باربرداری کا بخوبی انتظام کردیا جائیگا۔ برٹش گورنمنٹ کی بلا منظوری کسی یوروپین کو نوکر نہین رکھا جائیگا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں کی ریاست آیندہ دربار لاہور کے ماتحت نہین سمجھی جائیگی۔ بلکہ وہ آزاد رہیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس عرصہ مین ۱۱ر مارچ کو لاہور گورنمنٹ نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ مہاراجہ کی ذات اور دارالسلطنت کی محافظت کے لئے جبتک دوسری سپاہ کا انتظام نہو انگریزی سپاہ متعین کیجائے۔ چنانچہ اس درخواست کی بنا پر عہدنامہ بالا کی مندرجہ دفعات کے ساتھ۔ اور (۸) دفعات بڑہائے گئے۔ جسکا مطلب یہہ تھا کہ صرف ایک سال کے لئے حسب ضرورت انگریزی سپاہ لاہور مین رکھی جائیگی۔ اور وہ سپاہ قلعہ اور شہر لاہور پر بالکل قابض ہوگی۔ اور لاہور کی سپاہ شہر کے اندر سے نکال دیجائیگی۔ اور انگریزی سپاہ کا خرچ مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب گورنر جنرل نے لاہور کے معاملات سے فراغت پائی تو ۱۵ر مارچ ۱۸۴۶ع کو مہاراج کا خطاب گلاب سنگھ کو دیا گیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی ۱۶ر مارچ کو ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکا ماحصل یہہ تھا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اوسکے وارثون کو ہمیشہ کے لئے تمام کوہستانی ملک مع اوسکے توابع کے برٹش گورنمنٹ حوالہ کرتی ہے۔ جو دریائے سندہ کے مشرق۔ اور دریائے راوی کے مغرب مین واقع ہے۔ جسمین چمبا داخل ہے۔ مگر لدہول خارج۔ اور اس ملک کے معاوضہ مین گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو پچہتر لاکھ روپیہ نانک شاہی ادا کرینگے۔ اور سالانہ نذرانہ ایک گہوڑا۔ ۱۲ عدد

نسل کی شالی بہیٹرین جنہین چہہ نر اور چہہ مادہ ہون - اور تین جوڑے کشمیری شال کے گورنمنٹ
کو دئے جائینگے وغیرہ وغیرہ -
اب اسکے بعد گورنر جنرل نے سرجان لٹ ملر کو لاہور کی سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا - اور کرنیل
ہنری لارنس کو لاہور کا رزیڈنٹ قرار دیا - اور (۲۵۰) توپین (جو سکہون سے لیگئی تہین)
لاہور سے کلکتہ بہیجا ئین انگلینڈ سے اس فتح عظیم کے شکریہ مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کو
پیر کا - ہنری ہہتہ کو بیرونٹ کا جنرل گلبرٹ کو نائٹ کا خطاب آیا - جتنے سپاہی لڑائی مین شریک
تہے - اون مین سے ہر ایک کو ایک میڈل - اور بارہ مہینہ کا پورا بہتہ دیا گیا - اور صوبہ
کشمیر مین جو دربار کے طرف سے شیخ امام الدین حاکم تہا - اوسکو گورنر جنرل نے حکم دیا کہ کشمیر کا قبضہ
گلاب سنگہ کو دیدے - مگر اوس نے لال سنگہ اور رانی کے خفیہ خطوط کی بنا پر قبضہ دینے سے انکار
کیا - جسکی سرکوبی کے لئے ہنری لارنس انگریزی فوج لیکر کشمیر گئے - لیکن لڑائی نہین ہوئی - اور
امام الدین خوف کے مارے ہنری لارنس کے پاس حاضر ہوگیا - اور وہ خفیہ خطوط پیش کردیا
ہنری لارنس نے کشمیر پر گلاب سنگہ کو قبضہ دلا کر مراجعت کی - اس کے بعد گورنر جنرل کے حکم سے
اون خطوط کی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوئی - اور لال سنگہ مجرم قرار پایا - آخر عہدۂ وزارت سے
اوسکو معزول کرکے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیگئی - اور بنارس کو جلاوطن کیا گیا -
چونکہ اسوقت مہاراجہ کی عمر نو سالہ تہی - اور بعض خود سر نالایق سرداروں کیوجہہ سے روزانہ
ایک نہ ایک فساد کہڑا رہتا تہا - اسلئے گورنر جنرل نے تمام سردارونکو جمع کرکے کونسل آف رجنسی
کے قایم کرنیکی تجویز کی - جسکو اکثر سرداروں نے پسند کیا - اور پہر ایک جدید عہدنامہ اسکے
انتظام کے متعلق بہیرون وال مین مرتب کیا گیا - جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ مہاراجہ کے بلوغ تک یہ
ریجنسی قایم رہیگی - اور اسکے پریسیڈنٹ رزیڈنٹ ہونگے - جنکو انتظام سلطنت مین سیاہ وسپید کرنیکا

حق حاصل رہیگا - اور کونسل ریجنسی کے اول ممبر سردار تیج سنگھ - سردار شیر سنگھ (اٹاری والا) دیوان دینا ناتھ - فقیر نورالدین - سردار رنجیت سنگھ (کلووالا) سردار رنجور سنگھ (مجیٹھیہ) بہائی بدہان سنگھ سردار عطر سنگھ - سردار شمشیر سنگھ (سندھ سیانوالا) رہینگے - اور برٹش گورنمنٹ کو لاہور اسٹیٹ ۲۲ لاکھ روپیہ نانک شاہی سالانہ دو قسطون مین ادا کریگی - رانی کو اوسکے اور اوسکے وابستون کے خرچ کے لئے دیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ دئے جائینگے - وغیرہ وغیرہ -

بعدازان گورنر جنرل نے ہنری لارنس کے چھوٹے بہائی جان لارنس کو پنجاب کا نیا ملک جو جالندھر کا دوآبہ ہاتھہ آیا تھا - اوسکا کمشنر مقرر کردیا - اور این روئے ستلج کے اضلاع کے پولٹیکل انتظامات میجر میکسن کے سپرد ہوے - اتنے مین ۱۸۴۷ء کے ختم ہونے سے پہلے ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو رپورٹ کی کہ بیگمین رانی اپنی عداوت و نفرت سے باز نہین آتی - کیونکہ اوسکا عاشق زار لال سنگھ نکال دیا گیا - اور اوسکو سلطانی اختیارات سے محروم کردیا گیا ہے - اسلئے اوس نے رزیڈنٹ (ہنری لارنس) کو ٹہکانے لگانے اور تیج سنگھ کو قربانی بنانے کی تجویزین کر رہی ہے - چنانچہ ۷ اگسٹ کو تیج سنگھ کے راجہ ہونیکی تقریب مین سکھ سردارون اور انگریزی افسرون کا مجمع ہوا - ایک گھنٹہ تک مہاراجہ کا انتظار کیا گیا - مگر رانی نے عمداً مہاراجہ کو روک رکھا - اور رانی کے بہکانے پر مہاراجہ نے تیج سنگھ کے ماتھے پر راجگی کا - تلک لگانے سے انکار کیا - آخر ایک گرو نے اوسکی پیشانی پر تلک لگایا - جس سے مہاراجہ کی حقارت ہوی اور رانی کی سازشین ظاہر ہوگئین - اب بہتر یہ ہے کہ رانی کو مہاراجہ سے علیحدہ کردیا جائے" گورنر جنرل نے اس رپورٹ کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ رانی کو قیدیونکے طرح لاہور سے شیخوپورہ بھیجدیا جائے چنانچہ ہنری لارنس نے اوسکی تعمیل کردی -

۱۸۴۸ء کے اوائل مین مولراج* دیوان ملتان نے دربار اور رزیڈنٹ لاہور کو اطلاع دی

* ستمبر ۱۸۴۴ء مین ساونمل دیوان ملتان کو ایک آدمی نے مار ڈالا - اب اوسکی جگہہ اوسکا بیٹا مولراج دیوان ہوا

کہ افزایش خراج کیوجہ سے میرا استعفا منظور کرلیا جائے۔ اور مجھے ایک جاگیر مرحمت ہو۔ اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور نکیا جاؤں "لیکن رزیڈنٹ نے اسمین دخل دینے سے انکار کردیا۔ اور دربار نے اوسکا استعفا طلب کیا جب استعفا اوس نے بہیجدیا تو اوسکی جگہہ دربار نے سردار کہان سنگھ کو تنخواہ مقرر کرکے روانہ کیا پانچ سو سپاہ اور سرکار کمپنی کے دو افسر وینس آگنیو اور لفٹننٹ انڈرسن بہی ہمراہ کردئے گئے۔

لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل

اس اثنا مین ۱۲ جنوری ۱۸۴۸ع کو لارڈ ڈلہوزی بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل مقرر ہوکر ہندوستان

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸۶) چونکہ وہ بہت بڑا دولت مند تہا۔ اسلئے دربار نے اوسکی جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ طلب کیا۔ جب اوس نے اس رقم کثیر کے دینے سے انکار کیا تو آخر یہہ فیصلہ ہوا کہ اوس رقم کا پانچوان حصہ ادا کیا جائے۔ ابہی یہہ رقم ادا نہین ہوئی تہی کہ پنجاب مین سپاہ خالصہ اور انگریزی فوج کی لڑائیان ہونے لگین۔ جس سے یہہ کارروائی ناتمام رہگئی۔ جب دربار نے گورنر جنرل سے معاہدہ کرلیا۔ اور پنجاب مین امن و امان ہوگیا تو پہر مولراج سے نذرانہ کا اٹہارا لاکہہ نقد مد بقایا طلب کیا گیا۔ اب مولراج نے اوسکے بہی دینے سے انکار کردیا۔ جس پر دربار نے جنگ کے لئے سپاہ بہیجی۔ جہنگ کے مقام پر مولراج نے اوس سپاہ کو شکست دیدی جسکے باعث اوسکے علاقہ سے ضلع جہنگ علیحدہ کرلیا گیا۔ اور باقی ملک پر تہائی خراج بڑہا یا گیا۔ اب مولراج نے انگریزی گورنمنٹ سے اس مقدمہ کے فیصلہ کی درخواست کی اور زر مطالبہ کو باقساط ادا کرنیکا وعدہ کیا۔ اب دربار نے اوسکا مقبوضہ ملک صرف تین سال کے لئے اوس پر بحال کیا۔ مولراج اس پر بہی راضی ہوگیا۔ مگر برٹش گورنمنٹ کی کفالت چاہا برٹش گورنمنٹ نے اس امر کو منظور نکیا۔ اسکے بعد مولراج ملتان کو چلا گیا۔ اور وہان سے استعفا دینا چاہا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف۔

اور لارڈ ہارڈنگ رخصت ہوے - سر ہنری لارنس رزیڈنٹ لاہور بھی رخصت لیکر لارڈ ہارڈنگ
کے ساتھہ ولایت چلے گئے - اور اونکی جگہہ سر فریڈرک کری رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے -
جب سردار کہان سنگھہ معہ دونون انگریزی افسرون کے ملتان پہونچا تو مولراج نے نہایت عاجزی
وانکسار کیساتھ اون سے ملاقات کیا - اور قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اسکے بعد ایک سپاہی
نے انگینو صاحب کو زخمی کیا - اور دوسرے سپاہی نے انڈرسن صاحب کو بھی مارا - مولراج کے
ایک رشتہ دار نے دونون کو ہاتھی پر ڈالکر عیدگاہ کو (جہان لاہور کی فوج کا کیمپ تھا) روانہ کیا -
انگینو صاحب نے اس حالت مین بھی اس واقعہ کی رپورٹ رزیڈنٹ لاہور کو بہیجی - اور جنرل کورٹ
لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین - لفٹننٹ ایڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی - مولراج سے مجرمون کو
مانگا - اوس نے جواب دیا کہ قلعہ کی سپاہ سرکش ہوگئی ہے - مجرمون کے حوالہ کرنہین مجبوری ہے -
آپ اپنی حفاظت کرین - اتنے مین ۲۰ اپریل کی شام کو باغیون نے عیدگاہ پر حملہ کیا - اور انگینو صاحب
واندرسن صاحب کے سر کاٹ لے گئے - اور وہ دونون سر مولراج کے پاس پہونچے تو اوس نے
اس کام کے کرنے والون کو بہت سا انعام دیا - اودہر لفٹننٹ ایڈورڈس مسلمانون کی سپاہ بہرتی
کرکے بنون سے نکلے - کوڑا خان (جو قوم کہوسہ کا سردار تھا) بھی انکے ساتھہ ہوگیا - جب یہہ
ڈیرہ غازی خان پر پہونچے تو وہان کے حاکم لونگامل نے جلال خان تغارنی تمن دار کی کمک سے
ایڈورڈس کی سپاہ پر حملہ کیا - خوب گہمسان لڑائی ہوئی - اور کوڑا خان کی بہادری سے دشمنونکو
شکست ہوی - لونگامل گرفتار ہوگیا - اس بہادری کے صلہ مین کوڑا خان کو عالیجاہ کا خطاب
دیا گیا اور بہت بڑی پنشن جاگیر عطا ہوی - اتنے مین جنرل کورٹ لینڈ بھی ڈیرہ اسماعیل خان
سے نواب بہاولپور کی فوج لیکر آپہونچے - اب یہہ دونون آگے بڑہے - اودہر سے مولراج کی فوج
جنرل رنگ رام کے ماتحت مقابلہ کے لئے آئی - کنیری مقام پر لڑائی ہوی دشمنون کی فوج نے شکست پائی

جنرل رنگ رام بہاگ گیا۔ اور اس شکست سے سندہ اور چناب کے درمیان کا کل ملک۔ اور چناب و ستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتہہ سے نکل گیا۔ ۲۰ جون کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے بھی لفٹنٹ ایڈورڈس کی اطاعت قبول کی۔ اور ۲۲ جون کو شیخ امام الدین ۳ ہزار سکہون کی فوج لیکر لاہور سے آیا۔ اور انگریزی فوج کے ہمراہ ہوگیا۔ مولراج نے مہاراج سنگہ گرو کے جوش دلانے پر یکم جولائی کو سڈوآسام کے مقام پر ۱۱ ہزار سپاہ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ بڑے شور و زور سے لڑائی ہوی۔ آخر مولراج شکست پاکر ملتان بہاگا۔ ادہر لاہور مین سکہہ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کی سازشین شروع کین۔ لیکن اسکا بہانڈا بہت جلد پہوٹ گیا۔ پندرہ مجرم گرفتار ہوے۔ جنمین گنگا رام (جو رانی کا وکیل تہا) اور کانہہ سنگہ (سکہون کے توپخانہ کا سابق کرنیل) کو تو فوراً پہانسی دیدیگئی اور رانی فیروزپور بہیجی گئی۔ اسکے بعد رزیڈنٹ نے چتر سنگہ کے بیٹے شیر سنگہ کو ایک لشکر کے ساتہ انگریزی فوج کی مدد کو ملتان بہیجا۔ اور اسکے علاوہ لاہور و فیروزپور سے سات ہزار سپاہ اور ایک لائق توپخانہ بھی روانہ کیا۔ اب یہہ تمام فوج ملکر قلعہ ملتان کا محاصرہ کرلی۔ اور مولراج کو قلعہ خالی کرنیکا حکم دیاگیا۔ مگر جب وہ نمانا تو حملہ کرکے پہلے ہمند گرہی کو فتح کیا۔ اتنے مین شیر سنگہہ دغابازی کرکے مولراج سے مل گیا۔ اور مہاراجہ دلیپ سنگہہ کے نام سے قومی علم بلند کیاگیا۔ ابتک تو صرف ملتان کی لڑائی تہی۔ مگر اب یہان سے تمام پنجاب کا ملک بگڑگیا۔ اور چارون طرف سے سکہون نے بغاوت و سرکشی پرکمر باندہی۔ چتر سنگہہ (جو شیر سنگہہ کا باپ تہا) نے ہزارہ مین فساد برپاکیا۔ اور شیر سنگہہ اپنے باپ سے ملنے کے لئے ملتان سے چلاگیا۔ اب سکہون کی اس بغاوت و سرکشی مین کسر یہہ رہگئی تہی کہ مہاراجہ دلیپ سنگہہ اونکے پاس نہ تہا۔ کیونکہ رزیڈنٹ نے مہاراجہ کو قیدیون کی طرح چوکی پہرہ مین رکہا تہا۔ ادہر گورنر جنرل نے بھی کلکتہ سے حرکت کی اور بیس ہزار فوج معہ ایک سو توپخانہ لیکر سکہون کے مقابلہ کو نکلا۔ مگر گورنر جنرل کے آنے تک رام نگر مین شیر سنگہہ سے لارڈ گف نے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی۔ پہر یہان سے شیر سنگہہ شادلاپور گیا۔ جہان جنرل تہیک ویل نے

اوسکو شکست دی - اور جرنیل وش صاحب نے بمبئی کی سپاہ آتے ہی ملتان کا محاصرہ سختی کے ساتھ شروع کیا
اور پہلے ہی دفعہ ساون مل کے مقبرہ اور رنیلی مسجد و خاص عام باغ کو لے لیا - جامع مسجد کا ایک برج جو اڑایا گیا
تو مولراج کا میگزین بھی اڑ گیا - ۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو انگریزون نے شہر پر قبضہ کر لیا - آخر مولراج مجبور ہو کر بلا کسی
شرط کے اپنے کو جرنیل کے حوالہ کر دیا - اور اوسکی تمام سپاہ نے اپنے ہتیار انگریزی افسرون کے سپرد کر دئے -
گو ملتان مین بہت دولت جمع تھی - مگر جنرل نے اپنی سپاہ کو اوسکے لوٹنے کی ممانعت کر دی - اور وہ تمام زر نقد
و اسباب دربار کی باقیات مین دیدیا گیا - ۲۶ جنوری کو انگینو اور انڈرسن کی لاشین قبر سے نکال کر فوجی اعزاز
کے ساتھ دفن کیگئین - اسکے بعد چیلیان والا مین لارڈ گاف نے سکھون سے مقابلہ کیا - جہان انگریزی
سپاہ کو بہت نقصان اوٹھا کر پسپا ہونا پڑا - اس عرصہ مین دوسرے مقامات پر جو سرکشیان اور فسادات
ہو رہے تھے - اونکے حالات یہہ ہین کہ چتر سنگہ پشاور داخل ہو کر سلطان محمد خان کے ذریعہ میجر لارنس کو
بلا کر نظر بند کر لیا - نکلسن پٹہان سوارون کے ساتھ سکھون سے لڑتا بھڑتا لاہور چلا گیا - اور ہربرٹ اٹک
کے قلعہ سے باہر نکل آیا - بہائی مہاراج سنگہ گرو نے اپنے چیلون کو جمع کر کے بہت کچھہ فساد برپا کیا - اور
ریاست نورپور کے وزیر کے بیٹے رام سنگہ نے آوارہ گردون کے ایک گروہ کو جمع کر کے قلعہ شاہ پور لے
لیا جے سوان تارپور کیوٹچ کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی - جنکا برنز صاحب نے خوب زور توڑا - اس
اثنا مین لنڈن سے جنرل لارڈ گاف کی جگہہ لارڈ نیپیر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان مقرر ہو کر روانہ ہوئے
کیونکہ جب ولایت مین چیلیان والا کے جنگ کی شکست کی خبر پہونچی تو وہان کے لوگون کو خیال ہوا کہ
اسکا باعث لارڈ گاف کی سستی اور ضعیف العمری ہے - مگر اوس جدید کمانڈر انچیف کے ہندوستان پہونچنے
تک یہان لارڈ گاف نے ہی تمام جنگ کا خاتمہ کر دیا - جسکا ذکر آگے آئیگا -

اسوقت شیر سنگہ گجرات مین آکر ٹہرا - اور اوسکا باپ چتر سنگہ بھی وہان پہونچ گیا - اب سکھون نے
امیر دوست محمد خان کو پشاور لینے کی تحریص دلا کر اپنی مدد پر کابل سے بلایا - اور وہ بیچارہ ان سکھون کی

دہوکے مین آکر سندہ پر سفر کیا۔ اور اٹک کو فتح کر لیا۔ اسکے بعد اپنے بیٹے اکرم خان کو تین ہزار درانی
سپاہ کے ساتہ شیر سنگہ کے لشکر مین بہیجا۔ ۲۱ تاریخ کو سکہہ اور افغانون نے انگریزون سے جنگ
عظیم کی۔ لارڈ گاف نے اپنی سپاہ کو اس خوبی کے ساتہ لڑایا کہ دوپہر کے قبل دشمن پریشان ہو کر بہاگ گئے
اور بہت سا اسباب انگریزون کے ہاتہہ لگا۔ اور افغان گجرات سے نکل کر درۂ خیبر کو چلے گئے۔ سکہون کا
خاتمہ ہو گیا۔ خالصہ کا زور ٹوٹ گیا۔ شیر سنگہ نے اپنے کو انگریزون کے حوالہ کر دیا۔ اور سکہون
کی ۱۶ ہزار سپاہ نے معہ ۱۳ نامی سردارون کے برٹش جنرل کے قدمون پر اپنے ہتیار رکہہ دیئے۔ اب
گورنر جنرل نے پنجاب سے سکہون کی عملداری کو بالکل برخاست کر کے انگریزی عملداری مین الحاق کر لیا
اور لاہور مین ایک دربار منعقد کر کے مہاراجہ دلیپ سنگہ کی پنشن پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ قرار دیی۔
اسوقت مہاراجہ کی عمر ۱۲ سال تہی وہ اسی وقت عیسائی ہو گیا۔ اور گورنر جنرل کیساتہ ولایت گیا
ڈاکٹر سر لوجن اوسکی تربیت و تعلیم کیلئے مقرر کیا گیا۔ جب یہہ مہاراجہ بڑا ہوا تو ملکۂ معظمہ کا درباری اور اسکاٹ
لینڈ کا اشراف مالک زمین ہو گیا۔ جب دلیپ سنگہ معزول ہوا تو گورنمنٹ کا پچاس لاکہہ روپیہ تنخواہ سپاہ
کے بابتہ قرضہ تہا۔ جسکے عیوض اوسکا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اور دنیا کا مشہور الماس کوہ نور
(جسکو رنجیت سنگہ نے شاہ شجاع سے لیا تہا) بہی ہاتہہ آیا۔ گورنر جنرل نے وہ الماس ملکۂ معظمہ کے پاس نذر
بہیجدیا۔ جو تاج شاہی مین نصب کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی کو مارکوئس۔ لارڈ گاف کو وسکونٹ۔ گلبرٹ
و تہیک ویل کو گرینڈ کراس اوبتہہ۔ کیمبل و چیپ و ڈلیر و جنرل وش کو نائٹ کمانڈ گاف کے کپتانون کو
کمپیانین آف آرڈر کے خطابات عطا ہوئے۔ نواب بہاولپور کو ایک لاکہہ روپیہ کا ملک دیا گیا۔ اور
تمام خرچ سپاہ کا ملا۔ شیخ امام الدین بہی انعام پایا۔ چتر سنگہ اور اوسکے دو بیٹے شیر سنگہ و مہتاب سنگہ کے تمام
جاگیرات ضبط کر لئے گئے۔ اور اونکو گذارہ کے لئے تہوڑی زمین دیدیگئی۔ اور اپنے گائون اٹاری مین رہنے
کا حکم ہوا۔ اسکے چند روز بعد جب شیر سنگہ و لال سنگہ نے امرتسر مین اور حاکم راے نے سیالکوٹ مین فساد

پروازی کی توانگریزی افسرون نے اونکو گرفتار کرلیا - اور قلعہ فورٹ ولیم مین قید کئے گئے اور وہین مرگئے - مولراج کی نسبت کمیشن نے پھانسی کا حکم دیا - مگر یہ وہ جلاوطنی سے مبدل ہوا - اس اثناء مین موت نے اوسکا خاتمہ کردیا پنجاب کے انتظام کے لئے چند افسرون کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا - اور وہان کی کل رعایا سے ہتیار لے لئے گئے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار ہتیار جمع ہوئے - جنمین اسکندر کے زمانہ کے ہتیار تین صدی پیشتر حضرت عیسٰی کے بھی تھے - لاہور مین تیس کے قریب نانک شاہی روپیہ مختلف قسم کا چلتا تھا وہ موقوف کرکے انگریزی سکہ جاری کیا گیا - اور پنجاب کی آمدنی جوالحاق کے وقت ۱۳۴ لاکھ تھی - وہ ۱۸۵۶ء تک ۲۰۵ لاکھ ہوگئی - ۱۸۵۳ء مین گورنر جنرل نے بورڈ کو موقوف کرکے جان لارنس کو پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کردیا - اور انتظام کی حالت کو بالکل بدلدیا - اسی زمانہ مین رانی جنداں عرف رانی چاند کنور نے (جو بنارس مین بحالت جلاوطنی رہتی تھی) بھیس بدلکر نیپال گئی - اور وہان سازش کا بازار گرم کیا - گورنمنٹ نے اسکا تمام اسباب بنارس مین ضبط کرکے ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن مقرر کردی - آخروہ مجبور ہوکر اپنے بیٹے کے پاس ولایت چلی گئی - اور نابینا ہوکر ۱۸۶۳ء مین انتقال کیا -

۱۸۴۸ء مین جب ستارہ کا راجہ آپا صاحب (جو سیواجی کی اولاد مین تھا) لاولد مرگیا - تو اوسکی رانی کو متبنٰی کرنے کی اجازت نہین دیگئی - اور گورنر جنرل نے ستارہ کو انگریزی عملداری مین داخل کرلیا - ۱۸۵۰ء مین آفریدیون نے سر اوٹھایا - جارج لارنس نے انگریزی فوج سے اونکی سرکوبی کرنی چاہی - خوب لڑائیان ہوئین - مگر آفریدی مطیع نہین ہوے - اس اثناء مین بہوپال و نیپال کے درمیان جو سکم کی چھوٹی ریاست ہے وہان کے راجہ نے ڈاکٹر ہوکر کیمبل کو قید کرلیا - انگریزی فوج نے وہان جاکر راجہ کو بہگادیا - اور دارجلنگ کے قبضہ کا کرایہ جو گورنمنٹ اپنی خوشی سے راجہ کو چھہ ہزار روپیہ سالانہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا گیا - کہانڈ قوم سے انسانی قربانی کی علت چھوڑائی گئی - چنانچہ کیمنڈی کا مذموم رسم میریاہ (دختر کشی) موقوف کیا گیا - اور میسور مین جو راجہ کی ظلم و زیادتی سے رعایا سرکش ہوگئی تھی - اوسکا انسداد یہ کیا گیا - کہ راجہ کرشنا راج

تخت سے اتار دیا گیا۔ اور ۴ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کیگئی۔ اور تمام انتظام گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا۔

برہما کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۵۱ع مین برہمیون نے انگریزی جہازون کے مالکون کو گرفتار کر لیا۔ اور رنگون کے تاجرون کو بہت ستایا تو گورنر جنرل نے گورنمنٹ برہما کو لکھا۔ کہ اس نقصان کے معاوضہ مین ۱ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے۔ اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ جب یہہ پیام راجہ کے پاس پہونچا تو اوس نے منظور کر لیا۔ مگر ۶ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کو جب کپتان فتز گورنر آوا سے ملنے گیا تو وہ اوس سے عمداً نہین ملا۔ اور کپتان کی سخت تذلیل کی۔ پھر کیا تھا کموڈور لیمبرٹ نے تمام انگریزی سوداگرون اور رعایا کو اپنے جہاز مین سوار کرا لیکر آگے بڑھا۔ جس پر برہمیون نے توپ کے گولے برسانا شروع کیا۔ اب تو پوری لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اسکی خبر گورنر جنرل کو ہوئی تو وہ خود فوج لیکر پہونچے۔ کیونکہ اسوقت گوم صاحب کانڈرانچیف سندہ مین تھے۔ چنانچہ گورنر جنرل نے پہونچتے ہی پہلے پیگوڈون پر حملہ کرکے اوسکو فتح کر لیا۔ پھر پیگوڈا پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد برہمیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر انگریزی فوج نے اونکو پسپا کر دیا۔ اور برہمیون کا بہت سا اسباب یعنے ۹۲ برنجی و آہنی توپین۔ ۸۲ جنگل* اور سیکڑون چقماقی بندوقین باروت گولے انگریزون کے ہاتھ لگے۔ ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون نے بسین کو لے لیا۔ جس سے تمام سواحل بحری سینڈوا ای سے مول مین تک برہمی راجہ زرین پلک کے چنگے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اسطرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ہم قوم برہمیون کی حکومت وظلم سے سخت ناراض تھے

* جنگل ایک ہتیار ہوتا ہے جنکو دیوارین لگاکے اوسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق وٹوٹی ہوئی دہاتون کے ٹکڑے میخون کی بھری ہوئی بوتلین اور کٹی ہوئی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اور انگریزی فوج کی مدد سے راجہ تہاماوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے نکالنے پر تیار تھے۔ جو سو برس پہلے تمام
برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہان یہہ امر قابل اظہار ہے کہ پیگو اور آوا۔ مین یہہ تعلقات تھے کہ انمین کبھی پیگو پر
آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا۔ ۱۷۵۷ء مین المپرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے آوا کو اپنی راجدہانی
بنایا تھا۔ اور ان دونون شہرون مین ہمیشہ آپس مین جنگ وپیکار رہتی تھی۔ الحاصل متعدد لڑائیون
کے بعد ۱۲ر دسمبر ۱۸۵۲ء کو صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا۔ اور برہمی سپاہ یہان سے
نکالدیگئی۔ اور اس فتح سے اراکان اور مولمین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔
اور دریائے ایراوتی مین پردیسی تجارت کا دروازہ کہل گیا۔ بعد ازان کئے مہینے تک لڑائی نہین ہوی۔
اس اثنا رمین آوا کا نیا راجہ جو اپنے بہائی کو تخت سے اوتار کر راجہ ہوا تھا۔ اوس نے انگریزون کے پاس
اپنے سفیر کے ذریعہ کہلا بہیجا کہ میادے اون سے نہ لیا جائے۔ پیگو مین بسین یا کوئی اور بندرگاہ اون کے
پاس رہنے دیا جائے۔ گورنر جنرل میادے دینے پر راضی ہوگیا۔ مگر باقی پیگو پر برابر قبضہ رکہنا چاہا۔ جسپر
ایلچیون نے کہا کہ اگر پیگو بہی دیدیا جائے تو بہت سا زر نقد اوسکے معاوضہ مین دیا جائیگا۔ مگر یہہ درخواست
گورنر جنرل نے نامنظور کی۔ اور پندرہ مہینے کے بعد اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اسمین دو کروڑ روپے
گورنمنٹ کے خرچ ہوگئے۔ لیکن ایک اچہی وسعت کا صوبہ گورنمنٹ کے ہاتہہ آیا۔

۱۸۵۳ء مین راگہوجی بہونسلہ راجۂ ناگپور بعمر ۴۷ سالہ لاولد مر گیا۔ اس نے بہی کوئی متبنّٰی نہین لیا
تھا۔ اگر لیتا تو بہی کیا ہوتا۔ کیونکہ گورنر جنرل کے پاس تبنیت کوئی چیز ہی نہین تہی۔ چنانچہ ریاست ستارہ
کو انہی کے قبل اونہون نے انگریزی عملداری مین ملا لیا تہا۔ اب ریاست ناگپور بہی ضبط کرلی۔ اور اسکے
ساتہہ اعلان کردیا گیا۔ کہ اگر کوئی راجہ لاولد مریگا تو اوسکی ریاست ضبط کرلیجائیگی۔ اسی سال ۱۸۵۳ء
مین سرکار نظام سے بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر تنخواہ کنٹنجنٹ کے قرضہ کی ادائی مین اضلاع برار و
رائچور و نلدرگ بہی لے لئے گئے جسکے تفصیلی واقعات برار کے حالات مین درج ہین۔ ۱۸۵۵ء مین

علاقہ بندیلکہنڈ کی ایک چہوٹی ریاست جہانسی کا راجہ گنگادہر لاولد مرگیا - اور یہہ بہی مثل ستارہ وناگپور کے انگریزی عملداری مین لے لیگئی - رانی نے بہت کچھہ واویلا مچایا - مگر گورنر جنرل نے ایک نمانی - اس اثنا مین راجپوتانہ کی ایک چہوٹی ریاست قرولی کا راجہ نوجوان مرگیا - اسکو بہی مثل دوسری ریاستون کے گورنر جنرل نے ضبط کرنا چاہا - جس سے راجپوتانہ کی تمام ریاستون مین تہلکہ پڑگیا - مگر سرہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے یہہ لکہا کہ راجپوتانہ کی ریاستین سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی ہین - اسلیئے انکا نابود کرنا مناسب نہین ہے - کورٹ ڈائرکٹرون نے بہی اتفاق کرلیا جس سے گورنر جنرل کو اسکی ضبطی مین ناکامی ہوی - اور راجہ کا بہائی - مدن پال ریاست پر بیٹہا - مگر اس زمانہ مین سنبہل پور کی ریاست راجہ نراین سنگہ کے مرنے سے ضبط کرلیگئی - ابتک تو گورنر جنرل نے لاولد راجاؤن کی ریاستون کو ضبط کیا تہا - اسکے بعد بڑے بڑے پنشن پانیوالون پر بہی ہاتہہ پہیرنا شروع کیا - چنانچہ جب باجے راؤ پیشوا (جسکو آٹہہ لاکہہ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تہی) بٹہور مین مرگیا - تو اوسکی پنشن اوسکے پسماندون پر جاری نہین کیگئی - حالانکہ پیشوا نے اپنی زندگی مین ایک لڑکے کو متبنے کیا تہا - اور وصیت نامہ مین یہ لکہا تہا کہ "دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا گنگادہر راؤ چہوٹا بیٹا - اور سداشیو راؤ پنت دادا دوسرا بیٹا ہے - اوسکا بیٹا پانڈورنگ راؤ میرا پوتا ہے - پس یہہ تینون بیٹے اور ایک پوتا میرے مالک ہین - اور دوندو پنت نانا پیشوا بوجہہ کلانیت گدی کا وارث ہے" لیکن گورنر جنرل نے اس وصیت نامہ کا کچہہ بہی لحاظ نہین کیا - اور پنشن کا کوئی حصہ اوس کے خاندان پر جاری نہین کیا - البتہ بٹہور کی جاگیر نانا صاحب کے قبضہ مین دیدی - یہ امر یہان قابل ذکر ہے کہ باجے راؤ متوفی نے جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو پانچ لاکہہ روپیہ قرضہ دیا تہا - اور پنجاب کی لڑائی کے وقت ایک ہزار سوار و ایک ہزار پیدل اپنے ذاتی اخراجات سے قائم رکہکر گورنمنٹ کی امداد کو تیار ہوگیا تہا - مگر گورنر جنرل نے اون خیرخواہیون کا بہی کوئی خیال نہین کیا -

چونکہ پیشوا کو معقول پنشن ملتی تھی - اور وہ زیادہ مصرف بھی نہ تھا - اسلئے اوس نے تقریباً ۲۸ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا - جسکا مالک نانا صاحب ہوا - اور پنشن کی اجرائی کے لئے گورنر جنرل کے فیصلہ کا اپیل ولایت مین کورٹ ڈائرکٹرون کے پاس ایک مسلمان عظیم اللہ خان کو بھیجکر دایر کیا - لیکن کامیابی نہین ہوی آخر تھک کر بیٹھہ گیا - اسی زمانہ مین کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے لاولد انتقال کیا - گورنر جنرل نے فوراً اونکی پنشن موقوف کر دی - اور خطاب و منصب بھی ضبط کر لیا - لیکن ارا کین خاندان کے نام مختصر پنشن جاری کی -

الحاق اودہ (لکھنؤ)

اس اثنا مین اودہ کی بدانتظامیون کی کیفیت اور وہان کے عہدہ دارون کے ظلم وستم کی کہانی - بادشاہ وقت (واجد علی شاہ) کے لہو ولعب کی سرگذشت گورنر جنرل کو معلوم ہوی تو اونہون نے اب بالکل اودہ کی بادشاہی کا نام ملیامیٹ کر دینا چاہا - کیونکہ اوسکے قبل لارڈ ویلزلی لارڈ ولیم بنٹنگ - لارڈ آک لینڈ نے اپنے اپنے عہد گورنر جنرلی مین اودہ کے شاہان وقت کو اس بدنظمی اور ظلم وستم و لاپروائی کی نسبت بہت کچھہ ہدایتین کی تہین - مگر کسی شاہ وقت نے بھی اونپر عمل نہین کیا - جب واجد علی شاہ کا زمانہ آیا اور بدنظمی روبہ ترقی نظر آئی تو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے لکھنؤ پہونچکر واجد علی شاہ کو بہت کچھہ ڈانٹ ڈپٹ بتلائی - اور نصیحت وہدایت کی - جس سے وہ ایسا ڈر گیا کہ گورنر جنرل کے روبرو زبان سے کچھہ بول نہ سکا - اور ایک کاغذ کے تختہ پر یہہ لکھا کہ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون - آپ نے جو صلاح ومشورہ دیا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے - اسکا مین ضرور لحاظ رکھونگا " مگر پھر وہ سارنگ وستار راگ ورنگ مین ایسا مصروف ہوگیا - کہ اوسکا خیال نہ رکھا - اسکے بعد لارڈ ڈلہوزی کے گورنر جنرلی کا زمانہ تھا - اور اونکی پالیسی سے چہوٹے

ناظرین اوس کے قبل کے واقعات دیکھکر خود سمجہہ سکتے ہین ۔ الحاصل اب گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کی منظوری سے یہہ فیصلہ کیا کہ اودہ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے ۔ اور کرنیل اوٹرم رزیڈنٹ اودہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع کی ۔ اور اس جدید عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط لینے کے لئے حکم دیا چنانچہ کرنیل اوٹرم ۴ ۔ فروری ۱۸۵۶ء کو بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے محل پر پہونچے ۔ جہان بادشاہ اور اوسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا ۔ اب رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کا حکم بادشاہ کو بتلایا ۔ بادشاہ نے حکم دیکھتے ہی اپنی دستار اتارکر رزیڈنٹ کے ہاتون مین رکھ دی ۔ اور کہا کہ "برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین کرین ۔ مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ انگلینڈ جاؤن اور تخت کے آگے اپنا درد بیان کرون" ۔ رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ "آپکو اختیار ہے جہان چاہین جائین ۔ اب آیندہ آپکو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا" گو بادشاہ نے عہد نامہ پر دستخط نہین کیا ۔ اور نہ اوس وظیفہ کو قبول کیا ۔ مگر اسکے بعد ۱۳ ۔ فروری ۱۸۵۶ء کو اودہ کا الحاق ہوگیا ۔ چند روز کے بعد واجد علی شاہ معہ اپنے وزیر علی نقی خان و متعلقین کے ولایت کے ارادہ سے دخانی جہاز مین سوار ہوا ۔ لیکن جب وہ کلکتہ آیا تو دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا ۔ یہان کی آب وہوا اوسکو ایسی بھائی کہ آخر دم تک یہین کا ہو رہا ۔ البتہ واجد علی شاہ کا بیٹا (ولیعہد) اور اوسکی مان یہہ دونون انگلینڈ گئے ۔ ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوی نذر پیش کی ۔ مگر اپنے مقصد مین کامیاب نہوے ۔ افسوس ہے کہ اس مشن نے اس سفر مین فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اوٹہایا ۔ چنانچہ بادشاہ کا ولیعہد اور اوسکی مان دونون وہین مرگئے اور پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہوے ۔

اب گورنر جنرل نے ممالک مغربی و شمالی مین بندوبست و مالگزاری کا انتظام کیا ۔ اور تعلقدار جو اپنے تعلقہ کی رعایا پر ظلم و ستم کرتے تھے ۔ وہ حقوق تعلقداری سے محروم کئے گئے ۔ اور ان کے

دیہات تعلقداری کا ایسا بندوبست ہوا کہ تعلقدار ونکے پاس روپیے کے چار آنے رہگئے۔ معافیات وانعامات ولاخراجی زمینات تمام ضبط کرلیگئین برہمنون کی پنڈتائی موقوف ہوی۔ ہندو بیوا ون کی دوبارہ شادی کرنیکے متعلق ایک ایکٹ جاری ہوا۔ اور عورتونکو اپنے فعل کی مختاری دیگئی۔

اب ہم یہان پرچند مفید اصلاحات و رفاہ عام کے کامون کی تفصیل (جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد گورنر جنرلی کے ہین) لکھتے ہین۔ یعنے پہلی ریل ہندوستان مین گریٹ انڈین پنشولا ریلوی ۱۸۵۳ع مین بمبئی سے تہانہ تک جاری ہوی۔ اور رفتہ رفتہ اسقدر بڑہی کہ تمام ملک مین ریل ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۰۰ع مین (۲۴۰۰۰) میل ریل تیار تہی۔ اور تمام بندرگاہون کو بہی آزاد کردیا گیا۔ تار کا انتظام ایسا ہوا کہ اسکی بدولت انگریز غدر مین کامیاب ہوے۔ اسوقت ہندوستان مین (۱۳۰۰۰) میل تار لگا ہوا ہے۔ ڈاکخانے قایم کئے گئے۔ اور نیم آنہ کے ٹکٹ پر خطوط کا جانا قرار پایا۔ اب تو ڈاکخانہ بہت کچہہ ترقی پاگیا ہے۔ اور ایک بڑی بہاری ہنڈوی کی دوکان وتجارت کی کوٹہی ہوگئی ہے بہت سی چیزین اوسکی معرفت فروخت ہوتی ہین۔ لوگون کا روپیہ اوسمین برابر جمع ہوتا اسیونگ بنک کا ہوتا ہے۔ جان تک کا بہی بیمہ اوس مین ہونے لگا ہے۔ الحاصل صیغۂ تعمیرات بہی اسی گورنر جنرل کے زمانہ مین قایم ہوا۔ ہر احاطہ مین انجنیری کے مدرسے قایم کئے گئے۔ گنگا کی نہر ڈیڑہ کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار ہوی۔ ہگلی پر ایک عالیشان پل بنایا گیا۔ بہت بڑی بڑی سڑکین تعمیر ہوئین۔ کلکتہ بمبئی۔ مدراس مین تین یونیورسٹیان قایم کیگئین۔

ارل کیننگ گورنر جنرل

۲۹ فروری ۱۸۵۶ع کو ارل کیننگ بعہد ملکۂ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور

لارڈ ڈلہوزی ولایت چلے گئے - ابھی ارل کیننگ نے گورنمنٹ ہوز مین قدم رکہا ہی تھا کہ ایران
کے ساتھہ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا - چنانچہ جب گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ ایران نے ہرات پر
چڑھائی کی ہے تو اوس نے بمنظوری کورٹ ڈائرکٹرز اس مہم کی سپہسالاری کرنیل اوٹرم کے تفویض کی

*اسکے واقعات یہہ ہین کہ جب افغانستان پر انگریزون نے قبضہ کیا تو یہہ بات ٹھہری کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمانروا
ہے - لیکن اوسکا دزیر یار محمد ہمیشہ یہہ کہتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون - لیکن جب انگریزون نے افغانستان
کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمانروائی شروع کی - دس برس
کے بعد جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین ہوا - چونکہ اوسمین فرمان روائی کی لیاقت نہ تھی - اسلیئے اوس نے ہرات کو
ایران کے حوالہ کردیا - ۱۸۵۶ء مین ایران کی سپاہ نے ہرات پر قبضہ کرلیا - مگر جب برطانیۂ اعظم نے ایران کو دہمکایا
تو اوس نے بمجبوری ہرات سے اپنی سپاہ ہٹالی - اور معاہدہ کیا کہ ہرات آزاد رہیگا - اسکے بعد طہران مین سفارت
انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوی - اور جنگ کریمیا کے خاتمہ پر جب روسیون کا قبضہ ایشیا مین قریب ہوا تو ایران نے برٹش
کی دوستی مین کوئی فائدہ نہ دیکھا - اور روسیون کا دامن پکڑا - ۱۸۵۵ء مین سفارت انگلشیہ پر طعنہ زنی ہوئی - اور
سفیر ترکستان کی سرحد مین چلا گیا - اور ہرات مین ایسی سرکشی ہوئی کہ - یار محمد کا بیٹا مارا گیا - اور اوسکی جگہہ
یوسف خان جانشین ہوا - جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا - ایران تو اول ہی سے ہرات پر
دانت لگائے بیٹھا تھا - اب قندہار پر بھی اوس کی نیت دوڑی - لیکن امیر دوست محمد خان نے جب ۱۸۵۵ء
مین اوس کا سوتیلا بہائی قندہار کا فرمانروا کہن دل خان مرگیا - تو قندہار کو کابل مین داخل کرلیا - اور ایران
نے خلاف معاہدہ ہرات پر فوج بہیجدی - جس سے یوسف خان گہبرایا - اور دوست محمد خان کو امداد کیلئے
بلایا اتنے مین یوسف خان کا مدار المہام عیسیٰ خان اوسکو قید کرکے دشمنون کے کیمپ مین بہیجدیا - کیونکہ
اوسکو یہہ خوف ہوگیا تہا کہ کہین یوسف خان ہرات کو دغابازی کرکے اہل ایران کے حوالہ نکردے - باقی حالات
متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف - .

اور یہہ قرار پایا کہ امیر دوست محمد خان* کو پشاور کانفرنس مین بلا کر اسکے نسبت مشورہ لیا جائے۔
الحاصل جب امیر کو بلایا گیا تو وہ معہ اپنے دو بیٹون و بعض چیدہ مشیرون و منتخب سپاہ کے سرحد
پر آیا۔ اور یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو درۂ خیبر مین جان لارنس اور سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور سے
ملاقات کی۔ جب امیر سے ہرات کا ذکر چھیڑا گیا تو اوس نے جواب دیا کہ انگریز خلیج فارس کیطرف سے
حملہ کرین۔ اور مجھے روپیہ اور ہتیار دین تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اوکھیڑ کر پھینک دونگا۔ اور
رقم و ہتیار کی تعداد جب امیر سے پوچھی گئی تو اوس نے پہلے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ (جبتک لڑائی
ختم ہو) امداد طلب کی۔ اور پچاس توپین ۵۰ ہزار بندوقین بہت ساسامان جنگ مانگا۔ لیکن
بعد مین چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ تا اختتام جنگ پر تصفیہ ہو گیا۔ گورنر جنرل نے
اسکی منظوری بھی دیدی۔ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو طرفین کے دستخطون سے عہدنامہ بھی مرتب ہو گیا
اسکے بعد امیر اپنے وطن کو چلا گیا۔ اور بمبئی سے انگریزی سپاہ بوشہر پر حملہ کرنیکے لئے روانہ ہوی۔ پہلے
انگریزی سپاہ نے جزیرۂ کرگ لے لیا۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد بوشہر بھی فتح ہو گیا۔ ۶۵ توپین
اور بہت ساسامان ایرانیون کا ہاتھہ آیا۔ پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوی۔ اسیطرح دو
چار لڑائیون کے بعد محمرہ پر بھی انگریزون نے قبضہ کر لیا۔ آخر ایرانی مجبور ہو کر صلح کے خواستگار ہوئے
اور ۴ مارچ ۱۸۵۷ء کو انگلش و ایرانی کمشنرون نے عہدنامہ پر دستخط کیا۔ جسمین شاہ ایران نے یہہ
وعدہ کیا کہ آئندہ وہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر دعوے نہین کریگا۔ بعد ازان ایرانی ہرات
سے چلے گئے۔ اور انگریزی فوج بھی وہان سے برخاست ہو گئی۔ اب امیر نے اپنے بھتیجے احمد خان کو ہرات

*امیر دوست محمد خان جو سکھون کے ساتھہ ملکر انگریزی فوج سے لڑا تھا اوسکی صفائی اسکے قبل ہی ہو گئی تھی۔ یعنے
۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین
اتحاد و مصالحت کا عہدنامہ ہو گیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

حاکم مقرر کیا۔ اور ایران کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

واقعات غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ

اس عالمگیر غدر* کا آغاز اپریل ۱۸۵۷ء سے ہوا۔ اور آہستہ آہستہ بڑہتا چلا۔ اس اثنا مین نامعلوم چپاتیون کی تقسیم بھی۔ تمام دیہات و قصبات مین جابجا نہایت سرعت کیساتھہ ہوی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو

* یون تو انگریزون کے عہد مین ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۶ء تک یعنے اس ایک صدی مین اکثر مختلف سنین و متفرق مقامات پر گورونکی سرکشیان۔ اور ہندوستانی سپاہ کی بغاوتین ہوئین۔ جنکا ادسیوقت انسداد ہوگیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کا غدر تمام ہندوستان مین عالمگیر تھا۔ شاذونادر ہی مقامات اس غدر کے اثر سے محفوظ رہے۔ مگر وہ بھی بالکل ایسے محفوظ نہین رہے۔ بلکہ بغاوت شروع ہوتے ہی وہان کے لائق حکام یا مدبر والیان ریاست اور انکے ہوشیار مدار المہامون نے اپنی ہوشیاری و لیاقت و دلیری سے اوسکو فرو کردیا۔ جس سے اوسکے جانسوز شعلے بلند ہونے نہ پائے۔ اب ہم یہان پر اون سابقہ سرکشیون اور بغاوتون کے معدودے چند علل معہ وجوہ لکہتے ہین۔ (۱) بمقام بنگال گورے اور ہندوستانی سپاہ حصول انعام کے لئے (۲) بنگال کے انگریزی افسر ڈبل بہتہ کی موقوفی پر۔ (۳) ہندوستانی افسرون کے تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی کے موقع پر (۴) ۱۸۰۶ء مین ساحل بحر کی سپاہ ان قواعد کے پاس ہونے پر کہ قواعد کے وقت قشقہ نہ لگائین اور بالی نہ پہنین ٹہڈی پر داڑہی نرکہین۔ انگریزی گول ٹوپی پہنین (۵) ۱۸۲۴ء مین بمقام بارک پور نصف بہتہ کے حکم پر (۶) سندہ۔ پنجاب۔ اودہ کے الحاق پر۔ انکے علاوہ حیدرآباد دکن۔ نندی ورگ۔ پالی ام کوٹا۔ مدراس۔ پٹنہ کے مقامات پر بھی چہوٹی چہوٹی سرکشیان ہوئین۔ اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب یہ بتلائے جاتے ہین کہ جب مورلیشس۔ وجاوا کی لڑائی مین جو فرانسیسون سے ہوی بنگال کی سپاہ نے جہازمین سوار ہونے سے انکار کردیا تو ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جسمین عام بہرتی ہونے مین سمندر جانیکی شرط لگائے گئی۔ پہر سکہون کی بہرتی ہوئی۔ عیسائی مذہب کی اشاعت مین انگریزون نے سرگرمی بتلائی۔ راجپوتانہ کی ضبطی کی جہوٹی افواہ اڑی

میرٹھ کی سپاہ نے بغاوت کی - پہر توتمام ہندوستان مین بغاوت پہیل گئی - چنانچہ میانمیر - گوبندگڈہ -
فیروزپور - پہلور - پیشاور - راول پنڈی - نوشہرہ - جالندہر - لدہیانہ - بارک پور - انبالہ -
داناپور - پٹنہ - آرہ - بہار - آگرہ - گوالیار - علی گڈہ - بلندشہر - مین پوری - اٹاوہ - بہرت پور
متہرا - بنارس - جہانسی بندیلکہنڈ - نوگانون الہ آباد - باندہ - مالوہ - نصیرآباد - میئو - اندور - سیہور
نیمچ - جے پور - جودہ پور - الور - اودیپور - لکھنؤ - کانپور - پالامئو - سنگہابہوم - روہیلکہنڈ - نگینہ -
جہیلی - آوا - کولہاپور - سیتل پور - سیمل پور - اسیرگڈہ مندسور - دہاڈہید پور - بان پور - للت پور
ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - رتنہ گڈہ - گڑہاکوٹہ
گڑوہی - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ - ساسیہ - بوندی - جہالراپٹن - پرتاب گڈہ - اندرگڈہ
اعظم گڈہ - جونپور - سہارنپور - مظفرنگر - شاہجہانپور - دہلی - بدایون - مرادآباد - بجنور - فتح گڈہ
فرخ آباد - ملاؤن - ہردوئی - محمدی - بہرائچ - مٹہولی - فیض آباد - ملاپور - سلطان پور - سلونی -
دریاباد - پوروا وغیرہ وغیرہ مین بغاوت کاخوب زور وشور ہوا - البتہ بعض اضلاع (وہان کے
لائق حکام کے حسن تردد اور بہادری سے) اور ہندوستانی ریاستین اس بلائے بیدرمان سے محفوظ
رہین - خصوصاً اس موقع پر ریاست سرکار نظام (حیدرآباد دکن) تو نواب سرسالارجنگ اعظم مدارالمہام
دکن کی مدبری اور فراست کے باعث بغاوت سے کوسون دور اور بالکل مستثنیٰ تہی - جسکا اعتراف
خود گورنمنٹ آف انڈیا - نے نہایت قابل قدر اور قیمتی الفاظ مین کیا ہے -
اس بغاوت کے بڑے مقامات دہلی - کانپور - لکھنؤ تھے - جنکے حالات قابل تحریر ہین - خصوصاً
دہلی کے واقعات کالکھنا ضرور ہے - کیونکہ یہ مقام شاہان مغلیہ کا دارالسلطنت ہے - اور خاندان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰۱) بعد ۱۸۵۷ء مین انگریزون پر بوجہ ایک صدی گزرنیکے زوال آئیگی پیشین گوئی کیگئی - جلے کارتوس
جنمین سور اور گائی کی چربی لگی ہوئی تہی وہ سپاہ کو دئے گئے - وغیرہ ۱۲ مولف -

مغلیہ کا آخری بادشاہ (بہادر شاہ) اسی مقام پر تہا۔ جسکو ان باغیون نے چند روز تک جبراً اپنا بادشاہ بنا رکہا تھا۔ چنانچہ ۱۱ مئی سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک یعنے چار مہینے چار روز بہادر شاہ نے باغیون کی وجہہ سے فرمان روائی کی۔

دہلی کے باغی سپاہ کی تعداد صحیح نہین معلوم ہوتی۔ مگر اندازہ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا گیا ہے اور مرزا خضر سلطان جو باغی سپاہ کا جنرل تہا وہ اپنی تحریر مین پیدل ۸۰ یا ۹۰ ہزار اور سوار ۱۰ یا ۱۵ ہزار بیان کرتا ہے۔ اور جو باقی سپاہ کہ دہلی آئی تھی۔ وہ علی گڈہ بلند شہر۔ میرٹہہ۔ حصار۔ سرسیہ۔ رڑکی۔ متہرا۔ فیروز پور۔ انبالہ۔ ہانسی۔ بریلی۔ نصیر آباد۔ نیمچ۔ جالندہر کی تھی۔ اور انمین خاص دہلی کے باغی بھی شریک تھے۔ الحاصل میرٹہہ* کی سپاہ نے باغی ہوکر انگریزی افسرون اور انکے میمون و بچون کو مارا۔ اور وہان سے نکلکر دہلی پہونچے۔ اس عرصہ مین دوسرے اضلاع کے باغی بھی آپہونچے۔ اور دہلی کی سپاہ بھی باغی ہوگئی۔ بس پہر کیا تھا فوراً ان باغیون نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ (بہادر شاہ)* کو

* میرٹہہ دہلی سے ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہان کی چہاؤنی بہت بڑی ہے۔ جسکا احاطہ پانچ میل کا ہے۔ ۱۲ مولف

* اسوقت بادشاہ کی حالت اور اوسکی عظمت و وقعت کی صورت جسطرح تھی۔ وہ یہان ناظرین کے معلومات کے لئے بیان کرنا ضرور ہے۔ الغرض پہلے عظمت و وقعت شاہی کا بیان سنئے کہ اول ہی سے ہر ایک گورنر جنرل انگلستان نے اپنے اپنے عہد مین بادشاہ کی تعظیم و تکریم وقتاً فوقتاً گہٹاتا رہا۔ جب لارڈ ایلن برا کی گورنر جنرلی کا زمانہ آیا تو اونہون نے بادشاہ کے پاس نذر کا بہیجنا موقوف کردیا۔ جو عیدین و نوروز و سالگرہ کے موقعون پر زریڈنسٹ کے معرفت گورنر جنرل و کمانڈر انچیف کی جانب سے داخل ہوا کرتی تھی۔ اور گورنر جنرل کی مہر پر جو فدوی خاص کے الفاظ تھے۔ وہ حذف کردئے گئے۔ اور ہندوستانی رئیسون کو ممانعت کیگئی کہ وہ اپنی اپنی مہرون مین بادشاہ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال نکرین۔ شاہی سکے جو دس پندرہ وضع کے مختلف مقامات پر سکوک ہوتے تہے۔ وہ موقوف کردئے گئے۔ اور طرح اس منکف ایجنٹ دہلی کو بادشاہ اپنے شقون مین فرزند ارجمند لکہتا تھا۔ جب ہاروی صاحب ایجنٹ ہوکر آئے تو

جبراً محل سے بلاکر اپنا بادشاہ بنایا۔ اور دیوان خاص مین نذرین پیش کین ۲۱ توپ کی سلامی سر کیگئی
اور بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ دیوان عام و خاص مین ہندو باغیون نے اپنا بستر جمایا

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۳) اونہون نے بادشاہ کو ہدایت کی کہ آیندہ ہمکو آپکا فرزند بننا منظور نہین پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی تو اوسکی جلوکاٹ کر کوئی انگریز نہین جا سکتا تھا۔ لیکن بعد مین یہہ قاعدہ توڑ دیا گیا۔ بہرحال بادشاہ کی عزت و وقعت کچھہ بھی باقی نہین رہی تھی۔

اب بادشاہ کی مالی حالت۔ اور موجودہ صورت کا ملاحظہ کیجیے کہ بادشاہ کو گورنمنٹ انگریزی ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ پنشن دیتی تھی اور ڈیڑھ لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی بادشاہ کو کوٹ قاسم سے ہوتی تھی۔ اسکے علاوہ شہر مین بیتول شاہی کے کرایہ کی آمدنی علیحدہ بادشاہ کو ہوتی تھی۔ اس جملہ آمدنی مین سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ بادشاہ کے بھتیجون کو جو لکھنؤ مین تھے۔ دینا پڑتا تھا۔ الحاصل اس اثنا مین بادشاہ نے ایک نو جوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی۔ اوسکو ایک بیٹا جوان بخت نام پیدا ہوا۔ چونکہ یہہ زمانہ بادشاہ کی ضعیفی کا تھا۔ اسلیے زینت محل بادشاہ پر بہت حاوی تھی۔ اور اوسکا منشا یہہ تھا کہ بہادر شاہ کے بعد سب سے چھوٹا بیٹا جوان بخت بادشاہ ہو۔ چنانچہ ۱۸۴۹ع مین جب دارا بخت ولیعہد کا انتقال ہوا تو (اوسوقت بہادر شاہ کی عمر ۷۰ سال سے زاید تھی) لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل نے مرزا فخر الدین فتح الملک کو (جو بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا ۳۰ سالہ جوان تھا) ولیعہد کرنا چاہا۔ کیونکہ یہہ شاہزادہ انگریزون کی سوسائٹی کا بدل خواہان تھا۔ لیکن بادشاہ نے ناراضی ظاہر کی۔ اور یہہ بھی عذر کیا کہ اوسکی ختنہ ہونے سے ناقص الاعضا سمجھا جاتا ہے۔ اور تخت نشینی کے لئے صحیح الاعضا ہونا ضرور ہے۔ اسکے واقعات یہہ ہین کہ اکبر کے زمانہ سے یہہ مذموم رسم جاری ہوگیا تھا۔ کہ جو ولیعہد ہوتا وہ ختنہ نہین کراتا۔ بلکہ اکثر شاہزادے تخت و تاج کی ہوس مین اپنی ختنہ نہین کراتے تھے۔ الغرض بادشاہ کا یہہ عذر نا مسموع ہوا۔ اور گورنر جنرل نے فتح الملک کو اس شرط پر ولیعہد بنا دیا کہ وہ اپنے بادشاہی کے زمانہ مین قلعہ کی بود و باش ترک کرکے۔ اور قطب صاحب مین جا کر رہے۔ کیونکہ حسب رواج شاہان سلف بہادر شاہ قلعہ مین رہتا تھا۔ اور انگریزی ارادہ اوسکے بعد قلعہ پر قبضہ کرنیکا تھا۔ جب فتح الملک ولیعہد ہوگیا تو بادشاہ۔ اور زینت محل دست افسوس ملکر رہگئے

اور اوسکے صحن مین گہوڑے باندہے۔ گو بادشاہ نے باغیون کے اس کارستانی کی اطلاع لفٹنٹ گورنر آگرہ کو
کردی۔ مگر اوس پر کوئی توجہ نہین ہوئی۔ اسوقت ہندو باغی بادشاہ پر ایسے حاوی ہوگئے تھے کہ جو چاہتے
وہ بادشاہ سے کرالیتے۔ بلکہ وہ خود اپنی خودمختاری سے کربیٹھتے پہلے ان باغیون نے بادشاہ پر دباؤ ڈالکر
ایک حکم یہہ جاری کرایا کہ شہر مین یا اوسکے باہر کوئی گائی ذبح نکیجائے۔ اور بقرعید مین گائی کی قربانی نہو۔ بیلون
پر جو کوڑا کرکٹ لادکر لیجانیکا دستور تھا وہ موقوف کرکے اونکے عیوض گدہون پر لیجانا قرار پایا۔ اور دس پانچ
مسلمان گائی قصابون کو ان ہندو باغیون نے قتل بھی کرڈالا۔ اب مسلمانون نے ہندؤن کی پاس خودسری
کا انسداد کرنیکے لئے مولوی محمد سعید کو اپنا پیشوا بناکر جامع مسجد مین ایک جھنڈا* کہڑا کیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی

بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰۴ ۔ ۱۰ جولائی ۱۸۵۶ء کو فتح الملک کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ اب بادشاہ نے
اپنے آٹھ بیٹون کی دستخط سے ایک محضر تیار کیا جسمین تحریر تہا کہ ہم مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی ہین۔ اور یہہ محضر مسٹر
مٹکاف ایجنٹ دہلی کے پاس بہیجا گیا۔ مگر اوسکے دوسرے ہی روز مرزا قریش (عرف مرزا قویاش جو سب مین بڑا بیٹا تھا) نے
ایجنٹ کو اطلاع دی کہ بادشاہ نے ہماری تنخواہون کے اضافہ کا وعدہ کرکے محضر پر مہر کرالیا ہے۔ لیکن اسمین زینت محل کی
سازش ہے۔ چونکہ مین سب مین بڑا ہون اسلئے ولیعہدی کا حق میرا ہے۔ گورنمنٹ انصاف کرے۔ اس عرصہ مین بادشاہ حفظ
صحت و تفریح طبع کی غرض سے قطب صاحب مین جاکر رہا۔ اور وہان بڑے بڑے مکانات قلعہ کے مکانات کے نامون پر تعمیر کرانے
لگا۔ اور ایک قبر بھی اپنے لئے سنگ مرمر کی وہان تیار کرائی۔ زینت محل بادشاہ کے ساتھ قلعہ یا قطب صاحب مین نہین رہتی تھی
بلکہ وہ لال کنوے کی بڑی حویلی مین ہمیشہ سے مقیم تھی۔ اور ہر روز ۹ بجے بادشاہ کے پاس جاتی۔ اور سہ پہر میں اپنی حویلی کو واپس
چلی آتی۔ اوسکی سواری مین ڈنکہ بجتا تھا۔ شہر والون نے اس ڈنکہ کی وجہ سے اوسکا نام ڈنکہ بیگم رکھہ دیا تھا۔ اسوقت بادشاہ
خود قلعہ کا رہنا ترک کرکے بدشگونی کا باعث ہوا تھا۔ ۱۲ مولف۔

* باغیون اور جہادیون کا بھی دہلی مین مجمع ہوگیا تھا۔ چنانچہ اول سب سے مولوی رحمت اللہ کرانہ سے آیا۔ مگر اوس نے
جہاد کے عیوض بلوہ کی صورت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ پھر ٹونک سے وہابی آئے جنکے سرغنہ مولوی عبدالغفار۔ مولوی سرفراز علی

تو ہندو اور مسلمانون کی باہمی فسادات بڑہنے کے خیال سے اوسکو اکھیڑ ڈالا - اور ہندؤن کی ظلم و زیادتی کے باعث جو شہر کے دوکانات بند ہوگئے تھے بادشاہ خود سوار ہوکر تمام بازارات کے دوکانات کو کھلوا دیا۔ اس اثنا مین ہندو* باغیون نے دہلی بنک اور خزانہ کو لوٹا - میگزین کو اڑایا - جیل خانہ کے قیدی چھوڑ دئے - دہلی گزٹ پریس - لوہار خانہ میگزین کا اسباب - اور دہلی کالج کو غارت کیا - ٹیلیگراف کو توڑا - اور لوٹا - اور راستہ مین انگریز اور اونکی میمین اور بچون کو جہان پایا وہان قتل کر ڈالا - اور بہت سے انگریز مرد و عورت اور اونکے بچون کو تلاش کرکے لایا - اور بادشاہ کے دیوان عام مین ذبح کیا - اسکے بعد ان باغیون نے شہر* کے مکانات کو لوٹا - اور بلا امتیاز ہندو اور مسلمانونکو قتل کیا - اس عرصہ مین بادشاہ کے پاس تیج - جہانسی - دینا پور - الہ آباد - متھرا - بلند شہر - رڑکی - ہانسی - میرٹھ - نصیرہ - نظیر آباد - ساگر - جبل پور - فیروز پور - انبالہ - پہلور - سیالکوٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۵) مقرر ہوئے - اور باغی سپاہ کے افسران اعلیٰ بخت خان - غوث محمد خان - مولوی امام خان رسالدار نے اونکو مدد دی - اسکے بعد جے پور - ہانسی - حصار - بھوپال سے بھی جہادی پہونچے - انکی اعانت تو بادشاہ نے کچھ بھی نہ کی - کیونکہ خزانہ خالی تھا - البتہ نواب محی الدینخان عرف بڈہے صاحب نے دو ہزار روپئے - اور محمد شریف (جو دہلی کا نامور عطر فروش تھا) اپنے گھر کو معہ اسباب فروخت کرکے ان جہادیون کے ساتھ شامل ہوگیا - اور جہاد کے فتوے پر بخت خان نے کچھ جعلی اور کچھ اصلی مہرین ثبت کرائین - چنانچہ مفتی صدر الدینخان کو بھی مجبور کرکے اس پر مہر کرائی - لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاء الدین نے ہرگز مہر نہ کی - الغرض جب فتوے مل گیا تو ایک دو حملے ان جہادیون نے انگریزونکی فوج پر کیا - اسکے بعد ان جہادیون نے مسجدین سنبہالین - اور اختتام جنگ تک بھولے سے بھی لڑائی کا نام نہ لیا - ۱۲ مولف

* اس بغاوت مین باغیون کا بہت بڑا حصہ ہندو مذاہب کا تھا - اور مسلمان باغیون کی تعداد بالکل کم تھی - ۱۲ مولف

* ان باغیون نے جو شہر کے اکثر مکانات کو لوٹا - اور ہندو و مسلمانون کو قتل کیا اوسکے اسباب علاوہ حصول زر و غارتگری کے یہ تھے کہ جس کسیکو انگریزی لباس پہنا دیکھا اوسکو وہین ڈھیر کردیا - اور انگریزون کی پناہ دہی یا انگریزون سے سازش کرنیکی جس کسی مسلمان یا ہندو کے نسبت خبر پائی فوراً اوسکے مکان پر چڑھ دوڑے اور اوسکو تباہ و غارت کیا - ۱۲ مولف

جہلم۔ راولپنڈی۔ گوالیار۔ فتح گڈہ۔ مظفرنگر۔ گوڑگاؤن وغیرہ کے باغیون کی عرایض آئین۔ اور محمود خان
نواب نجیب آباد۔ رئیس بریلی۔ نواب رامپور۔ راجہ مین پوری نے بھی درخواستین بھیجین۔ رؤسا
جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر نے بادشاہ کی امداد کے لیے سوارون کو روانہ کیا۔ اور راؤ تلارام رئیس ریواڑی
نے کئی ہزار روپیے۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اشرفیان گذرانین۔ ان سب مین لکھنؤ کی نذر بہت بڑی تھی۔ جسمین
نئے سکہ کی اشرفیان۔ دو گھوڑے۔ دو ہاتھی۔ ایک کلاہ بیش بہا جسکو موتی لگے ہوئے تھے۔ ایک
جفت بازوبند الماس پیوند شامل تہے۔ اسکے بعد بادشاہ نے فوجی۔ اور رقمی امداد کے لئے والیان
جے پور۔ جودہ پور۔ الور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ کچھ۔ جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر۔ بریلی وغیرہ کو
اپنے دستخطی نشقے لکھے جنکے جوابات صرف جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر۔ بریلی سے حسب دلخواہ آئے۔ مگر
راجگان جے پور۔ الور۔ جودہ پور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ جمون وغیرہ نے بادشاہ کے شقون
پر التفات ہی نہین کیا۔ بعد ازان بادشاہ نے مفتی صدر الدینخان صدر الصدور۔ مولوی عباس علے
صدر امین۔ کرم علیخان منصف دہلی۔ مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کو بھی (جو سرکار کمپنی کے زمانہ مین
اون عہدون پر کارگذار تھے) اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے کے لئے احکام بہیجا۔ لیکن کسی نے منظور
نہین کیا۔ اور نواب امین الدینخان و ضیاء الدینخان جاگیرداران لہارو۔ نواب حسن علیخان و نواب جھجر
نواب حامد علیخان کو دربار کی حاضری کے فرامین روانہ کئے گئے۔ گو یہ لوگ حسب الحکم حاضر بارگاہ شاہی تو
ہوئے۔ لیکن کوئی درخواست وغیرہ اپنے متعلق نہین دی۔ اور جب بادشاہ نے ان لوگون سے روپیہ
طلب کیا تو عذر کیا۔ جسپر مرزا ابو بکر کرنیل باغیان نے چند سوارون کو لیجا کر حامد علیخان کے گہر کو لوٹ
لیا۔ اور امین الدینخان و ضیاء الدینخان کے گہر کو لوٹنا چاہا تو اونہون نے مقابلہ کیا۔ جسکے باعث اونکا گہر غارتگری سے بچگیا*

* یہ زمانہ وہ تھا کہ اکثر شاہزادے شہر کے ساہوکارون اور بڑے آدمیون کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چنانچہ منشی کندن سنگہ۔
رائے جیون لال۔ راجہ بدراس گوڑہ والہ۔ منشی آغا جان۔ منشی سعادت علی۔ (جو بڑی بڑی رقم والے تھے) ان شاہزادونکے

اس زمانہ کی گپ شپ جو شہر مین اڑ رہی تھی اوسکا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ دہلی کے صادق الاخبار
وار دو اخبار مین یہہ خبرین شائع کیگئین کہ شاہ ایران اٹک تک آگیا ہے۔ جسکے ساتھہ پانچ لاکھہ کا لشکر ہے۔
اور شاہ ایران کے معاون شہنشاہ فرانس و شہنشاہ روس اور سلطان روم ہین۔ امیر دوست محمد خان
والی کابل بھی انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے مین مدد دینے پر آمادہ ہے۔ اسکے علاوہ بعض اشخاص
سید شاہ نعمت اللہ ولی ہانسوی کے قصیدہ مین چند اشعار اپنے جانب سے ایزاد کرکے بطریق پیشین گوئی
عوام کو بہکانے لگے۔ اور دو اخوند ولایتی دہلی آکر اپنے کو خلیفہ سوات کا ایلچی تبلایا۔ اور یہہ بیان کیا کہ
چودہ سو جہادی عنقریب خلیفہ کے پاس سے آنے والے ہین۔ خود بادشاہ کے بھتیجے مرزا حیدر شکوہ و مرزا حیدر
اور مرزا نجف (جو لکھنو مین رہتے تھے) نے جہوٹ موٹ بادشاہ کے شیعہ ہوجانیکی خبر اڑا دی۔ اور حسن عسکری
کے ذریعہ شاہ ایران سے مراسلت بھی ہونے لگی۔ بہرحال اسوقت تمام دہلی مین سازشون کا بازار گرم تھا
اور بادشاہ کے عزیز۔ رشتہ دار۔ فرزند۔ برادر۔ مصاحب۔ ملازم وغیرہ سب جعلسازی۔ دھوکہ
بازی۔ سازش۔ غارتگری۔ وغیرہ مین برابر حصہ لے رہے تھے۔ اور روزانہ ایک نئی خبر تراشتے
تھے۔ اوران سب مین بادشاہ۔ مجبور۔ بے دست و پا۔ کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔

اب یہان پر کسیقدر انتظامی حالات بھی لکھے جاتے ہین جو بادشاہ نے شہر دہلی اور اضلاع و باغی سپاہ
کی نسبت کئے تھے۔ یعنے وصول مالگزاری کے لئے راؤ تلارام جاگیردار ریواڑی کو سند دوام دیگئی۔ اور
اودہ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان (جو پہلے انگریزی علاقہ مین آگرہ کا سب اسسٹنٹ تھا) مقرر ہوا۔ خان بہادر خان کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰۷) اتون سخت عذاب مین مبتلا تھے۔

باغی سپاہ کے افسر اعلےٰ بھی شاہزادے تھے۔ چنانچہ بادشاہ کے بیٹون مین مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کمانڈر انچیف
مرزا خضر سلطان جنرل۔ مرزا کوچک سلطان دہلی کی رجمنٹون کا کرنل۔ اور بادشاہ کے پوتون مین مرزا ابوبکر سوارونکا
کرنل۔ مرزا عبداللہ عرف مرزا منیڈہو۔ میرٹھہ کی پلٹنونکا کرنل تھا۔ ۱۲ مولف۔

(جو حافظ رحمت خان کی اولاد مین تھا) روہیلکھنڈ کی گورنری سرفراز ہوئی - اور علی قاسم کو اضلاع الہ آباد کا صوبہ بنایا گیا - مولوی فیض احمد و مرزا خضر سلطان اور مرزا مغل عدالتی کام پر مقرر ہوئے - معین الدین حسن خان خلف نواب قدرت اللہ خان شہر کا کوتوال قرار پایا - پھر وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال ہوا - اور قاضی عبد الرحیم کو نائب کوتوال کی خدمت ملی - مگر بعد مین قاضی فیض اللہ نے خدمت کوتوالی سے استعفا دیدیا - اور سید مبارک شاہ ساکن رام پور کوتوال ہوگیا - اور فوج کی رسد کا انتظام محبوب علیخان وزیر اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کے تفویض ہوا -

اس اثنا مین ہندو سپاہ نے تنخواہ کے لئے بادشاہ پر سختی شروع کی - لیکن خزانہ* مین روپیہ کب تھا مجبوراً بادشاہ نے ایک روپیہ نو آنہ فیصدی سود پر ساہوکارون سے کچھہ قرضہ لیا - اتنے مین کوٹ قاسم سے (جو بادشاہ کا علاقہ تھا) غلام فخر الدینخان تحصیلدار نے تیس ہزار روپیہ بھیجا - الغرض یہہ سب رقم محبوب علیخان وزیر کے ذریعہ بادشاہ نے بحساب فی سوار نو روپیہ اور فی پیادہ سات روپیہ تقسیم کرنیکا حکم دیا - مگر باغی سوارون نے تیس روپیہ ماہانہ کے حساب سے تنخواہ مانگی - اور فساد برپا کیا - آخر بیس روپیہ ماہانہ پر تصفیہ ہوا - اور تنخواہ تقسیم* کردیگئی -

۱۴ جون ۱۸۵۷ع کو محبوب علیخان خواجہ سرا (جو بادشاہ کا وزیر تھا) نے انتقال کیا - جو ایک مدت سے

---

* بادشاہ کو جو کمپنی سے ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ پنشن ملتی تھی وہ اوسکی اولاد و شاہزادون - اور ملازمون کی تنخواہ مین صرف ہوجاتی تھی - اب جب غدر ہوا تو تمام شاہزادے اور ملازم بھوکے مرنے لگے کیونکہ غدر کے باعث کمپنی تو پنشن نہین دیتی تھی - اور جسقدر لوٹ مار سے رقم وصول ہوتی تھی وہ باغیونکے پاس تھی بادشاہ کو اوسمین سے ایک حبہ بھی نہین ملتا تھا - البتہ جو رقم کہ اوسکو بعض روسا اور والیان ریاست کے پاس سے بطور نذر و امداد وصول ہوئی تھی - وہ اول ہی اوس نے اونھین باغی سپاہیون کی تنخواہ کے نذر کرچکا تھا - ۱۲ مولف

* سپاہ کی تقسیم تنخواہ کا کوئی باضابطہ حساب تھا - اور اس باغی سپاہ مین بریلی کی باغی بریگیڈ بڑے مزے مین تھی - کیونکہ اوس نے اول ہی ۶ ماہ کی پیشگی تنخواہ بادشاہ سے لے لی تھی - اور اوسکے سپہسالار کے پاس چار لاکھہ روپیہ (جو غارتگری سے حاصل کیا گیا تھا) موجود تھا - ۱۲ مولف

مرض استسقا مین مبتلا تھا۔ اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلا۔ شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین (جو خانم کے بازار مین ہے) دفن ہُوا۔ سوم کی فاتحہ مین شہر کے تمام رئیس اور امرا آئے۔ ہزارہا آدمیون کا مجمع رہا۔

آغاز جولائی ۱۸۵۷ء مین بادشاہ کے پاس ایک شخص بخت خان نامی چند باغی سوارون کے ساتھ بڑے کروفر سے دہلی آیا۔ بادشاہ نے اوسکے استقبال کے لئے اپنے خسر نواب احمد قلی خان کو بھیجا۔ جب وہ آیا تو اوس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے خاصہ سے سترہ تورے بھجوائے۔ اور تمام باغی سپاہ کا اوسکو افسر اعلیٰ قرار دیا۔

اب ہم بادشاہ اور اوسکی باغی سپاہ و دہلی کے واقعات کو یہان چھوڑ کر انگریزون کے حالات لکھتے ہین کہ اس بغاوت کی خبر جب ارل کیننگ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونہون نے اسکا انتظام کیا کیا۔ اور کسطرح باغیون کے سرکوبی کرکے ازسرنو دہلی کو فتح کیا۔ اور تمام ہندوستان کی بغاوت کسطرح رفع کیگئی۔ اور سرکشون کو کیا کیا سزائین دیگئین۔

الغرض جسوقت گورنر جنرل کو کلکتہ مین اس بغاوت کی خبر ہوئی۔ اور خود بنگال کی سپاہ بھی باغی ہوگئی تو گورنمنٹ فوج اور توپخانے۔ اور سکھ سپاہ سے (یہ لوگ باغی نہین ہوئے تھے۔) اس بغاوت کے انسداد پر کمر باندھی۔ اور جنرل این سن کمانڈرانچیف (جو اسوقت اپنے ہیڈکوارٹرس اسٹاف کے ساتھ شملہ پر تھے) کو مناسب ہدایتین کین۔ اسکے علاوہ جنگ بہادر والی نیپال نے پانچ ہزار گورکھون کی فوج انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے بھیجی۔ اور مہاراجہ رنبہیر سنگھ والی کشمیر نے میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی کی بغاوت فرو کرنیکے لئے روانہ کیا۔

؎ اسوقت محبوب علیخان وزیر کی قبر کا نشان بھی باقی نہین ہے۔ البتہ اوسکے نام سے ایک سراسبزی منڈی مین مشہور ہے گو یہ خواجہ سرا تھا۔ مگر بادشاہ کی عنایت سے وزیر سلطنت ہوگیا تھا۔ اور ملازمون کی تنخواہ اپنے زمانۂ وزارت مین ماہ بماہ تقسیم کرانیکی وجہ سے بہت نیکنام تھا۔ ۱۲ مولف

؎ بخت خان نے بادشاہ کے روبرو اپنا نسب تیمور سے ملادیا تھا۔ اور بادشاہ پر ایسا جادو کیا تھا۔ کہ بادشاہ اوسکے مقابلہ مین شہزادون کی بھی کوئی بات نہین سنتا تھا۔ اور اوسکو فرزند کا خطاب عطا کرکے تمام باغی سپاہ۔ اور شہر دہلی پر نیم بادشاہ بنادیا تھا۔ یہ شخص ایسا سفاک و ظالم تھا کہ شہر والون نے اوسکا نام کمبخت خان رکھا تھا۔ ۱۲ مولف

سرداران سکھان۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ راجہ جیند بھی مع اپنی سپاہ کے انگریزی فوج کی اعانت کے لئے شریک ہوگئے۔ الحاصل کمانڈر انچیف مع فوج و توپخانہ ۱۴ مئی ۱۸۵۷ء کو شملہ سے نکل کر انبالہ آیا۔ اور وہان سے کرنال گیا۔ افسوس ہے کہ یہان ۲۷ مئی کو کمانڈر انچیف نے ہیضہ سے انتقال کیا۔ سر ہنری برنارڈ اوسکا قایم مقام ہوا۔ اور دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب غازی الدین نگر (غازی آباد) پہونچا (جو ہینڈان کے قریب دہلی سے ۱۱ میل پر ہے) تو باغیون نے مقابلہ کیا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ اور باغی شکست کہا کر دہلی بہاگ گئے۔ پہر انگریزی سپاہ روزانہ باغیون کو پسپا کرتی ہوئی ستلج کو عبور کی۔ اور ۸ جون کو باولی کی سرا کے پاس باغیون سے ایک اور گہمسان لڑائی ہوی۔ جب انگریزی فوج نے اسمین بھی کامیابی حاصل کی تو آگے قدم بڑہایا۔ اور فتح گڈہ کے پاس ہندو راو کی کوٹھی مین مورچے جمائے۔ ۸ جون کو انگریزی سپاہ نے دہلی پر پہلا حملہ کیا۔ مگر نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ دوسرے روز باغیون نے کوٹھی پر یورش کی انگریزی فوج نے بھی اچھی طرح مدافعت کی۔ آخر باغی ناکام واپس ہوئے۔ اس اثنا مین ۵ جولائی کو سر ہنری برنارڈ کا بھی ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اب جنرل ریڈ کے ہاتھ تمام فوج کی کمان تفویض ہوی لیکن یہہ بھی ۱۷ جولائی کو بیمار ہوکر شملہ چلے گئے۔ اور بریگیڈیر آرچ ولسن سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اور پنجاب سے جنرل نکلسن بھی مع اپنی سپاہ کے کیمپ مین آگئے۔ اسیوقت انگریزی لشکر مین ۸ ہزار سپاہی ۵۳۵ بیمار۔ ۱۴۰۳ زخمی موجود تھے۔ اور لڑائی کا سلسلہ باغیون کے ساتھ روزانہ جاری تھا۔ جسمین طرفین کا نقصان کچھہ کم و زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر ۱۴ ستمبر کو انگریزون نے حملہ کرکے شہر کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد قلعہ اور سلیم گڈہ بھی فتح ہوگیا جس سے تمام شہر دہلی پر انگریزونکا قبضہ ہوگیا۔ دوسرے روز بادشاہ مرزا الٰہی بخش*

* مرزا الٰہی بخش (یہہ نواب ثریا جاہ بہادر کے دادا ہین) انگریزون کو غدر کے زمانہ مین دہلی کے حالات کی اطلاع۔ اور ہر طرح مدد دیتے تھے۔ اسکے علاوہ انگریزون نے دہلی مین خفیہ طور پر ایک محکمہ بھی مخبری کا مقرر لیا تھا۔ جسمین دہلی کے چند آدمی مخبر تھے اور راو نگار سر دفتر منشی رجب علی تھا۔ جسکو مرزا الٰہی بخش اعانت و امداد کرتے تھے۔ ۱۲ مولف

کی صلاح سے ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا - اور باغیون کا سپہ سالار بخت خان بھی معہ اپنی سپاہ کے بادشاہ سے جدا ہو کر اپنا راستہ لیا - اب ہاڈسن صاحب (۵۰) سوار ہمراہ لیکر مقبرہ کو گئے - اور دو گھنٹہ کی لیس و پیش کے بعد بہادر شاہ نے جان بخشی کے قول پر اپنے کو ہاڈسن صاحب کے حوالہ کیا - اور باہر آکر اپنی چاہتی بی بی زینت محل اور اوسکے بیٹے جوان بخت کی جانون کی امان کے وعدہ پر ہتیار بھی دیدئے ہاڈسن صاحب نے بادشاہ کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک کے راستہ شہر مین لاکر زینت محل کی حویلی مین نظر بند کیا - اور یورپین گارڈ دروازہ پر متعین کردی - پہر اون مخبرون نے (جو بادشاہ کو گرفتار کرلایا تھا) ہاڈسن صاحب کو اطلاع دی کہ بادشاہ کے دو بیٹے - اور ایک پوتا جو انگریزون کے قتل مین حصہ لیتے تھے - مقبرہ مین موجود ہین - اس خبر کے سنتے ہی ہاڈسن صاحب جنرل ولسن سے اونکے قتل کی اجازت لیکر معہ میک ڈونیلڈ و منشی رجب علی - او معہ مرزا الٰہی بخش کے مقبرہ مین پہونچا - او تینون شہزادون مرزا مغل و مرزا خضر سلطان - مرزا ابو بکر کو گرفتار کرلیا - اور رتھون مین سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لایا - پھر اونکو رتھون سے اوتار کر برہنہ کیا - اور ایک سوار کی قرابین سے خود ہی ان تینون کو مار ڈالا - اور اُن لاشون کو کوتوالی مین لاکر ۲۴ گھنٹہ لٹکا رکھا -

ہم بیان پر ناظرینون کی معلومات کے لئے - مقتولین و مجروحین و گم شدگان کا ایک نقشہ (جو ابتداء جنگ بہرئیے سے دہلی کی تسخیر ۲۰ ستمبر تک ہوئے) ذیل مین درج کرتے ہین -

تفصیل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان
مقتول	۴۶	۱۴	۸۰	۷	۸۶۵	۱۰۱۲	۱۳۹	۵۷۲	۴۴۰	۱۰۱۲
مجروح	۱۴۰	۴۹	۲۰۷	۱۰	۲۳۸۹	۲۷۹۵	۱۸۶	۱۵۶۶	۱۲۲۹	۲۷۹۵
گم شدہ	۰	۰	۱	۰	۲۹	۳۰	۵۳	۱۳	۱۷	۳۰
میزان	۱۸۶	۶۳	۲۸۸	۱۷	۳۲۸۳	۳۸۳۷	۳۷۸	۲۱۵۱	۱۶۸۶	۳۸۳۷

الغرض اسکے بعد فتح کی توپین سر کیگئین - اور گورنر جنرل کو اس فتح کی اطلاع دیگئی - ۲۷ ستمبر کو اتوار کے بعد

فتح کی شکرگزاری مین نماز پڑہی گئی - سرکولن کیمبل تمام سپاہ کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے - کرنل برن
شہر کے ملٹری گورنر قرار پائے - اب کرنل برن نے باغی سردارون کو پکڑ منگایا - اور اون سے قیمتی
اسباب و اشیا لیکر چہوڑ دیا - آخر دہلی کی یہ حالت ہوی کہ تمام شہر خالی ہوگیا - البتہ لالہ ہیرا داس
گماشتہ کمسریٹ کی خیرخواہی کے باعث نیل کا کٹہرہ آباد رہا - اور اسکے علاوہ حکیم محمود خان کا مکان
جسکو مہاراجہ پٹیالہ سے تعلق تہا بچگیا مرزا اسد اللہ خان غالب بدر الدینخان مہرکن - اہل کمال ہونے
سے محفوظ رہے - دیوان نہال چند دیوان مہاراجہ پٹیالہ کے مکانات بہی اس دار و گیر سے چہوٹے
بہت سی شہزادیان - اور شریف زادیان ننگے پیر - بے پردہ باہر نکل آئین - جو اکثر صحرا نوردی مین مرگئے
بعض تو کنوؤن مین گرکر جانین دین - اکثر کنوئین عورتون کی لاشون سے بہر گئے - جب صاف کئے گئے
تو صدہا لاشین کنوؤن سے برآمد ہوئین - الحاصل گورون نے تمام گہرون مین جہاڑو پہیردی -

اسوقت یہہ حال تہا کہ انگریزی سپاہ بلا تمیز دوست و دشمن کے جس مرد کو سامنے آتا دیکہتی فوراً
گولی ماردیتی خصوصاً سکہون اور گورکہون نے بہت سے مسلمانونکو مارا - اور اپنی گور تیغ بہادر کا بدلہ لیا
چیلون کا کوچہ تو تمام فنا ہوگیا - کیونکہ یہان ایک انگریز زخمی ہوا تہا یا مرا تہا - کہتے ہین کہ اوسکو نواب
شمشیر جنگ خان کے بیٹے محمد علیخان نے یا حکیم فتح اللہ خان نے اسلئے مارا یا زخمی کیا تہا کہ وہ اونکے زنانخانہ
مین بدنیتی سے گہسنا چاہتا تہا - پہر کیا تہا - کرنل برن کا حکم ہوا کہ اوس محلہ کے تمام مردون کو مارڈالو
یا گرفتار کرکے لاؤ - چنانچہ اکثر مارے گئے - اور باقی جو گرفتار ہوکر آئے انکو ریت مین کہڑا کرکے بندوقون
کی باڑ چلائی گئی - جسمین صرف دو شخص بچ گئے - ایک مرزا مصطفےٰ بیگ (جو بعد مین رسالدار ہوگیا)
دوسرا وزیر الدین (جو کانپور کی ججی کا سررشتہ دار رہوا) افسوس ہے کہ ان مقتولون مین ایک بیگناہ -
مولوی امام بخش صہبائی (جو دہلی کالج کے مدرس اول تہے) معہ اپنے کنبہ کے جسمین ۲۱ مرد تہے - مارا گیا -
اور دوسرا بیگناہ سید احمد میان امیر پنجہ کش (جو خوشنویسی مین لاجواب تہا) قتل ہوا - رابرٹس صاحب

اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین لکہتے ہین کہ جب مین چاندنی چوک مین گیا تو تمام مُردون کا بازار بہرا ہوا تھا۔ جس پر مین پاؤن رکہتا ہوا گیا" الغرض جو شہر مین قتل ہوے اونکا اندازہ سولہ سو انگریزی تاریخون مین لکہا ہوا ہے۔ لیکن اسکا علم خدا کو ہے۔

یہہ بات غور کے لایق ہے کہ مئی کے مہینے مین تو باغیون کو انگریزون کی تلاش تھی۔ اور اب ستمبر کے مہینے مین انگریزون کو شاہزادون اور باغیون کی جستجو تھی۔ شاہزادون کی مخبری کرنیوالا ایک شاہزادہ مرزا کالے بابر کا بیٹا تھا۔ جو شاہزادون کو ڈہونڈہی کرکے گرفتار کراتا۔ اور اونکو تعلیم کرتا کہ تم حاکمون کے روبرو یہ کہو کہ ہم بادشاہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ جس سے وہ تمکو بادشاہ کے پاس بہیجدینگے۔ مگر دراصل وہ اپنا رسوخ بڑہانا چاہتا تھا کہ مین نے ایسے بڑے شاہزادے کو شکار کرکے لایا۔ الحاصل جو شاہزادے کہ گرفتار ہوکر قتل ہوے۔ اونکی تعداد (۲۹) بیان کیجاتی ہے۔ انمین بوڑہے۔ لنگڑے لولے۔ مریض سب کوئی پہانسی پائے چنانچہ سب سے زیادہ بوڑہا شاہزادہ مرزا قیصر۔ اکبر شاہ کا بہائی تھا۔ اور مرزا محمد شاہ۔ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پہانسی پر گولا گٹھری ہوکر لٹکتی تھی۔ حضرت ذوق کا بیٹا فوق بہی (جو ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا) پہانسی پایا۔

دہلی کی ایجنسی مین سات ریاستین جہجر۔ بلبہ گڈہ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈہ۔ لہارو۔ پاٹودی۔ دوجانہ تہین جہجر کا مرزبان نواب عبدالرحمن خان محض نالایق و عیاش تھا۔ جب مسٹر تہیوفلس مٹکاف بہاگ کر اوسکے ریاست مین گئے۔ تو وہ اونکو پناہ نہین دیا۔ اور بادشاہ کے پاس بہت سے عرائض بہیجا۔ اسلئے جہجر کی ریاست ضبط کرلیگئی۔ اور نواب قید ہوکر دہلی آیا۔ دیوان عام مین قید کیا گیا۔ بلب گڈہ کا راجہ ناہر سنگہ ہیولا اور مسلمان مشہور تھا۔ جس نے اپنے عرائض سے دفتر شاہی کو بہر دیا تھا۔ ۷ اکتوبر کو وہ بہی گرفتار ہوکر قلعہ آیا۔ احمد علیخان رئیس فرخ نگر بہی مقید ہوا۔ لہارو کے رئیس امین الدینخان و ضیاء الدینخان دہلی سے بہاگ کر دوجانہ گئے تھے۔ وہ بہی وہان سے گرفتار ہوکر آئے۔ بہادر جنگ خان رئیس

بہادر گڈھ و دادری بھی نظر بند کیا گیا۔ الحاصل ان سات مین سے پانچ رئیس قلعہ مین قید رہے۔ اور باقی
دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ کے آزاد رہے۔ کیونکہ یہہ دونون بغاوت مین شریک نہین تھے۔ آخر مین
جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر کے رئیسون کو جدا جدا تواریخ مین پھانسی دیگئی۔ اور ہر ایک کی پھانسی کا
وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے دروازے بند کرائے جاتے تھے۔ ضیاءالدینخان کئہ مہینے
قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس سے چار بجے تک اونکو کھڑا رہنا
پڑتا تھا۔ کیونکہ یہ دونون بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون مین تھے۔ مگر بادشاہ کے کسی فرمایش
کی انہون نے تعمیل نہین کی۔ اور نہ کوئی درخواست دی۔ اسلیئے بیجرم ثابت ہوئے۔ اور جان
لارنس کلکٹر مجسٹریٹ کی مہربانی سے ریاست لہارو بھی بدستور بحال رہی۔ بہادر جنگ رئیس دادری
کا جرم پھانسی اور قید کے لایق نہ تھا۔ اسواسطے صرف ریاست ضبط کرکے اوسکو لاہور مین رہنے کا حکم
دیا گیا۔ اور ہزار پانسو روپیہ کی پنشن کردیگئی۔ اکبر علیخان رئیس پاٹودی نے باغی سوارون کو ہلاک کیا
تھا۔ اور حسن علیخان نواب دوجانہ نے بادشاہ سے خط وکتابت نہین کی تھی۔ اس لئے یہہ دونون
اپنی اپنی ریاست پر بحال رہے۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ۹۶۔ اشخاص کی ایسی تیار کیگئی تھی کہ وہ گرفتار ہوتے ہی
بلا کسی دریافت کے دار پر چڑہائے گئے۔ اور شہر مین مخبرون کی بھی کوئی کمی نہین تھی۔ جو حق وناحق
نشاندہی کرکے گرفتار کرا دیتے تھے۔ چنانچہ مخبری مین گامی خان اور فخرالدینخان نے بڑا نام پایا۔ لیکن
بعد مین گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا۔

باغیون مین چہہ قسم کے مجرم قرار دئے گئے تھے۔ جنمین اول تو بادشاہی خاص برداروںکی جماعت تھی
جو قلعہ مین انگریزون کے معصوم بچون اور عورتون کو قتل کرکے منہہ کالا کیا تھا۔ انمین تو ایک بھی پھانسی
سے نہ بچا۔ دوم وہ ملازمین جو میگزین مین انگریزون کے ساتھہ شرارت سے کام کئے تھے۔ انکا سردار

کریم بخش تھا۔ انہین بہت تہوڑے بہاگ کر بچے۔ باقی تو برابر پہانسی پائے۔ سوئم زخمی جہادی۔ جو مسجدون مین پڑے ہوئے تھے۔ اور زخمی سپاہی جو بہاگ نہین سکتے تھے۔ یہہ بہی دار پر کہینچے گئے۔ چہارم باغی تلنگے جو آس پاس مین چھپے ہوئے تھے۔ وہ گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ پنجم اجمیری دروازہ کے موچی جو اپنی دوکانون کے بانس نکال کر ستہیو فلس مشکف کے مارنیکے لئے تیار ہوئے تھے۔ جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان بچانے کے لئے۔ جارہے تھے۔ یہ بہی سزا پائے۔ ششم میواتی اور گوجر تھے جو شہر مین بہت کچہہ دہوم مچائی تھی۔ اونکو بہی پہانسی ملی۔ کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا۔ اوسکے تین طرف پہانسیان کھڑی کیگئی تہین۔ اسمین ایک دفعہ دس بارہ آدمیون کو پہانسی لگ سکتی تھی اور جس روز پہانسی پانے والے زیادہ ہوتے تو اون مین سے ایک گروہ پہانسی پر چڑہتا تو دوسرا گروہ کہڑا دیکہتا تھا۔ زیادہ تر عائدین شہر جنمین بعض بڑے عالیخاندان شرفا تھے۔ یہہ سمجھکر اور بہاگے تھے کہ وہان دہلی کے آدمی بڑے بااختیار ہین انکی جانین بچا لینگے۔ مگر غلام فخر الدینخان مخبر عزرائیل بن کر وہان بھی پہونچا۔ اور ایک ایک کو چن کر گرفتار کرایا۔ انہین سے کچہہ تو وہین پہانسی پر لٹکائے گئے۔ اور باقی دہلی آکر پہانسی پائے۔ انکی ٹاٹ بافی جوتیان اور سر کے نبارسی دوپٹے جو پہانسی کے وقت اتارے گئے تھے۔ اونکو لیکا پہانسی دینے والا جلاد نہال ہوگیا۔ پہانسی پانے والون کی تعداد تاریخ مین چارسو بیان کیگئی ہے۔ مگر اوسکی ٹہیک تعداد خدا ہی جانتا ہے۔ نواب محمد حسن خان کو اسلئے پہانسی دیگئی کہ اوس نے ایک میم کو گہر مین چھپایا تھا۔ مگر جب شیطان نے ورغلانا تو اوسے حاملہ کردیا۔ نواب کی بی بی جو بیچاری کسبی تھی اوسکے ساتہہ اس میم نے اچھا سلوک کیا۔ اوسکا سارا مال و متاع لوٹ سے بچایا۔ اور کچہہ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اوسکی آرام و آسایش کا سامان کردیا۔

ایک دفعہ بارہ آدمی صرف سپاہیانہ صورت رہنے کیوجہہ بلا کسی جرم کے گرفتار ہوکر کوتوالی آئے

اور بعض مسلمان جوان تمومند وجیہہ کو بھی مختلف قسم کی سزائین - قید - جرمانہ - فعل ضامنی وغیرہ کی دیگئین
شہر کے رؤسا اور عمائدین مین سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا - جو قلعہ یا کوتوالی یا کرنیل برن کی
کوٹھی کے حوالات مین نہ رہا ہو - لطف یہہ ہے کہ بہہ بڑے بڑے رئیس حوالات مین ایک ہی پائخانہ کی کہڈیون
پر بیٹھے ہوے آپسمین بیحجابت باتین کرتے تھے - اور بعض ایسے بھی بیفکرے تھے کہ وہان گنجفہ چوسر
شطرنج کہیلتے تھے - حالانکہ یہہ روز اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے - کہ ان مین سے ایک دو کو روز
پہانسی ملتی تھی - کہتے ہین کہ ایک غریب آدمی جب حوالات سے چہوٹ کر آیا تو وہ بیان کرنے
لگا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلاوطن ہوا - ورنہ حوالات مین روزانہ نواب حامد علی خان - مفتی
صدرالدینخان - حکیم احسن اللہ خان - نواب احمد علی خان - سید سردار مرزا - اور اونکے بہائی - اور بہت
سے امیرزادے و شرفا و رؤسا شہر سے بے تکلف باتین برابر کی ہوا کرتی تہین -

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر پنجابی اور سرحدی قومین غارتگری مین بڑا کمال رکہتی تہین - اور شکاری کتون
کیطرح گلی کوچون مین پہرتے دیوارون پر تھپکیان مار کر اندر کے روپیہ کو پہچانتے اور زمین پر پانی ڈالکر جلد
ہو جانے سے جانتے کہ یہان دفینہ ہے - چنانچہ تین دن تک سرکار نے تمام سپاہ کو لوٹ کی اجازت دیدی
تھی - اسکے بعد خود سپاہ نے درخواست کر کے ایک محکمہ پرائز ایجنسی کا قائم کرایا - جسمین تین دن کی لوٹ
کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے جمع ہوا تھا - وہ نیلام کیا گیا - اور اوس سے جو روپیہ
وصول ہوا وہ بھی سپاہ مین تقسیم کر دیا گیا -

جب تلنگے باغی شہر مین گہسے تو اکثر لوگون نے اپنا تمام سیم و زر - جواہر - لباس - اسباب وغیرہ کو ٹہریون
اور کوٹھریون مین بند کر کے معتبر معمارونکے ذریعہ وہان پر شناخت کے لئے ایک نامعلوم تیغہ لگا دیا تھا - لیکن

بعض ذی اختیار انگریز بھیدیون سے روپیہ لیکر معافی کی سند لکہدیتے تھے - مشہور ہے کہ نواب حامد علیخان - مفتی صدرالدینخان
سکندر بال نے زر کثیر دیکر اپنی اپنی جانین بچائین ۱۲ - مولف

جب پرائز ایجنسی نے مکانون کو کہودنا شروع کیا۔ تو وہ معتبر معمار خود کمیشن کی لالچ مین وہ نامعلوم تیغے بتلادیے جس سے دفن کیا ہوا مال بہی شہر والون کے پاس باقی نہین رہا۔ اور طرفہ یہ کہ اس کہدائی مین قدیم زمانہ کے نامعلوم دفینے بہی نکل آئے۔ چنانچہ نواب محمد میر خان کے مکانین سے ساٹھہ ہزار روپیہ ڈیک کے سکہ کا برآمد ہوا۔

اب شہر مین کچھہ بہی مال باقی نہین رہا تو کرنیل برن نے پہلے ہندوؤن کے محلون کو اون سے جرمانہ وصول کرکے آباد کرنا شروع کیا۔ چنانچہ بنیں کے کٹہرہ کے ہندوؤن سے ۲۰ ہزار روپیہ لیا گیا۔ اور اس جرمانہ سے بہی لاکہون روپیہ وصول ہوگئے۔ اتنے مین نیکدل سر جان لارنس دہلی آئے۔ اور مارچ ۱۸۵۹ء مین انہون نے دہلی مین مسلمانون کے آباد* ہونیکا حکم نافذ کیا۔ سنہری مسجد مین منشی دیو کی نندن (جو چوکیدارہ کا بخشی تہا) رجسٹر لیکر بیٹہا۔ اور ہر ایک کے مکان کی نشاندہی اوس رجسٹر سے کیگئی۔

اس غدر مین ہندو بہت نفع مین رہے۔ کیونکہ اکثر مالدار مسلمانون نے باغیون کی گڑبڑ مین اپنے پاس کے پرامیسری نوٹ ۲۵ فیصدی کے حساب سے ہندوؤن کے ہاتہہ بیچڈالا۔ اور بہت سے بڑے بڑے مکانات

جو اکثر ناخلف بیٹون نے اپنے اپنے باپون کا مال بتا کر کمیشن لیا۔ اور بعض اشخاص نے مجبور ہو کر خود اپنا مال بتا کر اوسمین سے حصہ لیا۔ ایک صاحب بادشاہ کے بیٹے جوان بخت کو ہاتہی پر عماری مین بٹہا کر لال کنوے پر زینت محل کے مکان مین لیگئے۔ اور جوان بخت سے زینت محل کے تمام زر و زیور کا حال پوچھہ لیا۔ اسکے بعد اوس زر و زیور کو نکالا۔ معلوم نہین کہ خود لے لیا۔ یا پرائز ایجنسی کے حوالہ کیا۔ سرحدی قومون مین بعض ایسے بہی پکے مسلمان تہے کہ اونہون نے کسی کے مال کو نہین چہیڑا۔ البتہ جہان کہین قرآن شریف کو دیکہا تو اوسکو کمال احترام کے ساتھہ سر پر رکہکر لایا۔ ۱۲ مولف

* اس آباد ہونیکے متعلق ایک شرط یہ لگادیگئی کہ ہر ایک مالک مکان ڈیڑہ روپیہ دیکر لوٹ کی دو چارپائیان اور ایک چلنی خرید لے۔ چنانچہ اس ترکیب سے تمام شہر کی ہزارون چارپائیان اور چلنیان جو جمع ہوی تہین وہ سب فروخت ہوگئین۔ افسوس ہے کہ مئی ۱۸۶۰ء مین جب آبادی کا تخمینہ ہوا تو موجودہ آبادی۔ سابقہ آبادی کی چوتہائی بہی نہ تہی۔ اور ۱۸۵۹ء تک اکثر مسلمانون کے مکان ضبطی سے واگذار نہین ہوے۔ اور بغیر پاس کے شہر مین آنا ممنوع تہا۔ ۱۲ مولف

لوشاگلان محل - مرزا محمد بخت کی حویلی - جہجر والون کی کوٹھی - شیش محل - نواب منصور خان کی حویلیان جو ایک ایک محل کی برابر تھین بھی ہندوؤن نے خرید لیا - اور نیلام کا بھی بہت سا مال نہایت ارزان انہین ہندؤن نے لے لیا - اور بعد مین خاطر خواہ نفع پر فروخت کیا - الغرض انہین وجوہ مندرجۂ بالا سے اکثر ہندو بہت مالدار اور صاحب جائداد ہوگئے -

غدر کے بعد بہت سے لوگون کو معاوضے بھی ملے - جبمین سب سے بڑا معاوضہ مرزا الٰہی بخش کو ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مختلف زمانون مین گورنمنٹ کی خیر خواہی - اور مخبری کی باعث حاصل ہوا - نواب مین اللہ خان عرف منشی امو جان کو (جو ریاست الور مین گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے) ۱۵ ہزار روپیہ عطا ہوئے گورنمنٹ نے بادشاہ کی تذلیل و تحقیر مین کوئی کسر باقی نہین رکھی چنانچہ قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک مورت بناکر اوسکے گلے مین پھانسی ڈالی جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو اونکی جوان عورتین یا کنواری لڑکیان لاوارث ہوگئین - ان مین بعض کو تو مسلمان سپاہیون نے نکاح پڑھا لیا - اور اپنے ساتھ لیگئے - اور بعض کو رسالدارون - اور صوبہ دارون نے عقد کر لیا - شہزادیان تو اول ہی سے بدنام تھین - وہ قلعہ سے نکلتے ہی کھل کھیلین - خصوصًا بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی باورچی سے اسلیے پڑھا یا کہ وہ مہر تو دیگی کہلایا کریگا - فاطمہ سلطان نے تو مشنریونکے زنانہ اسکول مین معلمی کا پیشہ کر لیا - ... سیکڑون نے بدکاری کا کسب اختیار کیا - بعض بڑی بڑی حسین عورتین انگریزون کے گھر بیٹھ گئین - دہلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے - اور رؤسا شراف اونکو اپنے محلہ مین آباد نہین ہونے دیتے تھے لیکن غدر کے بعد سے ہر محلہ مین تین چار گھر خانگیون کے ہوگئے -

مفتی صدر الدین آزردہ - نواب مرزا خان (فصیح الملک) داغ - نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ نے نہایت دلچسپ وحسرت انگیز شہر آشوب لکھے ہین - جبمین غدر کے تمام واقعات بتلائے گئے ہین - ہم یہان محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتے ہین - اسکے بعد شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکھا گیا

اور بارش لاابہت دنون تک جاری رہا۔ دہلی پر ہل پہیرنے کی تجویز ہوی۔ جامع مسجد کو گرجا بنانے
یا کہودکر پہینکدینے کی کارروائی چلی۔ لیکن نیکلسن جان لارنس نے نہایت تحمل و بردباری سے گورنمنٹ
کے اس غصہ کو روکا۔ اور اس کارروائی کو موقوف کیا۔ البتہ اس غدر کے زمانہ مین مسلمان بہائیون
نے مندرون کو خراب کیا اور بتون کو توڑا تو ہندو اور سکہہ سپاہ نے اکثر مسجدون کو خراب کیا۔ بہرحال
اس زمانہ مین دہلی تہ و بالا ہو رہی تہی۔

اب یہان کسیقدر حالات بادشاہ کے لکہے جاتے ہین کہ بادشاہ کے جرایم کی تحقیقات کے لئے ۵۹ ہر
جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جسمین غلام عباس بادشاہ کا وکیل اور میجر ہیرالیف جی۔ گورنمنٹ
کا وکیل مقرر ہوا۔ کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین ہوتا تہا۔ جہان بادشاہ قیدیون کیطرح آتا۔ اور
پلنگڑی پر کبہی بیٹہتا تو کبہی لیٹتا۔ چپراسیون اور چوبدارون نے اوسکے خلاف شہادتین دین۔
بادشاہ پر چار جرم لگائے گئے تہے۔ اول ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیان باوجود گورنمنٹ کے
پنشن خوار ہونے کے باغیون کی اعانت کی۔ دوم مرزا مغل اپنے بیٹے۔ اور بہت سے ممالک مغربی کے
باشندون کو مفسدہ پردازی کی ہمت دلائی۔ سوم گورنمنٹ کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے
کو بادشاہ یا شہنشاہ مشہور کیا۔ چہارم قلعہ کے اندر باغیون کو (۴۹) انگریز مرد و عورتون اور بچون
وغیرہ انگریزون کے قتل کرنیکی ترغیب دی۔ اور مختلف رئوسا کو احکام بہیجے۔ یہ سب امور بموجب
ایکٹ (۱۶) مصدرہ ۱۸۵۷ء جرایم مین داخل ہین۔ الحاصل ۲۰ دن اس تحقیقات مین کمیشن کے
صرف ہوے۔ گواہونکی شہادتین لی گئین۔ اور بادشاہ نے بہی اپنی برات کے نسبت بہت کچہہ لکہا
پڑہا۔ مگر کچہہ بہی نہوا۔ آخر جرایم مندرجہ بالا گورنمنٹ کے نزدیک جرم قرار پایا۔ اور سزا یہہ دیگئی
کہ برہما (رنگون) کو جلاوطن کیا گیا۔ اوسکے دو بیٹے جوان بخت۔ عباس شاہ۔ اور دو بی بیان۔
زینت محل و تاج محل ہمراہ گئین تاج محل تو کلکتہ سے واپس چلی آئی مار باقی تینون نے بادشاہ کی رفاقت دی

اور اسکے بعد ۷ نومبر ۱۸۶۲ء کو بعمر ۹۰ سال بہادر شاہ کا وہین انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت وہان پر اوسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جب گورنمنٹ نے دہلی کو فتح کیا تو اب دوسرے اضلاع کی بغاوت رفع کرنے اور باغیون کے ناجایز قبضہ کو اوٹھانے اور اونکو سزا دینے کے لئے فوج* کو روانہ کیا۔ پہلے ولیداد خان (جو بادشاہ کا سمدہی تھا) سے مالاگڈہ پر لڑائی ہوی۔ اسکے بعد بلند شہر اور علیگڈہ پر قبضہ کیا گیا۔ وہان سے ملتان و کوہ مری کی سرکشیان دور کیگئین۔ پنجاب مین امن وآمان قایم کیا گیا۔ پھر یہ فاتح فوج کانپور پہونچی۔ یہان نانا راؤ** اور اوسکے لایق افسر تانتیا ٹوپی نے انگریزون کا خوب مقابلہ کیا۔ آخر دوچار لڑائیون کے بعد کانپور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ نانا بھاگ گیا۔ انگریزون نے نانا کی جاگیر بٹھور کو غارت کرکے اوسکے محل کو آگ لگادی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ لکھنو گئی۔ اور جنگ بہادر والی نیپال کی اعانت سے پانچ چار لڑائیون کے بعد لکھنو بھی ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے باستثنار چہ تعلقدارون کے باقی تعلقداران اودہ (لکھنو) کی حقیت اراضی کو ضبط کرنیکا حکم دیا۔ لکھنو کی فتح کے بعد انگریزی فوج آگے بڑہی۔ اور رپالا میو۔ سنگہا ہا۔ سیتل پور۔ سیل پور۔ اڑیسہ۔ بہار۔ روہیلکہنڈ۔ نگینہ۔ بریلی کو باغیون سے خالی کیا۔ اس اثنار مین مولوی احمد اللہ شاہ باغی سے (جس نے بہت بڑی فوج جمع کرلی تھی) دو چار لڑائیان انگریزی فوج

* چنانچہ حیدرآباد دکن کی کنٹنجنٹ کا بریگیڈ بھی سنٹرل انڈیا کی بغاوت رفع کرنیکے لئے بھیجا گیا۔ جس نے نہایت بہادری اور دلیری سے وہان کی بغاوت کو رفع کیا۔ اور رعدہ نامہ ری کیساتھ فتحیاب واپس ہوا۔ ۱۲ مولف

** کانپور کی بغاوت مین نانا صاحب نے بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ اور دوستی کے پردہ مین بہت سے انگریزون اور اونکے میمون بچون کو قتل کرایا تھا۔ اوسکی موجگ ایک افسر تانتیا ٹوپی نے باغیون کی سپاہ مین اپنی ہوشیاری ولیاقت ودلیری کی باعث بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایک مسلمان نواب بخت صاحب بھی نانا کی سپاہ کے چندروز سپہ آرا بنے رہے ۱۲ مولف۔

کی بہت سخت ہوئین - آخر وہ باغی مولوی - راجہ پوپایان کے ہاتھہ مارا گیا - اور اسطرح انگریزی فوج کو اوس باغی مولوی سے جلد چھٹکارا ملگیا - پھر یہان سے آوا - کولہاپور - اسیر گڈہ - مندسور - دہار - مہدپور - بان پور - للت پور ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جہانسی - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - پارنہہ گڈہ - گڑہاکوٹا - مدن پور وغیرہ کے باغیون کا انسداد کیا گیا - بعدازان جہانسی کی رانی سے لڑائی ہوی - یہان تانتیا ٹوپی بھی - موجود تھا - دوچار لڑائیون کے بعد رانی معہ تانتیا ٹوپی کے بہاگ گئی - اور یہہ دونون معہ ناناصاحب اور راؤصاحب کے (جو نانا کا بھتیجا تھا) گوالیار کو چلے گئے - اب انگریزی فوج نواب باندہ - اور راجہ کرادی کا بندوبست کرکے گوالیار پہونچی - یہان بھی ایک دو لڑائیان ہوئین - اور باغی شکست پاکر بہاگے - راستہ مین جہانسی کی رانی کو کسی سوار نے مارڈالا - اور باغیون نے اوسکی لاش کو وہین پہونک دیا - الحاصل اسکے بعد بیل گائون - نارگندی - سندیلہ - امیٹھی - رامپور - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ کو انگریزی فوج نے فتح کیا - اور تانتیا ٹوپی و نانا راؤ یہان سے بہاگ کر جیپور گئے - وہان مان سنگھہ اور فیروزشاہ بھی (جو باغیون کے سرغنہ تھے) انکے شریک ہوگئے - اور ان پانچون نے انگریزی فوج کو ایک عرصہ تک بہت ستایا - اور مختلف مقامات پر انگریزی فوج کا مقابلہ کیا - اور آخر مین جب بہت مجبور ہوے تو جنگلون مین روپوش ہوگئے - اور انگریزون نے بھی رفتہ رفتہ جنوری سنہ ۱۸۵۹ع تک تمام ہندوستان پر قبضہ کرلیا - اور بغاوت کا نام باقی نہین رہا -

اب ہم یہان پر چند باغیون کے حالات جو کسیقدر دلچسپ ہین لکھتے ہین - سنہ ۱۸۵۹ع مین نانا راؤ - بالا راؤ عظیم اللہ یہہ تینون (جو سرغنہ تھے) نیپال کی ترائی مین مرگئے - فیروزشاہ حاجیکے لباس مین انگریزون سے بچکر کربلا معلے اور مکہ معظمہ چلا گیا - سلطان روم نے اُسکے ساتھہ بہت کچھہ سلوک کیا - آخر مکہ معظمہ ہین مرگیا - اور سرسائو مین ایک بوڑہے ٹھاکر نراین سنگھہ نے (جو مان سنگھہ

کا رشتہ دار تھا) اپنے تئین میڈ صاحب کے حوالہ کیا اور مان سنگہ کے معتمد مختار کو میڈ صاحب کے پاس لایا۔ اور اوسکی معرفت میڈ صاحب۔ اور مان سنگہ مین عہد و پیمان ہوئے۔ اسکے بعد مان[11] سنگہ نے اپنے کو حوالہ کر دیا۔ اور اوسکے تمام اہل و عیال جو شہر کے قریب تھے انگریزی کیمپ مین آ گئے اجیت[ii] سنگہ (یہ بھی سرغنہ تھا) تھوڑے آدمیون کے ساتہ پندرہ میل کے فاصلہ پر جنگل مین ہٹا تھا۔ میڈ صاحب فوج لیکر وہان پہنچے۔ اور وہ وہان سے بہاگ کر سرونج چلا گیا۔ ۸ اپریل ۱۸۵۹ء مین تانتیا[iii] ٹوپی۔ کو مان سنگہ نے دغا سے گرفتار کرا دیا۔ جو بعد تحقیقات ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ء کو پہانسی پایا۔ راؤ[iv] صاحب سنہ ۱۸۶۲ء مین پنجاب کے شمالی پہاڑون مین جاتریون کے بہیس مین پکڑا گیا۔ اور ۲۰ اگست کو پہانسی دیگئی۔ بینی[v] مادہو۔ بلوان[vi] سنگہ۔ گورکہون کی لڑائی۔ مین قتل ہوئے خان[12] بہادر خان کو مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین پہانسی ملی۔ محمود[13] خان نواب نجیب آباد دایم الحبس ہو کر جلاوطن ہوا۔ جوالا[14] پرشاد ۳ مئی سنہ ۱۸۶۰ء کو پہانسی پر لٹکا۔ امیر[15] سنگہ برادر کنور سنگہ۔ گورکہپور مین گرفتار کیا گیا اودہ[16] کی بیگم کاٹہمانڈو مین مدتون آرام کے ساتھ رہی۔ تفضل[17] حسین خان نواب فرخ آباد بھی جلاوطن ہوا۔ بہت سے باغی سرغنے جو بہاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے وہ پکڑے گئے اور اونکے جرائم کی تحقیقات ہو کر سزا ملی یا بری کیے گئے۔ کئی سو مجرم سپاہی جزیرۂ انڈمان (کالے پانی) مین بہیجے گئے۔ الحاصل دو سال کے اندر ایک لاکہ آدمی سے زیادہ مارے گئے یا پہانسی پائے۔

اب انتظامی حالات ملاحظہ کیجیے کہ ۱۲ فروری سنہ ۱۸۵۸ء کو ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اور اوسکا انتظام انگلینڈ مین کسی منسٹر کے سپرد ہو۔ جسکی امداد کونسل کیا کرے۔ ۳ اگست ۱۸۵۸ء کو ملکہ معظمہ نے بھی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ اور یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ہندوستان کی (۲۰) زبانون مین ایک شاہانہ اشتہار شائع ہوا۔ جسمین ملکہ معظمہ نے اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھ نہایت فیاضی سے اپنے نیک ارادون کا

اظہار کیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وائسرائے یعنی نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا۔ غدر کے رفع کرنے
سے ہندوستان کا قرض ۴۰ کروڑ سے زیادہ ہوگیا۔ اور سپاہ کی تغیرات سے دس کروڑ روپیہ کا اور
خرچ بڑھگیا۔ اب گورنمنٹ کو آمدنی بڑھانے کی فکر ہوئی۔ لارڈ سٹینلی سکرٹری آف اسٹیٹ نے ایک
زاید کونسلر رائٹ آنریبل جیمس ولسن کو بھیجا۔ جو خزانہ اور مال کے کامون مین ید طولے رکھتا تھا چنانچہ
اس زائد کونسلر نے گورنر جنرل کے ساتھ ۱۸۵۹ و ۶۰ء کے موسم سرما مین تمام ملک کے اندر دورہ کیا۔ اور جب
کلکتہ واپس آیا تو اوس نے تین نئے ٹیکس پیش کئے جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوئی۔
انکم ٹیکس چار فیصدی اون آدمیون پر لگایا گیا جنکی آمدنی پانچ سو روپیہ سالانہ سے زاید تھی۔ اور اس سے
کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس مقرر ہوا۔ اور یہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لئے امتحاناً لگایا گیا تھا۔
جس سے سالانہ دو کروڑ روپیہ کی آمدنی بڑھی۔ گو ولسن صاحب نے خزانہ و مال کے ابواب مین بہت
سی تدبیرین ایجاد کین۔ لیکن اوس پر عملدرآمد ہونے سے پیشتر وہ اگست ۱۸۶۰ء مین اس دنیا سے
اٹھ گئے۔ انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے۔ لارڈ کیننگ نے ایک کار عظیم یہ کیا کہ راجگان
پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ۔ کپورتھلہ۔ جے پور۔ اودے پور۔ قرولی۔ سیندھیا۔ سرکار نظام اور راون کے
لایق وزرا کو ملک اور خطاب عنایت کئے۔ اور اونکو متبنی کرنیکی سند بھی دی۔

جولائی ۱۸۵۹ء مین ایک شاہی کمیشن منعقد ہوا۔ جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور فوجی
تھے۔ اونکے روبرو سپاہ کے مرتب کرنیکی نسبت بارہ سوال پیش ہوئے جنمین سب سے بڑا سوال
یہ تھا کہ ہندوستان مین یورپین سپاہ کی تعداد کسقدر ہونا چاہئے۔ آخر بہت سی ردوقدح کی بعد ۸۰ ہزار
کی تعداد قرار پائی اور ہندوستانی سپاہ مین سکھ۔ گورکھہ۔ پٹھان وغیرہ اور ذات کی قومین بھرتی
ہوئین۔ پوربیون کی تخصیص سپاہ کے ساتھ نہین رہی۔ جس سے بنگال مین یوروپین و ہندوستانی
سپاہ کی نسبت دو اور ایک سا اور مدراس و بمبئی مین ایک اور تین کی ہوگئی۔ اور چند کوہستانی

توپخانون کے سوا کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے قبضہ مین نہین رکھا گیا۔

آگے یہ قاعدہ تھا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ہر ایک تجویز پیش ہوتی اور تمام ممبرون کے مباحثہ کے بعد غلبۂ آرا پر تصفیہ ہوتا۔ اب ہر ایک ممبر کے ساتھ ایک محکمہ مخصوص کردیا گیا۔ اور وہ اوسکا ذمہ دار قرار پایا۔ چونکہ اسوقت سپلکا خرچ ۸ کروڑ تھا۔ اور ریلوی کی تیاری کے لئے ۲۰ کروڑ کی ضرورت تھی۔ اسلئے گورنر جنرل نے اپنے حسن انتظام سے پونے چار کروڑ روپیہ کی تخفیف کی ۱۸۵۷ء مین کل تجارت ۶۰ کروڑ روپیہ کی تھی۔ اور ۱۸۶۰ء مین ۸۰ کروڑ روپیہ کی ہوگئی۔ ۱۸۶۱ء مین بارش کی کثرت سے ملک کی وسط مین گنگ کے جنوب سے کاوری کے وادی تک تمام سڑکین بہ گئین۔ اور پل ٹوٹ گئے۔ لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ اور شمال مین اسکے برعکس بارش کی قلت سے قحط واقع ہوا۔ اسی زمانہ مین چین کی لڑائی کا آغاز ہوا جسمین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین بھیجی گئین۔ جنہون نے ٹاکو کے قلعہ کو فتح کرلیا۔ پیہر پیکن کی خبر لی۔ لیکن ۲۴ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو صلح ہوگئی۔ اس اثناء مین ایسٹ انڈیا ریلوی کلکتہ سے الہ آباد تک کہل گئی۔ جس سے تجارت کا بازار گرم ہوا۔ اور سال آیندہ سکم (جو نیپال و بہوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی) کے راجہ کی گستاخی پر اوسکا الحاق انگریزی علداری مین کرلیا گیا۔ جیوٹ (سن)، روئی۔ اور چاء کی کاشت سے منفعت کثیر حاصل ہوی۔ جنگلات محفوظ کئے گئے۔ اور چین چونا (کونین) کے کاشت کا آغاز ہوا۔ مارچ ۱۸۶۲ء مین لارڈ کیننگ ولایت چلے گئے۔ اور اسی سال جون مین مرگئے۔

لارڈ ایلجن گورنر جنرل بہادر

۱۲ مارچ ۱۸۶۲ء کو لارڈ ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ ان کے

عہد مین دوست محمد خان نے سلطان خان حاکم ہرات پر چڑھائی کی مگر گورنر جنرل نے کسی کی بھی طرفداری
نہین کی۔ بلکہ ہندوستانی وکیل کو کابل سے بلالیا۔ اِس اثناء مین دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ء مین مرگیا۔
اور ستانا (جو مہاین کے ڈہلانون پر پشاور کے شمال مین سندھ و جہیلم کے دریاؤن کے درمیان اور
ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگا ہوا ہے) کے متعصب المذہب مسلمان (جہان باغی
رجمنٹون کے سپاہیون اور وہابیون کا اجماع ہوگیا تھا۔ اور جنکو پٹنہ کے وہابی رقم سے امداد دیتے تھے)
انگریزی عملداری مین روزانہ جہگڑے کرتے تھے۔ اونکی سرکوبی کے لئے ۶ ہزار سپاہ سرنیول چیمبرلین
کے ماتحت بہیجی گئی۔ اور اِن سرکشون کی امداد پر سرحدی قومون کے ۶۰ ہزار آدمی جمع ہوگئے
جس سے سخت مقابلہ ہوا۔ اب انگریزی لشکر کو امداد کی ضرورت ہوئی۔ اِس عرصہ مین لارڈ ایلجن*
گورنر جنرل (جو شملہ کے مغربی پہاڑون مین دورہ کر رہے تھے) کا ۲۰ نومبر ۱۸۶۳ء کو انتقال ہوگیا۔ اور
مستقل والیسرائے کے آنے تک سر ولیم ڈینی سن گورنر مدراس۔ گورنر جنرلی کے کام کو انجام دینے
لگے۔ چونکہ ان کو سرحدی لڑائی بالکل پسند نہ تھی۔ اور وہان سرنیول بھی زخمی ہوکر اپنا کام جنرل کارو
کے تفویض کر دئے تھے۔ اور جنرل نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کرلیا تھا کہ سرکش قومون نے
انگریزی سپاہ کے روبرو امیلا کو جلا دیا۔ اور متعصب مسلمان موقع پاکر بہاگ گئے۔ آخر ۲۰ ڈسمبر کو انگریزی
سپاہ ناکام وہان سے واپس ہوئی۔ اور اس مہم نے دشمنونکو اچھا سبق پڑہایا۔ اور گورنمنٹ کو بھی تنبیہہ کیا۔

سر جان لارنس گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۴ء کو سر جان لارنس بعہد ملکہ معظمہ والیسرائے ہوکر ہندوستان آئے۔ اس اثنا مین

* لارڈ ایلجن کے عدل گستری کی یہ یادگار بہت بڑی ہے کہ انہون نے پنجاب مین ایک گورہ کو ہندوستانی کے مار ڈالنے
پر پہانسی کا حکم دیا۔ مصنف۔

افغانستان مین فساد برپا ہوا۔ اسوقت دوست محمد خان کا بیٹا شیر علیخان امیر کابل تھا۔ اوسکے بہائی اور بہتیجون نے جہگڑا شروع کیا۔ جس سے کبہی اوسکا ایک بہائی۔ افضل خان اور کبہی دوسرا بہائی۔ اعظم خان امیر کابل ہوتے تھے۔ جان لارنس نے ان جہگڑون مین بالکل مداخلت نہین کی۔ بلکہ جو کوئی ان بہائیون مین کابل۔ قندہار۔ ہرات کا امیر ہوتا۔ اوسکو یہ بھی امیر تسلیم کرلیتے۔ اسکے بعد گورنر جنرل کو ایک چہوٹی سی لڑائی بہوٹانیون سے لڑنی پڑی (جو سکم کے مشرق مین بنگال و آسام کے شمال سرحد پر تبت کے جنوب مشرق مین ہے۔ اسمین کئی لاکہ تاتاری بدہ مذہب کے رہتے ہین۔ اور یہان کے راجہ تہوڑا سا خراج آسام کے راجاؤن کو دیتے ہین۔ اور لاسا کے لاما کو اپنا فرمان روا و گورو جانتے ہین۔ اسوقت بہوٹان کا اصلی راجہ معزول تہا۔ اور اوسکا ایک باغی سردار ٹونگ سے پن لو اس امر کی کوشش کررہا تھا کہ خود راجہ ہوجائے) چنانچہ جنوری ۱۸۶۴ع کو آنریبل ایشلی ایڈن سفیر ہوکر بہوٹان گئے۔ لیکن بہوٹانیون نے سفیر کی بالکل آؤبہگت نہین کی مجبوراً فوج کے ذریعہ اونکی سرکوبی کیگئی آخر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ سب دوارون اور اوسکی متصلہ زمینون کو جو مفتوح ہوئے ہین گورنمنٹ کے حوالے کئے جائین۔ جنکا طول ۱۸۰ میل اور عرض ۲۵ میل تہا۔ چونکہ بہوٹان کی آمدنی اسی ملک پر موقوف ہے اسلئے گورنمنٹ نے اوسکے لگان کے ادا کرنیکا وعدہ (بشرطیکہ بہوٹانی اپنا چال وچلن درست رکہین) کرلیا۔ پہر یہان چاء کی کاشت کا انتظام ہوا۔ اور چاول و لکڑی کی پیداوار کا بندوبست کیا گیا۔ ۱۸۶۵ع مین بارش کی کمی سے بنگال کے اضلاع زیرین (اڑیسہ) مین قحط نمودار ہوا۔ اور ۱۸۶۸ع مین کوہ سیاہ کی جنگجو قوم پر لشکرکشی کی گئی۔ کیونکہ وہان کے حسن زئی افغان جرگہ نے اوگہی پر حملہ کیا۔ اور انگریزی عملداری کے ۲۰ دیہات کو تاراج کردیا تھا۔ آخر ایک جرار فوج بہیجی گئی۔ جس نے دشمنون کے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اور خان اگرور کو قید کیا۔

ارل میو گورنر جنرل بہادر

۱۲؍جنوری ۱۸۶۹ء کو ارل میو (جو آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے) والیسرائے ہند ہوکر آئے۔ اور انبالہ مین ایک بڑا شاندار دربار کرکے امیر شیر علیخان والی کابل کو مدعو کیا۔ ۱۸۷۰ء مین ہز رائل ہائنس ڈیوک آف ایڈنبرا نے ہندوستان کی سیر کو نزول اجلال فرمایا۔ اور ۸؍فروری ۱۸۷۲ء کو ارل میو (جبکہ وہ جزیرۂ انڈمان مین تھے) پورٹ بلیر پر ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ قتل ہوگئے

لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل بہادر

۳؍مئی ۱۸۷۲ء کو لارڈ نارتھ بروک بعہد ملکۂ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان پہونچے جب ۱۸۷۴ء مین دہبار (بہار) مین قحط ہوا تو گورنر جنرل نے خزانۂ شاہی سے قحط زدون کی امداد ایسی کی کہ بفضلہ تعالی یہ قحط نہایت کامیابی کے ساتھ رفع ہوگیا۔ اور ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ ظلم وزیادتی کے باعث معزول کیا گیا۔ اور ایک لڑکا اوسی خاندان کا تخت بڑودہ پر بٹھایا گیا ۱۸۷۵ء کے موسم سرما مین ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا اور ہر ایک مقام پر نہایت تپاک وخلوص قلبی کے ساتھ آپکا خیر مقدم کیا گیا

لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر

۱۲؍اپریل ۱۸۷۶ء کو لارڈ لٹن بعہد ملکۂ معظمہ والیسرائے ہند ہوکر آئے۔ ان کے عہد مین

یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین دربار قیصری منعقد ہوا جسمین (۶۳) ہندوستانی والیان ریاست اور اکثر
امرائے دولت مدعو کئے گئے تھے۔ اور حضور ملکۂ معظمہ نے جو قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا تھا اوسکا اعلان
اس دربار مین کیا گیا۔ الحاصل چند روز دہلی مین خوب چہل پہل اور دہوم دہام رہی۔ اسوقت ملک
دکن مین بہت بڑا قحط واقع ہوا۔ جس سے ۵۵ لاکھ آدمی ہلاک ہوے ۱۸۷۸ء مین افغانستان کی صورت
خوفناک ہوگئی۔ کیونکہ امیر شیر علیخان نے روسیون سے سازش شروع کی۔ اور برٹش سفیر کو کابل مین
داخل ہونیکی اجازت نہین دی۔ جب روسی سفیر کابل مین آیا تو اوسکی خوب آؤ بہگت کی۔ آخر گورنمنٹ
انگریزی کو اشتہار جنگ دینا پڑا۔ اور انگریزی سپاہ درۂ خیبر و کرم اور بولان کی راہون سے افغانستان
مین داخل ہوی۔ درون مین کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ اور امیر شیر علیخان کابل سے بہاگ گیا۔ جو بعد
مین مرگیا۔ مئی ۱۸۷۹ء کو بمقام گندمک اوسکے بیٹے یعقوب خان او انگریزون کے مابین صلحنامہ مرتب
ہوا۔ اور اس صلحنامہ کی روسے برٹش کی سائنٹفک سرحد ان درون کے پار تک قرار پائی۔ کابل مین
ایک برٹش رزیڈنٹ کا رہنا طے پایا۔ اسکے چند مہینون بعد افغانون نے برٹش رزیڈنٹ سر لوئیس
کیواگ ناری کو معہ اوسکے ہمراہیون کے دغا سے مار ڈالا۔ جب یہہ خبر کلکتہ پہونچی تو پھر ایک حملہ کابل پر کیا
گیا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا۔ اور انگریزون نے اوسکو نظربند کرکے ہندوستان
بہیجدیا۔ اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو کنسرویٹو منسٹری کو شکست
ہوی جسکی وجہ سے لارڈ لٹن مستعفی ہوئے۔

مارکوئیس رپن گورنر جنرل بہادر

۸ جون ۱۸۸۰ء کو مارکوئیس آف رپن (ابعہد ملکۂ معظمہ) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے۔ اسی
سال ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تہا۔ قندہار و دریائے ہیلمند کے درمیان برٹش بریگیڈ

کو شکست ہوئی - اور جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے فوج کو کابل سے قندہار لیجاکر یکم ستمبر ۱۸۸۰ء کو ایوب خان کو شکست فاش دی - اب برٹش گورنمنٹ نے امیر عبد الرحمن خان کو (جو دوست محمد خان کا پوتا تھا) امیر کابل تسلیم کیا - اور انگریزی سپاہ کابل و قندہار سے واپس بلالیگئی - اسکے بعد ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا - اور امیر عبد الرحمن خان کو شکست دیکر قندہار پر قبضہ کرلیا - مگر یہ فتحیابی چندروزہ تھی کیونکہ اسکے بعد عبد الرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان کو پوری ہزیمت دی - اور قندہار پر قبضہ کرلیا - ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے رحدی کمیشن مقرر ہوا - اور روسی کمشنرون کی شرکت سے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد مقرر کردیگئی - ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر - اعلیحضرت اقدس واعلے سرکار نظام کے رسم حکمرانی کے جلسہ مین حیدرآباد دکن رونق افروز ہوے - اور ۵ فروری کو ایک عالیشان دربار مین آپ نے ایک قیمتی و بیش بہا تقریر دلپذیر (جو آب زر سے لکھنے کے لایق ہے) فرمائی - چنانچہ اس جشن کے واقعات کو ہم نے اعلیحضرت اقدس واعلے کی حالات مین بالتفصیل لکھا ہے -

ارل ڈفرن و آوا گورنر جنرل بہادر

۱۳ ڈسمبر ۱۸۸۴ء کو ارل آف ڈفرن و آوا (بعہد ملکہ معظمہ) والیسرائے ہند ہوے - اور ۱۸۸۵ء مین بمقام راولپنڈی ایک دربار شاہی منعقد کرکے امیر عبد الرحمن خان کو مدعو کیا گیا - اور اسی سال موسم گرما مین برہما کے آزاد راجہ تھیبو نے گورنمنٹ کے ساتھ سرکشی اختیار کی اور اپنے رشتہ دارون کے قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا - آخر گورنمنٹ کو اوسکی خبر لینی پڑی - اور رنگون - بنگال - مدراس سے سپاہ بھیجی گئی - ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو انگریزی سپاہ نے اوسکی راجدھانی منڈلا پر قبضہ کرلیا - اور تھیبو نے مجبور ہوکر اپنے تئین حوالہ کیا - گورنمنٹ نے پہلے اوسکو قید کرکے رنگون بھیجا - پھر معقول کمیشن مقرر کرکے مدراس مین نظربند کردیا - اور یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو اپر برہما انگریزی عملداری مین شامل ہوگیا

اسی سال نیشنل کانگریس کا آغاز ہوا جس میں ہندوستان کے تمام حصّوں سے ڈیلیگیٹ شریک ہوکر آئے۔ اب
اس کانگریس کا اجلاس ہر سال ڈسمبر میں بمقام کلکتہ ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ الہ آباد ہوا کرتا ہے ۔ اور اس میں
ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہیں کہ ہندوستانیوں کو قوانین بنانے اور پولٹکل کاموں میں حصہ لینے کے
متعلق زیادہ اختیارات دیئے جائیں اور والیسرائے بہادر و گورنران و لفٹننٹ گورنران کے لیجسلیٹو
کونسل کے ممبر جو اب تک بالکل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے ۔ وہ ملکی انتخاب سے منتخب کیے جائیں ۔
لیکن اہل ولایت کانگریس کی اس درخواست کو قبل از وقت جانتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ
ابھی ہندوستانیوں میں ایسی لیاقتیں پیدا نہیں ہوئی ہیں کہ وہ اپنے ممبر منتخب و قائم مقام انتخاب سے مقرر
کرسکیں ۔ اسی موقع پر ایک بڑا [illegible] پانی پت کے میدان میں پیش کیا گیا ۔ اور
ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد استوار و مستحکم کی گئی ۔ اسی اثنا میں روسیوں نے مرو کو جو ہرات
کے مقابل ہے روسیوں نے فتح کر لیا ۔ اور ۳۰ مارچ کو پنجدہ پر روسیوں اور افغانوں میں جنگ
ہوئی ۔ افغانی نقصان اٹھا کر ہٹ گئے ۔ اب انگریزوں کو مجبوراً جنگ کی تیاری کرنی
پڑی ۔ اس موقع پر اکثر ہندوستانی والیان ریاست نے گورنمنٹ کی نسبت اپنی
خیرخواہی کا اظہار کیا ۔ اس عرصہ میں روسی صلح پر راضی ہو گئے اور سرحد کے مقرر کرنے
کے لئے انگریزی اور روسی کمیشن مقرر ہوا ۔ ۱۸۸۷ء میں ملکہ معظمہ کے عہد حکومت
کو پچاس سال کامل ہو گئے تو جوبلی منائی گئی جب تمام ہندوستان میں نہایت دھوم
دھام اور تزک و احتشام سے یہ جشن منایا گیا ۔ اور اس مبارک تقریب میں
ہندوستانیوں کو خطابات عطا ہوئے ۔ ۱۸۸۸ء میں ارل ڈفرن اپنے عہدہ سے
دست بردار ہو کر ولایت چلے گئے ۔ اور ملکہ معظمہ نے ہندوستان کی حسن خدمات کے
صلہ میں ان کو ڈفرن و آوا کا مارکوئیس مقرر فرمایا ۔

مارکوئیس لینسڈون گورنر جنرل بہادر

۷ اردسمبر ۱۸۸۸ء کو مارکوئیس آف لینسڈون (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے
انکے زمانہ مین سر فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف ہندوستان نے ہندوستان کی سرحد شمالی ومغربی کو ایسا
مضبوط ومستحکم کیا کہ جس سے ہندوستان پر کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اور افغانستان کے جانب
سے تمام درے مسدود کر دئے گئے۔

قبل ازین ہندوستانی والیان نے ملک ہند کی محافظت کے لئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالے کرنیکی
جو گورنمنٹ سے درخواست کی تھی وہ ان کے زمانہ مین منظور ہوگئی۔ اور تمام ہندوستانی ریاستون مین
امپیریل کنٹنجنٹ کا بندوبست اسطرح کیا گیا کہ ہندوستانی والیان ملک تہوڑی سپاہ اس قسم کی رکہین
کہ اوسکی وسپلین اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح ہو۔ اور اوسکا سارا خرچ اپنی ذات سے اوٹہائین
اور ہمیشہ انگریزی افسر اس فوج کا معائنہ کرتے رہین۔ اور جب کبھی جنگ کا موقع ہو تو یہ امپیریل کنٹنجنٹ
انگریزی سپاہ کی ہمراہ لڑائی مین جائے۔

اس عرصہ مین مشرقی بنگال مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ منی پور کا راجہ اپنے خانگی فسادات کے باعث
بھاگ کر انگریزی عملداری مین آیا۔ جب آسام کے چیف کمشنر مسٹر کوئنٹن۔ اسکی تحقیقات کے لئے منی پور
گئے تو وہان کے غاصب راجہ نے انکو ایک مجلس مین بلاکر معہ ہمراہین دغا سے مار ڈالا۔ جسپر گورنمنٹ
بہت برافروختہ ہوی۔ اور انگریزی سپاہ کو منی پور بہیجکر اوس غاصب راجہ سے پورا پورا انتقام لیا۔

جب ۱۸۹۱ و ۱۸۹۲ء مین روس کی پیشقدمی پامیر کے طرف سرعت کیساتھ ہونے لگی تو گورنمنٹ
آف انڈیا نے اپنے مقبوضہ مقامات کو (جو چترال کی جانب تہے) مستحکم کیا۔ اور پامیر کے تمام ڈہلانون پر
(جو ہندوستان کے طرف ہین) قبضہ کرلیا۔ جس سے جنگ تیراہ وچترال کا آغاز ہوا۔

اور سنہ ۱۸۹۵ء مین امیر الملک نے (جو نظام الملک مہتر چترال کا سوتیلا بھائی ہے) مہتری حاصل کرنے کے لئے نظام الملک مہتر چترال* کو (جب وہ بروز کے خان شہزادہ خان کے مکان کو دعوت مین جارہا تھا) اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے قتل کرادیا۔ اور خود چترال پر قابض ہوگیا۔ جب اسکی خبر سرجن میجر رابرٹسن ایجنٹ متعینہ گلگٹ کو ہوئی تو چترال کے انتظام کے لئے جا پہونچا۔ چونکہ ایجنٹ کے ساتھ فوج بہت کم تھی اسلئے امیر الملک کے دو اعلیٰ فوجی افسر شیر افضل خان اور عمرا خان نے ایجنٹ کا محاصرہ کرلیا۔ گورنر جنرل نے اس خبر کے سنتے ہی انگریزی فوج روانہ کیا۔ چنانچہ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور چند افسر انگریزی فوج کے مارے گئے۔ آخر امیر الملک نے شکست پائی اور شیر افضل خان گرفتار ہوگیا۔ (جو قید کرکے ہندوستان بھیجا گیا ہے) اسکے بعد گورنمنٹ نے چترال کو فتح کرکے شجاع الملک کو دیدیا۔

ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر

۲۷ جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو ارل ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) ویسرائے ہند ہوکر آئے انکے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۹۷ء مین ملکہ معظمہ کی عہد حکومت شصت سالہ کی تقریب مین ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دھوم دھام سے ہوئے۔ اور تمام رعایا نے اس مسرت وخوشی مین نہایت صداقت وعقیدت کے ساتھ حصہ لیا۔

لارڈ کرزن گورنر جنرل بہادر

۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو لارڈ کرزن نے (بعہد ملکہ معظمہ) ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر سے ہندوستان جنت نشان کی وایسرائلٹی (گورنر جنرلی) کا چارج لیا۔ آپ کے زمانہ مین ہندوستان

* مہتر چترال کو گورنمنٹ آف انڈیا اور دربار کشمیر کیجانب سے سالانہ تیس ہزار روپیہ وظیفہ دیا جاتا ہے ۱۲ مولف۔

مختلف صیغون مین بہت سی اصلاحین ہوئین۔ چنانچہ یونیورسٹی کمیشن۔ قیمن کمیشن۔ اور کمیشن
کمیشن۔ پولیس کمیشن وغیرہ کو آپ ہی نے جاری فرمایا۔ اور آپ ہی کے عہد مین صوبہ بنگال کی
تقسیم ہوی۔ جسپر بنگالیون نے بہت کچھ شور و واویلا مچایا۔ اور بنگالی اخبارات نے بغاوت آمیز
مضامین لکھنا شروع کیا۔ مگر گورنمنٹ نے اوسپر کچھ التفات نہین کی۔ جسکے باعث بنگالیون
کی خودسری اور بڑہگئی۔ اور گورنمنٹ کے خلاف بنگالیون نے صدہا جلسے منعقد کئے۔ اور
بندے ماترم کی الکار لگائی۔ گورنمنٹ بھی اس موقعہ پر چوکی نہین۔ چنانچہ دو چار سربرآوردہ۔
بنگالیون کو سزا بھی دیدی۔ اور پھر رہا بھی کردیا۔ اور بنگالی اخبارات کے ایڈیٹرون کو بھی
سزائین ہوئین۔ مگر افسوس ہے کہ اسوقت سنہ ۱۹۰۸ء تک بھی بنگالیونکی شورش رفع نہین ہوی
اور انڈین کیڈٹ کور (جس مین والیان ملک کے صاحبزادے اور امرازادے شریک ہین) قایم
کی۔ کرنل مہاراجہ سر پرتاب سنگھ والی ایدر کو اوس کا آنریری کمانڈنگ افسر مقرر کیا۔

وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

افسوس ہے کہ آپ ہی کے وائسرائلٹی کے زمانہ مین نیکدل و ہردلعزیز ملکہ معظمہ نے لندن
مین صرف ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو ساڑھے چھ بجے
بعمر ۸۱ سال ۸ ماہ۔ ۶۳ سال ۷ ماہ بینظیر حکمرانی کرکے بعارضۂ فالج انتقال فرمایا۔

تخت نشینی و تاجپوشی (انگلستان) ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند (دام اقبالہم)

۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو مرحومہ کے بڑے صاحبزادے پرنس آف ویلس شاہ البرٹ ایڈورڈ۔

حسب وصیت اپنی والدۂ معظمہ کے ایڈورڈ ہفتم کے لقب سے تخت نشین تخت برطانیہ ہوئے

*اس سے قبل ایڈورڈ نام کے چھ بادشاہ سلطنت انگلینڈ مین تخت نشین ہو چکے ہین۔ اسلئے آپ ایڈورڈ ہفتم سے موسوم ہوے اور آپ کی موجودہ شاہی القاب وخطاب بزبان لاطینی یہ ہین "ایڈورڈس ہفتم دئی گریشیا بریٹنیا نم ریکس فائیڈی ڈیفنسر انڈی ای امپیریٹر" اور انگریزی زبان مین۔ ایڈورڈ ہفتم بائی دی گریس آف گاڈ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ۔ کنگ ڈیفینڈر آف دی فیتھ ایمپیرر آف انڈیا ہے۔ اسکے بعد بذریعہ اعلان ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۱ع کو یہ اضافہ کیا گیا لاطینی مین بعد لفظ بریٹنیا رم کے الفاظ اٹ ٹریرم "ٹرانسمیرینا رم کوئی ان ڈیشنی سنٹ بریٹنیکا۔ اور انگریزی مین الفاظ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ کے بعد یہ الفاظ اینڈ آف دی برٹش ڈومینینس بیانڈ دی سیز (برٹش ممالک ہائے ماوراء البحر۔

۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ع کے اعلان کے روسے پرنس آف ویلز (شہزادۂ ولیعہد بہادر) کے یہ خطابات مقرر ہوئے۔ ہز رائل ہائینس پرنس جارج فریڈرک ارنسٹ ایلبرٹ ڈیوک آف کارنوال ویارک وڈیوک آف روسے۔ پرنس آف سیکس کوبرگ گوتھا وڈیوک آف سیکسنی۔ ارل آف کیرک ڈافورینس۔ بیرن آف رینفریو وکیلارنی۔ لارڈ آف دی آئیلس وگریٹ اسٹیورڈ آف اسکاٹلینڈ۔ کے۔ جی وکے۔ ٹی وکے۔ پی وجی۔ سی۔ ایم جی وجی۔ سی۔ ای۔ آر پرنس آف ویلس وارل آف چیسٹر ۱۲ منہ

*سلطنت انگریزی کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ جسمین آفتاب کبھی غروب نہین ہوتا۔ رقبہ کا شمار سوا کروڑ مربع میل انگریزی ہے۔ اوراسمین ایک پورا براعظم۔ ۱۰۰ جزیرہ نما۔ ۵۰۰ راسین۔ ۱۰۰۰ جھیلین۔ ۲۰۰۰ دریا۔ ۱۰۰۰۰ جزیرے شامل ہین۔ محاصل ساڑھے بائیس کروڑ پونڈ یعنے ساڑھے تین ارب روپیہ ہے۔ اور یہ آمدنی وہ ہے کہ جسکی برابری دنیا مین کوئی سلطنت نہین کرسکتی۔ تقریبًا تمام دنیا کی چوتھائی ملک معظم کے تحت ہے۔ اور آبادی کا یہ حال ہے کہ سلطنت روس (جو دنیا مین سب سے بڑی رقبہ والی ریاست ہے۔) کی آبادی سے سہ چند زیادہ ہے۔ انگریزی سلطنت شخصی اور جمہوری کی معجون مرکب ہے۔ یہ بات کسی دوسری سلطنت کو حاصل نہین ہے۔ ملک معظم کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو بیرونٹ کا خطاب دین جسکو چاہین وزیر بنائین سلطنت کے تمام ملازمون کو ایک لمحہ مین موقوف کرین۔ پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین کو

اور رسم تاجپوشی کا جشن (بمقام لنڈن) ۹ اگسٹ سنہ ۱۹۰۲ع کو ادا ہوا۔ پارلیمنٹ نے تاجپوشی
کے اخراجات کے لئے ۱۲ لاکھ پونڈ (پونے انیس لاکھ روپیہ) منظور کیا تھا۔ کہتے ہین کہ ملکہ معظمہ کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۵) اپنی مرضی سے منظور و نامنظور کرین۔[8] ہر قسم کے سکون کو مسکوک یا بند کرنے کا حکم دین۔ ہر عہدنامہ
کو منظور یا نامنظور کرین۔[9] ہر سلطنت کے سفیر کو طلب کرکے اپنی حضوری کی عزت عطا کرین یا تمام سفیرون کو ایک دم واپسی کی رخصت
دین۔[10] تمام قیدیون کو (باستثنار مذہبی سزا یافتون کے) رہائی بخشین۔ تمام فوج کو بوقت ضرورت ایک جگہ طلب کرین۔[11] تمام
بری یا بحری فوج کو موقوف یا بحال کرین۔[12] تمام بری اور بحری فوج کے آلات حرب و ضرب کسی ایک شخص کو بخش دین۔ اور بوقت
کے وقت ہر فرد رعایا کو جنگی خدمت کے لئے مجبور کرین۔[13] کسی جہاز یا ضروری سامان کو ضبط کرلین۔[14] اسکے علاوہ آپ بحیثیت حامی
دین عیسوی ہونیکے تمام بشپون اور پادریونکے سردار ہین۔[15] اور جب کوئی بشپ مرجائے تو تا مامور دوسرے بشپ کے آپ ہی
خود اوس عہدہ کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین۔[16] کوئی جرم و گناہ آپکے وجود سے سرزد نہین ہوسکتا گویا[17] پیدائشی معصوم مانے
جاتے ہین۔[18] اور کوئی قانون آپکو گرفتار کرنیکی اجازت نہین دیسکتا۔[19] آپ اپنے محل کے نوکرون کی نسبت ہر طرح کی عدالتی
خود ہی دینےکے مجاز ہین۔[20] ان احکام کی کوئی اپیل نہین ہوسکتی۔[21] آپ کے پرایویٹ حالات و مقدمات بھی کسی عدالت
مین پیش نہین ہوسکتے۔ لیکن پارلیمنٹ نے ان اختیارات شاہی کی نسبت چند قیود بھی لگا رکھی ہین۔ یعنے بادشاہ کوئی رقم
بلا منظوری پارلیمنٹ کے خزانہ عامرہ سے ادا کرنیکا حکم نہین دیسکتا۔ مروجہ قوانین کے برخلاف کوئی حکم سوائے پارلیمنٹ کے
منظوری کے جاری نہین کیا جاسکتا۔ کسی متعہد عہدہ دار قوم کو جلاوطنی کی سزا نہین دیسکتا۔ کسی شخص کو بدست خود گرفتار
نہین کرسکتا۔ گو اپنے حکم سے تمام اعلی سے اعلی عدالتون کے فیصلون کو فسخ کرسکتا ہے۔ مگر ججون کے فیصلہ یا ڈگری مین خلل
نہین فرماسکتا۔ اور شاہی وظیفہ کا یہ طریقہ ہے کہ قانون انگلستان کی رو سے جو اراضیات و محالات تاجدار کے اخراجات
خاص کے لئے وقف ہوچکے ہین وہ بھی پارلیمنٹ کو ہی تفویض ہوجاتے ہین۔ اور اونکے معاوضہ مین پارلیمنٹ بلحاظ حالات
زمانہ کوئی ایسی معقول رقم خزانہ سے بادشاہ کے لئے منظور کرتی ہے جو اوسکے لائق ہو۔ چنانچہ ملکہ معظمہ کو ۳ لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ
سالانہ کے علاوہ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ کے نام سے بھی معقول آمدنی تھی۔ لیکن سنہ ۱۸۸۹ع مین بصدارت ڈبلیو ایچ اسمتھ صاحب

تاجپوشی مین ۹۶ ہزار چار سو ایک پونڈ (۱۰ لاکھ ۴۱ ہزار ۵۰ روپیہ) ولیم چہارم کی تاجپوشی مین ۴۳ ہزار ایک سو انسٹھ پونڈ - جارج چہارم کی تاجپوشی مین ۲ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو اٹھاسی پونڈ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۲۶) جو کمیٹی شاہی اخراجات کے جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوی تو اوسکو معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ کے پاس کوئی پس انداز موجود نہین ہے - کیونکہ فرمانروایان فرانس - روس - فارس وغیرہ کی مہمانداریون مین علاوہ سلطنت کی رقم کے خود ملکہ معظمہ نے بھی اپنی ذاتی رقم سے ۸ لاکھ ۴۲ ہزار پونڈ وقتاً فوقتاً صرف کئے تھے - الحاصل جب عورت کو اسقدر وظیفہ کافی نہو تو مرد کے لئے کیا کفتی ہوسکتا ہے - اسلئے ملک معظم کا وظیفہ ۵ لاکھ ۰۷ ہزار پونڈ (۵۰ لاکھ روپیہ) مقرر کیا گیا - اسکے علاوہ آپ اوس کثیر جایداد کے بھی مالک ہین جو ملکہ معظمہ کے ترکہ مین آپکو پہونچا ہے - اس ترکہ کا اندازہ نہین کیا جاسکتا - کیونکہ دستور کے موافق بادشاہی وصیت نامون کو عدالت مین پیش ہونا یا رجسٹری کرانیکی ضرورت نہین ہوتی - پس جو اشیا آپکو اور آپکے بہائی کو ترکہ سے ملے ہین اوسکی تعداد سوائے ملک معظم اور شاہی خاندان کے ممبرون کے دوسرا کوئی نہین جان سکتا - اور ملکہ الگزینڈرا کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ بیوہ ہوجائین تو اونکو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائیگا - اسکے علاوہ ملک معظم کے دختروں کو فی دختر اٹھارہ ہزار پونڈ (۲ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ) وظیفہ مقرر ہے ۱۲ مولف -

نوٹ متعلق صفحہ (۷۳۶) ملک معظم کا تاج ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) کا ہے - جسمین تمام ہیرے جڑے ہوے ہین - پرنس آف ویلس کا تاج خالص سونیکا ہے - اوسمین جواہرات نہین ہین - چونکہ انگلستان مین شہنشاہ کے سوا دوسرے پرنس - شہزادگان خاندان شاہی - ارل - ڈیوک - مارکوئیس - بیرن - کونٹ بھی پہنتے ہین - اسلئے ہر ایک کے تاج کی وضع و ترکیب جدا جدا ہوتی ہے

نوٹ متعلق صفحہ (۷۳۰) تخت نشینی اور تاجپوشی مین جو بڑا طویل فاصلہ پڑ گیا - اوسکے پہلے اسباب چار ہین - اول ملک معظم نے اپنی والدہ کے ماتم کی مدت متوسلان خاندان شاہی و ارکین سلطنت کے لئے ایک سال کی مقرر فرمائی - دوم ۴ اگست ۱۹۰۱ کو ملک معظم کی ہمشیرہ پرنسس فریڈرک (جو شاہ جرمنی کی والدہ تہین) نے انتقال کیا - جنکی تجہیز و تکفین مین آپکو جرمنی جانا پڑا - سوم ۱۴ ستمبر ۱۹۰۱ کو مسٹر میکنلی پریسیڈنٹ امریکہ مارا گیا - جسکا بہت کچھ رنج ہوا - چہارم جنگ ٹرانسوال [illegible]

[illegible]

صرف ہوئے تھے۔ یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ اس جشن تاجپوشی مین ہندوستان سے ہندی
فوج کے ایک ہزار جوان (جنمین تمام قومون کے آدمی مثلاً سکھ۔ ڈوگرے۔ آفریدی۔ راجپوت۔ جاٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۷) افسوس ہے کہ اس اثنا مین جب تیاری بھی شروع ہوگئی۔ اور مہمان بھی جمع ہوگئے تھے۔
کہ عین موقع پر دفعتاً ۲۳ جون ۱۹۰۲ء کو ملک معظم بیمار ہوگئے پہلے آپکے دائین طرف کمر مین درد ہوا پھر وہان آماس ہوکر
پیپ پڑگیا۔ آخر ۲۴ جون کو ڈاکٹر سر فریڈرک ٹراوس نے عمل جراحی کیا۔ اور ساڑھے پانچ انچ گہرا زخم لگاکر بارہ چھٹانک
پیپ نکالا۔ اب مجبوراً ۲۶ جون کو جو تاجپوشی کا رسم قرار پایا تھا وہ ملتوی کیا گیا۔ اور اس التوا سے جو نقصان ہوا۔
اوسکا اندازہ ایک یوروپین محقق ۵ لاکھ پونڈ۔ دوسرا اسکا تین لاکھ پونڈ بتلاتا ہے۔ الحاصل اسکے بعد جب ملک معظم کو شفاء
کلی حاصل ہوگئی تو رسم تاجپوشی کی تاریخ ۹ اگسٹ ۱۹۰۲ء قرار پائی اور تمام رسومات یکے بعد دیگرے طے پاکر تاریخ مقررہ
پر تاجپوشی عمل مین آئی۔ گو اس جشن مین اکثر رؤسا۔ امرا اور اکابرین سلطنت کو دعوت تھی لیکن اکثر رؤسا و امرا اپنے
اپنے خاص وجوہات سے شریک نہو سکے۔ البتہ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ جیپور۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہاراجہ بیکانیر۔ مہاراجہ
ایدر معہ ولیعہد بہادر۔ مہاراجہ کوچ بہار معہ رانی صاحبہ و سر سلطان آغاخان۔ و سر جمشید جی۔ جی جی بہائی۔ راجہ
بہولی۔ نواب پہاسو۔ تعلقدار پرتاب گڈھ وغیرہ شامل تھے۔ خصوصاً مہاراجہ جیپور نے تو ایک پورا جہاز لنڈن کی
آمدورفت کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ اور اوسکو گنگا کے پانی سے دہلواکر اوسمین ایک مندر پوجا کے لئے
قایم کیا گیا تھا۔ اور چہہ مہینے کے لئے تمام قسم کے جنس و اجناس بھی بھر لئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

؎ گو ملک معظم کی تاجپوشی کے لئے پارلیمنٹ نے ۱۶ لاکھ پونڈ کی منظوری دی تھی۔ مگر لنڈن کے ایک انگریزی اخبار
نے لکھا تھا کہ درباری تلوارون۔ طلائی لیسون اور موٹر گاڑیون پر ۳ لاکھ اور آرایشی جلسون کے لئے پونے دو کروڑ
روپیہ صرف ہوئے تھے۔ حالانکہ اس رقم کا تطابق پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم سے بالکل نہین ہوتا۔ لیکن قیاس
یہ چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم صرف مراسم تاجپوشی مین صرف ہوئی ہوگی۔ اور جن اخراجات کا ذکر اخبار نے
کیا ہے وہ جداجدا محکمہ جات و مجالس نے اپنے طور پر خرچ کیا ہوگا ۱۲ مولف۔

مرہٹہ دکھنی - مرہٹہ کنکانی - برہمن - گورکھا - گڑہوالی - ٹامل - موپلہ - میوہزاری - پٹھان - بلوچی پٹھان - ملتانی پٹھان - پنجابی مسلمان - مدراسی مسلمان - ہندوستانی مسلمان - دکھنی مسلمان شامل تھے لندن بلائے گئے تھے - چنانچہ لندن مین تاجپوشی کا رسم نہایت دہوم دہام اور تزک واحتشام کیساتھ انجام پایا - اور تاجپوشی کے روز ہی شہنشاہ نے مسٹر بالفور کو وزیر اعظم مقرر کیا - اور مجلس کے ارکان بھی جدید مامور کیئے گئے - اور لارڈ جارج ہملٹن (جو ابتک وزیر اعظم تھے -) وزیر ہند مقرر ہوئے -

اس اثنا مین ۲۹ - مارچ ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن بہادر حیدرآباد دکن رونق افروز ہوئے - پھر چوتھے روز یکم اپریل روز سہ شنبہ کو شکار کے لئے نرسم پیٹہ تشریف لیگئے - اور وہان سے ۱۳ اپریل کو حیدرآباد واپس آئے - ۱۴ - اپریل کو پانچوین محرم لنگر مبارک کا معائنہ کر کے پرایویٹ طور پر حیدرآباد سے رخصت ہوگئے -

دربار تاجپوشی ہندوستان

جب لندن مین ملک معظم کی تاجپوشی کا رسم ادا ہو گیا تو لارڈ کرزن ویسرائے بہادر نے ہندوستان مین بھی ایک دربار تاجپوشی بمقام دہلی (حسب منظوری پارلیمنٹ و ملک معظم) قرار دیا - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء دربار تاجپوشی کی تاریخ مقرر ہوی - اور اس جشن کی شرکت کے لئے گورنر جنرل بہادر نے (۱۱۱) والیان ریاست و دیگر امرائے ذی دولت کو مدعو کیا - انکے علاوہ نوآبادیون کے قایم مقامون و دول غیر کے سفیرون اور اخبارات کے ایڈیٹرون وغیرہ کو بھی دعوت دیگئی* الغرض اس جشن کا انتظام واہتمام نہایت وسیع اور اعلے پیمانہ پر کیا گیا تھا -

* دربار تاجپوشی کے مہمانون کی سربراہی کا انتظام تین قسم پر تھا - اول ویسرائے بہادر کے پورے مین مہمان - ایڈیٹران اخبار

کیونکہ وہ اسلئے بہادر کے پیش نظر یہ امر تہا کہ ہر طرح یہ جشن تاجپوشی - اوس دربار قیصری ۱۸۷۷ء سے بہت بڑہ چڑہ کر ہو - جو اوسوقت لارڈ لٹن نے بمقام دہلی اپنی وائسرائلٹی کے زمانہ مین کیا تھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۹) پنشنران غدر جنکے کیمپ و کہانے و سواری کے اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ تہے - دوم وہ یورپین افسر جنکے صرف کیمپ کا انتظام گورنمنٹ کے جانب تہا - اور باقی خورو نوش و سواری کے اخراجات و انتظام اونہین کے ذمہ تہا - سوم ہندوستانی والیان ریاست - انکے نسبت گورنمنٹ کو صرف کیمپ کی جگہ بتلا دینے کا کام تہا - اور باقی تمام اخراجات وہ اپنی رقم سے کرتے تہے - ۱۲ مولف

؎ دہلی بہی ہندوستان مین ایک فخر البلاد شہر ہے - جسکے کوچہ و بازارون کی بنیاد تاریخی زمانہ کے آب و گل سے پڑی ہے - اور اسکے اطراف نہایت قدیم زمانہ کے آثار نظر آتے ہین - اور اسکے نواح مین پتہر اور مٹی کے ڈہیرون کے نیچے شہر اندرپرست کی خاک دبی ہوئی ہے - اور یہہ شہر زمانۂ قدیم سے بڑے بڑے راجاؤن اور بادشاہون کی تاجپوشی کے رسمون سے ممتاز چلا آتا ہے - تاریخون کے دیکہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی صدی ایسی نہین گذری جسکے اندر کوئی چہوٹا یا بڑا جشن دہلی مین نہ قرار دیا گیا ہو - بہرحال اس قسم کا جلسہ ہند مین کوئی نئی بات نہین ہے - چنانچہ ایسے جلسون کا حال رامائن و مہابہارت (جو ہندوستان کی بہت پرانی تاریخین ہین) مین بخوبی درج ہے - راجپوتون کے زمانہ مین ایسے جلسون کو راجسوئیہ اور اسومیدہ جگ کہتے تہے - اور مسلمانون کے عہد مین اوسکا نام دربار یا جشن رکہا گیا سب سے پہلے ۵ ہزار برس پیشتر دریائے جمن کے کنارہ پر (جہان زمانۂ حال کی دہلی آباد ہے -) زمانۂ سلف کے ہندو مہاراجہ جدہشٹر کا دار الصدر تہا - جس نے اپنے تئین تمام روئے زمین کا فرمانروا مشتہر کرکے ایک بہت بڑا دربار کیا تہا - اور اس دربار کی شرکت کے لئے روس و سیلون و چین و ہنگری وغیرہ کے دور دراز مقامات سے بڑے بڑے راجہ و رئیس - دیوتا و امیر و غریب و دہقانی وغیرہ آئے تہے - درجودہن اور اونکے والد دہرتراشٹ - مہارانی دروپدی اور اونکے والد - راجہ سسپال حکمران چندیری بہی شریک تہے - اور تمام اقلیم کے برہمن - چہتری - ویش - شودر اور اپنے رواج کے موافق معزز معمولی عورتین اسکثرت سے شریک تہے کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا - اس دربار کے لئے ایک انجنیر اور معمار گریسی نامی نے مہا منڈل تجویز کیا تہا

چنانچہ اس جشن میں جو دربار ہال تیار ہوا تھا۔ اوس میں بارہ ہزار نشستین تہین۔ اور حضور والیسرائے کا دایرۂ دولت۔ گورنران ولفٹننٹ گورنران ووالیان ریاست وامرائے ہند کے کیمپ ایسے خوشنما۔

تقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۴) جسکا طول وعرض ڈیڑہ میل مربع تھا۔ اسکی شکل مدور گنبد کے مثال تھی۔ جو ایک ہزار بلوری ستونون پر کھڑا کیا گیا تھا۔ اور اسکے ایک جانب ایک تالاب اس صنعت سے بنایا تھا کہ جسکا بیان احاطۂ امکان سے باہر ہے اسکے تمام زینے بلوری اور کنارون پر نہایت عمدہ پچیکاری کی گئی تھی۔ اور احاطہ کی دیوار مین جواہر نصب تھے۔ چاروں پہاٹکون پر دو بہادر جوان پہرہ دیتے تھے۔ اس منڈل کے باہر مختلف اقوام کے لوگون کو رہنے کے لئے بہت سے مکانات خوشنما بنے ہوئے تھے۔ اور ہر کمرہ میں مہمانون کے آرام کے لئے نفیس بستر اور لذیذ کہانا مہیا تھا۔ اسکی تیاری مین چودہ مہینے صرف ہوئے تھے۔ محتاج خانہ کا انتظام مہارانی اور بہنڈارہ کا اہتمام راجہ کے چہوٹے بہائی راجہ سہدیو کے تفویض تھا۔ الحاصل موسم سرما کے ایک روز سعید مین مہاراجہ جودہشٹر اس منڈل مین تخت طلائی پر متمکن ہوا۔ سینا کی اون پر چتر طلائی لگایا۔ اور اونکے بہائی مروحہ جنبان تھے۔ مقدس سری ویاس جی پوجاری نے اوس پانی سے اونکو تبرک کیا۔ جو متبرک دریاؤن اور دور کے سمندرون سے لایا گیا تھا۔ سہسر نام نے وید کے بہجن گائے۔ دہوما۔ اور جنا۔ ولکیا وغیرہ نے دیوتاؤن کو بہاگ دیا۔ روس وسیلون وچین کے راجہ اور پانڈو کے عزیز واقارب نے نذرین پیش کین۔ اور بڑے عزت دار رشی نارد جی نے اس ہندو مذہب کے ایک پارلیمنٹ مین صدارت کی جو اس منڈل کے ایک حصہ مین منعقد ہوئی تہی جہان جوان وعمر رسیدہ رشی منی جمع تھے۔ اور زندگی کے عقدون پر خوب بحث ہوئی۔ اب سری کرشن (جو اس راج سوا جگ کے خاص بانی مبانی تھے) نے اس جلسہ کے فرمانروا کی تعظیم ظاہر کرنے کے لئے راجہ سسپال حکمران چندیری کا سر قلم کر کے مہاراجہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اسکے بعد مہاراجہ جودہشٹر نے ہاتہیون کا جلوس دیکھا جسمین ۲۵ ہزار لاثانی ہاتہی جنکو تمام راجاؤن اور عزیزون نے پیش کیا تھا موجود تھے۔ اور دس لاکہ فوج کا معائنہ کیا۔ اور نارد منی کے مشورہ سے اس دربار کی یادگار مین اکثر مقامات پر نہرین اور تالاب بنوائے۔ تاجرون کے مال کا محصول معاف کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہتے ہین کہ اس دربار مین تہیٹر بہی ہوا تھا۔ اور مختلف ممالک سے پہلوان بہی آئے تھے۔ ارباب نشاط مین ارباسی۔ رام بائی اور بہت مشہور

اور آراستہ وپیراستہ تھے کہ جنکے دیکھنے سے آنکھین چکاچوند ہو جاتی تہیں - اوڈاکخانے - تارگھر - سواری کی گاڑیان - لائٹ دربار ریلوی - خورد ونوش کے ہوٹل وغیرہ کا انتظام نہایت عمدگی کیساتہہ کیا گیا تھا - اور ملک معظم نے اس جشن کی شرکت کے لئے اپنے طرف سے اپنے چہوٹے بہائی ڈیوک آف کیناٹ بہادر کو معہ ڈچس آف کیناٹ صاحبہ کے ہندوستان روانہ کیا تھا - الحاصل ۲۹ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ کو حضور والیسرائے کا دہلی مین داخلہ ہوا - اسٹیشن پر تمام عہدہ دار و والیان ریاست معہ اپنے اپنے جلوی فوج کے حاضر تہے - جب جلوس کا تمام سامان اور فوج آگے بڑہی تو سوا بارہ بجے والیسرائے بہادر مہاراجہ صاحب بنارس کے ہاتہی (جسکا ۱۲ لچھمن تھا) پر جو نقرئی عجیب وغریب عماری کسا کہڑا تھا - سوار ہوئے - اور ڈیوک آف کیناٹ مہاراجہ جیپور کے ہاتہی پر جو مہاراجہ بلرامپور کے نقرئی عماری کسی ہوی تہی - بیٹہے ان دونون عماریون کے بعد دائین جانب کی قطار مین سب سے پہلے سرکار حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی زرد عماری تہی پہر اسی قطار مین یکے بعد دیگرے مہاراجہ کشمیر مہاراجہ گوالیار مہاراجہ اندور - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ اورچہہ - مہاراجہ دتیا - راجہ دہار - راجہ دیواس کلان - راجہ دیواس خورد - مہاراجہ سمتھر - مہاراجہ چہترپور کہاری - راجہ راجگڈہ - راجہ نرسنگہ گڈہ - مہاراجہ پٹیالہ نواب بہاولپور - راجہ نابہ - راجہ جیند - راجہ کپورتہلہ - راجہ ناہن سرمور - نواب مالیرکوٹلہ - راجہ فریدکوٹ راجہ منی پور - ٹہاکر صاحب لمڑی - اپنے اپنے ہاتہیون پر سوار تھے - اور بائین طرف قطار مین سب سے پہلے مہاراجہ میسور تہے - اونکے بعد مہاراجہ ٹراونکور - مہاراجہ جیپور - مہاراؤ بوندی - مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ کوٹہ - مہاراول صاحب قردلی - مہاراول صاحب جیسلمیر - مہاراجہ الور - نواب ٹونک - مہاراؤ صاحب سروہی - رانا صاحب جہالاوار - مہاراجہ کولاپور - راؤ صاحب کچہہ - میر صاحب خیرپور سندہ سلطان صاحب شہر مکلا - ولیعہد صاحب سکم - مہاراجہ کوچ بہار - راجہ بل پیٹرو - نواب رامپور

بقیہ نوٹ صفحہ ۷۴۱ - گانیوالیان حاضر تہین - اور چتر سین (مشہور مغنی) نے اپنے گانے سے حاضرین کو محو حیرت بنا دیا تھا - ۱۲ مولف

مہاراجہ بنارس - راجہ ٹیہری گڑہوال - ٹہاکر صاحب موروی - راجہ بانسدا - راجہ ٹیرا کے ہاتھی تھے - اور سب سے اخیر نواب جنجیرہ اور انکے بعد سابو ادگنائی برہما وسابوالگنگ ٹنگ برہما سوار تھے - مہاراجہ بڑودہ اپنی ذواگر مہارانی کے انتقال کی باعث اور مہارانا صاحب اودیپور اپنے ولیعہد کی بیماری کے سبب سے اسمین شریک نہو سکے -

۳۰ ڈسمبر ۱۹۰۲ع روز سہ شنبہ کی سہ پہر کو نمایش صنعت وحرفت کا افتتاح ہوا - اور اکثر والیان ریاست نے اس نمایش سے بہت سے اشیا خرید کئے - خصوصاً سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے تین لاکھ روپیہ کا سامان خرید فرمایا - اور وایسرائے بہادر نے اعلا اشیاء نمایش پیش کرنیوالون کو طلائی - نقرئی - برنجی تمغے - سرٹیفکیٹ نقد انعام عطا کیا - ۳۱ ڈسمبر ۱۹۰۲ع روز چہار شنبہ کو کوئی کارروائی نہین ہوی -

یکم جنوری ۱۹۰۳ع روز پنجشنبہ کو عظیم الشان دربار ہوا - اس دربار مین بھی وایسرائے بہادر کی دائین جانب سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہ معہ شہزادۂ ولیعہد بہادر و مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنۃ مدار المہام کے رونق افروز تھے - آپکے بعد مہاراجہ بڑودہ و مہاراجہ میسور وغیرہ کی کرسیان درجہ بدرجہ تہین - بائین طرف سب سے پہلے مہاراجہ کشمیر معہ اپنے برادر اصغر کرنل سر راجہ امر سنگہ بہادر و ولیعہد بہادر کے متمکن تھے - پھر درجہ بدرجہ بلوچستان آسام - بمبئی - ممالک وسطی بنگال و برہما کے والیان ریاست کی نشستین تہین - اول کپتان میکسول نقیب شاہی نے اعلان شاہی پڑہا - پھر حضور وایسرائے بہادر نے ایک دلچسپ تقریر فرمائی - بعد ازان فارن سکریٹری نے تمام والیان ریاست کو وایسرائے بہادر کے حضور مین پیش کیا - یہان بھی سب سے پہلے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے معہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ مدار المہام کے حضور وایسرائے اور ڈیوک صاحب سے مصافحہ کیا - آپ کے بعد دوسرے

رؤسلوا ایسرلئے بہادر کے حضور مین پیش ہوے - اور دربار برخاست ہوا - شام کو وایسرلئے بہادر کے فرودگاہ مین تمام معزز یوروپینون اور جلیل القدر مہمانون کی دعوت ہوئی -

۲ر جنوری ۱۹۱۱ء روز جمعہ کو صبح مین فوجی ورزشین ہوئین اور سہ پہر کو قدسیہ باغ مین حضور عالی کی طرف سے دیسی ممالک امراکو گارڈن پارٹی دیگئی - رات کو روشنی اور آتشبازی کا سامان بندھا -

اسی شب بہادران قدر ۱۸۵۷ء کی بھی دعوت ہوئی -

۳ر جنوری ۱۹۱۱ء روز شنبہ کو پھر ایک دربار منعقد ہوا جسمین والیان ریاست - اور انگریزی عہدہ دار و امرا و رؤسا و معززین کو جاگیرات حین حیات - القاب سلامی مین اضافہ تمغۂ قیصر ہند درجۂ اول - تمغۂ قیصر ہند درجہ دوم و تمغہ جات و خطابات آرڈر آف دی باتھ (جی - سی - بی) کمپینین آف دی انڈین امپائر (سی - آئی - ای) کمپینین آف دی اسٹار آف انڈیا (سی - ایس - آئی) نائٹ کمانڈران اسٹار آف انڈیا (کے - سی - ایس - آئی) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف انڈین امپائر -
(جی - سی - آئی - ای) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف دی اسٹار آف انڈیا (جی - سی - ایس - آئی) -
آرڈر آف دی انڈین امپائر (کے - سی - آئی - ای) نائٹ ہڈ - نواب بہادر - نواب بیگم - خان بہادر نواب - خان صاحب شمس العلما - مہاراج ادھیراج - مہاراجہ - مہارانی - راجہ - دیوان بہادر راؤ بہادر - رائے بہادر - سردار بہادر - دیوان صاحب - راؤ صاحب - رائے صاحب - سردار صاحب دیوان - راؤ - رائے - سردار - مہامہوپدہیایا عطا کئے گئے - چنانچہ اعلیحضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہم کی جانب سے بڑا خطاب آرڈر آف دی باتھ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈویژن (جی سی - بی) دیا گیا مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار نظام نائٹ کمانڈر انڈین امپائر (کے - سی - آئی - ای) اور
[illegible]

سرفراز ہوا - اور ملک معظم کی اردلی کا بھی فخر عطا کیا گیا - اور دربار کے روز تمام ہندوستان کے جیلخانون سے جملہ ۱۶ ہزار ایک سو اٹھاسی قیدی رہا کئے گئے - جنمین دیوانی و فوجداری اور جزیرہ انڈمان کے دایم الحبس قیدی و سنگین جرایم کی مرتکبہ عورتین شامل تہین - اسکے علاوہ اکثر قیدیون کی میعاد مین تخفیف کیگئی - اور دیوانی قیدی - (جو قرضہ کی علت مین قید تھے) جنکا قرضہ ایک سو روپیہ سے کم تھا خزانہ سرکار سے ڈگریدار انکو انکے بابتہ نقد [illegible] کرکے انکو بھی مخلصی دیگئی -

۴ جنوری ۱۹۱۲ء روز [illegible] شنبہ کو کیمپ کے مشرقی پولو گراونڈ کے میدان مین نماز و دعا کی مقدس کارروائی [illegible] ڈاکٹر [illegible] صاحب بشپ آف کلکتہ (جو ہندوستان و سیلون کے اسقف اعظم ہین) کی پیشوائی سے ادا ہوئی - جسمین تمام اعلے و ادنے یوروپین جنٹلمین و لیڈیان شامل تہین اور راسی روز سہ پہر مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے اپنے ایوان لیڈ کیسل مین چند چیدہ چیدہ والیان ریاست اور یوروپین حکام کو گارڈن پارٹی کی پرتکلف دعوت دی -

۵ جنوری ۱۹۱۲ء روز دوشنبہ کو صبح مین ہندوستانی فوج کی قواعد ہوئی - اور سہ پہر مین ہندوستانیون نے وکٹوریہ گارڈن مین جلسہ کیا -

۶ جنوری ۱۹۱۲ء روز سہ شنبہ کو سہ پہر مین فٹ بال کی آخری بازی اور شب کو اسٹیٹ بال (شاہی جلسۂ رقص) کی دعوت [illegible]

۷ جنوری ۱۹۱۲ء روز چہارشنبہ [illegible] مین ہاکی کی آخری بازی - دوپہر مین والیان ریاستہائے ہند کا [illegible] جلسہ اور سہ پہر مین پولو کی آخری بازی ہوی -

۸ جنوری ۱۹۱۲ء روز پنجشنبہ کو فوجی کویٹ ریویو (علیمہ فوج شاہی) ہوا جسمین فوج کی تعداد ۳۷ ہزار بتلائے گئی تھی - لیکن افواج پریڈ کی صحیح تعداد ۴۹ ہزار چہ سو سولہ تھی جنکے ساتھ (۱۲۴) توپین تہین - اور اسوقت تمام فوج کی کمان ہز اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان

کے ہاتھ مین تھی - یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ ۱۸۷۷ع کے دربار قیصری مین جو فوجی ریویو ہوا
اوسمین فوج کی تعداد ۱۵ ہزار تھی -

۹ر جنوری ۱۹۰۳ع روز جمعہ - رؤسا وامرا کو رخصتانہ پارٹیان دیگئین - چنانچہ سہ پہر مین -
پولو گراؤنڈ پر جو اسپٹ ہوم ہوا اوسکا نام راجپوت اسپٹ ہوم تھا - جسمین پولو اور رفٹ بال کا
بھی اہتمام تھا - اور شام مین ایوننگ پارٹی - والیسرائے کے کیمپ مین دیگئی - چونکہ عطائے
تمغہ جات وخطابات کے دربار مین صرف ہندوستانی آرڈر وخطابات وغیرہ ادا کردئے گئے
تھے - لیکن انگریزی تمغہ جات وخطابات (جن جن والیان ریاست وعہدہ داران سرکاری کو
عطا ہوئے تھے) کے رسوم انجام نہین پائے تھے - اسلئے وہ رسوم بھی اسی ایوننگ پارٹی مین
طے کئے گئے - اور ان رسوم کا انجام دینا ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کیناٹ بہادر کے ذمہ قرار
پایا - چنانچہ سب سے پہلے ڈیوک صاحب نے شہنشاہ معظم کے جانب سے سرکار نظام خلد اللہ
ملکہ کو اپنے ہاتھ سے جی - سی - بی کا تمغہ پہنایا - اور اسکے بعد دوسرے مختص والیان ریاست
وعہدہ داران سرکاری کو ڈیوک صاحب اور والیسرائے بہادر نے اس اعزاز سے مفتخر فرمایا -

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ع روز شنبہ کو والیسرائے بہادر - اور ڈیوک آف کیناٹ بہادر دہلی سے رخصت
ہوئے - اسکے بعد تمام والیان ریاست وامراد معززین ۱۱ - سے ۱۵ جنوری تک دہلی کو خیرباد کہکر اپنے
اپنے ملک کو روانہ ہوگئے - اس دربار کے موقع پر گورنمنٹ نے جو مراعات فرمائے ہین - اوسکا ذکر
بھی ضروری ہے - یعنے اون ریاستون کو جنہون نے قحط سالی مین گورنمنٹ سے قرضہ لیا تھا - تین سال
تک اوسکا سود معاف کردیا گیا - جسکی تعداد تقریباً (۶۰) لاکھ روپیہ ہوتی ہے - اور رعایا کے حق مین
صرف پانچسو کی آمدنی والون کو انکم ٹیکس پر پوری معافی دیگئی - نمک کے محصول مین بھی آٹھ آنہ کی تخفیف عمل
مین آئی - جس سے گویا دو کروڑ دس لاکھ روپیہ سالانہ رعایا کو معاف ہوئے -

کہتے ہین کہ دربار تاجپوشی ہندوستان کے اخراجات کا تخمینہ ۲۶ لاکھ روپیہ ہوا تھا۔ مگر بارہ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ کیونکہ دربار کے اختتام پر جو سامان واسباب کہ فروخت کردیا گیا اوسکی رقم وضع جانے کے بعد گورنمنٹ کے صرف بارہ لاکھ روپیہ خرچ پڑے۔ اور لوکل گورنمنٹون کے اخراجات جو اس موقع پر ہوئے۔ اوسکی تعداد ۱۴ لاکھ روپیہ ہے۔ اور ان دونون کا ٹوٹل ۲۶ لاکھ ہوتا ہے۔* لیکن نمایش و متفرق جنگ کے اخراجات اسکے سوا ہین۔ اور شاملین دربار (رؤسا و والیان ریاست) کے اخراجات کا تخمینہ کوئی تین کروڑ روپیہ توکوئی پانچ کروڑ روپیہ بتلاتا ہے۔ رعایا کے اخراجات کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) سے زیادہ نہین ہوسکتا۔ جو روشنی۔ آتشبازی۔ تقسیم شیرینی (بچون کو) طعام و پارچہ (غربا کو) و دیگر کھیلون مین صرف ہوا۔

جولائی ۱۹۰۳ع مین گورنر جنرل (لارڈ کرزن بہادر) نے ایک سفارت بماتحتی ینگ ہسبنڈ تبت کو بھیجی۔ تبت* کے لاما نے سفارت کو آنے نہین دیا۔ مگر انگریز گھسے چلے گئے۔ آخر ایک زمانہ کے بعد متعدد لڑائیونکے پیش آنے پر لاما نے مجبور ہوکر انگریزون سے معاہدہ کرلیا۔ جس سے سفارت کامیاب

*والسرائے بہادر نے تو اپنی اسپیچ مین اخراجات خزانہ عامرہ ۸۴ ہزار پونڈ (ساڑے بارہ لاکھ روپیہ) اور اخراجات لوکل گورنمنٹان ۹۰ ہزار پونڈ (پونے چودہ لاکھ روپیہ) جملہ ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ (سو چھبیس لاکھ روپیہ) بتلایا ہے۔ اور اسکے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ لنڈن کی آبادی جو چار کروڑ دس لاکھ ہے وہان کی تاجپوشی پر ایک لاکھ پونڈ منظور ہوے تھے۔ جو آبادی مذکورہ کے لحاظ سے فی کس چھ پائی ہوتے ہین۔ اور برطانیہ نے ۷۰ ہزار پونڈ ہندوستانی میہمانون کی خاطرداری پر صرف کئے ہین۔ ہندوستان کی آبادی ۲۳ کروڑ ہے جو رقم خرچ شدہ ایک لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کو ہندوستان کی آبادی پر تقسیم کیا جائے تو فی کس دو پائی ہوے۔ جو بمقابلہ لنڈن کے کچھ بھی نہین ہے ۱۲ مولف۔

*تبت چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور وہان کا لاما روس و فرانس سے اتحاد رکھتا تھا۔ اسلئے انگریزون کو بھی دوستی پیدا کرنیکی خواہش ہوی ۱۲ مولف۔

واپس آئی۔ اسی زمانہ مین ایک اور سفارت کابل بھی روانہ کیگئی۔ چنانچہ وہ بھی خانیبرام مراجعت کی۔
مئی ۱۹۰۴ء کو لارڈ کرزن کی مدت وائسرائیٹی ختم ہوچکی تھی۔ لیکن اس اثنا مین اور دو سال کے لئے
توسیع کی کارروائی کیگئی۔ چنانچہ ۱۶ اگست ۱۹۰۳ء کو تین سال کی توسیع کا حکم بھی آگیا۔ پھر ۳۰ اپریل ۱۹۰۴ء
کو چھ مہینے کی رخصت پر آپ جہاز عربیا پر سوار ہو کر ولایت تشریف لیگئے۔ اور یہان آپکی رخصت کے
زمانہ مین لارڈ امپتھل بہادر گورنر مدراس نے گورنر جنرلی کے کام کو انجام دیا۔ چونکہ اکتوبر ۱۹۰۴ء مین لارڈ کرزن
بہادر کو ہندوستان آنا چاہیئے تھا۔ مگر دفعتاً لیڈی کرزن صاحبہ کا مزاج علیل ہو جانے سے آپکو اور دو مہینے
کے قریب ولایت مین ٹھہرنا پڑا۔ جب لیڈی صاحبہ کو صحت ہوگئی تو آپ نے ولایت سے مراجعت
کی۔ اور ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو ہندوستان داخل ہوئے۔ اگست ۱۹۰۵ء مین یہہ کارروائی چلی کہ فوج
ہند کے وہ اڈمنسٹریشن (انتظام وبندوبست کے متعلقہ ابواب) کمانڈر انچیف کے اختیار مطلق مین تفویض
کئے جائین جو خالصاً فوجی ہون۔ مگر وہ صیغے جنکی بذریعہ فوج کے سربراہی ہوتی ہے۔ اور وہ خالصاً فوجی۔
نہین ہین کونسل کے اوس رکن کے ماتحت کئے جائین جو ملٹری سپلائی ممبر کہلاتا ہے۔ چنانچہ ملٹری۔
سپلائی ممبر کی خدمت کے لئے گورنر جنرل نے سر اڈمنڈ بارو (جو پشاور ڈویژن کے کمانڈنگ تھے)
کی سفارش وزیر ہند سے کی۔ اور لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہندوستان نے بھی۔ وائسرائے بہادر
کے اس انتخاب کو منظور کرلیا۔ مگر مسٹر براڈرک سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا نے اس عذر سے
اس انتخاب کو نامنظور کیا کہ سر بارو مین اسقدر لیاقت نہین ہے۔ جو اس عہدہ کو سنبھال سکے۔
پھر یہہ بھی لکھا کہ گورنر جنرل۔ لارڈ کچنر کے مشورہ سے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرین چونکہ وزیر ہند
کی یہہ تجویز لارڈ کرزن کو ناگوار گذری اسلئے اونہون نے وزیر ہند کو اوسکا یہہ جواب دیا کہ میری نظر
مین سوائے سر بارو کے اس خدمت کے موزون کوئی نہین ہے۔ اگر آپ اس خدمت پر میرے حسب
منشا سر بارو کے تقرر کی منظوری نہ دینگے تو مین کسی قسم کا ذمہ دار و جوابدہ نہین۔ بلکہ یہہ بہتر ہوگا کہ آپ

میرا استعفا ملک معظم کی خدمت مین پیش کردین۔ آخر لارڈ کرزن کا استعفا قبل ازختم مدت پیش ہوکر منظور ہوگیا۔ اور آپ کی جگہہ گورنر جنرلی کی خدمت پر لارڈ منٹو بہادر کا تقرر عمل مین آیا۔

اس اثنا مین سیاحت ہند کی غرض سے بڑ ہائنس پرنس آف ویلز ۹ رنومبر ۱۹۰۵ء کو بمبئی مین رونق افروز ہوے۔ اور ۱۸ رنومبر کو لارڈ منٹو ہندوستان آئے۔ لارڈ کرزن نے لارڈ منٹو کو وائسرائلٹی کا چارج دیکر اوسی روز ولایت کے قصد سے جہاز پر سوار ہوگئے۔

ارل منٹو گورنر جنرل بہادر

۱۸ رنومبر ۱۹۰۵ء کو ارل آف منٹو بہادر بعہد ایڈورڈ ہفتم وارد ہندوستان ہوے۔ جو اسوقت ۱۹۰۸ء تک بھی گورنر جنرلی کی خدمت پر مامور ہین۔ آپکے عہد کے بڑے واقعات یہہ ہین کہ نومبر ۱۹۰۵ء مین ہز ہائنس پرنس آف ویلز نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی بخشی۔ اور تمام ہندوستان کی سیر فرمائی ۹ رجنوری ۱۹۰۷ء کو ہز ہائنس امیر حبیب اللہ خان بہادر والی کابل آگرہ داخل ہوے۔ ۳۱ توپ کی سلامی امیر صاحب کے اعزاز مین سرکیگئی۔ اور ۲۲ ہزار فوج (یہہ کل ہندوستان کی فوج کا ساتوان حصہ ہے) کی قواعد آپکو بتلائی گئی۔ اور ایک دربار عظیم الشان منعقد کرکے گورنر جنرل نے امیر کی خدمت مین (جی۔ سی۔ بی) کا تمغہ پیش کیا۔ اسکے بعد آپکا پورا لقب وخطاب ہز میجسٹی۔ سراج الملتہ والدین۔ امیر سر حبیب اللہ خان جی۔ سی۔ بی + جی۔ سی۔ ایم جی۔ امیر افغانستان وملحقات پڑہکر سنایا گیا۔ پھر امیر ہندوستان کے اکثر مشہور مقامات کی سیر کرکے کابل کو واپس چلے گئے۔

۱۱ رنومبر ۱۹۰۶ء روز دوشنبہ کو ارل منٹو گورنر جنرل بہادر حیدرآباد تشریف لائے۔ اور ۱۶ ر نومبر کی شام کو مراجعت فرمائے کلکتہ ہوے۔

اب ہم ذیل مین شاہی توضیع قوانین ۔ طرز حکومت ہندوستان ۔ سپریم گورنمنٹ کے صیغے تقسیم ملک وغیرہ کے حالات ناظرین کی معلومات کے لئے لکھتے ہین ۔

شاہی توضیع قوانین

ایسٹ انڈیا کمپنی کو اصلی فرمان ملکہ الزبتھ نے سنہ ۱۶۰۰ع کے اختتام پر عطا کیا تھا ۔ اور ریگولیٹنگ ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ع سے ہندوستان مین پہلا گورنر جنرل اور اوسکی کونسل مقرر ہوئی ۔ اور یہہ پہلا قانون تھا جس سے ایسٹ انڈیا کمپنی بطور ایک حکمران جماعت کے قرار پائی ۔ اسکے بعد سنہ ۱۷۸۴ع مین انڈیا بل جاری ہوا ۔ جسکے ذریعہ صرف بلحاظ نام گورنمنٹ ہندوستان کورٹ آف ڈائرکٹرس مین رہی ۔ مگر دراصل بورڈ آف کنٹرول کے ہاتھ سپرد کی گئی جسکا پریسیڈنٹ ہندوستان کا [illegible] ہوتا تھا ۔ [illegible] سنہ ۱۸۱۳ع مین ہندوستان کی تجارت عام کر دیگئی اور سنہ ۱۸۳۳ع مین چین کی تجارت بھی چھوڑ دیگئی ۔ اس اثنا مین گورنر جنرل کی کونسل مین ایک قانونی ممبر کا اضافہ کیا گیا ۔ اور زیادہ تر علحدہ صوبے بنا دیے گئے ۔ اور سنہ ۱۸۵۴ع مین بنگال ایک علحدہ لفٹننٹ گورنر کے ماتحت کیا گیا ۔ ایکٹ ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا کوڈ نمبر (۱۰۶) قانون دربارہ عمدہ حکومت ہندوستان منظوری ۲ اگست ۱۸۵۸ع کو ملی ۔ اسکے روسے تمام مقبوضات ایسٹ انڈیا کمپنی سے منتقل ہوکر ملکۂ معظمہ کے زیر فرمان آگئے ۔ اور سنہ ۱۸۷۷ع مین ملکۂ معظمہ نے قیصرۂ ہند کا خطاب اختیار کیا ۔ اور وہ تمام اختیارات جو اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی لورڈ آف کنٹرول کے تھے سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ۔ اور انکی معاون کونسل کو تفویض کئے گئے ۔ اس کونسل کے ممبرون کی تعداد جنکو سکرٹری آف اسٹیٹ مقرر کرتی ہے اب تیرہ ۱۳ ہین ۔ اور ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۸۹ع کی روسے یہ دس سے کم اور ۱۵ سے زاید نہین

ہوسکتے ۔ یہہ خاص امپیریل کونسل کا ذکر ہے ۔ اور انکے علاوہ بنگال ۔ بمبئی ۔ مدراس ۔ پنجاب ۔
برہما مین مقامی کونسلین قائم کیگئی ہین۔

طرز حکومت ہندوستان

ہندوستان کی مالگذاری یا تمام ملکی خرچ کے اخراجات وزیر ہند کے دست قدرت مین ہین۔ جسکے ماتحت ایک کمیٹی یا کونسل رہتی ہے ۔ یہہ وزیر انگلستان مین معاملات ہندوستان پر غور و پرداخت کرتا ہے ۔ بعض اوقات خفیہ معاملات (معاملات خارجیہ) مین یہہ وزیر مطلق العنان کارروائی کرتا ہے ۔ اور اگر مناسب سمجھے تو کمیٹی کی رائے کے برخلاف کاربند ہوتا ہے ۔ مختصر یہہ کہ کل معاملات ہند کو یہہ وزیر ہند بطور قایم مقام ملک معظم کے طے کرسکتا ہی والیسرائے ہندوستان کا تقرر بادشاہ وقت یا وزیر کے اختیار مین ہے ۔ و نیز گورنران بمبئی و مدراس و کمانڈر انچیف ہر احاطہ و جنگی لاٹ و ممبران کونسل گورنر جنرل و ممبران کونسل گورنر بمبئی و مدراس ۔ و ججان ہائیکورٹ بمبئی و مدراس کا تقرر بھی اسی وزیر ہند کے اختیار مین ہے ۔ البتہ لفٹننٹ گورنر کا تقرر گورنر جنرل خود کرتا ہی ۔ مگر وزیر ہند کی منظوری لینی پڑتی ہے ۔ اور یہہ سب عہدے بجز ججی ہائیکورٹ کے میعادی ہوتے ہین ۔ اور یہہ میعاد عموماً پانچ سال سے زیادہ نہین ہوتی ۔

وزیر ہند کے ماتحت ہندوستان مین سب سے اعلے حاکم گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے ۔ گورنر جنرل کی کونسل مین ۶ ممبر ہوا کرتے ہین ۔ انھین جنگی لاٹ بھی شامل ہے ۔ جو بلحاظ عہدہ کے ممبر ہوتا ہے ۔ و نیز محکمہ تعمیرات کا افسر ۔ اور وہ گورنر و لفٹننٹ گورنر جسکی قلمرو مین اس کونسل کا اجلاس ہو وہ بھی اس کونسل کے ممبر سمجھے جاتے ہین ۔ اور ہندوستان کے نافذ العمل جملہ قوانین و ایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نام پر عمل پذیر ہوتے ہین ۔ گورنر جنرل کو اختیار ہوتا ہے

کہ کثرت رائے کے برخلاف بھی اگر مناسب سمجھین تو کاربند ہون جب اس کونسل کا اجلاس وضع آئین و قوانین کے لئے ہو تو زاید ممبر بھی شریک کئے جاتے ہین۔

سپریم گورنمنٹ کے صیغے

گورنمنٹ ہند کا کام ۸ محکمون پر منقسم ہے۔ محکمہ [۱] مال و تجارت۔ محکمہ [۲] داخلہ۔ محکمہ [۳] محاصل و زراعت محکمہ [۴] جنگی۔ محکمہ قوانین۔ پبلک ورکس و محکمہ خارجیہ۔ اور ہر ایک محکمہ ایک ایک سکرٹری کے تفویض و نیز ایک ایک ممبر کے زیر نگرانی ہے۔ جو ہر ایک بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور اگر کسی معاملہ مین تعییر و ترمیم و تبدیل کی ضرورت ہو تو وہ معاملہ کونسل مین غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور محکمہ خارجیہ مین گورنر جنرل خود ملکی معاملات کی غور و پرداخت کرتا ہے۔ محکمہ [۱] مال و تجارت مین آمد و خرچ اسٹامپ آبکاری۔ ڈاک خانہ وغیرہ کا انتظام متعلق ہے۔ محکمہ [۲] داخلہ مین سررشتہ تعلیم۔ سررشتہ طب۔ حفظان صحت جوڈیشل (عدالت دیوانی و فوجداری) میونسپل۔ لوکل گورنمنٹ پولس۔ دینیات کا تصفیہ ہوتا ہے۔ محکمہ [۳] محاصل و زراعت مین معاملہ سرکار جنگلات۔ زراعت و کاشتکاری ملک کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ محکمہ [۴] جنگی کے ماتحت جنگی بیڑے۔ اور جنگی افواج ہے۔ محکمہ [۵] قوانین مین قانونی ممبر کونسل کے قوانین بناتا ہے۔ اور پیش کرتا ہے۔ پبلک [۶] ورکس (کار رفاہ عام) مین معاملات ریل۔ تار برقی۔ سڑک۔ انہار۔ عمارات وغیرہ طے پاتے ہین۔ محکمہ خارجیہ مین اون تعلقات خارجی کے نسبت (جو ہندوستان۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ نیپال و دیگر ممالک سے ہین) غور ہوتا ہے۔ و نیز ان صاحب کے ایجنٹو نسے جو بعض خود مختار و باجگذار ریاستون مین متعین ہین خط و کتابت ہوتی ہے

تقسیم ملکی

آجکل یہہ کہنا کہ ہندوستان احاطون پر منقسم ہے۔ بیجا نہین ہے کیونکہ احاطون مین اوسوقت

(۵) بشپ رنگون (۶) بشپ ٹراونکور (۷) بشپ چھوٹا ناگپور (۸) بشپ لکھنؤ (۹) اسسٹنٹ بشپ کلکتہ (۱۰) اسسٹنٹ بشپ مدراس (۱۱) اسسٹنٹ بشپ بمبئی (۱۲) اسسٹنٹ بشپ آگرہ۔

صوبہ جات کی گورنمنٹیں۔

صوبہ مدراس = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الاؤنس [illegible]) (۳) ملٹری سکریٹری (الاؤنس ۱۰۰۰) (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الاؤنس ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار ۵۳۳۳) (۸) ایڈیشنل ممبران وضع آئین سازی (۹) ایڈیشنل ممبر کونسل (۱۰) چیف سکریٹری (ماہوار [illegible]) (۱۱) سکریٹری صیغہ آمدنی (ماہوار [illegible]) (۱۲) سکریٹری لوکل و میونسپل (ماہوار [illegible]) (۱۳) سکریٹری کاروبار رفاہ عام (الاؤنس [illegible]) (۱۴) چیف جسٹس ہائیکورٹ (ماہوار [illegible]) (۱۵) پانچ جج (ہر ایک کی ماہوار ۴۰۰۰) (۱۶) ایڈووکیٹ جنرل (الاؤنس ۱۵۰۰)۔

صوبہ بمبئی = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الاؤنس ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکریٹری (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الاؤنس [illegible]) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار [illegible]) (۸) ایک ایڈیشنل ممبر کونسل (۹) چیف سکریٹری معاملات مالیہ داخلہ و مختلف صیغہ جات (ماہوار [illegible]) (۱۰) سکریٹری پولیٹیکل و عدالتی و آئین سازی (ماہوار [illegible]) (۱۱) ایجوکیشنل اور جنرل وغیرہ (ماہوار [illegible]) (۱۲) پبلک ورکس (ماہوار [illegible]) (۱۳) چیف جسٹس ہائیکورٹ (ماہوار [illegible]) (۱۴) چیف جج (ہر ایک کی ماہوار [illegible]) (۱۵) کمشنر سندھ (ماہوار [illegible]) (۱۶) پولیٹیکل رزیڈنٹ عدن (ماہوار [illegible])۔

صوبہ بنگال = (۱) لفٹنٹ* گورنر (ماہوار [illegible]) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الاؤنس [illegible])

---

* بنگال کا تعلق پہلے براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا۔ لیکن ۱۸۵۴ء میں یہاں لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

ذیل میں چند جدید اور منتخب شاہان انگلینڈ کے سکوں کے نقشے درج کئے جاتے ہیں۔

تمت تمام شد دفتر [illegible]

فہرست مضامین گلزار دوم دربار آصفی متعلق حالات بادشاہان بہمنیہ عادل شاہیہ ۔ نظام شاہیہ ۔ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ

باب دوم
بتوضیح عادل شاہیہ بیجاپور

باب سیوم
بتوضیح نظام شاہیہ احمدنگر

مقدمہ

ہندو دکن کا امتیاز

کشور ہند کو مسلمانون نے دو حصون پر منقسم کیا ہے ایک کو شمالی ہند (ہندوستان) دوسرا کو جنوبی ہند (دکن) کہتے ہین۔

دکن ایک وسیع ملک ہے جو خط استوا سے (۸) درجون مین پہیلتا ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عرض (۸۰۰) میل ہے۔

جنوبی ہند کی قدرتی صورت

جنوبی ہند۔ وسط ہند کی طرح بلند اور مثلث ہی۔ اور سب طرف سے پہاڑون نے گھیر لیا ہے۔ جن مین سے دو بڑے بڑے سلسلے جنوب کو چلے گئے ہین جس سے ایک جزیرہ نما کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان سلسلون کو گہاٹ کہتے ہین۔ مغربی گہاٹ بڑا اور بلند ہے۔ اور اوس کے دامن مین سمندر کی طرف جو خط زمین کا ہے وہ نہایت ہی تپلا اور ناہموار ہے۔ دکن کی بلند زمین ہموار ہے اور آبادی مین بے حد اختلاف ہی جو ملک کہ ست پڑا پہاڑ کے مشرق مین ہے اوسکے شرقاً وغرباً دریائے وارد ہا سے دو حصے ہو جاتے ہین۔ یہ دریا ست پڑا پہاڑ اور

ناگپور کے شمال مغرب سے نکلتا ہے اور گوداوری مین جاکر ملتا ہے۔ اس کے شمال و مشرق مین جنگل ہے جس مین آبادی اور زراعت کم ہے۔ مگر اس کے جنوب و مغرب مین جو ملک ہے اوسمین اگرچہ مختلف قسم کی زمین ہے مگر کثرت سے بارآور اور زیر کاشت ہے۔ اڈیسہ کا ملک دکن مین گنا جاتا ہے اور تلنگانہ کے شمال مشرق کو بنگالہ تک سمندر کے کنارے چلا گیا ہی اور برار سے ملا ہوا ہے۔

دکن کا وجہ تسمیہ

اکثر کہتے ہین کہ دکن کا لفظ دنڈکا (جنگل) سے مشتق ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ دکھش (جنوب) کا لفظ بگڑ کر دکن ہو گیا ہے۔ العلم عنداللہ۔

وسعت رقبہ

دکن پانچ حصون پر منقسم ہے۔ دراآور۔ کرناٹک۔ (کرناٹا)۔ تلنگانہ۔ (اندور) مرہٹہ (مہاراشٹر)۔ اوڑیہ۔ (اڑیسہ)

حدود

حدود مین بڑا اختلاف ہے۔ اسلئے ان کی حدین علمائنے وہ ٹھرائی ہین کہ جہانتک ہر ایک ملک کی زبان بولی جاتی ہے۔ دراآور دیس جنوب مین۔ سمندر سے شروع ہوتا ہے۔ اور شمال مین اوس مفروضہ خط تک چلا گیا ہے جو مدراس کے شمال مین پولیکٹ سی بنگلور تک کھینچا جائے پھر یہ خط گھاٹ کے خمدار حصے سے گذرتا ہوا مغرب کی جانب بالا بار اور

تھی اسسے شادی کرکے گجرات پر بھی ایک عرصہ تک عمل دخل رکھا تھا۔ ان کا مذہب بودھ تھا۔
اور اس راج کے اخیر راجہ کو اس کے وزیر نے تخت سے اوتار دیا۔ مگر وہ وزیر بھی مارا گیا۔
بعد ازاں ۱۱۵۶ء میں یہ راج کالابھورا بنس کے قبضہ میں چلا گیا۔ یہ قوم شیو کے لنگ کی
پوجا کرتی تھی اور اس پوجا کا بانی پنڈت بسپا تھا۔ اس مذہب سے برہمن اور جینی دونوں متنفر تھے
یہ راج بہت جلد مٹ گیا۔ لیکن لنگ کی پوجا اب تک باقی رہی۔
کہتے ہیں کہ مرہٹ میں مرہٹوں کا راج بھی زمانہ قدیم سے راج تھا۔ لیکن کمہار شالباہن (جس نے بکرماجیت کو
شکست دی تھی اسنے ان کا راج چھین لیا تھا اور پتن میں جو گوداوری کے کنارے پر ہے اپنا پایہ تخت بنایا
اس کا سن جو سن شالباہنی ۷۸ برس بعد شروع ہوا ہے۔ اب بھی ملک دکن میں مشہور ہے۔ اس کے
بعد کا حال صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ دکن کے مغربی حصہ میں نویں صدی کے آخر میں جادو بنس
راجپوت حکمران تھے جنکا دارالخلافہ دیوگڈھ تھا۔ جو آجکل دولت آباد کہلاتا ہے۔ جب سلطان
علاء الدین خلجی نے ۱۲۹۳ء میں حملہ کیا تو دیوگڈھ میں اسی خاندان کا راجہ حکومت کرتا تھا۔ ایلورا کے
باوجود مندروں کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرہٹے کسی زمانہ میں بڑے ہنرمند ہو گئے
مگر حال کے زمانہ میں جو کچھ لیاقت ان کو حاصل رہی تھی وہ صرف مسلمانوں کی صحبت کے
اثر سے انھوں نے حاصل کی تھی۔
ورنگل میں بھی اندر بنس کے راجہ حکومت کرتے تھے۔ غالباً یہ لوگ مگدھ دیس کے اندر بنس والوں
کے رشتہ دار تھے۔ اور اپنے ملک مقبوضہ کا نام اندھر رکھا تھا۔ جو تلنگانہ کا وسط ہے۔ انکی
تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ بکرماجیت اور شالباہن نہایت قدیم راجاؤں میں سے ہیں۔ انکے
بعد چولا کے راجہ ہوئے اور ۱۰۵۱ء میں ایک نیا خاندان پیدا ہوا جس میں نو راجہ ہوئے
اور ۱۳۲۳ء تک حکومت کرتے رہے۔ اس کے بعد اندر بنس کے گنتی راجاؤں کا آغاز ہوا۔

مگر اون کی نمود گیارھوین صدی مین کاکتی راجہ کے عہد مین ہوئی۔ اس راجہ کے وقت سے اون کی صحیح تاریخ شروع ہوتی ہے کہتے ہین کہ یہ راجا چلوکیا راجاؤن کا مطیع تھا۔ اور چولا راجاؤن پر اوسنے فتح حاصل کی تھی۔ بڑی قوت اس خاندان کو تیرھوین صدی کے اخیر مین ہوئی۔ اوس وقت گوداوری کا تمام جنوبی ملک ان کے قبض و تصرف مین تھا۔ اور غالباً اوڑلیسہ کا ملک بھی اکثر اور حیدرآباد و مدراس کا وہ تمام ملک جس مین تلنگی بولی جاتی ہے اس راج کے قبضہ مین رہا ہے۔ سنہ ۱۳۲۱ء مین مسلمانون کی فوج نے دھاوا کرکے اون کی دارالسلطنت کو فتح کیا۔ پھر وہ اوڑلیسہ کے باجگذار ہوگئے بعد مین یہ راج گولکنڈہ کی سلطنت مین داخل ہوگیا۔

اوڑلیسہ کے راجاؤن کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بکرماجیت اور شالباہن نے باری باری سے اوسپر قبضہ کیا۔ ایران اور دہلی۔ کشمیر اور سندھ سے یون لوگون نے چھٹی اور چوتھی صدی قبل مسیح کے درمیان بار بار حملے کئے۔ اخیر حملہ سمندر کی راہ سے ہوا۔ اس مین یون کامیاب ہوے اور اوڑلیسہ پر (۱۴۶) برس قابض رہے۔ غالباً یہ یون اوس یونانی خاندان کے لوگ ہونگے جنھون نے سکندر اعظم کے بعد باختر یعنی بلخ مین سلطنت قایم کی تھی اور ہندوستان کے مختلف حصون پر اون کی اولاد نے مدت ہائے دراز تک حکومت کی ہے۔ یون لوگون کو یاتی کیسری نے سنہ ۴۷۳ء مین اوڑلیسہ سے خارج کیا۔ کیسری خاندان کے (۴۵) راجہ (۶۵۹) برس کے عرصہ مین سنہ ۱۱۲۳ء تک ہوے ہین۔ اس کے بعد گنگا وان خاندان کے ایک راجہ نے ان کا دارالحکومت لے لیا۔ جس کا خاندان مسلمانون کے عہد تک وہان راج کرتا رہا۔

سلاطین دہلی سے دکن کے تعلقات

جب شمالی ہند مین مسلمانون کے قدم آئے تو ایک مدت تک تو کسی نے جنوبی ہند کے جانب

توجہ نہ کی اور وہی قدیم راجاؤں کے خاندان دکن (جنوبی ہند) مین حکمران رہے۔ لیکن جب غزنویون اور غوریون کے بعد خاندان غلامان (قطب الدین ایبک) نے ہندوستان مین اپنی مستقل حکومت جمالی۔ اور اون کے بعد خاندان خلجی کا عروج ہوا تو جلال الدین خلجی کا بھتیجا علاء الدین خلجی ۱۲۹۴؁ء مین دیوگڈہ پر حملہ کیا۔ اوس وقت دیوگڈہ کا حاکم رام دیو تھا۔ جسکو علاء الدین نے شکست دیکر بہت سامال وجواہر وصول کیا۔ اور اپنے مستقر کڑہ مانک پور کو چلا گیا۔ اس کے بعد جب علاء الدین خود دہلی کا بادشاہ ہوگیا اور رام دیو نے خراج کے بھیجنے مین تساہل کیا تو ملک کافور کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ دیوگڈھ روانہ کیا۔ رام دیو مین تو مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے اوس نے خراج دیکر صلح کرلی۔ اور خود دہلی گیا۔ سلطان کمال اعزاز واحترام کے ساتھ پیش آیا۔ چتر سفید اور رائے رایان کا خطاب عطا کرکے قصبۂ نوساری کی حکومت بھی مرحمت کی۔ پھر ۷۰۹ ہجری م ۱۳۰۹؁ء مین ملک کافور نے ورنگل پر چڑہائی کی۔ پرتاب رُدّر دیو (لدر دیو) قلعہ مین پناہ گزین ہوا۔ ملک کافور نے قلعۂ سار بار و ہنمکنڈہ کو فتح کرکے قلعۂ ورنگل پر حملہ کیا۔ اور قلعہ فتح کرکے بہت سے زن وفرزند اسیر کیا۔ آخر راجہ لدر دیو نے تین ہزار ہاتھی اور (۷) ہزار گھوڑے اور بہت سامال واسباب دیکر خراج گذاری کے وعدہ پر صلح کرلی۔ اس کے بعد ۷۱۰ ہجری م ۱۳۱۰؁ء مین ملک کافور اور خواجہ حاجی کو علاء الدین نے کرناٹک کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ کرناٹک کے راجہ بلال دیو سے سخت مقابلہ ہوا۔ اور لشکر سلطانی راجہ کی دارالسلطنت۔ دوار سمندر تک لڑتے لڑتے پہونچ گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے راجہ کو قید کیا۔ پھر یہان سے ملک کافور مدورا[۱] پر حملہ کیا۔

یہان پر یہ تمام واقعات مختصر طور پر لکھے جائینگے۔ کیونکہ ہم نے دہلی کے فرمانرواؤن کی تاریخ مین ان واقعات کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ مکرر بیان کرنا بےضرورت ہے۔ ۱۲ مولف۔

[۱] مدورا کی سلطنت مین مالابار۔ ترچناپلی۔ تانجور بھی شامل تھے۔ اور یہان کا راجہ کاس دیو تھا۔ جس کے خزانہ مین

اور سندر پانڈیہ مسلمانون کی آمد سے بھاگ گیا۔ آخر مسلمانون نے ۱۷ ذیقعدہ ۷۱۰ھ کو
مدورا سے لیا۔ اور (۵۱۲) ہاتھی (۵۰۰۰) عربی اور شامی گھوڑے۔ (۵۰۰) من جواہرات
لوٹ مین ہاتھ آیا۔ سیت بندہ رامیشور مین ان مسلمانون نے ایک مسجد بنائی (یہ مسجد جہانگیر کے عہد تک
وہان موجود تھی) اس کے بعد جب ۷۱۲ھ م ۱۳۱۲ء مین ملک کافور کو سنگل دیو کی بغاوت فرو کرنے
اور کرناٹک کے فساد کو مٹانے جانا پڑا۔ تو اوس نے وہان پہونچکر راجہ سنگل دیو کو قتل کیا۔ اور گلبرگہ
رائچور۔ مدگل۔ وابل۔ دوارسمندر پر قبضہ کر کے دیوگڈھ کو دکن کا دارالسلطنت بنایا۔
اسی اثنا مین ۶ شوال ۷۱۶ھ م ۱۹ دسمبر ۱۳۱۶ء کو علاءالدین نے انتقال کیا۔ اور ملک کافور
بھی قتل ہوگیا۔ ۲۲ مارچ ۱۳۱۷ء م ۷ محرم ۷۱۷ھ کو علاءالدین کا بیٹا قطب الدین
مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ایک ہندو بچہ پر (جس کو خسرو خان کا خطاب ملا تھا)
ایسا فریفتہ تھا کہ تمام کار و بار ریاست اس کے دست قدرت مین دیدیا تھا۔ اس زمانہ مین
ہرپال دیو (رام دیو کا داماد) نے ملازمان شاہی کو نکال کر ملک مرہٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔ جب
سلطان کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً وہان پہونچا۔ ہرپال کو شکست ہوئی۔ اور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا
دیوگڑہ مین سلطان نے ایک مسجد بنائی (جو ابتک موجود ہے) اور ملک بیگ لکھی کو دکن کا
سرلشکر مقرر کر کے خود دہلی واپس آیا۔ بعد ازان سلطان نے اپنے معشوق خسرو خان کو ملیبار کو
تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے تلنگانہ اور لنکی کے راجہ کو شکست دیکر ننو ہاتھی اور ایک الماس
۶ درم وزن کا حاصل کر کے دہلی واپس آیا۔ پھر اس نمک حرام نے ۱۳۲۱ء مین مبارک خلجی کو قتل کیا

(بقیہ نوٹ صفحہ (۸)) کروڑ اشرفی بے شمار ہیرا۔ لعل۔ موتی۔ یاقوت۔ جمع تھے۔ جب یہ راجہ ۱۳۰۹ء مین مرگیا
تو اوسکے دو بیٹے بیر پانڈیہ۔ سندر پانڈیہ موجود تھے۔ سندر پانڈیہ حرامی تھا جس نے بڑے بھائی کو (جو
جایز وارث تھا) ملک سے نکالکر آپ خود تمام سلطنت پر قابض ہوگیا تھا۔ (۱۳۔ مولف)

اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کو نمک کو چند ہی روز مین اپنے کردار بد کی سزا مل گئی یعنی غازی خان تغلق کا حاکم لاہور سنے خروج کرکے اوس کو قتل کیا۔ اور آپ غرہ شعبان ۷۲۰ھ کو غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ ۷۲۳ھ م ۱۳۲۳ء کو اپنے بیٹے جونا خان کو ورنگل کے راجہ لدر دیو سے خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ مگر شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کے جھوٹی خبرون کی اشاعت اور امرار علائی کی بغاوت سے ورنگل کی فتح نہ ہو سکی۔ اور شہزادے کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ لیکن ۷۲۳ھ م ۱۳۲۳ء مین جونا خان نے ورنگل پر دوبارہ چڑہائی کی۔ راجہ کو شکست دیکر مع زن و فرزند اسیر کیا۔ اور قلعہ ورنگل کو توڑ کر سلطان پور نام رکھا۔ پھر وہان سے جاج نگر پر یورش کرکے وہان کے راجہ سے (۴۰) ہاتھی حاصل کیا۔ دہلی جاتے وقت لدر دیو کا قصور معاف کرکے ازسر نو ورنگل کی حکومت عطا کی۔ ۷۲۵ھ م ۱۳۲۶ء مین غیاث الدین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد تغلق (جونا خان) تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی ذات جامع الاضداد تھی۔ سپاہی کی حیثیت سے بہت اچھا تھا۔ مگر سلطنت کے داؤپیچ سے محض ناواقف تھا۔ چنانچہ چین و خراسان کی فتح کے خیال مین اپنی سپاہ تباہ و برباد کی۔ خزانہ کا تمام روپیہ بے ضروری ابواب مین خرچ کر ڈالا۔ آخر تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ مگر کسی نے کوڑی کو بھی نہ پوچھا۔ اس الٹ پھیر مین سلطنت کو بیحد نقصان پہونچا۔ اب بادشاہ کے دل مین ایک اور سودا سمایا کہ بجائے دہلی کے دیوگڈہ کو دارالسلطنت بنانا چاہیئے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے دہلی والون کو دیوگڈہ جانیکا حکم دیا۔ اوس کا نام دولت آباد رکھا۔ اور وہان باغات لگوائے۔ محلات بنوائے۔ بہر حال جب آرائش دی۔ جب دولت آباد حسب منشاء سلطان کے آباد نہ ہوسکا تو پھر دہلی کو لوٹ گیا

* یہ دونون جونا خان کے ساتھ تھے۔ (۱۲۔ مولف)

حکم دیا۔ اس افراتفری مین رعایا بہت تباہ ہوئی۔ دہلی اور دولت آباد دونون ویران ہوگئے
۷۴۸ھ مین سلطان دیوگدہ آیا۔ پھر معبر کے ارادہ سے تلنگانہ کو چلا۔ جب ورنگل پہونچا تو وبا
مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک مقبول عماد الملک کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے دیوگڈہ واپس آیا
لوٹتے وقت حوالی بیڑ مین اپنے دانت کا ایک بڑا مقبرہ بنواکر اوسے دفن کیا۔ چمن مین جاکر معالجہ کیا
مگر کامل صحت نہ ہوئی۔ آخر ملک شہاب سلطان (نصرت خان) کو ایک لاکھ تنکہ کے ٹھیکہ پر بیدر
اور قتلغ خان اپنے استاد کو دولت آباد سپرد کرکے دہلی روانہ ہوا۔ اس اثنا مین کرشنا نائک
پسر لدر دیو والئے ورنگل نے جب مسلمانون کی یہ بدنظمی دیکھی تو بلال دیو والئے کرناٹک کے
پاس گیا اور دونون نے مصلحت کرکے یہ صلاح کی کہ بلال دیو تو اپنی شمالی سرحد پر مسلمانون کی
روک کے لئے اپنا تخت گاہ قایم کرے۔ اور معبر و دوارسمندر و کمپلہ کو تصرف اسلام سے نکال
لے۔ اور کرشنا نائک بھی اس موقع سے فائدہ اوٹھاکر ورنگل پر قبضہ کرے۔ چنانچہ کوہستان مین
بلال دیو نے ایک دشوار گزار مقام پر ایک شہر اپنے بیٹے بیجن رائے کے نام بیجن نگر بسایا جو رفتہ رفتہ
بیجانگر مشہور ہوگیا۔ پھر کرشنا نائک نے بلال دیو کی مدد سے ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ عماد الملک وزیر
بھاگ کر دولت آباد چلا گیا۔ اس کے بعد بلال دیو اور کرشنا نائک نے رایان معبر و دوارسمندر
کو مدد دی۔ جو قدیم الایام سے راجہ کرناٹک کے باجگذار چلے آتے تھے اور اونھون نے ان مقامات کو

ہ۔ حال کے انگریزی تحقیقات اور سکون و کتبون سے ثابت ہوتا ہے کہ ورنگل کے راجہ کی فوج کے دو سردار یا کہہ لائے
اور ہری ہر جو آپس مین بھائی تھے کرناٹک مین قسمت آزمائی کرنے کے لئے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ایک برہمن
ودیارن نامی بھی تھا جس نے ان دونون کی نسبت راجہ ہونیکی پیش گوئی کی تھی۔ چنانچہ جب یہ کرشنا اور تنگبھدرا
کے سنگم پر پہونچے تو ادہر اودہر کے آدمی ان کے پاس جمع ہوگئے اور چند ہی روز مین ان کی قوت ترقی پاگئی۔ اگر مسلمان
اول ہی توجہ کرتے تو یہ قوت نہ بڑھتی۔ مگر اون کی غفلت و چشم پوشی اور آپس کی نااتفاقیون نے اس قوت کو جب

بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔

۷۴۵ھ مطابق ۱۳۴۵ء مین نصرت خان بیدر کا محاصل معظم کرکے بغاوت پر کمر باندہا۔ بادشاہ نے قتلغ خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حصار بیدر کا محاصرہ ہوکر نصرت خان گرفتار ہوا۔ اسی زمانہ مین علی شاہ ظفر خان علائی کا بہانجہ نے اپنے سب بہائیون کو جمع کرکے شورش مچائی۔ اور گلبرگہ و بیدر کے صوبہ دارون کو مار ڈالا۔ آخر قتلغ خان نے اسکی بہی گوشمالی کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ نے اوس کو اور اوس کے بہائیون کو غزنین کیجانب جلاوطن کیا مگر پہر وہ دہلی آ کر قتل ہوئے۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے بادشاہ سے قتلغ خان حاکم دکن کی شکایت کی۔ حالانکہ بادشاہ کو اوسپر بہت اعتبار تہا۔ لیکن تاہم اوس نے قتلغ خان کو دکن سے طلب کیا۔ اور اوسکی جگہ اوسکا بہائی مولانا نظام الدین عالم الملک مقرر ہوا۔ اب بادشاہ نے دکن کی چار شقین کین اور اوسے شقدارون کو حوالہ کردیا۔ اور عماد الملک کو دکن کا سپہ سالار مقرر کرکے سرور الملک اور یوسف بغرا (یہ دونون بہت بڑے امیر تھے) کو اوس کے ساتہ کیا۔ اور دکن کے خالصات کو (۷) کرڑ ٹنکہ سفید پر اون کو اجارہ مین دیا۔ او حکم دیا کہ عالم الملک سے مشورہ کرکے دکن کا بندوبست کرتے رہین۔ اس کے بعد سلطان نے عزیز حمار نامی کو مالوہ کی حکومت تفویض کی اور روانہ کرتے وقت تاکید کی کہ جس قدر ملکون مین شورش

(بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱)) بالکل خیال نہ کیا۔ چنانچہ ان دونون نے ۷۳۶ھ مطابق ۱۳۳۶ء مین ایک شہر اپنے برہمن کے نام ودیانگر بسایا۔ جو رفتہ رفتہ بیجانگر ہوگیا جسکے معنی فتح نگر کے ہین۔ اس زمانہ مین بیس سال تک مسلمانون مین خوب جہگڑے ہوتے رہے جس سے یہ سلطنت بہت جلد قایم ہوگئی۔ اور کرشنا سے جنوب کو مسلمانون کی عملداری کے آثار بہت جلد مٹ گئے اور ہندؤن کی ایک حکومت دریائے پنار کی وادی مین کنجی ورم اور ارکاٹ تک اور بعد ازان مدورا تک پہیل گئی۔ اور دوسو برس سے زاید مسلمانون کی بہمنی حکومت کے مدمقابل بنی رہی۔ (۱۲۔ مولف)

پیدا ہوئی ہے وہ امیران صدہ کا باعث ہے۔ اس نالایق نے مالوہ جاکر ایک روز
امیران صدہ کی دعوت کی۔ اور تقریباً (۷۰) آدمیون کو فریب سے قتل کرڈالا۔ جب بادشاہ
کو اسکی اطلاع ہوئی تو اوس کی بہت تعریف وتحسین کی۔ جب یہ خبر اطراف وجوانب مین مشہور
ہوئی تو تمام امیران صدہ (یعنے سنو سوار کا افسر) بگڑے اور موقع کے منتظر رہے۔ اس عرصہ مین
ملک مقبل خان جہان وزیر گجرات کچھہ خزانہ اور گھوڑے گجرات سے دہلی لیجارہا تھا۔ ان امیران
صدہ نے اوس کو لوٹ لیا۔ اور عزیز حمار کو بھی مارڈالا۔ بادشاہ اون کی سرکوبی کے لئے
نکلا سرحد گجرات مین لڑائی ہوئی۔ باغیون نے شکست پائی۔ اور ملک مقبول عماد الملک نے
اون کا تعاقب کرکے تباہ وبرباد کیا۔ جب یہ لوگ (امیران صدہ) وہان سے بھاگے تو مالوہ
دکن وغیرہ مین پناہ گزین ہوئے۔ سلطان نے صرف گجرات کے امیران صدہ کے مارنے
اور برباد کرنے پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس نے احمد لاچین اور ملک علی سرجاندار کو عالم الملک
(حاکم دکن) کے پاس بہیجکر حکم دیا کہ وہان کے امیران صدہ کو (جو مشہور ومعروف ہین) ان
دونون کے ساتھہ کرکے دیڑہ ہزار سوار کی حفاظت مین فوراً روانہ کرو۔ ظاہر مین تو یہ بتلایا
کہ یہان لشکر کی ضرورت ہے اوس مین وہ آکر شامل ہوجائین۔ مگر باطن مین بادشاہ کا ارادہ
اون کے قتل اور غارت کا تھا۔ چنانچہ جب یہ دونون امیر دولت آباد پہونچے تو عالم الملک نے
رائچور۔ مدگل۔ گلبرگہ۔ بیجاپور۔ کنجوتی۔ رائباغ۔ کلہر۔ سیکری۔ برار۔ رانگیر۔ وغیرہ کے امیران صدہ
کو طلب کیا۔ مگر وہ سلطان کی قہاری سے ڈر کر نہ آئے۔ آخر عالم الملک نے جبر کا پیرایہ اختیار
کیا۔ اور ملک احمد لاچین کو دیڑہ ہزار سوار دیکر اون کے سر پر بہیجا۔ چنانچہ لاچین نے نصیر الدین
خلجی۔ قزلباش حاجب۔ حسام الدین۔ اسمعیل مخ۔ حسن کانگو۔ نور الدین وغیرہ امیران صدہ کو
گلبرگہ مین جمع کیا۔ پہر وہان سے عالم الملک کے پاس لاکر بادشاہ کے پاس لے چلا۔ مانکدے دون

(جو قصبۂ دون و گچ کے مابین ہے) کے مقام پر لاچین نے کچھ ایسی وحشت انگیز باتین سنائین
کہ اونہون نے آپس مین مشورہ کرکے واپسی پر کمر باندہی۔ جب لاچین مانع ہوا تو یہ لوگ (جنکے
پاس اس وقت چار ہزار مسلح آدمی موجود تہی) حملہ کرکے لاچین کو قتل کر ڈالے۔ ملک علی سرجاندار
بھاگ گیا۔ پہر وہان سے یہ لوگ دکن آئے۔ یہان بہت کچھ آدمی (جو بادشاہ سے ناراض تہے)
اون کے شریک حال ہوگئے۔ اب ان سبہون نے دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ جب یہ خبر
عماد الملک ترکمان الملقب بہ سرتیز (داماد محمد تغلق) سپہ سالار خاندیس و برار کو ایلچپور مین
پہونچی۔ اور اوسکے لشکر مین بہی بغاوت کے کچھ آثار نمودار ہوئے تو اوس نے ہوشیاری
کرکے شکار کے بہانہ سلطانپور۔ وندربار کے طرف چلا گیا۔ جب وہان کے امرا نے دیکہا کہ وہ
بہاگ گیا تو اوس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہان سے نکل کر دولت آباد آئے۔
اور اون محاصرہ کرنے والون سے مل گئے۔ جب اہل قلعہ نے محاصرین کی قوت مین روز افزون
ترقی دیکہی تو عالم الملک (حاکم دکن) کو گرفتار کرکے معہ خزانہ اون کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ عالم الملک
نیک آدمی تہا اوسے تو کسی نے قتل نہ کیا۔ لیکن رکن الدین تہانیسری کے بیٹے وغیرہ بہت سے
شاہی امرا کو مار ڈالا۔ اور دولت آباد کا خزانہ لوٹ کر آپس مین تقسیم کر لیا۔ اب جو گجرات کے
امیر اِدہر اودہر چھپے ہوئے تہے وہ بہی ان سے آملے۔ باغیون کی جمعیت کو کثرت ہوگئی۔
اور محمد تغلق کے مقابلہ مین تمام دکن باغی ہوگیا۔ اور برسون کی محنت مین جو ملک کہ فتح
ہوا تہا وہ یون دفعتاً ہاتہ سے نکل گیا۔

اس کے بعد اون لوگون نے آپس مین مشورہ کرکے اسمعیل مخ افغان (جو امرائے دو ہزاری سے
تہا) کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور ناصر الدین شاہ کا خطاب دیکر سر پر چتر لگایا۔ حسن کانگو کو ظفر خان کا

ہمد۔ اسمٰعیل مخ کو بادشاہ بنانیکی وجہ یہ تہی کہ اوس کا بہائی ملک مل افغان (جو محمد تغلق کا بڑے درجہ کا امیر تہا)

خطاب ملا۔ساور۔بیکری۔ڈہابغ۔مرچ۔کلہر۔گلبرگہ۔انکو جاگیر مین دئے گئے۔بہیرن راے حاکم حصار گلبرگہ کو (جو محمد تغلق کا برادر زادہ تہا) مارڈالا۔ نورالدین نام ایک شخص خانجہان بن گیا۔غرض تمام دکن تین مہینے کے اندر محمد تغلق کی حکومت سے نکل گیا۔اور پہر مغلیہ عملداری تک دہلی کے قبضہ سے باہر رہا۔ یہ واقعہ ۷۴۶؁ھ کا ہے۔

جب یہ متوحش خبر محمد تغلق کو ہوئی تو ملک کل افغان وعماد الملک سرتیز کو ساتہ لیکر مع سپاہ فراوان دولت آباد کو آیا۔ اور ناصر الدین شاہ بہی (۳۰) ہزار سوار سے بادشاہ کا مقابلہ کیا عین معرکۂ کارزار مین یکایک نورالدین خانجہان کو تیر لگا۔ اور مارا گیا۔جس سے اوس کے ہمراہی سوار متفرق ہوے اور ناصر الدین شاہ کو شکست ہو گئی۔اس عرصہ مین شام ہوی اور دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل اوترے۔ اب ان باغیون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ ہمکو میدان مین بادشاہ سے مقابلہ کرنا اچہا نہین ہے۔اسلئے مناسب یہ ہے کہ ناصر الدین شاہ تو دولت آباد مین رہکر قلعہ کی حفاظت کرے۔اور حسن کانکو (۱۲) ہزار سوار سے گلبرگہ کو چلا جاے اور بادشاہ کو جسطرف سے چاہے تنگ کرے۔باقی سردار بہی اپنے اپنے جاگیرات کی حفاظت کرین۔اور بروقت ایک دوسرے کی مدد کرین۔جب محمد تغلق یہان سے چلا جاے تو پہر سب دولت آباد مین آجائین۔چنانچہ ان سبہون نے اس مشورہ پر عمل کرکے رات ہی کو چلتے بنے۔صبح کو بادشاہ نے میدان باغیون سے خالی دیکہا تو سخت تعجب کیا۔اور وہان سے نکلکر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔تین مہینے تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔طرفین کے آدمی مارے گئے مگر کسی کو بہی فتح نصیب نہ ہوئی۔اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ملک طغی غلام شیخ معزالدین حاکم گجرات کو گرفتار کر لیا ہے۔اور اوسکے نائب ملک مظفر کو مار کر بہروچ کا محاصرہ کیا ہے بادشاہ اس خبر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴) مالوہ مین بہت بڑی فوج سے پڑا ہوا تہا۔اور امید تہی کہ ضرورت کے وقت کام آیگا۔ ۱۲ مولف

سنتے ہی خداوندزادہ قوام الدین کو معہ دیگر امرا کے دولت آباد کا محاصرہ تفویض کرکے فوراً گجرات
کے جانب کوچ کیا۔ جب بادشاہ یہان سے روانہ ہوا تو راستہ مین ناصر الدین شاہ کے بعض امرا
(جو ناسک و پاٹودہ مین پڑے ہوے تہے) نے تعاقب کرکے بہت تنگ کیا۔ اور نربدا کے کنارے
تک بادشاہ کے اسباب کو لوٹتے رہے اور بہت کچہ مال و اسباب لوٹ کر دولت آباد
واپس ہوے۔ ادہر حسن کانگو نے بادشاہ کے چلے جاتے ہی (۲۰) ہزار سوار کے ساتہ عماد الملک
کے سر پر (جو بیدر مین ٹہرا ہوا تہا) چڑہ دوڑا۔ تلنگانہ کے راجہ نے بہی حسن کی (۱۵) ہزار سپاہ سے
امداد کی۔ ناصر الدین نے بہی پانچہزار کا لشکر بہیجدیا۔ اب حسن کے پاس (۴۰) ہزار آدمی جمع ہو گئے۔
ملک سیف الدین غوری سپاہ سالار مقرر ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ عماد الملک مارا گیا۔
اور اوس کے ہمراہی قندہار و مانڈو کے جانب بہاگ گئے۔ حسن نے ملک سیف الدین کو قندہار
و بیدر کا محاصرہ تفویض کرکے آپ ناصر الدین شاہ کی مدد کو دولت آباد آیا۔ جب محاصرین دولت آباد
نے حسن کی آمد سُنی تو محاصرہ سے کنارہ کرکے دہلی اور گجرات کو چلتے بنے۔

گلِ اوّل
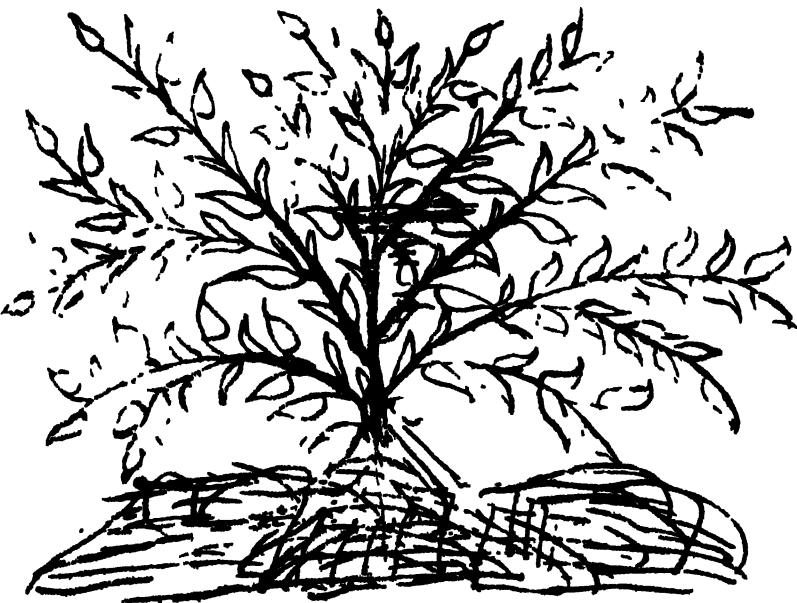
طبقہ بھمنیہ

سلاطین حسن آباد گلبرگہ شریف

سلطان علاء الدین حسن کانگوی بھمنی

جب دولت آباد کا محاصرہ اوٹھہ گیا تو ناصر الدین شاہ نے حسن کانگو (ظفر خان) کا نظام پور تک استقبال کر کے دولت آباد لایا۔ اور بہت کچھ اوبھگت کی۔ (۱۴) روز خوب جشن رہا۔ اس عرصہ مین ناصر الدین شاہ کو معلوم ہو گیا کہ تمام لوگون کے دلون مین حسن کانگو کی عزت ہو گئی ہے۔ اور ہر ایک اوسکو بڑا مانتا ہے۔ اسلئے اوس نے تمام امراء کو جمع کر کے یہ بیان کیا کہ آب مین بوڑہا ہو گیا ہون اور سلطنت کا کام مجھ سے

انجام نہین پاسکتا۔ اور اوس وقت مین نے یہ بار گران ضرورت کے لحاظ سے سر اوٹھایا
تہا۔ اب آپ لوگ اس سے مجھے معاف فرمائین۔ اور میری رائے مین آئندہ اس خدمت کیلئے حسن کانگو
بہت موزون ہے"۔ چنانچہ سب لوگون کا اسپر اتفاق ہوا۔ اور حسن کانگو نے بہی منظور
کرلیا۔ شنبہ کے دن ۲۴ ربیع الثانی ۷۴۸ھ کو قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی مسجد مین
حسن کانگوے ظفر خان کے سر پر تاج شاہی رکہا گیا۔ اور تیمناً و تبرکاً خلفائے عباسیہ کے
طرز پر سیاہ چتر اوس کے سر پر لگایا۔ اور اوس کے نام کا دکن مین خطبہ پڑہایا گیا۔
سلطان علاء الدین حسن* کانگوے بہمنی خطاب ہوا۔ اور گلبرگہ کو مبارک سمجھکر اوس کا نام
حسن آباد رکہا گیا۔ اور وہی پایہ تخت قرار پایا۔ طغرا و فرامین نقش و نگین مین "کمترین
بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانگوے بہمنی" لکہا جاتا تہا۔ اس کے بعد سلطان نے

* حسن کے حسب و نسب مین بڑا اختلاف ہے۔ کہتے ہین حسن ۷۰۹ھ مین پیدا ہوا تہا۔ اور اوس کے ماں باپ قوم کے
پٹہان نہایت غریب تہے۔ چند روز کے بعد حسن ایک ہندو برہمن کانگوے نام کے پاس نوکر ہوگیا۔ یہ برہمن
شاہی منجم تہا۔ علاوہ اس کے کشتکاری بہی کیا کرتا تہا۔ چنانچہ اوس برہمن نے حسن کو اپنے زراعت کے دیکہہ بہال
کی خدمت تفویض کی۔ ایک روز اتفاقاً کہیت مین ہل زنجیر سے اٹک گیا۔ اور کہودنے پر اشرفیون سے
بہرا ہوا گہڑا برآمد ہوا۔ اب حسن کی ایمانداری دیکہئے کہ اوس نے ان اشرفیون کو لیجاکر برہمن کے حوالہ کیا۔ اور
تمام قصہ من و عن بیان کر دیا۔ برہمن کو اوسکی ایمانداری پر کمال التعجب معلوم ہوا۔ جب صبح مین وہ شاہزادہ کے
خدمت مین حاضر ہوا تو حسن کی ایمانداری کا قصہ بیان کیا۔ شاہزادہ نے اوسکو طلب کرکے اپنے باپ تغلق کے
پاس لے گیا۔ اور تمام حکایت دوہرائی۔ آخر بادشاہ نے اوس کو امیران صدہ مین نوکر رکھہ لیا۔ اور علی شاہ
ظفر خان علائی کے بہائی نے اپنی بیٹی حسن سے منسوب کی۔ باقی حالات تو متن مین موجود ہین۔ ایک حکایت
یہ بہی بیان کیجاتی ہے کہ کانگوے برہمن نے حسن کا زائچہ کہینچکر یہ بیان کیا تہا کہ تو بہت بڑے درجہ پر پہونچے گا

شیخ برہان الدین (جو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی اجازت سے معۂ چار سو درویشوں کے دکن آئے تہے) کو (۵) من طلاء (۱۰) من نقرہ۔ فقراءمین خیرات کرنے کے لئے عطا کیا۔ اور اسمٰعیل فتح سے ناصر الدین شاہ کا خطاب واپس لیکر امیر الامرا کا خطاب اور سپہ سالاری کی خدمت مرحمت کی۔ ملک سیف الدین غوری کو وکیل مطلق کی خدمت سے سرفراز کیا۔ قلعہ دولت آباد بہرام خان مازندرانی کے تفویض کرکے خود گلبرگہ کو آیا۔ اتنے مین کانگوئے برہمن بہی محمد تغلق کی نوکری چہوڑکر چلا آیا۔ جس کو سلطان نے حسب وعدہ تمام ملک محروسہ کا محاسب کردیا۔ الغرض اس کے بعد سلطان نے اپنی حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے بہوڑی مدت مین اس قدر ملک دکن فتح کرلیا کہ جس قدر محمد تغلق کے آخر عہد مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) اوس وقت یہ نام بہی بقائے نام کے لئے اپنے نام کا جزو بنانا۔ چنانچہ اسی باعث حسن نے اپنے نام کے ساتہہ کانگوئے بہمنی کا جزو بہی قایم کیا تہا۔ بلکہ اوس نے برہمن کے کہنے کے ساتہہ ہی اپنی مہر مین حسن کانگوئے بہمنی کندہ کرالیا تہا۔

ایک روایت یہ بہی ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نظام الدین اولیار کی دعوت مین شاہزادہ محمد تغلق آیا تہا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دسترخوان اوٹہہ گیا تو وہ شاہزادہ چلا گیا۔ پہر حسن کانگوئے بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا "سلطانے رفت و سلطانے آمد" خدمتگار کو بہیجکر حسن کو بلایا۔ اور شیخ نے اوس کے حال پر بہت التفات فرمایا۔ اور خاص اپنی روٹی اوسکو کہلائی۔ اور کہا کہ چتر شاہی ایک مدت دراز اور محنت کے بعد دکن مین تجہے نصیب ہوگا۔

ایک مورخ حسن کا نسب اس طرح لکہتا ہے۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاوس ابن محمد ابن علی۔ ابن حسن ابن سہام۔ ابن سیمون ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن نصیر ابن منصور ابن رستم ابن کیقباد ابن منوچہر ابن نامدار ابن اسفندیار ابن کیومرث ابن خورشید ابن صمصام ابن فغفور ابن فرخ ابن شہریار ابن

اوس کے امرا کے تصرف مین تہا۔ امرائے تغلق و افغان و راجپوت کو جو سلطان تغلق کے جانب سے قلعہ بیدر و قندہار مین ستھے اون کو لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا۔ اور دونون حصار دن پر اپنا قبضہ کرلیا۔ کولاس معہ مضافات رائے ورنگل سے لے لیا۔ گلبرگہ مین مسجد✝ و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہے تھے تہوڑے ہی عرصہ مین تیار کرالیا۔ ادہر محمد تغلق ملک طغی کی بغاوت کے فرو کرنے مین ایسا مصروف رہا کہ اوس کو تا زیست دکن کی جانب توجہ کرنے کی فرصت ہی نہین ملی۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو انتقال ہوگیا۔ اور فیروز شاہ تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ مگر اس بادشاہ نے بہی دکن کا کبہی رُخ نہ کیا۔ اسلئے سلطان علاء الدین حسن کو اب اپنی حکومت مین کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ اب سلطان نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کی شادی ملک سیف الدین غوری کی لڑکی سے بڑے دہوم دہام کے ساتہ ادا کی۔ اور برابر ایک سال تک اس شادی کے جلسے رہے۔ دولہا کی خالہ جو ملتان مین رہتی تہی وہ بہی بلوائی گئی۔ غربا و مساکین لذیذ کہانے اور خیرات سے مستفیض ہوئے۔ امرا و رؤسا نے انعامات و خطابات سے سرفرازی پائی۔ اس اثنا مین اسمٰعیل مخ (جو اوّل ناصر الدین شاہ ہوگیا تہا) کو ملک سیف الدین غوری کی برتری و افسری بہت بری معلوم ہوئی۔ اور اس رنج کے باعث اوس نے سلطان کے مارنے کی فکر مین ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹) عامر ابن شہمد ابن ملک داؤد ابن ہوشنگ ابن نیک کردار ابن فیروز بخت ابن نوح ابن صالح اور صالح سے بہرام گور تک کو چند واسطے ہین۔ اور بہرام گور ساسان کی اولاد مین اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کے نسل سے ہے مگر اس نسب نامہ پر مورخ اعتبار نہین کرتے کہتے ہین کہ خوشامدیان اوسے عالی نژاد بنانے کے لئے بہمن کی نسل سے بنا دیا ہے۔ ۱۲ مولف

✝ یہ مسجد قرطبہ کی مسجد کے مشابہ ہے۔ (۲۱۶) فٹ مشرق و مغرب کو لمبی اور (۱۷۶) فیٹ جنوب و شمال کو

اتفاقاً رازطشت ازبام ہوگیا۔ سلطان نے سردربار قاضی کے فتوے پر اسمٰعیل کو قتل کیا۔ اور اوسکے بیٹے بہادر خان کو باپ کے عہدہ پر مقرر کردیا۔ اور جو جاگیرات کہ اوسکے رشتہ دارون وغیرہ پرچلی آتی تہین حسب سابق بحال رکہا۔ بہرحال جس نے قصور کیا تہا اوسکو سزادی۔ اور باقی اوس کے عزیز واقارب سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اس کے بعد سلطان کو ملک گیری کی ہوس ہوئی۔ اسلیئے عماد الدین تاشقندی اور مبارک خان لودہی کو کرناٹک کی طرف بہیجا۔ چنانچہ ان دونون نے دریائے تاولی اور بکری تک خوب تاخت وتاراج کیا۔ اور وہان کے راجاؤن کو مطیع کرکے دو لاکہہ اشرفی اور بے شمار جواہر وآلات ومروارید (۲۰۰) ہاتہی۔ ایک ہزار رقاص کنیزین حاصل کین۔ اور سالانہ خراج بہی مقرر کرالیا۔ جب کرناٹک فتح ہوگیا تو سلطان کا ارادہ گجرات ومالوہ کی فتح کا ہوا۔ اس عرصہ مین امراء گجرات ورائے ہرن پسر رائے کرن گجراتی نے گجرات پر حملہ کرنے کے لئے سلطان کے پاس درخواستین بہیجین اور سلطان کا ارادہ بہی گجرات کے جانب یورش کرنے کا ہوا۔ اسلیئے پہلے اپنے بیٹے محمد کو معہ لشکر گجرات کے جانب روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب شاہزادہ قصبۂ نوساری پہونچا تو وہان شکار کی کثرت دیکہی۔ باپ کو لکہا کہ یہان شکار کثرت سے ہے جلد تشریف لائے۔ چونکہ علاء الدین شکار کا بڑا شوقین تہا۔ فوراً جا پہونچا۔ ایک ماہ برابر شکار مین مصروف رہا۔ اتنے مین سلطان دفعتاً ہیضہ مین مبتلا ہوگیا۔ مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ گجرات کی مہم ملتوی رہگئی۔ اور جب گلبرگہ پہونچا تو صدر الشریف سمرقندی کے ہاتہہ پر تمام مناہی سے توبہ کی۔ اور قتلغ خان کے زمانہ مین جس طرح یہ ملک چار صوبون مین منقسم تہا اوسیطرح

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) چوڑی ہے اور رقبہ ۳۸۰۱۶ مربع فیٹ ہے۔ تمام ہندوستان کے مساجد کے خلاف یہ کل مسجد مسقف ہے۔ افسوس کہ یہ مسجد بسبب غفلت خراب حالت مین ہے۔ اگر سرکار نظام توجہ فرمائین تو یہ قدیم یادگار کچہ روز اور باقی رہتی ہے ورنہ خدا حافظ ہے۔ ۱۲ مؤلف

چار صوبے کرکے گلبرگہ سے وابل ورائچور و مدگل تک کا علاقہ ملک سیف الدین غوری کے تفویض کیا۔ اور دولت آباد۔ جنیر۔ چیول۔ بیڑ۔ سونگی پٹن ملک مربٹ اپنے بہانجے خان محمد خان ابن علی شاہ کو دیا۔ اور برار۔ ماہور۔ رام گڈہ۔ صفدر خان سیستانی کے حوالہ کیا بیدر و قندہار۔ اندور۔ کولاس۔ علاقہ تلنگ۔ اعظم ہمایون پسر ملک سیف الدین غوری کی حراست مین دیا۔ بیماری کا ہرچند علاج کیا گیا لیکن مطلق صحت نہین ہوئی۔ آخر ۶ ماہ کے بعد غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ھ م ۱۰ فروری ۱۳۵۸ع کو بعمر ۶۷ سال انتقال کیا۔ ۱۱ سال ۲ ماہ ۷ روز حکمرانی کی۔ تین بیٹے۔ محمد۔ داؤد۔ محمود تہے۔

سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی

شاہزادہ محمد حسب وصیت پدر تیسرے دن تخت نشین ہوا۔ اوس کو بادشاہی کی شان و شوکت اور اسباب و تجمل کا بڑا شوق تہا۔ چنانچہ چتر کے قبہ کو جواہرات سے خوب مرصع کیا۔ اوس کے اوپر ایک ہمائے مرصع کی صورت بنا کر لگائی۔ ہما مین وہ یاقوت نصب کیا (جو رائے بیجانگر نے سلطان علاء الدین حسن کو تحفتاً بہیجا تہا جس کی قیمت سے جوہری عاجز ہو گئے تہے) اور اسلحۂ خاص اوٹہانے والون کا نام سلحدار۔ جوانان خاصہ کا نام خاصہ خیل رکہا۔ پچاس سلحدار ہزار خاصہ خیل نوبت بہ نوبت رکتخانہ حاضر رہتے تہے۔ امرا اور منصبدار دربار ی اون کے ساتہہ باری باری سے آٹہ چوکی پہرہ دیتے تہے۔ اون مین ایک سردار رہتا تہا جس کو سر نوبت کہتے تہے۔ ان مین سے چوکی اول کی سر نوبت کو دوسرے سر نوبتون پر فوقیت تہی جسے سر سر نوبت کہتے تہے۔ مملکت کے طرفدارون کے نام اس طرح مقرر کیا۔ طرفدار دولت آباد مسند عالی۔ طرفدار برار مجلس عالی۔ طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون۔ طرفدار

تخت گلبرگہ وبیجاپور (جسکو وکالت کا منصب بہی تہا)۔ ملک نائب اور سپہ سالار امیر الامرا کہلاتا تہا۔ چنانچہ یہ خطابات سلاطین اسلام کے آخر زمانہ تک برابر جاری رہے۔ جمعہ کے سوائے شب مروزہ باپ کے تخت نقرہ پر سطا یوانین پہر دن بیٹہتا تہا۔ تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا۔ جب ظہر کی اذان ہوتی تو وہ تخت سے برخاست کرتا۔

ہر روز پانچ مرتبہ نوبت بجانے کا حکم دیا۔ سونے کا سکہ بہی جاری کیا۔ چاندی کا سکہ تو اول سے ضرب ہوتا تہا۔ دونون سکون کا وزن ۳ ماشے سے دو تولہ تک تہا۔ سکہ کے ایک طرف کلمۂ شہادت اور چار یارون کے نام اور دوسرے طرف بادشاہ کا نام اور تاریخ سکہ ہوتی تہی۔ انہین ایام مین محمد شاہ کی مان ملکۂ حیات بی نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور وہان خیرات کرنے کے لئے چار سو من سونا اور ۷ سو من چاندی سلطان نے (جو اوس کے باپ نے فقرا و مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا تہا۔) مان کے حوالے کیا۔ کہتے ہین کہ ملکہ کے ساتہ ملازمین و اقارب کے علاوہ آٹہہ سو بیوہ و مساکین عورتین تہین۔ جب ملکہ مکہ معظمہ کو پہونچین تو چار ہزار لڑکیون کی شادی کرائین اور بہت کچہ خیرات کیا۔ پہر وہان سے معاودت کرکے وطن آئین۔ محمد شاہ نے کلبرگہ تک مان کا استقبال کیا۔ اور مان نے جو جامہ خانہ کعبہ کا شجر سیاہ لائی تہی اوس کا چتر بنایا۔ خلیفہ عباسی کا فرمان جو مان کے

جب سلاطین بہمنیہ کی پادشاہت جاتی رہی تو سلاطین دکن نے سوائے خاندان قطب شاہیہ کے پانچ نوبتین نہ بجائین۔ ۱۲ مولف

؎ اس سکہ کو رایان تلنگ و بیجانگر نے بوجہ تعصب رواج نہ دینے مین سخت کوشش کی اور کثرت سے گلا ڈالا۔ لہذا آخر سلطان نے ۷۶۱ھ مین صرافون کا قتل عام کیا۔ اور دہلی کے کہتری صرافی پر مقرر ہوئے۔ اور برابر تا انقراض دولت بہمنیہ یہ سکہ جاری رہا۔ محمود شاہ ثانی کے زمانہ مین ہندوکن نے اس سکہ کو گلا کر ۶-۷ سال کے عرصہ مین نیست و نابود کر دیا۔ اور پہر وہی رایان بیجانگر اور تلنگ کا سکہ جو ہون پرتاب کے نام سے مشہور تہا جاری ہو گیا۔ ۱۲ مولف

ساتھ آیا تھا اوس کی تعظیم وتکریم کی۔ اس اثنا مین راجایان تلنگ وبیجانگر نے اتفاق کرکے
محمد شاہ کو لکھا کہ مدگل۔ رائچور۔ کولاس ہمارے تفویض کردئے جائین۔ چند روز تک تو محمد
شاہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا مگر جب فوج کی درستی کرلی تو صاف دھتکار دیا۔ ۷۶۲ھ
مین رائے تلنگانہ نے اپنے بیٹے ناگ دیو کو بہت سی فوج دیکر معہ ۲۰ ہزار سوار راے
بیجانگر کے کولاس کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ سلطان نے بہادر خان اعظم ہمایون۔ صفدر خان
وغیرہ کو لشکر کثیر کیساتھ مقابلہ کو روانہ کیا۔ فریقین مین خوب جنگ ہوئی۔ آخر مسلمان کامیاب ہوئے۔
راجہ مجبور ہوکر ایک لاکھ ہون ۲۵ ہاتھی نذر گزرانا۔ اسی سال ایک سوداگر کچھ گھوڑے محمد شاہ کے
ملاحظہ مین لایا۔ جو ناکارہ ہونیکی وجہ سے ناپسند ہوئے۔ سوداگر نے عرض کیا کہ ناگدیو نے
ویلم پٹن مین میرے تمام عمدہ گھوڑے زبردستی چھین لیا۔ حالانکہ مین نے اوس سے کہا تھا
کہ یہ گھوڑے محمد شاہ کے لئے لیجارہا ہون۔ مگر اوسنے ایک نہ مانی۔ یہ سنتے ہی محمد شاہ کو
غصہ آیا اور اوسی وقت چار ہزار کا لشکر لیکر یلغار ناگدیو کے سر پر پہونچا۔ اور شہر مین گھسکر
ناگدیو کو پکڑ لیا۔ اور قتل کیا۔ چونکہ بادشاہ کے پاس اسقدر فوج ہمراہ نہ تھی کہ اوس ملک پر قبضہ
کرسکے اسلئے جس قدر روپیہ لیا گیا لیکر پندرہ دن کے بعد وہان سے چلدیا۔ راستہ مین
تلنگون نے بہت تنگ کیا۔ یہانتک کہ محمد شاہ بھی زخمی ہوا۔ جب گلبرگہ آیا تو چار ہزار آدمیون
مین سے پندرہ سو باقی رہ گئے تھے۔

۷۶۵ھ مین محمد شاہ نے تلنگانہ پر فوج کشی کی۔ اور راجہ کو اسقدر مجبور کیا کہ آخر اوس نے
۳۰۰ ہاتھی ۱۳ لاکھ ہون ۲۰۰ گھوڑے اور گولکنڈہ معہ مضافات کے دیکر صلح کرلی۔ اب
سلطنت بہمنی اور تلنگانہ کی سرحد گولکنڈہ قرار دی گئی۔ اس کے بعد تلنگانہ کے
راجہ نے ایک تخت بھی نذر گزرانا۔ اب محمد شاہ نے اوس تخت کو دربار عام مین رکھکر

باپ سے قدیم تخت نقرہ کو خزانہ مین داخل کر دیا۔ بہادر خان کو امیر الامرائی کا خطاب عطا کرکے اوس کی بیٹی سے اپنے بیٹے مجاہد شاہ کی شادی کر دی۔ اور اس شادی کا جشن مہینوں ہوتا رہا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین تین سو قوال دہلی سے حاضر ہوئے۔ اور خوب محفل گرم کی محمد شاہ اوسی حالت مستی مین ایک فرمان وجیانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا کہ ان تینسو قوالوں کو وہ وظیفہ دیا کرے۔ جب یہ لوگ وہان گئے تو راجہ نے اون کی بے عزتی کی اور شہر سے نکلوا دیا۔ اس کے بعد خود تیس ہزار سوار ۹ لاکھ پیادے ۳ ہزار ہاتھی لیکر سلطنت بہمنیہ پر چڑہائی کی۔ مدگل مین آٹھ سو آدمیون کا قتل عام کرکے قلعہ چھین لیا۔ اور قلعۂ اوہونی تک خوب تاخت و تاراج کی۔ جب یہ خبر محمد شاہ کو پہونچی تو عہد کیا کہ اون آٹھ سو مسلمانون کے عوض ایک لاکھ ہندؤن کو قتل کرون گا۔ اور اوسی وقت ۷۶۷ھ مین نو ہزار سوار سے کوچ کیا۔ اور دریائے کشنا کو عبور کرکے رائے بیجانگر کے مقابل ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ راجہ بہاگ گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ستر ہزار ہندو مارے گئے ۳ سو توپین ۲ ہزار ہاتھی ۷ سو عربی گھوڑے اور ایک سنگاسن شاہی اور بے شمار غنیمت ہاتھ آئی۔ اب محمد شاہ نے راجہ کا تعاقب کیا۔ راجہ نے اپنے بھائی بہوج مل رائے کو ۴۰ ہزار سوار ۵ لاکھ پیادون سے مقابلہ کو روانہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی آخر بہوج مل رائے زخمی ہو کر بہاگ گیا۔ محمد شاہ نے تو ہندؤن کے قتل کی قسم کہایا تہا۔ اسلئے اوس نے حکم دیدیا کہ قتل عام کیا جائے۔ جوان۔ بوڑہا۔ بچہ۔ عورت کوئی قتل سے

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴) یہ تخت اوس نے بادشاہ دہلی کو لئے بنوایا تہا۔ جو خالص سونے اور آبنوس کا تہا۔ اوسکی پوشش مینا سبز رنگ کی ہونیکی باعث محمد شاہ نے اوسکا نام تخت فیروزہ رکہا اس تخت کا عرض ۲ گز اور طول ۳ گز تہا۔ یہ تخت بہت برس تک رہا۔ اکثر تخت فیروزہ کے نام سے سلاطین میں مشہور تہا ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اسکو جواہر سے مرصع کرتا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار کروڑ روپیہ اوسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ ۱۲ مولف

خالی نہ رہے۔ آخر اس قتل عام سے راجہ کشن رائے بیجانگر مین محصور ہوگیا۔ ایک مہینے تک محمد شاہ محاصرہ کر کے لڑتا رہا۔ مگر شہر کی تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ اب محمد شاہ نے اپنے کو بیمار بنایا اور کوچ کا حکم دیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ محمد شاہ بیمار ہوگیا تو بیجانگر سے نکل کر تعاقب کیا۔ جب راجہ بیجانگر سے کسی قدر فاصلہ پر آگیا تو دفعتاً محمد شاہ نے شبخون پہاپہ مارا۔ دس ہزار ہندو مارے گئے۔ ان متواتر شکستون اور قتل عام سے بیجانگر کے معتبر اور نامدار لوگون نے راجہ سے کہا کہ اب صلح کرے تو اچھا ہے ورنہ ہم تجھکو تخت سے اوتار دین گے۔ آخر راجہ نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اور قوالون کا وظیفہ دینا قبول کیا۔ محمد شاہ نے تو اپنے حکم کی تعمیل اور بات کی پچ پر یہہ سب کچہ کیا تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ قوالون کا وظیفہ راجہ نے منظور کرلیا ہے اور میری بات بالا رہی تو فوراً صلح سے اتفاق کر کے واپس ہوا۔

اب اودہر دارالسلطنت کی سنئے کہ یار لوگون نے محمد شاہ کے مرنے کی خبر اوڑا دی۔ اور بہرام خان مازندرانی نے (جس کو علاء الدین حسن اپنا بیٹا کہا کرتا تھا) کتبہ دیو مرہٹہ (سردار پائیگان) کے اغوا سے باغی ہوگیا۔ اور دولت آباد پر قبضہ کرلیا۔ راجہ بگلانہ اور بعض سرداران برار نے بہی اوس کی اعانت پر کمر باندہی۔ جب محمد شاہ نے سُنا تو بہرام خان کو لکہا کہ "تو اپنے ان حرکات ناشایستہ سے باز آ۔ اور اب تک جو قصور تو نے کیا ہے اوسکو معاف کرتا ہون" مگر وہ کور نمک اپنی بغاوت پر قایم رہا۔ آخر لڑائی ہوئی اور محمد شاہ نے فتح پائی۔ بہرام خان اور کتبہ دیو بہاگ کر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ دولت آباد کی

۱؎ مشرقی بادشاہون کی یہ ادا بہی لایق افسوس ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کے لئے ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ ۱۲ مولف۔

پاس (جو حضرت برہان الدینؒ کے خلیفہ و مرید ہتے) پہونچے۔ شیخ نے اونکو گجرات چلے
جانیکی صلاح دی۔ محمد شاہ نے ہرچند تعاقب کیا مگر وہ ہاتہہ نہ آئے۔ اب اوسکو معلوم
ہوگیا کہ شیخ نے اون کو مدد دی ہے۔ چونکہ اسکے قبل جب تمام مشائخین دکن نے محمد شاہ
کے ہاتہہ پر حاضرانہ و غائبانہ بیعت کی تہی تو شیخ نے یہ کہکر کہ بادشاہ شراب پیتا ہے۔
بیعت سے انکار کردیا تہا۔ اسلئے محمد شاہ اول ہی شیخ سے ناراض تہا۔ اب اور
بہی خفا ہوا۔ اور کہلا بہیجا کہ اب میری بیعت کرو۔ شیخ نے اوس کے جواب مین یہ نقل
لکہکر بہیجی۔ کہ ایک دانشمند ایک سید ایک مخنث اتفاقاً یہ تینون کسی کافر کے قید مین
پڑ گئے۔ کافر نے حکم دیا کہ بتون کو سجدہ کرو۔ اول الذکر دونون نے تو سجدہ کرلیا۔
مگر مخنث نے کہا کہ مین نے تمام عمر کوئی نیکی نہین کی ہے جس سے مجہے نجات کی امید ہو
اسلئے مین سجدہ نہ کرون گا۔ اور مرنے کو بہتر سمجہون گا"۔ پس میرا حال بہی مخنث کا سا ہے۔
اسپر بادشاہ بہت ناراض ہوا۔ اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ وہان سے
نکل کر اپنے مرشد کے درگاہ مین آئے اور وہان عصا گاڑ کے کہا کہ اب دیکہون مجہے
یہان سے کون نکالتا ہے۔ محمد شاہ بڑا عقلمند تہا۔ درویش کے اصرار پر اصرار کرنا
مناسب نہ سمجہا۔ اور یہ مصرع لکہکر بہیجا۔ ؏۔ من زان توام تو زان من باش۔ اسپر
شیخ نے فرمایا کہ اگر محمد شاہ شرع کی اتباع کرے۔ تو مجہہ سے زیادہ کوئی اوس کا خیرخواہ
نہ ہوگا۔ اور یہ اشعار لکہکر بہیجے۔ ؎۔ تا من بزیم بجز نکوئی نکنم + جز نیکدلی و نیکخوئی نکنم
آنہا کہ بجائے من بدیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نکنم + غازی کے خطاب سے
بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنے نام کے ساتہہ لفظ غازی کا اضافہ کیا۔ اور تمام
شراب خانے موقوف کرادئے۔ اور ۶ یا ۷ مہینون مین تقریباً ۲۰ ہزار رہزنون کے

سر کاٹے گئے۔ جس سے ملک مین امن وچین ہوگیا۔ آخرکار ۱۷ سال ۹ ماہ ۵ یوم سلطنت کرکے ۹ ذیقعدہ ۷۷۶؁ھ م ۱۳۷۴؁ء کو محمد شاہ نے اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ کہتے ہین کہ اوسکی سرکار مین ۳ ہزار ہاتہی تہے اور اول سے آخر تک اس نے ۵ لاکہہ آدمیون کو قتل کیا تہا۔

سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ بھمنی

سلطان محمد شاہ کا بیٹا مجاہد شاہ (جو ملک سیف الدین غوری کا نواسہ تہا) سوم کو تخت نشین ہوا۔ اور خان محمد مسند عالی کو (بعض وجوہات سے) معزول کرکے اعظم ہمایون کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اسکے بعد کشن رائے والی بیجانگر کو لکہا کہ سلطنت بہمنیہ اور بیجانگر مین دوآبہ کرشنا اور تنگ بہدرا کے سبب جہگڑا رہا کرتا ہے۔ اسلئے سلطنت بہمنیہ کی سرحد دریائے تنگ بہدرا مقرر کیجئے اور قلعہ بیجاپور وغیرہ ہمکو دیدیجیے۔ مگر اوسنے اوس کے خلاف جواب بہیجا۔ مجاہد شاہ یہ سنکر لشکر کی تیاری کرنے لگا۔ اور پانچسو ہاتہی۔ خزانہ ہمراہ لیکر آب تنگ بہدرا سے عبور کیا۔ راستہ مین ایک شیر کی خبر ملی۔ جسکو مجاہد شاہ تنہا مارلیا۔ اسکی شجاعت کی ایسی دہوم مچی کہ بیجانگر والون کا دم مجاہد شاہ کے نام سے فنا ہونے لگا۔ اور کشن رائے بیجانگر کو ایک سردار کے تفویض کرکے خود کوہستان مین چلا گیا۔ اب مجاہد شاہ بہی اوسکے تعاقب مین جنگلون کو صاف کرواتا ہوا آگے بڑہا۔ جب سیت بند۔ رامیشور مین پہونچا تو مسجد علائی (جسکو علاء الدین خلجی نے بنایا تہا) کی تعمیر کرائی۔ صدہا بتخانون کو توڑا۔ اور ویران کیا۔ جب کشن رائے مجاہد شاہ کے تعاقب سے مجبور ہوا تو بیجانگر مین آیا۔ اور مجاہد شاہ بہی اوسکے پیچہے چلا۔ یہان یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیجانگر کی دو راہین تہین۔

ایک وسیع دوسری تنگ۔ چونکہ وسیع راستہ کو بیجانگر والے خوب مضبوطی سے روکے ہوئے تھے اسلئے سلطان تنگ راستہ سے (جسے سوورہ کہتے تھے) بیجانگر مین داخل ہوا اور سوورہ کے دہانہ پر اپنے چچا داؤد خان کو ۲ ہزار سوار اور بہت سے پیادے دیکر محافظت کے لئے ٹھیرا دیا۔ جب سلطان شہر مین داخل ہوا تو کشن رائے نے مقابلہ کیا خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ ایک ہندو نے سلطان کے سر پر تلوار ماری۔ مگر خالی گئی۔ جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو اوس نے نادانی کرکے سوورہ کے دہانہ کو خالی چھوڑ دیا۔ اور لشکر سلطانی مین آملا۔ جب سلطان کی نظر داؤد خان پر پڑی تو سخت منغض ہوا۔ اور غصہ مین اوسکو گالی دیکر کہا کہ تو نے دہانہ کو کیون خالی چھوڑ دیا۔ اگر کفار اوس دہانہ پر قابض ہو جائین تو پھر کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر ہو کر نہ جا سکیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار اوس دہانہ پر قابض ہو گئے۔ اور لشکر سلطانی کے نکلنے کے لئے کوئی راستہ باقی نہین رہا۔ آخر مجاہد شاہ نے توقف مین صلاح نہ دیکھی اور دہانہ کے طرف بڑہا۔ اور ایک زبردست حملہ ایسا کیا کہ دہانہ خالی ہو گیا۔ جس سے لشکر بآسانی باہر نکل گیا۔ (جس شخص نے اس ملک کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا) الحاصل جب مجاہد شاہ نے دیکھا کہ ہندوؤن کے فوج کی تعداد زیادہ ہے اور بیجانگر کا فتح ہونا دشوار ہے اسلئے ساٹھ یا ۷۰ ہزار مرد و زن قوم ہنود سے گرفتار کرکے اپنی دارالسلطنت کو معاودت کیا۔ راستہ مین قلعہ ادہونی فتح کرنا چاہا مگر وہ بھی نہ ہو سکا۔ اور کشن رائے بھی اس بلا کے چلے جانے سے چپکا ہو رہا۔ اب مجاہد شاہ دریائے تنگ بہدرا سے اوترآیا۔ اور عوالی مدگل مین سیر و شکار کے لئے گشت لگانے لگا۔ اب یہان سلطان نے صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو رخصت کر دیا۔ اور خود آب گشنا کے کنارے مچھلی کے شکار کے لئے ٹھیر گیا۔ ۷ ماہ ذیحجہ

۷۷۹ سنہ کو بادشاہ کی آنکھ آشوب کر آئی تھی اور وہ اپنے خیمہ مین سو رہا تھا۔ کہ آدھی رات کے وقت داؤد خان۔ خان محمد۔ مسعود خان تنبولدار یہ تینون* خیمہ مین گھسکر مجاہد شاہ کو سوتے مین قتل کرڈالے۔ مجاہد شاہ نے ۳ سال سلطنت کی۔

سلطان داؤد شاہ بھمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگو بھمنی

چونکہ مجاہد شاہ کو کوئی اولاد نہ تھی اسلئے اوسکا قاتل چچا داؤد شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مجاہد شاہ کے قتل کی خبر مشہور ہوتے ہی چارون طرف فساد کی صورتین پیدا ہوگئین۔ صفدر خان اور اعظم ہمایون بھی مبارک بادی کے لئے گلبرگہ نہ آئے۔ بلکہ برار اور دولت آباد چلے گئے۔ گلبرگہ کے امرا مین دو فریق ہوگئے۔ ایک تو داؤد شاہ کے طرفدار تھے۔ دوسرے سلطان علاء الدین حسن کے چھوٹے بیٹے محمود کو تخت نشین کرنا چاہتے تھے۔ ملک سیف الدین نہایت عاقل آدمی تھا اسلئے اوسنے داؤد شاہ کا استقبال کرکے تخت فیروزہ پر متمکن کیا۔ اور آپ منصب وکالت سے استعفا دیکر خانہ نشین ہوگیا۔ الغرض سب لوگ تو خاموش ہوگئے لیکن مجاہد شاہ کی بہن روح پرور آغا نے بالکل نہ مانا۔ اور ایک شخص باکہ نام کو (جو سلطان مجاہد شاہ کا رفیق تھا) داؤد شاہ کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ ۲۱ محرم ۷۸۰ھ کو جب داؤد شاہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد مین گیا تھا۔ باکہ نے سجدہ کی حالت مین تلوار سے اوسکا کام تمام کردیا۔ اور باکہ اوسی وقت خان محمد کے ہاتھ سے (جو وہان موجود تھا) مارا گیا۔

* داؤد خان (جو سلطان کا چچا تھا) کو سودرہ چھوڑنے پر سلطان نے جو گالی دی تھی اوس کا کینہ اوس کے دل مین تھا اور خان محمد مسند عالی کے دل مین جو سلطان نے اوس کو موقوف کردیا تھا وہ دشمنی سائی تھی یہ دونون امر کو ظاہر ہین مگر مسعود خان تنبولدار کے دشمنی کا واقعہ یہ ہے کہ جب مجاہد شاہ ۱۴ سالہ تھا تو ایک روز خزانہ شاہی سے کئے

سلطان محمود شاہ بھمنی ابن سلطان علار الدین حسن کانگو بھمنی

داؤد شاہ کے مرنے کے بعد خان محمد نے چاہا کہ محمد سنجر پسر داؤد شاہ کو تخت نشین کرے مگر روح پرور آغا نے (جس کے پاس قلعہ سنجر اور محمود دونون رہتے تھے۔) امرار کے اتفاق سے محمد سنجر کو مکحول کر کے محمود کو تخت پر بٹھایا اور سیف الدین غوری کو حسب سابق منصب وکالت عطا ہوا مسعود خان (جو مجاہد کے قتل مین شریک تھا) کو سولی دی گئی۔ اور خان محمد قلعہ ساغر مین قید کیا گیا۔ جو چند روز کے بعد اجل طبعی سے قید ہی مین عالم بقا کو سدھارا۔ اور ملک مین جو بدنظمی پھیلی ہوئی تھی وہ محمود شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی معدوم ہوگئی۔ میر فضل اللہ انجو کو عہدۂ صدارت عطا ہوا۔ الغرض یہ سلطان نہایت سلیم النفس خوش خلق۔ عدالت آثار تھا۔ سیواے اپنی منکوحہ بی بی کے کسی دوسری عورت پر کبھی نگاہ نہ کی اور اعلےٰ درجہ کا خوشنویس تھا۔ قرآن خوب پڑھتا تھا۔ علوم متداولہ سے باخبر۔ عربی۔ فارسی فصیح بولتا تھا۔ علمار کی بیحد قدر کرتا تھا۔ اوسکی قدردانئ علم کا دور دور شہرہ ہوگیا تھا۔

خواجہ حافظ شیرازیؒ نے بھی ارادہ کیا تھا کہ اوس کے دربار مین آئین جب سلطان کو خواجہ کے قصد کی خبر معلوم ہوئی تو معقول رقم اور محمودی کشتی اون کے لئے روانہ کی چنانچہ خواجہ اوس رقم کو اپنے بھانجون اور بیوائون مین تقسیم کر کے ہندوستان کو چلے۔ جب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۰) توڑے اشرفیون کے اوٹھا لایا۔ اور اپنے ہم عمرون مین تقسیم کر دیا۔ اوسکی خبر مبارک تنبولدار نے (جو مسعود خان کا باپ تھا) سلطان کو دی تھی۔ سلطان نے بیٹے کو بلا کر دو چار قمچیان لگائی تھین۔ جب شاہزادہ کو مبارک کا چغلی کھانا معلوم ہوا تو ایکدفعہ کسی تقریب سے شہزادے نے مبارک سے کہا کہ مین سنتا ہون کہ تم بڑے طاقتور ہو آؤ ہم تم کشتی لڑین دیکھین کون پچھاڑتا ہے مبارک بھی لڑنے پر تیار ہوگیا کیونکہ اوس وقت مبارک کی عمر تیس سال کی تھی اور شاہزادہ کا سن چودہ سالہ تھا۔ اوسنے

لار میں پہونچے تو اون کا ایک دوست (جسے چوروں نے لوٹ لیا تہا) مفلسی کی حالت میں ملا۔ خواجہ نے اپنا زاد راہ اوسکو دیدیا۔ تاہم ایک بڑے سوداگر نے اپنے خرچ سے خواجہ کو ہرمز تک پہونچا دیا۔ اور خواجہ محمود شاہی کشتی میں سوار ہوے اتفاقاً باد مخالف چلنے لگی۔ ڈر کے مارے بہانہ کر کے واپس چلے گئے۔ اور میر فیض اللہ انجو کو ایک غزل لکہہ بہیجی جسکا مطلع یہ ہے۔

دمے باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد + بمے بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد +

جب محمود شاہ کو خواجہ کے واپس جانے کی کیفیت معلوم ہوئی تو ہزار تنگہ طلائی (ساڑہے چار ہزار روپیہ) ملا محمد قاسم مشہدی کے معرفت خواجہ کے پاس روانہ کیا اس اثنا میں تہانہ دار ساغر نے اپنے بیٹوں محمد اور خواجہ کے بہکانے سے بغاوت کی۔ سلطان نے یوسف اڈورنی کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ باغی مارے گئے۔ افسوس ہے کہ یہ رحم دل سلطان یکم رجب ۷۹۹ھ کو بعارضہ تپ محرقہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی روز ملک سیف الدین غوری نے بہی ۱۰۷ برس کے سن میں انتقال کیا۔

سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

محمود شاہ کا بڑا بیٹا غیاث الدین ۱۷ برس کی عمر میں تخت پر بیٹہا۔ احمد بیگ قزوینی کو عہدہ پیشوائی اور محمد خان خلف اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی عطا کی۔ اور صفدر خان سیستانی کے بیٹے صلابت خان کو مجلس عالی کا خطاب اور اوسکے باپ کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔ سلطان کی

(نوٹ بقیہ صفحہ ۳۴۱) خیال کیا کہ شاہزادہ بچہ ہے فوراً پٹک دونگا۔ مگر خیال غلط ثابت ہوا۔ شاہزادہ نے کشتی میں مبارک کو اوٹہا کر ایسا دے مارا کہ گردن ٹوٹ گئی اور اوسی وقت مرگیا۔ چنانچہ یہ بدلا اپنے باپ کے مارے جانے کا مسعود نے پورا لیا ۱۲ مولف۔

یہ سرفرازیان تغلچین کو (جو محمود شاہ کا معتبر غلام بمنصب وکالت کا امیدوار تہا۔ اور اپنے بیٹے ملا حسین خان کو سرنوبت بنانا چاہتا تہا) ناگوار گذرین۔ جب سلطان کو تغلچین کے رنج کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس سنے علانیہ کہا کہ مین غلامون کو شرفا سے برتر بنانا نہین چاہتا یون تو تغلچین اول ہی سے جلا بہنا تہا۔ اب یہ گفتگو سلطان کی اور بہی آگ بہڑکا گئی اور سلطان کے قتل کے درپئے ہوا۔ ۱۷ ار رمضان ۷۹۹ھ کو اپنے گہر ایک تقریب کر کے سلطان کو بلایا چونکہ تغلچین کی ایک بیٹی نہایت خوبصورت اور شکیلہ تہی جس پر سلطان فدا تہا۔ اوس سنے یہ سمجہا کہ شاید یہ دعوت بیٹی کے پیشکش کرنیکی ہے۔ اسلئے بلا وسواس خوشی خوشی اوس کے گہر گیا۔ اوس بدبخت سنے سلطان کو خوب بے ہوش کر کے آنکہین نکال لین اور سلطان کے ہمراہی ۲۴ بڑے بڑے امرا کو اندر بلا کر قتل کر ڈالا۔ اوس کے بعد اندہے سلطان کو قلعۂ ساغر مین قید کر کے اوس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو (جو کنیزک زادہ تہا) تخت نشین کیا۔ سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک ماہ ۲۰ روز ہے۔

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

سلطان شمس الدین پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا اور تغلچین کو ملک نائب کا خطاب اور میر جملگی کا منصب دیا گیا۔ سلطان کی مان (جو سلطان غیاث الدین کے والدہ کی کنیز تہی) کو مخدومۂ جہان کا لقب عطا ہوا۔ دراصل شمس الدین برائے نام سلطان تہا۔ کیونکہ تمام امور پر تغلچین حاوی ہو گیا تہا۔

اب یہ امر بتلانے کے قابل ہے کہ سلطان داؤد شاہ کے ۳ بیٹے تہے جن مین سے بڑے بیٹے محمد سنجر کو تو روح پرور آغا نے اندہا کیا تہا اور دوسرے دو بیٹے فیروز خان اور احمد خان

باپ کے قتل کے وقت ۷ اور ۶ سال کے تہے۔ سلطان محمود شاہ (جو لڑکون کا چچا ہوتا تہا) نے ان کم سن لڑکون کی تربیت و تعلیم میر فضل اللہ انجو کے تفویض کی۔ اونے ان لڑکون کو شاہزادون کی طرح تعلیم دی۔ اور جملہ فنون سے ماہر کیا۔ چونکہ اسوقت تک محمود شاہ کو کوئی بیٹا پیدا نہین ہوا تہا اسلئے اوس نے اپنی بیٹیان ان دونون کو دیکر فیروز خان کو اپنا ولیعہد بنایا تہا۔ اس اثنا رمین محمود شاہ کو لڑکا (غیاث الدین) پیدا ہوا تو اوس نے اوس لڑکے کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو اوس کے اطاعت کی وصیت کی تہی۔ چنانچہ یہ دونون اپنے مرحوم چچا کی وصیت پر عمل پیرا تہے۔ لیکن جب تغلچین نے غیاث الدین کو نابینا کیا۔ اور شمس الدین کو تخت پر بٹہایا تو اون دونون بہائیون کی بیویون نے (جو سلطان غیاث الدین کی بہنین تہین) اپنے شوہرون کو تحریص و ترغیب دلائین کہ اس نمکحرام تغلچین کا قصہ پاک کیا جائے۔ جب یہ خبر تغلچین کو ہوئی تو وہ ان دونون بہائیون کے قتل کے درپئے ہوا اب یہ دونون بہائی ساغر کی طرف بہاگ گئے۔ یہان کے حاکم سدہو نے اون کی امداد پر کمر باندہی اور تہوڑی بہت فوج لیکر گلبرگہ پر حملہ کئے۔ اور تغلچین بہی سلطان شمس الدین کو لیکر مقابل ہوا۔ آخر فیروز خان شکست پاکر ساغر کو بہاگ گیا۔ چونکہ دار الخلافہ مین تمام امرا اور رعایا تغلچین کے ظالمانہ کارروائیون سے سخت متنفر تہے۔ اسلئے سبہون نے بالاتفاق فیروز خان کو لکہا کہ آپ سلطان شمس الدین سے اپنے جرایم کی معافی کا معافی نامہ لیکر گلبرگہ چلے آؤ اور فرصت کے وقت کام بناؤ۔ ہم امداد کو حاضر ہین۔ چنانچہ فیروز خان نے شمس الدین کو معذرت نامہ لکہا اور وہان سے معافی نامہ بہی آگیا۔ اب یہ دونون بہائی گلبرگہ جانے کے لئے مشورہ کر رہے تہے کہ اس عرصہ مین ایک کشمیری فقیر نے باواز بلند کہا

کہ اے فیروز خان روز افزون مین تجھے گلبرگہ لیجا کر بادشاہ بنانے کے لئے آیا ہون" فیروز خان
نے فقیر کی صدا کو فال نیک سمجھی - اور احمد خان کو لیکر گلبرگہ داخل ہوا - دو ہفتہ بلا کسی روائی
کے گزرے - آخر تیس صفر ۸۰۰ھ کو دفعتاً ۱۰۰ سپاہیون سے اندر گہسکر تغلچین اور شمس الدین کو
گرفتار کرلیا - اور تغلچین کا بیٹا مارا گیا - اس کے بعد تمام ارکین دولت (جنہون نے امداد
کا وعدہ کیا تہا) حاضر ہوئے فیروز خان تخت فیروزہ پر جلوس کیا اور روز افزون شاہ
(جو فقیر نے کہا تہا) اپنا لقب رکہا سلطان علاء الدین حسن کی تلوار اپنے کمر مین باندہی -
جب چند روز کے بعد امن و امان ہوگیا تو سلطان غیاث الدین کو بلاکر تغلچین کو اوسکے
حوالہ کیا - اور اوس نے باوجود نابینائی کے ایک ضرب شمشیر مین اسے قتل کرڈالا اس کے
بعد فیروز شاہ نے شمس الدین کو مکحول کرکے مخدومہ جہان کے ساتہ مکہ معظمہ جانیکی
اجازت دی - اور سالانہ پانچہزار فیروز شاہی اشرفیان اور تحایف اوس کے پاس ہر سال
بہیجتا رہا - چنانچہ ۸۱۶ھ مین شمس الدین بمقام مدینہ منورہ انتقال کیا - سلطان شمس الدین
کی مدت سلطنت ۵ ماہ ۷ روز ہے -

سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ ابن سلطان داؤد شاہ بہمنی

جب فیروز شاہ تخت نشین ہوگیا تو پہلے اپنے بہائی احمد خان کو امیر الامراء - خان خانان کا
خطاب دیا - اور میر فضل اللہ انجو (اپنے اوستاد) کو ملک نائب کرکے وکیل سلطنت مقرر
کیا - چونکہ سلطان کو عورتون سے زیادہ رغبت تہی اسلئے اوس نے مذہب امامیہ کے
مطابق متعہ کو جائز رکہا - اور ایک ہی دن مین آٹہ سو عورتون سے متعہ کیا - اوس کے
محل مین سب قسم کی عورتین چرکسی - ترکی - روسی - گرجی - فارسی - خطائی - فرنگی - افغانی -

تلنگی - بنگالی - کنڑی - مرہٹی - راجپوتی وغیرہ موجود تہین - یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے
اپنی بیٹیان سیدون کو دین - اور اون کی بیٹیان اپنے بیٹون کے لئے لین - چنانچہ میر فضل اللہ
انجو کی دختر کا نکاح اپنے بیٹے حسن خان سے کیا - اور اپنی بیٹی (جو سلطان محمود شاہ کی دختر کے
بطن سے تہی) صدر جہان کے بیٹے میر شمس الدین انجو کو دی وارڑی کے ریلوی اسٹیشن سے
۵ امیل پر اسنے ایک شہر فیروز آباد دبہیمو ا ندی کے کنارے بساکر اسے اپنا تخت گاہ بنایا تہا
سلطان کو تمام علوم مین دخل تہا - شعر بہی کہتا تہا عروجی اور فیروزی تخلص تہا - یہ قطعہ اوسکی
تصنیف سے ہے ع در آتش ہرزہ فکر زائل نکنی + اندیشہ بہر خیال مائل نکنی +
این نقد خزینۂ دماغ است بکوش + تا صرف تخیلات باطل نکنی + ۸۱۰ھ مین بمقام
دولت آباد ایک رصد بہی بنوائی تہی مگر بعض وجوہ سے وہ ناتمام رہ گئی - دکن مین جو
منصبداری پگڑی کا رواج ہے وہ دراصل اسی بادشاہ کی ایجاد ہے - اکثر مورخین بالاتفاق
بیان کرتے ہین کہ ۲۴ لڑائیان ہندوون سے لڑا چنانچہ ۸۰۱ھ مین دیوراے والی بیجانگر پر فوج کشی
کی - اس لڑائی مین قاضی سراج نے حکمت عملی سے دیوراے کے بیٹے کو قتل کیا جس سے راجہ
کے حواس باختہ ہوگئے - اور گیارہ لاکہہ ہون دیکر صلح کرلی - ۸۰۲ھ مین گونڈوانہ کے
راجہ نرسنگہ پر حملہ کیا - اس لڑائی مین بہت سے نامی سردار سلطنت بہمنیہ کے مارے گئے -
آخر سلطان کو فتح نصیب ہوئی اور نرسنگہ نے اپنی بیٹی کا ڈولہ فیروز شاہ کو بہیجا - پانچ من
سونا ۵۰ من چاندی چالیس ہاتہی داخل کرکے صلح کرلی اس اثناء مین امیر تیمور کے آمد کی
ہندوستان مین دہوم مچی - فیروز شاہ نے بہ اظہار اتحاد و اطاعت ایک عرضی لکہکر بہیجی تیمور نے
ایک فرمان فیروز شاہ کے نام بہیجا جس مین چتر اور جمیع لوازم شاہی کے رکہنے کی اجازت
اور دکن و مالوا و گجرات کی شاہی عطا کی - ۸۰۹ھ مین دیوراے مدگل کے ایک سنار کی

لڑکی کی خوبصورتی سنکر ۵ ہزار سوار سے مدگل پر چڑہائی کی۔ زرگر اپنی لڑکی کو کہین لیکر بہاگ گیا۔ فولاد خان حاکم مدگل سے مقابلہ ہوا۔ جب فیروزشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوج لیکر دیورائے کے پیچھے پیچھے بیجانگر تک چلا گیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ۶۰ ہزار ہند و گرفتار ہوئے۔ آخر راجہ نے اپنی لڑکی اور ۱۰ لاکہہ ہون ۵ من مروارید ۵۰ ہاتہی ۲ ہزار کنیز اور غلام بطریق پیشکش داخل کرکے صلح کرلی۔ اور بہت سامال و اسباب جہیز کے طور پر بادشاہ کے حوالہ کیا۔ ۴۰ روز اس شادی کے جلسے رہے۔ اس کے بعد جب بادشاہ گلبرگہ کو لوٹ کر آیا تو پرتہال کو طلب کرکے اپنے بیٹے شاہزادہ حسن خان سے اوس کا نکاح بڑی دہوم دہام سے برضامندی والدین کردیا۔ ۸۱۵ھ مین جب بادشاہ گونڈوانہ سے (سرکشون کی تادیب کرکے) واپس آرہا تہا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ سید محمد گیسو دراز دہلی کے طرف سے تشریف لائے ہین۔ بادشاہ معہ اپنے امراء و اولاد کے شہر سے باہر اون کے استقبال کو گیا اور بہت خاطر داری کی۔ لیکن اونہین علوم ظاہری خصوصاً معقول مین کچہہ دخل نہ تہا اسلئے بادشاہ نے پہر کچہہ توجہ نہ کی۔ البتہ بادشاہ کے بہائی احمد خان (امیر الامراء خان خانان) نے اون کے لئے خانقاہ بنوادی۔ اور معتقدین مین شامل ہوگیا۔ جب ۸۱۸ھ مین فیروزشاہ نے شاہزادہ حسن خان کو (جو کم عقل و عیاش تہا) ولیعہد کرکے سید صاحب سے دعا چاہی تو اونہون نے جواب دیا کہ

(نوٹ متعلق صفحہ ۳۴۶) علاقۂ مدگل مین ایک زرگر کی لڑکی پرتہال نامی نہایت خوبصورت تہی۔ بیجانگر کا ایک برہمن (جو بنارس کو جاتا تہا) کچہہ دنون کے لئے اوس زرگر کے مکان مین ٹہرا کہین اوس نے اوس لڑکی کو دیکہہ پایا۔ جب بنارس کی تیرتہہ سے بیجانگر واپس آیا تو دیورائے سے اوس لڑکی کی خوبصورتی بیان کی راجہ اوسپر غائبانہ عاشق ہوگیا۔ اور برہمن کو اوس کے لانے کے لئے بہیجا۔ لیکن لڑکی چلنے پر راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ راجہ کی ۱۲ ہزار عورتین تہین۔ لڑکی نے باپ سے کہا کہ مجہے ایک بزرگ نے بشارت دی ہے کہ تو عنقریب ایک مسلمان بادشاہ زادہ سے منسوب ہوگی۔ بس بہتر ہے کہ تم راضی

آپ نے اوس کو تخت دیا۔ میری دعا کی کیا حاجت ہے۔" پھر مکرر فیروز شاہ نے منت و سماجت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "خداوند تعالیٰ نے سلطنت کا فرمان احمد خان کے نام لکھا ہے۔ دوسرون کے لئے کوشش لاحاصل ہے۔" سید صاحب کے اس برملا جواب سے فیروز شاہ بہت غمگین ہوا۔ اور آپ کو باہر چلے جانے کی تاکید کی۔ چنانچہ آپ معہ اہل و عیال شہر سے باہر ٹھہرے۔ (جہان اب آپکا مزار مبارک ہے) اور مریدون نے وہان پر ایک پر تکلف خانقاہ بنوادی۔ اس خانقاہ کے پاس ایک سرا اور ایک مدرسہ بھی ہے۔ کہتے ہین کہ عالمگیر نے بنوایا ہے ۸۲۰ھ مین بادشاہ نے قلعہ پانگل (جو اب نلگنڈہ مشہور ہے) کی تسخیر کا ارادہ کیا اور دو برس تک محاصرہ رکھا۔ لشکر مین ایسی وبا پھیلی کہ بادشاہ کو بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ دیورائے نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور باتفاق راجہ تلنگانہ معہ لشکر کثیر حملہ کیا۔ گو اس وقت فیروز شاہ مین مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ مگر مجبوراً مقابلہ کیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ میر فضل اللہ انجو مارا گیا۔ بادشاہ کو شکست ہوئی احمد خان نے ہوشیاری کر کے بادشاہ کو ہنگامہ کارزار سے نکال لایا۔ اور دیورائے کے ظلم و ستم کا ازدیاد ہوا۔ اب فیروز شاہ نے احمد شاہ گجراتی (والئے گجرات) سے امداد چاہی مگر وہ خود تخت نشین ہو کر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اسلئے اوسنے نفی مین جواب دیا۔ آخر احمد خان نے خزانون کے منہ کھول دئے اور لشکر جمع کر کے دیورائے کو مملکت بہمنیہ سے باہر کر دیا۔ فیروز شاہ کے دل پر اس شکست کا ایسا سخت صدمہ ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ اور مرض نے طول پکڑا۔ سلطنت کے سارے کاروبار اپنے دونون غلام ہوشیار (عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) کے تفویض کیا۔ اس موقع پر بعض بداندیشون نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۷)۔ بہ رضا بیٹھے رہو۔ جب دیورائے نے لڑکی کے ناراضی کی خبر سنی تو فوراً لشکر لیکر مدگل پر حملہ کیا۔ ۱۲۔ مولف۔

بادشاہ کو یہ سمجہایا کہ احمد خان کے تیور برے نظر آتے ہین آیندہ شاہزادہ حسن کا حکمرانی کرنا دشوار ہے بادشاہ بہی اون کے دم مین آگیا۔ اور اپنے بہائی احمد خان کے اندہا نے کا قصد کیا۔ اتفاقاً اوس کو خبر ہوگئی وہ فوراً اپنے بیٹے علاء الدین کو لیکر چلتا بنا۔ پہلے سید محمد گیسودراز کے پاس گیا۔ اور دعا چاہی سید صاحب نے اپنی پگڑی دو پارہ کرکے دونون کے سر پر باندہی۔ اور اپنے ساتہ بٹہا کر کہانا کہلایا۔ اور سلطنت کا مژدہ سنایا۔ اس کے بعد احمد خان معہ چار سو معتبر آدمیون کے شہر سے نکلا۔ راستہ مین خلف حسن بصری (جو احمد خان کا پرانا رفیق تہا) بہی ساتہ ہوگیا۔ جب بادشاہ کو احمد خان کے فرار کی خبر ہوئی تو عین الملک اور نظام الملک کو ۴ ہزار سوار سے تعاقب مین روانہ کیا۔ اس موقع پر احمد خان بہت گہبرایا اور عالم یاس مین ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ خواب مین دیکہا کہ ایک بزرگ سبز تاج دوازدہ ترک کا لیے ہوئے اوس کے طرف آرہے ہین اور اوسکے سر پر رکہکر یہ کہتے ہین کہ فلان گوشہ نشین نے یہ تاج تجہے بہیجا ہے۔ جب آنکہ کہلی تو احمد خان کا وہ ہراس دور ہوگیا۔ اور خلف حسن بصری نے بہی تسلی دی۔ اتفاقاً کچہ بنجارے برار کے طرف سے بیل غلہ کے کلیانی لارہے تہے۔ اور چند لاہور کے سوداگر بہی تین سو گہوڑون کے ساتہ وہان ٹہرے ہوئے تہے۔ خلف حسن بصری نے بنجارون اور سوداگرون کو دم دلاسا دیکے اون کے بیل اور گہوڑے لیکر اوسی نواح کے چند دیہاتیون اور اپنے ساتہ کے ملازمون کو بیلون اور گہوڑون پر سوار کیا۔ جس سے لشکر کی صورت بنگئی اور یہ مشہور کردیا کہ امرار شاہی احمد خان کی مدد کو آرہے ہین۔ اس کے بعد احمد خان نے اپنے چند رفیقون کے ساتہ عین الملک اور نظام الملک سے مقابلہ کیا۔ اتنے مین خلف حسن بصری کی وہ مصنوعی فوج نمودار ہوئی۔ لشکر شاہی کے دل چہوٹ گئے۔ عین الملک اور نظام الملک بہی فرار

ہو گئے۔ اور اس اتفاقی خدا داد تدبیر سے احمد خان کی فتح ہوئی۔ لوٹ کا بہت سامال ہاتہ
آیا۔ جس سے لشکر کا سامان درست ہو گیا۔ اب تو احمد خان گلبرگہ کی جانب بڑہا۔ چند شاہی امیر
بہی اس سے مل گئے۔ فیروز شاہ اوسی مرض کی حالت مین ایک پالکی مین پڑکر اور حسن خان کو
بادشاہ بناکر چار ہزار فوج سے احمد خان کے مقابلہ کو آیا۔ مگر اتفاقاً عین لڑائی کے وقت
بے ہوش ہو گیا۔ لوگون نے اوسکے مرنے کی خبر مشہور کر دی۔ اس وجہ سے تمام شاہی
فوج بہی جاکر احمد خان سے ملی۔ ہوشیار (عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) فیروز شاہ
کو قلعہ مین لے گئے۔ احمد خان نے اوباً بادشاہ کا تعاقب نہ کیا۔ اگر کرتا تو گرفتار کر لیتا۔ الغرض
قلعہ مین جانے کے بعد فیروز شاہ کو ہوش آیا۔ لڑائی کی تمام کیفیت ظاہر ہوئی۔ اور فوج کا احمد خان
سے جاکر ملجانا بہی معلوم ہوا۔ تو بیٹے کو بلاکر کہا کہ بادشاہی لشکر و امرار کے موافقت سے
ہوتی ہے اور یہ دونون تیرے چچا کے مطیع ہو گئے ہین۔ پس مناسب یہ ہے کہ اب لڑائی
موقوف کر دے۔ بعد ازان فیروز شاہ نے اپنے معتبر آدمیون کے ذریعہ احمد خان کو قلعہ
مین بلایا۔ وہ دوڑا ہوا آیا۔ اور بہائی کے قدمون پر سر رکہکر زار زار رو دیا۔ بادشاہ نے
اوسکے سر کو اوٹہاکر مسرت ظاہر کیا۔ اور کہا کہ الحمد للہ مین نے اپنی زندگی مین تجہے بادشاہ
دیکہا۔ مین نے جو حسن کو بادشاہ بنایا تہا وہ محض شفقت پدری کا باعث تہا۔ ورنہ سلطنت کے
لائق تو ہے۔ اور استحقاق بہی تیرا ہی ہے۔ جب تک مجہہ مین دم ہے میری خبر گیری کرتا رہ
اب تو خدا کے حوالہ اور حسن تیرے سپرد ہے۔ یہ واقعہ ۵ شوال سنہ ۸۲۵ھ کا ہے۔ اسکے
دسوین روزہ ۱۰ شوال کو فیروز شاہ نے انتقال کیا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ احمد خان نے
اپنے بہانجے شیر خان کے کہنے سے فیروز شاہ کا دم گہوٹ کر مار ڈالا۔ مگر یہ امر خلاف قیاس
ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فیروز شاہ کی مدت سلطنت ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز ہے۔ ثلاً داود

بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اسکے نام لکہی ہے۔ اسمین لکہا ہے کہ علوم معقول و منقول مین فیروز شاہ کو پوری استعداد ہتی۔ تفسیر۔ اصول حکمت طبعی و نظری مین کامل مہارت تہی۔ اصطلاحات صوفیہ سے خوب واقف تہا۔ ہفتہ مین تین روز شنبہ دو شنبہ۔ چہار شنبہ کو طالبعلمونکو خود سبق پڑہایا کرتا تہا۔ قوت حافظہ غضب کی تہی کہ جو بات کبہی سُن لیتا اوسکو کبہی فراموش نہ ہوتی تہی۔ توریت۔ انجیل اور اور مذہب کی کتابین بہی پڑہا کرتا تہا۔

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی بن سلطان داود شاہ

احمد شاہ کی عمر اسوقت پچاس سال سے زیادہ تہی۔ بہائی کے ساتہ لڑائیونمین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تہے سلطنت کے کامون کا خوب تجربہ تہا۔ غرض کہ احمد شاہ تخت پر بیٹہکر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت کی خدمت اور ملک التجار کا خطاب دیا۔ ہوشیار اور بیدار نے چونکہ بہائی کے ساتہ وفاداری کی تہی اسلئے اول کو امیر الامرا اور منصب ہزار و پانصدی اور دوم کو سرلشکر دولت آباد کرکے دو ہزاری منصب عنایت فرمایا۔ اور فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد مین بہیجدیا۔ اور اوسکے عیش و آرام کا سامان بہی تمام وہان مہیا کردیا۔ چچا کی حیات تک اوسکی زندگی خوب بسر ہوئی مگر اسکے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد مین مقید ہوکر وہین مر گیا۔ القصہ اب احمد شاہ چالیس ہزار سوار لیکر دیورائے کے سر پر دوڑا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ ایک بہنبشکر کے کہیت مین دیورائے سورہا تہا۔ جہان بادشاہی آدمی نیشکر لوٹنے گئے۔ اور اوسکو مزدور سمجہکر نیشکر کا گٹہا سر پر رکہکر لشکر مین لائے وہ بہی خاموش بلا کسی تکرار و ضد کے چلا آیا۔ کسی نے اوسکو پہچانا تک نہین پہر گٹہا اوتار کر چلتا بنا۔ اور سرپا جبکے غائب ہونیکی خبر اوڑی لشکر تہ و بالا ہو گیا۔ اب راجہ بہاگ کر لشکر مین پہونچا۔ ہر ایک کو تسلی و تشفی دی اسکے بعد ہنگامہ کارزار گرم ہوا ہزارون جانین تلف ہوئین۔ اس اثنا مین احمد شاہ شکار گیا۔ ایک ہرن کے تعاقب مین تنہا بہت دور نکل گیا۔ دشمن کے پانچہزار آدمیون نے گہیر لیا۔ اب بادشاہ کے لئے سخت مشکل کا سامنا تہا۔ استنے مین ہمراہی کے دو سو آدمی پہونچ گئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی

کہان دشمن کے پانچہزار اور کدہر بادشاہ کے دو سو آدمی - الغرض بادشاہ کی جان جانے مین کوئی کسر باقی نہتی - مگر فضل الٰہی شامل حال تہا - اسلیئے ایک شخص عبدالقادر بن عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک سلحدارون کا سردار دو تین ہزار خاصہ خیل کے سپاہی لیکر عین موقعہ پر پہونچا اور فوری حملہ کرکے دشمنون کو پسپا کیا - اور بادشاہ کی جان بچ گئی - بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین عبدالقادر کو بزرجان بخش - یار حق گذار کا لقب اور خان جہان خطاب دو ہزاری منصب دیکر بڑا لکا سرلشکر کیا - اور اوسکے بہائی عبداللطیف کو (جو اوسکے ساتہہ تہا) خان اعظم خطاب - دو ہزاری منصب عطا کرکے تلنگانہ کا سرلشکر بنایا - میر علی گرد کو کا فرکش لقب ہزاری منصب - قاسم بیگ کو صف شکن لقب پانصدی منصب - اور کلہر جاگیر مرحمت فرمائی اوسکے بعد بادشاہ نے بیجانگر کا محاصرہ کیا - اور راجہ نے مجبور ہوکر صلح کرلی - اور تمام پچہلا خراج (جو باقی تہا) خزانہ شاہی مین داخل کیا - اس سال ملک شاہی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ تمام تالاب اور نہرین خشک ہوگئین - علما اور مشائخ نے نماز استسقا ادا کیا - مگر کچہہ بہی اثر نہوا - آخر خود بادشاہ نماز استسقا پڑہنے گیا - کہتے ہین کہ اوس وقت بہت سخت کثرت سے بارش ہوئی - بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور مینہہ برستا تہا - بادشاہ نے خیال کیا کہ مین خدا کی رحمت سے نہ اٹہاؤن - سب کے کپڑے پانی مین بہیگ گئے - اور لوگ گہبراکر پکارے کہ "اے احمد شاہ ولی تیری ولایت معلوم ہوگئی - گہر کو چل" بادشاہ خود بہی گہبراگیا تہا - یہ حیلا اوسکے لئے کافی ہوا - سجدہ سے سر اوٹہایا اور گہر آیا - اوس روز سے اوسکا لقب احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا - سنہ ۸۲۸ھ مین بادشاہ نے ورنگل کے راجہ پر فوج کشی کی - راجہ معہ (۷) ہزار آدمیون کے ماراگیا - اور صدہا برس کے دفینے بادشاہ کے ہاتہہ لگے - پہر تین چار مہینے کے عرصہ مین زمینداران تلنگ کو بہی تباہ و غارت کیا - اور تلنگ کا راج اس تاریخ سے نیست و نابود ہوگیا - سنہ ۸۲۹ھ مین سلطان نے ماہور پر

قبضہ کیا۔ اور حصار کلم کو حاصل کرکے حاکم گونڈوانہ سے الواس کی کان بہی چہین لی۔ اوسکے بعد ایلچپور
مین ایک سال قیام کرکے قلعہ کاویل تعمیر کیا۔ اس عرصہ مین ہوشنگ شاہ والئی مانڈو نے
نرسنگہ رائے حاکم کہیرلہ پر حملہ کیا۔ نرسنگہ نے احمد شاہ سے امداد چاہی۔ چنانچہ سنہ ۸۲۲ھ مین
سلطان نرسنگہ کی مدد کو گیا۔ اور ہوشنگ شکست کہا کر بہاگا۔ بعد ازان سلطان جب قلعۂ
بیدر کے قریب آیا تو وہان کتون کے مقابلہ مین لومڑی کی بہادری دیکہکر خوش ہوا اور اوس
بہادری کو وہان کی آب وہوا کی تاثیر پر محمول کرکے ایک شہر آباد کیا۔ اور اپنا دارالسلطنت قرار دیکر
احمد آباد و بیدر نام رکہا۔ شیخ آذری نے ایک کتاب منظوم موسوم بہ بہمن نامہ (جس مین خاندان
بہمنیہ کا ذکر ہے) بادشاہ کو نذر گذرانی۔ (۶) ہزار تنکہ عطا ہوا۔ پہر سلطان نے اپنے بیٹے علاء الدین
کی شادی نصیر خان والی خاندیس* کی بیٹی سے نہایت دہوم دہام سے کی۔ اب بادشاہ ضعیف

---

*۔ خاندیس کی سلطنت کا بانی ملک راجہ پسر خان جہان (جو حضرت عمر فاروق کی اولاد مین اور علاء الدین خلجی و محمد تغلق
کے امیرون مین تہا) مگر بعد مین کچہ ایسے اسباب پیش آئے کہ ملک راجہ غریب ہوگیا۔ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے
سوارون مین نوکری کرلی۔ لیکن اس ذلیل حیثیت پر بہی شکار کا شوق بیحد تہا۔ ایک روز ملک راجہ گجرات کے مقام
پر شکار کہیل رہا تہا اور فیروز شاہ بہی گجرات اگر شکار مین مشغول تہا۔ اتفاقاً شکار کے تعاقب مین بادشاہ لشکر سے بہت
دور نکل گیا۔ اور بہوک کی شدت سے بیتاب ہوکر ایک سایہ مین پڑرہا۔ کہین ملک راجہ کا اودہر گذر ہوا۔ بادشاہ کو
اس سقیم حالت مین دیکہکر ادب سے سلام کیا۔ اور اپنے پاس سے کہانا کہلایا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے تہالنیر کا علاقہ
(جو سرحد دکن پر واقع تہا) عطا کیا۔ چنانچہ ملک راجہ سنہ ۷۷۲ھ مین وہان پہونچا اور راجہ بہارجی کو مغلوب کرکے ۵۰ ہاتہی
پیشکش لیا۔ اور اون ہاتیون کو اہل دکن کے طرز پر آراستہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اس سے بادشاہ
بہت خوش ہوا اور خاندیس کی سپہ سالاری کا فرمان روانہ کیا۔ اب ملک راجہ ۱۲ ہزار سوار کا مالک ہوگیا۔

ہوگیا تہا۔ اسلئے اوسنے تمام ملک کو اپنی اولادمین تقسیم کردیا یعنے شہزادہ علاءالدین بڑے بیٹے کو ولیعہد اور اوسکے چہوٹے بہائی محمد خان کو شریک سلطنت مقرر کیا شہزادہ محمود خان کو ممالک رام گڈہ و ماہور و کلم و برار کا کچہہ حصہ دیکر وہان بہیجدیا۔ شہزادہ داؤد خان کو تلنگانہ دیا۔ اور سب بہائیون سے موافقت کی قسمین لین۔ سنہ ۸۳۳ھ مین بادشاہ کو راجہ کاہنا (جو جہالاواڑ توابعات گجرات کا راجہ تہا) کے باعث احمد شاہ گجراتی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ گو نصیر خان والی خاندیس نے بہی بادشاہ کی مدد کی۔ مگر گجراتیون کے مقابلہ مین دکہنیون نے شکست فاحش اوٹہائی۔ پہر مبتول مقام پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی دکہنیون و گجراتیون مین معرکہ کارزار گرم ہوا مگر اس دفعہ بہی گجراتی غالب رہے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے شاہ نعمت اللہ کرمانی کے تصرفات باطنی کی خبر سُنی تو حبیب اللہ جنیدی (شاہ صاحب کے مرید تہے) اور میر شمس الدین قمی کے ہاتہ کچہہ تحائف بہیجا۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید مُلا قطب الدین کے ذریعہ تاج دوازدہ ترک روانہ کیا۔ جب مُلا بادشاہ کے سامنے آیا تو اوس نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسے مین نے درخت کے نیچے خواب مین فیروز شاہ سے لڑنیکے قبل دیکہا تہا۔ المختصر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۳) اسلئے اوس نے گونڈوانہ پر حملہ کرکے راجہ کو اپنا باجگذار بنایا۔ اور اوڑیسہ کے راجہ سے دوستی پیدا کی۔ جب دلاور خان برار کا حاکم ہوا تو ملک راجہ اور وہ بڑے یار غار بن گئے۔ اسکے بعد ملک راجہ نے اپنے بڑے بیٹے کو دلاور خان کی بیٹی منسوب کی۔ اور اپنی بیٹی ہوشنگ کو دیا۔ آخرہ ۲۲ سال حکومت کرکے ۲۲ شعبان سنہ ۸۰۱ھ مین مرگیا۔ شیخ زین الدین دولت آبادی سے ملک راجہ کو خرقۂ خلافت بہی ملا تہا۔ مرتے وقت اپنے بڑے بیٹے ولیعہد نصیر خان کو دیا۔ اور چہوٹے بیٹے ملک افتخار کو قلعۂ تہالیز حوالہ کیا۔ اب نصیر خان خاندیس کا حاکم ہوا۔ یہ بڑا چلتا پرزا تہا۔ چنانچہ حاکم ہوتے ہی پہلے اپنی ہمسایہ آسا اہیر کے قلعۂ آسیر کو مکر و فریب سے لے لیا۔ اور دریائے تاپتی کے شمالی کنارے پر اپنے واداپیر شیخ برہان الدین کے نام ایک شہر برہانپور (جو بعد مین خانان خاندیس کا دارالسلطنت ہوگیا) آباد کیا اور اوس دریا کے جنوبی کنارے پر اپنے پیر و مرشد شیخ زین الدین کے نام زین آباد تعمیر کرایا۔ اوسکے بعد سنہ ۸۲۰ھ مین اپنے چہوٹے بہائی ملک افتخار سے قلعۂ تہالیز حاصل کیا۔ اب ان فتوحات نے نصیر خان کو مغرور کیا اسلئے اوس نے سلطان پور و نذربار پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی

مُلّا نے جب وہ تاج نکال کر دیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ وہی تاج دوازدہ ترک ہے جو مجھے خواب مین پہنایا گیا تہا۔ الحاصل شاہ صاحب کی اس کرامت سے بادشاہ بہت معتقد ہوا۔ اور اون سے بیٹے کی طلب مین خواجہ عماد الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو بہیجا۔ چونکہ شاہ صاحب کا ایک ہی بیٹا خلیل اللہ شاہ تہا۔ اسلئے اونہون نے اپنے پوتے میر نور اللہ کو روانہ کیا۔ بادشاہ نے میر نور اللہ کا بیدر چول تک استقبال کیا۔ اور ملک المشائخ کا خطاب دیکر اپنی بیٹی منسوب کی۔ اور ملاقات کے مقام پر ایک مسجد بنائی اور نعمت آباد گاؤن آباد کیا۔ جب شاہ نعمت اللہ کا انتقال ہو گیا تو اون کے بیٹے شاہ خلیل اللہ شاہ اپنے باقی دو بیٹون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کو لیکر دکن آئے۔ بادشاہ نے میر حبیب اللہ کو بہی اپنی ایک بیٹی دی۔ اور شاہزادہ علاء الدین کی بیٹی کا نکاح شاہ محب اللہ سے کیا۔ آخر ۲۸ رجب ۸۳۶ھ کو بارہ سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد احمد شاہ مر گیا۔

سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بن سلطان احمد شاہ بہمنی

سلطان علاء الدین نے دلاور خان افغان کو وکیل شاہی خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل اور عماد الملک غوری کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اس کے بعد رائے بیجانگر کی (جو پنج سالہ خراج نہین بہیجا تہا) سرکوبی کیلئے شاہزادہ محمد خان کو معہ عماد الملک و خواجہ جہان روانہ کیا۔ جب شاہزادہ نے وہان۔ تاخت و تاراجی شروع کی تو راجہ ۲۰ ہاتہی ۸ لاکہہ ہون دیکر پیچہا چہڑایا۔ مگر محمد خان مدگل آکر علم بغاوت بپا کیا اور عماد الملک و خواجہ جہان (جو اوس سے متفق نہ تہے) کو مروا ڈالا۔ سلطان مقابلہ کو نکلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ محمد خان شکست پاکر بہاگا۔ مگر سلطان نے خطا معاف کر کے بلا لیا۔ اہنی ایام مین شاہزادہ داؤد خان کا انتقال

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴ ۔ قبضہ کرنا چاہا۔ مگر احمد شاہ والی گجرات فوراً آپہونچا۔ نصیر مین تو والی گجرات سے مقابلہ کرنیکی ہمت نہ تہی اسلئے منت و سماجت کر کے صلح کر لی ۱۲ مولف۔

ہو گیا۔ اور اوس کے اقطاع رائچور و مدگل سلطان نے محمود خان کو عطا کیا۔ ۸۲۴ھ مین سرکشان کوکن کی تنبیہ کے لئے دلاور خان بہیجا گیا۔ اوسنے رایان راہیل و سنگسیر کو مطیع کیا۔ اور رائے سنگسیر کی دختر (جسکا نام سلطان نے زیبا چہر رکہا) معہ ساز و سامان کے بادشاہ کے لئے لایا۔ بادشاہ اوسپر ایسا ملتفت ہوا کہ اوسکی پہلی بی بی آغا زینب ملقب بہ ملکہ جہان (جو نصیر خان والی خاندیس کی بیٹی تہی) ناراض ہوکر باپ کے پاس چلی گئی۔ اس اثنا مین دلاور خان پر رشوت کا الزام قایم ہوا۔ اوسنے وکالت سے استعفا دیدی۔ اس کے بعد ایک خواجہ سرا دستور الملک وکیل مقرر ہوا۔ یہ ایسا مغرور تہا کہ ایک دفعہ شاہزادہ ہمایون سے گستاخی کر بیٹہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہزادہ نے ایک سلحدار کے ذریعہ سے اوسکو قتل کروایا۔ اب وکالت کا منصب میان منن اللہ دکہنی کو عنایت ہوا۔ ۸۴۱ھ مین نصیر خان اپنی بیٹی زیبا چہر کی خاطر والی گجرات و راجہ گونڈوانہ کی مدد سے برار پر حملہ کرکے قابض ہوگیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ بہی پڑہایا۔ خان جہان سرلشکر برار قلعہ پرنالہ مین پناہ گزین ہوا۔ اور اکثر امرائے بہمنیہ نصیر خان سے ملگئے جب سلطان علاء الدین کو معلوم ہوا تو امرائے دولت سے مشورہ کیا۔ مگر اس وقت امرائے بہمنیہ مین دو پارٹیان ہوگئین تہین۔ ایک امرائے دکہنی و حبشی (جو اہل سنت جماعت سے تہے) اور دوسرے امرائے غریب[*] (جنکا مذہب تشیع تہا) چنانچہ اس مذہبی جدو عمل نے آپسمین اتفاق نام کو نہ رکہا تہا۔ اب اس موقع پر ہر ایک فریق اپنی جدا رائے دینے لگا۔ آخر سلطان نے خلف حسن بصری کو نصیر خان کے اندفاع کے لئے روانہ کیا۔ ادہر نصیر خان روہنگیر کے مقام پر ٹہیرا ہوا تہا۔ اتنے مین حسن بصیری پہونچا۔ فریقین سے ہنگامہ جدال و قتال گرم ہوا۔ چونکہ ہوشنگ شاہ والی مالوہ کا ۸۳۹ھ مین انتقال ہوچکا تہا۔ اور اوسکے بیٹے غزنین خان کا بہی ایک سردار نے زہر دیکر کام تمام کیا تہا۔ احمد شاہ گجراتی

---

[*] دکہنیون نے اہل تشیع کا نام غریب رکہا تہا۔ ۱۲۔ مولف۔

دعویداران مالوہ کی حمایت مین مصروف تہا۔ رایان گونڈوانہ نے بہی اغماض کیا۔ اسلئے نصیر خان کو کسی طرف سے بہی امداد نہ مل سکی۔ اور شکست کہاکر برہان پور بہاگا۔ جب حسن بصری وہان بہی پہونچا تو قلعۂ للنگ مین پناہ لی اس عرصہ مین لشکریان دکن نے خاندیس کو خوب لوٹ گہسوٹ کر قلعۂ للنگ کا محاصرہ کیا۔ ۳ ربیع الاول سنہ ۸۴۱ھ کو ۴۱ سالہ حکومت کے بعد نصیر خان کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا میران عادل خان خاندیس کا حاکم ہوا جس نے والی گجرات سے مدد لیکر قلعۂ للنگ کا محاصرہ اوٹہا دیا۔ اودہر حسن بصری محاصرہ سے دستبردار ہوکر فتح وظفر کے ساتہہ بیدر آیا۔ سلطان نے اس حسن خدمت کے صلہ مین حسن بصری کو اپنا خلعت خاص عنایت کیا۔ سلطان قلی (جو اس مہم مین کارہائے نمایان بجا لایا تہا) کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور اس تاریخ سے غریبون کو دست راست پر اور دکہنیون اور حبشیون کو دست چپ پر دربار مین جگہ ملنے لگی۔ چنانچہ اس تفریق نے مذہبی فساد کا تخم بویا۔ شیعہ سنی کے لغو جہگڑے برپا ہوئے۔ جس سے حکومت بہمنیہ تباہ و برباد ہوگئی۔

سنہ ۸۴۷ھ مین دیورائے نے دس ہزار مسلمانون[*] کو نوکر رکہکر اور باقی ۶۰ ہزار ہندو سپاہیون کے ساتہ سلطنت بہمنیہ پر حملہ آور ہوا اور قلعۂ مدگل پر قبضہ کرکے رائچور و بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ ساغر اور بیجاپور تک لوٹ مار مچا دی۔ سلطان نے بہی پچاس ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دیورائے کا بڑا بیٹا مارا گیا۔ ہندو شکست کہاکر بہاگے۔ مسلمانون نے تعاقب کیا۔ آخر دیورائے نے معذرت کرکے صلح کرلی۔ سنہ ۸۵۱ھ مین سلطان نے خلف حسن بصری کو کوکن کے بدمعاشون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اکثر راجاؤن کو مطیع کیا۔ اور خاطر خواہ سزا دی۔ انہین مین سے ایک راجہ سرکہ نام جو قوم مرہٹہ سے تہا حسن بصری کو فریب دیکر رائے سنگسیر کی تادیب کے لئے ایک دشوار گذار مقام پر لیگیا مگر اس موقع پر دکہنیون

[*] یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانون نے ایک ہندو راجہ کی نوکری کی۔ ۱۲۔ مولف۔

ورحبشیون نے حسن بصری کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور جس قدر سادات و مغل تھے وہ مرا گئے۔ رات کے وقت رائے سنگیسر نے سرکہ کے اشارہ سے ۳۰ ہزار فوج کو لیکر شبخون مارا۔ چنانچہ حسن بصری اور اوسکے ہمراہی (جن مین اکثر سادات کربلائی و نجفی تھے) شب کی تاریکی مین بکریونکی طرح ذبح ہو گئے۔ اور جو کچھ بچ رہے وہ جاکنہ گئے۔ اب دکھنیون اور حبشیون نے سلطان کو اس واقعہ سے اطلاع دی۔ اور اوس مین عداوتانہ یہ فقرہ بھی بڑہا دیا۔ کہ باقی ماندہ سادات و مغل جو قلعۂ جاکنہ گئے ہین اون کے اوضاع سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ زمینداران کوکن کے ساتھ اتفاق کرکے سلطان سے بغاوت کرین گے۔ سلطان یہ فقرہ دیکھتے ہی اگ ہو گیا۔ اور امرائے جاکنہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ اور اسکی تعمیل کے لئے مشیر الملک دکھنی اور نظام الملک بن عماد الملک غوری کو روانہ کیا۔ ہر چند قلعۂ جاکنہ کے سیدون نے واویلا مچایا۔ اور بادشاہ کے پاس دو تین عرائض بھیجے مگر کسی نے اون عرائض کو سلطان تک پہونچنے ندیا۔ اور آخر ان ناخدا ترس دکھنیون نے مذہبی عناد کے باعث تماموں کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ ایک برس کے بچہ سے لیکر سو برس کے بوڑہے تک کسی مرد کو باقی نہ چھوڑا۔ ۱۲ سو سید ۱۰۰۰ مغل اور ۵۰۰۰ یا ۱۰۰۰ بچے مارے گئے عورتون اور لڑکیون کی بڑی بے عزتی کی گئی۔ مگر تاہم قاسم خان صف شکن۔ قراخان کرد۔ احمد بیگ تکہ تاز وغیرہ تین سو آدمی بچکر نکل گئے۔ جب مشیر الملک کو اون کے نکل جانے کی خبر ہوئی تو ایک سردار داؤد خان نامی کو تعاقب مین روانہ کیا۔ اور وہ لوگ لڑتے بھڑتے بیڑ پہونچے جہان حسن خان دکھنی حاکم تھا۔ اُسنے اون سب کو پناہ دی۔ داؤد خان مارا گیا۔ اس کے بعد حسن خان نے سلطان کو ان تمام واقعات کی اطلاع دی۔ جب سلطان کو اس ظلم کی حقیقت معلوم ہوئی تو دکھنیون کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ مصطفےٰ خان سرآمد کار ملکی اوسی وقت قتل کیا گیا۔ قاسم بیگ (خلف حسن بصری کی جگہ) دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔ قراخان۔ احمد بیگ کو ہزاری منصب ملا۔ غریبون کو ایکدم سے

وظائف وجاگیرات عطا ہونے لگین۔ مشیر الملک ونظام الملک گرفتار ہو کر قتل کئے گئے۔ اور اون کے گہر ضبط ہوئے۔

۸۵۷ھ مین بادشاہ کے پاؤن مین ایک زخم لگا جس کے باعث وہ مدتون محل کے باہر نہ نکلا۔ لوگون نے اوس کے مرنے کی خبرین اوڑائین جلال خان حاکم تلنگانہ (جو سلطان احمد شاہ کا داماد تہا) نے اپنے بیٹے سکندر خان کو (جو سلطان علاء الدین کا بہانجا تہا) بادشاہ بنانا چاہا۔ اور بغاوت برکر باندہی تلنگانہ کے اکثر اقطاع پر قبضہ کرلیا۔ جب علاء الدین کو خبر ہوئی تو پہلے سکندر خان کو نصیحت کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور سلطان محمود شاہ خلجی والی مالوہ کو اپنا معین بنایا۔ اب علاء الدین نے دیکھا کہ نصیحت کارگر نہین ہوتی تو خواجہ محمود گاوان کو منصب ہزاری عطا کرکے جلال خان کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ جب محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ علاء الدین زندہ ہے تو آپ کنارہ کرکے چلا گیا۔ اور ایک امیر کو سکندر خان کی مدد کے لئے چہوڑا۔ خواجہ محمود نے تلنگانہ کا محاصرہ کرکے باپ بیٹے کو ایسا مجبور کیا کہ آخر اون دونون نے امن چاہا۔ سلطان نے بہی اون کا قصور معاف کرکے پہر از سر نو تلنگانہ کی جاگیر سے سرفرازی بخشی کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین نہایت فصیح وبلیغ تہا۔ فارسی وعربی مین اچہی دستگاہ تہی۔ کبہی کبہی جمعہ وعیدین کو مسجد جامع جاتا اور خطبہ پڑہتا تہا۔ چنانچہ ایک دفعہ ۸۶۲ھ مین سلطان جمعہ کے روز مسجد مین گیا۔ اور خطبہ پڑہنے لگا۔ اور اس القاب سے اپنی ستایش کی کہ السلطان العادل

؎ یہ تمام ظلم وستم کے واقعات جو اوپر بیان ہوئے وہ تاریخ فرشتہ اور بہمن نامہ سے لئے گئے ہین ان دونون تواریخ کے مصنف شیعہ تہے۔ اگر کوئی دکن کا مصنف بہی اس واقعہ کو لکہتا اور اتفاق کرتا تو صیدا کمت رہوجاتی۔ مگر اس وقت ہم واقعات بالا کو ضرور مبالغہ تصور کرتے ہین۔ واللہ عالم بالصواب منہ

؎ میران عادل شاہ حاکم خاندیس ۸ ذیحجہ ۸۶۱ھ کو برہانپور مین قتل ہوا۔ اور اوس کا بیٹا عادل خان الملقب

الکریم الحلیم الرؤف علیٰ عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم البلاد طاب ثراہ احمد شاہ ولی بالمنی اتنے مین ایک تاجر عرب (جس کے گہوڑے بادشاہ نے خریدے تھے اور کارکن قیمت کے دینے مین تساہل کرتے تہے۔ علاوہ برین یہ عرب سادات کشی سے آگہی رکھتا تہا) منبر کے پاس آیا۔ اور سلطان کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ "لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا رحیم ولا رؤف ایھا الظالم الکذاب یقتل الذریة الطاہرة وتتکلم بہٰذا الکلمات علیٰ منابر المسلمین" عرب کے اسقدر کہنے سے بادشاہ بہت متاثر ہوا۔ اور زار زار رویا اور اوسی وقت گہوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ "وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نپائینگے جنہون نے مجہے دنیا و آخرت کا یزید و بدنام بنایا ہے" اس کے بعد وہ محل مین گیا پہر کبہی باہر نہ نکلا۔ آخر اسی سال ۸۶۲ھ مین جب مرنے لگا تو اپنے بیٹے شاہزادہ ہمایون کو طلب کرکے ولیعہد کیا۔ سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ۲۴ سال ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ یہ مبارک خان حاکم خاندیس ہوا۔ اور گجرات مین احمد شاہ گجراتی ۸۴۶ھ مین مر گیا تو اوس کا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا ۸۵۵ھ مین امرا نے اوس کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور اوس کے بیٹے قطب الدین کو تخت پر بٹہایا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ذیحجہ ۸۳۸ھ کو مرگیا۔ تو غزنین خان پر ملک مغیث اور اوس کے بیٹے ملک محمود نے کوشش کرکے تخت نشین کیا۔ مگر غزنین خان نے بے وقوفی کرکے ملک محمود سے دشمنی پیدا کرلی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک محمود نے غزنین خان کو زہر دیکر مارا۔ اور ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو خود تخت نشین ہوا۔ یہ شخص خلجی (غلزئی) قوم کا سردار بڑا صاحب حوصلہ و لیاقت کا آدمی تہا۔ اوس وقت اسی کی حکومت زوروں پر تہی۔ دہلی کی سلطنت برائے نام رہ گئی تہی۔ تمام ہمسایہ بادشاہوں مین محمود سب سے زبردست تہا۔ ۱۲۔ منہ۔ مولف۔

سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی ابن سلطان علاء الدین بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ بہایت ظالم تہا۔ اسلئے بعض ارکان دولت مثلاً سیف خان۔ ملو خان۔ شاہ حبیب اللہ وغیرہ نے اوس کے چہوٹے بہائی حسن خان کو تخت نشین کیا۔ جب یہ خبر ہمایون کو پہونچی۔ تو اوسنے سکندر خان اور اوس کے بہائیون کو معہ ۵ جبہ پوش سوارون کے لیکر دیوانخانہ شاہی مین پہونچا۔ کسی نے مقابلہ نکیا۔ حسن خان مارے خوف کے تخت کے نیچے اتر آیا۔ اور ہمایون تخت نشین ہوا۔ سیف خان کو ہاتہی کے پاؤن سے بندہوا کر مار ڈالا شاہ حبیب اللہ کو قید کیا۔ ملو خان بہاگ گیا۔ اس کے بعد ہمایون شاہ نے محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب عطا کر کے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور بنایا۔ ملک شاہ (جو سلاطین چنگیزیہ کے خاندان سے تہا) کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر تلنگانہ پر مقرر کیا۔ نظام الملک غوری کے بہتیجے کو نظام الملک کا خطاب اور ہزاری منصب مرحمت کر کے تلنگانہ مین جاگیر دیدی۔ مگر اس موقع پر اپنے یار غار سکندر خان کا (جو احمد شاہ کا نواسہ تہا) کچہہ بہی خیال نہ کیا۔ آخر وہ اپنے باپ کے پاس تلنگانہ جاکر علم بغاوت برپا کیا۔ اور بادشاہ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ہنگامہ پیکار رات گرم رہا۔ سکندر خان مارا گیا۔ اور اوس کا باپ جلال خان قید ہوا۔ بعدازان بادشاہ نے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک کو زمینداران تلنگانہ (کیونکہ رایان تلنگانہ نے سکندر خان کا ساتہہ دیا تہا) کی تنبیہہ کے لئے دیور کنڈہ بہیجا۔ مگر ان دونون افسرون کی نااتفاقی سے لشکر شاہی کو شکست نصیب ہوئی جب یہ دونون افسر بادشاہ کے روبرو آئے تو بادشاہ نے شکست کی وجہ دریافت کی۔ خواجہ جہان نے نظام الملک کا قصور بتلایا۔ بادشاہ نے سنتے ہی فوراً نظام الملک کو مروا ڈالا۔ اور ۸۶۳ھ مین آپ خود دیور کنڈہ کی جانب چلا۔ اس اثنا مین شاہ حبیب اللہ

کے ساتھ مرید میدان خالی پاکر یوسف ترک کے پاس گئے۔ اور حبیب اللہ کو قید سے رہا کرنے مین
اعانت چاہی۔ چونکہ یوسف (جو سلطان علاء الدین کا غلام تھا) حبیب اللہ کا مرید تھا اسلئے ۱۲ ہلکو
۵۰ پیادے لیکر اون کے ساتھ مجلس کو گیا اور وہان کے افسر کو ایک جعلی فرمان بتاکر حبیب اللہ
کو رہا کیا۔ شاہزادہ حسن خان و یحییٰ خان (پسران سلطان علاء الدین) کو بھی مخلصی دی۔ اور
جلال خان بخاری کو بھی آزادی بخشی۔ کچھہ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایکدم تمام قیدیون کی بیڑیان کاٹ
دین جنکی تعداد ۷ ہزار کے قریب تھی۔ بادشاہ تو موجود نہ تھا۔ کوتوال شہر اس ہنگامہ سے
بہت گھبرایا۔ تاہم جرات کرکے شہزادہ یحییٰ خان و جلال خان کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ مگر
حبیب اللہ اور حسن خان ہاتھہ نہ آئے۔ اور یوسف ترک سے جا ملے۔ اب یہ سب ملکر قلعہ
لے لینیکی کوشش کرنے لگے۔ لیکن قلعہ والون نے نزدیک آنے نہ دیا۔ آخر مجبور ہوکر بیڑ کے
جانب چلے گئے۔ جب یہ خبر ہمایون شاہ کو پہونچی تو بہت پیچ و تاب کھایا۔ اور اوسی وقت
ورنگل سے کوچ کرکے احمد آباد و بیدر (دار الخلافہ) آیا۔ مجلس کے ۳ ہزار محافظون کو (اون کے
غفلت کے جرم مین) قتل کروایا۔ کوتوال شہر کو لوہے کے پنجرے مین بند کرکے مار ڈالا۔ اور ۸ ہزار
سوار اور بیشمار پیادے ہمراہ لیکر حسن خان کے تعاقب مین بیڑ پہونچا۔ طرفین سے مقابلہ
ہوا۔ بادشاہ کو فتح ہوئی۔ حبیب اللہ مارا گیا اور حسن خان و یوسف ترک وغیرہ گرفتار ہوئے۔
ہمایون شاہ نے گرفتار شدہ اشخاص کو طرح طرح کے عذاب سے قتل کرایا۔ اور اون کے
متعلقین و ملازمین کو بھی چن چن کر دار پر کھینچا۔ ان وحشیانہ کارروائیون سے بادشاہ کا نام
ظالم مشہور ہوگیا۔ جو ابتک تاریخون کے صفحات پر پایا جاتا ہے۔ الغرض جب بادشاہ کے
ظلم و ستم کو ترقی ہوئی تو شوال ۸۶۵ھ مین شہاب خان خواجہ سرا نے محلات کے کنیزون کو
اوسکے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ایک کنیز نے (جب وہ شراب پیکر مدہوش پڑا تھا) بادشاہ کے

سر پر لاٹھی کو اس زور سے مارا کہ خاتمہ ہوگیا۔ اس ظالم بادشاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۱ ماہ ۶ روز رہے۔

سلطان نظام شاہ بہمنی بن سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی

اب اوس کا بڑا بیٹا نظام شاہ (جس کی عمر ۸ سال تہی) تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ کم سنی اوس کی ماں نرگس بی الملقب بہ مخدومۂ جہان مہمات سلطنت کو انجام دینے لگی۔ محمود گاوان کو خواجۂ الملک کا خطاب ملا۔ اور وزیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا۔ اور خواجہ جہان ترک نے منصب وکالت اور طرفداری تلنگانہ سے سرفرازی پائی۔

جب گرد و نواح کے راجاؤن کو معلوم ہوا کہ سلطنت بہمنیہ کے تخت پر ایک بچہ بیٹھا ہے۔ تو ملک گیری کی حرص دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ پہلے سنہ ۸۶۶ھ مین رایان اڑیسہ اوریا نے سلطنت بہمنیہ پر فوج کشی کی۔ خواجہ جہان اور محمود گاوان نے مخدومۂ جہان کی رائے سے اون کا مقابلہ کیا۔ اتنے مین شاہ محب اللہ نے (جو جہاد کے لئے لشکر کے ساتہہ ہوگیا تہا) اپنے غازیون کو لیکر غنیم کے لشکر پر ایسا ہیجان حملہ کیا کہ رائے اڑیسہ کو شکست ہوگئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ آخر غنیم نے پانچ لاکہہ ٹنکہ دیکر اپنی جان بچائی۔ اور چلتے بنے۔

اس بلا سے ابہی پورا امن بہی نہین ملا تہا کہ سلطان محمود خلجی والی مالوہ آدہمکا۔ نظام شاہ بہمنی اپنے ارکان دولت کو ساتہہ لیکر نکلا۔ قندہار کے پاس مقابلہ ہوا۔ محمود خلجی کے بیٹے غیاث الدین کے آنکہہ مین چوٹ آئی۔ اور مہابت خان و ظہیر الملک (امرا محمود خلجی) مارے گئے۔ محمود خلجی کا تمام لشکر تہ و بالا ہوگیا۔ اتنے مین ایک تیر سکندر خان کے ہاتہی کو لگا جس سے وہ ہاتہی بہاگ نکلا کہ سلطان نظام شاہ بال بال بچا۔ اب سکندر خان نے نظام شاہ کو وہان سے ہٹا کر پیچہے لے گیا۔ بادشاہ کا وہان سے ہٹنا تہا کہ بنا بنایا کہیل بگڑ گیا اور جو فتح کی صورت پیدا

ہوئی تہی۔ وہ شکست سے بدل ہوگئی۔ اور نظام شاہ کا تمام لشکر فرار پر کمر باندہا جب محمود خلجی نے
یہ حالت دیکہی تو تعاقب کیا۔ اور ۱۷ روز کے محاصرہ مین قلعۂ بیدر لے لیا۔ اس وقت قلعہ ارک
کے سوائے بیدر۔ تراڑ۔ بیر۔ دولت آباد۔ وغیرہ کے اکثر علاقون پر محمود خلجی قابض ہوگیا
تہا۔ جس سے یہ یقین ہوتا تہا کہ بہمنیون کی بادشاہت دکن سے جاتی رہی۔ اور خلجی مالک ہوگئے
اب نظام شاہ کی سنئے۔ کہ اوس کو مخدومۂ جہان نے محمود گاوان کے ساتہہ فیروز آباد بہیجدیا تہا
اور ایک خط محمود[*] شاہ گجراتی کو امداد کے لئے تحریر کیا۔ اور محمود خلجی کے چڑہائی کے واقعات کا بہی
اظہار کیا۔ چنانچہ محمود شاہ گجراتی ۸۰ ہزار سوار سے اوسی وقت امداد کے لئے آپہونچا۔ جب محمود خلجی
کو محمود گجراتی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو احمد آباد بیدر سے نکل کر اپنے ملک مالوہ کو چلا۔ اور نظام
شاہ کی فوج نے گجراتیون کے ساتہہ اوسکا تعاقب کیا۔ اب محمود خلجی کو بجز فرار کے چارہ نہ تہا۔
علاوہ برین راستہ مین راجہ گونڈوانہ نے محمود خلجی کو فریب دیکر ایک ایسے بے آب مقام
پر لیگیا کہ پیاس کی سختی سے اوس کے ۵۔۶ ہزار سوار مرگئے۔ اور بہت تباہی کے ساتہہ مالوہ
پہونچا۔ اودہر نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کو بہت سے تحائف دیکر شکریہ کے ساتہہ رخصت کیا۔
چونکہ اس لڑائی مین محمود شاہ خلجی نے سخت پریشانی اوٹہائی تہی اسلئے اوسنے ۸۶۷ھ مین دوبارہ
دکن پر پہر چڑہائی کی۔ اس دفعہ بہی محمود شاہ گجراتی۔ نظام شاہ کی مدد کے لئے آگیا۔ جس کے باعث محمود شاہ
خلجی ناکام واپس ہوا۔ اس کے بعد مخدومۂ جہان نے نظام شاہ کا نکاح خاندان بہمنیہ کی ایک لڑکی
سے نہایت دہوم دہام کے ساتہہ کیا۔ ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو (شب زفاف تہی) دولہا دولہن
حجلہ مین تہے۔ معلوم نہین کہ کیا حادثہ ہوا کہ نظام شاہ مرگیا۔ مدت سلطنت دو سال ایک ماہ ہے۔

---

[*] جب قطب الدین والی گجرات ۸۶۳ھ مین مرگیا۔ تو اوسکا بیٹا محمود شاہ گجرات کا حاکم ہوا گو اوس کی عمر اوس وقت ۱۴ سال تہی مگر نہایت سلیم الطبع۔ لائق۔ اور ہوشیار تہا۔ ۱۲۔ مولف

سلطان محمد شاہ ثانی بن سلطان ہمایون شاہ بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ کو تین بیٹے تھے۔ جب نظام شاہ مرگیا تو اوس کے دو بیٹے محمد خان اور احمد خان موجود تھے۔ اب مخدومہ جہان نے محمد خان کو (جس کی عمر ۹ سال تھی) تخت نشین کیا۔ اور چھوٹے بیٹے احمد خان کو بھی جاگیر دیکر بھائی کی خدمت میں سپرد کیا خواجہ جہان اور محمود گاوان حسب دستور اپنے اپنے خدمات پر بحال رہے۔ لیکن خواجہ جہان جملہ امور سلطنت پر حاوی ہو گیا تھا اور کوئی امیر اوس کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا جس سے مخدومہ جہان کو شک پیدا ہوا کہ کہین موقع پاکر نمکحرامی نہ کرے۔ چنانچہ اسی خیال سے سنہ [illegible] مین عین دربار کے وقت نظام الملک کے ذریعہ خواجہ جہان کا کام تمام کیا گیا۔ اس کے بعد محمود گاوان کو خواجہ جہان کا خطاب امیر الامرائے کے ساتھ منصب وکالت بھی عطا ہوا۔ جب سلطان محمد شاہ کی عمر ۱۴ سال کی ہوگئی تو مخدومہ جہان نے شادی کرکے جملہ امور ریاست کا اختیار دیدیا۔ اور آپ سلطنت کے کامون سے علیحدہ ہوگئی۔ سنہ [illegible] مین بادشاہ نے نظام الملک سر لشکر ترک کو قلعہ کہرلہ (جو شاہان مالوہ کے قبضہ مین تھا) کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سراج الملک قلعہ دار کہرلہ نے شکست پائی اور قلعہ پر نظام الملک کا قبضہ ہوگیا۔ اہل قلعہ نے امان مانگی لیکن ایک راجپوت نے فریب سے نظام الملک کو خنجر سے شہید کیا۔ جب یہ خبر یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان ترک کو یہ دونون نظام الملک کے منہ بولے بھائی تھے) کو (جو اس مقام سے ایک کوس کے فاصلہ پر ٹھیرے ہوئے تھے) پہنچی تو وہ دونون یلغار آئے۔ اور تمام اہالیان قلعہ کو نظام الملک کے عوض مین قتل کر ڈالا۔ اور جب محمود خلجی والی مالوہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے سنہ [illegible] مین مقبول خان کو ایلچپور کی تباہی و بربادی کے لئے روانہ کیا جس نے شہر کو لوٹ

تاراج کر دیا۔ اس کے بعد محمود خلجی نے شریف الملک کے ذریعہ سلطان محمد شاہ کو کہلا بھیجا۔
کہ آپس کے جنگ و جدل سے بجز نقصان کے کوئی مفاد نہین ہے۔ لہذا آیندہ کے لئے
قلعہ کھیرلہ کا تعلق مالوہ سے اور برار کا دکن سے متعلق رہے۔ جس کو محمد شاہ نے
بہی منظور کر لیا۔ اور پہران دونون خاندانون مین کبہی لڑائی نہ ہوئی۔

سنہ ۸۷۴ھ مین سلطان نے رائے سنگیسر کی سرکوبی اور کوکن کے قلعون کی تسخیر کے لئے
خواجہ محمود گاوان کو روانہ کیا۔ چنانچہ خواجہ نے تین سال کے عرصہ مین اپنی حسن تدبیر سے
کوکن کے اکثر قلعون کو فتح کیا۔ اور راجہ سنگیسر کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور جزیرہ گوا (جو بیجاپور
کے مشہور بندر مین سے تہا) کو بہی لے لیا۔ اس کے بعد دار الخلافہ بیدر آیا۔ بادشاہ نے
اس حسن خدمت کے صلہ مین خواجہ کو اعظم ہمایون کا خطاب اور خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور
فرامین و کتابت مین خواجہ کا القاب "حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف
والقلم۔ مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بہ خواجہ جہان" قرار دیا گیا۔ مخدومہ جہان۔ نے بہائی کا رشتہ جوڑا۔
اور خواجہ کے غلام خوشقدم (جو اس مہم مین کارہائے نمایان بجا لایا تہا) کو کشور خان کا خطاب
سے سرفراز ہوا۔ اور امرائے کبار مین شریک کیا گیا۔ اور اس موقع پر بادشاہ ایک ہفتہ تک
خواجہ کے گہر مہمان رہا۔ جب بادشاہ وہان سے واپس آیا تو خواجہ پہلے حجرے مین جا کر خوب
رویا۔ اس کے بعد تمام نقد و جنس جواہر و متاع نفیسہ محتاجون اور مساکینون کو خیرات کر دیا۔
اور خود سادہ درویشانہ لباس پہن لیا۔

سنہ ۸۷۶ھ مین خبر آئی کہ رائے اوریا مر گیا۔ اور اوس کا چچا زاد بہائی ہمبیر تخت نشین ہوا۔ لیکن منگل راے
(جو اوریا کا بیٹا تہا) نے ہمبیر کو تخت سے اوتار کر آپ بیٹہ گیا۔ اس عرصہ مین ہمبیر نے سلطان سے

امداد چاہی - سلطان نے ملک حسن بحری کو نظام الملک کا خطاب عطا کر کے منگل رائے کی سرکوبی کو روانہ
کیا - چنانچہ نظام الملک نے منگل راے کو شکست دیکر ہمیر کو تخت نشین کیا اور راجمندری و کنڈپیر کو
فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - بادشاہ اوس کی اس لائقہ خدمت سے خوش ہو کر
خلعت خاص (جو بجز طرفداران اربعہ کے کسی کو نہین عنایت ہوتا تہا) مرحمت کر کے تلنگانہ کا سر لشکر بنایا
اور فتح اللہ عماد الملک کو سر لشکر برار - یوسف عادل خان سوائی کو سر لشکر دولت آباد کے خدمات سے
ممتاز کیا - اس کے بعد بادشاہ نے یوسف عادل خان کو قلعہ انتور و دیراکہیرہ کی تسخیر کے لئے حکم دیا
یوسف عادل نے ان دونون قلعون کو تصرف مین لا کر راکچی کے قلعہ کو بہی فتح کیا - سنہ ۸۷۶ھ مین پرکیتہ
رائے بیلگوان اور حاکم سنگاپور نے اپنے رائے پسر دیورائے والی بیجانگر کی ایما سے جزیرہ گووا پر چڑہائی
کی - اون کی سرکوبی کے لئے بادشاہ خود روانہ ہوا - طرفین سے خوب جنگ رستمانہ ہوئی -
آخر پرکیتہ رائے نے امان چاہی - اور قلعہ حوالہ کر دیا - بادشاہ وہان سے مظفر و منصور دارالخلافہ
واپس ہوا - راستہ مین مخدومہ جہان کا انتقال ہو گیا - جس سے بادشاہ کو بیحد ملال گذرا - کیونکہ
محمد شاہ کو مخدومہ جہان سے محبت مادری کے علاوہ دوہرا رنج یہ تہا - کہ ایک عمدہ اور سچا
... سے جاتا رہا - اس کے بعد دکن مین دو سال تک قحط کی بلا نازل رہی - ہزارون
آدمی مر گئے - سنہ ۸۸۳ھ مین معلوم ہوا کہ کنڈپیر کے قلعہ دار کو اہل قلعہ نے مار ڈالا ہے اور ہمیر رائے
اوریا نے اوڑیسہ کے راجہ کو متفق کر کے اوس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے - اس خبر کے سنتے ہی
بادشاہ اوس جانب کوچ کیا - اور اول اڑیسہ پر حملہ کر کے خوب تاخت و تاراج کیا - رائے
اڑیسہ نے بہت سے تحائف اور ہاتہی ارسال کر کے صلح کر لی - پہر وہان سے نکل کر بادشاہ
کنڈپیر کا محاصرہ کیا - اور ۶ ماہ کے بعد فتح کر کے اندر داخل ہوا کئی بتخانون کو توڑا - بہت سے برہمنون کو*

* خاندان بہمنیہ مین یہ پہلا بادشاہ ہے کہ جس نے برہمنون کو اپنے ہاتہ سے قتل کیا - ۱۲ - مولف -

اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ اور بتخانہ کے مقام پر مسجد بنوائی۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔
اس موقع پر خواجہ کے ایما سے محمد شاہ کے نام کے ساتہہ لفظ غازی ایزاد کیا گیا اثنا سفر مین
بادشاہ نے نرسنگہ (اس راجہ کا مقام کرنانک و تلنگ کے مابین تہا۔ اور ہمیشہ سلطنت بہمنیہ کے
سرحد مین دست اندازی کرتا رہتا تہا) کے ملک کی تسخیر کے لئے یوسف عادل خان کو روانہ کیا۔
اور خود مچہلی پٹن (جو نرسنگہ کے ملک سے تہا) کو لے لیا۔ راستہ مین ایک ویران قلعہ (جو شاہان
دہلی کے آثار سے تہا) کی ترمیم و تعمیر کرائی۔ اور خواجہ کو اپنا جامہ اوتار کر پہنا یا۔ اور اوس کا جامہ خود پہنا
اور کہا کہ خداوند عالم کا فضل و کرم میرے حال پر دو طرح سے ہے۔ ایک تو شاہی اور ریاست خلق بخشا ہی
اور دوسرا خواجہ جیسا نوکر عطا کیا ہے۔ پہر آگے چلکر بادشاہ نے شہر کنجی پر قبضہ کیا۔ اور وہان کے قدیم
و مشہور بتخانہ کو لسمار کر ڈالا۔ اوسکے بعد مع الخیر دار الخلافہ مین داخل ہوا۔
چونکہ اب ممالک محروسۂ بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا جس مین اصلاحون کی ضرورت تہی۔
اسلئے خواجہ نے بادشاہ کے مشورہ سے چار صوبون (صوبۂ گلبرگہ۔ صوبۂ دولت آباد۔ صوبۂ تلنگانہ۔
صوبۂ برار) کی تقسیم کو شکست کرکے تمام ملک کو آٹہہ صوبون پر منقسم کیا۔
چنانچہ بیجاپور (جس مین مع مدگل و رائچور دریائے بہیما تک ملک شامل تہا) پر خواجہ جہان محمود گاوان۔
حسن آباد (جس مین گلبرگہ۔ ساگر۔ نلدرگ۔ شولاپور وغیرہ شامل تہے) پر دستور دینار۔ دولت آباد۔ پر
یوسف عادل خان جلیبر (جس مین کاکن کا علاقہ گوا اور بلگاؤن تک تہا) پر فخر الملک ترک (جو

۱۔ یہ راجہ نرسنگہ آیندہ چلکر بیجانگر کا راجہ ہو گیا تہا۔ جسکے خاندان کی حکومت آخر عہد تک باقی تہی۔ اوسکے بعد صرف ایک شخص
رام راج نامی دوسرے خاندان کا وہان راجہ ہوا۔ ۱۲ مؤلف۔

۲۔ آجتک کسی تاریخ مین یہ نہین دیکہا گیا۔ کہ کسی بادشاہ نے اپنے نوکر کے ساتہ ایسا نیک سلوک کیا ہو۔ ۱۲ مؤلف۔

محمود گاوان کا رشتہ دار تھا) راجمندری (جس مین موسلی ٹم۔ نلگنڈہ۔ اور یادا خل تھے) پر خشن نظام الملک۔ ورنگل پر اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان۔ کاویل پر فتح اللہ عماد الملک ماہور پر خداوند خان حبشی۔ سرلشکر مقرر ہوئے۔ پہلے یہ قاعدہ تہا کہ ہر ایک صوبہ کے تمام قلعے سرلشکر کے اختیار مین رہتے تھے۔ اب صرف ایک ایک قلعہ سرلشکرون کو دیا گیا۔ اور باقی تمام قلعے شاہی ملازمون کے سپرد ہوئے اور اس سے یہ منشار نکالا گیا تہا کہ اگر کوئی سرلشکر سرکشی کرے تو کامیاب نہ ہوسکے۔ قس علی ہذا خواجہ نے سلطنت مین اور بہی اصلاحین کین۔ گو ان اصلاحون سے سلطنت کو تقویت ہوئی۔ مگر خودغرض امرار کو ناگوار گذرا۔ اور سبہون نے نااتفاقی کرکے خواجہ کی دشمنی پر کمر باندہی۔

اب اس وقت سلطنت بہمنیہ کی وسعت اس قدر بڑہ گئی تہی کہ بیچ مین جنوب کو صرف بیجانگر کا علاقہ باقی رہ گیا تہا۔ اور ممکن تہا کہ اگر اسی طرح زمانہ رہتا تو ایک سال کے اندر ہی بیجانگر کی سلطنت کا نام ونشان بہی نہ رہتا۔ مگر مشیت ایزدی تو دوسری طرح تہی۔ اب مخالفون نے دیکہا کہ یوسف عادل خان (جو خواجہ سے فرزندانہ عقیدت رکہتا تہا) تو نرسنگہ سے لڑنے گیا ہے۔ اور خواجہ سے

۱۔ ملازمون کی حیثیت اوس زمانہ مین بیٹون کی سی ہوا کرتی تہی۔ اور اسی لئے بڑے بڑے صاحب حوصلہ خود بخود امرائے سلاطین کے غلام بنجایا کرتے تہے۔ اور اوسکو اپنی عزت و ناموری کا باعث سمجہتے تہے۔ یہ وہ غلامی نہ تہی کہ جس غلامی کو یورپ والون نے انسان کی برے درجہ کی بدنصیبی خیال کرتے ہین۔ چنانچہ ملک حسن بہی شاہی غلامون سے تہا۔ اور اوسکا نکاح شاہی حرم سرا کی ایک کنیز سے کردیا گیا تہا جسکو ایک بیٹا ملک احمد پیدا ہوا۔ اس مین ترکون کی شجاعت ہندؤن کی فطنت دونون موجود تہے۔ خواجہ نے باپ بیٹے کا ایک جا رہنا پسند نہ کیا۔ اور جب ملک حسن کو راجمندری کا سرلشکر کیا تو ملک احمد کو ۵۰۰ صدی منصب دیکر خداوند خان حبشی کی ماتحتی مین ماہور کا جاگیردار کردیا۔ جو ملک حسن کو ناگوار ہوا۔ اور خود بہی بادشاہ سے علیحدہ ہونا نہین چاہتا تہا۔ اسلئے بادشاہ سے عرض کرکے اپنے بیٹے ملک احمد کو

بدلہ لینے کا اچھا موقع ہے۔ اسلئے ظریف الملک دکہنی اور مفتاح حبشی وغیرہ نے اتفاق کرکے
خواجہ کے ایک حبشی غلام کو (جس کے پاس خواجہ کی مہر رہا کرتی تہی) رشوت دیکر اپنا دوست بنایا
اور ایک روز اوس کو خوب شراب پلاکر بدمست کیا۔ اور ایک سفید کاغذ پر (غلام کو دہوکہ دیکر)
مہر لگوائی۔ اوس کے بعد یہ سب ملکر ملک حسن نظام الملک کے پاس گئے۔ جس نے اوس کاغذ پر
ایک رقعہ اوڑیسہ کے راجہ کے نام خواجہ کے طرف سے یہ لکہا کہ محمد شاہ شراب کی نشہ مین ہم لوگون پر
ظلم وستم کرتا ہے۔ اور ہم اوس سے سخت متنفر ہین۔ اب تم فوراً آجاؤ۔ ہم تمہاری امداد پر مستعد ہین
جب یہ رقعہ تیار ہوگیا تو ظریف الملک اور مفتاح نے اوس کو بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا۔
اوس وقت نظام الملک بہی روبرو موجود تہا۔ بادشاہ خواجہ کی مہر دیکہتے ہی آگ بگولہ ہوگیا۔ اور بغیر
کسی تحقیقات و دریافت کے خواجہ کو بلاکر اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ۵ صفر ۸۸۶ھ کو جوہر
حبشی نے خواجہ کو قتل کر ڈالا۔ استنے مین بیچارہ سعید خان گیلانی دیوانخانہ مین آیا۔ مخالفون نے
اوس کا بہی (بلا حکم) کام تمام کردیا۔ خواجہؒ کے قتل کی تاریخ اس مصرع سے ہویدا ہے۔ ع بیگنہ محمود گاوان شد شہید
۸۸۶ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۹)۔ اپنی جگہ سرلشکر بناکر راجمندری بہیجا۔ اور خود دارالخلافہ مین بادشاہ کے نزدیک رہا۔ ۱۲۔ مولف۔

نوٹ:۔ خواجہ عماد الدین محمود گاوان کے آباؤ اجداد شاہان گیلان کے وزراء مین سے تہے۔ اور اون [illegible]
اپنی ذاتی کوششون اور قابلیت کی بدولت رشت کی بادشاہی حاصل کی تہی۔ اور یہ خود مختار حکومت اوسکے خاندان
مین شاہ طہماسپ صفوی والی ایران کے زمانہ تک (جس نے اوس کا خاتمہ کیا) قایم رہی۔ خواجہ کا مولد قاوان علاقہ گیلان
ہے جو ۸۰۸ھ مین پیدا ہوا جب جمیع علوم سے فارغ ہوا تو سیاحت کو نکلا۔ اور تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ شاہان
عراق وخراسان نے وزارت دینی چاہی۔ مگر خواجہ نے قبول نہ کی۔ ۴۳ سال سن مین شاہ محب اللہ بن شاہ نعمت اللہؒ
کرمانی کی ملاقات کو دکن آیا۔ سلطان علاء الدین کی علم دوست طبیعت نے خواجہ کو رفتہ رفتہ بلند مرتبہ پر پہونچایا۔
ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے وقت بہی خواجہ کے لئے اچہے رہے۔ محمد شاہ کے عہد مین تو خواجہ مدار المہام سلطنت

گویا بادشاہ نے غصہ مین خواجہ سے قتل کا حکم دیدیا تہا۔ مگر چند روز کے بعد بادشاہ پر خواجہ کی بیگناہی ثابت ہوگئی۔ اور مرے دم تک خواجہ کا افسوس کرتا رہا۔ بلکہ یہ کہتا تہا کہ باطن مین مجہے خواجہ ہلاک کر رہا ہے۔ چنانچہ خواجہ کے قتل کی تاریخ سے بادشاہ کا حال روز بروز ابتر ہوتا چلا۔ اس اثنا مین فتح اللہ عماد الملک برار سے اور خداوند خان حبشی ماہور سے اپنے اپنے لشکر لیکر (بلا اجازت) بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب بادشاہ نے بلا طلب آنیکا سبب دریافت کیا تو دونون نے بالاتفاق عرض کیا کہ "حضرت نے صرف مفسدون کے کہنے پر خواجہ سے لایق و بزرگ شخص کو قتل کروادیا تو کسی دن ہمکو بہی قتل کرادینا کیا دشوار ہے"۔ جس کے جواب مین بادشاہ نے مخفی طور پر کہلا بہیجا کہ "اب تم فوراً دشمنان خواجہ کا پتا لگاؤ تا اون سے انتقام لیا جائے"۔ اتنے مین یوسف عادل خان بہی آگیا اور خواجہ کے قتل کے متعلق بہت افسوس کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے بیجاپور کا تمام علاقہ (جو خواجہ کے ماتحت تہا) یوسف عادل خان کو عطا کیا۔ اور دریا خان۔ ملو خان۔ فخر الملک وغیرہ امرائے مغل و ترک کو بیجاپور مین جاگیرات دین۔ حسن نظام الملک بحری سلطنت کا نائب اور پیشوا قرار پایا۔ نظام الملک دکہنی دولت آباد کا طرفدار مقرر ہوا۔ فتح اللہ عماد الملک۔ خداوند خان حبشی بدستور اپنے اپنے عہدون پر بحال رہے۔ فخر الملک کبیر فخر الملک صغیر (یہ ترکی غلام تہے اور ملک حسن کے طرفدارون مین شمار رہتا) راجمندری اور ورنگل کے طرفدار ہوے۔ اب بادشاہ کا ذہن تمام کام

نوٹ صفحہ (٦٠) اور کل سپاہ سے کا مختار ہو گیا۔ اس ترقی و عروج کے ساتہ خواجہ کے دشمن بہی ہزارون پیدا ہوگئے۔ جسکا انجام قتل پر ہوا۔ خواجہ شجاعت و سخاوت مین بے مثل تہا۔ ضلع بیدر مین اوس کا بنایا ہوا عالیشان مدرسہ اور مسجد یادگار ہین۔ خواجہ نے بیدر مین زعفران کی کاشت بہی کرائی تہی۔ مگر اس وقت کوئی اوس کا خیال تک نہین کرتا ہے۔ خواجہ کی تمام عمر کی کمائی غربا مساکین پر وقف تہی۔ چنانچہ خواجہ کے بعد اوسکے خزانہ سے صرف ۳۰۰ لاری

ریاست کے ملک حسن نظام الملک کے تفویض کر دئے۔ چنانچہ وکالت۔ وزارت۔ امیر جملگی اشراف۔ نظارت یہ سب خدمات اوسی ایک کے تفویض تہین۔ بادشاہ کی اس کارروائی سے تمام امرائے ترک مدبدل ہوگئے۔ چونکہ یوسف عادل خان کی قوت بہ نسبت دیگر امرا کے بہت بڑہی چڑہی تہی۔ اسلئے بادشاہ اوس کی خرابی کے درپئے ہوا۔ اور بلگوین کے سیر کا بہانہ کرکے عادل خان عماد الملک۔ خداوندخان یہ تینون کو طلب کیا۔ اور ان سب کو لیکر کوکن چلا۔ مگر یہ لوگ خوب ہوشیار تہے۔ اور بادشاہ کے راز دلی کو پا گئے تہے۔ اسلئے دور دور رہتے تہے اور سلام بہی دور ہی سے کر لیا کرتے۔ جب سیورائے حاکم بیجانگر نے سُنا کہ بادشاہ اس طرف آتا ہے تو لشکر کو تیار کرکے اوس کے دفیعہ کے لئے روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کا خیال تو کچہہ اور ہی تہا۔ اوس نے اوس کے جانب رُخ تک نہین کیا۔ اب سیورائے نے بادشاہ کی اس بے پروائی کو دیکہکر گوا کے چہڑانے کی کوشش کی۔ بادشاہ یوسف عادل خان کو اوس کے اندفاع کے لئے حکم دیا اور خود فیروز آباد چلا آیا۔ بادشاہ کے دل پر رنج و ملال کا اس قدر ہجوم ہوا کہ صحت بالکل خراب ہوگئی۔ زندگی سے مایوسی نظر آئی۔ فوراً شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے نظام الملک کو اوس کا وکیل السلطنت مقرر کیا۔ اور ایک محضر تیار کرکے شاہزادہ کی اطاعت کے لئے تمام امرا کی دستخطین لین۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۱)۔ (یہ قدیم چاندی کا سکہ ہے جو ۵۰ کے برابر ہوتا ہے) نکلے۔ البتہ کتب خانہ مین ۳۰۰۰ کتب موجود تہے جو طالب علمون کے لئے وقف تہے۔ خواجہ کو نظم و نثر مین اعلےٰ درجہ کا تبحر تہا۔ ایک دیوان فارسی اور ایک انشاء موسوم بہ روضۃ الانشاء (جس مین خواجہ کے وہ خطوط ہین جو ملا جامی علیہ الرحمہ کو لکہے تہے) مولانا نے خواجہ کے نام ایک قصیدہ بہی لکہا تہا۔ ناظرین کو خواجہ کی مکمل سوانح عمری دیکہنا مقصود ہو تو تبصرۃ الملوک مولفہ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب۔ بی۔ اے۔ معتمد محکمہ ہوم سکریٹری کو ملاحظہ فرمائین۔ جس مین خواجہ کی تفصیلی لائف موجود ہے۔ ۱۲۔ منہ مؤلف۔

مگر یہ کاغذ کے گھوڑے کہیں چلا کرتے ہیں۔ جو ہونا تھا وہی ہوا۔ محمود شاہ کو خود یقین ہو گیا تھا
اور وہ بار بار کہا کرتا تھا۔ کہ اب دولت بہمنیہ کا خاتمہ ہے۔ غرض کہ جب اور بھی ضعف ہو گیا تو بیدر
کو چلا آیا طبیعت نے پلٹا کھایا۔ صحت ہو گئی۔ صرف نقاہت باقی تھی کہ سیند ہی کثرت سے
پی اور جماع کرکے سو گیا۔ جب خواب سے اوٹھا تو سخت بخار آ گیا۔ طبیب نے بید مشک اور
ٹھنڈا پانی پلایا۔ جس سے کچھ طبیعت بحال ہوئی۔ جب حکیم صاحب اپنے گھر گئے تو بادشاہ نے
اس غلط مقولہ کے فریب میں آیا کہ شراب زدہ را علاج شراب است۔ یعنے مقربین کے
کہنے سے چند پیالے شراب کے پی لئے۔ اس کا پینا غضب ہوا۔ تمام علامات موت کے
ظاہر ہو گئے۔ حالت سکرات میں جب ہوش میں آتا تھا تو کہتا تھا کہ باطن میں خواجہ مجھے
ہلاک کرتا ہے۔ آخر غرہ صفر ۸۸۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۴۸۲ء کو عین عالم جوانی میں بعمر
۲۹ سالہ اس جہان سے اوٹھ گیا۔ گو برائے نام یہ سلطنت ایک عرصہ تک پھر بھی رہی
لیکن درحقیقت اس بادشاہ کی موت سلطنت بہمنیہ کی موت تھی۔ اس کے مرنے کے
بعد تمام دکن کی حالت خراب ہو گئی۔ اس کے مرنے کی تاریخ کسی شاعر نے خوب کہی ہے۔

ع دکن چو شد خراب از رفتن او ۔ خرابیٔ دکن تاریخ او شد۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

۸۸۷

سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی

اس وقت محمود شاہ کی عمر ۱۲ سالہ تھی۔ امرا نے اوسے تخت پر بٹھایا۔ نظام الملک قوام
الملک کبیر و صغیر۔ قاسم بیگ برید نے مبارک باد دی۔ مگر اس مجلس میں بعض نے کہا۔ کہ
یوسف عادل خان وغیرہ امرائے ترک اس وقت موجود نہیں ہیں اون کے بغیر جلوس کرانا نہ
چاہیئے تھا۔ جس کا جواب ملک حسن نے یہ دیا کہ سلطنت کے معطل رکھنے سے خلل و فساد کا

اندیشہ رہتا ہے۔ اسلئے جلوس کردیا گیا۔ جب امرائے ترک آئین سگے اوس وقت پھر اسیطرح دربار کردیا جائے گا۔

محمد شاہ کے زمانہ مین امرائے دولت چار نسلون سے تھے مغل۔ (ایرانی)۔ ترک۔ حبشی۔ دکھنی گویہ چار نسلین بظاہر الگ الگ تھین۔ درحقیقت دوہی فریق تھے۔ ایک طرف دکھنی حبشی (حنفی المذہب) دوسری جانب مغل۔ ترک (اہل تشیع) مگر ترکون مین بعض لوگ دکھنیون کا بہی ساتہہ دیتے تھے۔ فوجی لحاظ سے مغلون کو غلبہ تہا۔ اور یہ سب یوسف عادل خان کا دم بہرتے تھے۔ فتح اللہ عماد الملک (ہندی النسل) اور خداوند خان حبشی سنی تھے۔ مگر محمود کاوان کے یہ دونون احسان مند تھے۔ اسلئے عادل خان کے طرفدار تھے۔ دکھنیون مین بڑا سرغنہ و ملک حسن نظام الملک تہا۔ اور بادشاہ کی قربت کی وجہ سے دربار مین اوسی کو غلبہ تہا۔

اور وہی بادشاہ پر پورا حاوی تہا۔ مگر اس ملک دکن کی رعایا کثرت سے ہندو تہی۔ اور بیجانگر ریاستہائے ساحل کاروسنڈل۔ اوریا۔ اوڑیسہ۔ گونڈوانہ مین تمام ہندو بہری ہوئے تھے جنسے شاہان دکن کو ہمیشہ لڑائی جھگڑے کا اتفاق رہا کرتا تہا۔ اسلئے یہ لوگ اکثر لایق نو واردمسلمانون کی زیادہ قدر کیا کرتے تھے۔ دکن کے قدیم آرام طلب اور بے ہنر مسلمانون کی کم قدر ہوتی تہی۔ اور اسی وجہ سے احمد شاہ ولی کے زمانہ سے دکہنی مسلمان اکثر تباہ ہوتے چلے آتے تھے۔ اون صرف تہوڑاہی زمانہ گذرا تہا۔ کہ سر اوٹہانے کی مہلت ملی تہی۔ اس وقت اون مین اس قدر جان تہی کہ مغلون اور ترکون سے میدان جنگ مین سبقت لیجائین۔ اور مغلون اور ترکون مین اتنی قوت تہی کہ اون کو نیست و نابود کرڈالین۔ اس طرح پر دونون فریق کی قوت کچھ کچھ ملی ہوئی تہی۔ جس سے محمود شاہ برائے نام تخت و تاج کا نصیب ہوگیا۔ چونکہ اوس مین شاہانہ عزم اور خودرائی بالکل نہ تہی عیش و عشرت کا بندہ تہا۔ اسلئے کسی نے اوسکی تباہ کرنیکی کوشش نہ کی۔ بلکہ اوسکو اپنی قوت کا آلہ بنالیا۔

جب یوسف عادل کو محمد شاہ کی موت اور محمود شاہ کی تخت نشینی کی خبر ہوئی تو وہ مبارکباد کو دار الخلافہ آیا۔ اور شہر کے باہر آترا۔ بعد ایکہزار مغل اور ترک کیساتہ اندر آیا۔ اور بادشاہ کو مبارکباد دی۔ چونکہ ملک حسن کو یوسف عادل سے چشمک تھی۔ اور وہ جانتا تہا کہ اگر یوسف عادل کا خاتمہ ہوجائے تو پہر سلطنت بہمنیہ اپنی ہے۔ اسلئے اوس نے قوام الملک کبیر و صغیر کو ہمراہ لیکر یوسف عادل کے پاس گیا۔ اور کہا کہ جس طرح ہم شہر مین رہتے ہین اوسی طرح آپ سب امرائے ترک بہی شہر مین رہا کرین تو مناسب ہے۔ تا کہ ایک دوسرے کے مشورہ سے مہمات سلطنت انجام پائین یوسف عادل نے جواب دیا کہ مین سپاہی آدمی ہون امورات مالی و ملکی مین مدرکہ نہین ہے۔ آپکو چاہیئے کہ حسب وصیت سلطان محمد شاہ مرحوم سلطنت کے کامون کو انجام دین۔ الغرض کچہ دیر تک فریقین مین گفتگو رہی۔ بعد اوس کے یہ ٹہرا کہ ملک حسن حسب دستور سابق فقط وکیل السلطنت رہے۔ باقی عہدے جنکا وہ اب تک کام کرتا ہے۔ دوسرون کو دیئے جائین۔ چنانچہ مشورہ کے بعد وزارت قوام الملک کبیر سرلشکر ورنگل کو دی گئی۔ اشراف قیام الملک صغیر سرلشکر راجمندری کے حصے مین آئی۔ اور نظارت دلاور خان حبشی کو ملی۔ قاسم بیگ سرنوبت اور فرہاد الملک کوتوال شہر رہے۔ اور ایسے ہی اور عہدے بہی امرا نے آپس مین تقسیم کر لئے۔ سلطان محمود شاہ سے ہر ایک کو خلعت ملا۔ دو تین مہینے تک مغل۔ ترک۔ دکہنی۔ حبشی عاج اور آبنوس کے مہرون کی طرح باہم ملے جلے رہے۔

اس وقت سرلشکرون کی تفصیل حسب ذیل تہی:۔

(۱)۔ بیجاپور مین یوسف عادل خان۔ (۲) حسن آباد گلبرگہ مین دستور دینار حبشی۔ (۳)۔ دولت آباد مین نظام الملک دکہنی۔ (۴) جنیر مین ملک حسن نظام الملک۔ (۵)۔ راجمندری مین قوام الملک صغیر۔ (۶)۔ ورنگل مین قوام الملک کبیر جس نے عادل خان دکہنی کو وہان اپنا نائب مقرر کر رکہا تہا۔ (۷)۔ گاویل مین فتح اللہ عماد الملک جس نے اپنے بیٹے علاء الدین کو اپنی جگہ

بھیجدیا تھا۔ (۸) مشہورین خداوند خان حبشی۔

اب ملک حسن نے قوام الملک کبیر (گو یہ ترک تھا مگر یوسف عادل سے عداوت قلبی رکھتا تھا) سے یوسف عادل کے قتل کی صلاح کی۔ اور عادل خان دکھنی کو (جو قوام الملک کبیر کے طرف سے ورنگل کی طرفداری کا کام کرتا تھا اور ہم خطابی کے سبب سے یوسف عادل خان کا جانی دشمن تھا) ورنگل سے اور فتح اللہ عماد الملک کو (جو یوسف عادل کا دوست دکھنی النسل تھا) برار سے بہ بہانۂ مبارکباد طلب کیا۔ یہ دونون ورنگل اور برار کے لشکرون کو ساتھ لائے۔ اب ملک حسن نے عادل خان دکھنی سے کہا کہ تو ترکون کو قتل کر ڈال۔ اگر تو نے قوام الملک کبیر یا یوسف عادل کو قتل کر دیا تو تجھے اون کی سرلشکری دلا دون گا۔ اور قوام الملک کبیر سے کہا کہ یوسف عادل کے قتل کے روز آپ اپنے مکان مین رہیئے یہ سادہ لوح ملک حسن کے فریب مین آگیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے عادل خان دکھنی اور فتح اللہ سے کہا کہ اپنے اپنے لشکر بادشاہ کے ملاحظہ مین لائین۔ اوس وقت بادشاہ قلعۂ ارک کے برج مین بیٹھا ہوا تھا۔ جب یہ دونون سردار سلام کو آئے تو بادشاہ (حسب مشورہ ملک حسن) نے اون کو بلا کر کہا کہ آجکل ترک نہایت سرکش ہو گئے ہین۔ اون کو ٹھیک بنایا جائے۔ چونکہ فتح اللہ یوسف عادل کا دوست تھا اس لئے ملک حسن نے اوس کو وہین ٹھیرا لیا۔ اور دونون لشکر عادل خان دکھنی کے ماتحتی مین یوسف عادل کے فوج پر چل پڑے۔ اس ہنگامۂ کارزار مین قوام الملک کبیر مارا گیا۔ فریاد الملک کوتوال گرفتار ہوا۔ ۲۰ روز تک متواتر یہ لڑائی جاری رہی۔ طرفین کے ۳ یا ۴ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر علماء نے بیچ مین پڑ کر صلح کروا دی۔ یوسف عادل بیجاپور چلا گیا۔ اب ملک حسن کی بن آئی۔ اوس نے اپنے بیٹے ملک احمد کو پرگنات بیر

ودیا جاگیر مین دے دیا۔ مخدوم الملک دکہنی کو جو محمود گاوان کا غلام زادہ تہا) کو منصب سہزاری اور خواجہ جہان کا خطاب ملا۔ یہ فتح اللہ۔ قوام الملک کبیر کی جگہ وزیر و میر جملہ ہوا۔ اوس کا بیٹا علاء الدین نیابت برار پر بہیجا گیا۔ عادل خان دکہنی سرلشکر ورنگل کیا گیا۔ قاسم برید سر نوبت کو کوتوالی بہی ملگئی۔ قوام الملک صغیر۔ راجمندری کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد چار سال تک امن وچین سے سلطنت کا کام چلتا رہا۔ اس اثناء مین دلاور خان حبشی نے بادشاہ سے کہا کہ نظام الملک اور فتح اللہ نے آپ کو عضو معطل بنا رکہا ہے۔ بادشاہ نے اوس کے جواب مین اون کے قتل کرنے کی ہدایت کی۔ اتفاقاً یہ دونون ایک رات سلطان کی مان کے پاس گئے ہوے تھے۔ جب وہان سے لوٹے تو راستہ مین دلاور خان اور ایک اوس کے ساتہی نے انہین گہیرا۔ خوب تلوار چلی نظام الملک کسیقدر زخمی ہوا۔ مگر دونون صحیح و سلامت نکل گئے۔ شہر کے باہر جاکر اپنے اپنے لشکرون کو جمع کیا۔ قاسم برید کو بہی ہوشیار کردیا۔ اب قاسم برید نے قلعۂ ارک کے دروازے بند کرکے باہر سے اندر جانیکی سب کو ممانعت کردی۔ بادشاہ نہایت پریشان ہوگیا۔ مجبور، نظام الملک کے پاس آدمی بہیجکر عذرخواہی کی۔ نظام الملک نے اس شرط پر منظور کیا کہ دلاور خان قتل کردیا جائے۔ مگر دلاور خان یہ سنتے ہی مع اپنی فوج کے بہاگ گیا اور چند روز مین برہانپور پہونچا۔ فتح اللہ بہی ان جہگڑون سے گہبراکر براڈ کی سرلشکری پر چلا گیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے ملک وحید اور ملک اشرف

(جو اونکے حقیقی بہائی اور سابق مین محمود گاوان کے نوکر تہے) کو اپنی طرفداری کی وجہ سے امرا کے زمرہ مین داخل کیا۔ اور عہد و پیمان لیکر ملک وحید کو دولت آباد کی سرلشکری عنایت کی۔ فخر الملک دکہنی کو بریندہ اور شولاپور کے علاقے مرحمت ہوئے۔ اور زین خان (جو فخر الملک کا بہائی تہا) کو بہی اوس کا شریک بنالیا گیا۔ مگر فخر الملک نے بجز شولاپور کے زین خان کو کچہ بہی ندیا۔ اس اثنار مین عادل خان دکہنی سرلشکر ورنگل کا انتقال ہوگیا قوام الملک صغیر نے (سرلشکر راجمندری) ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ جب ملک حسن کو معلوم ہوا تو شہر بیدر کی حفاظت اپنے ایک آوردے دلپسند خان کے حوالہ کی۔ اور محمود شاہ کو لیکر ورنگل پہونچا۔ قوام الملک مین مقابلہ کی قوت کہان تہی۔ اوس نے بادشاہ کی آمد دیکہکر راجمندری کو چلاگیا۔ اس اثنار مین ملک حسن کو اوس کے بیٹے ملک احمد نے یہ کہہ بہیجا کہ بہادر گیلانی نایب بندر گوا اور زین الدین علی جاگیردار جاکنہ میرے علاقہ کے جاگیرات پر دست درازی کر رہے ہین۔ اوس کے انسداد کا جلد انتظام کیجئے" اس وقت ملک حسن ورنگل مین مقیم تہا۔ اسلئے ملک احمد کے امداد کے لئے فخر الملک دکہنی اور ملک وحید کو حکم دیا

بند۔ محمود گاوان کے غلام کشور خان کو بندر گوا وغیرہ جاگیر تہے۔ وہ تو بیدر مین رہتا تہا۔ اور جاگیر پر ایک شخص نجم الدین گیلانی کو مقرر کیا تہا۔ جب نجم الدین مرگیا تو بہادر گیلانی (جو گوا کا کوتوال تہا) جاگیر کا نائب بنکر آمد بندر گوا سے بندر دابل۔ کولاپور۔ کلہر۔ پنالہ تک قابض ہوگیا۔ بہادر گیلانی نے کچہ ہی پر اکتفا نکی۔ بلکہ یوسف عادل خان کی تحریک سے بندر چول وغیرہ پر بہی (جو ملک احمد پسر نظام الملک کے جاگیر مین تہے) لوٹ مار کرنے لگا بہادر گیلانی کی تقلید پر زین الدین علی جاگیردار جاکنہ بہی ملک احمد کے جاگیرات پر ہات صاف کرنے لگا۔

..... مولف۔

دریہا درگیلانی و زین الدین علی کی کمک پر یوسف عادل خان نے کمر باندہی۔ چونکہ تمام امرائے ملک حسن (نظام الملک) سے ناراض تہے۔ بادشاہ کو الٹ پلٹ سمجہاکر ملک حسن کے قتل کا حکم حاصل کر لئے۔ کہین اڑتے اڑتے یہ خبر ملک حسن کو ہوگئی۔ وہ گہبراکر آدہی رات کو ورنگل سے بہاگا۔ مگر شامت جو آئی تہی تجہنیز کے بیدر پہونچا۔ دلپسند خان کو ہموار کرکے خزانۂ شاہی پر قابض ہوگیا۔ اور محمود شاہ کے مقابلہ کے لئے فوج جمع کرنی شروع کی۔ جب صبح کو یہ خبر محمود شاہ کو ہوئی تو فوراً ورنگل سے کوچ کرکے بیدر آیا۔ اور دلپسند خان کو خفیہ طور پر کہا کہ "اگر تو نمک حلال و شاہی نوکر ہے تو فوراً نظام الملک کو قتل کرکے ہمارے پاس چلا آ" چنانچہ دلپسند خان نے نظام الملک کو قتل کرکے اوس کا سر بادشاہ کے پاس بہیجدیا۔ اس کے بعد محمود شاہ بیدر مین داخل ہوا۔ اب مغلون اور ترکون کا عروج بڑہا۔ اور مہمات شاہی کے وہی مدار علیہ ٹہرے۔ اوہر بادشاہ شراب و کباب و ناچ رنگ مین مشغول ہوگیا۔ جب ملک احمد نے اپنے باپ کے قتل کی خبر جنیر مین سنی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ بیڑ اور تمام کوکن کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے نام کے ساتہ نظام الملک کا خطاب بہی ایزاد کیا ادہر مغلون اور ترکون کا عروج دکہنیون اور حبشیون کو شاق گذرا۔ آخران سبہون نے مشورہ کرکے بادشاہ کے مارنے کا قصد کیا۔ اور ۲۱ ذیقعدہ ۸۹۲ھ کو رات کے وقت ایکہزار دکہنی و حبشی قلعہ مین گہسکر بادشاہ کے سر پر پہونچے۔ اس وقت بادشاہ اپنے یاران ہم پیالہ کے ساتہ عیش و عشرت مین مصروف تہا۔ ان کی صورت دیکہتے ہی شاہ برج کو بہاگا۔ تمام یاران[*] علیہ قتل ہوئے۔ جب باغیون نے دیکہا کہ بادشاہ بچ گیا تو وہ شاہ برج پہونچے استنے مین کسی طرح مغلون اور ترکون کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی۔ فرہاد خان۔ قاسم برید۔

[*] تاریخ قطب شاہی مین لکہا ہے کہ اس حلبہ مین سلطان قلی (سر سلسلۂ خاندان قطب شاہیہ) بہی اوس سلحدارون سے موجود تہا۔ خود تو بادشاہ کے ساتہ شاہ برج جانے مین بچ گیا۔ مگر ۔ بہی کے سلحدار قتل ہوگئے۔ ۱۲ مولف۔

سیتر خان اور ستانی وغیرہ نے تین چارسو مغلون کو لیکر بادشاہ کے پاس پہونچے۔ طرفین سے
خوب جنگ ہوئی۔ سیکڑون آدمی مارے گئے۔ صبح کو بادشاہ تخت پر برآمد ہوکر دکھنیون اور
حبشیون کے قتل عام کا فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ تین دن تک برابر قتل کا بازار گرم رہا۔ آخر شاہ محب اللہ
کی اولاد مین سے کسی بزرگ کی منت وسماجت پر بادشاہ نے موقوفی کا حکم دیا۔ اس کے بعد
بادشاہ نے ملک احمد نظام الملک کی سرکوبی کے لئے شیخ مودی عرب المخاطب بہ بہادر الزمان
کو بارہ ہزار سوار سے روانہ کیا۔ مگر ملک احمد نے اس حکمت سے جنگ کی کہ شیخ مودی کو باوجود
اس قدر لشکر کثیر کے شکست ہوئی۔ اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ خود شیخ مودی کی بھی جان نہ
بچی۔ اسی موقع پر ملک احمد نے قلعہ جاکنہ کو بھی فتح کر لیا۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو پھر
ایک لشکر جرار عظمت الملک میر کے ہمراہ جنیر بھیجا۔ ملک احمد بھی اپنی فوج سے تیار ہوگیا۔ اور خواجہ
جہان جاگیردار پرینڈہ وشولاپور نے اپنے بیٹے اعظم خان کو ملک احمد کی کمک کو بھیجا۔ اتنے مین
بادشاہ نے عظمت الملک کو طلب کرکے اوس کی جگہ جہانگیر خان جاگیردار۔ کولاس کو روانہ کیا۔
چند روز تک تو ملک احمد نے لشکر شاہی کو اپنے تعاقب مین کبھی پرینڈہ اور کبھی پٹن اور کبھی پشتگاہ
پھراتا تھا۔ جس سے لشکر شاہی کو اطمینان ہوگیا کہ ملک احمد مین مقابلہ کی تاب نہین ہے۔ اس اثنا
مین برسات کا موسم آگیا۔ اور تمام امراء اور سردار۔ ناچ۔ رنگ۔ شراب۔ کباب مین مصروف ہوگئے
ملک احمد تو وقت کا منتظر تھا ۳ رجب ۸۹۵ھ کو رات کے وقت لشکر شاہی پر شب خون کیا۔ خوب
لڑائی ہوئی ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور جہانگیر خان مع اکثر نامی امراء کے قتل ہوا۔ اور باقی
سردار اسیر ہوئے۔ جن کو ملک احمد نے تمام لشکر مین تشہیر کرکے بیدر روانہ کردیا۔ یہ فتح ملک احمد کو
ایسی ہوئی کہ سب کے حوصلے اوس کے سامنے پست ہوگئے۔ اور سلطنت نظام شاہی کی ابتدا
اسی فتح سے آغاز ہوئی۔

چنانچہ جب ملک احمد کو فتح نصیب ہوئی۔ تو اوس نے بادشاہ سے تمام تعلقات قطع کر دیئے اور یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک کے پاس ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ خطبون مین محمود شاہ کے نام کی جگہ اپنے اپنے نام درج اور جملہ لوازم شاہی کو علانیہ اختیار کرین۔

اس زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کے حسب تفصیل ذیل امرا نے حصّے بخری کر رکھے تھے۔

۱	یوسف عادل شاہ	بیجاپور	۴	سلطان قلی قطب الملک	ورنگل علاقہ تلنگانہ	۷	خواجہ جہان	پرینڈہ و شولاپور	۱۰	قوام الملک صغیر	راجمندری علاقہ تلنگانہ
۲	احمد نظام الملک	جنیر	۵	فتح اللہ عماد الملک	گاویل ایلچپور علاقہ برار	۸	ملک اشرف	دولت آباد	۱۱	خداوند خان حبشی	ماہور کلم علاقہ میکر علاقہ برار۔
۳	قاسم برید	بیدر اوسہ قندہار وغیرہ	۶	میان محمد معین الملک	مرج کلبرگہ پنالہ گوا وغیرہ	۹	دستور دینار حبشی	گلبرگہ گنجوٹی الند وغیرہ			

مگر ان گیارہ مین پانچ مقدم الذکر زبردست و صاحب قوت تھے۔ اسلئے انہین پانچون نے بقیہ چھ کا خاتمہ کرکے تمام ملک کو آپس مین تقسیم کر لیا۔ اور یہی پانچ ایک مدت تک اپنی اپنی سلطنت علیحدہ قائم کرکے حکمران رہے۔ جس سے عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ۔ عماد شاہیہ۔ بریدیہ شاہیہ خاندانون کی بنیاد پڑی۔ اور اسی زمانہ سے سلطنت بہمنیہ نے روز بروز تنزل اختیار کیا۔ گو محمود شاہ کے بعد بھی خاندان بہمنیہ کے چار بادشاہ احمد شاہ۔ سلطان علاء الدین۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ کلیم اللہ۔ تخت نشین ہوئے۔ مگر ان چارون کی بادشاہی برائے نام تھی۔ اور یہ سب بریدیون کے ہاتھ پر مثل کٹھ پتلی کے ناچتے رہے۔ اب ہم یہان سے محمود شاہ کے بقیہ حالات اور اوس کے بعد کے چار بادشاہون کے واقعات اس مقام پر صرف سلسلہ کے لئے لکھدیتے ہین۔ اور جنگ وغیرہ کے تفصیلی حالات ان جدید بادشاہون کے تذکرہ مین بیان کرین گے۔

الحاصل احمد نظام الملک نے ۸۹۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور مثل شاہان دہلی و گجرات ومالوہ کے سفید چتر شاہی بنوایا۔ لیکن اس چتر کے نسبت خواجہ جہان وغیرہ نے کہا کہ ابہی بادشاہ زندہ ہین اسلئے آپکو سزاوار نہین۔ جسکا جواب احمد نظام الملک نے یہ دیا۔ کہ رفع حرارت کے لئے یہ چتر مین نے بنوایا ہے۔ اس کے بعد اوسنے ہر ایک کو چتر رکہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ اسی زمانہ سے دکن مین علے العموم چتر لگانے کا دستور ہوگیا۔ اودہر یوسف عادل خان نے بہی ۸۹۶ھ مین اپنی بادشاہی کا اظہار کیا۔ پانچہزار مغلون اور ترکون نے اوسکی شاہی کو مان لیا۔ اس کے بعد اوس نے اپنا نام یوسف عادل شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ چتر لگایا۔ پہر تو اسی سن مین فتح اللہ عماد الملک بہی صاحب خطبہ و چتر بنا۔ قاسم برید ترک (جو سر نوبت و کوتوال شہر تہا) نے دیکہا کہ اورون نے بازی لے لی۔ اور محمود شاہ نرا مٹہو بنا رہا۔ تو اب اسنے بہی منصب وکالت اور طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کرلیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اودسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیر مین لے لئے جب وہان کے قلعون پر قبضہ کرنا چاہا۔ تو محمود شاہ نے اون امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ لیکن قاسم برید نے تین مرتبہ شکست دی اور قریب تہا کہ محمود شاہ کو نکالدے۔ اسنے مین دلاور خان حبشی جو ۸۹۱ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہانپور کو بہاگ گیا تہا۔ اسوقت ایک معقول فوج لیکر محمود شاہ سے آملا۔ اور قاسم برید کو ایسی شکست دی کہ وہ گولکنڈہ کی طرف بہاگا۔ دلاور خان نے اوس کا تعاقب کیا۔ گولاس کے قریب ایک مست ہاتہی نے دلاور خان کو مار ڈالا۔ اور قاسم برید اس لطیفۂ غیبی کے سنتے ہی واپس ہوا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر بیدر آیا۔ محمود شاہ نے بہی اوس کو بمقتضائے وقت منصب وکالت عطا کیا۔ اب قاسم برید کی حکومت ایسی مستقل ہوگئی کہ محمود شاہ کی شاہی بجز نام کے مطلق باقی نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ اس کے بعد بہی بعض لڑائیان بیجاپور و برار کے لشکرون سے محمود شاہ کی

درپیش آئین - آخر ۲۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ مطابق ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود شاہ نے انتقال کیا - مدت سلطنت (۳۷) سال (۲۰) یوم ہیں -

سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی

۹۲۴ھ میں ملک برید نے محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو تخت نشین کیا - یہ سلطان عیش و عشرت کا ایسا متوالا تھا کہ ملک برید نے اوس کے لئے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کرادیا - وہ تو بادہ خواری میں مشغول ہوا - اور ملک برید سلطنت کرنے لگا احمد شاہ اس قدر مسرف تھا کہ امیر برید کا مقرر کردہ وظیفہ اوس کو کفاف نہ کرتا تھا - اسلئے اوسنے تاج بہمنیہ کو (جو ۴۰ لاکھ کا تھا) خفیہ طور پر توڑ کر اوسکے موتی اور جواہر فروخت کرکے خوب عیش اوڑایا - جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوسنے بہت کچھ آدمیوں کو مارا پیٹا - مگر اوس کا ایک ریزہ بھی ہاتہ نہ آیا - آخر احمد شاہ دو سال کم ماہ کی سلطنت کے بعد ۹۲۷ھ میں زہر یا اجل سے فوت ہوا

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا - اور نہایت غور و فکر کے بعد احمد شاہ کے بیٹے سلطان علاء الدین کو سریر آرا کیا - یہ بادشاہ بادہ نوشی کے مضرت سے واقف تھا - اسلئے اسنے شراب کو کبھی منہ سے نہ لگایا - اور امیر برید کی ظاہرداری میں بہت خاطر مدارات کرکر در پردہ مارنے کی فکر میں رہا - مگر بہت جلد پردہ فاش ہوگیا - امیر برید نے اوس کو معزول کرکے محبوس کیا - اور چند روز کے بعد مر گیا - مدت سلطنت (۲) سال (۳) ماہ تھی -

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

اب امیر برید نے شاہ ولی اللہ کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ امیر برید کی مٹھی مین تھا۔ اور نان و پارچہ جو کچھ وہ دیتا اوسی پر قناعت کرتا۔ آخر اس نے اپنی خلاصی کے لیے کوشش کی اور امیر برید کو معلوم ہوگیا تو اوسنے بادشاہ کو حرم سرا مین قید کرکے اوسکی منکوحہ پر متصرف ہوا۔ اور چند روز کے بعد خاتمہ کر ڈالا۔ مدت سلطنت تین سال ہے۔

شاہ کلیم اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

امیر برید نے شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی شاہ کلیم اللہ (جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا) کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ چند روز محل سرا مین عزلت نشین رہا۔ استنے مین ہندوستان مین بابر بادشاہ کے آمد کی دہوم مچی تو اس نے خفیہ طور پر ایک ایلچی کے ذریعہ اپنی مستخلصی کی استدعا کی۔ لیکن بابر شاہ نے اوسپر توجہ نہ کی۔ کیونکہ ہندوستان مین خود اوس کو ابہی استقلال نہین ہوا تہا۔ اس کے بعد یہ خبر فاش ہوگئی۔ اور بادشاہ گہبراکر ۹۳۴ھ مین بیجاپور کے طرف گیا۔ وہان اوس کے ماموں اسمٰعیل عادل شاہ نے اوس کی گرفتاری کا ارادہ کیا تو پہر وہان سے نکل کر برہان نظام شاہ کے پاس احمد نگر پہونچا۔ نظام شاہ نے خوب آو بہگت کی۔ لیکن چند روز کے بعد شاہ کلیم اللہ زہر یا موت سے احمد نگر مین انتقال کیا۔ اور اوس کا تابوت بیدہ کر لے گئے۔ شاہ کلیم اللہ کے بعد کوئی شخص خاندان بہمنیہ سے برائے نام بہی نہین ہوا جس سے خاندان بہمنیہ بالکل خاتمہ ہوگیا۔

گل دوم

طبقہ عادل شاہیہ

سلاطین بیجاپور

یوسف عادل شاہ

یوسف عادل شاہ [حاشیہ] سنہ ۸۹۶ھ م سنہ ۹۰ء (؟) مین بمقام بیجاپور سریرآرا ہوا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ چتر لگایا۔ چونکہ وہ ساوہ کا رہنے والا تھا۔ اسلئے عوام الناس بجائے ساوی کے

حاشیہ۔ یوسف کا نسب مورخون نے سلاطین عثمانیہ سے ملایا ہے۔ کہتے ہین کہ اوس کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ مین جب مر گیا۔ تو اوس کا بڑا بیٹا سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی یوسف کے قتل کا حکم دیا (کیونکہ اراکین سلطنت کی رائے ہوئی کہ بجز ولیعہد کے دوسرا شہزادہ زندہ نہ رہنا چاہیئے۔ تاکہ فساد و بغاوت کا خطرہ باقی نہ رہے) مگر اوس کی ماں نے کچھ ایسی چال چلی کہ یوسف کے عوض ایک غلام مارا گیا۔ اور یوسف بغرض پرورش خواجہ علاء الدین محمود گرجستانی ساکن ساوہ کے حوالہ ہوا۔ اور خواجہ یوسف کو لیکر بغداد آیا۔ اور بمقام اردبیل شیخ صفی کے درگاہ مین نیاز چڑھائی یوسف کو مرید کرادیا۔ اور ساوہ آکر اپنے بیٹون کی طرح اوسکی تعلیم و تربیت کرنے لگا۔ یوسف کی مان کو بھی اوسکی خیریت کی اطلاع دی۔ چنانچہ یوسف کی مان نے یوسف کی دائی کے بچے۔ غضنفر آقا۔ دلشاد آقا کو معہ چند تحائف کے

سوائی کا بھی خطاب دیدیا۔جب قاسم برید نے اوس کا یہ عروج دیکھا تو راے بیجانگر کو (بیجانگر مین اوس وقت وزیر تمراج مالک ریاست تہا۔کیونکہ اصل راجہ نہایت کم سن تہا) کہلابھیجا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ بہمنیہ سے بغاوت کی ہے۔لہذا آپ بادشاہ کی امداد کیجے تو آپ کو رائچور و مدگل دیدیے جاینگے۔چنانچہ تمراج ایک لشکر کثیر سے یوسف عادل شاہ کے ملک پر

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۵)۔یوسف کے پاس بہجدیا۔چند روز کے بعد یوسف کا بہید کہل گیا۔اور وہ وہان سے بہاگ کر قم آیا۔ پہر وہان سے ۸۶۴ھ مین خواجہ کے ساتھ ہندوستان کے سفر پر آمادہ ہوا۔اور بندر ہرمز سے جہاز مین بیٹھکر بندر دابل مین اوترا۔کہتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام نے یوسف کو دو دفعہ بادشاہی کا مژدہ دیا تہا۔اور ہندوستان جانیکی تاکید کی تہی۔الحاصل یہ دونون بیدر آئے اور خواجہ نے محمود گاوان کی سعی سے یوسف کو نظام شاہ بہمنی کے ہاتہ بیچ ڈالا۔یوسف چند روز شاہی چیلون مین رہا۔اسکے بعد محمود گاوان نے اوسکو عزیز خان میر آخور کے حوالہ کیا۔جب عزیز خان مرگیا تو یہی داروغہ اصطبل ہوگیا۔اور منصب صدی سے ممتاز ہوا۔بعد ازان ایک عرضی نویسندہ کی نااتفاقی سے استعفا دیکر نظام الملک کے پاس پہنچا۔اور اپنے حسن سلوک اور شجاعت و بہادری سے نظام الملک کو بہائی کہنے لگا۔جب نظام الملک برار کا طرفدار ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا۔اور عادل خان خطاب ملا۔اور رفتہ رفتہ اپنی کارگزاری اور لیاقت سے امراے شاہی مین داخل ہوا۔پہر شدہ شدہ بیجاپور کا طرفدار بنگیا۔جب محمود شاہ کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ ضعیف پایا تو لشکر کثیر جمع کرکے خود بادشاہ ہوگیا۔اور بیجاپور کو دارالسلطنت قرار دیا۔

رفیع الدین شیرازی کا قول ہے کہ جب وہ ۹۶۶ھ مین ایران سے دکن آیا اور ایک قصبہ کوکی نام مین پہونچا۔جہان یوسف عادل شاہ اور اوسکی اولاد کی قبرین ہین وہان کے حفاظ اور خدام مین سے ایک شخص شمس الدین جہرمی نے اوس سے بیان کیا۔کہ جس زمانہ مین جہان شاہ کی اولاد جہگڑ رہی تہی وہ دیار بکر مین تہا۔جب حسن بیگ نے

حملہ کرکے رائچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قاسم برید نے بہادر گیلانی حاکم گوا (جس کے قبضہ مین اس وقت بندر دابل چول۔ کلہر۔ پنالہ۔ کولاپور وغیرہ تھے) کو بھی یوسف عادل شاہ کی تخریب کے لئے اشارہ کیا۔ اوس نے بھی فورًا ایک کر جام کھنڈی پر متصرف ہو گیا۔ اب تو یوسف عادل شاہ بہت گھبرایا۔ اس کے بعد اوس نے عہد کیا کہ اگر مین اس مخمصہ سے نجات پاؤن تو مذہب تشیع کو رواج دون۔ اور خطبہ اثنا عشری پڑہاؤن۔ اور ۸ ہزار سوار لیکر قاسم برید کے مقابلہ کے لئے بیدر چلا۔ قاسم برید نے احمد نظام الملک کو مدد کے لئے طلب کیا۔ چنانچہ نظام الملک خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو لیکر قاسم برید کی مدد کو آیا۔ ادہر سے قاسم برید محمود شاہ بہمنی کو لیکر شہر سے نکلا۔ حوالی نلدرگ مین طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید نے فتح پائی اور یوسف عادل شاہ شکست کہا کر بیجاپور چلا گیا۔ اس اثنا مین تمراج وزیر راجہ بیجانگر کو ساتھ لیکر بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور عادل شاہ بھی ۸ ہزار فوج سے آگے بڑہا۔ جب ۸۹۹ھ مین

(بقیہ نوٹ صفحہ (۷۶)۔ جہان شاہ کو مار کر سلطنت پر قبضہ کیا تو اپنے بہانجے احمد بیگ کو ساوہ کی حکومت دی۔ اوس نے ساوہ کی ایک امیر کی دختر سے شادی کی۔ جب احمد بیگ مر گیا تو اوس بی بی سے ایک بیٹا محمود بیگ تہا جو اپ کی جائے پر ساوہ مین حاکم بنا۔ اور ۲۰ سالہ عمر مین لڑائی جہگڑے مین مارا گیا۔ اوسکے عیال و اطفال شیراز چلے آئے۔ اوس کا بیٹا یوسف پریشان ہوکر لار چلا گیا۔ اور ایک بزرگ نے خواب مین خوشخبری دی۔ جس سے وہ دکن آیا مگر چند روز رہکر پہر لار چلا گیا۔ جب دوبارہ اون بزرگ نے تاکید کی تو پہر دکن آکر خان سالار کے پاس رہنے لگا۔ کشتی مین اوس کا مشق بہت اچہا تہا۔ اسی زمانہ مین ایک امو پہلوان دہلی سے آیا۔ اور دکن کے تمام پہلوانون کو چت کیا۔ آخر یوسف نے اوسکو پچہاڑا۔ محمد شاہ بہمنی نے خوش ہوکر یوسف کو خلعت عطا کیا۔ کچہ دنون بعد صلہ کو توالی کی خدمت دی۔ پہر رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہی پر پہونچا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی ہوئی پہلے بیجاپوریون نے شکست اوٹہائی۔ مگر اتنے مین بیجانگر والے لوٹ مین مشغول ہوئے
اور جنگ کا رخ بدلا۔ یوسف عادل شاہ کا دفعتاً حملہ کرنا تہا کہ ہندو بہاگے اور راجہ زخمی ہو کر راستہ
مین مرگیا۔ اور یوسف نے رایچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ بیجانگر کی لوٹ سے یوسف نے دو زنجیر ہستی
جوڑے اور چار گہوڑے محمود شاہ کو بطور ہدیہ بہیجے۔ انہین ایام مین محمود شاہ والی گجرات نے
محمود شاہ بہمنی کو کہلا بہیجا کہ بہادر گیلانی نے حاجیون کے جہازون (جو گجرات سے جاتے ہین) کو
لوٹ لیا ہے اور بہت شورش مچا رکہی ہے۔ اگر آپ سے اوس کا انتظام ہو سکتا ہو تو کیجئے۔
ورنہ مین خود کسی سردار کو بہیجکر نیست و نابود کر دیتا ہون۔ محمود شاہ بہمنی نے قاسم برید کی صلاح سے
یوسف عادل شاہ کو اعانت کے لئے لکہا۔ وہ بہادر گیلانی کی سرکوبی خدا سے چاہتا تہا۔ اسلئے
ہزار سپاہ بسرکردگی کمال خان بادشاہ کی مدد کو بہیجی۔ اوس وقت بہادر گیلانی جام کہنڈی کے
نواح مین تہا۔ جب بادشاہ کی آمد سُنا تو بلگوان بہاگا۔ بادشاہ نے دو تین مہینے کے محاصرہ مین
اوس کو فتح کرکے کمال خان کے سپرد کیا۔ اور بہادر گیلانی ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد
یوسف عادل شاہ نے بادشاہ کو بیجاپور بُلا کر دس روز مہمان رکہا۔ اور رضیا خدمت شاہانہ بجا لاکے
پیشکش میں بہا گذرانی مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتہی لے لیا۔ اور باقی پیشکش واپس کر دی
اور تنہائی مین کہا کہ اگر یہ پیشکش لیتا ہون تو قاسم برید لے لیتا ہے۔ اسکو تم امانت رکہو۔ جب
مین اسکے پنجہ سے خلاصی پاؤنگا تو لے لونگا۔ اب بادشاہ بیجاپور سے نکل کر بیدر آیا۔ اس عرصہ
مین دستور دینار حبشی خواجہ سرا سر لشکر حسن آباد گلبرگہ کو بہی شاہی کی تمنا ہوئی۔ اوس نے نظام الملک کو
پشت و پناہ بنا کر گلبرگہ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور دار الخلافہ کے تصرف سے قصبات و
مواضعات بہی نکال لیا۔ جب امیر کو خبر ہوئی تو یوسف سے کمک طلب کی۔ اود ہر دستور کی
امداد نظام الملک نے کی۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی قاسم برید کو ساتہ لیکر مع فوج جرار نکلا۔ اور یوسف بہی

بادشاہ کی کمک کے لئے آگیا۔ دستور کے ساتہ نظام الملک اپنا لشکر لیکر پہونچا۔ طرفین سے
لڑائی ہوئی۔ سلطان قلی قطب الملک نے دستور کی فوج مین تزلزل ڈالدیا جس سے دستور
شکست پاکر گرفتار ہوگیا۔ قاسم برید نے قتل کرنا چاہا۔ مگر یوسف عادل خان نے بادشاہ سے سفارش
کرکے اوس کا قصور معاف کرایا۔ اور اوس کا ملک بدستور سابق دلوادیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے
باغیون سے قلعہ ساغر فتح کرکے یوسف کو دیدیا۔ اور خود دار السلطنت کو مراجعت کی ۹۰۳ھ مین
محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد (چار سالہ تہا) کی شادی یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی (ایک
سالہ تہی) سے بہت دہوم دہام کے ساتہ کی۔ اس سے بادشاہ کا مطلب یہہ تہا کہ کسی صورت قاسم برید
کے ہاتہ سے آزادی ملے۔ عادل شاہ نے کہا کہ اگر آپ قاسم برید سے آزادی چاہتے ہین تو گلبرگہ۔
السند۔ گنجوٹی وغیرہ (جس مین دستور دینار سرلشکر تہا) مجھے دیدیجے۔ تاکہ مین یہان اپنی فوج رکھکر قاسم برید کا
کام تمام کرون۔ بادشاہ نے اچھا کہدیا۔ اور یوسف عادل شاہ نے اون محالات پر قبضہ کرلیا۔ دستور
دینار یہان سے نکل کر قاسم برید کی پناہ مین چلا گیا۔ اس کے بعد یوسف نے قطب الملک کو متفق کرکے
قاسم برید پر چڑہ دوڑا۔ گنجوٹی کے مقام پر خوب لڑائی ہوئی۔ ملک الیاس عین الملک اس لڑائی مین مارا
گیا۔ یوسف نے اوس کے بیٹے میان محمد کو اوسکی جگہ گوا کا حاکم مقرر کیا۔ اور عین الملک کا خطاب دیا
اور بادشاہ سے کہا کہ سال آیندہ نظام الملک بحری اور عماد الملک کے اتفاق سے قاسم برید کی
خبر لیجائیگی۔ یہان سے یوسف بیجاپور کو چلا گیا۔ اور بادشاہ بیدر آیا۔ اور قاسم برید جو یوسف کے
خوف سے بہاگ گیا تہا پہر بیدر پہونچا۔ اب تو اوس نے محمود شاہ بہمنی کو بہت تنگ کیا۔ ۹۰۴ھ
مین یوسف نے دستور پر چڑہائی کی۔ اور دستور کی کمک پر نظام الملک آگیا۔ اسلئے یوسف کنارہ
کرگیا۔ پہر یوسف نے دوسرے سال نظام الملک کو کہا کہ مملکت دکن مین اس قدر حکامون کی گنجایش
نہین ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ آپ پرینڈہ۔ دولت آباد پر قابض ہوجائے۔ اور مین دستور عین الملک کے

اقطاع پر قبضہ کرتا ہون۔ عماد الملک کو چاہیئے کہ خداوند خان حبشی کا ملک لے لے۔ اور قطب الملک
ہمرائی مملکت تلنگ پر متصرف ہو۔ الغرض یہ سب امور طے ہوگئے۔ سنہ ۹۱۰ھ مین قاسم برید مر گیا۔ اب
یوسف نے میان محمد عین الملک کو اطاعت کے لئے لکہا۔ اوس نے فوراً قبول کر لی۔ اور بیجاپور حاضر
ہوا۔ یوسف نے خلعت وغیرہ دیکر روانہ کر دیا۔ اوس کے بعد دستور کو بہی یوسف نے اطاعت
پر مایل کیا۔ مگر وہ نمانا اور قاسم برید وخواجہ جہان دکہنی اور اوس کے بہائی زین خان کی امداد پر پہولا
رہا۔ اب یوسف لڑنیکے لئی چلا۔ طرفین سے خوب جنگ رستمانہ ہوئی۔ دستور شکست کہا کر مارا گیا۔ یوسف
کا برادر رضاعی غضنفر بیگ بہی قتل ہوا۔ اور دستور کے تمام اقطاع گلبرگہ وساغر وغیرہ پر یوسف کا قبضہ
ہوگیا۔ جب یوسف اس لڑائی مین کامیاب ہوکر بیجاپور آیا تو سنہ ۹۰۸ھ مین اوس نے خطبۂ اثناعشری
پڑہوایا۔ اور اذان مین صحابۂ کرام کے نکال کر علی ولی اللہ پڑہایا۔ اور اپنی تمام سلطنت مین مذہب شیع کو رواج
دیا۔ انہین ایام مین عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول کر کے پرگنہ رکرمی و بلگوان جاگیر کر دیا۔ یوسف
کی اس کارروائی سے امیر برید پسر قاسم برید کو (جو سُنی تہا) بہت برا معلوم ہوا۔ اوس نے بادشاہ کو برانگیختہ
کر کے عماد الملک۔ قطب الملک۔ خداوند خان۔ نظام الملک وغیرہ کی امداد سے یوسف پر چڑہائی
کی۔ ان مین بجز قطب الملک کے سب سُنی تہے اور قطب الملک نے اس وقت مصلحتاً بادشاہ کی
اطاعت واجب جانی۔ الغرض یہ سب ملکر یوسف پر چڑہ دوڑے۔ اوس نے دیکہا کہ ان سب سے
عہدہ برآنا ناممکن ہے اسلئے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو (جو ۵ سالہ تہا) کمال خان دکہنی وغیرہ کے ساتہ بیجاپور
بہیجا۔ اور خود عین الملک کنعانی کو ہمراہ لیکر بیڑ وغیرہ کو غارت کرنا شروع کیا۔ یہ اضلاع نظام الملک سے
متعلق تہے۔ اوس نے اپنے ملک کو اس طرح برباد ہوتے دیکہا تو بادشاہ کو لیکر یوسف کا تعاقب کیا۔
اور یوسف وہان سے نکل کر دولت آباد کو لوٹتا ہوا برار چلا گیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کو اپنا دوست
بنا لیا۔ اب فتح اللہ نے نظام الملک کو کہا کہ آپ قاسم برید کے کہنے سے یوسف کو خراب کرنا چاہتے ہین

اگر ایسا ہوا تو آیندہ قاسم برید ہماری اور تمہاری اولاد کو تباہ کردے گا۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم بادشاہ سے کنارہ کر جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نظام الملک بغیر اجازت کے بادشاہ کو چھوڑ کر چلتا ہوا۔ اتنے مین قطب الملک بہی روانہ ہوگیا۔ اب قاسم نے دیکھا کہ دونون پہلو ٹوٹ گئے۔ تو عماد الملک کو مدد کے لئے بلایا۔ وہ تو یوسف سے ملا ہوا تہا۔ چند روز آتا ہون کہہ کے ٹالا۔ اس کے بعد قاسم نے زیادہ اصرار کیا تو یوسف کو ساتہ لیکر خود بادشاہ کے مقابلہ کو آیا۔ قاسم گہبراکر بادشاہ کے ہمراہ بیدر کو بہاگا۔ یوسف و عماد الملک نے بادشاہ کے لشکر و سامان کو بہت کچہ تباہ کیا۔ اب یہان سے یہ دونون اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔

سنہ ۹۱۴ھ مین نظام الملک بحری نے انتقال کیا۔ اور سنہ ۹۱۵ھ مین البوکرک سردار پرتگیزان نے ترکی بحری قزاق کے مشورہ سے گوا پر حملہ کرکے لے لیا۔ جب یوسف کو خبر ہوئی تو وہ فوراً تین ہزار خاصہ خیل سے پانچوین روز گوا آیا۔ اور پرتگیزون سے خوب جنگ ہوئی۔ آخر پرتگیز شکست کہا کر بہاگے۔ اور یوسف نے گوا پر قبضہ کرکے اپنے یہان کے ایک معتمد کو وہ قلعہ تفویض کیا۔

---

*۔ نظام الملک کے لڑائیون وغیرہ کے حالات ہم نے عمداً یہان نہین لکہے ہین۔ کیونکہ یہ حالات عادل شاہیہ ہین۔ اگر یہان نظام الملک کے لڑائیون کے حالات بیان کرین تو بے لطفی ہوجائیگی۔ آئندہ ہم اون حالات کو سلاطین نظام شاہیہ مین بیان کرین گے۔ ۱۲۔ مولف۔

۱۔ ہجرت کی دوسری صدی مین کچہ مسلمان فقرائے عرب حضرت بابا آدم علیہ السلام کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے سراندیپ آتے تہے۔ باد مخالف نے جہاز کو ملیبار کے کنارے کدنگلور یعنی کلی کوٹ مین پہونچایا۔ یہان کا راجہ اونکو اپنے دربار مین جگہ دیا۔ اور اون کا ایسا معتقد ہوا کہ خفیہ طور پر مسلمان ہوگیا۔ پہر اپنا ملک امرا مین تقسیم کرکے اون فقیرون کے ساتہ مکہ کو چلا۔ راستہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ مرنے کے آگے اوس نے مالک بن حبیب کی (جو

اس کے بعد یوسف عادل شاہ پچہتر برس کے سن مین بمرض سوء القنیہ ۹۱۶ھ مین انتقال کیا او قصبہ کہرکی مین اپنے پیر شیخ جلال المشہور بہ شیخ چندا کے مزار کے پاس دفن ہوا۔ ۲۰ سال دو ماہ سلطنت کی۔ بولوجی خاتون (جو اندا پور کے حاکم وینکٹ راو (مکند راو) مرہٹہ کی بہن تہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۱) ان مسلمانون کا سرگروہ تہا) اپنے امراء کے نام ایک سفارشی خط لکہدیا کہ وہ ان مسلمانون کو اپنے ملک مین قیام کرنے کی اجازت دین۔ چنانچہ کوئلور کے حاکم نے مسلمانون کی بڑی خاطر کی۔ اور مسلمانون نے یہان ایک مسجد بنائی۔ اور مکانات و باغات تعمیر کرائے۔ پہر مالک اپنے عیال و اطفال کو لیکر کولم چلا گیا۔ وہان بہی مسلمانون نے مسجد و مکانات بنائے اور جرفین۔ درقین۔ قندریہ۔ خالیات۔ فاکنور منکلور۔ کالنجر کوٹ کا سفر کرکے ان مسلمانون نے دین برحق کی اشاعت کی۔ وہان کے اکثر سردار بہی مسلمان ہوگئے۔ بندر گوا۔ دابل جیول وغیرہ کے راجاؤن نے بہی مسلمانون کی اقامت کی اجازت دیدی۔ عرب سے اکثر مسلمان آنے جانے لگے۔ چنانچہ نو آئندگان نوآمدہ کہلاتے کہلاتے نوایت ہوگئے۔ اب ان مسلمانون نے لونگ۔ الائچی۔ مرچ۔ زیرہ۔ جواہرات وغیرہ کی تجارت ممالک یورپ سے بہی شروع کردی۔ اور تجارت نے ترقی پائی۔ یورپ والون کو اس لین دین سے بہت نفع ہوتا تہا۔ مگر وہ خود خشکی کے راستہ سے اگر اس تجارت سے نفع نہیں اوٹہا سکتے تہے۔ کیونکہ درمیان مین بڑے بڑے پہاڑ و بیابان و دریا حائل تہے۔ اور ایران و روم کی سلطنتین بہی راستہ مین پڑتی تہین۔ اسلئے یہ لوگ بحری راستہ کے تلاش مین تہے کچہ کم ایکسو برس کی تلاش مین پرتگال والے (جو سابق مین مسلمانون کے زیر حکومت تہے) سب سے پہلے بحری راستہ پیدا کئے۔ اور ان کے بادشاہ امانویل نے اپنی دار السلطنت لسبن سے واسگوڈیگاما کو تین جہاز دیکر ۸ جولائی ۱۴۹۷ء مین روانہ کیا۔ وہ افریقہ کے جنوب مین ہوکر ۲۳ رمضان ۹۰۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۴۹۸ء کو بندر قندریہ علاقہ کلی کوٹ مین جہاز کا لنگر ڈالا۔ اب واسگوڈیگاما نے ایک مسلمان باشندہ تونس کے ذریعہ کلی کوٹ کے راجہ سامری (زاموری) سے تجارت کی اجازت چاہی۔ مگر راجہ نے مسلمانون کے مشورہ سے

جس کو یوسف عادل شاہ نے وتلیک راو پر فتح پانے کے بعد لوٹ مین اوس پر قبضہ کیا اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۲)۔ اون کو تجارت کی اجازت دی۔ آخر واسگوڈیگاما کئی مہینے کے بعد ناکام ۲۲ محرم ۹۰۵ھ م ۲۹ اپریل ۱۴۹۹ء کو پرتگال چلا گیا۔ او یورپ مین ہندوستان کا راستہ معلوم ہو جانے سے بیحد خوشی ہوئی۔ اور تمام یورپ مین اسکی دہوم دہام مچگئی۔ دوسرے سال الوارز کابرل کے امیر البحری مین تیرہ جہازون کا بیڑہ بارہ سو آدمی کے ساتہ روانہ ہوا۔ اس مین مذہب کی ہدایت کے لئے پادری بہی موجود تہے۔ یہ جہاز ۸ صفر ۹۰۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۵۰۰ء مین کلی کوٹ آیا۔ اور راجہ سے میل جول کرکے کوٹہی بنانے کی اجازت لے لی۔ کلی کوٹ و کوچین کے راجاؤن مین اتفاق تہا۔ پرتگالیون نے کوچین کے جہاز لوٹ کروالی کلی کوٹ کو دیئے۔ اس سے پرتگالیون کی شہرت بڑہی۔ اب اونہون نے راجہ کو سکہایا کہ مسلمانون کی آمد و رفت عرب سے بند کردے۔ اوسنے اون سے کہا کہ جو کچہہ تم سے ہوسکے کرو۔ اب اونہون نے مسلمانون کے ایک جہاز کا مال اپنے جہاز مین بہر لیا۔ جب مسلمان راجہ کے پاس فریاد گئے۔ تو اوس نے کہا تم سے بہی جو کچہہ ہوسکے کرو۔ اب مسلمانون اور پرتگالیون مین جنگ شروع ہوئی۔ خشکی مین مسلمان غالب رہے۔ مگر پانی مین پرتگالیون نے مسلمانون کے جہازون کو خوب لوٹا۔ اور برباد کیا۔ اور خود کوچین چلے گئے۔ والئے کوچین نے اون کی آؤبہگت خوب کی۔ اب یہان سے مال وغیرہ بہرکر کنانور ہوتے ہوئے اپنے ملک کو چلے گئے۔ پہر ۹۰۸ھ مین واسکوڈیگاما آیا۔ اور کلی کوٹ مین بہت سے آدمیون کو قتل کرکے چلا گیا۔ اب کلی کوٹ کے راجہ نے کوچین پر چڑہائی کی۔ اور والی کوچین شکست کہاکر جزیرہ وائپین میں چلا گیا۔ شاہ پرتگال نے اوس کی امداد کے لئے الفنسو البوکرک کو روانہ کیا۔ کلی کوٹ والے اوس کو دیکہکر چلتے ہوئے۔ اور راجہ کوچین ازسرنو اپنی گدی پر بیٹہا۔ دیلکے کنارے ایک مسجد بنی ہوئی تہی۔ اوسے ڈہاکر پرتگالیون نے گرجا بنا لیا۔ یہ سب سے پہلا گرجا ہے جو ہندوستان مین بنایا گیا۔ اس کے بعد البوکرک پرتگال روانہ ہوگیا۔ اور یہان ایک شخص پاشی کو چہوڑ گیا۔ کلی کوٹ نے پہر کوچین پر چڑہائی کی۔ مگر کوچین پرتگالیون کے باعث امن مین رہا۔ ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ء مین پرتگالیون نے المیڈ کو بہیجا۔ اور شاہ پرتگال نے اوس کو نائب السلطان کا خطاب

مسلمان کرکے نکاح مین لایا تہا) کے بطن سے ایک لڑکا اسمٰعیل اور تین لڑکیان مریم سلطان۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۳) دیا۔ اورالمیدا کو چین اگربندرگاہ کولم (جسے اب کولان کہتے ہین) سے مسلمانون کے جہازون کا مال لوٹ کر اپنے جہازون مین بہرلیا۔ اور چلتا بنا۔

اسی زمانہ مین مصر کی حکومت خلفائے عباسیہ سے نکل کر ایک شخص قا نصور مملوک مصر کے ہاتہ چلی گئی تہی۔ پرتگالی اوس کے جہازون کو بہی حیران کرتے تہے۔ کلی کوٹ کے راجہ نے تنگ ہوکر والی مصر۔ گجرات و دکن سے امداد چاہی۔ والی مصر نے ایک بیڑا امیر حسین کے ماتحت اور سلطان محمود شاہ گجراتی نے ملک ایاز امیر الامرا کے زیر حکومت روانہ کیا۔ یہ جہاز بندر دیو مین جمع ہوئے۔ چار سو غراب سامری کے اور حاکم گوا کے بہی چند جہاز ساتہ تہے۔ المیدا نے اپنے بیٹے کو لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ بندر چیول آیا تو مصریون سے مقابلہ ہوگیا۔ اور ملک ایاز بہی کمک پر پہونچا۔ پرتگالیون نے شکست پائی۔ المیدا کا بیٹا مارا گیا۔ اتنے مین الغنسو البوکرک ۹۱۳ھ م ۱۵۰۶ء مین المیدا کی جگہ گورنر جنرل ہوکر آیا۔ مگر المیدا نے اوس کو چارج نہ دیا۔ اور خود فوج لیکر دابل پہونچا۔ اور یہان کے باشندون کا قتل عام کیا۔ اور شہر کو آگ لگادی۔ وہان سے یہ ظالم بندر دیو آیا۔ میر حسین نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اس کے بعد ملک ایاز نے المیدا سے صلح کرلی۔ اور المیدا البوکرک کو اپنا چارج دیکر پرتگال چلا گیا۔ مگر راستہ مین وحشیون کے ہاتہ مارا گیا۔ اب البوکرک نے ۱۰ رمضان ۹۱۵ھ م ۱۵۰۹ء مین کلی کوٹ پر حملہ کیا۔ اوس وقت سامری وہان نہ تہا۔ پرتگالی اوس پر قابض ہوگئے۔ جامع مسجد کو جلا دیا۔ اتنے مین نائرون نے صلاح کرکے ۳۰ ہزار آدمی پرتگالیون پر ایک لخت آگرے۔ اور بہت سے پرتگالی مارے گئے آخر وہ بہاگ کر بندر کولم پہونچے۔ اور شہر سے دو میل پر ایک قلعہ بنایا۔ اب البوکرک نے گوا کے لینے کی فکر کی۔ باقی حالات متن مین دیکہئے۔ ۱۲۔ مولف۔

(منکوحہ برہان نظام شاہ) خدیجہ سلطانہ (زوجہ علاء الدین عماد الملک) بی بی ستی (زوجہ احمد شاہ پسر محمود شاہ) تہین۔

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

اسمٰعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا اور اوس کی کم سنی کی وجہ سے کمال خان دکھنی سرسر نوبت (جس کے لیے خود یوسف نے وصیت کی تہی) تمام امور سلطنت کا منتظم مقرر ہوا چونکہ یہ سنی تہا اسلئے خطبۂ اثنا عشری موقوف کرکے خلفائے راشدین کا خطبہ پڑہوایا۔ اس اثنا میں پرتگیزون نے قابو پاکر گوا کو لے لیا۔ کمال خان نے بہی بمقتضائے وقت قلعہ دیکر صلح کر لی۔ دوسرے سال دریا خان اور فخر الملک (بیجاپوریون مین بڑے پایہ کے امیر تہے) نے انتقال کیا تو اون کی جاگیرین کمال خان نے اپنے عزیزون کے حوالہ کیا۔ مرزا جہانگیر و مرزا حیدر بیگ (یہ بہی اول درجہ کے امیر تہے) کے بہی چند پرگنے اپنے قرابتدارون کو دیکر اپنی قوت کو بڑہایا۔ اب کمال خان کو شاہی کی ہوس ہوئی۔ اوس کی تکمیل کے لئے اوسنے امیر برید کو گانٹہا۔ اور ملک کی طمع دلائی۔ امیر برید راضی ہوکر محمود شاہ کو قید کیا۔ اور لشکر لیکر گلبرگہ آیا۔ اور ساغر و اینگیر وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اودہر کمال خان نے اسمٰعیل عادل شاہ اور اوس کی ماں کو قید کرکے شولاپور پر یورش کی۔ زین خان نے قلعہ حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد کمال خان بیجاپور آکر مغلون کو یک قلم موقوف کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے لئے منجمون سے ساعت دکہوائی۔ اونہون نے عرض کیا کہ ۱۵ روز سخت ہین۔ اس کے بعد سولہوین روز تخت کو زینت دیجئے۔ اب کمال خان قلعۂ ارک مین جاکر بیماری کا بہانہ بنایا۔ اور اپنے بیٹے صفدر خان کو انتظام سلطنت ۱۵ روز کے لئے تفویض کر دیا۔ یہ خبر اسمٰعیل کی ماں کو پہونچی تو اوسنے یوسف ترک (جو اسمٰعیل کا کاکا تہا) کو کمال خان کے

قتل پر آمادہ کرکے بظاہر اوس کے حج جانیکی افواہ اوڑائی - اور کمال خان کے پاس
ایک بڑہیا کے ذریعہ اوس کی رخصت کے لئے کہلا بہیجا - جب وہ بڑہیا کمال خان کے پاس
جاکر تمام قصہ بیان کی - تو اوس نے یوسف ترک کو سامنے بلایا - اور یوسف نے موقع پاکر
کمال خان کا خنجر سے کام تمام کیا - اور خود بہی معہ اوس بڑہیا کے مارا گیا - جب صفدر خان کو
معلوم ہوا تو اوس نے اسمعیل اور اوس کی مان پر چڑہائی کی - یہان بوبوجی خاتون نے تمام مغلون
کو بلا کر لڑائی پر آمادہ کیا - طرفین سے خوب جنگ ہوئی - اور صفدر خان مارا گیا - زمانہ نے رنگ
بدلا - پہر اسمعیل عادل شاہ تخت نشین ہوا - اور اوس کی مان نے دکہنیون اور حبشیون کو ایک
لخت موقوف کرکے تمام مغلون کو نوکر رکہہ لیا - اور حکم دیا کہ آیندہ کوئی دکہنی یا حبشی ملازم ہونے
پائے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل برابر ۱۲ برس تک ہوتی رہی - خسرو ترک غلام (جو لار کا رہنے والا تہا)
کو اسد خان کا خطاب اور بلگوان جاگیر ملی - یوسف کرخی غلام دیوان شحنہ مقرر ہوا - اور پہر خطبۂ
اثنا عشری جاری کیا گیا - اور دستور دینار کے متبنے فرزند جہانگیر خان نے دستور الممالک کا خطاب و
گلبرگہ جاگیر پایا - تو فوراً وہان جاکر امیر برید کے چار سو آدمیون کو مار کر نکال دیا - اور اس لڑائی مین امیر
برید کے بہائی بہی مارے گئے - جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوس نے نظام شاہ - قطب الملک -
علاء الدین پسر عماد الملک سے امداد چاہی - اور بادشاہ کو بہی ساتہ لے لیا - اور فوج کثیر سے اسمعیل
پر حملہ کرنے چلا - راستہ مین جو اسمعیل کا ملک نظر آیا - اوس کو تباہ کر ڈالا - جب امیر برید اللہ پور پہنچا
تو اسمعیل نے بہی بیجاپور سے حرکت کی - طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا - امیر برید شکست کہا کر بہاگا
محمود شاہ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو اسمعیل کے لوگون نے گرفتار کر لیا - اسی چپقلش مین
محمود شاہ گہوڑے سے گر کر زخمی بہی ہو گیا - اسمعیل نے بادشاہ کی خوب آؤ بہگت کی - اور بیجاپور لیجانا
چاہا - مگر بادشاہ راضی نہ ہوا - اور چند روز اللہ پور مین رہکر اپنے زخمون کا علاج کیا پہر اوس کے بعد

بیدر روانہ ہوا۔ اسمٰعیل نے پانچہزار سوار ساتھ کردئے۔ امیر برید نے جب اس لشکر کو دیکھا تو بیدر سے
بہاگ کر اوسہ آیا۔ کچھ دنون کے بعد جب اسمٰعیل کی فوج چلی گئی تو پھر بیدر آگیا۔ انہین ایام مین شاہ ایران کا
ایک ایلچی ابراہیم ترکمان۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بیجاپور آیا۔ اور شاہ ایران کا خط پیش کیا جسمین
مجد السلطنۃ۔ والحشمۃ۔ والشوکتہ۔ والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ درج تہا۔ اسکو دیکھکر اسمٰعیل بہت
خوش ہوا۔ اور کہا کہ اب ہمارے گہر شاہی آئی۔ ایلچی کی بہت کچھ خاطر و مدارات کی۔ اور خطبہ مین شاہ
صفوی کی سلامتی پڑہنے کا حکم دیا۔ انہین ایام مین محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گہبراکر علاء الدین
کے پاس براڑ بہاگ گیا۔ اور علاء الدین بادشاہ کو لیکر امیر برید سے لڑنے آیا۔ امیر برید کی کمک پر
نظام شاہ نے خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین سے صف آرائی ہوئی تو بادشاہ
کسی بات پر علاء الدین سے ناراض ہوکر امیر برید کے پاس چلا آیا۔ اور علاء الدین اپنے ملک کو چلا
گیا۔ سنہ ۹۲۳ھ مین خداوندخان حبشی حاکم ماہور مرگیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اوس نے دیکھا کہ دوسرے
سردار اپنا اپنا ملک بڑہا رہے ہین۔ اسلئے اسنے بہی امیر برید کے پرگنات قندہار و دیگر پر قابض ہوگیا
امیر برید کو معلوم ہوا تو وہ فوراً بادشاہ کو لیکر چڑہ دوڑا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ امیر برید غالب رہا۔ خداوند
خان کا بڑا بیٹا اور نیز شرزہ خان اوس کا پوتا مارے گئے۔ اور خداوندخان کے دوسرے بیٹے
غالب خان کی کمک پر علاء الدین آپہونچا۔ امیر برید کے چہکے چھوٹے۔ مگر محمود شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ
ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیکر علاء الدین کا تابع کردیا۔ سنہ ۹۲۳ھ مین قوام الملک صغیر حاکم راجہمندری
نے سلطان قلی کے علاقون کو تاراج کرنا شروع کیا تو سلطان قلی فوراً فوج لیکر آیا۔ طرفین مین لڑائی
ہوئی۔ سلطان قلی نے فتح پائی۔ اور ایلگندل و ملنکور پر قابض ہوگیا۔ اور قوام الملک سیدہا
علاء الدین کے پاس براڑ چلا گیا۔ سنہ ۹۲۵ھ مین اسمٰعیل عادل شاہ رائے بیجانگر سے اپنے علاقے مدگل
و رائچور حاصل کرنے کے لئے فوج لیکر روانہ ہوا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اسمٰعیل نے شکست پائی۔

اور بہت سی سپاہ قتل و اسیر ہوئی۔ انہین ایام مین اسمٰعیل نے اپنی بہن مریم سلطانہ کا نکاح نظام الملک
سے کر دیا۔ مگر چند پرگنے جو جہیز مین دینے کو کہا تہا وہ نہ دئے۔ اسلئے آپس مین دشمنی ہوگئی۔ اور
دوسرے سال نظام شاہ نے عماد الملک کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ مگر اسمٰعیل نے دس
ہزار سوار سے شکست دیدی۔ چالیس ہاتہی اور توپ خانہ عادل شاہیون کے ہاتہ لگا۔ ۹۳۳ھ
مین پہر نظام شاہ نے بیجاپور پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بہی اسمٰعیل فتح یاب ہوا۔ اور نظام شاہ نے شکست
اوٹہائی۔ ۹۳۴ھ مین اسمٰعیل کی دوسری بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح عماد الملک سے ہوگیا۔ اس اثناء
مین بہادر شاہ گجراتی نے احمد نگر پر حملہ کیا۔ اور عادل شاہ نے نظام شاہ کی امداد کے لئے ۶ ہزار سوار
۱ لاکہہ ہون امیر برید کے ہاتہ بہیجے۔ دو چار لڑائیان ہوئین۔ اس کے بعد بہادر شاہ گجرات کو چلا گیا۔
۹۳۶ھ مین اسمٰعیل امیر برید کی سرکوبی کو چلا۔ اسد خان لاری نے بیدر کا محاصرہ کیا کئی روز تک
لڑائی ہوتی رہی۔ طرفین کے نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر برید نے عماد الملک کے ذریعہ صفائی
چاہی۔ مگر اسمٰعیل نے منظور نہ کی۔ اور ایک رات اسد خان شبخون کر کر امیر برید کو معہ چار پائی گرفتار
کرلایا۔ اسمٰعیل نے قتل کا حکم دیا۔ امیر برید قلعہ بیدر اور مخفی خزانون کا پتہ بتلانے کے وعدہ پر
رہا ہوا۔ لیکن امیر برید کے بیٹون نے قلعہ کے دینے سے انکار کیا۔ آخر اسمٰعیل نے بیدر پر قبضہ کرلیا۔ ۱۲ لاکہہ ہون نقد اور بیشمار
اسباب طلائی و نقراوی ہاتہ آیا۔ اس کے بعد اوس نے بیدر کے سوا باقی تمام ملک امیر برید کے
حوالہ کر دیا۔ اور علاء الدین و امیر برید کو ہمراہ لیکر رائچور و مدگل پر قبضہ کرلیا۔ رائے بیجانگر اسوقت
خانگی جہگڑون مین ایسا مبتلا تہا کہ ادہر متوجہ نہ ہوسکا۔ اب اسمٰعیل نے قلعۂ بیدر کو قلعۂ کلیان و
قندہار کے معاوضہ مین امیر برید کے حوالہ کیا۔ اور وہان سے بیجاپور آیا۔ امیر برید نے قندہار و
کلیان کے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اور نظام شاہ کی کمک لیکر لڑنے آمادہ ہوا۔ اسمٰعیل بہی فوج لیکر نکلا۔
طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اکثر نامی پیادہ سوار مارے گئے۔ اسمٰعیل نے فتح پائی۔ نظام شاہ شکست کہاکر

بہاگا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر اسمٰعیل کو قندہار و کلیان پر قبضہ نہ ملا چونکہ سنہ ۹۳۳ھ مین علاءالدین کا انتقال ہوگیا تہا۔ اسلئے اسمٰعیل و نظام شاہ نے یہ مشورہ کیا کہ سلطان قلی کا ملک اسمٰعیل لیلے اور نظام شاہ برار پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کے اتفاق سے سلطان قلی کے افواج مین تاخت و تاراج مچادی اور تلنگانہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان قلی خود تو مقابلہ کو نہ آیا مگر اپنی فوج کو روانہ کیا۔ اکثر لڑائیان ہوئین۔ عادل شاہیون کو فتح ہوتی رہی۔ اب قریب تہا کہ حصار فتح ہوجائے اتنے مین اسمٰعیل بیمار ہوگیا۔ چاہا کہ گلبرگہ جائے مگر قضا نے مہلت نہ دی ۱۶ صفر سنہ ۹۴۱ھ م ۱۵۳۴ء کو وفات پائی۔ یہ بادشاہ نہایت حلیم و کریم و سخی تہا۔ شاعری مین بہی خوب مہارت تہی۔ وفائی تخلص تہا۔ اور چار بیٹے ملو خان۔ الو خان۔ ابراہیم خان۔ عبداللہ خان موجود تہے۔

ملو عادل شاہ ابن اسمٰعیل عادل شاہ

اسمٰعیل کی وصیت کے موافق اسد خان نے ملو خان کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ ایسا بادہ گسار تہا کہ رات دن اوسی مین مشغول رہتا۔ ریاست کی طرف مطلق توجہ نہ کرتا۔ اب اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوبصورت لڑکون کو زبردستی پکڑوا منگانے لگا۔ ایک روز یوسف ترک شحنہ دیوان کے بیٹے کو (جو نہایت خوشکیل و طرحدار تہا) بہی طلب کیا۔ یوسف نے نہ بہیجا تو اوس کے قتل کا حکم دیا جس سے تمام امراء ناراض ہوگئے۔ اور بوبوجی خاتون کی مرضی سے اسد خان اور یوسف ترک نے ملو خان کو قید کرکے مکحول کیا۔ اور الو خان کے آنکھون مین بہی سلائی پہیری گئی۔ ابراہیم خان سریر آرا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ تخت پر بیٹھتے ہی خطبۂ اثنا عشری موقوف کیا - اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور پردیسی امرا کو موقوف کر کے اون کی جگہ معزول شدہ دکھنی اور حبشی امرا مقرر کیا - فارسی دفتر برخاست کر کے مرہٹی دفتر بنایا - اور ایک مرہٹے سردار کو ۱۲ ہزار پیادون کی سرداری دی - اس اثنا مین بیجانگر کی سلطنت تہ و بالا ہونے لگی - کیونکہ دیوراتے والئے بیجانگر کے مرنے پر اوسکا وزیر ہیما (بھیما) ایک بچہ کو تخت پر بٹہا کر خود حکومت کرنے لگا جب اوس بچہ مین سلطنت کی قابلیت پیدا ہوئی تو اوسکو مار کر دوسرا بچہ تخت نشین کیا - اسی طرح تین بچون کو مار ڈالا - اس کے بعد اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیوراے کی پوتی سے کر کے رام راج کو تخت پر بٹہایا - اور خاندان شاہی کے تمام ذکور قتل کر ڈالا - مگر ساوہ لوج نریل اور ایک بچہ جس کی ننہیال اسی خاندان مین تہی بچگئے - اب رام راج نے ایسا سر اوٹہایا کہ تمام امرا بگڑ گئے - رام راج کو علیحدہ ہونا پڑا - اور ایک بچہ خاندان شاہی کا سربرآرا کیا گیا - اور اوس کی پرورش اوس کے ایک جنونی ماموں بھوج نریل راج کے تفویض ہوئی - اب رام راج امرائے سرکش کو تباہ کر کے اپنے غلاموں مین سے ایک غلام کو بیجانگر و رائے زادہ حوالہ کیا اور خود اطراف واکناف کے سرکشون کی تنبیہہ مین مشغول ہوا - اتفاقاً ایک حصار کے محاصرہ نے طول کہینچا - اور روپیہ کی ضرورت ہوئی تو اوس نے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکہہ ہون بہیجدے -
جب غلام نے خزانہ کہولا تو جواہر بوقلمون اور خزانۂ بیشمار کو دیکھکر نیت بدل گئی - اور راجہ کے ماموں سے سازش کر کے بغاوت پر آمادہ ہوا - مگر نریل راج نے فوراً اوس غلام کا خاتمہ کر کے رام راج سے صلح کرلیا اور یہ قرار پایا کہ بیجانگر تو رائے زادہ کے پاس رہے اور رام راج کی مقبوضہ ولایت اوسی کے پاس رہے - رام راج نے اس کو غنیمت جانا - اور دم بخود ہو رہا - چند روز کے بعد نریل راج کو سلطنت کا خبط سمایا - اپنے بہانجے کا دم گہونٹ کر مار ڈالا - اور خود مسند شاہی

پر ہو بیٹھا ظلم و ستم شروع کیا۔ امرا نے رام راج سے اتفاق کر کے نربل کو خراب کرنا چاہا۔ جب نربل کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے ۶ لاکھ ہون ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر کمک کی درخواست کی۔ اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا۔ چنانچہ ۹۴۲ھ مین ابراہیم بیجاپور سے روانہ ہوا۔ لیکن رام راج نے نربل کو لکھا کہ اگر مسلمانون کا قدم یہان آیا تو پھر تمام ریاست تباہ ہو جائیگی۔ بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کو واپس کر دے۔ نربل بھی اوس کے دام مین آگیا۔ اور ۴۴ لاکھ ہون نقد دیکر واپس جانے کے لئے لکھ بھیجا۔ جب ابراہیم واپس ہوا تو رام راج تمام ملازمون کو رشوت وغیرہ دیکر اپنا بنا لیا۔ اور نربل کے گرفتاری کی فکر مین ہوا۔ نربل نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہے۔ اور فرار کی راہ بھی مسدود ہے تو تمام گھوڑون کی کوچین کاٹین۔ ہاتیون کو اندہا کیا۔ یاقوت و الماس و زبرجد وغیرہ (جو قرنون کا اندوختہ تہا) کو چکیون مین پیسکر آٹا بنایا۔ جب رام راج پکڑنے آیا تو خنجر سینہ مین مار لیا۔ اور جان دیدی۔ اس کے بعد رام راج تخت پر بیٹھا۔ یہ خبر ابراہیم کو ہوئی تو اسد خان کو قلعۂ ادہونی کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور رام راج کا بہائی تنکلیا دری مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اسد خان نے فتح پائی۔ اور بہت سی غنیمت ہاتہ آئی۔ جب اسد خان بیجاپور واپس آیا تو ابراہیم نے اس کارنمایان کے صلہ مین اوس کے جاہ و منصب کو زیادہ کیا۔ اور تمام غنیمت اوسی کو بخشدی۔ یوسف ترک (جو منصب و لیاقت و سپہ گری سے ممتاز تہا) کو اسد خان کی ترقی بری معلوم ہوئی۔ اور بادشاہ کو غیر واقعی سمجہا کر اوسکے قید کرنے کی صلاح دی۔ بادشاہ بھی راضی ہو گیا۔ مگر اسد خان کو جب بادشاہ بلایا تو وہ اوس واقعہ سے مطلع ہو کر نہ آیا۔ آخر بادشاہ نے اسد خان کے اقطاع کے قریب یوسف کو جاگیر دی۔ آخر ان دونون مین جنگ شروع ہو گئی۔ اسد خان فتح پایا۔ یوسف شکست کہا کر بہاگا۔ بادشاہ نے یوسف کو قید کیا۔ اور اسد خان کو کہا کہ تم جو چاہو اوس کو سزا دو۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ

امیر برید کو لیکر خواجہ جہان کے پاس آیا۔ اور وہان سے کوچ کر کے عادل شاہیہ کے پانچ پرگنون پر (جو زین خان کے کہلاتے تھے) قبضہ کر لیا۔ اور اسد خان بہی اوس سے مل گیا۔ لیکن علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان کی ابراہیم سے صفائی کرا دی۔ اور شاہ طاہر کے ذریعہ برہان سے بہی صلح ہو گئی۔ برہان نے وہ پرگنے واپس کر دئے۔ انہین ایام مین امیر برید نے انتقال کیا۔ ۹۴۵ھ مین ابراہیم نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ چند روز بہی نہین گذرے کہ پہر برہان نے اون ساڑہے پانچ پرگنون کے لئے (یہ وہ پرگنے ہین جو اسمٰعیل عادل شاہ نے اپنی بہن کے جہیز مین دینے کا وعدہ کیا تہا) رام راج جمشید قلی قطب شاہ۔ علی برید خواجہ جہان دکہنی کو متفق کر کے اقطاع عادل شاہیہ پر چڑہ دوڑا۔ اور اون پرگنون پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ شولاپور کا محاصرہ کر کے اوس نواح کو تباہ کیا۔ اور کئی دفعہ ابراہیم کی سپاہ کو شکست بہی دی۔ ادہر جمشید قلی بیجاپور پر لشکر کشی کر کے پرگنہ کاکنی مین ایک مستحکم حصار تعمیر کرایا۔ اور ولایت گلبرگہ تک قابض ہو گیا۔ اور رام راج قلعہ رایچور کی تسخیر پر کمر باندہا۔ یہ چو طرفہ بلاؤن سے ابراہیم پریشان ہو گیا۔ مگر اسد خان کے مشورہ سے برہان کو وہ مابہ النزاع پرگنے دیدئے۔ اور رام راج سے بہی صلح ہو گئی۔ اسکے بعد اسد خان نے قلعہ کاکنی کو (جو قطب شاہ نے بنایا تہا) بیخ و بن سے اوکہاڑ کر پہینک دیا۔ اور وہان سے قلعہ ایلگیر پہونچا۔ جمشید قلی نے مقابلہ کیا۔ اسد خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور لشکر تلنگ بہاگ گیا۔ اور اس لڑائی مین جمشید قلی کا چہرہ اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا۔ اگرچہ جان بچ گئی مگر مدت العمر کہانے پینے سے تکلیف رہی۔ ۹۵۱ھ مین رام راج کی تحریک سے برہان نظام شاہ نے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ چند روز تک بہیما کی طغیانی سے ابراہیم کو عبور نہ ہو سکا۔ آخر برسات کے بعد عبور کر کے برہان سے صف آرا ہوا اور اوسکو شکست دیکر بہت سا اسباب لوٹا۔ ۹۵۲ھ مین برہان نے ولایت علی برید مین تباہی

مچائی - علی برید نے ابراہیم کو قلعۂ کلیان حوالہ کرکے امداد چاہی - وہ فوراً دوڑا آیا مگر لڑائی
مین دو دفعہ شکست پائی - خیال کیا کہ ان شکستون کا سبب امرار و سردار ہین - اسلئے اوس نے
۴۰ برہمن اور ۷۰ مسلمان قتل کر ڈالا جس سے تمام امرار مخالف ہوکر شہزادہ عبد اللہ کو تخت نشین کرنا
چاہی مگر یہ خبر ابراہیم کو ہوگئی - اور بہت آدمیون کو قتل کیا - عبد اللہ بندر گوا بھاگ گیا - پرتگیزون
نے اوس کی اچھی طرح عزت و حرمت کی - اب ابراہیم اسد خان سے بھی بدگمان ہوا - اودہر عبد اللہ
نے جمشید قلی اور برہان نظام شاہ سے اپنی تخت نشینی کے متعلق امداد چاہی - جب وہ راضی ہوگئے
تو پرتگیزون نے عبد اللہ کے سر پر چتر رکھا - اور بیجاپور روانہ ہوے - یہان جمشید و برہان نے
اسد خان کو متفق کرنا چاہا - مگر وہ ان کے دام مین نہ آیا - مگر چند روز کے بعد بیمار ہوگیا - برہان
اہل قلعہ سے سازش کی کہ اسد خان کے مرتے ہی قلعہ حوالہ کردین یہ خبر اسد خان کو ہوگئی تو تمام سازشیون
کو قتل کروایا - جب عبد اللہ کے سرپرستون نے دیکھا کہ اسد خان ہموار نہین ہوتا - تو وہ سب
عبد اللہ سے علٰحدہ ہوگئے - اور پرتگیزون نے عبد اللہ کو اپنے ساتھ ہمراہ لیکر چلے گئے - اوس کے
بعد اسد خان نے وفات پائی - ابراہیم بلگاؤن آکر اوس کے تمام متروکہ پر قابض ہوگیا - اور اوسکے
پس ماندون پر عنایت و نوازش مبذول کی - کہتے ہین کہ قبا - زین - خنجر - یہ تینون اشیا اسد خان
کی ایجاد سے ہین - ہاتھی کے لئے بھی اوس نے دہانہ آہنی اختراع کیا تھا - مگر بیکار ثابت ہونے سے
آیندہ شہرت نہ ہوئی - اب ابراہیم نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح علی برید سے کرکے اوس کو
دوست بنالیا - ۹۵۹ھ مین رام راج و برہان نے اتفاق کرکے قلعۂ رائچور و مدگل پر رام راج
نے قبضہ کیا - اور قلعۂ شولاپور پر برہان قابض ہوگیا - بعد ازان جب برہان مرگیا - اور حسین شاہ
بادشاہ ہوا تو ابراہیم نے اوس سے خوب دوستی پیدا کی - مگر بہت جلد مخالفت بھی ہوگئی - اسی
عرصہ مین خواجہ جہان دکھنی حسین شاہ کے خوف سے بیجاپور آیا - اور اوس کے مشورہ سے ابراہیم

نے شولاپور پر قبضہ کرنے کے لئے رام راج کو مددگار بنایا۔ اور سیف عین الملک (جو سابق مین برہان کا سپہ سالار تہا اور کسی بات پر مخوف ہوکر عماد شاہ کے پاس چلا گیا تہا) کو بلا کر اسد خان کی جگہ دی۔ جب یہ سب کچھ ہوچکا تو فوج شایستہ کے ساتہ شولاپور کے جانب کوچ کیا۔ اودہر حسین نظام شاہ بہی مقابلہ کو آیا۔ شولاپور کے میدان مین خوب جنگ ہوئی۔ اتنے مین کسی نے ابراہیم سے کہا کہ عین الملک گہوڑے سے اوتر کر حسین سے ملا۔ اور پان کا بیڑا لیا۔ کہ تجہے گرفتار کرکے حوالے کرے۔ یہ سنتے ہی ابراہیم لڑائی سے منہہ موڑکر بیجاپور روانہ ہوا۔ اب عین الملک بہی اوس کے پیچہے چلا۔ جب ابراہیم نے دیکہا کہ وہ پیچہے آتا ہے تو اوس کا گمان اور قوی ہوا۔ جلد بہاگ کر بیجاپور مین داخل ہوگیا۔ اور عین الملک کو موقوفی کا حکم بہیجا۔ جس کے باعث وہ آزردہ ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوا۔ اودہر ابراہیم کی سپاہ نے بہی مقابلہ کیا۔ مگر عین الملک سے شکست پائی۔ ابراہیم نے رام راج کو ۷ لاکہہ ہون بہیجکر کمک چاہی۔ اوس نے اپنے چہوٹے بہائی وینکٹادری کو بہیجدیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ عین الملک شکست کہا کر لشکر نظام شاہیہ کیطرف چلا گیا۔ اودہر ابراہیم فتح و ظفر کے ساتہ داخل بیجاپور ہوا۔ چند روز بعد ابراہیم امراض متضادہ۔ ناسور۔ بواسیر۔ زلق الامعا۔ تپ مطبقہ وغیرہ دوران سر مین گرفتار رہا۔ ہر چند طبیبون نے سر مارا مگر کچہ فائدہ نہوا اور ابراہیم نے بیماری سے زچ ہوکر بہت سے طبیبون کو مار ڈالا۔ باقی ماندہ بہاگ گئے۔ بیجاپور مین طبیب و دواساز کا نام نہ رہا۔ آخر دو سال کے بعد ۹۶۵ھ مطابق ۱۵۵۷ء مین ابراہیم عادل شاہ نے وفات پائی۔ مدت سلطنت ۲۴ سال چند ماہ ہے۔ اس کے دو بیٹے علی و طہماسپ اور دو بیٹیان مہتاب بی بی (زوجہ علی برید) ہدیہ سلطان (زوجہ مرتضی نظام شاہ) ہتین۔

ابوالمظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

علی عادل شاہ کو کشور خان اور سکندر خان (جو بڑے پایہ کے امیر تہے) کی اعانت و امداد سے تخت شاہی نصیب ہوا۔ ورنہ اکثر امرا طہماسپ کو بادشاہ بنانا چاہتے تہے۔ چنانچہ سکندر خان نے شہر مرج کے متصل علی کے سر پر تاج رکہا اور تخت نشین کیا۔ اور وہان سے نکل کر بیجا پور آیا تمام امرا نے اطاعت کر لی۔ چونکہ اس شاہزادہ کا اوستاد عنایت اللہ شیعہ تہا۔ اسلئے شاہزادہ بہی شیعہ ہو گیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد مذہب تشیع کو جاری کیا۔ سنہ ۹۶۲ھ مین رام راج کی کمک سے حسین نظام شاہ پر حملہ کیا۔ ایک دو جنگ کے بعد حسین نے قلعہ کلیانی حوالہ کر کے صلح کر لی۔ چند روز کے بعد حسین نے قطب الملک کو متفق کر کے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اور علی عادل شاہ نے رام راج کی مدد سے مقابلہ کیا۔ دو تین لڑائیون کے بعد علی عادل شاہ کا پلہ بہاری دیکہکر قطب الملک حسین کو چہوڑکر ادہر آگیا۔ حسین یہ معاملہ دیکہکر بہاگا۔ اب یہ تینون نے اوس کا تعاقب کر کے احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ بیجانگر کے ہندوؤن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اوکہیڑا اور جلایا۔ مسجدون مین گہوڑے باندہے۔ اون کی چہتون اور مصاحف کو خاکستر کیا۔ اس کے بعد علی نے سنولا پور کا محاصرہ کرنا چاہا۔ تو کشور خان نے کہا کہ اگر اس وقت سنولا پور فتح ہوگا تو یقین ہے کہ وہ رام راج لے لیگا۔ بہتر یہ ہے کہ فسخ عزیمت کر کے نلدرگ مین ایک مستحکم قلعہ بنائیں اور اوس کے استظہار سے بتدریج قلعہ سنولا پور فتح کرین۔ علی نے اس تجویز کو مان لیا۔ اور ایک قلعہ مستحکم تیار کر کے اوس کا نام شاہ درگ رکہا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ مگر رام راج کے لشکریون نے جو مسجد وغیرہ کی بے حرمتی کی تہی۔ اوس سے ان مسلمان بادشاہون کو جوش آیا۔ اور رام راج کی خودسری اور متکبری بہی ان روزون بہت بڑہی ہوئی تہی۔ اسلئے اب علی عادل شاہ۔ حسین نظام شاہ۔ ابراہیم قطب شاہ۔ علی برید شاہ یہ چارون نے باہم مشورہ کر کے رام راج پر حملہ کرنیکی تیاری کی

اور حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی چاند بی بی کا نکاح علی عادل شاہ سے کردیا۔ اور قلعہ شولاپور
جہیز مین دیا۔ اسکے بعد علی عادل نے رام راج کے پاس ایلچی بہیجکر پرگنہ اتیگری۔ ناگرکودمے۔ قلعہ
رائچور۔ مدگل طلب کیا۔ رام راج نے ایلچی کو ذلیل کرکے نکالدیا۔ اب یہ چارون جہاد کے
ارادہ سے ۲۰ رجمادی الاول ۹۷۲ھ م ۱۵۶۵ء کو اپنے اپنے ملکون سے کوچ کرکے تالی کوٹ
پہونچے۔ جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ مطلق خوف نہ کہایا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی تمراج کو
۲۰ ہزار سوار۔ ۵۰۰ ہاتھی ایک لاکہہ پیادون کے ساتہ مقابلہ کو بہیجا۔ اور خود بہی اوس کے
تعاقب مین فوج شایستہ کے ساتہ چلا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دو تین روز تک خوب زور
و شور سے لڑائی ہوئی۔ آخر مسلمانون نے فتح پائی۔ اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ کر لایا
اور نظام شاہ نے اوس کا سر اوڑا دیا۔ پہر کیا تہا ہندؤن کا لشکر بہاگا۔ مسلمانون نے کئی
کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور بیجانگر کی لوٹ مین اسقدر زر و جواہر ہاتہ آیا کہ لشکر اسلام
مستغنی و بے نیاز ہوگیا۔ اس کے بعد لشکریون نے بتخانون کو مسمار کرکے زمین کا پیوند بنایا۔
تیکما دری برادر رام راج نے بہایت عاجزی و منت سے تمام قلاع و بقاع عادل شاہیہ و قطب
شاہیہ کو واپس کرکے نظام شاہ کو ہر طرح سے خوش کیا۔ اب یہ سب اپنے اپنے ملکون کو چلے
گئے۔ لیکن اس تالی کوٹ کی لڑائی نے ہندؤن کو مردہ کردیا۔ بیجانگر کا راج پہر ترقی نپایا۔ بیجانگر
تو ایسا خراب و ویران ہوا کہ وینکٹا دری نے شہر پنکنڈہ مین دار السلطنت بدلدیا۔ انہین ایام مین
حسین نظام شاہ نے انتقال کیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا مرتضی نظام شاہ جانشین ہوا۔ اب علی عادل
شاہ اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہا۔ چنانچہ فوج لیکر رائچور و مدگل۔ اتیگری و ماگری کے قلعجات
چند روز کے محاصرہ مین فتح کرلیا۔ اور اناگندی کا قلعہ (جو بیجانگر کی تباہی پر علی عادل نے بنایا تہا
تمراج (جو رام راج کا چہوٹا بیٹا تہا) اور بیجانگر کی خرابی پر علی عادل کے پاس آیا تہا) اوسکا تعلقہ

قریب ایک غار مین بسر کرتا تھا) کو دیدیا۔ اور تمام اثاثہ سلطنت حوالہ کر کے وہان کا ما جا بنایا۔ ۹۷۵ھ
مین علی عادل شاہ نے چاہا کہ پنکنڈہ سے بنکنا یک کو معزول کر کے ملیتراج کو گدی نشین کرے۔
چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے فوج لیکر کرناٹک کا رخ کیا۔ اودہر بنکنا وری نے مرتضی نظام
شاہ کی والدہ خونزہ ہمایون کو نہایت منت و عاجزی سے اپنی کمک پر آمادہ کیا۔ جب علی
عادل نے یہ سُنا تو اناگنڈی سے واپس ہوگیا۔ ۹۷۵ھ مین ۲۰ ہزار سوار بسرکردگی کشورخان
سرحد نظام شاہیہ کی فتح کرنے کے لئے علی عادل نے بھجوایا۔ مرتضے نظام شاہ بھی مقابلہ کو نکلا
طرفین سے ہنگامہ کا بازار گرم ہوا۔ کشور خان مارا گیا۔ اور بیجاپوریون کو شکست نصیب ہوئی۔
اسی سال علی عادل نے قلعہ گوا کو پرتگیزون سے لینا چاہا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد ادستی
قلعہ ادہونی کو فتح کرلیا۔ ۹۸۱ھ مین قلعہ تورکل پر لشکر کشی کی۔ سات مہینے کے محاصرہ مین
یہ قلعہ ہاتھ آیا۔ پہر قلعہ دہاروار کو تسخیر کیا۔ اس کے بعد علی عادل نے مصطفی خان اردستانی
امیر جملہ و وکیل السلطنت کی رائے سے قلعہ بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ یہان رامراج کا تنبول دار
ولبہہ رائے حاکم تہا۔ اوس نے قلعہ کی حفاظت مین بہت کچھ کوشش کی۔ اور اطراف کے
قلعہ دارون سے مدد بہی لی۔ مگر مصطفی خان کی حسن تدبیر سے ۱۳ مہینے کے عرصہ مین قلعہ فتح
ہوگیا۔ علی عادل نے اس کار نمایان کے صلہ مین خلعت خاص و جاگیرات وغیرہ سے سرفراز
کیا۔ اور اس فتح کی یادگار مین یہان ایک بتخانہ توڑ کر مسجد بنوائی۔ پہر یہان سے قلعہ جرہ و چندر
کوٹی کا محاصرہ کیا گیا۔ یہ بہی چند روز کے محاصرہ مین فتح ہوگئے۔ اب علی عادل شاہ بیجاپور
آگیا۔ اور مصطفی خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اوسکو
حوالہ کی۔ اور حکم دیا کہ جسوقت کسی فرمان پر اہل دیوان کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے
چندر کوٹی مین بہیجا جاوے۔ اگر اوس کا مضمون مصطفی خان کے نزدیک معقول ہو تو وہ

بادشاہ کی مہر کرکے دار الملک مین بہیجدے۔ وہ موقوف و معطل رہے۔
دوسرے مصطفی خان نے چندر کوٹی پر قلعہ بنانے کے لئے بادشاہ کو طلب کیا۔ جب بادشاہ آیا تو ایک مقام قلعہ کے لئے پسند کرکے تعمیر کا حکم دیا۔ تیئن شنکر نایک حاکم قلعہ کرور نے بادشاہ کو اپنے قلعہ مین آنیکی دعوت دی۔ اور بادشاہ وہان گیا۔ دو چار روز قیام کرکے واپس ہوا۔ اب مصطفی خان نے شنکر نایک اور اوس کے اطراف کے اور والیان ملک کو بادشاہ کی اطاعت کے لئے رائے دی۔ چنانچہ اون سبھون نے قبول کرکے ساڑہے سات لاکہہ ہون بادشاہ کو پیشکش گذرانی۔ اور ہر سال ساڑہے تین لاکہہ ہون خراج دینا قبول کیا۔ بادشاہ نے سبکو خلعت دیکر رخصت کیا۔ کہتے ہین کہ ان والیان ریاست مین۔ رانی ہردیوی و بہردیوی اور رانی باسلو بہی تہین۔ جن کے لئے بادشاہ نے زنانہ خلعت دئے۔ مگر اون سو عورتون نے اوس کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم بظاہر عورت ہین۔ لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکہتے ہین۔ جو مردون کا لازمہ ہے۔ بادشاہ اون کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوا۔ اور مردانہ خلعت عطا کیا۔ اس کے بعد مصطفی خان نے بادشاہ کو ننگنڈہ کی تسخیر کی رائے دی۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ اور تمام فوج جمع کرکے ننگنڈہ کے جانب چلا۔ بنکٹادری خوف کے مارے تمام خزانہ اور اسباب لیکر چندر گیری مین چلا گیا۔ اور لشکر شاہی نے ننگنڈہ کا محاصرہ کر لیا۔ تین مہینے کے بعد قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ مگر وینکٹادری نے ۸ لاکہہ ہون پانچ بڑے ہاتہی ہند یا ہتم نایک (جو سپاہ برگی[۱] کا امیر اعظم تہا) کے پاس بہیجکر اوس کو بادشاہ سے علیحدہ ہوجانے اور بغاوت کرنیکی صلاح دی۔ چنانچہ وہ نمکحرام اپنے چار ہزار سوار لیکر لشکر شاہی کو لوٹتا ہوا مورچہ سے باہر چلا گیا۔ دوسرے روز اور چار مرہٹہ سردار۔ پانچ ہزار فوج

[۱] برگی اوس زمانہ مین ہندو فوجی ملازمون کو کہا کرتے تہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مرہٹی بارگیر کا مخفف ہے۔

دشمن سے جا ملے۔ اور رسد و غلہ لوٹنے لگے۔ اب بادشاہ کو مجبوراً محاصرہ سے دست کشی
کرنی پڑی۔ اور بیجاپور چلا گیا۔ اودہر امرائے برکی اپنی اپنی جاگیرون پر قابض ہو گئے۔ بادشاہ نے
اون کی سرکوبی کے لئے مرتضیٰ خان انجو کو بہیجا۔ مگر خاطر خواہ سرکوبی نہ ہو سکی مصطفیٰ خان نے
بادشاہ کو مشورہ دیا کہ ان کو تسلی و دلاسا دیکر بیجاپور طلب کیجئے۔ اور وہان سرکوبی کیجائے تو مناسب
چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور اکثر امرائے برکی کو جب بیجاپور آئے تو قتل کر ڈالا۔ مگر بہید یا
ہتم نامک نہین آیا۔ اور نیکنا دری کے پاس تلنگانہ چلا گیا۔ ۹۸۰ھ مین جب مرتضیٰ نظام
شاہ نے علی برید شاہ پر حملہ کیا تو اوس نے علی عادل شاہ سے مدد مانگی۔ علی عادل نے مدد
کا دینا اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ہین وہ اوسے دیدئے جائین
چنانچہ علی برید نے منظور کر لیا۔ اور علی عادل نے دو ہزار سوار سے اوسکی مدد کی۔ جس سے مرتضیٰ
نظام شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور علی برید کے سر سے بلا ٹلگئی۔ اب علی برید نے حسب وعدہ
اون لڑکون کو بیجاپور روانہ کیا۔ ایسی خبر کب چھپتی ہے۔ ان لڑکون کو بہی معلوم ہو گیا کہ وہ علی
عادل کے پاس کس غرض سے بہیجے جاتے ہین۔ جب یہ لڑکے یہان آئے تو علی عادل کے بعض

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸)۔ بارگیر کا معنی بوجہ اوٹہانیوالا۔ چونکہ امرا اور عہدہ داران فوجی ہمراہ بوجہ اوٹہانے کے لئے
ٹٹو وغیرہ رکہا کرتے تہے۔ اون کو بارگیر کہا کرتے تہے۔ پہر ان ٹٹوؤن کی نگرانی پر جو آدمی رہے وہ بارگیر کہلانے
لگے۔ بعد ازان جب فوج مین ایسے سپاہی بہرتی ہوئے۔ جن کے پاس گہوڑے نہ تہے اور سرکار نے اونہین
گہوڑے دئے۔ تو وہ سپاہی بارگیر سے موسوم ہوئے۔ جو اپنا ذاتی گہوڑا رکہتے تہے۔ وہ سلحدار کہلاتے تہے۔
چونکہ یہ بارگیر اوس زمانہ مین اکثر مہند دہوتے تہے۔ اسلئے انہین ہند وسپاہیون کو بارگیر کہتے کہتے برگی یا برگا
کہنے لگے تہے۔ یہ لوگ اوس زمانہ مین فوجی لیاقت مین کسی کام کے نہ تہے۔ البتہ مال چہد الاہنے یا کسی رستہ بہولے کو

حرکات سے ناراض ہوگئے۔ بڑے لڑکے نے ایک خنجر پائجامہ مین چہپا رکہا جب رات ہوئی اور علی عادل تنہا اوس کے حجرہ مین گیا۔ تو اوس لڑکے نے اوس خنجر کا ایسا وار کیا کہ بادشاہ کا کام تمام ہوگیا۔ یہ واقعہ ۲۳ صفر ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ کو وقوع مین آیا۔ رفیع الدین شیرازی نے اس واقعہ کو اور رنگ سے بیان کیا ہے۔ مگر فرشتہ کا بیان جو اوپر لکہا گیا وہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ پہر بہی العلم عند اللہ۔ چونکہ بادشاہ کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے اوس کے بہائی طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی جانشین ہوا۔ علی عادل شاہ کے آخر عہد مین فوج کی تعداد اسی ہزار سوار دیڑہ لاکہہ پیدل اور (۵۳۷) ہاتہی تہے۔ ۲۳ برس سلطنت کی اس کے عہد مین شہنشاہ اکبر کے دو ایلچی بیجاپور آئے تہے۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی

جس وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹہا تو اوس کی عمر نو برس کچہہ ماہ کی تہی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ لیکن دو مہینے کے اندر ہی چاند بی بی نے کمال خان کے خودسرانہ کارروائیون سے آزردہ ہوکر حاجی کشور خان ابن کمال کشور خان کے ہاتہ کمال خان کا خاتمہ کروادیا۔ اور حاجی کشور خان وکیل السلطنت مقرر ہوا۔ اس اثنا مین بہزاد الملک ترک میر نوبت مرتضےٰ نظام شاہ نے ۱۵ ہزار سوار سے سرحد عادل شاہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۹)۔ قلی کرنے یا سامان رسد کو لوٹ لانے کے کام آتے تہے۔ غرض چہوٹے چہوٹے کامون مین مدد دیتے تہے۔ سب سے پہلے انہین کمال خان دکہنی نے بہرتی کیا تہا۔ بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے ان سے بڑی فوج بنائی۔ ۱۲۰۰۔ مولف۔

شاہیہ پرورش کی۔ حاجی کشور خان نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ ہاتھی اور اسباب
غنیمت بہت ہاتھ لگا۔ اب کشور خان نے حکم دیا کہ جو ہاتھی لوٹ مین آئے ہین وہ ہمارے پاس
داخل کئے جائین۔ جس سے امرا ناراض ہوئے۔ اور چاند بی بی کو کشور خان کے جانب سے
بہر کایا۔ مصطفےٰ خان کو بنکاپور سے طلب کرکے وکیل السلطنت مقرر کرنیکی تجویز کی۔ جب یہ خبر
کشور خان کو ہوئی تو اوسنے محمد امین کے ہاتہ مصطفےٰ خان کو مروا ڈالا۔ اور چاند بی بی کو قلعہ
ستارہ مین قید کیا۔ اس کے بعد امرائے حبشی کے قید کرنے کی فکر مین ہوا۔ لیکن امرائے حبشی نے
اتفاق کرکے اوس کے مارنے کے لئے شاہ درگ سے بیجاپور آئے۔ کشور خان یہ خبر سنتے ہی بادشاہی
جواہر و خزانہ اور چار سو سوار لیکر احمد نگر کے طرف بہاگا۔ لیکن احمد نگر والے اوس کے رہنے کے
روادار نہ ہوئے۔ اب وہ گولکنڈہ کا رخ کیا۔ راستہ مین ایک شخص نے سید مصطفےٰ خان کے
انتقام مین خنجر سے مار ڈالا۔ یہان دار السلطنت مین امرا حبشی کا عروج ہوا۔ اور اخلاص خان
حبشی کو منصب وکالت ملا۔ اوس نے چاند بی بی کو قید سے رہا کیا۔ افضل خان شیرازی نے
پیشوائی کی خدمت پائی۔ اور راسو پنڈت مستوفی الممالک بنا۔ مگر چند روز کے بعد اخلاص خان نے
ان دونون کا کام تمام کرکے حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کو انجام
دینے لگا۔ لیکن منصب پیشوائی پر جھگڑا پڑا۔ شاہ ابو الحسن اور مرتضےٰ خان انجو اس خدمت کی
تاک مین تہے۔ مگر حبشیون کو یہ منظور نہ تہا۔ اسلئے اونہون نے مرتضےٰ خان اور اوس کے بہائی
شاہ ابو القاسم اور نیز شاہ فتح اللہ شیرازی کو خارج البلد کردیا۔ اور عین الملک کو منصب وکالت
کی طمع دیکر اوسکی جاگیر سے بلایا۔ جب وہ قریب آیا تو یہ تینون حبشی اخلاص خان۔ حمید خان۔ دلاور خان
اوسکے استقبال کو گئے۔ اوسنے ان تینون کو گرفتار کرلیا۔ اور جب بادشاہ کے سلام کو آیا تو
یہان سب لوگون کو اپنے مخالف پایا۔ گہبراکر ان قیدیون کو چھوڑ جاگیر کو چلا گیا۔ ۹۹۸ھ مین ابراہیم

قطب شاہ مرگیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا محمد قلی تخت پر بیٹھا۔ چنانچہ محمد قلی نے بہزاد الملک و سید
مرتضےٰ نظام شاہی سرداروں کو متفق کرکے شاہ ورگ کا محاصرہ کیا۔ محمد آقا قلعدار (جو ابراہیم عادل
شاہ کے طرف سے تہا) اسنے خوب مقابلہ کیا۔ جب اون کا زور یہان نہین چلا تو وہ شاہ ورگ کے
محاصرہ کو چہوڑکر بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے چلے۔ اس وقت عادل شاہیہ فوج بیجاپور مین صرف
دو تین ہزار تہی۔ امرائے حبشی تو قلعہ نشین ہوگئے۔ اور عین الملک و انکس خان وغیرہ امرا کو قول نامہ
بہیجکر بلایا۔ یہ لوگ ۷ ہزار خاصہ خیل سے آموجود ہوئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی۔ غلبہ
قطب شاہی و نظام شاہی فوجون کو ہوتا تہا۔ اتنے مین قلعہ کی دیوار بہی گرگئی۔ مگر بیجاپوریون نے جلدی
کرکے اوٹہالی۔ اور عین الملک و انکس خان چونکہ حبشیون کی حکومت سے ناراض تہے۔ اسلئے
وہ قطب شاہ سے مل گئے۔ اب بیجاپور کی حالت بہت نازک ہوگئی۔ جس سے ان حبشیون نے
اوس وقت یہ چال چلی کہ چاند بی بی سے جاکر کہے کہ ہم تو سب غلام ہین اور اشراف ہماری حکومت
سے راضی نہین ہین۔ بہتر یہی ہے کہ کسی اصیل و شریف کو مہمات سلطنت تفویض کیجئے۔ تاکہ
بدنظمی دور ہو۔ چاند بی بی تو یہ خدا سے چاہتی تہی۔ فوراً شاہ ابوالحسن ابن شاہ طاہر کو خلعت و
منصب امیر جملگی عطا کیا۔ ابوالحسن نے امرائے برگی کو فرامین استمالت بہیجکر کرناٹک سے بلایا۔
اور سید مرتضےٰ (جو خاندان شاہ طاہر کا معتقد اور نظام شاہی سپاہ کا سرلشکر تہا) سے
صلح چاہی۔ اس اثنا مین قطب شاہ (جو محاصرہ کی طوالت سے تنگ ہوگیا تہا) خود اپنی ملک کو
چلاگیا۔ اور نظام شاہی فوج بہی رخصت ہوگئی۔ اب پہر اخلاص خان اپنی خدمت وکالت پر
آگیا۔ اور شاہ ابوالحسن کو قید کردیا۔ اور قطب شاہ جاتے جاتے امیر زنبیل کو ۲ ہزار سوار سے
گلبرگہ کے فتح کرنے کو بہیجا۔ چنانچہ وہ وہان جاکر مار پیٹ شروع کردیا۔ اور چند مقامات پر بہی قبضہ
کرلیا۔ ادہر سے دلاور خان حبشی۔ عین الملک۔ انکس خان ۲۰ ہزار سوار لیکر مدافعت کو گئے۔

مرتضے نظام شاہ نے امیر زنبیل کی مدد کو تین ہزار سوار روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔
دلاور خان نے اون کو شکست دیدی۔ اور (۱۲۰) ہاتھی معہ سامان جنگ عادل شاہیون کے ہاتہ
لگا۔ اس فتح سے دلاور خان کو مغرور کیا۔ اب وہ منصب وکالت کی آرزو مین اخلاص خان
حبشی کے سر پر جا پہونچا۔ اب یہ آپس کی لڑائی بیجاپور مین برابر چار مہینے ہوتی رہی۔ جس سے بیجاپور
ویران ہوگیا۔ اور بلبل خان (جو اخلاص خان کا معتبر غلام تہا) بہی دلاور خان سے مل گیا۔ آخر
دلاور خان نے اخلاص خان کو گرفتار کرلیا۔ اور اوسکی آنکہین نکلوا ڈالین۔ اس کے بعد دلاور خان
نے اپنے چارون بیٹون کو منصب و امارت سے ممتاز کرکے بڑے بیٹے محمد خان کو بادشاہ کی
تعلیم پر مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے کمال خان کو منصب سر نوبت دیکر بادشاہ کے ساتہ چوگان
بازی کا شریک کردیا تیسرے بیٹے خیریت خان کو بادشاہ کی پاسبانی پر متعین کیا۔ چوتہے
بیٹے عبدالقادر کو قلعۂ بیجاپور کا تہانہ دار بنایا۔ چونکہ یہ خورد سال تہا۔ اسلئے اوس کا نائب دومی
خان دکہنی مقرر ہوا۔ اور ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار سوار دیکر اپنے پاس چہ ہزار سوار رکہا۔ اور
شاہی فوج مین ایک لاکہ پردیسی اور ۶۰ ہزار حبشی سپاہ رکہکر باقی کو عادل شاہیہ قلمرو سے
نکالدیا۔ اور ابوالحسن (جو اخلاص خان کے حکم سے محبوس تہا) کو کہول کرکے شہید کر ڈالا۔ بلبل خان کو
بہی افسر اعلے بنایا۔ مذہب امامیہ کو موقوف کرکے مذہب تسنن کو رواج دیا۔ جب ان امور سے
اطمینان کلی حاصل ہوگیا تو حمید خان کو بہی قید کیا۔ اور چاند بی بی کی مداخلت تمام امورات سلطنت سے
بالکل اوٹہادی۔ اور بلبل خان کو کرناٹک کے نئے مقبوضہ ملک سے خراج وصول کرنے کے
لیے بہیجا۔ بلبل خان دہان پہنچا تو ارسب نائک حاکم جنترہ کی سازش سے شنکر نائک حاکم قلعہ
کرود نے اوس کو قید کرلیا۔ مگر چند روز کے بعد بلبل خان ایک گہانس کے گٹھے مین چہپ کر نکل آیا۔
سنہ ۹۹۲ھ مین ابراہیم عادل شاہ کی بہن بی بی خدیجہ سلطانہ المشہور راجہ جیو کا نکاح مرتضے نظام شاہ

کے بیٹے میران حسین سے ہوا۔ اور ۹۹۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے محمد قلی قطب شاہ کی بہن چاند سلطان کو نکاح کیا۔ اس اثنا مین مرتضیٰ نظام شاہ نے حالت جنون مین اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرنا چاہا تو ابراہیم عادل شاہ احمد نگر جاکر نظام شاہ کو قید کیا۔ اور میران حسین کو تخت پر بٹھایا۔ اس ناخلف بیٹے نے باپ کو قتل کرڈالا جس سے ابراہیم خفا ہوکر بیجاپور چلا آیا۔ ۹۹۶ھ مین یہ افواہ اوڑی کہ دلاورخان شاہزادہ اسمٰعیل (ابراہیم عادل شاہ کا چھوٹا بھائی) کو ابراہیم کی جگہ تخت نشین کرنا چاہتا ہے۔ اس افواہ سے تمام حرم مین ایک ہلچل مچ گیا۔ لیکن یہ کارروائی دلاورخان کے حاسدون کی تہی جنکو اوس کی حکومت پسند نہ تہی۔ جب یہ خبر دلاورخان کو ہوئی تو وہ سلطنت کا تمام کام چہوڑکر گہر بیٹھ گیا۔ مگر چیتھے روز خود ابراہیم عادل شاہ اوس کے گہر جاکر ساتھ لیتا آیا۔ جس سے شاہ و وزیر مین صفائی ہوگئی۔ اور بدستور تمام امورات سلطنت انجام پانے لگے۔ دلاورخان نے پانچ چہہ ہزار سوار جدید بہرتی کئے۔ بادشاہ اوس فوج کو دیکہکر بہت خوش ہوا۔ اور ایک لاکہہ روپیہ کا خلعت دلاورخان کو عطا کرکے فوج کے اخراجات و تنخواہ کے لئے چند جاگیرات بھی سرفراز کین۔ رایان ملیبار نے دس برس سے خراج نہین دیا تہا۔ جو ساڑہے تین لاکہہ ہون سالانہ کے حساب سے ساڑہے اکیس لاکہہ ہون ہوتے ہین اسلئے دلاورخان نے دس ہزار سوار سے بلبل خان کو اوس طرف روانہ کیا۔ ۹۹۷ھ مین جمال خان مہدوی کی وجہ سے (جو سلطنت نظام شاہیہ کا کل مختار تہا) احمد نگر مین چارون طرف مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تہا۔ اس موقع پر دلاورخان نے ارادہ کیا کہ وہ کچہ نظام شاہی ملک فتح کرلے۔ چنانچہ بیجاپور کی موجودہ فوج کو ساتھ لیکر جریدہ دوڑا۔ اور بلبل خان کو (جو ملیبار گیا تہا) بہی حکم بہیجا کہ فوراً وہان کا کام چہوڑکر چلا آئے۔ مگر بلبل خان ملیبار کے کامون مین ایسا مصروف تہا کہ نہ آسکا۔ اور دلاورخان شاہ درگ مین ایک مہینے تک اوس کا انتظار

پہنچا۔ آخر مجبوراً وہان سے آگے بڑہا۔ جمال خان بہی مقابلہ کو نکلا۔ آشٹی کے میدان مین یہ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین ۲۰ روز تک پڑے رہے۔ لڑائی کا سلسلہ مطلق شروع نہ ہوا۔ اس کے بعد جمال خان نے خود صلح کی تحریک پیش کی۔ دلاور خان تو بلبل خان کے نہ آنے اور فوج کی کمی سے خود صلح کے خیال مین تہا۔ فوراً منظور کر لیا۔ مگر یہ شرط بہی اوس کے ساتہ پیش کی کہ غرجہ جنگ (لعل بہا) اور میران حسین مقتول کی بی بی کو دیدو۔ جمال خان نے میران حسین کی بی بی کو پالکی مین سوار کر کے معہ چہتر ہزار ہون کے دلاور خان کے پاس بہیجدیا۔ اور فریقین اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ اس اثنا مین بلبل خان بہی راجایان ملیبار سے خراج وصول کر کے بیجاپور آیا۔ چونکہ دلاور خان کی طلب پر وہ نہین آیا تہا۔ اور بلا وجہ اوس کو شاہ درگ مین ایک مہینہ ٹہر کے رہنا پڑا تہا۔ اور دلاور خان کے دل مین غصہ بہرا ہوا تہا۔ لیکن بظاہر بلبل خان کی بہت کچہ آؤبہگت کی۔ اور بادشاہ سے خلعت وغیرہ بہی دلایا۔ مگر چند روز کے بعد اوس کو قید کر کے معدوم البصر کردیا۔ ۹۹۵ھ مین اکبر کا ایلچی بیجاپور آیا۔ خوب خاطر و تواضع کی گئی۔ اور ۹۹۹ھ مین شہزادہ برہان (جو مرتضی نظام شاہ کا بہائی تہا۔ مگر بہائی کے خوف سے احمدنگر چہوڑ کر اکبر آباد مین اکبر کے پاس رہتا تہا) نے ابراہیم عادل کو لکہا کہ مرتضے نظام شاہ کے انتقال پر میرا بیٹا اسمٰعیل جو ابہی بہت کم سن ہے تخت نشین ہوا ہے جس سے کاروبار ریاست کی سنبہال نہین ہو سکتی اگر آپ امداد کیجئے تو مین تخت نشین ہو جا سکتا ہون۔ علاوہ برین شہنشاہ اکبر نے بہی فوج کے ساتہ امداد کی ہے اور سرداران برار بہی اعانت کا وعدہ کرتے ہین۔ ابراہیم نے برہان کی مدد کا ارادہ کر کے

*میران حسین کے قتل کے واقعات اور جمال خان کے حالات تفصیلی طور پر سلطنت نظام شاہیہ کے سوانحات مین بیان ہونگے۔ مولف

۵ ربیع الآخر ۹۹۹ھ کو شاہ ورگ کی جانب کوچ کیا۔ اور وہان سے آگے بڑھکر دارا سنگ (دہاراسیون) مین بادشاہ (علی عادل) نے قیام کیا۔ اور دلاور خان۔ جمال خان کے مقابلہ کو آگے بڑھا۔ ادہر جمال خان نے سید مجد الملک مہدوی (جو برار کا سرلشکر تہا) کو لکہا کہ آپ شہزادہ برہان اور اوس کے ہمراہی راجہ علیخان (یہہ برہانپور کا حاکم تہا جس کو شہنشاہ اکبر نے برہان کی مدد کے لئے ہمراہ کر دیا تہا) کو امرائے برار سے ملنے ندیجیے روکے رہئیے"۔ اور مین دلاور خان سے صلح کی کارروائی کرتا ہون۔ چنانچہ جمال خان نے دلاور خان کے مقابل اگرچہ کچہ صلح کے لئے زور دیا مگر وہ نہ مانا۔ اور نہنگ خان حبشی بہی (جو جمال خان کی فوج کا امیر تہا) جمال خان سے جدا ہوکر دلاور خان سے مل گیا۔ اس کے بعد طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اس موقع پر عین الملک۔ انکس خان۔ عالم خان (جو دلاور خان کے ساتہ تہے) نے دلاور خان کو چہوڑکر بادشاہ کے پاس دارا سنگ کو چلے گئے جس سے دلاور خان کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور جمال خان غالب آگیا۔ اور دلاور خان صرف سات آدمیون کے ساتھ دارا سنگ کو بہاگا۔ اور جمال خان بہی اوس کے تعاقب مین دارا سنگ آیا۔ کہتے ہین کہ اسی مقام پر محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ (جو زخمی تہا) جمال خان کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ مگر بلطائف الحیل قید سے چہوٹ گیا۔ اس عرصہ مین جمال خان کو معلوم ہوا کہ برہان اور راجہ علیخان امرائے برار سے مل گئے ہین۔ اسلئے وہ برہان کے مقابلہ کو دارا سنگ سے روانہ ہوگیا۔ ادہر دلاور خان بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ اور علی عادل شاہ دارا سنگ مین رہا۔ چونکہ علی عادل اب جوان ہوگیا تہا۔ اور دلاور خان کی خود مختاری اوس کو بہاتی نہ تہی اسلئے اوس نے عین الملک انکس خان علی خان سے سازباز کرکے رات کے وقت عین الملک کے پاس چلا گیا۔ جب صبح کو امراء نے دیکہا کہ بادشاہ عین الملک کے پاس چلا گیا۔ تو وہ بہی دلاور خان کو چہوڑکر بادشاہ کے پاس

چلے گئے اور دلاور خان اس خبر کے سنتے ہی فی الفور اپنے بیٹوں اور ہوا خواہوں کو لیکر ۵۰۶ ہزار سوار سے ابراہیم کے تعاقب مین چلا جب قریب پہنچا تو عین الملک نے خفیہ طور پر دلاور خان کو کہلا بھیجا کہ آپ گرباد شاہ کو لیجا ہم کسیطرح ہم ہونگے اب دلاور خان تمام خدم وحشم چھوڑکر صرف پانچ سو سوار و چار ہاتھی لیکر ابراہیم عادل کے پاس گیا اور چلنے کو کہا اور ابراہیم استارہ سے ایک خاصہ خیل کے جوان اوک خان دلاور خان پر تلوار ماری دلاور خان تو بچا مگر گھوڑا زخمی ہوگیا اب دلاور خان نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا۔ فوراً دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر بیدر کے طرف بھاگ گیا۔ اسی عرصہ مین ادہر جمال خان مارا گیا۔ اور برہان تخت نشین ہوا۔ اور ابراہیم عادل شاہ بھی بہانے کوچ کرکے بہ فتح وظفر داخل بیجاپور ہوا۔ رومی خان کو وکیل السلطنت اور الیاس خان کو سر نوبت بنایا ۱۰۰۲ھ مین برہان شاہ نے دلاور خان کے بہکانے سے عادل شاہی ملک پر چڑھ دوڑا پہلے پہلے ابراہیم عادل نے کسی قسم کی مدافعت نہین کی اور دلاور خان کو بحکمت عملی برہان سے جدا کرکے اپنے پاس بُلایا۔ جب وہ آیا تو اوسکی آنکھین نکلوا کر قلعہ ستارہ مین قید کردیا اور وہ وہین ۱۰۱۶ھ مین مرگیا اب ابراہیم نے ۶۰۰۰ ہزار سوار بر گی فوج کے برہان کے بمقابلہ پر روانہ کیا۔ اور الیاس خان رومی خان کو بھی ۱۲ ہزار کی سپاہ سے اونکی مدد کو بھیجا۔ چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو برہان کو شکست ہوئی۔ اور اوسکا ایک عمدہ سردار تورنگ خان مارا گیا۔ برہان نے مجبوراً ابراہیم سے صلح کرلی ۱۰۰۲ھ مین بادشاہ (ابراہیم) نے منجھن خان پسر کمال کشور خان بزرگ کو ملیبار سے خراج وصول کرنیکے لئے حکم دیا۔ اور میر خان حبشی غلام علی عادل شاہ کو اخلاص خان کا خطاب دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا۔ منجھن خان نے رایان ملیبار کو زیر کرکے تھوڑا بہت خراج وصول کیا تھا کہ اتنے مین ابراہیم کے چھوٹے بھائی اسمٰعیل نے بلگوان (جہان وہ قید تھا) مین بغاوت شروع کی جس سے منجھن خان کو ملیبار کا کام ناتمام چھوڑکر بیجاپور آنا پڑا۔ عادل شاہیہ ملک مین بدنظمی پھیل گئی۔ برہان نظام شاہ اور عین الملک نے اسمٰعیل کی اعانت پر کمر باندہی جس سے قضیہ نے طول کھینچا۔ الیاس خان

اور رومی خان دشمنون سے اتفاق کرنیکی تہمت مین قید کردئے گئے۔ عین الملک نے بلگوان مین
اسمٰعیل کے سر پر چتر لگا کے بادشاہ بنایا۔ ابراہیم نے حمید خان حبشی کو قید سے رہا کیا۔ اور سرلشکر
بنا کر مقابلہ کو بہیجا۔ چنانچہ حمید خان نے حکمت عملی سے اسمٰعیل کو گرفتار کرلیا۔ اور عین الملک کا سر
کاٹا گیا۔ اور برہان جو اسمٰعیل کی مدد کو آیا تہا وہ احمدنگر کو واپس گیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل کو اندہا کیا گیا۔
جس کی تکلیف سے وہ چند روز مین مرگیا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان یا غالب خان۔ تلنگنڈہ کے
راجہ کے پاس چلا گیا۔ آنکس خان بہی چلا گیا تہا۔ مگر وہ پہر آگیا۔ بادشاہ نے اوس کا قصور معاف کر کے
جاگیرات سابقہ بحال کردین۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ تپ محرقہ سے مرگیا۔ اور ابراہیم نظام شاہ
(جس کی مان حبشن تہی) احمدنگر کے تخت پر بیٹہا۔ نظام شاہی امرا مین دو پارٹیان ہوگئین۔ اور طرح
طرح کے فسادات کہڑے ہونے لگے۔ ابراہیم عادل شاہ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ احمدنگر کی جانب
کوچ کیا۔ ابہی ابراہیم عادل ابہی حد عملداری مین تہا کہ ابراہیم نظام شاہ کا سپہ سالار اخلاص خان
۳۰ ہزار فوج لیکر معہ نظام شاہ کے مقابلہ پر آیا۔ ابراہیم عادل نے حمید خان اور شجاعت خان کو
لڑنیکے لئے بہیجا۔ بہت سخت ہنگامہ پیکار گرم ہوا۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔
ابراہیم نظام شاہ بہی قتل ہوا۔ اور ابراہیم عادل بیجاپور کو واپس آیا۔ یکم محرم سنہ ۱۰۰۵ھ کو ایک شخص
میر محمد صالح ہمدانی۔ بیجاپور مین چند عدد موئے مبارک رسول مقبول صلعم کے لیکر آیا۔ بادشاہ نے
اوسکی بڑی توقیر و تعظیم و تکریم کی۔ اور دو بال تبرکاً ایک طلائی ڈبیہ مین رکہوا لئے (کہ ایام متبرکہ
مین اون کی زیارت کرائی جاتی تہی) محمد صالح کو ۱۰-۱۲ ہزار ہون عطا کر کے رخصت کیا
سنہ ۱۰۱۳ھ مین ابراہیم عادل کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال پسر شہنشاہ اکبر کے ساتہ بمقام احمدنگر
عمل مین آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اسی سال ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ مین دانیال کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ
تہا کہ دکن۔ شاہان مغلیہ (اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان) کا جولانگاہ بنا ہوا تہا۔ خصوصاً عادل

شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ علاقہ پر مغلون کے حملے ہو رہے تھے۔ چنانچہ یہ حالات ہمنے شاہان مغلیہ کے تذکرون مین بالتفصیل حوالۂ قلم کیا ہے۔ اسلئے اب ہم یہان سے عادل شاہیہ حالات نہایت اجمال کے ساتھ ختم کرین گے۔ کیونکہ اب یہان سے بیجاپور (عادل شاہیہ) کی شوکت وعظمت روز بروز زوال پذیر ہو رہی تھی ۱۰۲۶ھ مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) نے دو ایلچی ابراہیم عادل کے پاس بھیجے۔ ابراہیم نے اونکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی۔ اور فرمانکو زمین بوس کرکے سر پر رکھا۔ اور شہنشاہ جہانگیر کی اطاعت کا اقرار کیا۔ ۶ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس ہاتھی ۵۰۰ عربی گھوڑے دو لاکھ پچاس ہزار کے جواہر و آلات مرصع پیش کش مین بھیجا ۱۰۱۸ھ مین مرزا علی نے امیر برید ثانی کو نکالکر بیدر کا حاکم بن بیٹھا۔ اور ۱۰۲۰ھ مین ابراہیم عادل کے بیٹے کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور پرگنہ چنگوپہ اوس کے جہیز مین دینے کا اقرار کیا۔ مگر شادی کے بعد وعدہ کے ایفا مین لیت و لعل کرنے لگا۔ ابراہیم فوراً چڑہائی کرکے مرزا علی کو مع متعلقین قید کر لیا۔ بیدر اور اوسکے توابعات پر قبضہ کرکے داخل ممالک محروسہ کیا۔ ۱۰۳۱ھ مین کرنول کو بھی فتح کرکے اپنے علاقہ مین ملا لیا۔ ۱۰۳۴ھ مین ملک عنبر نے ابراہیم عادل کے نو تعمیر شہر نورس پور[*] پر حملہ کرکے اوسکو خوب لوٹا اور تاراج کیا۔ اس اثنا مین علی عادل مرض بواسیر سے سخت بیمار ہوگیا۔ ایک پرتگالی ڈاکٹر فریا لوپ نام نے بادشاہ کا علاج کیا۔ مگر اوس سے اور مرض کی شدت بڑھ گئی۔ اب بادشاہ نے سمجھا کہ بہت جلد خاتمہ ہے۔ اسلئے اوس نے محمد امین کو بلا کر وصیت کی کہ میرے بعد میرا انجھلا بیٹا سلطان محمد تخت نشین کیا جائے۔ اس کے بعد ۹ محرم ۱۰۳۷ھ کو بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت بادشاہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ پورے پچاس برس سلطنت کی۔ اسکو چار بیٹے اول درویش بادشاہ (جو

[*] نوٹ۔ جب محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر (حیدرآباد) کو آباد کیا تو ابراہیم عادل نے بھی بیجاپور سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک

ملکہ جہان کے بطن سے تہا۔ اور شیعہ استادون کی تربیت سے شیعہ ہوگیا تہا اسی لئے
بادشاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد نہین کیا) دوم سلطان محمد (تاج سلطان کے بطن سے تہا) سوم
سلطان سلیمان (کمال خاتون کے بطن سے تہا) چہارم ایک اور سندر محل کے پیٹ سے تہا
ابراہیم عادل کو علم موسیقی مین کامل دستگاہ تہی ہزارون آدمی اوس کے شاگرد تھے۔ اکثر
لوگ اوسکو جگت گرو کہتے تھے۔ ایک دفعہ ہندوں نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سارستی (جو راگ
کی دیبی ہے) کی پرستش کیجائے تو خوش آوازی ہمیشہ قایم رہتی ہے۔ چنانچہ اس بات کے
سنتے ہی بادشاہ نے سارستی کی پرستش شروع کردی۔ مگر شاہ صبغۃ اللہ کی نصیحت نے اس
پرستش سے توبہ کروائی۔ اور اس بادشاہ کو نورس کا لفظ ایسا پسند تہا کہ اوسنے سال مین ایک
دفعہ عید نورس مقرر کی۔ اور شہر کا نام بھی نورس پور رکہا۔ اپنی چاہتی بی بی کو نورس کا خطاب
دیا خود اپنی مہر مین نورس کا لفظ کندہ کرایا۔ بہرحال جس چیز مین دیکہو نورس کی بہرتی کیجاتی تہی

سلطان محمد عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

۱۱ محرم ۱۰۳۷ھ کو مرزا محمد امین نے حسب وصیت سلطان محمد کو تخت نشین کیا۔ ابراہیم عادل
کے بڑے بیٹے درویش بادشاہ کی آنکھون مین میل پھرائی گئی۔ اور باقی دونون بیٹونکو بہی
ناقص العضو کر کے قید کیا گیا۔ مرزا محمد امین کو مصطفی خان اور دولتخان کو خواص خان کے خطاب
بادشاہ نے عطا کیا۔ بادشاہ دہلی کے پاس سے میر عبد السلام ایلچی تعزیت و تہنیت کیلئے آیا عادل شاہ
نے اوسکی خوب مدارات کی۔ جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو محمد عادل نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰۹) نہایت پاکیزہ و خوبصورت شہر آباد کرکے نورس پور نام رکھا۔ یہ شہر صرف ۶ برس آباد رہا۔ اسکے
بعد عشرت نے اوسکو ایسا تباہ کیا۔ کہ پھر کبھی آباد نہ ہوا۔ ۱۲۔ مولف۔

تہنیت و فرمان گزاری کی درخواست بھیجی۔ اور پیشکش روانہ کیا۔ اس مین ایک خسیلم وزنی (۵) مثقال تیس ہزار قیمت کا بہی تہا شاہجہان نے ۹۔ رجب سنہ ۱۰۳۵ھ کو محمد عادل کے لئے تشریف زرین مانا دری سمیت خواجہ طاہر کے ہاتہہ ارسال کیا۔ سنہ ۱۰۳۶ھ مین شیخ معین الدین بطریق سفارت شاہجہان کے پاس سے بیجاپور آیا۔ اور شاہجہان کا یہ حکم سنایا۔ کہ جس وقت نظام شاہیہ سلطنت پر بادشاہی فوج حملہ کرے۔ تو محمد عادل شاہ بہی اپنی فوج سے امداد کرے۔ اور فتح کی صورت مین اس امداد کا معاوضہ نصف ملک نظام شاہیہ دیا جائے گا۔ محمد عادل نے منظور کیا۔ اور رندولہ خان کو سپہ سالار بنا کر دس ہزار فوج معہ دیگر امرائے نامی کے فوج شاہی کی اعانت کو بہیجا۔ چنانچہ عادل شاہیون نے حملہ کرکے دکن کا تمام علاقہ بند چول تک قبضہ کرلیا۔ برہان نظام شاہ نے سدی سرا کو مقابلہ پر بہیجا۔ اس نے آتے ہی عادل شاہیون کو شکست دی۔ اور تمام ملک مفتوحہ چہین لیا۔ ادہر لشکر شاہی نے سلطنت نظام شاہیہ سے دہارور قندہار وغیرہ فتح کیا۔ اسکے بعد عادل شاہ نے نظام شاہ سے خفیہ طور پر سازباز کرلی۔ اور لشکر شاہی کی امداد مین لیت ولعل کرنیلگا جس سے شاہجہان کو غصہ آیا۔ اور آصف خان کو عادل شاہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ جب آصف خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ تو عادل شاہیون نے مقابلہ کیا۔ چند روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اس اثنا مین آصف خان کے لشکر کو رسد کی تکلیف ہونے لگی۔ مجبوراً محاصرہ چہوڑ کر واپس ہوا۔ سنہ ۱۰۴۲ھ مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی بہن سے عادل شاہ نے نکاح کیا۔ انہین ایام مین سلطنت نظام شاہیہ

کا خاتمہ ہوگیا۔ اور احمد نگر پر شاہجہان کے امراء نے تصرف کرلیا۔ اسکے بعد قلعہ پرینڈہ* کی تسخیر کے لیئے
شاہجہان نے مہابت خان و شہزادہ شجاع وغیرہ کو روانہ کیا۔ عادل شاہیون نے لشکر
شاہی کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ ادہر خواص خان عادل شاہی نے مصطفی خان وزیر
اعظم عادل شاہ پر غالب آکر ملکوان بین اوسکو قید کردیا۔ اور خواص خان کو اسقدر عروج حاصل ہوا
کہ بادشاہ کے احکام بغیر اوسکی منظوری کے اجرا نہ ہونے لگے۔ اب بادشاہ (عادل شاہ)
کی بہی آنکہین کہلیں۔ آخر بادشاہ نے سیدی ریحان کے ذریعہ خواص خان کا کام تمام کیا۔ اور اوسکے
عروج سے جو دغدغہ خاطرنشین ہوگیا تہا۔ وہ دور ہوگیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے سدی ریحان
کو اخلاص خان کا خطاب و دیگر منصب وزارت عطا کیا۔ اور مصطفی خان خان بابا کو قید سے
رہا کرکے منصب کار ملکی اور احمد خان فرزند خداوند خان کو منصب سر نوبتی حوالہ کیا۔
۱۰۴۵ھ سنہ مین شاہجہان نے عادل شاہ کے پاس مکرمت خان کو بہیجا۔ کیونکہ دو چار سال سے
عادل شاہ نے پیشکش کی رقم نہین بہیجی تہی۔ جب مکرمت خان بیجاپور پہونچا تو عادل شاہ نے
کچہ توجہ نہ کی۔ اسلیئے شاہجہان نے اوس کی تنبیہ کے لیئے فوج بہیجی۔ چند روز طرفین مین جنگ
کا بازار گرم رہا آخر عادل شاہ نے صلح کی درخواست کی۔ شاہجہان نے اوسکی درخواست
منظور کرکے ایک عہد نامہ جسپر پنجہ کا نشان لگا تہا۔ اور چند تعلقات سلطنت نظام شاہیہ کے
عادل شاہ کو ارزانی کیئے جس کے شکریہ مین عادل شاہ نے ایک عرضی جسکے اطراف حافظ
شیرازی کی غزل بہی تحریر کرکے بہیجا۔ چنانچہ عہد نامہ و عرضداشت۔ اور وہ غزل ہمنے شاہجہان کے

---

* یہ سلطنت نظام شاہیہ سے اس کا تعلق تہا جس زمانہ مین کہ آقا رضوان پرینڈہ کا قلعہ دار تہا تو محمد عادل شاہ نے اوسکو بہت کچہ روپیہ دیکر قلعہ پر قبضہ کرلیا تہا۔ جو ابتک اوسی کے قبضہ مین تہا۔ ۱۲۔ مولف۔

کے حالات مین لکھے ہین اب یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ اس کے بعد ۱۰۴۶ھ مین اورنگ زیب کو شاہجہان نے دکن کا صوبہ مرحمت کیا۔ اور خاندوران نے سیدی مفتاح سے قلعۂ اودگیر فتح کیا۔ اس موقع پر سیدی مفتاح نے اسمٰعیل پسر درویش محمد پسر ابراہیم عادل شاہ کو خاندوران کے تفویض کیا۔ جو نظام شاہ کے زمانہ سے اوس کے پاس رہتا تہا۔ پھر قلعۂ اودسہ فتح ہوا۔ ساہوجی نے شاہجہان کے حکم سے مرتضٰے نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کر کے عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور محمد عادل شاہ شاہجہان کو برابر سالانہ پیشکش کئی سال تک بہیجتا رہا۔ اس عرصہ مدت مین دکن کے صوبہ دارون مین بہی اکثر تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ ۱۰۵۰ھ مین اسلام خان صوبہ دار دکن تہا۔ اس وقت دکن کے مغلیہ صوبون کی جمع حسب تفصیل ذیل تہی:۔

صوبہ دولت آباد	۵۵ کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ	صوبہ تلنگانہ	۳۰ کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
صوبہ برار	۵۵ کروڑ دام	ایضاً	ولایت بگلانہ	۲ کروڑ دام	۵ لاکھ روپیہ
خاندیس	۴۰ کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ	جملہ میزان	دو ارب دام	۴ کروڑ ۵ لاکھ روپیہ

اسی سال ۱۰۵۰ھ مین عادل شاہ نے مصطفٰے خان کو راجہ راول کی سرکوبی کو بہیجا۔ اور کندی کوٹ کی تسخیر کی ہدایت کی۔ چنانچہ ملک ریحان کی بہادری سے مصطفٰے خان کو راجہ راول پر فتح نصیب ہوئی۔ اور کندی کوٹ چترکل جنجی وغیرہ کے قلعے بہی مفتوح ہوئے اور عادل شاہ نے ساہوجی (شاہجی)* کو کولار۔ بنگلور۔ اوسکوٹہ۔ بالاپور۔ جاگیر دئے۔

*۔ یہ سیواجی کا باپ ہے جس کے حالات ہم نے بالتفصیل ہندوستان کے واقعات مین لکھے ہین ۱۲ مولف

اور ضلع کرورا مین ۲۲ گاؤن کی دیسمکی عطا کی۔ مگر چند روز کے بعد اسی ساہوجی کا بیٹا سیواجی وہ پرکالۂ آتش نکلا کہ اکثر عادل شاہی قلعجات وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ ہر چند عادل شاہ نے اوسکی سرکوبی چاہی۔ مگر ممکن نہو سکا۔ ان واقعات کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی واضح طور پر لکہا ہے۔ سنہ ۱۰۶۳ھ مین خان محمد عادل شاہی نے ہمکنڈہ فتح کیا۔ اور سنہ ۱۰۶۴ھ مین ایلور بہی تسخیر ہوا۔ اسی سال بیجاپور مین ایک زلزلۂ عظیم آیا۔ سنہ ۱۰۶۷ھ مین محمد عادل شاہ بیمار ہوا۔ اور چند روز کی علالت کہینچکر ۲۰ محرم سنہ ۱۰۶۷ھ روز سہ شنبہ کو ۵۴ سالہ عمر مین انتقال کیا۔ اور اسنے تعمیر کردہ مقبرہ مین (جو گول گنبد کے نام سے مشہور ہے) دفن ہوا۔ یہ گنبد نہ صرف ممالک دکن کے عجائبات مین سے ہے۔ بلکہ تمام روئے زمین پر اوس کے برابر وسیع گنبد نہین ہے۔ اس بادشاہ کی مدت سلطنت ۳۰ برس ہے۔ اس کے انتقال کے نسبت ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ اسکے قبل سنہ ۱۰۵۰ھ مین بہی محمد عادل شاہ بیمار ہوا تہا۔ اور زیست کی امید منقطع ہو چکی تہی۔ اسلئے اوسنے سید ہاشم صاحب (جو مشہور و صاحب کشف و کرامات بزرگ تہے) سے دعا چاہی۔ سید صاحب نے کہا کہ اب بادشاہ کی عمر آخر ہو چکی ہے۔ خیر ہم اپنی عمر مین سے دس سال اسے دیتے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ تندرست ہوگیا۔ اور سید صاحب نے انتقال کیا اس کے بعد بادشاہ دس برس تک برابر زندہ رہا۔ جب مدت پوری ہوگئی تو سنہ ۱۰۶۷ھ مین رحلت کی۔ اسکے عہد مین عادل شاہی سلطنت انتہائے عروج پر تہی۔ اور ملک بیجاپور ۷ اکال اور ۲۸۱ محال پر منقسم تہا۔ شاہی آمدنی ۷ اکروڑ ۸۵ لاکہ ہوتی تہی۔ علاوہ اسکے بندرگاہون کی آمدنی ۹۷ ہزار روپیہ اور باجگذار راجاؤن کے پیشکش کی تعداد ۵ کروڑ

نوٹ۔ یہ تقسیم و آمدنی جو ہم نے بتلائی ہے وہ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد کی ہے۔ جو ملک بیجاپور سے وصول ہوتی تہی کیونکہ

(۲۵) لاکہہ (۶۱) ہزار تہی غرض اس سلطنت کی کل آمدنی تقریباً (۱۱) کروڑ بارا لاکہہ روپیہ ہوتی ہی۔ اور فوجی قوت مین (۸۰) ہزار سوار اور ۲ لاکہہ پیادے (۵۳۰) ہاتہی تہے بعض کا قول ہی کہ فوج کی تعداد تین یا ساڑہے تین لاکہہ سوار بیشمار پیادے (۱۵۰) ہاتہی سوائے اوس فوج کے تہے۔ جو تعلقات مین تحصیل مالگزاری وانتظام سلطنت کے کاموںمین متعین رہتے تہے۔ محمد عادل شاہ اپنی سلطنت مین تمام ہندون سے جزیہ بہی لیتا تہا۔

سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا تو اس نوجوان شاہ نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانی۔ اور افضل خان سپہ سالار کو سیواجی کے سر پر بہیجا۔ لیکن سیواجی نے افضل خان کو مکر و فریب سے مار ڈالا۔ پہر سیواجی کی تنبیہ کیلئے رستم خان صلابت خان یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے مگر ان دونون نے ہزیمت اوٹہائی۔ آخر علی عادل شاہ خود فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ اس اثنا مین کرناٹک کے فساد کی خبر معلوم ہوئی۔ مجبوراً واپس آنا پڑا۔ اب سیواجی کو خوب فرصت

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۴) محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی جو اس ملک کی تہی وہ ہمکو معلوم نہ ہوسکی۔ لیکن اسی آمدنی سے محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی کا اندازہ بخوبی مل سکتا ہی۔ بنادر کی تفصیل یہ ہے بندر[۱] دابل دسیوئی (جو ستارہ کے مغرب مین ہے) بندر[۲] کہل سنی۔ بندر[۳] چول (پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۴] سنکر۔ اسلام بندر۔ عرف راجہ پور۔ (جو پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۶] سالستی۔ بندر[۷] کہاری پٹن۔ بندر[۸] بہیرجری۔ بندر[۹] ساتونی۔ بندر[۱۰] محمد آباد وسدہوٹ۔ اور راجہ کی باج گذار کی فہرست یہ ہے۔ زمیندار سرینگ پٹن۔ دیگر زمینداران سرینگ پٹن زمیندار سوندہا۔ زمیندار چینل درگ۔ زمیندار چری۔ زمیندار ترکہیرا۔ زمیندار رتن گری۔ زمیندار سرہتی۔ زمیندار یادگیر زمیندار مالک پالہ۔ زمیندار چک پالہ۔ زمیندار کرگل

نوٹ۔ تاریخ رشید الدین خانی مین محمد عادل شاہ کے انتقال کے بعد سلطان محمود عادل شاہ کی تخت نشینی درج ہے۔ مگر کسی دوسری تواریخ مین محمود عادل کا پتہ نہین چلتا۔ اسلئے ہم نے محمود عادل کے حالات کو عمداً چہوڑدیا ہے۔ اور بہ تحقیق طور پر ثابت ہی کہ محمد عادل شاہ کے بعد علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا۔ ۱۲ مولف

اور اچھی طرح کہل کہیلا۔ سنہ ۱۶۶۲ء مین شاہ جی نے سیواجی اور علی عادل شاہ مین صلح کروا دی۔
جب راجہ جے سنگ نے سیواجی کو مطیع کیا تو شہنشاہ اورنگ زیب نے راجہ کو حکم دیا
کہ والی بیجاپور نے کئے سال سے خراج ادا نہین کیا ہے۔ فوراً اوسکی سرکوبی کیجائے۔
جب یہ خبر علی عادل کو معلوم ہوئی تو اوسنے ملّا احمد نوایت کو راجہ کے پاس بہیجا۔ اور
خراج کے بہیجنے کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ آخر راجہ جے سنگ نے ولایت بیجاپور
کی تسخیر پر کمر ہمت باندہی۔ راستہ مین جس قدر قلعے نظر آئے وہ سرسواری یا چند روز کے
محاصرہ کے بعد فتح کر لئے گئے۔ استنے مین شرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادو راے
وغیرہ سرداران بیجاپور نے ۱۲ ہزار سوار سے راجہ کا مقابلہ کیا۔ خوب زد و خورد ہوئی
لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ الحاصل لشکر شاہی نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک متواتر
جنگ و پیکار کا بازار گرم رہا۔ اس اثنا مین موسم برشکال سر پر آیا۔ اور حسب فرمان شاہی راجہ
جے سنگہ کو محاصرہ اوٹہا کر اورنگ آباد جانا پڑا۔ اودہر بیجاپوریون کا بہی قافیہ تنگ تہا۔ اور قلعہ کا
اذوقہ ختم ہو چکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا بیجاپور سے محاصرہ اوٹہا کر چلا جانا بیجاپوریون کے لئے
نجات کا باعث ہوا۔ اس کے بعد سنہ ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ مرض فالج سے راہی خلد برین
ہوا۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ نہایت ہوشیار۔ سپاہ دوست۔ سخاوت شعار شجاعت
نشان تہا۔ اور فضلا۔ علما کو بہت دوست رکہتا تھا۔ شاعرون کی بہی بہت عزت کرتا تہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۵) زمیندار سنتوری۔ زمیندار ہاکل واڈی۔ زمیندار ان ہاکل واڑی۔ زمیندار ہسو پیناپلی۔ زمیندار
اناگنڈی۔ زمیندار کنکوری۔ زمیندار کنگ گیری۔ زمیندار یلاری۔ زمیندار کوری کوٹہہ۔ زمیندار سگرکو۔ چنانچہ یہ تمام
بناء دار و جملہ راجہ ہائے باجگزار سلطنت بیجاپور نواب آصف جاہ کے عہد مین مملکت دکن حیدرآباد
کے ماتحت و قبض و تصرف مین تہے۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اور اوس کا سکہ (جانشین محمد اسد علی) تہا۔ بادشاہ کو ایک بیٹا سکندر عادل اور ایک بیٹی شاہ بی بی جی تہی۔ بعض مورخون کا قول ہی کہ سکندر عادل۔ علی عادل کا بیٹا نہ تہا بلکہ عبد المجید وزیر اور خواص خان۔ عبد الکریم بہلول خان افغان مظفر خان اور سید مسعود حبشی ارکان سلطنت نے قیام نام و سلطنت کے لئے سکندر عادل کو علی عادل کا بیٹا بنا دیا تھا۔ واللہ عالم بالصواب ؎

سلطان سکندر عادل شاہ

عبد المجید وزیر اور خواص خان۔ عبد الکریم بہلول خان مظفر خان اور سید مسعود حبشی ارکان سلطنت نے سکندر عادل کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوئے تھے۔ سلطنت کا کوئی خیر خواہ نہ تہا چنانچہ سیواجی نے ۱۶۷۳ء مین قلعہ پنالہ کو لے لیا اور ہبولی کو لوٹا۔ الغرض بہت سا علاقہ بیجاپور کا اپنے تصرف مین لایا۔ اس اثنا مین شہنشاہ اورنگ زیب نے سلطان معظم کو معہ دلیر خان سپہ سالار کے بیجاپور سے خراج وصول کرنے کے لئے دکن بہیجا۔ جب دلیر خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا تو مسعود خان وزیر نے (کیونکہ اوس وقت سید مسعود حبشی المخاطب مسعود خان وزیر السلطنت تہا) سیواجی سے مدد طلب کی چنانچہ سیواجی بیجاپوریون کی مدد کو آیا۔ اور دلیر خان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس کو مجبوراً محاصرہ اوٹہانا پڑا۔ بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی کو اضلاع کوپال و بلہاری دیکر اوسکے باپ کی جاگیر کا ہی پورا اختیار دیدیا۔ سنہ ۱۰۹۱ھ مین سیواجی کا انتقال ہوگیا۔ اور یہی شہنشاہ اورنگ زیب نے شاہزادہ محمد اعظم کو فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ جب طرفین سے لڑائی کا سلسلہ

شروع ہوا تو بیجاپوریون نے خوب جی توڑکر مقابلہ کیا۔ لیکن سیواجی کے مرنے سے
کوئی وقت پر مدد کرنے والا باقی نہین رہا تھا۔ اس اثنا مین غلہ کی گرانی اور کاہ ودانہ
کی۔ یکمابی نے شاہی فوج مین ایک تہلکہ ڈالدیا۔ اور فوج کی حالت فاقون کے مارے
روز بروز ابتر وخراب ہونے لگی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو بادشاہ نے غازی الدین
خان بہادر فیروزجنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہونچانے پر مامور کیا۔ چنانچہ غازی الدین
خان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوس وقت پہونچے کہ جب بیجاپوریون
نے شاہزادہ کا محاصرہ کیکے قافیہ تنگ کردیا تہا۔ اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ عماری مین
بیٹھی ہوئی پردہ سے باہر ہوکر تیر چلارہی تہین اور امرا کی تسلی اور دلدہی مین کوشش کررہی
تہین۔ الحاصل یہہ موقع دیکھکر فیروزجنگ نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ شاہزادہ محاصرہ سے نکل آیا۔
اور اس جانبازی کے صلہ مین شاہزادہ نے آپکو بے اختیار گلے سے لگایا۔ جب اسکی
خبر بادشاہ کو ہوئی تو فرمایا کہ "جیسے حق سبحانہ تعالی نے فیروزجنگ کے تردد سے
اولاد تیموریہ کی شرم رکہی ہے۔ ایسے ہی اوس کے اولاد کی آبرو قیام تک خدا نگاہ رکھے"
اسکے بعد بیجاپور کا محاصرہ طول کہینچا۔ آخر بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین شولاپور سے
بیجاپور آیا۔ اس عرصہ مین غازی الدین خان بہادر کے جس تردد سے ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور
فتح ہوگیا۔ اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔
بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے سکندر عادل کو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب
عطا فرمایا۔ اور ایک لاکہ روپیہ سالیانہ مقرر کرکے قلعہ دولت آباد بہیجدیا۔ اور بیجاپور کی
فتح کی نسبت وقائع نگار کو حکم دیا کہ یہ فتح وقائع مین اسطرح درج کیجائے کہ "بدستیاری
فرزند ارجمند بے ریو درنگ غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید"۔ الحاصل

اسکے بعد جب گولکنڈہ فتح ہوا۔ اور شاہ ابو الحسن قلعہ دولت آباد بہیجا گیا تو اوس کی چار
لڑکیاں نوجوان اور ناکتخدا تہین۔ بادشاہ سنے اون کی شادی کرنی چاہی۔ جنہین بڑی
لڑکی سنے تو شادی سے انکار کر دیا۔ جس کو بادشاہ نے کچہہ یومیہ مقرر کرکے باپ
(ابو الحسن) کے پاس بہیجدیا۔ اور دوسری لڑکی کا عقد سکندر عادل (والی بیجاپور) سے
کرکے اوس کو جس مین اوسکا ہمدم و ہمراز بنایا۔ تیسری لڑکی عنایت خان کو ملی۔ اور چوتھی لڑکی
نقشبندیہ خاندان سکے ایک بزرگ سے بیاہی گئی۔ اب یہان سے عادل شاہیہ
خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

طبقۂ نظام شاہیہ

سلاطین احمد نگر

سلطان احمد نظام شاہ بحری

احمد[*] نظام الملک نے ۸۹۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا - اور سلاطین بہمنیہ کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا - اور مثل شاہان دہلی و گجرات وغیرہ کے چتر سفید بنوایا - اسکے

---

* احمد کا باپ ملک حسن نظام الملک تہا - اصل مین یہ ملک حسن ذات کا برہمن تہا - اوسکا کوئی دادا یا پردادا پرتری علاقہ بیجانگر کا کلکرنی (پٹواری) تہا - مگر ایک قحط کے زمانہ مین اپنے وطن کو چھوڑکر بیجانگر آیا جس زمانہ مین سلطان احمد شاہ بہمنی بیجانگر پر حملہ کیا تو یہ ملک حسن قیدیون مین گرفتار ہوکر آیا - اسکا نام تیما بہٹ اور باپ کا نام بہیریو (بہیرو) تہا

بعد اوسنے قلعۂ دنڈا راج پوری کو مصالحت سے لے لیا۔ اب اس کو قلعۂ دولت آباد لینے کی فکر ہوئی۔ وہان ملک اشرف و ملک وحید (یہ دونون حقیقی بھائی تھے جو سابق مین محمود گاوان کے ملازم اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے اس درجہ پر پہونچے تھے) نے معقول انتظام کر رکھا تھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۰)۔ سلطان احمد نے اوس کی نوعمری دیکھکر اپنے غلامون مین شامل کیا۔ اور حسن نام رکھا۔ اپنے بیٹے محمد شاہ کے ساتھ اوسکو تعلیم و تربیت اچھی طرح دی محمد شاہ بچپنے مین اسکو حسن ابن بہیرو کی جگہ حسن بحری کہتا تھا۔ جب محمد شاہ جوان ہوا تو نام کی مناسبت سے اپنے شکاری جانورون کی افسری دی۔ اب یہان سے وہ رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگا۔ منصب ہزاری اور نقارہ و ماہی مراتب بہی ملا۔ آخر نظام الملک بحری کے خطاب سے ممتاز ہوکر خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے تلنگ کا طرفدار ہوا۔ خواجہ جہان کے مرنے پر اوسکا قایم مقام اور ملک نائب کا خطاب سرلشکر کا منصب پایا۔ پھر سلطان محمود بہمنی کا وکیل السلطنت ہوا محمود نے اوسکی سابقہ جاگیر پر بیر اور پرگنون کا اضافہ کیا۔ جنکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کے حوالہ کیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی کے ہمراہ جنیر بہیجا۔ اب جنیر حاکم نشین ہوگیا تہا۔ یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی۔ اور قلعۂ بیر وغیرہ کا محاصرہ کرکے مرہٹون کو (جو یہان قابض ہوگئے تہے) شکست دی۔ بعد ازان جوند۔ لوہگڈھ کنڈانہ۔ پہردپ وغیرہ کو جبراً مسخر کیا۔ اور کانکن پر بہی مکمل قبضہ کرلیا۔ قلعۂ ڈنڈا راج کی تسخیر میں تہا کہ باپ (نظام الملک بحری) کے قتل کی خبر سنی۔ فوراً جنیر آیا۔ اور اپنا لقب احمد نظام الملک بحری رکہا۔ اسکے بعد قلعۂ بیر و سیوگانو و پٹن پر قبضہ کیا۔ ہرچند سلطان محمود اوس کا استیصال کرنا چاہا مگر ممکن نہ ہوسکا۔ شیخ مودی عرب جہانگیر خان وغیرہ بڑے بڑے سردار جمعیت کثیر کے ساتھ احمد نظام الملک کی سرکوبی کو سلطان محمود نے بہیجے۔ سب کو اوسکے سامنے قتل و شکست نصیب ہوتی رہی۔ یہ تمام واقعات ہم نے سلاطین بہمنیہ کے حالات مین تفصیلی طور پر لکہے ہین۔ الغرض جب

اسلئے احمد نظام الملک نے یہ چال چلی کہ اپنی بہن بی بی زینب کا نکاح ملک وحید سے کر دیا۔
جب اوسکو لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام نے اوسکا نام موتی رکھا۔(جو خود اوس کا نام لڑکپن میں
تھا) اس اثنا میں ملک اشرف کو اپنے بہائی سے ایسی سخت عداوت ہوئی کہ اوس نے بہائی
او بھتیجے دونوں کو عدم کا راستہ بتلایا۔ اور خود حکام خاندیس و برار و گجرات سے دوستی
پیدا کر کے اپنے بچاؤ کی صورت نکالا۔ جب زینب روتی ہوئی جنیر میں بہائی کے پاس آئی تو
اوس نے سنہ ۸۹۹ھ میں دولت آباد پر حملہ کی تیاری کی۔ اتنے میں یوسف عادل شاہ نے قاسم ترک
سے پر حملہ کیا۔ تو یہ اوسکے بلانے پر پہلے بید گیا۔ اور اوس جنگ کا خاتمہ کر کے سنہ ۹۰۰ھ
میں دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ مگر تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ آخر جنیر چلا گیا۔ اور نظام باغ کے
مقابل سینا ندی کے کنارے ایک شہر آباد کر کے اوس کا نام احمد نگر رکہا۔ احمد نگر نام رکہنے
کی وجہ یہ تہی۔ کہ خود اوسکا نام احمد تہا۔ اور اوسکے وزیر و قاضی کے نام بہی احمد تہے۔ اسلئے
اوسنے یہ نام رکہدیا۔ اس کے بعد اس نے سال میں دو دفعہ دولت آباد پر حملے کرنے شروع
کر دئے۔ ہمیشہ غلہ وغیرہ کو تباہ کر کے چلا جاتا تہا۔ چونکہ میران عینا والئ خاندیس اور احمد نظام شاہ
سے گہری دوستی تہی۔ اسلئے میران عینا دولت آباد کے تاخت و تاراجی
میں دو ہزار سوار سے ہمیشہ احمد نظام شاہ کی مدد کرتا تہا۔ انہیں ایام میں محمود شاہ والئے
گجرات نے میران عینا پر چڑہائی کی۔ کیونکہ دو چار سال سے اس نے والئے گجرات کو خراج
نہیں بہیجا تہا۔ اور میران عینا نے گہبرا کر احمد سے کمک چاہی۔ یہ فوراً وہاں پہونچا۔ اور چال یہ چلی کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱)۔ احمد نظام الملک کو خوب قوت و شوکت پیدا ہو گئی۔ تو اوس نے اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔
اور چتر لگایا۔ باقی حالات متن میں ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اپنے وزیر احمد نصیر الملک گجراتی کے ذریعہ اپنا رعب محمود شاہ پر اس طرح ڈالا کہ نصیر الملک نے محمود شاہ کے ایک مقرب کو لکھا کہ ”ہر چند یہ بندہ احمد نظام شاہ کا غلام ہے۔ مگر پیدائش گجرات کی ہونے کے باعث محمود شاہ کی خیر خواہی ہر طرح مد نظر ہے۔ بس آپ محمود شاہ کو فہمائش کیجے کہ آپ ہرگز اس وقت لڑائی کا ارادہ نہ کریں۔ کیونکہ احمد نظام شاہ کی جمعیت کے مقابلہ (جسکی تعداد بے انتہا ہے) میں سر پر ہونا مشکل ہے۔ اگر خدا نخواستہ شکست ہوگئی تو سخت بدنامی کا باعث ہوگی“ جب یہ خط محمود شاہ کے مقرب نے دیکھا تو بادشاہ سے اظہار کیا۔ اب بادشاہ کو صلح و جنگ میں تردد ہوا۔ اور پھر دوسری یہ چال کی گئی کہ محمود شاہ کے فیل بحری سال (جو نہایت زبردست و مست تھا) کے فیل بان کو رشوت دیکر یہ وعدہ لیا گیا۔ کہ رات کے وقت ہاتی کو لشکر میں چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ فیلبان نے حسب وعدہ ہاتھی کو چھوڑ دیا۔ جس سے تمام لشکر گجرات میں واویلا مچگیا۔ اور احمد نظام شاہ جو تاک میں بیٹھا ہوا تھا شبخون کرا۔ محمود شاہ اس آفت ناگہانی سے مضطرب ہوکر معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ تین کوس پر بھاگ گیا۔ جب صبح میں سرداران گجرات نے بادشاہ کو غیر موجود پایا۔ تو وہ بھی واپس ہوئے۔ اور بادشاہ سے جاملے۔ بادشاہ نے یہانتک چلے آنے کا بہانہ یہ کیا۔ کہ وہاں ہوا میں تعفن تھی، اسلئے شب میں بیقرار ہوکر چلا آیا تھا۔ الغرض اب طرفین سے صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو چلدیا۔ جب احمد کو اس سے فرصت ملی تو اوسنے پھر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف نے محمود شاہ والی گجرات کو کمک کے لئے لکھا۔ اور وعدہ کیا کہ اس بلا سے نجات دلائے تو آپ کے نام کا خطبہ پڑھاؤنگا۔ چنانچہ محمود شاہ فوراً دولت آباد آیا۔ اور احمد نظام محاصرہ چھوڑکر جنیر آگیا۔ اور پھر ملک اشرف نے محمود شاہ کا خطبہ پڑھا۔ جب محمود شاہ

رخصت ہوگیا تو دولت آبادی امرا وغیرہ جو ملک اشرف کی اس حرکت سے (جو اوسنے
محمود شاہ کے نام کا خطبہ پڑہایا تہا) ناراض تھے۔ اونہون نے احمد نظام کو لکہا کہ آپ
جلد اگر دولت آباد پر قبضہ کیجیے۔ ہم ہر طرح اطاعت کے لئے حاضر ہین۔ وہ تو اس بات کا
منتظر ہی تہا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ جب ملک اشرف پر اس سازش کا حال کہلا تو وہ اس غم و
غصہ مین بیمار ہوا۔ اور دو چار ہی روز مین مرگیا۔ احمد نظام نے دولت آباد پر قبضہ کرکے
اپنے ایک معتمد کے تفویض کیا۔ اور خود احمد نگر چلا آیا۔ راجہ بگلانہ وکالنہ کو بھی اپنا باج گزار
بنایا۔ سنہ ۹۰۷ھ مین میران عادلیا ۴۴ برس حکومت کرکے مرگیا۔ اوس کو اولاد نہ تہی اسلئے اوس کا
بہائی میران داؤد خان تخت پر بیٹہا۔ یہ بہی ۷ سال حکومت کرکے چل بسا۔ اوس کا بیٹا غزنین خان
سریر آرا ہوا۔ مگر دس روز کے عرصہ مین ملک حسام الدین (جو معتمد علیہ تہا) نے زہر
دیکر اوسکا خاتمہ کیا۔ اب فکر ہوئی کہ کس کو تخت نشین کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک شخص عالم خان
نام (جو سلاطین خاندیس کی اولاد مین تہا) احمد نگر مین رہتا تہا۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام
و فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ سے اوس کو تخت نشین کیا۔ اکثر امرا و سرداران
خاندیس نے اطاعت کرلی۔ مگر ایک امیر ملک لادن نے مخالفت کی۔ جس سے سلطنت
تہ و بالا ہونے لگی۔ نصیر خان فاروقی مرحوم والئے خاندیس کے بیٹے حسن خان کو محمود شاہ
گجراتی کی بیٹی (جو سلطان مظفر شاہ گجراتی کی حقیقی بہن تہی) منسوب تہی۔ اوس کا ایک بیٹا
عادل خان نام تہا تہانیر کے طرف رہتا تہا۔ جب اوس کو یہان کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے نانا
محمود شاہ کو لکہا کہ "خاندیس کی حکومت دلا دے"۔ چنانچہ محمود شاہ نے خاندیس پر توجہ
کی۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام اور فتح اللہ سے امداد چاہی یہ دونون اپنی اپنی فوجین
لیکر خاندیس پہونچے۔ مگر پہر کیا سمجھے کہ چار چار ہزار فوج خاندیس مین چہوڑ کر یہ دونون واپس چلے آئے

اودہر محمود شاہ خاندیس مین داخل ہوا۔ اور عالم خان یہ حالت دیکھکر احمد نظام کے پاس چلا آیا۔
اور عادل خان بروز عید الفضحی ۹۱۳ھ مین خاندیس کے تخت پر بیٹھا۔ محمود شاہ نے اوسکو اعظم ہمایون کا
خطاب دیا۔ اور سلطان مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی سے اوسکی شادی کردی۔ اور خود گجرات کو واپس ہوا
سنہ ۹۱۴ھ مین احمد نظام شاہ کا لایق کارکن نصیر الملک مرگیا۔ اور کمل خان دکہنی اوس کی جگہ مقرر ہوا
اس کے بعد احمد نظام شاہ بیمار ہوا۔ جب بیماری نے طول کہینچی اور صحت نظر نہ آئی تو اپنے بیٹے
برہان کو ولیعہد کیا۔ اور تمام امرا سے اوس کی اطاعت کی نسبت عہد و پیمان لیا۔ پہر اسی سنہ
مین قاصد اجل کو لبیک کہا۔

احمد نظام الملک بڑا پرہیزگار اور متقی تہا۔ تمام عمر مین کسی غیر محرم عورت پر نگاہ تک نہ کی شمشیر
بازی مین اوس کو بڑا کمال تہا۔ اسی وجہ سے اس ملک مین شمشیر بازی کے جابجا ورزش خانے بنگئے
جب کبہی اس فن کے متعلق دو شخصون مین جہگڑا ہوتا تو احمد نظام الملک اوس کا فیصلہ اسطرح
کرتا کہ دونون کو لڑنے کا حکم دیتا۔ کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ دو چار آدمیون کی لاشین نہ نکلتی
ہون۔ ایک کالا چبوترہ اس فیصلے کے لئے تیار کیا گیا تہا۔ یہ نامعقول رسم تمام دکن مین پہیل
گیا تہا۔ علما۔ مشائخ۔ امرا۔ ملوک تک اس خبط مین مبتلا تہے۔ اس مقابلہ کا نام تکیک رکہا گیا
تہا۔ اس رسم کو انگریزی مین ڈیول کہتے ہین جس کا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تہا۔ مگر ایشیا
مین اسکی ابتدا یہین ہوئی۔ پہر رفتہ رفتہ اس مین کسیقدر کمی ہوتی گئی۔ اب ایشیا مین تو بالکل
مفقود ہے۔ مگر یورپ مین اب بہی کہین کہین جاری ہے۔

برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری

برہان جب تخت نشین ہوا تو اسکی عمر سات سال کی تہی۔ کمل خان بدستور سابق پیشوا اور امیر الامرا

بنا رہا۔ اور اوس کا بیٹا میان جمال الدین مخاطب بہ عزیز الملک سر نوبت کیا گیا۔ اور تمام سلطنت کے
انھین باپ بیٹون کا حکم چلنے لگا۔ دوسرے امرار (رومی خان۔ کرم خان۔ منیر خان) تکمل خان سے
جلنے لگے۔ اور بی بی عائیشہ کو (جو برہان نظام شاہ کی دایہ تھی) گانٹھا۔ برہان کے چھوٹے بھائی
راجہ جیو (جو ۴ سالہ تھا) کو تخت نشین کرنے کے خیال سے اوس کو قلعہ کے باہر لے چلے۔
اتنے مین بچہ کے غائب ہونیکی خبر ہوگئی۔ دایہ اور بچہ گرفتار ہوکر آئے۔ جب تکمل خان کو
معلوم ہوا تو اوس نے تنبیہ اون کی کمال احتیاط کی۔ اب اون امرار نے دیکھا کہ یہ چال
نہ چل سکی۔ تو آٹھ ہزار آدمیون کو متفق کرکے برار بھاگ گئے۔ اسی سال ۹۱۶ھ مین فتح اللہ
عماد الملک مر چکا تھا۔ اور اوسکا بیٹا علار الدین تخت پر بیٹھا تھا۔ چنانچہ علار الدین کو شہ دیکر
احمد نگر پر یورش کروائی۔ تکمل خان نے مقابلہ کرکے شکست دیدی۔ اور عادل خان والئے
خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی۔

کہتے ہین کہ نظام الملک کے اجدادمین کوئی برہمن پاتری کا کلکرنی تھا۔ اور وہ کسی باعث جلا وطن ہوکر
بیجانگر گیا۔ جب نظام شاہیہ سلطنت کا آغاز ہوا تو وہ برہمن معہ عیال و اطفال احمد نگر آگیا۔ اور
برہان کو سمجھایا کہ کسی طرح پرگنہ پاتری کو علاقہ برار سے سلطنت نظام شاہیہ مین ملا لینا چاہیئے۔
چنانچہ برہان راضی ہوگیا۔ اور علار الدین کو لکھا کہ "پرگنہ پاتری ہمکو دیدیا جائے اور اوس کے عوض مین
جو پرگنہ آپ کو مطلوب ہو ہم سے لیجئے" لیکن علار الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ جدید پاتری
مین تعمیر کیا۔ برہان فوراً چڑھ دوڑا۔ مظفر شاہ گجراتی عماد الملک کی کمک پر آگیا۔ جس سے برہان
ناکام واپس ہوا۔ اس اثنار مین برہان نظام شاہ ایک رنڈی آمنہ پر فریفتہ ہوا۔ اور اوسکو
نکاح کرکے محل مین داخل کیا۔ تکمل خان اس بات سے ناراض ہوا۔ اور اپنی خدمت سے استعفا
دیدیا۔ منصب پیشوائی شیخ جعفر دکھنی کو عطا ہوا۔ انھین ایام مین

شاہ طاہر[*] احمد نگر آیا۔ بادشاہ نے کمال خاطرداری کی ۹۳۰ھ میں اسمٰعیل عادل کی بہن سے برہان نے نکاح کیا۔ اسمٰعیل عادل شاہی نے بی بی مریم سے کے جہیز میں شولاپور دینے کا وعدہ کیا تہا۔ مگر اسمٰعیل نے انکار کردیا۔ اسپر برہان بگڑ بیٹہا۔ اور شولاپور پر یورش کی۔ اسمٰعیل نے مقابلہ کرکے شکست دیدی ۹۳۳ھ میں برہان نے سلطان قلی قطب شاہ کی امداد سے پاتری پر قبضہ کیا۔ اور یہان سے علاء الدین کے تعاقب میں مامور گیا۔ اور خداوندخان حبشی کے بیٹے سے ماہور چہین لیا۔ اب علاء الدین ماہور سے نکلکر ایلچپور گیا۔ وہان بہی برہان نے پیچہا نہ چہوڑا۔ آخر وہ مجبور ہوکر برہانپور چلا گیا۔ سلطان محمد شاہ (والئے برہانپور خاندیس) نے علاء الدین کی کمک کی۔ اور برہان کو پسپا کیا۔ مگر برہان نے دوسرے روز ایسا سخت حملہ کیا کہ دونون کو بہگا دیا۔ اسکے بعد علاء الدین شاہ اور محمود شاہ نے بہادر شاہ گجراتی سے مدد چاہی۔ اور بہادر شاہ محرم ۹۳۵ھ میں ان دونون کی مدد کے لئے دکن آیا۔ برہان نظام شاہ گہبراکر اسمٰعیل عادل اور قطب قلی سے اعانت طلب کی۔ اور امیر برید کو بہی بلایا۔ اور بہادر شاہ پہلے برار آیا۔ علاء الدین نے اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بعدازان اوسنے برہان کی جانب توجہ کی۔ امیر برید نے بہادر شاہ کی فوج کا مقابلہ کرکے شکست

---

[*] مصر میں ایک شخص ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المہدی حاکم ہوا ہے۔ اکثر کہتے ہین کہ یہ مہدی نسل اسمٰعیل بن امام جعفر صادق سے تہا۔ مگر اہل تسنن کے نزدیک وہ عبداللہ بن سالم مصری کی اولاد ہے۔ اور اہل عراق اوسے عبداللہ بن میمون قداح کی اولاد مین بیان کرتے ہین۔ الغرض اس مہدی کی اولاد مین مصر کی حکومت (۲۶۶) برس رہی۔ ایک شخص اسی خاندان کا اوایل حکومت مین فقیر ہوگیا تہا جس نے مذہب تشیع کو بہت قوت دی۔ جب مصر کی حکومت ۵۶۷ھ مین خلفائے عباسیہ خاندان مین منتقل ہوئی تو ان شاہون کو معہ اولاد جلاوطن کردیا۔ یہ لوگ خوند مضافات گیلان مین چلے آئے۔ تین سو برس وہان رہنے سے سادات خوندیہ مشہور ہوئے۔ چنانچہ اسی خاندان مین شیخ طاہر پیدا ہوا۔ یہ شخص تبحر عالم اور فصیح اللسان تہا۔ مصر۔ نجف۔ سمرقند۔ قزوین کے شیوخ اسکے

دیدی۔ مگر جب بہادر شاہ کا وزیر خداوندخان ۲۰ ہزار سوار سے آیا۔ اور بہادر شاہ نے علاء الدین
کو بہی۔ ۴ ہزار سوار ہمراہ کرکے مقابلہ کو بہیجا تو اب امیر برید و خواجہ جہان گہبرائے اور وہان سے بہاگ کر
جنیر آئے۔ سلطان بہادر شاہ سیدہا احمدنگر آکر باغ نظام مین قیام کیا۔ اب اوس کا ارادہ ہوا
کہ چند روز یہان قیام کرکے اس ملک کو گجرات مین ملا لیا جائے۔ لیکن ۴۰ روز کے قیام کے
بعد ایک مہیب خواب ایسا دیکہا کہ پریشان ہوکر اوسی روز وہان سے کوچ کرکے دولت آباد آیا
اور علاء الدین عماد الملک کو مع چند امرائے گجرات کے دولت آباد کے محاصرہ پر چہوڑ کر خود محمد شاہ
فاروقی کے ساتہ دولت آباد و بالاگہاٹ مین مقام کیا اور برہان نے شیخ جعفر کو معزول کرکے
ایک برہمن کانورسی کو پیشوائی کا عہدہ دیا۔ اور ہر چند بہادر شاہ کے دفعیہ مین کوشش کی مگر
ہمیشہ شکست پائی۔ بالآخر صلح کی تجویز ہوئی اور برہان نے بہی احمدنگر مین بہادر شاہ گجراتی کا خطبہ پڑہوایا
اس کے بعد بہادر شاہ گجرات چلا گیا۔ ۹۳۷ھ مین بہادر شاہ گجراتی نے مالوہ پر چڑہائی کرکے محمود
ثانی خلجی کو گرفتار کرلیا۔ اور مالوہ کو گجرات مین ضم کیا۔ چنانچہ اس مبارکباد کے لیئے برہان نے شاہ طاہر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۷)۔ مرید تہے۔ چونکہ شاہ اسمٰعیل والی ایران بہی پیری مریدی سے بادشاہی کے درجہ کو پہنچا تہا۔ اسلئے
اوسکو اونکا وہان رہنا ناگوار گزرا۔ اور اوس کے استیصال کی فکر مین ہوا۔ لیکن شاہ حسین اصفہانی (جو شاہ اسمٰعیل کا
ناظر دیوان تہا) کے ذریعہ شاہ طاہر کو خبر ہوگئی۔ اوس نے پیری مریدی ترک کرکے کاشان کا مدرس ہوگیا۔ مگر یہان
بہی اوسکے بہت سے مرید جمع ہوگئے۔ آخر شاہ اسمٰعیل صفوی نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور یہ خبر پاکر وہان سے
بہاگا۔ سیدہا بیجاپور آیا۔ اسمٰعیل عادل نے توجہ نہ کی۔ پہر وہان سے پرینڈہ گیا۔ خواجہ جہان نے اپنی بچون کی تعلیم کو
اوسے نوکر رکہا۔ اس اثنا مین ملا پیر محمد اوستاد برہان شاہ (جو سنی تہا) پرینڈہ آیا۔ اور شاہ طاہر سے
ایک سال مین مجسطی (علم ہیئت کی ایک کتاب) پڑہی۔ جب احمدنگر واپس گیا تو برہان سے شاہ طاہر کی تعریف کی

کو بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اس وقت بہادر شاہ برہان پور مین محمد شاہ کے پاس ٹھیرا ہوا تہا۔ اُس نے برہان کو وہان طلب کیا۔ یہ بہی مجبوراً یا دل ناخواستہ چلا آیا۔ اور ملازمون کی طرح بہادر شاہ کو سلام کرنا پڑا۔ اسکے بعد بہادر شاہ نے اپنا پٹکا کہول کر برہان کی کمر مین باندہا۔ اور خنجر و تلوار مرحمت کی۔ نظام شاہی کا خطاب دیا۔ اور سفید چتر جو سلطان محمود خلجی سے چہینا تہا وہ بہی برہان کو دیدیا۔ الغرض بہادر شاہ نے برہان کو نہایت خاطر و مدارات کرکے واپس کیا۔ ۹۳۵ھ مین اسمٰعیل اور برہان کے (امیر برید کے لئے) دو دو ہاتھ چل گئے۔ اسمٰعیل کو فتح اور برہان کو شکست ہوی۔ لیکن پہر دونون مین صلح ہو گئی۔ ۹۴۴ھ مین دفعتاً برہان کا بیٹا عبدالقادر سخت بیمار ہوا۔ جس سے برہان بیچین ہو گیا۔ نذرین منتین مانی گئین۔ آستانون اور درگاہون پر چادرین چڑہائین۔ مگر تخفیف کی صورت نظر نہ آئی۔ اوس وقت شاہ طاہر نے برہان کو کہا کہ اگر آپ مذہب امامیہ اختیار کرنے اور خطبۂ اثنا عشری پڑہانے کا وعدہ کیجئے اور حضرات دوازدہ امام سے تائید چاہیئے۔ تو شہزادہ کو شفا ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس کے قبل برہان فرقۂ مہدویہ کا معتقد تہا۔ اب شاہ طاہر کے کہنے سے مذہب تشیع اختیار کرنے پر رضامند ہو گیا۔ خدا کی قدرت کہ شہزادہ صحیح ہو گیا۔ پہر کیا تہا شاہ طاہر کی منہ مانگی مراد آئی۔ اور برہان معہ اپنے تمام متعلقین وغیرہ کے شیعہ ہو گیا۔ اور خطبۂ اثنا عشری پڑہا گیا اور پہر بازار تبرے بازی ہونے لگی۔ ملا پیر محمد کے اتفاق سے اکثر سنیون نے بادشاہ پر یورش کی۔ مگر شکست پائی۔ اور ملا پیر محمد اسیر ہو گیا۔ جس سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ لیکن جب اعزہ نظر مین لعن و طعن و تبرے کی کثرت ہوئی۔ تو سلطان محمود گجراتی میران مبارک شاہ فاروقی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۸) برہان نے اوسکو طلب کرکے اپنی مجلس مین شریک کیا۔ ۱۲ مولف۔

ابراہیم عادل شاہ (جو اسمٰعیل عادل کے مرنے پر تخت نشین ہوا تہا) عماد الملک نے مذہبی
خیال سے برہان پر چڑہائی کی۔ برہان نے سلطان گجرات و شاہ برہانپور کو تو تواضعات سے
سے راضی کرلیا۔ اور ابراہیم کا مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اوسکے بعد بہی او۔
دو لڑائیاں ابراہیم اور برہان مین ہوئین۔ اور ہر دفعہ برہان غالب رہا۔ سنہ ۹۴۹ھ مین
اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل کے مابین رنجش ہوگئی۔ برہان نے امیر برید کے اتفاق سے
پہر بیجاپور پر حملہ کیا۔ اور مشہور کیا کہ اسد خان نے بجہے بلایا ہے۔ ابراہیم عادل بیجاپور سے
باہر نکلا۔ اور برہان شولاپور کے ساڑہے پانچ پرگنون پر قابض ہوگیا۔ اور خواجہ جہان کو انہی کے
حوالہ کرکے آگے بڑہا۔ بلگوان۔ مرچ۔ گلبرگہ کو خوب لوٹا۔ اس کے بعد بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم
گلبرگہ چلا گیا۔ اتنے مین عماد شاہ حاکم برار ابراہیم کی کمک کو آگیا۔ اور اسد خان بہی ابراہیم سے
مل گیا۔ جب طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان شکست کہا کر بہاگا۔ اور وہ مفتوحہ ساڑہے
پانچ پرگنے واپس دیکر صلح کرلی۔ مگر سنہ ۹۵۰ھ مین پہر برہان نے جمشید قلی۔ دریا عماد شاہ۔
رامراج کی کمک لیکر ابراہیم پر حملہ کیا۔ اور شکست فاحش دی۔ آخر شولاپور کے ساڑہے پانچ
پرگنے دینے پر تصفیہ ہوگیا۔ اسی سال شاہ طہماسپ والی ایران کا ایلچی برہان کے پاس
آیا۔ شاہ نے آقا سلمان طہرانی سفیر کے ہاتہ بیش قیمت تحفے بہیجے تہے۔ جن مین ایک غلام
ترک شاہ نام اور وہ بڑا انمول ہیرا (جو ہمایون بادشاہ نے اوسے دیا تہا) ایک زمرد
جسپر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور خود شاہ کے ہاتہ کی عقیق کی انگوٹھی
جسپر کلمہ التوفیق من اللہ کندہ تہا۔ برہان نے سفیر کی بہت کچہ آؤ بہگت کی۔ اور شاہ طاہر
کو بیٹے شاہ حیدر کے ہمراہ کچہ تبرکات وغیرہ شاہ کو بہجوائے۔ سنہ ۹۵۳ھ مین برہان رامراج کے
استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ابراہیم بہی مقابلہ کو نکلا۔ بارش کے باعث

تین مہینے تک لڑائی نہین ہوئی۔ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو برہان بہاگا۔ ابراہیم کو (۲۵۰) ہاتہی (۱۷۰) توپین ہاتہ آئین۔ بعدازان برہان نے امیر برید کو اپنی موافقت کرنیکے لئے لکہا۔ مگر اوسنے انکار کیا۔ اسلئے برہان نے علی برید پر چڑہائی کرکے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا۔ اور علی برید بہی ابراہیم کی کمک لیکر مقابلہ کیا۔ مگر برہان نے ان دونون کو شکست دی۔ اور قلعۂ اودگیر و قندہار فتح کرکے احمدنگر واپس ہوا۔ ۹۵۶ھ مین شاہ طاہر کا انتقال ہوا اور برہان نے قاسم بیگ حکیم اور بہوپال راو کو اپنے کاربرداز مقرر کیا۔ اس کے بعد بادشاہ (برہان) نے قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی برید کی مدد پر ابراہیم عادل شاہ آیا۔ اور غلہ کی کمی سے لشکر نظام شاہیہ مین تزلزل پیدا ہوا جس سے برہان کو فکر ہوگئی۔ لیکن بہوپال راو نے سیف الدین عین الملک (جو ابراہیم کی مدد پر آیا تہا) کو رشوت دیکر ابراہیم سے جدا کیا۔ اور فوج کو ایک لخت عادل شاہیون پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کی فوج شکست پاکر پریشان ہوگئی۔ اور ابراہیم جو اوس وقت عید کے لئے غسل کی تیاری کررہا تہا۔ گہبراکر بہاگا۔ اور قلعۂ کلیان کو برہان نے فتح کرلیا۔ اور ابراہیم وہان سے بہاگ کر نظام شاہیہ ممالک کو خراب کیا۔ قلعۂ پرینڈہ پر قبضہ کرلیا۔ اور خود بیجاپور کو روانہ ہوا۔ جب برہان کو یہ خبر ہوئی تو یلغار آیا۔ اور عادل شاہیون سے پرینڈہ لے لیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی کے حوالہ کرکے احمدنگر آیا۔ اسکے بعد ۹۵۹ھ مین برہان نے رام راج کو متفق کرکے عادل شاہیہ ممالک پر یورش کی۔ برہان تو شولاپور پر قبضہ کیا۔ اور رام راج۔ مدگل و رائچور کو لیا۔ پہر وہان سے یہ دونون اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ پہر ۹۶۱ھ مین رام راج کی صلاح سے برہان بیجاپور آیا۔ ابراہیم مین مقابلہ کی طاقت نہ تہی۔ اسلئے پنالہ مین پناہ گیر ہوا۔ اب برہان بیجاپور کا محاصرہ کرلیا۔ قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ مگر یکایک برہان بیمار ہوگیا۔

اور وہان سے احمد نگر آتے ہی مرگیا۔ جس سبب بیجاپور کی فتح نہ ہو سکی۔ برہان نظام شاہ نے (۲۴) برس بادشاہت کی۔ لڑکپن مین سنی تہا۔ بعد مہدوی ہوا۔ پہر متعصب شیعہ ہو گیا۔ اسکو چہہ بیٹے۔ حسین عبدالقادر (یہ آمنہ کے بطن سے تہے)۔ شاہ علی (یہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کے بطن سے تہا۔) شاہ حیدر (یہ خواجہ جہان دکہنی کا داماد تہا) محمد باقر (بیجاپور مین فوت ہوا) محمد خدابندہ (بنگالہ مین مرا) تہے۔ اسوقت تخت نشینی مین جہگڑا پیدا ہوا غریب وحبشی حسین کے طرفدار تہے۔ دکہنی اور ہند و عبدالقادر کے جانب ہوئے۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسین نے فتح پائی۔ اور عبدالقادر برار کو بہاگا۔ اور وہین مرگیا۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ خدابندہ بیجاپور چلے گئے۔ شاہ حیدر پرینڈہ گیا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

جب حسین نظام شاہ تخت نشین ہوا تو باپ کی طرح خطبۂ امامیہ جاری رکہا۔ اور سرحد پر آکر ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی۔ اسکے بعد اون لوگون کو خوب سزا دی جو عبدالقادر کی رفاقت اختیار کئے تہے۔ سیف خان عین الملک ہراسان ہو کر برار چلا گیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی نے چاہا کہ ابراہیم کی مدد سے اپنے داماد شاہ حیدر کو احمد نگر مین تخت نشین کرے۔ حسین کو یہ خبر ہوئی تہی وہ پرینڈہ پر چڑہ دوڑا۔ خواجہ جہان۔ شاہ حیدر کو لیکر بیجاپور چلا گیا۔ اور حسین قلعہ پرینڈہ کو فتح کرلیا۔ ادہر ابراہیم نے امراء کو متفق کرکے سیف خان عین الملک کو تلنگانہ سے بلایا۔ اور سیف الدولہ ذوالفقار عضد السلطنت القاہرہ۔ امیر الامراء کا خطاب اور علاقۂ مان وپاٹین وتنگری وراسے باغ جاگیر اسکو دیکر اسد خان کا درجہ عطا کیا۔ شاہزادہ شاہ علی کے سر پر چتر شاہی لگا کر اوس کو دو ہزار سوار سے سرحد پر بہیجا۔ اور خود شولاپور کا محاصرہ کیا۔ ادہر حسین کو دریا عماد شاہ نے

مدد دی۔ جب شولاپور کے مقام پر طرفین سے مقابلہ ہوا تو ابراہیم کا پلہ بھاری رہا۔ مگر بعض لوگون نے اوس کو یہ سمجھایا کہ عین الملک حسین سے ملگیا۔ وہ یہ سنتے ہی باوجود غالب ہونیکے لڑائی سے کنارہ کرکے سیدھا بیجاپور چلا گیا۔ جب عین الملک نے دیکھا کہ ابراہیم چلا گیا تو وہ خود بھی لڑائی سے مُنہ موڑا۔ اور حسین تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً احمدنگر روانہ ہوا۔ ۹۶۳ھ مین حسین نے ابراہیم قلی کی رفاقت مین گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اور ابراہیم نے رام راج کو متفق کر اوسکی مدافعت کی۔ اس اثنا مین ابراہیم قلی نے رام راج کے کہنے سے حسین کی رفاقت چھوڑ دی جس سے حسین کو مجبوراً گلبرگہ کا محاصرہ اوٹھا کر احمدنگر جانا پڑا۔ ۹۶۴ھ مین ابراہیم عادل نے رام راج کی مدد سے سیف خان عین الملک کو شکست دی تو وہ معہ صلابت خان کے بھاگ کر احمدنگر آیا۔ حسین نے فریب سے اون دونون کا خاتمہ کر ڈالا۔ جب یہ خبر سیف خان کے لشکر مین پہونچی تو اوس کا علام اوس کے عیال و اطفال کو لیکر گولکنڈہ فرار ہو گیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم عادل شاہ مر گیا۔ اور علی عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ اور ۹۶۶ھ مین حسین نے دریا عماد شاہ کی بیٹی دولت شاہ سے نکاح کیا۔ اور قلعہ کالنہ کو ابن راے سے لیا۔ ۹۶۸ھ مین علی عادل نے رام راج اور ابراہیم قلی کو متفق کرکے شولاپور و کلیان کے لئے حسین پر چڑھائی کی۔ احمدنگر سے دولت آباد تک۔ اور پرینڈہ سے جنیر تک جس بستی مین گئے۔ اوسے خاک سیاہ کر دیا۔ خصوصاً رام راج کے ہندو لشکریون نے احمدنگر کے مسلمانون پر بہت ظلم کیا اور اسلام کی ہتک کی۔ اب قریب تھا کہ احمدنگر فتح ہو جائے اور نظام شاہیہ حکومت جہان سے اوٹھ جائے۔ مگر ابراہیم قلی نے سوچا کہ اگر احمدنگر فتح ہو گیا تو علی عادل کی قوت بڑھ جائیگی۔ پھر میری سلطنت کی خیر نہین ہے۔ اسلئے اوسنے خفیہ طور پر قلعہ والون کو رسد پہونچایا۔ اور رام راج کو ایسا بہکایا کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر بیجانگر جانے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن علی عادل کے

اصرار پر ٹہر گیا۔ ابراہیم قلی تو چلتا بنا۔ آخر حسین نے مجبور ہو کر صلح چاہی۔ رام راج نے تین شرطون
پر صلح منظور کی۔ ایک تو قلعہ کلیان علی عادل کو دیا جائے۔ دوسری جہانگیر خان (جو رام راج کے
لشکر کو بہت مضرت پہونچایا تہا) قتل کیا جائے۔ تیسری حسین شاہ پان استمالت رام راج کے
پاس حاضر ہو کر کہائے۔ حسین نے ان تینون شرطون کو پورا کر کے اس بلا سے پیچا چہڑایا۔
۹۷۰ھ میں حسین نے ایک بیٹی بی بی خدیجہ (جو خونزہ ہمایون کے بطن سے تہی) شاہ جمال الدین
حسن پسر شاہ حسین انجو کو بیاہ دی اور دوسری بیٹی بی بی جمال کا نکاح ابراہیم قلی سے کر دیا۔
اسکے بعد حسین اور ابراہیم قلی دونون نے ملکر قلعہ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی عادل نے رام راج
علی برید عماد شاہ کو کمک پر لیکر مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی حسین کا توپ خانہ غنیم نے چہین لیا
آخر حسین مجبور ہو کر محاصرہ اوٹہا کر احمد نگر چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی گولکنڈہ کی جانب کوچ کیا۔
اور علی عادل و رام راج وغیرہ حسین کا تعاقب کر کے احمد نگر پہونچے حسین تو جنیر چلا گیا۔ احمد نگر
کے پاس رام راج کا لشکر ایک نشیب مین فروکش تہا۔ شب مین خوب زور سے بارش ہوئی۔
اور ایک سیلاب عظیم ایسا آیا کہ رام راج کے ۱۲ ہزار آدمی بہہ گئے جن مین (۲۰) بڑے بڑے
افسر تہے۔ علاوہ ان کے (۳۰۰) ہاتہی ڈوب مرے۔ اب رام راج بد دل ہو کر بیجانگر چلا گیا۔
اور علی عادل بہی بیجاپور واپس ہوا حسین جنیر سے احمد نگر آ گیا۔ اب حسین نے اپنی بیٹی چاند بی بی کا
نکاح علی عادل سے کیا۔ چونکہ رام راج کی فوج نے احمد نگر مین مسلمانون پر بہت ظلم کیا تہا۔
اور اسلام کی ہتک کی تہی۔ اسلئے ۹۷۲ھ مین جملہ سلاطین اہل اسلام (دکن) یعنی علی عادل
حسین۔ ابراہیم قلی۔ علی برید۔ یہ سب اتفاق کر کے رام راج پر حملہ کرنے کے لیے بیجانگر چلے۔
جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ بہی مقابلہ کو نکلا۔ تالی کوٹہ کے مقام پر سخت جنگ ہوئی
رام راج حسین شاہ کے ہاتہ گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام مسلمان بیجانگر مین داخل ہوکے

خوب لوٹا۔ اور شہر کو ایسا تباہ و غارت کیا کہ پہر کبہی آباد نہ ہوا کہتے ہین کہ بیجانگر کو مسلمانون نے پانچ
مہینے تک لوٹا۔ اسی لوٹ مین علی عادل کے حصہ مین ایک ہیرا آیا تہا جو ایک معمولی انڈے
کے برابر تہا۔ جب مسلمان لوٹ مار سے فارغ ہوئے تو پہر اپنے اپنے ملکون کو چلے گئے حسین
جب بیجانگر سے احمدنگر آیا کثرت مباشرت اور افراط شراب خواری سے گیارہ دن کے بعد
۷ ذیقعد ۹۷۲ھ روز چہارشنبہ کو انتقال کیا۔ اسکو چار بیٹے اور چار بیٹیان تہین۔ جن مین مرتضے اور برہان۔
چاند بی بی (زوجہ علی عادل) بی بی خدیجہ (منکوحہ جمال الدین حسین انجو) خونزہ ہمایون بیگم
بن خواجگی پسرزادہ جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربائیجان کے بطن سے اور شاہ قاسم شاہ معصوم
آمنہ بی بی (زن عبدالوہاب) بی بی جمال (زوجہ ابراہیم قطب شاہ) سریہ سے
تہین۔

مرتضے نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

حسین نظام شاہ کے انتقال پر اوس کا بڑا بیٹا مرتضے تخت نشین ہوا۔ خونزہ ہمایون متکفل امور
سلطنت رہی۔ ملا عنایت اللہ پیشوا اور قاسم بیگ حکیم سے مشورہ لیکر احکام جاری کرتی تہی ۹۷۳ھ
مین جب علی عادل نے تینکٹا وری پر حملہ کیا۔ تو خونزہ ہمایون اوسکے مدد کو گئی۔ علی عادل ناکام
واپس ہوا۔ اسکے بعد خونزہ ہمایون نے خان اعظم تفال خان اور ابراہیم قلی کی کمک سے بیجاپور
پر حملہ کیا۔ مگر کشور خان (جو اوسی وقت ترنال سے آیا تہا) نے نظام شاہیون کی خوب
درگت بنائی۔ تمام گہوڑے۔ ہاتہی۔ اسباب وغیرہ چہین لیا۔ آخر خونزہ ہمایون۔ نظام شاہ
کو لیکر احمدنگر واپس ہوئی ۹۷۵ھ مین علی عادل اور مرتضے شاہ نے اتفاق کرکے تفال خان
حاکم برار پر چڑہائی کی۔ تفال نے دو لاکہ ہون اور ۵۰ ہاتہی بہیت سے تحایف علی عادل کو دیکر
راضی کر لیا۔ اور علی عادل نے مرتضے شاہ کو برار سے واپس ہونیکی صلاح دی۔ اور یہ دونون اپنے

اپنے ملک کو چلے گئے۔ پھر ۹۷۴ھ مین علی عادل و مرتضےٰ شاہ کے دو دو ہاتہ ہوگئے۔ علی عادل کامیاب رہا۔ اور مرتضےٰ احمد نگر چلا گیا۔ ۹۷۵ھ مین علی عادل نے مرتضیٰ نظام کے بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ چنانچہ قلعۂ کندالہ فتح ہوا۔ پھر کشور خان کو سرحد پر بہیجا۔ خونزہ ہمایون نے دکہنی سردارون کو اوسکی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ حوالی قصبۂ کہج مین دکہنیون نے شکست پائی۔ کشور خان نے رعایا سے ۴۲ لاکہ ہون کے قریب وصول کیا۔ اور یہان ایک قلعہ موسوم بہ دہارور تعمیر کرایا۔ چونکہ خونزہ ہمایون نے اپنے بہائیون اور منسوبون کو تمام ممالک شاہی آدہا ملک جاگیرون مین دیدیا تہا۔ اور وہ سپاہ کے جانب بالکل توجہ نہ کرتے تھے۔ اسلیئے شاہ جمال الدین حسین اور مرتضےٰ خان وغیرہ نے مرتضےٰ نظام سے خونزہ ہمایون کی شکایت کی۔ مرتضےٰ نظام نے اوسکے بندوبست و استیصال کے لئے حکم دیدیا۔ پہر کیا تہا حبشی خان فرہاد خان نے خونزہ ہمایون کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور خونزہ کے دونون بہائی عین الملک و تاج خان بہاگ گئے۔ جن مین عین الملک تو گجرات سے پکڑا آیا۔ مگر تاج خان قطب شاہیہ عملداری مین پناہ لیا۔ اس کے بعد مرتضےٰ نظام نے قلعۂ دہارور پر حملہ کیا۔ کشور خان عادل شاہی مارا گیا۔ اور قلعہ ہاتہ آیا۔ ادہر عادل شاہی امرا عین الملک اور نور خان نے لشکر کثیر کے ساتہ احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ جب مرتضےٰ نظام دہارور کو فتح کرلیا تو خواجہ میرک دبیر۔ فرہاد خان۔ اخلاص خان کو پانچ چہہ ہزار سوار سے اون کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچھے چلا۔ جب طرفین سے لڑائی ہوئی تو عادل شاہی لشکر نے شکست پائی۔ عین الملک مارا گیا۔ نور خان گرفتار ہوا۔ اور جسقدر ملک کہ کشور خان نے فتح کیا تہا وہ سب جاتا رہا۔ بعد ازان مرتضےٰ نظام ابرہیم قلی کو لیکر بیجاپور پر چڑہ دوڑا جس سے علی عادل بہت گہبرایا۔ اور ابو الحسن (جو علی عادل کا پیشوا تہا) کی چال سے مرتضےٰ اور ابراہیم مین بگاڑ ہوگیا۔ اور ابراہیم چلتا بنا۔ مرتضےٰ نے اوس کے

ہاتھی اور گھوڑے لوٹ لئے اور بیجاپور کا محاصرہ چھوڑکر ابراہیم کا تعاقب کیا۔ اور اوسکو بہت
نقصان دیا۔ پھر احمدنگر واپس ہوکر ملاحسین کو معزول کرکے جمال الدین کو پیشوا مقرر کیا۔ اس
اثنا مین معلوم ہوا کہ پرتگیزون نے قلعۂ ریکنڈہ کو مستحکم و استوار کرکے اپنے حد سے قدم
باہر رکہا ہے۔ اور مسلمانون کی حقارت و تذلیل پر کمر باندہی ہے جس سے مرتضےٰ کو
حرارت آئی۔ اور سنہ ۹۷۹ھ مین لشکر جرار کے ساتہ قلعۂ ریکنڈہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن امرائے
نظام شاہیہ کی سازش سے پرتگیزون کی بیخ کنی نہ ہوسکی۔ آخر مرتضےٰ نظام ناکام احمدنگر
واپس آیا۔ اب علی عادل اور مرتضےٰ نظام نے اتفاق کرکے برار و بیدر پر قبضہ کرنیکی
ٹھانی۔ سنہ ۹۸۰ھ مین مرتضےٰ نظام نے ایلچپور کے جانب کوچ کیا۔ اودہر تفال خان اور
اوسکا بیٹا شمشیر الملک مقابلہ پر آئے۔ چنگیز خان نظام شاہی کی بہادری سے یہ دونون
بہاگ گئے اور (۲۷۰) ہاتہی غنیمت مین ہاتہ آئے۔ اس کے بعد مرتضےٰ نظام نے تفال خان کا
تعاقب کیا۔ چہہ ماہ تک وہ بیچارہ معہ اپنے بیٹے وغیرہ کے جنگل جنگل مارا پہرا۔ اور مرتضےٰ
بہی اوس کے تعاقب کو نچہوڑا۔ اب قریب تہا کہ وہ گرفتار ہوجائے۔ ناگاہ میر مرتضےٰ
مازندرانی (جو سید مجذوب تہا) نے مرتضےٰ کی راہ روک کر کہا کہ بارہ امام کی محبت مین
مجھکو ۱۲ ہزار ہون دیکر آگے بڑہ۔ بادشاہ نے چنگیز خان کو حکم دیا۔ مگر خزانہ پیچہے رہجانے سے
توقف ہوا۔ اور سید نے ضد کی۔ کہ جب تک مجھکو ہون نہ ملین تجھے آگے جانے نہ دونگا
بادشاہ نے بہی کہا کہ جب تک اوس کا سوال پورا نہ کیا جائے آگے نہ بڑہین۔ آخر بہزار
ترکیب ۱۲ ہزار ہون سید کو دیکر آگے روانہ ہوا۔ اور اس توقف مین تفال خان خاندیس
داخل ہوگیا۔ مرتضےٰ بہی اوسکے تعاقب مین خاندیس پہونچا۔ اور میران محمد شاہ کو لکہا کہ
تفال خان کو اپنے پاس سے علیحدہ کرے۔ جب تفال خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ خود

جاکر یہ واقعات بیان کردیا - اور بعض وجوہات ایسے پیدا ہوئے کہ بادشاہ کو اوس کے کہنے کا
یقین آگیا - اور زہر دیکر چنگیز خان کا خاتمہ کرادیا - مگر چند ہی روز مین بادشاہ کو چنگیز خان کی
پاکدامنی کی خبر ہوئی تو بہت پچتایا - لیکن کیا ہو سکتا تہا - اب بادشاہ نے قاضی بیگ یزدی کو
پیشوا اور مرزا محمد نظیری و عین الملک نیشاپوری کو وزیر مقرر کر کے سید مرتضیٰ سبزواری کو براڑ
کا سر لشکر کیا - اور خود بادشاہت سے کنارہ کشی کر کے قلعہ کے ایک مکان بغداد نام مین گوشہ
نشین ہوگیا - شاہ قلی صلابت خان کو قلعہ کے دروازہ پر مامور کر کے حکم دیا کہ بجز صاحبخان کے
کسی کو میرے پاس آنے نہ دے - ۹۸۴ھ مین جب شہنشاہ اکبر شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ
پر آیا تو مرتضیٰ شاہ صلابت خان کے کہنے سے لڑنے کے لئے دولت آباد روانہ ہوا
اس اثنا مین اکبر شکار سے فارغ ہو کر واپس چلا گیا تو یہ بہی احمد نگر آکر عزلت نشین ہوگیا بعد ازان
صاحبخان کے تمام خویش و برادر بڑے بڑے منصب و خطابات سے سرفراز ہوگئے -
اس کے بعد بادشاہ نے لباس درویشی پہن لیا - اور ایک روز حضرت امام علی رضا کی زیارت
کے شوق مین پیادہ پا تین کوس تک نکل گیا - جب ارکان دولت کو معلوم ہوا تو اوسکے
پیچھے دوڑے - اور منت و سماجت کر کے لائے - اس اثنا مین صاحبخان کی شرارت
و بداطواری کی دہوم مچ گئی - اس بدبخت نے بہت امرا کو خراب و تباہ کیا - ایک دفعہ
کل غریبون کے قتل کا حکم دیدیا - جس سے ہنگامہ عظیم برپا ہوا - صاحبخان نے دیکہا کہ
اب تو بڑی ہوئی - فوراً بادشاہ سے جاکر کہدیا کہ غریبون نے جنگ پر کمر باندہی ہے -
بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً سوار ہو کر نکلا غریبون نے بادشاہ کو دیکہا تو سب کے سب سلام
کر کے اپنے اپنے مقامات کو لوٹ گئے لیکن اسکے بعد بہی صاحبخان کی شرارت اور زیادہ
ہوگئی تو بادشاہ نے اوس کے نکالدینے کا حکم دیا - صلابت خان تو اس کا منتظر تہا وہ

حکم کے ساتھ ہی صاحبخان کو بہت بے عزتی کے ساتھ نکالا۔ اور وہ بیدر کے طرف چلا گیا۔ مگر
چند روز کے بعد پھر بادشاہ کے عشق نے زور کیا تو خود پالکی مین سوار ہوکر صاحبخان کو لانے
چلا۔ اور بیدر کی نواح مین اوسکو جا پکڑا۔ صاحب خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ صلابتخان
کو جو میرا دشمن ہے شہر سے نکالدیجے۔ اور بیدر کو فتح کرکے میری جاگیر کردیجیے۔ تو مین
ساتھ چلتا ہون۔ ورنہ مجھے معاف کیجئے۔ بادشاہ نے ان دونون شرطون کو منظور کرکے
صلابت خان کو اوسکی جاگیر برار پر بھیجدیا۔ اور خود بیدر کی تسخیر مین مشغول ہوا۔ علی برید نے
عادل شاہ سے کمک چاہی۔ اس اثنا مین شہزادہ برہان (جو قلعہ مین محبوس تھا) نے
مجلس سے نکل کر احمدنگر مین بغاوت برپا کی جس سے بادشاہ پریشان ہوئے۔ کامگار امیر شاہ
اور مرزا یادگار رکنی کے تفویض کرکے برہان کی سرکوبی کے لئے احمدنگر آیا۔ جب لڑائی
ہوئی تو برہان شکست کھاکر بیجاپور کے طرف بھاگا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے صلابتخان
کو برار سے بلالیا تھا۔ اس خبر کے سنتے ہی صاحب خان بگڑ گیا۔ اور اپنے ہمراہیون کو لیکر
روانہ ہوا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ صاحبخان پھر روٹھکر چلا گیا۔ تو اوسنے سید مرتضی سر لشکر برار کو حکم دیا
کہ جس طرح ہوسکے صاحب خان کو تسلی و دلاسا دیکر لے آئے۔ اور اگر کچھ عذر کرے تو قتل کردینا۔
چونکہ تمام نظام شاہی امرا صاحب خان سے ناراض تھے۔ اسلئے سید مرتضی نے خداوندخان
کے ذریعہ صاحب خان کا خاتمہ کرادیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی کہ وہ لڑکر مارا گیا۔ بادشاہ بھی
سنکر چپ ہوگیا۔ صاحب خان کے مارے جانے سے صلابت خان تمام سلطنت کا
مختار ہوگیا۔ اسی زمانہ مین دو تین مرتبہ اکبر شاہ کے ایلچی بھی آئے۔ جن کی بہت کچھ مدارات و
تواضع کی گئی۔ کہتے ہین کہ صلابت خان حبشی نہایت ہوشیار و لائق تھا۔ نظام شاہیہ سلطنت
انتظام اسکے عہد مین عمدہ حالت پر رہا۔ اسی نے اسلامی سکہ کو رواج دینے اور ہندو دکن کے

سکہ کو دور کرنے کے لئے جابجا ٹکسالین مقرر کین اور ائمہ اثناعشر کے نام کا سکہ مضروب کرایا
ایک طرف مرتضے شاہ کا نام اور دوسرے طرف ائمہ اثناعشر کے نام تھے - مگر سید مرتضے
سرلشکر برار کو صلابت خان سے بھی عداوت تھی - اسلئے اوسنے علاقہ برار مین ضرب خانون کا
کام چلنے ندیا - اس آپس کی رقابت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو صرافون نے اسلامی سکہ کو گلادالا
اور اوس کا نام و نشان تک باقی نرکہا - ۹۸۸ھ مین علی عادل شاہ شہید ہوا - اور اوس کا
بہائی ابراہیم عادل تخت پر بیٹہا تو صلابت خان نے مرتضے شاہ کو بیجاپور کی تسخیر پر آمادہ کیا -
اور ابراہیم قطب شاہ کو بہی اعانت کے لئے بلایا اور نظام شاہی فوج پر ایک چرکس غلام
بہزاد الملک کو سپہ سالار بنا کر روانہ کیا - اور سید مرتضے سرلشکر برار کو بہی معہ فوج ساتہ کردیا -
اب یہ سب ملکر پہلے قلعہ شاہ درک کا محاصرہ کئے - اودہر کشور خان عادل شاہی نے افضل خان
کو معہ فوج مدافعت کے لئے بہیجا - ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار پڑے رہے - جب
جنگ ہوئی تو سید مرتضے کی چشمک سے (جو بہزاد الملک کے ساتہ تہی) بہزاد الملک نے
شکست پائی - اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ کا انتقال ہوگیا - اور محمد قلی تخت نشین ہوا -
جس سے قطب شاہی لشکر شاہ درک کا محاصرہ چہوڑ کر گولکنڈہ روانہ ہوا - الغرض انہین
اسباب سے اس مہم مین کامیابی نہ ہوئی - بہزاد الملک اور سید مرتضے بہی احمد نگر کو چلے
گئے - ۹۹۲ھ مین مرتضے شاہ نے اپنے بیٹے میران حسین کا نکاح خدیجہ سلطان (جو ابراہیم عادل
کی بہن تہی) سے کمال تزک و اہتمام کے ساتہ کیا - اور چاند بی بی (زوجہ علی عادل)
اپنے بہائی مرتضے شاہ سے ملنے کے لئے دولہن کے ساتہ بیجاپور سے آئی - انہین ایام
مین صلابت خان اور سید مرتضے کی آپس مین لڑائی ہوئی - اور سید مرتضے شکست کہا کر اکبر شاہ
کے پاس چلا گیا - اسکے آگے برہان شاہ (جو مرتضے شاہ کا بہائی تہا) بہی اکبر کے پاس موجود

تہا۔ جب سید مرتضےٰ بہی وہان پہونچگیا تو اکبر کو یہ دونون سے سلطنت نظام شاہی کے فتح کرنیکی ترغیب دلائی۔ اور خود اکبر کا بہی ارادہ ایک مدت سے دکن کی تسخیر کا تہا۔ اسلئے اوس نے مرزا عزیز کوکہ (جو مالوہ کا حاکم تہا) کو دکن روانہ کیا۔ اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو بہی اوس کے ساتھ کر دیا۔ راجہ علی خان والی خاندیس کو اون کی اعانت کرنے کے لئے لکہا۔ جب یہ نظام شاہیہ سرحد پر پہونچے تو صلابت خان نے مدافعت پر کمر باندہی۔ خوب جنگ ہوئی۔ اور دکہنیون نے فتح پائی۔ اکبر شاہی امرا ناکام واپس ہوئے۔ اس کے قبل صلابت خان نے فتح شاہ پاتری (جو نہایت حسین تہا) کو مرتضےٰ شاہ کا جلیس بنایا تہا۔ اور اوس کے ذریعہ اپنا کام بادشاہ سے نکالتا تہا۔ اور یہ فتحی شاہ بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا تہا کہ جو چاہتا وہ کرتا۔ اب اوس نے بادشاہ سے دو مالے مروارید و یاقوت کے (جو نہایت بیش بہا اور بیجانگر کی لوٹ مین ہاتہ آئے ہتے) طلب کیا۔ بادشاہ نے صلابت خان کو دینے کیلئے حکم دیا۔ لیکن صلابت خان نے دوسرے مالے حوالے کئے۔ فتحی شاہ نے بادشاہ سے اسکی شکایت کی۔ آخر بادشاہ نے تمام جواہرات لانے کا حکم دیا۔ صلابت خان نے تمام جواہرات کو حاضر تو کیا لیکن وہ دو مالے اوس مین نہین لایا۔ جس سے بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور تمام جواہرات کو آگ لگادی۔ جب صلابت خان کو خبر ہوئی تو وہ فوراً آیا۔ اور بہ مشکل تمام جواہرات کو جلنے سے بچایا۔ تاہم بہت سے جواہر خراب ہوگئے۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے بادشاہ کو سمجہایا کہ آپ کی عزلت گزینی سے اکثر امرا آپکے بیٹے میران حسین کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی بیٹے کے قتل کے درپے ہوا۔ لیکن صلابت خان کی ہوشیاری سے وہ بچا رہا۔ ایک روز بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک حجرے مین بند کرکے آگ لگادی۔ مگر فتحی شاہ کی کوشش سے شہزادہ سلامت رہا۔ اسکے بعد بادشاہ کو

صلابت خان سے رنجش پیدا ہوئی۔ اور اوسکو بلا کر کہا کہ اگر تیرے قید کی قدرت مجھہ مین ہوتی تو مین ضرور تجھے قید کرتا۔ لیکن کیا کرون مجبور ہون"۔ صلابت خان نے جواب دیا "اگر بادشاہ کی یہی مرضی ہے تو مین خود قید ہو جاتا ہون۔ مگر حکم دیجے کہ کس قلعہ مین قید رہون"۔ بادشاہ نے کہا کہ ونڈا راجپوری کے قلعہ مین قید ہو جا۔ صلابت خان کچھہ عجیب سادہ مزاج تھا۔ اس حکم کے پاتے ہی فوراً گھر جاکر پاؤن مین زنجیر ڈالی اور پالکی مین سوار ہو کر قلعہ روانہ ہو گیا۔ ہر چند اوسکے عزیز و اقارب نے اوس مجنونانہ حرکت سے منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ اور اپنے بادشاہ کا حکم بجالایا۔ اب بادشاہ نے قاسم بیگ حکیم کو وکالت اور مرزا محمد تقی نظیری کو وزارت عطا کی۔ اور ان دونون کو حکم دیا کہ میران حسین کو قتل کر ڈالین۔ مگر اونہون نے نہ مانا تو اونکو موقوف کر کے قید کر دیا۔ اور مرزا محمد صادق اردبادی کو وکیل کر کے شہزادے کے قتل کے لیے کہا۔ اوسنے بھی انکار کیا۔ اب اوس کو بھی قید کر کے سلطان حسین سبزواری کو مرزا خان کا خطاب دیکر وکیل بنایا۔ اور اوسکو بھی وہی حکم دیا۔ اوسنے ابراہیم عادل شاہ کو اس کی اطلاع دی۔ اور کمک چاہی۔ چونکہ ابراہیم میران حسین کا سالہ تھا۔ اوسکو اپنے بہنوی کا بچانا ضروری تھا۔ اسلئے جمادی الاول ۹۹۶ھ مین تیس ہزار فوج سے احمد نگر آیا۔ اور مرزا خان نے اتفاق سے قدیم امرا کو گرفتار کر کے مرتضے شاہ کو قید کر لیا۔ اسکے بعد میران حسین تخت نشین کیا گیا۔ اور اس ناخلف نے ۱۸ رجب ۹۹۶ھ کو ایک گرم حمام مین بند کر کے باپ کو مار ڈالا۔ اس وقت ابراہیم عادل احمد نگر مین تھا۔ جب اوس نے سُنا کہ میران حسین باپ کو مار ڈالا تو سخت ناراض ہوا۔ اور بغیر اجازت و ملاقات کے بیجاپور کو چلا گیا۔ مرتضے نظام شاہ کی مدت سلطنت ۲۴ سال ۵ ماہ ہے۔

میران حسین نظام شاہ بن مرتضی نظام شاہ

اوس وقت میران حسین کی عمر ۱۶ سالہ تھی۔ اور رات دن لہو و لعب مین مشغول اور اراذل و اجلاف کی صحبت مین مصروف رہتا تھا۔ مرزا خان تمام امور سلطنت کو انجام دیتا تھا۔ ایک دفعہ کسی نے بادشاہ سے کہدیا۔ کہ مرزا خان تیری گرفتاری کی فکر مین ہے۔ پھر کیا تھا مرزا خان کو گرفتار کرکے قید کیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ تو فوراً رہا کردیا۔ اس کے بعد مرزا خان کی رائے سے شاہزادہ شاہ قاسم اور اوسکی تمام اولاد وغیرہ کو قتل کر ڈالا۔ پندرہ شاہزادے ایک ہی دن مین قتل ہوئے۔ اب وہ مرزا خان خود بادشاہ کی فکر مین ہوا۔ ہرچند بادشاہ کے رضاعی بھائی انکس خان و طاہر خان نے بادشاہ کو اس کی خبر کی۔ لیکن وہ اوس کو جھوٹ سمجھا۔ الغرض مرزا خان نے ایکروز بادشاہ کو آقا میر (مصاحب) کی عیادت کے بہانہ اوسکے گھر بلا کر قید کرلیا۔ اور قلعہ لہاگر مین جو دو شہزادے اسمٰعیل و ابراہیم (یہ شہزادے برہان شاہ کے بیٹے تھے جو اکبر شاہ کے پاس رہتا تھا) قید تھے۔ اون کو رہا کرکے احمد نگر بلایا۔ اور اسمٰعیل کو بادشاہ بنایا۔ اس اثناء مین قلعہ کے باہر جمال خان مہدوی (جو منصبداران جنوبی تھا) اکثر دکھنی و حبشی منصبدارون سے اتفاق کرکے بلوہ کیا۔ اور اسمٰعیل کی تخت نشینی سے ناراضی ظاہر کی۔ مرزا خان نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر جب دیکھا کہ یہ بلوہ رفع نہین ہوتا۔ تو اوسنے مرزا حسین شاہ کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا۔ اور مخالفین کے پاس بھیجدیا اس واقعہ سے مخالفون نے اور بھی بلوہ مین سختی کی۔ اور قلعہ کا دروازہ جلا کر اندر گھسے۔ مرزا خان قلعہ سنیر کو بھاگا۔ دکھنیون نے قلعہ مین جاکر پردیسیون کو مارا۔

میران حسین کی لاش دفن کی۔ چوتہے روز مرزا خان گرفتار ہوکر آیا۔ جمال خان نے اوسکو بُری طرح مارا۔ اور ہزاروں غریب سردار مارے گئے۔ میران حسین کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تہی۔ اب جمال خان نے سلطنت نظام شاہیہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اسمٰعیل نظام شاہ کو بہی بادشاہ بنایا۔ خطبہ اثنا عشری موقوف کرکے عقاید مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا۔ اور ہندوستان کے اطراف و جوانب سے مہدویون کو بلایا۔

* تاریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویون کی تعداد دہائیون تک پہونچ گئی تہی۔ اور بارہا اون کے معتقد گرفتار ہوتے رہے ہین۔ ہندوستان مین بہی ایک مہدی گزرے ہین۔ اور اون کے معتقد اس وقت مین موجود ہین۔ اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ مین پیدا ہوئے تہے۔ اون کا نام میران سید محمد مہدی تہا۔ اونہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی۔ اور مرید بہی ہوئے۔ اور عنفوان شباب مین درویشی اختیار کرکے اکثر لوگون کو مرید کیا۔ اس اثنا مین سلطان حسین حاکم دانا پور (جو دلپت راؤ والی گوڑ کا خراجگزار تہا) بہی اون کا مرید ہوگیا۔ اور کچہ دنون بعد اون کو لیکر دلپت راؤ پر چڑہائی کی۔ ان کے ہاتہ دلپت راؤ مارا گیا۔ پہر میران صاحب ۷ سال وجد کی حالت مین رہے۔ اور پانچ سال کسی قدر ہوش دباقی بے ہوشی طاری رہی۔ اور وطن سے ہجرت کرکے داناپور کے جنگل مین گئے۔ اور مہدیت کے الہامات ظاہر کئے۔ وہان سے چندیری ہوتے ہوئے مانڈو آئے۔ سلطان غیاث الدین ان کا معتقد ہوگیا۔ اور بہت سلوک کیا۔ پہر یہان سے چنپانیر ملکر گجرات پہونچے۔ یہان بڑی عزت ہوئی۔ اب دولت آباد ہوتے ہوئے احمدنگر وارد ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تہا۔ کہ احمد نظام الملک زندہ تہا۔ اور اوسکو اولاد کی خواہش تہی۔ میران صاحب سے اوسنے دعا چاہی۔ اتفاقاً شہزادہ برہان پیدا ہوا۔ جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا۔ اور اکثر مہدویون کو گجرات سے بلا کر رکہا۔ اور اپنی ایک بیٹی میران صاحب کے پوتے کو دی۔ پہر میران صاحب بیدر و گلبرگہ ہوتے ہوئے اور مرید کرتے

۱۔ اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

اسمٰعیل نظام کی عمر اوس وقت ۱۲ سال ہتی۔ اور ریاست کے تمام کام جمال خان انجام دیتا تہا جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل تخت پر بیٹہا تو اوسکے باپ برہان شاہ کو جو ایک مدت سے اکبر کے پاس رہتا ہتا۔ اور اکبر نے سندہ و کابل کے درمیان ایک جاگیر اوسکو دیدی تہی۔ فوراً اوسکو طلب کر کے سلطنت نظام شاہیہ کے حاصل کرنے کے لئے مع فوج جرار روانہ کیا۔ اور راجہ علیخان والی خاندیس کو اوسکی امداد کے لئے لکہا۔ چنانچہ برہان اکبر سے رخصت ہوکر پرگنہ ہنڈیہ آیا۔ اور یہان کے سردارون اور زمیندارون کو قول و اقرار سے مطیع کیا۔ پہر براڑ۔ جہانگیر خان حبشی نے پہلے تو اطاعت کی۔ مگر بعد مین جنگ پر کمر باندہی طرفین کی لڑائی مین برہان کو شکست ہوئی۔ اور وہ وہان سے نکلکر ہنڈیہ آیا۔ اور خفیہ طور پر ابراہیم عادلشاہ سے خط و کتابت کر کے اپنا طرفدار بنایا۔ اور راجہ علی خان کی کمک لیکر آگے بڑہا۔ جمال خان بہی دس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اکثر امرائے نظام شاہیہ جمال خان سے علیحدہ ہوکر برہان سے آملے۔ جس سے اوسکی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر جماعت مہدویہ کے بہروسہ پر جنگ کو آغاز کیا۔ خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین ایک گولہ جمال خان کی پیشانی پر لگا۔ اور اوسکا خاتمہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۶)۔ بیت اللہ شریف گئے۔ وہان بہی اپنی مہدویت کا دعویٰ کیا۔ وہان سے احمدآباد گجرات آئے سنہ ۹۰۳ہ مین دوبارہ اپنی مہدویت کا دعوے علانیہ کیا جس سے اکثر لوگ ناراض ہوئے۔ یہان سے پٹن گئے۔ وہان سے ایک موضع مولی مین تیسرے بار مہدویت کا دعوے کیا۔ (۳۶۰) آدمیون نے تصدیق کی جب علماء سے بحث ہوئی تو بیخ بیٹہا۔ سلطان محمود والی گجرات نے فساد کے خیال سے نکال دیا۔ پہر سندہ ہوتے

ہوگیا۔ یاقوت خاں۔ خداوندخاں سہیل خاں یہ تینیوں ملکر اسمٰعیل کو جنگ گاہ سے لیے بھاگے جب برہان نے تعاقب کیا تو یاقوت خاں اور خداوندخاں مارے گئے۔ اسمٰعیل گرفتار ہوگیا۔ اور برہان فتح و نصرت کے ساتھ داخل احمدنگر ہوا۔ اور تخت شاہی پر قدم رکھا۔ اور راجہ علی خاں کو رخصت کیا۔ اسمٰعیل کی مدت سلطنت دو سال ہے۔

برہان نظام شاہ ابن حسین نظام شاہ

جب برہان نظام شاہ تخت نشین ہوا تو مذہب مہدویہ کو برطرف کرکے خطبۂ اثنا عشری پڑھوایا۔ اور مہدویوں کو چن چن کر قتل کیا۔ اس اثنا میں دلاورخاں (جو عادل شاہیہ سلطنت کا مدار علیہ تھا) ابراہیم عادل سے ناراض ہوکر برہان کے پاس آیا۔ برہان نے اوسکو منصب و خدمت سے سرفراز کیا۔ جب ابراہیم عادل نے اوسکو طلب کیا تو برہان برآشفتہ ہوا اور لشکر لیکر ابراہیم پر چڑھ دوڑا۔ اور ابراہیم بھی مقابلہ کو نکلا۔ اور فریب سے دلاورخاں کو برہان سے جدا کیا۔ اور اپنے پاس بلاکر قید کرڈالا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان نے شکست پائی۔ اور ڈیڑھ سو ہاتھی ابراہیم عادل کے ہاتھ آئے۔ جب برہان شکست کھاکر احمدنگر گیا تو کامل خاں دکھنی اور اوسکے بھائیوں نے بادشاہ کو معزول کرکے اسمٰعیل کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر یہ خبر برہان کو ہوگئی۔ اوسنے کامل خاں اور اوس کے بھائیوں کو قتل کیا۔ اس سے دکھنیوں کی شورش اور بڑھی۔ اور یوسف خواجہ سرا (جو بادشاہ کا مقرب

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰) ۱۴۱۴ ہجری میں ہوئے قندھار آئے۔ وہاں سے فرہ گئے سنہ ۹۱۰ میں انتقال کیا۔ ۶۳ برس کی عمر پائی۔ قندھار اور فرہ کے حاکم مہدوی ہوگئے۔ اب ان کے معتقد گجرات وغیرہ میں پھیل گئے۔ ۱۲۔ مولف۔

اور نہایت وجیہہ و خوبصورت تہا) کے ذریعہ بادشاہ کے قتل کی کارروائی کی۔ چنانچہ اوسکو
یوسف خنجر کا وار بادشاہ پر کیا چاہتا تہا کہ بادشاہ کی آنکہہ کہل گئی۔ اور سازش بے کار گئی۔
بادشاہ نے یوسف کو صرف سرزنش کرکے ٹالدیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ابراہیم عادل سے
صلح کرلی۔ سنہ ۱۰۰۱ھ مین بادشاہ (برہان) نے یکدندہ سے پرتگالیون کے نکالنے کا
ارادہ کیا۔ اور بندر چیول کو فوج بہیجکر حکم دیا۔ کہ سمندر کے کنارے ایک قلعہ تیار کرکے پرتگالیون کے
جہازون کی آمد و رفت کو روکین۔ چنانچہ قلعۂ کہورلہ تیار ہوا۔ اور توپین وغیرہ اوسپر چڑہائی
گئین۔ اودہر پرتگالیون نے تمام بنادر ہند سے امداد طلب کرکے دو مرتبہ قلعہ پر شبخون
چہاپہ مارا۔ اور دو دو تین تین ہزار دکہنی قتل کرڈالے۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو دوسرا
بارہ ہزار کی فوج پہر روانہ کی۔ اس دفعہ مسلمانون کو غلبہ رہا۔ ستو پرتگالی۔ دو سو نصرانی
مارے گئے۔ اور قریب تہا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلا وطن ہون۔ مگر بادشاہ (برہان) کی
قوت شہوانی نے وہ زور کیا کہ کسی شریف کی جورو بیٹی اوسکی نظر مین نہین سماتی لگی۔
چنانچہ کسی کے کہنے پر کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بہت خوبصورت ہے فوراً اوسکو
گرفتار کرکے طلب کیا۔ اور شجاعت خان کو حوالات بہیجدیا۔ اوس بیچارہ نے غیرت کے
مارے خنجر مارکر اپنا کام تمام کیا۔ اس خبر سے فرہاد خان وغیرہ امرا کہورلہ سخت بد دل
ہوگئے۔ اور پرتگیزون کی لڑائی مین سستی کرنے لگے۔ جس سے پرتگیزون کو موقع ملا۔
اور قلعہ پر حملہ کرکے دس بارہ ہزار آدمیون کو اونہون نے بکریون کی طرح ذبح کر ڈالا
اور پسماندہ بہاگ کر احمدنگر آئے۔ اب بادشاہ نئی فوج بہیجنے کے خیال مین تہا کہ اتنے
مین اسمٰعیل برادر ابراہیم عادل شاہ (جو قلعۂ ملگوان مین قید تہا) قلعۂ ملگوان سے
رہا ہوکر ابراہیم عادل پر چڑہائی کرنے کے لئے برہان سے مدد کا طالب ہوا۔ اور اس

مدد کے صلہ مین قلعۂ شولاپور دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ سمٰعیل کی مدد کے لئے پہلے بلگوان جانے کا ارادہ کیا۔ جب قلعۂ پرینڈہ۔ حوالی مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل لڑکر مارا گیا۔ اس خبر کو سُنکر برہان احمد نگر واپس ہوا۔ ۹۳۰ھ مین جب ابراہیم عادل نے علی برید سے بیدر لینے کا ارادہ کیا تو اوسنے برہان کو مدد کے لئے طلب کیا۔ برہان نے وینکٹادری راجہ بنکنڈہ کو اوسار کر اپنے ساتھ لیا۔ اب یہ دونون ملکر علی برید کے پاس گئے۔ اودہر ابراہیم عادل بہی آپہونچا طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم عادل نے فتح پائی اور برہان شکست کہاکر بہاگا۔ اس شکست کا رنج اوسکو اس قدر ہوا کہ بیمار پڑگیا۔ اور اسی بیماری مین اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو (جو حبشن کے بطن سے تہا) ولیعہد کیا۔ اور اسمٰعیل کو بوجہ مذہب مہدویہ رکہنے کے تخت سے محروم کردیا۔ ورنہ یہ حق اوسی کا تہا اور اس کے قبل بہی وہی تخت نشین ہوا تہا۔ اخلاص خان حبشی (جو بڑے پایہ کا امیر تہا) کو بادشاہ کی اس کارروائی سے سخت اختلاف تہا۔ اسلیئے اوس نے قبل از قبل بادشاہ کے موت کی خبر اوڑادی۔ جس سے ایک قسم کا تہ و بالا مچ گیا۔ مرتضےٰ خان انجو تو اوس کے فریب مین نہ آیا۔ اور امرائے غریب کو لیکر احمد نگر چلا گیا۔ مگر بہاور خان گیلانی بادشاہ کی موت کا یقین کرکے بیجاپور بہاگ گیا۔ شیخ عبدالسلام عرب کو حبشیون اور دکہنیون نے مار ڈالا جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً اوسی مرض کی حالت مین قلعہ کے باہر نکلا۔ اور اخلاص خان کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور اخلاص خان پرینڈہ کے جانب بہاگا۔ اس کے بعد ۱۷ شعبان ۹۶۱ھ کو برہان نظام شاہ نے انتقال کیا۔ چار سال ۱۶ روز سلطنت کی۔

نوٹ۔ ان واقعات کو ہمنے سلطنت عادل شاہیہ کے تذکرہ مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہی۔ ۱۲۔ مولف۔

مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا اسی بادشاہ کے نام مزین کیا تہا۔ اکثر فارسی کے شعرا اسکو پسند کرتے ہین۔

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

حسب وصیت برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میان منجہو جامگی دکہنی (جو برہان نظام شاہ کا اتالیق تہا) وکیل السلطنت قرار پایا۔ اخلاص خان حبشی بہی اپنے تقصیرات کی معافی چاہکر احمد نگر آگیا۔ اس نے حبشیون اور مولدون کا ایک گروہ بناکر میان منجہو کی ہر ایک بات مین ضد کرنی شروع کی۔ اب ان دونون کی رقابت سے سلطنت کے کام ابتر ہونے لگے۔ جب اس ابتری کی خبر ابراہیم عادل کو ہوئی تو وہ بیجاپور سے شاہ درگ آیا۔ اخلاص خان نے بادشاہ کو اوس سے چلکر لڑنے کی رائے دی میان منجہو نے اسکے خلاف صلح کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر ابراہیم نظام شاہ اخلاص خان کی رائے پر کاربند ہوکر لڑنے چلا۔ ابراہیم عادل کا سرلشکر حمید خان مقابلہ پر آیا۔ میان منجہو نے حمید خان کو سمجہا کر لڑائی سے کنارہ کش کرنا چاہا۔ چنانچہ حمید خان میان منجہو کے کہنے سے لڑائی کو روکا۔ بادشاہ نے اس کارروائی کو اوسکی بزدلی تصور کرکے حملہ کردیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ اس اثنا مین ایک سپاہی نے بادشاہ کے سینہ مین ایک تیر یا نیزہ ایسا مارا کہ اوس کا انتقال ہوگیا۔ نظام شاہی فوج بہاگ گئی اور میان منجہو سب سے پہلے احمد نگر آئے۔ ایک بارہ سالہ لڑکے احمد کو نظام شاہیہ خاندان کا خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور شاہ مقتول کا شیر خوارہ پسر بہادر شاہ قلعۂ جوند مین محبوس کیا گیا۔ ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ ہے۔

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ[نہ] بادشاہ ہوا تو چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نظام شاہی خاندان سے نہین ہے۔ اسلئے اخلاص خان معہ دیگر امراء کے اوس کے معزول کرنے کی فکر مین ہوا۔ چند روز بہی نہ گذرے تہے کہ طرفین سے جدال و قتال کی نوبت آئی۔ اخلاص خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ میان منجہو بہی اوس کے دفعیہ مین کوشش کرنے لگے۔ اس اثنا مین اخلاص خان نے دولت آباد سے آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد (جنکو برہان شاہ نے قید کیا تہا) کو رہا کرا کے اپنا ممد و معاون بنایا۔ اور بہادر شاہ جو قلعۂ جوند مین قید تہا اوسکو بہی طلب کیا۔ مگر قلعدار نے میان منجہو کا حکم مانگا۔ اسلئے ان حبشیون نے میان موتی ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار سے پکڑا۔ اور شاہی خاندان سے منسوب کر کے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اس ترکیب سے اخلاص خانکے پاس دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اب میان منجہو نے اون کے اس غلبہ کو دیکہکر شاہزادہ مراد حاکم گجرات کو مدد کے لئے طلب کیا۔ اور احمد نگر کے حوالہ کرنے کی استدعا بہی کی۔ ابہی یہ عرضی شاہزادہ کے پاس پہونچی بہی نہ تہی۔ کہ یہان حبشی امراء مین مناصب و اقطاع کی تقسیم کے بابت جہگڑا پیدا ہوا

نہ - جب برہان نظام شاہ اول مرگیا تو حسین شاہ تخت نشین ہوا۔ اور اوسکے دوسرے بہائی خدا بندہ۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ عبد القادر وغیرہ حسین شاہ کے خوف سے بہاگ گئے۔ ایک مدت کے بعد بعہد مرتضے نظام شاہ ایک شخص شاہ طاہر نام احمد نگر مین آیا اور اپنے کو خدا بندہ کا بیٹا بتلایا۔ اور کہا کہ میرا باپ فلان تاریخ بنگالہ مین مرگیا۔ صلابت خان وکیل السلطنت نے اوس کی تحقیقات کی جس سے وہ جہوٹا ثابت ہوا مگر عوام مین اوسکی شہرت

اور آپس میں لڑائی چھڑ گئی۔ جب دکھنی امراء نے یہ صورت دیکھی تو کنارہ کشی کر کے میان منجھو سے
آملے۔ اب میان منجھو کی طاقت بڑھ گئی۔ اوس نے ۲۵ محرم ۱۰۰۳ھ کو قلعہ سے نکلکر حبشیوں پر
حملہ کیا۔ موتی شاہ گرفتار ہو گیا۔ اور تمام حبشی سردار متفرق ہو گئے۔ میان منجھو مع شیخ فیروزی
داخل قلعہ ہوا۔ اتنے میں شہزادہ مراد معہ مرزا عبد الرحیم خانخانان و راجہ علی خان حاکم
خاندیس۔ تیس ہزار کی فوج سے احمد نگر آپہنچے۔ اور تین طرف سے قلعہ احمد نگر کا محاصرہ
کیا۔ اب میان منجھو نے پریشان ہو کر اس بلائے خود خواندہ سے بچنے کی فکریں کیں
کہ پہلے تو قلعہ کو خوب مستحکم و استوار کیا۔ بعد ازان اخلاص خان اور ملکہ چاند بی بی کے
سپرد خزانہ۔ جواہر۔ قلعہ وغیرہ کر کے خود عادل شاہ و قطب شاہ سے کمک لینے کیلئے احمد شاہ کو لیکر
قلعہ سے نکل گیا۔ ادھر چاند بی بی نے اخلاص خان کو قتل کروا کے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ
کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو شہزادہ مراد نے قلعہ پر حملہ کیا۔ چاند بی بی
نے اوس کی مدافعت کی۔ اس عرصہ میں موتی شاہ کسی طرح بھاگ کر پھر اخلاص خان کے پاس
چلا گیا۔ دوسرے روز شہزادہ مراد نے احمد نگر کے تجار و رعایا کو امن کی منادی سنا دی۔
لیکن شہباز خان کنبوہ نے بغیر حکم شہزادہ کے تمام رعایا و تجار کے مال و اسباب کو لوٹ
لیا۔ اور شہر میں جھاڑو پھیر دی۔ جب شہزادہ کو اسکی خبر ہوئی تو بہت لعنت و ملامت کی۔
اس وقت احمد نگر کے پانچ دعویدار تھے۔ اول چاند بی بی (جو بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھی تھی)
دوم میان منجھو (جو احمد شاہ کو تخت نشین کیا تھا) سوم اخلاص خان حبشی (جو موتی شاہ کے سرپر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۵۲)۔ خدا بندہ کا بیٹا ہونیکی شہرت ہو چکی تھی اسلئے صلابت خان نے اسکو قلعہ میں قید رکھا۔ چند روز کے بعد وہ مر گیا۔ اور ایک بیٹا احمد نام چھوڑا۔ جسکو میان منجھو نے دہوکہ میں بادشاہ بنایا۔ ۱۲ مولف۔

حبشہ لگایا تہا۔) چہارم آہنگ خان حبشی (جو بیجاپور کے سرحد پر شاہ علی ابن برہان شاہ اول کو جس کی عمر اس وقت (۷) سالہ تہی۔ بادشاہ بنانیکی فکر مین تہا) پنجم مغل (جو فوج لئے ہوئے احمدنگر کے محاصرہ مین مشغول ہے تہے) الغرض اس کشمکش مین چاند بی بی نے آہنگ خان کو اپنی مدد کے لئے قلعہ مین طلب کیا۔ اور وہ بہی لڑ بہڑ کر قلعہ مین داخل ہو گیا۔ لیکن شاہ علی (جس کو اوسنے بادشاہ بنایا تہا) قلعہ مین داخل نہ ہو سکا۔ البتہ اوسکا بیٹا مرتضےٰ شاہ۔ آہنگ خان کے ساتہ قلعہ مین آگیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ نے سہیل خان کے ہمراہ (۲۵) ہزار سوار کمک روانہ کیا۔ اور قطب شاہ کے طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان سر لشکر تلنگ ۶ ہزار سوار لیکر آیا۔ اور اخلاص خان میان منجہو وغیرہ بہی (جو آپس مین لڑ رہے تہے) سب کے سب متفق ہو یکدل ہو گئے۔ اور احمدنگر کے بچانے کے لئے مغلون کا مقابلہ کیا۔ یہان مغلون مین بہی نا اتفاقی پہیلی ہوئی تہی۔ شہزادہ مراد اور خانخانان کی سخت ان بن تہی۔ اسلئے احمدنگر کا فتح کرنا آسان نہ تہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ متعدد بار مغلون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ نقبین لگائین۔ بہت کچہ ہاتہ پیر مارے مگر فتح ممکن نہ ہوئی۔ اور چاند بی بی کی بہادری اور جرارت نے مغلون کے حملون کا اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اور اون کی دال نہ گلنے دی۔ آخر شاہزادہ نے صلح چاہی۔ چاند بی بی بہی راضی ہو گئی۔ مگر چاند بی بی نے اس صلح کو کسی پر ظاہر ہونے نہ دیا۔ اور کل برار کا علاقہ معہ چند پرگنات بیدر کے شہزادہ کو دیکر صلح کر لی گئی۔ شہزادہ احمدنگر سے کوچ کر کے برار آیا۔ اور وہان کے بندوبست مین مشغول ہوا جب میان منجہو کو شہزادہ کے واپسی کی خبر ہوئی تو اوسنے احمد شاہ کو لیکر احمدنگر آیا۔ اور آہنگ خان نے چاند بی بی کی ایما سے اوسے قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور باہر نکالدیا۔ اور اوسی وقت قلعہ چوند سے

بہادر شاہ کو طلب کرکے تخت نشین کیا۔ میان منجھو نے لڑنے پر کمر باندہی۔ جب عادل شاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے میان منجھو کو معہ احمد شاہ کے اپنے پاس بلالیا۔ اور اون کی فہمایش
سے احمد شاہ کو ایک جاگیر دیدی۔ اور میان منجھو اور اوسکے بیٹون کو اپنے امرا مین شامل
کرلیا۔ الحاصل یہ فتنہ اس طرح بیٹھ گیا۔ احمد شاہ کی مدت سلطنت آٹھ ماہ ہے۔

بہادر نظام شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی

جب چاند بی بی نے بہادر شاہ کو تخت نشین کیا تو محمد خان میان منجھو دایہ زادہ کو پیشوا بنایا
چند روز مین اوسنے ایسا استقلال پیدا کیا۔ کہ تمام سلطنت مین اپنے لوگون کو بھر دیا
آہنگ خان اور حبشی خان کو قید کر ڈالا۔ جس سے اکثر امرا آزردہ ہوکر ادہر اودہر چلے گئے
اب چاند بی بی گبہرا کر عادل شاہ سے مدد کی خواستگار ہوئی۔ سنہ ۱۰۰۵ھ مین عادل شاہ نے
سہیل خان کو لشکر کثیر کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ آیا تو محمد خان لڑنے تیار ہو گیا۔ آخر
گرفتار کرکے قید کر دیا گیا۔ اسکے بعد چاند بی بی نے آہنگ خان کو پیشوا مقرر کرکے سہیل خان
کو باعزاز تمام رخصت کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ مغلون نے نقض عہد کرکے اقطاع
برار کے علاوہ پاتری وغیرہ پر بہی (جو برار سے خارج ہے) قبضہ کرلیا ہے۔ اسلئے چاند بی بی
نے مغلون سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کو جمع کیا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے بہی کمک کیلئے اپنے
اپنے ملک سے فوج بہیجی۔ اب یہ سب ملکر قصبۂ سون پت مین جمع ہوگئے۔ ۱۷ جمادی الثانی
سنہ ۱۰۰۵ھ کو طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ سہیل خان عادل شاہی نے اس جنگ مین
کمال بہادری دکھلائی۔ راجہ علی خان والی خاندیس اور راجہ رام چند مارے گئے۔
مغلون کی بہت سی فوج غارت گئی۔ پہلے دفعہ دکہنیون نے فتح پائی۔ مگر دوبارہ خانخانان نے

اس زور سے اسنے حملہ کیا۔ کہ وہ گہوڑون کے پاؤن اوکہڑ گئے۔ سہیل خان بہی زخمی ہوا۔ اور تمام دکہنی فوج بہاگ گئی اسکے بعد شہزادہ مراد نے خانخانان کو احمد نگر پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مگر اوس نے اس موقع پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجہا۔ چونکہ اول ہی سے شاہزادہ اور خانخانان مین کدورت تہی۔ اسلئے شاہزادہ نے باپ (اکبر) کو لکہا کہ خانخانان کو بلالیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے خانخانان کو طلب کرلیا۔ اور اوسکی جگہ ابو الفضل کو سپاہ سالار مقرر کرکے روانہ کیا۔ ابو الفضل یہان آتے ہی پرنالہ۔ کہرلہ۔ کاویل کے قلعون کو فتح کرلیا۔ اودہر آہنگ خان اور چاند سلطانہ مین رنجش پیدا ہوئی۔ آہنگ خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چاند بی بی محصور ہوگئی۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ کا بازار گرم رہا عادل شاہ نے شجیع الدین شیرازی کو بہیجکر آپس مین صلح کرادی۔ مگر یہ صلح قایم نہ رہی۔ پہر دوبارہ جنگ کی نوبت آئی۔ اور آہنگ خان نے قلعہ کا پہر محاصرہ کیا۔ علاوہ اسکے قصبہ بیر کو بہی مغلون سے لیا۔ انہین ایام مین شہزادہ مراد کثرت شرابخواری سے مرگیا۔ اکبر کو جب یہ خبر ہوا جب بیر دکہنیون کے قبضہ کرلینے کی خبر سُنی تو شہزادہ دانیال کو دکن کی جانب روانہ کیا۔ اور خانخانان کو ساتہہ دیا۔ اور خود اکبر بہی ۱۰۰۸ھ مین دکن کیطرف کوچ کیا۔ لیکن اس اثنا مین معلوم ہوا کہ راجہ علی خان کا بیٹا بہادر خان جو خاندیش کے تخت پر بیٹہا ہے۔ نہایت سرکش و مغرور ہوگیا ہے۔ اسلئے خود آسیر کی تسخیر کو گیا۔ اور شہزادہ کو بدستور احمد نگر جانیکا حکم دیا۔ جب شہزادہ احمد نگر آیا تو آہنگ خان قلعہ کا محاصرہ چہوڑکر چلتا بنا۔ اب شہزادہ دانیال نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چاند سلطانہ کی رائے ہوئی کہ شہزادہ سے صلح کرلیجائے۔ جب یہ خبر جیتہ خان حبشی کو (جو اس وقت قلعہ مین نامی سردار تہا) معلوم ہوئی تو اوسنے تمام لوگون کو چاند سلطانہ کے خلاف مین بغاوت پر آمادہ کیا۔ اور محل مین گہسکر اوس عفیفۂ دوران کا

کام تمام کرڈالا۔ اس کے دوسرے روز شہزادہ دانیال سنے سرنگین لگاکر قلعہ کو مسمار کرڈالا۔ اور تمام اطفال وزنان جوان کو اسیر کیا۔ باقی جسقدر کہ قلعہ مین تہے سب یکقلم قتل کرڈالے گئے جملہ مال واسباب تاراج و برباد ہوا۔ بہادر شاہ بہی گرفتار کرلیا گیا۔ بعدازان شہزادہ نے قلعہ کو اپنے معتمدون کے سپرد کرکے بہادر شاہ کو لیکر برہانپور (بادشاہ کے پاس) گیا۔ اکبر نے بہادر شاہ کو قلعہ گوالیار مین قید کردیا۔ بہادر کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ ہے۔ اب اکبر قلعہ آسیر کو فتح کرکے اپنی دارالسلطنت کو چلا گیا۔ اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ ہوگیا۔

مرتضی نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان نظام شاہ اول

جب احمد نگر پر شہنشاہ اکبر کا قبضہ ہوگیا تو امرائے نظام شاہیہ نے مرتضی نظام شاہ کو تخت نشین کرکے قلعہ پرینڈہ کو دارالسلطنت بنایا۔ اس وقت امرائے نظام شاہیہ مین عنبر حبشی اور راجو دکہنی بڑے پایہ کے امیر تہے۔ گر یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے رقیب بنے ہوئے تہے۔ اس وقت مرتضی نظام شاہ کے قبضہ مین صرف قلعہ اوسہ اور چند قریے موجود تہے۔ باقی تمام اقطاع پر عنبر اور راجو متصرف تہے۔ آخر مرتضی نظام شاہ نے امیر برید ثانی کو ان دونون کی قوت توڑنے اور خود کو بااختیار بنانے کیلئے لکہا۔ چنانچہ امیر برید مدد کے لئے آیا۔ لیکن جب لڑائی ہوئی تو عنبر کامیاب ہوا۔ اور مرتضی نظام کو قید کیا۔ منجن خان حبشی جو ایک مدت سے قلعہ پرینڈہ کا قلعہ دار تہا۔ اوس نے ایک مدت تک عنبر کا مقابلہ کیا۔ اور قلعہ پر قبضہ نہونے دیا۔ مگر چند روز کے بعد عادل شاہ کے پاس بیجاپور چلا گیا۔ اب ملک عنبر نے پرینڈہ پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور مرتضی نظام کو رہا کرکے پرینڈہ مین رکہا۔ سنہ ۱۰۱۶ھ مین عنبر اور راجو کے مستعدد بار لڑائیان ہوئین پہلے پہلے تو راجو کو غلبہ رہا۔ مگر جب عنبر نے خانخانان کی

مددلی توراجو سنے شکست پائی۔ آخر گرفتار ہوگیا۔ مرتضےٰ نظام سنے جنیر کو دار السلطنت بنایا۔
اور عنبر کا قبضہ کل نظام شاہی قلمرو پر ہوگیا۔ اس اثنا میں اکبر سنے انتقال کیا۔ اور جہانگیر تخت پر
بیٹھا۔ شہزادہ پرویز کو ۲۰ ہزار سوار دیکر دکن روانہ کیا۔ اور خانخانان کو بھی دس ہزار سوار سے
مدد کو بھیجا ادہر عنبر نے امیر برید اور عادل شاہ سے کمک لیکر مقابلہ کو چلا۔ اور اپنے بیٹے عزیز الملک
کی شادی ابراہیم عادل شاہ کے ایک غلام یاقوت خان کی بیٹی سے کمال دہوم دہام کے ساتھ
ادا کی۔ ۱۰۱۹ سنہ میں حریف سے مقابلہ ہوا۔ دکہینون نے فتح پائی۔ اور احمد نگر پر بھی قبضہ کرلیا۔
جب اس شکست کی خبر جہانگیر کو ہوئی تو اوس نے خانخانان کو دکن سے بلایا۔ اور خان جہان
لودہی عبد اللہ خان وغیرہ کو لشکر کثیر کے ساتھ دکن بھیجا۔ یہان ملک عنبر نے بھی فوج کا خوب انتظام کیا
کئی ہزار مرہٹے بھی ملازم رکھے۔ اول عبد اللہ خان سے عنبر کا مقابلہ ہوا۔ عبد اللہ خان نے شکست
پائی۔ اور خان جہان بھی برہانپور چلا گیا۔ اب جہانگیر سنے پہر خانخانان اور اوسکے بیٹے شہنواز خان
کو دکن کیطرف بھیجا۔ اس دفعہ شہنواز خان سنے ملک عنبر کو شکست دی۔ اور تین کوس تک اوس کا
تعاقب کرکے ۳۰۰ ہاتھی اور اونٹ وغیرہ چہین لئے۔ اس کے بعد ۱۰۲۵ سنہ میں جہانگیر نے شہزادہ
خرم (شاہجہان) کو روانہ کیا۔ جب شہزادہ دکن آیا تو عادل شاہ اور ملک عنبر نے اطاعت
کرلی۔ پیشکشیں داخل ہوئین۔ احمد نگر اور نیز باقی تمام محالات بالاگہاٹ پر شہزادہ نے قبضہ کرلیا
چونکہ ملک عنبر نے ظاہرداری مین صلح و اطاعت کرلی تہی۔ اسلئے چند روز کے بعد اوس نے شاہی
علاقون پر تاخت و تاراج شروع کردی۔ پہر جہانگیر نے شاہجہان کو روانہ کیا چنانچہ تمام حالات ہمنے
ہندوستان کے واقعات مین بالتفصیل بیان کردیا ہے۔ اسلئے اب یہان بالکل مختصر طور پر ختم
کیا جاتا ہے الغرض شاہزادہ یہان آتے ہی ملک عنبر پر ٹوٹ پڑا۔ اور متواتر شکستین دیکر کہرکی (جو
اس وقت اورنگ آباد کہلاتا ہے) تک قبضہ کرلیا۔ اور ملک عنبر بہاگ کر دولت آباد گیا۔ پہر شہزادہ

دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ لیکن ملک عنبر مجبور ہو کر اطاعت و صلح کر لی۔ جب شاہجہان دکن سے
چلا گیا تو ملک عنبر نے یہان میدان خالی پا کر پھر فساد کھڑا کیا۔ قطب شاہی عملداری مین خوب لوٹ مار
مچا دی۔ ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور مین محاصرہ کر لیا۔ ابراہیم نے جہانگیر سے مدد چاہی۔ پھر بلند راے
اور خنجر خان قلعہ دار احمد نگر بیجاپوریون کی کمک پر جہانگیر کے حکم سے آ گئے۔ خوب لڑائی ہوئی۔
عنبر نے جہانگیری و عادل شاہی دونون لشکرون کو شکست دی۔ اور بڑے بڑے امرا کو قید کر لیا۔
اس اثنا مین نورجہان کے بہکانے سے جہانگیر اور شاہجہان مین رنجش پیدا ہو گئی۔ اور شہزادہ
پرویز کو جہانگیر نے شاہجہان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ملک عنبر نے شاہجہان کو کمک دی۔
خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر ہمیشہ شاہجہان کو شکست نصیب ہوئی رہی۔ ۲۲ رشعبان ۱۰۳۵ھ کو
ملک عنبر بعمر (۸۰) سالہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اس شخص نے بنام نہاد وزارت (۲۷) برس
بادشاہی کی۔ اسکے دو بیٹے فتح خان اور چنگیز خان تھے۔ فتح خان باپ کی جگہ وزیر ہوا۔

برہان نظام شاہ ثالث

جس وقت ملک عنبر مرا تو برہان نظام شاہ بادشاہ تھا اور برہان نظام شاہ اب بچہ نہ تھا۔ پورا جوان
ہو گیا تھا۔ یہ معلوم ہونا نہایت دشوار ہے کہ مرتضٰی نظام شاہ ثانی کب اور کیسے مرا۔ اور برہان
نظام شاہ ثالث کس کا بیٹا تھا۔ اور کس طرح تخت نشین ہوا۔ چونکہ عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی پر
برہان نظام شاہ کے ایلچی کا جانا تاریخ قطب شاہی مین بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہین
کہ مرتضٰی ملک عنبر کے عین حیات ہی مر گیا تھا۔ اور برہان تخت نشین کیا گیا تھا۔ اور غالباً یہ مرتضٰی کا
ہی بیٹا تھا۔ الغرض برہان کے ایک غلام حمید خان حبشی کو اسوقت بہت بڑا عروج حاصل ہوا۔
اور اسکی زوجہ تمام محل مین کارپرداز و خود مختار بنی۔ بہرحال اندر اور باہر ان دونون جورو اور

خاوند کے حکم و احکام چلتے تھے - اس اثنا میں ابراہیم عادل نے نظام شاہی سلطنت پر چڑھائی
کی - برہان نے چاہا کہ خود اوسکے دفعیہ کو جائے - مگر حمید خان کی زوجہ نے اوس کو روکا - اور کہا کہ
فوج کی سرداری مجھے عنایت ہو - مین خود جا کر لڑون گی - اگر فتح پائی تو برسون تک یہ نام رہیگا
کہ ایک نظام شاہی عورت نے ابراہیم عادل شاہ پر فتح پائی - اور اگر شکست ہوئی تو کوئی بدنامی بھی
نہین ہے - لیکن اتفاقاً جب اسنے مقابلہ کیا تو فتح ہو گئی - کئی ہزار عادل شاہی فوج قتل و اسیر ہوئی
یاقوت خان حبشی (جو نظام شاہی فوج کا سپہ سالار تھا) اور حمید خان کی بالکل نااتفاقی
تھی - اسلئے یاقوت خان نے فتح خان پسر ملک عنبر کے مشورہ سے جہانگیر کی ملازمت اختیار
کر لی - اور خان جہان (جو جہانگیر کیطرف سے دکن کا سپہ سالار تھا) کو حمید خان کی بیوی نے
دم دلاسا دیکر چار پانچ لاکھ ہون اور دو تین لاکھ روپیہ کے جواہر حوالہ کر کے نظام شاہی
وہ سب ملک واپس لے لیا جو اکبر کے زمانہ سے اس وقت تک مغلون کی سلطنت مین
داخل ہو چکا تھا - یہ وہ ملک تھا جو مدتون کی محنت برسون کی جان فشانی - کروڑون روپیے
نقصان سے حاصل ہوا تھا - اور جہانگیر کو مہابت خان وغیرہ کے جھگڑون مین اس کے طرف
متوجہ ہونے کی نوبت ہی نہین آئی - اتنے مین جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور شاہجہان
سریر آرا ہوا - انہین ایام مین برہان نظام نے دو مرتبہ بیجاپور پر چڑھائی کی - مگر کامیابی
نہ ہوئی - اب شاہجہان نے برہان نظام کو لکھا کہ جو ملک خان جہان سے بذریعۂ فریب حاصل
کیا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے اور آیندہ اطاعت اختیار کیجائے - اس فرمان کے
پہونچتے ہی برہان کی آنکھیں کھلین - اور وہ تمام علاقہ حوالہ کر دیا - اس عرصہ مین برہان
نظام شاہ اور فتح خان وزیر کے مابین نااتفاقی ہو گئی - اور برہان نے فتح خان کو قید کیا -
اور اوس کی جگہ مقرب خان وزیر مقرر ہوا - اس حرکت سے تمام عنبری قدیم سردار و ان فتنے

اطاعت سے منہ موڑا۔ اور ملک عنبر کا چھوٹا بیٹا چنگیز خان ۱۰۳۵ھ میں شاہجہان کے پاس چلا گیا۔
انہیں ایام میں برہان نے جادو رائے جاگیردار سند کھیر کو قتل ڈالا۔ اوس کے دو بیٹے بھی
مارے گئے۔ آخر اوسکی زوجہ گرجاتی یہاں سے نکل کر شاہجہان کے پاس چلی گئی۔ اسی اثنا
میں خانجہان نے شاہجہان سے بغاوت کی۔ شاہجہان نے اوسکی سرکوبی پر فوج مقرر کی۔
اب وہ ادہر ادہر مارا مارا پہرنے لگا۔ جب نظام شاہی عملداری میں آیا تو برہان نے اوسکی
اعانت کی۔ شاہجہان کو معلوم ہوا تو اوسنے برہان کو اوسکی اعانت سے منع کیا۔ لیکن برہان
نے کچھ توجہ نہ کی۔ آخر شاہجہان خود دکن آیا۔ اور تمام فوج کو تین گروہوں پر تقسیم کر کے نظام شاہی
ملک کی تباہی اور خانجہان کی تادیب کے لئے حکم دیا۔ برہان نے بھی شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔
تہوڑے ہی دنوں میں خانجہان گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور اعظم خان نے قلعہ دہارور کو فتح کیا۔
اس کے بعد شاہجہان نے عادل شاہ کو امداد کے لئے حکم دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ جب نظام شاہی
سلطنت فتح ہو جائے تو علی السویہ اوسکی تقسیم کر لیجائے۔ چند روز تو عادل شاہ نے بادشاہی
فوج کی مدد کی۔ مگر جب نظام شاہ نے قلعہ شولاپور اوس کے حوالہ کر کے صلح کر لی تو اوسنے بادشاہی فوج
کی امداد سے ہاتھ کھینچا۔ اور در پردہ نظام شاہ کو مدد دینے لگا۔ عادل شاہ کے علحدہ ہو جانے
سے بادشاہی فوج نے اپنا کام نہیں چھوڑا۔ بلکہ اور بھی تیزی سے نظام شاہی سلطنت کے
قلع وقمع کی فکر کرنے لگے۔ چنانچہ متعدد قلعے فتح ہو گئے۔ قلعہ قندہار بھی تسخیر ہو گیا۔ اب نظام شاہ
گھبرا گیا۔ کیونکہ اس وقت اوسکے پاس صرف دولت آباد اور اوسکے چند پرگنات باقی رہ
گئے تھے۔ جب کچھ نہ بن پڑی تو اوس نے فتح خان کو رہا کر کے پیشوا بنایا۔ اور مقرب خان
(جو سابق میں پیشوا تھا) آزردہ ہو کر شاہجہان کے پاس چلا گیا۔ ایک عرصہ تک ہنگامہ کارزار
گرم رہا۔ اسی زمانہ میں برہان نظام شاہ کو کچھ جنون سا ہو گیا۔ فتح خان نے اوسکو قید کر لیا

اور شاہجہان کو لکھا کہ مین نے برہان کو قید کرلیا ہے۔ عفو جرایم کا امیدوار ہون"۔ شاہجہان نے جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا خیرخواہ ہی تو برہان کو قتل کرڈال"۔ افسوس ہے کہ اس نمک حرام نے برہان کو قتل کرڈالا۔ اور اکثر اوس کے رفقا اور امرا کو گرفتار کیا اور مارا۔ اسکے بعد اوسکے بیٹے شاہزادہ حسین کو تخت نشین کیا۔ اور تمام واقعات کی ایک عرضی شاہجہان کو لکھا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثالث

جب شاہجہان کے پاس فتح خان کی عرضی پہونچی تو اوسکی نمک حرامی پر نہایت افسوس کیا۔ مگر بہ تقاضائے مصلحت امور ملکی جواب مین لکھا۔ کہ "اگرچہ نظام الملک کا مدار قریب [illegible] ہوگیا ہے۔ لیکن برہان کی یتیمی اور مظلومی کو دیکھکر ہم اوس حکومت کو بحال [illegible] تمہین چاہیئے کہ جواہرات و مرصع آلات اور جو ہاتھی کہ حصار دولت آباد [illegible] اور جلد آذوقہ سے اون کی حالت ردی ہو رہی ہے۔ اونہین ہمارے پاس بہمراہ [illegible] اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیجدو"۔ جب فتح خان نے ہاتھی اور جواہرات کے بھیجنے مین [illegible] کیا تو شاہجہان نے ۲۲ رجمادی الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو دس ہزار سوار وزیر خان کے ہمراہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ اب فتح خان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اپنے بیٹے [illegible] کے ہاتھ تین ۳ ہاتھی ۹ گھوڑے اور جواہر و مرصع آلات قیمتی ۸ لاکھ روپیہ کے روانہ کیا۔ چند روز تو امن و چین سے گذرے۔ مگر جب خان زمان خان نے بیجاپوریون پر چڑھائی کی تو فتح خان عادلشاہ کی کمک دینے لگا جس سے شاہجہان آزردہ ہوا۔ اور مہابت خان کو دولت آباد کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ایک مدت تک فتح خان محصور رہا۔ آخر جب مجبور ہوا تو قلعہ کی کنجیاں مہابت خان کے پاس بھیجدین۔ اور ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو حسین شاہ مع اپنے توابع و لواحق

قلعہ سے نکلا۔ اب مہابت خان قلعۂ دولت آباد کی حراست اپنے آدمیون کے تفویض کرکے آپ حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ہمراہ لیکر برہان پور آیا۔ اور وہان سے ان دونون کو شاہجہان آباد بہیجدیا۔ شاہجہان نے حسین نظام شاہ کو قلعۂ گوالیار مین قید کیا۔ اور فتح خان کو وظیفہ مقرر کردیا۔

مرتضے نظام شاہ ثالث

اب رندولہ خان اور ساہوجی و مرارنی راؤ دولت آباد سے مایوس ہوکر ناسک و ترنبک کی طرف آئے تو انہون نے سنا کہ ایک قلعہ الجزالی (جو جنیر سے ۸ کوس پر تہا) مین نظام شاہی خاندان کے کچھ لوگ نظربند تہے۔ مرتضے نام گیارہ سالہ لڑکے کو نکال کر قلعۂ پیم گڈہ (جسے شاہ گڈہ بہی کہتے ہین) مین تخت نشین کیا۔ اور ساہوجی پیشوا مقرر ہوا۔ اس اثنا مین شہزادہ محمد شجاع برہانپور آیا۔ جب یہ خبرین پہنچین تو مہابت خان کو ساہوجی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ چند روز تک خوب لڑائیان ہوئین۔ اس اثنا مین مہابت خان مرگیا۔ اور خاندوران و خانزمان ملک دکن کے انتظام و بندوبست کے لئے مامور ہوئے۔ ساہوجی نے بہی ان کا اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اور کچہ مدت تک مرتضے نظام شاہ کے نام سے بادشاہت کرتا رہا۔ آخر جب خانزمان نے ساہوجی کا دم ناک مین کیا تو وہ بیجاپور کی طرف بہاگ گیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ اور قطب شاہ نے شاہجہان کی اطاعت کرلی۔ اور سالانہ پیشکش مقرر کردیا۔ اور اکثر نظام شاہی علاقہ کو شاہجہان نے عادل شاہ کے حوالہ کیا۔ اور اب تو ساہوجی بہت گہبرایا۔ اور خان زمان نے اوسکا تعاقب کرکے مرتضے نظام شاہ کا چتر و نشان وغیرہ چہین لیا۔ اور ساہوجی قلعۂ ماہولی مین قلعہ نشین ہوگیا۔ اور خانزمان نے بہی فوراً محاصرہ کرلیا۔ والحاصل ساہوجی نہایت تنگ ہوکر اپنے تمام قلعے اور مرتضے نظام شاہ کو خانزمان کے

تفویض کر کے خود عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی اور خانزمان مرتضیٰ نظام کو لیکر شہزادہ
اورنگ زیب کے پاس دولت آباد آیا۔ اور دکن کی لڑائی کا جو ۱۰۳۵ھ میں شاہجہان نو دہلی
کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔ رجب ۱۰۴۶ھ میں مرتضیٰ نظام شاہ ثالث کی گرفتاری پر
خاتمہ ہوا۔ اور ساہوجی سے جو نام کا نظام شاہ بنا رکھا تھا اب وہ بھی باقی نہ رہا۔ شاہجہاں
نے مرتضیٰ نظام کو قلعۂ گوالیار میں قید کر دیا۔ اگرچہ حسین نظام شاہ کے قید ہو جانے پر
ساہوجی نے مرتضیٰ نظام کو بادشاہ بنا کر تین برس اور بھی اس تماشا کو قائم رکھا۔ مگر
درحقیقت نظام شاہی خاندان کی سلطنت اوسی وقت ختم ہو گئی۔ احمد نظام الملک نے
۸۹۱ھ میں اس سلطنت کو قائم کیا تھا۔ ۱۵۳ برس یہ حکومت قائم رہی (۱۳) بادشاہ
ہوئے۔ اگر تین برس مرتضیٰ کی حکومت کے بھی شامل کریں تو (۱۵۶) برس اور (۱۴)
بادشاہ ہوتے ہیں۔

طبقہ قطب شاہیہ

سلاطین حیدرآباد

سلطان قلی قطب شاہ

جب سلطنت بہمنیہ کی قوت زائل ہونے لگی تو احمد نظام الملک و یوسف عادل شاہ نے ۸۹۵ھ و ۸۹۶ھ میں اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور تخت سلطنت پر قدم رکھا مگر سلطان قلی* نے جلدی نہ کی۔ کیونکہ اوس کے پاس اوس وقت بہت ہی کم ملک کا

*ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطب شاہی کی تاریخ لکھی تھی۔ جو تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بھی نہیں گزری۔ یہ تاریخ برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتہ آئی۔ صاحب ممدوح نے

حصہ تہا۔ الغرض جب سلطان قلی نے قلعۂ پانگل وکوبلکنڈہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کی سلطنت مین کچہہ دم باقی نہین رہا تو ۹۱۸؁ہ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور باوجود اس قدر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۵) سلطان قلی کا نسب نامہ یہ لکہا ہے۔ شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الوند بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر ترسون بن قرا منصور بن قرا ابراہیم بن قرا ترش بن امیر تومابیگ عوض یہ سلسلہ اوغوز خان تک اور پہر حضرت یافث بن نوحؑ تک مورخون نے پہونچایا ہے۔ آق قویونلو اور قرا قویونلو دو ترکی قومین ایک دوسرے کی رقیب تہین۔ اول قوم نے دوم قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کردیا تہا مگر دوسری قوم کے شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جس کا مزاج صلح جو تہا مطمئن کیا۔ اور پہر اوسکے خاندان کو ستانا چہوڑا۔ جب حسن بیگ مرگیا اوسکا بڑا بیٹا خلیل سلطان جانشین ہوا۔ اوس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قویونلو کے ساتہ اپنے باپ کا برتاؤ برتا۔ مگر جب امیر یعقوب آق قویونلو بادشاہ ہوا تو لیعیان سلطنت نے بتلایا کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے (اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے) وہ اپنے باپ کا بڑا لاڈلا تہا۔ قوم کی امیدگاہ تہا۔ قوم جانتی تہی کہ اسکے سبب ہمارے دن پہرینگے اور حکومت پہر ہاتہ آیگی۔ امیر یعقوب نے نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچہا تو اونہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ بادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان مین۔ پہر تو امیر یعقوب اوسکی جان کا خواہان ہوا یہ خبر اوسکے باپ کو ہوئی تو اوسنے اپنے بہائی امیر علی قلی کے ساتہ اوس کو ہندوستان بہیجدیا۔ مرغوب القلوب مین لکہا ہے کہ سلطان قلی قریۂ سعد آباد مملکت ہمدان کا رہنے والا امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تہا۔ اوسکا خود بیان ہے کہ جب میری قوم قرا قویونلو کو قوم آق قویونلو نے مغلوب کرلیا تو مجہے بمجبوری اپنے بچپنے مین اپنے چچا امیر قلی کے ساتہ ہندوستان بہاگنا پڑا۔ چند روز دکن مین رہکر پہر مین اپنے باپ کے پاس ہمدان گیا۔ اتنے مین پہر ہماری قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا۔ اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو مین نے پہر دکن کا قصد کیا

مختصر سلطنت سے شاہانہ ٹہاٹہ جماوے اور قطب الملک کے بجائے قطب شاہ اپنا لقب
مقرر کیا۔ ایرانی بادشاہون کے طور وطریق برتنے لگا۔ دن مین پانچ مرتبہ شاہان ایران کیطرح

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۶)۔ اور شاہ بہمنی کی نذر کے لئے چند گہوڑے اور تحایف لیکر شاہ نور الدین (جو میرا رشتہ دار اور
پیر و مرشد علم نجوم سے ماہر تھا) سے اجازت لینے گیا۔ اوسنے یہ خوشخبری دی۔ کہ تو ہندوستان کے ایک حصہ مین
بادشاہ ہوگا۔ الغرض مین اوس سے اجازت لیکر اپنے چچا کے ساتھ ہندوستان کی جانب چلا۔ جب ہم بیدر آئے تو
دو تین روز کے بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ گہوڑے اور تحایف پیش کئے۔ بادشاہ نے ہمپر کمال
مہربانی کی۔ چند روز کے بعد میرا چچا چلا گیا۔ اور مین بادشاہ کے حکم سے اکیلا یہان رہگیا۔ محمود شاہ نے روز
بروز منصب وخدمت کی ترقی کی۔ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلطان قلی بہارلو ترکون مین سے اور علی شکر کی قوم سے
تہا۔ بعض اوسکو مرزا جہان شاہ مقتول عم شاہ ایران کی اولاد بتاتے ہین۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے۔ الحاصل سلطان قلی
علم حساب سے ماہر تہا۔ خط سیاق خوب لکھتا تہا۔ پہلے بادشاہ نے اوسکو محلات کا مشرف مقرر کیا۔ چند روز کے
بعد ملک تلنگ مین چورون اور رہزنون نے لوٹ مار مچا دی تو بادشاہ نے سلطان قلی کو وہان کے
انتظام پر بہیجا۔ اس نے وہان جاکر اون کی خوب سرکوبی کی۔ اور حسب دلخواہ واقعی انتظام کیا۔ جس سے
بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنا مقرب بنایا۔ ایک دفعہ شکار مین بادشاہ اوسپر ایسا خوش ہوا کہ (۱۵۰)
عربی ترکی گہوڑے اور خلعت عطا کرکے کرشنگ جاگیر اور خواص خان کا خطاب مرحمت کیا۔ اسکے بعد ایک دفعہ بادشاہ جلسہ و
ناچ ورنگ مین مشغول تہا۔ اتفاقاً حبشیون اور دکہنیون کی جماعت نے بادشاہ کے محل مین گہسکر حملہ کیا۔ اوسوقت سلطان قلی
معہ اپنے دس بارہ گبہرو کے موجود تہا۔ نہایت جرأت سے اوس حملہ کا مقابلہ کیا۔ اور بادشاہ کو وہان سے قلعہ مین لیجاکر
محفوظ مقام پر بٹہایا۔ اس لڑائی مین سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے۔ پہر تو حکیم خواجہ جہان کو
خبر ہوئی۔ بعدہ وہ سپاہ لیکر آگیا۔ تمام باغی بہاگ گئے۔ محمود شاہ نے سلطان قلی کو اپنا بچا نیوالا جانا۔ اور قطب الملک کا

نوبت بجواتا تہا۔ حالانکہ بیجاپور و احمدنگر و کاویل مین یہ قاعدہ جاری نہ تہا۔ سلطان محمود کو شطرنج کا
بادشاہ مانتا تہا۔ اور اوسکے حقوق کو یاد کرکے تحفے تحائف نذرانہ کی صورت مین اور پانچ ہزار
ہون نقدی برابر ماہ بماہ بہیجا کرتا تہا۔ کہ امیر برید بادشاہ سے نہ لے لے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۷) سے۔ خطاب دیکر دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ بعد ازان خاندان بہمنیہ کے ضعف کے باعث
امرائے کبار نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اپنے کو مطلق العنان بنایا۔ تو محمود شاہ ملک دینار حبشی اور ملک خوشقدم
ترک کی سرکوبی کے لئے چلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ملک دینار گرفتار ہوگیا۔ الغرض اس لڑائی مین قطب الملک نے
اپنی شجاعت کے جوہر خوب دکہائے۔ اسلئے بادشاہ نے اوس کو صوبہ تلنگانہ کا طرفدار بناکر امیر الامرا کا خطاب
دیا اور اوسکی ذاتی جاگیر مین کونگیر اور نکانی کا اضافہ کیا۔ اسکے بعد جب بہادر گیلانی حاکم گوا و دیبل وغیرہ نے شاہ
گجرات کے جہاز لوٹ لئے تو شاہ گجرات نے محمود شاہ کو توجہ دلائی۔ محمود شاہ بہمنی اوسی وقت بہادر گیلانی
کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور قطب الملک بہی اوس وقت ہمراہ تہا جب محمود شاہ قلعہ مرچ مین آیا تو پوٹانایک
نے مقابلہ کیا۔ مگر قطب الملک کی بہادری سے پوٹا نائک پسر پوٹانایک مارا گیا۔ اور ہندوؤن کو شکست ہوئی۔ دوسرے
روز پوٹانائک نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور سالانہ خراج داخل کرنیکی قسم کہائی اور یہان سے نکلکر بادشاہ نے بہادر گیلانی
کا مقابلہ کیا۔ اور اوسکی خوب تنبیہ کرکے دارالحکومت کو واپس آیا تو قطب الملک کی بہت کچہ ترقی کی۔
سنہ [illegible] مین محمود شاہ بیجانگر کے ہندوؤن سے لڑنے چلا۔ قطب الملک بہی ہمراہ ہوگیا۔ رایچور و مدگل کے
قلعے بادشاہ نے فتح کئے۔ اب امیر قاسم برید بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا۔ اور اوس کو اس قدر تنگ کیا
کہ بادشاہ نے قطب الملک و عادل شاہ سے امداد کی استدعا کی۔ چنانچہ قطب الملک وغیرہ
بیدر پہونچے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ قطب الملک نے فتح پائی۔ اور قاسم برید قلعہ اوسہ کو بہاگ گیا پہر اون
امرائے کبار نے بادشاہ کو تخت نشین کرکے اپنے اپنے علاقون کو چلے گئے۔ بعد ازان جب یوسف عادل خان

جسوقت کہ قطب شاہ دیورکنڈہ وغیرہ کے مہمات مین مصروف تہا تو قوام الملک صغیر حاکم راجمندری (جو ملکنڈل و لنگسگو سے علاقہ کا حاکم تہا) تلنگانہ کے شمالی و شرقی سمت مین کچہ دست درازی کی تہی۔ اسلئے قطب شاہ جب دیورکنڈہ وغیرہ کے انتظام سے فارغ ہوکر واپس آیا تو اس نے دخل و معقولات کی وجہ دریافت کی۔ تو اوسنے نقصان کا معاوضہ چاہا۔ قوام الملک نے انکار کیا۔ سنہ ۹۲۳ھ مین قطب شاہ ایلکنڈل پہنچا طرفین سے لڑائی ہوئی اور قوام الملک شکست کہاکر برار چلا گیا۔ اور ملکنڈل و ملنگور کا علاقہ قطب شاہ کے ہاتہ آیا۔ قوام الملک برار جاکر عماد الملک کو قطب شاہ سے لڑنے کے لئے آمادہ کیا۔ جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوس نے عماد الملک کو لکہا کہ آپ قوام الملک کی مدد نہ کیجیے۔ بلکہ اوسکو اپنے ملک سے نکال دیجیے۔ علاوہ اسکے راکہیڑ کے سات پرگنے جو خاص محمود شاہ کی جاگیر مین تہے۔ آپ اوس پر اسوقت قابض ہوے ہین۔ حالانکہ وہ پرگنے مجہے ملنا چاہیے تہے۔ کیونکہ مین نے محمود شاہ بہمنی کی آخر وقت تک خدمت کی ہے اور سالانہ رقم کثیر اوسکے اخراجات کے لئے دیتا رہا ہون۔ قطب شاہ کی اس تحریر سے عماد الملک سخت مشتعل ہوا۔ اور فوج لیکر حوالی راکہیڑ مین پہونچا قطب شاہ بہی تیار تہا۔

قطب الملک کو بہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۸)۔ اور اتہو نظام الملک نے اپنا اپنا خطبہ پڑہا تو اپنی بادشاہی کی ہوس ہوئی۔ مگر اسکا مقبوضہ ملک اسقدر مختصر تہا کہ جسپر شاہی کا اطلاق نہ ہوسکتا تہا۔ اسلئے پہلے اوس نے اپنے ملک کے بڑہانے کی فکر کی۔ اور ہمسایہ کے زمیندار ان تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا۔ چنانچہ موضع گولکنڈہ کے قریب ایک شہر محمد نگر آباد کیا۔ اسکے بعد وینکٹی ناک زمیندار علاقہ کنڈہ پر چڑہائی کرکے اوسکو گرفتار کیا۔ اور قلعہ پر متصرف ہوا۔ پہر دیورکنڈہ کا قلعہ فتح لیا۔ جب کرشن راو بیجانگر کے راجہ کو دیورکنڈہ کے فتح ہونیکی خبر ہوئی۔ تو وہ قطب الملک کی سرحد مین آکر خوب لوٹا اور قطب الملک نے اوسکا تدارک کیا۔ اور چند پہاڑی قلعہ یا گل بہی لے لیا۔ یہان سے گن پور جاکر دو مہینے کے محاصرہ میں اوسے بہی حاصل کیا پہر کوئل کنڈہ پر قبضہ کیا۔ الغرض بہت کچہ عرصہ مین قطب الملک نے تلنگانہ کے اکثر قلعون کو

فوراً مقابلہ کیا۔ عماد الملک شکست کہا کر بہاگا۔ اور قطب شاہ نے ناہیر پر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے
بہ فتح و فیروزی گولکنڈہ آیا۔ محمود شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شتاب خان نام زمیندار نے ورنگل پر
قبضہ کرلیا تہا۔ اور کہم مٹ و دیملکنڈہ کا علاقہ بہی اسی کے پاس تہا۔ اب سلطان قلی نے
اوسپر چڑہائی کی۔ ہرچند اطراف و اکناف کے زمینداروں نے اوسکی امداد مین جان
لڑادی۔ مگر قطب شاہ نے ورنگل معہ اوسکے توابعات کے فتح کرلیا۔ ۹۳۵ھ مین قلعہ کوندبیر
لیا۔ اس کے بعد راجہ رام چندر پسر گجپتی (جسکا دار القرار کنداپلی تہا) سے قطب شاہ نے
مقابلہ کیا۔ راجہ رام چندر گرفتار ہوا۔ اور اوسکا بہتیجا دونا دری شہزادہ حیدر کے ہاتہہ سے
مارا گیا۔ سب ہاتہی اور خزانے چہن گئے۔ اور تمام ملک ساحل بحر تک قطب شاہ کے
قبضہ مین آیا۔ اب قطب شاہ راجمندری گیا۔ یہان بہی خوب لڑائی ہوئی۔ ضلع ایلور مسلمانون کے
ہاتہہ آیا۔ جب قطب شاہ فائز المرام گولکنڈہ واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اوسکی غیر حاضری
مین وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اوس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا۔ اسلئے
قطب شاہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہر کوہستانی
دو قلعون بیلم کنڈہ اور راماکنڈہ پر بہی شبخون مارا۔ اور کامیاب ہوا۔ مگر بہت نقصان
اوٹہانا پڑا۔ قلعہ مین جو مال و اسباب ہاتہہ لگا وہ سپاہ مین اوسی وقت تقسیم کردیا۔ یہان
سہیل خان خواجہ سرا کو حاکم مقرر کر کے خود کنداپلی گیا۔ اس اثنا مین کنڈبیر مین لشکر شاہی
کے بہت سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان سے باغی ہوگئے۔ اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۹)۔ فتح کر کے اپنے ملک مین شامل کرلیا۔ جب کسی قدر قوت بڑہ گئی۔ اور سپاہ وغیرہ بہی معقول
تعداد مین ہوگئی تو اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور قطب شاہ نام رکہا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲۔ مولف۔

اسپنے بیٹے کی سطوت قایم رکہنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی - جب کرشن راو راجہ وجیانگر نے
مسلمانون کی واپسی دیکہی تو بیلم کنڈہ وغیرہ پر حملہ کیا - سہیل خان نے فورًا قطب شاہ کو اطلاع
دی - اور وہ ایلغار آیا - دشمن کی فوج کو تتر بتر کر دیا - اور تمام اسباب ہاتہی - گہوڑے
چہین لئے - آخر قلعہ کنا ییر کے راجہ نے تین لاکہہ ہون سالانہ خراج دینے کے وعدہ پر
قطب شاہ کا پیچہا چہوڑایا - اب سلطان قطب شاہ ایک عرصہ دراز کی لشکرکشی کے بعد
اپنی دار السلطنۃ کو کوچ کیا - اثنای راہ مین سنا کہ اسمعیل عادل نے وجیانگر کے راجہ کے
اغوا سے کویل کنڈہ کا محاصرہ کر رکہا ہے - یہ سنتے ہی قطب شاہ فورًا کویل کنڈہ آیا - طرفین سے
ہنگامۂ کارزار گرم ہوا - کہتے ہین کہ تین مہینے تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا - اور اس عرصہ مین
(۴۵) لڑائیان ہوئین - اور ایک لڑائی مین گنپور کے قریب سلطان قلی (قطب شاہ) کے
چہرہ پر تلوار کا زخم لگا - جس سے ناک کا کچہہ حصہ اور ایک گال اوڑ گیا - اس زخم نے اوسکی صورت
بگاڑ دی - اب قریب تہا کہ کویل کنڈہ تسخیر ہو جائے - اتنے مین اسمعیل عادل بیمار ہو کر ۱۶ صفر
سنہ ۹۴۱ھ کو انتقال کیا - جس سے طرفین مین صلح ہو گئی - پہر اسی سال قطب شاہ نے امیر برید
پر چڑہائی کی - اور کہویل و قلعہ کو ہیر کو فتح کر کے صلح کر لی -

چونکہ ہری چند راجہ نلگنڈہ نے اسمعیل کے حملہ کے وقت قطب شاہ کو ستایا تہا - اسواسطے
اوسنے اب نلگنڈہ پر چڑہائی کی - ہری چند قلعہ مین محصور ہو گیا - لیکن چند روز کی جد و جہد
مین قلعہ فتح ہو گیا - اور راجہ ہری چند قید ہوا -

قطب شاہ کا سب سے بڑا بیٹا حیدر خان مر چکا تہا - اب جمشید خان دوسرا بیٹا سب سے بڑا تہا -
مگر قطب شاہ اوس کے چہوٹے بہائی قطب الدین کو تخت نشین کرنا چاہتا تہا - اس وجہ سے
جمشید و قطب الدین مین عداوت ہو گئی - قطب شاہ کو معلوم ہوا تو اوسنے جمشید کو قید کر دیا -

اسپ جمشید نے میر محمود ہمدانی قلعدار گولکنڈہ کو بادشاہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ دوسری جمادی الثانی ۹۵۰ھ کو مسجد مین نماز کو آیا۔ اور اس نمکحرام نے تلوار کے ضرب سے بادشاہ کو شہید کیا۔ کہتے ہین کہ محمود نے ۲۳ وار متواتر کیے تھے۔ اس وقت بادشاہ کی عمر (۹۰) سال کی تہی۔ اور مدت سلطنت (۶۰) سال ہے۔ چھ لڑکے اور چھ لڑکیان تھے۔ (۱) حیدر خان۔ (جو باپ کی زندگی مین مر گیا) (۲)۔ یار قلی جمشید (بادشاہ ہوا) (۳) قطب الدین (جسکو جمشید نے اندہا کیا) (۴)۔ عبد الکریم (جو سرکشی کر کے ملک سے چلا گیا۔ اور پیچھے مارا گیا) (۵)۔ دولت خان (جس کو شہزادہ داد کہتے تھے) یہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا۔ (۶) ابراہیم (جو اپنے بہائی جمشید کے بعد مسند نشین ہوا)۔

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قاتل گولکنڈہ آیا۔ اور شاہزادہ جمشید کو رہا کر کے اپنی جماعت کے ساتھ قطب الدین کے محل پر گیا۔ اور اوس کو اندہا کر کے محل شاہی مین آیا۔ اور رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹہایا۔ اور سارے ملک تلنگانہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ شاہان دکن نے تہنیت نامے بہیجے۔ اب جمشید نے دیورکنڈہ مین احکام بہیجے۔ کہ وہان جو اوس کا چھوٹا بہائی ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار کر کے بہیجدیا جائے۔ جب ابراہیم کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم برید کے پاس چلا گیا۔ اور اوس سے امداد چاہی۔ چنانچہ قاسم برید نے ابراہیم کو لیکر گولکنڈہ پر چڑہائی کی۔ اور جمشید کی مدد پر برہان نظام شاہ آگیا۔ اسلئے مجبوراً قاسم برید گولکنڈہ کی نواح سے ناکام واپس ہوا۔ اور ابراہیم اوس سے مایوس ہو کر رام راج کے پاس بیجانگر چلا گیا۔ رامراج نے

نوٹ۔ رامراج کی ترقی کے حالات یہ ہین کہ جب سلطان قلی نے بیجانگر کے بعض پرگنات پر قبضہ کیا تو اوس نے وہان

ابراہیم کی بہت کچھ آؤبہگت کی - اور جاگیر مقرر کردی - اودہر برہان نظام شاہ نے جمشید اور
علاء الدین عماد الملک کو متفق کرکے ابراہیم عادل پر چڑہائی کی جب ابراہیم عادل نے اس
اتفاق اور چڑہائی کی خبر سنی تو وہ نظام شاہ کی سرحد پر آکر پرنیڈہ کا محاصرہ کیا - اور برہان
(جو شولاپور کی تسخیر مین مصروف تہا) کو یہ خبر ہوئی تو وہان سے پرنیڈہ آیا - خاص پور کے
مقام پر سخت خونریزی ہوئی جس مین جمشید نے بڑی مردانگی دکہائی - ابراہیم عادل شکست
کہاکر بہاگا - اور اوس کا بہت سا اسباب وسامان غارت گیا - چند روز تک تو ابراہیم عادل
نے سپاہ وغیرہ کی فراہمی مین گذارے - جب اوس سے اطمینان ہوگیا تو اوس نے جمشید قلی سے
انتقام لینا چاہا - اور اسد خان کو لیکر قلعہ کاکنی آیا - اور اوسپر قبضہ کرکے خاک سیاہ کردیا -
پہر اتیگر پر بڑہا - جمشید نے دیکہا کہ اسد خان کا مقابلہ کرنا محال ہے اسلیئے وہ گولکنڈہ چلا گیا - اب
اسد خان نے تعاقب کیا - رستہ مین مقابلہ ہوا - خوب گہمسان لڑائیان ہوئین - اتفاقاً ایک
لڑائی مین جمشید اور اسد خان مقابل ہوگئے - اور بغیر اس کے کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچانے
تلوارون کے گیارہ وار آپس مین چل گئے - جمشید کے منہ پر اسد خان کے ہاتہ سے ایک ایسا زخم
آیا کہ اگرچہ اوسکی جان بچ گئی - مگر مدت العمر کہانے پینے کی تکلیف رہی - اور چہرہ بالکل بدنما ہوگیا
اب جمشید گولکنڈہ کو بہاگا - سنہ ۹۵۱ھ مین علی برید نے ۸ ہزار سوار سے جمشید پر حملہ کیا - اور گولکنڈہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۲) - انتظام رام راج کے (جو شریف خاندان کا ہندو تہا) تفویض کیا - ۳ سال کے بعد عادل شاہ نے
اون پرگنات کو تہ وبالا کیا تو رام راج وہان سے بہاگ کر سلطان قلی کے پاس آیا - اور سلطان قلی نے اوسکی اس حرکت
سے ناراض ہوکر دور جانیکا حکم دیا - اب رام راج بیجانگر جاکر راجہ کرشن راج کا نوکر ہوگیا - اوسنے اسکی قدردانی کرکے اپنی
بیٹی بیاہ دی - جب کرشن راج مرگیا تو اوس کا بیٹا بالکل کمسن تہا اسلیئے رام راج نائب السلطنت قرار پایا - اور چند

کے قریب چلکوزنک پہونچ گیا جمشید نے مقابلہ مناسب نہ سمجھا۔ اور گولکنڈہ کا معقول انتظام کرکے بیدر پر حملہ کر دیا۔ جب علی برید کو اسکی خبر ہوئی تو گولکنڈہ سے واپس ہوا۔ کلیپور کے مقام پر لڑائی ہوئی جمشید قلی کو غلبہ رہا۔ اسکے بعد صلح ہو گئی۔ اور فریقین اپنے اپنے ملک کو سدہارے۔ چند روز بہی نہین گذرے کہ پہر برید نے جمشید پر حملہ کرنے کی تیاری کی جب جمشید کو معلوم ہوا تو اوسنے خود علی برید پر حملہ کیا۔ اور جگدیو راؤ نائک واڑی کو کولاس کے مقام پر ایک قلعہ کی تیاریکا حکم دیا۔ نارائن کہیڑہ کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور جمشید نے کولاس و نارائن کہیڑہ و حسن آباد پر قبضہ کر لیا۔ اور بہ فتح و فیروزی دار السلطنت واپس ہوا سنہ ۹۵۲ھ مین جمشید نی برہان کی مدد سے پہر برید پر چڑہائی کی۔ اور اس دفعہ برید سے قلعۂ بیدر چھینا۔ اور فائز المرام گولکنڈہ مراجعت کی۔ اور یہان آکر برہان کو لکہا کہ قاسم برید کی عادت ہو گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمسایہ کے ملکون کو تاخت و تاراج کرتا ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ آپ اور ہم ابراہیم عادل کو متفق کرکے قاسم کے ملک پر حملہ کرین۔ اور فتح کے بعد تمام ملک آپس مین تقسیم کر لیا جائے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا پہلے برہان نے قندہار کو فتح کیا۔ قاسم برید کو اس اتفاق کی خبر نہ تہی وہ یہ حالت دیکہکر ابراہیم عادل کے پاس گیا۔ ابراہیم نے اوسکو گرفتار کرکے قید کیا۔ قاسم برید گہبرا کر جمشید کو لکہا کہ آپ مجہے رہا کرا دیجے تو مین اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کے نذر کرونگا جمشید نے ابراہیم کو کہلا بہیجا کہ آپ قاسم برید کو میرے پاس بہیجدیجے۔ چنانچہ ابراہیم نے اوسکو جمشید کے پاس بہیجا۔ اور جمشید اوسکو لیکر بیدر آیا۔ اور تخت نشین کیا۔ قاسم برید نے اس احسان کے معاوضہ مین بہت سے قیمتی جواہر شاہان بہمنی کے (جو اوس کو ہاتہ لگے تہے) جمشید کے نذر کیا۔ اب جمشید وہان سے نکلکر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۳) روضہ کے بعد اوس بچہ کو ٹہکانے لگا کر بیجانگر کی ریاست کا مالک ہو گیا اور تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ مولف

گولکنڈہ آیا۔ اور یہان آتے ہی عیش وعشرت مین ایسا ڈوبا کہ رات دن نشہ مین مخمور رہنے لگا۔ خستہ
مرض سرطان مین مبتلا ہوا۔ پہر دق ہوگئی۔ اور ۹۵۰ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت (۷) سال ہے۔

سبحان قلی قطب شاہ بن جمشید قطب شاہ

اس وقت گولکنڈہ مین کوئی بڑا شہزادہ موجود نہ تہا۔ اسلئے امرائے غریب نے جن مین سید کمال الدین
المعروف بہ مصطفےٰ خان اردستانی اور صلابت خان ترکی غلام تہے۔ جمشید کے بیٹے سبحان قلی
کو جو دو سال کا تہا۔ تخت پر بٹھایا۔ چونکہ جگدیو راو کی اوس زمانہ مین شان وشوکت بڑہی ہوئی
تہی۔ اور مسلمانون مین کوئی شخص ایسا نہ تہا جو اوسکو نیچا دکہاتا۔ اسلئے بلقیس زمانی (جمشید کی مان)
نے بعض امرا کی صلاح سے سیف خان عین الملک کو احمدنگر سے بلایا۔ اور مہمات سلطنت کی
انجام وہی تفویض کی۔ جگدیو راو ناراض ہوکر بہونگیر گیا۔ اور دولت قلی کو (جمشید کا بہائی) قید سے
رہا کرکے بادشاہ بنایا۔ سیف خان اوسکی تنبیہہ کے لئے چلا۔ جگدیو نے تفال خان وزیر
دریا عماد شاہ حاکم برار کو مدد پر بلایا۔ سنگرم کے پاس طرفین کا مقابلہ ہوا۔ سیف خان غالب
آیا۔ تفال خان برار بہاگا۔ جگدیو قلعہ مین چہپا۔ مگر سیف خان نے اوسکو گرفتار کرکے قلعہ گولکنڈہ
مین قید کردیا۔ اور دولت قلی کو بہونگیر کے قلعہ مین بدستور قید رکہا۔ اسکے بعد سیف خان کا اسقدر
اقتدار بڑہا کہ تمام امرائے غریب بے اختیار ہوگئے۔ آخر اونہون نے مصلحت کرکے رامراج
کو لکہا کہ شہزادہ ابراہیم (جو تمہارے پاس مہمان ہے) کو بہیجدو تاکہ ہم اوسے بادشاہ بنائین۔
ابراہیم تو وہان ایک مدت سے اسی امر کا انتظار کر رہا تہا۔ اوسی وقت رامراج سے رخصت لیکر
بکوچ کیا۔ رام راج نے سپاہ سے مدد دینی چاہی۔ مگر اوسنے اس خوف سے انکار کردیا۔ کہ مبادا آئندہ
رامراج کچہ ملک کا حصہ طلب کرے۔ الحاصل جب وہ سرحد قطب شاہیہ مین پہونچا تو پہلے

مصطفےٰ خان ہندوستانی اس سے جاملا اور قلعہ دار گولکنڈہ نے قلعہ حوالہ کیا - اب ابراہیم نے یہان سے پہاجون سے دو لاکہہ روپیہ قرض لیکر فوج نوکر رکہی - اور لوازمہ شاہی خریدا - مصطفےٰ خان کو میر جملہ مقرر کیا - جب یہہ خبر گولکنڈہ پہونچی تو سیف خان گہبرایا - اور اپنے چند رفقا کے ساتہ مع فوج کے کہنپورہ آیا - اور ابراہیم کوئلکنڈہ سے کوچ کرکے جب گولکنڈہ کی نواح مین آیا تو جوق در جوق امرا و سپاہی وغیرہ اوس سے آکر مل گئے - جگدیو راؤ جو قید تہا - ابراہیم نے اوسکو رہا کرادیا - حاریسین گولکنڈہ نے اکثر امرائے مخالف (جو سیف خان سے وابستہ کہلاتے تہے) کو قتل کرڈالا - اور ابراہیم بلا کسی جنگ و جدال کے دارالسلطنت مین آیا - اور سبحان قلی (جو ابہی بچہ تہا) کو قید کرکے تمام خزانہ اور اسباب سلطنت پر قبضہ کرلیا - سیف خان کہنپورہ مین بیٹہا ہوا یہ حالت دیکہہ رہا تہا - اب اوس نے بہی ایک عرضی معافی جرائم کی ابراہیم کے پاس روانہ کی - مگر بعض امرائے عزیب کی صلاح سے ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا - اسلئے سیف خان ۵ ہزار سوار اور کچہہ اثاثہ سلطنت قطب شاہی کا لیکر کولاس کی راہ سے سلطنت سے باہر چلا گیا -

ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

۱۲ - رجب سنہ ۹۵۷ھ م سنہ ۱۵۵۰ع روز دوشنبہ کو ابراہیم قلعہ محمد نگر مین تخت سلطنت پر قدم رکہا - ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا - اوسی روز ۱۲ ہزار ہون خیرات کیا - اور اپنا نشان کہنبوو زنگ* کا

---

* اس کہنبوو زنگ کے واقعات یہ ہین کہ جب ابراہیم رامراج کے پاس گیا تو اوس نے اوسکو ایک جاگیر دیدی - دراصل یہہ جاگیر پہلے رامراج نے ایک حبشی امیر عنبر خان نام کو دی تہی - جب رامراج نے اوس سے لیکر ابراہیم کو دی تو اوسکو سخت برا معلوم ہوا جس وقت ابراہیم رامراج کے پاس جانے لگا تو عنبر خان راستہ روک کر کہڑا ہوگیا -

قرار دیا۔ مصطفیٰ خان سے اپنی بہن منسوب کرکے تمام امورات سلطنت کا پرداز و پیشوا مقرر کیا۔ ۹۶۲ھ میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ نے اتفاق کرکے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل نے گھبراکر رامراج سے کمک چاہی اور رام راج بے شمار فوج و ہاتھی لیکر گلبرگہ کا پہونچا۔ اور اپنے بھائی تیمراج کو ابراہیم قلی کے ملک میں لوٹ مار کو بھیجدیا۔ اس کے بعد رامراج نے ابراہیم قلی کو لکھا کہ آپکے اور ہمارے بزرگوں کا ہمیشہ اتحاد رہا ہے اسلئے جنگ مناسب نہیں ہے پس آپ عادل شاہ کے ملک کو لینے کی خواہش دل سے نکالدیجئے۔ اور حسین نظام شاہ کو بھی سمجھا کر اس ارادہ سے منع کیجئے۔ چنانچہ رامراج کی اس تحریر سے ابراہیم قلی نے محاصرہ اٹھاکر اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب حسین نظام یہاں رہکر کیا کرتا۔ وہ بھی روانہ ہوا۔ اور ادہر رامراج کے دونوں چھوٹے بھائی یلتم راج گوبندراج نے (جو ادہونی میں رہتے تھے) رامراج کی غیر حاضری میں بغاوت برپا کی۔ اور بیجانگر کے کچھ قلعے دبا لئے۔ جب رامراج کو معلوم ہوا تو اوسنے ابراہیم قلی سے کمک چاہی۔ ابراہیم نے قبول خان سرنوبت و حمید خان ظہیرالملک کی سرکردگی میں ۶ ہزار سوار دس ہزار پیادے رامراج کی مدد کو بھیجے۔ باغی قلعہ میں محصور ہوگئے ۶ ماہ تک لشکر قطب شاہیہ نے رامراج کی فوج کے ساتھ اون کا محاصرہ رکھا آخر باغیوں نے مجبور ہوکر قلعہ حوالہ کردیا۔ اور اطاعت قبول کی۔ رامراج اس فتح کے بعد قطب شاہی سرداروں کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا ابراہیم قلی نے اس حسن خدمت کے معاوضہ میں قبول خان کو عین الملک کا خطاب دیا۔ اس اثنا میں جگدیو راؤ کی ظلم و زیادتی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۶) اور کہا کہ ہم اور تم آپس میں لڑیں جو کامیاب ہو وہی اوس جاگیر کا مالک ہوگا۔ ابراہیم نے ہر چند سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر دونوں لڑنے لگے عنبر خان مارا گیا۔ اور اوسکا کبودی نشان ابراہیم کے ہاتھ لگا۔ ابراہیم نے اوس کو

حد سے تجاوز کر گئی - تمام مسلمان امرا رنجیدہ ہوئے - اتنے مین اوسکا بہائی انکس راو بلا اجازت شاہی اپنی جاگیر کو چلا گیا - بادشاہ کو سخت غصہ آیا - اور جگدیو راو کے نائب و معاونین کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا - اب جگدیو راو ۳ ہزار آدمیون کو لیکر تلنگانہ بہاگا - اور یہان سے ملک کو غارت کرتا ہوا برار پہونچا - برہان عماد شاہ نے بہت خاطر کی - اور ۱۰ ہزار سوار کا سپہ سالار بنایا - یہ وہ زمانہ تہا کہ برہان عماد کی لڑائی میران محمد فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تہی - جگدیو راو نے اس جنگ مین شریک ہو کر خاندیس کے لشکر کو شکست دی - اور برار کے اکثر زمینداروں کو مطیع و باجگذار بنایا - اس بہادری و کار نمایان کے باعث اوسکا بہت کچہ نام ہو گیا - اب اوسنے اپنی جاگیر مین سپاہ جمع کر کے خاندیس و برار کے شاہون کے ساتہ برابری کا دعوی کرنے لگا - برہان عماد اوسکی اس حرکت سے ناراض ہوا - اور اپنے علاقہ سے نکالدیا - جگدیو وہان سے نکلکر تلنگانہ آیا - وہان سے بیجانگر کے جانے کا ارادہ کیا - جب ابراہیم قلی کو معلوم ہوا تو مصطفی خانکو اوسکے مقابلہ پر بہیجا - خوب لڑائی ہوئی - بینکٹ راو برادر جگدیو راو مارا گیا - اور جگدیو شکست پاکر بیجانگر بہاگا - اوس کا تمام مال - خزانہ - ہاتہی گہوڑے فوج شاہی کے ہاتہ لگے - ۹۶۸ھ مین علی عادل شاہ - رام راج اور ابراہیم قلی یہ تینون اتفاق کر کے حسین نظام شاہ کے ملک پر ٹوٹ پڑے - اکثر نظام شاہی اقطاع کو تباہ و تاراج کیا - حسین نظام شاہ گہبرا کر پٹن چلا گیا - اب ان تینون نے احمد نگر کا محاصرہ کیا - ایک زمانہ جد و جہد مین قریب تہا کہ احمد نگر فتح ہو جائے - ابراہیم قلی نے دیکہا کہ اگر احمد نگر فتح ہو گیا تو علی عادل کی قوت زور پکڑیگی - کہین ایسا نہ ہو کہ وہ زور پکڑ کر مجہے برباد نہ کر دے - اسلئے اوس نے اون کا ساتہ چہوڑا - اور شب کے وقت بغیر اجازت اپنے ملک کے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷ - مبارک سمجہکر رکہہ چہوڑا تہا - اور جب بادشاہ ہوا تو اوسنے وہی نام اختیار کیا - ۱۲ مولف -

جانب چل نکلا۔ اسکے بعد حسین نظام شاہ نے قلعۂ کلیان علی عادل کے حوالہ کرکے صلح کرلی۔ اب علی عادل
ورام راج بھی اپنے ملک کو لوٹے۔ سنہ ۹۷۰ھ میں حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی بی بی جمال کا نکاح
ابراہیم قطب شاہ سے کردیا۔ اس کے بعد ان دونون نے ملکر قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی عادل بھی
رام راج۔ علی برید۔ برہان عماد کی کمک لیکر مقابلہ کو نکلا۔ ایک دو لڑائی کے بعد حسین شاہ اپنے
ملک کو چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی بھی گولکنڈہ کو مراجعت کیا مگر راستہ مین علی عادل ورامراج کے
سرداروں نے اوس کا دم ناک مین کردیا۔ اور انہین ایام مین رامراج نے قطب شاہی عملداری
مین جگدیو راؤ اور عین الملک کو بھیجکر لوٹ مار مچادی۔ بہت سے نائکواڑی بھی باغی ہوگئے۔
اندرکنڈہ دشمن کے قبضہ مین چلا گیا۔ سدی تیما نے مصطفے نگر مین اور شتاب خان اور دو یاور
نے راجمندری سے نکلکر ویلور کا محاصرہ کیا۔ اب بادشاہ (قطب شاہ) کو اندیشہ ہوا کہ سلطنت
ہاتھ سے نکل چلی۔ اسلئے اوس نے چاہا کہ گولکنڈہ سے نکلکر دشمنون کا مقابلہ کرے۔ مگر خیرخواہون
نے منع کیا۔ آخر مصطفے خان کے ذریعہ رام راج سے صلح چاہی۔ اور قلعۂ گھنپورہ۔ کویل کنڈہ۔ پانگل
یہ تینون رامراج کے حوالہ کرکے پیچھا چھڑایا۔ اس کے بعد رامراج اپنے ملک کو چلا گیا۔ اس وقت
بیرونی دشمن تو چلے گئے۔ مگر اندرونی دشمن بغاوت پر آمادہ تھے جس سے قطب شاہی سلطنت
تزلزل حالت مین ہوگئی۔ سب سے اول ابراہیم قلی نے گولکنڈہ کے حصار کو گچ و سنگ سے مستحکم بنوایا۔
اور اُس کے اندر بازار۔ دوکانات۔ پختہ مکانات وغیرہ تیار کرائے۔ اطراف مین باغات لگوائے۔ تمام امرا
کو بھی مکانات کی تیاری کا حکم دیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو اندرکنڈہ کی تسخیر کے لئے مصطفے خان کو
بھیجا۔ کیسری راؤ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ اور قلعہ فتح ہوگیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سادورا و
نائک والی منتظم قلعۂ گولکنڈہ تمام نائک واڑیون کو متفق کرکے اس خیال مین ہے کہ کسی روز
اگر بادشاہ شکار کو چلا جائے تو قلعہ پر قبضہ کرکے بادشاہ کو قلعہ مین داخل ہونے نہ دیا جائے! ور رامراج کو بلاکر قلعہ حوالہ کردیا جائے

اب بادشاہ نے ایک روز شکار کا قصد کرکے تمام لشکر کے کوچ کا حکم دیدیا۔ نائک واڑی تو اسی بات کے منتظر تھے۔ فوراً اونہون نے مسلمان محافظون کو اور خزانہ دارون کو بھگا دیا۔ چونکہ بادشاہ ابھی قلعہ سے باہر نکلا نہ تھا۔ اور نائک واڑیون کو خیال تھا کہ بادشاہ باہر چلا گیا ہے۔ الحاصل جب محافظون نے شور مچایا تو بادشاہ نے قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اور اکثر نائک واڑیون کے سرگروہون کو گرفتار کراکر قتل کرڈالا جس سے تمام نائک واڑی ڈر گئے۔ اور پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ سنہ ۹۷۱ھ مین بادشاہ نے ویلور و دملی کے باغیون کی سرکوبی کرکے اونپر قبضہ کرلیا۔ بعد ازان ابراہیم قلی کا ارادہ ہوا کہ جمندری وغیرہ فتح کرے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رامراج نے اپنی ترقی و عروج کو کمال کے درجہ پر پاکر مسلمانون کی توہین و تحقیر کے درپے ہوا ہے۔ جس کے باعث تمام سلاطین اسلام اوس سے متنفر ہوگئے۔ چنانچہ علی عادل شاہ حسین نظام شاہ۔ علی برید وغیرہ نے اتفاق کرکے ابراہیم قلی کو لکھا کہ ہم سب سلاطین اسلام متفق ہوکر رامراج پر حملہ کرین۔ تاکہ اوس کے غرور و تکبر کی بیخ کنی ہو۔ الغرض ان سلاطین اسلام نے اتفاق کرکے رامراج پر چڑھائی کی۔ رامراج بھی مقابلہ پر آیا۔ اور اون کی متفقہ قوت سے بالکل نہین گھبرایا۔ تالیکوٹہ کے مقام پر جنگ عظیم ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانون نے فتح پائی۔ ہندو شکست کھاکر بھاگ گئے ہزارون مارے گئے۔ رام راج بھی قتل ہوگیا۔ اس لڑائی مین بیجانگر ایسا تباہ ہوا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوا۔ ہمنے اس لڑائی کے حالات کو عادل شاہی تذکرہ مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھدیا ہے اب یہان اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کے جتنے ضلع رامراج اس کے آگے ظلم و زیادتی سے لے لئے تھے۔ وہ سب قطب شاہ کو مل گئے۔ سنہ ۹۷۳ھ مین ابراہیم قلی کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد قلی رکھا گیا۔ سنہ ۹۷۳ھ مین ابراہیم قطب شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ کی کمک پر تغال خان وغیرہ کے ساتھ عادل شاہیہ ملک پر حملہ کیا۔ مگر علی عادل شاہ کی حسن تدبیر سے

کامیابی نہ ہوئی - آخر سب کو ناکام واپس پھرنا پڑا - اسکے بعد پھر ابراہیم نے بلتم راج و مرتضیٰ شاہ کے
ساتھ علی عادل کے اضلاع پر چڑھ دوڑا - اتنے مین مرتضیٰ شاہ نے بلتم راج سے دو لاکھ ہون کا
مطالبہ شروع کیا - جس سے یہ اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا - اور سب اپنے ملک کو چلے گئے - اور
علی عادل شاہ کے اضلاع تاخت و تاراجی سے محفوظ رہے - لیکن مرتضیٰ شاہ جاتے جاتے
ابراہیم قطب شاہ کے ملک کوئل کنڈہ و گھنپورہ مین لوٹ مار مچا دی - ابراہیم نے صلابت خان
عالم خان - مقرب خان کو مقابلہ پر بھیجا - خوب جنگ ہوئی - مقرب خان مارا گیا - اور نظام شاہی
سرداروں مین معتمد خان سر نوبت قتل اور کامل خان نظام شاہی زخمی ہوا - مجبوراً نظام شاہ اپنے
ملک کو چلا گیا - دوسرے سال پھر مرتضیٰ نظام شاہ علی عادل کے ملک پر یورش کرنے کے لئے
ابراہیم قطب شاہ سے مدد چاہی ابراہیم بھی مستعد ہو کر چلا - راستہ مین علی برید کو بھی ساتھ لے لیا -
کالے چبوترہ کے پاس ابراہیم و مرتضیٰ کی ملاقات ہوئی - حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے
ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید پر دونوں نے اتفاق کی قسم کھائی - جب یہ خبر علی عادل کو ہوئی تو
اوسنے اپنے پیشوا ابوالحسن پسر شاہ طاہر کو (جو اس لڑائی کا بانی تھا) قید کیا - سید مرتضیٰ (جو ابوالحسن کا
بڑا دوست تھا) اسنے ابوالحسن کی رہائی کے لئے مرتضیٰ شاہ کو اس لڑائی سے باز رکھا - اور ابراہیم سے
لڑنیکے لئے آمادہ کیا - الحاصل اس کارروائی سے ابوالحسن چھوٹ گیا - اور علی عادل سے جو لڑائی ہونے والی تھی - موقوف
ہوگئی - مگر مرتضیٰ شاہ اپنے معاون ابراہیم کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹنا شروع کیا - بیچارہ ابراہیم گولکنڈہ
بھاگا - اور مرتضیٰ نے تعاقب کیا - اس موقع پر ابراہیم کے بیٹے عبدالقادر نے باپ سے درخواست کی
کہ اگر مجھے حکم ہو تو مرتضیٰ شاہ کے عقب مین جا کر ایسی سزا دوں کہ پھر اس قسم کی جرأت نہ کرے -
چونکہ ابراہیم کو وہ معاملہ یاد تھا جو اوس کے بڑے بھائی جمشید نے اپنے باپ سے کیا تھا - اسلئے
اوس نے سمجھا کہ عبدالقادر سے ارکین و دولت مل گئے ہین - اور میرے نقصان کے درپے

ہین - حالانکہ عبد القادر کے دل مین اس خیال کا سد رمق بہی موجود نہ تہا - اور یہ صرف اوس نے مرتضےٰ نظام شاہ کی جرأت و بد عہدی کو دیکہکر عرض کیا تہا - لیکن اسی خیال سے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ پہونچکر عبد القادر کو قید کیا - پہر زہر دیکر مار ڈالا سنہ ۹۷۶ ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے رفعت خان لاری المخاطب ملک نائب کو راجمندری کی فتح کیلئے بہیجا عین الملک صلابت خان ملک شیرین کو بہی ہمراہ کیا - اس وقت راجمندری اور متیاپور پر شتاب خان قابض تہا - طرفین سے خوب لڑائی چلی - آخر شتاب خان بہاگا - رفعت خان نے متیاپور پر قبضہ کرلیا - اس کے بعد شتاب خان کا تعاقب کیا - شتاب خان نے دویاور راجہ قاسم کوٹہ کی مدد لیکر پہر مقابلہ مین آیا - لیکن اس دفعہ بہی شکست پائی - سنہ ۹۷۹ مین قلعۂ راجمندری پر قطب شاہیون کا قبضہ ہوگیا - دویاور تو قاسم کوٹہ چلا گیا - اور شتاب خان بہی انگر کا راستہ لیا - اس کے بعد معلوم نہوا کہ وہ پہر کہان گیا - اب یہان سے رفعت خان قاسم کوٹہ کیطرف بڑہا - راستہ مین وینکٹ راج علاقۂ گوپال وار کونم کا راجہ تہا - ۲ ہزار فوج سے مقابل ہوا لیکن شکست کہا کر بہاگا - یہ دونون مقام رفعت خان کے قبضہ مین آگئے - انہین مقامونکے پاس دو بہائی سردار راج و بہائی بلندر چہوٹے چہوٹے راجہ تہے - یہ تو بغیر لڑائی کے مطیع ہوگئے - اس کے بعد گوپال دیراسے کے علاقہ پر قبضہ کیا گیا - پہر دلب راج جو ویداوی کا راجہ تہا مسلمانون کے خوف سے ایک پہاڑی قلعہ دیور پورال مین جا چہپا - چار مہینے کے محاصرہ مین اوسنے بہی اطاعت کرلی - یہان سے علاقۂ جسرمار مین دو بہائی نرسنگہ و سونک خوب لڑے - آخر گرفتار ہوگئے - اور ملک پر مسلمانون کا دخل ہوگیا - اب ایک زبردست راجہ وسنادیو پر چڑہائی کی گئی - پہلے قلعہ پوتنور (جو وسنادیو کے بہائی کے قبضہ مین تہا) مسخر ہوا - اسکے بعد قلعۂ کندہ ویپلی فتح ہوئی - جب دار الحکومت پر حملہ کیا گیا تو وسنادیو

لشکر کشیر کے ساتھ مقابلہ کو آیا مگر شکست اوٹھایا۔ تیس ہزار ہون چالیس ہاتھی سالانہ خراج قبول کر کے پر پیچھا چھوٹا۔ اب رفعت خان یہان سے فائز المرام گولکنڈہ واپس ہوا۔ اس عرصہ مین ابراہیم نے مرتضٰی شاہ کو اوس کے بدعہدی کی سزا دینے کے لئے تغال خان سے مدد چاہا۔ تغال خان نے اپنے بیٹے شمشیر الملک کو دو تین ہزار سوار سے مدد کو بھیجا۔ اب یہ دونون مرتضٰی شاہ کے طرف چلے۔ راستہ مین علی برید کو بھی ملا لیا۔ اب تجویز یہ ہوئی کہ علی عادل کو بھی متفق کرین۔ لیکن یہ خبر مرتضٰی شاہ کو بہت جلد ہو گئی۔ اور وہ پرتگالیون کا محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا۔ اور علی عادل کو تحایف وغیرہ بھیکر اپنا طرفدار بنایا۔ جب ابراہیم نے دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا۔ تو شمشیر الملک کو رخصت کر دیا۔ علی برید بھی بیدر چلا گیا۔ اور ابراہیم گولکنڈہ آیا۔ اودہر علی عادل و مرتضٰی شاہ نے اتفاق کر کے تلنگانہ و بیدر کے جانب متوجہ ہوئے۔ مرتضٰی شاہ بیدر آیا۔ اور علی عادل کھہانہ کے حوض پر ٹہیرا۔ ابراہیم نے صلابت خان و حبشی خان کو ۴ ہزار سوار ۱ ہزار پیادون سے جنگ قزاقی کو بھیجا جس سے علی عادل اور مرتضٰی شاہ کو اون کے ارادہ مین کامیابی نہ ہوئی آخر دونون نے ۱۵۔ ۱۵۔ ہزار آدمی کو لانس کے پاس سرحد پر چھوڑ کر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے ابراہیم نے امیر شاہ محمد کو ۸ ہزار سوار اور مرزا حسین بیگ ترکمان کو ۴ سو عزیب جوان دیکر دفعیہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین کا مقابلہ ہوا تو قطب شاہیون کو فتح نصیب ہوئی۔ مرزا حسین نے قلعۂ وگلور لے لیا۔ الغرض دو چار روز تک خوب جنگ ہوتی رہی۔ قطب شاہیون کو ہمیشہ غلبہ رہا۔ آخرش نظام شاہی و عادل شاہی فوجین شکست کہا کر اپنے اپنے ملک کو واپس چلی گئین۔ سنہ ۹۸۵ھ مین وینکٹ دری و کپوری تمراج و نرسنگ راؤ (جو دو لاکھ ہون سالانہ کا خراج سلطان قلی کے زمانہ سے گولکنڈہ کے نسبت دیا کرتے تہے۔ اب وہ کئی سال سے دینا موقوف کر دی تہے) پر ابراہیم نے امیر عماد الدین شیرازی المخاطب حیدر الملک کو حملہ کرنیکے لئے

بھیجا۔ چنانچہ حیدر الملک نے جاتے ہی پہلے قلعۂ دنگینڈہ پر قبضہ کیا۔ بعد ازان کستوری رنگستا
و مدہمانی چینیا سے حصار کجر کو ٹہ کو لیا۔ پہر قلعۂ کہم فتح کیا۔ اور قلعۂ کشوم کو تسخیر کرکے یلم کنڈہ بہی چہڑا
دہر آسے لیا۔ آب خاص کو بدبیر کا محاصرہ کیا۔ لیکن محاصرہ نے طول کہینچا۔ اور ابراہیم نے میر شاہ تقی
المعروف بہ میر شاہ میر کو کمک کے لئے بہیجا۔ بہت بڑی کوشش سے وہان کا حاکم تمراج (جو
رام راج کا داماد تہا) گرفتار ہوا۔ اور قلعہ بہی ہاتہ آیا۔ ۹۸۵ھ مین ابراہیم نے امیر زمیل کو مع عالم خان
کشور خان۔ حیدر خان ہمزوبت کاکن کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت اس علاقہ پر
عادل شاہ کے طرف سے ضیا دولت خان اور میان بدہو حاکم تہے۔ امیر زمیل نے اون کو
شکست دیکر قبضہ کرلیا۔ اتنے مین خبر ملی کہ ۱۵۰ ہاتہی قلعہ ساغر سے بیجاپور جارہے ہین چنانچہ
اونکے لوٹنے کے لئے امیر زمیل چڑہ دوڑا۔ سید اشرف قلعدار ساغر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست
کہا کر گرفتار ہوگیا۔ اور امیر زمیل نے شہر ساغر کو جلاکر خاک کردیا۔ اور قلعہ کو چہوڑ کر ملکہیڑ وہیتگیر
کو محاصرہ کرکے لے لیا۔ ۹۸۹ھ مین ابراہیم نے نظام شاہ کے اتفاق سے بیجاپور پر حملہ کرنیکے لئے
امیر شاہ میر کو روانہ کیا۔ اور امیر زمیل (جو ملکہیڑ وہیتگیر مین ٹہیرا ہوا تہا) کو لکہا کہ ملک مفتوحہ سے
ایک لاکہہ ہون اور دو ہزار کہنڈی غلہ لشکر معہ فوج امیر شاہ میر کے لشکر سے خوشامل جاکے
اور دونون باتفاق بیجاپور پر حملہ کرین۔ چنانچہ امیر زمیل وہان سے نکلا۔ راستے مین امرائے
حبشی نے مرزا نور الدین محمد کے ذریعہ اوسکو روکنا چاہا۔ مگر امیر زمیل اون کو شکست دیکر
امیر شاہ میر کے لشکر سے مل گیا۔ اب یہ دونون معہ لشکر نظام شاہی فوج کے ساتہہ
بیجاپور پر آ دہمکے۔ ایک عرصہ تک محاصرہ رہا۔ مگر رسد کی تکلیف سے محاصرہ اوٹہا گیا۔
اور پرگنات گلبرگہ۔ مرچ۔ رائے باغ وغیرہ کے تباہ کرنے کے لئے چلے۔ اور وہان
نلدرگ کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے اوس طرف پہونچے۔ سید مرتضی وغیرہ امرا سے

نظام شاہی نے امیر شاہ میر سے کہا کہ اگر قطب شاہ کو یہان بلاؤ تو بادشاہ کی موجودگی مین
لشکر کا انتظام اچھا ہوگا۔

اب کسی قدر ابراہیم قطب شاہ کی سُنیئے کہ جب اوس نے امیر شاہ میر کو نظام شاہی فوج
کی مدد کے لئے بہیجا تو ایک رائے راؤ برہمن زادہ کو (جو نہایت خوبصورت اور ذی فہم تہا)
اپنا وکیل السلطنت بنایا۔ اور عزیز الملک۔ شریف الملک۔ برلاس خان۔ افضل خان وغیرہ
بڑے بڑے سردارون کو دس ہزار سپاہ سے اوسکی ماتحتی مین دیدیا تہا۔ اوسکی خدمت
کے لئے ہزار مشعلچی سرکار سے مقرر تہے۔ نوبت نقارہ بہی مل گیا تہا۔ اور ہر روز پاؤ سیر مشک
وعنبر وعود اور دو من صندل اور انواع واقسام کی خوشبوئین کئی ہزار پان اوسے ملا کرتی تہے۔
یعنی وہ ایسا مقرب ہوگیا تہا کہ گویا وہی سلطنت کرتا تہا۔ اب اوسنے خیر خواہی کے اظہار
کے لئے فوج لیکر مرتضیٰ نگر گیا۔ وہان ہندوؤن کو قتل کرکے ایک لاکہ ہون اور سونے چاندی کے
بتون کو بتخانہ سے نکال لایا۔ اور تین لاکہ ہون اور ملک سے خراج وصول کیا۔ جب یہ
فتح ونصرت کے ساتہ گولکنڈہ آیا تو اوسی روز ابراہیم قطب شاہ کی طبیعت بگڑی۔ بخار آگیا۔ ہرچند
علاج کیا۔ افاقہ نہوا۔ چند روز بعد یکم ربیع الثانی ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ نماز ظہر کے وقت بہ عمر
(۵۱) سالہ انتقال کیا۔ جنازہ حسب دستور باغ لنگر مین دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۳۰ سال
۹ مہینے ہے۔ اسکے عہد مین قلعہ گولکنڈہ معہ مساجد ومدارس۔ لنگر دوازدہ امام۔ ریاض منزل
باغ ابراہیم شاہی۔ باغ گلشن۔ حوض حسین ساگر۔ کٹورہ لنگر۔ کٹورہ بدویل تعمیر پائے۔ اسکو
بتیس بچے پیدا ہوئے۔ اون مین ۶ لڑکے اور ۱۳ لڑکیان۔ سن بلوغ کو پہونچین۔ عبدالقادر مشہور
بہ شاہ صاحب (یہ سید محمد گیسو دراز کے خاندان کی ایک لڑکی سے پیدا ہوا تہا۔ تاریخ قطب شاہی
مین لکہا ہے کہ ابراہیم نے اوسے دیورکنڈہ مین قید کیا اور ۲۰ برس کی عمر مین وہ وہین مرگیا۔

فرشتہ کا قول ہے کہ ابراہیم نے زہر دیکر مار ڈالا۔ لیکن آیندہ معلوم ہوگا کہ ان دونون کتابونکی تحریر مین بڑا شک ہے۔ اور غالب ہے کہ وہ اس وقت نہین مرا تہا۔ باپ کے بعد ایک مدت زندہ رہا۔) مرزا حسین قلی (اس وقت ۲۰ سالہ تہا۔ باپ کے بعد ۶ برس زندہ رہا۔ اور محرم ۹۹۴ھ کو نام پلی کے حوض مین پیرنے گیا۔ اور ڈوب کر مر گیا۔ اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔ اسکی وجہ کچہہ نہین معلوم ہوئی کہ اس شاہزادہ کے ہوتے ہوے محمد قلی چہوٹے کو تخت نشین کیون کیا گیا) محمد قلی (۱۴ رمضان ۹۷۳ھ کو پیدا ہوا) عبد الفتاح (۹۷۵ھ مین پیدا ہوا۔ علم تجوید مین بےنظیر تہا۔ مرض صرع سے ۱۰۳۳ھ مین مرگیا)۔ مرزا محمد خدا بندہ (جو محمد قلی کا حقیقی بہائی تہا ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا۔ بہائی سے بغاوت کر کے ۱۰۰۱ھ مین گولکنڈہ مین محبوس ہوا۔ ۱۰۰۲ھ مین مرگیا۔) محمد امین (اس وقت ۹ سالہ تہا۔ باپ بہت پیار کرتا تہا۔ اسکی ختنہ مین دو لاکہہ ہون صرف ہوئے۔ یہ ۱۰۰۴ھ مین مرگیا۔)

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن سلطان ابراہیم قطب شاہ

سلطان محمد قلی تخت پر بیٹہا۔ اور اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اختیار کیا۔ اور وہ امرا جو نظام شاہی لشکر کی مدد کو گئے تہے۔ اون کو تسلی آمیز خط لکہا۔ اسکے بعد امیر شاہ میر کے کہنے پر خود بہی نلدرگ کے محاصرہ مین شریک ہونے کے لئے گیا۔ امیر شاہ میر کو وکیل السلطنت بنایا۔ اب نلدرگ کا محاصرہ سختی کیساتہ کیا گیا۔ قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ۲۰ ہزار بر گی سوار لشکر کے قریب آگئے ہین۔ اس سبب سے حملہ مین توقف ہوا۔ اس کے بعد ابراہیم عادل شاہ نے صلح کرلی۔ اور محمد قلی گولکنڈہ آیا۔ ۹۹۰ھ مین علی خان لر جو ارسنان کا رہنے والا تہا۔ جس کو ابراہیم قلی نے ملک نائب کا خطاب دیکر تفنگ نگر پر مقرر کیا تہا

رائے راؤ برہمن کی عداوت سے بیچارہ مجبور ہو گیا تھا) نے رائے پنکنڈہ کو مرتضےٰ نگر کے
لینے کی ترغیب دی۔ رائے پنکنڈہ ۳۰ ہزار سپاہ سے اپنے داماد میکرتیما کو علی خان کے
ساتھ بھیجا۔ اس نے قلعۂ کہشم کا محاصرہ کیا۔ رائے راؤ نے مقابلہ کر کے شکست دی۔ علی خان
اور میکرتیما پنکنڈہ بھاگے۔ مگر چند روز کے بعد علی خان نے خود مرتضےٰ نگر پر حملہ کیا۔ محمد قلی نے
رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کو مدافعت کے لئے روانہ کیا۔ جب علی خان یہ سُنا تو جنگل میں
بھاگا۔ قطب شاہی فوج نے تعاقب کیا۔ چند روز تو علی خان بھاگتا پھرا۔ مگر آخر کو مارا گیا۔ اس
نمایاں خدمت کے صلہ میں طاہر محمد خان کو علم خان کا خطاب ملا۔ ۹۹۵ھ میں چاند سلطانہ ہمشیرہ
محمد قلی کی شادی ابراہیم عادل شاہ سے ہوئی۔ ۹۹۹ھ میں اتفاقاً بادشاہ سیر کے لئے نکلا۔
موسی ندی کے کنارے کا میدان سرسبز معلوم ہوا۔ ساعت مسعود میں شہر کی بنا ڈالی۔ چار بازار اور بڑے اونچے
چار طاق بنوائے۔ سڑکوں کے کنارے پانی کی نہریں جاری کیں۔ اور سایہ دار درخت لگوائے۔
اور اپنے رہنے کیلئے شمالی طرف کو مکانات تعمیر کرائے۔ اور اپنی معشوق بھاگ متی کے نام اس شہر کا نام بھاگ نگر
رکھا۔ بھاگ متی کا رتبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ اسکی جلو میں ایکہزار سوار چلتے تھے۔ اور دربار میں مثل امرا کے وہ
آتی تھی۔ جب وہ مر گئی اور لوگوں نے شرم دلائی تو ۷ برس کے بعد اسکا نام حیدرآباد رکھدیا۔ ۱۰۰۱ھ میں محمد قلی نے
موسلورک پر حملہ کر کے فتح کیا۔ نندیال و کلکور کے راجہ مطیع ہوئے (اور جنگل مری حرول۔ نندیات۔ دول جیتور کتہ کے
کے حاکم بھی باجگذار ہوئے) چند روز کے بعد نرسم راج (جو کنڈیکوٹہ کا راجہ تھا) نے سرکشی کی۔ محمد قلی نے یورش کر کے قلعہ کو ڈھا دیا
اور سونے چاندی کے بت غنیمت میں ہاتھ آئے۔ آخر راجہ نے امان چاہی اور قلعہ پر محمد قلی کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد وینکٹ پتی
(جو پنکنڈہ کا راجہ تھا) پر حملہ کیا۔ راجہ قلعہ بند ہو گیا۔ مدت تک محاصرہ کیا گیا۔ آخر رسد کی کمی سے
ناکام واپس ہونا پڑا۔ اب سلطان محمد قلی نے افضل خان اور اژدہا خان کو کمیلند راجہ اور دگیر
کے سر پر بھیجا۔ قلعۂ ادگیر تو فتح ہوا۔ لیکن تیمراج و گلر نگ پتی و سنو ہراج نے سنجر خان کو محصور

کیا۔ مرتضٰے خان نے بیجاپور کے عملداری مین لوٹ مار مچادی۔ اودہر محمد قلی نے رستم خان اور غضنفر خان کو پانچہزار سوار سے سنجر خان اور مرتضٰے خان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ جب ہندؤن سے مقابلہ ہوا تو ان سبھون کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر محمد قلی کو ہوئی۔ تو اوس نے اعتبار خان بیرد ی۔ علم خان۔ خانخانان۔ ساباجی۔ بہاسے راؤ وغیرہ سلحداران غریب و ترکمان کو ہندؤن کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ اعتبار خان نے راجہ نرساینددالی اتیکر پر فتح پائی۔ اور قلعہ پر قبضہ کیا۔ اور شہر کالستری تک خوب لوٹ مار مچادی۔ سال ۱۰۰۰ھ کے آغاز مین بعض پٹہان اور ہندو جاگیرداروں نے سرکشی پر کمر باندہی۔ امین الملک دس ہزار سوار سے سرکوبی کے لئے گیا۔ اور اکثر مفسدون کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ کمپلند کے چودہری کا سر اوڑا دیا۔ عظیم خان۔ بہاسے راؤ۔ خانخانان۔ (جو اس بغاوت کے بانی تھے) کرناٹک کو بہاگ گئے۔ امین الملک نے راسے پنکنڈہ کی عملداری تک اون کا تعاقب کیا۔ دو سو چودہری اور نایکواڑیون کو فوراً قتل کرڈالا جس سے خاطر خواہ انتظام ہوگیا۔ اور بغاوت فرو ہوئی۔ اسی سال سید میر عبد القادر عرف شاہ صاحب ظاہر ہوئے۔ اور سلطنت قطب شاہیہ کا دعوےٰ کیا۔ اکثر لوگ اوسکے ہمراہ ہوگئے۔ شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے بہی اوسکی تصدیق کی اور اپنے خاندان کی ایک بیٹی بہی اوسکو دی۔ محمد قلی نے علی برید کو لکہا کہ اوس جعلی شاہ صاحب کو گرفتار کر کے روانہ کرے۔ جب علی برید نے گرفتاری کا ارادہ کیا تو شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اوسکو بیجانگر کی عملداری مین بہجوادیا۔ یہان خداوند خان حبشی۔ خیرات خان

نوٹ۔ اس کے قبل عبد القادر کی موت وزہر دینے کی نسبت اختلاف کیا تہا۔ وہ یہی باعث تہا۔ کیونکہ شاید ایسا ہوا ہو۔ کہ ابراہیم قطب شاہ نے عبد القادر کو زہر دینے کے لئے حکم دیا تہا۔ مگر زہر دینے والون نے رحم کہا کر زہر نہ دیا۔ اور

پسر دلاور خان اوس کی مدد پر آمادہ ہوئے۔ اور چتر شاہی اوسکے سر پر لگاکر بادشاہ بنایا۔ محمد قلی نے اعتبار خان کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اون باغیون کو شکست دی۔ اور شاہ صاحب بھاگ کر قلعہ سم سیل مین پناہ گیر ہوا۔ جب دیکھا کہ یہان بھی امن نہین ملیگا تو بیجاپور چلا گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہوکر پھر کبھی حکومت کا خیال نہ کیا۔ اس اثنا مین مکند راج والی قاسم کوٹہ نے سرکشی پر کمر باندھی۔ برلاس خان اور غضنفر خان کو قید کر لیا۔ محمد قلی نے امین الملک کو ہمراہ سنکراج اور علم خان کو بھی ساتھ کیا۔ وینکٹ پتی والی پنکنڈہ۔ مکند راج کی مدد پر آگیا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سنکراج وعلم خان مارے گئے۔ مکند راج شکست کھاکر قاسم کوٹہ بھاگا۔ اور وہان برلاس خان اور غضنفر خان کو جو قید تھے قتل کر ڈالا۔ امین الملک نے وہان بھی تعاقب نہ چھوڑا۔ اب مکند راج مجبور ہوکر سیکا کول ومدرہ کے جانب بھاگا۔ اور قاسم کوٹہ پر قطب شاہی قبضہ ہوگیا۔ وینکٹ پتی نے گھبراکر صلح کرلی۔ اور امین الملک مکند راج کا تعاقب کرتا ہوا تپاپور پہنچا۔ راجہ رام چندر (جو تپاپور کا راجہ تھا) نے اطاعت اختیار کرلی۔ اور مکند راج بنگالہ کے طرف نکل گیا۔ ادہر ردیوار قوم نے ایلور۔ نردول۔ بہار جلی مین لوٹ مار مچادی۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ محمد قلی نے اون کی سرکوبی کے لئے عادل خان اور چنگیز خان کو حکم دیا۔ ان دونون نے وہان جاکر خاطر خواہ اون کی مرمت کی۔ اور سالانہ حسب سابق خراج ادا کرنے کا وعدہ لیکر واپس ہوئے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸۸)۔ بادشاہ کو لکھدیا کہ زہر دیکر کام تمام کر دیا گیا۔ اور اتبک وہ کسی مقام پر پوشیدہ رہکر اس وقت خروج کیا ہوگا۔ العلم عنداللہ۔ ۱۲ مولف۔

۱۰۰۰ھ میں جب ہندوؤن نے دیکھا کہ شہنشاہ اکبر نے دکن پر چڑہائی کی ہے۔ جس سے قطب شاہ اودہر مشغول ہوگیا ہے۔ اسلئے اب اونہون نے سرکشی کا منصوبہ باندہا۔ اور راوت راؤ و ہری چند و وسناد یو و مکند راج یہ چارون اکٹھے ہوکر امین الملک کے لشکر پر شبخون مارنا شروع کیا۔ امین الملک نے بہی کمال بہادری کے ساتہ مقابلہ کیا۔ راوت راؤ مارا گیا۔ لیکن بقیہ تینون نے ایک مدت تک مسلمانون کو پریشان رکہا۔ اور متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر چنگیز خان اور میر زین العابدین کی کوشش اور شاہ رضا خلف امین الملک کی ہوشیاری نے ہندوؤن کو نیچا دکہایا۔ ہری چند شکست کہاکر بہاگ گیا۔ بہت سے ہندو سردار گرفتار ہوئے وسناد یو نے مجبور ہوکر ۳۰ ہزار ہون ۵۰ ہاتہی سالانہ خراج پر اطاعت کرلی۔ بول باتر (جو مایۂ فساد تہا) کو مسلمانون نے وسناد یو سے صلح کرتے وقت اوس سے لے لیا۔ اور قید کیا۔ مکند راج جلمور کے قریب الورہ کے درہ مین مورچہ باندہ کر مستعد ہوا۔ چنگیز خان نے حملہ کرکے اوسکو نکالا۔ قلعۂ جلمور پر قطب شاہی قبضہ ہوگیا۔ اور مکند راج بنگالہ کے طرف بہاگ گیا۔ ۱۰۰۱ھ مین راوت راؤ کے بیٹے کسٹم راج نے سرکشی شروع کی۔ اور مکند راج کو بنگالہ سے بلا کر اپنا ہمراز بنایا۔ پہر مدورا اور لوتہوز کے قلعون پر قبضہ کیا۔ زین العابدین نے چنگیز خان۔ سید تاج۔ رضا خان وغیرہ کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ ہندو شکست کہاکر قلعۂ مدورا مین چہپے۔ گو مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ مگر آپس کی نا اتفاقی اور بے مذہبی تعصب کی وجہ سے کامیابی نہین ہوئی۔ اور ہندوؤن کی وہی سرکشی بدستور قایم رہی۔ اس وقت دہرما راؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ مکند راج کو قاسم کوٹہ کا کسی قدر علاقہ دیکر مطیع کرلینا چاہیے۔ مگر زین العابدین نے اس تجویز کو ہرگز نہ مانا۔ آخر دہرما راؤ نے بادشاہ سے عرض کیا۔ اور زین العابدین کے طرف سے خوب بہکایا۔ الغرض بادشاہ نے زین العابدین کو ۱۰۰۱ھ مین

واپس بلا لیا۔ اور اوسکی جگہ سید حسن ابن مصطفےٰ خان کو سپہ سالار کر کے بہیجا۔ اور حکم دیا کہ جلد اس فساد کا قلع و قمع کر دے۔ سید حسن نے وہان جاتے ہی ہری چند کو قولنامہ دیکر بلا لیا۔ اور اوسکی رائے سے سرحد کی حفاظت کے لئے تین قلعے بنائے۔ اور اون کے نام مصطفےٰ آباد۔ قطب شاہ آباد۔ محمد آباد رکہے۔ اب ہندؤن کو اپنی تاخت و تاراج مین وقت ہونے لگی مکندراج نے کستمراج کو محمد آباد پر قبضہ کرنے کے لئے بہیجا۔ مگر کستمراج مارا گیا۔ پہر اوسنے رسوا نیر کو سردار بنا کر روانہ کیا۔ یہ بہی قتل ہوا۔ پہر مکندراج نے اگین راجہ کو ۱۰ ہزار پیادون سے مصطفےٰ آباد پر بہیجا۔ اتفاقاً یہ بہی مسلمانون کے ہاتہ سے تمام ہوا۔ اور ایسے ہی بہیلہ راج کا بہی خاتمہ ہو گیا۔ جب ہندؤن کو یہ متواتر و مسلسل نقصان پہونچا تو اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ آخر مکندراج۔ سید حسن سے شکست کہا کر پہر بنگالہ چلتا بنا۔ چونکہ سلاطین قطب شاہیہ شیعہ مذہب کے تہے۔ اسلئے اکثر امرا بہی مذہب تشیع کے پیرو تہے۔ یہ لوگ کسی سُنی المذہب کو امورات سلطنت مین دخل دینا پسند نہین کرتے تہے۔ یہ تو ممکن نہ تہا کہ شیعہ کثرت سے ساتہ ملین۔ اسلئے تمام مالگزاری و نیز متفرق کامون پر ہندو مامور رہتے تہے۔ صرف چند اعلےٰ عہدے مسلمانون کے ہاتہ مین رہتے تہے۔ باقی ہنود ہی ہنود مامور بکار تہے۔ اس کثرت ہنود کے سبب سے یہ بہی ہوتا کہ رفتہ رفتہ بعض ہندو بادشاہ کی مزاج مین دخیل ہو کر وزارت کے رتبہ کو عملاً پہونچ جاتے۔ اور یہی وجہ تہی کہ یہان اکثر فساد برپا رہتے تہے۔ اب محمد قلی نے تمام اراکین سلطنت کو جمع کر کے اون سے تقرر وزیر اعظم کے نسبت رائے لی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دوست کو پیش کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے میر محمد مومن استر آبادی کی سفارش سے زبدۂ آل طہٰ و یٰسین مرزا محمد امین کو پسند کیا۔ اور سنہ ۱۰۰۱ھ مین اپنا وزیر اعظم اور جملۃ الملک بنایا۔ قلمدان وزارت الماس مرصع بجواہر عنایت کیا کہ جسکی روشنی سے آنکہین خیرہ ہوتی تہین۔ کہتے ہین کہ اس وزیر نے ہندؤن کے زور کو بہت

حکم کر دیا۔ اور سوادہی راؤ برہمن کو (جو بادشاہ کا بہت منہہ چڑہا تہا) نکال دیا۔ وزیر اعظم کی تنخواہ دولاکہہ ہون سالانہ مقرر تہی۔ ایک ہون ساڑہے چار روپیہ کا ہوتا ہے۔ جس سے نولاکہہ روپیہ سالانہ تنخواہ ہوتی ہے۔ اس وقت وزیر اعظم حیدر آباد دکن کو بہی اوس کا نوان حصہ تنخواہ ملتی ہے۔ الحاصل اسی زمانہ مین شاہ عباس والی ایران نے اپنے ایک رشتہ دار اوغلو سلطان کو بطریق ایلچی محمد قلی کے پاس بہیجا۔ اور بہت سے بیش بہا تحائف بہی روانہ کئے۔ محمد قلی نے ایلچی کی خوب آؤبہگت کی۔ اور بہت کچہ انعام واکرام دیا۔ مگر مغلون کی جنگ وجدال کے خوف سے یہ ایلچی دکن مین چہہ سال تک پڑا رہا۔ اور سنہ ۱۰۱۸ھ مین رخصت ہوا۔ محمد قلی نے اپنے طرف سے مہدی قلی سلطان کو ساتہہ بہیجا۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ سنہ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے کیا تہا۔ فرشتہ کا قول ہے کہ خود شاہ ایران کے بیٹے سے یہ شادی ہوئی۔ سنہ ۱۰۱۱ھ مین چند مغل پردیسی خصوصاً آگرہ۔ لاہور وغیرہ سے آکر حیدر آباد مین بس گئے تہے۔ ایک روز یہ مغل بغیر اجازت نشہ مین مخمور کہمبایت گہاٹ کے محلون اور باغون کے دیکہنے کو گئے۔ خواجہ سراؤن نے روکا۔ مگر یہ کب رکنے والے تہے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو علی آقا کوتوال کو حکم دیا۔ کہ مغلون کو باہر نکال دے۔ یہہ ہر کیا تہا۔ تمام شہر کے اوباش ان پردیسی سوداگرون کے مال پر ٹوٹ پڑے۔ خوب لوٹا۔ اور بہت سے مارے گئے۔ جس سے ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ آخر میر جملہ وزیر اعظم کی سعی سے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔ اسی سال محمد قلی کے حقیقی بہائی خدابندہ نے بغاوت برپا کی۔ اور شاہ راجو صاحب (جو حضرت سید محمد بندہ نواز کی اولاد مین تہے) نے اپنے بڑے بڑے مریدون کو مثلاً عبدالکریم حوالدار۔ انور خان فتح الملک حوالدار۔ حسن علی وغیرہ کو خدابندہ کے اعانت کی تحریک کی۔ اور یہ مشورہ ہوا کہ غریبون کو

مارکر وکہینون اور سینون کی بادشاہت قایم کیجائے۔ مگر اسکی خبر محمد قلی کو بہت جلد ہوگئی اوسنے
تمام مفسدون کو گرفتار کر کے قید کیا۔ اور چند روز کے بعد اون کو مار ڈالا۔ خدابندہ بہی
معہ زن و فرزند اسیر ہوکر تمام فواید دنیوی سے محروم کیا گیا۔ سنہ ۱۰۱۸ھ مین شاہزادہ پرویز کے
دکن آنیکی خبر گرم ہوئی تو قطب شاہی عملداری مین ہندؤن نے پہر سر اوٹہایا۔ اور وسناد دیو کو
سید حسن سپہ سالار قاسم کوٹہ پر بعالم غفلت مین حملہ کیا۔ مگر مسلمانون نے دلیری کر کے ہندؤن کو
شکست دی۔ جب محمد قلی کو معلوم ہوا تو چنگیز خان اور دہرما راؤ کو کمک کے لئے بہیجا۔
اب ہندؤن نے دیکہا کہ مشکل ہوئی تو اونہون نے ... تجویز ... کہ وسناد دیو کو ... کر کے
اوسکے بہتیجے کشنا راجہ کو گدی نشین کرین ... اس سرکشی اور فساد کا سدباب ہوجائیگا۔
وسناد دیو کو خبر ہوئی تو وہ ... کے بعد چل بسا۔ اب دہرما راؤ
بہی ہندؤن کی رائے سے اتفاق کر کے کشنا راجہ کو قاسم کوٹہ کا حاکم بنایا۔ اور کشنا راجہ نے
تین لاکہ ہون۔ تین سو ہاتہی اور ... سالانہ خراج داخل کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب
وہ مستقل ہوگیا تو ... پلٹ گیا ... دہرما راؤ اور چنگیز خان نے وہان جاکر کشنا راجہ کی
خوب درگت بنائی۔ اور ... ایک قلعہ تعمیر کیا اس کے بعد کشنا راجہ مجبور
ہوکر اطاعت اختیار کی۔ سنہ ۱۰۱۹ھ مین ... شاہ راجہ دستر نے سرکشی پر کمر باندہی۔ محمد قلی نے
آسے ماؤنامک وارثی کو ... مقرر کر کے اوسکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ لیکن کامیابی
نہ ہوئی۔ پہر بادشاہ نے سنہ ۱۰۲۰ھ مین ... وزیر اعظم کو معہ لشکر جرار اوسکے سر پر بہیجا۔ یہ بہی
بہت کچہ ہاتہ پیر مارے۔ مگر اوس کو مغلوب نہ کرسکے۔ جب محمد قلی کو خبر ہوئی تو مالک ... خانکو
۵ ہزار بندوقچی و بانکاری دیگر مدد کو بہیجا۔ اس اثنا مین محمد قلی کثرت شراب خواری کے باعث
بیمار ہوا۔ اور ۴۹ سال کی عمر مین بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ (۳۱) برس (۸) مہینے سلطنت

کرکے انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ ہلال محرم کے دیکہتے ہی سیاہ رنگ کا ماتمی لباس پہنتا تہا۔ اور تمام ممالک محروسہ کے مسلمانون کو ماتم کرنے کا حکم تہا۔ دو بڑے بڑے وسیع مکان ایک تو محل سرا اور دوسرا وسط شہر مین بنوایا تہا۔ جو آلاوہ کے نام سے موسوم تہے۔ جہان گریہ و زاری کے مجلسین ہوا کرتی تہین۔ علاوہ اسکے اکثر لوگ چاندی۔ سونے۔ تانبے۔ پیتل وغیرہ کے اقسام اقسام کی مورتین بناتے تہے۔ اور اون کو اپنے مکانات کی دیوارون مین لٹکاتے۔ ان مین ہاتہی۔ شیر۔ اور دنیا کی تمام جانورون کی صورتین ہوتین۔ بعض تو خیالی صورت گہڑ لیتے تہے۔ غرض بارہ روز تک یہ حالت رہتی۔ نوین دن محمد قلی ہاتہی پر سوار مجلسون کے دیکہنے کو نکلتا۔ یمین و یسار۔ امرا اور اراکین دولت ہوتے۔ اور ایک ہزار عورتون کے قریب بادشاہ کے آگے رقص کرتی اور کودتی اچہلتی چلتی تہین۔ ۱۷ تاریخ کو خود بادشاہ کے یہان مجلس ہوتی۔ ان تمام مجالس کا خرچ تقریباً چار لاکہہ روپیہ تہا۔ یہ بادشاہ سخی۔ فیاض۔ مسافر نواز بہت تہا۔ دار السلطنت مین کسی ہندو یا مسلمان۔ غریب یا امیر کی شادی یا ختنہ ہوتی تو حسب حیثیت اون کے جوڑا ملا کرتا۔ بعضون کو زر نقد بہی دیا جاتا۔ محمد قلی کو عمارتون کے بنانیکا بہی بہت شوق تہا۔ چنانچہ موسے ندی کا پرانا پل (یہ ۹۸۸ھ مین تعمیر ہوا) جامع مسجد (یہ ۱۰۰۵ھ مین تعمیر ہوئی) چار مینار (یہ ۹۹۹ھ مین تیار ہوا) چار کمان (یہ ۱۰۰۰ھ مین بنائی گئین) چار سو کا حوض۔ دار الشفا و کاروانسرا۔ محلات شاہی۔ داد محل۔ ندی محل۔ نبات گہاٹ۔ خداداد محل۔ محل باغ محمد شاہی۔ محل کوہ طور۔ عنبر خان محل۔ بادشاہی عاشور خانہ (۱۰۰۲ھ مین تیار ہوا) اسی بادشاہ کے بنائے ہوئے ہین۔ ان عمارتون کے سوا اور بہی بہت سے مکانات تعمیر کئے گئے تہے۔ میر ابو طالب جو محمد قلی کا ناظر الملک تہا۔ تعمیرات کے خرچ کی تعداد ستر لاکہہ ہون بتاتا ہے۔ آجکل کے حساب سے ایک ہون سات روپیہ سے زاید کا ہوتا ہے۔

جس سے تقریباً پانچ کروڑ روپیہ ہوتے ہیں۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن محمد امین بن سلطان ابرہیم قطب شاہ

چونکہ محمد قلی کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے محمد قلی کی وصیت کے بموجب میر محمد مومن وزیر اعظم نے محمد قلی کے مرتے ہی قلعہ مین جاکر سلطان محمد (جو محمد قلی کے بہائی محمد امین کا بیٹا تہا) کو تخت نشین کیا۔ اس وقت اسکی عمر ۲۱ سالہ تہی۔ ابراہیم عادل شاہ اور مرتضے نظام شاہ نے مراسم تعزیت و تہنیت کے ادا کرنے کے لئے اپنے اپنے ایلچی بہیجے۔ اس کے بعد سلطان محمد نے سنہ ۱۰۲۱ھ مین سید کمال الدین کو سپہ سالار مقرر کرکے راجہ دستر کے تصفیہ (یہ لڑائی محمد قلی کے زمانہ سے چہڑی ہوئی تہی) کے لئے روانہ کیا۔ راجہ دستر نے بہی بہ مقتضائے مصلحت اطاعت کرلی۔ ۵ رجب سنہ ۱۰۲۶ھ کو میر مکی اور جادو رائے ایلچیان شہزادہ خرم حیدر آباد آئے۔ چونکہ مملکت دکن مین مغلون کا غلبہ روز افزون ترقی پر تہا۔ ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر نظام شاہی نے بہی مغلون کی اطاعت اختیار کرلی تہی۔ اسلئے سلطان محمد نے ان ایلچیون کی آو بہگت اچہی طرح کی۔ اور ۱۵ لاکہہ پیشکش روانہ کیا۔ اور جس زمانہ مین کہ شہنشاہ جہانگیر۔ اپنے بیٹے شاہجہان پر نورجہان کے بہکانے سے خفا ہوا۔ اور شاہجہان کے ہمراہیون نے علیحدگی اختیار کی تو شاہجہان پریشانی کی حالت مین قطب شاہی عملداری مین سے ہوتا ہوا چینا پٹن آیا۔

بنذ۔ سلطان محمد ۲۳۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ھ مین پیدا ہوا۔ چار سال کی عمر مین باپ مرگیا۔ محمد قلی نے بیٹے کے طور پالا۔ اور محمد نام رکہا۔ ہمیشہ ظل اللہ کے لقب سے پکارا کرتا تہا۔ سنہ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی حیات بخش بیگم سے شادی کردی۔ اس شادی مین (۴۰) ہزار خلعت تقسیم ہوئے۔ اور ایک مہینے تک جشن ہوتا رہا۔ ۱۲۔ مولف۔

سلطان محمد نے اسموقع پر شہزادہ کی نہایت خاطرداری کی۔ اور بہت بڑی پیشکش بھیجی سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین شاہ عباس والی ایران کا ایلچی حسین بیگ قبچاقی اداے مراسم تعزیت وتہنیت کے لئے آیا۔ سلطان محمد نے میر زین العابدین مازندرانی کو اوسکی مہمانداری کے بندوبست کے لئے وابل بھیجا۔ جب ایلچی سرحد مین داخل ہوا تو ابنیا قلی خان استقبال کو گیا۔ خود بادشاہ نے بھی کالے چبوترہ تک مشایعت کی۔ ایلچی نے والی ایران کے تحالیف جس مین تاج مرصع۔ شمشیر و خنجر مکلل بجواہر۔ ۵ گھوڑے ہاتھی پیش کئے۔ اور دو برس چار مہینے تک وہ یہان رہا۔ سالانہ نو ہزار روپیہ ایلچی کو اخراجات کے لئے دئے جاتے تھے۔ آخر ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۵ مین ایلچی رخصت ہوا۔ ۴ ہزار ہون مدد خرچ راست کے لئے بادشاہ نے عطا کئے۔ اور ابن خاتون کو اپنی طرف سے ایران بھیجا۔ ۲۸ شوال سنہ ۱۰۲۲ کو سلطان محمد کا سب سے بڑا بیٹا عبداللہ مرزا پیدا ہوا۔ منجمون نے زائچہ دیکھکر کہا۔ کہ بادشاہ کو چاہئے کہ شہزادہ کی صورت بارہ برس تک نہ دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ تقریباً بارہ برس زندہ رہا۔ مگر اس زمانہ کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آئے یہ معلوم نہین کہ اس عرصہ مین سلطان محمد کو کسی سے جنگ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یا نہین۔ اور سلطنت کا انتظام کس طریق پر رہا وہ بھی نہین کھلتا۔ یون تو تاریخ قطب شاہی ہر طرح ہی ناکامل ہے۔ مگر سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ کی تو تاریخ ہی نہین ہے۔ الحاصل جب شہزادہ نے بارھوین سال مین قدم رکھا تو بادشاہ نے بڑی دھوم دھام سے جشن کیا۔ اور باپ نے بیٹے کی صورت کو دیکھا۔ گو منجمون کے کہنے کی تعمیل پوری پوری کی گئی مگر تب بھی بادشاہ ہلاکت سے نہ بچا۔ دوسرے یا تیسرے روز بادشاہ کو بخار آیا۔ یونانی اور مصری حکیمون کی اختلاف رائے سے مرض مین ترقی ہوئی۔ ۱۳ رجمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ کو ۳۴ سالہ عمر مین راہی خلد برین ہوا۔ یہ بادشاہ صوم وصلواۃ کا بڑا پابند تھا۔ کہتے ہین کہ جس وقت بادشاہ کو

مسجد کی بنیاد رکہنے کے لئے ایسے آدمی کی تلاش ہوئی (جس کی کبہی تہجد کی نماز بہی قضا نہوئی ہو) تو بجز سلطان محمد قطب شاہ کے اور کوئی آدمی نہ ملا۔ اور اسی باعث خود سلطان محمد نے بنیادی پتہر اپنے ہاتہ سے قایم کیا۔ بادشاہ کو تاریخ کا بہت شوق تہا۔ شعر بہی خوب کہتا تہا۔ حیدرآباد کے جامع مسجد کی تعمیر (جواب مکہ مسجد سے موسوم ہے) اسی بادشاہ کے عہد حکومت مین شروع ہوئی تہی۔ مگر اوس کے ختم ہونے سے پہلے بادشاہ کی عمر ختم ہوگئی۔ پہر عبد اللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ نے بنایا۔ اور عالمگیر نے ختم کیا۔ تاریخ قطب شاہی مین اس مسجد کا خرچ تیس لاکہہ ہون (تقریبا سوا کروڑ روپیہ) بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ تعداد بظاہر بعید القیاس معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب ہم ٹیورنیر ایک فرانسیسی جوہری کی تحریر دیکہتے ہین تو وہان بہی شک کرنے کا موقع نہین رہتا۔ کیونکہ وہ اس مسجد کی تیاری کے لئے جو مصالحہ و سامان وہان موجود تہا اوسکو دیکہکر کہتا ہے کہ جب یہ مسجد بنجائیگی تو ہندوستان تو کیا ایشیا بہر مین ایسی مسجد نہ نکلیگی۔ واقعی اسکی تیاری کا سامان تو ایسا ہی کیا گیا تہا۔ مگر سلطان محمد کی بے وقت موت اور آئندہ کے انقلابات و ترددات سلطنت نے اوس ارادہ کو پورا نہونے دیا۔ ادہر جون تون پورا کردیا گیا۔

سلطان محمد نے اپنے آخری زمانہ مین ایک اور شہر کی بنیاد سلطان نگر کے نام سے (سرور نگر کے متصل شرقی جانب) ڈالی تہی۔ بیرونی حصار اور چند مکانات بہی تیار ہوئے تہے۔ مگر بادشاہ کے مرنے سے کام موقوف ہوگیا۔ اس ناتمام عمارت مین ۱۴ لاکہہ روپے صرف ہوگئے تہے۔ اس کے علاوہ بادشاہ نے قلعۂ گولکنڈہ کے قریب سلطان پور کے نام سے ایک قصبہ بہی آباد کیا تہا۔ بادشاہ کو پانچ بچے تہے۔ ایک تو عبد اللہ مرزا (جو بادشاہ ہوا) دوسری ایک لڑکی (جو سلطان محمد عادل شاہ سے بیاہی گئی) تیسرا شاہزادہ محمد ابراہیم مرزا (کہتے ہین کہ ابراہیم عادل شاہ

کی دختر کے بطن سے تہا۔ مگر ہمارے نزدیک ابراہیم عادل کی لڑکی اسکو منسوب نہین ہوئی۔
محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی اوس کو دی گئی تہی۔ غالبا یہ کتابت کی غلطی ہے) باقی دو لڑکے
ایک عورت خورشید بی بی سے تہے۔ یہ بیگم تو سلطان محمد کی زندگی ہی مین مرگئی تہی۔ مگر لڑکے
عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ مین موجود تہے۔

سلطان عبد اللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

سلطان عبد اللہ قصر نشین محمدی محل مین تخت نشین ہوا۔ دوسرے روز ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ
کو دربار عام کیا۔ تمام امراء کو خلعت و مناصب عطا ہوئے۔ اور بادشاہ کی خورد سالی کے
باعث پیشوا کی ضرورت پڑی۔ سلطان عبد اللہ کی دادی زندہ تہی۔ اوسنے بعض خواجہ سراؤن
کے اتفاق سے اپنے داماد شاہ محمد ابن شاہ علی عرب شاہ پیرزادہ کو پیشوا مقرر کرادیا۔
منصور خان حبشی (جو سابق مین لشکر رکاب کا حوالدار تہا) میر جملہ کیا گیا۔ مرزا روزبہان اصفہانی

نبذہ۔ سلطان عبد اللہ کے پیدا ہونے پر جب منجمون نے بارہ برس تک بادشاہ کو بیٹے کی صورت نہ دیکھنے کی تاکید کی تو
بادشاہ نے شاہزادہ کی پرورش میر قطب الدین نعمت اللہ کے تفویض کی۔ جو بادشاہ کے رشتہ دارون مین تہا۔
جب قطب الدین ۵ سال کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے اپنے داماد مرزا شریف کو شہزادہ کی پرورش کے لئے
مقرر کیا۔ ملک مبارک و ملک یوسف خواجہ سرا بہی خدمت مین رہنے لگے۔ تین برس کے بعد مرزا شریف بہی چل
بسا۔ اب میر محمد مومن کی صلاح سے خواجہ مظفر علی اس کام پر مقرر ہوا۔ مولانا حسین شیرازی قرآن شریف کی تعلیم دینے
لگا۔ دس برس کی عمر مین مظفر علی مرگیا۔ اور مولانا حسین شاہزادہ کی نگرانی کرنے لگا۔ اسکے بعد مولانا حسین کا بہی انتقال
ہوگیا۔ اور میر محمد مومن رکن اعظم نے بہی قضا کی۔ اسکے بعد خود بادشاہ بہی رحلت فرمایا۔ اب منصور خان حبشی

معزول ہوا۔ جسے سلطان محمدؒ نے عرف دوری جھینیے سے خواجہ افضل ترک کو موقوف کرکے
سرخیل کیا تہا۔ اب منصور خان حبشی کی سفارش سے خواجہ افضل پہر سرخیل ہوا۔ چار لاکہہ ہون
کی جاگیر مشیر و ملی اوسکو دی گئی۔ چونکہ سلطان عبداللہ۔ شاہ محمد کی نا قابلیت سے ناراض تہا۔
اسلیے جب علامہ شیخ محمد الشہیر ابن خاتون ایران کی سفارت سے واپس آیا تو وسے نایب پیشوا مقرر کرکے مشو
کی طرح تخت کے پاس بیٹہنے کی اجازت دی۔ اور اوسی کو اپنا دبیر بہی مقرر کیا۔ اب شاہ محمد
اور ابن خاتون مین رنج پیدا ہو گیا۔ اودہر منصور خان حبشی بے علم ہونے کے باعث (جو بہت و
برہمنون کی مدد سے کام کرتا تہا۔) منصب میر جملگی کے ہندو ہی مالک ہو گئے۔ ملک یوسف
ملک عنبر (جو سلطان محمدؒ کے بڑے مقرب ہتہے) امارت سے گرا دئے گئے۔ اور ملک عنبر کے
تین سو گرجی و حبشی غلام اوس سے لیکر لشکر شاہی مین شامل کئے گئے۔ ان مین سے چار آدمیکو
فیروز خان۔ آدم خان۔ یاقوت خان۔ جمشید خان۔ کے خطابات دیکر فوجون کا سردار کیا گیا۔
قاسم بیگ کوتوال۔ حسن بیگ نایب کوتوال۔ مرزا قاسم بیگ اردستانی۔ ناظر الممالک
اعتماد راؤ۔ دبیر فرامین ہندی۔ نارایں راؤ۔ مجموعہ دار یعنی مستوفی الممالک۔ سوری راؤ۔ نسب نویس
مقرر ہوئے۔ دہرماراؤ و آسی راؤ بدستور اپنی اپنی خدمات پہ بحال رہے۔ اس اثنا مین
ابراہیم عادل شاہ۔ برہان نظام شاہ ثالث۔ شہزادہ شاہجہان کے پاس سے تعزیت و تہنیت
کے لیے ایلچی آئے۔ کمال آؤ بہگت کی گئی۔ اور شاہ جہان کے ایلچی کو پیشکش کے ساتہہ
رخصت کیا گیا۔ جب شاہ جہان بادشاہ ہوا تو سلطان عبداللہ نے ایلچی کے معرفت مراسم
تعزیت و تہنیت ادا کیے۔ اور حسب معمول پیشکش بہی بہیجا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹۸)۔ ملک الیاس ملک یوسف ملک عنبر نے شہر کا مبندوبست کیا۔ اور سلطان عبداللہ کو تخت پر بٹہایا۔

سلطان محمد قطب شاہ ۱۲ ربیع الاول سے بارہ روز تک جشن میلاد النبی نہایت تکلف سے کرتا تہا۔ اور محرم شریف کے ایام [illegible]
تمام حکم دیدیا تہا کہ نوبت نقارے نہ بجائے جائیں اور کوئی شخص گوشت پان نہ کہائے۔ قصابوں اور تنبولیوں کی دوکانیں بند رہتی
تہیں۔ تمام ہندو اور مسلمانوں کو ماتم کرنیکا حکم تہا۔ ملازموں نوکروں۔ مرثیہ خوانوں کو سیاہ و کبود جامے سبز و سیاہ عمامے [illegible]
محرم کے بعد بادشاہ کو [illegible] پر کامل ایک مہینے تک عیش اوڑاتا تہا۔ اور نوجوانی کے باعث
بادشاہ کی طبیعت عیاشی کی جانب بہت مائل رہتی تہی۔ جب بادشاہ کی یہ حالت ہوئی تو
امراء نے قوت پیدا کی۔ خصوصاً منصور خان حبشی بڑا متکبر ہوگیا تہا۔ کوئی دوسرا امیر یا شرار
اسکی نگاہ میں نہیں بہرتا تہا۔ اور شاہ محمد اور قاسم بیگ کوتوال کا دشمن بنگیا تہا۔ اب اوسنے
ارادہ کیا کہ کسی دوسرے کو کوتوال مقرر کرے۔ اسلئے مرزا سید محمد اسفرائنی کو (یہ سلطان
محمد قطب شاہ کا پہلے ندیم تہا۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے حرمین شریفین کے زیارت کا بہانہ کرکے
چلا گیا۔ اور جہانگیر کا ملازم ہوگیا۔ ۲۹ شوال ۱۰۳۷ھ کو شاہجہان نے اوسے ہزار مہر عنایت
کی تہیں)۔ [illegible] وہیں رہتا تہا۔ مگر یہ منصور خان کے زمانہ حیات میں یہان نہیں آیا)
ہندوستان [illegible] سے بلا دیا۔ [illegible] اثنا میں قاسم بیگ کوتوال نے خود بخود خدمت کوتوالی سے استعفا
دیدیا۔ منصور خان کو یہ موقع اچہا ملا۔ اوس نے فوراً ملا محمد تقی قریشی حوالدار کو مچہلی پٹن سے
طلب کیا مگر بادشاہ کے روبرو پیش کرنیکا موقع نہ ملا۔ اس عرصہ میں حسن بیگ نائب کوتوال
نے کوتوالی کا کام اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ بادشاہ نے اوسکو کوتوال کرکے اپنا مقرب بنایا۔
منصور خان نے دیکہا کہ میری بات نہ چلی تو اوسنے ملا محمد تقی کو اپنے پاس رکہلیا۔ اور سرخیلی
کا تمام کام اوس کے تفویض کیا۔ اتفاقاً غرۂ محرم ۱۰۳۰ھ کو منصور خان مرگیا۔ سرخیلی کا جہگڑا
پیش ہوا۔ چونکہ ملا محمد تقی ایک سال سے اس کام کو انجام دیرہا تہا۔ اسلئے بادشاہ نے
اوس سے پیشکش معمولی لیکر سرخیلی کا عہدہ دیدیا۔ ملا نے مقدمات دیوانی کے ضبط [illegible]

توجہ کی کہ خیانت کا نام مٹا دیا۔ نارائن داؤ مجموعہ دار پر پانچ لاکہہ ۳۵ ہزار کی غبن نکالی۔ اور یہ
روپیہ وصول کرکے خزانہ عامرہ مین داخل کیا۔ اور کتنے ہی متمرد چودہریون کا سر قلم کر دیا۔ بادشاہ
اوسکی کارگزاری سے خوش ہوکر شریف الملک کا خطاب عطا کیا۔ اور قلمدان مرصع جو مرزا محمد امین
کے بعد کسی کو نہین دیا گیا تہا۔ وہ اوسے بادشاہ نے دیا۔ انہین ایام مین شاہجہان کے
لشکرکشی کی خبر شایع ہوئی۔ بادشاہ نے ملا کو پچاس ہزار ہون اور منصب سرداری علاوہ منصب
سرخیلی کے مرحمت کرکے نئی فوج کے بہرتی کرنے کا حکم دیا۔ ملا نے غریب۔ دکہنی۔ عرب۔
افغان فراہم کرکے ایک فوج تیار کی۔ اور اپنی حسن کارگذاریون سے روزبروز ترقی حاصل
کرنے لگا۔ اب بادشاہ نے سرداری عین الملکی (جو منصور خان سے متعلق تہی) آدم خان
حبشی کو دی اور حوالداری فوج رکاب منصور خان کے بیٹے کو عنایت ہوئی۔ اسی زمانہ مین
میر ابو المعالی دیانت خان عامل مرتضٰے نگر و مچہلی پٹن رعایا کے ہاتہ مارا گیا۔ اور خواجہ افضل
ترک عامل سقر رہو کر وہان گیا۔ اور بد معاشون کو چن چن کر قتل کیا جس سے غریب رعایا کو
امن ملا۔ ادہر شاہجہان نے باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ کو قطب شاہی عملداری پر
چڑہائی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک ایلچی شیخ محی الدین نام قطب شاہ کے پاس
معہ تحائف اسلئے بہیجا۔ کہ وہان کے حالات سے اطلاع دے۔ اور پیشکش وصول کرکے
روانہ کرے۔ یہان قطب شاہ نے ایلچی کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور باقر خان نے قطب شاہ
اکثر قصبات و پرگنات پر قبضہ کر لیا۔ گو قطب شاہ نے اوسکی مدافعت کے لئے فوج بہیجی۔
مگر حریف غالب رہا۔ منصور گڈہ۔ کہیراپارہ وغیرہ باقر خان کے تصرف مین آئے جس سے
قطب شاہی عملداری مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اکثر زمیندار سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ملیا
چودہری کلبگور نے علانیہ بغاوت برپا کی۔ شریف الملک نے یولچی بیگ کو بارہ ہزار سوار سے

اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جسنے وہان جاکر دفعتاً حملہ کردیا۔ ایلچی مارا گیا اور اوس کا تمام اسباب ضبط ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے باقرخان کی مداخلت روکنے کے لئے خواجہ افضل ترک کو (جو مرتضیٰ نگر کا حاکم تہا) قاسم کوٹہ بہیجا۔ اور شاہ محمد کو خدمت پیشوائی سے موقوف کرکے امین خاتون کو پیشوا بنایا۔ شاہجہان کا ایلچی جو ایک مدت سے حیدرآباد مین ٹہیرا ہوا تہا۔ ۴ لاکہہ روپیہ کے تحایف ہدایا بطور پیشکش حوالہ کرکے رخصت کیا۔ اس اثنا مین سید محمد استرابادی (جسکو منصور خان نے بلایا تہا) ہندوستان سے آیا۔ اس وقت کوئی عہدہ خالی نہ تہا۔ اسلئے بادشاہ نے ۵ ہزار سالانہ اوسکا مقرر کرکے ندیمون مین داخل کیا۔ جب شاہجہان کے پاس قطب شاہ کی پیشکش اور درخواست پہنچی تو اوس نے اون تعلقات مفتوحہ کو جو باقرخان نے فتح کئے تہے قطب شاہ کو واپس دیدیا۔ ۶ رمضان ۱۰۴۰ھ روز چہارشنبہ قطب شاہ کو لڑکی پیدا ہوئی قطب شاہ نے اس خوشی مین انعام واکرام تقسیم کیا۔ اور تمام بازارات مین شیرینی بانٹی گئی۔ ۱۹ شوال ۱۰۴۰ھ کو ملا تقی شریف الملک نے رحلت کی۔ بادشاہ نے مرزا حمزہ استرابادی کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ مین ویموجی کا ٹہیا مرہٹہ دو تین ہزار سوار سے (یہ سابق مین نظام شاہ کا ملازم تہا) قطب شاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اوسکو معہ فوج ملازم رکہہ لیا۔ مگر ایک ہی ہفتہ کے بعد مر گیا۔ اور سیوجی ہرکارہ نظام شاہی کو اپنا وصی کر گیا۔ بادشاہ نے متوفی کے بہائیون اور بیٹون کو طلب کرکے خلعت و انعام دیا۔ اور تین لاکہہ کی جاگیر مقرر کی۔ ۲۰ گہوڑے اور ۵ ہاتہی بہی مرحمت کیا۔ ۲۷ صفر ۱۰۴۱ھ روز چہارشنبہ کو (علی الصباح چاہ ہیینے کی بارش ہونے سے) دریائے موسے مین ایسا سخت شدت سے سیلاب آیا۔ کہ پل پر سے پانی چلنے لگا۔ اور شہر کے اندر گہس گیا۔ تمام عمارات و مکانات ڈہا دئے۔ سنہ ۱۰۴۱ ہجری

مین سلطان عبداللہ کی داڑھی منڈانے کے جشن کی تیاریاں شروع ہوئین۔ اُس زمانہ
مین دکن کا دستور تھا کہ جب پہلے ہی کوئی داڑھی منڈاتا تو اُس کی خوشی کرتا۔ سلطان عبداللہ
کی مان حیات بخش بیگم نے اس جشن کا ذمہ لیا۔ اور [illegible] مگر (جسکو بیگم نے آباد کرایا تھا)
مین جشن کی تیاری کی گئی۔ چنانچہ ۲۴ رجب [illegible] کو سلطان [illegible] حیدرآباد۔
دوسرے روز منصور آباد تیسرے روز حیات [illegible]۔ [illegible] روز جشن ہا خلعت و انعام
تقسیم کئے گئے۔ کہتے ہین کہ اس جشن مین دو لاکھ [illegible] خرچ ہوئے۔ بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ
ایک اور بیٹی سلطان عبداللہ کو پیدا ہوئی [illegible]۔ [illegible] الدولہ سنہ ۱۰۴۲ھ مین بادشاہ نے
اس خاتون کو پیشوائی سے معزول کرکے میر محمد رضا استرآبادی کو پیشوا مقرر کیا۔ ان دنون
مہابت خان سپہ سالار شاہجہان کی قلعۂ دولت آباد پر آنے کی خبر تھی۔ اہل قطب شاہ
نے سرحد کی حفاظت کے واسطے توجہ بھیجی۔ اسی سال سلطان عبداللہ کی بہن کا نکاح محمد عادل شاہ
سے ہوا۔ ۹ شوال ۱۰۴۳ھ کو اس خاتون پھر پیشوا بنایا گیا۔ اور ۱۰۴۵ھ مین شیخ عبداللطیف
ایلچی کے ذریعہ شاہجہان نے ایک فرمان عبداللہ قطب شاہ کے پاس روانہ کیا۔ جس مین
پیشکش کی طلبی اور خطبۂ اثنا عشری کے موقوفی کے نسبت تحریک تھی۔ سلطان عبداللہ نے
سفیر کی کمال خاطرداری کی۔ اور خطبۂ اثنا عشری کو موقوف کرکے خطبۂ چار یاری پڑھوایا۔
اور خطبہ مین خلفاے راشدین کے نام کے بعد شاہجہان کا نام بھی داخل کیا۔ شاہجہان کے
نام کا سکہ مسکوک کیا گیا۔ بعد ازان ۴۰ لاکھ روپیہ کا پیشکش شیخ عبداللطیف سفیر کے ہاتھ
شاہجہان کے پاس بھیجا۔ اور ایک عرضی بھی اپنے سفیر محمد طاہر کے ذریعہ روانہ کی۔ سنہ ۱۰۴۶ھ
مین شاہجہان نے عبداللطیف سفیر اور نہال چند جوہری (جو سفیر کے ساتھ گولکنڈہ ہو آیا تھا)
کی تعریف و توصیف پر سلطان عبداللہ کے ہاتھ مین جو بیش بہا یاقوت کی انگشتری ہمیشہ رہتی تھی

طلب کیا - سلطان عبداللہ کو بجز بھیجنے کے کچھ بن نہ پڑا - چار ونا چار انگشتری کو بھجوا دیا - اس انگشتری کی قیمت ۵۰ ہزار قرار پائی - جو پیشکش مین محسوب ہوئی - بعد ازان شاہجہان نے سلطان عبداللہ کو ایک عہدنامہ لوح زرین پر رقم کرکے روانہ کیا - اسی زمانہ مین خاندوران (جو بیجاپور کی تاخت پر آیا تھا) نے قطب شاہ سے ایک عمدہ ہاتھی گجموتی نام لیکر بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا - ۱۰۵۰ھ مین جب محمد عادل شاہ نے اپنی فوجین کرناٹک کے طرف بھیجین اور جدید ممالک فتح کرنا شروع کئے تو عبداللہ قطب شاہ نے بھی اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے جدید علاقون کا تسخیر کرنا ضروری سمجھا - اور میر محمد سعید[1] میر جملہ کی سپہ سالاری مین فوجین روانہ کین - چنانچہ میر جملہ نے کرناٹک کا ملک بہت کچھ فتح کیا جسکا طول ڈیڑہ سو کوس اور عرض تیس[2] کوس - چالیس لاکھ روپیہ آمدنی تھی - اس مین الماس کی کان بھی تھی - پہلے قطب شاہی سرحد کھمم تک تھی - اب کنجی کوٹہ تک ہوگئی - اسی زمانہ مین ایک فرانسیسی - سوداگر ٹیورنیر نامی دکن آیا تھا جس نے میر جملہ سے ملاقات کی - اور گولکنڈہ کے الماس کے کانون سے بہت کچھ الماس خریدا - مدتون یہان رہا - اس کے بعد بھی ٹیورنیر اور پانچ مرتبہ ممالک مشرقی کو آیا - ایک اور سیاح موسیو تھیونو بھی اسی زمانہ مین

[1] نوٹ - مورخون نے لکھا ہی کہ میر محمد سعید قوم کا سید باشندہ ایران تھا - اردستان نواح اصفہان مین پیدا ہوا تھا - اس کے والدین خاندانی تھے - مگر غربت سے کے اسیر تھے - اسنے لکھنا پڑہنا سیکھکر ایک جوہری کے پاس نوکر ہوگیا - یہ جوہری اکثر گولکنڈہ آیا کرتا تھا - جب وہ جوہری مرنے لگا تو سب مال و اسباب محمد سعید کو دیدیا - پھر اسنے تجارت مین بہت دولت پیدا کی سلطان عبداللہ اسکی لیاقت کو دیکھکر نوکر رکھہ لیا - اور روز بروز ترقی دیکر سپہ سالار کیا - اور میر جملہ کا خطاب دیا - موسیو تھیونو لکھتا ہی کہ وہ اصفہان کے ایک تیلی کا بیٹا اور اتنا بڑا امیر تھا کہ اوس کے پاس بیس[2] اوقیہ کے برابر ہیرے تھے - ڈاکٹر برنیر لکھتا ہی میر جملہ بادشاہ گولکنڈہ کا وزیر اور اوسکی تمام فوج کا سپہ سالار تھا - گو خاندانی نہ تھا مگر ذی لیاقت ضرور تھا - میر جملہ اکثر

دکن وارد ہوا تہا۔ ان دونون کے سیاحت نامے انگریزی مین موجود ہین حال ہی مین اون سفر
نامون کے چند ابواب کا (جو خاص دکن کی سیاحت سے تعلق رکہتے ہین) ترجمہ سررشتہ علوم وفنون
سرکار نظام مین کیا گیا ہے۔ ہم یہان بلحاظ طوالت اون سفرنامون کے حالات قلم انداز کرتے ہین
اس زمانہ مین دکن کی طبی حالت نہایت خراب تہی دیہات وقصبات مین اکثر بڈہے اور معمر لوگ
(جنکو اپنی عمر مین بیماریون کا تجربہ ہوچکا ہوتا تہا) جنگلون سے بوٹیان اور جڑیان توڑ لاکر مریضونکو
دیتے ہتے۔ بادشاہون اور امیرون کے پاس طبیب لوگ اسقدر کم ہتے۔ کہ اون کی گنتی انگلیون پر
ہوسکتی تہی۔ فن جراحی تو اونہین مطلق نہ آتا تہا۔ جس وقت مسٹر جیپٹر (قوم ڈچ) سفیر بٹاویہ سے
سلطان عبد اللہ کے پاس قطب شاہی عملداری مین تجارتی کوٹہیان کہولنے کے لئے ڈچ کمپنی کے
طرف سے آیا تو اوسکے ساتہ ایک ڈاکٹر ویلان نامی بہی تہا۔ جب سلطان کو ڈاکٹر کی خبر ہوئی تو
اوسنے باصرار مسٹر جیپٹر سے اوسکو لے لیا۔ اور تین ہزار دو سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکہا۔ چونکہ سلطان کے
سر مین اکثر درد ہوا کرتا تہا۔ اسلئے نظام الدین احمد طبیب کی رائے سے زبان کے نیچے اوس
ڈاکٹر کے ہاتہ سے فصد کہلوائی۔ تین سو ہون انعام دیا۔ اسکے بعد بادشاہ کی بیگم اور والدہ نے بہی
اپنی اپنی فصد کہلوائین۔
سلطان عبد اللہ کو اولاد ذکور نہ تہی۔ صرف تین بیٹیان تہین۔ سنہ ۱۰۶۲ھ مین ایک شخص سید احمد نام

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۴)۔ ہیرون کی کانون کے ٹہیکے لیا کرتا تہا۔ اوس کے پاس ہیرون کی اسقدر کثرت تہی کہ اون کا شمار نہوتا تہا۔
بلکہ ہیرون سے بہرے ہوئے ٹاٹ کے تہیلے گن کے جاتے ہتے۔ میر جملہ اپنی ذات سے بہی پانچہزار سوار نوکر رکہتا تہا۔ ۲ احمد نگر
تہا۔ ایک شخص سید معصوم ابن میر غیاث الدین بن سید منصور شیراز کا رہنے والا تہا۔ اور علمی لیاقت کے باعث مخلوق
نے سید معصوم کو استاد البشر کا خطاب دیا تہا۔ شیراز مین اس کا ایک مدرسہ بہی تہا جسے مدرسہ منصوریہ کہتے ہتے شاہ عباس

عرب سے گولکنڈہ آیا۔ اور شاہی محل سرا کے دروازہ پر بستر اجمایا۔ کسی سے بابت نہیں کرتا تھا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو ایک مقرب کے ذریعہ اوسکی خواہش دریافت کی گئی۔ سید احمد نے اوس مقرب کو اس سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص بڑا دانشمند اور عالی خاندان ہے۔ مقرب نے تمام حال بادشاہ سے جاکر عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنے دربار مین بلایا۔ اور اوس کی باتون سے بہت مسرور ہوا۔ لیکن جب اوسنے کہا کہ مین شہزادی سے نکاح کرنے آیا ہون تو اوسکو حیرت ہوئی۔ تمام لوگ دیوانہ خیال کرنے لگے۔ پہر سید احمد نے کہا کہ اگر میرا نکاح شاہزادی سے نہ ہوگا تو اس ملک پر بلا نازل ہوگی۔ بادشاہ یہ سنکر جلیخانہ بہیجدیا چند روز قید مین گذرے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک جہاز مین سوار کراکے عرب کو روانہ کردیا۔ دو سال بعد پہر سید احمد گولکنڈہ آیا۔ اس دفعہ کچھ ایسی کارروائی کی کہ شاہزادی کی شادی اوس سے ہوگئی میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ سید احمد اور سید سلطان دو شخص نجف کے رہنے والے سید تھے۔ میر جملہ نے اپنی لڑکیون کی شادی اون سے کرنے کے لئے اونہیں بلایا تھا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ مین ان دونون کو اپنی بیٹیان دونگا۔ چنانچہ بادشاہ نے سید احمد کو بڑی بیٹی دیدی۔ اس اثنا مین بادشاہ نے مکہ مسجد کی تعمیر (جو سلطان محمد کے زمانہ مین ناتمام رہگئی تہی) کو آغاز کرنا چاہا۔ لیکن سید احمد نے یہ کہکر موقوف کرایا کہ اگر یہ مسجد تیار ہوئی تو قطب شاہی عملداری

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۵) صفوی کی بہن جب زیارت حرمین شریفین کو جانے لگی تو بادشاہ نے سید معصوم کو بلحاظ اعلی شہرت کے اپنی بہن کے ساتھ کردیا۔ تاکہ ایام حج مین وہ شہزادی کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ مگر راستہ مین سید معصوم کو شاہزادی سے تعلق ہوگیا۔ اور عرب مین جاکر ان دونون نے نکاح کر لیا۔ اب شیراز واپس جانیکی کوئی صورت نہ تہی۔ مدینہ مین یہ دونون رہنے لگے۔ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سید احمد نام رکہا گیا۔ جب سید احمد جوان ہوا تو مدینہ مین ایک عورت سے نکاح کرلیا

پر آفت نازل ہوگی۔ چونکہ بادشاہ داماد کی بات بہت سنتا تہا۔ اسلئے تعمیر کو ملتوی کرادیا۔ اب
میر جملہ کے حالات سنئیے۔ کہ جب اوس نے کرناٹک کے ملکون کو فتح کیا تو اس کے بعد پادشاہ نے
اوسکو ریاستے گوداوری کے کنارے کے راجاؤن کو مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس موقع پر
بعض مفسدون نے پادشاہ کو سمجہایا کہ آجکل میر جملہ کی قوت بہت بڑہ گئی ہے۔ اور دولت بہی بیشمار
ہے۔ اور اب وہ اپنے بیٹے کو تخت نشین کرنا چاہتا ہے۔ پادشاہ بہی مفسدون کے دام مین آگیا
اور محمد امین کا خاتمہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ ان مفسدون نے تین چار مرتبہ اوسکو زہر دینے کی کوشش
کی۔ مگر ناکام رہے۔ اور یہ راز محمد امین پر کہل گیا۔ اوسنے فورًا باپ کو اس سے اطلاع دی۔ میر جملہ نے
بیٹے کو لکہا کہ پادشاہ سے اجازت لیکر یہان چلے آؤ۔ لیکن یہان تو پادشاہ نے اوسپر نگرانی رکہی
تہی۔ کسی طرح جانا ممکن نہ ہوا۔ چونکہ محمد امین مین تحمل و بردباری نہ تہی۔ اسلئے اوسی وقت غصہ مین
پادشاہ کے پاس گیا۔ اور کسی قدر گستاخانہ گفتگو کی جسکی پاداش مین پادشاہ نے محمد امین کو
مع اوس کی مان اور بہنون کے گرفتار کرکے جیلخانہ بہیجدیا۔ جب میر جملہ کو معلوم ہوا تو بہت
پریشان ہوا۔ اور شاہ شجاع (جو بنگالہ کا صوبہ دار تہا) سے مدد چاہی۔ مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اب
اوسنے اورنگ زیب کا دامن پکڑا۔ اور شاہجہان کی ملازمت اور اپنے بیٹے اور متعلقین کی
رہائی کی خواہش و درخواست کی۔ جب اورنگ زیب نے شاہجہان کو یہ واقعہ لکہا تو اوس نے
سلطان عبد اللہ کو میر جملہ کے بیٹے اور متعلقین کی رہائی کے نسبت فرمان بہیجا۔ اور اوس کے مال
منضبطہ کی واپسی کے لئے بہی ہدایت کی۔ ۱۰ دہم اورنگ زیب نے شاہجہان کے فرمان کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۶) اوس کیطن سے ایک لڑکا ۱۸ جمادی الاول ۱۰۵۲ھ کو سید علی نام تولد ہوا۔ بعد مین اوسکا نام سید علی معصوم ہوگیا۔ اس کے بعد سید محمد یوسف مکہ سے نکلکر دکن آیا۔ اور جورو بچون کو مدینہ مین چہوڑا۔ ۱۲۔ مولف۔

تعمیل کرنے کی تاکید کی۔ مگر افسوس ہے کہ سلطان عبداللہ نے ایک کی بہی تعمیل نہ کی۔ آخر ۸ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو سپاہ کثیر کے ساتھ گولکنڈہ کے طرف روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب محمد سلطان نے قطب شاہیہ عملداری مین تاخت و تاراجی شروع کی تو سلطان عبداللہ کو ہوش آیا۔ تقصیرات کی معافی چاہی اور محمد امین کو معہ اوسکی والدہ کے رہا کر کے روانہ کیا۔ مگر مال و اسباب واپس نہ دیا۔ ادہر محمد سلطان بہی آگے بڑہا گیا۔ عبداللہ پریشان ہو کر معہ عیال و اطفال گولکنڈہ چلا گیا۔ اور تمام جواہرات و مرصع آلات بہی ساتہ لیگیا۔ جب محمد سلطان حسین ساگر کے کنارے مقیم ہوا تو عبداللہ کے پاس سے محمد ناصر آیا اور جواہرات و مرصع آلات سے بہرا ہوا صندوقچہ پیش کیا۔ ممکن تہا کہ صلح ہو جائے۔ مگر عبداللہ کی فوج نے شوخی و شرارت شروع کی۔ اور میر جملہ کا اسباب بہی ابتک واپس نہ آیا۔ اسلئے محمد سلطان کو غصہ آیا۔ اور محمد ناصر کو قید کر کے قطب شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔ عبداللہ کی فوج شکست کہا کر بہاگی۔ دوسرے روز محمد سلطان نے حیدرآباد پر قبضہ کیا۔ عبداللہ سخت گہبرایا۔ اور حکیم نظام الدین کو معہ جواہرات و تحائف صلح کے لئے بہیجا۔ کسی قدر میر جملہ کا اسباب بہی واپس کیا۔ اتنے مین اورنگ زیب بہی حیدرآباد آگیا۔ ابہی صلح نہین ہوئی۔ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ قلعہ محمد نگر کا محاصرہ کیا گیا۔ اب عبداللہ نے میر فصیح اور اپنے داماد میر احمد کے ذریعہ اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اس کے بعد اپنی مان کو بہی اورنگ زیب کے پاس بہیجا۔ چنانچہ بہت سی رد و بدل کے بعد ان شرائط پر صلح ہوئی۔ کہ سنوات گذشتہ کی پیشکش کے بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کرے۔ اور شاہزادہ محمد سلطان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے۔ میر جملہ کا باقی مال و اسباب واپس دے۔ الحاصل لڑائی موقوف ہوئی۔ اور دوسرے روز سلطان عبداللہ کی بیٹی سے شاہزادہ محمد سلطان کا نکاح ہو گیا۔ سرکار رام گیر اور ۲۰ لاکہہ روپیہ کا سامان جہیز مین دیا گیا۔

اورنگ زیب نے میر جملہ کو کرناٹک سے طلب کیا۔ اور جو خلعت و فرمان کہ شاہجہان کے
پاس سے آیا تہا وہ میر جملہ کو مرحمت ہوا۔ بعد ازان میر جملہ نے اپنے مکان پر اورنگ زیب و
محمد سلطان کی دعوت کی پیش قیمت جواہر و مرصع آلات۔ ہاتہی۔ گھوڑے نذر گذرانے۔ اس
عرصہ مین شاہجہان کا ایک اور فرمان آیا۔ جس مین میر جملہ کو منصب پانچہزاری۔ چار ہزار سوار۔
معظم خان خطاب عطا ہوا تہا۔ اب اورنگ زیب و سلطان محمد معہ اپنی فوج و ہمراہیون کے
گولکنڈہ سے رخصت ہوسے میر جملہ بہی ہمراہ آگیا۔

یہ تمام واقعات جو ہمنے اوپر بیان کئے ہین۔ ان کو خافی خان نے اپنی کتاب منتخب اللباب
مین۔ ایک دوسرے پیرایہ مین لکہا ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی تقلید کرکے
اپنی تاریخ مین اس واقعہ کی سرخی "اورنگ زیب کا حملہ غالباً ہی ہندوستان پر" قایم کی ہے۔ جو
سراسر اتہام ہے۔ ڈاکٹر برنیر نے بہی ایک دوسری جہوٹی روایت اپنی کتاب مین لکہکر
بہتان کیا ہے۔ چنانچہ خافی خان۔ الفنسٹن۔ برنیر کے تحریرات کو ہمنے بالتفصیل ہندوستان کے
حالات مین لکہا ہے ناظرین ضرور ملاحظہ کرین۔ اب یہان مکرر اعادہ بے ضرورت ہے۔
جب میر جملہ شاہجہان کی خدمت مین حاضر ہوا تو ایک خوان اشرفی اور دو خوان جواہر کے نذر
کیا۔ شاہجہان نے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے ممتاز کرکے خدمت وزارت
عطا کی۔ اور قلمدان مرصع و شمشیر و دو فیل و دو اسپ خاصہ با سازو یراق طلا و نقرہ
۵ لاکہ روپیہ نقد مرحمت کیا۔ میر جملہ نے اس موقعہ پر ایک الماس جس کا وزن دو سو سولہ
سُرخ اور قیمت دو لاکہ سولہ ہزار تہی۔ معہ (۴۰) ہاتہی کے پیش کیا۔ یہ وہی ہیرا ہے۔ جو
آجکل کوہ نور کے نام سے موسوم اور شہنشاہ انگلستان و قیصر ہند کے قبضہ مین ہے۔
اس کے قبل ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ سلطان عبد اللہ کو صرف تین لڑکیان تہین جنمین سے

ایک کی شادی سید احمد سے ہوئی تھی۔ دوسری کا نکاح شاہزادہ محمد سلطان خلف اورنگزیب
سے ہوا۔ اب صرف تیسری لڑکی ناکتخدا باقی تھی۔ اس اثنا مین ایک شخص بلند نسب و عالی حسب
سید سلطان نام (جو سید احمد کے باپ سید معصوم کے شاگردون مین سے تھا) کربلائے
معلے سے حیدرآباد آیا۔ اور سید احمد کے مکان مین (بوجہ سابقہ شناسائی کے) ٹھیرا۔ رفتہ
رفتہ بادشاہ کا مقرب و ندیم ہوگیا۔ اب بادشاہ نے چاہا کہ وہ تیسری لڑکی ناکتخدا کا عقد اس
سید عالی نسب سے کردے۔ چنانچہ شادی کے رسومات آغاز کردئے گئے۔ اس عرصہ مین معلوم
نہین کہ سید احمد اور سید سلطان کے فیمابین کیون رنجش و کدورت پیدا ہوگئی۔ اور عین
شادی کے موقع پر سید احمد نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اگر شاہزادی کا عقد سید سلطان سے
ہوگا تو مین حیدرآباد سے اسی وقت اورنگ زیب کے پاس چلا جاؤنگا۔ سید احمد کی اس
گفتگو سے بادشاہ و دیگر ارکان دولت کو سخت حیرت ہوئی۔ ہرچند اوسکی فہمایش کی گئی۔ مگر وہ
اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ چونکہ بادشاہ کو سید احمد کی خاطر مدنظر تھی۔ اسلئے شادی ملتوی کی گئی۔
اور یہ فکر ہوئی کہ انتظام تو سب ہوچکا ہے۔ اب لڑکی کا عقد کس سے کیا جائے۔ استے مین
بادشاہ کی والدہ نے کہا کہ ابوالحسن جو مجھسے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور ایک مدت سے
شاہ راجو حسینی صاحب کی خدمت مین رہتا ہے۔ اگر اوس سے اس شاہزادی کا عقد کردیا جائے
تو مناسب ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی منظور کرلیا۔ اور اوسی وقت ابوالحسن کو بلا کر حمام کرایا گیا
اور لباس مکلل پہنا کر سہرا باندھا گیا۔ قاضی نے آکر صیغہ نکاح پڑھا۔ بہرحال جو تقدیری امر تھا
وہ ہوا۔ اودہر سید سلطان طلبی کا منتظر بیٹھا تھا۔ جب اوسکو معلوم ہوا تو فوراً حیدرآباد سے
نکلکر اورنگ زیب کے پاس چلا گیا۔ کہتے ہین کہ وہان محمد امین خان کی لڑکی سے اوسکی شادی
ہوگئی۔ مولف قطب شاہی کا قول ہے کہ سید سلطان حیدرآباد سے اورنگ آباد گیا۔ او

محمد معظم خانخانان میر جملہ کی لڑکی سے نکاح کیا۔ ۲۸ شعبان سنہ ۱۰۸۰ کو بادشاہ کی والدہ
حیات بخش بیگم نے انتقال کیا۔ اوس کے دو سال چار ماہ بعد ۳ محرم سنہ ۱۰۸۳ روز یکشنبہ کو
سلطان عبد اللہ راہی روضۂ رضوان ہوا۔ (۶۰) سال کی عمر تہی۔ (۴۸) سال سلطنت کی۔

سلطان ابوالحسن قطب شاہ المشہور بہ تاناشاہ

جب سلطان عبد اللہ نے انتقال کیا تو بادشاہ کا بڑا داماد سید احمد کل کاروبار ریاست پر حاوی
اور جملہ انتظام سلطنت اوسی کے تفویض تہا۔ مگر بد مزاجی اور سخت گیری کے باعث تمام اراکین سلطنت
اور سرداران لشکر اوس سے ناراض ہی تہے۔ حالانکہ سید احمد کو خیال تہا کہ بادشاہ کو تو کوئی فرزند
نہین ہے۔ اسلئے بہ لحاظ دامادی بزرگی سلطنت میرے ہی حصہ مین ہے۔ چنانچہ اس موقع پر
اوسنے بہت کچہ زور مارا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوا محل مین اوسکی بیوی بہی ترکنون اور حبشنون (؟)
کو لیکر بالکل بر فساد ہوئی۔ لیکن امرا و عمائدین ریاست مین سے کسی نے اوس کا ساتہ ندیا۔ اور
تمام ابوالحسن کے طرفدار بن گئے۔ الحاصل ۵ محرم سنہ ۱۰۸۳ کو باتفاق جملہ اراکین دولت ابوالحسن نے
تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ اور سید مظفر کو خدمت وزارت عطا ہوئی۔ مادنا اور بینکنا بہ سنور
سید مظفر کی پیشکاری پر مامور رہے۔ بعد ازان سید احمد کو گرفتار کر کے قید کیا گیا۔ چند روز کے
بعد سید مظفر نے چاہا کہ تمام امور ریاست پر خود حاوی ہوکر بادشاہ کو بے اختیار کر دے۔ جب
بادشاہ کو اوس کا منشار معلوم ہوا سخت برآشفتہ ہوا۔ اس موقعہ پر مادنا نے چالاکی سے سید مظفر کو
معزول و مقید کر کے آپ مدار المہام ریاست بنا۔ اور اوسکا بہائی بینکنا پیشکار ہوا اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ اہل اسلام قعر مذلت مین گرے۔ اور ہندو روز بروز مدارج بلند پر فایز ہونے لگے۔ اس اثنار
مین خبر آئی کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بیجاپور کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی

ابوالحسن نے اپنے ایلچی کے ذریعہ اورنگ زیب کو لکھا کہ "ابتک ہمنے آپکی اطاعت وملازمت
دل وجان سے بجالائی۔ لیکن اب جو آپنے سکندر عادل شاہ پر (جو بالکل کم سن اور یتیم ہی)
چڑہائی کی ہے۔ اور اوسکے ملک کی تسخیر پر کمر باندہی ہے۔ اسلئے ہم آیندہ آپکی اطاعت کرنا
نہین چاہتے۔ اور ہم پر لازم ہے کہ اس وقت فوج سے آپکا مقابلہ کرین۔ اور راجہ سنبہا۔ (جو
مرہٹون کا سردار ہے) کو بہی آپ کے مقابلہ پر مستعد وآمادہ کیا جائے۔ پہر دیکہا جائے گا
کہ آپ مین کسقدر کسکے مقابلہ کرنے کی طاقت وہمت ہے"۔ ہمارے معزز ناظرین ابوالحسن کے
اس تحریر کا اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ اوس نے مفت اور ناحق شہنشاہ ہند کو اپنا دشمن بنایا۔
اور اپنے ہاتہ سے خود اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری۔ چنانچہ جب یہ تحریر اورنگ زیب کے
نظر سے گذری۔ تو بیحد غضبناک ہوا۔ اور کہا کہ "ابتک ہمنے اس چلپلی فروش میمون۔ بازویلنگ نوفہ
کی گوشمالی کو بے ضرورت سمجہا تہا۔ مگر اب یہ مرغی بانگ دینے لگی ہے۔ لہذا اب اوسکی سرکوبی
مین دیر نہ کرنی چاہیئے"۔ الحاصل اورنگ زیب نے شاہ عالم بہادر شاہ کو فوج شایستہ کے ساتہ
ابوالحسن کے سر پر بہیجا۔ اور خانجہان کوکلتاش کو بہی ہمراہ کیا۔ ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان
پلنگ حملہ شیخ منہاج۔ رستم راؤ مقابلہ پر آئے۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ ابوالحسن کی سپاہ
شکست کہا کر بہاگی۔ اور جان نثار خان (پسر قلعہ دار گلبرگہ) و پرویز بیگ (برادر قلعہ دار ملکہیڑا)
نے قصبہ سیڑم وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ شہزادہ شاہ عالم رحم مجسم تہا۔ اسلئے اوسنے ابوالحسن کو لکہا کہ
ابتک جسقدر قصبات ودیہات افواج شاہی کے قبضہ مین آگئے ہین۔ اوس سے آپ درگذر
کیجیے تو بادشاہ کے پاس سفارش کرکے صلح کرادیجائیگی۔ لیکن ابوالحسن نے نہ مانا۔ دوسرے
روز پہر لڑائی ہوئی۔ شیخ منہاج ورستم راؤ زخمی ہوئے۔ اور دکہنیون کی فوج بہاگی۔ بادشاہی سپاہ
نے تعاقب کرکے خوب مارا اور لوٹا۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے ابوالحسن سے کہا کہ یہ

تمام شکست وخرابی خلیل اللہ خان کی وجہ سے ہے۔ جو درپردہ افواج شاہی سے ساتھہ ملا ہوا ہے یہ سُنتے ہی ابوالحسن نے اوس کے قتل کی تجویز کی۔ اتفاقاً یہ خبر خلیل اللہ خان کو ہوگئی آخر بیچارہ یہان سے بہاگ کر شاہ عالم کا دامن سنبہالا۔ شہزادہ نے خلیل اللہ خان کو منصب شش ہزاری۔ وشش ہزار سوار وخطاب مہتاب خان سے سرفراز کیا۔ اور خلیل اللہ خان کے چلے جانے سے دکہنیون کی قوت گہٹ گئی۔ ابوالحسن پریشان ہوکر حیدرآباد سے قلعۂ محمد نگر چلا گیا۔ اوس جلدی مین جسقدر جواہر۔ اشرفی۔ ہون۔ وغیرہ ممکن ہوئے۔ ساتہ لیگیا۔ اکثر تجار ورعایائے حیدرآباد بہی اپنا اپنا مال واسباب لیکر معہ عیال واطفال حیدرآباد سے قلعہ کو چلے گئے۔ جب یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی تو اوسی وقت حیدرآباد آیا۔ فوج شاہی نے حیدرآباد اور محلات ابوالحسن کو لوٹ کر تباہ وتاراج کردیا۔ شہر کے اوباش ورند رعایا کے گہرون پر ٹوٹ پڑے۔ الغرض حیدرآباد مین سخت آفت مچ گئی۔ ابوالحسن یہ کیفیت سنکر نہایت عاجزی اور منت سے شہر کی بربادی کے جانب توجہ دلائی۔ اور اوس کے استماع کے لئے درخواست کی۔ شہزادہ کو بہی شہر کی بربادی اور ابوالحسن کے حال زار پر رحم آیا۔ اسلئے ابوالحسن کو لکہا کہ اگر آپ ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ پیشکش کی بابتہ داخل کرو۔ اور مادنا ونیکنا کو انتظام ریاست سے بیدخل کرکے قید کردو۔ اور جسقدر ملک مفتوحہ ہمارے قبضہ مین آیا ہے اوسکی گذاشت بہیجدو تو ہر طرح بادشاہ کے پاس سفارش کرکے صلح کرادیتا ہون"۔ ابوالحسن پیشکش وغیرہ کی نسبت تو راضی ہوگیا۔ مگر مادنا ونیکنا کی موقوفی مین تامل کیا۔ لیکن بعض معزز سردارون نے (جو اون دونون بہائیون کے ظلم وزیادتی سے پریشان تہے) بلا اجازت ابوالحسن کے مادنا ونیکنا کو قتل کرکے اون دونون کے سر شہزادہ کے پاس بہیجوا دئے۔ اب شہزادہ نے بادشاہ کے پاس صلح کے متعلق درخواست بہیجی۔ اور اپنے جانب سے سفارش بہی کی۔ بادشاہ بہی راضی ہوگیا۔

اور میر ہاشم پسر سید مرتضی حیدر آبادی (جو سابق مین قطب شاہیون کا ملازم تہا) کے ہاتہ ابوالحسن کے لئے خلعت وجواہر روانہ کیا۔ لیکن یہان بعض مفسدو کوتہ اندیشون نے ابوالحسن کو یہ پٹی پڑہائی کہ یہ تمام کارروائی فریب وجعل سے بہری ہوئی ہے۔ بادشاہ کا ارادہ ہے کہ میر ہاشم کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرے۔ افسوس ہے کہ ابوالحسن ان مفسدون کے دام مین آگیا سچ ہے کہ جب قسمت کا بگاڑ ہوتا ہے تو آنکہون پر پردے پڑجاتے ہین۔ نیک وبد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ شرزہ خان وعبدالرزاق لاری نے فوج کثیر کے ساتہ میر ہاشم پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ غافل تہا۔ لڑائی کا خواب وخیال تک نہ تہا۔ پہر بہی سنبہل کر مقابلہ کیا۔ مگر مارا گیا۔ اور اکثر اوسکے ہمراہی سردار زخمی ہوکر قید ہوے اس وقت شاہزادہ (شاہ عالم) بوجہ گرانی غلہ وکمیابی رسد حیدر آباد سے کوچ کرکے کوہیر مین ٹہیرا ہوا تہا۔ اسلئے وقت پر میر ہاشم کی مدد کو نہ سکا۔ اور ادہر بیجاپور کی تسخیر مین محمد اعظم شاہ معہ دیگر امرائے نامدار مصروف تہا۔ اور یہ مہم بہت طول کہینچی تہی۔ اسلئے اورنگ زیب نے غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ دروح اللہ خان وغیرہ کو معہ دیگر امرائے کارآزمودہ کار محمد اعظم شاہ کی مدد کو بہیجا۔ اور خود بہی ۴ شعبان ۱۰۹۷ھ کو بیجاپور آیا۔ اس اثنا مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شہزادہ شاہ عالم کی تساہلی اور درپردہ تائید سے ابتک گولکنڈہ پر قبضہ نہین ہوا ہے۔ اور اس سازش وتائید کی تحقیق بہی ہوگئی تو اس کارروائی کے شرکاؤن کو قید واخراج کیا۔ اور شاہ عالم سے آزردہ ورنجیدہ ہوگیا۔ اس عرصہ مین فیروز جنگ بہادر کی حسن تدبیر سے اوائل ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور فتح ہوگیا۔ اور سکندر عادل شاہ بہی اسیر ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح سے بہت خوشی ہوئی۔ وقایع نگار کو حکم دیا۔ کہ وقایع مین یہ تحریر کرے کہ "بیجاپور کوشش دقوت سے فرزند ارجمند لی یو ورنگ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ سے فتح ہوا" اس کے بعد بادشاہ گلبرگہ شریف ہوتا ہوا حیدر آباد کے جانب چلا۔ اور سعادت خان (جو بادشاہ کے طرف سے ابوالحسن کے پاس بطریق سفارت رہتا تہا) کو

لکھا کہ بہت جلد ابوالحسن سے پیشکش مقررہ وصول کرکے روانہ کرے۔ لیکن اسوقت ابوالحسن
مین اس قدر قوت و قدرت نہ تھی کہ پیشکش مطلوبہ کی فوری بجاآوری کر سکے۔ تب بھی ابوالحسن نے
چند خوان جواہر و زیور مرصع کے سعادت خان کے پاس بھیجا۔ اور باقی کی فکر کرنے لگا۔ اتنے
مین اورنگ زیب حیدرآباد آپہونچا۔ اب تو ابوالحسن کے ہوش و حواس جاتے رہے۔
عفو جرایم کی امید باقی نہین رہی۔ تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار
گرم ہوا۔ اس موقع پر عابد قلیچ خان بہادر گولۂ زنبورک سے ہلاک ہوئے۔ ابوالحسن کے طرف سے
شیخ منہاج۔ شیخ نظام مصطفےٰ خان المعروف بہ عبدالرزاق لاری۔ شرزہ خان وغیرہ نے
خوب جوانمردی دکھلائی۔ آخر شیخ نظام اورنگ زیب کے طرف چلا گیا۔ اوس کے ساتھ
اکثر اور نامی سردار بھی فوج شاہی مین مل گئے۔ البتہ عبدالرزاق لاری آخر وقت تک ابوالحسن کا
ساتھ دیا۔ الحاصل عبدالرزاق لاری اور عبداللہ خان پنی کی حسن تردداتو جان فشانیون سے
قلعۂ گولکنڈہ کا محاصرہ طول کھینچا۔ اور روزانہ لڑائیون کا سلسلہ جاری رہا جس مین طرفین کے
اکثر نامی وگرامی سردار مارے گئے۔ آخر عبداللہ خان پنی خفیہ طور پر اورنگ زیب کا طرفدار
بنگیا۔ اور دروازۂ قلعہ کے کھولدینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ کو مختار خان و
روح اللہ خان۔ رستم خان۔ جان نثار خان۔ صف شکن خان۔ وغیرہ داخل حصار ہوئے۔
شہزادہ اعظم شاہ بھی دروازہ کے پاس ٹھہرا رہا۔ عبداللہ خان پنی نے حسب وعدہ دروازہ کھولدیا۔
جب یہ خبر عبدالرزاق لاری کو ہوئی تو بیتابانہ گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا۔ اور فوج شاہی سے تنہا
مردانہ وار جنگ کرکے زخمی ہوا۔ اور زخمون کی شدت کے باعث گھوڑے سے گرا۔ آدمیون
نے اوٹھا کر بادشاہ کے پاس پہونچایا۔ بادشاہ نے ملازمت کا سوال کیا۔ مگر اوس نمک حلال نے
ایسے نازک موقعہ پر بھی انکار کردیا۔ تاہم بادشاہ نے اوسکی حفاظت و علاج کے لئے طبیبون کو

تاکید کی۔ اودہر سرداران لشکر شاہی قلعہ مین درانہ گھسے محل مین کہرام مچگیا۔ ابوالحسن نامردونکو تسکین دیتا تہا۔ بالآخر یخانہ مین آیا اوس وقت
اوسکے خاصہ کا وقت تہا۔ دسترخوان بچہایا گیا۔ اتنے مین روح اللہ خان۔ مختار خان موجود
ہوئے۔ طرفین سے سلام علیک ہوئی۔ اور ابوالحسن کہانے سے فارغ ہوکر گہوڑے پر
سوار شہزادہ کے پاس آیا۔ اور ایک مالا موتیون کا نذر دیا۔ اس فتح کی تاریخ نعمت خان عالی
خوب کہی ہے **قطعہ** بوالحسن داشت جا بجا رحل + کرد بیرون ازان مکان تقدیر + چون برون
رفت او بجاش نشست + شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اورنگ زیب نے ایام محاصرہ کے
زمانہ مین حیدرآباد کا نام دار الجہاد رکہا تہا۔ جب شاہ عالم کی سلطنت کا زمانہ آیا تو فرخندہ
بنیاد کے نام سے موسوم ہوا۔ کہتے ہین کہ ابوالحسن کا مال و اسباب نقد روپیہ جو ضبطی مین آیا
اوسکی تفصیل یہ ہے۔ (۶۸) لاکہہ (۵۱) ہزار ہون۔ دو کروڑ ترپن ہزار روپیہ۔ سوائے جواہر و
مرصع آلات۔ ظروف طلا و نقرہ جسکی جمع دامون مین ایک ارب ۵ کروڑ ۱۳ لاکہہ دام دفتر
مین لکہی گئی۔ اس کے بعد بادشاہ حیدرآباد سے نکل کر بیدر آیا۔ ابوالحسن ہمراہ تہا۔ قلعہ دولت آباد
مین نظربند رہنے کا حکم دیا۔ اور خود شاہجہان آباد راہی ہوا۔ مورخون کا قول ہے کہ ابوالحسن
کی عمر ۱۴ سال طفلی مین۔ ۱۴ سال تحصیل علوم مین۔ ۱۴ سال سید راجو حسینی قدس سرہ العزیز کی
خدمت مین۔ ۱۴ سال حکمرانی مین۔ ۱۴ سال قلعۂ دولت آباد مین گذری۔ زمانۂ قید مین ایک لڑکا
بہی پیدا ہوا جسکو بندۂ سلطان یا بندی سلطان کہتے تہے۔ جب سن تمیز کو پہونچا تو عالمگیر نے
دربار مین حاضر رہنے کا حکم دیا لیکن ابوالحسن کے قدیم ملازمون کی آؤبہگت اوس لڑکے کے
نسبت ملاحظہ کرکے دربار موقوف کیا۔ اور نظربند رکہا۔ پہر معلوم نہوا کہ وہ زندہ رہا یا مرگیا۔ آخر
۱۲ ربیع الثانی ۱۱۱۲ھ روز پنجشنبہ کو ابوالحسن نے انتقال کیا۔ اور حسب وصیت سید راجو قتال
حسینی قدس سرہ العزیز کی مزار کے قریب دفن ہوا۔ ابوالحسن کو چار لڑکیان تہین جنکی شادی شہنشاہ عالمگیر نے کردی

طبقہ عماد شاہیہ

سلاطین برار

ملک فتح اللہ عماد الملک

ملک فتح اللہ* عماد الملک حسب تحریک احمد نظام الملک ۸۹۶ھ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔
اور چتر لگایا۔ صرف شاہ کا لفظ اپنے حین حیات کبہی استعمال نہین کیا۔ سنہ ۹۱۰ ہجری مین جب

*۔ فتح اللہ عماد الملک دراصل ہندو اور راجہ ہائے بیجانگر کی اولاد مین تہا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد مین گرفتار ہوکر آیا تہا۔ اور خان جہان سپہ سالار برار کو بطور غلام کے دیدیا گیا تہا۔ خان جہان نے اوسکی پرورش و تعلیم معقول کی۔ اور اوسکی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا معتمد بنایا۔ جب وہ مرگیا تو فتح اللہ سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین شامل ہوگیا۔ محمود گاوان کے طفیل مین عماد الملک کا خطاب اور برار کی سرلشکری اوسکو ملگئی تہی۔
برار کی سلطنت چہوٹی سی تہی۔ اوسکی تاریخ ہمسایہ کی تاریخ کے اندر بیان ہوگئی۔ اس ملک کی اصلی حدین تو بتانا بہت

یوسف عادل شاہ نے علانیہ مذہب تشیعہ کو جاری کیا تو امیر برید نے (جو سنی المذہب تہا) محمود شاہ بہمنی کو برانگیختہ کرکے قطب الملک و احمد نظام الملک کی مدد سے یوسف عادل پر چڑہائی کی اور یوسف عادل گہبراکر فتح اللہ عماد الملک کی پناہ مین برار چلا گیا۔ امیر برید و احمد نظام الملک نے تعاقب کیا۔ ان دونون نے ایک تجویز نکالی۔ اور یوسف عادل بظاہر عماد الملک سے رنجیدہ ہوکر بیجاپور چلا گیا۔ عماد الملک نے احمد نظام الملک کو لکہا کہ "امیر برید نے مذہب کا بہانہ کرکے یوسف عادل کے ملک پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اگر وہ بیجاپور پر قابض ہو گیا تو تمہاری اور ہماری خیر نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اوسکی مدد سے کنارہ کشی کرو۔ علاوہ برین ہمکو کسی کے مذہب و اعتقاد سے کیا غرض ہے۔ اب یوسف نے میرے سامنے مذہب تشیع سے توبہ کرلی ہے۔ اور چاریاری خطبہ پڑہانیکا وعدہ بہی کیا ہے"۔ الحاصل عماد الملک کی یہ تحریر کام کرگئی۔ اور ملک احمد چلتا بنا۔ اس کے بعد عماد الملک اور یوسف عادل دونون نے اتفاق کرکے امیر برید پر حملہ کرنا چاہا۔ جس سے وہ پریشان ہو گیا۔ اور محمود شاہ کو ہمراہ لیکر بیدر کو چلا گیا۔ سنہ ۹۱۶ھ مین فتح اللہ عماد الملک نے انتقال کیا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا علاء الدین تخت پر بیٹھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۱۷)۔ مشکل ہے۔ وہ شمال و مغرب مین اجاڑی پہاڑون سے جنوب مین گوداوری تک پہیلے ہوئے تہے۔ اور مغرب مین پاتری کا علاقہ اسی مین داخل تہا۔ اور جالنہ کے قریب زمین کے بہترین درجہ سے جنوبی حد شروع ہوتی ہے۔ مگر جالنہ نظام شاہی سلطنت مین شامل تہا۔ شرقی حد اوسکی تہی ہی نہین۔ یہان ایسا گہنا جنگل تہا کہ جہانتک وہ چاہتے اوسکو اپنا سمجہہ سکتے تہے۔ ناگپور جہان بستا ہے۔ وہ مقام اسی ملک کا علاقہ تہا۔ مگر ممکن ہے کہ ہم وائن گنگا کو اوسکی مشرقی حد مان لین۔ جس وقت مہابہارت کی لڑائی ہوئی ہے۔ اوس وقت اس ملک کا نام ودربہ تہا۔ ودربہ سنسکرت

علاء الدین عماد شاہ بن عماد الله فتح الملک

سنہ ۹۱۶ میں جب علاء الدین تخت پر بیٹھا تو اوس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کر کے اپنے نام کے ساتھ عماد شاہ کا لقب زاید کیا۔ اور قلعۂ کاویل (گاول) کو اپنا مستقر حکومت بنایا۔ اور اسی سال بعض امرائے نظام شاہی۔ تکمل خان پیشوا (جب احمد نظام الملک مرگیا اور برہان نظام شاہ ۷ سال تخت پر بیٹھا تو بادشاہ کی کم سنی کے باعث تکمل خان پیشوا تمام سلطنت پر حاوی ہوگیا تھا) سے آزردہ ہو کر برار آئے۔ اور علاء الدین کو ترغیب دی کہ اس وقت اگر احمدنگر پر حملہ کیا جائے تو آسانی فتح ہو سکتا ہے۔ چنانچہ علاء الدین نے فوج جمع کر کے احمدنگر پر چڑھائی کی۔ اور چند قصبات و مواضعات پر قبضہ کر لیا۔ تکمل خان بھی برہان نظام شاہ کو لیکر نکلا۔ اور خواجہ جہان دکھنی بھی اوسکی مدد پر آگیا۔ قصبۂ رانوری میں لڑائی ہوئی۔ علاء الدین شکست پاکر برہانپور بھاگا۔ تکمل خان تعاقب کرتا ہوا وہاں تک بھی پہونچا۔ آخر عادل خان اعظم ہمایون والی خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی۔ اس اثنا میں محمود شاہ [illegible] امیر برید کے ظلم و ستم سے گہبرا کر علاء الدین کی پناہ میں برار آیا۔ علاء الدین نے خوب آؤبھگت کی۔ اور اوسکو لیکر معہ فوج امیر برید کے مقابلہ کو چلا۔ اودہر برہان نظام شاہ خواجہ جہان کو لیکر امیر برید کی کمک پر آیا۔ دونوں طرف سے فوجیں آراستہ ہوئیں۔ اسوقت محمود شاہ غسل خانہ

بقیۂ نوٹ صفحہ (۲۱۸)۔ میں اوس گہانس کو کہتے ہیں جو ہندی میں دوب کہلاتی ہے۔ اور بدہر ب کے تغیر نے گہانس کی زمین کے ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ لکہی ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک رشی کے لڑکے کی آنکہہ دوب (گہانس) کے لگجانے سے جاتی رہی تہی۔ اوس رشی نے بددعا کی کہ کبہی اس ملک میں گہانس نہ اُگے۔ اور ویسا ہی ہوا۔ اسوجہ سے اس ملک کا نام فدوربہا ہوگیا جو بگڑ کر برار ہوگیا [illegible]

مین تہا۔ علاء الدین نے کہلا بہیجا کہ جلد سوار ہو جیئے۔ کہ ہنگامہ کارزار گرم ہونے والا ہے۔
مگر وہان تو محمود شاہ خواب خرگوش مین پڑا ہوا تہا۔ اسپر علاء الدین کو غصہ آیا۔ اور کہا کہ ایسے
بادشاہ سے کیا ہوتا ہے۔ جو ایسے نازک وقت مین بے ضرورت وقت رائیگان کر رہا ہے"۔
جب اسکی خبر محمود شاہ کو ہوئی تو وہ غصہ مین گہوڑے پر سوار ہو کر امیر برید کے پاس چلا گیا۔
علاء الدین نے دیکہا کہ جس کے لئے یہ سامان جنگ ترتیب دیا گیا۔ وہ تو چلتا بنا۔ پہر معت
مین فوج کٹانا بے فائدہ ہے۔ آخر اس خیال سے وہ بہی ترار کو واپس ہو گیا۔
جب خداوند خان حبشی حاکم ماہور مر گیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اور ۹۲۳ھ مین امیر برید کے
علاقہ پر ہاتہ بڑہایا۔ اور پرگنات قندہار و اودگیر سے لیا۔ امیر برید کو خبر ہوئی تو وہ محمود شاہ کو
لیکر آیا۔ ماہور کے قریب لڑائی ہوئی۔ حاکم ماہور اور اوس کا پوتا شیرزہ خان مارے گئے۔
اور خداوند خان کے دوسرے بیٹے غالب خان نے علاء الدین سے استمداد چاہی جب
علاء الدین آپہونچا۔ تو امیر برید گہبرایا۔ لیکن محمود شاہ نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ ماہور کا علاقہ غالبخانکو
دیکر علاء الدین کا تابع کیا۔ اس اثنار مین قطب الملک نے قوام الملک کو شکست دیکر اوسکے
علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین قوام الملک کی تائید مین قطب الملک سے لڑنے کیلئے
آمادہ ہوا۔ قطب الملک نے علاء الدین کو لکہا کہ آپ قوام الملک کی تائید بے ضرورت
کر رہے ہین۔ حالانکہ آپ کے اور میرے کوئی عناد نہین ہے۔ لیکن اب آپ راکمہیر کے
سات پرگنے (جو خاص محمود شاہ کی جاگیر مین تہے۔ اور علاء الدین نے اون پر قبضہ کر لیا تہا)
مجہکو واپس دیجے۔ کیونکہ محمود شاہ کی جاگیر کا مجہہ سے زیادہ کوئی مستحق نہین ہے۔ الحاصل اس
کارروائی سے دونون مین جنگ ہوئی۔ علاء الدین شکست کہا یا۔ اور قطب الملک نے
راکمہیر کے پرگنون پر قبضہ کر لیا۔ ۹۲۶ھ مین برہان نظام شاہ نے علاء الدین کو کہلا بہیجا۔ کہ قصبۂ

پاتری (جو برار کے علاقہ مین تہا) ہمکو دیجئے۔ اور اوسکے معاوضہ مین کوئی دوسرا قصبہ ہم سے لیجئے۔ علاء الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ قصبہ پاتری مین اوسی وقت تعمیر کرایا۔ اب برہان نظام شاہ نے کمل خان کو روانہ کیا۔ اور اوسنے جاتے ہی قلعہ کو محاصرہ کرکے دو چار روز مین پاتری کو لے لیا۔ علاء الدین نے میران محمد شاہ حاکم خاندیس سے امداد چاہی محمد شاہ خود تو نہ آیا۔ لیکن اپنے نانا مظفر شاہ حاکم گجرات کو اوسکی مدد کے لئے لکہہ بہیجا مظفر شاہ نے حاکم دیش کو حکم دیا۔ جب کمل خان کو معلوم ہوا کہ حاکم گجرات علاء الدین کی مدد پر ہے تو وہ علاء الدین سے صلح کرکے احمد نگر واپس چلا آیا۔ ۹۳۳ھ مین علاء الدین نے سلطان قلی کی مدد سے پاتری کو لے لیا۔ اور برہان نظام شاہ کے آدمیون کو نکالدیا۔ جب برہان کو خبر ہوئی تو خواجہ جہان کو لیکر پاتری پر چڑہ گیا۔ اور قلعہ کو ڈہا کر پاتری پر پہر قبضہ کرلیا۔ پہر علاء الدین کے تعاقب مین ماہور پہونچا۔ اور غالب خان کو ماہور سے نکال کر خود قابض ہوگیا۔ اب علاء الدین پہر ایلچپور بہاگا برہان بہی وہان جا پہونچا۔ محمد شاہ والی خاندیس نے علاء الدین کے ساتہ ہوکر برہان کا مقابلہ کیا۔ پہلے دفعہ برہان کو شکست ہوئی۔ لیکن دوسرے روز برہان نے دونون کو بہگا دیا۔ اور اون کے بہت سے ہاتہی اور توپخانہ چہین لیا۔ ۹۳۴ھ مین اسمعیل عادل نے اپنی بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح علاء الدین سے کردیا۔ اور محرم ۹۳۵ھ مین بہادر شاہ والی گجرات۔ محمد شاہ والی خاندیس کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے نظام شاہ سے لڑنے کیلئے معہ فوج گران دکن آیا۔ اور اس زبردست غنیم سے نظام شاہ کے ہوش بنفرد ہوئے۔ امیر برید۔ اسمعیل عادل۔ قطب شاہ وغیرہ کو مدد کے لئے بلایا۔ امیر برید تو خود آیا۔ اور اسمعیل نے ۶ ہزار کی فوج بہیجدی۔ قطب شاہ بہانہ کرکے شریک نہ ہوا۔ اودہر بہادر شاہ پہلے برار پہونچا۔ اور ماہور و پاتری کے استخلاص کے لئے چند روز جالنہ مین قیام کیا۔ علاء الدین نے برار مین بہادر شاہ کے

نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اس کے بعد بہادر شاہ احمدنگر کے جانب کوچ کیا۔ علاء الدین بہی ہمراہ ہوا۔
راستہ مین امیر برید نے گجراتیون پر حملہ کیا۔ اور دو تین ہزار گجراتیون کو قتل کر ڈالا۔ بہت سامال و
اسباب بہی لوٹ لیا۔ اب تو بہادر شاہ کو غصہ آیا۔ اور خداوندخان کو ۲۰ ہزار سوار سے امیر برید
کے سر پر بہیجا۔ عماد الملک کو بہی ۲۰ ہزار سوار سے اوس کے عقب مین روانہ کیا۔ اور خود بہی
ان دونون کے پیچہے روانہ ہوا۔ اب تو امیر برید کے چہکے چہوٹے۔ اور خواجہ جہان کو ساتہ
لیکر پرینڈہ کا راستہ لیا۔ گجراتیون نے پرینڈہ مین بہی اون کا تعاقب کیا۔ اب وہ وہان سے
بہاگ کر جنیر چلے گئے۔ اور بہادر شاہ احمدنگر کے باغ نظام مین قیام کیا۔ دو چار روز کے بعد
بہادر شاہ نے ایک مہیب خواب دیکہا۔ اور گہبراکر احمدنگر کو چہوڑا۔ وہان سے دولت آباد کا محاصرہ کیا
یہان نظام شاہیون سے ایک دو لڑائیان بہی ہوئین۔ گجراتی غالب رہے۔ آخر نظام شاہ
مایوس ہوکر محمد شاہ اور علاء الدین کو صلح کے جانب مائل کیا۔ اور خداوندخان وزیر کے ذریعہ
بہادر شاہ سے بہی مصالحت چاہی۔ الحاصل بہادر شاہ نے احمدنگر مین بہی اپنے نام کا خطبہ
پڑہواکر اور نظام شاہ سے تحفہ تحایف لیکر سنہ ۹۳۶ھ مین گجرات چلا گیا۔ علاء الدین اور محمد شاہ
بہی اپنے اپنے ملک کو واپس آئے۔ افسوس ہے کہ سنہ ۹۳۳ھ مین علاء الدین عماد شاہ نے
وفات پائی۔ اور اوس کا بڑا بیٹا دریا عماد شاہ تخت سلطنت پر بیٹہا۔

دریا عماد شاہ بن علاء الدین عماد شاہ

اب دریا عماد شاہ تخت پر بیٹہا۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔
اور ابراہیم عادل شاہ گلبرگہ کو بہاگا۔ اسی اثنا مین اسدخان (جو کسی بات پر ابراہیم سے ناراض
ہوکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا تہا) برہان نظام کی موافقت چہوڑ کر دریا عماد شاہ کے

پاس براڑ آیا۔ اور ابراہیم عادل کی مدد پر اوسکو آمادہ کرکے گلبرگہ سے چلا۔ چنانچہ ابراہیم عادل
نے عماد شاہ کی کمک سے برہان کا مقابلہ کیا۔ برہان شکست پاکر بیڑ کے جانب بہاگا۔ ابراہیم
اور دریا عماد نے اوس کے ملک کو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ آخر شاہ طاہر کی سفارش سے
صلح ہوگئی۔ ۹۵۲ھ میں دریا عماد جمشید قلی۔ برہان نظام یہ تینون نے ملک علی برید کے
استیصال پر کمر باندہی اور ہر علی برید نے ابراہیم عادل کو اپنا پشت و پناہ بنایا۔ جب طرفین سے
جنگ ہوئی تو ابراہیم و علی برید نے شکست کہائی۔ جمشید نے میدک لے لیا۔ برہان
اوسہ اور اودگیر پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو
چلا گیا۔ ۹۶۶ھ مین حسین نظام شاہ نے دریا عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ دولت شاہ سے نکاح کیا
قصبۂ سون پت مین یہ مبارک رسم ادا ہوا۔ جب ۹۶۸ھ مین حسین نظام نے علی عادل پر
حملہ کیا تو دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو معہ فوج شائستہ حسین نظام کی کمک پر بہیجا۔
چونکہ علی عادل کی امداد پر رامراج آگیا تہا۔ اسلئے تفال خان گہبراکر براڑ چلا گیا۔ اور حسین نظام
بہی اپنے ملک کو لوٹا۔ ۹۶۹ھ مین اکبر شاہ نے مالوہ پر قبضہ کرلیا۔ اور باز بہادر حاکم مالوہ
وہان سے بہاگ کر خاندیس آیا۔ اور ملا پیر محمد (جو اکبر کے طرف سے مالوہ کا حاکم مقرر ہوا تہا)۔ بہی
باز بہادر کے تعاقب مین خاندیس پہونچا۔ میران مبارک خان والی خاندیس نے گہبراکر دریا عماد شاہ
سے کمک چاہی۔ دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو لشکر جرار کے ساتہ مدد کو بہیجا۔ اب ان
تینون نے ملا کو تنگ کیا۔ ایک موقع پر ملا بحالت پریشانی دریا مین گہوڑا ڈالا۔ اور اتفاقاً
ڈوب گیا۔ اور یہ تینون مالوہ پہونچے۔ اور باز بہادر کو تخت نشین کرکے واپس ہوئے۔
اسی زمانہ مین چند روز کے بعد ۹۶۹ھ مین دریا عماد شاہ نے رحلت کی۔ اور اوسکا
کمسن بیٹا تخت نشین ہوا۔

برہان عماد شاہ بن دریا عماد شاہ

۹۶۹ھ میں برہان عماد شاہ سریرآرا ہوا۔ اور تفال خان پیشوا بنا۔ ۹۷۲ھ میں جب جملہ سلاطین اسلام نے متفق ہو کر رامراج پر چڑھائی کی۔ اور تالی کوٹہ کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی۔ رامراج شکست کہا کر مارا گیا۔ اور بیجانگر تاخت وتاراج ہوا۔ تو برہان عماد شاہ بوجہ رنجید گی حسین نظام شاہ اس لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ ۹۷۲ھ میں تفال خان پیشوا نے حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنت کو غصب کرلیا۔ اور برہان عماد شاہ کو معہ اوس کے بہائیون کے قلعہ پرنالہ مین قید کرڈالا۔ اور خود اپنے سر پر چتر لگاکے بادشاہ بنا۔

تفال خان

اس عالی ہمت نائب السلطنۃ کی ذات مین وہ صفات شجاعت وسخاوت موجود نہین جو اوسپر شاہی کو موزون کرتی تہین غصب سلطنت کے بعد اوسکی قوت ایسی جلد بڑہ گئی کہ شاہان احمدنگر وبیجاپور نے آپس مین اتفاق کرکے اوسکے استیصال پر کمر چست کی۔ اور ایلچپور تک خوب غارت کیا۔ تفال خان قلعۂ کاویل مین محصور ہو گیا۔ اور علی عادل شاہ کو (۵۰) ہاتہی اور بہت سے تحائف دیکر راضی کرلیا۔ اب علی عادل نے مرتضےٰ شاہ کو برسات کا بہانہ کرکے براڑ سے واپس ہونے پر مجبور کیا۔ الغرض یہ دونون واپس چلے گئے۔ تفال خان خرابی سے بچ گیا۔ اور ۹۸۰ھ مین خود مرتضےٰ شاہ براڑ پر حملہ آور ہوا۔ ادہر تفال خان اور اوس کے بیٹے شمشیر الملک نے مقابلہ کیا طرفین سے سخت جنگ ہوئی آخر تفال خان

اور شمشیر الملک شکست کہا کر بہاگے۔ مرتضےٰ شاہ اور اوسکے پیشوا چنگیز خان نے تعاقب کیا۔ تفال خان اور شمشیر الملک ایک مدت تک گونڈوانہ کے جنگل مین بہٹکتے پہرے مرتضےٰ اور چنگیز نے بہی پیچہا نہ چہوڑا اور اسکے بعد تفال خان برہانپور مین پناہ لیا۔ مرتضےٰ بہی وہین پہونچا۔ اور میران محمد شاہ والی خاندیس کو لکہا کہ تفال خان آپکے پاس پناہ گزین ہے۔ اوسکو نکال دیجیے ورنہ آپکے اور ہمارے بگڑ جائیگی۔ محمد شاہ کو تو مفت کا جہگڑا مول لینا خود منظور نہ تہا۔ اسلیے اوسنے تفال خان کو رخصت کیا۔ اب تفال خان قلعۂ پرنالہ مین اور شمشیر الملک قلعۂ کاویل مین متحصن ہوئے۔ مگر مرتضےٰ شاہ بہی ضدی طبیعت کا تہا۔ آخر قلعۂ پرنالہ اور قلعۂ کاویل دونون کو فتح کر کے تفال خان اور شمشیر الملک کو گرفتار کیا۔ اور برہان عماد الملک بہی اپنے خاندان سمیت قید ہو گیا۔ مرتضےٰ شاہ نے ان سبکو ایک قلعہ مین مقید رہنے کے لیے بہیجا۔ افسوس ہے کہ ایک ہی رات مین یہ سب کے سب مر گئے۔ بعض کا قول ہے کہ مرتضےٰ کے حکم سے وقت واحد مین یہ سب کے سب مارے گئے یعنے پاسبان قلعہ نے ایکرات ان سبکو ایسے تنگ حجرہ مین بند کیا کہ دم گہٹکر مر گئے۔ انکی تعداد چالیس تہی۔ اسکے بعد عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندان کا کوئی شخص باقی نہ رہا۔ اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے ۸۷۶ھ مین قایم کیا تہا ۹۸۲ھ مین (۱۰۶) برس کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہو گئی۔ مرتضےٰ شاہ نے برار کا خوب بندوبست کیا۔ اور اپنے امرا مین اوسکو تقسیم کیا۔ چند روز کے بعد برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ (جو کسی طرح بچ گیا تہا) اپنے کو برہان عماد الملک ظاہر کر کے میران محمد شاہ کی اعانت سے مرتضےٰ شاہ کے آدمیون کو نکال کر اکثر اقطاع پر قابض ہو گیا تہا۔ مگر مرتضےٰ شاہ نے سید مرتضےٰ سبزواری کو جمعیت شایستہ سے اوسکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی جعلی برہان تو بہاگ گیا۔ اور محمد شاہ کو بہی شکست ہوئی۔ اب مرتضےٰ شاہ نے اسیر کا محاصرہ کیا جس سے محمد شاہ تنگ ہوا۔ اور

(۶) لاکہہ منظفری مرتضےٰ نظام شاہ کو اور (۴) لاکہہ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر اپنا پیچھا چھوڑایا۔ ور مرتضےٰ از سر نو برار کا بندوبست کرکے احمد نگر واپس ہوا۔

گل ششم

طبقۂ بریدشاہیہ

سلاطین محمد آباد و بیدر

ملک قاسم برید

۹۶ مین جب احمد نظام الملک اور یوسف عادل شاہ و فتح اللہ عماد الملک نے اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور چتر لگایا تو قاسم برید (جو اس وقت سرنوبت اور کوتوال شہر تہا) اسنے

بندہ۔ قاسم برید کو خواجہ شہاب الدین علی یزدی ولایت سے لایا تہا۔ اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے ہاتہ اسے گرجی غلامان مین فروخت کرگیا تہا۔ قاسم برید کو باجا بجانا اور لکہنا اچہا آتا تہا۔ اسلئے بادشاہ اوسکو اپنے امرا مین داخل کیا۔ اسی زمانہ مین جالنہ کے اطراف بعض مرہٹہ زمیندار ون نے سرکشی کی تہی۔ بادشاہ نے قاسم برید کو انکی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ اس نے

دیکھا کہ محمود شاہ درے میان ہتھو ہی ہین تو منصب وکالت اور طرفداری حوالیٔ تخت گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اوسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیر مین سے لئے جب وہان کے قلعون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو بادشاہی قلعہ دارون سے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ اور محمود شاہ نے اون امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ قاسم برید نے دو تین دفعہ اون امرا کو لڑکر شکست دی۔ اب قریب تہا کہ محمود شاہ کو بیدر سے نکالدے۔ اتنے مین دلاور خان حبشی جو ۹۱ ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہانپور بہاگ گیا تہا۔ اوسوقت ایک معقول فوج لیکر محمود شاہ کے پاس آگیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید شکست کہاکر گولکنڈہ کے طرف بہاگا۔ دلاور خان تعاقب مین روانہ ہوا۔ جب کولاس کے قریب پہونچا تو ایک مست ہاتہی (جو دلاور خان کے لشکر مین چہوٹ گیا تہا) دلاور خان کو مار ڈالا۔ یہ معمولی قاعدہ ہے کہ سردار کے مارے جانے پر پہر لشکر نہین لڑتا۔ قاسم برید اس لطیفۂ غیبی کی خبر سنکر لوٹا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر پہر بیدر واپس آیا۔ محمود شاہ بہی بمقتضائے وقت قاسم برید کو عفو تقصیر کا قولنامہ لکہہ بہیجا۔ اور منصب وکالت عنایت کیا۔ پہر وہ دار الخلافہ آیا۔ اب اوسکی حکومت ایسی مستقل ہوگئی۔ کہ محمود شاہ کی بادشاہی بجز نام کے متعلق نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ الغرض جب

بقیہ نوٹ صفحۂ (۲۲۶) - اُن پر فتح پائی۔ اور مرہٹون کے بڑے سردار ساباجی کو قتل کر ڈالا۔ بادشاہ نے اس کار نمایان کے صلہ مین وہ علاقہ اسکی جاگیر مین دیدیا۔ قاسم نے وہان معقول انتظام کیا۔ اور رعایا کو راضی رکہا۔ ساباجی کی بیٹی سے اپنے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ اور اوسکے رشتہ دار جو تقریباً چار سو تھے۔ اون کو ملازم رکہہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ سب مسلمان ہوگئے۔ جس سے اوسکو بہی قوت حاصل ہوگئی۔ اسکے بعد محمود شاہ کے عہد مین قاسم برید کو سرنوبت کا

قاسم برید کو بادشاہ پر اس قدر غلبہ ہوگیا تو پہلے اوسنے یہ کارروائی کی۔ کہ رائے بیجانگر کو یوسف عادل کے ملک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی۔ چنانچہ تمراج وزیر یوسف کے ملک پر حملہ آور ہوا۔ اور رائچور و مدگل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد قاسم نے بہادر گیلانی حاکم گوا کو بہی یوسف عادل کے ملک پر تاخت کرنے کے لئے رغبت دلائی۔ بہادر تو اس بات کا منتظر ہی تہا۔ فوراً چڑہ دوڑا۔ اور قلعہ جمکہنڈی پر متصرف ہوا۔ مگر یوسف نے چند روز کے بعد جمکہنڈی کا قلعہ بہادر سے واپس لے لیا۔ اور قاسم سے اس اشتعالک و ترغیب کا بدلہ لینے کے واسطے برید کی طرف بڑہا۔ قاسم نے نظام الملک سے مدد چاہی اور نظام الملک۔ خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو لیکر آپہونچا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ قاسم برید فتح پایا۔ اور یوسف بیجاپور بہاگ گیا۔ آخر نظام الملک اور بہادر گیلانی سے صلح کر لی۔ اس کے بعد محمود شاہ بہمنی نے محمود شاہ والی گجرات کے لکہنے پر جسب بہادر گیلانی پر چڑہائی کی۔ (چونکہ بہادر نے گجرات کے جہاز لوٹ لیا تہا) تو قاسم برید بہی ہمراہ تہا اس لڑائی میں بہادر گیلانی مارا گیا۔ اور اوس کا تمام علاقہ شاہی قبضہ میں آیا۔ اور بادشاہ نے ازراہ سرفرازی بہادر کے بہائی ملک سعید کو اوس علاقہ پر مامور کیا۔ اور تمام مال و اسباب (جو بہادر کا فوج شاہی کے ہاتہ آیا تہا) اسی کو دیدیا گیا۔ اور یوسف عادل نے بادشاہ کو معہ قاسم برید کے بیجاپور لے گیا۔ شاہانہ دعوت کی بہت سے تحائف و ہاتہی پیش کئے۔ مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتہی لے لیا۔ اور باقی تحائف واپس کرکے یوسف کو تخلیہ میں کہا کہ یہ تحائف آپ امانت رکہئے حقیقت یہ ہے مجہے ضرورت ہوگی منگوا لونگا

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۲۷)۔ خطاب ملا۔ اور سنہ عماد الملک کو توال کے مارے جانے پر بادشاہ نے کوتوالی کی خدمت بہی قاسم برید کے حوالہ کی۔ ۱۲۔ مولف۔

اگر اس وقت لیتا ہون تو قاسم برید لے لیگا۔ سنہ ۹۰۲ھ مین محمود شاہ قاسم برید سے تنگ ہوکر
بعض امراء کو اوسکے قتل کی رائے دی۔ لیکن کسی طرح قاسم برید کو معلوم ہو گیا۔ اوسنے ان سازش
کنندون کو قتل کرادیا۔ اس موقع پر یوسف عادل و دستور دینار اور قطب الملک متفق ہوکر
قاسم برید کو خاک مین ملانیکی تجویز سوچی۔ مگر قاسم برید محمود شاہ کی منت و سماجت کرکے اپنا قصور
معاف کرالیا۔ اور محمود شاہ نے خطاب اوسکو وزارت سے علیحدہ کرکے اوسے راور قندہار کیجانب
بہیجدیا۔ سنہ ۹۰۳ھ مین محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد کی نسبت یوسف عادل کی بیٹی بی بی ستی سے
کی۔ اس موقع پر قطب الملک۔ قاسم برید۔ خواجہ جہان وغیرہ جمع ہوئے۔ اور بعد ختم رسم
یوسف نے محمود شاہ سے کہا۔ کہ اگر آپ قاسم برید کے پنجہ سے رہائی چاہتے ہین تو مجھے
حسن آباد گلبرگہ دیدیجئے۔ محمود شاہ راضی ہو گیا۔ چونکہ گلبرگہ کا تعلق دستور دینار سے تہا۔
اسلئے یوسف و دستور کی خوب لڑائی ہوئی۔ قاسم برید و خواجہ جہان آلند کو بہاگے۔ اور
اس لڑائی مین ملک الیاس عین الملک مارا گیا۔ اور بادشاہ نے یوسف کی سفارش پر اوسکے
بیٹے میان محمد کو عین الملک کا خطاب دیکر گوا کی حکومت سرفراز کی۔ اور یوسف فتح و نصرت
کے ساتہ بیجاپور چلا گیا۔ اور قاسم برید کی سرکوبی سال آیندہ پر موقوف رکہی گئی۔ بادشاہ بہی
دار الخلافہ آیا۔ چندروز کے بعد قاسم برید پہر بیدر آیا۔ اور محمود شاہ کو اسقدر مجبور کیا کہ وہ
بلا اجازت قاسم کے پانی بہی نہین پی سکتا تہا۔ سنہ ۹۱۰ھ مین دفعتاً قاسم برید کا انتقال ہو گیا۔

امیر برید بن ملک قاسم برید

جب قاسم برید مرگیا تو اوسکا بیٹا امیر برید جانشین ہوا۔ اس نے محمود شاہ کو اپنے باپ سے
بہی زیادہ تنگ کیا۔ اور سنہ ۹۰۸ھ مین جب یوسف عادل نے بیجاپور مین مذہب شیعہ جاری کیا تو

امیر برید (جو حنفی المذہب تہا) نے محمود شاہ کو برانگیختہ کرکے قطب الملک کی اعانت سے
یوسف پر حملہ کیا۔ اور احمد نظام الملک و خواجہ جہان بہی امیر برید کی کمک پر آگئے۔ یوسف نے
جب یہ متفقہ قوت دیکہا تو گہبراکر بڑا اڑ بہاگا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کا دامن سنبہالا۔ اب
فتح اللہ نے احمد نظام الملک کو کچہ ایسا کہا کہ وہ کمک سے ہاتہ اوٹہاکر چلتا بنا۔ قطب الملک نے
بہی اوسکی تقلید کی۔ اور امیر برید یہ حالت دیکہکر دنگ ہوا۔ اتنے مین فتح اللہ اور یوسف نے
امیر برید پر چڑہائی کی۔ مجبوراً امیر برید اور محمود شاہ بیدر کو بہاگے۔ تمام مال و اسباب
فتح اللہ اور یوسف نے لوٹ لیا۔ جب یوسف عادل مرگیا۔ اور اسمٰعیل عادل تخت پر
بیٹہا تو اوسنے مرزا جہانگیر کو گلبرگہ جاگیر دیا۔ اوس نے وہان جاکر امیر برید کے چار سو آدمی
(جن مین امیر برید کے بہائی بہی تہے) مار ڈالے۔ اسپر امیر برید کو سخت غصہ آیا۔ اور محمود شاہ
کو لیکر بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اللہ پور کے مقام پر طرفین سے جنگ ہوئی۔ امیر برید شکست
کہاکر اولٹا بہاگا۔ اور اس لڑائی مین محمود شاہ گہوڑے پر سے گر پڑا۔ احمد بہی لشکر سے جدا
ہوگیا۔ امیر برید کو پریشانی مین ان دونون کا خیال تک نہ رہا۔ محمود شاہ چندر روز اللہ پور
مین رہا۔ جب صحت ہوگئی تو بیدر آیا۔ اسکے بعد محمود شاہ اور اسمٰعیل عادل نے احمد شاہ
اور بی بی ستی کی شادی گلبرگہ مین نہایت دہوم دہام سے ادا کی۔ اور بعد ختم شادی محمود شاہ
اسمٰعیل کی پانچہزار فوج لیکر بیدر آیا۔ امیر برید اس فوج کو دیکہکر اوسے چلا گیا۔ جب اسمٰعیل کی
فوج بیدر سے رخصت ہوگئی تو دوسرے ہی روز امیر برید بیدر آپہونچا۔ چندر روز کے بعد
محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گہبراکر علاء الدین عماد الملک کے پاس ٹہاٹر چلا گیا۔ اور
علاء الدین نے اوسکی خوب خاطر داری کی۔ اور فوج کثیر کے ساتہ امیر برید کے مقابلہ کو نکلا۔
جب لڑائی کا موقع آیا تو محمود شاہ کسی ایک بات پر علاء الدین سے رنجیدہ ہوکر تا ہم برید کے

پاس چلا گیا - اور علاء الدین برار واپس ہوا - اب تو امیر برید نے محمود شاہ کی ایسی گت بنائی کہ
بادشاہ نہ تو زندوں میں تہا اور نہ مردوں میں - تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تہے بادشاہ
کے قبضہ میں اوسنے صرف ایک قصبہ کتھانہ چہوڑ دیا تہا - اور باقی تمام علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا تہا
امیر برید کا قیام قندہار اور اوسہ میں رہا کرتا تہا - کبہی کبہی بادشاہ کے پاس بہی چلا آتا تہا - جب
بادشاہ اوس سے تنگی خرچ کا گلہ کرتا تو وہ کہتا کہ تمام ملک وزیروں نے دبا لیا ہے - جو کچہ
باقی رہگیا ہے اوسکی آمدنی خیل وحشم اور فیلخانہ کے خرچ میں آتی ہے - کچہ نہیں بچتا - الحاصل
۲۴ ذیحجہ ۹۲۴ سنہ کو محمود شاہ نے انتقال کیا - اور (۱۷۸) برس کے بعد اس خاندان سے
سلطنت جاتی رہی - یہ بادشاہ بڑا پست فطرت ضعیف العقل عیش دوست - فراغت طلب تہا
اگر اس میں کچہ بہی لیاقت ہوتی تو اسکو بہت سے ایسے موقعے حاصل تہے کہ یہ اپنے باپ دادا کی
سلطنت کو اچہی طرح حاصل کر سکتا تہا - اسوقت امیر برید کے پاس صرف تین چار ہزار سواروں کی
فوج تہی - دو تین ضلعوں سے زیادہ اوسکا ملک نہ تہا - اوس نے سوچا کہ اگر میں خود بادشاہ
بنتا ہوں تو میرے زبردست ہمسائے مجہکو کب چین لینے دین گے - اس سے بہتر ہے کہ خاندان
بہمنیہ میں سلطنت کا نام چلا جائے تاکہ میری حکومت بلا کہٹکا باقی رہے - اسلئے اوس نے
محمود شاہ کے بیٹے احمد کو تخت نشین کیا - چونکہ یہ بہی عیاشی میں باپ کا باپ تہا - طنبور - پیالہ
صراحی و قدح مرصع جو محمود شاہ کا رکہ گیا تہا - وہ اوس کے حوالہ کیا - اور آدمیوں کو متعین
کرکے حکم کردیا کہ وہ کسی غیر سے بات نہ کرنے پائے - ان دنوں قطب الملک نے خرچ کا
بہیجنا موقوف کردیا تہا - اس سبب سے احمد شاہ کو شراب و کباب کے لئے روپیہ کی تنگی ہونے لگی
اب اوس نے تاج بہمنیہ میں سے جسکی قیمت چار لاکہ ہون تجویز کی گئی تہی جواہرات چہپا
چہپا کر توڑ ڈالے اور بیچ ڈالے - جب امیر برید کو خبر ہوئی تو اوس نے بہت آدمیوں کو پکڑا -

مارا۔ قتل کیا۔ مگر جو امیر ہاتہ نہ آئے۔ دو سال کے بعد ۹۲۷ھ مین احمد شاہ خود مرگیا۔ یا اوسکو
زہر دیدیا گیا۔ اب امیر برید نے علاء الدین بن احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ کسیقدر عاقل
اور ہوشیار تہا۔ اوس نے بظاہر امیر برید کی اطاعت کرنی شروع کی۔ اور در پردہ اوس کے
قتل کے لیے چند سپاہیون کو آمادہ کیا۔ اور ایک روز اون سپاہیون کو محل مین پوشیدہ
بٹہا کر امیر برید کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اون سپاہیون مین سے ایک شخص کو اتفاقاً چہینک
آئی۔ امیر برید اجنبی آواز سے چوکنا ہو کر باہر نکل آیا۔ اور خواجہ سراؤن کو اندر بہیجکر تحقیقات
کی تو اصل حال معلوم ہوگیا جس سے امیر برید تو بچگیا۔ اور وہ سب مجرم مع علاء الدین کے
مارے گئے۔ یہ واقعہ ۹۲۹ھ کا ہے۔ علاء الدین کے قتل کے بعد امیر برید نے ولی اللہ
بن محمود شاہ کا نام بادشاہ رکہدیا۔ اور روٹی کپڑا اوسے بہی دیتا رہا۔ جب تین برس کے
بعد اس نے بہی اپنے استخلاص کی تجویز کی تو امیر برید نے اوسے حرم ہی مین قید کرکے مارڈالا
اور اوسکی بی بی بہت خوبصورت تہی۔ اوسکو اپنے تصرف مین لایا۔ اب کلیم اللہ ابن احمد شاہ
(جو یوسف عادل شاہ کی دختر کے بطن سے تہا) بادشاہ بنایا گیا۔ ۹۳۴ھ مین اس بادشاہ نے
اپنی مخلصی کے لیے ایک شخص کے ہاتہ شہنشاہ بابر کے پاس عرضی بہیجی۔ جب خبر فاش ہوئی
تو وہ امیر برید کے خوف سے بیجاپور بہاگا۔ مگر جب اوس نے دیکہا کہ خود اوس کا ماموں
اسمٰعیل عادل شاہ اوس کے خلاف ہے اور گرفتار کرنا چاہتا ہے تو وہان سے نکلکر (۱۸)
سواروں سے احمد نگر آیا۔ برہان نظام شاہ نے خوب آؤبہگت کی۔ اور تعظیم و تکریم بہی
کرنے لگا۔ شاہ طاہر نے دیکہا کہ اگر کلیم اللہ (بادشاہ) کی عزت امراء کے دل مین بیٹھ گئی
تو پہر برہان نظام شاہ کی خیر نہیں ہے۔ اسلیئے اوس نے برہان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ
اوسکو پہر کبہی روبرو نہ بلایا۔ چند روز کے بعد کلیم اللہ اپنی موت سے یا زہر کے باعث راہی

عدم ہوا۔ اسکے بعد امیر برید نے خاندان بہمنیہ مین کسی کو نام کا بادشاہ بہی نہ بنایا۔ ۹۳۵ھ مین محمد شاہ
والی خاندیس اور علاء الدین والی برار کی استدعا پر بہادر شاہ والی گجرات نے احمد نگر پر
چڑہائی کی تو برہان نظام شاہ نے امیر برید اور اسمٰعیل عادل کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔ اور
امیر برید نے دو تین دفعہ گجراتیون کا مقابلہ کیا۔ داد مردانگی دی۔ مگر بہادر شاہ کے لشکر
کثیر کے مقابلہ مین کسی کی بہی دال نہ گلی۔ اور بہادر شاہ احمد نگر آ پہونچا۔ برہان نظام شاہ نے
مجبوراً اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ پہر چند روز کے بعد بہادر شاہ گجرات چلا گیا۔ چنانچہ ان
لڑائیون کے حالات ہم نے تفصیلی طور پر اسکے قبل خاندان نظام شاہیہ مین لکھہ چکے ہین
اور اب مکرر اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔ ۹۳۶ھ مین اسمٰعیل عادل نے دس ہزار سوار سے
بیدر پر چڑہائی کی۔ امیر برید نے مقابلہ کیا۔ اور قطب الملک بہی امیر برید کی کمک پر آیا لیکن
امیر برید کے حصہ مین شکست رہی۔ اس کے بعد اوس نے علاء الدین والی برار کو لکہا کہ
کسی طرح اسمٰعیل سے صلح کرا دیجے۔ چونکہ علاء الدین خود ہی پریشان تہا۔ اور کسی طرح اسمٰعیل سے
دوستی پیدا کرنا چاہتا تہا۔ اسلئے وہ امیر برید کی سفارش نہ کر سکا۔ بلکہ یہان آکر اوس نے
اسمٰعیل کو فتح کی مبارکباد دی۔ اب امیر برید اودگیر سے علاء الدین کے پاس آیا۔ اور
صلح کی سفارش کرنے کے لئے مجبور کیا۔ علاء الدین نے کہا کہ بیدر کا قلعہ اسمٰعیل کو دئے
بغیر صلح کا ہونا دشوار ہے جس سے امیر برید ناراض ہوا۔ اور اوسکے لشکر کے قریب جا اترا۔
رات کو ایسا غافل سویا کہ اسد خان (سپہ سالار اسمٰعیل عادل شاہ) اوس کے خیمہ مین پہونچکر
بیہوشی کی حالت مین گرفتار کر لایا۔ اسمٰعیل نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ مگر اوس کے بیٹے
علی برید نے قلعۂ بیدر اسمٰعیل کے حوالہ کر کے باپ کو چھڑا لیا۔ اور اسمٰعیل کو قلعۂ بیدر سے بارہ لاکہ
ہون اور بے شمار اسباب طلائی و نقرئی ہاتہ آیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کو اپنے امرا مین

داخل کرلیا۔ اور بیدر کے سوا اوس کا تمام ملک پہر اوسی کے حوالہ کیا۔ چند روز کے بعد
بیدر بہی دیدیا۔ سنہ ۹۴۱ھ مین سلطان قلی نے امیر برید پر چڑہائی کی۔ اور علاقہ کہوپل وایلور وغیرہ
پر قبضہ کرلیا۔ گو امیر برید نے بہی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مغلوب رہا۔ آخر قلعہ کوہیر سلطان قلی
کے حوالہ کرکے صلح کرلی۔ اور سنہ ۹۴۹ھ مین امیر برید نے شاہ طاہر کے سمجہانے سے قلعہ میدک
کی کنجی بہی سلطان قلی کو بہیجدی۔ کیونکہ اسکے قبل سلطان قلی نے امیر برید کو کہلا بہیجا تہا کہ
مین ایلگر کی فتح کے بعد تم سے سمجہونگا۔ ورنہ قلعہ میدک و کولاس مجہے دیدو۔ اس دہمکی
نے امیر برید کو ایسا پریشان کیا کہ وہ شاہ طاہر (جو برہان نظام شاہ کا پیشوا تہا) کے کہنے
سے قلعہ میدک کی کنجی اوسکو روانہ کردی۔ اور ۲۶ رجمادی الثانی سنہ ۹۴۹ھ کو امیر برید کا
انتقال ہوگیا۔ (۴۰) برس اسنے سلطنت کی۔ حالانکہ اسے اپنے ملک مین شاہی اختیارات
حاصل تہے۔ مگر اوس نے اپنے کو ہمیشہ بادشاہ بہمنیہ کا وزیر بنائے رکہا۔ اور نہ محمود شاہ
کی زندگی مین اور نہ اوس کے مرنے کے بعد کوئی شاہی خطاب لیا۔ اگرچہ وہ بڑا بہادر تہا
لڑائیون مین بارہا ذاتی شجاعت دکہائی تہی۔ مگر عیاش و غافل بڑا تہا۔ معاملات ملکی سے
توڑ جوڑ نہین آتے تہے۔ اسی کوتہ اندیشی سے اپنے باپ کی سلطنت کا ایک حصہ کہو دیا تہا
اور سنی ہونے کے باعث شیعہ بادشاہون نے اوسکو نقصان بہت پہونچایا۔ اس کے
نسبت ایک حکایت مشہور ہے جس سے اسکی حماقت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ
ایک دفعہ شب کے وقت بمقام کہٹانہ موسم زمستان مین امیر برید باغ مین بیٹہا ہوا
شراب پی رہا تہا۔ بستی کے قریب گیدڑ شور کرنے لگے۔ ہم نشینون سے پوچہا کہ یہ
اس قدر کیون چلاتے ہین۔ کسی نے دل لگی سے کہدیا کہ جاڑے سے تنگ آکر
فریاد لاتے ہین۔ یہ سنتے ہی امیر برید نے اوسیوقت حکم دیدیا کہ تین ہزار لحاف تیار کرکے

جنگل و باغات مین ڈال دئے جائین تاکہ وہ اون مین لیسٹ کر آرام پائین۔

علی برید شاہ بن امیر برید

امیر برید کے انتقال پر اوسکا بیٹا علی برید قایم مقام ہوا۔ اور بخلاف اپنے اب و جد کے اس نے اپنے نام کے ساتھ شاہ کا دُم چھلّا بھی لگایا۔ اس اثنا مین ابراہیم قلی پسر سلطان قلی اپنے بھائی جمشید قلی سے تخت گولکنڈہ لینے کے لئے بیدر آیا۔ اور علی برید سے اعانت چاہی۔ علی برید نے اوسکی خوب آؤبھگت کی۔ اور اپنی سپاہ آراستہ کر کے اوس کے ساتھ ہوا۔ جس سے جمشید کو قلعۂ گولکنڈہ مین محصور ہونا پڑا۔ اودھر برہان نظام شاہ نے علی برید کے ملک پر حملہ کیا۔ اور قلعۂ کوہیر کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ علی برید کو خبر ہوئی تو گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر آیا۔ ابراہیم قلی بھی اپنے معاون کے چلے جانے سے بیجانگر کو چلتا بنا۔ اور جمشید قلی محاصرہ سے نکلکر پھر اپنے ملک کا مالک ہوگیا۔ ۹۵۱ھ مین جب برہان نے ابراہیم عادل پر حملہ کیا تو اودھر علی برید اور جمشید قلی کے دو دو ہاتھ ہو گئے۔ جمشید کو غلبہ رہا۔ پھر فریقین مین صلح ہو گئی۔ اور ہر ایک اپنے ملک کو روانہ ہوگیا۔ لیکن ۹۵۲ھ مین مکرر جمشید نے علی برید پر چڑہائی کی۔ اور نارائین کھیڑ اور حسن آباد کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ متواتر لڑائیون کے بعد علی برید بیدر مین محصور ہوا۔ جمشید نے نارائین کھیڑ اور حسن آباد پر قبضہ کیا۔ اور اسی موقع پر قلعۂ کولاس تعمیر کر کے اپنے ایک نامی سردار جگدیو کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد جمشید گولکنڈہ چلا آیا۔ چند روز کے بعد برہان جمشید اور دریا عماد شاہ یہ تینون اتفاق کر کے علی برید پر آدھمکے۔ علی برید نے دیکھا کہ اب تینون سے مقابلہ کرنا دشوار ہے۔ اسلئے اوس نے ابراہیم عادل کو قلعۂ کلیان کے دینے کے وعدہ پر اپنی کمک کیواسطے بلایا۔ طرفین سے خوب گھمسان

لڑائی ہوئی۔ علی برید وابراہیم عادل سنے شکست پائی۔ جمشید سنے قلعۂ میدک پر قبضہ کیا۔ اور
برہان اوسہ واودگیر سے لیا۔ ۹۵۵ھ مین پہر ابراہیم وجمشید سنے علی برید پر یورش کرنی چاہی۔
بیچارہ گہبرا کر ابراہیم عادل سے مدد طلب کرنے خود بیجاپور گیا۔ اتنے مین برہان سنے ابراہیم
کو لکہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی کا سبب یہی علی برید ہے۔ اگر اسکو تم ہٹکانے
لگاؤ تو لڑائی جاتی رہتی ہے۔ ابراہیم سنے برہان کی خاطر سے علی برید کو قید کر لیا۔ ادہر برہان نے
قلعۂ قندہار فتح کیا۔ اس اثنا مین عبد اللہ برادر ابراہیم عادل کا جہگڑا پیش آیا۔ اور برہان نے
عبد اللہ کی تائید مین بیجاپور پر چڑہائی کی اور یہ تجویز پائی۔ کہ ابراہیم عادل کو معزول کر کے عبد اللہ
کو تخت نشین کیا جائے۔ جس سے ابراہیم سخت گہبرایا اور جمشید سے مدد مانگی۔ جمشید سنے
جواب دیا کہ اگر آپ علی برید کو (جو آپ سے مدد مانگنے آیا تہا۔ اور آپ سنے دغابازی سے
اوسکو گرفتار کر لیا ہے) میرے پاس بہیجدیجے۔ اور صباح الخیر نام کا گہوڑا معہ دو ہاتہیون کے
عنایت کیجیے تو مدد کو تیار ہون۔ ابراہیم نے جمشید کی درخواست منظور کر لی۔ اور علی برید کو معہ گہوڑے
وہاتہیون کے جمشید کے پاس بہیجا۔ جمشید سنے علی برید کو بیدر رخصت کیا۔ اور برہان کی فہمائش
کر کے اوسکو احمد نگر واپس بہیجا۔ اب آپ ان امور سے فراغت حاصل کر کے گولکنڈہ آیا۔
۹۵۷ھ مین برہان سنے قلعۂ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی برید کی کمک پر ابراہیم عادل آیا۔ طرفین سے
ہنگامۂ کشت وخون گرم ہوا۔ کئی روز تک متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ ایک مدت کے محاصرہ
کے بعد قلعۂ کلیان برہان کے تصرف مین آیا۔ اور علی برید وابراہیم عادل سنے شکست فاحش
کہائی۔ ۹۷۲ھ مین دکن کے جملہ سلاطین اہل اسلام سنے رام راج والی بیجانگر پر حملہ کیا۔
جس مین علی برید بہی شریک تہا۔ تالی کوٹہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ مسلمانون سنے فتح پائی۔
رام راج مارا گیا۔ اور بیجانگر کو مسلمانون سنے ایسا تباہ کیا کہ پہر وہ آباد نہ ہوسکا۔ اوس لڑائی

مین بہت سامال غنیمت مسلمانون کے ہاتہ لگا۔جس کو تمام سلاطین اسلام نے آپس مین مساوی طور پر تقسیم کرلیا۔

۹۸۰ھ مین مرتضےٰ نظام شاہ نے بیدر پر چڑہائی کی۔علی برید گہبراکر علی عادل سے مدد کا طالب ہوا۔اور علی عادل نے مدد کا دینا اوس سے اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ملازم ہین وہ حوالہ کردے۔مجبوراً علی برید نے منظور کرلیا۔اور علی عادل فوراً فوج شایستہ کے ساتہ بیدر آیا۔دو چار لڑائیون کے بعد مرتضےٰ ناکام واپس ہوا۔علی برید کا پیچہا چہوٹا۔علی عادل نے لڑکون کا تقاضا شروع کیا۔علی برید کو بہی ایفائے وعدہ ضرور ہوا۔چنانچہ وہ دونون لڑکے علی عادل کے پاس بہیجے گئے۔ایک رات علی عادل نے بڑے لڑکے کو خلوت مین بلایا۔اور وہان کچہ ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آئے کہ وہ لڑکا علی عادل کا کام خنجر سے تمام کیا۔چنانچہ ان حالات کو ہمنے تذکرہ عادل شاہیہ مین بالتفصیل بیان کیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالین۔الحاصل علی برید نے ۹۸۷ھ مین کوئی دوا مقوی باہ کہائی۔اور بڑہاپے مین نوجوانی کے مزے لینے کا ارادہ کیا۔مگر یہ دوا وبال جان ہوئی۔اور اسی سال علی برید نے (۳۸) سال حکمرانی کرکے انتقال کیا۔

ابراہیم برید بن علی برید

علی برید کو دو بیٹے ابراہیم برید اور قاسم برید تہے۔ارکان دولت و اعیان سلطنت نے ابراہیم برید کو بوجہ کلانیت تخت حکومت پر بٹہایا۔لیکن سہیل خان دکہنی (جو امرائے برید یہ مین سے تہا) نے ابراہیم کی حکومت سے اختلاف کیا۔اور قاسم برید کو لیکر بیدر سے کوہیر بہاگ گیا۔اور قاسم برید کی تخت نشینی کے لئے ابراہیم عادل سے کمک چاہی۔چونکہ

اوس وقت بیجاپور مین خود جھگڑے اور فساد برپا تہے۔ اسلئے ابراہیم عادل اُسکو مدد نہ دے سکا۔ اب سہیل خان نے چند آدمی جمع کرکے بیدر کی نواح مین لوٹ مار شروع کردی۔ ابراہیم بریدنے (۳) ہزار سوار اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس سے سہیل خان اور قاسم برید جان بچا کر بیجاپور چلے گئے۔ مگر وہان اون کی کچھ دال نہ گلی۔ آخر مجبور ہو کر ابراہیم برید سے قول و قرار کرکے بیدر چلے آئے۔ لیکن ابراہیم کو قاسم کے اطوار سے خطرہ معلوم ہوتا تہا۔ اسلئے اوسنے قاسم کو قید کردیا۔ جب ۹۸۸ھ مین کشور خان عادل شاہی بیجاپور سے بہاگ کر احمدنگر گیا۔ اور وہان سے گولکنڈہ کو واپس ہوا تو اوس کا گذر بیدر مین بہی ہوا تہا۔ اس وجہ سے بعض لوگون نے ابراہیم عادل سے کہا تہا۔ کہ کشور خان اپنا کچھ مال اسباب ابراہیم برید کے پاس چہوڑ گیا ہے۔ جو لینے کے لایق ہے۔ حالانکہ یہ بات محض غلط تہی مگر ابراہیم برید کے انکار کو ابراہیم عادل نے نہ مانا۔ اور چاہا کہ اوسپر ۹۸۹ھ مین لشکرکشی کرے۔ لیکن عادل شاہی عملداری مین خود ہی فتنہ بپا تہا۔ جس سے ابراہیم عادل کا ارادہ دل کا دل ہی مین رہگیا۔ اور اسی سبب سے جب قطب شاہ اور نظام شاہ نے بیجاپور پر لشکرکشی کی تو ابراہیم برید بہی اون کے ساتھ نلدرگ و بیجاپور کو مدد کے لئے گیا تہا۔ جب وہان سے لوٹ کر آیا تو ۹۹۰ھ مین خاتونان حرم کی سفارش سے قاسم برید کا قصور معاف کرکے قید سے رہا کردیا۔ پہر جب دلاور خان نے میران حسین کو ابراہیم عادل شاہ کی بہن نہ دینے کے باعث سلطنت نظام شاہی پر چڑہائی کی تو ابراہیم برید۔ اوسہ۔ اودگیر۔ قندہار دلا دینے کے وعدہ پر اوسکی مدد کو اوسکے محاصرہ کو گیا۔ لیکن جب وہ قصہ رفع ہوگیا تو بےنیل مرام واپس آیا اور اپنے دل مین نہایت پشیمان ہوا۔ اور سوچ مین تہا کہ کیا کرے۔ اسی زمانہ مین مرزا عزیز کوکہ سپہ سالار اکبر بادشاہ نے دکن پر تاخت کی۔ ابراہیم برید نے سنی ہونے کے باعث اوسکی امداد پر کمر باندہی۔ تاکہ اکبر کے

خیر خواہون مین شامل ہوجائے۔ اور دکہنی بادشاہون کے مقابلہ مین اوسکو قوت حاصل ہو مگر مرزا عزیز کوکہ کو اپنی تاخت مین جب کامیابی نہ ہوئی تو ابراہیم برید چپکا اپنے گہر مین بیٹہا رہا۔ بعدازان اخیر سنہ ۹۹۴ مین کل (۷) برس حکومت کرکے مرگیا۔

قاسم برید ثانی بن علی برید

چونکہ ابراہیم برید کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے ارکان دولت نے اوس کے بہائی قاسم برید کو تخت نشین کیا۔ سنہ ۹۹۹ مین دلاور خان (جو ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت کا مختار کل اور وزیر اعظم تہا) ابراہیم عادل کے خوف سے بہاگ کر بیدر آیا۔ قاسم برید نے اوسکو چہہ مہینے تک اپنے پاس مہمان رکہا۔ اسلئے ابراہیم عادل۔ بیدر پر لشکرکشی کرنا چاہا۔ مگر پہلے اپنے بہائی اسمٰعیل کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف ہوا جس سے بیدر کا ارادہ ناتمام رہا۔ اسکے بعد دلاور خان بیدر سے برداشتہ خاطر ہوکر (کیونکہ دلاور خان بیجاپور کے محلات عالی دلشاہی کا رہا ہوا تہا۔ اوسکو بیدر کے بریدیہ جہونپڑے کب بہلاتے تہے) برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا۔ برہان نے اوسکی بڑی خاطر تواضع کی۔ اور اپنے امرا مین داخل کرلیا۔ چند روز کے بعد دلاور خان نے خود اپنے ہاتون سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری یعنی ابراہیم عادل کے پاس چلا گیا۔ اور ابراہیم نے دلاور خان کو قید کرکے اندہا بنا دیا۔ یہ واقعات بالتفصیل اسکے قبل عادلشاہیہ حالات مین بیان ہوچکے ہین۔ الحاصل تین برس کئی مہینے حکومت کرکے قاسم برید نے سنہ ۹۹۸ مین انتقال کیا۔

علی برید ثانی بن قاسم برید ثانی

امرائے دولت نے قاسم برید ثانی کے بیٹے علی برید ثانی کو سریر آرا کیا۔ اس وقت بر مدیہ سلطنت مین صرف حوالی بیدر کے ۸ محال (پرگنہ) باقی رہ گئے تہے۔ اوسکی خود مختاری صرف اس سبب سے تہی کہ پاس پڑوس والون کو اپنے دوسرے معاملات سے فرصت نہ تہی۔
اس اثنار مین ابراہیم عادل نے علی برید کو لکہا کہ "امیر برید کے زمانہ مین بیدر عادل شاہی حکومت مین داخل ہوگیا تہا۔ اور یہ مقام اوسے اوسہ۔ قندہار کلیان کے دینے کے وعدہ پر دیدیا گیا تہا۔ مگر چونکہ اوسنے وعدہ پورا نہ کیا۔ اور وہ قلعے نظام شاہی حکومت مین چلے گئے اسلیے چاہیئے کہ قلعۂ بیدر واپس دیدیا جاے۔" اس پیغام سے علی برید کو سخت تشویش ہوئی اور برہان سے مدد چاہی۔ اب برہان اور وینکٹادری والی بیکنڈہ یہ دونون ملکر ابراہیم عادل پر چڑہائی کئے۔ اور ابراہیم عادل نے محمد قلی قطب شاہ کو علی برید پر حملہ کرنے کی ہدایت کرکے خود برہان کے مقابلہ کو آگے بڑہا۔ اودہر وینکٹادری نے قطب شاہ کی عملداری مین تاخت و تاراج مچادی۔ اور قطب شاہ۔ علی برید کو چہوڑکر اپنے ملک کی حفاظت مین مشغول ہوا۔
اس اثنار مین برہان بیمار ہوکر احمد نگر چلا گیا جس سے وینکٹادری اور قطب شاہ بہی اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔ علی برید تباہی سے بچ گیا۔ الغرض علی برید ثانی بارا سال حکومت کرکے سنہ ۱۰۰۱ھ مین رہگرائے عالم جاودانی ہوا۔

امیر برید ثانی بن علی برید ثانی

اب اوس کا بیٹا امیر برید ثانی تخت پر بیٹہا۔ مرتضے نظام شاہ نے اوسکی تخت نشینی کا حال سنا تو اوس کو لکہا کہ "عنبر و راجو میرے نوکرون نے مجہے بے بس کر رکہا ہے۔ اگر آپ میری مدد کرکے مجہے میرے دادا کا ملک دلادین تو مین اوسہ۔ قندہار۔ اودگیر۔ آپکو دیدونگا"

اور اوس کے ساتھ کچھ تحفے تحائف بھی بھیجے۔ امیر برید راضی ہو کر مرتضےٰ نظام شاہ کے
پاس قلعۂ اوسہ کو گیا۔ مرتضےٰ نے دہوم دہام سے ضیافت کی۔ اُس میں ملک عنبر بھی اپنے
اعوان و انصار کو لیکر اوس طرف پہونچا۔ اور نظام شاہ کو شکست دیکر تلنگ راے کو
گرفتار کر لیا۔ آخر مرتضےٰ نے گہبرا کر عنبر سے صلح کر لی۔ سنہ ۱۰۱۸ھ میں جہانگیر بادشاہ ہند نے شہزادہ
پرویز و عبدالرحیم خانخانان کو دکن کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ اس [illegible] برہان نظام شاہ ثانی نے
ابراہیم عادل اور امیر برید کو اپنی کمک پر آمادہ کیا۔ جب شہزادہ اور خانخانان
برہانپور پہونچے تو ملک عنبر نے اپنی تمام فوج دس ہزار اور امیر برید ثانی کی [illegible]
سپاہ کو لیکر مقابلہ کو سرحد پر پہونچا۔ بہت زور و شور سے لڑائی ہوئی۔ مغلون نے شکست
پائی۔ اور دس برس کے بعد نظام شاہی دار السلطنت احمد نگر پر ۱۰۱۹ھ میں مغلون کا
قبضہ ہوگیا۔ چونکہ امیر برید ثانی بڑا عیاش و بیحیا تھا۔ کثرت سے عورتیں ڈالی تہین
اور شب و روز شراب و کباب اور زنا میں مصروف رہتا تھا۔ دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہ تھی
اور ایسا بے حیا تھا۔ کہ اپنے حرم کو اپنے ساتھ بازار میں لیکر پہرا کرتا تھا۔ خود [illegible] سوار
اور خاتونان حرم پیادہ اوسکے ساتھ ساتھ چلتی تہین۔ بازاری لوگ [illegible] اون کو دیکھتے
تھے۔ کسی ندیم نے جب اسکا سبب پوچھا تو کہا کہ سلاطین کے مستورات کو [illegible] محال ہے
کہ بری نگاہ سے دیکھ سکے۔ اور اون سے بدکاری کر سکے۔ جب اسکا اندیشہ نہیں تو
حجاب کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی باتون سے جو پیشتر ہوتے ہیں وہ سب جانتے ہین
اسوقت جبکہ اوسکی دو ہزار فوج مغلون سے مقابلہ کو گئی ہوئی تہی تو اس بے انتظامی او
بے پروائی سے اوس کے ایک امیر مرزا علی نے فائدہ اوٹھایا۔ اور خروج کر کے اوس کے
چند ندیمون کو مار ڈالا۔ امیر برید ثانی کو بھاگ نگر (حیدرآباد) کی طرف نکال دیا۔ اور خود بیدر کا

مشرق سے مغرب کو تلنگانہ کے بیچ ایک کوس پر موضع اشٹور کے [illegible] ان میں بنائی
گئی ہیں۔ اور اون کے چھ گنبد بڑے اور تین چھوٹے ہیں۔ ان میں پہلا سلطان احمد شاہ
والی بہمنی کا ہے۔ اوس نے خود اپنے زمانہ میں بنوانا شروع کیا تھا اور اوسکے
مرنے کے بعد اوس کے بیٹے علاء الدین نے تمام کرایا۔ اوسکے پاس کوئی دو گز کے
فاصلہ پر شاہ خلیل اللہ بت شکن کا گنبد جو کھنڈر ہے [illegible] علاء الدین نے بنوایا تھا
دوسرا گنبد چینی خود علاء الدین کا ہے۔ جو اوسنے خود بنوایا ہے۔ تیسرا گنبد ہمایوں شاہ
بہمنی کا ہے جو خود اوسی کا بنوایا ہوا ہے۔ چوتھا گنبد نظام شاہ کا [illegible] بنا ہوا ہے۔
پانچواں گنبد محمد شاہ لشکری کا ہے۔ جو بالکل ٹوٹ گیا ہے [illegible] سلطان محمود شاہ کا
ہے۔ جسے سلطان قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ سے [illegible] اور
تین چھوٹے گنبد ولی اللہ۔ کلیم اللہ۔ احمد شاہ [illegible] کے ہیں
بریدیہ نے برائے نام بادشاہ بنایا تھا۔

مرزا علی

سنہ ۹۱۸ھ میں مرزا علی [illegible] نے علی برید کو نکال کر بیدر کا حاکم بن بیٹھا۔ اب اوس نے
چاہا کہ خاندان عادل شاہیہ سے کچھ رشتہ پیدا کرے [illegible] سلطنت [illegible] مضبوط
ہو جائے۔ اسلئے اوسنے اپنی بہن ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے سے سنہ [illegible] میں بیاہ
دی۔ اور [illegible] گنگ چنگوپہ اوسکے جہیز میں [illegible] کو کہا۔ جب شادی ہو گئی تو اپنی چھوٹی سی
سلطنت کا ایک بڑا پرگنہ [illegible] دیکھکر [illegible] کہا اور جو قرار لیا تھا اوسکے ایفا
میں لیت و لعل کرنے لگا۔ ابراہیم کو غصہ آیا۔ سنہ ۹۶۰ میں (۱۲) ہزار سوار مرزا علی سے چنگوپہ

حاصل کرنے کے لیئے بھیجے۔ مرزا علی بھی مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ مرزا علی کے تلوّن سے اکثر
سردار ناراض ہو رہے تھے۔ اب وہ عادل شاہ سے مل گئے۔ جب لڑائی ہوئی تو مرزا علی اور اوسکے
متعلقین کو عادل شاہی فوج نے قید کر لیا۔ اور بیجاپور لے گئے۔ یہان اون کو ایسا قید
کیا گیا کہ پھر اون کے مرگ و زیست کا کسی کو حال نہین معلوم ہوا۔ تاریخ بریدیہ مین اس واقعہ
کو محمد عادل شاہ اور شاہ اودی کی ... عادل شاہ ... کیا ہے۔ اور سنہ ۱۰۲۹ھ کے بجائے سنہ ۱۰۳۱ھ
اور سنہ ۱۰۳۶ھ لکھا ہے مگر یہ غلط ہے۔ ابراہیم عادل شاہ سنہ ۹۷۹ھ مین پیدا ہوا ہے۔
اوسکی شادی سنہ ۱۰۲۱ھ مین کیونکر ہو سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ سنہ ۱۰۳۳ھ مین بیدر ابراہیم عادل
کے قبضہ مین تھا۔ اور اوسے ملک عنبر سے ابراہیم عادل شاہ پر چڑھائی کرنے کے وقت
اوٹھا لیا تھا اسلئے ہمارے نزدیک جیسے کہ ... اور بجائے سنہ ۱۰۳۷ھ کے سنہ ۱۰۲۷ھ ہونا
چاہیئے۔ اور اس بات کی تصدیق تاریخ بیجاپور سے بھی ہوتی ہے۔ اوس مین اوسکے
فتح کی تاریخ سنہ ۱۰۲۹ھ کے قریب لکھی ہے۔ غرض جب مرزا علی قید ہوگیا تو ابراہیم نے بیدر
اور اوسکے توابعات پر قبضہ کرکے اوسے داخل ممالک محروسہ کر لیا۔ اور مرزا علی کی بیٹی
(اپنی بہو) کو دلجوئی کے لیئے اوس علاقہ کا ... دیا۔ اب بیدر کی حکومت کا جو نام باقی تھا۔
وہ بھی جاتا رہا۔

فہرست مضامین گلزار سوم دربار آصف مشتمل بہ حالات سلاطین خاندان آصفیہ جلد اول

خاندان آصفیہ کی ابتدا نواب قمرالدینخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر سے ہے۔ چنانچہ محمد شاہ بادشاہ جب سادات بارہہ کی خودسری اور مطلق العنانی ترقی پذیر ہوئی اور دربار شاہی کی رونق جاتی رہی۔ اور بادشاہ برائے نام سہرا تاج سر رکھکے تخت نشین تھے۔ لیکن تمام امور سلطنت و انتظام ریاست سید حسین علیخان امیرالامرا اور اون کے بھائی سید عبد اللہ خان کے ہاتھ مین تھے۔ اور ارکین سلطنت کا عزل و نصب ان کے بائین ہاتھ کا کھیل تھا۔ الغرض دہلی کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔ نواب آصف جاہ بہادر جو عقل و دانش فہم و کیاست مین منبظر تھے۔ ایسی حالتمین دہلی کا قیام نامناسب سمجھکر بادل ناخواستہ سنہ ۱۱۳۲ھ مین دکن کے جانب متوجہ ہوئے۔ اور دریاے نربدا عبور کرکے طالب خان سے قلعۂ آسیر اور محمد انور خان سے برہانپور از روے حکمت عملی حاصل فرمایا۔ جب یہ خبر امیرالامرا کو ہوئی تو ایک لشکر کثیر بسر کردگی سید دلاور خان بخشی

فوج اسکے مقابلہ کو روانہ کیا۔ موضع حسن پور مین مقابلہ ہوا۔ سید دلاور خان مارا گیا۔ نواب آصف جاہ بہادر
فتح و ظفر کے ساتھہ برہانپور داخل ہوئے۔ اور امیر الامرا نے سید دلاور خان کے شکست و مارے جانے کی
خبر سنکر اپنے بہانجے سید عالم علی خان کو لشکر جرار کے ساتھہ مقابلہ کو بہیجا۔ آخر یہ بہی مارا گیا۔ اور آپ اورنگ آباد
داخل ہوئے۔ اس اثنا مین میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو خنجر سے مار ڈالا۔ اور سید عبد اللہ خان بہی
قید ہو گیا۔ سادات بارہہ کا تختہ الٹ گیا۔ اور محمد امین خان اعتماد الدولہ وزارت سے سرفراز ہوئے مگر
بہت جلد اون کا انتقال ہو گیا۔ اب بجز نواب آصف جاہ بہادر کے اس بار عظیم کا اوٹہانیوالا دہلی مین
کوئی دوسرا موجود نہ تہا۔ اس لئے بادشاہ نے آپ کو طلب کر کے قلمدان وزارت عطا فرمایا
مگر چند ہی روز مین آپ کی طبیعت وہان کی صحبت سے اکتا گئی۔ کیونکہ وہان بادشاہ کا رنگ ہی
کچہہ اور تہا۔ اور امرا کے حسد و نفاق نے دربار کی صورت ہی کچہہ اور کر دی تہی۔ اس عرصہ مین
حیدر علی خان ناظم گجرات کی تنبیہ کے لئے آپ کو جانا پڑا۔ جب وہان کا انتظام کر کے واپس
ہوئے تو اس حسن خدمت کے صلہ مین بادشاہ نے مالوہ اور گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ اور
دکن کی حکومت و وزارت بہی اوس کا ضمیمہ مقرر ہوئی۔ لیکن آپ نے وہانکی صحبت مین اپنا گذر مشکل دیکہا
آخر علالت مزاج کا بہانہ کر کے مراد آباد جانے کی اجازت لی۔ اور وہان سے نکل کر سیدہا
دکن کے جانب کوچ فرمایا۔ یہان حیدر آباد دکن پر امیر الامرا کے زمانہ سے مبارز خان
عماد الملک ناظم تہا۔ جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنا تو مقابلہ کے لئے نکلا۔ نالہ شکر کہیڑہ
کے نواح مین لڑائی ہوئی۔ مبارز خان مارا گیا۔ اور نواب آصفجاہ بہادر کو فتح نصیب ہوئی
اور کل شش صوبۂ دکن کے آپ مالک و فرمانروا ہو گئے۔

٭٭ نسب نامہ یہ ہے۔ آصفجاہ بہادر ابن شہاب الدین غازی الدین خان فیروز جنگ ابن عابد قلیج خان ابن خواجہ میر اسمٰعیل عرف عالم شیخ بن عزیزان عالم بن میر محمد عالم شیخ صدیقی علوی بن شیخ محمد مومن بن حضرت محمود درویش بن شیخ جاوید ثانی بن شیخ فتح اللہ ثانی بن شیخ جاوید الملقب سرمست بن شیخ نجیب اللہ بن شیخ فتح اللہ بن شیخ تاج الدین بن شیخ علاء الدین بن شیخ قطب الاقطاب زین الدین بن ابی محمد حفص بن شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ بن شیخ محمود بغدادی بن محمد بہاؤ الدین بغدادی بن عبد اللہ بغدادی بن عبد الرزاق بغدادی بن عبد اللہ صوفی بن محمد سعید کی بن قاسم علی رومی بن نصیر الدین نصیری بن محمد قاسم کشکی بن عبد اللہ بصری بن عبد الرحمن مکی بن ابو القاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ مولف

٭٭ آپ کا اصلی نام عابد خان تھا۔ آپکے والد بزرگوار عالم شیخ رحمۃ اللہ علیہ اکابر سمرقند سے تھے۔ جنکے تصانیف نسخۂ عوارف

سر سلسلۂ خاندان آصفیہ ہین۔ ۱۴ ربیع الآخر سنہ ۱۰۸۲ھ تولد مبارک۔ اور نیک بخت تاریخ ہے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کا نام میر قمر الدین خان رکھا۔ اکثر شہنشاہ اورنگ زیب اور اسد خان جملۃ الملک آپکے والد فیروز جنگ بہادر سے فرماتے تھے کہ میر قمر الدین خان کی پیشانی پر ستارۂ نیک بختی چمکتا ہے۔ آپ ایام طفولیت مین مثل اور اطفال کے کسیوقت لہو و لعب مین مصروف نہوئے۔ چنانچہ اکثر آپ خود فرمائی تھے

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) رشح النصائح۔ اعلام التقی۔ وغیرہ موجود ہیں۔ حضرت عالم شیخ کو دو فرزند اور ایک دختر تھی ایک خواجہ بہاؤالدین نقشبندی دوسرے خواجہ عابد خان۔ دختر کا نام فاطمہ بیگم۔ اول الذکر فرزند تو قاضی سمرقند ہوئے۔ البتہ ان کے دونون فرزند محمد امین خان چین بہادر نصرت جنگ اعتماد الدولہ وزیر الممالک اور محمد رعایت خان ہندوستان آئے۔ اور امراء کبار مین شریک ہوئے۔ شہنشاہ دہلی سے خطاب و منصب کی سرفرازی ہوئی۔ اور محمد امین خان بعہد محمد شاہ بہادر خدمت وزارت سے بھی ممتاز ہوئے۔ اور فاطمہ بیگم صاحبہ کی شادی خواجہ زادہ سمرقند سے ہوئی۔ جنکے اولاد و احفاد کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ خواجہ عابد خان کا مولد علی آباد۔ (جو سمرقند سے ۴ کوس پر ہے) ہے۔ آپ فارغ التحصیل ہوکر بخارا وغیرہ ملکوں کی سیر کرتے ہوئے بعہد شاہ جہان وارد ہندوستان ہوئے بادشاہ نے ازراہ قدردانی ابتداءً منصب چارصدی سے سرفراز فرمایا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت مین متعین ہوئے۔ دکن سے دہلی آتے ہوئے شاہزادہ نے آپکے منصب مین دوصدی کا اضافہ اور قلیچ خان کا خطاب عطا کیا۔ پھر منصب ہزاری پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ سنہ [illegible]ھ مین محکمہ صدارت کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور سنہ [illegible]ھ مین تین ہزاری پانصدی منصب اور ہزار سوار کا اعزاز پایا۔ اسکے بعد سنہ [illegible]ھ مین ایک ہزاری منصب و پانصد سوار کا اضافہ ہوکر اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت و فیل سے سرفرازی پائی۔ سنہ [illegible]ھ مین مبارز خان کے تغیر سے ملتان کی صوبہ داری پائی۔ تسخیر بیجاپور کے موقع پر حضرت خلد مکان نے نواح بیجاپور مین ترکش و کمان کی سرفرازی فرماکر مورچال پر متعین فرمایا۔ سنہ [illegible]ھ مین ملتان کی صوبہ داری سے معزول ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اسی سال رخصت لیکر حج کو تشریف لے گئے سنہ [illegible]ھ مین قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ایک اسپ با ساز طلا۔ اور بندر سورت کی حکومت مرحمت کی

کہ مین نے کمیل کے جانب کبھی رغبت نہ کی۔ آپ کی طبیعت ہمیشہ تحصیل علوم کے جانب راغب رہی
آپ علم معقول و منقول و تصوف مین بہرۂ کامل رکھتے تھے۔ یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہے۔ کہ جب
کبھی والد بزرگوار کسی مہم کے متعلق جلسۂ شوری فرماتے تو آپ اوس کی ساعت مین آدھی آدھی
رات گزار دیتے اگر کبھی مشورہ طول کھینچتا اور رات زیادہ ہو جاتی تو آپ کے والد ماجد آرام

بقیہ نوٹ صفحہ (۴)۔ چندروز بادشاہزادہ عالم کے ہمراہ محمد اکبر کے تعاقب مین مشغول رہے۔ ۱۶ جمادی الاول
سنہ ۱۰۹۲ھ کو رضوی خان کے انتقال سے صدارت کل کا خلعت عنایت ہوا۔ اور سنہ ۱۰۹۳ھ مین شاہزادہ کے ہمراہ دکن تشریف
لے گئے۔ اور خلعت خاصہ و اسپ و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ ۱۳ ذی قعدہ سنہ ۱۰۹۶ھ کو ظفر آباد کی صوبہ داری اور
مادہ فیل فدرہ کا افتخار حاصل کیا۔ آخر کار سنہ ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر ایک گولہ زنبورک کا
آپکے سینہ سے شانہ پر لگا۔ اور دست شانہ سے علیحدہ ہوگیا۔ آپ اس نازک حالت مین بھی گھوڑے پر سوار خیمہ کو
آگئے۔ بادشاہ نے جمدۃ الملک کو آپ کی عیادت کے لئے روانہ فرمایا۔ اسوقت جراحان چالاک دست آپکے شانہ سے
ہڈیون کے ریزے چن رہے تھے۔ آپ اوسی استقلال و ہمت کے ساتھ جمدۃ الملک سے گفتگو فرماتے۔ پیشانی پر شکن تک
نہ آئی۔ بائین ہاتھ سے قہوہ بھی نوش فرمایا۔ مگر افسوس ہے کہ قضا نے مہلت نہ دی۔ تیسرے روز ۲۴ ربیع الاول
سنہ ۱۰۹۸ھ کو انتقال ہوگیا۔ آپ کا مقبرہ قلعہ گولکنڈہ کے متصل ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان
ہتین۔ اول غازالدین خان فیروز جنگ بہادر دوم میر حامد خان صلابت جنگ معز الدولہ بہادر سوم میر عبد الرحیم خان
قسور جنگ نصیر الدولہ بہادر۔ صاحبزادیون کے نام خدیجہ بیگم و فاطمہ بیگم تھے۔

غازی الدین خان فیروز جنگ کا مولد توران ہے۔ چنانچہ آپ بعد بلوغ سنہ ۱۰۸۰ھ مین سمرقند سے وارد ہندوستان ہوئے
اور ایک سپر میناکار اورنگ زیب کو نذر گذرانی۔ اولاً سہ صدی منصب اور ۷۰ سوار سے سرفرازی پائی۔ کہتے ہین
کہ جسوقت آپ ہندوستان کا ارادہ فرماتے تو خواجہ یعقوب جویباری اور رستم بے اتالیق کے ذریعہ سبحان قلی خان

کرنے کے لئے تاکید فرماتے تو آپ مجبوری لحاظ تعمیل وہان سے اوٹھ جاتے - مگر کسی گوشہ
مین پوشیدہ رہکر تمام مشورہ سنتے - اور اپنے ذہن نشین فرمالیتے - زمانۂ بلوغ سے آپ پابند شرع رہے
کبھی نماز و روزہ آپ کا قضا نہ ہوا - آپکے چہرہ سے امارت و ریاست کے آثار ہویدا تھے - شہنشاہ
عالمگیر نے آپ کی تربیت و تعلیم مثل شاہزادون کے فرمائی ہے - جب اٹھارہ برس کا ہوا تو بادشاہ

بقیہ نوٹ صفحہ (ہ) - واپس توران سے رخصت چاہی - خان موصوف فالیز کی سیر کو جا رہا تھا - یہ سنکر فوراً فاتحہ پڑھا اور کہا کہ
(تو بہ ہند وستان میروی - مرد عمدہ خواہی شد) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی دولت و حشمت اس درجہ کو پہونچی کہ سلاطین بلخ و بخارا
کی ثروت و مکنت جسکے روبرو کوئی چیز نہین رہی - سنہ ۱۱۰۰ھ مین (جب حسن علی خان را ا کے تعاقب مین کوہستان اودیپور کا بادیہ پیما تھا
اور اوس کی صحیح خبر بادشاہ کو معلوم نہ ہوتی تھی) بادشاہ نے آدہی رات کے وقت (اسوقت آپ چوکی خانہ مین حاضر تھے) آپکو
طلب کرکے حسن علی خان کی کیفیت دو روز کے عرصہ مین لانے کے لئے حکم دیا - چنانچہ آپ اوسیوقت بغیر کسی رہنما کے شاہی حکم سے
کوہستان اودیپور گئے - اور وہان کی صحیح کیفیت دو روز کے اندر بادشاہ سے اگر عرض کی - بادشاہ اوسیوقت فرد عنایت سے
(حالانکہ اوس وقت بخشی موجود نہ تھا) بواسطۂ مراد خان سرجوکی خواصان دو صدی منصب کا اضافہ اور خانی کا خطاب - فیل
و ترکش و کمان کی سرفرازی سے ممتاز و مفتخر کیا - اسکے بعد درگ داس وغیرہ راٹھورون کی سرکوبی کے لئے آپ مقرر
کئے گئے - یہ راٹھور وہ تھے جو شاہزادۂ محمد اکبر سے (یہ شاہزادہ بادشاہ سے باغی ہوگیا تھا) ملے ہوئے تھے - چنانچہ
جسوقت آپ وہان پہونچے تو شاہزادہ نے اپنی رفاقت کے لئے آپ کو بہت کچھ بلایا - اور مناصب اعلیٰ کا امیدوار کیا
لیکن آپ نے اوسطرف مطلق توجہ نہ کی - اور میر حسن خان (جو شاہزادہ کا رفیق تھا) کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے
اس کار نمایان کے صلہ مین بادشاہ نے عرض مکرر کی داروغگی عطا کی - پھر اورنگ زیب نے آپ کو شاہزادۂ اکبر کے لشکر کی
حقیقت اور اوسکے ہمراہی راجپوتون کی قوت کا اندازہ اور وہان کی صحیح خبر لانے کے لئے بھیجا - اس دفعہ بھی آپنے
اس حکم کی تعمیل با حسن وجوہ بجا لائی - اور آپکے بھائی مجاہد خان جو شہزادہ کے ساتھ تھے سو آپنے اون کو بھی اپنے

سے منصب چار صدی اور پچاس سوار سے ممتاز فرمایا۔ اسکے بعد خنجر مرصع اور اضافہ منصب چار صدی
و چار صد سوار سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ پھر سہ صدی منصب اور نو سو سوار کا اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۰۹۶ھ میں
جمدھر مرصع اور خلعت خاصہ معہ اضافۂ منصب پانصدی و دو صد سوار جملہ دو ہزاری و پانصدی منصب و
دو ہزار سوار سے سرفرازی پائی۔ اور سنہ ۱۱۰۲ھ میں ایک زنجیر مادہ فیل اور چین قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶) ساتھ لے آیا۔ چنانچہ مجاہد خان کا شہزادہ سے علیحدہ ہونا ایسا خراب ہوا کہ شہزادہ کے لشکر میں خلل و فتور
پڑ گیا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں اورنگ زیب نے فرط مسرت سے محمد مراد کے ذریعہ شہاب الدین خان کے خطاب سے
ممتاز کیا۔ اور مجاہد خان بھی مورد عنایات شاہی ہوئے۔ سنہ ۱۰۸۳ھ میں گرز برداروں کی داروغگی عنایت ہوئی۔ اور
سنہ ۱۰۹۲ھ میں غازی الدین خان بہادر کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۰۹۵ھ میں قلعہ راہیری (جو سیوا کا مسکن تھا) کے تسخیر کے لئے
آپ بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ نے قلعہ کو فتح کیا۔ جسکے صلہ میں بادشاہ نے فیروز جنگ کا خطاب اور نقارہ مرحمت فرمایا۔
بعد ازاں جس وقت کہ محاصرۂ بیجاپور کے موقع پر شاہزادہ محمد اعظم کی فوج میں غلہ کی گرانی ہو گئی تو بادشاہ نے آپ کو
رسد کے فراہم کرنے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے پیرا نایک زمیندار کی رسد کو جو ۶ ہزار۔ پیادگان جنگی کے ساتھ اہالیان
بیجاپور کے پاس جا رہی تھی۔ اون سے لڑ کر وہ تمام رسد لیکر شہزادہ کے لشکر میں پہونچے۔ یہ وقت وہ تھا کہ سرداران بیجاپور
نے شہزادہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اور شہزادہ کی ہمراہی فوج بہت قلیل اور غلہ کی عدم میسری سے اسقدر ضعیف و نزار ہو گئی تھی
کہ غنیم کے مقابلہ کی تاب بالکل نہ تھی۔ یہاں تک مشکل کا سامنا ہو گیا تھا۔ کہ جانی بیگم بادشاہزادہ کی محل خاص ہاتھی پر سے خالق کی
تیر برسا رہی تھی۔ اس نازک موقع پر آپ اور آپکے بھائی مجاہد خان نے غنیم کے لشکر میں گھس کر وہ تیغ زنی کی کہ اون کے منہ
پھر گئے۔ اور مخالفوں کو شکست نصیب ہوئی۔ شاہزادہ نے آپ کی بہت کچھ تعریف و توصیف فرمائی۔ اور فرط مسرت سے گلے
لگایا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ جب یہ خبر عالمگیر بادشاہ کو ہوئی تو بکمال عنایت یہ ارشاد فرمایا کہ جیسا حق سبحانہ تعالی نے
فیروز جنگ کی وجہ سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ویسا ہی اوس کی آبرو اور اولاد کو قیامت تک نگاہ رکھے۔ آمین ثم آمین

ایک دفعہ پادشاہ نے ایک زمرد کی نعم البدل انگوٹھی پیش کردہ تھا۔ عنایت فرمائی سنہ ۱۰۳۰ھ مین بعض بدباطن خواجہ سراؤن کی غمازی کے باعث آپ اپنے والد بزرگوار سے رنجیدہ ہوکر پادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے گو پادشاہ اس حرکت سے مسرور ہوئے۔ لیکن فیروز جنگ بہادر کے پاس خاطر سے ایک مہینے تک سلام کا حکم ندیا۔ اوس کے بعد اسد خان کی سفارش پر روبرو طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ جلد باپ سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۷)۔ آمین۔ اسکے بعد پادشاہ نے بیجاپور کی فتح آپ کے نام سے نامزد کی۔ اور فرزند ارجمند بیلے ریو رنگ کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ ابراہیم گڈہ۔ عرف اودگیر (جو بعد مین فیروز گڈہ کے نام سے موسوم ہوا) کو فتح کیا۔ اور گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر خدمات نمایان بجالائے اور زخمی ہوئے۔ جب گولکنڈہ تسخیر ہوگیا تو پادشاہ نے آپ کو منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ سنہ ۱۰۹۹ھ مین آپ نے قلعہ ادہونی کو (جو امتیاز گڈہ سے موسوم ہوا) سیدی مسعود بیجاپوری عادل شاہی کے ساتھ جنگ کرکے فتح کیا بعدازان آپ سنبہا کی سرکوبی پر مامور ہوئے۔ مگر اوس سمت کی آب وہوا کے اختلاف سے آپ کی بینائی کو صدمہ پہونچایا۔ الحاصل آپ کو عدم بصارت کی وجہ سے حضوری دربار سے معافی دی گئی تھی۔ مگر آپ کی بصیرت باطنی مین کوئی فرق نہ آیا تہا۔ اس لئے آپ اوس عدم بصارت کی حالت مین بہی فوجکشی فرماتے رہتے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۰۰ھ مین آپ نے سنبہا کے سرکو حضور مین ارسال کیا۔ اور مورد تحسین وآفرین ہوئے سنہ ۱۱۰۱ھ مین اسلام پور عرف دیوگڈہ کو فتح فرمایا۔ اور جسوقت کہ پادشاہ نے قلعہ کہیلنا کی تسخیر کے بعد بہادر گڈہ کے جانب ارادہ فرمایا تو آپ کی فوج و توپخانہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا۔ کہتے ہین کہ اس شان وتزک کا سامان کسی امیر کے پاس نہ تھا۔ چنانچہ پادشاہ نے اس کے ملاحظہ کے بعد شاہزادہ بیدار بخت کو متنبہ کیا کہ باوجود مداخل کثیر و مخارج معاف کے تمہارے پاس مثل فیروز جنگ کے سامان جنگی و فوجی کچہ بہی نہین ہے۔ سخت افسوس وتعجب کا مقام ہے۔ الغرض اسکے بعد سنہ ۱۱۱۵ھ مین آپ نے نیما سندہیہ کو مغلوب کیا۔ جسکے صلہ مین سپہ سالار کا خطاب مرحمت ہوا۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو آپ اوسوقت برار وایلچپور کی صوبہ داری پر مامور اور ایلچپور مین مقیم تھے۔ خلد مکان کے انتقال کی خبر آپ کو چار روز کے عرصہ

ملاقات کر کے حاضر ہو جاؤ۔ اور ایک فرمان دستخط خاص سے فیروز جنگ بہادر کو یہ لکھا کہ "فدوی زادہ اخلاص پرور چین قلیچ خان بہادر میگوید و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین" - چنانچہ آپ بادشاہ کے حکم پر والد بزرگوار کے خدمت مین گئے۔ اور چند ماہ کے بعد حاضر حضور ہوئے۔ بادشاہ نے گوشبند خامۂ شال سے سرفراز کیا۔ ۱۱۰۹ھ مین کمر بند و خنجر عنایت ہوا۔ اور سعندان ناگوری کی تنبیہ کے لئے (جو باکرگوٹہ

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ (۵) مین احمد نگر پہنچے الی اصل جب شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے تخت پر قدم رکھا تو امنگ جوانی کی وجہ آپ کے جانب بالکل التفات نہ کیا۔ حالانکہ آپ کو شاہزادۂ موصوف کے ساتھ کمال محبت و الفت تھی۔ جب شاہزادہ احمد نگر سے روانہ ہوا تو ذوالفقار خان نواح خجستہ بنیاد مین شاہزادہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ شاہزادہ نے فرمایش کی کہ کچھ صلاح وقت کے تدابیر عرض کرو۔ ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ مناسب وقت یہ ہے کہ حب دستور خلد مکان کے قبایل کو دولت آباد مین چھوڑنا چاہیئے۔ اور مردان پادشاہی بالکل بے سرانجام ہین اس لئے خزانہ محلات سے دو ماہہ تقسیم کیا جائے تا کہ اسباب و ہتیار درست کرین۔ اور سواری مبارک فردا پور سے نجائے بلکہ دیول گھاٹ سے چلے تا کہ فیروز جنگ بہادر بھی ہمراہ رہین۔ مگر شاہزادہ نے ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ جسکے باعث روز بد دیکھا۔ اور تخت شاہی کے عوض تختۂ مرگ نصیب ہوا۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ سریر آرا ہوئے تو ۱۸ ذیحجہ ۱۱۱۹ھ کو آپ اکبرآباد گجرات کی صوبہ داری پر مامور کئے گئے۔ آخر اسکے چار سال بعد ۱۱۲۲ھ مین مقام احمد آباد انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپ کی نعش دہلی لیجا کر اجمیری دروازہ کے باہر آپکی بنائی ہوئی خانقاہ مین دفن کی گئی۔ آپ کی طبیعت بہت موزون تھی۔ کبھی کبھی بطرز اہل ایران اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ اور حضرت خلد مکان (عالمگیر) کو آپ کی خاطر بحد ملحوظ تھی۔ چنانچہ ایکوقت آپ کی علالت کے موقع پر بادشاہ نے اپنے دستخط خاص سے ایک فرمان تحریر فرمایا تھا۔ جسکا ترجمہ یہان پر ناظرین کی معلومات کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

"خان فیروز جنگ بہرنگ مین چاہتا تھا کہ اوس دولت خواہ کی عیادت کے لئے خود آؤن۔ لیکن کس منہ اور کس نظر سے دیکھون۔ اسلئے بیٹا سیادت خان کو بھیجتا ہون کہ تا میرے آنکھون سے دیکھین اور ہمارے مافی الضمیر کا اظہار کرین۔ اور میوۂ نورس جو اس وقت ہم تک پہنچے

کے نواح مین تھے) مامور کئے گئے۔ جب آپ وہان سے فائز المرام سنہ ۱۱۱۱ھ مین واپس ہوئے تو
پادشاہ نے مخلص خان بخشی الملک کو برہانپوری دارالسلام پوری کے دروازہ تک آپکے استقبال کو روانہ
فرمایا۔ اور منصب و سوار کا اضافہ کیا۔ سنہ ۱۱۱۱ھ مین مورچال بیرقی پر متعین ہوئے۔ اور منصب و سوار کا اضافہ
فرمایا گیا۔ ایک سال کے بعد معمور خان کے تغیری سے کرناٹک و بیجاپور کی فوجداری مرحمت ہوئی اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۹)۔ انگلو مین۔ لیکن اظہار ہوتا ہی اور سب عمدۂ مخلصان مزاجدان کیلئے مضر کہتے ہین۔ اس لئے سمجھنے بھی اپنے
پر ناگوار کیا۔ انشاء اللہ تعالی بعد صحت کامل اور شفاء عاجل کے ایکی کھائینگے۔ شعر یارب این آرزوئے من چہ خوش است
تو بدین آرزو مرا برسان۔
مرحوم کی شادی سعید النساء بیگم بنت علامی فہامی سعد اللہ خان بہادر جملۃ الملک وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ سے ہوئی تھی
جنکے بطن سے ایک فرزند موسوم بہ نواب قمر الدین خان آصفجاہ بہادر اور دو دختران یعنی احمدی بیگم و ہشیرہ بیگم تولد
ہوئین۔ چونکہ نواب سعد اللہ خان بہادر حضرت آصفجاہ بہادر کے نانا ہوتے ہین۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکا
بھی تذکرہ یہان پر لکھا جائے۔
سعد اللہ خان کا اصلی نام شیخ سعد اللہ ہے۔ انکا نسب بنی تمیم (جو شعبۂ قریش تھے) سے ملتا ہے۔ اور لاہور وطن ہے۔
آپ جملہ علوم نقلی و عقلی مین کامیاب تھے۔ اور امانت و دیانت کا شہرہ دور دور مشہور تھا۔ چنانچہ جب یہ خبر شاہجہان کو ہوئی تو
موسی خان صدر الصدور کے ذریعہ آپکو سنہ ۱۰۵۰ھ مین طلب فرمایا۔ اور خلعت خاص مرحمت فرماکر عرض مکرر کی خدمت عطا کی
اور ایک سال کے بعد خطاب خانی و منصب ایک ہزاری اور خدمت داروغگی غسلخانہ سے سرفرازی بخشی۔ سنہ ۱۰۵۱ھ مین خانساما نی
کی خدمت اور ایک ہزاری منصب کا اضافہ ہوا۔ اور سنہ ۱۰۵۳ھ مین منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور خدمت وزارت کل و خلعت
خاص و قلمدان مرصع سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ سنہ ۱۰۵۴ھ مین منصب کا اضافہ اور فیل با یراق نقرہ کی سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد
جب مراد بخش بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا۔ اور اُن کی فتح ہونے کے بعد بادشاہ نے بلخ و بدخشان کی حکومت

اسی سال والد ماجد سے آزردہ ہوکر حاضر بارگاہ شاہی ہوئے۔ سنہ ۱۱۰۲ھ مین بیجاپور کی صوبہ داری اور ہیرپنج واسپ وفیل کی سرفرازی سے مفتخر ہوئے۔ پھر تلکوکن واعظم نگر بیل گانون کی صوبہ داری اور ساتھہ گانون کی تھانہ داری اور سوارون کے اضافہ سے سربلندی پائی۔ اور کروڑ دام عنایت ہوئے سنہ ۱۱۱۶ھ مین کرناٹک کی فوجداری اور سوارون کا اضافہ پانچ لاکھ دام عنایت ہوئے۔ اور اسی سال نصرت آباد

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰)۔ مرادبخش کے تفویض کی۔ لیکن شاہزادہ اوس نواح مین رہنا پسند نہین کیا۔ اسلئے اوس حکومت سے ناراضی ظاہر کی۔ اور واپسی چاہی۔ چنانچہ پادشاہ نے شہزادۂ مراد کی خواہش وانتظام بلخ وبدخشان کے لئے سعداللہ خان بہادر کو روانہ فرمایا۔ آپنے وہان جاکر قرار واقعی انتظام کیا۔ جسکے صلہ مین پادشاہ نے منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار دواسپہ عربی با زین طلا سے ممتاز کیا۔ اور سنہ ۱۰۵۸ھ مین جشن جلوس تیاری دارالخلافہ شاہجہان آباد کے موقع پر خلعت عمدہ اور ایک ہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ سے سرفرازی پائی۔ بعدازان جب سنہ ۱۰۵۸ھ مین شاہ عباس والئی ایران کے قندہار آنے کی خبر گرم ہوئی تو پادشاہ نے آپ کو دوسرے دوہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ عطا فرماکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار روانہ فرمایا۔ پھر سنہ ۱۰۵۹ھ مین دوسرے دوہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ ویک کروڑ دام انعام عنایت ہوئے اور سنہ ۱۰۶۰ھ مین جب پادشاہ لاہور سے کشمیر کا ارادہ کیا تو دوبارہ شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار کو روانہ کیا۔ مگر دوسری دفعہ بھی بوجہ قحط سالی وآمد موسم سرما قندہار کی فتح ناممکن ہوئی۔ اور مایوس واپس ہونا پڑا۔ اسکے بعد پادشاہ نے آپ کو فوج شایستہ کے ساتھہ قلعۂ چتور کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آپنے قلعۂ مذکور فتح فرمایا۔ اور سنہ ۱۰۶۹ھ مین بعارضۂ درد شکم مبتلا ہوئے۔ دو مہینے تک علاج رہا۔ مگر سودمند نہ ہوا۔ علالت کے زمانہ مین کئی بار پادشاہ آپ کی عیادت کو تشریف لائے۔ اور اظہار افسوس کیا۔ چونکہ عمر آخر ہوچکی تھی اس سلئے اسی سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ جب پادشاہ کو خبر ہوئی بجد ملال ہوا۔ مرحوم کے اوصاف حمیدہ وفضایل پسندیدہ خارج از بیان مین جسکی تصدیق کلمات طیبات مولفہ اورنگ زیب کے رقعہ جات سے ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

سنگر وندکل وغیرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ واکنکرہ کے تسخیر پر بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ نے اس موقع پر
کمال جرات و دلاوری سے اس مہم کو سر کیا۔ اور اس مہم مین ایک مقام پر آپ کے اور محمد امین خان کے
گہوڑون کے پانون غار مین جانے سے زمین پر گرے جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دو گہوڑے
عربی باساز طلا روانہ فرمایا۔ اور ایک بیش قیمت شمامہ عنبر خاص آپ کے لئے بھیجا۔ جب آپ اس مہم سے
بفتح و فیروزی واپس آئے تو پادشاہ نے پنجہزاری منصب و پنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور شمشیر میناکار
و فیل خاصہ مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد آپ رعایا کی تسلی اور پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجے گئے چنانچہ
اس کام کو آپ نے باین ہمین انجام دیا۔ اور مورد تحسین و آفرین ہوئے چند روز کے بعد یک بیک بادشاہ
کا مزاج علیل ہوگیا اسوقت آپ اپنے تعلقہ مین تھے۔ اس متوحش خبر کے سنتے ہی فوراً حاضر حضور ہوئے
جب بادشاہ کو افاقہ ہوا۔ اور آپکے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور سنہ ۱۱۱۸ھ مین فیروز نگر دتاپلی
کی فوجداری بھی مرحمت فرمائی۔ افسوس ہے کہ اسی سال شہنشاہ اورنگ زیب نے انتقال فرمایا۔ اور پادشاہزادہ
عالیجاہ محمد اعظم شاہ احمد نگر مین تخت نشین ہوا۔ اور اوسیوقت آپکے منصب مین یکہزاری و یک ہزار سوار کا اضافہ
کر کے شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور خان دوران کا خطاب برہانپور کی صوبہ داری
مرحمت کی اور ہمراہ رکاب رہنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ منزل پانڈہارتک آپ شاہزادہ کے ہمراہ رہے لیکن
جب شاہزادہ کی متکبری اور نامناسب حرکات و سکنات کو دیکھا تو ترک رفاقت کر کے محمد امین خان کو
ہمراہ لیکر اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور شاہزادہ نے بھی اس موقع پر اغماض کیا۔ اور کہا کہ
جب اصل (یعنے شاہ عالم) مغلوب ہوگا تو یہ فروعات (یعنے امراء) کہان جائینگے۔ مگر مشیت ایزدی
تو کچھ اور ہی تھی۔ چنانچہ جاجمو کے نواح مین شاہ عالم سے جنگ ہوئی اور محمد اعظم شاہ مارا گیا۔ اور شاہ
عالم بہادر شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ آپ بھی دکن سے نکل کر بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے
بادشاہ نے وہی محمد اعظم شاہ کا عطیہ منصب و خطاب عطا کیا۔ اور صوبہ داری اودھ و فوجداری لکھنؤ سے

سرفرازی بخشی لیکن بادشاہ کے صحبت مین اکثر اراذل جمع ہوگئے تھے - اور عہد عالمگیری کے تمام باتین مفقود تہین - چونکہ آپ شہنشاہ عالمگیر کے تربیت یافتہ تھے - اسلئے یہان کی صحبت آپکے ناپسند ہوئی آخر منصب و نوکری ترک کرکے گوشہ نشینی - اختیار کی - گو بادشاہ نے بہت کچہہ استمالت کی مگر آپنے قبول نہ کیا - اب آپ کی صحبت اکثر علماء و فقراء کے ساتہہ رہتی تہی - اور سواری وغیرہ کا ترک و احتشام بہی یکلخت موقوف فرما دیا تہا - چنانچہ پالکی کا کپڑا تک آپنے بجائے بانات و مخمل کے مہلی ہندی کی چھینٹ کا کر دیا تہا - اور سواری کے وقت ہمراہی مین بجز ایک دو خدمتگار کے زیادہ نہ رکہتے تھے - کہتے ہین کہ ایک روز آپ اوسی حیثیت سے منڈہی ہوئی پالکی مین ایک دو خدمتگار کے جلو کے ساتہہ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی زیارت کو تشریف لیجارہے تھے - اثناء راہ مین مہابت خان کی سواری بنہایت تجمل و احتشام کے ساتہہ نمودار ہوئی - چونکہ آپ اس نامعلوم حالت مین تھے اس نے کبہی شناخت نہ کیا - جب مہابت خان کی پالکی آپ کی پالکی کے برابر آئی تو اوس نے آپ کو دیکہکر پالکی ٹہرائی اور فوراً اوترکر آداب بجالایا - آپنے اوسکو قسم دیکر کہے کہ تم پالکی مین سوار ہوکر جاؤ - اس قدر کیون تکلیف کرتے ہو - چنانچہ مہابت خان آپکے سوگند دینے سے پالکی مین بیٹھکر روانہ ہوگیا - ایک روز آپ پالکی مین بیٹھے ہوئے ایک فقیر کی ملاقات کو جارہے تھے - ہمراہی مین معدودے چند خدمتگار تھے - جب آپ ایک گلی مین آپ کا گزر ہوا تو وہان سرراہ چند لڑکے کہیل کود مین مشغول تھے - وہ لڑکے راستہ سے نہ ہٹنے کی وجہ سے آپ کی سواری جانے مین کسیقدر وقت پیش آئی اس لئے آپنے راستہ مین سواری کے اہتمام کے لئے چند خدمتگارون کا اور اضافہ - فرمایا - جب ایک مدت اس طریق پر گذری - اور بادشاہ کام بخش کی مہم سے فارغ ہوکر دکن سے اجمیر گیا - اور وہان سے کر در ایت آیا تو شاہزادۂ عظیم الشان کے وساطت سے آپ کو طلب فرمایا - چنانچہ آپنے حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا - اور پہر رخصت لیکر دہلی آگئے - اور وہی گوشہ نشینی اختیار کی - اسکے بعد بہادر شاہ کا انتقال ہوگیا - اور چارون شاہزادون مین

کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جسکے تفصیلی واقعات ہمنے ہندوستان کے حالات کے حصہ مین بیان کئے ہین یہان اون کے مکرر لکھنے کی چندان حاجت نہین ہے۔ چنانچہ تین شاہزادے اجل کے نذر ہوئے اور چوتھا شہزادہ معزالدین جہاندار شاہ کے لقب سے تخت شاہی پر قدم رکھا تو آپ کو ملازمت شاہی قبول کرنیکی ہدایت کی۔ اور منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار وخطاب فیروز جنگ کے عطیہ کی ترغیب دی مگر آپ نے مطلق توجہ نہ فرمائی۔ اور انکار کردیا۔ لیکن جب جہاندار شاہ دارالخلافہ مین آیا تو اسدخان جمدۃ الملک نے بلحاظ سابقہ محبت والفت کے آپ کو اپنے ہمراہ بادشاہ کی خدمت مین لایا۔ اور اپنے بیٹے ذوالفقار خان کو (جو شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ سے آپکے ساتھ کدورت رکھتا تھا) آپ سے صاف ہوجانیکی تاکید کی۔ چنانچہ اوس نے باپ کے کہنے سے سابقہ کدورت کو دور کرکے بادشاہ سے آپکو ششش ہزاری منصب وششش ہزار سوار وماہی مراتب کا اعزاز دلوایا۔ اور بادشاہ بھی اپنے نزدیک بلاکر بہت کچھہ لطف ونوازش کی گفتگو فرمائی۔ اور جاگیرات سیر حاصل کے دینے کا بھی وعدہ کیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے شاہزادۂ اعزالدین کو پچاس ہزار سوار کے ساتھہ خواجہ حسین (جو کوکلتاشخان کا ہمزلف اور خان دوران کے خطاب و بخشیگری دوم کی خدمت سے ممتاز تھا) کی اتالیقی مین (بخلاف رائے ذوالفقار خان) فرخ سیر کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ لیکن ان دونون کی ناتجربہ کاری اور نادانی کے خیال سے حسب مشورۂ ذوالفقار خان آپکو شاہزادہ کی کمک کے لئے مامور کیا۔ افسوس ہے کہ اعزالدین کے دل مین فرخ سیر کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ ایک چھوٹے سے مقابلہ کے بعد وہان سے بھاگ کر اکبرآباد آیا۔ ہرچند آپ جرارت ودلاوری سے مقابلہ کرنے کیلئے مصر ہوئے۔ اور تسلی وتشفی کی۔ مگر کچھہ سود مند نہوی۔ اور یہان جہاندار شاہ بھی ایسا گھبرایا کہ کچھہ بن نہ پڑی۔ جب آپنے بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو کنارہ کشی مناسب سمجھی چنانچہ جب فریقین سے مقابلہ ہوا۔ اور جنگ عظیم واقع ہوئی تو آپنے اوّل ہی سے علی اصغر خان میوانی کے ذریعہ سید حسین علیخان وعبداللہ خان سپہ سالاران لشکر فرخ سیر سے اپنی کنارہ کشی کا اظہار کیا آخر اس جنگ کا نتیجہ

یہ ہوا کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی۔ اور جہاندار شاہ و ذوالفقار خان قتل کئے گئے۔ البتہ اسد خان کی جان بچی
اور آپ کی سفارش پر حسین علیخان نے بادشاہ سے عرض کرکے اوسکے خورد و نوش و پارچہ وغیرہ کا
بندوبست کر دیا۔ اور شاہزادہ اعزالدین نظر بند کیا گیا۔ اب فرخ سیر نے تخت سلطنت پہ قدم رکھا۔ اور
تمام امورات ریاست کے مختار و جزو کل کے حاکم سید حسین علیخان امیر الامرا اور اوس کا بھائی عبداللہ خان
قطب الملک ہوئے۔ چونکہ زمانہ سابقہ سے عبداللہ خان اور حسین علی خان آپ کو اپنا برادر بزرگ مانتے تھے
اس لئے آپ کو یہ دونوں بھائی بادشاہ کی خدمت میں لیگئے۔ اور بادشاہ نے آپ کو منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب نظام الملک فتح جنگ (کہتے ہیں کہ اس خطاب کی عالم رویا میں حضرت
قطب الاقطاب سے آپکو بشارت ہوئی تھی۔) سے سرفراز کیا۔ اور صوبہ داری دکن معہ فوجداری کرناٹک
مرحمت کی۔ اور محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار اور خدمت بخشی گری
دوم عطا ہوئی۔ اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ مرہٹوں نے دکن میں شورش برپا کر رکھی ہے۔ چنانچہ قطب الملک
نے اس مہم کے لئے آپکو منتخب کیا۔ اور بادشاہ نے وقت رخصت خلعت خاصہ اور چار قبائے زردوزی
و سرپیچ و جیغہ مرصع و مالائے مروارید و شمشیر و جمدھر و اسپ عربی با ساز طلا عنایت کیا۔ اسکے بعد قطب الملک
آپکے مکان میں آکر بلحاظ محبت قدیمانہ کے پانچ خوان پارچہ و دو رقم جواہر و شمشیر و خنجر بقبضۂ مرصع اور دو
گھوڑے اور ایک ہاتھی پیش کیا۔ دوسرے روز آپ نے قطب الملک کی باز دید کے لئے اوس کے
مکان پر گئے۔ اور چار خوان پارچہ و دو رقم جواہر اور ایک عربی گھوڑا با ساز طلا اور شمشیر و جمدھر
مرصع معہ قبضۂ یشب تواضع کئے۔ میر جملہ نے بھی چار سپر عمدہ سلہٹ کے جوہردار دینا کار آپ کی
خدمت میں گذرانا۔ اسکے بعد آپ معہ فوج جرار دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ جب سرونج پہونچے تو
ایک فرمان اور میوۂ ولایتی بادشاہ کا مرسلہ گرز برداروں نے لاکر پیش کیا۔ آپنے سات سو روپیہ
گرز برداروں کو اور دو سو روپیہ کہاروں کو انعام عطا فرمائے۔ پھر وہاں سے آپنے کوچ

فرمایا۔ راستہ مین بمقام اوجین ایک نیل گاؤ کا شکار کیا۔ وہان سے نکل کر اکبر آباد کے گھاٹ پر مچھلی کا شکار فرمایا۔ اور برہانپور ہوتے ہوئے۔ اورنگ آباد خجستہ بنیاد (جو اوس وقت شش صوبۂ دکن کا دار الخلافہ تھا) پہونچے۔ جب سرداران مرہٹہ نے آپکے آمد کی خبر سنی تو غارتگری سے ہاتھہ کھینچا۔ اور بغیر کسی جنگ وجدال کے چلتے بنے۔ اتنے مین رعایا نے غلہ کے گرانی کی شکایت پیش کی۔ آپ نے محمد غیاث خان اور شیخ محمد اعظم دیوان کو گڑوڑہ سے محلکہ لینے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ ادہر نصرت جنگ اور داؤد خان کے عاملون نے مرہٹون کے پناہ مین رہکر جاگیرداروں اور زمینداروں سے تقریباً بیس لاکھہ روپیہ بطریق ضلعداری وصول کیا تھا۔ آپنے اوس کی دریافت کے لئے کہیم کرن دیوان کو (جو محمد اعظم کے تغیر سے خدمت دیوانی پر سرفراز ہوا تھا) حکم دیا۔ اور تھانہ جات ومحالات کے بندوبست کے لئے محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو مامور کرکے شاہ گڑہ وانبر وغیرہ کے جانب روانہ فرمایا۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ بعض مرہٹون نے موگی پٹن مین شرارت آغاز کی ہے۔ فوراً آپ ۲۶ شوال ۱۱۳۶ھ مین چھہ ہزار سوار و پانچ ہزار پیادہ و بالنوجزائر وبیس ضرب رہکلہ سات لیکر موگی پٹن کے طرف کوچ کیا۔ جب آپ وہان پہونچے تو اسکے اول ہی مرہٹے آپکے آمد کی خبر سنکر فرار ہو گئے تھے۔ پھر آپنے وہان کا انتظام کیا۔ اور صاحبزادگان بلند اقبال یعنی میر محمد پناہ فیروز جنگ بہادر و میر احمد ناصر جنگ بہادر کی ختنہ کا رسم بہی ادا کیا۔ چند روز تک اس کا جشن رہا۔ دیوگڈہ کے زمیندار نے ایک ہرن سفیدرنگ اور چار چیتے شکاری تحفتہً بھیجا۔ اور موگی پٹن کے فوجدار نے ایک مچھلی نہایت عظیم الجثہ یک من ۲۰ سیر وزن کی ارسال کی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ آپکے اسطرف تشریف لانے کے بعد اورنگ آباد کے نواح مین مرہٹون نے ظلم وزیادتی شروع کی ہے۔ چنانچہ چند سوداگر سورت وگجرات کے (جس مین محمد ابراہیم تبریزی بخشی و واقعہ نگار بگلانہ بھی تھا) جو اورنگ آباد آرہے تھے مرہٹون نے لوٹ لیا۔ اور اون کو شہید کر ڈالا اور چند پردہ نشین عورتین برہانپور سے بیل گاڑی پر سوار اورنگ آباد آرہی تھین سکولہ گانؤن کے

متصل مرہٹون نے اون کا تمام اسباب چھین لیا۔ اور اسی سال دکن وبرہانپور کی دیوانی کی خدمت
دیانت خان ابن امانت خان کی معزولی سے حیدر قلی خان اسفرائنی عرف میرزا محمد رضا کے نام بادشاہ نے
عطا کی۔ چونکہ حیدر قلی خان میر جملہ (جو بادشاہ کے مزاج مین کمال رسوخ رکہتا تہا) کا متوسل تہا۔ اس لئے
اوس کے گہمنڈ پر اوس نے متصدیان دکن و ذریان پر سختی اور ظلم و زیادتی شروع کی۔ جب آپ نے یہ سنا تو
سخت برہم ہوئے۔ اور حیدر قلی خان کو دیوان خانہ مین طلب کر کے محمد غیاث خان اور سعد الدین خان
خانساماں کے ذریعہ سخت ملامت کی۔ اور آیندہ اخلاق و نرمی سے برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ مگر وہ خود
بہت پیچ و تاب کہا کر بغیر باریابی کے رخصت ہوگیا۔ اور اپنے کردار بد کو نہ چہوڑا۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ
نواح جالنہ مین مرہٹون نے رعایا پر ظلم و زیادتی شروع کی ہے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی سے پہلے
بہادر خان عرف ابراہیم خان کو روانہ فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے بہی لشکر ظفر موج کے ساتہہ کوچ کیا۔
راستہ مین حیدر قلی خان بہی اپنے جمعیت کے ساتہہ آملا۔ اور سلام کرنا چاہا۔ آپ نے جانفشان خان میر ترک
کو حکم کیا کہ "جب تک وہ اپنے کردار کی اصلاح نہ کرے سلام کا موقع نہ دیا جائے"۔ آخر حیدر قلی خان خفیف ہو کر
بلدہ کے جانب مراجعت کیا۔ اور آپ بہی چند روز کے بعد بلدہ داخل ہوئے۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ
گنگاجی وسنتاجی ورانوجی سرداران مرہٹہ نے محمد انور خان ضلعدار اٹنور وپہولمری وبیجاپور کو قید
کر کے پرگنہ اٹنور کے قلعہ مین (جو مرہٹون نے داؤد خان کی فوجداری کے زمانہ مین یہ قلعہ نہایت
مستحکم بنالیا تہا) رکہا ہے۔ آپ نے فوراً بہادر خان یعنی عرف ابراہیم خان کو چار ہزار سوار و دو ہزار پیادو کے
ساتہہ اون کی گوشمالی اور انور خان کی رہائی کے لئے روانہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مگر اتفاقاً ابراہیم خان
غنیم کے محاصرہ مین آگیا۔ اور آپ کے پاس کمک کی التجا کی۔ چنانچہ آپ نے ایک جمعیت شائستہ محمد غازی الدین خان
بہادر رہین پور ریاست کی سرکردگی مین (جن کی عمر اس وقت ۱۹ سالہ تہی) ابراہیم خان کی کمک کو روانہ کی۔ اور
محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو اتالیق مقرر کیا۔ اور میر مرزا خان بخشی کو بہی ہمراہ کر دیا۔ جب یہ گئے تو

ایک مختصر سی جنگ کے بعد مرہٹے بھاگ گئے۔ اور لشکر اسلام نے اسی کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور اونکے
تعمیر کئے ہوئے اٹنور سے قلعہ کو مسمار کرکے زمین کے برابر کر دیا۔ بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور لشکر اسلام فتح و
فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔ محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ یہ فتح صاحبزادۂ بلند اقبال کی وجہ سے ہوئی ہے
لہذا صاحبزادہ کو فیروز جنگ کا خطاب عطا فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہی ہوگا۔ دو چار روز کے بعد ایک آبلہ آپکے سینہ کے پاس پیدا ہوا۔ ہرچند اطبار یونانی و ہندی نے معالجہ
کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ اتفاقاً ایک برہمن گجرات سے تازہ وارد تھا۔ اوس کے علاج سے بیس روز میں بفضلہ تعالے
شفا ہوگئی۔ آپ نے اس معالجہ کے صلہ میں پانچہزار پانسو روپیہ اوس کے وزن کے موافق مع خلعت کے عطا فرمائے
اور نو روز تک جشن رہا۔ ہر امیر و سردار کو جاگیر و خلعت و جواہر وغیرہ سے سرفراز کیا۔ غازی الدین خان بہادر خلعت خاصہ
و سرپیچ مرصع و اضافہ پانصدی ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ اس اثنار میں محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ
کہنڈو جی مرہٹہ بگلانہ میں ایک قلعہ تعمیر کرکے بندر سورت و احمد آباد کے قافلوں کو تاراج و تباہ کر رہا ہے
آپ نے خان موصوف کو اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد غیاث خان نے وہان پہونچکر اوس قلعہ کو
مسمار کیا اور کہنڈو جی کو اسیر کرکے لے آیا۔ آپ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں جاگیر و منصب سے سرفراز کیا
اور چندر سین پسر دہنا جی جادو سیناپتی نے ملازمت حاصل کی۔ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ
سے ممتاز ہوا۔ اور بائیس لاکھ روپیہ کی جاگیر بھی بھالکی مین اوسکو عطا ہوئی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ عزت بیگخان
فوجدار کرناٹک نے عبدالنبی خان فوجدار معزول سے شکست پائی ہے۔ آپنے اوس کی تنبیہ کے لئے کوچ فرمایا
قصبۂ انبڑ مین قیام تھا کہ خبر آئی حسین علی خان کو بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری عطا کی ہے۔ اس خبر کے

ہ۔ لکھتے ہین کہ حسین علی خان امیرالامرا کو جو دکن کی صوبیداری پادشاہ نے عطا کی اوس کے اسباب یہ تھے کہ میر جملہ پادشاہ کا عقل کل
ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ خود فرماتا تھا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط مثل میری زبان و دستخط کے ہے۔ میر جملہ کی یہ حالت تھی کہ بغیر وساطت

سنتے ہی آپ نے وہان سے معاودت کی اور خجستہ بنیاد آئے۔ اس عرصہ مین بادشاہ کا فرمان آپ کی طلبی مین آیا۔ اور ۱۱۲۶ھ مین آپ عازم دار الخلافہ ہوئے۔ بادشاہ نے آپ کو سنبھل و مراد آباد کی فوجداری عطا فرمائی۔ اور آپ زمینداران کوہ سوالک کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آپ نے اون سرکشون کی قرار واقعی تادیب کی۔ اور اپنے مفوضہ صوبہ کے انتظام مین مشغول ہوئے۔ ادہر بادشاہ اور وزیر مین روز بروز عداوت بڑہنے لگی۔ اور امیر الامرا بھی دو تین سال خجستہ بنیاد مین اقامت کر کے اپنے بھائی قطب الملک وزیر کے بلانے سے دار الخلافہ چلا آیا۔ اب یہ دونون بھائی بادشاہ کے قید کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے ادہر بادشاہ نے بھی صلاح و مشورے کیلئے (اعتقاد خان رکن الدولہ کے کہنے سے) نواب نظام الملک بہادر سربلند خان۔ راجہ اجیت سنگہ کو اون کے صوبجات سے بلا لیا۔ مگر افسوس ہے کہ بادشاہ سے کچہ بن نہ پڑی اور دونون بھائیون نے میدان جیت لیا۔ یعنے بادشاہ (فرخ سیر) کو قید کر کے چند روز کے بعد قتل کر ڈالا

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸) وزیر کے جس کو چاہتا منصب و جاگیر عطا کرتا۔ اور میر جملہ عبد اللہ خان قطب الملک وزیر کے خلاف طبیعت تہا۔ اور میر جملہ ہمیشہ بادشاہ کو قطب الملک و امیر الامرا کے خلاف سمجہاتا تہا۔ اور ان دونون بہائیون کے جانب سے بادشاہ میر جملہ کے کہنے سے سخت بدظن تہا۔ حالانکہ ان دونون بھائیون نے اس بادشاہ کے ساتہ اوس کی تخت نشینی کے متعلق کیا کیا جانفشانیان کی تہین۔ اور ایک دفعہ جب اجیت سنگہ نے سرکشی پر کمر باندہی اور اکثر مسجدون کو گرا دیا۔ اور اذان کی ممانعت کی۔ گاؤکشی کو موقوف کیا تو بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے امیر الامرا کو بھیجا جب یہہ وہان گیا تو اجیت سنگہ خوف کے مارے کوہستان مین معہ عیال و اطفال کے جا چہپا اور مصالحت چاہی۔ امیر الامرا نے وہان کے بتخانون کو توڑا نئے مسجدین تعمیر کرائین اور پیشکش کثیر لیا۔ اس کے علاوہ بادشاہ کے لئے اجیت سنگہ کی لڑکی ڈولہ دینے کی شرط کی۔ چنانچہ بادشاہ کے خالو شائستہ خان نے وہان جا کر اوس کی لڑکی کو بادشاہ کے لئے لایا۔ مجملاً امیر الامرا اس بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بہبودی و خیرخواہی مین ہمیشہ کوشان رہتا تھا۔ مگر میر جملہ کی بری نگاہ نے ان سب خدمات پر پانی پہیر دیا۔ اور بادشاہ کے دونون بہائیون کا جانی دشمن بنگیا۔ آخر یہ دونون بھائی ملازمت شاہی کو

اور ابو البرکات رفیع الدرجات کے سر پر تاج رکھا۔ یہہ واقعات ہم یہاں پر بالکل مختصر کرکے بیان کر رہے ہین
کیونکہ ہم کو تو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے حالات تحریر کرنا ہین۔ علاوہ برین اسکے قبل ہمنے فرمانروایان
ہندوستان کے حالات مین یہہ تمام واقعات تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکے ہین۔ مکرر انہین حالات کا لکھنا عبث و
باعث طوالت ہے۔ الغرض رفیع الدرجات نے تخت نشینی کے تیسرے مہینے مین انتقال کیا۔ اور رفیع الدولہ
(شاہ جہان ثانی) سریر آراء ہوئے۔ مگر یہہ بھی ایک ماہ ۲۰ روز کے بعد راہی خلد برین ہوئے۔ اب سادات بارہہ
(قطب الملک وامیر الامرا) نے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو تخت نشین کیا۔ اور محمد شاہ بادشاہ لقب ٹھہرایا
خیر آمدم بر سر مطلب نواب نظام الملک بہادر چند روز بادشاہ و وزیر کی مخالفت۔ اور بادشاہون کے ردّ و بدل کا
تماشاہ دیکھتے رہے۔ اور اس کے بعد آپ کو مالوہ کی صوبہ داری تفویض ہوئی۔ چنانچہ آپ مالوہ تشریف
لے گئے۔ اور اوس نواح کے سرکشون اور مفسدون کی گوشمالی اور تنبیہ مین مشغول ہوئے۔ اور اطراف
واکناف کے بعض تعلقات کو قبض و تصرف مین لائے۔ اور جمعیت سابقہ مین نو ملازم بھرتی کرکے فوج
شایستہ ترتیب دی۔ جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو آپ سے بدظن ہوئے۔ چنانچہ حسین علی خان نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹)۔ ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ بعد ازان بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر جاکر دونون بھائیون کو سمجھا کر اور اطمینان و تسلی
دیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہونیکی تاکید کی چنانچہ یہ دونون بھائی پھر آئے۔ اور یہ تصفیہ ہوا کہ میر جملہ اور امیر الامرا بادشاہ کے پاس دار الخلافہ مین نہ رہین
چنانچہ امیر الامرا کو اس لئے دکن کے صوبہ داری عطا کرکے بادشاہ نے دکن کے جانب روانہ کردیا اور آپ (آصف جاہ بہادر) کو طلب فرمایا
اور میر جملہ کو عظیم آباد کی صوبہ داری پر بھیجا گیا۔ اس کے بعد داؤد خان کا مارا جانا میر جملہ کا عظیم آباد سے آنا اور پنجاب
پر مامور ہونا۔ اور امیر الامرا کا چند سے خجستہ بنیاد مین رہنا۔ پھر وہان سے دار الخلافہ کو آنا وغیرہ وغیرہ تفصیلی طور
پر ہم نے اسی تاریخ کے حالات فرمان روایان ہندوستان مین لکھہ چکے ہین۔ اب مکرر اعادہ کی ضرورت
نہین ہے ۱۲ مولف

آپ کو لکھا کہ "صوبہ جات دکن کے بندوبست کے لئے صوبۂ مالوہ کو مین اپنا مستقر بنانا چاہتا ہون پس آپ اکبر آباد - الہ آباد - برہانپور - ملتان - ان چارون صوبون مین سے جس صوبہ پر طبیعت چاہے اطلاع دیجئے تاکہ بادشاہ سے اوس صوبہ کی ماموری کا فرمان آپ کے خدمت مین بھیجدیا جائے" جب یہ تحریر آپکو پہونچی تو آپ سخت برہم ہوئے - اور سادات بارہہ کی خودمختاری و بادشاہگری - سلطنت مغلیہ کی سرمزنی و تباہی پر نظر کر کے توسل و تعلق شاہی کو ترک کرنا مناسب سمجھا - اور یہ دو امر مرکوز خاطر ہوئے - **اوّل** سادات بارہہ کے مقابلہ مین علم مخالفت بلند کیا جائے - اور اس ارادہ کو مصمم و مکمل کرنے لئے آپنے مغل علی خان کو راجہ بت سنگہ پاس روانہ کر کے اپنا مافی الضمیر لکھدیا - مگر اوس نے حسب مرضی آپکے جواب ندیا - جس سے اس ارادہ کی تکمیل نہو سکی **دوم** دکن کے جانب جانا چاہئے - کیونکہ اس کے قبل مبارز خان ناظم حیدرآباد نے اپنے معتمد محمد علی کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ دکن تشریف لائے تو بادشاہ کے خون کا انتقام سادات بارہہ سے لینے مین آپ کی ہمراہی کرتا ہون - اور چندرسین سپر دہنا جادو بھی آپ کے طلب مین ایک عرضداشت روانہ کیا تھا - اور محمد غیاث خان (جو آپ کے خیرخواہ و خیرسگال تھے) نے بھی دکن چلنے کی رائے دی تھی - بالآخر امر مؤخرالذکر قرار پایا - چنانچہ وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ھ مین آپ شیخ ابوالخیر خان - مرحمت خان - دلیر خان وغیرہ کو ہمراہ لیکر معہ لشکر جرار سرونج کے طرف سے (دارالخلافہ آنے کی شہرت دیکر) روانہ ہوئے - جب موضع کاٹیا ہونچے تو پھر وہان سے دکن کے طرف کوچ فرمائے - جب آسیر ہونچے تو اول طالب خان قلعہ دار آسیر قلعہ کے تفویض کرنے مین پس و پیش کیا - مگر مرحمت خان نے جاکر کچھ ایسی پٹی پڑھائی - اور ڈرایا دھمکایا کہ آخر قلعہ کی کنجیان پیش کرتے ہی بن پڑی - اسکے بعد آپنے صاحبزادگان بلند اقبال اور محلات مبارک کو بحفاظت تمام قلعۂ آسیر مین چھوڑکر برہانپور داخل ہوئے - یہان محمد انور اللہ خان دیوان برہانپور حاضر تھا - اور محمد انور خان ناظم برہانپور عالم علی خان کے پاس خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا - چنانچہ انور اللہ خان نے برج و بارہ کا بندوبست کر کے انور خان کو آپکے آنیکی اطلاع دی - اور انور خان یہہ خبر سنتے ہی راؤ رنبھا جنالکر کو لیکر دو روز کے

عرصہ مین برہانپور آگیا - اور شہر کی حفاظت مین مشغول ہوا - مگر آپ کی یاوری طالع سے اکثر اعیان شہر اور
راؤ رمبھا نبالکر خفیتاً آپکے شریک و موافق ہو گئے - اب محمد انور خان کے ہوش پراگندہ ہوگئے - ناچار
گردن اطاعت خم کی اور مصالحت پر کمر باندہی - اور ۲۸/ رجب ۱۱۳۲ھ کو شہر کا قبضہ دیدیا - آپنے
میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبہ داری اور محتشم خان کو بخشی گری عطا کی - اسی اثنا مین عوض خان بہادر
صوبہ دار برار (جو آپکے پھوپھا ہوتے تھے) ایک ہزار تین سو سوار سے حکیم محمد تقی اصفہانی کو معہ پانسو سوار کے
ہمراہ لیکر آپکے پاس پہونچے - اتنے مین معلوم ہوا کہ امیر الامرا نے سید دلاور علی خان بخشی فوج کو آپکے تعاقب مین
روانہ کیا ہے - یہ سنتے ہی آپ محلات وغیرہ کا انتظام کرکے راج مکرائی پہونچے - ۱۳/ شعبان کو طرفین سے ہنگامۂ
کارزار گرم ہوا - سید دلاور علی خان مارا گیا - اور فوج غنیم کے چار ہزار سوار و پیادے قتل ہوئے - آپکی جانب
صرف محمد جنتی خان و شبر خان مارے گئے - اور عوض خان - محمد غیاث خان - عزیز بیگ خان - قادر داد خان زخمی
ہوئے - بعد ازان آپ بفتح و فیروزی داخل برہانپور ہوئے - اسی عرصہ مین عالم علی خان (جو امیر الامرا کا بھتیجا خجستہ
بنیاد مین حکومت کرتا تھا) نے خجستہ بنیاد سے آپکے مقابلہ کے لیے تیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کیا -
راستہ مین جب اوسکو دلاور علی خان کے مارے جانیکی خبر معلوم ہوئی تو سخت متشوش ہوا - سرداران مرہٹہ (جو
اوس کے ہمراہی تھے) اسنے صلاح دی کہ اب میدان سے واپس چلنا بہتر ہے - مگر اوس نے نشۂ جوانی کے ترنگ
مین نمانا اور آگے بڑہا - جب آپ کو اوس کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو آپنے دلاور علی اور شبر علی خان کے
تابوت کو باعزاز تمام اوس کے پاس بھیجدیا - اور لکھا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے چچاؤن کے پاس
دار الخلافہ چلے جاؤ - ادہر سے کوئی مزاحم نہوگا - مگر اوس نے آپ کی نصیحت کو قبول نکیا - آخر آپ نے
برہانپور سے کوچ فرمایا - اور دریائے پورنا پر مقام کیا - شدت بارش سے دریا طغیانی پر تھا - طرفین کو
چند روز ساحل پر قیام کرنا پڑا اسکے بعد آپ دریا کے کنارے کنارے عبور کرنے کے غرض سے
برار کے سمت روانہ ہوئے آخر ایک مقام پر دریا پایاب تھا - اس لئے آپنے معہ لشکر دریا کو عبور فرمایا

اودہر سے عالم علی خان بھی مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر بارش کی شدت اور راستہ کے کیچڑ سے طرفین کو چند روز بیکار رہنا پڑا۔ اس اثنا مین غلہ کی کمیابی اور کاہ و دانہ کی عدم موجودگی سے آپکے لشکر کو تکلیف اوٹھانی پڑی۔ الحاصل ۶ شوال سنہ الیہ کو بالاپور کے نواح مین جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ مین عالم علی خان نے باوجود کم سنی کے (۲۲ سالہ تھا) کمال جرات و دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخمون مین چور ہوکر سفر آخرت کیا۔ اور اوسکے طرف کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور بعض سردار مثلاً امین خان عمر خان ترکتاز خان۔ فدوی خان۔ جنگ کے اختتام پر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکے جانب بجز سید سلیمان (جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی اولاد مین تہا) اور شیخ نور اللہ کے کسیکو بھی ہلاکت کا صدمہ نہ پہونچا۔ البتہ متوسل خان۔ محمد حیات خان۔ محمد شاہ۔ کامیاب خان وغیرہ زخمی ہوئے۔ اور مرہٹون کی دست برد و شوخی سے کسیقدر خزانہ برباد گیا۔ جب یہ خبر خجستہ بنیاد پہونچی تو عالم علی خان اور حسین علیخان کے تمام متعلقین قلعہ دولت آباد مین سید مبارک خان قلعدار کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ انہین ایام مین مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور اوس کا ہم نفس دلاور خان چہ سات ہزار سے آپکے خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپ بفتح و فیروزی داخل لشکر ظفر موج ہوئے۔

اب اودہر دار الخلافہ کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ جب امیر الامرا کو دلاور علیخان اور عالم علیخان وغیرہ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو نہایت متردد ہوا۔ آخر قطب الملک کو دار الخلافہ روانہ کرکے بادشاہ کو ہمراہ لیا۔ اور پچاس ہزار سوار سے آپکے مقابلہ کو اکبر آباد سے کوچ کیا۔ چونکہ فرخ سیر بادشاہ کے قتل کیوجہ سے اکثر امرا و سردار۔ رعایا و تجاران بہائیون سے متنفر ہوگئے تھے۔ اور ہر ایک ان کے قلع و قمع کے درپے تہا۔ چنانچہ محمد امین خان اعتماد الدولہ چین بہادر (جو نواب نظام الملک بہادر کے قریبی رشتہ دار تھے) نے میر حیدر کاشغری (جو ترکان دوغلات اور میر حیدر صاحب تاریخ رشیدی کی اولاد مین تھا) کو امیر الامرا کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس راز مین بجز بادشاہ کی والدہ (صدر النسا محل) اور

سعادت خان نیشاپوری فوجدار ہنڈول وبیانہ کے کوئی دوسرا شریک نہ تہا۔ ۶ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ
کو مقام توڑہ مین منزل ہوئی۔ اور امیر الامرا بادشاہ کو محل سرا مین پہونچا کر اپنے مقام کو واپس
آیا۔ جب گلال بار کے دروازہ پر پہونچا تو میر حیدر نے اپنا معروضہ پیش کیا۔ امیر الامرا پڑہنے مین
مشغول ہوا۔ پہر کیا تہا میر حیدر نے ایک خنجر اوس کے پہلو مین ایسا مارا کہ خاتمہ ہوگیا۔ سید نور اللہ خان
پسر اسد اللہ خان مشہور ہواب اولیا (جو امیر الامرا کے ہمراہ پیادہ پا چل رہا تہا) نے میر حیدر کا تلوار
سے کام تمام کیا۔ ملعون نے نور اللہ خان کو مار ڈالا۔ اور امیر الامرا کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس
لے گئے۔ جب حسین علی خان کے آدمیون کو معلوم ہوا تو کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ خواجہ مقبول خان
ناظر سادات اور حسین علیخان کے سقہ وخاکروب نے نہایت جرات ودلاوری سے جنگ کرکے مارے
گئے۔ اور حق ملازمت ادا کیا۔ اتنے مین سید غیرت خان (جو حسین علیخان کا بھانجا تہا) کو جب یہ کیفیت
معلوم ہوئی تو چار پانچ سوار لیکر ہاتہی پر سوار بادشاہ کے دولتخانہ پر پہونچا۔ حیدر علی خان اور سعادتخان
نے مدافعت پر کمر باندہی۔ اور اعتماد الدولہ منہ پر شال ڈالکر بہجا با محل مین پہونچے۔ اور بادشاہ کو ہاتہی پر سوار
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے۔ غیرت خان سے مقابلہ ہوا۔ آخر غیرت خان مارا گیا۔ اور بادشاہ بفتح وظفر
داخل دولتخانہ ہوا۔ جب یہ خبر قطب الملک کو پہونچی تو کمال رنج وغم کیا۔ اور دہلی پہونچکر شاہزادہ سلطان
ابراہیم ابن رفیع الشان کو قید سے رہا کرکے تخت نشین کیا۔ اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب قرار پایا
اسکے بعد جمعیت کو فراہم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک لاکہہ سوار سے بہی زیادہ جمعیت جمع ہوگئی۔ اب بادشاہ
کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ ۱۳ یا ۱۴ محرم ۱۱۳۳ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور قطب الملک مسموم ہوکر انتقال
کیا۔ اب ادہر کی سنئے کہ جب آپ (نواب نظام الملک بہادر) کو امیر الامرا کے مارے جانے اور قطب الملک کے
گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور شاہجہان آباد جانے کیلئے خجستہ بنیاد
سے کوچ فرمایا۔ اور مبارز خان رخصت لیکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ جب آپ کتل فردا پور پہونچے تو سننے مین آیا

که اعتماد الدوله محمد امین خان خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ نے خجستہ بنیاد
کو معاودت فرمائی۔ اندنون افغانان بیجاپور نے سرکشی پر کمر باندہی تھی۔ اس لئے آپ خجستہ بنیاد سے
بیجاپور کے جانب روانہ ہوئے۔ تغا خان قلعہ دار بیجاپور نے شرف ملازمت حاصل کی۔ اور ابراہیم خان
پنی کرنول سے اور عبدالنبی خان کڑپہ سے حاضر ہوئے۔ اور پیشکشین گذرانین۔ چنانچہ سپاہ کی تنخواہ پانچ
مہینون کی ادا کی گئی۔ اسی اثنا مین اعتماد الدولہ محمد امین خان وزیر نے رحلت کی۔ اور معز الدولہ حیدر قلیخان
برہان الملک صمصام الدولہ مبارز الملک سربلند خان وغیرہ نے وزارت کی خواہش کی۔ مگر بادشاہ نے
عنایت اللہ خان کشمیری کو نایب وزیر مقرر کرکے آپ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ چنانچہ فرمان شاہی
اوجھونی کے مقام پر پہونچا۔ اور آپ فوراً بیجاپور کا انتظام کرکے خجستہ بنیاد آئے۔ اور دیانت خان کو دیوان
دکن۔ عضد الدولہ کو اپنا نائب مقرر کرکے دارالخلافہ کے جانب کوچ فرمائے۔ بادشاہ نے آپ کے
استقبال کے لئے بخشی الملک صمصام الدولہ منصور جنگ بہادر کو روانہ کیا۔ جب آپ داخل دارالخلافہ ہوئے تو
چند روز حاسدان بدکیش کے کہنے سے بادشاہ نے وزارت کے دینے مین تامل کیا۔ آخر ۸ جمادی الاول
سنہ ۱۱۳۴ھ کو خلعت وزارت معہ خنجر و قلمدان مرصع و انگشتری الماس کے آپ کو عطا فرمایا۔ ہر چند آپ نے انتظام سلطنت
و فراہمی خزانہ مین کوشش بلیغ فرمائی۔ اور اپنے زمانہ وزارت کو نیکنام بنانا چاہا۔ لیکن بعض مفسدون خصوصاً
بادشاہ کی کوکی (رحیم النساء یہ عورت نہایت پرفن و مکار و رشوت خوار تھی) کی شرارت و فتنہ پردازی سے دلی منشا
کی تکمیل ہونے پائی۔ اور معز الدولہ حیدر قلی خان میر آتش ایسا مفسد تھا کہ ہمیشہ امورات وزارت مین دخل دیتا رہتا تھا
جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسکو احمدآباد کی صوبہ داری عطا کرکے دارالخلافہ سے جدا کیا۔ اب اس نے وہان
احمدآباد کے زمیندارون اور جاگیردارون پر ظلم و زیادتی شروع کی۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ آخر بادشاہ نے
اوس کی تنبیہ کے لئے آپ کو روانہ فرمایا۔ اور خلعت و جواہر و فیل سے سرفرازی بخشی۔ اور دو لاکھ روپیہ نقد اس
مہم کے متعلق عطا کیا۔ چنانچہ آپ اوایل صفر سنہ ۱۱۳۵ھ مین احمدآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ اور عضد الدولہ نائب

خجستہ بنیاد۔ نصیر الدولہ نایب برہانپور۔ دیانتخان دیوان دکن محتشم خان بخشی دکن بھی ہمراہیمین حاضر ہوے جب آپ احمد آباد کے قریب پہونچے تو حیدر قلی خان بیماری کا بہانہ کرکے دار الخلافہ کو اجمیر شریف کے راستہ سے چلا گیا۔ آپ نے اپنے عموی بزرگوار حامد خان بہادر کو احمد آباد کا نایب صوبہ دار مقرر کرکے اوایل جمادی آخر مین دار الخلافہ واپس ہوئے۔ اور سرداران دکن کو بھی رخصت دی۔ راستہ مین بہوپال پہونچکر دوست محمد خان سے اسلام گڈہ حاصل فرمایا اور اپنے پہوپی زاد بھائی عظیم اللہ خان پسر رعایتخان کو نائیب صوبہ دار مالوہ کی خدمت پر مامور کیا۔ اور خود اوایل جمادی الآخر ۱۱۳۶ھ مین دار الخلافہ کے طرف مراجعت کی۔ پھر امور ملکی کے بندوبست۔ خزانہ کی گرد آوری فساد و فتنہ کے دفع کرنے مین کوشش کرنے لگے۔ مگر مفسدون نے آپکی ایک نہ چلنے دی۔ اس اثنار مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ فرمانروائے ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اور اصفہان سے شیراز تک قابض ہوگیا۔ سلطان حسین کو مقید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ معہ برادر و پسران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر فراہم کرنیکی فکر مین ہین۔ اس متوحش خبر کو سنکر آپ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اوّل اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہئے دوم رشوت جس کا نام پیشکش رکھا گیا ہے۔ (جو بادشاہون کے داب و رواے سلیم کے خلاف و بعید ہے) موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے چہارم شیر شاہ نے جب ہمایون سے ہندوستان لے لیا تو ہمایون کے ایران جانے پر شاہ ایران نے کمک و امداد کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفعیہ کے لئے فرمانروائے ایران کی اعانت کیجائے تو مناسب ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی ہین جسکو اس مہم پر مامور کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ اگر اس خانہ زاد کو حکم ہو تو دل و جان سے کوشش کریگا۔ جب بادشاہ نے دوسرے امراسے مشورہ کیا تو اونہون نے کچھہ ایسی حاسدانہ مفسدانہ باتین عرض کین کہ بادشاہ آپ سے بدگمان ہوگیا۔ اور مخفی طور پر دکن کی صوبہ داری پیشکش کثیر لیکر مبارز خان عماد الملک ناظم حیدر آباد کو عطا کر دی۔ چنانچہ اس کارروائی سے آپ بدل و برداشتہ خاطر ہوکر

ہمراہ دور اندیشی سنہ ۱۱۵۶ھ میں ناسازی مزاج کے بہانہ سے چند روز کی رخصت حاصل کی۔ اور خدمت وزارت
کی انجام دہی کے لئے اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو اپنا نائب بنا کر دار الخلافہ میں چھوڑا۔ اور دار الخلافہ
سے کوچ کر کے دریائے گنگ کے کنارے سیر و شکار میں مشغول ہوئے۔ جب امرائے شاہی کو اصلی حال سے اطلاع
ہوئی تو آپ کی تالیف قلوب کے لئے محبت آمیز خطوط لکھے۔ اور دار الخلافہ چلے آنے کی استدعا کی ظاہر میں تو
تو محبت و اخلاص کا برتاؤ تھا۔ مگر باطن میں یہ خیال تھا کہ آپ دار الخلافہ آتے ہی نظر بند کر لئے جائیں۔ مگر آپ جیسے بانتیجہ
اور دور اندیش سے۔ اون کے اصلی مطلب کو پا گئے۔ اتنے میں احمد آباد و مالوہ کے جانب مرہٹوں کے تاخت و تاراج
کی خبر معلوم ہوئی۔ چونکہ یہ دونوں صوبے آپ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اون کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے
بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے آگے روانہ ہوئے جب مرہٹوں کو آپ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو چلتے بنے۔

اس عرصہ میں خبر آئی کہ مبارز خان عماد الملک حیدرآباد سے عازم خجستہ بنیاد ہوا ہے۔ اور عضد الدولہ بہادر (جو آپکے
جانب سے خجستہ بنیاد میں نائب تھے) کو لکھا ہے کہ دکن کی صوبہ داری میرے نام بادشاہ سے عطا کی ہے۔ لہذا
خجستہ بنیاد سے آپ رخصت ہو جائے۔ دوسری خبر دار الخلافہ سے یہ آئی کہ بادشاہ نے غازی الدین خان بہادر
کو نیابت وزارت سے معزول کر کے خدمت وزارت اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو عطا کی ہے۔ ان دو
خبروں نے آپ کو اور بھی افسردہ خاطر کر دیا۔ اور شعبان کے عشرۂ ثانی میں وہاں سے کوچ کر کے باندہ پہونچے
اور خواجم قلی خان قلعدار کو ہمراہ لیکر ابو الخیر خان بہادر کو وہاں کی قلعداری پر مامور فرمایا۔ پھر بل چمبی تمام نربدا
عبور کر کے اوائل رمضان میں برہانپور داخل ہوئے۔ اور وہاں سے خجستہ بنیاد پہونچے۔ مبارز خان عماد الملک
کو نصیحت* آمیز خطوط لکھے۔ لیکن مبارز خان کے سر پر تو اجل سوار تھی۔ اوس نے آپ کے نصیحت کو نہ مانا اور آگے

---

* عالم علی خان کے جنگ کے موقع پر جب مبارز خان حیدرآباد سے نکل کر آپکے پاس آیا تھا۔ اور آپکے رفاقت پر کمر باندھی تھی تو یہ کہا تھا کہ جب تک
بادشاہ آپ سے موافق رہے تب تک میں بھی بادشاہ کا نوکر ہوں۔ اگر بادشاہ آپکے خلاف ہو تو فوراً ترک نوکری کر کے آپ ہی کی خدمت و

بڑھا چلا آیا۔ اب تو آپ بھی خجستہ بنیاد سے نکل کر تالاب جوبت پر مقیم ہوئے۔ آخر قصبہ شکر کہیڑ علاقہ صوبہ برار کے
مقام پر طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ فریقین کے سرداران نامی مارے گئے۔ اور مبارز خان کے دو بیٹے
مسعود خان و اسد خان قتل ہوئے۔ دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد اللہ خان زخمی ہو کر گرفتار ہوئے۔ اسکے
بعد خود مبارز خان عماد الملک بھی زخمی ہو کر راہی عدم ہوا۔ اور آپ بفتح فیروزی خجستہ بنیاد داخل ہوئے جب
بادشاہ کو مبارز خان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو آپ کے مفوضہ صوبجات و قلعہ جات پر دوسرے امرا کو مامور
کر کے روانہ کیا۔ چنانچہ مالوہ کی صوبہ داری گردھر بہادر کو عطا ہوئی۔ اور آپ کے جانب سے مالوہ میں عظیم اللہ خان
نائب تھا۔ جب گردھر بہادر وہان پہونچا تو اوس نے جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بادشاہ نے صمصام الدولہ کے
ذریعہ اوسکو کہلا بھیجا کہ تم مالوہ گردھر بہادر کے تفویض کر کے اجمیر کی صوبہ داری پر چلے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا کہ اوس نے مالوہ گردھر بہادر کے تفویض کر کے اجمیر چلا گیا۔ اور قلعہ ماندو دہار قطب الدین علی خان کو تنکوہ میں
سرفراز ہوا۔ اور آپکے طرف سے وہان ابو الخیر خان بہادر تھے۔ جب آپکو قطب الدین علیخان کی ماموری کی خبر ہوئی تو ابو الخیر خان کو
طلب فرما لیا۔ اور بلا کسی جد و جہد کے قطب الدین علیخان ماندو دہار پر قابض ہوا۔ اور گجرات کی صوبہ داری پر سربلند خان دلاور جنگ اور
نائب صوبہ صوبہ داری پر شجاعت خان مقرر ہوئے۔ اور آپ (نظام الملک بہادر) کے طرف سے وہان حامد خان نائب تھے۔ جب شجاعت خان وہان
پہونچا تو حامد خان نے مقابلہ کیا۔ اور شجاعت خان مارا گیا۔ جب شجاعت خان کے بہائی ابراہیم علیخان کو بہائی کے مارے جانیکی خبر
ہوئی تو اوس نے سپاہی بہیکر اونکو ہمراہ لیکر حامد خان کے سر پر پہونچا۔ لیکن حامد خان نے اسکو بھی مار لیا۔ پہر اوسکا بہائی رستم علی خان
مقابلہ کو آیا۔ اور وہ بہی مارا گیا۔ جب بادشاہ نے یہہ خبر سنی تو سربلند خان کو پچاس لاکہہ روپیہ دیکر گجرات روانہ کیا۔ اس سے

(بقیہ نوٹ صفحہ (۲۷)) رفاقت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اوس کی اخلاص آمیز گفتگو پر آپ نے اعتماد کر کے بادشاہ سے ہفت ہزاری منصب و
ہفت ہزار سوار و خطاب عماد الملک دلایا تھا۔ اور اپنے پاس سے ماہی مراتب و پالکی جہالردار عطا کی تھی۔ اور ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں اوسکی
رعایت آپکے ملحوظ خاطر رہتی تھی۔ مگر اوس محسن کش نے اون الطاف کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ پر کمر باندہا۔ ۱۲ مولف

بھی خوب جنگ ہوئی آخر الامر سربلند خان غالب آیا۔ اور حامد خان وہان سے نکل کر خجستہ بنیاد پہونچے۔ اور آپ (نظام الملک بہادر) مبارز الملک پر فتح پانے کے بعد حیدرآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ وہان مبارز الملک کا بیٹا خواجہ احمد خان اپنے باپ کے جانب سے نایب تھا۔ جب باپ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو تمام مال و متاع لیکر قلعۂ گولکنڈہ گیا۔ اور صندل خان خواجہ سرا (جو مبارز خان کے دوسرے بیٹے کیطرف سے نایب قلعدار تھا) سے جنگ کر کے قلعہ مین داخل ہوا۔ آخر ربیع الثانی ۱۱۳۷ھ کو آپ نواح حیدرآباد مین پہونچے۔ اور گوشہ محل کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور ایک سال تک خواجہ احمد خان قلعۂ گولکنڈہ مین قلعہ بند رہا۔ اور آپ کے عاملون کو قبضہ نہو نے دیا۔ آخر ۱۱۳۸ھ مین قلعہ کی کونجیان آپ کے حوالہ کین۔ آپ نے حیدرآباد دکن کا قرار واقعی انتظام کیا۔ اور مبارز خان کے بیٹون مین خواجہ احمد خان کو شہامت خان کا خطاب اور خواجہ محمد مسعود خان کو مبارز خان کا خطاب عطا کر کے جاگیرات عمدہ محاصل سے سرفراز فرمایا اور اوس کے متعلقین و دوستون کو بھی انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔ اور زمینداران و اکنکرہ۔ کوہیر۔ الگندل وغیرہ (جو سرکشی و بغاوت کرتے تھے) کی تنبیہ و تادیب کر کے مرہٹون کے ظلم و زیادتی کا بھی انسداد فرمایا۔ چوتھ و سردیسکھی کو یک لخت موقوف کیا۔ اب بادشاہ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے آپ کی استمالت و موافقت پر کمر باندہی۔ اور ایک فرمان کے ذریعہ دکن کی صوبہ داری اور وکالت معہ خلعت و فیل و جواہر و خطاب آصف جاہ عطا فرمایا۔ ۱۱۳۸ھ مین آپ نے میر علی اکبر خان دلیوان برہان پور کو ارادت خان دیوان دکن کا نائب اور محمد عاقل خان کنبو کو برہان پور کا دیوان۔ حامد خان کو صوبہ دار نائب مقرر کیا۔ اور ۱۱۳۹ھ مین باجے راؤ کی (جو ساہو راجہ کا نائب تھا) گوشمالی کا خیال کر کے اوس کی جائے پر سنبھا ابن رام راج ابن سیوا کو مامور کیا۔ اور چند دنون کی معرفت سنبھا کو طلب کر کے مرہٹون کی سرداری اور دیسکھی عطا کی ۱۱۴۰ھ مین باجیراؤ جالنہ کے مقام پر مقابلہ کے لئے آیا۔ آپ بھی سنبھا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جب مقابلہ ہوا تو باجیراؤ بھاگا۔ اور آپ نے عضد الدولہ کو اوسکے تعاقب مین روانہ کر کے خود بھی اون کے پیچھے کوچ فرماتے

اسنتے مین معلوم ہوا کہ باجی راؤ گجرات گیا۔ آپنے برہانپور مین قیام کرکے عاملون کا ردوبدل فرمایا
اور وہان سے سورت گئے پھر وہان سے مراجعت کرکے پونا آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ باجی راؤ
خجستہ بنیاد گیا ہے۔ آپ بھی اوسی طرف کو رخ کئے۔ گانڈا پور و سیفا پور کے مقام پر طرفین سے ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ آخر باجی راؤ نے مصالحت چاہی۔ چنانچہ دو شرطون سے صلح ہو گئی۔ ایک تو راجہ سنبھا سے
عداوت نکرے۔ اور دوسرا جو بھائی سے زیادہ نہ مانگے۔ اس کے بعد آپ حیدرآباد آئے۔ ۱۱۴۱ھ مین شہر پناہ
برہانپور کی تعمیر اور نظام آباد کی آبادی کا حکم دیا۔ اور ۱۱۴۲ھ مین حامد خان نے انتقال کیا۔ عمدۃ الدولہ بہادر
بھی ۱۱۴۳ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ اس خبر کے سننے سے آپ بید ملول ہوئے۔ اور خجستہ بنیاد کا
ارادہ فرمایا۔ چند عاملون کے ردوبدل کے بعد برہانپور پہونچے اور موہن سنگھ زمیندار ہرادلی کی تنبیہ پر
توجہ کی۔ اور وہان سے باجی راؤ کی گوشمالی کے لئے خاندیس گئے۔ اور کلانہ تک اوس کا تعاقب کرکے
خجستہ بنیاد داخل ہوئے۔ ۱۱۴۴ھ مین روشن الدولہ ظفر خان بہادر بخشی سوم بادشاہی کی دختر سے میر احمد خان
بہادر ناصر جنگ کے شادی کی تیاری شروع ہوئی۔ غرہ شوال ۱۱۴۶ھ کو نواب میر نظام علی خان بہادر
آصف جاہ ثانی تولد ہوئے۔ اور ۱۱۴۸ھ مین بادشاہ نے باجی راؤ کو مالوہ کی صوبہ داری عطا کی۔ اور ماہ صفر
۱۱۴۹ھ مین بادشاہ نے آپ کو دار الخلافہ طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ ناصر جنگ بہادر نظام الدولہ کو نائب
صوبۂ دکن مقرر کرکے ۱۳ ذی حجہ کو خجستہ بنیاد سے کوچ فرمائے۔ اور اواخر ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین داخل شاہجہان آباد
ہوئے۔ بادشاہ نے اکبر آباد و مالوہ کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ صوبجات مفوضہ کے بندوبست
کیلئے روانہ ہوئے۔ پہلے اکبر آباد پہونچے۔ اور وہان کا انتظام کرکے اٹاوہ۔ کالپی ہوتے ہوئے بھوپال آئے۔ یہان باجی راؤ سے
جنگ و پیکار ہوتی رہی۔ اتنے مین نادر شاہ کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ آپنے بمصلحت وقت باجی راؤ سے صلح کرکے دار الخلافہ
ادھر رگھوجی بھونسلا اور چاجی نے بیجاپور و برہانپور مین لوٹ مار شروع کر دی۔ جب ناصر جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو نصیر الدولہ نا
برہانپور کی کمک کیلئے روانہ ہوئے۔ مگر اسکے قبل ہی صلح ہو گئی۔ لیکن رگھوجی بھونسلا نے شجاعت خان ناظم برار کو شکست

شہید کر ڈالا۔ کہتے ہیں کہ نادرشاہ نے ۱۱۴۹ھ میں علی مراد خان شاملو کو بطریق سفارت ہندوستان
بھیجا۔ اور پادشاہ سے استدعا کی کہ میرا ارادہ افغانان قندہار کی تنبیہ کا ہے۔ اور آپ ناظم کابل اور اس
نواح کے سرداروں کو حکم دیجئے کہ افغانوں کا راستہ روکیں"۔ پادشاہ نے اثبات میں جواب دیا۔ اسکے بعد
نادرشاہ نے محمد علی خان قولر آقاسی کو دوبارہ اوس کی یاددہی کے لئے روانہ کیا۔ اسوقت بھی پادشاہ
نے وہی جواب دیا کہ ناظم کابل وغیرہ کو تاکید کردی گئی ہے۔ مگر جس وقت کہ نادرشاہ نے قندہار پر حملہ کیا تو افغان
کابل کی راہ سے فرار ہو گئے۔ اور پادشاہ کے عاملوں میں سے کسی نے اونکو نہیں روکا۔ اب نادرشاہ نے محمد خان
ترکمان کو بھیجکر وعدہ خلافی کا سبب دریافت کیا۔ اور خود بھی ۱۱ محرم کو سندھ کے راستے ہند کا عازم ہوا اور
محمد خان کو نادرشاہ نے تاکید کردی تھی کہ چالیس روز سے زیادہ ہندوستان میں نہ ٹھہرے مگر یہان
پادشاہ عیش وطرب میں دن رات مشغول رہتا تھا۔ اسلئے جواب میں تامل ہوا۔ اور ایلچی کو ایک سال کامل
گذر گیا۔ اوائل محرم ۱۱۵۱ھ میں قندہار کی فتح کے بعد نادرشاہ نے محمد خان کو لکھا کہ جس طرح ہوسکے اور جو
جواب پادشاہ نے دیا ہو وہ اگر فوراً عرض کرے۔ اور آپ غزنین کے جانب متوجہ ہوا۔ شاہزادہ
نصر اللہ مرزا کو افاغنۂ غوربند و بامیان کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ پھر کابل پر آ دھمکا۔ اس اثناء میں محمد خان
ترکمان کی عرضی آئی کہ پادشاہ ہند جواب دیتا ہے اور نہ رخصت کرتا ہے۔ آخر نادرشاہ نے مکرر پادشاہ
کو لکھا کہ ایلچی کو اس قدر مدت دراز تک جواب کے انتظار میں ٹھہرا رکھنا محبت ومروت سے بعید ہے۔ جب قاصد
یہ خط لیچلا تو راستہ میں ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور نادرشاہ قلت کاہ ودانہ کے باعث کابل سے
نکل کر گندمک آیا۔ اور وہاں سے جلال آباد پر قبضہ کرتا ہوا پشاور پہونچا۔ ناصر خان حاکم پشاور نے [illegible]
کیا مگر اسیر ہو گیا۔ اب تو صوبہ کابل نادر کے قبض وتصرف میں آگیا۔ پھر وہاں سے دریا عبور کر کے لاہور
واصل ہوا۔ ذکریا خان ناظم لاہور نے امان چاہی۔ اور بیس لاکھ روپیہ نقد وزنجیر فیل کوہ پیکر وغیرہ پیشکش
کر کے مورد الطاف نادری ہوا۔ اور ناصر خان بھی قید سے رہائی پاکر از سر نو پشاور کی حکومت سے سرفراز

کیا گیا۔ جب نادرشاہ نے لاہور کا پر قبضہ کیا تو بادشاہ ہندوستان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور نواب آصفجاہ بہادر کو ۳۰ لاکھ روپیہ۔ اعتماد الدولہ وزیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ۔ صمصام الدولہ بخشی کو ۱۰ لاکھ روپیہ عطا کرکے لشکر کی سرداری آصف جاہ بہادر کے تفویض کی اور ناصر جنگ بہادر کو نظام الدولہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ نادرشاہ جہان آباد کے قریب آگیا۔ آخر ۱۴ شوال کو بادشاہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ طرفین سے سخت ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ امیر الامرا مارا گیا۔ برہان الملک گرفتار ہوا۔ آخر آصفجاہ کی رائے سے صلح کی ٹھہری اور بادشاہ۔ آصفجاہ بہادر و دیگر امرا کو ہمراہ لیکر خیمہ نادری پر پہونچا شہزادہ نصر اللہ مرزا سے استقبال کیا اور خود نادرشاہ بھی خیمہ کے باہر تک آیا اور نہایت گرمجوشی سے ہاتھ پکڑ کر مسند پر اپنے برابر بٹھایا۔ دونوں بادشاہ ملکر کھانا تناول کیا۔ اسکے بعد محمد شاہ اپنے لشکر میں آئے۔ پھر نادرشاہ وہاں سے کوچ کرکے باغ شعلہ ماہ میں مقیم ہوا۔ روزانہ طرفین سے دوستی ہوتی گئی۔ اس اثنا میں کسی اوباش نے یہ افواہ اڑادی کہ محمد شاہ بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ نادرشاہ کو مروا ڈالا۔ پھر کیا تھا شہر کے لچون نے لشکر نادری پر دست درازی شروع کی۔ جب نادر کو خبر ہوئی تو اوسکے دوسرے روز صبح کو روشن الدولہ کی مسجد میں آکر بیٹھا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ ہزاروں آدمی قتل ہوگئے۔ آخر آصف جاہ بہادر جسارت کرکے نادرشاہ کے روبرو گئے۔ اور امان چاہی نادرشاہ نے لکھا کہ "بپاس خاطرت امان دادم"۔ چنانچہ امن و امان ہوگیا۔ مورخوں کا قول ہے کہ بیس ہزار زن و مرد۔ خورد و بزرگ مارے گئے۔ ۹ ذی حجہ ۱۱۵۱ھ کو برہان الملک نے انتقال کیا۔ اسکے بعد نادرشاہ نے نطلبی بیگم دختر محمد کام بخش کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا سے بکمال تکلف و اہتمام کیا تا انجام دیا۔ اور پندرہ کروڑ نقد مع تخت طاؤس نادر کے نذر ہوا۔ اور اکثر ممالک سمت شمالی و غربی داخل ممالک خراسان ہوئے۔ ۷ صفر روز یکشنبہ کو نادرشاہ محمد شاہ کو تخت نشین کرکے روانہ ہوگیا۔

اب ناصر جنگ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب باجی راؤ کا انتقال ہوگیا تو آپ نے ملک دکن کو فتنہ و فساد سے صاف سمجھکر بغیر اجازت اپنے پدر بزرگوار (نواب آصفجاہ بہادر) کے تغیر و تبدل کرنا آغاز کیا۔ اور بحکم خجستہ بنیاد سے راہی حیدرآباد ہوئے۔ جب یہ خبر آپ (آصف جاہ بہادر) کو ہوئی تو آپ بادشاہ سے اجازت حاصل

کرکے دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ اور سلخ شعبان کو برہانپور پہونچے۔ دو مہینے وہان توقف کرکے
غرۂ شوال کو نماز عید کے لئے مع خدم و حشم سوار ہوئے۔ اور اکثر امرا (جو ناصر جنگ بہادر کے ہمراہ تھے)
آپ کے خدمت مین حاضر ہوگئے۔ جب ناصر جنگ بہادر نے یہہ تفرقہ دیکھا تو شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین
ترک لباس کرکے عزلت نشین ہوئے۔ اسکے بعد آپنے ایک عرضی بیان کے حالات کے متعلق بادشاہ کے
خدمت مین ارسال کی۔ اور ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۵۳ھ کو آپ۔ پورنا عبور کرکے خاندیس کے جانب متوجہ ہوئے
اور قلعہ تنگہ فتح کرکے خجستہ بنیاد کو مراجعت کی ۱۱۵۴ھ مین بوجہ موسم برشگال حسب معمول تمام فوج کو رخصت کردئے
جب ناصر جنگ بہادر نے دیکھا کہ تمام فوج رخصت ہوگئی ہے۔ اور پدر بزرگوار تنہا ہین۔ بعض مفسدون کے بہکانے سے
اس موقع کو غنیمت جانکر روضہ سے نکلے۔ پہلے قلعۂ ملہر کو گئے۔ اور وہان سات ہزار کی جمعیت فراہم کرکے ۱۹
جمادی الاول کو بارادۂ جنگ حضرت برہان الدین اولیا کے روضہ کے متصل خیمہ زن ہوئے۔ جب آپنے بیٹے کی
اس لغو حرکت پر اطلاع پائی تو موجودہ فوج کو جمع کرکے مقابلہ کے لئے کوچ فرمایا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ
کو طرفین سے ہنگامۂ پیکار گرم ہوا۔ ناصر جنگ بہادر کا فیلبان مارا گیا۔ متوسل خان نے چاہا کہ ایک تیر سے
ناصر جنگ کا کام تمام کردے مگر اون کا بیٹا ہدایت محی الدین مانع ہوا۔ الغرض ناصر جنگ بہادر کے ہاتھی کو
امرائے آصفی ہی نے گھیر لیا۔ اور سید لشکر خان نے قریب پہونچکر ناصر جنگ بہادر کو اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا۔ اسکے بعد
اون کی سکونتی حویلی مین نظر بند کردیا گیا۔ آصف جاہ بہادر بفتح و فیروزی داخل خجستہ بنیاد ہوئے۔ امرائے نے
دوہری نذرین گذرانین۔ ایک تو فتح کی اور دوسری ناصر جنگ بہادر کے سلامتی کی۔

کہتے ہین کہ نواب ناصر جنگ بہادر کے قلمدان سے ۴۸ عرضیان ارکان دولت کی بہ ثبت مہر نکلین۔ موسیٰ خان
نے پڑہنا چاہا۔ آپ نے منع کرکے اون سبکو دہو ڈالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ان لوگون نے مصلحت وقت
کے لحاظ سے میرے فرزند کی ہمراہی کی تھی۔ نہ کسی غیر کی۔ الغرض چندروز تک ناصر جنگ بہادر کو سلام و مجرے
کی اجازت نہوئی۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے ایک دفعہ جب میر احمد کو چیچک نکلی تھی تو عورتون کے کہنے سے

اپنے دامن مین گرتے ہے کو دانا کھلایا تھا۔ جو کہ ہمارے شایان نہ تھا۔ اور اوس کی شفا کے لئے بارگاہ
الٰہی مین بکمال الحاح وزاری دعا کی تھی۔ جسکے عوض مین اوس نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ آخر مہر پدری
جوش مین آئی۔ اور عفو تقصیر کرکے دربار مین طلب کیا۔ چند روز کے بعد آپنے تسخیر ملک کرناٹک کا ارادہ
فرمایا اور ترچناپلی کو مرہٹون سے فتح کیا۔ ملک ارکاٹ کو اہل نوایت سے حاصل کرکے وہان کی صوبہ داری
خواجہ عبداللہ خان کو عنایت ہوئی۔ جب عبداللہ خان کا انتقال ہوا تو انور الدین خان شہامت جنگ
ارکاٹ کی صوبہ داری سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۱۵۹ھ مین قلعۂ بالکنڈہ کو آپنے امرائے دکہن سے فتح کیا۔ اسی
عرصہ مین احمد شاہ ابدالی کے آمد کی خبر گرم ہوئی آپ اس خبر کے سنتے ہی باوجود علالت و کسلمندی مزاج
کے خجستہ بنیاد سے برہان پور تشریف لائے۔ بعد ازان معلوم ہوا کہ احمد شاہ* ابدالی شکست کھاکر واپس چلا گیا
مگر اس لڑائی مین قمر الدین خان وزیر مارا گیا۔ اور بادشاہ بھی مرض جسمانی سے دار الخلافہ مین انتقال فرمایا
ابو المنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ کو بادشاہ کے مقام پر تخت نشین کیا۔ جب آپکو (آصف جاہ بہادر) یہ سب واقعات
معلوم ہوئے تو سخت ملال گذرا۔ تین روز تک نوبت کا بجنا موقوف فرمایا۔ اور اسی صدمہ مین علالت نے
ترقی کی۔ اطباء حاذق نے ہر چند معالجہ کیا۔ بے سود ہوا۔ آخر تبدیل مقام کرکے گرارہ آئے۔ اتنے مین حیدر آباد
و ناندیڑ کے فسادات و شورش کی خبرین پیہم آئین۔ باوجود علالت آپنے ناصر جنگ بہادر کو ہمراہ لیکر کوچ فرمایا
اور خجستہ بنیاد پہونچے۔ اب ضعف و نقاہت کا دورہ ہوا۔ اور مرض الموت کے آثار نمود ہوئے تاریخ ۴ جمادی الآخر
سنہ ۱۱۶۱ھ ناصر جنگ بہادر کو روبرو بٹھلا کر حسب ذیل چند نصیحتین فرمائین۔ جو ہر یک قیمت مین جواہر آبدار و گوہر شاہوار

---

* احمد شاہ ابدالی کے شاہجہان آباد آنے کے وجوہات اور جنگ کی تفصیلی کیفیت اور احمد شاہ بادشاہ کی تخت نشینی کے
حالات وغیرہ ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی بیان کیا ہے۔ اسلئے بیان سلسلہ کیلئے اختصار سے کام لیا جارہا ہے
علاوہ برین ہم کو خاص آصف جاہ کی سوانح عمری لکھنا ہے۔ ضمنی حالات کو طوالت دینا بیفائدہ ہے۔ ۱۲ مولف۔

سے بھی زیادہ ہین۔

اول رئیس دکن کو لازم ہے کہ اپنی سلامتی دائمی ملک کی افزایش و آبادی سے چاہتا رہے۔ اور قوم مرہٹہ سے کہ زمیندار اس ملک کے ہین صلح رکھے۔ اور جتنے المقدور از خود اون سے رشتۂ صلح نہ توڑے۔ بصورت ناچاری مجبوری ہے **دوم** انہدام بنیان بنی آدم مین ہرگز جرادت نہ کرے۔ کیونکہ آدم کی بنا رب العالمین کی بنائی ہوئی ہے۔ گیہون اور جوار کے مثال نہین ہے جو ہر سال اُگے۔ گر مجرم کو قاضی کے تفویض کرے کہ وہ موافق حکم شرع شریف کے سزا تجویز کرے۔ اور ہرگز آپ خود قتل کا حکم نہ دے **سوم** اپنی زندگانی اور انتظام سلطنت کا مدار سفر پر موقوف سمجھنا چاہئے۔ اور ہرگز نئی منزل بنیاد دانہ پانی اور خیمہ کے سایہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ اسلئے کہ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے سیروا فی الارض پس انتظام ریاست سفر پر موقوف ہے۔ مگر بقدر چہار ماہ وقفہ بھی ضرور ہے۔ کیونکہ تمام جانور اور انسان کو ان ایام مین تکلیف ہوا کرتی ہے۔ اور سپاہ کو رخصت دینی لازم ہے تاکہ قطع نسل نہ ہو۔ **چہارم** پادشاہ کو چاہئے کہ تمامی خلایق کے کام صرف خدا ہی کے فضل و کرم سے اپنے متعلق تصور کرے کے بعد ادائے فرض و واجب اپنے اوقات عزیز کو امور متعلقہ کے انتظام مین تقسیم کرے۔ اور کبھی بیکار نہ رہے۔ اور واجبات شرعی کو بھی بجا لائے۔ تاکہ عاقبت بخیر ہو۔ **پنجم** بنائے دولت بزرگان دین کے دم سے ہے۔ لہذا اون بزرگوارون سے ہمیشہ استمداد و استعانت چاہنا چاہئے۔ اور تعظیم کرنی ضرور ہے۔ **ششم** چونکہ زمین و آسمان خدائے عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہین پس ہرگز کل زمین اپنی تصور کرکے کسی مستحق کا حق تلف نہ کرے۔ اور پاس موعظت کا ملحوظ رکھے۔ **ہفتم** ریاست دکن کی چھ صوبون پر منقسم ہے۔ اور تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہی کہ ہر ایک صوبہ مین ایک ایک پادشاہ اولوالعزم تھا کہ جنکے پاس کئی لاکھ سپاہ موجود تھی۔ اب کل ملک کا مالک اوس مالک حقیقی نے مجھے فرمایا ہے۔ اور مین نے جتنے المقدور نگہبانی خلق مین کوتاہی نہین کی۔ پس اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم ہر خاندان کی خبر رکھو۔ اور ہر ایک کو خدمات پر نوبت بنوبت مامور کرو خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ سال بسال اوس کی تبدیل ضرور ہے۔ کیونکہ

دوسرے لوگ محروم نہ رہین۔ اور ان آدمیون کو ہرگز برباد نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے اپنی تمام عمر مین انکے اہر
پاردن کو بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔ چاہئے کہ تم ان کو لائق کامون پر مامور کرو۔ ہشتم اپنے چھوٹے بھائیون
کی فرزندون کے برابر پرورش اور اون کی تربیت و افزونی قدر و منزلت مین سعی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے قوت بازو
ہین نہم ادنی کو اعلے کام پر اور اعلے کو ادنے کام پر مامور نہ کرو۔ کیونکہ اوس کی نارسائی اور اس کی
بے توجہی کام کو ضایع کرتی ہے دہم حتے المقدور اپنے سے جنگ مین اقدام نہ کرو۔ اور جہانتک ہوسکے جنگ
کے نہ ہونیکی کوشش کرو اور کبھی رو بمقابلہ جنگ نکرنا چاہئے یازدہم مردان بیجاپور و برہانپور سے ہر
حالت مین پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ لوگ مثل مردم کشمیر کے ہین حتے الوسع ان کی صحبت سے اپنے کو بچاؤ۔ جب یہ
تمام نصیحتین آپ فرما چکے تو نامر جنگ کو حکم دیا کہ اب تم جاؤ۔ اور ہر ایک کارخانہ کے آدمی کو اوس کارخانہ پر
مامور کرو۔ اور ہر ایک کو تاکید و تقیید کے ساتھہ قایم کرو۔ کیونکہ اس وقت دو مین گہڑی سے زیادہ مہلت
نہین ہے۔ اسلئے اب تمکو ہم نے خدائے کریم کو سونپا۔ خدا ہدایت نصیب کرے۔ اور ہر حال مین پروردگار پاک
تمہارا مددگار و یاور رہے۔ الحاصل ۴ جمادی الآخر ۱۱۶۱ھ روز یکشنبہ بوقت عصر راہی روضۂ رضوان ہوئے
تاریخ وفات خلد منزلت ۱۱۶۱ھ۔ متوجہ بہشت ۱۱۶۱ھ ہے۔ جسوقت آپ کا جنازہ اوٹھا۔ کوئی مکان ایسا نہ تہا کہ جہان
سے شور و واویلا نہ ہوتا ہو۔ بعد نماز۔ جنازہ مدفنہ مین (جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد کے ہے)
لایا گیا۔ اور پائین مزار حضرت مولانا شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کے دفن ہوئے۔ اس وقت
آپ کی عمر (۷۹) سال کی تھی۔ جس مین ۲۰ سال والد بزرگوار کی خدمت۔ ۲۹ سال امارت۔ ۳۰ سال ششش صوبہ دکن
کی ریاست فرمائی۔ بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔

آپ اعلے درجہ کے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمانروا تھے۔ ہمت۔ سخاوت۔ بہادری۔ رعایا پروری آپ کی
مشہور آفاق ہے۔ اہل احتیاج کے نام لاکھون روپیہ کا یومیہ اور ماہانہ جاری تہا۔ انعامات شاہی کی تو تعداد
نہ تھی۔ ارباب احتیاج اور اہل استحقاق ہمیشہ اپنی حاجتین پیش کرتے اور مستفید ہوتے۔ کوئی سایل آپکی درگاہ سے

محروم نہ گیا- اور ہر سال نذر خطیر کہ معظمہ کو ارسال کیا کرتا تھا- باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا- ہمیشہ فقرا- اور شعرا- و علما سے صحبت رہا کرتی تھی- چنانچہ اکثر علما و مشائخ- عرب و ماوراء النہر و خراسان و عراق و اطراف ہندوستان کے آپ کی قدردانی کا آوازہ سنکر دکن کو آئے اور حسب حوصلہ و لیاقت آپ کی بارگاہ سے سرفراز ہوئے آپ صرف جشن کے روز زینت لباس و آرایش خاص و تکلف فرش و مسند کے جانب توجہ فرماتے تھے- باقی ایام لباس بے تکلفانہ مثل لباس خلد مکان زیب تن فرماتے تھے شاعری کا مذاق بھی اعلے پیمانہ پر تھا- اول شاکر تخلص تھا- پھر آصف رکھا- آپ کا طبعزاد مرتبہ ایک ضخیم دیوان اسوقت موجود ہے- جس کے چند اشعار درج کئے جاتے ہین

اشعار

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا
در خیابان باغ نظارہ-
از جانیم نبود مطلب دیگر بخیال-
تا مقابل کرد با خود حسن یار آئینہ را
شاکر بنگشت برق درین عرصۂ خیال
در طلب پے دست و پایم ہمی لے دردل

ای باغ دہ آب و ہواست کہ تو داری
آصف خستہ را نہال کشید
اینقدر ہیبت کہ آہو نگہان رم نکنند
آمد آب تازہ بر روے کار آئینہ را
دامن ز خویش بر زدہ گریہ دو دیدہ نیست
تا برد سیلاب اشکم آنجا آسانی مرا-

شہر برہانپور کی حصار- نظم آباد و احاطہ کی آبادی مسجد و کاروان سرا دولت خانۂ عالی- آپ ہی کے احداثات سے ہین شہر پناہ حیدر آباد کی حصار کنگرہ دار آپ ہی کی تیار کرائی ہوئی ہے- دیوان عام- جلو خانہ وغیرہ- دروازہ خوابگاہ یہ سب آپ ہی نے تعمیر کرایا ہے- آپ کے چند ضابطے کتاب دربار آصفیہ مولفہ منارام پیشکار صدارت صوبہ جات دکن سے بطور انتخاب اجمالاً ذیل مین لکھے جاتے ہین- (۱) کوئی شخص دیوانخانۂ عالی مین بجز دستخط ہونے فرد اسم نویسی کے ہنین داخل ہو سکتا تھا- جب اوس کی فرد دستخط ہوتی مردہ کو پروانگی اوس کے اندر آنکی دیجاتی تھی اور پھر اوسکو تا مدت العمر بلا کسی وجہ موجہ کے کوئی مزاحم ہنوتا تھا (۲)

جس شخص کی دستار خلاف ضابطہ یا دیگر سرخ یا خام رنگ کی ہوتی ہرگز دیوان خانہ مین بار نہین پا سکتا تھا (۳) مشرف دیوانخانہ او ثلاثہ تعلیم پوشاک کی دیتا - اور بعد ازان فرد اسم نویسی کی لکھتا - اور حکم دیتا کہ حسب ضابطہ سرکار دستار باندہا کرے (۴) کوئی شخص بغیر ہتیار و کمر باندہے کے دربار مین نہین آسکتا تھا (۵) تعلقات عمدہ پر حتے المقدور اقربا کو مامور فرماتے تھے - اور یون ارشاد ہوتا کہ اول خویش بعدہ درویش اور تعلقہ پر رخصت کرتے وقت یہ فرماتے کہ ایسا کام کرو کہ خدا و خلق اللہ سے شرمندہ نہ رہو - (۶) خلوت مین سوائے پانچ چھہ خاص آدمیون کے کسیکو پروانگی نہین ہوتی تھی - اور ہر ایک باری سے حاضر ہوتا تھا - اور دربار عام چار گھڑی سے زیادہ اور دو گھڑی سے کم نہین ہوتا تھا - اور جب وقت برخاست کا قریب پہونچتا - چوبدار آواز دیتے کہ برخاست دربار کا وقت قریب ہے - جو کچہہ عرض کرنا ہو کرکے رخصت ہونا چاہئیے (۷) ہرکارے ڈاک کے ذریعہ خود بدولت تک اخبار عرض کرتے تھے (۸) مشایخ و پیرزادے شب مین حاضر ہوکر آپ سے ملاقات کرتے - اور آپ سلام مین سبقت فرماتے - شعرا - علما - صلحا کا جلسہ عصر و مغرب کے درمیان ہوتا تھا - (۹) آپ نے اپنی ۳۰ سالہ ریاست مین کسی شخص کے نام قتل کا حکم نہین دیا - (۱۰) آپکی سواری نہایت آہستگی سے جاتی تھی - اور شور و غوغا سوائے آواز نقیب و جانورون کے سم کے سنا نہ جاتا تھا اور جو گرد کہ سوارون سے آپکے لباس پر پڑتی آپ اوترتے وقت اوس گرد کو جمع فرماتے - اور ایک محفوظ جگہہ مین رکھہ چھوڑتے اور فرماتے کہ یہ گرد کیا ہے دولت ہے - اور ہم نے اسکے لئے دعا کی تھی - جو حق تعالی نے نصیب فرمائی - اور اس گرد کی وجہ دولت ہماری قایم و دایم ہے - اور یہ گرد اکثر اولیاء اللہ کے نعلین کی ہے - کیونکہ فقرا و صاحب باطن بعض ظاہر و بعض مخفی ہین - جو ہمارے لشکر مین قیام رکھتے ہین اور آپ کو ہر ایک سے خاص رابطہ تہا - کہ آپ اون سے ہر ایک مشکل مین استمداد لیتے تھے - حضرت غفرانمآب کو چھہ صاحبزادے اور چھہ صاحبزادیان تہین - اول خیر النسا بیگم (جو متوسل خان رستم جنگ سے مزوج تہین) جن کے بطن سے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ پیدا ہوئے - دوئم بادشاہ بیگم (جو خواجہ بابا خان سے منسوب تہین) جن کے

بطن سے خواجہ عبدالبقا خان تولد ہوئے۔ سوم مکرمہ بانو بیگم المعروف بہ کالی بیگم (جو میر کلان خان قیام الملک سے بیاہی گئی تھین) چہارم خجستہ بانو بیگم عرف خان بہادر صاحبہ (آپ سنہ ۱۱۲۰ھ میں لاولد قضا کر گئیں) پنجم محسنہ بیگم (لاولد انتقال کین) ششم مہر بانو بیگم (جو اخلاص خان بن سعد اللہ حفیظ الدین خان بن دلاور جنگ نبیرہ سعد اللہ خان وزیر شاہ جہان سے منسوب تھین) صاحبزادون کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اوّل حافظ محمد پناہ (جو سنہ ۱۱۲۰ھ میں تولد بقول بعضے سنہ ۱۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور زیب النسا بیگم بنت وزیر الملک سے منسوب۔ اور پیشگاہ محمد شاہ بادشاہ سے غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کا خطاب پایا تھا) دوم میر احمد ناصر جنگ شہید سوم صلابت جنگ امیر الممالک چہارم میر نظام علی خان بہادر پنجم میر محمد شریف خان بسالت جنگ شجاع الملک ششم میر مغل علی خان ہمایون جاہ (جو سنہ ۱۱۴۰ھ میں پیدا سنہ ۱۱۶۲ھ میں صوبیداری بیجاپور سے سرفراز سنہ ۱۲۱۷ھ میں بعمر ۷۶ سال انتقال کیا۔

نواب میر احمد علی خان نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید

آپ کی ولادت سنہ ۱۱۲۴ھ میں ہوئی ہے۔ حضرت مغفرت مآب نے آپ کی ولادت کے وقت ایک جشن شاہانہ مرتب فرمایا تھا۔ جب آپ کا سن چار سال چار ماہ کا ہوا تو حسب رواج سلطنت آپ کی تسمیہ خوانی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ میں تمام علوم و فنون میں کامل دستگاہ پیدا کی۔ جس وقت حضرت مغفرت مآب سنہ ۱۱۵۰ھ میں شاہجہان آباد تشریف لے گئے تو آپ نے نظم و نسق مملکت اور رفاہ و فلاح خلایق اس قدر تدابیر صائبہ اور مساعی جمیلہ سے انجام فرمایا کہ از امیر تا غریب ہر ایک فرد بشر آپ کے حسن انتظام کا مداح و ثنا خوان ہوا۔ اوسی زمانہ میں مرہٹون نے صوبہ جات دکن میں لوٹ مار مچادی۔ یہان تک کہ صوبہ مالوہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ آپ نے اون کی اس قدر سرکوبی کی کہ وہ بھاگتے نظر آئے۔ جب حضرت مغفرت مآب نے معاودت فرمائی تو بعض مفسد و شریر النفس آدمیون کے اغوا سے آپ نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ جسکا ذکر اسکے قبل لکھدیا گیا ہے۔ الغرض پدر بزرگوار کے

انتقال پر بعد ادائے رسم تجہیز وتکفین آپنے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ جملہ ارکین دولت وبرادران
خیر اندیش نے گردن اطاعت خم کی۔ پورن چند کو دیوانی سے معزول کرکے میر عبد الرزاق خان ابن کاظم خان
کو شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز فرماکر خلعت دیوانی سے ممتاز فرمایا۔ مور و پنڈت کو پیشکاری عطا
ہوئی۔ اور ارکین سلطنت کو مناصب وخطابات سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد آپنے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ کو
(جو حضرت مغفرت مآب کے زمانہ سے صوبہ داری ادہونی ورائچور پر ممتاز تھے) طلب فرمایا۔ مگر انہوں نے
آنے سے انکار کردیا۔ جس سے آپ سخت آزردہ ہوئے۔ اس اثنا میں احمد شاہ پادشاہ دہلی کا فرمان آپکے
طلب میں جاوید خان خواجہ سرا المخاطب بہ نواب بہادر کے ذریعہ صادر ہوا۔ آپنے بہ تعمیل حکم شاہی سنہ ۱۱۶۲ھ
میں روانگی کا قصد فرمایا۔ اور ہمان قاضی محمد دائم کا فوجداری لکلانہ اور خواجم قلی خان کو صوبیداری برہانپور
محمد ابو الخیر خان کو شمشیر بہادر کا خطاب محمد شریف خان بسالت جنگ کو صوبیداری برار عطا کرکے صمصام الدولہ
بہادر کو نیابتاً انتظام امور ریاست تفویض کیا۔ اور وقت رخصت ایک انگشتری اپنے نام نامی کی سپرد کرکے
فرمایا کہ یہ مہر سلیمانی ہے جو کام کیا جائے اوسمیں منعم حقیقی کی رضا ہیبت اوس میں ملحوظ رہے۔ بعد ازان ۸ ہزار
سوار جرار ایک لاکھ پیادے اور توپخانہ و اسباب بیشمار ساتھ لیکر اورنگ آباد سے روانہ ہوئے۔ اور
برہان پور میں چار روز قیام کرکے دریائے نربدا کی طرف چلے۔ جب نربدا پہونچے تو مظفر جنگ بہادر یہان سے
ادہونی کی طرف راہی ہوئے۔ اس اثنا میں ایک شقہ بخط خاص کا فسخ عزیمت کے لئے پیشگاہ شاہی سے
ورود پایا۔ اور نواب مظفر جنگ کے بیے اعتدالیون کی خبر معلوم ہوئی۔ اب آپ وہان سے معاودت کرکے
اورنگ آباد آئے۔ اور حسین دوست خان عرف چندا صاحب (جو روساء نوایت سے تھے۔ اور سعادت اللہ خان
کے پوتے۔ اور علی دوست خان فوجدار دیوان ارکاٹ کے داماد ہوتے تھے) نے مظفر جنگ کو تسخیر کرناٹک
کی تحریص دلائی۔ اور مظفر جنگ سپاہ بیشمار کے ساتھ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ بوسی (جو فرانسیسی فوج کا جنرل تھا)
کو بھی بسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ اسوقت صوبۂ ارکاٹ پر انور الدین خان گوپاموی المخاطب

شہامت جنگ صوبہ دار تھے۔ جب اونھون نے مظفر جنگ کی آمد دیکھی تو مقابلہ پر تیار ہوئے۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ھ کو بڑے زور وشور سے لڑائی ہوئی۔ انورالدینخان سنے مع اکثر رفقا کے جام شہادت نوش کیا اور حسین دوست خان نے ارکاٹ پر قبضہ کر لیا۔ جب ناصر جنگ بہادر کو شہامت جنگ کے شہادت کی خبر ہوئی تو آپ اورنگ آباد کی صوبہ داری محمد ابوالخیرخان بہادر کو تفویض کر کے ۷۰ ہزار سوار وایک لاکھ پیادہ سے مظفر جنگ کے تادیب کے لئے راہی تلنگہاٹ ہوئے۔ حالانکہ محمد ابوالخیرخان وسید لشکر خان نے عرض کیا کہ یہہ کام کسی اور کے تفویض فرمایا جائے۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ نہ ہون۔ مگر آپ نے منظور نہین کیا سنہ ۱۱۶۳ھ کو کرناٹک پہونچے۔ مظفر جنگ نے آپ کی آمد سے مخوف ہوکر پہولچری مین پناہ لی۔ آپ بھی وہین پہونچے۔ ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۳ھ کو قلعہ پہولچری کے قریب مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی۔ اور فرانسیس بہاگکر قلعہ مین محصور ہوئے۔ دوسرے روز آپ نے شاہنواز خان ومحمد انورخان کے ذریعہ مظفر جنگ کے پاس کلمات لطف کہلا بھیجے۔ جس سے مظفر جنگ بلا کسی رد وکد کے حاضر ہو گئے۔ آپ اون کے چلے آنے سے بہت مسرور ہوئے۔ اور فتح ونصرت کے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ اور مظفر جنگ پر کسیقدر نگرانی رکھی۔ اس موقع پر بعض خیرخواہون نے عرض کیا کہ بجائے نگہداشت کے ان کا قتل انسب ہے کیونکہ آئندہ ان کی ذات سے بہت کچھہ شر وفساد کے پہیلنے کا احتمال ہے چونکہ آپ سراپا اخلاق اور مجسم رحم تھے۔ اسلئے اس امر کو جائز نہ رکھا بلکہ یہان تک مظفر جنگ بہادر کے خاطر داشت کی کہ اون کے ملازمین ومصاحبین جو اس شر وفساد کے بانی تھے اون کو بھی جان ومال کی امان دی۔ مگر افسوس ہے کہ ناصنعفون نے اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر نجانی اور بمصداق کل لعیل علے شاکلتہ احسان جان بخشی کو طاق نسیان پر رکھا۔ اور بدخواہی پر کمر چست کی۔ آپ حسب معمول برسات کا موسم گذارنے کیلئے ارکاٹ متوجہ ہوئے۔ اور کسیقدر فوج۔ فرانسیسون کے مدافعت کے لئے مقرر فرمائے۔ گو فرانسیسون نے شکست فاحش کھائی تھی۔ لیکن فساد وشر سے باز نہ آتے تھے چنانچہ اب فرانسیس نے لشکر اسلام پر یورش کر کے قلعہ نصرت گڈہ چنجی کو (جو کرناٹک کا تختگاہ تھا) لے لیا۔ جب یہہ خبر

ناصر جنگ بہادر کو ہوئی تو باوجود موسم بارش کی سختی کے آپنے ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ کو ارکاٹ سے کوچ کا قصد کیا۔
بھی خیر خواہان دولت مانع ہوئے۔ مگر آپنے ایک نہ سنی۔ اور فوج کو سرکردگی محمد سلیمان والاجاہ موصوف بہ [illegible] خان
مجاہد جنگ، میر آتش دکن و ترک طہماسپ خاں ظفر یار جنگ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی متعاقب روانہ ہوئے
پھولچری کے میدان مین چند روز تک لڑائیان ہوتی رہین کسیکو بھی غلبہ نہ ہوا اس اثنا مین سرداران افاغنہ
کرناٹک (جو آپکے قدیمی ملازم تھے۔ جن پر آپنے ہمیشہ عنایت و نوازش کی تھی۔ جنکی نمک خواری و خیر خواہی
آپ کو پورا بھروسہ تھا) نے ملک و مال کی طمع سے فرانسیسون کے ساتھ سازش کر لی۔ اور اپنے جاسوسون کے
ذریعہ افسران فرانسیس کو رائے دی کہ شب کے وقت حملہ کیا جائے۔ تاکہ کامیابی ہو۔ الغرض افاغنہ کرناٹک کے
رائے پر فرانسیسون نے ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ کی شب کو لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اور توپ خانہ شاہی سے گذر کے بارگاہ
عالی تک پہونچ گئے۔ اور افاغنہ کرناٹک نے اس موقع پر چشم پوشی کی۔ جب اس ہنگامہ کا شور و غل بلند ہوا تو
آپ قریب صبح کے ہاتھی پر سوار ہو کر برآمد ہوئے۔ اور افاغنہ کرناٹک کے ذریعہ فوج فرانسیس کے شر و فساد کا
اندفاع کرنے کے خیال سے فیلبان کو بہادر خان ثانی معروف بہ ہمت بہادر (بن الف خان بن ابراہیم خان
مخاطب بہ بہادر خان اول بن نواب جعفر خان پنی؛ فوجدار قمرنگر کرنول) کے جانب چلنے کا حکم دیا۔ کیونکہ یہہ جملہ
افاغنہ کرناٹک کا سردار بھی تہا۔ جب آپ کا ہاتھی ہمت بہادر کے ہاتھی کے قریب پہونچا تو آپنے بنظر تواضع و
تسلی اپنا دست مبارک بغیر اوس کے آداب بجالانے کے اپنے سر پر رکھا۔ مگر جب یہ دیکھا کہ ہمت بہادر آداب و
مجرا نہین بجالاتا تو آپ کو خیال گذرا کہ غالباً یہ غیر معمولی بات۔ بدحواسی یا تاریکیئے شب کی وجہ سے ہوگی۔ اس لیے کہ
ابھی سپیدۂ صبح پورا پورا اپنا تسلط نہین کیا تھا۔ اب آپنے کسیقدر عماری سے بلند ہو کر باواز بلند فرمایا کہ ایسے
بھائی یہ کوشش و مردانگی کا وقت ہے۔ بہر طور دشمن کے دفعیہ کی فکر کر لی چاہیئے۔ اودہر آپکے زبان مبارک سے
الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ اودہر ہمت بہادر کے ہاتھی پر سے بندوق کے دو فیر ہوئے۔ اس مین ایک تو ہمت خان
چلایا۔ دوسرا فیر اوسکے خودی کے رفیق نے سر کیا۔ افسوس ہے کہ یہ دونون گولیان آپکے سینہ مین پیوست

مومنین - اور اوسیوقت روح نے مفارقت کی - جس سے شور قیامت برپا ہوا - آخر سرداران لشکر نے آپکے جنازہ کو دوش بدوش اورنگ آباد لے گئے - اور حضرت مغفرت مآب کے مرقد کے متصل دفن کیا - اور اس فتح نمایان سے جو خوشی فرانسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار بوسی کو ہوئی اوس کا اندازہ اوس مینار سے ہوسکتا ہے کہ جسکو فرانسیسون نے اس فتح کی یادگار مین تعمیر کرایا - اور ایک شہر ڈوپلے فتح آباد کے نام سے آباد کیا - آپ (ناصر جنگ شہید) کی مدت سلطنت دو سال ۶ ماہ کچہہ روز ہے - اسوقت آپکی عمر ۲۷ سال کی تھی - میر غلام علی آزاد نے یہ تاریخ کہی ہے -

نواب عدل گستر عالیجناب رفت ::: فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد ::: تاریخ گفت نوحہ گری آفتاب رفت

ناصر جنگ بہادر انتہا درجہ کے رحم دل - عدل گستر تھے - تقریر نہایت فصیح اور تحریر کمال بلیغ ہوتی تھی - شاعری مین بھی یکتا تھے - ناصر تخلص تہا - علم موسیقی و تصویر کشی مین بھی اچھی مہارت تھی - ایک دیوان آپ کا مطبوعہ اس وقت موجود ہے - چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین - اشعار

ای یوسف عزیز در آغوشش من درآئی ::: بوئی خوشت رسید تو ہم در وطن درآئی
کدام گل بچمن گوشۂ نقاب شکست ::: کہ شبنم آئینہ بر روی آفتاب شکست
ای شوخ ہوا سوئے منگن تیر نگہ را ::: این ناوک بیداد بکار جگرے کن
نمیدانم چہ باشد از گلستان نفع گلچین را ::: کہ می سازد روان از چشم بلبل اشک خونین را
اگہ در آمدن خویش حجابے داری ::: گر شب ماہ نیائی بہ شب تار بیا
قربان بوسہ گرچہ ز خطش گرفتہ ایم ::: حکم جدید از لب خندان آر زوست
در محفل سپہر ندیدیم امتیاز ::: با آفتاب ماہ زحل را تقدم است
آہم گذشت از دل مجروح ما بلند ::: از چینی شکستہ نگردد صدا بلند

مکن بدختر رز میل موسم پیری	که وقت کار بهمان موسم جوانی بود
اگر بوئے آن گل صبا می رساند	بزخم دل ما دوا می رساند
هر کجا تیشه شیر آن مغرور مے گردد بلند	گردن نخچیر ها از دور می گردد بلند

آپکا ازدواج سنہ ۱۲ الہرین طرّہ باز خان المخاطب ظفر جنگ روشن الدولہ کے صاحبزادی سے ہوا تھا۔ اور سوائے ان بیگم صاحبہ کے اور بھی از واج تھے۔ بیگم مذکور لاولد قضا کر گئین۔ لیکن دوسرے از واج سے دو صاحبزادیان تھین۔ ایک فرہاد بیگم۔ جو عبد الہادی خان ظہیر الدولہ خلف عوض خان سے مزوج ہوئین اولہ لاولد قضا کین۔ دوسری سید النسا بیگم عرف حاجی بیگم آپ کا ازدواج میر محمود خان منصور جنگ قطب الملک قطب الدولہ سے ہوا تھا۔ حاجی بیگم صاحبہ کے بطن سے دو صاحبزادیان ہوئین ایک امانی بیگم جو نام آور جنگ فرزند ہمایونجاہ سے منسوب ہوئین اور دوسری وزیر النسا بیگم جو گل بادشاہ نظامت جنگ سے بیاہی گئین۔ منصور جنگ بہادر کو دوسری از واج سے پانچ صاحبزادے۔ سید محمد خان۔ سید معظم خان۔ میر غلام احمد خان۔ میر اعلا عرف میر احمد خان۔ میر احسن اللہ خان ہوئے۔ جن مین صاحبزادگان اول و دوم و چہارم و پنجم کے اولاد و احفاد اس وقت بکثرت موجود ہے اور صاحبزادہ سوم میر غلام احمد خان کے دو صاحبزادے میر غوث الدین علی و میر قمر الدین علی اسوقت زندہ و باقی ہین۔ میر غوث الدین علی کو ایک صاحبزادہ میر غلام محی الدین اور دو صاحبزادیان ایک عزت النسا بیگم صاحبہ (جو میر شہامت علی صاحبزادہ تحصیلدار سے منسوب ہین) دوسرے شمس النسا بیگم صاحبہ عرف خواجہ بیگم (جو غلام صمدانی خان گوہر مولف دربار آصف و تزک محبوبیہ سے بیاہی گئین) ہین شمس النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے دو فرزند خواجہ غلام دستگیر خان اور خواجہ غلام محبوب علی خان تولد ہوئے۔ خلف اکبر تو بفضلہ تعالے موجود ہین۔ لیکن خلف اصغر خواجہ غلام محبوب علی خان نے کمسنی مین انتقال کیا۔ اوسکے چند روز ہی بعد شمس النسا بیگم صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا۔

ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر

آپ متوسل خان بہادر رستم جنگ کے فرزند اور حضرت مغفرت مآب کے نواسے تھے۔ مغفرت مآب نے رستم جنگ بہادر کو ملک ادہونی و رایچور کی حکومت عطا کی تھی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو مظفر جنگ بہادر جانشین ہوئے۔ جب تک کہ میر محمود خان بہادر (جو رستم جنگ بہادر کے دیوان و مختار کل تھے) زندہ رہے۔ تب تک کام اچھا چلتا رہا مگر اون کے انتقال پر مظفر جنگ بہادر نے شور و فساد مچا دیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپ کے حقیقی ماموں ناصر جنگ بہادر شہید ہوئے۔ الغرض نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت پر فرانسیسون نے آپ کو تخت نشین کیا۔ حالانکہ حضرت مغفرت مآب کے ابہی چار صاحبزادے یہان پر موجود تھے۔ ممکن تہا کہ اسوقت ریاست کے لئے آپس مین پہر جنگ و جدال کا بازار گرم ہو جائے۔ لیکن نواب میر نظام علی خان اسد جنگ بہادر نے (جو نہایت دور اندیش و فرس تھے) مصلحت وقت کے لحاظ سے سب بہائیون کو تسلی و تشفی دی۔ بلکہ مظفر جنگ کے تخت نشینی مین مدد و معاون ہوئے۔ اب افغانون نے اس فتح کے صلہ مین بہت سا ملک اور متعدد قلعے مظفر جنگ سے حاصل کئے۔ خصوصاً وہ لوگ کہ جو ناصر جنگ کے شہادت کے مشورہ مین شریک تھے مناصب و خدمات اعلےٰ پائے چنانچہ رام داس ساکن سیکاکول (جو نواب شہید کے متصدیون مین تہا۔ اور نواب کے قتل مین بہت کوشش کی تھی) کو رگھناتہہ داس کا خطاب و خدمت دیوانی عطا ہوئی۔ جب ان امور سے فراغت ہوئی تو سرداران افاغنہ کے ساتہہ مظفر جنگ بہادر نے پہولچری کا ارادہ فرمایا۔ اور وہان کے حاکم سے کسیقدر فرانسیسی سپاہ ہمراہ لیکر حیدرآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ چونکہ افغان بہت گستاخ اور مطلق العنان ہو گئے تھے۔ اور اون کے دل مین یہہ خیال سمایا ہوا تھا کہ مظفر جنگ بہادر کی بادشاہت کا باعث ہم ہی ہین۔ پس اسی خیال سے ہمت بہادر نے یہ درخواست کی کہ تمام ملک و مال کے دو حصے کر کے نصف حصہ کا ہل ہمکو دیا جائے۔ لیکن مظفر جنگ بہادر مین ان باتون کے سننے کی تاب کہان تھی۔ کیونکہ وہ ایک صاحب عزت اور شجیع رئیس تھے۔ آپ نے ان سرکشون کی تنبیہ و تادیب کو مناسب خیال فرمایا۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو بمقام کرپہ (کرپیٹ) جنگ کا آغاز ہوا۔ ایک طرف آپ اور سپاہ فرانسیس تھی۔ دوسرے جانب ہمت بہادر اور تمامی سرداران افاغنہ تھے۔ اس ہنگامۂ جنگ و جدال مین آپ کے

جانب سے یعقوب محمد خان رسالدار اور میر مظفر حسن خان بنگالی قتل اور یمنت خان و جلال الدین حسین زخمی ہوئے ایک تیر نواب نظام علی خان بہادر کے چہرۂ مبارک پر بھی آلگا۔ مگر زخم خفیف تھا۔ جلد اچھا ہوگیا۔ اور اسی معرکہ مین مظفر جنگ بہادر کے حلقۂ چشم مین ایک تیر ایسا کاری بیٹھا۔ کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اس موقع پر رگھناتھ داس نے (جو خواصی مین بیٹھا ہوا تھا) یہ کمال کیا کہ آپ کے جسم کو دونون ہاتون سے تھام کر آپ کا دگلوری وغیرہ کی طلبی اور ہر گھڑی سرگوشیان کرتا رہا۔ جس سے فوج پر یہ بھید نہ کھلا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ جس مین سب سے سرداران افاغنہ مارے گئے۔ اور میر محمد حسین خان نے ضرب بندوق سے ہمت بہادر کو ہلاک کیا۔ اور اپنا ہاتھی قریب لیجاکر سر کاٹ لیا۔ باقی ماندہ افاغنہ بھاگ گئے۔ اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ افسوس جن لوگون نے نامر جنگ بہادر کو شہید کیا تھا۔ اور اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی۔ وہ لوگ ایک لحظہ بھی آرام نہ پائے۔ ہمیشہ لڑائی مین گذری۔ اور اس لڑائی مین سب کے سب قتل ہوئے۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ یہ واقعہ نواب شہید کے شہادت کے پورے ۶۰ دن کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک آن واحد مین سب کا فیصلہ ہوگیا۔ اور نواب شہید کا تابوت بھی اسی تاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو روضہ پہونچا۔ مقام غور ہے کہ نواب شہید نے اول اپنے قاتلون کو زیر زمین بھیجا اور اوسکے بعد آپنے کنار لحد مین آرام فرمایا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مظفر جنگ بہادر کی شادی سید شاہ بیگم ہمشیرہ قسور جنگ عبدالباری خان بہادر سے ہوئی تھی۔ آپکو دو صاحبزادے تھے۔ جنکا نام بدرالدین محی الدین خان۔ صدرالدین محی الدین خان تھے۔ مدت سلطنت دو ماہ ہے۔ آپ کی عمر کا حال اور مزار کا پتا کسی تاریخ سے نہین چلتا۔ بالاجی مرہٹہ نے آپ ہی کے زمانۂ حکومت مین اورنگ آباد پر حملہ کیا تھا۔ اوسوقت رکن الدولہ وہان کے ناظم تھے۔ جنہون نے ۱۵ لاکھ روپیہ دیکر سے بلا ٹالی۔

نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ آصف الدولہ امیر الممالک

آپ کا اصلی نام سید محمد ہے۔ اور سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔ مغفرت آب کے عہد حیات آپکو سید محمد خان
بہادر صلابت جنگ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ احمد شاہ بادشاہ نے اپنے جلوس کے زمانہ مین ظفر جنگ سپہ سالار
آصف الدولہ کا خطاب مرحمت کیا تھا۔ عالمگیر ثانی نے امیر الممالک کے خطاب سے عزت بخشی۔ الحاصل جب مظفر جنگ
بہادر افاغنہ کے ہاتھ شہید ہوئے تو جملہ اعیان ریاست و مرشدزادگان سلطنت نے بالاتفاق بلحاظ بزرگی سنہ ۱۱۶۴ھ
مین بمقام لکڑیٹی پلی (جہان لشکر کا فرودگاہ تھا) آپ کو تخت نشین کیا۔ رگھناتھ داس کو وکیل مطلق کی خدمت
عطا کی گئی۔ اب آپنے یہان سے حیدرآباد کا ارادہ فرمایا۔ اثناء راہ مین کڑپہ پہونچے۔ اور یہان کا بندوبست
کر کے کرنول وارد ہوئے۔ تمام افاغنہ کرنول مخوف ہو کر قلعہ بند ہو گئے۔ رگھناتھ داس نے مصلحتاً میر
محب علی خان۔ میر نظر علی خان۔ میر حسین علی خان برادران میر نجف علی خان کو اون کی تسلی و تشفی کے لئے
قلعہ مین بھیجا۔ ہر چند ان تینون بھائیون نے اون کی فہمایش کی۔ مگر راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ افسوس ہے کہ
ان تینون کو قتل کر ڈالا۔ جب آپ (صلابت جنگ بہادر) کو یہ خبر ہوئی تو آپنے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ خوب
لڑائی ہوئی۔ اکثر افغان مارے گئے۔ اور باقی مطیع ہوئے۔ اور اب آپ بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے
اور اوس کا انتظام کر کے سیدہا حیدرآباد سے آئے۔ قلعہ محمد نگر کے خزانہ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کا بھی قرار واقعی
بندوبست کر کے اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور بخوشی و خرمی موسم باران اورنگ آباد مین گذارا
اسی اثنا مین خبر آئی کہ بالاجی راؤ آمادۂ فساد ہے۔ اس لئے آپ ۱۱ ذی حجہ سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوس کی تنبیہ کی
غرض سے ۵۰ ہزار سوار ہمراہ لیکر نکلے۔ اور غنیم کو پسپا کرتے ہوئے۔ احمدنگر تک پہونچے۔ پھر یہان سے پونہ کے
جانب توجہ فرمائی۔ راستہ مین ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ کو بالاجی اور اوسکے چچازاد بھائی سدہوجی نے مقابلہ کیا۔ بہادران
اسلام نے شکست دیکر پونہ تک تعاقب کیا۔ فرانسیسون نے بھی اس لڑائی مین خوب جوانمردی دکھلائی۔ ۱۴ ماہ
محرم کو چاندگہن تھا۔ بالاجی۔ گنگا کے کنارے پوجا پاٹ مین مشغول ہوا۔ اتنے مین لشکر اسلام نے دھاوہ کیا
اور بالاجی سراسیمگی مین پوجا پاٹ چھوڑ۔ ننگے سر۔ بلا زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ اور اوس کے پوجا کے

تمام اشیاء نقرئی و طلائی اہل اسلام کے ہاتھ آئے۔ انہین ایام مین بذریعۂ فرمان شاہی آپکو (صلابت جنگ کو)
نواب ظفر جنگ و آصف الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ اوس وقت فتح اور وصول خطابات کے مسرت مین اپنے تمام
اعزا اور افسرون کو خطابات مرحمت فرمائے۔ چنانچہ میر نظام علی خان بہادر کو اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک
میر شریف خان بہادر کو بسالت جنگ۔ شجاع الدولہ شجاع الملک۔ میر مغل علی خان بہادر کو ہمایون جنگ معتضد الدولہ
ناصر الملک کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ پھر یہان سے حیدرآباد کے طرف کوچ فرمایا۔ راستہ مین بالاجی نے
لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بھی اوسکو شکست ہوئی۔ اب تو لشکر اسلام نے پونہ کے برباد کرنے کا پورا ارادہ
کرلیا۔ جب آپ پونہ کے قریب پہونچے تو بالاجی گھبرایا۔ اور اپنے چچازاد بھائی سدھوجی کو بھیجکر صلح کی
درخواست کی۔ الغرض رگھناتھ داس کے سفارش سے صلح ہوگئی۔ مگر یہ صلح دیرپا نہ تھی۔ کیونکہ پھر چند ہی روز
کے بعد بالاجی کے سرکشیان جادۂ اعتدال سے گذرنے لگین آپنے بالاجی کے رفع فساد کے لئے سید لشکر خان کو
اوس کے پاس بھیجا۔ اونہون نے جاکر بہت کچھہ فہمایش کی۔ مگر وہ راہ راست پر نہ آیا۔ حالانکہ متعدد بار شکست
پاچکا تھا۔ بالآخر دوسرے روز لڑائی ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ لشکر غنیم نے بہت نقصان اوٹھایا
مال غنیمت خوب ملا۔ اب بالاجی راؤ نے جب منہہ کی کھائی تو ہوش آیا۔ اور نہایت عاجزی سے صلح کی تحریک
کی۔ سید لشکر خان کے سفارش پر صلح منظور کی گئی۔ اسکے بعد آپنے ابوالخیر خان بہادر کو برہانپور اور سید لشکر خان
کو موگی پٹن سے خجستہ بنیاد جانے کا حکم دیا۔ اور خواجہ نعمت اللہ خان تہور جنگ کو فوج کثیر کے ساتھہ منور خان
سراور ہمت خان اور مظفر خان کارڈی کے سرکوبی کے لئے (جو قلعۂ کرنول پر قبضہ کرنے کے لئے ان دونون نے
سرکشی پر کمر باندہی تھی) روانہ کیا۔ اور خود چھاؤنی کے ارادہ سے حیدرآباد کی سمت رونق افروز ہوگئے۔
۲۴ ربیع الآخر کو قائم جنگ ذوالفقار الدولہ کا خطاب خواجہ قلیخان کو عطا کرکے برہانپور کی صوبہ داری مرحمت کی۔
اور مورو پنڈت (جو ماہ محرم سے قید مین تھا) رگھناتھ داس کے ایما سے قتل کیا گیا۔ ۱۳ جمادی الآخر ۱۱۶۵ھ
کو میدان بھالکی مین راجہ رگھناتھ داس مع اپنے بھانجے سیتارام سائے رایان کے پانچ نفر فرانسیسیون کے ساتھہ عبدالغفور

جمعدار کے ہاتھ سے عدم الیصال تنخواہ کی علت مین مارا گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ سے نے
سید لشکر خان رکن الدولہ کو اورنگ آباد سے طلب کر کے وکیل مطلق مقرر کیا۔ اس اثنا مین مخبرون نے
خبر دی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر امیر الامرا کو بادشاہ دہلی سے نے نظامت دکن عطا کر کے
دکن روانہ کیا ہے۔ آپ یہہ سنتے ہی حیدر آباد سے خجستہ بنیاد کے طرف کوچ فرمائے۔ ابھی آپ
راستہ ہی مین تھے کہ خبر آئی نواب غازی الدین خان بہادر نے سوء ہضمی کی شکایت سے اورنگ آباد
مین انتقال کیا۔ اور میر حشمت خان وغیرہ امرا نے اون کی لاش دہلی لیگئے۔ اب آپ (صلابت جنگ بہادر)
اورنگ آباد مین داخل ہوئے۔ اور رکن الدولہ کو کرلہ سے طلب کیا۔ انہین ایام مین رکن الدولہ بہادر
نے وکیل مطلق کی خدمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ کیونکہ موسی بوسي (جو فرانسیسون کا افسر تھا) سے طلب
تنخواہ کے بارہ مین شکر رنجی ہو گئی تھی ۱۴ صفر ۱۱۶۷ھ کو شاہنواز خان صمصام الدولہ وکیل مطلق کی خدمت

* آپ کا اصلی نام حافظ محمد پناہ ہے۔ اور حضرت مغفرت مآب کے خلف اکبر ہین ۱۱۱۶ھ مین پیدا ہوئے۔ اور زیب النسا بیگم
دختر وزیر الممالک سے شادی ہوئی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے غازی الدین خان فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا۔ جب
حضرت مغفرت مآب ۱۱۵۳ھ مین عازم دکن ہوئے تو غازی الدین خان کو امیر الامرا کا خطاب دلا کر اپنے طرف سے
دار الخلافہ مین نائب مقرر کیا تھا اور آصف جاہ کے انتقال پر ناصر جنگ شہید تخت نشین ہوئے۔ پھر ہدایت محی الدین خان
کو حکومت ملی۔ اب اون کے بعد صلابت جنگ بہادر سریر آرا ہوئے۔ چونکہ غازی الدین خان بہادر خلف اکبر تھے۔ اس لیے
ناصر جنگ کے انتقال پر متعدد بار اونہون نے بادشاہ سے صوبہ داری دکن کی درخواست کی۔ مگر بادشاہ ٹال مٹول کرتا تھا۔ اسی
اثنا مین احمد شاہ درانی نے دہلی پر حملہ کیا۔ اور صفدر جنگ وزیر نے ملہار راؤ کو رقم کثیر دینے کے وعدہ سے اپنا رفیق
بنا کر احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو لایا۔ اتنے مین بادشاہ نے درانی سے صلح کر لی۔ جب یہ خبر صفدر جنگ کو ہوئی اوس نے
بادشاہ سے کہا کہ ملہار راؤ کو جو مین نے رقم کثیر کے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اب کس گھر سے دون۔ اس موقع پر غازی الدین خان

سے سرفراز کئے گئے۔ اور صف شکن خان کو حیدرآباد کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۱۶۷ھ کو محمد
ابوالخیر خان شمشیر بہادر امام جنگ بعارضۂ فالج ولقوہ سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ اسی سال پورن گاؤن پر
گرانڈ یا نائب بہونسلہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام فتح پایا۔ اور بہونسلہ نے صلح کرلی۔
فرانسیسون کے سردار موسی بہوسی نے سیکاکول وراجبندری (جو فرانسیسون کی تنخواہ مین دیئے گئے تھے) مین
خودمختارانہ انتظام واہتمام شروع کردیا۔ اور اپنی ذاتی جاگیر تصور کرکے من مانے حکومت چلانے لگا۔ نظام الدولہ
نے کل سپاہ فرانسیس کو برطرفی سنادی۔ برطرفی کا ہونا تھا کہ فرانسیسون نے بغاوت پر کمر باندھی۔ پہلے قلعہ بیدر
پر حملہ کیا۔ لیکن یہان کے قلعدار نے جرأت وبہادری کرکے اون کو قلعہ کے نزدیک آنے ندیا۔ اب وہ
یہان سے ناکام ہوکر حیدرآباد کے جانب چلے۔ اور عبدالرحمن خان الملقب حیدر جنگ (جو موسی بہوسی کا
معتمد علیہ تھا) نے ایک شخص رومی خان نام کو پٹی پڑھاکر ابراہیم خان (جو شوکت جنگ بہادر کا داماد اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر بادشاہ مجھے دکن کے صوبے عطا کرے تو مین ملہار راؤ کو ساتھ لیجاکر۔ جو روپیہ
کہ اوس سے ٹھہرا ہے دلادیتا ہون۔ چنانچہ بادشاہ نے غازی الدین خان کی درخواست منظور کی اور دکن کی حکومت کا فرمان
لکھدیا۔ ۱۱۶۵ھ مین غازی الدین خان۔ ملہار راؤ کو لیکر دکن چلے۔ آخر شوال مین برہانپور پہونچے۔ قطب الدولہ اور میر علی اکبر خان
اون سے مل گئے۔ میر منصور قلعہ دار آسیر نے اطاعت کرلی۔ اب یہ وہان کے امراء کو تسلی وتشفی دیکر ۲۰ ذی قعدہ کو داخل اورنگ آباد
ہوئے۔ اور قطب الدولہ کو سید لشکر خان کے پاس (جو اسوقت کربلہ مین تھا) بھیجکر صلح کی تحریک کی۔ اور ملہار راؤ کو صوبہ خاندیس کی سند
دیدی۔ بہرحال سب کام بنگیا تھا۔ جب صلابت جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو مقابلہ کے لئے حیدرآباد سے روانہ ہوئے اور غازی الدین خان
بہادر کو اورنگ آباد مین داخل ہونے کے سترہوین روز ۷ ذی الحجہ کو سوء ہضمی کی شکایت ہوئی۔ اور دفعتاً انتقال ہوگیا۔ اور ساری
حسرت اپنے ساتھ لے گئے۔ کہتے ہین کہ آپ کی عمر ۴۵ یا ۴۹ برس کی تھی۔ میر حشمت خان وتیر انداز خان بخشی نے غسل وکفن کرکے لاش
دہلی لے گئے۔ اور آپکے جد کے پہلو مین دفن کیا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیان تھین۔ صاحبزادہ کا نام میر شہاب الدین

حیدرآباد کا نائب صوبہ دار تھا اسکے پاس بھیجا۔ اور یہ وہان جاتے ہی قابو پاکر ابراہیم خان کا کام تمام کردیا اور خود بھی مارا گیا۔ جب ابراہیم خان مارا گیا تو تمام فوج پریشان ہوگئی۔ باغیون کا کسی نے بھی مقابلہ نہ کیا اور باغی بلاجنگ و جدال کے حیدرآباد مین گھس آئے۔ اور قبضہ کرلیا۔ چارمحل و چار مینار پر توپین نصب کردین جب صلابت جنگ کو معلوم ہوا تو صمصام الدولہ کو ہمراہ لیکر معہ فوج شائستہ حیدرآباد تشریف لاسکے۔ اور مقابلہ ہوا۔ ایک چھوٹی سی لڑائی کے بعد فرانسیسون نے امان چاہا۔ اور تقصیرات کی معافی مانگی۔ چونکہ آپ رحم مجسم تھے اس لئے اون کے تقصیرات کو معاف فرمایا۔ اور حیدرآباد مین داخل ہوکر موسی بوسی کو طلب کیا۔ اور سیف الدولہ عمدۃ الملک کا خطاب عطا کرکے۔ جو جاگیرات کہ سابق مین بمعاوضہ تنخواہ اون کو دئے گئے تھے وہ پھر بحال کردیے اور اون کے مفوضہ جاگیرات پر بھیجدیا۔ اس کے بعد آپ خجستہ بنیاد آگئے۔ سنہ ۱۱۶۸ھ مین پادشاہ عالمگیر ثانی نے آپ کو ماہی مراتب سے سرفراز فرمایا۔ سنہ ۱۱۶۹ھ مین آپ نے میر نظام علی خان بہادر کو برار کی صوبہ داری اور بسالت جنگ بہادر کو بیجاپور کی صوبیداری اور مغل علیخان بہادر کو نانڈیڑ کی صوبہ داری مرحمت کی۔

سنہ ۱۱۷۰ھ مین سپاہ نے تنخواہ کے مطالبہ کے لئے شاہنواز خان صمصام الدولہ بہادر کے مکان پر بلوہ کیا۔ اور صمصام الدولہ شب کیوقت بھاگ کر قلعہ دولت آباد مین پناہ گزین ہوئے۔ اب سپاہ نے اون کے موقوفی کی درخواست کی صلابت جنگ بہادر نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے صمصام الدولہ کو موقوف کرکے اپنے بھائی بسالت جنگ بہادر کو وکیل مطلق کی خدمت عطا کی۔ اور جو سابق مین اون کو شجاع الملک کا خطاب دیا گیا تھا وہ اب بدل کر ریان الملک کا خطاب مرحمت ہوا۔ چند روز کے بعد صمصام الدولہ نے مرہٹون سے ساز باز کرکے خجستہ بنیاد کے پرگنات و قصبات کو تاراج کرنے کے لئے اون کو ابھارا۔ بالاجی راؤ تو اشارہ کا منتظر تھا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ صلابت جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰)۔ جو بعد مین غازی الدین خان عماد الملک کے خطاب سے سرفراز ہوکر بتغییر وزارت انتظام الدولہ خانخانان۔ احمد شاہ پادشاہ کے وزیر ہوئے۔ اور سنہ ۱۲۱۵ھ مین انتقال کیا۔ ان کے کارنامے ہندوستان کے حالات مین ہم نے بہت کچھ لکھے ہین۔ ۱۲ مولف۔

سینے اوس کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ اور صمصام الدولہ کو دولت آباد سے طلب کرکے نظام علی خان بہادر کو بھی امداد کے لئے برار سے بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو اوسیوقت آپنے (صلابت جنگ بہادر) خلعت فاخرہ اور شقۂ ولیعہدی اپنی مہر خاص سے مرحمت فرمایا۔ اور فوج شائستہ ہمراہ دیکر مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ اودہر بالاجی راؤ نے اپنے بیٹے بسواس راؤ کو لشکر کثیر کے ساتھ مقابلہ کو روانہ کیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی۔ مرہٹے شکست کھاکر بھاگے۔ عضد الدولہ اور رام چند کو (جو مرہٹون کے محاصرہ مین تھے) نجات ملی۔ اس جنگ مین غنیم کے جانب کے تقریباً تین ہزار سوار چار سو سردار مارے گئے لشکر اسلام نے پونہ کے انہدام کا ارادہ کرکے شکست خوردہ فوج کا تعاقب کیا۔ بالاجی گھبرایا اور صلح چاہی مگر نظام علی خان بہادر نے منظور نہین کیا۔ اور برابر تعاقب کرتے ہوئے دریائے گنگ پہونچے۔ اب تو بالاجی کے ہوش اڑے۔ گو اسوقت وہ سخت بیمار تھا۔ لیکن مجبوراً ۱۰ کوس کے مسافت طے کرکے نظام علی خان بہادر کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور از سر نو عہد و پیمان کیا قسم کھائی۔ اعیان دولت کی سفارش پر آپنے صلح کو منظور فرمایا۔ اسی زمانہ مین عمدۃ الملک اور حیدر جنگ سیکاکول سے آپکے پاس حاضر ہوئے۔ صمصام الدولہ نے استقبال کرکے اون کو لایا۔ عمدۃ الملک نے ابراہیم خان گاردی کو سوال و جواب کی غرض سے طلب کیا۔ آپنے بپاس خاطر صمصام الدولہ و نیز بسبب اس کے کہ سابق مین وہ عمدۃ الملک کا نوکر تھا۔ اور سیکاکول کا محاسبہ بھی اوسپر ثابت تھا۔ اس لئے اوسکو روانہ کردیا۔ اور خود وہان سے مراجعت فرمائی۔ اب عمدۃ الملک اور حیدر جنگ بالاجی راؤ کے ملاقات کو گئے۔ اور میر نظام علیخان بہادر مع الظفر خجستہ بنیاد پہونچے۔ چندروز کے بعد حیدر جنگ نے صلابت جنگ بہادر کو پٹی پڑھاکر وکالت مطلق کی مہر (جو نظام علیخان بہادر کے پاس تھی) طلب کرالی اور تمامی امور ریاست پر قبضہ کرلیا۔ بظاہر صمصام الدولہ کو بھی شریک کرلیا۔ جب نظام علی خان بہادر نے یہ حالت دیکھی تو دربار کا آنا جانا موقوف کردیا۔ حیدر جنگ کو تو یہ لو لگی ہوئی تھی کہ کسیطرح نواب میر نظام علی خان بہادر کو ریاست سے علحدہ کرکے منے اوڑائے۔ چنانچہ مبلغ ہ لاکھ روپیہ سپاہ کی تنخواہ اپنے پاس سے ادا کرکے انکو

عمدۃ الملک کی فوج مین شامل کرلیا۔ اور بندگان حضرت (میر نظام علی خان بہادر) کے لشکر کو متفرق کرنے لگا
آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ بندگان حضرت کے ساتھ بجز رفقائے قدیم و جان نثار کے کوئی نرہا۔ حالانکہ
یہ سب کچھ ہوا مگر بندگان حضرت نے اسطرف مطلق خیال نہ کیا۔ اب حیدر جنگ نے یہ تجویز کی کہ کسیطرح آپ کو قلعۂ گولکنڈہ
مین نظر بند کردیا جائے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ میر نظام علی خان بہادر
کو حیدر آباد کے صوبہ داری پر روانہ کردیا جائے۔ صلابت جنگ بہادر نے بھی منظور کرلیا۔ اور میر نظام علیخان
بہادر حیدر آباد جانے پر راضی ہوگئے۔ اس اثناء مین حیدر جنگ و عمدۃ الملک نے صمصام الدولہ سے قلعۂ دولت آباد
کے سیر کی اجازت لیکر قلعہ کو روانہ ہوئے۔ اور بسالت جنگ کو کہلا بھیجا کہ آپ میر محمد حسین خان اور صمصام الدولہ کو
لیکر کسی باغ کے سیر کو جا بیٹھئے۔ ادہر ہم قلعہ پر قبضہ کرلیتے ہین۔ اور قبضہ کے شناخت کے لئے ایک توپ سر
کیجائے گی۔ آپ اوس کے آواز کو سنتے ہی ان دونون کو قید کر لیجئے۔ بسالت جنگ نے اس امر سے اتفاق
کیا۔ ۲۶ رجب سنہ ۱۱۷۵ھ کو بعد نماز عصر صلابت جنگ اور بسالت جنگ رابعہ دورانی کے مقبرہ کو گئے۔ اور فاتحہ
سے فارغ ہوکر اوس کے چہت پر رونق افروز ہوئے۔ صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان امین الدولہ منصور جنگ
بھی ہمراہ تھے۔ اودہر عمدۃ الملک نے حسب وعدہ قلعہ پر قبضہ کرکے توپ سر کیا۔ یہان صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان
قید کر لئے گئے۔ صمصام الدولہ کا ایک چھوٹا بیٹا جو ہمراہ تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اس کے بعد میر عبدالسلام خان
اور میر عبدالنبی خان پسران صمصام الدولہ کو گھر سے طلب کرکے باپ کے ساتھ ایک خیمہ مین نظر بند کیا گیا۔ اور
ہر دو سید مظلوم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ اودہ اون کے متعلقین سے جبراً لاکھون روپیہ وصول کیا گیا
اکثر اعزا و متصدی و پیشکار بعلت محاسبہ قید ہوئے۔ جب یہ خبر میر نظام علیخان بہادر کو ہوئی تو آپ نے سخت
افسوس فرمایا۔ اور اپنے رفقا کو طلب کرکے حیدر جنگ کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور کہا کہ اگر اس کا تدارک
نکیا جائے تو آیندہ ریاست کی سنبہال دشوار ہوگی۔ سبھون نے آپکی رائے سے اتفاق کیا۔ اب ۱۳ رمضان
سنہ ۱۱۷۵ھ روز پنجشنبہ کو آپنے ایک شقہ اپنے دستخط خاص سے حیدر جنگ کو روانہ کیا۔ جس مین لکھا تہا کہ مین کل

حیدرآباد جانیوالا ہون۔ معلوم نہین کہ وہان کسقدر مدت تک رہنا ہوگا۔ چند ضروری امور جو ریاست کے
متعلق ہین وہ تم سے بالمشافہ کہنے کے ہین۔ تھوڑے دیر کے لئے یہان آؤ"۔ حیدر جنگ کو یہان کے مشورہ
کی خبر نہ تھی۔ وہ مختصر جمعیت کے ساتھہ دوپہر کے وقت سوار ہوکر آپکے خیمہ مین آیا۔ پہلے مزاج پرسی ہوئی
اسکے بعد آپ نے اپنے رفقا کے ہاتھہ یکے بعد دیگرے اوس کے ہاتھہ مین دیکر اس طرح ارشاد فرمایا کہ ان کو
مین تمہارے سپرد کرتا ہون۔ تم ان کی نگہداشت کرنا۔ اور میرے غائبانہ مہربانی کی نظر رکھنا۔ ان باتون سے
حیدر جنگ اور بھی پھولا۔ اب آپ وہان سے تجدید وضو کی غرض سے دوسرے خیمہ مین آئے۔ پھر کیا تھا
قمقام جنگ نے ہاتون کو گردن مین لپیٹ کر شکنجہ بنایا۔ زبردست خان اور شہسوار جنگ نے جدہر لگسکے بیدریغ
شمشیر چلائی۔ حیدر جنگ تیورا کر گرا۔ فوراً روح پرواز کر گئی۔ لاش کو چاندنی مین لپیٹ کر خیمہ کے گوشہ
مین ڈالدے۔ محمد غوث خان بہادر کے عرض کرنے سے میر نظام علی خان بہادر پشت خیمہ سے سراچہ چاک
کرکے باہر نکلے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ حیدر جنگ کے ہمراہی سپاہ نے جب یہ حالت دیکھی تو
آپ پر بندوقون کی باڑ چلائی۔ مگر حافظ حقیقی نے آپ کا ایک بال تک بیکا ہونے نہ دیا۔ آپ ایک ٹیکری پر
پہونچے۔ رفقائے جان نثار بھی حاضر ہوئے۔ اور دشمنون کے طرف دوبان ایسے چلائے کہ بھاگڑ مچگئی۔ خواجہ
نعمت اللہ خان نے بسالت جنگ و صلابت جنگ بہادر کو الٹا سمجھا کر فرانسیسون کے لشکر مین لے گیا۔ میر نظام علیخان
بہادر نے رام چندر راؤ کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔ مگر وہ مصلحت وقت کے لحاظ سے خود تو نہ آیا۔ البتہ تین سو سوار
آپ کے پاس بھیجدیا۔ عمدۃ الملک نے ابراہیم خان کاردی کو اتکا راستہ روکنے کے لئے حکم دیا۔ ادہر آپ نے
وفادار خان کے ذریعہ ابراہیم خان کو اپنے ہمراہی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم خان فرانسیسون کا ساتھ چھوڑکر معہ
توپخانہ اقتدار آپکے ساتھہ ہوگیا۔ عمدۃ الملک نے دیکھا کہ ابراہیم خان ہاتھہ سے گیا تو اوس کے ہوش اڑ گئے
مگر ایک امید نے اوسکو سنبھالا۔ یعنے صلابت جنگ و بسالت جنگ اوس کے لشکر مین موجود تھے۔ اب اوس نے
لچھنا ترجمان کو حکم دیا کہ فوراً صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان کا خاتمہ کردے۔ چنانچہ یہ ظالم وہان جاکر اون دونو

سیدون کو بندوق سے ہلاک کیا۔ اور صمصام الدولہ کا چھوٹا بیٹا عبدالنبی خان بھی شہید ہوا۔ عبدالسلام خان اور عبدالحی خان محفوظ رہے۔ اُدہر میر نظام علی خان بہادر چکل تہانہ پہونچے۔ اور سیدی عبداللہ خان معہ اپنے حبشی سپاہ کے ملازمت حاصل کی۔ اب یہان سے آپ خاندیس کے طرف روانہ ہوئے۔ ۱۴ رمضان کو برہانپور آئے۔ عالم آرا بیگم کی بال امرائی مین قیام فرمایا۔ تیغ جنگ بہادر خلف امام جنگ مرحوم نے شرف ملازمت حاصل کیا۔ محمد انور خان قطب الدولہ اور شیخ شمس الدین و شیخ عبداللہ و حافظ محمد حفیظ اللہ نے سکان برہانپور سے پیشکش وصول کی۔ میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبیداری عطا ہوئی۔ اب یہان سے آپ باسم تشریف لیگئے اسی سال صلابت جنگ۔ بسالت جنگ اور عمدۃ الملک حیدرآباد روانہ ہوئے۔ بالاجی راؤ اور جانوجی بہونسلہ کو لکہا کہ جس طرح ہوسکے نظام علی خان بہادر کو برار مین داخل ہونے نہ دیا جائے۔ ادہر میر نظام علی خان بہادر نے غلام سید خان سہراب جنگ کو بالاجی راؤ کے پاس بہیجکر اپنے ساتہہ اتفاق کرنے کی تحریک کی۔ اتنے مین گراندیا نے جانوجی کے اشارہ سے ممالک محروسہ مین شورش مچادی۔ اور رعایا کو اپنی ظلم و زیادتیون سے پریشان کردیا۔ میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی سرکوبی کے لئے باسم سے کوچ کیا۔ راستہ مین اکثر مقامات پر غنیم کے ساتہہ مقابلہ ہوا۔ اور لشکر اسلام کو ہمیشہ کامیابی حاصل رہی۔ الغرض دو ماہ کے عرصہ مین آپ برہانپور داخل ہوئے۔ اور دریائے تپتی پر خیمون کے نصب کرنیکا حکم دیا یہان پانچ روز قیام رہا۔ اس عرصہ مین جنگ کا سامان تیار و درست ہوگیا اب آپ برہانپور سے روانہ ہوئے۔ اور اسی طرح لڑتے جہگڑتے ناگپور کے طرف چلے۔ گو مرہٹون نے ہر ایک مقام پر نہایت سختی اور بہادری سے حملہ کیا۔ مگر آپ غنیم کے لشکر کو پسپا کرتے ہوئے آگے بڑہے۔ جب دریائے پورنا پر پہونچے تو سیدی عنبر خان اور قادر صاحب نے حسب الحکم غنیم پر رات کے وقت دہاوا کیا۔ اکثر غنیم کی فوج مرہٹے اوس کے مارے دریا مین ڈوب مری۔ گراندیا اور بہونسلہ گہبرا کر بہاگے۔ جانوجی نے دیکہا کہ آپکے سامنے جرادت و ہمت کام نہین دیتی تو بتاب ونت کے ذریعہ نہایت منت و الحاج سے صلح چاہی۔ آپنے مصلحت وقت کے لحاظ سے صلح کو قبول فرمایا۔ جانوجی نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اوس کے خیمہ مین تشریف لیگئے۔ اوس نے بہت سے پارچہ

نذر گزرانا - اسکے بعد جانوجی نے دیوگڈھ و چاندہ پر حملہ کرنے کی راے دی - اس اثنا مین سہراب جنگ بہادر (جو بالاجی کو مطیع و مسخر کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے) فایز المرام پونہ سے واپس آئے - اور بہت سا جواہر و فیلان کوہ پیکر (جو بالاجی نے بھیجا تھا) ملاحظہ مین پیش کیا - قبل ازین جو دیوگڈھ کا ارادہ ہوا تھا وہ سہراب جنگ کے معروضہ پر فسخ کر دیا گیا - اب حیدرآباد کے جانب کوچ ہوا - جب نرمل و ماہور پہونچے تو صف شکن خان مجاہد جنگ (جو وہان کے قلعدار تھے) نے قلعہ کے کنجیان نذر گذرانین اور اطاعت کر لی -

ابکسیقدر حالات صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ کیجئے کہ حیدر جنگ کے مارے جانے کے بعد اونہون نے حیدرآباد کا قصد فرمایا - اور عمدۃ الملک ذو الفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) کو سیکاکول و راجبندری کے طرف رخصت کیا جب حیدرآباد پہونچے تو تمام مالی اور ملکی انتظام بسالت جنگ کے تفویض کر کے شوکت جنگ کو خانگی وزارت عطا کی - اور بشیر جنگ کو وزارت دکن مرحمت ہوئی - چندے حیدرآباد مین قیام رہا - اور موسم بارش کے گذرنے پر قلعہ بیدر کا عزم فرمایا - کیونکہ میر مقتدا خان نے بغاوت پر کمر باندہی تھی - چنانچہ بیدر پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا - ایک ماہ تک یہی حالت رہی - پہر صلح ہو گئی - اور قلعداری اوہنین کے نام بحال رکھی گئی - اب یہان سے سیکاکول کے زمینداروں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے - کیونکہ انندراج زمیندار بیجے نگر نے انگریزون کی اعانت سے ذو الفقار جنگ کو شکست دی تھی - اور لچھنا و محمد حسین جمعدار (جو صمصام الدولہ اور اون کے اقربا و رفقا کے قاتل تھے -) بھی اس لڑائی مین مارے گئے - ذو الفقار جنگ شکست کھا کر بدحواسی - اور پریشانی کی حالت مین یہان آیا تھا - اور خواجہ رحمت اللہ خان کے ذریعہ نواب صلابت جنگ بہادر کو اپنی امداد و اعانت پر آمادہ کیا تہا - الغرض صلابت جنگ بہادر نے اوس طرف کوچ کیا - جب قلعہ بہونگیر پہونچے تو نقشبندی خان قلعہ دار نے تمرد و سرکشی کی - آپنے اوس کا محاصرہ کر لیا - ایک ماہ کے بعد قلعہ پر قبضہ ہوا - اور سید محمد خان کے بیٹے (جو صلابت جنگ بہادر کے داماد تھے) کو وہ قلعہ تفویض کیا گیا - انہین ایام مین میر عبد الحی خان شمس الدولہ لادر جنگ (خلف صمصام الدولہ) کو قلعہ گولکنڈہ سے رہا کر کے اون کے باپ کا

خطاب صمصام الدولہ صمصام جنگ عطا کیا۔ اور دوسرے بیٹے میر عبد السلام خان کو (جو قلعہ دولت آباد
مین قید تھے) رہا کر کے خطاب و منصب سے سرفرازی بخشی۔ مخبرون نے خبر دی کہ نظام علی خان بہادر حیدر آباد
تشریف لیجارہے ہین۔ یہ خبر سنتے ہی صلابت جنگ بہادر نے زمینداران سیکاکول کے تنبیہ کا ارادہ
فسخ کر کے حیدر آباد کے جانب واپس ہوئے۔ جب سرپایرہ پہونچے تو معلوم ہوا کہ میر نظام علی خان بہادر حیدر آباد
داخل ہو چکے ہین۔ اب یہان سے بسالت جنگ بہادر اپنی فوج و رحمت اللہ و کریم خان کارڈی کو ہمراہ لیکر
اننتاپور گڈہ روانہ ہو گئے۔ اور صلابت جنگ بہادر اپنے ملازمان خاص کے ساتھ فوراً بلدہ آئے۔ ۱۲ شوال
روز چہارشنبہ کو میر نظام علی خان بہادر نے صلابت جنگ بہادر کا استقبال کر کے شہر مین لائے۔ صلابت جنگ
نے بھی دیکھا کہ بجز میر نظام علی خان کے امداد کے ریاست کی سنبھال مشکل ہے تو آپنے کل انتظام مالی اور ملکی کو
میر نظام علی خان بہادر کے تفویض کر دیا۔ انہین ایام مین ابراہیم خان کارڈی کسی بات پر کشیدہ ہو کر بالاجی
کے پاس چلا گیا۔ اور بالاجی نے ابراہیم خان کی کمک پاکر قلعۂ احمد نگر پر قبضہ کر لیا۔ اور بہادر گڈہ پر بھی یورش
کی جب میر نظام علی خان بہادر کو معلوم ہوا تو آپ صلابت جنگ بہادر کو ساتھ لیکر بالاجی کے مقابلہ کو نکلے
اور بالکنڈہ ہوتے ہوئے اودگیر پہونچے۔ ادہر بالاجی بھی دو لاکھ سوار سے لڑائی کے لئے کوچ کیا۔ قلعۂ
اودگیر کے نواح مین طرفین کا مقابلہ ہوا۔ اسوقت آپکے ہمراہ صرف ۹ ہزار سوار کی جمعیت تھی۔ اور باقی تمام جمعیت
و منصبداران سرکار معہ اپنی سپاہ کے بوجہ مسدودی راستہ قلعہ دہارور کے اطراف مین فرو کش تھے۔ بہر حال
اس قلیل جمعیت نے بالاجی کے ۶۰ ہزار سوار کا مقابلہ کیا۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت سی سپاہ غنیم کی ماری گئی
گیارہ نشان ابراہیم خان کی فوج کے ہاتھ آئے اودہر بھی کسیقدر سپاہ کام آئی۔ سہراب جنگ نے اس لڑائی مین
کمال بہادری دکھلائی۔ سید غلام خان اور نیکو پنڈت (جو سرپاراؤ کا بہانجا تھا) مارے گئے۔ اور غنیم کے
طرف ابراہیم خان کا بھائی اور راکشر نامی سردار قتل ہوئے۔ الحاصل روزانہ اسیطرح لڑائی کا تار بندہا رہتا تھا
کوئی دن خالی نہ جاتا تھا۔ لیکن ہمیشہ لشکر اسلام کو غلبہ رہتا تھا۔ میر نظام علی خان بہادر نے دہارور کی فوج سے

اپنی یہہ مختصر جمعیت شامل کرنے کے لئے اودگیر سے کوچ فرمایا۔ اور اسیطرح لڑتے جھگڑتے قلعہ اودسہ پہونچے
اس مقام پر پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اب بالاجی متواتر شکستون سے بیدل ہو گیا
اور صلح کرنی چاہی۔ اور رفع خجالت کے لئے صلح کے ساتہہ چند پرگنہ جات کا بہی مطالبہ کیا۔ صلابت جنگ بہادر
تو راضی ہو گئے۔ لیکن نظام علی خان بہادر نے صلح کو پسند نہ کیا۔ بالآخر ۱۵ رجمادی الآخر کو موضع ماندوچہ
پلسنانبہ کے مقام پر یکایک لسنت رائے پنڈار و دیوانی کے اسباب کا اونٹ زیادتی بار سے تمام اسباب
گرا دیا۔ شوکت جنگ بہادر (جو لشکر ساقہ کے سردار تھے) نے اسباب کی فراہمی کے لئے کسیقدر توقف کیا
جس سے قلب و چنداول مین ایک کوس کا فاصلہ واقع ہوا۔ غنیم نے اس موقع کو غنیمت سمجہا۔ اور ۴۰ ہزار سوار
سے فوج ساقہ کو گہیر لیا خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ غنیم کے ایکہزار سوار اور چار سردار مارے گئے۔ اور ادہر قادر صاحب
جلال الدولہ۔ حسن منور خان۔ غلام نقشبند خان۔ گور بخش (برادر بہالیراؤ) بالکشن پنڈت۔ بلونت راؤ مارے گئے
شوکت جنگ بہی شہید ہوئے۔ فوج ساقہ تمام کام آئی۔ اسکے بعد مرہٹون نے مست ہاتہیون کے سونڈون مین
سیف و چٹے باندہکر خاصہ کے ہاتہیون کے مقابل چہوڑے اور وہ مست ہاتہی اپنے سونڈون کے بندہے ہوئے
حربون سے حملہ آور ہوئے۔ واقعی یہہ موقعہ نہایت ہی نازک تہا۔ مگر میر نظام علی خان بہادر نے اس بلا
کی مدافعت کے لئے ترکش سے تیر خالی کرنا شروع کئے۔ ماشاء اللہ آپ ایسے قادر انداز تھے کہ جو تیر
ترکش سے نکلتا۔ فیلبان کے ماتھے پر بیٹہتا۔ یا ہاتہی کے حلقۂ چشم مین پیوست ہوتا۔ بہرحال کوئی تیر ایسا نہ تھا
جو خالی جاتا اور خطا کرتا۔ اور جو ہاتہی مقابل آتا۔ زخم کہا کر چیختا چلاتا۔ اپنے ہی لشکر کے جانب واپس جاتا
اس کارروائی سے لشکر غنیم مین بہگدڑ مچگئی۔ اب مرہٹون نے انبوہ کثیر کے ساتہہ حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے
بہی اونکی مدافعت مین کوتاہی نکی۔ اور شام تک خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ ادہر صلابت جنگ بہادر کو
بعض بداندیشون نے مرہٹون سے صلح کرنے کی رائے دی۔ اور اونہون نے بہی سرداران ساقہ کی یاد
کا خیال نکر کے صلح کے لئے راضی ہو گئے۔ جب یہہ خبر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپنے صلابت جنگ بہادر

سے عرض کیا کہ اس وقت اگر مرہٹون سے صلح چاہی جائے گی تو وہ اور دلیر ہو جائینگے۔ اور مزید کسیقدر ملک کی بھی خواہش کرین گے۔ مناسب یہہ ہے کہ آپ چندے تامل فرمایئے۔ قلعہ دہارور بہت قریب رہگیا ہے ایک دو کوچ مین اسیطرح لڑتے جہگڑتے وہان پہونچ جاتے ہین جب وہان کی فوج ہم سے مل جائیگی تو پھر غنیم کی یہہ جرات و دلیری باقی نہین رہے گی۔ اور لامحالہ ہمکو کامیابی نصیب ہوگی۔ لیکن صلابت جنگ بہادر نے آپ کی رائے کے ساتھہ اتفاق نہ کیا۔ اور سہراب جنگ و راجہ پرتاب ونت کو صلح کے لئے بالاجی کے پاس بھیجا۔ وہ تو اس بات کو خدا سے چاہتا تھا۔ خوشی کے مارے بغلین بجانے لگا۔ اور صلح کے ساتھہ چند قلعہ جات و پرگنہ جات کی فہرست بھی بھیجدی۔ صلابت جنگ بہادر نے منظور فرمالیا۔ چنانچہ بالاجی کو ۶۰ لاکھہ کی جاگیر تعلقات خجستہ بنیاد سے مفت دی گئی۔ سوائے اسکے برسول و دستارہ اور نصف صوبہ بیدر و بیجاپور۔ اور قلعہ دولت آباد و قلعہ آسیر بھی حوالے کئے۔ اور جاگیرات خالصہ سرکار اور جاگیرات امرائو منصبدار بھی غنیم کے تنخواہ مین دیدیئے گئے۔ اسوقت میر نظام علی خان بہادر نے مقتضائے وقت و مصلحت ملکی کے لحاظ سے خاموشی اختیار فرمائی۔ اور بالاجی نے صلابت جنگ بہادر کا فرمان دکہلاکر دولت آباد و آسیر و بیجاپور و دیگر کے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ ادہر صلابت جنگ بہادر و میر نظام علی خان بہادر حیدرآباد کے جانب کوچ فرمائے اثناء راہ مین بعض مغویون کے بہکانے سے صلابت جنگ بہادر نے میر نظام علی خان بہادر کو الور و احمدنگر کے طرف رخصت کیا۔ اور خود حیدرآباد داخل ہوئے۔ اس اثنا مین بالاجی نے بسواس راؤ اور بہاؤ کو لشکر کثیر اور توپخانہ آتشبار کے ساتھہ ہندوستان روانہ کیا۔ جسکے واقعات تفصیلی ہندوستان کے حالات مین ہم نے لکہے ہین۔ یہان صلابت جنگ بہادر کو بعض مفسدون نے غیر واقعی سمجہاکر ایک جعلی مہر کندہ کرائی۔ اور حمید الدین خان کو وکیل مطلق بنایا۔ جب یہ خبر میر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپ فوراً متواتر کوچ کرکے حیدرآباد آگئے اور صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ آپکے مصاحب و ندیم آپکے اور میرے مابین مخالفت پیدا کرنا چاہتے ہین آپ کو چاہیئے کہ ان گندم نما جوفروشون سے محترز رہین۔ اور ان کی ظاہرداریون پر اعتماد نہ فرمائین۔

اب تک مین نے آپ کے خیال سے درگزر کرتا رہا۔ اور یہ مہر جو آپ کی عنایت کردہ چند روز سے میرے
پاس جو مستعار تھی وہ حاضر ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہین ہے۔ آپ کی محبت و عقیدت کا نگینہ جو میرے
دل پر کندہ ہے وہ کافی ہے۔ الغرض صلابت جنگ بہادر نے اس گفتگو کو سماعت فرماکر بظاہر آپ کی
بہت کچھ دلجوئی فرمائی۔ اور فہمایش کی۔ مگر باطناً اونہین معتمدان ریاست کے صلاح پر کاربند رہے اور
بعد رفع ملال بسیار میر نظام علی خان بہادر کو قلعہ ایلگندل جانے کا حکم دیا۔ میر نظام علی خان بہادر رخصت ہو
ایلگندل کی جانب روانہ ہوئے چہاؤنی کا زمانہ ایلگندل مین خیر و خوبی نہایت مسرت و خوشی سے
بسر کیا۔ اس عرصہ مین جاسوسون نے خبر دی کہ بالاجی کا بھائی رگھناتھ راؤ نواح میدک مین ظلم و ستم کررہا ہے
میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا۔ اور ایلگندل سے کوچ کیا۔ راستہ مین میر مغل علیخان
بہادر (جو بیگاہ صلابت جنگ بہادر سے صوبہ داری ناندیڑ پر مامور ہوئے تھے) معہ اسمٰعیل خان بنی کے ملاقی ہوے
اور۔ بعد مشورہ قرار پایا کہ ابتداءً رگھناتھ راؤ کی سرکشیون اور بے اعتدالی کی سرکوبی کیجائے۔ بعد ازان
دوسرے معاملات مین قدم رکھا جائے۔ چنانچہ بعد طے منازل قلعہ میدک پہونچے۔ رگھناتھ راؤ بھی مقابلہ
پر آیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ و ابراہیم خان بنی جو ہندوستان کے تسخیر کے لئے گئے تھے معہ
اپنی فوج کے دُرانیون کے ہاتھ ہلاک ہوئے۔ اور اوس مین سے ایک بھی باقی نہ بچا۔ تمام لقمۂ اجل ہوگئے
وحشت افزا خبر کے سنتے ہی رگھناتھ راؤ بہت پریشان ہوا۔ ہوش و حواس جاتے رہے عقل گم ہوگئی۔ لڑائی کو
بھولا۔ صلح کا پیام بھیجا۔ آپ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے منظور فرمایا اسی اثنا مین خبر آئی کہ میر معتمدا خان قلعہ دار
بیدر نے فساد و فتنہ برپا کیا ہے۔ اب آپ بیدر روانہ ہوئے۔ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ چند روز کے بعد قلعہ پر
قبضہ اور قلعہ دار گرفتار ہوگیا۔ آپ نے سیادت خان کو قلعہ تفویض کیا۔ اور خود حیدرآباد پہونچے۔ گوشہ محل کے
مکان مین قیام فرمایا۔ ان دنون صلابت جنگ بہادر بلدہ مین موجود نہ تھے۔ بلکہ بعض ارکان دولت کے صلاح
سے اناگوندی گئے ہوئے تھے۔ یہان کا انتظام بہادر دل خان کے سپرد تھا۔ چنانچہ بہادر دل خان نے حاضر

ہوکر نذر گذرانی۔ اس اثنا میں صلابت جنگ بہادر گلبرگہ گئے۔ اب میر نظام علی خان بہادر بھی حیدرآباد سے
نکل کر گلبرگہ پہونچے۔ یہاں سے ملاقات کی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح کی زیارت فرمائی۔ اس کے بعد
چھاؤنی کی غرض سے بیدر آئے۔ فوج و منصبداران شاہی کو دہلی جانے کی اجازت دی گئی۔ محمد صفدر خان بہادر
خلف شیر جنگ حیدر یار خان کو منصب چار ہزاری اور خطاب غیور جنگ اشجع الدولہ عطا ہوا۔ اسی زمانہ میں بالاجی فوت
ہوا۔ اور اوسکا چھوٹا بیٹا مادھو راؤ (جو ابھی صغیر السن تھا) ریاست پر بیٹھا۔ ملک کا انتظام بالاجی کے بھائی رگھناتھ راؤ
کے تفویض ہوا۔ اور یہی تمام ریاست کے سیاہ و سپید کا مالک ہوگیا۔ سنہ ۱۱۷۴ھ میں رگھناتھ راؤ نے خجستہ بنیاد پہونچ کر
لوٹ مچا دی۔ اور میر نظام علی خان بہادر کو خبر ہوتے ہی اوس کے سر پر پہونچے۔ نتا گڈھ کے میدان میں مقابلہ
ہوا۔ غنیم شکست پاکر بھاگا۔ آپ اوس کے تعاقب میں قصبہ ٹوکہ گئے۔ یہاں غنیم کے مکانات عالیشان کو مسمار کیا۔ آپ
یہاں سے قلعہ احمد نگر روانہ ہوئے۔ نواح چارگڈھ میں راجہ بہادر اور سیف الدولہ۔ جانوجی نبالکر نے غنیم کا مقابلہ
کیا۔ اور غنیم یہاں بھی ہمت ہار کر فرار ہوا۔ لشکر اسلام بھی تعاقب کناں گبوڑ ندی کے کنارے پہونچا۔ اس عرصہ میں
راجہ چندرسین و ظفر عثمان بہادر بعض بدمعاشوں کے اغوا سے غنیم کے لشکر میں چلے گئے۔ مگر آپ نے اون کے جانے کی
پروانہ کی۔ اور اوسی دلیری و بہادری سے پونہ کے قریب پہونچے۔ اب پونہ صرف ۲ کوس باقی رہگیا تھا۔ بالاجی نے
گھبراکر صلح کی درخواست کی۔ جانوجی اور سلطانجی نبالکر کے ذریعہ ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۴ھ کو تمام شرائط صلح کے
طے ہوئے۔ مرہٹوں نے ۲۰ لاکھ کا ملک کچھ صوبہ خجستہ بنیاد سے اور کچھ صوبہ بیدر سے اس صلح کے عوض میں حوالے
کیا۔ صلح کے بعد میر نظام علی خان بہادر یہاں سے کوچ کر کے راجہ چندر سین کے پنج محلہ کو پامال کرتے ہوئے ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ
کو داخل بیدر ہوئے۔ چند روز کے بعد تمام ارکان دولت کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ آجکل صلابت جنگ بہادر
انتظام ریاست کے جانب متعلق توجہ نہیں فرماتے ہیں اور اکثر بدخواہ ریاست اون کے ہم نشین ہوگئے ہیں جس سے
سلطنت میں طرح طرح کے رخنے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور رعایا تکلیف و مصیبت اوٹھا رہی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ چند روز کے لئے صلابت جنگ بہادر کو گوشہ نشین کر دیا جائے۔ ہر ایک نے بالاتفاق رضامندی

ظاہر کی - اور حسب الحکم تعمیل کو آمادہ ہوئے - چنانچہ ۱۴ ذی حجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر میں خانہ نشین کر دیئے گئے اور بعد سال ۳ ماہ ۶ روز کی گوشہ نشینی کے بعد ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ روز پنجشنبہ کو ۴۸ سال کی عمر میں صلابت جنگ نے انتقال کیا مدت حکومت ۱۱ سال ہے - انکا مزار بمقام بیدر حضرت شیخ المشائخ شاہ شمس الدین صاحب ملتانی قدس سرہٗ کے جوار رحمت میں ہے - میر اولاد محمد ذکا نے رحلت کی تاریخ اسطرح لکھی ہے

خدیو دکن روح والا سے او		بہ پرواز از دام محنت شدہ	
رقم کرد تاریخ فوتش ذکا		امیر الممالک بجنت شدہ	

آپ اعتقاد درجہ کے رحمدل اور مستقل مزاج تھے - آپ کو کوئی اولاد نہین ہوئی - مگر ایک صاحبزادی (جنکا ازدواج صولت جنگ بہادر خلف محمد اعتقاد منصبدار سے ہوا تھا) اور دو صاحبزادے سراج الدولہ و نصیر الدولہ تبنٰے تھے سراج الدولہ کو ایک صاحبزادی تھی جنکا عقد میر مراد مسٹی خلعت نام آور جنگ بن ہمایوں جاہ سے ہوا - باقی کیفیت دونوں صاحبزادون کے اولاد کی معلوم نہوئی -

گل دوم

نواب میر نظام علی خان بہادر اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی

آپ حضرت غفران مآب کے چوتھے صاحبزادے تھے - غرہ شوال سنہ ۱۱۴۶ھ کو پیدا ہوئے - انکا اصلی نام میر نظام علی ہے - بقول شاہ تجلی علی صاحب ثروت آپ کا نام نامی حفیظ الدین احمد ہے طلوع آفتاب از صبح دولت سعید بخت - سے تولد کا سنہ نکلتا ہے - حضرت غفران مآب کے حین حیات آپ اسد جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوئے تھے - بچپن ہی سے آثار رشد و فراست چہرہ سے ظاہر تھے - اور زمانہ صغر سنی سے ہی نجیب الدولہ

کے ہمراہ اکثر دفعہ مرہٹون کی تادیب وتنبیہ فرمائی تھی۔ حضرت غفرانمآب کے انتقال کے وقت آپکا سن ۱۸ سال کا تھا۔ کچھہ زمانہ برادر بزرگ ناصر جنگ شہید کے ساتھہ گذرا۔ بعدازان بعہد صلابت جنگ بہادر سنہ ۱۱۶۹ھ مین صوبہ داری برار پر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۱۷۱ھ مین صلابت جنگ بہادر نے آصف جاہ ثانی کا خطاب عطا کرکے اپنا ولیعہد فرمایا۔ متعدد بار آپنے مرہٹون کا مقابلہ کیا اور اون کو ہمیشہ شکست دی۔ حیدر جنگ کے فتنہ پردازیون کا وہ تصفیہ کیا۔ جو ناظرین اس کے قبل ملاحظہ کرچکے ہین۔ جب صلابت جنگ بہادر کی عدم توجہی ریاست کے طرف دیکھی تو اون کو خانہ نشین کرکے خود زمام سلطنت کو ہاتھہ مین لیا۔ شاہ عالی گہر نے صوبہ داری دکن کا فرمان آپ کے نام صادر فرمایا۔ سنہ ۱۱۷۵ھ مین آپ تخت نشین ہوئے۔ [illegible] کو دیوان مقرر کیا۔ اس اثناء مین مراد خان اورنگ آباد کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مادہوراؤ اور رگھناتھہ راؤ مین ناچاقی ہوگئی ہے۔ امراء اور ارکان ریاست کے دوگروہ ہوگئے ہین۔ اگر اس موقعہ پر مرہٹون کا استیصال کیا جائے تو مناسب ہے۔ اور [illegible] طرفدار [illegible] جاہا کہ رگھناتھہ راؤ کو قید کرلین۔ رگھناتھہ راؤ [illegible] صفر سنہ ۱۱۷۶ھ کو پونہ سے [illegible]۔ اس زمانہ مین مراد خان غنیم کی تسلی وتشفی کے لئے اورنگ آباد [illegible] تھا۔ تب اوس کو معلوم ہوا۔ کہ رگھناتھہ راؤ [illegible] آیا ہے تو خود بھی [illegible] گیا۔ اور اوسکو دلاسا دیا [illegible] جانوجی اور سلطان جی نبالکر کو رگھناتھہ راؤ کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب مادہوراؤ کے طرفدارون نے [illegible] کو کمک پر دیکھا تو مادہوراؤ سے کنارہ کشی کرکے رگھناتھہ راؤ سے آملے۔ جسکی وجہ سے رگھناتھہ راؤ کے پاس ایک شایستہ فوج جمع ہوگئی۔ اب رگھناتھہ راؤ جنگ کے ارادہ سے احمدنگر پہونچا۔ مادہوراؤ بھی مقابلہ کو پونہ سے احمدنگر آیا۔ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو جنگ ہوئی۔ مادہوراؤ نے شکست کہاکر صلح کرلی۔ اور بعد صلح اپنے چچا رگھناتھہ راؤ کے پاس آگیا۔

صاحب تزک آصفیہ کا قول ہے کہ رگھناتھہ راؤ اور مادہوراؤ مین بوجہ طغیانی دریا کے کوئی جنگ نہین ہوئی دونون لشکر دریا کے دونون کنارون پر بیکار ایک عرصہ تک پڑے رہے۔ استنے مین مراد خان ایک رات جراءت کرکے مادہوراؤ کو اوس کے خیمہ سے گرفتار کرلایا۔ اور ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو مراد خان کے ذریعہ

مادہو راؤ اور رگہناتہہ راؤ نے آصف جاہ ثانی سے ملاقات کا فخر حاصل کیا۔ رگہناتہہ راؤ اس کمک واعانت
کے معاوضہ مین پچاس لاکہہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصف جاہ ثانی کو نذر گذرانا۔ چونکہ یہ کارروائی مراد خان
کے ذریعہ ہوئی تہی۔ اس لئے راجہ پرتاب ونت کے دل مین خلش پیدا ہوئی۔ صلح کو موقوف کرنا چاہا۔ اور
آصف جاہ ثانی سے عرض کی کہ رگہناتہہ راؤ کو معطل (پرتاب ونت نے جانوجی۔ پسر رگہو بہونسلہ مکاسہ دار
برار سے رگہناتہہ راؤ کی جگہہ کا وعدہ کیا تہا) کیا جائے۔ جب یہ خبر رگہناتہہ راؤ کو ہوئی تو وہ رات کے وقت مع
فوج فرار ہوا۔ ۱۴ شعبان ۱۱۷۶ھ کو مغل علیخان بہی (جو سابق مین غنیم کے پاس چلے گئے تہے) غنیم کی ناقدردانی
سے آزردہ ہوکر واپس آئے۔ ادہر لشکر اسلام نے رگہناتہہ راؤ کا تعاقب کیا۔ اور رگہناتہہ راؤ اورنگ آباد
پر آ دہمکا۔ موتمن الملک سالار جنگ ناظم اورنگ آباد نے باوجود قلت سپاہ کے مقابلہ کیا۔ حیدر درنگ لڑائی ہوئی
اتنے مین آصف جاہ ثانی کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ رگہناتہہ راؤ ناکام واپس ہوا۔ ۲۶ شعبان ۱۱۷۶ھ کو آصفجاہ ثانی

۱؎ آپ کا نام درگاہ قلی خان ہے۔ آپ خاندان قلی خان کے بیٹے نوروز قلی خان کے پوتے درگاہ قلی خان کے پڑپوتے ہین۔ آپکے
جد اعلی خاندان قلی خان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان کے ساتہہ قندہار مین متعین تہے۔ جب علی مردان خان شاہ صفی کی
ناقدردانی سے بددل ہوا تو خاندان قلی خان کو عرضداشت دیکے شاہ جہان کے پاس ہندوستان بہیجا۔ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ
کو دربار شاہی مین عرضداشت گذرانی۔ ہزار روپیہ انعام وخلعت عطا ہوا۔ ۱۵ رجب ۱۰۴۸ھ کو علی مردان خان ہندوستان آیا
کشمیر کی صوبہ داری سے ممتاز ہوا۔ خاندان قلی خان کو اپنے پاس رکہا۔ جب خاندان قلی کا انتقال ہوا تو اون کا بیٹا درگاہ قلی خان
منصب وجاگیر سے سرفراز ہوا۔ علی مردان نے اپنا میرسامان بنایا۔ اور علی مردان کے انتقال پر درگاہ قلی خان بزمرۂ منصبداران
شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس متعین ہوا۔ اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا نوروز قلی خان قلعہ دار دارور (جو بیجاپور کے توابعات سے ہے)
مقرر ہوا۔ اور وہین انتقال کیا۔ اب اوس کا بیٹا خاندان قلی خان منصب وجاگیر سے سرفراز ہوکر اورنگ آباد کا ناظم مقرر ہوا۔ آ
شاہ عالم کے عہد مین سنگمنیر اور اوس کے پرگنات کی فوجداری تفویض ہوئی۔ اسکے بعد مغفرت مآب نے اپنے یہان مامور کیا۔ چنانچہ زمانہ قیام آباد

اورنگ آباد داخل ہوئے۔ رگھناتھہ راؤ یہان سے نکل کر برار گیا۔ آصف جاہ ثانی بھی اوسکے تعاقب مین روانہ ہوئے اوسکو تعاقب کی خبر ہوئی تو وہ وہان سے حیدر آباد کا رخ کیا لشکر اسلام بھی گنگا تعاقب کرکے پونہ پہونچا۔ اور وہان کے عمارات وغیرہ کو تباہ وتاراج کرڈالا حتے المقدور اوسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہا۔ ادہر رگھناتھہ راؤ غرہ ذی قعدہ ۱۱۷۶ھ کو حیدر آباد کے نواح مین داخل ہوا شجاع الدولہ بہادر دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدر آباد نے نواب نظام علیخان بہادر کی اعانت سے قلعہ کو مستحکم واستوار کیا۔ اس عرصہ مین آصف جاہ ثانی پونہ کو تباہ وغارت کرکے حیدر آباد کی جانب کوچ فرماے رگھناتھہ راؤ یہان سے بھی بے نیل ومرام واپس ہوا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ رگھناتھہ راؤ نے حیدر آباد کا پیچھا چھوڑا تو آپ نے حیدر آباد کا ارادہ فسخ کرکے [illegible] کے لئے بیدر کی طرف چلے جب وہان [illegible] تو جانوجی نے عرض کیا کہ امسال خجستہ بنیاد مین چہاؤنی کیجائے تو مناسب ہے کیونکہ [illegible] بہت قریب مین۔ آپنے اوسکے معروضہ کو قبول فرمایا۔ زاید سامان قلعہ [illegible] اور خجستہ بنیاد کے سمت روانہ ہوئے۔ دریاے گنگا کی طغیانی [illegible] چندروز ٹھہرنا پڑا۔ [illegible] دو حصے کئے گئے۔ ایک حصہ ۲۸ محرم ۱۱۷۷ھ [illegible] دوسرا حصہ [illegible] وقت وثقل کے ساتھہ اوس طرف ٹھہر رہا۔ جانوجی [illegible] رگھناتھہ [illegible] سے سازش تھی۔ اس لئے اوس نے اپنے سپاہیون

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۴) بالائی کتل فردا پور کے تعمیر ومیزا ومیدان اسی کے اہتمام سے ہوئی ہے ان کا بنیاد گاہ قتی ۲۰ رجب ۱۱۲۰ھ کو سنگمیر مین پیدا ہوا۔ ۱۴ سال کے سن مین مغفرت مآب نے منصب وجاگیر سے سرفراز کیا ۲۰ سال کی عمر مین اکثر خدمات سرکاری تفویض ہوئے۔ ہنگامہ نادرشاہی مین بڑے بڑے جانفشانیان کین۔ سالار جنگ خطاب پایا [illegible] کے زمانہ مین بھی اعلے درجہ پر ممتاز رہے۔ صلابت جنگ کے عہد مین منصب شش ہزاری ہوتمن تگ خطاب [illegible] اورنگ آباد عطا ہوا۔ آصفجاہ ثانی نے ہفت ہزاری منصب ماہی مراتب موتمن الملک خطاب سے سرفراز کیا۔ اور فرط عنایت سے عماری کو دو جہالر لگانے کا حکم ہوا۔ [illegible] خانزمان کا خطاب ملا ۱۱۷۹ھ مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ اور اپنی

کی تنخواہ کے تصفیہ کے بہانے ۳۰ کوس کے فاصلہ پر چلا گیا۔ رگہناتہہ راؤ تو موقع کا طالب تہا۔ ایلغار سے پرتاب ونت کے سرپر پہونچا۔ اور باوجود قلت سپاہ کے پرتاب ونت نے مقابلہ کیا پہلے دفعہ غلبہ رہا اس اثنا میں ایک تیر سینہ میں ایسا پیوست ہوا کہ جان شیرین رخصت ہوئی۔ بعض مورخون کا قول ہے کہ مرادخان کے اشارہ پر ایک سپاہی نے بندوق سے ہلاک کیا۔ اب پرتاب ونت کے مارے جانے سے تمام فوج پریشان ہوئی۔ اور بہاگ نکلی۔ اودہر آصف جاہ ثانی داخل اورنگ آباد ہوئے پرتاب ونت کے مارے جانیکی خبر سنکر کمال افسوس فرمایا۔ اتنے مین رگہناتہہ راؤ گنگا عبور کر کے خجستہ بنیاد کے گرداگرد ڈیرے ڈالے۔ مگر بعد مین صلح ہو گئی۔ اس صلح کے بعد مادہوراؤ اور رگہناتہہ راؤ بھی موافق ہو گئے۔ اب مادہوراؤ نے حیدر علی خان کے مقابلہ پر کمر باندہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حیدر علی خان۔ میسور کے راجہ کو قید کر کے اوسکے تمام ملک و مال پر قابض ہو گیا تھا۔ اور اکثر افغانون کے قصبات مثل ساونور۔ بنکاپور۔ سوندا بدنور۔ سرہ۔ ہسکوٹہ وغیرہ پر جبراً قبضہ کر کے فوج کثیر جمع کیا تہا۔ چنانچہ مادہو راؤ نے بسرکردگی گوپال راؤ ہری اور باپو راؤ پٹہرنویس ایک جمعیت شایستہ حیدر علی خان کی تنبیہ کے لئے میسور روانہ کی۔ حیدر علی خان کیطرف سے میر محمد علی تہا ان خلف نبض اللہ خان نے مقابلہ کیا۔ مرہٹون کو شکست ہوئی۔ جب مادہوراؤ کو شکست کی خبر پہونچی تو رگہناتہہ راؤ کے ستورہ سے ترنبک ماما اور بالو نایک نارو شنکر کے ماتحت دوسری فوج میسور بھیجی اور خود بھی اون کے پیچھے چلا۔ ترنبک ماما نے حیدر علی کو شکست دی۔ اور اوس کے اکثر قلعون پر قابض ہو گیا حیدر علی خان سرنگ پٹن پہونچا۔ ۳۰ لاکھہ روپیہ نقد کئی لاکہہ کا ملک مادہوراؤ کے حوالہ کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد مادہوراؤ پونہ واپس آیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵) جاگیر نظام آباد مین قیام کیا۔ اب کچہہ بہائی کے اسباب جمع ہو رہے تھے۔ کہ ۱۰ جمادی الاول ۱۱۷۵ھ کو مرض سرسام سے انتقال ہوا۔ اورنگ آباد مین دفن کئے گئے۔ آپ کو ایک لڑکی اور دو لڑکے تہے۔ شاعری کا بھی اچہا مذاق تہا۔ یہ شعر آپ کے ہین کہ جنین شد ایجاد بجائے انسان ایشان حاشا کہ رسد کسے بجائے ایشان ؎ اسرار بہوت اعداد لااوعسٔی ؛ درگاہ قلیست خاک پائے ایشان۔ ۱۲ مولف۔

آصف جاہ ثانی نے پرتاب ونت کے مارے جانے سے میر موسیٰ خان کو رکن الدولہ کا خطاب عطا کر کے دیوانی
کی خدمت عطا کی۔ مولف حدیقۃ العالم کا قول ہے کہ جب پرتاب ونت مارا گیا تو میر موسیٰ خان حالت بیسروسامانی
میں حیدر یار خان شیر جنگ کے پاس پونہ پہونچے۔ شیر جنگ نے میر موسیٰ خان کا آنا غنیمت سمجھا۔ کیونکہ یہ مقربان حضور سے
تھے۔ بعد مشورہ محمد مراد خان کے ذریعہ صلح کی تجویز ٹھہری۔ اور آپس میں یہ قرار پایا کہ میر موسیٰ خان۔ خلعت
مدار المہامی سے سرفراز ہونے کے بعد شیر جنگ کو پونہ سے طلب کر کے تمام امور ریاست میں دخیل کریں۔ چنانچہ
مراد خان شیر جنگ کے اشارہ سے آصف جاہ ثانی کی خدمت میں یہ معروضہ پیش کیا۔ اور بندگان حضرت نے
مصلحت وقت کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور میر موسیٰ خان کو اپنے دست خاص سے چار پارچہ مرصع اور مالائے
مروارید عطا فرما کر خلعت دیوانی سے سرفراز کیا۔ جب میر موسیٰ خان نے دیوانی پائی تو حسب وعدہ شیر جنگ کو
پونہ سے بلا کر حضور میں باریاب کرایا۔ شیر جنگ پہلے ہی امور ریاست سے ماہر تھے۔ اور اکثر امرا و ارکان ریاست
سے سابقہ شناسائی بھی تھی۔ چنانچہ اونہوں نے آتے ہی اپنا رنگ جما لیا۔ اور امور ریاست میں دخیل ہو گئے
رکن الدولہ برائے نام دیوان تھے۔ دیوانی کا دارومدار شیر جنگ پر تھا۔ اب دوسری سنئے کہ آصف جاہ ثانی کے
مزاج میں غلام سید خان بہت دخیل تھے جو شیر جنگ کے مخالف تھا اس لئے شیر جنگ نے غلام سید خان کو
معین الدولہ کا خطاب حضور سے دلوا کر برار کے صوبہ داری پر بھیجدیا اور اپنے واسطے ہر طرح میدان خالی کر
انہیں ایام میں صلابت جنگ بہادر نے انتقال فرمایا۔ آصف جاہ ثانی بہت رنجیدہ و ملول ہوئے۔ تین روز تک
نوبت کا بجنا موقوف کیا۔ اس کے بعد آپ حیدر آباد آئے۔ ۲۷ محرم سنہ ۱۱۷۵ھ کو مراد خان اور اوس کا خالہ زاد بھائی
ہمت خان قلعہ گولکنڈہ میں محبوس کئے گئے۔ آخران دونون نے قید ہی میں جان دی۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ
بسالت جنگ بہادر نے افاغنہ کرنول کے بہکانے سے بغاوت شروع کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ
اوس طرف روانہ ہوئے۔ جب تنگ بہدرا پہونچے تو بسالت جنگ نے قلعہ قمرنگر (کرنول) میں پناہ لی۔ آپنے
کلمات نصائح کہلا بھیجے۔ رحمت خان قلعہ دار کرنول نے بھی نیک صلاح دی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۵ھ کو

بسالت جنگ بہادر آپ کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ آپنے فرط محبت سے گلے لگایا۔ تمام شوخیون کو معاف
کیا۔ اور حسب سابق امتیاز گڈہ کی صوبہ داری بحال رکھی۔ پہر یہان سے آپ محمد علی خان والاجاہ کی تنبیہ کے لئیے
ترچنی کے جانب متوجہ ہوئے۔ اثناء راہ مین موضع کدری کوٹہ کے مقام پر ایک قبر ایسی نظر آئی کہ جس کے
دو تعویذ تھے۔ دریافت کرنے پر وہان کے باشندون نے عرض کیا کہ یہ قبر٭ جہیار و چندر بدن کی ہے الحاصل
جب محمد علی خان کو آصف جاہ ثانی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ارکاٹ سے چینا پٹن چلا گیا۔ اور سرداران
انگریز کی پناہ لی۔ آپنے شیر جنگ کو اوسکے پاس بھیجا۔ شیر جنگ نے اوس کو تسلی و دلاسا دیکر زر تعہد وصول کیا
اسکے بعد محمد علی خان حاضر حضور ہوا۔ تحفہ و تحایف گذرانا۔ بندگان حضرت کو جب اس سے فرصت ملی تو وہان سے
کوچ کرکے حسن علی خان قطب الدولہ صوبہ دار سیکاکول و راجبندری و ایلور کے تنبیہ کے لئے بجواڑہ کے جانب
نہضت افزا ہوئے۔ جب راجبندری پہونچے تو موسیٰ خان بہادر کی وساطت سے قطب الدولہ حاضر حضور ہوا
آپنے خلعت فاخرہ عطا کرکے وہان سے کوچ فرمایا۔ اور حیدر آباد رونق افروز ہوئے۔ انہین ایام مین انگریزون
نے حیدر علی خان کی سرکوبی کے لئے مسٹر جنرل اسمتہ کے ذریعہ بندگان حضرت سے امداد چاہی۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۱
مین آپ انگریزون کے ہمراہ سرینگ پٹن روانہ ہوئے۔ اور بالاتفاق دریائے کشنا و تنگبہدرہ عبور فرمایا
جب یہ خبر حیدر علی خان نے سنی تو تحفت ابرا [illegible] الدین صاحب کو رکن الدولہ کے پاس بھیجا۔ اور بندگان حضرت

٭ ابراہیم عادل شاہ فرمانروائے بیجاپور کے عہد مین جہیار نامی ایک آزاد منش اوس نواح کے ایک مرزبان کی لڑکی چندر بدن پر
عاشق تہا۔ ایک دفعہ چندر بدن پرستش کے لئے دیول آئی [illegible] جہیار نے راستہ مین اوس کے قدمون پر گرکر اپنے عشق کا اظہار کیا اور
فراق کے صدمے جتائے۔ چندر بدن نے بمقتضائے غیرت یہ جواب دیا کہ افسوس کہ ابتک تو فراق کے صدمون سے زندہ رہا۔ اس کلمہ کا نکلنا تھا
کہ اوس کی روح پرواز کرگئی۔ چندر بدن پالکی پر جلتی تھی۔ اسی راستہ مین ابراہیم عادل کی سواری آئی۔ اس واقعہ کو سنکر تعجب کیا۔ اور دفن کا
حکم دیا۔ غسل و کفن کے بعد تابوت لیچلے تو چندر بدن کے مکان کے سامنے تابوت ٹہر گیا۔ ہر چند بڑہانے کی کوشش کی لیکن ایک

استدعا کی کہ قوم نصاریٰ کی اعانت مین اہل اسلام پر فوج کشی کرنا کسیطرح جائز نہین ہے۔ چونکہ یہہ فدوی اس
خاندان کا قدیمی ترقیخواہ ہے۔ اگر حکم ہو تو کمربستہ حاضر ہوتا ہے۔ ادہر مادہو راؤ نے بہی حیدر علی خان کی
اعانت وامداد کے لئے بندگان حضرت کو لکہا۔ اور رکن الدولہ بہی ساعی ہوئے۔ مجبوراً بندگان حضرت کو
اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ اور انگریزون کی امداد سے ہاتہہ کہینچا۔ جب یہ خبر انگریزون کو ہوئی تو وہ قلعہ بنگلور سے
بغیر اطلاع چلے گئے۔ اور راستہ مین حیدر علی خان کا جو گانون اور قلعہ ملا اوسکو تباہ و برباد کیا۔ الغرض انگریزون
کے روانگی کے بعد رکن الدولہ۔ رامچندر راؤ۔ محی الدین صاحب وغیرہ نے حیدر علی خان کے پاس جاکر ایک ماہ
تک انگریزون کے مقابلہ کے لئے مشورہ کرتے رہے۔ اسکے بعد انگریزون سے کاویری پٹن کے مقام پر اکثر
لڑائیان ہوئین۔ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۱ھ کو بندگان حضرت ساتہہ گڈہ مین رونق افروز ہوئے۔ اتنے مین حیدر علیخان
نے حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا۔ رخصت کے وقت آپنے حیدر علی خان کو جیغہ الماس کلغی پر سیاہ سرپیچ
مرصع۔ سلک مروارید۔ دہگدگی مرصع۔ شمشیر قبضہ سنگ یشب مرصع۔ دست بند مرصع۔ یک قبضہ خنجر مرصع۔ ایک انگشتری
الماس و پاندان وغیرہ عنایت فرمایا دو روز بعد حیدر علی خان نے آپکی ضیافت کی۔ اکیاون ہزار روپیہ اور
ایک ہزار پتلی طلا نذر گذرانی۔ ایک چبوترہ روپیون کا بنواکر اوسپر آپکو بٹھلایا۔ اور تشریف لیجاتے وقت جواہر
کے پندخوان۔ اطلس وکمخواب کے تہان۔ دو زنجیر فیل۔ تین ضرب توپ پیش کیا۔ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۱ھ کو
آپ حیدرآباد واپس تشریف لائے حیدر علی خان نے گنٹی ورگ کے زمیندار کو ساتہہ لیکر انبور گڈہ کا محاصرہ
کیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ انگریزون نے شکست پائی۔ اب والاجاہ سراج الدولہ نے رکن الدولہ کے پاس مسٹر فنچر کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸) قدم آگے نہ بڑہا۔ تمام گانون میں شور مچگیا۔ یہ خبر چندر مدن کو بہی ہوئی۔ عشق نے اپنا رنگ دکہایا۔ اوس
عاشق کشتہ نے اسلامی طریقہ سے غسل کرکے کلمہ طیب پڑہا۔ اور چادر اوڑہکر سوگئی۔ جب یہ بیان ہوا تو تابوت بہی آگے بڑہا قبرستان مین لیجاکر تابوت کہولا گیا تو دونون
عاشق و معشوق ہم آغوش پائے گئے۔ علیحدہ کرنیکی کوشش کیگئی۔ مگر وہ دملی کی طرح جسمان جدا نہوسکے ناچار ایک ہی قبر مین دفن کرکے قبر پر دو تعویذ دونکے نشان بنادیئے گئے
۱۲ مولف

بھیجکر امداد کی درخواست کی۔ بندگان حضرت نے اپنے پیچھلے وعدہ کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور مسٹر فنجر کو
جیغہ مرصع عطا ہوا۔ ۹ر رمضان ۱۱۸۱ھ کو رکن الدولہ مصالحت و مشورہ کے لئے چینا پٹن گئے اور ۱۲ر شوال
۱۱۸۱ھ کو سراج الدولہ اور مسٹر اولی کو ساتھ لیکر حاضر حضور ہوئے۔ گورنر کے بھیجے ہوئے تحفے۔ (جس میں
صندوقچہ مرصع کار۔ عطردان۔ اعلےٰ قسم کے جواہر۔ سقرلاط مشجر کے طاقے۔ طمنچے۔ بندوق۔ لفافہ دیر۔ قلمدان
یک زنجیر فیل وغیرہ) پیش کئے۔ آصفجاہ ثانی نے مسٹر اولی کو جیغہ اور سرپیچ مرصع۔ مسٹر بریٹی کو صرف جیغہ
عنایت فرمایا۔ گورنر اور دوسرے افسران متعینہ چینا پٹن کے لئے جواہر گرانبہا مرحمت کیا۔ سراج الدولہ کو
یک زنجیر فیل اور پانچ پارچہ کا خلعت و جواہر سرفراز ہوا۔ سراج الدولہ نے رخصت کے وقت فاضل بیگ دیتو
کو رکن الدولہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اوسکے شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے بندگان حضرت کے
ملازموں میں مامور کرنے کی سفارش کی۔ جب سراج الدولہ اور صاحبان انگریز چینا پٹن رخصت ہوئے تو آپ بھی
داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس عرصہ میں خبر آئی کہ مادہو راؤ نے رگہناتہ راؤ کو قید کرکے بلاشرکت غیرے
زمام ریاست کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور قلعہ بیدر و حیدرآباد کے چوتھ کا خواستگار ہے۔ چنانچہ اسکے تصفیہ
کے لئے رکن الدولہ بہادر پونہ گئے۔ اور یہاں راجہ رتن چند کالکا داس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ واحد علیخان
متوطن بنگالہ کو دیوان خانہ کی داروغگی سپرد کی اور بندگان حضرت نے حمید الدولہ کو ناندیڑ کی صوبہ داری پر
روانہ فرمایا۔ اور گردہاری لعل کو صدارت کی پیشکاری مرحمت کی۔ میر غازی الدین حسین ایلگندل کی ضلعداری پر
مامور ہوئے۔ لچھمن پنڈت کو پیشکاری دیوانی عطا کی۔ ۱۵ر ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ کو سکندر جاہ بہادر تولد ہوئے
۱۰ر شعبان کو محمد علی (یہ ایک مشہور ڈاکو تھا) کے بھتیجے کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ انہیں ایام میں [illegible] کے عرضی
گذرانی کہ ملہاری کا زمیندار آمادہ فساد ہے۔ بندگان عالی نے ابراہیم بیگ و مولنہ المخاطب ضابطہ جنگ
ظفر الدولہ کو جمعیت کثیر کے ساتھ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اودہر ملہاری کے زمیندار کی کمک پر
حیدر علی خان آمادہ ہوا۔ اور محمد علی کمندان کو ظفر الدولہ کے مقابلہ میں گہونسا لقب دیکر معہ فوج شائستہ

بھیجا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ حیدر علی خان کو غلبہ رہا۔ ظفر الدولہ ناکام واپس ہوئے۔ صفر ۱۱۸۳ھ
مین مہراج سوائی پرتھی سنگہ خلف مادہو سنگہ کے مرسلہ پیش قیمت تحائف وہدایا پیش ہوئے۔ بندگانحضرت
نے شرف قبولیت بخشا۔ ادہر رکن الدولہ نے پونہ مین مادہوراؤ کے پاس اپنا رنگ جمایا۔ اتنے مین جانوجی
بھونسلہ نے بغاوت برپا کی۔ اور مادہوراؤ اوس کی تنبیہ کے لئے نکلا۔ رکن الدولہ بھی ہمراہ ہوگئے۔ دو چار
لڑائیون کے بعد مصالحت ہوگئی۔ ادہر رتن چند نے اکثر جمعدار پیشہ کو اپنا طرفدار بناکر بندگان حضرت کے
خدمت مین ایک درخواست بمضمون پیش کی کہ اگر رکن الدولہ کی جگہہ فدوی کا تقرر فرمایا جائے تو یہہ
فدوی سپاہ کی یک ماہہ تنخواہ تقسیم کردیتا ہے اور دس لاکھ روپیہ نذرانہ داخل کرتا ہے۔ بندگان حضرت نے
اوس کی دلیری پر بہت خشمگین ہوئے۔ اس اثنا مین رکن الدولہ کے واپسی کی خبر آئی۔ ۱۰ ربیع الاول
۱۱۸۳ھ کو خود بندگان حضرت شکار کے قصد سے بیرون شہر رونق افروز ہوئے۔ اور واپسی مین رکن الدولہ
کو خواصی مین بٹھاکر ہمراہ لائے۔ اور رتن چند کا واقعہ بیان فرمایا۔ رکن الدولہ نے دوسرے روز رتن چند
اور اوسکے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر مین مقید کیا۔ اور اعظم خان شہر بدر کردیا گیا۔ بہرحال جسقدر آدمی اس
کارروائی مین رتن چند کے شریک تھے۔ اون کا قرار واقعی قلع و قمع ہوا۔ جگدیو راؤ مناصب بلند سے ممتاز
ہوا۔ اب رکن الدولہ کے اکثر امور اوسیکے مشورہ و صلاح سے طے ہونے لگے۔ ۲۵ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ کو
قادر یار خان محتسبی فرخندہ بنیاد سے سرفراز ہوئے۔ امیر جنگ کو امیر الدولہ کا خطاب چار ہزاری منصب
محمد اسحاق خان کو یکہزاری منصب علم و نقارہ۔ لودیخان بہادر کو داروغگی کچہری پایان سنگہ وغیرہ پیشکاری
رسالہ اعتقاد الدولہ سے ممتاز کئے گئے۔ اور ابراہیم بیگ خان ضابطہ جنگ کو ۵۰۰ سوار ۲۰۰۰ بار علاوہ
سرکار در محل کہیم۔ المگندل۔ تنخواہ جمعیت مین تفویض پائے۔ ۲۱ ربیع الثانی ۱۱۸۳ھ کو نامور جنگ شہید کے
صاحبزادی۔ حاجی بیگم کا ازدواج منصور جنگ کے ساتھہ ہوا۔ اسکے بعد بندگان حضرت نے کہڑکہ کا سفر فرمایا۔
ضابطہ جنگ کو ہمراہی کا حکم ہوا۔ جب آپ وہان پہونچے تو وہان کے زمیندارون اور عاملون کی خوب سرکوبی

کی۔ اور تین ماہ کے بعد بلدہ کو واپس تشریف لائے۔ خواجہ اسلام اللہ خان۔ جلال خان۔ میر غلام حسین خان۔
جگدیو کو خطابات و مناصب عطا فرمائے۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۰۳ھ کو قلعہ ایلگر رونق افروز ہوئے۔ اور راجہ راجیندر
(جو ہمیشہ فساد کرتا تھا) کو قید کرکے قلعہ محمد نگر روانہ کیا۔ وہان سے گلبرگہ تشریف پہونچے۔ روضۂ مبارک مین فاتحہ
پڑھی۔ سجادہ صاحب سے ملاقات کی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ راجیندر کی ماں قلعہ کلیانی مین آمادۂ جنگ ہے۔
بندگان حضرت نے کلیانی جاکر کسیقدر جنگ و جدال کے بعد قلعہ پر قبضہ فرمایا۔ راجیندر کی ماں نے معافی چاہی۔
بہالکی جاگیر عطا کی۔ پھر یہان سے نرمل رونق افروز ہوئے۔ سرپاراؤ زمیندار نرمل کی تنبیہ کرکے نرمل پر عمل دخل کیا
اور رضا علی جنگ کو ظفرالدولہ کا خطاب عطا کرکے نرمل حوالہ کیا۔ ظفرالدولہ نے بندگان حضرت کی دعوت کی۔ جواہر
پارچہ ہائے قیمتی۔ یک زنجیر فیل نذر گذرانا۔ آپنے اس حسن خدمت کے صلہ مین ظفرالدولہ کو ۲۰۰۰ ہزار سوار ۲۰۰۰ ہزار
منصب ماہی مراتب سے سرفرازی بخشی۔ ۱۲ صفر ۱۲۰۴ھ کو وہان سے کوچ کرکے ۱۰ صفر کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے
اسمعیل خان کو ایلچپور۔ و برار کی نظامت عطا کی۔ تالاب میر جملہ کے میدان مین (جو اوسوقت نصف کے قریب خشک تھا)
ہاتھیون کی لڑائی کا تماشا دیکھا۔ غرہ ذی قعدہ کو رکن الدولہ پہ پہونچ گئے۔ اور دو ماہ کے بعد واپس آئے۔ ۲۱
جمادی الاول ۱۲۰۶ھ کو بندگان حضرت معہ امراء وغیرہ عیدگاہ تشریف لیجاکر نماز استسقا ادا فرمائے کیونکہ عدم بارش سے
رعایا سخت پریشان تھی۔ اوسی سال ۱۰ جمادی الثانی روز جمعہ کو اس قدر پانی برسا کہ طوفان نوح کا واقعہ یاد
آگیا۔ اور رود موسیٰ اس قدر طغیانی پر آئی کہ شہر کی غربی اور جنوبی فصیل بیخ و بن سے اوکھڑ گئی۔ پانی شہر کے
کے اندر مکانات کی خبر لینے لگا۔ ہزارہا مکانات منہدم ہوگئے۔ رعایا کا سخت نقصان ہوا۔ بندگان حضرت کے حکم سے
رعایا کے کل مکانات و فصیل وغیرہ کی تیاری صرف خاص کے ذریعہ کی گئی۔ ۲۰ ربیع الثانی کو چار محل کے بارودخانہ
مین آگ لگی۔ اور ایسا مضبوط و مستحکم مکان آن واحد مین ایسا اڑا کہ پھر اوس کا پتا نہ لگا کہ کہان گیا۔ اسی زمانہ مین جگدیو
اور نقشبند خان کو قید کرنے کا حکم دیا۔ ۹ صفر ۱۲۰۶ھ کو جانوجی بھونسلہ نے انتقال کیا۔ اور مرشدزادۂ آفاق علی جاہ
بہادر کی شادی شجاع الملک کے صاحبزادی سے عمل مین آئی۔ غرہ جمادی الثانی کو شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا۔

اس اثنا میں مادہو راؤ پنڈت پردہان نوجوان اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اوس کا چھوٹا بھائی
نارائن راؤ (۱۸) سالہ گدی نشین ہوا رگھناتھ راؤ (برادر بالاجی) اوسی طرح قید رہا۔ ۲۶م ذی الحجہ کو
جشن نوروز منایا گیا۔ ستائے پایان کو خلعت پیشکاری دیوانی عطا ہوا۔ ۷م صفر ۱۱۸۶ھ کو اوجین مسلمانون نے
قاضی صاحب بلدہ اور مردہ محمد ہاشم کے اتفاق سے بتون پر (جو اوس شب کو دھونڈو رام وکیل پنڈت
پردہان کے بتخانہ سے اٹھے تھے) حملہ کیا۔ اور توڑ ڈالا۔ دھونڈو رام افسردہ ہوکر پونہ جانا چاہا رکن الدولہ نے
اوس کی خاطر سے قاضی بلدہ کو بدلدیا۔ محمد ہاشم کا اخراج کیا۔ ۲۰م صفر نواب سلابت جنگ برادر رکن الدولہ کا
انتقال ہوا۔ بندگان حضرت تعزیت کے لئے رکن الدولہ کے مکان کو تشریف لے گئے۔ اس اثنا میں ظفر الدولہ نے
بوجہ عداوت دیرینہ اسمعیل خان پنی ناظم ایلچپور کے خلاف رکن الدولہ کو اوس کی سرکوبی کے لئے آمادہ کیا چونکہ
رکن الدولہ ان دونون کی عداوت سے واقف تھے۔ اور اونہیں منظور نہ تھا کہ ایسے دو لایق زبردست رکن ریاست
آپس میں کٹ مرین۔ مگر ظفر الدولہ کے خاطر سے جمعیت قاہرہ لیکر رہ گئے اودہر سے ظفر الدولہ بھی لشکر کثیر
کے ساتھ ایلچپور آئے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ نارائن راؤ مارا گیا۔ کہتے ہین کہ جب نارائن راؤ گدی نشین ہوا تو
ارکان ریاست پونہ مثلاً بالاجی پنڈت۔ موروبا پنڈت پھڑنویس ہری پنڈت تاتیا۔ سکارام بابو۔ مادہو راؤ آپا
ترمک ماما۔ انند راؤ وغیرہ نے نارائن راؤ کی کمسنی کے باعث نظام و سلطنت پر حاوی ہوگئے۔ اور رگھناتھ راؤ
کو اسیطرح قید رکھا۔ اس عرصہ میں وزارت مآب غازی الدین خان عماد الملک ملکر و سندیہ کے مشورہ سے مادہو راؤ
کے تعزیت کے لئے پونہ آئے۔ نارائن راؤ نے دو لاکھ کی جاگیر نواح کالپی میں عماد الملک کے لئے مقرر کردی
اس کے علاوہ دوسری کچھ آؤ بھگت نہ کی۔ جس سے عماد الملک آزردہ ہوئے۔ اور جیتے جیتے رگھناتھ راؤ سے
ملکر اوسکوا ابھارا۔ اب رگھناتھ راؤ۔ نارائن راؤ کے درپے ہوا شمشیر سنگہ رسالدار محمد یوسف گاردی رسالدار
عربی جمعدار۔ تلاجی پنوار۔ ماناجی پھاکڑے وغیرہ سے ساز باز کرکے نارائن راؤ کے گرفتاری کی فکر کی۔ اتفاقاً
۱۴م شعبان ۱۱۸۷ھ کو نارائن راؤ بتون کی پرستش کرکے محل میں تنہا لیٹا ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ ان نمک حرامون نے

حملہ کرکے قتل کر ڈالا - اور رگھناتھ راؤ قید سے رہا ہوکر ایک لاکھ سوار و توپ خانہ آتشبار کیساتھ بندگان حضرت سے چوتھ لینے کے لئے حیدرآباد کا رخ کیا - جب بندگان حضرت کو معلوم ہوا تو آپنے رکن الدولہ کو اسمٰعیل خان پنی کے مقابلہ سے واپس طلب کیا - اور خود حیدرآباد سے کوچ کرکے بیدر پہونچے - رکن الدولہ بھی موکلہ مقام پر مل گئے - ۲۴ رمضان ۱۱۸۶ھ کو رگھناتھ راؤ سے مقابلہ ہوا - ۱۸ روز تک متواتر جنگ ہوتی رہی بندگان حضرت کو غلبہ رہا - آخر رگھناتھ راؤ نے دھونڈو رام کے ذریعہ صلح کی درخواست کی - رکن الدولہ کی سفارش سے بندگان حضرت نے صلح کو قبول فرمایا - طرفین سے دعوتین ہوئین - جب آپ رگھناتھ راؤ کے خیمے مین تشریف لے گئے تو اوس نے پارچہ ہائے قیمتی بیش بہا جواہر - دو راس اسپ - دو زنجیر فیل بارہ لاکھ کی سند نذر گزرانی اسکے بعد رگھناتھ راؤ حیدر علی خان کے سر پر جا پہنچا - حیدر علیخان نے بہ مصلحت وقت کے ٦٠ لاکھ روپیہ دیکر صلح کرلی - اور اوس کے ساتھ ملک سرا اور قلعہ دہاروار وغیرہ کا ۳۲ لاکھ سالانہ پر اجارہ چاہا - رگھناتھ راؤ نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر اتفاقاً کسی وقت کار پردازان پونہ ہنگامہ آرائی کرین تو کمک نہ کیجائے - چنانچہ بعد عہد موثق ملک مطلوبہ کی سند اجارہ لکھکر حوالہ کی - اور وہان سے والاجاہ کے ملک کا رخ کیا - بندگان حضرت قلعہ بیدر سے راہی گلبرگہ تشریف ہوئے ۱۷ شوال کو شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا - پھر وہان سے آپ کوچ کرکے دریائے بھیما آئے - شورا پور و گرگنڈہ کے زمینداران نے شرف ملازمت حاصل کیا - شجاع الملک بھی ایلچور سے حاضر ہوئے - ۲۵ ذی قعدہ کو جشن شاہانہ مرتب ہوا - شجاع الملک کی دعوت کی گئی - بعد ازان آپ وہان سے نکل کر کولٹر پہونچے - اس عرصہ مین خبر آئی کہ رگھناتھ راؤ نے نقض عہد کرکے بیدر پر حملہ کیا - اور بہت سا روپیہ لوٹا - اودہر کار پردازان پونہ نے (جو رگھناتھ راؤ سے ناراض تھے) ترملک المک کے ذریعہ ساباجی بھونسلہ کو اپنا موافق بنالیا - اور راجہ رام پنڈت و بھیکن خان کو رکن الدولہ کے پاس روانہ کرکے حضور مین استدعا کی کہ رگھناتھ راؤ کے ظلم و زیادتی کی انتہا نہین رہی اگر حضور ارادہ فرمائین تو ہم بھی ہر طرح حضور کے ساتھ ہین - بندگان حضرت نے رگھناتھ راؤ کے

سرکوبی کا ارادہ فرمایا۔ اور محلات مبارک کو حیدرآباد روانہ کرکے رگھناتھہ راؤ کے جانب متوجہ ہوئے
اتنے مین ترمبک پسر ملہار راؤ اور ساباجی بھونسلہ ناندیڑ کے مقام پر آپ کے لشکر سے آملے ان دنون رگھناتھہ راؤ
دریائے گنگا پر ٹھیرا ہوا تھا۔ جب آپ کی آمد سنی تو گھبرایا۔ اور فرار پر کمر باندہی۔ آپنے بھی تعاقب کیا۔ ۱۲ محرم
سنہ ۱۱۸۸ھ کو چاندگہن تہا۔ رگھناتھہ راؤ ایک جانب مشغول پرستش تہا۔ ترمبک نے مختصر جمعیت سے اوس پر حملہ کیا۔ اور
زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ تیسرے روز عدم آباد کا راستہ لیا۔ بندگان حضرت ترمبک کے فوج پر بہری بندوبست
کیا و افسر مقرر کیے۔ انہین ایام مین ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف شجاعۃ الملک اودہونی سے بندگانحضرت
کے ملازمت کو آرہے تھے۔ راستہ مین رگھناتھہ راؤ نے حملہ کرکے اون کو گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر بندگانحضرت
کو ہونچی تو سخت ملول ہوئے۔ اور رگھناتھہ راؤ کے تعاقب مین چلے۔ پرینڈہ۔ کرملہ ہوتے ہوئے احمدنگر پہنچے
اودہر رگھناتھہ راؤ اورنگ آباد گیا۔ اور منیرالملک ناظم اورنگ آباد سے مبلغ کثیر کا خواہان ہوا۔ اتنے مین بندگانحضرت
نے اورنگ آباد کا قصد فرمایا۔ رگھناتھہ راؤ نے سنا تو چلتا بنا۔ اور برہانپور داخل ہوا۔ اس عرصہ مین یہ کیفیت
پیش آئی کہ نارائن راؤ کی زوجہ جو حاملہ تھی۔ اوسکو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جسکا نام سوائی نارائن راؤ رکھا گیا۔ آپنے یہ سنتے ہی
اوسکو اپنا پسر خواندہ فرمایا۔ اور ارکان پونہ کے مشورہ سے گدی پر بٹھایا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی جمعیت رگھناتھہ راؤ
سے علحدہ ہوکر لشکر شاہی مین شامل ہوئی۔ اور مودہاجی بہونسلہ (جو اپنے بہائی ساباجی کے مخالفت سے رگھناتھہ راؤ
کا رفیق ہوگیا تھا) ترک رفاقت کرکے اپنے ملک چاندہ کے جانب راہی ہوا۔ اب رگھناتھہ راؤ کے ہمراہ صرف
محمد یوسف کاردی و شمشیر سنگہ ہزاری اور تہوڑی سی جمعیت رہ گئی۔ چنانچہ اس حال پریشان کے ساتھہ رگھناتھہ راؤ
برہانپور سے ہندوستان بھاگا۔ بندگانحضرت بھی تعاقب کنان برہانپور پہونچے۔ اور بعد مشورہ ہری پنڈت کے
فوج بسرکردگی ملوبنت راؤ و باتفاق ظفرالدولہ رگھناتھہ راؤ کے تعاقب مین روانہ کرکے ساباجی کی فوج اوس کے
دیوان بہوانی کالو کے ہمراہ مودہاجی کے تلاش مین بہیجی گئی۔ چندروز آپنے برہانپور مین قیام فرمایا۔ بعد ازان
مخبرون نے خبر دی کہ رگھناتھہ راؤ ہلکر و سندہیا کی پناہ مین ہے۔ ملوبنت راؤ دریائے نربدا کے اسطرف اور

ظفرالدولہ دریا کے اوس طرف ٹھرے ہوے ہین۔ بہوانی کالو۔ مودہاجی کے لشکر کے قریب ہوگیا ہے۔ آپ
یہ خبر سنکر برہانپور سے نکلے اور خجستہ بنیاد داخل ہوے۔ اتنے مین مہابت جنگ۔ رگہناتہہ راؤ کے نظربندی سے
رہا ہو کر آئے۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ محمد یوسف لشکریان پونہ کے ہاتہہ گرفتار ہو گیا۔ اور سباجی۔ مودہاجی
مقابلہ مین مارا گیا۔ اور رگہناتہہ راؤ۔ ہلکر وسندہیا کے مدد سے فوج کثیر کے ساتہہ صوبہ خاندیس پہونچا ہے
۱۵ شوال کو سکہارام و نانا پہڑنویس حاضر ہوے۔ مادہورہیا نے بہی شرف ملازمت حاصل کیا۔ ۴ ذیقعدہ
کو سکہارام و نانا پہڑنویس۔ رگہناتہہ راؤ کی تنبیہ پر مامور ہوے۔ ۲۹ ذی حجہ کو عمدہ بیگم صاحبہ نے انتقال کیا
اور سکہارام و نانا نے ہلکر وسندہیا کو رگہناتہہ راؤ کے خلاف کر دیا۔ اب رگہناتہہ راؤ گہبرا کر انگریزون کے
پاس بندر سورت چلا گیا۔ ۶ صفر ۱۱۸۹ھ کو فیضو کارڈی نے کٹار سے رکن الدولہ بہادر کا کام تمام کیا۔ بندگانحضرت
نے شرف الدولہ کے مکان پر تشریف لیجا کر تشفی وتسلی دی۔ ۴ ربیع الاول کو مودہاجی بہونسلہ اور رگہوجی
بہونسلہ۔ ظفرالدولہ کے استصواب سے حاضر حضور ہوئے۔ پیش پیچ مرصع۔ خلعت وجواہر سرفراز ہوا۔ دوسرے روز برار پائینگہاٹ
کی صوبیداری عالیجاہ بہادر کے نام عطا ہوئی۔ اسمعیل خان پنی کو حکم ہوا۔ کہ ایلچپور حوالہ کرے۔ مگر اوس نے تعمیل کی
جنگ پر آمادہ ہوا۔ ظفرالدولہ نے حسب الحکم مقابلہ کیا۔ اسمعیل خان پنی مارا گیا۔ اس کارنمایان کے صلہ مین بندگانحضرت
نے ظفرالدولہ کو یک قبضہ شمشیر باعلی بند ومنصب ہفت ہزاری۔ پنجہزار سوار وخطاب مبارز الملک مرحمت فرمایا۔ اسی
اثنا مین حیدر یار خان منیرالملک نے وفات پائی۔ اسکے بعد بندگانحضرت خجستہ بنیاد آئے۔ اور کاغذواڑہ
مین تشریف لیجا کر کاغذسازون کو حکم دیا کہ ایک کاغذ ایسا تیار کرین کہ جس کا طول ایک گز دو گرہ اور عرض
پندرہ گرہ۔ خوش قلم ومہرہ دار ہو تیار کرکے اوس کا نام نظام علی خانی رکہین۔ بیس اشرفی بہی جیب خاص سے
کاغذسازون کو مرحمت ہوے۔ پہر وہان سے قلعہ دولت آباد کی سیر فرمائی۔ سانگڑے سلطان قدس سرہ کی
زیارت کی۔ اور نوادرات فرنگ سے گہڑیال وبنگلہ وصندوق راگمالہ۔ دو لاکہہ روپیہ کے خرید فرمائے۔ انہین ایام
مین کاغذات گذاشت گانڈاپور۔ جالنہ۔ مونگی پٹن۔ دولت آباد محاصلی ۲۵ لاکہہ روپیہ (جو رگہناتہہ راؤ کی تنبیہ کی

اعانت مین قرار پایا تھا) مرسلہ سکھارام نظر انوز سے گذرا - اور مورو پنڈت پھڑنویس و بالاجی پنڈت مین
اس قدر مخالفت نے ترقی کی کہ بالاجی نے مورو پنڈت کو قید کر دیا - اسکے بعد ہلکر و سندھیا کو موافق
کرکے رگہناتھ راؤ کی تنبیہ کے لئے انگریزون سے جنگ کی ٹھرائی - انگریزون نے بھی رگہناتھ راؤ
کی کمک پر مقابلہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین - انگریز فتحیاب رہے - ۱۰ - قلعہ ساشٹی کو مرہٹون سے لیا - اسکے بعد
بالاجی پنڈت اور رگہناتھ راؤ دونون نے ملکر گورنر کلکتہ کے پاس استغاثہ پیش کیا - اور ہر ایک نے اپنے
اپنے حقوق پر زور دیا - کلکتہ سے ایک صاحب بہادر آئے - اور بعد دریافت و تحقیقات سوائی مادہو راؤ کے
طرف فیصلہ کیا - رگہناتھ راؤ یہ خبر سنکر ہولکر و سندھیا سے استعانت چاہی - ان دونون نے کمک کا
وعدہ کیا - اب رگہناتھ راؤ ہلکر و سندھیا کی تحریر گورنر کے پاس پیش کرکے اعانت چاہی - چنانچہ انگریزون نے
پھر رگہناتھ راؤ کے طرف سے مرہٹون کے ساتھ ہنگامہ کارزار گرم کیا - ہلکر و سندھیا نے رگہناتھ راؤ سے
جو امداد کا وعدہ کیا تھا - اوسکو ایفا نہ کیا - الحاصل اس دفعہ مرہٹے کامیاب رہے - اور سندھیا نے انگریزون
سے رگہناتھ راؤ کو لے لیا - اور اپنے پاس نظر بند رکھا - انگریزون نے شکست پاکر قلعہ ساشٹی و بندر سورت
کی گذاشت لکہدی - اودہر سندھیا نے بالاجی پنڈت سے کالپی کی سند رگہناتھ راؤ کے لئے سوائی
مادہو راؤ کے حصے سے لکہوائی - اور رگہناتھ راؤ کو ہزار سوار کے ساتھ کالپی کو بہیجا - لیکن چند روز کے بعد
رگہناتھ راؤ کالپی سے بہاگکر پہر انگریزون کے پاس چلا گیا - سندھیا نے ہر چند مطالبہ کیا مگر انگریزون نے
رگہناتھ کو ندیا - اور مرہٹون پر حملہ کر دیا - پہلے گجرات پر قبضہ کیا - پہر پونہ کے طرف چلے - بالاجی گہبرایا - سوائی
مادہو راؤ کو معہ جواہر و خزانہ قلعہ پرینڈہ بہیجا - اور پونہ کو خالی کرکے آگ لگانے کی فکر کی - اس اثناء مین حیدر علیخان
کے فساد کی وجہ سے انگریزون کو اوس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی - اسلئے جو فوج کہ پونہ کی بربادی کیلئے
بہیجی گئی تہی - طلب کرلی گئی - جس سے پونہ تباہی سے بچا - اور بالاجی کے جسم مین جان آئی - اسکے بعد بالاجی نے
انگریزون سے صلح کرلی - اور رگہناتھ راؤ کو انگریزون سے لیکر اپنی حفاظت مین رکھا - افسوس ہے کہ چند روز

کے بعد رگھناتھ راؤ نے انتقال کیا۔ اور سوائی مادھوراؤ کی ریاست کا کانٹا نکل گیا۔ اب بندگان حضرت کے
حالات ملاحظہ کیجئے کہ آپ ۴ شوال ۱۱۸۹ھ کو خجستہ بنیاد سے حیدر آباد کے طرف نہضت فرما ہوئے۔ اور تمام ممالک
محروسہ کی سیر فرمائی۔ میر جملہ بہادر نصیر جنگ کو عظیم الدولہ کا خطاب اور بیدر کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ [illegible] کی بیٹی
کی شادی مہابت جنگ ذوالفقار الدولہ سے بکمال تزک و احتشام عمل مین آئی۔ انہین ایام مین غلام سید خان
قلعہ دار ادونی حاضر حضور ہوئے۔ اور اکثر امور ریاست مین دخل حاصل کیا جب اس کی خبر مبارز الملک کو ہوئی تو
مصلحت وقت کے لحاظ سے اونھون نے اسکو نامناسب تصور کیا۔ اور بندگان حضرت کو لکھا کہ اگر حضور اپنے
خدمت سے غلام سید خان کو علیحدہ کرکے ادونی بھیجدین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے چونکہ بندگان حضرت کو مبارز الملک
کی خاطر منظور تھی۔ اس لئے غلام سید خان کو ادونی روانہ کرکے آپ کو طلب کیا۔ اور خود ۱۰ ذی حجہ کو حیدر علی خان
کی تنبیہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کیونکہ حیدر علی خان نے شجاع الملک کے تعلقات مین دست درازی کی تھی
راستہ مین مبارز الملک نے شرف ملازمت حاصل کیا۔ بندگان عالی نے اونکو آگے جاکر حیدر علیخان کے نواح کو تاراج
کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مبارز الملک نے قصبۂ دون۔ نمبرک۔ گنجی کوٹہ۔ پرگنہ ورگ وغیرہ کو تباہ و برباد کیا۔ حیدر علیخان
کو معلوم ہوا تو وہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اتنے مین شجاع الملک نے مبارز الملک کو اوہونی طلب کرلیا۔ اور حیدر علیخان
گتی کے مقام پر ٹھہرا رہا۔ اتنے مین بندگان حضرت نے مبارز الملک کو واپسی کا حکم دیا۔ اور آپ تیغ جنگ و امیر الدولہ
بہادر کو خواہی مین بٹھاکر حیدر آباد داخل ہوئے۔ ۴ شعبان کو بڑی بیگم صاحبہ نے اسقاط حمل سے انتقال کیا
سید بلاور علی خان کو انتظام جنگ اور سیف جنگ کو شمس الدولہ کے خطابات و مناصب عطا ہوئے۔ ۱۷ ذی حجہ
۱۱۹۱ھ کو حیدر علی خان کی تادیب کے لئے بندگان حضرت نے مکرر ارادہ فرمایا تھا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ
حیدر علی خان آجکل انگریزون سے لڑنے پر مستعد ہے اس خبر کے سننے سے آپنے اپنے ارادہ کو فسخ فرمایا
۲۳ رجب کو نقشبندی بیگم صاحبہ کی شادی ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ سے ہوئی۔ منصور جنگ کو قمر الدولہ کا
خطاب عطا ہوا۔ وقار الدولہ نے شش ہزاری منصب چار ہزار سوار و خطاب خاندوران سے سرفرازی پائی

۱۰ ربیع الثانی کو مسٹر ہالکن بطریق سفارت انگریزون کے پاس سے آئے۔ تحایف وہدایا گذرانا۔ ۹ رشوال کو وقار الدولہ مرض جنون مین مبتلا ہوئے۔ چند روز کے بعد انتقال کیا۔ جمادی الاول کے مہینے مین شاہ ابو الحسینی مو فسر زندون کے وارد بلدہ ہوئے۔ اور خود بدولت نے ملاقات فرمائی۔ مبارز الملک کے سفارش پر غلام سید خان سہراب جنگ کو بندگان حضرت نے اپنے پاس بلالیا۔ چند ہی روز مین غلام حسین خان نے بندگان حضرت کے دل مین وہ جگہہ پیدا کی کہ خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے۔ انہین ایام مین مبارز الملک نے مرض سرطان سے وفات پائی۔ بندگان حضرت نے مرحوم کے بیٹے احتشام جنگ کو حسب دستور سرفراز کیا۔ غلام مرتضی خان سید غلام حسین خان کو سپہدار جنگ محمد امجد خان کو سربلند جنگ شمس الامرا کو شمس الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ اثنا معلوم ہوا کہ احتشام جنگ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بندگان حضرت اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور سہراب جنگ کو مشیر الملک امتیاز الدولہ کو قیام الملک سید حیدر علی خان کو ممتاز جنگ کے خطابات ومناصب سے سرفراز فرمایا۔ احتشام جنگ سے دو چار روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر احتشام جنگ نے شکست پاکر عفو جرایم کی درخواست کی۔ چونکہ آپ رحم مجسم تھے۔ اس لئے اون کا قصور معاف کیا۔ اسی زمانہ مین بسالت جنگ صوبہ دار وصمصام الملک نے انتقال کیا۔ اور سوائی مادہو راؤ کی شادی مین حسب درخواست پنڈت پردہان کے بندگان حضرت نے مرشد زادہ بلند اقبال میر اکبر علی خان اسد الدولہ بہادر کو شرکت شادی کے لئے پونہ روانہ فرمایا۔ محمد معظم خان کو شجیع الدولہ شجیع الملک کا خطاب اور صوبجات دکن کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ اور غلام حسین خان مشیر الملک نے اپنے بیٹے سیف الملک مشیر الدولہ سپہدار جنگ کی شادی شجیع الملک خلف منیر الملک کے صاحبزادی کے ساتہہ نہایت تکلف واہتمام سے ادا کی۔ بندگان حضرت بہی مہمان رہے۔ سنہ ۱۱۹۸ھ مین مالاجی پنڈت نے درخواست کی کہ حیدر علی خان کا انتقال ہوگیا۔ اور اوس کا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا ہے۔ اس موقع پر اگر بندگان حضرت کمک فرمائین تو ٹیپو سلطان پر یورش کیجاتی ہے۔ اس جنگ مین جو ملک کہ حاصل ہوگا۔ اوسکی تقسیم بالمناصفہ

کیجائیگی۔ بندگانحضور نے اس امر کو قبول کیا۔ اور لڑائی کو دوسرے سال پر موقوف رکھا۔ اور صاحبزادہ
اکبر علیخان کو ہفت ہزاری منصب و سات ہزار سوار و ماہی مراتب آصف الملک کا خطاب عطا کیا۔
میر ذوالفقار علی خان کو نصرت الدولہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ اور شمس الملک بہادر کے فرزند ابوالفتح
محمد فخر الدین خان ثانی (جو اسوقت ۴ سالہ تھے) خورشید الملک خورشید الدولہ امام جنگ محمد بہاؤالدین خان
بہادر کے خطاب اور ۲۵ ہزار کی ذات جاگیر متعلقہ نرکھوڑہ سے سرفرازی پائی۔ سنہ ۱۲ھ مین بندگانحضرت
نے حسب وعدہ پیشوا کے ساتھ ٹیپو سلطان پر یورش کرنے کے لئے بلدہ سے کوچ فرمایا۔ راستہ مین
شہریار الدولہ بہادر قلعہ دار اتگیر نے شرف ملازمت حاصل کی۔ چند روز بندگان حضرت نے اتگیر مین
قیام فرمایا۔ میر اکبر علیخان آصف الملک کو سکندر جاہ کے خطاب اور ناصر الملک میر مغل علیخان کو ہمایون جاہ
کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد وہان سے آگے روانہ ہوئے۔ اثنا راہ مین بالاجی پنڈت۔
ہری پرام پھڑکیا۔ مودہاجی بہونسلہ معہ اپنے لشکر کے آملے۔ اور یہ سب بالاتفاق قلعہ بادامی کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ اس موقع پر بندگان حضرت نے بالاجی سے بیجاپور کی گذاشت طلب کی۔ اور
اور بالاجی اوسکے دینے مین پس و پیش کرنے لگا۔ اسکے بعد آپ نے ۳۰ ہزار سوار اوس کی کمک کو معہ
سرداران نامی کے چھوڑ کر خود کشنا عبور کر کے داخل حیدرآباد ہوئے۔ ابھی آپ آرام بھی نہ پانے
کہ جاسوسون نے خبر دی کہ ٹیپو سلطان نے قلعہ ادہونی کا محاصرہ کر کے مہابت جنگ داراجاہ کو تنگ
کر رکھا ہے۔ اس خبر نے آپ کو سخت متوحش کیا۔ غلام سید خان مشیر الملک اور شمس الملک نے اس مہم کا ذمہ
لیا۔ اور فوراً معہ لشکر جرار روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر ٹیپو کو ہوئی تو محاصرہ اٹھا کر چلتا بنا۔ مشیر الملک اور
شمس الملک نے داراجاہ کو معہ زنانہ قلعہ ادہونی سے قلعہ رائچور مین پہونچا دئے۔ پھر وہان سے مع الخیر
دارالظفر حیدرآباد واپس آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ ہری رام پنڈت اور ٹیپو سلطان کی کپل بہادر
بندہ پر خوب جنگ ہوئی۔ اور ٹیپو مجبور ہو کر ۶۵ لاکھ سالانہ پیشکش پر صلح کر لیا۔ چنانچہ ہری رام

پہونچ گیا۔ اور بندگان حضرت کی فوج حیدرآباد آئی۔ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۶ھ کو ٹیپو سلطان کے طرف
سے خواجہ بدرالدین خان و حافظ فریدالدین خان حاضر حضور ہوئے صلحنامہ اور جواہر اعلےٰ گرانبہا
اسپ و فیل زنجیر فیل پیش کیا بامقرون اجابت ہوئے۔ اسی سال ۱۲۰۶ھ شاہ دہلی نے بندگان حضرت کو تمغہ و درجہ
کا خطاب عطا فرمایا۔ اس خطاب کی مسرت میں بندگان حضرت نے جشن شاہانہ ترتیب دیا اور ذوالفقار الملک
کو بہادر جاہ شمس الملک کو شمس الامرا معتمد الدولہ کو تہنیت الامرا مشیر الملک کو عظیم الامرا غازی الملک الدولہ
کو فریدون جاہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ ۲ رجب ۱۲۰۸ھ بندگان حضرت نے ٹیپو سلطان کو تنبیہ
ارادہ سے سفر فرمایا۔ اسی مابین میں [illegible] خان تاج الدولہ نے کمال دلیری اور بہادری سے اپنا
موروثی قلعہ [illegible] (جو بسبب وسعت حیدر علی کے قبضہ میں چلا گیا تھا) قطب الدین خان طرفدار
ٹیپو سلطان سے حاصل کیا۔ [illegible] صفر ۱۲۰۸ھ کو تیغ الملک محمد صفدر خان بہادر کو خانخاناں کا خطاب عطا ہوا
۲۵ ربیع الثانی کو شمس الامرا نے بمرض سل انتقال کیا۔ بندگان حضرت کو سخت رنج و ملال ہوا فوراً مرحوم کے
صاحبزادے کو حیدرآباد سے طلب کیا۔ اور [illegible] شمس الامرا کا خطاب مرحمت کر کے ہمراہ رکھا۔ ۱۲ شعبان
کو تیغ الملک نے علت کی۔ مرحوم کے فرزند میر [illegible] خان شوکت جنگ کو صوبہ جات دکن کی دیوانی اور دادا کے
دادا کے خطاب [illegible] الدولہ تیغ الملک عطا ہوئے۔ اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ انگریزوں نے پرسرام بھاؤ سرگروہ پنڈت
پردھان کی مدد سے قلعہ [illegible] لے لیا۔ اور خریطہ اس فتح کا بندگان حضرت کے حضور میں روانہ کیا۔ اسی مابین میں
دارا جاہ نے [illegible] قلعہ [illegible] کی نذر بندگان گذرانیں۔ اس کے بعد بندگان حضرت
نے راجہ تیج ونت اور اسد علی خان مظفر الملک کو معہ لشکر فوج پیادہ خاص کے انگریزوں کی مدد کے لئے روانہ
فرمایا۔ جب لشکر اسلام وہاں پہونچا تو گورنر بہادر نے سرداران فوج کا نہایت تپاک سے استقبال کیا اور سب
اکٹھے ہو کر سرنگ پٹن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے۔ طرفین سے جنگ کا بازار گرم ہوا۔ ٹیپو سلطان اس فقد
قوت سے بالکل نہیں گھبرایا۔ اور نہایت بہادری و دلیری سے مقابلہ کیا۔ خصوصاً ٹیپو سلطان کے اسد اللہی

پلٹون نے انگریزون اور مرہٹون کا منہ پھیر دیا۔ لیکن راجہ تیجونت کی جرأت و ہمت نے اون کو نیچا
دکھایا۔ جب اسد الٰہی جیسے بکثرت مارے گئے تو ٹیپو سلطان کی قوت زوال پذیر ہونے لگی۔ آخر ٹیپو سلطان
گھبرا کر لال باغ و گنجام چلا گیا۔ اس اثنا مین غلہ کی گرانی رفتہ رفتہ وہ ترقی کی کہ تمام فوج الجوع الجوع پکارنے
لگی اور فاقہ کشی سے ایک دوسرے کو کھانے کی نوبت آئی۔ جب یہ خبر بندگان حضرت کو پہونچی تو آپنے
میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو روانہ فرمایا۔ اور پنڈت پردہان سنے ہری رام پنڈت کو بہت سا غلہ وغیرہ دیکے
بھیجا۔ چنانچہ یہ دونون متواتر منزلین طے کرتے ہوئے ٹھیک موقع پر وہان پہونچے۔ اور غلہ وغیرہ سے مدد کی
فی الجملہ فوج کی تسکین ہوئی۔ بعد ازین بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر کو معہ اعظم الامرا کے انگریزون کی
مدد کو بھیجا۔ [illegible] سکندر جاہ بہادر کورم کنڈہ مین داخل ہو[illegible]۔ وہان سے قصبہ [illegible] پر آٹھہرے۔ اور
مؤید الدولہ بہادر کو قلعہ کی تسخیر کے لئے معین فرماکر مورس پلی پہونچے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ قلعہ کی تسخیر مین
مؤید الدولہ مارے گئے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی کورم کنڈہ واپس ہوئے۔ اور مسٹر کیتین (جو ملازم سرکار
تھا) کو مورچال پر متعین کرکے مظفر الملک کو قلعہ مذکور کی تسخیر تفویض کی۔ جاسوسون نے خبر دی کہ ایکری
درگ یادگیری درگ۔ قلعہ ماکڑی کو انگریزون نے فتح لیا۔ آپ یہ خبر معلوم کرکے مبگلور آئے۔ مسٹر لنگ
سر پنری بہادر نے شرف باریابی حاصل کیا۔ سپاہ انگریزی نے سلامی کی توپین سر کین اعظم الامرا بہادر نے
معہ اپنے فرزند کے ہری پنڈت پٹرکیا کا استقبال کیا۔ پنڈت نے بعد ملاقات چند پارچے جیغہ و سرپیچ
دونون باپ اور بیٹے کو عطا کرکے رخصت کیا۔ لارڈ گورنر صاحب بہادر اور جنرل ہیڈس صاحب و مسٹر
چیری صاحب دو ہزار ترپ سوار کے جمعیت کے ساتھ صاحبزادۂ آفاق سکندر جاہ بہادر سے ملاقات کی عطر و
پان کی تواضع کی گئی۔ قریب شام کے ہری پنڈت و آپا پنڈت معہ دیگر سرداران نامی کے صاحبزادہ بہادر کی
خدمت مین حاضر ہوا۔ اور لارڈ گورنر بھی معہ جنرل ہیڈس کے آیا۔ طرفین سے عنایت تپاک کے ساتھ ملاقاتین
ہوئین۔ رخصت کے وقت سکندر جاہ بہادر نے یک قبضہ شمشیر لارڈ صاحب کو تحفہ دیا۔ اسکے بعد تمام سپاہ سرکار

کے جانب متوجہ ہوی۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوئے۔ آخر ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست
کی۔ بعد قیل و قال یہ طے پایا کہ تین کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیا جائے۔ اور تا ادائی قرضہ ٹیپو کے
دو فرزند بطور یرغمال رہین۔ چنانچہ وکلاء ٹیپو نے توشجات عمری میر عالم کے حوالے کئے۔ ۳ رجب کو ٹیپو سلطان
کے دو فرزند عبد الخالق (۱۰ سالہ) و معز الدین (۷ سالہ) نقرئی عماریوں مین سوار معہ چند شاگرد پیشون کے
سرنگا پٹن کے شرقی دروازہ سے آئے۔ لارڈ گورنر بہادر اور دلاور جنگ نے ڈیڑہ کوس تک استقبال
کر کے اون دونوں کو لائے۔ ۵ رجب کو وہ دونوں سکندر جاہ بہادر کے خیمہ مین حاضر ہوئے۔ سیف الملک نے
استقبال کیا۔ صاحبزادۂ آفاق نے ہر ایک کو سرپیچ جڑاوی و جیغۂ مرصع عطا فرمایا۔ اب اسکے بعد شہزادۂ
آفاق معہ فوج فیروزی دہری پنڈت پہڑکیا و صاحبان انگریز مع الخیر والظفر اپنے اپنے ملک کو واپس ہوئے
اور ٹیپو سلطان کے دونوں فرزند گورنر صاحب بہادر کے پاس چیناپٹن مین بطریق یرغمال مقیم رہے۔ اور ٹیپو سلطان
کا ملک اس فتح کے بعد اس طرح پر تقسیم ہوا کہ بندگان حضرت کے حصہ مین قلعہ گنج امندگڈہ معہ قلعہ بلہاری و موکہا
اور اوس نواح کے چند پرگنات تاڑپتری سے دیم ہلی تک اور چیتل نالہ و بدویل سے قلعہ کہم کلان تک۔ اور
کنک گیری کپل کنجی کوٹ۔ سدہوت۔ پنڈت پردہان کو ملک دوآبہ دریائے تنگ بہدرا سے دریائے کشنا تک
معہ شاہ نور۔ و بنکاپور و دہاروار وغیرہ۔ انگریزون کو کنل کرناٹک سے کوڑک و کوڑیال بندر وغیرہ تک آئے۔ اور
ٹیپو سلطان کے حصہ مین سرنگا پٹن۔ ملک بداور قلعہ گتی تا قلعہ گورم کنڈہ و رائیچوٹی باقی رہے۔ بشنبہ ۱۲ھ مین بندگان حضرت
نے اعظم الامرا کے مشورہ سے اہل پونہ کی تنبیہ کے لئے ارادہ فرمایا۔ ابھی کوچ نہین ہوا تھا کہ ۱۳ شعبان کو سیف الملک
المشہور بالی میان خلف اعظم الامرا نے انتقال کیا۔ چونکہ اعظم الامرا کو یہ ایک ہی فرزند تھے۔ اس لئے اون کو سخت
صدمہ ہوا۔ اور جنون کی نوبت آئی۔ بندگان حضرت نے بکمال عنایت اپنے چھوٹے صاحبزادے میر جہانگیر علی خان ظفر جنگ
سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر (جو اوسوقت ۹ ماہ ۴ روز کے سن تھے) کو سلطان بخش بیگم والدۂ سیف الملک
کے آغوش مین دیا۔ جس سے اعظم الامرا کے قلب کو تسکین ہوئی۔ اب بندگان حضرت نے کوچ کیا۔ اور محمد آباد بیدر

داخل ہوئے۔ یہان سکندر جاہ بہادر کو چاند بی بیگم صاحبہ کے بطن سے فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر تولد ہوئے۔ ۱۱ جمادی الاول کو آپنے پونہ کے جانب نہضت فرمایا۔ ۱۹ شعبان کو طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ بندگان حضرت نے قلعہ کھرڈلہ مین نزول اجلال کیا۔ کشن راؤ وکیل نیابت دربار پونہ نے صلح کی تحریک کی۔ بندگان حضرت نے منظور فرمایا۔ اسکے بعد اعظم الامرا بہادر جو اس جنگ کے محرک تہے اہل پونہ کے حوالے کئے گئے۔ اور آپ پونہ سے معاودت کرکے ۱۰ شوال کو داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس اثنا میں راجہ شام راج (جو اعظم الامرا کی عدم موجودگی مین امور سلطنت انجام دیتے تھے) اسنے رگہوتم راؤ کی رائے سے بندگان حضرت کو تخفیف سپاہ انگریزی کے متعلق مشورہ دیا۔ ہرچند میر عالم بہادر نے اختلاف کیا۔ مگر بندگان حضرت راجہ شام راج کے مشورہ پر کاربند ہوئے۔ اور سپاہ انگریزی معرض تخفیف مین آئی۔ جب سپاہ انگریزی یہان سے رخصت ہوئی تو بعض مفسد و شریر النفس اصحاب نے مرشدزادۂ اکبر عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر آمادہ کرکے ۹ ذی حجہ کو حیدرآباد سے لیکر نکلے۔ سداشیو راؤ زمیندار بھی ان مفسدون کے ساتھہ ہوگیا۔ اب یہہ سب ملکر قلعہ بیدر پہونچے اور قبضہ کرلیا۔ سیدی عبداللہ خان کو بندگان حضرت نے اون کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ سداشیو راؤ نے غفلت مین سپاہ کو شکست دیا۔ سیدی عبداللہ خان زخمی اور اون کے اہل و عیال گرفتار ہوگئے۔ جب یہہ خبر بندگان حضرت کو پہونچی تو سخت برافروختہ ہوئے۔ اور موسی رحمو و سردار الملک گہانسی میان کو مع فوج شایستہ سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر بھاگے اور فرخندہ بنیاد پہونچے۔ موسی رحمو اور سردار الملک نے تعاقب کیا۔ دو چار لڑائیون کے بعد باغی پریشان ہوگئے۔ اور عالیجاہ بہادر عفو جرائم کی امید مین لشکر فیروزی کے ساتھہ چلے۔ مگر اثنا راہ مین دفعتاً سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ انہین ایام مین سوائی مادہو راؤ بنگلہ پر سے گرکر مرگیا۔ اور باجی راؤ خلف اکبر رگہناتہہ راؤ تخت نشین ہوا۔ اس موقع پر اکثر سرداران پونہ کا ردوبدل ہوا۔ اعظم الامرا بہادر نے اپنے حسن تدبیر سے رہائی پائی۔ اور صوبۂ بیدر کے چوتہہ کی گذاشت لیکر ۱۲۱۱ھ مین حاضر حضور ہوئے۔ بندگان حضرت کو کمال مسرت ہوئی۔ اعظم الامرا کے آمد کی خوشی مین قلعۂ

محمد نگر سے توپین سر کرنے کا حکم دیا۔ سیر دیدار کی نیاز ادا کی۔ سنہ ۱۲۱۲ھ مین بندگان حضرت فالج و لقوہ مین
مبتلا ہوئے۔ مگر بافضال الہی چند روز کے بعد افاقہ حاصل ہوا۔ اس اثنا مین انگریزون نے ٹیپو سلطان کے استیصال
کے لئے ارادہ کیا۔ کیونکہ پھر اوس نے بیے اعتدالیان شروع کر دی تھین۔ چونکہ بندگان حضرت کا مزاج ابھی
کسیقدر ناساز تھا۔ اس لئے انگریزون کے ساتھ خود بدولت کا تشریف لیجانا نہ ہوا۔ البتہ میر عالم بہادر کو
معہ ہادی الدولہ۔ بہرام جنگ۔ حیدر نواز جنگ۔ ابو تراب خان ۸ ہزار سوار سے رخصت کیا۔ اور روشن رائے کو
چار پلٹنون کے ساتھ ہمراہ بھیجا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ آخر اس لڑائی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ٹیپو سلطان شہید ہوا
اور اوس کی تمام فوج متفرق ہو گئی۔ خزانہ اور جواہر تباہ و تاراج ہوا۔ اور عیال و اطفال انگریزون کے اسیر ہوئے
اور فوج شاہی مع الخیر والظفر حیدرآباد آئی۔ انھین ایام مین اعظم الامرا ارسطو جاہ کو پونہ والی بیگم (ارسطو جاہ نے
پونہ کے قیام مین ایک نکاح کیا تھا) سے لڑکا پیدا ہوا۔ ارسطو جاہ نے اوس لڑکے کو اپنی دوسری زوجہ سرور افزا بیگم
کے آغوش مین دیا۔ چند روز کے بعد وہ لڑکا مر گیا۔ ارسطو جاہ سخت مغموم ہوئے۔ بندگان حضرت نے اپنے فرزند
میر جہاندار علیخان کیوان جاہ کو (جو اوسی زمانہ مین تولد ہوئے تھے) ارسطو جاہ کے سپرد کیا۔ اسی زمانہ مین
منیر الملک کی شادی میر عالم بہادر کی صاحبزادی سے عمل مین آئی۔ سنہ ۱۲۱۴ھ مین بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر
کی شادی ارسطو جاہ بہادر کی پوتی (جو بالی میان کی صاحبزادی ہین) جہان پرور بیگم صاحبہ سے نہایت دھوم
دہام کے ساتھ کی۔ اور ریاض النسا بیگم صاحبہ کا ازدواج ابن ایران محمد علی خان کے ساتھ ہوا۔ ۵ محرم سنہ ۱۲۱۵ھ کو
سردار الملک گھانسی میان مارے گئے۔ قاتل کا پتا نہ چلا۔ اسی سال شبیر النسا بیگم صاحبہ کا عقد شمس الامرا بہادر سے
ہوا۔ جمادی الثانی مین جمال النسا بیگم (صاحبزادی سکندر جاہ بہادر) محمد تاج الدین خان رفیع الدولہ رفیع الملک
نواب بندر سورت سے بیاہی گئین۔ اسی زمانہ مین میر حیدر علی خان جمشید جاہ نے ۱۵ سال کے سن مین انتقال کیا۔
اسکے بعد کمال النسا بیگم کا بیاہ میر حسین الدین خان امتیاز الدولہ خلف ممتاز الامرا سے ہوا۔ سنہ ۱۲۱۶ھ مین جہان پرور بیگم صاحبہ
کے بطن سے میر تفضل علی خان میر پادشاہ تولد ہوئے۔ الحاصل ایک مدت تک عیش و نشاط کے چرچے رہے۔ بعد ازان

۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو بندگان حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر نے مرض جسمانی سے راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ مکہ مسجد میں دفن ہوا۔ سنگ مرمر کی جالی نہایت عمدہ تیار کی گئی۔ دروازہ کی پیشانی پر یہ قطعہ کندہ ہے۔ عمر ۷۰ سال ۶ ماہ ۱۷ دن اور مدت سلطنت ۴۳ سال یا ۴۴ سال ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام — خوانند باد و صد ہمہ اشخاص فاتحہ
زین مصرعہ عجیب دو تاریخ طلب بخوان — مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔ آپ کو آٹھ صاحبزادے (۱) میر احمد علی خاں عالیجاہ (۲) میر اکبر علی خاں سکندر جاہ (۳) میر سبحان علی خاں فریدون جاہ (۴) میر ذوالفقار علی خاں جہاندار جاہ (۵) میر تیمور علی خاں اکبر جاہ (۶) میر انتظام علی خاں (جمشید علی خاں) جمشید جاہ (۷) میر جہانگیر علی خاں سلیمان جاہ (۸) میر جہاندار علی خاں کیوان جاہ۔ اور بارہ صاحبزادیاں (۱) بیدری بیگم (محل مہابت جنگ بہادر) (۲) منجھلی بیگم معروف بہ فخر النساء بیگم (محل ظفر یاب الدولہ بہادر پسر زادۂ خواجہ حامد خان) (۳) نقشبندی بیگم (محل مہابت جنگ) (۴) ریاض النساء بیگم (محل خان ایران محمد علی خان بہادر) (۵) فخر النساء بیگم عرف کمو بیگم (محل خواجہ ہاشم خان نبیرۂ وزیر الممالک) (۶) فرحت النساء بیگم (محل شہاب الدین خان سپہ دار جنگ بہادر) (۷) ساجدہ بیگم (محل میر قدرت اللہ خان غیرت یار جنگ پسر شجیع الملک) (۸) جہان آرا بیگم (محل میر حمید اللہ خان رستم یار جنگ بن شجاع الملک) (۹) سلیمہ بانو بیگم (محل میر عظیم الدین خان رستم جنگ بن بسالت جنگ) (۱۰) کابلی بیگم (محل میر مطیع اللہ خان ناظم جنگ ناظم الملک پسر موسی خان) (۱۱) امیر النساء بیگم (محل میر مغل علی خان فخر یاب جنگ پسر ہمایون جاہ) (۱۲) بشیر النساء بیگم (محل امیر کبیر شمس الامرا ابو الفخر محمد فخر الدین خان بہادر)

گل سوم

میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ اسد الدولہ آصف الملک سکندر جاہ نظام الملک آصفجاہ ثالث

آپ ماہ ذی حجہ ۱۱۸۲ھ بقول بعضے ۱۱۸۱ھ مین تولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت غفران مآب کے ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو جلوس فرمایا۔ قبل ازین جو ہر ایک برادر کو ماہانہ تین تین ہزار روپیہ دئیے جاتے تھے آپنے بعد تخت نشینی کے المضاعف مقرر کیا۔ اور فریدون جاہ بہادر سب مین بزرگ تھے۔ اس لئے اون کی ماہوار سات ہزار روپیہ قرار دیا۔ کیوان جاہ بہادر کی بسم اللہ خوانی کا رسم جو بسبب رحلت حضرت غفران مآب معرض التوا مین تھا اوس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ ۹ ذی حجہ کو صاحبزادگان بلند اقبال میر فرخندہ علیخان کو تامرجنگ میر شبیر علیخان کو صمصام جنگ۔ میر گوہر علی خان کو مبارز جنگ کے خطابات عطا ہوئے ۲۸ محرم ۱۲۲۹ھ کو ارسطو جاہ بہادر نے تپ محرقہ سے انتقال کیا۔ دو ماہ تک راجہ راجندر رگھوتم راؤ پیشکار نے امورات سلطنت کو انجام دیا۔ آخر الامر ۵ ربیع الآخر کو میر عالم بہادر* خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے۔ اس اثناء مین راجہ راجندر کو خدمت پیشکاری سے

* ارسطو جاہ بہادر کی چپقلش سے میر عالم بہادر ایک مدت تک قلعہ رودرور مین مقید رہے پھر حسب الحکم غفران مآب کے اپنے

موقوف کرکے خانہ نشین کیا گیا۔ اسی سال صاحبزادگان میر منور علی خان و میر ذوالفقار علی خان پیدا ہوئے
ربیع الاول ۱۲۲۱ھ کو فریدون جاہ بہادر نے وفات پائی۔ ماہ رجب مین میر عالم بہادر نے بندگان حضرت کے
سالگرہ مبارک کا جشن اپنے مکان پر ترتیب دیا۔ چنانچہ بندگان حضرت معہ مرشدزادگان و محلات مبارک و میر صاحب
کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ اس جشن مین تقریباً لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا۔ میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علیخان
بہادر (جو بندگانحضرت کے کوکہ تھے) نے جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ کے خطابات سے سرفرازی پائی۔ نظام یار خان
کو حسام الملک۔ محمد قمر الدین خان (خوشنویس و استاد حضور) کو اکبر یار جنگ۔ محمد منیر الدین خان خلف معین الاسلام
(قاضی بلدہ حیدرآباد و استاد حضور) کو سکندر یار جنگ کے خطابات اور شہریار الملک۔ رفعت الملک۔ جسارت جنگ
نور الامرا۔ بہرام الملک۔ امجد الملک۔ حسام الملک کو جمعیت و جاگیرات عطا ہوئے۔ اعتصام الملک و رشید الدولہ
کو منصب منشی گری و جاگیرات لایقہ۔ بخشی الملک۔ افتخار جنگ کو بخشی گری فوج۔ ضیاء الملک اور ضیاء الدولہ کو خدمت
عرض بیگی۔ امین الملک و شرف الدولہ۔ تہور جنگ۔ محکم جنگ۔ نادر الدولہ۔ سکندر الدولہ۔ شہریار جنگ۔ محترم الدولہ
غالب الدولہ۔ جلال الدولہ کو جمعیت و جاگیرات طالب الدولہ۔ امیر الدولہ کو عہدۂ خانسامانی۔ سعید الدولہ کو نایب صوبہ داری
وغیرہ مرحمت ہوئی۔ اس اثنا مین بعض وجوہ سے بندگان حضرت کا مزاج میر عالم بہادر کے طرف سے کسیقدر غبار آلود ہوا
راجہ مہیپت رام خدمت دیوانی کے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین مسٹر کرک پاترک حشمت جنگ رزیڈنٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۸۳) مکان مین خانہ نشین ہوئے۔ چنانچہ اسوقت سکندر جاہ بہادر نے اُنکو کنج عزلت سے نکالکر خدمت دیوانی سے ممتاز فرمایا
۱۲ مولف۔ ٭ راجہ مہیپت رام بیٹے بزنا مرشدزادگی سکندر جاہ بہادر کا دیوان تھا۔ اور ۱۴ ہزار بار اثر در الدولہ موسی ریمو
کی کمالت بہی متعلق تھی۔ چند روز سے ۴ ہزار سوار و پیادہ عرب۔ روہیلہ کی جمعیت سے بالاگھاٹ گیا تھا۔ اور وہان انتظام
و بندوبست کرکے ناموری حاصل کی تھی۔ جب اوس نے سنا کہ آجکل بندگان حضرت کا مزاج میر عالم کے جانب سے کشیدہ ہے تو خدمت
دیوانی کی تمنا مین بلدہ آیا۔ باقی حالات متن مین دیکھو ۱۲ مولف

کا تبادلہ ہوگیا۔ اور کپتان طامس سدنم صاحب بہادر ثابت جنگ رزیڈنٹ ہوکر آئے۔ جب میر عالم بہادر نے
یہ حالت دیکھی تو رزیڈنٹ بہادر کے پاس پہونچے۔ اور سفارش پر اون کو آمادہ کیا۔ چنانچہ صاحب عالیشان
بہادر دربار مین حاضر ہوکر بندگان حضرت سے میر عالم کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی۔ جب سے بندگان حضرت
کا وہ غبار دور ہوا۔ اور حسب سابق میر عالم بہادر پر الطاف و عنایات شاہی مبذول فرمانے لگے۔ راجہ مہیپت رام
جو اس موقع پر میر عالم کے خلاف کارروائی کر رہا تھا اوسکو خدمت سے موقوف کرکے خانہ نشین کئے۔ پھر چند روز
کے بعد اخراج کا حکم دیا۔ ایک مدت تک مہیپت رام قلعہ سگر شاہ پور۔ مین عزلت گزین رہا۔ پھر کچھ جمعیت فراہم
کرکے سرکار عالی و صاحبان انگریز کے فوج کا مقابلہ کیا۔ گارڈن صاحب مارے گئے۔ آخر مہیپت رام ملہار راؤ
ہولکر کے پاس چلا گیا۔ اسکے بعد وہان سے نکل کر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ اب تک اوس کا پتہ نہ لگا۔ راجہ گوبند بخش
برادر مہاراجہ چندو لال بہادر کو مہیپت رام کی خدمت عطا ہوئی۔ انہین ایام مین میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لعل
بہادر کو خدمت پیشکاری پر مامور کرنا چاہا تھا۔ مگر راجہ سورج ونت المعروف بہ راجہ شیر دل (جو راجہ بھوانی داس
دھرم ونت کا گماشتہ اور دفتر مال کا مختار۔ دانائے روزگار اور امور دیوانی کو میر عالم کی پیشی مین انجام دیتا تھا)
نے ہونے نہ دیا۔ آخر میر عالم نے اپنے اور بندگان حضرت کے مابین سوال و جواب کے پہونچانے کے لئے مقرر
کیا۔ جب راجہ سورج ونت کا انتقال ہوا تو ۲۲ صفر ۱۲۲۱ھ روز چہار شنبہ کو میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لعل بہادر
کو اپنی پیشکاری سے سرفراز کیا۔ ۲۴ شوال ۱۲۲۳ھ روز جمعہ کو میر عالم بہادر نے وفات پائی۔ اور بندگان حضرت نے
مرحوم کے داماد منیر الملک بہادر کو خدمت دیوانی عطا فرمایا۔ ۲۱ رمضان ۱۲۲۶ھ کو ایک دمدار تارہ مغرب کی طرف
طلوع ہوا۔ اسی زمانہ مین پنڈارون کا ہنگامہ شروع ہوا۔ اکثر دیہات و قصبات ان کے ظلم و ستم کے آماجگاہ

فائدہ معلوم

گلزار حوض کے پاس جو بردیہ کمان جو شیر دل کے نام سے مشہور ہے۔ اور اکثر لوگ سحر باطل بھی کہتے ہین۔ ہمارے خیال مین وہ دونون نام
ہوتے ہین غالباً اوس کمان کا نام شیر دل کی کمان ہوگا۔ اور آن شیر دل کا مکان اوس کے قریب مین ہوگا اسی سبب سے یہ مشہور ہوگئی واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مؤلف

سینے۔ اور تباہ و برباد ہوئے۔ آخر الامر مارکم صاحب وغیرہ سرداران انگریز نے باجی راؤ والی پونہ کو اس فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے بہت کچھ کہا۔ مگر وہ نہ مانا۔ آخر پونہ کا محاصرہ کیا گیا۔ ایک دو لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر باجی راؤ نے اپنے کو انگریزوں کے حوالہ کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ماہوار مقرر کر کے قصبۂ بٹھور (متصل بنارس) میں قید و نظر بند کیا گیا۔ اور تمام دولت بیقیاس و جواہر وغیرہ انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور مرہٹوں کی سو سالہ ریاست ایک آن واحد میں انگریزوں کے ہاتھ چلی گئی۔ ۲۱ رمضان سنہ ۱۲۲۹ھ کو محمد سلطان الدین خان بہادر اور ۲۲ رمضان سنہ ۱۲۲۹ھ کو محمد رشید الدین خان بہادر پیدا ہوئے۔ انہیں ایام میں ایک شیرین نام مرثیہ خوان نے چھاؤنی انگریزی کے خیالموں سے جھگڑ کر مبارز الدولہ بہادر کی پناہ لیا۔ صاحب عالیشان بہادر نے بندگانحضرت سے عرض کیا کہ اگر مرشد زادگان آفاق اس طرح پناہ دیا کریں تو بہت مشکل ہوگا۔ بندگانحضرت نے فرمایا کہ "تم جیسا مناسب سمجھو بندوبست کرو۔" پھر کیا تھا صاحب عالیشان بہادر نے انگریزی جمعیت مبارز الدولہ کے گھر پر پہنچیدی۔ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا۔ اور آیندہ فساد کے بڑھنے کا اندیشہ تھا کہ اتنے میں مہاراجہ چندو لعل بہادر نے صاحب عالیشان کو فہمایش کر کے حسب الحکم بندگان حضرت مبارز الدولہ بہادر صمصام الدولہ بہادر ممتاز الدولہ بہادر (یہ دونوں حضرات مبارز الدولہ بہادر کے اس لڑائی میں طرفدار بن گئے تھے) کو چند روز کے لئے قلعہ گولکنڈہ کے سیر و شکار کے لئے بھیجدیا۔ جس سے یہ آفت ادیرہی ٹل گئی۔ پھر سنہ ۱۲۳۰ھ میں مبارز الدولہ بہادر وغیرہ بلدہ تشریف لائے۔ اسی سال مہاراجہ چندو لعل بہادر مہاراجہ بہادر کے خطاب علم و نقارہ۔ نوبت منصب شش ہزاری ۵ ہزار سوار سے ممتاز ہوئے۔ سلخ ذی حجہ سنہ ۱۲۳۰ھ بروز سہ شنبہ کو بعد از نماز عصر افغانان مہدویہ نے حافظ مولوی عبدالکریم صاحب کو میر عالم کی

* میر نظام علی خان بہادر نے شمس الامرا بہادر کو جمعیت پائگاہ تقریباً دس ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ تو اسی جمعیت پائگاہ میں دلدار خان نامی جمعدار [illegible] دو سو سواران ہم قوم سے نوکر ہوا۔ اور چنچل گوڑہ میں قیام رکھا۔ رفتہ رفتہ چند ہی روز میں افغانان مہدویہ بطریق سوداگری و ملازمت اس قدر جمع ہوگئے کہ چنچل گوڑہ آباد ہوگیا۔ اور تخمیناً چار ہزار سوار قوم مہدویہ سے (جن میں اکثر سردار و جمعدار پیشہ تھے) ارسطو جاہ کے

مسجد واقع منڈی مین شہید کیا۔ دس بیس آدمی طرفین کے مارے گئے۔ شہر مین اس کی شہرت ہوگئی سید نور الاولیا صاحب برادر سید نور الاصفیا صاحب نے تمام علمار کو افغانان مہدویہ کے خلاف آمادہ کیا۔ قاضی محمد ذوالفقار خان شریعت پناہ بلدہ بھی شریک ہوگئے۔ ایک نشان چارکمان مین کھڑا کیا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی اوس نشان کے نیچے جمع ہوگئے ۲۳ محرم ۱۲۳۸ھ کو نیاز بہادر خان منصور خان۔ صالح محمد خان۔ عبدالرحیم خان میر احمد خان۔ محمد خان گلیانی وغیرہ (یہ سب نوز جمعدار تھے) نے چنچل گوڑہ پر یورش کی۔ اودہر سے مہدویون نے بھی مقابلہ کیا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ جب یہ خبر بندگان حضرت کو ہوئی تو سخت مشتعل ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر کو حکم دیا کہ جمعیت انگریزی کے ذریعہ مہدویون کا اخراج کیا جائے۔ اور چنچلگوڑہ کو تباہ و تاراج کردین۔ چنانچہ سرداران انگریز بارنٹ صاحب مارٹین صاحب وکیل سدرلین صاحب وغیرہ چار ہزار جوانان بار اور دس ضرب توپ ہمراہ لیکر چنچلگوڑہ پہونچے۔ مہاراجہ بہادر کی کوشش سے مہدیون کی تو جان بچ گئی۔ مگر معہ عیال و اطفال خارج البلد ہونا پڑا۔ جس کا مدہر سینگ سمایا۔ اودہر چلتا ہوا۔ البتہ ان مین سے دو صاحب ایک محمد صاحب میان

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۰) رسالہ مین اور دوسرے امرا اور راجگان کی سرکار مین بھی نوکر ہوگئے۔ جب تک دلدار خان زندہ رہا کوئی فتنہ و فساد برپا نہوا۔ جب اوس کا انتقال ہوگیا تو ایک پیرزادہ سلطان میان نام نے اپنی عقل و فراست سے ارسطوجاہ کے پاس تقرب حاصل کرکے دو ہزار سوار و بار و پیادہ سے مع محالات کنگ گیری و گنگاوتی سرفراز ہوا۔ چنانچہ ارسطوجاہ کے زمانہ مین افغانان مہدویہ کے ساتھ اکثر لوگون کا دادوستد بڑہگیا۔ روزانہ ہنگامے برپا ہونے لگے۔ اور ایک دفعہ تو خود سلطان میان پر یہ حادثہ گذرا کہ سات شخص قوم سلیمان زئی سے اپنے قرضہ کے مطالبہ کے لئے سلطان میان پر حملہ آور ہوئے۔ اور مارے گئے۔ جب افغانان مہدویہ کی کثرت ہوگئی تو چنچل گوڑہ سکونت کے لئے مکتفی نہوسکا۔ اسلئے اکثر افغانون نے مشیرآباد و بیگم بازار مین سکونت اختیار کی الحاصل مشیرآباد مین ایک افغان مہدوی یٰسین خان پسر دلدار خان جمعدار وہان کے بچون کے اوستاد کو جو حنفی المذہب تھا اکثر تبدیل مذہب کے لئے مجبور کرتا تھا۔ ایک دفعہ اوس اوستاد نے کہا کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب تمہارے مذہب کو حق بتلادین تو

الملقب صف شکن جنگ خلف سلطان میان (جو معہ عیال و اطفال گنگ گیری دگناوتی مین تھے) اور گرفتار کیے گئے
نواز خان المعروف بہ دولہ خان مع اپنے پسر میر نواز خان بہادر کے (جو قلعہ ملہدگڈھ مین مامور بکار تھے) ۲۶ ربیع
سنہ ۱۲۴۲ھ مین عزت یار خان محی الدولہ حکیم الحکما (جو مقرب و مصاحب حضور پرنور تھے) کو گلزار حوض کے قریب
چار افغانان مہدویہ نے جمدہر سے مار ڈالا - ان مین تین شخص تو مبارز الدولہ بہادر کے کوٹلہ مین مارے گئے
لیکن ایک شخص چنپا دروازہ سے بھاگ گیا - جب بندگان عالی حضرت نے خبر سنی تو افغانان مہدویہ کے تلاش و قتل کا
مکرر حکم صادر فرمایا - ۵ رجب سنہ ۱۲۴۳ھ مین جاندار جاہ بہادر نے انتقال کیا - سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ روز دوشنبہ کو
میر تہنیت علیخان بہادر اور ماہ رمضان مین میر جہانگیر علی خان (صاحبزادگان نواب ناصر الدولہ بہادر) تولد ہوئے
۲۴ محرم سنہ ۱۲۴۴ھ کو کیوان جاہ نے رحلت کی - افسوس ہے کہ ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ روز شنبہ بوقت یکپاس روز
برآمدہ بندگان حضرت نواب سکندر جاہ بہادر بعمر ۴۲ سالہ راہی خلد برین ہوئے - صحن مکہ مسجد مین دفن کیا گیا
مغفرت منزل لقب ہوا - سنگ مرمر کی جالی کے دروازہ پر یہ تاریخ کندہ ہے - **قطعہ**

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	در غمش ہر خانہ شد بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہ دکن ۱۲۴۴ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۱) مین محدود ہو جاتا ہون - اب یہ دونون مولویصاحب کے پاس پہونچے - یٰسین خان نے مہدوی کے فضایل بیان کیا
مولویصاحب نے کہا کہ ہمارے مہدی تو ابھی آئے نہین اور تمہارے مہدی کے فضایل سرمن بحث مین ہین اس گفتگو سے یٰسین خان کو
غصہ آیا - اور کشت و خون کی نوبت پہونچی - اتنے مین اکثر افغانان مہدوی یٰسین خان کی کمک پر جمع ہو گئے ادہر مولویصاحب کی
طرفداری مین دایم خان اور اون کا بہائی حسن خان مندوزئی آگئے - منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندولعل بہادر نے ہر چند رفع
فساد کرنا چاہا - مگر ممکن نہ ہو سکا - بالآخر طرفین سے جنگ کا آغاز ہوا پہلے عنایت خان مہدوی اور دایم خان مندوزئی
اور یٰسین خان مسجد مین گھسکر مولویصاحب کو شہید کیا - باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے - ۱۲ مولف

مدت سلطنت ۲۶ سال ۱ ماہ ۲۶ روز ہے۔

آپ کو نو صاحبزادے ۔ (۱) میر فرخندہ علی خان ناصر الدولہ بہادر (۲) میر بشیر الدین علی خان صمصام الدولہ بہادر (۳) میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر (۴) میر تفضل علی خان میر بادشاہ (۵) میر منور علی خان منور الدولہ بہادر (۶) میر ذوالفقار علی خان ذوالفقار الدولہ بہادر (۷) میر محمود علی خان قطب الدولہ بہادر (۸) میر داور علی خان قمر الدولہ بہادر (۹) میر فتح علی خان مظفر الدولہ بہادر۔ اور دس صاحبزادیاں (۱) جمال النساء بیگم (محل محمد تاج الدین خان رفیع الملک) (۲) کمال النساء بیگم (محل حسین الدین حسین خان ممتاز الامرا) (۳) غفور النساء بیگم (بیاہ نا کتخدا انتقال کئے) (۴) نامدار النساء بیگم (محل میر ابو القاسم خان نقیب الدولہ) (۵) خضر النساء بیگم (محل میر شجاعت علی عرف سگی صاحب خلف منجھلی بیگم صاحبہ) (۶) بخت افروز بیگم (محل میر فیروز علی پسر ساجدہ بیگم صبیۂ نظام الدولہ) (۷) سلطانی بیگم (محل محمد سلطان الدین خان محتشم الدولہ خلف امیر کبیر) (۸) نور افروز بیگم (محل میر دلاور علی پسر منجھلی بیگم صاحبہ) (۹) عصمت النساء بیگم (محل اقتدار الدولہ بہادر خلف امیر کبیر) (۱۰) نور جہان بیگم (انکی شادی کا حال معلوم نہوا)۔

گل چہارم

افضل الاراکین السلطنت میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر جنگ ناصر الدولہ نظام الدولہ مظفر الممالک نظام الملک آصف جاہ رابع

آپ سنہ ۱۲۱۰ھ مین متولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت مغفرت منزل ۹ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ کو تخت سلطنت پر
قدم رکھا۔ مسٹر مارٹین رزیڈنٹ بہادر نے رسم تہنیت ادا کیا۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر کو ایک کروڑ روپیہ
باقیہ قرضہ حضرت مغفرت منزل معاف فرمایا۔ ہیجڑون کو افعال بد سے باز آنے اور داڑھی نہ منڈانے کی
منادی کی گئی۔ دہریون کو سبز رنگ کی چولی اور چوڑی پہننے کی ممانعت اور عام طور پر زرد بانات کے
پاپوش نہ بنانے کی سخت تاکید ہوئی۔ بسیند خانے بلدہ کے باہر کئے گئے۔ مردون کے دفن ہونیکے لیے
اندرون شہر بجز میر مومن صاحب قبلہ کے دایرہ کے دوسرے مقامات پر ممانعت کی گئی۔ سنہ ۱۲۴۶ھ مین
دریائے موسیٰ کو سخت طغیانی ہوئی۔ پل کے دروازہ کے بازو کی فصیل ٹوٹ گئی۔ اور پانی شہر مین آگیا۔
بازار سیدی عنبر۔ بازار گھانسی میان۔ حوض چار محل سب تمام غرق آب ہوگئے۔ دہلی دروازہ کا ایک پٹ
ٹوٹ کر امین باغ مین جا گرا۔ اور دوسرا پٹ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ پل کے دروازہ کے روبرو ایک غار
عظیم پیدا ہوا۔ اسی سال صف شکن جنگ بہادر کو دو شخصون نے مطالبۂ تنخواہ پر مار ڈالا۔ اور خود بھی مارے گئے۔
اِس اثناء مین بعض وجوہ سے مبارز الدولہ بہادر قلعۂ محمد نگر بھیجے گئے۔ اور چندروز کے بعد بندگان حضرت نے
پھر بلدہ مین طلب فرمالیا۔ جشن سالگرہ مبارک مین شمس الامرا کو امیر کبیر کا خطاب اور جواہر اعلیٰ۔ منیر الملک بہادر
کو منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار خطاب امیر الامرا و جاگیر عمدہ و جواہر گران بہا عطا ہوئے۔ اور اون کے صاحبزادون
محمد علی صاحب کو شجاع الدولہ عالم علی صاحب کو سراج الدولہ۔ عبداللہ صاحب کو اشجع الدولہ صفدر صاحب کو
اکرام الدولہ پنج پنج ہزاری منصب چار چار ہزار سوار جاگیرات عمدہ و جواہر بیش قیمت۔ نوبت۔ علم۔ نقارہ سے
سرفرازی بخشی۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر خطاب راجایان راجہ شش ہزاری منصب پنجہزار سوار جاگیر محاصل بسیار
و جواہر اعلیٰ سے ممتاز ہوئے۔ راجہ بالاپرشاد کو راجہ دہراج کا خطاب اور منصب پنجہزاری۔ جاگیر علم۔ نقارہ
نوبت مرحمت ہوئی۔ نانک بخش کو راجہ بہادر میر عباس علی خان عرض بیگی کو ممتاز جنگ احتشام الدولہ احتشام الملک
کے خطابات دئے گئے۔ گوبند بخش بہادر کو اورنگ آباد و ایلچپور کی صوبہ داری ملی۔ میر اسمٰعیل خان نیلے خدمت

دار الانشائی سے سربلندی حاصل کی۔ الحاصل اکثر امرا و اعزا کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔ اسی سال
مہاراجہ بہادر کے جلوخانہ مین عربون اور سکھون کے قیامین سخت جنگ ہوئی۔ عربون نے سکھون پر غلبہ پایا۔ تقریباً
دو سو سکھ مارے گئے۔ اور ہزار ہا روپیون کا مال غارت و برباد ہوگیا۔ اسی زمانہ مین امیر الامرا منیر الملک بہادر نے
رحلت کی۔ اور اسی سال اکبر شاہ ثانی کا فرمان بسبت تعزیت مغفرت منزل و تہنیت جلوس بندگان حضرت بہادر
ہوا۔ ناظرینون کے معلومات کے لئے صرف القاب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"امارت و ایالت منزلت۔ شوکت و شجاعت مرتبت۔ مسند ارکین۔ دولت قاہرہ۔ مؤید سلاطین سلطنت باہرہ
نقش خاتم ابہت و جلالت۔ مرکز دایرہ حشمت و عظمت۔ فدوی خاص الخاص۔ مودۃ الاخلاص الاختصاص
شمع محفل صدق و ارادت۔ چراغ نور افروز انجمن فدویت۔ عالی فطنت۔ دانی فطرت۔ متعہد سرانجام مہمات
سلطانی۔ متکفل انصرام تدبیرات جہانبانی۔ مستوجب العنایات والاکرام۔ مستلزم التفاخر والاحترام۔ مادون التصرف
علی الاطلاق۔ مرجع الامرا بالارادت والاستحقاق۔ مؤسس الارکان دولت صاحبقرانی۔ مقوم اعیان دودمان
گورکانی۔ فرزند مرتبت بلند۔ جگر گوشۂ سبحان پیوند۔ مظفر الممالک۔ نظام الدولہ۔ افضل الارکین السلطنت
آصف جاہ میر فرخندہ علی خان بہادر فتح جنگ سپہ سالار۔ یار وفادار رستم دوران۔ ارسطو زمان۔ عرضداشت
مرسلہ آن فرزند سعادت مند بدرگاہ خواقین سجدہ گاہ کہ مرجع و مآب جہان و جہانیان است رسید"

سنہ ۱۲ ھ مین مہاراجہ بہادر نے راجہ نرندر بہادر خلف راجہ دہراج بہادر کی شادی نہایت تکلف و اہتمام سے
ادا کی ۱۰ محرم سنہ ۱۲۵۲ ھ مین حسین یار جنگ بہادر کے مکان پر روہیلون اور عربون کے قیامین جھگڑا ہوا۔ لڑائی
نے اس قدر طول کھینچا کہ قومی لڑائی شروع ہوگئی۔ ہر ایک مقام پر روہیلون اور عربون کی خوب تلوار چلی۔ بعد
روہیلون کا اخراج کر دیا گیا۔ اسی سال مولوی ولایت علی اور مولوی سلیم حیدرآباد آئے۔ اور مذہب وہابیہ کا
رواج دینا چاہا۔ مسجدون مین وعظ وغیرہ بیان کیا۔ مولوی سلیم نے مبارز الدولہ بہادر کو ایسا پرچایا کہ وہ اوسکے
مذہب وہابیہ کی تائید پر ہوگئے۔ اور بلوۂ عظیم پیدا ہونیکی صورت پیش آئی۔ انگریزون نے بندگان حضرت کو

متوجہ کیا۔ ہر دو مولوی گرفتار ہوگئے اور اون کے مقلد بھی اسیر ہوئے۔ مبارز الدولہ بہادر قلعہ محمد نگر
بھیج دیے گئے۔ اسی جھگڑے مین غلام رسول خان خلف الف خان مرحوم نواب کرنول بھی انگریزون کا قیدی
بنا۔ اثناء راہ مین (جب اوسکو چینا پٹن لیجارہے تھے) اوسی کے چیلے نے بدکلامی پر چھرے سے مار ڈالا۔ اور
کرنول پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ ۱۲۵۳ھ مین خوب ژالہ باری ہوئی۔ اسی سال اکبر شاہ بادشاہ دہلی نے
انتقال کیا۔ اور عصمت النسا بیگم صاحبہ کی شادی اقتدار الملک بہادر کے ساتھہ کمال اہتمام سے ہوئی ۱۲۵۶ھ
مین میر تہنیت علی خان کو افضل الدولہ۔ میر جہانگیر علی خان کو روشن الدولہ۔ صمصام الدولہ کو صمصام الملک سیف الدولہ
کو سیف الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ سراج الدولہ کو سراج الملک کا خطاب ملا۔ غرہ صفر ۱۲۶۱ھ کو ایک
دمدار تارہ جنوب کی طرف سے نکلا۔ تقریباً ایک ماہ تک نظر آتا رہا۔ ۱۰ شعبان کو مہاراجہ چندو لعل بہادر
خدمت پیشکاری سے موقوف ہوئے۔ اور تیس ہزار روپیہ اخراجات وخیرات کے لئے ماہانہ بندگان حضرت نے
مقرر فرمایا۔ لیکن چند روز کے بعد بعض وجوہ سے دس ہزار ماہانہ کردئے گئے۔ اور مہاراجہ بہادر کے بھتیجے
راجہ رام بخش پیشکاری پر مامور ہوئے۔ سراج الملک بہادر کو صاحب عالیشان و بندگان حضرت کے فیمابین
خدمت وکالت عطا ہوئی ۱۲۶۳ھ مین حسب سفارش رزیڈنٹ بہادر۔ سراج الملک بہادر خدمت دیوانی سے
ممتاز ہوئے ۱۲۶۴ھ مین سنی اور شیعہ کا جھگڑا ہوا۔ صدہا آدمی مارے گئے۔ طالب الدولہ کوتوالی سے موقوف
ہوئے۔ اور محمد وزیر کوتوال بنے۔ اسی سال سراج الملک بہادر بعض وجوہات کے باعث خدمت دیوانی سے
سبکدوش کئے گئے۔ ۴ ربیع الثانی ۱۲۶۵ھ کو شمس الامرا۔ امیر کبیر بہادر دیوان ہوئے۔ مگر پانچ ماہ کے بعد روز
کے بعد غرہ رمضان کو امیر کبیر بہادر نے دیوانی کی گذاشت داخل کردی۔ اسی سال راجہ رام بخش بہادر پھر پیشکار
ہوئے۔ کیونکہ اسکے قبل موقوف کردئے گئے تھے۔ ۱۳ محرم ۱۲۶۶ھ کو بمقام قطبی گوڑہ اہل تسنن و اہل تشیع مین
پھر جھگڑے وجدال کی نوبت آئی۔ کوتوال بلدہ نے فوری انتظام کیا۔ ان دنون سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ سترہ لاکھ روپیہ
تک چڑہ گئی تھی۔ آخر راجہ رام بخش بہادر پیشکاری سے موقوف ہوئے ۱۲۶۷ھ مین کمانڈر انچیف بہادر پر [illegible]

سے بغرض سیاحت حیدرآباد دکن آئے۔ حسب الحکم حضور پرنور عمدۃ الملک بہادر و افتخار الملک بہادر نے شمس آباد
تک صاحب بہادر کی متابعت کی چونکہ دیوانی کی خدمت پر اس وقت تک کسی کا تقرر نہوا تھا۔ اس لئے بندگانحضرت
نے پہلے رونق علیخان بہادر ظفر الدولہ بہادر سیف جنگ بہادر مرزا محمد حسین خان علی یاور الدولہ بہادر ان پانچون امرا کو
خدمت مشترک کیواسطے منتخب فرمایا۔ من بعد گنیش راؤ بہادر نبیرہ راجہ پرتاپونت کے (جو جعفر آنماب کے دیوان تھے) اون کے
گھر سے طلب کرکے خدمت پیشکاری عطا کی۔ اور ایک زرد کی سرپیچ۔ سو اشرفیان۔ دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور جو
لین بیس چوبدار بیس خدمتگار دس منصبدار۔ چار ہاتھی۔ بہت سے شاگرد پیشہ ہمراہ کردئے۔ امین الملک بہادر کی حویلی
سکونت کیلئے عنایت ہوئی۔ شنبو پرشاد کو بھی حکم ہوا کہ بیس ہزار روپیہ اور گنیش راؤ بہادر کو دئے جائین۔ اسکے بعد جب
گنیش راؤ بہادر صاحب عالیشان کی ملاقات کو کوٹھی گئے تو معاملہ دگرگون ہو گیا۔ اور خدمت سے علیحدگی ہو گئی۔ بہیج الملک
بہادر پھر دیوان ہوئے۔ ۲۲ رمضان ۱۲۶۷ھ کو رود موسی کو دفعتاً طغیانی ہوئی۔ ۹ ذیحجہ کو محمد وزیر خدمت کوتوالی سے موقوف
اور ۱۲ ذیحجہ کو فضل الدین خان خلف امام الملک کوتوال مقرر ہوئے۔ بعد ازان ۱۴ صفر کو حسن علیخان طالب الدولہ نے پھر کوتوالی
کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ ۲۵ محرم ۱۲۶۸ھ کو گوبند بخش بہادر و راجہ رام بخش قلعہ گولکنڈہ بھیجے گئے۔ ۹ ربیع الثانی کو
اکبر جاہ بہادر نے انتقال کیا۔ ۵ جمادی الاول کو مہدی پٹھانوان نے سراج الملک بہادر کے سواری کو سیدانی باغ کے متصل
روکا۔ خوب لڑائی چلی۔ تمام پٹھان مارے گئے۔ سراج الملک کے رخسارہ پر ایک چھرہ لگا۔ جو بعد مین چیر کر نکالا گیا۔ انہین
ایام مین امام مسقط نے چند تحائف رزیڈنٹ بہادر کی معرفت بندگان حضرت کے خدمتمین روانہ کئے۔ ۵ محرم ۱۲۶۵ھ کو
تہور منور الملک بہادر نے قضا کی۔ ۲۴ ربیع الاول کو طالب الدولہ فوت ہوئے۔ اور اون کا متبنے لڑکا (۱۱ سالہ) کوتوال ہوا
محمد سعید حبشی خواجہ سرا کام کو انجام دینے لگا۔ ۲۵ ربیع الاول کو جنرل فریزر مستعفی ہوئے۔ اور کرنل لو رزیڈنٹ ہوکر آئے
اور سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ (جو چڑھی ہوئی تھی) بقایا کا مطالبہ شروع کیا۔ آخراہ لاکھ کا ملک اوس کی ادائی کے لئے سرکار
عظمت مدار کے تفویض ہوا۔ ۱۰ شعبان کو سراج الملک نے وفات پائی۔ ۲۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کو سالار جنگ بہادر خلف شجاع الدولہ
(۳۰ سالہ) خدمت دیوانی سے ممتاز ہوئے۔ اور راجہ نریندر پرشاد بہادر ابن بالا پرشاد بہادر (۲۴ سالہ) کو خدمت

پیشکاری عطا ہوئی۔ جس سے سلطنتی امور مین رونق وشادابی نظر آنی لگی۔ اور ریاست کا انتظام بھی ترقی پر ہوگیا۔ بالآخر افسوس ہے کہ نواب ناصر الدولہ بہادر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ مطابق غرہ تیر ۱۲۶۶ف کو بعمر ۴۶ سالہ راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ مدت سلطنت ۲۸ سال ۱۰ ماہ (۵) یوم ہے۔ بعد وفات غفران منزل لقب ہوا۔

آپکو دو صاحبزادے نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر اور نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر تھے

گل پنجم

میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ خامس ۵

آپ سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ روز دوشنبہ کو پیدا ہوئے۔ اور ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ روز شنبہ قبل نصف النہار تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ امرا و دولت وارکان ریاست خطابات ومناصب وجاگیرات وجواہر سے ممتاز وسرفراز ہوئے۔ بندگان حضرت نے بعد تخت نشینی کے تین سو حافظ قرآن شریف اور پچھتر اشخاص بخاری شریف ومشکوۃ شریف اکثر جمعہ جمعین کے پڑھنے والے گیارہ جماعتین مولود خوانون کی۔ پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے۔ اور بعد نماز صبح خود بدولت بھی شریک ختم شریف ہوتے تھے۔ کسیکو تعظیم کے لئے اوٹھنے کا حکم نہ تھا۔ الغرض بندگان حضرت خدا پرست وسچے موحد خدا ترس۔ قدردان دوست تھے۔ علما۔ فضلا۔ حفاظ کی بڑی قدر وتوقیر کرتے تھے۔ درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا۔ کہ ہر ایک کو امیر وغنی بنا دیا۔ جاگیرین عنایت کین۔ سوا اسکے زر نقد وغیرہ احد من شخص واحد کو عطا فرمائے۔ اکثرون کو جاگیرین۔ نوبتین سرفراز فرمائین۔ جہاز تیار کرکے حاجیون

وقف فرمایا۔ عشرہ محرم میں تین لاکھ روپیہ خیرات فرماتے تھے۔ ہر دوازدہم[12] شریف و یازدہم[11] شریف میں
ہر باقی کی دیگیں شاہی باورچی خانہ سے مسجدوں اور درگاہوں میں بھجوائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اب تک وہی
قاعدہ جاری ہے۔ شہر میں ایک بہت بڑا دارالشفا تعمیر کرایا۔ جہاں مریضوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ اور انکی راحت و
آسایش کا سامان بھی پورا مہیا کیا گیا ہے۔ کل اضلاع و تعلقات میں دواخانجات و اشاعت علم کیلئے عموماً
مدارس قایم فرمائے۔ اور محل مبارک میں ایک چو محلہ جسکے چاروں طرف چار مکان موسوم بہ آفتاب محل
مہتاب محل ہشت محل۔ افضل محل بہت ہی خوشنما تیار کئے گئے۔ دہلی دروازہ پر پل افضل گنج کی بنا ہوئی۔ بازار
و مسجد افضل گنج تعمیر ہوئے۔ شہر سے تمام کلال خانے باہر کردئے گئے۔ آپکے آغاز مسند نشینی کے زمانہ میں غدر
کی بلا تمام ہندوستان میں ہلچل مچا دی۔ یہاں بھی علاؤ الدین و طرہ باز خان نے کوٹھی پر حملہ کیا۔ مگر بندگانعصر کی
توجہ اور سر سالار جنگ اعظم کے حسن انتظام سے حیدرآباد دکن میں امن رہا۔ اور ہندوستان کے باغیوں کو زیادہ قوت
پہونچنے پائی۔ ذیحجہ ۱۲۷۳ھ میں سالار جنگ بہادر کو شجاع الدولہ مختار الملک کا خطاب چہہ رقم جواہر اور امیر کبیر کو صرف چہہ رقم
جواہر عمدۃ الملک و اقتدار الملک کو پانچ پانچ رتبہ جواہر۔ راجہ نریندر بہادر کو راجایان راجہ کا خطاب پنج رقم جواہر سے
سرفرازی بخشی۔ ۱۵ ذیحجہ کو میر پادشاہ نے انتقال کیا۔ ۱۲۷۴ھ میں سلطنت تیموریہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور بہادر شاہ
رنگون بھیجے گئے۔ اسی سال امیر کبیر بہادر کو موضع النند و گنجوٹی دلوہارہ کی سند عطا ہوئی۔ قصبہ نرمل کی گذاشت
عمدۃ الملک بہادر سے لیگئی۔ اسکے بعد نارائن کھیڑہ حسن آباد کی سند عمدۃ الملک کے نام عمل میں آئی۔ ۱۹ محرم ۱۲۷۵ھ علیحضرت بہادر
کو بہادر شاہ پادشاہ دہلی کا سکہ موقوف ہوا۔ اور سکہ حالی ضرب پایا۔ انہیں ایام میں حکیم ابراہیم۔ محمد باز خان جمعدار
محمد جانباز خارج البلد کئے گئے۔ اور ماہ ذیحجہ میں بڑی صاحبزادی حسن النسا بیگم کی شادی خورشید جاہ بہادر کے ساتھ کمال
تکلف و اہتمام سے عمل میں آئی۔ جب غدر فرو ہوا تو سرکار عظمت مدار نے خیر خواہی اور وفاداری کے صلہ میں رائچور دوآبہ
دہاراسیون۔ شولاپور کے اضلاع سرکار عالی کو مسترد فرمایا۔ اور خاص حضور پرنور کے لئے ایک لاکھ کا جواہر اور شمس الامرا بہادر
و سالار جنگ بہادر کیلئے تیس تیس ہزار۔ مہاراجہ نریندر بہادر کے واسطے ۱۵ ہزار باقی اور امرا و معززین کے لئے اعزازیہ جواہر

و تحائف روانہ کیا۔ ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ کو ملکہ معظمہ نے آپ کیلئے نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا خطاب بھیجا۔ ۱۲۷۹ھ میں شمس الامرا بہادر نے رحلت کی۔ ۱۲۸۳ھ میں ممالک محروسہ پانچ صوبہ اور سترہ ضلعوں پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک صوبہ پر ایک صدر تعلقدار (کمشنر) اور ہر ایک ضلع پر ایک اوّل تعلقدار (کلکٹر) معہ دو دو تین تین ماتحت تعلقداران کے مقرر ہوئے۔ اور ہر ایک تعلقہ پر ایک ایک تحصیلدار مامور ہوا۔ صیغہ جوڈیشل صیغہ تعمیرات صیغہ طبابت محکمہ صفائی محکمہ تعلیمات بھی اسی سال قایم کئے گئے۔ بہرحال حضرت غفران مکان کا زمانہ سیاست بہت ہی خوش اسلوبی سے گزرا۔ اوایل ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ میں بندگان حضرت بخار سے علیل ہوئے۔ اور وجع الاثنین کی شکایت بھی لاحق ہوئی۔ ابتداء مرض میں حکیم شفائی خان و حکیم نادر علی معالج تھے۔ آخر وقت جب کچھ افاقہ نہوا تو حکیم محمد اشرف و حکیم فیض اللہ خان بھی شریک معالجہ کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہوا۔ روز بروز مرض کو ترقی ہوتی جاتی تھی۔ اور ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ م ۲۶ فروری ۱۸۶۹ء روز جمعہ اس رئیس حاتم نوال ارسطو خصال نے فردوس بریں کی راہ لی۔ محل سرا و شہر پناہ کے تمام دروازے بند کر دئیے گئے۔ چار گھڑی دن رہے مختار الملک بہادر کے حکم سے کھلے۔ اور بمجرد استماع اس خبر وحشت اثر کے رزیڈنٹ بہادر نے معہ چھوٹے صاحب مختار الملک بہادر سے ملاقات فرمائی۔ بعد مغرب ہمارے آقائے ولی نعمت (**نواب میر محبوب علیخان بہادر دام اقبالہ**) کے نام نامی و اسم گرامی سے تمام بلدہ میں منادی کی گئی۔ قریب نصف شب کے نماز جنازہ ادا کر کے مکہ مسجد میں نواب سکندر جاہ حضرت مغفرت منزل کے سرہانے دفن کیا گیا۔ بعد وفات آپکا لقب حضرت غفران مکان ہوا۔ آپنے ۱۲ سال ایکماہ (۲۰) روز سلطنت کی۔ انتقال کیوقت آپکا سن ۴۲ سال کا تھا۔ وفات کی تاریخیں حسب ذیل یادگار ہیں۔

فغان زین جہان پادشاہ دکن	بفردوس شد پیش رب فلق	رقم کرد تاریخ رحلت شہید	بود افضل الدولہ مقبول حق
افضل الدولہ شہ ملک دکن	رفت زین کاخ سپہر نیلگون	سال رحلت گفت رضوان با شہید	او بجنت رفت از دنیائے دون
ربی المالک شہ ماح الجنہ	المسعود سے فاح الجنہ	قلت تاریخ وفات المرحوم	افضل الدولہ فراح اخ لجنہ

آپ کو پروردگار عالم نے چند صاحبزادیاں حضرت حسین النساء بیگم صاحبہ (محل خورشید جاہ مرحوم) حضرت پرورش النساء بیگم صاحبہ (محل امیر کبیر آسمان جاہ مغفور) حضرت داور النساء بیگم صاحبہ (محل سر وقار الامرا مرحوم) حضرت سراج النساء بیگم صاحبہ (محل نواب آصف یار الملک بہادر) حضرت نجیب النساء بیگم صاحبہ (محل نواب خورشید الملک بہادر) حضرت منیر النساء بیگم صاحبہ (محل نواب مظفر جنگ بہادر) اور ایک صاحبزادہ بلند اقبال نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بادشاہ دکن سلطان دکن مدظلہ العالی عطا فرمایا تھا۔

بیا اے آسمان سنج رصد بند — نگاہے کن بعقل چرخ پیوند

بجس طالع شاہ دکن بین — سعادت نامۂ مہر دکن بین

تماشا کن درین فرخندہ منشور — سعادت بر سعادت نور بر نور

شمس سرطانی ۳ درجہ افق منطقۃ البروج ۱۶۵ درجے۔ حیدرآباد دکن طول البلد ۸۰ درجے۔ عرض البلد ۱۷ درجے ۲۲ دقیقہ

۱۱ — ۱۰ — ۹ — ۸
۱۲ ذنب — مشتری — ۷ زحل
۱ — ۴ شمس — ۶ راس قمر
۲ مریخ — ۳ — ۵ زہرہ عطارد

تولد مبارک کے موقع پر اکثر شعرائے ہند نے تاریخیں کہی ہیں۔ تیمناً حضرت میر شمس الدین صاحب فیض علیہ الرحمتہ کے دو تاریخیں درج کیجاتی ہیں۔

قطعہ

در محل افضل الدولہ بہادر وقت شب — جلوہ گر شد ہمچو شہزادۂ عالم پسند

سال تاریخ ولادت عقل کل با فیض گفت — گشت پیدا میر محبوب علی اقبال مند

۱۲۸۲ھ

دیگر

در محل افضل الدولہ شہ آصف شکوہ — شد تولد نور عین از فضل بے پایان حق

ملہمی از غیب تاریخ ولادت گفت فیض — گشت پیدا آصف سادس بے احتیاج حق

۱۲۸۲

ولادت مبارک کے روز توپخانہ شاہی سے اکیس اکیس ضراب توپون کی سر ہوئین اور نقارخانون سے شادیانوں کی صدائین بلند ہوئین۔ حضرت غفران مکان (افضل الدولہ بہادر) نے کمال مسرت و اظہار خوشنودی فرمایا۔ ہزارہا روپئے اور اشرفی مشایخین و محتاجون کے نذر ہوئین۔

تمام ممالک محروسہ مین اس تولد مبارک کا جشن منایا گیا۔ امرائے کبار و اعزائے نامدار نے نذرین پیش کین۔ تمام رسومات چھٹی و چہلہ کے نہایت تزک و احتشام سے عمل مین آئے۔ اور حسب رواج

سلاطین مشرقی۔ نائین۔ وداین۔ آنائین۔ چھوچھوئین۔ وغیرہ کا تقرر کیا گیا۔ اور میر محبوب علی نام رکھا گیا

اسما و خطابات و القاب

چند روز کے بعد اپنے خاندانی خطابات۔ فتح جنگ۔ نظام الدولہ۔ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر سے مخاطب کیے گئے۔ اور اعلیٰحضرت حضور پرنور سرکار عالی۔ بندگانعالی۔ سرکار عالی حضور نظام آپکے القاب ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے قدیمی اتحاد و محبت کی یادگار میں اعلیٰحضرت کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ سے ملقب کیا۔

تخت نشینی

آپ دو سال سات مہینے دس یوم کے سن میں بعد انتقال نواب افضل الدولہ بہادر باتفاق ارکان دولت و اعیان سلطنت حسب مشورہ نواب مختار الملک بہادر اولی (وزیر اعظم) و شمس الامرا امیر کبیر بہادر حضرت مغفرت مکان کے انتقال کے تیسرے روز ۵ ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۸ ماہ فروری ۱۸۶۹ء روز یکشنبہ کو سریرآرائے اورنگ آصفیہ ہوئے۔ تاریخ جلوس مبارک (مع التخرجہ والدخل) حسب ذیل ہے۔

آہ از تخت دکن برخاست آہ	افضل الدولہ جہاندار زمن
شکر للہ کرد بر تختش جلوس	میر محبوب علی شاہ دکن

تخت نشینی کے روز منجانب سرکار عظمت مدار سانڈرس صاحب ریذیڈنٹ تیوڈی صاحب فیز ہرجب ڈاکٹر بالفور صاحب۔ ڈاکٹر سمتھ صاحب وغیرہ حاضر دولت ہوئے۔ اس موقع پر آپنے سفید جامہ در دامن کا زیب تن فرمایا تھا۔ اور دستار معہ طرہ طلائی فرق مبارک پر مزین تھی۔ اور بوجہ کمسنی کے آغوش دایہ میں محل سے برآمد ہوئے۔ جب آپنے تخت پر جلوس فرمایا تو فوراً ریذیڈنٹ بہادر نے مبارکباد دی پھر تو تمام یوروپین افسر۔ اعیان و ارکان سلطنت نے علاوہ مبارکبادی کے

مزین گذرانین۔

قیام ریجنسی

بوجہ صغر سنی اعلیحضرت ایک ریجنسی کی سخت ضرورت تھی چنانچہ تا سن شعور اعلیحضرت نواب امیر کبیر شمس الامرا عمدۃ الملک بہادر نائب حضور اور نواب مختار الملک بہادر اعظم سلطنت کے کفیل قرار پائے۔

اجرائے جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ غرہ نومبر ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو جریدۂ اعلامیہ جاری ہوا اور اسی سال چار صدر المہام ریاست نواب مدار المہام بہادر کے ماتحت حسب ذیل قرار پائے۔

(۱) نواب بشیر الدولہ بہادر (نواب آسمان جاہ مرحوم) صدر المہام امور عدالت وغیرہ۔

(۲) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام درستی امور مالگزاری۔

(۳) نواب شمشیر جنگ بہادر اولی صدر المہام انضباط امور کوتوالی۔

(۴) نواب میر یاور علی صاحب (نواب شہاب جنگ بہادر) خلف نواب بہزاد جنگ مرحوم صدر المہام نظم امور تعمیرات وغیرہ متفرقہ اور بہ اجرائے امور متعلقہ دفاتر کیلئے چند دستور العمل بھی ترتیب دئے گئے انہین ایام مین بماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ نواب مختار الملک بہادر بغرض ملاقات شہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا (خلف ملکۂ معظمہ) کلکتہ تشریف لیگئے۔

تسمیہ خوانی

۱۱ شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء روز شنبہ کو اعلیحضرت کا جشن تسمیہ خوانی نہایت تکلف و طمطراق سے ترتیب دیا گیا۔ نواب مختار الملک بہادر نہایت ہی تکلف کے ساتھ مہندی دیوڑھی مبارک پر لائے جسکے ہمراہ کل اراکین سلطنت و امراء اعزہ و جمعداران ذی مرتبت موجود تھے۔ اور تمام فوج شاہی جلو مین دوان تھی۔ شب مین تمام علما و فضلاء و ارکان دولت و جان نثار رعایا حاضر

دولت سرائے شاہی سے چھ ماہ قبل جوڑون اور توڑون کی تقسیم اور انعام و اکرام کی سرافرازی ہوتی رہی۔ جملہ اہالیان شہر الوان نعمت سے حسب صلہ سرفراز کئے گئے شب تسمیہ خوانی مین اس کثرت کے ساتھ روشنائی کیگئی تھی کہ رات دن کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اور محلات شاہی بقعۂ نور منظر آرہے تھے تمام شہر بسم چراغان بنا ہوا تھا۔ کل دفاتر سرکاری مین جشن منانے کے لئے دو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ سورۂ اقرا جناب حضرت نور الدین شاہ صاحب قمیصی القادری نے پڑھا یا۔

تعلیم

اعلیحضرت کی تعلیم فارسی و عربی کے لئے مولانا مولوی محمد زمانخانصاحب شہید مقرر ہوئے اور انکی تنخواہ ایکہزار روپیہ ماہانہ قرار پائی۔ مولوی حافظ حاجی انوار اللہ صاحب۔ مولوی شرف حسین صاحب مولوی حافظ انور صاحب المخاطب محبوب نواز جنگ۔ مولوی محمد مظفر الدینخان خوشنویس المخاطب امیر یار جنگ۔ مرزا نصر اللہ خان اصفہانی المخاطب بہ دولت یار جنگ بھی اعلیحضرت کی تعلیم تربیت مین مولوی محمد زمان خانصاحب کے شریک رہے۔ جب زمان خانصاحب شہید ہوگئے تو انکے بھائی محمد مسیح الزمان خانصاحب (جو اسکے قبل نواب میر لائق علیخان بہادر و سعادت علیخان بہادر فرزندان نواب مختار الملک بہادر کے تعلیم پر مامور تھے) اور مولوی آغا مرزا بیگ المخاطب سرور الملک بہادر مقرر ہوئے۔ اور انگریزی کی تعلیم کیلئے کپتان جان کلارک (جو اسکے پیشتر کسی انگریزی شہزادہ کی تعلیم پر مقرر تھے) اور انکے بھائی کپتان کلاڈی کلارک۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا تقرر ہوا انکے بعد کرودہن صاحب (جنکو حسن خدمات کے صلہ مین تین سو پونڈ سالانہ وظیفہ حسب الحکم اعلیحضرت ۲۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو دیا گیا اور ابتک ہر سہ ماہی پر لنڈن بھیجا جاتا ہے) نے تعلیم دینا شروع کیا فن سپہ گری مین نشانہ اندازی۔ شکار۔ کرکٹ پولو وغیرہ کی تعلیم مرزا محمد علی بیگ کرنل افسر الملک بہادر نے دی۔ اور میو خان بہادر نے فن شہسواری کی تعلیم مین حصہ لیا۔

اعلیٰحضرت کی ہم مکتبی کے لیے امرا و اعزائے بلدہ کے لڑکے مثلاً میر ممتاز علی صاحب المخاطب نواب ممتاز یار الدولہ بہادر خلف حافظ منصب علی مرحوم میر حافظ علی صاحب المخاطب نواب انتخاب جنگ بہادر۔ میر عابد علی صاحب المخاطب عابد یار جنگ خلف میر حسن علی صاحب مرحوم میر محمد علی صاحب خویش شہسوار جنگ مرحوم۔ غلام حسین خاں نبیرہ فخر النساء بیگم صاحبہ۔ غلام قطب الدین صاحب خلف حافظ عبد الکریم صاحب (بعد بجائے قطب الدین صاحب کے میر حامد علی صاحب خلف حکیم وزیر علی صاحب) ایک ایک سو روپیہ میوہ خوری کے تقرر سے شریک کئے گئے۔

اتالیق و مصاحب

اتالیقی و مصاحبت کے لیے نواب مستقیم جنگ فیاض الملک بہادر۔ محمد معین الدین خان بہادر نواب اقبال یار جنگ اصلی کلیم اللہ خان المخاطب قادر الملک بہادر۔ محمد معز الدین خان المخاطب نواب معز زیار الدولہ بہادر۔ محمد فصیح الدین خان المخاطب نواب فیروز یار جنگ بہادر۔ نواب اکرام جنگ مدبر الدولہ بہادر۔ نواب شہسوار جنگ بہادر۔ نواب خندہ یار جنگ بہادر مقرر ہوئے۔

امرائے عظام سے آٹھ امرا کی نشست (مثلاً نواب محتشم الدولہ بہادر۔ نواب بشیر الدولہ بہادر۔ نواب خورشید جاہ بہادر۔ نواب اقبال الدولہ بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر۔ نواب شہاب جنگ بہادر۔ نواب عسکر جنگ مشیر الملک بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر وغیرہ) روزانہ دو دو امرا کی باری سے قرار پائی۔

بہرحال اعلیٰحضرت کی تعلیم و تربیت و مصاحبت کے لیے اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اصحاب کیے گئے اور بہت ہی غور و توجہ سے تعلیم ہوئی۔ کیونکہ ابتدا ہی میں گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے ایک مراسلہ میں (جو غرہ ذیحجہ ۱۲۸۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو وصول ہوا تھا) اعلیٰحضرت کو ہر قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت دکھلائی تھی تاکہ اونہیں انکے بلند رتبہ کے لایق و سزاوار کیا جائے۔ چنانچہ

یہی وجہ ہے کہ اسوقت ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت ہر ایک فن مین یگانہ روزگار ہین۔
آپنے فارسی اور اردو مین پوری پوری تعلیم پائی ہے۔ اردو زبان مین آپکا کلام اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے
اور اردو کے موجودہ شعرا مین آپکی شاعرانہ قابلیت اور قادر الکلامی مسلم ہے اصناف سخن پر بخوبی قادر
اور فن شاعری کے پورے ماہر ہین۔ آصف تخلص فرماتے ہین اور اصلاح سخن نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی
سے ہے انگریزی زبان مین بھی آپ نے کافی دستگاہ بہم پہونچائی ہے۔ آپکی انگریزی زباندانی اُس برجستہ
و پُر مغز دراسپیچ سے تشریح ہے جو ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ م ۲۶ دسمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ کو بمقام کلکتہ آپنے
(جسوقت حضور ویسرائے لارڈ کرزن بہادر نے اپنی دعوت ڈنر مین اعلیحضرت کا جام سلامتی و تندرستی
نوش فرمایا تھا) دی تھی۔ اور فنون سپہگری و جوانمردی مین جسکی مشق باقاعدہ کرائی گئی ہے،
اعلیحضرت کو ید طولیٰ حاصل ہے اور مردانہ کھیلون مین طاق شہرہ آفاق ہین۔ نشانہ بازی مین اہل
فن کے بیان کے موافق تمام دنیا مین لاثانی اور فرد ہین۔
اسی سال ۱۳۱۷ھ مین حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدر آباد تک ریل کی ابتدا ہوئی۔ اور نواب
مختار الملک اعظم کو حضور ملکہ معظمہ سے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ملا۔
نواب افسر جنگ بہادر کوتوال بلدہ کے نائب میر عنایت حسین خان مقرر ہوئے اور مدرسہ تعلیم
فن تعمیرات قائم ہوا۔
شعبان ۱۳۲۰ھ م اکتوبر ۱۹۰۲ء مین نواب مختار الملک اعظم منجانب اعلیحضرت بار ثانی لارڈ
نارتھ بروک بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے۔ اس دفعہ آپکے ہمراہ نواب
بشیر الدولہ بہادر بھی ستھے۔ انہین ایام مین شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوے۔

سواری جلوس

۱۲ ۹۱ آم ۱۳۰۲ء مین اعلیحضرت کی سواری نہایت تجمل شاہانہ کیساتھ خلوت مبارک سے

آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوے - جلو مین تمام فوج روان تھی - سوار اور پیادون کی کثرت سی راستہ کا ملنا دشوار تہا اور دو رویہ سڑکون و بنگلون پر تماش بینون کا ہجوم تھا - ارکان شاہی کے جمگھٹ مین اعلیحضرت کی زرد عماری تھی - خواصی مین نواب مختار الملک اعظم اور نواب عمدۃ الملک بہادر بیٹھے ہوئے تھے - جسوقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تو تمام باقاعدہ فوج سلامی کے لیئے دورویہ استادہ تھی میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی اوتاری - اکیس ضرب اتواپ توپخانہ شاہی سے ہوئین قریب شام کے سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوی -

۱۰ ربیع الثانی کو محمد عنایت حسین خان بہادر پیشگاہ اعلیحضرت سے کوتوالی بلدہ کے عہدہ پر ممتاز ہوے

عطائے خطابات بابتہ ۱۲۹۱ھ

جشن سالگرہ مبارک کے تقریب مین حسب ذیل امرا کو خطابات سرفراز ہوے -

نمبر	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولائی	راجہ بہادر
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	محمد فضل الدین	محمد فضل الدینخان بہادر	سکندر جنگ	اقبال الدولہ	.
۲	محمد حفیظ الدین	محمد حفیظ الدینخان بہادر	مظفر جنگ	.	.
۳	محمد فیض الدین	محمد فیض الدینخان بہادر	امام جنگ	.	.
۴	بالگوبند فرزند راجہ الم بخش	.	.	.	راجہ بالگوبند بہادر
۵	کشن پرشاد	.	.	.	راجہ کشن پرشاد بہادر
۶	میر یاور علی فرزند نبردار جنگ	میر یاور علیخان بہادر	شہاب جنگ	.	.

۷	میر سرفراز حسین برادر نظام یار جنگ	میر سرفراز حسین خان بہادر	•	•	•
۸	میر لائق علی	میر لائق علیخان بہادر	•	•	•
۹	میر سعادت علی	میر سعادت علیخان بہادر	•	•	•
۱۰	میر محمد علی فرزند شجاع الدولہ	میر محمد علیخان بہادر	ذو الفقار جنگ	•	•
۱۱	میر غلام عسکری فرزند عزیز الدولہ مرحوم	میر غلام عسکری خان بہادر	صارم جنگ	•	•
۱۲	پرتھی راج	•	•	•	راجہ پرتھی راج بہادر
۱۳	شیو راج		•	•	راجہ شیوراج بہادر
۱۴	بجی راج	•	•	•	راجہ بجی راج بہادر
۱۵	مرلیمنوہر	•	•	•	راجہ مرلیمنوہر بہادر
۱۶	میر فضیلت علی فرزند دلاور الدولہ مرحوم	میر فضیلت علیخان بہادر	سلیمان یار جنگ	•	•
۱۷	منیر الدین خوشنویس نایب ولد [illegible]	منیر الدینخان بہادر	صادق جنگ	•	•
۱۸	احمد بیگ خان فرزند معظم جنگ	احمد بیگ خان بہادر	معظم جنگ	•	•
۱۹	محمد عالم علیخان فرزند دلاور نواز جنگ	محمد عالم علیخان بہادر	دلاور نواز جنگ	•	•
۲۰	میر امیر علی فرزند شمشیر نواز جنگ	میر امیر علیخان بہادر	•	•	•
۲۱	فیض محمد علاقہ دار و کارگزار	فیض محمد خان بہادر	•	•	•
۲۲	مرزا حیدر بیگ صدر مہتمم کوتوالی	مرزا حیدر بیگ خان بہادر	•	•	•
۲۳	میر سردار علی نبیرہ اسد نواز جنگ	میر سردار علیخان بہادر	•	•	•
۲۴	حکیم محمد علی	مسیح دوران خان بہادر	•	•	•
۲۵	سید باقر علی	سید باقر علیخان بہادر	•	•	•
۲۶	سید علی	سید علیخان بہادر	•	•	•

ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۱ھ مین نواب مختار الملک بہادر کو کلکتہ کا سفر درپیش ہوا۔ نواب صاحب ممدوح کی عدم حاضری
مین وزارت کا کام بالاتفاق نواب بشیر الدولہ بہادر و نواب مکرم الدولہ بہادر نے انجام دیا۔ دربار
۲۱ رمضان ۱۲۹۲ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جریدۂ اعلامیہ کے ذریعہ یہ حکم نافذ ہوا کہ پرنس آف ویلز بہادر
کی ملاقات کے لئے اعلیحضرت معہ مدار المہام و صدر المہام کو توابع و متعلقات تشریف لیجائینگے۔ اور
امور سلطنت متعلقۂ مدار المہام (جو ضروری ہون) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام مال انصرام دینگے
مگر اتفاقاً بوجہ بدمزگی مزاج مبارک اعلیحضرت۔ نواب مختار الملک بہادر معہ دیگر امرا کے ۲ شوال ۱۲۹۲ھ
م غرۂ نومبر ۱۸۷۵ء روز دوشنبہ کو راہی بمبئی ہوئے۔ شاہزادہ بہادر سے ملاقات فرمائی۔
اور منجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کے ملاحظہ مین پیش کئے گئے
اور اسی سال ۱۰ ذیقعدہ م ۹ دسمبر روز پنجشنبہ۔ نواب مختار الملک بہادر بتقریب شرکت
دربار شہزادہ ولیعہد بہادر (حسب الطلب ویسرائے بہادر) کلکتہ روانہ ہوئے۔ ۶ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ
روز شنبہ کو سید محمد مہدوی نے افضل العلما مولوی محمد زمان خانصاحب کو بعد نماز مغرب
تلاوت قرآن مجید کے حالت مین شہید کیا۔ اس واقعۂ جانگزا کی وجہ سے شہر مین بہت بڑا جوش و خروش
پھیلا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہو کر ہزارون کا کشت و خون ہو جائے۔ اس اثنا مین نواب
مختار الملک بہادر کلکتہ سے تشریف لائے۔ اور دریافت مقدمہ کے لئے ایک خاص مجلس علما کی مقرر کی انہین ایام
مین لارڈ نارتھبروک بہادر کی جگہ لارڈ لٹن ویسرائے ہند مقرر ہو کر ہندوستان وارد ہوئے
۷ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ م ۲ اپریل ۱۸۷۶ء روز دوشنبہ کو نواب مختار الملک بہادر نے (منجانب
اعلیحضرت) ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی ملاقات کے لئے لنڈن کا سفر فرمایا۔ شاہزادہ ہمبرٹ سے
سے بھی ملاقات کی۔ پھر وہان سے چار روز کے عرصہ مین فرانس پہونچے اسی روز شام کیوقت ایک
ہوٹل کے زینہ پر سے نواب مختار الملک بہادر کا پاؤن پھسلا ان کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ تقریباً تین مہینے

پیرس مین قیام کرنا پڑا - پھر بسواری جہاز لنڈن روانہ ہوئے جب لنڈن پہونچے تو پرنس آف ویلز بہادر (ملک معظم) نے دعوت کی جسمین لنڈن کے بڑے بڑے جلیل القدر امرا و عہدہ دار شریک تھے اوسکے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب مختار الملک بہادر کو ڈی - سی - ایل - کا اعزازی خطاب ملا - دس بارہ روز کے بعد نوابصاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکۂ معظمہ سے ملاقات فرمائی - اور نذر پیش کی - اور اسی رات آپ کو قیصرۂ ہند کیساتھ طعام تناول فرمانیکا شرف حاصل ہوا تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری نے آپکی دعوت کی - دوسرے روز خود نوابصاحب نے پرنس آف ویلز بہادر کو اپنے یہان مدعو کیا - پھر آپ اسکاٹلنڈ تشریف لیگئے - پندرہ روز کے بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کھائی - الغرض دو مہینے لنڈن مین رہے بعد ازان پیرس آکر دو روز قیام کیا وہان سے بسواری جہاز برنڈزی پہونچے - اسکے سولہ روز بعد بمبئی داخل ہوئے - اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آگئے -

سنہ ۹۳ میں دفاتر عدالت کی کارروائی زبان اردو مین کرنیکا مسئلہ ٹھہرگیا - اور چوک وچارمینار وگلزار حوض کی تعمیر و ترمیم ہوئی - اکثر مکانات و بازارات چارکمان وچارمینار کے روبرو نہایت خوش وضع بنوائے گئے - اور راستونکی توسیع ہوئی - انہین ایام مین نواب مختار الملک بہادر نے (حسب اجازت سکرٹری آف اسٹیٹ ہند) واگذاشت ملک اپنی برار کے نسبت گورنر جنرل ہند کے دفتر پر تحریک کی - مگر بعض وجوہ سے یہ کارروائی معرض التوا مین رہگئی - جسکے واقعات کو ہم نے برار کے حالات مین بالتفصیل بیان کیا ہی -

۱۵ رمضان سنہ ۹۳ سے گرانی کے آثار شروع ہوئے - رفتہ رفتہ فی روپیہ پانچ سیر چانول کی نوبت آئی - اور اسیطرح دو سال تک یہ آفت آسمانی نازل رہی - لیکن نواب مختار الملک بہادر نے اس قحط کا انتظام اس خوبی سے فرمایا کہ حیدرآباد مین اموات کی تعداد بہ نسبت بمبئی

اور روانس کے بہت کم ہوئی۔ چنانچہ ایک خاص مجلس انتظام قحط کے لئے قائم کی مختلف قسم کے امدادی
کام بنی نوع انسان کے جان بچانیکے لئے جاری کئے گئے۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے طرف سے
فیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۲۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م ۱۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو حیدرآباد آئے تو انہوں نے
ان تجاویز کو (جو عمل میں لائی گئی تھیں) کافی خیال کیا۔ اور یہ رپورٹ کی کہ جو انتظامات کہ آئیوالی
مصیبت کو دور کرنیکے لئے اختیار کئے گئے ہیں اسکے نسبت سرکار نظام کی عاقلانہ دور اندیشی
قابل تعریف ہے۔ اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار میں بھی
قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ ہوگا۔ المختصر کارہائے امدادی میں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار ایکسو انیس روپیہ
اور محتاج خانوں کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ اور معافی جمع کے بابتہ تیس لاکھ انسٹھ
ہزار ایکسو انہتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ سرکار عالی کا اس قحط میں صرف ہوکر
جس سے غریب رعایا کی جان قحط کے صدموں سے محفوظ رہی۔

اسی سال ستی کا مذموم و وحشیانہ طریقہ (جو ایک مدت سے جاری تھا) موقوف کیا گیا۔

گل دوم

سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری۔ دورۂ گلبرگہ شریف و اورنگ آباد۔ انعقاد

کونسل آف ایجنسی سرکلکتہ

سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری

۹ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ م ۶ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء روز چہار شنبہ کو اعلیحضرت (سب سے پہلے پہل) بغرض شرکت دربار قیصری (جسمین ملکہ معظمہ نے قیصرہ ہند کا خطاب اختیار فرمایا تھا) نہضت فرمائے دہلی ہوئے اس سفر مین نواب مختار الملک اعظم معہ اکثر امرائے نامدار کے ہمرکاب تھے - ۴ ماہ ذیحجہ کو اعلیحضرت دہلی پہونچے - توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہوئی ۶ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء روز شنبہ دن کے دو بجے ویسرائے ہند دہلی آئے - اسٹیشن پر بنگال و پنجاب و ممالک مغربی و شمالی کے لفٹننٹ گورنران افواج ہند کے کمانڈر انچیف - ۶۳ خود مختار رؤسا معہ دیگر بڑے بڑے افسرون نے لارڈ لٹن و لیڈی لٹن کا استقبال بجا لائے - ویسرائے بہادر نے تمام روسا کے جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ "اے راجگان و نوابان و سرداران و امیران مجھکو کمال مسرت و خوشی ہی کہ آپ سب صاحب ہند کے کل علاقون سے اس رسم ہمایون مین شریک ہونیکے لئے جمع ہوئے ہین جس سے امید کیجاتی ہی کہ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور اُس گورنمنٹ کے بڑے دوستون اور تحت رئیسون کے درمیان بنائے وداد و اتحاد زیادہ تر قائم و مستحکم ہو - جس دلی محبت سے آپ سب صاحبون نے میری دعوت کو قبول کیا ہی - مین اسکا شکریہ ادا کرتا ہون - اور مجھکو امید ہی کہ ہماری کارروائی کا اختتام بھی ایسا ہی مبارک ہوگا - جیسا کہ آج اسکا آغاز ہی - سب صاحب میرے طرف سی دلی خیر مقدم قبول کرین"

۹ ماہ ذیحجہ کو اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و امراء دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کو تشریف لیگئے - معاً اکیس ضرب اتواپ کی توپخانۂ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ادا ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا معہ ساز و سامان اعلی ویسرائے بہادر کو تحفہ دیا -

۱۳ ماہ ذیحجہ کو ویسرائے بہادر اعلیحضرت کی بازدید کے لئے انکی قیامگاہ پر تشریف لائے

اسکے بعد ۱۴ ذیحجہ کو مہاراجہ بنارس - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ جے پور - مہاراجہ ٹیکمگر - نے اعلیٰحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کیا -

۱۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م یکم جنوری ۱۸۷۷ع کو دربار قیصری منعقد ہوا - تمام مہاراجے و روسا ہند زینت دہ دربار قیصری ہوئے - اعلیٰحضرت کی کرسی گورنر جنرل بہادر کی کرسی کے محاذی تھی - اور حضور پرنور کے یمین و یسار امرا دولت سرکار نظام - بعد اُنکے تمام نوابان و راجگان و روسا ہندوستان تھے - کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا - غرضکہ ملا پسپیچ پڑہی گئی - جسکا ماحصل یہ تھا کہ "ملکہ معظمہ نے قیصرۂ ہند کا خطاب اختیار فرمایا ہی"۔

۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ بہوپال نے اعلیٰحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جس روز کہ دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اُس شب کو رزیڈنسی حیدرآباد مین جابجا روشنی لگیگئی تھی - اور تمام دفاترون مین پانچ روز کی تعطیل رہی - المختصر اعلیٰحضرت ۲۲ ذیحجہ کو دہلی سے نکل کر ۲۷ ذیحجہ کو داخل حیدرآباد ہوئے - تمام رعایائے ملک نے اُس روز خوشی منائی ہے - اور تمام شہر مین روشنی لگیگئی -

۲۱ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ م ۶ اپریل ۱۸۷۷ع یوم جمعہ دس بجے رات کو امیر کبیر شمس الامرا عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر عرف بڑے میان نائب السلطنت نے ۷۰ سالہ سن مین انتقال کیا آپکے فاتحۂ سوم کے روز ایک روز کی تعطیل دیگئی - رزیڈنٹ بہادر کا مراسلہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۷۷ع م ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۹۴ھ بنام نواب مختار الملک بہادر اسی مضمون کا وصول ہوا کہ بجائے نواب صاحب مغفور کے امیر کبیر اقتدار الملک وقار الامرا محمد رشید الدینخان بہادر نائب حضور قرار دئے گئے ہیں -

مراسلۂ مذکور کی نقل حسب ذیل ہے -

"صاحب عالیشان بہادر سر رچرڈ میڈ صاحب - کے - سی - ایس - آئی - رزیڈنٹ حیدرآباد برائے اطلاع سرکار دولت مدار اطلاع می نمایند کہ تجویز قرارداد مورخہ دوم مارچ ۱۸۶۹ع

م ۷ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۴ھ که برائے انتظام و بند و بست امور ریاست حیدرآباد تا زمان صغر سنی

نواب آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ

مرتب شدہ - حسب مضمون رقعہ خط فارن سکرٹری صاحب بہادر موسومہ رزیڈنٹ بہادر نمبر ۴۳ ۹ ۳ معرف (دہلی)

مکتوبہ بست و دوم ماہ مارچ مذکور مطابق ، رزیڈنسی الیہ بمنظوری و مقبولی سرکار ہند در آمدہ بود

و لہٰذا بر طبق مضمون آن نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے بہادر دوام اقبالہ آنچہ تجویز

و بند و بست امور سرکاری نسبت وفات شمس الامرا امیر کبیر عمدۃ الملک مرحوم و مغفور نور اللہ

مرقدہٗ و مرکوز خاطر سرکار دولتمدار بود بظہور کامل در آوردہ - نواب شمس الامرا امیر کبیر اقتدار

الملک رشید الدینخان بہادر را که برادر مرحوم و مغفور موصوف ہستند - برعہدۂ شارکت انتظام

امور ریاست حیدرآباد مامور و مقرر فرمودند - اجرائے کار علاقہ سرکاری حسب معمول بطرف

مدار المہام نواب مختار الملک بہادر سر سالار جنگ جی - سی - ایس - آئی - بصیغۂ صدر منتظمی

کارگزاری خواہد ماند - بہرحال دربارگی احکامات و مقدمات سترگ باتفاق رائے شارک منتظم

معہ شیخ صدور خواہد بود "

۱۲۹۵ھ میں حضرت دلاور النساء بیگم صاحبہ قبلہ (جو اعلیٰحضرت کی دادی صاحبہ تھیں) کو

ملکہ معظمہ کے جانب سے امپیریل آرڈر آف دی کرون آف انڈیا کا خطاب (طبقۂ شاہی ہند)

بوساطت جناب ویسرائے بہادر وصول ہوا - اور اسکے ساتھ ایک عنایت نامہ بھی تھا - چنانچہ

۴ رجب ۱۲۹۵ھ کو دربار منعقد ہوا - اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیٰحضرت کو وہ تمغہ تفویض

کیا - اعلیٰحضرت نے اپنے اور حضرت ممدوحہ کے جانب سے شکریہ ادا فرمایا - اور بعد برخاست

دربار بیگم صاحبہ کو وہ تمغہ دیا گیا - بیگم صاحبہ نے بکمال خوشی اوس تمغہ کو زیب تن فرمایا عنایت نامہ

کی نقل حسب ذیل ہے " از جانب ملکہ معظمہ قیصر ہند "۔

بجناب ولاور النسا بیگم صاحبہ حیدرآباد۔ بعد شرح مراتب؛ وجب اینکہ چون مابدولت سنا سب پسندایم کہ ایشان را رکن امپیریل آرڈر آف دی کردن آف انڈیا یعنے طبقۂ شاہی تاج ہند مقرر نمائیم۔ بنابران مابدولت از روئے عنایت ہذا کال استعمال و زیب بدن کردن تمغائے طبقۂ موصوفہ وحصول نمودن ہمگی حقوق متعلقۂ آن بہ ایشان عطا فرمودیم"۔

۹۶ - ۱۲۹۶ میں قحط زدگان آئرلینڈ (یہ قحط زیادتی بارش کے باعث ہوا تھا) کی امداد کیلئے (ﷲ ما لعہ) روپیہ چندہ حیدرآباد سے روانہ کیا گیا۔ جسمین ۲۰ ہزار سرکار عالی کے تھے اور باقی باشندگان حیدرآباد نے چندہ دیا تھا۔

اسی سال محمد شید بسبر حسین قلعدار کلیانی کو پیشگاہ خسروی سے خطاب خانی وبہادری قلیچ جنگ۔ امتیاز الدولہ عطا ہوا۔ اور نمائشگاہ شملہ کو حیدرآباد و اورنگ آباد کے اشیاء دستکاری بھیجے گئے۔ ۹۸ - ۱۲۹۶ میں جنوبی اضلاع پر قحط کی مصیبت نازل ہوئی تھی مگر سرکار عالی نے اس تیزی سے انتظام فرمایا کہ بنی نوع انسان کی جانین بچ گئین۔

۱۹ محرم ۱۲۹۹ھ م ۱۲ دسمبر ۱۸۸۱ء روز دوشنبہ بوقت ۶ ساعت روز شمس الامراء امیر کبیر محمد رشید الدینخان بہادر نے بعمر ۹۶ سالہ رحلت فرمائی۔ سرکار عالی نے آپکے سوم کے روز ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر کو عطا کی۔

دورۂ گلبرگہ شریف واورنگ آباد

اعلیٰحضرت کا سن مبارک ۱۶ سال کا تھا کہ سرسالار جنگ اعظم نے معاملات ریاست مین آپکی تعلیم شروع کردی۔ معتمد پیشی کو حکم تھا کہ روزانہ حاضر ہوکر امور ریاست کے طریقے عرض کرین۔ اور نیز دوسرے صیغون کے منتظم بھی ہمیشہ بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر اپنے اپنے کامون سے مفصل طور پر واقف کرائین۔ لیکن خود اعلیٰحضرت کی طبیعت

کا رجحان امورات سلطنت کے طرف ایسا تھا کہ باوجود کم سنی کے ہر ایک معاملہ کے رموز کو مستقول تو حسن طرز پر جانچتے تھے۔ چنانچہ آپ نے پہلا دورہ اپنی ریاست کے جنوبی (گلبرگہ شریف) و مغربی (اورنگ آباد) حصوں کا فرمایا۔ اس دورہ میں مختار الملک اعظم معہ دیگر ارکان دولت کے ہمراہ رکاب تھے۔ اس دورہ میں امور ریاست کے متعلق سر سالار جنگ کے بیش بہا مشورے اعلیٰحضرت کو آئندہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے۔

۲۶ صفر ۱۲۹۳ھ کو سواری مبارک گلبرگہ پہونچی۔ اور ۲۷ کو قلعہ کے معاینہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ ہوا۔ مولوی مہدی علیخان نے تفصیلی کارروائی عرض اور بندوبست کیلئے آلات اور انکا طریقہ عمل معہ تاریخی حالات کے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ مختلف قسم کے نقشہ جات اعلیٰحضرت کے ملاحظہ سے گذرانے گئے۔ شام کو اعلیٰحضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت سے فارغ ہو کر بسواری فیل خاصہ جلوسی طور سے شہر اور محبوب گلشن کی روشنی و آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا۔ ۲۸ کو بسواری اسپ (صبح کو وقت) تالاب بہوسگہ دیکھتے ہوئے محبس کا معائنہ کیا۔

۲۹ کو تعلقدار ضلع کے دفتر و خزانہ و پہرہ بندی و طریق حفاظت خزانہ پر نظر ڈالی گئی۔ پھر صدر تعلقدار و صدر عدالت سمت کے دفاتر کا ملاحظہ ہوا۔ چونکہ اس تاریخ آخری چہارشنبہ تھا۔ اسلئے اعلیٰحضرت نے محبوب گلشن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی۔ الغرض گلبرگہ شریف کے ملاحظہ سے فارغ ہو کر اورنگ آباد کے جانب کوچ ہوا۔ وہاں بھی چند دفاتر وغیرہ کی دیکھ بھال کی گئی۔ اور بزرگان دین کے زیارات سے مستفید ہو کر مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

بربیع الاول ۱۲۹۳ھ میں ڈیوک آف بکنگہم وارد حیدرآباد ہوئے۔ نواب

مختار الملک اعظم نے دعوت کا اہتمام کیا۔ ۲۰ ربیع الاول کو تالاب میر عالم پر دعوت کا انتظام تھا دفعتاً اُسی شب نواب مختار الملک بہادر کا مزاج مرض ہیضہ سے بگڑ گیا۔ افسوس ہی کہ دوسری تاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ م ۸ فروری ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کے بعمر ۵۴ سال آپکا انتقال ہوا۔ ۳۰ روز جمعہ کو ۱ بجے حضرت میر مومن صاحب قدس سرہ العزیز کے دائرہ مین دفن ہوئے۔ اس مرگ ناگہانی نے حضور پر نور اور ریاست دونوں کو اس وفادار وزیر کے خدمات سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔ چنانچہ سرکار عالی نے جریدہ غیر معمولی کے ذریعہ کمال درجہ اپنے افسوس کا اظہار کیا۔ اور تین روز کی عام تعطیل تمام دفاتر کو دی گئی۔

انعقاد کونسل آف ریجنسی

ویسرائے بہادر نے ریاست کے ضروری انتظامات کی غرض سے آنریبل سر اسٹوارٹ بیلی (ممبر سپریم کونسل ہند و سابق رزیڈنٹ حیدرآباد) کو وکالتاً روانہ کیا۔ اور رزیڈنٹ حیدرآباد سے مشورہ کرنیکی ہدایت دی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل غور و فکر کے بعد مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر اور نواب میر لائق علیخان بہادر (سر سالار جنگ ثانی) جائنٹ منتظمان مقرر ہوئے اور ایک کونسل آف ریجنسی قایم کیگئی۔ جسکے صدر نشین خود اعلیٰحضرت اور سکرٹری نواب میر لائق علیخان بہادر اراکین نواب بشیر الدولہ بہادر شمس الامرا بہادر۔ مہاراجہ نریندر بہادر قرار پائے۔ ہمارے معزز ناظرین کی معلومات کیلئے ذیل مین صاحب عالیشان بہادر کے ڈسپیچ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۳ء کی نقل درج کیجاتی ہی جو مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر کے نام آیا تھا۔

"بوصول منظوری نواب گورنر جنرل بابت تجویزات سر اسٹوارٹ بیلی صاحب خصوص

امور این ریاست در تقیهٔ رسائل ناظر دسالی بندگانعالی مناسب می نماید۔ که محض بلا انتظار وصول
حکم باضابطهٔ سرکار هند که بذریعهٔ چٹهی رسیدنیست آن مشفق را بطور سرسری از صورت تجویز مکمّله
قرار یافته است اطلاع دهند۔

(۱) انتظام امور ملکی از دست آن مشفق نواب میر لائق علیخان بهادر بطور مدار المهامی
شریک که ازان میان آن مشفق شریک اول و نواب موصوف شریک دوم خواهند بود اجرا
خواهد یافت۔ خلعت دیوانی بالفعل بکسے نخواهد شد۔ مگر امید کرده میشود که براه تمامی دوستی
آن مشفق مدتے نخواهد گزشت که میر لائق علیخان بهادر خود را لایق خدمتی سنگینی دیوانی خواهند ساخت۔
وقت مسندنشینی حضور پرنور بنظر لیاقت خود میر لائق علیخان بهادر بیاد آوری خدمات بے
بهائی پدر نامدار آوری بهادر موصوف خلعت دیوانی به بهادر موصوف خواهند بخشید۔ مگر
چنانچه از آن مشفق مخفی نخواهد بود که این امر موقوف بر تمامی تر کوششی که میر لائق علیخان بهادر بنمایند
تا خود را لایق جانشینی پدر بزرگوار خود سازند۔

(۲) مجلس موسوم به کونسل آف ریجنسی تقرر خواهد شد۔ مرتب از حضور پرنور رئیس مجلس و اراکین
ذیل یعنی دو امیر کلان خاندان شمس الامرا و آن مشفق و معتمد میر لائق علیخان بهادر اگرچه
بندگانعالی میر مجلس خواهند بود مگر عموماً در تجویزات مداخلت نخواهند کرد۔ الّا درصورتیکه
اراکین مجلس مختلف و هر دو جانب مساوی باشند البته رائے بندگانعالی پرسیده خواهد شد۔
این قائم مقام کمیٹی ریجنٹ سابق خواهد بود و همیشه معتمدات خلعت و جاگیر امور متعلقهٔ دیوڑهی و هم
درباره تمامی امور که از بهبودی بندگانعالی تعلق داشته باشند۔ رائے مجلس گرفته خواهد شد۔
و نیز بر مجلس لازم خواهد داشت که کاغذات طلب نماید و از رائے مجموعی خود بحضور پرنور و
صاحب عالیشان بهادر اطلاع۔ مگر هیچ اقتدار نخواهند داشت که در تمامی علاقهٔ سرکار تغیر و تبدل

هر دو مدار المهامان شریک یعنی آن مشفق و میر لایق علیخان بهادر جاری این ضابطه بسیار ضرورت است زیراکه محال است که حکمی از هیچ چهار جاری شود - و آن هم نوشتن لازم است که نواب بشیر الدوله بهادر در این خدمت عالی مرتبت را قبول نمایند - البته ضرور خواهد بود که از خدمت صدر المهامی کناره کنند -

ف ۳ بر این امر سر اسٹوارٹ بیلی صاحب بسیار غور نمودند که وقار الامرا بهادر در مجلس شریک نموده شوند یا نه چونکه بحیثیت خاندان و تعلیم به همه وجوه لیاقت این خدمت دارند وجه نه شامل کردن نام بهادر موصوف در مجلس فقط همین بود که مقرر شدن رکن از یک خاندان نامناسب است چنانچه واضح است اگر کدامی یک از این دو امیر از رکنیت انکار نمایند نواب وقار الامرا بهادر مقرر خواهند شد - بالفعل تقرر مجلس صرف خاص تجویز بندگانعالی خدمتی نفع رسان و ذی مرتبه به بهادر موصوف خواهند داد -

ف ۴ تجویزیکه خلاصهٔ آن بالا گذشت در دربار شنبه بعرض بندگانعالی رسانیده خواهد شد مگر بآن مشفق اختیار است که قبل آن بطور خانگی با مردمان متعلق اطلاع نمایند - سر اسٹوارٹ بیلی صاحب میخواهند که قبل از مراجعت خود معلوم شود که هر دو امرائے کلان خاندان شمس الامرا رکنیت مجلس قبول می نمایند - تا معلوم شود که حاجت تقرر نواب وقار الامرا بهادر احدے از امراء موصوف نخواهد افتاد آن هم اطلاعاً نوشته می شود - تجویزیکه بالا نوشته شد مقرر و معین شده است و اختیار کسے از امرا نیست که درخواست تبدیل یا تغیر دران نمایند - ضرور است که قبول نمایند یا انکار کنند - در صورت انکار نواب وقار الامرا بهادر در برائے رکنیت گفته خواهد شد از حکم تفصیلی سرکار بندگانعالی همراه صوبه آن مشفق اطلاع خواهد شد - و بعد از آن به توجه اهل انتظام مصروف خواهد شد بجانب تجویزات که بوجه نیز افسوس علت

مدار المہام نا مکمل بودہ اند۔

ولادت باسعادت شہزادی نظام النسا بیگم صاحبہ قبلہ

غرہ شوال سنہ ۱۲۹۹ھ م ۱۷ اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو اعلیحضرت کے مشکوے معلیٰ میں صاحبزادی بلند اختر کا تولد ہوا۔ نظام النسا بیگم صاحبہ نام رکھا گیا۔ اس نوید مسرت جاوید میں دن عید رات شب برات تھی۔ امرا و اعزا از خورد تا کلان نہایت تکلف کیساتھ بارگاہ خسروی میں بار نجیے داخل کئے۔ ابتدائے جلوس اعلیحضرت سے خاندان شاہی میں اس رسم کی نظیر نہین ملتی۔

سفر کلکتہ

۱۶ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ م ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو اعلیحضرت بغرض ملاقات ویسرائے بہادر عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے۔ ہمرکاب ظفر انتساب حسب ذیل امرا و اعزا تھے۔

"مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ بہادر۔ نواب میر لائق علیخان بہادر۔ نواب شجاع الدولہ بہادر۔ نواب آصف نواز الملک بہادر۔ نواب قادر الدولہ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلیمنوہر بہادر۔ راجہ گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علیخان بہادر صاحبزادۂ دوم۔ نواب میر منور علیخان بہادر صاحبزادہ۔ سلطان الحکما حکیم وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر غضنفر علی صاحب۔ مسٹر سیسی کلارک بہادر۔ مسٹر ولکنسن بہادر۔ مسٹر ڈالس بہادر وغیرہ وغیرہ"

غرضکہ سواری مبارک معہ خدم و حشم با شوکت و شان و جاہ و جلال روانہ ہوئی اور بلدہ میں بوجہ موجودہ اراکین کے ہمراہ جانے سے اجرائے کار کے لئے نواب بشیر الدولہ

بہادر رکن مجلس ریجنسی میر مجلس سرکار بطور ہنگامی معہ راجہ ہری کشن بہادر مددگار کے
مقرر کیئے گئے ۔ اعلیحضرت دار السلطنت کلکتہ پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے ۱۰۱ ضرب
توپ کے سر ہوئے ۔ لارڈ منٹو گورنر جنرل نے نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ ملاقات فرمایا ۔ اور بعد
ختم کلام اعلیحضرت کی طبیعت کو معاملات ریاست کے جانب مائل دیکھکر کہا کہ آپ اب بالاستقلال
حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے ۔ اور ۵ فروری ۱۸۸۴ء م ۷ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ
کو آپ معہ کامل اختیارات ریاست کے مسند نشین کئے جائینگے ۔ جلسہ تخت نشینی کی تیاری فوری
شروع کر دیجائے ۔ اسپر اعلیحضرت نے لارڈ رپن بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت
جلسہ حکمرانی کی دعوت دی ۔ گورنر جنرل بہادر نے بہ طیب خاطر قبول کیا ۔ چونکہ اُس زمانہ مین
نمائشگاہ کلکتہ کا افتتاح ہوا تھا اسلئے اعلیحضرت نمایش کے معاینہ مین مشغول ہوئے ۔ اور اس
نمایشگاہ سے تین لاکھ روپیہ کے قیمتی اشیاء خرید فرمائے ۔ اسکے بعد ۹ صفر کو محمد رحیم الدین
اور نصیر الدین حیدر (ممبران خاندان ٹیپو سلطان) اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (ممبر
خاندان شاہان اودھ) اور نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ۔ آئی ۔ ای ۔ نائبان کمیٹی
انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ نے ایوان دربار اعلیحضرت مین
بوساطت مسٹر ڈابس بہادر باریاب ہوئے ۔ اور تہنیت نامہ پڑھا ۔ جسکا ملخص یہ تھا کہ ہم
عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالیان اسلام کی جماعت
کے طرف سے کہ جنکی نیابت اور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے
ہین ۔ اس تہنیت نامہ عجز و ختامہ کے ساتھ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع الشان ہمایون
اس شہر زینت آمیز مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرۂ ہند
کا دار السلطنت بھی ہے ۔ حاضر بارگاہ رفعت پائگاہ ہوں ۔ حضرت رفیع المنزلت ہمایونی

چونکہ اقلیم ہندوستان کے اعظم ترین ریاستہائے اسلامیہ کے مالک ہین ۔ لہذا ذات والا صفات ہمایونی لا محالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کے تعظیم وعقیدت کا مرجع ہین ۔ وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اور ازدیاد تسہیلات وسائل و ذرائع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو فیمابین دار السلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان معدلت توامان جم غفیر و سعدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر کرتے ہین ۔ قائم ہین ۔

یہہ پیاری باتین ان کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین ۔ اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کے اس شہر نزہت آمیز مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار کرنا اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کے منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہی ۔ چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت آمیز کو تشریف قدوم فیض لزوم سے مشرف فرمایا ہی ۔ لہذا رونق افروزی بندگانعالی متعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایائے ہندوستان کے نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے ۔ اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین آثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے اپنی زحمتین اس شہر مینو چہر مین رونق افروزی کے لئے اسواسطے گوارا فرماتے ہین کہ اس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک غیر کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایۂ حمایت لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئی ۔

ہم امید کرتے ہین کہ یہ رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلی بندگانعالی متعالی کے ذریعۂ تفریح وازدیاد معلومات ہوگی ۔ بلکہ یہ نتایج ایسے پیدا کریگی جو علی الدوام

حق میں اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہو گئے ۔ جبکہ عنان صلاح و فلاح خداوند برحق
نے بتفویض بقدرت قاہرہ ہمایونی سرکار کی ہے ۔ اور اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ
رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان حکومت نظم و نسق ریاست فرخ بنیاد حیدرآباد
بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہیں ۔ ہم اس خیال مسرت مآل سے کمال
شادمان و فرحان ہیں ۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہیں کہ بعد جلوس میمنت مانوس
حضرت اقدس اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام
اور آبا واجداد کرام کے استحکام ملکی کے ساتھ ان ترتیبات و عروج پایہ ہنر و افنون کے
جو مبنی ہیں اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی میں ممالک شرق و غرب کے
محمود و مسعود سمجھے جاتے ہیں جلوہ گاہ امن و راحت کا ایک دائمی مرقع بنا رکھ کر
ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و مسرت کافہ طبقات مسلمین قلمرو اعظم ہندوستان
ہو گا۔

آخر میں ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی میں بخضوع و خشوع تمام
دست بدعا ہیں کہ حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت بطرف وطن
مالوف سالماً و غانماً تمام سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم
بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرماوے ۔ اور رعایا مرفہ الحال و سعادت اشتمال کو تمام
عدل و داد و کمال کامیابی و فیروزمندی کے زیر گاہ ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے
آمین ”

اس موقع پر ایک قصیدہ منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن و ریپن پریس کلکتہ ۔
اعلیٰحضرت کے حضور میں پیش کیا گیا ۔ جو بوجہ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے ۔

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس واعلی نے ارشاد فرمایا کہ "آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا"۔

چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب اعلیحضرت۔ نواب سرور جنگ بہادر نے کہا کہ "خدا تعالی اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو اچھی طرح معلوم ہوا ہی کہ اس ملک کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم واکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین۔ اور اگلے وقتون مین بھی یہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید وگذشتہ کیفیت لائق تعریف ہو ماہدولت کے نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس شہر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم ومحبت قلبی سلف سے قائم ہے۔ مرفہ حال وخرم وشاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو سیر وسیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اُسقدر شوق یہان آنیکا زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہی اور چونکہ اگلے زمانہ مین اسقدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ دشوار گذار وخطرناک تھا بایں وجہ بیرونی ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت کم آتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین اور اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی

ہونے پائی ۔ اب سرکار ہند کے فیض عام وحسن انتظام کے باعث نہ کوئی صعوبت راہ کسی
قسم کا خطرہ باقی رہا ۔ اور اگرچہ اپنے خاندان مین مین ہی پہلے پہل اس ملک مین قدم
رکہا ہون مگر مجہکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لائق اور قابل باشندون مین اور میرے
ملک کے لوگون مین بہی سلسلۂ آمد ورفت قائم ہوجائیگا ۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے
اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کیواسطے بہی مفید ہوگا ۔ یعنے جس قدر تجربہ اور علم مجہکو اس
سفر مین حاصل ہوا ہے ۔ اچہی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کے فلاح مین خرچ کرونگا
اور بہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تہا ۔ اگرچہ جو وجہ آپ نے میرے اس سفر کی بیان کی
ہے وہ بہی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بہی خیال ٹہیک ہے کہ جلسۂ تخت نشینی حصول
اختیارات وعنان نظم ونسق جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے مین ہمہ تن اپنی رعایا اور
سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہونگا
اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکہا جائیگا کہ تہذیب مشرقی کم نہو جائے ۔ اور تقلید محمود مغربی
ہاتہ سے نہ جانے پائے ۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک
ایسے مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہائے دراز سے بہ ظل حمایت سرکار
عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجۂ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر
مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بہی ہونگے ۔
اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور
حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون ۔ اور جو عمدہ نتائج آپکی کوشش سے کے نسبت
بہ تعلیم وتربیت مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین انکے سننے کا ہمیشہ مشتاق

رہونگا۔ اور اب مین بہت خوشی سے آپ کے اڈریس کو قبول کرتا ہون اور اس دعا کا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کے نسبت اڈریس
مین مندرج کی ہے"

اعلیحضرت نے قبل از روانگی کلکتہ ۵ ہزار روپیہ خیرات خانون مین تقسیم فرمایا۔ اور
بلدہ حیدرآباد مین رزیڈنٹ بہادر کا تار نواب بشیر الدولہ بہادر کے نام مدینہ ہون وصول
ہوا کہ ... شکر خیراندیشی آن بہادر ادای تمام ... ہیچ ... نیست کہ فیصلہ ویسرائے نسبت
مسند نشینی عنقریب در جریدہ طبع شود۔ اینجانب ہم بلحاظ این خبر خوش بہ آن بہادر
مبارکباد میرسانم"

چنانچہ حسب الحکم نواب بشیر الدولہ بہادر نوید مسند نشینی کا حکم مؤرخہ ۸ ... ۱۳۰۱
جریدۂ اعلامیہ مین حسب ذیل شائع ہوا۔

الحمد للہ علی نعمائہ الکاملۃ و آلائہ الشاملۃ کہ بہ برکت ... سال
... سال ... بتاریخ پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۱ نبوی صلعم سال ہجدہم از ولادت با سعادت
حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بہ اتمام رسیدہ بروفق رسم و رواج این دولت
ابدمدت و حسب منظوری سرکار عظمت مدار شاہنشاہی کہ در ہمہ حال مربی و خیرخواہ بلا اشتباہ
حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی است۔ وارث ملک و مال و افق مملکت را ہلال قریتم عمان
ملکداری نوبادۂ دودمان شہریاری حضرت بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ مدظلہ العالی بر وسادۂ حکومت آبائی خود جلوہ افروز
خواہند گردید۔ بنا بران بہ جملہ رعایا و برایا و جاگیرداران و زمینداران و عہدہ داران اہل سیف
و قلم و غیرہم از طرف سرکار عالی مژدہ باد کہ نواب بشیر الدولہ بہادر حالا بعد حصول

عرض اطلاع صدر الکرچیف پریسیڈنٹ گورنمنٹ وجود که وقت اولین فرض خود میدانند که شکریهٔ الطاف و عنایات حضرت قیصر ہند و گورنمنٹ برٹش انڈیا ادا نمایند که از بدو امر تا حال در ہمه حال معین و حافظ ذات اقدس حضرت بندگانعالی و قیام امن و امان ممالک محروسهٔ سرکار عالی مانده است و بممنونی تمام بالاعتراف می نمایند که جمیع صاحبان رزیڈنٹ بہادر که درین تمام عرصه مدت بحیثیت جانشینی گورنمنٹ انڈیا در حیدرآباد تشریف داشتند ہمواره در اہتمام مقاصد مذکوره دقیقه از دقائق فرو نگذاشته اند نیز شکریهٔ آن ہمه عهده داران و خیر خواہان دولت و خصوصاً کپتن کلارک صاحب اتالیق حضور پرنور ادا می نمایند که از ابتدا صغر سنی حضرت بندگانعالی در حفظ صحت و تندرستی و تعلیم و تربیت حضرت اقدس و اعلی مساعی جمیله بکامیابی تمام بعمل آورده اند ـ اکنون یقین کلی است که چون حضرت بندگانعالی زمام اختیار در قبضهٔ اقتدار خود خواہند گرفت صلاح و فلاح ملک و رعیت روز افزون و ترقی عدل و انصاف از حد بیرون خواہد گزشت ـ پس بر ہمگنان را لازم است که درچنین ساعت مسعود و زمان محمود دست بدعا شوند ـ که خداوند عالم و عالمیان و حاکم علی الاطلاق زمین و زمان در عمر و دولت فرمانفرمائے ما بیفزاید و عہد حکومت حضرت ممدوح ایشان را در حق جمیع رعایا و برایا مہنا و مبارک کناد آمین ثم آمین بحرمت النبی و آله الامجاد"۔

اعلیحضرت مع الخیر و الظفر ۵۔ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ روز شنبه تین بجے دن کے کلکته سے روانه ہوئے ۔ ۹۔ ربیع الاول روز چہارشنبه چار بجے دن کے داخل گلبرگه شریف ہوئے ـ اور ڈائرکٹران مل کی درخواست پر اعلیحضرت نے اپنے دست مبارک سے گلبرگه مل کا پتھر بنیادی رکھا ـ اور ڈائرکٹران مل کے اڈریس کے جواب مین حسب ذیل

ارشاد فرمایا۔

"مسٹر چیرمین اور لیڈیز و جنٹلمین - مین آپ لوگونکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے اسبات سے بڑی مسرت ہی کہ مین نے اس مل کے سنگ بنیاد قائم کرنیکے لئے جو چندروز کے آگے آپ لوگون نے مجھے دعوت دی تھی اسکے قبول کرنیمین مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی جب یہ مل بنکے تیار ہوجائیگی تو اس ریاست مین دوسری مل ہوگی۔ تقریباً دو برس ہوئے مین نے بہمراہی ہزاکسلنسی سرسالارجنگ مرحوم حیدرآباد کی کاٹن مل ملاحظہ کی تھی اور وہان جو کچھ دیکھا اس سے مجھکو بڑی دلچسپی ہوئی۔ یہ کہنا بیکار ہے کہ ہزاکسلنسی نواب سرسالارجنگ مرحوم نے میرے قلمرو مین کارہائے صنعت و حرفت کے اجرا کے نسبت جو خیالات ظاہر کئے تھے۔ اور جنکا آپنے اس مشترکہ کمپنی کے زوبرو معقول اشارہ کیا ہی ہو سے طور پر اتفاق کرتا ہون۔ مین اس ملک کے وسائل ترقی پر بہت جلد کامل غور کرونگا۔ کیونکہ مجھے اسبات کا پورا پورا یقین ہے کہ اسکا نتیجہ میری رعایا کی سرسبزی اور کارسازی ہوگا۔ اور اسوجہ سے مین اس کام کی دلچسپی ظاہر کرتا ہون اور ہمیشہ ظاہر کرتا رہونگا۔ مین آپکی درخواست کو نہایت خوشی سے منظور کرتا ہون کہ آپ اس کمپنی کا نام گلبرگہ محبوب شاہی مل کمپنی لمٹیڈ رکھین۔ اور مجھے صدق دل سے امید ہی کہ یہ مل بہت جلد نفع بخش ثابت ہوگی۔ اب مین اس خوش آیند خدمت کو جو اس خوبصورت مل کے استعمال سے متعلق ہے ادا کرنیکے لئے آگے بڑھتا ہون۔ اور گلبرگہ محبوب شاہی کمپنی لمٹیڈ کا سنگ بنیاد رکھتا ہون۔"

اسکے بعد اعلیحضرت نے بڑی خوش اسلوبی اور خوبصورتی سے مل کا سنگ بنیاد نصب فرمایا ہز ہائنس اپنی ریاست مین صنعتی کامونکی ترقی مین جسقدر دلچسپی ظاہر فرماتے ہین اسکی توضیح

کیلئے یہ امر قابل بیان ہے کہ جب حضور ممدوح اپنی دارالخلافہ کو واپس آئے۔ گلبرگہ ال کے حصہ داری کی کتاب طلب فرما کر کئی حصے خرید فرمائے۔ الحاصل ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۰ روز پنجشنبہ کو گلبرگہ شریف سے روانہ ہوکر ۱۱ روز جمعہ دس بجے دن کے حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ ۱۰ و ۱۲ کو تمام دفاتر مین تعطیل دیگئی اور جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی۔ اسٹیشن ریلوی خوب ہی آراستہ وپیراستہ کیا گیا تھا۔ اور ہزارہا جھنڈیان سرخ و زرد دو رویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئین تھین۔ افضل گنج کے شفاخانہ کی روبرو ایک شامیانہ پر تکلف کھینچا گیا تھا۔ اور اہلکاران صفائی کے اہتمام سے خوش وضع کمانین تیار ہوئی تھین۔ افضل گنج سے تا بہ محل شاہی دو رویہ قندیلین روشن تھین۔ اور جملہ ساکنین بلدہ نے اس تقریب پر اپنے اپنے مقدور کے موافق مکانون کی آراستگی اور روشنی کا اہتمام کرکے اظہار مسرت وشادمانی کیا تھا۔

گل سوم

جشن حکمرانی کی اسپیچ و لیسیبر بہادر جو اعلیحضرت اقدس و اعلی نے عطیہ خطابات و مناصب یوم حکمرانی کی رسم علی تیندی تقریر گورنر جنرل بہادر - مدار المہامی نواب عماد السلطنت بہادر حکمنامہ خاص اعلیحضرت حضور پر نور

جشن حکمرانی

اعلیحضرت کی واپسی کلکتہ پر فوراً اس دلچسپ رسم فرمانروائی کی تیاریاں شروع ہوگئیں جو لارڈ رپن ادا کرنے والے تھے۔ اور یہ رسم نہایت وقیع تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ اس سے قبل کوئی ویسرائے حیدرآباد کو نہیں آیا تھا۔ اور لارڈ رپن پہلے ویسرائے تھے جو حیدرآباد تشریف لائے۔

علاوہ بریں اعلیحضرت بھی ریاست کے اول فرمانروا تھے۔ جسکو ملکہ معظمہ کے نائب السلطنت نے بہ نفس نفیس مسند نشین کیا۔ الحاصل جشن کی رونق دوبالا کرنیکے لئے گورنمنٹ نظام اور امرار عظام نے پورا پورا تکلف کام میں لایا۔ اور حسب قرارداد ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری م ۲۸ جنوری ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن معہ لیڈی رپن کے کلکتہ سے جہاز میں سوار ہوکر ۲ ربیع الثانی کو مدراس پہونچے۔ اور وہاں سے ۳ کو ۲ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین عازم حیدرآباد ہوئے دارالسلطنت حیدرآباد سے راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر و نواب میر لائق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے۔ ۴ ربیع الثانی کو لارڈ ممدوح مع لیڈی و اسٹاف اسٹیشن حیدرآباد پر اترے۔ توپخانہ شاہی سے ۳۱ ضرب کی سلامی سر ہوئی۔ چونکہ اعلیحضرت معہ ارکان و اعیان سلطنت اسٹیشن پر موجود تھے (اسوقت اعلیحضرت ایک سادہ سیاہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور سیاہ دستار فرق مبارک پر تھی) اسلئے ویسرائے بہادر نے اترتے ہی آپ سے اُن سے شیک ہانڈ (مصافحہ) کیا۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے تمام امرا نے ہاتھ ملایا۔ بہت سے تعارفات کے بعد کل پارٹی کی تصویر لیگئی۔ اور سواری بگھی چار اسپہ ویسرائے بہادر معہ اپنے بدرقہ یوروپین سوارونکی بلارم کی رزیڈنسی کو روانہ ہوئے اور اعلیحضرت ایوان شاہی کو معاودت فرمائے۔ رسوم حکمرانی کے متعلق رزیڈنسی میں

بہت سے معزز یورپین معززین کی دعوت بھیجی گئی تھی۔ جنہیں گورنر مدراس کمانڈر انچیف ہند۔ کمانڈر انچیف مدراس اور ان کے ارکان وا سٹاف وغیرہ تھے۔ اسیطرح حیدرآباد اُن عمائد و دیسی معززین سے بھرا ہوا تھا جو اس دلچسپ رسم میں شریک ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔

ڈیوک آف کناٹ اور کمانڈنگ افواج بمبئی نے اپنے شریک ہو سکنے کا افسوس ظاہر کیا۔ ۵ ربیع الثانی کو یکشنبہ کا روز ہونے سے (یہ روز عیسائیوں کی عبادت کا ہے) کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ۶ ربیع الثانی روز دوشنبہ کی صبح کو اعلیٰحضرت نے ویسرائے بہادر سے تخلیہ کی ملاقات کی۔ پھر دوپہر کے بعد مارکوئیس آف رپن ہزایکسلنسی کی بازدید کو تشریف لائے۔ الوال سے ایوان شاہی تک جو سڑک آئی ہے اوسپر کمال انتظام و اہتمام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہ پاتا تھا۔ سڑک کے ہر دو طرف پولیس و جوانان پلٹن اور سواران باقاعدہ آئین فوجی کیساتھ باادب انتظاماً استادہ تھے۔ جسوقت لارڈ بہادر ایوان شاہی میں داخل ہوئے تو توپخانۂ شاہی سے اکیس ضرب سلامی سر ہوئے۔ اور شام کو بہت بڑا لیوی دربار منعقد ہوا۔

۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو بھی ایک شاندار دربار کا انعقاد ہوا۔ اس دربار کی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کافی الفاظ نہیں مل سکتے۔ البتہ جو شہنشاہ اکبر و شاہجہان کے دربار کے حالات تاریخ کے صفحون پر ہم کو لکھے ہوئے نظر آئے تھے وہ آج کے روز حیدرآباد میں آنکھوں سے دیکھے گئے۔ ایک مدت کی بعد باشندگان حیدرآباد کو یہ تقریب جسمیں فرمانروا کو پورے انتظامی اختیارات ملنے والے تھے وہ دیکھنے کو ملی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو جوش اور سرگرمی اس مبارک تقریب میں ظاہر کیگئی تھی وہ معرض بیان میں نہیں آسکتی

ہر ایک امیر۔ غریب۔ بڑا و پیر۔ بلا لحاظ مذہب و ملت اس تقریب میں خلوص
دل سے شریک تھا۔ اگرچہ حیدرآباد دیوں بھی معمولی ایام میں آراستہ دولہن بنا رہتا ہے
لیکن اس غیر معمولی مبارک موقع پر لوگوں کے زرق برق لباس اور آراستگی مکانات نے
شہر کو قابل دید بنا دیا تھا۔ گلی اور کوچوں میں لوگوں کی اسقدر کثرت تھی۔ کہ جنہیں دیکھکر
لوگ بھی متحیر ہوتے تھے۔ جو مشرقی شہروں کے لوگوں کو دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ بالخصوص
یہاں کے لوگوں کو تہیاروں کیساتھ دیکھ اور بھی دلچسپی کو بڑھا دیتا تھا۔ الحاصل صبح کی
سات بجے سے لشکر قاہرہ اور رسالوں وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور اہلکاران کو توالی
نے اسقدر ناکہ بندی کی کہ سواری گاڑی۔ میانہ۔ اسپ وغیرہ تو کہاں پیدل بھی ہر طرف سے
رک گئے تھے۔ ہر سمت تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ ہر دو جانب سواران با قاعدہ کا انتظام
تھا۔ شاہی محل کے داخلہ کے لئے امرا و اعزہ و سرداران سیف و قلم کو ٹکٹ تقسیم ہوئے تھے
اور دار الامارۃ شاہی میں ایک جانب حبشیوں کا رسالہ اور دوسرے طرف خاص جمعیت علاقہ میں
نظام محبوب صف بستہ استادہ تھی۔ غرضکہ دربار کا رعب و داب دیکھکر ناظرین کے دل پر ہیبت و دبدبہ
میں لرزہ پڑتا تھا۔ چنانچہ جس جگہ دربار ہوا وہ چومحلہ۔ محلات شاہی میں سب سے زیادہ وسیع
اور خوش منظر و ہلا کار ہے۔ اور آفتاب محل۔ مہتاب محل۔ تہنیت محل۔ افضل محل
کے نام سے موسوم ہے۔ ایک طرف شامیانہ زربفت کا گنگا جمنی چوبوں پر استادہ تھا
اور اُسکے نیچے بیچ وسط میں ایک مرصع تخت بچھا ہوا تھا۔ جو مکمل زردوزی زر و مسند سے
آراستہ تھا۔ اُسکے اطراف طلائی اور نقرئی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور تخت شاہی کے
یمین و یسار امرا نامدار و ارکان دولت و اعیان سلطنت راجہ۔ مہاراجہ۔ حاکم امیر
وزیر۔ یونیفارم و ڈریس زیب تن کئے ہوئے اپنے اپنے عہدوں پر موجود تھے۔ تمام فرزندان

تی انجمن زمین پر اور گوشہ دل اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے ہوئے تھے۔ اور باہر کے درجہ مین عہدہ دار
و منصبدار شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے۔ اسی لگے ہوئے درون مین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیارون
مین ڈوبے ہوئے۔ ننگی تلوارین علم کیے ہوئے کھڑے رہتے تھے۔ پھر ان کے برابر خاص پادشاہی ہاتی بہادر سپاہی
عرب و افغان دائین۔ بائین جدا جدا وردیان پہنے جمے تھے۔ اور وہان سے دروازہ تک
سوارونکی پہرے دورویہ صف بستہ موجود تھے۔ جو درباری لوگ آتے۔ پھر وہ پھاٹک تک بلائے
اندر چلے جاتے تھے۔ مگر دبدبہ و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ہوش و حواس کے قدم تھراتے تھے۔ نو بجے
کے قبل چار امراے عظام کا ایک ڈپوٹیشن ویسرائے بہادر کی خدمت مین بلارم روانہ ہوا۔ اور
ٹھیک نو بجے ویسرائے بہادر بہمراہی فارن سکرٹری۔ پرائیویٹ سکرٹری۔ ملٹری سکرٹری۔
اور فارن ڈپارٹمنٹ کے کل افسر۔ پرنسپل اسٹاف۔ بریگیڈیر جنرل حیدرآباد و بنگلور
جنرل کنٹنجنٹ اور جلو مین چودہوین حضار اور ایک توپخانہ کارشالہ (جس مین دو سو سوار
یورپین اور چھ توپین تھین) ایوان شاہی کو روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت حیدرآباد کنٹنجنٹ
کے توپخانے سے سلامی اتاری گئی جب ایوان شاہی مین داخل ہوئے تو اعلحضرت نے استقبال
فرمایا۔ توپخانہ شاہی سے پھر سلامی ۳۱ ضرب توپون کی سر ہوئی۔

اعلحضرت اور ویسرائے بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوئے۔ اور ارکان دولت و
اعیان سلطنت چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹھے۔ جب توپون کی
آواز بند ہوئی تو ویسرائے بہادر نے استادہ ہو کر یہ فرمایا کہ "افسوس یہ جلسہ ایسے
شخص سے خالی ہے جو اس کی تمنا مین مر گیا (یہ اشارہ سر سالار جنگ بہادر مرحوم کی جانب تھا)
وہ سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیرخواہ تھا"۔

پھر فرمایا کہ "رعایا کو پادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے۔ اگر

بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھ رکھتے ہین۔ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے۔

بعد ازان ویسرای بہادر نے اعلیحضرت کو مخاطب کر کے ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی جسمین علاوہ تہنیت و تبریک کے آئندہ انتظام ریاست کے متعلق بہت سے نصائح تھے۔ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین

اسپیچ لارڈ رپن وایسرای بہادر

اسے حضور نظام مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ آجکے روز اس موقع پر حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کی طرف سے آپکو ریاست کے اقتدارات و اختیارات سپرد کرنیکی خدمت بجا لانے مین مجھکو کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ چند ہفتہ کے پیشتر جبکہ آپنے مجھ سے نہایت خواہش کیا تھا اس رسم کے ادا کرنیکے لیے حیدرآباد آنیکی درخواست کی تو مجھکو بھی آپکی درخواست کے منظور کرنیکی پوری خواہش ہوی۔ کیونکہ آپ کی درخواست سے آپکی وہ محبت وہ صداقت جو برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہے ظاہر ہوتی تھی۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ہی وایسرای ہون جسے حیدرآباد آنیکا اتفاق ہوا ہے۔ اور میرا یہان آنا صرف اسی بات کو ظاہر نہین کرتا کہ اس ریاست عظمی اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان نہایت مضبوط دوستانہ روابط ہین بلکہ اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کو آپکی خیرخواہی و خوش دلی کا نہایت خیال ہے اور اسمین وہ پوری پوری دلچسپی لیتے ہین۔ آپکے طفولیت کی زمانہ دراز مین آپ کی اور آپکے رعایا کی خوش نصیبی کا باعث تھا کہ ایک ایسا شخص انتظام ریاست پر مامور تھا جو ہندوستان کے منتظمون مین اعلی درجہ رکہتا تھا۔ اوسکی دانائی اور اوسکی لیاقت اور اوسکی وفاداری آپکے ساتھ بہت بڑہی ہوئی تھی۔ آپکے طفولیت کی زمانے مین بہت سی سخت مشکلین اوسکے

درپیش آئیں۔ لیکن باوجود اسکے اُسنے اُن پر غالب ہوکر اس کامیابی کے ساتھ امور ریاست کو
سرانجام دیا ہے۔ کہ جسکی وجہ سے وہ آپ کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شکرگذاری کا پورا مستحق ہے
سالارجنگ نے آپکے زمانہ طفولیت مین ریاست کے انتظام مین بہت کچھ اصلاحین کین۔ آمدنی
کو بڑھایا۔ اور جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ یہانتک کہ اپنے مرنیکے وقت بھی
اور اصلاحات کو سونچ رہے تھے۔ مجھکو امید تھی کہ جب آپ مسندنشین ہونگے تو وہ اپنے
کامل تجربہ سے آپکے معین رہینگے۔ اور سرگرمی کے ساتھ آپکی خدمت بجا لائینگے لیکن خدا کو
یہ بات منظور نہ تھی۔ اور ایسے وقت پر اُنہین دنیا سے اٹھا لیا۔ جبکہ آپکو اونکی
مدد کی ضرورت بلکہ اشد ضرورت تھی۔ اس مسرت انگیز موقع پر اُنکی عدم موجودگی سخت رنج
و افسوس کا باعث ہے۔ اگرچہ وہ خود زندہ نہین ہین۔ لیکن اُنکی کارروائیان باقی ہین جنہین مین
امید کرتا ہون کہ آپکے وزراء وسعت دینگے۔ اور اُنکی توسیع کو اپنا فرض منصبی سمجھین گے
مین چند کلمے نصیحت کے آپکو دوستانہ کہتا ہون۔ اور وہ یہ ہین کہ آپ اپنی مالگزاری کو
دیکھین۔ کیونکہ مالگذاری کا اچھی طرح نہ وصول ہونا ریاست کی تباہی کا باعث ہے۔ اگرچہ ہر جگہ کی یہی
حالت ہے۔ لیکن خاص کر کے ہندوستان مین جہان مالگزاری کا عمدہ انتظام نہین ہے۔ اور
اوس سے بے پروائی سے کام لیا جاتا ہے۔ تو سنگین ٹیکس مقرر کرنے پڑتے ہین۔ اور
پھر رفتہ رفتہ افلاس بڑھتا جاتا ہے۔ اور رعایا تباہ ہوتی جاتی ہے۔ اور اسکے بعد زیادہ سود
پر قرضہ لینا پڑتا ہے۔ اور آخر مین دیوالہ نکلتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ کفایت شعار منصفانہ
ٹیکس لازم ہین کیونکہ وہ رعایا کی آسودگی اور دولت کی ترقی کا باعث ہین۔ مالگزاری
کا عمدہ قاعدہ ہندوستان مین عمدہ گورنمنٹ کی بنیاد ہے۔ اور بغیر اسکے حاکم کو راحت
و آرام نہین رہتا۔ اور لوگ مفلس و قلاش ہو جاتے ہین۔ اسکے بعد مین امید کرتا ہون کہ آپ

ہمیشہ عدل و انصاف کی پابند رہینگے۔ اور انکی پوری پوری نگرانی کرینگے۔ آپکو جاننا چاہیے کہ
ریاست مین جوڈیشل افسر ایسے ہونا چاہیے۔ کہ جنکا دامن حال بدگمانی سے بالکل پاک و صاف
ہو۔ اور وہ بلا کسی کی رعایت کے اپنی خدمت بجا لائین۔ ایسے لوگونسے رعایا۔ حاکم کی نسبت
وفادار ہوتی ہے۔ اور ہمسائے متعجب ہوتے ہین۔ حقیقت مین عدل و انصاف تاج شاہی
کا ایک چمکدار جوہر ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اس جوہر کو ہمیشہ تابان و
درخشان رکھینگے۔

اے حضور نظام آپکو ایک بڑا اور سخت کام درپیش ہے۔ کیونکہ آپ تقریباً ایک
کروڑ آدمیون کے فرمانروا ہین جنکی فلاح اور بہبودی آج سے آپکی عقلمندی۔ آپکی نجابت
اور آپکی انکساری پر منحصر ہے۔ مین آپکو عاجزی کیساتھ کہتا ہون کہ آپ ظاہری شان و شوکت
کا جو چند روزہ ہے خیال نکرین۔ مال و دولت پر جو چوطرف سے آپکو گھیرے ہوئے
ہین گھمنڈ نہ فرماوین۔ اور لوگونکی چاپلوسی اور خوشامد کی پروا نکرین۔ آپکا ملک نہایت
وسیع آپکی آمدنی بہت زیادہ اور آپکی رعایا کثیر التعداد ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپکو چاہیے
کہ انمین کسی چیز کو آپ اپنے فخر کا باعث نہ ٹھہرائین۔ آپ ہنوز نوجوان ہین اسلئے نوجوانی
کی خواہشات چوطرف سے آپ پر زور ڈالین گے۔ لیکن آپکو لازم ہے کہ ان کے مغلوب نہ ہون
اور ہمیشہ ان سے محترز رہین۔ آپکو بہت سے عمدہ کام اور عمدہ اغراض درپیش ہین۔ اگر
آپ دیسی رئیسون مین ناموری پیدا کرنا چاہین تو ضرور ہے کہ ریاست کا عمدہ انتظام اور
رعایا کی آسودگی کو ہمیشہ مدنظر رکھین۔ آپکی رعایا کی وفاداری کو جو آپکے گھرانے کی
نسبت قابل تعریف ہے۔ نہ صرف قائم رکھنا آپکا کام ہے۔ بلکہ بمرور ایام اوسکو
مستحکم کرتے جائین۔ آپکو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آپکی رعایا کی حفاظت کچھ اسلئے آپکے سپرد

نہین ہوئی ہے۔ کہ آپ اس سے بے پروائی کرین۔ اور اسکو اپنی مفاخرت کا ذریعہ بنائین بلکہ اسلئے سپرد ہوئی ہے کہ آپ ہمیشہ اسکا خیال رکہین۔ کیونکہ رعایا کی مرفہ الحالی آپکی خوشی کا باعث ہوگی۔ اور انکی آسودگی مین آپکی حفاظت رہیگی۔ آپکے آگے کچھ کم کام نہین ہے اسلئے آپکو لازم ہے کہ ایسے لہو لعب مین آپ مشغول نہون جو آپکے شایان نہین۔ بلکہ آپ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر چلین۔ اور انکی کارروائیون کو اپنا دستور العمل بنائین۔ اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکہین کہ جب آپ اپنے آبا و اجداد سے متصل ہون تو لوگ آپکی نسبت یہی کہین کہ انہون نے نہایت عمدہ ریاست کی۔ اور اپنی رعایا کو نہایت آسودہ حال چھوڑا۔ اور اس اہم کام مین جو قابل امتحان ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ آپ کو پوری پوری مدد دیگی۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کا خاص منشا یہی ہے کہ اس ریاست کو اور نیز دوسری دیسی ریاستون کو عمدہ انتظام اور اچھی آسودگی کی حالت مین دیکہے۔ جس حد تک ہم آپکو مدد دے سکتے ہین اُسکا حاصل کرنا خود آپکے اختیار مین ہے۔ ان دنون برٹش پالیسی کا منشا یہی ہے۔ کہ ہندوستان کے دیسی ریاستون کی حفاظت کرے کیونکہ ان ریاستونکا وجود میرے نزدیک انگریزی انٹرسٹ کیلئے نہایت مفید ہے۔ آپکی گورنمنٹ بہت مضبوط اور باضابطہ ہے۔ آپکی آمدنی کا انتظام عمدہ ہے۔ آپکے ٹیکس منصفانہ طور پر ہین۔ آپکے امرا وفادار اور آپکی رعایا آسودہ ہونی چاہیئے۔

اے خسرو نظام آج مین جب بادشاہ کی طرف سے نیابت کر رہا ہون اُسکی خاص آرزو یہی ہے جو مین نے بیان کی۔ ملکہ معظمہ نہایت دلچسپی کے ساتھ آپکے نگران حال رہینگے۔ آپ انہین ناامید نکرین۔

اب اے میرے دوست جو کام میرے لئے باقی رہا ہے وہ یہ ہے کہ مین آپکو اس مسند پر بٹھاؤن

اور اپنی دلی امید کا اظہار کرون۔ اور دعا کرون کہ خدا تعالے آپکو مبارک کرے۔ اور آپکا دوگاہ اور آپکی حکومت کو کامیاب اور آپکی علمداری کو معزز و ممتاز فرما دے۔ اور وہ اسطرح سے کہ آپکی وعدے تمام سچے ہون۔ اور آپ کی رعایا کی آئندہ نسلین آپکی حکمرانی کے دن کو آپکی ریاست کی تاریخ مین ایک بافروغ حسن کا آغاز سمجھین"

فارن سکرٹری نے والیسرائے بہادر کی اس اسپیچ کا ترجمہ زبان فارسی مین خاص ایرانی لہجہ کیساتھ ادا کیا۔ اسکے بعد ویسرائے بہادر حضور پر نور کو شاہی تخت تک لے گئے۔ اور آپ کو پورے خطاب سے مخاطب کر کے فرمایا کہ "حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند اور انکی گورنمنٹ کے طرف سے اب مین آپ پر علی روس الاشہاد ظاہر کرتا ہون کہ آج سے آپ کو اپنی ریاست کے پورے پورے اختیارات دیئے گئے"

اوسیوقت بیانڈ مین نیشنل انتھم گایا گیا۔ اور حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ بلوارم کی توپخانون سے اکیس اکیس ضراب کی سلامی سر ہوئی۔ اعلیحضرت کو والیسرائے بہادر کا بیش بہا خلعت پہنایا گیا۔ اور مرصع تلوار خود والیسرائے بہادر نے حضور پرنور کی کمر مین مزین فرمائی۔ اسکے بعد نواب میر لائق علیخان بہادر۔ مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر۔ نواب امیر کبیر خورشید جاہ بہادر کو خلاع فاخرہ عطا ہوے۔ اب اعلیحضرت نے والیسرائے بہادر کی اسپیچ کا یون جواب ادا فرمایا

جواب اعلیحضرت اقدس و اعلی

"اے حضور والیسرائے مین آپکے حیدرآباد تشریف لانیکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اگر آپ کبھی اس موقع پر تشریف فرما نہوتے تو مجھکو اور میری رعایا کو سخت رنج گذرتا۔ آپنے جو نوازش فرمائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس ریاست کے سچے خیرخواہ اور میرے خاص دوست ہین مجھکو حال ہی مین اسکی تصدیق ہو گئی ہے اور مین آپکی مہربانی کو نہ بھولونگا کہ آپ

اس دور و دراز مسافت کو طے کر کے یہان تک تشریف لائے ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ میری گرمجوش شکرگزاری کو قبول فرماوینگے۔ آپکے ہاتھ سے اچھی کارروائی کا ہونا میری آئندہ گورنمنٹ کے لئے نیک شگون ہے اور یہ وہ تعلقات ہین جو زمانہ دراز سے برٹش گورنمنٹ اور میرے جانشینان سابق کے درمیان رہے ہین۔ آج آپکی تشریف آوری سے انکا تازہ ثبوت ملتا ہے آپنے از راہ مہربانی جو اسوقت مجھکو نصیحت کی ہے مین اوسکو کمال صدق سے قبول کرتا ہون اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ کل امور مین جو اس ریاست کی رفاہ و بہبودی سے متعلق ہون۔ مین آپکی اور اُس گورنمنٹ کی جسکے آپ معزز افسر ہین ہمیشہ صلاح و مشورے لیتا رہونگا۔ جس سے میری اور میرے رعایا کی بہبودی مقصود ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ بہت جلد میرے اس اتحاد و وفاداری کی خبر قیصرۂ ہند کو پہونچا دینگے"۔

اسکے بعد مسٹر گرانڈ ڈف مسٹر ڈانلڈ اسٹوارٹ اور نیز ٹرک برنس باری باری سے آگے بڑھے۔ اور اعلحضرت کو مبارکباد دی۔ اور عطر و پان کی تقسیم کے بعد جلسہ کی کارروائی معمولی سلامی و دیگر تکلفات شاہی کے ساتھ ختم ہوئی۔ اور اسی روز دو بجے کے وقت امرائے عظام و ارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین گذرنی شروع ہوئین۔ اور ہر ایک کو خطاب و ترقی مناصب کے احکام سنائے گئے۔

عطیۂ خطابات و مناصب یوم حکمرانی

واقع ۷ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ روز یکشنبہ

نمبر سلسلہ	نام	خطاب بہادری	خطاب جنگ	دولہ	ملک	راجہ وغیرہ	مناصب وخلعت وغیرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	نواب امیر الامرا علیخان بہادر	.	سالار جنگ	منیر الدولہ	.	.	خلعت خاصہ خلعت وزارت بنعت رقم جواہر
۲	نواب امیر سعادت علیخان بہادر	.	غیور جنگ	شجاع الدولہ	.	.	خلعت و جواہرات
۳	راجہ راجایان راجہ نرسنہ بہادر	.	.	.	.	مہاراجہ	اصل و اضافہ منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۴	نواب امام جنگ بہادر	.	.	خورشید الدولہ	.	.	اصل و اضافہ منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	نواب ظفر جنگ بہادر	.	.	شمس الدولہ	.	.	اصل و اضافہ منصب چار ہزاری دو سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	ہری کشن	.	.	.	.	راجہ ہری کشن بہادر	دو ہزار پانصدی منصب یکہزار سوار و علم
۷	میر جہاندار علی	میر جہاندار علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و علم
۸	آغا مرزا بیگ	آغا مرزا بیگ خان بہادر	سرو جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۹	مولوی حافظ انور	مولوی حافظ انور خان بہادر	محبوب نواز جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۰	مرزا نصر اللہ	مرزا نصر اللہ خان بہادر	دولت یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	میر ریاست علی	میر ریاست علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۲	مرزا محمد علی بیگ	مرزا محمد علی بیگ خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۳	مولوی محمد انوار اللہ	مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۴	وحید منور خان	وحید منور خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۵	گردھاری پرشاد	.	.	.	.	راجہ گردھاری پرشاد بہادر	یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار
۱۶	میر غضنفر علی عرض بیگی	میر غضنفر علیخان بہادر	قوی جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۱۷	میر حشمت علی	میر حشمت علیخان بہادر	.	.	.	.	دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۸	میر منور علی	میر منور علیخان بہادر	.	.	.	.	دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔
۱۵	حکیم وزیر علی	حکیم وزیر علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب

رسم علی بند

اسی تاریخ تذکرہ صدر مین تیسرے پہر کو علی بند کا رسم ادا کیا گیا۔ مولوی عبدالرحیم شاہ صاحب قمیصی القادری نے علی بند کو اعلحضرت کی کمر سے مزین کیا۔ اس تقریب کے نام سے امراء و عمائد منصبدار۔ مشائخین وغیرہ کو خلعتین اور خاصے تین ماہ تک سرفراز ہوتے رہے۔ اور اسی شام کو اعلحضرت نے قصر چومحلہ مین نہایت پرتکلف دعوت دی۔ چومحلہ سے اول تک روشنی کیگئی تھی ویسرائے بہادر بھی مدعو تھے۔ چنانچہ ویسرائے بہادر نے حضور پرنور کی تندرستی کا ٹوسٹ تجویز کرتے ہوئے ایک مختصر سی اسپیچ دی جسمین اس شاہی ضیافت کی بڑی تعریف کی۔ اسکے بعد اعلحضرت نے لارڈ اور لیڈی رپن کا جام صحت تجویز فرمایا۔ اور ویسرائے بہادر کی اسپیچ کا جواب مختصر طور پر ادا کیا۔ الغرض ویسرائے بہادر نے حضور نظام کی شاہی مہمان نوازیونکا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپکی درازی عمر و ترقی دولت و انتظام حکومت کی دعا کی اور حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر گورنر جنرل بہادر

"مین آپکا شکر گذار ہون کہ مجھکو اس عمدہ اور قابل یادگار موقع پر حاضر ہونیکی نہایت خوشی حاصل ہو رہی ہے۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کے نائبون مین مین پہلا ہی شخص ہون۔ جسکا

حیدرآباد آنا ہوا ہے۔ اور آج کی کارروائی مجھکو ہمیشہ یاد رہیگی۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ جبتک
مین اس موجودہ عہدے پر مامور ہون۔ میری خواہش ہمیشہ یہی رہیگی کہ مین آپ کو
اور آپکی گورنمنٹ کو جہانتک مجھسے ہوسکے ہمیشہ مدد دیتا رہون۔ اور مجھکو یقین ہی کہ وہ مدد
رزیڈنٹ مسٹر کاڈرس کے ذریعہ سے آپکو پہونچتی رہیگی۔ مجھکو اس بات کا نہایت افسوس ہی کہ
لیڈی اربن بوجہ اس خفیف حادثہ کے جو دو روز کے پیشتر ان پر گذرا۔ آج رات کو یہان نہ آسکین
اور وہ میرا رنج اس بات سے اور زیادہ ہوتا ہی۔ کہ ایسے عمدہ نظارہ سے جسکا دیکھنا مجھے نصیب
ہوا ہے۔ وہ محروم رہی ہین"۔

اس کے بعد تمام مہمان برآمدہ مین جمع ہوے۔ اور قابل دید آتشبازی معاینہ کی۔ پھر
اعلیحضرت اور ویسرائے بہادر تشریف لیجانے کے بعد تمام مہمان رخصت ہوگئے۔

مدار المہامی نواب اعماد السلطنۃ بہادر

رسم حکمرانی کے ہی روز یعنی ۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ کو روز شنبہ کو بوقت چہار و نیم ساعت۔
اعلیحضرت نے میر لائق علیخان بہادر کو خطاب و منصب کیساتھ خدمت وزارت بھی عطا فرمائی پنجنانچہ
نواب مدارالمہام بہادر نے اس عطیۂ عظمی کا شکریہ وا ملان بذریعہ جریدۂ غیر معمولی مؤرخہ ربیع الثانی سنہ
ادا کیا۔

اعلیحضرت نے اختیارات حکومت حاصل کرنیکے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اپنی عزیز رعایا کے نسبت
اپنی حکمرانی کا فرمان شائع فرمایا۔ اور اس انتظامی پالیسی کو بتفصیل بیان لیا کہ جسکے مطابق
آئندہ آپ عمل فرمانا چاہتے تھے چنانچہ اس فرمان کے جملہ فقرے ایسے ہین جو آب زر سے لکھنے
کے لائق ہین۔ جس سے اعلیحضرت کی دوراندیشی بیدار مغزی۔ فراست۔ دانائی کا
پورا پورا فوٹو نظر آتا ہے۔

حکمنامۂ خاص اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ مورخۂ ۱ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

"ہما درین ایام ہمایون فرجام میمنت انجام - ابواب فرح و شادمانی و اسباب امن و امانی
بروئے کافۂ اعالی و ادانی از تائیدات یزدانی مکشوف و مفتوح و سائر برایا و رعایا بمہد آسایش
و آرام آسودہ ترقب لطیفۂ غیبی و فتوح بود کہ بتوفیق یزدانی و مراحم ربانی بروز سعید شنبہ
ہفتم ربیع الثانی ما بدولت و اقبال سریر آرائے جاہ و جلال شویم - زمام حکومت آبائی را
بکف کفایت و ید حمایت خود باستقلال و بلا اختلال گرفتہ برعایت رعایائے مملکت و امراء و
منتسبان دولت ابد مدت کہ بدون استقلال حکومت ما بدولت و اقبال و وفات خیرخواہ بلا اشتباہ
مدار المہام بے نظیر ارسطو تدبیر شجاع الدولہ مختار الملک سر سالار جنگ اعلی اللہ مقامہ مثل
قالب بیجان بودند - مصروف و مشغول گردیدیم - و بفور جلوس برکت مانوس نظر توجہ بہ دقائق
رتق و فتق امور ریاست انداختہ تقرر مدار المہام مستقل را لازم و بہبود ملک و رعیت یافتہ
میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ منیر الدولہ را کہ ہم بحسب وراثت و ہم بحسب لیاقت
لائق این منصب جلیل می باشند - و از روئے خدمات عظیمہ و خیرخواہی فخیمۂ والد مرحوم
و مغفور خود از عہد صبا الی یومنا ہذا مورد عنایات بی غایات ما بدولت و اقبال بودہ اند -
باتفاق رائے نواب مستطاب معلی القاب وائسرائے کشور ہند بہادر بعہدۂ مدار المہامی سرفراز
فرمودیم - سرکار ین را از مدار المہام موصوف توقع است کہ در خیرخواہی دولتین و حسن
سعی و تدبیر و مراعات حقوق سرکار و رعایا یادگار والد مغفور خود خواہند بود - تا چشم زخمی کہ از
وفات ایشان بملک و دولت رسیدہ بود دفعۃً و معدوم گردد - لہذا بہمہ رعایا و کافہ برایائے
مطیع و منقاد و سراپا اخلاص و اعتقاد دولت آصفیہ مژدۂ این عید و نوید این مسرت جاوید
رسانیدن از جملہ محاسنات ملکی متصور شد - از عمدہ اتفاقات تقریب مسرت ما بجہت قرب

جلوس میمنت مانوس ما بدولت و اقبال این بود که نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے کشور ہند
بغایت اشفاق دعوت ما را قبول فرموده بر فاقت دیگر اراکین دولت علیہ انگلشیہ درین دارالریاست
ورود نموده روابط سوابق خلت و داد که فیمابین دولتین از قدیم الایام مربوط و مضبوط است
راسخ و استوار تر نمودند و آنچه از ابواب تہنیت گذاری و صلاح و مشوره مشفقانہ لازمہ منصب
جلیلہ نائب مناب دولت علیہ قیصر ہند ملکہ معظمہ بود ـ بتقدیم رسانیدند و ہواخواہان
این دولت ابد مدت را از مژده استقامت و استقلال ارتباط و اتحاد دولت علیہ قیصر ہند
مسرور و شاد فرمودند ـ چون وجود با جود ما باستقلال تمام بدقائق بہبود و بہروزی حال رعایا و
کافہ ناس مراعی و متکفل اوامر و نواہی ـ سیاسی ـ و شرعی و برعایت رعیت ساعی و راعی خواہد بود
جملہ ارکان دولت و منتسبان آستانہ عزت و صنوف طبقات انام از خواص و عام چہ از امرا و راجگان
و زمینداران و خوشباشیان و چہ منصبیان و ملازمان مہام و تجار و زراع و اہل فوج اقطاعداران بدون
لحاظ دین و ملت و مذہب بہ عہد امن و امان آسوده به سرانجام لوازم دولت خواہی و حق پروری
و راست بازی و صداقت و دیانت و اطاعت احکام ریاست و سیاست خوشحال و فارغ البال
بسر برند ـ و سرکار ما را بہر حال مصدر درستی احوال خود دانستہ بتقدیم لوازم اطاعت
و انقیاد او امر عدل و داد و نواہی عدالت بنیاد کوشند و ہر گونہ آنرا وسیلہ بہبودی
و بہروزی حال و مآل خود انگارند ـ چون اسباب مختلفہ مخارج دولت روز افزون و
این معنی خلاف مصالح و بغایت زبون و ناموزون است ـ نخست ہمت علیا بتعدیل و تجمیل
این ناموس صغرا مصروف خواہد بود ـ و ہمچنان الممکن توجہ دلی ما بدرستی حالت خزانہ عامره
و مالیات ملکیہ ترقی و تعدیل ابواب مداخل و کفایت مخارج مبذول و مصروف خواہد بود.
چون اصل اصول سیاست و ریاست مبنی است بر عدالت ـ بنا بران عمده ہمت و توجہ

مصروف اینمعنی خواہد بود کہ عدالتہائے سرکاری از قضاۃ و ولاۃ بادیانت و سیاست آراستہ ومشحون شود۔ وبترویج قوانین وضوابط نصفت ومعدلت آئین حقوق رعایا وبرایا چہ از ادانی وچہ از اعالی علی السویہ محفوظ ومصئون ماند۔ تا ہیچ کسی را مجال سرتابی وعدول از احکام سرکاری نباشد۔ دست تعدیہ از زبردستان کوتاہ و خانۂ ظلم وتعدی تباہ وروز گار فتنہ اندیشان سیاہ گردد۔ ملک در مہد آسایش و امن و امان وسکون واطمینان قرار گیرد۔ ومزاحمت ومخالفتی کہ فی الحال بہ تعمیل احکام از خواص و عوام باقدام میرسد۔ بہیچ وجہ از ہیچکس پیش نرود۔ واگر خود ازین عمال وولاۃ حکمی خلاف آئین ودادنجی از ہیچکس صادر شود۔ یا در ادائے لوازم منصبی خود خیانتی راہ یابد۔ بمجازات کیفر کردار خود رسیدہ بہ ابنائے جنس مایۂ تنبیہ واعتبار گردند نفاذ این جملہ اصول واحکام از طرف مدار المہام سرکار دولت مدار بدیریغ وبلارورعایت ہمیشہ برقرار خواہد ماند۔ کہ درین امر سترگ بمدار المہام موصوف تاکید اکید نمودہ شد مستدعی ما آنست کہ رعایائے مطیع ومنقاد ما بزیر سایۂ رافت وظل عاطفت دولت ابد مدت آصفیہ ماندہ با طمینان تمام و امنیت مالاکلام در تہیۂ جملگی اسباب ترفہ معیشت واستحصال علوم وفنون مصروف باشند۔ وبہ تحصیل فضائل وتزکیہ رذائل کوشند کہ ملک بزیور علم وفضل محلی واز عاری بی ہنری معرا گردد۔ ودولت وحکومت را از فہم وفطرت اہل مملکت اعانت وتقویت بہم رسد۔

بمدار المہام سرکار عالی وجملہ عمال وعہدہ داران ریاست واجب ولازم است کہ ما بدولت واقبال را پشت وپناہ خود شمردہ۔ ہموارہ در احقاق حق وباطل کوشیدہ باشند ودر ہمہ حال بلارو ورعایت احدی حقوق رعایا ملحوظ داشتہ در اجرائے امور انتظامی مصروف شوند۔

در خاتمۂ کلام بجملہ امراء و جاگیرداران و راجگان و منتظمان دولت و عہدہ داران سرکاری و جمعداران لشکر و زمینداران و کاشتکاران و تاجران وغیرہم ہدایت شود کہ ہر کس با طمینان تمام بسر انجام مہام خود مشغول ماندہ بدعاشے ازدیاد عمر و اقبال و ترقی وجاہ و جلال و فضل و کمال این دولت مصروف و موظف باشند۔ و بمطالب مسطورۂ مذکورہ متوجہ بودہ بتقدیم و تعمیل آن کوشند“

نواب مدار المہام سرکار عالی نے بھی ۵ ربیع الثانی سنہ کو ایک اعلان عام نسبت انتظام امور ریاست بذریعہ جریدۂ غیر معمولی شایع کیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا گیا اور اعلیحضرت نے صرف اسی حکمنامہ خاص پر اکتفا نہین فرمایا۔ بلکہ ایک اور فرمان بکمال مراحم خسروانہ۔ عہدہ داران و منتسبان و متعلقان علاقۂ دیوانی وغیرہ کو روزانہ حضوری سلام کیلیے بتوسط نواب مدار المہام سرکار عالی (بشرطیکہ وہ اس امر کے متمنی ہون) نافذ فرمایا۔ اس شرط کو خیال کیا جائے کہ کہانتک آپکو اپنے ملازموں کی رعایت پر راحت رہتی ہے۔

فرمان حسب ذیل ہے۔

”بجملہ عہدہ داران و منتسبان و متعلقان علاقۂ دیوانی کہ خواستگار شرف آستان بوسی حضرت اقدس و اعلیٰ باشند۔ اطلاع دادہ میشود کہ ضرور است کہ بتوسط مدار المہام سرکار اول استجازت حضوری نمودہ بر وقتے و ساعتے کہ مقرر شود بعنوانیکہ قرار یابد حاضر شدہ شرف یاب ملازمت گردند“

اسوقت تک جملہ دفاتر علاقۂ سرکار عالی کی کارروائی جو فارسی مین ہوا کرتی تھی۔ (جسکی تصدیق پچھلے احکامات سے ہوتی ہے) اب وہ قید اٹھا دیگئی۔ اور اردو مین خط و کتابت کرنیکی عام اجازت بذریعۂ گشتی مورخہ ۲۳ ربیع الثانی سنہ دیدی گئی۔

جس سے انتہا درجہ کی آسانی اور تحریر مین وسعت پیدا ہوگئی۔ گو دفاتر دیوانی مین ابتک یہ عمل جاری ہے کہ بجز اردو کی فارسی کا نام نہین لیاجاتا۔ مگر صرف دفتر معتمدی صرفخاص اپنے وہی پچھلے ڈھنگ پر قائم ہے۔ جس سے زبان فارسی کا نام ونشان تا ہنوز باقی ہے۔ حالانکہ خود معتمدی صرفخاص کے ماتحت دفاتر بھی اردو مین خط وکتابت کرتے ہین۔

گل چہارم

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ [illegible]

[illegible] عید الفطر

[illegible]

[illegible]

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ

انھین ایام مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم فرمائی۔ اور بہ میر مجلسی [illegible]

کو خود اعلیحضرت نے زینت بخشی۔ ابتداءً حسب ذیل اراکین وستمد قرار پائے۔

(۱) نواب سالار جنگ بہادر (۲) مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر (۳) نواب سر خورشید جاہ بہادر

(۴) نواب بشیر الدولہ بہادر (۵) نواب اقبال الدولہ بہادر (۶) نواب شمشیر جنگ بہادر

(۷) نواب شہاب جنگ بہادر (۸) نواب میر سرفراز حسین خان بہادر (۹) مولوی مہدی حسن صاحب بلگرامی (معتمد)

چنانچہ کونسل آف اسٹیٹ کا پہلا جلسہ سلخ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ م ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء

روز یکشنبہ دیوڑھی مبارک واقع سرورنگر میں ہوا۔ اعلیحضرت نے کرسی صدارت

پر رونق افروز ہو کر تقریر ذیل ارشاد فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس واعلی

آج شاید حیدرآباد کی تاریخ میں یہ اول روز ہے کہ یہاں کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے

سرکاری کاموں کی مدد دینے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے تجویزوں کا بہت

کم رواج ہے۔ مگر اب سرکار انگلشیہ کا طور و طریقہ دیکھکر ہندی ریاستوں میں بھی کچھ کچھ شروع

ہوچلا ہے۔ میری بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ مجھے امید ہے کہ جن امرا کو میں نے

انتخاب کیا ہے اُنسے مجھکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ

اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور میں راہ نہ دوگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کروگے

آپ لوگ اگر چاہو تو اپنے ملک کی بہت بھلائی کر سکتے ہو۔ اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور

عین اُنکی اپنی بھلائی ہے اسواسطے میں ہرگز پسند نکرونگا۔ کہ کوئی رکن اپنی رائے کے خلاف

کسی امر میں میری رائے کی تقلید کرے۔ بلکہ مجھکو یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ میں

نیک نیتی اور خیرخواہی کے ساتھ آزادانہ رائے دوگے۔ البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق

طے ہوگیا ہو اُسمیں پھر اختلاف کرنا جایز ہوگا۔ خواہ رائے کسی رکن کی اُس کے مخالف

ہوا موافق۔

آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت مدنظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ امرا کی بھی اسیقدر رعایت کرونگا جسقدر غربا کی۔ اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اس طریقہ کو پسند کریگی۔ اور بصلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین انکو مین جسدا آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا۔ کونسل کی کارروائی بالکل و کمالت قواعد مذکورہ کے موافق چلیگی۔ اور ہر مہینے مین دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی۔ چونکہ آج کا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہین ہو سکتا۔ آئندہ جلسہ سے کام شروع ہوگا۔"

بعد اختتام تقریر اعلیٰحضرت ارکان موجودہ مین سے نواب شمشیر جنگ بہادر نے بحصول اجازت اعلیٰحضرت حسب ذیل کلمات عرض کیا۔

"آج بڑا مبارک دن ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان۔ جوہر شناس خداوند نعمت کو باریتعالیٰ نے ہمارا سردار کرکے ہمارے سر پر اس کا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔"

الحاصل اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

افسوس ہے کہ نصیب دشمنان ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۳ روز شنبہ کو اعلیٰحضرت کا مزاج سوء الہضمی کی شکایت سے (بمقام سرورنگر) علیل ہوگیا۔ چنانچہ متواتر تین روز تک یہ علالت قائم رہی۔ جس سے عامۂ خلائق مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا۔ باری تعالیٰ کے فضل شافی مطلق سے ۵ جمادی الاول روز سہ شنبہ کو مزاج سنبھلا۔ پہر کیا تھا عام طور پر خوشیانی منائی

گئین - اور نذر و نیاز ادا ہوئے -

انہین ایام مین ملکۂ معظمہ کے سب سے چھوٹے شہزادے پرنس لیوپولڈ ڈیوک آف البنی کے انتقال پُر ملال کی کیفیت بذریعۂ تحریر صاحب عالیشان بہادر معلوم ہوئی - چنانچہ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ روز شنبہ کو ایکروز کی تعطیل جملہ دفاتر سرکار عالی کو دیگئی - اور توپخانۂ شاہی سے ۳۱ ضرب توپون کے شہزادۂ متوفی کی تعزیت مین سر ہوئین -

عطیۂ خطابات نوروز بابۃ سنہ ۱۳۰۱

دو ہفتے کے بعد نوروز کا جشن نہایت تکلف کیساتھ حسب معمول منایا گیا - اور امرائے دولت واعیان سلطنت کو تاریخ ۲۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ روز شنبہ حسب ذیل خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے -

نشان سلسلہ	نام	خطاب پیشینی	خطاب	دولہ	ملک	[illegible]	[illegible]	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	میر [illegible] علی	[illegible] بہادر	[illegible] جنگ بہادر	آصف یار الدولہ	آصف الملک	•	•	ذی ہزاری منصب ہشت ہزار سوار [illegible] چہار ہزار یک اسپہ [illegible] علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	منیر الدولہ	•	•	•	مختار الملک	•	•	ہفت ہزاری منصب [illegible] سوار علم نقارہ و پالکی جھالردار
۳	شجاع الدولہ	•	•	•	منیر الملک	•	•	ہفت ہزاری منصب [illegible] سوار علم نقارہ و پالکی جھالردار
۴	سعید الدولہ	•	•	•	سعید الملک	•	•	سہ ہزاری منصب [illegible] سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۵	محمد [illegible] مہتمم [illegible]	[illegible] محمد [illegible]	•	•	•	•	•	یکہزاری منصب

۶	حسام جنگ بخشی	.	.	عزیز الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۷	مستحکم جنگ	.	.	مجتہد یار الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	اکرام جنگ	.	.	مؤید الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار علم و نقارہ
۹	اعتماد الدولہ	.		.	قیام الملک	.	.	چہار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار علم و نقارہ و [illegible]
۱۰	میر تہور علی	میر تہور علی خان بہادر	تہور یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	میر ریاست علی خان بہادر	.	محبوب یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۲	سردار دلیر جنگ*	.	.	شیر و دلیر الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۳	مرزا محمود علی	مرزا محمود علی خان بہادر	ممتاز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۴	مرزا علی محمد	مرزا علی محمد خان بہادر	معتمد جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۵	میر اکبر علی خان بہادر	.	اکبر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۶	میر محمد علی	میر محمد علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۷	اکرام اللہ خان	اکرام اللہ خان بہادر	نواب یار جنگ	.	.		.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۸	کنہیا پرشاد	.	.	.	.	راجہ کنہیا پرشاد ذی شان بہادر	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۹	حکیم فیض اللہ	حکیم فیض اللہ خان بہادر	.	.	.	.	افضل الملک	یکہزاری و پانصدی منصب
۲۰	ایشری پرشاد	ایشری پرشاد بہادر	.	.	.	راجہ ایشری پرشاد ذی شان بہادر	.	یکہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۲۱	مولوی محمد صدیق	مولوی محمد صدیق خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

* مولوی عبد الحق صاحب کو خانی بہادری اور جنگی کے خطابات سنین گذشتہ میں عطا نہیں ہوئے ہیں معلوم نہیں یہ غلطی کیونکر جریدۂ اعلامیہ میں شریک ہوئی کہ سردار دلیر جنگ درج ہو گیا ہے۔ اغلب ہے کہ سہو ہو گیا ہوگا ۔ اور خانی بہادری و جنگی کے خطابات ملے ہوتے تو ہم سرفراز ہوتے ہم تو یہاں پر جریدہ کی اتباع کئے ہیں ۱۲ مولف

۲۲	سوامی راؤ	.	.	.	.	[illegible]	.	یکہزاری منصب
۲۳	مرزا محمد ... خان بہادر	.	افسر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۴	حکیم منیر علی خان بہادر	.	.	.	.	.	سلطان الحکماء	یکہزار و پانصدی منصب
۲۵	حکیم مرزا علی	حکیم مرزا علی خان بہادر	.	.	.	.	حکیم الممالک	یکہزار و پانصدی منصب
۲۶	مولوی سید حسین	علی یار خان بہادر	متہور جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۲۷	مولوی اسد علی	مولوی اسد علی خان بہادر	منیر نواز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۲۸	سید کلیم اللہ خان بہادر	.	قادر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۳ جمادی الثانی ۱۳۰۳ کو عنایت حسین خان بہادر کوتوال بلدہ نے خدمت کوتوالی کا استعفا پیش کیا۔ اور نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال بلدہ مقرر ہوئے جس سے کوتوالی بلدہ کے انتظام میں ایک تازہ روح پہونچ گئی۔

رونق افروزی ماچن پلی

۸ رجب ۱۳۰۳ م ۴ ۱۸۸۶ روز یکشنبہ اعلیٰحضرت نے پہلے پہل شیر کے شکار کی غرض سے ماچن پلی جو بلدہ سے ۱۰ میل کی فاصلہ پر سمت شمال واقع ہے، کیجانب ارادہ فرمایا ہمراہی میں نواب سالار جنگ بہادر ثانی۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر

بند۔ اعلیحضرت کو نشانہ اندازی کا شوق ایام طفولیت ہی سے تہا۔ چنانچہ اس زمانہ میں صبح کو چھوٹی حاضری تناول فرمانیکے بعد آپ شیشہ کو آسمان کیطرف بلند اچھال کرتے بندوق کی چھوٹی رفل سے نشانہ اندازی کرتے تھے۔ اور گلاس بال دکانچ کا گولہ جسکا دورانداز آیتن انچ ہوتا ہے اچھال پھینک کر گولی سے توڑ دیتے تھے۔ روپیہ کو بھی

نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر موجود تھے۔ بلدہ سے توپران تک بگہیون کی سواری تہی۔ پہر وہان سے گہوڑون پر سوار ہو کر مقام معینہ پر پہونچے۔ ہانکہ ہوا۔ شیر نکلا۔ گولی چلائی گئی۔ مگر خالی گئی۔ چار روز قیام رہا۔ کوئی شکار نہوا۔ ۱۲ ماہ رجب سنہ ۱۳۴۰ھ م ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت معہ ہمراہیان مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ اس شکار مین یہ امر قابل ذکر ہے کہ شکار کے موقع پر شہد کی مکہیون نے وہ اودہم مچا دی تہی۔ کہ اکثر لوگ پریشان اور بعض تو اُن مکہیون کے کاٹنے سے بیہوش ہوگئے تھے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴) اچہال کر گولی سے اڑا دیتے تھے۔

جسوقت آرچ ڈیوک آف آسٹریا ۱۹۱۳ء مین حیدرآباد آئے تو شام کو پاسپورٹس ہوئی جسمین بوتل شوٹنگ (شیشہ کو اوپر پہینک کر گولی سے توڑ دینا) گلاس بال (کانچ کا گولہ اوپر پہینک کر گولی سے توڑنا) یا سو روپیہ اچہال کر گولی سے نشانہ مارنا) سوئنگ بوتل شوٹنگ (شیشہ کو تار مین باندہ کر لٹکانا اور اسکو حرکت دینا اور جہولتے وقت گولی سے توڑنا) کا پروگرام شایع ہوا۔ اور اسمین بہی مختلف قسم کی نزاکتین یہ رکہی گئین۔

(۱) بوتل یا گلاس بال یا روپیہ پہینکنے والا آدمی نشانہ لگانے والے سے دس گز کے فاصلہ پر مقابل میں کہڑا رہے (۲) بوتل یا گلاس بال یا روپیہ بیس فٹ سے کم اونچا نہ پہینکا جاوے۔ اگر اس سے کم بلند ہو تو اسپر شوٹنگ کی اجازت نہ دین (۳) جبتک کہ بوتل یا گلاس یا روپیہ پہینکنے والے کے ہاتھ سے نہ چہوٹے۔ نشانہ لگانیوالے بندوق کو شولڈر پر نہ لاوین (۴) بوتل یا گلاس بال یا روپیہ ہاتھ سے دس [illegible] تک پہونچنے کے قبل بندوق فیر کرین (۵) بندوق چلانیکی جگہ اگر بغل مین کارتوس بہرین۔ اور اپنی [illegible] چہوٹنے سے پہلے کارتوس بندوق سے نکالین۔ الغرض ان تمام چستی و چالاکی کے کرتبون مین اعلیحضرت سب پر سبقت لیگئے چنانچہ

رونق افروزی اروڈلہ منچال تعلقہ ابراہیم پٹن

۲۵ رجب سنہ ۱۳۲۶ھ م ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء روز یکشنبہ کو اعلیحضرت اروڈلہ منچال (جو ابراہیم پٹن کے قریب سمت شرقی مین بلدہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب بغرض شکار روانہ ہوے۔ اس سفر مین شکار کا انتظام نواب حبیب الدولہ بہادر نے اپنے شکاریون کے ذریعہ کیا تھا۔ اور نواب افتخار الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ حکیم الملک بہادر۔ نواب آغا مرزا جنگ بہادر۔ نعمت اللہ بیگ جنگ بہادر۔ نواب محبوب یاور الدولہ۔ نواب عزیز جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۵) ۱۲ شیشون مین ایک یا دو خطا ہوے۔ گلاس مین بھی یہی حالت رہی کہ ۱۲ فائر مین چار پانچ اوڑا دیے۔

اب ایک اور تعجب خیز حال اعلیحضرت کے نشانہ کا سنئے کہ ایک سا ور ۱۲ نمبر کی رینفل کے کارتوس اوپر پھینک کر صنوبر نوسنے انکی گولیون مین گولیان ماری جنمین چار نشانہ پہ بار لگین۔ دوسرا نادر واقعہ یہ ہے کہ ۲۰ گز پر ۱۲ یا ۱۶ نمبر کی بندوق کا لوڈڈ کارتوس کیاپ سامنے کرکے نشانہ کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ اور اعلیحضرت اوسکے کیاپ مین گولی مارتے اور اوس کارتوس کے کیاپ مین گولی برابر لگتی ہے۔ جس سے کارتوس پھٹ جاتا ہے۔ تیسری۔ اس سے بھی حیرت انگیز کاروائی یہ ہے کہ بیس گز کے فاصلہ پر کاغذ کا ٹکڑا آڑا رکھا جاتا اور اعلیحضرت چھوٹی رینفل کی گولی سے اوسکے دو ٹکڑے اسطرح کر دیتے ہین کہ جیسا کسی نے مقراض سے کاغذ کو کاٹا ہو۔

حیدرآباد مین ایک زمانہ تک بہالے سے بگھیرے کے شکار کرنیکا چرچا بہت رہا ہے۔ جب سنہ ۸۹ء مین لارڈ ڈفرن بہادر حیدرآباد آئے تو لارڈ ولیم بیرسفرڈ۔ اور دوسرے ممبران اسٹاف وائسرائے کیلئے پانتر اسٹک لینگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور گولکنڈہ بریگیڈ کے پریڈ گرونڈ کا میدان بگھیرے کے چھوڑنے کے لئے تجویز ہوا۔ جسوقت پنجرہ کھولا گیا تو بگھیرا نکلا۔ اول بہالا لارڈ ولیم بیرسفرڈ کا لگا۔ اور بگھیرا زخمی ہوکر چلا گیا مگر اسیوقت شکار کر لیا گیا۔ پھر دوسرا بگھیرا چھوڑا گیا۔ اسوقت لارڈ ولیم ایک

ہمکا تہی۔ گو عام عرض سیر و شکار کی مشہور کیگئی تہی مگر در حقیقت اعلیحضرت کو اپنے قلمرو کی حالت معلوم کرنی تہی چنانچہ اس دورہ مین اعلیحضرت نے
علاوہ مصروفیت شکار کے وہانکے رعایا کی فریاد رسی اور داد رسی فرمائی اور بعض ناجائز ابواب کا انسداد فرمایا خاطیون کی بندش سے رہائی کا حکم
دیا۔ اور جبتک یہان قیام رہا۔ برابر دیوانی و صرف خاص کے بہی جملہ کاغذات کو ملاحظہ فرمایا۔ و
نیز اراضیات مزروعہ و افتادہ کے حالات کاشتکاران و پٹیل و پٹواریون سے بذات خاص دریافت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۶) نہایت تیز و بور بچہ سے نڈر گہوڑے پر سوار تہے کہ جسکا نام عزیز اور رنگ کا سبزہ تہا
جب لارڈ ولیم نے بور بچہ پر بہالا چلایا تو بور بچہ نے اپر حملہ کیا۔ اور گہوڑے کے پاؤن مین آگیا جس سے گہوڑا گر پڑا
اور تینون ایکجگہ ہوگئے۔ خیال ہوا کہ ایسا نہو کہ لارڈ ولیم زخمی ہوجائین۔ مگر دفعتاً بور بچہ بہاگا۔ اور ایک گانون
والے کے مکان مین گہس گیا۔ اس مکان مین دو حجرے تہے ایک مین تو دو کمسن بچے سو رہے تہے۔ اور دوسرا
خالی تہا۔ فضل الٰہی شامل حال تہا کہ وہ بور بچہ خالی حجرے مین گیا۔ اور ایک گوشہ مین بیٹھ گیا۔ آخر شکاریون نے مار لیا۔

شکارگاہ سرور نگر۔ ملک پیٹھ ریس کورس۔ چنچل پیٹھ۔ پولو گرونڈ کے مقام پر ہرن۔ بط۔ اسناف کا
خوب شکار ہوتا ہے۔ اور کوہ مچھلی کے شکار کے لئے مشہور ہے۔ منصور آباد مین خرگوش و تیتر بافراط موجود ہین۔
جب کوئی عزیز مہمان ولایت سے ہندوستان کی سیر کو آتے ہین۔ اور حیدرآباد مین بہی انکا داخلہ ہوجاتا ہے
تو پروگرام مین تین کام اول لکہے جاتے ہین۔ ایک تو ہاتہی پر سوار ہوکر شہر کو دیکہنا۔ دوسرا قلعہ گولکنڈہ کی
سیر کرنا۔ تیسرا سرور نگر کے شکارگاہ مین چیتے سے ہرن کا شکار کرنا۔ اگر ایک بہی ان مین سے فروگذاشت ہوجائے
تو حیدرآباد کا دیکہنا کامل نہین سمجہا جاتا۔

جب سنہ ۱۸۹۳ء مین لارڈ اور لیڈی لینسڈون حیدرآباد تشریف لائے تو بڑے شوق کیساتہ چیتے کے شکار
کو دیکہا۔ لارڈ صاحب کے ساتہ ایک چہوٹا کوڈاک کیمرا تہا جسکے ذریعہ صاحب ممدوح نے شکارگاہ کی فوٹو
بہی لے لئے۔

فرماکر پوری پوری واقفیت حاصل کی ۔ اور کاشتکارون کے پاؤتی بہیان تک معاینہ کین بعض اتفاقات سے اس موقع پر بھی شیر کا شکار نہ ہوا ۔ آخر اعلیحضرت ۶ شعبان سنہ ۱۳۱۱ھ یکم جون ۱۸۹۴ء روز یکشنبہ کو مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے ۔ اس شکار مین قابل ذکر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شکاری نے گہانس کو آگ لگا دی جس سے تمام گہانس جل گیا بہت سے پرند و چرند جل گئے ۔ چونکہ بارہ بجے دن کے سخت گرمی کے موقع پر یہ آگ شروع ہوئی تہی ۔ اور ہوا کا بہی زور تہا ۔ اسلئے آگ کے شعلے پچاس پچاس فٹ تک بلند ہوئے ۔ اور اسکا دہوان اسقدر محیط ہوا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ چہا گیا

نہضت افزائے میلارد (کمری)

۱۵ شعبان سنہ ۱۳۱۱ھ ۱۰ جون ۱۸۹۴ء روز شنبہ اعلیحضرت نے شکار کے قصد سے میلارد یا کمری (جو اللہ کونڈ کے اسٹیشن سے ۱۲ میل پر واقع ہے) کا ارادہ فرمایا ۔ اس دفعہ مسٹر سر الینیور سنجین سفرم رزیڈنٹ حیدرآباد بہی مدعو تہے ۔ اور میجر نویل سکنڈ اسسٹنٹ رزیڈنٹ نواب محبالملک ثانی ۔ نواب منیر الملک بہادر ۔ مسٹر وارڈن انجینر ۔ نواب میجر افسر جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۷) اسکے علاوہ اعلیحضرت کو نیزہ بازی مین بہی کمال حاصل ہے ۔ آپ اکثر ایک بہالہ مین تین تین میخین لیجاتے ہین ۔ اور وہ تینون میخین برابر بہالے مین لگی رہتی ہین ۔ جب ۱۸۹۰ء مین پرنس البرٹ وکٹر حیدرآباد آئے تو حویلی قدیم مین نیزہ بازی اور ٹنٹ پگگ ہوی ۔ اعلیحضرت اس موقع پر تین تین میخین لیگئے جس سے پرنس ممدوح سخت متعجب ہوئے ۔ الحاصل اعلیحضرت کو نشانہ اندازی اور نیزہ بازی مین یکتائے روزگار کہا جائے تو ہرگز بیجا نہوگا اسوقت اعلیحضرت کی اصطبل مین دو سو پچاس نامی گہوڑے سواری کے اور متعدد پولو کے تیز رفتار موجود ہین اس موقعہ پر نواب افسر جنگ بہادر کی شہسواری کا ایک نادر واقعہ بہی قابل ذکر ہے کہ ایک دفعہ اعلیحضرت بمقام سرور نگر ہرنون کے شکار مین مصروف تہے کہ شکار گاہ سے قریب ایک ہرن کا بچہ دوڑتا نظر آیا ۔ اعلیحضرت نے اسکے زندہ گرفتار

نواب مومن جنگ بہادر ۔ نواب قادر جنگ بہادر ۔ حکیم الممالک ۔ نواب مختار جنگ بہادر ۔ مرزا
طفیل علی بیگ صاحب ۔ نواب سردار دلیر جنگ بہادر ۔ میر ممتاز علی صاحب میر قطب علی صاحب
بھی ہمرکاب تھے ۔ ۱۷ شعبان روز پنجشنبہ کو دو بجے کے قریب ایک شیر اعلیحضرت کے
قیامگاہ کے قریب سے نکلا ۔ آپنے ریفل کی دونون نالین اوسپر سر کین ۔ ایک گولی پہلے پر مین
لگی ۔ اور زخمی ہوکر ایک نالہ مین جا چھپا ۔ آخر ہاتھیون کے درمیان اُسکو گھیر لیا گیا ۔ اور بندوقین
سر کیگئین ۔ قضا کار ایک عرب جوش بہادری مین اوس جھاڑی کے اندر گیا ہوا تھا ۔ کسی کو
اُسکی خبر نہ تھی ۔ اُن گولیون کی بوچھاڑ مین ایک گولی اُسکے شانہ مین لگی ۔ اور پسلی توڑ کر نکل گئی
اسکے بعد شیر نکلا اور مار لیا گیا ۔ حکیم الممالک کے علاج سے وہ عرب بھی درست ہوگیا ۔ یہ شیر
طولاً ۹ فٹ ۱۱ انچہ اور ۳ فٹ ۷ انچہ اونچا تھا ۔ یہ پہلا شیر تہا جسکو اعلیحضرت نے پہلے پہل شکار
فرمایا ۔ الحاصل جب اعلیحضرت شکار سے واپس ہوئے تو راستہ مین ایک مقام پر رعایا کے
ایک گروہ نے اعلیحضرت کی خدمت مین عرائض پیش کیا ۔ اعلیحضرت نے نواب مختار الملک بہادر
کو انکی دادرسی کے لئے حکم صادر فرمایا ۔ شام کے ڈنر پر صاحب عالیشان بہادر نے اعلیحضرت
کی سلامتی کا جام نوش فرمایا ۔ اور حضور کو پہلا شیر مارنیکی مبارکباد دی کہا کہ " بڑی خوشی
کی بات ہی کہ آپکی محنت بار آور ہوی ۔ اور مین اس امر سے بہت خوش ہون کہ آپ
شکار کو باہر نکلتے ہین اور شکار کیساتھ اپنے ملک کی رفاہ کیطرف بھی متوجہ ہوتے ہین "

تتمہ صفحہ (۵۸) کرنیکے لئے حکم دیا ۔ ڈیڑھ میل تک لوگون نے پیچھا کیا ۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا ۔ آخر نواب افسر جنگ
بہادر نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کر اُس ہرن کے بچہ کو پکڑ لیا ۔ نواب ممدوح کو گھوڑا تیز دوڑا کر زمین سے
لکڑی یا رومال وغیرہ اٹھا لینے کا اچھا مشق ہے ۔ ۱۲ مولف

اور مجھے امید ہی کہ آپ اکثر شکار کو جایا کرینگے۔ اور جسقدر شیر مارینگے اُسی قدر شکائتین اور جرائیمن
بھی اپنے ملک کی دور کرینگے اور مین بہت شکر گزار ہون اس بات کا کہ مین آپ کی مہمانداری مین
آرام سے رہا۔ اور شکار مین شریک ہوا"

اس تقریر کے بعد وہ بیٹھ گئے۔ اور اعلیحضرت نے صاحب عالیشان بہادر کیجانب مخاطب
ہو کر فرمایا کہ "مین آپکا بہت مشکور ہون کہ آپنے اپنی مہربانی سے میری صحت کا پیالہ نوش کیا
اور مجھے مبارکباد دی"

۸ ار شعبان روز جمعہ۔ صاحب عالیشان بہادر اور مسٹر ٹنویل حیدر آباد کو روانہ ہو گئے
اور اعلیحضرت رعایا کی دادرسی مین مصروف رہے۔ بعد ازان سیرم اور مدگل کی رعایا نے بھی
تحصیلدار وغیرہ کی شکایت پیش کی۔ اسکی بھی کماحقہ دریافت و تحقیقات کے لیے حکم بابدولت
اور بعد تحقیقات و دریافت کامل خاطی کے نسبت سزا تجویز ہوئی۔ بہر حال اس شکار مین بھی اعلیحضرت
نے رعایا کی دادرسی فرمائی۔ اور چپہ چپہ کے حالات سے آگاہی حاصل کی۔ اور ۲۰ ر شعبان روز
یکشنبہ کو ایک اور شیر شکار ہوا۔ اس اثنا مین تعلقہ تانڈور کی رعایا نے اعلیحضرت کے خیر مقدم
مین ایک سپاسنامہ چاندی کے خول مین رکھکر پیش کیا۔ سات بجے شام کے اعلیحضرت کی سواری
اسٹیشن تانڈور کو روانہ ہوئی۔ اور دوسرے روز ۲۱ ر شعبان روز دوشنبہ کو مع الخیر والظفر
داخل حیدر آباد ہوئے۔

۲۹ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۰ھ کو حسب معمول مجلس گزارش نشان سال فصلی کا آغاز بحالی
مہر کے اوز سے کیا گیا اور اسکے آگے تیر اور امرداد سے بھی سال فصلی کا آغاز رہا ہے۔

عطیۂ خطابات عید الفطر بابتہ سنہ ۱۳۳۰ھ

دربار عید الفطر کی تقریب مین امراء و اعزاء سلطنت کو بارگاہ شاہی سے حسب ذیل

خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نمبر سلسلہ	نام	خطاب خانی و بہادری	جنگ	دولہ	ملک	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	اعتماد جنگ	.	.	صمصام الدولہ	صمصام الملک	نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار منجملہ چار ہزار یکہ اسپہ چار ہزار دو اسپہ علم و نقارہ پالکی جھالر دار
۲	نظام یار جنگ	.	.	نظام یار الدولہ	حسام الملک	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار۔
۳	میر سرفراز حسین خان بہادر	.	صفدر جنگ	شمشیر الدولہ	مختار الملک	چہار ہزاری منصب سہ ہزار سوار
۴	وحید منور خان بہادر	.	مظفر جنگ	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۵	احمد یار جنگ	.	-	قائم الدولہ	.	٭ سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	مسلم جنگ	.	غالب جنگ	لائق الدولہ	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	محمد معز الدین	محمد معز الدین خان بہادر	معز یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۸	معین الدین	معین الدین خان بہادر	اقبال یار جنگ			دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

رونق افروزی یادگار پلی

کچھ دنوں بعد اعلیٰحضرت یادگار پلی (جو بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے) کے جانب شکار کے قصد سے روانہ ہوئے۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔

٭ نشان ٭ سے لغایت ٭ جریدہ اعلامیہ میں صرف خطابات درج تھے۔ اور مناصب کا اندراج نہ تھا۔ مگر ہم نے حسب قاعدہ و ضابطہ مناصب کا تعین کر کے لکھ دیا ہے۔ اور یہ خیال کیا گیا کہ دراصل ضرور خطابات کی مناسبت سے مناصب بھی قرار دئے گئے ہونگے۔ اور جریدہ میں سہواً درج نہیں ہوئے ۱۲ مولف

نواب افسر جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ حکیم الممالک۔ ہمراہ رکاب تھے۔
جب مقام مقررہ پر پہونچے تو دو شیر نکلے۔ اور ہانکہ کرنیوالے کوہ میں چھپ گئے۔ اعلیٰحضرت
ایک بہت بڑے پتھر پر رونق افروز ہوے۔ اتنے میں مرزا طفیل علی بیگ صاحب سے شیر کا
مقابلہ ہوگیا۔ قریب تہا کہ شیر اُن پر حملہ کرے۔ مگر انہون نے کمال پھرتی سے گولی چلائی شیر کے
گردن مین لگی۔ اور وہ گر گیا۔ اس اثنا مین شکاریون نے آکر بیان کیا کہ ایک درہ مین شیر ہے
مگر اُس درہ مین انسان آ نہین سکتا چنانچہ اس موقع پر نواب افسر جنگ بہادر اپنے کمر مین
پٹکہ باندہ کر اُترے، ۹ فٹ نیچے پہونچے ہونگے کہ مقابل کے پتھر کے نیچے شیر نظر آیا اور
وہ آس پاس کی جھاڑی مین اسقدر چھپا ہوا تھا کہ صرف اسکا زرد رنگ اور سیاہ پٹے نظر آتے تھے
اسوقت نواب افسر جنگ بہادر کی حالت ایسی تہی کہ پیٹھ پہاڑ سے ملی ہوئی سیدھے ہاتھ مین رفل
بائین ہاتھ سے کمر کا پٹکہ تہامے ہوئے تھے۔ بمجرد شیر نظر آنیکے آپنے رفل چلانا چاہا۔ مگر بائین
ہاتھ سے پٹکہ چھوڑنا ممکن تہا۔ بمجبوری سیدہے ہاتھ کو لانبا کرکے ریفل کی لبلبی آپ نے دبائی شیر
اسقدر نزدیک تہا کہ شست باندہنے کی ضرورت نہ تھی۔ ریفل کے آواز پر شکاریون نے آپکو
اوپر کھینچ لیا۔ اور شیر غراتا ہوا اپنی جگہ سے اچھل کر دوسرے مقام پر چلا گیا۔ اس نازک
موقع پر نواب افسر الملک بہادر کی جرأت و دلیری قابل تحسین و لائق آفرین ہے۔ اور اس موقعہ
کا فوٹو ہمارے نظر سے گذرا ہے۔ اگر ناظرین اُسکو دیکھتے تو نواب صاحب ممدوح کی بہادری
اور ہمت کی ضرور داد دیتے۔ الحاصل شکاریون کے وہان جانے پر معلوم ہوا کہ شیر تو وہان
موجود نہین ہے۔ لیکن خون کے داغ وہان نمایان ہین۔ آخر ایک گا نون والا نواب افسر جنگ بہادر
کو ایک غار کے راستہ سے خون کے نشانون پر لیگیا۔ دفعتاً شیر کی نظر ان پر اور اُن کی نظر اُس پر پڑی
اور نواب صاحب شیر کے مابین تخمیناً ۹ فٹ کا فاصلہ ہوگا کہ یکایک شیر نے جست کیا۔ اور دہ

اسکا حملہ کرنا اور ادہر آپکا رنفل چلانا دونون کام ایک ہی وقت مین ہوئے۔ گولی شیر کے سر مین جا لگی۔ ۴ فٹ اچہل کر زمین پر گرا۔ اور دم دیا۔ یہ شیر طول ۱۰ فٹ اور ۳ فٹ ۱۰ انچہ اونچا اور سر کا دور ۳ فٹ تہا۔ اسکے بعد ایک اور شیر شکار ہوا۔ اور اعلیحضرت مع الخیر معہ نہضت افزائے بلدہ ہوئے۔

۲۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۵ کو نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی کا سفر گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کیلئے شملہ کی جانب ہوا۔ اور یہان نواب میر الملک بہادر نے خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ انجام دیا۔

اس سال ملکۂ معظمہ کے طرف سے بذریعۂ گورنر جنرل بہادر۔ اعلیحضرت کیلئے "گرینڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" کا خطاب آیا۔ اور خریطہ بارگاہ عالی مین پیش ہوا۔

۲۹ صفر سنہ ۱۳۱۶ لارڈ کرزن بہادر گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ہندوستان آئے۔ اور غرہ ربیع الاول کو لارڈ ایلگن بہادر اپنی مدت ویسرائلٹی کو ختم کرکے راہی ولایت ہوئے۔ لارڈ ایلگن بہادر کا زمانہ بوجہ بعض قوانین کی تنسیخ کے اہل ہند کے لئے نہایت مفید و یادگار آمد ثابت ہوا تہا۔ اور لارڈ ممدوح۔ رعایائے ہند کی نظرون مین کمال ہر دلعزیز رہے تہے۔

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۶ کو معتمدی پولیٹیکل فنانس کا دفتر قائم ہوا۔ اور سمت کا لفظ صوبہ سے مبدل ہوا۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ سنہ ۱۳۰۲

۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ کو بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک حسب ذیل خطابات و مناصب امراء و اعزا کو پیشگاہ اعلیحضرت سے عطا ہوئے۔

مناصب*	[illegible]	الملک	دولہ	جنگ	خانی و بہادری	نام	نشان شمار
۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	احترام جنگ	ولی الدین خانبہادر	مولوی ولی الدین	۱
سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ	.	.	حسام الدولہ	.	.	شوکت جنگ	۲
یکہزار و پانصدی منصب	.	شمس الحکماء	.	.	شمس الدین خان بہادر	حکیم شمس الدین	۳
یکہزاری منصب	.	.	.	.	جان نثار خان	عوض بن اللیل	۴
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	تیغ جنگ	غالب خان بہادر	غالب بن ناصر	۵
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	استعجاب جنگ	مشتاق حسین خان بہادر	مولوی مشتاق حسین	۶
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	برق جنگ	محسن خان بہادر	محسن	۷
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	وقار جنگ	محمد ولی الدین خان بہادر	محمد ولی الدین	۸
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	صف افگن جنگ	میر جعفر حسین خان بہادر	میر جعفر حسین	۹
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	منوچہر جنگ	میر جاندار علیخان بہادر	میر جاندار علی	۱۰
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	اعظام جنگ	خواجہ بہاء الدین خان بہادر	خواجہ بہاء الدین	۱۱
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	سطوت جنگ	میر بہادر علیخان بہادر	میر بہادر علی	۱۲
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	بہرام جنگ	میر داور علیخان بہادر	میر داور علی	۱۳
یکہزاری منصب	.	.	.	.	میر فضل علیخان بہادر شعار	میر فضل علی	۱۴
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	عماد نعار جنگ	حسن خان بہادر	حسن بن عبداللہ	۱۵
یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار	راجہ سری سرو آنند راؤ بہادر	.	.	.	.	سری سروکسن داس	۱۶

*خطابات مندرجہ بالا کے ساتھ جریدہ اعلامیہ میں مناصب درج نہیں تھے۔ لیکن ہم نے حسب قاعدہ وضابطہ مناصب کا تعین کر دیا ہے کیونکہ خطابات کے ساتھ مناصب کی سرفرازی بھی ضروری ہے ہمارا خیال ہے کہ مسابقہ میں جو مناصب بھی اختیار کئے گئے ہوں گے وہ ہو بہو جریدہ میں درج نہیں ہوئے

اس کے بعد اسی جشن سالگرہ مبارک کے تقریب میں ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ کو خاص طور پر صرف چار امراء کو خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے۔

نشان مسلسل	نام	خطاب خانی و بہادری	خطاب جنگ	خطاب دولہ	خطاب ملک	خطاب امرائی	خطاب جاہی	مناصب*
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	بشیر الدولہ بہادر	•	•	•	عمدۃ الملک	اعظم الامرا	آسمان جاہ امیر کبیر	•
۲	عسکر جنگ	•	•	افتخار الدولہ	مشیر الملک	•	•	چار ہزاری منصب و تین ہزار سوار و علم و نقارہ
۳	بندہ علی	بندہ علی خان بہادر	در سطوت جنگ	سپہدار الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۴	عبد السلام	عبد السلام خان بہادر	متہور جنگ		•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

رونق افروزی توپران تعلقہ امرآباد

۲۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۰ھ م ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء روز چہارشنبہ کو اعلیٰحضرت شکار کے قصد سے توپران تعلقہ امرآباد (جو کہ صوبہ جنوبی میں بلدہ سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب

* خطابات مندرجہ بالا کے ساتھ جریدۂ اعلامیہ میں مناصب کی تفصیل طبع نہیں ہوئی۔ مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ ان میں بعد خطابات کے ساتھ مناصب بھی ضرور عطا ہوئے ہونگے۔ لہذا حسب قاعدہ ہم یہاں پر صرف نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے ساتھ مناصب کی توضیح کر دیتے ہیں اور نمبر ۱ کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا کیا مناصب و اعزاز عطا کئے گئے ہیں۔ ۱۲ مؤلف

روانہ ہوئے۔ ہمراہ رکاب حسب ذیل امراء تھے۔

نواب اقبال الدولہ بہادر۔ لارڈ رانڈالف چرچل۔ (جو کہ حیدرآباد دکن کو بتقریب سیر آئے ہوئے تھے)

کرنل گیاٹی کا۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر

مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ میر ممتاز علیصاحب۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ میر

حافظ علیصاحب۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ سید علی صاحب۔ حکیم الممالک۔

الحاصل سواری مبارک مٹیر چل تک بگھی مین گئی۔ اور وہان سے تو پیران تک تانگہ مین جانا پڑا۔

پھر وہان سے آگے چار میل تک گھوڑون پر سوار دس بجے کے قریب لشکر فیروزی اثر مین داخل

ہوئے۔ ہانکہ کیا گیا۔ ایک شیر نکلا۔ اور مار لیا گیا۔

دوسرے روز سواری مبارک بلدہ کو واپس ہوی۔ یہان پر ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے

کہ طاوس کا قاعدہ ہے کہ جب شیر سو جاتا ہے تو اسکی گوچڑیان چن چن کر کھاتا ہے۔ چنانچہ اس شکار

مین اس امر کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا ہے۔

جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ کو بوجہ پیشقدمی ناروس کے لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل نے بمقام

راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان بہادر والی کابل کو دعوت دی

اور اکثر والیان ریاست کو بھی مدعو فرمایا۔ سرکار نظام کے جانب سے نواب منیر الملک بہادر

معہ چند افسرون کے شریک دربار ہوئے۔ بہت سے راجہ بھی اس دربار مین شریک تھے۔ اس

دعوت کے انتظام و اہتمام مین برٹش گورنمنٹ کا علاوہ تحائف وغیرہ کے ۴۰ لاکھ ۲۲ ہزار روپیہ

نقد خرچ ہوا۔ جسمین امیر کابل کو چار لاکھ روپیہ نقد اکیس ہزار یومیہ کے حساب سے دیا گیا۔ اور

باقی روپیہ فوج و سامان کی فراہمی و درستی مین صرف ہوا۔

انہیں ایام مین حسب الحکم اعلیحضرت ۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت ۔ اور نواب سہراب جنگ بہادر معین المہام کوتوالی و تعمیرات عامہ مقرر ہوئے ۔

رونق افروزی رایچڑ

۸ ۔ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ م ۲۴ ۔ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء روز جمعہ کو اعلیحضرت رایچڑ (جو مقام حیدرآباد سے ۲۴۶ میل پر جانب جنوب واقع ہے) کے جانب بعزم شکار رونق افروز ہوئے ۔ ہمراہی مین نواب مختار الملک بہادر ۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر ۔ نواب افسر جنگ بہادر ۔ نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب اقبال یار جنگ بہادر ۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب ۔ حکیم الممالک ۔ موجود تھے ۔ سواری مبارک صبح کے پانچ بجے گاڑی کی سوا اسٹیشن برآمد ہوئی ۔ اور دس بجے رایچڑ پہونچی ۔ ہانکہ کیا گیا ۔ ایک شیر نکلا ۔ اور نذر اجل ہوا ۔ تیسرے دن ۱۰ ۔ رجب م ۲۶ ۔ اپریل روز یکشنبہ کو اعلیحضرت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے

سفر نیلگری (اوٹکمنڈ)

۲۳ ۔ رجب سنہ ۱۳۰۳ھ روز جمعہ کو اعلیحضرت نے بطریق سیر و تفریح کوہ نیلگری کے جانب عزیمت فرمائی ۔ اور رکاب سعادت انتساب مین نواب مختار الملک بہادر ۔ نواب سر آسمانجاہ بہادر ۔ نواب عماد نواز جنگ ۔ نواب منیر نواز جنگ بہادر ۔ نواب موتمن جنگ بہادر ۔ نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب افسر جنگ بہادر ۔ راجہ مرلیمنوہر بہادر ۔ حکیم الممالک ۔ مولوی مہدی حسن صاحب آقا سید علی صاحب شستری وغیرہ حاضر تھے ۔ تقریباً دو مہینے تک اعلیحضرت کا قیام کوہ نیلگری پر رہا ۔ اس عرصہ مدت مین اعلیحضرت نے وہان کے غربا اور مساکین کو ہزارہا روپیہ تقسیم فرمایا اور اسی مقام پر فیمابینہم و منیر شکر رنجی پیدا ہوئی کہ جس کا نتیجہ بالکل ناگوار نکلا اور نواب مختار الملک بہادر ثانی و عماد السلطنہ کو مستعفی ہونا پڑا ۔ اور اس کوفت و رنج مین نواب معز کو بیوقت عین عالم

شباب مین دوہی سال کے اندر اجل کا منہ دیکھنا ہوا۔ الحاصل ۶ ماہ رمضان ۱۳۲۰ھ روز شنبہ کو قریب دس بجے دن کے اعلیحضرت کی اسپشل ٹرین معہ خدم و حشم اسٹیشن نام پلی پر پہونچی مسٹر کارڈی رزیڈنٹ بہادر معہ اسٹاف اور امراء دولت و ارکان سلطنت اسٹیشن پر استقبال کے لئے حاضر تہے۔ اعلیحضرت کے اترتے ہی ۲۱ توپین سلامی کی سر ہوئین۔ اور والنٹیر سوارون نے (جو باڈریس فاخرہ صف بستہ کھڑے تھے) حسب قاعدہ سلامی اتاری۔ پہر اعلیحضرت والنٹیر کیمپ مین (جو افضلگنج باغ عام مین قائم تھا۔) رونق افروز ہوئے۔ اور وہان سے بدرقہ (والنٹیرس) کے ساتہ محل شاہی کو تشریف لیگئے۔ یہ سواری لائق دید تہی۔ کیونکہ اکثر امرا و اعزا کے نوجوان لڑکے (جو والنٹیرس مین شریک تھے۔) عمدہ اور نفیس وردیان پہنے ہوئے۔ دائین بائین آگے پیچہے سواری مبارک کی ہمراہ تہے۔ راستہ کا انتظام پولیس کی جانب سے نہایت عمدہ تھا۔

۲۲ رمضان ۱۳۲۰ھ کو فرمان خسروی بدینمضمون صادر ہوا کہ جن جن امرا و اعزا کو سلام کے واسطے حاضر ہونا مطلوب ہے تو وہ جس روز چاہین صبح کے نو بجے راحت محل مین حاضر ہوکر سلام مین شریک ہون۔ اور منصبداران سرکار دولتمدار کو اجازت ہے کہ جس روز سلام کے واسطے حاضر ہونا چاہین صبح کے نو بجے جلوخانہ کے اندر چارخوری کے مکان کے راستے مین حاضر ہوکر سلام بجا لائین۔

اسی سال ۲۴ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ م ۱۵ آبان ۱۳۱۲ف کو مجلس آئین و قوانین کی تقرر کے سبب سے قوتِ تقنین شاہی نافذ ہوا۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص

۲۷ محرم ۱۳۱۷ھ کو ایک مجلس نامزد انتظام صرف خاص منعقد ہوئی۔ جسکے میر مجلس مسٹر سی کلارک اور نائب میر مجلس نواب بدر الدولہ بہادر و نواب سر بلند جنگ بہادر معتمد میر مجلس مولوی یوسف الدین صاحب تھے۔ اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرف خاص متعلق تھا۔ مگر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد مجلس برخاست کر دی گئی اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب (نواب آصف نواز الملک بہادر) پیشگاہ حضوری سے معتمد صرف خاص مقرر ہوئے۔

سفر مدراس

۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو صبح کے ۸ بجے اعلیٰحضرت عازم مدراس ہوئے۔ رکاب سعادت انتساب میں نواب عماد السلطنت مدار المہام بہادر سر کاٹالی مسٹر کارڈری رزیڈنٹ بہادر۔ نواب موتمن جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ نواب منیر نواز جنگ بہادر میر ممتاز علیصاحب۔ مولوی مہدی حسن صاحب۔ مولوی میر محمود علیصاحب۔ حکیم الممالک مسٹر فریدون جی وغیرہ موجود تھے۔ اور لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی اسی تاریخ ۱۱ گھنٹہ ۲ منٹ کو ساحل مدراس پر لنگر انداز ہوا۔ شہر مدراس ان دنوں نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ شاہ راہ پر جابجا رنگ برنگ کی بیرقیں اڑ رہی تھیں۔ اور متعدد مقامات پر خوش وضع کمانیں بنائی گئی تھیں۔ ویسرائے بہادر کے جہاز سے اترتے ہی ۳۱ سلامی توپوں کی سر ہوئیں۔ اور ویسرائے بہادر ۵ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنمنٹ ہوس داخل ہوئے۔ اور اس تب بجے ۲ منٹ پر ویسرائے بہادر نے دربار کیا۔ اور اعلیٰحضرت کی تعظیم کیواسطے بیدرہویں مدراس پلٹن کی سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ اسٹیشن پر معہ باجا و نشان ایستادہ کیا گیا تھا۔ اعلیٰحضرت سواری بگھی (جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی) معہ سواران باڈیگارڈ گورنری

مونٹ روڈ سے ہوتے ہوئے داخل عمدہ باغ (یہ باغ خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک مرحوم کی بیگم ہیں) ہوئے۔ آپکے دیکھنے کیلئے ریلوی اسٹیشن سے عمدہ باغ تک ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا۔ دوسرے روز اعلیٰحضرت ۱۱ گھنٹہ ۴۵ منٹ پر گورنمنٹ ہوز مین رونق افروز ہوئے۔ اور گورنر بہادر مدراس سے ملاقات فرمائی۔ اسکے تھوڑی دیر بعد مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوئے۔ اسی روز شام کے ۴ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنر بہادر مدراس بھی مراسم بازدید اعلیٰحضرت کے لئے عمدہ باغ آئے۔ اسکے بعد انجمن اسلامیہ و ہنود مدراس نے بارگاہ خسروی مین اپنے اپنے تہنیت نامے گذراننے کی عزت حاصل کی۔ جسکے جواب مین اعلیٰحضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

"مین مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس نے میرے آنیسے خوشدلی اور اسقدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے اور اپنے اپنے نیک ارادے اور جو یہان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین۔ مین انکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور۔ مجھے یقین ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگار مین اپنے ہمراہ واپس لیجاؤنگا۔"

بعد ازان اعلیٰحضرت نے پانچ ہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولیس غربا کو تقسیم فرمائی۔ اور اس شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ خیر النسا بیگم صاحبہ کے جانب سے اعلیٰحضرت کی ضیافت بکمال تکلف کیساتھ انجام پائی۔ الحاصل گورنمنٹ برطانیہ اور اہل اسلام و ہنود مدراس نے اعلیٰحضرت کے خیر مقدم مین تعظیم و مسرت کا کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اور وایسرائے بہادر تین روز کے قیام کے بعد ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ کو ساڑھے دس بجے رات کے کلکتہ کے عزم سے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور صبح کو کلکتہ کی جانب جہاز روانہ ہوا۔ ادہر اعلیٰحضرت بھی سلخ جمادی الاول روز یکشنبہ کو ۹ بجے دن کے مدراس سے مع خدم و حشم

دارالسلطنت حیدرآباد کو کوچ فرمائے۔ اور غرہ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو حیدرآباد داخل ہوئے

عطیۂ خطابات جشن نوروز بابتہ سنہ ۱۳۰۱ھ

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۰۱ھ کو ایوان شاہی میں جشن نوروز کا دربار منعقد ہوا۔ اور ارکان سلطنت واعیان دولت وعہدہ داران مملکت کو حسب اعزاز و مراتب خطابات و مناصب کی سرافرازی ہوئی۔

نمبر مسلسل	نام	خطاب خانی و بہادری	جنگی	دولتی	ملکی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	خورشید الدولہ	.	.	.	خورشید الملک	در اصل و اضافہ منصب پنجہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	شمس الدولہ	.	.	.	شمس الملک	در اصل و اضافہ منصب پنجہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۳	محمد کریم الدین	محمد کریم الدین خان بہادر شمشیر بہادر	.	.	.	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۴	شہاب جنگ	.	.	مختار الدولہ	افتخار الملک	در اصل و اضافہ منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	بہرام جنگ	.	.	بہرام الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	منیر نواز جنگ	.	.	محسن الدولہ	محسن الملک	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری پانصدی دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۷	سردار دلیر الدولہ	.	.	.	سردار دلیر الملک	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری پانصدی دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۸	مومن جنگ	.	.	عماد الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	معظم جنگ	.	.	لطیف الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	سید عبد الرزاق	سید عبد الرزاق خان بہادر	اعتقاد نواز جنگ	.	.	منصب سہ ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۱	مدبر جنگ	.	.	سیف الدولہ		در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ

١٢	مولوی محمد تقی	مولوی محمد تقی حمید خان بہادر	.	عماد جنگ	.	.	در صلۂ اضافہ منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
١٣	مولوی محمد یحییٰ	مولوی محمد یحییٰ خان بہادر	فتح نواز جنگ	.	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
١٤	منشی محمد صدیق	منشی محمد صدیق خان بہادر	صدیق یار جنگ	.	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
١٥	محمد فصیح الدین	محمد فصیح الدین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
١٦	احمد حسین	احمد حسین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
١٧	بادر حسین	بادر حسین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
١٨	کپتان میر ہاشم علی	میر ہاشم علیخان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری

ولادت باسعادت شہزادہ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر

٢٩ جمادی الثانی ١٣٠٣ھ م ٥ اپریل ١٨٨٦ء م ٢٩ امرداد ١٢٩٥ف م یکم چیت سدی سنہ ١٩٤٣ روز دوشنبہ کی شب میں (صبح کو اسکے سہ شنبہ تہا) غرۂ ناصرۂ اقبال۔ خورشید افق جاہ و جلال یادگار ظل اللہ ذوالجلال۔ آقائے جہان و جہانیان پرنس میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر تولد ہوئے اور اس مسرت جاوید و بہجت مزید میں ٤ رجب ١٣٠٣ھ روز دوشنبہ جملہ دفاتر سرکار عالی کو عام تعطیل دیگئی۔ غربا و مساکین کو ہزارہا روپیوں کی خیرات و مبرات تقسیم کیگئی۔

ورود لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر

٢٨ صفر سنہ ١٣٠٤ھ کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر رونق بخش حیدرآباد ہوئے۔ اعلیحضرت نے بکمال مسرت و بہجت لارڈ ممدوح کی ضیافت و مہمانداری کا انتظام و اہتمام فرمایا۔ اور اخراجات کے لئے دو لاکہہ روپیہ کی منظوری عطا کی۔ چنانچہ اس تقریب میں تمام شہر (حیدرآباد) دلہن بنا ہوا تہا جابجا رنگ برنگ کے پہریرے لٹکائے گئے تھے۔ اور متعدد مقامات پر خوشنما کمانیں تیار کیگئی تہیں۔ اکثر

جگہ جگہ خیر مقدم و مبارکباد کے صاف و جلی حروف اردو و انگریزی میں نمایاں کئے گئے تھے۔ جملہ دفاتر سرکار عالی کو اس جشن کا لطف اٹھانے کے لئے دو روز کی تعطیل عام دیگئی تھی۔ الحاصل ویسرائے بہادر کی آمد پر ایک عالیشان دربار بھی منعقد کیا گیا۔ اور خاطر خواہ آؤ بھگت کیگئی۔ طرفین سے کمال تپاک کیساتھ حسب قاعدہ ملاقات و بازدید کے رسوم ادا ہوئے۔ اسکے بعد ویسرائے بہادر کمال مسرت کیساتھ حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے۔

۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۴ھ میں اعلیٰحضرت نے کرنل مارشل کو اپنا معتمد پیشی مقرر فرمایا۔ اور حضور کا شقہ تقرر نافذ ہوا۔ کہ دیوانی کے جملہ کاغذات واسطہ کرنل موصوف کے ذریعہ پیش ہوا کریں۔

جمادی الاول سنہ ۱۳۰۴ھ میں ملکہ معظمہ کی پنجاہ سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب میں تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ اور جابجا روشنی ہوئی۔ اور نہایت مسرت و شادمانی کیساتھ جشن منایا گیا۔ جملہ دفاتر سرکار کو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ مدارس وغیرہ میں خوب کھیل تماشے ہوئے۔ اعلیٰحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا۔ اور اپنے جانب سے بغرض شرکت جشن گولڈن جوبلی نواب سر آسمانجاہ بہادر کو لندن روانہ کیا۔

۲۴ رجب سنہ ۱۳۰۴ھ کو ایک فرمان خسروی شرف نفاذ فرمایا کہ "ہز ایکسلنسی نواب عماد السلطنت بہادر نے بوجہ علالت مزاج خدمت مدار المہامی سے استعفا دیدیا ہے۔ لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر خود اعلیٰحضرت بنفس نفیس و بذات خاص بلا کسی توسط و ذریعہ کے امور ریاست کو انجام دینگے"۔

۱۱ شعبان سنہ ۱۳۰۴ھ کو اعلیٰحضرت نے بفرط مراحم خسروانہ نواب آصف یار الملک بہادر اور نواب منیر الملک بہادر کو کونسل آف اسٹیٹ کے ارکان مقرر فرمایا۔

انتقال شہزادہ اکبر نواب میر فاروق علیخاں بہادر

اسی سال یعنی ۱۳۰۳ھ میں شہزادۂ والاگہر نواب میر فاروق علیخان بہادر کا انتقال ہوا۔ اس حادثۂ جانگداز کے وقوع پر جملہ دفاتر سرکار عالی کو دو یوم کی عام تعطیل دیگئی۔

سرفرازی وزارت نواب آسمانجاہ بہادر

چند روز تک تو اعلیحضرت نے بذات خاص اپنے دست قدرت میں عنان حکومت کو لیکر انصرام کار فرمایا۔ اور پیشی خداوندی میں امورات مدار المہامی کو پیش کرنے کیلئے مسٹر کریس نانشل کا تقرر ہے۔ مگر ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ کو اعلیحضرت نے بنظر مراحم خسروانہ نواب آسمانجاہ بہادر کو خدمت جلیلۂ مدار المہامی سے بطور منصرمانہ سرفراز فرمایا۔

جب ۱۳۰۵ھ میں نواب شمشیر جنگ بہادر کے انتقال سے کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت خالی ہوئی تو اعلیحضرت نے الطاف شاہی و عنایات نامتناہی نواب حسام الملک خانخانان بہادر کو رکنیت مذکور پر مقرر کیا۔

انہیں ایام میں کنٹجنٹ حیدرآباد کی فوج ملک برہما کی لڑائی میں فتحیاب و کامیاب ہو کر آئی جسکی نسبت اعلیحضرت نے اپنی کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ

۵ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو حسب معمول اعلیحضرت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کا ہمایون رسم ادا ہوا اور ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو تقریب مذکور میں ایک عالیشان دربار منعقد ہوا۔ جس میں چند امرائے نامدار و افسران ذیوقار کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

۲	رسول یار خان	رسول یار خان بہادر	.	محی الدولہ	حکیم الحکما	سہ ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۳	تہور جنگ	.	.	اشرف الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۴	قادر جنگ	.	.	قادر الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	عالم علی	عالم علیخان بہادر	ترکتاز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۶	مولوی چراغ علی	چراغ علیخان بہادر	اعظم یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۷	مولوی شیخ احمد	شیخ احمد خان بہادر	رفعت یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۸	محمد فصیح الدینخان بہادر	.	نیر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۹	مسیح الدینخان شفیع الملک	مسیح الدینخان بہادر	.	محبوب نواز الدولہ	عمدۃ العلما	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	خواجہ سرور علی	خواجہ سرور علیخان بہادر	اکبر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۱	محمد وقار الدین	محمد وقار الدینخان بہادر	بہادر دل جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۲	سید باقر علیخان بہادر	.	باقر نواز جنگ	.	عمدۃ الحکما	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۳	سید علیخان بہادر	.	حیدر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۴	محمد صدر الدین	محمد صدر الدینخان بہادر	اشرف یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۵	محمد مختار الدین	محمد مختار الدینخان بہادر	مختار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۶	محمد امام الدین	محمد امام الدینخان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۷	محمد فرید الدین	محمد فرید الدینخان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۸	محمد جمال الدین	محمد جمال الدینخان بہادر	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۹	محمد سعید علی	محمد سعید علیخان بہادر	صفدر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۰	احمد بن شمس	احمد خان بہادر	ثبات جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

۲۱	محمد بہاء الدین	محمد بہاؤالدین خان بہادر	بشیر نواز جنگ	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۲	میرزادہ محمد غفور	اعتماد نواز خان بہادر	.	.	.	چہار صدی منصب

۱۴؍ شوال سنہ ۱۳۰۴ھ م ۲۵؍ جون سنہ ۱۸۸۷ء روز دوشنبہ کو ایک عظیم الشان دربار مین (جو خلوت مبارک مین منعقد ہوا تہا۔ جسمین بڑے بڑے امرا۔ جاگیردار معزز جمعدار۔ اعلیٰ عہدہ دار سیف و قلم حاضر تہے) اعلیحضرت نے بہ فرط نوازش و مراحم خسروانہ نواب سر آسمانجاہ بہادر کو خلعت دیوانی سے باستقلال سرفراز فرمایا۔ اور خلعت مین حضرت غفران مآب (میر نظام علیخان بہادر) کا ملبوس خاص عنایت ہوا۔ اور سات عدد جواہر بیش بہا۔ سرپیچ۔ طُرّہ۔ ہار۔ کنٹھی۔ بازو بند۔ بجوبند۔ دستبند۔ اپنے دست مبارک سے سر دربار مرحمت فرمایا۔

۱۶؍ شوال سنہ ۱۳۰۴ھ م ۲۷؍ جون سنہ ۱۸۸۷ء روز چہارشنبہ کو رزیڈنسی مین ایک بہت بڑا شاندار دربار ہوا جسمین خود اعلیحضرت مع دیگر ارکان و اعیان دولت کے شریک تہے۔ چنانچہ اس دربار مین مسٹر ای۔ پی۔ ہاول رزیڈنٹ بہادر نے ملکۂ معظمہ کے طرف سے نواب سر آسمانجاہ بہادر کو معزز تمغۂ طبقۂ اعظم نائٹ کمانڈر سلطنت ہند عنایت کیا۔ اور اس کو اپنے ہاتہ سے نواب صاحب ممدوح کے سینہ پر جانب چپ لگایا۔

۲؍ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۵ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیحضرت بغرض ملاقات ویسرائے بہادر شملہ روانہ ہوگئے۔ اور یہان نواب سر وقار الامرا بہادر و نواب منیر الملک بہادر نے بالتعاقب مدار المہامی کی خدمت کو انجام دیا۔

سنہ ۱۳۰۶ھ مین اعلیحضرت نے چار ہزار کلدار کا چک یونائٹڈ انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی امداد کے لئے سر سید احمد خان کے پاس روانہ فرمایا۔

جس سے ایسی ایشن کی پوری پوری ہمدردی ہوی۔

تشریف آوری ڈیوک آف کیناٹ

انہیں ایام مین ہزرائل ہائنس ڈیوک آف کیناٹ کے تشریف آوری کی خبر گرم ہوئی۔ چنانچہ ۱۹ رجمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو پونے سات بجے شام کو اسپشل ٹرین مین نواب مدار المہام بہادر معہ ایک عہدہ دار کے استقبال کیلئے تاندور تشریف لیگئے۔ اور نواب مدار الدولہ بہادر منجانب اعلیحضرت گلبرگہ شریف تک استقبال کیا۔ ۲۰ رجمادی الاول ۱۳۲۰ھ م ۲۳ رجنوری ۱۹۰۳ء روز چہارشنبہ دس بجے دن کے اسپشل ٹرین کے ذریعہ ڈیوک آف کیناٹ اسٹیشن نام پلی پر اوترے اور اعلیحضرت بہی اپنے معزز میہمان کے استقبال کیلئے وقت مقررہ سے چند منٹ قبل اسٹیشن پر رونق افروز تھے۔ نہایت تپاک گرمجوشی کیساتھ طرفین سے ملاقات ہوی۔ اس موقع پر بلدہ حیدرآباد عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ الحاصل جلسہ نہایت تزک واحتشام کیساتھ انجام پایا۔ ڈیوک ممدوح حسب پروگرام رخصت ہوئے۔

کچھ روز ون بعد نواب مدار المہام بہادر۔ ویسرائے بہادر کی ملاقات کیلئے کلکتہ گئے۔ انہین ایام مین اعلیحضرت نے عماد الدولہ کو اپنا پرایویٹ سکرٹری مقرر فرمایا۔ اور علاوہ اسکے سر رشتہ تعلیم کا بہی تعلق انکے لئے بدستور قائم رہا۔ اور اسکے ساتھ یہ بہی صراحت کردیگئی کہ پرایویٹ سکرٹری کا کوئی تعلق اور توسط۔ مدار المہام کے کاروبار متعلقۂ انتظام اور لوازم انتظام الملک سے نہوگا۔

رونق افروزی قاضی پلی

ایک عرصہ سے اعلیحضرت نے شکار کا قصد نہین فرمایا تھا۔ اسلئے ۲۷ رجب ۱۳۲۰ھ م ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء روز شنبہ کو قاضی پلی (ضلع میدک) کے جانب نہضت فرمایا۔ اس دفعہ ہمراہیوں مین میجر گلگرسٹ (ملٹری سکرٹری رزیڈنٹ بہادر) نواب شمس الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔

نواب افسر جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) حکیم الممالک۔ میر ممتاز علی صاحب (ممتاز یار الدولہ) موجود تھے۔ دس بجے قاضی پلی پہونچے۔ ایک شیر نشانۂ اجل بنا۔ دوسرے دن بلدہ واپس ہوئے۔

نہضت افزائے جٹ پلی

۱۱ شعبان سنہ ۱۳۰۶ھ م ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء روز جمعہ کو اعلیٰحضرت نے شیر کے شکار کے لئے جٹ پلی کا قصد فرمایا۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ سلطان الحکما۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) مرزا داود علی بیگ (داور الملک بہادر) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب (اسد یار الدولہ بہادر) میر ممتاز علی صاحب (ممتاز یار الدولہ بہادر) ہمراہ رکاب تھے سواری ۱۱ بجے منزل مقصود پر پہونچی۔ رائپور کے جنگل میں ایک شیر شکار ہوا۔ اس دفعہ اعلیٰحضرت نے جھاڑ پر مچان بندھوایا تھا۔ ورنہ اب تک اکثر ہاتھی پر سوار شکار فرماتے تھے۔ یہ شیر ۴ فٹ ۹ انچہ اونچا۔ اور ۱۰ فٹ لانبا تھا۔

تیسرے روز بلاریڈی کے مقام پر ایک شیر ہدف اجل ہوا۔ اور واپسی کے موقعہ پر بوجہ تاریکی شب اور خرابی راستہ کے اعلیٰحضرت کی گاڑی الٹ گئی۔ خداوند عالم نے اپنا فضل فرمایا۔ کسی قسم کی مضرت نہ پہونچی۔ چونکہ اس موضع کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی اسلئے اعلیٰحضرت چند روز کے قیام کے بعد مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

رونق افروزی پاکھال آلیر و پرتاب گیری

حوالی تالاب پاکھال شیر کے شکار کے لئے نہایت مشہور ہیں۔ پیشتر بوجہ کثرت جھاڑی و غیر آبادی و قیمت آب کیونکہ وہاں پر بچپاک و چگلہ کی جھاڑی کثرت کے ساتھ ہے، انسان کا گذر سخت مشکل تھا۔ لیکن سنہ ۱۳۰۲ھ میں ورنگل و بیجواڑہ کے جانب ریل کی

اجرائی سے پاکھال کا جانا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ ریل گاڑی بلدہ سے ۹ گھنٹہ میں اسٹیشن تی کنڈہ
کو پہونچتی ہے۔ وہان سے پاکھال کا تالاب ۳۴ میل پر واقع ہے۔ الحاصل غرۂ رمضان ۱۳۲۹ھ [illegible]
کو اعلیحضرت نے پاکھال کا ارادہ فرمایا۔ صبح کے وقت اسپشل گھن پور پہونچی۔ وہان سے کتہ کنڈہ
(جو ۲۰ میل ہے) کو گاڑیون میں تشریف لیگئے۔ اسی مقام پر اعلیحضرت کے پاؤن مین ایک پھنسی نکل آئی
جسکی تکلیف آپکو چند روز تک شدید رہی۔ چنانچہ ڈاکٹر لاری بلائے گئے۔ علاج جراحی ہوا۔ اور اسی درد
کی حالت مین اعلیحضرت پالکی مین سوار ہوکر پہاڑ کی چڑھائی پر رونق افروز ہوئے۔ دفعتاً شیر نکلا اور افضل بیگ
شکاری سے سامنا ہوگیا۔ اُس نے اپنے کو ایک نالہ مین گرادیا اور شیر اُس پر سوار ہوگیا۔ اور ایک
پنجہ شانہ پر ایسا مارا کہ شکاری کا کوٹ پھٹ کر ڈیڑھ انچہ گہرے تین زخم مونڈھے پر لگے۔ اور ایک انچہ
گہرا۔ اور تین انچہ لانبا زخم سر مین بھی آیا۔ اسکے بعد شیر ہٹ گیا۔ اور افضل بیگ کا علاج ڈاکٹر میر
احمد علی صاحب نے نہایت تجربہ کے ساتھ کیا۔ تقریباً دو مہینے مین صحت حاصل ہوئی۔ ۱۰ رمضان کو اعلیحضرت
کتہ کنڈہ سے پربت گیری (یہ اسٹیشن تی کنڈہ سے ۶ میل پر ریلوے لین کے جنوب مین واقع ہے) روانہ ہوئے
۱۴ رمضان ۱۳۲۹ھ کو اسی مقام پر خبر آئی کہ مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر نے ۱۳ رمضان ۱۳۲۹ھ
روز شنبہ کو انتقال کیا۔ اور ۲۳ رمضان کو مرزا طفیل علی بیگ صاحب نے ایک شیر بچہ مارا۔
اور ایک شیر زخمی ہوا۔ مگر ملا نہین۔ ۲۹ رمضان کو پربت گیری سے ہنمکنڈہ کے جانب کوچ ہوا۔
غرۂ شوال ۱۳۲۹ھ کو عید الفطر کا دربار صوبہ داری کی کچہری مین مقرر ہوا۔ نواب اعظم یار جنگ
بہادر صوبہ دار اور مسٹر فراجی اول تعلقدار نے نہایت عمدگی کیساتھ انتظام کیا تھا۔ ۹ بجے شب کے اعلیحضرت
برآمد ہوئے۔ نذرین لین اور چند روز قیام کرنے کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔

افسوس ہے کہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ کو روز یکشنبہ کو ساڑھے تین بجے دن کے نواب عماد السلطنت نے
انتقال فرمایا۔ اور اعلیحضرت نے کمال درجہ رنج وملال کا اظہار کیا۔ اور ایک روز کی عام تعطیل تمام دفاتر مین

کو دینے کے لئے حکم دیا۔

۲۵ ربیع الاول سنہ [illegible] کو اعلیحضرت نے اُن مسلمان طلباء کی اعانت کے لئے ۵ ہزار روپیہ سالانہ کا عطا کرنا منظور فرمایا۔ جو حیدرآباد کے علاوہ اقطاع ہندوستان مین کالج کلاسون کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرنے سے بوجہ اپنی مفلسی کے قاصر رہتے ہین۔ اور یہ اعانت بنام وظائف نظامیہ موسوم ہوئی اور اسکی تقسیم اسطرح قرار پائی کہ (۱) ممالک شمالی و مغربی علیگڈھ کالج (ایکسو کلدار ماہانہ) (۲) بنگالہ مین پٹنہ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۳) صوبہ بمبئی کے مسلمانون کے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۴) اودھ مین کیننگ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۵) صوبہ مدراس کے مسلمانون کے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۶) صوبہ پنجاب کے مسلمانونکے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ)

انہین ایام مین نواب سر آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیحضرت گولکنڈہ کی کان اور تعلقہ کے دیگر حالات و معاملات کی کارروائی دریافت کرنیکی غرض سے روانہ ہوئے۔ اور اس قلیل عرصۂ مدت مین نواب اقبال الدولہ بہادر نے مدارالمہامی کے ضروری امور کی انجام دہی فرمائی۔

۴ جمادی الثانی سنہ [illegible] کو صبح کے سوا چھ بجے نواب منیر الملک بہادر نے سفر آخرت کیا اور اعلیحضرت نے اس افسوسناک واقعہ پر اپنا دلی افسوس ظاہر فرمایا۔ اور مرحوم کے خاندان کے نسبت شاہانہ ہمدردی فرمائی۔ اور اس حادثۂ جانکاہ کے یادگار مین ایکروز کی عام تعطیل دیگئی۔

اسی سال بمنظوری اعلیحضرت یہ قرار پایا کہ ہر سال تین طالب العلم علوم مفیدہ (مثلاً طبابت و انجنیری وغیرہ کے حاصل کرنے کے لئے سرکاری خرچ سے ولایت بھیجے جائین۔

۱۴ رجب سنہ [illegible] کو نواب اقبال الدولہ بہادر بارگاہ خسروی سے معین المہامی مال و فوج (جو نواب منیر الملک بہادر کے انتقال کے باعث ناموزوں طلب بھی) کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

انہین ایام مین نواب سر آسمانجاہ بہادر۔ ڈیوک آف کناٹ و پرنس البرٹ وکٹر کی ملاقات

الوداعی کے لئے عازم بمبئی ہوئے۔ اور وہان سے اجمیر شریف و اورنگ آباد ہوتے ہوئے مراجعت فرماے بلدہ ہوئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرۂ مبارک بابتہ ۱۳۰۸؁ف

حسب معمول ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۰؁ھ مین سالگرۂ مبارک کا جشن نہایت تکلف کیساتھ منایا گیا اور ۲۶؍ ربیع الثانی ۱۳۱۰؁ھ کو بارگاہ خسروی سے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حسب ذیل خطابات و مناصب عطا ہوئے۔

نمبر سلسلہ	نام	نام معہ خطاب سابق	خطاب	الدولہ	الملک	الامراء	[illegible]	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	قیام الملک	•	•	•	•	ممتاز الامراء	•	منصب ہفت ہزاری منصب و شش ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار و ماہی مراتب
۲	رفیع الدولہ	•	•	•	سعید الملک	•	•	پنجہزاری منصب [illegible] ہزار سوار علم و نقارہ
۳	فتح یار جنگ	•	•	سہام الدولہ	شجاع الملک	•	•	چہار ہزاری پانصدی منصب [illegible] ہزار سوار علم و نقارہ
۴	مرزا داور علی بیگ	مرزا داور علی بیگ خان بہادر	داور یار جنگ	داور الدولہ	داور الملک	•	•	[illegible] منصب [illegible] علم و نقارہ
۵	عماد الدولہ	•	•	•	عماد الملک	•	•	[illegible] منصب [illegible] سوار علم و نقارہ
۶	آصف نواز جنگ	•	•	آصف نواز الدولہ	آصف نواز الملک	•	•	[illegible] منصب [illegible] علم و نقارہ
۷	انتصار جنگ	•	•	وقار الدولہ	وقار الملک	•	•	[illegible] منصب [illegible] علم و نقارہ
۸	سید انوار حسین	سید انوار حسین خان بہادر	قیام جنگ	غضنفر الدولہ	•	•	•	[illegible] منصب [illegible] علم و نقارہ
	عظام جنگ	•	•	عظام الدولہ	•	•	•	[illegible] منصب [illegible]

۱۰	حیدر جنگ	•	•	حیدر الدوله	•	•	•		سه ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقاره
۱۱	قوت جنگ	•	•	قوت یار الدوله	•	•	•		سه ہزاری منصب دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقاره
۱۲	مقرب جنگ	•	•	مقرب الدوله	•	•	•		سه ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقاره
۱۳	میر شجاعت علی	میر شجاعت علیخان بهادر	آفتاب جنگ	•			•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۴	میر محمود علی	میر محمود علیخان بهادر	احتشام جنگ	•					دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۵	میر قدرت علی	میر قدرت علیخان بهادر	ضیغام جنگ	-					دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۶	خواجه همایون علی	خواجه همایون علیخان بهادر	نصرتیاب جنگ	•					دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۷	خواجه بهرام علی	خواجه بهرام علیخان بهادر	فیضیاب جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۸	سید علیم الدین	سید علیم الدینخان بهادر	عظمت جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۹	مرزا اسمعیل بیگ	مرزا اسمعیل بیگخان بهادر	اسدیار جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۰	مرزا اشرف علی بیگ	مرزا اشرف علی بیگخان بهادر	مظفر یار جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۱	مرزا طفیل علی بیگ	مرزا طفیل علی بیگخان بهادر	نادر جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۲	میر محمد علی موسوی	میر محمد علیخان بهادر	سردار جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۳	خواجه کریم الدین	خواجه کریم الدینخان بهادر	قائم جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۴	خواجه عباد الله	خواجه عباد اللهخان بهادر	تیمور جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۵	مراد حسین	مراد حسینخان بهادر	صف شکن جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۶	غلام محمد تقی	غلام محمد تقیخان بهادر	لشکر جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۷	میر محمد یار	میر محمد یارخان بهادر	اشرف جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۲۸	میر عابد علی	میر عابد علیخان بهادر	صولت جنگ	•	•	•	•		دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

۲۹	میر حافظ علی	میر حافظ علیخان بہادر	انتخاب جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۰	آغا احمد حسین	آغا احمد حسین خان بہادر	شہسوار جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۱	سید مظفر الدین	سید مظفر الدین خان بہادر	امیر یار جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۲	مسٹر فرامجی جمشید جی	۔	فرامرز جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۳	میر تراب علی	میر تراب علیخان بہادر	تراب جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۴	میر آفتاب علی	میر آفتاب علیخان بہادر	حسین یار جنگ	۔	۔	۔	۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۵	میر اکبر علی	میر اکبر علیخان بہادر	حیدر یار جنگ	۔	۔		۔	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۶	مانک پرشاد	۔	۔	۔	۔	۔	راجہ مانک پرشاد بہادر	دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۷	سدا شیو راؤ	۔	۔	۔	۔	۔	راجہ سدا شیو راؤ بہادر	یکہزاری منصب پانصد سوار
۳۸	راجیشر راؤ	۔	۔	۔	۔	۔	راجہ راجیشر راؤ بہادر	یکہزاری منصب پانصد سوار
۳۹	ٹیپو خان	ٹیپو خان بہادر	۔	۔	۔	۔	۔	یکہزاری منصب
۴۰	امیر علی	امیر علیخان بہادر	۔	۔	۔	۔	۔	یکہزاری منصب

اسی سال ۱۳۰۸ھ میں مطب ہائے یونانی ہر ایک سمت مین کھولے گئے۔ اور پوسٹ کارڈ کا طریقہ بھی نکالا گیا۔

رونق افروزی مانکوٹہ

۱۰ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ م ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء روز دوشنبہ کو اعلیحضرت بغرض شکار شیر مانکوٹہ روانہ ہوئے۔ یہان نادر جنگ کے روبرو ایک شیر آیا اور انہون نے اسکو مار لیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ایک مادہ شیر کا شکار فرمایا۔ اور ایک شیر آپکے ہاتھ زخمی ہو کر نکل گیا۔ مگر وہ بہت ہی قریب مین بیٹھ گیا تھا

اتنے مین مسٹر شیفنر ڈ ملازم ریلوی کا گذر ادھر سے ہوا۔ وفعتاً شیر نے اُن پر حملہ کیا۔ لیکن زخم کی باعث نہایت ناتوان ہوگیا تھا۔ اسلئے اُس سے پورا حملہ نہوسکا۔ الحاصل مسٹر شیفنرڈ حملہ کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑے۔ اور بندوق کیساتھ شیر کے منہ مین بغل پھیلائی۔ شیر الٹ کر گرا۔ اگر اسوقت مسٹر شیفنرڈ کے حواس درست نرہتے تو شیر مرتے مرتے اُنکا بھی خاتمہ کرڈالتا۔ دوسرے روز ایک چیتل اعلیحضرت کے ہاتھ شکار ہوا ۱۴ غرہ شوال کو ۱۱ بجے دن کے حیدرآباد واپس ہوئے۔

مقدمۂ مسٹر جیکب

سفر شتم کا اسی مسٹر جیکب کے مقدمہ کا وقوع ہوا۔ جسمین ایک بیش بہا الماس کا متعلق اعلیحضرت نے حسب شریعت غراً اپنا اظہار بذریعہ کمیشن قلمبند فرمایا۔ جسکو بعض رعایائے دکن نے اپنی کم فہمی کیوجہ سے اس بات کو کمال رنج کی نظر سے دیکھا لیکن اعلیحضرت نے نہایت دور اندیشی اور دانائی کے ساتھ ایک فرمان کے ذریعہ اُسکے اصلی واقعات کا اظہار فرمایا۔ جو اس کمیشن کے لئے لاحق ہوئے تھے۔ اور رعایا کا رنج دور کرنیکے لئے پوری پوری کوشش کیگئی۔ چنانچہ فرمان مذکور ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یور اکسلنسی نواب سر آسمانجاہ بہادر مدارالمہام سرکار عالی

مجھکو اطلاع ہوئی ہے۔ اور چند عرضداشتین بھی میرے سامنے پیش ہوئے ہین۔ جنمین مجھکو یقین دلایا گیا ہے کہ میری رعایا مین سے بعض لوگ اس کمیشن کو ناپسند کرتے ہین جو الماس کے مقدمہ مین میری شہادت قلمبند کرنیکے لئے جاری ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم وقت کا کسی عدالتی مقدمہ مین گواہی دینا خلاف کو ناگوار ہے۔ کیونکہ وہ اُسکے شان حکومت اور رسم و رواج ملک کی خلاف ہے۔

خط مین نے جہانتک اس معاملہ پر غور کیا وہانتک معلوم ہوتا ہے کہ میری رعایا کے خیالات کا یہ اظہار چند مختلف وجوہ پر مبنی ہے۔ سب سے اوّل اور مقدم گروہ وہ ہے کہ جنکے دلون مین یہ خیال اپنی فرمانروا کے نسبت محض خیرخواہی اور وفاداری کی وجہ سے جوش زن ہوا ہے۔ اور جسکے واسطے حیدرآباد کی

رعایا ہمیشہ مشہور اور ممتاز رہی ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بعض لوگ ایسے مذکرے فقط اس منشاء سے بہی کرتے ہین کہ میرے دلمین میرے خیرخواہ عہدہ دارون کے طرف سے جو اس معاملہ مین میرے طرف سے اس کام مین مشغول ہو رہے ہین بے اعتمادی پیدا کرین اور موجودہ انتظام کو بدنام کرین اور شاید معدودے چند ایسے لوگ بہی ہین جنکا اصلی مقصد صرف یہ ہے کہ کمیشن کی موقوفی سے مقدمہ کی غایت فوت ہو جاوے۔

ف۳ مجھکو اس سے پورا اطمینان ہے۔ کہ جن لوگون نے اس قسم سے پر کچھ بہی غور کیا ہے۔ وہ زیادہ تر اول قسم کے گروہ مین شامل ہین۔ اور مجھے بہت خوشی ہے کہ میری رعایا دل سے مجھکو اسقدر عزیز رکھتی ہے۔ ایک فرمانروا کے لئے البتہ یہ امر افتخار اور مباہات کا موجب ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی رعایا مین اسقدر ہردلعزیز ہو۔

ف۴ باقی لوگون کے نسبت صرف اسقدر کہنا ضرور ہے کہ میرے عہدہ دارون نے جو کچھ کارروائی اس معاملہ مین کی ہے وہ ہر قسم پر انہون نے میرے علم اور میری منظوری سے کی ہے۔ اور میری عین خوشی ہے کہ اس مقدمہ کے متعلق قانونی کارروائی پوری طرح سے عمل مین آوے۔ گو انکا نتیجہ کچھ بہی ہو۔

ف۵ لیکن میرے دل پر جسقدر اثر ہے وہ اول قسم کے لوگون کے خیالات کا ہے۔ اور اسلئے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ میرے اس خط کو جریدہ اعلامیہ مین شائع کرا دین۔ تاکہ وہ غلط فہمی رفع ہو جاوے جسمین یہ گروہ مبتلا معلوم ہوتا ہے۔

ف۶ المختصر واقعہ یہ ہے کہ مسٹر جیکب میرے پاس ایک اعلی درجہ کی سفارش کیساتھ حاضر ہوئے تھے۔ اور مجھکو اس سے زیادہ اُن پر اعتماد کرنا پڑا جسکے وہ مستحق تہے نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہون نے اس قسم کا برتاؤ کیا کہ فوجداری عدالت مین اونپر مقدمہ دائر کرنا ضرور ہو گیا۔ اور یہ فرض کر کے کہ یہ مقدمہ یہان کی عدالتون مین بہی دائر ہو سکتا تھا۔ تو بہی قرین مصلحت یہی تہا کہ کلکتہ ہی مین اُسکو دائر کیا جاوے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الماس بہی فوراً دستیاب ہو گیا۔ اور ایک معتدبہ رقم بہی مسٹر جیکب سے بازیافت ہو گئی۔ [illegible] ہو گئی ہے۔ اور خود مسٹر جیکب گرفتار ہو کر تا فیصلۂ عدالت ضمانت پر رہا ہوئے ہین۔

ف - اور کمیشن کا حال یہ ہے - اور شاید حیدرآباد کے لوگون کو معلوم نہین ہے کہ جس درخواست پر کمیشن جاری ہوا ہے وہ ہمارے ہی وکلا کے طرف سے اور خاص میرے علم اور اجازت سے پیش کیگئی ہے - ہمارے لائق ترین مشیران قانونی کی رائے یہی تھی کہ میری شہادت کے بغیر مقدمہ کی روداد ناقص رہجاویگی - اور بالغرض مقدمہ اگر حیدرآباد ہی مین دائر ہوتا تو اس صورت مین بھی کمیشن کی ضرورت پیش آتی - کیونکہ ہماری عدالتین بھی اب اوس حال مین نہین ہین جو حالت کہ سابق مین کسی وقت اونکی تھی - ہمارے لائق اور راستباز نظما بھی اب کسی ایسے مقدمہ کی میری شہادت کے بغیر فیصل نہین کر سکتے تھے -

ف - یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن تھا کہ چند سوالات بھیجدیئے جاتے - اور مین اونکے جوابات یہان قلمبند کر کے روانہ کر دیتا - مگر یہ خیال صرف قانون اور ضابطۂ عدالت کی ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ اگر انگریزی قانون سے قطع نظر بھی کیجاوے - اور اسکا بھی لحاظ چھوڑ دیا جائے کہ میرا عین منشا ہے کہ مسٹر جیکب سے جو کچھ قصور سرزد ہوا ہو - اوسکی جوابدہی کا اور انصاف حاصل کرنیکا اونکو پورا موقع دیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے عالم فقہا نے بھی ایسی کسی شہادت کو کسی فریق کے خلاف مین جائز نہین رکھا - جو تحریری سوالات کی جواب مین تحریر ادا کیجاوے - بدون اسکے کہ فریق متعلقہ کو اوسپر سوالات جرح کا موقع دیا گیا ہو - یہ سچ ہے کہ ایک زمانہ مین حیدرآباد کی عدالتین ایسی شہادت بلکہ محض تعون پر مقدمات کا فیصلہ کر دیا کرتی تھین - مگر افسوسناک حالت اسوجہ سے تھی کہ اوسوقت حکومت کی قوت ضعیف تھی اور سرکاری عہدہ دارون کو امرا اور دیگر اعیان ذی وجاہت کے مقابلہ مین تائید نہین دیجاسکتی تھی - اور نظما باوجود ہر قسم کی قابلیت اور نیک نیتی کے اپنی آزاد رائے سے کام نہین لیسکتے تھے - اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ حاکمان وقت پر اسکی وجہ سے کسقدر وبال عاید ہوتا تھا - اور مجھکو کامل بھروسہ ہے کہ میری رعایا اس حقیقت حال پر مطلع ہونیکے بعد کبھی ایک لمحہ کیواسطے بھی جائز نہ رکھے گی کہ دنیا مین یا آخرت مین یہ وبال میری ذات خاص پر عائد ہو -

ف ۹ یہ بھی کہا جاسکتا ہی کہ اس خیالی اور فرضی کسر شان سے محفوظ رہنے کیلئے نقصان گوارا کرنا آسان تہا لیکن تہوڑے غور سے معلوم ہوجائیگا کہ اس قسم کی کارروائی کا نتیجہ اول تو یہ ہوتا کہ دوسرے لوگون کو بھی شتر جبکے قدم بقدم چلنے کی ترغیب وتحریص ہوتی ۔ اور دوم یہ کہ میری رعایا اپنی فرمانروا کے اصلی عزت وشان کے متعلق کبہی اوس غلط فہمی سے نہ نکل سکتی جو عقائد اور سنت اسلام کے خلاف اُنکے اذہان مین مرتکز ہوگئی تہی ۔ خداوند تعالیٰ جل شانہٗ خود ارشاد فرماتا ہی ۔ ولا یاب الشہداء اذا مادعوا یعنے شاہدون کو جبکہ اُن سے شہادت چاہی جاوے ۔ ادائے شہادت سی پہلو تہی کرنا نہین چاہئے" ۔ مغرور سے مغرور اور جبار سے جبار مسلمان حاکم کی گردن بہی اس نظیر کے سامنے نیچی ہوجانی چاہیئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود اپنے زمانہ خلافت مین فریق مقدمہ کی حیثیت سے عدالت کے سامنے حاضر ہوے ۔ اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام نے اسی مقدمہ مین عدالت مین حاضر ہوکر شہادت ادا کی ۔ مجہکو جو خداوند تعالیٰ جل شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے سوا کروڑ رعایا کی فرمانروائی کا مرتبہ بخشا ہی ۔ مین ہرگز اسکی جرأت نہین کرسکتا کہ اپنے درجہ کو اہل بیت نبوت کے درجے سے فائق کرنا چاہون جنکی غلامی بہی میرے لئے موجب عزت وافتخار ہی ۔

ف ۱۰ زمانہ کی رفتار اور شاہان وقت کے رسم ورواج کا اگر لحاظ کیا جاوے تو صرف نظیر کافی ہے کہ ہز امپیریل ہائنس پرنس آف ویلز نے کئی مواقع پر بنفس نفیس عدالت کے سامنے حاضر ہوکر اظہار دیا ہی ۔

ف ۱۱ آخر مین مین چاہتا ہون کہ میری محبوب رعایا کا ہر طبقہ امرا، وجاگیردار وسپاہ اور دوسری عام رعایا جسکو مین اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکہتا ہون بخوبی سمجہ لین اور ہمیشہ کے لئے سمجہ لین کہ سابق مین گو کچہ بہی رسم ورواج رہا ہو ۔ اور دوسرے فرمانرواؤن نے اپنے اختیار سے اپنے واسطے گو کیسے ہی حقوق قرار دے لئے ہون لیکن مین اپنی ذات خاص کیواسطے اس سے زیادہ کوئی حق قائم کرنا نہین چاہتا جسکو خدا نے اور اُسکے رسول نے میرے واسطے مقرر کردیا ہی ۔ اور مین خدا کی درگاہ مین شکر کرتا ہون

کہ وہ مجھکو میرے ارادہ پر آخر وقت تک ثابت قدم رکھے" بشرح دستخط اعلیحضرت قدر قدرت" انہین ایام مین پرنس البرٹ وکٹر کے انتقال کی خبر آئی - اعلیحضرت نے بطور ایک نشان اعزاز کے تمام ممالک محروسہ مین دو یوم کی تعطیل اور دفن کے روز ہزرائل ہائنس کی عمر کے حساب سے ایک ایک منٹ کے فاصلہ سے توپین سر کرنیکا حکم صادر فرمایا - اور سخت رنج والم کیساتھ ہزرائل ہائنس ڈیوک آف کلیرنس اینڈ اونڈیل کی اس ناگہانی افسوسناک وفات پر ارشاد فرمایا کہ وُہ اپنے ایک ذاتی دوست جدا ہوگئے - جنہون نے اپنی تشریف آوری سے حیدرآباد کو عزت بخشی تہی اور اپنی مہربانی و اخلاق سے حیدرآباد کے سب لوگو نمین اپنے آپکو ہر دلعزیز بنا دیا تہا - ملکۂ معظمہ نے بہی اپنے ہوم سکرٹری کی ذریعہ اس ہمدردی اور غمخواری کی ممنونیت کا اعتراف فرمایا - جو اعلیحضرت اور کل رعایائے ممالک محروسۂ سرکار عالی نے پرنس البرٹ وکٹر کی وفات کی صدمہ پر ظاہر کیا تہا -

ورود لارڈ لینسڈون ویسرائے بہادر

اسی زمانہ مین لارڈ لینسڈون ویسرائے بہادر نے اپنی تشریف آوری سے حیدرآباد کو زینت بخشی اور انکی تشریف آوری کے زمانہ مین حیدرآباد رشک ارم بنگیا تہا - ضیافت و میہمانداری نہایت ہی تکلف و اہتمام کیساتہ عمل مین آئی - اور ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا گیا -

رونق افروزی لنگوارم (وقارآباد)

۹ رجب ۱۳۱۰ھ م ۹ فبروری ۱۸۹۳ء کو روز شنبہ دن کے دس بجے اعلیحضرت شکار شیر کے عزم سے لنگوارم روانہ ہوئے - جب مقام معہودہ پر پہونچے تو نادر جنگ بہادر نے ایک شیر کو زخمی کیا - دوسرا شیر اعلیحضرت نے مارا تیسرا شیر بچ کر نکل گیا -

۱۰ رجب کو انت گیری مین قیام ہوا یہان بہی ایک شیر زخمی ہوکر نکل گیا - پہر دو شیر نظر آئے مگر مارنیکا موقعہ نملا - نالہ مین چلے گئے - اتنے مین ایک بوبچہ نکلا اعلیحضرت نے نشانۂ اجل بنایا اسی عرصہ

مین وہ دو شیر (جو نالہ مین چلے گئے تھے) باہر نکلے اعلیحضرت نے دونون کو زخمی کیا۔ ایک تو تھوڑی دور جاکر گرا۔ دوسرا استقابل کے پہاڑ مین چلا گیا لیکن دوسرے روز وہ بھی مرا پایا گیا۔ اس کے بعد اور دو شیر زخمی ہوکر داماگنڈم کی جھاڑی مین چلے گئے۔ الحاصل ۱۵ رجب ۱۳۲۶ھ کو اعلیحضرت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

نہضت افزائے چنتل پلی وکیسا مندرم و مانکوٹہ

۱۱ رمضان ۱۳۳۰ھ م ۹ اپریل ۱۹۱۳ء روز شنبہ کو اعلیحضرت نے بذریعہ اسپیشل ٹرین (اس ٹرین کے ڈبے ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے نہایت پر تکلف و نفیس تیار ہوئے ہین) شیر کے شکار کے لیے چنتل پلی کا قصد فرمایا۔ اس مقام پر کوئی شیر نظر نہ آیا۔ پھر وہان سے ۱۶ رمضان کو کیسا مندرم تشریف لیگئے دو شیر نظر آئے۔ ایک زخمی ہوا۔ دوسرا بھی نکل گیا۔ اور وہ زخمی شیر دوسرے روز پہاڑ کے دامن مین مردہ ملا۔ آٹھ روز یہان قیام رہا۔ ۲۴ رمضان کو مانکوٹہ روانہ ہوئے۔ پیتنا کٹہ کے مقام پر ایک مادہ شیر کا شکار ہوا۔ یمنور سے گارے کی خبر آئی۔ ایک شیر نواب ناصر جنگ بہادر کے سامنے سے نکلا جسکو انہون نے دو گولیون مین مار لیا۔ اس عرصہ مین اعلیحضرت نے بھی ایک شیر کا شکار فرمایا۔ اور سلخ رمضان کو مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

نفاذ قانونچہ مبارک

۱۳۳۱ھ مین قانونچہ مبارک کا حصہ اول نافذ ہوا۔ اوسکے چند ہی روز بعد دوسرا حصہ بھی شیوع پایا۔

انعقاد کیبنٹ کونسل

۲ رجب ۱۳۳۱ھ کو کیبنٹ کونسل (مجلس وزرا) مقرر ہوئی۔ اور یہ مجلس نگہداشت محکمہ جات دفاتر ریاست اور انکی وابستگی و عمدگی کے باب مین اعلیحضرت کے بارگاہ مین پوری ذمہ دار قرار پائی۔

روانگی کیسامندرم و مانکوٹہ

۹ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء روز شنبہ کو اعلیحضرت نے شکار شیر کے لئے بذریعہ اسپیشل ٹرین کیسامندرم کا ارادہ فرمایا۔ یہان ایک تیندوہ شکار ہوا۔ اور آٹھ روز کے قیام کے بعد مانکوٹہ روانہ ہوئے چونکہ ریل پہاڑون مین سے جاتی ہی۔ اسلئے دور سے بالکل نظر نہین آتی۔ اور سرکاری ہاتھی (جنکی تعداد ۲۴ زنجیر ہوگی) کیسامندرم سے نکلکر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ مانکوٹہ کے طرف جا رہی تھی۔ دفعتاً ریل انکے قریب آپہونچی جب انجن ڈرایور نے ان ہاتھیون کو ریل سے اسقدر نزدیک دیکھا تو اسکے ہوش اڑ گئے۔ ریل تو فوراً رک نہین سکتی تھی۔ اسلئے اسنے بہت زور سے سیٹی دی۔ اور چشم زدن مین انجن ہاتھیون کے بیچ مین ہوگیا۔ اور ہاتھی سیٹی کی آواز سے دائین اور بائین ہوگئے۔ لیکن فتح نصیب نامی ہاتھی۔ (جیسپر کڑبی ہاتھی) سڑک کے بیچ مین چل رہا تھا۔ اب انجن کے اگلے حصہ کی ٹکر اس ہاتھی کے شانہ پر اس زور سے لگی کہ ہاتھی کے پاؤں اٹھ گئے۔ اور ۱۰ فٹ بلند ہوکر ریل کی سڑک کے سیدھے طرف ایک دوسرے ہاتھی علی مدد نامی پر گرا۔ یہ ہاتھی (فتح نصیب) تو وہین ڈھیر ہوگیا۔ مگر علی مدد کا بھی بایان دانت ٹوٹ گیا۔ اس حادثہ ناگہانی سے ڈرایور کی جان خوف کے مارے فنا ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس گاڑی مین سوا کروڑ رعایا کا حکمران رونق افروز تھا۔ اور اس ٹکر سے ڈرایور کو یہ خوف پیدا ہوگیا تھا کہ کہین ریل الٹ نجائے۔ یا انجن ریلوے لین سے علحدہ نہو جائے بہر حال یہ دونون صورتین بھی نہایت خوفناک تھین۔ الحاصل ڈرایور نے تھوڑی دور جا کر ریل کو کھڑا کیا بحمد اللہ و باقبال اعلیحضرت کسی ایک کو بھی بال برابر صدمہ نہ پہونچا۔ اور اعلیحضرت معہ ہمراہین مع الخیر ۴ بجے مانکوٹہ داخل ہوئے۔

بتاریخ ۸ اپریل رفیع الدین نامی جوان کوتوالی کو (جو خیمہ شاہی کے قریب پہرہ دے رہا تھا) سانپ نے کاٹا اور کوتوالی کا گارڈ دور ہونے سے کوئی جوان اسکا پہرہ بدلا نہ سکا۔ ہرچند دیگر ملازمان شاہی نے جوان

مذکور کو جانیکے لئے کہا۔ مگر اُنسے پہرہ خالی چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تہوڑی دیر کے بعد جب ہرنے اثر کیا تو بھجونا بیہوش ہوگیا جب الحکم خسروی لقمان الدولہ بہادر نے اسکا علاج کیا۔ بفضلہ تعالی صحت حاصل ہوگئی بعد ازان اعلیحضرت نے اُس جوان کو جمعداری پر ترقی کر کے پانسو روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز میسا مین ایک شیر شکار ہوا۔ الحاصل ۲۰ شوال ۱۳۱۰ھ م ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء اعلیحضرت مانکوٹہ سے کوچ کر کے بلدہ رونق افروز ہوئے۔

عطیۂ خطابات بابت جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۱ھ

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا رسم ہمایون ادا ہوا اور تقریب مذکور میں ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ

کو اکثر امرا سلطنت و عہدہ داران ریاست خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نشان شمار	نام	خانی و بہادری	جنگ	دولہ	ملک	راجہ و رایان	مہاراجہ و راجہ راجان	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	راجہ کشن پرشاد بہادر	.	.	.	.	.	راجایان راجہ مہاراجہ بہادر	ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	چندا پرشاد	.	.	.	.	راجہ چندا پرشاد بہادر	.	دو ہزار و پانصدی منصب یکہزار سوار و علم
۳	راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر	.	.	.	.	.	راجہ راجان	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۴	اشرف الدولہ بہادر				[illegible] خان	.	.	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۵	قادر الدولہ بہادر	.	.	.	قادر الملک			چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	راجہ [illegible] بہادر	.	.	.	.	.	راجہ راجان بہادر نوازونت	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۷	لطیف الدولہ بہادر	.	.	.	لطیف الملک	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	جلال الدولہ بہادر	.	.	.	جلال الملک	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	نواب مرزا خان	نواب مرزا خان بہادر	ناظم یار جنگ	دبیر الدولہ	فصیح الملک [illegible]	.	.	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	محمد خواجہ شفیع الدین	محمد خواجہ شفیع الدین خان بہادر	جبار جنگ	جبار الدولہ	[illegible]	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	معتمد جنگ بہادر	.	.	معتمد الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	حکیم محمد حیدر	محمد حیدر خان بہادر	فلاطون جنگ	لقمان الدولہ اشرف الحکما	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۳	گوپی سہائے	.	.	.	.	راجہ گوپی سہائے بہادر	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۴	بھگوان سہائے	.	.	.	.	راجہ بھگوان سہائے بہادر	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

۱۵	گردھر راج	.	.	.	.	.	راجہ گردھر راج بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۶	لوچن چند	.	.	.	.	.	راجہ لوچن چند بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۷	اندر کرن	.	.	.	.	.	راجہ اندر کرن بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۸	محمد امام الدین خان بہادر	.	دائم جنگ	.	.	.	-	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۹	محمد جمال الدین خان بہادر	.	صادق جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۰	محمد فرید الدین خان بہادر	.	شہباز جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۱	محمد داور الدین خان بہادر *	..	داور یار جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۲	محمد سلطان الدین خان بہادر	.	نظام نواز جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۳	سید عبدالرشید	سید عبدالرشید خان بہادر	سید جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۴	محمد جہانگیر بیگ	محمد جہانگیر بیگ خان بہادر	شہسوار جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۵	سید اسد اللہ	سید اسد اللہ خان بہادر	معتمد جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۶	محمد حسن الدین	محمد حسن الدین خان بہادر	واجد نواز جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۷	محمد نیاز الدین	محمد نیاز الدین خان بہادر	محمد نواز جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۸	محمد سید کاظم	سید محمد کاظم خان بہادر	مشیر جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۹	میر جہانگیر علی	میر جہانگیر علی خان بہادر	جہانگیر جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۰	وزارت علی	وزارت علی خان بہادر	علی یاور جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۱	خواجہ قدرت اللہ	خواجہ قدرت اللہ خان بہادر	منصور جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۲	میر زیارت علی	میر زیارت علی خان بہادر	شمشیر جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۳	محمد ابو الحسن	محمد ابو الحسن خان بہادر	شوکت جنگ	.	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

نمبر	نام	خطاب	خطاب جنگ						منصب
۳۴	محمد گیسو دراز	محمد گیسو دراز خان بہادر	سبقت یاب جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۵	محمد اعظم علی	محمد اعظم علیخان بہادر	کامیاب جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۶	میر محمد علیخان بہادر	.	معتصم جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۷	راجہ سو سیر راو بہادر	.	.		.	.	مہابلونت		چار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۳۸	حسینی مرزا	مرزا حسینی خان بہادر	منظور یار جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۹	فضل علی بیگ خان بہادر *	.	انور جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۰	میر محمد سعید الدین	میر محمد سعید الدین خان بہادر	تفضل یاب جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۱	میر یاور علی	میر یاور علیخان بہادر	یاور جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۲	میر رجب حسین	میر کلب حسین خان بہادر	محکم جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۳	جانثار خان بہادر		جانثار جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۴	میر سلطان علی	میر سلطان علیخان بہادر	فطرت جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۵	میر تیمور علی	میر تیمور علیخان بہادر	منظور جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۶	میر لیاقت علی	میر لیاقت علیخان بہادر	تحسین جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۷	میر جہاندار علیخان بہادر	.	ارسلان جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۸	سید سرفراز علی	سید سرفراز علیخان بہادر	مستقیم جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۹	میر غلام حسین	میر غلام حسین خان بہادر	مصطفی یار جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۵۰	میر ممتاز علی *	میر ممتاز علیخان بہادر	ممتاز یار جنگ	.	.	.	.		دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

* جن ناموں پر یہ نشان مذکور دیا ہے (دیکھئے نمبر ۲۲-۳۹-۴۳-۴۳) ایسے ہیں جن کو بہ مبارک اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کسی ایک سنہ میں بھی خانی و بہادری کا خطاب عطا ہونا پایا نہیں جاتا مگر جریدہ اعلامیہ سرکار عالی میں ان ناموں کی تیاں

۵۱	مرزا ولایت علی بیگ	مرزا ولایت علیبیگ خانبہادر	عماد جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و پنجہزار سوار و علم
۵۲	مرزا احمد علی بیگ	مرزا احمد علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۳	مرزا حاتم علیبیگ	مرزا حاتم علیبیگ خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۴	مرزا محبوب علی بیگ	مرزا محبوب علیبیگ خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۵	میر لطف علی	میر لطف علیخان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۶	میر حسین علی	میر حسین علیخان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۷	میر لطیف بیگ	میر لطیف بیگخان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

سرفرازی وزارت نواب سر وقار الامرا بہادر

جب ۷ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر نے بوجہ علالت مزاج ۷ ماہ کی رخصت لی تو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے براحم خسروانہ نواب سر وقار الامرا بہادر کو خدمت مدار المہامی پر تا حکم ثانی بطریق پروبیشن دآزمایش سرفراز فرمایا۔ اور جملہ اقتدارات و اختیارات عہدۂ مدار المہامی عطا ہوئے ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو مجلس مالگزاری کا انعقاد ہوا۔ اور محکمۂ پولٹیکل و فنانس کی معتمدی کا عہدہ معتمدی مال کے ساتھ بلقب معتمد مال و فینانس ضم کیا گیا۔ ہوم سکریٹری کا عہدہ تبدیل ہو کر معتمد عدالت

تقیہ نوٹ صفحہ (۹۶) خانی و بہادری سے جو لکھی گئی ہے یہ اثر لحاظ سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ غالباً سہو کتابت سے ایسا لکھدیا گیا ہے ورنہ اسی سال خانی و بہادری کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ شاید خانی و بہادری کے خطابات ان حضرات کو بعہد حضرت غفران مکان نواب افضل الدولہ بہادر عطا ہوئے ہوں۔ لیکن یہ قیاس صرف نمبر ۲۱ - ۲۲ - ۳۹ کے نسبت بلحاظ قدیم وسابقہ اعزاز خاندانی و عمری قائم رہ سکتا ہے۔ اور باقی نمبر ۴۳ و ۵۰ کے نسبت یقینی طور پر کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

کوتوالی و امورعامہ قرار پایا۔ اور مشیر قانونی سرکار کا عہدہ جو پہلے علیحدہ تہا وہ تخفیف کیا گیا۔ اور جو خدمات
کہ اُس سے متعلق تہین۔ معتمد عدالت و کوتوالی و امورعامہ کے تفویض ہوئین۔ انسپکٹر جنرل مال کا عہدہ تخفیف
کرکے مسٹر ڈنلاپ مجلس مالگزاری کے رکن اعلی قرار دئیے گئے۔ اور انسپکٹر جنرل آبکاری و ممہو و رجسٹری
کا عہدہ تخفیف ہو کر آبکاری کا کام مجلس مالگزاری کے تحت کردیا گیا۔ اور ممہو و رجسٹری کا کام مجلس عدالت
العالیہ کے ایک جج کے تفویض ہوا۔ ناظم زراعت و تجارت کا عہدہ بعد انتقال عہدہ دار سابق کے تخفیف مین
لایا گیا۔ اور خدمات متعلقہ مجلس مالگزاری مین انجام پانے لگے۔ کنٹرولر جنرل کا عہدہ جدید قائم ہوا۔ معتمد تعمیرات
عامہ کا عہدہ جو قبل ازین چیف انجنیر کے عہدہ مین شامل تہا وہ علیحدہ ہوکے عہدہ معتمدی پر ایک عہدہ دار
متعین کیا گیا۔ اور ریلوے و معدنیات بہی اُس سے متعلق رہے۔ معتمد افواج کیساتہ ایک جائنٹ سکرٹری
(شریک معتمد) مقرر ہوا۔ اور سررشتہ امور مذہبی کا ایک جداگانہ معتمد قرار دیا گیا۔ ورنہ سابق مین اس
سررشتہ کا تعلق معتمدی عدالت و کوتوالی و امورعامہ سے تہا۔ مگر آئندہ چلکر امور مذہبی کا یہ انتظام قائم
نہ رہا۔ بلکہ [illegible] مین حسب سابق معتمدی عدالت و کوتوالی و امورعامہ مین ملکر ضم کردیا گیا۔

رونق افروزی گنگوارم (وقارآباد)

۱۹ رمضان [illegible] م ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء کو اعلیحضرت نے بغرض شکار گنگوارم کا قصد فرمایا چنانچہ
داماگنڈم کے مقام پر ایک شیر شکار ہوا۔ اور اس مقام پر نواب عثمان یار جنگ بہادر کو اعلیحضرت نے ایک عہدہ
فوجداری اکسپریس ریل مرحمت فرمائی۔ اسکے بعد غرۂ شوال کو سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوئی۔

نہضت افزائے تالاب پاکہال*

۲۵ شوال [illegible] م ۵ مئی ۱۸۹۴ء کو شکار کیلئے ظل سبحانی نے پاکہال کے تالاب کو بذریعہ اسپشل

---

* کہتے ہین کہ اس تالاب کو راجہ پرتاب رودر نے تعمیر کرایا تہا ایک تہہ دار، فٹ طول ½ ۱ فٹ عرض جسکے چارون طرف ...
کندہ ہین اس تالاب کے مینڈہ پر پڑا ہے۔ سنہ [illegible] مین جب نادر جنگ بہادر اولی پاکہال کے تالاب پر شکار کو گئے تہے تو

ٹرین روانہ ہوئے ہمراہی مین نواب وقار الملک بہادر - نواب افسر جنگ بہادر - نواب عثمان یار جنگ بہادر
نواب شرف یاب جنگ بہادر - نواب مستحکم جنگ بہادر - نواب لقمان الدولہ بہادر - نواب آصف یار جنگ بہادر
نواب فصیح الملک بہادر - نواب جان نثار جنگ بہادر - نواب اسد یار جنگ بہادر - نواب مظفر جنگ بہادر
تھے - ۲ بجے اسپشل سکندرہ پہونچی - یہان سے اعلیحضرت گاڑی مین سوار ہو کر چندرامین پیٹھ (یہ مقام
تالاب پاکھال سے ۱۱ میل پر واقع ہی) رونق افروز ہوئے - اور دہلی واگ کے نالہ مین ایک شیر کا شکار
فرمایا - دوسرا زخمی ہو کر نکل گیا لیکن دیسائی نے اس زخمی کو مار لیا - الم پلی مین اور دو شیر نشانہ اجل بنے
تیسرا زخمی ہو کر چلا گیا - دوسرے روز ایک اور شیر شکار ہوا - اسکے بعد کچھ عجیب و نادر اتفاق گذرا کہ
تین روز تک متواتر دو دو شیر شکار ہوئے - پہر دو ہفتہ کے عرصہ مین اور پانچ شیر مار لئے گئے -

۱۱ ذیحجہ ۱۳۲۷ کو عیدگاہ شاہی مین عید کا دربار منعقد ہوا - نذرین وغیرہ پیش ہوئین - بعد
ازان ۱۶ ذیحجہ کو ایک اور شیر شکار کر کے ۲۵ ذیحجہ کو اعلیحضرت ※ بلدہ واپس ہوئے -

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸) اس پتہر کو ایک چبوترہ پر نصب کرایا تہا - ان حروف کی شکل خط تلنگی و سنسکرت سے بہت مشابہ ہی غالباً اسی سے پاکھال کے تیاری کی تاریخ برآمد ہوگی - لیکن اس خط کو کوئی پڑہ نہین سکتا سنہ ۱۸۷۲ء مین بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم یہان پر چند یوروپین شکار کے لئے آئے تھے - انہون نے پتہر کا فوٹو لیا تہا - اور موم کے بڑے بڑے تختے بنا کر ان حروف کو اٹہا لیا تہا - چنانچہ وہ تختے ولایت بہیجے گئے تہے - مگر اب تک اوس کا نتیجہ معلوم نہین ہوا - آیا اسمین کامیابی ہوئی یا نہین - ۱۲ مولف

※ اس کے بعد بہی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ متعدد بار سیر و شکار کے لئے مانکوٹہ - نرسم پیٹھ - تالاب پاکھال وغیرہ تشریف لیگئے ہین - اور اب تک بہی اسکا سلسلہ جاری ہی - مگر ہم آئندہ صرف دو چار اہم و مشہور و دلچسپ سیر و شکار کے واقعات بیان کرینگے اور باقی بلحاظ طوالت قلم انداز کئے جاتے ہین - امید ہی کہ ہمارے معزز ناظرین بہی ہماری رائے کے ساتہ اتفاق کرینگے - ۱۲ مولف

چونکہ نواب سر وقار الامرا بہادر نے تقریباً دس ماہ تک نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے خدمت مدار المہامی کے آزمایشی زمانہ کو انجام دیا۔ اسلئے نواب ممدوح بارگاہ خسروی سے ۴ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو خدمت مدار المہامی پر مستقل کیے گئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ ہمایون بابتہ ۱۳۱۲ھ

۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا جشن منایا گیا۔ اور بتاریخ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ اکثر امرا و عہدہ دار خطابات و مناصب سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

نمبر شمار	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولگی	الملکی	امرائی	جاہی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	سرور جنگ بہادر	•	•	سرور الدولہ	سرور الملک	•	•	منصب جات پنجہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۲	محبوب یار الدولہ بہادر	•	•	•	فیاض الملک			منصب جات پنجہزاری و سہ ہزار سوار و پالکی و آفتابہ
۳	افسر جنگ بہادر	•	•	افسر الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۴	محبوب یار جنگ بہادر	•	•	ناظم الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	راجہ راجایان راجہ سر نرسنگ گیر جی نواز ونت بہادر	•	•	•	•	•	مہاراجہ نواز ونت بہادر آصف جاہی	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	تدبیر جنگ بہادر	•	•	قوت یار الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	اسد یار جنگ بہادر	•	•	اسد یار الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	شجاعت جنگ بہادر	•	•	امیر الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	راجہ گردھاری پرشاد بہادر	•	•	•	•	•	محبوب نواز ونت	منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ

۱۰	معزز یار جنگ بہادر	•	•	معزز یار الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	شوکت جنگ بہادر	•	•	حسام الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	میر مبارک علی	میر مبارک علیخاں بہادر	مظفر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۳	میر جہانگیر علی	میر جہانگیر علیخاں بہادر	جہانگیر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۴	مرزا ذوالقدر بیگ	مرزا ذوالقدر بیگخاں بہادر	ذوالقدر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۵	مرزا محمد سجاد بیگ	مرزا محمد سجاد بیگخاں بہادر	عثمان نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۶	مولوی محمد حمید اللہ	محمد حمید اللہ خاں بہادر	سربلند جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۷	میر لطف علیخاں بہادر	•	افضل العلما [illegible] جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۸	میر فیاض الدین علی	میر فیاض الدین علیخاں بہادر	[illegible] جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۹	محمد مہدی حسن	محمد مہدی حسن خاں بہادر	فتح نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۰	سید سراج الحسن	سید سراج الحسن خاں بہادر	امیر یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۱	مولوی حافظ سید رضا احمد	حافظ سید احمد رضا خاں بہادر	سکندر نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۲	مولوی وحید الزمان	وحید الزماں خاں بہادر	وقار نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۳	مولوی احمد عبد العزیز	احمد عبد العزیز خاں بہادر	عزیز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۴	احمد فضیل	محمد افضل خاں بہادر	افضل یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۵	محمد علی بیگ	محمد علی بیگ خاں بہادر	سردار یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۶	محمد فراست	محمد فراست خاں بہادر	اشرف نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۷	محمد عباس ڈاکٹر	محمد عباس خاں بہادر	انتظام جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۲۸	میر عبد الصمد	میر عبد الصمد خاں بہادر	فیض جنگ	•	•	•	•	منصب ہزاری و یکہزار سوار و علم

۲۹	میر حسن علی	میر حسین علیخاں بہادر	مجاہد جنگ	.	.	.	.	منصب دوہزاری یکہزار سوار و علم
۳۰	مہری پرشاد	.	.	.	.	راجہ مہری پرشاد بہادر	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
۳۱	مرزا محمد جیون بیگ	مرزا محمد جیون بیگ خاں بہادر	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۲	مرزا محمد اکبر	مرزا محمد اکبر علیخاں بہادر	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۳	میر محمود علی	میر محمود علیخاں بہادر	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۴	میر محمد علی	میر محمد علیخاں بہادر	.	.	-	.	-	منصب یکہزاری
۳۵	لالہ دین دیال	.	مشتو جنگ	.	.	.	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
۳۶	محمد حامد الدین حسین	محمد حامد الدین حسین خاں بہادر	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۷	سید وزارت علی	سید وزارت علیخاں بہادر	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری

تشریف آوری لارڈ الجن ویسرائے بہادر

۲۲ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ کو نواب ویسرائے ہند لارڈ الجن بہادر رونق افزائے حیدرآباد ہوئے۔ اعلیحضرت کے جانب سے کمال درجہ کی آؤبھگت اور معقول مہمانداری ادا کیگئی۔ تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ جابجا کمانین نصب کی گئیں دو تین شب تک روشنی کی کثرت رہی۔ تمام دفاتر سرکار عالی میں دو روز کی تعطیل بھی عطا ہوئی۔ بہرحال ویسرائے بہادر کے تشریف آوری کا خیر مقدم پورا پورا ادا کیا گیا۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اپنے معزز مہمان کی آمد پر بیحد مسرت و کمال شادمانی کا اظہار فرمایا۔

اسی سال معتمدی مالگزاری کو معتمدی فینانس سے علیحدہ کرکے رکن اول مجلس مالگزاری کو تمام امور کا ذمہ دار گردانا گیا۔ اور جملہ کاغذات متعلقہ مالگزاری بالراست عالیجناب مدارالمہام بہادر سرکار عالی کی پیشی میں پیش کرنیکے لئے حکم قضا شیم نافذ ہوا۔

انہین ایام مین حضرت ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران کے مقتول ہونیکی خبر وحشت اثر معلوم ہوئی چنانچہ اس موقع پر اعلیحضرت نے بلحاظ ہمدردی نہایت غم و افسوس کیساتھ بطور شان افزار کے ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۳؁ کو تمام دفاتر سرکاری کے بند ہونیکا فرمان جاری فرمایا۔

عہدۂ انسپکٹر جنرل اسٹامپ جو سابق مین کمشنر آبکاری کیساتھ ضم تہا۔ اور ۱۳۰۳؁ مین بجائے خود شکست ہوکر اُسکا کام مجلس عدالت العالیہ کو منتقل کردیا گیا تہا۔ اب ۱۳۱۴؁ مین ازسرنو قائم ہوا۔

اور اسی سنہ مین نگرانی کوتوالی اضلاع سے صوبہ داران اسمائے کو سبکدوش کرکے اُنکے اختیارات اول تعلقداران اضلاع (جو ناظم کوتوالی کہلاتے ہین) کو منتقل کئے گئے۔

اور اسی زمین تقریباً پچاس لاکھ روپیہ کے سرکار عالی کے پرامیسری نوٹ جاری ہوئے جنکو رعایائے ممالک محروسہ سرکار عالی نے نہایت خوشی کیساتھ خرید کیا۔

انعقاد جشن ڈائمنڈ جوبلی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

۲۰ جون ۱۸۹۷؁ء م ۱۹ محرم ۱۳۱۵؁ کو ڈائمنڈ جوبلی (کیونکہ ملکہ معظمہ کو تخت انگلستان پر بیٹھے ہوے پورے ساٹھ سال ہوئے تہے۔) کی تیاریان نہایت دلچسپی و خوشی کیساتھ ریاست حیدرآباد مین آغاز کیگئین اور ہر دو گورنمنٹ کی فیمابین جو خلوص و اتحاد ہی۔ اُسکا اظہار کمال مسرت کیساتھ ہوا۔ چنانچہ اعلیحضرت نے اپنی گورنمنٹ و رعایا کو حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین اسموقع تہنیت و جشن منانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا جائے۔

۲۲ جون کو ایک دربار عالیشان منعقد پایا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے ویسرائے بہادر کا خطبہ پیش کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ حضور ملکہ معظمہ کا ارادہ تہا کہ اس عمدہ موقع پر ہندوستان کے تمام والیان ملک اُنکی خدمت مین حاضر ہون۔ لیکن طاعون اور قحط سالی کی وجہ سے (جو ہندوستان مین پہیلی ہوئی ہے) ملکہ معظمہ نے اپنی رائے بدلدی۔ اور جبکہ حضور نظام نے اپنے شہر مین جوبلی کے لیے جشن کرنے کی خواہش

دکہلائی اور مطابق اُسکے فرمان بہیجے تو اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملکہ معظمہ کے خیالات کو د جو بیکسون اور غریبونکی ہمدردی کی بابت مین تھے) گویا حضور نظام نے پہلے ہی سے سونچ رکہا تہا - اور یہان کے لوگون کی خوش قسمتی سے جو اِس موقع پر ظاہر ہوی - یہی پایا جاتا ہے کہ تمام ہندوستان مین حیدرآباد کی ریاست سے بڑہکر کوئی وفادار نہین ہے " الحاصل اِس تہنیت مین اکثر جگہہ امراؤن کے پاس کئی روز تک جلسے ہوتے رہے اور پر زور تقریرین کیگئین - اور اعلیحضرت نے بہت سے قیدی رہا کئے - اور خوشی کی توپین سر کیگئین -

مزید برآن منجانب اعلیحضرت - نواب ظفر جنگ شمس الدولہ بہادر - ملکۂ معظمہ کی خدمت مین مبارکباد کہنے کی غرض سے لنڈن بہیجے گئے -

اسی سال کرنل نیول - سی - آئی - ای - کے انتقال کیوجہ سے اعلیحضرت نے براحم خسروانہ میجر نواب افسر الدولہ بہادر - سی - آئی - ای - کمانڈر افواج باقاعدہ کو منتخب فرماکر افواج امپیریل سروس اور افواج باقاعدہ و گولکنڈہ بریگیڈ کی کمان تفویض فرمائی -

۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو حسب فرمان خسروی مجلس امراء (فینانشل کمیشن) بلحاظ عدم ضرورت (جسکا انعقاد ۹ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو ہوا تہا) برخاست کردیگئی -

انعقاد جلسۂ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ معہ اڈریس منجانب رعایا و غیرہ و اسکے جواب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

۱۳۱۶ھ مین تینتیسوین سالگرہ مبارک کی موقعہ پر حسب تحریک رعایا - اکثر و کل اخبارات نے جلسونکے انعقاد و اڈریس کے پیش کرنیکے لئے رائے زنی شروع کی - گو ابتداء ولادت مبارک سے اسوقت تک سالگرۂ مبارک کے موقعہ پر ہر سال اکثر امراء و عہدہ داران کے پاس ایٹ ہوم و ٹی پارٹی کے جلسے ہوا کرتے ہین - اور عام رعایا بہی حسب مقدور اپنے اپنے مکانات پر روشنی وغیرہ کیا کرتی ہے خاص کر دفتر صرفخاص تو اس مبارک موقع پر ہر سال مسرت و انبساط کا بہت بڑا حصہ لیتا ہے کیونکہ سالگرہ کو روز دفتر صرفخاص مین ایک بہت بڑا جشن ہوا کرتا ہے جسمین امراء و شعراء مدعو ہوتے ہین - اور

بہینیتی قصائد پڑہے جاتے ہین - کمانین اور جہنڈیان لگائی جاتی ہین - روشنی کا انتظام بہی بکثرت ہتاہے
مگراس سال کچہ اور ہی سمان بندہا - بلدہ مین گہر گہر تیاریان شروع ہوئین - مختلف جلسے کرئے گئے - اور
بلدہ کے علاوہ اضلاع و تعلقات و دیہات وغیرہ مین بہی اس تقریب ہمایون کا عام جشن منایا گیا
الحاصل رعایا و فریق سینس و حکمائے سندیافتہ و شرکائے دکن مڈیکل ایسوسی ایشن کے جلسے باغ عامہ
مین اور باقی تمام جلسے بتمام ملک پیٹہ ادا کئے گئے - اور اعلیٰحضرت کے خیر مقدم و سالگرہ کی خوشی مین
(جسکو رعایائے دکن نے اپنی جان نثاری اور وفاداری کے ثبوت مین بسرپرستی نواب اکبر الملک بہادر سی
ایس - آئی - کوتوال بلدہ منعقد کیا تہا - اورجسمین ساہوکار و جاگیر دار و سوداگر وغیرہ کا ۲۰ ہزار روپیہ
صرف ہوا تہا) ۵ سے ۸ ربیع الثانی تک باغ عامہ باغ ارم بنا رہا - جسکے دیکہنے کے لئے تمام شہر
ٹوٹا پڑتا تہا - صبح سے شام تک فتح میدان مین اسپورٹس اور دن رات باغ عامہ مین جلسہ ہائے رقص
و سرود ہوتے رہے - باغ عامہ کی ہر ایک روش پر جہنڈیان اور بیرقین لگائی گئین - اور اسٹیشن سے
سیف آباد تک پوری پوری آراستگی کیگئی - باغ عامہ کے اندر متعدد خیمے نصب کئے گئے اور باغ کے
عزبرو پر ایک بہت ہی پُر تکلف مصنوعی مکان بنایا گیا - جسکے کہمبے فولادی اور جست مین کے بنے ہو
تہے - اور اسپر بہت ہی خوشنما روغن کیا گیا تہا - اس مصنوعی مکان یا منڈوے کا رخ شمال سے جنوب
کیطرف رکہا گیا تہا - اور اسکے چپ و راست بہت بڑی اور وسیع ماہتابیان تانی گئین - اور جانب
جنوب ایک نہایت نفیس و آراستہ چبوترہ تیار کیا گیا جسپر سرخ بانات منڈہی گئی تہی - اور اسکے اوپر ایک
طلاکار قبہ نصب کیا گیا جسکو تاش و زر لفت کی جہالرین لگی ہوئی تہین - اسکے نیچے ایک نہایت خوشنما کام
کی ہوئی ونڈا پیسگی لگائی گئی تہی جسکے کہمبے گنگا جمنی کام کے تہے - اور اسکے نیچے دو طلائی کرسیان
اعلیٰحضرت ظل سبحانی اور شاہزادہ ولیعہد بہادر کے جلوہ افروزی کے لئے رکہی ہوئی تہین - ان کرسیون کے
پیچہے ایک باریک پردہ لگا ہوا تہا جسمین طلائی چاند تارے جڑے ہوئے تہے - اور اسی چبوترہ کے

اردگرد موقع موقع پر پہولون کے کونڈے رکہے گئے تہے۔ اور اوپر جہاڑ و فانوس لٹک رہے تہے یہہ ایسا سہانا اور خوشنما منظر تہا کہ جسکو دیکہنے سے نظر لگتی تہی۔

یہ وہ مقام تہا جسکو رعایا جان نثار نے اعلیحضرت کی رونق افروزی کے لئے بصرف زر کثیر تیار کیا تہا۔ تمام باغ کے روشون پر روشنی کے گلاؤن کی چمن بندی کیگئی تہی۔ آبڈ کی شاپ سے فتح میدان اور باغ عامہ تک روشنی ہی روشنی تہی۔

۵ ربیع الثانی کو فتح میدان مین تمام دن اسپورٹس ہوتی رہی۔ شب مین اعلیحضرت معہ شاہزادہ والاتبار کامل اسٹاف کے ساتہ رونق افروز باغ عامہ ہوئے۔

معزز رعایا اور اعلیٰ عہدہ دارون نے اعلیحضرت کی بگہی سے گہوڑے کہول کر بگہی کو گلپوش بنایا۔ اون اعلیحضرت پر اسقدر پہول برسائے کہ پہولون کی ڈہیر لگ گئی۔ اسکے بعد بگہی کو وہان (ٹرک) سے تا دیوان تمام امرا جاگیردار و سوداگر و رعایا وغیرہ نے بمسرت تمام اپنے ہاتون سے کہینچ کر لایا۔ فوراً بیانڈ بجنے لگا۔ خوشی کے نعرے آسمان پر گونجنے لگے۔ حضرت ظل سبحانی تخت پر رونق افروز ہوتے ہی شہزادہ والاتبار بھی جانب چپ کرسی زرنگار پر جلوہ افروز تہے۔ اور جملہ ایڈیکانگ و مصاحبین اعلیحضرت کے اردگرد مثل ہالہ کے استادہ ہوگئے۔ پہر اعلیحضرت کی فرق مبارک پر سے تصدق اتارا گیا۔ مصور جنگ بہادر نے برقی روشنی مین اس جلسہ کا فوٹو لیا۔ جب یہ تمام امور ختم ہوئے تو رعایا وغیرہ کے جانب سے ایڈریس پڑہا گیا جسکا جواب اعلیحضرت نے نہایت فصیح و موثر الفاظ مین ادا فرمایا۔ جسکے ہر ہر فقرہ پر مسرت و خوشی کے چیرز (تالیان) ہوتے رہے۔ اور رعایا جان نثار کا یہ حال تہا کہ اعلیحضرت کے ہر ایک فقرہ پر اپنی جان اور مال تصدق و نثار کرنیکو آمادہ تہی۔ الحاصل تقریر دلپذیر کے ختم ہوتے ہی نذرین پیش ہوئین۔ قوالون نے مبارکباد کی صدا بلند کی۔ اور آتشبازی کا خوب نظارہ رہا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور سواری مبارک ایوان شاہی کو مراجعت کی۔ دوسرے روز سے ملک پیٹھ

مین متواتر و مسلسل جلسے ہوتے رہے۔ متعدد اڈریس پیش ہوئے۔ اعلیٰحضرت نے بھی ہر ایک اڈریس کا جواب
بیش بہا الفاظ مین ادا فرمایا۔ جسکے فقرے آب زر سے لکھنے کے لائق اور پند و نصائح سے مملو تھے۔ چنانچہ
اب ہم یہان پر ان اڈریسون کا خلاصہ (بوجہ طوالت) اور اعلیٰحضرت کی مکمل اسپیچین ناظرین
کی دلچسپی اور معلومات کے لئے درج کرتے ہین جس سے اعلیٰحضرت کی رعایا پروری۔ قدر افزائی۔ رحم دلی
حق رسانی۔ ہر دلعزیزی۔ فراست۔ دانائی۔ اور وقار الکلامی کا اندازہ اور سچا فوٹو نظر آئیگا۔

خلاصہ اڈریس اول منجانب رعایائے حیدر آباد بمقام باغ عامہ

اے ہمارے بادشاہ عالم پناہ۔ ہم حضور لامع النور کے نمک پروردہ۔ وفادار۔ فرمانبردار۔
رعایا بکمال ادب بارگاہ ابد پایدار مین اس عجز آگین اڈریس کی وساطت سے پیر و مرشد حضور پر نور خلد اللہ سلطنتہ
کی تینتیسوین سالگرہ مبارک کی موقع پر قدمبوسی کی جرات کرتے ہین۔ ہم جان نثار نمک خوار دہین سے
ہر کہ و مہ کے دل مین جو جوش عقیدت و اخلاص۔ حضور انور کی عہد معدلت کی وجہ سے موجزن ہے
اسکا نہایت عاجزی کے ساتھ اس تقریب مین اظہار کرتے ہین۔ چنانچہ ہم مختلف فرقے جو حضرت اقدس و اعلیٰ
کے زیر نگین ہین۔ ہمکو حضور پر نور کی سرپرستی کا افتخار حاصل ہے۔ جسکے ہم نہایت شکر گزار ہین۔ اے
ہمارے رحمدل رعیت پرور بادشاہ چونکہ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ حضور انور کی ہزار ہا رعایا نے ایک
اڈریس ملاقات بارگاہ پیر و مرشد کی خدمت مین پیش کرنے کی جرات کی ہے۔ تیس سال کا زمانہ
منقضی ہوتا ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ اپنے خاندان شاہی کے تخت پر رونق افروز ہوئے ہین
اور پندرہ سال سے حکمرانی فرما رہے ہین۔ اس زمانہ حکمرانی مین علے التسلسل عام طور پر امن
خلائق مین زیادتی اور حفاظت جان و مال مین ترقی ہوتی رہی ہے۔ اور حضرت کے اقبال و
طفیل سے وہ فیض و برکتین نصیب ہوئی ہین کہ جسکے باعث ہم اپنے پچھلے طبقات رعایا سے بدرجہا
سبقت لے جا سکتے ہین۔

آپکا نظام انصاف و عدل عیب و نقص سے مبرا ہے۔ طلبا کی اعلیٰ تعلیم۔ اور مذہب کی پوری پوری آزادی بجز ممالک محروسہ کے کہیں نہیں پائی جاتی۔ تمام ملک میں شفاخانہ جات اور دواخانہ جات کے قیام اور حفظان صحت کے تدابیر نے بوقت جانوں کی تلف ہونیکا اعلیٰ درجہ پر انسداد کیا ہے۔ اور ہماری حفاظت جان و مال کے جو اسباب مہیّا کئے گئے ہیں وہ ہماری سرسبزی ملک اور ہر قسم کی بہبودی کیلئے پیشین گوئی کر رہے ہیں۔ اور اپنی پیاری رعایا و سلطنت کی حقوق و حفاظت کے لئے جو فرامین قلم خاص سے نافذ ہوتے ہیں وہ ہمارے امن و آسائش کے پورے پورے سامان ہیں۔ اے ہمارے بادشاہ آپکے عہد کے ان نعمتوں اور برکتوں کا تفصیل سے ذکر یا اداے شکر بجالانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم رعایا نے صرف ہی ہماری آسائش و آرام کے متعلق کسقدر حالات کے عرض کرنے پر اکتفا کی ہے۔ اب ہم تمام تمدنی و معاشرتی برکتوں کے لئے اپنے کریم النفس بیدار مغز حکمران بادشاہ عالم پناہ کے واسطے خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ جنکے عہد ہمایون میں ملک ان برکتوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اے بادشاہ گیتی پناہ ہم نہایت مسرت انبساط و عبودیت و جان نثاری۔ وفاداری۔ دلی جوش و محبت کیساتھ اس مبارک موقعہ پر دست بستہ بارگاہ عرش پائیگاہ میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور اس رب العالمین سے دست بدعا ملتجی ہیں کہ ہمارے بندگانعالی متعالی کو عمر خضر عطا فرما۔ تاکہ ملک و رعایاے وفادار گروہ حضور اقدس کے سایۂ عاطفت میں امن و اسائش سے دست بدعا ہیں آمین ثم آمین۔

(این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد)

اسپیچ مبارک اعلیحضرت بجواب اڈریس رعایا

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو! تمہارے صدق عقیدت کا کچھ ایسا تقاضا طبیعی اثر ہے کہ آج میں یہاں آیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا۔ کہ میرے ملک کی مختلف قوم اور ملت والی بالاتفاق

اسقدر گرمجوشی کے ساتھ میری سالگرہ کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور اسقدر محبت آمیز الفاظ مین مجھے مبارکباد کے اڈریس دے رہے ہیں۔

ہر حکمران کے لئے دنیا مین دو قسم کی خوشی سے زیادہ تر اور بہتر خوشی حاصل نہین ہو سکتی ایک وہ خوشی ہی جو اُسکے دل مین فطرتی طور سے پیدا ہوتی ہی جب وہ اپنی رعایا کی فلاح اور بہبودی کی سعی مین مصروف ہوتا ہی۔ دوسری خوشی وہ ہے جب وہ اپنی سعی کو مشکور پاتا ہی۔ مین خدائے عزوجل کا شکر کرتا ہون کہ انہون مجھے ہر دو قسم کی خوشی حاصل ہی۔ کہ جو کچھ مین اپنی عزیز رعایا کے واسطے کر رہا ہون اس سے وہ رضامند ہین۔ اور اپنی رضامندی اور اطاعت کا اظہار اس موقع پر نہایت صداقت او محبت کی ساتھ کر رہے ہین۔ مین تمہارے اس باہمی اتفاق اور جوش محبت کی بہت قدر کرتا ہون اور مین تمکو اور تمہارے ذریعہ سے میرے ملک کی تمام باشندون کو یقین دلاتا ہون کہ تمہاری عام بہبودی کے کامون مین ہمیشہ سے مجھے خاص طور سے دلچسپی ہی۔ اور تمہاری آسائش اور آسودگی کو دیکھنے سے مجھے ہر وقت کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تمہارے باہمی اتحاد و اتفاق مین میری کامل رضامندی و اطمینان ہی۔ اور تمہاری اطاعت و شکر گزاری سے مجھے اپنی سعی کا معاوضہ ملتا ہی۔

پس جبتک کہ میری رگ جان مثل قلم متحرک رہے اور میری دوات تن مین سُرخی خون باقی رہے مین تمہارے ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کے کامون مین ہمہ تن مصروف رہونگا۔

۵

زمشکلات طریقت عنان متاب ایدل
کہ مرد راہ نیندیشد از نشیب و فراز

اڈریس فیری مینان حیدرآباد بمقام باغ عامہ

حضور عالی! ہم دستخط کنندگان فیری مینان منجانب ہمہ لا جہائے ممالک محروسہ سرکار عالی

حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی موقع پر بادب مبارکباد دیا چاہتے ہین ۔ اور بحیثیت فری میسنان
سب سے پہلے ہمارے فرائض سے یہ ایک ہمارا فرض ہے کہ جس ملک مین ہم بود و باش رکہین اُس ملک
کے قوانین و احکام کی اتباع کرنے کی ماسوائے جس بادشاہ وقت کی حفاظت مین ہم رہین اُس بادشاہ
کے وفادار اور وفاکیش رعایا ہو رہین ۔ اسلئے ہم پر فرض ہی کہ حضور پرنور کی درازی عمر اور اس ملک کی
سرسبزی کے لئے دعا مانگین جسکے کریم النفس فرمانروا حضور پرنور ہین ۔

غالبًا حضور پرنور کو روشن ہوگا کہ فری میسنی تمام دنیا مین پہیلی ہوئی ہے اور ہر مذہب و قوم
کے لوگ اسمین شریک ہین ۔ اور بہت سے ممالک مین بادشاہ بنفس نفیس ہمارے زمرہ مین شریک ہین
گو کہ حضور پرنور کے شرکت کی ہمکو عزت حاصل نہین ہوئی لیکن ہمارے خیالات و فیلنگس فطرتی طور پر
ہمکو یاد دلاتی ہین کہ حضور پرنور ہمارے حامی اعلےٰ درجہ مین ہین ۔

بہرحال ہمارا صرف یہ فرض ہی نہین ہے بلکہ ہمکو اس سے خوشی بہی ہوتی ہے ۔ کیونکہ ہم گورنمنٹ
سرکار عالی کے صرف حفاظت ہی مین نہین رہتے ہین ۔ بلکہ بہت سے مواقع مین سرکار عالی سے ہم مورد
عنایات و سرافراز ہوئے ہین ۔ جس کے بابت حضور پرنور کے ہم نہایت مشکور ہین ۔ اور ہم مین سے بہت
سے ایسے ہین جو حضور پرنور کے تنخواہ اور پنشن و فیض سے سیراب ہین ۔ اسلئے ہم ہمارے ادب و وفاداری کی
اقرار کے ذریعہ سے حضور پرنور کی بارگاہ مین یقین دلا کے ملتجی ہین کہ اس یوم مسعود کے بابت ہماری
ناچیز مبارکباد کو شرف قبولیت دیجاوے اور ہمارے اس اظہار کو باور فرماوین کہ حضور پرنور کے ازدیاد
عمر و اقبال کے لئے اور ملک و رعایا جو حضرت کے فیض آگین زیر حکومت ہین اُنکی سرسبزی
و ترقی کے لئے درگاہ رب الجلیل مین ہم ہمیشہ دست بدعا رہین گے ۔

مناجات فری میسنان بمقام لاج مورلینڈ شپنلی روس حیدرآباد دکن

اے خالق قدیر و رفیع اے بادشاہ بادشاہون کے بادشاہ اور سلطانون کے حاکم ہم تیرے ناچیز بندے

تیرا مقدس و پاک نام لیکر تیری درگاہ مین نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ملتجی ہین کہ تو اس سالگرہ مبارک کے موقع پر ہمارے آقائے ولینعمت **میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ دکن** پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرما۔ اُن کو اُس قدرت۔ ثروت اور دانش سے مالامال فرما۔ جو تونے ہمارے جد اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ تاکہ اُنکی حکومت عایا۔ ملک کی واسطے جنپر تونے اِن کو حکمران فرمایا ہی باعث برکت و فلاح ہو۔

اے خداوند عالم و عالمیان ہماری یہ بہی دعا ہے کہ **اعلیحضرت** کی عمر مین برکت اور سال بسال اقبال و دانش مین ترقی ہو۔

اے احکم الحاکمین تو اعلیحضرت کے دودمان شاہی کو دائم و قرار فرما اور اون کے خاندان پر اپنی عنایت مبذول رکھ کہ وہ ابد تک تیری رحمت و برکت سی شادان و فرحان رہین۔ کیونکہ بغیر تیری امداد و اعانت کے ہم تیرے بندے بالکل ناچیز و ناکارہ ہین۔ آمین۔

خلاصہ اڈریس منجانب حکمائے ہندیا قدیم سرکار دکن میڈیکل اسوسی ایشن

ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت خداوند نعمت سلطان ابن سلطان آصف سادس رستم دوران افلاطون زمان حضور پرنور والی دکن۔ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔

ہم جان نثار بصد ادب سر عبودیت کو آستانہ مبارک پر رکھکر سجدۂ شکر منعم حقیقی ادا کرتے ہین کہ ہمارے شاہ ذیجاہ نے آج کے دن بمقتضائے فرط خداوندی و قدردانی ہم کو اظہار مسرت و ادائے تہنیت سالگرہ مبارک و سپاس گزاری کی اجازت سے عزت بخشی فرمائی۔

اے ہمارے پیارے مالک اِس حیدرآباد مین یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری خوش قسمتی اور بخت رسائے ہماری دلی تمنا کو آج کے دن پورا ظاہر کیا کہ ہمارے اہل فن نے بالاتفاق اپنے شاہ گیتی پناہ کی خدمت مبارک مین بصد ادب تہنیت سالگرہ مبارک کیساتھ اڈریس گذراننے کا افتخار حاصل کیا ہے

اگرچہ رعایا کی طرف سے متعدد سپاس گزاریاں جاری ہین۔ مگر بالتخصیص ایسے موقع مین اپنی زبان سے اپنے مالک کو (اے ہمارے بادشاہ) کے لفظ سے مخاطب کرنا اور اُسکے جواب مین اپنے کانون سے (اے ہماری رعایا) سننے کا اشتیاق ہمارے دلون مین ایک عرصہ سے متمکن تھا۔ باین وجہ کہ توجہ خاص خداوندی اس فرقے پر مدام مبذول رہی اور ہے۔

ولولۂ سپاس گزاری جو ہمارے دلونمین نہان ہے اب عیان ہوا جاتا ہے کیونکہ اس سرکار ابد قرار نے ہمکو عہد طفلی اور یتیمی کے زمانہ سے بہتر از مادر و پدر پرورش فرمایا۔ اور ہمکو چھوٹے سے بڑا کیا اور تحصیل علم و فن کا شوق و ذوق دلا کر مدرسہ مینا اپنے ذاتی مصارف سے تعلیم فرمائی مزید برآن بہ حکم اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ ۔ جہان جہان ہمکو اپنے علم کے تکملہ کا خیال ہوا وہان وہان بھیجکر علم حاصل کرانے مین مصارف کثیر سے دریغ نہین فرمایا۔ اور ہمکو اس پیشہ کا رکن بنایا کہ جس کی شرافت مین حدیث شریف نازل ہے۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْيَانِ ۔ اے ہمارے سلطان ذیشان آپ کی بدولت ہم عالم علم الابدان ہوئے۔

للہ الحمد جسنے ہمکو اشرف المخلوقات کیا۔ اور اشرف الانبیا کی امت مین پیدا کیا اور اس فن اشرف کا ماہر بنایا جسکی شان مین مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔ ارشاد فرمایا ہے اور اُس اشرف السلاطین کے زیر سایۂ عاطفت رکھا جسکو القاب ملل سبحانی سے ملقب فرمایا جسکے عہد مبارک مین ہر کہ و مہ فقیر و امیر اور برنا و پیر ملکی غیر ملکی مسلمان غیر مسلمان امن و آسایش سے رہکر اپنے خاقانِ عظیم و سلطانِ کریم کا جان نثار اور اُسکی ثناگوئی اور دعائے ترقی عمر و اقبال و سلامتی تاج و تخت مین رطب اللسان و عذب البیان ہے۔ ہر ایک دل دادہ و جان باختہ۔ اپنی اپنی جگہ عنایات شاہانہ و الطاف خسروانہ سے

اِترایا ہوا ہے۔ کیون نہو کہ اُس کریم کارساز نے ہمکو اُسکی رعایا بنایا کہ جو حق پرست وحق بین۔ عقیدت مند وشریعت پسند شجاعت کیش عالیحشم صداقت اندیش ثابت قدم مستقل مزاج حلیم الطبع دریا دل کریم النفس سخن گو سخن سنج نکتہ دان ونکتہ فہم۔ منتظم امور مملکت واضع قوانین سلطنت۔ رعایا پرور۔ عدل گستر سخی۔ ابن سخی۔ قدردان وقدرشناس ہمارا بادشاہ عادل وسلطان رحم دل ہے۔ ارباب حق بین ذرا چشم انصاف سے غور فرمائین تو ظاہر ہوگا کہ نصف صدی پہلے کے زمانہ مین ہمارے ملک اور ملکیون کی کیا حالت تھی اور اب کیسی ہے۔ تخمیناً پچاس سال سے پہلے دکن مین عموماً یہ خیال تھا کہ ڈاکٹر اپنے مریض کو غیر ممکن الشفا جانکر اُسکی جان لیتے ہین۔ اور یہ لوگ بیدردی اور بیرحمی مین یکتا سمجھے جاتے تھے۔ اور اس زمانہ مین ڈاکٹر کو اپنا خیرخواہ ہمدرد وجانی دوست اور اپنی جانون کو تکلیفات امراض سے بچانیکی کوشش کرنے والا جانتے ہین۔

اُسوقت دوا اور ڈاکٹر عنقا تھے۔ یہ اگر کہین دکھائی دیتے تو بچشم حیرت مین تماشا بنجاتے تھے اس عہد مین جابجا اِن ادویات کے چرچے اور انکی جادو اثری کے شہرے ہر زبان پر ہین۔ جہان تازے ادویات ہر وقت موجود رہتے ہین۔ بعض دکانین تو تمام شب کھلی رہتی ہین تا کہ دردمندون کو دوا بروقت ضرورت فی الفور ملجایا کرے۔

اس تھوڑے ہی زمانہ مین ان کمسٹ نے اپنی فروخت ادویات مین اسقدر ترقی کی کہ آج کے دن اسکے بدولت ملک التجار بن گئے۔ اس سے صاف عیان ہے کہ ہمارے ملک مین کسقدر ادویات کی ضرورت تھی۔

اے جہان پناہ آپ ہی کے عہد مین رعایا کو آسایش نصیب ہے۔ اُس دورہ مین فن جراحی دیہاتی حجامون کے ذمہ تھا۔ اور یہی لوگ جراح کہلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے جراح بے وقعت مقصور تھا۔ فقط فصد لینا زخمل چیرنا پٹ پچھنا لگانا مرہم پٹی کرنا فن جراحی سمجھا جاتا تھا۔

اور اکثر نشتر کا عمل بغیر بیہوش کئے نہایت بیدردی سے ہوا کرتا تھا۔ اسوقت جراحی فن ڈاکٹری مین
بہت بڑی اور ذی وقعت شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اور جراح کے لقب کو ڈاکٹر کے لقب سے زیادہ افتخار حاصل ہے
اِندنون جراحی کی بڑے بڑے کسب عمدہ عمدہ نوایجاد آلات سے بیوقت اور بسہولت بیہوش کر کے کیجاتے ہیں
سلطان بادشاہ رحم دل آپنے نہ فقط اپنی رعایا پر احسان فرمایا بلکہ جملہ جہان کو اپنا ممنون کر رکھا۔ حسب درخواست
ڈاکٹر لاری صاحب آپنے ہزارہا روپیہ کلورو فارم کمیشن مین صرف فرمایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روئے زمین
کے اکثر بڑے بڑے ڈاکٹرون کا خیال اس طرف متوجہ ہوگیا۔ اُس زمانہ مین اضلاع و بلاد مین دوا اور
طبیب بروقت نہ پہونچنے اور پینے کے پانی او صفائی کا اہتمام نہ ہونے کے سبب خفیف امراض مہلک
ہوجاتے تھے۔ اور امراض متعدی مثل ہیضہ وبائی وغیرہ سے ہزارہا جانین تلف ہوجاتی تھین۔
بفضل خداوند کریم۔ اس زمانہ مین شہر شہر قریہ بقریہ بلکہ محلہ بمحلہ شفاخانجات کہولدئے گئے۔
اور چھنے ہوئے پانی کے نل گھر گھر لگادئے گئے۔ اور تمام شہر مین جابجا صفائی کا اہتمام کیا گیا۔ جس سے
خلق اللہ کو امن و آسائش اور ان مہلک امراض سے نجات حاصل ہے۔ جو جو مقامات کہ معدن امراض
کے تھے جیساکہ دار الشفا جو دار الوبا کہلاتا تھا اب دار الامن ہوگیا۔ چیچک براری سے اسوقت ہزارون
معصوم ستیلا کے صدمے سے محفوظ ہین۔ اسی دورہ مبارک مین اکثر اشخاص اپنے آپ ضروری
اصول حفظان صحت سے واقف ہوکر اپنی نمذا پانی اور خانگی صفائی کے نفع و ضرر سے آگاہ ہوگئے۔
مرض طاعون جس سے ہندمین تھوڑے ہی سے زمانہ مین ہزارون مکان بیچراغ ہوگئے آپنے
اپنی رعایا کی حفاظت جان کی غرض سے انسداد طاعون کے لئے ہزارہا روپیہ صرف فرمایا۔
افضل گنج کا دواخانہ اسی سرکار ابد پایدار کے عہد مین بہت کچھ ترقی یاب ہوا اور متعدد بیش قرار
ماہوار لیڈی ڈاکٹر اور خدمتی نرس بغرض آسایش مریضان پردہ نشین اسی زمانہ مین مقرر کئے گئے
اسی دورہ مین متعدد لیڈیز زنانہ معالجہ کے لئے ڈاکٹر بنادی گئین۔ جنکے پاس اکثر پردہ نشین مریضہ

بخوشی بے تکلفی رجوع ہوکر شفا پاتے ہیں ۔

اے شہنشاہ رعایا پرور آپ ہی کے عہد مین مدرسۂ طب یونانی جاری کیا گیا ۔ اور یونانی دواخانے بصرف کثیر شہر مین جابجا کھولدئے گئے ۔ قدیم لائق حکمائے یونانی تعلیم طلبا اور علاج مرضا کے لئے مقرر کئے گئے ۔ ادویات یونانی ہروقت ان مطبون مین موجود و تیار ملا کرتے ہین ۔ پہلے غیر سند یافتہ طبیب ۔ بدنام کنندۂ نکونامے چند کہین دواسازی کرکے یا ایک دو کتابین پڑہکر اپنی شکم پروری کے لئے ہزارون جانین لیا کرتے تھے ۔ اس شائستہ انتظام سے خود پسند و غیر معقول خانگی اور عطائی علاجات سے ہر ایک کا دل باطل سے حق کی طرف پہیر گیا ۔ اور انکی جان بچنے کا باعث ہوا ۔

اے سلطان ذیشان آپکے عہد سلطنت ابد مدت مین وہ کونسا سامان آسائش ہے جو رعایا کو نصیب نہوا ۔ جسکی شرح حیطۂ تقریر و گنجایش تحریر سے خارج ہے ۔

نہ فقط صیغۂ طبابت بلکہ ہر ایک صیغہ سابق سے الحال ہزار گونہ ترقی یافتہ ہے ۔

اے آقائے نامدار ۔ یہ احسان آپ کا آپکی رعایا کے دل سے بہولا ہے نہ بہولا جائیگا ۔ عیان را چہ بیان ۔ ظہور آثار شادمانی جو عین مسرت دلی ہے ہر فرد بشر کے چہرہ سے ہر آن و ہر زمان ہویدا ہے ۔

اب ہم ادائے تہنیت سالگرہ مبارک اور پیش گزاری کو اس دعا پر ختم کرتے ہین ۔

الٰہی جب تک اس دنیا مین نام حکیم و شفا باقی ہے ۔ اور اس جہان مین جبتک تاثیر دوا باقی ہے ۔

الٰہی جبتک کہ نبض عالم متحرک ہے اور نبض لیل و نہار جاری ہے ۔ اس تاج و تخت و ملک کو قائم رکھ اور ہمارے فرمانروا و اعلیٰحضرت کو صحت عمر ابدی عطا کر ۔ اور نونہالان باغ آصفی کو انکے زیر سایہ تا حشر سبز و بار ور رکھ ۔

آمین ثم آمین ۔

ہم یہی حق سے دعا چاہتے ہین

سب سے آمین سنا چاہتے ہین

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس ارکان سٹی ایسوسی ایشن و حکمائے حیدرآباد و ارکان صفائی بلدہ

تم کو یہان بلاکر تمہارے اڈریس لینے سے مجہے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مین۔ تم ہر سہ گروہ عایا کے اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ لینا اسلئے مناسب سمجہا کہ تمہارے حقوق و فرائض اگرچہ بادی النظر مین مختلف ہین مگر متحد المقصد ہین۔ تم سبھون کا ایک ہی مقصد ہے یعنے صفائی۔ سٹی ایسوسی ایشن اخلاق کی صفائی و شائستگی کی طرف متوجہ ہے۔ حکمائے حیدرآباد انسان کے جسم کو امراض کی کدورت سے صفا کرنے کے لئے مستعد رہتے ہین۔ اور صفائی بلدہ کے ارکان شہر کی گلی کوچون کو صاف و پاک رکہنے اور شہر والون کو نفیس پانی پہنچانیکی فکر کرتے ہین۔ پس تم تینون کے مقاصد کے حصول سے میری عزیز رعایا کی بہبودی اور آسایش متصور ہے۔ لہذا مین تمہاری کوششون کی بہت قدر کرتا ہون۔ اور مجہے اسکے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنے کوششون مین ایک حد تک کامیاب ہوئے۔ اور کامل کامیاب ہونے کی دلی خواہش رکھتے ہو۔ مین نے تمہارے ہاتون مین اپنی رعایا کے چند طبیعون (نینے) کی حفاظت ودیعت کی ہے۔ اور مجہے یقین ہے کہ تم سب اس ودیعت کی ذمہ داریون کو بخوبی جانتے ہو۔ اور اُن کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنے مین ہرگز دریغ نکروگے دل کا صاف کرنا یا صاف رکہنا ایسا سمجہو کہ سب سے بڑہکر ہے پرائی جان کا خیال اپنی جان سے بہتر ہے۔

قطعہ

ہین سرے عہد حکومت مین اطبا حاذق
کسقدر شافی مسلک کا ہے مجہپر احسان

کوئی نعمت نہین صحت سے جہان مین بڑہکر
عمر بہر اُسکا طلبگار رہیگا انسان

نہ ہے بقراط نہ سقراط نہ ہے جالینوس
فی زمانہ ہین یہی وقت کے اپنے لقمان

حافظ روح یہی لوگ ہین اس عالم مین | اب زمین پر ہے یہی فرقہ مسیحائے زمان
منقسم چار عناصر پہ ہین چارون اخلاط | جنمین نقصان ہو کرتے ہین یہ اسکا درمان
مختلف جمع ہون امراض جو ضد ایک کی ایک | ایسی مشکل کو کیا کرتے ہین یہ [illegible] آسان
فکر بیمار مین ہوجاتے ہین بیمار طبیب | تا بہ صحت نہین تکلیف ہی آرام کہان
بارک اللہ کہ ہے مجمع ارباب کمال | للہ الحمد کہ ایسے ہین ہنرمند یہان
کیون نہ پاکیزہ ہون یہ اہل صفائی کے صفات | ہر گلی کوچہ مین آئینہ کی صورت ہی عیان
وہ خلل آب و ہوا کا کہین ہرگز نہ رہا | ہر جگہ فضل خدا سے ہے بڑا امن امان
باغبان ازلی کا ہے یہان فضل و کرم | اب گلستان ہے وہی پہلے جو تہا خارستان
شکر صد شکر کہ ہے جوش پہ رحمت اس کی | شہر تو شہر کہ ہے ملک بہی سب آبادان
یہی آصف کی دعا تجہ سے ہے یا رب خدا | [illegible] ہے ہر وقت رعایا بہی شاد [illegible]

اڈریس کایستھ سبہا بمقام ملک پیٹھ

بحضور لامع النور عتبہ بوسان آستان فلک نشان ملجا و ماوا ر غلامان مرجع و مآب شرف وافتخار خانہ زادان رستم دوران ارسطو زمان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت قدر قدرت آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و ادام اللہ سلطنتہ جی - سی - ایس - آئی -

ہم کایستھ سبہا کے ممبر و مددولت حضرت سلطنت شوکت عز مدیون حشمت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی حضرت پیرو مرشد کی تینتیسوین سال گرہ کی مبارکباد ادا کرنے اور ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دعا دینے کے لئے حاضر ہوئے ہین -

الٰہی در جہان باشی بہ اقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال

ہماری قومی سبھا کو زیر پرتو پادشاہ جمجاہ کے قائم ہو کر آج ۱۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے اس اثنا میں جو کچھ عنایات خسروانہ ہماری سبھا کے حال پر مبذول رہیں اوسکا شکریہ ادا کرنے کے لیے اگر ہمارا ہر بن مو زبان ہو جائے تب بھی پورے طور پر سپاس و ستائش ممکن نہیں۔ کوئی الفاظ انسانی لغات میں ایسے نہیں پائے جاتے جس کے ذریعہ سے ہم ٹھیک ٹھیک اپنے مالک کی شکر گزاری ادا کر سکیں صرف زبان قال سے شکریہ ادا کر دینا تو آسان ہے مگر ہمارا دل تو یہ چاہتا ہے کہ زبان حال سے نہ صرف شکریہ ادا کریں بلکہ اپنے مالک کے قدموں پر نثار ہو جاویں ہمارے قومی سبھا کی غرض بالکل اپنے بادشاہ کے غرض کے بموجب ہی ہے یعنے ہم جد و جہد کرتے ہیں کہ ہماری قوم کی فضول خرچی مسدود ہو جاے اور علوم و فنون اور حرفت اور دستکاری کو یوماً فیوماً ترقی ہو۔ اور ہماری قوم کا ہر ایک فرد اس قابل بنے کہ اپنے مالک کے خدمتوں کو نہایت امانت اور وفاداری سے ادا کرے چنانچہ ہماری قوم کے بو لوگ کہ اس وقت مختلف سررشتہ جات میں مختلف عہدوں اور خدمتوں پر مامور ہیں۔ اپنے فرائض کو جان نثاری کیساتھ انجام دے رہے ہیں اور ہماری قوم کچھ آجکل سے اس در دولت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہمکو اس بات کا بھی افتخار حاصل ہے کہ ہمارے آبا و اجداد بھی نواب آصفجاہ نور اللہ مرقدہ کے عہد سے سلک جان نثاروں میں منسلک چلے آتے ہیں۔

اب ہم لوگ ہمارے اخلاف جو آئندہ ہنوز دنیا میں آنے باقی ہیں اسی آستانہ فیض نشان کے گرویدہ ہیں اور رہیں گے۔ ہمارے بادشاہ کا عہد میمنت عہد وہ ہے کہ جس میں مختلف مذہب کے لوگ ایک ہی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ رعایا کی وہ حالت ہے کہ بلا لحاظ کیش و ملت ہر ایک اپنے مالک کے قدموں پر جان نثاری کے لیے متمنی ہے۔

ہم جان نثار ہر آن مستعد ہیں کہ جو حکم اپنے آقا سے ملے ہم اسکی انجام دہی کو اپنا دین و ایمان

تصور کرتے ہیں جو اظہار عقیدت اور جوش مسرت کہ اس وقت پبلک کے جانب سے باعث ہر دل عزیزی
اس مبارک موقع پر ظاہر ہو رہا ہے رعایا کے حلقہ میں ہر ایک حکمران یا فرمانروا کو یہ حاصل نہیں ہو سکتا
پبلک کے طبقہ میں اپنے بادشاہ جمجاہ کے نسبت ہر دل عزیزی کا ہونا اپنے بادشاہ کی ہمدردی اور
کریم النفسی اور بے ارمغری کا بین ثبوت ہی ہر شخص حضرت [illegible] شہنشاہ [illegible] تعالیٰ مدظلہ العالی
کا والہ اور جان نثار نظر آتا ہے۔ آخر میں ہم اس ناچیز اڈریس کو دعائے عمر و [illegible] و اقبال پر
ختم کرکے اپنے پرپیسٹر سے بصد [illegible]
اور پھولوں میں بو اور موتی میں آب قائم ہے ہمارے بادشاہ جمجاہ کو ہمارے سر پر سلامت باکرامت
رکھے اور حضرت پیر و مرشد بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کے جان نثار خوش اور دشمن پامال
اور خوار رہیں آمین ثم آمین

(اسپیچ اعلیٰحضرت جواب کایستھ سبھا)

ارکان کایستھ سبھا۔ جس جوش صداقت اور وفاداری سے تم نے میری سالگرہ کی خوشی میں
اڈریس دئے ہیں۔ اس سے میں بہت خوش ہوا۔ اور اس کی بہت قدر کرتا ہوں۔

ہندوستان کی تاریخ کے ورقوں پر اور یہاں کے مختلف المذاہب باشندوں کی طرز معاشرت کی
ضرور تو نپر اگر غور سے نظر ڈالی جائے۔ تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہی۔ کہ ہمیشہ سے ہند و
مسلمانوں میں ترقی و ترفع حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی معاونت اور باہمی میل جول
لازم و ملزوم رہے ہیں۔ علی الخصوص تمہاری قوم کایستھ کو ہمیشہ مسلمانوں سے بحیثیت ملازمت
و میل جول۔ ایک عجیب طرح کا غیر منقطع تعلق رہا ہے اور اس وقت تک ہی سلاطین مغلیہ کے
درباروں میں اور اسلامی ریاستوں میں ہر زمانہ میں اس تمہاری قوم والوں نے مالی و انتظامی دفاتر
کی ہر قسم کی ملازمتوں میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور اپنی حسن کارگزاری اور وفاداری کو اچھی طرح ثابت
کیا ہے۔ میری ریاست سے بھی جو تمہارے اہل قلم گروہ کو نسلاً بعد نسل جیسے عمدہ تعلقات رہے ہیں

وہ ظاہر ہین اور مین ہمیشہ تمہارے مطیعانہ خدمات اور تعلقات کو نہایت وقعت اور مسرت کی نظر سے دیکھتا ہون ۔ مین اپنے ممالک محروسہ کے ہندو مسلمانون کے باہمی تعلقات اور اتفاق کو بہت ہی پسند کرتا ہون ۔ اور اُس کو نہ صرف حسن انتظام کی بلکہ اپنی خوش نصیبی کی عمدہ دلیل سمجھتا ہون اور فرط مسرت سے جناب باری کا شکریہ ادا کرتا ہون ۔

دولتِ آصف جو انسا نہین ہوا اُسکے آگے
خیر اندیش و وفادار نمکخوار جو ہون
نہین آسان ہے کچھ منصب قانون کوئی
ہو اگر صدر مصاحب متدین ۔ ہشیار
خیر خواہی ہو کہ سرکار کی بدخواہی ہو
نہین ٹلتا نہین ٹلتا کبھی نافذ ہو کر
خیر خواہ اہلِ خزانہ بھی ہون اور اہلِ حساب
آرزو ہے یونہی سب مجھسے ہو رعایا و لشکر
یون نمکخوار بھی آقا کی محبت سے کمے
دیتے ہین اہلِ قلم کارِ ریاست انجام
اہلِ تدبیر کو حاجت نہو کیونکر آصف

ہیچ ہین لعل و گہر ہیچ ہین دینار و درم
سلطنت کی ہے بنا اونکے ہی دم سے محکم
حاصلِ ملک کی رکھین خبر بیش و کم
ساری رقمون سے گر بیش بہا ہے وہ رقم
دونون مشہور ہوا کرتے ہین عالم عالم
حکم حاکم کا بھی ہے مثل قضائے مبرم
متفق مثل زر و سکہ رہین یہ باہم
مجھپہ جیسا ہے خداوند تعالےٰ کا کرم
جیسے قالب مین ہے قلب اور ہے قلب مین دم
شرط یہ ہے رہے ملحوظ دیانت ہر دم
خط تقدیر کے بھی واسطے ہے لوح و قلم

اڈریس افواج باقاعدہ سرکار عالی بمقام ملک پیٹھ

یہ خانہ زاد سب اہالیان فوج باقاعدہ کیطرف سے اعلیحضرت قدر قدرت فریدون حشمت دارا شکوہ بہرام شوکت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی اس عنایت و سرفرازی کا شکریہ ادا

کرتا ہے کہ حضور پرنور دام سلطنتہٗ نے براہ خاوندی وسپاہ نوازی اس جلسہ مین رونق افروزی فرماکر سب اہالیان فوج کی عزت افزائی فرمائی۔

یہ جلسۂ تہنیت سالگرہ مبارک وہ جلسہ ہے جسکو اعلیحضرت کے جان نثار سپاہ سنہ ۲ آلہ سے بحال خوش دلی وخلوص قلبی ادا کرتے آئے ہین۔ مگر آجکا جلسہ جو ہمارا پسندیدہ جلسہ ہے عجیب بخت یاور اپنے ساتھ لایا ہے کہ ہمارے خداوند نعمت آقائے نامدار بادشاہ جمجاہ نے بذات خاص رونق افروز ہوکر اسکا سر افتخار فلک الافلاک تک پہونچایا ہے۔

حضور عالی یہ سال مبارک ہم اہالیان فوج کے لئے نہایت خوشی اور اعزاز کا ہی۔ کہ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے اپنے جان نثارون کو معزز فرمایا۔ جس خوشی اور اعزاز کی ہم لوگ آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہین۔ اور امیدرکھتے ہین کہ جس اعزاز کے ساتھ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے آج ہمین سرفراز فرمایا ہے۔ ہر سال اسیطرح اس اعزاز وافتخار سے حضور پرنور اپنے جان نثارون کو معزز ومفتخر فرمایا کرینگے۔

حضور عالی آپ کا عہد مبارک روزافزون ترقی اور تہذیب وشائستگی کا زمانہ ہے۔ خصوصاً ریاست دکن نے جو اسوقت ترقی کی ہے۔ اگر اسکا پچھلے زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو زمین وآسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ آپکے تخت نشینی کا آفتاب جسوقت ملک دکن پر چمکا تو اسکی سیولیزیشن کی شعاعون نے ملک کے اندھیرا اور اکسٹیر کو شل روز روشن کی منور کردیا۔ اور تہذیب کی ترقی ملک کے ہر ایک محکمہ اور ڈپارٹمنٹ مین بلکہ گھر گھر پہیل گئی ہے۔ حضور پرنور کا یہ عہد مبارک تاریخ دکن مین نہایت فخر کے ساتھ یادگار رہیگا۔ ملکی ومالی عدالت وکوتوالی۔ اہل قلم واہل شمشیر ہر علاقہ مین اصلاح ہوئی میونسپالٹی کا آغاز ہوگیا۔ راستونپر روشنی اور آب پاشی شروع ہوئی۔ دواخانجات اور تعلیمات مین ترقی دیگئی۔ ریلوے کی افزایش سے تجارت کو ترقی اور رعایا کو آسائش ملی۔ خاص بلدہ

اور چار مینار کے اطراف جو خون ہوا کرتے تھے شہر کی گلیون مین جو تلوارین چلا کرتی تہین آپکے عہد معدلت مہد مین وہ انتظام ہوا کہ فتنہ و فساد بیخ و بنیاد سے جاتا رہا۔ مفسدونکا تمام و کمال استیصال کیا گیا ہرچند کہ فوج باقاعدہ کا آغاز اعلیحضرت کی تخت نشینی سے چندے قبل ہوا لیکن یہ فوج اپنے ملک مین اُس اعزاز کی نظر سے نہین دیکھی جاتی تھی۔ جیسا کہ ایک مہذب فوج کو دیکھنا چاہیئے۔ جب اعلیحضرت قدر قدرت نے توجہ خاص فوج کی اصلاح کیطرف مبذول فرمائی تو اول یہ اعزاز فوج کو بخشا گیا۔ کہ حضور پرنور نے سنہ ۱۳۱۲ھ مین افسران گولکنڈہ بریگیڈ کی آنریری کرنلی قبول فرمائی - یہ وہ اعزاز ہے کہ شاہ و شاہزادگان یورپ اپنی فوج کو بخشا کرتے ہین -

چنانچہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز مختلف چودہ رجمنٹون مین کرنل ہین - اور ہر مواقع اور ہر فنکشن کے وقت اُس رجمنٹ کا یونی فارم پہنتے ہین - ہمارے بادشاہ عالم پناہ نے سنہ ۱۳۱۶ھ مین گولکنڈہ لانسر کو یہ خطاب ہز ہائینس دی نظامس اون گولکنڈہ لانسر کے مخاطب فرمایا۔ یہ نہ فقط گولکنڈہ لانسر کے واسطے باعث عزت و آبرو ہے بلکہ سب فوج باقاعدہ کا سر افتخار فلک ہفتم کو پہونچا -

حضور عالی - یہ امر مشہور ہی کہ جب خداوند عالم اپنے بندگان خاص سے کسیکو برگزیدہ کرتا ہے تب اُسکو حکومت اور بادشاہت عطا کرتا ہے - اور جب اُس بندۂ خاص کو اور نوازتا ہے تب اُسکو یہ تین صفتین بخشتا ہے - عدالت - سخاوت - شجاعت ہمارے بادشاہ ظل اللہ جہان پناہ آصف جاہ کے وجود باجود کو اللہ تعالے جلشانہ نے ان تمام صفتون کے زیور سے آراستہ کیا ہے - عدالت سخاوت - شجاعت ان تینون لفظون مین پانچ پانچ حرف ہین جسطرح سے کہ آدمی کو حواس خمسہ کی ضرورت ہی اسیطرح رئیس و ریاست کو ان صفات کی احتیاج ہے - اول عدالت (عین) سے عدل (دال) سے دلداری رعایا (الف) سے امن و امان (لام) سے لطف و کرم (تے) سے

تحمل و بردباری۔ یہ سب صفات ہمارے بادشاہ مین موجود ہین۔ سخاوت ہمارے حضور پرنور کی شہرۂ آفاق

اظہر من الشمس ہے شجاعت مین (ش) سے شہسواری (ج) سے جمعیت خاطر (الف)

سے استقلال (ع) سے عزم۔ اور (ت) سے تدبیر۔ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے اپنی عنایت بیغایت

سے ہمارے حضور پرنور کو ان تمام خوبیونکا مجموعہ بنایا ہے۔ حضور کی شہسواری نہ فقط اس ملک مین

بلکہ تمام یورپ مین مشہور ہے۔ فن سپہگری اور تفنگ اندازی مین اعلیحضرت یکتائے زمانہ ہین

ٹنٹ پگ انگ میں حاضرین نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ایکبار اعلیحضرت تین میخین متواتر لیتے ہین

تفنگ اندازی مین بڑے بڑے نامور یوروپین نشانہ اندازون سے اعلیحضرت سبقت لے گئے ہین

روپیہ پھینک کے گولی سے اڑانا حضور پرنور کے سامنے ادنےٰ بات ہے جمعیت خاطر و استقلال کی

ایک معمولی مثال مین گزارش کرتا ہون جسکو مین نے بارہا بچشم خود دیکھا ہے۔ یعنے جنگل مین شیر کے

شکار کے وقت زخمی شیر کے سامنے حضور پرنور کو ایسی جمعیت خاطر و استقلال سے دیکھا ہے کہ جیسی اسوقت

حلسۂ مبارک مین دلجمعی و اطمینان سے رونق افروز ہین۔

حضور عالی۔ اس جشن سالگرۂ مبارک مین سب اہالیان فوج کیطرف سے مجھے جواس وقت

اڈریس پیش کرنیکا افتخار حاصل ہے کاش کہ مین ایک بڑا فصیح اور بلیغ اور اعلےٰ درجہ کا مقرر ہوتا

ہوتا تا کہ اس جوش دلی اور خلوص قلبی سے جو کہ اسوقت میرے دل مین موجزن ہے تمام مضامین

کو نہایت فصاحت اور بلاغت سے ادا کرتا۔ لیکن نہ مین فصیح نہ اسپیکر نہ اڈیٹر۔ اس لئے ممکن

ہے کہ یہ مضمون جو مین سرکار عالی کی فوج باقاعدہ کیطرف سے گزارش کر رہا ہون عذب البیانی

اور شیرین کلامی مین دوسرے اڈریسون سے جو گزرانے گئے ہین کم ہو۔

لیکن دراصل اصول اڈریس کا جو اظہار جوش وفاداری و اطاعت شعاری ہے اسمین ہم

جان نثار ونکو سب سے زیادہ اعزاز حاصل ہے کیونکہ سپاہ کی خاص ڈیوٹی اور اسکا فرض منصبی ہے

کہ اپنے مالک پر ہر وقت و ہر لحظہ جان نثار رہیں اور اپنے خداوند نعمت کے قدموں پر جان نثاری کرنا سعادت دارین سمجھیں۔ آخر میں ہم سب جان نثار اپنے خوش دلی کیساتھ حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال و صحت کیلئے بارگاہ ذوالجلال میں دعا کرتے ہیں۔ خداوند عالم اپنے حبیب کے تصدق سے ہمارے حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال میں ترقی دے اور حضور پر نور کے خواہان دولت مسرور اور اعدا نامراد و مقہور رہیں۔

این دعا از ما و از جملہ جہان آمین باد

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب افواج باقاعدہ

ای میرے جان نثار فوج والو مجھے تمہارا وفادارانہ ایڈریس سنکر میں نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ تمہارے افسروں کے خیالات کے اظہار صداقت کی بھی میں بہت قدر کرتا ہوں۔ اسوقت میری خوشی ایک خاص قسم کی ہے جسکی تصریح ٹھیک طور سے الفاظ میں نہیں کیجا سکتی۔ میری موجودہ خوشی اس قبیل کی ہے جو ہر اہل فن کو اپنے فن کے مشتاقوں کے ساتھ کوئی دلچسپی کا کام کرنے یا دیکھنے میں حاصل ہوتی ہے اور تم جانتے ہو کہ فن سپاہ گری میرے آبا و اجداد کی میراث ہے۔ پس جب تمکو میں اس معزز فن میں ترقی کرتے دیکھتا ہوں۔

اور اس ترقی کے نمایاں آثار تمہاری قواعد و اسپورٹس میں پاتا ہوں۔ تو فرط مسرت سے میرے دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر محظوظ ہوں۔ اور زبانی بیان کے علاوہ تمہارے اسپورٹس میں شامل ہو کر تم پر عملی طور سے اس امر کو حالی کروں۔ کہ میں تمہارے فن کو کس وقعت کی نظروں سے دیکھتا ہوں۔ اور تمہاری ترقی اور وفاداری کی کس درجہ قدر کرتا ہوں۔

اوراس قدردانی کے اظہار کے لئے مین نے بہت خوشی کے ساتھ گولکنڈہ برگیڈ کی آنریری کرنلی قبول کی - اورگولکنڈہ لانسرز کو اپنے نام سے موسوم کرنے کی اجازت دی - اوراب تمہارے اسپورٹس مین شریک ہوکر نہایت محظوظ ہوا-

تمکو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے مین نے تحریک کی تھی - کہ جناب کرمت مآب قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالے جن کا مین تاریخی دوست ہون انکی تائید مین میری تلوار اور میری فوج (اگر وقت آجائے تو) اپنی صداقت شعاری بخوبی ظاہر کرسکے - اوراس تحریک کا خوش اسلوب نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان مین چو طرف امپیریل سرویس ٹروپس قائم ہوگئی - اور مجھے آج اس امر کے مشاہدہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی - کہ میری امپیریل سرویس ٹروپس بفضلہ تعالے اپنی فوجی تہذیب وشائستگی مین ایسی ترقی کررہی ہے کہ جس سے اُسکے قیام کا اصل منشا رعندالموقعہ حاصل ہونے کی امید قوی کیجاسکتی ہے -

افسرالدولہ بہادر - تم نے اس اڈریس مین اپنی لائلٹی کے اظہار کے لئے چند الفاظ کے حروف سے مستغرق معنے نکالے ہین - ان کے سننے سے مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

اسی اجمال کی تفصیل ہے دفتر دفتر چار حرفون کے سوا اور تو قسمت مین نہین

اس سے میرا منشا یہ ہے کہ ہر شخص کی قسمت مین جو کچھ کاتب حقیقی نے لکھا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے - نہ کم نہ زیادہ - پس جو کچھ کہ مجھکو خدائیتعالی نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے - جسکا مین ہر لحظہ شکرگزار ہون - ؎

شکر اللہ کا کرتا ہے یہ آصف ہر دم مجھسے ناچیز کو ایک چیز بنایا اُسنے

اسکو میری عزیز رعایا بو فور محبت میاگنی فینگ گلاس سے دیکھتی ہے - لیکن مین تم سب کی لئے خدا سے ایسی قسمت عطا کئے جانے کی دعا کرتا ہون جس کے ق سے تمکو ہر طرح کی قوت بدنی ومالی حاصل رہے اور تم مین س سے سلیقہ ایسا پیدا ہوجائے کہ تم م سے محبت

اور ملاپ آپس مین ایک دوسرے سے اور رعایا سے رکھو تاکہ تم سب بہت سے ترقی ہر قسم کی حاصل کرو

قطعہ

اے جان نثار فوج ظفر موج شکر ہے — جوہر ہین تم مین صورت شمشیر آبدار
رخ رخ سے مرد مرد کی مردانگی عیان — رگ رگ سے فرد فرد کی جرأت ہی آشکار
ایسے سپاہیون سپاہی کو قدر ہے — تعریف کیون نہ آئے مرے لب پہ بار بار
فن سپہگری میری میراث جد کی ہے — اسہی مین میرا نام ہے اس سے ہے افتخار
عزت تمہاری ہے وہ میری عین آبرو — رکہا میرے بزرگون نے تمکو بصد وقار
سرکار دونو رکھتے ہین باہم جو اتحاد — یہ دوستی ہے سارے زمانے پہ آشکار
مجھکو نہین دریغ کبھی جان و مال سے — جانینگے اور جانتے ہین اہل روزگار
اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ تم کرو — سمجھین خطاب قیصر ہند اپنا جان نثار
تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو — اس سے ہی کامگار ہو اس سے ہی نامدار
تا زندگی کرین گے اطاعت بجان و دل — جو ہین نمک حلال سپاہی وفا شعار
طاعت کے بعد جو ہے اطاعت کا پابند — دنیا و دین مین وہ نہ کبھی ہوگا شرمسار
ماتحت مانے حاکم اعلےٰ کے حکم کو — یون اہل روزگار کی ہو طرز روزگار
مالک سے کام سیکھے نہ رکھے کسی سے کام — اسکا اسیمین نفع اسیمین ہے افتخار
لغزش نہو وگرنہ گریگا وہ سر کے بل — تہامے سے ہے عنان اطاعت کو استوار
اسکو بھی ہو یقین عنایت اسیطرح — سرکار کو ہے جیسے سپاہی کا اعتبار
گر قاعدے سے ہو تو قواعد وہ جیسے ہے — کرتی ہے اسکی مشق پیادہ کو شہسوار
اعضا یہین ہو چست بہین کام ہون بسبقت — محنت سے جی چرائے سپاہی نہ زینہار

کاہل وجود ہو کے نہ غفلت کرے کبھی
یہ بات ہے ضرور سپاہی کیواسطے
مردونکا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا
جو ہین جری شجاع وہ ابتک ہین نامور
کیا علم* ہے حضرت عباس کا علم
ص۲ ہزار شکر ہے پروردگار کا

ہردم ہو کیل کانٹے سے اپنے وہ ہوشیار
کب مستقل مزاج کو ہوتا ہے انتشار
افسانۂ تہمتن و بیژن ہے یادگار
شہرت پذیر سارے جہان مین ہے انکا وار
نامی ہے کیسی حیدر صفدر کی ذوالفقار
دی مجھکو ایسی فوج وفادار و جان نثار

اڈریس منجانب ملازمان صرفخاص بمقام ملک پیٹھ

اے ہمارے شاہ عالم پناہ ظل اللہ فلک بارگاہ ہم جان نثاران قدیم در دولت جو بشرف ملازمت صرف خاص مشرف ہین پیشگاہ عالیجاہ حضرت ظل سبحانی مین یہ اڈریس پیش کرنیکا فخر حاصل کرتے ہین اس مبارک و مسعود موقعہ پر جبکہ پیر و مرشد ظل سبحانی نے تقریب ہمایون جشن سالگرہ مبارک اس جلسہ مین جو خانہ زادان صادق الاعتقاد کے اہتمام سے قایم کیا گیا ہے اپنے قدوم فیض لزوم سے زینت بخشکر اس کو رشکِ روضۂ رضوان و غیرت دہ بوستانِ جنان بنایا ہے اونخانہ زادانِ وفا پیشہ و جان نثارانِ اطاعت شیوہ کے فرقِ اعتبار کو فلک الافلاک عزت اور سدرۃ المنتہائے وقعت تک پہنچایا ہے۔ اس اڈریس کے ذریعہ نہایت ادب و عجز سے اس تقریب ہمینت نے یب کی مبارکباد ادا کرتے ہین۔ اور اس ارادت و عقیدت کے اظہار کرنے کا شرف پاتے ہین جو مدت سے ہم خانہ زادان کے دل مین جان کیطرح متمکن اور ایمان کیطرح متیقن ہے۔ اے ہمارے آقائے نامدار اے ہمارے ولی النعم گردون وقار اس ناچیز عطایا کو جو محبت و ارادت حضور سے ہے وہ کچھ نمایشی

* یہان علم کے معنے مشہور کے ہین ۱۲ مولف

اور خوشامدانہ نہین ہے اور نہ آج ہی ہمکو یہ عزت حاصل ہی بلکہ نہایت سچے دل سے اور خالص نیت سے
آبائی اور جدی بزرگون کی بیش بہا ملی ہوئی میراث مین یہ دولت جان نثاری و فرمانبرداری شامل ہے
جسکو ہم اپنے دل مین محبت خدا کی طرح محفوظ رکھتے ہین اور نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین ہمارے
ہمارے بادشاہ اسے ہمارے دین و دنیا کے پناہ اسوقت زیر سایۂ ظل خدا ہم نظارۂ انوار شمس معدلت
واضواء بدر نصفت بمصداق وجوہ یومیذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرہ
اُن عیون و بصیرت سے کر رہے ہین جو حضرت کے تجلیات ظل الٰہی سے منور ہین ہمارے قلب
بحکم مصحف ایمان شاہد ہین کہ واقعی ظل خدا کا لقب ہمارے ہی بادشاہ کے شایان ہے ہم جتنے
جان نثار اسوقت حاضر ہین اور اپنے اپنے مقام پر نزدیک و دور ہین اعتراف کرتے ہین کہ ہمارے
بادشاہ اعلیٰحضرت وہی بے بہا نعمت ہین جسکے ذکر و شکر کا خداوند تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور
کلام ربانی مین یہ فرمان آیا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم - پس بحکم خدا ہم اپنے آقا کی فرمانبرداری اور جان نثاری وخیر خواہی مین
ہمیشہ حاضر ہین - اگر اسکا سر مو خلاف ہوا تو جرم نافرمانی حکم خدا اسے ظاہر ہوا جب خدا کی نافرمانی
کی تو نہ ہمارا دین و ایمان صادق رہا نہ کوئی بشر عزت و وقعت کے لائق رہا - ایسی حالت
مین خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہوئے آبائے علوی و امہات سفلی
سے عاق ہے -

اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ حضرت ظل سبحانی کی ولادت باسعادت اور
تاریخ جلوہ افروزی مسند ریاست کو دیکھا جائے تو یہ ثابت ہے کہ مسند آرائی کے زمانہ سعادت
پیمانہ مین حضرت ظل الٰہی کے سن مبارک کا اکتیسوان مہینہ تھا اور آج زمانہ حکمرانی کا اکتیسوان
سال ہے - پھر تاریخ مسند آرائی کو زمانہ حکمرانی سے ملایا جائے تو سولہوان سال تھا - اور

آج اس سالگرہ مبارک کی تاریخ میں بھی فرمانفرمائی کا سولہوان سال ہے۔ اس (۱۶) سال کی مدت مین حضرت اقدس نے ہر محل و ہر موقعپر جو انتظامات ریاست فرمائے ہم نواب ویسرائے گورنر جنرل بہادر کشور ہند جناب لارڈ رپن جیسے مدبر و تجربہ کار کے اسپیچ کے نتائج کو دیکھتے ہین جنھون نے حضرت کے جشن حکمرانی کے وقت بیان کیا تھا اور اُسکے ساتھ اس قلیل مدت انتظام کو ملاتے ہین تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے حکمرانون مین اُسکے نتائج کے مصداق مین حضرت ہی آپ اپنی نظیر ہین اور خصوص جب اُس اسپیچ کا یہ فقرہ پڑھتے ہین کہ (آپکی حکمرانی مین اسبات کا پیدا کرنا ہے کہ جس قدر زمانہ گزرتا جائے اُسیقدر رعایا کو آپسے سچی محبت پیدا ہوتی جائے) اور اُسکے ساتھ اس سولہ (۱۶) سالہ عمدہ حکمرانی کے نتائج پر غور کرتے ہین اور رعایا کے ہر روز ہر ماہ ہر سال مین محبت اور وفاداری کی زیادتی اپنے بادشاہ جہان پناہ کے ساتھ جو تمام دنیا کے نظارون مین جلوہ افروزہی پاتے ہین تو اس مسعود ساعت پر ہمکو فخر ہے اور اس محمود نتیجہ پر ہم کو ناز۔

انسان تو اشرف المخلوقات ہے اپنے عقل و تدبیر سے ہر کام کو انجام دیسکتا ہے اتفاق باہمی اور اطاعت بادشاہ وقت ایسا امر لازمی ہے کہ انسان کی کوئی تدبیرین اسکے ہرگز حد کمال اور نتائج نیک اعمال کو نہین پہونچ سکتین۔

جہانتک اس مسئلہ پر غور کیا گیا تو ثابت ہوا کہ یہ اتفاق باہمی اور اطاعت حاکم ایک فطرتی شئے دلپذیر ہے۔ خدائے یکتا کا ہزار شکر کہ ہمارے خضر راہ ہدایت رہنمائے طریق سعادت یعنی اعلیحضرت کے طفیل پرورش و عنایت سے ہم لوگون مین بھی باہم وہی پسندیدہ اتفاق ہے۔ اور ہر دل اپنے ولی نعم پر جان نثاری کا مشتاق ہے جبکہ اعلیحضرت نے ہماری آسائش و دوام و امن و آرام کے لئے مجموعہ سنگین محنت و افکار کا بار اپنی ذات خجستہ صفات پر اٹھایا ہے اور سوا کروڑ بندگان خدا اور ہم غلامان باوفا کو بیفکر و بے تردد اپنے خوان نعمت سے رزق شایان اور اپنی معدلت سے امن و امان

عطا فرمایا ہے تو پھر کیوں نہ اپنے جانوں کو حضرت پر نثار کرکے جان نثاری کے بہترین خطاب کا مستحق ہوں
دین ایسے ہی بادشاہ قالب سلطنت کی روح سمجھے جاتے ہیں ایسے ہی فرمانروا ظل اللہ کہلاتے ہیں
جسطرح نفس ناطقۂ انسانی کو جسم سے تعلق اور وہ انتظام جسمانی میں مصروف رہتا ہے اسیطرح ایک
قومی بادشاہ جیسے ہمارے اعلیحضرت ہیں انتظام مہام سلطنت مین مصروف رہتے ہین جیسا کہ طبیعت
انسان کو بعض اوقات امراض لاحقہ کے دفعیہ کی فکر دامنگیر ہوتی ہے اسیطرح بادشاہون کو علاج
امراض سلطنت کے لئے فکر و تدبیر ہوتی ہے ۔ کوئی قوم یا کسی ملک کے ترقی کے اسباب اگر دیکھے جائیں
تو یہی دو امر پائے جاتے ہین ایک یہ حاکم کا طرز عمل و حکم مدبرانہ ایسے اصول پر مبنی ہو جس سے رفاہ عام
اور امن و امان کا قیام پایا جائے ۔ ہمارے ہی حضرت کے عہد مین ہر قوم و ملت کے لوگ آزادی سے
بسر کرتے ہین اور ہزارون ویرانہ و جنگل مین لاکھون روپیہ خلایق نے صرف کیا اور عمارتین تیار ہین
جس سے پوری دلیل ثابت ہے کہ کسقدر اطمینان اور امن و امان کو یہان یوماً فیوماً ترقی ہے ۔ کہ
ویرانہ اور جنگل شہر کا نمونہ دکھائی دیتے ہین ۔ دوسرا یہ کہ قوم و رعیت کے جانب سے تعمیل احکام حاکم
باتفاق و طیب خاطر بخوشنودی باطن فظاہر ظہور مین آئے اسکی تصدیق اکثر اوقات یہان ہوتی گئی ہے
چنانچہ سابق عمالائے دکن کے ان حالات کے نظر کرتے کہ جملہ ممالک مین قوانین و ضوابط کے واقف نہونے اور
خلاف عادات احکام کو مکروہ اور قانون کی بظاہر سختی کو دار وئے تلخ کی طرح ناگوار احساس کرنے میں
ابتدا ہر ملک کی رعایا کی جانب سے اوس قانون کے پیشرفت و تعمیل مین مزاحمت و دقتین لاحق ہو
اور یہان رعایا پر ایسے حکم کی تعمیل اور قوانین و ضوابط کے نفاذ مین کسیطرح مزاحم و مخل نہوئی بلکہ بخوشی
تمام قبول کی ۔ لہذا یہ امر قبول کیا جاتا ہے کہ یہان کی رعایا اپنے مالک کی بے انتہا مطیع و فرمانبردار
اور وفادار ہے اور پورا بھروسہ اپنے مالک کے انتظام پر رکھتی ہے ۔ جسکا کسیطرح اندازہ نہین
ہوسکتا ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت ظل الٰہی و جناب خلافت پناہی کی ہمت ۔ ملکی رفاہ

ملکی آسایش ۔ ملکی ترقی ۔ ملکی سرسبزی ۔ ملکی آبادی کی طرف بدل مصروف ہے جسکے روشن آثار دنیا کے سامنے شاہد عادل موجود ہین ۔ اس عام رعایا پروری مین خاص ملک دکن کے قدیم سوا کروڑ رعایا ہی ممتاز اور سرفراز نہین ہے بلکہ جب ہم مردم شماری کے تختہ پر نظر ڈالتے ہین تو ہمین نازکے ساتھ دعوے کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے ظل اللہ کی امن پسند حکمرانی اور ہمارے جہان پناہ کی امان طلب بادشاہت کا شہرہ دور و دراز ممالک کے رہنے والون کو بھی گرویدۂ مرحمت بنایا ہے ۔ جو اس تھوڑے زمانہ مین ممالک یورپ و ایشیا وغیرہ کے ہر قوم ہر ملت کے اور ہر پیشہ اور ہر کمال اور ہر فن کے لوگ اندازاً پچاس ہزار اپنے موروثی مولد و وطن کو خیرباد کہکے حضرت ظل الٰہی کے ملک کو مسکن بنائے ہین اور سب کے سب عزت و آبرو اور دولت و ثروت و آرام و راحت کے ساتھ خدام عالی کے سایۂ عاطفت مین پرورش پا رہے ہین ۔

اس موقعۂ جشن سالگرۂ مبارک مین کافۂ انام جملہ خاص و عام یعنے عالم و جاہل امیر و فقیر ہندو مسلمان ۔ عیسائی ۔ پارسی ۔ دیسی ۔ پردیسی ۔ نے علے الاعلان بخودانہ جوش طبیعت سے اپنی خوش حالی کو آشکارا اور مسرت کا اظہار کیا ۔ اس عام خوشدلی نے ثابت کردیا کہ ملک دکن کی خوش قسمتی سے یہ دونون امر میسر ہین یعنے بادشاہ عدل پرور ہے اور اسکی رعایا بجان و دل اسکی نثار اور فرمانبردار ۔

ہم دیکھتے ہین کہ حضرت کے تصمیم تدابیر سے گلزار دکن سرسبز و شاداب والوان توجہ سے چمن سلطنت گلزار ہے ۔ رائحہ انتظام سے دماغ ملک و ملت معطر آبیاری عدل و داد سے شجر دولت مثمر و بارور ۔

قاعدہ ہے کہ جو عمل بے ریا ہوتا ہے اسمین نمایش نہین ہوتی ہمارے اعلیحضرت ظل اللہ مین انکو کسی نمایش کی ضرورت نہین ہر کام اُن کا بے ریب و ریا خاص برائے امن و آسایش بندگان خدا ہوتا ہے ۔ اسلیے چمن سلطنت نتائج ثمرات نیک سے جلوہ نما ہوتا ہے ۔ ہمارے ہی آقا

عالی تبار کے اس عہد مبارک حکمرانی شانزدہ سالہ مین چار وائسرائے بہادر سلطنت ہند ہر ایک اپنے زمانۂ حکومت مین یکے بعد دیگرے اور دو شہزادہ جلیل القدر معزز خاندان شاہی علیہ جنابہ ملکۂ قیصرۂ ہند ادام اللہ اقبالہا واجلالہا تشریف فرمائے حیدرآباد مینو سواد ہوکر کو خوشی و خرمی تمام مراجعت فرمائے - ہمیشہ دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بادشاہ صرف اصول انتظامات اور کلیات مہام پر نظر غور فرماتے ہین -

ہمارے اعلیحضرت نہ صرف انتظام کلیات مہام پر نظر فرماتے ہین - بلکہ بذات خاص ہر کام کے کامل نتائج کو بھی ملاحظہ مین لاتے ہین کیبنٹ کونسل کی کارروائی کی رپورٹین حضرت کے ملاحظہ مین پیش ہوتی ہین اور اختلافی مسائل کا فیصلہ اعلیحضرت بذات خاص فرماتے ہین - امرائے جلیل کے باہمی تنازع کا فیصلہ حضرت ہی کے ذات تقدس سمات سے متعلق ہے - الغرض حضرت کے در دولت سے امیر و غریب صغیر و کبیر مستفید و بہرہ ور اور ہر محتاج و فقیر بارگاہ عالی پر بارپائے فیضان داد و دہش سے کامیاب و تونگر ہوتا ہے - ہر مستغیث اپنی داد کو ہر مستمند اپنی مراد کو پہونچتا ہے پیر و مرشد کے مدبرانہ حکمرانی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت نے سواکروڑ رعایا مختلف المذاہب کو جو آزادانہ بسر کرتے ہین اپنے حسن جہانبانی کا والہ و شیدا بنا لیا ہے - جو حضرت کے فرق مبارک سے اپنی جان و مال و اولاد کو تصدق و نثار کرنے اپنا فخر جانتے ہین - اور ہر سر موئے زبان شکر گزار ہے ہم سب غلامان و جان نثاران صرف خاص بھی بحیثیت رعایا عموماً مساوی ہین - مگر خانہ زادان صرف خاص کو بتصدق قربت نعلین مبارک جو شرف خاص حاصل ہے - اور کسیکو نہین جس صیغہ سے معزز ارکان خاندان شاہی بلغ العالی و خوشحالی پرورش پاتے ہین ہم سب جان نثارون کو بھی اعلیحضرت اسی صیغہ سے علی قدر مراتب پرورش فرماتے ہین یہ نسبت دوسرے صیغہ جات کے ملازمین کے ہمارے عروج طالع نے یہ اختصاص خاص حاصل کیا ہے کہ حضرت نے اپنے خانہ زادان خاص مین ہمکو شامل فرمایا ہے اسکے علاوہ اور ہزارون طرح کی پرورشات ہین چنانچہ اس صیغہ مین بیوگان و گھر بیٹھے پرورش

پاتے ہین بہت سے مفلس محتاج اور یتیم بچے اور وظیفہ خوار آسائش و آرام سے روٹیان کہاتے ہین۔

اگرچہ بادشاہان سلف کے وقت مین اس صیغہ صرف خاص کی ترقی ہوئی مگر ہمارے خداوند نعمت کے

عہد معدلت عہد مین جسقدر تہذیب و آراستگی کی تکمیل ہوئی اُسکے معائنہ سے ہم بدل وجان کہہ سکتے ہین

کہ اللھم زد فزد ولا تنقص۔ اس علاقہ مین جتنے صیغے جو ایک مہذب سلطنت کو درکار ہین

سب موجود ہین۔ یعنے۔ عدالت۔ مال۔ تعمیرات۔ طبابت۔ صفائی۔ تعلیمات۔ فوج۔ پولیس

محاسبی منصب۔ وظیفہ۔ انعام۔ اوقاف وغیرہ وغیرہ۔ ان سب صیغہ جات کی نگرانی علاوہ انتظام

امور سلطنت کی حضرت ہی کی ذات خاص پہ ہے اور توجہ خسروانہ سے سب کام کا انتظام بخوبی

جلوہ گر ہے۔

الحاصل جسقدر نعم آلہی اور مراحم شاہنشاہی ہمپر مبذول ہین اُسکے اظہار کے لئے زبان ناتوان

قاصر ہے اور قلم زبان شکستہ اب بحکم فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون

بعد ذکر مختصر تذکرہ ادائی شکر واجب اور ختم اس اڈریس کا فقرات دعائیہ پر مناسب۔

آلہی تو اپنے اس سایہ رحمت کو تا قیام شمس و قمر ہمارے سر پر قائم رکھ۔ اے خدائے دوجہان

آفرینندہ زمین وآسمان و مسند و تخت و تاج ہمارے بادشاہ عالی وقار ہمارے آقائے بلند تبار ہمارے

ولی نعمت و الٔی ملک و ملت اعلیحضرت قدر قدرت فلک تربت کو تا دوران سریر سلطنت پر

کامران اور مملکت دکن اس خسرو عادل و باذل کے زیر فرمان رکھ۔ اور اس جشن سالگرہ کو مانند

عمر خضر و مسیح سال بسال جاودان رکھ۔ آلہی ہمیشہ ستارہ اقبال و اجلال ہمارے بادشاہ رعایا

پرور وانصاف گستر کا یوماً فیوماً عروج پر رہے۔ اور جو بدخواہ اعلیحضرت و سلطنت ہو وہ ہمیشہ

آتش قہر ایزدی مین خاکستر رہے۔ آمین ثم آمین ثم آمین

قطعہ

ساہ کی جتنی مرادین ہون بر آئین دل خواہ	جلوہ گر چرخ پہ جبتک ہو یہ خورشید یہ ماہ

شاہ آباد رہے تا بہ ابد یا اللہ		خسرو ملک دکن بادشہ ظل اللہ
	میر محبوب علیخان نظام آصفجاہ	

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب ملازمان حضور خاص

میرے خاص وفادار ملازمین۔

جب تم سبھونانے یہ جلسہ کرکے مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی تو مین تمہاری محبتانہ خواہش کو پورا کرنا اس خیال سے مناسب سمجھا کہ تمکو میری سالگرہ کی خوشیان منانے کا دُہرا استحقاق حاصل ہے کیونکہ تم مین اکثر نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور بھی ایسے ملازمین جن کو زیادہ تر خاص مجھسے تعلق ہے۔ اور نیز تم مین اکثر ایسے ہین جنکے آبا و اجداد کو میرے بزرگون کی ساتھ ایسی ہی خیر خواہی و عقیدت تہی جیسے کہ (مجھے یقین ہے) تمکو میرے ساتھ ہے۔ اس تمہاری خوشی اور جوش صداقت کو دیکھکر مین بہت ہی خوش ہوا۔ کیونکہ ہر انسان مین ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہوجاتا ہے۔ اور یہ امر لازم و ملزوم ہے کہ خوش رکہو۔ خوش رہو تمنے اپنے اڈریس مین نواب وائسرائے بہادر کی ایک اسپیچ کا ذکر کیا ہے جسمین انہون نے اپنی امید قوی ظاہر کی تہی کہ میرے عہد حکومت مین میری رعایا کی وفاداری اور رضامندی روز افزون ہوگی۔ اور میری بھی اسوقت یہی امید تھی اور اس سالگرہ کے جلسونکے جوش صداقت سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ (اور محل شکر ہے) کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے فضل و کرم سے ہماری اُس امید کو اچھی طرح سے بر لایا اور زیادہ تر خوشی مجھے اسوجہ سے بھی ہے کہ یہ جلسہ تمہارے باہمی اتفاق اور دوستی کا نمونہ ہے۔ مین یقین دلاتا ہون کہ میری خوشنودی ہمیشہ اسی مین ہے اور رہیگی کہ میری تمام رعایا اور علے الخصوص میرے تمام ملازمین مین بہرحال باہمی اتفاق رہے۔ جسطرح سے رنگ اور گل توام ہین اور جسطرح سے مشک اور بو فراہم ہین۔ ہر ایک اپنے اپنے جوش کے

مطابق نیک نیتی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائی مین مصروف ہے ۵

ہوا ریکا ہے پانی وہ گر پڑیگا اوٹھ کر	گر سرکشی پہ اپنے سرکش کو ناز ہوگا
باغ جہان مین آصف مانند شاخ مثمر	جو سر فرو کریگا وہ سر فراز ہوگا

اڈریس صفائی چادر گہاٹ بمقام ملک پیٹھ

اعلیحضرت اقدس شوکت حشم مرتبت شہنشاہ ولینعمت خدایگان حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

بشرف عرض بار یابان۔ میرساند

حضرت کی جان نثار اور وفادار رعایا جو شمار زائد از یک لک احاطہ چادرگہاٹ کے اندر آباد ہین بوکالت و وساطت اراکین مجلس صفائی چادر گہاٹ اعلیحضرت کی چوتیسوین سالگرہ مبارک کے تہنیت اور مسعود موقعپر اپنی اس وفاشعاری و جان نثاری کے اظہار کی جو ہمارے دلون مین حضرت کے نفس نفیس اور حضرت کی ریاست و حکومت کے ساتھ راسخ ہین بصد عجز و نیاز اجازت چاہتے ہین۔

حضرت کے پر فیض و برکت و پر جلال و ابہت عہد حکومت مین حضرت کے جان نثار رعایا کا ہر فرقہ اور ہر طبقہ اپنی زندگانی بلاخوف و خطر آرام و آسایش کیساتھ بسر کرتا ہے اور اپنے اپنے مشاغل مین مشغول رہتا ہے کیونکہ ہر کہ و مہ کو معلوم ہے کہ ہمارے سرونپر حضرت کی معدلت کا سایہ ہر وقت موجود ہے اور ہماری نیک و بد پر ہمیشہ اسیطرح حضرت کی نظر رہتی ہے جسطرح پدر شفیق اپنی اولاد پر نظر رکہتا ہے حضرت کی عہد مبارک مین ہم رعایا کی حاجت روائی جسطرح پر فرمائی گئی ہے کبہی ہمارے بزرگون کو نصیب نہ تہی اور نہ نظیر اسکی ہماری تاریخ مین موجود ہمارے لئے عدالتہاے دیوانی و فوجداری معتبر فرمائی گئی ہین جن مین ہمارے قضایا رحم و معدلت کے ساتھ فیصل ہوتی ہین ہمارے بیماریون کے لئے شفاخانے اور دواخانے اور ہماری اولاد کی تعلیم کے واسطے مدارس ہمارے معمورات کے حفظ صحت کی واسطے محکمات صفائی اور اسی قسم کے ہزارون وسیلے ہماری

آسایش کے مہیا فرمائے گئے ہیں۔ جیسے ہم جان نثار رعایا شب و روز بلا امتیاز قوم و ملت متمتع ہوتے ہیں اور جن نعمتوں کے شکریہ میں ہم سب جانبار بیک زبان ہمیشہ خداوند عالم و عالمیان و خالق کون و مکان کی درگاہ میں حضرت کی دولت و اقبال و ازدیاد عمر کی دعا میں مصروف رہتے ہیں۔

آمین یا رب العالمین

اڈریس تعلیمات بمقام ملک پیٹھ

اعلیحضرت قدر قدرت سکندر شوکت نوشیروان معدلت خداوند خدایگان حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

بہ شرف عرض اقدس — میر ساند

ہم تمام کم عمر رعایائے جان نثار جو حضرت کے تصدق سے مدارس ملک میں تعلیم پاتے ہیں نہایت ہی عجز و نیاز کے ساتھ اسوقت موقف ادب میں استادہ ہو کر اپنے آقائے نعمت کو سلام اور ان کے روبرو کچھ عرض مدعا کرنے کی اجازت چاہتے ہیں ہم جان نثار جو حضرت کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتے ہیں آج کے روز حضرت کی ولادت اور حضرت کی مسند ریاست کی خیرخواہی ان کے دلوں میں مثل دریائے مواج جوش زن ہے اور کیوں نہو کہ ہر تقریب سالگرہ مبارک میں حضرت کے ہر جان نثار کو اس مسعود روز کا خیال گزرتا ہے جس روز انکی قسمتوں کی خوبی سے ایسا کریم و رحیم بادشاہ انکے واسطے خداوند عالم نے مقرر فرمایا۔

ہم جان نثار اگر محامد و مکارم کا شمار کرنا شروع کریں تو نہ وقت اس کے واسطے مساعدت کر سکتا ہے اور نہ کاغذ و قلم کافی ہو سکتا ہے۔ مگر علاوہ ان تمام عنایتوں کے جن سے حضرت کی تمام رعایا متمتع ہوتی ہے۔ ہم جان نثاروں کو ایک خاص نعمت کا شکریہ ادا کرنا اسمو قعہ پر ضرور ہے جس میں ہمارا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت کی شاہانہ رعایا پروری کے

طفیل سے ہم کم عمر رعایا کی اصلاح معاش و معاد کے واسطے جابجا معتدبہ ذرائع تعلیم و تربیت مہیا ہو گئے ہیں حتی
بجدیکہ کوئی تعلقہ اور کوئی معمورۂ کلان ایسا نہوگا کہ جہان حضرت کا صدقۂ جاریہ موجود نہو۔ پیر و مرشد کے
عہد معدلت مہد میں علوم و فنون کو جسقدر ترقی ہوئی ہے اُسکو صرف تصرفات وجود باجود حضرت بادشاہی
سمجھنا چاہئے یعنے ہر سال جسطرح مبارک گرہیں سالگرہ کی شمار میں ترقی کرتی جاتی ہیں اسیطرح نہال
علم و فن کو بھی سال بسال نشو و نما حاصل ہوتا جاتا ہے۔

اس امر کا مختصر بیان بے موقع نہوگا کہ گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں خصوصاً حضرت کے جلوس
میمنت مانوس کی تاریخ سعید سے اسوقت تک تعلیم نے کسقدر ترقی کی سنہ ۱۲۶۴ف میں نواب سالار جنگ
مرحوم اول نے ابتداءً اندرون بلدہ دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور مجلس تعلیمات بصدارت نواب قلی محمد خان
بہادر معتمد الدولہ قائم کی جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اضلاع سے درخواستیں آنا شروع ہوئیں۔ بناءً
علیہ سنہ ۱۲۶۹ف میں ایک اعلان بدین مضمون شائع ہوا کہ ہر ایک تعلقہ میں دو اور ہر ایک ضلع میں ایک
مدرسہ خفیف اجرت تعلیم کیساتھ زیر نگرانی مجلس معروفہ کھولے جائینگے۔ چنانچہ اس طور پر تمام ممالک
محروسہ میں تعلیم کی ترویج ہوئی سنہ ۱۲ف میں بذریعہ جریدۂ اعلامیہ تعلیمات کا تعلق صیغۂ متفرقہ
کے معتمد سے کیا گیا اور قواعد منضبط ہوئے اور معتمد و ناظم تعلیمات ملکی متقرر ہوئے۔

سنہ ۱۲ف میں انجنیرنگ کالج کا افتتاح تعلیم خاص کی اشاعت کے لئے بصدارت مسٹر
ولکنسن ہوا سنہ ۱۲۸۲ف میں ایک انگلو ورنیکولر اسکول چادرگہاٹ بصدر مدرسی مسٹر شافر کھولا گیا۔
اور سنہ ۱۲۹۰ف میں وہ اول درجے کا کالج بنگیا۔ جسنے رفتہ رفتہ انتہائے تعلیمی ضرورتوں کو پورا کردیا
اور اب اُسے نظام کالج کے نام افتخار حاصل ہے اور سال بسال شمار مدارس اور تعداد طلبا میں
ترقی ہے۔

آخر میں ہم جان نثار طلبۂ مدارس اور ہمارے اساتذہ اور تمام اہالیان سررشتۂ تعلیم اپنے آقائے

نعمت اور اُن کے صاحبزادۂ بلند اقبال کے حق مین تو دل سے یہ دعا کرتے ہین کہ خداوند عالم و عالمیان جسنے اپنے کلام مجید مین اجابت دعا کا وعدہ فرمایا ہے حضرت کو اور حضرت کے نونہال باغ سعادت و اقبال کو صدوں سال سلامت رکھے اور ہمیشہ حضرت کے مقاصد بر لائے اور ہر مہم اور ہر ارادہ مین کامیاب کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب ارکان صفائی و طلبا

میرے بدل عزیز طلبار اور ارکان صفائی بچا پرگہاٹ۔

تم طلبار کا اڈریس لینے مین مجھے ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ تمہاری ترقی علم و فضل مین بمقابل دیگر امور کے مجھے زیادہ دلچسپی ہے۔ مین تمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختون کی نشو و نما کی نگرانی کرتا ہے اُسیطرح میری توجہ اپنے نونہال نوخیز طالب العلم رعایا کیطرف زیادہ تر مائل رہتی ہے تمہاری ترقی علم اور تہذیب اخلاق سے میرے ملک کیلئے بہت کچھ فائدہ کی امید کیجا سکتی ہے۔ اور یقیناً تم مین اکثر ایسے ہین جو آٹھ دس سال کے بعد اس ریاست کے لئیق و کارگزار عہدہ دار خیر خواہ و وفادار رعایا ہوسکتے۔ پس اسوقت تمہارے تعلیم مین جسقدر کوشش کیجاتی ہے اُسکا نتیجہ انشاء اللہ صرف تمہاری ذات پر منحصر رہیگا بلکہ اُس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی و ترقی کو مستحکم کریگا پس تمہارے لئے یہی وقت ہے کہ تم اپنی آئندہ بہبودی کا سرمایہ جسقدر جلد ہو سکے جد و جہد کے ساتھ حاصل کرلین۔ مین نے تم ارکان صفائی کے اڈریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ سنا اور رعایا کی وفاداری اور شکر گزاری کا اظہار جو اس میں کیا گیا ہے مین اُسکی بہت قدر کرتا ہون جب تم نے مدار المہام صاحب کے ذریعہ سے اپنے اڈریس کو طلبہ کے اڈریس کیساتھ دینے کی درخواست کی تو مجھے بادی النظر مین گونہ تعجب ہوا کہ طلبار کو صفائی سے کیا تعلق ہے جو دونون اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ دئے جاتے ہین

مگر تھوڑے تامل سے واضح ہوا کہ صیغہ تعلیم رعایا کی قلب کی صحت کے طرف متوجہ ہے اور صیغہ صفائی رعایا
کی جسمانی صحت کا نگران ہے غالباً صفائی کے اڈریس کو طلبا کے اڈریس کیساتھ شریک کرنے سے طلبا
کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے شوق مین اپنی جسمانی صحت سے غافل نہوں اپنی دماغی ریاضت
کے ساتھ بدنی ورزش کو فروگذاشت نہ کرین مین اس بات کو بہت پسند کرتا ہون اور یہ ظاہر ہے کہ
قلب و قالب مین کچھ ایسا تعلق ہے کہ ایک کی تہذیب دوسرے کی شایستگی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے
اور تعلیم کے بھی دراصل یہی معنے ہین کہ انسان کے تمام قوے شائستہ ہوجائین پس جسم ضعیف کے
ساتھ پڑہنا لکھنا اچھی طرح حاصل ہونا ممکن نہین اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ نظام کالج کے سابق پرنسپل
مسٹر ہڈسن (جنکی وفات کا افسوس ہنوز ہم سب کو ہے) اس بات پر بہت زور ڈالتے تھے اور انہین
کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ ہمارے کالج اور عام طور سے ہمارے صیغہ تعلیمات مین طلبا کو علم کے شوق کے ساتھ
اسپورٹس کا شوق بھی ہے اور ہمارے کالج کے طلبا جسطرح کہ علم کے امتحانات مین کامیاب
ہونیکی خواہش رکھتے ہین اسیطرح کرکٹ وغیرہ اسپورٹس مین مشہور ہوا چاہتے ہین مین امید
کرتا ہون کہ اساتذہ اپنے طلبا کو ہردو قسم کے تعلیم کی ہر طرح سے تحریص دلانے مین ہرگز دریغ نہ کرینگے
تقریباً چار سال قبل مین نے نظام کالج مین اسپیچ دی تھی اسوقت مین نے مذہبی تعلیم کی ترغیب دلاکر
یہ ریمارک کیا تہا کہ "وہ علم بے پابندی مذہب آئینہ حلب بے صیقل ہے" مین بہت خوش ہوا کہ صیغہ
تعلیمات نے اس ریمارک کا لحاظ اپنے موجودہ سلسلہ تعلیم مین رکھا ہے اور اکثر مدارس مین طلبا کے
مذہب و اخلاق کی درستی کی نگرانی کیجاتی ہے تعلیم نسوان کی ترقی جو طلبا کے اڈریس مین بتائی گئی ہے
اس سے بھی مجھے کامل اطمینان حاصل ہوا۔

مین اخیر مین اپنے ملک کے مدرسون کے ذہن نشین یہ بات کیا چاہتا ہون کہ انکی ذمہ داری
طلبا کی تعلیم کی نسبت اس قدر بڑی ہے کہ جسکا اندازہ ممکن نہین۔ دیگر عہدہ دارون کا ذمہ

صرف یہی ہے کہ رعایا کی موجودہ حالت کو درست کرین اسکا اندازہ سرسری کیا جاسکتا ہے۔ مگر اساتذہ کا ذمہ یہ ہے کہ آئندہ ہونہار رعایا کے خیالات وعادات کی درستی کیواسطے پیش بندی کرین۔ اسکی حسن وقبح کا اندازہ فی الفور نہین کیا جاسکتا۔ دیگر عہدہ دار ملک کی گھڑی کے کانٹون کو اگر غلط چلین تو پکڑ کھینچ کر درست کردیتے ہین۔ مگر اساتذہ کا کام گھڑی کے اوزار کے پرزون کو اور رفتار کو درست کرنا ہے تاکہ تمام ملک گھڑی کو غلط چلنے نہ دین پس اساتذہ کو لازم ہے کہ اپنے اس اہم کام کو بہت دلدہی کے ساتھ انجام دین اور حتی المقدور اپنے طلبار کی علمی واخلاقی تعلیم مین ایسی کوشش بلیغ کرین کہ وہ اپنے خاندان کے فخر اور اپنی قوم کے ممتاز اور اپنے ملک کے باعث ناز ہوجائین۔ قطرۂ ابر نیسان سے جیسے صدف مین گوہر ہوتا ہے شعاع مہر تابان سے جسطرح کوہ مین لعل احمر ہوتا ہے فیض علم سے اسیطرح انسان صاحب جوہر ہوتا ہے۔

قطعہ

علم کی قدر کرو قدر کرو قدر کرو — تمکو اللہ نے بخشی ہے اگر طبع سلیم

سمجھو سمجھو وہ نکات اور وہ اسرار ورموز — دیکھو دیکھو وہ کتب جو ہین جدید اور قدیم

علم ہے انکی دوا اور دوا بھی اکسیر — کہ جہالت بھی ہے منجملۂ امراض سقیم

طالب علم ذکی اور ہو استاد شفیق — کیون پسندیدہ نہون ایسے تعلم تعلیم

فہم ودانش کی ترقی کا یہی باعث ہی — علم کی وجہ سے تھے حضرت لقمان حکیم

قابل صحبت شاہان وسلاطین ہے وہی — عزت اُسکی ہی زمانہ مین جو کہلائے فہیم

دین ودنیا مین جو پھیلی تو ایسی خوشبو — مشک اذفر کی نہ یہ عنبر سارا کی نسیم

ایسی دولت کیلئے کوشش ومحنت ہے ضرور — گرچہ تقدیر عطا جسکو کرے رب کریم

یہہ جو آصف نے کہا غور سے اسکو سمجھو — علم وہ شے ہی کہ اللہ کا ہے نام علیم

اڈریس رعایائے حیدرآباد دکن بمقام ملک پیٹھ

خسروا سال نو از عیش و طرب معمور باد
تہنیت گویان عامت قیصر و فغفور باد

تا ازل سال کہن برگشتہ بہر تہنیت
جملگی در ساحت سال نوت محصور باد

میر محبوب علیخان آفتاب عز و جاہ
این مبارک نام یارب تا ابد مذکور باد

سبحان اللہ سبحان اللہ و صد شکر للہ آج وہ مبارک روز ہے کہ ہم ناچیز بندگان بارگاہ خداوند نعمت کو پیر و مرشد کے قدوم میمنت لزوم کی باریابی کا اعزاز و شرف حاصل ہے اور حیدرآباد کی تاریخ میں پہلا دن ہے کہ ہم خادمان آستان سپہر نشان بذات خود اور بہ نیابت عامۂ خلائق اپنے رعایا پرور عدل گستر قدر قدرت فلک شوکت آقائے ولی نعمت بادشاہ جمجاہ کی تقریب سالگرہ مبارک و مسعود میں عرض تہنیت کیلئے ہر سوئے تن زبان ہو کر نہایت ادب اور کمال عقیدتمندی کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں نہ صرف ہمارا ہر موئے تن اس تہنیت میں تر زبان ہے بلکہ ہم میں سے ہر ایک کا دل عقیدت منزل پرجوش مسرت کے ساتھ بہزار زبان نغمہ خوان ہے اللّٰھم اید

بنصرہ واخذل اعدائہ وامد ظلہ علی مفارقنا یامن بیدک رقاب الملوک الزمان ہم ناچیز رعایا بمقابلہ اپنے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کے اگر ان احسانات بے غایات کا اندازہ کرین جو پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد مین عامۂ خلائق ملک دکن پر مبذول ہوئے ہین تو ہم بلا مبالغہ اس امر کے عرض کرنے سے کسیطرح باز رہ نہین سکتے کہ ہمارے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کو ہمارے مجسم خیر و برکت آقائے ولی نعمت کے احسانات کے ساتھ وہ نسبت بھی نہین ہو سکتی جو پرکاہ کو نہایت بلند کوہ پر شکوہ کے ساتھ ہو سکتی ہے ہم جان نثار نہایت سچے دل سے عرض پرداز

یہ اڈریس عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد مدارالمہام سرکار عالی نے گزرانا تھا۔ ۱۲ مولف

ہیں کہ خداوند نعمت کے تفضلات شاہانہ و مراحم خسروانہ کو تا دم زیست اپنے دلوں سے بھلا نہیں سکتے اور
نہ ہمارے اخلاف حضرت اقدس کی بار احسانات سے اپنے سر اٹھا سکیں گے - ہمارے جان و مال و
عزت و آبرو کی حفاظت ہماری دنیوی بہبودیوں اور روز افزوں ترقیوں کے واسطے جو جو غیر مترقبہ
نعمتیں عطا فرمائی گئی ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ہماری زبان انکی شکر گزاری اسقدر جلد ادا
کر کے خاموش ہو جائے بلکہ ہمارا ہر سر مو بھی زبان ہو کر ہماری زندگی تک ان نعمہائے بے پایاں کا شکریہ
ادا کرنے میں عذب البیان رہے تو ادائے فرائض میں قاصر ہی شمار کیا جائیگا ؎

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

ہم فرمانبردار و جان نثار اہل ملک بکمال ادب نہایت مسرت و افتخار کے ساتھ گزارش
کرتے ہیں کہ بلحاظ اصول تمدن و بنظر انتظام مملکت سب سے مقدم عدل گستری ہے جو سیاست و
انصاف رسانی اور احقاق حقوق کا ایک اہم صیغہ ہے پیر و مرشد کے مبارک زمانہ میں جسقدر ترقی
اسمیں ہوئی ہے محتاج بیان نہیں ہے - ہر تعلقہ و ہر ضلع ممالک محروسہ سرکار عالی میں منصفان
صدر منصف ناظمان عدالتہائے صوبہ مددگاران عدالت وغیرہ تمام اور نیز بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد
میں حکام و ناظمان عدالت انصاف رسانی اور عدل گستری کے واسطے مامور و مقرر فرمائے گئے
ہیں جنکے پرزور اور باقاعدہ دست و قلم سے اجرائے سیاست و احقاق حقوق عمل میں آتا ہے -
اور مزید برآں مجلس عالیہ عدالت قائم ہے جسمیں عدالتہائے ماتحت کے فیصلہ جات کی اپیلیں سلسلہ بسلسلہ
ہوتی ہوئی بپابندی قواعد جاریہ دائرہ سماعت ہوتی ہیں سبکو بیدار مغز حکام مجلس عالیہ عدالت
کافی توجہ اور مناسب حزم و احتیاط کے ساتھ فیصل کیا کرتے ہیں - پیر و مرشد کی کمال توجہ عادلانہ
نے انصاف کو اسی حد تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ مقدمات فوجداری جنمیں پانچ سال سے زیادہ
سزائے قید تجویز کیجاتی اور مقدمات دیوانی جنمیں [illegible] روپیہ سے زائد ہو انکے انفصال کی

از روئے قانونچہ مبارک بذریعہ جوڈیشل کمیٹی بہ قدرت شاہی میں رکھا گیا ہے جس سے عامۂ رعایا کو یہ امید ہوتی ہے کہ انکی قسمتوں کا اخیر فیصلہ اُن کے ماں باپ انکے آقائے ولی نعمت کے مبارک ہاتھوں سے صادر ہوگا۔

صیغۂ طبابت جو بالکل محافظ جان رعایا ہے کسقدر انہیں توسیع ہوئی ہے ہر محلہ میں شفاخانہ ڈاکٹری اور یونانی مقرر موجود ہے۔ ادویہ کے مصارف اور اطبا و عملجات کی تنخواہوں کا بار خزانہ شاہی اٹھاتا ہے اور ہر طرح سے حفظ صحت رعایا کا انتظام ترقی پذیر ہے۔

صیغۂ انتظام صفائی سے جو بہبودی پیدا اور کارروائی تدبیریں کی گئیں ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں بلدۂ حیدرآباد میں ہر فرد بشر کو ایسا پاک صاف پانی ملتا ہے جو سابق میں کبھی ممکن نہ تھا۔ علاوہ غربا کے مزارع قلوب پر ابر رحمت و رشحات تفضلات شاہی نے وہ جانفزا اثر ڈالا ہے کہ وہ مثل ایک شاداب و سرسبز چمنستان کے تر و تازہ ہوگئے۔ اور انمیں سے ہر ایک مانند بلبل خوش نوا زبان حال سے بکمال شکر گزاری اس طرح نغمہ پرداز ہے۔

مثنوی

اگر ہر موئے من گردد زبانے	ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن

پولیس کا انتظام حسن و خوبی کے ساتھ ہو رہا ہے اگر اب اسکا مقابلہ زمانۂ سابق کے ساتھ کیا جاوے تو کوئی مناسبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

فوج ظفر موج سے جو امن و آسائش عامۂ رعایا کو حاصل ہے ابین من الامس ہے۔

باب خیرات ہر وقت کھلا ہوا ہے اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ خداوند نعمت کی عام فیاضی اور

سخاوت نام حاتم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والی ہے - پیر و مرشد کی دولت ابد مدت مین متعدد
ذرائع پرورش مثل جاگیر و منصب و متفرقات فوج وغیرہ وغیرہ موجود ہین - جن صیغون مین لاکھون
مرد وزن و اطفال و بیوگان اپنے کریم النفس بادشاہ گردون پناہ کے ظل عاطفت مین امن و آسایش
کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین -

علےٰ ہذا صیغۂ مال اور ہر ایک انتظام ملک جو باوجود عمدہ حالت مین ہونے کے پیر و مرشد
کی مدبرانہ توجہ اسکی مزید اصلاح و درستی پر بدرجۂ غایت مبذول ہے جس سے یقین کامل
ہے کہ انتظامات آیندہ ایسی ترقی حاصل کرینگے کہ اپنے آپ ہی نظیر ہونگے ہر ملک و ہر زمانہ مین یہ
دیکھا گیا ہے اور اخبارات سے بھی اسکا پتا چلتا ہے کہ مختلف طبقات رعایا مین سے اکثر
طبقات اگر فرمانروائے وقت کے خیر خواہ و موافق ہین تو کوئی نہ کوئی فرقہ مخالف بھی موجود ہے۔
لاکن لاکھ لاکھ شکر خداوند عالم کا ہے کہ اوسکے فضل و کرم سے ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی رعایا کا
ہر طبقہ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت کا آدمی تہ دل سے اپنے بادشاہ پر جان نثار ہے اور بتقریب
سالگرہ مبارک اظہار مسرت کرنے اور خوشی منانے مین خصوصاً رعایائے ملک دکن اور عموماً ایک خاص
دلچسپی ہو رہی ہے - ان امور سے پورا ثبوت اسکا ملتا ہے - کہ ہمارے آقائے ولی نعمت
اسقدر ہر دل عزیز ہین کہ ہر خاص و عام کے دلمین خلوص کے ساتھ ایک بحر محبت جوش زن ہے
درحقیقت یہ جوش محبت جو اسوقت دیکھا جا رہا ہے ایک قدرتی جوش ہے کسی شخص کے
امکان سے باہر ہے کہ ایسا جوش جسکا تعلق صرف قلوب عامۂ خلائق سے ہے خود
پیدا کرے -

پس نظر حالات موجودہ ہم جان نثاران ملک و دولت پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہین
کہ ہم کو ایسے ہر دل عزیز کریم النفس رعایا پرور عدل گستر بادشاہ عالم پناہ کا مبارک عہد

لی عبادت بادشاہ کی اطاعت برادرانہ محبت مصیبت زدونکی اعانت اور راستبازی مین
پیرومرشد مدظلہ العالی کے عہد میمنت مہد مین یہ فرقہ خیرخواہ سلطنت نہایت شادمانی اور سہبر
ستا مین ہے چنانچہ اسوقت گیارہ لاج او رچیپٹر وغیرہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین یعنے بلدہ
ماد سکندرآباد گلبرگہ۔رایچور مین قایم ہین جنمین ہر موقع پر حضرت ممدوح و ولینعمت کی ترقی عمر و
ہو جاہ و اقبال کی دعا نہایت صدق دل سے درگاہ باریتعالی مین کیجاتی ہے۔
یکو سالگزشتہ اور سال حال مین تہنیت نامہ پیش کرنیکی عزت ہی عطا نہین فرمائی گئی بلکہ تھوڑاہی
وا ہے کہ ہمارے برادر عزیز بادشاہ نے اپنے مراحم خسروانہ سے ایک میانک لاج کوجو مقام
دایم ہوا ہے اپنے نام نامی سے موسوم کرنیکی اجازت صادر فرمائی اور اوسکی سرپرستی قبول
نرقہ فریمیسنانکو اپنے بھایٔیون مین ناز کرنیکا موقع دیا۔
ہم نہایت ادب اور عجز کیساتھ بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر حضرت پیرومرشد کی عنایتون اور
ونکا شکریہ ادا کرتے ہین اور اس تہنیت نامہ کو ایک مشہور دعائیہ شعر پر ختم کرتے ہین۔

آلہی تا ابد باشی باقبال ٭ جوان بخت و جوان دولت جوان سال

اڈریس مالکان اخبارات ورسالجات ومطابع ٭

سوقعیہ تیب کہ بلارمان حضرت نے اپنی عمر عزیز کے چونتیس سال بافضال آلہی پورے کرکے
بین سال مین قدم رکھا ہے اور اس تقریب سعید کی خوشی مین امیروغریب ادنی و اعلی غرضکہ
دمہ اپنے اپنے طور پر اظہار مسرت اور شکرانہ درگاہ رب العزت مین مصروف ہے ہم مالکان
رات ورسالہ جات ومطابع بارگاہ خداوندی مین شرف حضوری حاصل کرکے اپنے دلی جوش
خالص جذبات شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔

اے جہان پناہ! یہ شرف ہمیشہ حضرت ہی کے عہد ہمایونکو شاہان سلف پر حاصل ہیگا کہ رفتار زمانہ کو سمجھکر اور رعایا کے اصلی مفاد کو نظر غائر سے دیکھکر مطابع اور اخبارات کے قیام کی بنیاد قایم کیگئی جنکو ایک زمانہ بر نکث دولت اور مذہب و ملت کا دشمن سمجھتے تھے۔ اور اب بھی بعض تاریک خیال لوگونکا ایسا ہی میلان ہے مگر اقدس کے ضمیر روشن اور عقل خداداد نے حق کو باطل سے جدا کرکے سمجھ لیا کہ اخبار ہی علم کی اشاعت رعایا کے خیالات میں وسعت پیدا کرنے اور عوام کی فریادونکو سرکار تک پہنچانے اور سرکار مصالح کو اونکے ذہن نشین کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے یورپ مین جسکا قدم آج خیالی مین سب سے آگے ہے اخبارات کو سلطنت کا سچا مشیر سمجھتے ہین۔

اگرچہ دنیا مین اور بھی سلاطین اسلام ہین لیکن بندگان حضرت سلطان کے عہد حکومت کو جسطرح پر کہ دو امور مین اونپر تفوق حاصل ہے اوسی طرح اس امر مین بھی تفوق ہے کہ جیسی آزادی کہ اخبار ممالک محروسہ سرکار عالی مین حاصل ہے ویسی کسی دوسرے خطہ اسلامیہ مین نہین ہے۔

حضرت اقدس کے مبارک زمانہ کو غور کے ساتھ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کیطرح پارسی۔ عیسائی۔ یہودی سب کو کامل آزادی حاصل ہے جو چاہے اپنے رسوم مذہبی کو اسطرح ادا کرے کہ دوسرے کو رنج و اشتعال نہ پیدا ہو کیا کرے۔ اور جسطریقہ سے مناسب ہو خالق برحق کی عبادت میں مصروف ہو۔ یہ فیاضی اسی حد تک محدود نہین ہے بلکہ جسطرح اسلامی مساجد وغیرہ کے لیے۔ تو جب انعامات مقرر ہین اوسیطرح مندرون اور کلیساؤن اور آتشکدونکے لیئے بھی تنخواہیں اور ہر شخص بلا لحاظ ملت و مذہب اپنی قابلیت اور رویہ کے مطابق ملازمت سرکاری مین کامیاب مناصب اعلیٰ سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔ غرض کہ ملازمان حضرت نے اوس اعلیٰ سبق کا جسکی اسلام تعلیم کرتا ہے ایک سچا نمونہ قایم فرمایا ہے۔ مذہب کے بعد جان و مال کا درجہ ہے اونکی حفاظت کے لیئے سررشتہ جات کوتوالی و عدالت قایم ہین جو شب و روز مظلوم کو ظالم سے

... بچانے اور جرایم کا انسداد کرنے اور حق دار کے حق دلانے مین مصروف ہین ہماری دنیوی ترقی
... ولی نجات کا راستہ بتانیکے لیئے ایک وسیع سر رشتہ تعلیم مقرر ہے جسمین دماغی وجسمانی تعلیم کیساتھ
... یات کا بھی خاص طور پر التزام کیا گیا ہے۔
... اے ہر دلعزیز بادشاہ! اگر ہم ان تمام برکتونکا تفصیل سے ذکر کرنا چاہین جو ہم کو حضرت کے سایۂ
... حاصل ہین تو شاید اوسکے لیئے ہماری تمام عمر بھی کافی نہو گی مگر مختصر یہ ہے کہ جملہ طبقہائے
... ت کی بابرکت حکومت مین تمام اون مراعات کے ساتھ جو ایشیائی حکومتونکے ساتھ مخصوص
... ونکی ہر دلعزیزی کا باعث ہے اون ساری نعمتونسے فیضیاب ہین جو یورپ مین حسن انتظام کو رعایا
... مین ... یمت آلہی بتاتے ہین۔
... ہم ان تمام بیش بہا نعمتون سے سیراب ہو کر دلی جوش اور خلوص قلب سے درگاہ مجیب الدعوات
... ہین کہ اے خدا تو ہمارے اس ہر دلعزیز رعایا پرور بادشاہ کے سایۂ دولت کو ہمارے سر پر
... سال تک قایم رکھ اور اوسکے دلی مقاصد بر لا۔ تاکہ دوست شادان اور دشمن پامال رہین۔
... آمین۔

اسپیچ اعلیحضرت بمقام باغ عامہ ...

... عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔
... جذبۂ عقیدت نے دوبارہ اپنا اثر پیدا کیا کہ مین اس سال بھی خوشی کیساتھ یہان آیا
... بارے باہمی اتفاق کے اظہار اور گرمجوشی کی ابہار سے نہایت محظوظ و مسرور ہوا۔
... ئے عزوجل کا شکریہ ... دل سے ادا کرتا ہون کہ اللہ تعالی نے مجھے اپنے ... عدۂ دیسالہ پر
... ثابت قدم رکھا کہ مین ابتک ... تمہاری عام صلاح و فلاح کے کامونمین مصروف رہا اور آیندہ

اس سے زیادہ مصروف رہتے کی ہین اپنے خدا تعالی کے فضل و کرم سے ایک قدرتی طاقت پاتا ہون
مجھے اسوقت تمکو اون امور کے یقین دلانیکی ضرورت نہین جنکا مین نے سال گزشتہ تم سے ذکر کیا تہا
کیونکہ تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم بخوبی یقین کرتے ہو کہ مجھے تمہاری بہبود و آسودگی بدل
مطلوب او تمہاری اطاعت و شکرگزاری بجان مرغوب ہے میری رائے مین رعایا و رئیس مین ایسی ہی
تعلقات ہونے چاہیین جنکا یہ جلسہ ایک عمدہ نمونہ ہے ہر سال رعایا کو ایک وقت موقع ملنا چاہیے
کہ وہ اپنے رئیس کے سامنے اپنا دل کہولکر اپنے خیالات ظاہر کرین اور رئیس کی زبان سے اسکے
خیالات سنین ۔

اللہ جلشانہ جو اپنے بندونکی دلی خواہشات اور واقعی ضرورتون کا دانا بینا ہے اوسکی جناب مین دعا کرنا یا
اوس سے کسی چیز کا مانگنا استجابت کیواسطے شرط ہے مثل مطلع۔ **آصف**

خدا سے مانگو تو کیا کچھہ نہ بہر شتاب ملے — اثر دعا کا ملے زہد کا ثواب ملے

مگر رئیس جو انسان ہے اوسکو اپنی رعایا کی دلی خواہشات کیونکر معلوم ہو سکتے ہین تا وقتیکہ رعایا کو اپنے
خیالات اپنے رئیس پر ظاہر کرنیکا موقع نہ ملے بقول۔ **آصف**

منہ نہ کھولے بحر مین جبتک صدف — آب نیسان سے گہر ملتا نہین

کچھہ ایسے ہی خیال سے مین نے اس سال بھی تمہارے اڈریس کو لینا پسند کیا۔

اے میرے خیرخواہ احباب فریمیسن

مین نے تمہارے اڈریس کو بھی خوشی و دلچسپی کیساتھ سنا تمہاری سوسائٹی کا سلسلہ جو قدیم الایام سے
ابتک جاری ہے وہ یقیناً انہین اصول کی وجہ سے ہے جو تمنے التزاماً اختیار کیا ہے۔ تمہارے
مقاصد کے حصول کیواسطے ان سے بہتر اصول نہین ہو سکتے کیونکہ جبتک کہ بادشاہ وقت کی اطاعت پر
کامل آمادگی اور پولٹیکل معاملات سے پورا احتراز نکیا جائے تو تم اپنی باہمی برادرانہ محبت اور معیت

زدونکی اعانت راستبازی کے بغیر نہین کرسکتے۔

"اُے ملک ومالک کے بہی خواہ اخبار والو"

مین تمہارے وفادارانہ اڈریس کی بھی قدر کرتا ہون۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ تم رئیس و رعایا کے درمیان ایک قسم کے آزاد وکیل ہو یہ مجھے یقین ہے کہ تم اس وکالت کے فرایض سے بخوبی واقف ہو آزادی جو تمہارے معزز پیشہ کے لیئے لازم ہے کوئی مطلق اضافی نہین ہے بلکہ ایک اعلی ودیعت جسکو پورا کرنیکے لیئے شرط ہے۔ کہ کوئی افترا پردازی نہونے پائے مجھے کامل امید ہے کہ تم کامل احتیاط کرتے ہوگے کہ کوئی ایسی خبر مشہور نہونے پائے اور کوئی ایسی بات درج اخبار نہو جسمین رعایا سرکار سے بدظن یا سرکار رعایا سے رنجیدہ ہونے یا خود رعایا کے مختلف گروہ مین نفاق پیدا ہونیکا احتمال ہو۔

اگر تم ایسی احتیاط کروگے تو سچی آزادی جسکے بغیر تم اپنا کام نہین کرسکتے وہ بحال نہین رہ سکتی آجکل مین دیکھہ رہا ہون کہ چند اخبارونمین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے مین اسموقعپر اپنی عزیز رعایا کے سامنے اسکی حقیقت بیان کرنیسے باز نہین رہ سکتا۔

ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب والیسرائے بہادر نے بڑی گرمجوشی و اخلاق کے ساتھہ مجھے دعوت دی کہ اگر ہوسکے تو مین اس سال موسم سرما مین کلکتہ کی سیر کرون مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی کیساتھہ قبول کیا کیونکہ یہ محض اخلاق ومروت کی بات تھی۔

"اُے میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو"

اگر ہر کام کے نتائج اور مآل اوسکی کامیابی کے معیار ہین تو پھر جلسہ تمہارا تمہارے باہمی اتفاق وخلوص محبت کا نتیجہ ہے اوسکو مین بھی اپنی سعی کی کامیابی کا پیمانہ سمجھتا ہون کیونکہ اس سے مجھپر ظاہر ہوتا ہے کہ میرے ملک کے باشندے ہر قوم وملت کے کن محبت آمیز نظرونسے اور کن صداقت شعار خیالات سے اپنے رئیس کے کام کو دیکھتے اور سمجھتے ہین مین تمہاری اس اظہار وفاداری وخیرخواہی کی بڑی قدر کرتا ہون

اور پھر دوبارہ تم کو یقین دلاتا ہون کہ جبتک ایلائے روح کو میرے محل جسم سے تعلق رہے تب تک
میرا آقا فکر تمہاری بہبودی و آسایش کے شاہراہ مین گرم رفتار ہو۔
آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا وہ اور کوئی ہوگا۔ کہا اور کیا اور

اڈریس رام گوپال سیٹھ واقع فتح میدان

حضور اقدس کی سالگرہ مبارک کی جشن سعادت انتساب کی تقریب پر حال مین اخلاص عقیدت اور جان
نثاری و محبت کا جو اظہار ہر چہار طرف ہوا ہے اور جسمین ہم عبودیت شعار حضور عالی کی رعایا کے جملہ
طبقات کیساتھ شریک ہین وہ اسکا محرک ہوا ہے کہ ہم خدام بھی اپنی عقیدت کا ناچیز ہدیہ بارگاہ ملازمان
والا مین پیش کرین۔ حضرت کے افواج ظفر امواج کے مفتخر سپہ سالار کے مشورہ سے ہماری پیشکش نے
اس عمارت کی شکل اختیار کی ہے۔ ہم غلامونکو امید ہے کہ حضور عالی اس ہدیہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر
منجملہ اون شاہانہ صفات کے جن سے خداوند عالم نے حضور عالی کی ذات مستجمع الکمالات کو متصف
کیا ہے اپنے شوق تنزہ و تفریح کا تازہ ثبوت دینگے۔ ہم جان نثار اس امید کو اپنے دلمین جگہ دینے کی جرات
کرتے ہین کہ یہ حقیر عمارت بطور جمکہانا ہو لیکن آگے خلایق عامہ کی ضروریات کی متکفل ہوگی اور اوسوقت تک جبکہ
حضور عالی کی دارالسلطنت کی شان کی مناسبت کے لحاظ سے ایک زیادہ پرشکوہ عمارت نہ تیار ہوجائے
میجر افسر الدولہ بہادر کو کھیلون اور تماشون کے خاص خاص جلسون کے انعقاد کے لیے پبلک کو اوس کے
استعمال کی اجازت دینے کا اقتدار حاصل ہوگا۔

ہم ناچیز غلام تہ دل سے اس عنایت بیغایت کیلئے حضور عالی کا شکریہ ادا کرتے ہین جو خدام والا نے
اس عمارت کو اپنے نام سے ازراہ فیاضی خسروانہ اسکے معنون کیئے جانیکی اجازت مرحمت فرمائی اور
اس تقریب کو اس امتیاز اور افتخار کے زیور کے ساتھ متحلی کرنیسے سرفراز فرمائی ہے جس سے بندگان عالی کا

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ شکریہ کیساتھ مین کہتا ہون کہ وہ مکانات میرے بہت ہی پسند ہین۔ مین معہ اپنے ہمراہیون کے بہ آرام ہون۔

وائیسرائے بہادر۔ ملک دکن مین قحط کے صدمہ سے بڑا افسوس ہے۔ حضور پرنور کے ملک کے کس حصہ مین قحط کا زیادہ اثر ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ مرہٹواڑی خصوصاً اورنگ آباد مین قحط سے زیادہ نقصان پہونچا ہے حتی المقدور قحط کے انتظام مین کوشش کیجاتی ہے۔

وائیسرائے بہادر"۔ حضور پرنور نے حیدرآباد مین کتنے وائیسراؤنکی مہمانی کی۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ چار ویسراؤنکی مہمانی کرنیکا مجھے نہایت مسرت سے موقع ملا۔

وائیسرائے بہادر"۔ کیا یہ چارون آپکی تخت نشینی کے بعد حیدرآباد آئے تھے۔ یا کوئی قبل از اسٹالیشن (مسند نشینی) کے بھی آئے تھے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ فقط لارڈ رپن صاحب اسٹالیشن (مسند نشینی) کے وقت تشریف لائے۔ اور تین بعد تخت نشینی کے۔

وائیسرائے بہادر"۔ حضور کے صاحبزادے کی عمر کیا ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ چودہ سال۔

وائیسرائے بہادر"۔ صاحبزادہ کی تعلیم کی نسبت کیا انتظام کیا گیا ہے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ"۔ ہر علم کے لحاظ سے ایک اتالیق۔

اس گفتگو کے بعد وائیسرائے بہادر نے فرمایا کہ شام کو تسرطونین حضوری ملاقات ہوگی۔ یہ کہکر فارن سکرٹری کیطرف اشارہ کیا۔ فارن سکرٹری نے رزیڈنٹ صاحب کو کہا کہ امراؤ اسٹاف اعلیحضرت کو وائیسرائے کی خدمت مین پیش کرین۔ چنانچہ نواب سرقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر نے معہ دیگر ممبران

اسٹاف کے والیسرائے بہادر کو اشرفیان تقدمین پیش کین۔ پھر والیسرائے نے فارن سکرٹری کو عطر و پاندان لانیکا اشارہ کیا۔ ملازمان توشک خانہ گورنمنٹ ہوز نے ایک بڑا پاندان اور ایک گلاب پاش حاضر کیا۔ والیسرائے نے حضور پرنور کو پاندان پیش کیا۔ اور گلاب آپکے رومال پر ڈالا۔ پھر شاہزادہ بہادر کو پان و گلاب دیا۔ فارن سکرٹری نے نواب مدارالمہام بہادر و نواب خورشید جاہ بہادر کو پاندان کی تواضع کی۔ اور والیسرائے بہادر کے ایک ایڈیکانگ نے ممبران اسٹاف کو پاندان دیا۔ اور گلاب رومالون پر چھڑکا۔ اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ والیسرائے بہادر نے لب فرش تک اعلیحضرت کی مشایعت کی۔ اور رخصت کے وقت کہا کہ کلکتہ کے مشہور مقامات و عجائب گھر و کمپنی باغ کو حضور ملاحظہ فرماکر محظوظ ہونگے۔ بعدازان اعلیحضرت رخصت ہوئے۔

ساڑھے تین بجے اعلیحضرت اپنے خاص چوکڑے مین میدان یا شرطگاہ کو تشریف لیگئے سواری مبارک کے آگے دو سوار اور اونکے بعد آٹھ سوار اسکاٹش شاہی کے۔ اور سواری کے سیدہی جانب کپتان عثمان یار جنگ بہادر (فل ڈریس پہنے ہوئے) اور بائین جانب لفٹننٹ شاہ مرزا بیگ۔ اور سواری کے پیچھے آٹھ سوار اور انکے بعد فاصلہ سے دو سوار اونکے پیچھے مصاحبین کی گاڑیان تھین۔ اعلیحضرت کے بازو مین شہزادہ ولیعہد بہادر رونق بخش تھے۔ اور سامنے نواب افسرالدولہ بہادر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے جب سواری باد بہاری شہر کے شاہراہونکو طے کرتی ہوئی چلی تو سبکے سب شرطگاہ کے ناظرین اس سواری کے دیکھنے مین محو ہو گئے تھے۔ اور ہر طرف سے مرحبا کی آواز گونج رہی تھی۔ الغرض شرطگاہ پر پہنچتے ہی رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد نے آپکو گرانڈ اسٹانڈ پر لے گیا۔ اور ایک خاص مقام پر جو آپکے لیئے رکھا گیا تھا آپ جلوہ افروز ہوئے۔ مصاحبین تمام ہمراہ موجود تھے۔ اسوقت والیسرائے کپ کی شرط ہوئی۔ جسمین نو گھوڑے شامل تھے۔ چیرمی نام گھوڑا بازی لیگیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت بنگلہ سے نیچے تشریف فرما ہوکر کلکتہ کلب کے خیمہ کیجانب رونق بخش ہوئے۔ یہان خیمہ مین والیسرائے بہادر

تعمیر عمارت ہے سبب نام و نشان کا	پھر ایسی عمارت کہ جو ہو باعث فرحت
انسان کو دارین مین آرام ہے اس سے	جنت مین نہو قصر تو بیکار ہے جنت

حاضرین محفل"۔ مین کمال مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہون کہ آج سے یہ محبوب کرانڈ عامۂ خلائق کے استعمال کے لیئے کھولدیا گیا۔

اڈریس کایستہ سبہا

اے ہمارے ہر دلعزیز بعد از خدا مہربان رعایا پرور پادشاہ ہم خانہ زادان موروثی و غلامان قدیمی جو کایستہ سبہا کے ممبر مین بارگاہ حضرت پیر و مرشد ظل سبحانی مین بکمال ادب اس غرض سے حاضر ہوئے ہین کہ چونتیسوین سالگرہ کی مبارک تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرنیکی عزت حاصل کرین جان نثاران و دومان آصفجاہی و اطاعت گزاران بندگان شاہی کے لیئے اس سے بڑھکر کونسا مبارک اور خوشی کا دن ہو سکتا ہے کہ اس جشن مسعود مین حیات ابدی کی دعا مستجاب دینے کے لیئے پایہ بوس اورنگ سلطانی و پابوس تخت خسروانی ہو رہے ہین جو عزت اور شرف آج ہمکو حاصل ہوا ہے سالگزشتہ بھی اس مبارک تقریب مین یہی عزت اور یہی شرف آقا و ولی نعمت نے عطا فرمایا تھا۔ نہ صرف یہ شرف ہی عطا فرمایا گیا بلکہ ہماری قوم کی خدمات اور وفاداری کے نسبت جن بے نظیر خیالات کو حضرت پیر و مرشد نے ظاہر فرمایا ہے اونسے نہ صرف ہم خانہ زادونکی عزت افزائی فرمائی گئی بلکہ تینتیس لاکھ کایستھونکو جو ہند کے مختلف مقامات اور بلاد مین متمکن ہین اپنے مراحم خسروانہ سے سرفراز اور سربلند فرمایا ہے۔ جسکا شکریہ ہم زبان حال و قال سے کسیطرح ادا نہین کر سکتے۔

عہدۂ قانون گوئی کی وقعت کا اندازہ جو ہمارے ولی نعمت نے بہ اظہار خوشنودی و وفاداری ملازمان قدیم فرمایا ہے اور اسکی اہم ... داریون کی ہدایت دیگئی ہے وہ ہمارے لیئے ایک دستور العمل ہے اور ہمکو

اس امر پر ناز ہے کہ عہدۂ جلیلہ قانون گوئی سے ہماری سبھا کے میر مجلس راجہ راجان راجہ شیو راج دھرم ونت
بہادر کو حضرت ظل سبحانی نے سرفراز فرمایا ہے ہم اپنے سے بڑھ کر کسی کو خوش نصیب نہیں سمجھتے کہ ہمارے
مالک ہمارے آقا - ہمارے خداوند مجازی نے ہمارے مطیعانہ خدمات کو وقعت او رمسرت کی نظر سے
ملاحظہ فرما کر بہت خوشی سے قدر کی اور منجملہ تمام ترقی خواہوں کے خصوصیت کے لفظ سے ہماری عزت افزائی
فرمائی - یہی ہماری خوش قسمتی کی بیّن دلیل ہے -
جو کچھ جوش مسرت باظہار عقیدت اس سال بتقریب سالگرہ مبارک تمام رعایا اور ہر طبقہ و ہر ملت کے اشخاص کی
جانب سے ظاہر ہوا ہے - وہ سال گزشتہ سے کہیں بڑھا چڑھا ہوا ہے ہر متنفس کی دلی خواہش یہی ہے کہ اپنے
مالک اپنے آقا کے قدموں پر نثار ہو جائے محبوب القلوب آقائے ولی نعمت ہی کی یہ ذات مبارک - ہے
جس پر ہر شخص ہزار جان و دل سے فدا ہے -
اب ہم جان نثاران دولت اور غلامان سلطنت بارگاہ شہنشاہ حقیقی میں دست بدعا ہیں کہ جب تک اعتقاد کا
سلسلۂ آرائشۂ نور افشانی زیب جشن سالگرہ خدام اقدس یادگار حیات جاودانی رہے - **شعر**

حیات آصف جمجاہ میں یارب فزونی ہو خضر کی زندگی جاودان سے عمر دونی ہو

اسپیچ اعلیحضرت

اے میرے خیر خواہ ارکان کایستہ سبھا "
میں تمہارے اڈریس کو اس سال بھی بہت خوشی کیساتھ لیتا ہوں اور تمہارے عقیدت کیش جوش و
مسرت کی پوری قدر کرتا ہوں میں تمہاری قوم کی عمدہ کوششوں کو جو چند سال سے بند میں چو طرف
ہوتی ہیں نہایت دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہا اور اس بابت کی سماعت سے مجھے بہت اطمینان ہوا
کہ [illegible] نوں میں ترقی کرنے اور چند اپنے قومی مراسم و بیجا مصارف کے دور کرنیکی سعی میں کامیاب

ہوتے جاتے ہو یہ نتیجہ یقیناً تمہارے قومی اتفاق و قومی ہمدردی کا ہے جسکی شاہد خود تمہاری سبھا کی
ترقی پذیر وجود گی ہے تشکر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کو اپنے اڈریس کا دیباچہ بنایا ہے اور خلوص قلب
کیساتھ اپنے مالک حقیقی کے احسانات کا شکریہ پسندیدہ عام نون و پشتیہ کی زبان مین ادا کیا ہے اس سے
مجھپر بخوبی ظاہر ہوا کہ تم اپنے معزز پیشہ و ملازمت کے فرائض کی ادائی مین بھی عملی طور سے دیانت
کیساتھ اپنے مالک مجازی کا شکریہ بھی ادا کرتے ہوگے - کیونکہ وہی لوگ فرمانروا ے دنیاوی کے
صادق مطیع و فرمانبردار ہو سکتے ہین جو عنایت باری کے سچے شکرگزار ہین -

قطعہ آصف

کیا مبارک ہے یہ ترقی سبھا کی [illegible] / دیکھتا ایک زمانہ کو ہون خوشدل خوشحال
آج ہین اہل قلم سامنے میرے حاضر / ان حضوری سے نہ کیون دور ہے رنج وملال
انکے چہرہ سے ہین آثار اطاعت پیدا / نیک مین ان کے چلن نیک ہین سب انکے خیال
ایسی محنت کا نتیجہ ہے سراسر عزت / آدمی ہو متوجہ طرف کسب کمال
جو نمک خوار ہین دعویٰ ہے قدامت کا جنہین / مالک و ملک کے ہر آن وہ ہین خیر سگال
اور برعکس کرین اس کے اگر بر تقدیر / انکا یہ باعث نکبت ہے یہی وجہ زوال
جنکی طینت مین دیانت ہے وہ ہین مستغنی / طمع خام کا کرتے نہین وہ خام خیال
انکی تحریر بھی تقریر بھی ہے مجھکو پسند / کہ دعاگو سے ترقی ہین یہ جاہ و اجلال
کیون نہ آصف کو رہین ایسے نمکخوار عزیز / جنکے ہین نیک چلن نیک روش نیک خیال

اڈریس مُرشدزادگان

لاکھ منت کثیر و شمار حلقہ جبیر و بصیہ کہ بافضال وکرم اپنے حی قدیر نے برنا و پیر کی پرورش کے لیے

آصف زمان نظام دوران سکندر صولت ناصر مملکت افضل سلاطین روزگار ظل سبحانی شہریار جناب حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو ملک دکن پر مانند آفتاب جہانتاب سایہ گستر کیا۔ کہ جملہ رعایا و برایا متفق الالفاظ مختلف المشارب مہد امن و عافیت مین ہموارہ زندگی اپنی بسر کر رہے ہین خصوصاً ہم وابستگان دامن دولت جو رشتہ عقیدت نسلاً بانسلاً رکھتے ہین بجز ذات ستودہ صفات ظل سبحانی کے ملجا و ماوا ہمارا کوئی نہین ہے ہمکو فخر و ناز یہی کہ ہماری عزت ہمارا افتخار فقط ذات خجستہ صفات اعلیحضرت پر ہے کہ ہم آبا و اجداد سے پروردہ اعلیحضرت ہین ہماری دولت و حشمت و وقعت اعلیحضرت ہی ہے ہم جان نثار بمنزلہ قالب ہین روح ہماری اعلیحضرت ہین۔ ہر چند کہ بخمس الاوقات دعائے عمر و دولت و اقبال مین موظف رہتے ہین مگر ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ باریابی مین مشرف و معزز ہو کر اس شکرانے کا معروضہ پیش کرین۔ اتفاقاً بخت مساعد سے موقع ہمدست ہوا کہ جلسۂ سالگرہ مبارک مین ہماری دلی آرزو برآئی بمفحوائے کل امر مرہون باوقاتہا آج سرفراز ہوے۔

رباعی

امروز جہان از تو منور گشتہ ؎	اقبال و ظفر ہمدم و یاور گشتہ ؎
آن چیز کہ شبہا بدعا خواستمی ؎	صد شکر کہ امروز میسر گشتہ ؎

اعلیحضرت کے اوصاف حمیدہ و خصال ستودہ تحریر و تقریر سے باہر ہین۔ اعلیحضرت کی فرمان روائی مین ہمپر ایسے عنایات و احسانات مبذول ہین کہ والدین کے اشفاق کو ہمنے فراموش کئے۔

رباعی

اے ز الطاف تو لاتے شدہ	ہمسر از اقبال تو کے شدہ ؎
ہم خجل از عدل تو نوشیروان	ہم بسا حاتم سے طے شدہ ؎

اب ہم العبد دب بہزار عجز و نیاز اس معروضہ کو دعا پر ختم کرتے ہین۔ الٰہی ہمیشہ حاسدان اعلیحضرت مقہور رنجور رہین اور خیرخواہان اعلیحضرت دائماً مسرور رہین آمین ثم آمین۔

اسپیچ اعلیٰحضرت

"مسٹر تلاوت علی صاحب"

مین امید کرتا تھا کہ یہ اڈریس نواب آصف یاور الملک بہادر پڑہین گے مگر نہایت افسوس کرتا ہون کہ وہ علالت مزاج کی وجہ سے نہ آسکے اگر وہ بھی آسکتے تو مجھے بڑی خوشی حاصل ہوتی سال گزشتہ مجھے کسیقدر افسوس ہوا تھا کہ عدم فرصت کیوجہ سے آپ صاحبونکا اڈریس لیکر آپکی عقیدتمندانہ خواہش کو پورا نہ کرسکا مگر آج میرے عزیز قرابتدارونکا اڈریس سننے سے وہ افسوس نہ صرف میدل بخوشی ہوا۔ بلکہ مجھے خوشی دوچند سہ چند حاصل ہوئی۔ مین آپ صاحبونکے اس جوش صداقت کے اظہار کی تہ دل سے قدر کرتا ہون۔ اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر آپ صاحبونکو مجھسے رشتۂ اتحاد نسلاً بعد نسل رکھنے کا فخر ہے اوسیقدر مجھے بھی آپ سبھونکی ترقی و بہبودی ہمیشہ مدنظر ہے کیونکہ (جیسا آپنے بیان کیا ہے) آپ بجز میرے اور کسی کو اپنا دینا وی وسیلہ نہین قرار دیتے ہین اور مجھے بھی آپکی اس وابستگی کا ہمیشہ خیال رہتا ہے۔

اور اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ مین نے آپکی ذاتی آسایش و بود و باش کے بندوبست کے علاوہ آپ مین کے اکثر کمسن اور نوجوان طلبونکی تعلیم کے لیئے خاص انتظام کیا ہے۔ آپ سب اس بات کو بخوبی جانتے ہونگے کہ جو فائدہ اور لطف زندگی انسانکو کاروبار مین مصروف رہنے سے حاصل ہوسکتا ہے وہ بیکار زندگی مین حاصل نہین ہوسکتا۔ چونکہ مجھے اپنے عزیز قرابتدارونکی سچی بہبودی مرغوب ہے لہذا میری خواہش ہے کہ جہانتک ہوسکے آپ صاحبونکو کاروبار کی زندگی کا موقع دون اسی لحاظ سے مین نے اپنے مدار المہام سے ایک فہرست منگائی تھی جس سے مجھے معلوم ہوسکے کو میرے قرابتدارونمین سے۔ کون کہان کا رہنے والا ہے ۔ اور کس نے کس درجہ کی لیاقت حاصل کی ہے۔ اسپر غور کرکے مین انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب

ایسے احکام مناسب جاری کرونگا جن سے (مجھے امید ہے) آپ مین سے اکثر کو کسی نہ کسی سودمند کام مین اوقات بسر کرنیکا عمدہ موقع ملیگا۔

اُسے میرے وابستہ عزیزو!

اسمین کوئی شک نہین کہ میری ریاست کے کام مین مصروف ہونیکا اگر کسی کو موروثی حق ہے تو آپ صاحبونکو ہے۔ مگر اس حق سے مستفید ہونیکے لیئے لیاقت حاصل کرنی شرط ہے۔ پس اس شرط کو پورا کیئے بغیر محض حقداری سے کوئی استفادہ نہین ہو سکتا مین یقین کرتا ہون کہ آپ سب اسبات کا بخوبی خیال رکھینگے اور اپنے کو زیور لیاقت سے آراستہ و پیراستہ کرکے اپنی حق رسی کیواسطے کوشش بلیغ کرینگے۔ تاکہ آپ نہ صرف اپنی زندگی کا سچا لطف اوٹھا ئین بلکہ اپنے خاندان کے فخر ہونیکے علاوہ اپنے ملک کی بہبودی کے باعث اور اپنے مالک کی خوشنودی کا سبب ہون۔

قطعہ آصف

آج کیا روز مبارک ہے کہ اس جلسہ مین
جمع یکجا ہین عزیز اپنے مثال اعضا

راستی انکی ہے طینت سے سراسر اظہر
آشتی انکی طبیعت سے ہویدا پیدا

استقامت ہے انہین مذہب آبائی پر
ہے یہ احسان خدا کیون نکرون شکر خدا

پاس ہر حال مین انکا نہو کیون کر مجھکو
غیر ممکن ہے کہ ہو رنگ کبھی گل سے جدا

ان کو واجب ہے اطاعت تو رعایت مجھکو
دور رعایت کہ نہو عدل سے باہر اصلا

پرورش گو ان نہ یگانونکی ہے مجھے ہو منظور
جبکہ بیگانے بھی ادنی سے ہوے ہین اعلی

شرط یہ ہے کہ یانت مین ہون یہ اعلے تر
ہے دلیل ایک بھی صادق نہین آتا دعوے

شوق ہو نیک عمل کا تو وہ ہے شوق درست
صرف ہو کسب ہنر مین تو وہ ہے صرف بجا

خاندانی جو عمارت ہے ترقی پاے
صحبت اچھی ہو رہے حفظ مراتب اپنا

دولت آصفیہ کی ہے حفاظت لازم
جانفشانی سے بزرگون نے یہ کی ہے پیدا

نیک نامی بھی عجب چیز ہے اس دنیا مین | نام مشہور ہوا ناموروں کا کیا کیا
کیون نہو سلطنت و ملک کی ناز سے بہار | باغ مین باد بہاری سے ہے سب نشو و نما
تم پھلو پھولو رہو چال چلن مین اسپے | یہی آصف کی تمنا یہی آصف کی دعا

اڈریس نوجوان امرایان سرکار آصفیہ

ہم جان نثاران بارگاہ خداوندی و غلامان قدیمی جو نوجوان اُمرا ار دولت ہین جنکو نسلاً بعد نسلٍ کی خطابات سے عزت حاصل ہے جنکو غلامی کا افتخار اور صدہا سال سے دولت کے جبہہ سائی کا شرف نصیب ہے آج بارگاہ خداوندی مین اس غرض سے حاضر ہوے ہیں کہ اپنے آقا و ولینعمت ظل سبحانی خلد اللہ ملکہ کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرین اور چوبیسوین سالگرہ مبارک کے جشن ہمایونکی تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرکے حقوق جان نثاری اور خانہ زادی کو ادا کرین۔

اسلئے ہمارے پادشاہ عالیجاہ بندگان عالی حضرت پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد مین جو برکتین اور نعمتین عموماً تمام رعایا اور خصوص ہمارے طبقہ کو حاصل ہوئی ہین ہم کو اونکے اظہار کے لیئے کوئی الفاظ انسانی لغات مین ڈھونڈھے سے نہین ملتے جو بیان کرین۔ کیونکہ یہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ہماری ترقی و بہبودی کے لیئے جو وسایل کہ ضروری و لازمی ہین اونکو فراہم ہی نہین کیا گیا بلکہ ہمارے آقاے ولی نعمت بہ نفس نفیس ہماری ترقی کے ذرایع کی نگرانی فرمایا کرتے ہین یہ اوسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین بہت سے لوگ اعلیٰ جوڈیشل کے امتحانات مین کامیاب اور بہت سے ایسے ہین کہ سول کے کامون مین پوری قابلیت اور بڑی بڑی ذمہ داریونکے کام سے سرفراز ہین یہ اعلیٰحضرت کی علم دوستی کا نمونہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین اعلیٰ درجہ کی تعلیم کیطرف اب بھی بہت سے لوگ رجوع ہور بی۔ اے۔ اور ایف۔ اے کلاس مین تعلیم پا رہے ہین۔

اسے ہمارے شہریار گردون وقار یہ ہمارے طبقونکی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ حضرت پیرو مرشد صرف ہم لوگونکو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ممالک محروسہ کے کالجون مین دلانے پر اکتفا نہین فرماتے ہین بلکہ ہمارے زمرہ کے بہت سے نوجوان امرا یورپ مین تحصیل علوم وفنون کے لیئے منجانب گورنمنٹ بھیجے گئے ہین جنکی تعلیم مین لاکھون روپیہ سرکار صرف فرماتے ہین۔ جو بعد فراغ تعلیم نہ صرف وہ ہمارے طبقہ مین معزز اور ممتاز سمجھے جاینگے بلکہ ہماری معزز اور پیاری گورنمنٹ کے اعلیٰ درجہ کی خدمات کو ادا کرکے اپنی جان نثاری اور کارگزاری کا ثبوت دینگے۔

اسے ہمارے خداوند مجازی ہم بخت رسا پر ناز کرتے ہین اور جامے مین پھولے نہین سماتے جب ہم حضرت پیرو مرشد کے اون ارشادات کو جو ترقی تعلیم کی نسبت گزشتہ سال زبان گوہر فشان سے نکلے ہین یاد کرتے ہین۔

حضرت پیرو مرشد کا یہ ارشاد کہ (تمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختونکے نشو ونما کی نگرانی کرتا ہے۔ اوسیطرح میری توجہ اپنے نوخیز طالب علم رعایا کیطرف زیادہ مائل رہتی ہے کیا جبکہ ہمارے اعلیٰحضرت کی توجہ ہم لوگونکی تعلیمی نگرانی مین اسطرح مبذول ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اور آئندہ ہمارے اخلاف کی تعلیم مین ایسی کوشش کرین کہ جو مبارک خیال ہماری نسبت ہمارے آقا کا ہے (کہ تعلیم کا عمدہ اثر صرف تمہارے تک محدود نہین رہیگا بلکہ اوس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی اور ترقی کو تجسس کریگا) اوسکو پورا کرکے دکھلائین اور ہر جان نثار کا حق غلامی یہی ہے کہ اپنے ملک مالک کی خدمت ایسی بجالائے کہ اوس سے عام بہبودی اور ترقی متصور ہے۔

اسے ہمارے جہاندار ذوی الاقتدار۔ کیا ہم اور ہمارے آئندہ ہونہارون مین سے اوس اعزاز کو فراموش کرسکتے ہین جو حضرت پیرو مرشد نے جاگیرداروں منصبدارونکے اڈریس کے جواب مین

ہم غلامونکو قوت بازو کے معزز خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ہم جہانتک تاریخی صفحات پر نظر ڈالتے ہین پچھلے کارنامونکو پڑہتے ہین کسی رئیس کی پیشگاہ سے اپنے جان نثارون اور نمکخوارونکو جو ہم اولی نعمت لوگون نے زمرۂ غلامونمین شریک ہوکر دوامی سعادت حاصل کی ہے یہ شرف اور یہ خطاب عطا نہین فرمایا گیا۔یہ ہماری خوش نصیبی اور خوش اقبالی تھی کہ ہمین یہ فخر پیشگاہ سلطانی سے حاصل ہوا۔اب ہم اس اعزاز پر ناز کرکے فخریہ یہ شعر عرض کرتے ہین۔ **شعر**

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم ؛

اور ہم صدق دل سے دست بدعا ہین کہ یارب العالمین ہمکو اور ہماری آیندہ نسلونکو ہمیشہ حضرت پیرومرشد کی غلامی وجان نثاری مین وفاداری کیساتھ ثابت قدم رکھ۔اور ہمارے آقائے ولی نعمت کا سایہ ہما پایہ جبتک مہر مین ضو اور گلونمین بو اور بو مین مہک اور موتی مین چمک ہے ہمارے اور ہمارے اخلاف کے سرونپر قایم رکھ۔اور حضرت پیرومرشد کے دوست اور ہواخواہ خوش اور دشمن پایمال رہین۔آمین۔آمین ثم آمین۔؛

اسپیچ اعلیحضرت ؛

اُنسے میرے نوجوان معززین ؛

مین نے تمہارے اڈریس کو بھی بڑی دلچسپی کیساتھ سنا۔علی الخصوص تمہارا یہ بیان میری مسرت کا باعث ہوا کہ تمنے اپنے علم کی ترقی کی نسبت میری نصیحت و لیسالہ کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور تمہارے تعلیمی شوق و ذوق کے عمدہ آثار عام امتحانونکے نتایج سے نمایان ہین۔اس سے مین تمہاری اوس بات کا کامل ثبوت پاتا ہون کہ تمہارے دلونمین میری نسبت عقیدت ایسی جاگزین ہے کہ میری نصیحت بفضلہ تعالے فوراً کارگر ہوئی۔مین یقین کرتا ہون کہ تم اس بات کو بھی بخوبی جانتے ہوگے کہ انسان کے لیئے وہ قدر و منزلت چندان مفید نہین ہوتی جو اوسکو اپنے خاندان کی وجہہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ قدر و منزلت

زیادہ ترشایان ہوتی ہے جو ذاتی علم و لیاقت سے ملتی ہے - لہذا تمہاری کوشش ہمیشہ اس امر کی طرف مائل رہنی چاہیئے کہ تم مین سے ہر ایک عرفی شیراز کے مانند ہر وقت یہ فخر کر سکے کہ -

المنۃ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست | اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

مگر تحریر مین نیک و بد کا خیال اور احتیاط ضرور چاہیئے - یہی قلم راہ مقصود کیواسطے عصائے موسیٰ ہے ورنہ یہی کاتب کے حق مین تیغ قضا ہے - یہی سیاہی غیرت زلف شبگون ہے - ورنہ یہی تیرگی بخت واژدن ہے یہی کاغذ صفحۂ پیشانی اقبال ہے ورنہ یہی آسمان ادبار طال ہے -

قطعہ آصف

مجھکو فرصت ہوئی جو دیکھا آج
نونہالان باغ دہر مین یہ
اب وجد سے بھی اپنے ہون لایق
دُور ان سے رہے ہمیشہ کو
غیر کے دستگیر ہون نہ کبھی
چاہیئے جو امیرزادون کو
سلطنت کا ہو پاس اوس سے سوا
اسکا سبب باعث فروغ رہین
یہ ہدایت بھی ہے نصیحت بھی

نوجوانان ملک کا گلشن ہو
ان کو شاداب رکھے چرخ کہن
ان کو حاصل ہون وہ ہنر وہ فن
فتنہ و آفت زمین و زمن
اپنے آقا کا چھوڑ کر دامن
وہی زیبا ہے انکا چال چلن
جسقدر ہے دلون مین حب وطن
یہ ریاست ہے آفتاب دکن
رکھو آصف کا یاد دل سے سخن

اڈریس برہمنان دکن

اُسکے ہمارے بادشاہ ذیجاہ؟

ہم برہمنان ساکنان خوش بانشان ریاست ابد مدت حضرت خداوند نعمت مدظلہ العالی متعالی کی حضور مین حاضر ہوکر چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب مین پیشگاہ اقدس و اعلیٰ مین تہنیت نامہ گزرانیکی بیمثل وبے بہا عزت حاصل کرتے ہین اور اپنے اعلیحضرت قدر قدرس کی شاہانہ عنایات اور خسروانہ شفقت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ پیر و مرشد نے ہمکو اپنے اظہار جان نثاری اور وفاداری کا موقع خاص عطا فرمایا۔

ہمارے مذہب کے کتب مقدس کی رو سے عبادت آلہی اور اپنے آقا و ولی نعمت کی ترقی عمر و جاہ و جلال کی دعاگوئی ہمارے اعلیٰ ترین فرایض قرار دئے گئے ہین۔ ہماری قوم کے لکہو کہا اشخاص حضرت کے سایۂ عدل و انصاف مین اپنے اُن فرایض کے انجام دہی مین بلامزاحمت غیرے وبلا مداخلت احدے نہایت امن وآسایش سے سرگرم ومصروف رہتے ہین حضرت نے اونکو دوسرے اشخاص کے دست رس ہی سے محفوظ نہین فرمایا بلکہ اکثر لکہو کہا بیگہ زمین بشکل انعام اگرہار و جاگیر عطا فرمائی ہے اور لکہو کہا سالانہ زر نقد اونکو خزانۂ شاہی سے دئے جاتے ہین تاکہ وہ اون اعلے فرایض کے انجام دہی مین مصروف رہین۔ اس طور پر فکر معاش سے فارغ البال ہوکر ہماری قوم کے یہ لوگ ہمیشہ خداوند نعمت کی ترقی عمر و دولت و قیام سلطنت کیواسطے بارگاہ ایزدی مین دست بدعا ہین۔ حضرت کی ریاست ابد مدت مین ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ وغیرہ کے معبدون اور دیولونکی بلا امتیاز قوم وملت زمین و زرسے اعانت ہوتی ہے عدالتون مین ہر فرقہ و ہر قوم کے حقوق کا تصفیہ اونکے خاص قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ سررشتۂ تعلیم سے مدارس جملہ اقوام کے بچون کی تعلیم وتربیت کیواسطے کہلے ہوئے ہین۔

صیغۂ ملازمت مین ہر قوم کے لوگ بلا استثنا صرف بلحاظ حقوق ولیاقت داخل کئے جاتے ہین۔

ایک جانب تو اہل اسلام کی مسجدون خانقاہون اور درگاہون وغیرہ کیواسطے معاشین مقرر ہین اور دوسری جانب ہنود کے ہزارہا دیولون اور مٹھون کو جاگیرات و انعامات عطا کیئے گیئے ہین۔

قوم برہمن کا وہ فرقہ بھی جسنے اہل قلم کا پیشہ اختیار کرلیا ہے حضرت کے عہد معدلت مہد مین اپنے ہمچشمون مین مفتخر و ممتاز ہے۔ حضرت خداوندنعمت کے فرقۂ امرا و جاگیرداروں مین متعدد برہمن شریک ہین لاکھو کہا اور ہزارہا روپیونکی جاگیرین عطا ہوئے ہین اس فرقہ کے متعدد اشخاص اسوقت اعلیٰ ترین خدمات پر سرفراز ہین اور بہت سے لوگون کو خدمات سررشتہ داری جمعیت و منصب وغیرہ بطور میراث آبائی عطا فرمائے گئے ہین اور انکے سوا ہزارہا آدمی بڑی اور چھوٹی خدمتونپر مامور ہین اور یہ نہایت قوی دلیل اس امر کی ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی نظر انور مین ہر طبقہ کی رعایا یکسان ہے۔

جسطرح قوم برہمن کے ایک فرقہ کا کام یاد الٰہی مین مشغول رہکر اپنے بادشاہ کیواسطے دعا کرنا ہے اوسیطرح دوسرے فرقہ کا کام اپنے خدمات کو دیانت و امانت و لیاقت سے انجام دیکر اپنے بادشاہ کی نیکنامی اور بہبود رعایا کو ترقی دینا ہے اور اسطور پر دونون فرقون کے اغراض متحد ہین۔ ہم برہمن لوگ عموماً حضرت کی رعایا خاص اور نمکخوار آبائی ہین۔ ہمارے بزرگون نے جو حق نمک ادا کیا اور نمایان خدمات انجام دین اونکے صلہ مین لاکھو کہا روپیہ کے جاگیرات و مناصب عطا ہوئے ہین جو حضرت کے مراحم خسروانہ سے اسوقت تک ہمپر جاری ہین۔

ہم اس موقعپر اون تین اعلیٰ خاندانون کا تذکرہ کافی خیال کرتے ہین جنکے خدمات کی قدرشناسی وقتاً فوقتاً سرکار ابدپایدار سے ہوتی رہی۔

راجہ رائے رایان بہادر امانت ونت کے مورث اعلیٰ مورو پنڈت حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ رکاب آئے تھے۔ اوسوقت سے یہ خاندان اپنے اعلیٰ درجہ کی خیرخواہی و جان نثاری و وفاداری کے صلہ مین مورد عنایات شاہان دکن رہا ہے اس خاندان کے متعدد راجگان خدمات پیشکاری سے سرفراز ہوئے

ایک موقعپر راجہ شام راج کو خدمت مدار المہامی سکے اہم فرایض کے انجام دینے کا فخر بھی عطا فرمایا گیا۔ اور دفتر دیوانی تو پشت ہا پشت سے اس خاندان مین چلا آرہا ہے۔ غرض کہ یہ خاندان ہمیشہ اقسام کے جاگیرات وخدمات ومناصب ومراتب و نوازش شاہی اور وطن سر دیسپانڈیہ گری وغیرہ سے ممتاز ومفتخر رہا ہے چنانچہ ابتک وہی نوازشات شاہانہ اور وہی مراعات خسروانہ منظور نظر انور خداوند نعمت ہین۔ راے ونایک راؤصاحب کا خاندان بھی ابتدا سے مورد عنایت شاہی رہا ہے اس خاندان کے مورث اعلی راجہ وٹھل سندر پرتاب ونت راجہ بہادر نے جو بعہد نواب غفران مآب وزارت سے سرفراز تھے جنگ کھرڈلہ مین جو اہم خدمات انجام دین وہ تاریخ دکن مین یادگار رہین گے۔ دولت ابد مدت نے بھی اس خاندان کے خدمات کو ہمیشہ شاہانہ الطاف کی نظر سے دیکھا ہے چنانچہ دو راجگان یعنے راجہ چمنا راؤ پرتاب ونت بہادر و راجہ گنیش راؤ بہادر خدمت اعلی مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور پیشکاری کی خدمت بھی اس خاندان مین رہی۔

راے رگھوتم راؤصاحب کا خاندان بھی ہماری قوم کا ہمیشہ سے مورد عنایت خسروانہ رہا ہے چنانچہ راجہ رگھوتم راؤ بہادر پیشکاری کی خدمت سے بھی ممتاز ہوئے تھے اور راجہ گوپال راؤ بہادر نے زمرۂ اتالیق مین شریک رہنے کا افتخار حاصل کیا تھا۔

غرض اس مراحم خسروانہ قدرپروری کا ایک مستقل اثر تمام قوم برہمن پر پڑا ہوا ہے اور ہم لوگ شب و روز صبح وشام حضرت پیرومرشد مدظلہ العالی کی ترقی عمر و دولت وجاہ وجلال کے واسطے دست بدعا رہتے ہین جس قوم کے ارکان کی اسدرجہ عزت افزائی سرکار ابد پایدار سے ہوئی ہے جن لوگونکی رگون مین اون نمکخوارون کا خون جوش زن ہے جنہون نے بادشاہان نامدار کی خدمت گزاری اور حق نمک ادا کرنے مین اپنی جان تک کو قربان کردیا۔ اونکی اولاد بھی حضرت خداوندنعمت کے تخت سلطنت کی خیرخواہی وجان نثاری ووفاداری مین سر بسجود ہمہ تن حاضر ہے اور ہم پیشگاہ خداوندی مین نہایت عجز وادب کیساتھ عرض پرواز ہین کہ ان امور مین ہم لوگ کسی دوسری قوم کے بھائیون سے جنکو حضرت اقدس و اعلی کی رعایا

ہونیکا فخر ہے پسپا نہین ہین۔ اور جسطرح حضرت پیر و مرشد کے ہمارے آبائی و قومی حقوق کے حفظ کا اسقدر خیال مدنظر رہتا ہے اوسیطرح ہم لوگ بھی نمک خواری و اطاعت گزاری ادا کرنے مین ساعی رہتے ہین۔ اب ہم اس دعانامہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ یا الٰہی ہمارے بادشاہ ذیجاہ کو عمر خضر کی نصیب ہو اوسکی آل و اولاد شاد ان و فرحان رہے اوسکی دولت و ثروت جاہ و حشمت مین ترقی ہو۔ اوسکی رعایا سرسبز و شاداب رہے۔ اور اوسکی سلطنت تا ابد قایم رہے۔ آمین ثم آمین۔

اسپیچ اعلیحضرت

اُے میری دعا گو قوم برہمن"

مین تمہارے اڈریس کی بھی قدر کرتا ہون۔ مین اس بات کے سننے سے بہت خوش ہوا کہ تم اپنے آبا و اجداد کے عمدہ جادہ پر ثابت قدم ہو۔ اور عبادت الٰہی کے بعد اطاعت شاہی کو اپنا فرض عین سمجھتے ہو یہی جادہ تھا جسکی وجہہ سے ہند کی اکثر ریاستو نمین تمہاری قوم والے رئیس کے پاس سرفراز رہے اور حیدرآباد کی تاریخ مین بھی اس قسم کی سرفرازیون کے چند عمدہ نظائر خود تمنے بیان کیے ہین پس مین بطیب خاطر تمہارے اس صادق دعویکو قبول کرتا ہون کہ تم بھی اپنے فرض نمکخواری و اطاعت گزاری مین میری رعایا کے کسی دوسری قوم سے کچھہ کم نہین ہو۔

قطعۂ آصف

خوشی کی ہے ساعت خوشی کا زمانہ	بڑا خیر خواہون کا جلسہ ہے بھاری
مسرت سے ہر ایک پابند عشرت	ملالت سے ہر ایک کو رستگاری
مجھے کیون ہو پاس ملحوظ ان کا	کہ معلوم ہے انکی خدمت گزاری

شریفونکا شیوہ دیانت ہے بیشک ۔۔۔ بغیر اسکے بدنام ہو اہلکاری
کرین مالک و ملک کی خیرخواہی ۔۔۔ رہے خیرخواہونسے یہ خیر جاری
ہر اک کام مین ہوشیاری ہے لازم ۔۔۔ نہین خوب انجام غفلت شعاری
قلم کیا علم کیا اگر مشق ہوگی ۔۔۔ نہوگی طبیعت کسی فن مین عاری
قلم ہاتھ سے اوسکے کب چھوٹتا ہے ۔۔۔ دبیر فلک کا بھی ہے کام جاری
چلو اس طریقہ پر ایسی روش پر ۔۔۔ کرے پرورش اور آصف تمہاری

اڈریس پارسیان

حمد و افزون ثنائے متکاثر دادار یکتا و آفریدگار بے ہمتا و خداوند ارض و سما را اجل حال لایق و سزاوار کہ جمیع موجودات و مکونات ارضی و سماوی را بیک لفظ کن ایجاد از مکمن عدم بجلوہ گاہ شہود و بروز آوردہ و بقدرت کاملہ و حکمت شاملہ خویش ملوک عالیشان و سلاطین رفیع مکان را بر مثال روح در قالب و بجائے سر بر فوق بدن قرار دادہ و بر جمیع بندگان برتبۂ سروری و برتری ممتاز و سرفراز فرمودہ ۔ و در ضمن آن چنین حکمت لطیف بکار بردہ کہ بندگان خدا سر بدائرۂ اطاعت و فرمان برداری نہادہ در زیر سایۂ لطف و معدلت شان پرورش و تربیت پذیرند تا سعادت دینوی و اخروی بحصول انجامد ۔ شاہد حال و موید این مقال حال فیروزی مآل ہمایون فال اعلیحضرت قدر قدرت قضا توامان دارا دربان فریدون حشمت سکندر شوکت کسرے معدلت شاہنشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ ملایک سپاہ زیبندۂ تاج و تخت آصفیہ ممالک محروسہ دکن زینت بخش سریر و اقبال بے زوال ملخص کلام اینکہ بافضال الٰہی و الطاف ربانی درین زمان راحت افزائے دلکشائی مسرت اثمار جشن ہمایون فال یوم المیلاد با اسعاد نیک نہاد سعادت اندوز بزم فیروزی توام آنخداوند تاج و تخت ملک دکن بہر کوئے و برزن و بہر جائے و مسکن با ہزاران فروزینت

مرتب گشته و بهر گوشه آوازهٔ مدحت و ثنا و تحیت و دعائے این بادشاه جمجاه دولت پناه باوج مهر و ماه
رسانیده - چنانچه شرح آن بیرون از حوصلهٔ قلم و زبانست - **بیت**

امد این جشن مسرت بخش فرحت انتما آفتاب از آسمان گوید مبارکباد ها

سیما از بهر طالع و سعادتمندی زمرهٔ فارسیان عبودیت اقتران امت حضرت زردشتیه که از مدت ممتد
و عهد بعید یعنی از زمان معدلت اقتران حضرت مغفرت مآب انار الله برهانه - الیٰ این عهد فرخنده عهد مقدس
بندگانعالی متعالی مدظلهٔ العالی بر مثال هر گروه و طایفه دیگر با ارامل و ایتام شان پرورش یافته الاخوان
احسان و امتنان دولت جاوید مدت آصفیه میباشد - و بعین نوازش بیدریغ خسروانی بعهدهٔ جلیله دولتی و
مناصب فخیمه ملکی سرفراز و کامیاب بوده ایام و لیالی را بشادکامی و رفاه تمام مصروف دارند - بهر حال
این چاکران ارادت سگال همگی دم بهواخواهی و فرمانبری و اخلاص کیشی سرکار عالی میزنند و شب و روز
دست بدرگاه اقدس جناب باری بلند و وظائف دعاگوئی و ثناخوانی این خدیو بے مثل و همال بر
زبان جاری و دائر - **بیت**

تاجدار خانهٔ دنیا بماند مستقیم ٭ ٭ شاه ما محبوب دکن باد یارب تاجدار

اسپیچ اعلیحضرت

"اے وفاکیش عقیدت اندیش اعیان قوم پارسی"

بهر طیب خاطر که اڈریس شما را پسندیده و بمیزان تصور سنجیده - و درست یابیده ام - از ان بر شما خود بخود ظاهر
و باهر خواهد بود که من این اظهار وفاداری و عقیدت شعاری شما را تا چه قدر قدر میدانم - و مقدار وقع می نهم
من میدانم که درجهان شما علی العموم چنان قابل تحسین و آفرین ماده زحمت کشی - و ریاضت کیشی موجود است
که بهر طرف روئے آورد - از جد و جهد خود در هر حرفه و پیشه خود را بیش و ممتاز و در اقران سرفراز میسازد -

ومن بسیار خوشم ازینکه در مملکت من سر برآورده وخاندانی مردمان شما از قدیم الایام مقیم اند و بر جادۂ وفاگستری وعقیدتپروری مستقیم اند۔ گذشته از قومی اتفاق وعلاوہ بر کثرت وفاق شما با دیگر رعایائے من بنہایت آمیزش وخلط وملطامی نمائید۔ ازین جہت من بسیار از شما خوشم و زیادہ پسندیدۂ خاطر من است۔ ہمیشہ مرا درین باب اطمینان کامل بود۔ از اڈریس شما مبرالیقین شد کہ در شما فطری بامادۂ محنت وریاضت جبلی مادۂ وفاشعاری وتابعداری نیز موجود است۔ و ازین خصال اربعہ بہتری حال شما مشہود است۔ من شما را یقین میدہانم کہ تا شما باین خصال اربعہ خود را موصوف مدارید ہمیشہ مورد خوشنودی من خواہید بود۔ و ترقیات وبہبودی شما وابدا منظور نظر خواہد ماند۔ **اشعار**

وفاداری وتابعداری و زحمت ریاضت ا | ثمرہائیست در گیتی کزآنہا بر خورد انسان
گراز پیشینیان خواہی نگر در سیرت ایشان | وگراز ہمگنان پرسی نظر کن حالت اقران
باین اوصاف مردان خردمند و برومندان | ہزاران گوئے از سبقت ربودستند از میدان
کسانے را کہ داوند از حواس باطنی بہرہ | خدا اتمام نعمت کردہ بر ایشان بہ از پیشان
مراً منظور او صاف اند کز اوصاف در عالم | شود ممتاز انسانی ز حیوان در ہمہ اکوان
ہمہ اولاد یک کس بودہ اما از ریاضت شد | کہ شد زان در بر یعقوب یوسف یوسف الاخوان
بحسن ظاہری نے حسن باطن بین با وصافش | گزین اوصاف شد آخر عزیز خلق در کنعان

اڈریس حکما و ڈاکٹران سندیافتہ شہر کائی دکن اسوسی ایشن

للہ الحمد کہ ہم جان نثار و نمکخوار حکما و شہر کائے دکن میڈیکل اسوسی ایشن کو اپنے ولی نعمت کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب مین ادائی تہنیت و اڈریس گزراننے کا افتخار حاصل ہوا۔ ہماری قدردان پادشاہ ایک مدت کی تمنائی ہما کیا دو سپاس گزاری جو ہمارے دلوںمین متمکن تھی وہ سال گزشتہ اوس حسن وخوبی سے بر آئی جس کا ابتک ہماری

چشم مسرت بین مین سمان بندھا ہوا ہے۔ وہ جشن شاہانہ وہ الطاف کریمانہ اور وہ ہمارا ایک دل ایکزبان
ہوکر اپنے مالک کی ثناخوانی کرنی اور اوسکے جواب مین کمال مسرت وخوشنودی سے اپنے ہمایون
اسپیچ مین ہم ناچیزونکی قدردانی ومنزلت افزائی اور ہم ہیچدان اطباکو حاذق ولقمان وقت کے خطاب کی
سرفرازی سنے ازبس وارفتہ وشیدا کردیا اوس روز سے آپکے دنکا انتظار بے حد پیدا ہوگیا ہمارے
دیدۂ نادیدہ نے اس موقع خوش منظر سے قطع نظر نہ کرکے اس امتداد زمان کو طرفۃ العین مین طی کردیا۔

اے بادشاہ عدل گستر اس سال بھی اجازت تہنیت وثناخوانی نے ہمکو وہ شرف وافتخار بخشا ہے کہ جسکی
مسرت وشادمانی کا حال نہ فقط ہمارے بشرے سے عیان ہے بلکہ بفحواے الظاہر عنوان الباطن
ہر ایک دل وجان سے ثناخوان ہے اے سلطان حق بین یہ ستایش وثنا بطور تکلف وتصنع نہین بلکہ واقعی ہے
ہرچند آپکی فرمان روائی سے ہر گروہ محظوظ ہے مگر بالتخصیص اس حظ اوٹھانیکا افتخار ہمکا کے ہی قسمت مین آیا ہے
کیونکہ جب ہم نظم ونسق سلطنت پر نظر کرتے ہین تو اوس کو بالکل اوسی انتظام قدرت کے مطابق پاتے ہین
جو حضرت انسانکے جسم مین جاری وساری ہے۔

جیسے کہ روح باعث حیات ذی روح ہے ویسا ہی آپکا مبارک وجود بھی وجہ قیام وثبات مملکت ہے
جسطرح طبیعت مدبر بدن ومعتدل مزاج ہے۔

اے سلطان عادل آپکی معدلت بھی اوسی کے ہم پلہ ومنہاج ہے۔ جیسے وجود انسان مین باوجود
اضداد وباہمی بامتزاج عناصر اربعہ وہر چہار اخلاط کی فراہمی موجود ہے اوسیطرح آپکے انتظام سلطنت نے
دوست دشمن مین اتفاق یگانہ وبیگانہ مین وفاق اور مختلف اقوام وفریق کو شیر وشکر فرما رکہا ہے جسسے مین
باہمی ایسی ہمدردی پیدا ہے جیسے کہ ایک عضو کو دوسرے عضو کے ساتھ۔

جسطرح ہر بُن مو کی پرورش آناً فاناً خون سے ہوا کرتی ہے اوسی طرح اسے رزاق مجازی آپکے
خوان نعمت سے گھر بیٹھے ہر ایک ضعیف ونحیف کو آرام وآسایش کیساتھ ساتھ دور و دراز تک

بے تکلیف و تکلف رزق پہنچکر باعث حیات ہوتا ہے - تدبیر مملکت انسانی کے لیے جسطرح حواس خمسہ
یعنے - بصارت - سماعت - شامہ - لامسہ - ذایقہ ضرور و بکار خود مامور ہین - اسیطرح انتظام سلطنت کیلیے یہ
حکومت - عدالت - فراست - شجاعت - سخاوت - یہ پانچ چیزین آپکی ذات خجستہ صفات مین موجود ہین
اللہ تعالی نے جسطرح ہمکو بصارت و بصیرت کی وسعت دی ہے اوسی طرح ہم اپنی نظرون مین آپکے عرصہ
حکومت کو وسیع پاتے ہین چشم مروت او دوربینی و عاقبت اندیشی عین آپ ہی کی ذات مبارک کیلیے
زیبا اور آپ ہی کی حکومت مین پیدا ہے - سماعت و عدالت باہمدیگر لازم و ملزوم ہین -
خداوند نعمت جو کان انصاف و معدن عدل ہین دادخواہ کی فریاد بگوش حق نیوش سماعت فرماتے ہین
انسان قوت شامہ سے ہر ایک شے کی حقیقت و ماہیت دریافت کرتا ہے اوسیطرح آپ اپنی قوت
فراست سے ہر امر کو غور و خوض فرماکر حق و باطل کو امتیاز فرماتے ہین شجاعت کو حس لمس سے
اس لیئے تعلق ہے کہ شجیع وہی ہے جو احساس نامرغوب و ناگواری گرم و سرد کا متحمل ہوکر اپنے
جسم و جان پر سختی و جفاکشی اوٹھائے اور آرام طلبی سے درکنار رہے - نفس کشی جفاکشی عین دلیل دلیری
و بہادری ہے جو اس ذات مبارک مین موجود ہے -

سخی کے لیئے سخاوت طعم خوشگوار ہے - زبان بذل کو ذایقہ کرم ہی متلذذ کرتا ہے - بحمداللہ جس طرح
آپکو ان پانچون اوصاف سے بہیئت مجموعی تلذذ حاصل ہے اوسی طرح آپکی رعایا بھی ہر ہر
صفت سے محظوظ ہے -

خداوند نعمت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی تقاریب اور جشن سعید نے اس عالم مین کس حسن و خوبی سے
نیرنگیان پیدا کی ہین کہ ہر ایک کے خون و رگ و پے مین ایک فطرتی مادہ جوش زن ہوگیا جس سے
آسایش خلق اللہ کے اغراض برآمد ہونیکا ذریعہ مل گیا اور ہر کس و ناکس کا خیال ہمدردی انسان
و خوشنودی سلطان مین مصروف ہوگیا -

اعلیحضرت قدر قدرت نے گزشتہ سال اپنی مبارک اسپیچ مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مین تمہاری کوشش کی قدر کرتا ہون اور مجھے اس کے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنی کوششون مین ایک حد تک کامیاب ہوے اور کامل کامیاب ہونیکی دلی خواہش رکھتے ہو) اور ایک جائے یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ تم اپنی ودلیعت کی ذمہ داریون کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنیمین دریغ نکروگے"

اے سلطان قدر شناس ان جان بخش وروح فزا الفاظ کی معجون نے ہمارے دل و دماغ مین ایسا کچھ مفرح ومقوی اثر پیدا کیا ہے کہ جس سے ہر لحظہ ہماری طاقت و توان کو ترقی نصیب ہے چونکہ حکیم مطلق نے آپکو ظل سبحانی گردانا ہے تو آپکی ذات مبارک بھی حکمت سے خالی نہین ہے جیسے کہ آپ حاکم الحکام ہین ویسا ہی حکیم الحکا بھی ہین۔ شعر

ہمارے ہر مرض کیواسطے ایشاہ درمان ہو مسیحا کے مسیحا اور لقمان کے بھی لقمان ہو

اسی ارشاد کے اصول پر بغرض بہبودی وآسایش خلق اللہ وافادۂ علمی وترقی تجارت آپکی سالگرہ مبارک کی تقریب مین ماہانہ رسالہ بنام (دکن میڈیکل جرنل) ممبران دکن الیوسی ایشن نے بغایت شوق جاری کیا ہے۔ جس مین ڈاکٹری ویونانی تجربات اور اخبارات طبی کے ماخذ اور موسمی کیفیات شامل ہین جو ہنوز اس گلشن سلطنت کے چمنستان حکمت کا ایک نورستہ نہال ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ بآبیاری قدر افزائی خسروانہ ایک درخت سرسبز وسربلند مثمر وسایہ دار ہو جائے گا جس سے نہ فقط ملکی فیضیاب ہونگے بلکہ دوسرے ممالک کے حکما بھی اس سے پھل پائین گے۔ اور احسن نتیجہ پاکر معذور دردمند ونکی خدمت گزاری مین مصروف عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور رہین گے۔

اے شاہ بندہ پرور آپکے اوصاف اور آپکے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کا زبان وقلم کو یارا نہین اور یہ مقدور ہمارا نہین۔ بیت

از دست وزبانیکہ برآید ؎ کز عہدۂ شکرت بدر آید

الٰہی جب تک طبیعت مدبّر ابدان ہے اور ترکیب عناصر سے مرکب کالبد انسان ہے۔ آیۂ رحمت فرق عالم پر سایہ گستر رہے۔ اور اعلیٰحضرت کا آفتاب دولت و اقبال تا ابد منور رہے اور نونہالان حدیقۂ آصفیہ اس نخل سلطنت کے سایہ مین تا قیامت شاداب و مثمر کامیاب رہین آمین ثم آمین۔

یہی مراد ہماری ہے دعا ہے یہی خدا قبول کرے اتّن دعا ہے یہی

اسپیچ اعلیٰحضرت

اے میرے حاذق حکمائے دکن۔

تمہاری عقیدت کے پرجوش اڈریس سے میری مسرت بھی جوش زن ہوئی تمنے اس اڈریس مین نظام ملکی سے طبع انسانی کی خوش اسلوب مماثلت بیان کی ہے میرا خیال ہے کہ یہ محض شاعرانہ تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک حد تک واقعی حالت ہے۔ اگر انسان انوار الٰہی کا مظہر سمجہا جاوے تو اوسکے بیرونی تعلقات جو اوسکو اپنے ہمجنسون کے ساتھ ہون اونکا اونکے طبعی اتحاد کے موافق ہونا لازم ہے۔

پس ہر فرمانروا کا اصل اصول یہی ہونا چاہیئے کہ انسان کے عام ذاتی صفات پر غور کرکے اون کے باہمی تعلقات (جسقدر سمجھ مین آئین) اون مطابق (جہانتک ہو سکے) اپنی رعایا کے باہمی تعلقات کا انتظام ایسا کرے کہ کوئی امر اپنی حد سے بڑھ نہ سکے پس بہت خوش ہونگا کوششین جو مین اپنی عزیز رعایا کی ترقی بہبودی کے واسطے کر رہا ہون اونکو تم اپنے فرایض پیشہ کے تجربہ سے کسیقدر انسانی قوی کے باہمی تعلقات کے مشابہ پاتے ہو۔"

انسان کے واسطے دنیا مین بڑی نعمت صحت ہے اوسکے لئے مقدم افضال الٰہی شامل ہوتا ہے جسقدر مریض کو پرہیز واجب ہے اوسیقدر معالج کو توجہ اور تشخیص ضرور ہے۔

دوا کی دیکھہ بھال اطبا اور ڈاکٹرونکا فرض منصبی ہے دو چیزین جا کر نہین آتین - ایک جان - دوسری آبرو - جان ہے تو جہان ہے - آبرو ہے تو جان ہے - اہل دانش انکی احتیاط عمر بھر کرتے ہین - مجھے اسبات کی سماعت سے بھی نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ تمنے اپنے فن مین ترقی کرنے کا عمدہ ذریعہ قایم کیا ہے اور اوسکو میری سالگرہ کا یادگار بنایا ہے - تمہارا میڈیکل جرنل ایسا رسالہ ہے جسکے ذریعہ سے تم اپنے تجربہ کی باتین ایک دوسرے پر ظاہر کرنیکے علاوہ عوام الناس کے خیالات بھی اپنی رائے کے مطابق بنا سکتے ہین - اور مین بہت پسند کرتا ہون کہ تم اس رسالہ کو اردو اور انگریزی ہر دو زبان مین شایع کرتے ہین -

اس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ ایک فن طبابت کے مشرقی و مغربی دو طریقونکا آپسمین میل جول ایسا ہوگا کہ ایک دوسرے کے حسن و قبح ظاہر ہوکر اصل فن مین ترقی ہوگی - اور تمہارے فن مین ترقی ہونا دراصل عامۂ خلایق کی آسایش کی ترقی ہے جو مجھے بدل منظور ہے -

بہر طور تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم اپنے فن مین طاق ہونیکی اور اس سے میری رعایا کو نفع پہنچانیکی کوششونمین سرگرم ہو -

مین تمہاری ایسی کوششونکی بہت قدر کرتا ہون اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر تم میری عزیز رعایا کے دکھہ درد کیساتھہ ہمدردی کرتے رہوگے - اور انکے جسمانی تکالیف کے گھٹانے - اور اونکی صحت کی حفاظت کرنے مین مصروف رہوگے اوسی قدر بدرجۂ کمال میری خوشنودی تمکو حاصل رہے گی اور خدا تعالی سے میری التجا یہی ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمکو تمہاری خیرخواہانہ کوششونمین ہمیشہ کامیاب رکھے - قطعہ

درگاہ بے نیاز مین ہے لاکھہ لاکھہ شکر	صحت کی جا بجا سے چلی آتی ہے خبر
مصروف اپنے کام مین رہتی ہین ہاتھ دن	حاذق جو ہین طبیب تو کامل ہین ڈاکٹر

یہ ہے اصول طب یہی اکثر سنا کیے
اکسیر یون ہے دفع مرض کے لیئے دوا
نخوت کرے کمال پر اپنے نہ آدمی
ظنی ہے علم طب مگر ادراک ہو صحیح
آصف کا یہ عقیدہ ہے سُن رکہین حاضرین

مفرد وہ ہو یا ہو نسخہ مین یا چند مختصر
تیغ اجل کیواسطے جیسے دعا سپر
کیسا ہی با کمال ہو کیسا ہی باہنر
لابد ہے یہ کہ چوک بھی جاتے ہین چارہ گر
شافی خدا ہے اوسکے کرم پر ہے نظر

اڈریس ارکان صفائی بلدہ وچادرگھاٹ

یہ دوسرا سال ہے کہ ہم عرض پرداز ان ذیل ارالکین مجلس صفائی بلدہ کو تمام سکنائے بلدۂ حیدرآباد کیجانب سے وکالتاً اپنے آقائے ولی نعمت کی عالی پیشگاہ مین حاضر ہوکر بصد عجز و ادب اپنا ناچیز اڈریس گزراننے کی عزت حاصل ہوئی ہے ہم جان نثار اپنی خوبی قسمت پر جسقدر ناز کرین وہ کم ہے کہ سب سے پہلے بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین اس مبارک جلسہ کی بنا اسی مجلس نے ڈالی تھی۔
اے بادشاہ جمجاہ۔ سالگرہ کے جلسے جس خلوص اور جوش کیساتھ قلمرو دکن مین منائے جاتے ہین ایک یہی ثبوت اس امر کا دیرہے ہین کہ اعلیحضرت کی رعایا کے تمام فرقے یعنی مسلمان۔ ہندو۔ پارسی عیسائی سب شامل ہین آپکے محبت کے سرور سے سرشار ہین۔ اگر یہ عرض کیا جائے تو مبالغہ نہو گا کہ تمام روے زمین کی حکومتونمین کسی ملک کی رعایا بلاتمیز مذہب اپنے مالک کی جان نثاری مین ہماری ہمسری کا دعوے نہین کرسکتی اسوجہہ سے کہ خالق ارض وسما نے جو سب شاہونکا شہنشاہ ہے محض اپنے فضل وکرم سے ایسے ظل اللہ کو ہمارے سر و نپر سایہ افگن فرمایا کہ جو شفقت۔ رحم دلی سخاوت۔ ہمدردی۔ اور سادگی طبیعت مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔
اے تاجدار نامدار وہ تمام برکتین جو کہ حضرت کے عہد مملکت مین ملک اور ملوک کو اونکی خوش قسمتی سے نصیب ہوئی ہین اگر ہم خانہ زاد اپنے ناقص خیال مین اوسکو شمار کرنا چاہین تو آپکے

بیش بہا وقت کو ضایع کرنا ہے ۔ رعایا کی فلاح اور بہبودی کا کوئی صیغہ ایسا باقی نہیں ہے کہ جسکے طرف بندگان عالی کی پوری توجہہ مبذول نہوئی ہو تعلیم ۔ تربیت ۔ مال ۔ اور عدالت ۔ پولیس اور حفظان صحت کے لیئے تمام علاقونمین جسقدر ترقیان ہوئی ہین وہ سب اظہر من الشمس ہین خاصکر صیغۂ میونسپالٹی اگر عہد حمایت شاہی مین پرورش نہ پاتا تو یہ ترقی اوسکو میسر نہوتی جوکہ اسوقت حاصل ہے ۔ جسوقت کہ محصولات صفائی پہلی دفعہ حیدرآباد مین جاری کیا گیا اگر ملازمان والاشان کی طرفسے صاحبزادون اور امراؤن اور معززون کی فہمایش نہوتی اور یہ ارشاد نہوتا کہ ما بدولت واقبال خود اپنی املاک کا محصول ادا کرینگے آمادہ ہین تو وہ کامیابی جوکہ اسوقت ہمکو حاصل ہے ناممکن تھی اسے خدا اوبرنعمت ۔ بادشاہان سلف نے داد و دہش بہت فرمائی ہے لیکن حاجتمندونکے ساتھہ وہ سلوک جو پیرو مرشد نے اپنی کریم النفسی سے فرمایا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملک پیٹھ کے ایوان شاہی پر محتاجین کا ہجوم جسطرح دیکھا جاتا ہے اور کہین سنا ہے اور بادشاہونکو یہ تحمل کہان کہ ہر روز کئی ہزار غربا ۔ مرد ۔ عورت ۔ بچے ۔ بڈہے ۔ اور جوانونکو غل و شور کے ساتھہ اپنی خاص فرودگاہ پر بلاکر اپنے ذاتی اہتمام اور مبارک نگرانی سے اونکو مدعو فرماوین اور اونکو پرشکم اور پر دامن وہانسے واپس کرین کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ اور والیان تاج و تخت گدا پیشون اور دریوزہ گرونکو دعوت دیکے اونکے ہاتھہ اپنے متبرک ہاتھونسے دہلاتے ہین ۔ رازق عالم نے یہ حصہ آپ ہی کے لیئے عطا فرمایا ہے ۔

اسے ہردلعزیز سلطان ۔ حضرت ہی کے ہمایون عہد مین یہ دیکھا گیا کہ امرا ۔ فقرا ۔ مرد ۔ عورت ملکی ۔ غیر ملکی سب کے سب دست بدعا ہین اسے ہمارے بادشاہ عالیجاہ مختصر یہ ہے کہ وہاب مطلق نے جو انواع و اقسام کی خوبیان آپکی طبیعت مین ودیعت فرمائی ہین اون سے وہی پورا آگاہ ہے ۔ انسان کا فہم و ادراک اونکو احاطہ کرنیسے قاصر ہے ۔ آپکا قلب تجلی الٰہی کا مظہر ہے آپکو وہی جان سکتا ہے جس کا باطن نور بصیرت سے منور ہے ۔

اسے مالک عرش برین اپنے حبیب پاک کے طفیل سے ہمارے والی ملک کو ہمارے سرون پر باحشمت وجلال وسلطنت واقبال تاقیامت سلامت رکھ اور اوسکو اپنے مقاصد دلی پر کامیاب مظفر و منصور فرما آمین ثم آمین -

رباعی

یہ سالگرہ جسکی ہے وہ شاد رہے		تا روز ابد زندہ وآباد رہے ؎
اے خضر یہ تہنیت آنا ہر سال		و سے رکھو گرہ تم کہ تمہین یاد رہے

اسپیچ اعلیحضرت

ارکان صفائی بلدہ چادرگھاٹ "

تمہارے اڈریسونکو مین نے بہت خوشی کیساتھ سنا حیدرآباد اور چادرگھاٹ کے جن باشندونکی طرفسے تم نیابتاً مجھے سالگرہ کی مبارکباد دیتے ہو مین اونکی اور تمہاری صداقت و وفاشعاری کی قدر کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ جسطرح اون باشندونکی نیابت مبارکباد دینے مین کرتے ہو اوسیطرح اونکی حفظ صحت کے حقوق کی نگہبانی مین اونکی نیابت ایسی کرتے ہونگے گویا وہ خود اپنی آپ نگہبانی کرتے ہین - میری دلی امید یہی ہے کہ تم نائب اور تمہاری ہنیب رعایا مین ہمیشہ یکدلی رہے اور تمہاری مطلب نیکے کامونسے اونکی صحت وآسایش روز افزون ہو -

قطعہ آصف

راہ پر ہی نہین ہو توف صفائی والے ؎		دل کو نیت کو بھی رکھتے ہین بہت پاک سے پاک
قدردان اہل صفا کا ہو کیونکر آصف		جو صفاکیش ہین کرتے ہین وہی خاک سے پاک

اڈریس جان نثاران صرف خاص ہ

ہزار شکر وسپاس کہ گلبند چمنستان زندگانی وآبیار سرابستان طفلی وجوانی کا ہمارے بادشاہ عادل ہمارے

ظل اللہ با دل کا نونہال عمر لایزال پر نسیم بہار آرائے ذوالجلال چونتیس سال کے خیابان مین جلوہ گر ہے اور شجر جہابانی چونتیس ثمر کامرانی سے بار ور ہے بحساب جمل لفظ دل کے چونتیس عدد ہوتے مین گویا ہمارے اعلیحضرت مانند رئیس الاعضا قالب سلطنت کے دل مین اور خسرو عادل ہین دل کو زبان عربی مین قلب کہتے ہین اور قلب کے ایکسو بتیس عدد ہین جو عمر طبیعی انسانی کہی جاتی ہے اور صد و سی سال کی دعا دیجاتی ہے پس ایک ہی لفظ دل اور قلب سے زمانۂ حال و استقبال مین ترقی مدارج عمر شریف کا تفاول ہے اور انفصال حدا وندم لم یزل ولایزال سے ثبوت عمر طبیعی کا یقین بالکل ہے بلکہ ہر دل مین یہ تمنا اور ہر لب پر یہ دعا ہے کہ عمر طبیعی میسر ہو اور ترقی مدارج و اقبال کے مراتب افزون تر ہون اللّٰھم زد فزد اللّٰھم ومد ظلال حسنا تہ علی مفارق الناس وطال حبال حیاتہ بطول عمر المحصی والالیاس ہم خانہ زادان راسخ الاعتقاد نے سال گزشتہ تقریب جلسۂ سال گرہ مبارک مین جو ایڈریس پیش کیا ہے اوسکے جواب مین ہمارے آقائے ولی نعمت نے اپنی زبان الہام بیان سے ہم ادنی خانہ زادونکو جو ان کلمات سے مخاطب فرمایا کہ ”میرے خاص وفادار ملازمین تمکو میری سالگرہ کی خوشیان منانیکا دوہرا تہرا حق حاصل ہے کیونکہ تم مین اکثر نہ صرف میری رعایا ہو بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور وہ بھی ایسے ملازمین جنکو زیادہ تر خاص مجھسے تعلق ہے اور پھر تم مین اکثر ایسے بھی ہین جنکے آبا و اجداد کو میرے بزرگونکے ساتھ ایسی ہی خیرخواہی و عقیدت رہی جیسی مجھے یقین ہے کہ تم کو میرے ساتھ ہے۔“

اے آقائے نامدار اے بادشاہ گردون وقار اس تمام جملہ کے ہر ایک حرف کے شکریہ مین اگر ہماری جانین نثار کردین اور اپنے خون دل کی مداد اور ہر ایک شریان کا قلم قرار دیکر اوسکے شکریہ مین حیات ابدی کے صفحہ پر تقاضائے عالم تک منشی نفس ناطقہ لکھتا رہے تو دفتر سے نقطہ اور دریا سے قطرہ بھی نہین ہو سکتا ہے ہمارے بادشاہ و عقیدت جان نثاری و وفاداری و خیرخواہی و نمک حلالی اس طور سے پشتینی خانہ زاد و نکے ہر رگ و ریشہ مین خمیر یابی ہے کہ ہر جیب خانہ زاد بہ ثابت قدمی عرض کر سکتے ہین کہ اگر

ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور اونکو خاکستر بناکر اوڑا دیں اور پھر جمع کر کے حیات تازہ اللہ تعالیٰ ہمکو مرحمت فرمائے تب بھی حضرت کی جو وفاداری و جان نثاری و خیرخواہی سے کے لوسے اب ہم میں اس سے ہزار چند زیادہ ایکسیں پائیں گے۔ ع

محبت سے کے رود گر استخوانم توتیا گردد ۞ کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بورا

اے ہمارے مالک و آقا ہمارے دل و دماغ میں اون پر اثر فقرات سے جو کیفیتیں اور جذبات دلی مشتعل ہر کام و ہر امر میں ترقی پذیر ہوتی جاتی ہے ہمارے ناطقہ کو قدرت نہیں کہ ہم اوسکو بیان کریں اور نہیں کر دلی حالت ظاہر کر دیں ہمارے دلونکو اگر چیر کر کوئی دیکھے تو ہم بتا سکتے ہیں کہ کیا کیفیت ہمارے دلونکی اور کسقدر عقیدت حضرت کی غلامی کی رکھتے ہیں جواب اڈریس کا دوسرا فقرہ مبارک جو ارشاد ہوا ہے "کہ اس تمہاری خوشی اور جوش عقیدت اور جوش صداقت کو دیکھکر میں بہت ہی خوش ہوا کیونکہ ہر انسان میں ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہو جاتا ہے اور یہ امر لازم و ملزوم ہے کہ خوش رکھو خوش رہو"

اے ہمارے خداوند نعمت اے ہمارے پیارے ہر دلعزیز بادشاہ یہ پر اثر روح کو تازہ کرنیوالا ... فقرہ ابتدائے بنائے سلطنت عالم سے آجتک نہیں سنا گیا۔ اسوقت تک کسی بادشاہ کی زبان سے ایسے غلامونکی نسبت یہ پر اثر قدردانی و عزت افزائی کے ارشادات بیان ہوئے اسکا شکریہ ہم کیونکر ادا کر سکیں اور کب کسی جان نثار کو ایسا بادشاہ ملا کہ اونکی خوشی کو اپنی خوشی سے مقابل اور لازم و ملزوم قرار دیا ہو۔ اور یہ فرمان اقدس و اعلیٰ کہ امر لازم و ملزوم ہے "خوش رکھو خوش رہو" خداوندو جہان حضرت کو ہمیشہ خوش رکھے اور یہ سرفروش جان نثار رعیت حضرت کی خوشی کو دولت دو جہانی پر ہزار درجہ زیادہ ترجیح دیگی ہم خدائے واحد کو شاہد کر کے عرض کرتے ہیں کہ ہم کیا تھے اور آپکے تعدق میں اب کیا ہیں اور ہمیشہ خیرخواہی و وفاداری و جان نثاری و اطاعت کا حلقہ غلامی اپنے گوشہ دل میں آویزاں کئے ہوئے ہیں

بعد خوشنودی اور فرمانبرداری خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت ہی کی خوشنودی و اطاعت و وفاداری اور جان نثاری کو ہر چیز پر مقدم جانتے ہین اور جانین گے ۔

دوسرے بادشاہ جو باتین کبرسنی مین اختیار کیئے ہین اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ سب صفتین ہمارے اعلیٰ حضرت مین فطرتی و ازلی پائی گئی ہین کہ عنت شاقہ اپنی ذات خاص پر گوارا فرماتے ہین کہ ہر مستغیث داد کو اور حاجت مند اپنی مراد کو پہنچتا ہے ۔ اور ہر مظلوم کو ظالم کے پنجہ سے حضرت ہی کی توجہ سے نجات ملتی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسوقت تمام ملک مین امنیت حاصل ہے اور رعایا برایا شاد مین آرام سے بسر کرتے ہین اور سرکار برطانیہ کے قدیمی تاریخی دوستی جسکو تخمیناً سوا سو برس کی مدت گزرتی ہے اسکے مستحکم رکھنے مین اس سرکار سے ہمیشہ امداد و کمک و رعایت اور ہر قسم کی خواہش پوری کرنے مین کبھی اور کسی وقت دریغ نہین فرمایا گیا ۔ بلکہ مزید برآن حضرت خداوندنعمت نے جو کچھ اسکو ترقی دی ہے اور پاس اتحاد قدیمی کا خیال فرمائے ہین اور وہ تمام ہندوستان اور دوسرے ملکونمین بھی روز روشن سے زیادہ روشن ہے ۔

اب تہ دل سے یہ دعا ہے اور بارگاہ مجیب الدعوات مین یہ التجا ہے کہ الٰہی یہ بادشاہ رعایا پرور و قدردانوار ۔ یہ نوشیروان عدل گستر ۔ یہ آقائے بندہ نواز ۔ یہ فرمانروائے کارساز کو تا دوجہان سریر سلطنت پر بترقی عمر و صحت وعافیت و اقبال کارفرما و کامران رکھ اور یہ جشن سالگرہ مبارک ہر سال آشکارا و نمایان رہے اور بدخواہان اعلیحضرت و سلطنت آصفیہ ہمیشہ مخذول و منکوب رہین ۔ آمین ثم آمین الٰہی آمین ۔

تا رہے شاہی آلٰہی دہر مین	میر محبوب علیخان شاہ ہو
ملک کا ہو تا زمانہ مین نظام	یہ نظام الملک آصف جاہ ہو

ایضاً

آصف کی منادی کا ندائی پھر جائے	آصف کی طرف ساری خدائی پھر جائے

سلے شرق سے تا غرب جہان مین یارب		محبوب علیخان کی دُہائی پھر جاے

اسپیچ اعلیحضرت

"اے میرے خاص وفادار ملازمین"

یہ دوسرا موقع ہے کہ مین تمکو میری سالگرہ کی خوشیان نہایت شوق و ذوق کیساتھ مناتے ہوے دیکھتا ہون اور تمہاری عقیدت مندانہ اظہار صداقت سے بہت خوش ہوتا ہون۔

تمنے اپنی وفا شعاری و جان نثاری کا عملی ثبوت ہر وقت ہر طرح سے دینے پر آمادگی پر جوش الفاظ مین ظاہر کی ہے اس سے مجھے بخوبی معلوم ہوا کہ تم اسبات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ تمکو میرا قرب جسقدر حاصل ہے اور ہوسکی آرزو ہے اوسیقدر تمہارے خیرخواہانہ جان نثاری کا درجہ بھی زیادہ ہے اور ہونا چاہیئے اور اسکے واسطے تم اپنی نیت کی صفائی اور عمل کی خوبی کو بدرجۂ اولی لازم سمجھتے ہو یہ بات تمہاری مجھے پسند آئی مین اسکی بہت قدر کرتا ہون۔ **رباعی آصف**

عدل کے لیئے واجب ہے ضیاے خورشید		لازم ہے کہ پانی ہو زراعت کو مفید
یہ لازم و ملزوم ہمیشہ سے ہے		آقا سے ملازم کی براے امید

مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر تم اپنی خاص ملازمت کے اہم فرایض کی ادائی مین بدل وجان مصروف ہوا ور ہوگے اوسیقدر تمہاری بہبودی و آسایش کی سچی خواہش کی ایک خاص جگہ میرے دل مین ہمیشہ ہے اور رہیگی۔ کیونکہ یہ تمہارے اور میرے باہمی تعلقات کی خصوصیت کا نتیجہ ہے کہ تمہارے اقوال و افعال کا اثر میرے دلپر جلدتر اور زیادہ تر ہوتا ہے اور دیرتک رہتا ہے اور مجھے کامل بھروسہ ہے کہ میرے قرب کے لحاظ سے تم اپنی نیت کو اسقدر صاف رکھوگے کہ ہر وقت تمہارے اقوال و افعال صداقت اور خوبی مین یکسان رہین گے۔ **رباعی آصف**

جو خاص مین سبنتے نہین وہ عام عوام ؛	پابند طمع ہوکے عبث ہو بدنام ؛
جو اہل دیانت ہین جو ہین خیر اندیش	ہر حال مین ہے اپنے اونہین کام سی کام

مجھے ہمیشہ وہی ملازم اچھا معلوم ہوتا ہے جو نیک نیت ہو اور جسکی نیک نیتی خود بخود اوسکے کام سے ظاہر ہوتی ہے۔ جیساکہ میرا ایک مطلع ہے۔

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو　　وہی ہے پھول جسمین رنگ و بو ہو

اگرچہ تمکو اپنی خاص ملازمت اور میرے تقرب کا جسقدر فخر بجا ہے۔ لیکن مجھے تمسے قوی امید ہے کہ تم محض اسکی بالائی نمایش کے درپے نہ رہوگے۔ تم جانتے ہو خدا تعالیٰ کے پاس بھی وہی عبادت مقبول ہوتی ہے۔ جو بلا نمایش و ریا ہو۔ اور ہر قسم کا اوج حاصل کرنیکے لیئے اول افتادگی لازم ہے۔ دلمین گھر کرنیکے واسطے خیرخواہی واجب ہے۔ دنیا کے کام کو آدمی دین کے کام سے اولیٰ نہ جانے اچھا وہی ہے جو اپنے آپکو اچھا نہ جانے۔ نمایش کیساتھ کاہش ضرور ہے۔ بڑھ کر گھٹنا یہ بڑا قصور ہے۔

قطعہ آصف

صورت نگہت پریشان کیون ؛	اپنی حد سے کوئی نکل کے چلے ؛
کہین ایسا نہو لگے ٹھوکر ؛	چاہیئے آدمی سنبھل کے چلے ؛

اڈریس افواج باقاعدہ ؛

حضور عالی جو زمانہ جو وقت جو عمر راحت و آسایش و آرام و امن مین بسر ہو وہ اسقدر جلد گزر جاتی ہے کہ جب گزشتہ وقت پر خیال کیا جاوے تو ایک سال بمنزلہ ایک منٹ یا ایک لحظہ کے معلوم ہوتا ہے۔ گزشتہ سال ماہ حال مین جبکہ حضور عالی کی جان نثار فوج نے تینتیسوین سالگرہ مبارک کا جلسہ نہایت جوش دلی اور خلوص قلبی سے منعقد کیا تھا اور آج کے روز ہم سب جان نثار چونتیسوین سالگرہ مبارک

جشن ہمایونکی مبارکباد ادا کرنے حضور عالی کے قدموںکے نزدیک حاضر ہوئے ہین۔ جب ہم اس گزشتہ مدت پر خیال کرتے ہین۔ تو وہ ہمکو ایک منٹ یا لحظہ تو کہان بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ سال کا جشن مبارک جو اس جگہ اور اس موقعپر ہمنے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت کی سلامتی مین منعقد کیا تھا یہ وہی جلسہ ہے اور جو اوڈریس کہ ہم جان نثارون نے خدمت ملازمان خداوندی مین گزرانا تھا۔ وہ ہنوز ہماری زبان پر ہے۔ اور ہمارے بادشاہ ظل اللہ عالم پناہ کی تقریر دلپذیر جسمین حضور پر نور نے اپنی جان نثار فوج کو وہ عزت و آبرو بخشی۔ اور اون خطابات سے مخاطب کیا کہ جب سے اس فوج کا وجود ہے اسکو یہ اعزاز کبھی حاصل نہین ہوا تھا۔ اور حضور پر نور کی صدائے نوازش آمیز و کلام عنایت انگیز ہمارے دلونمین ایک عجیب قسم کا جوش محبت اور خروش جان نثاری پیدا کر رہا ہے۔ اور ہمارے بادشاہ جمجاہ ان چند اشعار پر افتخار کی صدا ابھی تک ہمارے کانونمین گونج رہی ہے۔ ۵

اے جان نثار فوج ظفر موج شکر ہے
جو ہر ہین تم مین صورت شمشیر آبدار

رخ رخ سے مرد مرد کے مردانگی عیان
رگ رگ سے فرد فرد کے جرأت ہے آشکار

ایسے سپاہیونکی سپاہی کو قدر ہے
تعریف کیون نہ آئے میرے لب پہ بار بار

فن سپہ گری میری میراث جد کی ہے
اس سے ہی میرا نام ہے اس سے ہی افتخار

عزت تمہاری ہے وہ میری عین آرزو
رکھا ہمارے بزرگون نے تمکو بصد وقار

جس بادشاہ ظل اللہ کے عہد معدلت مہد مین اسکی رعایا اور سپاہ اس امن و امان و راحت و آسایش بسر کرین کہ جسکو ایک سال کی مدت ایک منٹ یا ایک لحظہ سے کم معلوم ہو تو ایسے بادشاہ معدلت پناہ کے عدل و انصاف و رعایا پروری و عدل گستری کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہمارے حضور پر نور کا عدل و انصاف اظہر من الشمس ہے۔ اعلیحضرت کی توجہ خاص جسقدر اپنی رعایا اور تمام باشندگان ملک دکن کی بہبودی و رفاہ کی طرف مبذول ہے۔ اور اعلیحضرت کا جسقدر

بیش بہا اور عزیز وقت ملکی کاموں میں صرف ہوتا ہے - اس مختصر مضمون میں اوسکی تشریح کرنا گویا آسمان کے ستارے اور ریگ کا شمار کرنا ہے -

حضور عالی گزشتہ سال جشن سالگرہ مبارک کے اسپورٹس میں جو اعلیحضرت قدر قدرت نے بکمال عنایات شاہانہ و مرحمت خسروانہ اپنی جان نثار فوج کی قواعد اور اسپورٹس میں ترقی ملاحظہ فرماکر خوشنودی خاطر مبارک اظہار فرمائی - تو یہ ہم جان نثاروں کے لیئے نہایت موجب عزت اور افتخار کا ہوا - دراصل اس سے زیادہ ہم جان نثاروں کو کیا فخر ہو سکتا ہے - کہ ہمارا مالک اور ہمارا خداوند نعمت ہمارے خدمات کو پسند فرماوے -

ہم جان نثاران فوج کے اسپورٹس میں جب اعلیحضرت نے دست مبارک میں بھالا لیکر نیزہ بازی میں شرکت فرمائی - تو سب خاص و عام پر یہ ثابت کر دیا کہ فن سپہ گری کیساتھ حضور پر نور کو کسقدر دلچسپی ہے - اور اپنی عزیز فوج کو اعلیحضرت کس وقعت کی نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں -

اس موقع پر یہ خانہ زاد بکمال ادب خدمت ملازمان خداوندی میں یہ عرض کرنیکی جرات کرتا ہے کہ گزشتہ سال سے حضور پر نور کی فوج نے اپنے فن سپہگری میں - قواعد آموزی میں ہر طرح ترقی کی - گولکنڈہ برگیڈ - کیولری ٹروپس اور امپیریل سرویس - ٹروپس کے افسروں اور جوانوں میں رابطۂ اتحاد و اتفاق روز بروز بڑہتا گیا بسنین ماہیہ کی نسبت سال گزشتہ میں کورٹ مارشل کی تعداد بھی بہت کم رہی - مائز ڈشمینٹ بھی بہ نسبت سابق کے پچھتوں میں دس فیصدی کم ہوئے - ہفتہ واری نیزہ بازی - جسمیں خوشی سے تمام افسر اور جوان ہر پنجشنبہ کی صبح کو جمع ہوکر کثرت کرتے ہیں پہلے جہاں پندرہ بیس جوان نظر آتے تھے اب وہاں سیکڑوں کی نوبت پہنچ گئی ہے - یہانتک کہ نیزہ بازی کیلیئے کافی وقت نہیں ملتا - یہ امر تمام عالم پر ظاہر ہے کہ ہر مجسٹی دی امپیرر کیساتہ اعلیحضرت قدر قدرت کا خلوص اور اتحاد موروثی ہے - ۱۸۵۷ء میں جبکہ تمام ہندوستان ایک حالت تزلزل میں تھا حضور پر نور کے جد امجد و الد ماجد دولت برطانیہ کے کیسے مضبوط اور مستقل دوست رہے - حضور پر نور کی فوج حیدر آباد کنٹنجنٹ ایام غدر میں برٹش فوج کے دوش بدوش باغیوں کے

ساتھ کس جرات اور بہادری سے لڑی۔ اور داد شجاعت دیکر نیکنامی پیدا کی ۱۸۸۷ء مین امپیریل ڈفنس کے بارہ مین سب سے پہلے اعلیحضرت قدر قدرت نے تحریک فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آجکے روز تمام ہندستان مین بارہ ہزار امپیریل سرویس ٹروپس موجود ہے۔ اور ہر ایک نیٹیو پرنس کی خواہش ہے کہ اونکی فوج قواعد علم اور تہذیب مین اعلیٰ درجہ کی لیاقت حاصل کرے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ یہ فوج اپنے فارمیشن کیوقت سے کچھ بیکار نہین رہی بلکہ اول دفعہ ۱۸۹۶ء مین سرحدی جنگ مثل گلجت۔ درگائی۔ و چترال مین برٹش فوجکی ہمراہ سرحدی اقوام کے مقابلہ مین نہایت بہادری و شجاعت کیساتھ لڑی اور نمونہ نیکنامی حاصل کیا۔ امپیریل سرویس ٹروپس کے قایم ہونیسے نہ صرف یہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کو جنگ کیوقت کمک ملیگی بلکہ پیرامونٹ پاور کو نیٹیو پرنس کے لائلٹی اور اتحاد کا پورا پورا الیقین ہوگیا۔ اور خصوصاً نیٹیو پرنس کو اپنی سچی دوستی اور محبت کی اظہار کا موقع ملا اسموقعپر یہ امر محتاج بیان نہین ہے کہ امپیریل ڈفنس کیلیے سب سے پہلے اعلیحضرت نے آفر کیا۔ اور آفر امپیریل سرویس ٹروپس کے فارمیشن کا باعث ہوا۔ اعلیحضرت نے جو امپیریل ڈفنس کیلئے آفر کیا۔ تو یہ آفر گویا امپیریل سرویس ٹروپس کی عالیشان عمارت کا پایہ اور امپیریل ڈفنس کی کتابکی بسم اللہ ہوئی۔ اعلیحضرت نے ہر مجسٹی دی کوئین امپرس لائیلٹی اور وفاداری کی نسبت گزشتہ جشن سالگرہ مبارک مین جو اپنی جان نثار فوج کو مخاطب فرماکر چند اشعار ارشاد فرمائے اون اشعار کو اگر امپیریل سرویس ٹروپس کی کتاب کا رونق دیباچہ کہا جائے تو بجا ہے۔ وہ اشعار یہ ہین۔

اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ تم کرو	سمجھین جناب قیصر ہند اپنا جان نثار
تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو	اس سے ہی کامگار رہو اس سے ہی نامدار

حضور عالی یہ خانہ زاد اباس تقریر کو دعائے ازدیاد عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہے۔ الٰہی جبتک آسمان و زمین اور جبتک ستارونمین چمک اور آفتاب مین روشنی باقی ہے حضور پرنور کا آفتاب دولت و اقبال چمکتا رہے حضور پرنور کی عمر و دولت مین ترقی ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

اسپیچ اعلیحضرت

اُے میرے جان نثار فوج والو!

مین خدائیتعالیٰ کاشکر کرتاہون کہ مین تمکو یہان دوبارہ میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہوے خیرخوہی کیساتھ دیکھتاہون اور خوش ہوتاہون جسطرح تمکو فرط خوشی سے ایک سال ایک منٹ سے بھی کم پایا جاتاہے۔ اوسیطرح مین بکمال مسرت اس جلسہ مین اور اگلے جلسہ مین کوئی حد فاصل نہین پاتاہون۔ کیونکہ آج مین بفضلہٖ تعالیٰ شانہٗ اوسی مقام پر۔ اوسی اپنے عزیز فوجوالونکو اپنے سامنے وفاداری وصداقت کا اظہار کرتے ہوے دیکھتاہون۔ جو مین نے سال گزشتہ دیکھا تھا۔ تمکو میری سالگرہ کی خوشی ہے۔ مگر مجھے تمکو دیکھنے کی خوشی ہے۔ تمہاری خوشی سے میری خوشی کچھہ کم نہین۔ بلکہ دوہری ہے۔ تمکو اسوقت پر جوش صداقت وعقیدت ہے۔ مجھے جوش محبت کے علاوہ جوش قدردانی بھی ہے۔

مین نے تمہارے کمانڈر کے اس بیان کو بہت اطمینان کیساتھ سنا کہ تم سال گزشتہ اپنی فوجی قواعد و ضوابط کے اسطرح پابند رہے کہ تادیب کی کارروائیان سالہاے سابقہ کے مقابل بہت کم ہوئین۔ اس سے مجھے یقین ہوتاہے کہ سال آیندہ ایسی کارروائیان اور زیادہ کم ہوجائینگی جسطرح تمہارے بالادستونکا پہلا فرض انصاف ہے۔ اوسیطرح تمہارا پہلا فرض اطاعت ہے۔ مگر ان دونون فرایض کی ادائی کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ تم مین سے ہر شخص سپاہی و افسر پوری پوری پابندی فوجی قواعد وضوابط کی کرے تم جیسے سپاہیونکو تمہارے فن مین طاق ہونیکے لیئے قواعد سے بہتر کوئی چیز نہین۔

یہ تمہاری آئین واطوار کی شایستگی کے لیئے ایسی ہے۔ جیسے تمہاری تلوارونکی زیبایش وصفائی کیلیئے صیقل۔ اور اونسے تمہارے بالادست افسرونپر تمہاری اصلی حالت ایسی ہی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسی کہ تمکو اپنی وردیونکی درستی آئینہ سے پائی جاتی ہے مجھے اسکے سننے سے بھی مسرت ہوئی۔ کہ تم اسپورٹس مین ہفتہ وار بڑی دلچسپی کیساتھ شامل ہوتے ہو۔ اور اسباب مین تمنے قابل تحسین ترقی جو کچھہ کی وہ آ جکے

اسپورٹس مین نہایت عمدہ طور سے نمایان ہوئی - مین اس تمہارے شوق سپاہ گری و ذوق بہادری کو
بہت پسند کرتاہون اوریقین کرتاہون کہتم ایسی کامونمین روزافزون ترقی حاصل کرنیکی کوشش مین کبہی کوتاہی نہ کروگی
افسرالدولہ بہادر"

تمنے افسرونکی فیاملیز کیطرفسے جوکچہہ بیان کیا اوسکومین نے بہت خوشی کیساتہہ سنا - مین اونکے اس اظہار
خلوص و وفاداری کی قدر کرتاہون - انکی خواہش اپنے بچونکی بہبودی کی نسبت بالکل واجبی ہے مگر اسکی
پوراہونیکے لیئے دو باتین ضرورہین - ایک تعلیم و تربیت - دوسرے موقع و جائداد - بچونکی تعلیم و تربیت زیادہ تر
اونکے مان باپ کے ذاتی توجہ پر منحصر ہے - اور تعلیم یافتہ نوجوان لڑکے کو خدمات دینے کیلیئے میری
گورنمنٹ کے لیئے مناسب موقع اور خالی جائدادونکی ضرورت ہے - بازہم مین افسرونکی فیاملیزکی درخواست کا
ہمیشہ خیال رکہونگا - اور جب تمہاریطرفسے تعلیم یافتہ لڑکے پیش ہون - اور میری گورنمنٹ مین مناسب
جائدادین نکلین تومین تمہارے بچونکو دوسرونپر ترجیح دینے مین ہرگز دریغ نکرونگا - کیونکہ میری جان نثار
نوجوانونکاحق مرجح ہے - اسے میرے وفادار جان نثار نوجوانو مین تمکو اپنی فوجی قواعد و قوانین کی پابندی کی
اسیلئے تاکید کرتاہون - اور تمہارے آئین و اطوار کی شایستگی دیکہکر اسیلئے خوش ہوتاہون کہ یہ ذرایع ہین
اوس اصلی مقصد کے جسکو حاصل کرنیکے لیئے مین نے تمکو سالگزشتہ ترغیب دی تہی یعنے مین تمکو اسواسطے
تیار و شایستہ رکہا چاہتاہون - کہ مین تمہارے ذریعہ سے اگر موقع آجائے تو اپنی تاریخی دوستی کا عملی ثبوت
بار بار سلطنت برطانیہ کو بخوبی دیسکون - مین بہت خوش ہوا کہ تم اس بات کو اچہے طور سے سمجہہ گئی ہین -
اور اپنے کو میری وفاداری - اور گورنمنٹ آف انڈیا کی خیرخواہی مین ہمہ تن مصروف رکہا چاہتے ہو -

قطعہ آصف

الٰہی ترا شکر ہے یہ سپاہ	دلیر و دلاور شجاع و جری
ہر ایک اپنے گوہر مین عالی گہر	ہر ایک اپنے جوہر مین ہے جوہری

تہور رہے چہرہ سے ان کے عیان
بہادر ہے سر لشکر و لشکری ؛؛

وفادار ہو جو نمک خوار ہو ؛
اسی مین ہے بہبودی و بہتری

جہان تک ہو ممکن کرے میری فوج
تجنب انی دولت قیصری ؛؛

رہے ہوشیاری جو مدنظر ؛؛
نہوگی کسی کام مین ابتری ؛

جو تدبیر صائب سے پائے فروغ ؛؛
مقدر کی اوسکی ہے نیک اختری ؛؛

بشر کی طبیعت مین ہو راستی ؛
خدا دے نہ کجرائی و خودسری ؛؛

برا ہے جو اعلی سے ادنے بنے ؛
مزا یہ ہے پستی سے ہو برتری ؛

ہنرمند ہونے کی خوبی یہ ہے ؛
سپاہی کرے ہمت افسری ؛؛

رہین سازوسامان سے اپنے درست
جو ہو تیغ بجلی تو گھوڑا پری ؛ ؛؛

کرے مشق اس فن کی جس فن مین ہو
یہی آدمی کی ہے دانشوری ؛ ؛؛

ہنرور سے ہے سلطنت کا نمود ؛؛
ہنرہی سے ہوتی ہے نام آوری ؛

بنایا حکیمون نے تھا آئینہ ؛
ہوئی شہرت صنع اسکندری

جو ہون نگے قواعدین چالاک و چست
تو پھر کیا نہوگی ہنرپروری ؛

تمہاری طرف سے وفاداریان
ہماری طرف سے کرم گستری

دُعا یہ ہے **آصف** کی اس فوج پر
رہے سایۂ دامن حیدری ؛؛ ؛

اڈریس مہدویان

البسملۂ و الحمدلۂ کہنے اور سننے کو تو یہ دو لفظ ہین لیکن ان کے معنے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین کہنا اور دوسری خوبی ان دو لفظون کے لکھنے اور زبان سے ادا کرنے مین

سرور کائنات صلواۃ اللہ علیہ وآلہ کے فرمان "کل امر ذی بال الخ" کی تعمیل بھی ہوجاتی ہے ؎

نعم الالہ علی العباد کثیرۃ   واجلہن عدالت السلطان

یعنے جہان خداوند کریم کی اپنے بندونپر بہت سی نعمتین ہین اون سب مین بزرگ ترین نعمت بادشاہ کی عدالت ہے۔

انسان کا خاصہ ہے کہ اپنے عزیز واقارب اور ماں باپ وغیرہم کی سفارش اور کہنے سننے پر غیر کے معاملہ مین جسکا فیصل ہونا یا طے پانا اوسکی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ جا بیجا عمل کرجاتا ہے۔ اور باوجود علم کے سفارش کرنیوالو نکے تعلقات کے سبب سے جس کا اثر روحانی اور جسمانی ہوتا ہے۔ اس امر کو وہ مطلق نہین سمجھتا کہ اوسکے اس فعل مین کس حقدار کا حق تلف ہوتا ہے۔ جو تلف نہونا چاہیئے۔ اور کس غیر مستحق کی اعانت کیجاتی ہے۔ جو نہ کیجانی چاہیئے۔ اور اسحالت کو ہم اپنے نفوس کے روزانہ ضروری کاروبار مین محسوس کرتے ہین۔ لیکن ہمنے کبھی نہین سنا اور کبھی نہین دیکھا کہ حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی نے کسی غیر مستحق کی اعانت کی ہو یا کسی حقدار کو اوسکے حق سے محروم رکھا ہو۔ چنانچہ حضرت کا شعر خود اسبات کا گواہ ہے۔ ؎

مجھسے ہوگی نہ رعایت کبھی اس موقع پر   ترک انصاف کرون یہ میری عادتین نہین

یہ مبارک مہینہ اور اوسکی یہ مبارک (۲ وین رات بھی کیسی منور اور کیسی فرحت افزا ہے کہ اسکے نور پر ایسے روز روشن کو بھی (اگر اوسکا وجود دنیا مین ہوسکے) ضرور رشک آئیگا۔ جسمین معمولی ایک آفتاب کے سوا بہت سے آفتاب مشرق سے طلوع ہونگے۔ خط نصف النہار پر چمکتے ہون۔ اور اوسکی فرحت افزائی اگر ساکنان خلد برین کو بھی اپنی دائمی خوشی ہیچ معلوم ہونے لگتی ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن یہ معلوم رہے کہ یہ رات ایسی منور اور ایسی مسرت بار صرف اسلیئے ہوئی ہے۔ کہ اس رات آقاء ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب کا جلسہ ہم جان نثارون نے نہایت ہی

خلوص و عقیدت کے ساتھ منعقد کیا ہے۔ اور اس جلسہ مین ہمارے آقا و ولی نعمت اعلیحضرت خود بہ نفس نفیس
جلوہ افروز ہین جان نثارونکی یہ عزت افزائی کچھہ آج ہی نہین ہوئی۔ کہ اوسکو اتفاق پر محمول کرین بلکہ
ہمیشہ سے حضرت پیر و مرشد ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت کی نظر عنایت اور سرفرازی ہم نمکخوارونپر
مبذول رہی ہے۔ اور حضرت بندگانعالی کے مراحم خسروانہ سے ہمکو یقین واثق ہے۔ کہ حضرت
بندگانعالی آیندہ ہم وفاشعارونکی عزت افزائی نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد بطنٍ اسیطرح فرماتے رہین گے اگرچہ
ہمارے بزرگونپر جیسے کہ میران یار جنگ تدبیر الدولہ و دلدار خان و رسول یار جنگ و شاہ عالم خان۔ و بہادر خان
و سردار خان۔ وغیرہم پر شاہان سلف کی خاص عنایت تہی جسکا ہمین فخر تہا۔ لیکن حضور انور کی عزت افزائی
نے ہمارے دل سے اوس موروثی فخر کو بہلا دیا۔ کیونکہ حضرت کی نظر عنایت اس قوم کے ادنیٰ ادنیٰ
سپاہی پر ہے ہمین جو فخر حاصل ہوا ہے۔ ہماری آئندہ نسلونمین قیامت تک قایم رہیگا۔ ہم حضور فیض گنجور کے
اوصاف حمیدہ کا بیان کرتے ہین۔ اور اپنے سچے بیانکا ثبوت باسطرح سے دیتے ہین۔ کہ پہر کسیکو اوسکے
ماننے مین ذرا بہی تامل نہوگا۔ نواب لارڈ لینسڈون بہادر سابق وایسرائے کشور ہند۔ اپنے زمانہ
حکومت مین جبکہ وہ ریاست حیدر آباد مین ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی
مدظلہ العالی کی مہمان تہے۔ حضرت کے وسیع اخلاق مین لکہتے ہین کہ "مجہکو بعض اون لوگونسے ملنے کا
اتفاق ہوا ہے۔ جنکو اعلیحضرت قدر قدرت سے سرکاری طور پر تعلق رہا اور سب بالاتفاق اون
اوصاف کے شاہد ہین۔ جنکی وجہہ سے اعلیحضرت اون لوگونکی ہمدردی۔ اور خوشنودی کو گرویدہ کر لیتے ہین
جن سے اونکو کام پڑتا ہے"۔ اور نیز نواب ممدوح حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی عام نوع انسانکی
ہمدردی کی نسبت یہ لکہتے ہین کہ "اعلیحضرت ہمیشہ انسانی ہمدردی کے اون دعوؤنکے تسلیم کرنیپر بہی
مستعد ہین۔ جنکا اثر صرف ممالک محروسہ پر محدود نہین ہے"۔ مذکورہ بالا ہر دو فقرونسے ہر ایک شخص
اچہی طرح سمجہہ سکتا ہے۔ کہ نواب وایسرائے بہادر نے ہمارے آقا و ولی نعمت اعلیحضرت کی نسبت

ایسا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ کہ پھر اونکے حسن اخلاق کی وسعت اور نوع انسانی کی ہمدردی کس درجہ پر ہوگی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کے محبوب ہوگئے ہین۔ اور رعایا اونکی ایسی مطیع اور فرمان بردار ہے کہ اونکے ایک گوشۂ چشم کے اشارہ پر اپنے کو اور اپنی آل و اولاد کو۔ اور جان و مال کو نثار کرنے پر ہزار دل و جان سے آمادہ۔ اور اسکو اپنے لیئے موجب فخر و عزت جانتی ہے۔

حضور لامع النور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی فیاضیون۔ اور عنایتون کا شکریہ کسطرح ہم سے ادا ہو سکتا ہے۔ صرف اگر ہم اونکی اطاعت اور فرمانبرداری حسب دلخواہ کرلین تو ہم سمجھین گے۔ کہ ہکو دونو جہانمین سرخروئی ہوئی۔ پس ہمپر واجب ہے کہ ہم حضرت بندگانعالی کی اطاعت کا اظہار زبان قلم سے ہاتھ سے۔ ذات سے۔ جان سے۔ مال سے کرین۔

تحمل او صلح کل مین حضور پرنور "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" کے مورد ہوسکتے ہین۔ جب ہم ظل سبحانی کی تواضع اور انکساری کو دیکھتے ہین۔ تو ہمکو تعجب ہوتا ہے اور ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین۔ کہ سالہا سال گوشۂ اعتکاف مین متہجد۔ ریاضت کیا ہوا اللہ کا طالب اور جذب الہی مین ڈوبا ہوا۔ بے ہوش خدا کا بندہ بھی ایسا متواضع اور منکسر المزاج نہوگا۔ جیسے کہ حضرت ظل سبحانی بندگانعالی ہین۔ ایک اڈریس کے جواب مین وہ یہ فرماتے ہین جسکا مضمون یہ ہے۔ کہ یہ میری رعایا کا حسن ظن ہے۔ کہ وہ میرے کامونکو جسمین بہت کم خوبی ہوتی ہے۔ وہ اونکو اپنے مطیعانہ عادات سے میگنی فائنگ گلاس سے دیکھتی ہے جسمین چھوٹی چیز بڑی ہوکر دکھائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ اس اقتدار مین کیسا تواضع اور خود بینی سے کتنی دوری ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔ ؎

تواضع کند ہوشمند گزین ؛ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین ؛

امیر المومنین ظل سبحانی اعلیحضرت بندگانعالی کی شجاعت اور اونکے شجاعانہ اعمال کی تعریف نہین ہوسکتی اس خاص کام مین اونکو وہ مشق و مہارت ہے۔ کہ ملک دکن مین تو کیا اقلیم ہندمین اونکا کوئی نظیر نہین۔

جیساکہ نشانہ اندازی اور شہسواری مین فرد فرید اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت کی ذات بابرکات کو
جامع العلوم والفنون بنایا ہے۔ ظل سبحانی اعلیحضرت بندگانعالی کے شاہانہ الطاف کی یون تو دکن کی
تمام رعایا مورد ہے۔ مگر ہم جان نثار ونکو ایک اور بھی خصوصیت ہے۔ وہ خصوصیت ہماری جان نثاری
اور جان بازی ہے۔ کیونکہ سلطنت مین دو چیزین باوقعت اور اوسکے رکن اعظم ہین۔ اول اہل سیف
دوم اہل قلم ہمکو خدا کا شکرگزار رہنا چاہیے۔ کہ اوسنے ہمکو ایسے صاحب السیف والقلم بادشاہ سے پایا جسنے
طبقۂ اہل سیف مین رکہا۔ اور وفاشعاری۔ اور جان نثاری کو ہمارے اباواجداد سے وراثت مین پائی ہے
اور ہم خداوند عالم سے دعا کرتے ہین۔ کیونکہ وہ مجیب الدعوات ہے۔ کہ وہ ہمکو اور ہماری اولاد کو
اپنے بادشاہ کی اطاعت اور اوسکے حکم پر جان نثاری مین ثابت قدم اور سرخرو رکہے۔ اب ہم اس
مبارک اڈریس کو میر السلطین حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی درازی حیات کی دعا پر ختم کرتے ہین
اور وہ ہماری دعا یہ ہے۔ اے مجیب الدعوات تو ہمارے بادشاہ میر محبوب علیخان بہادر کو امت محمدی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اطول العمر کر۔ آمین ثم آمین۔ فآمین بحرمتہ النبی وآلہ واصحابہ الطاہرین۔

اسپیچ اعلیحضرت

میرے جان نثار نوجوانو۔

تمہارا اڈریس بہی سنکر مجہے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اگرچہ مین عام رعایا کا اڈریس لے چکا اور نظم جمعیت کا
اڈریس بہی انشاءاللہ متعاقب لونگا۔ بازہم جب تمنے خاص طور سے اڈریس دینے کی خواہش کی اور
عقیدتمندی کیساتھ اپنے وزیر صیغہ کے ذریعہ سے ظاہر کی تو مین اسکو پورا کرنا مناسب سمجہا کیونکہ
تمکو مجہ سے دوہرا تعلق ہے۔ تم نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ اس قدیم الایام کے زمرہ ملازمین مین ہو
جو میری ریاست کے موروثی نمکخوار اور جان نثار ہین مین جانتا ہون کہ تم مین اکثر ایسے ہین جنکے

باپ داوا نے میرے ابا و اجداد کی فرمانبرداری مین کبھی اپنی جان و مال سے ہرگز دریغ نہ کیا۔ تمنے اپنے اوڈریس مین اپنے چند مشہور بزرگونکے نام لیئے ہین۔ اس سے مجھے وہ بات یاد آئی کہ سابق جمعدار پیشہ اور پولیس والون نے زمانہ ماضی مین راہزن ڈاکو وغیرہ کی سرکوبی مین کسقدر جانفشانی کی تھی۔ اور غالباً اسی جانفشانی کا ایک ثمرہ یہی ہے۔ کہ اب سہل طور سے چوطرف امن و امان قایم کیا گیا ہے۔ تمہارے اڈریس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہارا ابھی میری نسبت وہی وفادارانہ خیال ہے۔ جو تمہارے سابق سررشتہ دارون اور جمعدارونکو میرے بزرگون کی نسبت تھا۔ مین تمہارے موجودہ اظہار صداقت و عقیدت کی قدر کرتا ہون اور میری خوشنودی اسمین ہے۔ کہ تم اپنے آبا و اجداد کے جادۂ اطاعت پر ہمیشہ ثابت قدم رہوگے۔ اور مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ میری کوشش یہی رہیگی۔ کہ ہر وقت تمکو ہر قسم کی آسایش و آسودگی حاصل رہے۔ اور تمہارے لیئے اس نصیحت پر عمل کرنا بہت مفید ہوگا۔

شعر

حافظ طریق بندگی شاہ پیشہ کن
وانگاہ در طریق چو مردان راہ باش

قطعہ آصف

سپہگری کے یہ معنے ہین دل قوی رکھنا
جو ہین دلیر و دلاور انھین نے پایا اوج
درست چست رہو ہے یہ خواہش آصف
کہ جانتے ہین تمہین ہے یہ فتح جنگ کی فوج

اڈریس برمھ کہتریان

حضرت پیر و مرشد

ہم جان نثاران قوم برہم کہتری نہایت عجز و ادب و کمال انکساری و فروتنی سے جو ہمیشہ خیرخواہ و جان نثار رعایا کا شیوہ ہے۔ بذریعہ اڈریس ہذا پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دینے کا افتخار حاصل کرتے ہین اور امید کرتے ہین۔ کہ ہمارے ناچیز معروضہ کو خلعت سماعت سے سرفرازی بخش کر ہم کمترین کو احسان مند ...

وغیرہم خدمات جلیلہ شاہی پر مفخر و ممتاز تھے - اور اپنی جان نثاری کا متعدد موقعونپر ثبوت دیا -
غرضکہ وہی الطاف خسروی و عطایا شاہی ابتک ہم خانہ زادونکے ساتھ مرعی ہین - اور تاہنوز ہم جان نثاران
موروثی جاگیرات و منصب و سررشتہ داری فوج و دیگر خدمات سے سرفراز ہین - ہماری زبانمین اسقدر قوت
گویائی نہین کہ ان مراحم خسروانہ کا ایک شمہ بھی شکریہ ادا کرسکین لیکن ع شکر نعمت ہائی تو افزون نعمت ہائے تو
اور نہ ہمارے قلم مین اتنی طاقت - کہ حضرت ظل الٰہی کے اوصاف پسندیدہ و خصایل حمیدہ کی صفت و ثنا
ذرا بھی عرض کرسکین - مصرع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
بالآخر ہم خانہ زادان موروثی اپنا مین فرض سمجھتے ہین - کہ حضرت باریتعالیٰ کی درگاہ بے نیاز مین سربسجود
ہوکر اپنے پیر و مرشد برحق حضرت ظل سبحانی و صاحبزادۂ بلند اقبال خجستہ خصال جنکا نمک ہم لوگ پشتہا
پشت سے کھاتے آئے - اور اب بھی اوسی خوان نعمت کے ذلہ ربا ہین - اور آیندہ بھی مورد عنایت
رہین گے بصدق دل و خلوص عقیدت دعا کرین -
اے پاک پروردگار آفرینندۂ عالم جبتک شمس و قمر اوج فلک پر قایم رہین - ہمارا بادشاہ جمجاہ مع
اپنی پیاری آل و اولاد کے بعیش و کامرانی تخت شاہی پر جلوہ گر رہے - اور اپنے خیرخواہ و جان نثار
رعایا کے سرپر داد و دہش کیساتھ سایہ گستر رہین - آمین - ثم آمین -

اسپیچ اعلیحضرت

ائے میرے عزیز رعایائے قوم برہم کھتریان !!
تمہارا اڈریس جو تمہاری موروثی وفاداری کا صداقت نامہ ہے - اوسکو مین بہت خوشی کیساتھ سنا -
میرے خیالات تمہارے نسبت بالکل ویسے ہی ہین جو تمہارے بزرگون کے نسبت میرے
بزرگو نکے تھے - اور مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسبات کو بخوبی جانتے ہو اور اوسکو اپنا موجب فخر

ناز سمجھتے ہوئے تھے کہ تمنے بوفور محبت مجھے اپنا محبوب بنا اسم با مسمیٰ قرار دیا ہے۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین بھی تمہارا سچا محب ہون۔ اور جیسے تم وفاداری اور اطاعت گزاری پر ہمہ تن آمادہ ہو۔ اوسی طرح مین بھی تمہاری بہبودی اور شکرگزاری کا بدل خواہان ہون۔

مطلع آصف

وفادار ہو جو نمک خوار ہو کر ۔۔۔ رہے گا نہ ہرگز کبھی خوار ہو کر

اڈریس فوج بیقاعدہ

ہم جان نثار فوج بیقاعدہ جو حضور پرنور کے نمک پروردہ وفا شعار فرمانبردار رعایا ہین۔ بہزاران عجز و ادب اور دولت سراپا فیض و برکت و استانۂ مبارک پر سر عقیدت خم کرکے قادر ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ کہ ہمارے جہان پناہ شاہ عالیجاہ رستم زمان خاقان کلاہ کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب جشن میمنت میں تہ دل سے اظہار مسرت و عقیدت کے لیئے ایک سال پہلے عرصہ سے متمنی تھے اور گھڑیان گن رہے تھے کہ خدا یہ دن دکھائے کل امیر امرا ہوئے باوقا تھا۔ آج کی شب اعزاز و افتخار بخشا گیا۔ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست ۔۔۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ؛

اے ہاتف غیبی یہ کون سال ہمایون فال۔ اور کون ماہ مبارک۔ اور کون مسعود روز ہے کہ جسمین یہ دھوم دھام مچی ہوئی ہے۔ اور ہمارے دلونمین مسرت و انبساط کا جوش و ولولہ ہے۔ اور کون ہمایون تاریخ ہے۔ کہ چو طرفہ شادیانے بج رہے ہین۔ اور صدائین مبارک بادکی۔ و غلغلہائے تہنیت بلند ہو رہی ہین اور کون یہ شب ہے جو شب چہاردہم سے بدرجہا پرضیا ہے۔ ہجوم قنادیل و بہار چراغان مثل ہجوم نجوم فلک نمایان۔ اور روشنی ٹٹیون وغیرہ کی مانند شعاع کہکشان آب و تاب میں لاثانی ہے۔ یہ وہ شب و دن نیک گھڑی اور روز مبارک ہے۔ کہ ہمارے ولی نعمت آقائے نامدار کا جشن باسعادت سالگرہ مبارک ہے جسمین بادشاہ جہان پناہ ظل اللہ کا مقناطیسی اثر ہم جان نثارون کو یہانتک کھینچ لایا۔ اور

ہمکو اس عزت و حرمت کیساتھ قدم میمنت لزوم سے سعادت حاصل کرنیکا موقع ملا۔
اعلیحضرت کے ضمیر پرتنویر پر روشن ہوگا۔ کہ بفحوائے آیۂ کریمہ۔ لقد کرمنا بنی آدم اللہ تعالی نے انسانکو مخلوق پر بزرگی دی اور اشرف المخلوقات کے خطاب سے فخر بخشا۔ پھر اس زمرہ سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر شرف و بزرگی دیکر وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین کی خلعت سے معزز کیا اسی طرح صحابۂ تابعین جو بزرگی خلفاء اربعہ کو حاصل ہوئی وہ کسیکو نہیں۔ سلسلہ وار اللہ تعالی نے ظل سبحانی خلد اللہ ملکہ کی ذات مجمع الصفات کو اپنے ماتحتین و محکومین رعایا پر جو شرف و بزرگی دی اظہر من الشمس ہے۔ دراصل یہ بات کسیکی میراث نہین ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سچ تو یہ ہے بیت

تو در سیرت بادشاہی خویش ٭ سبق بردی از بادشاہان پیش ٭

اے بادشاہ جہان پناہ۔ حضرت کی ذات بابرکات نہ صرف مجمع کمالات وستودہ صفات ہے۔ بلکہ اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے وہ وہ خوبیان عطا فرمائی ہین۔ کہ ہم خانہ زاد بافتخار اور بلا دریغ سچ عرض کرتے ہین۔ کہ کل خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف کا آپکے ذات بابرکات مین پرتو ہے۔ چنانچہ منجملہ انکے صرف ایک ایک صفت و خوبی تمثیلاً عرض کیجاتی ہے۔ حضرت کے جود و سخا کا یہ حال ہے۔ کہ ہر کہ ومہ آپکی داد و دہش سے مالا مال ہے۔ کوئی شخص اسکا عوض و بدلہ نہین کرسکتا۔ اور نہ کسی مین اس امر کا یارا ہے۔ یہ صفت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے۔ جسکا پرتو حضرت کی ذات مین موجود ہے۔ جنکی شان مین یہ آیت قرآنی نازل ہوئی۔ ما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی۔ حق و باطل کے تمیز کرنے و پہچاننے کا ایسا مادہ قدرتی طور پر آپ مین ہے۔ کہ اسوقت آپ ہی اپنے نظیر ہین۔ یہ صفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جو اللہ تعالی نے انکو دی تھی۔ آپ مین بھی اس صفات کا نور ہے۔ جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی جعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ خیر خواہی کا یہ حال ہے۔ کہ ہم جان نثار اسکو زبان و قلم سے بیان نہین کرسکتے۔ یہ شان حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جنکی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین

ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ۔ آپکی ذات بھی اس صفت سے موصوف ہے۔

زہے بحر بخشایشش وکان جود کہ مستظہر انداز وجود ست وجود

شجاعت اور رحم وکرم کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی آپکا مقابل نہین۔ یہ شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی۔ الا المودۃ فی القربیٰ۔ بیگانہ خویش کیساتھ حضرت کی صلہ رحمی ومحبت ومودت وشفقت ایسی ہے جسکے باعث حضرت بہمہ وجوہ اس صفت سے متصف ہین۔

عدل وانصاف وشجاعت کرم وجود وعطا آنچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

اے پادشاہ عالم پناہ۔ عادل زمان۔ رعایا پرور۔ عدل گستر۔ سکندر شوکت۔ دارا صولت۔ خاقان زمان حضور کی ذات قدسی صفات ستون ایوان شریعت۔ رکن قصر معدلت۔ جوہر شمشیر شجاعت۔ زینت سریر سخاوت۔ شہسوار عرصۂ بسالت۔ معدن صدق وصفا۔ مخزن مہر ووفا۔ کوہ تمکین جبل صبر وتحمل بحر جود وتبذل۔ دُر بے بہا ہے دریاے حلم وعقل۔ ساقی سلسبیل ایمان شمع کاشانۂ ایقان۔ مورد انوار آلہی۔ غواص دریاے ناقتناہی معانی

زہے دین ودانش زہے عدل وداد زہے ملک ودولت کہ پاینْدہ باد

حضرت کا محب۔ محب خدا ورسول۔ حضور کا عدو عدو ے خیر البشر۔ حضور کی الفت وانسیت سرمایۂ سعادت۔ حضور کی پیروی وخوشنودی باعث رفع درجات۔ جہان پناہ کی مخالفت مورد ضلالت وشقاوت۔ پیرو مرشد کی اطاعت وفرمانبرداری جملہ رعایا وجان نثارون پر واجب ولازم ہے۔ جسکے لیئے آیۂ قرآنی ناطق ہے اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم۔ اے مرجع عالم فی بلادہم حروستہ القلم۔ سرکار کی ذات ان تمام صفت سے کیون نہ متصف ہو۔ اسلیئے کہ سرکار سلالۂ خاندان صدیقی وخلاصۂ دودمان مصطفوی ہین۔ اے بادشاہ جہان پناہ۔ آپکے عہد ہمایون مہد مین ہم جان نثاران فوج کی حق رسانی وفصل خصومات کیلیئے یہ محکمہ نظم جمعیت مقرر کیا گیا۔ جسکی وجہ سے ہمارے حقوق کی نگہداشت اور خصومات کا اعلیٰ اصول انصاف فیصلہ ہوتا ہے۔ اسکی نگرانی کے واسطے محکمہ سعتدی قایم ہوا۔ اور سب سے بڑھکر فخر کی یہ بات ہے۔

کہ خود بدولت و اقبال بھی سنگین و سترگ و انتظامی معاملات ہی کو نہین۔ بلکہ ہر خفیف معاملہ مین جسکی حق تلفی کا
احتمال ہو بنفس نفیس ملاحظہ فرماتے ہین۔ اور احکام صادر فرماتے ہین۔ قانونچہ مبارک مصدرہ غرہ رجب ۱۳۱۲؁ھ
مین اہالیان فوج کے حقوق کی حفاظت فرمائی گئی۔ اور صیغۂ فوج زیادہ باوقعت بنایا گیا۔ یہ فرقہ اسوجہ سے
کہ جانباز و جان نثار فرقہ ہے۔ ہمیشہ معزز و ممتاز رہا۔ بلکہ جسقدر امرائے نامدار و جاگیرداران اولوالعزم ہین
فوج ہی کے افسران اعلیٰ مانے جاتے ہین۔ اور انکے مناصب و معاش و جاگیرات فوجی افسریت کے
اعتبار سے عطا ہوئے ہین۔ اور خود بدولت و اقبال نے سالگذشتہ باقاعدہ فوج کے جواب اڈریس مین
اپنے سلسلۂ عالیہ کو فوج کے ساتھ خاص خاص خصوصیت ہونیکا اظہار فرمایا ہے۔ جو ہمارے لیئے
ہزارون تفاخر کا موجب ہے۔ پیر و مرشد کی عام سپاہ نوازی کی وجہ سے ہم جان نثاران دولت کیلئے
وراثت کی قید ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اور ورثہ اپنے آبائی حقوق مناصب پر سرفرازی پاتے ہین
ہموار کی تقسیم دست بدست کا طریقہ اسی ہمایون زمانے مین جاری ہوا۔ اور اسپر پوری کامیابی ہوئی
حق تو یہ ہے کہ ان اعلیٰ درجہ نکتہ گوئی تفصیل۔ اور آپکے پرجوش مسرتونکے کیفیات کا اظہار جنین
اعلیٰ سے اعلیٰ جادو بیان سحر نگار کے زبان و قلم بھی قاصر رہے ہین۔ ہم جیسے اہل سیف سے کسیطرح
ممکن نہین۔ اب ہم جان نثاران فوج بیقاعدہ نہایت عجز و ادب کے ساتھ اپنے اس طول کلامی کے
معافی کے خواستگار ہوکر خدام بارگاہ فلک اشتباہ کے حضور مین اس چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تہنیت
عرض اور اپنی تقریر اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ۔
اے خالق کون و مکان ہمارے بادشاہ جہان پناہ کو تاقیام گنبد گردون۔ دیرج نیلگون جمیع حوادث
ارضی و سماوی سے محفوظ رکھ۔ الٰہی ہمارے رحمدل غریب پرور حضور اقدس کو جبتک کہ قیام
مہر و ماہ ہے۔ اور گل گلزار گیتی شگفتہ ہے۔ ہمارے سر پر معہ اولاد و احفاد سلامت باکرامت رکھ
اور تخت سلطنت پر عدل گستر و فرمانروا رکھ۔ یا الہ العالمین جبتک کہ افواج نجوم فلک محترم ہین ہمارے

سلطان ذیشان کے ستارۂ اقبال کو درخشان رکھ۔ یارب العالمین جب تک شمشیر صبح نیام جعلنا الیل لباسا سے برآمد ہو کر قبضۂ جعلنا النہار معاشا مین فاتح ابواب فتوح ہے۔ ہمارے آقائے ولی نعمت کو مظفر و منصور رکھ۔ یا خداوند عالم جبتک سپر قرص خورشید مانع جنگ آفات سماوی ہے۔ ہمارے شہنشاہ دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کو جمیع آفات و بلیات سے محفوظ رکھ۔ استجب من الداعی رب العلمین آمین ثم آمین

اسپیچ اعلیحضرت

"اے میرے جان نثار فوج والو"

جس دلی خوشی کیساتھ تم میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہو۔ اور جن صداقت آمیز الفاظ مین تمہارا اڈریس مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج نے پڑھا مین اسکی پوری قدر کرتا ہون۔ تمہارے اس اظہار وفاداری و جان نثاری کا اثر جو مجھپر ہوا وہ ع دل من داند و من دانم و داند دل من۔ مین تمکو اپنے بزرگون کی تاریخی شان شوکت کے ظاہری آثار۔ اور قدیم بہادری و وفاداری۔ وفاشعاری کی عمدہ یادگار سمجھتا ہون۔ اگرچہ کسیقدر زمانہ دراز بھی گزر چکا ہو۔ مگر مین تمہارے آبا و اجداد کی ان جان فروشیونکو کبھی فراموش نہین کرسکتا جو حیدرآباد کے صفحۂ تاریخ مین ہمیشہ کے لیئے زیب نگار ہین۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ میرے ایسے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ کہ میری ریاست کیساتھ تمہارے قابل فخر تعلقات نسلاً بعد نسل قرار پا گیے ہین جنکا تمنے اپنے اڈریس مین شکرگزاری کیساتھ ذکر کیا ہے۔ مجھے کامل اطمینان ہے۔ کہ جس سچی وفاداری اور حسن خدمات کے جوہر نے تمہارے بزرگون کو آجتک قابل تحسین و آفرین بنا رکھا ہے۔ اسی لیے بہا صفت کو تم بھی اپنا موروثی شعار بنا رکھوگے۔ اور مین بھی مثل اپنے بزرگونکے تمہارے موروثی جوہر وفاداری و خیرخواہی کی ہمیشہ پوری قدر کرتا ہون۔ بیت وگرم گو کہ خواہم زدر گہت بانم تو برین و من برآنم کہ دل از تو بر ندارم۔

قطعہ آصف

للہ الحمد کہ ہے آج مبارک یہ گھڑی	جان نثارونکی جماعت سے ہے بزم عشرت
اہل جمعیت انہین اس لیئے کہتا ہے بجا	کہ رہے پانچون حواس انکے جو باجمعیت
پشتہا پشت سے ہے پرورش انکی ابتک	کہہی فوج قدیمی ہے قدیم الخدمت
خدمتی حق نمک اپنا ادا کرتے ہین	یہ مثل سچ ہے کہ خدمت سے ہے بیشک عظمت
شرط یہ ہے کہ ملازم رہے فرمان بردار	نہین کرتے ہین کمی دینے مین عالی ہمت
ظلمت بخت سے اللہ بچائے انکو	مین فروغ انکا سمجھتا ہون چراغ دولت
اپنے افعال کی کردار کی تہذیب رکہین	یہ ہدایت ہے یہ تدبیر ہے آگے قسمت
جو بجا حکم ہو افسر کا بجالائین ضرور	نہ کرین دیر نہ انکار نہ کوئی حجت
دولت آصفیہ دولت برطانیہ سے	یون ہی توام کر رہے پھول مین جیسی نکہت
یہان کی ملک کی مالک کی نگہبانی مین	رہین مصروف دل و جان سے سب اہل خدمت
یہی آصف کی ہے خواہش یہی آصف کی دعا	رکہے عزت سے ہمیشہ انہین رب العزت

سب سے آخرین عہدہ داران سرکار عالی اور وکلا کے اڈریس پیش ہوئے مگر باوجود تلاش اس مولف کو اڈریس ہائے مذکور دستیاب نہوئے۔ مجبوری ہے۔ ورنہ مثل دوسرے اڈریسو نکے انکا بھی خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا۔ ہان اونکے جواب مین جو اسپیچ کہ حضرت اقدس و اعلی نے فرمائی تہے وہ حسب ذیل ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس عہدہ داران سرکار عالی و وکلا

میرے اطاعت گزار عہدہ داران وفا شعار!

تمہارا اڈریس جو فخر الملک بہادر نے پڑہا اوسکو مین نے بہت دلچسپی کیساتہ سنا۔ اور تمہارے اس اظہار صداقت و اطاعت سے بہت خوش ہوا مین تمہاری قدر کس طور سے کرتا ہون۔ اوسکے تم خود مقر ہو

کہ مین نے تمکو بالخصوص میرے اور میری عزیز رعایا کے مابین واسطۂ اتحاد قرار دیا ہے۔ مجھے تمہاری
راستی و دیانت پر کسقدر بہروسہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مین نہ صرف رعایا کی آزادی و آسایش
تمہارے سپرد کی ہے۔ بلکہ اونکے جان و مال پر بھی تمکو ایک حد تک قایم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ قوی
اُمید تھی۔ اور اب تمہارے اڈریس سے یقین ہوا۔ کہ میری اس قدردانی اور بہروسہ کی وجہ سے
اہم فرایض جو تمپر عاید ہوتے ہین۔ اونکو تم بخوبی سمجھتے ہو۔ اور اونکی ادائی مین اچھی طرح ساعی ہو۔
ہر رئیس کیلئے یہ امر کچھ آسان نہین ہے۔ کہ بذات خود عام اصول انتظام پر غور کرنیکے علاوہ نظم و نسق کے
چھوٹے چھوٹے امور مین بھی اپنے اوقات کا کوئی زیادہ حصہ صرف کر سکے۔ مگر جب والی ریاست کو
اپنی رعایا کی سچی پاسبانی کا دعویٰ ہو۔ وہ ایسے جزئیات سے بھی بالکل قطع نظر نہین کر سکتا۔ کیونکہ
اصول نافذہ جو تمام چھوٹے بڑے امور پر پورے طور سے حاوی نہون وہ محض بیکار ہوتے ہین۔ لیکن
اسیواسطے امور ریاست کے فروعات وقت پر ٹھیک طور سے معلوم کر لینے کے ذرایع ہر فرمانروا کو
نہایت ضرور ہین۔ اور ایسے ذرایع تم جیسے خیر اندیش۔ اور وفادار عہدہ دارونکے سوا کون ہو سکتے ہین
پس تمہارے اہم فرایض مین ایک اہم فرض یہ بھی ہے۔ کہ تم میری معلومات کو جزئیات و فروعات تک
ٹھیک طور سے توسیع دیتے رہو۔ یا یون سمجھو کہ تمہارا فرض منصبی گویا دو طرفہ ہے۔ ایک طرف تمپر
لازم ہے۔ کہ تم احکام و قوانین مجریہ کے عمل و تعمیل مین مصروف ہو۔ اور دوسری طرف تمپر لازم ہے
کہ رعایا کی اصلی ضرورتین اور واجبی خواہشین دریافت کرکے اونکے کوائف تم اپنے بالادست کی معرفت
مجھ تک پہنچاتے رہو۔ کیونکہ تم میری گورنمنٹ کے نہ صرف ہاتھ پاؤن ہو۔ بلکہ آنکھ کان بھی ہو۔ جیسے
ہر شخص کو چلنے پھرنے کے وقت اپنے آس پاس کی چیزونکو دیکھنا بھالنا ناگزیر ہے۔ ویسے ہی تمکو احکام کی
تعمیل کرنے کرانے کیوقت رعایا کی حالت دیکھنا۔ اور اونکی خواہشات دریافت کرنا لازم و ضروری ہے
مین یقین کرتا ہون۔ کہ تم اپنے فرض منصبی کے اس اہم جزو کی ادائی مین کبھی دریغ نکرتے ہوگے

اور رعایا کی حق رسانی مین کبھی کوتاہی نہ کرتے ہو گے۔ تمنے اپنے اڈریس مین اون ترقیات و اصلاحات کا ذکر کیا ہے۔ جو میرے عہد حکومت مین میرے ملک کی آبادی اور رعایا کے امن و آسایش کے باعث ہوئے اگر تم اسکو خدا کے فضل و کرم سے میرے نگرانی کا عمدہ نتیجہ سمجھتے ہو۔ تو مین یہ کہنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اس کامیابی و نیکنامی مین تمہارا بھی حصہ ہے۔ کیونکہ میری نگرانی۔ اور تمہاری خیرخواہی۔ میرے اصلاحی احکام۔ اور تمہارے تعمیلی کام آپسمین لازم و ملزوم ہین۔

اے میرے خیر اندیش وکلائے عدالت۔ مین تمہارے اڈریس کی بھی بہت قدر کرتا ہون۔ اسکو مین خوشی اپنے عہدہ دارونکے اڈریس کیساتھ اسلیئے لیتا ہون۔ کہ مین تمہارے حقوق و فرایض کے لحاظ سے نیم سرکاری عہدہ دار سمجھتا ہون۔ قواعد احکام پر عمل کرنے۔ اور کرانے مین تمہارے اور عہدہ دارونکے فرایض یکسان ہین مگر عہدہ دار میرے عزیز رعایا کے مابین واسطہ داد رسانی ہین۔ تو تم اونکے اور رعایا کے درمیان واسطہ داد خواہی ہو۔ مین اسبات کی سماعت سے بہت خوش ہوا۔ کہ تم اپنے معزز پیشہ کے فرایض ایسے اچھے طور سے جانتے ہو کہ اپنے گروہ مین اون اشخاص کا کوئی شمار نہین کرتے ہو۔ جو نیک روش اور راستباز نہون۔ تمہارا یہ عمدہ خیال مجھے بہت پسند آیا۔ جو یقیناً تمہاری ترقی مدارج کا باعث ہوگا۔ ہمت بلند دار کہ وادار کردگار ؛ بر ہمت بلند کند فضل خود نثار۔ شکر ہے کہ بخلاف ماضی میرے عہد مین وکلائے صاحب فہم و ذکا امتحان مین پاس شدہ نمبر اول کے ذی لیاقت اکثر ہین۔ انکا تقرر محکمہ عدالت مین رعایا کیواسطے پر ضرور سمجھا گیا ہے۔ وکیل کو معاملہ فہمی۔ اور راست شرط ہے۔ امانت کیساتھ دیانت۔ دیانت کیساتھ پاک طینت لابدہے۔ حقدار کا حق پہنچانا اوسکا فرض منصبی ہے جنکے ایمان مین درستی۔ مزاج مین راستی ہے۔ وہ سوچ سمجھکر جھوٹے مقدمہ سے پرہیز کرتے ہین۔ چہ جائکہ معاذ اللہ دروغ کو فروغ دین۔ احکام قانونی کی اشاعت اور برتاؤ اسی فرقہ سے ہے۔ جس سے جہلا بھی اپنا نفع و نقصان سمجھنے لگے۔ اور خطا و سزا سے واقف ہو گئے۔ اے میرے عہدہ داران کارگزار و وکلاء صداقت شعار۔ اگرچہ رعایا کی صلاح و فلاح مین ہماری کوششونکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جسقدر کامیابی عطا فرمائی

وہ البتہ قابل ناز ہے۔ تاہم اس کامیابی کو کافی سمجھکر ہمین اپنی کوششونکو چھوڑدینا نہ چاہیئے۔ بلکہ اور زیادہ دل وہی کیساتھ رعایا کی رضامندی بہبودی آنافانا بڑہنے کیلیئے سعی بلیغ کرنی چاہیئے۔ ہنوز ہمارے ملک کے انتظامی امور اور رفاہ عام کے کامونمین بہت کچھ ترقی کی گنجایش باقی ہے۔ ابھی ہمکو بہت کچھ کرنا ہے۔ اور ابھی ہماری گورنمنٹ کے صیغہ جات کے بہت کچھ مدارج طے کرنے ہین۔ بس تمہارے لیئے بہت سی مواقع موجود ہین۔ کہ تم اپنی خیرخواہانہ کوششونسے میرے احکام وقوانین اچھی طریقہ سے جاری کرکے اونسے گورنمنٹ اور رعایا کو پورا نفع پہنچا سکتے ہو۔ اور تم اپنے انصافانہ نظرونسے رعایا کی اصلاح حال اور صیانت ملکی جزئیات دیکھکر اونکی اطلاع وقتاً فوقتاً اپنے بالادست حاکمونکو دیسکتے ہو۔ لہذا مین تمسے امید کرتا ہون کہ تم سرکاری کام مین کوئی ذاتی غرض۔ یا شخصی خصومت کو دخل نہ دیکر اپنے کو جادۂ خیرخواہی و دیانت و خداترسی پر ثابت قدم رکہوگے۔ اور تمسے ہر ایک کی خواہش بھی ہوگی۔ کہ تم حتی الامکان رعایا کی رفاہ کے باعث۔ اور میری خوشنودی کے مورد۔ اور خدا کی بخشش کے مستوجب بنے رہو۔ بقول سعدی علیہ الرحمہ۔

حاصل نشود رضائے سلطان ٭ تا خاطر بندگان بجوئی ٭ خواہی کہ خدائے بر تو بخشد ٭ با خلق خدائی کن نکوئی ٭

قطعہ آصف

مجھکو مبارک اور میرے دوستون کو بھی ٭ سامان جشن عیش ہے فرحت کیواسطے

ہے لاکھ لاکھ شکر کہ سنتا ہون مین یہ بات ٭ لب وا نہین کسی کی شکایت کیواسطے

بیکار مین نہین ہون کہ سرگرم کار ہون ٭ بہبودی و فلاح رعیت کیواسطے ٭

رہتی ہے نیک و بد پہ نظر مجھکو رات دن ٭ آنکھین خدانے دی ہین بصارت کیواسطے

کجرو جو ہو تو لاؤن اوسے راہ راست پر ٭ میری زبان ہے پند و نصیحت کیواسطے

دریا بھی ایک قطرہ ہے کان گہر تو کیا ٭ اہل سخا و صاحب ہمت کیواسطے

بیداد جو کرے گا سزا پائے گا ضرور ٭ ہے میری ذات داد و عدالت کیواسطے

مخدوم کا ہو پاس تو خادم کا بھی لحاظ ٭ سب عہدہ دار ہین اسی خدمت کیواسطے

بے لوث و بغرض کرین حکام اپنا کام — یہ محکمے نہین ہین رعایت کیواسطے
واجب ہے صبر و شکر قناعت شریف کو — لازم دیانت اہل شرافت کیواسطے
انسان ہر ایک حال مین ہو مستقل مزاج — ہے روزگار عسرت و عشرت کیواسطے
دولت تو یہ بڑی ہے کہ مجھکو خیال ہے — آسودگی کا اہل قدامت کیواسطے
جنت یہان بھی ہے اگر افعال ہون درست — انسان خواستگار ہے جنت کیواسطے
خوف خدا کیساتھ معالج رہے طبیب — یہ فرض منصبی ہے طبابت کیواسطے
ہے غور شرط اور بھر او سپر ہو تجربہ — ذہن رسا ضرور ہے حکمت کیواسطے
پروردگار چاہے تو کوئی مرض نہو — سامان سب درست ہین صحت کیواسطے
جو علم دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے — یہ دوستی ہے خوبی قسمت کیواسطے
پابندی قواعد و قانون کے ساتھ ہے — حکم نماز کا ہے شریعت کیواسطے
اعلیٰ کو چاہیئے کرے ادنیٰ کی دیکھ بھال — اندازہ ہے ہر ایک طبیعت کیواسطے
کیونکر نہو یتیمون کی منظور پرورش — قرآن مین انکا ذکر ہے شفقت کیواسطے
آصف کو جان و مال سے اپنے نہین دریغ — اگر کام آئے خلق کی راحت کیواسطے

عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۷ھ

حضرت ظل سبحانی نے جلسونکے اختتام پر براہ خسروانہ صرف چند عہدہ داران پولیس کو خطابات خانی و بہادری سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ مگر مناصب کا تعین کسی خطاب کیساتھ بھی جریدۂ اعلامیہ مین شایع نہوا۔ اور باقی امرا و اعزا و دیگر علاقہ جات کے عہدہ دار وغیرہ اس موقع پر خطابات سے محروم رہے۔ بمصداق اسکے
ع رموز مصلحت خویش خسروان دانند۔

نشان سلسلہ	نام مع عہدہ	خطاب و جاگیر	مناصب
۱	۲	۳	۴
۱	میر وزیر علی مددگار دوم کوتوالی بلدہ و بیرون۔	میر وزیر علیخان بہادر	.
۲	میر صفدر علی سرکردۂ اول کوتوالی بلدہ و بیرون۔	میر صفدر علیخان بہادر	.
۳	محمد عبد الکریم سرکردہ دوم کوتوالی بلدہ و بیرون۔	محمد عبد الکریم خان بہادر	.
۴	محمد افضل نور خان افسر خفیہ پولیس بلدہ	محمد افضل نور خان بہادر	.
۵	غلام احمد خان مددگار سمت غربی محکمہ نظامت کوتوالی اضلاع	غلام احمد خان بہادر	.
۶	خیرات حسین مہتمم خفیہ پولیس اضلاع و حال مقیم بلدہ۔	خیرات حسین خان بہادر	.
۷	مبارک علی مہتمم خفیہ پولیس اضلاع ضلع اورنگ آباد۔	مبارک علیخان بہادر	.

گل ہشتم

سفر مبارک کلکتہ۔ جنگ ٹرانسوال۔ موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۰۹ف بوجہ شیوع قحط سالی۔ انتقال ڈیوک آف ایڈمبرا۔ وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند۔ انعقاد میموریل فنڈ۔ مدار المہامی مہاراجہ یمین السلطنت بہادر۔ تقرر مسٹر کیاسن واکر عہدہ معتمدی فنانس

سفر مبارک کلکتہ

اعلیحضرت حضور نظام کا سفر کلکتہ ایک ایسا اہم و تاریخی واقعہ ہے۔ کہ جسکی نظیر تاریخ حیدر آباد مین کہین نہین ملتی۔ کیونکہ اسکے قبل جب کبھی فرمانروایان دکن نے اپنے دار السلطنت کو چھوڑا ہے۔ تو فوج کے ہمراہ اور جنگ کرنیکے قصد سے۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر والی دکن نے جب آخری مرتبہ دہلی کا سفر فرمایا تو وہ وقت تھا۔ کہ نادر شاہ والی ایران نے ۱۷۳۹ء مین ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ جسکو (۱۶۰) سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس عرصہ مدت مین کسی والی دکن نے ویسرائے یا گورنر جنرل سے جا کر ملاقات نہین فرمائی۔ گو ہمارے اعلیحضرت نے کلکتہ اور دہلی کا سفر فرمایا تھا۔ مگر وہ وقت ایسا تھا کہ خود بدولت حکمران نہین ہوئے تھے۔ اور سفر دہلی کیوقت سر سالار جنگ اعظم ہمراہ تھے۔ البتہ حکمرانی کے بعد اعلیحضرت۔ اورنگ آباد تشریف لیگئے تھے۔ مگر وہان کا جانا بالکل پرائیوٹ تھا۔ اور لارڈ رپن کے زمانہ سے تمام ویسرائے

سیکے بعد دیگرے برابر تشریف لاتے رہے۔ اور سیر کلکتہ کا سفر صرف لارڈ کرزن بہادر کی دعوت پر اعلیحضرت نے قبول فرمایا تھا۔ الحاصل جب ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر گزشتہ دسمبر ۱۹۰۵ء مین ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ تو بہادر ممدوح نے اعلیحضرت کو ایک محبت نامہ بدین مضمون تحریر فرمایا کہ "اگر آئیندہ موسم سرما مین حضور پرنور چند روز کے لیئے کلکتہ تشریف لاکر ملاقات فرمائین۔ اور مہمان ہون تو کمال مسرت ہے۔ حضور پرنور نے بکمال خوشنودی اس دعوت کو قبول فرمایا۔ اس لیئے کہ لارڈ معظم کی خوش اخلاقی۔ وخوش مزاجی وملنساری کا حال اعلیحضرت پہلے ہی سے سماعت فرماچکے تھے۔ اور خود اعلیحضرت کو بھی بہادر ممدوح سے ملاقات کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ قصد سفر سے ایکماہ قبل اعلیحضرت نے نواب افسر الدولہ بہادر کو یاد فرماکر سفر کے متعلق ضروری احکام صادر فرمایا۔ ادہر اس سفر کے متعلق اکثر اخبارات نے ایسے لمبے چوڑے آرٹکل لکھکر مختلف قسم سے رائے زنی شروع کی۔ کہ جس سے عامۂ خلایق حیدرآباد مین ایک قسم کی پریشانی اور بیچینی پیدا ہو گئی۔ لیکن اس اثنا مین سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۲۳ف کے جلسے جو آغاز ہو گئے تو اعلیحضرت نے جلسہ منعقدہ عام رعایا واقع باغ عامہ مین بضمن جواب اڈریس اہل اخبار اپنے جان نثار رعایا کے دلون کو تشفی اور تسکین دینے کے لیئے یون ارشاد فرمایا کہ "آجکل مین دیکھہ رہا ہون کہ چند اخبارون مین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے۔ مین اسمو قعپر اپنی عزیز رعایا کے سامنے اوسکی حقیقت بیان کرنیسے باز نہین رہ سکتا۔ ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب وایسرائے بہادر نے گرمجوشی واخلاق کیساتھ مجھے دعوت دی کہ اگر ہو سکے تو مین اسسال موسم سرما مین کلکتہ کی سیر کرون۔ مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی کیساتھ قبول کیا۔ کیونکہ یہ محض اخلاق ومروت کی بات تھی۔ سے آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا + وہ اور کوئی ہوگا کہا اور کیا اور + الغرض ان تسکین دہ الفاظ نے رعایا کے دلونکو شگفتہ کردیا تھا۔ مگر اس خوشی کیساتھ بھی اعلیحضرت کی چند روزہ جدائی رعایائے دکن کو بیحد ناگوار تھی۔ اور صدق دل سے دعائین کررہے تھے کہ بخیر وعافیت فائز المرام وشادکام بہت جلد رونق افروز بلدہ ہون۔ چنانچہ اعلیحضرت کی

روانگی کیوقت کا پرجوش نظارہ رعایائے دکن کی دلی محبت و رنج مفارقت کا سچا فوٹو پیش نظر کیئے دیتا تھا۔
۵ شعبان ۱۳۲۹ھ م ۱۰ اگست ۱۹۱۱ء روز پنجشنبہ کو نل سبحانی آخر شب سے صبح کے آٹھ بجے تک اکثر بزرگان دین کی مزارہائے متبرک کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ پھر ٹھیک ساڑھے نو بجے عنان عزیمت اسٹیشن کی طرف منعطف فرمائے۔ دار الامارہ سے اسٹیشن تک دورویہ مخلوق کھڑی ہوئی تھی اور مسٹر آباد کی شاپ سے اسٹیشن تک ہر دو طرف امپریل سرویس ٹروپس کے جوان صف بستہ ایستادہ تھے۔ اسٹیشن کے اندر گارڈ آف آنر جنرل کمانڈر افواج سکندر آباد کے تحت مین اعلیحضرت کی سلامی کے لیئے مودب کھڑا ہوا تھا۔ اور اسٹیشن کے باہر والنٹیر کا گارڈ آف آنر ایستادہ تھا۔ اتنے مین اعلیحضرت کی سواری بادبہاری معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر کے آپہونچی گارڈ نے فوراً سلامی اوتاری جب سواری مبارک داخل اسٹیشن ہوئی تو تمام امرا و اعزہ نے بگھی تک استقبال کر کے آداب بجالائے۔ اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ اکثر امرا نے تو جوش محبت کی بیخودی مین شتابزدہ اپنے کو اعلیحضرت کے قدمونپر گرادیا۔ مگر اعلیحضرت نے سوار ہوتے وقت اپنے محبت آمیز الفاظ سے اونکے قلب مضطر کو تسکین وتشفی بخشی۔ اور ٹرین جو صبح سے اعلیحضرت کے آمد کی منتظر تھی۔ اس مبارک قدم کے آتے ہی خوشی اور مسرت کی نعرے لگاتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اور تمام رعایا کی حالت یہ تھی کہ اسٹیشن نام پلی سے بیگم پیٹھ تک دورویہ صف بستہ اپنے شاہ کی جدائی مین خدا حافظ و ناصر کے نعرے کرتی کھڑی تھی۔ اور یہ شعر ہر ایک بشر کے ورد زبان تھا۔ ؎ بسفر رفتنت مبارکباد ٭ بسلامت روی و باز آئی ٭ جب اعلیحضرت نے یہ صورت دیکھی تو خود ٹرین کے دروازہ کے پاس برآمد ہو کر سب کو ہاتھ کے اشارہ سے روانہ فرمایا۔ یہانتک کہ ٹرین اونکی نظروں سے غائب ہو گئی۔

اب ہم یہانپر ہمارے کرم فرما مولوی حکیم۔ سید بادشاہ علیصاحب ضیا معتمد نواب بہرام الدولہ بہادر کا وہ دلچسپ و دلکش توشیح بند اپنے معزز ناظرین کی دلچسپی کیلیئے ذیل مین درج کرتے ہین۔ جو مولوی صاحب

ممدوح نے اسموقعپر لکھا تھا۔

ترجیع بند دعائیہ

دعا ہم سب کی یہ مقبول رب ذی المعالی ہو
محب تیرے ترین دشمن سے تیرے دہر خالی ہو
ہر اک ساعت سو اطبع ہمایون کی بحالی ہو
تیرا کلکتہ جانا نافع ملکی و مالی ہو

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تیرا جانا کٹھن ہے کیونکہ تو جان رعایا ہے
تیرے جلوہ سے پورا ہر دم ارمان رعایا ہے
مگر تسلیم فعل شاہ شایان رعایا ہے
اسی خواہش مین خیر ابحرمت ہر کن رعایا ہے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

بہت گو شاق ہے دم بھر کا جانا بھی تیرا شاہا
تیری نہ عوت ہے روک بھا سکا جائز ہی بھلا شاہا
مگر کلکتہ مین وقفہ نہ فرمانا ذرا شاہا
رعیت استے دن کرتی رہیگی یہ دعا شاہا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ہر اک چشم بشر ہے آبدیدہ تیرے جانیسے
ہر اک دل ہے رعایا کا تپیدہ تیرے جانیسے
ہر اک کی روح تن سے ہے کشیدہ تیری جانیسے
دعا گو ہے یہ ہر قلب کبیدہ تیرے جانیسے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کریگا کیا بھلا ہمراہ فوج اسے بادشہ لیکر
چلا جا شان و شوکت سے رعایا کی دعا لیکر

تیرا دشمن تصدق تیرے ہو تیری بلا لیکر — دعا گو ہے رعایا تیری یہ نام خدا لیکر

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ملی جب سے حکومت تجھکو افضال الٰہی سے — رعایا کب رہی ایسی جدا ظل الٰہی سے

لبوں پر جان ہے اک ہفتہ کی اس ہجر شاہی سے — دعا ہر دم یہ اب مانگینگے تیری خیر خواہی سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہایت ناگوارا تیری اتنی سی بھی فرقت ہے — رعایا کو دل و جان سے زیادہ تیری چاہت ہے

جدائی جان کی دم بھر کے خاطر بھی قیامت ہے — دعا یہ صدق دل سے سب کی پیش رب العزت ہے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

خیال ہجر سے دلگیر سارا شہر ہے شاہا — جدا رہنا تیرا اتنے دنوں تک قہر ہے شاہا

تیرا پھر آنا ہے تریاق فرقت زہر ہے شاہا — دعا یہ دمبدم ورد زبان دہر ہے شاہا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ کلکتہ سے تو جبتک بہ زیب و زین آئے گا — نہ پھر جبتک یہ فضل خالق کونین آئے گا

نہ ہر دیدہ جو فرش آسا تہ نعلین آئے گا — تو بے چینوں کو کب بے اس دعا کے چین آئیگا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تو پھر جلد آسے یہ ہر روز حق سے التجا کرین — ہمارا فرض جو کچھ ہے اد سے وسے ادا کرین
جدائی کے دنونکا کچھ تو پیدا مشغلہ کرلین ؛ — ہم اپنی مسجدونمین یہ تیری خاطر دعا کرلین

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسٰی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

مسرت زا ملاقاتین ہون تیری لارڈ کرزن سی — تو یون خوش آئے کلکتہ سی بلبل جیسی گلشن سی
کوئی خار ملال اوبجھے نہ اصلا تیری دامن سے — رعایا تیری کرتی ہے دعا یہ رب ذی المن سی

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسٰی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کوئی ساعت تیری خالی نہین فکر رعایا سے — تو حافظ ہے ہمارا ہر دم آفات و بلایا سے
رعایا ساری راضی ہے تیری حسن سجایا سے — تو جاتا ہے دعا کرتے ہین ہم رب برایا سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسٰی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

سفر مین تیرا اک اک لحظہ شاہ انبیا حافظ — تیرے اقبال و شوکت کا علی مرتضے حافظ
ہر اک تکلیف و زحمت سے رعیت کی دعا حافظ — مع الخیر اب سوے کلکتہ راہی ہو خدا حافظ

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسٰی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ رنج و غم کا شاہا طبع پر تیرے غبار آئے — نہ بھولے سی تیرے نزدیک الم ای شہریار آئے
پھرے تو کامیاب اے شاہ ہم سب کو قرار آئے — تیرے قبضہ مین موروثی تیرا ملک برار آئے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو ؎

الٰہی جلد شہ تشریف با اقبال و فر لائے
نہال آرزوئے ملک گیری برگ و بر لائے

برار آجائے واپس نخل نہضت یہ ثمر لائے
یہ اُمید ضیا حاجت برآر خلق بر لائے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

الحاصل حیدرآباد سے اسپشل ٹرین پانچ ہو کر اسٹیشن تانڈور (جاگیر نواب شمشیر جنگ مرحوم) پر پہونچی۔ نواب عبدالعلیخان بہادر خلف شمشیر جنگ مرحوم نے اپنی جاگیر مین اول ہی سے انتظام کر رکھا تھا ٹرین پہنچتے ہی توپونکی سلامی اوتاری گئی۔ اور نواب صاحب معز نے معہ عملہ بارگاہ خسروی مین حاضر ہو کر پیشگاہ اعلیحضرت اور ولیعہد بہادر مین نذر گذرانی۔ دس منٹ کے بعد ٹرین پھر روانہ ہوگئی۔ اور چار بجے گلبرگہ شریف داخل ہوئی۔ مولوی عبدالباقی صاحب صوبہ دار کا انتظام لایق تعریف تھا۔ پھر ۱۶ ؍ شعبان روز چہارشنبہ کو گلبرگہ سے روانگی ہوئی۔ ۱۹ ؍ شعبان روز شنبہ کو (۵) بجے ہوڑہ اسٹیشن کلکتہ پہونچی اسٹیشن نہایت آراستہ و پیراستہ تھا پلیٹ فارم پر چوتھی انفنٹری کے سو جوان کا گارڈ آف آنر مع بیانڈ صف بستہ تھا۔ بیرون اسٹیشن ایکسا وردستہ گارڈ آف آنر کا مودب کھڑا تھا۔ اور ریلوے پولیس دو طرفہ ایستادہ تھی پلیٹ فارم پر بہت سارے معززین و عہدہ دار و عمائدین کلکتہ استقبال کو حاضر تھے اسپشل ٹرین کے پہنچتے ہی گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور بیانڈ نے مبارکباد اور خیر مقدم گایا۔ شام ہونیکی وجہ سے توپونکی سلامی ادا نہو سکی٭۔ بلکہ اوسکے بعد بھی دو روز تک بوجہ اسکے کہ پہلا روز اتوار کا اور دوسرا روز کرسمس ڈے تھا سلامی موقوف رہی۔ البتہ سہ شنبہ کے روز (۲۱) توپ سلامی کی سر ہوئی۔ اون روزون نواب والیسرائے بہادر عید منانے

٭ بلحاظ قواعد فوجی بعد غروب ہونے آفتاب کے سوائے اتواپ مقررہ کے فیر ہونیکی ممانعت ہے علی ہذا روز یکشنبہ کرسمس ڈے یعنی آج جو مذہب نصاریٰ مین روز عید ہے) بھی سلامی اتواپ کا قاعدہ نہین ۱۲ مولف۔

لیئے بارکپور تشریف لیگئے تھی۔ اس لیئے سواری مبارک کے ہمراہ اسٹیشن سی محل فرودگاہ تک نواب وائسرائے بہادر کی دفعدار اڈیکانگ وانڈر سکریٹری موجود تھی۔ ۲۰ شعبان روز یکشنبہ کو گیارہ بجے اول آف ایسکس اور کپتان ناکس (اڈیکانگ حضور وائسرائی بہادر) منجانب وائسرائی بہادر اعلیحضرت کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئی۔ اسوقت اعلیحضرت دربار عالمین آرا تھی۔ نواب لسید یار الدولہ بہادر (اڈیکانگ حضور پرنور) نے دروازہ تک استقبال کرکے اُن دونونکو آیا۔ اور پیشگاہ خسروی مین پیش کیا۔ اعلیحضرت نے شیک ہانڈ (مصافحہ) کے بعد اُن دونونکو بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی اور چند لمحظونکی گفتگو کی بعد عطر و پان لیکر وہ دونون رخصت ہو گئے۔ ۲۱ شعبان روز دوشنبہ کو عام تعطیل کی وجہ سے کوئی سرکاری کام انجام نہین پایا۔ البتہ انجمن ہائے اہل اسلام کی جانب سے اڈریس پیش ہونیکی اجازت چاہی گئی۔ اور سر شام اعلیحضرت معہ صاحبزادہ بلند اقبال ہواخوری کے لیئے رونق افروز ہوئے۔ ۲۲ شعبان روز سہ شنبہ بارہ کے بعد کپتان ووڈ (انڈر سکریٹری) دی آنربل کپتان پیرنگ (ملٹری سکریٹری) کپتان ناکس (اڈیکانگ) معہ اسٹیٹ کیاریج و باڈیگارڈ کے دیوڑہی مبارک پر پہنچے۔ اور اعلیحضرت اس ڈپوٹیشن کے ہمراہ گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے۔ اسوقت اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب (رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد۔ نواب سر وقار الامرا بہادر (مدار المہام سرکار عالی) نواب سر خورشید جاہ بہادر امیر کبیر۔ نواب میجر افسر الدولہ بہادر (اڈیکانگ) نواب لقمان الدولہ بہادر (اسٹاف سرجن) مولوی احمد حسین صاحب (پرایویٹ سکریٹری اعلیحضرت) نواب فصیح الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب افضل یار جنگ بہادر۔ نواب ممتاز یار جنگ بہادر۔ مسٹر برائن ایجرٹن۔ (اوستاد مرشدزادۂ آفاق) حکیم بادشاہ علی صاحب موجود تھے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس مین داخل ہوتے ہی (۲۱) ضرب توپ سلامی کے سر ہوئے۔ اور بارہوین بنگال انفنٹری کا گارڈ آف آنر۔ (جو گورنمنٹ ہوز کے زینہ کے مقابل کھڑا تھا۔) سلامی اوتارا۔ بیانڈ نے سُریلی آوازین خیر مقدم گایا۔ وائسرائے بہادر کے

فارن سکرٹری اور وو ایڈیکانگ۔ اعلیحضرت کی پیشوائی کو گاڑی تک آئے اور اعلیحضرت کو بڑے دربار ہال مین لے گئے۔ نواب والیسرائے بہادر نے مقام جلوس سے لب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہوگا) استقبال کیا۔ اور شیک ہانڈ (مصافحہ) کے بعد اعلیحضرت نے صاحبزادہ صاحب کو حضور والیسرائے سے ملایا۔ بعدازان والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت مقام جلوس کی جانب تشریف فرما ہوے۔ والیسرائے بہادر نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے سیدہے جانب بٹہایا۔ اور بائین جانب فارن سکرٹری۔ اندر سکرٹری معہ چند عہدہ داران فارن ڈپارٹمنٹ و ہر سہ ایڈیکانگ والیسرائے بہادر اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے۔ سیدہی جانب اعلیحضرت کے شاہزادہ ولیعہد بہادر اور سپرنجل پولیٹن زینت تمکن ہوئے۔ اونکے بعد دیگرے امرا و اعزہ کی نشستین تہین۔ ۱۵ منٹ تک فیمابین اعلیحضرت و والیسرائے بہادر حسب ذیل گفتگو ہوتی رہی۔

والیسرائے بہادر۔ یقیناً اس سفر مین بلحاظ درازی راہ حضور پر نور کے مزاج مبارک پر ضرور کسالت کا بار ہوا ہوگا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی۔ آپکی شوق ملاقات مین ریل کا سفر بہت آرام سے گزرا۔

والیسرائے بہادر۔ گزشتہ والیسرائونکو جو آنجناب نے اپنا مدعو کیا تھا۔ اون حالات کے سننے سے مجھے آپکی خوش اخلاقی و مہمانداری کا پورا ثبوت ملچکا ہے۔ اور جب ہی سے مین آپکی ملاقات کا شائق ہوکر جناب کو اپنا مدعو کیا۔ پہر آپ نے میری دعوت کو قبول فرماکر مجھے بیحد ممنون فرمایا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی۔ جسقدر مین آپکی ملاقات کا خواہان تھا۔ اوس سے زیادہ مسرت مجھکو آپکی ملاقات سے حاصل ہوئی۔

والیسرائے بہادر۔ مین یقین کرتا ہون جو مکانات کہ مین نے حضور کے قیام کے لیئے تجویز کیا ہے۔ یقیناً حسب خواہش ہونگے۔

معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے چانوشی مین مصروف تھے۔ اعلیحضرت کی تشریف آوری کی خبر پاکر استقبال کو آئے اور خیمہ مین لائے۔ لیڈی صاحبہ سے اعلیحضرت و ولیعہد بہادر کا تعارف کرایا ہمچانوشی کی استدعا کی اس مابین مین گھوڑ دوڑ کی نسبت کچھ گفتگو رہی۔ بعد فراغ اعلیحضرت معہ ولیعہد بہادر بنگلہ پر تشریف لے گئے جب شرطین ختم ہوئین تو سواری مبارک اوس تزک و اہتمام کیساتھ مراجعت فرما ہوئی۔ رات کو گورنمنٹ ہوز مین ڈنر ہوا جسمین (۸۰) معزز مہمان مدعو تھے۔ آٹھ بجے حضور پر نور و ولیعہد بہادر معہ اسٹاف گورنمنٹ ہوز تشریف لے گئے۔ والیسرائے بہادر کے ایڈیکانگون نے گاڑی تک آکر استقبال کیا۔ اور ملاقاتی کمرہ مین پہنچایا۔ استنے مین رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر چند منٹ تک اعلیحضرت کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ اسکے بعد ایڈیکانگ مذکور حاضر ہو آپکو دوسرے مقام پر لے گئے۔ جہان جملہ مدعوتی جمع تھے۔ تھوڑا عرصہ نہین گزرا تھا کہ لیڈی سانڈرسن صاحب گورنر بمبئی و لیڈی صاحبہ لفٹنٹ گورنر صاحب بنگال و ایڈیکانگ والیسرائے بہادر آپکو معہ ولیعہد بہادر کے ڈنر کی میز پر لے گئے۔ اس ڈنر مین حضور پر نور کے اسٹاف سے صرف نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب خورشید جاہ بہادر۔ و نواب افسرالدولہ بہادر شریک تھے۔ ڈنر کی اختتام پر نواب والیسرائے بہادر نے اپنی کرسی سے اٹھکر ایک دلچسپ و محبت آمیز تقریر (بزبان انگریزی) بیان فرمائی اور حضور پر نور کا جام سلامتی و تندرستی نوش فرمایا۔

تقریر نواب والیسرائے بہادر

مجھے اُمید ہے کہ اعلیحضرت کلکتہ کو تشریف فرما ہونیسے ضرور مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ دیگر حاضرین جلسہ کا بھی ایسا ہی خیال ہوگا۔ جیسا کہ میرا ہے۔ یقین ہے کہ جملہ لوگونکی دلی خواہش ہے کہ حضور نظام کا کلکتہ مین قیام اونکے لیئے فرحناک ہو۔ شہر حیدرآباد۔ ہندوستان کی کل ریاستونمین سب سے افضل ہے۔ اور یہ وہ شخص ہین جو بہت سے والیسرائونکو اور نائبان

سلطنت کو خود اپنے دارالسلطنت حیدرآباد مین مدعو کرتے رہے ہین - مین پہلا وایسرائے ہون جسکو اسقدر فخر حاصل ہے کہ نظام حیدرآباد کو مدعو کیا - اور اپنا مہمان بنایا مجھے کامل اُمید ہے کہ حضور نظام کا آیندہ زمانہ سلطنت سراسر شادمانی وخوش حالی سے مملو ہوگا - اور آیندہ نسلون کے لیئے آپکا نام مثل اون لوگون کے نام کے یادگار رہیگا - جنہون نے اپنی سلطنت کو نہایت خوشحال بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا (چیرز) اس تقریر کے ختم پر بڑے زور سے تحسین کی آوازین گونجنے لگین - اب اعلیحضرت نے اوسکے جواب مین حسب ذیل تقریر (بہ زبان انگریزی) ادا فرمائی -

تقریر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

یور اکسلنسی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - جناب نے جس نہایت مہربان طریقہ سے میرا جام صحت تجویز کیا ہے مین اوسکا شکریہ ادا کرنے کھڑا ہون - آپکے پہلے خط مین جو مجھکو آپنے بھیجا تھا یہی دوستی اور دلی خلوص کا کچھ ایسا اثر تھا کہ مجھکو آپسے حتی الامکان بالمشافہہ ملاقات کی قربت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوگیا - لہذا جیسے ہی کہ آپنے بذریعہ دوسرے خط کے مجھکو دعوت دی - مین فوراً اوس دعوت کو بخوشی منظور کرلیا - مجھے یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ جو خیالات الفت آپکے خطوط نے میرے دل مین جائے تھے - کلکتہ مین آکر اونہین پختگی پیدا ہوگئی ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرے موروثی خطابون مین کوئی خطاب اوس تاریخی خطاب سے بہتر نہین ہے - جسکے سبب مجھکو نہایت فخر ہے - کہ مین ملکہ معظمہ کا وفادار دوست کہلاتا ہون - میری دوستی تین چیزون پر مشتمل ہے میری (دولت) میری (سپاہ) میری (خاص تلوار) مین ان سبکو ہروقت آپکے قبض وتصرف مین دینے کو تیار ہون - جب کبھی آپ ملکہ معظمہ کی سلطنت کیلیئے اسکو مانگین (چیرز) خدا ملکہ معظمہ کو ہندوستان پر برکت وفیض جاری رکھنے کے لیئے مدتون تک قایم رکھے - (چیرز) اس پرجوش ومحبت آمیز تقریر پر حضار مجلس کمال مسرت سے اسقدر نعرہ ہائے آفرین آوازہائے تحسین

بلند کیئے کہ کانون آواز سنائی نہین دیتا تھا۔ جب اس اسپیچ سے فراغت حاصل ہوچکی تو نواب ویسرای بہادر نے
اپنے معزز مہمان حضور پرنور کو وہان سے چلے۔ جہان ایونگ پارٹی مین (۷۰۰) معزز یورپین اور
نیٹیو جنٹلمین۔ اعلیحضرت کا شرف ملاقات حاصل کرنیکے لیئے مدعو کیئے گئے تھے۔ روشنی اور آراستگی
اور انواع واقسام کے لباس قابل دید تھے۔ ہر ملک ہر مذہب کے معزز مہمانونکا عجیب وغریب مجمع تھا۔
اسوقت اعلیحضرت کا لباس بالکل سادہ ومہذب سیاہ بانات کا تھا۔ جسپر تمغہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا
آویزان ۔ سر پر صندلی دستار جسمین سنہرا زرتار طرہ لگا ہوا تھا۔ جسکو جملہ حاضرین نے نہایت پسند کیا۔ روسائ
ہند سے مہاراجہ کپور تھلہ۔ مہاراجہ مہارانی کوچ بہار۔ مہتر چترال مدعو تھے۔ الحاصل گیارہ بجے شب کے
جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے روز حضور پرنور کا مزاج کسیقدر سست رہا۔ اس لیئے سواری مبارک کہین
رونق افروز نہین ہوئی لیکن تمام دن اعلیحضرت ۔ حسب معمول امور ریاست کے کاغذات کو ملاحظہ فرماتے رہے۔
۱۴ شعبان روز پنجشنبہ کو دو بجے نواب لفٹنٹ گورنر بنگال وسرجان وڈبرن اعلیحضرت کی ملاقات کیلیئے
دارالامارہ آئے ۔ اعلیحضرت نے دربار والے مکان مین ان صاحبونسے ملاقات فرمائی ۔ (۱۵) منٹ تک
محبت آمیز گفتگو رہی ۔ اور پھول ۔ پان عطر کی تواضع کی گئی ۔ بعد ازان اعلیحضرت ان صاحبونکو معہ اپنی ایڈیکانگ
ہمراہ لیکر رین کمپنی مین رونق افروز ہوئے ۔ تقریباً بیس منٹ تک اس شاپ کا ملاحظہ ہوتا رہا ۔ وہان سے
جانسن اینڈ ہاف فوٹوگرافر کے پاس پہونچے ۔ یہان اعلیحضرت کا فوٹو معہ صاحبان مذکور کے لیا گیا ۔ (۵ ۱ شعبان
روز جمعہ صبح کے گیارہ بجے حسب الحکم اعلیحضرت ۔ نواب مدارالمہام بہادر ۔ نواب امیر کبیر بہادر ۔ نواب میجر
افسر الدولہ بہادر بغرض استقبال نواب والیسرائے بہادر گورنمنٹ ہوز کو روانہ ہوئے ۔ فارن سکرٹری اور
والیسرائے بہادر کے ایڈیکانگ نے ان صاحبونکا گاڑی تک استقبال کیا ۔ اور وہان سے لاکر والیسرائے
بہادر کی خدمت مین پیش کیا ۔ ایک بجے والیسرائے بہادر ۔ ان صاحبونکے ہمراہ معہ اپنے اسٹاف کے
اعلیحضرت کی بازدید کے لیئے دارالامارہ تشریف لائے ۔ اسوقت ویسرائے بہادر کے ہمراہ مسٹر کنگھم

(فارن سکرٹری) مسٹر لارنس (پرایویٹ سکرٹری) مسٹر بیننگ (ملٹری سکرٹری) کپتان وڈ (انڈر سکرٹری) کپتان بکر کار (ایڈیکانگ) کپتان ناکس موجود تھے - دارالامارہ شاہی کے دروازہ پر منجانب گورنمنٹ آف انڈیا ستو سوار نیٹو انفنٹری کے بغرض ادائے سلامی ایستادہ تھے - والیسرائے بہادر کے پہنچتے ہی سلامی اوتار گئی - (۳۱) ضرب توپ کے سر ہوئے حضور پر نور نے بالائی بیٹھیون تک والیسرائے بہادر کا استقبال فرمایا - اور وہانسے ہاتھ مین ہاتھ ملائے ہوئے مقام اجلاس تک تشریف لائے - اعلیحضرت نے اپنے معزز مہمان کو سیدہی جانب جگہ دی - اور والیسرائے بہادر کا اشٹاف اپنے اپنے مدارج سے کرسیون پر بیٹھا بائین طرف شہزادہ ولیعہد بہادر و رزیڈنٹ بہادر معہ کل اشٹاف شاہی کے متمکن ہوئے - اسکے بعد والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت کے مابین بعد مزاج پرسی کے حسب ذیل مکالمہ آغاز ہوا -

والیسرائے بہادر" کل کی گھوڑدوڑ آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا -

حضور پرنور" ہان مین نے دیکھا واقعی مین اچھی تھی -

والیسرائے بہادر" ہر ہفتہ مین یکشنبہ کو اپنی دخانی کشتی مین بارک پور (جو سمت سمندر ہے) بغرض تفریح مین جایا کرتا ہون - اگر حضور بھی سیر فرماوین تو باعث خوشنودی ہوگا -

حضور پرنور" مین نہایت خوشی سے بوقت فرصت کسی شام کو بالضرور آپکی کشتی مین سوار ہوکر دریا کی سیر کرونگا -

والیسرائے بہادر" منجانب اشٹاف اعلیحضرت ملاحظہ فرماکر) بحالیجناب کے اشٹاف کا یونیفارم ڈریس اور افسرونکی وردیان قابل تعریف ہین - کیا یہ ڈیوڑہی مبارک کے خیاطون کا تیار کیا ہوا ہی - یا یورپ مین خیاطونکا

حضور پرنور" بعض نیٹو اور بعض یورپ مین خیاطونکا تیار کیا ہوا ہے -

والیسرائے بہادر" حضور کا اسم مبارک نائے ظام صحیح ہے یا نظام -

حضور پرنور" نظام صحیح ہے - مگر غلطی سے نائے ظام کہا کرتے ہین -

وائیسرائے بہادر: حضور کو ملازمین کیا کہا کرتے ہیں۔

حضور پرنور: حضور یا سرکار کہا کرتے ہیں۔

وائیسرائے بہادر: حضور نے کلکتہ کے مشہور مقامات کو ملاحظہ فرمایا ہے۔

حضور پرنور: ابھی مات تو نہیں مگر کل عجائب گھر اور کمپنی باغ کو جانیکا ارادہ ہے۔

اس گفتگو کے بعد اعلیحضرت نے اپنے اسٹاف کی طرف اشارہ فرمایا کہ نذریں پیش کریں۔ رزیڈنٹ بہادر نے ہر ایک نذر گزار کے نام وعہدہ کا اظہار کر کے نذر پیش کرنا شروع کیا۔ جب نواب افسر الدولہ بہادر کا نام لیا گیا تو لارڈ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا۔

وائیسرائے بہادر: افسر جنگ کو افسر الدولہ کیون کہا کرتے ہین۔

حضور پرنور: دولائی کا خطاب مین نے دیا ہے۔

وائیسرائے بہادر: کون خطاب کس خطاب سے بڑھا ہوا ہے۔

حضور پرنور: دولائی کا خطاب جنگی سے بڑھا ہوا ہے۔

وائیسرائے بہادر: جنگی کا خطاب شاید پہلے تھا۔ بعد دولائی کا دیا گیا۔

حضور پرنور: ہان۔

نذرون کے اختتام پر وائیسرائے بہادر رخصت ہونا چاہے۔ تو اعلیحضرت نے دست مبارک سے اپنے معزز مہمان کو پھول۔ پان۔ عطر کی تواضع فرمائی۔ اور ہمراہیونکو نواب مدار المہام نے پاندان وعطر دیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے وائیسرائے بہادر کے مشایعت کے لیئے کچھ دور تک ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ رخصتی شیک ہینڈ کے وقت وائیسرائے بہادر نے حضور کیجانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ جو صاحب لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے گئے تھے۔ پھر اونکو گورنمنٹ ہوز تک آنیکی تکلیف ندیجائے۔ جسکو حضور نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد اعلیحضرت ہواخوری کے لیئے کمال مسرت کیساتھ دریا کی

کنارے تشریف فرما ہوئے - ۲۶ شعبان روز شنبہ کو اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر سے پرویٹ ملاقات
فرمائی - اسوقعپر صرف نواب افسر الدولہ بہادر ہمراہ رکاب تھے - مسٹر لارنس (پرویٹ سکرٹری) ساڑھے گیارہ بجے
اعلیحضرت کو وایسرائے بہادر کی آفس مین لے گئے - نواب افسر الدولہ بہادر اور والیسرائے بہادر کے
دونون ایڈیکانگ تو ڈرائنگ روم مین ٹھہر گئے مسٹر لارنس و ایسرائے بہادر او حضور پر نور کی ملاقات کے
وقت باریاب تھے - کل چونتیس منٹ ملاقات رہی - واپسی کیوقت پرویٹ سکرٹری کی خواہش پر
اعلیحضرت نے اپنا دستخطی فوٹو عنایت کرنیکے لیے نواب افسر الدولہ بہادر کو حکم فرمایا - پھر وہانسے ڈو بجے
سواری مبارک داخل محل شاہی ہوئی - اور ساڑھے چار بجے اعلیحضرت معہ اسٹاف تفرجگاہ کو تشریف
لے گئے - قریب شام سیر سمندر کے لئے رونق بخش ہوئے اور اسی روز نواب ممتاز یار جنگ بہادر کو
بنارس جانیکا حکم ہوا کہ مہاراجہ بہادر بنارس نے جو مہمانی کا انتظام کیا ہے اوسکو دیکھکر معروضہ کرین -
۲۷ شعبان روز یکشنبہ نو بجے دن کے سواری مبارک میوزیم (عجائب خانہ) کلکتہ کے لاحظہ کے لیئے
روانہ ہوئی - اور وہانکے ملازمونکو پانچسو روپیہ انعام عطا کیا گیا - قریب ساڑھے دس بجے کے سواری
مبارک روانہ جیگل گارڈن (کمپنی باغ) کو روانہ ہوئی - مراجعت کے وقت وہانکے ملازمونکو بھی تین سو روپے
انعام سرفراز کیا - تین بجے مہاراجہ کوچ بہار معہ اپنے فرزند کے اعلیحضرت کی ملاقات کے لیئے تشریف لائے
اسوقت اعلیحضرت دربار والے مکان مین معہ اسٹاف برآمد تھے - نواب افسر الدولہ بہادر نے استقبال کرکے
مہاراجہ ممدوح کو بارگاہ اقدس مین حاضر کیا - ۵ امنٹ تک باریابی رہی - رخصت کیوقت عطر پھول
پان کی تواضع کیگئی - ساڑھے تین بجے ایک ڈیپوٹیشن (جسمین چار ممبر اور سکرٹری مسٹر عبدالرحمن بہادر شریک
تھے) حاضر ہوا - اور سکرٹری کو نواب افسر الدولہ بہادر کے ذریعہ اعلیحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا
سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو یکے بعد دیگرے اعلیحضرت کے حضور مین پیش کیا - اور سکرٹری نے
مسلمانونکی جانب سے یہ عرض کیا کہ اعلیحضرت کی کلکتہ مین رونق افروزی سے اس ملک کے

[illegible] ایک دلی خوشی حاصل ہوئی اور سب مسلمان اس ملک کے اعلیحضرت کی ازدیاد عمر کی
دعا کرتے ہین ۔ اعلیحضرت نے سکرٹری سے فرمایا کہ وہ اعلیحضرت کی طرف سے ممبران سوسائٹی کو کہے کہ ہم
حضور پرنور کو اونکے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی ۔ اور حضور پرنور امید کرتے ہین کہ اونکی سوسائٹی
جس مطلب سے قایم کی گئی ہے اوسمین اونکو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی"

اسکے بعد دوسرا ڈیپوٹیشن بارگاہ خداوندی مین پیش ہوا ۔ جسکے سکرٹری نواب امیر حسن خان بہادر تھے ۔
سکرٹری کو نواب افسر الدولہ بہادر نے پیش کیا ۔ اور سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو نام بنام ملاحظہ مین لایا ۔ اور
نواب حیات محمد خان صاحب سی ۔ آئی ۔ ای نے ایک مختصر مضمون اعلیحضرت کے خیر مقدم مین بیان کیا
اعلیحضرت نے اوسکے جواب مین اظہار مسرت فرمایا ۔ بعد ازان ساڑھے چار بجے علیگڈھ کالج کے
ٹرسٹیون کے طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا ۔ نواب افسر الدولہ بہادر نے نواب محسن الملک بہادر
سکرٹری کالج کو خدمت ملازمان خداوندی مین پیش کیا ۔ پھر سکرٹری صاحب نے ہر ایک ممبر کو نام نام
یکے بعد دیگرے روبرو لایا ۔ اسکے بعد نواب محسن الملک بہادر نے ایک مختصر مضمون کالج کی متعلق عرض کیا
جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ کہ علیگڈھ کالج کا باغ خاص اعلیحضرت کا لگایا ہوا ہے ۔ اور وہ اس امر کو نہایت
خوشی سے عرض کرتے ہین کہ حضور پرنور کا لگایا ہوا باغ سرسبز اور شاداب ہے ۔ اور اوسکی آیندہ کی
[illegible] زندگی کے لیئے کالج کے ٹرسٹی ہر طرح کوشش کرتے ہین" الحاصل ان امور سے فارغ ہو کر
اعلیحضرت مع مصاحبین کے دریا کی سیر کو روانہ ہوئے ۔ مرس رو کمپنی کی ایک خالی کشتی مین بیٹھ کر
دریا کی سیر فرمائی ۔ اور پانسو روپیہ مالک کشتی کو عطا کیا ۔ ۲۰ شعبان روز دوشنبہ ۹ بجے صبح [illegible]
[illegible] ملاحظہ فرمانے [illegible] کمپنی کے [illegible] مع مصاحبین کے رونق افروز ہوئے [illegible]
[illegible]

چند بار ولایت گئی تہین - لہذا اونکی طرز گفتگو اور اخلاق بالکل انگلش لیڈیونکی طرح ہین - دو بجے کے
قریب پھر میوزیم کو گئے - وہان سے جانسن اینڈ ہافمین کے تصویر خانہ مین جلوہ افروز ہوئے - اور گھنٹہ
سوا دو تین قسم کے فوٹو کہچوائے - پانچ بجے والیسرائے بہادر کی کشتی مین معہ مصاحبین سوار ہو کر ہگلی
دریائے ہوگلی کی سیر فرمائی - اور کشتی کے کپتان کو پانچسو روپیہ انعام مرحمت کیا - اوس روز دس بجے
رات کے اعلیحضرت اسپیشل ٹرین مین سوار ہو کر راہی بنارس ہوئے - شہر بھر مین شہرت ہو گئی تھی کہ آج
شبکو حضور پرنور کی سواری باد بہاری روانہ ہوتی ہے - باشندگان کلکتہ شام ہی سے راستونپر جمع ہونا
شروع ہوئے محلسرائے سے اسٹیشن ہوڑہ تک دو رویہ اسقدر لوگ جمع تھے کہ شمار سے باہر - ہر چند پولیس کا
بیحد انتظام تھا - مگر اون لوگونکے شوق کے روبرو سب بیکار تھا - نو بجے شب کو اعلیحضرت معہ شاہزادۂ
والا تبار و اسٹاف سوار ہو کر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے - راستہ پر لوگونکی کثرت ہونے سے گاڑی
مبارک بالکل آہستہ چلانیکے لیئے حکم ہوا - اوسوقت عجیب سمان تھا مسلمانونکے حسرت بھرے دلون سے
بیساختہ دعائین اور خدا حافظ و ناصر کے نعرے - امام ضامن کے سپرد کرنیکا زور و شور تھا - جس سے ہماری
ہر دلعزیز رعایا پرور و عدل گستر کی ہر دلعزیزی کا پورا پورا ثبوت ہویدا تھا - اور بلحاظ ہجوم مردم و کثرت خلایق
سواری باد بہاری آہستہ آہستہ قریب دس بجے کے اسٹیشن پر رونق افروز ہوئی - اسپیشل ٹرین تیار تھی
حضور پرنور و شہزادۂ عالی تبار معہ اسٹاف زینت بخش ٹرین ہوئے - تقریباً ۱۱ بجے ٹرین مارچ ہوئی
۹ ہوئر شعبان روز سہ شنبہ (چونکہ مہاراجہ بنارس نے بنارس مین آنیکی استدعا کی تھی) ۹ بجے شب کے
ٹرین بنارس پہونچی - اعلیحضرت گاڑی ہی مین استراحت فرمائے - غرۂ رمضان روز چہارشنبہ صبح مین
مہاراجہ بنارس معہ اسٹاف و پولیٹیکل ایجنٹ کو بغرض استقبال حضور پرنور حاضر اسٹیشن ہوئے - اعلیحضرت برآمد ہوئے تہی
مہاراجہ صاحب نے پیشقدمی کر کے دست بوسی کا شرف حاصل کیا - حضور پرنور و شہزادۂ عالی تبار ایک
گاڑی مین رونق افروز ہوئے - سواری مبارک محل معینہ پر جلوہ افروز ہوئی - سیٹ ویر جنگ راجہ صاحب

اعلیحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور خیر مقدم کا شکریہ ادا فرماکر روانہ ہوئے۔ پانچ بجے بازدید کی لیئے حضور پر نور رام نگرین (جہان راجہ صاحب کا مسکن ہے) تشریف فرما ہوئے۔ سواری مبارک کی داخل ہوتے ہی راجہ صاحب معہ اپنے فرزند و اشاف کے گاڑی تک استقبال کرکے لیچلے اور مسند پر بٹھلائے۔ تقریباً نصف گہنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ آٹھ بجے کے قریب رخصت ہوکر کیمپ کو واپس آئے دس بجے بغرض روانگی اسٹیشن پر فائز ہوئے۔ سواری کی رونق افروزی کیوقت جو ہجوم باشندگان بنارس کا تھا۔ علیٰ ہذا واپسی کے وقت پر بھی نہایت اژدہام تھا۔ اسوقت امیر احمد صاحب مینائی نے ایک مسدس مدحیہ اعلیحضرت کی خدمت مین پیش کیا جسکا ایک بند ہدیۂ ناظرین ہے۔

یہ سخن وہ ہے جو ہے روح سخن جان سخن — مدح سلطان کی ہے کیون نہو سلطان سخن
شان دربار یہ کہتی ہے بڑہے شان سخن — ہان سخنور بہی گو ہے یہی میدان سخن

ہون سب اشعار رسیلے کہ بنارس یہ ہے
شش جہت مین ہو یہ شہرہ کہ مسدس یہ ہے

۱۳ رمضان روز شنبہ کو ٹرین اسٹیشن ڈون سے روانہ ہوکر قریب دو بجے کے کلالی اسٹیشن پر پہونچی اور یہان ٹرین کو توقف کرنا پڑا۔ کیونکہ بمبئی جانیوالی میل ٹرین (جو رایچور سے نکلی تھی) ابھی نہین آئی تھی۔ عموماً اسٹیشن پر متعدد لین ہوا کرتے ہین۔ تاکہ ایک گاڑی لین پر کھڑی رہے تو دوسری آنیوالی گاڑی لین پر سے گزر جائے۔ اور ایسا ہی اعلیحضرت کی اسپیشل ٹرین ایک علیحدہ لین پر کھڑی ہوئی تھی اور میل ٹرین جو بمبئی جانیوالی تھی۔ اوسکی گذر کے لیئے علیحدہ لین مقرر کی گئی تھی۔ اور اسکی اطلاع آنیوالی میل ٹرین کے گارڈ کو بھی دیدیگئی تھی۔ چنانچہ اوسکے انجن چلانے والے نے حسب الحکم گاڑی کی ٹرین کو سیدہی سے آنے لگا۔ حتے کہ کلالی اسٹیشن تک وہی پوری رفتار سے انجن چلا رہا تھا۔ اسوجہہ سے کہ اسٹیشن مذکور پر میل ٹرین نہین رکا کرتی تھی۔ سیدہی چلی جایا کرتی تھی۔ اوسی تیز رفتاری

جس نے لائن پائنٹ مین (یعنی اوس شخص کو کہتے ہین جو ایک لین کی گاڑی دوسری لین پر کرنیکا کام کیا کرتا ہے) سے اور اسٹیشن ماسٹر سے شاید کچھ نا اتفاقی تھی۔ عمداً اوسنے آنیوالی ڈاک گاڑی کو اوسی لین پر لے لیا جس لین پر حضور پرنور کا اسپیشل ٹرین کھڑا تھا۔ مگر فضل خدا شامل حال تھا۔ اور مسلمانونکی دعا کا اثر اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کی مدد سے تصادم ہونے نہ پایا۔ اکثر لوگون نے آنیوالی ٹرین کو حضور پرنور کی ٹرین کی مقابل دیکھکر ایک ہنگامہ بپا کر دیا تھا۔ اور بہت سارے جوانمرد ریل سے کود پڑے مگر ہمارا شہنشاہ دلشاد معہ صاحبزادہ والا تبار اون لوگونکے حرکات دیکھکر بھی اپنی جگہ سے جنبش تک نہین فرمایا۔ موجودہ لوگونکے شور و غل اور اسٹیشن ماسٹر کے ہاتھونکے اشارہ پر آنیوالی ٹرین کے ہانکنے والے نے بڑی اوستادی سے بمشکل تمام دس قدم کے فاصلہ پر اپنی گاڑی کو روک لیکر دوسری لین پر واپس لے گیا۔ (خدایا تو اس شاہ و شاہزادہ کی صد و سی سال کی عمر بخش اور ہمیشہ اپنے حفظ و امان مین رکھ۔ آمین ثم آمین۔) فوراً اسٹیشن ماسٹر۔ اور پائنٹ مین کو پولیس نے اپنی حراست مین لے لیا۔ اور بعد تحقیقات اسٹیشن ماسٹر کو چھ ماہ کی سزا اور پائنٹ مین کو تین سال قید سخت کی سزا ملی۔ انجن ہانکنے والے کو اس اوستادانہ کارروائی پر حضور پرنور نے بہت کچھ انعام سے سرفراز فرمایا۔ الحاصل اسکے بعد اعلیٰحضرت کی ٹرین اسٹیشن گلبرگہ شریف پر پہونچی۔ اور چند روز تک اعلیٰحضرت کا گلبرگہ شریف مین قیام رہا اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت اعلیٰحضرت نے فرمائی۔ تقریباً (۴۰) پلے بریانی و مزعفر پخت کراکر تمام غربا و مساکینونکو کھلادیا گیا۔

۲۴ رمضان روز سہ شنبہ کو اعلیٰحضرت نے حکم صادر فرمایا کہ عہدہ دار و وکلا و رعایائے گلبرگہ شریف اڈریس پیش کرین۔ چنانچہ صوبہ دار صاحب نے اسکا انتظام اوسیوقت شروع کر دیا۔ اور اڈریس ہال بھی بہت کچھ آراستہ کیا گیا۔ چار بجے جملہ عہدہ دار و رعایا نے فراہم ہوکر پیشگاہ خسروی مین اڈریس گذرانا۔ اب ہم بیان اوس اڈریس کی نقل بلحاظ طوالت درج کرنا مناسب نہین سمجھتے ہین۔ البتہ اوسکے جواب مین اعلیٰحضرت نے جو ارشاد فرمائی تھی وہ بلحاظ کلام الملوک ملوک الکلام کے بجنسہ درج کیجاتی ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب اڈریس

رعایا و عہدہ داران گلبرگہ شریف

اے میرے کارگزار عہدہ داران گلبرگہ شریف! مین نے تمہار اصداقت شعار اڈریس بہت دلچسپی کیساتھ سنا جن ترقیونکا تمنے ذکر کیا ہے۔ مین نے اونکے نمایان آثار چوطرف یہانکے دیکھ کے بہت خوش ہوا اور خدا تعالی کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اوسنے اپنے فضل و کرم سے میرے عہد حکومت مین میری ریاست کے اس حصۂ رعایا کو اسقدر خوشحال فرمایا۔ اور اس خوشحالی کے ذرائع تم جیسے عہدہ داران لائق کی کوشش سے پیدا ہوئے ہین۔ مجھے تمسے قوی امید ہے کہ تم اس ترقی کو اپنی آیندہ کوششونکی مقدمتہ الجیش سمجھوگے۔ اور جہانتک ہو سکے رعایا کی صلاح و فلاح کے کامونمین اور زیادہ ترقی کرنے اور کرانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکروگے

اے مہاجنان و باشندگان صوبۂ گلبرگہ شریف! مین تمہارے اڈریس کو بہت خوشی کیساتھ لیتا ہون۔ اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہون۔ مجھے اسکے سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کی قوانین و انتظام کو بہت سودمند سمجھتے ہو اور اس امن و آسایش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہو۔

اے میرے ہونہار طلبار گلبرگہ شریف! مجھے تمہارے اڈریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیسا کہ تمنے بیان کیا ہے۔ مجھے تمسے ایک خاص دلچسپی ہے۔ کیونکہ تمہاری اس عمر مین عمدہ تعلیم ہونے سے آیندہ کے لیے میری ریاست کے بہبودی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اے میری عزیز رعایا! اور وفادار عہدہ دار! اس سال بارش کی کمی کے آثار ادھر ادھر راستہ مین دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہ سے غالباً تکلیف ہوگی۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اور میری گورنمنٹ اس بات سے بےخبر نہین ہے۔ اپنی روانگی کے قبل مین نے غریب رعایا کو کام ملنے اور اوسکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع حاصل ہونیکی غرض سے ذرایع آبپاشی کی تعمیر اور

مرمت چوطرف شروع ہونیکی اجازت دیدی ہے۔ اور خاص خاص مقامونمین متفرق سڑکین وغیرہ بنانیکی
تجاویز بھی منظور کیئے ہین۔ قلیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ حتی الامکان بطور امداد کے دیا جاتا ہے۔
محفوظ جنگلونمین اور میرے خاص شکارگاہونمین بھی زراعت کرنے اور مویشی چرانیکی اجازت بھی حتی الوسع
دیگئی ہے۔ اور تمام ایسے امدادی کامونکی عام نگرانی کے لیئے مسٹر ڈنلاپ جیسے تجربہ کار عہدہ دار متعین
کیئے گئے ہین۔ اور انشاءاللہ تعالی حیدرآباد واپس جانیکے بعد میری توجہ اس خاص کام کیطرف پورے
طور سے مایل رہیگی۔ بہرحال مجھے قوی امید ہے کہ انسان سے جسقدر بدانتظامی کے تکالیف رفع ہوسکتی ہین
اونکے رفع کرنیمین اور جسقدر عام آسایش کے ذرایع مہیا کیئے جاسکتے ہین اونکے بہم پہونچانے مین بعونہ تعالی
شانہ مجھسے اور میرے عہدہ دارونسے کوئی کوتاہی ہرگز نہوگی۔ ہم اپنی کوششونمین سرگرم رہین گے۔
اور ان کوششونمین کامیاب ہونیکے لیئے خدائیتعالی کے فضل وکرم کے امیدوار ہین۔ اور اوس کے
بزرگان دین سے مدد چاہتے ہین مجھے یقین کامل ہے۔ کہ ہماری کوشش کبھی بیکار نہوگی۔ کیونکہ
تمہارے اس متبرک شہر مین ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے۔ جنکی زندہ دلی ایک عالم مین مشہور ہے
اور جنکی تائید غیبی کا ہر اعلے وادنے امیدوار ہے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کبھی اپنے معتقدین کی خواہش
بر لانے اور اونکی دعاے دلی کو بارگاہ ایزدی مین مقبول کرانے سے باز نہ رہین گے جیسا کہ میرا مطلع ہے۔

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز ؛

بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز ؛

اسکے بعد ۲۹ رمضان ۱۳۳۱ھ روز چہارشنبہ کو ٹھیک چار بجے اعلیحضرت کی ٹرین رونق افروز اسٹیشن نامپلی
واقع بلدہ حیدرآباد دکن رشک چمن ہوئی۔ فوراً سلامی کی توپین سر ہوئین۔ اور سارے شہر مین ہل چل
پڑگئی۔ ہر طرف سے جوق جوق لوگ جوش مسرت سے دوڑ رہے تھے۔ تمام امراء جلہ معتمدین و افسران دفاتر
وغیرہ اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پلیٹ فارم پر نہایت تزک واحتشام کیساتھ اعلیحضرت کے لیئے اجلاس مہیا تھا

چنانچہ اعلیحضرت رونق بخش ہوتے ہی رعایا کا اڈریس پڑہا گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔
اور اعلیحضرت کی اسپیچ جو اڈریس مذکور کے جواب مین کمال مسرت کیساتھ ارشاد ہوئی درج ذیل ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب اڈریس رعایائے حیدر آباد دکن بمقام ریلوی اسٹیشن نام پلی

میری عزیز رعایا!! اور وفادار دوستو! میرے سفر سے خیر و خوبی کیساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیان مناتے ہوئے دیکھکر میرے دل سے بے تحاشا یہی دعا نکلتی ہے۔ کہ خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے تمکو اسیطرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا کرتا رہے۔ اسموقعپر شاید تمکو اسبات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی۔ کہ نواب والیسرائے بہادر نے خاص طور سے اور باشندگان کلکتہ نے عام طور سے میری خاطر و مدارات اور میری آسایش و سیر کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اور مین اس سیر و سیاحت سے بہت مسرور و محظوظ ہوا۔ میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے ابتدائی اضطراب و اندیشہ نے مجھپر بخوبی ظاہر کیا کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت و عقیدت ہے۔ کیونکہ یہ محبت کا خاصہ ہی ہے۔ کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت و وفا شعاری کو عملی طور سے مجھے بخوبی جتاتا تھا۔ بازہم اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو رفع کرنیکے لیئے مین نے باغ عامہ مین اپنے سفر کا ذکر چھیڑ کر تمکو اطمینان دلایا تھا۔ کہ یہ محض دعوت و مدارات۔ مروت و اخلاق کی بات تھی۔ اب تمہارے اڈریس سے واضح ہے کہ تمنے ٹھیک طور سے معلوم کرلیا ہے۔ کہ میرے سفر کا مآل کیا تھا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ مین بطور خود سلطنت برطانیہ کیساتھ اپنی تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کرون۔ بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام و موقعپر کرون کہ اوسکی شہرت دور دور تک پہونچنے کی وجہ سے میری دوست گورنمنٹ کی

تائید چوطرف ہوتی رہے۔ عالیجناب ملکۂ معظمہ سلمہا اللہ تعالیٰ کیساتھ میرا موروثی اتحاد جو ہمیشہ رہا ہے
انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ بھی روزافزون رہیگا۔) اوسکا اقتضا یہی تھا جبکہ برطانیہ کو افریقہ مین اپنی رعایا کی حفاظت
کیلئے شرو فساد مٹانا ضرور ہے۔ ایسے موقع مین جسقدر ہوسکے مین اپنے اقوال و افعال سے سلطنت
برطانیہ کو پوری کمک دینے پر آمادگی و مستعدی علانیہ ظاہر کرون۔ سچا دوست وہی ہے جو وقت پر
کام آے۔ مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسکو اچھے طور سے پا گئے ہو اور اپنے اڈریس مین میری
اسپیچ کلکتہ کا ذکر کے تم نے نہایت صداقت شعاری کیساتھ بیان کیا ہے کہ جس امداد کا مین نے وعدہ
کیا تھا۔ اسمین تم اپنا حصہ لینے کے لیئے بالکل تیار و آمادہ ہو مجھے تمسے یہی امید تھی۔ (اور ہے)
کہ تم میرے ساتھ ہر امر مین شریک رہوگے۔ میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھوگے۔ اور میری خوشی کو
اپنی خوشی۔ مین تمہاری اسبات کی بڑی قدر کرتا ہون۔ اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جیسے وفادارانہ خیالات
تم میری نسبت رکھتے ہو ویسے ہی محبتانہ خیالات مجھے تمہاری نسبت ہین۔ اور ہمیشہ رہینگے۔ تمہاری
آسایش و عام بہبودی اور ہر حال مین تمہاری خوشی مجھے بدل منظور رہیگی۔ قطعہ

اے میرے خیرخواہ رعایاے رجان نثار	مجھکو ہوا تمہین بھی مبارک ہو یہ سفر
مین خوش ہوا اور ایک زمانیکو ہے خوشی	دعوت جو والیسراے نے کی میری خوب تر
مین کیا کہون کہ کیسی مدارات میری کی	اعزاز و آبرو کا کیا پاس کسقدر
دعوت مین رات کے تھے ہزارون ہی خاص لوگ	ہر سال سے زیادہ یہ جلسہ تھا مد پر
جو لطف والیسراے سے ملکر مجھے ہوا	اوس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہے حرف زر
مجھکو رہینگی یاد وہ مہمان نوازیان	کب ایسا میزبان ہو فراموش [illegible]
[illegible] سیر کا ہونگی مین نے جو سیر کی	میرے گمان سے لطف ملا [illegible]
[illegible] وان	[illegible]

میری زبان سے میرے قلم سے ہے مشتہر	بیسا ہون دوست دولت برطانیہ کا مین
رونق پذیر شہر ہے آباد گھر کے گھر ہٰؔ	کلکتہ والیسرائے کے دم سے ہی فیضیاب
کچھ قدر بحر کی نہین جس مین نہون گہر ہٰؔ	ہوتی ہے قدر کان جواہر سے کوہ کی
ہر ایک کے ہے دیدہ و دل پر مجھے نظر	چھپتی نہین کسی کی محبت کسی کے ساتھ
لاکھون دعائین جب ہون تو کیونکر نہو اثر	ہوتی ہے ایک کی بھی دعا دل سے مستجاب
میری مراعبت سے نہ کیون خوش ہو ہر بشر	بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے ہٰؔ
خوشحال و خوش قماش و خوش اطوار و خوش سیر	آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہے

الحاصل ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ کی تاریخ بھی حیدر آباد کے لیئے ایک یادگار و مسرت خیز تھی اور یہ دن رعایائے دکن کے لیئے روز عید تھا - رعایائے دکن کا جوش و خروش - شہر مین چہل پہل - روشنی کا جابجا اہتمام قابل دید تھا - علاوہ سرکاری انتظام و اہتمام و خوش وضع کمانو نکے یہان شاران دولت کے بنگلون کی سجاوٹ اور روشنی کے پرتکلف تیاریان کیا امیر کیا غریب کا اپنے مکانون کی آراستگی مین بجان و دل مصروف رہنا بخوبی بتلا رہا تھا کہ رعایائے دکن اپنے بادشاہ جام پناہ کی شیدائی اور فدائی ہے - حضور پر نور سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ بھی کمال درجہ کے رعایا پرور اور عدل گستر بادشاہ ہین کہ جسکا معترف برٹش انڈیا مین کوئی والی ریاست نہین ہے بہرحال اس مبارک موقعہ پر جو تیاریان کیگئی تہین اونکا حال اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر ہو جائے - اور ہمارا اصلی مطلب ناتمام رہجائے - اب ہم اس مقام پر ہمارے خاص کرمفرما مولوی حاجی محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری کے اوس دلچسپ مسمط مربع کو (جو رسالہ جلوہ محبوب مین شایع ہوا تھا) درج کرکے اس جلسہ کے واقعات کو ختم کرتے ہین - واضح رہے کہ ان اشعار مین اوس موقع کے انتظام کا پورا پورا سمان بجائے کرمفرمانے موزون کیا ہے - وہو ہذا

آج ہر شخص کے دل مین ہے طرب بکس نگن قہقہہ بنکے نکلتا ہے زبانون سے سخن
خواب مین بھی نظر آتے نہین اندوہ و محن ہو کہین نغمہ کی صدا ہے کہین صوت ارگن
گل عشرت سے رعایا کے بھرے ہین دامن شہر گلہاے مسرت سے بنا ہے گلشن

حیدر آباد مین پھر آتے ہین سلطان دکن

جمع ارکان ریاست کے ہین اسٹیشن پر ریل کی راہ پہ دوڑی ہوئی ہے سبکی نظر
کہتے ہین ختم ہوا خیر سے خاقان کا سفر اب کوئی دم مین پہنچتے ہین حضور انور
غل ڈریسون سے بجے ہین کہ ہین سب افسر سیٹیان دور سے ہر وقت یہ دیتی ہین خبر کہ

اب ٹرین آتی ہے نزدیک رہا اسٹیشن

ملک کے مالک و مختار حضور آتے ہین غل ہے لوگون مین کہ ہشیار حضور آتے ہین
شاد پھرتے ہین نمکخوار حضور آتے ہین لب سبہو نکے ہین شکربار حضور آتے ہین
ریل والونکی ہے گفتار حضور آتے ہین گارڈ کہتا ہے خبردار حضور آتے ہین کہ

کسقدر تیز چلاتا ہے ڈرایور انجن ہو

شاہ کے چہرۂ پرنور کو مین ماہ کہون ہو دنگ قیصر ہو جو حال حشم و جاہ کہون
تجھکو اے پیک صبا شہ کا ہوا خواہ کہون منحرف شاہ سے جو ہو اوسے گمراہ کہون
کچھ کہے کوئی مگر مین یہی واللہ کہون ہو نامناسب نہین گر شاہ کو نوشاہ کہون کہ

شکل دلہن کی ہے آراستہ ہو کر جنکشن

سرخ بانات کا ہے فرش بچھا کیا نایاب جھالرین ہین کہین لٹکے ہوئے بوتونکا جواب
روشنی کا بھی ہے موجود بکثرت اسباب زر خالص کی ہے ویلکم کے ہر اک حرف مین آب
نصب تصویر ہے سلطان کی بصد آب و تاب گونڈے اشجار کے رکھے ہین نہایت شاداب

چشم نظارگیان پاتی ہے لطف گلشن ؏

شہ کے دیدار کو ہے راستون مین بہیڑ پڑی کوتوالی ہے ہٹاتی لیئے ہاتہون مین چہڑی

نہین ہٹتے ہین گہنٹے آتے ہین سنتے ہین کڑی وقت آمد کیلئے دیکہتے ہین جیب گہڑی

خوشنما فوج کے سردارونمین ہلچل ہے پڑی پیدلون اور سوارونکی قطارین ہین کہڑی

جا بجا فوج کی سڑکون پہ بندہی ہے سکہشن

کہین اسوار زرہ پوش چلے آتے ہین سب کے باہم ہین سرو دوش چلے آتے ہین

بانکین تانے ہوئے باہوش چلے آتے ہین نیزے رکہے لیں آغوش چلے آتے ہین

گہوڑونکے دل مین ہے اک جوش چلے آتے ہین ہنہناتے نہین خاموش چلے آتے ہین

سبزہ چرخ بہی ناظر ہے جہکائے گردن

لشکر گوشہ محل کا ہے کسی جا دنگل ؏ کہین گلگنڈے کی فوج نکلے ہین چہائے بادل

میسرم کی بہی ہے پلٹن لیئے ہاتہونمین رفل حبشیوں نکلے ہین رسالہ کے جوان سب کڑیل

توپخانہ سے پڑی گاڑیون مین ہلچل ؏ سب کی سب فوج یہ کرتی ہے قواعد پہ عمل ؏

تال پر بانڈ کے رکہتی ہے قدم ہر پلٹن

سین جشن کا تہا یہ آؤ چلین شہر کو ہم خوش نظر ایک نظر دیکہین وہان کا عالم

وہ کمانین نئی فیشن کی وہ اونکا خم خم خوشنما جنکا ہے خم صورت ابروئے صنم

سونے حرفونمین کسی جا پہ لکہا ہے ویلکم تہنیت کے کہین اشعار ہین برجستہ رقم

جہاڑ لٹکے ہین کہین شب کو جو ہونگے روشن

کہین ہوتی ہے سفیدی کہین استرکاری رنگسازی کا کہین کام ہوا ہے جاری

روشنی کے لیئے ہوتی ہے کہین تیاری شیشیان تارونمین آویزان ہین پیاری پیاری

خوب آراستہ ہین اکثر سرکاری ،، استقدر ساز طرب ہین ہے مسرت ساری

ٹوٹے جاتے ہین ستارونکے طرب سی نیدہین

پھر گئی ہے جو سفیدی تو چمکتے ہین مکان ریل سے شہر تلک جھاڑین ہین آویزان

حسن کیساتھ ہے آراستہ ہراک دکان ،، کاغذین باغ سے سڑکین ہوئی ہین گل افشان

پل ہے نزدیک بنائی ہے جگہدار کمان قابل دید ہے واللہ نئے پل کا سمان

اور دروازہ پل پر ہے نرالا جوبن ،، ،،

دونون جانب جو درختونکے دہرے ہین کونڈے بعضون ہین مختلف اللون ہین عمدہ پتے

بعضو ئین پھول نفیس اور ہین خوش رنگ لگے جنکی خوشبو سے معطر ہوئے ہین سب رستے

جھنڈیان نصب کسی جا ہین کسی جا بوٹے آہنی تارونکے ہین جھاڑ بھی اس کثرت سے

رات ہو جائے گی تنویر سے روز روشن

جھنڈیان نصب ہین دروازے پہ ایسی یکجا ،، کسی جانب سے جو آتا ہے ہوا کا جھونکا

اہل نظارہ ہین ہوتا ہے یہ باہم چرچا ،، گلبدن ملتے ہین جھک جھک کے گلے سے گویا

دونون پہلو ہین ہے دروازیکے نوبت خانا دور تک جس سے پہنچی ہے مسرت کی صدا

سنکے نقارونکی آواز کو ہین مست ہرن

شہر کا شہر ہے صہبائے طرب سے سرشار ایک حالت ہین خوشی کے ہین غریب و زردار

خوبی و حسن و لطافت سے سجے ہین بازار خوب چھڑکاؤ ہے سڑکون پہ نہین گرد و غبار

جابجا لکھتے ہین کپڑونپہ دعا کے اشعار خیرہ کرتی ہے نگاہون کو کمانون کی بہار

جنبشین جھنڈیونکی کھینچ رہی ہین دامن

ریل گھر کا قدیم شہ نے بڑہایا اعزاز ،، شاہ کے آنیسے یہ شہر ہوا ہے ممتاز

کوئی کرتا ہے نیازین کوئی پڑہتا ہے نماز　　کوئی کہتا ہے خدا سے یہ بصد عجز و نیاز

میر محبوب علی شاہ کی ہو عمر دراز　　تو وہ باجو نکے سلامی کی ہے آئی آواز

کوہ نوبت یہ وہ چلنے لگین توپین وان گرن

کوئی اسوقت رعایا کی مسرت دیکھو　　تازگی جسم کی چہرہ کی بشاشت دیکھو

لب پہ جاری ہے دعا جوش محبت دیکھو　　جان و دل سے ہین فدا شہ پہ اطاعت دیکھو

رونقین چھا گئی ہین شہر کی حالت دیکھو　　چمک اٹھے در و دیوار کی صورت دیکھو

آج ہے سب کی طبیعت مین طرب کا مسکن

کوئی کہتا ہے حضور آسے رعایا ہوئی شاد　　کوئی کہتا ہے حضور آئے ملی دل کی مراد

کوئی کہتا ہے حضور آئے مسرت ہے زیاد　　کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا غم برباد

کوئی کہتا ہے حضور آئے بصد جاہ و رشاد　　کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا شہر آباد

کوئی کہتا ہے حضور آئے ہین پھر سوئی وطن

شاہ کے سر پہ ہے ظل کرم رب قدیر　　شاہ کے نور فراست سے منور ہے ضمیر

شاہ کا ہاتھ ہے بخشش کے لیے ابر مطیر　　شاہ کی ذات سے رونق ہے پئے تاج و سریر

شاہ کے خوف سے خایف ہین ریاست کی شریر　　شاہ کی عقل سلیم اور ہے صائب تدبیر

شہ کا بہبود رعایا کیلئے ہے قصد غن

واہ کیا شاہ کے اخلاق ہین ماشاء اللہ　　مظہر رحمت خلاق ہین ماشاء اللہ ہو

عدل مین شہرۂ آفاق ہین ماشاء اللہ　　جاہ مین دبدبہ مین طاق ہین ماشاء اللہ

جود و ایثار مین مشاق ہین ماشاء اللہ　　زہر افلاس کے تریاق ہین ماشاء اللہ

غربا کے لیئے ہے ذات مقدس کندن

چشم بد دور زمانے مین سخی ایسا ہو۔ شیر دل ایسا ہو شوکت مین قوی ایسا ہو
مارے تلوار سے شیرونکو جری ایسا ہو نیک ایسا ہو زمایم سے بری ایسا ہو
رایج حکم خدا حکم نبیؐ ایسا ہو ٭ دوست ہو آل کا محبوب علیؓ ایسا ہو
حبّ اصحاب پیمبرؐ کا ہو سینہ مخزن

شاہ کی بخت مبارک مین پسندیدہ خصال ٭ شاہ کا فہم خدا داد سے روشن ہے خیال
شاہ کے عہد مین فتنون کا ہوا استیصال شاہ کے رعب سے یکجا ہوئے ہین شیر و شغال
شاہ کے خادم دیرینہ مین جاہ و اقبال شاہ کے عہد مین رہتی ہے رعایا خوشحال
کیون نہو شاہ پہ ہے سایۂ ربِّ ذی المن

عفو تقصیر خطا سیرت سلطانی ہے بخشش وجود و عطا خصلت سلطانی ہی
خاکسارون پہ کرم طینت سلطانی ہے دل اعدا پہ رقم سطوت سلطانی ہی
دافع جور و جفا نصفت سلطانی ہے دہاک ہے ملک مین کیا صولت سلطانی ہی
عہد مین شاہ کے معدوم ہین آشوب فتن

شہ کے اوصاف معلّٰی کا ہے مشکل احصا شیفتہ در گہ خالق مین کرو دل ہی دعا
شہ کا اقبال ترقی پہ رہے صبح و مسا د. پہ مخلوق شب و روز رہے ناصیہ سا
ملک قایم رہے جبتک رہے قایم دنیا حکم جاری رہے جبتک رہی گردش مین سما
داغ دشمن کو ملے ماہ مین جبتک ہو گہن

شہ کے ہاتھ مین ہو مضبوط حکومت کی زمام خون بدخواہ ریاست سے رہے سرخ حسام
یہ ولیعہد سلامت رہین تا روز قیام ٭ سایۂ شاہ۔ ولیعہد کے سر پر ہو مدام
خاندان آپکا قایم رہے باعیش تمام دوست سب آپکے دنیا مین رہین شیرین کام

ملتجی ذلت و کربت مین رہین سب دشمن

سر سلطان پہ حکومت کا مزین رہے تاج　　سکۂ خسرو ذیشان کا ہو تا حشر رواج

کرّ و فر جاہ و حشم کا رہے پر نور سراج　　ملک اور مال مین توسیع و افزون ہو خراج

تیر آفات و علالت کے عدو ہون آماج　　شاد و بادل کہ رہے جادۂ صحت پہ مزاج

سیکڑون سال سلامت رہین سلطان دکن

۱۶ محرم ۱۳۱۸ھ کو گوداوری ریلوے کا افتتاح سکندرآباد سے باسر تک ہوا۔

جنگ ٹرانسوال

اکتوبر ۱۸۹۹ء م جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ مین جنگ ٹرانسوال کا آغاز ہوا تھا ابتداے جنگ مین بوئرون نے نہایت ثابت قدمی اور بہادری سے افواج برطانیہ کا مقابلہ کیا۔ اکثر مقامات پر شکستین دین۔ اور محاصرہ کرلیا۔ مگر یہ ثابت قدمی اور بہادری چند روزہ تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی زمانہ کے بعد جنرل کرانجی (متعلقہ افواج بوئر) گرفتار ہوگیا۔ اور لیڈی اسمتھ محاصرہ سے مخلصی پایا۔ اسموقع پر حضرت اقدس واعلی نے کمال مسرت و شادمانی کیساتھ ۲۱-۲۱ ضرب توپونکے فیر کرنیکا حکم دیا۔ اور صاحب عالیشان بہادر کے ذریعہ ملکۂ معظمہ کی خدمت مین تہنیت کا تار روانہ فرمایا۔ اور اون ۵۰۰ گھوڑونکے علاوہ جو امپیریل ٹروپس سے امداداً دئے گئے تھے۔ اور گھوڑے حسب ضرورت بھی مع اخراجات دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے علاوہ ۵۰ ہزار روپیہ نقد کی اعانت کی۔ اور امرا بلدہ نے چندہ کرکے ہزارہا روپیہ مصیبت زدگان جنوبی افریقہ کے لیئے روانہ کیا۔ اور میفکنگ کی خلاصی پر وزیر جنگ کو مبارکباد کا تار بھیجا گیا۔ الحاصل جب جون ۱۹۰۰ء مین پریٹوریہ (پایہ تخت ٹرانسوال) فتح ہوا تو اعلیٰحضرت نے کمال درجہ کی مسرت و خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ایکسو ایک توپ سر کیے گئے تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو تباریخ ۱۶ صفر ۱۳۱۸ھ ایک روز کی عام تعطیل عطا ہوئی۔ گو اسکے بعد بھی بوئرون نے

چھوٹی چھوٹی لڑائیونکا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر کبتک۔ آخر گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کرنی پڑی۔ اور انجام کار مسٹر کروگر (پریسیڈنٹ) کی مٹی تباہ و برباد ہوئی۔ ملک ٹرانسوال معہ مضافات و کانہای طلا کے ہمیشہ کے لیئے برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔

اسی سال اخبارات کے لیئے پاؤ آنہ کا ٹکٹ (مثل برٹش گورنمنٹ کے) جاری کیا گیا اور امیدواران امتحان وکالت درجہ اول و دوم کے لیئے لا کلاس کا افتتاح ہوا۔ او حسب تحریک ناظم صاحب ٹپہ خانہ سرکار عالی لفافے کا وزن (جو ڈسٹرکٹ پوسٹ مین جاینوالا ہو) ۴۰ تولہ سے ۸۰ تولہ تک بڑہا دیا گیا۔ اور قدیم طریقہ گھنگرو کا جو تھا وہ موقوف کیا گیا۔ انہیں ایام مین حسب تحریک ناظم صاحب کوتوالی اضلاع سکھو چار سرغنے (آسا سنگھہ رسالدار۔ ہیرا سنگھہ رسالدار۔ کشن سنگھہ رسالدار۔ مان سنگھہ دفعدار) سرکشی و نافرمانی (احکام سرکاری) کے جرم مین بموجب فرمان خسروی ملازمت سے برطرف اور ملک سے بدر کیئے گئے۔

موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۸ھ ہجری نبوی

بوجہہ شیوع مرض قحط سالی

اس اثنا مین ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کا مبارک مہینہ قریب آگیا تو جملہ رعایا و برایا نے اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کی پنتیسوین سالگرہ مبارک کا جشن منانے اور اڈریس پیش کرنیکا قصد کیا۔ تو حضور پرنور نے قحط سالی کی وجہہ سے بکمال مراحم خسروانہ انعقاد و تیاری جشن کی موقوفی کا حکم امتناعی جاری فرمایا۔ اور ہدایت ذیل ارشاد فرمائی

میری عزیز رعایا سے جان نثار و احباب صداقت شعار کے ہر گروہ و طبقہ نے جس عقیدت و صداقت کیساتھ میری سالگرہ کی خوشیان منانے اور مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اوسکی مین تہ دل سے قدر کرتا ہون۔ مگر چونکہ یہ سال قحط کا ہے۔ اور میری غریب رعایا بہت سی اس افسوس ناک

اثر مین مبتلا ہے۔ میرا دل بحالت موجودہ ہرگز پسند نہین کرتا کہ وہان درنج و تعب مین رہین۔ اور یہان
جلسے ہوتے رہین۔ لہذا مین اپنے تمام خیرخواہون سے یہ امید کرتا ہون کہ وہ جسقدر رقم جلسون مین
اور روشنی وغیرہ مین خرچ کرنیکی خواہش رکہتے ہون اوسکو سب محتاج خانون مین دینگے یا اور کسی طور سے
خیرات مین صرف کرینگے۔ اسمین بڑا ثواب ہوگا۔ پس جسقدر رقم محتاجونکی امداد مین میری سالگرہ کے
نام سے دیجاسکے اوسکی اطلاع کو مین امسال اپنی عزیز رعایا و عہدہ دارون کا بہترین اڈریس سمجہونگا۔
علاوہ برین اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے براحم خسروانہ (بوجہ گرانی غلہ) ایک ایک روپیہ ماہوار مدد خرچ
ملازمان کم مواجب (یعنے بارہ روپیہ والے تک) وجملہ مستقل ملازمین ملکی و فوجی کے لیے منظور فرمایا
او فرمان اقدس کا عام طور پر یہ اثر ہوا کہ جملہ امرا و جاگیرداران و عہدہ داران و ساہوکاران وغیرہ نے باتباع فرمان شاہی نے
اپنے حسب مقدرت بذریعہ خیرات و مبرات غربا و مساکین و معذورین کی امداد و اعانت اچھی طرح کی۔
جسکے کہ متوسط الحال اشخاص نے بھی اس کار خیر مین مختلف ذرائع سے دامے۔ درمے محتاجون
او مفلوکونکی دستگیری کی۔ بہرحال ایک زمانہ تک بلدۂ حیدرآباد کے ہر ایک محلہ و کوچہ و بازار مین
ہزارون بلکہ لاکھون مکانات و دوکانات پر صبح سے شام تک قحط زدہ محتاجونکا میلہ لگا رہتا تھا کہین
زر نقد کی تقسیم ہوتی تھی تو کسی جگہ کہانا پکا کر کہلایا جاتا تھا۔ اور کہین خشک غلہ کا دان ہوتا تھا۔ ۵ اہر
جمادی الاول ۱۳۱۸ھ کو ایک جلسہ بمقام بیگم پیٹھ بصدارت نواب مدار المہام بہادر منعقد کیا گیا جسمین
اکثر امرا و عزہ نے اپنے حسب مقدور مساکین و معذورین قحط زدہ کی امداد کے لیے معقول چندہ دیا چنانچہ
اس ایک ہی جلسہ مین مبلغ (للعہ ۔ ۔ ۔) روپیہ کا چندہ جمع ہو گیا۔ اسکے بعد بھی متعدد جلسے
کیے گئے جسمین اور بھی معتدبہ رقم وصول ہوئی اور بغلبۂ آرا یہ قرار پایا۔ کہ اس رقم وصول شدہ سے
ایک بیت المعذورین قایم کیا جائے جس سے معذور و اپاہج آرام و چین پائین۔ حالانکہ قحط کی
ابتدا ۱۳۰۹ھ سے ہی ہو چکی تھی۔ مگر یہ زمانہ نہایت سخت قحط سالی کا تہا۔ الغرض اس قحط کے انسداد کو

سرکار عالی نے تقریباً ساٹھ لاکھ روپیہ کی معتدبہ رقم صرف فرمائی۔ اور لاکھون غربا کو امدادی کام پر
لگایا جس سے اکثر غربا فاقہ کشی کے صدمو نسے محفوظ جانبر ہوے۔ قحط سالی کے انتظام و اہتمام
مین مسٹر اے۔ جے ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ای۔ معتمد مالگزاری نے بہت بڑا حصہ لیا۔ اور نہایت
کفایت شعاری وحوسن اسلوبی سے اس کام کو انجام دیا۔ نواب مدار المہام بہادر وقت سے
بھی اسکام مین نہایت دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اس دلچسپی اور
حسن انتظام کے صلہ مین نواب مدار المہام بہادر کو تمغۂ قیصر ہند درجہ اول۔ اور مسٹر الکزنڈر جانسٹن
ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ای کو درجہ دوم کا تمغۂ قیصر ہند اور آنریبل کا خطاب عطا فرمایا۔
اسی زمانہ مین سرکار عالی نے بلحاظ ضرورت و انسداد قحط دو کروڑ روپیہ کا قرضہ
بشرح سود فیصدی پانچ روپیہ سالانہ گورنمنٹ آف انڈیا سے بدفعات لیا۔ اور اسکے
بعد سرکار عالی نے ۲۵ یا ۳۰ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹس (مدتی بست
سالہ) جاری فرمایا جسکو ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام رعایا نے نہایت خوشی سی
خرید کیا۔ بلکہ رقم مقررہ سے زائد تقریباً ۲ کروڑ روپیہ کی درخواستین وصول ہوئین
جو بوجہ تکمیل و عدم ضرورت رقم مقررہ سے جسقدر زائد درخواستین آئین وہ
نامنظور کردیگئین۔ چنانچہ سرکار عالی کے پرامیسری نوٹس کی مقبولیت کی
اس سے بڑھکر کیا دلیل و صداقت ہوسکتی ہے۔ کہ اسوقت اوسکا نرخ سب سے (ریلوے شیئرز۔ دیگران
ریلوی حصص۔ معدنیات۔ کرنسی نوٹس۔ بل آف اکسچینج پرامیسری نوٹس سرکار عظمت مدار وغیرہ) بڑھا چڑھا فیصدی
ایکسو اٹھارہ روپیہ ہے۔

جولائی سنہ ۱۹۰۰ء م ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ مین جنگ چین کا آغاز ہوا جسمین تمام دول یورپ نے چین پر چڑھائی کرکے
اوسکے حصے بخرے کرلینا چاہا تھا چنانچہ انگریزی گورنمنٹ بھی ایک ونین سی تھی۔ الحاصل اسموقعہ پر اعلیحضرت

خلد اللہ ملکہ نے رزیڈنٹ کو تار دیا کہ مین جناب چین کے متعلق امپیریل سرویس ٹروپس کے خدمات گورنمنٹ ہند کو پیش کرتا ہون ہ لیکن بہت جلد چین سے صلح ہوگئی - اسلئے گورنمنٹ اف انڈیا نی نہایت شکریہ کیساتھ ان خدمات کی عدم ضرورت ظاہر کی -

انتقال ڈیوک آف ایڈنبرا

۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء م ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ کو ہز رائل ہائنس پرنس الفرڈ الکزنڈر ولیم ارنسٹ البرٹ ڈیوک اف سیکس کوبرگ گوتھا - اینڈ فرسٹ ڈیوک اف ایڈنبرا - کے جی - کے ٹی - کے پی جی سی - ایس - آئی - جی - سی - ایم - جی (یہ ملکہ معظمہ کے منجھلے صاحبزادے تھے اور انکی زبانمین سرطان نکلا تھا) نی انتقال فرمایا اعلیحضرت نی اس حادثہ جانکاہ کے موقعہ پر کمال رنج و افسوس قیصرۂ ہند کے پاس تعزیتی تار روانہ فرمایا - اور ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو عطا کی -

اگست سنہ ۱۹۰۰ء م ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۸ھ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے کرنل بارکود جو سر ٹریور پلوڈن کی ششماہی رخصت کے زمانہ مین منصرم رزیڈنٹ ہوئے تھے) حیدرآباد دکن کی رزیڈنسی پر مستقل فرمایا - اور سر ٹریور پنشن کے لیئے یہان سے رخصت ہوگئے -

اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۰ء م ۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۸ھ کو بمقام قسطنطنیہ سلطان المعظم (والی روم) کی ۲۵ سالہ فرمانروائی کی سلور جوبلی نہایت آب و تاب کیساتھ ادا ہوئی - چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی حیدرآباد دکن مین بھی جملہ عام و خاص مسلمانون نی بخلوص قلب نہایت مسرت کیساتھ جشن منایا - او شہر کی ہر کوچہ و بازار و مکانات مین روشنی لگکی - اکثر جلسونمین قصائد خوانی ہوئی - اچھی اچھی سپیچین پڑہی گئین - بہرحال طبقہ اسلام نے اپنی محبت و خلوص کا ثبوت پورا پورا دیا - اور یہ کیا کم ثبوت ہی کہ اسوقت حجاز ریلوے کی تیاری پر ہزارون روپیہ کا چندہ حیدرآباد دکن سی قسطنطنیہ روانہ کیا جا رہا ہی جسمین اہل اسلام کے علاوہ بعض بعض ہندو او عیسائیون نے بھی اس نیک کام مین حصہ لیا ہے - اور فراہمی چندہ کی متعلق ہمارے معزز عنایت فرما ملا محمد عبد القیوم

صاحب دسابق اول تعلقدار سرکار نظام) کی کوشش و جانفشانی نہایت قابل قدر ہی اور یہ امر بھی یہان قابل ذکر ہے کہ رقم کثیر کا
چندہ دینے والے اور فراہم کنندگان چندہ کو قسطنطنیہ سی منجانب سلطان المعظم حسب مقدار رقم طلائی نقرئی مسی تمغے بھی وصول ہوئے
الحاصل چونکہ ابھی اسوقت تک قحط سالی کی ترفین ہوئی تھی اور لاوارث و قحط زدہ یتیم بچے ہر قوم و مذہب کے عدالت ہائے سرکار عالی کے
ذریعہ یتیم خانہ سرکاری مین داخل ہو رہی تھے۔ یا اکثر اشخاص کی درخواستونپر پرورش کے لئے دئے جاتے تھے۔ اون یتیمونکی ذات و
مذاہب کی نسبت عام طور پر غلط فہمی پھیلی ہوئی تھی اوسکے رفع کرنیکی غرض سی اور اپنی عدم تعصبی مراحم شاہانہ کا ثبوت دینے
کیلئے اعلیحضرت نے (جسکی نظیر دوسری ریاستونمین ملنا سخت مشکل و اہم ہے) ۳ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ کو یہ فرمان صادر
فرمایا کہ "لاوارث یا قحط زدہ اطفال جو عدالتہائے سرکاری مین داخل ہوتے ہین۔ اونمین مختلف قوم کی اطفال رہتے ہین
گو ابتک اس امر کا لحاظ رہا ہے کہ جس قوم کا لڑکا ہو وہ اُسی قوم کے اشخاص کی درخواست پر پرورش کیلئے دیا جاتا ہے
اور جو اطفال کہ ونگل آرفنیج مین ہین اونکو اونہی کے مذہب پر رکھا گیا ہے لیکن بعض لوگ جو غلط فہمی سی بلا تفریق قوم فرزند اوکی
پرورش کی درخواست کرتے ہین۔ وہ آیندہ احتیاط رکھین۔ کہ جس قوم کا بچہ ہو اوس قوم کا شخص اوسکی پرورش کی درخواست کرے"

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ کو محمد ابو الحسن خان بہادر المخاطب شوکت جنگ حسام الدولہ خلف شوکت جنگ
مرحوم کی نسبت اعلیحضرت کا حسب ذیل فرمان نافذ ہوا جسکی رو سی اونکی خدمات و خطابات سب ضبط کرلئے گئے۔ اور افسوس ہے
کہ اونکے ناشایستہ حرکات و لایعنی کرتوتونسی ایک اعلیٰ خاندان کے نام پر ہمیشہ کیلئے کلنک کا ٹیکہ لگا

"مین بہت افسوس کیساتھ لکھتا ہون کہ محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ نے بلا وجہ دخل در معقولات دیکر یہ نالایق حرکت
کی ہے کہ آنریبل کرنل بار کے نام چند ایسے بیشرم و تہتک آمیز خط بھیجے جنمین میرے چند امرا و عمائدین کی حقارت ہے۔ اور خود میری اور
رزیڈنٹ صاحبونکی نسبت غلیظ باتین لکھے ہین۔ حالانکہ میری رعایا مین سے کوئی شخص ایسا کرنا دراصل میرے دربار کی حقارت ہے
چونکہ ان دنون حیدرآباد مین اس قسم کی بدمعاشی در پردہ ہونا پایا جاتا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ حسام الدولہ بہادر کو ایسی سزا دیجائے
کہ دوسرونکو اس سی عبرت ہو۔ پس حسام الدولہ بہادر علاقہ صرفخاص کی ملازمت سی برطرف کردئے گئے۔ اگر انکو علاقہ دیوانی مین کوئی
خدمت ہو تو اُس سی بھی فوراً برطرف کئے جائین۔ اور اونکے خطابات خانی بہادری شوکت جنگ حسام الدولہ جسکے لایق نہونا انہون

اپنے کو ثابت کر دیا ہے وہ منسوخ کر دئے گئے۔ اگرچہ انکی خطا اس قابل تھی کہ وہ پولیٹکل طور سے قیدی بنا رکھے جائین تاہم
مین اونکے خاندان پر رحم کرکے اور ان کے آبا و اجداد کی خدمت کو مدنظر اونکو ایسی سزا دینے سے باز رہتا ہون"
قبل ازین بہت سے امرا و اعزا گواہی عدالت دیوانی سے محض سفارش و رسوخ کے باعث مستثنی کئے گئے تھے۔ اور اکثر اس اعزاز سے
جو لایق استثنا تھے محروم بھی تھے۔ چنانچہ اس تفریق و امتیاز کو اعلیحضرت کی انصاف پسند طبیعت نے ہرگز جائز نہ رکھا کہ چند
امرا مستثنی اور چند غیر مستثنی ہون۔ الغرض (باستثنا معدودے چند اون امرائے عظام کے جو مدتون سے آبائی و موروثی طور پر
مستثنی ہین) حضور پرنور نے بذریعہ فرمان مندرجہ ذیل مورخہ ۵ رجب ۱۳۱۱ھ اس استثنا کو بالکلیہ اوٹھا لیا۔ اور
جملہ احکامات سابقہ اس فرمان کی رو سے منسوخ کر دئے گئے۔

نواب مدار المہام صاحب"۔ چند معزز اشخاص کو عدالت دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے معافی کرنیکی نسبت آپکی
عرضداشت مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ ملاحظہ کیگئی جسمین آپنے عرض کیا ہے کہ "عدالت فوجداری مین کوئی شخص
بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے معاف کیجانیکی ضرورت نہین۔ اگرچہ ایسا عملدرآمد عدالت نے ظاہر کیا ہے لیکن عدالت
دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونیسے چند معززین معاف کئے جائین"۔ مین نے اسپر بخوبی غور کیا مگر میرے نزدیک چند کی
معافی اور چند کی نامنظوری درست نہین ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے کو معزز سمجھتا ہے ایسی حالت مین نامنظور شدہ اشخاص کی
دلشکنی ہوگی۔ اسلئے مناسب ہے کہ عدالتونکا موجودہ عملدرآمد بحال رہے۔ عدالتونکو اختیار رہے کہ دیوانی اور فوجداری ہر دو مین اختیار تمیزی نا
قابل مرافعہ دیا جائے کہ وہ کسی خاص مقدمہ مرجوعہ مین کسی معزز یا مقدس شخص کو بحیثیت گواہ اپنے اجلاس مین طلب کرنیکی عوض اسکی
شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرا سکے۔ اور کمیشن کی اجازت دے۔ اگر احیاناً کسی خاص مقدمہ مرجوعہ مین کوئی عدالت
کسی معزز یا مقدس شخص کی حاضری پر اصرار کرے۔ اور مرافعہ مین بھی وہ حکم بحال رہے تو اسکو آپ بطور خاص فقط اس مقدمہ مرجوعہ مین حاضر ہونیسے معاف
کرکے اوسکی شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرانیکے لیے حکم جاری کرسکتے ہین۔ انہین اصول کی بنا پر ڈھائی سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مین نے
بتاریخ ۱۰ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ ایک حکم جاری کیا تھا وہ اسکی ساتھ مرسل ہے ہر دو شایع کر دئے جائین۔ اور اب تک جسقدر احکام چند اشخاص کو عام طور سے حضوری عدالت
سے معاف کرنیکے لیے جاری ہو چکے ہین وہ سب اس حکم کی وجہ سے منسوخ ہوگئے"۔ نواب مدار المہام صاحب کی عرضداشت مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مین جس فہرست اسمائی کی اپنے

اُنکی کوئی ضرورت نہین - آپسے اور دیگر عہدہ داروں سے علی العموم مخفی نہین کہ کون میری خاص صحبت یا ملازم ہین اگر انہین سے کسیکی نسبت کوئی مقدمہ کسی عدالت مین آجائے - یا کسی کی شہادت کی ضرورت کسی عدالت کو واقع ہوجائے - یا کوئی شخص میری پاس حاضر رہنے کیوجہ سے حضوری عدالت کو متعذر ہوا تھا اُسوقت اُسکی متعلق آپ میری ملاحظہ مین معروضہ داخل کرکے مستثنی یا غیر مستثنی کا حکم حاصل کرسکتے ہین یا ہی سی غیر ملازمون کی نسبت کوئی ایسا حکم نافذ کرنا قبل از وقت اور بالکل غیر ضروری ہے۔

وفات حسرت آیات

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

اواسط جنوری سنہ ۱۹۰۱ء او اخر رمضان سنہ ۱۳۱۸ھ مین ملکہ معظمہ کی علالت کی خبر معلوم ہوئی اعلیحضرت نے اُسیوقت نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل حکم صادر فرمایا کہ۔

آنریبل رزیڈنٹ صاحب نے مجھکو اطلاع دی ہے - کہ ان دنون ہر مجسٹی کوئین ایمپرس کے دشمنوں کا مزاج بہت علیل ہے - مجھے اس خبر وحشت اثر سے نہایت ہی فکر ہوئی - فوراً انتظام کیا جائے کہ ہمارے ممالک محروسہ مین کوئی مناسب روز (شاید آئندہ عید کا دن مناسب ہوگا) تمام معابد ومن عام طور سے ہر مجسٹی کی صحت اور ترقی عمر کی دعائین مانگی جائین ۔

چنانچہ تمام مساجد کے پیش امام اور دیولونکے پجاری - کلیساؤنکے پادری - اور آتشکدونکے معابدونکو حکم دیا گیا کہ بلدہ مین عید الفطر کے روز اور اضلاع مین جسروز جریدہ وصول ہو - دعا کرین اسکے علاوہ اعلیحضرت نے ایک مجرم کا قصاص (جو اوس روز ہونیوالا تھا) بھی معاف فرمایا اور عید کے دربار کی موقوفی کا حکم صادر کیا - مگر افسوس ہے کہ قضا وقدر سے کسی کو چارہ نہین ہے اسکے تیسرے ہی روز خبر آئی کہ ملکہ معظمہ نے ۳۰ رمضان سنہ ۱۳۱۸ھ م ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو ذرا ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۶ گھنٹہ (۳۰) منٹ پر (۶۳) سال (۷) ماہ حکمرانی کرکے بعمر (۸۱) سال (۸) ماہ

بعد رحلت فائح اس دار فانی کو الوداع فرمایا۔ حسب الحکم اعلیحضرت اکیسو ایک توپیں سر ہوئیں۔ اور
نواب مدار المہام بہادر نے ملاحظہ فرمان خسروی یہ حکم صادر کیا کہ "علیا حضرت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر سے ملازمان حضرت اقدس و اعلی کو کمال تاسف اور دلی رنج ہوا۔ علیا حضرت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کا عہد دولت مہد بلحاظ امن و آسایش و صلاح و فلاح رعایا و عروج و استحکام سلطنت تاریخ عالم میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ در اصل علیا حضرت کی ذات بابرکات بلحاظ انتہائے اقبال و سعت اخلاق اور کمال انسانی ہمدردی کے دنیا میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ اور بلحاظ اون برکات کے جو علیا حضرت کی ذات مستجمع صفات سے وابستہ تھیں۔ اور جنکے سایۂ عاطفت کا اوس وسیع مملکت پر جہاں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا اوٹھ جانا ہوا خواہان تاج برطانیہ کے لئے سخت تاسف خیز واقعہ ہے۔ ملازمان اقدس و اعلی اس امر کو نہیں بھولے ہیں کہ بلحاظ اوس قدیمی اتحاد کے جو تاج برطانیہ کیساتھ ہے۔ اور جسکو علیا حضرت کی وفا شعاری و ہمدردی نے اور بھی مضبوط کر دیا۔ اپنے دلی رنج و تاسف کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور حکم فرماتے ہیں کہ بوجہ اس حادثہ عظیم کے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں دفاتر سرکاری سات روز تک مسدود رہیں گے"

اسکے بعد یہ معلوم ہوا کہ قیصرۂ ہند کے جنازہ کی تکفین ۲ فبروری سنہ ۱۹۰۱ء کو عمل میں آئیگی۔ چونکہ یہ روز تمام ہوا خواہان سلطنت کے لیئے نہایت رنج و غم کا تھا اسلیئے حضرت اقدس و اعلی نے حکم فرمایا کہ۔

(۱) اس روز بھی اکیسو ایک توپیں ایک ایک منٹ کے فاصلہ سے بغرض اظہار غم و اندوہ سر کیئے جائیں۔
(۲) تمام دفاتر سرکاری بند رہیں۔ (۳) تمام سرکاری اعلام کے پرچم سرنگون رکھے جائیں۔
(۴) نوبت نقار خانی ساکت و صامت رہیں (۵) تمام کاروبار تجارت و بازارات بند رہیں۔ (۶) رسوم خوشی و

علیا ملکۂ معظمہ کے تابوت پر لاطینی زبان میں جو عبارت کندہ کی گئی تھی اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ "یہاں نہایت حلیم۔ طاقتور اور نیک ملکہ وکٹوریہ۔ عادل حامی دین۔ فرمانروائے گریٹ برٹن و قیصرۂ ہند کی لاش رکھی ہوئی ہے۔" ۱۲ مولف

شادی موقوف رہین - (۷) تمام طبقہ جات رعایاے سرکار عالی اظہار ماتم کے مناسب طریقے اختیار کرین
چنانچہ اسکی پوری پوری تعمیل ہوئی - تمام بازار سنسان تھے اور ہر ایک آدمی کے چہرہ سے حزن و ملال
برس رہا تھا - ۷ شوال ۱۳۱۸ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۱ شوال ۱۳۱۸ھ) ہز موسٹ گریشئس
میجسٹی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ گریٹ برٹن و ایرلینڈ و قیصر ہند کی تخت نشینی کا اشتہار مشتبہ لنشان مورخہ
۲۹ جنوری ۱۹۰۱ء (کا ترجمہ معہ اقرار کے - جو ہز میجسٹی نے اعلان کے بعد کیا) عام اطلاع کے
لیے حسب ذیل شایع کیا گیا -

اعلان

ہرگاہ قادر مطلق نے ہمارے فرمانروائے سابق علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو جنکی مبارک اور
جلیل الشان یادگار ہمیشہ قایم رہیگی - اپنے جوار رحمت مین طلب فرمالیا ہے - اور جنکی وفات سے
سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کا تاج بلا شرکت غیرے وازروے استحقاق عالیمرتبت و رفیع الشان
شاہزادہ البرٹ اڈورڈ کو پہنچا ہے - لہذا ہم مملکت ہذا کے لارڈز اسپرچویل و ٹمپرل معہ علیا حضرت
مرحومہ کے پریوی کونسل کے ارکان و متعدد دیگر اصحاب ذی مرتبت و لارڈ میر و الڈرمن و باشندگان
شہر لنڈن اب بذریعہ ہذا ایک صدا ایک زبان اور ایکدل ہوکر اشاعت و اعلان کرتے ہین - کہ ہماری
فرمانروائے سابق کی وفات سے صرف عالیمرتبت و رفیع الشان شاہزادہ البرٹ اڈورڈ ہمارے
جائز و حقدار بادشاہ ہوئے ہین - اور بفضل خدا ممالک متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کے بادشاہ
ڈفینڈر آف دی فیتھ و قیصر ہند ہین - اور جنکی اطاعت ہم وفاداری کیساتھ اپنی دلی اور ناچیز حیثیت سے
ہمیشہ کے لیئے قبول کرتے ہین - اور خداوند تعالے سے (جس سے بادشاہونکو حکمرانی حاصل
ہوتی ہے) ہماری یہ التجا ہے کہ شاہزادہ اڈورڈ ہفتم سالہاے دراز تک بمسرت ہمپر فرمانفرما
رہین ہمیشہ جمیس پیلیس مین بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء یہ اعلان کیا گیا -)

اقرار

یوُررائل ہائنسز۔مائی لارڈز و جنٹلمین۔آپسے خطاب کرنیکا میرے لیئے اس سے زیادہ دردناک موقع کبھی نہوگا۔میرا مقدم اور رنج آمیز فرض یہ ہے کہ مین آپکو اپنی والدۂ ماجدہ ملکۂ معظمہ کے انتقال کی اطلاع دون۔مین جانتا ہون کہ آپکو اور تمام قوم کو بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ تمام عالم کو اس ناقابل تلافی صدمہ مین جو ہم سب کو ہوا ہے۔میرے ساتھ کیسی دلی ہمدردی ہے۔مجھے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہین ہے۔کہ میری ہمیشہ یہ کوشش رہیگی کہ اوس بار عظیم کے اُٹھانے مین جو مجھپر اب عائد ہوا ہے۔ہمیشہ علیا حضرتہ موصوفہ کی اتباع کرون۔میرا مصمم ارادہ ہے کہ مین کونسٹیٹیوشن کو پورے طور پر ملحوظ رکہون۔اور جب تک میرے دم مین دم رہے اپنی رعایا کی بہبودی و ترقی کے لیئے کوشش کرون۔مین نے ایڈورڈ کا نام اختیار کیا ہے جس نام سے میرے اجداد مین سے چھ موسوم رہچکے ہین۔اس نام کے اختیار کرنے مین مین البرٹ کے نام کی وقعت کم نہین کرتا ہون۔جو نام مجھے اپنے عظیم الشان و دانشمند والد سے جنکی وفات کا ہمیشہ رنج باقی رہیگا۔وراثتاً پہنچا ہے۔اور جو میرے خیال مین باتفاق انام۔البرٹ دی گڈ کے نام سے استحقاقاً ملقب ہین۔میری خواہش ہے کہ یہ نام اونہین کے لیئے مخصوص رہے۔خاتمہ پر مجھے پارلیمنٹ اور قوم سے یہ توقع ہے کہ جو فرض عظیم اب مجھپر وراثتاً عاید ہوا ہے۔اوسکی انجام دہی مین وہ میری امداد کریگی۔اور میرا مصمم عزم ہے کہ اس بقیہ زندگی مین اپنی تمام قوت کو اسی فرض کے پورا کرنے مین صرف کرون۔“

افسوس ہے کہ انہین ایام مین دفعتاً شہزادۂ ولیعہد بہادر کے ہاتھ مین بندوق کی نالی پھٹ گئی جس سے عام طور پر خلایق مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا تھا۔لیکن پروردگار عالم (جو حافظ حقیقی ہے) نے اس حادثۂ عظیم سے شہزادۂ بلند اقبال کو محفوظ و مصئون رکھا۔چنانچہ اس مسرت

اظہار او رشکر بدرگاہ رب العزت بجا لانیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر نے ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ کو بمقام سیتم پیٹھ ایک جلسہ منعقد فرمایا تھا۔ اور اس جلسہ مین جو رزولیوشن منظور ہوا تھا۔ اوسکی نقل معروضہ مدار علیہ پیشگاہ اعلیحضرت مین گذرانی گئی تھی اوسکے جواب مین بارگاہ شاہی سے براحم خسروانہ حسب ذیل فرمان نافذ ہوا۔

"مین اون تمام صاحبونکے جوش دلی اور خیرخواہی کی بہت قدر کرتا ہون جنہون نے اس جلسۂ عام مین شریک ہوکر اپنی محبت کا اظہار کیا۔ جو اونکو میرے اور میرے فرزند کیساتھ ہے۔ اور مین بھی اپنے تمام خیرخواہونکے ساتھ خدائے حافظ حقیقی کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون جس نے میرے لڑکے پر اپنا فضل مبذول فرماکر حادثہ سے محفوظ و مصئون رکھا۔ میری اس اظہار خوشنودی کی اطلاع ارکان جلسہ کو کسی مناسب طور سے دیجائے"

انعقاد میموریل فنڈ

ملکۂ معظمہ کے انتقال کے چند ہی روز بعد اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ملکۂ معظمہ کی یادگار قایم کرنیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل فرمان نافذ فرمایا۔

"مین آپکو یہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ خود آپ بخوبی جانتے ہین کہ مرحوم ہزمجسٹی ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند میرے ممالک محروسہ مین کسقدر رہر دلعزیز اور محترم تہین۔ اونکو خصوصاً میری ریاست اور میری بہبودی سے کسقدر زیادہ خلوص کیساتھ دوستانہ دلچسپی تھی۔ اوسکے اندازہ کرنیکے لیئے صرف ایک ہی بات کافی ہے کہ خطوط جو ہزمجسٹی براہ عنایت مجھے اکثر بدست خاص تحریر فرماتی رہین۔ اونمین ایک خط یہ بھی ہے جسمین اونہون نے میرے فرزند کی تعلیم کے نسبت براہ کرم اپنی مسرت ظاہر فرمائی ہے۔ غرض ایسی نیک اور ایسی اچھی ملکۂ معظمہ کی وفات سے جو غم ہمارے دلونکو ہوا وہ ہمارے دل ہی جانتے ہین۔

حاجت بیان نہین - اگرچہ ہز مجسٹی کا نام اور کام ایسا ہے جو دنیا کے صفحۂ تاریخ مین ہمیشہ نہایت درخشان یادگار رہیگا - مگر ہمپر بھی لازم ہے کہ اوس تاریخی یادگار کی کیفیت یاد دلانیکے لیئے ایک ایسی یادگار قایم کرین - جو اونکے نام نامی سے ہمیشہ جاری رہے - جہانتک مین اپنی عزیز رعایا کے خیالات وخواہشات سے واقف ہون - مین کامل یقین کیساتھ کہہ سکتا ہون کہ اسباب مین میری عزیز رعایا میری رائے سے بالکل متفق ہے - مین تجویز کرتا رہا - اور آپسے اور چند امراسے بھی رائے لیتا رہا کہ کیا اور کیسی یادگار قایم ہونا مناسب ہے - اس اثنا مین جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے معزز دوست وایسرائے بہادر نے عام اقلیم ہند کے لیئے ایک نیشنل یادگار (میموریل) کلکتہ مین قایم کرنیکی ابتدا کی ہے تو مین نے فوراً اس موقع کو بھی ہاتھ مین لیکر بطیب خاطر اوس یادگار کا ویس پیٹرن ہونا پسند کیا - اور ابتدائی چندہ ایک لاکھ روپیہ دیکر وعدہ کیا کہ آیندہ اسمین معتدبہ اضافہ کیا جائیگا - اسکے علاوہ خود ریاست حیدرآباد دکن مین بھی ایک مقامی یادگار قایم ہونا لازم ہے - کیونکہ مرحومہ ہز مجسٹی کو یہان سے ایک عمدہ خصوصیت رہی ہے - لہذا مین اس مقامی یادگار (میموریل) کے فنڈ کا پیٹرن ہونا بھی پسند کیا - تاکہ یہان بھی ایک ایسی مقامی یادگار قایم ہوجائے جو نہ صرف حیدرآباد دکن کے لیئے شایان ہو بلکہ اوس بڑے نام کے لیئے بھی موزون ہو - جس سے کہ وہ یادگار نامزد ہوگی - جب کہ مین نے آپکو لکھا تھا میرے نزدیک بفضلہ تعالی شانہ یہ بالکل سہل ہے کہ ہر دو یادگارونکے قیام کے واسطے جو کچھ خرچ ضروری ہو اوسکو مین اپنی طرف سے ادا کردون - لیکن مجھے یہ بات پسند آئی کہ اس خیر وبرکت کے کام مین صرف میرا ہی ایک نام ہو - اور میری عزیز رعایا جو فرط محبت اور وفاداری سے میری خواہش کو اپنی خواہش - میرے کام کو اپنا کام سمجھتی ہے - اوسکو اس موجودہ کام مین میرے نام کیساتھ اپنا نام شریک کرنیکا کوئی موقع نہ دیا جائے - پس مین نے یہ تجویز کی ہے - کہ کلکتہ کی نیشنل میموریل کے واسطے جو رقم میری ریاست سے دیجائیگی اوسکا ایک حصہ اور نیز حیدرآباد کے

مقامی میموریل کیواسطے جو رقم صرف ہوگی اوسکا ایک حصہ میرے امرا اور جاگیردار اور علی العموم ہر طبقہ کے تمام باشندگان ممالک محروسہ کے چندہ کی رقم کا ہو تو بہتر ہے۔ تاکہ ہر شخص اپنے مرضی مطابق اپنے حتی المقدور اس خیر جاریہ اور رفاہ عام کے کام مین شریک ہوسکے۔ اس چندہ کو جمع کرنے اور مقامی میموریل کے تعمیر کرنیکے لئے انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہونیکی واسطے مین نے آپکی اور نیز چند دیگر امرا کی خواہش کے مطابق اپنے دوست آنریبل کرنل بارکو دعوت دی تھی جسکو اونہوں نے براہ کرم بہت خوشی کیساتھ قبول کیا ہے۔ اونکی زیر صدارت انتظامی کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہونگے۔

امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر۔ سر وقار الامرا بہادر۔ آصف یار الملک بہادر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر۔ خانخانان بہادر میجر جنرل اوڈہوز۔ بریگیڈیر جنرل ڈننگ۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ۔ افتخار الملک بہادر۔ فخر الملک بہادر مسٹر اسے جے ڈنلاپ۔ مسٹر ہنکن۔ اکبر الملک بہادر۔ افسر الدولہ بہادر۔ مرلیمنوہر آصف نواز ونت بہادر اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت چند دوسرے صاحبونکو بھی بحیثیت رکن اپنے ساتھ شریک کرے۔ اور کسیکو اپنے معتمد اور اپنے خازن بنائے۔ کمیٹی کے ارکان مین سے پریسیڈنٹ صاحب کسیکو نائب پریسیڈنٹ مقرر کرینگے۔ اور اضلاع مین کمیٹیان جو اس چندہ کے واسطے انتظامی کمیٹی قایم کریگی۔ اوس کے چیرمین بھی پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے انتظامی کمیٹی کا پہلا اجلاس سہ شنبہ سلخ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ م ۵ مارچ ۱۹۱۰ء کے شام کے پانچ بجے چادر گہاٹ رزیڈنسی مین ہوگا۔ اسکے بعد کے اجلاسونکا انتظام خود پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ مقامی میموریل کیا اور کیسی ہونی چاہیے۔ مین اوسکو پورے طور سے میری عزیز رعایا اور وفادار دوستونکی رائے پر چھوڑ دیتا ہون۔ جو وہ علی العموم پسند کرینگے۔ اوسکو مین بھی خوشی کیساتھ پسند کرونگا۔ اور عام رائے اور خواہش کے مطابق میموریل کے قیام و تعمیر کا بندوبست انتظامی کمیٹی کریگی۔ چونکہ مین نے

اس چندہ کا موقع میری رعایا اور دوستونکو محض اس خیال سے دیا ہے کہ اس کار خیر مین میری نام کے ساتھ وہ بھی شریک ہون - لہذا مین نے یہی تجویز کی - ہے کہ جسوقت حیدرآباد مین حسب مذکور مقامی میموریل قایم ہوجائیگی - اوسکی عمارت مین ایک تقطیع کونی مناسب جگہ پر لگائی جائے جسمین میرے نام انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ - ویس پریسیڈنٹ اور ارکان کے نامونکے ساتھ اون چندہ دہند لوگون کی نام بھی کندہ کیئے جاینگے جن کے لیئے ملحاظ تعداد رقم چندہ یا دیگر خدمات خاص انتظامی کمیٹی سفارش کریگی "

چنانچہ فرمان مندرجۂ بالا کے متعلق اکثر و بیشتر جلسے ہوئے - اور معتد بہ مقدار مین چندہ بھی جمع ہوا اور اس میموریل فنڈ کے لیئے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اپنا وسیع و رفیع شاہی محل واقع سرور نگر عطا فرمایا - اور وکٹوریہ آرفنج کے لڑکے اور لڑکیان بھی اسی آرفنج مین شامل و داخل کردئے گئے تھوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ اوسکا افتتاح بھی ہوگیا - جسکے تفصیلی حالات اور اسپیچین وغیرہ آیندہ موقع و محل پر لکھے جاینگے - انہین ایام مین معلوم ہوا کہ مسٹر ولیم مکنلی پریسیڈنٹ امریکہ نے انتقال کیا - احکام لندن مین برابر ایک ہفتہ تک سوگ کیا گیا - اور یہان بھی کل دفاتر ممالک محروسہ کو ایکروز کی تعطیل ۱۳ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو دی گئی -

سرفرازی خلعت و خدمت وزارت جہ راجایان

سر کشن پرشاد یمین السلطنت پیشکار بہادر

۱۱ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت اقدس و اعلی بدین مضمون صادر ہوا - چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے - اور خدمت مدار المہامی سے فی الحال سبکدوشی چاہی ہے لہذا اندنوں بجائی رخصت شش ماہ بلا تنخواہ خدمت مدار المہامی سے سبکدوش کئے گئے - انکی جگہ مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد بہادر بالفعل جو موجود ہین امتحاناً تا حکم ثانی پیشکاری منضم مدار المہامی مقرر کئے گئے ہین - اور ...

ٗ مسٹر مکنلی کو نیفلو کی نمایش مین ایک شخص مسمی الگمز نے طپنچہ سے مارا - ایک ہفتہ زیر علاج رہا آخر جانبر نہو سکا - ۱۲ مولف

منصرم مدار المہامی سے کے زمانہ مین ظفر جنگ شمس الملک بہادر امتحاناً تا حکم ثانی بانوس دو ہزار روپیہ ماہانہ منصرم معین المہام فوج و رکن کبینٹ کونسل مقرر کیئے گیے۔ قانونچہ و قواعد قانونچہ و احکام نافذہ کے مطابق منصرم مدار المہام کو اور منصرم معین المہام فوجکو وہ تمام اختیارات عطا کیئے گیئے ہین جو اقتدارات کہ مستقل مدار المہام کو اور مستقل معین المہام فوج کو استعمال کرنیکی اجازت دیگئی تھی۔ تمام امرا و اعزہ۔ جاگیردار۔ و عہدہ دار۔ رعایائے باشندگان ممالک محروسہ کو بذریعۂ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ منصرم مدار المہام (مہاراجہ کشن پرشاد بہادر) کی تابعداری اور اونکے احکام کی تعمیل پورے طور سے کرتے رہین "

اس عمدہ انتخاب سے اعلیحضرت کی مدبری۔ روشن دماغی۔ اور اولوالعزمی کا بین ثبوت ملتا ہے۔ جو لوگ یہاں کے پولیٹکل واقعات اصلی اور واردات حقیقی سے باخبر ہین اونپر منکشف ہے۔ کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کے عہد ہمایونمین جو کچھہ تبدلات وزارتون مین واقع ہوئے۔ کہانتک ناگزیر اور لازمی تھے۔ ہرایک وزارت کا زوال جداگانہ اسباب سے ہوا۔ جس سے واقفان حال اصحاب پر اعلیحضرت کی مدبرانہ پالیسی اور بکمال حلم و تحمل۔ رعایت و رحمدلی کا حال کھل گیا ہوگا۔ اسمین شک نہین ہے کہ عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حال۔ اعلیحضرت کی خیرخواہی و جان نثاری۔ اطاعت و فرمانبرداری مین پہلے ہی سے ثابت قدم مانے جاتے ہین۔ اور پبلک یہ باور کرتی ہے۔ کہ آپکو اعلیحضرت کے ساتھہ کمال خلوص و محبت ہے۔ فی الواقع یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپکو بادشاہ پرستی کا شرف حاصل ہے۔ عموماً انہین اوصاف پسندیدہ کی وجہہ ہے کہ وزارت دکن کے لیئے آپکے انتخاب پر پبلک خوشیان مناتی ہے۔ چنانچہ اسی تشکر و تہنیت کا جلسہ باغ عام جو بصدارت نواب آصف یاور الملک بہادر و میر مجلسی راجہ اندر کرن بہادر ہوا۔ اور جلسۂ ٹی پارٹی جو رائے اونسیہ‌دار ائے صاحب نبیرۂ راجہ رگھورام متوفی سے کیا شاہد حال ہین۔ اونکے علاوہ جو جلسے کہ

نواب غلام جیلانی خان (اعتضاد جنگ بہادر) جاگیر دار اور مدرسہ مفید الانام نے کیئے وہ اس امر کے پورے موید ہین۔ کچہہ بلدہ ہی پر موقوف نہین ہے۔ اضلاع مین بہی یہی خوشیان۔ اور تین ہوئین۔ چنانچہ مولوی آغا شیخ محمد صاحب اول تعلقدار نلگنڈہ (حال اول تعلقدار ورنگل) اور مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے اول تعلقدار بیڑ (حال معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ سرکار عالی) نے اپنے اپنے مستقر پر اسی وزارت کی تہنیت و مبارکباد مین جلسے منعقد فرمائے بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے جملہ اضلاع وتعلقات مین ہر ایک عہدہ دار مقتدر نے نہایت خلوص کیساتھ ٹی۔ پارٹی ڈنر ایٹ ہوم کی دعوتین ترتیب دین۔ اسپیچین پڑہین۔ الحاصل خوب ہی جشن منائے اور جلسے کیئے۔ ہم یہانپر اون جلسون کی روئداد دین اور اسپیچونکی نقلین محض طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہین۔ اگر وہ مکمل لکہی جاوین تو ایک اور ضخیم دفتر ہوجائے۔

اب یہانپر ہم کسیقدر مہاراجہ بہادر کے ذاتی حالات کا خلاصہ مجملاً بیان کرنا مناسب سمجہتے ہین۔ آپنے اپنے معزز نانا مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر بیکنٹہ باشی کی نگرانی مین تعلیم وتربیت حاصل فرمائی ہے۔ اور عربی۔ فارسی۔ مرہٹی۔ تلنگی مین مستند ولایق اساتذہ سے تعلیم پائی ہے۔ مدتون مدرسۂ عالیہ (نظام کالج) مین انگریزی پڑہی۔ جبلی جودت اور فطرت وذہانت کے بدولت آپکا استعداد اور لیاقت روز بروز ترقی پذیر ہے۔ آپکی بیدار مغزی وبلند خیالی۔ فہم وفراست۔ وسعت معلومات منصفانہ نگاہ ہونین قابل تعریف واطمینان ہین۔ شعر وسخن مین بہی آپکو اچہا مذاق ہے۔ خود اعلیحضرت سرکار نظام سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپکا ایک دیوان مطبوعہ اسوقت موجود ہے۔ نثاری مین بہی اعلیٰ درجہ کا ملکہ رکہتے ہین چنچل نار وغیرہ نام کے دو چار ناولس بہی آپکے زور قلم کا ثبوت دینے کے لیئے طبع ہوچکے ہین۔ سنہ ۱۳۱۰ھ مین آپ اپنی موروثی خدمت پیشکاری سے ممتاز ہوئے۔ پہر وزارت افواج سرکار عالی کا اعزاز آپکو ملا۔ اور آپکے معزز نانا کا موروثی خطاب راجۂ راجایان مہاراجہ بہادر۔ اور

جملہ جاگیرات معہ اختیارات عدالتی کے عطا ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آپ دو ایک بار منصرم
مدار المہام رہ چکے ہین۔ اور اپنے فرایض منصبی کو نہایت عمدگی اور شایستگی سے انجام دیا ہے۔
عموماً یہ مسلم ہے کہ مہاراجہ بہادر کو اپنے مالک و آقا کی خیرخواہی و اطاعت گزاری۔ مخلصانہ محبت
اور وفاداری مین امتیاز و اختصاص حاصل ہے۔ جس سے آپ مختلف المذاہب و صفات کے
وفادار و خیرخواہ رعایائے دکن مین ہر دلعزیز ہین۔ اگرچہ آپ نسل و قوم کے اعتبار سے خاندانی ہندو ہین
لیکن مثل مسلمانون کے صاف و پاکیزہ کیرکٹر رکھتے ہین۔ اور اسلامی حمیت و غیرت سے بھی شرفیاب
ہین۔ انکو تعصب سے بھی سخت نفرت ہی۔ اور وسیع المشربی سے الفت ہی۔ او نہایت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے ساتھ
آپکو خادمانہ تعلق اور وفادارانہ سچی محبت ہے۔ اور آیندہ بھی امید ہے کہ آپ اپنی اس عمدہ طرز
روش اور ملک و مالک کی خیرخواہی اور وفاداری کو اسی مستعدی و جفاکشی کیساتھ انجام دینگے۔
اور ہرحال مین اپنے آقائے ولی نعمت کی فرمان برداری اور خوشنودی کے جویان رہین گے
اور ملک و ملت کے فلاح و بہبودی کے لیئے کوشش بلیغ فرمائینگے۔ جس سے یقین کامل ہی
کہ مہاراجہ بہادر اپنے فرائض منصبی کی ادائی میں بمقابلہ اپنے گذشتہ اور سابق پیشرو اور جانشینونکے
ضرور کامیاب نکلین گے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو مجلس مالگزاری کے برخاست اور صوبہ دارونکے تقرر وغیرہ کے نسبت
حسب ذیل فرمان خسروی مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ نافذ ہوا۔
مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب"۔ صوبہ دارون کے علاوہ مجلس مالگزاری کو بحال رکھنے یا نہ رکھنے کے
مسئلہ پر میری توجہ ایک عرصہ سے مائل رہی۔ اور مین نے بہت سے تجربہ کار عہدہ دارونکی
آراؤ ملاحظہ کیئے۔ اور ارکان کیبنٹ کونسل کے اور آپکے معروضات (جو میرے استفسار و نکے
جوابات مین گزرانے گئے تھے) پر کامل غور کرکے مین نے یہ رائے قایم کی ہے۔ کہ مجلس

مالگزاری برخاست کرکے حسب سابق صوبہ داریان بھی بحال رکھنے کا حسب ذیل انتظام کیاجائے۔

(۱) ایک معین المہام مال متعاقب مقرر کئے جاوینگے۔ بالفعل تاحکم ثانی آپ خود اپنے موجودہ کام کیساتھ معین المہام کا کام بھی کرتے رہینگے۔ (۲) مسٹر ڈنلاپ حسب سابق انسپکٹر جنرل مال رہینگے۔ اور آپکے ماتحت تمام سررشتہ جات مال کی عام نگرانی کرتے رہنے کے علاوہ خاص طور سے صیغہ بندوبست کا انتظام اور سالار جنگ اسٹیٹ کا انتظام اونکے سپرد رہیگا۔

(۳) صوبہ داران حسب ذیل مقرر کئے جاوین۔

(۱) شبیر نواز جنگ بہادر مستقل صوبہ دار اورنگ آباد۔ بماہوار موجودہ (۲) مقتدر جنگ بہادر مستقل صوبہ دار بیدر بماہوار موجودہ (۳) رائے مرلیدھر صاحب مستقل صوبہ دار ورنگل بماہوار موجودہ۔ (۴) مولوی عبدالقادر صاحب منصرم صوبہ دار گلبرگہ شریف بماہوار منصرمی (جواب پاتے ہین) صوبہ دار بیدر کا مستقر آئندہ بلدہ حیدرآباد ہونا چاہئے سابق مین جو مستقر تھا وہی رہنا چاہئیے۔ تاکہ صوبہ بیدر کی رعایا کو مالی مقدمات کیواسطے حیدرآباد آنیکی تکلیف حتے الامکان نہونے پائے۔

(۴) تمام صوبہ دارونکو وہی مالی اقتدارات دیئے جائین۔ جو اونکو مجلس مالگزاری کے تقرر کے قبل حاصل تھے صوبہ دارونکی تنخواہ آئندہ پندرہ سو روپیہ الصالی سے زیادہ نہونی چاہئیے۔ مگر مذکور صوبہ دارون مین سے جنکو اس پندرہ سو روپیہ سے زیادہ ماہوار ملتی ہے۔ وہ حسب حال بحال رہے۔ کسی صوبہ دار کو کوئی الوانس صوبہ داری کے الونس دینے کی ضرورت نہین ہے۔

(۵) مولوی سید غلام رسول صاحب۔ بالفعل تاحکم ثانی استحاناً منصرم معتمد مال مقرر کئے جاوین۔ مستقل معتمد مال کی خدمت کی ماہوار پندرہ سو روپیہ الصالی ہوگی۔ اوسکے حساب سے اونکو منصرمی کی ماہوار حسب قاعدہ دیجائیگی۔

(۶) احکام متذکرۂ بالا کے مدنظر علاجات وغیرہ مین جو تخفیف ہوتی ہے۔ اوسکے متعلق عہدہ داران مذکور سے رائے لیکر آپکی رائے کیساتھ ایک مکمل تختہ پیش کرکے منظوری لیجائے؟

افسوس ہے کہ اس اثنا مین امیر عبدالرحمن خان والی کابل کے انتقال کی کیفیت معلوم ہوئی۔ سرکار عالی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو ایک یوم کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسہ کو عطا فرمائی۔ اور ۵ رجب ۱۳۱۹ھ کو اعلیحضرت نے براہ خسروانہ کپتان نواب عثمان یار جنگ بہادر کو علاقہ باڈیگارڈ مین اعزازی کپتانی کا عہدہ اور شاہ مرزا بیگ اسسٹنٹ لفٹننٹ کو علاقہ باڈیگارڈ مین اعزازی لفٹننٹی کا عہدہ اور محمد گیسو دراز صاحب رسالدار کو اعزازی لفٹننٹ کو رسالہ گولکنڈہ کے اعزازی کپتان کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ۱۸ رجب ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی مصدرہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مولوی سید علی صاحب بلگرامی معتمدی تعمیرات عامہ کی خدمت سے وظیفہ پر ہٹائے گئے اور خدمت معتمدی پر مولوی کاظم علی صاحب صدر مہتمم صفائی بلدہ مقرر ہوئے۔ اور اسی ماہ مین آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ کی مدت ملازمت مین (جبکہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۱ء کو اونکی عمر ۵۵ سال کی ہوگی) دو سال کی توسیع سکرٹری آف اسٹیٹ ہند نے بسفارش گورنر جنرل بہادر منظور فرمائی۔ ۹ نومبر ۱۹۰۱ء م ۲۰ رجب ۱۳۱۹ھ کو جب ملک معظم قیصر ہند نے ساٹھ سال بخیر و خوبی ختم کرکے اکسٹھوین سال مین قدم رکھا تو اعلیحضرت نے اس تہنیت و مسرت مین تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو ایک روز کی تعطیل عطا فرمائی۔ اور اسی تاریخ شب مین صاحب عالیشان بہادر نے کوٹھی مین بتقریب سالگرہ قیصری ایک عظیم الشان جلسۂ ڈنر مقرر کیا جسمین تقریباً ۶۰ معزز و ممتاز مہمان مدعو تھے۔ اعلیحضرت ظل سبحانی بھی اس دعوت مین معہ ولیعہد بہادر و اسٹاف و معزز امرا و عہدہ دار رونق افروز ہوئے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوتے وقت صاحب عالیشان بہادر نے پہلے ملک معظم کا جام صحت مسرت بار الفاظ مین تجویز کیا۔ اوسکے بعد مندرجۂ ذیل تقریر کہہ کر اعلیحضرت ظل سبحانی کا جام صحت تجویز کیا۔

٭ یورپین مہمانونکے علاوہ اعلیحضرت کے اسٹاف و امرا وغیرہ جو اس جلسہ مین شریک تھے اونکے نام یہ ہین۔ مہاراجہ مدار المہام بہادر نواب فخر الملک بہادر۔ نواب شمس الملک بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب بیگر افسر الدولہ بہادر۔ نواب ناظم الدولہ بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ مسٹر فریدون جی جمشید جی سعد اسرا سے۔ ج ڈنلاپ وغیرہ وغیرہ ۱۲ مولف۔

تقریر آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ بہادر

جنرل و وڈیہاؤس - لیڈیز اینڈ جنٹلمین "مین اپنے معززاور ممتاز مہمان ہزہائنس حضور نظام کا جام صحت نوش کرنیکے لیے آپ صاحبون کی خدمت مین آپکو اپنے ساتھ شریک کرنیکی درخواست پیش کرتے وقت چند وہ باتین بیان کرنیکی اجازت چاہتا ہون جو غالباً سامعین کے لیے خالی از دلچسپی نہونگے - اور آپ مجھکو معاف کرینگے - اگر مین پہلے اپنے ہی نسبت ذکر کرون -

گورنر جنرل باجلاس کونسل کی سفارش اور سکریٹری آف اسٹیٹ ہند کی منظوری سے اُس تاریخ سے میری مدت ملازمت مین توسیع فرمائی گئی ہے کہ جس تاریخ کو مین ۵۵ سال کی عمر کو پہنچونگا - اور اسطرح پر دو سال تک مجھکو حیدرآباد مین بحیثیت رزیڈنٹ اور رہنا ہوگا - گورنمنٹ سے میری نسبت جو اعتماد ظاہر کیا گیا ہے - اوسکے لیے مین اظہار فخر اور شکرگزاری سے باز نہین رہسکتا - اور میرا یہ فخر اور میری یہ شکرگزاری اوسوقت اور بھی بڑہجاتی ہے - جبکہ مجھکو اسبات کا اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ میرے وہ گذشتہ خدمات جو مین نے ہندوستان مین انجام دئے ہین اون کو اس بڑی ریاست کی ترقی اور خوشحالی سے جسپر حضور نظام حکمران ہین - امیاز اور وقعت حاصل ہوگی - اور ان خوشگوار آیندہ تاریخ کی حاصل ہونیکے لیے میری نظر اون کوششون پر نہین ہے کہ جو مین کرسکونگا - بلکہ میری نظر اوس استقلال پر ہے کہ جس سے کام لیکر اعلیحضرت حضور نظام بذات خود ریاست کے انتظامی امور انجام دینگے اور نیز میری نظر ہے تمام پارٹیون کی اُس خیر خواہانہ اور وفادارانہ متفقہ کوشش پر جو اونکی طرف ریاست کے انتظامی امور مین عمل مین آئیگی - گذشتہ (۲۰) مہینے کے عرصہ مین مجھکو حضور نظام کی قابلیت حکمرانی کا اندازہ کرنیکے بہت سے موقع ملے ہین - اور مجھکو حضور نظام کا اعتبار اور بھروسہ حاصل کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہے - مین امید کرتا ہون کہ حضور نظام مجھکو یہ کہنے کی اجازت دینگے - کہ مجھکو اونکی دوستی حاصل کرنیکا بھی فخر حاصل ہوا ہے - میرے خیال مین اس بڑی کام کو کامیابی کیساتھ انجام کو پہونچانا

حضور نظام کی طاقت اور قابلیت کی حد امکان مین ہے - مین حضور نظام کو اسبات کا یقین دلاسکتا
ہون کہ تمام کارروائیان جو حیدرآباد کے نظم ونسق کی ترقی اور اصلاح کی غرض سے اختیار کی
گئی ہین اون سب کو حضور والیسرائے ہند پسند فرماتے ہین - اور وہ اون سب سے ہمدردی
رکھتے ہین - اور مین حضور نظام کو اونکی اوس دانشمندی اور فہم وفراست پر مبارکباد دیتا ہون
کہ جس نے اونکو گورنمنٹ ہند سے اوسکے ایک عہدہ دار کے خدمات اپنے ان معتمدی فنانس کے
لیئے مستعار طلب کرنے پر آمادہ کیا - اور ہز اکسلنسی والیسرائے ہند نے اس امر کی پوری توقع رکھکر
کہ حکومت حیدرآباد نے بغرض اصلاح اور ملک کے ذرائع آمدنی کو ترقی دینے کی نظر سے
اصلاح مصارف کا عزم بالجزم کرلیا ہے - حضور نظام کی درخواست کو جب سے کہ جب منظور
فرمایا - اور اونہون نے اس خدمت کے لیئے مسٹر کیاسن واکر سویلین کا انتخاب کیا - اور ہم کو
یقین ہے کہ جس شخص کو ہز اکسلنسی حضور والیسرائے ہند نے نامزد فرمایا ہے وہ ایسا شخص ہے
کہ اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص ہندوستان مین نہین مل سکتا تھا - مسٹر واکر کو پورے اور
مناسب اقتدارات عطا کیئے جاینگے - اور وہ حضور نظام کے مدارالمہام کے تحت مین رہینگے
اور اونکی ماتحتی مین رہکر وہ کام انجام دینگے کہ جنکا ذکر مین اوپر کرچکا ہون یعنے اسٹیٹ کی فنانشل حالت کو
قابل اطمینان بنانا - اصلاحین کرنا - اور آمدنی کے ذرایع ترقی کی تدبیرین سوچنا جو کام مسٹر واکر کے
سامنے ہے وہ کوئی خفیف اور آسان کام نہین ہے - اگر اونکو حضور نظام کا اعتبار - مدارالمہام
اور دیگر عہدہ داران ریاست کی دلی امداد اونکو حاصل ہوگی تو حضور والیسرائے کی امید رائیگان
نہین جائیگی - یہ حیدرآباد اوسکے حکمران اور اوسکی رعایا کی آیندہ سرسبزی اور بہبودی کا پراسپکٹ ہے
جو مجھکو اون فرایض کی انجام دہی کے لیئے خوشی خوشی جرائت دلاتا ہے - جو آیندہ دو سال کے
عرصہ مین مجھکو انجام دینے پڑینگے - مین اسٹیٹ کے فنانس کو مضبوط ومستحکم اور یقینی بنیاد پر مبنی

دیکھنا چاہتا ہون - مین حیدرآباد کے ذرائع آمدنی - اوسکے معاون آبپاشی کی اسکیم - ریلوے - تجارتی
کارخانون مین ترقی - اور اوسکے ذریعہ سے ریاست کے خزانہ اور نیز رعایائے دکن کے اون
تمام لوگونکو فائدۂ کثیر حاصل ہوتے دیکھنے کا مشتاق ہون کہ جو صنعت و حرفت مین حصّہ لیتے ہین
یا اوس سے کچھ تعلق رکھتے ہین - مین فی الحقیقت اپنے لیئے یہ امید نہین کرسکتا ہون کہ مین اپنی خدمت کے
بقیہ زمانہ مین اوس جدید زمانہ کی تکمیل دیکھ سکونگا کہ حیدرآباد کے لیئے جسکے آغاز ہونیکی مجھکو قابل وثوق
امید ہے - لیکن اوس زمانہ کے نتائج یہی منتج ہونیوالے ہین تو مین اپنی خدمت سے علیحدہ ہوتے
وقت سمجھونگا کہ ریاست کی "استحکام اور ترقی" کی مستحکم بنیاد پڑگئی ہے - اور میری ہمدردانہ امداد مین
صرف اپنا فرض سمجھکر نہین بلکہ دلی مسرت کے طور پر جس سے حضور نظام واقف ہین ہر وقت حضور
نظام کو دینے کے لیئے تیار رہتا ہون رائیگان اور بیکار نہین گئی -

جنرل دوڈیاؤس - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - مین آپسے درخواست کرتا ہون کہ آپ حیدرآباد کی فلاح وبہبود -
حضور نظام کی صحت اور خوشی ومسرت کا جام نوش فرمائین "

چنانچہ جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھ قبول کیا گیا - اسکے بعد اعلیحضرت ظل سبحانی نے تقریر بالا کا جواب
حسب ذیل ارشاد فرمایا جسپر سامعین نے بار بار نہایت گرمجوشی کیساتھ چیرز دیئے -

جواب اعلیحضرت ظل سبحانی

کرنل بار - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - مین آپ صاحبونکی اوس مہربانی کا تہ دل سے مشکور ہون کہ جس مہربانی سے
میرا جام اس خوشی کے موقع پر تجویز اور قبول کیا گیا - اور کرنل بار مین آپکی اوس ہمدردانہ امید کا بہت
مشکور ہوا کہ جسکا اظہار آپنے میری ریاست کے پراسپکٹس کے متعلق کیا ہے - مجھکو یہ کہنے کی ضرورت نہین ہے
کہ میرے اوپر میری رعایا کے بہت بڑے فرائض عاید ہین - اور مین اون فرائض کی انجام دہی مین

حتے المقدور ہمیشہ کوشان رہتا ہون۔ اگر میری سعی مشکور ہوئی تو مین اوسکی تعریف مین اپنے تمام مشیرون
سمیت حصّہ لونگا۔ مین اسموقعپر پبلک طور پر کرنل بار کی اوس امداد کا اعتراف کرتا ہون کہ جو وہ اپنی
مہربانی سے مجھکو ہمیشہ ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کے قائم مقام کی حیثیت سے سرکاری طور پر اور
میرے وفادار دوست اور خیرخواہ ریاست ہونیکے لحاظ سے خانگی طور پر دیتے رہتے ہین۔ کرنل
بار تو یہی کہتے ہین کہ اوہون نے میری دوستی اور میرا اعتبار حاصل کیا ہے۔ اور مین اوسمین اتنا اور
ایزاد کرتا ہون کہ اُنہون نے اسیطرح میری شکرگزاری اور میری قدر و محبت بھی حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ مین اپنے دربار مین اور دو سال تک اونکے رزیڈنٹ رہنے کی خبر کو سنکر کچھ کم خوش اور مسرور نہین ہوا
مین ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کا ممنون ہون کہ اونہون نے ہندوستان کے بہترین افسرون مین سے
ایک افسر کی خدمات مجھکو میرے مستعار طلب کرنیکے ساتھ ہی اپنی مہربانی سے عنایت کین۔ مجھکو
یقین ہے کہ کرنل بار کے رزیڈنٹ اور مسٹر واکر کے معتمد فائنس ہونیکی صورت مین مجھکو اور میرے
مدار المہام کو اون امیدونکے بہت جلد پورا کرنیکا موقع ملیگا جو کرنل بار نے اپنی مہربانی سے میری
ریاست کی آئندہ فلاح و بہبود کے متعلق ظاہر کی ہین۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ مین نہایت خوشی کیساتھ آپ صاحبون سے اپنے معزز میزبان اور مسز بار کی صحت اور
مسرت کا جام نوش کرنیکی درخواست کرتا ہون۔

الحاصل جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھ نوش کیا گیا۔ اس کے بعد کرنل بار نے موزون اور مناسب
الفاظ مین اس جام صحت کی تجویز کا شکریہ اپنے اور مسز بار کیجانب سے ادا کیا۔ اور جلسہ کے اختتام پر
جملہ مہمان رخصت ہوگئے۔ اور اسی تقریب سالگرہ قیصریکے موقع پر گورنمنٹ آف انڈیا نے ڈاکٹر
گلکسٹ اور مسٹر ڈنلاپ کو سی۔ آئی۔ ای کے معزز خطاب سے ممتاز کیا۔

۳۰ رجب ۱۳۱۹ھ کو والی ریاست جاورہ حیدرآباد تشریف لائے۔ صاحب عالیشان بہادر نے

اسٹیشن پر آپکا استقبال کیا۔ دوسرے روز اعلیحضرت ظل سبحانی نے چو محلہ مبارک مین نواب صاحب جاورہ سے ملاقات فرمائی۔ پھر دو تین روز کے بعد نواب صاحب حیدرآباد سے رخصت ہوگئے اس اثنا مین حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۸ شعبان ۱۳۱۹ھ بمصلحت انتظامی انسپکٹر جنرل مال کا عہدہ برخاست کر دیا گیا۔ کیونکہ اونکے وجود سے صوبہ دارونکے ذمہ داریون مین فرق آتا تھا۔ اور معتمدی مال کا عہدہ فضول ہو جاتا تھا۔ اور فرایض انسپکٹر جنرل مال کے تعین مین بہت سی عملی دقتین پیش آتی تھین۔ چونکہ صیغہ مالگزاری مین کام کی کثرت کیوجہ سے ایک معتمد کافی نہ تھا۔ اسلئے مسٹر ڈنلاپ بمابوار دو الونس موجودہ معتمد مال مقرر کیئے گیئے۔ اور مولوی غلام رسول صاحب شریک معتمد مال قرار پائے۔ اور سررشتہ بندوبست و اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر کا تعلق بھی حسب سابق معتمدی مال سے رکھا گیا۔ اور صیغہ کورٹ آف وارڈز جو اب تک معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ مین شامل تھا وہ اوس سے علیحدہ کر کے (حسب فرمان خسروی) معتمدی مالگزاری مین ضم کر دیا گیا۔

تقرر مسٹر جی کیاسن واکر سی۔ ایس برعہدۂ معتمدی فنانس

قبل ازین مسٹر واکر کے معتمدی فنانس پر مقرر ہونیکی کیفیت رزیڈنٹ بہادر کی تقریر مورخہ ۲۶ رجب ۱۳۱۹ھ سے ظاہر ہو چکی ہے۔ چنانچہ ۲۷ شعبان ۱۳۱۹ھ کو مسٹر واکر نے (جو اسی ہفتہ مین حیدرآباد آچکے تھے) نواب عماد جنگ بہادر سے معتمد فنانس سے معتمدی فنانس کا جائزہ (حسب فرمان خسروی) حاصل کیا۔ چونکہ مسٹر موصوف کے خدمات خاص اعلیحضرت کی خواہش پر گورنمنٹ آف انڈیا نے براہ مہربانی مستعار دی تھی۔ اسلئے اونکے اقتدارات و تقرر کے قواعد بلحاظ مصلحت ملکی بہت کچھ وسعت کیساتھ حسب ذیل قرار پائے۔

قواعد متعلقۂ تقرر معتمد فنانس منظورۂ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

(۱) گورنمنٹ آف انڈیا نے فنانس سکرٹری کی خدمت کے لیئے تین سال کی مدت کے واسطے جس عہدہ دار کا انتخاب کیا ہے۔ اوسکو سرکار عالی قبول کرتی ہے۔ (۲) گورنمنٹ آف انڈیا نے عہدہ دار منتخب کے لیئے جو تنخواہ مقرر کی ہے اوسکو سرکار عالی دینے پر رضامند ہے۔ معہ اوس رقم کے جو عہدہ دار مذکور کی رخصت و وظیفہ کے الونس کی بابتہ ادا کرنیکی ضرورت ہو۔ (۳) فنانس سکرٹری کے لیئے ایک مناسب اور فرنیچر سے آراستہ مکان بغیر کرایہ کے مہیا کیا جائیگا۔ اور اونکے استعمال کے لیئے ایک گاڑی اور اسپ کی جوڑی رکھی جائیگی۔ (۴) سول سروس رگیولیشن کے بموجب معمولی شرح سے وہ سفر کا بھتہ لیا کرین گے۔ (۵) فنانشل سکرٹری بحیثیت سرکاری صرف مدار المہام اعلیحضرت کے ماتحت رہینگے۔ اور کسی عہدہ دار کو اونپر کوئی اختیار نہوگا۔ (۶) بماتحتی حکومت مدار المہام اعلیحضرت فنانشل سکرٹری کو ریاست کے فنانس پر کامل اور کافی ضبط حاصل رہیگا۔ اور انہین اختیار دیا جائیگا کہ حسابات کی تنقیح کرین۔ اور ریاست کے موجودہ فنانشل حالت سے بخوبی واقف ہوجائین۔ اور اونکو اختیار دیا جائیگا کہ موازنونکو ترتیب دین۔ اور ریاست کے ہر سررشتہ کے لیئے اونمین بمنظوری مدار المہام اعلیحضرت مقرر کرین۔ اور جملہ عہدہ دارونسے حساب طلب کیا کرین۔ (۷) ریاست کی ہر ایک سررشتہ کے لیئے جنمین مصارف ہوا کرتے ہین فنانشل سکرٹری ہی قواعد منضبط کرین گے جنکی تعمیل سررشتہ مذکور کو کرنی ہوگی۔ جب ان قواعد کو مدار المہام پسند اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالینگے تو فوراً اونکا نفاذ ہوگا۔ اور اونکی بالکلیہ پابندی کیجائیگی۔ (۸) فنانشل سکرٹری ریاست کی فنانشل حالت کو تفحص کیساتھ جانچکر بعد تجاویز بھی پیش کرینگے۔ اور صلاحین بھی دینگے جو اونہین تخفیف مصارف و ترقی محاصل کے لیئے ضروری معلوم ہون۔ اور اصلاحات جاری کرینگے۔ جب یہہ تجاویز اور صلاحین مدار المہام کے پسند ہون اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالین تو بطور قواعد وضوابط مرتب ہوکر ہر سررشتے موازنون مین تعمیل ہوگی۔ (۹) مدار المہام اعلیحضرت بندگانعالی ریاست کے جملہ سررشتون اور

عہدہ دارونکو حکم دینگے کہ فنانشل سکرٹری جو قواعد وضوابط بمنظوری مدار المہام جاری کرین اونپر عمل کرین۔ اور ریاست کے مداخل اور مخارج کے جملہ ابواب کے متعلق اونہین مکمل اور صحیح کیفیت دیا کرین۔ (۱۰) ریاست کے ذرایع آمد کے انکشاف و توسیع کے لیئے جو معاملات ہون مثلاً حقوق معدنیات کا عطا کرنا۔ ریلوے کی تعمیر۔ کارخانجات کا قیام۔ روئی کی گرینو نکا بنانا وغیرہ۔ اور موجودہ کمپنیوں اور تاجرونسے جنکو ریاست سے عہد و پیمان ہے۔ جو کچھہ کاروبار ہون و آیندہ اس قسم کے جو معاملات پیش آئین ان تمام مین فنانشل سکرٹری سے مشورت کیجائیگی۔ اور اونکے خیالات و آرا قلمبند کئے جائینگے۔ اور بغیر علم فنانشل سکرٹری کے اور جبتک وہ سرکاری طور سے اپنی رائے اور اصلاح کو ہر ایک اسی قسم کے معاملہ یا معاہدہ کی نسبت تحریراً ظاہر نکرین اوسوقت تک کسی معاہدہ کا آغاز نہوگا نہ تکمیل اور نہ کوئی تبدل ہوسکیگا۔ (۱۱) فنانشل سکرٹری کا مرتبہ سرکار عالی کے عہدہ دارونسے بڑھکر اور معین المہامون یا کیبنٹ کونسل کے اراکین کے بعد ہوگا۔ اور اونکی یہ حیثیت و مرتبت بحکم مدار المہام اعلیحضرت بندگانعالی محفوظ و قایم رہیگی۔ (۱۲) قواعد ہذا کے کسی بات کا اثر قانونچہ اور اوسکے قواعد پر نہوگا۔

اسی زمانہ مین دفتر ملکی۔ دفتر پرویویٹ سکرٹری مین ضم کردیا گیا۔ اور چونکہ اکثر شکایتاً اس قسم کی پیش آتی تھین کہ امرا و اعزا کی سواریکیساتھہ جو سوار اعزازی طور پر رہتے ہین۔ جب وہ شارع عام پر گذرتے ہین تو جنکی گاڑیان بالمقابل گذرتی ہین اونکے ساتھہ بہت سختی اور بدتہذیبی سے پیش آتے ہین۔ خواہ وہ دوسرے اعزا یا جاگیردار یا صاحبان انگریز یا مستورات پردہ نشین کی گاڑیان اور لیڈیان جو بلا سوار رہتے ہین تنگ گلی کوچے ہین نہین بلکہ عام راستون پر جو اپنا تزک و احتشام جتلانیکی غرض سے ایسا نامہذب طریقہ استعمال کرتے ہین جسکو ہمارے رحمدل اور غریب پرور حضور پرنور نے ناپسند اور خلاف آئین و نصفت تصور فرماکر اوسکے لئے بذریعہ فرمان مورخہ ۲ شوال ۱۳۱۹ھ مناسب ہدایات نافذ فرمایا جس سے اوس شکایت کا سدباب ہوگیا۔

۱۷ شوال ۱۳۱۹ھ کو یونی فارم ڈریس کے متعلق (جو سرکاری و رسمی تقاریب مین استعمال کئی جاتی ہین) اطلاع و ہدایت کے لیئے حسب ذیل قواعد اجرا ہوے۔

رسمی و سرکاری تقاریب مین لباس کے قواعد

(۱) تقاریب ذیل مین مدعو امرا و عہدہ داران و اعزا جو یونی فارم پہننے کے مجاز ہین اونپر لازم ہوگا کہ ہر تقریب کیواسطے جس قسم کے لباس یونی فارم کی صراحت کی گئی ہے وہی لباس یونی فارم پہنین۔ (۱) بنکویٹ یا ڈنر جو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند یا بتقریب سالگرہ اعلیحضرت حضور پر نور یا بتقریب دعوت نواب والیسرائے بہادر۔ ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو۔ **فلڈریس باناتی**۔ (۲) متذکرہ بالا تقاریب کے سوا دوسری تمام تقاریب ڈنر جو ڈیوڑہی مبارک یا رزیڈنسی مین ہون **مس یونی فارم**۔ اگر کسی ایسی تقریب مین بھی فلڈریس پہننے کے لیئے منجانب اعلیحضرت حضور پر نور یا رزیڈنٹ صاحب۔ ایما بطور خاص نہوا ہو۔ (جو فوجی عہدہ دار نہین ہین وہ مس ڈریس کے موقع مین اپنا انڈریس پہننگی) (۳) دعوت برکفسٹ۔ جو ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو جسمین اعلیحضرت حضور پر نور شریک ہون تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے **ریویو یونیفارم سفید** امرا و اشاف اعلیحضرت اور رزیڈنسی اشاف کے لیئے **انڈریس یونیفارم** (۴) لنگر مبارک کی تقریب مین تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے **ریویو یونیفارم** (سفید یا باناتی حسب موسم و عادت) اور امرا و اشاف اعلیحضرت کے اور اشاف رزیڈنسی کے لیئے **انڈریس یونیفارم** (۵) بیاریڈ۔ ریویو وغیرہ جو ہز مجسٹی قیصر ہند کی افواج کا یا اعلیحضرت کی افواج کا ہو۔ تمام فوجی عہدہ دارون کے لیئے وہی یونیفارم ہوگا۔ جسکے لیئے کمانڈنگ افسر حکم دیا ہو۔ (۶) رسمی ملاقاتین۔ (اسٹیٹ وزٹس) جو اعلیحضرت سے ڈیوڑہی مبارک مین ہون یا جنکے واسطے رزیڈنسی مین تشریف فرما ہون۔ **فلڈریس**۔

(۲) عہدہ داروں و رعایائے سرکار عالی مین سوائے اشخاص ذیل کے کوئی مجاز نہوگا کہ کسی قسم کا لباس یونیفارم حسب نمونہ جات منظورۂ اعلیحضرت کبھی پہنے۔

(۱) مرشدزادگان و امرائے دربار اعلیحضرت جنکو اعلیحضرت یونیفارم پہننے کی اجازت عطا فرمائیں اسی قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہنینگے جسکا نمونہ اعلیحضرت نے منظور فرمایا ہو۔ (مذکورہ اجازت اور نیز نمونۂ یونیفارم کی منظوری بذریعۂ افسر الدولہ بہادر ایڈیکانگ اعلیحضرت حاصل کیجاسکتی ہے) (۲) مدار المہام معین المہامان و ارکان کیبنٹ کونسل اسٹاف اعلیحضرت۔ اسٹاف مدار المہام۔ معتمدین سرکار عالی۔ صوبہ داران و ارکان عدالت العالیہ اس قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہنینگے۔ جنکے نمونہ جات حسب مراتب بمنظوری اعلیحضرت مقرر ہونگے۔ (۳) عہدہ داران افواج اعلیحضرت کے فلڈریس یونیفارم کی وضع مین کوئی تغیر و تبدل بلا منظوری اعلیحضرت نہوگا۔ مگر مذکور فوجی عہدہ داران اپنے اپنے فوجی عادت اور کمانڈر کے حکم کے مطابق مس ڈریس اور انڈریس یونیفارم حسب موقع پہن سکتے ہین (۴) عہدہ داران کوتوالی و دیگر صیغہ جات جنپر حسب عادت مستمرہ یونیفارم یا وردی پہننا لازم ہے۔ وہ اپنے اپنے بالادست کے حکم کے مطابق یونیفارم یا وردی پہناکرینگے (۴) جن صاحبوں کو حسب قواعد بالا کسی قسم کا یونیفارم پہننے کا حق نہین ہے وہ تمام مواقع متذکرہ صدر پر حکیم ہین۔

(الف) اگر انگریزی وضع کا لباس پہنین تو بوننگ ڈریس سوٹ پہنینگے۔ (ب) اگر مغلائی وضع کا لباس پہنین تو عمدہ سیاہ بانات کی شیروانی (سفید کف و کالر والی قمیص پر) معہ ٹکہ و گلوبس پہنینگے

۲۴ شوال ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی و فاتر کا غذ مہور و دار الضرب کا تعلق معتمدی عدالت سے علیحدہ کر کے معتمدی فنانس کے متعلق کیا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواب سر وقار الامرا بہادر نے ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو (اپنے علاقہ کے ایک تعلقہ مین جبکہ وہ دورہ و سیر و شکار مین مصروف تھے)

وفعتاً مرض فالج سے انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپکی نعش بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد لاکر دفن کیگئی۔ چونکہ آپ اس ریاستکو رکن اعظم اور متانت۔ مروت۔ تواضع۔ حلم اور رحم مین بنظیر تھے اسلئے سرکار عالی نے نہایت افسوس کیساتھ اظہار رنج وغم کے لئے تمام دفاتر واقع بلدہ واضلاع کو دو یوم کی تعطیل عطا فرمائی۔

۲۲ ۔ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو کرنل بار رزیڈنٹ بہادر کی دختر نیک اختر ایولن کانسٹنس بار کی شادی کپتان ایچ۔ والکن متعلقہ چوتھی حصار سے بمقام بلارم کلیسائے ہولی ٹرنٹیس مین ہوئی۔ چنانچہ اس شادی مین اعلیحضرت اقدس واعلی معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر ونیز دیگر مصاحبین رونق افروز ہوئے اور عروس کو ایک نہایت عمدہ بیش قیمت تصویر کا فریم۔ (جسمین اعلیحضرت کی تصویر نصب تھی) تحفہ دیا۔

گلِ نہم

رونق افروزی لارڈ کرزن وایسرائے بہادر بتقریر اعلیحضرت اقدس واعلی ہزایکسلنسی لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند۔ تقرر مسٹر کیاسن واکر بر خدمت معین المہامی فنانس۔ دائمی مفارقت نواب اعلاقہ سرکار نظام مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی۔ رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی۔ فہرست عطیہ خطابات عید الضحی بابت ۱۳۲۰ھ۔ طغیانی رود موسی۔ سفر بمبئی اعلیحضرت اقدس واعلی۔ جلسہ دعوت رزیڈنسی بتقریب کرنل بار رزیڈنٹ بہادر۔ اعلیحضرت اقدس واعلی۔ جلسہ ضیافت قصر فلک نما بتقریب اعلیحضرت اقدس واعلی۔ کرنل بار رزیڈنٹ بہادر افتتاح

وکٹوریہ میموریل فنڈ تقریر کرنل بار سزیڈنٹ بہادر و اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ سکہ چارمیناری (جدید) کی تسکیک و ترویج

رونق افروزی لارڈ کرزن وایسرائے بہادر

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر ۵ اپریل ۱۹۰۲ء م ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ روز شنبہ کو صبح کے ساڑھے نو بجے بذریعۂ اسپیشل ٹرین رونق افروز حیدرآباد ہوئے اعلیحضرت معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر و اسٹاف و امرائے عظام و عہدہ داران اعلیٰ اسٹیشن پر استقبال کیلئے موجود تھے چنانچہ مہمان و میزبان کی نہایت تپاک کیساتھ ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد وایسرائے بہادر معہ اپنے اسٹاف کے کوٹھی مین تشریف فرما ہوئے۔ اور اسی تاریخ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے رزیڈنسی جاکر وایسرائے بہادر سے ملاقات فرمائی۔ پھر اسی روز مغرب کے ساڑھے پانچ بجے وایسرائے بہادر نے چومحلہ آکر اعلیحضرت کی بازدید کا رسم ادا کیا۔ شب کو ۸ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا جسمین اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ معہ امرا و عہدہ دار رونق افروز ہوئے۔ اور پونے دس بجے دربار لیوی منعقد ہوا۔ دوسرے روز بوجہ یکشنبہ (اتوار) کوئی رسوم ادا نہین ہوئی۔ البتہ شام مین بمقام رزیڈنسی ڈنر ہوا۔ تیسرے روز صبح کے آٹھ بجے لیڈی کرزن صاحبہ نے شفاخانۂ افضل گنج کا زنانی حصہ ملاحظہ فرمایا۔ اور شام پانچ بجے سے سات بجے تک وایسرائے بہادر اور لیڈی صاحبہ نے معہ اپنے اسٹاف کے ایوان فلک نما و تالاب میر عالم کی سیر فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے چومحلۂ مبارک مین اسٹیٹ ڈنر ہوا جسمین لارڈ کرزن بہادر معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف کے تشریف لائے جملہ مہمانون کی تعداد (۱۸۲) تھی۔ تمام شہر مین کوٹھی تک دورویہ روشنی کیگئی تھی۔ الحاصل اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے اس دعوت کے موقعپر وایسرائے بہادر و لیڈی صاحبہ کا جام صحت تجویز فرماتے وقت حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

یور اکسلنسیز لیڈیز اینڈ جنٹلمین یہ بہت بڑی خوشی کیساتھ مین یور اکسلنسیز کو اپنے ملک اور اپنی دار السلطنت مین خیر مقدم کہتا ہون - جب سے کہ مین کلکتہ گیا تھا مین اس خوشی کا خواہان تھا - وہان میری مہمانی اس گرمجوشی اور مہربانی سے ہوئی تھی جو فراموش نہین ہوسکتی - میرے دل مین قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مین بھی یور اکسلنسیز کی مہمانداری کرکے یور اکسلنسیز سے از سر نو تعارف پیدا کرون - میری موجودہ خوشی مین اسوجہ سے کچھ بھی کمی نہین آئی ہے - کہ وہ جلد نہین پوری ہوسکی -

لیڈیز اینڈ جنٹلمین - جام صحت جسکی مین تحریک کیا چاہتا ہون اوسکی سفارش آپسے کرنیکے لیئے کوئی زیادہ الفاظ کی ضرورت نہین - ہز لارڈشپ کی عام ذکاوت وسیع ہمدردی پختہ مدبری کے نسبت مجھے کچھ کہنا نہین ہے - انکے ایسے عمدہ آئین اطوار کو تمام دنیا جانتی ہے - اور سراہتی ہے - مین اس موقعپر ہز اکسلنسی کا شکریہ ادا کرتا ہون - کہ وہ میری ریاست کی اور میری بہبودی مین ہمیشہ اپنی بڑی دلچسپی ظاہر کرتے رہے - ہز لارڈشپ براہ راست و نیز میرے دوست کرنل بار کے ذریعہ وقتاً فوقتاً جو نہایت مہربانہ مشورہ و کمک مجھے دیتے رہے - اوسکا مجھے صدق دل سے اعتراف کرنا چاہیئے - مین یقین کرتا ہون کہ تمام ہندوستان ہز اکسلنسی لیڈی کرزن کا شکر گذار ہے - جنکی مصروفیت عام بھلائی و خیراتی کامون مین وہ بالکل اوس مصروفیت کے مساوی ہے - جو ہز لارڈشپ کو امور ملکی اور عمدہ انتظام مین ہے - مجھے ہر لیڈیشپ کا شکریہ خاص طور سے ادا کرنا چاہیئے کیونکہ اونہون نے اسقدر مہربانی سے موسم گرمی کا خیال نکرکے میرے ممالک مین چند دن بسر کرنیکے لیئے آنیکی تکلیف گوارا کی - مین صدق دل سے [illegible] کرتا ہون کہ یور اکسلنسیز میرے [illegible] قیام کرنیکے چند مسرت بخش خیالات اپنے ساتھ لیجائینگے -

لیڈیز اینڈ جنٹلمین - اب بڑی خوشی کیساتھ مین اپنے معزز مہمان لارڈ کرزن کا جام صحت نوش کرنیکی تحریک کرتا ہون - اور اوسکے ساتھ ہی لیڈی کرزن کا نام بھی شریک کرتا ہون -

اسپیچ ہزاکسلنسی لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند

یور ہائنس - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مختلف مواقع پر جنمین سے میرے خیال مین غالباً یہ پانچوان موقع ہے
ہز ہائنس سنے وایسرایان ہند کو اپنے پایہ تخت مین مدعو کیا ہے - اور نہایت خوش آیند اور مختصر و
معنی خیز الفاظ مین اپنے اون مہمانونکا جام صحت تجویز فرمایا ہے - وایسرائونکو ہز ہائنس کے برابر
اپنے جوابون کے اختصار مین ہمیشہ کامیابی نہین ہوئی ہے - اور آجکی رات غالباً مین بھی اونکا
ساتھ نہ دیسکونگا - ایسے موقع پر کہ جیسا یہ ہے اور ایسے مجمع کے سامنے اور ایسے میزبان کے
روبرو بہت سی چیزین ایسی ہوتی ہین - کہ جنکے کہنے کو ہر ایک کا جی چاہا کرتا ہے - تاہم مین اس
اس بڑے مجمع کی توجہ کو جسکو ہز ہائنس نے یہان لیڈی کرزن اور مجھسے ملنے کے لیئے مدعو
کیا ہے - اور جسنے بڑے تپاک سے اوس جام صحت کو قبول کیا جو کہ ہز ہائنس نے تجویز کیا تھا
زیادہ دیر تک مصروف نہین رکھونگا (چیرز) مین بیان کرچکا ہون کہ مین سلسلہ سے پانچوان وایسرائے
ہون - جو حیدر آباد آیا ہون - اور مجھکو ایک وہ امتیاز حاصل ہے کہ میرے پیشرؤن مین سے
کسیکو حاصل نہین ہوا تھا - یعنے یہ کہ یہان آنیسے قبل مین نے ہز ہائنس سے تعارف پیدا کرنے
اور اونکی دعوت کرنیکی عزت حاصل کی (چیرز) ہز ہائنس نے اپنی تقریر مین اوس ملاقات کا ذکر
نہایت مسرت خیز الفاظ مین فرمایا ہے کہ جو میرے مہمان کی حیثیت سے اونہون نے اب سے
کچھ اوپر دو سال کے پیشتر کلکتہ مین مجھسے لی تھی مین ہز ہائنس کو یقین دلاتا ہون کہ اوس موقع کی
ہماری ملاقات اور گفتگو کی دوستانہ یاد جسطرح اونکے دلمین ہے اوسی طرح میرے دلمین بھی ہے
(چیرز) مین نے اونکی اوس ملاقات کی نسبت صرف یہی نہین خیال کیا تھا کہ اوس سے مجھکو
اوس مسلسل تاریخی اور موروثی دوستی کی تصدیق کا موقع ملیگا کہ جو گورنمنٹ ہند اور ریاست حیدر آباد کے
درمیان قائم ہے - ایسی دوستی جو ہر ایک عملی فوائد پر اسیطرح مبنی ہے جیسا کہ زمانۂ قدیم مین اتحاد و

ایک مباحثہ اوٹھانے پر مبنی تھی (چیرز) بلکہ اوس ملاقات سے مجھکو یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ مین نے
ہزہائنس سے تعارف پیدا کیا۔ اور مین اونکے ذاتی دوستونمین شریک ہونیکی توقع کرسکا۔ (چیرز)
ہزہائنس نے اوسوقت سے اس وقت تک اس امید کو کامل طور پر پورا ہونے دیا ہے۔ مین سچ
کہتا ہون کہ مین نے ہزہائنس کو کبھی ایسا نہین پایا کہ وہ کسی معاملۂ زیر بحث پر اپنی عنایت مہربانی اور
صاف دلی سے غور کرنیکے لیئے مستعد نہ پائے گئے ہون۔ (چیرز) اور نیز وہ ہمیشہ اوس صلاح کے
منظور کرنے پر مستعد دیکھے گئے ہین۔ کہ جو اونکے اسٹیٹ اور اونکے انتظام کے فائدہ کے لیئے
اونکو دیگئی ہے۔ (چیرز) ہزہائنس سے تعلقات پیدا کرنیکے اثنا رمین دو چیزون نے مجھکو
اور بھی حیرت مین ڈالا مین امید کرتا ہون کہ اگر مین اونکا ذکر ہزہائنس کے روبرو کرون تو وہ مجھکو
معاف فرمائین گے۔ اول اونکی وہ دلی خواہش کو کہ جو کام اونکی ریاست اور اونکی رعایا کے فائدہ کا
ہو۔ (چیرز) بلا لحاظ اسکے کہ دلچسپی رکھنے والے یا تشکی لوگ جو چاہین سمجھین یا جو چاہین کہین کیا جائے۔
(چیرز) دوسرے اونکی وہ انتہا درجہ کی راست بازی و وفاداری کہ جس سے ہزہائنس اپنے قول و
قرار کو پورا کرتے ہین۔ (چیرز) اگر وہ کسی بات کا وعدہ کرتے ہین تو اوسکا بدرجۂ غایت خیال رکھتے ہین
(چیرز) ان تجربون سے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہزہائنس اپنے کیرکٹر (خصوصیات) اور اپنی
فہم و فراست کے باعث اپنے مین اپنی ریاست کی اعلیٰ خدمت کرنیکی طاقت رکھتے ہین۔ (چیرز)
جسقدر ہزہائنس ذاتی طور پر ریاست کے نظم و نسق سے تعلق رکھین گے۔ اوسیقدر ریاست اور
رعایا کے حق مین بہتر ہوگا۔ (چیرز) اور دوسری جگہ کیطرح حیدرآباد مین بھی اسکی ضرورت سمجھی جاتی ہے
کہ ایک حکمران حاکم سب کے اوپر رہے۔ ہزہائنس کو بڑا اقتدار اور بڑی عزت حاصل ہے۔ مین التجا
کرتا ہون کہ اپنی ذمہ داریونکی ادائی مین وہ انمین سے کسی ایک کو نظرانداز نہ کرین۔ یہ دونون چیزین
ایسی ہین کہ جو ان لکھو کھا لوگونکے لیئے بڑے بڑے فائدے پہنچا سکتی ہین۔ کہ جنپر ہزہائنس حکمرانی فرماتے

(چیرز) حیدرآباد کو گذشتہ سالون مین مالی دقتین بوجہ سختی قحط اور اون دوسرے مصائب کے باعث برداشت کرنے پڑے ہین کہ جو دوسری دیسی ریاستونپر بھی نازل ہوئی تہین۔ بہت سی جگہ تخفیف کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ قرضہ کی ادائی ہونی چاہیئے۔ مالگزاری کے موجودہ ذرائع محتاج کفایت شعاری ہین۔ اور نئے ذرائع آمدنی مین ترقی دینے کی حاجت ہے۔ ہز ہائنس نے مجھکو اپنے اس قصد کے متعلق یقین دلایا ہے۔ کہ جن لوگونکے سپرد یہ ذمہ داری کا کام کیا گیا ہے وہ اونکی پوری طور پر مدد فرماینگے۔ اور مین اون سب کے لیئے اونکی کوششونمین کامیاب ہونیکا خواہان ہون۔ (چیرز) مین نے نہایت خوشی کیساتھ اوس ترقی کو دیکھا کہ جو ہز ہائنس کے صاحبزادے کی تعلیم مین ہوئی ہے۔ ہم سب کو یقین ہے کہ نوجوان صاحبزادے اون اعلی سے اعلی امیدونکو پورا کرکے رہینگے کہ جو اونکے والد کی خواہشات نے اونکی نسبت پیدا کی ہونگی۔ اور ایک دور دراز زمانہ مین وہ اپنے کو ناقابل جانشین نہین ثابت کرینگے (چیرز) ہز ہائنس نے اپنی فرط عنایت سے اپنے جام صحت مین لیڈی کرزن کا نام بھی شریک کیا ہے۔ اور ہز ہائنس نے اپنی مہربانی سے موزون ومناسب الفاظ مین اوس رفاہ عام کے کام کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ جسمین لیڈی کرزن نہایت دلچسپی رکھتی ہین۔ یہ اون حقوق مین سے ایک حق ہے۔ کہ جو وایسرائے کی بیوی کے اوپر عاید ہوتے ہین۔ کہ وہ ڈفرن فنڈ اور ہندوستانی غریب اور مصیبت زدہ عورتونکے لیئے کچھ کرینکے متعلق اور دوسرے انتظامات سے بھی تعلق رکھتی ہین (چیرز) اور مجھکو معلوم ہے کہ لیڈی کرزن اس حق کی بڑی قدر کرتی ہین۔ اور یہ اس حق کو جس ایمانداری سے ادا کرتی ہین مین خیال کرتا ہون کہ اوس سے بھی دوسرے لوگ پورے طور پر یکسان واقف ہین۔ (چیرز) خاتمہ پر مجھکو یہ خیال کرنیسے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ جو دوستانہ تعلقات گورنمنٹ ہند اور ہز ہائنس کے درمیان قایم ہین۔ اکی نگہبانی موجودہ رزیڈنٹ کرنل بار کے لایق ہاتون مین ہے۔ (زور سے چیرز)

جب سے مین نے اونکو یہان دیکھا ہے۔ اونہون نے میرا اور ہز ہائنس کا اعتبار حاصل کرنے
کیلیے بہت کچھ کوشش کی ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم دونون مین سے کسی ایک کو بھی اس سے
بڑہکر کسی دوسرے لایق درمیانی واسطہ کی خواہش نہین ہوسکتی۔ (چیرز) اور اب اے
لیڈیز اور جنٹلمین مین آپسے اپنے معزز میزبان کا جام صحت نوش کرنیکی درخواست کرتاہون۔ اگرچہ
اونکو جانشین ہوکر ۳۳ اور مسند نشین ہوکر ۱۸ سال کا زمانہ گزرچکا ہے لیکن ہنوز وہ ایک نوجوان
آدمی ہین اور اونکے سامنے پبلک مین شہرت اور امتیاز حاصل کرنیکے بہت سے موقع ہین۔
(چیرز) میری دعا یہ ہے کہ اونکو برٹش گورنمنٹ سے جو دوستی اسوقت ہے اسمین کمی نہ آئے
اور وہ اپنی رعایا کے ممنون شمار ہونیکے لیے زندہ رہین۔ (چیرز) مین آپ سبکو ہز ہائنس کا
جام صحت پیش کرتا ہون" چنانچہ حاضرین نے نہایت گرمجوشی کیساتھ نوش کیا۔ اور تقریباً ۱۲ بجے
یہ جلسہ برخاست ہوا۔ چوتھے روز ۱۲ ذیحجہ ۱۳۱۹ھ کو صبح کے آٹھ بجے وایسرائے بہادر و
لیڈی کرزن نے قلعہ گولکنڈہ کا معاینہ کیا۔ اور ساڑہے گیارہ بجے اعلیحضرت نے رزیڈنسی مین
وایسرائے بہادر سے پرایویٹ ملاقات فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا۔ اور
ساڑہے دس بجے وایسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے اسپیشل ٹرین کے ذریعہ شکارگاہ
(زرسم پیٹہ) کو تشریف لیگئے۔ شکارگاہ مین حفاظت کا انتظام مسٹر ہنکن کے تفویض تھا اور نواب
افسرالدولہ بہادر بھی ہمراہ رکاب تھے۔ چنانچہ وایسرائے بہادر کا قیام شکارگاہ زرسم پیٹہ و ملکوٹہ مین
بارہ روز تک رہا۔ اور ۱۳ اپریل ۱۹۰۲ء م ۴ محرم ۱۳۲۰ھ کو حیدرآباد مراجعت فرما ہوئے
اور لیڈی کرزن صاحبہ تو گرمی کی وجہ سے تین روز قبل ۱۰ اپریل کو ہی حیدرآباد آگئی تھین۔ وایسرائے
بہادر نے قیام شکارگاہ کے زمانہ مین پانچ شیر ایک چیتل اور ایک بارہ سنگھے کا شکار فرمایا لیکن
افسوس ہے کہ اس شکار کے موقعہ پر ایک زخمی شیر نے قدیم شاہی شکاری فاضل بیگ کا کام

تمام کردیا۔ الحاصل دوسرے روز ۵ محرم کو والیسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے
لنگر مبارک کا ملاحظہ مہاراجہ مدارالمہام بہادر کے ایوان سے کیا جہاں اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ
معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر کے رونق افروز تھے۔ دو ڈھائی گھنٹہ تک لنگر کا سلسلہ جاری رہا۔
اسکے بعد جملہ معزز مہمان میزوں پر کھانے بیٹھے جنکی تعداد تقریباً (۲۵۰) تھی اور بعد فراغ
والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت ایوان وزارت سے رخصت ہوئے۔ اور دوسرے روز
شام کے ساڑھے پانچ بجے والیسرائے بہادر معہ لیڈی صاحبہ کے حیدرآباد سے پرائیویٹ طور پر
بذریعۂ اسپیشل ٹرین رخصت ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ والیسرائے بہادر کی مہمانداری اور آرایش و
آتشبازی وغیرہ کے لیئے ۲ لاکھ روپیہ کی منظوری دیگئی تھی۔

تقرر مسٹر کیاسن واکر بر خدمت معین المہامی فنانس

ابتک تو مسٹر واکر معتمدی فنانس پر مامور تھے جنکو تقریباً ۶ ماہ سے کچھ ہی دن زائد گذر سے
ہونگے۔ اس مختصر زمانہ کے ہی کارگزاری نے اونکو معین المہامی فنانس کے لایق بنادیا۔
لیکن اس جدید خدمت کے وضع کرنیکے لیئے قانونچہ مانع تھا۔ چنانچہ مدارالمہام بہادر کی
عرضداشت مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۲۰ھ کے بنا پر فرمان خسروی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۲۰ھ کی روسے قانونچہ مین
اسقدر ترمیم کی گئی کہ دفعہ ۹ مین الفاظ (سپرد رہینگے اور) کے بعد الفاظ (بجز اسکے جیسا کہ دفعہ
۱۰ مین بتایا گیا ہے) بڑہا دیئے گئے۔ اور دفعہ ۱۰ کے اخیر مین یہ فقرہ ایزاد کیا گیا کہ "لیکن
ہنگامی طور سے اوس مدت تک جسکو اعلیحضرت پسند فرمائین مدارالمہام کو ایک فنانشل عہدہ
دار سے مدد ملتی رہیگی جو اگرچہ کیبینٹ کونسل کے رکن نہونگے۔ لیکن معین المہام فنانس کہلائینگے
اور صیغۂ فنانس مین ایسے انتظامی اقتدارات استعمال کرینگے جو اونکو مدارالمہام بمنظوری اعلیحضرت

بہرحال ترمیمات مذکورہ کے مدنظر مسٹر جارج کیاسن واکر معین المہام فنانس مقرر کر دئے گئے۔ اور انکی اقتدارات کا ایک دستور العمل بھی مرتب ہو گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ شام کے ۸ بجے نواب سر خورشید جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ دوسرے روز جمعہ کو تجہیز و تکفین ہوئی۔ چونکہ نواب صاحب موصوف اس ریاست کے رکن اعظم تھے۔ ذیمروت صاحب حلم و تواضع اور قدیم امراء سے تھے۔ اس لیئے سرکار عالی نے اظہار رنج و غم کے لیئے تمام دفاتر بلدہ و اضلاع کو دو روز کی عام تعطیل عطا فرمائی۔

دوامی مفارقت برار از علاقہ سرکار نظام

یون تو ۱۸۵۳ء ۱۲۷۰ھ سے گورنمنٹ آف انڈیا کا برار پر (بطور رہن) قبضہ تھا۔ لیکن اس اثنا مین لارڈ کرزن وائسرائے بہادر کے حیدرآباد آنے سے قبل ہی آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ بہادر نے اعلیٰحضرت کی خدمت مین برار کے دوامی پٹہ کی نسبت یہ تجویز پیش کی تھی "کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ توڑ دیجائیگی۔ اور اسوقت جو ساڑھے سات ہزار فوج ہے۔ (جسکا خرچ ۳۹ لاکھ روپیہ ہے) وہ آئندہ ساڑھے چار ہزار رکھی جائیگی۔ اور ابتک سرکار نظام کو جو بالاوسط سالانہ نو لاکھ روپیہ ملتا رہا ہے آئندہ ۲۵ لاکھ کی رقم سالانہ مدامی طور پر خزانہ آصفیہ مین داخل کیجائیگی۔ اور اوسکے ساتھ یہ شرط بھی ضروری ہے کہ سرکار نظام کو اپنی بیقاعدہ فوج گھٹا کر تقریباً دس ہزار یا بارہ ہزار کر دینا ہوگا۔ اور پچھلے قحط مین گورنمنٹ آف انڈیا نے جو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ کی رقم برار مین خرچ کی ہے۔ اور دو کروڑ روپیہ کا قرضہ جو بیستہ سال ۱۳۰۲ھ مین قحط سالی کے موقعہ پر سرکار نظام کو دیگیا ہے۔ پس یہ دونون رقمین ابتداً اوس ۲۵ لاکھ سالانہ مدامی سے وضع کر لیئے جائینگے جسکی کامل ادائی تقریباً چودہ سال مین ہوگی۔ اسکے بعد وہ (۲۵ لاکھ روپیہ) برابر خزانۂ آصفیہ مین داخل ہوا کرینگے"۔ اسکا مختصر جواب اعلیٰحضرت نے یہ ارشاد

فرمایا تھا کہ میرے اجداد کرام برار سے قطعاً دست بردار ہو جاینگے۔ ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ اسلیے میں بھی آپکی اس تجویز کو پسند نہیں کر سکتا علاوہ برین جب کنٹجنٹ توڑ دیجاتی ہے تو پھر برار کیون رکھا جاتا ہے جو صرف اوسکی کفالت مین تھا۔ گو اس معقول ارشاد نے رزیڈنٹ بہادر کو اوسکے خلاف جواب دینے مین سخت متردد کردیا تھا۔ لیکن اونھون نے اسکا جواب یہ دیا۔ کہ اس مجوزہ کارروائی مین ریاست کو تین فائدے پہونچینگے۔ اول یہ کہ ریاست آصفیہ کی اس سے بڑھکر کیا عزت ہو سکتی ہے۔ کہ سرکار انگریزی جیسی جلیل القدر سرکار اوسکی موروثی آسامی ہو۔ دوم ریاست کو جو ابتک صرف ۹ ½ لاکھ روپیہ ملتے رہے ہیں۔ اب آیندہ اس تجویز سے ۲۵ لاکھ روپیہ ملینگے۔ سوم ممکن ہے کہ سرکار انگریزی کو دو کروڑ روپیہ کے قرضہ مین ساری رقم مجرا کرتے رہنے کے عوض صرف ۱۰ ½ لاکھ روپیہ سالانہ تا بیباقی وضع کرتی رہے۔ اور باقی ۱۶ ½ لاکھ سالانہ ابھی سے ریاست کو ملنا شروع ہو جائے۔ الغرض رزیڈنٹ بہادر میں یہ چھیڑ چھاڑ برار کی نسبت جاری ہی تھی کہ اتنے مین والیسرائے بہادر کی رونق افروزی حیدرآباد ہوئی۔ اور حین قیام حیدرآباد۔ والیسرائے بہادر نے اعلیحضرت اقدس و اعلی سے دو چار تخلیہ کی ملاقاتین بھی کین جس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس دامی پٹہ کا تصفیہ بھی فرمالیا ہوگا۔ لیکن طرفین کے سوال و جواب کی کیفیت مطلق کسی پر ظاہر نہین ہوئی۔ اور اب اوسکے ۶ ماہ بعد ۳ شعبان ۱۳۲۰ھ کو اضلاع امانی برار کی دایمی اجارہ کی کارروائی آخر مکمل ہو کر پبلک کی نظرون مین آگئی۔ چنانچہ ہم ذیل مین معزز ناظرین کی معلومات کیلیے صرف رزیڈنٹ بہادر کے دو چٹھیوں کے نقول معہ عہدنامہ کی نقل کے درج کرتے ہین۔ اور باقی کارروائی محض طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کردیجاتی ہے۔

(۱) منجانب آنریبل لفٹننٹ کرنل سر ڈیوڈ ڈبلیو۔ کے۔ بار۔ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ رزیڈنٹ حیدرآباد۔ بخدمت فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ نشان (۶۷) حرف (سی) مقام حیدرآباد۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۲ع۔ آپکی چٹھی نشان (۳۹۲۴) حروف آئی۔ بی) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ع موصول ہوئی۔ جسکے ساتھ

آپنے اوس باضابطہ عہدنامہ کی دو کاپیان میرے اور مدارالمہام کی تعمیل کے لیئے ارسال کی کی تعیین کہ جسمین برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ پر امالی اضلاع برار کے دایمی اجارہ آخری تصفیہ شدہ شرایط درج ہین - اب مین اوس عہدنامہ کی دونون کاپیان اپنی اور مدارالمہام حضور نظام کی تعمیل کے بعد آپکی خدمت مین واپس ارسال کرتا ہون - آج کے روز ہمنے اس عہدنامہ پر بمواجہہ اپنے فرسٹ اسسٹنٹ میجر بیگ اور مدارالمہام کے پرایوٹ سکرٹری مسٹر فریدونجی کے دستخط کیے - اور اسکے ساتھ اپنی چٹھی نشان (۱۴۵) حرف (سی) مورخہ ۱۱ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کی نقل بھی ارسال خدمت کرتا ہون - جو مین نے مدارالمہام کو بھیجی تھی - اور آپکی ہدایت کے مطابق جسکے ساتھ مین نے آپکی چٹھی نشان (۲۹۲۳) حروف (آئی - بی) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء مطبوعہ کی نقل حضور نظام کی اطلاع کی غرض سے راز کے طور پر روانہ کی تھی "

(۲) بجناب آنریبل لفٹننٹ کرنل سرڈی - ڈبلیو - کے بار - کے - سی - ایس - آئی - رزیڈنٹ حیدرآباد بخدمت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدارالمہام حضور نظام - نشان (۱۴۵) حرف - سی) مورخہ ۱۱ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء -

مین نے گورنمنٹ ہند کے غور کے لیئے آپکی چٹھی نشان (۱۴) حرف (سی) مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۲ء کی نقل بھیجنے کی عزت حاصل کی تھی جسمین حضور نظام کیجانب سے آپنے اون تجاویز کو باضابطہ منظور کیا تھا - جو میری چٹھی نشان (۱۴) حرف (پی) مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۲ء کے فقرۂ (۲) مین اضلاع امالی برار کے برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ معاوضہ مین دایمی اجارہ کے متعلق درج تھین - اور اب مین بطور راز کے حضور نظام کے اطلاع کی غرض سے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری کی چٹھی نشان (۲۹۲۳) حروف (آئی - بی) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کی نقل جو میرے نام آئی ہے - مع ملفوفہ جات یعنے اوس عہدنامہ کی نقل کہ جسکا ذکر چٹھی مذکور مین

کیاگیا ہے اور تحفتہً قرضہ بڑار متعلقہ قحط ارسال خدمت کرتا ہون - آپکو تکلیف دیجاتی ہے کہ یہ کاغذات

حضور نظام کے ملاحظہ مین پیش فرما دیجئے - اور اونکا حکم حاصل کرکے مجھکو اطلاع دیجئے کہ

کون تاریخ آپ میرے ساتھ اوس باضابطہ عہدنامہ کی تکمیل کر سکینگے کہ جسمین اوس تصفیہ کے

شرائط درج مین کہ جو آخری طور پر طے ہو چکا ہے ؎

(۳) یادداشت عہدنامہ مابین برٹش گورنمنٹ و گورنمنٹ نظام جسکی تکمیل ایک طرف تو لفٹننٹ

کرنل سر ڈیوڈ ولیم کیتھ بار - کے - سی - ایس - آئی - آئی - ایس - سی - نے کی جنکو اسکے لئے

وایسرائے و گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل نے اختیار دیا تھا - اور دوسری طرف ریاست حیدرآباد

کیجانب سے مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد بہادر مدارالمہام حضور نظام نے کی -

(۱) انجاکہ اون عہدنامجات کی رو سے جو ۲۱ مئی ۱۸۵۳ء و ۲۶ دسمبر ۱۸۶۰ء کو برٹش گورنمنٹ

و ریاست حیدرآباد کے درمیان ہوے تھے - اضلاع برار برٹش گورنمنٹ کو کنٹنجنٹ حیدرآباد

اخراجات کے لیئے بطور امانی دئے گئے تھے -

بدین شرط کہ اگر اضلاع امانی سے کچھ رقم فاضل رہے تو وہ حضور نظام کو ایصال کیجائے -

اور از انجاکہ برٹش گورنمنٹ اور حضور نظام اس انتظام مین اصلاح کے خواہان مین -

اور از انجاکہ بنظر کفایت شعاری یہ خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اضلاع امانی کا انتظام مثل

جداگانہ حکومت کے یا کنٹنجنٹ حیدرآباد کو مثل ایک جداگانہ فوج کے بدستور جاری رکھا جائے -

اور از انجاکہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور نظام کو اضلاع امانی سے بجائے غیر معین

اور کم و بیش آمدنی کے ایک معین رقم ایصال کیجائے - مندرجہ ذیل شرائط پر بذریعہ ہذا مابین

وایسرائے و گورنر جنرل کشور ہند باجلاس کونسل اور نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ

نظام حیدرآباد معاہدہ کیا جاتا ہے -

(اوّل) ہزہائنس دی نظام کو اضلاع امانی پر جنکی فرمانروائی کا اقرار ثانی کیا جاتا ہے۔ دایمی طور پر برٹش گورنمنٹ کو اون اضلاع کا اجارہ دیتے ہین۔ جسکے معاوضہ مین برٹش گورنمنٹ اونکو ہمیشہ کے لیئے ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ کی معینہ رقم دیتی رہیگی۔

(دوم) برٹش گورنمنٹ اضلاع امانی پر پورے عدالتی اختیارات اور کامل اقتدارات رکہنے کے ساتھ جو عہدنامجات سنہ ۱۸۵۳ء اور ۱۸۶۰ء کی روسے وہ رکہتی چلی آتی ہے۔ اون عہدناموں کے کسی چیز کے خلاف ہونیکی صورت مین بہی وہ اسبات کی مجاز ہوگی کہ اضلاع امانی کا حسب دلخواہ طریق سے انتظام کرے۔ اور نیز یہ کہ جو افواج اب حیدرآباد کنٹنجنٹ مین شریک ہین اونکو عہدنامہ سنہ ۱۸۵۳ء کے دفعہ (۳) کے عہد وپیمان کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی کی حفاظت کے لیئے اونمین سے گنجایش نکالکر وہ حسب مناسب پہر سے ترتیب دے۔ کم کرے جسطرح چاہے اور پہر حکومت کر اور جسطرح چاہے اونکی تقسیم کرے۔

تاریخ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۴ شعبان سنہ ۱۳۲۰ھ ۔ شرح دستخط ڈبلیو کے بار شرح دستخط کشن پرشاد منظورہ ومصدقہ گورنمنٹ ہند حسب الحکم شرح دستخط نوٹس۔ ڈبلیو۔ ڈین۔ قایم مقام فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ فورٹ ولیم۔ اس کے علاوہ ازروے عہدنامہ یہ قرار داد بھی ہوا تھا کہ فوج بیقاعدہ مین تخفیف ہو۔ اور بجائے ۱۹ ہزار کے ۱۲ ہزار کی جمعیت باقی رکہی جائے۔ جسکی نسبت اعلیحضرت نے بتدریج تخفیف کرنیکا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ بعد مین اکثر کمیٹیان ہوئین۔ اور ایک بسیط رپورٹ مرتب کی گئی۔ آخر بامشورہ رزیڈنٹ بہادر و بمنظوری اعلیحضرت تخفیف فوج بیقاعدہ کی نسبت متعدد افواج سے ۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ سے احکام ذیل نافذ ہوئے جس سے علاقہ نظم جمعیت مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا تھا۔ جو رفتہ رفتہ فرو ہوا۔

ف ا سر سالار جنگ مرحوم اول کے زمانہ مدار المہامی مین یعنے سنہ ۱۸۸۳ء (م سنہ ۱۳۰۰ھ) کے

تخفیف فوج بیقاعدہ کے احکام اور مسودہ برار کے الحاق کے واقعات سال سنہ ۱۳۲۰ کی بابت مین مگر بوجہ تعلق سال سنہ ۱۳۲۰ کے حالات مین لکھدئے گئے ۱۲ مولف

اقبال سے کے اجرا شدہ جسقدر امتیازیان و ملازمان متفرق ہین وہ سب بلحاظ انکے تعلق کے منصب مین منتقل کیئے جایئن۔

ف ۲ امتیازیان اور ملازمان متفرق جو سالارجنگ ثانی (عماد السلطنۃ) اور سر آسمانجاہ مرحوم و سر وقار الامرا مرحوم کے زمانہ مدار المہامی کے اجرا شدہ ہین۔ اور بیکار تنخواہ یاب ہین۔ اون سب کو حسب ذیل وظیفہ دیا جائے۔

(۱) ملازمان زمانہ مدار المہامی سر سالارجنگ ثانی کو ماہوار موجودہ کا نصف حصہ (۲) ملازمان زمانہ مدار المہامی سر آسمانجاہ مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ثلث حصہ (۳) ملازمان زمانہ مدار المہامی سر وقار الامرا مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ربع حصہ۔

منجملہ اشخاص بالا فوج مین صرف وہی اشخاص رکھے جایئن جو سرکاری خدمات انجام دے رہے ہین۔

ف ۳ فرقہ ہائے پیدل کے فرقہ عرب و لین وغیرہ مین جو ضعیف اور ناقابل ملازمت اشخاص موجود ہین بذریعہ ایک خاص کمیٹی کے انکا انتخاب کیا جائے۔ اونکی حیات تک اونکو اونکی نصف ماہوار کا وظیفہ دیا جائے۔

ف ۴ بعد کارروائی بالا جو نفری کہ فرقہ عرب و ب مین تخفیف شدنی نفری کے منجملہ باقی رہجائے وہ جمعیت نظام محبوب کے خالی شدہ جایداد پر وقتاً فوقتاً مامور کیئے جایئن۔ اور ان سب کی ماموری تک انکا تعلق نظم جمعیت سے ہی رہے گا اور یہ حسب دستور محکمہ نظم جمعیت مین رہکر تنخواہ پائینگے۔

ف ۵ پہر فرقہ کمسن اطفال کے ملازمت عیوض موقوف کیئے جایئن۔ اور اصل ملازمونکو تنخواہ کی صرف اوسیقدر حصہ جو پاتا ہے اٹھارہ سال تک اونکو ایصال ہونا چاہیئے۔ پس ایسے اطفال کا اسم وار نقشہ بقید تنخواہ یافت مرتب کرکے بہیجدیا جائے اگر وہ اوس عمر کے بعد قابل ملازمت ہونگے تو فرقہ ہائے متعلقہ مین کسی خالی شدہ جایداد پر اونکا تقرر کیا جائیگا۔

ف ۶ علاقہ نظم کے اکتالیس رواہل ناظم صاحب کوتوالی کے علاقہ مین منتقل کیئے جایئن۔

ف ۷ فرقہ لین مین بعد عطائے وظیفہ جو لوگ باقی رہجایئن وہ لوگ فوج باقاعدہ و کوتوالی بلدہ

واضلاع کے خالی شدہ جائداد پر مامور کیئے جائین اسبارے مین عہدہ داران علاقہ جات مذکور کو سرکاری
ہدایت کیجاتی ہے۔

ف ۸ ہر کارگان موجودہ کے منجملہ ایکسو نفری جو اسوقت دوسرے دفاتر پر موجود و متعین اور
کارگزار ہین وہ اونہین دفاتر پر منتقل اور اونکے نام فوج بیقاعدہ سے خارج کردئے جائینگے۔ اور بجائے بدلی
اور برچھی بردار و نقیب وغیرہ شعبۂ متفرقات مین منتقل کئے جائین۔

ف ۹ جو لوگ شکارگاہ خاص و شکارگاہ دیوانی مین متعین ہین وہ اونہین علاقہ جات مین منتقل کردئے
جائین تخفیف مذکورۂ بالا کی کارروائی جلد کیجائے۔ اور اوسکے متعلق تختہ جات بلاتعویق مرتب کرکے
دفتر ہذا پر بھیجدئے جائین۔ مذبورہ تخفیف و تنقیح بارہ ہزار فوج بیقاعدہ رہسے عمل مین لائی جائیگی
ہان یہ امر بھی بیان قابل اظہار ہیکہ جس معاہدہ کے ذریعہ پٹہ دوامی برار کا عملدرآمد ہوا ہے اوسمین گورنمنٹ
انگریزی نے صرف دو باتین اپنی خوشی سے قبول و تسلیم کی ہین پہلی شرط یہ ہے کہ سالگرہ مبارک اعلیحضرت
اقدس و اعلی کے موقعپر برار کے صدر مقام پر حضور نظام کا فلاک (جھنڈا) اوڑایا جایا کریگا چنانچہ ایک
خوبصورت و شاندار فلاک (باوتاپیان (حیدرآباد دکن) سے تیار کراکے روانہ کیا گیا۔ دوسری
شرط یہ ہے کہ ہر سال بتاریخ ۶ ربیع الثانی (جو سالگرہ مبارک کا روز ہے) اکیس ۲۱ توپونکی سلامی
دیجایا کریگی۔ ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو ہنگولی۔ جالنہ۔ مومن آباد۔ رانچور سکی کنٹونمنٹ چھاونیان اوٹھالیگئین اور اوسی تاریخ
تینون کی حدود کا کامل جو رسد کشن حضور نظام کو واپس دیا گیا اور دفتر برار بھی ناگپور کو منتقل کیا گیا۔ اور یکم ستمبر ۱۹۰۵ء
۳۰ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ کو صوبہ برار کا الحاق ممالک متوسط مین کردیا گیا۔ اور سابق مین برار کے
جو چھے اضلاع (امراوتی۔ اکولہ۔ بلڈانہ۔ ایوت محل۔ ایلچپور۔ باسم) تھے اونمین سے اول الذکر
چار اضلاع قائم رکھکر باقی دو اضلاع (ایلچپور۔ باسم) شکست کردئے گئے۔ اور ایلچپور امراوتی مین
ضم کردیا گیا۔ باسم کے تین تحصیلات مین باسم و منگرول کو ضلع اکولہ مین اور تحصیل پوسد کو ضلع ایوت محل کیا

شامل کر کے تحصیل مرزاپور کو امراؤتی سے نکالکر ضلع آکولہ مین اور کہام گاؤن وجل گاؤن ضلع آکولہ سے
خارج و بلڈانہ مین ملحق کیئے گئے جس سے اب امراؤتی اور آکولہ مین چھ چھ تحصیلات اور بلڈانہ وایوت
محل مین پانچ پانچ تحصیلات ہو گئے۔ بہرحال حسب سابق (۲۲) تحصیلات قایم وبحال رکھی گئے ہین۔
قبل ازین برار مین ایک کمشنر اور سات ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر مقرر تھے۔ اب عدالت سشن کے
اعتبار سے دو ڈویژن ایک امراؤتی دوسرا آکولہ یعنے ایک مشرقی دوسرا مغربی قرار دیئے گئے ہین
اور صیغۂ عدالت کو صیغہ مال سے بالکل جدا کر کے صیغۂ عدالت کا تعلق راست طور پر چیف کمشنر ممالک
متوسط سے قایم کیا گیا ہے۔ اور ایک سول وسشن جج کی جگہ اب دو مقرر کیئے گئے ہین۔ علاوہ
اسکے ان دونون عہدہ دارونکو دیوانی کام کی امداد کے لیئے دو ایڈیشنل جج دیئے گئے ہین
اور صاحب جوڈیشل کمشنر برار (جنکی حیثیت عدالت عالیہ کی تھی) کی عدالت ناگپور مین منتقل کردیگئی۔
جو آیندہ یہ عالیجناب صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر ناگپور کے اجلاس مین بحیثیت اڈیشنل جج برار کام کو انجام
دین گے۔

اب ہم آخر مین اسقدر ضرور کہین گے کہ یہ کارروائی منصفانہ نہین ہوئی۔ بلکہ اس کارروائی سے
گورنمنٹ انگلشیہ کے بے لوث دامن پر جو فیاضی اور دریادلی سے مملو ہے۔ ایک دہبہ لگادیا
کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی فیاضی اور دریادلی کی سیکڑون نظیرین اس قسم کی ملین گین۔ چنانچہ یورپ مین جزایر
آیونین بعد کئی سال کے قبضہ کے بعد یونان کو واپس دے گئے۔ اور ہندوستان مین ٹیپو سلطان کو
غارت کردینے بعد وہان کے کمسن راجہ کو جو بالکل کس مپرسی کی حالت مین پڑا ہوا تھا میسور کی ریاست
دیدیگئی۔ جو ابتک قایم وبحال چلی آرہی ہے۔ اور اگر وہ نہ دیجاتی تو بہی کوئی مدعی اوسکا نہین بنتا تھا۔ اسکے
علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ نے کابل کو ہزارون جانون کے اتلاف اور کڑوڑہا روپیہ کے اصراف سے
تین دفعہ فتح کیا۔ لیکن آخر مین وہان کے امیر کو واپس دیدیا۔ لیکن یہان برار کی صورت تو بالکل جدا گانہ

تھی کیونکہ ایک تو گورنمنٹ انگلشیہ کے پاس وہ بطور امانی تھا۔ دوسرا اجزاء کا مالک دسرکار نظام موجود اور متعدد بار ایک زمانہ دراز سے اوسکی واپسی کا مطالبہ جاری تھا تیسرا جو تنخواہ کنٹنجنٹ کے معاوضہ مین لیا گیا تھا۔ اوسکا وجود خود اسوقت بیکار و بغیر ضرورت تھا۔ چنانچہ اسوقت خود گورنمنٹ انگلشیہ نے کنٹنجنٹ کو بغیر ضرورت سمجھکر برخاست کر دیا۔ پس بلحاظ صورت ہاے بالا اگر برار سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو بلا کسی عہد و پیمان کے واپس دیدیا جاتا تو کوئی خلاف انصاف و منافی مصلحت نہ تھا مگر معلوم نہین کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اسمین کیا مصلحت پنہان تھی۔ (رموز مصلحت خویش خسروان دانند) اصل بات یہ ہیکہ زور شمشیر کے سامنے زور قلم کے کچھ پیش نہ گئی۔ اور زمانہ کو فقیہ عمارہ یمنی کے قول "شفرة السیف تغنی عن القلم" کا چشم دید ثبوت ملگیا۔

مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی

۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۰ھ کو خلوت مبارک مین اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرماکر مہاراجہ بہادر کو بالاستقلال مدار المہامی کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز فرمایا اور ۲۵ شعبان سنہ ۱۳۲۰ھ کو اسی مستقلی کی نسبت فرمان خسروی مرقومہ ۲۷ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ جریدۂ اعلامیہ مین شایع ہوا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

"ابتک جس خوبی و صداقت و لیاقت کیساتھ آپ نے عہدۂ جلیلہ مدار المہامی کے اہم فرایض کو ادا کرتے رہے اوس سے مجھے کامل اطمینان ہوگیا کہ آپ آیندہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرایض کو ادا کرتے رہکر میری خوشنودی مزاج کے اپنے کو ہمیشہ مورد بناتے رہینگے۔ لہذا اب مین آپکو میری ریاست کی عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کیساتھ امید کرتا ہون کہ آپ اسکا شکریہ صدق و وفاداری کیساتھ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے کامون مین مصروف رہکر ہمیشہ ادا کرتے رہینگے۔"

رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی

یون تو اعلیحضرت ظل سبحانی کو ملک معظم نے ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کی تاجپوشی مین بمقام لنڈن مدعو
فرمایا تھا۔ مگر آپکا لنڈن جیسے دور دراز مقام پر تشریف لیجانا کوئی آسان امر نہ تھا۔ کیونکہ رعایائے
حیدرآباد دکن کو آپکا اسقدر طول طویل سفر سخت شاق اور ناگوار گذرتا۔ جیسا کہ اسکے قبل کلکتہ کے سفر کے
متعلق تجربہ ہو چکا ہے۔ پس اسی لحاظ سے ظل سبحانی نے لنڈن کا جانا ملتوی فرما دیا تھا۔ اسکے
بعد جب لارڈ کرزن بہادر ویسرائے ۱۹۰۲ء مین حیدرآباد تشریف لائے تو دربار تاجپوشی دہلی (جو یکم جنوری
۱۹۰۳ء کو ہونیوالا تھا) کی دعوت (زبانی) مکرر سکرر بلحاظ اتحاد و نہایت تاکید کے ساتھ دی تھی [illegible]
تحریری طور پر رسمی مدعو فرمایا تھا۔ اسلیئے آپکا دہلی تشریف لیجانا نہایت ضروری تھا چنانچہ اعلیحضرت قبل از قبل
تاریخ جشن تاجپوشی سی آٹھ مہینے پیشتر صفر ۱۳۲۰ھ مین نواب افسر الدولہ بہادر اور مولوی میر لیاقت علی صاحب (نواب لیاقت جنگ بہادر)
اول تعلقدار رائچور کو دہلی روانہ کرکے اپنے خاص اقامت کیلیئے ایک خوشنما اور وسیع کوٹھی لڈلو کیسل نام (برعکس دوسری والیان ریاست کے
جو تمامونکی رہایش دربار دہلی کے موقعہ پر خیمو مین تھی) ۵۵ ہزار روپیہ کرایہ پر صرف دربار دہلی کی چند روزہ عرصہ کیلیئے تجویز فرما لیا تھا
اور اس معتدبہ رقم کرایہ کے علاوہ اور ۲۰ ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس کوٹھی کی تعمیر و مرمت حسب خواہش و ضرورت کرائیگئی تھی۔ الغرض
صرف مکان رہایش کیلیئے ۷۵ ہزار کی کثیر رقم خرچ ہوئی تھی۔ اور باقی آمد و رفت و آرایش و زینت و خورد و نوش کے اخراجات کی رقم اس سے
کہین حصہ زائد تھی۔ اور اعلیحضرت کے مصاحبین اور امرا کے قیام کیلیئے لڈلو کیسل کے اطراف و جوانب کی دوسری کوٹھیان بھی کرایہ سے
لیلی گئین تھین۔ اور ایوان شاہی (لڈلو کیسل) کا انتظام و اہتمام نواب افسر الدولہ بہادر سے متعلق تھا۔ بالحاصل ۲۰ رمضان المبارک
۱۳۲۰ھ کو حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ عام اطلاع و اجرائی کاروبار ریاست کیلیئے یہ اعلان کیا گیا کہ اعلیحضرت ۲۲
رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ کو بغرض شرکت دربار کارونیشن دہلی تاجپوشی نہضت فرمائے دہلی ہونگے۔ چونکہ مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی بھی
اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب ہین گے لہذا انکی غیر حاضری کے زمانہ مین نواب افتخار الملک بہادر نگران کار مدار المہام مقرر کیئے جاتے ہین۔ پس بابت
کل امورات ضروری و معمولی نواب ممدوح کے سامنے پیش کیئے جائینگے۔ اور معاملات اہم و دیگر مستقل مدار المہام کی واپسی تک ملتوی رہین
وغیرہ وغیرہ۔ اسکے بعد ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ م ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء روز شنبہ کو اعلیحضرت معہ موکب بہادر اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکے

جو ہمراہ رکاب حسب ذیل امراء و مصاحبین و عہدہ دار تھے - مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار مدار المہام سرکار عالی - نواب آصف یاور الملک بہادر - نواب خورشید الملک بہادر - نواب فخر الملک بہادر - نواب حسام الملک خانخاناں بہادر - نواب افسر الدولہ بہادر - نواب غالب الملک بہادر - راجہ اصغر ونت بہادر - راجہ راے رایان امانت ونت بہادر - راجہ سر بسیر راؤ دھانی (مہا بھوپال بہادر والی پیشتا) مسٹر ولیعہد بہادر - مسٹر کیاسن ڈاکٹر معز الدین صاحب - نواب عماد الملک بہادر - مسٹر فریدون جی جمشید جی - نواب لقمان الدولہ بہادر - نواب فصیح الملک بہادر داغ - نواب اقبال یار جنگ بہادر - نواب اسد یار الدولہ بہادر - نواب ناصر نواز الدولہ بہادر - نواب صادق جنگ بہادر - نواب افضل نواز جنگ بہادر - نواب عثمان یار جنگ بہادر - حکیم عبدالرزاق صاحب - مولوی احمد حسین صاحب چیف سکرٹری - مولوی میر ... نواب فیض جنگ بہادر - سردار پریم سنگھ صاحب - مسٹر بلی کرین آتالیق ولیعہد بہادر - مسٹر کریٹ آتالیق ولیعہد بہادر - نواب سیف نواز جنگ بہادر -

بہرحال اعلیحضرت مع الخیر و الظفر دہلی پہونچے - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دربار جشن تاجپوشی میں شریک* ہوئے - دربار ہال میں آپکی نشست (کرسی) تمام والیان ریاست سے اول نمبر پر تھی جب والیسرائے بہادر نے (دربار کے روز) اپنی تقریر ختم کی تو سب سے پہلے اعلیحضرت (معہ ولیعہد بہادر و مدار المہام سرکار عالی) اپنی جگہ سے اوٹھکر چبوترے کے پاس گئے - اور حضور والیسرائے ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ سے مصافحہ کرنے کے بعد حسب ذیل فقرات سے اظہار مبارکباد فرمایا -

اس قابل وقعت تقریب سعید کی شمولیت سے جسقدر بعید و نہایت خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے غالباً

* نواب امام جنگ خورشید الملک بہادر بوجہ ناسازی مزاج مجبوراً قبل از آغاز مراسم تاجپوشی دہلی سے حیدرآباد واپس ہوگئے ۱۲ مولف

* نواب فخر الملک بہادر بھی بوجہ علالت طبع دربار کا لطف نہ اوٹھا سکے اور مجبوراً دہلی سے مراجعت فرمائی حیدرآباد ہوئے ۱۲ مولف

* دراصل نواب سلطان نواز جنگ شمشیر الملک کو ہمراہ رکاب اعلیحضرت اقدس دہلی جانے کا حکم ہوا تھا چونکہ آپکو گورنمنٹ آف انڈیا نے بحیثیت سلطان شرکت دربار تاجپوشی کی دعوت دی تھی - اس لیے آپ اپنے بھتیجا نواب سیف نواز جنگ بہادر کو اپنے معاوضہ میں اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب بھیجا - اور خود بحیثیت سلطان شحر و مکلا شریک دربار ہوئے ۱۲ مولف

* دربار جشن تاجپوشی کے تفصیلی حالات کو ہم آئینہ ہندوستان کے حصہ عہد صلیبیہ میں درج کیا ہے - لہذا یہاں باختصار لکھا گیا ۱۲ مولف

خود بدولت اس سے ناواقف ہونگے۔ کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کیساتھ مین نے جس عملی طور پر آجتک
وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت دیا ہے۔ اور جسطرح سرکاری خدمات کی بجاآوری کو ہماری خاندان نے
اپنا باعث اعزاز سمجھا ہے وہ آپ سے کچھ پوشیدہ نہین۔ اور اب بھی اوسی خلوص اور ارادت کے اقتضا
میری خواہش ہے کہ براہ مہربانی آپ شہنشاہ عالیجاہ کی خدمت عالی مین میرے طرف سے عرض مبارکباد کیساتھ
یہ بھی یقین دلائین گے کہ مین اور میری اولاد ہمیشہ بدستور شہنشاہ عالیجاہ کی وفاداری مین ثابت قدم رہیگی۔"

اسی دربار کے موقعہ پر اعلیحضرت کو منجانب ملک معظم آرڈر آف دی باتھ۔ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈیویژن یعنی
جی۔ سی۔ بی کا معزز* خطاب دیا گیا۔ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار نظام کو انڈین امپائر۔ نائٹ کمانڈر
یعنے کے۔ سی۔ آئی۔ اِی۔ مسٹر فریدون جی جمشید جی پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی کو کمپانین یعنے
سی۔ آئی۔ اِی۔ کے خطابات عطا ہوئے۔

۳ر جنوری کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے لڈلو کیسل مین چیدہ چیدہ اور منتخب والیان ریاست و ولیعہدین
عہدہ داروں کو گارڈن پارٹی کی تقریب مین مدعو فرمایا۔ اسکے بعد ۹ر جنوری ۱۹۰۳ء تک جسقدر مراسم
جشن تاجپوشی کے ادا ہوئے اوسمین آپ برابر شریک رہے۔ جب ۱۰ر جنوری کو والیسرائے بہادر
اور ڈیوک آف کناٹ دہلی سے رخصت ہوگئے اور تمام والیان ریاست و معزز مہمانون کو رخصتی
اجازت دیدی تو ہمارے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ تقریباً چار ہفتے اور دہلی مین قیام پذیر رہے۔ اور
اکثر بزرگان دین کے مزارات کی زیارت فرمائی۔ پھر وہان سے اجمیر شریف بمبئی وغیرہ (جو نامی اور
قابل دید شہر ہیں) مین پانچ چھے ہفتے رونق افروز رہکر ۱۰ر ذیحجہ ۱۳۲۰ھ روز چہارشنبہ کو (۲ ماہ ۲۰ یوم کے
بعد) مع الخیر والظفر مسرت و شادمانی مراجعت فرمائے دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے۔ چنانچہ اس مراجعت
کی خوشی مین عام طور پر دو روز کی تعطیل تمام دفاتر کو دیگئی۔ اور ۱۱ر ذیحجہ روز پنجشنبہ کو شب مین مقام باغ

*۱۸۷۷ء م ۱۲۹۴ھ کے دربار قیصری مین اعلیحضرت کو تمغہ و نشان قیصری و خطاب فرزند خاص دولت انگلشیہ عطا ہوا تھا ۱۲ مولف

عامہ اعلیحضرت نے رعایائے دکن کا اڈریس قبول فرماکر عزت بخشی - اب ہم یہان پر بلحاظ طوالت رعایا کا اڈریس قلم انداز کرتے ہین اور اعلیحضرت اقدس و اعلی کا جواب حسب ذیل ہے -

میری عزیز رعایا وفادار و ستودہ مجھے اسوقت یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہین کہ تمہاری صدق عقیدت جو اس جلسہ و ایڈریس سے پائی جاتی ہے - اوسکی مین کسقدر قدر کرتا ہون - تم خود میری خوشنودی کا اندازہ اپنے دلوں کے جوش عقیدت سے کر سکتے ہو - کیونکہ خدائے تعالی کا شکر ہے کہ تمہاری اور میری ہمدلی اور ہمدردی نے ایک دوسرے کی راحت و رنج کا مقیاس و پیمانہ بنادیا ہے - آصف

یکدلی سے ہی تو یکرنگ تنگ شیر ہوتے ہین ایک ہوجاتے ہین دو دل بھی اگر ہوتے ہین

اگرچہ مین نے یہان سے دہلی کو روانہ ہونیکے قبل قصد مصمم کرلیا تھا کہ مین سفر یا سفر کے بعد کوئی پبلک ایڈریس نہ لونگا - مگر تمہارا عطیہ سفیر مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب نے اس ایڈریس کو لینے کے لیئے اسقدر پر اثر معروضہ کیا کہ اونکا افسون بخوبی کارگر ہوا - اور میرے دل مین تمہاری محبت کچھہ ایسی جوش مین آئی کہ مین نے اپنے قصد کو فقط اس پبلک ایڈریس کیواسطے فسخ کردیا - اور مین نے مدار المہام کو کہدیا کہ اگرچہ مجھے ایسا ایڈریس لینے کی کوئی ذاتی خواہش نہین - لیکن اگر اسی مین میری عزیز رعایا کی خوشی ہے تو مجھے اونکی خوشی کو اپنی ذاتی خواہش پر ترجیح دینے مین کوئی عذر نہین - آصف تم خوش رہو ہر حال مین مطلب تو یہی ہے نہ آزردہ ہو کوئی بھی مذہب تو یہی ہے - جو تم نے اپنے ایڈریس مین ایک طور سے ظاہر کیا ہے کہ میرا اپنے ملک سے باہر سیر و سیاحت کو جانا تمہین چندان پسند نہین ہے - واقعی یہ تمہاری محبت کا تقاضا ہے کہ تمکو اپنے محبوب کی مفارقت ناگوار ہوتی ہے - اور مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے بھی اپنی پیاری رعایا سے ایک عرصہ تک دور رہنا پسند نہین ہوگا - مگر تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ السفر وسیلۃ الظفر - اور علی الخصوص رؤسا کے لیئے (تفریح و تفنن کا باعث ہی کیون نہو) بہت مفید ہے کہ اسمین وہ گرم و سرد زمانہ سے واقف ہو کر متفرق قوم و ملت کے آئین و اطوار کے معاینہ سے بہت کچھہ تجربہ حاصل کرسکتے ہین - جو میری رائے مین حکمرانکو

نہایت ضرور ہے کہ احکام کا اثر عامۂ خلایق پر کیا ہوگا - اوسکا اندازہ حتی الامکان ٹھیک طور سے قبل از قبل کیا جا سکے - ان دنون پلیٹ ٹیلیگراف اور ریلوے نے ہندوستان مین چوطرف سفر کرنا اسقدر آسان کر دیا ہے اگر چند ماہ کے لیئے کوئی رئیس سیر کیواسطے اپنی ریاست سے دور رہے تو اوسکو اپنی رعایا کی حالت سے واقف رہنے اور دور سے اپنی ریاست کا کام چلاتے رہنے مین چندان دشواری نہین ہوتی بہرحال (جیساکہ تمنے بیان کیا ہے) حال کا سفر محض تفریح وسیر کے لیئے نہ تھا - اور نہ اومین مجھے کوئی ذاتی نمایش مقصود تھی - جیساکہ تم بخوبی سمجھتے ہو - اور جیساکہ مین نے اپنے آگے کی ایک اسپیچ مین کہا تھا کہ راستبازی وسپہ گری میرا آبائی پیشہ ہے - لہذا مجھے اس سفر مین بڑی خوشی یہ حاصل ہوئی کہ اعلیحضرت قیصر ہند دام کرمہ کے دربار تاجپوشی مین شریک ہو کر اپنے اباو اجداد کی عادت کے مطابق بالکل سیدھے سادے سپاہیانہ طور سے اپنی تاریخی دوستی ووفاداری کا اظہار عملاً وتقریراً کرنیکا موقع ملا - آصف ستی بزرگونکی جو اپنے نمایش مطبوع ٭ مین نے چھوڑا نہ اب وجد کا طریقہ زنہار ٭

خدائے تعالیٰ عز وشانہ کے فضل وکرم سے مجھے سفر مین ہر طرحکی خوشی اور صحت حاصل رہی - دہلی مین اگرچہ سردی یہانکی موسمی سردی سے زیادہ تھی مگر کسی طور سے گران تر نہین پائی گئی - جو برداشت نکرسکے کوئی شخص تحمل کھڑا ہو - اور مین اپنے سفر کو مبارک اسلیئے سمجھتا ہون کہ دہلی مین - میرے ہمعصر رؤسا اور اعلیٰ عہدہ داروں سے ملاقات ہوئی مگر اس سفر کی سب سے زیادہ خوشگوار یادگار یہ ہوئی (جسکی خوشی تم بھی مناتے ہو) کہ مجھے ہز مجسٹی کنگ امپرر نے اپنی ہند کی تاجپوشی کے روز جی - سی - بی - کا اعلیٰ تمغۂ امتیاز مرحمت فرمایا - جو کسی رئیس کو اتبتک نہین ملا - مین اسموقعپر علانیہ طور سے نواب والیسرائے بہادر کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونہون نے براہ مہربانی میرے لیئے اس تمغہ کی تجویز کی - اور اعلیحضرت قیصر ہند کا بھی بدل شکرگزار ہون کہ اونہون نے براہ کرمت میرے واسطے پسند فرمایا - اور یہ بھی میرے لیئے کچھ کم خوشی کی بات نہوئی کہ مدار المہام پیشکار صاحب جو اپنے اہم فرائض کی ادائی مین میری خوشنودی

خواہان و ساعی ہین۔ اونکو بھی میرے ساتھ تمغۂ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ملا۔ مین امید قوی رکھتا ہون کہ اس سے اور بھی زیادہ میری مرضی کے مطابق تمہاری ترقی و بہبودی کے کاروبار مین بدل مصروف ہونگے۔ آج بفضلہ تعالیٰ تم اور مین یکسان خوش ہین تمکو میرے سفر سے مع الخیر واپس آنے کی خوشی ہے۔ لہذا تمہاری اور میری دلی دعا خداے لایزال سے یہی ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہماری باہمی خوشی ہمیشہ بحال رکھے۔

آصف

اسے رعایائے وفادار دکن ہے یہ دعا ٭ شاد و آباد خدا رکھے تمہین لیل و نہار

ایڈریس یہ جو دیا تمنے خلوص دل سے ٭ جان نثاری کا کیا اپنے نہایت اظہار

جانتا ہون کہ وفادار وفاکیش ہو تم ٭ زر خالص کے لئے چاہئے کیا ہے معیار

کر دئے سب سر سے اللہ نے مجھپر آسان ٭ اس سفر مین نہ کوئی مرحلہ آیا دشوار

مجھکو اللہ تعالے نے بصحت رکھا ٭ اس سے بڑھکر نہین آفاق مین نعمت زنہار

عزت افزا جو ہوئے خسرو ہند و انگلینڈ ٭ اس عنایت کا تہ دل سے مین ہون شکرگزار

لارڈ کرزن نے کیا جلسہ نہایت اچھا ٭ واقعی دید کے قابل تھا یہ انکا دربار

جن رئیسون سے ملاقات ہوئی دلی مین ٭ ہین وہ پاکیزہ روش صاحب اعزاز وقار

سیر کو اوسکے بہت مین نے مقدم جانا ٭ نظر آئے کئی نامی جو مجھے شہر و دیار

غور سے خوب عمارات جدیدہ دیکھین ٭ اور شاہان گذشتہ کے بھی دیکھے آثار

بے سفر کے نہین ہوتا کبھی حاصل ہرگز ٭ کہ ہر انسان کو ہے تجربہ بیشک درکار

نیکنامی جو چکھہ نہ دیکھے تو بڑہے کیونکر عقل ٭ آدمی کا ہے فقط عقل ہی پر دار و مدار

اپنے ایکاد جو تھے مجھکو پسند آئے بہت ٭ اچھے انسان جو تھے آکے ملے سب اکبار

اس سفر مین بھی بہت مجھکو تمہارا تھا خیال ٭ ایک ساعت بھی کسی دن نہ رہا مین بیکار

کیوں نہ آباد رہے ملک و رعیت جو رہے	نیک خو نیک چلن نیک روش نیک اطوار
ملک و مالک کی جو تم چاہو صلاح اور فلاح	پرورش سے نہیں آصف کو ذرا بھی انکار

فہرست عطیۂ خطابات عید الضحیٰ بابتہ سنہ ۱۳۲۲ھ

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ۱۱ ذیحجہ ۱۳۲۲ھ کو دربار عید الضحیٰ کی تقریب میں صرف منتخب پانچ امرا کو خطابات و مناصب سے سرفراز فرمایا

نشان سلسلہ	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولہ	ملکی	سلطنتی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	راجہ راجایان کشن پرشاد	.	.	.	.	یمین السلطنت	از اصل و اضافہ نہ ہزاری منصب
.	مہاراجہ بہادر مدار المہام	.	.	.	.	.	و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
	سرکار عالے	.	.	.	.	.	
۲	نواب افسر الدولہ بہادر	.	.	.	افسر الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۳	نواب ناظم الدولہ بہادر	.	.	.	ناظم الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۴	نواب عثمان یار جنگ بہادر	.	.	عثمان یار الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب و دو
.	بہادر	.	.	.	.	.	ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	نواب ممتاز یار جنگ بہادر	.	.	ممتاز یار الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب
.	.	.	.	.	.	.	دو ہزار سوار و علم و نقارہ

چونکہ صرفخاص کے حساب وکتاب کی ابتری اور خرابی روزافزون ترقی پر تھی (چنانچہ قبل ازین حسب الحکم اعلیحضرت صرف خاص کے حسابات کی جانچ پڑتال مسٹر کروالی کنٹرولر جنرل کے سپرد ہونیوالی تھی۔ لیکن پھر کیا وجہ پیش آئی کہ یہ کارروائی ہونے نہ پائی۔ اور مسٹر کروالی بھی چلتے ہوے) اس لئے ۳ ماہ صفر ۱۳۲۲ھ کو اعلیحضرت نے نواب عزیز الدولہ بہادر سے ناظم خارجی کی خدمت لیکر نواب داور الملک بہادر کو اوسی خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی ضمن مین نواب سید الدولہ بہادر خلف نواب آصف نواز الملک مرحوم (جو منصرم معتمد صرفخاص تھے) بھی خدمت معتمدی صرفخاص سے موقوف ہوئے۔ اور نواب مشہور الملک بہادر معتمدی پر مامور ہوئے۔ بہرحال اسی تاریخ اور ماہ مین دو چار خدمات صرفخاص کا تغیر و تبدل حسب فرمان خسروی (عمل مین آیا۔

قبل ازین سال ۱۳۱۹ھ مین لباس یونیفارم پہننے کے نسبت حسب منظوری اعلیحضرت اقدس و اعلی (جو قواعد نافذ ہوئے تھے۔ اوسمین صرف تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے یہ بات تبلائی گئی تھی۔ کہ کس کسوقت یونیفارم سفید پہننگے۔ اب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کو بمنظوری اعلیحضرت مرتسنہ اورگان و امرار و اعزاو جاگیرداران وجمعداران وملازمان سول کے لئے بھی حسب ذیل صراحت کی گئی ہے۔

(۱) سفید یونیفارم فقط موسم گرما یعنے فبروری۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ اور دو مہینے برسات کے یعنے جون و جولائی مین پہنا جاوے۔ باقی چھ مہینے بانات لباس یونیفارم استعمال کرین (۲) سفید یونیفارم سے غرض سفید ڈرل کے کپڑے کا فراک کوٹ موافق نمونہ باناتی انڈریس کوٹ کے اور اسی کپڑے کا پتلون زیر ہے۔ باقی سب اسباب یونیفارم کا مثل تلوار۔ بگلوس۔ کمربند۔ گرگابی۔ ہیٹ وغیرہ جو باناتی یونیفارم مین کام مین لایا جاتا ہے۔ وہی سفید کے ساتھ استعمال کیا جاوے (۳) اگر کسی خاص تقریب مین فلڈریس پہننے کی ضرورت سمجھی جائیگی تو حسب الحکم اس امر کی اطلاع دیجائیگی (۴) سفید یونیفارم فراک کوٹ مین سنہری گلٹ کی گھنڈیان موافق مقررہ نمونہ کے کام مین لاوین۔

یکم جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو چو محلہ مبارک مین انگریزی دربار ہوا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے ملک معظم جانب سے خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی کے لیئے دربار دہلی کے متعلق ایک طلائی تمغہ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی و بعض دیگر امرا کے واسطے پانچ نقرئی تمغے ملاحظہ اقدس مین پیش کیا۔ چنانچہ اون نقرئی تمغون مین سے اعلیحضرت نے ایک شاہزادہ ولیعہد بہادر۔ دوسرا مدار المہام سرکار عالی۔ تیسرا آصف یاور الملک بہادر۔ چوتھا نواب خانخانان بہادر۔ پانچوان مہاراج آصف نواز ونت بہادر کو مرحمت فرمایا۔

۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو اضلاع ممالک محروسہ کے لیئے مہتممان لوکلفنڈ کا تقرر عمل مین آیا اور ۱۵ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو مدرسۂ جنگلات کا افتتاح ہوا۔ اور حضرت بسم اللہ بیگم صاحبہ صاحبزادی نواب صمصام الملک مرحوم و محل نواب غلام محمد غوث خان بہادر نجم الہند پرنس آف ارکاٹ کو جو بتقریب دربار تاجپوشی دہلی ہزایکسلنسی نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب بیگم کا خطاب عطا فرمایا تھا وہ اسی ماہ مین اطلاع عام کے لیئے شایع کیا گیا۔ دفتر دیوانی کا جایزہ جو قبل ازین راجہ رائے رایان بہادر کو دیدیا گیا تھا وہ پھر حسب الحکم اعلیحضرت اقدس و اعلی واپس لے لیا گیا۔ اور مولوی حبیب الحق صاحب مہتمم دفتر دیوانی کے سپرد ہوا۔ اور رسوم سرویسپانڈیہ گری و سیرمایت بھی حق سرکار کرلی گئین۔

غرہ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو (حسب منظوری اعلیحضرت) اون امرا کی ایک فہرست حسب ذیل شایع ہوئی جو تمام دفاتر سرکار عالی کو اونکے معتمدین کے نام سے مراسلت کرنی چاہیے۔ گو اسکے قبل بھی ۱۴ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو ان امرا کے نام درج ہوئے تھے۔ لیکن اب اون نامون مین تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ لہذا مکرر درج کی گئی۔

(۱) نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ (۲) نواب سر وقار الامرا بہادر۔ (۳) نواب سر آسمان جاہ بہادر۔ (۴) مہاراجہ سر کشن پرشاد یمین السلطنت بہادر۔ (۵) نواب سالار جنگ بہادر۔ (۶) نواب افتخار الملک بہادر (۷) نواب فخر الملک بہادر۔ (۸) نواب خانخانان بہادر۔ (۹) نواب مشیر الملک بہادر۔ (۱۰) نواب سید عبد العلی خان خلف

نواب شمشیر جنگ بہادر مرحوم - (۱۱) راجہ راؤ مہاجیونت بہادر -

نوٹ عابد النسا بیگم صاحبہ - راجہ بلجیوو راؤ بہادر - راجہ نانک پرشاد بہادر - احمد اللہ صاحب قادری - نواب منتظم جنگ بہادر - وقار النسا بیگم صاحبہ مرحومہ محمد عبد الغفور صاحب - نواب کلب علیخان صاحب - نواب محسن علیخان صاحب - دادی بیگم صاحبہ -

۷ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو محلہ گولی گوڑہ کا نام محبوب پورہ سے موسوم کیا گیا - اور کشنری انعام کا دفتر دبوجہ شکست کشنری انعام معتمدی مالگذاری مین منتقل ہوا -

۲۴ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو حسب فرمان خسروی مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ یہ حکم نافذ ہوا کہ جو عہدہ داران کوتوالی اپنے خدمات وفرایض کو لیاقت و دیانت کے ساتھ بجا لائین گے اونکو بطور صلہ کے تین درجہ کے تمغے - طلائی - نقرئی - مسی - بلحاظ خدمات خود بدولت اقدس و اعلیٰ اپنے دست مبارک سے عطا فرمائین گے -

طغیانی رود موسیٰ

۱۴ - رجب ۱۳۲۶ھ کو نصف شب کے وقت رود موسیٰ مین سخت طغیانی آئی جو سنکڑوں سال آگے بھی کبھی نہین آئی تھی - کیونکہ اکثر مسن اشخاص نے اس امر کی تصدیق کی کہ ایسی سخت طغیانی ہمنے کبھی نہین دیکھی نہ اپنے بزرگون سے کسی وقت سنی الحاصل اس طغیانی کے مختصر واقعات یہ ہین کہ دو تین روز سے لگاتار بارش ہو رہی تھی - کہ یکایک ۱۳ رجب کو آدھی رات مین ندی کو طغیانی ہوئی کولسہ واڑی - دالمنڈی - پتیلہ برج - کاروان ساہوان گلبل گوڑہ - عثمان شاہی وغیرہ کی محلون مین پانی بھر گیا ہزارون مکانات پختہ اور سفالی منہدم ہو گیے - ہزارہا آدمی خانمان برباد - آدھی رات کیوقت اپنی عورتون اور بچون کو لیکر دوسرے محلون کی مسجدون اور مندرون مین پناہ گزین ہوئے - اور یون دفعتاً آدھی رات کے وقت پانی کے آجانے سے سوائے جانون کے بچانے کے ایک تنکا بھی اسباب کا

کسی سے لیجانا نہوسکا - تمام اسباب ہزارون روپیہ کا تباہ و برباد ہوگیا - چنانچہ یہ طغیانی تین روز تک مسلسل رہی جس سے اون تباہ شدہ محلونمین تین روز تک چھاتے کے برابر پانی کھڑا رہا - افضل گنج کے پل کی نہایت مخدوش حالت تھی - کوتوالی نے آدمیون تک کی آمدورفت پل پر بالکل بند کردی تھی - المختصر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے اس آفت آسمانی پر کمال درجہ تاسف فرماکر اون خانمان بربادونکے مکانات کی تیاری کے لیئے بزرام خسروانہ دو لاکھ روپیہ کی منظوری صادر فرمائی جس سے اون بیچارونکے تن مردہ مین جان آئی اور رہنے کا سہارا مل گیا -

۱۷ رجب ۱۳۲۱ھ کو نواب مشیر الملک بہادر کی وہ ماہوار (الـــ) جو بطور مدد خرچ امیر کبیر مرحوم کی سفارش سے مختار الملک اعظم نے ۱۲۹۹ھ مین اجرا کی تھی حسب فرمان خسروی مسدود کردیگئی - اور اسی ماہ مین اعلیحضرت نے مدار المہامی کی تنخواہ مہاراجہ بہادر کے نام دس ہزار روپیہ اجرا فرمائی -

۲۵ شعبان ۱۳۲۱ھ کو دستور العمل اقتدارات معین المہام فنانس (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۲ شعبان ۱۳۲۱ھ) شائع ہوا - اور قواعد قانونچۂ مبارک کے دفعات ۱۰۴ - و ۱۰۸ - کی ترمیم (حسب الحکم شاہی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ) عمل مین آئی - چنانچہ دستور العمل مذکور کا ملخص یہ ہے کہ ابتک صیغۂ فنانس مین کوئی معین المہام نہ تھا - اور یہ صیغہ بالراست مدار المہام کے ماتحت تھا - اب اسمین بھی معین المہام کا تقرر ہوا ہے - اور دفاتر فنانس - محاسبی خزانۂ عامرہ - کاغذ مہور - دار الضرب - ریلوے - معدنیات - افزایش نسل چوپایہ دفتر تنقیح حسابات ریلوے و معدنیات و دفتر دیوانی (ہنگامی طور سے) معین المہام فنانس کے ماتحت کیئے گئے ہین - پس اون دفاتر کی نسبت اونکو ڈہائی سو روپیہ تک کے عہدہ دارونکا تقرر - ترقی - جرمانہ - تنزل - تعطل - تبدیل - موقوفی کے اقتدارات دیئے جاتے ہین - اور اس سے زاید کی صورت مین اونکو چاہیئے کہ مدار المہامی مین تحریک کرین ۔ اسی ماہ شعبان مین ناظر اصلاح فنانس بہرام الدولہ بہادر کی ماہوار (الـــ) جو مد متفرقات سے اونکو ملتی تھی بند کردیگئی -

سفر بمبئی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ

۷ ۔ شوال ۱۳۲۱ھ کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ معہ محل محترمہ کے عازم سفر بمبئی ہوئے اور آپکے عارضی قیام بمبئی کے لیئے والکشور مین کوسی کا بنگلہ نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ہفتہ عشرہ گلبرگہ شریف مین قیام فرمانیکے بعد رونق افروز بمبئی ہوئے۔ ہز اکسلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی۔ اور ہز اکسلنسی اگنس ونسن بحری کمانڈر انچیف نے اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آکر ملاقات کی۔ اور اعلیحضرت نے بھی اونکی بازدید فرمائی۔ ۱۹ ۔ ذیقعدہ کو حضور پرنور نے معہ زنانہ مسٹرس شیفرڈ کمپنی کے جہاز گوداوری مین سوار ہوکر بندرگاہ کی سیر کی۔ اور مہالکشمی کی گھوڑدوڑ دیکھی۔ نیو الفریڈ اور وکٹوریہ تھیٹریکل کمپنی کے تماشونکا ملاحظہ فرمایا۔ ۲۸ ۔ ذیقعدہ کو مدرسہ انجمن اسلام بمبئی کے ملاحظہ کے لیئے تشریف لیگئے۔ انجمن کی عمارت آپکی تشریف آوری کی مسرت مین اعلیٰ درجہ پر سجائی گئی تھی۔ اور وسط عمارت مین جو بڑا ہال ہے وہان اعلیحضرت کے لیئے ایک خوبصورت کرسی رکھی گئی تھی۔ جب آپ وہان پہونچے تو آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جی۔ اور آنریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے خیر مقدم کیا۔ اور قاضی کبیرالدین صاحب بیرسٹر نے کل حضرات کو اعلیحضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ انجمن اسلام کے بعض طالبعلمون نے خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھکر سنایا۔ اور چند طلبا گجراتی اور انگریزی کے مضامین پڑھے۔ انجمن اسلام کے ڈرائنگ ٹیچر نے جو بہت خوبصورت شبیہ اعلیحضرت کی تیار کی تھی وہ انجمن کی طرف سے پیش کی۔ اسکے بعد قاضی صاحب نے اعلیحضرت کی تشریف آوری کے شکریہ مین ایک لمبی چوڑی تقریر کی (جو بوجہہ طوالت قلم انداز کی گئی) جسکا جواب اعلیحضرت نے مختصر الفاظ مین یہ ادا فرمایا "کہ مجھے انجمن مین آنے اور اوسکے معزز رکنون سے ملکر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ انجمن اسلام کی اس عالیشان عمارت اور اوسکے طلبہ جنکو سکر مین بہت محظوظ ہوا۔ یہ ایسی چیزین تہین کہ جو خود اونکے دیکھنے کا مجھے شوق تھا۔ میرے بمبئی آنیکا سبب قاضی صاحب نے آپکو کہہ سنایا ہے۔

مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ وہ کیا چیز تھی کہ جسنے مجھے کھینچکر انجمن تک پہونچایا تعلیم ست مجھے دلچسپی ہے۔
اور اسکی ترقی کے لیئے جہانتک ممکن ہوگا مین کسی بات سے دریغ نکرونگا۔" (چیر ز) اعلیحضرت کی تقریر
ختم ہوتے ہی آپکو پھولونکا ہار پہنایا گیا۔ اور معہ ممبران کمیٹی فوٹو لیا گیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت رہائش پر تشریف لیگئے
اعلیحضرت نے اپنے قیام بمبئی کے زمانہ مین (۲۵) گھوڑے نہایت عمدہ قیمتی (للعہ الاصہ) روپیہ مین خرید
فرمایا۔ اور ایک خوبصورت ریلوی سیلون (جو جھانسی سے آپکے ملاحظہ کے لیئے لایا گیا تھا۔ اور سابق
مہاراجہ دھولپور کی ملکیت سے تھا) اسی ہزار روپیہ مین خریدکر کے اپنی اسپیشل ٹرین مین لگایا گیا۔ یہان
تقریباً دو ماہ کے قیام کے بعد اعلیحضرت ۲۱ ذیحجہ ۱۳۲۱ھ کو مراجعت فرمائے حیدرآباد دکن ہوئے۔
اسی سال اعلیحضرت نے وکٹوریہ میموریل فنڈ مین چار لاکھ کا چندہ عطا فرمایا۔ اور حسب فرمان خسروی دار الشفا
جدید عمارت واقع سیف آباد کی تعمیر کے لیئے چار لاکھ روپیہ۔ اور ضرب سکہ کی مشین کی خریدی کی واسطے
چار لاکھ روپیہ منظور ہوئے۔

یکم محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۰ شوال ۱۳۲۱ھ) ملازمان علاقہ صرفخاص و دیوانی کو اس
امر سے تنبیہ کیا گیا کہ اگر کوئی چیز سرکار کے واسطے سرکاری رقم سے خرید کیجائے تو بائع سے کوئی
کمیشن یا تحریراً اپنے واسطے لیا جائے۔ اگر ایسا کسی عادت کی وجہ سے کمیشن یا ڈسکونٹ مقرر ہو تو
وہ داخل خزانہ سرکار کیا جائے۔

۲۰ محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان شاہی) دفتر فنانس سے یہ اعلان شائع ہوا کہ قبل ازین کسی منصبدار کے
انتقال پر اوسکی ماہوار سے کسیقدر حصہ مرحوم کی زوجہ کے نام جو اجرا ہوتا تھا وہ مشروط تا عقد ثانی ہوا
کرتا تھا۔ ورمرحوم کی دختر کے نام اجرائی ہوتی تو اوسکے لیئے شادی کی قید رہتی تھی۔ لیکن اب اعلیحضرت نے
براہ خسروانہ بیواؤنکے منصب کی نسبت بلاقید نکاح ثانی اونکی زندگی بھر کے لیئے جاری رہنے کا حکم
فرمایا۔ اور نا کتخدا لڑکیون کے واسطے یہ رعایت کی کہ شادی ہونیکی صورت مین منصب تو موقوف ہو۔

لیکن شادی کیوقت بطور جہیز کے سرکار کی طرفسے وہ سال کی تنخواہ کے مساوی نقد رقم دیجائے"۔ بہر حال یہ فرمان خسروی جن مصلحتون اور ضرورتون سے نافذ ہوا ہے۔ اوس سے اعلیحضرت کے رحمدلی و فیاضی و دوراندیشی مترشح ہوتی ہے۔ اسی ماہ محرم ۱۳۲۲ھ مین مولوی محمد عبد الرحیم صاحب مہتمم بندوبست حیدرآباد کا تقرر حسب فرمان خسروی شریک معتمدی مال پر ہوا۔ اس اثنا رمین مسٹر ڈنلاپ معتمد مال نے سات مہینے کی رخصت ولایت جانیکے لیے لی تو مولوی محمد عبد الرحیم صاحب منصرم معتمد مقرر ہوئے۔ اور مسٹر اسپٹن جی منصرم کمشنر کروڑگیری کو وظیفہ دیاگیا۔ مولوی امجد علیخانصاحب ڈپٹی کمشنر کروڑگیری کمشنری کروڑگیری پر مامور ہوگے۔ اور مسٹر کرنل بار رزیڈنٹ بہادر کی مدت ملازمت مین گورنمنٹ ہند نے ایک سال کی توسیع فرمائی۔ راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر نے ایک زنجیر فیل بارگاہ خسروی مین نذر گزرانا۔

۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان شاہی (مصدرہ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ) مسٹر واکر معین المہام فنانس دبوجہ انضمام صیغہ ریلوے ومعدنیات) ریلوے بورڈ کے افیشل ڈائرکٹر بھی مقرر ہوئے۔ اور اسی ماہ صفر کے اوائل مین بلدہ اور اوسکے اطراف واکناف کے اکثر حصونمین ٹڈیونکا دل اس کثرت کے ساتھ آیا کہ تمام درخت بے برگ وبار ہوگئے۔ اور تقریباً ایک ہفتہ سے زیادہ یہ ٹڈیون کا دل بلدہ کے اندر وباہر روزانہ چکر لگاتا رہا۔ عربون نے توخوب عید منائی۔ اور ہزارون بلکہ لاکھون ٹڈے سیخون پر چڑھا کر بھونا اور ہضم کرگئے۔

کرنیل نواب افسر الملک بہادر کو حضور پرنور نے اونکی کوٹھی پر فلاک اسٹاف (باوٹا) کھڑا کرنیکی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور قصر فلک نما پر بھی مثل حویلی قدیم کے ایک فلاک اسٹاف لگایاگیا۔

۳ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کو اعلیحضرت معہ خدم وحشم شکار شیر کے لیئے زسم پیٹھ روانہ ہوئے۔ اور ۱۲ ربیع الاول کو انجمن علم وعمل نے ایک روزانہ اخبار علم وعمل کے نام سے جاری کیا۔

۵ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کے جریدۂ اعلامیہ مین یہ اعلان شایع ہوا کہ بربناے تحریک سرکار عالی-
گورنمنٹ آف انڈیا نے اعلان نشان ۲۹۲۹ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۳ء م ۱۹ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ بدیں مضمون
جاری کیا ہے کہ علاقۂ سرکار عالی کے امرائے پائیگاہ اور جاگیرداران کلان (جنکی تفصیل ذیل مین
درج ہے) کی عہدہ دار جب سرکار عالی کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو اپنے فرائض
منصبی کی انجام دہی کے لیے سفر کرین تو اپنے ساتھ ہتیار لیجا سکتے ہین - لیکن ہر ملازم علاقۂ ذیل کو
رزیڈنسی کا پروانہ قبل از روانگی بتوسط محکمہ معتمدی عدالت حاصل کرنا چاہیئے -

مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر - نواب سر وقار الامرا بہادر - نواب سر خورشید جاہ بہادر - نواب سر آسمان جاہ
بہادر - نواب سالار جنگ بہادر - نواب فخر الملک بہادر - نواب افتخار الملک بہادر - نواب آصف یار الملک
بہادر - نواب خانخانان بہادر - نواب غضنفر الدولہ بہادر - راجہ ستیارام بہوپال بہادر والی سمستان گدوال
راجہ رامیسر راؤ مہا بہوپال بہادر والی سمستان ونپرتی - نواب بہرام الدولہ بہادر - نواب سعید الدولہ بہادر
راجہ راؤ رنبہا جیونت بہادر - راجہ راے رایان امانت ونت بہادر - راجہ تیلوراج دہرم ونت بہادر -
راجہ مرلیمنوہر آصف نواز ونت بہادر - نواب مشیر الملک بہادر - نواب شمشیر الملک بہادر - نواب مکرم الدولہ
بہادر - نواب عبد العلیخان بہادر - نواب عزیز الدولہ بہادر -

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان خسروی مزینۂ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ - واتفاق راے گورنمنٹ
آف انڈیا یہ حکم شایع ہوا کہ ۷ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ سے نقرۂ تمام واشیار نقرہ کی درآمد پر بجاے
پانچ روپیہ کے فیصدی پچیس روپیہ محصول لیا جائے گا - لیکن آئندہ چلکر پھر وہی فیصدی پانچ روپیہ
محصول کردیا گیا - غرہ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کو بنظر شرف صدور فرمان اعلیحضرت مزینۂ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ
معتمدی عدالت سے یہ حکم نفاذ پایا کہ اگر کسی مرشدزادہ کی نسبت کوئی الزام فوجداری عاید ہو تو عدالت اور
کوتوالی کو چاہیئے کہ پہلے اوسکی رپورٹ معتمدی عدالتین کیجاے - تاکہ معتمد صاحب صرفخاص سے

دریافت کر کے ملزم کی خاندانی وقعت اور الزام کی اہمیت کے لحاظ سے باطلاع اعلیحضرت اوسکی تحقیقات کے متعلق کسی معمولی عدالت یا خاص عدالت و کمیشن کے تقرر کے لیئے حکم دیا جائیگا "

۲۴ ر جمادی الاول ۱۳۲۸ھ کو حیدرآباد دکن سے حسب فرمان شاہی دو یورپین اشخاص مسمیان شپلٹن ایڈیٹر حیدرآباد کرانکل ۔ و مسٹر نیوٹن وکیل کا اخراج (بغاوت آمیز مضامین شایع کرنیکے جرم مین) کیا گیا ۔ جسکی نظیر گذشتہ زمانہ مین ایک صدی تک نہین ملتی ۔ اسی ماہ جمادی الاول مین جبکہ اعلیحضرت نرسم پیٹھ کے شکارگاہ مین رونق افروز تھے ۔ ایک روز معہ محلات شاہی گاڑیون مین سوار ہو کر ملکنڈہ تشریف لیجاتے وقت راستہ مین ایک گاڑی کے گھوڑے (جسمین حضور کی والدہ معظمہ سوار تھین) چمک کر ایسے بھاگے کہ کوچمین کے قابو مین نہ رہے ۔ مگر اسموقعپر نواب عثمان یار الدولہ بہادر کی دلیری کیوجہ سے خدا نے خیر کردی ۔ چنانچہ آپنے اپنے گھوڑے کو دوڑا کر جب گاڑی کے متصل ہو گئے تو اپنے گھوڑے سے چھلانگ مار کر گاڑی کے ایک گھوڑے کی گردن پر سوار ہے ۔ اور اونکو روکا ۔ اعلیحضرت آپکی اس بہادری سے بیحد مسرور ہو کر ایک مرصع گھڑی دس ہزار روپیہ کی اوسیوقت مرحمت فرمائے ۔

سکۂ محبوبیہ (جدید چارمیناری) کی تسکیک و ترویج

سکۂ محبوبیہ کی تسکیک (جسکے ایکجانب چارمینار کا نقشہ ثبت ہے) ایکعرصہ سے ہو رہی تھی جب معتدبہ طور پر تیار ہو چکا تو ۱۴ ر جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ کو صیغہ فنانس سے یہ اعلان شایع ہوا کہ سکۂ جدید ۲۰ ۔ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ م ۲ بہمن ۱۳۱۳ف م ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ سے رواج پذیر ہوگا ۔ اور اسکو محبوبیہ سکۂ حالی ۔ کے نام سے تعبیر کیا جائیگا ۔

از زمانہ پیشین مین ممالک محروسہ سرکار عالی مین مختلف نام کے سکے رائج تھے ۔ چنانچہ مومن پیٹہ ۔ گدوال ۔ سنگور ۔ دھلی ۔ ہشتی ملی وغیرہ ۔ وغیرہ ۔ لیکن خاص حیدرآباد مین سکۂ چلنی کا رواج بہت تھا چنانچہ خال خال جگہ ابھی بھی رائج ہے ۔ او اکثر امرا بلدہ کیہان حساب کتاب میں اسی سکۂ چلنی کا عملدرآمد ہے ۔ الحاصل اسکے بعد بعہد وزارت سر سالارجنگ اعظم سکۂ حالی کی تسکیک و ترویج ہوئی ۔ اور اب بعہد میمنت مہد اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر سکۂ محبوبیہ تجویز ہوا انشاءاللہ تعالیٰ ہم آیندہ کسی موقعپر ان سکون کے نقشے وغیرہ بتلا یئنگے ۱۲ مولف

اور جبتک کہ دوسرا اعلان جاری نہو اس محبوبیہ سکہ کے ساتھ ساتھ وہ سکۂ حالی بھی بالفعل رائج رہیگا جو ۱۳۱۲ھ یا سال یا
مابعد مین مسکوک ہوا ہو۔ الغرض اس سکۂ محبوبیہ کا رواج اسطرح ہوا کہ ۱۹ جمادی الثانی کو پانچسو روپیہ اعلیحضرت کے
فرق مبارک پر نثار کرنیکے لیے خزانہ عامرہ سے روانہ کیے گئے۔ اور ۲۰ تاریخ کو ۱۲ لاکھ روپیہ خزانہ صرفخاص
مین بھیجے گئے۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴- کو یہ جدید روپیہ خزانۂ عامرہ سے نہ نکالا جائے تاکہ
اولاً اسکا رواج علاقۂ صرفخاص مین ہوجائے۔ اسکے بعد ۲۵ تاریخ سے عام طور پر سکۂ محبوبیہ خزانۂ عامرہ سے
دیا جائے۔ ۱۴ رجب ۱۳۲۲ھ کو ایک دوسرا اعلان یہ شایع ہوا کہ ۱۷ رجب ۱۳۲۲ھ م ۲۶ آبان ۱۳۱۳ف م ۲۸ ستمبر ۱۹۰۴ء
روز سہ شنبہ سے جدید پیسہ جسکے ایک جانب آصف جاہ نظام الملک بہادر بخط طغرا اور دوسری جانب جلوس
میمنت مانوس ضرب فرخندہ بنیاد حیدرآباد و قیمت یعنے دو پائی کے الفاظ نقش ہین جاری کیا جائے گا۔
چنانچہ تاریخ مقررہ پر یہ جدید پیسہ بھی رواج پایا۔
۱۴ رجب ۱۳۲۲ھ کو راجہ صاحب ہستان دوم کنڈہ نے تین بچے شیر کے بارگاہ خسروی مین نذر گزرانے
جو بعد ملاحظہ باغ عامہ مین بھیجدیئے گئے اور ۲۵ رجب کو حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب قیصی القادری نے
انتقال فرمایا۔ ۴ شعبان کو حضرۃ بسم اللہ بیگم صاحبہ صاحبزادی صاحبہ نواب صمصام الملک مغفور محل نواب غلام غوث خان
عظیم جاہ پرنس آف ارکاٹ نے بگذاشت یک دختر رحلت کی۔ اور درگاہ حضرت شاہ خاموش مین دفن ہوئین
۲ شعبان ۱۳۲۲ھ کو منجانب سرکار عالی حسب فرمان شاہی بربناء تحریک صاحب عالیشان جاگیرداران علاقہ داران چھاؤنی
کو مواضعات (کیونکہ یہ مواضعات اندرون حدود چھاؤنی سکندرآباد واقع ہین) پدا توکنٹلا۔ چنتا توکنٹلا۔ توائی پلی
گاگا گوڑہ۔ مریڈپلی۔ موضع بچہان۔ ترل گیری۔ رسول پور۔ بالم رائی۔ سیتا رام پور۔ جنگل گوڑہ مین باستثناء
اختیارات دیوانی کامل اختیارات فوجداری و کوتوالی دیئے گئے۔

اعلیحضرت ظل سبحانی کی چہل سالہ جوبلی کی کارروائی کا آغاز

چونکہ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کو ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین تخت نشین ہوئے پورے چالیس سال ہونیوالے تھے

اسیلئے اوسکے جلسون کی کارروائی کا آغاز اور فراہمی چندہ کی کمیٹیون کا افتتاح ڈہائی ماہ قبل کیا گیا*۔

چنانچہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ روز پنجشنبہ کی صبح کو ایوان وزارت کے خاص باغ مین بصدارت وزارت پناہی ایک جلسہ انتظام سالگرہ مبارک کے متعلق منعقد ہوا جسمین کمال عقیدتمندی کے ساتھ رعایا کے ہر طبقہ کے لوگ یعنے جاگیردار منصب دار۔ عہدہ دار۔ جمعدار۔ ساہوکار۔ وکلا وغیرہ شریک ہوئے۔ عالیجناب مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ذیلہا کی تقریر ارشاد فرماکر حاضرین کے دلونکو گرمایا اور اونمین اعلیحضرت کی محبت و جان نثاری کی تازہ روح پھونکی۔ اور نواب کرنل افسر الملک بہادر نے برجستہ تقریر فرماکر ایک پروگرام کا مسودہ جوبلی کے مراسم کے متعلق پیش فرمایا۔ اور اوسی جلسہ مین یہ قرار پایا کہ ہر ایک طبقہ کی ایک ورکنگ کمیٹی منعقد کیجائے۔ اور ہر طبقہ کی کمیٹی اپنے طبقہ کے لوگونسے فراہمی چندہ کی کوشش کرے۔ اور صدر کمیٹی کے معتمد مولوی محمد عبد الرحیم صاحب منصرم معتمد مال مقرر ہوئے۔ اور پہلے ہی جلسہ مین ۴۰ ہزار کے وعدہ ہوئے۔

تقریر مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی متعلق جشن جوبلی

حاضرین! اسوقت آپ صاحبون نے جس لیئے تکلیف کی ہے۔ اور مین نے تکلیف دی ہے اوسکی باعث ایک مبارک اور نیک تقریب ہے۔ جسکے ابتدائی انتظامات کی اصلاح اور تجاویز قرار پانیکی ضرورت ہے۔ یہ تقریب چونکہ کوئی معمولی تقریب نہین ہے۔ بلکہ یون سمجھیئے کہ تقاریب مسرت کے دفتر مین سر دفتر اسی جشن ہمایونکا نام رہیگا۔ جو ابد الآباد آفتاب بنکر چمکیگا۔ قبل اسکے کہ اوسکی تفصیل و تشریح کے دروازے کھولے جائین اور مقصود کے متعلق مضبوطی کیساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا جائے مین ایک مختصر سی تمہید جو بطور جملہ معترضہ کے ہے بیان کرنا چاہتا ہون۔ اللہ تبارک تعالی اپنی کتاب مین اپنے بندونکی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

* لیکن چونکہ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین ہوسکے بلکہ کامل ایک سال سو نو روز بعد ان جلسون کا آغاز ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ سے ہوا ۱۲ مولف

اس آیۂ کریمہ کی اقرار کرنی اور حکم کے مان لینے مین حقیقی مسلمان اسوقت جمع ہین اونکو ایک سکنڈ کے لیئے بھی تامل نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہ ایسا جامع اور مستحکم حکم ہے کہ کسی مذہب ملت گے کسی فرد کو اسکی اصلی مطلب اور معنی سے انکار نہین ہوسکتا۔ اسلیئے کہ سب اوسکو مانتے ہین۔ اور اوسکے حکم پر سر جھکائے ہوئے ہین۔ اور میرا تو یہ ایمان ہے کہ کوئی خدا کا منکر نہین ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہی ہے ؎ زاہد نے صنم مین جلوہ پایا تیرا • آتش پہ مغان نے راگ گایا تیرا • دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے • انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا • عجب یہ مان لیا گیا کہ کسی کو بھی خدا کی وحدانیت یا اوسکے واجب الوجود ہونیسے انکار نہین ہوسکتا۔ پس اول اوسی معبود مطلق کی طاعت ہم سب پر فرض ہوگی۔ بعد ازان اوسکی حکم کے مطابق اوسکے رسول برحق کا اتباع لازم ہوا۔ اور یہ ضرور ہے کہ خداوند عالم نے ہر قوم کے لیئے ایک رہنما بھیجا ہے۔ خواہ اوسکو نبی کہین یا رسول یا پیغمبر یا بالفاظ دیگر اوتار دیوتا وغیرہ سے مخاطب کرتے ہین اسیطرح ہر قوم کے لیئے ایک سرتاج حاکم یا بادشاہ شہنشاہ جو چاہیئے کہیئے۔ ابتدائے عالم سے ضرور ہوتا آیا ہے جسکی فرمانبرداری کا بھی خدائی حکم فرمایا ہے۔ پس ان تینونکی اطاعت ہر قوم و ملت کے لوگونکے لیئے فرض اور واجب کیا بلکہ فرض عین اور عین فرض ٹھری۔ مگر ہان ایک غور طلب امر یہ ہے کہ اطاعت دراصل کیا معنی ہین۔ بظاہر یہی معنے سمجھے جاتے ہین۔ کہ اللہ کی طاعت نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ حج یا پوجا پاٹ۔ دہرم کرم وغیرہ ادا کرنا ہے۔ اور رسول کی اطاعت اسکی سنت کی پیروی اور پادشاہ کی اطاعت جو خدمت تفویض کیجائے۔ اوسکو انجام دینا اور اپنے کو لفظ خانہ زاد جان نثار۔ فرمانبردار فدائی سے مخاطب کرنا یا غنیم سے برسر جنگ ہوکر جان نثار کہلانا۔ مگر بفضلہ تعالی انگریزی گورنمنٹ و ہماری گورنمنٹ مین وہ دلی اتحاد و ارتباط ہے۔ اور ایک دوسرے کی مدد و معاون ہے۔ اور دونون گورنمنٹین ایسی متفق ہین کہ یک جان و دو قالب کہنا کچھ بیجا نہین۔ اس لیئے یہانکے جان نثار ونکو جو اوپچی بنے ہوئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہین۔ یہ تو یقین ہے کہ قیامت کا آنا برحق مگر جنگ کی بلا دور۔ اسکی ہولناک صورت کبھی نظر نہ آئیگی۔ الغرض ان امور کے علاوہ اگر کسی نے اور بھی اطاعت شاہی کو

NO ....

کچھ سمجھا ہے تو یہ سمجھا ہے۔ ع اگر شہ روز را گوید شب است این بباید گفت اینک ماہ و پروین ۔ مگر حاضرین مجھے اس کہنے پر معاف کرین کہ طاعت و اطاعت کے صرف یہی معنی نہین ہین بلکہ یہ معنی ہین کہ ہمہ تن اوسکے ہو جانا۔ اور اوسکے دل مین راہ پیدا کرنا ۔ شعر تو در وگم شو وصال این است و بس ۔ گم شدن گم کن کمال این است و بس ۔ اپنی دولت ۔ اپنی عظمت و عزت ۔ جان ۔ ایمان سب کو اوسی کی عطا سمجھنا اور بلا دریغ واسے ۔ درمے ۔ سخنے ۔ قدمے ۔ مالک کی راہ مین کام آنا اسی کا نام اطاعت ہے اسلئے کہ ہم جس سے عبارت ہے ہم کوئی چیز نہین نہ دولت ہماری ۔ نہ جان ہماری ۔ نہ عزت ہماری ۔ کوئی چیز ہماری نہین سب اوسیکی ہے ۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ع این مستی تو ہستی تو ہست وگرا است ۔ این دست تو آستین دست وگرا است ۔ سر را بگریبان تفکر در کن ۔ کین مستی تو مستی مست وگرا است ۔ دیگر ہمہ از تو سینہ از تو دل و جان ہمہ زندہ از من چہ بود است کہ سازم فدائے تو ۔ اب رہا بندے کو مالک کے دل مین جگہ کرنا چاہیئے ۔ کسی شاعر نے کیا اچھا لطیفہ کہا ہے ۔ اسکا پڑہنا بھی اسجگہ لطف سے خالی نہین ع طاعت از دست نیاید گنہے باید کرد ۔ در دل دوست بہر حیلہ رہے باید کرد ۔ گنہ کا لفظ سنکر حاضرین فتوی نہ سمجھین اور نہ کسی قانونی دفعہ سے اسکو تعبیر کرین یہ صرف شاعرانہ مبالغہ ہے ۔ اور مقصود وہی ہے جو بیان کیا گیا ۔ معاف کیجئے مجھے کہنا کیا تھا اور کیا کہہ گیا ع کجا بودم کجا رفتم کجا تاختم ۔ آمدم بر سر مطلب ۔

مذکورہ تمہید کے بیان سے میرا یہی مقصود تھا کہ ہمارے (محبوب) پادشاہ ظل اللہ کے ساتھ جیسی خالص دلی عقیدت رعایائے دکن کو ہے ۔ اور سچے دل سے اطاعت گذار ہے کہین اسکی نظیر نہین ملسکتی اپنا تو یہی خیال ہے الا ماشاء اللہ چنانچہ اس دلی عقیدت کا حال اور آپ لوگونکی اطاعت و فرمانبرداری بارہا ثابت ہوئی جو وقتاً فوقتاً آپنے بہت سے مواقع پر ظاہر کی ۔ چونکہ بعونہ کرمہ سال آیندہ ہمارے ظل اللہ کی چالیسوین سالگرہ ہوگی ۔ حاضرین آمین کہنے کے لیئے مستعد ہو جائین ۔ ع ہر فرد پہ واجب ہے گرشتہ کو یہ دعا ۔ سے خلق خدا عمر خضر تجھکو خدا دے ۔ آمین شاہا اسلئے عقیدتمندان ازلی

۷۸۶

مقدمہ

موقع

جزیرہ نماے ہند مین نربدا کے جنوب کے ملک کو دکن کہتے ہین۔ اور حیدر آباد کے پایہ تخت ہونیکے لحاظ سے ممالک محروسہ سرکار عالی کو ریاست حیدرآباد کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ دیسی ریاستون مین (بلحاظ رقبہ و آبادی و محاصل کے) یہ سب سے بڑی (مسلمانون) ریاست ہے۔ اور یہ ریاست تقریباً دوسو سال سے خاندان آصفیہ (سرکار نظام) کی تحت حکومت ہے۔

صور طبعی

یہ ملک ایک مسطح وسیع خطّہ ہے۔ جسکی اوسط بلندی سمندر کی سطح سے (۱۲۵۰) فیٹ ہے گو بعض بعض مقامات کی بلندی (۲۵۰۰) فیٹ تک بھی ہے۔ چنانچہ قلعہ گولکنڈہ (جو مغرب مین حیدر آباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) سمندر کی سطح سے تقریباً (۲۰۲۴) فیٹ بلند ہے۔ یہ ملک بلحاظ تقسیم اراضی (جیالوجی) و تقسیم قومی (اتھنالوجی) دو بڑے اور تقریباً مساوی حصون پر منقسم ہے۔ اور دریائے گوداوری و مانجرا ان دونون کے درمیان حد فاصل ہین۔ اس کے حصۂ شمال و مغرب مین سبزی مایل سیاہ پتھرون کے ٹیلے ہین۔ اور حصۂ جنوب و مشرق مین سُرخی مایل اور چونے کے پتھرونکی زمین ہے۔ پہلی قسمت مین

اقوام مرہٹہ اور کنڑا سکونت پذیر ہین- دوسری قسمت تلنگون کا مسکن ہے-

رقبہ

یہ ملک درمیان ۱۵-۱۰- اور ۲۱-۵۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۴-۴۵- اور ۸۱-۳۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے- یعنے ممالک محروسہ سرکار عالی کا رقبہ (باستثنائے ملک مفوضہ برار) ۸۲۶۹۸ مربع میل ہے اِس مین علاقہ جاگیر اور دیوانی دونون شامل ہین-

حدود

شمال- خاندیس علاقۂ صوبہ بمبئی- ملک امانی برار- اور ممالک متوسط ہند **جنوب** دریائے تنگ بہدرا وکرشنا جو بطور حد فاصل اضلاع کرنول- بلہاری- کرشنا اور احاطۂ مدراس کے درمیان واقع ہین- **مشرق** دریائے وردہا- وگوداوری- **مغرب** صوبۂ بمبئی کے اضلاع- دہاڑواڑ- کلاڈگی- شولاپور- احمدنگر-

معدنیات

اِس ملک کی ارضی تحقیقات از روئے قواعد علم جیالوجی نہین ہوئی ہے- البتہ دسمبر ۱۸۹۶ء سے ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع مین تحقیق معدنیات کا کام جاری ہے- اِس ملک کی معدنیات کا ٹہیکہ دکن مائننگ کمپنی کو دیا گیا ہے- رائچور و لنگسگور کے تعلقات مدگل- شوراپور- سگور ضلع ورنگل کے موضع کلور- غریب پیٹہ مین سیلانی تپھر- پرتیال- بٹن پاڑ- اتکور- کڈ- تمال- اوستاپلی- ملیلی وغیرہ مین ہیرا- ضلع لنگسگور کے مواضع بودینی- توپدور- توبیل ڈودی- وندلی مین- سونے کی قدیم کان برآمد ہوئی ہین- صرف ہیرے اور سونے کی قدیم کانون مین کمپنی کوئی ساڑہے تین ہزار مزدور کو اجرت دیتی ہے- اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کام کس زور شور سے چل رہا ہے-

آہنی دہات وادی دریائے گوداوری کے اون رقبون مین بکثرت موجود ہے- جہان سنگ سرخ اور ریگ آمیز پتھر ہین- کوئیلے کا مشہور معدن سنگارینی پر واقع ہے- اور سال بسال اُسکی پیداوار مین

ترقی ہوتی جارہی ہے۔ تقریباً چار ہزار سے زیادہ مزدور روزانہ اس معدن مین کام کرتے ہین۔ اور کوئلہ اس افراط سے برآمد ہوتا ہے کہ اکثر ریلون متعدد گرنیون اور کارخانون کو اسی معدن کا کوئلہ بھیجا جاتا ہے الغرض جمادات مین لوہا۔ تانبا۔ سونا۔ پتھر مین جیسے ہیرا۔ یاقوت وغیرہ۔ ابرق۔ کوئلہ۔ سرخ کھریا۔ مختلف حصون سے اس ملک کے نکلتے ہین۔

دریا

ممالک محروسہ سرکار عالی مین دریاؤن کی تعداد بہی معقول ہے۔ مشہور اور بڑے دریا اس ملک مین گوداوری کرشنا اور اون کے شعبے تنگبہدرا۔ پورنا۔ پاین گنگا۔ مانجرا۔ بہیما اور مانیر ہین۔ موسی۔ ونیڈی۔ منیر۔ یہ تینون دریا سے کرشنا کی چہوٹی چہوٹی شاخین ہین علاوہ ان دریاؤنکے اس ملک مین بہت سی ایسی چہوٹی ندیان ہین کہ جنپر ٹہیک طور سے دریاؤنکا اطلاق نہین ہوسکتا۔ کل دریا اور ندیون کی تعداد پچاس ہے۔ جنمین ہر ایک کا طول ۲۰ میل سے ۴۰ میل تک ہے۔

جہیل اور تالاب

گو ممالک محروسہ سرکار عالی مین کوئی اتنا بڑا تختہ قدرتی پانیکا نہین ہے جو جہیل کہا جا سکے۔ تاہم اکثر ایسے تختہ جات ہین کہ جو تالاب کے نام سے زبان زد عام ہین۔ اور یہ اسطرح حاصل کئے گئے ہین کہ وادی کے نشیبی حصہ مین آڑا بند باندہ لیا گیا ہے۔ جسمین مختلف چہوٹی چہوٹی پہاڑی ندیون اور نالون سے پانی جمع ہوتا رہتا ہے۔ یا پست مقامات مین۔ یا دو پہاڑیونکے درمیان کے نشیبی حصہ مین بند باندہ لینے سے اطراف و جوانب کے وسیع رقبے کا پانی یکجا کیا جاتا ہے مشہور اور بڑے تالاب۔ پاکہال۔ ابراہیم پٹن۔ مان صاحب۔ میر ساگر۔ (میر عالم) حسین ساگر۔ عمدہ ساگر۔ میر جملہ۔ سعود نگر ہین آخر الذکر پانچ تالاب تو دار السلطنت حیدرآباد دکن سے بالکل ملحق و متصل و قریب ہین حسین ساگر و میر عالم کے تالابون مین تفریح و سیر کے لئے منجانب سرکار کشتیان چہوڑی گئی ہین۔ پاکہال کا

تالاب (جو تعلقہ پاکھال ضلع ورنگل مین واقع ہے) سب مین بڑا ہے۔ اس کے بند کا طول (۲۰۰۰) گز اور وہ خود (۸۰۰۰) گز طویل اور (۶۰۰۰) گز عریض ہے۔ تالاب بہر جانے کی حالت مین اس کا عمق توم کے قریب (۳۶) فیٹ اور پانی کی سطح (۱۳) مربع میل۔ محیط کم ازکم (۳۰) مربع میل ہے۔ باقی سب چھوٹے بڑے تالاب اس ممالک محروسہ مین (۲۰۴۷۶) ہین۔

نھر و نالہ

اس ملک مین بڑی نہرین اور ایسے دریا کہ جنمین کشتی چل سکے معدوم ہین۔ بعض مقامات پر بسبب باربرداری کے عمدہ ذرائع بہم نہ پہونچنے کے معدنی قیمتی پیداوار نہین نکالی جاتی۔ کشتیان دریائے گوداوری مین چلتی ہین اور ملک کی پیداوار لے جانیمین بہت کام دیتی ہین۔ لیکن دریاے کرشنا مین بسبب اوسکی تیزی اور پتھریلے دہارے کے کشتیان نہین چل سکتین نھر ابراہیم پٹن جسکا طول ۵۶ میل ہے۔ بصرف (۱۰۵۶۰۰) روپیہ بزمانہ نواب مختار الملک اول وزیراعظم حیدرآباد دکن۔ ابراہیم پٹن کے تالاب مین پانی لانے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور نالہ ملکاپور جسکا طول ۳۲ میل ہے۔ اِس نالہ سے موسٰی ندی کا پانی تالاب حسین ساگر کو آتا ہے۔

آب گرم کے چشمے

یہ چشمے ماہور۔ ارجنٹہ کانٹس۔ بیورا۔ وغیرہ مین شمالی پہاڑیون سے کچھ فاصلے پر پائے جاتے ہین۔ اور نیز بوگہا ضلع کھمم اور بہدراچل کے قریب دریائے گوداوری کے دہارے مین بھی اس قسم کے چشمے موجود ہین۔ بہدراچل کے چشمے اسوقت ظاہر ہوتے ہین۔ جبکہ دریائے مذکور اترتا ہے۔ ان چشمون کے پانی مین سوڈا اور چونے کے نمک شریک رہتے ہین۔

رود گھاٹ

دریائے گوداوری کے خاص گہاٹون کے نام ٹوکہ۔ پیٹھن۔ شاہ گڈہ۔ کھیر۔ ناندیڑ۔ نرمل۔ چنور سرونچہ ہین۔ اس دریا مین عموماً چوڑے پیندے کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین۔ دریائے کشنا

اور تنگ بہدرا مین جو کشتیان چلتی ہین عموماً مدور اور بانس سے بنے۔ اور چمڑے سے منڈہی ہوتی ہین۔ مشہور گھاٹ۔ ہمپی ساگر۔ اناگندی۔ بٹیال۔ ولار شیوارم۔ دروا پلی ہین۔ فیروز آباد افضل پور۔ ینکٹ۔ اور نیز ان دوسرے مقامات مین کہ جو دریا ئے بہیما کے کنارے پر واقع ہین اس قسم کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین۔ جنکو اہل دکن کی اصطلاح مین ٹوکرا کہتے ہین۔

پہاڑ

ممالک محروسہ کے پہاڑون کے خاص بڑے سلسلے یہ ہین۔ سلسلۂ بالا گھاٹ۔ سلسلۂ شاہد ری پربت جالنا کے پہاڑ۔ سلسلۂ بہی گڈہ۔ سلسلۂ کندیکل گٹہ۔ سلسلۂ راکھی گٹہ۔ اور باقی چھوٹے چھوٹے پہاڑونکی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو سلسلے کی تعریف مین نہین آسکتے۔

گھاٹیان

اس ملک مین اجنٹا کا گھاٹ اور آنبہ کا گھاٹ سب سے زیادہ مشہور ہین۔ زمانہ قدیم مین ہندوستان اور دکن کی باہمی تجارت انہین کی راہ سے ہوتی تہی۔ غلّہ کی بار برداری کا کام عموماً بنجارے یا لمباڑے بیلون کے ذریعہ سے کرتے ہین۔

جنگلات

اس ملک مین محفوظ جنگلون کا کہین نام و نشان ہی نہین ہے۔ البتہ دروڑ کے قریب ایک چھوٹا سا قطعہ محفوظ جنگل کا ضرور نظر آتا ہے۔ اصل مین یہہ ریل کے ایندہن کے لئے محفوظ کیا گیا تہا۔ آجکل ریل مین کوئلہ جلتا ہے۔ اسلئے اب اس لکڑی کی ضرورت باقی نہین رہی۔ اور جن جنگلات کے محفوظ رکہنے کی تجویز کیگئی ہے وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) امرآباد ضلع محبوب نگر (۸۰۰) رقبہ مربع میل (۲) مادہاپور ضلع ایلگندل (۷۵۰) رقبہ مربع میل

(۳) پاکہال ضلع ورنگل (۱۹۲۰) رقبہ مربع میل (۴) کنی گہیری ضلع ورنگل (۱۲۸) رقبہ مربع میل

ممالک محروسہ کے جنگلوں مین خاص خاص لکڑیان کثرت سے پائی جاتی ہین - مثلاً - ابنوس - آبنوس - ستین - بیجا سال - نلمدی - شیشم - ساگوان - ہٹنکوس - اندوکا -

ریلوی

ممالک محروسہ سرکار عالی مین تقریباً ۴۵۸ میل ریلوی ہے - جسمین سے ۳۱۲ میل واڑی سے لیکر ایرو پلایم سے کچھ فاصلے تک اس گورنمنٹ کی - اور رایچور سے تنگبھدرا تک قریب ۲۳ میل کے مدراس ریلوی کمپنی ہے - تقریباً ۱۱۹ میل واڑی سے گوڈور اور رایچور تک جی آئی پی ریلوی ہے - ۱۵ جولائی ۱۸۹۰ء مین ایک چھوٹی پٹری کی لائن موسوم بہ حیدرآباد گوداوری ویلی ریلوی کی بنیاد ڈالیگئی جو ممالک محروسہ کے اضلاع نظام آباد (اندور) ناندیڑ - پربہنی - اورنگ آباد وغیرہ پر سے ہوتی ہوئی گئی ہے - جسکے افتتاح کی رسم ۱۹۰۰ء مین ادا ہوئی -

۱۸ - اکتوبر ۱۸۷۴ء کو جبکہ ریل واڑی سے سکندرآباد - حیدرآباد - اور نیز ایک چھوٹی سی شاخ ترمگیری کی چھاونی کو جاری ہوئی تو اس موقع پر حیدرآباد مین بہت خوشی منائی گئی ۳ - اپریل ۱۸۸۶ء کو سکندرآباد سے ورنگل تک ۸۷ میل ریلوی کا افتتاح حضور پرنور مدظلہ العالی نے اپنے دست مبارک سے فرمایا - بعد ازان ۱۸۸۸ء مین ورنگل سے تورن گل اور یلنداپہاڑ تک کوئلے کی تجارت کے لئے ریل جاری کیگئی - پھر ۱۰ - فروری ۱۸۸۹ء کو بجواڑہ تک اور بڑہائی گئی - ممالک محروسہ مین اجرائی ریل کے بانی نواب سر سالار جنگ اول ہین -

واڑی سے حیدرآباد تک کی لائن بحساب فی میل (۱۰۵۰۰) روپیہ افسران انگریزی کی نگرانی مین تیار ہوئی - اور کل خرچ ایک کروڑ ۲۳ لاکھ روپیہ ہوا افتتاح کے پہلے سال آمدنی بہت کم ہوئی - لیکن بعد مین بہت کچھ آمدنی مین ترقی ہوئی - جب سرکار عالی نے بحساب پانچ روپیہ فیصدی ۲۰ سال تک سود کا دینا منظور فرمایا تو کمپنی نے دو کروڑ ۱۸ لاکھ روپیہ کو موجودہ لائن خریدکی

اور یہ قرار کیا کہ بجواڑہ اور چاندہ تک ۷۰، ۳ میں ریل جاری کر دیجائیگی۔

سڑکین

پیشتر اس ملک مین پختہ سڑکین مطلق نہ تہین۔ سوائے اون کے جن کو سرکار عظمت مدار نے اپنی فوج کی آمد و رفت کے لئے تیار کیا تہا۔ شمالی ہندوستان سے تجارت بذریعہ اجنٹا گہاٹ کے ہوتی تہی۔ جہان سے ایک سڑک اسقدر چوڑی تہی۔ کہ گاڑیان چل سکین۔ مگر اب نہایت ہی وسیع سڑکین دار السلطنت کو دوسرے حصص مملکت سے ملاتے ہین۔ اور اکثر ندیون کے مقامات پر پل بھی تیار کئے گئے ہین تاکہ مرور و عبور مین آسانی ہو۔

مسافر خانے

سکندرآباد۔ ترورہ۔ حیدرآباد۔ بہونگیر۔ گلبرگہ۔ پدروڑہ۔ دیوگانون۔ اورنگ آباد۔ جالنہ۔ موسن آباد۔ سیتخنہ۔ سلوڑ۔ پہلمرائی۔ فردا پور وغیرہ مقامات مین مسافر خانے موجود ہین۔ اورنگ آباد۔ انبہ۔ بیدر مین اور نیز اُن سڑکون پر کہ جو حیدرآباد سے مچھلی بندر اور پونا کو جاتی ہین ہر ایک پڑاؤ کی جگہ پر بڑے بڑے مسافر خانے یا سرائین۔ دیسی مسافرون کے آرام کے لئے بنے ہوئے ہین یہ مسافر خانے اور سرائین اس عیسوی صدی کے اوائل مین میر عالم مرحوم نے تعمیر کرائی تہین۔

پیداوار

اس ملک کی پیداوار تل۔ جوار۔ ساونا۔ کدرو۔ منڈوا۔ ماش (اُڑد) سن۔ تور۔ روئی کلتھی۔ لاکھہ۔ ارنڈی۔ مسور۔ مٹر۔ السی۔ کرڈی۔ چانول۔ نیشکر۔ پان باجرا۔ مونگ مٹھہ ملگا۔ گیہون۔ کنگنی۔ مکا۔ لوبیا۔ تمباکو۔ کرڑ۔ چنا۔ رائی۔ رالہ۔ ہلدی۔ مرچ۔ آلو۔ سولی۔ گاجر۔ بیگن۔ سنگہاڑا۔ آم۔ شفتالو۔ جام۔ جامون۔ بیر۔ سیتا پہل۔ انجیر۔ انگور۔ تربز۔ خربوزہ۔ کہیرا۔ رام پہل۔ سنبل۔ گینگل۔ حرفہ ریوڑی۔ وغیرہ ہین۔

علاوہ ان کے اور بہت سے خوردنی جنس ہیں - بار آور نباتات اور اقسام ساگ - اور نیز مختلف
اقسام کے میوہ جات مثل گٹھلی دار - مغزدار گودے دار - سخت چھلکے اور نرم چھلکے والے -
اور نارنگی کی بھی بہت سے اقسام پیدا ہوتے ہین - ملک تلنگانہ مین قابل خوردنی اجناس
جو پیدا ہوتے ہین وہ (۳۲) اقسام سے کم نہین ہوتے -

جنگلی جانور

سیولئے میسور کے شاید ہندوستان مین اور کہین بھی اس قسم کے حیوانات اور پرند نہونگے -
جیسے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین پائے جاتے ہین - اس ملک کے ہر حصے مین شیر اور چیتا
موجود ہے - اور پاکھال کے جنگل مین ہاتھی - ارنا - بھینسا - پایا جاتا ہے - سکوٹا کے پہاڑیون
اور ضلع ایلگندل مین بھی ہاتھی پیدا ہوتا ہے - بلند مقامات پر نیل گائے - ہرن - سانبھر -
چکارے - پہاڑہ - بارہ سنگا - سور - جنگلی سور - تڑس - بھیڑیا - ساہی - ریچھ - سارس -
خرگوش - شغال وغیرہ بکثرت پائے جاتے ہین -

پالو جانور

فوجی اور دوسرے اغراض کے لئے ایک زمانہ مین گھوڑے اسی ملک سے بھیجے جاتے تھے - مگر
اب عربی - اسٹریلین وغیرہ گھوڑون نے دکن کے گھوڑون کی وقعت گھٹا دی ہے - بہم بین
مالے گانون ضلع بیدر کی جاترا مین ہزارون گھوڑے اور یابو فروخت ہوتے ہین -
ہر ضلع اور تعلقہ مین ہفتہ وار یا ماہانہ مویشی اور گھوڑون کا بازار لگتا ہے - الغرض اس ملک مین
گائے - بھینس - بیل - گدھا - کھلگا - بکری - بھیڑ اور نیز دوسرے اہلی جانور بکثرت پائے جاتے ہین

پرند

پرند بھی مختلف اقسام کے تیتر - بٹیر - لوا - گنڈور - کبوتر - ہریل - دہنچڑی - سور - مرغابی -

مرغی - قاز - بط - مینا - طوطا - ہزار داستان - سرخاب - لقلق - خرخرا - بگلا - کلنگ - کالی -
اجلی - بیا - پدا - مینا - لال - شکر خورا - کبود - بانوا - شکرا - باز - ترمتی - بہری - شاہین وغیرہ
کثرت کے ساتھہ موجود ہین -

اشیاے درآمد

شکر - نمک - صندل سپید - شیشہ - آلات اور دوسری ولایتی چیزین - کافی - چاے - مشک -
شورہ - پارہ - کافور - افیون وغیرہ -

اشیاے برآمد

بیل پھل - قالین - غلہ - ارنڈی - روئی - شہد - موم - کمبل - بیدری برتن وغیرہ -

صنعت وحرفت ودستکاری

چونکہ آجکل یورپ کی ساخت کے کپڑے - اور نیز دوسری اشیا بکثرت استعمال کیجاتی ہین اسلئے
حیدرآباد دکن کی دستکاری کی چندان وقعت باقی نہین رہی چنانچہ ورنگل کے قالین اورنگ آباد کے
عام پسند زربفت بیدر کے خوشنما برتن - ناندیڑ کے بیلے - پٹن کا ریشمی کپڑا - یہ سب چیزین بہت تنزل ہین
اگر چندان اور یہی حالت رہی تو بالکل معدوم ہوجائینگے -
الغرض اب بھی یہان کی دستکاری مین ململ و باریک سوتی کپڑا ایلگندل و ناندیڑ اور ورنگل مین
قالین - (اونی - ریشمی - سوتی) کمخواب - زربفت - مشروع - ہمرو - تاشش - ماولہ - اورنگ آباد
پٹن بیضاپور - زرین وریشمی ساڑیان - ریشمی ولٹری پارچہ - ورنگل - نارائن پیٹھ - کوسگی - گدوال - سیوارہ
امر چنتہ - مناپور - ایلگندل مین - بیدر مین چاندی کے پھولدار برتن - تیار ہوتے ہین - علاوہ ان مقامات کے
حیدرآباد و گلبرگہ شریف کے جیلون مین شطرنجی - قالین - کھادی - عمدہ چارخانے - پردے - ڈیرے -
وغیرہ قیدیان بناتے ہین - کمبل تو ہر دیہات مین بنے جاتے ہین - ادنے قسم کا نیل سنگنڈہ - ایلگندل -
میدک اور دوسرے مقامات پر بنتا ہے - اس ملک کے بعض حصون مین شورا بھی بنایا جاتا ہے -
اور مختلف قسم کے کاغذ کہ جو عموماً اردو مراسلات مین استعمال کئے جاتے ہین - اندور - میدک -

حیدرآباد- گلبرگہ- اورنگ آباد مین تیار ہوتے ہین- نمک تمام ملک مین دستیاب ہوتا ہے- اور ایک ادنیٰ قسم کا نمک تیار کیا جاتا ہے- چونکہ ذایقہ مین کسیقدر تلخ ہوتا ہے- علاوہ برین عموماً تمام اضلاع مین مختلف اقسام کے مٹی کے برتن اور مختلف وضع کی چوڑیان اور لاک کے زیور بنتے ہین- ناریل- سرسون- ارنڈی- گہاسی- سیاہ تل- سیم کی پہلی- السی- کرڑ وغیرہ سے تیل نکالا جاتا ہے- اکثر مواضعات مین مہوہ کے پہول سے شراب کہنچی جاتی ہے- چمڑے کو دباغت دیکر دلیسی جوتے اور اعلیٰ قسم کے چھاگلین بنائے جاتے ہین- کونا سمودرم مین فولاد اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے- کولاپور- جگدیو پور وغیرہ مین تلوارین- خنجر- بندوق- جمبئے- ڈہال- قرابین- پستول- بکثرت تیار ہوتے ہین- چندراین گٹہ مین بارود سازی کا کارخانہ موجود ہے-

آب وہوا

اس ملک کی آب وہوا بالکل صحت بخش تو نہین ہے- مگر خوشگوار تو ضرور ہے- سال کے اکثر حصے مین موسم اعتدال پر رہتا ہے- گرمی اور سردی مین سختی نہین ہے- آندہی- اس- پالا- وغیرہ جو شمالی ہند وغیرہ مین ہوتے ہین یہان مطلق نہین ہین-

قحط

قحط کے اسباب بڑے خشک سالی- جنگ- بارش کی کثرت ہین- قحط کا سب سے بڑا سبب خشک سالی ہے- باقی جنگ و کثرت بارش کے قحط بہت کم وقوع پذیر ہوتے ہین- البتہ جنگ مین بمقابلہ خشک سالی و کثرت بارش کے مقامی نقصان بے انتہا پہونچتا ہے- اب ہم ممالک محروسہ کے گذشتہ اڈہائی سو سال کے قحط کی تفصیل و اسباب تواریخ سے اخذ کر کے ایک نقشہ مین تبلاتے ہین-

۱	خشک سالی	۱۶۲۹ع- ۱۶۳۰- ۱۶۵۹- ۱۶۸۵- ۱۷۱۳- ۱۷۴۷- ۱۷۸۷- ۱۸۰۴- ۱۸۱۳- ۱۸۱۹- ۱۸۳۳- ۱۸۴۶- ۱۸۵۴- ۱۸۶۲- ۱۸۶۶- ۱۸۷۱- ۱۸۷۶- ۱۸۷۷-
۲	جنگ	۱۶۳۱- ۱۶۵۰- ۱۶۸۲- ۱۶۸۳-
۳	کثرت بارش	۱۷۰۲- ۱۸۲۵-

نقشۂ بالا مین سترہوین اٹھارہوین۔ انیسوین صدی کے قحطون کی تفصیل تھی۔ مگر اس بیسوین صدی مین بھی دو تین سال قحط کی بلا ممالک محروسہ پر نازل رہی ہے۔

آبادی

بموجب مردم شماری ۱۸۹۱ء کل ملک کی مجموعی آبادی ایک کروڑ پندرہ لاکھہ سینتیس ہزار چالیس ہے۔ جسمین مردون کی تعداد (۵۸۷۳۱۲۹) اور عورتون کا شمار (۵۶۶۳۹۱۱) ہے جملہ آبادی بکمالہٖ مین ملکیون کی تعداد مجموعی (۱۱۱۵۱۳۶۷) ہے جنمین (۵۶۷۸۴۳۴) مرد اور (۵۴۷۳۲۳۳) عورتین ہین۔ اور بقیہ آبادی (۳۸۵۲۷۳) مین غیر ملکی لوگ داخل ہین۔ جو کہ ہندوستان کے دوسرے صوبجات یا ممالک غیر سے آکر آباد ہوگئے ہین۔ غیر ملکیون مین مردون کی تعداد بقدر (۱۹۴۶۹۵) اور عورتون کی تعداد (۱۹۰۵۷۸) ہے۔ خاص شہر کی آبادی مین غیر ملکیون کی تعداد (۲۸۵۰۹) ہے جسمین مدراس کے (۲۱۵۸۰) ممالک مغربی و شمالی و اودہ کے (۷۴۹۱) ریاستہائے راجپوتانہ کے (۶۱۷۳) میسور کے (۴۱۱۱) بمبئی کے (۳۸۶۳) یورپ (۳۳۷۰) عرب (۲۷۰۵) ممالک متوسط ہند (۲۵۰۹) پنجاب (۲۳۰۶) برار (۱۰۳۴) آبادی کی تقسیم بلحاظ مذہب کے حسب ذیل ہے۔

نام مذہب	قسم: مرد	قسم: عورت	میزان	نام مذہب	قسم: مرد	قسم: عورت	میزان	نام مذہب	قسم: مرد	قسم: عورت	میزان
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
ہندو	۵۱۶۱۸۴۳	۵۱۱۱۳۳۶	۱۰۲۷۳۱۷۹	سکھ	۲۵۵۶	۲۰۸۱	۴۶۳۷	گونڈ	۰	۰	۲۸۶۶۰
مسلمان	۷۸۱۴۹۶	۵۵۷۱۷۰	۱۳۳۸۶۶۶	پارسی	۶۲۸	۴۳۰	۱۰۵۸	بھیل	۰	۰	۴۷۰
عیسائی	۱۶۳۰	۸۷۹۹	۱۰۴۲۹	جین	۱۴۹۶۶	۱۲۸۷۹	۲۷۸۴۵	یہودی	۱۰	۱۶	۲۶

مذہب

ہندو - مسلمان - عیسائی - جین - سکھ - پارسی - یہودی - گونڈ - بھیل - وغیرہ -

جنگلی اقوام

گونڈ - بھیل - کویا - چنچواڑ - آندہ - اوڑہ - ان کے شعبے حسب ذیل ہین -

گونڈ = راج گونڈ - پردہان - کورکو - کولم - ڈہاروے - کوئلا بہوٹ

بھیل = بھیلالا - کہلے میدان کے رہنے والے - پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے - مخلوط اقوام -

کویا = راجہ کویا - ماناکویا - انی کویا - ٹوٹو کویا -

چنچواڑ = بہیم - اڈہی - ڈیوا - اناڈی - گونڈو - انگی - کریا - بچہ - ادرا -

زبان

اس ملک مین جسقدر زبانین بولی جاتی ہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے -

خاندان	شعبۂ خاندان	زبان	شعبۂ زبان
۱	۲	۳	۴
آرین	ایرانی	پشتو - بلوچی - فارسی - ارمنی -	
	ہندی	کشمیری - پنجابی - سندہی - ہندی - ہندی گگری زبان - گجراتی - مرہٹی بنگالی اوڑیا	ہندی ہندی اور اردو - پالی - جغتائی
	ایطالیائی	ایطالیائی - فرنچ - پرتگش -	
	ٹیوٹانک - جرمنی	جرمن - انگریزی - ڈچ -	
	ٹیوٹانک - اسکینڈینیوین	ڈنیش -	
	سلاوانیک	پولیش - بوہیمین -	
دراویڑی	جنوبی	ٹامل - تلنگی - کنڑی - ملیالم - چنچو -	
	شمالی	گونڈ -	
کولاری		کور	
سیمیٹک		عربی - حبشی -	
اوسکی تسمیل یورالی منگولین (مغل)	تاتاری	ترکی -	عثمانی - جغتائی
	چینی	چینی -	

ملکی زبان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نام زبان	نام شعبہ
کنڑی	کنڑی۔ بڑبڑکی۔ بیڈر۔ سوارا۔ کروانی۔
مرہٹی	مرہٹی۔ کوکنی۔ گوانیز۔ (گوملکی) بالبودہی۔ (بشمول پراکرت ویشمی)
تلنگی	تلنگی۔ جولاکی۔ منیواری۔
اردو	مسلمانی۔ دکہنی۔ ہندوستانی۔

زبان ہائے ملکی مین تلنگی کے بولنے والے (۵۰۳۱۰۶۹) مرہٹی (۳۴۹۰۸۵۸) کنڑی (۱۴۶۱۰۴۶) اردو (۱۰۹۸۳۸۲) ہین۔ اور ہندوستان کے دوسری زبانین اس ملک مین بولنے والے یہہ ہین۔ بگڑی ہندی (۱۵۶۱۹۳) ہندی (۷۷۵۵۸) گونڈی (۳۶۱۵۷) اردی (۲۹۲۶۶) گجراتی (۲۶۹۹۴) کرر (۵۷۵۴) پنجابی (۲۴۳۹) ملیالم (۱۲۴۳۳) پنچو (۴۲۱) ادریا (۱۸۰) سنہی (۶۲) بنگالی (۳۹) کشمیری (۲۱)۔

عمر

سب سے بڑے اور چہوٹے کی اوسط عمر (۲۴،۹۷) ہے جس سے ظاہر ہے کہ آبادی عملاً قریب قریب ایک ہی حال پر قایم رہے ہے۔

پیشہ

پیشون کی تعداد (۴۷۸) ہے۔ تفصیل کا بتلانا محض طوالت و بیضرورت ہے اسلئے قلم انداز کیگئی۔

مکانات

ممالک محروسہ کے مکانات کی تفصیل ضلع واری حسب ذیل ہے ہے۔

بلدہ (۲۱۰۰۸) بیرون بلدہ (۷۵۶۰۶۰) جملہ (۷۷۷۰۶۸) اطراف بلدہ (۷۵۸۷۷) محبوب نگر (۳۱۱۷۱)
نلگنڈہ (۱۰۸۸۴۸) ورنگل (۱۵۶۴۰۳) الگندل (۱۹۶۹۸۷) نظام آباد (۱۲۸۴۶۱) میدک (۴۹۳۹)
جملہ میزان تلنگانہ (۹۶۹۲۵۴) اورنگ آباد (۱۶۳۹۴۰) بیڑ (۱۲۸۶۱۴) ناندیڑ (۱۴۴۱۱۰۷) نلدرگ
(۱۳۰۲۲۹) بیدر (۱۸۰۲۹۰) پربھنی (۱۶۰۲۲۸) سرلوبہ تانڈور (عادل آباد) (۲۱۵۹۷) جملہ میزان
مرہٹواری (۹۴۹۰۰۵) گلبرگہ شریف (۱۳۶۴۶۹) رائچور (۱۰۲۳۹۲) لنگسگور (۱۲۴۹۹۴)
جملہ میزان کرناٹک (۳۶۳۸۵۵)۔

اب ذیل مین اختصار کے طور پر صوبہ واری تفصیل تبلائی جاتی ہے۔
صوبہ شمالی (۶۲۲۲۷۴) صوبہ شرقی (۳۹۶۴۲۲) صوبہ غربی (۵۹۶۸۸۹) صوبہ جنوبی۔
(۴۹۴۰۸۴) اطراف بلدہ (۱۷۲۵۴۵) ریلوے (۱۵۷۳) جملہ صدر میزان (۲۲۸۳۷۸۷)۔

قدیم حالت سلطنت

ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ اول کے عہد مدار المہامی کے قبل اس ریاست کا رقبہ صرف ۲۶ ہزار مربع میل کی تہا۔ اور باقی حصہ ملک کا بعوض تنخواہ عموماً جمعداران (افسران فوج) کے پاس تہا۔ آمدنی کی حالت بہی بہت ہی غیر مطمئن۔ اور اخراجات وضروریات کو بہی ناکافی تہی۔

اصلاح ریاست

جب ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ بہادر کا زمانہ وزارت آیا تو آپ نے پہلے جمعدارون کے پاس سے وہ تمام حصہ ملک کا واپس لے لیا۔ اور اون جاگیرات کو بہی ضبط فرمایا کہ جو جاگیردارون کے شرعی وارث نہ تھے۔ مگر جاگیرات پر کسی نہ کسی حیلہ سے قابض ہو گئے تھے۔ اسکے بعد باضابطہ تدوین قوانین۔ اور مختلف سررشتون کے اصلاح کے جانب توجہ فرمائی چنانچہ اوایل ۱۸۶۷ء مین ایک خاص کمیٹی منتخب قانون دان مسلمانونکی اس غرض سے منعقد کیگئی کہ سرکار عظمت مدار کے

علاقۂ ہندوستان مین جو قوانین منضبط ہوئے ہین اوسی طرز پر یہان کے ممالک محروسہ کے لئے بھی مرتب کئے جائین۔ جسکی محنتون کا خاتمہ اسی پر ہوا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا فارسی مین جو اسوقت یہان عدالت کی زبان تھی غیر مکمل ترجمہ کیا گیا۔ ۱۸۷۵ء مین ہندوستان سے ایک مسلمان وکیل اسی کام کے لئے بلایا گیا۔ جس نے ایک دو چہوٹے ضوابط کی ترتیب دی۔ اسکے بعد بشرکت اور دوسرے چار مسلمان عہدہ دارون کے اوس نے چند ضوابط اور گشتیات اور ہر فرقہ کے متعلقہ ذاتی قوانین و دساتیر کی ترتیب دہی مین کامیاب ہوا۔ بعد ازان عمدہ قوانین کے ترتیب کی غرض سے انگلستان کے تربیت یافتہ قانون دان اشخاص کو بلانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ مسٹر ٹریور اور مسٹر محمود بلائے گئے مگر ان کے تقرر سے کوئی اچھا نتیجہ نہ نکلا۔ خاص کر اس وجہ سے کہ یہ تمامی حالات اور ضرورتون سے یہان کے محض ناواقف و نابلد تھے۔

کونسل آف اسٹیٹ

اعلیحضرت کی مسند نشینی کے زمانہ سے اس بارہ مین باقاعدہ کوششین کیگئین۔ چنانچہ بعہد وزارت نواب عماد السلطنۃ بہادر کونسل آف اسٹیٹ (جسکے ارکان امرائے عظام ریاست اور صدر نشین خود اعلیحضرت تہے) کا انعقاد ہوا۔ اور اس کام کے وسیع کرنے کے لئے ایک کمیٹی ناظمان عدالت کی اس غرض سے قایم کیگئی کہ وہ اسکے بحث و نحو اکے لئے قانون کے مسودات تیار کرکے پیش کیا کرین۔ چنانچہ اس کمیٹی نے قانون ضابطہ دیوانی مرتب کیا۔ جس کی اشد ضرورت تھی۔ اور فوراً وہ اوسوقت تک کے لئے جاری بھی کردیا گیا۔ جبتک کہ مکمل قانون تیار ہو۔ آخرکار اس قانون ضابطہ دیوانی کو کونسل آف اسٹیٹ اور اعلیحضرت نے بھی پسند فرمایا۔ اور نافذ کیا گیا۔ خاص قانون جو کونسل آف اسٹیٹ سے صادر ہوا وہ قانون میعاد سماعت ہے۔ اسکا نام حضرت اقدس و اعلیٰ کے نام مبارک کی نسبت سے قانون محبوبیہ رکہا گیا۔ مگر اب یہہ قانون منسوخ

ہوگیا ہے۔ اور ایک دوسرا قانون میعاد سماعت مقدمات بابتہ ۱۳۲۷ف مرتب ہوا ہے۔ جو آجکل نافذ العمل ہے
ایک خاص قانون روہیلون کے اخراج اورنگرانی کے متعلق نافذ کیا گیا۔ جسکے باعث ملک کو ایسے لوگون سے
نجات ملی جو بدچلن تھے۔ محصولات صفائی و محصولات مقامی کے وصول کی بھی تمادی بزر منظور ہوئین۔
اور بعہد نواب سرآسمانجاہ بہادر کونسل آف اسٹیٹ کا اجلاس ہونا موقوف ہوگیا۔

فرمان خسروی و نفاذ قانونچہ مبارک

اصلاح مملکت و انتظام ریاست کے متعلق اعلیحضرت اقدس اعلی نے ۸ امرداد اسفندار ۱۳۲۸ف م ۲ رجب ۱۳۳۱ھ کو
ایک فرمان نافذ فرمایا۔ جسکا ملخص حسب ذیل ہے۔

رعایا کی بہبودی اور اطمینان اور خزانہ کی افزونی ہی پر انتظام کی بھلائی اور برائی کا دارومدار ہے۔ مگر موجودہ
انتظام مین یہ اصلی مقصود ناپید ہین جسکی نقائص کی اصلاح ضروری ہے۔ اول چونکہ زیادہ تر ہمدردی
اہل ملک ہی کر سکتے ہین اسلئے زیادہ تر او نہین کو انتظام ملک مین موقع ملنا چاہئے۔ جس سے
وہ ابتک محروم کئے گئے ہین۔ دوم ابتک کل ذمہ داری مدارالمہام پر تنہا منحصر رہی ہے۔
اب اوسکو کم کرنا چاہئے۔ سوم وزرا ماتحت ابتک بیکار رہے۔ اب وہ با اختیار کئے جائین۔
تاکہ اونکے وجود سے ریاست کو فائدہ پہونچے۔ مدارالمہام اور وزرا ماتحت کے اختیارات ایک
دستورالعمل کے شکل مین منضبط کئے جائین۔ کونسل آف اسٹیٹ برخاست کرکے ایک مجلس
شوری (کبینٹ کونسل) منعقد کیجائے جس مین اہم مسائل متعلقہ عام اصلاح و فلاح ریاست
و رعایا و مسائل مختلف فیہ پیش ہوا کرین۔ اور مجلس سے طے ہونیکے بعد تصفیہ آخر کے لئے ابدولت کے
روبرو پیش ہو۔ پیشکاری کی خدمت پر راجہ کشن پرشاد بہادر (حال مدارالمہام سرکار عالی) کا تقرر
کرکے صیغہ فوج باقاعدہ و بیقاعدہ بھی سپرد کیا جائے اور وزیر فوج کی کمک کے لئے ایک تجربہ کار
یوروپین معتمد اور ایک تجربہ کار نیٹو جائینٹ سکریٹری مقرر ہون۔ صیغہ مالگزاری نواب وقار الامرا کے

تفویض ہو۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت مع دفاتر ماتحت معتمدی عدالت اور نواب افتخار الملک پبلک ورکس وکوتوالی مقرر کئے گئے۔

مدار المہام کی اعانت کے لئے حسب ذیل معتمدین رکھے گئے۔

(۱) فینانشل سکرٹری (۲) معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ (۳) معتمد مالگزاری (۴) پرایویٹ سکرٹری (۵) معتمد تعمیرات مجلس وضع آئین و قوانین (لیجسلیٹو کونسل) کا فوری انعقاد ہو۔ اور مجلس عالیہ عدالت مین ایک میر مجلس چار رکن ایک مفتی اور ایک شاستری مقرر ہو۔ اور تا قیام جوڈیشل کمیٹی مابدولت از روئے اختیارات شاہی۔ مقدمہ منفصلۂ اجلاس کامل مین اپنے شاہی اقتدارات استعمال کرینگے۔ زراعت وبندوبست وانعام کے صیغے حسب سابق انسپکٹر جنرل مال کے ماتحت رہین۔

عام حسابی حالت کی درستی کے لئے ایک لایق کنٹرولر جنرل آف اکونٹس (حسب انتخاب گورنمنٹ آف انڈیا) تین سال کے لئے مستعار طلب کیا جائے۔ اور بشرکت راجہ مرلیمنوہر بہادر محاسب کام انجام دے"۔ اس کے بعد ۲۹ اسفندار ۱۳۰۲ف م ۱۳ رجب ۱۳۱۱ھ کو فرمان اولی کا حصۂ دوم موسوم بہ تجویز جدید نافذ ہوا۔ جسمین سابقہ فرمان کی کسیقدر ترمیم اور باقی طرز کارروائی بڑے بڑے عہدون کی تنخواہون کی وبیشی وغیرہ سے بحث کیگئی ہے۔

۱۸ اتیر ۱۳۰۳ف م ۸ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ کو قانونچہ مبارک شایع ہوا۔ اس مین مجلس کی ترتیب۔ طریق کارروائی مجلس۔ امور قابل پیشی کونسل۔ اقتدار وفرایض ارکان۔ قواعد متفرق تبلائے گئے ہین۔ بعد ازان قانونچہ کا دوسرا حصہ ۱۹ اتیر ۱۳۰۴ف م ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ نافذ کیا گیا۔ جسمین مدار المہام بہادر معین المہامان۔ اور پیشکار صاحب کے اقتدارات عام خاص کی تفصیل منضبط ہے۔ بتاریخ ۲ آبان ۱۳۱۳ف قانونچہ مبارک متضمن اختیارات وزرا۔ وکیبنٹ کونسل مین کسیقدر ترمیم وتغیر بھی کیا گیا۔ مگر بہت بڑا حصہ اوس قانونچۂ مبارک کے مطابق قایم رہا۔ جو تاہنوز انتظام

حکومت اوسی طرز وروش پر چلا آرہا ہے۔

کیبنٹ کونسل

کیبنٹ کونسل ریاست کی سب سے اعلیٰ ترین مجلس شوریٰ ہے۔ اس کے میر مجلس مدارالمہام ہین اور وہ اعلیحضرت کے پاس اس امر کے ذمہ دار ہین کہ کونسل سے اچھی طرح کام لیا جائے۔ اور کسی اہم اور اشد ضروری مقدمہ مین مدارالمہام مجاز ہین کہ اپنی ذمہ داری سے کسی تجویز کے نسبت جو کونسل نے اپنی اجلاس مین منظور کی ہو اوسکو منسوخ کر کے اپنی رائے کے مطابق احکام جو ضروری متصور ہون جاری کرین۔ بشرطیکہ اپنی کارروائی کی مفصل رپورٹ فوراً اعلیحضرت کے ملاحظہ مین داخل کرین۔ اعلیحضرت نے یہ اقتدارات اپنے لئے محفوظ رکھا ہے۔ کہ کسی وقت کونسل کی کسی کارروائی مین حکم کو ملتوی یا اسکی اصلاح۔ ترمیم یا تنسیخ فرمائین لیکن کونسل کے تمام احکام و کارروائیان جو باضابطہ طور سے ملاحظہ اقدس مین داخل ہو چکے ہون وہ قطعی متصور ہون گے۔ تاوقتیکہ اعلیحضرت ان کے خلاف کوئی صریح حکم صادر نفرمائین یعنے درحالیکہ کوئی تغیر و نامنظوری صادر نہو۔ یہ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ کارروائی مذکورہ منظور ہو گئی اور پھر باضابطہ منظوری کا انتظار نہین رہتا۔ امور ذیل کیبنٹ کونسل مین پیش ہونا چاہئے۔

(۱) ہر آیندہ سال کا موازنہ (اندازہ فنانس) (۲) کوئی ایسا مقدمہ جسمین مدارالمہام نے کسی معین المہام کی رائے یا حکم کو نامنظور یا منسوخ کیا ہے۔ اور اُس معین المہام نے اُس کو کیبنٹ کونسل مین پیش کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے۔ (۳) ہر امر جو اعلیحضرت بالخصوص کونسل مین غور کئے جانیکے لئے روانہ فرماوین (۴) اور دوسرے کل امور جنکو مدارالمہام کونسل مین پیش کرنا ضروری سمجھین۔

اختیارات مختص بذات اقدس اعلیحضرت

(۱) معین المہاموں کا تقرر - (۲) عہدہ ہائے درجۂ اول جنکی ماہوار ایکہزار پانسو روپیہ یا اس سے زاید ہو - (۳) عہدہ ہائے درجہ دوم جنکی ماہوار پانسو روپیہ یا اوس سے زیادہ مگر ایکہزار پانسو روپیہ سے کم ہو اون پرکسی کا تقرر مدار المہام کر سکتے بشرطیکہ بلاحصول منظوری اعلیحضرت کوئی ایسا جدید عہدہ قایم نہ کیا جائے - جسکی ماہوار پانسو روپیہ یا زیادہ ہو اور نہ کسی موجودہ عہدہ کی ماہوار - پانسو روپیہ سے بڑہائی جائیگی (۴) کسی یوروپین کا تقرر کسی عہدہ پر بجز مدار المہام کے اور کوئی عہدہ دار نکر سکیگا - اور اگر اوس عہدہ کی ماہوار پانسو روپیہ سے زائد ہو تو قبل تقرر مدار المہام پر لازم ہوگا کہ اوسکی منظوری اعلیحضرت سے حاصل کریں - (۵) اعلیحضرت کی فوج میں کوئی شخص بطور کمشنڈ افسر عہدۂ سب لفٹنٹ یا عہدہ ہائے مافوق پر بلاحصول منظوری اقدس متقرر نہیں ہو سکتا (۶) کوئی جدید ماہوار منصب یا ماہوار خاص یا کوئی خاص الاونس کسی قسم کا بلاحصول منظوری اعلیحضرت کسیکو نہیں دیجا سکتی - اور نہ کسی عہدہ دار یا دیگر شخص کو اوسکے خانگی استعمال کے لئے (باستثنائے تقاوی) بلامنظوری اعلیحضرت کسی قسم کا قرضہ خزانۂ سرکار سے دلایا جاسکتا ہے

ان امور کے علاوہ اعلیحضرت کو جملہ اہم امور سے آگاہ کیا جاتا ہے - اور اعلیحضرت بنفس نفیس اکثر ون کے نسبت احکام نافذ فرماتے ہین -

اختیارات مدار المہام

مدار المہام سرکار عالی کو اعلیحضرت نے ریاست مین (باستثناء امور مخصوص) صدر حکومت دے رکھے ہین اور وہ کل سرکاری صیغہ جات کے مناسب انتظام کے لئے اعلیحضرت کے پاس کامل ذمہ دار مین - اور اون کا فرض ہے کہ وہ اعلیحضرت کو تمام اہم امور ریاست سے جو کچھ ہون اچھی طرح پوری طور سے مطلع رکھین - وزیر اعظم کے ماتحت چار وزرائے علاقہ ہین - جو معین المہام کہلاتے ہین (معین المہامی مال پر کوئی مامور نہین ہے - مگر اب ایک جدید معین المہام فنانس مسٹر گیاسن ہا کہ

مقرر ہوئے ہین) وزراء کے تفویض اسقدر دوسرے صیغہ جات ہین جسقدر کہ مدارالمہام بمنظوری اعلیٰحضرت وقتاً فوقتاً اون کے سپرد کرین۔ صیغہ جات پولیٹکل و فنانس خاص مدارالمہام کے سپرد ہین۔

امور متعلقۂ مدارالمہام سرکار عالی

(۱) سررشتۂ فنانس (۲) سررشتۂ مال (۳) سررشتۂ کاغذ مہور (۴) دارالضرب (۵) وہ امور جو اختیارات معین المہامان سے خارج ہون۔

امور متعلقۂ وزیر افواج

(۱) امپیریل سروس ٹروپس (۲) فوج باقاعدہ (۳) فوج بیقاعدہ۔

امور متعلقۂ وزیر عدالت

(۱) عدالت (۲) مجالس (۳) رجسٹری (۴) طبابت (ڈاکٹری و یونانی) (۵) تعلیمات (۶) ٹپہ خانہ (۷) امورات مذہبی (۸) مطابع و رجسٹری حفاظت حقوق کتب وغیرہ۔

امور متعلقۂ وزیر کوتوالی

(۱) کوتوالی (۲) تعمیرات عامہ (۳) صفائی (۴) حفظان صحت۔

امور متعلقۂ وزیر فنانس

(۱) ریلوی (۲) معدنیات (۳) دارالضرب (۴) مہور۔

امور متعلقۂ وزیر مال

(۱) مالگزاری (۲) پیمایش و بندوبست (۳) انعام (۴) کروڑگیری (۵) آبکاری (۶) جنگلات (۷) نوکل زمیندار (۸) کورٹ آف وارڈز۔

معین المہام مال کی خدمت پر تاہنوز کسیکی مامور نہین ہوئی۔ معتمد مال بالراست مدارالمہام سرکار عالی کے ماتحت ہین۔

(۱) افزائش نسل چوپایہ (۲) سررشتہ زراعت وتجارت یہہ دونون سررشتے تخفیف کردئے گئے۔ اب اوسکا کام بتوسط صوبہ داران معتمدی مال سے ہوتا ہے۔

مجلس وضع قوانین

سنہ ۱۲۹۰ھ مین ایک کمیشن قانونی منعقد ہوئی۔ جسکے صدر نشین مولوی اقبال علی اور رکن نواب فتح نواز جنگ اور معتمد مستقل باہواریاب سید محمد علی مقرر ہوئے۔ اس کمیشن کے ماتحت ایک جداگانہ عملہ بھی مقرر کیا گیا۔ ابتداءً یہہ حکم دیا گیا تہا کہ اسکے صدر نشین تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرین اور اپنی تنقیحی رپورٹین اس کمیشن کے غور کے لئے پیش کرین۔ اور کمیشن اُن قوانین کے مسودے جنکی ضرورت ہے اس طور سے مرتب کرکے پیش کرے کہ بالآخر اون سے ایک مجموعہ تیار ہوسکے۔ ان مسودات کیساتہہ ایسی رپورٹین بھی پیش کیجاوین جنمین موجودہ قوانین پر مفصل بحث ہو۔ کہ اونکے عمل درآمد مین کیا نقایص ہین۔ اور اونکی اصلاح کسطرح ہونی چاہئے۔ مجلس عالیہ عدالت کو یہہ ہدایت بہی ہوئی تھی کہ وہ کل مسودات قانون جو اسکے زیر غور ہون اور وہ کل معاملات جنکے واسطے اسکے خیال مین نئے قوانین کی یا قوانین موجودہ مین ترمیم کی ضرورت ہو کمیشن کی اطلاع کے واسطے پیش کرے۔ دوسرے عہدہ دارون کو بہی لکہا گیا تہا کہ اگر اون کے نزدیک موجودہ قوانین مین کسی اصلاح کی ضرورت ہو تو اپنی رائے سے دفتر ہوم سکرٹری کو مطلع کرین۔ چنانچہ چند عہدہ داران ماتحت کے پاس سے ایسی رائین وصول ہوئین اور وقتاً فوقتاً اون پر غور کیا گیا۔ میر مجلس صاحب کو اپنے معمولی کام سے دورہ پر جانیکی فرصت نہین ملی۔ اور یہ قرار پایا کہ معتمد مسودات قانون مطلوبہ مرتب کرکے کمیشن کے روبرو پیش کرے مگر کام شروع ہوتے ہی وہ مستعفی ہوگئے۔ اور رائے حکم چند ناظم عدالت بلدہ معتمد اور ممبر کمیشن مقرر ہوئے۔ کامل مسودات ضابطہ فوجداری و ڈسٹرکٹ ایکٹ کے اور ایک مسودہ ترمیم دستورالعمل میعاد سماعت فوراً ہی مرتب ہوگیا۔ رائے حکم چند کے

انتقال پر مولوی نظام الدین احمد صاحب یم-اے-یل-یل-بی بیرسٹرایٹ لا نائب معتمد مقرر ہوئے چنانچہ اسوقت تک خدمت موصوفہ پر صاحب موصوف ہی کارگزار ہیں اور ہر سال دس پانچ قانونکے مسودے تیار اور پاس ہوجاتے ہین - بہرحال قانون مین بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے - اور متعدد قوانین ودساتیر مرتب ہوچکے ہین -

معتمدین سرکار

(۱) معتمد فنانس (۲) معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ (۳) معتمد تعمیرات (۴) معتمد فوج (۵) پرایویٹ سکریٹری مدار المہام سرکار عالی (۶) معتمد مالگزاری -

انتظام علاقہ جات

مالگزاری

ایک معتمد با تحتی مدار المہام سرکار عالی جملہ علاقہ جات مال پر مقتدر ہے - بنظر اغراض انتظامی ملک چار صوبون پندرہ ضلعون پر منقسم ہے - ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے - جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنری کے مساوی ہے - ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے - جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدہ کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے - ان تعلقدارون کے مددگار بھی ہین جنکو دوم وسوم تعلقدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے - اور پیشیات یا حصص تعلقات مین نائب تحصیلدار ہین - عہدہ داران سررشتہ مال کی تفصیل حسب ذیل ہے -

صوبہ دار (۴) اول تعلقدار (۱۵) دوم تعلقدار (۲۲) سوم تعلقدار (۳۹) تحصیلدار - (۱۰۱)

پیمایش وبندوبست

سررشتۂ پیمایش وبندوبست مین مہتمم (۱۷) مددگار مہتمم (۱۵) نائب مددگار مہتمم اور چار مددگاران جمعبندی بہترین انعام

کمشنری انعام توڑدیگئی - اور ڈپٹی کمشنر برخاست کردئے گئے - اور تہوڑا سا علاء دفتر مالگذاری مین ضم کیا گیا باقی انعام وغیرہ پر علیحدہ کردئے گئے -

جنگلات

سررشتہ جنگلات ایک ناظم کے ذمہ ہے - جسکے چار مددگار ہین -

کروڑگیری

اس سررشتہ مین ایک کمشنر اور چار ڈپٹی کمشنر ہین -

سررشتہ فنانس

اس سررشتہ مین ایک صدر محاسب ہے - سابق مین جو کنٹرولر جنرل تہا وہ برخاست کردیا گیا -

سررشتہ عدالت

اس سررشتہ مین ایک میر مجلس اور پانچ ارکان ہین -

کوتوالی و مجالس اضلاع

ناظم کوتوالی سررشتہ کوتوالی اور مجالس اضلاع پر مقتدر ہین - لیکن اس اقتدار مین جہان تک کہ مجالس کا تعلق ہے - صوبہ داران اور اول تعلقداران اضلاع بہی شریک ہین - لیکن ۱۳۲۰ف سے صوبہ داران کا تعلق کوتوالی سے جاتا رہا ہے - البتہ اول تعلقدار اب بہی ناظم کوتوالی ضلع ہین -

کوتوالی بلدہ

کوتوالی بلدہ - کوتوال کے تحت مین ہے -

سررشتہ تعلیمات

ناظم تعلیمات کے سپرد سررشتہ ہے - جس کے ماتحت پانچ انسپکٹر ہین -

کاغذ مہر و دارالضرب

یہہ دفتر ایک یوروپین مہتمم کے سپرد ہے۔

ٹپہ خانہ

ٹپہ خانہ پر بھی ایک یوروپین ناظم ہے ۔

سررشتہ طبابت

سررشتہ طبابت اور اوسکی شاخین ۔ رزیڈنسی سرجن کی سپردگی مین ہین ۔ جسکا عہدہ سرکارعالی مین ناظم دواخانجات کا ہے ۔ اور اون کے تحت مین ہر دو صوبون کے لئے ایک ایک ناظر دواخانجات بھی ہے ۔ سررشتہ طبابت کی شاخ یونانی ایک عہدہ دار کے تفویض ہے ۔ جو افسرالاطبا کہلاتا ہے ۔

سررشتہ تعمیرات

سررشتہ تعمیرات دو شاخون یعنے عامہ اور آبپاشی پر منقسم ہے ۔ جنکے لئے ایک ایک چیف انجنیر مع عملہ معین ہے ۔

سررشتہ کورٹ آف وارڈز

یہہ سررشتہ مالگذاری کے ماتحت ہے ۔ اور سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز کے ذمہ انتظام سپرد ہے

سررشتہ ریلوی و معدنیات

ریلوی اور معدنیات متعلقہ سرکارعالی علاقہ فنانس کے تحت مین ہین ۔

عدل گستری

ممالک محروسہ سرکارعالی کے عدالتون کا شمار اور حاکمون کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

مجلس عدالت العالیہ (۱) عدالت ہائے دیوانی (۱۲۲) عدالت ہائے فوجداری (۱۹۵) دارالقضائے بلدہ (۱) جج ہائے دیوانی (۱۳۹) مجسٹریٹ ہائے فوجداری (۲۱۵)

ہائی کورٹ

مجلس عالیہ عدالت ایک میر مجلس ۔ چار ارکان اور ایک مفتی سے (قاضی شرع محمدی) مرکب ہے ۔ پہلے ایک شاستری (جج قانون ہنود) بھی تھا ۔ مگر جبکہ ایک رکن اہل ہنود سے مقرر ہو گیا ۔ تو عہدہ شاستری

تخفیف کیا گیا۔ اس مجلس مین تین اجلاس ہین (۱) ابتدائی (۲) منفقہ (۳) کامل۔

جوڈیشل کمیٹی

معین المہام عدالت کے پاس وہ درخواستین آتی ہین۔ جنہین اعلیحضرت کے مراحم خسروانہ کی درخواست کیجاتی ہے۔ یا جہ استدعا کیجاتی ہے کہ ملازمان بندگانعالی کو جو اقتدارات مرافعہ مقدمات ذیل حاصل ہین۔ اون کا برتاؤ کیا جائے۔

(الف) سزائے قید پانچ یا زاید از پانچ سال جو مجلس مالیہ سے دیگئی ہو۔

(ب) مرافعہ بخلاف فیصلجات اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت اون کل مقدمات مین جنکی مالیت دس ہزار سے زاید ہو

دار القضا

اس محکمہ مین مقدمات متعلق بہ ازدواج وطلاق و وراثت (جو اہل اسلام کے نسبت ہوتے ہین) فیصل پاتے ہین۔

عدالت دیوانی بلدہ

عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم کو اختیار ہے کہ پانچہزار روپیہ تک کے مقدمات سماعت کرین اور اونکے دو مددگارونکو ایکہزار تک اختیار ہے۔ علاوہ ان کے آنریری جج بھی ہین

عدالت فوجداری بلدہ

مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات ناظم عدالت اور اون کے دونون مددگارون کو حاصل ہین۔ یہان بھی بعض اعزازی مجسٹریٹ ہین جنکو درجہ دوم وسوم کے اختیارات حاصل ہین۔

جوڈیشل انتظام اضلاع

چارون اسمات مین چار صدر مددگار عدالت اور ہر ایک ضلع مین ایک مددگار عدالت اور بعض تعلقات مین منصف موجود ہین۔ علاوہ برین اکثر تحصیلدارون کو اختیارات دیوانی وفوجداری حاصل ہین۔

نوعیت اراضی

اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی کی چار اعلیٰ قسمین ہین - (۱) خالصہ (۲) صرفخاص (۳) پائیگاہ (۴) جاگیر -

اراضی خالصہ

وہ اراضی ہے جسکی مالگزاری سرکار مین وصول ہوتی ہے - اور جو کسی شخص کو بطور جاگیر یا انعام نہین دیگئی ہے اس مین وہ اراضیات بھی شامل ہین - جو زیر انتظام سرکار ہین -

صرفخاص

شاہی اراضیات کو کہتے ہین جنکا اعلحضرت کی ذات سے تعلق ہے - اور جسکا محاصل خاص اعلحضرت کے تصرف مین آتا ہے -

پائیگاہ

پائیگاہ کے لفظ کو بعضون نے بحذف یا - پاگاہ سے بھی تعبیر کیا ہے - اور پاگاہ کے معنے طویلہ کے ہین - پس لفظ پاگاہ کا استعمال بغیر یا اس موقع پر صحیح نہین رہے - اسلئے ہر گز غیر متناسب ہے - اور مقصود عطا کے اعتبار سے لفظ پائیگاہ ہی صحیح خیال کیا جاتا ہے - جس کی معنی منزلت کے ہین چونکہ یہہ عطا مخصوص ترین عطا ہے - اور افراد خاص سے اوسکی تخصیص رہی ہے - اور معزز ترین قسم جاگیر یعنے آل تمغا سے بھی زیادہ فضیلت کا اظہار معطی کو مقصود رہا ہے - لہذا یہ عطا اس نام سے موسوم کیگئی بعضون نے پائیگاہ کے الفاظ سے اس عطا کو متعلق بہ فوج سمجھا ہے - جو باعتبار مناسبت کسیقدر صحیح بھی ہو سکتے ہین -

جاگیر

جاگیر ایک عطیہ ہے جو امرا کو اونکے حسن خدمات و کارگذاری کے صلہ مین دیا جاتا ہے - اسکے تین اقسام ہین - (۱) آل تمغا یا انعام آل تمغا - یہہ جاگیرین موروثی اور دوامی ہوتی ہین (۲) ذات جاگیر - یہ جاگیرین ذاتی پرورش کے لئے دیگئی ہین - (۳) تنخواہ جاگیر - یہہ جاگیرین

اون رقمون کے معاوضہ مین دیگئی ہین) جنکا دینا سرکار پر واجب تھا۔
علاوہ برین حسب ذیل مقبوضات بہی قابل ذکر ہین۔ جنکا وجود ممالک محروسہ سرکار عالی مین
موجود ہے۔ (۱) انعام۔ وہ اراضی ہے جو وسعت مین ایک موضع سے کم ہو۔ اور جو کسی
شخص کی پرورش یا کسی ادائے خدمت یا کسی کار خیرات کیلئے دیگئی ہو۔ جسپر کلیتاً محاصل
معاف ہو۔ یا کچھہ پن مقرر ہو۔ (۲) پیش کش وہ رقم ہے جو بعض بڑے زمینداروں یا سمستانون سے
لیجاتی ہے۔ اسمین خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی ہے۔ اور اس قسم کی اراضی کا انتظام
خود زمیندار کرتا ہے (۳) سربستہ یا بالمقطعہ پیش کش سے کم درجہ کی اراضی ہے۔ مگر اور صورتون مین
ہر طرح اوسکے مشابہہ ہے۔ اسکا پن دوامی طور پر مقرر ہوتا ہے اور خرابی ہنگام کے باعث کوئی
معافی نہین دیجاتی (۴) پن مقطعہ۔ سربستہ کے مانند ہے۔ مگر اوسمین اراضی کا رقبہ کم ہوتا ہے۔
اور اوس سے جو آمدنی ہرسال وصول ہوتی ہے اوسمین سے ایک معین حصہ بطور پن لیاجاتا ہے
اور کوئی سالانہ رقم مقرر نہین ہے۔ (۵) اگرہار۔ وہ اراضیات ہین جو صرف برہمنون کے
قبضہ مین دیول وغیرہ کی مدد کے لئے دیگئی ہین۔ اُن کا پن دوامی طور پر مقرر ہے (۶)
مکاسا۔ وہ اراضیات ہین جنکے بابتہ پیشوا کے زمانہ مین آمدنی کا ایک معین حصہ سرکار مین وصول
کیا جاتا تھا۔ (۷) اُملی۔ اراضی مکاسا کے مشابہ ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہ صرف وطنداران پرگنہ کو دیگئی ہے۔

راجایان خراج گزار

ممالک محروسہ کے اضلاع متوسط اور جنوبی شرقی کنارے پر خراجگزار راجہ ہین۔ جو سرکار نظام کو پیشکش
دیا کرتے ہین اور اپنے ملک کا انتظام بحکم سرکار عالی خود کرتے ہین خراج کی تخمینی رقم ۲۵ ہزار سے ایک
لاکہ روپیہ تک ہے۔ اور جملہ رقم خراج کی پانچ لاکہہ روپیہ کے قریب ہے چند مشہور سمستان جنکے نام ذیل مین درج ہین
(۱) سمستان گدوال (۲) سمستان ونپرتی (۳) سمستان اناگندی (۴) سگور (۵) جٹپول (کولاپور)

(۶) گوپال پیٹھ (۷) امرچنتہ (۸) وردم کنڈہ (بالنواڑہ) (۹) بھدراچلم (۱۰) چنچولی (۱۱) گرگنٹہ (۱۲) نلدین نور (۱۳) راجہ پیٹھ (۱۴)

علاوہ ان کے اور بہت سے لستہ مقطعہ دار - سردیسکھ - دیسکھ - سردیسپانڈیہ - دیسپانڈیہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہین

تحصیل مملکت

٭ علاقہ دیوانی کی آمدنی چار کروڑ چھتیس لاکھ باون ہزار آٹھ سو چودہ روپیہ سالانہ ہے - ہر ایک باب کی آمدنی علیحدہ علیحدہ ذیل کے نقشہ مین ملاحظہ فرمائیے -

نمبر شمار	نام مد	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگزاری	مالگزاری رعیت واری و مقطعہ یا سربستہ پیشکش امرائی - بنجرائی شفوقات جاگیرات منضبطہ جرمانہ مالی -	دو کروڑ ۳۱ لاکھ ۴۲ ہزار ایکسو بیالیس روپیہ	مالگزاری کی حالت ہر ایک موسم پر بدلتی رہتی ہے - اگر ابتدائی بارش اچھی ہوی تو فصل خریف و آبی زیادہ ہوتی ہے - اگر آخری بارش اچھی ہوی تو فصل ربیع اور تابی زیادہ ہوتی ہے -
۲	کروڑگیری	درآمد برآمد - پیداوار متعبوضات	۴۶ لاکھ ۸۷ ہزار ایکسو ستانوے -	اکثر امرا و جاگیردار و عہدہ داران سرکار عالی کو محصول معاف ہے - اور افواج علاقہ سرکار انگریزی کنٹنجنٹ اور برٹش افسر بھی محصول سے مستثنیٰ ہین - درآمد غلہ پر بھی کوئی محصول نہین لیا جاتا -
۳	آبکاری	شراب دیسی - سیندہی - کلھوہ - شراب ولایتی -	۴۶ لاکھ ۶ ہزار اٹھارہ روپیہ -	حیدرآباد دکن مین ایک شکر کا کارخانہ ۱۳۰۶ف مین جاری کیا گیا تھا - جسمین اسپرٹ وغیرہ تیار ہوتی تھی مگر آجکل بند ہے -
۴	افیون		۵ لاکھ ۸۲ ہزار آٹھسو چالیس روپیہ -	تمام افیون مالوہ سے درآمد کیجاتی ہے - ممالک محروسہ سرکار عالی مین خشخاش کی کاشت ممنوع کردیگئی ہے -

٭ اسمین صرفخاص - پائیگاہ - جاگیرات - وغیرہ کی آمدنی شامل نہین ہے - اگر ان سب کو ملایا جائے تو اس ریاست کا محاصل تقریباً سات کروڑ روپیہ ہوگا اور یہ آمدنی جو تبلائی گئی ہے وہ موازنہ ۱۳۰۷ف کے بابتہ ہے - ۱۲ مولف -

۵	چوبینہ	۰	تین لاکھہ ۹۹ ہزار تین سو پندرہ روپیہ -	
۶	ممہور	کاغذات ممہور - ٹکٹ بعاوضہ ممہور - ٹکٹ شبیہ لفافہ نشان شبیہ - پوسٹ کارڈ - ٹکٹ نذر طلبانہ ٹکٹ رسید - کاغذات ہنڈی - ٹکٹ ہنڈی -	۸ لاکھہ ۸۷ ہزار پانچسو پچپن روپیہ -	
۷	معدنیات	کوئلہ سنگاریتی - طلائے ریچور	ایک لاکھہ دس ہزار ننانوے روپیہ -	معدن طلا کا پٹہ ۹۹ سال کیلئے دیا گیا ہے -
۸	رجسٹریشن	۰	۴۴ ہزار نو روپیہ	
۹	رقم تعہد برار	۰	۲۵ لاکھہ روپیہ	۲۵ لاکھہ سالانہ دوامی پٹہ دیدیا گیا ہے - ورنہ قبل ازین بعد وضع اخراجات جو کچھہ بچت ہوتی تھی وہ آتی تھی -
۱۰	ٹپہ خانہ	۰	ایک لاکھہ ۴۰ ہزار آٹھہ سو اٹھاسی روپیہ	۰
۱۱	دارالضرب	۰	دس ہزار آٹھہ سو ننانوے روپیہ -	۰
۱۲	عدالت	۰	ایک لاکھہ ۴۴ ہزار آٹھہ سو اکیانوے لاکھہ	۰
۱۳	محابس	۰	۶۵ ہزار اکیانوے روپیہ	صدر محبس بلدہ مین ہے - اورنگ آباد - اندور - گلبرگہ - ورنگل کے چار سنٹرل جیل کہلاتے ہین - باقی ۱۲ محابس اضلاع مین ہین -
۱۴	کوتوالی	۰	تین لاکھہ ۳۷ ہزار چار سو اڑتیس روپیہ	
۱۵	تعلیمات	۰	۶۷ ہزار چار سو سینسٹھ روپیہ -	
۱۶	دفاتر جداگانہ	۰	۵ ہزار پانچسو پچھتر روپیہ	
۱۷	دارالطبع	۰	تین ہزار آٹھہ سو دس روپیہ -	

۱۸	متفرقات	۰	۶۱ لاکھہ ۹۹ ہزار آٹھہ سو تربانوے روپیہ-	
۱۹	آبپاشی	۰	۴۰ ہزار تین سو اکیانوے روپیہ-	
۲۰	مکانات راستہ وغیرہ	۰	۳۳ ہزار آٹھہ سو اکتیس روپیہ-	
۲۱	جمعیت	۰	۲۲ ہزار نو سو چھتیس روپیہ-	
۲۲	ریلوی	۰	۳۱ لاکھہ ۹۲ ہزار نو سو اسی روپیہ-	

اخراجات سلطنت

* اخراجات سلطنت کی تعداد چار کروڑ تیئیس لاکھہ بائیس ہزار چھہ سو اٹھہتر روپیہ ہین- جسکی تفصیل نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین ہے-

نمبر شمار	مد	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگزاری	انتظام اضلاع- پیمایش بندوبست انعام- دیہہ صادر	۳۴ لاکھہ ۹۳ ہزار تین سو باون روپیہ	انتظام اضلاع- پیمایش و بندوبست- انعام دیہہ صادر-
۲	کروڑگیری	بلدہ محصولخانہ جات اضلاع چھاونیات-	۶ لاکھہ ۴۳ ہزار دو سو اکتیس روپیہ	بلدہ- محصولخانہ جات اضلاع- چھاونیات ۱۵۱۸۶۳- ۲۶۸۸۲۵- ۳۲۵۵۳- ۴
۳	آبکاری	۰	۱۵ ہزار پانچسو چھپن روپیہ-	یہہ اخراجات گذشتہ کے زمانہ کے ہین- ورنہ

نمبر	محکمہ			اخراجات	کیفیت
					امانی کے زمانہ میں ۴۷ ہزار دو سو اٹھائیس روپیہ تھا۔
۴	افیون		•	۴۴ ہزار سات سو چوپن روپیہ۔	
۵	چوبینہ		•	ایک لاکھ ۲۶ ہزار تین سو اٹھارہ روپیہ	
۶	[illegible]		•	۴۳ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ۔	
۷	معدنیات		•	۲۹ ہزار چھ سو تیتس روپیہ۔	
۸	رجسٹریشن		•	۴۴ ہزار تین سو بیانوے روپیہ۔	
۹	تپہ خانہ		•	۲ لاکھ ۹۹ ہزار آٹھ سو چوپن روپیہ	
۱۰	دارالضرب		•	۴۹ ہزار پانچسو پچہتر روپیہ۔	
۱۱	عدالت		•	۸ لاکھ ۲۷ ہزار ایک سو سترہ روپیہ	
۱۲	مجالس		•	۴ لاکھ ۷۰ ہزار اکسٹھ روپیہ	
۱۳	کوتوالی		•	۲۶ لاکھ ۱۳ ہزار تین سو سولہ روپیہ	

* یہ موازنہ اخراجات بابتہ ۱۳۰۵ف سے ہے - ۱۲ مولف - نوٹ متعلق صفحہ ۳۰

۱۴	تعلیمات	۰	۷ لاکھہ ۶۲ ہزار دوسو پچانوے روپیہ۔	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۳) کالج (۱۵) ہائی اسکول (۴۹) مڈل اسکول (۷۰۷) ابتدائی (۶۷) زنانہ اسکول (۴۷) مدارس نسوان (۱۷۰۹) خانگی مدارس ہین۔
۱۵	طبابت	۰	۵ لاکھہ ۶۰ ہزار چھہ سو اکسٹھہ روپیہ	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۸۶) دواخانجات انگریزی اور (۹) شفاخانجات یونانی ہین۔
۱۶	دفاتر جداگانہ	۰	۳ لاکھہ ۱۹ ہزار ۶۵ روپیہ۔	
۱۷	امداد صناعی	۰	۴ لاکھہ ۵۵ ہزار تین سو بیاسی روپیہ	
۱۸	آب رسانی	۰	۰	بلدہ مین آب رسانی کی ابتدا۔ امداد ۱۳۰۵ف مین ہوی اور ۱۳۱۵ف مین کام ختم ہوا دس لاکھہ چوبیس ہزار چہ سو چوبیس روپیہ صرف ہوے۔
۱۹	داخل حضور پرنور۔	۰	۶۵ لاکھہ ۲۷ ہزار تین سو پچانوے روپیہ۔	جمعیت علاقہ صرفخاص۔ ۱۹۳۵۹۲ ۔ تنخواہ محلات مبارک ۱۶۱۵۶۳۲۔ ملازمان ذاتی واخراجات معمولی۔ ۱۴۳۲۲۲۱ اخراجات غیر معمولی۔ ۳۳۲۵۳۵۰
۲۰	منصب	۰	۱۳ لاکھہ ۱ ہزار تین سو انچالیس روپیہ۔	
۲۱	رسوم	۰	۶ لاکھہ ۸۳ ہزار دوسو ستاون روپیہ۔	
۲۲	وظائف	۰	۸ لاکھہ ۱۳ ہزار چارسو سینتیس روپیہ	جاگیر پنشن ۱۰۷۸۱۸ ۔ وظائف وانعام ۵۰۶۱۱۹
۲۳	خاص احاطات	۰	۴ لاکھہ ۳۳ ہزار تین سو چوالیس روپیہ۔	

۲۴	یومیہ و معمول	•	۵ لاکھہ ۹۶ ہزار دوسو اکتالیس روپیہ	اخراجات مذہبی و یومیہ و معمول مین مقرر ہین۔
۲۵	خلعت و تواضع		۵ لاکھہ ۸۲ ہزار آٹھہ سو بہتر روپیہ	
۲۶	دارالطبع	•	۴۵ ہزار ۱ سو ترسٹھہ روپیہ	
۲۷	متفرق	•	۱۰ لاکھہ ۲۵ ہزار بیانوے روپیہ	
۲۸	آبپاشی و تعمیرات	•	۲۶ لاکھہ ۳۸ ہزار تین سو تیرہ روپیہ	انتظام - بربتی - مکانات و دراستہ ۳۳۰۹۲ - ۶۱۲۰۱۵ - ۱۹۹۴۱۱۰
۲۹	جمعیت		۶۹ لاکھہ چار سو چھیالیس روپیہ	اسٹاف انتظامی - امپیریل سروس ٹروپس ۱۲۰۶۷۳ ۵۹۰۰۸۵ بیقاعدہ - باقاعدہ - گولکنڈہ برگیڈ ۴۴۴۸۸۸۵ - ۱۲۹۲۵۹۱ - ۴۲۵۱۱۴ کارخانہ باروت - ۲۳۱۶۷ -
۳۰	ریلوی	•	۳۰ لاکھہ ۶۹ ہزار آٹھہ سو چھیالیس روپیہ	

واضح ہو کہ رقوم تصفیہ طلب و پیشگیات کا حساب بوجہہ عدم ضرورت نہین بتلایا گیا۔ اس آمدنی وخرچ ریاست کے حساب سے بابتہ جمع وخرچ بخلاف کے تیس لاکھہ اکتالیس ہزار تین سو چار روپیہ (بچت جمع) رہی۔

فوجی قوت

چونکہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ تمام رؤساء ہندوستان مین درجۂ اول رکھتے ہین۔ اسلئے بہ نسبت دیگر رؤساء ہند تقریباً ایک لاکھہ فوج کی تعداد ہوگی۔

فوج باقاعدہ

فوج باقاعدہ کی تعداد چھہ ہزار آٹھہ سو چھہ ہے۔ جسمین (۳) توپخانے (۵) رجمنٹ سواران (۶) رجمنٹ پیدل ہین جسکا خرچ سالانہ ۱۴ لاکھہ ۴۷ ہزار تین سو ستر روپیہ ہے۔ امپیریل سروس ٹروپس۔ گولکنڈہ برگیڈ۔ نظام محبوب فوج بھی اسمین شامل ہے۔ کل افواج باقاعدہ کرنل نواب افسر الملک بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای کے زیر کمانڈ ہے۔

رسالۂ جوش

اس رسالہ کے بانی راجہ صاحب ونپرتی تھے جنہون نے اپنے زر خرید سدی اور انکی اولاد کو بلوجی تعلیم دیکر رسالہ بنایا تہا۔ جس نے سنہ ۱۸۵۷ء مین راجہ صاحب کی مرتب کی ہوئی فوج کے ساتھہ شامل ہوکر معرکہ آرائی کی تھی۔ جب یہ رسالہ حیدرآباد کو واپس آیا تو اسکو حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے باڈیگارڈ کا کام دیا گیا۔ جس زمانہ مین سر سالار جنگ اول اعلیحضرت کے جانب سے جو کلکتہ پرنس آف ویلز (حال شہنشاہ انگلنڈ) کے استقبال کو گئے تھے تو یہ رسالہ اون کے ہمراہ تھا۔ اور دہلی کے شاہی دربار مین بھی رسالہ اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب رہا۔ تمام ہندوستان مین اس رسالہ کی بہت تعریف ہوی۔ اس رسالہ کی تعداد (۳۰۲) ہے اور ایک لاکھہ ۴ ہزار ۸ سو چھیالیس روپیہ سالانہ خرچ ہے۔

امپیریل سروس

جبکہ سنہ ۱۸۸۵ء مین ہندوستان پر روسی حملہ کا خوف تہا تو سرکار عالی نے سرحدی انتظام کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کو ۲۰ لاکھہ روپیہ دینے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے زر نقد لینے کے عیوض باقاعدہ فوج تیار کرنے اور غنیم کے حملہ کے وقت انگریزی فوج کے ساتھہ لڑنے کی رائے دی۔ بنا علیہ یہہ رسالہ تیار کیا گیا۔ جنکی

تعداد (۸۱۶) ہے اور ایک لاکھہ ۱ ہزار چھپن روپیہ سالانہ خرچ ہے۔

گولکنڈہ برگیڈ

کل تعداد ملازمین گولکنڈہ برگیڈ کی ایکہزار ایکسو اکتالیس ہے۔ جن مین لینسر رجمنٹ کی تعداد (۳۰۰) ہے اور پیدل رجمنٹ کا شمار (۶۹۵) ہے۔ اور ایک توپخانہ بھی ہے۔ اور سیوائے ان دو رجمنٹون کے ایک رسالہ آفریکین سوارون کا بھی ہے جسکی چھاؤنی ملک پیٹہ مین ہے۔

اور چودہ سو سوارون کا نیزہ دار رسالہ قاسم علیخان مرحوم کے تفویض تہا ۱۸۸۴ء مین گولکنڈہ لانسرز کر دیا گیا۔ بعد ازان نواب دلاور نواز جنگ مرحوم اور نیز دوسرے امراؤن کے بے قاعدہ سوار بھی بھرتی کئے گئے اور ۱۸۹۳ء مین گولکنڈہ برگیڈ اور گوشہ محل لانسرز سے دو سو جوان اور اون کے افسر حیدرآباد کے امپیریل سرویس فوج مین بہیجے گئے۔ اس برگیڈ کا خرچ سالانہ دو لاکھہ ۳۵ ہزار تین سو سینتالیس روپیہ ہے۔

نظام محبوب

یہہ رجمنٹ سہسرم کی جمعیت کہلاتی ہے۔ اور اوسکے کپتان عوض بالیل المعی طلب بن نواب [illegible] تھے۔ اور یہہ رجمنٹ اعلیحضرت کے محلات شاہی کے پہرہ پر متعین رہتی ہے۔ اس رجمنٹ کا باجہ قابل تعریف ہے۔ اسمین اکثر عرب شامل ہین جسکی تعداد (۱۰۷۹) اور خرچ دو لاکھہ ۲۴ ہزار ۴ سو چھپن روپیہ ہے۔

تفصیل دستہ افواج باقاعدہ		تعداد	خرچ سالانہ
۱		۲	۳
توپخانہ فوج باقاعدہ	اسٹاف	۶	[illegible]
	باٹری نشان ۱	۱۱۱	[illegible]
	باٹری نشان ۲	۱۱۱	[illegible]

اور یہہ وہ قدیمی فوج ہے کہ جو حضرت مغفرت مآب و غفران مآب کے ہمراہ رکاب ہمیشہ جنگ مین شریک رہی ہے۔ اور ان کے استحقاق ایسے ہین کہ ابتک دراثتاً وہ جائداد انکی اولاد پر چلی آتی ہے جسکی نظیر دوسری دیسی ریاستون مین ملنا سخت مشکل ہے۔ اس کا خرچ ۴۴ لاکھ ۹ ہزار ۸ سو پچاسی روپیہ سالانہ ہے۔ فوج بیقاعدہ کے کل امور کا انتظام محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہے اُسکے ناظم نواب وزیر یاور الدولہ بہادر ہین۔ فوج بیقاعدہ کی تعداد (۱۹۴۶۵) ہے اور جو سکھون کی فوج (۱۸۲) تہی وہ پولس اضلاع مین منتقل کردیگئی تفصیل حسب ذیل ہے۔

قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
سواران	۳۳۴	روہل	۴۱	بیتہ نداز	۶۷۷	متفرق	۷۰۸
بارگیران	۵۴۵	جوانان بار	۶۵۸۶	راٹہور	۱۴۶	سوار تقرر	۳۲۳
عرب	۶۲۰۶	سندہی	۹۲۹	کمائی وغیرہ	۱۰۹	جملہ میزان	۱۹۴۶۵

علاوہ بریں اسپان (۲۷۰۵) آسامی (۴۷) زنجیر فیل (۴۳) مہار شتر (۲۴) نرگاوان (۶۴) میانہ و پالکی (۸۲) جملہ (۳۰۱۴) ہین۔

افواج بیقاعدہ کی زیادہ تعداد اضلاع پر متعین اور مختلف خدمات پر مامور ہے۔ جنکی تعداد (۵۲۷۰) ہے منجملہ ان کے (۱۴۱۵) سوار۔ باقی پیدل ہین۔ جمعیت سکہان زیر حکم ناظم کوتوالی ہے اور تخفیف جات افواج بیقاعدہ مین وہ شریک نہین ہے۔

اس جمعیت مین کل (۱۰۸۷) سکہ اور (۱۴۲) اسپ ہین۔ منجملہ ان کے (۹۷۹) پیادے اور

(۱۰۳) سوار (۷۶۶) سکنہ اضلاع مین اور (۳۴۱) بلدہ مین متعین ہین۔

نوٹ فوج بیقاعدہ کی جو تفصیل و تعداد اوپر تبلائی گئی ہے وہ سابق کی ہے۔ کیونکہ آجکل تو اصلاح مصارف کے لئے اس فوج بیقاعدہ سے تقریباً ۲ ہزار کے تخفیف کے احکام نافذ ہوچکے ہین۔ جنکی تعمیل وقتاً فوقتاً ہو رہی ہے۔ لاوارث وجدید اجرائی خدمت عیوض یک لخت موقوف ہے۔ اور کل ممالک محروسہ سرکارعالی مین بنظر پرورش ان تخفیف یافتون کی ماموری کے لئے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے براہ خسروانہ فرمان نافذ فرمائے ہین۔

جمعیت پولس

کوتوالی بلدہ و بیرون بلدہ کے جملہ ملازمین کی تعداد (۳۰۹۶) اور (۴۳۹۴۸۰) روپیہ سالانہ خرچ ہے۔ اور نواب میر وزیر علیخان سلطان یاور جنگ بہادر منصرم کوتوال ہین جمعیت پولس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عام پولس (۲۵۹۱) عہدہ داران (۳۴) جوانان (۲۵۵۷)

سواران (۵۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۴۸)

خفیہ پولس (۳۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۲۸)

رواہل (۳۲۵) عہدہ داران (۵۸) جوانان (۲۶۷)

عروب (۱۰۰) عہدہ داران (۱۰) جوانان (۹۰)

کوتوالی اضلاع

کوتوالی اضلاع کی تعداد ۱۰ ہزار ۲ سو اکستہ ہے۔ جسکے اخراجات ۱۴ لاکھ ۲۶ ہزار ۴ سو ستر روپیہ ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مہتممان کوتوالی (۱۲) مددگار مہتمم سرحدات (۱) امین تعلقات (۱۰۷) نائب امین (۹) پیدل

۹۴۷۱) سواران (۳۸۹) کورٹ انسپکٹران (۱۲) عملہ اہتمام (۹۶) عملہ امین و نائب امین (۱۱۴) عملہ بدرقہ (۱) متفرق (۳۹) جملہ (۱۰۲۵۹)

کوتوالی دیہات

ان کی تعداد جسمین پٹیلان کوتوالی شامل ہین (۲۸۲۲۵) ہے اور خرچ سالانہ (۶۷۵۱۵۸) روپیہ ہے۔ کوتوالی دیہات کو حقیقتاً ایک بکار آمد جمعیت بنانے کیلئے بہت سی اصلاحون کی ضرورت ہے۔ باستثنا ان مقامات کے جہان کہ راموسی مقرر ہین یہ لوگ دیہات کی کوتوالی کہلاتے ہین۔ بہت کم کوتوالی کا کام کرتے ہین۔

جمعیت صرفخاص

اسکی تعداد تخمیناً (۱۸۰۰) ہے۔ ملازمان امتیازی۔ منصبداران رکاب اور ملازمان دیگر کارخانہ جات کا شمار اسکے علاوہ ہے۔

جمعیت پایگاہ

اس کی تعداد تخمیناً (۶۰۰۰) ہے جسمین سے نواب سلطان الملک بہادر کے علاقہ مین تخمیناً ۱۵۰۰ ہوگی اور اس سے کچھہ زیادہ کا تعلق نواب شمس الملک بہادر سے ہے۔ اور نواب محمد معین الدینخان بہادر کے علاقہ مین ان ہر دو علاقہ ہائے متذکرہ صدر سے کسیقدر تعداد زیادہ ہے۔ اور نواب خانخانان بہادر و نواب بشیر الملک بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شاہ یار جنگ بہادر کے علاقون مین بھی فوج پایگاہ کا کچھ حصہ ہے۔ بہرحال ان کل علاقون کی جمعیت پایگاہ کا جملہ بھی تخمیناً چھہ ہزار ہوگا۔

فوج کنٹنجنٹ

حیدرآباد کنٹنجنٹ کو قایم ہوئے ایک سو برس سے زیادہ زمانہ گذرتا ہے۔ اسکی ابتدا ۱۷۹۹ع مین

گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کے ملک پر چڑہائی کی تو سرکار نظام نے ایک فوج غیر قواعد دان سپاہیونکی
گورنمنٹ کی امداد کے لئے روانہ کی جسکا نام نظام کنٹنجنٹ تہا- اور کپتان ملکم کی ماتحتی مین کام
کرنا پڑا- اوس زمانہ مین ملکم صاحب حیدرآباد مین اسسٹنٹ رزیڈنٹ تھے- مگر میر عالم بہادر کی
رہواست پراسین شریک ہوے تھے- اس لڑائی مین اس فوج نے نہایت عمدہ کارروائیان
کین- اور اس لڑائی مین فتحمندی کا بڑا حصہ اسی فوج نے لیا- اور یہی فوج سرینگ پٹن
کی لڑائی مین انگریزی تینتیسوین رجمنٹ کے ساتھہ لارڈ ولزلی (جو بعد مین ڈیوک آف ولنگٹن ہوے
کے زیر کمان تھی- سرینگ پٹن کی فتح کے بعد کمانڈر انچیف نے اس کنٹنجنٹ کی خدمتونکی
بڑی تعریف کی سنہ ۱۸۰۰ع کے عہد نامہ کے مطابق (جو نظام اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان
ہوا تہا) سرکار نظام نے اس فوج کے اخراجات کے لئے بعوض روپیہ کے ایک بڑا
علاقہ سپرد کیا- اور نیز اسی عہد نامہ کے رو سے سرکار نظام پر لازم یہ ہوا کہ ہنگام وقوع جنگ
نو ہزار سوار اور چھہ ہزار پیدل امداد کمپنی کو دیا کرین- حضرت غفران منزل کے عہد اور سراج
کے دیوانی مین کرنل لو رزیڈنٹ کے ہاتھہ پر سرکار نظام اور کمپنی کے درمیان ایک عہدنامہ ہوا
جسکی رو سے برار اور دوسرے اضلاع جنکی سالانہ آمدنی پچاس لاکھہ روپیہ کی اوسوقت تھی
کمپنی کے حوالے کیگئے کہ اسکی آمدنی سے کنٹنجنٹ کے اخراجات وضع کر لئے جائین- اور باقی
داخل سرکار نظام ہو- اس تاریخ سے اس فوج کا نام حیدرآباد کنٹنجنٹ ہوا اور قرار پایا کہ اسمین
۵ ہزار پیدل دو ہزار سوار اور چار توپخانون سے کم نہون- اس کنٹنجنٹ نے ایام غدر مین
جو خدمات کین وہ تاریخ مین قابل یادگار ہین- غدر کے زمانہ مین اسی فوج نے باغیونکی
سرکوبی کرکے اور قلعہ گوالیار کی فتحیابی وغیرہ کے بعد ڈیڑہ مہینے کے عرصہ مین حیدرآباد
کو واپس آئی-

حیدرآباد کنٹنجنٹ بولارم - اورنگ آباد - ایلچپور - رائچور - ہنگولی - مومن آباد - جالنہ پر متعین ہے - اور برٹش انڈیا مین یہہ دیسی رجمنٹ ایک نہایت مستند اور جری پائی گئی ہے -

امور مذہبی

سرکار عالی کی ہمیشہ اس باب مین شہرت رہی ہے کہ اسکے اصول مذہبی تعصب سے عاری ہین اور اپنے مسلک آزادہ روی سے بلا تخصیص ہندو و مسلمان وقتاً فوقتاً اوقاف مذہبی اونکی رعایا کے واسطے قایم کئے ہین - ممالک محروسہ سرکار عالی مین بڑا حصہ آبادی ہنود کا ہے - پس نتیجہ لازمی یہہ ہے کہ اس ملک مین اہل ہنود کے دیوون اور مٹھون کی تعداد (جنکا خرچ سرکار سے دیا جاتا ہے) بمقابلہ اہل اسلام کے مساجد اور درگاہون کی زیادہ ہے - بعض مدارس اور کلیسائے نصاریٰ اور معابد پارسی کو بھی سرکار سے امداد ملتی ہے مگر سررشتہ امور مذہبی کو صرف اون اوقاف سے تعلق ہے جو معابد ہنود و مسلمانان کے واسطے مقرر ہین - اور داوس ۶ ہزار سالانہ سے بھی تعلق ہے - جو چرچ آف انگلنڈ واقع چادرگہاٹ اور رومن کیتھولک چرچ کے ہر ایک پادری کو دیا جاتا ہے - جن مختلف معابد مذہبی کی اس ریاست سے امداد کیجاتی ہے - اور معافیات جو اونکو عطا ہوے ہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے -

مقام	جملہ تعداد مساجد	جملہ تعداد درگاہجات و عاشور خانجات	جملہ تعداد [illegible] سالہ	جملہ تعداد دیول	کلیسائے نصاریٰ امدادی ریاست	عطیہ اراضی انعام و جاگیرات
بلدہ حیدرآباد	۲۶۰	۲۸۶	۷	۹۱	۲	۵۳ ہزار ۶ [illegible] روپیہ -

لارڈ کرزن گورنر جنرل ہندوستان کی تشریف آوری حیدرآباد دکن کے موقع پر برار کا فیصلہ اور تصفیہ ہوگیا اور ہمیشہ کے لئے سرکار نظام کی عملداری سے جدا کیا گیا - اور گورنمنٹ آف انڈیا کو دوامی پٹہ دیدیا گیا - اور سالانہ ۲۵ لاکھ روپیہ سرکار نظام کو دینا قرار پایا - اور فوج کنٹنجنٹ جسمین بھی بہت کچھ تخفیف کرکے اورنگ آباد و جالنہ وغیرہ کی چھاؤنیان اوٹھا ڈالی گئین ۱۲ مولف

صوبہ اورنگ آباد	۲۹۴	۶۲۷	۵۱	۲۶۴۱	۰	ایک لاکھ ۶۸ ہزار ۴ سو تیس روپیہ-
صوبہ گلبرگہ شریف	۵۱۰	۱۲۷۸	۹	۲۲۰۴	۰	ایک لاکھ ۱۲ ہزار ۷ سو چار روپیہ-
صوبہ بیدر (میدک)	۴۱۲	۱۲۶۹	۲۱	۴۸۳۳	۰	نو ہزار ۸ سو اکتیس روپیہ-
صوبہ ورنگل	۹۳	۱۴۵۷	۱۲	۱۵۸۴	۰	۹۷ ہزار اٹھاون روپیہ-
اضلاع جدید	۶	۰	۰	۰	۰	نو سو بہتر روپیہ-
تمہ	۱۵۴۲	۵۲۱۷	۱۰۴	۲۱۵۲۳	۲	۵ لاکھ ۴۴ ہزار چار سو ننانوے روپیہ-

بلدۂ حیدر آباد مین (۸۳) مساجد (۷۲) درگاہین (۱) سرائے (۲) دیول ہنود (۲) کلیسا نصاری ہین جو سرکار عالی سے نقدی عطیات جنکی مجموعی تعداد (۵۳۶۲۴) روپیہ ہے پاتے ہین- بلدہ مین (۷) ایسے مساجد ہین جنکا خرچ خود انکی آمدنی سے ہوتا ہے- انکو سرکاری طور سے کچھ امداد نہین ملتی- اور انکی سالانہ آمدنی ۳ ہزار ۶ سو چھیاسی روپیہ کرایۂ دوکانات وغیرہ سے جو اُن کی ملک ہین وصول ہوتی ہے- صرف ملازمین مکہ مسجد کا خرچ سالانہ ۴ ہزار ۳ سو ستتر روپیہ ہے اور ۲ ہزار ۴ سو چھبیس روپیہ تقریبات مثل عیدین وغیرہ کے واسطے دیا جاتا ہے اخراجات مرمت مکہ مسجد کا سالانہ اوسط زاید از دس ہزار روپیہ ہے- بعض اخراجات محرم شریف بلدۂ حیدر آباد کے واسطے ۱۰ ہزار ۶ سو پچاس روپیہ اور اضلاع اورنگ آباد بیڑ- ناندیڑ- گلبرگہ- ورنگل کے واسطے دو ہزار آٹھ سو روپیہ نقد سرکار عالی سے مقرر ہین- اضلاع مین ایسے بہت سے عاشور خانجات ہین جو اراضیات انعام وغیرہ پاتے ہین- حجاج مکہ معظمہ کی روانگی کا انتظام- سررشتۂ امور مذہبی کے تفویض ہے- ہر سال سیکڑون آدمی سرکار عالی کے اخراجات سے حج کو جاتے ہین اور حفظان صحت کے متعلق ایک ڈاکٹر بھی

ساتھہ رہتا ہے۔ چنانچہ امسال ۱۳۲۴ھ مین عازمان حج کے ہمراہ افت الحکما نواب [illegible]
جنگ۔ فیاض الدولہ بہادر اسٹاف سرجن مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی ہین۔

کتب خانہ جات

ممالک محروسہ مین پبلک کتب خانہ اور لائبریری کی ضرور کمی ہے۔ البتہ ایک کتب خانۂ آصفیہ منجانب سرکار قایم ہے۔ مگر اوسمین کتابون کا ذخیرہ بہت کم ہے۔ بعض شوقین طبیعتون نے دو تین لائبریریان کہولے ہین۔ جنمین فیس مقرر ہے۔ چہل سالہ۔ سالگرۂ مبارک کے موقع پر بمقام باغ عامہ ٹون ہال کا بنیادی پہتر رکہا گیا ہے۔ مگر تا ہنوز اوسکی تکمیل نہین ہوئی مطبع دائرۃ المعارف جسمین نادر و مفید کتابین عربی اور انگریزی۔ فرانسیسی وغیرہ کا ترجمہ ہوتا تھا بند کر دیا گیا۔ اور سررشتۂ علوم و فنون کا دفتر برخاست ہوگیا۔ اگر یہہ دونون قایم رہتے تو چندسال مین بہت کچھہ علمی ذخیرہ جمع ہو جاتا۔

تصنیف و تالیف

اشاعت علم و تصنیف و تالیف کا اصلی فائدہ ملک کی علمی ترقی پر منحصر ہے۔ ۲۰ - ۲۵ برس پیشتر یہان تعلیم کا درجہ بہت گہٹا ہوا تہا۔ اور بجز دو تین انگریزی پریس کے جو حدود رزیڈنسی مین تھے۔ کوئی دوسرا اردو مطبع نہ تھا۔ البتہ ایک سرکاری دار الطبع موجود تھا اوسکا بڑا سبب یہی تہا کہ کسیکو تالیف و تصنیف کا شوق نہ تھا اگر کسیکو یہہ شوق ہوا بھی ہے تو فطرتاً اونکی نظر ہندوستان پر پڑتی تہی۔ جہان وہ اپنی کتابین چہپوا کر شایع کرتے تھے نواب سر سالار جنگ ثانی کے عہد وزارت مین خاص توجہ تدوین قوانین۔ تہذیب پیشہ قانون و اشاعت علوم و ادب مغربی کے طرف ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایکدم ملک مین بہت سے چہاپے خانے قایم ہوگئے۔ اور اکثر کتابین قانون اور دوسرے

مضامین کی طبع ہوکر شایع ہوئین - بعد ازان ملازمت کے لئے امتحان کی قید لگائے جانے سے
اور بھی اس تصنیف کتب کے شوق کو ترقی ہوی - اور رفتہ رفتہ تھوڑے ہی عرصہ مین
اس فن نے اسقدر ترقی کی کہ اکثر علم ادب کے متعلق ایسی کتابین تصنیف ہوئین
جنکو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ۱۲۹۹ف مین حقوق تصنیف و تالیف کے
محفوظ کرنے کا ایک دستورالعمل ہوم آفس سے جاری ہوا -

اخبارات ورسالہ جات

پہلے اخبار و رسالہ کے اشاعت کے لئے کوی ضابطہ یا قید نہ تھی - گر ۱۳۰۰ف مین مالکان
اخبار و رسالہ جات سے ایک قسم کا اقرارنامہ لینا قرار پایا - اور ۱۳۱۵ف مین اوس
سابقہ حکم مین علاوہ اقرارنامہ کے اور بھی سخت شرائط جاری کئے گئے - اور یہی بھی
اخبارات کی آزادی چھین لیگئی - اسوقت خاص حیدرآباد دکن سے جو اخبار نکلتے ہین اونکے
نام یہ ہین - مشیر دکن روزانہ - جلوہ محبوب - المحبوب ہفتہ وار - شوکت الاسلام مہینہ مین
دوبار - انکے علاوہ ملک و ملت - آفتاب دکن - نظارۂ عالم - ہزار داستان - عزیز الاخبار
اخبار آصفی - جام جمشید - دکھنی - جو اخبارات نکلتے تھے وہ موقوف ہوگئے - ماہوار
رسالہ جات کے نام یہ ہین ہدیۂ آصفی - محبوب الکلام - تشریح القوانین - آئین دکن -
مقنن دکن - ان کے سوائے بھی اور رسالے نکلتے تھے - مثلاً افسر - معلم النسوان
تکمیل الاحکام - نسیم دکن - ناظم التعلیم - مگر بند ہوگئے - گلبرگہ شریف مین ایک اخبار گلبرگہ
سماچار - اور ایک رسالہ رفیق الطلباء شایع ہوتا ہے اورنگ آباد کا خیر دکن - بیڑ کا
مرہٹی اخبار کسی زمانہ مین نکلتے تھے - مگر ناموافقتی آب ہوا کے چکر مین آگئے -

تقسیم مملکت

قدیم زمانہ مین ملک سرکار نظام خلد اللہ ملکہ صوبہ - سرکار - محال مین تقسیم کیا گیا تہا - اور تعلقات کا گتہ دیا جاتا تہا - بعض خرابیان واقع ہونے سے سر سالار جنگ مرحوم نے سنہ ۱۲۷۵ف مین تمام علاقہ کو اسمات - اضلاع - تعلقات - اور تحصیل مین تقسیم کیا - اس زمانہ کو ضلعبندی کے زمانہ سے موسوم کرتے ہین - بعد وفات مرحوم موصوف کے سمت کے عوض صوبہ قرار دیا گیا - اور صدر تعلقدار سمت - صوبہ دار کے نام سے موسوم ہو ہے - اقتدارات مین بھی توسیع ہوئی - چنانچہ ممالک محروسہ بنظر اغراض انتظامی چار صوبون (۱۶) ضلعون (ضلع اطراف بلدہ اسمین شامل ہے) اور ایک عملداری پر منقسم کیا گیا - اور کل اضلاع مین (۱۱۷) تعلقات (۱۹۷۶۳) مواضعات (۲۸۹۹) جاگیرات تھے صوبۂ غربی (اورنگ آباد) صوبۂ شرقی (ورنگل) صوبۂ شمالی (محمد آباد بیدر) صوبۂ جنوبی (حسن آباد گلبرگہ) -

مگر اب حسب ضلع بندی جدید - رزولیوشن نشان واقع ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ م ۱۶ تیر ۱۳۱۴ف اور ہی کایا پلٹ ہو گئی ہے - چنانچہ ایک عرصہ سے یہ تجویز درپیش تھی کہ ضلع لنگسگور - ضلع رایچور مین ضم کرکے صرف ایک ہی ضلع قایم کیا جائے جس سے سرکاری فائدہ ([illegible]) روپیہ سالانہ بتلایا گیا تہا - چونکہ یہہ ایک اہم معاملہ تھا - اور اوسکا اثر نہ صرف مالی انتظامات پر محدود ہو سکتا تہا - بلکہ سررشتہ جات عدالت و کوتوالی - و آبپاشی و تعمیرات بھی متاثر ہوتے تھے - لہذا عہدہ داران سررشتہ جات مذکورہ سے رائے لینے کے بعد ایک کمیٹی مین یہہ معاملہ پیش کیا گیا - ارکان کمیٹی کی یہہ رائے ہوئی کہ موجودہ ضلعبندی ہو کر ایک عرصہ گذرا ہے اور بہت سارے تبدیلات کیوجہ سے وہ نظر ثانی کی محتاج ہے - ایسی حالت مین نہ صرف دو ہی ضلعون کے متعلق غور ہونا

چاہیئے۔ بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع کی ضلعبندی پر نظر ڈالنی مناسب ہوگی۔ درحقیقت
ابتدائے ضلعبندی سے اسوقت تک جسکو چالیس سال کا عرصہ ہوتا ہے تقسیم اضلاع و تعلقات مین
تغیرات عظیم واقع ہوئے ہین۔ یعنے موجودہ زمانہ مین اکثر اراضیات کی پیمایش اور بندوبست
ہوا ہے۔ اور بہت سا رقبہ زمین افتادہ و بنجر کا مزروع ہوگیا ہے۔ اور کئی مواضعات
جاگیری خالصہ مین اور بعض خالصہ کے مواضعات بوجہہ بحالی جاگیر مین داخل ہوگئے ہین جس سے
کسی تعلقہ کے مواضعات کی تعداد کہین کم ہے تو کہین بڑھ گئی ہے۔ اور ریلوی وغیرہ کی سہولتون سے
مقامی حالات بھی بدل گئے ہین چنانچہ کمیٹی نے اِس اہم مسئلہ پر غور کرنیکے لئے متعدد
اجلاسین کین جسمین بلحاظ اغراض انتظام مالی و عدالتی وغیرہ ہر ایک تعلقہ مین مواضعات
کی منہم و میاکسم کی تعداد قایم کی۔ اور ہر ایک تعلقہ و ضلع کی حد قایم کرنےمین موجودہ قدرتی حدود
اور اوسکے جغرافیہ کا بھی خیال رکھا۔ اور کفایت کا یہہ اندازہ بتلایا کہ خاص سررشتہ مال ہی
مین (بلا لحاظ دیگر سررشتہ جات کے) بہ علاقہ دیوانی (للوعہ با لصہ) اور بعلاقہ صرف خاص
(لہ عہ عماء لیہ) بچت ہوگی۔ ممالک محروسہ سرکار عالی علاقہ خالصہ (۱۵) اضلاع اور ایک
علداری پر مشتمل ہے جنمین (۱۰۰) تعلقات (۵) پٹیات ہین۔ تعلقات پر تحصیلدار اور پٹیات پر
نائب تحصیلدار مامور ہین۔ تحصیلات اورنگ آباد و ناندیڑ مین بغرض امداد تحصیلداران
ایک ایک نائب تحصیلدار بھی مقرر ہے علاوہ تعلقات بالا اضلاع خالصہ مین صرفخاص کے
۱۳ تعلقات شریک ہین جنمین سے (۸) تعلقات زیر انتظام دیوانی ہین اور (۵) تعلقات
تعلقدارون کی نگرانی ہے۔ جسکے متعلق معتمدی صرفخاص سے راست کارروائی ہوتی ہے
اب اس جدید انتظام سے صرف (۱۵) اضلاع قایم ہوئے ہین اور ایک علداری
(۱۶) تحصیلات اور ایک پٹی تخفیف مین آئی ہے اور بجائے محمد آباد بیدر کے گلشن آباد

فہرست دیگئی ہے۔ ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنر کے مساوی ہے۔ اور ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے۔ تعلقدارون کے مددگار بھی ہین۔ جنکو دوم وسوم تعلقدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے اور بٹیون یا حصص تعلقات مین نایب تحصیلدار ہین۔

گل اول
صوبہ اورنگ آباد
قسمت غربی
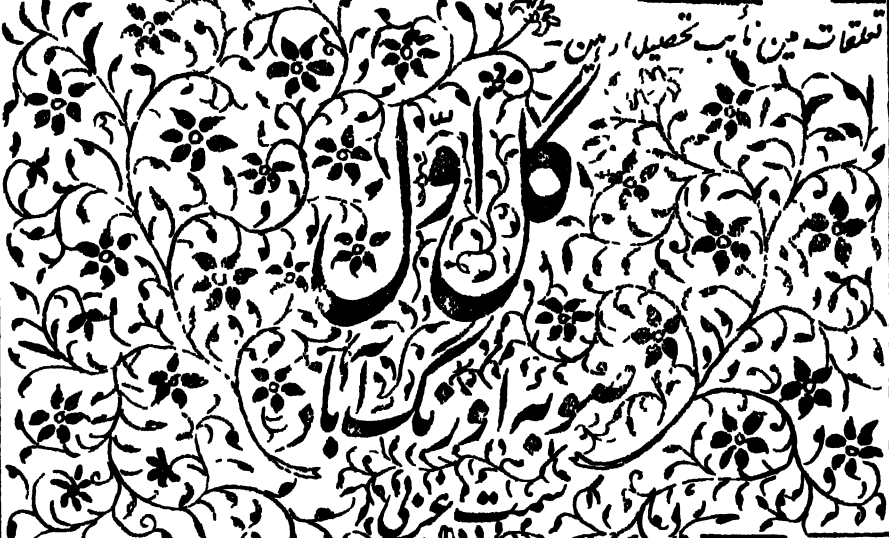
اورنگ آباد خجستہ بنیاد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہہ شہر دریائے کام پر واقع ہے جو کہ قریب کی پہاڑیون سے نکلکر گوداوری مین گرتا ہے ۱۰۱۲ھ مین اسکی بنیاد ملک عنبر حبشی (جو نظام شاہی سلطنت کا سپہ سالار اور مختار کل تھا) نے قایم کی تھی۔ اور کھڑکی نام رکھا تھا۔ اور اورنگ زیب نے اپنی صوبہ داری دکن کے زمانہ مین اسکا نام اورنگ آباد رکھا۔ اور حضرت آصف جاہ بہادر کے عہد حکومت مین تمام مملکت ششش صوبۂ دکن کا یہی شہر دارالخلافہ (پایہ تخت) رہا ہے۔ اورنگ آباد معمولی بلندی کی پختہ دیوار سے محصور ہے۔ جسکی تیاری مین ۳ لاکھہ روپیہ کا صرفہ ہوا تھا۔ مگر اب جابجا شکستہ ہوگئی ہے باغات اور مکانات قدیم کے معاینہ سے (جو اب بالکل ویران ہین) ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر اسکی آبادی کثیر اور باشندے نہایت مرفہ الحال تھے۔ منجملہ اون کے

اورنگ زیب کا تعمیر کیا ہوا محل بہی اسوقت بالکل ویران اور تباہ ہو چکا ہے - اورنگ آباد مین سب سے زیادہ دلچسپ اور عمدہ عمارت وہ مقبرہ ہے جو مقبرۂ رابعہ درانی کے نام سے مشہور ہے اور اوسمین اورنگ زیب کی چاہتی بی بی مدفون ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ روضہ آگرہ کے تاج محل سے ملتا جلتا ہے - شہر سے جانب شرق تہوڑے ہی فاصلہ پر پچاس ارمنی قبرونکا مجمع نظر آتا ہے جنپر عبرانی زبان مین کتبے کندہ ہین - اور اورنگ آباد سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک عمارت روضہ کے نام سے واقع ہے جسمین ایک گنبد کے نیچے ملک عنبر بانی اورنگ آباد پڑا خواب عدم کے لطف اوٹہا رہا ہے - اور جانب غرب ایک میل کے فاصلے پر کنٹنجنٹ کی چہاونی تہی جسمین رسالے پلٹنین - توپخانے - موجود تہے - مگر اب برخاست ہوگئے ہین اورنگ آباد کے غار جو سہچل پہاڑیون مین واقع ہین وہ جانب شمال شہر سے قریب قریب (۲) میل کے فاصلے پر ہین - مسٹر برجس نے اونکا بیان آرکیولاجیکل سروے آف ویسٹرن انڈیا مین نہایت واضح طور پر کیا ہے - اورنگ آباد مین ایک بڑا گنج بہی بنا ہوا ہے - اور آب رسانی کے عمدہ ذرایع موجود ہین - جوکہ ملک عنبر اور اورنگ زیب کی توجہ سے بنائے گئے تہے - سطح زمین کے نیچے پتہر کی چٹانون مین ایک آبگیر بنایا گیا ہے - سنہ ۱۸۸۶ع مین آب رسانی کے ذرایع شکستہ ہونیکی وجہہ سے قحط آب کا اندیشہ تہا - سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے زر کثیر صرفہ سے اوسکی معقول مرمت کرائی -

حدود - رقبہ

شمال - ناسک اور اضلاع برار - جنوب - ملدرگ اور بیدر - مشرق سرپور تانڈور - اور اندور مغرب اضلاع خاندیس اور احمدنگر - یہہ صوبہ درمیان ۱۸ - ۲۸ - اور ۲۰ - ۵۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۴ - ۳۶ - اور ۷۸ - ۳۰ شرقی طول بلد کے واقع ہے - اور رقبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) میل مربع ہے

پہاڑ۔ دریا

شاہدری پربت۔ اجنٹا گہاٹ۔ جالنہ کے پہاڑ۔ انکے سیوا چہوٹے چہوٹے ٹکڑے جابجا جیسے سیحلی اور ستارہ کی پہاڑیان واقع ہین اور دریاے تاپتی۔ گوداوری۔ پورنا۔ کنکالی۔ کہام ندی وغیرہ

آب وہوا۔ زبان آبادی

تمام ممالک محروسہ مین اس صوبہ کی آب وہوا نہایت نفیس ہے۔ مگر چند سال سے طاعون کے دورہ نے تہ وبالا کردیا ہے۔ کل صوبہ کی آبادی (۳۱۴۲۶۷۸) ہے۔ منجملہ اسکے مسلمان تقریباً (۲۳۴۰۰۰) باقی ہندو اور دوسرے قومین قریب فیصدی (۸۰) کے مرہٹی بولتے ہین آ بڑے مقامات پر فارسی اور اردو کا رواج ہے۔ تلنگی۔ گجراتی۔ ماڑواڑی۔ وغیرہ زبانین بہی بولی جاتی ہین۔

پیداوار صنعت وحرفت

گیہون اور روئی یہان بکثرت ہوتی ہے۔ جوار۔ باجرا۔ السی۔ کئی۔ نیشکر۔ وغیرہ بہی پیدا ہوتے ہین۔ دستکاری یہان کی مشہور ہے۔ کمخواب۔ مشروع۔ ہمرو۔ زربفت۔ تاش۔ بادلہ کا کام عمدہ ہوتا ہے۔

تقسیم* اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع اورنگ آباد۔ بیٹر۔ پربہنی۔ ناندیڑ ہین۔

ضلع اورنگ آباد

یہہ ضلع ممالک محروسہ سرکارعالی کے شمال وغربی گوشہ مین واقع ہے۔ درمیان ۱۹-۱۷-۳۰ اور ۲۰-۴۰-۱۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۴-۳۹-۳۰ -۷۶-۴۰ شرقی طول بلد کے۔ شمال

* ہم تعداد اضلاع وتعلقات کی تفصیل اس موقع پر بتلائینگے وہ سب ضلعبندی جدیدہ کے مطابق ہوگی۔ ضلعبندی قدیم کی رو سے بتلانا بیکار ہے ۱۲ مولف

ومغرب مین احمدنگر ناسک اور خاندیس ـ مشرق اضلاع برار کسیقدر حصہ ضلع پربہنی کا جنوب دریائے گوداوری ـ بقیہ حصہ ضلع پربہنی و بیڑ و احمدنگر ـ رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور آبادی کی تعداد (۳۳۸۸۷) ہے دستکاری مین آلات حرب ـ لکڑی کا کام خاص کر کھڑاوین ـ چوڑیان ـ ریشمی اور سوتی کپڑے ـ کمخواب ساڑی ـ مشروع ـ کاغذ ـ بادلہ ـ نمدہ ـ کاغذ بہت مشہور اور دساور جاتے ہین ـ

تعلقات

ضلع اورنگ آباد مین (۸) تعلقے ہین ـ اورنگ آباد ـ جالنہ پور ـ پٹن ـ انبڑ ـ بھوکردن ـ کنڑ ـ گنگاپور ـ دیجاپور ـ ملوڑ ـ خلد آباد ـ ہین انمین (۶) اول الذکر علاقہ دیوانی ـ اور (۲) موخر الذکر علاقہ محاصل مین ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے ـ ضلع اورنگ آباد کے بعض تعلقات و قصبات قابل ذکر ہین جنکے مختصر واقعات و حالات ذیل مین درج کئے جاتے ہین

دولت آباد ـ یہہ ایک مشہور پہاڑی قلعہ ہے ـ اسکا اصلی نام دیوگڈہ تہا ـ سنہ ۱۲۹۴ء مین علاؤالدین نے یہان کے راجہ رام دیو پر چڑہائی کی ـ اور راجہ کو شکست دیکر (۶۰۰) من سونا (۷) من موتی (۲) من اور جواہرات (۵۰۰) تہان ریشمی او زرین وصول کیا ـ اور ایلچپور پر قبضہ کر کے راجہ سے سالانہ خراج مقرر کیا ـ جب راجہ مرگیا تو اوسکے بیٹے نے مخالفت پر کمر باندہی اور علاؤالدین نے ملک کافور کے ذریعہ گوشمالی دی ۱۳۳۹ء مین سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دارالسلطنت کو دیوگڈہ منتقل کر کے اسکا نام دولت آباد رکھا ـ اور پہر دیوگڈہ سے دہلی کو حسب سابق منتقل کیا ـ اس ردوبدل مین ہزارون جانین تلف ہوئین ـ دہلی اور دولت آباد دونون تباہ ہوئے سنہ ۱۷۰۷ء مین بعد انتقال اورنگ زیب کے حضرت آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوا ـ یہان علاؤالدین کا منارہ ابتک موجود ہے ـ اور چینائی محل جسمین تانا شاہ کو اورنگ زیب نے قید کیا تہا وہ بہی شکستہ حالت مین ہے ـ قلعہ دولت آباد کی تفصیلی

کیفیت کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین درج کردیا ہے۔

غارہائے ایلورا۔ اورنگ آباد سے ۱۵ میل بر شمال غربی جانب مین واقع ہین۔ راجہ کرن کی بیٹی دیول دیبی (جو نہایت شکیلہ اور جمیلہ تہی) کو علاء الدین کے لوگ بہیم دیو کیساتہ لڑکر اسی مقام سے لیگئے تہے۔ جسکی شادی علاء الدین کے بڑے بیٹے خضر خان سے ہوی۔ ان غارون کی تعداد تقریباً (۲۹) ہے قصبۂ ایلورا۔ جسکو ان غارون کی وجہہ سے شہرت ہوی اورنگ آباد سے ۱۷ میل اور غارون سے ایک میل پر ہے۔ یہان ایک بزرگ کا مزار ہے جو سلب امراض کیا کرتے تھے۔ قصبہ اور غارونکے درمیان اہلیہ بائی رانی اندور کا مندر مشہور ہے۔ اسکے قریب راجہ یلّو کا تالاب ہے جسکا پانی شفا بخش سمجہا گیا ہے۔

خلدآباد۔ اورنگ آباد سے ۱۴ میل شمال و غرب مین واقع ہے۔ چونکہ یہہ مقام سمندر کی بلندی سے (۲۰۰۰) فیٹ ہے اسکی آب و ہوا نہایت لطیف ہے۔ یہان اورنگ زیب۔ اعظم شاہ۔ آصف جاہ۔ ناصر جنگ۔ ملک عنبر کی قبرین ہین۔ کل ۱۵ یا ۲۰ گنبد اور (۱۵۰) قبرین ہین۔ اورنگ زیب کا مقبرہ بہت وسیع اور عمدہ عمارت ہے۔ جسمین نقارخانہ۔ مسجد۔ مدرسہ موجود ہے۔ مگر قبر نقش و نگار سے بالکل معرا ہے۔ چونکہ اورنگ زیب کو خلد مکان کہتے ہین۔ لہذا اس مقام کا نام خلدآباد ہوا۔ اورنگ زیب و اعظم شاہ کے قبرون کے درمیان سید زین العابدین کا مزار نہایت مکلف ہے۔ اوسکے قریب ایک حجرہ مین جبۂ شریف انحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقفل رہتا ہے۔ ہرسال ۱۲ ربیع الاول کو زیارت کرائی جاتی ہے۔ آصف جاہ بہادر کا مقبرہ بہی اورنگ زیب کے مقبرہ سے کم نہین ہے۔ یہان حضرت برہان الدین اولیا ندری زر بخش قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک ہے۔ جسکا عرس ماہ ربیع الاول مین نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ دور دور سے لوگ آتے ہین

اجنٹا - قلعۂ اجنٹا اسی نام کی پہاڑی پر واقع ہے - اور یہہ سرسالار جنگ بہادر کی جاگیر ہے - سنہ ۱۱۳۱ھ مین نواب آصف جاہ بہادر نے اسکو بنا کیا تہا -

جالنہ پور - دریاے کینڈلیکا کے داہنے کنارے پر قصبۂ قادر آباد کے محاذی واقع ہے یہین کنٹونمنٹ کی چہاونی رہتی تہی - اس شہر کی تعمیر کو رام سے منسوب کرتے ہین - کہتے ہین کہ یہان رام - لچہمن - سیتا - رہتے تہے - اوسوقت اسکا نام جانکی پور تہا - یہان صرف ایک سنگین سرا اور ایک مسجد ہے جسکو جمشید خان نے سنہ ۱۵۶۸ع مین بنایا تہا - قلعۂ جالنہ کو قابل خان نے سنہ ۱۷۲۵ع مین تعمیر کرایا تہا - اور اکبر کے دور حکومت مین یہ تعلقہ ایک مغل جنرل کی جاگیر مین شریک تہا - سنہ ۱۸۰۳ع مین مرہٹون کے مقابلہ مین کرنل اسٹیونسن نے اسی جگہہ قیام کیا تہا - تین مندر ہنود کے بہی یہان موجود ہین - یہان کے قلعہ مین ایک عجیب و غریب صنعت کا کنوان بنا ہوا ہے - اُسکے سب اطراف کہوکہلے ہین - اور اونین کمرے اور خانے بنے ہوئے موجود ہین - غربی جانب مین اس تعلقہ کے ایک خوبصورت تالاب ہے جسکو موتی تالاب کہتے ہین - یہان کے باغات نہایت شاداب ہین - اور فواکہات نہایت عمدہ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہین - جو بمبئی اور پونا وغیرہ کو جاتے ہین -

پٹن - یہ قصبہ دریاے گوداوری کے بائین کنارہ پر جانب جنوب اورنگ آباد سے (۳۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اسکو مونگی پٹن - اور برہمپوری پراتہستان بہی کہتے ہین - ایک زمانہ مین یہ ستاکی یا اندہرابہرتیا خاندان کا پایہ تخت تہا - جنکا دور حکومت دکن مین سنہ ۱۳۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۸۰ع تک تسلیم کیا جاتا ہے - اور اون کی وسعت مملکت ایک وقت مین سوپارا (تہانہ) سے لیکر دہرنی کوٹ تک پہونچ گئی تہی - پٹن کے نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ وہی پٹن ہے کہ جسکا ذکر ٹیلیموس اور نیز

مصنف پری پلوس نے کیا ہے۔ کہتے ہین کہ پہلے اسکو اسوکا راجہ نے فتح کیا۔ بعد ازان راجہ سالیواہون نے قبضہ کیا۔ پھر یہہ شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ قدیم زمانہ مین بڑی تجارت گاہ تہی۔ عمارات قدیم اب بالکل شکستہ اور خستہ ہین صرف ایک درگاہ شاہ مولانا صاحب کی ہے۔ اس قصبہ مین ہنود کے چند مندر ہین۔ اونمین کندہ کی ہوئی لکڑی کا کام ہے۔ ان مندرون مین اکناتہہ کی ایک دیول کہلاتی ہے جسکی آمدنی بیس ہزار سالانہ ہوگی۔ اسکی جاترا ہر سال ۱۵ روز تک ہوتی ہے جسمین روزانہ پچاس ساٹہہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے ہزار ہا روپیہ کا مال بکتا ہے۔ کرشنا بہاٹ جوکہ وہان چودہوین صدی مین ایک راجہ کا مذہبی مشیر تہا اوس نے گوسائیون کے ایک فرقہ نانکبہاو کی بنیاد ڈالی۔ پٹن کا پیشہ کپڑا تمام دکن مین مشہور تہا۔ مگر اب گہٹا ہوا ہے

ضلع بیڑ
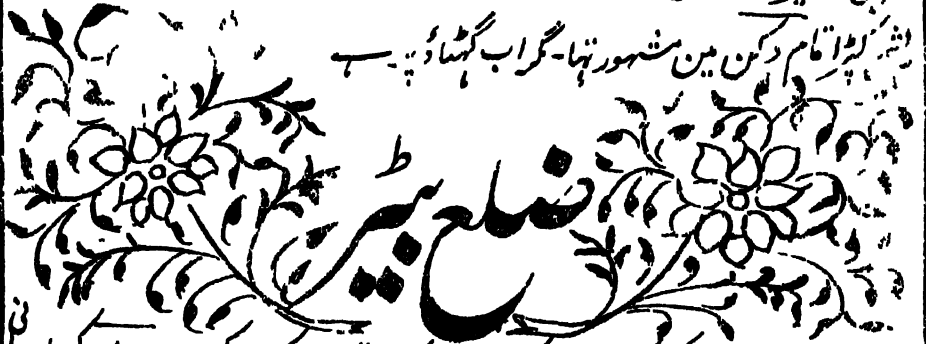
اسکا تاریخی حال بہت ہی کم معلوم ہے۔ لیکن یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ کسی ہندو راجہ کی راجدہانی تہہ جوکہ اول تو کلیانی کے راجہ چلوکیون کا باجگذار رہا۔ اور پہر دولت آباد (دیوگڈہ) کے راجہ یادوہون کا خراجگذار ہوگیا تہا۔ یہان ایک بڑا مقبرہ ہے۔ جو ۱۳۴۲ء مین محمد تغلق نے تعمیر کراکر اپنا دانت بڑے تزک واحتشام کیساتہہ دفن کیا تہا۔ ویسی مورخ اکثر بیڑ کا نام اوس لڑائی کیساتہہ بیان کرتے ہین کہ جو شاہجہانی عہد کے شروع مین نظام شاہی شاہان بیجاپور اور پادشاہ دہلی کے درمیان لڑی گئی تہی

ضلع بیڑ کہ جسکا مستقر تعلقہ بیڑ ہی واقع ہے درمیان ۱۸-۲۷- اور ۹۹-۳۰ شمالی عرض

بلد کے اور ۷۵-۱۸-اور ۷۶-۴۲- شرقی طول بلد کے- اسکے شمال مین دریاے گوداوری جنوب مین دریاے مانجرا- مشرق مین تعلقات راجورا اور پالم- مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑ پالکھہ ڈونگر ہے- اسکا رقبہ ۳۶۹۵ میل مربع شرقاً غرباً ۱۰۸ میل اور شمالاً جنوباً ۸۷ میل ہے-

پہاڑ- دریا

ایک سلسلہ پہاڑیون کا پاترور ضلع بیڑ سے شروع ہوکر احمد نگر کے طرف چلا جاتا ہے دوسرا سلسلہ گوداوری- اور مانجرا کی گہاٹیون مین ہوکر- بیڑ- وہارور- مومن آباد- اودگیر مین گذرتا ہے- تیسرا سلسلہ مانجرا اور سینا کی گہاٹیون کو جدا کرتا ہے اور آشٹی سے شروع ہوکر بلدرگ گذرکر گابر گرتک پہونچتا ہے- بالاگہاٹ کا سلسلہ تعلقہ آشٹی مین ختم ہوتا ہے-

دریاے سینا اور نیز اوسکے بائین کنارہ کی باج گزار ندیان تعلقہ آشٹی کو سیراب کرتی ہین- باقی ضلع مین گوداوری- سنفانا- مانجرا- معہ اپنی خراجگزار ندیونکے بہتی ہین- مثلاً بنڈ سورا- کہنڈ کا- سرسی- وان-

آب وہوا- آبادی- زبان

اب وہوا ایسی عمدہ نہین ہے- کل ضلع کی آبادی (۶۱۹۲۶۳) ہے منجملہ اسکے تقریباً ۴۴ ہزار مسلمان باقی ہندو جسمین برہمن- کنبی- چمار- اور نیز عیسائی- یہودی- سکھہ وغیرہ دوسرے اقوام شامل ہین- زبان مرہٹی ہے- اکثر مسلمان اردو بولتے ہین-

بیڑ مین چمڑے کا کام اچھا بنتا ہے- یہان کے چہاگل وشکینرہ گرمیون کے لئے نہایت عمدہ ہین

تقسیم تعلقات

ضلع بیڑ مین (۶) تعلقات- بیڑ- منجلے گائون- مومن آباد- آشٹی- گیورائی- پاٹودہ- ہین انمین پانچ مقدم الذکر علاقہ دیوانی (خالصہ) اور ایک موخر الذکر علاقہ صرفخاص ہے

ضلع بندی قدیم مین (۷) تعلقے تھے۔ چنانچہ ایک تعلقہ کیج شکست کردیا گیا۔

مومن آباد۔ یہان کنٹجنٹ کا ایک رسالہ رہتا تھا۔ گرجب براڑ کا دامی پٹہ گورنمنٹ انگریزی کو دیدیا گیا تو گورنمنٹ نے یہان کے رسالہ کو برخاست کردیا۔

انبہ جوگائی۔ یہ قدیم شہر ہے۔ سابق مین جیت پال راجہ کا دارالسلطنت تھا۔ شاہجہان و اورنگ زیب کے زمانہ مین اس شہر کے بہی عمارات تباہ و برباد ہوگئین۔ اسکی قدامت ۱۱۳۲ھ تک تو کتبہ وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔

ضلع پربہنی

اس ضلع کے تاریخی حالات ہم کو کسی تاریخ مین بہی نہین ملے۔ بہت کچھہ تلاش کیگئی۔ گر بیسود ہوئی۔ حالانکہ ہم نے مولوی سید امیر حسن صاحب اول تعلقدار پربہنی کو اس ضلع کے حالات بہیجنے کے لئے بہت کچھہ لکہا۔ گر مولویصاحب موصوف نے بالکل توجہ نفرمائی۔ بلکہ جواب تک ندیا۔

ضلع پربہنی درمیان ۱۹-۶ اور ۲۰-۱۱ شمالی عرض بلد اور ۷۵-۵۸ اور ۷۸-۶ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین دریائے پائین گنگا اور اضلاع مفوضہ براڑ۔ جنوب مین دریائے گوداوری مشرق مین ضلع ناندیڑ مغرب مین ضلع اورنگ آباد ہے رقبہ (۴۳۳۵) میل مربع ہے۔

اس ضلع کی شکل د کی سی ہے۔ زمین اکثر ہموار۔ شاہدری پربت کا پہاڑ۔ اس ضلع کے شمال و جنوب پائین گنگا اور گوداوری سے سیراب ہوتا ہے اور وسط ضلع پورنا اور دُدہنا کار پار۔ اور ریل گڈہ بہی اسی ضلع مین ہین۔

آب و ہوا گرم و خشک۔ آبادی کل ضلع کی (۷۹۲۸۹۵) ہے منجملہ اسکے تقریباً پچاس ہزار

مسلمان ۲۶ لاکھہ سے زیادہ ہندو - ۲۰۰ عیسائی - ۲۰۰۰ - اقوام دیگر مثل یہودی - سکھہ وغیرہ ہین - اکثر لوگونکی زبان مرہٹی - مسلمان بیشتر اردو بولتے ہین -

تقسیم تعلقات

اسس ضلع مین (۷) تعلقات پربہنی - پاتہری - بسمت - کلمنوری - ہنگولی - چنتور - پالم - ہین - صرف ایک تعلقہ موخر الذکر علاقہ صرفخاص سے ہے - باقی چھہ تعلقے علاقہ دیوانی ہین - ضلعبندی جدید مین اسس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے -

ہنگولی - یہ روئی کی بڑی تجارت گاہ ہے - پیشتر حیدر آباد کنٹجنٹ کا مقام ہی تہا - سنہ ۱۸۳۱ء مین کپتان سلیمن نے یہان سے متعدد ٹھگون کو گرفتار کیا تہا - اسکے جانب جنوب و مغرب (۱۴) میل کے فاصلہ پر موضع ہنڈا واقع ہے - جسمین مہادیو کے عظیم الشان مندر کے کہنڈر پڑے نظر آتے ہین - آبادی (۱۴۸۹۹) نفوس کی ہے -

حدگانون - یہان مہدوی لوگون کا بڑا میلہ دو روز تک ہوتا ہے - تقریباً (۲۰۰) آدمی جمع ہوتے ہین -

ضلع ناندیڑ

چودہوین صدی کے اواسط مین جو راجۂ تلنگانہ یہان حکمران تہا - ناندیڑ اوسکا دار الحکومت تہا یہ حیدر آباد اور ہنگولی کے درمیان سڑک پر دریاے گوداوری کے بائین کنارہ پر واقع ہے - کسیوقت مین اسکے گرد ایک مضبوط شہر پناہ تہی - لیکن اب وہ شکستہ او ر ریختہ پڑی ہے - ناندیڑ کا مندر (گرودوارہ) گرو گوبند کی یادگار کے طرز پر بنایا گیا تہا - جوکہ گرو نانک بانی سکھہ مذہب کی دسوین پشت مین ہے - کہتے ہین کہ گرو گوبند

بہادر شاہ کے ساتھہ دکن کے سفر مین ہمراہ تہا اس گرو گوبند نے دکن مین بابا بندہ کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بہیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تہا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تہا۔ جب وہ ناندیڑ مین گرو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکہا۔ گرو گوبند کے پیٹہہ مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا۔ جس سے وہ جانبر نہ ہوا۔ چنانچہ کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۰ مین اس دنیا سے چل بسا۔ سکہون کے حالات ہم نے بالتفصیل ہندوستان کے حالات مین تحریر کردئے ہین۔ الغرض ناندیڑ مین زیادہ تر سکہہ مذہب کے لوگ آباد ہین۔

ضلع ناندیڑ درمیان ۱۸-۲۹-۱۹-۵-۴ شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۶-۲۹-۸-۷-۱۳ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر۔ جاگیر کراخیر (علاقہ راجہ رایان امانت ونت بہادر) مشرق مین دریائے مانجرا اور گوداوری۔ اور ضلع اندور مغرب مین ضلع بیڑ ہے رقبہ کل (۴۱۲۲) میل مربع ہے۔ اس ضلع کی شکل مربع سے مشابہ۔ بالاگہاٹ کا سلسلہ اس ضلع مین گذرتا ہے۔ جنوبی حصہ دریائے لینڈی اور مانجرا سے تر و تازہ اور وسط دریائے گوداوری سے سیراب ہوتا ہے۔ سندی۔ آسنا۔ سادہ۔ نام کے ندیان بہی اس ضلع مین ہین۔

آب و ہوا کے نسبت مشرقی حصے بہ نسبت شمالی حصون کے مرطوب ہین۔ گرمیون کا موسم اچہا ہوتا ہے۔ لیکن گرمی اور سردی شدت کی ہوتی ہے۔

کل آبادی (۶۲۳۶۸۰) اوسمین سے تقریباً ۶۰ ہزار مسلمان (۵۶۲۰۰) ہندو (۰۰۰۰) اقوام دیگر۔ زبان اکثر مرہٹی ہے۔ مسلمان اردو بولتے ہین۔ یہان روئی کثرت سے

پیدا ہوتی ہے اور ناندیڑ کے سیلے مشہور ہین۔ علی العموم پارچہ بافی اچھی ہوتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۶) تعلقات۔ ناندیڑ۔ حدگانون۔ مدہول۔ بادلی۔ دگلور۔ قندہار۔ ہین یہہ کل دیوانی تعلقات ہین۔ صرفخاص کا ایک بہی نہین ہے۔ ضلعبندی جدید مین اس ضلع سے دو تعلقے بہینسہ اور عثمان نگر نکلت ہوگئے۔ اور ایک تعلقہ مدہول ضلع نظام آباد کا اسمین شریک کیا گیا۔ اور پیشتر تحصیل قندہار کا مستقر کہیڑ تہا۔ اور اب خود قندہار قرار پایا ہے۔ گرکچہریات تعمیر ہوئے تک کہیڑ ہی مستقر رہیگا۔ یہہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ اکثر تعلقات کے مواضعات ودیہات کا ردوبدل ضلعبندی جدید کی روسے بہت کچہہ ہوا ہے۔ جسکی تفصیل باعث طوالت ومحض بیکار ہے۔ اسلئے قلم انداز کیگئی۔

مدہول۔ مسلمانون کی بستی ہے۔ خوب آباد ہے۔ مکید۔ مین ہرسال ایک روز جاترا ہوتی ہے
قصبۂ ہوا۔ مین اٹہوبا کی جاترا مین ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین قصبۂ سداوا۔ مین پادشاہ مہدوی کا میلہ ہوتا ہے۔

قندہار۔ یہہ نہایت قدیم شہر ہے۔ جسکو راجہ پانڈو کی اولاد مین سے راجہ کنہر نے بسایا تھا۔ پہلے اسکا نام کنہار تہا۔ اسکے بعد راجہ نندو بہادر کے ایک بیٹے سوما دیوراج نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔ پہر محمد تغلق کے زمانہ مین مسلمانون کا قبضہ ہوا۔ اسکے بعد خاندان بہمنیہ کے تصرف مین رہا۔ اور محمود شاہ بہمنی نے قندہار کو بطور جاگیر قاسم برید کو دیا تہا۔ بعد ازان خداوندخان ثانی حاکم ماہور کے حملہ نے قندہار کو تاراج کردیا۔ جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا تو قندہار بریدشاہیون کا پایہ تخت بنا۔ پہر نظام شاہیون کا قبضہ ہوا۔ وہان سے بیجاپور والون کے تصرف مین آیا۔ اسکے بعد شاہجہان کے علاقہ مین گیا۔ اور اکثر قلعدار مامور ہوتے رہے۔ جب آصف جاہ بہادر نے ششں صوبۂ دکن کو فتح کیا تو قندہار مملکت

آصفیہ مین داخل ہوگیا - بہرحال اسکی تفصیلی کیفیت اگر ناظرینون کو ملاحظہ کرنا ہو تو تاریخ قندہار دکن مولفۂ منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمہ نظامت ٹپہ خانہ جات سرکار عالی مین ملاحظہ کرسکتے ہین - صاحب موصوف نے نہایت شرح و بسط کے ساتھہ قندہار کے حالات کو تحریر فرمایا ہے

گل دوم

صوبۂ گلبرگہ شریف

سمت جنوبی

سابق مین یہ ایک ہنود کا بڑا شہر تھا - اور اسلامی فتح کے قبل راجگان ورنگل کی تحت حکومت تھا بعد مغلوب ہوجانے یادہوون کے مسلمانون نے ریاست ورنگل کو بھی تاراج کیا سنہ ۱۳۲۱ء مین شاہزادۂ الغ خان (جو بعد مین سلطان محمد تغلق ہوا) کو اوسکے باپ غیاث الدین تغلق نے راجہ رودر پرتاب (لدرو یو) والی ورنگل سے خراج وصول کرنیکے لئے بھیجا تھا - جسنے ورنگل پر قبضہ کرکے گلبرگہ اور بیدر پر بھی تصرف کیا - بیس برس بعد امیران صدۂ علاقہ دکن نے سلطان محمد تغلق کے خلاف شورش کرکے اپنے طرف سے اسمعیل فح کو ناصرالدین شاہ کا خطاب دیکر اپنا پادشاہ بنایا - اسکے بعد ناصرالدین نے حسن گانگوی بہمنی کو اپنے حقوق شاہی منتقل کردیا - چنانچہ حسن گانگو نے سلطان علاءالدین حسن گانگو

بہمنی کے خطاب سے ۷۴۸ھ مین بمقام گلبرگہ تخت نشین ہوا۔ اور گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہا گیا۔
گلبرگہ ایک مدت تک سلاطین بہمنیہ کا دار الخلافہ رہا۔ پہر اسی خاندان بہمنی سے سلطان احمد شاہ
بہمنی نے ۸۳۲ھ مین حصار بیدر کو آباد کر کے احمد آباد نام رکہا اور قلعہ وغیرہ بہی تعمیر کرایا
اور اپنا دار الخلافہ مقرر کیا۔ جب دار الخلافہ گلبرگہ سے بیدر کو منتقل ہوا تو عمارات شاہی اور
مساجد پر تباہی آئی۔ اور وہ منہدم ہو چلے۔ اسوقت تو بہمنی بادشاہون کے محل وباغات
بالکل ویران اور تباہ ہین۔ قلعہ مین ایک عالیشان مسجد ہے جو مسجد قرطبہ واقع ملک سپین
(اندلس) کے نمونہ پر تیار کیگئی تہی۔ اس مین مخصوص بات یہہ ہے کہ اس کی سطح
اندرونی جو ۱۶-۳۸- مربع فیٹ ہے کل مسقف ہے اسوقت اس مسجد کی حالت بہی عدم
تعمیر وترمیم کیوجہ سے متنزلزل ہو رہی ہے۔
شاہان بہمنی کے گنبدون کے تہوڑے فاصلہ سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی کا
مزار ہے۔ آپ کا اصلی نام میر سید محمد گیسو دراز تہا۔ اور آپ ۸۱۵ھ مین بعہد سلطنت
فیروز شاہ بہمنی گلبرگہ تشریف لائے تہے۔ جب ۸۱۸ھ مین فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو
ولیعہد کیا۔ اور آپ سے دعا چاہی تو آپ نے کہا کہ مشیت ایزدی مین تیرے بہائی
احمد خان کو تاج وتخت ملنا ہے۔ پہر اسکو تو ولیعہد کرنے سے کچہہ بہی فائدہ نہین ہے
سید صاحب کی اس بیباکانہ گفتگو سے فیروز شاہ سخت مشتعل ہوا۔
اور حکم دیا کہ شہر چہوڑ کر چلے جائین۔ چنانچہ آپ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور شہر سے
نکل کر اوس مقام پر مقیم ہوئے کہ جہان آپکا مزار ہے۔ بالآخر فیروز شاہ کے بعد
احمد خان تخت پر بیٹہا۔ اور احمد شاہ بہمنی لقب ہوا۔ اسی اثنا مین سید صاحب نے
انتقال فرمایا۔ اور احمد شاہ نے گنبد وغیرہ تعمیر کرایا۔ آپ کا عرس ہر سال نہایت

تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے ہزارہا آدمی دور دور سے آتے ہین - (۵) روز تک خوب
چہل پہل رہتی ہے - اورنگ زیب نے یہان پر ایک مسجد و مدرسہ و سرا تعمیر کرائی ہے
نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے گلبرگہ کو تعمیر عمارات و بازارات و سرا
وغیرہ سے بہت کچھہ رونق دی ہے - اور حیدر آباد کے نمونہ پر شہر کے اندر ایک حوض
مثل گلزار حوض کے بنایا گیا ہے - چارون طرف پختہ بنگلے ہین - آبادی سے ایک میل کے
فاصلہ پر جی - آئی - پی - ریلوی کا ایک اسٹیشن بہی ہے - اسٹیشن سے آبادی تک
دو طرفہ سڑکون کے کنارے درخت نصب کرائے گئے ہین - محبوب گلشن اور چند
عمارتین بہی نئی تیار کیگئی ہین - شہر مین داخل ہونیکے آگے ایک شاندار دروازہ
بہی بنایا گیا ہے - جو محبس کے قریب ہے - محبس مین قالین - شطرنجیان اعلیٰ اور
ادنیٰ قسم کی بنتی ہین - مختلف قسم کا پارچہ - خیمے وغیرہ بہی تیار ہوتے ہین - پارچہ
بافی کی - ایک کل موسوم بہ محبوب شاہی مل بہی قایم ہے - مگر اسکی حالت ترقی پذیر
نہین - روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے -

حدود و رقبہ

یہہ صوبہ درمیان ۱۵ - ۳ - ۱۷ - ۴۲ - شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۵ - ۴۷ - ۷۸ - ۱۵
شرقی طول بلد کے واقع ہے -

اسکے شمال مین دیہات بہالکی (جاگیر پائیگاہ) جنوب مین تنگبہدرا - اور ضلع کرنول - مشرق
مین ضلع محبوب نگر - جاگیر گدوال و تعلقہ پٹلورہ - مغرب مین اضلاع دہارواڑ و کلاڈگی (علاقہ بمبئی)
ہین - رقبہ (۱۲۶۳۲) مربع میل ہے -

دریا - آب و ہوا - زبان - آبادی

بڑے دریا کرشنا۔ تنگبھدرا۔ بھیما۔ کاگنا ہین اور اونکی خراجگذار ندیان اور تالاب کم ہین مگر باولیان ہین۔

آب وہوا گرم ہے۔ بارش کا کچھ تعین نہین۔ آبادی کل اس صوبہ کی (۲۴۲۴۷۲۹) ہے زبان اکثر کنڑی اور مرہٹی۔ کہین ٹامل (اردوی) بھی بولی جاتی ہے مسلمان اکثر اردو بولتے ہین

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع۔ گلبرگہ۔ بیدر۔ عثمان آباد۔ رایچور مین۔ ضلع بندی قدیم مین ضلع لنگسگور شریک تھا۔ مگر اب ضلع لنگسگور شکست کردیا گیا۔ اور بجائے اوسکے ضلع بیدر شریک کیا گیا۔

ضلع گلبرگہ

یہ ضلع درمیان ۱۶۔ ۴۳۔ ۱۷۔ ۴۱۔ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶۔ ۱۹۔ ۷۷۔ ۵۲۔ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع بیدر۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور حیدرآباد جنوب مین دریائے بھیما۔ مغرب مین کلاڈگی۔ شولاپور ہے۔ اسکا رقبہ (۳۲۰۰) مربع میل۔ شمالاً جنوباً ۶۶ میل۔ شرقاً غرباً ۸۸ میل ہے۔ اسکی مردم شماری (۲۸۲۰۰) ہوئی ہے۔ گلبرگہ بسبب ریل کے بڑی تجارتگاہ ہوگیا ہے۔ اور آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

ضلع گلبرگہ مین (۷) تعلقات۔ گلبرگہ۔ چنچولی۔ سیڑم۔ کوڑنگل۔ یادگیر۔ شوراپور۔ شاہپور۔ اندول ہین تعلقۂ اندول صرفخاص کا ہے۔ اور باقی تعلقات دیوانی کے ہین۔ ضلعبندی قدیم مین دو تعلقے مہاگاؤن اور گرشکال تھے۔ جو ضلعبندی جدید مین شکست کردئے گئے اور شاہپور۔ وشوراپور تعلقات ضلع لنگسگور و یادگیر تعلقہ ضلع رایچور اسمین جدید شامل کئے گئے ہین

ضلع گلبرگہ کے بعض تعلقات و دیہات قابل ذکر کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ ہو۔

کلیانہ۔ یہ چلوکیا خاندان کا پایہ تخت تہا۔ جب سلاطین بہمنیہ گلبرگہ پر مسلط ہوئے تو کلیانہ اونکے قبضہ مین آیا۔ بعدہ عادل شاہیون کے قبضہ مین گیا سنہ ۱۶۳۵ء مین مغلون نے تاراج کردیا سنہ ۱۶۵۶ء مین اورنگ زیب نے محاصرہ کیا۔ یہان سے تہوڑی دور پر نارائن پور ہے۔ جو چلوکیا خاندان مین نہایت متبرک تہا۔ بہت سے بت اور کندہ کئے ہوئے پتہر حسب اجازت سرکار انڈین میوزیم کو بہیجے گئے ہین۔ اسکو سنہ ۱۷۳۵ء مین خاندوران نے تباہ کیا۔

سیڈم۔ یہان کا پتہر نہایت نرم ہوتا ہے۔ اس چہوٹے سے قصبہ مین تقریباً تین سو کے معابد ہونگے۔

چیتاپور۔ سنہ ۸۶۵ء مین پادشاہ دکن اور راجہ بیجانگر کے مابین اس قصبہ کے نواح مین ایک لڑائی ہوئی تہی جسکو ملکوٹ کی لڑائی کہتے ہین۔ یہان کا تبنا کو نہایت نفیس و عمدہ ہوتا ہے

ضلع بیدر
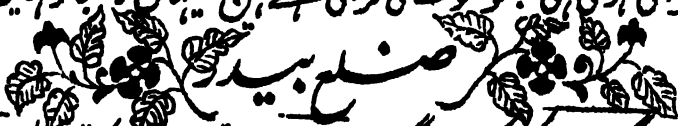
یہہ شہر قدیم گوداوری کی ایک حزا جگذار ندی مانجرا پر واقع ہے۔ اسکا قدیم نام ودربہا اور قدیم سلطنت کا پایہ تخت تہا۔ دمن (جو نل دمن کا قصۂ مشہور ہے) یہین کے راجہ بہیم سین کی لڑکی تہی سنہ ۱۴۳۰ء مین سلاطین بہمنیہ کا دار السلطنت ہوا۔ چنانچہ احمد شاہ بہمنی علاءالدین شاہ بہمنی ہمایون شاہ بہمنی۔ نظام شاہ بہمنی وغیرہ نے اسی دار السلطنت مین تخت شاہی پر قدم اور سر پر تاج رکہا۔ برید شاہیون نے اس پر مختلف اوقات حکومت کی۔ اور بیدر ہمیشہ معرکہ آرائیون کا مرکز بنا رہا۔ سلاطین بہمنیہ کے تعمیر کئے ہوئے مساجد۔ حمام خانے دار الضرب۔ سلح خانہ۔ باغات وغیرہ اسوقت خراب و خستہ حالت مین ہین۔ جانب شمال و مشرقی ۵ یا ۶ میل کے قریب احمد شاہ کا مقبرہ نہایت خوبصورت ہے یہہ بہی

شامل کئے گئے - اور تعلقہ اوراد (علاقہ صرفخاص) شکست کرکے اوسکے دیہات کاراموگی مین
شریک کئے گئے ہین - ضلع بیدر کے بعض قصبات وتعلقات قابل ذکر حسب ذیل ہین -
اودگیر - یہ تعلقہ حیدرآباد وجالنہ کی سڑک پر واقع ہے - اسکی آبادی (۷۴۳۲) ہے یہ قصبہ
دیوار سے گھرا ہوا ہے - اسمین ایک قلعہ بھی ہے - بادشاہان دہلی اور بیجاپور کی لڑائیون
اودگیر سلطنت بیجاپور کا قلعہ تھا - اور اسیوجہ سے اکثر محاصرہ کیا جاتا تھا سنہ ۱۲۳۵ھ مین
شاہجہان کے سردار افضل خان نے اسکو محاصرہ کرکے فتح کرلیا اور سنہ ۱۱۷۶ھ مین سرکار نظام
اور مرہٹون کے مابین ایک جنگ عظیم اسی مقام پر ہوئی - مرہٹے فتحیاب ہوئے
[illegible] روپیہ کی آمدنی کا ایک علاقہ انہین دینا پڑا تھا -

مالےگاؤن - یہ ایک قصبہ ہے یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے جسمین جانور [illegible]
گھوڑے وغیرہ آیا کرتے ہین - قدیم زمانہ مین پچاس ہزار گھوڑون کا تخمینہ تھا - مگر
اب محصول کی وجہ سے گھوڑونکی آمد کم ہوگئی - مدارالمہام سرکار عالی نے [illegible]
محصول معاف بھی کردیا - مگر وہ سابقہ حالت باقی نہین رہی بہرحال گھوڑون کی
بڑی تجارتگاہ ہے -

کوہیر - یہان آم کے لاکھون جھاڑ ہین اور شہر ذوالقعدہ مین یہان کے آم بہت
مشہور ہین - بلدہ حیدرآباد کو اسی مقام سے آم بکثرت آتا ہے -

ضلع عثمان آباد

پہلے یہ ضلع نلدرگ کے نام سے موسوم اور ضلع کا مستقر دہاراسیون تھا - تہوڑا ہی
زمانہ ہوتا ہے کہ بجاے نلدرگ کے عثمان آباد نام رکھا گیا - افسوس ہے کہ اس
ضلع کے تاریخی حالات بہی ہمکو دستیاب نہ ہوسے - گو ہم نے مسٹر ابو رضا صاحب

بیارسٹر اٹ لا (جو اوس وقت ضلع عثمان آباد کے تعلقدار تھے) کو توجہہ دلائی تھی - مگر اونہون نے سرکار کی اجازت کا عذر کرکے ٹالدیا - اور نہ ہم کو ایسی فرصت ملی کہ خود وہان جاکر تحقیقات کرتے بہر حال ہم انہین اسباب سے اس ضلع کے تاریخی حالات لکھنے سے معذور ہین -

ضلع نلدرگ درمیان ۱۷ - ۴۲ - ۱۸ - ۴۳ - شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۵ - ۱۸ - ۷۶ - ۴۰ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین دریائے مانجرا اور ضلع بیٹر - جنوب مین جاگیر پائیگاہ اور ضلع شولاپور (علاقہ بمبئی) مشرق مین تعلقہ بہالکی - (جاگیر پائیگاہ) اور تعلقہ دہاراسیون - اور ضلع بیدر مغرب مین دریائے سینا - ضلع احمدنگر (علاقہ بمبئی) ہے رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع ہے -

پہاڑ - دریا - زبان - آبادی

بالاگھاٹ کے پہاڑ دریائے مانجرا کی گھاٹی کے برابر مشرق کیطرف واقع ہین - دریائے مانجرا اور اوسکی خراجگزار ندیان - الیسرپا - نرنجا - توراج - پتھرنا - بہاگوتی ضلع مین پھیلی ہوئی ہین - آب و ہوا بالکل گرم - مگر تندرست - بارش کا تعین نہین - آبادی کل (۶۴۹۸۴۰) ہے زبان یہانکی بیشتر مرہٹی اور تلنگی - ارد و مسلمان بولتے ہین - کنٹری - ماڑواڑی - گجراتی - بنجارہ زبانین بھی بولی جاتی ہین -

تقسیم تعلقات

اسس ضلع مین (۵) تعلقات عثمان آباد - تلجاپور - کلم - پرینڈہ - اوسہ ہین - جنمین صرف تلجاپور علاقہ دیوانی اور باقی علاقہ صرفخاص ہین اسس ضلع مین اور دو تعلقات - واسی اور نلدرگ بھی ستھے - مگر ضلع بندی جدید مین تعلقہ واسی (علاقہ صرفخاص) شکست ہوکر

تعلقہ کلم مین ضم ہوا اور تعلقہ نلدرگ (علاقہ دیوانی) شکست کرکے اوسکے تعلقات تعلقہ تلجاپور مین شامل کئے گئے۔

ضلع عثمان آباد کے قابل تذکرہ قصبات و تعلقات حسب ذیل ہین۔

تلجاپور – یہ تعلقہ بالاگھاٹ کے دامن مین واقع ہے۔ یہان تین مشہور عمارات ہین اول مہادیو کا مندر دوسرا جسمین تلجادیوی کے کپڑے۔ خزانہ اور زیور رہتا ہے۔ تیسرا تلجا کا مندر کہ جسکے نام سے خاص و عام مین یہ مقام مشہور ہے۔ یہہ دیوی بہت سے نام سے مشہور ہے کالی بہوانی بھی اسیکا نام ہے۔ قصبہ سے مندر تک پہونچنے مین صدہا سیڑہیان اترنی پڑتی ہین۔ مشہور ہے کہ اسی مقام پر بہوانی نے اسورا یا مہیشا کو قتل کیا۔ جو بہینسے کی شکل مین لڑنے آیا تھا۔ ۱۶۵۷ء مین افضل خان نے اس مندر کو بہت تاراج کیا۔ جب سیواجی نے افضل خان کو قتل کیا تو لوگون نے سمجھا کہ وہ اپنی نذر کو پہونچا

دہاراسیون – یہ مقام بسبب متعدد غارونکے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ غار ۱۶۵۰ء مین کہودے گئے ہین۔ اس قصبہ کی مردم شماری (۱۰۵۱۱) نفوس ہے۔

پرینڈا – احمدنگر کی سرحد پر یہہ ایک قدیم قلعہ ہے۔ اس مقام پر سلاطین دہلی اور نظام شاہیون عادل شاہیون سے اکثر لڑائیان ہوئی ہین جب ۱۶۰۵ء مین مغلون نے احمدنگر پر قبضہ کیا تو نظام شاہیون نے اسکو اپنا پایہ تخت بنایا تہا۔ بہرحال دکن مین یہ نہایت مشہور قلعہ ہے۔ جو کسی زمانہ مین ناممکن الفتح سمجھا جاتا تہا۔

ضلع رایچور

اس ضلع کی تاریخی حالات بہی ہم کو میسر نہو سکے حالانکہ ہم نے نواب فرامرز جنگ بہادر اول تعلقدار ضلع کو (جو اوسوقت اس ضلع پر مامور تہے) توجہ دلائی تہی۔ مگر اونہون نے

جواب تک ندیا۔

ضلع رایچور واقع ہے درمیان ۱۵-۴۶-۱۶-۳۲- شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶-۳۸-۷۸-۱۵- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے کرشنا۔ جنوب مین دریائے تنگبھدرا اور ضلع کرنول (علاقہ مدراس) شرق مین دریائے کرشنا اور ضلع محبوب نگر۔ مغرب مین ضلع لنگسگور اور ہستان گدوال ہے۔

رقبہ (۶۷۹۹) میل مربع ہے۔ یہہ ضلع پہاڑی ہے۔ پہاڑ مسلسل نہین ہین۔ چونکہ یہہ ضلع دو دریاؤن کے بیچ مین واقع ہے۔ اسلئے اسکو رایچور دوآب کہتے ہین۔

ضلع بندی جدید مین اضلاع رایچور و لنگسگور کا انضمام کردیا گیا۔ اور ضلع لنگسگور ہمیشہ کے لئے شکست ہوا۔ اور اوسکے اکثر تعلقات ضلع رایچور مین شریک ہوگئے۔ تقسیم تعلقات مین ہم اوسکی تفصیل تبلائنگے۔

دریا۔ زبان۔ آبادی

اس ضلع کے بڑے دریا۔ کرشنا۔ تنگبھدرا۔ اور انکی خراجگذار ندیان۔ کوان واک۔ سکڈیواگ۔ نلواک۔ پلیاواگ وغیرہ ہین۔ اور آبادی (۵۰۹۲۵۵) ہے۔ اب ضلع لنگسگور کے انضمام سے آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ زبان مرہٹی۔ تلنگی۔ کنڑی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔ یہان کے ظروف گلی۔ اور کفش دیسی بہت مشہور ہین۔ آب وہوا نہایت گرم ہے۔ اکثر قحط وگرانی کا سامنا ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۸) تعلقات رایچور۔ دیودرگ۔ مانوی۔ عالم پور۔ لنگسگور۔ سندہنور۔ گنگاوتی۔ کشتگی۔ ہین قبل ازین اسمین صرف (۶) تعلقات رایچور۔ عالم پور۔ دیودرگ۔ مانوی۔

یادگیر- یرگرہ- تھے- ضلع بندی جدید مین- یرگرہ شکست کر کے اوسکے دیہات تعلقات رائچور- مانوی- دیودرگ مین شریک کردئے گئے- اور تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ مین شامل کیاگیا باقی چار تعلقات حسب سابق اس ضلع مین قایم ہے- اور ضلع لنگسگور مین پیشتر (۶) تعلقات لنگسگور- گنگاوتی- کشٹگی- سندہنور- شاہپور- شوراپور تھے- جسمین سے شاہپور وشوراپور ضلع گلبرگہ مین شامل کئے گئے- اور باقی تعلقات لنگسگور- گنگاوتی- کشٹگی- سندہنور- ضلع رائچور مین ضم کردئے گئے- چونکہ لنگسگور سرکار انگریزی کی سرحد سے ملحق ہونے سے بغرض انتظام سرحد اور خصوصاً باغراض انتظام کوتوالی ایک خاص ڈویژن ضلع قایم کرکے ایک دوم تعلقدار (جسکو اختیارات نظامت درجہ اول حاصل رہینگے) رکھا گیا ہے- اور ایک سب جیل بہی قایم ہے- اور کوتوالی کا ایک عہدہ دار (جسکا درجہ مددگار مہتمم کا ہوگا) بہی متعین ہے-

ضلع رائچور ولنگسگور کے مشہور تعلقات وقصبات کا حال ذیل مین لکہا جاتا ہے-

رائچور- اس تعلقہ سے بہت قریب ریل کا اسٹیشن ہے- جو جی آئی- پی ریلوی- اور گریٹ انڈین پینن شولا ریلوی کا جنکشن کہلاتا ہے- بموجب عہدنامہ سنہ ۱۸۵۳ع م سنہ ۱۲۷۰ھ رائچور گورنمنٹ انگریزی کے تفویض کیا گیا تہا- لیکن ہندوستان کے غدر کے بعد سنہ ۱۸۶۰ع م سنہ ۱۲۷۸ھ مین سرکار نظام کو مسترد ہوا- اسکا قلعہ سنہ ۱۲۹۴ع م سنہ ۶۹۴ھ مین تعمیر ہوا ہے- اسکی بندشن بہت نادر ہے- اور اسکی فصیل دوسری نہایت مستحکم واستوار ہے-

قلعہ کے غربی دروازہ سے تہوڑے فاصلہ پر ایک مضبوط اور پایدار محل کا ٹوٹا پہوٹا حصہ باقی رہگیا ہے- جسمین اب جیل خانہ ہے- اور شہر کے شرقی دروازہ کے باہر اب

پتھر کا تراشا ہوا ہاتھی ایستادہ ہے۔ مگر اوسکی سونڈ ٹوٹ گئی ہے۔ ایک باغ موسوم بہ محبوب باغ نہایت سرسبز و شاداب ریلوی اسٹیشن کے قریب ہے۔ رایچور مین حضرت شمس عالم صاحب کا عرس نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ اوسکے بعد ایک جاترا بھی بہت دہوم دہام سے ہوتی ہے۔

اناگندی۔ یہ ایک قدیم اور مشہور سمتان ہے۔ یہان کے راجاؤن کا سلسلہ بیجاپور کے راجاؤن سے ملتا ہے۔ عبدالرزاق (جو سنہ ۱۴۴۲ء م سنہ ۸۴۶ھ مین شاہ ایران کے جانب سے سفارت پر آیا تہا) اپنی تاریخ مطلع السعدین مین لکہا ہے۔ کہ "اسکے فصیل کی سات دیوارین یکے بعد دیگرے ہین"۔ اب یہان کا راجہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کا خراجگذار ہے۔

دیودرگ۔ رایچور سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر شمال و غرب کے جانب تین طرف پہاڑیون سے محصور راجہ پولی گار کا مسکن تہا۔ اسکی فصیل کو شوراپور کے راجہ نے برباد کیا۔ کہتے ہین کہ یہان کے اخیر راجہ نے اپنی حالت تنگ دیکھکر ایک تودہ بارود جمع کر کے معہ خاندان جل گیا۔ یہہ پولیگار ایک زمانہ مین بڑا صاحب قوت تہا۔

الپور۔ یہ ایک دیوستان ہے۔ جہان جنگلون مین ہزارہا بت نہایت خوبصورت موجود ہین۔ راجہ رامچندر نے اس مقام پر بن باس کیا تہا۔

مدگل۔ یہ لنگسگور کا قصبہ ہے سنہ ۱۲۴۹-۵۰ء تک یادہو کا دارالسلطنت رہا ہے۔ مدگل کا قلعہ نہایت مستحکم ہے۔ یادہوؤن کے بعد راجگان ورنگل نے اس پر قبضہ کیا۔ اور چودہوین صدی کے اوائل مین مسلمانون نے فتح کیا۔ یہان ایک زرگر کی لڑکی پرتہال ثانی نہایت حسین تھی جسکے لئے فیروز شاہ بہمنی اور بیجانگر کے راجہ مین سخت لڑائی ہوئی۔ اور فیروز شاہ نے اوس لڑکی کا عقد اپنے بیٹے حسن خان سے گلبرگہ بیجاکر بڑی دہوم دہام سے کیا۔ بہمنیون کے بعد مدگل بیجاپوریون کے پاس رہا۔ اور اونکے بعد اورنگ زیب کے

تصرف مین آیا - یہان رومن کیتھولک عیسائیون کی ایک چہوٹی بستی ہے -

جلدرگ - مدگل سے ۱۶ میل شمال مین ایک پرانا قلعہ ہے - دریاے کرشنا مین ایک بڑا جزیرہ ہے - اوسکی پہاڑی پر یہہ قلعہ بنایا گیا ہے - نشکم دریا سے (۳۰۰) فیٹ بلند ہے کتبے وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہوین صدی کے آخر مین یا دہوون کے راجاؤن مین سے کسی نے بنایا تہا -

کپل - لنگسگور مین اسی نام کا ایک پرانا قلعہ اور قصبہ ہے - یہہ خاندان نواب سالارجنگ کی جاگیر ہے - جوکہ سرکار نظام نے سابق مدارالمہام کو مرتضی پور واقع برار کے تبادلہ مین اوسوقت عطا کی تہی کہ جب ملک برار سنہ ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کے تفویض ہوا تہا - لوگون کا خیال ہے کہ چند صدی گزرے ایک لنگایت نے پہاڑ پر یہہ قلعہ بنایا - جسوقت سنہ ۱۷۸۶ء مین ٹیپو سلطان نے اسپر قبضہ پایا تو اوسوقت اوسکے فرانسیسی انجنیرون نے حصار کے زیرین حصہ کو از سرنو تعمیر کیا تہا - سنہ ۱۷۹۰ء مین انگریزون نے اوسکا محاصرہ کیا - جسکا سر کرنا بہت دشوار معلوم ہوا - اسکی قلعبندی مین دو قلعے شریک ہین سنہ ۱۸۵۰ء مین ایک باغی ہیم راؤ اسپر قابض ہوگیا تہا - کپل کی آبادی (۶۹۹۱) ہے اسکے مواصل سے پلٹن بہرتی کیگئی تہی - جو کپل رجمنٹ کے نام سے مشہور ہے -

اٹگی - کپل سے شمال وغرب مین ایک قصبہ ہے جسمین ہنود کا دیول نہایت نفیس موجود ہے - سنگتراشی کا کام ایسی صنعت کا ہے کہ لوگ سیکہنے کی غرض سے آتے ہین - یہان ایک کتبہ ہے - جسکا مضمون یہہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کے دیوان نے اس معبد کو اس غرض سے بنایا کہ تمام دوسرے معابد پر سبقت لیجائے - اس سے ایک میل پر قصبہ کولور ہے - جسمین بہت پرانا لنگایت کا دیول ہے -

یلبرگہ۔ ایک قدیم شہر کپل سے ۲۱ میل ہے۔ کہتے ہین کہ کسی زمانہ مین بیندہ یا کا پایہ تخت رہا ہے۔

شوراپور۔ دراصل سورپور تہا۔ اسمین زیادہ تر آبادی بیڈر۔ لوگون کی تہی۔ جو نہایت جاہل وبدتمیز مگر جفاکش وجوانمرد مشہور ہین۔ یہ لوگ میسور کے طرف سے آئے تہے۔ اور راجہ گولکنڈہ وبیجاپور کے پاس ملازم ہوئے۔ انکے بڑے سردار کا نام بیم نایک تہا۔ اسکی اولاد سنہ ۱۸۵۸ء مین سرکار نظام کی مطیع ہوی۔ سنہ ۱۸۵۸ء تک ریاست بیڈر کا یہ شہر پایہ تخت تہا۔ یہانکی روئی اور جوار مشہور ہے۔

سندہنور۔ پہلے یہہ قصبہ زمانہ سلف مین سندہو بلہال نامی راجہ نے آباد کیا تہا۔ کثرت استعمال کیوجہ سے (ن۔ ر) بڑہا دیا جاکر سندہنور کے نام سے موسوم ہوا۔ اس علاقہ مین ہرن کثرت سے ہین۔ یہان کے قلعہ مین ایک سفید پوش صاحب کے آثار شریف رکھے ہین۔ جنکو سرکار سے کچہہ زمین انعام ہی ہے۔ محرم شریف مین تعزیہ بھی بیٹہتا ہے۔ اور آبادی اس قصبہ کی (۸۰۴۶۶) ہے۔ پیداوار مین پہلی جوار۔ باجرہ مونگ۔ تور۔ لوبیا۔ کنگنی وغیرہ ہوتی ہے۔ اس تعلقہ کی کل آمدنی (۱۱۰۳۴۰) ہے گہانس وروئی کا بیوپار زیادہ ہوتا ہے۔

گل سوم

صوبہ ورنگل

سمت شرقی

یہ ایک قدیم قلعہ اسی نام کے ضلع مین واقع ہے - اگرچہ مستقر ضلع قصبہ ہنمکنڈہ مین ہے لیکن اسکے قریب کیوجہہ سے حال مین کل آبادی کو شہر ورنگل کے نام سے موسوم کردیا۔ ورنگل زمانہ سابقہ مین تلنگانہ ریاست کا پایہ تخت تہا - جسکی بنیاد ناراتی اندہرون سے منسوب کیجاتی ہے - اور دیو راجہ ورنگل کے عہد مین خراج نہ داخل کرنیکی وجہ سے ۱۲۰۷ء مین سلطان علاء الدین خلجی نے بنگالہ کی راہ سے ورنگل پر لشکر جرار بہیجا - مگر ناکامیابی ہوئی پہر ۷۰۹ھ مین دوبارہ ملک کافور نے لشکر جرار سے چڑہائی کی - آخر صلح ہوگئی - اور غیاث الدین تغلق کے عہد مین اوسکے بیٹے محمد تغلق نے ورنگل پر حملہ کیا - اور شیخ زادہ دمشقی و عبید شاعر کے بیجا حرکت سے فتح ممکن نہوی - اور مقبوضہ قلعے واپس دینے پڑے لیکن جب دوبارہ محمد تغلق نے حملہ کیا تو قندہار و بیدر پر قبضہ کرکے ورنگل کو بہی لیا - اور سلطان پور نام رکہا - اسکے بعد سلاطین بہمنیہ کا عروج ہوا تو احمد شاہ نے ۸۲۸ھ مین خان اعظم عبد اللطیف کو بہیجکر ورنگل و گولکنڈہ پر قبضہ کیا - ہزارون ہندو مارے گئے بیشمار خزانہ ہاتہہ آیا - اور راجہ کا بیٹا اسیر ہوکر مارا گیا - اسکے بعد خاندان قطب شاہیہ سے ورنگل کا تعلق ہوا - جب اورنگ زیب نے ابو الحسن تانا شاہ کو قید کیا تو ریاست گولکنڈہ کے ساتہہ ورنگل بہی تخت دہلی کا ماتحت بنا - آخر مین خاندان آصفیہ کے قبض و تصرف مین آیا -

صوبہ ورنگل درمیان ۱۵ - ۵۵ - ۱۸ - ۴۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷ - ۱۲ - ۸۱ - ۲۶ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین صوبہ شمالی - جنوب مین دریاے کرشنا - مشرق مین دریائے گوداوری اور اضلاع کرنول (علاقہ مدراس) مغرب مین ضلع اطراف بلدہ اور صوبہ جنوبی -

کل رقبہ اس صوبہ کا (۲۰۴۰۷) میل مربع ہے - آب و ہوا نہایت مرطوب و ناقص ہے - ایک سلسلہ پہاڑ کا نلگنڈہ اور ناگر کرنول مین گزرتا ہے - اور کندیکل گڈہ کا سلسلہ قریب ۵۰ میل کے ہے - اس صوبہ کے بڑے دریا گوداوری - کرشنا ہین - آبادی (۱۸۱۵۲۱۶) نفوس کی ہے - اکثر تلنگی - مرہٹی - کنڑی بولی جاتی ہے -

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۳) ضلع - ورنگل - کریم نگر - عادل آباد ہین - سابق مین ضلع نلگنڈہ اس صوبہ مین شریک تہا مگر ضلع بندی جدید مین ضلع نلگنڈہ صوبہ گلشن آباد میدک مین شامل کیا گیا - اور علداری سرپور تانڈور کو ضلع عادل آباد کے نام سے موسوم کرکے ضلع مذکور اس صوبہ مین داخل کردیا گیا -

ضلع ورنگل

یہ ضلع درمیان ۱۶ - ۴۰ - ۱۸ - ۴۰ - شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۸ - ۴۵ - ۸۱ - ۲۶ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین ضلع کریم نگر - جنوب دریاے کرشنا - اور ضلع گنٹور - مشرق دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر - مغرب اضلاع کریم نگر و نلگنڈہ ہے - ان حدود مین پرگنہ باندگاؤن علاقہ انگریزی بھی شامل ہے - رقبہ (۹۷۲۹) میل مربع - آب و ہوا مرطوب - دریاؤن مین کرشنا - پیرا - دایرا - گوداوری - یدلاوار - مورار بہتے ہین - پاکھال کا تالاب جو سب سے بڑا اور قدرتی ہے اس ضلع کے بیچ مین ہے - یہان کے قالین

وشطرنجیان - لٹسری پارچہ مشہور مصنوعات سے ہین -

تقسیم تعلقات

ضلع ورنگل مین (۸) تعلقات ورنگل - کہم - محبوب آباد - مدہرہ (کلور) پاکہال ایلندا پہاڑ - پالونچہ - تاڑواٸی - ہین - سابق مین (۱۱) تعلقات ورنگل - چریال - وردنا پیٹہ - محبوب آباد - پرکال - کہم - پٹی ایلندا پہاڑ - پٹی کوداڑ - مدہرہ - پالونچہ - پاکہال - ہتہے ضلع بندی جدید مین چریال مستقر جنگا نون اور پٹی کوداڑ ضلع نلگنڈہ مین شریک کردئے گئے - اور پرکال ضلع کریم نگر مین شامل کیا گیا - وردنا پیٹہ کے تعلقات دوسرے تعلقون مین ضم ہوئے - شمالی حصہ کے (۱۵۵) دیہات پٹی ایٹوناگارم کی ایک تحصیل مستقر تاڑواٸی قایم کرکے ضلع ورنگل مین شریک کئے گئے ضلع ورنگل کے قابل ذکر قصبات ودیہات کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ کیجے -

ہنمکنڈہ - یہ صوبہ ورنگل کا مستقر ہے - یہان قالین وشطرنجیان - تلوار وپیش قبض چاقو وغیرہ کی تجارت معقول طور پر ہوتی ہے - سوتی ریشمی - کپڑا بہی نہایت عمدہ بنتا ہے

پاکھال - اسکا مستقر نرسایم پیٹہ ہے - یہان کی آب وہوا بارش مین نہایت زہر آلود رہتی ہے - کوسون کچلہ کی جہاڑی چلی گٸی ہے -

مٹھواڑہ - اسوقت یہ مقام تجارت مین سب جگہ سے بڑہا ہوا ہے - یہان دو چار گرنیان روٸی کو صاف کرنے اور گٹھے باندہنے کی بہی قایم ہوگٸی ہین - یہان کے ساہوکار نہایت متمول اور مالدار ہین - ریشمی پارچہ نہایت عمدہ تیار ہوتا ہے -

ضلع کریم نگر

اس ضلع کا نام سابق مین ایلگندل تہا - گر مستقر ضلع کریم نگر تہا - اسلئے ضلع بندی جدید مین

کریم نگر کے نام سے ضلع موسوم کیا گیا - یہ ایک قدیم شہر ہے - کہتے ہین کہ ایلگندل تلنگانہ کا پایہ تخت تہا - یہان ایک قلعہ بیضاوی شکل کا موجود ہے - لیکن اسوقت شکستہ وریختہ ہوگیا ہے - اطراف مین خندق اور بیچ مین ایک چہوٹی پہاڑی جسپر ایک خوبصورت مسجد ہے -

یہ ضلع درمیان ۱۷-۴۲-۱۹-۲۰ شمالی عرض بلد کے اور ما بین ۷۸-۲۰-۸۰-۱۹- شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین ضلع عادل آباد - جنوب مین اضلاع ورنگل و اطراف بلدہ - مشرق مین دریائے وردہا - ضلع سرونچہ - مغرب مین اضلاع میدک و اندور واقع ہین - رقبہ (۴۴۸۰) میل مربع - آبادی کل ضلع کی (۱۰۷۴۳۲۲) ہے -

دریائے وردہا اسکے مشرقی حصہ کو سیراب کرتا ہے - مانجرا بالکل وسط سے آرپار گذرتی ہے - آب وہوا مرطوب - گوداوری کی گہاٹی مین متفرق پہاڑ ہین -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات کریم نگر - سرسلہ - جمی کنٹہ - جگتیال - سلطان آباد - مہادیوپور - پرکال ہین - سابق مین یہان (۹) تعلقے کریم نگر - جمی کنٹہ - سلطان آباد - جگتیال - سرسلہ - سدی پیٹہ - مہادیوپور - چنور - لکشٹی پیٹہ تہے - ضلع بندی جدیدہ مین چنور ولکشٹی پیٹہ ضلع عادل آباد مین منتقل کئے گئے - اور سدی پیٹہ ضلع میدک مین شریک کیا گیا - اور ضلع ورنگل کا تعلقہ پرکال اس ضلع مین شامل ہوا - چند قابل ذکر تعلقات دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے -

المنگور - ضلع ایلگندل مین پہاڑی پر واقع ہے - اسکے قلعہ کو راجہ ورنگل نے بنایا تھا

اور قطب شاہ اول نے اسپر قبضہ کیا تھا۔

گجویل۔ یہ چھوٹی سی بستی۔ آباد و سرسبز۔ مسلمان قریب دو ثلث کے اکثر مشایخ رہتے ہین اور ہندو ایک ثلث لیکن اکثر متمول۔ لکڑی۔ تانبا۔ پیتل کا کام یہان عمدہ ہوتا ہے۔

جگتیال۔ یہان پولاس کا قلعہ بہت مشہور ہے۔ اور یہہ قلعہ سرکار عالی کو محبس کا کام دیتا ہے۔

ضلع عادل آباد

اس ضلع کے بھی تاریخی حالات ہم کو معلوم نہو سکے۔ یہ ضلع درمیان ۱۸۔ ۵۹۔ ۲۰۔ ۴۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷۔ ۴۹۔ ۹۔ ۷۹۔ ۵۳ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے وردہا اور پاءین گنگا۔ جنوب مین اضلاع کریم نگر و اندور۔ مشرق مین دریائے وردہا۔ مغرب مین دریائے پاءین گنگا۔ واقع ہین۔ رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع کوئی مشہور پہاڑ اس ضلع مین نہین ہے۔ دریاؤن مین پاءین گنگا۔ اور وردہا زیادہ مشہور ہین۔ آب و ہوا یہانکی بالکل ناقص ہے۔ زبان اکثر تلنگی۔ اور مرہٹی مارواڑی بولی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات عادل آباد۔ سرپور۔ راجورہ۔ نرمل۔ چنور۔ نرساپور۔ لکشٹی پیٹہ ہین۔ سابق مین صرف تین تعلقے ایدلاباد۔ راجورہ۔ سرپور تانڈور تھے۔ ضلع بندی جدید مین ضلع الگنڈل سے تعلقات چنور و لکشٹی پیٹہ اس مین شامل اور ضلع نظام آباد سے نرمل و نرساپور خارج کرکے اس ضلع مین داخل کئے گئے۔

نرمل و نرساپور کے شمالی دیہات حسب نقشۂ باہور ٹپی مین ضم ہوکر جدید تحصیل باہور قایم کیگئی۔ بقیہ دیہات نرمل و نرساپور باہم ضم ہوکر تحصیل بنام نرمل قایم ہوی۔

سرپور اور لکشٹی پیٹھ کے درمیان ایک جدید تحصیل قایم کرکے اوسکا مستقر جنگاؤن مقرر کیا گیا
اس ضلع کے مشہور و نادر قصبات و دیہات کے تفصیلی حالات ذیل مین درج کیے جاتے ہین
گنگاپور- تعلقہ سرپور مین راما سامی کی جاترا (۱۵) روز تک بڑی دہوم سے ہر سال ہوتی ہے- جسمین ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہین-

ایدلاباد- اس تعلقہ مین مویشی بکثرت ہین- جنگل اور جہاڑی بہت گہنی ہے-

نرمل- زمانۂ قدیم مین یہ شاہان گولکنڈہ کا باجگذار تہا- اور اوسکے بعد سرکار نظام کا خراجگذار رہا- اسکی قلعبندی خستہ و بوسیدہ ہوکر اب بالکل ابتر حالت ہے- اسکی بسوط تاریخ موسومہ بہ ضرب نرمل ہم نے چہپوائی ہے- اگر شایقین تفصیلی حالات دیکھنا چاہین تو اوسکو ضرور دیکہین-

گل چہارم

صوبۂ گلشن آباد میدک

سمت شمالی

سابق مین گلشن آباد میدک صوبۂ محمد آباد بیدر کا ایک ضلع تہا- مگر ضلع بندی جدید مین صوبۂ بیدر کو شکست کرکے صوبہ میدک قرار پایا- گو اوسوقت بہی براے نام بیدر صوبہ کہلاتا تہا- لیکن مستقر صوبہ پٹن چرو (جو ضلع میدک کا ایک تعلقہ ہے) تہا- میدک

زمانۂ سلف مین زیر حکومت راجگان ہنود تہا سنہ ۱۲۹۴ء مین علاءالدین خلجی نے دولت آباد کے قلعہ کو فتح کیا۔ سنہ ۱۳۴۳ء مین سلاطین بہمنیہ کی عملداری شروع ہوئی۔ اسکے بعد سلاطین قطب شاہیہ کا قبض و تصرف تمام ملک تلنگ پر ہوگیا۔ تو میدک بہی قطب شاہیہ سلطنت مین داخل ہوا جب اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو یہہ تمام ملک سلطنت دہلی کے ماتحت ہوگیا سنہ ۱۷۲۴ء مین نواب آصف جاہ بہادر نے شش صوبۂ دکن پر اپنا رنگ جمایا۔ چنانچہ اوسوقت سے اتبک خاندان آصفیہ کے زیر نگین ہے۔ یہان کے اکثر تعلقات مین پردے۔ دسترخوان جاجم۔ نہایت عمدہ رنگے جاتے ہین۔ کہادی اور کمل بہت صاف و باریک ہوتے ہین۔ ریشمی کپڑا بہی عمدہ تیار ہوتا ہے۔ تانبے پیتل کے برتن راماین پیٹہ کے زیادہ تر مشہور ہین چمڑے کی دباغت کا کام بہی اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔

میدک کا قلعہ بہت بڑی بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ اسکو ورنگل کے کسی راجہ نے بنایا تہا۔ اس قلعہ کے چہہ دروازے ہین۔ ایک دروازہ پر جو کہٹ کے بازو مین دو شیر پتہر پر کندہ ہین۔ جسکے باعث اوسکو شیر دروازہ کہتے ہین۔ اسی دروازہ کے قریب برج پر ۱۴ فٹ لانبی توپ ہے۔ جسکے منہہ کا قطر ایک فیٹ ہوگا۔ اس توپ پر رام نایک کا نام کہدا ہوا ہے۔ اور اوسکے سامنے بزبان اردو لکہا ہے کہ کارکردۂ فرنگی باتبہ رنگان یہان ایک چور دروازہ اور ایک سرنگ قصبہ مین جانیکے لئے موجود ہے۔ اور ایک مسجد بہی ہے جسپر یہہ قطعہ لکہا ہوا ہے۔ قطعہ در آن

وقتیکہ مسجد ساخت سید ٭ بہ ہجرت یکہزار پنجاہ و یک بود ٭ کدامی سید سے یعنے عرب خان ٭ کہ کز اسلام تیغش دین بیفزود ٭ زبیخ افگند بتخانہ بجایش ٭ بنا فرمود مسجد برا خودشس خود ٭ بگفتا آفرین برجان پاکش ٭ حدیث حیرت زدہر کہ بشنود ٭

بگفت این قطعہ مظہر فی البدیہہ از تجلیف عرب خان مرد محمود ز یہان ایک ہندو کا مندر تہا۔ جسکو گرا کر عرب خان نے سنہ ۱۰۵۱ھ مین مسجد بنائی۔ ایک جامع مسجد قطب شاہیہ زمانہ کی جسکو (۲۵۹) سال کا عرصہ ہوتا ہے موجود ہے۔ پنچکھی ہنومان۔ دیول گوپالا سامی دیول بالاجی شنکر سامی۔ دیول وینکٹیش سوامی۔ وغیرہ بہی بنے ہوئے ہین۔ ایک عیسائی مشنریون کا گرجا بہی تیار کیا گیا ہے۔

یہ صوبہ درمیان ۱۷۔ ۲۹۔ ۲۰۔ ۳۰۔ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۶۔ ۳۰۔ ۸۰۔ ۱۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین پائین گنگا اور وردہا۔ اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب اطراف بلدہ ضلع ورنگل۔ مشرق دریائے گوداوری۔ وردہا۔ مغرب پرنہنی۔ ناندیڑ۔ دریائے مانجرا ہے۔ رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع۔ آب وہوا مرطوب۔ دریاؤن مین وردہا۔ پائین گنگا۔ گوداوری مانجرا۔ مانیرا ہین۔ آبادی کل صوبہ کی (۲۹۲۴۵۶۸) ہے اکثر زبان تلنگی۔ مرہٹی۔ کنڑی بولی جاتی ہے۔

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۴) ضلع۔ میدک۔ نظام آباد۔ محبوب نگر۔ نلگنڈہ ہین۔ سابق مین بیدر وعلداری سرپور تانڈور کا بہی اسی صوبہ سے تعلق تہا۔ لیکن ضلع بندی جدید مین بیدر صوبہ گلبرگہ مین شامل اور علداری کو ضلع قرار دیکر صوبۂ ورنگل مین شریک کیا گیا اور ضلع نلگنڈہ جو سابق مین صوبۂ ورنگل سے تعلق رکہتا تہا۔ اس صوبہ مین داخل ہوا

ضلع میدک

یہہ ضلع درمیان ۱۷۔ ۲۹۔ ۱۸۔ ۱۹ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷۔ ۴۷۔ ۷۸۔ ۳۲

مشرقی طول بلد کے واقع ہے - شمال مین ضلع کریم نگر ضلع اندور جنوب ضلع اطراف بلدہ - مشرق حیدرآباد دکن مغرب ضلع بیدر ونارا ین کہیڑہ (علاقہ پائیگاہ) واقع ہین -

اس ضلع مین اکثر پہاڑ ہین - اور خاص میدک مین ایک بہت بڑا پہاڑ میدان مین واقع ہے دریاؤن مین مانجرا - لپسوایر (ہلدی ندی) بہتی ہین - اور آبادی (۳۹۳۹۲۹) ہے - آب و ہوا مرطوب رہتی ہے -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۵) تعلقات میدک - اندول - کلبگور - باغات - سدی پیٹہ - ہین - سابق مین راما یم پیٹہ وٹیکمال بہی تہے - ضلع بندی جدید مین دونون تعلقے شکست کردئے گئے اور سدی پیٹہ ضلع کریم نگر سے اسمین شریک کیا گیا -

مشہور ونادر قصبات ودیہات کا تذکرہ حسب ذیل ہے

اندول - یہان قطب شاہیہ وقت کی بنائی ہوی ایک پختہ مسجد موجود ہے - اور ایک پختہ دیول بہی ہے - مگر اوسکے بنانیوالے کا پتا نہین ملتا -

مشیرآباد - علاقہ باغات مین ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے - مگر بانی کا پتا نہین چل سکتا -

ضلع نظام آباد

اسکا پہلا نام اندور تہا - تہوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ نظام آباد سے موسوم کیا گیا - یہ ضلع درمیان ۱۸ - ۱۵ - ۱۹ - ۳۷ - شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۷ - ۲۰ - ۷۹ - ۳ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

اسکے شمال مین ضلع عادل آباد - جنوب مین ضلع میدک - مشرق مین ضلع کریم نگر -

مغرب مین دریائے مانجرا۔ گوداوری اور اضلاع ناندیڑ و پربہنی واقع ہین۔
رقبہ (۴۰۴۷) مربع میل۔ آبادی ضلع کی (۶۴۷۴۴۳) ہے۔ آب وہوا مرطوب۔ اہلی بن
کثرت سے ہین۔
مشہور پہاڑ بالاگہاٹ کا سلسلہ تعلقہ بودہن مین واقع ہے۔ شاہدری پربت کا پہاڑ تعلقہ نرمل سے
شروع ہوکر ضلع پربہنی مین چلا جاتا ہے۔ چہوٹے چہوٹے پہاڑ متفرق طور پر ہین۔
مانجرا۔ اور گوداوری اسکے بڑے دریا ہین۔ زبان علی العموم تلنگی ہے۔

تقسیم تعلقات

ضلع نظام آباد مین (۵) تعلقات۔ نظام آباد۔ بودہن۔ آرمور۔ کاماریڈی۔ یلاریڈی۔ ہین
قبل ازین (۱۰) تعلقات تہے۔ یعنے تعلقات متذکرۂ صدر کے علاوہ نرمل۔ نرساپور۔ بانسواڑہ
بہیمگل پٹی۔ مدہول۔ بہی اسی ضلع مین تہے۔ مگر ضلع بندی جدید مین تعلقات نرمل و نرساپور کو
ضلع عادل آباد مین شامل کیا گیا۔ اور مدہول ضلع ناندیڑ مین ضم ہوا۔ باقی بانسواڑہ و
بہیمگل پٹی شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شریک کردئے گئے۔
قابل ذکر تعلقات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بہیمگل ۔ یہان ہرسال (۱۲) رجب کو نادار شاہ ولی کا عرس (۳) روز تک ہوتا ہے
اور نارائین سامی کی جاترا بہی تکلف سے ہوتی ہے۔

اندور ۔ اس تعلقہ مین خاصکر نیشکر موٹے اور شیرین ہوتے ہین۔ یہان کا سرکا
مصالح۔ تیل۔ اور عطر مشہور ہے۔ اور ہرسال دینکا تاش کی جاترا بڑی دہوم سے ہوتی ہے۔

ضلع محبوب نگر

سابق مین اس ضلع کا نام ضلع ناگر کرنول تہا۔ ایک زمانہ ہوتا ہے کہ ضلع محبوب نگر سے

موسوم ہوا۔

یہ ضلع درمیان ۱۵-۵۵-۱۷-۲۷ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۱۵-۷۹-۲۲ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع اطراف بلدہ۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع نلگنڈہ۔ اور مغرب مین ضلع گلبرگہ۔ شوراپورا ور رائچور واقع ہے۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع۔ آب و ہوا مرطوب گرمی شدت کی پڑتی ہے۔

کتھل کے شمال مین یادگیر و کویل کنڈہ کی زمین تمام کہسار اور نیز کرشنا کی گھاٹی مین ابراہیم پٹن۔ ملکاپور۔ قاسم پیٹہ کے پاس پہاڑیون کے جھنڈ ہین۔

دریائے کرشنا۔ ڈنڈی۔ دیواگ۔ پداداگ اور دوسرے چھوٹی ندیان تمام ضلع کو سیراب کرتی ہین۔ اور تالابون کا جال تمام ضلع مین پھیلا ہوا ہے۔ انمین ابراہیم پٹن۔ چیرلاپلی۔ پالم بڑے تالاب ہین۔ آبادی (۶۷۹۵۵۰) نفوس ہے۔ تلنگی یہان کی خاص زبان ہے۔ کنڑی۔ مرہٹی۔ بنجارہ بھی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

ضلع محبوب نگر مین (۶) تعلقات۔ محبوب نگر۔ ناگر کرنول۔ کلواکرتی۔ پرگی۔ کلتھل۔ امرآباد ہین۔ قبل ازین (۱۰) تعلقات تھے۔ جنین تعلقات متذکرۂ صدر کے علاوہ نارائن پیٹہ۔ کویل کنڈہ۔ جڑچرلہ۔ ابراہیم پٹن بھی تھے۔ مگر ضلعبندی جدید مین یہ چارون تعلقات شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شامل کر دئے گئے۔ اور جو امرآباد و پرگی پٹیات کہلاتے تھے اونکو تحصیل بنایا گیا قابل ذکر قصبات و دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابراہیم پٹن۔ یہان کا مشہور تالاب ابراہیم قطب شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ جسکے بھرنیکے واسطے

۵۶ میل کی نہر قصبہ سند نالا کے قریب سے دریائے الیاسی سے لائی گئی ہے۔

کویل کنڈہ۔ یہان کا پہاڑی قلعہ پختہ اور مضبوط ہے۔ چند خستہ وشکستہ مساجد ومعابد نظر آتے ہین۔ یہان ہفتہ واری بازار لگتا ہے۔

نارائین پیٹھ۔ ۱۲ میل سیداپور ریلوی اسٹیشن سے بڑی تجارتگاہ ہے۔ آبادی قریب ۷ ہزار کے ہے۔ اسمین بنجارہ لوگ زیادہ رہتے ہین۔ ریشم کی تجارت کثرت سے ہوتی ہے۔

ضلع نلگنڈہ

یہ ضلع درمیان ۱۶-۲۱-۱۷-۴۷ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۸-۳۸-۷۹-۵۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔ نلگنڈہ کی بستی دو طرف پہاڑون سے اور دو طرف مٹی کے پشتون سے گھری ہوئی ہے عرض مین بہت تنگ اور سراسر لمبی ہے۔ ان پہاڑونمین سے ایک کا نام نلا۔ اور دوسرے کا گنڈا ہے۔ اور یہی اس بستی کی وجہ تسمیہ ہے۔ یہان بچھوؤنکی سخت کثرت ہے اسکے شمال مین ضلع ورنگل۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور تعلقات صرفخاص مغرب مین اضلاع اطراف بلدہ محبوب نگر۔ واقع ہین۔

اس ضلع مین اکثر کہسار ہین۔ مگر پہاڑ مسلسل نہین ہین۔ اور دریاؤن مین صرف کرشنا۔ اور اوسکی خراجگذار ندیان موسی۔ دیلیڑو ندی۔ پداواگ وغیرہ بہتے ہین۔ تالاب قریب (۲۰۰) کے ہین۔ انمین دیول پلی۔ چیروپلی۔ گوکاوارم۔ مدارم۔ من کنڈہ۔ اندوولی کے تالاب بہت بڑے ہین۔ آب وہوا مرطوب۔ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ آبادی کل (۲۹۹-۲۷۲) ہے۔ زبان تلنگی۔ مرہٹی۔ بنجارہ بولی جاتی ہین۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات نلگنڈہ۔ سوریاپیٹھ۔ مریال گوڑہ۔ دیورکنڈہ۔ بھونگیر۔ چریال

مستقر جگانون ہے کوداڑ مستقر (بوچم چرلہ) ہین قبل ازین صرف مقدم الذکر پانچ تعلقات تھے۔ اب ضلعبندی جدید مین موخر الذکر دو تعلقات اور شریک کئے گئے ہین۔ کوداڑ وچریال پہلے ورنگل کے تعلقات تھے۔

مشہور وقابل ذکر قصبات حسب ذیل ہین۔

بیسرم۔ حیدرآباد سے ۱۰ میل پر ایک قصبہ ہے۔ جہان بیسرم کی فوج رہتی ہے۔ یہان اورنگ زیب نے ایک بتخانہ توڑ کر مسجد بنائی تھی۔

ویلور کنڈہ۔ یہان پہاڑی قلعہ ہے۔ جسکے دامن مین محصور بستی ہے۔ یہان کے رومال بیت عمدہ ہوتے ہین۔ گو سوت اونکا موٹا ہوتا ہے۔ لیکن رنگ اور خطبوطی مین اعلی اور بہتر ہین۔

بھونگیر۔ یہان غلہ اور تنباکو کثرت سے پیدا ہوتا ہے خافی خان نے لکھا ہے کہ یہان ایک مشہور ڈاکو پاپا رائے نامی ایک گروہ جمع کر کے قصبۂ شاہپور کو اپنا مسکن بنایا تھا۔ بھونگیر اور ورنگل وغیرہ مقامات کو تاراج کیا۔ آخر کار قتل ہوا۔ اوسکا سر اور ہاتھ پاؤن حیدرآباد کے دروازہ پر عبرت کے لئے آویزان کئے گئے تھے۔ بھونگیر مین حضرت شاہ جمال بہار صاحبؒ کا عرس ماہ جمادی الاول مین نہایت تکلف واہتمام سے ہوتا ہے۔ ہزارہا آدمی دور دور سے جمع ہوتے ہین۔

گل پنجم

علاقہ صرفخاص

جاگیرات صرفخاص جو بجائے نقد روپیہ دینے کے اخراجات متعلقۂ خاص حضور پر نور کے واسطے علیحدہ کئے گئے ہین - جنمین بعض تعلقات کا انتظام خود حضرت اقدس و اعلی بذریعۂ معتمد صاحب صرفخاص انجام فرماتے ہین - اور چند تعلقات کا انتظام بتوسط تعلقداران اضلاع علاقۂ دیوانی ہوتا ہے اسمین ایک ضلع (جسکو اطراف بلدہ کہتے ہین) اور چند تعلقات ہین - اسکے علاوہ دو تین ثیابات منضبط جاگیرات کے بھی صرفخاص مین شریک ہین - مثلاً تحصیل جوکل (جاگیرات نواب میر حیات علیخان اعتصام الدولہ مرحوم عرض بیگی) و پٹی عطاپور (جاگیر حضرت دلاور النسا بیگم صاحبہ مغفورہ) وغیرہ - اور حال ہی مین وہ تعلقات و باغات علاقۂ صرفخاص بھی جنکو حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے تفویض فرمائے تھے - علاقۂ پائیگاہ سے بحکم اعلیحضرت اقدس و اعلی صرفخاص مین شامل و منتقل ہو گئے ہین - جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

ازعلاقۂ نواب سرخورشید جاہ مرحوم	ازعلاقۂ نواب سروقارالامرا مرحوم
۱ تعلقہ کھڑکہ باراہلی - ۲ پٹی ساستور - ۳ موضع حیات نگر ۴ موضع حیدر گوڑہ - ۵ موضع ناچوارم - ۶ موضع لالہ گوڑہ ۷ باغ حیات نگر - ۸ باغ لالہ گوڑہ - ۹ باغ بیرون علی آباد موسوم شاہی سلطان ۱۰ باغات سرورنگر -	۱ تعلقہ اودیل - ۲ تعلقہ ہمنا آباد - ۳ موضع ناگورا - ۴ باغ منصور آباد - ۵ باغ ماسلے میان -

علاقۂ صرفخاص کے صدر اعلی کو معتمد صاحب صرفخاص کہتے ہین جنکے دو مددگار ہین اور ناظم تقسیم تنخواہ محلات و ناظم صاحب مخارج و مہتمم جمعیت صرفخاص بھی معتمد صاحب صرفخاص کے تحت مین ہین - ضلع اطراف بلدہ کا انتظام ایک اول تعلقدار کے سپرد ہے اور امداد کیلئے

ایک دوم تعلقدار ایک سیوم تعلقدار - ایک مددگار عدالت - ایک مددگار مال - ایک ناظم عطیات ایک مددگار آبپاشی وصفائی وتعمیرات ایک مہتمم کوتوالی مقرر ہین - علاوہ ان کے تعلقات پر پانچ پانچ تحصیلدار اور صیغۂ کوتوالی مین چار پانچ امین بھی معین ہین - صرفخاص کے جملہ ابواب کی آمدنی تخمیناً ۲۴ لاکھ روپیہ ہے - اور حال مین جو تعلقات د باغات پائیگاہ سے منتقل ہوئے ہین اونکی آمدنی علاوہ برین ہے -

ضلع اطراف بلدہ

ضلع اطراف بلدہ درمیان ۱۶-۴۷-اور ۱۷-۴۵ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۳۰- اور ۷۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے -

حدود - رقبہ - پہاڑ - دریا

شمال مین بیدر - میدک - ایلگندل - جنوب مین ناگرکرنول - مغرب مین گلبرگہ - مشرق مین نلگنڈہ اور کچھہ حصہ ناگرکرنول کا ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع - چھوٹی پہاڑیان ایسی واقع ہین کہ گویا ایک طوفان عظیم نے اس سرزمین کو ڈہوڈالا ہے اور موسی ندی سیوائے تہوڑسے مغربی حصہ کے سراسر شرقاً - غرباً اس ضلع مین واقع ہے - اور اوسمین ایک اور ندی پرگی شامل ہوکر غربی - جنوبی حصہ کو سیراب کرتی ہے - تانڈور کے نزدیک ایک چھوٹی ندی ہے جو خود بھی اسی نام سے مشہور ہے - تالاب اس ضلع مین بڑے اور وسیع ہین - آب و ہوا ہمیشہ مرطوب اور آبادی تقریباً ۸ لاکھہ ہے -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین چار تحصیل ہین - ۱ تحصیل سمت شمالی (مستقر تعلقۂ مڑچل) ۲ تحصیل سمت جنوبی (مستقر تعلقۂ مشال) ۳ تحصیل سمت شرقی (مستقر تعلقۂ باغ عنبرپیٹھ) ۴ تحصیل سمت غربی

(مستقر تعلقہ آصف نگر) ہے ان کے علاوہ تعلقہ ٹیپلور۔ پٹی پداپور۔ تحصیل جوکل۔ پٹی عطاپور۔ تعلقہ املکاپور۔ کا تعلق بھی ضلع اطراف بلدہ سے متعلق ہے۔ اور وہ تعلقات و باغات جو علاقہ پائیگاہ سے صرفخاص مین منتقل ہوئے اونکی تفصیل ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے جو کہ اعادہ کی ضرورت نہین۔

ضلع اطراف بلدہ کے قابل ذکر مقامات و آثار قدیمہ کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

سکندرآباد۔ بلدۂ حیدرآباد سے ۶ میل شمال و شرق کی جانب سب سے بڑی چھاونی (۱۸۳۰) فیٹ سمندر سے بلند آبادی تقریباً ۷۲ ہزار نواب سکندر جاہ مغفور کے نام سے موسوم ہے اسمین مدراس کی فوج اور امدادی فوج رہا کرتی ہے۔ اس کے تھوڑے فاصلہ پر ترمل گیری واقع ہے۔ یہان سولجرس کے لئے نہایت نفیس دو منزلہ بارکس بنی ہوئین ہین۔ اسکے شمال مین بلارم ہے جسکو الوال بھی کہتے ہین یہان پر انگریزی اور کنٹنجنٹ کی فوج رہتی ہے۔ یہان کی سالانہ جاترا مہاراجہ مدارالمہام بہادر سرکار کی جانب سے نہایت دہوم دہام کیساتھہ ہوتی ہے۔

گولکنڈہ۔ حیدرآباد سے ۵ میل غرب کے جانب ایک پہاڑی پر یہہ قلعہ واقع ہے۔ ابتدا مین یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ پانگل نام تہا۔ بعد مین گولکنڈہ سے موسوم ہوا جسکو راجۂ ورنگل نے بناکر سنہ ۷۶۵ھ م سنہ ۱۳۶۴ء مین محمد شاہ بہمنی کو دیا تہا۔ بعد مین قطب شاہیون کا پایہ تخت ایک مدت تک رہا۔ جنہون نے اسکو مستحکم و وسیع کیا اور قلعۂ محمد نگر نام رکھا۔ اور بعہد ابراہیم قطب شاہ نو مہینے کے عرصہ مین ۲۰ لاکھہ کے صرفہ سے قلعہ کا حصار تیار ہوا۔ اسکے حصار و حدود اسقدر وسیع ہین کہ اسکو ایک شہر کہنا چاہئے۔ قلعہ کے اندر نومحل نقارخانہ۔ عاشورخانہ۔ بہت سے شاہی مکان اسوقت بھی شکستہ حالت مین موجود اور قلعہ کے باہر سلاطین قطب شاہیہ کے متعدد گنبد ایستادہ ہین۔

حیدرآباد دکن۔ تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے ۹۹۸ھ مین شہر حیدرآباد کی بنا ڈالی۔ اور فرشتہ لکھتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے اپنی معشوق بہاگمتی کے نام بہاگ نگر آباد کیا۔ اور ۱۰ سال کے بعد پہلے نام کو بدل کر حیدرآباد سے موسوم کیا بعض مورخون کا یہہ قول ہے کہ یہہ شہر سنہ ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۸۹ع مین بنایا گیا جسکی تاریخ بنا۔ یا حافظ ۱۰۰۱ اور تاریخ اختتام شہر خجستہ بنیاد ہے۔ جب خاندان قطب شاہیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور اورنگ زیب ۱۰۹۶ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین آیا تو اوس نے میر بہادر دل خان سبزواری المخاطب بہ جان سپار خان کو حیدرآباد کا صوبہ مقرر کیا سنہ ۱۱۱۳ھ مین جان سپار خان کے انتقال پر اوسکا بیٹا رستم دل خان نائب صوبہ ہوا جسکو شہزادہ کام بخش نے سیکڑون تکلیفین دیکر مارا۔ اسکے بعد شہزادہ کام بخش بہادر شاہ سے جنگ کر کے مارا گیا تو بہادر شاہ نے یوسف خان روزبہانی کو صوبہ داری دی جب یوسف خان مرگیا تو فرخ سیر نے خواجہ محمد المخاطب بہ مبارز خان عماد الملک کو حیدرآباد کا صوبہ بنایا اس نے حیدرآباد کی حصار بنوائی۔ مگر ناتمام رہگئی۔ چنانچہ اُس کے عہد مین صرف دروازۂ چادر گھاٹ و دبیر پورہ کے جانب فصیل بلا کنگرہ تیار ہوئی۔ بعد ازان آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوا تو آپ نے باقی فصیل کنگرہ دار تعمیر کروائی۔ جسکا دور ۶ میل۔ رقبہ ۲ مربع میل ہے۔

پل کہنہ۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ نے دو لاکھ ہون کے صرفہ سے تعمیر کروایا جسکی تاریخ صراط المستقیم ہے ۹۸۱ھ اس پل کے تعمیر کے نسبت یہہ قصہ مشہور ہے کہ سلطان ابراہیم کا بیٹا محمد قلی ایک طوائف بہاگ متی (جو موضع چچلم مین رہتی تھی) پر عاشق تھا۔ اور اوس کی آمد و رفت روزانہ طوائف کے پاس رہتی تھی۔ ایک روز حسب عادت جانا چاہا تو موسیٰ ندی طغیانی پر تھی۔ مگر اوسکی ملاقات کے شوق مین گھوڑا ندی مین ڈالا

اوسپار ہوگیا جب سلطان ابراہیم کو معلوم ہوا تو فوراً اس پل کی تیاری کا حکم دیا۔

پل چادر گھاٹ - یہہ پل بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر ۱۲۴۶ھ مین تیار ہوا جسکی تاریخ یہہ ہے ؎ ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ ؛ کہ عدیلش گہے ندید نگاہ ؛ شد چو حکمش براجہ چندو لعل ؛ زود سازند پل بشام و پگاہ ؛ باسر عقل میجر اسٹورٹ ؛ پل بنا کرد مثل ہمرہ ماہ ؛ -

پل افضل گنج - یہ پل حسب الحکم نواب افضل الدولہ بہادر ۱۲۷۶ھ مین تعمیر ہوا- تاریخ حسب ذیل ہے بعہد افضل الدولہ بہادر ؛ نظام الملک آصف جاہ دوران ؛ الہی تا بود تابان مہ و خور ؛ بود خورشید اقبالش درخشان ؛ نکو دیوان او مختار ملک است ؛ کہ نیکی را بود ہر حال خواہان ؛ بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر ؛ سفیر نیکدل ذی شوکت و شان ؛ ہر اہ مستقیم رود موسی ؛ زمعنی مصرعہ تاریخ برخوان ؛ -

پل چنپا دروازہ - اس پل کو نواب غالب الملک مرحوم نے رفاہ عام کے لئے بصرف زر ذاتی ۱۳۱۸ھ مین تعمیر کرایا - اور رسم افتتاح مین حضرت اقدس و اعلیٰ رونق افروز تھے اسکی تاریخ مولوی سید عبد القادر صاحب قانع نے یہہ کہی ہے (عہد مین حضرت آصف کے بنا غالب الملک کا پل موسی پر ؛ اسکی تاریخ کہی قانع نے ؛ واہ کیا خوب عمارت بہتر ؛

کوہ مولا علی - حیدرآباد سے ۸ میل پر ہے - ۱۶ - ۱۷ - رجب کو ہر سال عرس ہوتا ہے ہزارون آدمی آتے ہین - ۱۸ رجب کو پہاڑ کے واپسی پر لنگم پلی مین ایک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے - تزک قطبیہ مین مرقوم ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کا خواجہ سرا یاقوت نام بغرض تبدیل آب و ہوا اللہ گوڑہ مین مقیم تھا - خواب مین ایک عرب سبز پوشش نے اوسکو کہا کہ حضرت علی نے تجھے یاد کیا ہے - اوسیہ حضرت کے روبرو گیا تو آپ اوس جگہہ کہ اب کوہ شریف پر آستانہ ہے - تشریف رکھتے تھے - جب اسکی آنکھ کھلی تو اوس نے

پہاڑ پر جاکر اشجار صحرائی کو صاف کیا۔ دیکہا کہ جس پتھر کو آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اوس پر دست مبارک دپہلوے شریف کا نقش اوبہا ہوا تھا۔ الغرض اوس نے معماروں کو طلب کرکے چوٹا سا رواق سنگ وآہک سے بنواکر اون نشانات کو اسمین نصب کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ نے اوسکے روبرو مسجد تعمیر کروائی۔ جو تا الی الآن موجود ہے۔ محبوب السلاطین مین لکہا ہے کہ ایک رات سلطان ابراہیم گولکنڈہ کے بالاحصار پر تفریحاً ٹہل رہا تھا۔ شمال کے جانب روشنی نظر آئی پوچہا کہ یہہ روشنی کیسی ہے راے راؤ برہمن مصاحب نے عرض کیا کہ مولاعلی کا علم ہے۔ اسلئے روشنی ہوگئی ہے۔ سلطان نے جانیکا ارادہ کیا۔ کہتے ہین کہ وہان دراصل بت تھا اس برہمن نے فوراً اوسکو نکال کر علم استادہ کرادیا۔ جب بادشاہ گیا تو وہان جشن حیدری ترتیب دیا۔ اور غربا کو کہانا کہلوایا۔ اوس روز سے اتبک ہر سال عرس ہوتا ہے۔

کوہ قدم رسول۔ کوہ مولاعلی کے محاذی ایک پہاڑی ہے جو قدم رسول کے نام سے مشہور ہے۔ محمد شکر اللہ خان خانہ زاد سرکار آصفیہ طاب ثراہ بعہد حضرت غفرانمآب آثار شریف کو عمارات کہنہ قطب شاہیہ سے نکالکر یہان رکہا تہا۔ اور موضع ترملگیری وہان کے مجاورون کے اخراجات کے لئے جاگیر مقرر ہوئی۔ اس پہاڑی کے متصل ایک اور پہاڑی ہے۔ جہان ایک پتھر بالائے پتھر برابر مینار کے رکہا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ زمانہ سابق مین کسی راجہ کا یہہ قلعہ ارجن کے نام سے مشہور تہا۔ تاحال بنیاد دیوار وپتھر کا دروازہ موجود ہے۔

سرور نگر۔ حیدرآباد سے ۴ میل جانب مشرق واقع ہے۔ یہان کی آب وہوا نہایت مفرح وصحت بخش ہے۔ سنہ ۱۲۰۰ھ مین سرور افزا باغ منکوحہ نواب ارسطو جاہ مرحوم مدارالمہام سرکار آصفیہ نے بنا کیا تھا۔ اوس زمانہ مین یہان ایک بازار نہایت تکلف کا ہوتا تھا جسمین ہاتھی۔ جواہر وغیرہ فروخت ہوتے تھے۔

سلطان نگر - یہ پرانے قلعہ کے نام سے مشہور اور سرور نگر کے متصل ہے - سلطان محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۳ھ مین اسکی بناڈالی تھی - مگر ناتمام رہگئی - اب بھی ویران قلعہ کے نشانات باقی ہین -

جامع مسجد - یہ مسجد باہتمام الف خان (جو امرائے قطب شاہیہ سے تہا) دو لاکھ روپیہ کے صرفہ سے ۱۰۰۶ھ مین تعمیر ہوئی - اسکے متصل - خانقاہ - مدرسہ - حمام بھی تیار کئے گئے -

مکہ مسجد - سلطان محمد قطب شاہ نے اپنے ہاتہہ سے ۱۰۲۳ھ مین اسکی بنیاد کا پتھر رکھا - اور مسجد کا نام بیت العتیق رکھا گیا - جب اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو یہہ مکہ مسجد کے نام موسوم ہوئی - اور اسی عہد مین حصار - حوض دروازہ - برج - کلس وغیرہ تیار ہوئے - اور خانہ وسطے متصل منبر کے (جو وسیع تھا) دیوار کھینچ دیگئی - اسکا طول (۷۰) ورعہ عرض (۴۳) ورعہ - بلندی معہ کلس (۴۹) ورعہ ہے -

شاہی عاشورخانہ - بعہد حکومت سلطان محمد قلی ۱۰۰۳ھ مین ساٹھہ ہزار روپیہ کے خرچ سے تیار ہوا - اور سلطان عبد اللہ کے زمانہ مین چینی کی نقاشی کیگئی -

لعل صاحب - کہتے ہین کہ آنحضرت کا خود مبارک جو معرکہ کربلا مین جناب سید الشہدا کے سر مبارک پر تہا - اوسکی بینی کا ٹکڑا میدان کارزار مین گر پڑا - کسی زوّار نے پایا - اور وہ رفتہ رفتہ عادلشاہیون کے ہاتہہ آیا - سلطان عصر نے اوسکو نقرئی تعویذ مین بند کرکے اور اوپر صندل لپیٹ کر لفظ اللہ کی صورت علم بنواکر بمقام بیجاپور عشرہ شریف مین استادہ کرتا تھا - جب وہ سلطنت مغلون کے ہاتہہ آئی تو وہ علم حیدر آباد لایا گیا - اور ابتک عشرہ شریف مین غرہ کو استادہ ہوتا ہے اور نوین کو شب عاشورہ اوسکی سواری نہایت تزک و احتشام کیساتہہ اوٹہتی ہے -

حسینی علم - ایک شخص آغا علی نام نے ایک آہنی علم بنواکر ایک تلوار جو مدینہ منورہ مین

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب تھی اوسکو اوس علم کے وسط مین نصب کرکے
زمانۂ قطب شاہیہ حیدرآباد لیکر آیا۔ پادشاہ نے اوسکا استقبال کیا۔ اور اوسکو طلاکارنشان
کرکے عشرہ شریف مین استادہ کرنیکا حکم دیا۔

علم بی بی۔ بی بی حیات ماصاحبہ ایک علم پنجتن پاک کے اسما متبرکہ کا طغرا بنواکر حیدر خدمتگار کے
ذریعہ محرم شریف مین شہر کے باہر استادہ کرواتی تہین۔ اسلئے عوام مین اوسکا نام بی بی کا
علم مشہور ہوگیا چنانچہ تاحال اوس رسم قدیم کے موافق بروز عاشورہ نہایت ہی طمطراق سے
ہاتھی پر سواری نکلتی ہے تماشبین ومعتقدین ہزارون ساتھہ رہتے ہین۔ کسیقدر سرکاری
فوج بھی انتظام کیلئے ساتھہ رہتی ہے۔

لنگر۔ کہتے ہین کہ سلطان عبداللہ ۱۳ ذیحجہ کو من مورت ہاتھی پر سوار ہوکر نکلا تہا۔ دفعتاً ہاتھی
مست ہوکر جنگل کو نکل گیا۔ سلطان کی والدہ نے بیقرار ہوکر درگاہ ایزدی مین التجا اور
یہہ منت کی کہ شہزادہ سلامت آوے تو ایک لنگر (زنجیر) سونیکا ہاتھی کے لنگر کے ہموزن
بنواکر حسینی علم لیجاؤنگی پھر اوسکے ٹکڑے کرکے محتاجون مین تقسیم کرونگی۔ چنانچہ شہزادہ
صحیح وسالم آیا۔ بی بی نے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور اوس روز سے لنگر کا رسم شہر حیدرآباد
مین رواج پایا۔ محرم شریف مین اب تک ہزارون لنگر امیر وغریب کے گھرون سے
نکلتے ہین۔ یہانتک کہ خاندان آصفیہ مین بہی یہہ رسم جاری ہے۔ اور ۵ محرم کو جو لنگر
مشہور ہے وہ صرف شاہی فوج کا داخلہ ہے۔

چشمۂ بی بی۔ بخشی بیگم عرف حیات بی بی ماصاحبہ مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ شہر کے
جنوب ایک صحرائے پرفضا مین جہان ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک چشمہ تہا ہر پنجشنبہ سیر کو
جایا کرتی تہین۔ اوس زمانہ سے اوس چشمہ کا نام بی بی کا چشمہ مشہور ہوگیا۔ چونکہ ایک

اسم جسکا اطلاق کثیر پر آتا ہے اور وہ مطلق کہا جاوے تو ذہن سامعین کا فرد کامل کے طرف جاتا ہے پس بدین لحاظ بی بی کے نام سے جناب سیدۃ النساء مراد لیکر مخلوق نے وہان چلہ بنایا۔ نی زمانناً اکثر کنواری لڑکیون کو وہان لیجاکر نہلاتے ہین۔ اور یہہ منت جلد شادی ہونیکے لئے کیجاتی

فلک نما۔ بی بی کے چشمہ کے متصل جو پہاڑی ہے۔ اوسپر ایک عالیشان محل نواب سر وقار الامرا بہادر نے بنوایا تھا۔ جسکا نام فلک نما مشہور ہوا۔ اب یہہ مکان حضرت اقدس و اعلیٰ کی ملک ہے۔ کیونکہ نواب صاحب ممدوح نے اپنی زندگی مین یہ عالیشان محل حضرت بندگانعالی کو فروخت کر ڈالا تہا۔

بم رکن الدولہ۔ بلدہ سے ڈیڑہ کوس پر یہہ پانی کا چشمہ واقع ہے۔ جسکو نواب رکن الدولہ مدار المہام سرکار آصفیہ نے ۱۲ ؁ مین تعمیر کرایا تہا۔ جسکی تاریخ یہہ ہے (چون آن رکنِ دولہ بنام حسین ٭ بناکرد این چشمۂ فیض عام ٭ پئے سال تاریخ گفتا خرد ٭ بخور آب سرو سے بیاد امام ٭) اس چشمہ کا پانی نہایت خوشگوار و لطیف ہے۔ چنانچہ ابتک سلاطین آصفیہ اسی چشمہ کا پانی نوش فرماتے ہین۔ اور چشمہ پر ایک پہرہ ہمیشہ متعین رہتا ہے اور کمال حفاظت کیساتھ سربمہر پانی آتا ہے۔

باغ جہان نما۔ بیرون دروازۂ علی آباد بعہد نواب مغفرت منزل ۱۲۳۸ ؁ مین نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے ایک دلچسپ و پرفضا باغ تیار کراکر متعدد مکانات بطرز جدید وقطع عجیب بنوائے تھے کہتے ہین کہ باغ و مکانات کی تیاری مین تقریباً پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے

بارادری مہاراجہ چندو لال۔ دود باولی کے دروازہ کے باہر مہاراجہ چندولال نے ایک بہت بڑا باغ اور بارادری بصرف زر کثیر تعمیر کرایا تھا۔ جو تا حال موجود ہے۔ اکثر شائقین بسیر و تفریح کے لئے وہان جاتے ہین۔

باغ عامہ۔ جسکو محبوب باغ اور پبلک گارڈن بھی کہتے ہین شہر سے ۲ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع باغ بعہد (نواب میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر) بصرف زرکثیر تیار کیا گیا اور اس باغ مین اقسام اقسام کے چرند و پرند موجود ہین۔ شیر چیتے بوزنے بچے۔ وغیرہ بھی رکھے گئے ہین اور عین وسط مین ایک مختصر سا مکان جسکی دیوار و چھت و دروازے وغیرہ لوہے کے ہین بنایا گیا ہے اور اسی باعث وہ لوہے کے مکان سے موسوم بھی ہے حال ہی مین بیادگار جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک حضور پرنور ٹون ہال کے تعمیر کا بنیادی پتھر بھی رکھا گیا ہے غالباً عنقریب مین تیار ہوجائیگا اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کا جشن بھی اسی باغ مین انجام پایا تھا۔ چنانچہ اوس جشن کے لئے ایک درباری مکان یعنی تھیٹر کی طرز و روش پر تیار کیا گیا تھا جو تا حال موجود ہے۔ اور پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کی یادگار مین۔ یہان ایک بہت بڑی نمائش گاہ قایم کیگئی تھی اس باغ کو مجموعی حیثیت سے اگر حیدرآباد کا عجائب خانہ کہین تو سزاوار ہے کیونکہ یہان پر سیر و تفریح کے کل اسباب مہیا اور موجود ہین اور حیدرآباد مین کسیوقت پر جو ناٹکون کا ورود ہوتا ہے تو اونکا تھیٹر اکثر اسی باغ مین قایم کیا جاتا ہے۔

پہاڑی حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ العزیز۔ یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۸ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اور حضرت کا مزار اس پہاڑی پر واقع ہونے سے آپ ہی کے نام سے موسوم ہے چنانچہ ہر سال ۲۰ شعبان کو حضرت کا عرس نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین۔

پہاڑی حضرت شاہ محمود صاحب قدس سرہ العزیز۔ یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۵ میل کے

فاصلہ پر ہوگی اور حضرت موصوف کی مزار کے لحاظ سے یہ پہاڑی حضرت کے ہی نام سے موسوم ہے ہر سال عرس نہایت دہوم دہام سے ہوتا ہے۔

جاترا کشن باغ ۔ یہ باغ میر عالم کے تالاب کے متصل اور راجہ رگہورام متوفی کا یہ باغ ہے اور یہ جاترا بھی راجہ صاحب معز کی بنا کردہ ہے اب اونکی اولاد مین راجہ کیانی لعل بہادر اور راے واسدیو راے صاحب موجود ہین جنکے حسن انتظام سے یہہ جاترا ہر سال دہوم دہام کیساتھ ہوتی ہے ہزارہا ہنود جمع ہوتے ہین۔

جاترائے رام باغ ۔ اس جاترا کے بانی راجہ درگا پرشاد متوفی مشرف محلات مبارک تہے اور ہر سال بصرف زر کثیر یہہ جاترا انجام پاتی ہے ہزارہا ہنود جمع ہوتے ہین۔

اب ہم یہان پر شہر حیدر آباد کے مشہور مقامات و آثار قدیمہ وغیرہ کی تفصیلی حالات کو ختم کرتے ہین اور ذیل مین اجمالاً بعض بعض مقامات کے اعراس و میلے و جاترا وغیرہ کے صرف نام لکہدیتے ہین کیونکہ اگر تفصیل سے کام لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی۔

مقامات اعراس	حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرہ ۔ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ ۔ حضرت مکہ شاہ صاحب ۔ حضرت میر نواب صاحب ۔ حضرت شاہ خاموش صاحب ۔ حضرت سید شاہ ولی صاحب ۔ حضرت نور الدین شاہ صاحب ۔ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب ۔ حضرت محمد حسن صاحب ۔ حضرت آغا داؤد صاحب ۔ حضرت اچھا صاحب ۔ حضرت فرید صاحب ۔ حضرت میر مومن صاحب ۔ حضرت حبیب علی شاہ صاحب ۔ حضرت بہادر علی شاہ صاحب ۔ میر محمد حسین صاحب اعلیٰ ظلہٗ زبردست خان ۔ حضرت موسیٰ صاحب قادری
جاترا	رادہا باغ ۔ پچہمن باغ ۔ جال گوڑہ ۔ چندراین گٹہ ۔ الوال ۔ باغ مہ لپیڈ پر ۔ سیتارام باغ ۔
میلے	تاڑبن ۔ سنگیسر ۔ باولی ۔ سرور نگر ۔ عنبر پیٹہ ۔ چنچل پیٹہ ۔ رلتاپور ۔ سلطان باغ ۔ باغ ٹولی چوکی ۔ پیر زادہ گوڑہ ۔ عیشمہ
مساجد	مسجد چوک ۔ مسجد دار الشفا ۔ مسجد افضل گنج ۔ مسجد عیدگاہ ۔ موتی مسجد ۔ مسجد ٹیپو خان ۔ مسجد الماس ۔ مسجد قطب عالم صاحب ۔ مسجد کاروان ۔
متفرق مقامات	گنگ کوٹھی ۔ باغ عدن ۔ باغ لنگم پلی ۔ سرائے ٹیپو خان ۔ کوٹھی محسن الملک ۔

گل ششم

ملک مفوضہ برار

جب ۱۷۹۹ء مین سرینگا پٹن مفتوح ہوا۔ اور ملک میسور کی تقسیم کردیگئی تو سرکار عظمت مدار سنے سرکار عالی سے یہہ اقرار کیا تہا کہ وہ اس سرکار ابد پائیدار کو اونکے نہایت خوفناک دشمنون سے بچانیکے لئے ایک مستقل فوج ۸ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار کی یہان رکہیگی واقعی یہہ وہ زمانہ تہا کہ سلطنت آصفیہ اپنے چند طماع و شریر دشمنون سے گہری ہوئی تہی۔ یعنے پیشوا۔ سندہیا۔ ہولکر۔ بہونسلہ۔ یہ چارون مرہٹے اس کوشش مین تھے کہ سلطنت آصفیہ کے ٹکڑے کرلین یا کم سے کم ریاست کا بہت بڑا حصہ چہین لین۔ الغرض ۱۸۰۰ء مین ایک عہدنامہ ترتیب پایا۔ اور اوسکے رو سے سرکار عالی سنے سرکار عظمت مدار کو بہت بڑا حصہ ریاست میسور کا جو اون کے حصہ مین آگیا تہا بدین وعدہ عطا فرمایا کہ اس عطیہ کے معاوضہ مین وہ اپنے ذاتی خرچ سے کم از کم نو ہزار کی فوج ہر طرح مسلح اور مستعد یہان رکہا کرین۔ یہی اس فوج کی ابتدا او بنیاد ہے۔ جسکو حیدرآباد سبسڈیری یا کمکی فوج حیدرآباد کہا کرتے ہین اس فوج کی ایجاد سے صرف یہی مطلب تہا کہ فقط بیرونی دشمنون کے لئے کام آسکے۔ چنانچہ عہدنامہ کے یہہ فقرے صاف تھے کہ یہ فوج نہ سلحداری اور پولیس کا کام دیگی اور نہ محاصل کے وصول کرنیمین مدد کریگی

آخر سنہ ۱۸۰۵ء مین یہہ فوج قایم کیگئی مگر جب ایک یا دو وقت علاقۂ برار مین چند معتمد امرا کے مقابلہ مین
بھیجی گئی تو ایسی بغاوت ظاہر کی کہ آیندہ کے لئے انتظام مکرر ضرور معلوم ہوا - اور مسٹر ہنری
رسل صاحب رزیڈنٹ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا - اور سنہ ۱۸۱۳ء مین کئی پلٹنین قایم کرکے
اور ان پر یورپین افسر مقرر فرمائے - سال بسال اس فوج کی تعداد بڑہتی گئی اور رسل
برگیڈ کے نام سے مشہور ہوئی سنہ ۱۸۱۷ء سے سنہ ۱۸۱۹ء تک اسکا شمار ۷ یا ۸ ہزار کے درمیان
رہا ہے - اور جنگ پنڈارون مین اس فوج نے نہایت دلیری سے کام کرکے اپنے کو نامور
و بہادر ثابت کیا - اس زمانہ مین اس چہوٹی سی فوج کا سالیانہ خرچ ۳۰ لاکہہ روپیہ تہا جو سرکار
نظام دیتی تہی - مگر فوج صاحب عالیشان کے تحت کہلاتی تہی - اور تقررات بہی وہی کرتے تہے
اس فوج کے خرچ کا مالی انتظام ولیم پامر اینڈ کو کی بڑی دوکان سے متعلق تہا - جسکے لئے تعلقے
اورنگ آباد کے اطراف واکناف کے بڑے بڑے اضلاع سئے گئے تہے - کیونکہ وہ اس
فوج کا مستقر قرار دیا گیا تہا - اگرچہ اس طریقہ سے اور خصوصاً اس وجہہ سے کہ پامر اینڈ
کمپنی کے سود کی شرح تیس سے چوبیس روپیہ فیصدی سالانہ تہی - سرکار عالی پر زیادہ
بار پڑتا تہا مگر جمعیت کی تنخواہ برابر دیجاتی تہی سنہ ۱۸۲۰ء مین مسٹر رسل کا تبادلہ ہوا اور مسٹر
چارلیس مٹکاف (جو بعد لارڈ ہوئے) اونکے قایم مقام قرار پائے - جب یہہ رزیڈنٹ ہوئے تو
انہون نے اس ساہوکار کو بری نظر سے دیکہا اور خیال کیا کہ اگر فوری تدارک نکیا جاتا تو
آگے چلکر یہہ لوگ ریاست مین ایک خوفناک پولیٹکل طاقت پیدا کرینگے - چنانچہ اس خیال سے
انہون نے اس دوکان کے مالی تعلقات کو جو ریاست کے ساتہہ تہے منقطع کر دیا اور
۶۰ لاکہہ کا قرضہ جو اس دوکان نے اوندنون سرکار کو دیا تہا - معہ دوسرے ذمہ داریون کے
مدار کے ذمہ کرا دیا - غرض کہ جملہ رقم قرضہ ایک کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سرکار

عظمت مدار نے اپنے ذمہ لی اور اوسکی ادائی مین رقم خراج سرکار شمالی جو سرکار عظمت مدار سے بحساب ۶۰ لاکھہ سالیانہ اس سرکار کو ملا کرتی تہی ہمیشہ کے لئے معاف کر دیگئی اس کارروائی کے دو سال بعد پامر اینڈ کو نے دیوالہ نکالا یہہ زمانہ مہاراجہ چندو لال بہادر کے مدار المہامی کا تہا۔ مہاراجہ بہادر نے صاحب عالیشان کو کنٹجنٹ مین مداخلت کرنیکا پورا حق دیدیا اسلئے اب پانچ برگیڈیر رکھے گئے۔ ہر ایک کے ساتہہ کامل اسٹاف مقرر کیگئی اور افسرون کو بہی خاص ومعقول تنخواہ دیجانے لگی جس سے کنٹجنٹ کا ماہانہ خرچ تین لاکھہ سے بہی زیادہ ہوگیا چونکہ مہاراجہ بہادر کو سرکار عالی کی ضروریات وکنٹجنٹ کی تنخواہ کی ادائی کے لئے قرض لینے کی لامحالہ ضرورت واقع ہوتی تہی جو ہمیشہ بڑے بڑے ہوے سود پر ساہوکارون سے لیا جاتا تہا۔ اور ادائی مین متفرق اضلاع اون کے نام منتقل کر دئے جاتے تہے اس کارروائی کا ضروری نتیجہ یہی نکلا کہ محاصل ریاست مین رفتہ رفتہ کمی واقع ہوتی گئی۔ اور مہاراجہ بہادر کو سال بسال کنٹجنٹ کی خرچ کا روپیہ دینے مین دقت واقع ہونے لگی۔ کنٹجنٹ کے خرچ کا کیا پوچہنا وہ تو بتدریج ۴۰ لاکھہ تک بڑہگیا مگر تنخواہین علی حالہ زیر باقی مین پڑتی گئین آخرش نوبت یہانتک پہونچی کہ سنہ ۱۸۴۱ء مین سرکار عظمت مدار نے ۵۰ لاکھہ کا دعوے ہی کر دیا ۱۲ سال تک اسکی ادائی کے متعلق جہگڑا چلتا رہا۔ یہانتک کہ سنہ ۱۸۴۳ء مین مہاراجہ بہادر کی دیوانی ختم ہوئی اونکے بعد ریاست مین مدار المہامون کا متواتر تغیر وتبدل ہوتا رہا۔ کئے مہینون تک تو بالکل کوئی مدار المہام ہی نہ رہا۔ اور مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تہی۔ ایک طرف سے روپیہ کا تقاضا دوسرے جانب سے اقرار وحیلہ کیا جاتا تہا کبہی یہ بہی ہوتا تہا کہ کچہہ روپیہ علی الحساب دیدیا جاتا اور پہر وہی ابتدائی حالت ہوجاتی ہے تو سب کچہہ ہوتا تہا مگر کنٹجنٹ یا اوس کے خرچ مین تخفیف کرنیکی کوشش نہین کیجاتی تہی اور نہ طرفین سے اس فوج کے توڑنیکی خواہش ظاہر ہوتی سنہ ۱۸۵۱ء تک

حالت رہی اور سرکار عظمت مدار کا قرضہ ستر لاکھ تک پہونچ گیا اس زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی
گورنر جنرل ہوئے انہون نے جنرل فریزر کو لکھا کہ سرکار عالی پر اس قرضہ کے نسبت
دباؤ ڈالا جائے اور یہہ تجویز ہوی کہ بعض اضلاع علاقہ برار چند سال کے لئے تا ادائی قرضہ
گورنمنٹ کے سپرد کئے جائین مگر یہہ بات حضرت بندگانعالی کو ناگوار گذری اور خزانۂ صرفخاص سے
نصف رقم قرضہ یکمشت ادا کر دیگئی اس سے کچھہ عرصہ تک امن رہا لیکن شدہ شدہ پھر حالت بد سے
بدتر ہوگئی پھر لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ اگر سنہ ۱۸۵۲ع کے ختم تک مناسب انتظام نہوگا تو اس
قرضہ اور آئندہ کے خرچ کے نسبت کوئی معتدبہ ضمانت درکار ہوگی اب ہمکو دیکھنا یہہ ہے
کہ قرض کی حالت اور نوبت یہانتک پہونچ گئی مگر فوج کے تخفیف کے نسبت کوئی تجویز
پیش نہ کیگئی چنانچہ سنہ ۱۸۵۲ع کے آخر مین قرضہ ۵۰ لاکھہ کے حد کو پہونچ گیا اس دفعہ لارڈ ڈلہوزی
مطلق رعایت نکرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور یہہ ٹہان لی کہ خواہ کچھہ ہو اون اضلاع پر جنہین
پہلے بتادیا گیا تہا قبضہ کر لیا جائے وہ تحریر جسمین گورنر جنرل نے اسکی تکمیل کا بیڑہ اوٹہایا ہے
ایک عجیب بلکہ حیرت انگیز کاغذ ہے چنانچہ گورنر جنرل لکھتے ہین کہ مَین ایک ایماندار شخص
ہونیکی حیثیت سے مین خیال کرتا ہون کہ کنٹجنٹ کا وجود کسی عہدنامہ کے رو سے درست
نہین ہے سنہ ۱۸۰۰ع کے عہدنامہ کے مطابق ہم صرف زمانۂ جنگ مین ۶ ہزار پیدل اور
نو ہزار سوارون کی مدد کے مستحق ہین لیکن برخلاف اسکے صلح اور جنگ دونون
زمانہ مین پانچہزار پیدل دو ہزار سوار اور چوبیس توپین ہمیشہ رکھی گئی ہین ہمارا حق
ہزہائنس کی فوجون سے کبھی کبھی کام لینے کا ہے مگر عملاً ہم نے انہین بالکل اپنی
فوج کی طرح رکہا ہے گذشتہ ۳۵ برس کے عرصہ مین نظام کی فوجین معاہدہ کی
رو سے کبھی طلب نہین کیجا سکتی تہین کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان اور نظام دکن

ملکہ کبھی اس عرصہ مین کسی فریق سے جنگ نہین کی لیکن اس تمام زمانہ مین کنٹنجنٹ
مختلف قوتون کے ساتھہ برابر برابر رکھی گئی ہے فی الواقع کنٹنجنٹ کے اخراجات
غیر معمولی اور غیر ضروری طور سے بھاری رہے ہین لیکن بحیثیت ہندوستان کے گورنر
جنرل ہونے کے یہ میرے امکان سے باہر ہے کہ مین یہہ قرضہ آپ پر معاف کردون
اگر آپکو کنٹنجنٹ کا رکھنا منظور نہین تھا تو یہ بات سرکاری طور پر صاف صاف کہدینی چاہیے تھی
لیکن ایسا آپ نے کبھی نہین کیا لہذا ہم کنٹنجنٹ کے خرچ کے بابت ایک ایک پائی آپ سے
پانیکے مستحق ہین اور اسکے لئے ایک نئے معاہدہ کی ضرورت ہے جس سے فوج کی تنخواہ
ماہ بماہ ملنے کا معقول انتظام ہوجائے اور وہ اسطرح کہ چند اضلاع ہمیشہ کے لئے برٹش
قبضہ مین دیدئے جائین اگر ہز ہائنس منظور کرلینگے تو چالیس لاکھہ کا قرضہ معاف کردیا
جائیگا اور اگر اسکی منظوری سے انکار کیا گیا اور آئیندہ کنٹنجنٹ کے قیام سے نارضامندی
ظاہر کیگئی تو فوج علیحدہ کردیجائیگی لیکن یہہ رفتہ رفتہ ہوسکتا ہے کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان
نظام کے اقرار کے بھروسہ پر اون افسرون اور سپاہیون کی نوکری کی ذمہ دار ہوچکی ہے
لیکن اضلاع کی تفویض کا دعوے اس صورت مین بھی قایم رہیگا تاکہ فوج کی اسوقت
تک کی باقاعدہ تنخواہ کا جبتک کہ وہ علیحدہ کیجاسکے انتظام ہوسکے اور اگر اوسکا کوئی
خیال نہ کیا گیا تو گورنمنٹ کو اون اضلاع پر فوجی قبضہ کرلینا لازمی ہوجائیگا الحاصل اس
مطلب برآری کے لئے گورنر جنرل نے جنرل لو کو (کیونکہ جنرل فریزر اندنون حیدرآباد
مین نہ تھے) ۱۸۵۳ء مین حیدرآباد روانہ کیا اور جنرل لو ۱۳ اپریل ۱۸۵۳ء کو ہز ہائنس سے
نواب ناصر الدولہ بہادر سے ملاقات کی اور عہدنامہ پیش کیا جسمین علاقہ برار اور
دوسرے اضلاع رائچور دوآبہ وغیرہ دوام دینے کی تحریک تھی جسکے معاوضہ مین

قرضہ کا مطالبہ منسوخ اور کنٹنجنٹ قایم رکھنے کا وعدہ کیا گیا تہا مگر ہزہائینس نے اسبات کو بالکل نامنظور فرمایا اور بہت کچہہ زور دار باتین کین اور اوس تقریر کا پہلا فقرہ یہہ تہا کہ خدا مجہے اس بیعزتی سے بچائے" اور خاتمہ کے الفاظ یہہ تہے کہ "مین کسی قسم کا کوئی نیا معاہدہ خواہ اوسمین تم میرے کتنا ہی فائدہ بتاوین کرنا نہین چاہتا - اور امید ہے کہ ہز ایکسلنسی گورنر جنرل آیندہ کسی قسم کا نیا معاہدہ کرنیکی بابت مجہے مجبور نکرینگے" - مگر اسکا اثر رزیڈنٹ پر کچہہ بہی نہوا - اور معاہدہ کرنیکے لئے برابر زور ڈالا گیا - اور اسی دوران مین ۱۴ - مئی کو کپتان کتہہ برٹ ڈیوڈسن صاحب نے (اول مددگار رزیڈنٹ نے) نواب سراج الملک بہادر کو لکہہ بہیجا کہ صاحبعالیشان نے اونہین یہ اطلاع دینے کے لئے طلب کیا ہے کہ "سرکار عالی کیساتہہ عہدنامہ کے متعلق کارروائی موقوف کردیگئی - اور یہ کہ اسی روز کے ٹپہ مین نواب گورنر جنرل بہادر سے فوج کی حرکت دینے کے لئے درخواست کیجاتی ہے" اور اسی خط مین کپتان ڈیوڈسن نے یہ بہی لکہا کہ اونکے بہتیجے نے پونہ سے لکہا ہے کہ "وہان کے گورون کو حیدرآباد پر چڑہائی کرنیکے لئے مستعد رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے" - اب اسکے بعد مجبوراً حضور پرنور نے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۵۳ع کو اوس نئے عہدنامہ پر دستخط فرمادی جسکے رو سے برار کے چند اضلاع مع رایچور دوآب اور اضلاع شعلہ پور و احمدنگر کے حدود علاقۂ نظام سے نکل کر برٹش مقبوضات مین شامل ہوگئے جسکی خالص آمدنی ۵۰ لاکہہ سالانہ تہی البتہ اوس معاہدہ مین اسقدر ترمیم کیگئی کہ استمراری کا لفظ اوڑا دیا گیا اور امانی کا لفظ داخل ہوا اور اسی عہدنامہ مین ایک فقرہ یہ بہی تہا کہ جو کچہہ رقم بعد وضع خرچ بچیگی وہ واپس دیجائیگی اور اسکا سالانہ حساب بہی پابندی کیساتہہ پیش ہوگا اور رزیڈنٹ بہادر نے ہزہائینس کو معاہدہ کے وقت یہ بہی یقین دلایا کہ یہہ انتظام عارضی ہے مگر حقیقتاً یہہ انتظام ہمیشہ کے لئے تہا اور اس عہدنامہ کے تعمیل کے پہلے ہی سال

کنٹنجنٹ کے خرچ مین گورنمنٹ نے تخفیف کردی اور جو خرچ کہ ۱۸۵۳ء مین قریب (۴۰) لاکھہ کے تھا دوسال کے بعد (۲۴) لاکھہ تک گہٹا دیا گیا مگر یہہ تخفیف اسکے قبل نہین کیگئی اگرکیجاتی تو یہہ نوبت نہ آتی اسکے بعد نواب ناصرالدولہ بہادر نے تقریباً چہہ مرتبہ اضلاع مقبوضہ کی واپسی اس شرط پر چاہی کہ تنخواہ ماہ بماہ دینے کا معقول انتظام کردیا جائیگا مگر گورنمنٹ نے ہمیشہ نامنظور کیا اسی اثناء مین نواب ناصرالدولہ بہادر نے ۱۸۵۷ء مین انتقال فرمایا اور اسی سال ہندوستان مین غدر کا منحوس چہرہ نظر آیا اور چارون طرف سے بغاوت و سرکشی کے آثار پیدا ہوگئے گورنمنٹ انگریزی طرح طرح کے جان گسل مصائب مین پہنس گئی مگر اس برے وقت مین سرکار نظام کے جانب سے سرسالارجنگ اعظم نے گورنمنٹ کی اس خوبی کے ساتہہ امداد و اعانت کی کہ ہر ایک دوست و دشمن کی زبان سے صدائے احسنت و مرحبا نکلی۔ اور حیدرآباد کنٹنجنٹ نے بھی بلوہ کے فروکرنے مین نہایت دلیری اور جرأت سے کام لیا۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈسن لکھتے ہین کہ نظام کے وزیر نے جس مستعدی و استقلال اور بہادری کیساتہہ برٹش گورنمنٹ کی مدد کی وہ تعریف سے باہر ہے۔ سر رچرڈ ٹیمپل کے الفاظ یہہ ہین کہ نظام اور اونکے وزیر کے خدمات لاجواب تہین۔ الحاصل شروع مین اپنی مشکوری ظاہر کرنیکے واسطے کورٹ آف ڈائرکٹرس نے گورنمنٹ ہندوستان کو لکہا کہ نظام کی خدمات کا سب سے اچہا معاوضہ کسطرح ہوسکتا ہے لیکن اس قسم کے خیالات عرصہ تک قایم نرہے ۲۶۔ ڈسمبر ۱۸۶۰ء کو غدر سے دو برس بعد سرکار نظام کی خیرخواہی کا معاوضہ اسطرح دیا گیا کہ پچاس لاکھہ کا قرضہ معاف کرکے ایک نئے معاہدہ کی رو سے اضلاع رائچور دوآبہ و نلدرگ (عثمان آباد) محاصلی بارہ لاکھہ روپیہ مسترد کردئے گئے اور ایک چہوٹا سا سمستان شورا پور کا (جو بغاوت کی وجہہ سے شریک گورنمنٹ انگریزی ہوگیا تہا) کامل اقتدارات کے ساتہہ حوالہ کیا گیا۔

اور انکے عیوض مین ایسے اضلاع جو بڑار مین انگریزی مقبوضہ اضلاع سے ملے ہوئے تھے
لیلیئے گئے جنکی خالص آمدنی ۳۲ لاکھہ روپیہ کلدار سالانہ تہی غرض اس کارروائی مین سرکار
نظام کو کچھہ بھی نہین ملا - چنانچہ کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو اقرار کرنا پڑا کہ اگر دیکھا جائے تو
ہم نے کچھہ ہی واپس نہین کیا علاوہ اسکے اس جدید معاہدہ کے ذریعہ وہ سابقہ شرط جو بڑار کا
حساب سالانہ تبلانیکے متعلق تہی یک لخت اڑا دیگئی اور ۱۸۵۳ع سے ۱۸۶۰ع تک بڑار کے
محاصل مین تدریج ترقی بھی ہوتی گئی اور اس سات سالہ مدت مین بعد وضع اخراجات (۲۵ لاکھہ
۵۰ ہزار) بچت ہوئی جو سرکار نظام کو ملنی چاہیئے تہی مگر معاملہ برعکس نکلا کیونکہ صدر محاسب صاحب
سرکار عظمت مدار نے دو ابواب غیر متفصلہ ملکی اور فوجی اخراجات کا بقایا (۳۵ لاکھہ ۷ ہزار پانچسو
چالیس) نکالکر اوس بچت کی رقم کا مجموعہ خرچ کر لیا اور جو کمی رہی وہ دوسرے سال کی بچت سے
وصول کیگئی بہرحال سرکار نظام کو کچھہ بھی ندیا اسکے علاوہ ۱۸۱۲ع سے ۱۸۵۳ع تک (جو ۴۱
سال کا زمانہ ہوتا ہے) چہاونی سکندرآباد و جالنہ کی آبکاری کا محاصل بہی سرکار عظمت
مدار کے قبضہ مین تہا جو سالانہ ایک لاکھہ روپیہ کے حساب سے اکتالیس لاکھہ روپیہ ہوتا ہے
وہ بہی سرکار نظام کو واپس نہین کیا گیا اور نہ اوسکا کبھی حساب تبلایا چنانچہ ۱۸۵۳ع کے
عہدنامہ سے دو سال قبل جب سرکار عالی نے کہا کہ وہ رقوم بہ تصفیہ رقم بقایا منہا کر دیئے
جائین تو جنرل فریزر صاحب نے یہہ لکھکر انکار کر دیا کہ ایک مشتبہ دعوے کو اصل مطالبہ کے
تصفیہ مین دخل نہین دیا جا سکتا مگر آیندہ یہہ اونکا انکار قائم نرہا اور ۱۸۵۳ع کے عہدنامہ کے
بعد کرنل ڈیوڈسن نے لکھا ہے کہ سرکار عالی پر جو ۴۳ لاکھہ بقایا کا دعوے کیا جاتا ہے
وہ صحیح نہین ہے کیونکہ سکندرآباد و جالنہ کے بچت آبکاری کی رقم بحساب سالانہ ایک لاکھہ
روپیہ کے ۴۱ سال کے اکتالیس لاکھہ روپیہ جو سرکار نظام کے نام جمع ہونیکے تہے

ہم نے اونکو اپنے یہان جمع کرلیا ہے وہ لایق واپسی ہین اگر اوسکا سود لگایا جائے تو رقم اور بہی زیادہ ہوجاتی ہے کیونکہ ہم نے اوس رقم کا جو کنٹنجنٹ کی ماہوار مین دیگئی ہے فیصدی چہہ روپیہ سود لگاکر سرکار نظام سے وصول کیا ہے مزید برآن برار کے محاصل مین آمدنی کروڑگیری بہی شریک تہی جسکو سرکار عظمت مدار نے باین خیال کہ علاً یہ ضلع سرکار ہند کا ایک حصہ ہے موقوف کردیا جس سے ۷ سال کے عرصہ مین سرکار عالی کے اٹہارہ لاکہہ روپیہ کا نقصان ہوگیا حالانکہ یہہ بہی ازروئے عہدنامہ ۱۸۵۳ء سرکار نظام کے نام جمع ہونا تہا اب ایک اور امر یہان قابل ذکر ہے کہ جنرل لو نے مدارالمہام وقت کو یہہ یقین دلایا تہا کہ انتظامی خرچ فی روپیہ دو آنہ کے قریب یا تخمیناً ساڑہے بارہ روپیہ فیصدی ہوگا اور ۱۸۶۰ء مین جب دوسرا عہدنامہ لکہا گیا اس خرچ انتظامی پر بحث چہڑی گورنمنٹ آف انڈیا نے کہا کہ اگر یہہ خرچ ساڑہے بارہ روپیہ فیصدی سے زیادہ ہوجائیگا تو وہ اپنے جیب سے دیگی مگر حضور پرنور کو یہہ بات ناگوار گذری اور اپنی دریادلی کو کام فرماکر ارشاد فرمایا کہ ایسی سخت پابندی کی ضرورت نہین ہے پہر کیا تہا تہوڑی اور گفت وشنید کے بعد یہہ مسئلہ قطعی طور پر سطے ہوگیا اور کرنل ڈیوڈسن نے اوسیوقت بتاریخ ۱۲- اکٹوبر ۱۸۶۰ء گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی (یعنے فی روپیہ چار آنہ) مقرر کیا جاسکتا ہے لیکن ہمکو عہد کرنا چاہئیے کہ اس فیصدی سے آیندہ تجاوز نکرین مگر اسکی پابندی بالکل نہین کیگئی اور خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی سے بہی بڑہتے بڑہتے پچاس روپیہ فیصدی (یعنے آٹہہ آنہ فی روپیہ) بلکہ بعض سنین مین باون اور چوپن روپیہ فیصدی (یعنے آٹہہ آنہ فی روپیہ سے بہی زیادہ) ہوگیا لیکن ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء مین پچاس روپیہ فیصدی رکہا گیا اس تمام کارروائی کا نتیجہ یہہ نکلا کہ سرکار عالی کو جو بچت

بجاتی ہے اوسمین کمی ہوتی گئی اور سنہ ۱۸۶۲ع سے تو محاصل برار مین جلد جلد ترقی ہونے لگی اور ہر سال بچت کی رقم بڑہتی گئی مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسبات کا کہین پتا نہین ملتا کہ سنہ ۱۸۶۷ع و سنہ ۱۸۶۸ع تک سرکار آصفیہ کو اصل رقم بچت دیگئی ہو حالانکہ اوسوقت رقم بچت ۲۵ لاکھ سے کم نہ تہی لیکن اسی سال پہلے پہل سرکار عالی کو صرف ۵ لاکھہ روپیہ دئے گئے اسکے بعد سات سال تک ہر دوسرے سال مین رقم بچت دیگئی ہے یعنے تین وقت کرکے ۱۰ لاکہہ روپیہ دئے بہرحال کسی سال بھی پوری بچت نہین دیگئی سنہ ۱۸۷۰ع مین ۱۴ لاکھہ روپیہ اور سنہ ۱۸۷۸ع مین ۱۲ لاکھہ روپیہ بچت کی رقم ملی اسکے دوسرے سال سنہ ۱۸۷۹ع مین صرف ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ بچت سرکار عالی کو وصول ہوئی اور رقم بچت کی تعداد ہمیشہ متفاوت المقدار رہی ہے حالانکہ سنہ ۱۸۹۵ع سے برار کی آمدنی ایک کروڑ سے زاید ہوگئی مگر سرکار عالی کو جو بچت وصول ہوئی اوسکی مقدار ایک لاکھہ۔ دو لاکھہ۔ پانچ لاکھہ۔ چھہ لاکھہ رہی چنانچہ سنہ ۱۸۵۳ع سے سنہ ۱۸۹۵ع تک سرکار عالی کو رقم بچت کے بابتہ تبتیس ۳۲ لاکھہ چالیس ہزار ستائیس پونڈ وصول ہوئے اب واپسی برار کے متعلق جو بیانات کیگئین وہ قابل ملاحظہ ہین ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع کو سر سالار جنگ اعظم نے ایک خط رزیڈنٹ کو لکہا کہ ہمین برار کی واپسی کنٹنجنٹ کی تنخواہ باقاعدہ ماہ بماہ ادا کرنیکا معقول انتظام کردینے کے معاوضہ مین نہین چاہئی بلکہ ان حقوق کے عوض مین جو گورنمنٹ کے ذمہ نظام کے واجب تھے وہ یہہ ہین کہ تیسری جنگ میسور کے خاتمہ پر سنہ ۱۷۹۹ع مین ہندوستانی خاندان کا ایک شخص میسور کی ریاست کا مالک کردیا گیا تہا جو سنہ ۱۸۶۶ع مین ضعیف ہوگیا چونکہ اوسکا کوئی وارث نہ تہا اسلئے برٹش گورنمنٹ نے اوسکے الحاق کا ارادہ کیا اور اس تجویز پر سوائے راجہ کی رعایا کے کوئی اعتراض کرنیوالا بھی نہین تہا لیکن اس عالم مین آپ سمجھہ سکتے ہین کہ کہانتک اونکی شنوائی ہونیکی امید کیجا سکتی تھی صرف نظام سنہ ۱۷۹۹ع کے معاہدۂ تقسیم کے بموجب روپیہ کی صورت مین حصہ پانیکے مستحق تہے جسکی تعداد سالانہ ۱۴ لاکہہ روپیہ سالانہ ہوتی تہی علاوہ برین سنہ ۱۸۰۰ع کے معاہدہ کی تیسری پوشیدہ شرط کے مطابق قلاع

گمسور کا نصف آمدنی اور کرنول کی پوری آمدنی (اس رقم کو منہا کرنیکے بعد جو نظام گورنمنٹ کو بطور پیشکش کے دیتے تھے) جسکی تعداد ساڑے اٹھارہ لاکھ روپیہ ہوتی تھی - پانیکے مستحق تھے اس لئے سر سالار جنگ نے ان دعوون کی تکمیل مین جو ساٹھہ لاکھ روپیہ سالانہ پر پہونچتے تھے برار واگذاشت کئے جانیکی جو ۲۷ لاکہہ روپیہ سالانہ کے معاوضہ مین گورنمنٹ کے قبضہ مین تہا درخواست کی سر سالار جنگ کی یہہ درخواست بالکل درست تہی لیکن چونکہ ریاست میسور کا ملحق ہونا ابہی دقت کی بات تہی اسلئے سر سالار جنگ باقی ۱/۲ ۸ لاکھ روپیہ کا جو گمسور و کرنول کا لگان منہا کرنیکے بعد ہی کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے بابتہ نظام کے ذمہ باقی رہتے تھے نہایت معقول انتظام کرنیکو تیار تھے لیکن یہہ درخواست نامنظور کیگئی اور لکھا گیا کہ آیندہ سے دربار حیدرآباد کی تحریکین زیادہ سنجیدہ اور درست ہونی چاہئین اور جن دعوون کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اونہین محض باطل قرار دیا گیا البتہ گورنر جنرل نے رزیڈنٹ کے ذریعہ یہہ لکھا کہ درخواست اوسوقت تک قابل پذیرائی نہین ہوسکتی جبتک کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تنخواہ کا دوسرے ذریعہ سے قابل اطمینان انتظام نہ کردیا جائے اب سر سالار جنگ نے دوسرا انتظام کرنا شروع کیا اتنے مین ۱۸۶۹ع مین نواب افضل الدولہ بہادر نے وفات پائی اور حضور پرنور کی کمسنی کیوجہہ سے سر سالار جنگ اور امیر کبیر شمس الامرا ریجنٹ مقرر ہوئے سنہ ۱۸۷۲ع مین ریجنٹون نے (۸۰) لاکہہ پونڈ کی رقم جسکے سود سے کنٹنجنٹ کی تنخواہ نکل سکتی تہی - گورنمنٹ کو پیش کی اور برار کی واپسی چاہی لیکن گورنمنٹ نے ایک سال غور کرنیکے بعد یہ جواب دیا کہ سنہ ۱۸۵۳ع و سنہ ۱۸۶۰ع کے معاہدہ کا اصل اصول ملکی گنجائش ہے اور نیز یہہ کہ انگریزی یا دوسرے مہاجنون سے اتنا بڑا قرضہ لینا سخت قابل اعتراض بات ہے لیکن سرکار عالی نے اس خیال کی زور سے تردید کردی اب لارڈ سالسبری

وزیراعظم نے اس مقدمہ کی پوری پوری کیفیت طلب کی اور یہان سے مکمل روئداد پیش کیگئی
اور اوسمین صاف صاف تبلا دیا گیا کہ اگر یہ ضمانت قبول نہ ہوگی تو یہ ریاست گورنمنٹ کے
اوس وعدہ کے بموجب جو کرنل لو کے ذریعہ کیا گیا تہا کنٹنجنٹ کو علیحدہ کردیگی تاکہ برار کی
واپسی ہوجائے کیونکہ بجز اسکے کوئی دوسرا علاج باقی نہین رہا اسکے جواب مین وزیر ہند نے
وہی اپنا پرانا خیال (کہ یہ انتظام منظور نہین ہوسکتا) ظاہر کردیا اور مسٹر سی بی سنڈرسن
رزیڈنٹ نے ریجنٹون اور دیگر امراء دولت کو مدعو کرکے دعوت کے ختم پر کہا کہ چونکہ حضور ملکہ معظمہ کی
گورنمنٹ نے برار واپس نہ ہوسکنے کا قطعی فیصلہ کردیا ہے اسلئے مین آیندہ سے کوئی مراسلہ
اس بارےمین روانہ کرنیکے لئے نہ تونگا اور یہہ بہی کہا کہ وقار الامرا (جو سر سالار جنگ سے
ہمیشہ برسرپرخاش تہے) گورنمنٹ کی رائے سے متفق ہین اس سے رزیڈنٹ صاحب کا
یہہ منشا تہا کہ سر سالار جنگ اپنے ارادہ سے باز آجائین لیکن سر سالار جنگ اس قسم کے
آدمی ہی نہ تہے کہ ایسی ذرا ذرا سی باتون کی پروا کرتے ایک ہفتہ کے بعد ریجنٹون نے
رزیڈنٹ کے نام ایک مراسلہ بہیجا جسمین اونہون نے منجملہ اور باتون کے ایک بات
یہہ بہی لکہی کہ موجودہ جواب محض دعوؤن کے جا دبیجا ہونے پر بحث کرنیسے انکار کے
برابر ہے حالانکہ انکی واجبیت مین مطلق اعتراض کی گنجائش نہین ہے مگر رزیڈنٹ
یہہ کہکر واپس کیا کہ وائسرائے کی صریح ہدایتین مجہے اس تحریر کو آگے بہیجنے سے روکتی
ہین اب ریجنٹون نے کہا کہ اسکو سکرٹری آف اسٹیٹ کے پاس بہیجدیا جائے لیکن رزیڈنٹ نے
پہر واپس کرکے یہہ لکہا کہ ان باتون سے سوائے اسکے کہ آپ اور امیر کبیر دونون کے
اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات مین جنہین نظام کی نابالغی کے زمانہ مین قایم رکہنے کی
گورنمنٹ نہایت آرزومند ہے فرق آجائے ریاست کو کچہ فائدہ نہوگا اس پر سر سالار جنگ نے

اور اونکے ہم منصب نے وہ کارروائی کی جواب اگر کوئی راجہ یا نواب وہ ایسی جرأت کرے تو
اس سے نہ صرف انگلو انڈین ہی مین ہل چل پڑ جائے بلکہ کرنیوالے کو اسکا خمیازہ اچہی
طرح بہگتنا پڑے۔ لیکن سر سالار جنگ کے جی سے لگی ہوئی تہی کہ وہ اوس دہبہ کو دہو ڈالین
جو اونکے چچا کی وزارت کے آخری دور مین برار کے معاملے کیوجہہ سے اونکے خاندان پر
پڑ گیا تہا۔ دو برس قبل اونہون نے خود کرنل السڈن سے بیان کیا تہا کہ "مین اس غرض کی
تکمیل کے لئے ہر ایک کام کرنیکو تیار ہون خواہ اوس سے میرے اور برٹش گورنمنٹ کے
دوستانہ تعلقات بہی کیون نہ منقطع ہو جائین" چنانچہ اب براہ راست وزیر ہند کو لکہا اور صاحب
موصوف نے اسپر کوئی اعتراض بہی نہین کیا۔ اسکے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد پرنس
آف ویلز (موجودہ ملک معظم) بغرض سیاحت ہندوستان تشریف لائے مگر پروگرام
مین حیدرآباد کی سیاحت نہین رکہی گئی تہی جب سر سالار جنگ نے سرکار نظام کو شہزادہ
بہادر سے کلکتہ لیجاکر شرف ملاقات حاصل کرانا چاہا تو رزیڈنٹ بہادر نے بلحاظ کم سنی و کمزوری
(اوسوقت نصیب اعداء اعلحضرت کی طبیعت علیل تہی) وہان جانیکی اجازت نہ دی اور ڈاکٹر فنڈو
رزیڈنسی سرجن نے بہی ممانعت کی اب صرف سر سالار جنگ شہزادہ بہادر سے ملنے
گئے اور شہزادہ ممدوح نے سر سالار جنگ کو انگلستان آنیکی دعوت دی چنانچہ سر سالار جنگ
۱۸۷۶ء مین انگلستان گئے اور آپکا استقبال وہان پر نہایت دہوم دہام سے کیا گیا
اور محل بکنگہم مین ملکۂ معظمہ کے ساتہہ کہانا کہانیکا شرف بہی حاصل ہوا انگلستان کے سربرآوردہ
اخبارات ٹائمز، سیٹرڈے ریویو، ہیرلڈ نے مسئلہ برار کو نہایت زور شور سے اوٹہایا
اور جلد واپس کر دینے کی سفارش کی جسکا فوری اثر یہہ ہوا کہ وزیر ہند نے سر سالار جنگ بہادر
کو ہندوستان واپس جانے پر برار کے متعلق از سر نو تحریک کرنیکی اجازت دی

دسمبر ۱۸۷۶ء مین جب سر سالار جنگ و امیر کبیر نے برار کے متعلق نئی درخواست دی تو رزیڈنٹ نے اوسکے لینے سے انکار کیا۔ اس اثنا مین جنوری ۱۸۷۷ء مین ایک دربار دہلی مین منعقد ہوا جسمین تمام رؤسا ہندوستان مدعو کئے گئے اور اعلیحضرت و سر سالار جنگ بہی اوس دربار مین شریک ہوئے اور لارڈ لٹن والیسرائے ہند کو برار کے واگذاشت کے متعلق درخواست دی جسکو والیسرائے بہادر نے وزیر ہند کی خدمت مین روانہ کردیا اور لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے ۱۸ مہینے تک اوسکو بیکار ڈال رکھا۔ اور یہان ۱۲ اپریل ۱۸۷۷ء کو امیر کبیر شمس الامرا نے وفات پائی سر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ نے نواب سر وقار الامرا کو اونکی جگہہ نامزد کیا۔ اور ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء کو نواب وقار الامرا ریجنٹ دوم مقرر ہوگئے اور رزیڈنٹ نے ایک معاہدہ یہہ تیار کیا کہ ریجنٹ و نظام کے سن بلوغ کو پہونچنے تک برار کے معاملہ مین خاموش رہینگے چونکہ وقار الامرا بہادر پہلے ہی اوس پر دستخط کرچکے تہے اسلئے اب سر سالار جنگ کو بہی اونکی اتباع مین دستخط کرنا پڑا۔ اور اپریل ۱۸۷۹ء کو وزیر ہند کا یہہ مراسلہ آیا کہ نظام کی نابالغی کے زمانہ مین برار کے مسئلہ پر غور نہین کیا جاسکتا۔ اس سے برار کے معاملے کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۸۸۲ء مین مسٹر رابرٹ نائٹ نے اخبار لنڈن اسٹیٹس مین حیدرآباد کی طرفداری مین برار کے متعلق بہت پرزور مضامین لکہے جس سے ہندوستان اور انگلستان مین کہلبلی سی پڑگئی۔ اور حکام بہی چونک اوٹہے اور وزیر ہند نے اسکی تحقیقات در یافت کا بہی وعدہ فرمایا مگر چند روز کے بعد وہ تمام حالات رفت و گذشت ہوگئے اور حیدرآباد کو اس سے بہی کوئی نفع نہین پہونچا۔ اور برار بدستور برٹش گورنمنٹ کے قبضے مین رہا۔ سنہ ۱۸۸۳ء مین خود سر سالار جنگ اعظم رہگرا عالم جاودانی ہوئے اور اپنے

دل کی آرزو دل ہی مین رہگئے ان کے ساتھہ ہی برار کی واپسی کے امید کا بہی خاتمہ
ہوگیا۔ گوا وسکے دوسرے ہی سال سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو گورنمنٹ نے پوری اختیارات
سلطنت عطا فرمائے اور مکرر رسم مسند نشینی بہی عمل مین آئی — اور اسکے بعد
نواب عماد السلطنۃ نواب سر آسمانجاہ۔ نواب سر وقار الامرا مہاراجہ بہادر یمین السلطنت
یکے بعد دیگرے خدمت وزارت سے سرفرازی پائے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ کسی
ایک زمانہ مین برار کے واپسی کے لئے کوشش بہی کیگئی اور سر سالار جنگ
اعظم کے قدم بقدم چلنے اور اونکے ارادون کے تکمیل کا ارادہ بہی کیا گیا یا نہین
الحاصل ۱۹۰۲ء مین جب لارڈ کرزن والسرائے بہادر حیدرآباد تشریف لائے تو
برار کی امیدونکا پورا پورا خاتمہ ہوگیا اور جو کسیقدر امید وابستہ تہی وہ بہی
نسیاً منسیاً ہوگئی اور نئے معاہدہ کے روسے برٹش گورنمنٹ نے برار کا استمراری
ٹہیکہ لے لیا یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے انگریزی مقبوضات مین شمار ہونے لگا۔
اور سرکار نظام کے برار کے متعلق حسب ذیل حقوق باقی رکہے گئے مین۔
(۱) ۲۴ لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی سرکار نظام کو اوسوقت دیجائیگی جبکہ کوئی
آیندہ والسرائے اوسے ناقابل عمل خیال کرے۔
(۲) عید کے موقعہ پر سال مین ایک مرتبہ سرکار نظام کا جہنڈا اوڑایا جائے گا۔
اب تو برار ممالک وسطی اور ناگپور مین ضم کردیا گیا ہے اور مستقر برار مین جو کمشنری
علٰحدہ تہا وہ موقوف کردیا گیا۔ کنٹجنٹ کی چہاؤنیان جو مومن آباد۔ ... بولارم
وغیرہ مین تہین وہ برخاست کردیگیئن بہرحال تخفیف وکفایت شعاری کے تمام
کار وائیان عمل مین لائے گئے ہین۔

اب ہم بھی یہان پر برار کی جغرافیائی حالت وغیرہ کی صراحت کرکے اس مضمون کا خاتمہ کردیتے ہین —

برار

برار درمیان ۱۹-۲۶-اور ۲۱-۶-۴۷ شمالی عرض بلد اور مابین ۵-۷۵-۵۸-۴۵-۹-۷-۱۱-۱۳ اشرقی طول بلد کے واقع ہے —

حدود - رقبہ آبادی
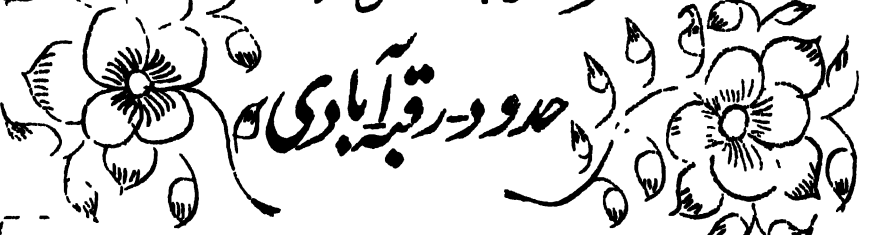
شمال ومشرق مین ملک متوسط (سنٹرل پراونسیز) جنوب مین ملک سرکار عالی مغرب مین احاطۂ بمبئی ہے - رقبہ (۱۷۷۱۷) آبادی (۲۸۹۷۰۴۰) نفوس کی ہے —

ست پڑے کے پہاڑون کا سلسلہ شمال مین اور اجنٹا کے پہاڑ جنوب مین واقع ہین - ست پڑے کے دامن کو پائین گھاٹ اور اجنٹا کے کہسار زمین کو بالا گھاٹ کہتے ہین —

پورنا - تاپتی - وردہا - پائین گنگا بڑے دریا ہین - چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیان بھی شمال وجنوب کے پہاڑیون سے نکلی ہین - قدرتی جھیل صرف ایک لونار ہے جسکا پانی بہت مشہور ہے - پیداوار مین جوار - تل - روئی - معدنیات مین کوئلہ اور لوہا نکلتا ہے - آب وہوا اعتدال پر ہے برار کے دو حصے کئے گئے ہین - شرقی اور غربی - ہر ایک حصہ مین

ایک کمشنر رہتا ہے۔ اسمیں چھہ ضلع ہیں جنکے رقبہ وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد تعلقات	رقبہ میل مربع	تعداد دیہات	آبادی	جملہ داخل	جملہ مخارج	بچت
امراوتی	۴	۲۷۵۹	۱۰۱۵	۵۷۵۳۲۸	ایک کروڑ نو لاکھ ستانوے ہزار روپیہ کلدار	بیانوے لاکھ اکتیس ہزار روپیہ کلدار	سترا لاکھ چھیانوے ہزار روپیہ کلدار
اکولہ	۵	۲۶۶۰	۹۷۰	۵۹۲۴۹۲			
ایلچپور	۳	۲۶۲۳	۷۳۳	۳۱۳۸۰۵			
بلڈانہ	۳	۲۸۰۴	۸۸۷	۴۳۹۷۶۳			
وون	۴	۳۹۰۷	۱۱۳۹	۳۹۲۱۰۲			
باسم	۳	۲۹۵۸	۸۴۱	۳۵۸۸۸۳			
جملہ	۲۲	۱۷۷۱۱	۸۵۸۵	۲۶۷۲۶۷۳			

۷۸۶

مقدمہ

کارآمد و مفید معلومات
دلچسپ و اہم واقعات

ہم اپنے معزز ناظرین کی معلومات کو وسیع اور ضروری یادداشتون سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے ذیل مین چند کارآمد و مفید معلومات و دلچسپ و اہم واقعات کا خلاصہ درج کرتے ہین۔ اگرچہ یہ نوٹ نہایت اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہین مگر حاوی المطالب ضرور ہین۔

گل اول

دلچسپ معلومات متعلق بہ ممالک غیر

(۱) دنیا کی بڑے بڑے ممالک کے رائج الوقت سکے

نام ملک	مختلف سکونکے نام	ہندوستانی قیمت: روپیہ	ہندوستانی قیمت: آنہ	ہندوستانی قیمت: پائی	نام ملک	مختلف سکونکے نام	ہندوستانی قیمت: روپیہ	ہندوستانی قیمت: آنہ	ہندوستانی قیمت: پائی
۱	۲	۳	۴	۵	۱	۲	۳	۴	۵
امریکہ	ایگل (۱۰ ڈالر)	۲۰	۱۳	۴	امریکہ	ہاف ایگل (۵ ڈالر)	۱۰	۶	۸

امریکہ	ڈالر (۱۰۰ سنٹ)	۲	۱	۴	فرانس	سلورہ فرانک پیس	۲	۰	۲
آسٹریا	سوورن ڈی آر	۱۳	۱۵	۰	"	فرانس ۱۰۰ استنٹایم	۰	۶	۴
"	ڈوگٹ	۴	۱۱	۴	"	سُو	۰	۰	۴
"	فلورن یا گلڈن	۱	۰	۴	ہیمبرگ	گولڈ ڈوکٹ	۴	۱۰	۱۰
"	نئین ریگرد (۲۰ کریوئس)	۰	۵	۶	"	رکس ڈالر	۲	۴	۰
انگلستان	پونڈ (۲۰ شلنگ)	۱۰	۰	۰	"	ڈبل مارک (۳۲ شلنگ پینس)	۱	۲	۱۰
"	گنی (۲۱ شلنگ)	۱۰	۱۰	۰	"	مارک (بینکو)	۰	۱۱	۸
"	شلنگ (۱۲ پنس)	۰	۸	۰	ہالینڈ	گولڈ رائیڈر	۱۲	۶	۶
"	پنس	۰	۰	۸	"	گولڈ ۱۰ فلورن پیس	۸	۴	۰
بلجیم	فرانس کے سکے چلتے ہیں	۰	۰	۰	"	سنہری فلورن پیس	۲	۸	۲
برازیل	پیپر ملریز	۱	۲	۰	"	فلورن یا گلڈر	۰	۱۳	۴
"	گولڈ پیس (۲۰ ملریز)	۲۲	۸	۰	"	سیٹور (۵ سنٹ)	۰	۰	۸
"	سلور پیس (۲ ملریز)	۲	۴	۰	جاپان	اچیبو	۰	۱۴	۸
چلی	ڈالر (۸ ریلز)	۲	۱	۴	ناروے	ڈالر	۲	۳	۲
چین	ٹیل (۱ پیس ۱۰۰ کینڈرین)	۰	۰	۰	"	سپیشیز ڈالر (۵ مارک یا ۱۲۰ سکلنگ)	۲	۰	۰
"	۱۰۰۰ کیش	۳	۰	۰	پرتگال	گولڈ ملریز	۲	۴	۰
ڈنمارک	کروسچن ڈی اور	۸	۴	۲	"	سلور ہاف ملریز	۱	۲	۰
"	رکس ڈیلر	۲	۴	۰	"	کروسیڈو (۴۰۰ ریس)	۰	۱۴	۵
فرانس	گولڈ نپولین	۷	۱۵	۰	پرشیا	ڈبل گولڈ فریڈرک	۱۶	۵	۲

پرشیا	گولڈفریڈرک	۸	۲	۴	ہسپانیہ	ڈالر(ہارڈ)	۲	۱	۴
"	تھیلر	۱	۷	۲	"	ڈالر(پلینٹ)	۱	۹	۱۰
"	سلورگروشن	۰	۰	۹	"	ریل(ویلن)	۰	۱	۹
روس	گولڈامپریل(۱۰روبل)	۱۶	۱	۶	سویڈن	گولڈ ڈوکٹ	۴	۹	۶
"	ہاف گولڈ امپیریل	۸	۰	۸	"	رکس ڈال	۲	۳	۰
"	سلورروبل	۱	۹	۰	"	رکس ڈالر بینکو	۰	۱۳	۴
"	۱۰کاپک پیس	۰	۲	۶	ٹرکی	گولڈ زیکین	۲	۱۲	۰
"	۵کاپک پیس	۰	۲	۶	"	سلور اپیاپیڈیس	۰	۱۴	۰
ہسپانیہ	ڈبلون	۳۲	۰	۸	"	پیاسٹر(۴۰پارہ)	۰	۱	۶
"	پسٹول	۸	۰	۰					

نوٹ۔ واضح ہو کہ مندرجہ بالا قیمتیں جو دنیا کے مختلف ممالک کے سکوں کی درج کی گئی ہیں یہ تب صحیح ہو سکتی ہیں۔ جبکہ پونڈ ۱۰ روپیہ ڈبل کا سمجھا جاوے۔ اور ایسا ہی پہلے تھا۔ مگر چونکہ آجکل سونیکی قیمت بہت گران ہے اور پونڈ چودہ اور پندرہ روپیہ کے درمیان ایکسچینج کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ اسلیئے حسب ضرورت اوس حساب سے قیمت لگا سکتی ہیں۔

(۲) مکہ مکرمہ اور مصر (القاہرہ) اور قسطنطنیہ کے سکوں کا انگریزی روپیہ سے مقابلہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
ریال مجیدی	ے	ریال [illegible]	عمان [illegible]	ریال مصری	۱۲ آنے	[illegible]	[illegible]	غرش صاغ [illegible]	۲۰ ر	غرش صاغ مصری	۳ ر

ایال نمبر ۳	۳ مہر [illegible]	ریال یا جاندی کا سکہ یا ڈالر	۱۲ آنے	یعنی انگریزی (پونڈ)	[illegible]	بجتو (۲۰ فرانک)	ایک فرانک ۱۳ کا ہوتا ہے	غرش چرک	چرک کا ربعیہ [illegible]	غرش [illegible]	ش [illegible]

(۳) نامور مسلمانون کی مہرین

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے مصر مین خاتم یعنے مہر کا بتہ چلتا ہے۔ حضرت سلیمان کی مہر یہودیون کی نزدیک نام والی مشہور ہے غرض مہر کا رواج عجمیون اور تمام دوسرے مصری قومون مین مدت سے چلا آتا ہے۔ مہرین قسم قسم کے پتھردان اور دہاتون پر کہودی جاتی تہین اور ادن پر نام۔ تصویر۔ نشان قومی۔ بیت۔ یا ضرب المثل وغیرہ کندہ کرائے جاتے تھے۔ رومیون مین جسکو مہر سپرد کی جاتی تہی۔ اسکے حق مین بے انتہا محبت اور عنیت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ قدیم اقوام یورپ چابیون اور ازین قبیل دوسری حفاظت سے رکھی جانیوالی چیزون پر موم لگاکر مہر کردیتی تہین۔ مہرون پر نام لکہنے کی مطلق عادت نہ تھی۔ ہر شخص اپنی مہر کے لیے ایک خاص علامت شناخت مقرر کرلیتا تھا۔ جولیس قیصر کی خاتم پر زہرہ کی شکل کہدی ہوئی تھی۔ قیصر آغسطس کی مہر پر ابو الہول کی تصویر تھی۔ پومپی آئی کی کھدی ہوئی ایک مہر پر ایک کتے کی تصویر تھی۔ سلاطین یورپ کے مہرون پر مختلف نقش اور تصاویر ہوتین۔ یہانتک کہ بعضون کے نگینون پر خود اپنی ہی شکلین کندہ ہوتین۔ پاپا سے (پوپ) روم کی دو مہرین ہوتی تہین۔ ایک مین سینٹ پیٹر کی مچھلی پانی سے نکالنے کی تصویر ہوتی۔ جو پاپ کے جاری ہونیوالے احکام پر لگائی جاتی۔ اور دوسرے پر ایک جانب سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کے سرون کے مابین ایک صلیب۔ اور دوسری جانب پوپ کا اپنا نام ہوتا۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے جانب سے جن سلاطین کے

پاس نامہ سعادت بغرض دعوت اسلام جاتا تھا۔ اوس پر کلمۂ شہادت ہوتا۔ یا مہر رسالت زینت بخشتی تھی۔ ایک دفعہ ایسے ایک نامہ پر مصر ہونے پر ایک نے صحابۂ کرام سے اعتراض کیا تھا تو اس پر مہر ثبت کی گئی۔ یہ کیفیت سنہ ہجری کے چھٹے سال مین وقوع مین آئی۔ خاتم نبوی چاندی کی تھی۔ اور نگینہ عقیق حبشی کا تھا۔ (عقیق سرخ کو یمانی اور سیاہ کو حبشی کہتے ہین) صحابۂ کرام مین سے حضرت انسؓ کی بیان کے مطابق خاتم نبوی مین محمدؐ الرسول اللہ ثبت تھا۔ پہلی سطر مین اسم نبوی اور کل تین سطور مین تھی۔ ابن عمرؓ اس روایت کی تصدیق کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ حضرت خاتم الانبیا کے سفر آخرت کے وقت یہ انگوٹھی آپ کے دست راست مین تھی بعدہٗ حضرت ابوبکرؓ اور اُنکے ارتحال کے بعد حضرت فاروق رضہ اور پھر حضرت عثمانؓ کو پہونچی۔ اور اونکے ہاتھ مین سے اریسہ نامی کنوین مین گر پڑنی بیان کیجاتی ہے۔

حضرت پیغمبر علیہ السلام کے طرح داہنے ہاتھ پر خلفائے راشدین بھی انگشتری پہنتے رہے صرف حضرت معاویہؓ نے بائین ہاتھ پر انگوٹھی پہنی۔ اور اوسی کی تقلید خاندان امویہ مین ہونی لگی۔

خلفائے عباسیہ مین پہلے خلیفہ سفاح نے داہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنی تھی۔ اور ہارون رشید تک خلفائے عباسیہ اسی کی تقلید کرتے رہے لیکن ہارون رشید نے بائین ہاتھ مین پہنی۔ اور باقی خلفاء بھی بائین ہاتھ مین پہنتے رہے۔ چنانچہ اب سب لوگ بائین ہاتھ مین پہنتے ہین۔

خاتم سعادت بیر اریسہ مین گرنے تک خلفائے راشدین نے اسکے بعد دو مہرین بنوائین۔ ایک پر "امنت باالذی خلق فسویٰ" اور دوسری پر "لتصبون او لتندمن" عبارت

کندہ کرائی - حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بھی دو نگینوں پر یہ دو عبارتین "الملک للہ الواحد القہار"
اور "ربی اللہ مخلصاً" لکھوائین - حضرت حسنؓ نے اسیطرح "لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین"
اور "العزۃ اللہ عز و جل وحدہ" یہ دو عبارتین دو مہرون پر لکھوائین -

(۴) خلفائے امویہ کی مہرین

حضرت معاویہؓ کی تین مہرین تہین - (۱) "لکل عمل ثواب" (۲) "لا قوۃ الا باللہ" (۳) "ربی اغفرلی"
اسکے بیٹے یزید کی مہر "ربنا اللہ" معاویہ بن یزید کی "الدنیا غرور" مروان بن الحکم کی - "اللہ
ثقتی و رجائی" اوسکے بیٹے عبد الملک کی - "آمنت باللہ مخلصاً" اسکے بیٹے ولید کی "یا ولید
انک میت و محاسب" اسکے بھائی سلیمان کی "آمنت باللہ وحدہ" عمرؓ بن عبد العزیز
کی "عمر یومن باللہ مخلصاً" یزید بن عبد الملک کی "قنی السیئات یا عزیز" اوسکے
بھائی ہشام کی "الحکم للحکم الحکیم" اور "الحکم للہ" ولید بن یزید کی "یا ولید احذر الموت"
اوسکے بیٹے یزید کی "یا یزید قم بالحق" اوسکے برادر ابراہیم کی "توکلت علی الحی القیوم"
مروان الحمار بن محمد بن مروان کی "اذکر اللہ یا غافل" -

(۵) خلفائے عباسیہ کی مہرین

سفاح کی مہر "اللہ ثقۃ عبد اللہ وبہ یومن" اوسکے بھائی منصور کی "اتق اللہ تنر فتعلم" -
اوسکے بیٹے مہدی کی "حسبی اللہ" اوسکے بیٹے موسی الہادی کی "موسی یومن باللہ" اوسکے
بھائی ہارون الرشید کی "العظمۃ والقدرۃ للہ عز و جل" اور "کن من اللہ علی حذر"
اوسکے بیٹے امین کی "محمد واثق باللہ" اور "لکل عمل ثواب" اوسکے بھائی مامون کی "سل اللہ

یعطیک" اور "الموت حق" معتصم کی۔ "الله ثقة ابی اسحٰق بن الرشید وبه یومن"۔
اوسکے بیٹے واثق کی۔ "الله ثقة واثق" اوسکے بہائی جعفر المتوکل کی "علی الحی الکالی" اور
"المتوکل علی اب"۔ اوسکے بیٹے محمد المنتصر کی۔ "یو فی الحذر من امنہ"۔ اور "انا من
آل محمد الله لی ومحمد"۔ احمد المستعین بن معتصم کی "فی الاعتبار غنا عن الاخبار"
زبیر بن المعتز بن متوکل کی "الحمد لله رب کل شی وخالق کل شی"۔ محمد المہتدی بن
واثق کی "من تعدی الحق ضاقت مذاهبه"۔ احمد بن متوکل کی "السعید من وعظ
بغیره"۔ احمد المعتضد بن طلحه الموفق بن المتوکل کی۔ "الاضطرار یزیل الاختیار"
اوسکے بیٹے علی مکتفی کی "علی بن احمد یثق بالله"۔ اوسکے بہائی جعفر المقتدر کی "الحمد
لله الذی لیس کمثله شئ وهو خالق کل شئ"۔ اوسکے بہائی محمد القاہر کی "محمد رسول الله
صلے الله تعالی علیه وسلم"۔ محمد الراضی بن مقتدر کی "من بالرضی"۔ اسکے بہائی
ابراہیم متقی کی "المتقی لله"۔ اوسکے بہائی مستکفی کی۔ "المستکفی بالله یثق"۔
ترکون کی مہرون پر ایک ایسی بیت یا مصرع لکہنے کا دستور تہا جسمین اونکا نام شامل ہوتا۔ اور
تمام ممالک اسلامیہ مین اس دستور کا رواج تہا۔ کچہ مدت بعد صرف نام اور تخلص لکہنے لگے
اسوقت ترکون مین مہر پر اپنے نام کیساتہ باپ کا نام اور اپنے قبیلہ کا نام لکہنے کا دستور
عام ہے۔ ۹۵۶ھ مین گرجستان کے حاکم الکساندر (الگزینڈر) نے دولت عثمانیہ سے
التجا کی تہی کہ مین اپنے نگینہ مین حافظ شیرازی کا یہ شعر کندہ کراؤن۔ شعر۔ [illegible]
بماند نہ ملک اسکندر ۔۔ نزاع بر سر دنیائے دون مکن درویش ۔۔ ایک اور مشہور شاعر
باقی کا یہ شعر بہی انگشتری پر لکہا پاتا۔ شعر۔ فانی است جہان در وی وفا نیست ۔۔ باقی ہمہ
اوست جملہ فانی است ۔۔

(۶) دُنیا کی تمام بڑی بڑی سلطنتون کے تمغے

الدولة العالیہ - خاندان آل عثمان - اس کی بنیاد جولائی سنہ ۱۸۹۵ء مین ڈالی گئی - درجۂ اول کا اور ہیرے سے مرصع تمغہ ہے - شاہی خاندان کے ممبرون کے لیے مخصوص ہے - اتبک ۳۹ - اشخاص کو ملچکا ہے - جن مین سے شاہ پرشیا - اور خدیو معظم بھی ہین -

نشان الامتیاز - اس کی بنیاد ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو سلطان حال کے زمانہ مین ڈالی گئی - اول قابل اور مستحق اشخاص کو دیا جاتا ہے - یہ بھی ہیرے سے مرصع ہے اور صرف ایک درجہ رکھتا ہے -

وسام عثمانی - ۴ - جنوری سنہ ۱۸۶۲ء کو سلطان عبد العزیز کے عہد مین قایم کیا گیا پہلے تین درجے تھے سنہ ۱۸۶۷ء سے ۴ درجے ہو گئے -

نشان الافتخار - ۱۹ - اگست کو سلطان محمود ثانی کے عہد مین قایم کیا گیا - یہ بھی مرصع ہے اور ایک درجہ رکھتا ہے -

المجیدی - اگست سنہ ۱۸۵۱ء مین سلطان عبد المجید کے عہد مین قایم ہوا پانچ درجے ہین -

نشان الشفقة - عورتون کے ساتھ مخصوص ہے سلطان حال کے زمانے مین سنہ ۱۸۷۸ء مین قایم ہوا - تین درجے ہین جن مین سے پہلا درجہ اور دوسرا درجہ مرصع ہے -

نشان اللیاقت - اس کی دو قسمین ہین ایک طلائی دوسرا نقرئی سلطان عبد المجید نے سنہ ۱۸۵۶ء مین قایم کیا - اس کی ترتیب کو سنہ ۱۸۸۸ء مین بدلا گیا -

نشان التخلیص - سنہ ۱۸۶۲ء مین سلطان عبد العزیز نے قایم کیا اور سنہ ۱۸۹۲ء مین اس کے تین درجے کئے گئے -

مدالیتہ الفنون و صنایع۔ اس کی دو قسمین ہین۔ ایک نقرئی اور دوسرا طلائی ۱۸۸۸ء
مین قایم کیا گیا۔

آسٹریا۔ الستوزان طلائی۔ فلپ مری گڈ نے ۱۰ جنوری ۱۸۲۹ء کو قایم کیا۔

میریا تھریسیا۔ فوجی۔ ملک تھریسیا نے ۱۳ مئی ۱۷۵۷ء کو قایم کیا۔

سان استیفن الہنگاری۔ اسی ملکہ نے ۵ مئی ۱۷۶۴ء کو قایم کیا۔ لیوپولڈ فرانسو اول نے ۸
جنوری ۱۸۰۸ء کو قایم کیا ۳ درجے ہین۔ فرانسو جوزف ۲ دسمبر ۱۸۴۹ء کو شاہ فرانسو جوزف
اول نے قایم کیا ۳ درجے ہین۔

تاج آہنی نپولین اول نے ۵ جون ۱۸۰۵ء کو قایم کیا۔ یصابات تیریزہ شاہ شارل ششم
کی بیوہ یصابات کرسٹینا نے قایم کیا۔ صلیب الاستحقاق فرانسو دویم نے ۲۳ نومبر ۱۸۰۱ء
کو قایم کیا۔ صلیب الاستحقاق فوجی فرانسو جوزف نے ۱۸ اگست ۱۸۸۷ء کو قایم کیا۔
توتونی۔ ڈیوک فریڈرک نے ۱۹ نومبر ۱۱۹۰ء کو قایم کیا۔ صلیب نجمی۔ عورتون کیلئے
مخصوص ہے لیونور نے ۱۸ ستمبر ۱۶۶۸ء کو قایم کیا۔ یصابات۔ فرانسو جوزف اول نے
۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء کو قایم کیا۔ ان عورتون کو ملتا ہے جو علوم و فنون مین ماہر ہوتے ہین۔

اٹلی۔ انونسیاد۔ امیدیہ ششم کونٹ سانو چہاردہم نے ۱۳۶۲ء مین اس کو قایم کیا۔
سینٹ موریس و عازار۔ امیدیو ہشتم اول ڈیوک سانو نے ۱۶ اکتوبر ۱۴۳۴ء مین قایم
کیا۔ اور سارڈینیا کے بادشاہ وکٹر عمانویل اول نے ۲۷ دسمبر ۱۸۱۶ء مین اس کی
تجدید کی۔ اور اس مین بہت سی تبدیلیاں کین جن مین سے آخری تبدیلی وہ ہے جو
۱۱ فبروری ۱۸۵۷ء مین ہوئی۔ سانوا العسکری وکٹر عمانویل اول نے ۱۴ اگست ۱۸۱۵ء
مین اس کی بنیاد ڈالی۔ اور وکٹر عمانویل دویم نے ۸ مارچ ۱۸۵۵ء مین اس کے

درجے مقرر کئے۔ تاج اٹلی ۲۰ فبروری سنہ ۱۸۶۸ء کو وکٹر عمانویل نے قایم کیا اور ۵ درجے
مقرر کئے۔ الاستحقاق الزراعی والصناعی والتجاری۔ وکٹر عمانویل سویم نے ۹ می سنہ ۱۹۰۱ء
کو قایم کیا۔

اسپین۔ التوزان الزہبی (آسٹریا کے بیان مین دیکھو) مالطہ العسکری۔ ہاسپال
ماریوحنا کی تقریب مین گیارہوین صدی کے وسط مین قایم کیا گیا اور پوپ پسکال دوم
نے اسکی تائید کی۔ سینٹ فرڈننڈ عسکری لنواب المملکت نے اسکو ۳۱ اگست سنہ ۱۸۱۱ء
مین قایم کیا اور ۱۸ می سنہ ۱۸۶۲ء مین اسکے ۵ درجے مقرر کئے۔ سان جاک وولپیہ عسکری
۵ جولائی سنہ ۱۱۷۵ء مین پوپ اسکندر سویم نے اسکو منظور کیا۔ ۳ درجے ہین۔ القنطرۃ العسکری
سنہ ۱۱۵۶ء مین دو ن سویرنو مینر فرنانڈو نے اس کو قایم کیا اور پوپ اسکندر ثالث نے
۲۹ دسمبر سنہ ۱۱۷۷ء مین اس کو منظور کیا۔ کالاترافا العسکری کیسٹایل کے بادشاہ سانشو دی نے
سنہ ۱۱۵۸ء مین قایم کیا۔ اور اسکندر سویم نے ۲۶ دسمبر سنہ ۱۱۶۴ء مین اسکو منظور کیا۔ نونزدام
دومنوتیزا العسکری ۲۲ جولائی سنہ ۱۳۱۹ء مین شاہ جاک دوم وال ارگوان ولنشیا نے قایم کیا۔
سینٹ ارمینجلد۔ شاہ فرڈننڈ سابع نے ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۱۴ء مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین۔ ازبیلا الکا
تولکیہ الملوکی الامریکی۔ شاہ فرڈننڈ ہفتم نے ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۱۵ء مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین۔
ازبیلا دویم۔ فرڈننڈ ہفتم نے ۱۹ جون سنہ ۱۸۳۳ء مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین۔ شارل سویم ملوکی
شارل سویم نے ۱۹ ستمبر سنہ ۱۷۷۱ء مین قایم کیا۔ پہلے اس کے ۲ درجے تھے بعد مین ۴ کردئے گئے
الاستحقاق العسکری ۳ اگست سنہ ۱۸۶۴ء مین قایم کیا گیا۔ ۴ درجے ہین۔ الاستحقاق البحری ۳
اگسٹ سنہ ۱۸۶۶ء مین قایم ہوا۔ ۴ درجے ہین۔ میری وکٹوریہ۔ شاہ امیدیہ نے ۷ جولائی سنہ ۱۸۷۱ء
مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین۔ احسان۔ ملکہ ازبیلا دویم نے ۱۷ می سنہ ۱۸۵۶ء مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین

میری کرشتین سنہ ۱۸۹۰ء مین قایم ہوا۔ ۳۔ درجے ہین یہ تمغہ صرف پولیس والون کے لیے ہے اس کا درجہ اول صرف فوجی افسرون کو دیا جاتا ہے۔

میری لویزہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء مین قایم ہوا۔ صرف عورتون کو دیا جاتا ہے۔

امریکہ۔ مدالیۃ الشرف۔ کانگرس نے ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء مین قایم کیا ذاتی قابلیت رکھنے والون کو دیا جاتا ہے۔ مدالیۃ التخلیص ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء مین قایم ہوا اس کے دو درجے ہین۔

برطانیہ۔ ماریوحنا الاورشلیمی سنہ ۱۳۳۰ء مین شاہی حکم کے بموجب انگلستان مین بھی رائج کیا گیا۔ گارٹر آف سینٹ جارج ایڈورڈ سویم نے ۱۹ جنوری سنہ ۱۳۵۰ء مین قایم کیا۔ صرف بادشاہون کو دیا جاتا ہے اور شرفا اشخاص مین سے صرف ۲۵ کو دیا جاتا ہے۔ حمام ہنری چہارم نے سنہ ۱۳۹۹ء مین قایم کیا۔ ان لوگون کو دیا جاتا ہے جو ملکی یا فوجی خدمات بجا لاتے ہین۔ گارڈن آف سینٹ اینڈریو کہتے ہین کہ سنہ ۱۶۸۷ء مین قایم ہوا تھا لیکن پھر متروک ہو گیا بعد مین جاک ہفتم نے اسکو ۲۹ مئی سنہ ۱۶۸۷ء مین از سر نو جاری کیا اور الیقوسہ کے اشراف سے اسکو مخصوص کیا۔

سینٹ پٹرک۔ جارج سویم نے ۵ فروری سنہ ۱۷۸۳ء کو قایم کیا اور اشراف آیرلینڈ کے ساتھ اسکو مخصوص کیا۔ سینٹ میکائیل و سینٹ جارج۔ جارج سویم نے ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء کو جزایر یونان و مالٹا اور رعایائے سلطنت برطانیہ کے لئے قایم کیا اور بموجب قرارداد ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۱۵ء اس کو بیرونجات اور نوآبادیون کے مستحق اور قابل باشندون کیلئے بھی عام کر دیا گیا۔ سٹار آف انڈیا ۲۳ فروری سنہ ۱۸۶۱ء مین قایم ہوا۔ انڈین امپایر۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۸ء کو قایم ہوا۔ الخدم الممتازہ و الاستحقاق العسکری ۶ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو

قایم ہوا۔ اس کا صرف ایک درجہ ہے اور فوجیون کے ساتھ مخصوص ہے۔ وکٹوریہ۔
کراس ۲۹۔ جنوری ۱۸۵۶ء کو ان لوگون کے لئے قائم کیا گیا جو لڑائی مین قابل قدر
خدمات بجالائین۔

البرٹ۔ ۳ مئی ۱۸۶۶ء کو ان لوگون کے لئے قائم کیا گیا۔ جو غیرون کو آفات سے بچائین
رائل وکٹوریا۔ ۲۳ اپریل ۱۸۹۶ء کو ان لوگون کے لئے قایم کیا گیا جو ملکہ معظمہ کے
ذاتی خدمات بجالائین۔ وکٹوریا اینڈ البرٹ ۱۰ فبروری ۱۸۶۲ء کو قایم کیا گیا اور عورتون
سے مخصوص کیا گیا۔ رایل ایڈ کراس ۲۳ فبروری ۱۸۸۳ء کو عورتون کے لئے قایم کیا گیا
الاستحقاق لخدم الممتازۃ الموداۃ فی زمن الحرب لنغری ہے۔ ایڈورڈ ہفتم نے ۱۵
جون ۱۹۰۱ء کو قایم کیا۔

بلجیم۔ لیوپولڈ۔ لیوپولڈ اول نے ۱۱ جولائی ۱۸۳۲ء کو قایم کیا۔ ۵ درجے ہین۔
النشان الوطنی ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء کو قایم ہوا۔ ملٹری کراس ۱۱ فبروری ۱۸۸۵ء کو قایم
ہوا اس کے گیارہ درجے ہین۔

بخارا۔ اسکندر ثالث ۱۸۹۲ء مین قایم ہوا۔ ایک درجہ ہے۔
تاج تادش۔ ایک درجہ ہے ۱۸۸۱ء مین قایم ہوا۔ اور اوس نے اسکو منظور کیا۔ کوکب بخارا
نقرئی اور طلائی ہے ۳ درجے ہین ۱۸۸۱ء مین قایم ہوا۔

برازیل۔ الدسام الامبراطوری لصلیب الجنوب۔ شاہ پیٹر اول نے یکم دسمبر ۱۸۲۲ء
کو قایم کیا۔ پیٹر اول۔ اسی بادشاہ نے ۱۶۔ اپریل ۱۸۲۶ء کو قایم کیا۔ الوردۃ الامبراطوری
۱۷۔ اکتوبر ۱۸۲۹ء کو قایم ہوا چھ درجے ہین اس کا بانی پیٹر ثانی تھا۔ المسیح سینٹ بنوادا کز
اور سینٹ جاک دراصل پرتگال کے تمغے ہین ۹ ستمبر ۱۸۴۳ء کو برازیل مین داخل ہوگئے

کرستون کولب ۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو قایم ہوا۔ مدالیۃ الاستحقاق والاسعاف ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو قایم ہوا۔ دو درجے ہین۔

بلگیریا۔ وسام عسکری مذمانۂ جنگ مین بہادری دکہلانیوالون کے لئے پرنس اسکندر نے ۱۷ اپریل سنہ ۱۸۷۹ء کو قایم کیا ۴ درجے ہین۔ دو نقرئی اور ۲ طلائی سینٹ الیگزینڈر۔ پرنس الیگزینڈر اول نے ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء مین قایم کیا تاکہ اُن لوگون کو دیا جائے جو میدان جنگ مین داد شجاعت دین۔ مدالیۃ الفنون والصنایع ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو قایم ہوا۔ اس کے دو درجے ہین۔ ایک طلائی اور ایک نقرئی۔ استحقاق مدنی۔ پرنس فرڈننڈ نے ۲ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو قایم کیا ۶ درجے ہین۔ استحقاق عسکری ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو قایم ہوا۔ ۲۰ سالہ دیانتدارانہ فوجی خدمات کی صلیب۔ پولیس افسرون کے لئے نقرئی اور سپاہیون کے لئے برونز ہے۔

پرشیا۔ نسر اسود۔ فریڈرک اول نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۷۰۱ء کو قایم کیا۔ استحقاق تاج پرشیا۔ غلیوم دوم نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو قایم کیا۔

استحقاق عسکری مدنی۔ مئی سنہ ۱۷۴۰ء مین قایم ہوا۔ علما اور اہل فن کو دیا جاتا ہے۔ نسر احمر۔ جارج غلیوم نے ۱۷ نومبر سنہ ۱۷۰۵ء مین بنا ڈالی اور غلیوم ثانی نے اسپر التاج الملوکی کو ۱۲ جون سنہ ۱۷۹۲ء کو بڑہایا۔ التاج الملوکی غلیوم اول نے ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ء کو قایم کیا۔ الوسام الملوکی خاندان ہوہنزلرن کے لئے ۵ دسمبر سنہ ۱۸۴۱ء کو قایم ہوا۔ مدالیۃ الاستحقاق فریڈرک غلیوم سوم ۱۲ اگست سنہ ۱۸۳۳ء مین قایم ہوا۔ الصلیب الحدیدی۔ اس بادشاہ نے ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء کو قایم کیا۔ وسام غلیوم ثانی نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو قایم کیا۔ مدالیۃ الصلیب الاحمر یکم۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کو قایم ہوا۔ ۳ درجے ہین۔

ایک طلائی ایک نقرئی۔ ایک برونز صلیب مدالیتہ الشرف ۲۲ جنوری ۱۸۹۰ء کو قایم ہوا اس کا ایک درجہ ہے۔ وسام یونیو فریڈرک غلیوم سوم نے ۴۔ اگست ۱۸۱۴ء کو قایم کیا۔ صلیب الاستحقاق۔ غلیوم اول نے ۲۳ مارچ ۱۸۷۱ء کو قایم کیا۔ متاخر الذکر دونون عورتون کے لئے ہین۔

پرتگال۔ وسام المسیح۔ شاہ مینس نے ۱۴۔ اگست ۱۳۱۸ء کو قایم کیا۔ سینٹ بنوا کا وسام عسکری ۱۱۶۲ء مین قایم ہوا۔ البرج والسیف۔ الفونسو پنجم نے ۱۴۵۹ء کو قایم کیا۔ نوتر دام دو لا کونسیپون۔ جنا چہارم نے ۶۔ ستمبر ۱۸۱۹ء کو قایم کیا۔ المدنی الاستحقاق الزراعی والعلمی کارلوس اول نے ۴ جون ۱۸۹۳ء کو قایم کیا۔ سینٹ ازیبلا جنا ششم نے ۴ نومبر ۱۸۰۱ء کو قایم کیا۔

پارگوئی ویرو۔ وسام الاستحقاق۔ لوپز دویم نے ۱۸۶۴ء مین قایم کیا۔ لبیر و کردون الشرف پریزیڈنٹ نے ۵ اجون ۱۸۶۶ء مین قایم کیا۔

جاپان۔ اخوان اسمی۔ میکادو موتسوہیتو نے ۲۷ دسمبر ۱۸۷۶ء کو قایم کیا۔ صرف ایک درجہ ہے۔ آفتاب بولو دینا۔ ۳ جنوری ۱۸۸۸ء کو قایم ہوا۔ اس کا بھی ایک درجہ ہے۔ آفتاب تابان۔ موتسوہیتو نے ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۵ء کو قایم کیا۔ آٹھ درجے ہین۔

جبل اسود۔ استقلال ۵۔ درجے ہین ۵ مئی ۱۸۵۵ء کو امیر انیلو اول نے قایم کیا۔ مار بطرس ۱۸۵۲ء مین قایم ہوا اس کا ایک درجہ ہے۔

مدالیتہ اولمبش العسکریہ طلائی ہے ۱۸۵۱ء مین قایم کیا گیا۔ بہادرون کو دیا جاتا ہے۔

مدالیتہ الشجاعۃ۔ نقرئی ہے ۱۸۴۷ء مین بشپ پیٹر ثانی نے قایم کیا۔ مدالیتہ الاخلاص طلائی اور نقرئی ہے۔ پرنس نکولس اول نے ۱۸۹۵ء مین قایم کیا۔

چین - ڈبل ڈراگون - فغفور کوانگسو نے ۷ فروری سنہ ۱۸۸۲ء کو قایم کیا۔ اس کے پانچ درجے ہین
حمایت تونس - وسام حسینی - سید احمد بائے نے ایجاد کیا۔ ایک درجہ ہے - عہدۃ الامان -
۱۶ جنوری سنہ ۱۸۵۹ء کو قایم ہوا - ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۶۷ء کو بای محمد صادق کے عہد مین اسکے دو درجے
کردئے گئے - نشان الافتخار سید احمد بائے نے سنہ ۱۸۵۰ء مین قایم کیا۔

ڈنمارک - وسام الفیل - کرشین اول نے سنہ ۱۴۶۲ء مین قایم کیا - دانبروج - ولادمار دویم
نے سنہ ۱۲۱۹ء کو ایجاد کیا - مدالیۃ التخلیص - ۲۹ اگست سنہ ۱۷۹۳ء کو قایم ہوا - مدالیۃ الاستحقاق
کرشین ہشتم نے ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۴۵ء کو قایم کیا - مدالیۃ المکافات - کرشین نہم نے ۲۶ مئی سنہ ۱۸۸۶ء
کو قایم کیا - مدالیۃ الفنون والصنایع - کرشین ہشتم نے ۳۱ اگست سنہ ۱۸۴۱ء کو قایم کیا۔

روس - سینٹ انڈریو - ۳۰ نومبر سنہ ۱۶۹۸ء کو پیٹر اعظم نے قایم کیا - ایک درجہ ہے
سینٹ کیتھراین - پیٹر اول نے عورتون کے لئے ۲۴ نومبر سنہ ۱۷۱۴ء کو قایم کیا - دو درجے
ہین سینٹ الیگزینڈر نیوسکی - قیصرہ کیتھراین اول نے ۲۱ مئی سنہ ۱۷۲۵ء کو قایم کیا -

نسر ابیض - فلادسلاس پنجم شاہ پولون نے سنہ ۱۳۲۵ء کو قایم کیا - سینٹ جارج عسکری - قیصرہ
کیتھراین دویم نے ۲۶ نومبر سنہ ۱۷۶۹ء کو قایم کیا - اس کے ۴ درجے ہین سینٹ فلاڈیمیر - کیتھراین
دویم نے اس کو ۲۲ ستمبر سنہ ۱۷۸۲ء کو قایم کیا - اس کے ۴ درجے ہین اور روسی رعایا اور روس
کے ملازمین سے مخصوص ہے - سینٹ اینا - چارلس فریڈرک نے ۱۴ فروری سنہ ۱۷۳۵ء
کو ایجاد کیا -

سان ستانسلاس - خاندان پولون کے آخری بادشاہ ستانسلاس دویم نے ۷ مئی سنہ ۱۷۶۵ء کو
قایم کیا - تمغۂ الشرف الصلیب الاحمر - نکولس دویم نے جو یادگاری تمغے قایم کئے وہ حسب
ذیل ہین -

یادگار حلم الکزینڈر سویم ۲۶ فبروری ۱۸۹۶ء نقرئی ہے اور دو درجے ہین۔ یادگار نکولس اول ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۶ء طلائی اور نقرئی ہے ۳ درجے ہین۔ یادگار تاجپوشی۔ ۱۴ مئی ۱۸۹۶ء نقرئی ہے ۲۶ مئی کو قایم ہوا ۳ درجے ہین۔ یادگار جنگ سنٹرل ایشیا از ۱۸۵۳ء تا ۱۸۹۵ء نقرئی اور برانز ہے۔ ۱۴ جولائی ۱۸۹۶ء کو قایم ہوا۔ یادگار مردم شماری روس ۱۸۹۶ء ۱۶ نومبر ۱۸۹۶ء کو قایم ہوا۔

رومانیا۔ کوکب رومانیا۔ ۱۰ مئی ۱۸۷۷ء کو قایم ہوا۔ تاج رومانیا۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۱ء کو قایم ہوا ان دونون کے پانچ پانچ درجے ہین۔ فوجی قابلیت کا تمغہ۔ ۳۱ مئی ۱۸۷۲ء کو قایم ہوا علوم وفنون کا تمغہ۔ ۲۱ فبروری ۱۸۷۶ء کو قایم ہوا اور دو درجے ہین۔ وفادارانہ خدمات کا تمغہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۸ء کو قایم ہوا۔

زنجبار۔ کوکب ساطع ۲۲ ڈسمبر ۱۸۷۵ء کو سلطان برغش بن سعید نے قایم کیا۔

سویڈن وناروے۔ سویڈن کے تمغے۔ کرد وسیرافن ۱۲۸۵ء مین قایم ہوا اور فریڈرک اول نے ۲۸ اپریل ۱۷۴۸ء کو اس کی تجدید کی۔ کردون سیف اصفر آجستاف اول فی ایجاد کیا۔ کردون اسود الرسام النجمۃ القطبیہ فریڈرک اول فی ۲۸ اپریل ۱۷۴۸ء کو قایم کیا۔ کردون اخضر الرسام واز اجستان سیوم فی ۲۸ مئی ۱۷۷۲ء کو قایم کیا۔ چارلس ہشتم اس بادشاہ فی ۲۷ مئی ۱۸۱۱ء کو قایم کیا۔ ناروے کے تمغے۔ سینٹ اولاف نرویجی۔ ۲۱ اگسٹ ۱۸۴۷ء کو شاہ آسکار نے قایم کیا۔ اس کے ۵ درجے ہین۔

سرویا۔ سان دلازار۔ بادشاہون سے مخصوص ہے۔ عقاب ابیض بشاہ ملان فی ۲۳۔ جنوری ۱۸۸۳ء کو قایم کیا۔ تاکوفو۔ پرنس میشل اور بریزوفنش سیوم فی ۲۲ مئی ۱۸۶۵ء کو قایم کیا۔ اور شاہ ملان فی ۲۳ جنوری ۱۸۸۳ء مین اسکو ۵ درجے کردئیے۔ میکوس اکبر الکزینڈر اول سے ۱۷

دسمبر ۱۸۵۱ع کو اون لوگون کے لیے قایم کیا جو شاہی خاندان سے اخلاص رکہتے ہین۔

فارس ۱۔ شیر و خورشید۔ فتح علیشاہ نے ۱۸۰۸ع مین قایم کیا ۵ درجے ہین۔ آفتاب عورتون سے مخصوص ہے۔ ناصر الدین شاہ نے ۱۸۷۳ع مین قایم کیا۔ نشان علمی ۱۸۸۱ع مین قایم کیا گیا۔ علما اور اہل فن سے مخصوص ہے۔

فرانس ۱۔ الیجیون دونور۔ بوناپارٹ نے ۱۹ مئی ۱۸۰۲ع مین قایم کیا۔ ۱۶ مارچ ۱۸۵۲ع سے اس کے ۵ درجے ہو گئے ہین۔ فوجی تمغہ نپولین سویم نے قایم کیا۔ تمغہ شرافت پریزیڈنٹ میکموہن نے قایم کیا۔ وسام الاستحقاق الزراعی۔ پریزیڈنٹ گریفی نے قایم کیا ۳ درجہ ہین نوآبادیون کا تمغہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۳ع کو اون لوگون کے لیے قایم ہوا جو فرانسیسی نوآبادیون اور اون مقامات مین جو فرانس کے زیر حمایت ہین بہادری دکہائین۔ تمغہ شرافت جو اموال غیر مقررہ سے تعلق رکہتا ہے ۹ دسمبر ۱۸۹۷ع کو قایم ہوا۔ بہادری کا تمغہ برونز کا ۳ جون ۱۸۹۹ع کو قایم ہوا شرافت کا تمغہ نقرئی۔ عمال الاسواق کے لیے ۲۲ جون ۱۹۰۰ع مین قایم ہوا۔ **نوآبادیان فرانس** کے تمغے حسب ذیل ہین ۱۔ وسام الکوکب۔ انجون واقع جزایر القمور مین۔ دارغون ملک انام مین۔ رایل کمبوج۔ کمبودیا مین۔ شاہ نورودیم نے ۸ فروری ۱۸۶۴ع کو قایم کیا۔ ۵ درجے ہین۔

نشان انور۔ شہر تاجرہ مین۔

کونغو ۱۔ کوکب افریقی۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۸ع کو لیوپولڈ ثانی شاہ بلجیم نے قایم کیا ۶ درجے ہین اسد ملوکی ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۱ع کو قایم ہوا۔ کوکب خدمت۔ ۱۶۔ جنوری ۱۸۸۹ع کو قایم ہوا۔ الترج۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ع کو قایم ہوا یہ چھ درجے ہین۔!

ہالینڈ ۔ ٹلیوم کا وسام عسکری۔ ٹلیوم اول نے ۳۰۔ اپریل ۱۸۱۵ع کو قایم کیا۔ اس کے

۴ درجے ہین۔ ہالینڈ سے بہادرون کے لیئے استحقاق مدنی ۲۹ ستمبر ۱۸۱۵ء کو قایم ہوا۔ ۳ درجے ہین۔ اور رانج فاسو۔ ناکسا یمانی ۴ اپریل ۱۸۹۲ء کو قایم کیا اس کے ۵ درجے ہین۔ مدالیۃ الشرف تین قسم کے ہین۔ علیوم سویم نے ۵ مئی ۱۸۴۱ء کو قایم کیئے۔ مدالیۃ التخلیص ۱۹ فروری ۱۸۲۲ء کو قایم کیا گیا۔ اس کے تین درجے ہین۔

یونان۔ السوفور الملوکی۔ ۳۱۔ جون ۱۸۲۹ء کو قایم ہوا۔ ۵ درجے ہین۔

۷ دنیا کے بادشاہون کی سالگرہ کی تاریخ

نشان سلسلہ	نام	تاریخ	نشان سلسلہ	نام	تاریخ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	بادشاہ انگلینڈ و قیصر ہند	۹ نومبر	۱۰	شہنشاہ آسٹریا	۱۸ اگست
۲	سلطان المعظم ٹرکی [۱]	ولادت ۱۶ شعبان ۱۲۵۸ھ م ۲۱ ستمبر ۱۸۴۲ء جلوس ۱۰ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ	۱۱	شاہ پرتگال	۱۸ ستمبر (۱۸۶۳ء)
۳	زار روس [۲]	۱۹ دسمبر (بحساب روس ۶ دسمبر)	۱۲	شاہ کجکلاہ ایران	۴ جمادی الثانی ۱۲۷۱ھ م ۵۔ آذر ۱۲۵۳
۴	قیصر جرمنی	۲۷ جنوری	۱۳	ملکہ ہالینڈ	۳۱۔ اگست ۱۸۸۰ء
۵	بادشاہ سویڈن و ناروے	۲۱ جنوری	۱۴	بادشاہ اٹلی	۱۱۔ نومبر
۶	شاہ ڈنمارک	۷۔ اپریل	۱۵	پوپ روم	(عید جلوس ...) تولد ۲ فروری ۱۸۱۰ء تخت نشینی ۴ فروری
۷	شاہ بلجیم	۹۔ اپریل	۱۶	سلطنت جمہوریہ فرانس	۱۴ جولائی
۸	شاہ یونان	۶۔ مئی	۱۷	سلطنت اضلاع متحدہ امریکہ	۴۔ جولائی
۹	شاہ ہسپانیہ	۱۷ مئی			

[۱] ولادت کی یادگار عربی تاریخ کے مطابق منائی جاتی ہے۔ اور تخت نشینی کی خوشی انگریزی تاریخ کے موافق کیجاتی ہے ۱۲ مولف

[۲] زار روس اور شاہ یونان کے سوا باقی سلاطین کی سالگرہ اوسکے تولد کے روز ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

۸ تفصیل سفرائے ممالک غیر در ہندوستان

متعینہ بمبئی = اٹلی ۔ آسٹریا ۔ یا ہنگری ۔ امریکہ اضلاع متحدہ ۔ ایران ۔ بلجیم ۔ پرتگال ۔ ٹرکی ۔ جرمنی ۔ چلی ۔ ڈنمارک ۔ سویڈن ناروے ۔ سیام ۔ فرانس ۔ ہیندرلینڈ ۔ ہسپانیہ ۔

متعینہ کلکتہ = اٹلی ۔ آسٹریا یا ہنگری ۔ امریکہ ۔ ایران ۔ بلجیم ۔ پرتگال ۔ جرمنی ۔ ڈنمارک ۔ سویڈن ناروے ۔ سیام ۔ فرانس ۔ ہیندرلینڈ ۔ ہسپانیہ ۔ یونان ۔

متعینہ مدراس = اٹلی ۔ آسٹریا یا ہنگری ۔ امریکہ ۔ پرتگال ۔ جرمنی ۔ ڈنمارک ۔ سویڈن ناروے ۔ فرانس ۔ ہیندرلینڈ ۔ ہسپانیہ ۔

متعینہ کراچی = ایران ۔ ٹرکی ۔

۹ دنیا کی زبانیں باعتبار حروف تہجی

۱ — برہما کی زبان میں ۱۹ حروف ہیں				۸ — ہسپانی زبان میں ۲۷ حروف ہیں			
۲ —	اٹلی	۲۰	″	۹ — عربی	″	۲۸	″
۳ —	بنگالی	۲۱	″	۱۰ — فارسی	″	۲۲	″
۴ —	عبرانی	۲۲	″	۱۱ — اردو	″	۳۶	″
۵ —	فرانسیسی	۲۳	″	۱۲ — روسی	″	۴۱	″
۶ —	یونانی	۲۴	″	۱۳ — سنسکرت	″	۵۲	″
۷ —	لاطینی	۲۵	″	۱۴ — سلہلہ روکی	″	۱۰۳	″

۱۵	سنہ	،،	انگریزی	،،	۲۴	،،
۱۶	،،	،،	جرمن	،،	۲۶	،،

۱۷	برہما	،،	۲۰۲	،،
۱۸	ابی سینیا یعنی حبشستان		۲۰۸	،،

ہفتہ کے سات دنونکے نام مختلف زبانون مین

نام زبان	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
انگریزی	سنڈے	منڈے	ٹیوزڈے	وینسڈے	تھرسڈے	فرائیڈے	سٹرڈے
ڈچ	زنڈیگ	مانڈیگ	ڈنسڈیگ	وئنسڈیگ	ڈنڈرڈیگ	ورج ڈیگ	زسٹرڈیگ
جرمن	سونٹیگ	مونٹیگ	ڈیی انٹیگ	مٹ ووچ	ڈونرشٹیگ	فرئیٹیگ	سیمسٹینگ
سوئیڈن	سونڈاگ	مانڈانگ	تھارسڈاگ	نسڈاگ	انسڈاگ	فریڈاگ	لورڈاگ
ڈنمارک	سونڈاگ	مانڈاگ	تھرسڈاگ	انسڈاگ	تارسڈاگ	فریڈاگ	لورڈاگ
فرانسیسی	ڈیمانشی	لنڈے	مارڈے	مرکریڈے	جیوڈے	وینڈریڈے	سامیڈے
اطالین	ڈومینیکا	لونیڈے	مارٹیڈے	مرکولیڈے	گیوویڈے	وینیرڈے	ساباٹو
ہسپانی	ڈومنگو	لونیس	مارٹیس	میئرکولیس	جوئیس	وئیرنیس	سابڈو
پرتگالی	ڈومینگو	سیکنڈا فیرا	ٹیرسا فیرا	کوارٹا فیرا	کوانٹا فیر	سکشٹا فیرا	سیاب باڈو
رومانی	ڈومینیکا	لونی	مارٹی	مرکری	جوئی	وینیری	سام باٹا
لاطینی	ڈومینیکے	ڈائز لونی	ڈائز مارٹس	ڈائز مرکیوبائی	ڈائز جووس	ڈائز وینیرس	ڈائز سائرنی
برمین	ڈسول	ڈلون	ڈمیسیرس	ڈمبروک ہیرا	ڈژو	ڈگوئنیر	ڈساڈورن
روسی	ڈوسکریسنی	پانی ایڈنیگ	ڈٹوزنیک	سیریڈا	شیٹورغ	پیاشنٹسا	سبوٹا
پولینڈی	نیڈزیلا	پونیلڈزالیک	ڈٹوریگ	سیروڈا	شٹوارٹیک	پیاٹک	سوبوٹا
ہنگری	ووسارنپ	ہیٹفو	کیڈ	سزرڈا	کشوٹورٹوک	پینٹیک	سزومبٹ

فارسی	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
ہندوستانی	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر
اُردو	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
سندھی	آرتواردو	سومرو	منگلور	ٻڌھررو	ورسپتی	جمعہ	چھانچھرو
بنگالی	روبی بار	سومبار	مونگل بار	بودہ بار	برہستپار	شوکرابار	سنیبار
مرہٹی	رویوارا	سوماوارا	منگلوارا	بودھ وارا	گرووارا	شکروارا	سنیوارا
گجراتی	رویوار	سوموار	منگلوار	بدہ وار	گر دار	شکروار	سنیوار
تامل	نیائیرکیتذم	تنگلکیتذزم	اکیتذزم	بودان کیتذم	ویاذرکیتذزم	ولیکیتذزم	سنکیتذزم
تلنگو	آدیوارمو	سوموآرمو	منگلوارمو	بودھاوارمو	گورووارمو	شکروارمو	شنی وارمو
کنڑی	آدتیاوارا	سوماوارا	منگلوارا	بدہ وارا	گورووارا	شکلوارا	شنی وارا
ملیالا	آتوراپچا	تنگالاپچا	چوواپچا	بدہ ناپچا	ویاپاپچا	ویلیاپاپچا	شنی پاپچا
ملاکا	ہری منگو	ہری سنین	ہری ثلاثہ	ہری ربو	ہری خمیس	ہری جمعات	ہری سبتو

مختلف ممالک میں سزائے موت کے طریقے

ملک	طریقہ	صورت	ملک	طریقہ	صورت
اضلاع متحدہ امریکہ	برقی رو سے	پرائیویٹ	اٹلی	تلوار یا پھانسی سے اسپنسری ہتھوڑا متروک ہو چکا	پبلک
آسٹریا	پھانسی	پبلک	اولڈن برگ	بندوق	پبلک
ایکویڈور	بندوق	پبلک	برنسوک	کلہاڑی	پرائیویٹ
بلجیم	گیلوٹین دسرکاٹنگی کل	پبلک	بویریا	گیلوٹین دسرکاٹنگی کل	پرائیویٹ

پرتگال	پھانسی	پبلک	پرشیا	تلوار	پرائیویٹ
چین	تلوار یا رسی	پبلک	ڈنمارک	گیلوٹین	پبلک
روس	بندوق پھانسی یا تلوار	پبلک	سکسنی	گیلوٹین	پرائیویٹ
فرانس	گیلوٹین	״	ہالینڈ	پھانسی	پبلک
اسپانیہ	گیرٹ	״	ہنور	گیلوٹین	پرائیویٹ
ہندوستان	پھانسی	״	افغانستان	تلوار وغیرہ	״
سوئزرلینڈ ۱۵ اضلاع	تلوار	״	سوئزرلینڈ ۲ اضلاع	گیلوٹین	پبلک
״ ״ ۲ اضلاع	گیلوٹین	پرائیویٹ			

خلاصہ

گیلوٹین	۱۰	بندوق	۳	رسی	۱
تلوار	۲۰	گیرٹ	۱	پبلک	۲۹
پھانسی	۶	کلہاڑے	۱	پرائیویٹ	۷

تعداد حروف و ہجات و حرکات و سکنات قرآن شریف ۱۲

(موافق قول عبد العزیز بن عبد اللہ کذا فی البستان للفقیہ ابو اللیث سمرقندی) ؂ ؂

کلمات	۸۶۴۳۰	اعشار کوفی	۴۲۳
حروف	۳۲۰۲۶۷۰	اعشار بصری	۶۲۳
فتحات	۳۵۲۴۳	اخماس کوفی	۸۴۷
ضمات	۸۰۰۴	اخماس بصری	۱۲۴۶

کسرات	۳۹۵۸۲۰	آیات کوفی	۶۲۳۶
نقاط	۱۰۵۶۸۴	آیات بصری	۶۲۱۶
مدات	۱۷۷۱	آیات شامی	۶۲۵۰
تشدیدات	۱۲۵۳	آیات مکی	۶۲۱۲
سورت ہا	۱۱۴	آیات عراقی	۶۲۱۴
رکوع ہا	۵۴۰	آیات عامہ	۶۶۶۶
ا	۴۸۸۷۲	ط	۱۲۷۴
ب	۱۱۴۴۵	ظ	۸۴۲
ت	۱۱۹۹	ع	۹۲۲۰۰
ث	۱۲۷۶	غ	۲۲۰۸
ج	۳۲۷۳	ف	۸۴۹۹
ح	۹۷۳	ق	۶۸۱۳
خ	۲۴۱۶	ک	۹۵۲۲
د	۵۶۶۲	ل	۳۴۳۲
ذ	۴۶۹۷	م	۲۶۵۳۵
ر	۱۱۷۹۳	ن	۲۲۵۶۰
ز	۱۵۹۰	و	۲۵۵۳۶
س	۵۸۹۱	ہ	۱۹۰۷۰
ش	۲۲۵۳	لا	۳۷۲۰

ص —	۲۰۱۳	ی —	۲۰۵۱۹
ض —	۱۶۰۷		
ثمع	عندالمتاخرین	سبحلہ ۱۶	اتفاقی
معح	عندالمتقدمین	سبحلہ ۱۵	اختلافی

۱۳ شاہان وقت کی سالانہ تنخواہوں کا شمار

(۱) زار روس ۳۳ لاکھ ۵ ہزار گنی (۲) قیصر جرمنی ۷ لاکھ (۳) شاہ آسٹریا ۳ لاکھ ۲۸ ہزار ۵ سو دو
(۴) شاہ جاپان ۳ لاکھ (۵) شہنشاہ چین ۲ لاکھ ۵۲ ہزار (۶) شہنشاہ بلجیم ایک لاکھ ۲۳ ہزار
(۷) شاہ ڈنمارک ۷۰ ہزار اکیسو نشٹر (۸) پریسیڈنٹ فرانس ۲۷ ہزار (۹) سلطان روم ۷ لاکھ ۹۴ ہزار
دو سو ۹۵ (۱۰) شہنشاہ انگلینڈ ۴ لاکھ ۷۰ ہزار (۱۱) شاہ اسپانیہ ۳ لاکھ ۳۸ ہزار (۱۲) خدیو مصر
۲ لاکھ ۵۵ ہزار ۳ سو ۶۱ (۱۳) شہنشاہ اٹلی ایک لاکھ ۵۰ ہزار (۱۴) شاہ ہالینڈ ۷۰ ہزار ۷ سو ستر
(۱۵) شاہ یونان ۵۳ ہزار (۱۶) پریسیڈنٹ اضلاع متحدہ ۱۰ ہزار۔

۱۴ افواج ہند کی تفصیل

گورنمنٹ ہند کی فوج		دیسی ریاستوں کی فوج	
یوروپین	۷۰۰۰۰	ہندو ریاستوں کی	۲۷۵۰۰۰
دیسی — جملہ	[illegible]	اہل اسلام ریاستوں کی — جملہ	[illegible]

اور اسکے علاوہ ۱۵۰۰۰۰ پولیس کی تعداد ہے۔

۱۵ دنیا کی مختلف زبانون مین سال کے بارہ مہینون کے نام

انگلیزی	عربی	ہندی	فارسی	ترکی	یہودی	تامل	کناری	برہمی	جرمنی	فرانسیسی	اٹالی	مرہٹی	گجراتی	یونانی	قبطی	عرب بے دینی	افرنجی	سوریہ	کلدانی	عبرانی
جنوری	محرم	بیساکھ	فروردین	کانون ثانی	تشری	تائی	پوشم	پیاتسرن	جینوار	جنیویر	جینیاجو	پوش	پوشس	ینوآریس	طوبہ	افریل	اپریل	نیسان	نیسان	نیسان
فروری	صفر	جیٹھ	اردی بہشت	شباط	حیشوان	ماسی	گلہم	تابندوے	فیبروار	فوریر	فیراجو	ماگھ	مایا	فیروآریس	امیشر	مایو	مئی	ایار	ایار	ایار
مارچ	ربیع الاول	اساڑھ	خورداد	مارت	کیلیو	پنگنی	پوگنم	تابونگ	مارز	مارس	مندو	فالگن	فاگن	مارٹیس	برمہات	یونیو	جون	حزیران	حزیران	سیوان
اپریل	ربیع الثانی	ساون	تیر	نیسان	تبت	چتری	چترم	تمانگو	اسپرل	ایورل	اپریل	چیترا	چیتر	اپریلیس	پرمودہ	یولیو	جولائی	تموز	تموز	تموز
مئی	جمادی الاول	بھادوں	امرداد	مایس	سیبت	ویکاسی	بیشاکم	کت سونگ	مئی	مائے	میگور	ویشاکھ	ویساکھ	مئی اس	بشنش	اوغسطس	اگست	آب	آب	آب
جون	جمادی الثانی	اسوج یا کنوار	شہریور	خزیران	اودبار	اونی	چیترم	لگالونگ	جونائی	جوئن	گی اوگنو	جیشٹھ	جیٹھ	یونیس	باؤنہ	سبتمبر	ستمبر	ایلول	ایلول	ایلول
جولائی	رجب	کاتک	مہر	تموز	نیسان	اودی	اشادم	وہت سو	جولائی	جولیٹ	لگلیٹو	اشاڑھ	اساڑھ	پولی اس	ابیب	اکتوبر	اکتوبر	تشرین اول	تشرین قدیم	تشرین
اگست	شعبان	اگہن یا منگھر	آبان	اغستوس	ایار	اودنی	سرادنم	دہ گونگ	اگسٹ	ایئت	اگوسٹو	شراون	اشراون	اگسٹس	مسری	نومبر	نومبر	تشرین ثانی	تشرین اخری	مرحشوان
ستمبر	رمضان	پوہ یا پوس	آذر	ایلول	شیوان	پرتسی	بھادوچم	توسنان	سپٹمبر	سپٹمبر	سیٹمبر	بھادرپد	بھادروو	سیپتمبریس	ایامنن یا توت	دسمبر	دسمبر	کانون اول	کانون قدیم	کیسلو
اکتوبر	شوال	ماگھ	دے	تشرین اول	تموز	لوسی	اسوجنم	تاپین گی	اکٹوبر	اکٹوبر	اوٹوبر	اشوین	آشو	اکٹوبریس	بابہ	نیایر	جنوری	کانون ثانی	کانون آخری	طیبت
نومبر	ذیقعدہ	پھاگن	بہمن	تشرین ثانی	آب	گرتگی	کاتگیم	موتنگ	نومبر	نومبر	نومبر	کارتک	کارتک	نومبریس	ہاتور	فرایر	فروری	شباط	شباط	شباط
ڈسمبر	ذی الحجہ	چیت	اسفندارمذ	کانون اول	طیبل	مرگلی	مارگسام	نت وو	ڈسمبر	ڈیسمبر	ڈیسمبر	مارگاشرش	ماگاشر	ڈسمبریس	کیہک	مارس	مارچ	اذار	اذار	اذار

نقشہ احوال ہدایت اشتمال چہاردہ معصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۶

اسما	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	حضرت فاطمہ علیہا السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت حسن علیہ السلام	حضرت حسین علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت محمد علیہ السلام
کنیت	ابو القاسم	ام الحسن وام الحسین	ابو الحسن وابو تراب	ابو محمد	ابو عبد اللہ	ابو محمد	ابو جعفر
القاب	مصطفیٰ	زہرہ و زکیہ و مریم الکبرا	مرتضیٰ	مجتبیٰ و زکی	شہید و الشہدا	زین العابدین و سجاد	باقر
مقام ولادت	سوب ابیطالب	مکہ معظمہ	خانہ کعبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ منورہ
ولادت سنہ	۱۲ ربیع الاول ۵۳ سال قبل از ہجرت	۲۰ جمادی الآخر ۸ سال قبل از ہجرت	۱۳ رجب ۲۳ سال قبل از ہجرت	۱۵ رمضان ۳ سال قبل ہجرت	۳ شعبان ۴ سال قبل از ہجرت	۵ جمادی الآخر در سنہ ۳۸ھ	۳ ماہ صفر در سنہ ۵۷ھ
حاکمان وقت ولادت	نوشیروان عادل	یزدجرد	شہریار	حضرت رسول خدا	حضرت رسالتمآب	حضرت علی بن ابیطالب	امیر معاویہ رضہ
اسمائے آبا	حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب	حضرت محمد مصطفیٰ	ابیطالب	حضرت علی مرتضیٰ	حضرت علی مرتضیٰ	حضرت امام حسین	حضرت علی بن حسین
اسمائے امہات	حضرت آمنہ بنت وہب	حضرت خدیجہ کبریٰ	فاطمہ بنت اسد	حضرت فاطمہ زہراء	حضرت فاطمہ زہراء	شہربانو دختر یزدجرد	فاطمہ بنت الحسن
کلمات مہر	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	امن المتوکلون	الملک للہ الواحد القہار	العزۃ للہ	ان اللہ بالغ امرہ	حسبی اللہ توکل ہم	ظنی باللہ حسن وبالنبی المؤمن
تعداد ازواج	پانزدہ ازواج مطہرات	زوج حضرت علی مرتضیٰ	حضرت فاطمہ بعد وفاتش چند	مختلف فیہ	پنج زوجہ وچند کنیزان	یک زوجہ و چند کنیزان	دو زوجہ
تعداد اولاد	سہ فرزند و چہار دختر	دو پسر و دو دختر	ہیجدہ پسر و ہفدہ دختر	پانزدہ پسر وچہار دختر	چہار پسر و دو دختر	پانزدہ پسر و دو دختر	شش فرزند وسہ دختر
مدتہای عمر	شصت و سہ سال	ہیجدہ سال	شصت و سہ سال	چہل و شش سال	پنجاہ و ہفت سال	پنجاہ و ہشت سال	پنجاہ و سہ سال وچند ماہ
تاریخ و سنہ وفات	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ	ماہ صفر سنہ ۵۰ھ	۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ	محرم الحرام سنہ ۹۵ھ	ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ھ
مقام شہادت یا وفات	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	کوفہ	مدینہ طیبہ	میدان کربلا	مدینہ منورہ	مدینہ طیبہ
حاکمان وقت وفات	ہرقل	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ	امیر معاویہ بن ابی سفیان	امیر معاویہ رضہ	یزید پلید	ولید بن عبد الملک	ہشام بن عبد الملک
مدافن	مدینہ منورہ حجرہ حضرت	جنۃ البقیع	نجف اشرف	جنۃ البقیع	میدان کربلا	جنۃ البقیع	جنۃ البقیع

اسما	حضرت جعفر علیہ السلام	حضرت موسیٰ علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت محمدؑ علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت حسن علیہ السلام	حضرت مہدی علیہ السلام
کنیت	ابو عبداللہ	ابو ابراہیم	ابو الحسن	ابو جعفر	ابو الحسن	ابو محمدؑ	ابو القاسم
القاب	صادق	کاظم	رضا	جواد و تقی	نقی	عسکری	الحجۃ القائم بالحق
ولادت مقام	مدینہ طیبہ	ابوا مابین مدینہ و مکہ	مدینہ طیبہ	مدینہ منورہ	حوالی مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	×
سنہ ولادت	۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۳ھ	صفر سنہ ۱۲۸ھ	۵ ذیقعدہ سنہ ۱۴۸ھ	۱۰ رجب سنہ ۱۹۵ھ	۲ رجب سنہ ۲۱۲ھ	۴ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ	×
حاکمان وقت ولادت	عبدالملک بن مروان	مروان حمار	منصور دوانقی	محمد امین	مامون	واثق بن معتصم	×
اسمائے آبا	حضرت امام محمد باقرؑ	حضرت امام جعفر صادقؑ	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	حضرت امام رضاؑ	حضرت امام محمد تقیؑ	حضرت امام محمد نقی	×
اسمائے امہات	ام فروہ بنت قاسم	حضرت حمیدہ	حضرت ام البنین	خیزران	سمانہ	حُدیثہ	×
کلمات مہر	اللہ خالق کل شیٔ	الملک للہ وحدہ	ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ	المہیمن عضدی	من اخلاق المعبود وسط المعبود	انا اللہ شہیدٌ	انا حجۃ اللہ و خاصتہٗ
تعداد ازواج	دو زوجہ	کنیزان بسیار	ایک زوجہ و چند کنیزان	ام الفضل و چند کنیزان	حُدیثہ	حضرت نرجس و لبس	العلم عند اللہ
تعداد اولاد	ہفت پسر و سہ دختر	سی و ہفت پسران و دختران	سی یا شش	چہار	نہ فرزند و یک دختر	یک دختر و یک پسر	العلم عند اللہ
مدتہائے عمر	شصت و پنج سال و چند ماہ	پنجاہ و پنج سال و چند ماہ	پنجاہ و چہار سال و چند ماہ	بست و پنج سال	چہل و دو سال	بست و ہشت سال	×
تاریخ و سنہ وفات	رجب سنہ ۱۴۸ھ	رجب سنہ ۱۸۳ھ	صفر سنہ ۲۰۳ھ	رجب سنہ ۲۲۰ھ	رجب سنہ ۲۵۴ھ	ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ	×
مقام شہادت یا وفات	مدینہ منورہ	بغداد	خراسان	بغداد	سر من رائے	سر من رائے	×
حاکمان وقت وفات	منصور دوانقی	ہارون رشید	مامون رشید	معتصم باللہ	معتز عباسی	معتمد عباسی	×
مدافن	جنۃ البقیع	مشہد کاظمین	مشہد خراسان	مشہد کاظمین	سر من رائے	سر من رائے	×

۱۷ | ہندوستان کے اعلیٰ احکام کے مشاہرے

نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ	نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ
گورنر جنرل و ویسرائے ہند	۲۵۸۰۰۰	چیف جسٹس بمبئی	۵۰۰۰
اسٹاف و اخراجات خانگی	۳۲۴۹۳	چیف کمشنر آسام	۴۱۶۶
گورنر مدراس	۱۰۰۰۰	چیف کمشنر ممالک متوسط	۴۱۶۶
بھتہ و اخراجات سفر	۸۰۰۰	چیف کمشنر برہما	۶۶۶۶
گورنر بمبئی	۱۰۰۰۰	ہر ممبر کونسل مدراس	۵۱۱۶
بھتہ و اخراجات سفر	۸۰۰۰	ہر ممبر کونسل بمبئی	۵۱۳۰
پریزیڈنٹ کونسل آف گورنر جنرل	۶۴۰۰	رزیڈنٹ حیدرآباد دکن	۴۸۴
لفٹننٹ گورنر بنگال	۸۳۳۳	ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ	۴۰۰۰
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۲۷۲۹	ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند	۴۰۰۰
لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی	۸۳۳۳	ایجنٹ گورنر جنرل بڑودہ	۲۵۰۰
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۸۰۰۰	ایچ۔ ای۔ کمانڈر انچیف	۵۸۳۴
لفٹننٹ گورنر پنجاب	۸۳۳۳	ایڈیشنل ممبر کونسل بمبئی	۴۴۳۵
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۴۱۸۸	چیف سکرٹری بمبئی	۳۷۵۷
چیف جسٹس بنگال	۶۰۰۰	پولیٹکل سکرٹری	۳۱۲۵
ہر ایک ممبر کونسل آف گورنر جنرل	۶۳۰۰	جنرل کمانڈنگ ... ڈویژن	۳۵۰۰
چیف جسٹس مدراس	۵۰۰۰	جنرل کمانڈنگ ... ڈویژن	۳۵۰۰

نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ	نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ
ہر جج ہائیکورٹ	۳۷۵۰	پولیٹکل ایجنٹ کولہاپور	۲۲۰۰
کمشنر ریونیو وغیرہ	۳۵۰۰	منٹ ماسٹر	۳۰۰۰
سروے اینڈ سٹلمنٹ کمشنر	۳۰۰۰	کمشنر سالٹ ریونیو	۲۵۰۰
فرسٹ گریڈ جج و سشن جج	۲۷۵۰	ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم	۲۵۰۰
پولیٹکل ریزیڈنٹ عدن	۳۰۰۰	سرجن جنرل	۲۵۰۰
پولیٹکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ	۲۵۰۰		

۱۸ خاندان شاہی کے وظائف

حضور قیصرہ ہند بسبیب خاص ۲۶۵۰۰۰ پونڈ۔ تنخواہ ملازمان خانگی ۱۳۲۰۰۰ پونڈ خرچ خانگی۔ ۱۳۰۰۰ پونڈ۔ شاہی فیاضی ۱۳۰۰۰ پونڈ۔ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ وغیرہ مدات سے بچت ۵۵۰۰۰ پونڈ سالانہ کل میزان قریب ۵۰۰۰۰۰ پونڈ سالانہ۔

پرنس آف ویلز ۴۰۰۰۰ پونڈ سالانہ اپنے لیئے اور ۳۲۰۰۰ پونڈ سالانہ بچوں کے لیئے۔ انکی بیگم صاحبہ ۱۰۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ ڈیوک آف ایڈنبرگ ۲۵۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ پرنس کرسچن شلوگ ہولسٹن ۶۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ پرنسس لوئس ۶۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ ڈیوک آف کناٹ ۲۵۰۰۰ پونڈ سالانہ ڈچیز آف میکلنبرگ ۳۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ ڈیوک آف کیمبرج ۱۲۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ علاوہ تنخواہ فوجی و دیگر مراعات کے۔ ڈچیز آف ٹک ۳۰۰۰ پونڈ سالانہ۔ پرنس ہنری آف بٹنبرگ ۶۰۰۰ پونڈ سالانہ۔

۱۹ یورپین عہدہ دارونکیلیئے توپونکی سلامی ممالک محروسہ گورمنٹ ہند کے درمیان ؛

ہز مجسٹی ملکہ مملکت انگلستان وائرلینڈ و قیصر ہندوستان کی منظوری سے بذریعہ اس کے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم جنوری ۱۸۷۸ء کے بعد برٹش انڈیا کے اندر حضور ممدوحہ ملکہ و قیصر ہندوستانکی سلامی ایک سو ایک ضرب توپون سے ہوا کریگی۔ اور نشان شاہی اور گورنر جنرل و وایسرائے ہند مین سے ہر ایک کی سلامی اکتیس ۳۱ توپین ہونگی ؛

وائسرائے و گورنر جنرل ہند۔ ہندوستان کی خشکی کے قلعون اور توپخانون اور سمندرون کے جہازونسے یا اگر اتفاقاً ان حدون مین ملکہ معظمہ کے جہازون کے پاس سے گذرنے یا اون کے دیکھنے کی نوبت آوے تو اونسے اسقدر توپین۔

سفیران۔ حدود ہندوستان کے درمیان ملکہ معظمہ کے قلعون اور توپخانون سے اور ہندوستانکی سمندرون مین ہر مجسٹی کے جہازون سے انکے دیکھنے اونپر سوار ہونے یا اون سے اوترنے کے وقت .. .. اونیس ۱۹ توپین

احاطون کے گورنر کونسل ہند کا پریسیڈنٹ مقبوضات پرتگال واقعہ ہند کا گورنر جنرل پونڈی چری کا گورنر۔	حدود ہندوستان کے قلعون اور توپخانون سے۔ اور ہندوستان کے سمندرونکے جہازون مین ہر ایک سے۔	۱۷ توپین

حضور ملکہ معظمہ کی نوآبادیون کے گورنر۔ خواہ اپنے علاقون مین ہون یا باہر کہین ڈیوٹی پر ہون

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۷ اتوپین

صوبجات ہندوستان کے لفٹنٹ گورنر خواہ اپنے علاقون مین ہون یا باہر کہین ڈیوٹی پر ہون ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۵ توپین

کمانڈر انچیف صاحبان ۔ فوجی درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحر سے وبری ہندوستان مین)

کمانڈر انچیف صاحبان بحری افواج حضور ملکہ معظمہ بحری درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحری وبری ہندوستان مین) صوبجات کے کمانڈر انچیف فوجی درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (صرف اپنے احاطہ کے اندر)

جنرل اور امیر البحر یا اُن کے نشان (ہندوستان یا علاقہ یا سمندرون مین یکسان)

ممبران کونسل قلعون ۔ توپخانون اور حضور ملکہ معظمہ کے جہازون سے اپنے اپنے صوبو نکے اندر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۵۰۰ توپین

ہندوستان کی افواج بحری کا کمانڈر انچیف ۔ بحری رتبہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحری وبری ہندوستان مین) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۵ توپین

سفرا و وکلائے دول وغیرہ ۔ جس علاقہ کے وہ متعلق ہون اس میں ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۵ ″

حضور ملکہ معظمہ کی نوآبادیونکے لفٹنٹ گورنر اپنے علاقہ مین یا جب باہر ڈیوٹی پر ہون یکسان ۔ ۱۵ ″

نائب امیر البحر یا لفٹنٹ جنرل یا اونکے نشان ہندوستان کے ممالک محروسہ اور سمندرونمین یکسان ۔ ۱۵ ″

ایجنٹان گورنر جنرل خشکی اور تری پر یکسان رہا اپنے علاقونمین یا جب کہین خدمت پر ہون ۔ ۱۳ توپین

رزیڈنٹان ریاستہائے دیسی چیف کمشنران صوبجات و کمشنران	اپنے علاقون مین یا جہان خدمت پر ہون ۔ ہر ایک کو	۱۳ ″

قسمت ہائے ریئر ایڈمیرل میجران جنرل یا اونکے نشان ہندوستان بحرون اور علاقونمین یکسان - ۱۱ توپیں
کموڈران درجہ اول و بریگیڈیر جنرلان - ہندوستان بحرون اور علاقونمین یکسان .. .. .. ۹ ایضاً
دسن کا پرتگالی گورنر - وگورنر ڈایو - دبریکہ ہندوستان بحرون - اور علاقون مین یکسان .. .. ۹ ؍؍
بریگیڈیر جنرل سے کم درجہ کے افسر جو فوج ڈیویژن یا ڈسٹرکٹ فیلڈ فورس کے کمان انگریزی سرحد پر یا اسکے
پار مستقل اسٹاف کے ساتھ کرتے ہون انکو بمبئی - مدراس اور بنگال مین دویم درجہ کے فوجی عزت کی سلامی ملیگی
نوٹ وایسرائے ہند کو اختیار ہے کہ جن حالات مین مناسب سمجھے سلامی کی توپین مقرر کرے یا سول ملٹری
حکام کی ہدایت کے لیئے سلامی کی توپون کے متعلق مناسب قواعد منضبط کرے -

سالگرہون یا خاص موقعونپر توپونکی سلامی

سالگرہ ملکہ معظمہ - بادشاہ وقت کی تخت نشینی یا تاجداری کی رسم پر تمام مقامات پر کہ جہان توپین ہین -
.. .. یکصد و یک

(۱) بادشاہ وقت کے تولد پر (۲) افواج انگریزی کی فتوحات پر -
(۳) تمام شاہی فسانون کے پڑہے جانے پر صرف احاطون کے صدر
مقامونمین - کیونکہ یہ خاص تقریبین ہین ۱۰۱

تاجدارون کی وفات پر - یا ایسے عہدہ دارون کی وفات پر جو توپون کی
کی سلامی کے حقدار تھے (جنازہ کی توپین) .. .. .. جسقدر توپین زندگی مین ملتیں

اگر مرحوم کی عزت کے خیال سے گورنر جنرل بمعیت کونسل منظور
کرے .. .. اوسکی عمر کے سالونکے برابر تعداد مین -

۲۰ تمام دنیا کے مسلمانون کی تعداد

دولت عثمانیہ اور یورپ مین ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ۔ جزیرہ سکوٹری مین ۴۰ لاکھ۔ سلطنت ایران مین ۹۰ لاکھ خلیبار ۱۰ لاکھ۔ دولت افغانستان ۴۰ لاکھ۔ دولت مصر ۶۰ لاکھ۔ حکومت بخارا ۵۰ لاکھ ۶۰ ہزار۔ سوڈان یعنی حبش مشرقی ایک کرور ۸۰ لاکھ۔ خیوا ۵۰ لاکھ۔ اوگڈا ۱۰ لاکھ۔ سلطنت روس ۷۰ لاکھ۔ سلطنت زنجبار ۳۰ لاکھ۔ چینی تاتار ۲۰ لاکھ۔ سلطنت چین خاص ۳ کرور ۱۰ لاکھ۔ جرمن واقع مشرقی افریقہ ۸۰ لاکھ۔ بلوچستان ۵ لاکھ۔ موزنبیق ۲ لاکھ ۵۰ ہزار۔ ہندوستان ۵ کرور ۸۰ لاکھ۔ سلطنت مراکو ۸۰ لاکھ۔ سلطنت الجیریا ۴۰ لاکھ۔ سلطنت سروینی ۴۰ لاکھ۔ سلطنت ٹونس ۱۵ لاکھ۔ طرابلس ۱۰ لاکھ۔ افریقہ صحرا ۱۵ لاکھ۔ سلطنت وادی ۲۶ لاکھ۔ جزیرہ پورتو ۵ لاکھ۔ میزان کل اہل اسلام دنیا ۲۲ کرور ۶ لاکھ چار ہزار ہے۔ اور میزان کل عیسائی ۴۰ کرور ۸۰ لاکھ۔ اور یہودی ۵ کرور ۱۰ لاکھ۔ اور غیر اہل کتاب ۹۲۴۹۱۷۰۰۔

۲۱ روسائے ہند کی توپونکی سلامی کا شمار

۲۱ ضرب

نظام حیدرآباد۔ مہاراجہ میسور۔ مہاراجہ بڑودہ۔

۱۹ ضرب

مہاراجہ ہولکر اندور۔ مہاراجہ کشمیر۔ خان قلات۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہارانا اودیپور میواڑ۔ مہاراجہ ٹراونکور۔ بیگم بھوپال۔ مہاراجہ سندھیا گوالیار۔

۱۷ ضرب

نواب بہاولپور - مہاراجہ بہرتپور - مہاراجہ بیکانیر - مہاراجہ بوندی - راجہ کوچین - مہاراجہ جے پور
مہاراجہ قرولی - مہاراؤ کوٹہ - راؤ صاحب کچھ - مہاراجہ جودہ پور - مہاراجہ پٹیالہ - مہاراجہ ریوان -
نواب ٹونک -

۱۵ ضرب

مہاراجہ الور - مہاراول بانسواڑہ - مہاراجہ دتیا - مہاراجہ دیواس کلان - مہاراجہ دیواس خورد
راجہ دہار - مہاراج رانا دہولپور - مہاراول ڈونگر پور - مہاراجہ ایدر - مہاراول جیلمیر - مہاراجہ رانا
جہالاوار - امیر خیرپور - مہاراجہ کشن گڈہ - مہاراجہ اورچہ - مہاراول پرتاب گڈہ - مہاراجہ سکم -
مہاراؤ سروہی -

۱۳ ضرب

راجہ بنارس - نواب جاورا - مہاراجہ کوچ بہار - نواب رامپور - راجہ پٹرا -

۱۱ ضرب

مہاراجہ اجے گڈہ - نواب صاحب باونی - ٹھاکر صاحب بہاؤنگر - مہاراجہ صاحب بجاور - نواب صاحب
کیمبے - راجہ صاحب چمبہ - مہاراجہ صاحب چہرکہاری - مہاراجہ صاحب چہتر پور - راجہ صاحب
دہرنگدرا - راجہ صاحب فریدکوٹ - ٹھاکر صاحب گونڈل - راجہ صاحب جہابوا - راجہ صاحب جہیند
نواب صاحب جوناگڈہ - راجہ صاحب بلاسپور - راجہ صاحب کپورتھلہ - راجہ صاحب منڈی
راجہ صاحب منی پور - ٹھاکر صاحب موروی - راجہ صاحب نرسنگہ گڈہ - جام صاحب نوانگر -
دیوان صاحب پالن پور - مہاراجہ صاحب پدوکوٹہ - نواب صاحب رادہن پور - راجہ صاحب
راج گڈہ - راجہ صاحب راج پیپلا - راجہ صاحب رتلام - راجہ صاحب سیلانہ - مہاراجہ سمتھر
راجہ صاحب سکیت - راجہ صاحب ناہن سرمور - راجہ صاحب سیتامو - راجہ صاحب ٹہری گڑہوال

۹ ضرب

رانا صاحب علی راجپور ۔ نواب صاحب بالاسنور ۔ مہاراول بانسدہ ۔ راجہ صاحب برونده ۔ راجہ صاحب بریہ ۔ رانا صاحب بروانی ۔ راجہ صاحب چھوٹا اودیپور ۔ رانا صاحب دہرم پور ۔ ٹھاکر صاحب دہرول ۔ سلطان فضلی ۔ نواب صاحب جنجیرہ ۔ راجہ صاحب کروند ۔ رانا صاحب کیلجی پور ۔ سلطان لاہج ۔ ٹھاکر صاحب لیمبر ۔ راجہ صاحب ناگود ۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ ۔ ٹھاکر صاحب پالیتانہ ۔ ٹھاکر صاحب راجکوٹ ۔ نواب صاحب سچین ۔ راجہ صاحب ساونت واڑی ۔ راجہ صاحب ستنا ۔ ٹھاکر صاحب ودہوان ۔ راجہ صاحب ونکانیر ۔ ٹھاکر صاحب لمری ۔

ذاتی اعزاز کیطور پر رئیسان ذیل کے لیئے حسب ذیل سلامی مقرر ہے ۔

(۱) ہزہائنس مہاراجہ سوائی سرمادہو سنگھہ والی جیپور ۲۱ ضرب (۲) ہزہائنس مہارانی میسور ۱۹ ضرب (۳) ہزہائنس مہاراجہ مہندر سوائی سرپرتاب سنگھہ والی اورچہ ۱۷ ضرب (۴) ہزہائنس راجہ سرمان سنگھہ جی زمل سنگھہ جی والی دہرنگدرا ۱۵ ضرب (۵) ہزہائنس مہاراجہ سرہیرا سنگھہ والی نابھہ ۱۳ ضرب (۶) ہزہائنس راجہ سرشمشیر پرکاش والی ناہن سرمور ۱۳ ضرب (۷) ہزہائنس فضل بن علی سلطان لاہج ۱۱ ضرب (۸) ہزہائنس نواب محمد ابراہیم علیخان والی مالیر کوٹلہ ۱۱ ضرب (۹) علی بن عبد اللہ سلطان قشن وسقوطرا ۹ ضرب (۱۰) ہزہائنس نواب شمشیر الملک بہادر والی شحر ومکلہ ۹ ضرب

۲۱ ضرب کی سلامی توپ مندرجہ ذیل والیان ریاست کیلیئے اونکے حدود ریاست کے اندر سرہوتی ہے ۔

(۱) ہزہائنس بیگم صاحبہ بھوپال ۔ (۲) ہزہائنس مہاراجہ گوالیار ۔

(۳) ہزہائنس مہاراجہ اندور ۔ (۴) ہزہائنس مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر ۔

۲۲ بعض افسر والیان ملک کے القاب بزبان انگریزی

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند۔ ہز امپیریل مجسٹی ملکہ انگلستان و قیصرۂ ہندوستان =

دنیا کے بادشاہوں کے ناموں کے ساتھ۔ = ہز رائل ہائنس۔

حضور ویسرائے ہند و دیگر ممالک کے وزرائے عظام = ہز اکسلنسی

ججوں کو عدالت میں = ہز لارڈشپ۔

تمام شہنشاہوں کے ناموں کے ساتھ = ہز امپیریل مجسٹی۔

یورپ کے شاہی خاندان کے عزیزوں اور ہندوستان کے والیان ملک = ہز ہائنس

گورنران و لفٹننٹ گورنران صوبجات = ہز آنر۔

ممبران کونسل کو = آنریبل

۲۳ بادشاہوں کی آمدنی (بحساب فی منٹ اوسط)

شہنشاہ روس (۶ پونڈ ۸ شلنگ) شہنشاہ اسٹریلیا (۷ پ ۱ ش) شاہ اٹلی (۴ پ ۷ ش) شہنشاہ جرمنی (۳ پ ۱۰ ش) شہنشاہ انگلستان (۳ پ ۱ ش) شاہ اسپین (۲ پ ۷ ش) شاہ سویڈن (۱ پ ۸ ش) شاہ بویریا (۱ پ ۵ ش) شاہ سیکسنی (۹ ش) شاہ بلجیم (۹ ش) شاہ ڈنمارک (۴ ش) شاہ ورٹمبرگ (۱۴ ش) پریسیڈنٹ فرانس (۷ ش) شاہ رومانیا (۶ ش) شاہ یونان (۶ ش) شاہ سرویا (۶ ش) پریسیڈنٹ امریکہ (۱/۲ ۱ ش)

۲۴ انگریزی خطابوں کی تفصیل

موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا

یہ نائٹ ہڈ کا شاہی خطاب یعنی اعزازی نشان پیشگاہ حضور قیصر ہند سے ۲۲ فروری ۱۸۶۱ء کو قایم ہوا تاکہ خاص خاص خدمات ملکی و قومی۔ اور خاص لیاقتوں کے لیئے لایق اور ممتاز اشخاص کو عطا کیا جاوے اس مین تین درجے رکھے گیے ہین۔ (۱) نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا (جی۔سی۔ایس۔آئی) (۲) نائٹ کمانڈر اسٹار آف انڈیا۔ (کے۔سی۔ایس۔آئی) (۳) کمپینین اسٹار آف انڈیا (سی۔ایس۔آئی)

آرڈر آف دی انڈین امپائر (سی۔آئی۔ای)

یہ تمغہ اور خطاب۔سی۔آئی۔ای۔کا پیشگاہ حضور قیصر ہند سے یکم جنوری ۱۸۷۸ء کو مقرر ہوا جو خدمات ہندوستان کے متعلق اصحاب سے یادگار خطاب قیصری مین ظہور پذیر ہوئین اونکو یہ اعزازی خطاب عطا ہوا ہے۔ تقریب جوبلی سے اس خطاب کے طبقہ مین ایک اور ترقی کی گئی ہے۔ یعنی لفظ (کے) بڑھا دیا گیا ہے۔ جس سے اب یہ خطاب دو طرح پر منقسم ہے ایک (کے۔سی۔آئی۔ای۔) دوسرا (سی۔آئی۔ای)۔

امپیریل آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا

یہ خطاب اور تمغہ حضور قیصر ہند نے اپنے خطاب قیصری کی یادگار مین یکم جنوری ۱۸۷۸ء کو قایم کیا۔ شاہی خاندان اور ہندوستانی والیان ریاست کے شہزادیون اور ویسرائے و گورنران صوبجات کی لیڈیونکو حضور قیصرہ کی خوشنودی سے دیا جاتا ہے۔

خطاب فضیلت علوم مشرقی

شمس العلما۔اہل اسلام کیلیے۔ اور مہا مہوپادہیایہ اہل ہنود کے لیئے بہ تقریب جوبلی ۱۶ فروری ۱۸۸۷ء کی یادگار مین قایم کیئے گئے۔

۲۵ دنیا کی آبادی

اہل اسلام ۲۰ کرور	۲۰۰۰۰۰۰۰۰	کیتھلک دس کرور پچاس لاکھ	۱۰۵۰۰۰۰۰۰
پروٹسٹنٹ چودہ کرور اُناسی لاکھ	۱۴۷۹۰۰۰۰۰	آرتھوڈوکس ۸ کرور چالیس لاکھ	۸۴۰۰۰۰۰۰
باقی مذاہب اسّی لاکھ	۸۰۰۰۰۰۰	برہمن بودھ مذہب و دیگر مذاہب ایشیائی چوہتر کرور	۷۴۰۰۰۰۰۰۰
یہودی اسّی لاکھ	۸۰۰۰۰۰۰	بت پرست گیارہ کرور ساٹھ لاکھ	۱۱۶۰۰۰۰۰۰

میزان کل - ایک ارب اڑتالیس کرور نواسی لاکھ ۱۴۸۸۹۰۰۰۰۰

۲۶ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی

یورپ

ولایت روم ایلی شاہانیہ	۲۹۹۳۷۱۰	بلغارستان روم ایلی شرقی	۶۶۸۱۸۳
یونان	۲۴۱۶۵	جبل اسود	۱۳۰۰۰
سرویہ	۱۸۴۰۰	رومانیا	۲۹۰۰
روسی یورپ قفقاسیا سائبریا	۷۰۰۰۰۰	میزان کل	۱۶۷۱۹۴۸۵

ایشیا

اناطولیہ شاہانی	۱۱۸۰۱۴۸۵	کریٹ	۸۸۴۸۷
سوریا فلسطین	۱۰۰۰۰۰۰	حجاز یمن	۱۰۵۰۰۰۰
عربستان	۱۲۰۰۰۰۰۰	ایران	۹۰۰۰۰۰۰
افغانستان	۴۰۰۰۰۰۰	بلوچستان	۷۰۰۰۰۰

ہندوستان	۵۸۸۰۰۰۰۰	ہندچینی	۶۰۰۰۰۰۰
چین	۲۱۰۰۰۰۰۰	ترکستان مشرقی	۲۰۰۰۰۰۰
ترکستان افغانی	۹۵۰۰۰۰۰	مرو	۱۰۰۰۰۰۰
حکومت بخارا	۲۱۳۰۰۰۰	حکومت خیوا	۷۰۰۰۰۰
ترکستان روسی	۲۰۰۰۰۰۰	میزان ایشیا	۱۳۳۴۳۹۹۷۲

افریقہ

حکومت خدیو مصر	۶۵۶۰۰۰۰	سوڈان مشرقی	۱۰۸۳۴۰۰۰
حکومت طرابلس غربی	۱۰۰۰۰۰۰	حکومت ٹونس	۲۰۰۰۰۰۰
جزائر	۳۵۰۰۰۰۰	حکومت فارس	۸۰۰۰۰۰۰
صحرای کبیرہ	۵۰۰۰۰۰	وادائی	۳۶۰۰۰۰۰
بورنیو	۵۰۰۰۰۰۰	سقوطرا	۴۰۰۰۰۰۰
باسینیا	۱۰۰۰۰۰۰	سوڈان فرانسیسی	۴۰۰۰۰۰۰
سندغاپیا	۱۶۸۰۰۰	کبنہ علیا	۱۵۰۰۰۰۰
فونغو	۲۰۰۰۰۰۰	ادنماڈا	۵۰۰۰۰۰
ڈاونی یورو	۵۰۰۰۰۰	مقبوضات	۱۲۰۰۰
موزلبیک	۵۰۰۰۰۰	افریقہ شرقی	۸۰۰۰۰۰
زنگبار	۳۰۰۰۰۰	مملکت اُمانیقہ	۸۰۰۰۰۰
مملکت سومالی	۱۰۰۰۰۰۰	حبشستان	۲۰۰۰۰۰۰

میزان کل ۱۰۱۰۳۱۰۰۰

بحر محیط ہندی

مداغاسکر	۳۰۰۰۰۰۰	جزیرہ سقوطرہ	۱۲۰۰۰
جزائر کومر	۸۰۰۰۰	جزائر سیشل	۱۵۰۰۰
جزیرہ ماستعار بنی جزائر سائرہ	۲۰۰۰۰۰۰	وکٹوریا ز مقبوضات انگلینڈ	۳۵۰۰۰۰
جزائر جاوا	۲۳۵۰۰۰۰۰	جزائر بالی لومبک	۸۵۰۰۰۰
جزائر میلوا	۲۰۰۰۰۰۰	جزائر تیمور	۱۱۰۰۰۰۰
جزائر فلپین	۳۶۰۰۰۰۰	میزان کل	۳۷۰۳۵۰۰۰

میزان کل آبادی - ۲۸۲۲۲۵۴۲۰

۲۷ پریسیڈنٹان بورڈ آف کنٹرول

یعنی جماعت نگران حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے میر مجلس

نام	تاریخ ابتدائی عہدہ	نام	تاریخ ابتدائی عہدہ
وکاؤنٹ لیوی شم	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۰۱ء	ارل آف ہیرو بی	۱۱ جولائی سنہ ۱۸۰۹ء
وکاؤنٹ کیسل ریگ	جولائی سنہ ۱۸۰۲ء	رائٹ آنریبل رابرٹ ڈنڈس	۷ نومبر سنہ ۱۸۰۹ء
ارل آف منٹو	۱۱ فروری سنہ ۱۸۰۶ء	ارل آف بکنگہیم شائر	۴ اپریل سنہ ۱۸۱۲ء
رائٹ آنریبل ٹامس گرینول	۱۵ جولائی سنہ ۱۸۰۶ء	رائٹ آنریبل جارج کیننگ	۴ جون سنہ ۱۸۱۶ء
رائٹ آنریبل جارج ٹرنی	۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۰۶ء	رائٹ آنریبل سی باتھرسٹ	۱۲ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء
رائٹ آنریبل رابرٹ ڈنڈس	۴ اپریل سنہ ۱۸۰۷ء	رائٹ آنریبل سی ڈبلیو ون	۵ فروری سنہ ۱۸۲۲ء

مقدمہ

دیسی ریاستین

دیسی ریاستون کا انتظام براہ راست انگریزی افسرون کے اختیار مین نہین ہے۔ بلکہ اس مین سپریم گورنمنٹ کی رائے اور ہدایت لینی پڑتی ہے۔ اور یہ ہدایت حسب موقع اور برمحل ہوتی ہے۔ والیان ریاست کو اختیار نہین ہوتا کہ وہ ایلچی ایک دوسرے کے پاس یا باہر کی ریاستون مین بھیج سکین۔ فوج ان کی نہایت محدود ہوتی ہے۔ ان کے دربار مین یورپین بلا اجازت گورنمنٹ نہین رہ سکتا۔ درصورت بدانتظامی سپریم گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ والی ریاست کو موقوف یا معطل کردیوے۔ بعض ریاستین باجگذار ہین۔ اور بعض خراج نہین ادا کرتین عام طور پر دیسی والیان ریاست اپنی ریاست مین حکمران ہین۔ اور اون کے وزیر و مدار المہام مشیر ہوتے ہین۔ اور وہ اوس انگریزی افسر (رزیڈنٹ) کی رائے لیتے ہین جو اون کی ریاست مین گورنمنٹ کے طرف سے مقرر ہوتا ہے ان ریاستون مین ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ وہان انگریزی قانون جو علاقہ گورنمنٹ مین رائج ہے نافذ العمل نہین ہوتا۔ اور اونپر

ہائیکورٹ یا چیف کورٹ کا کچھہ اختیار نہین ہوتا۔ برار و بنگلور اور قلات ابھی تک دیسی ریاستین سمجھی جاتی ہین۔ اور افغانستان و نیپال اور بھوٹان خود مختار ریاستین ہین۔ اگرچہ ان مین سرکاری رسوخ کو دخل ہے۔

ہندوستان کی جملہ دیسی ریاستون کا رقبہ (۷۹۳۰۰) میل مربع ہے (۷۰۰۰۰۰۰۰) آدمیون کی آبادی ہے۔ اور تمام ریاستون کی فوجی طاقت (۴۰۰۰۰) ہے۔ کل آمدنی یا محاصل تمام والیان ریاست کا (۲۰۵۰۰۰۰۰) ہے۔ اس مین مبلغ (۷۵۰۰۰۰۰) سالانہ گورنمنٹ کو لطور خراج دیا جاتا ہے۔ ریاستون کی حیثیت ایک دوسرے کے مقابلہ مین بہت کچھہ فرق رکھتی ہے۔ حیدرآباد دکن کی ریاست سلطنت اٹلی کے برابر ہے۔ کاٹھیاوار (جہان تقسیم ہوگئی ہے) مین کئی راجہ ایک ایک گاؤن کے ہی مالک ہین۔ چھوٹی بڑی ریاستون کی تعداد (۶۹۰) ہے مگر دوسو ریاستین واقعی قابل لحاظ ہین۔ یہ ریاستین (۱۴) اقسام پر منقسم ہین۔

نمبر شمار	اقسام	نمبر شمار	اقسام
۱	ہندوستانی چھوٹی ریاستین جنمین بہت سے پہاڑی ریاستین بھی شامل ہین	۸	اضلاع متوسط کی ریاستین
۲	ریاستہائے اقوام گونڈ و کول و راجپوت	۹	گجرات اور کاٹھیاوار کی ریاستین
۳	ہمالہ کی پہاڑی ریاستین جنمین کشمیر بھی شامل ہے	۱۰	جنوبی مرہٹون کی ریاستین
۴	افغانی اور بلوچی ریاستین	۱۱	بڑودہ کی ریاست
۵	سکھون کی سرحدی ریاستین	۱۲	حیدرآباد دکن کی ریاست
۶	مسلمانی شمالی ریاستین	۱۳	میسور کی ریاست
۷	قدیمی راجپوتانہ کی ریاستین	۱۴	ٹراونکور و کوچین کی ریاستین

ریاستون کی قدر و منزلت اونکی سلامی اتوپ سے ظاہر ہے۔ جن راجاؤن کی سلامی گیارہ توپون کی
یا اس سے زیادہ ہے۔ وہ اس بات کے مستحق ہین کہ اون کے نام کے ساتھہ ہز ہائنس کا لفظ
لگایا جاوے۔ بعض راجاؤن نے کسی خاص امر کے باعث خاص عزت حاصل کی ہے اور
اون کی سلامی بڑہائی گئی ہے۔ مگر یہ عزت ذاتی ہے۔ جو اونکی وفات کے بعد اون کے جانشین
کو حاصل نہین ہوسکتی۔

گلِ اوّل

طبقۂ اسلام

رامپور

ہز ہائنس فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ آنریری میجر نواب محمد حامد علی خان بہادر

ستہرہوین صدی کے آخر مین دو افغان بہائی شاہ عالم اور حسین خان ہندوستان وارد ہوئے
شاہ عالم کو دو فرزند داؤد خان اور رحمت خان تھے۔ داؤد خان نے محاربات مرہٹہ مین
بڑی ناموری حاصل کی۔ جنکو بدایون کے متصل ایک بیسر حاصل جاگیر ملی۔ اون کے فرزند متبنیٰ

علی محمد خان نے بارہہ کے سیدون کے خلاف شاہی خدمات انجام دین - جس کے صلہ مین
نواب کا خطاب عطا ہوا - اور جاگیر کی توثیق ہوئی - انتزاع سلطنت مغلیہ کے کچھ زمانہ
قبل اون کی زندگی راجہ کمایون نواب وزیر اودہ اور کبھی کبھی شاہی افواج کے مقابلہ و
مقاتلہ مین بسر ہوئی - آخر ان کو اپنے علاقہ سے دستکش ہونا پڑا - لیکن جب شہنشاہ دہلی اور
نواب وزیر کی توجہ احمد شاہ درانی کے حملہ کو روکنے پر مصروف تھی تو علی محمد خان نے اپنے
سابقہ علاقہ پر قبضہ کرلیا - اور چند سال کے عرصہ مین خوب ترقی کی - آخر ۱۱۶۱ھ مین انتقال ہوگیا
مرحوم کو آٹھہ لڑکے تھے - جن مین سے دو (عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان) تو احمد شاہ کے
قید مین تھے - اور باقی چھہ لڑکے ریاست مین موجود تھے - مگر خرد سال ہونیکی وجہہ سے علاقہ
کا انتظام علی محمد خان کے چچا حافظ رحمت خان کے سپرد تھا - اسکے بعد جب عبد اللہ خان اور
فیض اللہ خان رہا ہوکر آئے تو تمام علاقہ آپس مین تقسیم کیا گیا - فیض اللہ خان کو رامپور - کٹھر کی
جاگیر ملی - جس کی آمدنی ۶ لاکھہ روپیہ سالانہ تھی - گو علاقہ آپس مین تقسیم تو ہوا مگر حافظ رحمت خان
کی نگرانی اور ہدایت بحال رہی - اتنے مین مرہٹے مغربی سرحد مین گھس پڑے اور سرداران
روہیلکھنڈ کو اودھ کی مدد تلاش کرنی پڑی - چنانچہ انگریزون کی رضامندی سے سرداران اور
نواب وزیر مین ایک حفاظتی اتحاد ہوا - اور مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ کے وعدہ پر روہیلکھنڈ
خالی کردینے کی ترغیب دی گئی - حافظ رحمت خان بالآخر کٹھرہ کے جنگ مین ہلاک ہوئے
اور ۱۷۷۴ع مین فیض اللہ خان نے علاقہ رامپور پر اس شرط سے قابض کئے گئے کہ وہ
ضرورت کے وقت نواب وزیر کو فوجی امداد دین - جو بعد کو ۱۵ لاکھہ روپیہ کی نقد ادائی مین منتقل
ہوئی - جب فیض اللہ خان نے انتقال کیا تو اون کے دو بیٹون مین سے بڑے بیٹے محمد علیخان
کو چھوٹے بیٹے غلام محمد خان نے ہلاک کرڈالا - اور ریاست پر قبضہ کرلیا - مگر نواب وزیر نے

انگریزون کی مدد سے غلام محمد خان کو خارج کرکے مقتول کے خردسال بیٹے احمد علیخان
کو علاقہ تفویض کیا - اور ۱۸۰۱ء مین نواب وزیر نے روہیلکھنڈ کو معہ رامپور کی انگریزون
کے حوالہ کیا جس سے احمد علی خان انگریزون کے باجگزار قرار پائے - اور ۱۸۴۰ء
مین قضا کی - اب قاتل بھائی (غلام محمد خان) کے فرزند محمد سعید خان وارث ہوئے
جن کا انتقال ۱۸۵۵ء مین ہوا - پھر مرحوم کے فرزند اکبر نواب سر محمد یوسف علی خان (جو
غدر مین انگریزون کے بڑے خیرخواہ مانے گئے ہین) مسند نشین ہوئے - اور حسن خدمات
کے صلہ مین گورنمنٹ آف انڈیا سے - کے سی - ایس - آئی کا خطاب اور ۱۴۶ موضع
عطا ہوئے - اور انواب کی سلامی مین بھی اضافہ ہوا - جب ۱۸۶۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا تو
نواب سر کلب علیخان بہادر جانشین ہوئے - جی - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - کے خطاب
پائے - آخر ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء مین سفر آخرت کیا - اور مرحوم کے بیٹے نواب مشتاق علی خان
۱۸ اپریل ۱۸۸۸ء کو سریر آرا ہوئے - ۲۵ فروری ۱۸۸۹ء کو ان کا بھی انتقال ہوگیا
اور مرحوم کے فرزند نواب محمد حامد علی خان بہادر تخت نشین کئے گئے -
آپ (نواب حال) ۳۱ اگست ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوئے ۲۷ فروری ۱۸۸۹ء کو نواب مشتہر
ہوئے - ۴ اپریل ۱۸۹۴ء کو مسند نشین اور یکم جون ۱۸۹۶ء کو حکومت کے پورے اختیارات
آپ کے تفویض کئے گئے - ۶ فروری ۱۸۹۵ء کو ہز مجسٹی کی بری افواج کے آنریری
کپتان اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو آنریری میجر قرار پائے - ریاست کا رقبہ ۹۴۱ مربع
میل - آبادی تقریباً ۶ لاکھ - آمدنی تخمیناً تیس لاکھ ہے - برٹش گورنمنٹ کو کوئی خراج
نہین دیا جاتا - ۱۳ ضرب التواپ کی سلامی مقرر ہے - فوجی قوت مین ۲۰۷ توپچی ۴۷۰ سوار
۱۹۰۰ پیدل - موجود ہین -

بہاولپور

ہز ہائنس نواب محمد بہاول خان عباسی رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک بہادر

اس ریاست کے حکمران داؤد پوترہ کے لقب سے مشہور ہین - جس کے ماخذ داؤد خان ثانی ہین - جو سلطان احمد دوم عباسی کے نسل سے تھے - امیر صادق محمد خان (مورث اعلیٰ) نے اس مقام کو آباد کیا - اور ریاست قایم کی - جنکا انتقال سنہ ۱۷۴۶ء مین ہوا - اون کے فرزند محمد بہاول خان اول جانشین ہوئے - جنہون نے بہاولپور کو سنہ ۱۷۴۸ء مین آباد کیا تہا - سنہ ۱۷۴۹ء مین اون کی وفات پر اون کے بھائی مبارک خان تخت پر بیٹھے - سنہ ۱۷۷۲ء مین مبارک خان نے رحلت کی - اور اون کے بھتیجے بہاول خان ثانی سریر آرا ہوئے شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک خطاب عطا کیا - اور یہی خطاب ابتک خاندان مین چلا آتا ہے - سنہ ۱۸۰۸ء مین گورنمنٹ انگلشیہ سے رسم وراہ آغاز ہوئی - اور سنہ ۱۸۰۹ء مین بہاول خان ثانی عدم کو سدہارے - اونکے بیٹے صادق محمد خان جانشین ہوئے - اور سنہ ۱۸۲۵ء مین خانہ جنگیون کی بدولت جان گنوائی - بہاول خان ثالث نے تخت پر قدم رکہا - اتنے مین سکہون کے یورش کی خبر گرم ہوئی - جو لارڈ ولیم بنٹنگ کی امداد سے روکی گئی - اور گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدنامہ ہوگیا چنانچہ اس عہدنامہ کے باعث اس ریاست نے ضرورت کیوقت گورنمنٹ کو فوج وسامان حرب سے اکثر مدد دی - جسکے صلہ مین قطعات ملک عطا ہوئے - ایک مرتبہ نواب بہاولخان نے جنگ ملتان مین گورنمنٹ کو بڑی بیش قیمت مدد دی تہی - جب گورنمنٹ کا پنجاب پر قبضہ ہوگیا تو اوس بیش قیمت مدد کے معاوضہ مین ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن نواب صاحب کے نام

تاحین حیات جاری کی گئی۔ آخر ۱۸۵۲ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اور مرحوم کے خلف اصغر
سعادت یار خان حسب وصیت صادق محمد خان ثالث کے خطاب سے جانشین ہوئے۔
لیکن اون کے بڑے بھائی فتح خان نے اونکو داؤد پوترون کی مدد سے بیدخل کردیا اور
گورنمنٹ نے نواب فتح خان کی جانشینی تسلیم کی۔ غدر کے زمانہ مین فتح خان نے گورنمنٹ کو بہت مدد دی
اور ۱۸۵۸ء مین انتقال کیا اب اون کے بیٹے نواب بہاول خان رابع مسند نشین ہوئے اور
۸ سالہ حکومت کے بعد ۱۸۶۶ء مین سفر آخرت کیا۔ اون کے بیٹے صادق محمد خان رابع (جو
۴ سال ۵ ماہ کے تھے) ۱۸۷۹ء مین باختیارات کامل تخت پر بٹھائے گئے۔ جنکا انتقال
۱۸۹۹ء مین ہوا۔ اور اونکے فرزند نواب بہاول خان خامس (نواب صاحب حال) ۱۰ مارچ
۱۸۹۹ء کو جانشین ہوئے۔ آپکا تولد ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء ہے۔ اور ابتدائی تعلیم لاہور چیفس
کالج مین ہوئی سنہ ۱۹۰۰ء مین مڈل اسکول اسٹینڈرڈ اور سنہ ۱۹۰۱ء مین انٹرنس کے امتحان
مین کامیاب ہوئے۔ ۱۷ ضرب توپ کی سلامی ہے۔ اور روسائے پنجاب مین آپکا تیسرا درجہ ہے
ریاست کی آبادی (۷۲۰۶۶۲) رقبہ (۱۵۹۱۸) مربع میل۔ مجموعی محاصل ۲۲ لاکھ۔ فوج بشمول
پولس (۵۱۶) ہے اس ریاست مین ۳۲ ابتدائی اور ۱۷ اینگلو ورنیکلر مدرسے۔ ایک ہائی اسکول
ایک صنعتی کالج ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ بلکہ خود گورنمنٹ دوستانہ امداد کرتی ہے

بھوپال

ہز ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کراؤن آف انڈیا، پرنس و لاورو اعظم طبقہ اعلائے ستارۂ ہند

اس خاندان کے فرمان روا دوست محمد خان (افغان میرازئی خیل) کی نسل سے ہین۔ جو اورنگ زیب

کے عہد مین ضلع بیرسیہ کے ناظم تھے۔ جب اورنگ زیب کی وفات پر انقلاب و تغیرات واقع ہوئے تو وہ بھوپال اور اوس کے قرب وجوار کے ملک کے مالک ہوگئے۔ اور سنہ ۱۷۲۳ء مین انتقال کیا۔ اونکے نابالغ فرزند سلطان محمد خان کو افغان سردارون نے تخت پر بٹھایا۔ مگر نظام الملک آصف جاہ بہادر والی دکن نے یار محمد خان کو (جنکو دوست محمد خان نے اپنی زندگی مین آصف جاہ بہادر کے ساتھ کردیا تھا) خلعت وماہی مراتب ونقارہ ونشان وغیرہ۔ سامان امارات دیکر لشکر جرار کیساتھ بھوپال بھیجا۔ جس سے سلطان محمد خان کو تخت شاہی سے کنارہ کشی کرنی پڑی اور یار محمد خان سریر آرا ہوئے۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ جب سنہ ۱۱۵۶ھ مین یار محمد خان کا انتقال ہوا تو بڑے بیٹے فیض محمد خان قائم مقام ہوئے۔ اس موقع پر سلطان محمد خان نے پھر تخت حاصل کرنیکے لئے جنگ پر کمر باندہی اور آخر شکست کھاکر ایک جاگیر پر قناعت کرنا پڑا اس اثنا مین باجے راؤ پیشوا نے بھوپال پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چند قصبات کے سوا مالوہ کے تمام مقبوضات بھوپال سے جاتے رہے۔ اور ۱۱۔ ذی قعدہ سنہ ۱۱۹۱ھ کو فیض محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ لاولد تھے اسلئے اون کے بھائی *یٰسین محمد خان جانشین ہوئے۔ مگر چند روز مین ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اون کے بھائی حیات محمد خان تخت پر بیٹھے۔ اٹھارہوین صدی کے اواخر مین پنڈارون اور راگھوجی بھونسلہ نے علاقہ بھوپال کو تباہ وتاراج کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اس موقع پر وزیر محمد خان خلف شریف محمد خان (جو نواب کے بھتیجے اور

---

* اختر اقبال (تاریخ بھوپال) مولفہ محمد ارتضیٰ رضوی صاحب مین بعد فیض محمد خان کے انتقال کے حیات محمد خان تخت نشین ہوئے لکھا ہے۔ اور یٰسین محمد خان کا نام اور تذکرہ بالکل نہین ہے۔ ۱۲ مولف

** صاحب اختر اقبال نے یہہ لکھا ہے کہ حیات محمد خان کے بعد اون کے بیٹے غوث محمد خان تخت پر بیٹھے اور مرہٹہ و بھونسلہ نے بھوپال کو لوٹنا شروع کیا تو وزیر محمد خان نے اپنی جوانمردی سے اونکو شکست دی۔ اور غوث محمد خان کو معزول کرکے خود تخت پر بیٹھے ۱۲ مولف

وزیر ریاست کی مخالفت سے فرار ہو گئے تھے) نے اپنی شجاعت و مردانگی سے اس دست برد
وغارت گری کو روکا۔ اور جو قطعات کہ نکل گئے تھے اون کو مرہٹون سے پھر واپس لے لیا
اس کے بعد حیات محمد خان کو حکومت سے معزول کر کے خود تخت نشین ہوئے۔ اور گورنمنٹ
انگریزی سے اتحاد و دوستی پیدا کی۔ آخر ۱۸۱۶ء مین وفات پائی۔ اور مرحوم کے دوسرے
بیٹے (کیونکہ امیر محمد خان جو خلف اکبر تھے اونہون نے ریاست کے جانب توجہ نہ کی) نذر محمد خان
(نظیر محمد خان) قایم مقام ہوئے۔ اور غوث محمد خان کی بیٹی قدسیہ بیگم (گوہر بیگم) سے شادی
کی۔ پنڈارون کے استیصال کے وقت جب جنرل ادم صاحب ہوشنگ آباد آئے تو اپنے
فوج و رقم سے بہت کچھ مدد دی۔ جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے پانچ پرگنے اور قلعۂ اسلام نگر
کی سند آل تمغا کے طور پر عطا کی۔ ایک عہد نامہ ترتیب دیا گیا اور قصبۂ سیہور مین پولیٹکل ایجنٹ
کا تقرر ہوا۔ جسکے ماتحت بہوپال کی فوج سے ۶۰۰* سوار اور ۴۰۰ پیادے کر دئے گئے۔ مگر افسوس
ہے کہ ۲۲ محرم ۱۲۳۵ھ کو نذر محمد خان سے تپنچہ* کے چل جانے سے سفر آخرت کیا۔ چونکہ نواب
کو صرف ایک صاحبزادی سکندر بیگم کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے گورنمنٹ کی منظوری سے
یہہ طے پایا کہ قدسیہ بیگم کے بھتیجے (تولیت) مین منیر محمد خان خلف امیر محمد خان سکندر بیگم سے
عقد کر کے تخت نشین ہون۔ چنانچہ منگنی کا رسم بھی ہو گیا۔ مگر منیر محمد خان کی خانہ جنگیون نے

* ان کی تنخواہ ماہ بماہ ریاست سے دیجاتی تھی۔ مگر قدسیہ بیگم صاحبہ کے زمانہ مین ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ سالانہ دینا قرار پایا۔ پھر نواب جہانگیر محمد خان کے عہد مین ہزارون کی زیادتی ہوئی۔ اور سکندر بیگم صاحبہ کے وقت مین دو لاکھ روپیہ سالانہ کا تقرر ہو گیا۔ جو تا ہنوز برابر دیا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف

* کہتے ہین کہ نواب نے اپنے کان کو تپنچہ سے کھجلایا۔ اور وہ چل گیا۔ گولی سر سے نکل گئی۔ دوسرا قول یہہ ہے کہ اپنی بیٹی سکندر بیگم کو زانو پر لئے کھلا رہے تھے کہ نواب کا سالا فوجدار محمد خان آیا اور جو تپنچہ کہ بازو مین رکھا تھا اوسکو اوٹھا لیا۔ اتنے مین وہ چل گیا۔ اور نواب کا کام تمام ہوا۔ ۱۲ مولف

اون کو ناکام رکہا - اور اون کے چہوٹے بہائی جہانگیر محمد خان سے سکندر بیگم کی شادی ہوگئی
اسکے بعد چند روز پہر خانہ جنگیون کا بازار گرم ہوگیا - آخر گورنمنٹ نے قدسیہ بیگم کو پنشن کردی
اور جہانگیر محمد خان کو اختیارات ریاست عطا کی - ۹ دسمبر ۱۸۴۴ء کو جہانگیر محمد خان کا بگذاشت
یک دختر شاہجہان بیگم (جو سکندر بیگم کی بطن سے تہین) انتقال ہوگیا - اب سکندر بیگم والیہ اور
شاہجہان بیگم والیہ بہوپال قرار پائین - چند روز تک فوجدار محمد خان نے امورات ریاست کو انجام
دیا - پہر گورنمنٹ نے ریاست کا تمام انتظام سکندر بیگم کے تفویض کردیا - ۱۸۵۵ء مین شاہجہان بیگم
کی شادی بخشی باقی محمد خان نصرت جنگ سے کی گئی - جب غدر کے موقعپر سکندر بیگم نے گورنمنٹ کی
عمدہ خدمات بجا لائین تو اوس کے صلہ مین اسٹار آف انڈیا (ستارۂ ہند) کا خطاب اور
بیرسیہ جاگیر گورنمنٹ کے جانب سے عطا ہوئی - اور ۱۸۵۹ء مین سکندر بیگم باضابطہ طور پر مسند نشین
کی گئین - اور شاہجہان بیگم ولیعہد قرار پائین - ۱۸۶۷ء مین باقی محمد خان نے بگذاشت یک دختر
سلطان جہان بیگم (جو شاہجہان بیگم کے بطن سے ہین) انتقال کیا - اور اوسکے دوسرے
سال ۳۰ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو نواب سکندر بیگم نے بہی وفات کی - ۱۶ نومبر ۱۸۶۸ء کو شاہجہان بیگم
مسند نشین ریاست ہوئین - اور ۱۸۷۱ء مین مولوی محمد صدیق حسن خان امیر الملک والاجاہ سے
عقد ثانی کیا - شاہجہان بیگم کے دور حکومت مین مدرسے - شفاخانے - خیرات خانے - زنانہ اسپتال
وغیرہ تعمیر پائے - اور بہت کچہہ ریاست مین اصلاحین ہوئین - اور سلطان جہان بیگم کی شادی
نظیر الدولہ احتشام الملک عالیجاہ نواب احمد علی خان سے کمال تکلف کے ساتہہ عمل مین آئی - جب
شاہجہان بیگم نے سنہ ۱۹۰۱ء مین انتقال کیا - اور سلطان جہان بیگم (رئیسہ حال) مسند ریاست

* صحیفۂ زرین مرتبہ منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع نول کشور مین - جی - سی - آئی - ای - درج ہے ۱۲ مولف

پرتمکن ہوئی ہین۔ آپ (رئیسئہ حال) ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۴ھ مین پیدا ہوئی ہین۔ اور ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو تخت نشین کی گئین۔ آپ بھی مثل اپنی مادر گرامی قدر کے نہایت منتظم۔ بیدار مغز۔ مدبر۔ تعلیم یافتہ خاتون ہین۔ اور مہمات ریاست کو بہ نفس نفیس انجام دیتی ہین۔ افسوس ہے کہ آپ کے شوہر نے سنہ ۱۹۰۲ء مین انتقال کیا۔ آپ کو تین صاحبزادے نواب نصر اللہ خان (ولیعہد) نواب عبید اللہ خان نواب حمید اللہ خان ہین۔ ریاست کا رقبہ (۶۸۰۰۹) میل مربع۔ آبادی (۶۶۵۹۶۱) آمدنی تخمیناً (۴۰ لاکھ) ہے اور ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہے۔

ٹونک

ہز ہائنس امین الدولہ وزیر الملک نواب سر محمد ابراہیم علیخان بہادر صولت جنگ جی سی ایس آئی

ہز ہائنس قوم افغان فرقہ بنیر سے تعلق رکھتے ہین۔ اور امیر محمد خان کی اولاد مین ہین جنکے دادا طالع خان نے ملک بنیر سے آکر محمد شاہ غازی کے عہد مین روہیلکھنڈ مین ملازمت اختیار کی تہی۔ طالع خان کے بیٹے حیات خان نے مراد آباد مین ایک زمینداری پیدا کی اور اون کے فرزند امیر خان افواج ہلکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۸۰۶ء مین مہاراجہ ہلکر سے ریاست ٹونک حاصل کی جب مالوہ مین سطوت انگریزی قایم ہوگئی تو امیر خان نے گورنمنٹ سے حمایت کی درخواست کی اور گورنمنٹ نے اون مقبوضات پر جو ہلکر سے ملے تہے حق فرمانروائی تسلیم کرلیا۔ اور زاید فوج کی برخاست کی ہدایت کی۔ نومبر سنہ ۱۸۱۷ء مین ایک عہدنامہ ترتیب پایا۔ اور ضلع رامپورہ

٭ صحیفہ زرین مرتبہ منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع نولکشور مین جی سی آئی ای درج ہے۔ ۱۲ مولف

قلعہ کے ریاست کو عطا ہوا۔ اس کے بعد ضلع پلول بطور جاگیر حین حیاتی اون کے بیٹے کو گورنمنٹ نے عطا کی۔ آخر ۱۸۳۴ء مین امیر خان نے رحلت کی۔ اور بعد اون کے فرزند وزیر محمد خان جانشین ہوئے۔ جنہون نے ایام غدر مین گورنمنٹ کے ساتھ حق وفاداری ادا کیا۔ ۱۸۶۲ء مین سند جانشینی حاصل ہوئی۔ ۱۸۶۴ء مین وزیر محمد خان نے بھی سفر آخرت کیا۔ اور مرحوم کے فرزند محمد علیخان تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض ناشدنی وجوہ سے ۱۸۶۷ء مین معزول کئے گئے۔ اور ۶۰ ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوئی۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء کو اون کے فرزند نواب سر محمد ابراہیم علیخان (رئیس حال) جن کی ولادت ۱۸۴۹ء ہے مسند نشین ہوئے تین سال تک کونسل آف ریجنسی کے ذریعہ ریاست کا انتظام ہوا۔ ۱۸۷۰ء مین نواب صاحب کو گورنمنٹ نے کامل اختیارات عطا کئے۔ اور ۱۸۹۰ء مین جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب بھی ملا۔ ریاست کا رقبہ (۱۱۱۴) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (۱۴۳۰۰۰) آمدنی تقریباً (۱۵ لاکھ) روپیہ ہے۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیتی اور نہ ریاست کے روپیہ سے کوئی مقامی کنٹنجنٹ قایم ہے ستر ہ ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

جاورہ
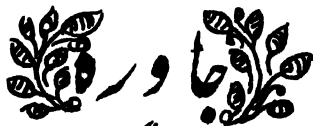
ہز ہائینس نواب افتخار علی خان صولت جنگ فخر الدولہ بہادر

اس ریاست کے مورث اعلےٰ غفور خان (نواب امیر خان کے برادر نسبتی) تھے جنکو مہاراجہ ہلکہ نے یہہ ملک عطا کیا تھا۔ ۶ جنوری ۱۸۱۸ء کو جب مندسور کا عہد نامہ مرتب ہوا تو گورنمنٹ نے نواب غفور خان کو مالک ریاست تسلیم کیا۔ اور اون کے انتقال پر ۱۸۲۵ء مین غوث محمد خان

تخت نشین ہوئے - جب اون کا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہوا تو ۱۸۶۵ء مین نواب میجر محمد اسمٰعیل خان احتشام الدولہ فیروز جنگ مسند آرا ہوئے - جن کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا - اور مرحوم کے فرزند نواب افتخار علیخان بہادر (نواب حال) جانشین ہوئے رقبہ ریاست (۵۶۸) مربع میل - آبادی (۲۰۲۴۰۸) محاصل تخمیناً (۹ لاکھ) روپیہ اور سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے -

قلات

ہز ہائینس میر محمود خان - جی - سی - آئی - ای

خان قلات قوم عرب قبیلہ میرواری سے ہین - اس قبیلہ نے قدیم الایام مین اس ملک کو بزور شمشیر فتح کیا تھا - پندرہوین صدی کے اواسط مین فرقہ میرواری نے قلات مین سکونت اختیار کی - اور اس خاندان کے سلسلہ ناصر خان کو نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء مین خطاب بیگلر بیگی عطا کیا - اور خان موصوف احمد شاہ ابدالی کے معتمد علیہ اور سپہ سالار تھے - جب ۱۷۹۵ء مین ناصر خان نے انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے محمود خان تخت نشین ہوئے - محاربۂ اول افغانستان کے زمانہ مین محراب خان والی قلات اپنے وزیر کے بیجا اتہام کے باعث ناکردہ گناہ مقتول ہوئے ۱۸۴۱ء مین اونکے فرزند ناصر خان کو گورنمنٹ نے تخت پر بٹھایا - اور ۱۸۵۴ء مین گورنمنٹ و خان قلات کے مابین ایک عہد نامہ مرتب ہوا - اس کے بعد ۱۸۵۶ء مین ناصر خان نے سفر آخرت کیا - اور اون کے بھائی سر محمد خداداد خان سریر آرا ہوئے - اس اثنا مین عہد نامہ کی

تجدید ہوئی۔ اور سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین جی-سی-ایس-آئی کا خطاب مرحمت ہوا۔ سنہ ۱۸۷۸ء
مین جنگ افغانستان کے موقع پر خان قلات نے گورنمنٹ کو جان و مال سے امداد کی
اور حق وفاداری ادا کیا۔ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء مین محمد خداداد خان نے ریاست سے کنارہ کشی
کرکے اپنے فرزند میر محمود خان (خان حال) کو تخت نشین کیا۔

آپ (خان حال) سنہ ۱۸۶۴ء مین پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ اگست سنہ ۱۸۹۴ء کو جی-سی-آئی-ای
کا خطاب حاصل کیا۔ ریاست کا رقبہ (۹۰ ہزار) مربع میل۔ آبادی (۶۰۴۷۲) محاصل
(۷۰۹۲۵۰) روپیہ۔ فوجی قوت ۲۹ ضرب توپ دوسو پچاس سوار۔ پانچسو پیادے۔ سلامی
انیس ۱۹ ضرب توپ ہے۔

مالیر کوٹلہ

ہز ہائینس نواب محمد ابراہیم علی خان بہادر

اس ریاست کا فرمانروا خاندان شیروانی افغان ہی ہے جو کابل سے سنہ ۱۴۶۷ء مین داخل
ہندوستان ہوا تہا۔ اور اس خاندان کے مورث اعلےٰ شیخ صدر الدین کو ۶۸ موا ضع لدہیانہ
کے متصل سلطان بہلول لودہی نے (اپنی بیٹی کا نکاح اون سے کرکے) عطا کیا تہا۔ سنہ ۱۶۵۷ء
مین بایزید خان (جو شیخ کے پانچوین پشت مین تہے) کو عالمگیر نے نوابی کا خطاب مرحمت کیا۔
اور انہین کے عہد مین مالیر کوٹلہ کی بنیاد پڑی۔ انیسوین صدی کے آغاز مین نواب مالیر
کوٹلہ نے لارڈ لیک کی شرکت کی۔ اور برٹش حفاظت مین آ گئے۔ سنہ ۱۸۵۸ء مین نواب
سکندر علیخان اپنے والد محبوب علی خان کے جانشین ہوئے۔ جب سنہ ۱۸۷۱ء مین سکندر علیخان

نے رحلت کی تو نواب محمد ابراہیم علی خان (رئیس حال) تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ
آپ دماغی امراض مین مبتلا ہین۔ جسکے باعث گورنمنٹ نے انتظام ریاست کے لئے ایک
سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا ہے۔ رقبہ ریاست (۱۶۵) مربع میل۔ آبادی (۷۰۵۰۶) محاصل
(۱۵۱۰۰۰) روپیہ اور فوج بشمول پولس (۳۶۸) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔ اور صاحبزادہ
احمد علی خان ولیعہد ریاست ہین۔

باؤنی

ہز ہائنس اعظم الامرا فخر الدولہ معین الملک صاحبجاہ امین سردار نواب ریاض الحسن خان ظفر جنگ بہادر

یہ ریاست ملک ہند بلکھنڈ مین واقع ہے۔ آپکے جد اعلےٰ نواب غازی الدین خان (جو
نواب آصفجاہ اول کے پوتے تھے) نے پیشوا سے ۵۲ مواضع کا ایک علاقہ کالپی کے
متصل حاصل کیا تھا۔ جب بندیلکھنڈ پر گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو نواب نصیر الدولہ فرزند نواب
غازی الدین خان کے قبضہ مین ۴۹ مواضع تھے۔ سنہ ۱۸۰۶ء مین اس ریاست نے گورنمنٹ
سے توسل پیدا کیا۔ نصیر الدولہ کے بعد سنہ ۱۸۱۵ء مین اون کے بیٹے امیر الملک اور
اون کے بعد سنہ ۱۸۳۸ء مین اون کے فرزند نواب محمد حسین خان مسند نشین ہوئے
جب سنہ ۱۸۵۹ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند نواب محمدی حسین خان تخت
نشین ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۶۲ء مین سند وراثت حاصل کی۔ بعد ازان سنہ ۱۸۸۳ء مین ریاست
سے کنارہ کشی کرکے اپنے فرزند محمد حسین خان کو جانشین کیا۔ اون کی وفات پر
نواب ریاض الحسن خان (نواب حال) سریر آرا ہوئے۔ ریاست کا رقبہ (۱۴۴) مربع میل

آبادی (۱۹،۸۰) آمدنی تقریباً (ایک لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

خیرپور
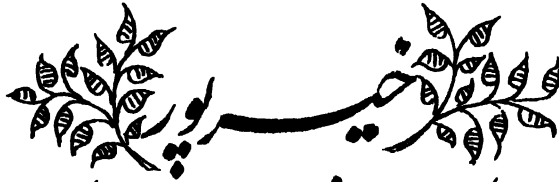
ہز ہائینس میر فیض محمد خان جی سی آئی ای

آپ پانچ برس کی عمر مین ۵ اپریل ۱۸۹۴ء کو اپنے والد میر علی مراد خان ٹالپر کی وفات پر تخت نشین ہوئے۔ آپ اوس تاریخی بلوچ خاندان کے قایم مقام ہین جس نے ۱۷۸۳ء مین سندہ فتح کیا تھا۔ اور اسی سال میر فتح علی خان ٹالپر نے اپنے کو رئیس سندہ قرار دیا۔ بعد ازان اون کے بھتیجے میر سہراب خان ٹالپر نے معہ اپنے دو بیٹون میر رستم اور میر علی مراد کے ٹالپر کے فرمانروایان سندہ کی شاخ خیرپور کی بنیاد ڈالی۔ آخر الذکر خیرپور کے سابق فرمانروا تھے۔ میر سہراب خان نے رفتہ رفتہ مشرق مین صحراے جیسلمیر مغرب مین کچھی۔ گنڈارا واقع بلوچستان تک اپنی حکومت کو وسعت دی۔ اور ۱۸۱۲ء مین افغانستان کو خراج دینا موقوف کیا ۱۸۳۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھہ معاہدہ ہوگیا۔ اور خیرپور ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی ۱۸۹۷ء مین آپ کو (میر حال) جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۶۱۰۹) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (سوا لاکھ) آمدنی تخمیناً (۲۴ ہزار) روپیہ۔ پندرہ توپ کی سلامی مقرر ہے۔

جوناگڈہ

ہز ہائینس نواب محمد رسول خان بہادر کے سی ایس آئی

آپ کے مورث اعلےٰ حضرت ہمایون شہنشاہ ہند کے زمرۂ امراء مین بڑے شجاع سردار تھے - اور شاہجہان کے عہد مین آپ کے اجداد مین محمد بہادر خان شہنشاہ کے مقرب خاص اور معتمد علیہ تھے - کہتے ہین کہ ایک دفعہ انہون نے بادشاہ عالیجاہ کی جان بھی بچائی تھی - اُنکے تین بیٹون جعفر خان - صلابت خان - شیر خان کو جو جاگیرات تخت دہلی سے عطا ہوئی تھین اون مین جوناگڑہ بھی تھا صلابت خان نے اپنے زور بازو کے ذریعہ روساء کاٹھیاواڑ سے خراج لینا شروع کیا تھا سنہ ۱۷۳۱ء مین اونکا انتقال ہوگیا اور اون کے بڑے بیٹے بہادر خان عرف محمد شیر خان بہادر (بانی ریاست) نے مرہٹون کے حملون کے وقت تخت دہلی کو بہت کچھ مدد دی تھی - اور بڑودہ کو دہلی کے مضافات مین شامل کردیا تھا جسکے صلہ مین پادشاہ نے نوابی کا خطاب عطا کیا سنہ ۱۷۵۸ء مین جب وہ اونہون نے رحلت کی تو اونکے فرزند اکبر نواب محمد مہابت خان اول تخت پر بیٹھے اور بعالم شباب سنہ ۱۷۷۵ء مین انتقال کیا - پہر اونکے فرزند نواب حامد خان اول بعمر ۱۳ سالہ سریرآرا ہوے - اور سنہ ۱۸۱۱ء مین قضا کی - اونکے بیٹے بہادر خان ثانی فرمانروا ہوے - اور سنہ ۱۸۱۶ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا جسکے ذریعہ یہ طے پایا کہ ”ہر سال جو فوجکشی کرکے خراج وصول کیا جاتا ہے وہ بتوسط گورنمنٹ وصول ہوکر داخل ریاست ہوگا - پہر سنہ ۱۸۲۱ء مین دوسرا معاہدہ یہ قرار پایا کہ وصولیان خراج کے مصارف مین اوس خراج کا ربع حصہ گورنمنٹ لیا کرے گی“ سنہ ۱۸۴۰ء مین بہادر خان ثانی کے رحلت پر اون کے فرزند نواب محمد مہابت خان ثانی قایم مقام ہوئے جب اون کا بھی انتقال ہوگیا تو مرحوم کے خلف الرشید نواب محمد رسول خان بہادر (نواب صاحب حال) ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو سریرآرا ہوئے - آپ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے - ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو کے - سی - ایس - آئی کا خطاب

حاصل کیا۔ آپ نے مشہور و معروف امصار و بلاد ہند کی خوب سیاحت کی ہے اور کمال
درجہ کے فیاض ہین۔ مذہب کی پابندی بھی بہت ہے۔ رفاہ عام کے کامون مین بیحد
دلچسپی رکھتے ہین۔ لاکھون روپئے کے صرفہ سے آپ نے زنانہ اسپتال و کالج قائم فرمایا ہے
۶۷ میل تک ریاست کے رقم سے ایک ریل بھی نکالی گئی ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے
ہین جن مین محمد شیر زمان خان بہادر ولیعہد ریاست ہین۔ رقبہ (۳۲۸۳) مربع میل
آبادی (۲۸۴۵۳۹) محاصل (۱۵ لاکھ) روپیہ اور فوجی قوت ایک ہزار نوسو اٹھارسی
و ۱۳۲ ضرب توپ ہے۔ حدود ریاست کے اندر ۲۱ ضرب کی سلامی اور باقی حصص ہندوستان
مین ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

کھمبایت

ہز ہائنس نواب جعفر علیخان نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ

اس خاندان کے بانی مرزا جعفر نظام ثانی ہین۔ جو مومن خان کے نام سے مشہور اور
گجرات کے صوبہ دار تھے۔ اون کے داماد نظام خان کھمبایت کے حکمران تھے۔ جب ۱۸۴۲ع
مین مومن خان نے قضا کی تو اون کے بیٹے مفتخر خان عرف نور الدین نے نظام خان
کو ہلاک کر کے کھمبایت پر قبضہ کر لیا۔ نور الدین کے انتقال پر اون کے داماد محمد قلی قائم
مقام ہوئے۔ اور اون کے بعد اون کے بیٹے فتح علی والی ریاست قرار پائے
معاہدہ بسین کی رو سے نواب فتح علی نے پیشوا کی چوتھ اور تمام حقوق (جو کھمبایت کے متعلق

تھے۔) برٹش گورمنٹ کے حوالے کئے۔ چنانچہ یہ حصہ اب بھی بطریق خراج گورمنٹ کو دیجاتی ہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۸۲۳ء کو نواب فتح علی نے انتقال کیا اور اون کے بہائی نواب بندہ علی خان نے زمام حکومت ہاتھہ مین لی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے بھتیجے نواب حسین یاور خان ۱۸۴۱ء مین مسندنشین ہوئے۔ اپریل ۱۸۸۰ء مین حسین یاور خان کے وفات پر نواب جعفر علی خان (نواب صاحب حال) تخت پر بیٹھے۔ ہز ہائینس (نواب صاحب حال) ۱۸۴۲ء مین پیدا اور ۳۱ مئی ۱۸۸۰ء کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کے عہد مین علاوہ دیگر ترقیات کے تارہ پور سے کہمبایت تک ایک ریلوی تعمیر ہوئی ہے۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۷۵۲۲۵) آمدنی (۵ لاکہہ) روپیہ ہے۔ فوجی قوت مین (۲۵) سوار (۲۱۱) پیدل اور گولنداز ہین۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

ہز ہائینس نواب محمد شیر خان جی بابی

اس خاندان کے بانی بہادر خان (قوم افغان) اصفہان سے ہندوستان آئے تہے جن کو شاہجہان نے بہڑاد کا فوجدار مقرر کیا تہا۔ اور اون کے بیٹے نواب شیر خان شاہزادہ مراد کی کمک کے لئے گجرات کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور اون کے بیٹے جعفر خان بابی کو ۱۶۹۳ء مین رادہن پور اور دیگر اضلاع کی فوجداری ملی اور صفدر خان کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۷۰۴ء مین بیجاپور اور ۱۷۰۶ء مین پٹن کے گورنر مقرر ہوئے۔ انکے

بیٹے خان جہان کو شہنشاہ دہلی نے جوانمرد خان کا خطاب اور رادہن پور معہ دیگر اضلاع کی جاگیر مرحمت کی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے کمال الدین خان بابی اس خطاب و منصب سے مستفید رہے۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو اونہون نے صوبہ احمد آباد پر قبضہ کیا مگر مرہٹون کی حکومت مین یہ صوبہ جاتا رہا۔ البتہ باقی مقبوضات قایم رہے۔ اور ۱۸۲۰ء مین باقرار امداد فوجی و ادائے خراج گورنمنٹ کی ظل حمایت مین داخل ہوئے۔ نواب شیر خان کی وفات پر ۱۸۲۵ء مین نواب زور آور خان اور اون کے انتقال پر ۱۸۷۴ء مین نواب بسم اللہ خان جانشین ہوئے۔ جب اون کا بہی انتقال ہو گیا تو نواب محمد شیر خان (نواب صاحب حال) سریر آرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۵۰) مربع میل آبادی تقریباً (۹۸۰۰۰) محاصل تخمیناً (۵ لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

پالن پور

ہز ہائنس زبدۃ الملک دیوان سر شیر محمد خان جی بہادر جی سی آئی ای

ہز ہائنس لوحانی پٹھان ہین جو اپنے تئین بٹنی (پٹھان) نامی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالار فوج اور حضرت خالد بن ولید کی نسل سے بیان کرتے ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلے غور اور نواح خراسان سے صوبۂ بہار مین آئے۔ اور سلاطین تغلق کے عہد مین کمال عروج پایا۔ مگر ملک خرم خان (بانی ریاست) بہار سے جالور مارواڑ مین چلے آئے اور اپنی حکمت عملی سے جالور پر مسلط ہو گئے۔ ان کی چوتھی پشت مین ملک عثمان خان تھے جنکو ہم

قلعہ اسیر گڈھ کے قابل قدر خدمات کے صلہ مین سلطان محمود والئی گجرات نے ۱۵۰۰ء
مین زبدۃ الملک کا خطاب عطا کیا۔ انہین کے زمانہ مین حضرت سید محمد مہدی موعود جونپوری
جالور آئے۔ اور ملک عثمان خان نے مذہب مہدویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اب تک تمام
والیان ریاست مذہب مہدویہ کے پیرو ہین۔ زبدۃ الملک کے آٹھوین پشت مین غزنی خان
ثانی تھے۔ جن کو شہنشاہ اکبر نے مہم گجرات و کنک کے صلہ مین منصب چار صدی ذات
کے علاوہ دیوان کا خطاب بھی مرحمت فرمایا تھا۔ جب غزنی خان نے اکبر کی رضاعی بہن
بانو بیگم سے شادی کی تو بارگاہ شاہی سے علاوہ موروثی ریاست کے پالن پور۔ ڈلیہ دانتی واڑہ
جیراگاہ تلواڑہ۔ بطور جہیز عطا ہوئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد مین کمال خان عرف
کرن کمال کو جالور کے عوض مین پالن پور کی مستقل حکومت سرفراز ہوئی۔ ہز ہائنس کے دادا
فتح خان نے ۱۸۰۸ء مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلق حاصل کیا۔ اور ان کی وفات
پر دیوان زور آور خان مسند نشین ہوئے۔ غدر کے موقع پر وفاداری اور خیر خواہی
ظاہر کی۔ جب اون کا بھی انتقال ہوگیا تو شیر محمد خان (نواب صاحب حال) ۲۸ اگست
۱۸۷۷ء کو سریر آرا ہوئے۔

آپ کی ولادت ۲۰ جنوری ۱۸۵۲ء ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۷۸ء کو مسند نشین ہوئے۔ جنگ
افغانستان کے موقع پر گورنمنٹ کو قابل قدر مدد دی۔ محکمہ حفظان صحت عدالت ہائے
انصاف وغیرہ کے اجرا سے رعایا مین ہر دل عزیزی پیدا کی۔ گورنمنٹ عالیہ نے
۱۸۷۷ء مین علم شاہی ۱۸۸۰ء مین ہز ہائنس کا لقب ۱۸۹۳ء مین کے۔ سی۔ آئی۔ ای
۱۸۹۸ء مین۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے معزز خطابات سے سرفراز کیا۔ آپ کو دو صاحبزادے
ہین۔ بڑے صاحبزادے سردار طالع محمد خان (ولیعہد) ریاست۔ علم دوست بیدار مغز

امپریل کیڈٹ کور مین شریک ہین - چھوٹے صاحبزادے یاور حسین خان تحصیل علم مین مصروف ہین - رقبہ ریاست (۳۱۷۷) مربع میل - آبادی (۲۲۲۲۲۷) آمدنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ سلامی گیارہ ضرب توپ ہے -

سچین

نواب سیدی نجف علی خان بہادر

یہ خاندان حبشی سیدیان ڈنڈا راجہ پور اور جنجرہ کے نام سے مشہور ہے - اس خاندان کے بزرگ شاہان احمد نگر اور بیجاپور کے بیڑۂ جہازات کے امیر البحر تھے - سنہ [illegible]ء مین شہنشاہ اورنگزیب نے بھی ان کو اوسی عہدہ پر ممتاز فرمایا - سنہ [illegible]ء مین بالو میان سیدی وارث ریاست جنجرہ کو اسی خاندان کی ایک چھوٹی شاخ نے ملک سے جلاوطن کر دیا - جن کے پاس اب بھی جنجرہ کی ریاست ہے - پیشوا نے ان کو حقوق ریاست جنجرہ کے عوض مین سچین عطا کیا - لیکن پیشوا اُن حقوق کو کبھی کام مین نہ لا سکے - اور وہ ملک اتبک سیدی خاندان مین ہے - بالو میان نے سنہ ۱۸۰۲ء مین قضا کی اور اون کے بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان وارث ہوئے - جب سنہ [illegible]ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند اکبر سیدی عبد الکریم خان مسند ریاست پر بیٹھے - اور سنہ [illegible]ء مین سفر آخرت کیا - اون بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان کو گورنمنٹ نے جانشین تسلیم کیا - جن کا انتقال سنہ ۱۸۷۳ء مین ہو گیا - اور اون کے بیٹے عبد القادر خان سریر آرا ہوئے - اور اون کی رحلت پر اون کے فرزند نواب سیدی

سنجف علی خان (نواب صاحب حال) فروری ۱۸۵۷ء مین مسند نشین ہوئے۔

آپ (نواب صاحب حال) کی ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔ رقبہ (۴۲) میل مربع۔ آبادی وانبزا ایک سو پچاس۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

شحر و مکلا
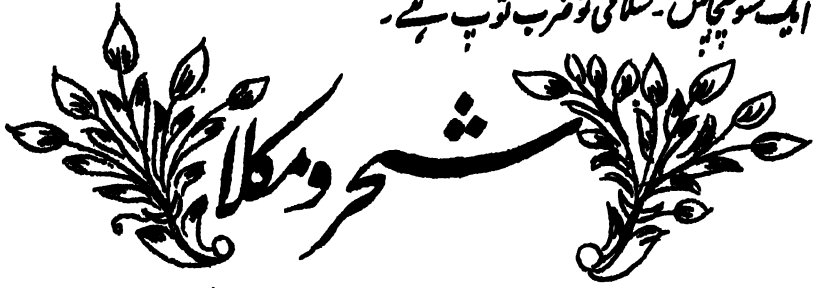
ہز ہائنس سلطان عوض بن عمر القعیطی سلطان نواز جنگ شمشیر الملک شمشیر الدولہ بہادر

ہز ہائنس سلطان عوض کے والد عمر بن عوض قبیلۂ قعیطی کے ایک رکن تھے۔ قبیلہ قعیطی دراصل قبیلۂ یافعی کی ایک شاخ اور عرب کے مشہور قبائل مین سے ہے۔ اون کا وطن شبام تھا جو فی الحال ریاست شحر و مکلا کا ایک حصہ ہے۔ اوائل صدی گزشتہ مین وہ حیدرآباد دکن آئے۔ اور تمام عمر یہین رہے ۱۸۶۵ء مین انتقال کیا۔ مرحوم کو سرکار نظام سے جانباز جنگ شمشیر الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ اور پانچسو عرب ولایتی منجانب سرکار نظام آپکے ماتحت تھے اونہون نے کوتن حضرموت مین بہت سی جائداد پیدا کی تھی۔ جسکو بذریعۂ وصیت نامہ کے اپنے پانچ فرزندون پر تقسیم کردیا۔ منجملہ پانچ فرزندون کے تین کو اپنا وصی قرار دیا کارخانہ اور ثلث جائداد اپنے اوصیاء کو دی۔ اور باقی جائداد علی اور محمد دو بیٹون پر تقسیم ہوگئی۔ بنادر شحر و مکلا کے علاوہ بہت سا ملک قبیلۂ یافعی کے قبضہ مین تھا مگر ۱۸۵۵ء گزشتہ مین اون کے دشمن قبیلہ کافری نے اون کو ملک مقبوضہ سے باہر نکال کر قبضہ کرلیا۔ صرف کوتن قبضہ مین رہ گیا۔ آپ (سلطان نواز جنگ بہادر) نے بذات خود اپنے قبیلہ کو

لیکر شبام اور حورا کو فتح کیا۔ بعدہ آپ اپنے بھائی عبد اللہ کو اپنا قایم مقام کر کے
خود ہندوستان چلے آئے۔ سنہ ۱۸۶۶ء مین شحر کو غالب بن محسن کا ثری نے افواج ترک
متبعیہ مکہ معظمہ کی مدد سے علی بن ناجی گورنر سے چھین لیا۔ اوسوقت آپ کا وہان جانا
ضرور ہوا۔ آپ خود مکلا تشریف لے گئے۔ اور وہان سے جبل یافعی پر فوج جمع کی
اور سنہ ۱۸۶۷ء مین شحر پر گولہ باری کر کے اوسے فتح کر لیا۔ اوس کے بعد آپ سنہ ۱۸۶۹ء
مین ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اپنے بھائی عبد اللہ کو مثل سابق حکومت گوتن
شبام اور حورا پر بطور اپنے قایم مقام کے چھوڑا۔ سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار دہلی مین آپکے لئے
۱۲ ضرب توپ سلامی مقرر ہوی۔ جس مین تین ضرب بطور ذاتی اعزاز کے ہے۔ عبد اللہ
نے سنہ ۱۸۸۰ء مین انتقال کیا۔ اس واقعہ پر ماتم پرسی کا ایک خط رزیڈنٹ عدن کے
طرف سے آپکے نام آیا۔ اور آپ سے استفسار کیا گیا کہ عبد اللہ کی جگہہ کس کو مقرر کیا جائے
آپ نے اوس مراسلہ کے جواب مین جو خط تحریر کیا اوس مین ظاہر کیا کہ عبد اللہ کے بجاے
آپ کے ایک فرزند حسین بمقام شحر و مکلا نائب مقرر ہون اور دوسرے فرزند مناصر شبام وغیرہ
مین نائب کئے جائین اسکے بعد دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء مین ایک مراسلہ رزیڈنٹ عدن کے جانب سے
آپکے نام آیا۔ اور دریافت کیا گیا کہ صلحنامہ سنہ ۱۸۸۲ء کے موافق جو رقم بطور مشاہرہ عبد اللہ کو
دیجاتی تھی۔ اب کسکو دیجائے۔ آپ نے تحریر کیا کہ وہ میری جانب سے میرے نایب حسین
کو دیجائے۔ چنانچہ اسی تحریر کے موافق عملدرآمد ہوا۔ مگر بعدہ ثابت ہوا کہ دونون نایب
سرتابی کے طرف مائل ہین۔ اور آپکے دشمنون سے سازش کرتے ہین۔ لہذا آپ خود
عرب تشریف لے گئے۔ اور اون دونون کو معزول کر دیا۔ اور اپنے بڑے فرزند غالب
بن عوض جانباز جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ اور ان دونون نایبون کی بہی اطلاع رزیڈنٹ عدن

آزادی قایم کی جو اس خاندان کے بانی تھے۔ اس خاندان کے فرمانروا نواب کہلاتے
ہین۔ اور یہ خطاب شہنشاہ اورنگ زیب نے ان کو عطا کیا تھا۔ سیدی عنبر سنک نے
سنہ ۱۶۴۲ء تک حکومت کی۔ اون کی وفات کے بعد سیدی یوسف خان سیدی فتح خان
سیدی خیرات خان۔ سیدی یعقوب خان سیدی [illegible] خان۔ سیدی سنبل خان۔ سیدی عبدالرحمن
سیدی حسن خان۔ سیدی [illegible] خان۔ سیدی ابراہیم خان۔ سیدی محمد خان۔ سیدی جوہر خان
سیدی [illegible] خان۔ سیدی محمد خان سیدی ابراہیم خان یکے بعد دیگرے مسندنشین ہوے
سنہ ۱۷۶۲ء مین شیخ جی صوبہ دار جنجیرہ نے پیشوا سے سازش کرکے سیدی سردارون کی
ریاست کو بہت کمزور کردیا۔ اور ازروے معاہدہ پیشوا کو بارہ محال سے ساڑھے چار محال
دینے پڑے۔ دسمبر سنہ ۱۸۱۰ء مین گورنمنٹ انگریزی سے معاہدہ ہوا۔ اور سنہ ۱۷۵۹ء
مین ریاست جنجیرہ نے جعفرآباد پر قبضہ حاصل کیا۔ سنہ ۱۸۳۴ء مین اس ریاست کے
[illegible] گورنمنٹ سے [illegible] آزادی [illegible] ریاست [illegible] ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج
وغیرہ نہین دیتی۔ [illegible] اسکے انتظامات [illegible] مین سنہ ۱۸۶۸ء مین نواب
[illegible] سیدی [illegible] خان نے ۲۲ سال تک [illegible] حکومت کرکے انتقال کیا
اور اون کے فرزند سیدی ابراہیم خان مسندنشین ہوے چند سال کے بعد ان مین اور جنجیرہ
کے سردارون مین جھگڑا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے انتظام کی خرابی معلوم کرکے سنہ ۱۸۶۹ء مین
فوجداری اختیارات [illegible] مین لی۔ اور ریذیڈنٹ کو یہ اختیارات عطا کی۔ سنہ ۱۸۷۰ء مین سیدی
سردارون نے نواب [illegible] کے [illegible] موجودگی [illegible] (جو [illegible] بمبئی مین تھے) ان کو معزول کرکے
نواب صاحب حال کو بحالت نابالغی گدی پر بٹھا دیا۔ بالآخر نواب صاحب سابق چند شرایط کے ساتھ
گدی پر بٹھا دیے گئے۔ اور سنہ ۱۸۷۳ء مین سیدی سردارون نے نواب صاحب کی اطاعت

قبول کی۔ ۱۸۷۹ء میں نواب سیدی ابراہیم خان نے قضا کی۔ اور تین بیٹے چھوڑے۔ سیدی احمد خان منکوحہ بی بی (فاطمہ بی بی) سے ہیں۔ الغرض نواب کی وفات پر جانشینی کے لئے جھگڑا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے سیدی احمد خان کو جائز وارث قرار دیکر بڑی دہوم دہام سے مسند نشین کیا۔

آپ (نواب صاحب حال) ۳۱ ر اگست ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور راجکمار کالج میں تعلیم پائی۔ انگریزی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ فارسی۔ اردو میں اچھی دستگاہ ہے۔ ۱۱ ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کو گورنمنٹ نے آپ کو ریاست کے پورے اختیارات عطا کر دئے ۱۸۹۵ء میں گورنمنٹ نے کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا ۔۔ آپ کی شادی خاندان طیب جی میں مسٹر حاجی حسن علی فیضی کی دختر سے ہوئی ہے۔ رقبۂ ریاست (۳۲۴) مربع میل۔ آبادی (۵۰۳۹۲) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

بالاسنور (علاقہ مغربی ہند)

نواب منور خان جی بابی
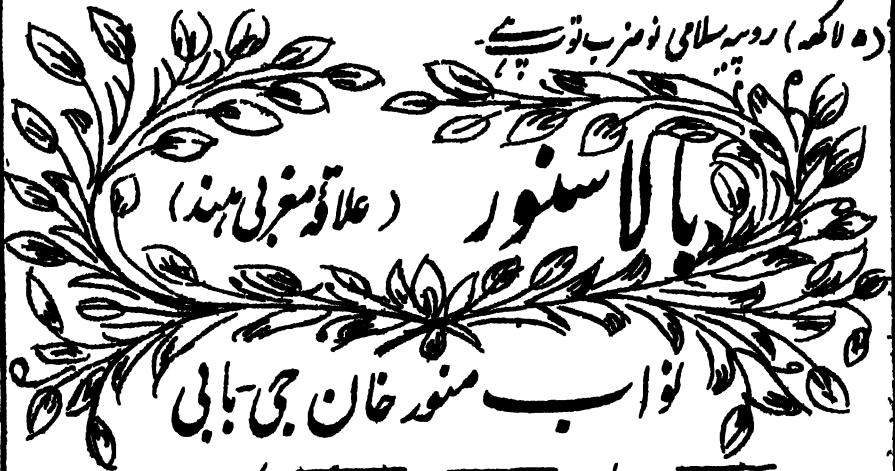
یہ خاندان سردار محمد خان پسر کلاں بہادر خان (جو شیر خان بابی کی نویں پشت میں تھے) کی نسل سے ہے۔ سترہویں صدی میں آپ کے بزرگ شہنشاہ دہلی کے دربار میں حاجب الباب کی خدمت پر مامور تھے۔ اور یہی وجہہ اس بابی لقب کی ہے۔ بہادر خان جی کے چھوٹے بیٹے مہابت خان جی کی نسل سے۔ ایک دوسری شاخ والیان ریاست جوناگڈہ کی مورث

اسکے علاوہ تھی۔ سردار محمد خان کے بعد بالاسنور اور بیرپور کے مسند ریاست پر اون کے بیٹے جمیعت خان متمکن ہوئے۔ اون کے بعد صلابت خان جانشین ہوئے۔ صلابت خان نے مئی سنہ ۱۸۲۰ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بھائی عابد خان تخت پر بیٹھے۔

بالاسنور کی ریاست سرکار پیشوا اور گیکواڑ کی باجگزار تھی۔ جب پیشوا کے حقوق گورنمنٹ انگریزی کے طرف منتقل ہوئے تو یہہ ریاست بھی گورنمنٹ کے زیر حمایت آگئی سنہ ۱۸۲۲ء مین عابد خان ریاست سے علیحدہ کئے گئے اور اون کے بھائی عبدل خان سریر آرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۳۱ء مین اون کا انتقال ہوا تو زور آور خان تخت نشین ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۸۲ء مین اون کی وفات پر اون کے فرزند اکبر منور خان جی (نواب صاحب جال) تخت حکومت پر بیٹھے آپ (نواب صاحب جال) کی ولادت سنہ ۱۸۴۴ء ہے۔ اس ریاست کا رقبہ (۱۷۹) میل مربع آبادی (۱۲۲۴۹) محاصل ایک لاکھ بیالیس ہزار سات سو پچاس روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو بطور خراج بارہ ہزار چھہ سو چہانوے روپیہ دیتی ہے۔

فضلی (علاقۂ مغربی ہند)

سلطان احمد

سنہ ۱۸۳۹ء مین قبضہ عدن کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے اس ریاست سے معاہدہ کیا۔ جو نواح عدن کی ایک زبردست اور جنگجو قوم ہے۔ سلطان لاہج عرصہ تک قرب و جوار کے اون قومون کو (جن مین فضلی بھی شامل ہے) جن کی عملداری مین اہل لاہج تجارت کرتے تھے

کچہہ روپیہ سالانہ بطور مدد کے دیا کرتے تھے۔ ابتداً گورنمنٹ بہی یہ وظایف اونکو دیتی رہی۔ لیکن جب سلطان فضلی کا برتاؤ قابل اطمینان نہ دیکھا تو وظیفہ بند کردیا۔ آخر احمد بن عبد اللہ جانشین ہوئے۔ اور سنہ [illegible]ء مین اون کی وفات پر اون کے بیٹے حیدر اتحت پر بیٹھے۔ جو اگست سنہ ۱۸۷۳ء مین ہلاک کرڈالے گئے۔ قبیلہ فضلی نے اونکے بیٹے احمد کو اپنا سردار مقرر کیا۔ اور گورنمنٹ نے بہی یہ جانشینی منظور کی۔ سلطان فضلی کی آمدنی معہ اوس وظیفہ کے جو گورنمنٹ دیتی ہے دس ہزار ڈالر* سالانہ اور سلامی نو توپ ہے

لاہج (علاقہ مغربی ہند)

سلطان فضل بن محسن

لاہج عدن کا ایک ضلع ہے۔ جسکے باشندے ابدالی کہلاتے ہین۔ ان کے سردار کا لقب سلطان لاہج ہے۔ سرداران عدن کے ساتہہ اول پولیٹکل تعلقات سنہ ۱۷۹۹ء مین قایم ہوئے یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جب گورنمنٹ برطانیہ نے ایک بحری فوج ہندوستانی افواج کا ایک دستہ لیکر جزیرۂ پیرم پر قبضہ کرنے اور بحیرۂ ہند مین براہ بحر قلزم مصر کے فرانسیسیون کی آمدورفت کے روکنے کے لئے بہیجی تہی۔ جزیرۂ پیرم افواج کے لئے ناموزون ثابت ہوا۔ اور سلطان لاہج نے کچہہ دنون تک فوج کو عدن مین مقیم رکہا

* ڈالر دو روپیہ آٹہہ آنہ کا ہوتا ہے (عیاں) ۱۲ مولف

اونہون نے معاہدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی - اور عدن کو بطور ایک مستقل اسٹیشن کے
دینا چاہا - مگر گورنمنٹ نے اوس کے لینے سے انکار کیا - آخر ۱۸۰۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھ ایک
معاہدہ ہوا - اس وقت سے ۱۸۳۷ء تک عدن کے ساتھ کسی قسم کی راہ و رسم نہ تھی جبکہ
گورنمنٹ کی توجہ ساحل عدن پر برٹش جہازات کے لوٹے جانے اور ملاحون کے ساتھ
بدسلوکی ہونے پر مائل ہوئی - کپتان ہنس صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس کا جواب حاصل
کرین - اسکے ساتھ ہی اون سے چاہا گیا تھا کہ وہ ہندوستان اور بحیرۂ قلزم کے مابین
آنے جانیوالے جہازون کے کوئلہ کا ڈپو بنانے کے لئے عدن کو خرید لین - سلطان محسن
نے جو ۱۸۲۷ء مین اپنے چچا سلطان احمد کے جانشین ہوئے - اولاً لوٹ کی شرکت سے
انکار کیا - اور نقصان مال کا کچھ حصہ دینے اور باقی کا معاوضہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے
حوالگی عدن کے بارے مین ایک مسودۂ معاہدہ سلطان کے روبرو پیش کیا گیا جس کو
انھون نے زبانی منظور کیا - اور وعدہ کیا کہ باقاعدہ منظوری اپنے سردارون سے مشورہ
لیکر دینگے - اس مسودہ مین زر معاوضہ عدن کی تعداد غیر مشخص تھی - لیکن بعد کو طے پایا کہ
اسکے متعلق ۸ ہزار ۷ سو روپیہ سالانہ ادا کیا جائے - ۲۲ جنوری ۱۸۳۸ء کو سلطان محسن نے
ایک خط بھیجا جس مین دو مہینے بعد عدن کو انگریزون کے حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا - مگر اپنی
عدن پر سلطان کی حکومت قائم رہنے کی شرط کی - برٹش ایجنٹ نے یہ شرط نامنظور کی - اس موقع
پر سلطان کے فرزند احمد کی نازیبا کارروائیون کیوجہ سے سلطان کو دھمکانیکی تیاریان کیگئین
آخر ۱۹ جنوری ۱۸۳۹ء کو عدن گولون سے اڑا کر شہر پر قبضہ کر لیا گیا - اور سلطان معہ خاندان
کے لاہج کو چلے گئے ۲ فروری کو سلطان کے داماد نے سلطان کے نام سے صلح کا معاہدہ
کیا - اور ۱۸ جون کو سلطان نے خود ایک دستاویز پر دستخط کئے جس کی رو سے انہون نے

برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ صلح و دوستی رکھنے کا اقرار کیا - اور گورنمنٹ نے اون کو اور اون کے وارثون کو چھہ ہزار پانسو ڈالر سالانہ دینے اور اسیطرح اون وظائف کو ادا کرنیکا ذمہ لیا - جو سلطان لاہج - فضلی - قبائل یافعی - حوشبی - اور عمیر کو دیا کرتے تھے - سنہ ۱۸۳۹ع مین چونکہ سلطان محسن نے عدن پر مکرر قبضہ کرنے کی کوشش کی - جس کی وجہہ سے روپیہ کی ادائی موقوف کر دی گئی - اونہون نے دو مرتبہ اور کوشش کی - مگر تیسرے حملہ کے بعد سنہ ۱۸۴۳ع مین سلطان محسن نے عدن مین آکر صلح کی درخواست کی - ۱۱ فروری سنہ ۱۸۴۴ع مین ایک معاہدہ ہوا - جس کی رو سے پانسو اکتالیس ڈالر کا ماہواری وظیفہ بحال کیا گیا - اور ایک سال کی بقایا بھی دی گئی سلطان محسن نے سنہ ۱۸۴۷ع مین قضا کی - اور اون کے بڑے بیٹے احمد جانشین ہوئے - سلطان احمد نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۴۹ع مین وفات پائی - اور اون کے دوسرے بھائی علی بن محسن مسند نشین ہوئے انہون نے سنہ ۱۸۶۳ع مین قضا کی - اور اون کے بیٹے فضل بن علی - سلطان ہوئے - لیکن خاندان کے اور لوگون نے ان کو تخت سے اوتارنے کی سازش کی - اور آخر سلطان محسن کے چوتھے بیٹے فضل بن محسن مسند نشین ہوئے - اون کو سنہ ۱۸۶۵ع مین سرکاری اعانت کے صلہ مین پانچہزار ڈالر عطا ہوئے - لاہج کی آبادی ۲۰ ہزار اور آمدنی ۵۰ ہزار روپیہ سال سلامی نو ضرب توپ ہے -

قشن وسقوطرا (علاقہ مغربی ہند)

سلطان علی بن عبد اللہ

اس جزیرہ کی فرمان روائی عربون کے قبیلہ مہری کے خاندان اہل عفریر کو حاصل ہے - جو بر قشن

مین آبادی مین سقوطرا کے ساتھ گورنمنٹ کا تعلق ۱۸۳۴ء مین قایم ہوا۔ جس کی روسے اوہنون نے برٹش گورنمنٹ کے اس جزیرہ مین اترنے اور کوئلہ جمع کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ ۱۸۷۶ء مین سلطان سقوطرا کے ساتھ ایک عہد نامہ ہوا۔ جس کی روسے تین ہزار ڈالر کے معاوضہ اور تین ہزار ساٹھہ ڈالر کی سالانہ ادائی پر سلطان نے اپنے اور اپنے وارثون اور جانشینون کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ سوا برٹش گورنمنٹ کے اور کسیکو اپنے جزیرہ یا اوس کے کسی ماتحت حصے پر قبضہ نہ دین گے۔ نہ بیع و رہن کرین گے۔ ۱۸۸۸ء مین یہی اسی قسم کا ایک معاہدہ سلطان علی بن عبد اللہ کے ساتھہ منعقد ہوا اور ایکسو بیس ڈالر کا سالانہ وظیفہ ان کو بحیثیت سردار قبیلۂ مہری کے عطا کیا گیا — رقبہ ایک ہزار مربع میل آبادی (جس مین زیادہ تر بدو ہین) تقریباً پانچہزار۔ محاصل (جو زیادہ تر جنس مین وصول کیا جاتا ہے) علاوہ برٹش امداد کے تین سو بیس ڈالر۔ نو ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

کوروائی (علاقہ

ہز ہائنس نواب محمد منور علی خان بہادر

یہ ریاست افغان اور کرزی کے خاندان کی ہے۔ اسوقت نواب محمد منور علی خان رئیس ہین۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

کیمپ (علاقہ بمبئی)

ہز ہائنس نواب [illegible] علی خان بہادر

یہ ریاست احاطہ بمبئی مین واقع ہے۔ اور خاندان افغان سے تعلق ہے۔ اسوقت نواب جعفر علیخان مسند نشین ہین۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیتی۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۱۷۵۰۰۰) آدمی تین لاکھ پچاس ہزار۔ سلامی گیارہ ضرب توپ مقرر ہے۔ سنہ ۱۸۱۷ع مین گورنمنٹ انگریزی سے اس ریاست کے مابین عہدنامہ ہوا ہے۔

وہ رؤسا اہل اسلام جنکو گورنمنٹ برطانیہ ہز ہائنس کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ اور حسب وجاہت ووقعت خاندانی توپون کی سلامی کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اون کے حالات مختصر طور پر اوپر لکھدئے ہین۔ اب ذیل مین چند اسلامی ریاستونکا ایک نقشہ اختصار کی غرض سے دیاجاتا ہے یہ وہ ریاستین ہین کہ جنکے رئیسون کو ہز ہائنس کا خطاب اور توپون کی سلامی گورنمنٹ برطانیہ کے جانب سے حاصل نہین ہے۔ مگر صاحب اعزاز ووقعت ضرور ہین۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام رئیس معہ خطاب والقاب	تاریخ ولادت	تاریخ مسند نشینی	رقبہ ریاست مربع میل	آبادی	محاصل	تعداد فوج	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	لسبیلہ	جام میر کمال خان صاحب بہادر	سنہ ۱۸۶۹ع	۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ع	۱۲۰۰۰	۵۶۱۰۹	۳۰۰۰۰	لیوی سوار کوئٹہ ۱۵۰-۲۲۶ پیادہ سوار ۳۰۰۰-۵۰۰	اکچو پانچ معہ برادر ہین
۲	دیر سوات چترال	نواب محمد شریف خان صاحب بہادر	سنہ ۱۲۶۶ع	سنہ ۱۳۰۱ع	۰	۰	۰		
۳	لوہارو	آنریبل نواب سر امیرالدین احمد خان فخرالدولہ کے سی۔ آئی۔ ای۔	سنہ ۱۸۶۰ع	۰	۰	۱۸۰۰	۷۲۰۰۰	۰	۰
۴	خاران	سر نوروز خان نوشیروانی۔ کے سی آئی۔ ای۔	۰	سنہ ۱۸۵۶ع	۱۵۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۰	گورنمنٹ نقد چھ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد کرتی ہے
۵	دوجانہ	نواب محمد ممتاز علیخان بہادر جلال الدولہ مستقیم جنگ	سنہ ۱۸۶۴ع	سنہ ۱۸۷۹ع	۸۹	۲۵۰۰۰	۷۰۰۰۰	۰	۰

۶	پاٹودی	نواب محمد مظفر علی خان	سنہ ۱۸۷۰ء	•	۵۳	۲۲۴۰۰	۸۵۰۰۰	•	•
۷	ساچق پور	مہربان نواب عبد المجید خان دلیر جنگ	۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء	۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء	۷۰	۱۰۴۴۴	۸۸۰۰۰	،	•
۸	مدوٹ	نواب قطب الدین خان	•	•	•	•	•	•	•
۹	محمود آباد	نواب راجہ علی محمد خان بہادر	سنہ ۱۸۵۱ء	•	•	•	•	•	•
۱۰	جہانگیر آباد	آنریبل محمد تصدق رسول خان سی. ایس آئی	•	•	•	•	۱۳۰۹۶۴	•	•
۱۱	نان پارہ	راجہ محمد صدیق خان	سنہ ۱۸۷۰ء	•	•	•	۱۶۶۹۲۵	•	• •
۱۲	پہاسو	نواب محمد فیاض علیخان ممتاز الدولہ	سنہ ۱۸۵۱ء	سنہ ۱۸۹۴ء	•	•	•	•	•
۱۳	بلہرہ	نواب راجہ کاظم حسین خان بہادر	•	سنہ ۱۸۷۱ء	•	•	•	•	ایک صاحبزادہ
۱۴	سلیم پور	حاجی سید راجہ شعبان علی خان بہادر	سنہ ۱۸۵۹ء	سنہ ۱۸۷۹ء	•	•	•	•	ایک صاحبزادہ

اب ذیل میں چند معزز ارکین اور ذی وقعت امراء ہندوستان کا بھی ایک نقشہ ہمارے معزز ناظرین کے معلومات کیلئے درج کیا جاتا ہے

نمبر شمار	نام مع خطاب والقاب	ولدیت	تاریخ ولادت	سکونت	اولاد
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	شہزادہ سلیمان قدر مرزا محمد حسن علی خان بہادر	محمد امجد علی شاہ مغفور بادشاہ اودھ	۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۳۹ء	لکھنؤ	
۲	ہز ہائنس آغا سلطان محمد شاہ آغا خان کے سی آئی ای جی سی آئی ای	ہز ہائنس آغا علی شاہ	۲ نومبر سنہ ۱۸۷۷ء	بمبئی	
۳	سر محمد منور علیخان بہادر کے سی. آئی. ای امیر ارکاٹ	خان بہادر معزز الدولہ	سنہ ۱۸۵۹ء	امیر محل مدراس	چار صاحبزادے تین
۴	نواب سید حسن علیخان احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامرا نواب مرشد آباد جی سی آئی ای	نواب سید منصور علیخان بہادر فریدون جاہ محسن الدولہ منتظم الملک فیروز جنگ نواب ناظم صوبہ	۲۵ اگست سنہ ۱۸۴۶ء	مرشد آباد	پانچ صاحبزادے تین
۵	سلیم اللہ خان نواب ڈھاکہ	خواجہ سر احسن اللہ خان	•	ڈھاکہ	•
۶	آنریبل پرنس محمد بختیار شاہ سی. آئی. ای. نبیرۂ ٹیپو سلطان	شہزادہ محمد انور شاہ	سنہ ۱۸۶۲ء	ٹالی گنج کلکتہ	•
۷	مرزا شجاعت علی بیگ خان بہادر مدار المہام و مدار بیگم مرشد آباد	مرزا سلامت علی بیگ	سنہ ۱۸۶۰ء	مرشد آباد و کلکتہ	•
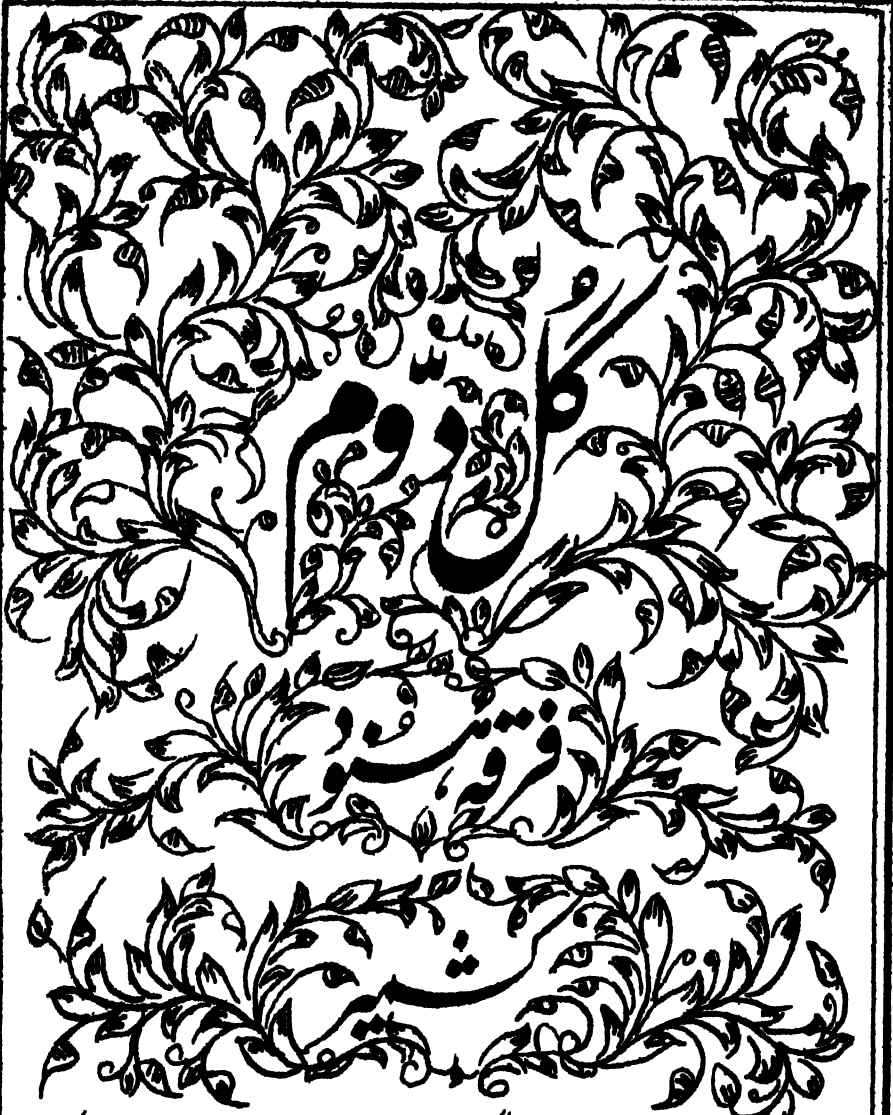
میجر جنرل ہز ہائنس مہاراجہ سر پرتاب سنگہ اندر مہندر بہادر سپر سلطنت جی سی ایس آئی

علاقہ جموں و کشمیر کے مشہور حصے جموں - لداخ - بالتستان - کشمیر - گلگت اور اسکردو ہین - جموں ایک زمانہ نامعلوم سے ڈوگرا راجپوتوں کے خاندان کا دار السلطنت رہا ہے - اٹھارھوین صدی کے آخر راجہ رنجیت دیو کے عہد مین جموں نے کسیقدر رتبہ اور شہرت حاصل کی - گرد و نواح کا ملک - مختلف چھوٹی چھوٹی

ریاستون مین منقسم تہا۔ جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑا کرتی تہین۔ لیکن گذشتہ صدی کے آغاز
مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی گورنمنٹ کی کم و بیش مطیع ہوگئین۔ اوس زمانہ مین راجہ رنجیت دیو کے پرپوتے
گلاب سنگہ۔ دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ اون کے شریک ہوئے۔ اونہون نے بہت جلد اوج
عروج حاصل کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گلاب سنگہ کو راجہ کے خطاب کے ساتہہ یہ ریاست عطا کی۔
اسی طرح دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ نے قرب و جوار کے علاقے حاصل کئے۔ غرض پندرہ برس کے
عرصہ مین تینون بہائیون خصوصاً گلاب سنگہ نے اطراف کے تمام کوہستانی ریاستون کو مطیع کرلیا۔ جب
سنہ ۱۸۴۳ء مین دہیان سنگہ و سوچیت سنگہ نے انتقال کیا تو اون کا کل علاقہ باستثناء پونچہ کے
(جو راجہ دہیان سنگہ کے فرزند راجہ جواہر سنگہ کے قبضہ مین رہا) راجہ گلاب سنگہ کو ملا۔ سنہ ۱۸۴۶ء
مین جب گورنمنٹ نے لاہور پر قبضہ کیا اور سکہہ مطیع ہوئے تو راجہ گلاب سنگہ مصالحت کے کام پر مقرر ہوئے
اور اوس کا انجام یہ ہوا کہ لاہور سے ساتہہ پہلا معاہدہ ہوا۔ ان خدمات کے صلہ مین راجہ گلاب سنگہ کو گورنمنٹ
نے جمون اور کشمیر کا کوہستانی علاقہ مرحمت فرمایا۔ اور ایک جداگانہ معاہدہ مرتب کیا گیا۔ ۵ مارچ
سنہ ۱۸۴۶ء کو اوس پر دستخط ہوئے۔ اور اس معاہدہ کے رو سے یہ قرار پایا کہ وہ پچہتر لاکھ روپیہ نذر کرکے
اوس حصہ ملک پر متصرف رہین۔ جس پر سکہون کے عہد مین قابض تہے۔ راجہ گلاب سنگہ نے یہ اقرار کیا کہ
ہنگام ضرورت گورنمنٹ کو فوجی مدد دینگے۔ اور ہمسایہ ریاستون کی نزاعات کا تصفیہ گورنمنٹ کریگی
چنانچہ غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے موقع پر راجہ نے اپنی فوج و توپخانہ سے گورنمنٹ کی بیش بہا مدد کی۔ اگست سنہ ۱۸۵۷ء مین
مہاراجہ گلاب سنگہ نے قضا کی۔ اور اون کے بڑے بیٹے مہاراجہ رنبیر سنگہ مسند نشین ہوئے۔ اور
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اور گورنمنٹ سے ایک کوہی توپخانہ بہی ملا۔ سنہ ۱۸۷۷ء مین دربار
دہلی کے موقع پر مہاراجہ۔ افواج انگلشیہ کے جنرل اور کشیر قیصر ہند کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ ستمبر سنہ ۱۸۸۵ء
کو مہاراجہ رنبیر سنگہ کا انتقال ہوا تو متوفی کے بیٹے ہز ہائنس مہاراجہ پرتاب سنگہ (رئیس حال)

سند آرا ہوئے۔ آپ ۱۸۵۰ء مین پیدا ہوئے۔ اور آپ کے عہد مین ایک رزیڈنٹ مقرر ہوا۔ ۱۸۸۹ء مین مہاراجہ نے ریاست کے انتظامی حالت درست کرنے کے لئے انتظامی امور سے کنارہ کشی کی۔ اور گورنمنٹ نے ریاست کے نظم و نسق کو ایک کونسل کے سپرد کیا۔ جس مین مہاراجہ کے دونون بہائی اور کچہہ چیدہ انگریزی افسر شریک کیئے گئے۔ اور یہ قرار پایا کہ کونسل اہم کام مین رزیڈنٹ کا مشورہ لیا کرے۔ نومبر ۱۸۹۱ء مین مہاراجہ کو (اون کی خواہش پر) اقتدارات حاصل ہوگئے۔ اور سابقہ کونسل مہاراجہ کے زیر صدارت ہوگئی۔ لیکن رزیڈنٹ کے صلاح و مشورہ کی شرط قایم رہی۔ جسکو مہاراجہ نے بہی بخوشی منظور کیا۔ ۱۸۹۲ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب آپکو عطا ہوا۔ اور برٹش فوج کے آنریری میجر جنرل کے عہدہ سے ممتاز کئے گئے۔ جمون اور کشمیر کا رقبہ ۸۰ ہزار میل۔ اور آبادی بشمول گلگت وغیرہ تخمیناً پچیس ۲۵ لاکہہ۔ محاصل ۲۷ لاکہہ فوج تخمیناً دس ہزار رسالہ ۱۹ ضرب توپ۔ مگر حدود ریاست مین ۱۱ ضلع ہے۔

پٹیالہ

ہز ہائنس فرزند خاص دولت انگلیشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہیراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہاراجہ بہوپندر سنگھ بہادر

پنجاب مین یہ سب سے بڑی سکھ ریاست ہے۔ ہز ہائنس سکھون کے فرقہ سدہو جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ ریاست کی بنیاد ۱۷۶۲ء مین سردار آلا سنگھ نے ڈالی تہی۔ وہ چودہری پہول کے دوسرے بیٹے رام کی اولاد سے تھے چودہری پہول کے بڑے بیٹے کی اولاد مین راجگان نابہہ و جہیند ہین۔ آلا سنگھ۔ احمد شاہ درانی کے ہمعصر تھے۔ انکے جانشینون نے بہت کچہہ فتوحات حاصل کین۔ اور ریاست کی بنیاد قایم کردی۔ ۱۸۱۴ء مین مہاراجہ کرم سنگھ (جو آلا سنگھ کی چوتھی پشت مین تھے) نے جنگ گورکہا مین جنرل اکٹرلونی صاحب کو مدد دی تہی

کیونتھل وبگھاٹ کے کچھ قطعات اون کو صلۂ خدمت مین دئے گئے۔ گورنمنٹ نے ۱۸۳۰ء مین شملہ کا
کوہی علاقہ برگیٹ نربولی کے تین مواضع کے عوض مین حاصل کیا۔ اور سکہون کی اول جنگ مین مہاراجہ
کے حسن خدمات کے صلہ مین ایک دوسرے راجہ کا منضبط علاقہ گورنمنٹ نے مرحمت کیا۔ ۱۸۴۷ء مین ایک
سند کے ذریعہ اون کے قدیم وجدید علاقے کے مع اوس کے حقوق کے توثیق کی گئی۔ مہاراجہ کرم سنگھ
کے بعد اون کے بیٹے مہاراجہ نریندر سنگھ گدی نشین ہوئے۔ انھون نے غدر مین گورنمنٹ کے
خدمات انجام دین۔ جسکے صلہ مین علاقہ جھجر کا حصہ نارنول عطا ہوا۔ جس کی آمدنی ۲۔ لاکھ روپیہ تھی۔ ۱۸۶۰ء
مین فرمانروایانہ اختیارات اور ۱۸۶۲ء مین اختیار تبنیت کی سند عطا ہوئی۔ انھون نے ۱۸۶۲ء مین دفعتاً
انتقال کیا۔ اور مہاراجہ مہندر سنگھ جانشین ہوئے۔ اور اون کے زمانۂ نابالغی مین چھ برس تک کونسل آف
ریجنسی کا انتظام رہا۔ اور ۱۸۷۰ء مین اختیارات عطا ہوئے۔ اور دوسرے سال جی۔ سی۔ ایس۔ آئی سے
سرفرازی پائی۔ اور ۱۴ اپریل ۱۸۷۶ء کو قضا کی۔ متوفی بڑے فیاض تھے۔ چنانچہ نہر سرہند کی تعمیر مین
ایک کروڑ تیئس لاکھ روپیہ دیا۔ الغرض مہاراجہ مہندر سنگھ کی وفات پر مہاراجہ راجندر سنگھ مالک مسند ریاست
ہوئے۔ اور ۱۸۹۰ء مین اختیارات ریاست عطا کئے گئے۔ ۱۸۷۸ء مین جنگ افغانستان کے
موقع پر آپنے گورنمنٹ کو فوج سے مدد دی۔ مگر افسوس ہے کہ راجندر سنگھ نے عین عالم شباب مین
۲۲ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو انتقال کیا۔ اور ہز ہائنس مہاراجہ بھوپندر سنگھ بہادر (رئیس حال) جانشین ہوئے
آپکی ولادت ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء ہے۔ ریاست کا رقبہ (۵۴۱۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۸۶۰۳۰) فوج
بشمول پولیس (۶۰۷۹) محاصل ۶۶ لاکھ روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

بڑودہ

ہز ہائنس مہاراجہ سیاجی راؤ گائیکواڑ فرزند خاص دولت انگلشیہ خاص خیل شمشیر بہادر جی سی ایس آئی

ہز ہائنس مغربی ہندوستان کے طبقۂ والیان ملک مین رئیس اعظم ہین۔ آپ اوس نامی مرہٹہ سردار
داماجی گیکواڑ کی نسل سے ہین جو ستر ہوین صدی کے آخر بالاپور کے جنگ مین بمقابلۂ افواج مغلیہ داد
شجاعت دی تہی۔ اور اوس کے صلہ مین ساہو راجہ والی ستارہ نے شمشیر بہادر کا خطاب عطا کیا تہا
سنہ ۱۷۲۱ء مین داماجی کا انتقال ہوا۔ اور اون کے (بھتیجے) متبنی پیلاجی گیکواڑ جانشین ہوئے۔ جب
پیشوا کے ساتھہ جنگ کا خاتمہ ہو چکا تو ساہو راجہ نے پیلاجی کو سینا خاص خیل کا خطاب عنایت کیا
مگر افسوس ہے کہ سنہ ۱۷۳۱ء مین پیلاجی مارے گئے۔ اور داماجی دوم مسندنشین ہوئے۔ یہ چالیس برس تک
جدال و جنگ مین مصروف رہے۔ اور انھین کی ہمت و جوانمردی سے گجرات کے سارے علاقہ اور
مغربی ہند کے متصلہ اضلاع مین گیکواڑ کی حکومت قایم ہوئی۔ اور بڑودہ دارالامارت گجرات مغلیہ صوبہ دار
سے فتح کر کے مستقر ریاست قرار دیا گیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء کے جنگ پانی پت مین آپ ایک فوج کے
سپہ سالار تھے۔ چنانچہ کاٹھیاوار پر آپ نے یلغار کر کے اکثر راجاؤن کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا تھا
اور قدیم شہر انہلواڑا و پٹن اور احمدآباد قدیم پایہ تخت گجرات کو بھی فتح کر لیا۔ اون کے بعد اون کے
دو بیٹے گوبند راؤ اور فتح سنگہ یکے بعد دیگرے مسند آبائی پر متمکن ہوئے۔ اور فتح سنگہ کے بعد
گوبند راؤ کے بیٹے انند سنگہ مسندنشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ کے ساتھہ۔ ایک عہدنامہ
ہوا۔ جس کے رو سے دربار بڑودہ مین رزیڈنٹ مقرر کیا گیا۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ دربار بڑودہ ایک
جرار معاون فوج قایم رکھے۔ انند سنگہ کے بعد سیاجی راؤ اول گدی نشین ہوئے۔ اون کے بعد
اون کے تین بیٹے گنپت راؤ۔ کھانڈے راؤ۔ ملہر راؤ یکے بعد دیگرے ریاست پر بیٹھے۔ ان مین سے
کھانڈے راؤ نے غدر کے زمانہ مین گورنمنٹ کی بیش بہا خیرخواہی کی۔ لیکن ملہر راؤ کا انجام
اچھا نہ ہوا معزول ہوئے۔ اون کے بعد ۲۷ مئی سنہ ۱۸۷۵ء کو ہز ہائنس مہاراجہ سیاجی راؤ (حال
مہاراجہ) مسندنشین ہوئے۔ اور بوجہ نابالغی کچھ روزون گورنمنٹ کا انتظام رہا۔ سنہ ۱۸۸۱ء مین کامل

اختیارات حاصل ہوئے - آپ کا تولد ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۶۳ء ہے ہز ہائنس تعلیم یافتہ روشن خیال
رئیس ہین - مبداء فیاض نے آپ کو قابلیت و عالی دماغی - معدلت و عدل گستری - وقار و تحمل کے
بیش بہا جواہر عطا کئے ہین - جس سے رعایائے بڑودہ نہایت مرفہ الحال اور کمال آسودہ رہتی ہے
آپ نے اپنی ریاست مین رعایا کی آسودگی اور فلاح کے لئے صدہا مفید ذرائع جاری کئے ہین
چنانچہ ایک کالج (جس مین بمبئی یونیورسٹی کے جملہ امتحانات کے متعلق تعلیم دیجاتی ہے) (۱۲۹۷)
مدرسے قایم ہین - اور صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے بھی ایک مدرسہ موسوم بہ کلا بھون جاری ہے
علاوہ برین ۶۲ زنانہ مدارس بھی ہین - اور رسل و رسایل - آمد و رفت کی سہولت کے لئے ملکی ریلون کا جال
بھی بچھایا گیا ہے - حفظان صحت کے متعلق ایک عمدہ لیڈی ڈفرن ہسپتال کھولا گیا ہے - سنہ ۱۸۷۷ء مین انکو
فرزند خاص دولت انگلشیہ کا خطاب عطا ہوا - اور سنہ ۱۸۸۷ء مین آپنے معہ مہارانی صاحبہ یورپ کا
سفر کیا - اور لندن مین علیا حضرت ملکہ مرحومہ کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا - اور جی - سی - ایس - آئی کا
تمغہ آپ کو خاص علیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمایا - اور اپنی ایک شبیہ معہ سچے جواہر
عنایت کی - اور مہارانی صاحبہ کو کرون آف انڈیا کے خطاب سے سرفراز فرمایا - اسکے بعد بھی آپنے
تین چار مرتبہ یورپ کا سفر کیا ہے - سنہ ۱۸۸۰ء مین تانجور کی ایک شہزادی سے جو آپنے بیاہ کیا تھا انسے
ایک فرزند فتح سنگھ سنہ ۱۸۸۵ء مین اونکا انتقال ہوگیا - پھر اوس سال آپنے دوسری شادی دیوگی کے
ایک مشہور خاندان مین کی جن سے دو صاحبزادے جے سنگھ راؤ - شیواجی راؤ اور ایک صاحبزادی
پیدا ہوئین - رقبہ ریاست (۸۵۷۰) میل مربع - مردم شماری (۲۴۱۵۳۹۶) آمدنی تقریباً
ایک کروڑ تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ - فوج مین (۳۵۶۲) سوار (۴۹۰۸) پیدل (۳۸) توپین
اور سلامی اکیس ۲۱ ضرب توپ ہے -
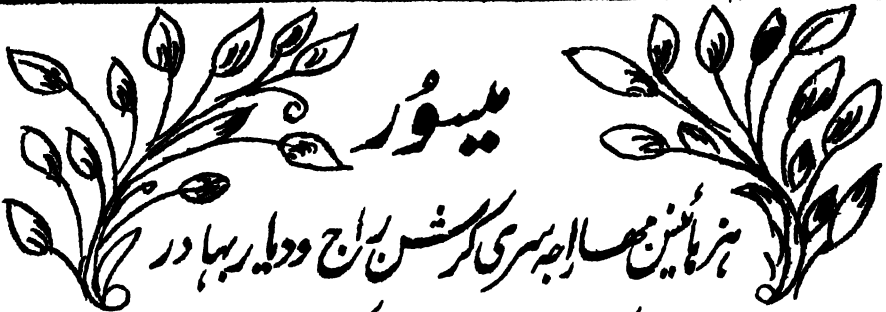
میسور

ہز ہائینس مہاراجہ سری کرشن راج ودیار بہادر

ہز ہائینس راجپوت چھتریون کے خاندان سے ہین۔ آپکے اجداد دوارکا واقع کاٹھیاوار سے آئے تھے۔ چنانچہ دو بھائی بجے راج اور کرشن راج چودھوین صدی کے آخر مین قلمرو میسور کے حصۂ اشٹ گرام مین توطن پذیر ہوئے۔ ایک بھائی نے موضع ہدنار وسکے رئیس کی دختر سے شادی کی۔ اور اِس ذریعہ سے صوبہ جات میسور مین اپنا علاقہ قایم کیا۔ اون کی اولاد مین ایک شخص جادورائو نے ۱۳۹۹ء سے ۱۴۲۳ء تک حکومت کی۔ اوسکے بعد اون کے بیٹے ہیر بیتود چمراج گدی پر بیٹھے۔ ان کے پوتے راجہ ہیر (یا اربیرل) چمراج تھے۔ انکی چھے انگلیان تھین اِسلئے ہیر سے موسوم ہوئے۔ ان کے بیٹے ہیر بیتود چمراج ثانی کے زمانے مین قلعہ میسور اوس مقام پر تعمیر ہوا تھا جو سابق مین پرا گر کھلاتا تھا۔ میسور کے مہاراجہ ودیار کھلاتے ہین۔ اودیار۔ اودیا کی جمع یا لفظ تعظیم ہے۔ جسکا معنے کناری زبان مین۔ لارڈ۔ مالک۔ آقا کے ہین۔ ہیر بیتود چمراج کی گدی پر یکے بعد دیگرے ان کے دو بیٹے تخت پر بیٹھے۔ چھوٹے بیٹے کا نام بول چمراج تھا۔ ان کے پوتے راج ودیار اپنے پیشرو راجاؤن پر حکومت مین سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ یہ ۱۵۷۸ء سے ۱۶۱۷ء تک برسرحکومت رہے ۱۶۱۰ء مین قلعہ سرنگاپٹم پر قبضہ کر لیا۔ جو سابق مین راجگان بیجانگر کے ایک نائب کی حکومت مین تھا۔ راجہ دودا کرشن راج کی وفات کے بعد ۱۷۳۱ء مین نا بالغ لوا نصب ریاست کا سلسلہ جاتا رہا۔ اور اوس زمانے سے اصلی قوت افواج کی موروثی جنرلون کے ہاتھ مین رہی۔ جو میسور کے راجاؤن کا انتخاب کرتے تھے۔ راجہ دودا کرشن کے متبنّیٰ صاحبزادہ

پرنیت نگال چمراج تھے۔ جنھون نے سنہ ۱۷۳۳ء مین قضا کی۔ اون کے متبنے بیٹے چکا کرشن راج
نے سنہ ۱۷۳۴ء سے سنہ ۱۷۶۵ء تک حکومت کی۔ لیکن اون کی سلطنت برائے نام تھی۔ کیونکہ یہان
اون دنون حیدر علی کی دہاک بندہی ہوئی تھی۔ جو بعد کو میسور کے فرمانروا بھی ہوگئے۔ برٹش گورنمنٹ
اور میسور کے مابین پہلی راہ و رسم اوسوقت ہوئی جب کرناٹک کی حکومت کے لئے جھگڑا ہو رہا تھا
اور میسور ہندو فرمانرواؤن کے تحت مین تھا۔ مہاراجہ چکا کرشن راج کے دو بیٹون مین ایک
بیٹا جو برائے نام اوس کا جانشین تھا۔ سلطان ٹیپو نے ہلاک کر ڈالا۔ دوسرا بیٹا لاوارث
مرا۔ اسپر حیدر علی نے ہندو نسل کا سایہ قایم رکھنے کے لئے چکا کرشن کی تیسری بیوی کو ایک کمسن
رشتہ دار چمراج کو متبنے کرلنے کی اجازت دی۔ جب برٹش گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کو شکست دی
اور سنہ ۱۷۹۹ء مین سرنگا پٹم کو فتح کیا تو اوس سے چند روز پہلے مہاراجہ چمراج قید مین مر گئے تھے
اوس وقت برٹش گورنمنٹ نے میسور کو اوس کے قدیم فرمانروا کو واپس دینے کا قطعی عہد کر لیا۔ چنانچہ
کرشن راج گدی نشین ہوئے۔ اوران کی نابالغی کے زمانہ مین سنہ ۱۷۹۹ء سے سنہ ۱۸۱۰ء تک سلطنت
کا کام اچھا چلتا رہا۔ سنہ ۱۸۶۵ء مین انھون نے چمراج حیندر ودیار کو متبنے کیا۔ جو چکا کرشن اراسو کے
تیسرے بیٹے تھے سنہ ۱۸۶۸ء مین مہاراجہ کرشن راج کی وفات پر گدی نشین ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۹۵ء
مین انتقال کیا۔ اون کی وفات پر مہارانی صاحبہ ریجنٹ اور مہاراجہ صاحب حال والی ملک
قرار پائے۔ اور انتظام ریاست کے لئے بصدارت سر شیشادری آئر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای
ایک کونسل مقرر ہوئی۔

آپ (مہاراجہ حال) ۴ جون سنہ ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء مین کاٹھیاواڑ
کی ایک شاہزادی سے شادی ہوئی۔ ۸ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوئے
رقبہ تقریباً ۲۸ ہزار مربع میل۔ آبادی ۵۴ لاکھ۔ آمدنی تقریباً ایک کروڑ اکاون لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ

سالانہ - فوجی قوت (۹۵۹) سوار (۲۲۰۲) پیدل (۲۵) آرٹلری - سلامی ۲۱ ضرب توپ ہے
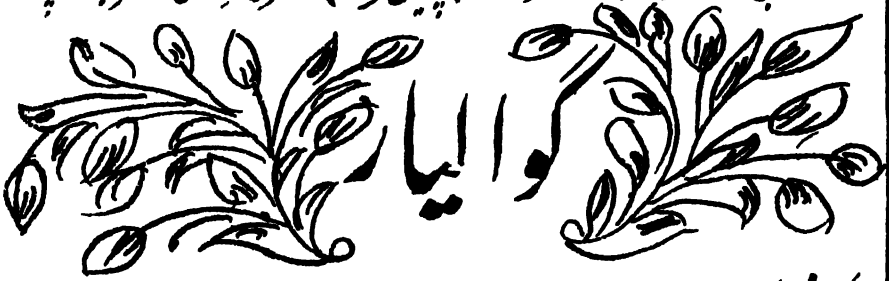
گوالیار

ہز ہائینس مختار الملک عظیم الاقتدار رفیع الشان والا شکوہ محتشم دوران عمدۃ الامرا مہاراجہ سراج ہیجا

حسام السلطنت مہاراجہ سر مادھو راؤ سیندھیا بہادر سری ناتھ منصور زمان فدوی حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ

انگلستان جی سی ایس آئی

ہز ہائینس کے آباے کرام کا وطن اصلی مضافات پونا مین تھا - اس ریاست کے بانی رانوجی جو قدیم الایام مین پیشوا کے باڈی گارڈ کے جنرل تھے - اٹھارہوین صدی عیسوی کے اوایل مین وسط ہند مین آئے اور ملک مالوہ کے ایک حصہ پر بحیثیت جاگیرداری قابض ہو کے اجین کو اپنا دار الریاست مقرر کیا۔ رانوجی کے فرزند مادھوجی عرف مادھو راؤ نے ریاست کو بہت بڑی ترقی دی - اس بہادر جنرل نے جنگ پانی پت کے بعد پیشوا سے اپنی آبائی جاگیر کو حاصل کیا - اور تھوڑے ہی عرصہ مین ایک مستقل وسیع ریاست قایم کر دی - غیر منتظم طریقۂ جنگ کو ترک کر کے باقاعدہ رسالے اور پلٹنین تیار کین۔ اگرچہ ابھی تک پیشوا کی نیابت براے نام باقی تھی مگر درحقیقت ایک وسیع قطعہ مین ان کی حکومت قایم ہو چکی تھی - جس مین ملک وسط ہند کا بہت بڑا حصہ اور دریاے چنبل کے شمالی مغربی اضلاع شامل تھے - جو دہلی تک پھیلے ہوئے تھے - ۱۷۹۴ء مین ان کا انتقال ہوا تو دولت راؤ جانشین ہوئے

ان کے زمانہ مین بعض وجوہ سے وہ قطعات ملک جو دریائے چمبل کے شمال اور کوہستان اجانتی کے
جنوب مین واقع تھے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور صرف اوس حصۂ ملک پر قبضہ رہا جو آج تک باقی ہے۔ ۱۸۱۷ع
مین یہ ریاست گورنمنٹ کے ظلِ حمایت مین آئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ پیشوا کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور پنڈاروں کا
زور گھٹ چکا تھا سلطنت مغلیہ ہچکولے لگ چکی تھی۔ اور مرہٹون کے باہمی تنازعات نے وسط
ہند مین بدعملی پھیلا رکھی تھی۔ مہاراجہ دولت راؤ نے ۱۸۲۷ع مین لاولد قضا کی۔ اور حسب وصیت ایک
۱۱ گیارہ سالہ لڑکا متبنے لیا گیا۔ جو بعد مین عالیجاہ جنکوجے راؤ سیندھیا کے نام سے مسند نشین ہوا۔ ۷ار
فروری کو ان کا بھی انتقال لاولد ہو گیا۔ مہاراجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ایک ۸ سالہ لڑکے بھاگیرتہ راؤ
کو گود لیا۔ جو عالیجاہ جیاجے راؤ سندھیا سے ملقب ہوئے مہاراجہ جیاجے راؤ نے غدر کے زمانہ مین
گورنمنٹ کی بہت بڑی مدد کی جسکے صلہ مین اضلاع پنجپہا اور امجھیرا عطا ہوئے۔ جب اون کا انتقال ہوا تو
سرمادہو راؤ (مہاراجۂ حال) ۳ر جولائی ۱۸۸۶ع کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کا تولد ۱۸۷۷ع سے ہے
آپ نہایت لایق اور ہوشیار رئیس ہین۔ فوج انگریزی مین آپ کو کرنل کا عہدہ ہے۔ محاربۂ چین مین
آپ بنفس نفیس موجود تھے۔ آپ نے اس موقع پر ۱۵۔ لاکھ کی لاگت کا ایک جہاز گورنمنٹ کے نذر کیا تھا
ہز ہائنس اپنی ریاست مین متعدد مدارس اور ہاسپتال وغیرہ رفاہ عام کے لئے قایم کئے ہین۔ آپ کی
فوجی قوت تخمیناً ۱۱ ہزار ۴۰ پیادے۔ اور ۵ ہزار ۵ سو چار سوار ہے۔ رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل آبادی
۲۹۔ لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۴۷۔ لاکھ ۸۰ ہزار۔ سلامی ۱۹ ضرب توپ۔ اور اپنے علاقہ مین ۲۱
شلک ہے۔

اندور
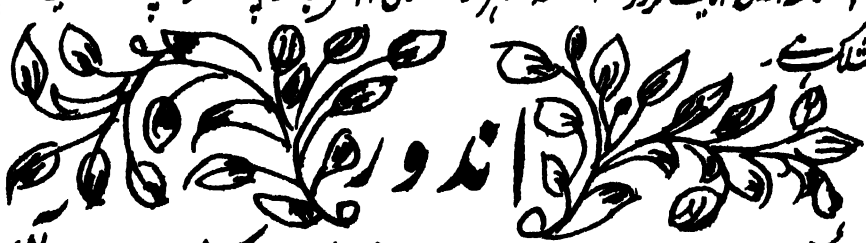
ہز ہائنس مہاراجہ دہیراج راج راجیشور سوائی سری شیواجی راؤ ہلکر بہادر جی سی ایس آئی

اس ریاست کے بانی ملہر راؤ ہلکر سنہ ۱۶۹۳ء مین بمقام موضع ہول (جو ملک دکن مین دریائے نیرا کے کنارے واقع ہے) پیدا ہوئے تھے۔ جنہون نے اول اول مرہٹون کی سرکار مین فوجی ملازمت اختیار کی اور چند ہی روز مین پانچسو سوارون کے افسر ہوگئے۔ اس کے بعد اوس قطعۂ اراضی کو بطور انعام حاصل کیا جو زمانہ حال کی دارالریاست کے گرد و نواح مین ہے۔ انہون نے سنہ ۱۷۳۲ء مین بحیثیت سپہ سالاری پیشوا۔ صوبہ دار مالوہ کو شکست دی۔ اور اوس قطعہ ملک کا ایک بڑا حصہ فوجی مصارف کے واسطے بطور جاگیر اون کو دیا گیا۔ سنہ ۱۷۳۵ء مین افواج مرہٹہ متعینۂ شمالی دریائے نربدا کے کمانیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۲ سال تک مختلف فوجی خدمات مین مصروف رہے۔ پانی پت کے مشہور معرکہ آرائی کے بعد وسط ہند مین واپس آئے۔ اور اپنے متصلہ ملک کا انتظام کیا۔ سنہ ۱۷۶۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اون کے پوتے مالی راؤ جانشین ہوئے۔ جنکا عین شباب مین انتقال ہوا۔ اور راؤ متوفی کی والدہ اہلیہ بائی کے ہاتھ مین عنان حکومت آئی۔ چنانچہ مہارانی صاحبہ نے ۳۰ برس فرمان روائی کر کے سنہ ۱۷۹۵ء مین انتقال کیا۔ اور تکاجی راؤ سپہ سالار مالک ریاست ہوئے۔ مگر بہت جلد وفات پائی۔ اسکے بعد خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے۔ مگر تکاجی کے بیٹے مہاراجہ جسونت راؤ نے ریاست کو سنبھالا۔ اور رقیب ریاستون سے مقابلہ کر کے حیثیت کو قایم رکھا۔ جب سنہ ۱۸۱۱ء مین جسونت راؤ نے قضا کی تو ملہر راؤ نابالغ جانشین ہوئے۔ اور مہارانی تلسی بائی امور ریاست کو انجام دینے لگین اور مہارانی نے گورنمنٹ کے ظل حمایت مین آنا چاہا۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ ریاست کو پیشوا سے جنگ ہونیکا احتمال ہے۔ یہ خبر سنکر اندور نے بھی مخالفانہ پہلو اختیار کیا۔ ممکن تھا کہ گورنمنٹ سے معاہدہ ہوجاتا مگر باغی فوج نے ایک اور انقلاب پیدا کر دیا۔ آخر تلسی بائی مرہٹون کی فوج کے ہاتھ مقتول ہوئین اونکے قتل کے بعد سنہ ۱۸۱۸ء مین مندسور کا عہدنامہ ہوا جسپر آجتک عملدرآمد ہے۔ ملہر راؤ نے سنہ ۱۸۳۳ء مین لاولد انتقال کیا۔ بیوہ رانی نے مرتند راؤ کو متبنیٰ کیا۔ چونکہ یہ تبنیت عام راے کے خلاف تھی لہٰذا

مرتبندراؤ گدی سے علیحدہ کئے گئے - اور راجہ متوفی کے چچازاد بھائی مہاراجہ ہری راؤ بر سر حکومت ہوئے - ان کا انتقال ۱۸۴۳ء مین ہوا اون کی وفات کے اکیسال بعد اون کے متبنے کھانڈے راؤ بھی نابالغی مین قضا کی پس ہز ہائنس مہاراجہ دہراج تکاجی راؤ ہلکر - جی - سی - ایس - آئی خلف ثانی بھاؤ راؤ ہلکر جانشین ہوئے - مسند نشینی کے وقت اون کی عمر صرف گیارہ سالہ تھی ۱۸۵۲ء مین اختیارات حکومت اون کے سپرد ہوئے ۱۸۵۷ء مین اندور کی فوج باغی ہوگئی - مگر ہز ہائنس خیرخواہ رہے - انھون نے ۱۸۸۶ء مین وفات پائی - اور شیواراؤجی ہلکر (مہاراجہ حال) ۱۲ جولائی ۱۸۸۶ء مین مسند نشین ہوئے - آپکی ولادت ۱۸۶۰ء ہے - آپ تعلیم یافتہ ہین - بلاد یورپ کی بھی سیاحت فرمائی ہے فوجی قوت (۳۲۰۳) سوار (۶۱۲۸) پیدل (۶۰) توپین - رقبہ (۸۰۷۵) میل مربع - آبادی ۱۰۶۹۰ ۵ محاصل تقریباً (۵۶ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۹ ضرب توپ ہے -

کولھاپور

ہز ہائنس مہاراجہ ساہو چھتر پتی جی سی ایس آئی
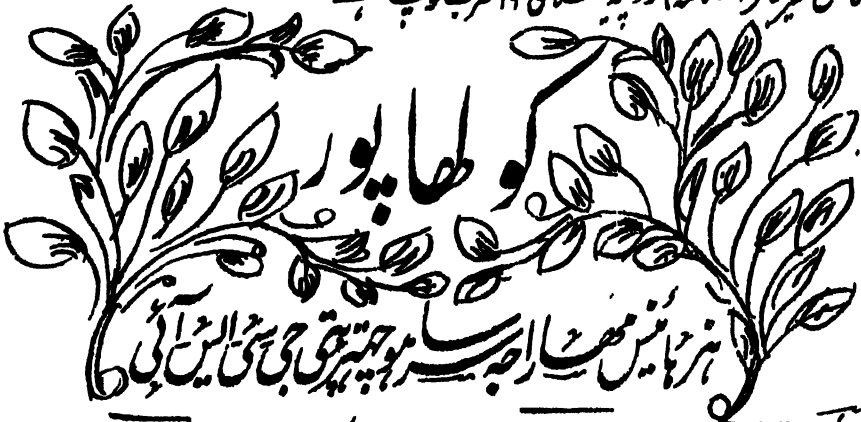
ہز ہائنس - راجہ رام خلف اصغر سیواجی اعظم بانی سلطنت مرہٹہ کی اولاد مین ہین - راجہ رام نے ۱۷۰۰ء مین قضا کی - اون کی بیوہ نے اپنے بیٹے سیواجی کو کولھاپور مین تخت نشین کیا - لیکن ۱۷۰۷ء مین جب ساہو خلف سنبھاجی فرزند اکبر سیواجی قید سے رہا ہوا تو اپنے دادا کے تمام مقبوضات پر استحقاق حکومت ظاہر کیا - اور ستارہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا - ساہوجی اس خاندان کے اصلی بانی ہین - عرصہ تک خاندان کی دونون شاخون مین تنازع رہا - آخر ۱۷۳۱ء مین ایک معاہدہ ہوا جسکی رو سے خاندان کولھاپور

نے ساہو کی سرداری منظور کی۔ اور ساہو نے کولھاپور کو ایک خود مختار ریاست تسلیم کیا۔ سنہ ۱۷۶۰ء میں راجہ رام
کے بیٹوں کی وفات پر سیواجی کی نسل معدوم ہو گئی۔ اور سیواجی ثانی کے نام سے خاندان بہونسلہ کا ایک
لڑکا متبنے لیا گیا۔ آخرکار سنہ ۱۷۶۵ء اور سنہ ۱۷۹۲ء میں انگریزوں کو کولھاپور پر بوجہ چڑھائی کرنی پڑی۔ سنہ ۱۸۱۲ء
میں گورنمنٹ و کولھاپور کے مابین ایک عہدنامہ ہوا۔ جس کی رو سے چند قلعہ گورنمنٹ کو دئے گئے۔ اور گورنمنٹ
نے بیرونی حملوں کی ذمہ داری لی جب باجی راؤ پیشوا سے گورنمنٹ نے جنگ کی تو کولھاپور نے سامان حرب سے
گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ سیواجی ثانی کے بعد ملک میں بدنظمی پہیلی۔ اور سنہ ۱۸۲۲ء اور سنہ ۱۸۲۹ء میں انگریزوں کو پہر
فوجکشی کرنی پڑی۔ سیواجی ثالث کے زمانہ میں نظم و نسق ریاست کے لئے ایک کونسل آف ریجنسی قایم ہوی لیکن
اندرونی نااتفاقیوں کے سبب یہ کونسل ناکامیاب رہی۔ اور گورنمنٹ نے ایک مدارالمہام ریاست مقرر کیا جسکے
انتظام سے عام ناراضی اس حد تک پہیلی کہ شورش برپا ہو گئی۔ گورنمنٹ نے یہ ہنگامہ فرو کیا۔ ریاست کے سارے
قلعہ مسمار اور فوج برخاست کر کے ایک مقامی جمعیت قایم کر دی۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں سیواجی ثالث اور گورنمنٹ کے
مابین پہلا عہدنامہ ہوا۔ یہہ ایسا مبارک عہدنامہ ہوا کہ پہر سے عہدنامہ کی ضرورت نہ پڑی۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں سیواجی
ثالث نے انتقال کیا۔ اور متوفی کے بہانجے مہاراجہ راجہ رام (جو متبنا تہے) مسندنشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۰ء
میں آپ نے انگلستان و یورپ کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور بوقت مراجعت فلارنس میں دفعتاً
انتقال کیا۔ آپ کی مہارانی نے ایک متبنا لیا جو سیواجی رابع کے نام سے تخت نشین ہوئے۔ گورنمنٹ نے
آپ کو دربار قیصری میں رئیس والا و راعظم طبقۂ اعلائے ستارۂ ہند (جی سی ایس آئی) سے سرفراز فرمایا مگر
آپ میں نقص دماغی تہا اس لئے کونسل آف ریجنسی قایم ہوئی۔ اور جیاسنگہ راؤ ابا صاحب گہاٹگے (رئیس کاگل)
جو سیواجی رابع کے برادر عزیز ہیں کونسل کے ریجنٹ منتخب ہوئے۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء میں سیواجی رابع کا انتقال
ہو گیا۔ اور ساہو چہترپتی (مہاراجۂ حال) مسندنشین ہوئے۔ آپ ابا صاحب گہاٹگے کے فرزند ہیں۔ آپ
سنہ ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور دہارواڑ میں تعلیم پائی۔ تین بار ہندوستان و سیلون کا بہی آپ نے

اسفرکیا ہے - آپ نہایت عالی دماغ اور رعیت پرور رئیس ہین - جسمانی ورزشون مین آپنے بڑا نام پیدا کیا ہے - اشاعت علوم کا کمال شوق ہے - گورنمنٹ سے (جی - سی - ایس - آئی) کا خطاب بھی ملا ہے - یکم اپریل سنہ ۱۸۹۲ع کو آپ کی شادی مہاراجہ گنپت راؤ متوفی گیکواڑ بڑودہ کی بہن کی پوتی لکشمی بائی کے ساتھہ ہوئی ہے - تبنیت کا اختیار بھی حاصل ہے - رقبہ (۲۰۲۵) مربع میل - آبادی تخمیناً (۱۳۱۳۱ ۹) آمدنی (۳۳۰۰۹۰) روپیہ ہے - جس مین سے ۸ لاکھہ اون جاگیردارون کے ہین جو خود مختار رہتے ہین - ۱۹ ضرب سلامی مقرر ہے - فوجی قوت معہ ریاست اسٹے باجگزار ۱۴۸ توپ - ۱۵ توپچی - ۲۵۵ سوار - ۵۳۰ پیدل - ۱۳۷۲ - پولیس ہے - اس وقت تک بہت سی بڑی بڑی جاگیرین ریاست کے قدیم وزرا کے جانشینون کے قبضہ مین ہین - جنکو وہ عطا ہوئی تہین - یہ جاگیردار بروقت وراثت نذرانہ وتعداد زرمعینہ پیش کرتے ہین -

میواڑا ودیپور

ہز ہائنس مہارانا دہیراج سر فتح سنگہہ بہادر جی سی ایس آئی -
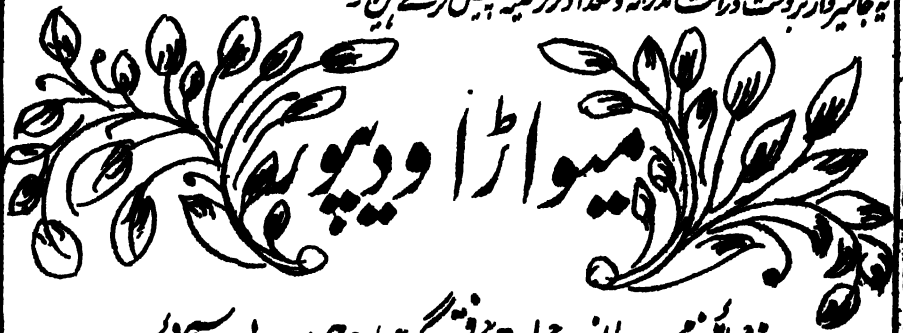
خاندان اودیپور راجپوتون کے ۳۶ فرقون کا سرغنہ ہے - اور فرمانروایان ریاست راجہ رام چندر کے جانشین سمجہے جاتے ہین - جن کی اولاد مین کنک سین نے سنہ ۱۴۴ع مین اس خاندان کی بنیاد ڈالی تہی سنہ ۱۴۵ع مین کنک سین نے لوہ کوٹ (لاہور) سے ترک وطن کرکے سوراشٹر (سورت) مین سکونت اختیار کی اون کی اولاد دہ تون تک بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھہ بلبھی پور مین حکومت کرتی رہی - سنہ ۵۲۴ع مین وہ شہر تاخت وتاراج ہوگیا - اور راجہ سلاوت اور اوس کے تمام آدمی ہلاک کرڈالے گئے - صرف ایک حاملہ رانی پشپہ وتی زندہ بچی - جو اوس زمانہ مین بہوانی جی کے مندر کی زیارت کو گئی تہی - یہہ رانی

راجپوتون کے پرمار فرقہ کی شہزادی تھی - ملیا کے پہاڑون مین اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا
رانی نے اپنے بچے کو ایک برہمن کی دختر کملاوتی کے سپرد کیا - اور یہہ ہدایت کی کہ جب بچہ بڑا
ہو تو کسی راجپوتنی سے شادی کردیے اسکے بعد رانی اپنے شوہر کی چتا پر جل گئی - اسی طرح
چند نسبی نسل قایم رہی - اس ہی لڑکے نے جسکا نام گوہا تہا ایدر کی نہایت قدیم ریاست کی بنیاد
ڈالی - اس کی آٹھوین پشت مین ناگ دت تھے - جنکو بہیلون نے مار ڈالا - اور راج ایدر درہم
برہم کردیا - لیکن اون کے خردسال بچے باپا کو وفادار کملاوتی کی ایک اولاد نے بچالیا
یہہ لڑکا ایک بہیل خاندان مین پلا - اور بعد کو چیتوڑ کا فرمانروا ہوا - چنانچہ آجتک جب اودیپور
مین مسند نشینی کی رسم ادا کی جاتی ہے تو رانا اوگونا پیورا جو ایک بہومیا - بہیل ہے اپنے انگوٹھے
سے شہزادے کی پیشانی پر خون کا ٹیکا لگاتا ہے - اور اوس کا ہاتھہ پکڑکر گدی پر بٹہاتا ہے چیتوڑ
مین باپا راول کے قبضہ اور تسلط کی تاریخ ۷۲۸ء ہے - شہاب الدین غوری کے حملہ کے وقت باپا
جانشین سمرسی چیتور کی راول تھے - اوہنون نے پرتھی راج آخری ہندو راجہ دہلی کے ہمشیر سے
شادی کی تھی - اور اون کے خاص معین و مددگار تھے چند شاعر کے بیان کے بموجب چوہانون
تورون اور گہلوت راجپوتون کی متفقہ افواج نے شہاب الدین کو شکست دی لیکن ۱۱۹۲ء مین
شہاب الدین نے سمرسی - اور اون کے بیٹے کلیان اور پرتھی راج اور تمام بہادر راجپوتون کو
ہلاک کیا - رانی پرتہا سمرسی کی چتا پر جل گئین - لیکن سمرسی کی ایک دوسری رانی کرم دیوی نے جو پٹن
کے سولنکی راجپوتون کی شہزادی تہین اپنے بیٹے کرن کی نابالغی مین ریاست چیتور کا انتظام کیا -
اور سمرسی کے بڑے بیٹے نے ترک وطن کرکے ڈونگرپور کی ریاست قایم کی - کہرن ۱۱۹۳ء مین
گدی پر بیٹھے مگر اون کے بیٹے مہوپ چیتور چہوڑ کر اپنے ننہیال مین رہنے لگے - اور کرن کے پرادر
بھائی رہوپ چیتور کے حکمران ہوئے - اونہون نے مندور کے پرہار رانا موکل کو زیر کیا - اور رانا باپا

مہارانا کا لقب اختیار کیا۔ جو اوس زمانہ سے ابتک چلا آتا ہے رہوپ کی نوین پشت مین رانا لکو جسی
ہوسئے۔ جو ۱۲۷۵ء مین مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد حکومت مین چتور پر علاءالدین کا مشہور حملہ ہوا اتفاقا
کہتے ہین کہ بہیم سنگ کی چوہان رانی پدمنی کا دلفریب حسن اس جنگ کا باعث ہوا۔ لیکن پدمنی اور چتور کی
کل عورتین ایک عظیم الشان آگ کے کنڈ مین جلکر مرگئین۔ اور اون کے بہائیون بیٹون نے لڑکر جان دی اس
قتل عظیم مین صرف رانا اجے سنگہ زندہ رہے۔ ۱۳۰۱ء مین ان کے بہتیجے رانا ہمیر اون کے جانشین ہوئے
ہمیر نے چتور پر پہر قبضہ کرلیا۔ اور ساٹہہ سال کی طولانی حکومت سے اپنے خاندان کی جاہ و ثروت کو
بہ بحال کردیا۔ اسکے بعد ریاست وقتاً فوقتاً بیرونی جنگون اور اندرونی تنازعون مین مبتلا رہی۔ آخر
۱۸۱۸ء مین برٹش گورنمنٹ کیساتہہ ایک معاہدہ ہوا۔ جس نے ان تمام جہگڑون کا خاتمہ کردیا۔ مہارانا
بہیم سنگہ کے زمانہ سے اودے پور مین کامل امن وامان ہے۔ مہارانا سجو سنگہ نے ۱۸۷۴ء مین
انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بہائی مہارانا سجن سنگہ گدی نشین ہوئے۔ اور ۱۸۸۴ء مین قضا کی
اب اون کے متبنی فرزند مہارانا فتح سنگہ (مہارانا حال) ۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو مسند نشین ہوئے اور
اگست ۱۸۸۵ء مین ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۹ء سے۔ فروری
۱۸۸۷ء مین آپ نے جی سی۔ ایس آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اسی سال مہارانی کو تمغہ آرڈر آف دی
کراون آف انڈیا عطا ہوا۔ ریاست ہائے ڈونگر پور۔ بانسواڑہ۔ پرتاب گڈہ۔ اور سروہی اسی خاندان کی
شاخین ہین۔ اور بہونسلہ اور سیواجی بانی حکومت مرہٹہ بہی خاندان اودیپور کی نسل مین ہین۔ رقبہ (۱۲۶۷۰)
مربع میل آبادی (۱۰۳۰۰۰۰) آمدنی (۳۰ لاکہہ) روپیہ فوجی قوت (۶۰۵۵) سوار (۲۹۲۴۴) پیدل (۴۶۴) توپ
سلامی ۲۱ ضرب توپ جن مین دو ذاتی باقی ۱۹ اعزاز ریاست کے ہین۔

[illegible]

[illegible]

ہز ہائنس اوس چھتری خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس کی حکومت جنوبی ہند مین غالباً اوس وقت سے شروع ہوئی ہے جب ملیبار کے راجہ چیرامن پیرومل سنہ ۳۵۲ء مین اپنا تخت چھوڑکر بنارس چلے گئے اور علاقہ اپنے معاونون کو تقسیم کردیا تھا۔ ان مین سے ریاست کے بانی کو وہ جنوبی حصہ ملا جس کا دارالریاست ترودان کوڈ یعنی موجودہ ٹراونکور تھا سنہ ۱۷۸۲ء تک ٹراونکور مین فرمانروایون کا ایک طولانی سلسلہ حکومت کرتا رہا۔ آخر رام ورما پیرومل کی نوبت آئی جنھون نے سنہ ۱۷۵۸ء تک حکومت کی۔ ان کی اولاد مین راجہ ونجی مارتنڈ پیرومل اور راجہ ونجی بالا پیرومل نے ٹراونکور کی ریاست کو بے انتہا وسعت دی ٹیپو سلطان کی جنگون مین راجہ ٹراونکور نے انگریزون ہی کا ساتھ دیا اور سنہ ۱۷۹۵ء مین راجہ ٹراونکور اور برٹش گورنمنٹ کے مابین ایک معاہدہ منعقد ہوا۔ اور گورنمنٹ نے ٹراونکور کی حفاظت اپنے ذمہ لی سنہ ۱۷۹۸ء مین راجہ رام ورما پیرومل۔ ونجی بالا پیرومل کے جانشین ہوئے۔ اونھون نے سنہ ۱۸۱۰ء مین قضا کی۔ اور خاندان ٹراونکور کے دستور کے موافق لچھمی رانی نے زمام ریاست اپنے ہاتھ مین لی انھون نے سنہ ۱۸۱۴ء تک حکمرانی کی لچھمی رانی کا جانشین اون کا بڑا بیٹا ہوا۔ اور اون کی نابالغی کے زمانہ مین اون کی ہمشیر نے بطور ریجنٹ کے ریاست کا انتظام کیا۔ سنہ ۱۸۲۹ء مین راجہ بالغ ہوکر مسندنشین ہوگئے انھون نے سنہ ۱۸۴۶ء مین قضا کی۔ اور اون کے بھائی مارتنڈ راؤ جن کی وفات سنہ ۱۸۶۰ء مین واقع ہوگئی ان کے جانشین قرار پائے۔ اسکے بعد ریاست ان کے دوسرے ہمشیرزادہ راجہ رام ورما کو ملی۔ اور اون کو سنہ ۱۸۶۶ء مین جی سی۔ ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے مہاراجہ کے لقب سے ملقب کیا سنہ ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی ملی۔

ریاست ٹراونکور مین وراثت کا قانون عجیب وغریب ہے۔ ساحل مغرب کے نائرون کے دستور کے مطابق بہن کی اولاد وارث ہوتی ہے مثلاً ایک راجہ کی وفات پر ریاست اوسکے بیٹون کے ہاتھ مین نہ جائے گی (وہ کسی حالت مین وارث ریاست نہ ہوسکتے) بلکہ اُن کے ایک اخیافی بھائی کو ملے گی۔ اگر کوئی اخیافی

بھائی نہ ہوگا تو اوس کی وفات پر اوس کی بہن کے بیٹے مالک ریاست ہون سگے۔ اگر بہن کے بھی کوئی بیٹا نہ ہوگا تو بہن کی بیٹیون کے بیٹے وارث ہون سگے۔ وقس علیٰ ہذا۔ اگر بالواسطہ نسل اناث کا سلسلہ ہی منقطع ہو جلسئے تو خاندان کے اون بالواسطہ رشتہ دارون کی دو یا زیادہ عورتین منتخب اور متبنے کیجائینگی۔ جو ٹراونکور مین ایک خاص مقام پر رہتی ہین۔ جو عورتین اس طرح متبنی کیجاتی ہین وہ مبورتی یا اٹنگا کی رانیان کہلاتی ہین۔ اور ٹراونکور کے قوانین و دستورات کے موافق اونکے ممتاز درجہ مقرر کیا جاتا ہے جس سے صرف وہی ریاست کے وارث پیدا کرنے کے مستحق ہوتے ہین اور اون کو بہت سے مفید حقوق اور مراعات حاصل ہوتے ہین۔ اسی قسم کی ایک تبنیت ۱۸۵۷ء مین اوسوقت ہوئی تھی۔ جب دو بہنین بطور اٹنگا کی رانیون کے منتخب اور متبنے ہوئی تھین۔ چھوٹی بہن لاولد مرگئی۔ ٹراونکور کی موجودہ نسل بڑی بہن سے ہے۔ کیونکہ مارتنڈ ورما ان کے نواسے تھے۔ اور راجہ رام ورما اون کی نواسی کے بیٹی کے بیٹے تھے۔ ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام ورما نے قضا کی۔ اونکے جانشین اون کے ہمنام بھائی ہوئے۔ انہون نے بھی ۱۸۸۵ء مین قضا کی۔ اون کی جگہ ہز ہائینس مہاراجہ بلرام ورما (مہاراجہ حال) مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے۔ ولادت ۱۸۵۸ء مسند نشینی ۴ اگست ۱۸۸۵ء ہے۔ ۱۸۸۸ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب ملا۔ آپ بہت بڑے منتظم اور روشن دماغ۔ رعایا پرور رئیس ہین۔ رقبہ (۶۷۳۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۵۰۷۰۴) آمدنی (۷۸۴۰۰۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت (۱۴۴۲) پیدل (۶۱) سوار (۳۰) گولہ انداز (۰) توپین ہین جو صرف سلامی کی غرض سے کام مین لائی جاتی ہین۔ سلامی ۲۱ ضرب توپ جس مین ۲ ذاتی۔ ۱۹ ریاست کے ہین۔
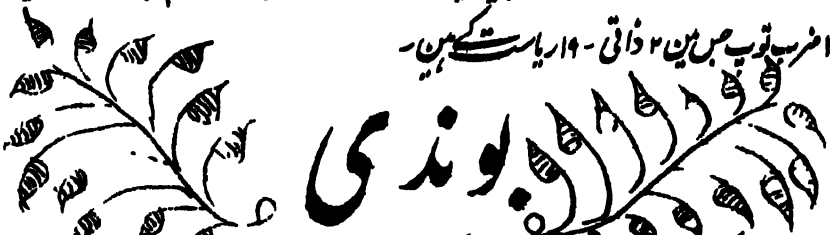
بوندی

ہز ہائینس مہاراؤ راجہ سر رگھبیر سنگھ بہادر کے سی آئی ایس جی سی آئی ای

ہز ہائنیس مہاراؤ راجہ چوہان راجپوت کے فرقہ ہاڑا سے تعلق رکہتے اور راؤ دیو سنگہ کی نسل مین ہین
سنہ ۱۲۴۲ء مین راؤ بجت سنگہ دیو خلف راؤ دیو سنگہ نے اس ریاست کی بنا ڈالی تہی سنہ ۱۸۰۴ء مین
برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ اس زمانہ مین مہاراؤ امید سنگہ فرمانروا تہے جنہون نے کرنل مالسن صاحب
کی فوج کو قابل قدر مدد دی۔ ہز ہائنیس مہاراؤ سر رگہبیر سنگہ (مہاراجہ حال) ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین
ہوئے۔ ولادت سنہ ۱۸۶۸ء ہے۔ گورنمنٹ نے کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطابات
عطا فرمائے۔ رقبہ (۲۳۰۰) مربع میل۔ آبادی (۱۷۱۲۲۷) آمدنی تخمیناً ۵ لاکہ روپیہ سلامی ۱۷ فیر توپ
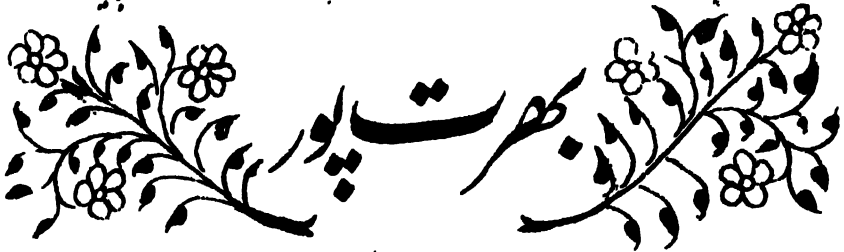
بھرت پور

ہز ہائنیس مہاراجہ شری برجندر سوائی کشن سنگہ بہادر بہادر جنگ

ہز ہائنیس جاٹ قوم سے ہین۔ اس خاندان کے بانی برج تہے۔ جو موضع سنسنی پرگنہ ڈیگ کے مالک تہے
خاندان مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین اس خاندان نے خاصکر ترقی کی۔ اور بانی خاندان کے پڑپوتے
سورج مل نے اراضی مقبوضہ کو وسعت دی۔ سورج مل سنہ ۱۷۶۳ء مین مقتول ہوئے۔ اون کے ۵ لڑکے تہے
جن مین سے تین یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ تیسرے بیٹے نول سنگہ کے عہد مین رنجیت سنگہ چوتہے
بیٹے نے بغاوت کرکے نجف خان سے مدد طلب کی۔ نجف خان تمام مقبوضات پر خود متصرف ہو گئے
صرف قلعہ بہرتپور رنجیت سنگہ کے قبضہ مین رہا۔ لیکن سورج مل کی بیوہ رانی کی کوشش سے نجف خان نے
۹ لاکہ کی آمدنی کا علاقہ واپس دیا۔ نجف خان کی وفات کے بعد مہاراجہ سیندہیا تمام علاقہ پر جس مین
بہرتپور بہی شامل تہا قابض ہو گئے۔ مگر سورج مل کی بیوہ کی سعی سے دس لاکہ روپیہ کی آمدنی کے

اا پرگنے رنجیت سنگہ کو واپس دیئے گئے۔ اور بعد کو بصلہ ان خدمات کے جو انہون نے جنرل
لیک کے حق مین انجام دین ۴ لاکہہ کا ملک اور اضافہ ہوا۔ اٹکہ بٹ وہی ۱۴ پرگنے اس ریاست مین
شامل ہین۔ ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ اور اسی سال ضلع کشن گڈہ۔ کمان وہ۔ ریواڑی
گوکل ساہر عطا ہوئے۔ ڈیگ کی لڑائی کے بعد مہاراجہ ہولکر نے بہرتپور مین پناہ لی۔ لارڈ لیک نے
مہاراجہ کے حوالگی چاہی۔ لیکن رنجیت سنگہ نے دینے سے انکار کیا۔ قلعہ کا محاصرہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے
بعد بالآخر قلعہ حوالہ کر دیا۔ ۱۸۰۵ء مین ایک جدید معاہدہ ہوا۔ رنجیت سنگہ کو ۲۰ لاکہہ ہرجانہ دینا پڑا
جن مین ۷ لاکہہ بعد کو معاف ہوئے۔ اور تمام علاقون پر قبضہ دیدیا گیا۔ پہر گورنمنٹ نے رنجیت سنگہ
کے پوتے بلونت سنگہ نابالغ کو مسندنشین کیا۔ اور انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے زیر نگرانی رہا
۱۸۳۵ء مین مہاراجہ بلونت سنگہ کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۱۸۵۳ء مین اون کا انتقال ہوا
اور اون کے بیٹے مہاراجہ جسونت سنگہ تخت پر بیٹھے۔ اور بوجہ نابالغی انتظام ریاست کونسل کے سپرد
ہوا۔ ۱۸۷۱ء مین کامل اختیارات عطا کئے گئے۔ مگر ۱۹۰۰ء مین بعض ناشدنی امور سے ہز ہائینس معزول
کئے گئے۔ اور اون کے خردسال فرزند مہاراجہ کشن سنگہ (مہاراجہ حال) مسندنشین ہوئے۔ ریاست
کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتہہ ہے۔ رقبہ۔ (۱۹۸۲) مربع میل۔ آبادی (۶۲۶۶۶۵) محاصل (۲۷۳۲۶۵۰)
روپیہ۔ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔ اس ریاست سے کوئی رقم بطور خراج یا مصارف کنٹنجنٹ نہین لیجاتی۔
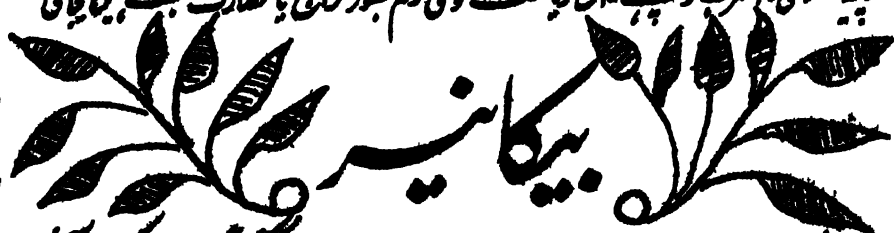
بیکانیر

ہز ہائینس مہاراجہ راجراجیشور نریندر شرومنی سر سری مہاراجہ سر گنگا سنگہ جی بہادر جی سی آئی ای کے سی
ہز ہائینس مہاراجہ راٹہور راجپوت ہین۔ اس ریاست کے بانی بیکا سنگہ فرزند راجہ جودہ سنگہ والی جودہپور تہے

راجگان کوچن چہتری الاصل اور چیرامن پیرومل کی اولاد مین ہین۔ جو اوس حصۂ ملک کے آخری فرمانروا تھے۔ جو گوکارو واقع شمالی کنارہ سے کیپ کمورن تک پھیلا ہوا تھا۔ ۱۷۷۶ء مین حیدر علی نے کوچن پر حملہ کرکے اوس کو اپنا باجگزار بنایا۔ ۱۷۹۲ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کی حمایت مین آئی۔ ۱۸۰۹ء مین برٹش سلطنت کے خلاف ایک بغاوت ہوگئی۔ جسکے فرو ہونے پر ایک جدید معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے علاوہ ایک لاکھ کی سالانہ رقم کے ایک بٹالین فوج کا مصارف اور اضافہ کیا گیا۔ جس سے راجہ صاحب کوچن کو دو لاکھ ۷۶ ہزار روپیہ گورنمنٹ کو دینا پڑتا تھا۔ بعدازان یہ رقم گھٹا کر دو لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ کردی گئی۔ جو ابتک قایم ہے۔ ہز ہائنیس روی ورما سابق راجہ کوچن نے جو ۱۸۵۳ء مین اپنے بھائی کے وفات پر حکمران قرار پائے تھے۔ ۱۸۶۲ء مین حق تہنیت حاصل کیا۔ انھون نے ۱۸۶۴ء مین قضا کی۔ اور بجائے اون کے راجہ رام ورما مسند نشین ہوئے۔ راجہ رام ورما نے ۱۸۸۸ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے بھائی راجہ ویر کیرال ورما تخت پر بیٹھے۔ اور اون کی وفات پر اون کے فرزند راجہ سری رام ورما (راجۂ حال) ۱۸۹۵ء مین تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۵۲ء مین آپ پیدا ہوئے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو (ملکۂ معظمہ کے جوبلی مین) کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۳۶۸) مربع میل۔ آبادی (۷ لاکھ) آمدنی (۱۷ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔
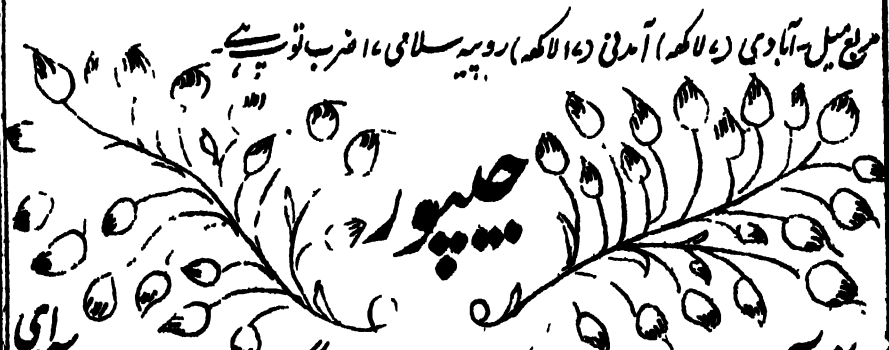
جیپور

ہز ہائنیس آمد راجۂ ہندوستان راج راجندر سری مہاراجہ دہیراج سوائی سر مادہو سنگہ بہادر جی سی ایس آئی جی سی آئی ای

ہز ہائنیس راجپوتون کے فرقہ کچواہہ کے سردار ہین۔ جو راجہ رامچندر جی والی اجودھیا کے بیٹے کش کی اولاد

جنہون نے اس ملک کو فتح کیا تھا۔ انہون نے اس قطعۂ ملک مین قدم جانے کے بعد باگر کو جیلہ کے بہاٹیون سے فتح کرکے بیکانیر کی بنیاد ڈالی۔ بیکا سنگہ نے ۱۵۰۴ء مین انتقال کیا۔ اون کی چوتھی پشت مین راے سنگہ ۱۵۷۱ء مین مسندنشین ہوئے۔ اس زمانہ مین شاہان دہلی سے بیکانیر کا تعلق قایم رہا۔ وہ اکبر بادشاہ کے رسالہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اور دربار شاہی سے ۵۲ پرگنون کی معافی عطا ہوئی جس مین ہانسی حصار بھی داخل تہا۔ ۱۸۰۸ء مین جب جودہپور اور دیگر ریاستون نے بیکانیر پر حملہ کیا تو مہاراجہ سورت سنگہ نے جو اس زمانہ مین برسرحکومت تھے گورنمنٹ کی امداد چاہی۔ ۱۸۱۸ء مین بلاکسی معاوضہ کے گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ ۱۸۲۸ء مین صورت سنگہ نے قضا کی۔ اون کے فرزند رتن سنگہ تخت پر بیٹھے۔ رتن سنگہ کے بعد ۱۸۵۱ء مین اون کے فرزند سردار سنگہ جانشین ہوئے۔ انہون نے غدر کے موقع پر باغیان ہانسی حصار کے استیصال مین گورنمنٹ کی فوجی اعانت بہت کچہہ کی کہ جسکے صلہ مین ۴۱ مواضع بطور معافی مرحمت ہوئے۔ مہاراجہ سردار سنگہ نے مئی ۱۸۷۲ء مین لاولد وفات پائی۔ مہارانی نے ڈونگر سنگہ کو (جو صورت سنگہ کے بہائی چہتر سنگہ کی اولاد مین تھے) جانشین کیا۔ اگست ۱۸۸۷ء کو ڈونگر سنگہ نے بھی لاولد قضا کی۔ اور اون کے حقیقی بہائی گنگا سنگہ (مہاراجہ حال جنکو متوفی نے متبنےٰ کیا تھا) مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۰ء مین ہے۔ میو کالج اجمیر مین آپ نے تعلیم پائی۔ چونکہ آپ ابہی نابالغ ہین اسلیئے ریاست کا انتظام کونسل کرتی ہے۔ چین کی فوج کشی مین آپ بھی اپنی فوج لیکر شریک ہوئے تھے اور شہنشاہ ایڈورڈ کے تاجپوشی کے موقع پر لنڈن مین آپ موجود تھے۔ رقبہ (۲۳۳۱۱) مربع میل۔ آبادی (۵۸۴۶۲۷) محاصل (۱۴۳۰۰۰) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

کوچین

ہزہائنس راجہ سری رام ورما کے سی ایس آئی

ہے ہین۔ آپ کے بزرگون نے اجودھیا سے نقل و حرکت کرکے اول گوالیار مین حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور تقریباً آٹھہ سو برس تک اس ملک مین حکمرانی کی۔ بعد اس ملک کے اِس حصہ سے نکل کر امبر پر قبضہ کر لیا۔ جو مینو کا ایک زبردست مقام تھا اور اوسکو اپنا دار الحکومت قرار دیا سنہ ۱۷۲۸ء تک امبر جے پور کا دار الریاست رہا۔ حتے کہ راجہ جے سنگھہ نے شہر جے پور اپنے نام پر آباد کیا۔ راجہ جے سنگھہ علم و ہنر کے بڑے قدر دان تھے۔ خصوصاً علم ہیئت مین بڑا نام پایا تھا۔ چنانچہ ایران کے مشہور شاعر قاآنی کا یہہ مصرعہ اوس کی تصدیق کرتا ہے ع چون خطّ جدا اول بر صد خانہ جے سنگھہ

ہز ہائنس (مہاراجہ حال) سابق مہاراجہ رام سنگھہ کے عزیز اور متبنے ہین۔ آپ سنہ ۱۸۶۱ء مین پیدا اور سنہ ۱۸۸۰ء مین مسند نشین ہوئے۔ ریاست کا انتظام ایک کونسل انجام دیتی ہے۔ آپ کے زمانہ مین ریاست نے نمایان ترقی کی ہے۔ سنہ ۱۸۸۸ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء مین جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطابات گورنمنٹ نے آپ کو عطا کی۔ سنہ ۱۸۹۹ء و سنہ ۱۹۰۰ء کے قحط مین آپ نے رعایا کو بہت کچھہ مدد دی۔ اور قحط کے دفعیہ کے لئے ایک مستقل فنڈ قایم کرنے کی تجویز کرکے ۱۶ لاکھہ روپیہ مرحمت کیا اور گورنمنٹ کے اعانت کی غرض سے آپ نے ایک ٹرنیسورٹ کور بھی قایم کی ہے۔ ریلوی کی شاخ بھی زیر تعمیر ہے۔ مہاراجہ کالج۔ البرٹ ہال۔ زندہ یادگار ہین۔ رقبہ (۱۵۵۷۹) مربع میل۔ آبادی (۲۵۶۵۵ ۲۸) محاصل تخمیناً (۴۷۰۰۰۰۰) سلامی ۲۱ ضرب توپ ہے جسمین دو ذاتی باقی ۱۹ ضرب ریاست کے ہین۔

قرولی
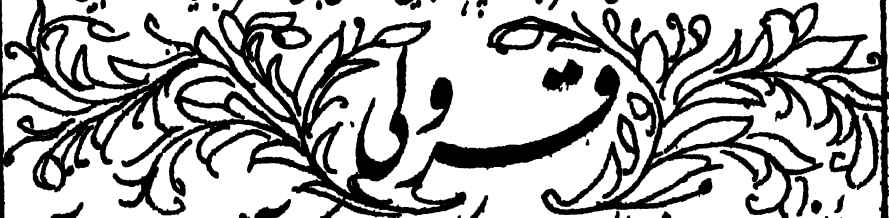
ہز ہائنس مہاراجہ سر بھنوپال دیو بہادر یدوکل چندر بھال کے سی آئی ای جی سی ایس آئی

ہز ہائنس چندر بنسی راجپوتون کے فرقہ جادون کے راس الرئیس ہین۔ اس خاندان مین مدت مدید سے

مہاراجہ کا لقب چلا آتا ہے۔ خاندان کے مورث اعلےٰ مہاراجہ بیجے پال تھے۔ جنھون نے سنہ ۹۹۵ء مین قلعہ بیانہ تعمیر کیا تھا۔ مہاراجہ ارجن دیو نے سنہ ۱۳۴۸ء مین ریاست قایم کی۔ اور قرولی کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ مہاراجہ دہرم پال سنہ ۱۶۴۴ء مین فرمانروا ہوئے۔ پہلے یہ ریاست پیشوا کی خراجگذار تھی۔ اور ۲۵ ہزار سالانہ رقم دیتی تھی۔ جب عہدنامہ سنہ ۱۸۱۷ء کے موافق حقوق باج ستانی گورنمنٹ کے جانب منتقل ہوئے تو وہ مواضع جو بالعوض رقم خراج پیشوا کے انتظام مین دیدئے گئے تھے سرکار انگریزی نے واگذار کرکے ریاست کو اپنے حمایت مین لیا۔ اور بالعوض رقم کے قرار پایا کہ عندالحاجت فوج سے مدد دیجائے۔ اوسوقت مہاراجہ ہربخش پال فرمانروا تھے۔ مہاراجہ ہربخش پال نے سنہ ۱۸۳۸ء مین قضا کی اور اون کے متبنےٰ پرتاب پال مسندنشین ہوئے۔ اونھون نے سنہ ۱۸۴۸ء مین انتقال کیا۔ یہ لاولد تھے وراثت کے نسبت تنازعات پیدا ہوئے۔ آخرالامر خاندانی انتخاب سے نرسنگہ پال تخت پر بٹھائے گئے انہون نے سنہ ۱۸۵۲ء مین وفات پائی۔ اونھون نے انتقال کے ایک روز قبل ایک دور کے رشتہ دار بہرت پال کو متبنےٰ کیا تھا۔ اولاً تجویز ہوئی کہ ریاست منقضی سمجھی جائے۔ مگر ایک قریب تر رشتہ دار مدن پال کے حقوق کی۔ ایک بڑی ذی اثر جماعت نے تائید کی آخر مدن پال سنہ ۱۸۵۴ء مین فرمانروا ہوئے اونھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت کچھہ مدد دی۔ اسکے صلہ مین وہ قرضہ جو ریاست پر ایک عرصۂ دراز سے چلا آتا تھا معاف کردیا گیا۔ اور ایک خلعت گران بہا بھی عطا ہوا۔ اور ۱۵ ضرب کی سلامی مین ۲ ضرب کا اضافہ کرکے ۱۷ ضرب سلامی مقرر ہوئی۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی۔ مہاراجہ نے سنہ ۱۸۶۹ء مین انتقال کیا۔ اون کے متبنےٰ بھتیجے مہاراجہ لچھمن پال وارث ہوئے۔ لیکن وہ قبل از مسندنشینی فوت ہوگئے۔ اور بیجے سنگہ پال جو مہاراجہ دہرم پال کے اولاد مین سے تھے تخت پر بیٹھے سنہ ۱۸۷۵ء مین ان کا انتقال ہوا۔ اور ارجن پال راؤ ہارڈی کی جانشینی گورنمنٹ نے تسلیم کی۔ مہاراجہ بیجے سنگہ کے دوسرے عمزاد برادر بھجن پال نے پہلے قرولی کی حکومت اور بعد کو ہارڈی کی ریاست پر اپنا استحقاق

ظاہر کیا۔ مگر بالآخر حسب رائے ٹھاکران ریاست بھیم پال برادر زادہ راؤ ارجن پال ریاست ہاروتی کے راؤ مقرر ہوئے۔ مہاراجہ ارجن پال نے ۱۸۸۶ء مین رحلت کی۔ اور اون کے بھتیجے ہز ہائنس مہاراجہ بھنور پال راؤ ہاروتی (مہاراجہ جے پال) مسندنشین قرولی ہوئے۔ ۱۸۸۹ء تک پولیٹکل ایجنٹ کی نگرانی مین اسٹیٹ کونسل نے ریاست کا انتظام کیا۔

آپ (مہاراجہ جے پال) ۲۴ فروری ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو مسندنشین کیے گئے ۱۸۹۴ء مین کے سی۔ آئی۔ ای۔ اور ۱۸۹۹ء مین جی سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات سے ممتاز ہوئے رقبہ (۱۲۴۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۷۸۶) محاصل ۴ لاکھ ۶۵ ہزار۔ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

کوٹہ

ہز ہائنس مہاراؤ امید سنگھ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائنس چوہان راجپوت فرقہ ہاڑا سے تعلق رکھتے ہین۔ اس ریاست کو قائم ہوئے تقریباً ۲۵۰ سال گزرے۔ خاندان کوٹہ کے مورث اعلیٰ مادہو سنگھ راؤ رتن فرمانروائے بوندی کے دوسرے فرزند تھے انہون نے ۱۶۲۵ء کے قریب دربار جہانگیری سے حسن خدمات کے صلہ مین یہ ریاست بطور جاگیر حاصل کی تھی۔ اٹھارہوین صدی کے اوائل مین ریاست ہذا کی حالت عمدہ نہ تھی۔ مگر وزیر ریاست ظالم سنگھ کی غیر معمولی قابلیت نے سنبھال لیا۔ ظالم سنگھ نے اپنے عہد وزارت مین جو ۴۵ سال رہا۔ ریاست کو بہت ترقی دی۔ ظالم سنگھ کی اولاد کو ایک علیحدہ ریاست عطا ہوئی۔ اور اس طرح ریاست جھالاوار کی بنیاد قائم ہوئی۔ ۱۸۱۷ء مین ریاست کوٹہ اور گورنمنٹ کے مابین ایک ضمنی معاہدہ ہوا جسکی رو سے

انتظام حکومت ظالم سنگھ اور اون کی اولاد کے اور سرداری والی کوٹہ اور اون کے جانشینون کے سپرد کی گئی۔ مہاراؤ امید سنگھ کے بعد اون کے بیٹے مہاراؤ کشور سنگھ اور اون کے بعد اونکے بھتیجے مہاراؤ رام سنگھ فرمانروا ہوئے۔ اون کے زمانہ مین مدن سنگھ نبیرہ ظالم سنگھ وزیر تھے مدن سنگھ اور مہاراؤ رام سنگھ مین اتفاق نہ تھا۔ اور اسلئے بمنظوری والی کوٹہ یہ تجویز ہوئی کہ ریاست جھالاوار کوٹہ سے علیحدہ قایم کیجائے۔ مہاراؤ رام سنگھ کو سنہ ۱۸۶۲ع مین سند اختیار تبنیت عطا ہوئی انہون نے سنہ ۱۸۶۶ع مین انتقال کیا۔ اور اون کے فرزند بھیم سنگھ (جنہون نے خاندانی نام چھتر سال اختیار کیا تھا) جانشین ہوئے۔ مہاراؤ چھتر سال نے ۱۱ جون سنہ ۱۸۸۹ع کو قضا کی۔ اور اون کے متبنی فرزند اودے سنگھ جنہون نے خاندانی نام امید سنگھ اختیار کیا جانشین ہوئے۔

ہز ہائنس حال سنہ ۱۸۷۳ع مین پیدا اور ۱۱ جون سنہ ۱۸۸۹ع کو مسند نشین ہوئے۔ رقبہ (۵۶۸۴) مربع میل آبادی (۵۴۴۸۷۹) محاصل ۳۴ لاکھ ۵۰ ہزار، سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

کچھہ

ہز ہائنس مہاراؤ سری مرزا راجہ سوائی کھنگار جی بہادر جی سی آئی ای

آپ اون جاریجا راجپوتون کے سردار ہین جو اوائل چودھوین صدی مین سندھ سے بسرغنائی اپنے مورث جام لاکھا پھلانی کے کچھہ کو آئے تھے۔ جام لاکھا پھلانی جاڑا کے فرزند تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جام نے سنہ ۱۳۲۰ع مین کچھہ کو بخوبی فتح کر لیا تھا۔ اون کی اولاد مین ایک چہاردہ سالہ لڑکے کھنگار نے شکار مین اپنی تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ اوس کی اس دلیرانہ کارروائی سے شاہ احمد آباد

اس قدر خوش ہوئے کہ اونہون نے نوجوان شہزادہ کو موردی کا علاقہ اور راؤ کا خطاب عطا کیا
اسکے بعد راؤ کھنگار نے تمام کچھ پر قبضہ کرلیا- اور ١٥٤٨ء مین بھوج کو اپنا دارالخلافۃ قرار دیا۔ کھنگار
کے چچا جام راول نے کاٹھیاوار مین بھاگ کر نوانگر کی ریاست قایم کی۔ جسکے فرمانروا جام کہلاتے ہین
اون کے جانشین راؤ بھرمل اوّل کے عہد مین گجرات شاہان احمدآباد کی حکومت سے نکل کر مغلیہ شہنشاہو
کے قبضہ مین آیا۔ ١٨٠٨ء مین راؤ کچھ نے گورنمنٹ سے امداد طلب کی- اس زمانہ مین راؤ رائے دہن
ثانی گدی پر بیٹھے۔ لیکن ریاست کا انتظام وزیر فتح محمد کے سپرد تھا- اسی سال ایک معاہدہ ہوا ١٨١٢ء
مین دوسرے معاہدہ پر دستخط ہوئے ١٨١٣ء مین درنیا اور راؤ دونون نے قضا کی- راؤ بھرمل ثانی کے
عہد مین بوجہ بدنظمی کے برٹش قوت کو مداخلت کرنی پڑی- اور راؤ موصوف گدی سے اوتار دئے گئے
اور اون کے بیٹے راؤ دیسل جی ثانی اون کے جانشین ہوئے- انہون نے چالیس سال ١٨٦٠ء تک
نہایت امن و عافیت سے حکومت کی- اون کے جانشین مہاراؤ پراگ مل جی ہوئے- انہون نے
١٨٧٦ء مین قضا کی- اور ہز ہائینس سر کھنگار جی (راجہ حال) ١٨٧٥ء مین جانشین ہوئے- آپکی ولادت ١٨٦٦ء مین ہوئی اور
١٨٨٤ء کو اختیارات کامل عطا ہوئے- اور ١٤ نومبر ١٨٨٤ء کو مسندنشین کئے گئے- دوسرے سال
سوائی بہادر کا خطاب گورنمنٹ سے عطا ہوا- ١٨٨٧ء مین جوبلی کے موقع پر آپ انگلستان تشریف لیگئے
ملکہ معظمہ کی حضوری مین باریابی کا فخر حاصل ہوا- اور علیا حضرت نے جی- سی- آئی- ای کے خطاب سے سرفراز فرمایا
رقبہ (٦٥٠٠) مربع میل- آبادی (٥١٤٠٠٥) فوجی قوت (٣٤٥) سوار (١٤٢٥) پیادہ (١٦٤) توپین- محاصل
تقریباً ١٣ لاکھ روپیہ اور سلامی ١٧ ضرب توپ ہے-

اجودھپور

ہز ہائینس راج راجیشور مہاراجہ مہاراج سر آمد راجگان ہندوستان سر سردار سنگھ صاحب بہادر جی سی ایس آئی
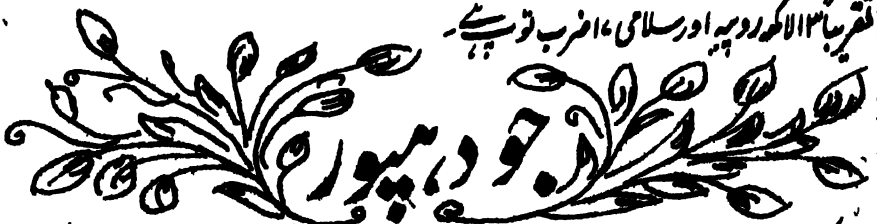
اس ریاست کے فرمانروا قوم راجپوت فرقہ راٹھور سے ہین - جن کا نسب بلا واسطہ راجہ رام چندر جی سے ملتا ہے - یہ خاندان مثل سیسودیہ اودیپور و کچواہہ جے پور کے سورج بنسی ہے - اس خاندان کے مورث اعلےٰ جودہ راجہ فرمانروایان قنوج سے تھے - انہون نے سنہ ۱۲۱۲ء مین اس ریاست کی بنیاد ڈالی - اور سنہ ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ سے تعلقات پیدا ہوئے - سر جسونت سنگہ نے سنہ ۱۸۹۵ء مین قضا کی - اور مہاراجہ سردار سنگہ (مہاراجہ حال) ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کو مسند نشین ہوئے - آپکی ولادت ۱۱ فروری سنہ ۱۸۸۰ء ہے - آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے عم نامدار جنرل مہاراجہ سر پرتاب سنگہ بہادر جی - سی ایس - آئی - سی - بی کے زیر نگرانی انجام پائی ہے - آپ کو فنون سپہ گری خصوصاً شہسواری مین کمال حاصل ہے سنہ ۱۸۹۸ء مین آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے - سنہ ۱۸۹۹ء کے قحط مین آپ نے رعایا کو لاکھون روپیہ صرف کر کے فاقہ کشی سے نجات دلوائی - امپریل سروس ٹروپس کا رسالہ مہم چین پر بھیجوایا اور ایک رسالہ شمالی مغربی سرحد پر مہم مہمند و تیراہ کی شرکت کے لئے روانہ کیا - ریاست کی ٹکسال کو موقوف کر کے انگریزی روپیہ کو رواج دیا - سنہ ۱۹۰۱ء مین ممالک فرانس جرمنی - اٹلی - آسٹریا وغیرہ کی سیر کی شہنشاہ معظم کی حضوری کا بھی شرف حاصل کیا - پولو کے کھیل مین آپ کو بڑا شوق ہے - چنانچہ کرسٹل پیلس کے مقام پر آپ اور آپکے ہمراہیون نے بمقابلہ لنڈن ٹیم نمایان کامیابی حاصل کی - رقبہ (۳۴۹۶۳) آبادی (۱۹۳۵۵۶۵) مل محاصل (۴۵۸۵۰۰۰) روپیہ - فوجی قوت (۷۵) توپ (۲۵۶) توپچی (۳۱۴۲) سوار (۳۶۵۳) پیادہ - امپریل سروس کے ۶۰۰ سوار - ۱۷ ضرب توپ سلامی ہے -

ریوان
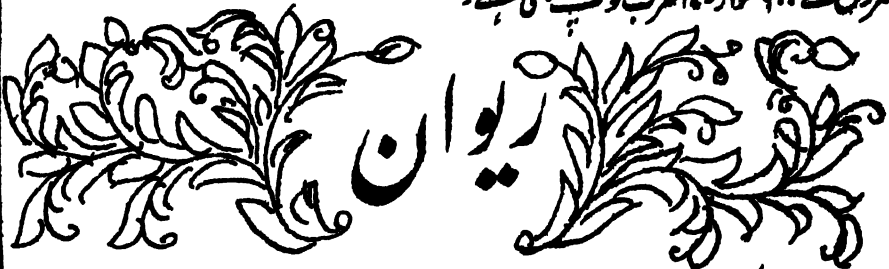
ہز ہائنس سری مہاراجہ وینکٹ رمن سنگہ بہادر جی سی ایس آئی

آپ چولکیا دیو کی نسل سے ہین - جن کی نسبت روایت ہے - کہ اون کو برہما نے ظالم راجپوتون کے ہلاک کرنے کے لئے خلق کیا تھا - اون کی اولاد چولکیا راجپوت کے نام سے موسوم ہے - اسی نسل مین بیاگھر دیو نے جو گجرات کے سولنکی شاہی خاندان مین پیدا ہوئے تھے ریاست ریوان کی بنیاد ڈالی - اور باندھو گڑھ کو دارالریاست قرار دیا - ایک دو موقع پر والیان ریوان نے سلاطین مغلیہ کو بھی سپاہ وامداد دی تھی سنہ ۱۶۱۸ء مین بکرمادت گدی پر بیٹھے - انہون نے دریا ئے بچیا پور بہار کے اتصال پر شہر ریوان کی بنیاد ڈالی - اور ایک عالیشان قلعہ تعمیر کیا - بکرمادت کی تیسری پشت مین بہاؤ سنگہ ہوئے جن کی یادگار جگ بش جی کا مندر - موتی محل اور قلعہ امرپٹن ہے - اون کے جانشین انرودھ سنگہ ہوئے - لیکن دس برس کے بعد ایک ناگہانی حادثہ سے انتقال ہو گیا - اون کی وفات پر ریاست مین سخت بدنظمی پھیلی - وارث ریاست اودھوت سنگہ ایک شش ماہہ بچے تھے - راجہ پنا نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھہ ریوان پر یورش کی - اور رانی اپنے بچہ کو لیکر میکے چلی گئین - محمد بہادر شاہ عالمگیر ثانی شہنشاہ دہلی نے رانی کی اعانت کی - اور ایک بہت بڑی فوج پنا کو روانہ کر کے حکم دیا کہ ریاست پنا بھی چھین کر اودھوت سنگہ کو دیدیجائے مگر اس خبر کے سنتے ہی بندیلہ سردار (پنا والے) ریوان سے بھاگ گئے - اور اودھوت سنگہ مسندنشین ہوئے - اون کے بعد اجیت سنگہ جانشین ہوئے - سنہ ۱۷۹۶ء مین پیشوا کے ایک پوتے علی بہادر نے جسونت راؤ کی سرغنائی مین ایک بہت بڑی فوج ریوان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی - لیکن رانی کنول کنواری کی ہمت دلانے سے دھراوت نے حملہ آورون کو شکست دی - جسونت راؤ مارا گیا - پھر سنہ ۱۸۰۸ء مین خود علی بہادر نے ریوان پر یورش کی - مگر ایک لاکھہ روپیہ تاوان دینے سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل گئی - سنہ ۱۸۰۹ء مین اجیت سنگہ نے قضا کی - اور جے سنگہ جانشین ہوئے - اسی زمانہ مین گورنمنٹ سے راہ ورسم پیدا ہوا - چند روز کے بعد معاہدہ بھی ہو گیا - سنہ ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ نے انتقال کیا - اور بشوناتھہ سنگہ سریر آرا ہوئے - سنہ ۱۸۴۳ء مین انھون نے خلع حکومت کی اور اپنے بیٹے رگھو راج کو ریاست سپرد کر دی

رگھوراج نے لنکا راج کی سیاحت کرکے وہان کے سردارون سے دختر کشی کے مذموم رسم کو چھوڑنے کے لئے حلف لی۔ اور اپنے ریاست سے ستی کے رسم کو اوٹھا دیا۔ اور غدر کے موقع پر گورنمنٹ کی بہت مدد کی جسکے صلہ مین اضلاع سہاگ پور وامرکنٹک عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۴ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۷۷ء مین بجائے ۱۷ ضرب کے ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہوئی آخر مہاراجہ نے بعمر ۶۵ سالہ سنہ ۱۸۸۰ء مین وفات پائی۔ اور اون کے بیٹے مہاراجہ وینکٹ رمن سنگھ (مہاراجہ حال) اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو ہوئی گدی نشینی کے وقت ہزہائینس کی عمر تین برس کی تھی۔ پولیٹیکل ایجنٹ بگھیلکھنڈ منتظم ریاست مقرر ہوئے۔ اور ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء مین آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ گورنمنٹ سے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی بہت شوق ہے۔ اکثر مشہور مقامات آپکے نظر سے گذر چکے ہین۔ رقبہ (۱۳۰۰۰) مربع میل۔ آبادی (۱۳۲۶۴۵۴) آمدنی (۲۳ لاکھ) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے فوجی قوت مین (۷۵۹) سوار (۲۱۴۹) پیدل (۷۳) توپچی۔ (۵۷) توپین ہین۔ ریوان مین کوئلہ کی کانین بکثرت ہین سنہ ۱۸۸۵ء مین معادن واقع امریا برٹش گورنمنٹ کو پیدا وار پر کسی قدر حق مالکانہ لیکر تفویض کر دی گئین تھین۔ لیکن یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ریاست نے پھر واپس لے لین۔ اور ریاست خود اون سے کوئلہ برآمد کراتی ہے۔ جس کی وجہ سے محاصل ریاست مین معقول ترقی ہوگئی ہے۔

الور

ہزہائینس مہاراجہ سوائی جے سنگھ بہادر

یہ خاندان فرقہ نروکہ قوم راجپوت سے ہے۔ اس خاندان کے بانی راؤ پرتاب سنگھ تھے۔ اونکے بعد

اون کے بیٹے راؤ بختاور سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اونھون نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ اور ۱۸۰۳ء مین ایک معاہدہ ہوا۔ ۱۸۱۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ جانشینی کے متعلق نزاع پیدا ہوئی۔ راجپوت سابق مہاراؤ کے برادرزادہ اور متبنٰی بنّی سنگھ کے طرفدار تھے۔ اور مسلمان ارکان ریاست بہ سرغنائی نواب احمد بخش خان رئیس لوہارو بلونت سنگھ کے جانب تھے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ بنّی سنگھ کو خطاب رہجی۔ اور بلونت سنگھ کو انتظام ریاست سپرد ہو۔ دونون وارث نابالغ تھے آخر باہمی نزاع اس حد تک پہونچی کہ ریاست تقسیم ہوگئی۔ مگر بلونت سنگھ نے لاولد انتقال کیا۔ اس لیے ریاست بنّی سنگھ کی اولاد کے طرف منتقل ہوئی۔ ۱۸۵۷ء مین بنّی سنگھ نے قضا کی۔ اور انکے بیٹے شیودان سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انھون نے ۱۸۷۴ء مین وفات پائی۔ مگر بوجہ لاولدی باتفاق اراکین خاندان مہاراؤ راجہ منگل سنگھ منتخب ہوئے۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۲ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔ اون کے اکلوتے بیٹے سوائی جے سنگھ (مہاراجہ حال) سریر آرا ہوئے۔ بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام کونسل کے سپرد ہے۔

رقبہ (۳۱۴۱) مربع میل۔ آبادی (۸۲۸۴۸۷) محاصل (۳۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

بانسواڑہ

ہز ہائنس رائے رایان مہاراول سری لچھمن سنگھ بہادر

یہ ریاست ابتدا ریاست میواڑ کا ایک جزو تھی۔ لیکن سلطنت برطانیہ کے تعلقات سے پہلے خودمختار ہوگئی تھی۔ ۱۸۱۲ء مین اس ریاست کے والی نے گورنمنٹ کا باجگزار ہونا اس شرط پر قبول کیا تھا کہ مرہٹون کو اس ملک سے خارج کر دیا جاسکے۔ چنانچہ ۱۳ فروری ۱۸۱۹ء کو گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔

ہز ہائنیس (مہاراول حال) مہاراول بہادر سنگہ متوفی کے متبنیٰ ہین جو سابق مہاراول بہوانی سنگہ کے متبنیٰ تھے۔ مہاراول سوائی سنگہ مہاراول امید سنگہ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ جن کے ساتہ سنہ ۱۸۱۹ع مین عہد نامہ منعقد ہوا تھا۔

ہز ہائنیس (مہاراول حال) سنہ ۱۸۳۰ع مین پیدا۔ اور سنہ ۱۸۴۱ع مین مسند نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۲ع مین اختیار تبنیت عطا ہوا۔ رقبہ (۱۶۰۶) مربع میل۔ آبادی (۱۲۰۰۰) محاصل تقریباً (تین لاکہ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

دیتا

ہز ہائنیس مہاراجہ سر لوکندر بھوانی سنگہ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائنیس بندیلہ راجپوت ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ راجہ بیر سنگہ تھے۔ اس خاندان سے والیان اورچہہ اجی گدہ اور دتیا وغیرہ مین اکبر و جہانگیر کے عہد مین مہاراجہ بیر سنگہ دیو فرمانروا سے اودچہہ تھے۔ اور اون کے دوسرے بیٹے بہگوان رائے دتیا کے اوّل فرمانروا ہوئے۔ عہد نامہ بسین (سنہ ۱۸۰۲ع) کے بعد یہ ریاست بہی مثل اور ریاست ہاے بندیلکہنڈ کے گورنمنٹ کے حمایت مین آئی اوس زمانہ مین راجہ پرکیت والی تھے۔ سنہ ۱۸۰۴ع مین گورنمنٹ سے ایک خاص معاہدہ ہوا۔ اور محاربات مرہٹہ مین یہ ریاست گورنمنٹ کی طرفدار و معاون رہی۔ اس حسن خدمت کے صلہ مین راجہ پرکیت سے سنہ ۱۸۱۷ع مین ایک جدید معاہدہ ہوا۔ اور جاگیر مین اضافہ کیا گیا۔ اون کے وفات کے بعد سنہ ۱۸۳۹ع مین اون کے متبنیٰ راجہ بجے بہادر اور اون کے انتقال پر سنہ ۱۸۵۷ع مین اون کے متبنیٰ بہوانی سنگہ

(مہاراجہ حال) فرمانروا ہوئے۔

ہز ہائینس ۱۸۶۱ء مین پیدا۔ اور ۲۰ر نومبر ۱۸۷۵ء کو مسندنشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء مین مہاراجہ اور کونسلر اور ۱۸۹۵ء مین کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۹۱۱) مربع میل۔ آبادی ۱۷۴۵۶۰ محاصل (۱۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

ایدر

ہز ہائینس مہاراجہ دہراج کرنل سر پرتاب سنگھ بہادر جی سی ایس آئی کے سی بی ایل ایل ڈی

آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جو راجہ رام چندر جی کی اولاد مین تھے اور اودیپور کے سسودیون اور جے پور کے کچواہون کی طرح سورج بنسیون کی شاہی نسل کے قایم مقام ہین ۱۷۲۹ء مین جب مشہور ابھے سنگھ والی جودھپور شہنشاہ محمد شاہ کے عہد مین گجرات کے صوبہ دار تھے اور اون کے بھائی بخت سنگھ نے ناگر فتح کیا تھا تو انند سنگھ اور رائے سنگھ راٹھور اون کے دو دوسرے بھائیون نے بزور شمشیر ایدر پر اپنی حکومت قایم کی۔ پیشوا اور گیکواڑ نے ریاست کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ راجہ شیو سنگھ خلف انند سنگھ کو اپنے علاقہ کے کچھ حصے سے دست کش کرنا اور گیکواڑ بڑودہ کو خراج دینا پڑا۔ یہہ خراج والی ایدر کو اب بھی دینا پڑتا ہے۔ اور اون کو خود دوسری چھوٹی ریاستون سے خراج ملتا ہے شیو سنگھ کی جگہ اون کے بیٹے بھون سنگھ وارث ہوئے۔ اور اون کے انتقال پر راجہ گمبھیر سنگھ نابالغی کے زمانہ مین مسندنشین کئے گئے اون کی وفات پر مہاراجہ جوان سنگھ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ (جو بمبئی کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر تھے) جانشین ہوئے جنھون نے ۱۸۶۸ء مین قضا کی

اوراون کے فرزند کیسری سنگہ سریرآرا ہوئے۔ جب مہاراجہ کیسری سنگہ نے لاولد انتقال کیا تو گورنمنٹ نے
مہاراجہ سرپرتاب سنگہ (مہاراجہ حال) کو ایدر کی ریاست مرحمت کی۔ آپ مہاراجہ جودہپور کے چچا ہین۔ آپ سے
پہلے جودہپور کے وزیراعظم تھے۔ آپنے اپنے فرایض کو اس خوبی سے انجام دیا کہ مہاراجہ اور گورنمنٹ
دونون خوش رہے۔ آپ کو سپہگری مین یدطولے حاصل ہے۔ پولو مین اپنا نظیر نہین رکہتے۔ گورنمنٹ کے
بہت بڑے خیرخواہ ہین۔ جنگی موقعون پر آپنے گورنمنٹ کو اکثر مدد دی ہے۔ چنانچہ جنگ تیراہ و مہم چین مین
آپنے نمایان خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی ہردلعزیزی اور قدرومنزلت ہندوستان و انگلستان
دونون مقامات پر بیحد کیجاتی ہے۔ ملکہ معظمہ کے ہر دو جوبلیون اور ملک معظم کی تاجپوشی کے جشن مین آپ
شریک تھے۔ حال مین لارڈ کرزن نے جو امپیریل کیڈٹ کور قایم کی ہے۔ آپ اوسکے کمانیر ہین۔ رقبہ (۱۹۰۰)
مربع میل۔ آبادی (۳ لاکہ) محاصل (۶ لاکہ) فوجی قوت ۱۴ جنگی اور تین دیگر توپین (۴۷) سوار (۱۱۵)
پیدل۔ اکیس (۲۱) ضرب سلامی ہے۔

نیپال

ہز ہائینس مہاراجہ دہیراج پرتہوی بیر بکرم جنگ بہادر شاہ رانا بہادر شمشیر جنگ

ہز ہائینس سسودیہ راجپوت اور اوس خاندان سے متعلق ہین جو اودیپور کے فرمانروا ہین۔ گورنمنٹ کے
ساتھہ نیپال کے تعلقات اول مین محض تجارتی تھے۔ پولیٹکل روابط اوس زمانہ سے قایم ہوے کہ جب مہا
پرتہی نراین نے اپنی گورکہا فوج سے کہٹمنڈو پر چڑہائی کی۔ ۱۷۶۷ء مین جب کہٹمنڈو کے نوار راجہ کو گورکہون نے
شکست دی تو اوسنے گورنمنٹ سے مدد چاہی۔ کپتان کنلاک مین برسات مین ایک مختصر فوج لیکر روانہ

تمام ترائی کے ملک طوبت سے واپس آنا پڑا۔ اور گورکھا سردار نے نیپال پر قبضہ کرلیا۔ اور خاندان نواڑ کو تباہ کر ڈالا جسکو بعدازان گورنمنٹ نے نیپال کا راجہ تسلیم کیا۔ چونکہ گورکھون نے مکھوان پور کا کوہستانی ملک فتح کرلیا تھا۔ اسلئے انھون نے مزروعہ نشیبی ملک پر بھی اوسی ادائے خراج کیساتھ اپنا استحقاق ظاہر کیا۔ جو راجہ مکھوان پور گورنمنٹ کو دیتے تھے۔ گورکھون کا یہ دعوے منظور ہوا اور وہ ۲۰ سال تک ایک جسیم وقد آور ہاتھی خراج کے طور پر دیتے رہے۔ من بعد معاہدہ سنہ ۱۸۰۱ع کے رو سے یہ خراج چھوڑ دیا گیا۔ کپتان کنلاک کی ناکامی کے بعد نیپال کے ساتھ پھر کوئی تعلق قایم نہین ہوا جتکہ لارڈ کارنوالس کا زمانہ آیا اور گورکھون نے بنارس کے رزیڈنٹ مسٹر ڈنکن کی معرفت گفتگو کی جس کا انجام ایک تجارتی معاہدہ ہوا جسپر مارچ سنہ ۱۷۹۲ع مین دستخط ہوئے۔ اس سے کئی برس پہلے سے گورکھے اپنی حکومت تبت کی جانب بڑہا رہے تھے۔ ڈگر کے مقدس مندرون مین گورکھون کی لوٹ مار سے غضبناک ہوکر فغفور چین نے راجہ نیپال کی تنبیہ و تادیب کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس فوج کی مدافعت کے لئے والی نیپال نے گورنمنٹ سے فوجی مدد چاہی۔ لارڈ کارنوالس نے باہم مصالحت کرانے کا وعدہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ میجر کرک پٹرک (جو اس کام پر متعین ہوئے تھے) سرحد نیپال پہونچین۔ گورکھون نے حملہ آور چینی جنرل سے عہد و پیمان کرلیا۔ اوس زمانہ سے سنہ ۱۸۰۰ع تک نیپال کے ساتھہ گورنمنٹ کے تعلقات گاہ گاہ دوستانہ خطوط اور خراج مکھوان پور پر محدود رہے۔ اسی سال مہاراجہ رن بہادر نوجوان والی نیپال کو (جو سنہ ۱۷۹۵ع مین حکمران ہوئے تھے اور اپنے چچا بہادر شاہ کو قتل کرکے پانچ برس تک ظالمانہ حکمرانی کی تھی) اپنے فرزند مہاراجہ گرون جودھ بکرم کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا۔ اور اپنی ایک رانی کو ایجنٹ مقرر کرکے بنارس چلے آئے۔ جہان ایک پولیٹیکل ایجنٹ ان کی حاضرباشی کے لئے مقرر ہوا۔ گورنمنٹ نے ان کی بہت بڑی تعظیم و عزت کی۔ اور اون کے اخراجات کے لئے بھی زر کثیر دیا۔ کیونکہ برٹش علاقہ مین ان کی موجودگی دربار نیپال کے ساتھہ زیادہ قریبی تعلقات پیدا ہونیکا ایک عمدہ موقع خیال کی گئی تھی

معزول مہاراجہ کے معاملہ کے تصفیہ اور برٹش تعلقات کی ترقی کی غرض سے سنہ ۱۸۰۱ء مین ایک معاہدہ ہوا
اور کپتان ناکس اول رزیڈنٹ مقرر ہوکر وہان بھیجے گئے۔ رانی ریجنٹ نے رزیڈنٹ کا نہایت تپاک
سے استقبال کیا۔ مگر مہاراجہ رن بہادر کی بڑی رانی (جو اون کے ساتھ بنارس کو آئی تھین) دفعتاً
کھٹمنڈو کو واپس گئین۔ نوجوان راجہ ریجنسی کو توڑ کر ریاست پر قابض ہوگئے اور رزیڈنٹ کو وہان سے
چلا آنا پڑا۔ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۰۴ء کو لارڈ ولسلی نے باضابطہ دربار نیپال کے تعلقات فسخ کردئے۔ اس
تنسیخ سے رن بہادر کو بنارس سے نیپال جانے کی اجازت ملگئی۔ اور یہہ نیپال جاکر اپنے مخالف جماعت کے
سرغنہ کو ہلاک کرکے تخت پر پھر قبضہ کرلیا۔ اور بھیم سین تھاپا۔ (جو آپ کی جلاوطنی مین آپ کے ہمراہ تھے)
رن بہادر کی خاص رانی کے ایما سے وزیر ہوگئے۔ سنہ ۱۸۱۱ء مین گورکھون نے برٹش سرحد عبور کرکے
بٹول اور بنیا کی سرحد کی بعض اراضیات پر قبضہ کرلیا۔ اس لئے گورنمنٹ نے یکم نومبر سنہ ۱۸۱۴ء کو جنگ کا
اعلان کیا۔ اس جنگ مین گورکھے خوب لڑے۔ اور انگریزون کو کالی کی مغربی پہاڑیون تک
قابض چھوڑ کر صلح کے خواہان ہوئے۔ ترائی کے قبضہ سے دستکش ہونے سے دو دفعہ گورکھون
نے مدافعت کی۔ لارڈ ہسٹنگس نے ترائی کی تخمینی سالانہ قیمت دینے کا وعدہ کیا۔ انکے بعد اور چند
مراعات بھی کین۔ جنسے نیپال کے کمشنرون نے ۲۸ نومبر کو سگولی کے معاہدہ پر دستخط کئے۔ اور بعد ازان
۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۵ء کو باقاعدہ معاہدہ سگولی پر راجہ کے بھی دستخط ہوگئے۔ اس معاہدہ کی رو سے نیپال
مین اول رزیڈنٹ مسٹر گارڈنر مقرر ہوئے۔ انہون نے بھیم سین تھاپا کو برسر حکومت پایا۔ مہاراجہ
گرون جودھ بکرم مرچکے تھے۔ وہ سنہ ۱۸۳۰ء تک نیپال پر پورے طور سے قابض و متصرف رہے۔ مہاراجہ
رن بہادر اور وزیر کے مابین مخالفت کا جوش روز بروز بڑھتا گیا۔ سنہ ۱۸۳۷ء مین مہاراجہ رن بہادر
کے سب سے چھوٹے بیٹے نے دفعتاً قضا کی۔ اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ بھیم سین یا اون کے طرفدارون مین
کسی نے زہر دیا۔ اس لئے بھیم سین اور اون کے بھتیجے پابزنجیر قید مین ڈال دئے گئے۔ مگر بعد

کو رہائی مل گئی۔ مقدم الذکر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور آخر الذکر پنجاب کو روانہ ہوئے۔
اور دربار لاہور مین ملازم ہو گئے۔ دو برس بعد وزیر کے خاندان کے ساتھ پھر مخالفت بڑھی۔ اور
انجام کار اونہون نے خودکشی کر لی۔ ۱۸۴۳ء مین معتبر سنگھ پنجاب سے بلوا کر وزیراعظم مقرر کئے گئے
مگر ۱۸۴۵ء مین مہارانی کے اشارہ سے ہلاک کئے گئے۔ ان کی ہلاکت نے وزارت کے لئے راجہ جنگ بہادر
کی ترقی کا رستہ کھول دیا۔ رانی نے اون کی ہلاکت کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن اس مین ناکامی ہوئی
اور مع اپنے دو فرزندون کے ملک سے نکال دی گئین۔ اور بنارس مین آکر سکونت اختیار کی
مہاراجہ بھی اون کے ہمراہ آئے۔ اور دوسرے سال نیپال کو واپس گئے۔ لیکن ۱۲ مئی ۱۸۴۷ء
کو اپنے ولیعہد مہاراجہ بکرم شاہ کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا۔ ۱۸۵۰ء مین مہاراجہ جنگ بہادر کے
سفر ولایت سے انگریزون کے ساتھ زیادہ دوستانہ مراسم پیدا ہوئے۔ مہاراجہ جنگ بہادر اپنی
وفات تک جو ۱۸۷۷ء مین واقع ہوئی نیپال کے وزیراعظم رہے۔ اون کو فرمانروائے نیپال نے مہاراجہ
کا خطاب اور دو اضلاع کی حکومت بھی عطا کی تھی۔ اسکے علاوہ اونہون نے اپنے ایک لڑکے اور دو لڑکیون
کی شادیان بھی نیپال کے حکمران خاندان مین کی تھین۔ غدر ۱۸۵۷ء مین انہون نے برٹش گورنمنٹ کو بہت
بڑی مدد دی جسکے صلہ مین اون کو جی۔ سی۔ بی کا خطاب عطا ہوا۔ اور یکم نومبر ۱۸۶۰ء کے ایک معاہدہ کے
بموجب سرحد نیپال بہیت و مغربی اودہ کا علاقہ جو ۱۸۱۶ء مین گورنمنٹ نے لیا تھا نیپال کو واپس کر دیا گیا۔ اس کے
علاوہ اسکے دیگر خطابات اور اعزاز بھی اون کو عطا کئے۔ اون کی وفات پر اون کے بھائی سر رندیپ سنگھ
کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کو فرمانروائے نیپال نے منصب وزارت عنایت کیا۔ ترلوک بیر بکرم شاہ ولیعہد نے
جو مہاراجہ جنگ بہادر کے داماد تھے ۱۸۷۸ء مین قضا کی۔ ان کی وفات کے بعد ۱۸۸۱ء مین اون کے والد
مہاراجہ دھیراج سریندر بکرم شاہ نے وفات پائی۔ اسی سال سابق مہاراجہ دھیراج راجندر بکرم شاہ
نے انتقال کیا۔ اور ہز ہائینس مہاراجہ سریندر بکرم شاہ کے پوتے موجودہ فرمانروا ہز ہائینس پرتھوی بیر بکرم شاہ

(جن کی ولادت ء ہے) ۱۸ مارچ سنہ ء کو جانشین ہوئے۔ اور یکم دسمبر سنہ ء میں مسند نشین کئے گئے ۲۴ نومبر سنہ ء کو سر رند دیپ سنگہ کو اون کے مخالفون نے مار ڈالا۔ اور سر شمشیر شمشیر جنگ بہادر اور جنرل شمشیر جنگ نے وزارت اور خطابات حاصل کئے۔ ۲۳ نومبر کو مہاراجہ نے اون کی وزارت کا اعلان کیا جب کوئی جدید وایسرائے ہندوستان مین آتا ہے تو دربار نیپال کے جانب سے ایک اعلے درجہ کا نیپالی سردار پیغام و تحایف لیکر کلکتہ کو بھیجا جاتا ہے۔ ریاست کا رقبہ (۴۰۰۰) مربع میل۔ آبادی کی کوئی صحیح تعداد نہین معلوم ہو سکتی۔ مگر تخمیناً پچاس لاکھ ہے۔ سالانہ آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ اور سلامی ۲۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

دیواس پانتی کلان

ہز ہائنس راجہ تکاجی راؤ پنوار باباصاحب

یہ خاندان اور خاندان دادا صاحب فرمانروائے پانتی خرد دونون ایک جدی پنوار راجپوت ہین راجہ کالوجی کے دو لڑکے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ دونون نے اس ریاست کی مشترکہ سند پیشوا سے حاصل کی۔ تکاجی کی اولاد سے پانتی کلان کے راجہ اور جیواجی کے نسل سے پانتی خرد کے راجہ ہوتے چلے آئے ہین۔ تکاجی کے بعد اون کے بیٹے کرشناجی اور اون کے بعد اون کے بیٹے تکاجی دوم مسند نشین ہوئے۔ انھون نے رکمنگد راؤ کو متبنے کیا۔ جو خاصے صاحب کے لقب سے مشہور اور ۲۴ سنہ ء مین اون کے جانشین ہوئے سنہ ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اون کے بھتیجے راجہ کرشناجی متبنا واسطے ہوئے۔ انھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کے نمایان خدمات انجام دئے۔ اون کے بعد

ہزہائینس راجہ تکاجی راؤ (والی حال) مسند آرا ہوئے۔ رقبہ (۴۰۲۵) مربع میل۔ آبادی (۶۲۳۱۲) محاصل تخمیناً (۶۱۱۸۹۰) روپیہ سالانہ ۱۵ ضرب توپ ہے۔

دیواس پانتی خرد

ہزہائینس راجہ ملہر راؤ پنوار دادا صاحب

آپ پنوار راجپوت ہین۔ اِس خاندان کے مورث اعلیٰ سابوجی تھے۔ جنکے بڑے بیٹے راجہ کالوجی کے دو بیٹے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ انھون نے بڑے باجی راؤ پیشوا سے ریاست دیواس بالاشتراک پائی تھی۔ تکاجی کی اولاد سے فرمانروایان پانتی کلان اور جیواجی کی اولاد سے فرمانروایان پانتی خرد ہوئے۔ ۱۸۱۸ء سے یہ دونون ریاستین برٹش حمایت مین داخل ہوئین۔ اوس زمانہ مین تکاجی راؤ اور انندراؤ فرمانروا تھے۔ زمانۂ غدر مین دونون راجاؤن نے سرکار انگلشیہ کو کماحقہ مدد دی۔ دونون راجہ شہر دیواس مین رہتے ہین۔ لیکن ہر راجہ کی حکومت اپنے اپنے حدود مین الگ الگ ہے۔ ریاست دیواس پانتی خرد کا رقبہ (۴۴۰) مربع میل آبادی (۵۴۹۰۴) محاصل تقریباً (۱۸۹۰۰۰) روپیہ سالانہ ۱۵ ضرب توپ ہے۔

ہزہائینس تکاجی راؤ پنوار

جیسلمیر

ہز ہائینس مہاراول سالباہن بہادر

یہ خاندان جادو بنسی راجپوت اور براہ راست سری کرشن جی کی نسل تک منتج ہوتا ہے۔ یہ خاندان بھی نسل اودیپور کے قدیم ہے۔ اِس خاندان مین سب سے پہلے دیوراج نے جو ۸۳۶ء مین پیدا ہوے راول کا لقب اختیار کیا۔ اور شہر دیوراول کی بنیاد ڈالی۔ اون کی اولاد مین راواجیسل نے شہر جیسلمیر کو آباد کیا۔ اور ۱۱۵۶ء مین ایک مستحکم قلعہ تعمیر کرایا۔ ۱۲۹۴ء مین سلطان علاؤالدین کی خونریز جنگ کے وقت راول مولراج اور راوان سکے بہت سے سپاہی اپنے بیوی بچون کو قتل کرکے مخالفین پر جا پڑے اور بیشمار آدمیون کو قتل کرکے خود بھی میدان جنگ مین کام آے۔ بالآخر راول سبل سنگہ کے عہد مین اس ریاست کو شاہجہان کا خراجگذار ہونا پڑا۔ ۱۸۱۸ء مین یہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی فتح سندہ کے بعد ۱۸۴۳ء مین قلعجات شاہگڈہ۔ گرسیہ۔ و گھوٹرو جو اس ریاست کے قبضہ سے نکل گئے تھے گورنمنٹ کے حکم سے واپس دیے گئے۔ راول رنجیت سنگہ کی وفات پر بیوہ رانی نے بیری سال کو متبنے کیا۔ جنہون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال کیا۔ اور اون کی رانیون نے حسب صوابدید سلطنت عظمیٰ شام سنگہ (والی حال) کو متبنے کیا۔ اور خاندانی نام سالباہن سے موسوم کیا۔ آپ ۱۸۸۶ء مین پیدا اور ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو مسندنشین ہوئے۔ ہز ہائینس میو کالج مین تعلیم پارہے ہین اور ریاست کے دیوان راؤ بہادر مہتہ جھگت سنگہ مین۔ رقبہ (۱۶۰۶۲) مربع میل۔ آبادی (۷۳۳۷۰) محاصل تقریباً ایک لاکہ روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

کشن گڈھ

ہز ہائینس مہاراجہ دھیراج مہاراجہ مدن سنگھ بہادر

کشن گڈھ خاندان جودھپور کی ایک شاخ ہے۔ ریاست کے بانی مہاراجہ کشن سنگھ فرزند ثانی مہاراجہ اودے سنگھ والی جودھپور تھے جنھوں نے اپنے وطن مالوف سے نکل کر اس قطعہ ملک کو فتح کیا جو فی الحال کشن گڈھ سے منسوب ہے سنہ ۱۵۹۶ء میں شہنشاہ اکبر نے اس کے متعلق ایک فرمان عطا فرمایا سنہ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ کلیان سنگھ اور گورنمنٹ کے مابین ایک معاہدہ ہوا ازاں بعد مکھم سنگھ پرتھی سنگھ مہاراجہ یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ ان کے بعد مہاراجہ سردار سنگھ جانشین ہوئے جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میں ان کو جی سی ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو انتقال ہوا۔ اور ان کے فرزند مہاراجہ مدن سنگھ (والی حال) فرمانروا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء ہے جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو امپیریل کیڈٹ کور میں شرکت کی اجازت لارڈ کرزن نے آپ کو عطا کی۔ اس ریاست میں عقیق کی معدنیں کانیں ہیں۔ رقبہ (۸۵۸) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) حاصل تقریباً (۱۳ لاکھ) سلامی سترہ۔ فیرہ توپیں ۔۔۔

سروہی

ہز ہائینس مہاراؤ کیسری سنگھ بہادر کے سی ایس آئی

آپ راجپوت چوہان فرقہ دیورہ سے ہیں۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ دیوراج پسر مہاراج دہلی کے

رانا کھڑک سنگھ کو عنایت ہوئے۔ اس طرح دریاے چمبل سندھیا اور دھولپور مین حد فاصل بنا۔ کھڑک سنگھ نے ۱۸۴۳ء مین قضا کی۔ اور رانا بھگونت سنگھ جانشین ہوئے۔ انہون نے غدر مین گورنمنٹ کو بخوبی مدد دی۔ مگر اون کے وزیر دیونیں ضلع آگرہ کے مواضع مین لوٹ مار کرنیکے باعث گورنمنٹ کے عتاب مین آئے۔ بھگونت سنگھ کو ۱۸۶۲ء مین حق تبنیت اور خطاب جی سی ایس آئی عطا ہوا۔ انہون نے فروری ۱۸۷۳ء مین قضا کی۔ اور اون کے پوتے نہال سنگھ (جنکے والد ۱۸۷۰ء مین فوت ہوچکے تھے) جانشین ہوئے جب جولائی ۱۹۰۱ء مین ان کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند رام سنگھ (والی حال) ۲۰ جولائی ۱۹۰۱ء کو مسند پر بیٹھے۔ مگر بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام گورنمنٹ کرتی ہے۔ آپ کی ولادت ۲۰ جون ۱۸۹۵ء ہے۔ رقبہ (۱۱۵۵) مربع میل آبادی (۲۷۰۹۷۳) محاصل (۹۹۳۶۶۳) روپیہ فوجی قوت (۱۲۳۳) سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

اورچھہ
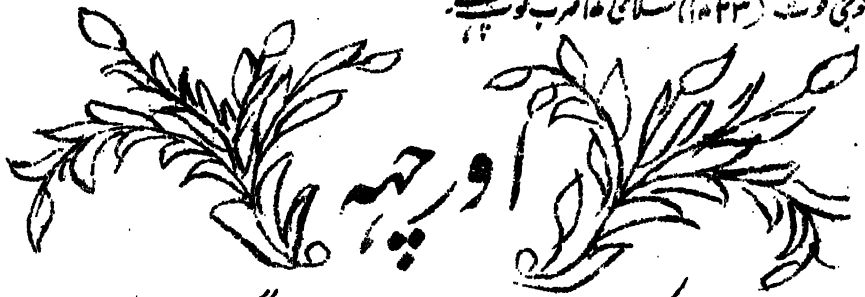
ہز ہائینس سرآمد راجہائے بندیلکھنڈ مہاراجہ مہندر سوائی پرتاب سنگھ بہادر جی سی آئی ای

اس ریاست کے فرمانروا خاندان گڑھوار بندیلہ راجپوتون کے راس الرئیس ہین۔ والیان دتیا۔ اجے گڈھ چرکھاری۔ اس خاندان کی شاخین ہین۔ اگلے وقتون مین گڑھوار راجپوت بنارس کے فرمانروا تھے جب اس ملک پر مسلمانون کا تسلط ہوا تو خاندان کے سرگروہ ہیم کرن عرف پنچم نے مغربی سمت سے نقل حرکت کی اون کے بیٹے بیر سنگھ نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا۔ اوس وقت سے یہ ملک بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے اونھون نے تیرھوین صدی مین بمقام مہونی دار الریاست قایم کی۔ بعدہ اس خاندان نے سولہوین صدی

جنوب کیجانب سے علاقہ کو وسعت دی۔ حتے کہ راجہ سہن پال نے چودہوین صدی مین کرور تک قبضہ کرلیا
جو جھانسی کے مشرق مین ہے۔ سنہ ۱۵۳۲ء مین راجہ رودر پرتاپ نے جو اون دنون بندیلون کے سردار
تھے اورچھہ کو آباد کیا۔ اون کے چھوٹے لڑکے اودے جیت کی اولاد سے مشرقی بندیلکھنڈ کے
اکثر فرمانروا پیدا ہوئے۔ مدھکر شاہ بڑے بیٹے ریاست اورچھہ۔ دتیا اور دیگر مغربی ریاستون
کے مورث اعلے تھے۔ اون کے بیٹے راجہ بیر سنگھ دیو نے اکبر اعظم اور جہانگیر کے عہد مین
بہت بڑی ناموری اور شہرت پیدا کی۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کی عملداری ہوئی تو اوسوقت راجہ
بکرماجیت مہندر اورچھہ کے فرمانروا تھے۔ سنہ ۱۸۱۲ء مین عہدنامہ ہوا۔ اونہون نے سنہ ۱۸۳۴ء مین قضا کی
اور راجہ سجن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور اون کی وفات کے بعد رانی نے ہمیر سنگھ کو متبنی کیا جو اسی
خاندان مین سے تھے۔ اون کے بعد ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۷۴ء کو اون کے چھوٹے بھائی سر پرتاپ سنگھ (فرمانروائے
حال) مسندنشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۴ء مین آپ پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۲ء مین سوائی کا خطاب حاصل کیا۔ اور
سنہ ۱۸۸۶ء مین سرآمد راجہائے بندیلکھنڈ کا معزز خطاب۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو کے۔سی۔آئی۔ای۔ اور
بعد کو جی۔سی۔آئی۔ای۔ کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۲۰۸۰) مربع میل۔ آبادی سوا تین لاکھ محاصل
(نو لاکھ روپیہ) سلامی ۱۷ ضرب توپ جن مین دو ذاتی باقی ۱۵ ریاست کے مقررہ مین۔

سکم

ہز ہائنس مہاراجہ تھوتھب نام گیل

آپ کا تعلق تبت کے اوس خاندان سے ہے جو قدیم الایام مین لہاسا کے نواح سے آکر گنٹوک مین توطن پذیر

ہوا تھا۔ سولھوین صدی کے اواسط مین پنچو نام گیل نے تین تبتی ساہیون کی مدد سے جو بودھون کے فرقہ دپکا (یعنے سرخ کلاہ والے) کے پیرو تھے سکم کے لوگون کو بودھ مذہب کی تبلیغ کی اور خود وہان کے راجہ بن بیٹھے۔ سترھوین صدی مین نیپال کے گورکھے دو مرتبہ سکم پر حملہ آور ہوئے۔ مگر دوسرے حملہ مین تبتیون اور چینیون نے ایک بیشمار فوج کی مدد سے گورکھون کو صرف نکال ہی نہین دیا بلکہ اونہون نے نیپال پر حملہ کیا۔ اور عین کہٹمانڈو کے پھاٹک پر اون سے اپنے مفید مطلب معاہدہ پر دستخط کرا لئے۔ جنگ نیپال مین راجہ سکم نے گورنمنٹ کو مدد دی۔ جسکے صلہ مین ۱۸۱۶ء مین اختتام جنگ پر اون کو نیپال کے منضبطہ علاقہ کا ایک بہت بڑا حصہ دیدیا۔ اور برٹش نے اون کی محافظت کی ذمہ داری کی۔ ۱۸۴۱ء مین راجہ سکم نے دارجلنگ کا پہاڑ گورنمنٹ کو دیدیا۔ جسکے معاوضہ مین گورنمنٹ ابتداءً تین ہزار روپیہ سالانہ دیتی رہی۔ لیکن ۱۸۴۶ء سے اس کی تعداد ۶ ہزار روپیہ ہوگئی ہے۔ بعض ناگوار وجوہ سے یہ معاوضہ بند ہوگیا تھا۔ مگر ۱۸۶۲ء مین پھر جاری کردیا گیا۔ اور ۱۸۷۱ء مین اوسکی تعداد بارہ ہزار روپیہ کردی گئی۔ ۱۸۷۴ء مین راجہ سکیونگ تھوتب کی وفات پر مہاراجہ تھوتب نام گیل (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۶۰ء اور مسند نشینی اپریل ۱۸۷۴ء ہے رقبہ (۲۸۱۸) مربع میل۔ آبادی ۳۰ ہزار۔ آمدنی تقریباً (۲ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔
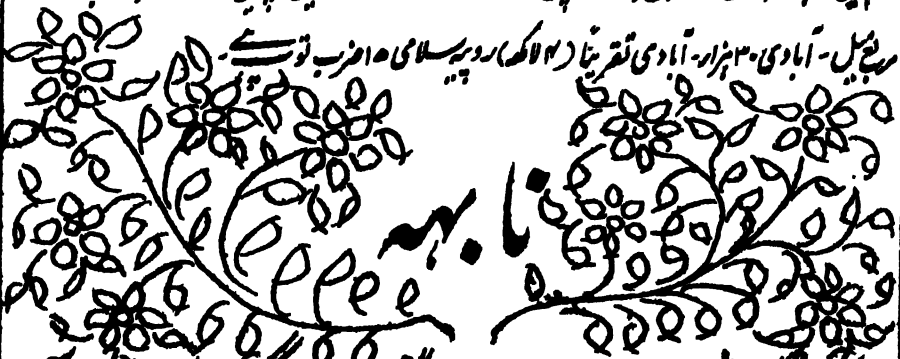
نابھہ

ہز ہائینس راجۂ راجگان فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ راجہ ہیرا سنگھ مہندر بہادر جی سی ایس آئی

ہز ہائینس سدہو جاٹ کے خاندان سے ہین۔ جو اپنے بانی پھول کے نام سے پھولکیان مشہور ہے۔ والیان پٹیالہ

وجہہ یہ اسی خاندان سے ہین۔ سردار ہمیر سنگہ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی جو اٹھارہوین صدی کے اواخر مین اپنے بھائی بندون کے ساتھہ سرہند پر قابض تھے۔ اس کے صلہ مین ان کو پرگنہ املوہ ملا۔ مگر انھون نے ترقی کرکے جدی جائداد مین بھی بہت سے گانون اضافہ کئے۔ اور کچھ عرصہ تک خودمختاری کے ساتھہ بسر کی۔ سنہ ۱۸۰۹ع مین یہہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ اوس زمانہ مین نابھہ کا محاصل ڈیڑھ لاکھہ سالانہ تھا۔ جنگ گورکھا مین والی نابھہ نے اکٹرلونی کو رسد پہونچائی اور سنہ ۱۸۳۸ع کی مہم کابل کے اخراجات مین ۶ لاکھہ روپیہ دیئے سنہ ۱۸۴۰ع مین جسونت سنگہ کے بیٹے دیوندر سنگہ مسندنشین ہوئے۔ مگر زمانے نے اون کے ساتھہ موافقت نہ کی اور اون کے بجائے اون کے بیٹے بھرپور سنگہ (جو اوسوقت نابالغ تھے) مسندنشین ہوئے۔ غدر مین انہون نے گورنمنٹ کی سپاہ و رسد سے قابل قدر مدد دی۔ جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے جھجر کے ضلع مین ایک وسیع علاقہ مرحمت کیا جس کی آمدنی ایک لاکھہ روپیہ سے زیادہ تھی۔ سنہ ۱۸۶۳ع مین اون کی وفات پر اون کے بھائی بھگوان سنگہ سریرآرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۱ع مین اون کا انتقال ہوا۔ اور بوجہہ لاولدی راجہ سر ہیرا سنگہ (راجہ صاحب حال) جو ایک حسبی رشتہ دار ہین۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۷۱ع کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۳ع ہے۔ آپ نے جنگ افغانستان مین اپنی فوج سرحد پر بھیجی۔ اور امپیریل سروس کے لئے ایک سو پچاس سوار اور چھہ سو پیدل کی فوج تیار کی۔ سنہ ۱۸۷۹ع مین آپ کو رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارۂ ہند کا خطاب عطا ہوا۔ اور سلامی مین بھی اضافہ ہوا۔ رقبہ (۹۲۸) مربع میل۔ آبادی (۲۹۷۹۴۹) محاصل تیرہ لاکھہ پچاس ہزار روپیہ فوجی قوت بشمول پولیس (۱۵۱۲) سلامی پندرہ ضرب توپ ہے۔ آپکے صاحبزادے اور ولیعہد کا نام ٹکہ رپودمن سنگہ بہادر ہے جو مارچ سنہ ۱۸۸۳ع کو پیدا ہوئے ہین

بنارس

ہزہائنس مہاراجہ سر پربھو نرائن سنگہ بہادر جی سی آئی ای کاشی نریش [illegible]

مہاراجہ صاحب بہوئنہار برہمن ہین - اس خاندان کے بانی راجہ منسارام شجاع الدولہ نواب وزیر اودہ
کے زمانہ مین بنارس کے ناظم تھے سنہ ۱۷۳۱ء مین اون کا انتقال ہوا - اور اون کے بیٹے بلونت سنگہ
جانشین ہوئے - انھون نے بہت بڑا علاقہ فتح کیا - جبکو جنگ بکسر کے بعد لارڈ کلایو نے قائم رکھا - راجہ
صاحب نے انگریزون کو فوجی مدد دی تھی - بلونت سنگہ کو شہنشاہ دہلی نے بھی ایک فرمان عطا کیا تھا -
سنہ ۱۷۷۰ء مین بلونت سنگہ کی وفات پر اون کے فرزند چیت سنگہ فرمانروا ہوئے - مگر انھون نے ایسٹ انڈیا
کمپنی کی حکومت سے انحراف کیا - اس وجہ سے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے راجہ بلونت سنگہ کے نواسے راجہ
مہیپ نراین کو برسر حکومت کردیا - لیکن صوبہ کا انتظام فوجداری اور شہر بنارس کا انتظام دیوانی فوجداری
اور اختیار ضرب سکہ اون سے لے لیا گیا - سنہ ۱۷۹۴ء مین اونھون نے اپنے علاقہ کا بیشتر حصہ برٹش گورنمنٹ
کو باین شرط حوالہ کردیا کہ وہ توفیر اون کو دیا کرے - مفوضہ علاقہ مین اضلاع بنارس مرزاپور - غازی پور
بلیا اور جونپور شامل ہین - باقی ماندہ علاقہ راجہ صاحب کے انتظام مین خاندانی علاقہ کے نام سے موسوم رہا اور
اب بھی مہاراجہ بنارس کے قبضہ مین ہے - راجہ مہیپ سنگہ نے سنہ ۱۷۹۵ء مین قضا کی - اور اون کے بیٹے راجہ
اودت نراین سنگہ جانشین ہوئے - ان کا انتقال سنہ ۱۸۳۵ء مین ہوا اونکے بھتیجے و متبنے فرزند راجہ ایشری پرشاد
نراین سنگہ بہادر مسند نشین ہوئے - راجہ نراین سنگہ کو غدر کی خیر خواہانہ خدمات کے صلہ مین مہاراجہ بہادر
کا خطاب اور سلامی مین دو توپ کا اضافہ کیا گیا - یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو جی - سی - ایس - آئی کا خطاب عطا ہوا
انھون نے سنہ ۱۸۸۹ء مین وفات پائی - اون کے بھتیجے اور متبنی سر پربہو نراین سنگہ (والی حال) ریاست پر
بیٹھے - ہز ہائینس کا لقب اور مہاراجہ بہادر کا خطاب بھی گورنمنٹ سے عطا ہوا - آپ ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۵۵ء کو تولد اور
۱۳ جون سنہ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے - غدر کے موقع پر نمایان خدمات آپ سے سرزد ہوئے اوس کے
صلہ مین گورنمنٹ نے آپ کو جی - سی - آئی - ای کا خطاب مرحمت کیا - رقبہ (۹۰۵) مربع میل - آبادی (۵ لاکھ)
آمدنی تقریباً (۵ لاکھ) روپیہ فوجی قوت (۱۵۰) سوار (۵۰۰) پیادہ (۵۰) توپچی سلامی تیرہ ضرب توپ ہے

آپ کے صاحبزادہ اور ولیعہد کنور راج راجندر نراین سنگہ (جو ۱۱ اپریل ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے) الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس مین کامیاب ایک ہونہار نوجوان ہین۔

کوچ بہار

لفٹنٹ کرنل ہزہائنس مہاراجہ نریندرا نراین بھوپ بہادر جی سی آئی ای سی بی

آپ مہاراجہ نریندرا نراین بھوپ بہادر کے فرزند ہین جن کے انتقال کے بعد آپ اگست ۱۸۶۳ء مین وارث ریاست ہوئے۔ آپکی ولادت ۴ اکتوبر ۱۸۶۲ء اور مسند نشینی ۸ نومبر ۱۸۸۳ء ہے۔ راجگان کوچ بہار غالباً فرقۂ کوچ سے تعلق رکھتے ہین۔ جو تبتی یا دراوڑی نسل کے ہین۔ تین صدی سے زیادہ زمانہ گذرا کہ بشو سنگہ اور سسو سنگہ دو بھائیون نے اپنی فتوحات کے ذریعہ سے ہندوستان کے شمالی مشرقی حصہ مین ایک حکومت قایم کی۔ بشو سنگہ راجگان و وزرائے کوچ بہار کے خاص مورث ہین۔ اور اونکی اولاد اوس زمانہ سے ابتک علی الاتصال حکومت کرتی چلی آئی ہے۔ ۱۷۷۲ء مین راجہ کوچ بہار نے بہوٹانیون کی دست درازی سے تنگ آکر ایسٹ انڈیا کمپنی سے اعانت چاہی۔ چنانچہ ۱۷۷۳ء مین ایک معاہدہ ہوا جس مین راجہ نے گورنمنٹ کی اطاعت قبول کی۔ اور کوچ بہار کو بنگال مین ملحق کرنے اور اوس کا نصف محاصل ہمیشہ کے لئے گورنمنٹ کو دینے کی اجازت دی۔ اس کے معاوضہ مین گورنمنٹ نے ملک کی حفاظت کے لئے فوج و سپاہ سے مدد دینے کا اقرار کیا۔ مگر اوس کے مصارف راجہ صاحب کو برداشت کرنا پڑا۔ اپنے والد کے انتقال کیوقت ہزہائنس صرف دو برس کے تھے۔ ۱۸۸۴ء مین مہاراجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۸۷۳ء مین یہ سوال پیدا ہوا کہ کوچ بہار ریاست یا علاقہ باجگذار سمجھا جائے جسکا فیصلہ

ہوا کہ ریاست سمجھی جائے۔ موجودہ مہاراجہ کے نابالغی میں کمشنر کوچ بہار در اج شاہی منتظم ریاست تھے ہز ہائینس نے ابتدا ؤ وارڈ انسٹیٹیوٹ بنارس میں۔ پھر مسٹر ایچ جے بیلر سے تعلیم پائی۔ اور کلکتہ میں قانون کی تحصیل کی ۱۸۷۸ء میں کلکتہ کے مشہور رفارمر بابو کیشب چندر سین کی دختر سے شادی کی۔ اسکے بعد تکمیل تعلیم کے لئے ولایت کو گئے۔ جون ۱۸۸۴ء میں گورنر جنرل بہادر نے مہاراجہ بہادر ہز ہائینس اور بھوپ بہادر کے خاندانی خطاب والقاب کو موروثی قرار دیا۔ ۱۸۸۷ء کی جوبلی میں آپ معہ مہارانی اور فرزندوں کے ولایت تشریف لے گئے۔ جہاں ہز مجسٹی اور خاندان شاہی نے بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا اعزاز بھی عطا کیا گیا۔ اور مہارانی کو کرون آف انڈیا کا تمغہ مرحمت کیا مہاراجہ صاحب بنگال رسالہ کی چھٹی رجمنٹ کے آنریری لفٹنٹ کرنل اور ہز امپیریل مجسٹی شاہ انگلستان کے اے ڈی کانگ بنگال فریمشن لاج کے ڈسٹرکٹ ماسٹر ہیں۔ کمپانین آف دی باتھ (جو ہندوستان و ولایت میں صرف معدودے چند کو ملتا ہے) کا اعزاز بھی حاصل ہے ۱۸۸۸ء میں آپ نے اپنی ریاست میں برہمو سماج کی بنیاد ڈالی۔ اور وکٹوریہ کالج قایم کیا۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی جشن تاجپوشی میں ولایت گئے جہاں آپ کا بہت بڑا احترام ہوا۔ رقبہ (۱۳۰۷) مربع میل۔ آبادی (۶ لاکھ) محاصل (دس لاکھ) روپیہ سلامی تیرہ ضرب توپ مقرر ہے۔ یہ ریاست (۶۷۷۰۰) روپیہ پندرہ آنہ مالگزاری ادا کرتی ہے۔ جو ۱۷۷۳ء میں ہمیشہ کے لئے مقرر ہوئی تھی۔

ٹپرہ

ہز ہائینس راجہ رادہا کشور دیب برمن مانکیا
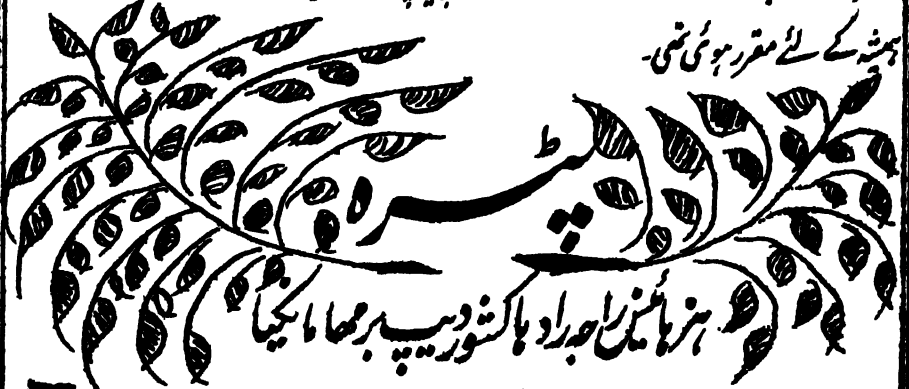
ہز ہائینس راجپوت خاندان سے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا خاندان تاریخی زمانہ سے پہلے پشت

حکمران تھا۔ چندرا کی اٹھائیسوین پشت مین راجہ ہراج تھے۔ جنھون نے ٹپرہ کا سمبت جاری کیا۔ جو
راج مالا یعنے راجگان ٹپرہ کی تواریخ ٹپرہ کی تواریخ مین استعمال ہوتا ہے۔ اس تاریخ کا پہلا حصہ دہرما مانکیا
کے عہد مین تالیف ہوا۔ جو [illegible] مین گدی نشین ہوئے۔ اور چندرا کی اکیوانوئیسوین پشت مین بیان
کئے جاتے ہین۔ ابتدا ئی عرصۂ دراز تک ایک بہت بڑا اور وسیع رقبہ اس خاندان کے ماتحت رہا ہے
اور سولھوین صدی مین اس کی وسعت مغرب مین دریائے ہگلی سے مشرق مین برہما اور شمال مین کامرو
تک تھی۔ [illegible] مین راجہ نے چاٹگانون کو فتح کیا۔ اور اون کے جانشینون نے اپنی آزادی اور خودمختاری
قایم رکھی۔ سنہ ۱۶۲۰ء مین جہانگیر کے عہد مین نواب فتح جنگ نے ٹپرہ پر حملہ کیا۔ اور راجہ جسو کو گرفتار کرکے
دہلی لے گئے۔ اسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد افواج مغلیہ ایک عالمگیر دباؤ کی وجہ سے راجہ کلیان مانکیا
کے زمانہ مین جو راجہ جسو کے جانشین تھے۔ ملک چھوڑ دینے پر مجبور ہوئی۔ اگرچہ مسلمانون نے آخر مین اس
ریاست کے نشیبی علاقون پر جواب ٹپرش ٹپرہ واقع بنگال کے نام سے موسوم ہے قبضہ کرلیا۔ مگر پہاڑی ملک
راجاؤن ہی کے تصرف مین رہا۔ سنہ ۱۷۶۵ء مین گورنمنٹ نے بنگالہ کی دیوانی حاصل کی۔ اور معمولی نذر جانشینی ادا
کرنے پران راجاؤن کو نسلاً بعد نسل یہ اختیارات دیتی رہی۔ سنہ ۱۸۵۷ء مین چاٹگانون کے باغی انگریزی فوج
نے اس ریاست کے دارالصدر اگرتلا پر قبضہ کرلیا۔ مگر راجہ ایشان چندرا مانکیا نے گورنمنٹ کو ممکن امداد دی
سنہ ۱۸۶۲ء مین راجہ ایشان چندر اپنے بھائی راجہ بیر چندر امانکیا کے جانشین ہوئے۔ وہ اپنے بھائی کے حیات
ہی مین جبراج کے لقب سے ملقب تھے۔ خاندانی قانون وراثت یہ ہے کہ راجہ اپنے خاندان مین جس شخص کو
چاہے نامزد کرسکتا ہے۔ ولیعہد کا لقب جبراج ہوتا ہے۔ اور جبراج کا قائم مقام بڑا ٹھاکر ہوگا۔ اگرچہ راجہ کا اصلی وارث
بھی ہو لیکن وہی حکومت پاتا ہے۔ اگر کوئی شخص نامزد نہین ہوتا تو بڑا بیٹا وارث ریاست ہوتا ہے
راجہ ایشان چندرا کی وفات سنہ ۱۸۹۶ء مین واقع ہوئی۔ جانشینی کی بابت تنازع ہوا۔ مگر بالآخر سنہ ۱۸۹۷ء مین
راجہ مرحوم کے بھائی راجہ بیر چندر مانک کے حق مین تصفیہ ہوا۔ سنہ [illegible] مین ایک پولیٹکل ایجنٹ ہز ہائینس کی دارالریاست

اگرتلہ مین رہنے کے لئے مقرر ہوا۔ ۱۹۰۹ء مین راجہ بیر چندر امانک کا انتقال ہوگیا۔ اور راجہ رادہا کشور دیب (راجہ صاحب حال) مسندنشین ہوئے۔ آپ ۱۸۵۷ء مین پیدا اور ۲۴ر فروری ۱۸۹۷ء کو مسندنشین ہوئے۔ پٹرہ کے ساتہہ گورمنٹ کا کوئی معاہدہ معین ہے۔ اور نہ وہ کوئی خراج دیتا ہے صرف جانشینی کے وقت نذرانہ دینا پڑتا ہے۔ رقبہ (۴۰۸۶) مربع میل۔ آبادی دو لاکھہ۔ آمدنی دس لاکہہ روپیہ سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے

جہیند

ہز ہائینس راجہ راجگان فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلیشیہ راجہ رنبیر سنگہ بہادر

ہز ہائینس بہی اسی خاندان سے ہین۔ جس مین مہاراجگان پٹیالہ نابہہ ہین۔ مگر آپ کا تعلق شاخ کلان سے ہے اس خاندان کے بانی راجہ گجپت سنگہ تہے۔ جنکے نواسے مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور تہے۔ ۱۷۷۲ء مین شاہ عالم کے دربار سے اون کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا تہا۔ اون کے مرنے پر اون کے بیٹے راجہ بہاگ سنگہ مسندنشین ہوئے۔ جنکو لارڈ لیک نے بصلہ خیر خواہی ریاست کو بحال رکہا۔ اور دیگر عطایا سے بہی سرفراز کیا۔ ۱۸۱۹ء مین بہاگ سنگہ نے اور ۱۸۲۲ء مین اونکے جانشین فتح سنگہ نے قضا کی۔ اون کے قایم مقام راجہ سنگت سنگہ ہوئے۔ مگر وہ بہی ۱۸۳۴ء مین لاولد فوت ہوگئے۔ ان کے بجائے راجہ بہاگ سنگہ کے بہائی بہوپ سنگہ کے پوتے سروپ سنگہ مسندنشین ہوئے۔ لیکن اس انتظام مین صرف دو لاکھہ ۳۶ ہزار کے محاصل کا ملک راجہ گجپت سنگہ کی میراث قرار پایا۔ اور رئیس کو ملا۔ اور ایک لاکہہ ۸۲ ہزار سالانہ کا ملک گورمنٹ نے لے لیا۔ سکہون کی اول جنگ مین راجہ سروپ سنگہ نے گورمنٹ کی مدد کی۔ جس کے صلہ مین گورمنٹ نے تین

سالانہ کی جاگیر عطا کی اور ایک ہزار روپیہ سالانہ کی ایک رقم واجب یافتنی معاف کردی بسنہ ۱۸۴۷ء
مین ایک سند کے ذریعہ گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ خراج یا نذرانہ یا فوجی اخراجات کے نام سے کوئی
رقم کبھی نلیجائیگی - اور راجہ صاحب نے ہنگام جنگ جان ومال سے مدد کرنے کا اقرار کیا - غدر کے
موقع پر انھون نے اعلی درجہ کے خدمات گورنمنٹ کے انجام دئے - کمانڈر انچیف نے ایک توپ مرحمت
کی - گورنمنٹ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین داوری کا علاقہ عطا کیا - گیارہ ضرب سلامی مقرر ہوئی سند
تہنیت ملی - بعد چندے رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند مرحمت ہوا - انھون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال
کیا - اون کے بیٹے راجہ رگھبیر سنگھ مسند نشین ہوئے - انہون نے جنگ افغانستان مین سات سو سپاہی
گورنمنٹ کی مدد کو بھیجی ۱۸۸۷ء مین انہون نے قضا کی - چونکہ اون کے بیٹے بلبیر سنگھ اون کے حین حیات
قضا کر گئے تھے - اسلئے اون کے پوتے راجہ رنبیر سنگھ (راجہ حال) ۱۸۸۷ء مین جانشین ہوئے
آپ کی ولادت ۱۸۷۹ء ہے - آپ کی نابالغی کی وجہ چندے ریاست کا انتظام کونسل کے نگرانی مین
رہا - ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء کو آپ کے بلوغ پر اختیارات کامل عطا ہوئے - رقبہ (۱۲۶۸) مربع میل - آبادی
(۲۸۲۰۵۱) محاصل تیرہ ۱۳ لاکھ پچیس ۲۵ ہزار روپیہ فوج بشمول پولیس (۱۷۲۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے
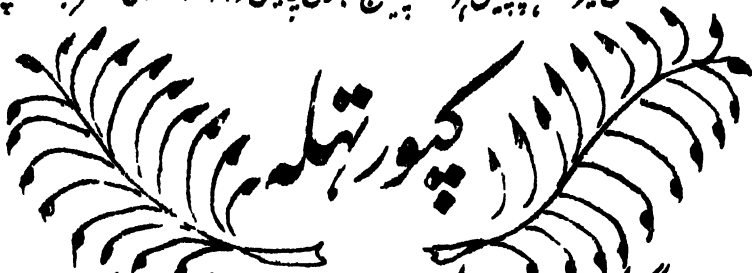
کپورتھلہ

ہز ہائینس راجہ راجگان فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی

کپورتھلہ کی بنیاد نواب جسا سنگھ نے ڈالی تھی جن کی ساتوین پشت مین مہاراجہ صاحب حال ہین - نواب
جسا سنگھ موضع اہلووال ضلع لاہور کے اصلی باشندے تھے - اسیوجہ سے اس خاندان کا نام اہلووالیہ مشہور

ہوا۔ آپ کا سلسلۂ نسب راجگان چندر بنسی بھٹی راجپوت والیان جیسلمیر سے ملتا ہے۔ زوال سلطنت مغلیہ کے وقت جب سکھون نے ملک گیری شروع کی تو انھون نے دریائے راوی سے جمنا تک بہت سا حصہ ملک فتح کرکے دوآبۂ جالندھر مین قصبہ کپورتھلہ کو اپنا مستقر حکومت بنایا۔ ان کے بعد سردار بھاگ سنگھ ۱۷۸۲ء سے ۱۸۰۱ء تک ان کے بعد مہاراجہ فتح سنگھ ۳۶ سال تک فرمانروا رہے ۱۸۰۶ء مین گورنمنٹ نے جو پہلا عہدنامہ سکھون سے کیا تھا۔ وہ لارڈ لیک اور سردار رنجیت سنگھ و فتح سنگھ اہلووالیہ کے مابین ہوا تھا۔ ۱۸۳۷ء مین راجہ نہال سنگھ مسند آرا ہوئے۔ جنگ ملتان کے امداد کے صلہ مین گورنمنٹ نے ۵ دسمبر ۱۸۴۹ء کو خطاب راجہ بہادر کی سند عطا کی۔ اون کے بیٹے رندھیر سنگھ (جو ۱۸۳۱ء مین پیدا ہوئے تھے) نے غدر کے موقع پر بسرکردگی اپنی فوج کے ملک پنجاب سے اودھ تک گورنمنٹ کے خدمات انجام دین۔ اسکے صلہ مین ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور وسیع ایک علاقہ بوندی۔ بھٹولی بطور استمراری جاگیر و علاقہ جات اکونہ و درگا پور بطور زمینداری دوام مرحمت ہوئے تھے۔ ۱۸۷۰ء مین وہ ملکۂ معظمہ کی ملاقات کے لئے لنڈن روانہ ہوئے لیکن اثنائے راہ مین بمقام عدن انتقال کیا۔ اون کی یادگار مین بمقام ناسک ایک سمادہ اور کپورتھلہ مین رندھیر کالج و رندھیر ہسپتال تعمیر و قایم کئے گئے۔ اون کے بعد اونکے فرزند اکبر مہاراجہ کھڑک سنگھ ۱۸۷۰ء مین مسندنشین اور ۱۸۷۷ء مین انتقال کئے۔ اون کے بعد ہز ہائنس سر جگت جیت سنگھ بہادر (والی حال) جانشین ہوئے ہے۔ آپ کی ولادت ۲۴ نومبر ۱۸۷۲ء اور مسندنشینی ۱۸۹۰ء ہے۔ آپ نے مختلف السنہ و علوم مین تعلیم پائی ہے چنانچہ آپ علاوہ فارسی و اردو کے زبان انگریزی و فرانسیسی مین بھی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہین ۱۸۹۴ء مین آپ نے قاہرہ۔ اٹلی۔ لنڈن۔ امریکہ۔ پیرس وغیرہ کی سیاحت کی۔ اس سفر مین بمقام فلارنس ملکہ معظمہ کی شرف حضوری بھی حاصل ہوئی۔ امپیریل انسٹیٹیوٹ کی رسم افتتاح مین آپ نے شرکت کی ہالینڈ و ڈنمارک کو ملاحظہ فرمائی۔ شاہ اٹلی۔ شاہ بلجیم۔ شہنشاہ آسٹریا سے ملاقاتین کین۔ دوبارہ ۱۸۹۷ء

مین آپ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکت کے لئے لنڈن گئے۔ ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سے کے
سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ آپ کو پہنایا۔ اور ایک طلائی تمغہ جوبلی مرحمت فرمایا۔ روم مین بادشاہ اٹلی
نے آپ کو کھانے پر مدعو فرمایا۔ ہزہائینس پسلرم سٹنڈ برلن ہوتے ہوئے سنٹ پیٹرسبرگ تشریف لیگئے
اور شہنشاہ روس سے ملاقات کی۔ پیہسکو۔ اڈیسہ۔ قسطنطنیہ۔ ویانا۔ میونک دیکھتے ہوئے واپس آئے
تیسری بار ۱۸۹۹ء مین پھر آپ نے انگلستان کا سفر کیا۔ اور ملکہ معظمہ کی ملازمت حاصل کی۔ علیا حضرت کے ارشاد
کے بموجب ان کے مصور خاص نے آپ کی رنگین تصویر دستی تیار کی۔ جو بطور یادگار ڈائمنڈ جوبلی وہان
آویزان کی گئی۔ اس سفر مین آپ نے سوئٹزرلینڈ اور شومو کی سیر کی۔ اور پیرس ہوتے ہوئے مراجعت
فرما ہوئے۔ ۱۸۸۰ء کے ہنگامہ کابل مین آپ کی ریاست کی فوج چیدہ افسرون کی ماتحتی مین بھیجی گئی
اور کامیاب و نیکنام واپس آئی۔ مہم تیراہ مین بھی آپ نے فوج روانہ کی۔ چنانچہ مہم مذکور مین کپتان تیلیم
کنٹنجنٹ کا ایک دستہ مع ایک صوبہ دار کے غنیم کے نرغہ مین گھر گیا۔ اور کام آیا۔ علیا حضرت نے اس موقع پر
بذریعہ تار برقی آپ کے ساتھ اظہار تاسف فرمایا۔ ان جانباز سپاہیون کی یادگار مین بمقام کیبور تھلہ ایک سنگین
مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ جنگ جنوبی افریقہ کے موقع پر بھی ریاست نے (۵۰) گھوڑے نذر کئے۔ ہزہائینس کو
۱۸ مئی ۱۸۹۲ء مین ایک فرزند تولد ہوا۔ کل ریاست پنجاب و ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا رقبہ (۱۳۵۲)
مربع میل۔ آبادی (۵ لاکھ) محاصل (۲۰ لاکھ) فوج بشمول پولس (۱۵۴۲) ہے ہزہائینس کی سلامی
گیارہ ضرب توپ ہے۔

چمبہ

ہزہائینس راجہ شام سنگھ
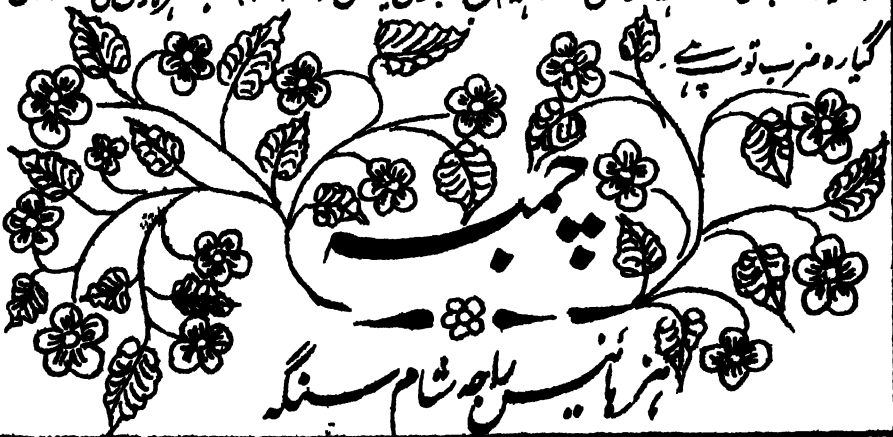
والیان چمبہ راجپوت ہین - جو ابتدا اس ملک مین مارواڑ سے آئے تہے - ریاست کی بنیاد راجہ اودگر سنگہ نے ڈالی تہی - جنہون نے سنہ ۱۸۳۵ء مین وفات پائی - سنہ ۱۸۴۶ء مین ملک کا کچہہ حصہ غلطی سے مہاراجہ گلاب سنگہ والی کشمیر کے ہاتہہ مین چلا گیا تہا - لیکن ایک سال بعد راجہ سری سنگہ جو حقدار تہے دیا گیا - انہون نے سنہ ۱۸۷۰ء مین لاولد انتقال کیا - اون کے بہائی گوپال سنگہ مسند نشین ہوئے اسوقت اون کے چہوٹے بہائی سوچیت سنگہ نے ریاست کا دعوی کیا - لیکن صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے اون کا دعوے باطل گردانا - سنہ ۱۸۷۳ء مین راجہ گوپال سنگہ نے کنارہ کشی اختیار کی اور راجہ شام سنگہ (راجہ حال) جانشین ہوئے - آپ سنہ ۱۸۶۶ء مین پیدا - ۷ جولائی سنہ ۱۸۷۳ء کو مسند نشین ہوئے - اور ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے - رقبہ (۳۱۲۶) مربع میل - آبادی (۱۲۰۰۰۰) محاصل (۴۵۰۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولیس (۳۰۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے -

سرموناہن

ہز ہائنس مہاراجہ سر شمشیر پرکاش بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائنس ایک راجپوت خاندان سے تعلق رکہتے ہین - سلطنت اسلامیہ کے پہلے یہ ریاست خود مختار تہی مگر اوسوقت کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہین ہے - شاہجہان کے زمانہ سے اس ریاست کا تعلق سلطنت مغلیہ سے ہوا - اوسوقت یہان کے رئیس راجہ اور قدوۃ الامثال کے خطاب سے لکہے جاتے تہے سنہ ۱۸۱۵ء مین راجہ کرم پرکاش کے وقت مین گورکہے اہم حصۂ ملک سے باہر نکالے گئے - ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء کو گورنمنٹ نے اون کے فرزند اکبر فتح پرکاش کو مسند نشین کیا - سنہ ۱۸۵۰ء مین اون کے

خلف اکبر راجہ شمشیر پرکاش جانشین ہوئے۔ اونہون نے ریاست کو رونق دی۔ اور جنگ افغانستان
مین دو سو پیدل گورنمنٹ کی مدد کو بھیجے۔ جسکے صلہ مین رئیس والا ورا عظم طبقۂ اعلا ستارۂ ہند
عطا ہوا۔ اور ذاتی اعزاز مین اضافہ ہو کر ۱۳ توپ سلامی مقرر ہوئی۔ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اون کے خلف
اکبر مہاراجہ بکرم پرکاش (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۴ نومبر ۱۸۶۷ء ہے آپ کو
انگریزی مین اچھی لیاقت ہے۔ اور ریاست مین رفاہ عام کے کامون کو ترقی دی ہے۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء مین
آپ کو خطاب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا ہوا۔ اور آپ کے بھائی میجر بکرم سنگھ بہادر کو (جو افواج سرمور کے
کمانڈر انچیف اور بنگال سائپرس مین آنریری کرنل ہین) سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ آپ کی شادی راجہ صاحب
سکیت کی دختر سے ہوئی ہے۔ جنکے بطن سے ٹیکا امر سنگھ تولد ہوئے۔ رقبہ (۱۰۴۷) مربع میل آبادی
(۱۳۶۶۶۸) محاصل (۵۱۳۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولس (۵۵۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

فریدکوٹ

ہز ہائینس مہاراجہ بلبیر سنگھ بہادر فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند برار بنس

والیان فریدکوٹ فرقہ برار جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ ان مین ایک صاحب بھلن نامی نے شہنشاہ اکبر کے
زمانہ مین کمال عروج پایا تھا۔ سولہوین صدی کے وسط مین چودھری کپور فریدکوٹ کے حکمران خاندان کے
بانی ہوئے۔ اون کا مسکن کوٹ کپور تھا۔ ایک صدی بعد اون کے پوتے سردار حمیر سنگھ نے خودمختاری
حاصل کی اور فریدکوٹ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ ۱۸۲۷ء مین سردار پہاڑ سنگھ کے زمانہ مین ریاست کو
بہت ترقی ہوئی۔ جب ۱۸۴۶ء مین دربار لاہور سے جنگ چھڑی تو انھون نے گورنمنٹ کو رسد و باربرداری

سے مدد دی۔ اسکے صلہ مین راجہ کا خطاب اور کچھہ حصۂ ملک حاصل کیا۔ اسی کے ساتھہ کوٹ کپور کی
ریاست بھی واپس پائی۔ سنہ ۱۸۴۹ء مین پہاڑ سنگھ کے جانشین اون کے بیٹے وزیر سنگھ ہوئے۔ انہون نے
غدر مین گورنمنٹ کو مدد دی۔ اسکے صلہ مین سلامی کا اضافہ اور خراج موقوف ہوا۔ اون کے بعد اون کے
فرزند راجہ بکرما سنگھ مسندنشین ہوئے۔ انہون نے جنگ ثانی افغانستان مین ڈہائی سو سوار و پیدل سے
گورنمنٹ کی مدد کی۔ جسکے صلہ مین فرزند سعادت نشان حضرت قیصرۂ ہند کا خطاب عطا ہوا۔ اون کے بعد
مہاراجہ بلبیر سنگھ (مہاراجہ حال) ۱۶ر دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو تخت پر بیٹھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۶۹ء ہے۔ آپنے
میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے۔ رقبہ (۶۴۳) مربع میل۔ آبادی (۱۱۵۰۰۰) محاصل (۴۲۵۰۰۰) روپیہ
فوج بشمول پولیس (۵۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔
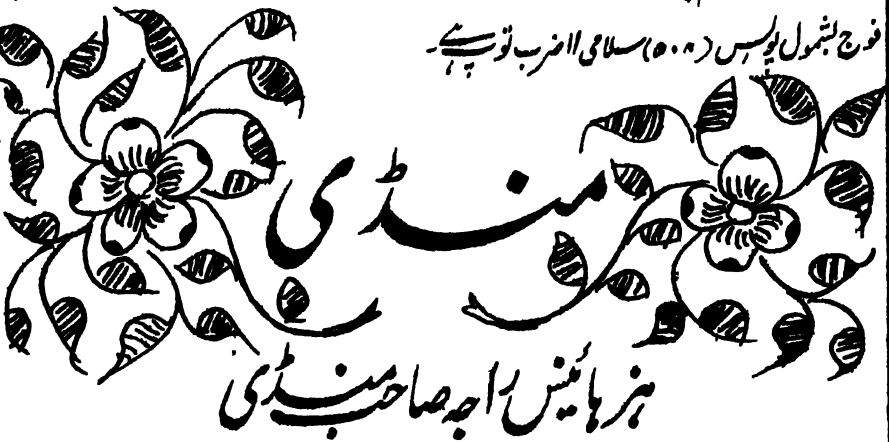
منڈی

ہز ہائینس راجہ صاحب منڈی

ہز ہائینس چندر نبسی منڈیال راجپوت ہین۔ تیرہوین صدی کے آغاز مین سرداران منڈی موجودہ
حکمرانان سکیت کے گھرانے سے الگ ہوئے۔ اور گیارہ نسلون کے بعد بالاخر دریائے بیاس کے ساحل
پر منڈی کے متصل ایک مقام پر اقامت گزین ہوئے۔ سنہ ۱۵۲۷ء مین اجبر سین نے موجودہ ریاست کی بنیاد
ڈالی۔ منڈی کے اوّل راجہ بھی یہی تھے۔ سنہ ۱۸۱۶ء مین ایسری سین اپنے باپ راجہ شب مان سین کے جانشین ہوئے
ان کے عہد حکومت مین یہ ریاست گورکھون اور سکھون وغیرہ کی جولانگاہ رہی۔ بالاخر معاہدہ لاہور منعقدہ
سنہ ۱۸۴۶ء کی رو سے یہ ریاست انگریزون کے قبضہ مین آئی۔ اور ۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۸۴۶ء کو گورنمنٹ نے راجہ

بلبیر سین۔ کو مسند حکومت اور اختیارات کامل عطا فرمائے۔ ریاست کے جانب سے ایک لاکھ سالانہ خراج اور ہنگام جنگ سامان حرب و ضرب اور معافی محصول راہداری کا اقرار کیا گیا۔ انفصال مقدمات میں صرف یہ مشروط کی گئی کہ سزائے موت کا نفاذ منظوری صاحب کمشنر قسمت جالندھر ہوگا۔ ۱۸۵۱ء میں راجہ بلبیر سین کے وفات پر اون کے بیٹے راجہ بجے سین تخت پر بیٹھے۔ اوسوقت ان کی عمر ۴ سالہ تھی۔ اس زمانہ میں طوائف الملوکی کا عالم تھا مختلف نزاعات و خصومات پیدا ہو گئے تھے۔ آخر کار ۱۸۵۳ء میں ایک کونسل مقرر ہوئی جس سے شورش دبی۔ ۱۸۶۶ء میں راجہ نے زمام حکومت ہاتھہ میں لی۔ لیکن مصلحتاً گورنمنٹ نے نظم و نسق ریاست میں مدد دینے کے لئے ایک یوروپین عہدہ دار مقرر کیا۔ جس سے راجہ صاحب کو حکومت سنبھالنے اور کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی۔ بشروع ۱۸۹۱ء میں پھر ایک انگریزی عہدہ دار (حسب درخواست راجہ صاحب) گورنمنٹ نے مقرر کیا۔ ۱۸۷۸ء میں ہز ہائینس نے دریائے بیاس پر منڈی کے قریب ایک جھولے کا پل بنوایا۔ اور کئی سڑکیں تعمیر کیں۔ اب منڈی سے برٹش انڈیا تک تار و ریلوے کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا ہے راجہ بجے سین نے ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا۔ رقبہ (۱۱۳۱) مربع میل۔ آبادی (۱۷۴۰۴۵) محاصل (۱۹۹۲۲۸) روپیہ فوج بشمول پولیس (۶۶۷) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

سکیت

ہز ہائینس راجہ دشت نکندن سین

ریاست ہائے منڈی و سکیت موجودہ حکمرانوں کی مشترکہ مورث اعلیٰ کی ملکیت تھیں۔ شروع تیرہویں صدی سے راجہ منڈی کے مورث اعلیٰ نے جن کی اولاد اکبر کی نسل میں والیان سکیت میں علیحدگی

راجاؤن مین منقسم تھا۔ اجے پال نے اپنا خاندانی مسکن چاند پور چھوڑ کر دیول گڈھ کو دارالریاست قرار دیا۔ مگر مہیت ساہ نے اوسکو سری نگر منتقل کردیا۔ گڑھوال کی قوت بتدریج ڈیرہ ڈون پسہار اور ٹہری تک پہونچگئی۔ اور دیپ چند راجہ کمایون سے اکثر جنگ ہوا کی۔ سنہ ۱۷۹۱ء مین گورکھون نے کمایون پر حملہ کرکے الموڑہ پر قبضہ کرلیا۔ اور راجہ پردمن ساہ والی گڑھوال پر اون کی قوت کا ایسا زبردست اثر پڑا کہ وہ نیپال کو ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ خراج دینے پر مجبور ہوئے۔ سنہ ۱۸۰۴ء مین نیپالیون نے گڑھوال تک اپنی فتوحات بڑھالین۔ اور پردمن ساہ کو نکال دیا۔ پردمن ساہ نے ۱۲ ہزار آدمیون کی جمعیت سے ایک مرتبہ پھر اپنی سلطنت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مین اونکو ناکامی ہوئی۔ اور کھوربڑہ کی جنگ مین مع اپنے ہمراہیون کے ہلاک ہوئے۔ اون کے بیٹے سودرشن ساہ نے گورکھون سے بچکر گورنمنٹ کے شریک ہوئے جب گورنمنٹ نے گورکھون کو شکست دی اور کمایون کا الحاق ہوا سنہ ۱۸۱۶ء مین مغربی گڑھوال راجہ سودرشن ساہ کو دیدیا گیا۔ اونہون نے ٹہری کو اپنا مستقر بنایا اور سنہ ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا۔ اون کو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کا ملک گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔ لیکن گورنمنٹ نے راجہ سودرشن ساہ کی وفادارانہ خدمات غدر کے صلہ مین علاقہ مذکور بہوانی ساہ کو دیدیا۔ اور سند تبنیت بھی عطا کی۔ سنہ ۱۸۷۱ء مین اونہون نے قضا کی۔ اون کے بیٹے پرتاب ساہ وارث ہوئے اون کے بعد راجہ کرتی ساہ (راجہ حال) ۲ فروری سنہ ۱۸۸۶ء مین جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۷۴ء ہے۔ آپ کے نابالغی کے زمانہ مین کونسل آف ریجنسی بہ صدارت رانی جگریا قایم کی گئی۔ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین آپنے یورپ کا سفر کیا۔ رقبہ (۴۱۸۰) مربع میل آبادی (۲۵۰۰۰۰) آمدنی (۱۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ مگر بہنگام ضرورت امداد کا اقرار ہے

جھالاوار

ہزہائنس راج رانا بھوانی سنگھ

جھالاوار کا فرمانروا خاندان راجپوت فرقہ جھالا سے تعلق رکھتا ہے ۔آپ کے مورث اعلیٰ مقام ہلواڈ واقع جھالاوار (کاٹھیاوار) کے حکمران تھے۔ سرغنہ خاندان کے ایک چھوٹے فرزند بھاؤ سنگھ اپنے وطن سے کوٹہ آئے۔ جہان اون کے بیٹے مادہو سنگھ نے ترقی کر کے عہدۂ فوجداری حاصل کیا۔ مادہو سنگھ کے فرزند مدن سنگھ اور اون کے جانشین مشہور ظالم سنگھ ہوئے۔ اس زمانہ میں اون کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ کچھ دنون مہاراؤ کوٹہ اور ظالم سنگھ کے مابین کشیدگی پیدا ہوئی۔ ظالم سنگھ کوٹہ سے اودیپور چلے آئے جسوقت مہاراؤ بستر مرگ پر تھے۔ تو اونہون نے ظالم سنگھ کو بلایا اور اپنے بیٹے امید سنگھ اور ریاست کوٹہ کے انتظام کو اون کے تفویض کیا۔ چنانچہ ظالم سنگھ نے ۴۴ سال تک ریاست کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ اون کی وفات پر اون کے بیٹے مادہو سنگھ وزیر ہوئے۔ مگر آئندہ یہ انتظام قایم نرہا ۱۸۳۹ء مین کوٹہ سے جھالاوار کا ملک علیحدہ کر کے ظالم سنگھ کے اولاد کے لئے ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی۔ اور رانا مدن سنگھ (جو ظالم سنگھ کے پوتے تھے) اوسکے اول فرمانروا ہوئے اون کے بعد رانا پرتھی سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اہنون نے غدر مین نمایان خدمات انجام دین۔ اون کے بعد ۱۸۷۶ء مین اون کے متبنی بخت سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اور اپنا نام ظالم سنگھ رکھا۔ مگر اہنون نے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے حسب منشا نہ کیا۔ اسلئے ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کو معزول ہوئے۔ اب اون کا قیام بنارس مین ہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ نے حکم دیا کہ جھالاوار کی ریاست قایم کرنے کے لئے جو کوٹہ نے علاقہ دیا تھا

دہ کوٹہ کو مستو کیا جائے۔ اور باقی اضلاع سے ایک جدید ریاست قایم کیجائے۔ جس سے اول راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء کو اسی خاندان کے ٹھاکر چھتر سال کے فرزند کنور بھوانی سنگھ (راجہ حال) جدید ریاست جہالاوار کے فرمانروا نامزد کئے گئے۔ اور ۲۶ فروری ۱۸۹۹ء کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے آپ کو تخت نشین کیا۔ اور اختیارات کامل بھی عطا ہوئے۔ آپکی ولادت ۴ ستمبر ۱۸۷۴ء ہے آپنے اپنی ریاست کا انتظام اعلے پیمانہ پر کیا ہے۔ کتب بینی کا آپ کو بہت شوق ہے۔ رقبہ (۸۱۰) مربع میل۔ آبادی (۹۰۱۷۵) محاصل تقریباً (۱۶ لاکھ) روپیہ سلامی الضرب توپ ۱۱ ہیں

سیتامؤ

ہز ہائینس راجہ رام سنگھ جی
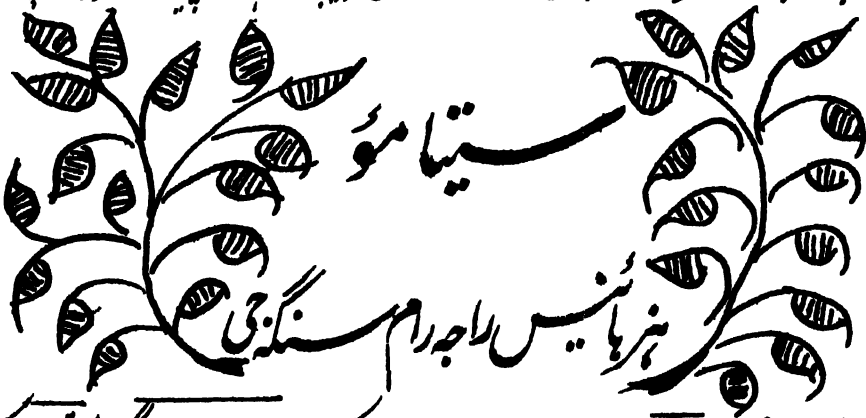
آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو راجہ رام سنگھ والی رتلام کے چھوٹے بیٹے کشور داس کے نسل سے ہے۔ ۱۶۳۱ء میں راجہ رتن سنگھ رکن اعظم خاندان جودھپور نے شاہجہان سے راجہ کا لقب اور ریاست رتلام حاصل کی جس میں اس زمانہ میں سیلانہ اور سیتامؤ بھی شامل تھے راجہ رام سنگھ والی رتلام کی وفات پر ان کے چھوٹے بیٹے کشور داس سیندھیا کے خراجگزار ہوئے۔ اسکے بعد یہ ریاست گورنمنٹ کے تحت آئی۔ ہز ہائینس رام سنگھ (راجۂ حال) راجہ بہادر سنگھ کے وارث ہوئے۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل آبادی (۲۳۸۶۳) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی الضرب توپ ہے

بجاور

ہز ہائینس سوائی مہاراجہ بہادر بجاور
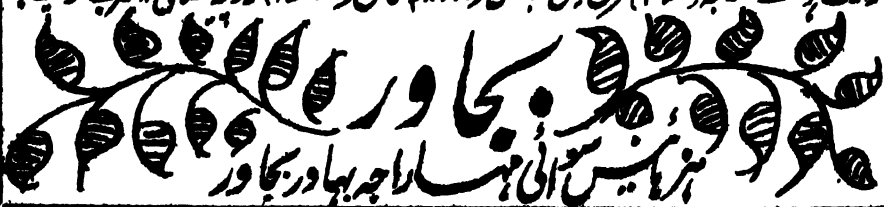
فرمانروایان ریاست بجاور مثل فرمانروایان چرکھاری و اجے گڈھ کے راجہ جگت راج کی نسل مین ہین جو مہاراجہ چھتر سال کے دوسرے بیٹے تھے۔ جگت راج کے دوسرے بیٹے بیر سنگھ دیو بجاور کے بانی اور فرمانروا ہوئے۔ اون کے فرزند کیسری سنگھ نے اوس زمانہ مین جب بندیلکھنڈ گورنمنٹ کی عملداری مین شامل ہوا۔ سرکار سے توسل پیدا کیا ان کا انتقال سنہ ۱۸۱۰ء مین ہوا۔ ان کے فرزند رتن سنگھ مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۱۱ء مین سند عطا ہوئی۔ ۷ دسمبر سنہ ۱۸۳۳ء کو انھون نے قضا کی۔ اون کے بھتیجے لچھمن سنگھ فرزند کہیت سنگھ مسند آرا ہوئے۔ اون کے بعد سنہ ۱۸۴۷ء مین اون کے فرزند بھان پرتاب سنگھ تخت پر بیٹھے انھون نے غدر مین عمدہ خدمات کین۔ لھذا خلعت عطا ہوا۔ اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی موروثی قرار دی گئی سنہ ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کا خطاب بطور موروثی ملا۔ دربار قیصری سنہ ۱۸۷۷ء مین سوائی کے خطاب کا اضافہ ہوا۔ رقبہ (۹۶۵) مربع میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

جھابوا

ہز ہائینس راجہ گوپال سنگھ

آپ راٹھور راجپوت ہین اور مہاراجہ جودھپور کے خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ سلطان علاء الدین شاہ دہلی نے اس خاندان کے مورث اعلے کشن داس کو راجہ کا خطاب عطا کیا تھا جنہون نے محاربات بنگالہ مین کارہاے نمایان انجام دیئے تھے۔ راجہ بھیم سنگھ بوجہ بدنظمی حکومت سے کنارہ کش ہوئے۔ اس لئے اون کے بیٹے پرتاب سنگھ جانشین ہوئے۔ پہلے یہ ریاست اندور کی باجگزار تھی۔ مگر اب گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ رقبہ (۱۳۳۶) مربع میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

رتلام

ہز ہائینس راجہ سجن سنگہ بہادر

راجگان رتلام سورج بنسی راٹھور راجپوت ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب سری رام چندر جی سے ملتا ہے ہز ہائینس
مشہور خاندان جودہپور کے ایک رکن کی اولاد مین ہین۔ جب آپکے مورث اعلیٰ دلیپت سنگہ کے برادر اکبر
سورج سنگہ مارواڑ کی گدی پر متمکن ہوئے تو اوہنون نے اپنے بھائی دلیپت سنگہ کو ایک بہت بڑی جائداد
عطا کی۔ جس مین جالور۔ بلہرہ وغیرہ شامل تھے۔ راجہ دلیپت سنگہ کے بیٹے مہیش داس سمبت ۱۶۶۰ مین جانشین
ہوئے۔ یہ مستقل مزاج اور بہادر شخص تھے۔ شاہجہان نے ان کی جاگیر مین اضافہ کیا تھا۔ سمبت ۱۷۰۱ مین ان کا
انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے رتن سنگہ جانشین ہوئے۔ اور دربار شاہی مین اعلےٰ درجہ کا رسوخ حاصل کیا تھا۔ ایک
دفعہ اونہون نے شاہجہان کے روبرو ایک پیل دمان کو کٹار سے زخمی کیا۔ وہ کٹار اب تک رتلام کے سلاح خانہ
مین موجود ہے۔ شاہجہان نے اس دلیری کے صلہ مین علاوہ منصب سہ ہزاری و دیگر اعزاز و مراحم خسروانہ
کے مالوہ مین ۳۰ لاکہہ کی جاگیر بہی عطا کی۔ اسکے بعد انہون نے رتلام کی بنیاد ڈالی اسکے بعد راجگان رام سنگہ
شیو سنگہ چتر سال کیسری سنگہ۔ مان سنگہ۔ پرتھی سنگہ۔ پدم سنگہ۔ پربت سنگہ۔ نے یکے بعد دیگرے فرمانروائی
کی۔ آخر الذکر راجہ کے زمانہ مین مرہٹون کے سخت حملے شروع ہوئے۔ اوسی عہد مین گورنمنٹ سے تعلق قائم
ہوا۔ سنہ ۱۸۱۹ء مین معاہدہ ہوگیا۔ راجہ پربت سنگہ کے بعد بلونت سنگہ اور بھیرون سنگہ نے حکمرانی کی۔ ۲۷ جنوری
سنہ ۱۸۶۴ء کو بھیرون سنگہ نے وفات پائی۔ اون کے دوسالہ فرزند راجہ رنجیت سنگہ جانشین ہوئے۔ اور خانبہادر
شہامت علی سی۔ ایس۔ آئی۔ سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ جن کے باعث ریاست مین نمایان ترقی ہوئی۔ آخر رنجیت سنگہ

کے۔سی۔آئی۔ای۔ نے ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو قضا کی۔ اون کے جانشین راجہ سجن سنگہ (راجہ حال) ہوئے آپ کی ولادت ۱۸۸۰ء اور مسندنشینی ۱۵ ڈسمبر ۱۸۹۶ء ہے۔ ہز ہائینس نے ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پائی ہے انتظام ریاست مین بہت دلچسپی ہے۔ رقبہ (۹۰۲) مربع میل۔ آبادی (۸۳۷۷۳) آمدنی (۱۳ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

چھتر پور

ہز ہائینس مہاراجہ وشناتہہ سنگہ بہادر

آپ پنوار راجپوت کنور سونی ساہ کی اولاد مین ہین جب بندیلکہنڈ مین برٹش گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو کنور سونی ساہ چہتر پور کی ریاست پر قابض تھے ۱۸۰۶ء مین سند عطا ہوئی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے پرتاب سنگہ جانشین ہوئے۔ ۱۸ جنوری ۱۸۲۷ء کو راجہ بہادر کا خطاب ملا ۱۸۵۴ء مین اون کا انتقال ہوا اور جگت راج (جو اون کے چہوٹے بہائی کے پوتے تھے) متوفی کے متبنے جانشین ہوئے۔ اور مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ انہون نے ۱۸۶۷ء مین قضا کی۔ اور مہاراجہ وشناتہہ سنگہ (مہاراجہ حال) ۳ فروری ۱۸۶۷ء کو جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۹ اگست ۱۸۶۶ء ہے۔ آپکے نابالغی کے وجہ سے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ذمہ رہا۔ ہز ہائینس کی شادی سوائی مہندر مہاراجہ پرتاب سنگہ بہادر سرآمد راجہائے بندیلکہنڈ کی دختر سے ہوئی۔ اور ۱۹ اگست ۱۸۸۴ء کو اختیارات ریاست اور ۲ جنوری ۱۸۹۲ء کو جایم سنگین کے انفصال کے اختیارات عطا ہوئے۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۵ء مین مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ آپ نے ریاست کو بہت ترقی دی ہے اور رعایا کو نہایت امن وچین مین رکہا ہے۔ رقبہ (۱۱۱۸) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۶۳۹) محاصل (۴۲۵۰۰۰)

روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

نرسنگ گڈہ

ہز ہائینس راجہ ارجن سنگہ

اس ریاست کے حکمران پنوار نسب ہین۔ جس کی ابتدا راجہ پردراسے ہے۔ جو راجہ بکرماجیت سے چند پشت پہلے گذرے ہین۔ اس خاندان نے تین سو برس تک اسٹ واڑی مین حکومت کی تھی۔ جب مسلمانون کے عہد مین چوہان راجپوتون نے غلبہ پایا تو وہ ملک ان لوگون کے ہاتہ سے نکل گیا۔ راجہ سارنگ سین اس خاندان سے پہلے راجہ تھے جنہون نے بعہد سلطان غیاث الدین محمد تغلق مالوہ مین آکر دہار مین اپنی راج دہانی قایم کی۔ اور بصلۂ حسن خدمات دربار شاہی سے راوت کا خطاب حاصل کیا۔ سترہوین صدی کے اواخر مین اس ریاست کے دو حصہ ہوگئے۔ پرسرام سنگہ نے نرسنگ گڈہ کے قلعہ کی بنیاد ڈالی جب مغلیہ سلطنت مین ضعف پیدا ہوا تو انہون نے ہلکر کو خراج دینا شروع کیا۔ ۱۸۱۸ء مین سوبہاگ سنگہ صدرنشین ہوئے۔ ان کے عہد مین سرجان ملکم کی وساطت سے روساء مالوہ کے عہد نامے ہوئے۔ اور سیہوار کی چہاؤنی مین وکیل ریاست رہنے لگا۔ ۱۸۲۷ء مین ٹہاکر ہنونت سنگہ بہاکہیڑہ کو گورنمنٹ نے مسندنشین کیا۔ انہون نے ریاست کو ترقی دی۔ اور غدر مین نمایان خدمات بجالائے۔ جسکے صلہ مین ۱۱ ضرب توپ کی سلامی اور راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۷۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے ہنور پال پرتاپ سنگہ جانشین ہوئے۔ ان کو ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین نشان عطا ہوا اور ۱۸۸۷ء مین لنڈن جاکر ملکہ معظمہ کی باریابی کا اعزاز حاصل کیا۔ وہان۔ ڈی۔ سی۔ ایل کا خطاب ملا۔ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو لاولد وفات پائی۔ گورنمنٹ نے اونکے چچا راجہ مہتاب سنگہ کو مسندنشین کیا۔ ۲۰ نومبر ۱۸۹۵ء مین انہون نے

بھی لاولد قضا کی۔ اون کے چچازاد بھائی راجہ ارجن سنگھ (راجہ حال) بعمر ۹ سالہ ۱۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو مسند نشین کئے گئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء ہے۔ آپ فی الحال ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پارہے ہین ریاست کا انتظام سپرنٹنڈنٹ و پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے زیر نگرانی ہے۔ رقبہ (۷۲۰) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ) روپیہ گیارہ ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

اجے گڈھ

ہز ہائینس مہاراجہ سوائی سر رنجور سنگھ بہادر کے سی آئی اے
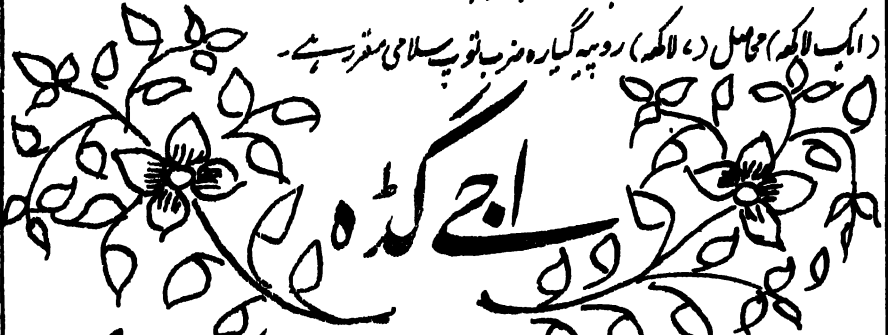
آپ بندیلہ راجپوت خاندان سورج بنسی سے تعلق رکھتے ہین آپ کا سلسلہ نسب راجہ رام چندر جی کے جانب منتہی ہوتا ہے۔ اس ریاست کے بانی چھتر سال تھے۔ پہلے اسکے فرمانروا راجہ باندہ کے لقب سے مشہور تھے راجہ بخت سنگھ یا بخت بلی۔ نبیرۂ جگت راج کے وقت مین علی بہادر نے اس ریاست کو تاراج کیا۔ جب بندیلکھنڈ ملک انگریزی حکومت گورنمنٹ کے قبضہ مین آئی تو یہہ ریاست پھر سرسبز ہوئی ۱۸۰۷ء مین سند عطا ہوئی راجہ بخت بلی نے ۱۸۳۷ء مین انتقال کیا۔ اون کے بڑے بیٹے مادہو سنگھ جانشین ہوئے۔ اون کا انتقال ۱۸۴۹ء مین ہوا اون کے بھائی مہیپت سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اہنون نے ۱۸۵۳ء مین قضا کی۔ اون کے بیٹے بجے سنگھ بعمر ۱ سال سربرآرا ہوئے۔ مگر ۱۸۵۵ء مین انتقال ہوگیا۔ اتنے مین غدر ہوگیا۔ چنانچہ غدر کے موقع پر اس ریاست نے (خصوصاً مہیپت سنگھ متوفی کی رانی) گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ جس کے صلہ مین گورنمنٹ نے سر رنجور سنگھ (والی حال) کو جانشین کیا۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۹ء اور مسند نشینی ۱۸۶۸ء ہے۔ آپ کی نابالغی کے زمانہ مین رانی موصوفہ بحیثیت ولیہ حکمرانی کین۔ مگر ۱۸۶۸ء مین رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ اور مہاراجہ صاحب کو اختیارات بھی

عطا ہو گئے۔ سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین سوائی کا موروثی خطاب بھی ملا۔ سنہ ۱۸۸۵ء مین فوجداری کے اعلےٰ اختیارات مرحمت ہوئے۔ آپ نے ریاست کو قرضہ سے سبکدوش کیا۔ ریاست مین متعدد مدارس۔ شفاخانے قائم کئے سڑکین بنوائین۔ باغات لگائے۔ قحط سالی مین رعایا کی پرورش کی۔ اس خوش نظمی کے صلہ مین کے سی آئی ای کا خطاب پایا۔ اس وقت آپ کو چار فرزند ہین۔ رقبہ (۲۰۸۰) مربع میل۔ آبادی (۷۸۲۰۰) محاصل (۲۲۵۰۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

پنّا

ہز ہائنس مہاراجہ مہندر سوائی جدوندرا سنگھ بہادر

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ راجپوت اور اودے جیت پسر دوم رودر پرتاب بانی ریاست اورچھہ کی نسل سے ہین۔ اودے جیت کے پوتے چمپت رائے خودمختار رئیس تھے۔ اون کے بیٹے چھتر سال نے شمالی اور شرقی ملک بندیلکھنڈ مین وسیع ریاست حاصل کی۔ اون کے بڑے بیٹے ہردی ساہ فرمانروائے پنا ہوئے۔ دوسرے بیٹے خاندانہائے راجگڈہ۔ چرکھاری۔ بجاور اور سریلہ کے مورث اعلےٰ تھے تیسرے بیٹے والی ریاست جگنی۔ اور چوتھے بیٹے فرمانروایان جاسو کے بزرگ تھے۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو راجہ کشور سنگھ اس ریاست کے فرمانروا تھے۔ انہون نے سنہ ۱۸۰۷ء مین سند ریاست حاصل کی سنہ ۱۸۳۴ء مین انہون نے قضا کی۔ اون کے لڑکے راجہ ہربنس رائے (جو اپنے والد کے زمانہ سے حکمران تھے) جانشین ہوئے انہون نے سنہ ۱۸۴۹ء مین لاولد انتقال کیا۔ اون کے بھائی راجہ نرپت سنگھ مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد مین ستی کی رسم ممنوع ہوئی۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت اور سنہ ۱۸۶۹ء مین مہندر کا خطاب عطا ہوا۔ اور یہ خطاب

۱۸۷۵ء مین موروثی ہوگیا۔ انہون نے جون ۱۸۸۰ء مین وفات پائی۔ اون کے فرزند مہاراجہ پرتاپ سنگہ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے لاولد قضا کی۔ اون کے بھائی مہاراجہ لوکھان سنگہ سریر آرا ہوئے۔ اون کے مرنے پر مہاراجہ مادہو سنگہ مسند نشین ہوئے۔ مگر اپنے چچا راجہ راؤ کہان سنگہ کی زہر خورانی کی علت مین معزول ہوئے۔ اور اونکی جگہ راؤ راجہ کہان سنگہ کے فرزند اکبر مہاراجہ چندرا سنگہ جانشین ہوئے۔ رقبہ (۲۴۹۲) مربع میل آبادی (۲ لاکہہ) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

راجگڈہ

ہزہائینس راجہ راوت بنے سنگہ بہادر

ہزہائینس اودت راجپوت خاندان سے تعلق رکہتے ہین۔ اور مشہور راجہ بہوج اور بکرماجیت کی اولاد مین ہین۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین ملک اودت واڑہ کو جس مین ریاست ہائے راجگڈہ اور نرسنگگڈہ شامل ہین اودت راجپوتون نے فتح کیا تھا۔ سنہ ۱۴۴۸ء مین والی اودت واڑہ نے خطاب راوت حاصل کیا۔ سنہ ۱۶۸۱ء مین حکمران راوت کے بیٹے نے جو اوسکے دیوان اور وزیر اعظم تھے۔ ریاست کو دو حصون مین تقسیم کرالیا۔ چنانچہ دیوان ریاست نرسنگڈہ کے مالک ہوئے۔ جو اوسوقت سے ایک جداگانہ ریاست ہے۔ جب مرہٹون نے ملک مالوہ فتح کیا تو راجگڈہ گوالیار کی باجگذار ہوئی۔ اور نرسنگڈہ اندور کے تحت مین آئی۔ سنہ ۱۸۱۸ء مین راوت نول سنگہ راجگڈہ پر حکمران تھے۔ جب وسط ہند پر گورمنٹ کا تسلط ہوا تو اس ریاست سے ایک عہد نامہ ہوگیا۔ نول سنگہ نے سنہ ۱۸۳۱ء مین لاولد قضا کی۔ اون کے بہتیجے راوت موتی سنگہ جانشین ہوئے جنہون نے سنہ ۱۸۷۱ء مین مذہب اسلام قبول کیا۔ اور باجازت گورمنٹ نواب کا خطاب اور عبد الواسع خان

نام اختیار کیا۔ سنہ ۱۸۸۳ء مین اون سکے انتقال کے بعد اون سکے بیٹے راجہ راوت مل بہادر سنگھ مسندنشین ہوئے
اونہون نے سنہ ۱۹۰۲ء مین لاولد قضا کی۔ اور راوت بنے سنگھ (راجہ حال) جو راوت موتی سنگھ کے چھوٹے بھائی
مین۔ مالک ریاست ہوئے۔ رقبہ (۸۸۰) مربع میل۔ آبادی (۸۸۳۷۶) محاصل (۳۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱
ضرب توپ مقرر ہے۔

سمتھر

ہز ہائنس مہاراجہ بیر سنگھ دیو
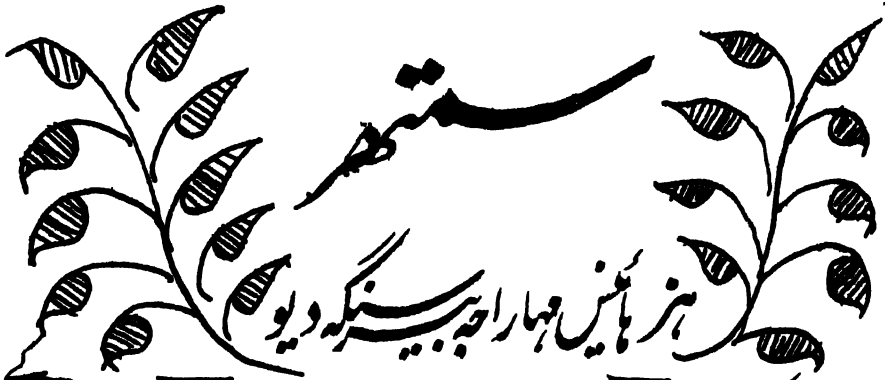
اس ریاست کے فرمانروا قوم گوجر ہین۔ اور اس خاندان کے مورث اعلےٰ نونی شاہ ریاست دتیا کے
دیوان تھے۔ اون کو دتیا سے ایک جاگیر ملی تہی۔ اور سمتھر اوس کا ایک جزو تھا۔ جب وسط ہند مین
گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو راجہ رنجیت سنگھ ثانی فرمانروا تھے۔ سنہ ۱۸۱۲ء مین عہد نامہ منعقد ہوا۔ سنہ ۱۸۲۷ء مین و انکا
انتقال ہوگیا۔ اون کے بیٹے راجہ ہندوپت مسندنشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۸ء مین دماغی امراض کے سبب سے راجہ موصوف
کی رانی صاحبہ ولیہ ریاست مقرر ہوئین۔ راجہ ہندوپت کے دو لڑکے تھے۔ راجہ چہتر سنگھ اور راجہ
ارجن سنگھ (عرف ملی بہادر) سنہ ۱۸۶۴ء مین راجہ چہتر سنگھ نے ریاست کا دعوےٰ کیا۔ اور اون کے
جانشین تسلیم کئے گئے۔ راجہ چہتر سنگھ کو خطاب مہاراجہ بطور اعزاز ذاتی مرحمت ہوا تھا۔ اون کے بعد
مہاراجہ بیر سنگھ دیو (مہاراجہ حال) ۸ جون سنہ ۱۸۹۶ء مین مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۸ نومبر
سنہ ۱۸۶۵ء ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء مین مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۷۸) مربع میل۔ آبادی (۳۳۴۷۲)
محاصل (۴۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

چرکھاری

ہز ہائینس مہاراجہ دہراج سپہدار الملک ملکھان سنگھ

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ خاندان سے تعلق رکھتے ہین - جس کی بنیاد بیر سنگھ نے تیرہوین صدی مین ڈالی تھی یہ پہلے شخص تھے - جنہون نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا - ان کی نسل سے اکثر نامور والیان ملک ہوئے مثلاً فرمانروایان اورچھہ - پنا - دتیا - اجے گڈہ - بجاور - سریلہ - جگنی - جاسو - لگھاسی - اسی نسل سے ہین فرمانروا بندیلہ مین بجے بہادر نے سب سے پہلے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا - سنہ ۱۸۱۲ء مین سند ریاست حاصل کی - راجہ کے فرزند گوبند داس نے جنکو بہ نسبت اور فرزندون کے ترجیحی حق وراثت حاصل تھا - سنہ ۱۸۲۲ء مین انتقال کیا اوس وقت راجہ نے اپنے پوتے رتن سنگھ کو (جو رنجیت سنگھ کے بیٹے تھے) انتخاب کیا - سنہ ۱۸۲۹ء مین جب راجہ نے انتقال کیا تو خاندانی تنازعات برپا ہوئے - مگر بالآخر رتن سنگھ جانشین ہوئے - اور ہمدی اقربا کے گزارے مقرر ہو گئے - راجہ رتن سنگھ نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت مدد دی - جسکے صلہ مین ۲۰ ہزار سالانہ کی جاگیر مع خلعت فاخرہ و سند تبنیت عطا ہوئی - اور موروثی سلامی نو ضرب قرار دی گئی - سنہ ۱۸۶۰ء مین انہون نے وفات پائی - اون کے بیٹے جے سنگھ دیو جانشین ہوئے - اور بوجہ نابالغی اون کی والدہ رانی بخت کنور ولیہ مقرر ہوئین سنہ ۱۸۸۰ء مین راجہ نے لاولد انتقال کیا - رانی نے ملکھان سنگھ (راجہ حال) فرزند جوجہار سنگھ کو (جو اونکے ایک رشتہ دار تھے) متبنیٰ کیا - اور ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو رسم مسند نشینی ادا ہوئی - آپ کی ولادت سنہ ۱۸۷۲ء مین ہوئی چونکہ راجہ نابالغ تھے - اس لئے جوجہار سنگھ منتظم مقرر ہوئے - آخر جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مین راجہ صاحب کو کامل اختیارات عطا ہوئے - سنہ [illegible]ء مین گورنمنٹ نے سپہدار الملک کا خطاب تسلیم کیا - رقبہ (۷۰۳) مربع میل آباد

(۴۷۹۵) محاصل (۲ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

سیلانہ

ہز ہائینس راجہ دولہ سنگھ

آپ راجہ جے سنگھ کے سلسلہ سے جو راجہ مان سنگھ والی رتلام کے چھوٹے بھائی تھے مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین ۱۶۳۱ء مین راجہ رتن سنگھ نے جو شاہی خاندان جودھپور کے ایک رکن تھے مغل جہان سے راجہ کا خطاب اور ریاست رتلام حاصل کی۔ جس مین اوسوقت ریاست ہائے سیلانہ اور سیتا مئو بھی شامل تھین۔ جب راجہ کیسری سنگھ والی رتلام نے ۱۷۰۹ء مین انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے مان سنگھ راجہ رتلام اور اون کے چھوٹے بیٹے جے سنگھ راجہ سیلانہ ہوئے۔ جے سنگھ کی اولاد سندھیا کی باجگزار ہوگئی مگر بعد مین گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ الغرض راجہ دولہ سنگھ ۱۸۵۰ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۱ء مین ہے۔ رقبہ (۵۰۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۷۳۱) محاصل (۱۲۱۴۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

گونڈل

ہز ہائینس بھگوت سنگھ جی جی سی آئی ای ایم ڈی ایف آر سی پی ای بی ایل ایل ڈی سی ایل

گونڈل ایک اول درجہ کی دیسی ریاست ہے۔ جو مغربی ہند مین سوراشٹر کے عین وسط مین واقع ہے۔ ہز ہائینس

سر بھگوت سنگھ جی (موجودہ فرمانروا) جاریجہ راجپوت ہین - اور اس وجہ سے اوس چندربنسی خاندان سے
تعلق ہے - جس کی بنیاد سری کرشن جی نے ڈالی تھی - خاندان گونڈل کے بانی کمبھو جی اول تھے - جنھون نے
اپنے بھائی صاحب جی سردار راجکوٹ سے اپنے موروثی علاقہ کا ایک حصہ ترکہ مین پایا - اور لیاقت وقابلیت
سے علاقہ کو بے انتہا وسعت دی) - موجودہ ٹھاکر صاحب اون کی بارہوین پشت مین ہین - ٹھاکر صاحب کی
عمر صرف چار برس کی تھی جب اون کے والد ٹھاکر سگرام جی نے انتقال کیا - چنانچہ آپ کی ولادت ۲۴ اکتوبر
سنہ ۱۸۶۵ع اور مسند نشینی ۴ ار دسمبر سنہ ۱۸۶۹ع ہے - ہز ہائنس کو ابتدا سے تحصیل علم کا بے انتہا شوق تھا - ۹ برس کی
عمر مین آپ راجکمار کالج مین داخل ہوئے - اور تعلیم کا سلسلہ پورے ۹ برس جاری رہا - آپ نے ہمیشہ درجہ مین
سربرآوردہ اور سالانہ انعام پاتے رہے - علم انگریزی مین اچھا ملکہ حاصل کیا - اسکے بعد آپ انگلستان گئے
اور تقریباً چار مہینے انگلستان و اسکاٹلنڈ مین رہے - کچھ دنون براعظم کی بھی سیر کی - اس اثنا مین - پیرس
بروسلس - ہمبرگ - لیوسرن - سوئزرلینڈ - وینس - فلورنس - روم - نیپلس - وغیرہ کی سیاحت کی - اور ۱۳ ار نومبر
سنہ ۱۸۸۳ع کو برنڈزی کی راہ ہندوستان آئے - اور ایک سفرنامہ اپنے تجربات و مشاہدات کا قلمبند فرمایا
اور انگریزون کے عادات رسم و رواج سے معقول واقفیت حاصل کی - ۲۵ ار اگست سنہ ۱۸۸۴ع کو اپنی ریاست کا
پورا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا - اسی سال بمبئی مین یونیورسٹی کے فیلو نامزد ہوئے - سنہ ۱۸۸۶ع کے
اوائل مین مکرر اسکاٹلنڈ کو تشریف لے گئے - اور اڈنبرا یونیورسٹی مین بحیثیت طالبعلم کے پندرہ مہینے تک
سائنس کی تعلیم پائی - اور اسکاٹش یونیورسٹی نے آپ کو ایل ایل ڈی - کی امتیازی ڈگری عطا کی - ہز ہائنس
ملکہ معظمہ کی جوبلی کی تقریبات مین بطور اوس ڈیپوٹیشن کے ممبر کے ولایت مین موجود تھے - جو کاٹھیاواڑ
کے سردارون کے جانب سے انگلستان کو بھیجا گیا تھا - اس موقع پر آپ نے ہز مجسٹی کے ہاتھ سے نائٹ کمانڈر آف
دی موسٹ ایمی نینٹ آرڈر آف دی انڈین امپائر کا تمغہ حاصل کیا - پھر ۱۳ ار اگست سنہ ۱۸۸۸ع کو ہندوستان
واپس آئے - اسی سال قیصرہ وکٹوریہ نے ازراہ خوشنودی گونڈل کو بصلۂ حسن انتظام درجۂ اول کی ریاست قرار دیا

اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی کا اعلان دیا۔ ۱۸۹۰ء مین اپنی رانی صاحبہ کی صحت کی غرض سے ولایت تشریف لے گئے۔ اور دو برس قیام کرنا پڑا۔ رانی صاحبہ کی صحت مین نمایان ترقی ہوئی۔ اور اس عرصہ مین آپنے بحیثیت ایک مستعد طالب العلم کے اڈنبرا یونیورسٹی مین شریک رہے۔ اور تمام نصاب پڑہا۔ پہلے ایم بی اور سی۔ ایم کے امتحانات پاس کئے۔ اسکے بعد ایم ڈی کا درجہ حاصل کیا۔ اور اڈنبرا کے رایل کالج اطبا کی ممبری کا امتحان بھی پاس کیا۔ اب آپ اوس کے فیلو ہین۔ جون ۱۸۹۲ء مین یونیورسٹی آف آکسفورڈ نے اپنی سالگرہ کے موقع پر آپ کو ڈی۔سی۔ایل (ڈاکٹر آف سول لاز) کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ اسکے بعد آپ ۱۸۹۳ء کے آغاز مین۔ امریکہ۔ جاپان۔ چین۔ آسٹریلیا۔ لنکا ہوتے ہوئے ہندوستان آئے رانی صاحبہ کو بھی قیصرہ مرحومہ نے کرون آف انڈیا کی ممبری عطا فرمائی۔ آپنے ایک کتاب ہسٹری آف دی آرین میڈیکل سائنس تصنیف کی۔ جوبلی کے موقع پر آپ کو ہر مجسٹی کوئین کے ہاتہہ سے۔ جی۔سی۔آئی۔ای کا اعلیٰ تمغہ حاصل ہوا۔ آپنے اپنی ریاست مین ایک گردآور ڈاکٹر کا عہدہ قایم کیا ہے جو گاؤن والون کو (جو بڑے شہرون سے دور رہتے ہین) طبی امداد پہونچاتا ہے۔ آپنے اپنی عقلمندی سے بہت بڑا سرمایہ بہاؤنگر۔ گونڈل اور گونڈل۔ پوربندر کے ریلون کے تعمیر مین لگا رکھا ہے۔ اور ریاست مین بہت کچہ اصلاحین فرمائی ہین۔ اور ہمیشہ توفیر آمدنی ورفاہ عام کی کوشش وتجویز مین رہتے ہین۔ آپ کو بوڈاپسٹ کی آٹھوین انٹرنیشنل کانگرس آف ہیجین اور ڈیموگرافی کی منتظم کمیٹی نے ایک مفید شاخ کا آنریری پریسیڈنٹ مقرر کیا تھا۔ آپ انڈین میڈیکل اسوسی ایشن کے وائس پریسیڈنٹ بھی ہین۔ آپ کو چار بیٹے اور بیٹیان ہین ولیعہد بہوجراج (جو ۱۴ سالہ ہین) ولایت مین تعلیم حاصل کر رہے ہین۔ رقبہ (اور) آبادی کی تعداد معلوم نہوئی محاصل (۸۸۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے

نوانگر

ہز ہائینس جام سری جسونت سنگہ جی

آپ جاریجہ راجپوت اور اوس خاندان سے تعلق رکہتے ہین - جس مین والیان ریاست کچہ - دہرول گونڈل - راجکوٹ وغیرہ ہین - جام راول نے جو اوس زمانہ کے جام کچہ کے بڑے بہائی تہے کچہ سے آکر سنہ ۱۵۴۲ء مین نوانگر کی بنیاد ڈالی سنہ ۱۸۰۸ء مین گورنمنٹ سے اول معاہدہ ہوا - اوس زمانہ مین جام جساجی حکمران تہے - اونہون نے سنہ ۱۸۱۴ء مین انتقال کیا - اون کو کوئی اولاد نرینہ نہ تہی اونہون نے جام وبہاجی سابق فرمانروائے ریاست نوانگر کے والد جام رنمل جی کو متبنے کیا - جام رنمل جی کی وفات پر جام وبہاجی مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۵۲ء مین مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۷۹ء مین اونہون نے کنور رنجیت سنگہ کو جو ولایت مین کرکٹ بازی مین یکتا اور فرد سمجہے جاتے ہین بہ منظوری گورنمنٹ متبنے کیا - مگر سنہ ۱۸۸۲ء مین جام جسونت سنگہ (راجۂ حال) پیدا ہوئے - اور گورنمنٹ نے اون کو وارث ریاست قرار دیا - جام وبہاجی کے وفات پر جسونت سنگہ مسند نشین ہوئے - آپ کی ولادت سنہ ۱۸۸۲ء ہے - رقبہ (۳۷۹۱) مربع میل - آبادی - (۳ لاکہ) آمدنی (۲۴ لاکہ) روپیہ ہے - آپ گورنمنٹ کو (۵۰۳۱۲) روپیہ - گیکواڑ بڑودہ کو (۴۲۹۶۴) روپیہ اور جوناگڑہ کو (۷۵۰۴) سالانہ خراج دیتے ہین - سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -
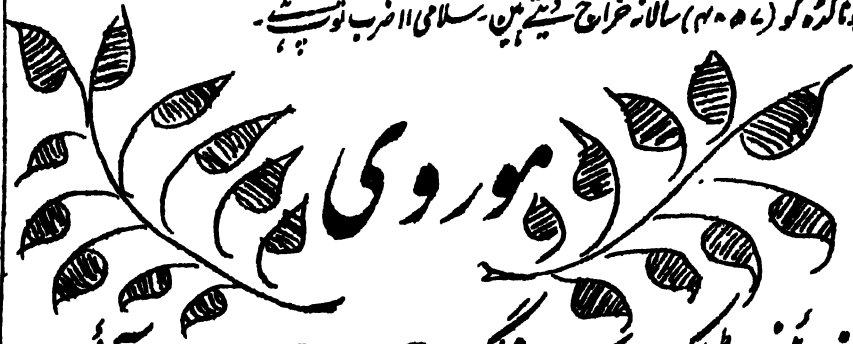
موروی

ہز ہائنس ٹہاکر صاحب سر واگہ جی راواجی - جی - سی - آئی - ای

آپ جاریجہ راجپوت اور اوس خاندان سے تعلق رکہتے ہین جس مین راؤ صاحب کچہ - جام نوانگر ہین مگر آپ کا نسب اوس قوم کی بڑی شاخ سے ملتا ہے - علاوہ اس ریاست کے آپ علاقہ امروی واقع کچہ کے جاگیردار بہی ہین - ایک مشہور بندرگاہ موسومہ جنگی آپ کی جاگیر مین واقع ہے - جوبلی ملکۂ معظمہ کی تقریب مین

آپ اپنی خاندان پرمار یا دیوجی کی نسل میں ہیں۔ جو تیرہویں صدی میں اپنے والد کیسر دیو کی ہلاکت پر جو والی سندھ کے ساتھ ایک جنگ میں واقع ہوئی تھی واقع گجرات کے فرمانروا کرن سولنکی کے دربار میں چلے آئے راجہ کرن نے ان کی خدمات کے صلہ میں ان کو اٹھارہ سو مواضع عطا کئے۔ جو بعد کو ریاست جہالاوار کے نام سے مشہور ہوئے۔ دارالریاست جو پہلے پاٹڈی میں تھا ۱۷۰۸ء میں دہرنگدرہ کو منتقل ہوا۔ کرنل واکر کے بندوبست کے زمانہ میں امر سنگھ جی دہرنگدرہ کے رئیس تھے۔ انہوں نے ۱۸۴۳ء میں قضا کی۔ اون کے بیٹے رنمل سنگھ جی جانشین ہوئے۔ کے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب حاصل کیا۔ اور ۱۸۶۵ء میں قضا کی۔ اون کے فرزند مہاراجہ مان سنگھ جی تخت پر بیٹھے۔ ان کو بھی کے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۵ ضرب ذاتی سلامی قرار پائی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے پوتے مہاراجہ سری اجیت سنگھ جی (مہاراجہ حال) یکم دسمبر ۱۹۰۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸ جنوری ۱۸۷۲ء ہے۔ آپنے علاوہ انگریزی تعلیم کے فوجی تعلیم بھی اعلے پیمانہ پر حاصل کی ہے۔ تمام ہندوستان کی بھی آپنے سیر فرمائی ہے۔ آٹھ صاحبزادے ہیں۔ رقبہ (۱۱۶۷) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ روپیہ سے نو لاکھ روپیہ تک ہے) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

راج پیپلا

ہز ہائنس مہارانا سری چہتر سنگھ جی

آپ گہیل راجپوت ہیں۔ یہ خاندان راجہ سالباہن کی نسل میں ہے ۱۴۰۰ء میں چہوکا رانا فرزند سیاوت راجہ اوجین اپنے والد سے کسی بات پر آزردہ ہوکر راجدہانی سے نکل آئے۔ اور مقام پیپلا میں آکر قیام کیا

اور ایک جدید راج کی بنیاد ڈالی - اون کی اکلوتی لڑکی کی شادی جزیرہ ڈیریم واقع کھمبایت کے ایک
گوہیل راجپوت لکھی راج سے ہوئی - اس ازدواج سے دو لڑکے ہوئے - ایک ڈونگر جی بانی ریاست
بھاؤنگر دوسرے جیسر سنگھ جی جو بانی راج پیپلا کے بعد فرمانروا ہوئے - انہین کی اولاد سے اس راج
تک رانا اور مہارانا ہوتے چلے آئے ہین اور اوس وقت سے آجتک وہی خاندان فرمانروا ہے - یہ ریاست
زمانۂ اکبر اعظم مین سلطنت دہلی کی خراج گزار تھی - سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد یہ ریاست فرمانروایان
گیکواڑ کی معاون اور خراجگزار ہوئی - سنہ ۱۸۱۳ء سے گورنمنٹ کے ساتھہ تعلقات پیدا ہوئے - اور مہارانا نے
گورنمنٹ کی توسط سے گیکواڑ کو ۶۵ ہزار روپیہ خراج دینا منظور کیا - سنہ ۱۸۲۱ء مین گورنمنٹ نے مہارانا
ویری سال جی کو مسند نشین کیا - سنہ ۱۸۶۰ء مین اون کا انتقال ہوا - اون کے فرزند مہارانا گمبھیر سنگھ تخت پر بیٹھے
اون کی وفات پر مہارانا سری چھتر سنگھ (مہارانا حال) ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کو سریر آرا ہوئے - آپکی ولادت
سنہ ۱۸۶۲ء ہے - رقبہ (۱۶۰۰) مربع میل - آبادی (۱۱۷۱۷۵) محاصل تقریباً (۸ لاکھہ) روپیہ - سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے

پوربندر

ہزہائینس رانا سری بھاؤ سنگھ مادھو سنگھ جی
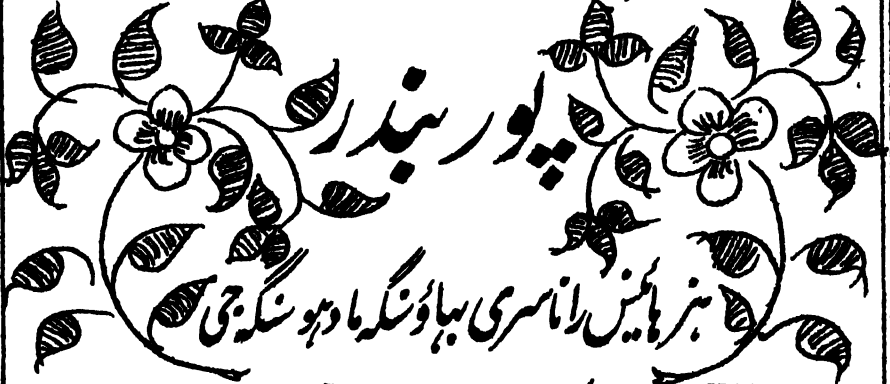
والی ریاست جیٹھوا راجپوت ہین - آپکا سلسلۂ نسب سری ہنومان جی سے ملتا ہے - اس خاندان مین پانچہزار
ستر برس کی صحیح تاریخ موجود ہے - سنہ ۱۸۰۸ء مین یہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی - اور معاہدہ منعقد
ہوا - سنہ ۱۸۸۹ء مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی - ہزہائینس رانا سری بھاؤ سنگھ جی ایک روشن ضمیر اور بلند خیال
رئیس ہین - آپکے عہد مین ریاست بہت کچھہ ترقی پائی ہے - رقبہ (۶۳۶) مربع میل - آبادی (۸۵۰۰۰)

محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سے زیادہ ہے۔ جس مین ۲۱ ہزار بطور خراج گورنمنٹ کو اور ۷ ہزار ایک سو چھیانوے روپیہ گیکواڑ بڑودہ کو اور پانچہزار ایک سو چھ روپیہ جوناگڈہ کو دینا پڑتا ہے۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

پڈوکوٹہ

ہزہائینس راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈمین بہادر

ہزہائینس ایک قدیم کلر خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جن کے مورث زمانہ نامعلوم سے ٹونڈمین راجہ کے خطاب سے ممتاز اور پڈوکوٹہ کے فرمانروا تھے۔ سنہ ۱۷۵۲ء مین محاصرہ ترچناپلی کے وقت گورنمنٹ سے اس ریاست کے معاہدہ ہوا۔ اسکے بعد انہون نے حیدر علی کے جنگون مین گورنمنٹ کی بڑی رفاقت کی۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین اس خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے قلعہ وضلع کیلانیلی واقع جنوبی تنجور عطا کیا۔ اس کی آمدنی ۳۰ ہزار سالانہ ہے عطیہ کے شرط مین ایک ہاتھی کا نذرانہ داخل ہے۔ مگر اسپر کبھی زور نہین دیا گیا۔ سنہ ۱۸۳۶ء مین وہ باقاعدہ طریق سے معاف کردیا گیا۔ اور یہ ریاست خراج سے بھی معاف ہے۔ سنہ ۱۸۰۷ء مین راجہ وجے رگھوناتھ درلاسے ٹونڈمان کی اون کے بڑے فرزند راجہ وجے رگھوناتھ رائے ٹونڈمین بہادر جانشین ہوئے۔ انہون نے سنہ ۱۸۲۵ء مین انتقال کیا۔ اون کے چھوٹے بھائی راجہ رگھناتھ ٹونڈمین وارث ہوئے۔ ان کی وفات سنہ ۱۸۳۹ء مین ہوئی ان کے بیٹے راجہ ٹونڈمین مسندنشین ہوئے۔ جب سنہ ۱۸۸۶ء مین ان کا انتقال ہوا تو راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈمین (راجہ صاحب حال) ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء کو سریر آرا ہوئے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۸۷۵ء ہے۔ رقبہ (۱۳۸۰) مربع میل آبادی۔ (۳،۷۳،۰۰۰) آمدنی (۷ لاکھ) روپیہ۔ فوجی قوت (۱۳۶) پیدل۔ (۱۶) سوار (۶) توپین (۵) گولنداز سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

منی پور آسام

ہز ہائینس راجہ چورا چند

آپ ایک چہتری خاندان سے تعلق رکہتے ہین۔ اور راجہ چورا سے رومبا کی اولاد مین ہین۔ جنہون نے اس ریاست کو اوائل اٹھارہوین صدی مین حاصل کیا تہا سنہ ۱۷۱۴ء مین راجہ چورا کے رومبا کے بیٹے منی راجہ غریب نواز کے لقب سے والی منی پور ہوئے۔ انہون نے ملک برہما پر کئی حملے کئے جن مین انہین نمایان کامیابی حاصل ہوئی۔ اون کے پوتے راجہ جے سنگہ کے زمانہ مین برہمنون نے منی پور پر حملہ کیا اوس وقت اون راجہ نے گورمنٹ سے مدد طلب کی۔ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۷۶۲ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ ہوا۔ اور گورمنٹ نے فوجی امداد دی سنہ ۱۸۲۴ء مین گمبہیر سنگہ کے زمانہ مین برہمی پہر منی پور پر حملہ آور ہوئے اور ملک کو تاراج کردیا۔ مگر برٹش فوج کی مدد سے نکال دئیے گئے۔ اور سنہ ۱۸۲۶ء مین جب صلح ہوگئی تو گمبہیر سنگہ نے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی۔ اور وادی کیبو کو اپنے مقبوضات مین شامل کیا۔ مگر یہ حصہ سنہ ۱۸۳۴ء مین اہل برہما کو واپس دیدیا گیا۔ اوسی سال گمبہیر سنگہ نے انتقال کیا۔ اور اون کے نابالغ بیٹے چندر کرتی سنگہ جانشین ہوئے۔ ان کے زمانہ مین خانگی جہگڑون اور ملکی فسادات مین بہت ترقی رہی۔ جس سے ریاست کو سخت نقصان پہونچا۔ اون کے بعد بہت سے ناقابل برداشت واقعات پیش آئے۔ گورمنٹ نے مجبور ہوکر سنہ ۱۸۹۰ء مین اون جہگڑون کی بیخکنی کا قصد کرلیا۔ پہلی کوشش مین ناکامی ہوی۔ اوس مین بہت سے فوج اور اعلے حکام مقتول ہوئے۔ مگر دوسری مرتبہ بلوائیون اور قاتلون کو بہت سزائین دی گئین۔ اور مہاراجہ سور چندر سنگہ معزول ہوئے۔ اور ہز ہائینس راجہ چورا چند (راجہ حال) ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو مسند

نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۶ء ہے۔ گدی نشینی کے وقت آپ بہت صغیر سن تھے۔ اِس ریاست مین گیارہ توپون کی سلامی موروثی ہے۔ اور اولاد اکبر کو گدی ملتی ہے۔ رقبہ (۷ ہزار اور ۸ ہزار مربع میل کے درمیان ہے) مردم شماری کے کاغذات زمانۂ غدر مین نیست و نابود ہو گئے۔ ۱۸۸۱ء مین ریاست کی آبادی (۲۲۱۰۷۰) محاصل (۵۰۰۰۰) روپیہ ہے۔

کروندیا کالاہانڈی

راجہ صاحب کروند

آپ کی عمر ابھی صرف پانچسال کی ہے۔ آپ ایک قدیم ناگ بنسی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو مادری جانب کروند کے اصلی گنگا بنسی اور پدری جانب بستر نگڈہ واقع چھوٹا ناگپور کے راجگان کی نسل سے ہین۔ سابق راجہ اودت پرتاب دیو کو اون کی عمدہ خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے نو ضرب توپ کی سلامی مقرر کی تھی۔ جو آپ کو بھی حاصل ہے۔ آپ سے پہلے راجہ رگھو کیشر دیو۔ راجہ اودت پرتاب دیو کے متبنی تھے۔ اونہون نے جبلپور راجکمار کالج مین تعلیم پائی تھی۔ رقبہ (۳۷۴۵) مربع میل۔ آبادی تین لاکھ سے زیادہ) آمدنی تقریباً سوا لاکھ روپیہ ہے۔ سند تبنیت بھی حاصل ہے۔

کھلیجی پور

راؤ راجہ سری بھوانی سنگھ جی بہادر

یہ خاندان اگنی بنس چوہان ہے۔ بانی خاندان جتیز سبج چوہان کی نسل مین راجہ کھر پربہان نے سنبھل مرادآباد کو
سے اپنا توطن موضع اجیا پوری مین منتقل کیا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی راجپال کے نام سے اجیراباد کہا
اور اوسیکو اپنا راجدہانی بنایا۔ ان کی نسل مین راجہ اودگرسین شیر شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین کھیچرپور کی
جاگیر سے سرفراز اور دیوان کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ جسکے بعد اونہون نے اسکا نام کہیچی پور رکھا جواب
کثرت استعمال سے کہچی پور ہ کے نام سے زبان زد ہے۔ ان کے پوتے راجہ کرن سنگہ نے شاہی دربار مین
رسوخ حاصل کیا۔ اور سمت ۱۲۹۶ مین مہم بنگالہ پر بہیجے گئے۔ اور کامیاب آئے دوبارہ جب گئے تو راجہ بنگالہ نے
اپنی بیٹی کے ساتہہ شادی کردی۔ اور خراج شاہی بہی اداکیا۔ چند روز کے بعد ان کا انتقال بنگالہ مین ہوگیا
دربار شاہی نے اظہار تاسف کیا۔ ان کے فرزند راجہ بہٹے سنگہ جانشین ہوئے۔ اور شہر کا کوٹ بنوایا۔ ان کی کئی
پشتون کے بعد راجہ شیر سنگہ جی خلف راجہ درجن سال نے شہر کی آبادی اور رقبہ مین ترقی دی۔ اور غدر مین
گورنمنٹ کا ساتہہ دیا۔ ان کے فرزند راجہ امر سنگہ جی سمت ۱۹۲۶ مین مسندنشین ہوئے۔ اور جدی خطاب راجہ بہادر
حاصل کیا۔ اور ریاست کے نو ضرب سلامی مین ذاتی دو ضرب کا اضافہ ہوا۔ آپ مذہب کے نہایت پابند تہے
اون کے بڑے فرزند سری بہوانی سنگہ (راجہ حال) سمت ۱۹۵۱ مین مسندنشین ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت
سمت ۱۹۲۳ ہے۔ آپ کو سنسکرت فارسی۔ گجراتی۔ انگریزی مین مہارت تامہ حاصل ہے۔ سپہگری۔ موسیقی شہسواری
مین بہی کامل دخل ہے۔ ریاست کو بہت کچہہ ترقی دی ہے۔ رقبہ (۲۷۲) مربع میل۔ آبادی (۳۱۱۲۵)
محاصل (۱۷۵۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

میہر

راجہ رگھبیر سنگہ

اس ریاست کا فرمانروا خاندان ہندو جوگی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے مورث اعلےٰ بینی حضوری جو راجہ تپاسیک کے یہان ایک ممتاز عہدہ پر مامور تھے۔ اونکو جاگیر میسر اور رئیس کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۸۰۲ء مین جب ملک بندیلکھنڈ پر گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو اوسوقت درجن سنگہ نے چہوٹے بیٹے پر سر حکومت تھے پہلی سند ۱۸۰۶ء مین اور دوسری ۱۸۱۱ء مین عطا ہوئی۔ اون کی وفات پر اون کے دو بیٹون مین ریاست تقسیم ہوئی یعنی کشن سنگہ بڑے لڑکے میہر پر اور پرگنہ دوسرے بیچے دوسرے لڑکے راکہو گدہ پر قابض ہوئے دوسرا حصہ ۱۸۵۸ء مین بوجہ بغاوت سرجو پرشاد ولد پرگنہ واپس ضبط ہو گیا۔ کشن سنگہ نے ۱۸۵۸ء مین وفات کی۔ ان کے بیٹے موہن پرشاد جانشین ہوئے۔ یہ بھی ۱۸۵۲ء مین فوت ہو گئے۔ اون کے بیٹے راجہ رگہبیر سنگہ (راجہ حال) ۱۸۵۲ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۳ء ہے۔ ۱۸۶۵ء مین آپ کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۱۸۶۹ء مین راجہ کا خطاب ملا۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو بطور اعزاز ذاتی نو ضرب کی سلامی مقرر ہوئی۔ رقبہ (۴۰۰) مربع میل آبادی (۶۳۷۰۲) محاصل (۷۴۰۰۰) روپیہ ہے۔

علی راجپور

رانا پرتاب سنگہ

ابتدائے عہد تسلط گورنمنٹ برطانیہ مین یہ ریاست مسافر مکرانی کے تحت مین تھی۔ رانا پرتاب سنگہ کے انتقال پر اون کے بھتیجے کیسری سنگہ نے پرتاب سنگہ کے بیٹے جسونت سنگہ کو جو اون کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے محروم الارث کرنا چاہا تھا۔ مگر مسافر مکرانی نے کیسری سنگہ کو پسپا کر دیا۔ اور جسونت سنگہ کے زمانہ نابالغی مین پرتاب سنگہ منتظم رہے۔ کیونکہ سابق مین بھی یہی منتظم تھے۔ ۱۷ مارچ ۱۸۶۲ء کو جسونت سنگہ نے قضا کی

اور ایک وصیت کے رو سے ریاست کو دو بیٹون مین تقسیم کیا۔ لیکن گورنمنٹ نے اس وصیت کو منظور نہین کیا
اور اون کے بڑے بیٹے گنگا دیو جانشین ہوئے۔ جب اونہون نے بھی انتقال کیا تو راناپرتاپ سنگھ
(والی حال) ۱۸۹۱ء مین سریر آرا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۱ء ہے رقبہ (۸۳۶) مربع میل۔ آبادی
(۵۰۱۵۰) محاصل (۲۰۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

ناگود

راجہ جدوبندرا سنگھ
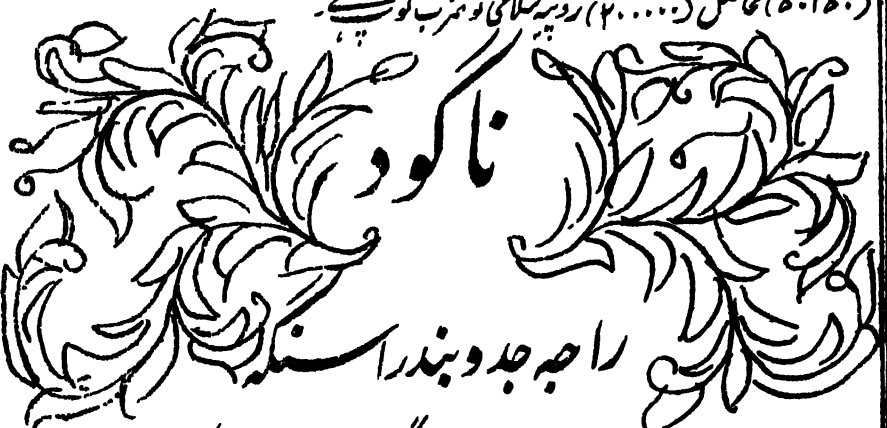
فرمانروایان ریاست پرہار راجپوت ہین۔ یہ خاندان گذشتہ نو سو برس سے حکمران ہے۔ سابق مین یہ
ریاست پنا کے ماتحت تھی۔ مگر ۱۸۰۹ء مین راجہ لال شیوراج سنگھ نے گورنمنٹ سے سند حاصل کی۔ اور ان کے بعد
اون کے بیٹے بلبھدر سنگھ ۱۸۱۸ء مین جانشین ہوئے۔ بعد ازان اون کے بیٹے رگھوبندرا سنگھ ۱۸۳۱ء مین
قایم مقام ہوئے۔ انھون نے غدر مین گورنمنٹ کی بہت خدمت کی۔ اس کے عوض گورنمنٹ نے ۱۸۵۹ء
مین جائداد منضبط بجے راگھوگڈھ سے ۱۱ مواضع عطا کئے ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی ملی جب ۱۸۷۴ء
مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند جدوبندرا سنگھ (والی حال) ۱۲ جون ۱۸۷۴ء کو مسند نشین
ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۰ دسمبر ۱۸۵۵ء ہے۔ فروری ۱۸۸۲ء مین کامل اختیارات مرحمت ہوئے
رقبہ (۵۰۱) مربع میل۔ آبادی (۶۷۰۹۲) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ منجملہ اس کے ستر ہزار جاگیرات و
معافیات مذہبی مین وضع ہوتے ہین۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

بروندھ

راجہ ٹھاکر پرشاد سنگھ

آپ گہونی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کے مورث اعلیٰ گوری چند بروندھ کے فرمانروا تھے جنھون نے سنہ ۱۸۴۹ع مین انتقال کیا۔ اون کی اولاد مین راجہ موہن سنگھ نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا اور سنہ ۱۸۰۷ع مین سند ریاست حاصل کی۔ سنہ ۱۸۲۷ع مین اونھون نے قضا کی۔ اون کے متبنےٰ بھتیجے وارث قرار پائے۔ سنہ ۱۸۶۷ع مین ان کا انتقال ہوا۔ اور راجہ چھتر پال سنگھ جانشین ہوئے۔ جب سنہ ۱۸۷۴ع مین اونکی وفات ہوئی تو راجہ رگھبر دیال سنگھ سریرآرا ہوئے۔ ان کو راجہ بہادر کا خطاب اور نو ضرب توپ کے سلامی کا اعزاز حاصل ہوا۔ دوسرے سال یہ سلامی موروثی ہوگئی۔ جولائی سنہ ۱۸۸۶ع مین انھون نے انتقال کیا۔ اور راجہ ٹھاکر پرشاد سنگھ کو راجہ حال کو گورنمنٹ نے منتخب کیا۔ جانشینی کے وقت انکی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ رقبہ (۲۱۷) مربع میل۔ آبادی (۱۵۷۲۴) آمدنی (۱۶ ہزار) روپیہ سلامی نو ضرب توپ کے

بروانی

ہز ہائنیس رانا رنجیت سنگھ

آپ سیسودیہ راجپوت اور فرمانروایان اودیپور کے رشتہ دار ہین۔ آپ کے مورث اعلیٰ نے تقریباً

چودھوین صدی مین ریاست جو دہسور سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس ریاست کے قلعون شہرون اور کارخانجات آبپاشی کے کہنڈر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام مین یہ ریاست نہایت سرسبز شاداب ہوگی۔ اٹھارہوین صدی کے ابتدا مین مرہٹون نے اس ریاست کی طاقت کو کمزور اور اوسکی وسعت مین بہت کچھ کمی کردی۔ لیکن اس ریاست کے فرمانروا سردار مالوہ کے باجگزار نہین ہوسکے سنہ ۱۸۶۰ء مین جسونت سنگہ حکمران تھے۔ انہون نے ۱۵ اگست سنہ ۱۸۶۱ء کو انتقال کیا۔ اون کے بھائی اندر جیت سنگہ مسند نشین ہوئے۔ جنکے انتقال پر رانا رنجیت سنگہ (والی حال) سریرآرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۷۸) مربع میل۔ آبادی (۷۶۱۳۶) محاصل (۸۷۰۰۰) روپیہ سالانہ نو ضرب توپ ہے۔

پالیتانہ

سر مان سنگہ جی سور سنگہ جی کے سی ایس آئی

آپ گوہیل راجپوت شہاجی کے نسل سے ہین۔ جنکو رائے جوناگڈہ ستان کی ہمشیرہ ولم کنوریہ کی شادی کی تقریب مین ماندوی کا ایک ضلع عطا کیا تھا۔ شہاجی اس ریاست کے بانی اور ٹھاکر سور سنگہ جی کے فرزند اکبر تھے سنہ ۱۸۸۵ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اور سر مان سنگہ جی (والی حال) ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۶۲ء ہے۔ آپ نے پرائیویٹ اتالیق سے تعلیم پائی ہے انگریزی مین بخوبی مہارت ہے۔ فن بیطاری اور فوٹوگرافی مین نہایت مشتاق ہین۔ ولیعہد ریاست کا نام کنور بہادر سنگہ جی ہے سنہ ۱۸۹۶ء مین آپ کو کے سی ایس آئی۔ کا خطاب عطا ہوا۔ کوہ ستر نجے جو جینیون کی رفیع و عالیشان منادر کے لئے مشہور ہے وہ اسی ریاست مین واقع ہے۔ رقبہ (۲۸۹) میل مربع

آبادی (۵۶۲۸۵) محاصل (۴ لاکھ پچتر ہزار روپیہ) ہے - سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے -

دھرول

ٹھاکر صاحب شری ہری سنگھ جی

قدیم روایت کے مطابق اس حکمران خاندان کو نسباً خاندان جام نگر سے تعلق ہے - جسکو جام اول جی برادر ہر دور جی نے آباد کیا تھا - یہ دونون نبرد آزما بھائی اوائل سولھوین صدی مین قسمت آزمائی کے لئے گھر سے باہر نکلے - اور بزور شمشیر دو ریاستین قایم کین - جنپر دونون جداگانہ طور پر حکمران ہوئے - ہر دور جی کے بعد ان کے بیٹے جسو جی جانشین ہوئے - جن کی پانچوین پشت مین کالو جی گذرے ہین - جو شجاعت و بہادری مین مشہور ہین - ۱۸۴۵ء مین جے سنگھ گدی پر بیٹھے - اون کے بعد ہری سنگھ جی (والی حال) ۱۸ نومبر ۱۸۸۶ء کو سریر آرا ہوئے - آپکی ولادت ۲۴ جون ۱۸۴۸ء ہے - آپ نے ریاست مین بہت کچھ اصلاحین کین - و ریاست مین کلاک ٹاور - زنانہ اسکول - اسپتال - تارگھر وغیرہ قایم کئے - ولیعہد کا نام کنوار دولت سنگھ جی ہے - رقبہ (۲۸۳) مربع میل - آبادی (۲۱۹۰۶) آمدنی (۱.۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے -

سونتھ

مہارانا شری زور آور سنگھ جی

آپ پنوار راجپوت ہین - آپ کا اصلی وطن اجین تھا - آپ اُس خاندان سے تعلق رکھتے ہین جن میں

راجہ بکرماجیت اول صدی مین اور راجہ بہوج والی اجین گیارہوین صدی مین پیدا ہوئے تھے۔ اس خاندان نے دسوین صدی مین اجین سے نکل کر جہالور مین سکونت اختیار کی۔ پھر تیرہوین صدی مین رانا ظالم سنگہ کے بیٹے سونتہہ نے اپنے نام سے اس ریاست کی بنیا ڈالی سنہ ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے توسل پیدا ہوا سنہ ۱۸۱۹ء مین سندہیا نے سونتہہ پر حملہ کیا تہا۔ مگر گورنمنٹ نے مداخلت کی۔ مہارانا بہون سنگہ نے سنہ ۱۸۷۲ء مین لاولد انتقال کیا۔ رانی نے حسب اجازت گورنمنٹ پرتاب سنگہ کو منتخب کیا۔ گورنمنٹ نے منظوری دی۔ ایک سال کا محاصل بطور نذرانہ تجویز ہوا۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین سند تبنیت ملی۔ اون کی وفات پر زور آور سنگہ جی (والی حال) ۳۱ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء ہے۔ رقبہ (۳۹۴) مربع میل۔ آبادی (۷۲۴۷۸) محاصل (۲ لاکھ) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

راجکوٹ

ٹھاکر لکھاجی راج باواجی
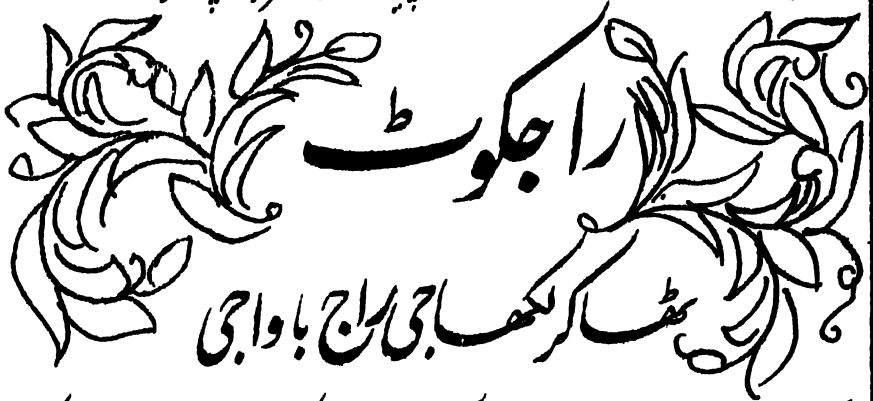
آپ جاریجہ راجپوت ہین۔ اور اپنے والد ٹھاکر صاحب باواجی کے وفات پر ۲۶ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۸۶ء ہے۔ گورنمنٹ نے سند تبنیت بھی عطا کی ہے۔ آپ کا دار الریاست اکثر شہزادگان مغربی ہندوستان کی تعلیم گاہ ہے۔ کیونکہ راجکوٹ مین راجکمار کالج ہے۔ اور اسی کالج مین آپ نے بھی تعلیم پائی ہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین آپ نے راجکوٹ کے سول اسٹیشن کے لئے ایک تالاب تعمیر کیا ہے۔ جسکے معاوضہ مین کاٹہیاوار ایجنسی سے آپکو پانچسو روپیہ ملتے ہین۔ رقبہ (۲۸۱) مربع میل آبادی (۷۵۰۰۰) محاصل (۲ لاکھ) روپیہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو (۱۸۹۹۱) روپیہ اور نواب جوناگدہ کو

(۲۳۳۰) روپیہ سالانہ خراج دیا جاتا ہے سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

لمڑی

ٹھاکر صاحب جسونت سنگہ جی کی سی آئی ای

آپ راجپوتون کے فرقۂ جہالا سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب منگو جی خلف ثانی ہرپال دیو سے ملتا ہے جنھون نے دسوین صدی کے آغاز مین پتیادی مین حکومت کی تھی۔ منگو جی نے جمبو کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اور خاندان لمڑی کی بنیاد ڈالی۔ سر جسونت سنگہ جی۔ (والی حال) منگو جی کے چوبیسوین پشت مین ہین۔ جب آپ تین برس کے تھے تو آپ کے والد نے ۱۸۶۲ء مین قضا کی۔ اور آپکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست کا انتظام گورنمنٹ نے انجام دیا۔ انگریزی سنسکرت۔ فارسی۔ وغیرہ مین آپ نے بخوبی مہارت حاصل کی ہے۔ آپ یکم اگست ۱۸۷۷ء کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ مئی ۱۸۵۹ء ہے پرنس آف ویلز نے آپ کو ایک موقع پر تقرری تمغہ عطا کیا۔ اور فرمایا کہ "مین ان نوجوان مہاراجہ کو کبھی نہ بہولون گا" ۱۸۸۶ء مین آپ نے انگلستان کا بھی سفر فرمایا۔ اور ہز امپریل مجسٹی امپرس جرمنی سے ملاقات کی ۱۸۹۲ء مین مجلس واضعان آئین و قوانین کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور ۱۸۹۷ء مین جوبلی اول کے موقع پر آپ بھی منجملہ ان تین رئیسون کے جو روسائے کاٹھیاوار کے قائم مقام بنکر انگلستان گئے تھی تشریف لیگئے تو علیا حضرت نے آپکو باریابی کا شرف بخشا۔ اور اپنے دست مبارک سے کے سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ عطا کیا۔ اور اپنی ایک شبیہ خاص بھی مرحمت کی۔ اس سفر مین آپنے اسکاٹلینڈ آئرلینڈ و ممالک متحدہ امریکہ کی بھی سیر فرمائی۔ سیم فرانسسکو واشنگٹن۔ نیویارک۔ بوسٹن۔ شکاگو۔ نیاگرا ہوتے ہوئے